دفتر آفتاب شجاعت

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

جلد دوم

باب اول

مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ

سنہ ۱۹۰۵ء

فہرست نفس کتاب دفتر آفتاب شجاعت جلد دوم

۹۶۶

۹۹۵

فہرست کتب

اطلاع — اس مطبع میں جو شائق کو چھاپہ خانے کے ہیں قیمت بھی ارزاں ... آردو ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلم لکھ حمد خلاق دو عالم
کیا پیدا زمین و آسمان کو
بلند و پست سب اُس نے بنایا
دکھایا رنگ نیرنگ جہان کا
کسی کو عشق کی لذت عطا کی
بنایا صورت آئینہ حیران
نہ غافل ہو نہ ہو فرزانہ باقی

کہ جس کے نور کا پرتو ہے آدم
مہ و خورشید و سایہ کو فلک دار
عدم سے عالم ہستی مین لایا
دیا سامان تماشا تا کسی کو
مزہ دیتی رہی اندوہنا کی
چھپا کے سیکڑون جلوے دکھائے
فقط عالم مین ہے افسانہ باقی

بنایا جس نے یہ دو جہان کو
سنوارا یا سبھے قدم انداز رفتار
کیا پیدا انشان ہے نشان
بنایا اک ویرانہ کسی کو
دکھائے جلوہ ہے حسن خوبان
تماشا مین تصویر کیا کیا بنائے

جمیع حمد فقط ہین واسطے اُس خداے پاک کے کہ جس نے ایک لفظ کن سے زمین و آسمان شجر و حجر وغیرہ کو پیدا کیا اور بشر کو اشرف مخلوقات گردان کر اُسکو طاقت گویائی عطا فرمائی چشم بصیرت مرحمت کی کہ جس سے اُسکی تمام صنائع و بدائع مشاہدہ کر اور عجائبات نیرنگیہ و طلسمات ہزار رنگ و غیرمجات گوناگون و نادرات بوقلمون کو اپنی نگاہ عبرت سے دیکھ کر اُسکے خالق یکتا و خداے برحق ہونے کی شہادت دے اور گوش عطا کیے کہ جس سے اُسکے اوصاف و وحدانیت و عدل و انصاف سنے اور جو احکام کہ اُس نے نسبت امر و نہی کے فرمائے ہین اُنپر عمل کرے اور زبان مرحمت فرمائی کہ جس سے اُسکے نعمات جو کہ اُس نے خلق فرمائے ہین اُنکے ذائقے سے آگاہ ہو اور ہماری نعمات کا شکریہ ادا کرے ماسوا اسکے انبیا و اوصیا و علماے دین کو خلق فرما کر دنیا مین کافرون کی ہدایت انھین حکم فرمایا لاریب پروردگار عالم لایزال ہے قدرت نمائی مین بے مثال ہو کر شے جب تماشا ہوا فرمایا کہ باوجود ان سب نعمات کے پیدا کرنے کے بندے سے راہ ضلالت کو ترک نہین کرتے اور باوصف کیسے کیسے نبی ہین نے خلق فرمائے اور اُنھون نے اپنی عمر اُنکی ہدایت مین صرف کی اور سیری خوشنودی کے

بحمد خدا ہی یہ خوب نامہ ہوا ہی	جو کہ سے فرق اونین کا فسانہ ہی	کہ وہ علم حسد اکا منکر ہی	
دوست کا ہم کے قلعہ شکن ہی	دشمن انکا حسد اکا دشمن ہو		

سبب تالیف کتاب

ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ بعد تالیف کرنے نوشیروان نامہ و دیگر دفاتر کے یہ خاکسار ذرہ بے مقدار
عبد گنہگار خائق کونین شیخ تصدق حسین بیکار خانہ نشین تھا اُس بیکاری اور پریشانی خاطر سے اندوہگین
تھا ایک روز فضل خدا اور خوبی مقدر سے جناب معلی القاب خدا وند نعمت عالی ہمت و الا مرتبت فیض
منزلت رونق افزا سے مسند کامرانی جلوہ فرماے اریکہ قدردانی ذی عزت و خوش اقبال قدردان اہل
کمال خلیق و با مروت صاحب دولت و لیاقت نیر سپہر شوکت ماہ فلک عزت ذی قدر و ذی وقار مالک
مطبع اودہ اخبار صاحب جود و سخا بحر ذخار فیض و عطا معدن کرم و الطاف مخزن عدل و انصاف
ذی فہم خوش تدبیر بے مثل و بے نظیر فیاض زمان حاتم دوران یکتاے جہان منشی بہ درگاہ گستر عالی
ہمم و الا حشم کیوان علم فلک بارگاہ عالی جاہ یکسان ظاہر و باطن منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ
و اجلالہ نے اس ہیچمدان خاک پاے سخنوران کو طلب فرمایا اس کمترین نے کو ہر مدعا پایا جناب ممدوح
کا تو کیا ذکر ہے کہ قدر دانی مین بے مثال ہین ملازم انکے خیرخواہ و ذی کمال ہین ہر ایک اپنے کام مین ایسا
روزگار ہی ہر ایک ترقی خواہ و کارگزار و دیانتدار ہی ہر ایک منشی دفتر رشک دبیر فلک ہی ہر ایک مترجم
بوجہ ذی علم ہونے کے سہو سے بری ہین گویا ملک ہی المختصر یہ کمترین حسب الطلب جناب ممدوح
تمنا سے دلی بحضور جناب کے حاضر ہوا اور تسلیم و آداب بجا لایا جناب ممدوح نے کثرت خلق و مروت و عزت
افزائی سے حقیر کو قریب اپنے بیٹھنے کا حکم دیا یہ خاکسار آداب عرض کرکے روبرو بیٹھا جناب
نے زبان درفشان صداقت بیان سے ارشاد فرمایا کہ تو فی الحال دفتر افراسیاب شجاعت کو بابت تحقیق
بلیغ کہ خاص و عام فہم ہو اس طرح تحریر کر کہ نثر رنگین ہو اور تسلیم بھی دلچسپ ہو تازگی مضامین کا خیال رہے
تاکہ دل ناظرین کو مسرت کمال رہے عبارت اسکی نقش سے صاف و پاک ہو تاکہ ہر عوام طبع ہر ایک ذکا
و دراک ہو اس خاکسار نے انکار کرنا مناسب نہ جان کر عرض کیا کہ انشاء اللہ موافق ارشاد فیض بنیاد
یہ حقیر کاربند ہوگا یہ عرض کرکے اور جناب ممدوح الشان سے رخصت ہو کر اپنے غریب خانہ پر آیا اور کمر ہمت
مستحکم باندھکر دفتر مذکور کے تحریر کرنے مین مصروف و مشغول ہوا تا اینکہ بہ شکر خدا جلد اول دفتر مذکور
بموجب حکم آن حضور تحریر کرکے پیش و حاضر خدمت کی گو کہ وہ اس قابل نہ تھی کہ پسند ہوتی مگر میر منشی
منشی صاحب نے اپنے خلق کے سبب سے اسکو پسند فرمایا کہ جسکے سبب سے میرا دل پژمردہ مثل غنچہ گل
شگفتہ ہوا اور جرات ہوئی کہ دوسری جلد بھی تحریر کروں بس قلم اٹھا کر اور نام خدا لیکر جلد دوم لکھنا
شروع کی اس امر مشکل کو بھی خدا اپنے فضل سے آسان فرماے ناظرین کو معلوم ہو کہ اس جلد مین وہ
داستانین عجائب و غرائب و طلسمات نادرہ و نیرنجات عجیبہ تحریر و مسطر ہین کہ جب ناظرین ملاحظہ
فرمائینگے تو میرے عرض کرنے کا لطف پائینگے ناظرین نکتہ بین و درّاک طبع سے بصد التجا یہ عرض ہے کہ
اگر بمقتضاے انسان مرکب من الخطا و النسیان اس خاکسار سے اس جلد مین کہین سہو یا غلطی ہو جائے
اور ناظرین یا سامعین اُسے ملاحظہ فرمائین تو عیب پوشی سے ہاتھ نہ اٹھائین حجاب دل مین اُسکو جگہ دینا
اس احسان سے دل مولف کو شادمان کرین اور سنگ اعتراض سے سینہ دل احقر کہ بار یاب تر از آبگینہ

دنیا کی زیادہ حجاب سے ہے [illegible] عنقریب خبر گل افشان برقرار رہا [illegible]
[illegible]

آغاز داستان ظاہر ہونا حمل کا ملکہ بدر سیتمن کے اور خوف کرنا اسکی ماں کا آگاہ ہونا خورشید کا ملکہ کا اقرار کرنا کہ یہ حمل مجکو خداوند کا ہے سب کا کہنا کہ قسم کھاے تو ہم کو یقین آئے اسکا قسم کھانے پر راضی ہونا سب کا یقین کرنا بعد نو ماہ کے برجلیس کا پیدا ہونا اور اپنے کو نائب آفتاب کہنا اور اپنی پرستش کا حکم دینا سب کا بسبب غازہ سحر کے اسکو سجدہ کرنا ملکہ ثریا سیتمان کا بطن سے ملکہ بدر سیتمن کے پیدا ہونا برجلیس کی خدائی کو ترقی ہونا باقی

حالات دیگر متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

پلا ساقیا بادۂ خوش گوار
چمن میں مسرت کنان ہے ہزار
جو گرتی ہین گھر ابر سے بوندیان
کہ بیشک ہے مثل مسیحا نفس
کرون کیا مین مثل غنچہ بیان
بعینہ ہین ہم صورت چشم یار
ہے مرغوب دل قامت سرو باغ
کہ ہین خوش نما مثل پستان یار
گلون سے چمن کے ہے دلبس عیان
مجھے روز و شب بس یہی ہے خیال
دکھاؤن وہ اپنی طبیعت کا رنگ

کہ آئی ہے پھر اکبال فصل بہار
مرے دل کو ہر غنچہ مرغوب ہے
ہر اک گل ہے گلشن مین خندہ کنان
گلون کی ہے گلشن مین طرفہ بہار
دہن کا ہے دلبر کے اسپر گمان
شگفتہ ہے اس طرح یا ہین باغ
ہے مثل قد یار رعنائی دماغ
گلستان مین شجر کا ہے ایسا زنگ
کہ ہے قدرت باغبان جہان
لکھون حال برجلیس خانہ خراب
کہ جو میرے دشمن ہین ہو جائین تنگ
جو شعفتہ طبیعت مین ہون طرح خوان

شگفتہ ہین گل باغ مین بے شمار
گھٹا چھائی گلشن پہ بھی خوب ہے
ہوا سرد چلی گلشن ایسے ہی بس
کہ ہین رنگ مین مثل رخسار یار
گلون کی ہے نرگس کی طرفہ بہار
ذرا بھی نہیں دل مین لالہ کے داغ
نشان ہین درختون مین بس بوٹا نار
کہ ہے مثل سبزی کی جس سے دماغ
جو اس فصل مین دل ہے شاد اں کمال
کہ شاقی نہایت ہی ہے شیخ و شباب
ہو مین دوست میرے وہ ہو دل شاد مان

بیت سخن سازی کی سعی سازکرو
سخن را ازین خشین آغاز کرده
ز راویان خوش مقال اس داستان

عدیم المثال کے فضاے وادی قرطاس مین اشہب قلم فصاحت رقم کو جولان کر کے یون مدعا طرازی کرتے ہین کہ ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ داستان جلد اول مین یہان تک بیان ہوئی تھی کہ جب کہ ملکہ بدر سیتمن عشق مین آفتاب کے بیقرار ہو کر باغ مین گئی چونکہ اسکو بسبب عشق خورشید کے کہ جسکی اسکا باپ خورشید پرستش کرتا تھا اور آفتاب کو اپنا خدا تصور کرتا تھا ملکہ کو دوسرے نام سے نفرت تھی اور اکثر یہ گلا کم کرتی تھی کہ مین خداوند خورشید اہون پھر مین کیون اسکے بندون سے مواصلت کرون جب کبھی آفتاب عالمتاب بسبب ابر کے پوشیدہ ہوتا تھا تو بہت شکایت کرتی تھی یا حضرت آفتاب اسکو شکایت نہ دیتی تو یہ کہتی کہ کوئی بھی اپنے عاشق کو یون جلاتا ہے یہ تحریر ہو چکا ہے کہ ایک دن وہ باغ مین گئی اور یہی شکایت کرنے لگی اسیر عالم طفلی سے ایک ساحر زبردست آفتاب جادو اپنے وقت کا ساحری مین عاشق تھا ہر روز اسکو

مناکحت سے نفرت تھی مگر اب رغبت ہو گئی ہی تو تیری شادی تمام ہنری دھوم دھام سے کسی شاہزادے کے ساتھ
کر دیتے جو کہ ہماری بدنامی کا سبب نہ ہوتا تیری اس حرکت سے ہم انگشت نما مثل ہلال عید کے ہو گئے
جب اہل خاندان سنینگے تو کیا ہوگا تمام عمر کے لیے یہ کلنک کا ٹیکا ہوگا یہ کونسی بے شرمی اور بےحیائی کی
اگر کسی پر عاشق ہوئی تھی تو ہم سے کہا ہوتا ہم تیرا عقد اُسکے ساتھ کر دیتے جو کہ خرابی کا موجب نہ ہوتا
اب تو نے ننگ خاندان سے عصمت میں لگایا داغ تو نے + انوائی بہار باغ تو نے
جب ماں نے یوں برہم ہو کر کہا تو ملکہ بدر منیر چودہویں رات کے سر شرم سے جھکا کر کہا کہ اماں جان کیا
عرض کروں اگر آپ اصل اصل دریافت فرماتی ہیں تو یہ ہے کہ واقعی مرد کے نام سے مجھکو نفرت ہے
اور جو آپنے کہا ہے محض میرے اوپر بہتان اور افترا ہے میں نے ابھی تک کوئی فعل خلاف
شرع و شرافت نہیں کیا کہ جسکے باعث سے آپ کی بدنامی ہو یا آپ انگشت نما ہوں نہ میں یہ خیال کرتی
ہوں کہ کوئی حرکت ایسی کروں کہ جو بدنامی کا سبب ہوتا ہو میں نے کسی سے آشنائی کی نہ میں
کسی پر عاشق تھی نہ ہوں پھر آپ یہ کیا فرماتی ہیں میں نے کیا خلاف کیا یہ جو اُسنے کہا ملکہ کو بہت غصہ
آیا اور برہم ہو کر کہا کہ اری بےحیا ننگ خاندان ایک امر صریح ہے اُسکو تو کہتی ہے کہ میں نے کیا کیا جو تیوں
سمیت آنکھوں میں گھسی جاتی ہے آنکھ سے ملا کر یوں بات کرتی ہے تجھکو شرم نہیں آتی ہے تیری وہ مثل ہوئی
کہ اندھا سڑک پر ٹٹولے اور کہے مجھکو کوئی نہ دیکھے سراسر آنکھوں میں خاک جھونکتی ہے میں اُن ماؤں میں
ماں نہیں ہوں کہ بیٹی آشنائی کرتی پھرے اور میں پوشیدہ کر دوں اری میں بڑی ظالم ہوں یہ نہ
خیال کرنا کہ تو میری ایک لڑکی ہے میں زندہ دفن کر دونگی ایسا لاڈ نہیں گوارا کرونگی میں کہے دیتی ہوں
کہ سچ سچ بیان کر اگر بدنامی کے ساتھ تو جی اور تیرے سبب بدنامی ہوئی اور ہم انگشت نما ہوئے تو ایسی
تیری زندگی کس کام کی وہ اولاد مر جائے تو اچھا کہ جو ماں باپ کی عزت کی خواہاں ہو اور یہ پاس نہ ہو کہ ہم
یہ کیا کرتے ہیں اس صاحب اولاد سے بے صاحب اولاد ہونا اچھا ہے کہ یہ ایک ہی تو غم ہے کہ اولاد نہیں ہے
یہ تو نہیں ہے کہ کوئی یہ کہے کہ فلان کی لڑکی نے فلان کے ساتھ آشنائی کی میں یہ جانتی کہ تو زندہ رہ کر یہ ننگ
کریگی تو میں تجھکو مار ڈالتی افسوس تیرے سبب سے تمام کنبہ کی ناک کٹ گئی اری بدنصیب نہ تیرے باپ کے
خاندان میں کوئی بدوضع ہوئی نہ ہے نہ میرے خاندان میں یہ کسکا تو نے طریقہ اختیار کیا کسکا پرچھا تو ان پر پڑا
اگر تو نہ بیان کریگی تو یاد رکھ کہ میں ابھی ابھی تجھکو قتل کرا ڈالونگی اری کم بخت تجھکو یہ خیال نہ ہوا کہ یہ امر پوشیدہ
نہ ہوگا ایک نہ ایک دن ظاہر ضرور ہوگا تو سب کیا کہینگے اہل محل اپنے عزیز سب بُرا کہینگے صحبت سے پرہیز کرینگے
اور جب سب دریافت کرینگے تو میں کیا جواب دونگی اری جسکا باپ ایسا ظالم ہو اُسکی لڑکی کا یہ دیدہ
ہو اگر وہ سن پائینگے تو فوراً قتل کر ڈالینگے کبھی زندہ نہ چھوڑینگے یہ امر اُنسے پوشیدہ ہو نہیں سکتا ہے اگر
میں نے پوشیدہ بھی کیا تو اور لوگ اُنکے کان تک خبر پہونچا دینگے اُسوقت میرے لیے بھی خرابی ہے دوسرے
مجھکو یہ کب منظور ہے کہ تو ایک فعل بد خلاف شرع افت کرکے آئے اور میں اُسکو پوشیدہ کروں اپنے سر
الزام لوں تیرے ساتھ میں بھی بدنام ہوں میں خود تیرے باپ سے آج ذکر کرونگی دیکھوں کہ تو اُنکو کیا جواب
دیتی ہے تیرے ساتھ کے لوگ جو کہ تیری نگہبانی کے واسطے مقرر تھے اُنپر دیکھنا کیا ستم ہوتا ہے یہ جو کچھ ہوا ہے
یہ باغ میں جا کر ہوا ہے یہ نیا گل وہیں کا کھلا ہوا ہے یہ شگوفہ اُسی باغ کا ہے یہ دس دس پندرہ پندرہ روز باغ
میں جا کر رہنا خالی از علت نہ تھا یہی گرم ہوتا تھا اب مجھکو معلوم ہوا خیر دیکھ تو سہی کیا تیری گت کراتی ہوں آنے
دے اپنے باپ کو کیسی تجھکو سزا دلاتی ہوں خداوند کی قسم اگر وہ قتل کر ڈالینگے تب بھی میں منع نہ کروں گی

گهسنا پایا گیا ہی سچ سچ بیان کرو ورنہ ایک ایک کی ناک چوٹی کاٹ کر تمام شہر مین تشہیر کراؤنگی اُسکے بعد قتل
بھی کراؤنگی آیندہ تم کو اپنے فعل کا اختیار ہی یہ کیا امر ہی مین بھی تو سُنون کس سے اس بیسویں پیدہ نے آشنائی
کی کس سے عشق بازی ہوئی کس سے آنکھ لڑی اُنھون نے جو یہ سُنا اور ملکہ کو برہم دیکھا سب مارے
خوف کے کانپنے لگین لرزنے لگین اور عرض کرنے لگین کہ ملکہ عالم ہم سے کیا قصور ہوا ہی کہ ہم پر یہ عتاب
ہی ہم بھی تو آگاہ ہون ملکہ نے کہا کہ مین نے سب کچھ کہہ دیا اور پھر تم پر ظاہر نہ ہوا کیون چلا چلا کے باتین
کرتی ہو اس قدر کیون بنتی ہو مین ان سیدھی سادھی باتون مین نہین آنے کی اگر سچ سچ نہ کہو گی تو جو مین نے کہا ہی
اُسی کے موافق کرونگی یہ جو کہا تو جو خواصین ملکہ کے پاس کی اُس مقام پر موجود تھین وہ بھی کہنے لگین کہ جو ملکہ عالم
دریافت کرتی ہین کیون نہین بیان کرتی ہو جو امر واقع ہوا اُسکو عرض کرو کوئی تمھارے لیے خرابی نہین ہی ملکہ
یہ دریافت کرتی ہین کہ تمھاری ملکہ نے کسی سے عشق کیا ہی یہ سُنکے اُنھون نے کہا کہ واہ واہ ہم کیون کسی پر
الزام لگائین کیون کسی پر بہتان لین جو امر اصلی ہی وہ ملکہ عالم پر بھی ظاہر ہی اور بادشاہ بھی بخوبی واقف ہین
ایسا وہ امر نہین ہی جو کسی کو نہ معلوم ہو بادشاہ نے اُسکے جشن کا حکم فرمایا تھا کیا حضور سے تذکرہ نہ کیا ہوگا
اُسکے علاوہ کوئی اور امر ہو تو ہم عرض کرین ظاہر امر کا عرض کرنا کیا ضرور ہے یہ جو اُنھون نے کہا تو ملکہ نے کہا
کہ صاف طور سے بیان کرو کہ یہ کیا امر ہی جو مجھکو بھی معلوم ہی بادشاہ بھی جانتے ہین مین تو یہ جانتی ہون کہ اُسکو
مرد کے نام سے نفرت تھی کہ اُسنے کوئی پھول ایسا جو مرد کے نام کا ہو اپنے باغ مین نہ رہنے دیا پھر یہ کیا ہوا
تم لوگ چاہتی ہو کہ مین صاف صاف کہون تو سُنو یہ عمل اُسکو کسکا ہی وہ کون ایسا بے خوف تھا کہ جس نے
ایسے امر عظیم پر کمر باندھی اور ناموس شاہی مین رخنہ انداز ہوا ذرا مین بھی تو سُنون تب اُن خواصون نے
دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ اگر ہم جان کی امان پائین تو عرض کرین کہا کہ اگر صاف صاف کہہ دوگی تو تمھاری
جان تم کو بخش دیجائیگی ورنہ ضرور قتل کی جاؤگی یہ سُنکے اُنھون نے از ابتدا تا انتہا کل واقعہ بیان کیا تب
تو ملکہ نے کہا کہ تم کو خوب سبق یاد ہی خوب اُستاد نے تعلیم کیا کو سُن لو صاحبو یہ لوگ مجھ ایسے جہان دیدہ کے
ساتھ فقرہ کرتی ہین مجھکو بناتی ہین اس مکر کی بھی کوئی حد ہی صاحبو بادشاہ نے بیٹی کا عقد کیا اور ان کو شریک
کیا عقد بھی کسکے ساتھ خداوند کے ساتھ لوگو وہ بات کہو جو کہ قرین قیاس ہو عقل مین آسکے جو زمانے کا دستور
ہی وہ بات کہو کہ جسکے یقین لانے مین ایک لڑکا بھی تامل نہ کرے اگر یہ کہین کہ فلان شہریار یا وزیر کا عقد
شاہزادی کے ساتھ کر دیا تھا تو زیبا تھا نہ یہ کہ فقرہ بھی وہ فقرہ جو کہ خلاف عقل ہی اور ہے یہ ایسے کس عقل سلیم
تم سب کو دی جو کہ کبھی یقین نہ آئے معلوم ہوتا ہی کہ باہم صلاح ہوکر یہ کام ہوا ہی جو اُسنے کہا وہی تم
سب نے بھی کہا ایک بات کا بھی فرق نہ ہوا جب یہ ملکہ نے کہا تو اُنھون نے عرض کیا کہ ہم خلاف
نہین گذارش کرتے ہین بلکہ ابھی تک روز خداوند شب کو تشریف لاتے ہین اور صبح روز تک باغ مین رہتے
خداوند کے نور سے تمام باغ روشن تھا مگر آسمان پر نور نہ تھا کیونکہ خداوند تو زمین پر تھے اسی سبب
سے شب کو تشریف لاتے ہین تاکہ اہل دنیا نور سے اُنکے محروم نہ رہین ملکہ بالاے بام جاکر آرام جو کرتی ہین
اُسکا بھی سبب یہی ہی یون جو اُن خواصون نے کہا اب تو اُسکو اور غصہ آیا اور حکم دیا کہ ان سب کو پکڑ لو یہ
بہت گستاخ ہوگئی ہین ہم سے صاف حال نہین بیان کرتی ہین یہ کہنا تھا کہ ملکہ کی خواصون نے اُنکو پکڑ لیا
ملکہ نے حکم دیا کہ اُنکو خوب مارو لگی مار پڑنے مگر وہ وہی کلام کیے جاتی ہین اب تو تمام محل کی عورتین جمع
ہوگئین آپس مین اشارے کرنے لگین بیٹی کا یہ حال ہی کہ دم بخود ہی تمام محل مین غل پڑا ہوا ہی خوب آخر
مار پڑی مگر وہ اُسی قول پر

وہ روز پہنچی اپنے مقام پر اور یہاں ملکہ نے بدر کو ایک کمرے میں بند کر دیا کہ تھوڑے عرصے کے بعد خورشید
دربار برخاست کر کے محل میں آیا یہاں جو آیا اپنی زوجہ کو برہم پایا چونکہ ملکہ نے منع کر دیا تھا کہ کوئی بادشاہ
سے ذکر نہ کرے میں خود بیان کروں گی اس لیے سو بربدہ کو قتل کرا دوں گی میں اسکی زندگی نہیں چاہتی ہوں بادشاہ
نے جو زوجہ کو برہم دیکھا پاس آکر بیٹھے کہا کیوں مزاج کیسا ہے آج کچھ بہت برہم معلوم ہوتی ہو کس پر عتاب
نازل ہوا ہے یا کون امر خلاف مزاج واقع ہوا ملکہ نے جواب دیا کہ کچھ نہیں تشریف رکھیے بیان کرتی ہوں
مجھکو آپ سے شکایت ہے خورشید یہ سنکے متحیر ہوا کہا کہ بیان کرو ملکہ نے کہا کہ یہ کیا امر تھا کہ بدر میری کوئی
سوت کی لڑکی تھی میں نے اسکو نہیں جانا تھا کہ تم نے اسکا عقد مجھ سے پوشیدہ باغ میں جا کر کیا اور اسکی
خوشی کا جلسہ کیا اور مجھکو بالکل خبر نہ کی کیا میں جل جاتی یا حسد کرتی مجھکو تو اسکی شادی کی خوشی تھی کس کس
تکلیف سے پرورش کیا کیا زحمت اٹھائی جب وہ جوان ہوئی تو وہاں چھپ چھپ کے افسوس کا مقام ہے کہ جب
میں اپنی لڑکی سے جلوتی تو اور کوئی کیا ہے میری طرف سے آپکا ایسا خیال رکھنا تعجب ہے یہ میرے
مقدر کا سبب ہے اگر سوت کی لڑکی ہوتی تو ایسا خیال کرنا زیبا تھا یہ تو مجھکو آپ سے امید نہ تھی ملکہ نے
جو یوں بادشاہ سے کہا خورشید نے جواب دیا کہ یہ تم کیا کہتی ہو کیا تم نے کوئی خواب دیکھا ہے یا کسی نے
تم کو بہکا دیا ہے اگر میں بدر کی شادی کرتا تو میں ملکے سے میں کسی کو خبر نہ کرتا ارے یہ کیا خیال ہے میں بدر
کی شادی بڑے دھوم سے کسی جلیل بادشاہ کے لڑکے کے ساتھ کرتا بہت کچھ جہیز میں دیتا اہل شہر وہاں کی
خاطر ان کو جمع کرتا کیا میرے کوئی اور اولاد بھی ہے جسکے لیے یہ سب دولت دنیا اٹھا رکھتا بادشاہ ہو کر
ایسا تو کبھی نہ کرتا بلکہ میں تو روز شب دن اسی غم میں مبتلا رہتا ہوں کہ اسکو شادی کے نام سے نفرت ہے
کیا تدبیر ہو کہ وہ راضی ہو اور تم یہ کہتی ہو یہ خیال تمہارا بالکل خلاف عقل ہے جب تم ماں ہو کے ایسا خیال
کروگی تو اوروں کو یہ کیا خیال ہوگا مجھکو تمہاری عقل سے بڑا تعجب ہے سب میں عقل و دانش بہا یہ رکھتی تھی
معلوم ہوا کہ تم کو اسی امر کا قصہ تھا اپنے جوان وابستہ کرو بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ لڑکی کی شادی ہو
اور ماں نہ شریک ہو جس نے تم سے کہا محض غلط کہا وہ کون ایسا ہے جو یہ شوشہ چھوڑ کے چلا گیا اور تم کو یقین
آ گیا ملکہ نے کہا کہ کون کہے گا طریقے سے ظاہر ہے بادشاہ نے قسم کھائی اسوقت ملکہ نے کہا کہ آپ ذرا
کان لگا کے سنیے کہ آپکی لاڈلی نے باغ میں جا کر کیا گل کھلایا ہے اور کیا غیرت شکل شفقت و عصمت میں
پیدا کیا اور کس قدر پردہ ناموس کی حفاظت کی ہے ہم یہ کہتے تھے کہ اس قدر اسکو شوہر تہ لگا سکے لاڈ نہ
اٹھانا چاہیے مگر آپ نے نہ سنا اسکا انجام یہ ہوا کہ ہم اب کہیں منہ دکھلانے کے قابل نہ رہے کسی سے
ہماری آنکھ نہ چار ہوگی سب میں انگشت نما ہوئے الغرض کیا اس [illegible] کیا کروں جی میں آتا ہے کچھ
کھا کر سو رہوں کہ اس بدنامی سے تو نجات ہو خورشید نے کہا کہ کچھ بیان تو کرو کہ میں بھی آگاہ ہوں تب
تو ملکہ نے کہا کہ بدر نے کسی سے آشنائی کی بالکل پاس [illegible] نہ کیا بے حیائی پر کمر باندھی تھی [illegible] اسکی
خوف نہ کیا اور پردہ دری کی ایسی بے باک ہوئی اور یہاں خود رفتہ ہوئی کہ [illegible] اسکے ساتھ [illegible]
کہ وہ ہر روز بالا سے بام جاتی ہے اور وہ بھی آتا ہے [illegible] اسکا [illegible] اسکے [illegible] مقرر ہوا ہے اب تو
محل سے یہاں جب ہی تو ظاہر ہوا یہ کہکر جملہ حال جو کہ گذرا تھا یعنی بدر کو بالاخانہ سے دریافت کرنا اسکا
پہلے انکار کرنا پھر اپنا خفا ہونا اسکا کل واقعہ بیان کرنا اسکی خواصوں کو طلب کرنا انپر خفا ہونا اسکا
وہی حال بیان کرنا جو کہ بدر نے بیان کیا تھا اپنا انہیں زدوکوب کرانا اسکا اپنے قول پر ثابت قدم رہنا [illegible]
[illegible] خورشید سنکے نہایت برہم ہوا اور کہا کہ تم نے اسکو

نیا واقعہ ہی یہ تو یہی خیال کر رہا تھا کہ ادھر آفتاب اس عمارت کو بنا کر اور ظاہر کر کے خورشید کے مقام پر
آیا کہ دیکھوں اہل شہر میں کیا غوغا ہوتا ہی اس عمارت کے ظاہر ہونے سے یہاں جو پہونچا دیکھا کہ تمام اہل شہر
جمع ہیں اور اس امر کو خورشید سے دریافت کر رہے ہیں اور وہ اُنکے جواب میں حیران ہی یہ دیکھکر
آفتاب نے اُسی وقت صدا دی کہ اے بندگان من تم کیوں حیران ہوتے ہو اور کیوں خورشید کو
پریشان کرتے ہو کہ یہ دونوں عمارتیں میری قدرت سے پیدا ہوئی ہیں جو عمارت کہ بالاے قلعہ درمیان
آسمان و زمین کے بنی ہوئی ہی وہ میرا مسکن ہی اور جو عمارت کہ شکل قلعہ کے ہی وہ براے برجیس ہی کہ
جو کہ نیا بادشاہ ہوا ہی اور میرا فرزند ہی اور مجھکو منظور یہ ہی کہ میں اُسکو اپنا نائب کروں گا اُسکو سب اہل شہر
اور جو لوگ آئیں وہ سجدہ کریں اُسکی حکومت کو ترقی ہو اور میرا قصد ہی کہ اب میں آسمان پر سے آکر اس عمارت
میں جو کہ میری قدرت سے ظاہر ہوئی ہی اپنا قیام کرونگا اسمیں کوئی حیرت کی بات نہیں ہی ایسے ایسے
بہت سے امر ظاہر ہونگے جو کہ عقل بشری سے خارج ہونگے اُسوقت بھی تم کو استعجاب ہوگا کوئی مقام
تعجب نہیں ہی جب کہ ہم آسمان پر سے زمین پر آتے ہیں تو ہزاروں طرح کے تغیرات ہم سے جو کہ قدرت
اپنی ظاہر کرنے کو ظاہر ہونگے یا اُن لوگوں کے اعتقاد کے لیے جو کہ میرے منکر ہیں ظہور میں آوینگے تو تم کو
تعجب ہوگا پس اُسوقت متعجب نہ ہونا ورنہ جو کہ منکر ہیں وہ میری خدائی کے لیے قائل نہ ہونگے کیونکہ یہ
خیال کرینگے کہ کیسے انکے بندگی کرنے والے ہیں اور کیسے اُنکو اپنا خدا جانتے ہیں اُسکی قدرت کے
کرشمے مشاہدہ کرتے ہیں اور پھر بھی اُنکی قدرت کے قائل نہیں ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہی کہ یہ خدائی بالکل
جھوٹی ہی صرف ہمارے بہکانے کے لیے یہ امر کیا گیا ہی کہ ہم اپنے مذہب سے منحرف ہو جائیں کیونکہ جو امر
ہمارے خدا سے ظاہر ہوتا ہی ہم اُسکو اُسکی قدرت خیال کرتے ہیں اور جو امر انکے خدا سے ظاہر ہوتا ہی یہ
اُسپر تعجب کرتے ہیں پس اب تم کو لازم ہی کہ یہ خیال کرلو کہ ہم آسمان پر سے اسی امر کے ظاہر کرنے کو آتے ہیں
تاکہ اپنی قدرت نمائی جو کہ منکر ہیں اُنکو دکھائیں پس اب یہ امر ضروری ہی کہ کل سے برجیس مع اپنے نانا
خورشید کے اُس قلعہ میں جاکر مقیم ہو جو کہ اُسکے واسطے مقرر کیا گیا ہی اور اُسی مقام پر دربار کیا کرے
یہ جو صدا آئی تمام اہل شہر و خورشید سجدے کے لیے جھک گئے سجدہ کیا سجدے سے جو سر اُٹھایا تو ایک
ایک تصویر آفتاب کی ہر ایک کے گلے میں پڑی تھی اُسپر یہ تحریر تھا کہ این تصویر خداوند آفتاب است
اسنے یہ تدبیر کی تھی کہ اُدھر تو یہ لوگ سجدے میں جھکے اُدھر آفتاب نے سحر کرکے یہ تصویریں گلوں میں
ڈال دیں اور صدا دی کہ جو لوگ کہ اس وقت یہاں پر حاضر نہیں تھے اُنکے واسطے یہ حکم ہی کہ ایک تصویر چ
چوک میں لٹکا دی جاے اور ایک اشتہار اس مضمون کا چسپاں کر دیا جاے کہ ہر ایک اہل شہر کے جسکے گلے میں
تصویر خداوند نہ ہو وہ اُسکی نقل کھینچوا کر اپنے گلے میں ڈالیں یہ حکم خداوندی ہی اسکے خلاف نہ کریں اور ہر روز
بوقت سحر اُسکو سجدہ کریں اور جو کہ حاضر ہیں اُنکے لیے بھی حکم ہی اور جو کہ دربار میں حاضر ہوتے ہیں اُنکے
واسطے بھی اسوقت تو یہی حکم ہی بعد جو حکم صادر ہو اُسپر عمل کریں اور تمام سپاہ کو بھی خورشید اپنی
یہی تصویر دے کہ وہ بھی اسکی پرستش کریں یہ حکم دے کر وہ صدا جاتی رہی تھوڑے عرصہ تک خورشید
و اہل شہر نے تو یہ انتظار کیا کہ شاید کوئی حکم جاری ہو مگر جب دیکھا کہ اب صدا نہیں آتی ہی تو سب اپنے
اپنے مکان کو گئے خورشید نے وزیر کو طلب کرکے یہ حکم دیا کہ یہ تصویر اور اس مضمون کا اشتہار چوک
میں آویزاں کیا جاے اور اسی قسم کی تصویریں بنوا کر تمام سپاہ کو تقسیم کی جائیں وزیر نے عرض کیا
بہت خوب خورشید نے کہا کہ شہر میں منادی یہ ندا کرے کہ ہم کل سے اُس قلعہ میں دربار کیا کرینگے

جو کہ قدرت خداوند سے ظاہر ہوا ہو سب اُسی مقام پر حاضر ہوا کوین یہ حکم دے کر خورشید محل مین آیا اپنی
دختر اور زوجہ سے کل حال بیان کیا یہان اندرون محل بھی سب کے گلے مین تصویرین تھین خورشید کی
زوجہ نے خورشید سے کہا کہ واقعی عجب ذات خداوند ہی ہر مرتبہ ایک نئی قدرت ظاہر ہوتی ہی سب
بیٹھے تھے کہ یکایک برق چمکی اور سب لوگ بیہوش ہوگئے اب جو ہوش آیا تو سب کے گلے مین یہ تصویرین
تھین صدا آئی کہ اے اہل محل تم آگاہ ہو کہ آج سے حکم دیا جاتا ہی کہ تم سب ہر سحر اس خدمت کو
گوارا کرو کہ تصویر کو سجدہ کیا کرو کہ یہ تصویر خداوندی ہی اور یاد رکھو معلوم ہو کہ آج رات کو بالا سے
بام سامان نہ کرے بوقت شب دو فرشتے آئین گے وہ اُسکو ہمارے پاس اُس مقام پر پہونچا دینگے
جو کہ ہم نے اس شہر مین اپنے مسکن کے لیے مقرر کیا ہی جب خورشید اپنے اہل محل سمیت اُس قلعہ
مین داخل ہوگا تو ہم بھی کبھی کبھی آیا کرینگے بوقت سحر اُسکو وہی فرشتہ پہونچا دیا کرینگے اب یہ بھی قاعدہ
مقرر ہوا ہی کیونکہ اب ہم نے اپنا مسکن اسی شہر مین بنا لیا ہی اب کوئی ہم کو یہ ضرورت نہین ہی کہ ہم یہان آیا
کرین جب یہ صدا آئی تو ہم سب سجدے مین گئے اُسکے بعد پھر کوئی صدا نہ آئی خورشید نے کہا کہ یہ کوئی امر
عجب کا نہین ہی اب تمام اہل محل سامان کرین تاکہ اسی وقت ہم اُس قلعہ مین چلین حکم ہی کہ کل کا دربار
اُسی مقام پر ہو یہ حکم خورشید کا دینا تھا کہ تمام اہل محل نے اپنا اپنا سامان کرنا شروع کیا اسباب
باندھنے لگے شاہی اسباب ایک لحظہ مین باندھکر درست کر دیا اُدھر بیرون محل تمام سامان
درباری بھی بندھکر تیار ہو گیا بس اُسی وقت خورشید نے حکم دیا کہ سواریان حاضر کی جائین بس اُسی
وقت در دولت پر سواریان حاضر ہوئین تامدان وغیرہ سوار ہوئے خورشید تخت پر بیٹھکے سوار
ہوکر طرف اُس قلعہ کے چلا ایک امر دو خیال مین رہے کہ یہ قلعہ قریب دریا کے واقع ہوا ہی اور دریا
اُس شہر کے وسط مین واقع تھا شہر آفتاب نام جسکا حاکم خورشید تھا اور یہ قلعہ اُسی شہر مین ہی بہت
بڑا شہر ہی اس قدر وسیع ہی کہ جہان قریب بیس لاکھ کے لوگ آباد ہین علاوہ سپاہ و لشکر کے اسکے
قرب و جوار مین جو شہر ہین وہ اسکے خراج گذار ہین اس شہر مین تین سو سرائین ہین مندر وغیرہ کی تو
کوئی حد نہین ہی وہ وہ صحرا پر بہار و با فضا اس شہر مین ہین کہ جن سے شان خالق و قدرت رازق
ظاہر ہوتی ہی بہار چار دیواری شہر اکثر نہرے ہین دونون طرف دریا کے صحرا ہین جو کہ باغ کا لطف
دیتے ہین اور اُس قلعہ پر سے بخوبی اُنکی سیر ہو سکتی ہی القصہ بر سر مطلب خورشید جو مع سب سامان
کے قریب قلعہ پہونچا تو دیکھا کہ در قلعہ پر حاجب و دربان کیسی زرق برق وردیان پہنے ہوئے بیٹھے ہین
چوبدار کھڑے ہین اُنکے ہاتھون مین عصا ہے طلائی ہین جیسے اُنھون نے خورشید کو آتے ہوئے
دیکھا سب کھڑے ہوگئے کیونکہ یہ سب سحر کے بنے ہوئے تھے بخوبی خورشید کو پہچانتے تھے خورشید
داخل قلعہ ہوا وہی سب سامان اُسنے دیکھا جو کہ تحریر ہو چکا ہی یہ حالت تھی کہ جو سامان دیکھتا تھا یا
خداوند آفتاب کہتا تھا اور سجدے کو جھک جاتا تھا یہان تک کہ محل مین پہونچا کوئی مقام
اُسنے آفتاب سے خالی نہ پایا یہی حالت سب اُسکے ہمراہیون کی دیکھی گئی کہ ہر ایک ہر قدم پر
سجدے کرتے تھے خورشید نے ہر مقام پر سامان شاہی مہیا پایا کوئی شے ایسی نہ تھی کہ نہ ہو یا اُسکو
اپنے پاس سے درست کرنے کی ضرورت ہو یہان تک جلوخانہ وغیرہ کو طے کرکے دیوان عام و دیوان
خاص مین پہونچا اُسکو بھی خوب آراستہ پایا اُدھر در محل پر سواریان لگا دی گئین سب لوگ اُترے ایسا
مقام پایا جو کہ کبھی خواب مین بھی نہ دیکھا تھا ہر قسم کے اسباب سے درست تھا کسی قسم کی ضرورت

نہ تھی ہر جگہ فرش لائق شاہون کے بچھا ہوا تھا یہ جو سامان دیکھا سب کے ہوش و حواس جاتے رہے جو
اسباب لائے تھے وہ سب بیکار تھا ہر ایک مقام مناسب اپنے اپنے قیام کے لیے تجویز کر کے مقیم ہوا ہمہ
وقت بہار تھی خورشید باہر سے سب سامان موجود دیکھا اندر محل کے آیا تو اسامان یہان بھی پایا بہت خوش
ہوا یہ طریقہ تھا کہ جسکی جیسی لیاقت و مرتبہ تھا اسکے لیے ویسا ہی مقام تھا اسکے کمرے یا دالان یا محل کی
پیشانی پر اسکا نام تحریر تھا ہر ایک اپنے مقام میں گیا اسی انتظام میں شام ہو گئی خورشید محل میں بیٹھا
ہوا سیر کر رہا تھا بیرون محل قلعہ مین جو سردار مثل وزیر و سپہ سالار وغیرہ کے تھے انکے لیے بھی مقام
و محل مقرر تھے وہ لوگ انہین اترے اور تمام سپاہ و لشکر و دیگر سردار بیرون قلعہ اپنے اپنے مقام پر رہے
جب شام ہوئی آفتاب نے یہ تدبیر کی کہ ہر قسم کا طعام لذیذ جو کہ قلعہ مین آئے تھے بذریعہ سحر کے ہر ایک
کے روبرو حسب مرتبہ رکھدیا سب کو حیرت ہوئی کہ یہ طعام کہان سے آیا صدا آئی کہ اہل قلعہ و خورشید
آگاہ ہو کہ تم لوگ آج رات کو ہمارے مہمان ہو ہم نے اپنے فرشتون کے ذریعہ سے تم کو طعام پہونچا دیا کوئی
مقام عجیب نہین ہے اس طعام کو کھاؤ بہت قوت حاصل ہوگی یہ صدا سنکے سب نے خوشی خوشی وہ طعام
کھایا ہر ایک بعد فراغ اکل و شرب اپنے اپنے مقام مین لیٹ رہا ادھر آفتاب نے سحر کے ذریعہ سے دریافت
کر لیے کہ ملکہ کس مقام پر ہے دو پتلے سحر کے روانہ کیے کہ فلان مقام پر جو عورت مسہری پر سوتی ہے مع مسہری
اسکو اٹھا لاؤ وہ پتلے سحر کے چلے ادھر ملکہ لیٹی ہوئی یہ خیال کر رہی تھی کہ کیا سبب ہے نہ تو خداوند خود
تشریف لائے نہ مجکو طلب کیا کہ یکایک مسہری اسکی بلند ہوئی اور ایک جانب کو چلی یہ مارے خوف کے
دم بخود ہو کر رہ گئی تھی کہ وہ مسہری کو لے کر اس عمارت بلوری مین پہونچے جس مقام پر آفتاب سامان
عیش کیے ہوئے لیٹا تھا مسہری پہونچا دی آفتاب نے جو ملکہ کو بدحواس پایا ملکہ کے پاس آکر کہا کہ
کیون اس قدر بدحواس ہو کیا ہوا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش لیٹی رہی یہ خیال کر رہی تھی کہ مین کہان
آ گئی ہون اور یہ کیا مقام ہے اور یہ کون شخص ہے یہ تو اسی خیال مین غرق تھی کہ آفتاب نے کہا ملکہ کچھ جواب دو
کیون خاموش ہو کیا ہوا مین ہون خداوند چونکہ مین نے وعدہ کیا تھا کہ اب مین نہ آیا کرونگا تم کو اپنے پاس
اپنے مقام پر طلب کر لیا کرونگا لہذا بموجب وعدہ تم کو طلب کر لیا یہ کوئی مقام حیرت نہین ہے کہ تم یون
حیرت زدہ لیٹی رہو مین کلام کرتا ہون تم جواب نہین دیتی ہو یہ جو ملکہ نے سنا اب اسکے حواس درست
ہوئے دم مین دم آیا آواز سے شناخت کیا آنکھین کھول کر صورت دیکھی اب تو بخوبی پہچان لیا کہا کہ
کوئی یون طلب کرتا ہے ایک مرتبہ ناگاہ بلا اطلاع پلنگ اٹھوا لیا میرا دم نکل جاتا تو عجب نہ تھا ایک نہ
ایک دن یہ ضرور ہوگا آفتاب نے کہا کہ مین اطلاع دے چکا ہون یہ خیال کر کے فرشتے روانہ کر کے
تم کو طلب کر لیا کوئی مقام خوف نہ تھا ملکہ نے کہا کہ مجکو یہ خوف ہوا کہ نہ معلوم کون مجکو اڑائے لیے
جاتا ہے اور کہان لے جائیگا مین نے مارے خوف کے آنکھین بند کر لین کہ یہان پہونچی وہ پلنگ لانے
والے بھی نہ معلوم ہوئے کہ تم نے سوال کیا کہ کیا حال ہے مین نے خیال کیا کہ نہ معلوم یہ کون مرد ہے مین
کیون جواب دون جب آواز پہچانی اور تم نے وہ تقریر بیان کی تو معلوم ہوا کہ یہ آپ کی کارروائی تھی
آفتاب نے کہا کہ ملکہ تم نے یہ خیال نہ کیا سواے میرے یہ کسکی قدرت تھی کہ تم کو طلب کر سکے یہ
قدرت و طاقت مجھی مین ہے کیونکہ مین خدا ہون یہ سنکے ملکہ خاموش ہو رہی آفتاب نے کہا کہ اب
مین تمکو اسی طور سے روز طلب کیا کرونگا اب خوف نہ کرنا ملکہ نے کہا کہ کیا اب مین دیوانی ہون جو
خوف کرونگی اب تو مین بخوبی واقف ہو گئی ہون یہ سنکے آفتاب ملکہ سے لپٹ گیا راز و نیاز

کی تدبیر کرنا ضرور ہے اور اب وہ تدارک کرنا چاہیے کہ جس سے برجلیس کی سلطنت کو ترقی ہو اور سب اُسکو سجدہ
کریں خیال کرتے کرتے اسکے ذہن میں ایک تدبیر آئی یہ اُسوقت نقاب سحر منھ پر ڈال کر تخت سحر پر سوار ہو کر
اپنے مقام پر سے چلا یہاں دربار میں برجلیس سیاہ لباس پہنے ہوے تخت پر بیٹھا تھا اور سب اہل دربار جو
جمع تھے اب تو خورشید نے اپنی زندگی میں لشکر بھی کئی لاکھ کا جمع کر لیا تھا ہزاروں سردار دربار میں بیٹھے تھے
دربار خوب ہوتا تھا اب بھی ویسا ہی دربار ہوتا ہے سب بہ حکم برجلیس یہاں دربار آراستہ تھا مگر سب
سیاہ پوش تھے کہ ناگاہ برق چمکی روشنی ہوئی اُسکے بعد یہ صدا آئی اے بندگان من مؤدب شوید کہ
خداوند تشریف لاتے ہیں یہ سننا تھا کہ سب اہل دربار ساکت ہو کر رہ گئے اُدھر اُسنے سحر کیا اور پوشیدہ
برابر برجلیس کے پہونچا اور تخت پر بیٹھ گیا جب بیٹھ چکا تو بیٹھے ہوے اپنے کو ظاہر کیا سب نے دیکھا کہ خداوند زبر
بادشاہ یعنی اپنے فرزند کے تشریف فرما ہیں سب اہل دربار سجدے کو خم ہو گئے برجلیس نے سجدہ کیا جب
سجدے سے سر اُٹھایا تو دست بستہ روبرو کھڑا ہو گیا آفتاب نے برجلیس کی طرف دیکھا کہا کہ کیوں
برجلیس کب تک تو خورشید کے غم میں سیاہ پوش رہے گا چالیس دن تو ہو چکے یہ اس طور سے
کہا کہ برجلیس مارے خوف کے کانپ گیا تھرا اُٹھا عرض کیا کہ میں ترک لباس سیاہ کرتا ہوں اُس نے
کہا کہ بس اسی وقت ترک کرو حکم دو کہ کشتیاں پوشاک کی حاضر کی جائیں بس سیاہ پوشی ہو چکی برجلیس
نے اُسی وقت حکم دیا کہ کشتیاں لباس کی حاضر کی جائیں بموجب حکم برجلیس کشتیاں حاضر کی گئیں برجلیس
نے اُسیوقت تبدیل لباس کیا اہل دربار کو حکم دیا کہ آپ لوگ بھی لباس سیاہ ترک کریں خداوند جب ترک
لباس کرا چکے کہا کہ میں جاتا ہوں کوئی امر خلاف قاعدہ نہ ہو جو کہ خورشید مقرر کر گیا ہے جب تک ہم
کوئی احکام جدید نہ دیں برجلیس نے عرض کیا کہ کبھی خلاف حکم خداوند نہ ہوگا خداوند اطمینان رکھیں یہ
سُنکے آفتاب اُسی وقت وہاں سے سحر کر کے غائب ہو گیا اور اپنے مقام پر چلا آیا جہاں کہ یہ اب
رہتا تھا یہاں پر سب سجدے کو جھکے سجدے سے سر اُٹھا کر جو دیکھا برجلیس کو تخت پر بیٹھے دیکھا برجلیس نے
دربار برخاست کیا داخل محل ہوا اندرون محل بھی سب سیاہ پوش تھے برجلیس کو دیکھکر سب باہم گفتگو
کرنے لگے کہ لو ابھی بادشاہ کو مرے ہوے کیا عرصہ ہوا ہے کہ اس لڑکے نے سیاہ کپڑے اتار ڈالے کچھ
غم نہ کیا کہ برجلیس نے ماں سے کل حال کہا آخر مجبور ہو کر اُسنے بھی لباس سیاہ تبدیل کیا تمام اہل محل کو جو حکم
ملا سب نے سیاہ کپڑے اتار دیے رفتہ رفتہ خورشید پر سے بھی لباس سیاہ ترک کیا یہاں تو یہ بندوبست ہوا
اُدھر جو آفتاب اپنے مقام پر گیا فکر کرنے لگا کہ اب کیا تدبیر کروں اُسنے خیال کیا کہ اپنے اُستاد سوشناسب کو
بلاؤں اُس سے صلاح کروں چونکہ وہ مرد بزرگ ہیں اب تک تو میں نے اس تدبیر سے روکا مگر جو امر کہ میں چاہتا
ہوں کہ لوگ برجلیس کو سجدہ کریں اسکو خدائی نہ میں اپنے اُستاد سے اس باب میں صلاح لوں بس
اُسی وقت ایک رقعہ بنام اپنے اُستاد کے تحریر کیا یہ لکھا کہ اے اُستاد آپ کو معلوم ہو کہ میں امیدوار
ہوں کہ آپ میرے پاس تشریف لائیے ایک عرصہ سے آپ کی زیارت نہیں نصیب ہوئی آنکھیں آپ کے
قدموں کی مشتاق ہیں اور ایک ایسی ضرورت ہے کہ بدون آپ کے آئے نہ حل ہوگی مجھے ایک امر میں
آپ سے صلاح کرنا ہے میں خود حاضر خدمت عالی ہوتا مگر ایک امر سے مجبور ہو گیا اگر حاضر خدمت ہوں گا تو
میرا کام بنا بنایا بگڑ جانے کا خوف ہے یہ ساری محنت بیکار ہوگی ایک زمانہ دشمن ہوگا دوست عدو
ہو جائیں گے میرے حاضر ہونے میں بڑی بڑی خرابیاں واقع ہوں گی اگر آپ کی مہربانی ہو تو بعید از عنایت
نہ ہوگا زیادہ کیا عرض کروں تھوڑی تحریر کو بہت تصور فرمایئے گا مگر اُس امر کا خیال رہے کہ بروقت

پہونچنے دیں یہ چیزیں کے ہمراہ دے آئیں پر بغیر تشریف لائے نہیں کیونکہ میں اس مقام پر بیٹھا ہوں جہاں سے
رہتا تھا جب آپ میرے پاس تشریف لائیے گا تو آپ پر میری کارگزاری ظاہر ہوگی یہ تحریر کرکے ایک پتلا
سحر کا بنایا جب وہ شکل انسان کے باتیں کرنے لگا وہ نامہ دیا اور کہا کہ اسکو سومنات جادو کے پاس
پہونچا دے اور اُنکو ہمراہ لے آنا وہ میرے پاس تشریف لا سکیگے وہ اس مقام سے واقف نہیں ہیں غرضکہ
وہ پتلا نامہ لے کر سومنات کی طرف پردۂ ظلمات کو روانہ ہوا

اب کچھ حال سومنات کا ملاحظہ ہو

ناظرین کو معلوم ہو کہ سومنات ایک بہت بڑا ساحر زبردست ہے اور پہلو نشین سامری و جمشید ہے اُن
دونوں کے سحر اسکو آتے ہیں کوئی ہزار برس کی عمر ہوگی گویا سحر مجسم ہے وہ خود سحر کا پتلہ ہے وہ وہ سحر
کرتا ہے کہ کوئی اُسکے سحر کا جواب نہیں دے سکتا ہے بجنبش لب میں کوہ کو کاہ و کاہ کو کوہ کرتا ہے اشارۂ
ابرو میں ہزاروں کے سر کٹ جاتے ہیں زیر زمین اُسنے اپنا مسکن مقرر کیا ہے پردۂ ظلمات میں اس نے
وہ وہ عجائبات و غرائبات بنائے ہیں کہ جسکے دریافت کرنے میں بڑے بڑے ساحر عاجز ہوگئے ہیں
سومنات ہر وقت سحر تیار کرتا ہے اُسکے بڑے بڑے کامل شاگرد ہیں جمشید و سامری کی صحبت اُٹھائی ہے
اُنکی آنکھیں دیکھے ہوئے ہے اسکا جواب دینے والا کوئی ساحر نہیں ہے آفتاب اسی کا شاگرد رشید ہے اُسکے
سبب سے بہت بڑا ساحر ہو گیا ہے اس آفتاب کی ایک بہن ہے وہ اُسکی خدمت میں ہے اس سے ایک
لڑکی ہے وہ بھی سحر میں کامل ہے آفت کی پرکالہ ہے مگر کسی قدر حسن بھی رکھتی ہے سومنات آفتاب کا
بڑا بہنوئی ہے جب آفتاب سحر کی تعلیم کو جاتا تھا تو بسبب اپنی بہن کے برسوں رہتا تھا سومنات نے
آفتاب پر بڑی محنت کی ہے کیونکہ اُسکی بہت تاکید رہتی ہے کہ آفتاب کو کسی امر سے ایسا نہ رکھنا
کہ اُسکو نہ آتے ہوں سحر میں کامل ہو سومنات نے بسبب تاکید اپنی زوجہ کے بڑی محنت کرکے
آفتاب کو کامل کر دیا مثل اپنے ہر فن کا ماہر کر دیا مگر وہ وہی ہے اور یہی اسکا اُسکا مرتبہ برابر نہیں ہے
اُسکے آگے آفتاب ایک ذرہ ہے جب کوئی مشکل آفتاب پر پڑتی ہے تو اُسکے وہ مدد کرتا ہے اُسکی بلا
رد کرتا ہے جب آفتاب تحصیل سحر سے فراغت کر چکا تھا تو یہ وہاں سے چلا آیا تھا اسکا قاعدہ یہ تھا کہ
برسوں دن یہ اُسکی خدمت میں جاتا تھا دس پندرہ دن رہ کر چلا آتا تھا ایک نہ ایک سحر وہ اُسکو ہمیشہ
تعلیم کر دیتا تھا اب جو آفتاب ادھر اس امر میں مشغول ہوا عشق و عاشقی میں پھنسا اور اپنے کو
قصر اوپر بنایا وہ عمارت جدید تیار کی اسکو فرصت نہ ہوئی کہ جاتا جب ایک عرصہ تک آفتاب نہ گیا
اُسکی بہن نے اپنے شوہر سومنات سے کہا کہ اے سومنات میرا بھائی کئی برس سے نہیں آیا لہذا
میرا دل اُسکے دیکھنے کو چاہتا ہے اگر تم اجازت دو تو میں جاکر دیکھ آؤں یہ سنکے سومنات نے کہا کہ
کیا خوب اچھی بات کہی تم تو جاکر دیکھ آؤ اور میں نہ دیکھوں تمہارا تو بھائی ہے میرا تو شاگرد ہے میں نے
تو اسکو مثل اپنے لڑکوں کے پرورش کیا ہے میرا خود دل اُسکے دیکھنے کو چاہتا ہے آنکھیں اُسکو تلاش
کرتی ہیں نہ معلوم کیا ہوا جو وہ نہیں آیا دیکھو میں سحر سے اُسکا حال دریافت کرتا ہوں یہ کہکر اور کتاب
سحر اُٹھاکر آفتاب کے حال کو دیکھنے لگا یہ وہ زمانہ ہے کہ جب آفتاب نے اسکو نامہ لکھا ہے اس سے
جو آفتاب کا حال دریافت کیا تو کل واقعہ اُسکے پیش نظر ہو گیا گویا سب امر اُسکے روبرو واقع تھا
اُسنے وہ عمارت سحر و آسمان سحر سب دیکھا پہلے اُسنے اُس مقام کو دیکھا کہ جہاں آفتاب مقیم تھا اُسکو

آفتاب سے خالی پایا اب متلاشی کرنے لگا کر اپنی نگاہ اس عمارت دیکھا ان برجوں میں آسمان سے دیکھا
کہ یہ عمارت کس ساحر نے سحر سے بنائی ہی اب جو غور کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہاں آفتاب اس آسمان پر ایک
بنگلہ میں بڑے جاہ و حشم سے بیٹھے ہوے ہیں ہزاروں پتلیاں اسکے خدمت میں حاضر ہیں زیر آسمان ایک
بہت بڑا قلعہ ہی وہ خوب آباد ہی اسکے ہر مقام پر تصویر آفتاب لگی ہی ایسی عمارت سحر سے تیار کی گئی
کہ جہاں جس وقت فصل بہار رہتی کیا کیا چمن بندیاں کئی ہیں کہ بلبل کا دل اسکا شیفتہ ہی یہ حالت
دیکھکر سومنات نے اسی کتاب میں خیال کیا کہ آفتاب کس کام میں مشغول ہی معلوم ہوا کہ اُسنے تمہارے
نام ایک نامہ لکھا ہی اور تم کو طلب کیا ہی کوئی دم میں وہ نامہ آتا ہی یہ دیکھکر سومنات نے اپنی زوجہ سے
کہا کہ تمہارے بھائی بہت اچھے طرح ہیں انھوں نے تو نیا رنگ پیدا کیا ہی خوب عیش و عشرت کرتے ہیں بڑے
لطف سے زندگی بسر کرتے ہیں یہ کہکر کل حال جو کتاب سحر سے معلوم ہوا تھا بیان کیا کہ خود نہیں آتے مجھکو
تکلیف دی ہی اسکی زوجہ نے کہا کہ میں بھی چلونگی بھائی کو دیکھونگی سومنات نے کہا کہ اچھا یہی باتیں
ہو رہی تھیں کہ ایک پتلہ سحر کا سامنے سومنات کے آکر گرا اور یوں گویا ہوا کہ میں نامہ لیکر آیا ہوں
ایلچی آفتاب کا ہوں یہ کہکر وہ نامہ سومنات کو دیا سومنات نے اسکو لیکر لفافہ چاک کیا
مضمون نامہ پڑھا حال سے واقف ہوا زوجہ نے پوچھا کہ آفتاب نے کیا لکھا ہی سومنات نے کہا کہ
مجھکو بلایا ہی لکھا ہی کہ بڑی ضرورت ہی میں خود حاضر ہوتا مگر مجبور ہوں اگر آپ کی خدمت میں حاضر ہونگا تو میرا
بڑا ہرج واقع ہوگا سب کام بنا بنایا خراب ہوگا ایک زمانہ دشمن ہو جاویگا دوست سے عداوت ہوگی
کی کرائی محنت و مشقت بیکار ہوگی از حد ضرورت ہی آپ ہمراہ حامل رقعہ تشریف لائیں لہذا میں تو جاتا ہوں
نہ معلوم کیا ایسی ضرورت ہی زوجہ نے کہا کہ میں بھی چلتی ہوں کہا کہ تم عقب سے آنا پھر خیال ہوا کہ اسکو
اور وہ مقام معلوم نہیں ہی جہاں آفتاب مقیم ہی کیونکر پہونچیگی یہ خیال کرکے کہا کہ بہت جلد سامان
کرو اسنے اسی وقت سامان سفر کیا ان لوگوں کا سامان کیا ایک لمحہ میں تو اس مقام پر جہاں کا قصد
ہوتا ہی پہونچ جاتے ہیں بدینسبب وہ کچھ سامان اپنے ہمراہ نہیں رکھتے ہیں بس زوجہ سومنات نے
کہا کہ چلو جو کچھ سامان کرنا تھا میں نے کر لیا یہ سنکے اسنے تخت سحر کا منگایا اس پر دونو بیٹھکر طرف آفتاب
کے روانہ ہوے وہ پتلہ جو کہ نامہ لیکر آیا تھا آگے آگے اُنکے تخت کے اڑتا ہوا ۔ وہاں تھا یہاں تک کہ
سب کے سب قریب اُس عمارت سحر کے پہونچے وہ پتلہ اُس عمارت میں داخل ہوا آفتاب کو خبر دی کہ
آپکے بہنوئی و بہن تشریف لاتے ہیں یہ سنکے آفتاب برائے استقبال آیا پیشوائی کرکے بڑی تعظیم و توقیر
سے لے گیا بڑی عزت سے مسند پر بٹھایا بہن سے ملا بھائی کو گلے سے لگایا سومنات نے دیکھا کہ آفتاب
نے تو وہ سامان کیا ہی کہ جو لائق دید ہی خوب طلسم بنایا ہی نئے طور کے نیرنجات بنائے ہیں وہ قلعہ
جو کہ زیر آسمان سحر ہی اُسمیں عجب عجب رنگ کے عجائب و غرائب ایجاد کیے ہیں یہ دیکھکر سومنات
بہت خوش ہوا آفتاب کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ اے آفتاب تونے وہ کمال اپنا دکھایا ہی کہ جو
زمانہ سابق کے ساحر کرتے تھے آفتاب نے جواب دیا کہ یہ سب آپ کی تعلیم کا اثر ہی ورنہ میں کس
لائق ہوں سومنات نے کہا کہ اے آفتاب یہ سب سامان تو میں نے دیکھا اب یہ بیان کرو کہ یہ کیا
واقعہ ہی کس امر کے لیے تم نے اسقدر محنت کی اور مجھکو کیوں طلب کیا ہی آفتاب نے کہا کہ تشریف
رکھیے میں سب حال بیان کروں گا اب آپکی مدد کی ضرورت ہی اب میری عقل نہیں کام کرتی ہی کہ میں
کیا کروں سومنات نے کہا کہ بیان کرو آفتاب نے کہا سنیے میں عرض کرتا ہوں اُسنے از ابتدا

تا فتنہ اُٹھا علامت بیان کی جب سومنات نے سُنا کہا کہ خوب خوب تدارک کیے ہیں کہ جسکا خلل نہیں ہو اب
کیا مرد چند دو لوگ سجدہ کرنے لگے خدا سمجھنے لگے خوب مدد اُٹھی مجھے ایک عالم کو اپنا بندہ کیا خوب خوب ترشید
کی دولی کو اپنی مدت میں لائے آفتاب نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ لوگ برجیس کو سجدہ کریں صرف
میں اُسکی مدد کیا کروں یہ ظاہر کروں کہ برجیس کو میں نے نائب کیا ہے اب یہ خدا ہے کوئی تدبیر ایسی ہو کہ جو
کوئی اُسکی صورت دیکھے فوراً سجدے کو جھک جائے اس تدبیر سے مطلب ہے کہ جب میں اُسکو ہر وقت دونگا تو
اُسکو لوگ بھی اپنا خدا جاننے لگینگے جب اس شہر کے لوگ سب اُسکو اپنا خدا خیال کرینگے اور اُسکی
پرستش کرنے لگیں گے تو میں حکم دونگا کہ تم لشکر کشی کرو مذہب آفتاب پرستی کو ترقی دو میں پوشیدہ طور
سے اُسکی مدد کرونگا جس امر یا جس بات کی کوئی اُس سے درخواست کریگا میں وہ امر اُسکے حسب خواہش
سحر سے کر دیا کرونگا بس میری خواہش یہ ہے کہ جو لوگ اور مذہب رکھتے ہوں وہ اُسکی صورت دیکھکر اُسکو سجدہ
کریں اور کوئی عذر نہ کریں چونکہ اہل اسلام اپنے مذہب کے پستے پختہ ہیں اُنکو کوئی اُنکے مذہب سے نہیں پھیر
سکتا ہے یہ صرف اُنکے لیے تدارک ہے کہ جب اُنکو اپنی صورت دکھائے اور کہے کہ میں نائب خداوند آفتاب
ہوں تم سب مجکو سجدہ کرو پس وہ سجدہ کریں یہ جو آفتاب نے کہا سومنات نے کہا یہ کتنی بڑی
بات ہے میں تدارک کرتا ہوں یہ کہکر اور سحر کرکے غائب ہوگیا اور بعد تھوڑی دیر کے پھر اُسنے اپنے کو ظاہر کیا
آفتاب نے کہا اُستاد کہاں تشریف لے گئے تھے جواب دیا کہ میں تمہارے کام کو گیا تھا و قصہ یہ تھا کہ جب
آفتاب نے بیان کیا کہ میں یہ تدبیر چاہتا ہوں تو اُسکو یہ خیال آیا کہ تونے جو غازہ سحر بنایا ہے جسکے یہ خواص
ہیں کہ جو اُسکو اپنے منہ پر لگائے اور جسکے روبرو جائے یا جو اُسکے سامنے آئے وہ شخص اُسکو سجدہ
کرے جسکے وہ غازہ سحر لگا ہو یہ تو ایسی ایسی چیزیں سحر سے تیار کیا کرتا تھا جب آفتاب نے کہا اُسکو یاد
آگیا فوراً یہ اپنے مکان پر سحر کرکے پہونچا اور وہ اُسکو لے کر آیا آفتاب سے کہا کہ تو پریشان نہ ہو میرے
پاس وہ چیز ہے جو کہ تیرا مطلب بر لانے کی آفتاب نے کہا اُستاد میں اس فکر و تردد میں تھا کہ کیا
کروں اب یا نائب تو میں نے اپنا سمجھ لیا اور جو چاہا کیا مگر اب کوئی تدبیر نہیں پڑتی تھی کہ کیا کروں آپ کو
اسی غرض سے تکلیف دی کہ آپ کوئی تدبیر کیجئے میرے دل کی مراد پوری ہوگی سومنات نے کہا کہ
اے آفتاب سُن میں یہ غازہ سحر کا بنا ہوا لایا ہوں تو یہ برجیس کے منہ پر مل دے اور یہ حکم دے کہ
وہ ہر وقت نقاب ڈالے رہے جب دربار میں جائے اور سب حاضرین دربار حاضر ہوں دربار آراستہ ہو
اُسوقت نقاب اُٹھائے سب سجدہ کرینگے اور اُسکے بعد پھر نقاب کو ڈال دے یا جو کوئی غیر مذہب کا اُسکے
دربار میں آئے پہلے تو اُسکو نصیحت کرے کہ اپنے خدا کو پہچانو میں تم سب کا خدا ہوں فرزند آفتاب
ہوں مذہب آفتاب پرستی اختیار کرو میں نائب ہوں خداوند نے مجکو اپنا نائب کیا ہے جب وہ نہ مانے
تو نقاب اُٹھائے وہ اُسکے دیکھتے ہی سجدہ کریگا اور یہ بھی برجیس سے کہہ دینا کہ کوئی اُسپر سختی ہو تو وہ
طرف اس آسمان کے جو تونے بنایا ہے سر اُٹھا کر کہے کہ اے میرے خدا کیسی سختی مجھپر پڑی ہے میری مدد کرنا تجکو
لازم ہے پس تو اُسکی مدد کرنا اور جو کام ہو اُسکو سحر سے پورا کر دے اور یہ بھی کہنا کہ جب کوئی اُس سے کسی
قسم کا سوال کرے اور وہ عاجز ہو اُسکے پورا کرنے میں تو تیری طرف خطاب کرے کہ فلاں شخص یہ سوال
کرتا ہے پس تو سحر سے اُسکے سوال کو پورا کر دے اگر یہی طریقہ مقرر کر دوگے تو خوب ترقی ہوگی جب وہ لشکر کشی کرکے
کسی ملک پر جائے تو تم اس طور کا ایک گنبد تیار کرنا جو کہ بالا سے لشکر جادو ہی ہو سے آسمان کے سایہ میں لشکر
چلے تم اُس گنبد میں رہنا ہر وقت جو برجیس تم سے کہے تم اُسکے کہنے کے موافق کرنا یہ سب تدبیر اپنا تم

میرے کہنے کے موافق جو کرو گے تو بڑے مزے اُٹھاؤ گے خوب خدائی کو ترقی ہوگی کل عالم دین آفتاب
پرستی قبول کرے گا اس امر کا بھی خیال رہے کہ یہ جو باتیں برجلیس کو تعلیم کرنا اُسوقت سوائے تمہارے
اور کوئی اُس صحبت میں نہ ہو تخلیہ ہو آفتاب نے کہا کہ میں اسی وقت برجلیس کو یہاں طلب کرتا ہوں
اور سب کچھ تعلیم کیے دیتا ہوں آپ اُسکے مُنہ پر غازۂ سحر لگا دیں سومنات نے جواب دیا کہ بہتر ہے
پس اُسی وقت آفتاب نے دو پتلے سحر کے روانہ کیے کہ برجلیس کو اُٹھا لاؤ ناظرین کو یہ خیال رہے
کہ سومنات کی لڑکی بھی اسکے ہمراہ آئی ہے وہ بھی اس جلسہ میں موجود ہے اپنے باپ اور ماموں
کی سب تقریر سُنی یہ حسین بھی ہے مگر سحر میں پرکالۂ آفت ہے بلا کی ساحرہ ہے سومنات نے خوب
تعلیم کیا ہے کوئی پندرہ برس کی ہوگی اپنے خیال کیا کہ برجلیس کو دیکھنا ضرور ہے کیسا جوان ہے یہاں
سے تو وہ پتلے چلے اور یہ لڑکی کہ جسکا نام ثمرات جادو ہے وہ یہ خیال کر رہی ہے وہاں برجلیس
دربار میں بیٹھا ہوا تھا اور دربار جمع تھا کہ وہ فرشتے یعنی پتلے سحر دربار میں پہونچے کسی کو نظر آئے
اُن پتلوں نے تخت برجلیس کو اُٹھایا اور لے کر چلے اہل دربار نے جو یہ واقعہ دیکھا کہ یکایک بادشاہ
کا تخت خود بخود بلند ہونے لگا تمام اہل دربار حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہے سب متحیر ہو کر رہ گئے وہ
تخت نظروں سے غائب ہوگیا برجلیس نے جب دیکھا کہ میرا تخت بلند ہوا اور طرف اُس عمارت کے
چلا جو کہ خداوند نے اپنے مسکن کے لیے بنائی ہے خاموش ہو کر رہ گیا کہ کوئی خداوند کو ضرورت ہوگی
جو مجھکو طلب کیا ہے یہاں تک کہ وہ تخت اُس عمارت میں جاکر پہونچا اور اُس مقام پر اُترا کہ جہاں
آفتاب و سومنات و زوجہ اُسکی اور لڑکی موجود تھی جیسے ہی تخت برجلیس کا پہونچا برجلیس نے
جو خداوند یعنی آفتاب جادو کو دیکھا سجدہ کیا اسکے بعد جب سر کو اُٹھا کر دیکھا کہ خداوند کے
پاس اور ایک مرد بزرگ بیٹھا ہے اور دو عورتیں بھی بیٹھی ہیں جن میں ایک لڑکی ہے مگر بہت خوبصورت ہے
اور دوسری سن دراز ہے برجلیس یہ دیکھ کر سامنے آفتاب کے کھڑا ہوگیا آفتاب نے اشارہ کیا
بیٹھ جاؤ برجلیس بیٹھ گیا اُدھر ثمرات نے جو برجلیس کو دیکھا وہ اسیر فریفتہ ہوگئی دل میں خیال
کرنے لگی کہ اگر میری شادی اسکے ساتھ ہو تو کیا اچھی بات ہے یہ تو یہ خیال کر رہی ہے اُدھر برجلیس نے
ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ خداوند نے کیوں مجھکو طلب فرمایا ہے میں اسوقت دربار میں تھا سب دربار جمع
تھا کہ آپکے فرشتے یہاں سے پہونچے اور مجھکو اُٹھا لائے کیا ارشاد ہوتا ہے آفتاب نے کہا کہ اے
برجلیس میرا قصد ہے کہ اب میں تجھکو اپنا نائب کر دوں اور سب تجھکو سجدہ کیا کریں اور تو خدائی کرے
لوگ تیرے بندے ہوں تیرا یہ کام ہے کہ تو اُنکو جو کہ اس طرف آئیں اور یا تو لشکر کشی کرکے جائے اگر وہ
مذہب آفتاب پرستی یعنے میری خدائی کو مانتا ہو تو خیر ورنہ اُسکو مذہب آفتاب پرستی کی طرف
رغبت کر اور اپنے کو سجدہ کرا اس طرح سے مذہب آفتاب پرستی کا رواج دے برجلیس نے کہا کہ
جو آپ حکم فرمائیں گے میں بجا لاؤں گا آفتاب نے کہا کہ جو کوئی تجھکو سجدہ کرے تو اُسکو بڑی عزت
سے اپنے پاس رکھنا اے برجلیس اس امر کا خیال رہے کہ جب تجھکو کسی قسم کی سختی پڑے تو تو آسمان کی جانب
مُنہ کر کے کہنا کہ اے خداوند یہ سختی میرے اوپر پڑی ہے فوراً آسان ہو جائے گی یا جو کوئی تجھسے
کوئی سوال کرے اور تو اُسکا جواب نہ دے سکے اُس حالت میں بھی میری طرف متوجہ ہو کر اُسکا
سوال بیان کرنا اُسکے سوال کے موافق جواب ملے گا برجلیس نے کہا بہت خوب پس سومنات
نے وہ غازۂ سحر برجلیس کے مُنہ پر مل دیا جسکے ملنے سے یہ انجام ہوا کہ اُسکا حسن چمک گیا اور

ای صورت ہو گی اب تو برجلیس روسیاہ ہو گیا آفتاب نے کہا کہ ای برجلیس اب تم منھ پر نقاب ہر وقت
ڈالے رہا کرو کوئی وقت ایسا نہ ہو کہ نقاب منھ پر نہ ہو ہم تجھکو نقاب اٹھانے کا طریقہ تعلیم کیے دیتے ہیں طریقہ
یہ ہو کہ جب تو دربار میں آنا اور دربار جمع ہو نقاب اٹھانا سب تجھکو سجدہ کرینگے جب سجدہ کر لیں پھر منھ کو نقاب
سے پوشیدہ کر لینا یا جو کوئی دوسرے مذہب کا آئے پہلے اسکو زبانی نصیحت کرنا پھر تیرے جانب آنے کی
ترغیب دینا جب وہ نہ مانے تو نقاب اٹھا کر اسکو اپنی صورت دکھانا وہ فوراً سجدہ کرے گا جب وہ سجدہ
کرے گا تو تم نقاب منھ پر ڈال لینا برجلیس نے کہا بہت بہتر آفتاب نے کہا کہ اسکے خلاف نہ کرنا برجلیس
نے عرض کیا کہ کبھی ایسا نہ ہوگا آفتاب نے کہا کہ اب تم جاؤ برجلیس نے کہا کہ میں کیونکر جاؤں آفتاب نے
کہا کہ ہم پہونچا دینگے سومنات نے کہا کہ ایک نقاب تو اسکے منھ پر ڈال دو وہی نقاب منھ پر پڑی رہے بس
اسی وقت آفتاب نے نقاب منھ پر برجلیس کے ڈال دی اور سحر کیا کہ یکایک برجلیس کو غنودگی سی
طاری ہوئی آنکھیں بند ہو گئیں بس اسی وقت آفتاب نے برجلیس کو سومنات کے دربار میں پہونچا دیا یہاں
آکر برجلیس کی آنکھ کھلی اپنے کو دربار میں مع تخت پایا [illegible] برجلیس سنبھل کر بیٹھا کہ ناگاہ
صدا آئی کہ ای بندگان من آگاہ ہو کہ میں نے برجلیس کو اپنا نائب کیا ہو اب تم لوگ اسکو سجدہ کیا کرو سجدہ
مانو دین کہ قبل میں تھا وہی مذہب اب بھی رہے گا [illegible] سب سجدے میرے ہوتے تھے اب میں برجلیس کو
اس غرض سے نائب کیا ہو تاکہ مذہب آفتاب پرستی کو ترقی ہو تمام دنیا میں ایک مذہب ہو جائے
جب تک میں کوشش نہ کرونگا اسوقت تک یہ مذاہب جو کہ رواج پائے ہوئے ہیں نہ برطرف ہونگے
اسواسطے برجلیس کو نائب کیا ہو کہ یہ لشکر کشی کرکے [illegible] جائے گا اور اپنا مذہب رواج دے گا
میری مدد سے [illegible] اسکا حاصل ہوگا تم لوگ برجلیس کو نائب خداوند جاننا اور اسکو سجدہ کرنا اگر اسکے
خلاف کروگے تو قہر آفتاب نازل ہوگا [illegible] برجلیس کو سجدہ کرو اور کہا کہ ای برجلیس تم سے
یہ کہتا ہوں کہ تم اپنے نائب ہونے کا جشن کرو اور تمام اہل شہر کو جمع کرکے یہ احکام میرے سنا دو اور سب
کو آگاہ کرو پھر صبح کو جو تم دربار میں آیا کرو تو نقاب اٹھایا کرو اب تم کو لازم ہو کہ اپنی صورت کسی کو
نہ دکھاؤ کیونکہ کسی آنکھ میں ایسی تاب نہیں ہو کہ نائب خداوند کی صورت دیکھنے سے آنکھیں کیا مجال
تری تاب لا سکے جو خورشید جیسے انکو تجھ سے [illegible] بس وقت صبح جب دربار میں آیا کرو ایک مرتبہ
صورت دکھا دیا کرو تاکہ لوگ سجدہ کریں یہ جو صدا آئی تمام اہل دربار نے برجلیس کو سجدہ کیا اب اس دن سے
یہ قاعدہ مقرر ہو گیا کہ سب برجلیس کو نائب خداوند کہتے ہیں یہی لقب برجلیس کا ہو گیا اسی وقت
برجلیس نے حکم دیا کہ منادی ندا کردے کہ تمام اہل شہر دروازہ دولت پر حاضر ہوں میں انکو احکام خداوندی سے
آگاہ کروں سامان جشن کے مہیا کرنے کا وزیر کو حکم دیا اور منادی نے تمام اہل شہر کو بذریعہ ڈھول کے
آگاہ کیا کہ حکم بادشاہ کا ہو کہ سب دردولت پر حاضر ہوں مجھے کچھ احکام جو کہ درگاہ خداوندی سے
صادر ہوئے ہیں سنانا ہیں یہ تو منادی نے ندا کی ادھر وزیر نے سامان جشن کرنا شروع کیا دوسرے
دن جو برجلیس دربار میں آیا نقاب تو ہر وقت منھ پر پڑی رہتی ہی اسنے دیکھا کہ سب اہل دربار حاضر ہیں دربار
خوب جمع ہی اپنے منھ سے نقاب اٹھا کر یہ کہا کہ ای حاضرین دربار اپنے خداوند کے نائب کو سجدہ کرو نقاب
کا اٹھانا تھا کہ ایک برق چمکی ایک مرتبہ سب نے برجلیس کے چہرہ پر جو نظر کی غازہ سحر کے سبب سے یہ جرأت
نہ ہوئی کہ سجدہ نہ کریں خود بخود سجدے کو جھک گئے اور سجدہ کیا جب سر سجدہ سے اٹھایا تو دیکھا کہ بادشاہ
نقاب ڈالے ہوئے تخت پر متمکن ہیں سب اہل دربار نے کہا کہ واقعی اب آپ میں وہ رعب وجلال پیدا

ہو گیا ہو کہ کسی کو یہ جرات نہیں ہو سکتی ہو کہ سجدہ نہ کرے ضرور آپ نائب و ولی عہد خداوند ہیں برجلیس یہ باتیں
سنکے اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ میری یہ عزت ہوئی کہ لوگ مجھکو سجدہ کرنے لگے کیوں نہ ہو میں فرزند
ہوں خداوند کا یہ انکے فرزند ہونے کا اثر ہی سب دربار جمع تھا خبر آئی کہ تمام اہل شہر در دولت پر جمع ہیں یہ سنکے
برجلیس نقاب ڈالے ہوئے مع اہل دربار کے قلعہ کے باہر آیا دیکھا کہ تمام اہل شہر جمع ہیں اسکے گرد کھڑے ہوکر
سب کو احکام خداوند سے آگاہ کیا وہ سب کے سب یہ حکم سنکے کہنے لگے کہ ہم خداوند کے حکم سے باہر نہیں ہیں
جو انکا حکم ہوگا اسکو بسر و چشم بجا لاوینگے اب ہم آپ کو آج سے نائب خداوند و ولی عہد جانینگے بس یہ
سنکے برجلیس نے جو نقاب اٹھائی برق چمکی سب اہل شہر نے چہرۂ برجلیس پر نظر کی تاب نہ لاسکے یا خداوند
کہکر سجدے کو بے ساختہ جھک گئے ادھر برجلیس نے نقاب کو درست کر لیا ان لوگوں نے سجدے سے
سر اٹھایا تو برجلیس نے سب سے کہا کہ آپ لوگ اب مجھکو نائب خداوند خیال کرتے ہیں ان سب نے کہا کہ ضرور
آپ نائب خداوند ہیں وہ رعب و جلال آپکے رخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جسکے دیکھنے کی کسی آنکھ کو تاب
نہیں ہوتی ہے بس اس امر میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ نائب خدا ہیں یہ سنکے برجلیس نے ہر ایک کو پھول
تقسیم کیے اور مجمع کے برہم ہونے کا حکم دیا سب کے سب اپنے اپنے گھروں کو گئے برجلیس پھر دربار میں
مع اہل دربار کے آیا تھوڑی دیر دربار کرکے دربار برخاست کیا اس دن سے تمام دیروں میں تصویر برجلیس
کی رکھی گئی جس صورت سے تصویر آفتاب تھی اسی کے برابر برجلیس کی تصویر بھی رکھی گئی برجلیس کی
پرستش ہونے لگی مذہب آفتاب پرستی کو بڑی ترقی ہونے لگی جس دن آفتاب نے برجلیس کو
طلب کرکے وہ احکام سنائے تھے اور بعد اسکے برجلیس کو دربار میں پہونچا دیا تھا اور وہ تقریر بیان
کی تھی برجلیس جب دربار برخاست کرکے اپنے محل میں گیا اور اپنی ماں سے کل حال بیان کیا وہ بہت خوش
ہوئی اور اپنے دل میں کہا کہ بڑا مرتبہ ملا خدائی بھی گھر میں آگئی اب کیا بات ہے جو چاہیں گے وہ ہوگا یہ خیال
کرکے خاموش ہو رہی ادھر کا حال سنیے کہ جب آفتاب نے برجلیس کو اسکے دربار میں پہونچا دیا تھا
اسکے بعد سوشنات کی رائے سے وہ تقریر اہل دربار کے یقین دلانے کے واسطے کی اور سب کو آگاہ کیا کہ
یہ میرا نائب اور ولی عہد ہے پس سب اسکو سجدہ کیا کریں اس تقریر کے بیان کرنے کے بعد برجلیس نے
تو ادھر یہ حکم دیا تھا کہ شادی ندا کرے اور سامان جشن کیا جائے یہ تو یہ حکم دے کر محل میں چلا گیا تھا
آفتاب جو یہ تقریر بیان کرکے اپنے مقام پر واپس گیا سوشنات سے جاکر کہا کہ میں سب کو یہ حکم
دے آیا ہوں کہ برجلیس میرا نائب و ولی عہد ہے سب اسکو سجدہ کیا کریں میرے اس حکم سے برجلیس
کو سب نے سجدہ کیا ای استاد کیا احمق ان سب کو بنایا ہے سوشنات نے کہا کہ ای آفتاب اب
تو اس امر کو ترقی دے کہ مذہب آفتاب پرستی تمام عالم میں رواج پا جائے اسکے رواج دینے سے
غافل نہ ہونا یہ کہکر کچھ عجائبات اپنی طرف سے نئے بتائے اور کہا کہ جب کوئی مشکل لاحق ہو تو مجھکو بلا لینا
میں اسکی تدبیر کر دونگا اب میں جاتا ہوں لاکھ لاکھ آفتاب نے روکا مگر سوشنات نے نہ مانا اسی
دن رخصت ہوکر مع اپنی دختر و زوجہ کے اپنے مکان کو روانہ ہوا یہاں آفتاب نے بعد جانے اپنے
استاد کے پارسیوں کو سب دستور طلب کیا وہ جو آئی وہ رات عیش سے بسر کی بوقت صبح
اسکے محل میں [illegible] پہونچا دیا بعدہ اس مقام پر آکر بیٹھا کہ جہاں سے دربار کا بھی حال معلوم ہو اور
ادھر یہاں قلعہ کا بھی [illegible] تھا کہ جب دربار جمع ہوا برجلیس دربار میں آیا سب نے اسکو سجدہ کیا
جب اہل شہر جمع ہوئے برجلیس نے [illegible] کو میرے احکام سنائے سب نے اسکو سجدہ کیا یہ بہت

خوش ہوا جب برجلیس نے دربرخاست کیا اور محل میں گیا آفتاب بھی اُٹھکر اپنے مقام آرام پر چلا آیا اب
یہاں بھی ہر روز ہوتے تھا برجلیس دربار کرتا ہی اور پہلے سب اہل دربار اُسکو سجدہ کرتے ہیں آفتاب
بیٹھا ہوا سیر دیکھا کرتا ہی برجلیس کے اُٹھنے بعد بیٹھتا تھا بحکم آفتاب بہت بڑا جشن کیا بڑی خوشی ہوئی
جشن سے جب فراغت ہوئی اب یہ اس فکر میں ہی کہ کسی طرف کو لشکرکشی کرون سپاہ کو نوکر رکھ رہا ہی اور
فوج کی ترقی میں مصروف ہی خوب عدل و انصاف سے حکومت کر رہا ہی کوئی ناخوش نہیں ہی ادھر آفتاب
اس فکر و خیال میں ہی کہ لشکر جمع ہو جائے تو میں اسکو حکم لشکرکشی کا دون اُسنے وہ گنبد سحر بھی تیار کر لیا ہی
جو کہ سومنات نے بنایا تھا یہاں تو لوگ اس فکر میں ہیں اُدھر پرچہ نویسون اور مخبرون نے تمام اطراف
کے ملکون میں جو کہ مذہب دوسرا رکھتے تھے کوئی زردپرست تھا کوئی لقاپرست علاوہ اسکے اور مذاہب
اور وہ ملک جو اسکے ملک سے بہت وسیع تھے اور ہر ایک ملک لاکھون کا لشکر رکھتا تھا یہ خبرین پہونچائین
کہ شہر آفتاب نما میں گو کہ قبل سے مذہب آفتاب پرستی جاری تھا نہ کہ اس قدر جیسا کہ آج کل ترقی پر ہی
کل حالات یہاں کے جو کچھ گذرے تھے اول سے آخر تک پرچون میں لکھکر اپنے حاکمون کی خدمت میں روانہ
کیے اُن شاہون کو جب خبر ہوئی تو اُنھون نے خیال کیا کہ جب ہم سے کوئی سوال ترک مذہب کا کرے گا
تو دیکھا جائے گا یا جب ہم پر لشکرکشی کرکے آئے گا ہم اُسکو جواب دے لینگے کیون ہم اپنی طرف سے
پہل کرین ایسے ایسے خیال کرکے ہر ایک بادشاہ خاموش ہو رہا ناظرین پر ظاہر ہو کہ جب سومنات
آیا تھا تو یہ تحریر ہو چکا ہی کہ اُسکی لڑکی بھی اُسکے ہمراہ تھی اور وہ برجلیس کو دیکھکر فریفتہ ہوئی تھی چونکہ اُس
وقت تک ایسی الفت نہ ہوئی تھی کہ بیقرار ہوتی بعد جانے برجلیس کے اُسکو ایسا خیال ہوا اور محبت
نے ترقی کرنی شروع کی جب سومنات آفتاب سے رخصت ہو کر مع اپنی دختر اور زوجہ کے اپنے
مقام پر چلا آیا اب تو یہ حالت ہوئی کہ آتش عشق نے اُسکو جلانا شروع کیا اور اُسکے قلب میں آتش عشق
بھڑکنے لگی فراق برجلیس کا ناگوار ہوا اُسکی جدائی نے ستایا سہ دل میں پوشیدہ تب عشق بتان
رکھتے ہیں * آگ ہم سنگ کے مانند نہان رکھتے ہیں * پہلے تو اُسنے دل کو سمجھایا کہ اے کم بخت یہ
کونسی بات ہی کوئی بھی ایسا کرتا ہی کہ یون بغیر سمجھے بوجھے کسی پر مرتا ہی نہ معلوم وہ کون ہی کسی پر عاشق
تو نہیں ہی اُسکا دل کسی طرف مائل تو نہیں ہی بغیر دریافت حال کسی پر دل آنا بالکل عبث ہی لاکھ لاکھ
طور سے چاہا کہ یہ محبت دفع ہو جائے مگر ممکن نہ ہوا اب نصیحت سے وہ آگ اور زیادہ مشتعل
ہوئی اور ترقی کرنے لگی جب یہ حالت اُسنے اپنی دیکھی کہ دن بدن میری طاقت طاق ہوتی ہی قوت
جواب دیتی ہی رنگ زعفرانی ہوتا جاتا ہی آنکھون میں حلقے پڑتے ہیں تپ فرقت مفارقت نہیں کرتی
اگر یہی حالت رہی تو سب پر ظاہر ہوگا اُسکے چرچے ہونگے لوگ دریافت حال کرینگے اُس وقت
کہنا پڑے گا اس سے بہتر یہ ہی کہ اس طریقہ اور مذہب میں اس امر کا کوئی عیب نہیں ہی جس عورت
کا جس مرد کے ساتھ الفت کرنے کو جی چاہے بلاخوف و خطر محبت کرے چاہے وہ عورت ناکتخدا ہو
چاہے صاحب شوہر ہو اپنے دل کو نہ رنجیدہ کرے اور اُسکو غم میں مبتلا کرے پس میں کیون اسقدر
اپنے کو زحمت میں ڈالتی ہون یہ کیا امر ہی یہ خیال کرکے یہ اپنے مقام پر سے اُٹھی نہائی پوشاک تبدیل
کی سر سے پاؤن تک زیور جواہرنگار زیب تن کیا عطر سہاگ ملا تختہ تازہ برپا کیا گویا سمند ناز کو اور
اور تازیانہ ہوا * اُس عطر میں یہ صفت سحر سے پیدا کی کہ جو کوئی اُسکی خوشبو سونگھے وہ مست ہو جائے
اور اُسکے بھی دل میں الفت پیدا ہو پس اپنی صورت کو سنوار اُسنے آراستہ کیا اور تختہ سحر پر سوار

ہوکر بطرف قلعہ کے چلی اور سحر سے مسکن برجلیس کو دریافت کیا یہان تک کہ قریب شام متصل قلعہ پہونچی
خیال کیا کہ کوئی مقام ایسا تجویز کرنا چاہیے کہ جہان اُسکو لاکر شب بھر ہم صحبت رہون مزے اڑاؤن جو کہ
قریب قلعہ پہونچ چکی ہی ایک طرف قلعہ کے شہر ہی اور ایک جانب دریا ہی مگر قلعہ سے فاصلہ پر ہی اور دو طرف
صحرا ہین یہ تحریر ہو چکا ہی کہ یہ قلعہ وسط شہر مین واقع ہوا ہی اور دریا بھی ضرور ملا ہی بعد اس دریا کے پھر
شہر آباد ہی اور چارون طرف قلعہ کے آبادی ہی مگر فاصلہ سے پس جب یہ قریب قلعہ پہونچی اس نے ایک
جنگل مین اپنا تخت اوتارا بلندی پر سے وہ صحرا اسکو بہت پسند آیا اسنے اسی مقام کو اپنے قیام کے لیے تجویز کیا
کہ اسی صحرا مین سحر سے عمارت تیار کرلو اور اُس شخص کو اٹھا لاؤ یہان اُسکے ساتھ عیش سے شب بسر کرو صبح کو پھر
پہونچا دینا خود اپنے مکان کو چلی جانا شب کو آنا پھر اُسکے مقام پر سے اُسکو اٹھا لانا اور بعیش و عشرت بسر کرنا یہی
قاعدہ مقرر کر لینا اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہی اگر وہ مجکو قبول کرے تو تو بھی اُسکی مدد کرنا اُسکی خدائی و نیابت
کو ترقی دینا ادھر تو مدد کرے گی ادھر آفتاب تیرا ماموں مدد کرے گا بہت جلد ترقی ہوگی پس یہ خیال کرکے
اُسنے اُسی صحرا مین ایک مقام بہت پر فضا تجویز کر کے سحر جو کرتی ہی ایک باغ کیسا عمدہ تیار ہو گیا کہ جس باغ کی
یہ حالت تھی کہ تمام باغ مین وہ وہ اشجار لگے ہوئے تھے کہ جنکی صفت نہین ہو سکتی نہرین جا رہی تھین روشین
بلّوری درست طائرون کے قفس درختون مین آویزان فوارے چھوٹتے ہوئے لعل و سبز مچھلیان نہرون مین
تیر رہی ہوئین بلبلین خوش فعلیان کر رہی ہین طاؤس پھر رہے ہین طائر چہک رہے ہین ہوا سے سرد کے
جھونکے آرہے ہین اشجار کثرت اثمار سے زمین کے بوسے لے رہے ہین چار دیواری باغ کی الماس کی ہی
وسط باغ مین ایک بارہ دری بہت نفیس چھت پردون سے آراستہ فرش مخمل کیا ہوا چھپر کٹ لگا ہوا مسند
آراستہ ہر قسم کے سامان سے پیراستہ سحر سے تیار کی بیرون بارہ دری ایک چبوترہ سنگ مرمر کا جسکو اسنے
سحر سے مرمر کا تیار کیا تھا اُس پر شگیرہ زربفتی کہ جسکی چوبین طلائی تھین تنا ہوا موتیون کی جھالر مقیش کی
اُسکی مثل مین گرد چبوترہ گملے رکھے ہوئے اُنمین خوشبودار گلون کے درخت لگے ہوئے فرش کیا ہوا کل سامان
ہر کسی موجود سحر سے نوکر چاکر بھی پیدا کر لیے یہ سب انتظام کر لیا اُسکو اسی انتظام مین پہر بھر رات کے
قریب گذر گئی خوب روشنی کرا دی اب یہ اُسی وقت تخت سحر پر سوار ہو کر داخل قلعہ ہوئی اور محل مین
گئی اور برجلیس کی خوابگاہ کے قریب جب یہ محل مین گئی تھی اسنے دیکھا تھا کہ کل اہل محل اپنے
مقام پر جاگ رہے ہین اسنے سحر کر کے سب کو غافل کر دیا جب سناٹا ہوا یہ برجلیس کی خوابگاہ مین
پہونچی دیکھا یہان بھی جو لوگ پہرے وغیرہ پر مقرر ہین غافل ہین یہ اب تو برجلیس کی مسہری کے قریب آئی
دیکھا کہ دوشالہ تانے سو رہا ہی منہ پر سے دوشالہ سرکا کر دیکھا کہ یہ سو رہا ہی یا بیدار ہی مگر سوتا پایا دیکھا
کہ نقاب منہ پر پڑی ہی اسنے دوشالہ اُسی طور سے منہ پر ڈال دیا اور اٹھا کر اپنے تخت پر لا کر لٹایا اور
اُسکی مسہری پر ایک پتلا سحر کا اُسکی صورت کا بنا کر لٹا دیا اور وہی دوشالہ اُسکو اوڑھا دیا کہ شاید کوئی
بیدار ہو کر ادھر آئے تو دیکھے کہ بادشاہ زادہ ہی تو اُسی وقت سے تہلکہ پڑ جائے گا اس سے کیا حاصل
جب وقت ظاہر کرنے کا آئے گا تو ظاہر کرینگے یہ تدبیر کر کے اور تخت سحر کو اڑا کر اُس باغ مین جو کہ
تیار کر گئی تھی زیر شگیرہ مسند پر لا کر لٹایا اور ہوشیار کیا برجلیس کی جو آنکھ کھلی کیا دیکھتا ہی کہ مین ایک
نئے مقام پر ہون نہ وہ میرا محل ہی نہ میرے لوگ ہین یہ حیران ہوا کہ یہ کیا مقام ہی کیا پھر خداوند نے
طلب کیا ہی یا مین خواب دیکھ رہا ہون یہ خیال کر کے آنکھین بند کر لین خطرات سے جو دیکھا کہ اسنے آنکھین
کھول کر بند کر لین آواز دی کہ ای جوان نائب خداوند کیون آنکھین بند کر لین ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کہ

یہ کون مقام ہی اور مین کہان ہون اب تو برجلیس نے یہ صدا سنکے اپنے حواس درست کیے کہ یہ کس کی صدا کہان سے
آئی جو کہ بیہوشی تھی اور آنکھین کھول کر دیکھا کہ مین ایک تکیہ سے لگے ہوئے مسند پر لیٹا ہون روشنی خوب
ہو رہی ہی خوشبو پھولون کی آرہی ہی اب جو غور کرکے دیکھتا ہی کہ ایک نازنین قمر طلعت دھانی پوشاک
پہنے ہوئے جواہر مین غرق لگے میرے پہلو مین بصد ناز و ادا بیٹھی ہی یہ دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا اور اُٹھ
بیٹھا کہ یہ کس کا کیسا سجا ہوا باغ ہی اُسنے باغ کی طرف تو رخ بھی نہ کیا مگر اُس نازنین کی طرف بغور دیکھا اُسنے
بھی اسکی جانب دیکھ مسکرا دیا اور بسبب شرم سر جھکا لیا اب تو برجلیس سنبھل کر بیٹھا اور اُسکے پہلو مین
بیٹھ گیا اور کہا کہ اے ملکہ یہ کون مقام ہی اور تمہارا کیا نام ہی قمرات نے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھی رہی
پھر برجلیس نے یہ سوال کیا کہ مجھکو مقام سے اور اپنے نام سے آگاہ کرو اور یہ بیان کرو کہ مین یہان کیونکر
آیا اور مجھکو کون لایا اگر یہ بیان کروگی تو اس حیرت سے حیران ہوکر پریشان ہونگا تب اُسنے کہا کہ آگاہ
ہو کہ یہ مقام بہشت ہی اور مین حور جنان ہون مین تم کو تمہارے مکان سے یہان لائی ہون جس دن کہ
تم بالاے آسمان خداوند کے پاس آئے تھے مین نے تم کو دیکھا تھا اُس دن سے مین تم پر عاشق ہوئی تھی
مگر موقع نہ ملتا تھا کہ مین تم سے ملتی آتش فراق سے جلتی تھی یہان تک کہ آج کا دن موقع ملا مین تم کو اٹھا لائی
یہ جو اُسنے کہا کہ مین حور ہون اور یہ باغ بہشت ہی برجلیس بہت خوش ہوا کہ خداوند کی بڑی عنایت ہی
کہ حور بہشت میرے اوپر عاشق ہوئی ہی اب تو بجز اس کے میری عزت ہوئی یہ خیال کرکے اُس سے اختلاط کرنے لگا
یہان تک کہ پردے شرم و حیا کے درمیان سے اُٹھ گئے راز و نیاز ہونے لگا شراب کا جام چلنے لگا تنہائی تو تھا
ہی کسی کا خوف نہ تھا اس شعر کا مضمون حسب حال تھا ~ چو خانہ خالی و معشوق مست و ناز بود ۔ تو ان
گزیست بر آن کس کہ پاکباز بود + یہ بات مانع تھی کہ بدون عقد کے کوئی امر نہ ہو انکے مذہب مین سب
جائز ہی فرض کہ باہم صحبت ہوئی رات بھر با آرام بسر ہوئی بوقت صبح قمرات نے برجلیس کو اُسکے محل
مین پہونچا دیا آپ اپنے مکان کو روانہ ہوئی اب یہی دستور ہو گیا کہ قمرات روز آتی تھی اور برجلیس کو
اُٹھا لے جاتی تھی اُسی باغ سحر مین رات بھر بعیش و عشرت بسر کرتی تھی قمرات نے بھی بہت سے عجائب
سحر سے بنائے کہ جنکا ذکر ہوگا ایک تختی سحر سے بنا کر برجلیس کے گلے مین ڈالی جسکی خاصیت یہ تھی کہ جسکے
گلے مین وہ تختی ہو اُسپر کوئی غالب نہین آسکتا ہی کیسا ہی زبردست پہلوان ہو وہ زیر کرلے اور
ایک خال بنا کر اُسکے جسم پر ملے کہ جسکے سبب سے اُسکی یہ طاقت ہوگی کہ اگر وہ قصد کرے تو پہاڑ کو زمین
سے اُکھیڑلے برجلیس نے لشکر بھی جمع کر لیا ادھر آفتاب نے سحر سے ایک بارگاہ بنائی کہ جو مثل عرش
کی تھی اُسکے ستون تمام جواہر نگار سے اُسمین وہ کام کیا ہوا تھا کہ جسکے دیکھنے سے عقل انسانی چکر
مین آئے تمام بارگاہ مین کئی ہزار دنگل و کرسیان لگی تھین وسط مین تخت مکلل بجواہر تھا اُس تخت
پر تصویر آفتاب برابر اُسکے تصویر برجلیس بنی ہوئی تھی اُس بارگاہ طلائی تھا اُسپر بھی تصویر آفتاب بنی تھی
اُسپر چھتر قائم تھا کہ وہ ہمہ وقت گردش کرتا تھا جب ہوا آتی تھی تو تمام بارگاہ خوشبو سے مہک جاتی تھی
ہر ستون بارگاہ سے یا آفتاب خداوند کی صدا آتی تھی اور ایک نقارہ بنایا ہی کہ جسکی یہ خاصیت ہی کہ جہان
تک اُسکی صدا جائیگی اُس مقام کے باشندون کا یہ حال ہوگا کہ اُنکی قلب ماہیت ہو جائیگی اور
یہی دل خواہش کریگا کہ مذہب آفتاب پرستی قبول کرلو اور ایک علم بنایا ہی کہ جو بالکل ہم صورت
آفتاب ہی اُسکے پھریرے پر تمام کار چوبی کام کیا ہوا ہی مگر سب کام مین ہر مقام پر تصویر آفتاب
بنی ہوئی ہی پھریرا اُسکے طلائی ہی اُس علم مین جو آفتاب بنا ہوا ہی اُس سے ایسی روشنی پیدا ہوتی ہی کہ

کہ اگر شب تاریک مین وہ نشان نکالا جائے اور جہان نصب کیا جائے اُس مقام پر سے بارہ کوس تک
روشنی پہونچے گی ایسی روشنی ہوگی کہ جس روشنی مین انسان بخوبی کام کر سکیگا اور دن مین بھی اُسکی
ایسی ہی روشنی ہوگی اُس بارگاہ کا نام بارگاہ برجیسی تھا اُسی پر خط جلی لکھا تھا علم کا نام آفتاب نما اُس
علم کے پھریرے پر تعریف آفتاب و نائب آفتاب یعنی برجیس کی بخط طلائی تحریر تھی آفتاب
جب یہ سب سامان درست کر چکا تو اُسنے وہ بارگاہ وہ نقارہ وہ علم یہ تینون چیزین ایک درہ کوہ مین
جو کہ بیرون شہر آفتاب نما تھا رکھین اور چالیس ہزار سواران مسلح با ساز و یراق مرصع کار و وردیان طلائی
کام کی کہ جن کے سینون پر تصویر آفتاب بنی ہوئی تھی رکھین اور اُسپر سحر کیا کہ وہ درہ پوشیدہ ہو گیا
لطف یہ تھا کہ چالیس ہزار مرکبون کا بھی سامان تھا مع زین و لگام کے اور ایک صندوق مین بہت
نادر کار اسلحہ اور پوشاک نفیس و یراق سب رکھکر اور یہ اُسپر لکھدیا کہ این براے برجیس اور ان سب
پر یہ تحریر کر دیا کہ این براے لشکر برجیس یہ سب تدبیر کرکے خاموش ہو کر بیٹھ رہا کہ اتفاق سے ایک
دن برجیس جو سوار ہو کر شہر کی گشت کو قلعہ سے نکلا قلعہ کی و شہر کی گشت کرکے بیرون شہر اس خیال
سے گیا کہ آج شکار کھیلون اُسوقت حکم دیا کہ سامان صید افگنی حاضر کرو مین تھوڑے عرصہ تک شکار
کھیلونگا یہ حکم دینا تھا کہ اُسی وقت کل سامان شکار حاضر کیا گیا یہ مشغول شکار ہوا اُدھر آفتاب
نے جو خیال کیا کہ یہی وقت ہے کہ اسکو اُس مقام پر پہونچا کے وہ اشیا دلوا دون بس یہ خیال کرکے
اُسی وقت ایک پرچہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے نائب من یہان سے تھوڑی دور پر ایک پہاڑ ہے
اسکے درہ مین تیرے واسطے کچھ اسباب رکھا ہوا ہے تجکو لازم ہے کہ تو اُسکو حاصل کرے کیونکہ وہ تیرے
لیے ہے اسکے حاصل کرنے کی یہ تدبیر ہے کہ تو یہان سے اکیلا مشرق کی طرف جا جب چالیس قدم کے فاصلہ پر
پہونچے تو یہ اسم جو کہ اس کاغذ پر لکھا ہوا ہے وہان کی خاک پر پڑھکر دم کرنا فوراً شگافتہ ہوگا اور غبار بلند
ہوگا تو خوف نہ کرنا بعد تھوڑے عرصہ کے وہ پہاڑ ظاہر ہوگا اُسکے درہ پر ایک اژدر وہان بیٹھا ہوا منھ
سے شعلہ آتش چھوڑتا ہوگا تو اُس سے کہنا کہ اے الٰہی قدرت تو ہٹ جا مین اس مقام پر سے اپنی امانت
لیلون وہ بزبان انسان گویا ہوگا کہ تم کون ہو اور کیا نام رکھتے ہو اور کیا تمھاری امانت ہے اور کس مقام پر ہے
تم کہنا کہ اے الٰہی قدرت مین نائب و ولی عہد خداوند ہون میرا نام برجیس آفتاب پرست ہے میری
امانت اس درے مین ایک بارگاہ ہے کہ جسکا نام بارگاہ برجیسی ہے اور ایک نقارہ ہے کہ جسکو نقارۂ
قدرت کہتے ہین ایک علم ہے کہ جسکا نام علم آفتاب نما ہے اور ایک صندوق اسلحہ ہے جسپر میرا نام لکھا ہے
اور چالیس ہزار سوارون کا سامان مع اسلحہ و یراق مرکب و پوشاک ہے یہ میری امانت ہے وہ اژدر
یہ سنکے ہٹ جائیگا تو فوراً اُس درے مین جانا وہان سب اشیا تیرے لیے رکھی ہین اپنے قبضہ مین
لانا جب تیرا قبضہ ہو لے تو تو کھڑے ہو کر اور میرے مقام کی طرف منھ کرکے کہنا کہ اے خداوند یہ امانت
مین نے اپنی پائی مین اسکو لیے جاتا ہون یہ کہکر چلے آنا درے پر وہی اژدہا بیٹھا ہوگا اُس سے کہنا کہ
مین اپنے لشکر کو جاتا ہون میرے آنے تک حفاظت کرنا کہ مین اسکو یہان سے لے جاؤن لشکر مین جا کر
اور لوگون کو لا کر یہ سب اُٹھا لے جانا اب جب لشکر کشی کرنا یہ علم آگے ہو یہ نقارہ بجتا ہو اسی بارگاہ مین
دربار کرنا یہ بارگاہ ہمراہ ہو سوا اسکے اور بھی خیمہ وغیرہ ہون مگر یہ ضرور ہو اسمین فرق نہ ہو یہ تحریر کرکے
بذریعہ سحر کے برجیس کی گود مین ڈال دیا برجیس نے جو دیکھا کہ ایک رقعہ میری گود مین خود بخود کسی طرح
سے آگیا اُسکو اُٹھا کر جو دیکھا اور اُسکا مضمون پڑھا بہت خوش ہوا بغیر کہے سنے جانب مشرق

روانہ ہوا جس طرح سے اُس پرچہ میں تحریر تھا اُسی طور سے سب کام کیے اور لشکر میں آکر لوگوں کو ہمراہ لے جا کر
بارگاہ و نقارہ و علم و صندوق وغیرہ اُس درے سے نکلوایا اور اپنے ہمراہ لے کر طرف شہر کے روانہ ہوا
ادھر وہ اژدر جو بیٹھا تھا خود بخود غائب ہو گیا چونکہ اسکو آفتاب کا اسی قدر حکم تھا کہ جب یہ اسباب
سب اس مقام سے چلا جائے تو تو بھی اپنے مقام کو چلا جانا تیری یہی خدمت ہے وہ اپنے مقام کو چلا گیا
ادھر برجلیس وہ سب اشیا لیکر داخل شہر ہوا تمام شہر میں شہرت ہو گئی کہ نائب خداوند شکار کو گئے تھے
وہاں انھوں نے کوئی طلسم فتح کیا یہ اشیا وہاں سے لائے ہیں بڑی عنایت اُنکے اوپر خداوندی ہے کیسے
کیسے کام بنتے ہیں شکار کو گئے تھے کہ یہ اسباب ملا یہی چرچا تمام شہر میں ہونے لگا برجلیس داخل شہر ہوا
اور اسی وقت حکم دیا کہ چالیس ہزار کا لشکر جو کہ بہت جرار ہو کل ہمارے روبرو حاضر ہو ہم اسکو اپنے
طور سے درست کرینگے سپہ سالار کو طلب کر کے حکم دیا کہ کس قدر سپاہ ہے اُسنے عرض کیا کہ قریب سات
لاکھ کے سوار و پیدل علاوہ افسر و ملازم کے ہونگے یہ سنکے حکم دیا کہ اس سات لاکھ سے چالیس ہزار
سوار جو کہ نہایت جری اور بہادر اور آزمودہ کار ہوں انتخاب کر کے حاضر کرو کل ہم انکو کچھ حکم دینگے
سپہ سالار نے عرض کیا بہت بہتر یہ حکم دے کر داخل قلعہ ہوا سب کو رخصت کر کے محل میں گیا اپنی
ماں سے ساری حالت بیان کی وہ بہت خوش ہوئی جب رات ہو گئی تمراٹ نے بذریعہ سحر کے برجلیس
کو اُٹھا منگوایا ادھر آفتاب نے بدر کو اپنے پاس طلب کیا بدر نے کہا کہ خداوند آج آپکے نائب
کو یہ اشیا صحرا سے دستیاب ہوئیں آفتاب نے کہا کہ اُسکے لیے تو امانت کئی ہزار برس سے رکھی تھیں کیوں نہ
دستیاب ہوتیں وہی تو مالک اُنکا ہے بدر بہت خوش ہوئی یہاں برجلیس نے سب حال تمراٹ سے بیان
کیا وہ بھی خوش ہوئی دل میں کہنے لگی کہ ماموں جان نے خوب اسکو احمق بنا رکھا ہے اسکا انجام خوب
ہوگا تمام عالم آفتاب پرست ہوگا یہ خیال کر کے اسنے سحر سے دریافت کیا کہ آیا اُن اشیا کی کیا خاصیت
ہے یہ کس غرض سے دی ہیں اب جو دریافت کرتی ہے تو وہی خاصیت پائی جو کہ تحریر ہو چکی ہیں اب تو یہ
بہت خوش ہوئی اور برجلیس سے کہا کہ تم کو یہ وہ اشیا ملیں جو کہ کبھی کسی کو کسی وقت نہ ملی تھیں اور
نہ ملینگی تم بڑے صاحب اقبال اور صاحب نصیب ہو اور جو جو خاصیت تھی سب بیان کی برجلیس بہت
خوش ہوا رات بسر کی بوقت صبح اپنے مقام پر آیا وہاں سے دربار میں آیا سب نے سجدہ کیا حکم
احکام جاری ہونے لگے کہ سپہ سالار نے آکر عرض کیا کہ چالیس ہزار مع افسروں کے حاضر ہیں یہ سنکے
برجلیس مع اہل دربار کے اور وہ صندوق لیکر جلوخانہ میں آیا سب کو اپنے روبرو طلب کر کے ایک
ایک دستہ اسلحہ کا مع زرہ و خود و بکتر و دو طبقہ و چار آئینہ و جوشن و دستانے و موزے وغیرہ و سپر و کمان
و ترکش و شمشیر و گرز و براق اسپ کا پر تقسیم کیا جتنا جو افسر و سوار تھا اُسکو اُسکی لیاقت کے موافق دیا
یہ سب اسلحہ وغیرہ طلائی تھے زرہ و بکتر پر تصویر آفتاب بنی ہوئی تھی سپہ سالار کو بھی اسکے مرتبہ کے
لائق دیا اور اُن سب کو حکم دیا کہ تم یہ لباس و اسلحہ اُس وقت اپنے جسموں پر آراستہ کیا کرنا جب کہ
ہم سوار ہوں اور ہمارے تخت کے گرد تم لوگ رہنا اور جہاں ہمارا لشکر جائے اُس حالت میں تمہاری
جگہ قلب لشکر میں جہاں ہمارا تخت ہوگا ہوگی گویا تم لوگ ہماری سواری کے ہمراہ رہا کرو اُن سب نے
سجدہ کیا اور سلام کر کے وہ اشیا لے لیں اور رخصت ہو کر اپنے مقام پر چلے اُس دن سے اُن چالیس
ہزار کا لقب لشکر خداوندی ہو گیا اُس دن سے لوگ انکی بڑی عزت کرنے لگے برجلیس نے یہ بھی حکم
مقرر کیا کہ جو اسلحہ و پوشاک مع تاج کے اسکو اُس درے سے ملی تھی پہن کر دربار میں آتا تھا اور تخت

سلطنت پر متمکن ہوتا تھا اب مذہب آفتاب پرستی کو ترقی ہونے لگی برجلیس نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہی کہ دو دن
تک شکار و دربار مین رہتا ہی بعد دو پہر کے دربار برخاست کرکے فنون سپہ گری کے حاصل کرنے مین کوشش
کرتا ہو ایک پہر پھر شغل رہتا ہی بعد اُسکے ناچ و رنگ کی صحبت برپا رہتی ہی رات کو امرا کے ہمراہ عیش
کرتا ہی ایک زمانہ اسی طور سے بسر ہوا کہ اب تو شہروں شہروں مشہور ہو گیا کہ مذہب آفتاب پرستی خوب
مذہب ہی اور بڑی ترقی پر ہی آفتاب نے خیال کیا کہ اب برجلیس کو حکم لشکر کشی کا دینا چاہیے کہان تک
اسی شہر مین رہنا چاہیے یہان برجلیس نے بھی فنون سپہ گری سے فراغت حاصل کر لی تھی کسی امر کی
اُسکو ضرورت نہ تھی شہرہ آفاق ہر فن مین طاق تھا بہت چست و چالاک تھا ہر فن مین ہزاروں مین طاق
سمجھے گیا نہیں آتا وہ جیسے یہ مجوسی آفتاب پر ظاہر ہو گیا اب اُسنے خیال کیا ضرور ہی کہ یہ لشکر کشی کرے
کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا جبکہ ہم ایسا ساحر اسکی مدد کرے گا علاوہ میرے سو شیاطین ایسے ساحر سے
کون مقابلہ کر سکتا ہی میرے سبب سے وہ بھی مدد کرے گا جب ہم دو ساحر زبردست اسکے مرلی ہون گے
تو کون اسکے ملک سے سرتابی کر سکتا ہی اور کون اس سے مقابلہ کر سکتا ہی اسکے قبضہ مین تمام عالم ہو گا
یہ ہر مذہب کو شکست نابود کر دے گا بس فوراً اسنے ایک پرچہ لکھکر جس وقت برجلیس تخت حکومت پر
دربار مین بیٹھا تھا اوپر چھت سے برجلیس کے روبرو رکھدیا برجلیس نے اُٹھا کر پڑھا اُسمین یہ تحریر تھا کہ تم کو
لازم ہی کہ اب لشکر کشی کرنے کی تدبیر کرو اور اپنے لشکر کو تیار کرو کیونکہ تمہارے پاس لشکر کم نہیں ہی ورنہ ہم
تم کو کوئی لشکر کی ضرورت نہیں ہی کیونکہ تم نائب ہمارے ہو ہم تمہاری مدد کرینگے لشکر صرف ترک و احتشام
کیلیے درکار ہی جو ملک کہ تمہارے ملک کے قریب ہین پہلے اُنکو اپنا تابع کرو اُنمین اپنا مذہب رواج
دو اپنے نام کا سکہ جاری کرو اُسکے بعد اور ملکون کی طرف کوچ کرو جو بغیر جنگ و جدل تمہاری اطاعت
قبول کرے تو خیر ورنہ اُس سے مقابلہ کر کے اُسکے ملک پر قبضہ کرو خواہ اُسکو قتل کرو خواہ گرفتار کرو جب
لشکر تیار ہو جائے گا تو حکم دینا کہ پیش خیمہ نکلے مگر جب تک ہم کوئی دوسرا حکم نہ دین اُس وقت تک
پیش خیمہ نکلنے کا حکم نہ دینا اگر ناہم وقت و ساعت نیک دیکھ کر تم کو کوچ کرنے کا حکم دینگے یہ جو مضمون
برجلیس نے تحریر پایا چہرہ اُس کا فرط خوشی سے لال ہو گیا اُس پرچہ کو سب اہل دربار کو پڑھکر
سُنایا اور سپہ سالار کو حکم دیا کہ لشکر کو تیار کرو اور ہمہ وقت آمادہ سفر رہو نہ معلوم کس وقت حکم ملے اس
غرض سے لشکر تیار رہے جب حکم ملے اُسوقت فوراً کوچ کرین عرصہ نہ ہونے پائے اُسنے عرض کیا ایسا
ہی ہوگا آپ اطمینان رکھیں جیسا حکم فرمایا ہی اُسی کے موافق ہوگا آپکے حکم کے خلاف نہ ہوگا جس وقت
دربار مین یہ حکم و احکام جاری ہوئے تھے ایک تاجر کہ نام اُسکا خواجہ خلیل تھا وہ بھی دربار مین موجود تھا اُسنے
بھی یہ تقریر سُنی اور خیال کیا کہ اسکی حکومت کو بڑی ترقی ہوئی جاتی ہی بڑی خرابی ہوگی جو ملک کہ اسکے
ملک کے قریب ہین اُنکے حاکم بے خبر ہونگے یہ دفعتاً اُنپر لشکر کشی کرے گا اور وہ نہایت پریشان ہونگے
اُنکے ملک تباہ ہونگے اسکو ترقی ہوگی مین جس جس ملک مین اپنا مال فروخت کرنے جاؤنگا اُنکو یہان کے
حال سے اور اسکے قصد سے آگاہ کر دونگا تاکہ وہ لوگ ہوشیار تو ہو جائین یہ خیال کرکے بادشاہ سے
رخصت ہو کر اپنے مقام پر آیا چونکہ اسکا مال فروخت ہو چکا تھا اس نے اُسی دن وہان سے کوچ
کیا ایک طرف کو روانہ ہوا یہان برجلیس نے دربار برخاست کیا محل مین گیا سب اپنے اپنے مقام کو
روانہ ہوئے برجلیس تو ہر روز دربار حسب قاعدہ کرتا ہی لشکر اسکا تیار ہی اسکو یہ انتظار ہی کہ حکم ہو تو
مین لشکر کشی کرون مذہب آفتاب پرستی کو ترقی دون اپنا کوس نیابت بجاؤن اور علم ولی عہدی

دختر دلی بلند کردن اور مذہب آفتاب پرستی کو ترقی دادن اسکو تو اس نہال مین رکھا جاتا ہی

اب حال مین خواجہ خلیل کے قلم دسیالی کی جاتی ہی وحال حاکم خونریزہ و مرد شیر افگن تحریر ہوتا ہی اور دیگر حالات بر جلیس اور دیگر بادشاہون کا معرض تحریر مین آتا ہی

ناظرین کو معلوم ہو کہ خواجہ خلیل جو شہر آفتاب شمات سے کوچ کرکے چلا بعد طی مراحل و قطع منازل شہر خونریزہ مین
پہونچا تمام شہر مین خبر مشتہر ہوئی کہ تاجر آیا ہی بہت اسباب نفیس اسکے ہمراہ ہی چونکہ قاعدہ یہ ہی کہ جب
کوئی تاجر آتا ہی تو پہلے کل اسباب لیکر دربار بادشاہ مین جاتا ہی جب بادشاہ خرید کر لیتا ہی تو پھر اور
اہل شہر خرید کر لیتے ہین بس خلیل نے اُس دن تو اسباب کے آتارنے مین بسر کیا اور سرا مین اترا جب
رات گذری بوقت صبح درباری کپڑے پہن کر اور تمام اسباب تجارتی اپنے ہمراہ لے کر طرف دربار کے
چلا یہان دربار خونخوار خونریز حاکم خونریزہ کا آراستہ تھا تمام ارکین سلطنت و افسران لشکر و وزیران بہت
حاضر دربار تھے ہر ایک اپنے مقام پر بصد شوکت و صولت بیٹھا ہوا تھا دربار پہلوانون و افسرون سے معمور
تھا چار لاکھ سپاہ کے افسر حاضر دربار تھے خود بادشاہ دعوی پہلوانی رکھتا تھا جس قدر پہلوان و سردار
دربار مین تھے وہ سب اسکے زیر پیوستہ تھے اسنے سب کو زیر کیا تھا ایک پہلوان اسکے لشکر مین تھا کہ
وہ بادشاہ کو بہت عزیز تھا نڈر و جری اور باتمیز تھا اسکا نام شیر افگن تھا وہ شیر کو زندہ گرفتار کر لیتا تھا
واقعی جو کہ اسکا نام تھا اُسی کے موافق اسکا کام تھا اسم بامسمی تھا بادشاہ اسکو اپنی جان سے زیادہ
عزیز رکھتا تھا وہ بھی بادشاہ کو اپنا ولی نعمت اور مربی سمجھتا تھا ایام طفلی سے نمک شاہی سے پرورش
پائی تھی مرد نمک حلال و باغیرت تھا بادشاہ و اہل شہر کا مذہب لقا پرست تھا اپنے مذہب پر سب جان و
دل سے فدا تھے تمام ملازم شاہی باوفا تھے بادشاہ بہت عادل اور منصف تھا ظلم کو پسند نہین کرتا تھا
مرد جری و بہادر تھا مردون کا دوست نامردون کا دشمن تھا حیا و مروت اسکا کام تھا اسی امر مین اسکا بڑا
نام تھا کہ بادشاہ خونریزہ سپاہی دوست ہی لشکر بھی اسکا بڑا جرار تھا اور ہر وقت لڑائی کا خواستگار تھا
جس ملک پر لشکر کشی کر کے گیا سوا سے ظفر کے کبھی شکست نہ پائی کئی ملک اسنے مقابلہ کرکے زیر طاقت
کیے ہین اُن ملکون کے بادشاہ خراج دیتے ہین اگر لقا پرست نہ ہوتا تو اسکو یہ کہنا زیبا تھا کہ مرد باخدا ہی
سوا سے اس نقص کے کہ وہ کافر تھا اور سب اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ رکھتا تھا خلاصہ یہ کہ دربار
اسکا آراستہ تھا درگہ سالار نے آکر عرض کیا کہ ایک تاجر حاضر دولت ہی باریابی چاہتا ہی حکم ہوا کہ اندر
بھیج دو دیکھین کیا کیا اسباب لایا ہی اور کدھر سے اسکا آنا ہوا ہی کچھ اہل اسلام کا بھی اسکو حال معلوم ہی
کہ انکا لشکر کہان ہی اور اب انکا کیا قصد ہی افسوس یہ ہی کہ وہ ادھر لشکر کشی کر کے نہین آتے ورنہ
انکو یہان جنگ کا لطف ملتا اکثر اوقات ایسے ایسے تذکرے اسکے دربار مین ہوا کرتے تھے اسکو از حد
شوق تھا اور وہ اخبار دیکھا کرتا تھا کہ جسمین اہل اسلام کی جنگ و پیکار کا مذکور ہوتا تھا یہ انکو دیکھکر
بہت خوش ہوتا تھا کہ واقعی یہ لوگ بڑے جری اور بہادر ہین جرأت انپر ختم ہی جب کہ درگہ سالار نے
عرض کیا اور بادشاہ نے یہ حکم دیا اسنے بیرون دربار آکر کہا کہ جاؤ بادشاہ نے طلب فرمایا ہی خواجہ
خلیل مع اپنے ملازمون اور اسباب کے دربار مین گیا مجرا گاہ پر سے مجرا بجا لایا حکم بیٹھنے کا ملا تسلیم کر کے
کرسی چوبی پر بیٹھ گیا ملازمون نے اسباب روبرو رکھدیا اسنے پہلے ایک لعل بیش قیمت نذر شاہی کیا

اسکے بعد جو جو اسباب کی بادشاہ کو ضرورت تھی اس سے دریافت کیا جو کچھ اسکے پاس تھا اسنے پیش کش کیا
اور جو مقام قیام پر تھا اسکا اقرار کیا کہ کل حاضر کرونگا بادشاہ نے اس اسباب سے جو کہ پسند آیا لے لیا اور
باقی واپس کر دیا اور کہا کہ جو اسباب کہ تم نے لانے کا اقرار کیا ہی وہ بھی دیکھ لیا جائے جو انمین پسند آئے گا
وہ لے لیا جائیگا باقی تم کو واپس کیا جائیگا اسکی اور اسکی قیمت ہمراہ ملے گی اسنے عرض کیا کہ یہ غلام
آپ کی مہربانی اور پرورش کا خواستگار رہی جو حکم حضور نے فرمایا اسکی کیا ضرورت ہی یہ مال اور جو حضور پسند
فرمائین سب حضور سے نثار ہی بلکہ میری جان تک حاضر ہی مین غلام ہون یہ مال کیا حقیقت رکھتا ہی بادشاہ نے
کہا کہ تم مجھکو بڑے مرد معقول معلوم ہوتے ہو اسنے عرض کیا کہ یہ صرف آپ کی غلام نوازی ہی ورنہ بندہ کسی لائق
نہین ہی جیسا صاحب اخلاق مین نے حضور کو پایا سوا ے اہل اسلام کے ایسا خلیق کسی کو نہین پایا خلق
کا خاتمہ آپ پر ہی یا اہل اسلام پر انمین کا ایک ایک ادنا شخص ایسا خلیق ہی کہ مین کیا عرض کرون وہ لوگ
تو ہمہ تن خلق ہین خصوصاً صاحبقران ذیشان اور دو سردار ایسے ہین کہ کچھ انکے خلق کی حالت بیان نہین
ہو سکتی ہی ادنا ادنا سے یون ملتے ہین کہ جیسے کوئی اپنے برابر والے سے ملتا ہی ویسا ہی لطف مجھکو یہان
بھی حاصل ہوا بادشاہ نے کہا کہ یہی امر تو انسانیت ہی ورنہ حیوان و انسان مین کیا فرق ہی بد خلق
آدمی بہترست از دواب * دواب از تو بہ گر نگوئی صواب * یہ کہکر کہا کہ تم اپنے نام سے تو ہم کو آگاہ
کرو کیونکہ تم اب کی مرتبہ پہلے پہل آئے ہو خواجہ خلیل نے عرض کیا جی ہان واقعی ابکی مرتبہ میرے
آنے کا اتفاق ہوا ہی حضور اصل امر یہ ہی کہ مجھکو ممالک اہل اسلام سے مہلت نہین ہوتی ہی کہ مین
اور ملکون مین جاؤن جو کچھ اسباب میرے پاس ہوتا ہی وہ انہین ملکون مین صرف ہو جاتا تھا حضور حسن
اتفاق سے ابکی مرتبہ میرا آنا ادھر ہوا اکثر ملکون مین گیا مگر جیسا دربار مین نے آپ کا دیکھا ویسے سردار
حضور کے دربار مین ہین ایسے کسی بادشاہ کے یہان نہین دیکھا نہ ایسا دربار آراستہ پایا واقعی آپ کے
دربار کا طریقہ اہل اسلام کے دربار سے ملتا ہی اور پہلوان بھی بے مثل ہین اہل اسلام کے سردارون سے
مشابہ ہین بہت ہی خوش ہوا بادشاہ نے کہا کہ اپنا نام بتاؤ تو ہم تم سے کچھ حال دریافت کرین
خواجہ نے عرض کیا کہ غلام کو سب خواجہ خلیل بازرگان کہتے ہین اس نام سے یہ حقیر مشہور ہی بادشاہ
نے کہا کہ ای خواجہ خلیل یہ بیان کرو کہ آج کل لشکر اسلام کس مقام پر ہی اور کس فکر مین ہی خواجہ خلیل
نے عرض کیا کہ حضور صاحبقران ثانی جو افسر لشکر اسلام تھے مع ایک سو چالیس سردارون اور عزیزون کے
اپنے لشکر کو بدیع الملک کے سپرد کرکے اور انکو صاحبقران کرکے طرف خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے ہین
بعد انکے تشریف لے جانے کے صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک طرف ایوان نہ طاق کے گئے کہ وہ ایک
طلسم ہی تواقب مین آئینہ اندام کے جو کہ طلسم آئینہ کا خدا تھا اور خدائی کرتا تھا تشریف لے گئے ہین اور
عزیز و اقربا صاحبقران کے جو کہ انکے ہمراہ گئے ہین وہ تو خیر باقی اپنے اپنے ملکون پر جو کہ انھون نے
فتح کیے تھے چلے گئے اہل اسلام کی تو یہ خبر ہی جو کہ مین نے عرض کی علاوہ اسکے اور انکا حال مجھکو نہین
معلوم نہ انکے قصد سے اطلاع ہی بادشاہ نے کہا کہ یہ مجھکو معلوم ہی کہ بدیع الملک جو نہ طاق پر گئے تھے انھون نے
اسکو فتح کیا یا نہین خواجہ نے کہا کہ مجھکو ایک عرصہ مدید ہوا کہ مین ظلمات مین تھا جب کہ مین ظلمات
کو گیا تھا تو اہل اسلام مین یہ بند و بست ہو رہا تھا جو کہ عرض کیا اسکے بعد سے مجھکو پھر حال نہین معلوم ہوا
مین ظلمات مین جا کر بعارضہ تپ مبتلا ہو گیا دو برس تک صاحب فراش رہا طاقت زائل ہو گئی تھی اور
تنہا بیٹھنا دشوار تھا تین برس تک یہ نوبت رہی اب تو برس دن سے مین نے تجارت شروع کی ہی

ابھی مین اہل اسلام کے ملکون کی طرف براے تجارت گیا بھی نہین ہون بادشاہ نے کہا کہ اب کدھر سے آئے ہو
عرض کیا ملک افغان تو یہ حقیر شہر آفتاب نما سے آتا ہی بلکہ اور بہت سے ملک ظلمات سے یہان تک بیچ مین خرید
فروخت کرتا ہوا اس ملک مین حاضر ہوا بادشاہ نے کہا کہ اُن ملکون کی حالت بیان کرو کیسے ملک ہین کیا
حالت ہی آبادی کیسی ہی حاکمون کے مزاج کیسے ہین رعایا کچھ شاد ہی سوداگر نے عرض کیا کہ جن جن ملکون
مین یہ حقیر گیا سب کو آباد پایا رعایا کو شاد دیکھا ہر ایک بادشاہ اپنے ملک کے بند وبست مین مصروف
ہی مگر جب شہر آفتاب نما مین آیا تو یہان کا رنگ دیکھکر میرے ہوش جاتے رہے ایک ماہ کامل مین اُس شہر مین
رہا مگر نئے حکم واحکام سُنے بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا نئے حکم واحکام جاری ہوتے ہین خواجہ نے کہا کہ
خداوند عرض کرتا ہون مین ہر روز دربار مین جاتا تھا بادشاہ کو مین نے دیکھا کہ وہ ابھی کم سن ہی بادشاہ
نے کہا کہ وہ تو ضعیف ہوگا حاکم شہر آفتاب نما کا خورشید ہی جس شہر کا تم ذکر کرتے ہو اسکا اور کچھ نام
ہوگا کیونکہ اُس ملک کے حاکم کو خورشید آفتاب پرست کہتے ہین خواجہ نے عرض کی ہین کیونکر حضور کی
بات کو جھوٹ کہون مین تو دیکھ آیا ہون کوئی پندرہ سولہ برس کا سن ہوگا پرچلین نام بڑا خوش کلام
ہی بادشاہ نے کہا کہ اگر یہ خیال کیا جائے کہ خورشید کا پسر ہوگا تو اُسکے سوا سے ایک لڑکی کے کوئی
لڑکا نہین ہوا تمام عمر اُسکی اسی امید مین بسر ہوئی علاوہ اسکے اُس لڑکی کی بھی شادی نہین ہوئی نہ وہ
شادی کرنے پر راضی ہوتی ہی کہ مین یہ خیال کرون کہ داماد کو سلطنت پر بٹھا دیا ہوگا اگر خورشید
مرجاتا تو ہم کو اس امر کی ضرور اطلاع دیجاتی ہم پر کیا منحصر ہی جو بادشاہ اُس ملک کے اطراف وجوانب
مین ہین سب کو آگاہ کیا جاتا گو ہر ایک مذہب جدا اور طریق دوسرا رکھتا ہی مگر اس اقلیم مین یہ قاعدہ
ہمیشہ سے مقرر چلا آتا ہی کہ جس بادشاہ کی اولاد مین کوئی لڑکا نہ ہو اور وہ مر جاے تو تمام اقلیم کے
بادشاہ جمع ہونگے اور اُسکی لڑکی کو تخت حکومت پر بٹھاینگے اگر لڑکا ہوگا تو کوئی ضرورت نہین وہ
خود سلطنت کرے گا اور ہم کو آگاہ کر دے گا کہ فلان شخص نے اس تاریخ قضا کی اب مین یہان کا
حاکم ہون یہان کا یہ طریقہ ہی اگر خورشید مرجاتا تو ہم کو ضرور بالضرور خبر ہوتی مگر ایک امر ہی کہ ہم نے کئی
سال سے اور ملکون کے اخبار بھی نہین دیکھے ہین کہ حال معلوم ہوتا شاید کوئی واقعہ ہوا ہو کوئی لشکر کشی
کرکے آیا ہو اُسنے خورشید کو قتل کیا ہو اور اپنا قبضہ کر لیا ہو یا خورشید نے اپنی زندگی مین اپنے کسی عزیز
کو اپنا ملک دے دیا ہو تو وہ دوسری بات ہی وہی حاکم ہو ہان تم بیان کرو خواجہ نے عرض کیا کہ حضور وہ
بادشاہ ہر وقت نقاب پوش رہتا ہی اور سُنا گیا ہی کہ اہل شہر بادشاہ کو ہر صبح جب حاضر دربار ہوتے ہین
سجدہ کرتے ہین مین نے جو وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا سب نے یہ بیان کیا کہ یہ جو حاکم وقت ہین انکو
خداوند نے اپنا نائب وولیعہد کیا ہی اور یہ فرزند ہین خداوند کے بطن سے ہماری ملکہ کے اور ایک دختر بھی
انکی ہمشیر ہین وہ بھی نور خالص خداوند سے بنی ہین یہ دو اولادین خداوند آفتاب کی ہین جو کہ ہمارے
ملک مین بزرگ جہان کہلاتے ہین اور یہ لائق پرستش ضرور ہین بدین سبب ہم سجدہ کرتے ہین انکو اپنا خداو
نائب خداوند ضرور جانتے ہین حضور دریافت کرنے سے یہ امر ظاہر ہوا کہ خورشید کی دختر کو اُسکے خداوند
اپنے تصرف مین لائے ملکہ اسی سبب سے مرد کے نام سے نفرت رکھتی تھی کیونکہ خداوند کی مرضی تھی کہ مین
اسکے ساتھ عقد کرونگا تو یہ بادشاہ خورشید کا نواسہ ہی اور خداوند کا فرزند ہی خداوند نے ہم کو اسکی
بندگی اور سجدہ کرنے کا حکم فرمایا ہی ہم بموجب حکم خداوند سجدہ کرتے ہین یہ کہکر خواجہ نے ابتدا سے
جو حال سُنا تھا کہنا شروع کیا حمل کا ظاہر ہونا سب کا غوغا کرنا ملکہ کا قسم کھانے پر راضی ہونا اور

قسم کھانا آگ سے سلامت نکلنا سب کا یقین کرنا کہ ضرور خداوند نے ملکہ کے ساتھ عقد کیا ہی اُس
دن سے سب کا ملکہ کی عزت کرنا بعد نو ماہ کے لڑکے کا پیدا ہونا اُسکی پرورش ہونا خورشید کا برجیس
نام رکھنا اُس لڑکے کے ڈیڑھ برس بعد لڑکی کا پیدا ہونا اُسکی بھی خوشی کرنا یہان تک کہ ان دونون کا
سن تمیز کو پہونچنا خورشید کا بہت محبت کرنا برجیس کا پڑھ لکھکر و دیگر فنون سے فراغت کرنا بموجب حکم
خداوند خورشید کا برجیس کو تخت پر بٹھانا آپ نائب ہونا اور اُسکا سلطنت کرنا یہ کہکر عرض کیا کہ
حضور ایک نئی چیز مین نے شہر آفتاب نما مین دیکھی ہی جو کہ مین نے کبھی نہین دیکھی تھی وہ یہ ہی کہ وسط شہر
مین ایک قلعہ بنا ہی آج کل برجیس کا تخت اُسی قلعہ مین ہی اُس قلعہ کی یہ حالت ہی کہ تمام قلعہ کی
عمارت نقرئی و طلائی ہی اور وہ وہ عمارت ہی کہ جسکی تعریف نہین ہو سکتی ہی اور عجب چیز یہ ہی کہ ہر مقام پہ
تصویر آفتاب بنی ہوئی ہی اور اُن آفتابون سے روشنی مثل خورشید اصلی کے پیدا ہوئی ہی برج کا جو
برج قلعہ کا ہی اُسکے اوپر ایک بہت بڑا آفتاب بنا ہوا ہی کہ جسکی یہ حالت ہی کہ اُسکی روشنی دن کو مثل
آفتاب کے اور رات کو مثل ماہتاب کے ہوتی ہی یون تو کوئی مقام آفتاب سے خالی نہین ہی اور اُس
قلعہ مین باغ ایسے ایسے ہین کہ جن مین ہمیشہ بہار رہتی ہی کبھی خزان نہین آتی ہی کیسی صاف صاف
نہرین جاری ہین کہ مین کیا عرض کرون ان سب امرون کے علاوہ یہ امر سب سے زیادہ حیرت انگیز و
تعجب خیز ہی کہ جسکو مین عرض کرتا ہون وہ یہ ہی کہ اُس قلعہ سے کسی قدر بلند ایک آسمان بنا ہوا ہی
اور ایسا صاف و شفاف ہی کہ جو عمارات اور باغات وغیرہ اُسمین ہین سب زیر آسمان سے نظر
آتی ہین اُسمین بھی عمارت طلائی ہی کیسے کیسے نفیس جانور اُس عمارت کی دیوارون پر بیٹھے ہین حضور
پھرتے تو حواس اس کارخانے کو دیکھکر جاتے رہتے لطف یہ ہی کہ شہر مین سے یا قلعہ مین سے جس مقام سے
دیکھو وہ آسمان نظر آتا ہی مین نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ خداوند نے اس قلعہ کو اپنی قدرت
سے پیدا کیا ہی اور اسکا مالک اپنے نائب کو کیا ہی اور یہ آسمان اپنے واسطے پیدا کیا ہی کیونکہ اُنکا
قصد ہی کہ کچھ دنون دنیا پر رہین جو جو مذہب کہ دنیا پر رواج پائے ہوے ہین اُنکو نیست و نابود کرین اور اپنا
مذہب اور اپنی پرستش کو ترقی دین اور اپنے نائب کو سجدہ کرائین چنانچہ حضور اُس آسمان پر خداوند
آفتاب رہتے ہین وہ اُنکا مسکن ہی مگر ایک بات ہی کہ ہر وقت اُس آسمان پر سے بارش گل ہوتی ہی
حضور یہ نئی چیز مین نے اُس ملک مین دیکھی بادشاہ نے کہا کہ واقعی نئی بات ہی ہان اور کچھ بیان کرو
یہ تو تم نے عجب قصہ بیان کیا اُسنے عرض کیا اور سماعت فرمائیے کہ ہر ایک اہل شہر کے گلے مین تصویر آفتاب پڑی ہوئی ہی
کیا امیر کیا فقیر اور مذہب آفتاب پرستی کو بڑی ترقی ہی اُس قلعہ اور آسمان کے ظاہر ہونے کے کئی برس بعد
خورشید مر گیا اہل شہر مین یہ امر مشہور ہی کہ خداوند نے بادشاہ کو بہشت کی سیر کے لیے روانہ کیا ہی بعد چندے روز
کے پھر وہ پردۂ دنیا پر بہشت سے آئینگے اُس دن سے برجیس کا حکم و احکام جاری ہوا ہی وہی سلطنت کرتا ہی
کیسی حکومت گویا خدائی کرتا ہی بڑا رعب و داب ہی بڑا جاہ و حشم ہی کوئی اُسکے حکم سے باہر نہین قدم رکھتا ہی یہ تو سب
امر شنیدہ نہین جو کہ مین نے دیکھا وہ حضور مین عرض کیا اسی طور سے ایک زمانے سے چلا آتا ہی برجیس کو سب
نائب خداوند و خدا اپنا تصور کر کے اُسکو سجدہ کرتے ہین اب بڑی ترقی ہوتی جاتی ہی لوگ مذہب آفتاب
پرستی قبول کرتے ہین ابھی تھوڑے دنون کا ذکر ہی کہ پانسو آدمی کسی طرف سے اُس شہر مین آ گئے تھے اُنھون
نے مذہب آفتاب پرستی قبول کیا یہ میرے روبرو واقعہ گذرا مین تو ہر روز دربار مین جایا کرتا تھا ایک دن
جو برجیس شکار کو گیا تو صحرا سے ایک بارگاہ اور ایک نقارہ اور ایک علم لایا ہی اور چالیس ہزار سوارون کا سامان

میں اسلحہ وغیرہ لایا تھا سب کو تقسیم کیا جو سامان اُسکے پاس جمع ہو گیا ہے لشکر بھی قریب ساٹھ لاکھ کے
فراہم کر لیا ہے اب اُسکا قصد ہے کہ جو ملک یہاں سے نزدیک قریب ہیں اُن پر لشکر کشی کر کے اپنا مطیع کروں اور
اُنسے خراج لوں اور مذہب آفتاب پرستی اُنمیں رواج دوں جو عالم و بادشاہ میری اطاعت کرے خیر
ورنہ اُسکو قتل کروں تمام عالم میں مذہب آفتاب پرستی رواج پا جائے لوگ مجھکو سجدہ کریں یہ اُسکا قصد تھا
مگر اُسنے ابھی سامان نہیں کیا تھا ایک دن دربار جمع تھا میں بھی موجود تھا کہ ایک پرچہ اُسکے پاس خود بخود
کہیں سے بطور غیب کے آیا اُسمیں صاف صاف یہ تحریر تھا الٰہی نائب سن تم کو لازم ہے کہ اب لشکر کشی
کرو اور تمام ملکوں کو برباد کرو دشمن خدائی کو ترقی دو یہ تحریر پڑھکر اُسنے سب اہل دربار کو سنائی میں نے بھی
سنی اُسنے یہ ظاہر کیا کہ پہلے میں اُن ملکوں پر لشکر کشی کرونگا جو کہ قریب ہیں جب میرے پاس لشکر کثیر
ہو جائیگا تو میں ممالک اسلام کی طرف رخ کرونگا اُسی وقت اُسنے لشکر کے تیار ہونے اور سامان
سفر کے فراہم ہونے کا حکم دیا میں نے جو سُنا خیال کیا کہ یہ بڑا امر ہے اور کوئی بادشاہ جو کہ یہاں اس کے
قریب ہیں اُسکے قصد سے ماہر نہ ہونگے یہ لشکر لیکر اُنکے اوپر دفعۃً پہونچیگا وہ لوگ پریشان ہونگے میں
تو مہیا رستے کے لیے نکلا ہوں ہر ملک میں جاؤنگا سب کو آگاہ کرونگا یہ خیال کر کے چونکہ میرا مال تو فروخت
ہو چکا تھا میں نے اُسی روز وہاں سے سفر کیا اور حضور کے ملک میں پہونچا یہ واقعہ میں نے دیکھا تھا یہ سُنکے
بادشاہ بہت ہنسا اور بہت سے امر خواجہ نے پر خلیل کے ملک کے بیان کیے تھے جو اس کے حال میں تحریر
ہو چکے ہیں خواجہ خلیل کے اہل دربار سے سنے تھے ان باتوں کو سُنکے خوشخوار بہت ہنسا اور اہل دربار کی طرف
متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ کیا خوب ایسے واقعے شہر آفتاب میں گذر گئے اور ہم کو بالکل خبر نہ ہوئی واقعی خواجہ
خلیل نے بڑی دانائی کی جو ہم کو آگاہ کر دیا ورنہ خرابی ہوتی یہ تو کبھی نہیں ہوتا کہ وہ ہمارے مقابلہ کو آتا اور
ہم اُسکا مذہب قبول کرتے یا اُسکی اطاعت کرتے مگر جنگ عظیم واقع ہوتی طرفین کا لشکر کام آتا پھر
جسکو خداوند تعالی فتح دیتے وہ حکومت کرتا اور اب کیا یہ نہ ہوگا مگر اب ایک امر ہے کہ میری رائے تو یہ ہے کہ
وہ کیوں لشکر کشی کر کے ادھر آئے یہ امر بالکل خلاف شجاعت ہے کہ ہم پر کوئی سپاہ لے کر مقابلہ کو آئے
اسلئے آج تک تو ایسا نہیں ہوا ہے کہ کوئی ہم پر لشکر کشی کر کے آیا ہو ہمیشہ ہمیں سب پر لشکر لے کر گئے ہیں
یہ تو بالکل ہماری بہادری کے خلاف ہے کہ وہ شخص ہم پر لشکر کشی کر کے آئے کہ جسکے باپ کا کوئی نشان
نہ ہو اور بالکل ایک افترا اور فقرہ اہل دنیا کے گمراہ کرنے کے لیے بنا لیا ہو اسکی کوئی اصل نہیں ہے یہ سب
اشیا آفتاب و ماہتاب زمین آسمان شجر و حجر سب پیدا کیے ہوئے خداوند تعالی کے ہیں بھلا آفتاب
میں کب یہ قدرت ہے کہ وہ خدائی کرے یہ بھی کہیں کسی کے منہ سے سُنا ہے یا کسی کتاب میں دیکھا ہے
یا کبھی زمانہ ما قبل میں گذرا ہے کہ آفتاب آسمان پر سے اُتر کر آیا ہو اور صورت بشر پیدا کی ہے یہ تو
ہم کو کبھی یقین نہ آئیگا کہ زاشہ لقا میں جو کہ اُسکا خالق تھا آسمان پر سے اُسکی خدمت میں تو آیا نہیں
ہے کیا حقیقت رکھتے ہیں اور آفتاب بھی مثل اور ستاروں کے ایک ستارہ ہے جو کہ گردش کرتا ہے اسکو
ستارہ کہتے ہیں وہ کوئی فرشتہ بھی نہیں ہے کوئی حور بھی نہیں ہے کوئی غلمان نہیں کہ خورشید لقا
کے حسن پر عاشق ہو کر زمین پر آیا ہو اُسنے یہ مکر کیا ہو کوئی جادوگر ہے جس نے ان سب کو دھوکے میں ڈال
رکھا ہے یہ سب کار خانے سحر کے ہیں جو کہ خواجہ نے بیان کیے ہیں مگر ہم کو کیا تھا اگر وہ ہماری طرف کا رخ
نہ کرتا اور ملکوں میں اپنے مذہب کو رواج دیتا تو ہم کو کوئی غرض نہ تھی کہ ہم اُس سے مقابلہ کرتے اب تو
یہ خیال ہے کہ وہ پہلے ہمارے ملک پر آئیگا پھر اور طرف جائیگا اس سے بہتر یہ امر ہے کہ ہم خود کیوں نہ

اسکے ملک پر جاکر اُس سے مقابلہ کرین کیون وہ ادھر آئے بلکہ پہلے اُسکو نصیحت کرین کہ کیون تو نے کمر اسکی
پر کمر باندھی ہی کیون اپنے کو سجدہ کراتا ہی جو خورشید کا مذہب آفتاب پرستی تھا اُسی پر قائم رہ ہم لوگ
تیری فرقت نہین کرینگے کیونکہ نہ معلوم تیرا باپ کون ہی اگر وہ اسپر عمل کرے اور اپنے کردار سے باز
آئے تو خیر ورنہ مقابلہ کرین جسکے مقدر مین فتح ہو اُسی کے ملک پر لشکر کشی کرکے جانا میری راے مین
خوب ہی دوسرا امر یہ ہی کہ ایسا سنہ ہے جب سے اس اقلیم کو آباد ہوے آج تک کسی نے بابت مذہب کے
کسی سے مقابلہ نہین کیا ہمیشہ بابت ملکون اور دیگر امور کے مقابلہ ہوا ہے جو جس مذہب کا ہوا وہ
اپنے ملک پر قابض رہا اور اُسنے اپنا مذہب اپنے ملک مین جاری کیا دوسرے کو کوئی تعرض نہین کیا
نہ ہم نے کسی کتاب مین دیکھا نہ کسی کی زبان سے سُنا یہ کیا بات کہ اسنے نئی بات ایجاد کرنا چاہی ملک
آفتاب نما ہمیشہ سے خورشید کے بزرگون کے قبضہ مین رہا اور اُسی خاندان کے لوگ بادشاہ ہوتے
آئے کسی نے کبھی کسی کی اطاعت نہین کی نہ خراج دیا اور شہر آقلیم کے جو ملک فتح کیے اُس سے بیشک
خراج لیا گیا سب جیسے کہ مین لیتا ہون پھر ہم کیونکر گوارا کرینگے کہ کسی کی اطاعت کرین اور اسکو خراج
دین اسکا سر اُسی مقام پر کچلنا بہتر ہی تاکہ یہ اور زیادہ سربلندی نہ کرسکے اور دوسرا کوئی باعث ہو کہ اگر ہم ایسا
کرینگے تو یہی حال ہمارا بھی ہوگا اگر اسمین غفلت کی تو اوروں کو بھی جرأت ہوگی پھر تو سب لشکر کشی کرنے
لگین گے جو زیادہ قوت رکھتا ہوگا وہ تمام اقلیم پر قبضہ کرلیگا ایک مذہب ہو جائیگا برسون کے
طریقہ مین فرق آجائیگا علاوہ اسکے تمام اقلیم مین ایک تلاطم عظیم مچ جائیگا پس سواے اس تدبیر کے
اور کوئی تدبیر نہین ہی مین تو ضرور لشکر کشی کرونگا اور جس بادشاہ کا جی چاہے وہ کرے ہر ایک کو اپنے
اپنے فعل کا اختیار ہی یہ جو بادشاہ نے کہا اہل دربار تو اسکی خصلت سے واقف تھے کہ جو زبان سے
کہتا ہی اسپر عمل کرتا ہی چاہے جان پر بن جائے مگر اپنے قول کی پابندی کا ضرور خیال رہتا ہی بدین سبب
سب نے اپنی راے بھی موافق راے بادشاہ کے ظاہر کی عرض کیا کہ جو حضور کی راے ہی بہت عمدہ
اسکے خلاف کوئی راے ظاہر نہین کرسکتا ہی ہم سب بھی آپ کی راے کے پابند ہین جو اہل دربار
نے کہا خونخوار بہت خوش ہوا اور اُسی وقت حکم دیا کہ ہمارا لشکر تیار ہو ہم پرسون طرف شہر آفتاب نما
کے مع لشکر کے کوچ کرینگے اسکا ایک فرزند ہی وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ خلیق اور بہادر ہی حسین بھی
بہت ہی اسکا نام لعلان خونریز ہی اُسنے عرض کیا کہ اے والد بزرگوار مین بھی آپ کے ہمراہ چلونگا بادشاہ
نے کہا کہ اے فرزند میری راے یہ ہی کہ تم یہان رہو سلطنت کرو کیونکہ اگر تم بھی میرے ہمراہ چلوگے تو
یہان کون رہیگا جو کہ حاکم ہو شاہزادے نے عرض کیا اور کسی کو یہان کا حاکم آپ مقرر فرمایئے مجکو
ہمراہ لے چلیے بادشاہ نے کہا کہ یہ نہین ہوسکتا ہی کہ یہان کا حاکم اور کسی کو کردن سواے تمہارے
یہ سنکے شاہزادہ خاموش ہورہا بادشاہ دربار برخاست کرکے محل مین گیا سب اہل دربار اپنے اپنے
مکان کو روانہ ہوے خونخوار نے خلیل نبی مقام قیام پر آئے یہان وزیر نے سامان سفر درست ہونے کا حکم دیا
اُدھر سپہ سالار نے لشکر کو حکم شاہی سے آگاہ کیا کہ جلد سامان کرو پرسون بادشاہ یہان سے طرف شہر
آفتاب نما کے کوچ کرینگے یہ حکم جو لشکر نے سُنا یہ تو ہر وقت مقابلہ کا جویا رہتا تھا خوش ہوگیا کوئی لشکری
ایسا نہ تھا کہ جسکا چہرہ فرط خوشی سے لعل نہ ہو اُسیوقت سے لشکر مین سامان سفر ہونے لگا یہان تو یہ بندوبست
ہی جب وہ رات اور دن تمام ہوا اخیر ہوئی خونخوار نے دربار کیا سب حاضرین دربار حاضر دربار ہوے کے
دربار آراستہ ہوا خلیل وہ اشیا سے کہ جو کہ بادشاہ نے طلب کی تھین حاضر ہو کر پیشکش شاہی

پس بادشاہ نے پسند فرمایا اور بہ موافق بیعت کا فرمان دلوا دیا گیا اور بہت کچھ جنس کو انعام عطا
اور ایک خلعت گران قیمت مرحمت ہوا وہ تسلیم بجا لا کر رخصت ہوا چونکہ اسکو عجلت تھی کہ ان ملکون سے
بہت جلد فراغت کرکے ممالک اسلام میں پہونچون اور شاہان اسلام کو اس حال سے آگاہ کردون تاکہ وہ
اپنی تدبیر سے غافل نہ ہون اسنے اسی دن وہان سے کوچ کیا اور یہ اب اپنا قاعدہ اسنے مقرر کیا ہے
کہ جس ملک میں جاتا ہے اس ملک کے بادشاہ کو اس حال سے آگاہ کرتا ہے اپنا مال فروخت کیا اور دوسری
طرف کو روانہ ہوا اب ان بادشاہون کا حال جو جسنے اپنی راے کے موافق کیا ہے آیندہ تحریر ہوگا خواجہ
خلیل کو تو ادہر اس فکر میں روان رکھا جاتا ہے اور شہر خونریز کا حال تحریر ہوتا ہے کہ جب وہ بھی دن
گذرا اور وہ دن آیا کہ جس دن خونخوار نے کہا تھا کہ میں سفر کرونگا وزیر سے دریافت کیا سب لشکر و
سامان سفر تیار ہے اسنے عرض کیا کہ سب تیار ہے جس وقت حضور کا جی چاہے سفر فرمائیں لشکر تیار
ہے یہ سنکے بادشاہ نے اپنے فرزند کو ملک کا حاکم کیا اور آپ مع تین لاکھ سپاہ کے اور اپنے سپہ سالار
کے طرف شہر آفتاب نما کے کوچ کیا یہ تو ادہر سے کوچ کرکے اور لشکر کو ساتھ کرکے ادہر کو چلا ہے یہان پر جلیس
اس خیال میں ہے کہ جب حکم خداوند ہو تو میں سفر کرون کہ خونخوار قطع منازل و طے مراحل کرتے مع لشکر
قریب شہر آفتاب نما کے پہونچا بیرون شہر مقام وسیع لائق جنگ و پیکار و قریب آب دیکھا وہان لشکر کو
اترنے کا حکم دیا لشکر اترنے لگا پڑاو ہونے لگا خیمے وغیرہ برپا ہونے لگے بارگاہ شاہی برپا ہوئی
بازارین آراستہ ہوگئین ادہر بادشاہ اپنی بارگاہ میں داخل ہوا اور سب سردار وغیرہ اپنے اپنے
خیمون میں گئے چونکہ وہ دن تو لشکر کے اترنے وغیرہ میں تمام ہوگیا شام ہوگئی اسی رات خونخوار
نے یہ خیال کیا کہ آج تو میں یہان پہونچا ہون کل برجلیس کے نام نامہ لکھونگا اسی خیال میں وہ رات
بسر کی اتفاق سے جس روز یہ لشکر آیا تھا چند ہرکارے لشکر برجلیس کے کسی ضرورت سے بیرون شہر
آئے تھے کہ اس مقام پر انکا گذر ہوا جہان یہ لشکر اتر رہا تھا انہون نے جو لشکر اترتے دیکھا یہ صورتین
بدل کر داخل ہوئے اور کسی سے دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہے اسنے صاف صاف کہدیا کہ یہ بادشاہ
خونریز کا ہے یہ برائے مقابلہ برجلیس آفتاب پرست کے آیا ہے یہ سنکر ہرکارے اور واقف ہوگئے
اور باہم صلاح کی آج کی رات تو اسی لشکر میں بسر کرو کل بوقت سحر اس لشکر کے بادشاہ کو دیکھکر
اور دربار کی حالت دریافت کرکے اپنے شہر میں جا پہنچینگے اور نائب خداوند کو خبر کرینگے جب یہ آپس
باہم کہہ چکے تو وہ رات اسی لشکر میں انہون نے بسر کی چونکہ لشکر اسی روز آیا تھا کوئی بند و بست نہ ہوا تھا
یہانتک کہ وہ رات تمام ہوئی بوقت سحر تمام لشکر بیدار ہوا بطریق لقا پرستان انہون نے بھی دیکھا کیا
بعدہ سب سردار اپنے اپنے خیمون سے نکل کر طرف بارگاہ بادشاہ کے روانہ ہوئے دربار آراستہ ہوا
خونخوار بھی بیدار ہوکر اور سب کامون سے فراغت کرکے دربار میں آیا تخت پر جلوہ گر ہوا وہ ہرکارے
بھی صورت بدلے ہوئے دربار میں موجود تھے کہ خونخوار نے دبیر کی طرف دیکھکر حکم دیا کہ ایک نامہ
بنام برجلیس آفتاب پرست کے اس مضمون کا تحریر کرو یہ کہکر مضمون اسکا بتایا دبیر نے اسی مضمون کا
نامہ تحریر کرکے پیش کیا بادشاہ نے دیکھکر حکم دیا کہ لفافہ کرکے حاضر کرو اسنے لفافہ کرکے اور مہر شاہی
سے مزین کیا روبرو بادشاہ کے حاضر کیا جب نامہ تیار ہوگیا تو بادشاہ نے کہا کہ اے سرداران
بارگاہ تم میں کوئی ایسا مرد بھی ہے کہ جو نامہ میرا برجلیس کے پاس پہونچا دے اور اسکا جواب لاوے
بس یہ سننا تھا کہ اپنے دنگل پر سے مرد شیر افگن اٹھا اور روبرو بادشاہ کے آکر عرض کیا کہ اے بادشاہ

یہ غلام بجا لائے گا بادشاہ نے سر سے پاؤن تک اسکو دیکھا اور کہا کہ تم کیون اٹھے یہ کوئی مشکل کام نہ تھا
کہ جسکو کوئی نہین کرسکتا تھا کوئی اور یہ کام کرلیتا اگر اب مین تم کو نہین جانے دیتا ہون تو میرے
قاعدے کے خلاف ہوتا ہی خیر لو یہ نامہ تمہین لے جاؤ اور اسکا جواب لاؤ اس مرد جری نے وہ نامہ
لے لیا اور تسلیم کی اور اپنے ڈنگل پر آکر بیٹھ گیا ان ہرکارون نے یہ سب واقعہ دیکھا اور دربار کو پہلوانون
سے ایسا آراستہ پایا کہ باوجودیکہ اس اقلیم مین اب فی الحال برجلیس کا دربار خوب تھا اور ہزارون
سردار و پہلوان خورشید نے نوکر رکھے تھے اور بعد خورشید کے برجلیس نے بھی نوکر رکھے تھے مگر یہ بات
نہ تھی ایسا دربار انھون نے خواب مین نہ دیکھا تھا انکے ہوش جاتے رہے خیال کرنے لگے کہ باوجودیکہ
ہمارا آقا دعویٰ نائب خداوندی ہی اور سب اسکو سجدہ کرتے ہین اور قریب آٹھ لاکھ کے لشکر ہی اسکے
دربار مین حاضر ہوتے ہین مگر یہ رعب وداب نہین ہی جو کہ ہم اس بادشاہ کے دربار مین دیکھتے ہین
باوجودیکہ ہمارے بادشاہ کے دربار مین اب یہ نیا قاعدہ جاری ہوا ہی کہ دربار مین کوئی کلام نہین کرسکتا ہی
سب کو خاموش بیٹھنے کا حکم ہی سب سر جھکائے بیٹھے رہتے ہین کوئی کسی سے کلام نہین کرتا ہی مگر یہ حالت
نہین ہی جو کہ اس دربار کی ہی یہ دونون اپنے اپنے دل مین ایسے ایسے خیال کررہے تھے کہ دربار برخاست
کیا گیا اپنے اپنے خیمون کو سب روانہ ہوئے مرد شیر افگن جو دربار سے اپنے خیمہ مین پہونچا فوراً
لباس تبدیل کیا اور دوسری پوشاک پہن کر اور ایک ہزار سوار ہمراہ لے کر بطور نامہ بر کے طرف شہر
آفتاب نما کے چلا وہ ہرکارے جو کہ دربار مین تھے جب کہ دربار برخاست ہوا دونون نے باہم یہ صلاح
کی کہ جب نامہ بر روانہ ہوگا تو ہم اس سے قبل یہان سے روانہ ہونگے اور جاکر خبر دینگے یہ صلاح باہم
کررہے تھے دیکھا کہ نامہ بر اپنے خیمہ سے نکلا اور مع ایک ہزار سوار کے طرف ہمارے شہر کے چلا یہ دونون
بھی اسکے لشکر مین مل گئے اور چلے کہ نامہ بر قریب شام متصل شہر پناہ پہونچا اپنے ہمراہیون سے صلاح
کی کہ اس وقت یہان قیام کرو بوقت سحر داخل شہر ہوکر دربار مین جا بیٹھینگے اور جواب نامہ حاصل کرینگے
سب نے عرض کیا کہ یہ رائے آپ کی بہت خوب ہی بس اس قدر دن جو کہ باقی تھا اسی مقام پر بسر
کیا رات ہوگئی رات بھی بسر کی بوقت سحر اٹھے اور اپنے [illegible] ادا کرنے مین مصروف ہوئے
وہ دونون ہرکارے فوراً اسی وقت داخل شہر ہوئے یہان قلعہ مین برجلیس کا دربار جمع تھا سب
سردار حاضر دربار ہوچکے تھے کہ برجلیس بر آمد ہوا سب نے پہلے اسکو سجدہ کیا وہ تخت پر متمکن ہوا
کہ ہرکارے حاضر دربار ہوئے آداب شاہی بجا لائے اور بعد دعا دے کر عرض کیا کہ خداوند یہ غلام بیرون
شہر کل ایک ضرورت سے گئے تھے ایک طرف جو ہمارا گذر ہوا تو ہم نے دیکھا کہ لشکر کثیر اس صحرا مین اتر
رہا ہی ہم نے جاکر جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر ظالم خونریز کا ہی آپ کے مقابلہ کے لیے وہ
لشکر کشی کرکے آیا ہی ہم نے اس لشکر مین شب بسر کی صبح کو اسکے دربار مین گئے اسکے دربار کو پہلوانون
سے آراستہ پایا ایک ایک اپنے وقت کا رستم وسہراب معلوم ہوتا ہی خوب آراستہ دربار تھا ہم اسی
مقام پر موجود تھے جب بادشاہ نے بنام حضور ایک نامہ تحریر کرایا اور ایک اپنے سردار کے ہاتھ آپ کے پاس
روانہ کیا جب دربار برخاست ہوا وہ سردار مع ایک ہزار سوار کے نامہ لے کر ادھر کو چلا ہم بھی اسکے
ہمراہ چلے قریب شام شہر کے نزدیک پہونچ کر قیام کیا ہم نے بھی اسی جگہ قیام کیا اسوقت قبل اسکے روانہ
ہونے کے ہم حاضر خدمت ہوئے تاکہ آپ کو خبر کرین یہ جو برجلیس نے سنا تو ہرکارون کو انعام
دے کر رخصت کیا اور فکر کرنے لگا حکم دیا کہ دربار آراستہ کیا جائے یہ حکم دے کر اور اس آسمان

افقی کی طرف متوجہ کرکے کہا کہ یا خداوند شہر خوب ترین پر کیسے بادشاہ نے لشکر کشی کی ہو اور قریب شہر آ کے اترا ہو میرے
پاس نامہ روانہ کیا ہو اسکا نامہ بر آتا ہی اسکی بابت کیا حکم ہوتا ہی صدا آئی کہ اے آفتاب میرے تمام وہ
ہم علم بیٹھے روانہ کرو کہ کوئی نامہ بر کو نہ روکے آنے دے جس طرح سے آتا ہی اور اپنے دربار کو خوب
آراستہ کرو اور دیکھو کہ نامہ میں اسنے کیا تحریر کیا ہی بعد اسکے پھر حکم دینگے جو ہم کو مناسب ہوگا اسپر عمل
کرنا یہ صدا سنکے برجیس نے فوراً حکم دیا کہ سب مقاموں پر حکم پہونچا دیا جائے کہ کوئی نامہ بر کو نہ روکے
آنے دے یہ حکم دیتا تھا کہ تمام حصہ قلعہ دار و درگہ سالار کو حکم پہونچ گیا کہ نامہ بر کو نہ روکنا حکم خداوند ہی
کہ جس طرح آتا ہے آنے دینا مزاحمت نہ کرنا یہ حکم سنکے سب حیرت میں آگئے کہ نہ کوئی نامہ بر آتا ہی نہ کوئی اور
یہ کیسا حکم ہم کو ملا ہی یہ لوگ تو اس فکر میں تھے کہ ادھر مرد شمشیر افگن اپنے ضروری امور سے فراغت
کرکے مع اپنے لشکر کے داخل شہر ہوا شہر کو خوب آباد پایا ہر مقام پر اہل شہر کا مجمع دیکھا ہر طرف بازار
آراستہ پایا چاندنی بازار میں جو راستہ تھا ہر دوکان پر انبار دیکھا ہر جگہ کثرت رہا ہی اہل شہر اپنے کاروبار
میں مصروف ہیں خرید و فروخت میں دلال دوکاندار سے اپنے حق کے لیے لڑ رہے ہیں کہیں کمروں پر کسبیان
بیٹھی ہیں تماشہ بین مشغول رہی ہیں الغرض ان سب مقاموں کو طے کرکے قریب عمارت شاہی کے پہونچا اُس مقام کو
خوب آباد پایا ایلچی نے اپنے ایک ہمراہی سے کہا کہ دریافت کرو کہ دربار شاہی کہاں ہی کیونکہ یہی عمارت
شاہی ہی یہاں تو کوئی طریقہ دربار کا نہیں معلوم ہوتا ہی اگر یہاں دربار ہوتا تو سرداروں کی سواریاں در
دولت پر موجود ہوتیں یہ سنکے ایک سوار نے اہل شہر سے دریافت کیا کہ بادشاہ کا دربار کہاں ہی کیونکہ عمارت
شاہی یہ ہی مگر یہاں کوئی طریقہ دربار کا نہیں ہی چند آدمیوں نے کہا کہ تم کو دربار سے کیا غرض ہی اُسنے
کہا کہ ہمارے افسر اعلیٰ اپنے بادشاہ کا نامہ لیکر آئے ہیں وہ دربار میں جانا چاہتے ہیں تب اُنھوں نے
کہا کہ اے بھائی قبل میں یہاں بادشاہ رہتے تھے اور دربار بھی ہوتا تھا جب سے قلعہ قدرت ظاہر ہوا ہی اور
بادشاہ کو حکم خداوند ہوا ہی کہ تم اُس قلعہ میں قیام کرو اور وہیں دربار بھی کرو اُس دن سے بادشاہ
اُسی قلعہ میں دربار کرتے ہیں وہ سامنے قلعہ ہی وہ سوار یہ سنکے اپنے افسر کے قریب آیا اور جو کچھ اُس سے
سنا تھا بیان کیا مرد شمشیر افگن نے اُسی قلعہ کا رخ کیا جب سے یہ شہر میں داخل ہوا ہی تو اسنے ایک
روشنی علاوہ روشنی آفتاب کے دیکھی ہی اسکو حیرت ہی کہ یہ روشنی کیسی ہی مگر یہ مرد عاقل ہی اسنے
کسی سے دریافت نہیں کیا اب تو یہ خاموش طرف قلعہ کے چلا جاتا ہی جب یہ کسی قدر قریب پہونچا تو اسنے
دیکھا کہ ایک آسمان زیر آسمان اور قائم ہی اور اسپر طلائی عمارت بنی ہوئی ہی اور ایک آفتاب
اسپر بنا ہوا ہی کہ یہ روشنی اُسی آفتاب کی ہی اب جو قریب پہونچا تو دیکھا کہ قلعہ تمام گنگا جمنی ہی اور
وسط قلعہ میں ایک برج طلائی ہی اسپر بھی آفتاب بنا ہوا ہی اُس سے بھی روشنی پیدا ہوتی ہی قلعہ
کے پھاٹک پر بھی آفتاب بنا ہوا ہی اب یہ قلعہ میں داخل ہوا اسکو کسی نے نہ روکا نہ کوئی مزاحم ہوا
اسنے کوئی مقام آفتاب سے خالی نہیں پایا جو حالت کہ خواجہ خلیل نے یہاں کی بادشاہ سے بیان
کی تھی سب مشاہدہ کی وجہ سب کیفیت تھی جو کہ قبل میں تحریر ہو چکی ہی یہ سیر کرتا ہوا در دولت پر پہونچا
عمارت قلعہ نقرئی و طلائی دیکھی اور آسمان نقلی قلعہ پر سایہ افگن پایا اور اُسپر سے پھول برستے دیکھے تمام
قلعہ کو باغات سے آراستہ دیکھا جب یہ در دولت پر پہونچا اُدھر برجیس سے آفتاب نے کہا کہ اے
نائب ما بدولت ایلچی آگیا ہی کسی سردار کو اُسکے استقبال کے لیے روانہ کرو یہاں اُسی عرصہ میں دربار
آراستہ ہو چکا تھا مسند اکا شنشا تھا کہ فوراً برجیس نے ایک سردار کو کہ نام اُسکا ارجل تیغ زن

تھا حکم دیا کہ تو ایلچی کا استقبال کرکے دربار مین لے آ وہ بموجب حکم برجلیس اپنے دنگل پہ سے اٹھکر طرف
جلوخانہ کے چلا اُدھر نامہ بر نے درگہ کے سالار سے کہا کہ ہماری خبر کر دو کہ ایک نامہ بر حاضر دربار ہوا چاہتا ہی
اُسنے کہا کہ کچھ خبر کرنے کی ضرورت نہین ہی آپ تشریف لے چلیں آپکی خبر قبل سے ہو گئی ہی کوئی خبر
کرنے کی حاجت نہین ہی یہ سنکے نامہ بر نے اپنے ہمراہیون کو اُسی مقام پر ٹھہرنے کا حکم دیا آپ اکیلا
پردہ اٹھا کر چلا اُدھر سے وہ سردار جو کہ برائے استقبال چلا تھا آپہونچا اُسکو دیکھکر کہنے لگا کہ کیا
آپ ہی نامہ لیکر آئے ہین شیر افگن نے کہا کہ جی ہان مین ہی نامہ بر ہون اُس سردار نے
جو شیر افگن کو دیکھا سردار زبردست پایا اُسکے چہرے سے رعب و داب شجاعت آشکار دیکھے کہا
کہ آپ میرے ہمراہ تشریف لے چلیں مجھکو آپکے استقبال کا حکم ہوا ہی شیر افگن نے کہا کہ مین
حاضر ہون آپ چلیں مین چلونگا وہ سردار اسکو اپنے ہمراہ لیکر داخل دربار ہوا سات جلوخانے تھے ہر جلوخانہ
مین دو دو ہزار غلامان زرین کمر پہرے پر مقرر تھے یہ سب کو دیکھتا ہوا اُسکے ہمراہ دربار مین پہونچا دربار کو
خوب آراستہ دیکھا یہ بات نئی پائی کہ ہر ایک کے سینہ پر تصویر آفتاب نمایان تھی بادشاہ کو دیکھا
کہ ایک زینہ کا تخت ہی اُس پر متمکن ہی منھ پر نقاب پڑی ہی سر پر چھتر گردش کر رہا ہی وزیر
سلطنت عقب پشت کھڑا ہی شیر افگن نے مجرا گاہ سے مجرا کیا حکم بیٹھنے کا ہوا اُسنے دیکھا کہ کوئی
کرسی یا دنگل خالی ہو تو مین بیٹھ جاؤن مگر کوئی کرسی و دنگل خالی نہ پایا یہ فکر کرنے لگا کہ کسکو ہٹا کر بیٹھون
ملازمون نے دنگل لاکر روبرو تخت کے بچھا دیا اشارہ ہوا کہ بیٹھ جا وہ یہ سلام کرکے دنگل پر بیٹھ گیا اُسنے
دیکھا کہ اس قدر سردار دربار مین موجود ہین مگر سب خاموش سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین کوئی بات
تک نہین کرتا ہی نہ کسی جانب کو دیکھتا ہی یہ رعب دربار تھا جب شیر افگن بیٹھ چکا برجلیس نے
ساقی کو اشارہ کیا کہ جام شراب ناب دے ساقی نے جام بلورین لبریز کرکے شیر افگن کے روبرو
پیش کیا شیر افگن نے جام لیکر پی لیا پھر ساقی نے جام دیا اُسنے پی لیا اُدھر آفتاب جادو
بھی پوشیدہ سب کی نظرون سے دربار مین موجود ہی سب واقعہ دیکھ رہا ہی جب دماغ اُسکا بادۂ ناب
سے گرم ہوا اُسنے کہا کہ مین نامہ لیکر آیا ہون برجلیس نے پوچھا کہ کسکا نامہ لیکر آئے ہو اُسنے
کہا کہ مین نامہ لیکر پہلوان جہان گرشاسپ دوران خدیو زمان شاہ نشان جہانگیر ملک خونریز سے یعنی
شخص خونریز نامہ لایا ہون یہ نامہ آپکے نام ہی اسکو ملاحظہ کرکے جواب تحریر فرمائیے یہ سُنکے
برجلیس نے کہا کہ وہ نامہ کہان ہی شیر افگن نے نامہ نکال کر برجلیس کے ہاتھ مین دیا برجلیس نے نامہ
لیکر دبیر کو دیا اور کہا کہ باآواز بلند پڑھو دبیر نے نامہ لیکر لفافہ چاک کیا اور پڑھنا شروع کیا بعد تعریف
لقا اور اُسکے گاودلنگی کے یہ تحریر تھا کہ ای نبیرۂ خورشید تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ نوشاہان گراونقدر
پر لشکرکشی کرے تیرے نانا خورشید نے کبھی یہ قصد نہین کیا مگر یہ تیرا قصور نہین ہی تیرے نطفہ کا ہی جسکا
کچھ نشان نہین ہی نہ معلوم تو کس کے نطفہ کا ہی ایک امر مہمل اپنے مقام پر تجویز کر لیا کہ خداوند آفتاب
کے ہم فرزند ہین ای نادان یہ بھی کوئی قیاس کرنے کی بات ہی کوئی بھی عقل مند اسکو گوارا
کریگا کہ تو آفتاب کا فرزند ہی ارے نادان آفتاب کی کب یہ قدرت ہی اول تو یہی امر خلاف
عقل تھا کہ تیرا نانا آفتاب کی پرستش کرتا تھا جو کہ خلق کیا ہوا خداوند لقا کا ہی ای طفل یہ بھی اُسکی نادانی
اور بے عقلی تھی کہ جسقدر اشیا دنیا مین خلق ہوئی ہین سب پیدا کی ہوئی خداے باختر مالک خشک و تر
یعنی لقا کی ہین بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ جب ایسا خدا جو کہ ہیجدہ ہزار ملک باختر کا حاکم ہو اور

اشیا اس نے اپنی قدرت سے خلق کی ہوں کیا آفتاب کیا ماہتاب کیا ستارے کیا شجر و حجر کیا زمین و آسمان کیا جن و بشر وغیرہ وغیرہ اور جو چیزیں کہ دنیا میں پیدا کی ہوں اُسکو خدا مانیں اور اسکی پیدا کی ہوئی چیزوں کو خدا جانیں مگر ہم کو اس سے کوئی غرض نہ تھی کیونکہ اس اقلیم کا قاعدہ ہے کہ جو کوئی جو مذہب رکھتا ہے دوسرے کو اُسکو کوئی مطلب نہیں وہ اپنے ملک میں اس مذہب کو رواج دے یہ طریقہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے بلکہ جو لوگ تیرے دربار میں زمانہ سابق کے ہونگے اُن سے اس امر کو دریافت کر لینا اور سُننا کہ وہ کیا کہتے ہیں مگر مجھے سُنا ہے کہ تو کوئی نیا طریقہ پیدا کرنے والا ہے یعنی اپنے مذہب آفتاب پرستی کو رواج دینے والا ہے اول تو یہ خیال کرنا ضرور ہے کہ پہلے ہم اپنے میں لیاقت اس امر کی پیدا کریں کہ جو عالی خاندان میں اُنکے ہم سر ہوں دوسرے وہ مرتبہ حاصل کریں کہ سب ہم کو اپنے برابر سمجھا تصور کریں یہ تو خیال کرنے کی بات ہے کہ تیرا نانا ایک چھوٹے سے ملک کا بادشاہ ہمیشہ سے تھا اُسکے مرنے کے بعد تو بھی اُسی ملک پر قابض ہوا اُسنے کبھی اس امر میں فکر نہ کی نہ کوشش کی کہ اپنے ملک کو ترقی دیتے یا کسی طرف کو لشکر کشی کرے یہ جرأت نہ ہوئی سوا اپنے ملک کی حفاظت کے دوسری فکر نہ تھی نہ ایسا لشکر تھا کہ وہ یہ جرأت کرتا اب میں حیران ہوں کہ وہ کون سی قوت تجھکو حاصل ہو گئی ہے کہ تو نے یہ جرأت کی اور یہ قصد کیا میرے خیال میں یہ امر کسی صورت سے نہیں آتا ہے کہ کیا امر تجھکو لاحق ہوا ہے صرف اس امر پر خیال کر لینا کہ ہم خداوند کے فرزند ہیں بھلا کون اسکو تسلیم کرے گا کہیں یہ بھی سُنا گیا ہے کہ آفتاب جو کہ لقا کا بندہ ہے وہ کیونکر آسمان پر سے زمین پر آسکتا ہے جس طرح اور ستارے ہیں اُسی طور سے یہ بھی ہیں آفتاب و ماہتاب یہ بالکل بے عقلی ہے یہ خیال کر لینا کہ ہمارا جو خداوند یعنی آفتاب ہمارے اوپر مہربان ہوا اور وہ میرا باپ ہے اور میں اُسکا فرزند ہوں اور اُسنے مجھکو اپنا نائب کیا ہے یہ کبھی نہیں ہو سکتا ہے میرے نزدیک وہ کوئی ساحر ہے جو کہ اپنے کو خداوند کہتا ہے پس تم کو لازم ہے کہ تم اپنے قصد سے باز آؤ اور اپنا وہی مذہب قدیم جو کہ تمہارے نانا کا تھا اُسی پر قائم رہو اور وہی طریقہ رکھو جو کہ ہمیشہ کا تھا یہ امر بالکل خلاف ہے کہ تم اپنے کو سجدہ کرنے کا حکم دو کیسا خدا اور کیسے نائب خدا صرف لقا ایک خدا تھا جو کہ کسی سبب سے یہ دُنیا سے بہشت کی طرف تشریف لے گئے ہیں جب اُنکا جی چاہے گا وہ تشریف لائیں گے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم اپنے اسی ملک پر اکتفا کرو اور زیادہ ہوس نہ کرو ورنہ خرابی ہو گی میں نے جو سُنا کہ تمہارا یہ قصد ہے کہ تم لشکر کشی میری طرف کرو گے میں نے خیال کیا کہ تم کو کیوں زحمت ہو میں خود کیوں نہ تمہارے ملک پر لشکر کشی کر کے جاؤں اور اگر ممکن ہے تو تم کو تمہارے قصد سے باز رکھوں پس میری نصیحت پر عمل کرو ورنہ زیادہ جنگ ہو یہ امر بالکل خلاف دانائی و عقل ہے کہ آفتاب کو اپنا باپ تصور کرے جو کہ ایک بالکل بے حس چیز ہے سوا روشنی کے اور کوئی فائدہ نہیں ہے زمین پر آنا کیسا اور تیری ماں سے عقد کرنا کیسا بس میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم میرے کہنے پر عمل کرو آئندہ اختیار ہے کیوں اپنے کو خراب کرتے ہو بے عقلی سے کام لیتے ہو وہ مثل نہ ہو کہ بعد کو جب کوئی زک اٹھاؤ تو یہ کہو کہ ہم نہ جانتے تھے کہ یہ امر یوں ہے تم ابھی لڑکے ہو وہ کام کرو کہ بڑے بڑے بزرگ عزت کریں یہ خیال نہ کریں کہ یہ لڑکا ہے بالکل بے عقل ہے طفل مکتب خیال کر کے مثل میرے لشکر کشی نہ کریں پھر اسوقت بڑی مشکل ہو گی کس کس کو جواب دو گے اور کس کس سے مقابلہ کرو گے یہ حرکت تمہاری تمام شاہان اقلیم کو ناگوار ہو گی سب ضرور مقابلہ کو آئیں گے جس جس کو خبر ہو گی اس سے کیا حاصل کہ ذرا سے امر کے لیے اس قدر لوگوں کو اپنا دشمن کرو یہ بالکل خلاف عقل ہے یہ یقین ہے کہ بعد

کو پھر وہی کام کرنا پڑے گا جو کہ مین خیال کرتا ہون کہ آخر کو اس خودسری کا یہ انجام ہوگا کہ یہ ملک بھی ہاتھ سے
جاتا رہیگا لشکر تباہ ہوگا اور اگر صلح کرلی تو یہ انجام ہوگا کہ یہی مذہب جو کہ تمہارا آفتاب پرستی کا ہی اسی
پر قائم رہو جو کوئی صلح کریگا اسی اقرار پر وہ شامل ہوگی کہ سب الزام دینگے کہ لڑکا تھا جوانی کی امنگ مین
کچھ خیال نہ کیا یہ کیسے مشیر کار ہین کہ جنھون نے ایسی صلاح دی ہی وہ میرے نزدیک تمہارے دوست
نہین ہین بلکہ دشمن ہین یہ خیال کرو کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہوتا ہی میرے اور تمہارے
ماتا کے بڑی دوستی اور ملاقات تھی بدین سبب مین نے تم کو اس طور سے یہ نامہ تحریر کیا ورنہ مین صرف
اطلاع کر دیتا کہ مین مقابلہ کو آیا ہون اگر میرا مقابلہ کرو تو آؤ کیا غرض تھی کہ مین یون نصیحت کرتا صرف
اس خیال سے لکھا کہ یہ بہتر ہے دوست کا بالک ہی اور اسکا نواسہ اسوقت اسیر حاکم ہی اور بسبب
اپنی کم سنی و خورد سالی کے عقل سلیم نہین رکھتا ہی جو کچھ چند برباد کنندگان سلطنت نے تعلیم کیا ہی
اور کان مین پھونک دیا ہی اسکو اسنے اپنا ذریعہ ترقی خیال کر لیا ہی تو یہ بالکل خلاف ہی کہ اپنے
دوست کا عزیز خواہ لڑکا خراب ہو اور دوست دیکھا کرے اسکی مروت سے بعید ہی اس سبب سے
مین نے تم کو بطور نصیحت کے یہ نامہ تحریر کیا ہی کہان تک تحریر کو طول دون اس شعر کے مضمون پر مین
اپنے نامہ کو ختم کرتا ہون ؎ منت انچہ حق بود گفتیم تمام ۔ تو دانی دگر بعد ازین والسلام ۔ یہ مضمون
جو پھر جلیس نے سنا بہت برہم ہوا اور کہا کہ مجھکو خوب اسکی شامت آگئی ہی ضرور قضا سر پر کھیل رہی ہی
جو بادولت کی شان مین ایسے کلمات تحریر کیے ہین یون کوئی نائب خداوند کو تحریر کرتا ہی جو کہ اسنے
تحریر کیا ہی وہ خود اپنی لیاقت کی طرف خیال کرے اور بادولت کی لیاقت و عالی خاندانی کی
جانب دیکھے کجا مین فرزند خداوند آفتاب کجا وہ بندہ آفتاب میرا اسکا کیا مقابلہ ؎ چہ نسبت
خاک را با عالم پاک ؎ اسکو لازم ہی کہ اپنی لیاقت سے زیادہ نہ کلام کرے اور طلاقت لیاقت سے قدم
باہر نہ رکھے اول تو اسنے بڑی خطا یہ کی کہ مجھ ایسے صاحب اختیار پر لشکر کشی کرکے آیا یہ نہ خیال کیا کہ
مین نائب خداوند و خود خداوند ہون یہ مین کس پر لشکر کشی کرکے جاتا ہون اگر آیا بھی تھا تو اسکو لازم
تھا کہ میری خدمت مین حاضر ہوتا میری اطاعت کرتا اور مجھکو سجدہ کرتا بندگی مانتا اگر مین اس مین
لیاقت پاتا تو اسکو مرتبہ پیغمبری عنایت کرتا نہ یہ کہ اس طور کی تحریر میرے نام روانہ کی چونکہ مین خدا
و نائب خداوند ہون رحیم و کریم میرا طریقہ ہی بدین سبب مین بھی اسکو پہلے بطور نصیحت اس نامے کا
جواب تحریر کرتا ہون اور اسکی اس خطا سے درگذر کرتا ہون اگر اسنے اسپر عمل کیا تو خیر ورنہ وہ سزا
سخت دونگا کہ تمام شاہان دنیا کو کان ہونگے اگر ہم خلاف حکم خداوند کرینگے تو یہی امر ہمارے
لیے بھی رکھا ہی یہی سمجھ کر ہمکو بھی ملنے کی ہمیشہ کوئی سزا یابی نہ کریگا سب بلا چشمک و پیکار دائرہ اطاعت مین داخل
ہونگے اور میری نیابت و خدائی کے قائل ہونگے پھر میرے حکم کو بجا لاینگے یہ جو تقریر مرد شمشیر افکن نے اپنے
مالک کے حق مین سنی خلاف الفاظ سنتے کی اپنے قلب مین جرأت نہ پائی چونکہ خاندانی حلال اور صاحب
غیرت تھا کچھ اسکا خیال نہ کیا کہ یہ دربار غیر بادشاہ کا ہی یہان سوائے میرے کوئی میرا شریک
نہین ہی سب اسکے ملازم ہین مرد جری دبا دبتا نہین تو صاحب غیرت اکثر ہوتے ہین کچھ جان کا
خوف نہ کیا جرأت کرکے یون کہنے لگا کہ اگر اجازت ہو تو مین کچھ عرض کرون جلیس نے جواب دیا کہ جو
تمکو کہنا ہو کہو کوئی مانع نہین ہی پیشتر اس مرد جری نے کہا کہ یہ خیال آپ کا بالکل خلاف ہی میرا
مالک کسی سے نہین خوف کرتا ہی اسکے دربار مین اسوقت کئی ہزار سردار ہین وہ آج تک جس

اور جو اپنے بندوں سے مقابلہ کرے اور شکست کھا کر ملک بملک فرار کرتا پھرے اور بندوں کے ہاتھ سے اسکو پناہ
نہ ملے آخر کو اسقدر عاجز ہو کہ اُنکے ہاتھ سے قتل ہو یہ کوئی خدائی کی شان ہی ہو پر جو کہ خدا سے حقیقی ہی اسکی
بابت یہ کہا جائے کہ یہ لقا کے پیدا کیے ہوئے ہیں خدا کی یہ صفت ہی کہ جسکی ذات سے تمام عالم کو نفع پہونچے
دیکھو یہ کتنی بڑی خداوند آفتاب کی صفت ہی کہ اُنکے نور جمال سے تمام دنیا روشن ہی اگر انکا نور
جمال نہ ہوتا تو اس قدر تاریکی ہوتی کہ کوئی چیز نہ دکھائی دیتی سب ٹکرا ٹکرا کر تمام ہو جاتے بھلا یہ صفت
لقا میں کب تھی دوسری صفت یہ ہی کہ مثل آسمان کے دوسرا اور آسمان کس قدر اپنے قریب رہنے کے
لیے بنایا ہی بھلا لقا نے بھی کوئی چیز کبھی بنائی تھی تیسری بات یہ ہی کہ اپنا نائب مجکو مقرر کیا ہی یہ امر کوئی
تعجب کی جگہ نہیں ہی کہ خداوند نے میری والدہ کے ساتھ عقد کیا اُنکو اختیار ہی کہ جس بندے کو چاہیں اپنے
ہمراہ کر لیں یہ قدرت نہ تھی تو اُس آسمان پر سے اس آسمان پر کیونکر آئے اگر جو وہ چاہیں تو میرے دربار
میں چلے آئیں تمہارے آنے کی اُنھوں نے مجکو خبر دی تھی کہ ایلچی در دولت پر آیا ہی اُسکو استقبال
کرا کے اپنے دربار میں طلب کرو اگر وہ نہ خبر دیتے تو کبھی نہ معلوم ہوتا اور خیال کرنے کی جگہ ہی کہ بقول تمہارے
بادشاہ کے میرے نانا کا چھوٹا سا ملک تھا یہ خداوند کے قدم کی برکت سے اسکو شرف حاصل ہوا ہی کہ
اس وقت جو مرتبہ اس ملک کو حاصل ہی اور کسی کو نہیں ہی جس قدر اس وقت میرے پاس اس چھوٹی
سی حکومت پر لشکر ہی کسی کے پاس نہ ہوگا اور جو سامان کہ میرے پاس ہی کسی بادشاہ کے پاس
نہ ہوگا اور کیوں نہ ہو جب کہ باپ خدا ہو تو اُسکے پاس کس چیز کی کمی ہوگی اس وقت تمام شہر مجکو
اپنا خدا اور نائب خدا تصور کرتا ہی اور ہر صبح مجکو سجدہ کرتا ہی پس میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ تم لقا پرستی
سے باز آؤ اور مجکو سجدہ کرو اور اپنا خدا جانو میری اطاعت کرو اور خدمت اپنے بادشاہ کی ترک
کرو اپنے پیدا کرنے والے اور خالق کو پہچانو اگر تم میرے کہنے پر عمل کروگے تو میں تم کو اپنا سپہ سالار
کروں گا اے ایلچی اپنے خدا کو پہچان کیوں گمراہ ہوتا ہی اور اپنی عاقبت کو خراب کرتا ہی اپنے خالق
کو کیوں نہیں سجدہ کرتا ہی مرد شیر افگن نے یہ تقریر سنکے جواب دیا کہ اے بدجنس اپنی زبان
کو روک اور کوئی کلمہ خلاف زبان سے نہ نکالنا میں لاکھ لاکھ لعنت مذہب آفتاب پرستی پر کرتا ہوں
اور اُسکے ماننے والے کو کافر جانتا ہوں مرد جری کہیں یہ کرتے ہیں کہ اپنے مذہب کو ترک کرتے ہیں
مذہب کو ترک کرنا گویا اپنے باپ سے منحرف ہونا ہی دنیا میں سوائے مذہب کے کوئی امر ایسا نہیں ہی
کہ جسکے لیے کوئی اپنی جان دے مذہب وہ چیز ہی کہ جو اسکے پابند ہیں وہ جان دینا گوارا کرتے ہیں
اور مذہب ترک کرنا گوارا نہیں کرتے ہیں اُن لوگوں کا ذکر نہیں ہی کہ جو غیرت نہیں رکھتے ہیں اپنے
باپ کو چھوڑ کر دوسرے کو باپ بنا لیتے ہیں اور اسپر بھی کوئی منحصر نہیں ہی بلکہ بعض ایسے ہیں کہ جنکے
باپ کا نشان تک نہیں اُنھوں نے ایک تمیز فضول اپنے دل سے تراش لی اور اُسپر اوروں
کو بھی ترغیب دلاتے ہیں کہ تم بھی مذہب ہمارا قبول کرو اُسپر طرہ یہ کہ اپنے کو سجدہ کرنے کو کہتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ ہم فرزند خداوند ہیں اور نائب خداوند جو امر کہ آج تک کبھی نہیں سُنا وہ اب سننے میں آتا ہی
اور اپنے مذہب کو سچا کہتے ہیں میں صاف صاف کہتا ہوں کہ میں اپنے جان سے نہیں ڈرتا ہوں جو کچھ
آپکو تحریر کرنا ہو تحریر کر دیجیے مجھ سے بابت ترک مذہب اور اطاعت کے نہ کہیے میں ایسی نوکری کو کچھ
خیال میں نہیں لاتا ہوں کہ جس میں ترک مذہب کی گفتگو ہو دوسرے میں نمک حرام نہیں کہ میں اپنے
مالک کی رفاقت ترک کروں اور ایک غیر کی اطاعت کروں اب مجھ سے اس امر میں کسی طور کی

تقریر نہ فرمایئے گا ورنہ مین بھی اسکا پاس و لحاظ نہ کرونگا کہ یہ دربار ہے ہر دو سپاہی بات پر جان دیتے ہین جسکی
زبان ایک اسکا باپ ایک میرے باپ مین فرق نہین ہی جو میری زبان مین فرق ہو اور میرا نام شیر افگن
نہین کہ اگر کوئی اس امر مین کلام کرے اور مین اسکو زبان تیغ سے جواب نہ دون یہ جو تقریر شیر افگن نے
کی تمام اہل دربار کے تیور بگڑ گئے اور سب کو غصہ آگیا مگر بسبب خوف برجلیس کے کوئی دم نہ مار سکا مگر ایک
سردار جو کہ قریب تخت اپنے دنگل پر بیٹھا تھا اسکا نام مرتیخ برجلیس پرست تھا اور وہ نیا نیا انکے مذہب
مین آیا تھا اسکو تاب نہ رہی برہم ہو کر کہنے لگا کہ ای ایلچی بد دولت تیرے رو برو خداوند و نائب خداوند کی
شان مین یہ کلام بس اپنی زبان کو روک تیرے باپ کا پتہ نہ ہوگا یہ تو طعن خداوند یعنی برجلیس پر کرتا ہی
انکے تو وہ والد بزرگوار ہین جو کہ تمام دنیا کی خدا ہین ایسا ذی شرف تو کوئی نہ ہوگا جیسے نائب خداوند
ہین انکی شہر رفعت مین جو کوئی شک کرے وہ کافر ہی ہم خود مذہب لقا پرستی پر طعن کرتے ہین کہ وہ ہمارے
خداوند آفتاب کا ایک بندہ تھا اُن سے منحرف ہو گیا خدائی کرنے لگا اُسکی سزا اسکو خداوند نے اہل اسلام
کے ہاتھ سے دلائی ہم اسکی بندگی کرنے والے کو کافر جانتے ہین اور اسکا قتل ہم پر واجب ہی مگر کیا کرین
دو امر مجبور کرتے ہین اول تو یہ کہ تیرے قتل کی خداوند و نائب خداوند نے اجازت نہین دی دوسرے
تو نامہ لے کر آیا ہو ورنہ ابھی اس حرب زبانی کی سزا دیتا ایک ہاتھ مین تیرا سر دشمن قدم پر جا گرتا یا تیری
زبان گدی کی طرف کھینچ لیتا بھلا ان کلام کی تاب کب شیر افگن کو تھی کبھی ایسے کلام سننے کبھی نہ تھے
فوراً غصہ آگیا اور کہا کہ او کبر آفتاب پرست تو کیا سزا دے گا تیری کیا یہ لیاقت ہوئی ابھی کل کا ذکر ہی
کہ فلان مقام پر قزاقی کرتا تھا پوشیدہ ہو کر قافلے لوٹتا تھا آج یہان بیٹھکر دلاوری کا دعوی کرتا ہی
ہمیشہ تو قزاقی مین بسر کی اب جو بیٹھکر چین سے روٹی نصیب ہوئی تو بہادرون کے منھ چڑھنے لگا سچ کہا ہی
کسی نے کہ کبھی کم ظرف کو فرصت نہ دے جہان فرصت دی وہ یہ خیال کرتا ہی کہ ہمین دیکھے مستی کے مرد
مارے غرور کے زمین پر قدم نہین رکھتا ہی تو کیا کرے یہ تیری اصالت کا سبب ہی سچ ہی کہ جیسا جو ہوتا ہی
اسکو اسی کی صحبت پسند آتی ہی جیسا تیرا بادشاہ ہی ویسا ہی تو ہی بقول شخصے سہ کند ہم جنس با ہم جنس
پرواز ٭ کبوتر با کبوتر باز با باز ٭ ذرا میری طرف دیکھ اور چار آنکھین کر کے کلام کر یا تو لگا دیکھوانا تو کہ سر دشمن
قدم پر ٹکر کرتا ہی یہی منھ اور یہ کلام وہ وقت بھول گیا جو چوری سے مقابلہ کرتے تھے جب کسی بہادر
کا سامنا ہو گیا تو منھ چھپا کر بھاگ گئے پھر پلٹ کر نہ دیکھا کہ کون آتا ہی اور آج یون تقریر کرتا ہی یہ خیال کرتا
کہ مین اس امر سے خوف کرون کہ یہان تیرے ساتھی ہین یہ ممکن نہین کہ میرے نزدیک ہین تو تقریر کرے گا
ویسا ہی جواب دونگا اب صاف صاف سن کہ میری ماں پر تہمت زنا لگاتی کیونکہ میری ماں نے
قسم کھائی تھی اسی وجہ سے تو میرے باپ کا نشان نہین ہی میری ماں نے بھی یہی کہا تھا کہ میرے ساتھ
خداوند آفتاب نے عقد کیا ہی یہ حمل تمکو انسے رہا ہی یہ سارا واقعہ میرے اوپر گذرا ہی یا تیرے بادشاہ پر جو بیہ
گذرا ہو بیان کر دے اصل امر یہ ہی کہ جو کھری بات کہتا ہی وہ ہمیشہ برا قرار پاتا ہی اب مین کہان تک اپنی تقریر
کو طول دون تو کیون مجبور ہی لیکن موجود ہون جو تیرے ساتھ لے میرا ہو سکے تو تقصیر نہ کرتا ہی نہ کر اگر بہادر ہی
تو مین تجھکو نامرد تصور کرونگا آج سے پھر کبھی ایسی تقریر کسی بہادر سے نہ کرنا یہ جو تقریر شیر افگن نے کی
وہ سر دربار یون صاف طور سے بیان کیا پس مرتیخ کو غصہ آگیا تلوار میان سے نکال کر اپنے دنگل پر سے
اٹھا اور شیر افگن کی طرف چلا شیر افگن نے جو اُسے اپنی طرف آتے دیکھا [illegible] تلوار سے نکالا دی
بس کہ جب وہ وار کرے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر تلوار چھین لو اور اسی مقام پر بیٹھے بیٹھے اسکو اٹھا کر جو مارو

منقش زمین ہو جاتے یہ بھی کوئی چیز ہی یہ تو یہ خیال کر رہا ہی اور اہل دربار خاموش بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہیں اور
برجلیس کی یہ نوبت ہی کہ مارے غصہ کے تھر تھر کانپ رہا ہی بلکہ منہ سے کہتا نہیں ہی خاموش ہی اور ہر
سب کی نظروں سے پنہان آفتاب بھی موجود تھا وہ بھی یہ تقریر سن رہا تھا اُسنے بھی یہ واقعہ دیکھا اب جو
فساد ہوا چاہتا ہی اپنے سحر سے دریافت کیا کہ برجلیس کا پہلوان اسپر غالب ہوگا معلوم ہوا کہ اگر مقابلہ
ہوا تو وہی غالب ہوگا یہ پہلوان مغلوب ہوگا نامہ بر بہت زبردست ہی بس یہ دیکھنا تھا کہ اس نے
دل میں کہا کہ کیا تدبیر کروں کیونکر یہ فساد دفع ہو بس ہزار اسکے خیال میں آیا کہ تو برجلیس سے یہ کہہ کہ
اپنے پہلوان کو منع کرے اور نامہ بر سے یہ کہے کہ ادھر دیکھ اور اپنے منہ پر سے نقاب اٹھا دے بسبب
نظارہ سحر کے وہ اُسکو سجدہ کرے گا ادھر میں سحر کرتا ہوں کہ اسکے قلب ماہیت ہو جاتے اور یہ مذہب
آفتاب پرستی قبول کرے نقاب پرستی ترک کرے اپنے مالک کی اطاعت سے منہ موڑے برجلیس کی اطاعت
کرے یہ خیال کرکے برجلیس کے برابر آکر اُسکے کان میں آہستہ کہا کہ ای نائب من کیوں خاموش بیٹھا ہی
اپنے پہلوان کو کیوں نہیں منع کرتا ہی اور کیوں نہیں اپنے منہ پر سے نقاب اٹھاتا ہی یہ کہہ کہ ای نامہ بر
میری طرف دیکھ اور اپنے خدائے برحق کو پہچان جیسے وہ تیری طرف دیکھے فوراً نقاب اٹھانا وہ تجھکو
سجدہ کرے گا تو اُسکو اپنا سپہ سالار کرنا اور نامہ کا جو کچھ جواب بھیجنا اُنکے ہاتھ بھیجدے جو کہ اسکے
ہمراہ آئے ہیں کیونکہ جب یہ تجھکو سجدہ کرے گا تو تیری اطاعت بھی ضرور کرے گا اب یہ اپنے آقا کے
پاس یہاں سے نہیں جانے کا بس یہ جو برجلیس کے کان میں آہستہ آفتاب نے کہا اُسنے خیال کیا کہا کہ
خداوند نے خوب تدبیر بتائی بس اُسنے باواز بلند کہا کہ او مریخ کیا کرتا ہی یہ دربار خداوندی ہی اس جگہ
ایسی بے ادبی کیا ہم سزا نہیں دے سکتے ہیں جو تو اپنے مقام پر سے اٹھا اور بھی تو سردار ہیں کوئی نہ بولا
تو بڑا جوان مرد معلوم ہوتا ہی یہ جی چاہتا ہی کہ اس بے ادبی کے عوض میں تجھکو نامہ بر کے ہاتھ سے قتل کراؤں
جا بیٹھ اپنے مقام پر ہم خدا ہیں اگر ایسی ایسی باتوں پر لوگوں سے فساد کریں اور اُنکو قتل کرنے پر آمادہ
ہوں تو کوئی کاہے کو ہماری طرف رجوع ہوگا یہ جو ڈانٹ کر برجلیس نے کہا مریخ کانپ کر رہ گیا گو قریب
شیر افگن کے پہونچ چکا تھا قصد کیا تھا کہ وار کر دوں بس یوں ہی سہم کر رہ گیا اور ہٹ آیا ادھر برجلیس
نے صدا دی کہ ای ایلچی میری طرف دیکھ اور اپنے خدا کو پہچان یہ سنتے شیر افگن نے اسکی طرف دیکھا
برجلیس نے اپنے منہ پر سے نقاب اٹھائی اور کہا بر من نگر بر من نگر شاید کہ گشتا سی مرا ادھر نقاب
اٹھائی اُدھر آفتاب نے سحر کیا کہ شیر افگن کی قلب ماہیت ہو جائے سحر نے اپنا اثر کیا جیسے ہی
شیر افگن نے برجلیس کی طرف دیکھا اور اسکے چہرے پر نگاہ پڑی قلب ماہیت ہو گئی دوڑ کر قدموں
پر گرا پہلے سجدہ کیا پھر قدم چومے اور رو رو کر یوں کہنے لگا کہ افسوس میں آج تک اپنے خدا سے نہ واقف
تھا مجھکو خو شخوار نے گمراہ کر رکھا تھا میرا خالق تو یہ ہی میں نے کیسی اپنی عمر گمراہی میں بسر کی اور کیا کیا
کلام میں نے خدمت میں اپنے خداوند کے کیے میری زبان لائق کاٹ ڈالنے کے ہی آج میں نے اپنے
خدا کو پہچانا لقا وہ تو بندہ ہی بھلا وہ کیا خدائی کر سکتا ہی اگر میں جانتا کہ لقا میرا خدا نہیں ہی تو کبھی اُسکی
پرستش نہ کرتا ای خداوند میری خطا کو معاف فرما میرا قصور عفو کر گو کہ میں لائق عفو نہیں ہوں ۔ ہر چند
نیم لائق بخشایش تو ۔ بر من منگر بر کرم خویش نگر ۔ مگر تیرے رحم و کرم سے بعید نہیں ہی کہ تو مجھ پر رحم کرے
تو بڑا رحیم ہی کریم ہی یہ کہتا ہی اور روتا ہی آنکھوں سے باران اشک ہی کہ جاری ہی آنسوؤں کا تار بندھا
ہوا ہی متواتر آنسو جاری ہیں یہ حالت جو برجلیس نے اسکی دیکھی اپنے منہ پر کی نقاب درست کرکے

اور اسکا سر اُٹھا کر کہا کہ کیون اس قدر گریہ کرتا ہی میری ذات رحیم ہی مین نے تیرا قصور معاف کیا تیری خطا کُل
کی یہ تیرا قصور نہ تھا تو نہین واقف تھا کہ مین تیرا خدا ہون اور تیرے خدا کا نائب ہون چونکہ یہ منظور رہی کہ امر
خدائی کا مجکو مختار کرین بدین سبب اُنھون نے میرے سجدے کا حکم دیا او بہت سے کلام تشفی آمیز زبان
سے اپنے کہے کہ جس کے سبب سے اُسکو تسلی ہوئی وہ جوشش رقت کم ہوا آنسو تھمے برجلیس نے
قدمون پر سے اُٹھکر اُسی مقام پر آیا جہان پہ بیٹھا ہوا تھا اور بیٹھکر کہنے لگا کہ ای خداوند مین آپ کا
بندہ بہت گنہگار ہون میرے قصور کو معاف فرمایئے مین توبہ کرتا ہون مین نے بڑی گستاخی کی کہ بہت
کلام سخت شان مین خداوند کے اپنے زبان سے کہے وہ کلام جو کہ ادنی کے بھی شان مین نہین کہے
جاتے ہین مجکو خوشخوار نے گمراہ کر رکھا تھا اگر اُسکو پاؤن تو اُس کے پُرزے پُرزے اُڑا دے اور ٹکڑے ٹکڑے
کر دون جیسا کہ مجکو میرے خدا سے گمراہ رکھا تھا برجلیس نے یہ حالت دیکھکر شیر افگن سے کہا کہ تم
جو اب نامہ لے کر خوشخوار کے پاس جاؤ گے یا نہین اُسنے جواب دیا کہ اب مین اُسکی صورت نہ دیکھونگا
جانا کیسا میرے روبرو خداوند اُسکا نام اپنی زبان پر جاری نہ فرمایئن پس فوراً برجلیس نے حکم دیا کہ لاؤ
خلعت ہم نے شیر افگن کو اپنا سپہ سالار کیا آج سے اسکو ہم نے ستون قدرت لقب عطا کیا بموجب
حکم فوراً خلعت سپہ سالاری حاضر کیا گیا برجلیس نے شیر افگن سے کہا کہ ای ستون قدرت مین تم
یہ خلعت زیب تن کرو آج سے تم میرے لشکر کے سپہ سالار ہو اور میری بارگاہ قدرت کے ستون ہو
تم کو کوئی نہین زیر کر سکتا ہی پس فوراً شیر افگن نے وہ خلعت پہن لیا ادھر ڈنگل اُسکا سب سے
بالا دست پر تخت برجلیس کے بچھایا گیا یہ اُس ڈنگل پر آکر بیٹھ گیا جب ان کامون سے فراغت
ہو چکی اُسوقت برجلیس نے دبیر سے کہا کہ ہماری طرف سے خوشخوار کو تحریر کرو کہ تم بڑے مغرور
ہو گئے ہو اور بڑے گستاخ ہو اپنے کلام کو شان مین خداوند کے تحریر کرتا ہی اگر تم کو چشم بصیرت ہی
تو دیکھو کہ کیسی یہ قدرت کاملہ ہی کہ اپنے نور جمال سے تمام عالم کو روشن کیے ہوئے ہی اور بہت سی
ایسی ایسی قدرتین ظاہر ہین کہ وہ لقا کیا ظاہر کر سکتا تھا جسکی کہ تم پرستش کرتے ہو وہ بھی ایک بندہ تھا
خداوند کا اُسکو خداوند نے اپنی قدرت سے اس قدر قدرت دی تھی کہ کسی کو اُس زمانے مین نہ
دی تھی وہ مغرور ہو گیا اور خدائی کرنے لگا کیسا اُسکو ذلیل اور خوار کیا ہی خدا پرستون نے یہ اُسکے
غرور کی سزا تھی جو غلام اپنے آقا سے پھر جاتا ہی اُسکو یہی سزا دی جاتی ہی وہ کیا کیدن تھا اور کیا لیاقت
رکھتا تھا کہ خدائی کرتا خداے حقیقی خداوند آفتاب ہی جسکا مین فرزند و نائب ہون پس مین تم کو تحریر
کرتا ہون کہ تم کو لازم ہی کہ مذہب آفتاب پرستی قبول کرو و غاشیہ اطاعت دوش ہوش پر رکھکر
حاضر خدمت ہو میری اطاعت کرو اور لقا پرستی ترک کرو ورنہ یہ یاد رکھو کہ وہ سزا دیجاے گی کہ تمام
عمر یاد کرو گے دیکھو یہ خدا ہی کہ جس نے اپنے بندون کی ہدایت کے واسطے چند روز کے لیے اپنے
سجدے کو موقوف کیا اور مجکو سجدہ کرنے کو حکم دیا کہ میرے نائب و فرزند کو سجدہ کرو اور یہ قدرت دکھائی
کہ اُس آسمان کو چھوڑ دیا اور مثل اُسی کے اور ایک آسمان تیار کیا جو کہ فی الحال اپنا مسکن مقرر کیا ہی
مین کہان تک اُسکے اوصاف تحریر کرون اور کہان تک اُسکی مدح مین قلم فرسائی کرون اور کیون نامہ کو
طول دون اور تمھاری بیکار تحریر کا کیا جواب دون مین ایسے مہمل تحریر کا جواب نہین تحریر کرتا ہون صرف
اس قدر تمھارے راہ دکھانے کو تحریر کیا ہی تاکہ تم جو گمراہ ہو رہے ہو راہ راست پر آؤ اور دوسرے فساد کو
پہنچا تو ورنہ تم نے خطا تو ایسی کی تھی کہ اگر قہر خداوندی نازل ہوتا اور دریاے غیظ و غضب جوش زن

ہوتا تو تم مع لشکر خاک سیاہ ہو جاتے مگر چونکہ ذات خدا رحیم ہوتی ہے اور اُسکا فرض ہے کہ اپنے
بندون پر رحم کرے کیونکہ وہ تو اُسکے پیدا کیے ہوے ہین سب اسپر بالک سے ناز و نیاز کرتے ہین
بدین خیال تمہاری خطا عفو فرمائی گئی تم کو لازم بلکہ الزم ہے کہ مثل شمشیر افگن کے جو کہ تمہارا نامی لشکر
آیا تھا اور یہان آکر اُسنے اپنے خدا کو پہچان لیا اور مذہب باطل کو ترک کیا اور مجھکو سجدہ کیا وہ بڑا مرد
عقیل تھا کہ جب اُسکو ہدایت کی گئی کیونکہ وہ عقل سلیم رکھتا تھا فوراً اُسنے مجھکو سجدہ کیا اور اپنی لاعلمی
کا قائل ہوا کہ مین واقف نہ تھا کہ لقا خدا نہین ہے خدا میرا آفتاب عالمتاب ہے ایسی حالت مین مین
کیون گمراہ رہون کیون نہ اُسکی پرستش صدق دل سے کرون اُسنے یہ خیال کرکے لقا پرستی ترک
کی اور میری اطاعت قبول کی مین نے اُسکا یہ مرتبہ کیا کہ اُسکو اپنا سپہ سالار کیا اور دستون قدرت
لقب دیا لہذا تم کو حکم کیا جاتا ہے کہ بفور دیکھنے اس فرمان واجب التعظیم کے میری خدمت مین آؤ اور
اپنی خطا مثل شمشیر افگن کے معاف کراؤ اُس کے عوض مین طرح طرح کی مہربانی پاؤ گے اور وہ مرتبہ ہوگا
کہ تمام شاہان اقالیم اُسکی خواہش کرینگے اور تمہارے بعد پھر کسی کو نہ نصیب ہوگا آیندہ تم کو اختیار
ہے اگر اسکے خلاف کروگے عذاب و عتاب اور قہر خداوندی مین مبتلا ہوگے بس مین نے نامہ اپنا اس شعر
پر ختم کیا۔ سپردم بتو مایۂ خویش را ÷ تو دانی حساب کم و بیش را ÷ یہ مضمون جو کہ برجیس نے
کہا دبیر نے فوراً قرطاس پر تحریر کیا جب نامہ تیار ہو چکا تو پیش کیا کہ یہ نامہ حاضر ہے برجیس
نے وہ نامہ لے کر ایک چوبدار کو دیا کہ بیرون دربار جو لوگ کہ شمشیر افگن کے ہمراہی کھڑے
ہین اُنکو دے دینا کہ یہ جواب نامہ ہے اور کہنا کہ تمہارے افسر نے بادشاہ کی ملازمت ترک کی
اور خداوند و نائب خداوند کی اطاعت قبول کی اور مذہب لقا پرستی کو بھی ترک کیا مذہب اصلی
آفتاب پرستی قبول کیا اب وہ دربار مین تمہارے بادشاہ کے نہین جائیگا لہذا یہ نامہ تم لے جاؤ
یہ سنکے اُس چوبدار نے وہ نامہ لیا اور باہر آکر شمشیر افگن کے ہمراہیون کو دیا اور جو کچھ برجیس
نے کہا تھا اُن سے کہدیا وہ نامہ لے کر اور تقریر سنکے اُسی وقت باہم یہ تقریر کرتے ہوے اُس
مقام سے چلے کہ ہمارے افسر نے بُرا کیا جو برجیس کی اطاعت قبول کی افسوس نمک حرامی پر
کمر باندھی ایسا مرد باغیرت ہوکر ایسی بے غیرتی کرے اول تو اپنا مذہب ترک کرے دوسرے
اطاعت بھی ترک کی یہ کیا ہوگیا ہم ایسا نہین جانتے تھے بادشاہ اُسے بہت دوست رکھتے تھے
بسبب جرأت و غیرت کے جس وقت وہ سنینگے نہایت صدمہ ہوگا کسی کا اعتبار نہین ہے
ہمارے افسر کو بادشاہ مثل فرزند کے خیال کرتے تھے جس طور سے کوئی فرزند کی خاطر کرتا ہے وہ
اسی طور سے اُنکی خاطر کرتے تھے ایسا بادشاہ تو کوئی نہ ملیگا ایسی ایسی تقریر کرتے ہوے قلعہ اور
شہر سے باہر آئے اور اپنے لشکر کی راہ لی قریب شام لشکر مین پہونچے چونکہ دربار برخاست ہو چکا تھا
بادشاہ داخل بارگاہ آرام تھا کیونکر خبر کرتے اپنے مقام پر قیام کیا اہل لشکر نے دریافت کیا کہ تمہارا
افسر کہان ہے اُنھون نے جواب دیا کہ ہم کو کیا معلوم اُنھون نے ہمکو راہ سے واپس کر دیا ان سب نے
خیال کیا کہ کیا حاصل حیران سے یہ حال کہین پیشتر بادشاہ کو خبر کرین پھر تو خود بخود سب پر ظاہر ہوگا
یہ امر ایسا تو ہے نہین کہ پوشیدہ رہے اور کوئی نہ سنے مگر ہم کو کیا ضرورت ہے جو ہم اپنی زبان سے
بیان کرین اس خیال سے کہدیا کہ ہم کو راہ سے واپس کر دیا وہ لوگ یہ خیال کرکے خاموش ہو رہے
کہ کوئی مصلحت ہوگی وہ رات بسر ہوئی بوقت سحر خسرو خونخوار نے دربار کیا سب لوگ حاضر دربار

ہوئے خونخوار نے اہل دربار کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ آج دو روز ہوئے کہ شیر افگن نامہ لیکر گیا ہی
واپس نہین آیا ہمنے اسکو دو روز سے نہین دیکھا ہی طبیعت پریشان ہی دوسرے یہ دن اسکے بغیر دربار
سونا پڑا ہی وہ رونق دربار کی نہین ہی اہل دربار نے عرض کیا کہ حضور وہ نامہ لیکر گیا ہی ابھی نامہ کا
جواب نہ ملا ہوگا وہ ابھی انتظار مین مقیم ہونگے کہ جواب ملے تو روانہ ہون آج ضرور حاضر خدمت
ہونگے یہان تو یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ادھر وہ لوگ جو ہمراہ شیر افگن اور آئین جو سوز افسر تھے انھون نے درباری
کپڑے پہنے اور وہ نامہ جو انکو ملا تھا اسکو لیکے کہ واسطے دربار کے روانہ ہوئے داخل دربار ہوکر مجرا گاہ سے
مجرا کیا بادشاہ نے دریافت کیا کہ تم لوگ کیون آئے ہو انھون نے عرض کیا کہ ہم لوگ ہمراہی مین مرد
شیر افگن کے تھے جبکہ وہ نامہ حضور کا لیکے طرف شہر آفتاب نما کے روانہ ہوئے تھے تو انھون نے اپنے
ہمراہ ہم کو لیا تھا ہم انکے ہمراہ گئے تھے بادشاہ نے متغیر ہوکر دریافت کیا کہ پھر وہ تمہارا افسر کہان ہی
انھون نے جو تقریر کہ شمس نے بادشاہ سے روبرو بیان کی اور وہ نامہ نکال کر دیدیے
بادشاہ نے پیش لیا بادشاہ نے دبیر کو اشارہ کیا کہ نامہ کو پڑھو دبیر نے اسکے ہاتھ سے نامہ لیا تمام کمال
پڑھکر سنایا اب جو اسکا مضمون خونخوار نے سنا اور آگاہ ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ شیر افگن نے
میری اطاعت ترک کی اور اطاعت برجیلیس کی قبول کی اور مذہب لقا پرستی ترک کرکے مذہب آفتاب پرستی
اختیار کیا اور برجیلیس کو سجدہ کیا چونکہ سردجری اور با غیرت تھا نہایت غصہ آیا اور ایسا ہوا تھا
کہ دماغ کو دھواں گذر گیا آنکھین قہر سے لال ہوگئین دونون ابرو قریب تھا کہ حرکت
کرنے لگے تمام بدن کے بال کھڑے ہوگئے اہل دربار کی طرف دیکھکر کہنے لگا کہ شیر افگن سے تو یہ امید
کی اسکی فراست سے یہ امید تھی وہ مرد با غیرت وبہادر تھا یہ کیا اسکے دل مین سمائی میرے خیال مین
نہین آتا ہی کہ یہ کیا اسنے کیا بالکل خلاف شجاعت کیا مرد بہادر کو یہ زیبا نہ تھا جو اس نے ایسی حرکت کی
نہ معلوم اسکی وہ غیرت کیا ہوئی کہ اس بے غیرتی پر کیون کمر باندھی نہ معلوم اسکی سمجھ مین کیا آیا کہ میری رفاقت
ترک کی مین نے اسکو مثل اپنی اولاد کے پرورش کیا تھا برابر لڑکون کے خیال کرتا تھا یہ کیا فعل اس سے
سرزد ہوا بالکل اسنے بہادری کا نام ڈبو دیا اپنے خاندان کی عزت کو برباد کیا جیسا اسکا خاندان شجاعت
وبہادری مین مشہور تھا ویسا ہی اسنے اب بدنام کیا نا خلف اپنے خاندان مین پیدا ہوا شیخ سعدی علیہ الرحمہ
نے سچ فرمایا ہی ٭ زنان باردار اے مرد ہشیار ٭ اگر وقت ولادت مار زایند ٭ ازان بہتر بہ نزدیک
خردمند ٭ کہ فرزندان ناہموار زایند ٭ یہ کہکر بادشاہ نے اہل دربار کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم مین
کوئی ایسا بھی ہی کہ جو شیر افگن کو سر دربار جاکر قتل کرے یا زندہ گرفتار کرکے لے آئے اسکا بھائی
مرد تیغ زن کہ وہ اس سے بزرگ تھا جب اسنے یہ سنا ہی کہ شیر افگن نے مذہب آفتاب پرستی
قبول کیا اور تیغ کھا رہا ہی پھر دوبارہ بادشاہ نے کہا کہ اے حاضرین دربار ہی تم مین کوئی ایسا بہادر کہ جاکر
سر دربار قتل کرے یا گرفتار کرکے لائے مرد تیغ زن یہ سنتے ہی فورا اپنے دنگل سے اٹھا اور کہا کہ غلام
جان نثار حلم والا کو موجود ہی کیونکہ اس ناشدنی ننگ خاندان نے بالکل خلاف مردی ومردانگی
کے یہ کام کیا کہ آپ کی اطاعت سے منہ موڑا اور دوسرے کی اطاعت قبول کی اپنا مذہب لقا پرستی
چھوڑکے دوسرا مذہب آفتاب پرستی اختیار کیا میری دانست مین اسنے مذہب نہین چھوڑا بلکہ اپنے
باپ سے انحراف کیا تمام خاندان مین داغ لگایا یہ جو بادشاہ نے سنا مرد تیغ زن سے کہا کہ تم حضور
مین خود جاتا ہون یا تو اسکو گرفتار کرکے لاتا ہون یا اسکا سر کاٹ کر لاتا ہون مین اسکا روادار نہین

ہون کہ میرے لشکر کا ادنا سپاہی نامردی کرے اور مین اُسکو گوارا کر دون نہ وہ کہ جسکو مین نے مثل فرزند کے
پرورش کیا ہو مین قسم کھا کر کہتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ اگر میرا فرزند بھی یہ حرکت کرتا تو یہی سزا اُسکو
بھی دیتا مگر یہ صدمہ نہ ہوتا جو اس شیر افگن کے لیے ہوگا مگر کیا کرون کہ نامرد کا تو مین دشمن ہون معلوم ہوتا ہے
اُسنے صرف جان کے خوف سے یہ بے غیرتی گوارا کی بلا سے جان جاتی تو جاتی کوئی یہ تو نہ کہتا کہ خونخوار
کے لشکر کا سردار اعلیٰ ہمارے بادشاہ کا شریک ہوگیا مذہب لقاپرستی ترک کرکے ہمارا مذہب
آفتاب پرستی اختیار کیا کتنی بڑے شرم کی بات ہے اور غیرت کا مقام ہے کہ جو الفاظ ہم نے آج
تک کانون سے نہین سُنے تھے وہ اس نامرد کے سبب سے سُننا پڑے ہم پر فرض ہے کہ ہم اُسی کو کیون زندہ
رکھین کہ جو یہ الفاظ ناشایستہ اور کلام نازیبا کانون سے سُننا پڑین جب وہی نہ ہوگا تو پھر کوئی کیون کہنے لگا
اُسنے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور سچ ارشاد کرتے ہین خونخوار نے کہا کہ مین ابھی جا کر اُسکو اس
فعل بد کی سزا دیتا ہون اُس مرد نے کہا کہ آپ کیون زحمت اُٹھاتے ہین اور تکلیف گوارا فرماتے ہین یہ غلام
کاہے کو جاتا ہے اور حکم والا بجا لاتا ہے خونخوار نے کہا کہ نہین مین خود جاتا ہون اب اُسکی یہ جراءت نہ تھی
کہ پھر مکرر عرض کرتا اس تقریر پر عمل کرکے اپنے مقام پر آ بیٹھا ع خلاف راے سلطان راے جستن بہ
بخون خویش باید دست شستن ٭ بس خونخوار بقصد غیظ و غضب اپنے تخت سے اُٹھا تلوار میان سے
لی اور اہل دربار سے پلٹ کر کہا کہ اگر کوئی میرے عقب مین چلا تو مین اُسکو اُسی مقام پر قتل کرونگا یہ وہ مثل
ہے کہ مرد مرے نام پر اور نامرد مرے نان پر اُس مرد کو جو ایسی نامردی کرنا تھی تو میرے ہمراہ کیون آیا اور
میرا نامہ لے کر کیون گیا اُسی مقام مرتے وہ اُسکا شریک ہوگیا ہوتا اس کم بخت نے مجکو بھی بدنام کیا کہ خونخوار
نے کیسے نامرد کے ہاتھ نامہ روانہ کیا تھا کہ جو جان کے خوف سے اُسکا مطیع ہوگیا اور اُسکا مذہب بھی
قبول کرلیا اور اپنی شجاعت و بہادری مین دھبہ لگایا ننگ خاندان مشہور ہوا یہ کہکر تلوار لیے ہوے
باہر آیا اور مرکب پری پیکر پر کہ جو ہوا سے کہے کہ تو تھم جا مین تیرے آگے جاتا ہون سوار ہو کر ایسا تیز چلا کہ
جو ایک پل مین تمام عالم کی گشت کرے اور چلے رہرو پیک نظر بھی تھک کر رہ جاے اور وہ نہ تھکے
باگ جو لی مرکب ہوا ہوگیا اور مثل سایہ کے نظرون سے نہان ہوگیا گویا ایک جھونکا ہوا سے تیز کا تھا کہ
چل کر رہ گیا یہ مرکب اُٹھائے ہوے تلوار علم منھ مین کف رخ لال غیظ سے عجیب حال جسم کے بال
کھڑے ہوے چلا جاتا ہے یہان دربار مین یہ تذکرہ ہے کہ افسوس بہت بڑا پہلوان زبردست و سردار
بالادست آج بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوگا بڑی خرابی کی بات ہے کیا تدبیر کرین کہ اُسکی جان بچے اور
بادشاہ کی بھی بات رہے اگر ہم مین سے کوئی جاتا تو سمجھا کر لے آتا مگر وہ خود تشریف لے گئے ہین وہ زندہ
نہ چھوڑینگے شیر افگن کے بھائی نے کہا کہ آپ لوگ بیکار افسوس کرتے ہین ایسے کا مرنا ہی بہتر ہے کہ
جس کے سبب سے باپ دادو کا نام ہوا ایسے بدنام کرنے والے بیٹے تو کیا بیٹے جو اپنی بدنامی کو فخر خیال کرین
یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اُدھر قلعہ شہر آفتاب تما ہین برجلیس تخت حکومت پر متمکن ہے اور سب
اہل دربار جمع ہین دنگل برپا ہے برابر تخت کے شیر افگن بھی بیٹھا ہے سب خاموش ہین کوئی کسی سے بات
نہین کرتا ہے دربار کا یہ رنگ ہے اُدھر خونخوار خونخوار بنا ہوا مرکب کو اُڑاتا ہوا یہ کلام زبان پر مرد مرے
نام پر نامرد مرے نان پر میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاتا ہے بغیر قتل کیے ہوے نہ پھرونگا چاہے میری
بھی جان جاتی رہے شہر پناہ پر پہونچا یون ہی دروازہ داخل شہر ہوا اہل شہر یہ حالت دیکھکر دنگ ہوگئے
کہ یہ کیا واقعہ ہے مگر بدین خیال کہ یہ امر بھی شاید کوئی اور خدائی سے ہو ہم جو دخل دین تو خلاف

خداوند ہو گا خاموش دیکھا کیے خونخوار کو یہ بھی خیال نہین کہ کوئی پائمال ہو جائے گا یا کوئی گر پڑے گا مرکب
دوڑاتے ہوئے چلا جاتا ہو خود بھی کسی سمت نہین دیکھتا ہو کئی مقام پر ایسا ہوا کہ دو ایک آدمی
مرکب کی جھپیٹ مین آ گر پڑے کچھ زخمی ہوئے کچھ بچ گئے کچھ کچل کر مر بھی گئے مگر یہاں خبر بھی نہین کہ
کون مرا اور کس پر کیا گذری بیدھڑک گھوڑے کو گھر کے سامنے قلعے کے پہونچا چونکہ ان لوگوں سے سب مقام
کا پتہ نشان دریافت کر چکا تھا اسی سبب سے بلا خوف و خطر مرکب اٹھائے چلا آیا یہاں تک کہ
قلعہ سامنے دکھائی دینے لگا اسنے قلعہ کو دیکھکر اور مرکب کو تیز کیا اور ایک کوڑا مرکب کو مارا جس مرکب
نے کبھی پھول کی چھڑی نہ کھائی ہو اسپر چابک تازیانہ پڑے تو اسکا کیا حال ہوا ہوگا طرارے بھرتے
قریب در قلعہ پہونچ گیا یہاں در قلعہ پر جو دربان تھے انھوں نے جو اسکو آتے ہوئے دیکھا کہ ایک
سوار اس قصد سے چلا آتا ہی کہ اندر قلعہ مین چلا جاوے اسکی یہ حالت ہو کہ شمشیر برہنہ ہاتھ مین ہی منہ مین
کف ہو چہرہ لال ہو سر پر تاج چہرے سے جلال شاہی عیان مرکب تیز رفتار زیر ران بصد تیزی چلا آتا ہی
ان لوگوں نے خیال کیا کہ اسکو در قلعہ پر روکیے اور ایسی حالت سے قلعہ کے اندر نہ جانے دیجیے یہ قصد
کرکے دربان گھیرتے ہوئے جیسے ہی وہ قریب در قلعہ پہونچا دربانوں نے روکا اور کہا کہ اس صورت
سے قلعے کے اندر جانے کا حکم ہرگز نہین ہی جب تک کہ ہم اجازت نہ لے لین یہ کب سنتے ہین انھوں نے
مرکب کو تھپ تھپا کر پیش کیا اور شمشیر کو جو تلوار جوانکو دکھاتے ہین تو وہ تلوار کی چمک دیکھکر پیچھے ہٹتے
مرکب کو جھپٹ کر کے آگے بڑھے مرکب سے گزارہ پھرا اور سب کے سروں پر سے ہو کر بیرون در قلعہ میدان مین جا کر
اترا یہ لوگ لینا لینا کہکر تعاقب مین پیچھے مرکب کے جو میدان پایا اب وہ کب قرار لیتا ہی برابر چلا جاتا ہی کہاں
وہ سوار اور یہ لوگ پیدل کب پا سکتے ہین تھوڑی دور چل کر رہ گئے ایک قدم نہ چل سکے مرکب نے گرد قدم کی
نہ پائی جھٹک کر نکل گیا قافلے رہ گئے خونخوار مرکب کو تیز کر کے قریب در دولت کے پہونچا اسنے
قلعہ کی کچھ کیفیت بھی نہ دیکھی اپنی حالت مین چلا گیا جب در دولت پر پہونچا تو دیکھا کہ تمام سرداروں کی
سواریاں موجود ہین دربارگاہ پر حاجب و دربان کھڑے ہوئے ہین یہ اسی طور سے مرکب اٹھائے ہوئے
چلا آتا ہی جو کوئی منع کرتا ہی یہ اسپر نگاہ قہر ڈالتا ہی اور تلوار دکھاتا ہی چونکہ بادشاہ ہی وہ لوگ مارے
خوف کے کچھ نہین کہتے ہین یہاں تک کہ یہ سب مقام طے کر کے اس مقام پر پہونچا جہاں درگہ سالار
بیٹھا ہوا تھا اس نے جو کہ سوار کو اس حالت سے دیکھا ادھر شور و غل بھی سنا کہ ہم لاکھ لاکھ منع کرتے ہین
مگر یہ سوار نہین مانتا ہی مع مرکب چلا آتا ہی بڑا مغرور معلوم ہوتا ہی کہتا ہی کہ مین یونہی دربار مین جاؤنگا
یہ غل بھی درگہ سالار نے سنا اور سوار کو بھی دیکھا تلوار تول کر سر راہ کھڑا ہو گیا کہ اتنے عرصہ مین خونخوار
اسکے قریب پہونچا اسنے کہا کہ او سوار کہاں بے ادبانہ آتا ہی آگے مقام ادب ہی دربار نائب خداوند
ہی یہاں بڑے بڑے بادشاہ دست ادب جوڑ کر جاتے ہین اکثر ایسا ہوتا ہی کہ انکی بابت حکم نہین ہوتا ہی
وہ واپس جاتے ہین بغیر اجازت بار نہین پاتے ہین بھلا تو کیونکر یون جا سکتا ہی کہ بلا اجازت مع مرکب
چلا جائے مرکب پر سے اتر تلوار میان مین کر دے مین جا کر تیری خبر کرتا ہون اگر اجازت ہو تو جاؤ ورنہ اپنے
مقام کو واپس جاؤ کل پھر آنا یہ تقریر سنکے خونخوار نے کہا کہ وہ نامرد ہوتے ہونگے جو بے اجازت
جا سکتے ہونگے ہم تو بلا اجازت مع مرکب دربار مین جائین گے دیکھین ہم کو کون روک سکتا ہی
جسکا قدم آگے بڑھا اسکے تن پر سر نہ ہوگا درگہ سالار نے کہا کہ تیری کیا لیاقت ہو تو جا سکے
خوب یاد رکھ کہ بلا عرض معروض تجھکو اندر دربار کے ہرگز نہ جانے دونگا ایسی جرات اچھی نہین ہوتی

نہیں کرتا ہی اسکو اور غصہ آیا اور درشت ہو کر کہا کہ او نمک حرام دغا مرد بس اسی مین خیریت ہی کہ اپنے ہاتھ رومال
سے باندھ کر میرے روبرو حاضر ہو اور اپنی خطا کو معاف کرا ورنہ تیری آج زندگی نہین ہی تیرا پیمانہ عمر لبریز
ہو گیا ہی تو میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا مین تجکو قتل کرونگا تیری اس نامردی کی سزا دونگا ارے او
نامرد تو نامہ لیکر آیا تھا یا اس مکار کی اطاعت کرنے آیا تھا کہ جس کے باپ کا نشان تک نہین ہی کر
ایسا نامرد ہی کہ مین یون چلا آیا کسی نے روکا تک نہین واہ کیا خدائی ہی کہ خبر بھی نہ ہوئی کہ کون ہمارے
دربار مین آتا ہی اور کس حالت و قصد سے آتا ہی اور کیا اسکی غرض ہی یہ کیسا خدا ہی کہ بالکل آگاہ نہ ہوا
یہ جو خونخوار نے کہا برجلیس کو غصہ آیا اور کہا کہ ارے اسکو کسی نے روکا نہین خونخوار نے کہا کہ
ملک الموت کو کوئی روک سکتا ہی برجلیس نے کہا کہ تو ملک الموت ہی خونخوار نے کہا کہ ہان اسکے لیے
ملک الموت ہون جو کہ نامرد ہی اور بہادر کے لیے ملک الموت نہین ہون اس وقت تو مین صرف شیر افگن
کی روح قبض کرنے آیا ہون خونخوار نے ایسے ایسے کلام کہے مگر شیر افگن خاموش بیٹھا ہوا اور یہ
سب کلام سنا کیا اور کسی بات کا جواب نہ دیا خونخوار کو اور غصہ زیادہ ہوا اور یہ کلمہ زبان پر لایا کہ ارے
شیر افگن ہم تجھسے کہتے ہین اور ہمارے کہنے کو تو گوش سے سنکر بالکل اثر نہین کرتا ہی او نامرد
تیری وہ غیرت اور شجاعت کیا ہو گئی تیرا تو یہ قول تھا کہ مرد مرے نام پر اور نامرد مرے نان پر اب
تو نے کیا نام پیدا کیا ہی خوب مردی کی داد دی ہی صد آفرین بادرین ہمت مردانہ تو اب بس خیریت اسی
مین ہی کہ اٹھ اور میرے ساتھ چل اگر تو نہ چلے گا تو تجکو اسی دربار مین تہ تیغ کرونگا اور جہنم مین پہونچا دونگا
کہے دیتا ہون کہ تو میرے ہاتھ سے اسوقت زندہ نہ بچیگا لقمۂ موت ہو جائیگا یہ کہکر خونخوار غلام کے
چلا اور چاہا کہ اسکو سزاے موت دون کہ ادھر شیر افگن نے برجلیس سے کہا کہ خداوند اسکے ہاتھ سے
مجھے بچائیے یہ میرا بادشاہ ہی مین اسی کے حکم سے نامہ لیکر آیا تھا اب یہ میرے قتل کرنے کو تیرے لشکر
سے آیا ہی یہ بغیر قتل کیے یہان سے نہ جائیگا کیا اپنے قول کا بڑا پابند ہی میری جان بچائیے اور مجھپر رحم
کرکے اپنے دامن عاطفت مین پناہ دیجیے ادھر شیر افگن برجلیس سے یہ کہہ رہا تھا کہ خونخوار
قریب پہونچ گیا اور تلوار علم کرکے کہا کہ مجکو معلوم ہوا کہ تیری قضا آگئی ہی کہ تو میری بات کا جواب نہین دیتا ہی
قصد کیا کہ ایک ہاتھ ایسا لگاؤن کہ اسکے سر کے دو ٹکڑے ہو جائین ادھر شیر افگن سہم کر رہ گیا اب
برجلیس پریشان ہو گیا کہ کیا تدبیر کرون کیونکر اسکو اسکے دست قوی سے بچاؤن فوراً خیال آیا کہ نقاب
اٹھا دینے سے یہ خیال آتا تھا کہ برجلیس نے خونخوار کی طرف دیکھکر کہا کہ اے مرد زبان دراز ذرا اپنے خدا کو تو سمجھا
کہ جسکا تو بندہ ہی جس نے تجکو پیدا کیا ہی کیون اپنی عمر گمراہی مین بسر کرتا ہی جیسے ہی یہ کلام سنکے خونخوار
نے برجلیس کی طرف دیکھا اور قصد کیا کہ کچھ کہون کہ برجلیس نے یہ کہکر نقاب منھ سے اٹھائی اور کہا کہ برمن
مگر برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا بس نقاب کا اٹھانا تھا اور ادھر آفتاب جادو نے بھی سحر کیا کیونکہ
یہ تو ہر وقت دربار مین موجود رہتا ہی مگر سب سے پوشیدہ رہتا ہی یہ سب کو دیکھتا ہی اسکو کوئی نہین
دیکھتا ہی جیسے ہی نظر خونخوار کی برجلیس کے روے نحس پر پڑی فوراً غازہ سحر نے اپنا اثر کیا کہ اسکا
غصہ فوراً دفع ہو گیا قلب ماہیت ہو گئی مثل شیر افگن کے یہ بھی سحر مین مبتلا ہو گیا کوئی خبر نہ
رہی دوڑ کر برجلیس کے قدمون پر گر پڑا اور سجدہ کیا اور کہا کہ افسوس میری عمر اسقدر رفعت برباد
ہوئی گمراہی مین واقعی مذہب آفتاب پرستی اصلی مذہب ہی اور تو بیشک نائب خدا اور خدا ہی اور آفتاب
خالق حقیقی اور خداے برحق ہی اُسی کے نور سے تمام عالم منور ہی مین نہ جانتا تھا کہ آپ خداوند کے فرزند

جلد یہ تدبیر میری خطا کو معاف فرمایئے مین نے بہت بڑی گستاخی آپکی خدمت مین کی مین گردن
زدنی ہون یہ کہتا ہی اور زار زار روتا ہی افسوس کرتا ہی کہ میری تمام عمر گمراہی مین ضائع ہوئی مین نے
اپنے خدا کو نہین پہچانا خدائے باطل جو کہ بندہ خداوند کا تہا اُسکو خدا تصور کیا اُس نے بہکا رکہا تہا خوب
ہوا جو وہ مر گیا یہ حالت جو برجلیس نے خونخوار کی دیکہی اُسکا سر اُٹہا کر سینہ سے لگایا اور کہا کہ کیون
اس قدر بیقرار ہوتا ہی تیری خطا مین نے اور خداوند دونون نے معاف کی کیونکہ تو لاعلم تہا اگر یہ امر ہوتا
کہ تو لاعلم نہ ہوتا اور اُسکی حالت مین [illegible] کرتا تو بیشک یہ تیری خطا تہی اُسوقت مین تو لائق سزا
تہا کہ دانستہ ایسے خدا [illegible] ہوا اور [illegible] حالت لاعلمی مین تو لائق سزا نہین ہی تو پریشان نہ ہو [illegible]
دریا سے انتقال مین [illegible] خونخوار کے ہوش و حواس درست ہوے ادھر ادھر دیکہنے لگا
برجلیس نے کہا ہمارے [illegible] تخت لاو یہ حکم دینا تہا کہ فوراً ملازمون نے تخت حاضر کیا برجلیس
نے حکم دیا کہ ہمارے تخت سے برابر [illegible] تخت برابر تخت برجلیس کے بچہا دیا گیا برجلیس نے
خونخوار سے کہا کہ تخت پر بیٹہ جاو یہ تمہارے لیے ہی مین تمہین اپنا مرسل کرونگا پس خونخوار اُسی وقت
اُس تخت پر بیٹہ گیا جب وہ تخت پر بیٹہ چکا برجلیس نے ساقی کو اشارہ کیا کہ ایک جام خونخوار کو شراب ناب
کا دو ساقی نے جام شراب ناب کا اُسکو دیا جب دماغ خونخوار کا شراب سے گرم ہوا اُس وقت شیر افگن
کی طرف دیکہکر کہا کہ واقعی تو بڑا مرد عاقل تہا کہ تو نے مذہب آفتاب پرستی کو قبول کیا اپنی عقبی درست
کی جبین [illegible] تیرے سبب سے اس قریہ کو پہونچا اگر تیرے قتل کے لیے نہ آتا تو یہ افتخار کیونکر حاصل ہوتا قدم
راہ ضلالت و گمراہی سے باہر نہ نکلتا برجلیس نے کہا کہ تم دونون صاحب آپس مین گلے مل جاو اور اے خونخوار
تم اس مرد جری کی خطا بحل کر دو اسکا قصور نہ تہا کیونکہ اطاعت نہ کرتا اور کیونکر راہ ضلالت سے نہ نکلتا جب کہ
اُسنے اپنے خدا کو پہچان لیا مذہب آفتاب پرستی اختیار کیا خونخوار نے کہا کہ واقعی بہت بجا اور درست ہی
برجلیس نے شیر افگن سے کہا کہ تم دونون ہاتہ باندہکر اپنے آقا کے روبرو آو تاکہ وہ تمہاری خطا
معاف کرین خونخوار نے کہا کہ اے نائب خداوند مین نے اسکی خطا معاف کی کوئی ہاتہ جوڑ کر آنے کی
ضرورت نہین ہی پس یہ کہا خونخوار نے حکم دیا کہ کوئی میرے لشکر مین جاوے اور میرے سردارون کو مع لشکر
لے آوے اُن سے کہے کہ خونخوار تمہارا آقا نے مذہب لقا پرستی ترک کر کے آفتاب پرستی جو کہ مذہب
اصلی اور برحق تہا قبول کیا آج تک ہم سب کے سب حالت گمراہی مین تہے اب اپنے خدا کو پہچان لیا ہی لہذا
تم سب کو طلب کیا ہی کہ تم بہی آکر اپنے خدا کو پہچانو اور گمراہی سے نکلو یہ میرا مرکب براے نشانی لیتا جاے
تاکہ اُن لوگون کو یقین آوے کہ یہ خونخوار نے جو کہا آتو برجلیس نے اپنے ایک سردار کو جسکا نام زنبور نیش زن
تہا حکم دیا کہ تم جا کر خونخوار کے لشکر کو [illegible] آو وہ فوراً اپنے دنگل پر سے اُٹہا اور مرکب خونخوار کو ہمراہ لے کر
طرف لشکر کے چلا یہان دربار مین خونخوار کے سب سردار جمع ہین اور اُسکا انتظار کر رہے ہین کہ
اب بادشاہ یا تو شیر افگن کو لیکر آتے ہین یا اُسکو قتل کر کے واپس آتے ہین کہ اتنے مین یہ سردار
جو [illegible] طلب کے لیے چلا تہا داخل لشکر ہوا اہل لشکر نے جو اپنے بادشاہ کا مرکب اُسکے ہمراہ دیکہا
سب کے سب اُسکے گرد جمع ہوے اور دریافت کرنے لگے کہ بتاو ہمارا بادشاہ کہان ہی کہیں اسیر کیا
گذری کہ تم اُسکا مرکب لیکر آئے ہو اُس سردار نے کہا کہ جو افسر اعلے تمہارے بادشاہ کے بعد ہین
اُنکو ہمارے آنے کی خبر کرو کہ ایک شخص تمہارے بادشاہ کا کچہ پیغام لیکر آیا ہی اُسکو کچہ تم سے
کہنا ہی جو پیغام بادشاہ نے تم کو دیا ہی وہ سُن جاو یہ سُنکر وہ لوگ دوڑ کر بارگاہ مین گئے اور کہا

کہ آپ لوگ بار دوم تمام یہاں بارگاہ میں بیٹھے ہیں وہاں ایک شخص وہ مرکب لے گیا تھا جس پر بادشاہ
سوار ہو کر تشریف لے گئے تھے پہنچے جو دریافت کیا کہ بادشاہ کہاں تشریف رکھتے ہیں تو اُس نے
کہا کہ تم اپنے سرداروں کو خبر کر دو کہ وہ اگر جو پیغام تمھارے بادشاہ نے دیا ہے سُن جائیں لہذا آپ
لوگ اُسکے پاس تشریف لے چلیں اور سُنیں کہ وہ کیا پیغام لایا ہے اور کیا واقعہ گذرا ہے کہ جو خالی
مرکب آیا ہے یہ سُنتے ہی وہ لوگ پریشان ہو گئے اور اُنکے ہوش و حواس بجا نہ رہے دل میں خیال
کرنے لگے کہ کیا بادشاہ گرفتار ہو گئے یا قتل ہو گئے چل کر دریافت کریں اور اُس واقعہ سے آگاہ
ہوں اگر قتل ہو گئے ہوں تو چل کر ہم لوگ بھی اپنی جانیں دیں حق نمک سے ادا ہوں کیونکہ اب ایسا
قدردان بادشاہ ہم کو نہ ملے گا اگر گرفتار ہو گئے ہوں تو جس تدبیر سے ممکن ہو رہا کرائیں اور
چل کر سُنیں کہ کیا پیغام ہمارے بادشاہ نے ہم کو بھیجا ہے سب سردار بارگاہ سے نکل کر اُس مقام
پر آئے جہاں وہ سوار مرکب لیے ہوئے کھڑا تھا اُن سب نے وہاں آکر اُس سے دریافت کیا کہ
پہلے یہ بیان کر دو کہ ہمارا بادشاہ بخیریت ہے پھر بادشاہ کا پیغام بیان کرنا تاکہ ہم لوگوں کو اطمینان
ہو اُس نے کہا کہ تم لوگ پریشان نہ ہو تمھارا بادشاہ خیریت سے ہے یہ سُنکر ان لوگوں نے کہا اچھا اب
بیان کرو کہ کیا پیغام دیا ہے اُس سوار نے وہی تقریر جو کہ خونخوار نے بیان کی تھی بیان کی اور کہا کہ
مرکب اپنا بطور نشانی روانہ کیا ہے تاکہ تم کو یقین آئے یہ سُنکے اُن سب نے کہا کہ ہم تو اُنکے تابع علم
ہیں جو فرمائیں گے ہم بجا لائینگے یا وہ اطاعت سے قدم باہر نکالینگے اگر اُنھوں نے یہ مذہب
ترک کیا اور ہم کو بھی اس مذہب کے ترک کرنے کے لیے طلب کیا ہے تو ہم یہ مذہب ترک کرینگے اور
جو مذہب کہ ہمارے بادشاہ نے اختیار کیا ہے ہم بھی وہی مذہب قبول و منظور کرینگے بقول اُس کلمہ
کے کہ الناس علی دین ملوکہم جو ہمارے بادشاہ کا مذہب وہ ہمارا مذہب اور ہم مطیع ہیں پس
اُسی وقت وہ سردار کل لشکر کو ہمراہ لے کر اُس سوار کے ہمراہ چلے جو کہ بادشاہ کا پیغام لایا تھا
باقی سب سامان اُسی مقام پر چھوڑ دیا اور کچھ لشکر بھی حفاظت کے لیے وہیں چھوڑ یہاں تک کہ داخل
شہر ہوئے یہاں برجلیس نے خونخوار کو رتبہ پیغمبری سے سرفراز کیا اُسکو لقب نامرسل عنایت کیا و
بہت خوش ہوا خلعت پیغمبری اُسکو دیا گیا شیر افگن اور خونخوار کے گلے میں تصویر آفتاب
کی ڈالی تھی اور ان دونوں کے سینوں پر بندی جو لباس کہ اُنکو سرکار برجلیس سے مرحمت ہوا تھا
تصویر آفتاب بنی ہوئی تھی یہاں تو یہ بندوبست ہو رہا تھا کہ وہ سردار مع سرداران خونخوار کو لیکر
حاضر دربار ہوا یہاں اُن سب نے جو دیکھا کہ دربار آراستہ ہے ہمارا بادشاہ بھی تخت پر برابر اُس بادشاہ
کے بیٹھا ہے اُنھوں نے تو آداب شاہی ادا کیے خونخوار نے کہا کہ نائب خداوند کو سجدہ کرو اُنھوں
نے قصد کیا تھا کہ سجدہ کریں کہ برجلیس نے منہ پر سے نقاب اُٹھائی سب اہل دربار و شیر افگن
و خونخوار اور دیگر سرداروں نے سجدہ کیا اور سب کے سب سحر میں مبتلا ہوئے اُن لوگوں نے عرض
کیا کہ لشکر آپ کا بیرون قلعہ حاضر ہے اُسکی بابت کیا حکم ہوتا ہے خونخوار نے کہا کہ ہمارا لشکر بھی شامل
لشکر خداوندی ہے اب ہم یہاں سے نہ جائیں گے صرف ایک نامہ اپنے فرزند کو تحریر کر دینگے کہ وہ بھی
یہ مذہب قبول کر لے اور تمام شہر میں اسی مذہب کو رواج دے یہ حکم سُنکے وہ سردار رخصت ہو کر
لشکر میں آئے اور جو کچھ سامان تھا وہ سب لے کر داخل شہر ہوئے لشکر خونخوار شامل لشکر برجلیس
ہوا پھر ایک سردار کے رہنے کو مقام عنایت ہوا خونخوار کو حکم ہوا کہ تم بیرون قلعہ اُسی عمارت میں

قیام کرو کہ جہان پہلے ہم رہتے تھے ہر صبح کو ہمارے دربار مین آیا کرو خوشخوار بعد برخاست ہونے دربار
کے قلعہ سے نکل کر اُس عمارت مین آیا اور ہر سردار کو حسب لیاقت و مرتبہ مقام قیام کرنے کو ملا
سرداران برجلیس نے بہت فرحت و آبرو سے اُتارا اور سب اہل لشکر اور سردارون کو تصویر آفتاب
عنایت ہوئی کہ اسکو گلے مین ڈال لو وہ تصویرین سحر نہ کرینگی تاکہ یہ لوگ بھی سحر مین مبتلا ہون اور
بموجب حکم اُنھون نے تصویرین گلے مین پہن لین یہان خوشخوار جو آیا اُس مقام پر جو کہ اُس کے
قیام کے لیے مقرر تھا اُسکو خوب آراستہ پایا یہ دیکھکر بہت خوش ہوا تھوڑے عرصہ مین ایک چوبدار
نے آکر کہا کہ خداوند نے فرمایا ہی کہ آج تمہاری دعوت مع لشکر کے ہمارے یہان ہی خوشخوار نے
منظور کیا شام کے وقت سب کو علی قدر مرتبہ طعام لذیذ پہونچ گیا کوئی ادنی سے اعلی تک ایسا نہ تھا
کہ جسکو طعام نہ پہونچا ہو سب اُس طعام کو کھا کر بہت خوش ہوے جو کچھ سامان خوشخوار کے
ہمراہ تھا وہ سب شامل سامان برجلیس ہو گیا وہ رات خوشخوار نے بسر کی وقت سحر خوشخوار
مع اپنے سردارون کے داخل دربار برجلیس ہوا اپنے سردارون کا مقام دست چپ مین پایا
کے بالادست شمیر افگن ہو بعد اُسکے ہر سردار کو علی قدر مراتب جگہ مرحمت ہوئی خود [illegible]
برابر تخت برجلیس کے متمکن ہوا بس اُسوقت ایک نامہ اپنے فرزند کے نام اس مضمون کا تحریر کیا
کہ اے فرزند جگر پیوند قوت بصر تم کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ ہم یہان تک آفتاب بنما بتسخیر مع لشکر کے
پہونچے مقابلہ کی نوبت نہین آئی صرف نامہ و پیغام مین یہ انجام ہوا کہ ہم نے مذہب لقا پرستی ترک
کیا جو کہ بالکل بے اصل مذہب تھا آج تک ہم گمراہی مین رہے اب جو دریافت کیا فی الواقع
مذہب آفتاب پرستی مذہب حق ہی اُسکی کیا صفت تحریر کرون لہذا مین نے جبکہ خوب دریافت
کر لیا تو مع لشکر اُس مذہب کو قبول کر لیا جب کہ اُسکی بزرگی بخوبی ظاہر ہوئی اور مین اُسکے طریقہ
اصول سے ماہر ہوا لہذا تم کو تحریر کیا جاتا ہی کہ تم بھی بعد دیکھنے اس محبت نامہ کے تمام شہر مین منادی
کرا دو کہ سب لقا پرستی ترک کرین اور آفتاب پرستی جو کہ اصلی اور سچا مذہب ہی اختیار کرین اور تم
بھی یہی مذہب قبول کرو اور اپنے لشکر کو بھی یہی تعلیم کرو اور [illegible] تو خداوند کی اس قدر عنایت ہی
کہ مجکو اپنا پیغمبر مقرر فرمایا ہی اور لقب مرسل سے سرفراز فرمایا کتنی بڑی خوشی کی بات ہی کہ مرتبہ
پیغمبری میرے خاندان مین آیا اب ہمیشہ ہمارے خاندان کے لوگ پیغمبر ہوا کرینگے اور یہ چند تصویرین
خداوند اور نائب خداوند کی مرسل ہین انہین سے ایک تصویر تم اپنے گلے مین ڈال لو اور باقی تصویرین
اہل شہر و لشکر کو تقسیم کر دو اگر کم ہون تو انہین کے مثل اور بنوا لینا اور جس جس مقام پر تصویر لقا
رکھی ہو اُس اُس مقام پر تصویر خداوند و نائب خداوند بحفاظت تمام رکھوا دو اور تصویر لقا کو
دریا برد کر دو اور اب آج سے سکہ بنام نائب خداوند جاری کرو۔ اُنہین یہ تحریر ہو کہ برجلیس فرزند خداوند
و نائب خداوند ہی زیادہ دعا یہ نامہ تحریر کر کے اور کئی ہزار بلکہ قریب لاکھ کے تصویرین لے کر
اُس نامہ کے ہمراہ روانہ کین بعد روانہ کرنے نامہ و تصویر کے برجلیس نے حکم دیا کہ سامان جشن
کرو ہم خوشی کرینگے ہم نے اتنے بڑے شخص کو اپنا نائب کیا جو کہ اس اقلیم کا ایک رکن اعظم ہی
یہ جس قدر کام برجلیس نے کیے ہین سب آفتاب کی تعلیم سے کیے ہین کوئی اپنی طبیعت سے
نہین کیا ہی ناظرین پر واضح رہے کہ جو جو آفتاب کہتا گیا برجلیس اُسکے موافق حکم دیتا گیا
یا جو امر ایسے کرنے کا تھا اُسکو خود اُسنے کیا کوئی کام بے حکم آفتاب برجلیس نے نہین کیا

کیونکہ آفتاب کو خلل سایہ کے بعد وقت ہمراہ برجلیس کے رہتا ہے علاوہ رات کے کیونکہ رات کو تو وہ
ہمراہ بدر کے گلشن میں مصروف ہوتا ہے اور برجلیس ہمراہ قمر رات کے بس برجلیس نے بعد حکم دینے سامان
جشن کے دربار برخاست کیا ہر ایک اپنے اپنے مقام کو گیا یہاں تو سامان جشن ہونے لگا ادھر وہ نامہ بر
نامہ لیے کر جانب شہر خونریزیہ کے روانہ ہوا بعد قطع راہ کے داخل شہر ہوا اُسوقت دربار میں لعلان کے
پہونچا خونخوار کا نامہ اُسکو دیا اُس نے جو نامہ اپنے باپ کا پایا پہلے سر پر رکھا اُسکے بعد جو لفافہ چاک
کر کے پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اہل دربار سے کہا کہ آپ لوگ بھی آگاہ ہوں والد بزرگوار نے مذہب
لقاپرستی ترک کیا کیونکہ اُنکو اس مذہب کی بے اصلی اور مذہب آفتاب پرستی کی سچائی ثابت ہو گئی
بدین سبب اُنھوں نے یہ مذہب ترک کیا اور آفتاب پرستی قبول کی اب آپ لوگوں کو اپنے اپنے فعل کا
اختیار ہے یہ سُنکے اہل دربار نے کہا کہ جب بادشاہ نے یہ مذہب ترک کیا تو ہم لوگوں کو بھی واجب ہے
کہ اپنے بادشاہ کے پیرو ہوں لہذا ہم سب نے بھی مذہب لقاپرستی ترک کیا کیونکہ ہم لوگ تو اُنکے پیرو ہیں
الناس علے دین ملوکہم سچ ہے کہ سلطان پسند و ہنرمند [illegible] اُسی وقت سب اہل دربار نے
مع لعلان کے تصویر لقا کو گلے سے دور کیا اور تصویر آفتاب کو گلے میں ڈالا وہ مثل ہوئی کہ گو سے نکل کر
موت میں گرے پہر کافر کے کافر ہی رہے اور زیادہ گنہگار ہوئے لعلان نے بموجب تحریر اپنے باپ کے شہر میں
منادی کرادی جس طور سے نامہ میں تحریر تھا موافق اُسکے کاربند ہوا جہاں جہاں تصویر لقا رکھی تھی اُسی
اُس مقام پر سے اُٹھوا کر تصویر آفتاب رکھوائی اور اُسکو دریا میں ڈلوا دیا سب تمام شہر خونریزیہ آفتاب پرست
ہو گیا ہر ایک کے گلے میں تصویر آفتاب پڑ گئی سب اپنا خدا آفتاب کو خیال کرنے لگے جب یہ سب
بند و بست ہو چکا وہ شخص جو کہ نامہ لیکر آیا تھا بعد اس انتظام کے لعلان سے رخصت ہو کر خونخوار
کے پاس روانہ ہوا لعلان نے اُسکو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا وہ بخوشی یہاں سے چلا یہاں
شہر آفتاب نما میں بموجب حکم برجلیس سامان جشن مہیا ہوا بڑے انتظام سے جشن ہفت روزہ
برپا ہوا سات روز تک کوئی ملکی کام برجیس نے نہیں کیا بعد سات دن کے پھر موافق دستور حکم و
احکام جاری ہونے لگے اتنے میں وہ نامہ بر خونریزیہ سے واپس آیا تمام حالات وہاں کے بیان کیے
خونخوار و برجلیس سُنکے بہت خوش ہوئے یہ خبر تمام اقلیم میں مشہور ہوئی کہ خونخوار حاکم خونریزیہ نے
اپنا مذہب لقاپرستی ترک کر کے مذہب آفتاب پرستی شہر آفتاب نما میں جا کر قبول کیا کیونکہ وہ مذہب
بہت سچا ہے خرقہ پیغمبری پایا بڑی عزت ہوئی اب تو ہر بادشاہ کو جسکو خواجہ خلیل سے حالات معلوم ہوئے
تھے کہ شہر آفتاب نما میں مذہب آفتاب پرستی کی ترقی ہے اور حاکم آفتاب نما کا قصد ہے کہ لشکرکشی کر کے
اور تمام عالم میں اپنا مذہب رواج دیں یہ سُنکے ہر ایک کو فکر پیدا ہوئی تھی اور سامان جنگ و جدال
کرنے لگے تھے کہ یہ خبر سُنکے خونخوار نے بھی وہ مذہب قبول کیا کیونکہ ہر ایک نے دل میں خیال کیا
کہ خونخوار اسوقت اور بادشاہوں سے ایک بادشاہ قوی اور پر زور تھا اور اپنے مذہب کا بھی پابند
ہے اور جس ملک پر لشکرکشی کرنے گیا ہے اُسکو فتح کر لیا ہے اگر اُسنے اس ملک کو بھی فتح کر لیا تو خیر ورنہ جو کچھ ارادہ
اُسکا ہوگا وہ بھی معلوم ہو جائے گا جب وہ اس ملک کے بادشاہ سے سر بر نہ ہوگا تو ہماری کیا اصل
ہے کیونکہ اسوقت وہ ہم پلہ ہے افریق شاہ کو دست کا جو کہ تمام اقلیم خورشیدیہ کا شہنشاہ مشہور ہے
گو کہ آج کل اُسکی قوت بہت کم ہو گئی ہے مگر پھر وہ شہنشاہ ہے تمام بادشاہ اقالیم خورشیدیہ اُسکا حکم مانتے ہیں
جو وہ فیصلہ کر دیتا ہے اُسپر عمل کرتے ہیں جب اُسنے [illegible] بادشاہ [illegible] شکست کھائی تو ہم کس شمار

وقطار ہین ہین پس ہم بھی مذہب آفتاب پرستی اختیار کرین گے اپنی دولت وملک کو تباہ نکرینگے
یہ خیال کرکے سب اپنے ملک کی حفاظت مین مصروف تھے کہ یہ خبر پہونچی کہ خونخوار نے مذہب
آفتاب پرستی قبول کرلیا اور اُسکا مطیع ہوا پس یہ خبر سُنکے سب کے جی چھوٹ گئے خیال کیا کہ جب
خونخوار نے اُسکی اطاعت کی تو ہم اب کیا کرسکتے ہین ایک نے دوسرے کو نامہ تحریر کیا کہ اب تمھارا
اس امر مین کیا قصد ہی اُسنے یہ جواب تحریر کیا کہ ہم تو افریق شاہ کے اوپر بیٹھے ہین کیونکہ وہ ہمارے
شہنشاہ ہین گو کہ ہم لوگ آج کل اُنسے منحرف ہین مگر اس امر مین انکی پیروی کرینگے کوئی خونخوار کے
ہم تابع حکم نہ تھے کہ اُنکی اطاعت کرلینے سے ہم بھی اطاعت کرلین یہ کیونکر ہوسکتا ہی پس جب افریق شاہ
اطاعت کرلینگے تو ہم بھی اُسی پر عمل کرینگے کیونکہ خونخوار بھی مثل ہمارے بادشاہ تھا فی الحال اُس نے
اپنی قوت کو ترقی دیکر کوئی اس سے وہ ہم پر حاکم نہین ہوگیا لہذا ہمارا یہ قصد ہی ہر ایک کو اپنے اپنے
فعل کا اختیار ہی جب یہ نامہ وپیام باہم ہوچکے بادشاہ وکہ ملک خونریزہ سے قریب تھے اور خونخوار سے
سلسلۂ دوستی رکھتے تھے اُنھون نے تو مصمم قصد کرلیا کہ ہم جاکر مذہب آفتاب پرستی مثل خونخوار کے
قبول کرلین کیون اپنے کو معرض ہلاکت مین ڈالین ہم کوئی افریق شاہ کے زیر حکم نہین ہین جب
خونخوار ایسے نے اطاعت قبول کرلی تو افریق شاہ کی کیا اصل ہی اُسمین تو اسوقت کسی قسم کی قوت
نہین ہی یقین ہی کہ وہ بھی اطاعت کرے تو پھر ہم کیون دیر کرین اور اپنے کو سلسلۂ دشمنان مین شمار
کرائین یہ خیال کرکے بذریعہ نامہ وپیام کے ایک رائے ہوکر ایک مقام پر جمع ہوئے اور قصد طرف آفتاب نما
کے جانے کا کیا اور جو بادشاہ ملک زولیقہ سے قریب تھے اُنھون نے یہ قصد کرلیا کہ جب افریق شاہ
اطاعت کریگا تو ہم بھی اطاعت کرینگے اور جو حاکم کہ باہم جمع ہوئے تھے اُنکے نام یہ ہین مسمار شاہ
حاکم سماریہ اسکا مذہب شجر پرستی ہی ضحاک شاہ حاکم ضحاکیہ یہ مذہب مار پرستی رکھتا ہی سانپ کو
اپنا خدا جانتا ہی طلوبار شاہ حاکم طوباریہ اسکا مذہب بھی لقا پرستی ہی قنطور شاہ حاکم قنطوریہ یہ
سامری پرست ہی تمبور شاہ حاکم تمبوریہ آلات پرست ہی یہ سب جمع ہوکر کوئی دو لاکھ سے کوئی تین لاکھ
سے طرف شہر آفتاب نما کے چلے کہ مل کر مذہب آفتاب پرستی قبول کرین یہان تک کہ قریب شہر آفتاب نما
کے پہونچے اور سب ایک مقام پر اُترے اور ایک نامہ اسی مضمون کا تحریر کیا کہ ہم چند حاکم چند ممالک
متفرقہ کے حاضر ہوئے ہین چاہتے ہین کہ ہم کو اجازت ملے کہ ہم آکر آپکی اطاعت کرین اور اپنا مذہب
ترک کرکے آپکے مذہب کی پیروی کرین کیونکہ ہم کو ثابت ہوگیا ہی کہ یہ سب مذہب باطل ہین آپ کا
مذہب سچا ہی پس ہمارے دلون مین اُسکی محبت اور صداقت نے اپنا گھر کرلیا اور زنگ کفر وضلالت
مثل کافور کے اُڑگیا لہذا ہم کو حکم دیا جاے کہ حاضر ہوکر قواعد مذہبی سے آگاہ ہون یہ نامہ تحریر کرکے اور سب
نے اپنے اپنے دستخط کرکے روانہ کیا نامہ بر نامہ لیکر داخل شہر ہوا چونکہ اب تو مشہور ہوگیا ہی کہ اندرون
شہر ایک قلعہ ہی اُسمین دربار ہوتا ہی نامہ بر تمام شہر کو طی کرکے داخل قلعہ ہوا در دولت پر پہونچ کر درگہ سالار
سے عرض کیا کہ خبر کردو کہ نامہ بر نامہ لیکر آیا ہی وہ حاضر خدمت ہوا چاہتا ہی درگہ سالار نے جاکر دربار
مین باادب عرض کیا کہ حضور ایک نامہ بر نامہ لیکر حاضر ہوا ہی بار چاہتا ہی برجلیس نے حکم دیا کہ اُسکو
حاضر کرو درگہ سالار نے اُس نامہ بر کو حاضر دربار ضلالت آثار کیا وہ مجرا گاہ سے مجرا بجا لایا اور دست بستہ
ہوکر یون عرض کرنے لگا کہ چند حاکمان اقلیم خورشیدیہ کا نامہ لیکر آیا ہون برجلیس نے یہ سُنکے حکم دیا کہ نامہ
دبیر کو دے دو اور اُسکو کرسی چوبی عنایت ہوئی وہ نامہ دبیر کو دے کر اُس کرسی پر بیٹھ گیا دبیر نے نامہ پڑھا

برجلیس مضمون نامہ سے بخوبی آگاہ ہوا اور خوش ہوا بہت تعریف کی اور کہا کہ یہ بادشاہان نہایت
لائق اور عاقل ہین یہ کہکر خونخوار سے کہا کہ تم کسی سردار کو حکم دو کہ وہ ان سب کا استقبال کرکے حاضر دربار
کرے اور انکے ہمراہ جو لشکر ہو اسکو شامل لشکر بادولت کر دے اور انکے قیام کے لیے جو مقام شہر مین
عمارت شاہی کے قریب مقرر کیا ہی ان سب کو بڑی عزت سے رکھے جس طرح سے تم ہر روز دربار مین حاضر
ہوتے ہو اسی طرح سے وہ بھی حاضر ہوا کرین یہ حکم سنکے خونخوار نے ایک سردار کو کہ نام اسکا تحمل بارخوار تھا
مع چند سردارون کے اس نامہ بر کے ہمراہ کیا کہ تم انکا استقبال کرکے لاؤ وہ سردار اسی وقت مع اپنے
ہمراہیون کے اس نامہ بر کے ہمراہ رخصت ہوکر دربار سے چلا اور قلعہ او شہر سے نکل کر انکے لشکر مین پہونچا
اور ان سب بادشاہون سے ملا وہ بہت عزت و حرمت سے پیش آئے بڑی آو بھگت سے اسکو اپنا مہمان کیا وہ
بہت خوش ہوا رات بھر انکے لشکر مین بسر کی بوقت سحر ان سب کو ہمراہ لیکر طرف شہر کے روانہ ہوا یہان
بعد جانے نامہ بر کے برجلیس نے دربار برخاست کیا تھا سب اپنے اپنے مقام پر گئے تھے خونخوار نے بموجب
حکم برجلیس ان سب کے لیے مقام عمدہ خالی کرا رکھے تھے سب سامان درست کر لیا تھا دوسرے دن پھر دربار
ہوا سب حاضر دربار ہوئے کہ وہ سردار ان سب کو لیکر داخل دربار ہوا ان سب نے دربار کو خوب آراستہ
پایا کہ جسکو دیکھکر انکے ہوش جاتے رہے اپنے دلون مین کہا کہ بھلا ہم کیونکر مقابلہ کر سکتے تھے دیکھا کہ خونخوار
برابر تخت کے ایک تخت پر متمکن ہی بڑی اسکی عزت ہی یہ حال دیکھکر یہ لوگ بہت خوش ہوے کہ اس سردار
نے عرض کیا کہ خداوند یہ سب بادشاہ تشریف لائے ہین پس پیشکی برجلیس نے اپنے منہ سے نقاب
اٹھا کی قاعدہ ہی کہ جہان نقاب اٹھی سب نے سجدہ کیا یہ پانچون بادشاہ بھی مع اپنے اپنے سردارون کے
ختم ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے اب جو سجدے سے سر اٹھا اپنی آنکھون کا اور رنگ پایا دوڑ کر برجلیس کے
قدمون پر گرے اور یون عرض کرنے لگے کہ آج ہم نے اپنے خدا کو پہچانا کہ یہ ہمارا خدا ہی ہم سب کے
سب آج تک گمراہی مین پڑے تھے برجلیس نے ان سب کی تشفی و دلاسا کیا اور انکو مع انکے سردارون کے
ایک ایک تصویر آفتاب کی دی کہ اسکو گلون مین ڈال لو انھون نے گلون مین پہنا ڈال لی وہ بھی مسحور
ہو گئے کیونکہ یہ تصویرین سحر سے تیار ہوئی ہین آفتاب نے اپر سحر کیا ہی کہ جو کوئی اس تصویر کو پہنے وہ کبھی
نہ برجلیس سے پھرے اور اسکو سجدہ کرے اور اپنا خدا جانے غرض ایسا ہی ہوتا ہی بعد اسکے ان سب
کے واسطے دربار مین جا سے معقول علے قدر مراتب عنایت کی گئی اسکے بعد اسنے دریافت کیا کہ تم سب
کے ہمراہ کس قدر لشکر ہوگا انھون نے عرض کیا کہ ہمارے ہمراہ قریب دس گیارہ لاکھ کے ہوگا حکم ہوا کہ
ان سب کو داخل شہر کرو انکو بھی تصویرین دو کہ وہ بھی گلون مین پہنین انکو بھی معلوم ہو کہ یہ ہمارا خدا ہی
بس اسی وقت وہ بادشاہ رخصت ہوکر اپنے اپنے لشکر مین آئے اور اپنے اپنے لشکر کو آفتاب پرست
کیا وہ تصویرین انکو دین انھون نے پہنین اور سب آفتاب پرست ہوئے اسوقت وہ اپنے لشکر
کو لیکر داخل شہر ہوئے یہ لشکر بھی شامل لشکر برجلیس ہوا انکے لیے اور انکے سردارون کے لیے جو مقام
مقرر کیا گیا تھا وہ لوگ اس مقام پر فروکش ہوئے یہان دربار برخاست ہو چکا تھا دوسرے دن پھر
دربار ہوا اس دن سب کی دعوت ہوئی برجلیس نہایت اخلاق سے سب کے ساتھ پیش آیا الغرض جب
دربار ہو اہر ایک نے اپنے اپنے ملک کو اپنے نائب کے نام نامہ لکھا کہ ہم نے دین آفتاب پرستی قبول کیا تم بھی
شہر مین یہی مذہب رواج دو اور تصویرین روانہ کین انکے نائبون نے موافق تحریر اپنے مالک کے عمل کیا
اور تمام شہر نے مذہب آفتاب پرستی اختیار کیا کسی نے سرتابی نہین کی اب یہ خبر تمام شہرون مین پہنچی کہ

اسقدر شہروں کے حاکموں نے جا جا کر مذہب آفتاب پرستی قبول کیا اور اپنے ملکوں میں بھی یہی مذہب
رواج دیا وہ لوگ یہ خبر سنکے بہت پریشان ہوے کہ یہ کیا امر ہے کہ جو چاہتا ہے مذہب آفتاب پرستی قبول کرتا ہے
مگر یہ لوگ اپنی اُس راے پر قائم رہے کہ جب افریق شاہ یہ مذہب قبول کرے گا تو ہم بھی قبول کرینگے
اب سب کے سب اسی راے پر قائم ہوکر بیٹھے ہیں ناظرین پر ظاہر ہو کہ خواجہ خلیل جو تمام اقلیم کی گشت لگا کر
شہر زریقیہ میں پہونچے اور حاضر دربار افریق شاہ ہوے اسکا دربار خوب آراستہ پایا سرداروں سے
دربار بھرا ہوا تھا ناظرین کو واضح ہو کہ افریق شاہ قبل میں اس تمام اقلیم کا بادشاہ تھا اور یہ جو حاکم ہیں
سب اُسکی طرف سے ہر ایک کے نائب تھے جب کہ افریق شاہ جو کہ اس افریق شاہ کا باپ تھا
بیمار ہوا اور مر گیا اُس زمانے میں اسکا سن کوئی تین یا چار برس کا تھا اسکا چچا اپنے بھائی کی جگہ پر بیٹھا
چونکہ وہ ظالم تھا اُسنے ظلم کرنا شروع کیا پس ان سب نے یہ کیا کہ جو ملک جسکے قبضہ میں تھا اُسکو دبا
لیا اور خود صاحب اختیار ہوکر بیٹھے اور لشکر جمع کرکے اسکے چچا سے مقابلہ کیا آخر کو اُسنے شکست
کھائی یہ سب لوگ اُس ملک پر بھی قابض ہوے چونکہ ایک وزیر اس سلطنت کا بہت خیرخواہ تھا
اُس نے ان سب سے یہ کہا کہ تم لوگ ہمیشہ سے اس حکومت کے ماتحت رہے اور کبھی سرکشی نہیں
کی اور ہمیشہ خراج دیتے رہے جب تک افریق شاہ زندہ رہے چونکہ بھائی نے حکومت پر بیٹھکر
ظلم کیا آپ لوگوں نے انکو اُس ظلم کی سزا دی اور اُس ملک پر بھی قبضہ کر لیا لہذا میری راے یہ ہے
کہ آپ اپنے ملک کو تشریف لے جائیں اور یہ ملک میرے سپرد کر دیں جب کہ فرزند شاہ جوان ہوگا
تو اُسکو اس ملک کا بادشاہ کر دونگا تب ان لوگوں نے منظور کیا مگر اس شرط کے ساتھ کہ اب ہم لوگ
جن جن ملکوں پر قابض ہوگئے ہیں ہمیشہ قابض رہینگے کبھی کوئی ہم سے اطاعت کی خواستگاری
نہ کرے ہم اطاعت نہ کرینگے اور خراج نہ دینگے وزیر نے اس شرط کو منظور کیا اور ایک عہدنامہ تحریر
ہوگیا اُس دن سے یہ سب اُن ملکوں پر قابض رہے جب یہ افریق جوان ہوا وزیر نے اُسکو بادشاہ
کیا اُسنے بھی اُسی عہدنامے پر عمل کیا اور کبھی کسی سے خراج کا خواستگار نہ ہوا جس طور سے سب
بادشاہ تھے اُسی طور سے یہ بھی تھا مگر اسکو یہ فکر تھی کہ کسی طرح لشکر جمع کرکے ان سب سے مقابلہ
کروں اور ان سب ملکوں پر قبضہ کروں اسی فکر میں اس نے یہ لشکر جمع کرنا شروع کیا تھا کہ اُسی زمانہ
میں یہ واقعہ درپیش ہوا افریق کو یہ معلوم ہوا کہ شہر آفتاب نما میں آج کل یہ غوغا مچا ہوا ہے اور مجلس کا
یہ قصد ہے کہ لشکر کشی کروں اور اپنے مذہب کو رواج دوں اسکو بہت غصہ آیا اور کہا کہ اُسکی شامت
آئی ہے کہ اُسنے قصد کیا ہے میرا تو پہلے ہی یہ قصد تھا کہ لشکر جمع ہو جاے تو لشکر کو ہمراہ لیکر سب ملکوں پر
لشکر کشی کروں خیر اب مجھکو یہ حیلہ خوب ہاتھ آگیا پہلے آفتاب نما سے لڑائی کرونگا اُس پر قبضہ
کرکے پھر اور ملکوں کا قصد کرونگا خواجہ خلیل تو خبر دیکر چلے گئے یہ تو سوداگر تھے انکو کیا غرض تھی
افریق اُس دن سے اسی لشکر کشی کا سامان کرنے لگا یہ امر بھی ناظرین پر ہویدا رہے کہ یہ اقلیم خورشیدیہ
کی آبادی کا سبب افریق کا ایک جد امجد تھا وہ ماجرا یہ ہے کہ پہلے یہ سرزمین بالکل ویران تھی وہ بہت بڑا
بادشاہ تھا اُسکا نام خورشید شاہ تھا وہ ایک دن جو شکار کو نکلا تو اُس طرف اُسکا گذر ہوا اُسنے
اس سرزمین کو بہت شاداب پایا تب اُسنے اسکے آباد کرنے کی فکر کی اُسکے ہمراہ ایک حکیم بر جلیس
نامے تھا اُسنے اس سرزمین کو تقسیم کیا اور ایک ایک ملک قائم کیا ہر ایک ملک کا جدا جدا نام رکھا اور
اس ملک کو کہ جسمیں افریق شاہ حاکم ہے دارالحکومت قرار دیا خورشید کا ایک فرزند

لشکر مین رد ا ته کیا پھر مبارز طلب کیا طیران مارخوار نے نکل کر مقابلہ کیا وہ بھی گرفتار ہوا تا شام شیر افگن نے بیس
پہلوان لشکر افریق کے گرفتار کیے بوقت شام دونون لشکرون مین طبل بازگشت بجا سب اپنے اپنے مقام پر
پھر گئے رات بھر طبل جنگ بجا کیا صبح کو پھر دونون لشکر میدان کارزار مین آ گئے صف آرائی ہوئی لیکن
نقابت تحریر چلے گئی کہ شیر افگن نے نکل کر مبارز طلب کیا افریق کے لشکر سے کفو دکوہ پرست نکلا اس سے
مقابلہ ہوا وہ بھی گرفتار ہوا پس افریق نے یہ خیال کیا کہ میرا لشکر کثیر ہے اور لشکر حریف قلیل ہے جنگ مغلوبہ
کر دے ادھر سے خونخوار نے لشکر جا پڑا اتفاق سے شیران آفتاب پرست و مہران آفتاب پرست
و سنگران آفتاب پرست تینون پہلوان مع تین لاکھ سپاہ کے اپنے اپنے ملکون سے کہ جو قبل سے یہ آفتاب پرست تھے
یہ خبر سنکے کہ آفتاب نما مین خداوند نے نزول فرمایا ہے چلے تھے اُس وقت پہونچے کہ جب یہان جنگ مغلوبہ
ہو رہی تھی انھون نے دریافت کیا کہ یہ کیا واقعہ ہے معلوم ہوا کہ آفتاب پرستون اور کوہ پرستون سے مقابلہ
ہے چونکہ یہ آفتاب پرست تھے فوراً مع اپنے لشکر کے شریک خونخوار ہوئے اور لڑنے لگے خوب جنگ مغلوبہ
ہوئی کہ یہ نوبت پہونچی کہ دونون لشکر ایک ہو گئے قریب تھا کہ آفتاب پرست شکست کھائین دفعۃً آفتاب جادو
کو خیال آیا کہ جنگ دیکھنا چاہیے کہ لڑائی کا کیا حال ہوا یہ سمجھ کے اڑ کر اور سب سے پوشیدہ اُس مقام پر پہونچا کہ
جہان مقابلہ ہو رہا تھا یہان آکر یہ دیکھا کہ حریف کا لشکر غالب آنے کو ہے اور لشکر برجلیس قریب شکست کھانے
کے ہے پس آفتاب جادو نے فوراً سحر کیا کہ ایک ہوا چلی جسکی یہ خاصیت تھی کہ تمام لشکر حریف بیہوش ہو کر
گرا جس قدر لشکر تھا سب کا سب بیہوش ہو گیا یہ حالت جو خونخوار نے دیکھی قصد کیا کہ سب کو قتل کرون آواز
آئی کہ اے خونخوار انکو قتل نہ کر ان سب پر مین نے اپنا عذاب نازل کیا ہے ان سب کو گرفتار کر لو اور داخل
شہر ہو یہ صدا سُنتا تھا کہ اُسی وقت خونخوار نے لشکر کو منع کیا کہ اب انکو قتل نہ کرو بلکہ زندہ گرفتار کر لو یہ سنتے ہی
سب لشکر نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور تمام خیمے وغیرہ لوٹ لیے وہ کل لشکر جو کہ قریب تیرہ لاکھ کے تھا اسیر ہو گیا
خونخوار و شیران و سنگران ان سب کو گرفتار کیے ہوئے اور سب انکا مال و اسباب لیے ہوئے اُسی
دن داخل شہر ہوئے ابھی تک یہ سب کے سب بیہوش ہین یہان تک کہ اس عرصہ مین آفتاب جادو نے
ایک برج بالائے قلعہ سحر سے بنایا اور اُسکا نام برج آفتاب نما رکھا اور وہ برج اس طور کا تھا کہ تمام قلعہ
شہر سے دکھائی دیتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسی مقام پر ہے اور ایک مکان سحر سے تیار کیا کہ اُسکا نام خانہ
زرق رکھا اور ایک بہت وسیع مکان سحر سے تیار کیا اور اُسکو خوب آراستہ کیا اُسمین یہ طریقہ قرار دیا کہ اُسمین
بروز ولادت برجلیس جشن ہوا کرے اور تمام اہل شہر و لشکر کی دعوت ہوا کرے اور یہ سحر سے بند و بست کیا کہ
جسکو جس چیز کی خواہش ہو وہ اُسکے لیے بہم ہو جائے نہ کوئی کھانا کھلانے والا ہو اور نہ کوئی چیز کا دینے والا
ہو یہان تمام کارخانہ سحر کا تھا جب یہ بند و بست کر چکا تو اُسکو ظاہر کیا برجلیس حسب معمول دربار مین بیٹھا
ہوا تھا کہ لوگون نے آکر عرض کیا کہ خداوند خود بخود بالائے قلعہ ایک برج پیدا ہوا ہے اور اندرون قلعہ دو
مکان ظاہر ہوئے ہین اُس برج پر تو بخط طلائی یہ تحریر ہے کہ این برج قدرت آفتاب نما اور ایک مکان
پر یہ تحریر ہے کہ این خانہ زرق اور دوسرے مکان پر یہ تحریر ہے کہ این خانہ جشن اور یہ سب عمارت طلائی ہے کہ
اُس برج مین یہان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کیسے کیسے درجے بنے ہین اور کیا کیا خوشنما باغ ہین کہ سپہر فلک
نے کاہے کو [illegible] دیکھا ہوگا اور اُسکے کل درجے خوب آراستہ ہین چل کر ملاحظہ
فرمائیے یہان سے بھی وہ برج نظر آتا ہے برجلیس نے جو سر اٹھایا دیکھا تو وہ برج سامنے نظر آتا تھا
برجلیس نے حیران ہو کر دیکھا اور کہنا چاہتا تھا کہ ایک پرچہ برجلیس کی گود مین آ گرا برجلیس نے

اس پرچہ کو اٹھا کر دیکھا اس مین تحریر تھا کہ اے نائب مین تو اب اس برج مین رہا کر اور اب نقاب منہ پر سے
نہ اٹھایا کر کیونکہ اب کوئی تیرے جمال کی تاب نہ لا سکے گا اب تجھکو لازم ہے کہ تو دربار مین صرف بیٹھا رہا کر
ہان جو کوئی نیا شخص آئے اسکو اپنی صورت دکھایا کر کیونکہ اب یہ سب تیرے مطیع ہو چکے ہین اب کیا
ضرورت ہے اور وہ جو دو مکان ظاہر ہوئے ہین جن پہ لکھا ہے کہ این خانہ رزق و این خانہ جشن جسپر یہ لکھا ہے
کہ این خانہ رزق وہ تو اسلیے ہے کہ جو شہر آفتاب نما مین غریب اور محتاج ہین یا اور جو دیگر ملکون کے
محتاج ہین اور وہ آفتاب پرستی یعنی تجھکو خدائی مانتے ہین انکو اسی مکان سے انکی لیاقت و قسمت کے
موافق رزق ملا کرے گا انکو حکم دے کہ وہ ہر روز بوقت سحر اس مکان مین چلے جایا کرین جو جسکو ضرورت
ہوا کرے وہ مطلب ایسے فوراً ملا کرے گی یہ محتاج اور غربا کے لیے ہے اور جسپر یہ تحریر ہے کہ این خانہ جشن وہ
اسلیے ہے کہ جس روز تو ... اسمین جشن کیا کر یعنی سال بھر کے بعد اور تمام اہل شہر و
لشکر کی دعوت کیا کر اسی مکان مین مگر تو کوئی سامان دعوت نہ کرنا اس مکان مین خود بخود سامان
ہو جایا کرے گا یعنی ہمارے فرشتے سامان کیا کرینگے اور جسکو جس چیز کی خواہش ہوا کرے گی وہ مہیا
مل جایا کرے گی اور اب تو جسکو صورت دکھایا کرے اس برج پر سے دکھایا کرنا تو جس مقام پر جانا چاہے گا
وہ برج تجھکو وہان پہونچا دے گا جب کوئی دشمن طرف آئین اسوقت تجھکو لازم ہے کہ اسکی دریچی کو
کھول کر اور سر باہر نکال کر اپنے منہ پر سے نقاب اٹھانا اب یہ طریقہ مقرر کیا گیا اور یہی برج تیرے مقام
کے لیے مقرر کیا گیا ہے سوائے اس برج کے اب تو کسی اور مقام پر نہ قیام کرنا کل خونخوار یعنی ان سب
گنہگارون کے تیرے دربار مین آئے گا اور تجھکو لازم ہے کہ تو کل ان سب لوگون کو اپنی صورت
برج پر سے دکھانا کل بوقت سحر جب وہ زیر برج پہونچین تو دریچی سے سر نکال اور اپنے منہ پر سے نقاب
اٹھانا وہ سب تجھکو سجدہ کرینگے تیری نیابت اور تیری خدائی کے قائل ہونگے اور ہمیشہ تیری اطاعت
اور فرمان برداری کیا کرینگے برجیس نے یہ عبارت پڑھکر ان سب سے کہا کہ یہ برج میرے رہنے کے
لیے ظاہر ہوا ہے اب مین اسی برج مین دربار کیا کرونگا اور یہ مکان جسپر خانہ رزق تحریر ہے اس سے
جو غریب اور محتاج شہر ہین یا دیگر شہرون سے آکر مذہب آفتاب پرستی اختیار کرینگے انکو اس سے
رزق ملا کرے گا اور جسپر خانہ جشن تحریر ہے اسمین سال بھر کے بعد تمام اہل شہر و لشکر کی دعوت ہوا
کرے گی یہ سب قدرت خداوندی سے ظاہر ہوا ہے ادھر آفتاب نے ایسا سحر کیا کہ اب جب برجیس برج پر
منہ سے نقاب اٹھائے ایسا نور پیدا ہو کہ جسقدر آدمی ہون تاب نہ لاسکین بیہوش ہو جائین ایک
تو غازہ سحر کی یہ خاصیت تھی دوسرے سحر نے اسکے اور دونی خاصیت کر دی برجیس اس دن
سے اسی برج مین رہنے لگا اس برج مین جو گیا اسکو خوب آراستہ پایا کسی چیز کی ضرورت نہ تھی
ہمہ وقت ہر چیز موجود رہتی تھی اور ایک حجاب پڑا تھا کہ اسکا نام حجاب قدرت تھا اسکے عقب مین
تخت بچھا تھا اس مقام پر برجیس کو ایک پرچہ ملا اسپر یہ تحریر تھا کہ اس حجاب کے عقب مین تو بیٹھا کر
اور اہل دربار اسکے باہر بیٹھین صرف خونخوار کو اپنے پاس آنے کا حکم دینا جو تجھسے عرض کرنا ہو وہ
اسکے ذریعہ سے عرض کرے وہ آکر تجھسے عرض کرے گا جو مناسب وقت ہو وہ اسکو جواب دینا اور
یہ دریچی جو تیرے تخت کے پشت پر ہے اس سے جو تو سر نکال کر دیکھے گا تو تمام شہر و قلعہ و لشکر تیرے
پیش نگاہ ہوگا اور یہان سے جو تو بات کہے گا وہ سب سن لے گا اور انکو یہ معلوم ہوگا کہ کوئی تیرے
پاس بیٹھا ہوا کلام کر رہا ہے ناظرین یہ واضح ہو کہ یہ گنبد تمام سحر سے آراستہ تھا اور اس نے ایک

درجے تھے اور ہر درجہ بہت وسیع تھا کہ جسمین پچاس پچاس ہزار دنگل و کرسیان لگی ہوئی تھین اور
جہان تخت رکھا ہوا تھا وہ درجہ بھی بہت وسیع تھا اسمین قریب ایک لاکھ کے دنگل مرصع کار لگے ہوئے تھے
اور تمام درجون مین مخمل سبز کا فرش کیا ہوا تھا آفتاب نے یہ صفت رکھی تھی کہ درجہ بالا سے جو کوئی
دیکھے تو درجہ پائین تک کا حال معلوم ہو اور درجہ پائین سے جو کوئی دیکھے تو درجہ بالا کی کیفیت ظاہر
ہو اور ہر وقت صدا سے نغمہ و سرود ساکنان گنبد کے کان مین آیا کرتے تھے عجائب اس گنبد مین
بنائے تھے اور یہی صفت تھی کہ جہان برجلیس حکم دے وہ گنبد یعنی برج چلا جائے اس گنبد کی چوٹی پر
ایک آفتاب نصب تھا کہ جس سے روشنی ظاہر ہوتی تھی اور بارہ کوس تک وہ روشنی ظاہر ہوتی تھی
اسکی یہ خاصیت تھی اور یہ اثر تھا کہ جو کوئی اس روشنی کو دیکھتا تھا اسکو پھر رستہ آفتاب نہین نظر آتا تھا
جب تک وہ اس روشنی مین قیام کرتا تھا جان اس سے نکلا پھر وہ آفتاب کو بخوبی دیکھ سکتا تھا یہ گنبد
دیکھکر برجلیس بہت خوش ہوا اور اسی وقت حکم دیا کہ کل سے ہم اسی گنبد مین دربار کیا کرینگے سب
اہل دربار یہان حاضر ہوا کرین یہ حکم دے کر برجلیس نے اسی گنبد مین قیام کیا اور یہ حکم دیا کہ شہر مین
منادی کی جائے کہ جو غریب و محتاج ہون وہ اس مکان مین جا کر ہر صبح کو اپنی خواہش ظاہر کیا کرین
انکی خواہش کے موافق انکو رزق ملا کرے گا بموجب حکم منادی نے ندا کر دی بس اس دن سے
یہ قاعدہ مقرر ہو گیا کہ جو غریب اور مفلس تھے اور زبان سے بند کو محتاج تھے وہ اس مکان مین بوقت سحر
جاتے تھے اور اپنی خواہش ظاہر کرتے تھے انکو انکی خواہش کے مطابق رزق ملتا تھا مگر کوئی دینے والا
نظر نہ آتا تھا سب حیران تھے کہ یہ کیا اسرار ہے خیر یہان تو یہ طریقہ جاری ہے اب سنیئے کہ جب خونخوار
ان سب کو لے کر داخل شہر ہوا رات تو اسنے شہر مین بسر کی بوقت سحر طرف قلعہ کے چلا اب جو قریب
قلعہ پہونچا تو اسکو وہ گنبد نظر آیا جسکے اوپر نگاہ نہین کام کرتی تھی جیسے ان سب کو لے کر زیر گنبد پہونچا
چونکہ اسنے یہ پہلے تدبیر کی کہ جتنے بادشاہ جو تھے اور جو سردار معتبر تھے انکو لے کر یہ دربار کو چلا تھا یہ فقط
قریب بیس ہزار کے تھے اور باقی تمام لشکر کو اسی بہانہ سے بیہوش چھوڑ کر چلا آیا تھا کیونکہ اسنے یہ خیال کیا
کہ جب یہ سب مطیع ہو جائینگے تو اہل لشکر بھی اطاعت قبول کر لینگے ان سب کے چلانے کی کیا ضرورت
ہے بس یہ ان سب کو لیے ہوئے جیسے ہی اس گنبد کے نیچے پہونچا کہ آفتاب نے فوراً سحر کیا وہ سب
اپنے ہوش مین آگئے اب جب ہوش درست ہوئے آنکھین کھول کر جو دیکھا اپنے کو گرفتار پایا
خونخوار و شمشیران و ہیران و دیگران نے دیکھا کہ ہم سب کو گرفتار کیے ہوئے لیے جاتا ہے تب انھون
نے کہا کہ ای خونخوار یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے ہم کو سوتے مین گرفتار کیا یہ تو بالکل خلاف مردی و
دلاوری ہے کیا ہم تجھکو مرد دلاور جانتے تھے خونخوار نے کہا کہ ای افریق مین نے سوتے مین تمہین گرفتار نہین کیا
بلکہ جب تم میدان مین مقابلہ کر رہے تھے اور جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی کہ غضب خداوند نازل ہوا تم سب بیہوش
ہو گئے مین گرفتار کر لایا اب تم کو نائب خداوند کے روبرو لیے جاتا ہون جو وہ حکم تم سب کی بابت فرمائینگے وہ کیا جائیگا
افریق نے کہا کہ کیسا نائب [illegible] اور کیسا نائب خداوند وہ کیا کیدی ہے مین تو کبھی سجدہ کرونگا نہ اطاعت کرونگا وہ
کیا چیز ہے ہم اسکو کچھ وقعت نہین خیال کرتے مین اپنے مذہب سے ہرگز نہ پھرونگا خونخوار نے کہا کہ کیا کرون مجکو
حکم نہین ہے کہ تم [illegible] لیکے جہنم واصل کرون صرف یہی حکم ہے کہ انکو میرے نائب کے پاس لے جاؤ ورنہ مین
[illegible] ابھی سزا دیتا افریق نے کہا کہ تو کیا سزا دیتا مین خود مجبور ہون کہ گرفتار ہون ورنہ مین خود اس
تیرے [illegible] تجھکو سزا دیتا کہ تو [illegible] بے بسی کی حالت مین لیے جاتا ہے خونخوار نے کہا کہ [illegible]

تو مجھکو سزا دے افریق نے جواب دیا کہ اگر کے دیکھنے خونخوار چلا تھا کہ رہا کردن شیران نے کہا کہ یہ کیا کرتے ہو
تمہاری عقل کدھر ہے شہر مین نکلنے پا جائے گا اول تو تمام شہر تباہ ہوگا دوسرے خلاف حکم خداوند ہوگا ناحق
تمہارے سر الزام آئے گا یہ سنتے ہی خونخوار نے کہا سنتے ہو کہ یہ کیا کلام کرتے ہین مجھکو ان کلمون کے سننے کی
تاب نہین ہے شیران نے کہا کہ تھوڑی دیر کو اسطرح ہی برداشت کرو یہ سنکے خونخوار اپنے قصد سے باز آیا اور انکو
لے کر چلا ادھر موجب حکم کے چلیں سب اہل دربار داخل گنبد ہوے پہلے درجے مین جو پہونچے تو یہ صدا آئی کہ یہان
جن جن لوگون کے نام کرسیون پر یا دنگلون پر تحریر ہون وہ اسی درجے مین قیام کرین باقی درجہ بالا پر جائین اور اپنے
اپنے نام کی کرسی اور دنگل پر بیٹھ جائین اسی طور سے جس درجے مین جسکے نام کی کرسی یا دنگل ہو وہ قیام کرے بس
یہ حکم سنکے جسکے نام کی کرسی یا دنگل جس درجے مین تھا وہ اسی درجے مین رہ گیا چلے قدم بقدم جب جگہ ملی درجہ آخر
مین جہان پردہ قدرت تھا اور نائب خداوند کی جگہ تھی وہان شاہان اطراف اور افسران معزز پہونچے
اپنے اپنے نام کی کرسی و دنگل پر بیٹھے جب سب دربار جمع ہو چکا عقب پردہ سے صدا آئی کہ ابھی تک
خونخوار نہین آیا یہ صدا کل [illegible] ان گنبد نے سنی یہ عرض ہو چکا ہے کہ درجہ بالا والے درجہ پائین کا حال
دیکھتے ہین اور پائین والے درجہ بالا کے حال سے ماہر ہو سکتے ہین یہ صدا سنتے ہی لوگ [illegible]
انھون نے عرض کیا کہ خداوند وہ تو آپ کے حکم سے برائے مقابلہ افریق [illegible] فتح ہو گی
قیدیون کو لیکر حاضر ہونگے جب یہ انھون نے کہا تب آواز آئی کہ [illegible] نام [illegible] گرفتار ہو گیا
بلکہ وہ سب کو لیے ہوئے آتا ہے کیا سبب ہوا جو دیر ہوئی انھون نے عرض کیا [illegible] یا خداوند باہر
ہونگے یا نائب خداوند [illegible] صدا آئی کہ میدان کی طرف دیکھو کیا واقعہ ہے [illegible]
میدان کی طرف دیکھا تو نظر آیا کہ خونخوار سب کو گرفتار کیے ہوئے لیے آتا ہے [illegible]
درجہ والا کرتے ہین وہی حرکت سب حاضرین کہہ رہے ہین [illegible]
نے عرض کیا کہ خداوند خونخوار سب کو گرفتار کیے ہوئے لیے آتا ہے حکم ہوا اسی طرف دیکھتے جاؤ [illegible] کہ
وہ صدا آنی موقوف ہو گئی یہان تک کہ [illegible]
جو وہ کہتا ہے اسکے [illegible] یہ حکم دیتا ہے صرف اتنی بات ضرور ہے کہ وہ صدا [illegible]
صدا ابھی نہین سنتا ہے یہان تو سب دیکھ رہے ہین [illegible]
گنبد واقعہ گذرے اور جب اہل گنبد کو حکم ہو کہ دیکھو میدان گنبد کیا [illegible] تو وہ سب واقعہ انکو نظر آتے
واقعی یہ عجیب صنعت اس ملعون نے رکھی ہے ایسا سحر [illegible] کہ خوب خوب تماشے [illegible]
کہ قابل دیدن [illegible] ایک عالم گمراہ ہو رہا ہے دیکھئے یہ کس کس کو گمراہ کرتا ہے اندرون گنبد و قلعہ تو
یہ حال ہے ادھر افریق نے جب دیکھا کہ خونخوار بہ ہے رہا کرنے کو چلا تھا مگر شیران نے منع کیا اسکے منع
کرنے سے وہ رک گیا اسکو اور غصہ آیا اور حالت غضب مین شیران کو گالیان دینے لگا اور خونخوار
کی تو وہ گت [illegible] کی کہ اسکو غصہ آگیا اور وہ تلوار لیکر چلا کہ اسکو قتل کردون گا اور نائب خداوند سے
عذر کر لونگا کہ مجھ سے اسکے کلام کی برداشت نہ ہوئی مین نے اسکو قتل کر ڈالا جو چاہین مجھکو سزا دین مین حاضر
ہون بس یہ خیال کرکے اور قریب پہونچ کر جو ہاتھ تلوار کا مارا افریق نے اپنے بچانے کو ہاتھ بلند کیا تلوار جو
پڑی ہاتھ کی ہتھکڑی کٹ گئی بس افریق نے زور کرکے اپنی تمام قید توڑ ڈالی اور وہی تیغ ہندی ہتھکڑی سے لے کر
خونخوار پر چلایا یہ حال دیکھکر اسکے تمام سرداروں نے اپنی اپنی قید توڑ دی اور ان پانچون بادشاہون نے
بھی قید توڑ دی اور انکے سرداروں نے بھی قید توڑی یہ بیسون ہزار آدمی ایکبارگی [illegible] کے چلے کہ

پہلے ہم خونخوار کو قتل کرینگے اُسکے بعد قلعہ مین گھس کر برجیلیس کو اُسکے کردار کی سزا دینگے قلعہ کو اور تمام شہر کو
تاراج کر دینگے اب ہمارے ہاتھ سے بچ کر جاتے کہان ہین یہ حال جو اہل شہر نے دیکھا تمام شہر مین تہلکہ
پڑ گیا تلاطم مچ گیا کہ قیدی بگڑ گئے اور قید توڑ کر فساد پر آمادہ ہو گئے فوراً سب دوکانداروں نے اپنی اپنی دوکانین
بند کرنے لگے اہل شہر نے اپنے مکانون کی زنجیرین دے لین کہ اب کوئی دم مین غدر ہو گا شہر لٹے گا تلوار
چلیگی فوج شاہی سے مقابلہ ہو گا سیدان کا زار گرم ہو گا شہر مین تو یہ غوغا مچا ہوا ہے اُدھر افریق طرف
خونخوار نے جھپٹ کر چلا ہے ہمار شاہ وزف شیران سے حصار شاہ وزف شیران سے قلقار شاہ
وزف پیلیران کے سر شار شاہ وزف شیر افگن سے تاتار شاہ وزف ہژبران سے حملہ کر کے چلے یہان
اہل قلعہ و اہل گنبد جو کہ دربار مین بیٹھے ہوے ہین یہ واقعہ عجیب دیکھکر دل مین کہتے ہین کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے
خونخوار کی کیونکر جان بچتی ہے اور کیونکر یہ قلعہ سلامت رہتا ہے بڑا غضب ہو گیا ہے کہ اندر دن شہر یہ نوبت
جنگ وپیکار کی آ گئی ہے برجیلیس بھی بیٹھا ہوا یہ واقعہ دیکھ رہا ہے حیران ہے کہ کیا کرون یہ وہ بڑا ہوا ہے اُسکے
حال سے کوئی واقف نہین ہے کہ اُسکا کیا حال ہے برجیلیس کا ایک چیا ہے کہ اُسکو مہتر ہومان کمندزن کہتے ہین
لقب اُسکا ایک خداوند ہے اُسکے کوئی تین چار سو عیار شاگرد ہین وہ اُس وقت دربار مین جاتا تھا کہ راہ
مین یہ واقعہ نظر پڑا اُسنے اپنے شاگردون سے کہا کہ تم مین سے کوئی جا کر لشکر کو خبر کرے اور باقی اسی مقام
پر رہین مین دربار کو جاتا ہون اور نائب خداوند سے اِس واقعہ کی اطلاع کرتا ہون دیکھون وہ کیا حکم
فرماتے ہین یہ کہکر پیدل تیز گامی اپنے تئین قلعہ مین پہونچایا اُدھر چند عیارون نے جا کر چھاؤنی مین لشکر
کو آگاہ کیا کہ جلد تیار ہو کر شہر مین پہونچ کر قیدی بگڑ گئے ہین قید توڑ ڈالی ہے آمادہ فساد یہان آ کر
اُن سے مقابلہ کرو ورنہ سب شہر تباہ ہو جائیگا بلکہ لٹ جائیگا یہ سننا تھا کہ لشکر مین قرنا ہوئی کوس
حربی پر چوب پڑی لشکر تیار ہونے لگا اُدھر خونخوار سے اور افریق سے مقابلہ ہوا اور ہر ایک بادشاہ
سے اور ہر ایک سردار سے سامنا ہو گیا جو جسکی طرف چلا تھا اُدھر مہتر ہومان کمندزن قلعہ مین پہونچا راہ
طے کرکے برج پر گیا مگر پریشان حال تھا سب دریچے طے کرکے آخر سکے دریچے مین پہونچا دیکھا دربار جمع ہے
سب غضب پر وہ بیٹھا ہے کہ اُسکے پاس پہونچ کر کہا کہ یا نائب خداوند بڑا غضب ہو گیا سب قیدی
بگڑ گئے شہر مین تاراج چاہتی ہے ہنگامہ کارزار بلند ہوا چاہتا ہے جلد جمشید لشکر کو طلب فرمائیے تاکہ
وہ مقابلہ کرے ورنہ شہر تباہ ہو گا برجیلیس نے کہا کہ تو اس قدر پریشان کیون ہوتا ہے مجھ پر سب حال ظاہر ہے مین
سب واقعہ دیکھ رہا ہون دراصل خونخوار کو اُسکی حرکت کی سزا ملے جیسا اُسنے میرے خلاف حکم کیا مین نے اُسکو
قتل کرنے کا حکم نہین دیا تھا وہ افریق کو یونہی راستہ سے قتل کرنے چلا تھا جیسے اُسنے خلاف مرضی نا بدولت
خداوند کیا اُسکو ویسی سزا ملی تو پریشان نہ ہو شہر تباہ نہ ہو گا نہ کوئی زخمی ہو گا تم بیٹھے ہوے تماشہ دیکھو یہ
سب خونخوار میری اطاعت کرینگے اور اطاعت وفرمانبرداری تہ دل سے اختیار کرینگے اور مذہب لقا پرستی چھوڑ کر
مذہب آفتاب پرستی قبول کرینگے مہتر ہومان یہ سنکے خاموش ہو رہا اُدھر باہم خونخوار اور افریق سے مقابلہ
ہونے لگا اتفاق سے خونخوار پر افریق غالب آنے لگا ہر ایک سردار پر ہر ایک بادشاہ غالب ہوا یہ لوگ
پسپا ہو کر عقب کو ہٹنے لگے یعنی قلعہ کی جانب ہٹنے لگے جب زیر گنبد و قلعہ پہونچے انکے عقب مین اُنکے وہ تیس
ہزار سوار بھی طرح باقی تھی کہ نہ کوئی جان سے مرا نہ کوئی ایک زخمی ہوا تھا اُدھر لشکر تیار ہو کر چھاؤنی سے چلا
اُدھر یہ لوگ پسپا ہو کر زیر قلعہ پہونچے ایک مقام پر افریق نے قصد کیا کہ وہین ہٹکر ہی سر پر خونخوار کے مارے
جسمین ... خونخوار کے روکتا تھا اور اپنے کو بچاتا تھا اُدھر اُن پانچون بادشاہون نے پانچون سردارون

کو زخمی کرنے کا قصد کیا یا وصفیکہ ہتھیار کسی کے پاس نہ تھے اور یہ لوگ سب مسلح تھے مگر اس پر بس پا ہوئے
بس یہ حال دیکھکر برجلیس نے پردے کے اندر سے کہا کہ آپ لوگوں نے دیکھا کہ عدول حکمی کی یہ لوگ سزا
پاتے ہیں با وصفیکہ یہ سب مسلح ہیں اور انکے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے مگر انکے اوپر غالب آ گئے ہیں یہ
صرف ہماری قدرت نمائی ہے کوئی کیا بہادری کر سکتا ہے اگر ہم نہ چاہیں تو کسی کی کیا طاقت کہ بہادری کا
فن دکھا سکے اہل دربار نے کہا کہ آپ کی قدرت بہت بڑی ہے آپ نائب خداوند ہیں آپ کی کوئی کیا
نافرمانی کر سکتا ہے جو آپ کی عدول حکمی اور نافرمانی کرے گا اسکو یہی سزا ملے گی بلکہ اس سے اور زیادہ
سزا پانے کا مستحق ہوگا برجلیس نے کہا کہ اب میری قدرت دیکھو کہ یہ لوگ کیونکر زیر ہوتے ہیں اور میں انکو
کیونکر اپنا مطیع اور فرمانبردار کرتا ہوں یہ تو ابھی سب کے سب مجکو سجدہ کرتے ہیں یہ کلام برجلیس نے
کر کے جو جب کہنے آفتاب کے دریچہ کھولا جو کہ اس طرف کے رخ کا تھا اور سر نکال کر کہا کہ یہ کیا غوغا ہے
چونکہ مشہور کیا ہوا تھا کہ قیدیوں نے قید توڑ کر خداوند کے ملازموں کو قتل کرنے پر کمر باندھی ہے یہ جو صدا دی
کہ یہ کیا غوغا ہے بھلا اس ہنگامے میں کون کسی کی سنتا ہے قریب ہے کہ خونخوار وغیرہ زخمی ہوں کہ
برجلیس نے یہ دیکھا پکار کر بلند کہا کہ اے بندگان مغرور و نادان دست خود را نگاہ دارید خدائے خود را بشناسید کہ
من تمہارا خدائے حقیقی اور نائب خداوند آفتاب ہوں در این جانب نگاہ کنید یہ جو صدا سے بولنا کہ کہا
ایک قیامت سب کے ہاتھ رک گئے اور سوچنے لگے کہ یہ صدا کہاں سے آئی آواز آئی کہ بالائے قلعہ نظر کنید یہ سنتا تھا
کہ سب نے سر اٹھا کر قلعہ کی جانب دیکھا کہ ان سب کی نگاہ اس گنبد پر پڑی دیکھا کہ ایک دریچہ کھلی ہوئی ہے اس
دریچے سے ایک سر باہر نکلا ہے مگر منہ پر نقاب پڑی ہے ان سب نے قصد کیا تھا کہ سر جھکائیں آواز آئی کہ
اپنے خدا کو پہچانو ہر من نگر تم شاید کہ شناسی مرا یہ کہکر ایک مرتبہ نقاب منہ پر سے ہٹائی یہ پھر یا دیکھنا
تھا اپنے ہمراہیوں سے اسی طرف دیکھنے لگے سیکڑوں ہزاروں سر اٹھے ہوئے تھے اسی طرف سب کی نگاہ تھی کہ
جیسے نقاب اٹھی یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمکی اور ایک نور ایسا پیدا ہوا کہ سب کی آنکھیں خیرہ کرنے لگیں
اور یہ نوبت ہوئی کہ سب کے سب ایک بارگی قدرت کو جھک گئے اور یا خداوند کہکر زمین پر گرے اور بحالت
سجدے میں بیہوش ہو کر رہ گئے کسی کو ہوش نہ آیا آواز آئی کہ جب ہمارے جمال کی کہ میں نائب خداوند ہوں
تاب نہ لا سکے تو خداوند کی صورت کیونکر دیکھ سکو گے کہ جسکا جمال اس جمال سے زیادہ منور ہے یہ تو اسکا
ایک شمہ نور ہے جو کہ تم لوگوں کو دکھایا گیا جب تم میری صورت نہ دیکھ سکے اور بے خود ہو کر گر پڑے تو بھلا
تم لوگ کیا صورت خداوند دیکھ سکو گے یہ کہکر خونخوار کا نام لے کر کہا کہ اے خونخوار اب یہ سب میرے مطیع ہوئے
اور خداوند کے قائل ہوئے ان لوگوں کو بڑی عزت سے قلعہ میں لانا کہ یہ سب صاحبان ملک و مال ہیں اور
صاحبان ثروت و آبرو ہیں انکی توقیر و منزلت میں کوئی فرق نہ ہونے پائے جو لوگ کہ دربار میں موجود تھے انھوں نے
بھی یہ واقعہ دیکھا کہ سب نائب خداوند کی صورت دیکھکر بے خود ہو گئے اور سب نے نائب خداوند کو سجدہ
کیا قدرت خداوند ہے کہ جس نے انکے نائب کی صورت دیکھی فوراً سجدہ کیا ادھر برجلیس نے منہ پر نقاب ڈال کر
سر دریچے کے اندر کیا اور اپنے عیار سے کہا کہ تو جا کر ان سب کو لے آ اور میرا لشکر جو چھاؤنی سے تیار ہو کر آتا ہے
اسکو آنے سے منع کر اور کہدے کہ اب کوئی ضرورت نہیں ہے وہ سب مطیع ہو گئے اور جمال خداوندی دیکھکر سجدہ
کیا وہ یہ سنکے فوراً روانہ ہوا اور قلعہ و گنبد کو طے کر کے اس مقام پر پہونچا جہاں یہ سب لوگ بیہوش پڑے تھے
آتے ہی اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم جا کر لشکر کو منع کرو کہ اب کوئی ضرورت آنے کی نہیں ہے وہ سب کے سب
مطیع خداوند ہوئے اور خداوند کی خدائی کے قائل ہوئے یہ سنتے ہی چند عیار روانہ ہوئے جو لشکر کہ تیار ہو چکا تھا

وہ تو روزنہ ہوا تھا باقی تیار ہو رہا تھا کہ عیاروں نے جا کر راہ میں روکا اور منع کیا کہ اب کوئی ضرورت جانے
کی نہیں ہے لڑائی فیصل ہو گئی اور سب مطیع نائب خداوند ہو گئے یہ سنکر لشکر واپس گیا ادھر کا حال ملاحظہ
ہو کہ جب یہ لوگ ہوشیار ہوئے تو انکے لب وزبان پر یہ کلام تھا کہ بلاشک تو خداوند اصلی ہے بڑا جلیل
تیرا نائب ضرور ہے ہم نے آج وہ جلوہ دیکھا کہ جو کبھی آج تک اپنے خداوندوں میں نہ دیکھا تھا وہ تیری قدرت
دیکھی جو کبھی نہ دیکھی تھی ہم لوگ سب گمراہ تھے وہ سب خدائے باطل تھے تو خدائے اصلی ہے تیرے خدا
ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے ہم ضرور تیرے بندے ہیں تیری خدائی میں جو شک لاوے وہ کافر ہے کوئی
کہتا ہے کہ یہ قدرت کبھی لقا میں نہ تھی کوئی کہتا ہے یہ شان کبھی ہم نے خداوند کوہ میں نہ دیکھی کسی کی زبان پر
یہ جاری ہے کہ یہ صورت کبھی ہم نے خداوند شہر میں نہ دیکھی کوئی یوں گویا ہوا کہ یہ خاصیت اور یہ زہر اگلنا
ہم نے خداوند مار میں نہ پایا ہم ہمیشہ یہ ڈانٹ کھاتے تھے جو بندے کہ انکو نہیں مانتے ہیں یہ انکو قتل
کرتے ہیں اور وہ انکا کچھ نہیں کر سکتے ہیں وہ کیسے خداوند ہیں معلوم ہوا کہ وہ سوائے زہر اگلنے کے اور
کچھ نہیں جانتے تھے یہ سب مکر اور ہیچ تھا بلکہ یہ ہماری قسمت کا پیچ تھا کہ ہم بل کھا کھا کر سوائے انکے اور
کسی کو اپنا ہمراز نہ ہو کر رہیں کیا خرتے کی بات ہے کہ عجب موذی کے پنجہ میں آ گئے تھے اس پنجہ گمراہی
سے خوب ہم کو خداوند نے نکالا اور کس عمدگی و خوبصورتی سے موذی کے بل سے نجات دلوائی اگر ہم
ادھر نہ آتے ایسے ہی بل میں پڑے رہتے کیونکر نکلتے جو کوہ پرست تھے وہ یہ کہتے تھے کہ عجب سختی کی گھڑی
تھی کہ جب انکی خدائی کے قائل ہوئے تھے بڑی سختی ہم پر پڑی تھی کیا انکشاف خداوند نے دکھائی کیا کیا
تماشا ہم نے انکا دیکھا کوئی وقت ہمارے کام نہ آتے تھے جو شہر پرست تھے وہ یہ بولے ہم لوگ برگ خزان
دیدہ کی طرح پشیمان و تباہ ہو رہے ہیں ہماری یہاں آکے مدد کی یہ بلا شہر کی کوئی اصل ہوتی تو شاخون کو
سیراب کرتے وہ خود مرجھا کر رہ گئے ہونگے کسی تیز قلم سے قلم ہوئے ہونگے وہ کسی کی کیا خبر لینگے وہ تو خود پانی
سینچنے پانی کے محتاج ہیں اور جو لقا پرست تھے وہ یہ کہنے لگے واہ واہ کیا خوب ہم کو گمراہ کر رکھا تھا اسوقت
تک ہماری خبر لی یہ وقت ہم پر نشانی ہے کیسے اتنا خدا کہلاتے ہیں ہماری دانست میں تو باطل بے اصل
تھے اگر ہم جانتے تو کبھی انکی پرستش نہ کرتے یہ کہتے تھے اور روتے تھے کہ افسوس ہمسے بڑی خطا ہوئی کہ ہم نے
خداوند کی شان میں کیا کیا کلام ناسزا اپنی زبان پر جاری کئے یہ ہماری بالکل نادانی اور بے عقلی تھی
کہ ہم نے خدائے اصلی کی پرستش چھوڑ کر خدایان باطل کی پرستش اختیار کی کہ یکایک آفتاب
نے جو یہ حالت انکی دیکھی صدا دی کہ اے بندگان من کیوں روتے ہو کیوں اپنے کو ناحق ہلاک کرتے ہو
بس ہم نے تمھاری تقصیر معاف کی خاطر جمع رکھو اب تم ہمارے نائب کی خدمت میں حاضر رہو اور اسکی
اطاعت و فرمانبرداری صدق دل سے کرو اور ہماری خدائی کے قائل ہو یہ شہر و کوہ و مار سب میرے
پیدا کئے ہوئے ہیں یہ کوئی خدا نہ تھے یہ سب میرے بندے تھے میں ان سب کا خالق تھا اور لقا کو
میں نے اپنا نائب کر کے روانہ کیا تھا وہ یہاں آکر خدائی کرنے لگا جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے
منحرف ہو گیا پس میں نے اسکو خدائے نادیدہ کے ماننے والوں کے ہاتھ سے ذلیل کرایا اور قتل کرایا
اسکے کردار کی اسکو سزا دی گئی اسی طور سے جو خدائی ہوئی وہ برباد ہوئی میں نے یہی خیال کیا کہ ان
سب کو خدائی کر لینے دو آخر کو تو برباد ہونا ہے سوائے میری خدائی کے جو کہ اصلی ہے سب نابود ہونگے وہی
انجام ہوا جو کہ میں نے خیال کیا تھا اور کیوں نہ ہوتا اب تم بتاؤ سوائے میرے کون خدا ہے تم دیکھ لینا یہ خدا
پرست کیونکر میری خدائی کے قائل ہوتے ہیں اگر نہ قائل ہونگے انپر میں اپنا عذاب نازل کرونگا

اگر غلو نہیں اپنی ہی صورت تم کو دکھا دوں مگر تاب نہ لاؤ گے یہ صدا سنتے ہی وہ سب لوگ توبہ توبہ کرنے لگے
اور کہا کہ ہماری کیا مجال ہے ہم اس قابل نہیں ہیں کہ ہم جمال خداوندی دیکھ سکیں ہم عرصے نائب کا نور جمال دیکھ
کے بیہوش ہو گئے یہ جو کہا صدا آئی کہ اچھا تم خونخوار اور ہمارے پیک کے ہمراہ ہمارے نائب کے پاس
آؤ یہ صدا آتے ہی پھر صدا آئی خونخوار ان سب کو ہمراہ لے کر داخل قلعہ ہوا جتنے ہومان ان سب کو لیکے یہ
خونخوار کے اس گنبد میں داخل ہوا جو لوگ کہ اُسکے ہمراہ اور خونخوار اور شیران اور بیران اور
بیکران و زہریان کے ہمراہ تھے سب کے ہمراہیوں کے نام کی کرسیاں و دنگل علیحدہ قدر مراتب ہر درجہ
میں بچھی ہوئے تھے صدا آئی کہ سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں کیونکہ کوئی مقام نائب تک نہیں جا سکتا ہے
سوائے معزز لوگوں کے وہ البتہ جا سکتے ہیں یہاں تک کہ ہر ایک درجے پر سب ہمراہی بیٹھ گئے جہاں
برجیلیس تخت پر بیٹھا تھا اور پردہ پڑا تھا اس مقام تک خونخوار و افریق و تاتار و حصار و سمار و نقطہ
و سرشار و شمشیر افگن و شیران و بیران و بیکران و زہریان کے سوا کوئی نہیں تھا اور انکے عزیز مراد
سب اپنے اپنے مقام پر پہنچے یہ لوگ قریب دو ہزار کے ہونگے اور جتنے ہومان تھی مع اپنے عیاروں کے موجود تھا
یہ لوگ جب اس درجے میں پہنچے صدا آئی کہ سب لوگ اپنے اپنے مقاموں کو تلاش کر کے بیٹھ جائیں
اب جو تلاش کیا جس کرسی خواہ دنگل پر جسکا نام تھا وہ بیٹھ گیا افریق و خونخوار کا مقام قریب پردہ
تھا اور باقی سردار سب کے سب درجوں میں تقسیم ہو گئے تھے مگر اسمیں بھی کرسیاں و دنگل خالی تھے انپر
بھی کچھ تحریر تھا مگر پڑھا نہ جاتا تھا جب یہ سب بیٹھ چکے صدا آئی کہ اے خونخوار تم اندر پردہ کے آؤ خونخوار
ہاتھ جوڑے ہوئے اندر پردے کے گیا دیکھا کہ برجیلیس نائب خداوند تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں مورچھل
ہو رہا ہے مگر کوئی مورچھل ہلانے والا نظر نہیں آتا ہے وہ مقام خوب آراستہ ہے پھول برس رہے ہیں
تمام درجہ مہکا ہوا ہے عود سوز اگر سوز رکھے ہوئے ہیں اُن سے دھواں اٹھ رہا ہے خوشبو چلی آتی ہے شگفتہ
کے لوٹے سونگھ رہے ہیں مشک وغیرہ کی خوشبو آتی ہے کیوڑے کی کبھی گلاب کی ہر قسم کے پھولوں
سے وہ مقام بسا ہوا ہے ہوا سے سرد و خوشگوار چلی آتی ہے کہ آنکھ بند ہوئی جاتی ہے اس مقام پر نہ
کوئی خادم ہے نہ خدمتگار ہے جس چیز کی برجیلیس کو ضرورت ہوتی ہے وہ خود اپنے مقام پر سے اٹھکر چلی آتی ہے
اب تو عجب رعب و داب ہے کہ جگر کانپا جاتا ہے خونخوار نے سجدہ کیا جب سجدے سے سر اٹھایا تو
برجیلیس نے کہا کہ تمکو حکم دیا جاتا ہے کہ تو اور افریق اور پیک قدرت سوا ان تین شخصوں کے
اور کسی کو اجازت پردے کے اندر آنے کی نہیں ہے بس تمہیں تین آدمی راز دار قدرت ہو تمہارا بڑا
مرتبہ اور اعزاز کیا گیا ہے جو جسکو عرض کرنا ہو تم تینوں کے ذریعے سے عرض کرے اور تم اگر ہم سے عرض
کرو تو مناسب وقت ہوا کرے گا وہ فرمان جاری کیا جائے گا جو اس حکم کے خلاف کرے گا وہ
اپنے کردار کی سزا پائے گا اور اسپر ہمارا عتاب و خداوند کا عذاب نازل ہوگا یہ حکم تم جا کر سب
حاضرین دربار کو سنا دو بلکہ ہر درجے میں اسی احکام کے کاغذ لکھوا کر لگا دو تاکہ ہر ایک اس حکم سے
مطلع ہو جاوے یہ کہا پھر کہا کہ اچھا اسکی کچھ ضرورت نہیں ہے تم صرف یہ حکم سنا دو اُسکا بندوبست خود
قدرت کر لیگی یہ سنتے ہی خونخوار نے پردے سے نکل کر وہی حکم سنایا حاضرین دربار نے از درجہ اول
تا درجہ آخر سنا پھر صدا آئی کہ اے خونخوار حاضر ہو خونخوار پھر پردے میں گیا برجیلیس نے حکم دیا کہ اے
خونخوار جسقدر لوگ ہماری خدائی کے قائل ہوئے ہیں اُن سب کو خلعت عنایت کرو اور تصویریں
دو اور ہر ایک بادشاہ سے کہو کہ وہ جا کر اپنے لشکر کو ہماری پرستش کی طرف رغبت دلائے اور تمام لشکر

کو تصویرین دے کہ وہ اپنے اپنے گلون مین پہنین اور اپنے اپنے مالک کو نامہ لکھین کہ جو اُسکی طرف سے وہان کا
نائب ہو وہ ہمارے مذہب آفتاب پرستی کو وہان رواج دے ہمارے نام کا سکہ جاری کرے اور ہماری
تصویر اُسی مقام پر روانہ کرے کہ کل اہل شہر اور تمام لشکر اُنکو گلون مین پہنین اور ان سب کے لیے شہر
مین مقام عمدہ دیکھکر جگہ رہنے کی تجویز کر دو اور لشکر دن کو شامل لشکر خداوندی کر دو ہر ایک کے واسطے
علٰحدہ قدر مراتب جگہ دو اُس حکم مین ذرا فرق نہ ہونے پائے خونخوار نے عرض کیا بہت خوب جو حکم ہوا ہے
اُسکے خلاف ہرگز نہ ہوگا برجلیس نے کہا کہ اُن سب سے کہدینا کہ تم سب کی مع لشکر کے کل ہمارے
یہان دعوت ہے یہ حکم سُنکے برجلیس سے خونخوار رخصت ہوکر بیرون پر دنا آیا اور اُسنے حکم برجلیس
اُن سب سے بیان کیا وہ سب بہت خوش ہوئے تھوڑی دیر کے بعد صدا آئی کہ اب سب اپنے
اپنے مقام کو جائین اب وقت ہمارے آرام کرنے کا ہے یہ سُننا تھا کہ سب اپنے اپنے مقامون پر
روانہ ہوئے اور گنبد و قلعہ ٹوٹ کے شہر مین آسکے افریق وغیرہ تو طرف اپنے لشکر کے چلے کیونکہ ان
سب کو تو خونخوار نے کر چلا آیا تھا اور سب مال و خزانہ انکا لوٹ لیا تھا وہ بھی لے آیا تھا اور تمام لشکر کو
گرفتار کرکے اُسی مقام پر چھوڑ دیا تھا اور لاشین بھی دونون لشکرون کی اُسی مقام پر پڑی ہوئی تھین
یہ ان سب قیدیون کو اور اپنے لشکر کو لے کر مع اُن چارون سردارون کے جو کہ بوقت جنگ مغلوب ہوگئے تھے
شیران و بیران و سیلان تو شہ یک جنگ ہوئے تھے اور بیران جب یہ سب کو گرفتار کرکے
لے چلا تھا تو مع دشتی خونخوار کے اُسکا شہر یک ہوا تھا ان چارون کا لشکر تو اُسی وقت جب یہ
داخل شہر ہوئے تھے ہمراہ لشکر خونخوار کے چھاونی مین چلا گیا تھا کیونکہ یہ قبل سے آفتاب پرست
تھے اور بخیر دل خداوند کی سنکے زیارت کو نائب خداوندی اپنے اپنے مقام سے روانہ ہوئے تھے
پس خونخوار نے شہر مین آکر اُن چارون کو مع اُنکے لشکر اور سردارون کے تصویرین دین اور کہا کہ انکو اپنے
اپنے گلون مین ڈالو اور سردارون اور اُن چارون بادشاہون کو خلعت دیئے کہ جنکے سینون پر تصویر
آفتاب بنی ہوئی تھی اور اُنکے واسطے اور اُنکے سردارون کے واسطے علٰحدہ قدر مراتب مقام آراستہ
کیے اور اُنکو بڑی عزت و حرمت سے اُتارا اور کہا کہ آج آپ کی دعوت مع سردارون وغیرہ کے ہمارے
خداوند کے یہان ہے یہ سُنکر وہ لوگ بہت خوش ہوئے جب ان لوگون سے فراغت ہوئی ان سب کے
لیے مقام آراستہ کیے مکانات خالی کراکے درستی سامان کی یہان تو یہ بندوبست ہونے لگا اُدھر وہ
بادشاہ مع اپنے سردارون کے جو چلے تو اپنے اپنے لشکر مین پہونچے یہان تمام لشکر بیہوش پڑا تھا کہ یکایک
اُنکو ہوش آیا وہ جو ہوشیار ہوئے تو دیکھا کہ نہ خیمے ہین نہ بارگاہین ہین نہ سردار ہین نہ بادشاہ یہ لوگ
حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے دیکھا کہ سامنے سے سب بادشاہ مع سردارون کے چلے آتے ہین جیسے ہی
ان سب نے دیکھا کہ بادشاہ مع افسرون کے آتے ہین سب کے سب دوڑ کر اُنکے قریب آگئے اور یون
عرض کرنے لگے کہ آپ کہان تشریف لے گئے تھے اور یہ خیمے وغیرہ کیا ہوئے اُنھون نے تمام واقعہ جو
گذرا تھا بیان کیا اور کہا کہ ہم نے تو خداوند اور نائب خداوندی کی صدق دل سے اطاعت قبول کی کہ یہی مذہب
حق ہے جو مذہب کہ ہم اختیار کیے ہوئے تھے وہ فی الواقع غلط اور جھوٹ تھا اُسکی کوئی اصل نہ تھی اُس
مذہب کی بزرگی اور عظمت ہم پر ظاہر ہوگئی اہل لشکر نے کہا جو آپ کی مرضی ہم تو سب آپ کے ہمراہ رکاب
ہین بس اُسی وقت افریق مع اپنے لشکر کے داخل شہر ہوا جتنے اسکے لشکر کے اور لشکر برجلیس کے تھے
سب کو اُنھون نے ایک جا جمع کیا اُنکو جلا کر شہر مین آیا خونخوار نے تمام لشکر کو تصویرین دین اور

چھاؤنی کی جانب روانہ کیا سرداروں کو مع افریق کے خلعت اور تصویریں دیں اور جو مقام انکے لیے
مقرر کیے تھے انکو علی قدر مرتبہ دیے یہ لوگ وہاں اُترے اور اُن سے کہا کہ آپ سب کی خداوند کے یہان
دعوت ہی افریق شاہ وغیرہ یہ سنکر بہت خوش ہوے اسی طرح سے جو بادشاہ آیا خونخوار نے اُنکو
اور اہل لشکر کو تصویریں دیں انھوں نے اپنے گلوں میں پہنیں اور بموجب حکم خونخوار وہ اپنے بادشاہ
کے ہمراہ طرف چھاؤنی کے گئے اور شامل لشکر برجیس ہوئے اب چھاؤنی میں اُترنے کی جگہ بالکل نہیں ہی
آفتاب جادو جس مقام کو سحر سے دریافت کرتا ہی اور اُسکو سحر سے وسیع کرتا ہی یہ حالت ہی کہ اب شہر
میں سیکڑوں مقام میں سحر کے تیار ہو گئے ہیں سیکڑوں عمارتیں سحر کی ہیں ایک تو وہ شہر در اصل بہت وسیع
اور آباد تھا اُسکے آبادی کی یہ نوبت تھی قبل میں کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ جہاں زراعت نہ ہوتی ہو اب
یہ نوبت پہونچی کہ دریا کے اُس پار تک آبادی ہو گئی تو اب دریا وسط شہر میں ہو گیا نصف شہر اِس پار
نصف شہر اُس پار ہو گیا اب چھاؤنی وغیرہ اندرون شہر ہے ہیں لشکرگاہ اندرون شہر ہے اب تو اور آبادی
زیادہ ہوئی ہی کیونکہ تمام اقلیم کے لوگ و بیرون اقلیم کے لوگ آ گئے ہیں آفتاب نے سحر سے
عمارت تیار کی ہی مکان لینے کی جگہ دی کہ تمام اقلیم کے سب لوگ آ آ کے بسے ہیں گویا تمام ملک کی
آبادی کی کیا کیفیت ہوگی جب سے آفتاب نے [illegible] دی ہی [illegible] نہایت آباد اور وسیع
ہوتا جاتا ہی اتفاق سے یہ ہوا کہ وہ چھاؤنی جو کہ سحر سے تیار ہوا ہی اُس میں لوگ اُترنے لگے اب جو لشکر
آتا ہی اُسمیں اُترتا ہی وہ پانچوں بادشاہ بھی [illegible] اپنا اپنا لشکر لیکر آئے اسی طریقے سے اُترے
خونخوار نے سب کے لشکر کو تصویریں دیں سب بادشاہوں کو خلعت و تصویریں دے کر جو مقام اُنکے لیے
تجویز کیے تھے سب کو اُتارا اور سب سے کہا کہ آپ کی اور آپ کے کل لشکر کی ہمارے خداوند کے یہاں
دعوت ہی وہ لوگ خوشی خوشی اپنے اپنے مقام پر اُترے اور لشکر چھاؤنی میں اُنکا گویا [illegible] ہو گیا
مع افریق اور پانچوں بادشاہ کے لشکر دن کو طعام لذیذ علی قدر مراتب پہونچا کوئی دیشہ داں نظر آتا تھا
اسی طور سے ہر سردار و ہر بادشاہ کو طعام لذیذ پہونچا صبح کو سب دربار میں گئے ہر درجہ میں جسکی جہاں
جگہ مقرر تھی وہ وہاں بیٹھ گیا جو کہ معزز اور مقرب بارگاہ تھے وہ درجہ بالا میں قیام پذیر ہوئے [illegible]
قدرت کے آدمی برجیس [illegible] تخت پر بیٹھ گیا ناظرین کو واضح ہو بارہا تحریر ہو چکا ہی کہ یہ جو کچھ حکم احکام
برجیس دیتا ہی یہ سب حکم آفتاب کا ہوتا ہی سوا رات کے برجیس سے کسی وقت آفتاب
جدا نہیں ہوتا ہی مگر یون کہ خود برجیس کو نظر نہیں آتا ہی مثل سایہ کے ساتھ رہتا ہی گویا ہمزاد ہی
ہمہ وقت یہ کان میں کہے جاتا ہی کہ یہ حکم دے پس جو آفتاب کہتا ہی وہی برجیس کرتا ہی اور
وہی حکم دیتا ہی آج برجیس نے بموجب حکم آفتاب حکم دیا کہ جو جو بادشاہ تازہ شریک ہوئے ہیں
وہ اپنے اپنے ملکوں کو اپنے اپنے نائبوں کے نام نامے تحریر کریں اور تصویریں روانہ کریں کہ اُنکے نائب
اُن ملکوں میں بھی مذہب آفتاب پرستی رواج دیں اور ہمارے نام کا سکہ جاری کریں اب یہ قاعدہ ہی
کہ افریق و خونخوار یہ دونوں قریب اپنے اپنے دنگلوں پر شامل تھے کہ یہ حکم سنا بس اُسی وقت
حصار شاہ و ستھار شاہ و قلقار شاہ و سمر شیار شاہ و تاتار شاہ و افریق نے اسی مضمون کے
نامے تحریر کرکے روانہ کیے اُنکا مضمون یہ تھا کہ ہم نے مذہب آفتاب پرستی قبول کیا چونکہ یہ مذہب
اصلی تھا اور ہمارا مذہب باطل تھا لہذا تم کو تحریر کیا جاتا ہی کہ تم بھی یہی مذہب اختیار کرو اور شہر میں بھی
جاری کرو اور زبان خداوند کے نام کا سکہ جاری کرنا یہ تصویریں روانہ کی جاتی ہیں انکو اہل شہر و اہل لشکر

کو تقسیم کرنا اور تم بھی اپنے گلے مین ڈالنا اور سب کو حکم دینا کہ سب اپنے گلون مین پہنین اور جو جو معیار
ہمارے ہین انکین بھی یہ تصویرین رکھی جاوین یہی مضمون ہر ایک نے تحریر کر کے اپنے اپنے ملک کو روانہ کیا
جب نامے انکو پہونچے پس وہ موافق تحریر اپنے بادشاہون کے کاربند ہوئے تمام ملکون مین مذہب آفتاب پرستی
رواج پا گیا اقلیم خورشید یہ اور اسکے قرب وجوار مین مذہب آفتاب پرستی ہو گیا کوئی ایسا نہ تھا کہ آفتاب
کی پرستش نہ کرتا ہو خلاصہ یہ کہ بڑی ترقی ہوئی اب تو یہ حالت ہی کہ لوگ اپنی خواہش سے آتے ہین اور یہ
مذہب آفتاب پرستی قبول کرتے ہین شہر آفتاب نما مین تو روز بروز ترقی مذہب ہوتی جاتی ہی کوئی بیس ہزار
سے آیا اور کوئی دس ہزار سے کوئی پچاس ہزار سے کوئی پانچ ہزار سے آکر بہ چلیپا کو سجدہ کیا اور تصویرین
گلے مین پہنین اور داخل مذہب بہ چلیپا ہوئے اطراف وجوانب سے لوگ آنے لگے جو کہ غریب مسکین و
مفلس آتے ہین بعد قبول کرنے مذہب کے انکا فاقہ رزق سے رزق مقرر ہوتا ہی اس حال کو یہان
موقوف رکھا جاتا ہی کیونکہ اب یہ قاعدہ ہو گیا ہی کہ بہ چلیپا ہر روز دربار اسی گنبد مین کرتا ہی سب اہل
دربار درجہ بدرجہ اپنے اپنے ڈنگلون و کرسیون پر متمکن ہوتے ہین جسکی جگہ جس درجہ مین ہوتی ہی بہت سے
ڈنگل و کرسیان ہر درجے مین خالی ہین اور انپر بھی کچھ تحریر ہی مگر کوئی پڑھا نہین جاتا ہی جو نیا آدمی مذہب
قبول کرتا ہی اور لائق دربار ہوتا ہی اور جس مرتبہ اور درجہ کی لیاقت رکھتا ہی اسی درجہ کی کرسی خواہ ڈنگل
پر اسکا نام ظاہر ہوتا ہی یہان تو یہ طریقہ ہی مذہب کو ترقی ہوتی جاتی ہی کفر کے پھیلنے کا سامان ہی بہت
بڑا ایکراس آفتاب سنے کر رکھا ہی اور روم میں پھیلایا ہی کہ انہین لوگ مثل طائرون کے آکر اسیر قفس گمراہی
ہوتے ہین کفر کی اقلیم خورشید یہ مین ترقی ہی گو وہ قبل سے کفر آباد تھی مگر اب زیادہ ہو گئی ہی نشان الفت
بلند ہونے کی تدبیر ہی اس حال کو اب یہان چھوڑا جاتا ہی

اب کچھ حال خواجہ حسین تاجر کا تحریر ہوتا ہی خواجہ حسین کا وارد شہر آفتاب نما ہونا اور یہان کی
حالت دیکھکر افسوس کرنا انکا دربار بہ چلیپا مین جانا وہان کی حالت دیکھکر توبہ کرنا اسی دن وہان سے
کوچ کرنا اتفاق سے اس مقام پر پہونچنا جہان ثریا سے بیگم نے اپنی سیر کے لیے مقام تیار کیا ہی اُس
مقام کی فضا و بہار دیکھکر انکا قیام کرنا ثریا کا برائے سیر آنا انکا اسکو دیکھکر اسکی کئی طور پر اس خیال سے
تصویر کھینچنا کہ یہ نازنین لائق اولاد صاحبقران ہی کسی سے دریافت کرنا کہ یہ کون ہی معلوم ہونا
کہ دختر خداوند دستیر نائب خداوند ہی خواجہ کا خیال کرنا کہ جب یہ تصویر کسی بہادر اسلام کو ملے گی وہ ضرور
اسکی خواہش مین ادھر آئے گا یہ ملک و اقلیم بھی اسلام آباد ہو گی یہ نازنین بھی اسکے قبضہ مین آ جائیگی
بس کئی تصویرین لیکر وہان سے روانہ ہونا بعد قطع راہ کے خاور مین پہونچنا وہان خراب حالت پانا دریافت
ہونا کہ یہ کیا واقعہ ہی انکا افسوس کرنا اور اس مقام پر جانا جہان لر زنگ اس قصد سے بیٹھا ہوا تھا کہ مین
قاسم کو تباہ کرون اہل شہر کا جمع ہونا یہ حالت دیکھکر اشکار و برو از زنگ کے جانا اور کچھ حال بیان کر کے ایک
تصویر ثریا کی پیش کرنا اسکا اس تصویر کو دیکھکر عاشق ہونا اور اپنے قصد سے باز آنا اور اپنے مقام پر آکر

یہان بڑی ترقی ہی آفتاب پرستی کی اچھا لوگون کو گمراہ کر رکھا ہی خوب دام مکر و فریب گستردہ کیا ہی
یہ ہی دل مین باتین کرتے ہوئے سرا مین آئے سرا کو مسافرون سے مملو پایا مگر سب آفتاب پرست کوئی کمرہ
یا کوٹھڑی خالی نہ تھی انکے ہمراہ اول تو انکے ملازم بہت سے دوسرے اسباب تجارتی بکثرت تھا اُنھون نے
اپنا گذرا اُس مقام پر نہ دیکھا یہ وہان سے واپس پھرے گرا بھٹیاری نے صدا دی کہ میان تاجر ادھر آکر ٹھہرو
تمھارے لیے مقام خالی کر دیا جائیگا اُنھون نے کچھ جواب نہ دیا دوسری سرا مین آئے اُسکو بھی خالی نہ پایا جس
سرا مین جاتے ہین اُسکو خالی نہین پاتے انھون نے عاجز ہوکر آدمی روانہ کیے کہ کوئی مکان تلاش کرین تاکہ
اُسمین قیام کرین مگر مکان چوک مین ہو اور اُسمین دوکان بھی ہو آدمی گئے مکان تلاش کیا کوئی نہ ملا اسقدر کثرت
خلقت کی تھی کہ مکان کا ملنا امر دشوار تھا یہ لوگ واپس آئے عرض کیا کہ اس شہر مین نہ کوئی مکان خالی ہی
نہ دوکان خواجہ عاجز ہوکر آگے کو روانہ ہوئے تمام سرائین دیکھین کسی کو مسافرون سے خالی نہ پایا بہت
پریشان ہوئے خیال کیا کہ بیرون شہر چلکر خیمہ وغیرہ برپا کرکے اُسمین قیام کرین اور کیا کرین انکو مکان کی تلاش
وسرا کی خواہش مین وہ دن تمام ہوا شام ہونے کو آئی کہ یہ شہر سے باہر جانے کے قصد سے چلے جب قریب
شہر پناہ پہونچے مشرق رخ کو ایک سرا نظر آئی اُنھون نے ملازم سے کہا کہ جاکر دیکھو شاید یہ سرا خالی ہو
گو امید نہین ہی مگر جاکر دیکھو وہ ملازم جو گیا تو اُس سرا کو خالی پایا دیکھا دو ایک مسافر ہین اتنے مین آکر
خواجہ حسین اپنے مالک سے عرض کیا کہ حضور یہ سرا خالی ہی اور وسیع بھی ہی اور چند مسافر ہین چلکر اسمین
قیام فرمائیے یہ سنکے خواجہ خوشی خوشی مع اپنے ملازمون کے اُس سرا مین آئے بھٹیارون نے جو دیکھا
کو بڑا جوسپ کی آمدنی دوڑی ہوئی آئی اور کہا کہ میان تاجر کیا کوئی کمرہ وغیرہ درکار ہی انھون نے کہا ہان
درکار ہی تو ہم سرا مین کیون آتے ایک کمرہ کیا دو تین کی ضرورت ہی وہ انکو لیکر اپنے ہمراہ آئی جتنے
کمرون کی انکو ضرورت تھی اُن کے خالی کر دیے انکے ملازمون نے اسباب اتارا یہ مرکب پر سے اُترے جاکر
سے مرکب کو ٹہلانا شروع کیا پلنگون کی جس قدر ضرورت تھی بھٹیاری نے فلا کر موجود کیے نوکرون نے اُسپر
بچھونا بچھایا یہ بیٹھے نوکر پانی بھر کر لائے انھون نے ہاتھ منھ دھویا گرد راہ چہرے پر سے دور ہوئی بھٹیاری
نے دریافت کیا کس قدر طعام کی ضرورت ہی انھون نے کہا میرے ہمراہ باورچی ہی وہ کھانا طیار کریگا
کوئی کھانے کی ضرورت نہین ہی وہ بھٹیاری یہ سنکے اپنے مقام پر چلی آئی جو کرایہ کمرون اور پلنگون کا
اُسنے اُنسے طلب کیا انھون نے بلا عذر دیدیا چونکہ رات ہو گئی تھی کھا پی کے سو رہے انکے ساتھ مرکب
بہت سے تھے اور شتر جن پر اسباب بار رہتا کثرت سے تھے وہ بھی سب اُسی سرا مین باندھے گئے ایک حصہ سرا
کا انکے تصرف مین آیا چونکہ وہ سرا بہت وسیع تھی رات کے اور مسافر بھی آئے جو کہ شہر کی سیر کو گئے ہوئے تھے
وہ بھی آکر اپنے اپنے مقام پر کھا پی کر سو رہے صبح ہوئی یہ اُنکے نوکرون نے آب گرم حاضر کیا انھون نے
منھ ہاتھ دھو یا کپڑے پہنے اور چند ملازمون کو ہمراہ لیکر اس قصد سے چلے کہ کوئی دوکان خواہ مکان چوک
مین ملجائے تو اُسکو بکرایہ لون اُسمین قیام کرکے اپنا مال فروخت کرون اور یہان کی حالت دیکھون بس یہ
سیر کرتے ہوئے ہر مقام و گلی کوچہ کو دیکھتے ہوئے چلے ہر مقام کو آباد پایا اہل شہر کے سبب سے راہ نہ ملتی تھی کہ
کوئی راہ چل سکے وہ صبح کا وقت تھا لوگ جوق جوق گروہ گروہ دربار کو چلے جاتے ہین کوئی اسپ سوار
ہی کوئی فیل سوار کوئی بوچے پر سوار کوئی تامدان پر سوار کوئی کلاہ وزارت سر پر رکھے ہوئے کوئی تاج
پہنے ہوئے مگر سب درباری کپڑے پہنے ہوئے سینون پر تصویر آفتاب بنی ہوئی چلے جاتے ہین خواجہ حسین
نے دیکھا کہ جتنے اہل شہر ہین سب کے سینون پر تصویر آفتاب بنی ہوئی ہی صبح کا ہنگام ہی یہ مقام [illegible]

ہو رہا ہے گشت دانوں کر رہے ہیں اور پھول اہل شہر خرید خرید کر اپنے اپنے مقام و مساکن کو جا رہے ہیں بعض دوکانیں کھلی ہیں بعض کھل رہی ہیں بعض ابھی بند ہیں چونکہ یہ دوسرے پھاٹک پر شہر کے آئے تھے اس شہر کے چار پھاٹک ہیں ایک شمالی ایک جنوبی ایک مشرقی ایک مغربی اور چاروں سے جو سڑکیں نکلی ہیں وہ ایک مقام پر آکر تمام ہوئی ہیں اسی مقام پر چوک ہے اور اس مقام سے ایک راہ تو پہاڑی کو گئی ہے اور ایک قلعہ کو جہاں اب دربار ہوتا ہے اور ایک اس عمارات شاہی کو جو کہ قدیم ہیں اور سیکڑوں شاخیں نکلی ہیں جو کہ تمام شہر میں پھیلی ہیں مگر جو یہاں سے چلتا ہے وہ چوک میں ضرور آتا ہے اس شہر میں سیکڑوں بازار ہیں ہیں اس شہر کے چوک اور بازار کی آبادی کا کیا کہنا خواجہ حسین سب مقام کی سیر کرتے ہوئے چلے رہا ہے شہر کو جو دیکھا سب کو حسین پایا خصوصاً عورتوں کو مردوں سے زیادہ ہر ایک عورت نازنین نازک اندام لباس اُنکے خوشنما ہر ایک سر سے پاؤں تک غرق جواہر غم کا تو نام نہ تھا کوئی مغموم نظر نہ آتا تھا ہر مقام پر چہلیں اور قہقہے ہو رہے تھے باہم دس دس پانچ پانچ آدمی ایک مقام پر کھڑے آپس میں ہنس بول رہے تھے عورتیں و مرد دریا کی طرف نہانے چلے جاتے تھے دریا سے جہاں جہاں سے چھوٹی چھوٹی ڈونگیوں میں بیٹھے ہوئے ڈونگیاں ہاتھوں سے کھیتے ہوئے چلے جاتے تھے وہ گوری گوری انکی صورتیں وہ سر سے پاؤں تک پہناوا گہنا پہنے ہوئے طلائی کے دوشالے اوڑھے ہوئے ہنستے ہوئے بعض اپنے اپنے باپ کی دوکانوں پر بیٹھے ہوئے سیر کر رہے ہیں یہ صفت ہر بازار میں جوہری بازار چاندی بازار بزازہ دار میوہ فروش گلفروش حلوائی پان والے ہیں ہر مقام پر گل لالہ کھلا ہوا ہے کنجڑنیں ترکاریاں لیے ہوئے بیٹھی ہیں یہ سیر کرتے ہوئے اور تعریف کرتے ہوئے اپنے دل میں چلے جاتے ہیں اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حسین کا دربار بہت بڑا ہوتا ہے جب سے میں ادھر آیا ہوں اہل شہر کو تو کم راہ چلتے ہوئے دیکھتا ہوں مگر اہل دربار زیادہ چلے جاتے ہیں سوا سواریوں کے کوئی پیدل نہیں جاتا ہے بہت بڑا جاہ و حشم اس کا معلوم ہوتا ہے دیکھو ہزاروں نشان لشکر بلند ہیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے آج تک ایسی کثرت نہیں دیکھی نہ معلوم کیا مکر کیا ہے کہ اسقدر لوگ مطیع ہوئے ہیں یہی باتیں کرتے چلے جاتے تھے کہ ایک مرتبہ انھوں نے دیکھا کہ جلوس سواری چلا آتا ہے بہت جلوس کے بعد گذر جانے جلوس کے انھوں نے جو دیکھا تو یہ نظر پڑا کہ ایک تخت پر ایک گبر تاج پہنے ہوئے گلے میں لڑی آفتاب پڑی ہوئی پوشاک طلائی گرد تخت کے بہت سے سردار سب طلائی رنگ کی پوشاکیں پہنے ہوئے چلے جاتے ہیں اسکے عقب میں اور جلوس نمودار ہوا اسکے بعد اور ایک تخت نشین اسی طور سے وہ تخت نشین گبر ایک مرتبہ بہت شور و غل ہوا خواجہ نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور اسی اقلیم کے ہیں اور جو بادشاہ و سردار بیرون اقلیم کے ہیں انکی یہ شوکت نہیں ہے وہ سب داخل بارگاہ ہو چکے ہیں اب یہ لوگ جاتے ہیں یہ ذکر تھا کہ ایک طرف سے شور و غل کی صدا آئی خواجہ اس مقام پر ٹھہر گئے دیکھا کہ نیلا ازرق برق لباس پہنے ہوئے ایک عیار اسکے عقب میں تین چار سو اسکے شاگرد سب لباس مکلف پہنے ہوئے چلے آتے ہیں خواجہ حسین نے کسی سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے اسنے جواب دیا کہ یہ عصفور بیہمان عیار نائب خداوند ہے لقب اسکا باپ خداوند ہے یہ بھی دربار کو جاتا ہے اسکے بعد ایک اور سواری ترک و احتشام سے آئی خواجہ حسین کو معلوم ہوا کہ یہ سواری کوتوال شہر کی ہے نام اسکا بہزاد آفتاب پرست ہے خواجہ نے دیکھا کہ ایک گبر قوی ایک مرکب پر سوار عقب میں کوتوالی کے پیادے گرد گاؤں میں تصویریں پڑی ہوئی ہیں اسکے گذر جانے کے بعد دیکھا کہ ایک جانب سے بہت سے چوبدار اور

عصا بردار و خاص بردار چلے آتے ہین اُنکے بعد سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے اب جو دیکھا کہ ایک جوان
مندیل وزارت سر پر رکھے ہوئے گرم جوان حسین مرکب پر سوار گرد و پیش اُسکے مصاحب چلا آتا ہی خواجہ
کو کہ سمجھ گئے کہ یہ وزیر ہوگا گر دریافت کیا کہ یہ کون ہی ایک شخص نے کہا کہ وزیر شہر ہین انکا نام وزیر روشن را
ہی یہ بھی دربار کو تشریف لیے جاتے ہین اب تو خواجہ حسین اُسی مقام پر مع اپنے ہمراہیون کے کھڑے
ہین کہ ایک طرف سُمہاے مرکبان کی آواز آئی یہ حیران ہوکر اُدھر دیکھنے لگے کہ انھون نے دیکھا
کہ ہزارہا سوار چلے آتے ہین مگر سب سنہری پوشش اُنکے بعد دیکھا کہ دو جوان بہت پُرتکلف لباس پہنے ہوئے
اسلحہ الماس نگار لگائے ہوئے خود طلائی سرون پر مرکبان پری پیکر پر سوار برابر چلے آتے ہین اُنکے ہمراہ
اور بہت سے سردار مثل بہران و شیران و پیکران و شہریار و کوہ دو محمود و صمصام تنگ پیشانی و ضحام
عقفر [illegible] وغیرہ کے ہین اُنکے عقب مین پھر سوار ہین خواجہ نے دریافت کیا کہ یہ کون ہین ایک شخص نے
کہا کہ اے مسافر آگاہ ہو کہ یہ دونون جوان جو برابر مرکب پر سوار تھے دونون سپہ سالار قادر روم ہین سپاہ کے افسر ہین
انمین ایک کا نام شیر افگن دوسرے کا نام ضیغم شیر صولت ہی تمام لشکر انکے زیر حکومت ہی اور باقی کوئی کرنیل
کوئی جرنیل فوج ہی یہ سب دربار کو جاتے ہین خواجہ حسین جون جون یہ حال دیکھتے ہین دل مین کہتے
ہین کہ بڑی شوکت اسنے بہم کی ہی یہ دل سے باتین کر رہے تھے کہ دو جانب سے نقیبون کے پکارنے کی صدا آئی
جو لوگ راستہ چل رہے تھے وہ سب کنارے کنارے ہو گئے سڑک کو بالکل چھوڑ دیا مگر سب متوجہ ہوگئے
جس مقام پہ یہ کھڑے تھے اُس مقام پر ایک جوہری کی دوکان تھی وہ بہت مرد با مروت تھا اُسنے جو انکو شریف
وضع دیکھا اُسنے کہا کہ آئیے آپ میری دوکان پہ بیٹھ جائیے ان سواریون کو نکل جانے دیجئے پھر آگے
تشریف لیجائیے گا کیونکہ بسبب کثرت جلوس سواری کے راہ نہ ملیگی انھون نے انکار کرنا مناسب نجانا چونکہ یہ تھک گئے
تھے اور دیر سے کھڑے ہوئے تھے اُسکی دوکان پر چلے گئے اُسنے انکو بڑی عزت سے بٹھایا انھون نے اُس سے دریافت
کیا کیون بھائی یہ کسکی سواری آتی ہی اُسنے جواب دیا کہ سواری کو نکل جانے دیجئے تو مین عرض کرونگا یہ خاموش
ہوکر دیکھنے لگے دونون طرف سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ جیسے کوئی روشنی کثرت ہوتی ہوئی چلی آتی ہی یہ اُدھر دیکھ
رہے تھے کہ دیکھا دونون طرف سقے چھڑکاؤ گلاب کیوڑے کا کرتے ہوئے چلے گئے اُنکے کانون مین
سنہرے کام کی کرتیان سرون پر پگڑیان دہا لون پر ہزارے طلائی لگے اُنکے بعد دونون جانب کہاسے کوتل
بازین و لگام مرصع دو دو چاکر جوریان لیے ہوئے ہمراہ نہایت آراستہ و پیراستہ اُنکے بعد چوبدار عصابردار و
خاص بردار اور بادس سواری مگر دونون طرف سے ایک قسم کا اُس مقام پہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگ گئی ہ
بعد جلوس سواری کے دونون طرف دو بادشاہ دو تختون پر سوار اُنپر مُرچھل ہو رہے ہوئے چتر سرون پہ سایہ
سایہ شادیانہ بجتا ہوا گھنٹ و ناقوس بجتے ہوئے نقیب بولتے ہوئے مگر اُنکے گلون مین تصویرین پڑی ہوئی اُنکی
یہ دونون پوشاک پُرتکلف پہنے ہوئے سرون پر تاج اُنپر گیسے طلائی لگے ہوئے کمر و بر و شمشیر ہاے الماس نگار
رکھے ہوئے چلے آتے ہین تمام اہل بازار نے سلام کیا انھون نے یہ بھی نہ دیکھا کہ کون سلام کرتا ہی اپنے کبر و
غرور مین تختون پر بیٹھے ہوئے چلے گئے اُنکے جانے کے بعد سب اپنے اپنے کام مین مصروف ہوئے خواجہ نے
اُن صاحب دوکان سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب تھے اُسنے کہا کہ اے بھائی یہ دونون پیغمبر خداوندان ہین
قبل مین یہ دونون اس اقلیم کے بادشاہ تھے مگر جب نائب خداوند پر لشکر کشی کرکے آئے تو یہان آکر
سجدہ کیا مطیع خداوند ہوئے اُسدن سے انکو اسطرح پیغمبری ملا ہی پیغمبر کے لقب سے مشہور ہوئے ہین انمین
ایک کا نام جو کہ جانب شمال سے آئے تھے خونخوار خونریز ہی اور جو کہ جنوب سے آئے تھے انکا نام

افریقش شاہ، وہ یہ دونون صاحب حجاب قدرت کے اندر پاس نائب خداوند کے جاسکتے ہین تیسرے ملک قدرت
انکے سوا اور کوئی نہین جانے پاتا ہی یہ سب دربار کو تشریف لیگئے ہین سہ پہر تک دربار ہوگا اُسکے بعد سب اپنے
اپنے مقام کو واپس جائینگے خواجہ حسین نے دریافت کیا کہ اس شہر کے بادشاہ کے پاس لشکر کسقدر ہوگا اس
جوہری نے انکے منہ سے لفظ بادشاہ سُنکے انکی صورت دیکھی اور اپنی اُنگلی زبان کے نیچے رکھی اور کہا کہ کوئی
ایسی بے ادبی اور گستاخی کرتا ہی کہ نائب خداوند کو بادشاہ کہتا ہی اب تو آپ سے ایسی غلطی نادانستگی مین
ہوگئی آیندہ خیال رکھیے گا کسی کے منہ پر یون نہ کہ بیٹھیے گا ورنہ خرابی ہوگی مین نے آپ کو سمجھا دیا آگے آپ کو
اختیار ہی خواجہ نے کہا بھائی مین تازہ وارد مسافر ہون چونکہ ابھی کل ہی اس شہر مین وارد ہوا ہون یہانکے
قاعدون سے آگاہ نہین ہون بدین سبب میرے منہ سے یہ نکل گیا تمنے بڑی عنایت کی کہ سمجھا دیا ورنہ اسی طرح سے
اور کسی کے روبرو نکل جاتا وہ کچھ سخت و درشت اپنی زبان پر لاتا اُسنے جواب دیا کہ یہ یہان کا قاعدہ نہین ہی
کہ کوئی کسی کو سخت یا درشت کہے یا کسی طور سے اُسکی ذلت کا روادار یا کسی قسم کا ظلم کرے یہان حکم نائب خداوند
ہی کہ جو کوئی جو خطا کرے اُسکی فریاد ہماری جناب مین کرو ہم اُسکو اُسکے کردار کی سزا دینگے نہ تم اُسکے ساتھ
سختی کرو یہان کوئی ظلم و ستم نہین کرسکتا ہی اگر کرے تو عذاب شدید مین مبتلا ہوا ہی بھائی یہان چور وغیرہ کا
تو نام نہین ہی ہم تو نہین دوکانین کھول کر اکثر چلے جاتے ہین جب آتے ہین اپنی سب چیز تمام وکمال پاتے
ہین ذراسا فرق نہین ہوتا ہی یہ جو دوکانین بند ہوتی ہین یہ لوگ صرف اپنے اطمینان خاطر کے لیے بند کرتے ہین
ورنہ نائب خداوند کا حکم ہی کہ یون ہی کھلی چھوڑ جاؤ تمکو تمہاری چیز بابت ذرا کبھی کوئی فرق نہوگا خواجہ حسین
نے کہا کہ ہان نائب خداوند کی کسقدر لشکر ہی یہ سنکے اُسنے کہا کہ قبل مین تو لشکر قلیل تھا صرف سات آٹھ
لاکھ کا لشکر تھا مگر اب قریب تیس پینتیس لاکھ کے ہوگا یہ سنکے خواجہ نے کہا کہ بھائی لشکر بھی کم نہین ہی اب
مین جاتا ہون بڑی دیر ہوگئی جس کام کو نکلا تھا اُسکا کوئی بندوبست نہوا یہ سنکے اُسنے کہا کہ آپ کس ضرورت سے
اس شہر مین وارد ہوئے ہین اور کہان فروکش ہین خواجہ حسین نے کہا کہ بھائی میرا تجارت پیشہ جواہرات کی
تجارت کرتا ہون ابکی مرتبہ جو بردہ ظلمات کو براے خرید جواہر گیا اُدھر سے جو واپس آیا تو اس اقلیم
مین پہونچا سب شہرون کی سیر کرتا ہوا کل اس شہر مین پہونچا تمام دن کل تباہ رہا نہ کوئی سرا خالی ملی تو کوئی
مکان نہ دوکان کہ مین اُسمین قیام کرتا آخر کو جب شب ہوگئی بیرون شہر چلا تھا کہ جو مشرق کی جانب پھاٹک ہی
اُسکے قریب ایک سرا خالی ملی گو وہ خالی نہ تھی مگر خیر رات تو بسر کی اب صبح کو ملازمون کو مال کی حفاظت کے لیے
چھوڑ کر اور چند آدمیون کو ہمراہ لے کر تلاش مکان نکلا تھا کہ ایک مکان خواہ وہ خواہ جسقدر بکرایہ ملین
لے لون دوکان آراستہ کرون تاکہ مال فروخت ہو دو تین مکان کی ضرورت اسلیے ہی کہ میرے ساتھ اول تو اسباب
بہت ہی دوسرے مرکب مین شتر ہین نوکر چاکر کئی سو ہین اُن سب کے موافق ہو مگر شرط یہ ہی کہ چوک مین ہو
اور اسمین دوکان بھی ضرور ہو اس خیال سے نکلا تھا کہ یہان تماشون مین مبتلا ہوگیا اب دن بہت آگیا ہی
اب مین سرا کو واپس جاؤنگا یہ سنکے اُسنے کہا کہ آپ ذرا دیر ٹھہر جائین کہ میرے ملازم ایک ضرورت کو
گئے ہین وہ آلین تو آپ کے ہمراہ کردون کہ وہ آپ کو میرے بھائی کے پاس پہونچا دینگے چونکہ انکی
دوکان چوک مین ہی وہ کوئی نہ کوئی مکان آپ کی خواہش کے موافق اپنے نوکرون سے تلاش کرا دینگے
آپ کہان پریشان ہونگے اگر آپ اس مقام پر لین تو مین اسی وقت آپ کی مرضی کے موافق دو کیا بلکہ چار مکان
بہم کر دیتا وہ جو سامنے آپ مکان دیکھتے ہین اُسکے نیچے وہ دوکان صرف کی ہی خالی ہی تو بہت بڑا مکان ہی
اُسکے برابر اور ایک مکان خالی ہی مین خیال کرتا ہون دونون مکان آپ کے لیے کافی ہین اور اُن مین

دوکانین بھی ہین مگر کئی ہین صرف ایک دوکان خالی ہی وہ آپ کے مطلب کی بھی ہی اور اس شہر مین تو چوک ہر مقام پر ہی
کیونکہ آبادی اسقدر ہی دوسرے ہر طرف سے سوداگران سردارون کی جاتی ہین کیونکہ حکم ہی کہ تمام شہر کی گشت
کیا کرو سب کی خبر لیا کرو جو کوئی جو کچھ عرض کرے اسکی خبر ہمکو کرو مگر آپ کی مرضی چوک کی ہی تو کیا مضائقہ
ہی خواجہ حسین نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ کل میرے ملازم تمام دن تباہ رہے اور انکو کوئی
خالی مکان نہ ملا اور آپ یون فرماتے ہین کہ کئی مکان خالی ہین اچھا اگر چوک مین نہ ملیگا تو پھر مین اسی مقام پر
لیلو انگا اُس جوہری نے کہا کہ جسکا نام زہرہ لال تھا کہ واقعی اگر آپ بھی تلاش کرین تو نہ ملین سبب اسکا یہ ہی کہ
کسی کو کرایہ کی تو پرواہی نہین ہی جو اس امر کی خواہش کرے کہ ہمارا مکان کرایہ کو جاسکے یہ صرف اس خیال سے
خالی پڑے ہین کہ جو کوئی کسی کا عزیز آجائے یا کوئی تاجر آکر اُترے اور اُسکو مکان خواہ دوکان کی ضرورت
ہو تو اسکو دیا جاسکے یہ تمام ہین سب خداوند کی طرف سے ہین ہم لوگون کے اختیار مین ہین آپ یہی کسکی
تلاش کرسکتے کہ ہمکو مکان و دوکان کرایہ کی درکار ہی کبھی کوئی نہ بتاتا یہی آپکے نوکرون نے بھی کہا ہوگا
خواجہ نے کہا کہ ہان آپ سچ کہتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ اُسکے نوکر آگئے اُسنے اُنکی طرف دیکھکر کہا
کہ آپ کو بھائی یاقوت لال کے پاس پہونچا دو اور میری طرف سے کہنا کہ ای بھائی صاحب آپ مرد مسافر ہین
تاجر پیشہ ہین آپکی جو حاجت ہو اُسکو پورا کر دیجئے آپکے ہمراہ بہت کچھ مال ہی ہماری سرا مین
اُترے ہوئے ہین کل سے تباہ ہین یہ سنکے اُس نوکر نے خواجہ حسین سے کہا کہ آپ تشریف لے چلین
مین پہونچا دیتا ہون یہ سنکے خواجہ اُٹھے اور اُس سے کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون اُسنے جواب دیا کہ
بھائی صاحب کے پاس سے واپس ہوکر میرے پاس ضرور تشریف لائیے گا خواجہ نے کہا کہ ضرور حاضر ہونگا
یہ کہکر اُسکے نوکر کے ہمراہ ہو لیے وہ انکو لیے ہوئے قریب کی راہ سے بیارہ سو بازار یعنی چوک مین پہونچا
یہان خواجہ نے چوک کو خوب آراستہ پایا ہر مقام پر خریدارون کا مجمع دیکھا دلالون کو لڑتے ہوئے پایا سیکڑون بلکہ
دوکانین صرافون جوہریون بیوپاریون کی اور کاغذ فروشون بزازون کی تھین کوئی ایسی شی نہ تھی کہ جسکی دوکان
چوک مین نہو بساطی وغیرہ کی بھی دوکانین باکثرت تھین ہر ایک شی کی دوکانون کی کثرت تھی کہ دن بھر کسبیان کوٹھون
پر بیٹھی ہوئی تھین تماشبین پھر رہے تھے ساقنین اپنے اپنے تختون پر بیٹھی ہوئی تھین نشہ بازون کا جمگھٹا
تھا کہین طبلہ بج رہا تھا کہین ستار چھڑ رہا تھا کوئی گا رہی تھی کسی کے رقص کی صدا آرہی تھی کوئی تعلیم
لے رہی تھی کہین چوسر ہو رہی تھی یہ سب صدائین سنتے ہوئے سیر کرتے ہوئے اُسکے ساتھ چلے جاتے تھے
کہ وہ انکو لے کر ایک مقام پر آیا کہ بہت سی دوکانین مہاجنون کی تھین ایک ایک آدمی کھتری کر ورتی طلائی
زنجیرین گردن مین باندھے ہوئے گدی پر بیٹھا تھا گماشتے کام کر رہے تھے جواہر روبرو رکھے تھے کسی
کے روبرو روپیون کا انبار تھا کوئی اشرفیان پرکھ رہا تھا کسی کے روبرو سونے کا ڈھیر تھا کوئی چاندی کی
سلین دیکھ رہا تھا کسی کے روبرو جواہر کے ڈھیلے کھلے ہوئے رکھے تھے اُنکی جانچ کر رہا تھا کوئی موتیون
کی لڑیان درست کر رہا تھا کوئی اپنا بہی کھاتہ دیکھ رہا تھا گماشتہ اُسکو حساب دکھا رہا تھا کہ وہ آدمی
خواجہ کو لیکر یاقوت لال کی دوکان پر پہونچا وہ بھی اپنی دوکان پر بیٹھا ہوا تھا اُسکے گماشتے کام کر رہے
تھے اُس غلام نے سلام کیا اُسنے سر اُٹھا کر کہا کہ کیون اسوقت کسلیئے آیا ہی خیریت تو ہی اُسنے عرض کیا
کہ آپکے بھائی نے ان میان مسافر کو آپکے پاس بھیجا ہی کہ یہ تاجر ہین اور کل سے پریشان ہین جو
یہ آپ سے کہین وہ کام انکا آپ کر دین کیونکہ انکے ہمراہ اسباب وغیرہ بہت ہی یہ سنکے اُسنے خواجہ حسین
کی طرف دیکھا اور کہا کہ تشریف لائیے خواجہ حسین اُسکی دوکان پر گئے وہ اُٹھ کھڑا ہوا انکو اپنے برابر

بٹھا

بڑی عزت سے بٹھایا اور اُس سے کہا کہ تو جا کہہ دیا کہ جو تمنے کہا ہی اُسکے موافق ہوگا وہ تو سلام کرکے چلا گیا
اِلا بچیان اور چکنی ڈلیان اُنکے روبرو رکھیں اور کہا کہ نوش فرمایئے اور اب اپنے مطلب سے آگاہ کیجیے
خواجہ حسین نے کہا کہ اسکی کیا ضرورت ہی مین تو اپنے مطلب سے حاضر ہوا ہون آپ تو شرمندہ کرتے ہین
اُسنے کہا کہ شرمندہ کرنے کی کیا بات ہی یہ سب آپ کا ہی آپ تو مسافر ہین ہم سے آپ کی کیا خاطر
ہو سکتی ہی یہ بھی کوئی چیز ہی خواجہ نے اُسکے کہنے سے الایچی کھائی اور کہا کہ میرا مطلب یہ ہی کہ مین یہان کل وارد ہوا
ہون کل سے تلاش مکان کر رہا ہون مگر نہین ملتا ہی اسوقت مین اُسی تلاش مین نکلا تھا کہ آپکے بھائی سے
ملاقات ہوئی اُنسے سب کیفیت عرض کی اُنھون نے آپکی خدمت مین روانہ کیا کہ وہ آپکو مکان تلاش
کر دینگے لہذا مین حاضر ہوا ہون یہ سنکے **یاقوت لال** نے کہا کہ آپ کو کس قسم کا مکان درکار ہی تب خواجہ حسین
نے جس طور کے مکان کی ضرورت تھی اُس سے بیان کی اُسنے اُسی وقت اپنے ایک ملازم سے کہا کہ وہ جو
کوتوالی کے قریب دو مکان بہت بڑے خالی ہین اُنہین دکان بھی ہی جا کر دیکھو کہ خالی ہین یا اُنمین
کوئی آگیا ہی اگر خالی ہون تو ہمکو آکر آگاہ کر وہ نوکر اُسی وقت گیا اور فوراً واپس آیا اور آکر کہا کہ حضور
وہ مکان دونون خالی ہین بس اُسنے اُسوقت ایک رقعہ بنام **نیلھ لال** جو کہ اسکا چچا تھا اس مضمون کا تحریر
کیا کہ وہ جو دونون مکان قریب کوتوالی کے خالی ہین اُنکی کنجیان آپکے پاس ہین اور اُنکی حفاظت آپکے
متعلق خداوند کی طرف سے ہی لہذا ایک تاجر کل اس شہر مین وارد ہوئے ہین اُنکو دو مکانون کی ضرورت ہی
لہذا یہ مکان اسی ضرورت سے بنائے گئے ہین کہ جو کوئی مسافر یا تاجر آئے اور اُسکو ضرورت مکان
خواہ دوکان کی ہو تو اُسکو دینا اور اُسکی خبر لینا لہذا اسکی کنجیان آپ میرے پاس روانہ کردین تاکہ مین اُن کو
اُتاردون اُنکی ناداری کرون اور خداوند کی جناب سے نیکنامی حاصل کرون تاکہ وہ اپنے ملک مین جاکر
یہان کی تعریف کرین یہ لکھکر اپنے ایک نوکر کے ہاتھ وہ رقعہ روانہ کیا اور خواجہ سے کہا کہ آپ تشریف
رکھیں رقعہ کا جواب آلے تو مین اور فکر کرون یہ کہکر کہا کہ آپ کا آنا کدھر سے ہوا خواجہ حسین نے
اپنی کل کیفیت بیان کی اُسنے کہا کہ اپنا مال ہمکو بھی دکھایئے گا اگر ہمارے پسند آئیگا اور قیمت ٹھیک
ہو جائیگی تو ہم بھی خرید کر لینگے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اُدھر اُس ملازم نے وہ رقعہ **نیلھ لال** کو جاکر دیا
اُسنے رقعہ دیکھکر اُسی وقت وہ کنجیان اُسکے حوالہ کین اور ایک پرچہ پر لکھدیا کہ یہ کنجیان موجود ہین
وہ نوکر کنجیان لیکر اپنے مالک کے پاس آیا اور کہا کہ کنجیان حاضر ہین اُسنے کنجیان لیکر خواجہ سے کہا
کہ لیجیے یہ کنجیان حاضر ہین اب آپ اپنا کل اسباب لے آیئن خواجہ نے کنجیان اُس سے لین اور
کہا کہ مین آپ کا بہت ممنون ہوا گویا آپ نے مجکو اپنا بندۂ احسان کیا اُسنے کہا کہ یہ کیا کوئی بڑی بات ہی آپنے
سنے جو ہو جاسکے وہ کم ہی خواجہ اُس سے رخصت ہو کر چلے اُسنے کہا کہ پھر بھی ملاقات ہوگی انھون نے
جواب دیا کہ ضرور ہوگی یہ کہکر اُسی راہ سے اُسکے بھائی کے پاس آئے اُسنے پوچھا کہ آپ کا کام ہوا یا نہین
خواجہ نے کہا کہ آپ کی عنایت سے حسب دلخواہ کام ہوا آپ کو اور آپ کے بڑے بھائی صاحب کو
بڑی زحمت ہوئی اُسنے کہا کہ کوئی زحمت نہین انسان کا کام انسان سے ہوتا ہی یہ کوئی نئی بات نہین ہی
خواجہ نے کہا کہ آپ کے بھائی بہت خلیق ہین معلوم ہوا کہ یہان کے باشندے سب بامروت ہین اُسنے
کہا اگر ہم ایسا نہ کرین تو یہان لوگ کیون آکر آباد ہون دوسرے کوئی ہماری گرہ کا تو خرچ نہین ہوتا ہی
کہ ہم اُسمین بخل کرین یہ کچھ بات نہین ہی کہ زبان ہلادی یہ سنکے خواجہ اُس سے بھی رخصت ہوکر سرائین
آئے تمام مال اپنا لٹوا کر اور بار کرا کے وہان سے روانہ ہوئے راہ طے کرکے اُس مقام پر پہونچے

کہ جہان وہ دکان تھی یاقوت لال کی اُس سے کہا کہ ایک اور رخصت دینے آیا ہون کوئی آدمی ہمراہ کر دیجئے
تاکہ مین اُس مقام پر پہونچ جاؤن اُسنے اُسوقت اپنا ایک نوکر اُنکے ہمراہ کر دیا کہ انکو وہ مکان بتا آوے
نوکر خواجہ کو ہمراہ لیکر اُس مقام پر آیا اور کہا کہ یہی مکان ہے اندر جایئے مین رخصت ہوتا ہون خواجہ
نے اُسکو کچھ روپیہ دیکے رخصت کیا گو وہ نہین لیتا تھا کہتا تھا کہ لا دخفا ہونگے خواجہ نے کہا کہ کوئی
اُسے نہین کہیگا تم بیکار خوف کرتے ہو اُسنے جب دیکھا کہ یہ نہین مانتے ہین آخر کو عاجز ہو کر لے لیا اور
سلام کرکے رخصت ہوا یہان خواجہ اُن دونون مکانون کو کھول کر اندر گئے جیسے مکانون کی خواہش تھی
ویسے پائے بہت خوشی حاصل ہوئی خوب عمدہ مقام پر تھے دکان بھی خوب موقع سے اُنھون نے تمام
مال و اسباب اپنا قرینہ سے رکھا اپنے رہنے کا مقام الگ درست کیا مکان کو خوب آراستہ کیا دوسرے
مکان مین مرکب و شتر وغیرہ کا بند و بست کیا سب لوازم وغیرہ اُترسے خوب پیراستہ کا مقام رہنے کو ملا بہت
خوش ہوئے خواجہ نے کھانا کھایا یہ آمد سے یہ آکر کہ ابھی سوچا کہ بیٹھے چوک کی سیر کرنے لگے تھوڑے
عرصہ مین شام ہو گئی پھر بازار سے آکے جا کر آرام کیا وہ رات تو بسر کی بوقت سحر اُٹھے دکان اپنی آراستہ
کی خوب اُسکو سجا مسند بچھا کر بیٹھے جواہر کے صندوقچے کھول کر آگے رکھے اب تو تمام چوک بھر مین غلغلہ
مچ گیا کہ ایک سوداگر بہت بڑا آج وارد ہوا ہے خوب خوب نفیس مال اُسکے پاس ہے اب تو خریدار آنے لگے
مال فروخت ہونے لگا زمرد لال و یاقوت لال بھی آئے جو مال پسند آیا اُسکو خرید کر لے گئے خواجہ
تو یہان دکان آراستہ کیے ہوئے بیٹھے ہین اُسی روز سنے آج بھی سب دربار کو گئے اب حال دربار کا
سنئے آج جو دربار جمع ہوا جب سب حاضر دربار ہو چکے تو برجیس نے صدا دی کہ اے نونخوار
ادھر آؤ یہ اُٹھکر اندر پردہ کے گیا برجیس نے کہا کہ شہر مین منادی ندا کرے چار ہی چار دے کہ
پرسون تمام شہر کی مع لشکر و مسافر و ادنےٰ و اعلیٰ و صغیر و کبیر و برنا و پیر و جوان و طفل و زن و مرد و
فقیر و امیر و بادشاہ و وزیر و تاجر و غیر تاجر و صاحب بیٹے کی مع میرے سرداروں کے دعوت
خانہ عیش مین ہوا اور یہ ہی حکم اہل دربار کو بھی ہے نونخوار نے باہر نکل کر بآواز بلند کہا کہ سب اہل دربار کو
معلوم ہو کہ پرسون نائب خداوند کی ولادت کا دن ہے اُسکی خوشی کی گئی ہے لہذا پرسون جشن ہوگا سب
اہل دربار کی دعوت ہے خانہ عیش مین سب حاضر ہو کر طعام لذیذ کھائین اور ناچ رنگ ناشنین یہ کہکر
کوتوال کو اپنے روبرو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ تو آج بعد برخاست ہونے دربار کے منادی سے یہی
ندا کر دینا اُسنے کہا بہت خوب بالکل خلاف حکم نہوگا ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ مخبر وہان سے قریب
پردہ آکر عرض کیا کہ اے نائب خداوند یہ حقیر جو آج حاضر دربار ہوتا تھا تو چوک سے جو گذر ہوا تو دیکھا کہ
ایک سوداگر بوضع اسلام برابر کوتوالی کے آترا ہے اور دکان آراستہ کی ہے بہت نفیس نفیس مال
اُسکے پاس ہے نہ معلوم کب سے آیا ہے کوتوال صاحب نے آپ سے آکر عرض نہین کیا بلکہ کوتوالی کے قریب
اُسنے دوکان آراستہ کی ہے یہ سنتے ہی برجیس نے افریق کو صدا دی کہ تم ادھر آؤ افریق اندر پردے
کے گیا برجیس نے کہا کوتوال سے دریافت کرو کہ یہ سوداگر کب سے آیا ہے اور تم نے اطلاع کیون
نہ کی اور ایک چوبدار کو روانہ کرو کہ وہ اُس تاجر سے جا کر کہے کہ کیا تم قواعد دربار سے و تجارت سے
نہین واقف ہو کیا نئی نئی تجارت کی ہے یہ پیشہ نیا اختیار کیا ہے کہ اُسکے طریقہ سے آگاہ نہین یا کسی شہر
مین جا کر تجارت نہین کی کہ قاعدہ سے آگاہ ہو کیونکہ یہ طریقہ کل ملکون کا ہے کہ جب تاجر کسی شہر مین
جاتا ہے تو پہلے دربار مین جاتا ہے جب مال بادشاہ خرید لیتا ہے تو وہ دکان آراستہ کرتا ہے اور اہل شہر

خرید و فروخت کرتے ہین سنتا ہون کہ تم آج کئی روز سے ہمارے ملک مین آئے ہو باوصفیکہ ہم بادشاہ
ہمین ہین نائب خداوند و فرزند خداوند ہین ایسے ہمارے دربار مین نہین آئے یہ تمنے بالکل خلاف پیشہ تجارت
کے کیا لہذا یہ خطا تمہاری معاف کیجاتی ہی تمکو لازم ہے کہ کل تم ہمارے دربار مین حاضر ہو افریق نے بیرون
پردہ آکر پہلے کوتوال سے دریافت کیا کہ یہ امر نائب خداوند تم سے دریافت کرتے ہین اسنے یون عرض
کیا کہ یہ سوداگر کل وارد ہوا ہی آج مین بھول گیا ورنہ عرض کرتا نائب خداوند میرا قصور معاف فرمائین اب
ایسی خطا نہوگی افریق نے یون ہی اندرون حجاب قدرت جاکر عرض کیا برجیس نے کہا کہنا یہ خطا تیری
معاف کی گئی اگر اب کی ایسی خطا ہوگی تو سزا دیجائیگی افریق نے آکر حکم سنایا وہ کانپ گیا اُسکے بعد افریق
نے ایک جانب نگاہ اُٹھاکر دیکھا اور اشارہ کیا ایک چوبدار حاضر ہوا اُس سے کہا کہ تو اسی وقت چوک مین
قریب کوتوالی کے جا وہان ایک سوداگر آیا ہی اُس سے یہ کہنا یہ کہکر جو کچھ برجیس نے کہا تھا وہ حکم اسکو دیا
چوبدار اُسی وقت طرف چوک کے دربار سے روانہ ہوا اور اُس مقام پر آکر خواجہ حسین کو حکم برجیس سے
آگاہ کیا خواجہ نے کہا کہ میری طرف سے خدمت نائب خداوند مین عرض کرنا کہ مین کل وارد شہر ہوا ہون
آج فقط دوکان کھولی ہی مین کل خود حاضر دربار فیض آثار ہونا شرف قدمبوسی و آستانہ بوسی حاصل کرتا
مین ضرور بطریقہ تجارت سے باہر ہون مجھکو اشتیاق زیارت والا ہی کیونکہ ایسے آستانہ پر پہونچکر محروم رہون
یہ ممکن نہین ہی کہ طالع نے یہان تک رسائی کی اور پھر مین نہ حاضر ہون ایسا دربار کب نصیب ہوگا کہ جہان
زیارت جمال خداوندی ہوا اور جمال نائب خداوند سے آنکھین روشن ہوتی ہین ضرور حاضر ہونگا خواستگار
معافی کا ہون یہ میری جانب سے عرض کر دینا وہ چوبدار یہ سنکے اسی وقت دربار مین آیا اور افریق سے
جو کچھ خواجہ حسین نے عرض کیا تھا بیان کیا افریق نے عرض کیا کہ کچھ گذارش کرتا ہی مین حاضر ہوتا ہون
صدا آئی کہ کہو افریق نے جو تقریر چوبدار نے بیان کی تھی وہ روبرو برجیس کے عرض کی برجیس سنکے
خاموش ہو رہا یہ آکر اپنے مقام پر بیٹھ رہا یہان تک کہ وقت برخاست ہونے دربار کا آیا دربار برخاست
ہوا سب اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے کوتوال نے اپنے مقام پر آکر منادی کو حکم دیا اسنے تمام شہر مین
یہ ندا کردی کہ خلق خداوند آفتاب کی حکم نائب خداوند کا سب کو معلوم ہو کہ پرسون ولادت نائب خداوند
کا جشن ہی لہذا ہر امیر و فقیر برنا و پیر و وضیع و شریف صغار و کبار شاہ و وزیر تاجر و مسافر عورت و مرد کی خانہ
مین دعوت ہی سب حاضر ہون طعام لذیذ کھائین یہ ندا کرکے تمام شہر مین چلا گیا ہر ایک کو معلوم ہو گیا وہ دن
تمام ہوا رات بھی گذری سحر ہوئی یہان دربار کا ڈنکا ہوا اہل دربار حاضر ہونے لگے یہان تک کہ دربار جمع ہوگیا
اور سب حاضر ہوئے یہان خواجہ حسین چند صندوقچے جواہرات نفیس کے لیکر اپنے چند ملازمان خاص کے
ہمراہ بپاس نذر برجیس آئے اور اپنے کارندہ کو دوکان پر چھوڑکر روانہ ہوئے چونکہ یہ دانست تو ہو چکے تھے
کہ قلعہ مین دربار ہوتا ہی یہ اُسی طرف کو چلے تھے راہ طی کرکے داخل قلعہ ہوئے قلعہ کی تو آراستگی و عجائب
جو کچھ ہین وہ تحریر ہو چکے ہین یہان تحریر کرنے کی کیا ضرورت ہی بیکار کا طول ہوگا یہ قلعہ کی سیر کرتے ہوئے
وہی سامان دیکھتے ہوئے کہین پھول برستے تھے کہین بہار تھی کہین نہرین جاری تھین کہین پر آفتاب
نکلا ہوا تھا کہین طائران خوش الحان بول رہے تھے بلبلین چہچہہ زنی کر رہی تھین یہ سیر کرتے ہوئے قریب
دربار یعنے گنبد قدرت کے پہونچے دیکھا درگہ سالار کرسی صندلی پر بیٹھا ہی سامنے سپر و تلوار رکھی ہی ملازم
پس پشت کھڑے ہین خواجہ حسین نے درگہ سالار سے کہا کہ خبر کر دیجیے کہ ایک تاجر در دولت پر حاضر
ہی اور دربار چاہتا ہی یہ سنکے درگہ سالار اُسی وقت اُٹھکر داخل گنبد ہوا اور سب درجے طی کرکے خدمت مین خوشنوا

دا افریقی سے پہونچا اور عرض کیا کہ ایک تاجر دردولت پر حاضر ہے خدمت میں بار چاہتا ہے کیا حکم ہوتا ہے کہا کہ طلب کرو
پس خونخوار نے درگہ سالار سے کہا کہ اسکو طلب فرماتے ہیں روانہ کرو درگہ سالار بیرون گنبد آیا اور
خواجہ سے کہا کہ چلیے طلبی ہوئی خواجہ مع ملازموں کے پروا اٹھا کر چلے پہلے تو آنکھ صحن طلا بعد آ کے یہ
قریب ایک دروازے کے پہونچے دیکھا کہ چوبدار عصاے طلائی ہاتھ میں لیے کھڑا ہے وہ تمام گنبد طلائی ہے جب وہ
چوبدار دیکھکر آگے خواجہ حسین کے گیا کہا کہ کیا آپ دربار میں جائیے گا خواجہ نے کہا کہ ہان وہ چوبدار
اپنے ہمراہ لیکر چلا خواجہ نے دیکھا اسی مقام پر دوسرا چوبدار خود بخود پیدا ہو گیا اور عصا لیکر کھڑا ہو گیا
یہ چوبدار خواجہ کے ہمراہ چلا ایک زینہ پر لے گیا خواجہ جب قدم اٹھاتے تھے صداے راگ و رنگ
سنائی دیتی تھی طائروں کی چہچہ زنی کی صدا آتی تھی یہ رنگ و حالت دیکھتے ہوے اور اس صدا کو سنکے
حیران ہوتے تھے اس چوبدار کے ہمراہ ایک درجے میں پہونچے اس درجے کو خوب آراستہ دیکھا ہزاروں
رنگل و کرسیان لگی ہوئی تھیں امیر اہل دربار بیٹھے ہوے تھے جن لوگوں کو آتے ہوے دیکھا تھا انکو
دربار میں پایا خواجہ نے سلام کیا سب نے اشارے سے جواب سلام دیا مگر منہ سے نہ بولے خواجہ
نے اس درجے میں مخمل سرخ کا فرش دیکھا اور تمام در و دیوار پر خوب تصاویر بنی ہوئی پائیں وہ
چوبدار لیکر دوسرے دروازے پر آیا اور چوبدار کہ اس مقام پر کھڑا تھا اُسکے سپرد کر کے
چلا گیا وہ چوبدار خواجہ کو لیکر آگے روانہ ہوا دوسرے درجے میں پہونچا اسکو اس سے زیادہ آراستہ
پایا یہان بھی اہل دربار کو بیٹھے ہوے دیکھا اس درجے کو اس سے وسیع پایا اور یہ نیا ماجرا دیکھا کہ پہلے
درجے کا بھی حال معلوم ہوتا تھا اسی طرح سے ہر ایک درجے کی کیفیت و بہار دیکھتے ہوے درجہ بالا میں
جہان تخت قدرت پر وہ حجاب کے اندر تھا پہونچا وہان ان بادشاہوں و سرداروں کو بیٹھے ہوے دیکھا
کہ جنکی سواریان بڑے جاہ و حشم کی دیکھی تھیں خونخوار و افریقی کو دیکھا کہ وہ ایک پردے کے قریب
کرسیوں پر سر جھکائے بیٹھے ہیں اس درجے کی حالت یہ ہے کہ وہ بہت وسیع و رفیع درجہ ہے ہزاروں کرسیان
رنگل اسمین آراستہ ہیں اور سب اہل دربار شکل ہیں مگر خاموش سر جھکائے ہیں کوئی آنکھ اٹھا کر بھی
نہیں دیکھتا ہے نئی بات یہ ہے کہ اوپر سے تمام نیچے کا حال معلوم ہوتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ وہ پردہ گھڑی
گھڑی رنگ بدلتا ہے اور جو وہ رنگ بدلتا ہے وہی رنگ از درجۂ بالا تا درجۂ آخر اہل دربار کا بھی ہو جاتا
ہے خواجہ یہ رنگ اور یہ حالت دیکھکر اپنے دل میں کہتے ہیں کہ یہ کوئی بڑا شعبدہ گر اور کوئی بہت بڑا
ساحر زبردست ہے کہ اس چوبدار نے بڑھکر خونخوار سے عرض کی کہ اے مخبر قدرت یہ تاجر مع اپنے
ملازموں و اسباب کے حاضر ہے خونخوار نے سر اٹھا کر اس چوبدار کی طرف دیکھا اسنے اشارہ کیا خونخوار
نے خواجہ کی جانب نظر کی خواجہ حسین نے دیکھا کہ سواے خونخوار کے اور کسی نے سر نہ اٹھایا سب کے
سب اسی طور سے سر جھکائے خاموش بیٹھے رہے خونخوار نے خواجہ کی طرف دیکھکر اپنے مقام پر سے
اٹھکر اور پردہ کی جانب منہ کر کے یون عرض کی کہ یہ تاجر حاضر خدمت ہے اسکی بابت کیا حکم ہوتا ہے صدا
آئی کہ اسکو پردہ کے پاس کرسی دے تاکہ بیٹھے خواجہ نے جرات کر کے بڑھکر خونخوار سے عرض کیا میں خدمت
والا میں مجرا عرض کرتا ہون عرض فرما دیجیے خونخوار نے کہا کہ وہ تاجر مجرا عرض کرتا ہے قواعد شاہی بجا لاتا ہے
پر کوئی تحریر کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ خواجہ ہر مقام پر قواعد شاہی بجا لاتے کیونکہ وہ کل درجے اہل دربار
سے مملو تھے سب شاہ و شہریار و سردار حاضر دربار تھے جب یون خونخوار نے عرض کیا تو کوئی صدا
نہ آئی خواجہ نے دیکھا کہ ایک کرسی خود بخود برابر پردے کے پیدا ہوئی صدا آئی اے تاجر اس کرسی پر بیٹھ جا

خواجہ حسین آداب و تسلیمات عرض کرکے اُس کرسی پر بیٹھ گئے جب وہ بیٹھ چکے تو صدا آئی اے تاجر
کیا تیرا ہی نام خواجہ حسین ہے اور تو ہی پرسوں وارد شہر ہوا ہے خواجہ نے عرض کیا جی ہاں اسی غلام کو
خواجہ حسین کہتے ہیں یہی خاکسار حاضر شہر والا ہوا ہے پس یہ کہکر خواجہ خاموش ہوئے پھر صدا آئی کہ تو
کیوں نہ حاضر دربار ہوا خواجہ نے عرض کیا میں ضرور حاضر دربار ہوتا شرف ملازمت حاصل کرتا اور آستانہ
والا پہ اپنی جبین کو جھکاتا اور خاک آستان کو اپنی آنکھوں میں مثل سرمہ کے لگاتا قدمبوسی حاصل کرتا
نور جمال حضور سے اپنی چشم بے نور کو روشن کرتا بھلا یہ ممکن تھا کہ میں ایسی سعادت سے ایسے مقام پر
آکر محروم رہجاتا اگر ایسا ہوتا تو یہ میری کم نصیبی اور بدبختی تھی میری بھی وہ حالت ہوتی جیسا کہ اسکندر رسا
بادشاہ آب حیات تک پہونچکر محروم رہ گیا اسی صورت سے کیا میں بھی محروم رہتا یہ تو کبھی نہوتا کہ آپ
ایسے متبرک کی خدمت میں نہ حاضر ہوتا یہ سنکے خواجہ کو جواب ملا کہ تو سچ کہتا ہے کہ یہ کیونکر ہوسکتا تھا ہمکو
خود تیرے آنے کی خبر ہوگئی تھی مگر ہمنے اس خیال سے تامل کیا کہ دیکھیں تجکو بھی کچھ خیال ہے یا کہ طریقہ
تجارت سے واقف ہے یا نہیں ہمنے صرف تیری آگاہی کے لیے بذریعہ چوبدار خبر کی تو بڑا مرد لایق
اور بامروت معلوم ہوتا ہے اب تو بیان کر تیرا آنا کدھر سے ہوا خواجہ حسین نے کہا کہ میں بردۂ ظلمات
سے آیا ہوں آپ کی شہرت سنکے آپ کے جمال کے اشتیاق میں یہاں حاضر ہوا اور کل حالت بیان کیے
یہ سنکے آواز آئی کہ ہم تیرے تمام حال سے ماہر ہیں مگر تیری زبان سے سننے کے زیادہ مشتاق ہیں ہاں کیا کیا
لایا ہے جو مال لایا ہو اُسکو لیکے پردے کے اندر ہمراہ خوشخوار کے حاضر ہو یہ سنکے خواجہ نے تمام صندوقچے
لیے اور خوشخوار کے ہمراہ اندرون پردہ گئے جاکر خواجہ حسین نے دیکھا کہ لقب بردہ تخت پر ایک جوان
کہ جسکا سن اٹھارہ (۱۸) انیس (۱۹) برس کا ہوگا لباس پرتکلف پہنے ہوئے تاج سر پر رکھا ہوا منہ پر نقاب پڑی ہوئی
بڑے کبر و غرور سے ایک تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہوا ہے گلے میں موتیوں کے مالے پڑے ہوئے بازوؤں
پر الماس کی اکیلے بندھے ہوئے تاج میں بجائے پرہما کے الماس کی تراشی ہوئی کلغی لگی ہوئی ہے سامنے منہ کے
پیشانی پر ایک لعل بدخشان کی جسکی ضو سے تمام وہ جگہ روشن ہے تاج میں لگا ہے سر پر وہ جنبانی ہو رہی ہے
مگر کوئی معلوم نہیں ہوتا ہے ایک بگیرہ زرتار استادہ ہے کہ اسکے ستون الماس نگار ہیں تمام فرش مخمل سبز کا لگا ہوا
ہے اُسپر کارچوبی کام کیا ہوا حاشیہ بنا ہوا ہے جدھر آنکھ اٹھا کر دیکھو طرفہ بہار معلوم ہوتی ہے ہر طرف چمنبندی
کی ہوئی ہے جواہرات کے درخت لگے ہوئے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا اصلی چمن ہے پھول پھل رہے
ہیں خوشبو چلی آتی ہے قد آدم آئینہ لگے ہوئے ہیں شیشے جو لٹکے طلائی ہیں اُنپر جواہرات نصب ہیں لخلخے کے
ڈبے جابجا رکھے ہیں عود سوز اگر سوز روشن ہیں مشک و عنبر و عود و اگر سلگ رہا ہے خوشبو سے تمام درجہ
مہکا ہوا ہے یہ حال دیکھکر خواجہ نے بڑا تعجب کیا اور خیال کیا کہ یہ سب کارخانہ سحر کا ہے پس خواجہ نے
جھک کر مجرا کیا اور وہ صندوقچے نذر گذرانے برجیس نے اُنپر ہاتھ رکھا اور کہا کہ ہاں حاضر کرو
یہ صدا دینا تھا کہ ایک کشتی ظاہر ہوئی روبرو تخت کے آئی برجیس نے خوشخوار کو اشارہ کیا اُسنے
تورہ پوش اُٹھایا برجیس نے خواجہ سے کہا کہ یہ خلعت تمکو ہماری سرکار سے مرحمت ہوا ہے تم بہت
خلیق و شیریں زبان ہو ہمکو تمھاری گفتگو بہت پسند آئی جو مال کہ تمھارے پاس ہے ہمکو دکھاؤ خواجہ
نے تسلیم کرکے وہ خلعت لیکر اُسی وقت پہن لیا جو جواہرات برائے فروخت لائے تھے پیش کیا پس
برجیس نے سب پسند کیا اور کہا کہ اسکی قیمت تمھارے مکان پر پہونچ جائیگی خواجہ نے کہا کہ
جیسا آپ کی مرضی مبارک ہو کوئی جلدی نہیں میرا جس قدر مال ہے سب خداوند پر سے صدقہ ہے اسکی کیا

حقیقت یہ ہی مین تو صرف چشم عنایت کا خواستگار ہون برجیس نے جواب دیا کہ تم بہت دلاور ہو جب تک
تم یہان ہو میرے دربار مین ہر روز آیا کرنا خواجہ نے کہا کہ مین جب تک ہون روز حاضر دربار ہوا
کرونگا حکم ہوا کہ جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو جب دربار برخاست ہوگا تب تم بھی اپنے مقام پر جانا
خواجہ یہ سنکے آداب بجالا کر بیرون پردہ ہمراہ خونخوار کے آئے اپنی کرسی پر بیٹھ گئے خونخوار اپنے
مقام پر آکر بیٹھا تا آنکہ دربار کے برخاست ہونے کا وقت آیا دربار برخاست ہو گیا اہل دربار اٹھ اٹھکر
رخصت ہوکر جانے لگے خواجہ بھی رخصت ہوکر اپنے مقام کی طرف چلے راہ مین اپنے ہمراہیون سے
کہنے لگے کہ یہ کوئی بڑا ساحر زبردست و مکار معلوم ہوتا ہی ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہی بڑے بڑے
شعبدے دکھاتا ہی اس برجیس کا کوئی ساحر مربی ہی یہ سب اُسی کی کار ہی کری ہی یہ تمام اقلیم کفر آباد ہی
یہان قیام کرنا بیکار ہی میرا یہان دل نہین لگتا مین یہان سے بہت جلد کوچ کرتا ہون یہان سوا
گلمنٹ ورنا قوس کے اذان کی صدا تک نہین آتی ہی ایسی ایسی باتین اور افسوس کرتے ہوئے کہ یہ تمام
ملک کفرستان ہو گیا ہی اپنے مقام پر پہونچے اور اسی افسوس مین دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ دیکھا
چوبدار شاہی اُسکے عقب مین ایک صندوق طلائی اُنکی دوکان پر آیا اور کہا کہ یہ روپیہ آپکے مال کی
قیمت کا موجود ہی یہ کہکر وہ صندوق کھولکر تین لوڑے زر سرخ کے خواجہ کو دیئے اور ایک کاغذ
دیا کہ اسپر دستخط کر دیجیے خواجہ نے اسپر اپنے نام کے نیچے دستخط کر دیئے گویا یہ رسید تھی اور وہ چوبدار
مع اُس صندوق کے چلا گیا قاعدہ یہ تھا کہ برجیس جو مال خرید کرتا تھا اُسکی قیمت ادنی صاحب مال کو
اُسکے مقام پر بذریعہ چوبدار کے پہونچا دیتا یہی قاعدہ مقرر ہی یہان تک کہ وہ بھی دن تمام ہو رات
بسر ہوئی دوسرا دن آیا یہان وہ دن ہی کہ جو دن جشن کا مقرر ہوا تھا بوقت سحر سب دربار مین آئے
جب تک دربار آراستہ رہا حاضر رہے اُسکے بعد سب رخصت ہوکر اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے یہان تک کہ
دن ختم ہوا شام ہوئی یکایک تمام شہر مین خود بخود علاوہ روشنی کے اور روشنی ہو گئی ہر گلی کوچہ مین مثل
چاندنی کے روشنی تھی ہر ایک کے کان مین صدا گانے کی آنے لگی اب اہل شہر طرف قلعہ کے روانہ ہوئے
داخل قلعہ ہوکر طرف خانہ عیش کے دعوت کھانے چلے قلعہ کو خوب آراستہ دیکھا وہ وہ عجائبات نظر آئے
کہ جو کبھی نہ دیکھے تھے خواجہ حسین بھی مع اپنے ملازمون کے گئے تھے کیونکہ عام دربار تھا حکم عام تھا کہ سب اہل شہر
کی دعوت ہو کہین پر توگل سرخ برستے دیکھے کہین گل لالہ کہین بیلا کہین چنبیلی کہین کیوڑا تمام قادر کو شیشہ
آلات سے آراستہ پایا قدرے روشنی تھی کہ اگر کوئی چاہے تو اُس روشنی مین سوزن باریک مین رشتہ ڈال سکے
ایسی روشنی تھی کہ تا بینا بغیر کسی کی اعانت کے باوجود دیکہ کور ہی اگر چلا جاے کوئی اسکو زحمت نہو ہر مقام پر
نغمے سنئے رنگا رنگ کی صدا آتی تھی کہیں کہیں طائران خوش گلو و خوش الحان کے بولنے کی صدا آتی تھی
یہ معلوم ہوتا تھا کہ وقت سحر ہی یعنی صبح صادق کا ہنگام ہی یہ سب اہل شہر سیر کرتے ہوئے انھین کے ہمراہ
خواجہ حسین بھی تھے کہ در خانہ عیش پر پہونچے دیکھا کہ مجمع اہل شہر کا ہی یہ لوگ بھی داخل مکان ہوئے خواجہ
بھی گئے خواجہ نے اُس مکان کو بہت وسیع پایا جا بجا چمن بندی دیکھی خوب آراستہ تھا مگر دیکھا کہ کوئی
منتظم دعوت نظر نہین آتا ہی دسترخوان کئی مقام پر آراستہ ہین لوگ اُسپر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے ہین
جسکو جس چیز کی احتیاج ہوتی ہی وہ خیال کرتے ہی فوراً مہیا ہو جاتی ہی مگر کوئی دینے والا نظر نہین آتا ہی ایک
جانب امیران شہر جمع ہین ایک سمت غربا و غربا ہین ایک مقام پر تمام اہل لشکر کا مجمع ہی ایک طرف
تاجران شہر و دیگر پیشہ ور ہین ایک مقام پر شاہزادگان و شاہان دیگر ممالک ہین خواجہ حسین

کئی آدمیون تاجر وہان جاکر بیٹھ گئے وہ لوگ کھانے سے فراغت کرکے اُٹھے اُنھین عطر و پان و ہار وغیرہ
ملے کہ پوچھکر کوئی موجود نہین خواجہ نے دیکھا کہ ان سب نے ایک طرف کو سلام رخصتی کیا اور چل کھڑے ہوئے
صدا آئی کہ اور لوگ آئین اب کی مرتبہ یہ سب کے سب جن مین خواجہ بھی شامل تھے دسترخوان پر جاکر
بیٹھے خواجہ نے دیکھا تھا کہ جسقدر لوگ آتے ہین اُتنی کرسیان خود بخود زمین سے پیدا ہو جاتی ہین جب وہ کھانا
کھاکر رخصت ہوکر چلے جاتے ہین وہ غائب ہو جاتی ہین یہ طریقے بھی دیکھکر خواجہ کو حیرت ہوئی اب تو خواجہ
کو حیرت بالاے حیرت ہوئی یقین کامل ہو گیا کہ یہ کارخانہ سحر کا ہی خواجہ حسین بھی جاکر دسترخوان پر بیٹھے
جب سب لوگ بیٹھ چکے تھے ابھی تک کوئی چیز دسترخوان پر نہ تھی جب سب جمع ہو چکے اُسوقت دسترخوان
ہر قسم کی نعمت سے بھر گیا اور صدا آئی کہ جسکو جس چیز کی خواہش ہو علاوہ ان اشیا کے وہ اپنے دل مین
خیال کرلے اُسکو ملیگی یہ صدا سُنکے خواجہ نے براے امتحان اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر اسوقت
تازے تازے کباب ماہی ہوتے تو مین کھاتا یہ خیال کرتا تھا کہ فوراً کباب ماہی کے رکابی مین لگے
ہوے موجود ہو گئے جتنے جو خواہش کی اُسکے لیے موجود ہو گیا خواجہ حسین یہ واقعہ دیکھکر دل مین کہنے
لگا کہ افسوس کیا غضب ہی کہ یہ سحر مین مبتلا ہین یہ ظالم تمام عالم کو ایسے ایسے سحر سے کرکے گمراہ کریگا
یہ ایسے ایسے خیال دل مین کر رہے تھے یہان تک کہ کھانا کھاکر سب کے سب اُٹھے منھ ہاتھ دھویا اسیطور
سے پھول پان عطر وغیرہ ملا اور سب اُسی طرح جیسے صدا آئی تھی سلام کرکے اپنے اپنے مقام کو چلے
راہ مین ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ قدرت ہمنے کبھی خداوند لقا مین بھی نہ دیکھی تھی جو یہان نظر
آئی باوجودیکہ وہ بہت بڑی خدائی کرتے تھے جو جو قدرت نمائی اُنھون نے کی اُسکے روبرو اسکی کوئی حقیقت
نہ تھی ثابت ہو گیا کہ یہ اصلی خدا ہین دوسرے نے کہا کہ بھائی سچ کہتے ہو کہ یہ قدرت ہمنے خداوند لقا مین بھی
نہین دیکھی واقعی وہ لوگ گمراہ کرنیوالے لوگ تھے ضرور اُنکے بندے تھے جو لوگ آفتاب پرست سے قبل تھے
وہ بولے کہ قبل مین بھی یہ مذہب کچھ دنون رواج پایا تھا مگر پھر اہل اسلام نے اُسکو برباد کر دیا نہ معلوم
یہ وہی خداوند ہین یا وہ بھی مثل لقا وغیرہ کے تھے باہم کئی مذہب کے لوگون سے جو کہ نئے نئے آفتاب پرست
ہوئے تھے یہ صلاح ہوئی کہ سب ملکر ایک درخواست اس مضمون کی دین کہ اے خداوند ہمپر یہ ظاہر ہو جائے
کہ جن جن کی ہم پرستش کرتے تھے وہ اصلی خدا تھے یا تیرے بندے تھے وہ رات بسر ہوئی یہان رات بھر
خانۂ عیش مین سب کی دعوت ہوئی یہ بھی مقام خیال کرنیکا ہی کہ تقریباً ایک کرور کے مع لشکر و رعایا و مسافر
وغیرہ کے تھے سب کے کھانے سے رات بھر مین فراغت ہو گئی یہان تک کہ سحر ہوئی دربار آراستہ ہوا
سب اہل دربار حاضر دربار ہوئے خواجہ حسین بھی روز دربار مین حاضر ہوتے ہین یہی لوگ موجود تھے کہ وہ
اہل شہر جو کہ نئے نئے آفتاب پرست ہوئے ہین اور باہم رات کو صلاح درخواست کی ہوئی تھی اُسکے
اور آکر ایک مقام پر جمع ہوئے اور اس مضمون کی درخواست بہت خوشخط تحریر کرائی کہ اے خداوند ہمپر ظاہر
ہو جائے کہ لقا و زردشت ثانی و فرعون ثانی و شیر و ماہتاب و ستارے و زمرد شاہ و مار وغیرہ
جنکی ہم لوگ پرستش کرتے تھے اور خدائی مانتے تھے یہ سب اصلی خدا تھے یا تیرے بندے تھے اور یہ بھی
ظاہر کر کہ جو خداوند آفتاب زمانہ سابق مین تھے اور اُنکا مذہب رواج پا گیا تھا اُنکو لوگ خدا جانتے
تھے اور نیّر اعظم کے لقب سے مشہور تھے آپکی ذات والا صفات تھی یا وہ بھی مثل لقا وغیرہ کے تھے یہ لکھکر
اور سب نے اپنے دستخط کرکے ایک معزز شخص کے ذریعہ سے خدمت مین جسمین روانہ کی وہ عرضی لیکر
دربار مین پہونچا درگہ سالار نے اُس سے دریافت کیا کہ تم کیون آئے ہو اُسنے کہا کہ مین اہل شہر کی عرضی

وغیرہ سکے اور ایسی طرح سے میری بھی آپ پر بڑی چشم عنایت تھی خصوصاً خورشید پر اُسکے ملک مین اُسکی اُتنی بڑی
عزت کی کہ اُسکی دفتر کو اپنے تصرف مین لایا اپنا نور خالص اُسکے چاند تاریک مین آتارا اور اپنے
نور جمال سے روشن کیا اُسکے عوض مین کہ جو کہ وہ اپنے مذہب قدیم پر قایم رہا اور نہ پھرا اُسکے نیر سے کو
گو میرا فرزند تھا اگر میری مرضی ہوتی تو کیونکر نایب ہوسکتا اور اپنا صاحب اختیار ہوا میرا اور جسکو جی
چاہتا یہ شرف عنایت کرتا مگر صرف اُسکے خلوص عقیدت کے سبب سے یہ مرتبہ دیا گیا کہ اسکو اپنا
نایب کیا اور تم لوگون کو اُسکے سجدہ کرنے کا حکم دیا اور کارخانہ خدائی اُسکے خانہ ان دنون دیا کہ اب
برجیس خدائی کرے سبب تھا اگرچہ اُس کو نہان صرف نقوش سے دنون کے لیے اپنے کو ظاہر کیا تھا
کہ دیکھون کون کون میری بندگی کرتا ہے اور کون کون نہین کرتا اور کون بندگی کرکے ترک کرتا ہے اور کون اُسی
مقام پر قایم رہتا ہے اور بابدولت نے سب کو اپنے کل راز پوشیدہ سے آگاہ کیا اور جو شک تمہارے
دل مین پیدا ہوا تھا وہ بہ ظاہر تھا سو گیا مین تو سب کے دل کا حال جانتا ہون مین تمہارا خدا ہون یہ بھی
ظاہر کئے دیتا ہون کہ وہ سزا اُس گمراہی کی اہل اسلام کو ملیگی کہ اُنکے حال پر ماہیان دریا و طائران ہوا افسوس
کرینگے اگر اُنھون نے میرے حکم سے سرتابی کی اور میری خدائی کو بھی مثل اور خداؤن کے خیال کیا
معاذ اللہ اُس کافر نے تحریر کیا تھا کہ وہ جو خدا سے نادیدہ کی بندگی کرتے ہین اور اپنا خدا جانتے ہین
وہ بالکل کافر ہین نہ کوئی خدا ہے نادیدہ جو سواے میرے ہین سب کا خدا ہون اور سب میرے بندے
ہین مین اکیلا ہون تو آسمان و زمین کو ایک سیاہ کر سکتا ہون وہ لوگ تمام عالم کو گمراہ کرتے ہین اور جو جو
اُنکے ساتھ ہین وہ سب گمراہ ہین اگر میری مرضی کے خلاف رہے تو سب کو داخل دوزخ کرونگا اب مین
کہان تک تمسے اس حال کو بیان کرون اس میری تحریر کو تھوڑا نہ جاننا بلکہ اسکو ایک دفتر خیال کرنا
جو جو مین نے تمسے حکم کیا ہے اُسکے خلاف کبھی نہ کرنا ورنہ اپنی سزا اپنی آنکھون سے دیکھوگے آئندہ تمکو
ہوشیار رہنا ہے بس مین نے ختم کیا یہ مضمون دستخطی خاص خداوند سب کے سب اہل دربار کانپ گئے اور
لرز گئے اُنکے بدنون مین رعشہ پڑگیا اور ... کرنے لگے اور یہ نوبت ہوئی کہ سب ایسا مرتبہ از درجہ
بالا تا درجہ آخر سجدے کو جھکا ... سبب اسکے کہ اگر مین سجدہ نہ کرون اور یہ
ساحر ہے اسکو حال کھلجاے اور کوئی تدبیر ہے کہ مین بھی مثل ان سب کے گمراہ ہوجاؤن تو کیا فایدہ
دو انگلیون کی محراب بنا کر پیشانی سجدہ کو خم ہوئے اور کہا کہ اے خالق برحق تو لایق سجدہ ہے یہ کیسے ہی کیا
ہے جو مین اسکو سجدہ کرونگا تو وحدہ لا شریک ہے یہ کہکر یہ شعر آہستہ زبان پر جاری کیا شعر پڑھا ہے
کہ ... وحدہ لاشریک لہ گویا ہے سب نے سجدہ سے سر اُٹھا سے پیشتر اُسکے مگر دل مین
توبہ توبہ کرتے ہوئے اور قصد کرلیا کہ مین آئندہ دربار مین نہ آؤنگا بلکہ آتا ہی کوچ کرکے اور کسی طرف
چلا جاؤنگا اور جاکر اہل اسلام کو اس حال سے آگاہ کرونگا تاکہ وہ لوگ آکر اس کفرستان کو اسلام آباد
کرین یہ تو بڑا غضب ہے یہ تو اپنے دل مین یہ خیال کر رہے تھے اُدھر جب سب سجدہ کرنے کو جھکے
تو خونخوار نے وہ عرضی دستخط شدہ اسکو دی جس نے عرضی دی تھی اور کہا کہ تو نے سن لیا جو عرضی پر
دستخط ہوا ہے لیجا کر سب کو دکھا دینا خونخوار جب عرضی دیچکا برجیس نے صدا دی کہ اودھر آکر جب وہ پردے
مین گیا تو برجیس نے کہا کہ تم اس دریچے سے سر نکال کر دیکھو سب ہوشیار ہو جاوین نایب خداوند اپنا
جلوہ دکھاتے ہین اور جو اُنکو بیان کرنا ہے وہ بیان کرتے ہین یہ سنکے خونخوار نے اُس دریچے سے
سر باہر نکالا دیکھا کہ کوسون آدمی ہی آدمی ہین پچاس برس کے بڈھے سے لیکر سو برس کا بوڑھا تک اُس مقام پر کہ اگر تھالی پھینکی جاے

دوسری سمت جا سکے اسقدر کثرت مردم تھی خونخوار نے سر نکال کر بصدا سے بلند کہا کہ اے اہل مجمع ہوشیار و خبردار باشید
نائب خداوند سب کو اپنا جمال دکھلانے آگئے ہیں دریچہ قدرت میں اور اپنی زبان در فشاں سے کچھ ارشاد
کرینگے یہ سننا تھا کہ سب مودب ہوگئے یہ بھی امر تعجب خیز ہے کہ ایک مرتبہ میں سب اہل مجمع کو خبر ہوگئی آفتاب
نے بذریعہ سحر کے سب کو ہوشیار کر دیا یہ صدا دے کر خونخوار ہٹ آیا تب برجیس تخت پر سے اٹھا اور
اس دریچہ میں آیا سر باہر نکالا اور منہ سے نقاب اٹھالی برق چمکی سب کے سب بیہوش ہوگئے سجدے کو جھک
ہوئے جب ہوش آیا سر سجدے سے سب نے باہر کیا اسوقت وہی تقریر برجیس نے جو کہ اس عرضی پر
تحریر تھی بیان کی اور بہت سی مذمت لقا وغیرہ کی زبان پر لایا اور کہا کہ میں تمہارا خدا ہوں اور نائب و فرزند خداوند
ہوں میری اطاعت و بندگی تم سب پر واجب ہے جو میری اطاعت سے منحرف ہوگا اسکا مقام دوزخ ہے یہ
تقریر جو اہل شہر نے سنی سب کے سب خاموش ہو رہے کسی نے دم نہ مارا بلکہ خوف کے سبب سے یہ حالت
ہوئی کہ فرط خوف سے سب کے بند بند کانپنے لگے رخوں پر افراط خوف سے عرق آگیا سب تھرا کر رہ گئے گویا
مرغ روح قفس جسم سے پرواز کر گیا یا حواس خمسہ مثل طائران خوف خوردہ کے باختہ ہو گئے تھے یہ حالت بڑی
عرصہ تک سب کی رہی ادھر برجیس یہ تقریر کر کے تخت پر آ کر بیٹھا سب کے حواس درست ہوئے تو یکایک سب کو
پھول پان سے کوئی دینے والا نظر نہ آتا تھا سب کے ہاتھوں میں یہ اشیاء خود بخود پہنچ جاتی تھیں جب سب کو
برابر سے تقسیم ہو چکا اسوقت صدا آئی کہ اب آپ لوگ تشریف لیجائیں جو حکم دیتا تھا وہ میرا نائب دیکھا
بس اسکے خلاف نہ ہو اور اسی مضمون کا ایک اشتہار قلعہ کے پھاٹک پر لگا دیا گیا ہے پڑھا جائے دیکھ لے پڑھ کے
سب اہل شہر طرف قلعہ کے چلے دیکھا کہ واقعی اسی مضمون کا ایک بہت بڑا اشتہار طلائی کہ جسپر آب زر و رنگ
سے وہی عبارت تحریر تھی جو کہ نائب خداوند نے اپنی زبان سے بیان کی تھی یہ طرفہ واقعہ تھا کہ جو کچھ برجیس
بیان کرتا تھا وہ تمام مجمع سنتا تھا باوجودیکہ مجمع کثیر جسم غفیر تھا اہل شہر وہ عبارت مرقومہ بالا جس میں تمام
مذہبوں کی مذمت تحریر تھی اور خصوصاً لقا وغیرہ کی تو از حد برا بیان اُنکی شان میں کلمہ فحش تحریر تھے اور خدا
برحق کی کوئی مذمت نہ تھی مگر اہل اسلام کی شان میں بہت کچھ تھا اور اپنی از حد تعریف و توصیف تھی اور یہ
مقام پر یہی تحریر تھا کہ میں خدا ہوں سوا اسکے میرے اور خدا نہیں ہے اہل اسلام کا بھی مذہب باطل ہے معاذ اللہ
البتہ ایسے بہت سے کلمے تھے اہل شہر یہ عبارت پڑھ کر خوش ہوئے خوشی خوشی اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے
ادھر برجیس نے اہل دربار سے کہا کہ سب کے دلوں کا حال مجھپر روشن ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جو ابھی
تک ایمان نہیں لائے ہیں اور اپنے مذہب قدیم پر قائم ہیں باوجودیکہ خداوند نے ایسی ایسی قدرت
دکھائی اسپر بھی اُن کے قلب تاریک میں روشنی ایمان نہ چمکی اور اسی صورت سے قلب تاریک رہا
ہے ہم سب بیان کیے دیتے ہیں کہ جو صاحب اسلام ہیں اور خدائے نادیدہ کی پرستش کرتے ہیں اُنکے
قلب تاریک کبھی نہ روشن ہونگے اور یہ نور اُنکے قلب میں نہ چمکیگا وہ اسی کفر و گمراہی میں دنیا سے
سفر کرینگے اور انکا مقام دوزخ ہوگا اور میری رحمت اُنکے شریک نہ ہوگی کیونکہ وہ مذہب باطل میں مرینگے
مذہب اسلام کوئی مذہب نہیں ہے وہ اپنے خیال میں اسکو مذہب حق تصور کرتے ہیں مذہب حق یہ مذہب
ہے اور میں سب اشیاء کا خالق ہوں اور یہ سب میرے بندے ہیں اور وہ اہل اسلام گو میرے بندے
ہیں مگر بندہ منحرف ہیں بارگاہ سے باہر دولت اُنکو کبھی نہ اپنی رحمت سے بخشینگے اور میں اسوقت دیدہ و دانستہ
اُن لوگوں سے چشم پوشی کرتا ہوں کہ دیکھوں کب تک یہ انکی حالت رہتی ہے اور کب تک اُنکے قلب تاریک
رہتے ہیں گو کہ وہ میری قدرت دیکھتے ہیں اسپر یہ سمجھے کہ کوئی ساحر ہے اور یہاں موجود ہیں مگر میں ابھی اُنسے

لگی ہوئی ہین اِن سامان سے ثابت ہوتا تھا کہ ابھی ابھی کوئی عاشق مزاج یہان سے اُٹھکر گیا ہی خواجہ حسین
بیتکلف اِس زرنِگار بارہ دری کی دیکھکر مثل آئینہ ششدر ہوکر رہ گیا اور خیال کیا کہ یہ کسی عاشق مزاج
کے سیر کرنے کی جگہہ ہی معلوم ہوتا ہی وہ کہین سیر کو مع اپنے ہمراہیون کے گیا ہی یہ بارہ دری کی سیر کرکے
باہر آئے گو باہر آنے کو جی نہ چاہتا تھا ایسی خوشبو تھی کہ دماغ معطر ہوا جاتا تھا مگر بحالت مجبوری کہ نہ معلوم یہ
کسکا مقام ہی کوئی آجاوے اور چور سمجھکر پکڑ لیوے تو بڑی خرابی ہو اس سے بہتر یہ ہی کہ یہان سے چلا جاوے
اُس بارہ دری سے نکلکر ایک جانب کو روانہ ہوے تھوڑی راہ طی کی تھی کہ ایک دریا دیکھا جسکے دوسرے
کنارے کا نشان تک نہین ہی کس زور و شور سے بہ رہا ہی کہ اسکے سامنے فلک ایک حباب معلوم ہوتا ہی موجین
پیچ و تاب کھا رہی ہین گرداب پڑ رہے ہین مگر گھڑیال منہ نکالتے ہین گھڑیال پل پل بھر کے بعد
شور کرتے ہین حباب نہین ہین یہ معلوم ہوتا ہی پانی نے آنکھین نکالی ہین لہرین باہم لڑ رہی ہین مچھلیان
کنارے پر آتی ہین ماہیت دریا سے آگاہ کرتی ہین اُس نازنین کے کنارے کا پانی شفاف مثل آئینہ صاف نظر
آتا ہی عکس آفتاب عالمتاب پانی مین یون نظر آتا ہی کہ جیسے ایک اور ایک آفتاب نکلا ہوا ہی مرجان تہ سے
نظر آتے ہین اور جھلملاتا ہی مروارید صدف خوشنما کی آب دو بالا ہی خواجہ یہ ساحل ناپیدا کنار دیکھکر
اُسکے کنارے بیٹھ گئے تھوڑا ہاتھ منہ دھونے لگے کہ دریا مین ایک جانب سے کچھ تلاطم ہوا موجین
اُٹھنے لگین لہرین بڑھنے لگین کچھ روشنی سی نظر آئی جیسے آفتاب نکلتا ہی اُسنے کہا کہ یہ وقت آفتاب کے
غروب ہونے کا ہی نہ کہ طلوع ہونے کا اگر صبح ہوتی تو مین خیال کرتا کہ آفتاب طلوع کر رہا ہی یہ کیا
واقعہ ہی یہ اپنے دل مین خیال کر رہے تھے کہ دیکھا وہ روشنی قریب آگئی اب جو غور کرکے دیکھا تو یہ
دیکھا کہ ایک بجرا طلائی اُسپر شمگیرہ زرتار استادہ ہی اور اُسپر آفتاب کی صورت بنی ہوئی نہایت نزاکت
اور چالاکی سے پانی پر روانہ ہی اور چلا آتا ہی ابتو خواجہ اسطرف دیکھنے لگے کہ اُسپر کیسے کیسے حسین و
خوبصورت مہ جبین بیٹھے ہوئے ہین طلائی ڈانڈون سے اُسکو کھیتے چلے آتے ہین اُسپر حور کی صورت
بنی ہوئی ہی عقب مین اُسکے اور سب مورپنکھیان ہین وہ بھی چلی آتی ہین جب وہ قریب ہوئی تو خواجہ
نے دیکھا کہ زیر شمگیرہ مسند زرنگار پر ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین بیٹھی ہوئی ہی سرخ جوڑا اُسکے گلے مین
ہی گرد و پیش اُسکے اُسکی مصاحبین انیسین جلیسین ہمرازین دمسازین بیٹھی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ گرد
ماہتاب ستارے ہین یا جیسے شمع کے گرد پروانے جمع ہین اور باقی تمام مورپنکھیون پر اہل عملہ سوار ہین کہ وہ
سب مورپنکھیان کنارے پر آ لگین اُدھر خواجہ نے اپنے کو ایک درخت کی آڑ مین پوشیدہ کر لیا
اور بیٹھکر تماشا دیکھنا شروع کیا خیال کیا کہ دیکھون یہ کون نازنین ہی اور کس غرض سے اس مقام پر
آئی ہی یہ لوٗ اس خیال سے بیٹھے ہوے ہین ناظرین پر ظاہر ہو کہ یہ نازنین ثریا سے بتھم شہزادی
مہ جبین ہی جو کہ بطن سے بدر تابان کے مطلب آفتاب جادو سے پیدا ہوئی ہی اسکا یہ طریقہ ہی کہ اِس
صحرا مین اپنی سیر کرنے کے لیے ایک بارہ دری بنائی ہی کیونکہ اُس صحرا کی بہار اُسکو پسند آئی تھی
تو یہ مقام اُسنے اپنی سیرگاہ کا مقرر کیا تھا ہر روز بوقت سہ پہر بجرے پر سوار ہوکر قلعہ سے آتی ہی اور
لغایت شب یہ یہان قیام کرتی ہی بزم ناچ و رنگ و شراب و کباب گرم رہتی ہی حسب معمول قدیم یہ
آج بھی آئی اور بجرے سے اُتر کر طرف بارہ دری کے چلی خواجہ حسین نے دیکھا کہ ایک نازنین
مہ جبین مہر تمکین سراپا ناز مثل طاؤس طناز بجرے سے اُتری سن اُسکا کوئی پندرہ سولہ برس

کا ہوگا بقول شاعر شعر		برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن		جوانی کی راتین مرادون کے دن

کب وہ صبح جبین پہ ٹیکا تھا
ابر گیسو کے پاس کے چھالے تھے
حلقۂ چشم مہر تھا ہالا
غیرت افزائے ہیکل گردون
نور کی پور پور وہ چھلے
موتی ایک ایک حسن میں قبہ کا
طوق تھا وہ جڑاؤ گردن مین
بے بہا تھے جواہر اسمین جڑے
صاف کنگن طلائی مہر کے تھے
چین اسکا تھا دستبند کہ بیا
تھی زمرد نگار وہ خلخال

مہر محشر کا ستارہ تھا
چھالیان کانون مین جڑاؤ تھین
حسن مین بدر سے بھی تھا بالا
نورتن بازوؤن پہ یون تابان
دل عاشق کے جو ر دھل سکے
صدف حسن کا تھا در یتیم
پڑتا تھا جسکا عکس دامن مین
دست نازک مین تھے کڑے اسطرح
جلوہ روکش ضیائے مہر کے تھے
زیب پا اسکی کب تھی وہ خلخال
جھکے دیکھے سے ہوئے دل پامال

کانون مین موتیون کے چھالے تھے
مچھلیان ہیرے کی چھٹین لٹکین
ہیکل اس نور کی تھی پرافسون
تار سے جس طرح گرد کا کہشان
تھا گلے مین وہ نور کا مالا
قیمت اسکی خراج ہفت اقلیم
وہ مرصع تھے زیب دست کڑے
شاخ گل مین لگے ہون گل جسطرح
جلوہ گر پاؤن مین تھی پایازیب
بدر کے گرد ہالہ سان تھا ہلال

خواجہ حسین سے جو یہ سراپا اور پوشاک اسکی دیکھی کلیجہ پکڑ لیا افسوس کرکے ایسا خیال مین آیا اسکی تصویر ایک طیار کرنا ضرور ہے پس اسی وقت اسباب تصویر کشی لگا کر اس پری کی تصویر اس مقام پر کی کھینچی جہان وہ شمع خواصون کے نازو ادا سے استادہ تھی اس خیال سے کہ یہ تصویر سرداران اسلام کے نذر کرونگا کوئی نہ کوئی عاشق ہوکر اسکی ہواے وصل مین ضرور آویگا شاید اسی حیلہ سے یہ ملک اسلام آباد ہوجاے یہ بھی ایک وسیلہ بہت اچھا ہاتھ آیا اسی سبب سے میرا ادھر گذر ہوگا پس تصویر اسکی ساتھ شفقت کے طیار کی ادھر وہ پری کہ اسکے دست نازک مین ایک چھڑی یاقوت کی تراشی ہوئی لیے ہوئے جھرمٹ خواصون کے سبزہ سے خوابیدہ کو مثل نسیم سحری کے پامال کرتی ہوئی چلی اپنے قد موزون سے نہال شمشاد کو شرمندہ کردیا کہ وہ مارے خجالت کے زمین پر گڑگیا اور چہرۂ نور آگین سے نرگس شہلا کو شرمندگی حاصل سنبل اسکے زلف عنبر سرشت سے خجالت زدہ ہوئی لالہ اسکی پوشاک دیکھکر داغ بر دل ہوا گلہاے باغ اسکے عارضون سے شرمندہ ہوکر پژمردہ ہوگئے بلبلین گلون کو چھوڑ کر اسکے گرد جمع ہوگئین وہ گل رعنا انداز معشوقانہ سے حشر برپا کرتی ہوئی طرف نہر کے چلی خواصین ہاتھون مین مورچھل لیے ہوے ہمراہ ہین کسی کے ہاتھ مین خاصدان کسی کے ہاتھ مین اگالدان کوئی پنکھا لیے ہوئے اسی طور سے ہر ایک کے ہاتھ مین کچھ وہ کس نازو ادا سے وہ طاؤس پری خصال خرامان خرامان لب نہر پہونچی خواصون نے جواہر نگار کرسی لاکر بچھادی وہ اسپر جلوس فرما ہوئی اسکا روے منور یون اس پانی پر نظر آتا تھا کہ گویا تہ آب آفتاب نکلا ہوا ہے ملکہ نے پائینچے چڑھا کر دونون پاؤن اپنے نہر مین ڈال دیے اور پانی سے کھیلنے لگی ساق پا اسکی پانی مین یہ معلوم ہوتی تھین کہ گویا دو مشعل نور پانی مین روشن ہین خواجہ نے اسکی تصویر اس ادا کی طیار کی اور دوسری اسی ادا کی جبکہ وہ خرام ناز سے قیامت برپا کررہی تھی اس وقت کی بھی طیار کی تھی جب پانی سے ملکہ کھیل چکی ادھر خواصون نے چبوترے پر شامیانہ استادہ کیا مسند زرین بچھائی اور سب سامان عیش و آرام ملکہ کا لاکر نہایت قرینہ سے رکھا کہ اس عرصہ مین شام ہوگئی روشنی کی گئی پردے بارہ دری کے باندھ دیے گئے تمام بارہ دری مین جسقدر روشنی آراستہ تھا روشن کیا گیا کہ اتنے مین ملکہ نہر کے کنارے سے اٹھکر زیر شامیانہ آکر بیٹھی خواجہ حسین جوکہ پوشیدہ تھے اسی حالت پوشیدگی مین ملکہ کی اس صحبت کی بھی تصویر کھینچی کہ مسند پر ملکہ بیٹھی ہوئی گرد اسکے مصاحبین

اُنسین جا بیٹھین بسبب قرینہ اور قاعدہ سے بیٹھی ہین بدستور کشتی قریب آب کی رکھی ہے خواجہ تو سو کشتی مین مصروف
تھے کہ ایک خواص گئی تو تفرج رشتہ نہایت کی جو ہوئی تو وہ لوٹا لیکر اُس مقام پر آئی کہ جہان پر خواجہ بیٹھے
ہوئے تھے کہ اُسکی نگاہ جو خواجہ پر پڑی دیکھا اُسنے کہ ایک مرد بزرگ آدھی ریش اُسکی
سفید اور آدھی کالی سپید کپڑے پہنے ہوئے درختون کی آڑ مین بیٹھا ہوا ملکہ کی طرف دیکھ رہا ہے
دیکھا وہ خواص چلا اُٹھی کہ ارے یہ کون شخص ہے بہکی لوٹا پھینک کے اپنے پاؤن بھاگی اور بدحواس
سانس پھولی ہوئی روبرو ملکہ کے جا کر گر پڑی اور یہ کہا کہ اے ملکہ یہ کون شخص بیٹھا ہوا ہے سب تو اپنی
اور ملکہ اُسکا یہ حال دیکھ کر گھبرا گئیان اور پوچھا کہ کیا ہوا کیون اسقدر بدحواس ہو گئی اُسنے اپنے حواس
درست کر کے کہا کہ ملکہ مین جو اس طرف نہر مین درختون کے پیشاب کرنے گئی تو مین نے درختون مین دیکھا
کہ ایک آدمی سپید کپڑے پہنے ہوئے زیر درخت بیٹھا ہے میرا اُسکو دیکھکر مارے خوف کے دم
نکل گیا لوٹا پھینک کے مین بھاگی دیکھیے میرا دل ابھی تک گھبرا رہا ہے ملکہ نے کہا کہ تو نے دریافت نہین
کیا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ میرے حواس کہان تھے جو دریافت کیا کرتی ملکہ نے اُن خواصون کی طرف
اشارہ کر کے یہ کہا کہ کوئی ادھر جا کر دیکھے کہ وہ کون ایسا جری و دلیر ہے کہ باوصف ایسی حالت مین کہ ہم
یہان آئے ہین اُسکو یہ خیال نہ ہوا کہ اگر کوئی دیکھ لیگا تو کیا خرابی ہوگی بلا خوف و خطر وہ بیٹھا ہوا ہے
اُسکو اپنی جان کا کوئی لالچ نہین ہے کوئی جا کر پکڑ لاے مین صبح کو اپنے بھائی کے دربار مین بھیج کر
اُسکو سزا اس حرکت کی دلا دون گی یہ سنکے جو کہ ذرا سن رسیدہ تھین وہ بولین کہ دار ہی یہ جنگل کا
واسطہ ہے کوئی ہوگا مثل مشہور ہے کیا ضرورت ہے کہ کوئی جا کر دیکھے کیا اتنی دیر تک وہ بیٹھا رہا ہوگا ادھر بھی گذر
ہو گیا ایسے لوگ کہین ٹھہرتے ہین وہ تو ہوا ہین ملکہ نے کہا کہ ہان لوچن اور شیسمہ ہوگا ہم سون گذر
گئے یہان آتے ہوئے کبھی کسی نے نہ دیکھا آج نظر آیا معلوم یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص یہان آیا ہے اُسنے
ہم کو جو دیکھ لیا تو درختون مین پوشیدہ ہو گیا ہے یا کسی خواص کی تاک مین آیا ہے تاک انگور مین یہ
بیٹھا ہوا تاک جھانک کر رہا ہے جا کر دیکھو یہ سنکے چند جوان جوان کمسن کمسن خواصین جوانی کی
ترنگ مین اُٹھ کر چلین کہ ہم جا کر ابھی پکڑ کے لاتے ہین یہان خواجہ تصویر کشی سے فراغت کر کے
سب سامان قرینہ سے رکھ کر اور تصویرون کو بھی رکھ کر بیٹھے تھے اور خالی بیٹھے تاک رہے تھے اُسی جانب سے
گئے کہ وہ خواصین پہونچین دیکھا کہ واقعی ایک مرد بزرگ سپید ریش بیٹھا ہوا ملکہ کی طرف نظر دیکھ رہا ہے
خواجہ ایسے محو ہو گئے کہ اُنکو خبر بھی نہ ہوئی اپنے دل مین اُنکے حسن خداداد کی تعریف کر رہے تھے اُسکی
توصیف زبان پر جاری تھی کہ تو نے ایسے ایسے حسین اور صاحب حسن بھی خلق کیے ہین کہ جنکے حسن کی
کوئی تعریف نہین کر سکتا ہے بیشک یہ نازنین کسی نہ کسی اہل اسلام کے قبضہ مین آنے کی کوئی نہ کوئی
اولاد صاحبقران سے اسکو اپنے تصرف مین لاے گا یہ تو یہ خیال کر رہے تھے کہ وہ خواصین پہونچین
اور اُنکو دیکھکر کہا ریش کہ تو کون ہے اور موے موذی کاٹے دیدہ ختم ہو جائین کہ جن آنکھون سے تو ملکہ کو
بیٹھا ہوا گھور رہا ہے مین دیکھو تو بھی اس موے کی کیسی بڑی بڑی آنکھین ہین خدا کرے جن آنکھون
ہماری ملکہ کو گھور رہا ہے وہ پھوٹ جائین ارے دیکھو تو یہ کمبخت کس دلیری سے بیٹھا ہوا ہے کچھ خوف و خطر
نہین ہے اب صبح کو اس گستاخی کی سزا جب ملیگی تب اس دلیری کا حال معلوم ہوگا ذرا دیکھو کس قدر
بڈھا ہے اسکو یہ خیال نہ ہوا کہ ہم جو یہان بیٹھے ہوئے ہین اور بڑے ناموس کو دیکھ رہے ہین
تو ہماری حالت کیا ہوگی جو کوئی دیکھ لیگا خداوندا ایسے ریدے بچائین باوجودیکہ اب بوڑھے ہو گئے ہین

نہیں کرتا ہوں میں نے چوری نہیں کی ہے کوئی خون کیا نہیں ہے کوئی فعل حرام کا مرتکب ہوا نہیں ہوں اور فعل
حرام کرتا بھی تو کیسے ہمراہ تم جتنی اس مقام پر موجود ہو یا وہاں ہو تم میں کوئی اس قابل ہے نہیں میں نے وہ
وہ حسین لوگ دیکھے ہیں کہ تم لوگ انکے کف پا کی برابری کر نہیں سکتی ہو بھلا بتاؤ میں کیا فعل حرام کرتا تم میری
آنکھوں میں خاک اچھی معلوم ہوتی ہو یہ سنکے اُس عورت کو تاب نہ رہی اور قہقہہ لگا کر ہنسی اور کہا کہ ہو
آپکو اور کچھ خیال ہے اور سودا انکو سوجھا ہے تو یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ ہم بھی کوئی چیز ہیں بس بس اپنی زبان
بند کیجیے یہاں کوئی اسنے کر پسند نہیں کرتی جو آپ ایسی تقریر کرتے ہیں وہ جو الفاظ سنتے ہیں پہلے مرتبہ
تقریر ہوتی تھی بول اٹھی کہ میاں تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ کوئی اپنے کو پسند کرائے مرنے کے قریب ہو گیا
کوئی دیوانہ ہے جو اپنی زندگی خراب کریگا مردے کی بدن سے بو آتی ہے خواجہ نے جواب دیا کہ کیا کہوں کوئی
پسند نہیں آتی ورنہ ابھی اپنے پہلو میں سلا لیتی اس وقت بو آنے کا مزا معلوم ہوتا کہ کیسی بو آتی ہے وہ یہ کلمات
سنکے سر جھکا کر خاموش ہو رہی خواجہ نے کہا کہ بیکار کا غرور کرنا کہاں ہے صاف صاف کہو کہ کیا ہوا جو تم سنکے آ کر
بیکار کا دماغ پریشان کر رکھا ہے میں نے کسی کو دیکھ لیا کیسی خداوند زادی کیسا نور خالص بہا ہے تو یہ گفتگو ہو رہی تھی
انکو چھوڑ کر ملکہ نے کہا کہ وہ مردار یں جو گئیں تو بیٹھ رہیں کوئی خبر لیکر نہ آئی میں خود چلکر دیکھتی ہوں کہ وہ
کہاں چلی گئیں جو کمسن رسیدہ تھیں وہ تو لیں کہ لڑکی دیوانی ہوئی ہے بس نہ جانے کہاں جاتی ہے رات کے وقت
درختوں میں ملکہ نے کہا کہ میں ابھی آتی ہوں یہ کہکر اٹھی اور خواصوں کو لیکر چلی وہ بھی ہمراہ ہولیں روشنی
کے کنول و ایک خواصوں نے اٹھا لیے آگے آگے روشنی اُسکے عقب میں ملکہ جبکہ قریب اُس درختوں کے
پہونچی اور ان سب نے روشنی دیکھی اور صدا سے خلخال سنی تو باہم کہنے لگیں کہ اس مردے نے ایسی تقریر کی
اور دیر لگائی کہ ملکہ خود گھبرا کر چلی آئیں یہ کہکر وہ سب کی سب علیحدہ ہو گئیں مگر اس طور سے کہ خواجہ حسین کو نظر
میں لے لیا کہ اس عرصہ میں ملکہ پہونچیں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ لباس مسافرت پہنے ہوئے کھڑا ہے اور گرد اسکے
خواصیں ہیں ملکہ یہ دیکھ کر انکی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی کہ مردارو اسقدر کیوں تم سبھوں نے دیر لگائی
اور اسنے باپ کو لیکر مجھ تک نہ آئیں کہ مجھکو زحمت ہوئی نہ آ کر خبر دی کہ ہمارا باپ آیا ہے اور اسکے کیوں اس
مرد بزرگ کو گھیرا ہے اس بچارے کو کیوں پریشان کر رکھا ہے ایک انہیں سے یہ سنکے عرض کرنے
لگی کہ قربان جاؤں ہم نے کیوں دیر لگائی اسنے خود دیر لگائی بیکار کی تقریر کرنے لگا کہتا ہے میں مسافر ہوں
ہم نے کہا کہ تو چوری کرنے آیا ہے اس پر ہمارے اسکے بحث ہونے لگی اس میں دیر ہوئی یہ سنکے
ملکہ نے کہا کہ معلوم ہوا تم بہت چالاک ہو گئی ہو بیکار کی مجھکو زحمت دی یہ کہکر ملکہ نے کہا کہ بس اب تقریر
ہو چکی شہر لیلتہ و باجی دیکھ کر بات کیا کرو بھلا کیونکر یہ تقریر و بحث کہتے کیونکہ وہ بزرگ آدمی ہیں تم سب کی
سب انکو پریشان کرتی ہو گی یہ کہکر خواجہ کی جانب مخاطب ہو کر یوں گل فشاں ہوئی کیوں جناب آپ
کون صاحب ہیں اور یہاں آپ کے تشریف لانے کا کیا سبب ہوا خواجہ حسین نے کہا کہ میں مرد سوداگر
ہوں میرا قافلہ اُس مقام پہونچا چونکہ شام ہو گئی تھی میں نے یہاں قیام کیا جب سب لوگ اُتر چکے میں اس
طرف سیر کرتا ہوا چلا آیا چونکہ یہ مقام بہت پر فضا تھا یہاں کی بہار دیکھکر دل باغ باغ ہو گیا میں ٹہل رہا تھا
کہ آپ کی سواری آئی میں ان درختوں میں آپ کے خوف سے پوشیدہ ہو گیا اس خیال سے کہ نہ معلوم
یہ کسکا ناموس ہے کیوں دیکھو اگر کوئی دیکھ لیگا تو خرابی برپا ہو گی جب یہ لوگ سیر کرکے چلے جائیں
تو تم بھی اپنے مقام پر چلا جاتا بس اصلی واقعہ یہی ہے جو میں نے عرض کیا نہ میں چور ہوں نہ بدمعاش ہوں
نہ بدنگاہ ہوں ملکہ نے کہا کہ آپ واقعی سچ کہتے ہیں اس میں کوئی بات دروغ نہیں ہے خواجہ نے کہا

کہ میں اس مقام پر جو آیا اگر کوئی طور کی دیوار وغیرہ ہوتی چونکہ نہ دیوار تھی نہ کوئی اس قسم کا بندوبست
تھا کہ جس سے یہ خیال ہوتا کہ یہ کسی کا باغ ہے اس میں نہ جانا چاہیے ایک صحرا کے طور پر ہے مگر یہاں
آکر میں پریشان بہت ہوا ان آپ کی خواصوں سے بہت عاجز کیا اگر یہ جانتا تو میں نہ پوشیدہ ہوتا بے
مقام پر چلا جاتا کسیکو خبر بھی نہ ہوتی ملکہ نے کہا کہ آپ برا نہ مانیں انکا بھی کہنا حق بجانب ہے انہوں
نے اپنے نزدیک یہ خیال کیا اس مقام پر کوئی کیوں آنے لگا اور یوں پوشیدہ ہو کر کیوں بیٹھنے لگا
ضرور یہ کوئی بدمعاش ہے بدیں خیال انھوں نے آپ کو پریشان کیا آپ انکی خطا معاف کریں کیونکہ آپ
مرد بزرگ ہیں خواجہ نے کہا کہ میری انھوں نے خطا کیا کی ہے بلکہ میں خود سراسر خطاوار ہوں آپ
میرے قصور کو معاف فرمائیں تاکہ میں اپنے دل میں آپ کی تعریف کروں کہ فلاں مقام پر قصور
ہوا تھا مگر ملکہ نے اپنے خلق کے سبب سے اسکو عفو کر دیا ملکہ نے کہا کہ آپنے میرا کچھ قصور نہیں کیا کہ
جو میں معاف کروں آپ بزرگ ہیں بلکہ میرا خود قصور معاف فرمائیے کہ میری خواصوں نے آپ کو
پریشان کیا ہے یہ کہکر کہا کہ ذرا چل کر چبوترے پر تشریف رکھئیے میں کچھ آپ سے دریافت
کرونگی خواجہ نے کہا تشریف لے چلئے میں حاضر ہوں انکو تو یہ امر اس سبب سے منظور تھا
کہ یہ معلوم ہوجائے کہ یہ کون ہے اور کیا نام ہے اس خیال سے یہ ملکہ کے ہمراہ ہولئے اور کوئی عذر نہ کیا
ملکہ آکر چبوترے پر مسند پر بیٹھی خواصین گرد و پیش جمع ہوئیں خواجہ روبرو بیٹھے ملکہ نے کہا کہ آپ کا
آنا کدھر سے ہوا اور اب کہاں کا قصد ہے آپ کا اسم شریف اور مسکن اقدس کیا ہوگا خواجہ نے کہا
کہ اس حقیر کا نام خواجہ حسین ہے اور مسکن میرا ساحل سرین کا ہے میں برہ ظلمات سے آتا ہوں یہ کہکر تمام واقعہ
اپنا شہر آفتاب میں آنے کا اور دربار میں جانے کا از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا کہ اب
سب مال فروخت ہوگیا یہاں کا مال خرید کر اور شہر دل کو جاتا ہوں یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ ہمنے بھی
شہر میں سنا تھا کہ کوئی تاجر نئے آئے ہیں مال بہت نفیس انکے پاس ہے میں نے خیال
کیا کہ بھائی صاحب کے دربار میں ضرور مال کی خریداری ہوگی خواجہ حسین نے کہا کہ میں تو سوائے
دربار نائب خداوند کے اور کسی دربار میں نہیں گیا اور وہ ہے دربار میں نے نہیں دیکھا ملکہ نے کہا کہ
وہی میرے بھائی ہیں میں انکی حقیقی بہن ہوں میں بھی خداوندزادی ہوں میرے بھائی نائب
خداوند ہیں خواجہ حسین نے کہا کہ آپ نائب خداوند کی ہمشیر ہیں آپکی زیارت سے تو بڑی عزت
ہوگئی میں نے بڑا شرف پایا کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوا نائب خداوند کی زیارت سے
تو میں مشرف ہو ہی چکا تھا اب آپ کی زیارت سے یوں مشرف ہوا آپ کا اسم مبارک کیا ہے ارشاد
فرمائیے ملکہ نے کہا کہ میں کیا اور میرا نام ہی کیا اس سے کیا سمجھیے گا بلکہ شاید آپ کو میرا نام سننے سے نفرت
ہوگی خواجہ نے کہا جی ہاں بہت درست ایسے اسمائے نامی و گرامی کا ہے کو سننے کو ملتے ہیں ہمیشہ سے
اپنا نام نامی ظاہر فرمائیں ملکہ نے کہا مجھے نام ظاہر کرنے میں ایک قسم کی شرم معلوم ہوتی ہے خواجہ نے کہا تمہاری کو
نام کے بتانے میں اسقدر تکلف ہے مجھے کہیے کہ میں کتنا بڑا شوخ ہوں کہ بلا توقف آپ کے ساتھ چلا آیا جب ملکہ نے
دیکھا کہ خواجہ نہایت پر لطف ہیں تو ہنسکر یہ کہا کہ بہت اچھا آپ رنجیدہ ہوں میں اپنا نام بتائے دیتی ہوں سے
سنئے مجھے ثریا سے شمس کہتے ہیں میں دختر ہوں خداوندگی تو اسی خورشید شاہ کی خواجہ نے
یہ سنکے اسی دست ایک لعل بدخشان نذر کیا وہ ایسا لعل تھا کہ جسکی چھوٹ پڑتے ہی وہ تمام چبوترہ آنکی
ضو سے منور ہوگیا جس قدر روشنی تھی سب آسکے روبرو ماند ہوگئی ملکہ اس لعل کو دیکھکر بہت خوش ہوا

ہوئی اور اسکے عوض مین ایک خلعت گران قیمت بیش بہا خواجہ کو دیا اور بہت سا روپیہ انعام دیا خواجہ نے
ملکہ کو سلام کرنے کے لیے لیا اُدھر خواصین باہم ملکہ کی بابت خواجہ ملکہ سے باتین کرتے تھے ایک کہ
رہی تھین کہ یہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے اس نے ملکہ کو سحر سے دیکھو کیسا رام کر لیا ہے ضرور یہ
کوئی ساحر زبردست ہے جو یہ تو اکثر ساحر ہوتے ہین یہی باتین کر رہی تھین دوسری بولی کہ تو اُسنے
ملکہ کو لعل نذر کیا ملکہ نے خلعت عنایت کیا یہی گفتگو باہم ہو رہی تھی کہ اسی باتون مین نصف رات
آگئی ملکہ کی دایہ نے ملکہ سے کہا کہ وقت جانے کا آگیا ملکہ مسند سے اٹھ کھڑی ہوئی تب اپنی
خواصون کے ملکہ جس طور سے آئی تھی اپنے مقام پر روانہ ہوئی خواجہ حسین بعد جانے ملکہ کے اُس
صحرا کی طرف اپنی فرودگاہ کے چلے چونکہ شب ماہ تھی بیابان آنکے ملازمون نے بیٹھے انکا بہت انتظار
کیا جب بہت دیر ہوئی تو تب تلاش کو سب نکلے تھے کہ استے مین خواجہ آپہونچے انھون نے عرض
کیا کہ آپ کہان تشریف لے گئے تھے خواجہ نے جواب دیا کہ مین اس صحرا مین ایک مقام پر بیٹھا ہوا صحرا
کی سیر کر رہا تھا اب نیند نے غلبہ کیا مین چلا آیا یہ کہکر اپنے مقام پر جا کر آرام کیا وہ رات تمام ہوئی بوقت سحر
بیدار ہوکر حکم دیا کہ سامان سفر درست کرو نوکرون نے فوراً حکم کے پاتے ہی سامان سفر تیار کیا تھوڑے سے
عرصے مین سب اسباب بندھ کر تیار ہو گیا قافلہ بھی مستعد ہو گیا خواجہ سب کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے کوچ و مقام
کرتے ہوئے بعد طی مراحل و قطع منازل کے اتفاق سے شہر خاورین پہونچے یہ وہ زمانہ ہے کہ ارژنگ
قید سے چھوٹ کر تتاری سے کوچ کر آیا تھا اور دربار کیا تھا بعد چند روز یہان سے اہل شہر سے بوقت سہ پہر
بر سبیل گشت شہر نکلا تھا اور اتفاق سے اُس مقام پر پہونچا تھا کہ جہان مقبرہ ملکہ قاسم کا بنا تھا اُسکی سیر
کرکے احوال دریافت کرنے کل حال کے اور درباریون نے قصے تنگ کالن کے کہ اُسکے منہدم کرنے کا ارادہ تھا پہلے
اُسکے مجاور ملازم نے سمجھایا تھا جب اُسنے نہ مانا تھا تو انھون نے اہل شہر کو خبر کی تھی اہل شہر اور عمائد
شہر کو لیکر چلے تھے ادھر اُسکا دو ملازم بھی یہی خبر سن کے اور اس قصد سے چلے تھے کہ ہم ارژنگ کو
پہلے سمجھاوین کے اگر اُسنے مان لیا تو بہتر ورنہ ہم بھی مقابلہ کرینگے کیونکہ یہ مقبرہ ہمارے ایک بزرگ کا
ہے اسکو کیا ہوا ہے جو اسکے منہدم ہونے کا حکم دیتا ہے یہ ساری شرارت تنگ کالن کی ہے اور کسی کی
نہین اسی کو ان لوگون سے عداوت قلبی ہے یہ دونون بھائی چلے تھے اسی دن خواجہ حسین پہونچے یہ جو
داخل ہوا شہر کو ویران پایا یہ سیر کرتا ہوا قریب ایک محل کے پہونچا وہان سے رونے کی صدا آرہی تھی
یہ وہ محل ہے جہان تو وہان سب ناموس شاہی کو لیکر چلنے لگا تو جب حاکم شہر اسکے تو خورشید
خاوری کے پاس آیا تھا اور عرض کیا تھا کہ آپ بھی تشریف لے چلیں کیونکہ ارژنگ
نے فتح پائی والد بزرگوار گرفتار ہو گئے اب کوئی دم مین وہ داخل شہر ہوگا مین بموجب حکم اُسکے
خداوند ناموس کو لیے جاتا ہون تمام محل خالی کر دیجیے کیونکہ یہ وہ وقت نہین ہے کہ یہان ناموس کو
چھوڑا جاسکے خورشید خاوری نے فرمایا تھا کہ فرزند اب مین قریب مرگ ہون میرا زمانہ اب آخر
ہے وقت مرگ قریب آیا جام عمر لبریز ہے دوسرے شہرون مین کیون رہتی ہون کہ خوف ہو کہ مین اہل شہر کو
ترہیب جنگ دیکھ رہی ہون کہ لوگ میری اطاعت کرینگے صاف صاف یہ امر آپ لوگون سے
بیان کیا جاتا ہے کہ اب جو جاسکے وہ جائے مین یہان سے ہرگز ہرگز نہ جاؤنگی میرے بچے کی
یہان قبر بنی ہے مین چپکے یا تھوڑی دیر جا کر اپنے دل کی حسرت اس طرح نکال آتی ہون اور اسکی قبر کی بلائین بھی لے
آتی ہون کچھ تھوڑی سی دل کو تسکین ہو جاتی ہے اگر وہ صورت دیکھنی نصیب نہین ہوتی ہے تو قبر کی

کہنے پر عمل نہ کریگا تو ہم ضرور قتل کرینگے چاہے ہماری بھی جان جاسے یہ چوبدار نے سنا ایک شخص سے
اُس چوبدار نے پوچھا کہ تم لوگ کہاں جاتے ہو اور کسپر یہ حربہ لیکر جاتے ہو کون ایسا عہد شکن
ہو اُسنے یہ جو سنا اُسکی طرف دیکھکر کہا کہ ای بھائی کیا تمکو نہیں معلوم ہو کہ کیا آفت تازہ شہر پر آئی ہو اور پر
کون بلا نازل ہوئی ہو بادشاہ بیگم لوگ تمہاری سرکار کے کارکن لڑنے جاتے ہیں کیونکہ یہ لوگ
پہچانتے ہیں کہ یہ ملکہ کے ملازموں میں سے ہو اُس چوبدار نے کہا صاف صاف کہو اُسنے کہا کہ تمکو
نہیں معلوم ہو ارے بھائی بڑا غضب ہونے والا ہو قیامت آنے والی ہو ارے بھائی یہ بات ہو کہ اورنگ
نے ظلم پر کمر باندھی صبح کو تو عہدنامہ تحریر کیا اسوقت اپنے عہد سے پھر گیا خلاف عہد کرنے لگا کہ مقبرہ ہمارے
آقا سے نامدار قاسم عالی وقار کا منہدم کرنے کا قصد رکھتا ہو اور بڑا غضب اہل شہر کا اسی مقام پر ہو اگر
اگر مان لیا تو خیر ورنہ بڑا کشت و خون ہوگا ہمتو مقبرہ نہ کھودنے دینگے یہ کیونکر ہوگا کہ خاموش رہیں وہ
ہمارے ملک کا مقبرہ کھودڈالے اسلیے اس سے پہلے ہمنے عہد کرلیا اُسکے لیے ہمنے اطاعت کی ورنہ ہم کبھی اطاعت
نہ کرتے یہ ساری خرابی عمائد شہر کی ہو کہ اُنھوں نے ہمارے کہنے پر عمل نہ کیا اُس سے یہ عہدنامہ تحریر کرالیا
اگر ہم یہ جانتے تو کبھی نہ اُسکے کہنے پر عمل کرتے اور نہ اطاعت کرتے خیر وہی ہوگا جسنے کہا یا اب پچھتانے سے کیا
ہوتا ہو یہ وہ مثل ہوئی کہ آگے کے دن پاچھے گئے اور ہر سے کچھ نہ ہیت اب پچھتائے کیا ہوت ہو جب
چڑیاں چگ گئیں کھیت و دیگر مشت کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد بقول این مصرعہ [illegible]
کند عاقل کہ باز آید پشیمانی یہ سنکے اُس چوبدار کا رنگ اُڑ گیا وہاں سے جاتے رہے اور دوڑے اُسکا
اُسی وقت دوڑا ہوا اطراف محل کے چلا گیا وہاں محلدار قریب پردہ کے کھڑی ہوئی تھی کہ یہ چوبدار پہنچا
اور کہا کہ ای بی محلدار جا کر ملکہ سے عرض کرو کہ حضور بڑا غضب ہوگیا کہ اورنگ اپنے قول سے پھر گیا
افسوس ظلم پر اُسنے کمر باندھی ہو کہ ہمارے شاہزادے کا مقبرہ کھودنے کا حکم دیا ہو یہ ہمارا دخل اہل شہر
کا ہو کہ وہ منع کرنے جاتے ہیں اور یہ قصد ہو کہ اگر وہ نہ مانے گا تو مقابلہ کرینگے اسی کا خوف ہو یقین ہو
بہت کشت و خون ہوگا اور ملکہ سے عرض کرنا کہ ہم لوگ بھی اُسی مقام پر جاتے ہیں صرف ایک سپاہی کو
پہرے پر چھوڑے جاتے ہیں کہ دیکھیں وہاں کیا واقعہ گذرتا ہو تاکہ ہم آپکو خبر دیں یہ کہکر اس چوبدار نے
اپنے افسر کو خبر کی اور سپاہیوں کے جمعدار کو آگاہ کیا وہ سب کے سب ایک سپاہی کو پہرے پر چھوڑکر طرف مقبرہ
کے چلے یہاں ملکہ کو آکر محلدار نے خبر دی کہ حضور یہ واقعہ ہو آپ کے ملازم بھی گئے ہیں یہ سنتا تھا کہ ملکہ کے
حواس جاتے رہے دھاڑ مار کر بیٹھ گئی اور اپنی حالت تباہ کرنے لگی اور یہ کہتی تھی کہ ہاے میں کیا کروں کیونکر
اپنے بچے کے قبرے کو بچاؤں میرے اوپر تو فلک سے رنج و غم ٹوٹا ہی تھا تو فوج ظلم نے لوٹا ہی ہاے کوئی میرا
حامی نہیں ہو پہلے وارث سے جدائی ہوئی مانگ اُجڑی گود آباد تھی وہ بھی برباد ہوئی گود اُجڑ گئی بعد
کمبخت کا تو کوئی خبر لینے والا نہیں ہو کون جا کر ان کو خبر کرے کہ آپکی بیوہ بہو تباہ ہوئی ہو آپ کے پوتے
قاسم کہ جسکو آپ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اُسکے مقبرے کھودنے کی تدبیر ہو رہی ہو کوئی روکنے والا نہیں
ہو جب سے آپ خانہ کعبہ تشریف لے گئے ہیں ہم پر تو پہاڑ ظلم و الم ٹوٹ رہے ہیں میں تو لٹ گئی کوئی میرا والی
نہ رہا اس بچہ کا سہارا تھا وہ مرگیا میں نے صبر کیا اس خیال سے کہ ہوا اُسکی مرضی اب میں صرف اُسکی قبر کی
زیارت کرلیتی تھی دو گھڑی اُسکی قبر پر بیٹھ کر رو لیتی تھی وہ ظالموں کو گوارا نہوا اور مقبرے کا ستانا شروع کیا
افسوس اورنگ کو غارت کرے کہ جو میرے بچے کی قبر کا نشان مٹانے کو موجود ہوا ہو یہ خدا کا قہر نازل
ہو یہ حکم نہ دینے پائے کہ اُسکی زبان خشک ہوجائے ہونٹ پر بجلی گرے جوان مرے ارے کوئی اس سے جاکر

کیون اپنے حق مین بد دعا لیتا ہی کیون مصیبت زدون پر ستم کرتا ہی کیون اتنا سر اٹھاتا ہی ارے موذی
کیون بل کی لیتا ہی خدا تیرا زور ڈھاسے تیرا سر کھلاسے تجھے رسّی کی طرح تیرا بل نکلے یہ کیا ستم ہی کوئی
مردے پر بھی جور کرتا ہی ہاے نشان میرے بچے کی قبر کا کیون مٹاتا ہی ارے اسنے تیرے ساتھ
کیا برائی کی ہی وہ تو چین سے اپنی قبر مین سو رہا ہی ارے اسقدر اہل شہر مین کوئی منع کرنے والا نہین یہ
کیسا اندھیر ہی تو گویا دن ہی کہ رات مجکو دکھائی نہین دیتا ہی ارے اسوقت کوئی اسکا عزیز نہین ہی
ورنہ یہ ستم کرنے پاتا یکس سے راے دی ہی الٰہی کرسے یہ سب کے سب خاک سیاہ ہون ایک کو ملا
لے لیا دوسرے کا سیر ستم مین تو سنتی تھی کہ عہد نامہ تحریر ہوا ہی تب اہل شہر نے اطاعت کی ہی اس عہد نامہ مین
یہ بھی شرط ہی کہ میرے نور نظر کی قبر کا نشان مٹا دے لو واری اب تمھارے استخوان بھی اس شہر سے نکالے
جاتے ہین واری تم کو یہ شہر اسقدر مرغوب تھا کہ تم جب زخمی ہوکر آے تھے تو تمنے وصیت کی تھی کہ مجکو دادا
کے پاس نہ روانہ کرنا اگر مین مر جاؤن تو میری لاش اسی شہر مین [illegible] میری عبادت کرنے کی ہی اسکے
برابر دفن کرنا کیونکہ یہ مسکن میری ولادت کا ہی مجکو اس سے بہت محبت ہی گو کہ بابا جان اسی مقام پر
دفن ہین انکا لوطتا مگر جہان ولادت ہوئی اسی مقام پہ شہادت بھی ہو اور دفن بھی ہو تاکہ لوگ آکر دیکھا
کرین اور کہین کہ یہ کسی بہادر کی قبر ہی [illegible] نے موافق تمھاری وصیت کے کیا اور خود بھی خیال کیا کہ اگر
میرے بچے کی لاش خانہ کعبہ چلی گئی تو مین اسکی قبر کیونکر دیکھا کرونگی یہین سے اس مقام پر دفن کیا ہی
دراقد اسدن سے مقرر کیا کہ جو ستے روز آکر تیری قبر دیکھ جاتی تھی لو واری اب میرا اسکی قبر دیکھنے کو
آیا کرونگی اسکا تو نشان ہی مٹا جاتا ہی اے خدا مجکو موت دے کہ مین یہ قہر دیکھون کہ [illegible] گیا کہ یہ
کہتی ہی اور روتی ہی خاک سر پر ڈالتی ہی اپنے سر کے بال کھولے ہوے اپنا منہ کعبہ کی طرف کرکے کہتی ہی
اے حمزہ صاحبقران آیئے میرے بچے کی قبر کو بچایئے اس کافر کو قتل فرمایئے اسنے بہت سر اٹھایا ہی
میرے بچے کی قبر کے [illegible] آیا ہی [illegible] دوان آپ کے پوتے کی قبر پر [illegible] ہی کہ
سے سارا شہر [illegible] کسی کو [illegible] کہ وہ آکر اسکو سزا دیوین [illegible] آپ کے اور کون
خبر لینے والا ہی اسکا باپ بھی مر گیا ہی فرزند کا کہین نشان نہین کہ کہان ہی اسوقت بجز آپ کون خبر لے
اے عالمشاہ تیری [illegible] اٹھا اپنے فرزند کی قبر بچا [illegible] میرے بچے کی قبر کا نشان اس شہر سے
مٹتا ہی اب اسکی قبر پر جایا کرونگی کسکی قبر گلے سے لگایا کرونگی اسی سبب سے مین ترکستان نہین گئی کہ مین دیان
کہان اپنے دلبند کی قبر پاؤنگی خدا اس کافر کو [illegible] نصیب کرے جو میرے بچے کی قبر کھودے الٰہی اسکے
ٹکڑے ٹکڑے کیے جاے [illegible] ایک ایک عضو جدا کیا جاے جو میرے بچے کے استخوان کو تکلیف دے
اے خدا مین صبر کرون تو نہ صبر کرنا اس ظالم کی اسکو سزا دینا تو بڑا منتقم حقیقی ہی تو کسی کا ظلم گوارا نہین کرتا ہی
ظالم کو سزا دیتا ہی تیرے بندے کی قبر پر یہ ظلم ہوتا ہی کوئی سبب ایسا پیدا کر دے کہ وہ اس فعل سے باز آے
ملکہ یہ باتین کرتی ہی ملکہ کے بین کرنے سے اور رونے سے تمام خواصین بھی رونے لگین تمام محل مین ایک
حشر برپا ہوگیا ہر ایک [illegible] کو کوستے رہی تھی اور رو رہی تھی کہ یکایک ملکہ اٹھی اور دولت
محل سے پھاٹک کے چلی کہ مین خود جاکر اپنے بچہ کی قبر کو بچاؤنگی اس مردے کو قتل کرونگی یا اپنی جان
دونگی دیکھون کہ وہ کیونکر مقبرہ کھودتا ہی چلی تھی کہ خواصون نے ملکہ کو پکڑ لیا اور کہا کہ ملکہ یہ کیا
خیال ہی نامحرمون مین نکلی جاتی ہو صاحبقران جو سنینگے تو ناراض ہونگے یہ بدنامی کیون گوارا کرتی
ہو کہ صاحبقران کی بہو عالمشاہ کی زوجہ باہر نکل آئی ملکہ تم اسوقت تو باہر نکلین نہین کہ شب دارا [illegible]

اس گریہ وزاری کی صدا سنکے انکا بھی دل بیقرار ہوگیا چونکہ شام بہت قریب تھی یہ اُس مقام پر ٹھہر نہ سکے وہاں سے
آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک سرا نظر آئی مگر وہ بھی ویران یہ اُس سرا میں پہونچے انھون نے دیکھا کہ تمام کمرون
میں قفل پڑے ہوئے ہیں چند بھٹیاریان بیٹھی ہوئی ہیں مگر پریشان انھون نے جو یہ حالت دیکھی قصد
کیا کہ یہان سے واپس چلیں اپنے ہمراہی کے لوگون سے کہا کہ یہان کوئی مقام قیام کرنے کے لیے
نہیں ہے ہم اس شہر میں ایک مرتبہ آئے تھے جب تو یہ بہت آباد تھا اب تو ویران معلوم ہوتا ہے گو یہ اسلام آباد
ہے مگر اسکی بربادی و ویرانی کا سبب نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا یہی گفتگو کر رہے تھے اور قصد تھا کہ واپس چلیں
کہ بھٹیاری نے دیکھا کہ بہت سے آدمی تجارت پیشہ سرا میں آئے ہیں مگر مسلم معلوم ہوتے ہیں شاید
مقام فرکش ہونے کا تلاش کرتے ہیں اسنے یہ خیال کر کے صدا دی کہ میان مسافرون آؤ ہم آپ کے واسطے
مکان خالی دینگے خواجہ حسین مع اپنے ملازمون کے اسکے قریب آئے اسنے کہا کیا آپ کو درکار ہے خواجہ
نے کہا کہ کئی کمرے درکار ہیں ہمارے ساتھ مال بہت ہے اور سامان بار برداری بھی ہمراہ ہے اسنے جواب
دیا کہ جسقدر کمرون کی آپ کو ضرورت ہو یہان موجود ہیں خواجہ نے پانچ کمرے لیے بھٹیاری نے
پلنگ لاکر حاضر کیے خواجہ حسین نے تمام مال اتروایا اور حفاظت سے رکھا مرکب و شتر صحن میں سرا
کے باندھے گئے ملازمون نے خواجہ کے لیے پلنگ بچھایا اسپر فرش کیا بعدہ اپنے اپنے بستر لگانے لگے جوکہ
کھانا پکانے پر مقرر تھے وہ کھانا پکانے لگے جب خواجہ اطمینان سے بیٹھے تو نوکرون سے کہا کہ بھٹیاری
کو بلاؤ ہم اس سے شہر کا حال دریافت کرینگے وہ جاکر بلا لایا بھٹیاری جو آئی خواجہ حسین نے اس سے
دریافت کیا کہ اے بھٹیاری یہ شہر تو خوب آباد تھا اب جو میں دیکھتا ہون تو ویران نظر آتا ہے اسکا کیا سبب
ہے وہ بھٹیاری یہ سنکے زار زار مثل ابر بہار کے رونے لگی خواجہ اور پریشان ہوئے کہا کہ اری بوا کچھ
سبب تو بیان کر اسنے رقت کو ضبط کر کے کہا کہ اے میان سوداگر کیا بیان کرون کہا یہ شہر اب نہیں
آباد ہے بلکہ پیشتر سے زیادہ آباد ہے مگر ہان آج سے اسکے آباد رہنے کا شک ہے کیونکہ ایک بلا ایسی
نازل ہوئی ہے کہ جسکے سبب سے اسکی آبادی ساتھ ویرانے کے بدل جائیگی اور اسکے باشندون کی
مسلمانی ساتھ کفر کے مبدل ہوگی آجتک تو یہ شہر اسلام آباد تھا اب یہ کفر آباد ہو جائیگا اگر کوئی تلاش
کریگا کہ کوئی مسلمان ملے تو نہ پائیگا خواجہ نے کہا اسکا کیا سبب کیونکہ یہ ملک تو ملک قاسم کا ہے گو وہ
انتقال فرما گئے ہیں مگر خدا اُنکے ورثا کو تا صد ہزار سال سلامت رکھے کہ جنکے سبب سے انکا نام برقرار
ہے وہ کیونکر کفر آباد ہونے دینگے خدا ایرج نوجوان رستم عالیشان شہریار عالی وقار کو صحیح و تندرست
رکھے کہ جوکہ اس وقت جرأت و شوکت میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتے ہیں اپنے اپنے وقت کے رستم و
سہراب ہیں دوسرے ہر دو صاحبقران کہ جنکی نہیب شمشیر سے تمام عالم کانپتا ہے شیرون کو صحرا میں جنکا اسم
مبارک سنکے غش آتا ہے جنھون نے آب شمشیر سے ضلالت کفر کو پاک و صاف کیا اور علم اسلام
کو بلند کیا اور جو کہ گمراہ تھے انکو راہ ہدایت دکھلائی صحرائے ضلالت سے نکالکر سرچشمہ ہدایت
پر پہونچادیا ان صاحبون کی موجودگی میں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کفر آباد ہو اسنے کہا یہی تو سبب ہے کہ ان
صاحبون کو یہان کی حالت کی بالکل خبر نہیں ہے کہ یہان کے باشندون پر کیا گذر رہی ہے اور کیا نہیں ہم سب کے
سب ایک حالت تباہی میں مبتلا ہیں خواجہ نے کہا کہ بیان تو کرو میں بھی تو سنون تب اس بھٹیاری نے
ابتدا سے حال کہنا شروع کیا ارژنگ کا لشکر کشی کرکے آنا بہرام کا مقابلہ کرنا بہرام کا شکست کھا کر
گرفتار ہونا قومان فرزند بہرام کا تمام ناموس و خزانہ لیکر یہان سے فرار کرنا اور اسنے خورشید بانو کی

نادر ملک قاسم کی وہ تو یہان باقی رہین تھین اور باقی کل محلات ہمراہ تومان چلے گئے تھے خواجہ نے کہا
کہ وہ کہان تشریف فرما ہین اُسنے اُس مقام کا نشان دیا خواجہ نے خیال کیا کہ مین تو اُس مقام پر
گیا تھا وہان تو ایک کہرام مچا ہی ہشیار ہی سے کہا کہ جب مین سرا مین آتا تھا تو میرا گذر اُس محل کے قریب
ہوتا تو نشان دیتی ہی کہ وہ ملکہ عالم نادر ملک قاسم کا محل ہی اُس محل سے تو اسقدر صداے گریہ بلند تھی
اور ایسی دردناک تھی کہ مین اُس مقام پر نہ ٹھہر سکا دل پریشان ہو گیا ادھر کو چلا آیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا
کسی جوان رعنا کا انتقال ہوا ہی اُسکو سب رو رہے ہین کیا کوئی اُس محل مین مر گیا ہی ہشیار ہی نے
کہا کہ آج کل کی حالت اُس امر سے بہت بدتر ہی کہ کوئی مر جاے وہ تو پھر بھی اس حال سے بہت اچھی
حالت ہی ملکہ پر تو واقعی کوہ غم ٹوٹا ہی جو حالت ہو بجا ہی یہ پیرانہ سالی اور اسیری پسر رنج و غم نے فوج کی
کشور دل پر چڑھائی کی ہی انہین کا کام ہی جو اس قدر صبر کیا ہان اگر پورا قصہ سنئے [illegible] ملکہ کے رونے
کا بھی حال معلوم ہو جائیگا جب تومان مع ناموس وغیرہ نکل گیا ارژنگ داخل شہر ہوا قتل عام شہر شروع
کیا اہل شہر نے جمع ہو کر امان طلب کی اُس کافر نے امان دی اور کہا صبح کو حاضر ہونا ہم تمھاری بابت
حکم دینگے یہ حکم دیکر وہ مرتد مع اپنے سردارون کے داخل عمارت شاہی ہوا کچھ سپاہ بیرون شہر
رہی کچھ اندر شہر کے اُتری نہ معلوم رات کو کیا واقعہ ہوا سب اہل شہر جو بوقت سحر دردولت پر
گئے تو معلوم ہوا کہ ارژنگ بیمار ہو گیا ہی دربار نہ کریگا جب وہ دربار کریگا تو آپ لوگون کی
طلبی ہوگی تھوڑے دنون تک اُسنے دربار نہین کیا ہم لوگ اُسی طور سے آباد رہے اتفاق سے
کل حکم ہوا کہ خداوند یعنی ارژنگ دربار کرینگے سب اہل شہر حاضر ہون آج صبح کو دربار ہوا ہشیار ہی
نے کل حال عہدنامہ تحریر کرنے کا بیان کیا اور کہا کہ وہ مرتد آج سے پہر کو سوار ہو کر جو شہر کی گشت کو
نکلا اتفاق سے مقبرے پر ملک قاسم کے پہونچا جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مقبرہ اُنکا ہی یہ سُن کے
اُسکو غصہ آیا اور اُسنے اُسکے کھودنے کا حکم دیا یہ خبر جب اہل شہر کو ملی سب کے سب اس قصد سے
گئے ہین کہ اگر وہ ہمارے کہنے پر عمل نہ کریگا تو ہم اُس سے مقابلہ کرینگے اپنی جان دینگے تا حیات اسے
مقبرے کو کھودنے نہ دینگے اس سبب سے تمام شہر ویران معلوم ہوتا ہی اور کوئی شہر مین نہین ہی اس امر
سے تمام ادنی و اعلی بگڑ گئے ہین کیونکہ وہ اپنے عہدنامے سے پھر گیا اور خلاف شرطنامہ کرنے لگا یہ سبب
ہی کہ شہر خالی ہی میرا ایک ازقسم [illegible] ہے گیا ہی سواے عورتون کے شہر مین کوئی مرد نہین ہی کیا رئیس
کیا غریب کیا مسافر کیا صاحب پیشہ کیا غیر پیشہ سب اُس مقام پر ہین ملکہ کے رونے کا یہ سبب ہی کہ اُسکے
فرزند کا مقبرہ کھدتا ہی وہ کیون نہ روئین اور اپنی حالت تباہ کرین اب تو تمام شہر کی ویرانی کی حالت معلوم
ہوئی یہ سُن کے خواجہ کے ہوش جاتے رہے اور رونے لگے اور کہا کہ افسوس یہ [illegible]
کے نہ ہونے سے یہ تباہی ہی افسوس کیا دنیا کا کارخانہ ہی کہ ہر گھڑی نیا طور ہوتا ہی کوئی مقام آباد ہوتا ہی
کوئی ویران کوئی روتا ہی کوئی ہنستا ہی افسوس ہی کہ کفار خوش ہون اہل اسلام پر تباہی آئے ہر گھڑی
فلک کی نئی گردش ہی ہر ساعت وہ نئے طور سے رنگ بدلتا ہی کیا برا وقت آگیا حیف ہی کہ کفار یون ظلم
کرین اور کوئی خبر نہ لے کیا پھر کوئی نیا طور ہونے والا ہی اہل اسلام پر ادبار آنے والا ہی کہ کفار کا یہ زور
ہی اور طریقہ یہ اختیار کیا ہی ابھی تو بہادرون سے زمانہ خالی نہین ہوا ہی خدا اُنکو سلامت رکھے کہ جنکے
سبب سے مذہب اسلام کی یہ رونق ہی اگر اُنکو خبر ہو جاے تو کیا طاقت اُس مرتد کی ہی جو یہ مقبرہ کھود
سکے اُسکے خود تصرفات کو وہ تلوارون سے کرا دینگے اس ملک اور صاحب مقبرہ کے وارث وہ نزد [illegible]

زندہ ہین اگر وہ نہ ہوتے تو یہ امر تھا کہ کون ہے جو خبر لے کیون اسقدر ظلم پر کمر باندھی ہے یہ کہکر خواجہ
نے اپنے نوکرون سے کہا کہ تم مین سے چند آدمی یہان رہین باقی میرے ہمراہ چلین مین بھی اُس
مقام پر جاؤنگا دیکھون تو کہ کیا ہوتا ہے اگر مقبرہ کھد گیا تو مین بھی ضرور اپنی جان دو نگا ہمارا باپ یہ اُن لوگون
کے احسان ہین کوئی انکے احسان سے بچا نہین ہے ان ہی کے سبب سے ہم راہ نجات پر پہونچے ہین ورنہ
تمام عمر گمراہ رہتے اِسی حالت گمراہی مین دنیا سے جاتے یہ کہکر اپنے غلامون کو ہمراہ لیکر طرف شہر کے
چلا راستہ کو تو راہ مین رہنے دیجیے حال اُس مقام کا سنیے کہ جہان ارزنگ موجود ہے اور حکم دے رہا ہے
کہ مقبرہ کھدوا دیا جاوے اور سب اہل شہر چلے آتے ہین ابھی اہل شہر نہین پہونچے ہین کہ اسلم و دیلم چلین
برابر رو برو ارزنگ کے ہو گئے یہ مرد و تخت رکھوائے ہوئے اُسپر بیٹھا ہے اور سب سردار کرسیون
پر بیٹھے ہین اُسی مقام پر دربار آراستہ ہے کہ اسلم و دیلم جو پہونچے یہ بھی برابر تخت کے کرسیون پر بیٹھ گئے
اور ارزنگ کی طرف مخاطب ہوکر دیلم نے کہا کہ اے خداوند مین نے سنا ہے کہ آپکا قصد ہے کہ مالک قاسم کا
مقبرہ کھدوا دیجیے یہ کیا خیال آپکے دل مین پیدا ہوا ہے یہ بخوبی ثابت ہے کہ یہ مرد مسلم اور بڑا مرشد
تھا ضرور اسنے خداوند کے باپ دادا کو تکلیف نہین دی ہے مگر اب وہ مر گیا تو اُسکے مقبرہ سے عوض
لینا بالکل خلاف عقل و دانائی ہے کوئی بھی مرد عاقل مردے سے عوض لیتا ہے جو کہ بالکل بے حس و حرکت ہو دوسرے
آپکو یہ لازم نہین ہے کہ آپ خلاف عہدنامہ کرین جو کہ باہم آپکے و اہل شہر کے تحریر ہوا ہے یہ کیا طریقہ
ہے کہ بوقت تحریر تو اپنے اتنے بڑے مجمع کے رو برو وہ اقرار کیا ہو اور پھر خلاف اُسکے کیا جاوے یہ امر بالکل
خلاف شرافت اور مردی کے ہے جو کہ آپ کرتے ہین اس امر مین صورت فساد نظر آتی ہے ابھی پورے طور
سے تماشا نہین ہوا ہے کہ آپنے یہ طریقہ ایجاد کیا کہ جسکے سبب سے ایک فساد عظیم کا سامنا معلوم ہوتا
ہے ضرور یہ امر خلاف اہل شہر کے ہوگا وہ ضرور فساد کرینگے اور واقعی یہ امر بالکل خلاف ہے کہ کسی کے مقبرہ
کو جو کہ اُنکے آقا اور مالک کا کوئی کھدوا دے اور وہ نہ بولین بدین سبب وہ پہلے ہی سے اقرار نامہ
تحریر کرا چکے ہین جسمین یہ بھی شرط ہے کہ ہم کوئی تمہاری عمارت شاہی یا مساجد یا مقبرہ یا مدارس سے
غرض نہین رکھین گے اُسکا تمکو اختیار ہے پھر اُسی پر دست اندازی کی جاوے یہ کیونکر وہ لوگ گوارا
کرینگے ہمکو بخوبی معلوم ہے کہ آپکو چند لوگون نے اس امر پر اغوا کیا ہے وہ آپکی جان و مال کے دشمن ہین
اور آپکی ترقی کے خواستگار نہین ہین اس امر مین دو سبب ہین کہ جو اُنکو منظور ہین ایک تو یہ کہ آپکے
اور اہل شہر کے فساد ہو اور کشت و خون ہو دوسرے یہ کہ اہل اسلام کی ذلت ہو اور وہ بذلت و خواری
آپکے ہاتھ سے نکالے جائین تو ہمکو بھی منظور ہے کہ کسی طور سے اُنکا استیصال ہو اور ہمارا ڈنکا بجے
مگر ہر کام کے لیے ایک طریقہ ہوتا ہے اور ساتھ تدبیر کے وہ انجام پاتا ہے یہ امر خیال کرنے کے قابل ہے کہ
ابھی تو عالم مسلمان ہو رہا ہے اور اُنکی کثرت ہے اگر اُنکو خبر ہوگی اور سب ایک مرتبہ اُٹھ کھڑے ہوگئے
تو بڑی خرابی ہوگی کسکو کسکو جواب دیجیگا اور کس کس سے مقابلہ کیجیے گا ایک شہر جو فتح کر لیا
تو کیا تمام ممالک اسلام پر قبضہ ہو گیا اسلیے بہت سے ملک پڑے ہین کہ جنکے قبضہ سے نکل جانے
سے کوئی نقصان نہین ہے وہ یہ خیال کرینگے کہ جب ہم قصد کرینگے فوراً قبضہ کر لین گے اس ملک پر اُنکا
قبضہ ہونے سے تو کوئی اُنکو خیال نہ ہوگا مگر جب وہ یہ سنین گے کہ مقبرہ کھدوا دیا گیا تب ضرور اُنکو خیال
ہوگا اس وقت لشکر کشی ہوگی اور ہر طرف سے سپاہ کی چڑھائی ہوگی آیندہ آپکو اختیار ہے ہماری جو
رائے مین آیا عرض کیا یہ تقریر ارزنگ نے سن کے کہا کہ بدولت کو نہ اہل شہر سے خوف ہے نہ اہل اسلام

سے اگر وہ لشکر کشی کرکے آئے تو میرا کیا بنا سکینگے میں خود اُنپر لشکر کشی کرونگا اُنکی کیا مجال ہے وہ میرا مقابلہ کر سکیں
یہ بالکل خلاف ہے اب وہ بات نہیں ہے نہ لقا کی خدائی ہے نہ مردکی نہ میں ویسا خدا ہوں کہ اہل اسلام سے
خوف کروں اور گئے ڈرکر اپنے قصد سے باز رہوں وہ زمانہ گذر گیا اب اُنکا وہ زور نہیں رہا اب میری
خدائی کا زمانہ ہے بھلا میرا کوئی کیا مقابلہ کریگا اور کیا جہاد کریگا اگر اہل شہر فساد کرینگے تو میرا کیا کر لینگے
میں اُنسے خوف نہیں کرتا ہوں اپنی سزا کو پہونچیں گے اور سب کو میں ایسی سزا دونگا کہ تمام عمر یاد کرینگے
یہ سن کے دیلم تو خاموش ہو گیا اور دل میں کہا کہ یہ اغوا کیا ہوا سختگان کا ہے مگر اسلم نے کہا کہ اے
خداوند یہ امر تو بالکل آپکے قول کے خلاف ہے آپکے ہمراہ وہی لشکر ہے جو کہ ہمیشہ لشکر اسلام سے
بھاگا کیا ہے اور کوئی قوت آپ کو ایسی نہیں ہے جسکے سبب سے آپ اُنکا مقابلہ کریں ابھی کل کی بات ہے کہ بڑے
زور و شور سے میاں مخمور لشکر لیکر خانہ کعبہ پر گئے وہاں تک اُنکو پہونچنا نہ نصیب ہوا راہ میں ایک
چھوٹا سا قلعہ ملا اُس سے جو نوبت مقابلہ کی آئی باوجودیکہ راہ میں ایک اور بادشاہ کو اپنا شریک کر لیا
تھا کہ وہ بھی چار لاکھ سے شریک ہوا تھا اُسکا بڑا شہرہ تھا مگر یہ دونوں ملکر اُس صاحب قلعہ کا کچھ نہ کر سکے
اور شکست کھا کر بھاگے مخمور کو تو پھر یہاں آنا نصیب ہوا اور اُس بادشاہ کو اپنے ملک تک واپس
جانا نہ نصیب ہوا صرف دونوں لشکر اپنے مقام کو واپس گئے اُس وقت خداوند سے اُنکی مدد نہ کی یہ
بخوبی ثابت ہے کہ یہ ساری فتنہ پردازی سختگان کی ہے کہ اُسکو ان لوگوں سے از حد عداوت قلبی ہے وہ یہ
چاہتا ہے کہ کسی صورت سے یہ امر ہو کہ فساد ہو اور کشت و خون ہو یہ تو آپکا سارا فساد ہے دیکھئے سمجھ بوجھ کر
کام کیجئے ہمارے کہنے پر عمل کیجیے ہم آپکے خیرخواہ ہیں اور یہ نہیں چاہتے ہیں کہ فساد ہو جبتک کہ بالکل
آپکو قوت حاصل نہو اُس وقت تک ہم یہ راے نہ دیں گے کہ آپ اپنے کام کریں کہ جس امر سے فساد
ہو یہ جو اسلم نے کہا سختگان نے کہا کہ آپ لوگوں کی تو اُنسے قرابت ہے اور اپنی قرابت کا پاس
کرتے ہیں آپکا میں خون ملا ہے یہ آپکی خون کا سبب ہے جو اس وقت آپ لوگ سفارش کر رہے ہیں
خداوند کوئی اہل شہر کے تابعدار نہیں ہیں اُنکی رعایا نہیں ہیں جو خداوند کا جی چاہے گا وہ کرینگے ضرور
مقبرہ کھدے گا اگر اہل شہر فساد کرینگے تو کریں کیا خوف ہے خداوند کے ہمراہ لشکر کثیر ہے بڑا جم غفیر ہے
کوئی خوف کا مقام نہیں ہے ارزنگ نے کہا کہ ہاں میں ضرور مقبرہ کھدواؤنگا یہ سنکے اسلم و دیلم نے اپنے اپنے
دل میں کہا کہ ضرور اسکے ادبار کا زمانہ آیا ہے ابھی اچھی طور سے فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ یہ فساد اُسنے برپا کرنا
چاہا ہے باہم اشارے سے کہے کہ ہم بھی شریک اہل شہر ہیں یہی باتیں ہو رہی تھیں ابھی تک کوئی تیر وار نہیں آیا
تھا کہ شہر کی طرف سے غل و شور کی صدا آئی اب جو دیکھا کہ یہ صدا کہاں سے آتی ہے اور کیسا شور ہے ارزنگ
بھی یہ صدا سنکے سر اٹھا کیا دیکھتا ہے کہ شہر کی طرف سے لوگ جوق جوق انبوہ انبوہ چلے آتے ہیں ہر ایک کے
ہاتھ میں کوئی نکوئی حربہ ہے اور یہ کہتے چلے آتے ہیں کہ اگر مقبرہ کھدا کیا ہو تو مارو مرند کو اور ہزار ہا گالیاں دیتے
ہوے آتے ہیں کہ ہمنے ایسا خدا نہیں دیکھا کہ جو اپنے قول سے پھر جاے ارزنگ بادشاہ نہیں ہے
یہ کوئی بدنوم ہے کہ صبح کو ہم سے عہد کیا اس وقت خلاف عہد کرتا ہے یہ امر سلطنت سے آج تک کسی بادشاہ
نے نہیں کیا کوئی بادشاہ پیمان شکن نہیں ہوا پیمان شکنی خلاف شان بادشاہت ہے اگر ارزنگ نے
ہمارے کہنے کو مان لیا تو خیر ورنہ ہم ضرور مقابلہ کرینگے ہم تو پہلے ہی اطاعت نہیں کرتے تھے مگر بھلا تو
مجبور کیا گیا کہ تمکو اطاعت کرنی پڑے گی ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ ارزنگ کبھی اپنے قول و قرار پر
قائم نہیں رہیگا کیونکہ چند مفسد اُسکے ہمراہ ہیں جو کہ اُسکو فساد پر آمادہ کرینگے سختگان ایسا مفسد ہمراہ

یہ کہتے ہوئے لوگ شہر کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اس کلام پر ارزنگ کو اور غصہ آیا اور
برہم ہونے لگا اور کہنے لگا کہ جلد تیر اندازوں کو لاؤ دیکھوں اہل شہر میرا کیا کر سکتے ہیں یہ تو حکم دے رہا ہے
اور اہل شہر چلے آتے ہیں یہ حالت ہے کہ اب تو جہاں تک نظر کام کرتی ہے سوا اہل شہر کے اور کوئی نہیں
نظر آتا ہے اور ایک شور و غل ہے اسی مجمع میں ملکہ خورشید خاوری کے بھی ملازم ہیں کہ اس عرصہ میں وہ عمایدِ
شہر کہ جن سے عہد و اقرار ہوا تھا ہو گئے اہل شہر کے مجمع کو دیکھا انکی تقریر کو سن کے یہ لوگ اپنی جانوں پر
کھیل کر اس مقام پر آ گئے کہ جہاں ارزنگ بیٹھا ہوا تھا یہ لوگ جب قریب ارزنگ پہونچے انہوں نے
قصد کیا کہ ہم پاس ارزنگ کے جا کر گفتگو کریں کہ تشنگان نے انکو آتے ہوئے دیکھا خیال کیا کہ یہ لوگ بھی
اسی امر کے لیے آتے ہیں کہ ارزنگ کو منع کریں شاید یہ قریب آ کر منع کریں اور ارزنگ نہ مانے اور یہ حملہ
کریں تو خرابی ہوگی اس سے بہتر ہے کہ انکو اسی مقام پر روکو یہ خیال کر کے کہا کہ اسی مقام پر ٹھہرو اور جو کچھ کہنا ہو
اسی مقام پر سے کہو کوئی قریب آنے کی ضرورت نہیں ہے یہ سن کے ان لوگوں نے کہا کہ ہم تو قریب آ کر
گفتگو کرینگے ہم سب اپنی جان پر کھیل کر آئے ہیں یہ سارا فساد کیا ہوا تیرا ہے ہم ضرور قریب آ کر گفتگو کرینگے
اسکو دو ملم نے کہا کہ کیا ہرج ہے کہ آنے کیوں نہیں دیتے ہو تو کہ اتنی دور سے وہ کیا کلام کرینگے تشنگان نے
ارزنگ سے کہا کہ آنے دو ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ کیا کہتے ہیں یہ لوگ قریب ارزنگ پہونچے سلام کیا اور کہا کیوں آپ نے ہمکو یاد فرمایا
ہے ارزنگ نے کہا کہ میں نے نہیں یاد کیا ہے جس نے یہ تم سے کہا وہ دروغ گو تھا میں تم سے گفتگو کیوں
طلب کرتا عمایدِ شہر نے عرض کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ خداوند نے قصد بتقریب ملک قاسم کے کیا ہے اور
یہی سبب ہماری طلبی کا ہے لہذا جو کچھ ہم عرض کریں اسکو سماعت فرمایئے ارزنگ نے کہا کہ کیا بیان کرتے ہو
انہوں نے عرض کیا کہ ہماری عرض یہ ہے کہ بادشاہ ہو کر آپ کو یہ نہیں لازم ہے کہ آپ خلاف عہد کریں ہم رعایا
ہو کر تو عہد پر قائم رہیں اور آپ والیِ ملک ہو کر خلاف عہد ہوں یہ عہدنامہ موجود ہے اسکو ملاحظہ فرمایئے کہ آپ نے
ہمارے آپ کے کن کن امروں کا اقرار ہوا ہے اسکے ہم بھی پابند ہیں اور آپ بھی ارزنگ نے یہ سن کے
جواب دیا کہ اسکے پڑھنے اور دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھکو سب شرائط یاد ہیں ان شرائط کی تم پابندی
کر سکتے ہو میں بادشاہ بلکہ خود خدا ہوں مگر میں اسکی پابندی نہیں کر سکتا ہوں میں نے جو قصد کر لیا ہے اس سے
نہ پھرونگا اس خاوری کی قبر کو فورا کھدوا ڈالونگا میں فساد سے نہیں ڈرتا ہوں ان عمایدِ شہر نے عرض
کیا کہ اگر آپ نہیں ڈرتے ہیں تو ہم بھی اپنی جان دینے پر آمادہ ہیں کیونکہ ہمارا آپ کا مقابلہ کیا آپ حاکم ہم
رعایا کہیں حاکم اور رعایا سے مقابلہ ہوا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ جسقدر لوگ اس مقام پر موجود ہیں جو آپکے روبرو
جب قتل ہو لینگے تو یہ قبر کھدے گا اتنا ضرور ہوگا یہ عرض کئے دیتے ہیں کہ اسکے پہلے بھی خدمت عالی میں
گستاخی ہوگی جب آپ اپنے عہد پر نہیں قائم رہتے ہیں تو ہم کیوں رہنے لگے ہم بھی اپنے عہد کو توڑ ڈالینگے
اور اسکے خلاف کرینگے اتنا امر اور ہماری جانب سے عرض ہے وہ یہ ہے کہ بھلا یہ کون سے مذہب میں روا
ہے کہ مردے پر ظلم کیا جائے اگر وہ زندہ ہوتے تو البتہ یہ امر تھا یہ تو کسی مذہب میں نہیں درست ہے یہ
خیال فرمایئے کہ جب یہ خبر تمام ممالک اسلام میں پھیلے گی اس وقت یہ ہوگا کہ کل اہل اسلام لشکر کشی کرینگے
اس وقت آپ کے لشکر کو دقت ہوگی آپکو یہ زیبا تھا کہ جب کل ملکوں پر قبضہ کر لیتے اس وقت یہ حرکت
زیبا تھی ہم لوگ تو اپنی جان پر کھیلے ہوئے ہیں ہمکو کب یہ امر گوارا ہوگا کہ ہمارے آقا کی نسبت سے
ہم بہ ہدایت پر ہوتے انکے مقبرے کو کھدنے دیں اور ہم خاموش رہیں یہ تو کبھی نہ ہوگا ہم لوگ پہلے تمام ہونگے
بیلچوں کے نیچے اپنے سر رکھ دینگے جب ہم سب قتل ہو لینگے اس وقت آپ کو اختیار ہے اب آپ صاف صاف

دیے مجاہین سے گئے جو ایسا جہان مقبرہ بین لگا تو یہ قول ہی جو کہ بد ہوتے اور کم لیاقت ہین وہ سیکڑون کی لیاقت کے
رستے ہین اور عمرا ارزنگ سے لوگون نے ایک مقبرہ لاکر استادہ کر دیا ہی سب سردار ارزنگ کے
قریب بیٹھے ہوئے ہین مجاکان کرتا ہی کہ بندا و بندا اسلم وغیرہ کو طلب کر کے حکم سمجھا دیجئے ارزنگ نے
حکم دیا ہی کہ اسلم و دیلم کو بلا لاؤ لوگ آنکے بلانے کو چلے ہین یہان جو لوگ کہ ملکہ خورشید خاوری کے
ملازم تھے وہ اسی وقت مخل ہو گئے یہان ملکہ رو رہی تھی اپنا حال تباہ کر رہی تھی کہ ان دونون میں نے مجاہد کو
بلا کر کہا کہ ہم اس مقام پر گئے تھے تمام اہل شہر جمع ہین اور آمادہ فساد ہین پہلے تو ارزنگ کو خوب
سمجھایا جب اسنے نہ سنا تو یہ قصد کر دیا گیا ہی کہ مقابلہ کرینگے چونکہ اسنے جو اہل شہر کو آمادہ فساد دیکھا
اور یہ خیال کیا کہ رات ہو گئی ہی بدین سبب اس وقت تو اسنے ملتوی رکھا ہی صبح کو جب وہ قصد
کھودنے کا کریگا اسی وقت اہل شہر فساد کرینگے باقی خیریت ہی مجاہد ارسلے جا کر ملکہ سے عرض کیا کہ حضور
کے جو نوکر پیراسے دریافت خبر گئے تھے وہ حاضر ہوے ہین یہ سنکے ملکہ نے برقت کو طلب کیا
اور فرمایا کہ کیا خبر لائے ہین اسنے کل واقعہ جو انہون نے اس سے کہا تھا عرض کیا ملکہ نے کہا خدا
اہل شہر کو جزاے خیر دے کہ جنکی وجہ سے اسوقت میرے بیٹم کا مقبرہ کھدنے سے بچ گیا خدا کوئی نکوئی
اب ضرور ایسا سبب پیدا کریگا کہ جو کہ اس امر کا ضرور مانع ہو اسنے کہو کہ تم لوگ اسی مقام پر جاؤ اور اہل شہر کو
میری جانب سے دعا کہنا اور کہنا کہ تم لوگون نے بہت بڑا احسان کیا خدا تمھاری ہمتون مین ترقی
دے اور تمھارے حسب دلخواہ کام ہو خدا کرے تم ارزنگ پر ظفریاب ہو مقبرہ نہ کھدنے پائے
مین تمام عمر احسانمند رہونگی مجاہد ارسے جو کہ ملکہ نے فرمایا تھا آکر ان سب سے کہا وہ اسی وقت وہان سے
اس مقام پر آئے اور ایک مقام پر کھڑے ہوے اور پکار رہے ہین کہ اے اہل مجمع آگاہ ہو کہ ہم
ملازم ہین ملکہ عالم کے جو کہ والدہ ہین ان صاحب مقبرہ کی انھون نے آپ لوگون سے کچھ ارشاد
کیا ہی یہ جو ان لوگون نے کہا سب اہل شہر انکی طرف متوجہ ہوے اور کہا کہ کیا ملکہ عالم نے ارشاد
فرمایا ہی وہ بیان کرو کہ ہم اسکو بسر و چشم بجا لائین ملازمین ملکہ نے کہا کہ ملکہ عالم نے آپ سبکو دعا
کہی ہی اور فرمایا ہی کہ خدا تمھاری ہمتون مین برکت دے کہ تم نے مجھ رانڈ بیوہ کی پرسش کی اور میرے بچے
کے مقبرے کے بچانے کی کوشش کی یہ احسان تمھارا میری گردن پر تمام عمر رہیگا اور مین اس بار احسان
سے تمھارے سبکدوش نہ ہونگی خدا انکو اسکی جزا عنایت کریگا اب میری یہ دعا ہی کہ تم آپ پر ظفریاب ہو اور
ارزنگ تمھارے ہاتھ سے قتل ہو خدا تم سب کی عمر دن مین ترقی عطا کرے اولاد کو زندہ رکھے یہ جو ان
لوگون نے کہا تمام مجمع مین کہرام پڑ گیا ہر ایک کی آنکھون سے دریا سے اشک روان ہوا ہر ایک نے
اپنی اپنی جگہ یہ خیال کیا کہ خدا کسی فرد بشر پر وقت بد نہ ڈالے خواہ وہ امیر ہو خواہ فقیر خواہ گدا ہو خواہ شاہ
افسوس کا مقام ہی کہ یہ وہ ملکہ ہی کہ جنکی عزت خود خسرو خاوری آسکے والد بزرگوار کرتے تھے
جب انکی سواری نکلتی تھی تو ہزارون سوار و پیادے ہمراہ انکے ہوتے تھے ایک تو یہان یہ تشریف
کب رکھتی تھین جو سوار ہوتین سواے محلات صاحبقران مین شاید کبھی کبھی جب یہان تشریف لائین تو یہ
اتفاق سے ہوتے تھے کبھی آجتک یہ نہین سنا کہ ملکہ نے فلان خواص کو ناراض ہو کر نکال دیا وہ عادل
بڑی ہین جبسے انکے شوہر نظام شاہ نے انتقال کیا اور یہ وہان سے تشریف لائین پھر نہ تشریف لیکئین
نہ اس دن سے سوار ہوئین سواے ایک روز کے کہ جبکہ ہمارے آقا ملک قاسم نے انتقال کیا اور
یہ مکان قریب مقبرہ طیار کرایا پس جب آپ یہین تشریف لائی تھین تو سوار ہوئین مگر وہ بہت دنون تھا گو کہ

گو کہ خدا کا دیا سب کچھ موجود تھا مگر کچھ خیال بھی نہ کیا اور نہ ہمراہ لیا جس دن سے اس محل مین آئی ہین صومعہ کے
مقبرے کے اور کسی مقام پر تشریف نہین لے جاتی ہین مگر یہ بھی نہین معلوم ہوتا ہی کہ کب تشریف لیجاتی ہین
اور کب نہین نہ کوئی ملک سے غرض رکھتی جسکی بانی نام صاحبقران ملک خاور کی حکومت کرگئے کوئی
انکو غرض نہین گو آپ انکے خاندان سے یہ بھی بادشاہ تھے مگر کوئی ملک و مال سے مطلب نہ تھا افسوس جس
ملکہ کی یہ عزت و توقیر ہو وہ یون ناچار و مجبور ہو اور ہمکو اسطور سے پیام بھیجے یہ گردش فلکی ہی یا یہ کہ ہم لوگ
اسکے در دولت پر اپنی التجا لیے جاتے تھے اور ہماری حاجت روائی ہوتی تھی یا اب وہ ہم سے خود التجا کرتی ہی
یہ زمانے کا انقلاب ہی جاے حسرت و افسوس ہی مقام عبرت ہی یہ ہر ایک نے خیال کرکے کہا کہ اے
ملازمین ملکہ ہماری جانب سے ملکہ کی خدمت مین عرض کرنا کہ اے ملکہ عالم آپ یہ کیا فرماتی ہین ہم غلامون نے
کیا ایسا کام کیا ہی کہ یہ کلام آپنے ہماری نسبت اپنی زبان سے فرماتے ہین آپکا ہمپر خود احسان ہی کہ جو
آجتک ہم سے ادا نہو سکا اور نہوگا اور ہم سب تو آپکے غلام و جان نثار ہین جہان پر خدا نخواستہ تصدیع
کا سبب گر سے تو ہم اپنا خون گرائین اس مرتد کافر ارزنگ کی یہ بھی حقیقت تھی کہ وہ اس شہر پر قبضہ کرسکتا
مگر یہ گردش فلکی تھی یا یہ بھی اقبال ہی کہ ہم ایک کافر کی اطاعت کرتے جن وجہون سے اطاعت کی اسنے ہم اسکے
خلاف کیا اب یہ بھی لیاقت رکھتا ہی کہ وہ مقبرے کی جانب بہ نگاہ کج دیکھ سکے جبتک ہمارے تن مین
جان ہی جب ہم نہونگے اس وقت اسکو اختیار ہی یہ کہکر اسنے اور سبنے یہ صلاح کی کہ اب صبح کو جاکر لڑا دو
کفار کو مقبرے کے پاس سے ہٹا دو یہ صلاح کرکے ہر ایک اپنی زندگی سے مایوس ہوکر خاموش ہو رہے
تھے ادھر یہ حال ہی ادھر اس کے نوکرون نے جاکر اسلم و دیلم سے کہا کہ خداوند یاد کرتے ہین اسلم و دیلم چین
بر جبین اپنے مقام پر سے اٹھ کر آئے ارزنگ کو دیکھا کہ تخت کے اوپر بیٹھا ہوا ہی ممکنون استادہ ہین
اور سرداران بھی حاضر ہین شکستگان بھی موجود ہین یہ شکستگان کو دیکھکر افروختہ ہوئے قریب ارزنگ کے پہونچکر
یہ بولے کہ کیون ہمکو طلب کیا ہی ارزنگ نے کہا کہ آپکے تشریف رکھئے اسقدر افروختہ نہ ہو جئے تو مین
کہون اسکو سنئے اور انصاف سے کہیے اسلم و دیلم نے کہا کہ فرمائیے یہ کہکر دونون بھائی کرسیون پر بیٹھ گئے
ارزنگ نے کہا کہ بڑا امر تعجب ہی کہ آپنے اہل اسلام کی شکست کی اور میری رفاقت ترک کرنے پر کمر باندھی
گو کہ یہ تخت و حکومت آپ ہی دونون بھائیون کے سبب سے مجھکو ملا تھا لیکن مین اسکو قبول نہین کرتا تھا سبب
بہت آپنے اصرار کیا تب مین نے مجبور ہو کر قبول کیا اور اب آپ ایسا خفا ہو گئے ہین کہ آمادہ
فساد ہوتے ہین اور اتنی سی بات پر اس وقت کیا کیا کلام کیے ہین لیکن اگر میری حکومت سے آپکو
انحراف ہی تو یہ تاج و تخت حاضر ہی اگر انحراف نہین ہی تو مین حکم کرون اسمین آپ لوگ دخل ندین اور
اور یہ جو اس وقت آپنے بطور طعن کے کہا کہ ابھی کیا شوکت بہم پہونچی ہی جو اسطرح مغرور ہو رہے ہو اگر تمام اہل اسلام
ایک مرتبہ اٹھ کھڑے ہون تو جواب دینا مشکل ہو اور کس کس سے مقابلہ کروگے تو یہ جو مین کرتا ہون یہ طاقت
آپکے بھروسے پر اور اہل اسلام سے جو تنہا مقابلہ رکھتا ہون تو مین صرف آپکے سبب سے یہ خیال
کرتا تھا کہ آپ ایسے لوگ جری اور دلاور میرے ہمراہ ہین بھلا کون مجھکو شکست دے سکتا ہی اور کون میرا
مقابلہ کر سکتا ہی جب آپ یون پہلو تہی کرینگے اور آپس مین مقابلہ کرینگے تو کیون ترقی ہونے لگی خیال
کرنے کی جگہ ہی کہ آپ نے سنے والد کے ساتھ میرے والد نے کس صورت مین دم توڑا آخر کو جان دی آپ کیسے
انکے فرزند ہین ابھی ارزنگ یہی کہہ رہا تھا کہ شکستگان بول اٹھا کہ یہ تو وہی اسلم کی سی بات ہی جو کہ اپنی
خوشی کو آپ مارتا ہی یہ کلمہ اسلم کو بہت ناگوار ہوا اور بہ نظر قہر شکستگان کی طرف دیکھا اسکے یہ کلام

کرنے سے تمام سرداروں مین نقشہ پڑا مگر اسلم اُنکی طرف دیکھتا خاموش رہا بختگان بھی یہ دیکھکر خاموش ہو رہا
گو کہ اُسکا قصد تھا کہ کچھ اور کلام کرون مگر اسلم کی اس نگاہ قہر کے دیکھنے سے خاموش ہو گیا اور زیاک
نے بختگان کی طرف دیکھکر کہا کہ تمسے کس نے کہا تھا کہ تم کلام کرو بس اب جبتک ہم کلام کرتے ہین
تم نہ بولنا یہ بختگان سے کہکر طرف اسلم و دیلم کے متوجہ ہوکر یہ کہا کہ یہ جو آپنے اس وقت فرمایا کہ تمہارا
لشکر جو کہ خانۂ کعبہ گیا تھا اُسنے ایک چھوٹے سے قلعہ پر شکست کھائی سردار اُسکا قتل ہوا آپکا آپ نے
کیا کر لیا اُسکا یہ سبب تھا کہ وہ کوئی سردار زبردست نہ تھا نہین وہان یہ تھا کہ اُس لشکر کے ساتھ مین بھی
بھاگا ہوتا تو یہ کلام اُس وقت زیبا تھا اور یہ بھی آپکو معلوم ہوگا اُس لشکر کو کس نے شکست دی کیا ہر کس
آپنے سنا ہوگا کہ شہریار پسر ایرج نے فرنگستان سے آکر شکست دی ہے جو یقین کرتا ہون اگر مین وہان
ہوتا تو ضرور وہ بھی قلعہ ہاتھ آتا اور آپ مثل بہرام کے شہریار کو زیر کرتے اسی طور کی چاپلوسی اور خوشامد
اور ننگ اسنے کی ان سب باتون کا اسلم و دیلم نے یہ جواب دیا کہ یہ سب باتین تو صحیح ہین یہ جو کہا
کہ ہمیشہ آپکے باپ ہمارے باپ کے ہمراہ رہتے تھے یہانتک کہ جان دی تو آپکے باپ نے کبھی ایسی
حرکت نہ کی جو انکے خلاف ہوتی تھی تو آپنے انکے بزرگون کی قبر کھدوانے پر آمادہ ہوئے جو انھون نے کہا
وہ انھون نے منظور کیا جو بات کہ نقصان کی دیکھی اگر انھون نے منع کیا کہ ابھی اس امر مین نقصان ہے تو
فوراً منظور کرلی یہ امر نہ تھا کہ کوئی لاکھ سمجھاے مگر خیال مین نہین آتا ہو اگر یہ امر آپکے خیال مین تھا کہ ہم
یہ جو کرتے ہین انکے بھروسہ پر کرتے ہین بقول آپکے تو پھر یہ آپکو خیال کرنا تھا کہ جبکہ حقیقت آپکو
منع کیا تھا کہ ابھی رہنے کا موقع نہین ہے کیونکہ اسمین فساد ہے اور کشت و خون ہوگا بس یہ خیال کرنے کا
مقام تھا کہ جنکے بھروسے پر یہ امر کرتے ہین وہ تو ہمکو منع کرتے ہین کوئی تو وجہ ہے کہ ایک کم عقل
کے کہنے پر آپنے ہمکو بھی جواب صاف دیا بقول آپکے اگر ہم لوگون کے سبب سے آپ اہل اسلام
سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہین اور بیشک ہم نے بھی آپ سے یہ اقرار کیا ہے اور اسی سبب سے آپکو
بادشاہ کیا بلکہ آپکی خدائی کے قائل ہوے کہ یہ خاندان خداوند سے ہین انکی عزت کرنا چاہیے اور
جو جو ملک کہ انکے باپ دادا کے اہل اسلام کے قبضہ مین ہین اُنکو لڑکر اُنپر قبضہ کرنا چاہیے اور انکو قبطول
خدائی پر لیجا کر بٹھانا چاہیے مگر یہ امر رفتہ رفتہ سر انجام پائیگا نہ یہ کہ ایک مرتبہ سب بیٹھ جاے اس طور کی
زیادتی ہوگی تو اور ملکون کے باشندون کو کان ہو جاینگے کہ جہان انھون نے شاہ و اقرار کیا اُسنے تو یہ
برتاؤ کیا اب ہم اسلیے جس طور سے ہو مقابلہ کرکے انکو ہٹا دین پس ہر ملک پر بڑی ہنگامہ و جدل ہوگی
قبضہ مشکل سے ہوگا اور ہم لوگ کبتک مقابلہ کرینگے اور جب اس ظلم کی خبر کل اسلام کو ہوگی ایک مرتبہ
سب لشکر کشی کرینگے اس وقت مین کیونکر ہر ایک کو جواب دینگے ایک کی دوا دو دو کی دوا چار اور ہزارون کا
کیونکر علاج ہوگا وہ جو سنا ہوگا قطرہ قطرہ سیلے و ذرہ ذرہ خیلے جو کام رفتہ رفتہ ہوتا ہے وہ بہت خوب ہوتا ہے
ایک مرتبہ مین بہت خرابی ہوتی ہے طریقہ زمانہ سابق کے شاہون کا یہ تھا کہ جہان انھون نے کسی ملک پر قبضہ
پایا تو اسکی رعایا سے وہ برتاؤ کیا کہ وہ خوش ہوئی اور اورون کو یہ خیال ہوا کہ اسی طور سے ہمسے بھی برتاؤ
کیا جائیگا بس انھون نے رفتہ رفتہ لشکر کشی کرنا شروع کی اُنکے قبضہ مین ملک آتے گئے یہ تو کوئی
بات جھوٹ نہین ہے اہل اسلام کے طریقہ کو دیکھیے کہ انھون نے کیونکر آہستہ آہستہ سب کو ترقی دی ہے کہ
جو جس ملک کی رعایا نے کہا بادشاہ نے اسپر عمل کیا جو شہر الٹا اسنے بھی اسکو پورا کیا کبھی رعایا پر ظلم نہین
کیا کبھی انکے مقابر کو نہین کھدوایا لیں کسقدر ترقی ہوئی آپکے دیکھنے کی بات تھی کہ جس پر آپکے باپ دادا

لقا نجدائی کرتے تھے وہ خطوط ابھی تک موجود ہین گو کہ اہل اسلام کا قبضہ ہوگیا ہی اگر وہ چاہتے تو قصدا وہ لیتے
مگر انھون نے برائے یادگاری کے رہنے دیے تاکہ جو لوگ آئین دیکھین کہ لقا اسیر ہوکر فدائی کرتا تھا
پس ہمیشہ ایسے ایسے خیالات سے منع کیا تھا دوسرا امر یہ ہی کہ یہ صاحب مقبرہ ہمارا بزرگ بھی تھا ہمکو اسکا بھی
خیال تھا کہ جو یہ سنتے گا کہ ملک قاسم کا مقبرہ کھد گیا اور اسکے پوتے موجود تھے گو کہ وہ کافر تھے مگر انکو
خون کا تو پاس کرنا تھا اسکے لشکر کے بادشاہ نے یہ ستم کیا وہ دیکھا سکے مرنے کیا کیا تھا جو انھون
نے کچھ اسکا تدارک نہین کیا اور منع بھی نہین کیا پس ہم آپ سے صاف صاف کہتے ہین کہ اگر آپ اس
خیال سے درگذر کیجیئے گا تو ہم آپکے شریک ہین ورنہ ہم بھی آپ سے فساد کرینگے گو کہ ہمارا یہ قصد کبھی نہین
ہی کہ ہم مذہب اسلام قبول کرین مگر جہانتک ممکن ہوگا مقبرے کے بچانے مین کوشش کرینگے اور ہماری
تو تقبول کیجئے گا ان سے اس ہاتھی کی مثل ہی جو کہ اپنی فوج کو مارتا ہی پھر جو ہو جبکہ آپ اپنے قول سے نہین
پھرتے ہین تو ہم کیونکر اپنے قصد سے پھرین اور اپنے ایک بزرگ کے مقبرے کو کھدجانے دین یہ سنکے
ارزنگ نے کہا کہ اگر تم لوگ اپنے قصد کو نہین فسخ کرسکتے ہو تو مین کیونکر اپنے قصد کو فسخ کرون مجھکو
کچھ خوف نہین ہی پس اگر تمکو فساد منظور ہی تو مین مجبور ہون گو یہ قول تمہارا درست ہی کہ اگر پہلے ہی ملک پر ظلم
ستم کیا جائے گا تو دوسرون کو کیا ہو سکے وہ اطاعت کرنے مین ضرور کوتاہی کرینگے مگر مین اب مجبور ہون
کہ ایک حکم دے چکا ہون کیونکر اسکے خلاف کرون چاہے اسمین جو کچھ خرابی ہو مجھے خوف نہین ہی مین ضرور
ضرور مقبرے کو کھدوا دونگا اسلم نے برہم ہوکر کہا کہ بڑا فساد ہوگا ارزنگ نے کہا کہ مین فساد سے نہین
ڈرتا ہون میرے پاس بھی لشکر کثیر ہی یہ اہل شہر میرا کیا کرینگے ایک حملہ مین سب کے سب فرار
کر جاینگے یہ جو تم جمع کرکے آئے ہین یہ مجمع بوقت سحر دکھائی بھی نہ دیگا دیلم نے کہا کہ یہ تو ضرور ہی کہ آپ لو
گون نے ایسی بات بنائی ہی کہ آپ اسکے خلاف نہین کرسکتے ہین خیر جو چاہو کرو ہم سے وہ کرنے ہم آپکو
مجبور نہین کرتے ہین کہ آپ ہمارے کہنے پر عمل کرین کسی کی یہ مثل ہو اور مثل مشہور ہی کہ مثل اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا
راگ سحر کے وقت یہی ہوگا ارزنگ نے جواب دیا بہ دل وجان منظور ہی یہ کہکر ارزنگ خاموش ہو رہا
اسلم و دیلم بھی خاموش ہوکر اپنے مقام پر بیٹھے رہے اس قصد سے کہ بعد تھوڑے عرصے کے یہان
سے روانہ ہونگے ارزنگ نے سردارون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ لشکر مین اسی وقت حکم پہونچا دیا جا
کہ بوقت سحر کل لشکر طیار ہوکر اس مقام پر آئے اگر کوئی راہ مین روکے تو نصف لشکر اس سے مقابلہ
کرے اور نصف یہان آئے اسلم و دیلم نے دیکھا کہ ضرور اب تو فساد ہوگا انھون نے بھی قصد
کر لیا کہ جو ہو ہم ضرور اہل شہر کی شرکت کرینگے یہ دونون تو خیال کر رہے ہین ابھی کوئی سردار ارزنگ کے
پاس سے اٹھکر طرف لشکر کے نہین گیا ہی اس عرصہ مین تمر دار بھی آگئے ہین وہ ایک جانب حکم کے منتظر بیٹھے ہین
انکو تو اسی فکر مین رکھا جاتا ہی اب حال خواجہ حسین کا تحریر ہوتا ہی کہ یہ جو تمام اسباب اپنا سرا مین رکھکر اور
اپنے غلامون کو اپنے ہمراہ لیکر طرف مقبرے کے چلے تھے راہ طی کرکے اس وقت پہونچے کہ جبکہ ارزنگ
اس نصیحت سے یہان ٹھہرا کہ مین صبح کو مقبرہ کھدوا کر یہان سے جاؤنگا اور وہ تقریر اسلم و دیلم سے ہوئی
جو کہ مختصر بیان ہو چکی ہی اور وہ طیاری لشکر کا حکم دے چکا ہی ابھی تک اسلم و دیلم اسی مقام پر ہین کہ یہ بھی
پہونچے دیکھا انھون نے اہل شہر کا اسقدر مجمع ہی کہ راہ نہین ملتی ہی دشمن پاس سے لڑنے سے [illegible]
ہر شخص کا [illegible] اس مقام پر [illegible] راہ مین جو مکان اہل شہر کے ملے تھے تو انھون نے دیکھا تھا کہ انکے [illegible]
عورتین [illegible] بیٹھی ہین اور ارزنگ [illegible] اسکے اہل لشکر [illegible] بڑی بڑی [illegible] انکے ہاتھون مین

خواجہ نے اس وقت یہ خیال کیا تھا کہ بڑا فساد عظیم اس شہر مین ہوگا بڑا بلوہ ہو گا غدر مچیگا یہان کے زن ومرد
دونون بڑے مذہب کے پکے اور صاحب جرأت اور اپنے ملک کے خیر خواہ ہین یہ ابھی خیال مین
غرق اسی مقام پر پہونچے اہل شہر کا مجمع دیکھا کہ انکو اور خوف ہوا اور افسوس کیا کہ جائے افسوس
ہی کہ یہ لوگ یون قتل ہون افسوس ہی کہ کوئی انکی مدد کرنے والا نہین ہی صرف دو ایک دمون کے نہ ہونے
سے یہ فساد ہی اگر رستم ثانی یا شہریار یا ایرج نامدار یا صاحبقران ہوتے تو یہ فساد کیون ہوتا یہ اسی
فکر مین غرق اور افسوس کرتے ہوئے مجمع کو طی کرتے ہوئے اس مقام پر پہونچے کہ جہان ارزنگ
مع سردارون کے بیٹھا ہوا تھا روشنی از حد تھی کہ ارزنگ کی نگاہ خواجہ پر پڑی اپنے تشنگان سے کہا کہ
یہ کوئی تاجر ہی اسکو طلب کرو تاکہ اس سے کچھ حال اہل اسلام کا دریافت کرین کہ وہ کس خیال مین ہین اور کہان
ہین یہ تاجر مجھکو نیا وارد معلوم ہوتا ہی اور یہ رات بھی تمام ہوگئی تشنگان نے ایک چوبدار سے کہا کہ وہ جو شخص
ہی چند غلامون کے اہل شہر کی طرف جاتا ہی اسکو بلا لاؤ وجہ یہ تھی کہ خواجہ حسین طرف سے مجمع کو
دیکھتے ہوئے اسی طرح جاتے تھے کہ جہان اہل شہر قیصر کے گرد جمع تھے تو سامنے سے ارزنگ کے ہو کر چلے
گئے اسنے دیکھ لیا چونکہ یہ سوداگری لباس پہنے تھے اس سبب سے اسنے یہ گمان لیا کہ یہ تاجر ہی پس
اسنے طلب کیا وہ چوبدار تشنگان سے یہ کلام سن کے اور ایک گرا کے قریب آیا اور کہا کہ اے سوداگر
چلو تمکو ہمارے خداوند طلب فرماتے ہین یہ سن کے خواجہ حسین نے دل مین خیال کیا کہ چل کر دیکھو کہ
ارزنگ کیا کہتا ہی چلو شاید کوئی تدبیر چل جاوے اور یہ قصہ اسکا فیصل ہو جاوے پس یہ اس چوبدار کے ہمراہ
اس مقام پر آئے کہ جہان ارزنگ بیٹھا ہوا تھا کہ چوبدار خواجہ کو لیکر پہونچا خواجہ نے ارزنگ کو سلام کیا
ارزنگ نے حکم بیٹھنے کا دیا خواجہ حسین سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گئے غلام انکی پس پشت ایستادہ
ہو ادب کھڑے ہو رہے ارزنگ نے خواجہ کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہی خواجہ نے جواب دیا
کہ اس خاکسار کو خواجہ حسین کہتے ہین ارزنگ نے کہا کہ مین نے تمکو جو دیکھا تو خیال کیا کہ تم تاجر ہو
پس فوراً میرے دل مین آیا کہ تمکو طلب کر کے کچھ ممالک اہل اسلام کا حال دریافت کرون اور یہ دریافت
کرون کہ آج کل لشکر اسلام کہان ہی کیونکہ میرا قصد ہی کہ مین یہان کی مہم سے فراغت کر کے طرف سبا کل سے
کوچ کرون اور اسپر اپنا قبضہ کرون بعدہ دیگر ممالک اہل اسلام کی طرف جاؤن تو تم حال لشکر اسلام بیان
کرو خواجہ نے کہا کہ مجھکو لشکر اسلام کے حال سے ایک مدت ہوئی کہ خبر نہین ہی کہ کہان لشکر ہی مین تو مدت
سے طرف ظلمات کے گیا ہوا تھا اب وہان سے واپس آیا ہون مجھکو کچھ حال انکا معلوم ہی
خواجہ نے کہا کہ ظلمات سے تم اسی طرف آئے ہو خواجہ نے کہا کہ جی نہین مین جب وہان سے چلا تھا تو راہ مین
ایک اقلیم ملی کہ اسکو اقلیم خورشید یہ کہتے ہین اسمین بارہ ملک ہین ہر ایک ملک مین گیا سب ملکون کو
دیکھا اہل شہر سے جو دریافت کیا کہ یہان کے ملک کے لوگون کا کیا طریقہ ہی انھون نے بیان کیا کہ پہلے تو
کوئی شہر کے باشندے زر پرست تھے کسی نے کہا کہ ہم لقا پرست تھے کسی نے کہا کہ ہم کوہ پرست
تھے لہذا ہر ایک ملک مین گیا اور ہر ایک ملک کا جدا طریق تھا مگر یہ سب نے کہا کہ اب تھوڑے سے عرصہ سے
سب ملکون کا ایک مذہب ہو گیا ہی مین نے پوچھا کہ وہ کون مذہب ہی انھون نے کہا کہ آفتاب پرستی
مین نے دریافت کیا کہ اسکا کیا سبب ہی انھون نے بیان کیا کہ اس اقلیم مین ایک شہر ہی کہ اسکو آفتاب نگار
کہتے ہین اسکا بادشاہ خورشید تھا کہ جسکا مذہب آفتاب پرستی تھا اتفاق سے اسکی ایک لڑکی تھی اسپر خداوند
آفتاب عاشق ہوئے پس خواجہ حسین نے کہا کہ مین نے جو یہ سنا کہ خداوند عاشق ہوئے میرے ہوش جاتے رہے

کہ یکون جلد ہی مین نے اُس سے کہا کہ پھر کیا ہوا اُسنے کہا کہ خداوند نے آسمان پر سے آکر اُسکے ہمراہ عقد کیا اُسکو
اپنے تصرف مین لائے وہ لڑکی نا کتخدا تھی اور حسین بہت تھی پس اُسکے حمل رہا ہی جب اُسکا حمل ظاہر ہوا اُسکے
باپ مان نے اُس سے دریافت کیا اُسنے ظاہر کیا کہ مین خداوند پر عاشق تھی خداوند سے ہمیشہ نیاز
ہوا کرتے تھے آخر کو خداوند میرے پاس آئے میرے ہمراہ عقد کیا یہ حمل اُنکا ہی کسیکو یقین نہ آیا اُسپر تہمت
کی اُسنے کہا کہ مین قسم کہاتی ہون پس اُسنے قسم کہائی وہ آگ سے سلامت نکلی تب سب پر ظاہر ہوا کہ یہ
سچی ہی اُس روز سے اُسکی بڑی عزت کی جانے لگی اور مذہب آفتاب پرستی کو ترقی ہونے لگی بعد نو مہینے
ایک لڑکا پیدا ہوا اُسکا نام مہر جبیس رکھا گیا ہی جب خورشید نے انتقال کیا اُسکو خداوند نے اپنا نائب کیا
اُسکے رہنے کو قلعہ اپنی قدرت سے بنایا آپ خود آسمان پر سے اپنا نائب مقرر کرکے زمین پر تشریف لائے
مین ایک آسمان بنایا ہی اُسپر رہتے ہین جب ہمارے حاکمون کو اسکی خبر ہوئی وہ اُسپر لشکرکشی کرنے لگے آخر کو
انھون نے بھی مذہب آفتاب پرستی قبول کیا ہمکو بذریعہ نامون کے خبر دی پس ہم جب اُنکے حکم کے بموجب
ہماری ہوا خداوند مین نے جو یہ سنا اور جیسی ملک مین گیا ہی حقیقت سنی گئی اور یہ بھی سنا کہ اب اُس
ملک مین بڑے مجمع ہین لوگ آ کے مذہب آفتاب پرستی قبول کرتے ہین پس مجھکو بھی شوق ہوا
اُس ملک کے دیکھنے کا ہوا مین بھی گیا اُس ملک کو واقعی خوب آباد پایا کہ ایسا کوئی ملک آباد نہ تھا ایسی
آبادی مین نے کسی ملک مین نہ پائی جیسی اُس ملک مین دیکھی انسان بہت و بسیر دیکھا پس تہوا جہ سے
اپنا سہرا کو تلاش کرنا کسی سرا کا مسافرون سے خالی نہ ملنا آخر کو عاجز ہوکر شہر کے باہر جاکر قیام کرنے کا قصد کرنا
مکان دوکان پر اسکے کرایہ تلاش کرنا اُسکا بھی نہ ملنا کہ قریب ایک پھاٹک کے سرا کا ملنا اُسمین رات بہر
قیام کرنا بوقت صبح واسطے تلاش مکان و سیر شہر کے نکلنا راہ مین سردارون کی سواریون کا ملنا اور شہر کی
کیفیت و اُنکی سواری کی حالت اور اہل شہر کی خوشی و عمارت شہر و اپنا بذریعہ یاقوت لعل کے مکان لینا
اور جو جو حالت کہ سنی تھی مہر جبیس کی سواری کا حال و خوشخو اور دیگر بادشاہون کا تبع افراق شاہ کی مذہب آفتاب
پرستی قبول کرنا اور اپنا چوک مین دوکان آراستہ کرنا روز مہر جبیس کا آنا کہ دربار مین طلبی ہو اپنا دربار
مین جانا قلعہ کی حالت اور اُسکے عجائبات و منزہات اور آسمان نقلی و کیفیت عمارت طلائی و حالت لعبت
و کیفیت دربار و حال پردہ قدرت و کیفیت خانہ زرق و اپنا قریب پردہ جانا اور گفتگو کا ہونا اور اپنا
اندر پردے کے ہمراہ خوشخو اُسکے جانا نذر دینا مہر جبیس کی حالت اُسکا مال خرید کرنا اور دربار کا برخاست
ہونا اپنا دوکان پر آنا قیمت مال کا چوبدار کا دیجانا اور یہ حکم پانا کہ تم ہر روز دربار مین آیا کرو اپنا جانا ہر روز
اور ولادت مہر جبیس کا جشن ہونا سب اہل شہر و لشکر کی دعوت خانہ عیش مین ہونا خانہ عیش کی حالت اور
وہان کی کیفیت اور دوسرے دن اہل شہر کا عرضی دینا اور مضمون عرضی اُسپر حکم ہونا کہ کل جواب ملیگا اور شہر مین
بموجب حکم مہر جبیس منادی کا ندا کرنا کہ تمام شہر کل زیر گنبد جمع ہو دوسرے دن دربار کا ہونا دستخط جو عرضی
ہوئے تھے اُسکا پڑھا جانا اُس مین مذمت لقا و زہرہ و دیگر خداوندون کی تھی پہر عرضی کو دیکر اہل شہر کا جانا
اور مہر جبیس کا دریچہ گنبد سے سر نکالکر اپنا جمال دکھانا سب کا بیہوش ہونا اُسکے بعد وہ لقر جو کہ
لقا نے بیان کی تھی وہ اور جو لقر کہ دربار مین کی تھی وہ اُس اشتہار کا بخط زہرہ نکالنا جسپر مذمت لقا
و زہرہ و دیگر خداوند تحریر تھی اور اپنا وہان سے کوچ کرکے اُس صحرا مین پہونچنا بیان کیا اور بارگاہ
و علم و لباس کا ماننا بیان کیا ارزنگ نے جو یہ کیفیت سنی کہا کہ یہ سب کارخانے سحر کے ہین
سوائے لقا و زہرہ کے کوئی خدا نہین تھا اور اب سوائے میرے کوئی نہین مین تو یہ جانتا ہون

وہاں جاکر یہ تیاں ضرور کھاوینگے جب ایسے ایسے بادشاہ جو کہ بڑی بڑی قوتیں رکھتے تھے وہاں کے مطیع ہوئے
اور اسکو سجدہ کیا تو انکی کیا حقیقت ہے یہ تو جاتے ہی سجدہ کرینگے اگر وہاں خدائی جتائینگے تو سزا پاوینگے
یہ لوگ سب اپنے دل سے ایسی ایسی باتیں کر رہے تھے کہ خواجہ نے کہا کہ خداوند سماعت فرمائیں وہ واقعہ
یہ ہے جو کہ میں خدمت خداوند میں عرض کرتا ہوں حضور جبکہ میں شہر سے کوچ کر کے بیرون شہر آیا اور کچھ دور
شہر سے گیا ہونگا کہ مجھکو ایک صحرا میں وہ دن تمام ہوا اور ہنگام شام کا قریب پہنچا کوئی گاؤں پھر بیرون باقی
تھا میں نے یہ خیال کیا کہ اسی صحرا میں رات بسر کرو صبح کو یہاں سے کوچ کرینگے لوگوں کو قیام کرنے کا
حکم دیا سب مال و اسباب اترنے لگا میں ٹہلتا ہوا ایک جانب کو چلا کوئی آدھا میل راہ طے کی ہوگی
کہ ایک اور صحرا سے بہار سبزہ زار جو کہ نمونہ فردوس بریں تھا نظر پڑا اس صحرا میں اترا تھا گو وہ بھی
بہشت پر بہار تھا مگر اسکے روبرو کوئی حقیقت نہ تھی وہ صحرا سبزہ زار نہایت وسیع تھا میدان حشر سے
وسعت میں کچھ کم تھا صحرا منازل تک فرش سبزہ شاداب زمین پر گستردہ تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ مخمل سبز کا فرش
ہے گلہائے خود رو رنگارنگ مانند کوڑیا ہے والا صحرائی وغیرہ کے کھلے تھے چشمے بھی جا بجا جاری تھے کہیں
نسرین کہیں نسترن کہیں گل شبو کا تختہ کسی مقام پر گل سرخ کی بہار کسی طرف بیلا و چنبیلی بہنیا رکسی [illegible] پا
و موگرا کسی جانب وہ بیابان و صحرا کیا نمونہ بہشت عنبر سرشت تھا روش پٹری مثل چمن [illegible] ہوئی تھی
اسپر سرخی پڑی ہوئی تھی مہندی کی ٹٹیاں گرداگرد ہر چمن کے کہیں پہ گل مہندی کہیں [illegible] کی
بہار کسی مقام پر اشجار انار کہ انار اسمیں مانند پستان یار کے لگے ہوئے اور دیگر اشجار میوہ دار
قرینہ سے آراستہ بسبب بار اثمار کے ڈالیاں بوسہ زمین کے لئے رہتی تھیں ایک نہر وسط صحرا میں
تھی کہ لب گرداں اسکے باور شفافت کی تھی اسکی پٹری پہیلے رکھے ہوئے تھے اسمیں چھوٹے بڑے
درخت ملے ہوئے تھے نہر میں فوارا لگا ہوا تھا اس میں سے پانی مثل ساون بھادوں کی جھڑی کے گر رہا تھا
ہر رنگ کی مچھلیاں اس نہر میں پڑی ہوئی تھیں گرد نہر کہیں سنبل بل کھا رہے تھے مثل زلف یار کے کہیں
نرگس دیدہ بازی کر رہے تھے مثل چشم نگار کے طائران صحرا مثل کبک و طاؤس کے پھر رہے تھے بلبلیں
چہک رہی تھیں قمریاں بول رہی تھیں فاختہ کا نعرہ حق سرہ بلند تھا وہ صحرا جیسا دل پسند تھا وہ
طائران صحرائی خوش الحانی میں لاجواب تھے اشجار صحرا پر طائر چہچہہ زنی کر رہے تھے سب اپنی زبان میں ذکر خدا
میں مصروف تھے اور ہوا سے مانند آہو و نیل گاؤ کے بکثرت تھے جا بجا صحرا سبزہ زار میں نظر آتے
تھے اور کس خوشی کے ساتھ جست و خیز کر رہے تھے کہ میں کچھ عرض نہیں کر سکتا ہوں حضور اس سبزہ زار کی
تعریف بخوبی تو ہو نہیں سکتی ہے مختصر یہ ہے جو کہ میں چند اشعار آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں نظم

خوب تھا یہ سبزہ زار تھا وہ بن
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
آبشاریں بھی تھیں رواں ہر سو
اسکو خوش چشم ہو رہے تھے سرو
آرہی تھی کہیں سے صوت ہزار
آرہی تھی کہیں ہوا سے سرد
بیل بوٹے یہ تھا نیا جو بن
شگفتہ تھے جست و خیز میں آہو

چلتی تھی وہاں ہوا صبح نفس
لالہ پھولا ہوا تھا نافہ سان
فاختہ کا تھا نالہ کو کو
کہیں رفتار کبک جلوہ کناں
کہیں پھولی ہوئی گلوں کی بہار
کوثر پانے کے وصف کیا ہوں بیان
دامن دشت پہ گرد تھی چکن
کہیں چشمے وہ صاف اور پایاب

سو سنے اس سبزہ پر اگر بیمار
اسکی خوشبو کے تابع فرمان
تھا جو مرغوب سبزہ زار چمن
کہیں غنچہ گل ہی طاؤسان
زعفران کا کہیں تھا تختہ زرد
غیرت یار زلف میرا افشاں
مثل اطفال جو ردوش ہر سو
سوسن زن مثل چشم بےحجاب

بیٹھے آ بیٹھا سے روز وقت جہان
فرحت افزا ایک نفس سا بند
ایک طرف چشم نرگس کہسار
نفس آہو زعنبر لیسب جہان

جسکا تھا ریاض باغ جنان
ہر شجر زان کا نخل گلشن طور
دیدہ دوست کی طرح مشہور

دلربا آبشار کی آواز
ہر شجر رشک سیب عارض حور
وہ درختون پر مرغ خوش الحان

حضور پر خاکسار یہ بہار اور کیفیت سبزہ و نضارت لالہ زار دیکھکر آگے کو روانہ ہوا چند گام راہ طے کی تھی کہ اسی صحرا مین ایک عمارت عالی شان کہ جسکی بلندی کے روبرو بلندی گردون پست نظر پڑی تھی مین طرف اس عمارت کے چلا جب قریب پہونچا ایک بارہ دری دیکھی کہ جسکی دیوارین مینا کاری تھین گنبد اسکا طلائی ہے اسکی ضو آفتاب چمک کرتی ہے محراب اسکی مثل محراب ابرو معشوقان و ستون اسکے مانند ساق حور کے پر نور بردے پڑے ہوے آئینون کا تھون کی ڈوریان پڑی ہوئین روبرو بارہ دری کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا تمام بارہ دری پر جواہر جڑا ہوا تھا مین پردہ اٹھاکر اندر گیا شان تہدا نظر آئی فرش مخمل کا کیا ہوا حاشیہ پر کارچوب بنا ہوا تھا قیمت بہت نادر کاریگری ہوئی تمام شیشہ آلات مثل کنول دیوارگیریان جھاڑ وغیرہ سے آراستہ قد آدم آئینہ لگے ہوے گلدان خوبصورت خوب صورت لگے ہوئین مینر کرسی ہر ایک جا قرینہ سے لگی ہوئی طاقون پر کیا بیان کرنا ہے کی رکھی ہوئین ایک مسند زرنگار آراستہ برابر مسند کے کشتیان عطر کی رکھی ہوئی اسپر نور سے پوشش پڑے ہوے

چند اشعار تعریف مین اس بارہ دری کے آپکے روبرو عرض کرتا ہون **نظم**

تھی جڑا ہر سے سب بھری دیوار
کان تھا وہ [illegible] سے کا
[illegible] طور [illegible] وہ ستون
[illegible] شمع [illegible]
غیرت افزا سے ابر نور وزی
آئینہ ایک ایک برق نسب
موج آئینہ موج شعلہ طور
آئینے سنگ کوہ طور کے تھے

طاق کسرا سے حسن مین وہ چند
صاف تر شا ہوا تھا ہیرے کا
در فردوس سے بھی خوش تر در
ہفتہ ہفتہ تھا ہفتہ خورشید
شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام
رشک رخسار شاہدان جلب
بیش قیمت بھی اسقدر تھے وہ سب
تھا ہر سب ایک ڈال نور کے تھے

تھی جو بارہ دری وہ بناکار
قصر قیصر سے مرتبہ مین بلند
ساق سیمین حور تھے وہ ستون
رشک آغوش حور عین ہر در
سائبان وہ برنگ زر دوزی
صبح جنت مین جیسے نور مدام
خانہ آئینہ تھا منتظر نور
جسکا بیانہ تھا خراج جلب
رود دیوانہ گیسو ان بسیار

لیکن پستان مشاہد دیدار

غلام کیفیت بارہ دری دیکھکر دنگ ہوگیا اور یہ خیال کیا کہ اس مکان مین انکی حفاظت کیونکر ہوتی ہوگی یہ ثابت ہوتا تھا کہ ابھی ابھی کوئی یہان سے اٹھکر پلے سے گیا ہے مین نے دل مین خیال کیا کہ یہ کسی شہریار کا مقام سیرگاہ ہے وہ یہان آکر سیر کرتا ہے اور مشغول شکار رہتا ہے یہ خیال کرکے مین بارہ دری کے اندر سے باہر آیا اور قدرت خدا دیکھا اور تعریف اسکی کرتا ہوا اس خیال سے آگے چلا کہ شاید کوئی اور تماشہ اس صحرا مین ہو اسکو بھی دیکھنا چاہیے تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک دریا نظر پڑا کہ جوش مثل دریاے حشر کے تھا کہ جسکا دوسرا کنارہ ہم آغوش عدم تھا آسمان ایک حباب اسکا معلوم ہوتا تھا چونکہ مین تھکا ہوا تھا گرد و غبار راہ کا منہ پر پڑا ہوا تھا مین کنارے سے بیٹھ گیا منہ ہاتھ دھونے لگا وہ وقت تھا کہ آفتاب قریب غروب تھا کہ اس دریا مین ایک جانب سے کچھ روشنی نمودار ہوئی ناگہ ایسی ضو تھی کہ جسکے روبرو سے آفتاب گرد تھا نظر خیرہ کرتی تھی اسپر قائم نہین ہوسکتی تھی مین اس جانب دیکھنے لگا کہ دیکھا مین نے ایک بجرہ کہ جسپر سائبان زربفتی استادہ ہے اور جگنوؤن طلائی تو ہا ہوا سے کھیلتی چلی آتی ہین عقب مین اسکے اور بہت سی مور پنکھیان ہین کہ اسپر سب دو ترین نازنین سوار ہین

مقام پر یہ فقیر ہو چکا کہ جو کچھ تحریر ہوئی ہے بیان کی رو برو ارزنگ کے پیش کی ارزنگ نے کہا کہ یہ بھی کچھ معلوم ہوا تھا
کہ اس نازنین کی شادی ہو گئی ہے یا کتخدا ہی ہے خواجہ نے کہا کہ ابھی شادی نہین ہوئی ہے جب مین نے اُسکے
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ابھی اُسکی شادی نہین ہوئی ہے کیونکر ہو کہ یہ خیال ہے کہ کوئی نو خاص ہو تو اُسکے
ہمراہ عقد کیا جاسکے ایسے ویسے کے ہمراہ کیونکر ہو ملکہ کا پیوند نہین ملتا ہے جو عقد ہو یہ سبب ہے جو ابھی تک ملکہ کی
شادی نہین ہوئی ہے وہ گوہر ناسفتہ میری راے مین آپ کے قابل ہے ایک تو یہ سبب ہے کہ آپکے اور اُسکے
حسن مین سر مو فرق نہین ہے اگر آپکے پہلو مین بیٹھے تو بہت خوب ہے زینت کاشانہ ہو دوسرے جیسا وہ شوہر
چاہتی ہین اُسی صفت کے آپ ہین اگر وہ بقول اُسکے خداوندزادی ہے تو آپ بھی فرزند خداوند و نبیرۂ خداوند ہین
آپکی تو ایک پشت مین خدائی ہے یہان دو پشتین ہوئی ہین آپ خدائی کرنے آئے ہین باپ خدا تھے دادا
خدا تھے کیسے خدا کہ جنکے قبضہ مین اٹھارہ ہزار ملک باختر تھے یہ مرتبہ اُسکو کب نصیب ہوگا اُسکے قبضہ
مین تو صرف بارہ یا تیرہ ملک ہین جو جو قدرت آپکے دادا نے دکھائی ہے وہ تو کبھی خواب مین بہی کسی نے
دیکھی ہوگی بس یہ تصویر آپکے لائق ہے آپ اسکو لیجئے گو مین قصد رکھتا تھا کہ مین کسی شاہ خواہ شہریار کے ہاتھ فروخت
کرونگا مگر میرے نزدیک آپ سے بہتر کوئی میری نگاہ مین نہین ہے کہ جسکو دون یہ کہکر خواجہ نے وہ
تصویر جو کہ لب دریا کی طیار کی تھی کہ جب ملکہ بجرہ سے اُتر کر مع اپنے خواصون کے کنارے
دریا کے استادہ ہوئی تھی نکالکر ارزنگ کو دی ارزنگ نے لیکر اُسکو جو دیکھا اور غور جو کیا تو دیکھا
کہ ایک نازنین مہر تمکین بصد ناز و ادا لب دریا کھڑی ہے گرد اُسکے خواصین ہین جو تعریف خواجہ نے
کی تھی اُس سے زیادہ اُسکو حسین دیکھا ایک ناوک دل دوز تھا کہ قلب کے پار ہوا دل بیقرار ہوا اُسکے
تیر مژگان نے جگر کو غربال کر دیا یعنے ارزنگ اُس صاحب تصویر پر عاشق و دلدادہ ہو گیا عنان صبر و
قرار ہاتھ سے جاتی رہی بے اختیار ہو کر اور اُس تصویر کی طرف مخاطب ہو کر یہ دو شعر ورد زبان کیے شعر
ساغر اپنی حیات کا چھلکا ٭ تو خبر میری جلد لے ملکہ ٭ تیری الفت سے دل ہوا گھائل ٭ دیکھکر تجکو مین ہوا مائل ٭
یہ شعر پڑھ کر اور تصویر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ مین تو تیرا دیوانہ ہو گیا ہون اس صاحب تصویر پر شیدا
و فریفتہ ہون کیا بانکی چتون ہے کیا سرمگین آنکھین ہین کیا خوب یہ صورت دلپذیر ہے اسکو لقا نے اپنے پیوند
سے بنایا ہے یہ سوداگر سچ کہتا ہے کہ یہ آپکے لایق ہے خواجہ نے کہا کہ گو خداوند یہ تصویر مین نے اپنے
لیے طیار کی تھی مگر اب مین اُس قابل نہ تھا کہ مین عشق و عاشقی کرتا بدین خیال مین نے قصد کیا تھا کہ کسیکو
نذر دونگا کہ اُسکے عوض مین زر کثیر ہاتھ آئیگا یہان جو پہونچا اور آپنے جو حال دریافت کیا فوراً یہ خیال ہوا کہ
یہ تصویر آپکی نذر کرون کیونکہ یہ آپ کے لائق ہے بس مین نے اپنے خیال کے موافق کیا واقعی یہ نازنین
آپکے لایق ہے ارزنگ تو اسقدر محو ہوا کہ سواے تصویر کے اور کسی طرف نگاہ اُٹھا کر نہین دیکھتا ہے تصویر کی جانب
ٹکٹکی بندھی ہوئی ہے لب پر آہ ہے دل مین صاحب تصویر کی چاہ ہے اب کچھ خیال نہین ہے کہ مین کس ضرورت سے
یہان آیا تھا اور کس کام سے یہان پر رات بسر کی ہے اول تو خواجہ حسین نے اسقدر طول دیکر اس قصہ کو
بیان کیا تھا کہ وہ رات اسی ذکر مین تمام ہو گئی تھی اور ارزنگ اسقدر محو ہوا تھا کہ سب خیال فاسد اُسکے دل
سے جاتے رہے تھے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ پہلے چل کر شہر آفتاب تماشا کی سیر کرون اور برجیس کو اپنا
مطیع کرون اُسکے بعد اہل اسلام سے مقابلہ کرون اور جب سے اُس ملکہ کی حالت سنی تھی بغیر تصویر دیکھے
اُسکے دل مین یہ خیال ہوا تھا کہ اُس نازنین کے ہمراہ چل کر عقد کرون جسکی تعریف تاجر کرتا ہے اور جیسے تصویر جو دیکھی ہے
اب تو قصد مصمم ہو گیا ہے حالت جنون بہم پہونچی ہے اب تو قصد اپنا بالکل ہی فسخ کر دیا ہے اور یہ خیال کر لیا ہے کہ بعد اس مہم

سکے یعنی عقد ہوجانے سکے اور ملکہ کے ہاتھ آنے سکے اہل اسلام سے سمجھا جائیگا بڑا ہوشیار ہے اسنے خیال کیا کہ اگر مین
یہان پھنس گیا اور اہل اسلام سے مقابلہ ہونے لگا تو خرابی ہوگی کوئی دوسرا ملکہ کو لے جائیگا ایسی نازنین سکے
بہت سے خواستگار ہین خصوصاً اہل اسلام تو زیادہ تر اور وہ لوگ بڑے زبردست ہین اگر انکو کسی کی زبانی اسکے
حسن و جمال کی خبر مل گئی اور سن لیا اور کوئی عاشق ہوگیا تو پھر ہاتھ آنا محال ہے وہی لیجائیگا چند سبب ہین اول تو وہ لوگ
خود ہی خوبصورت ہین دوسرے جری ہین تیسرے انکو اپنی جان کی کچھ پرواہ نہین ہے وہ لوگ تو جان لڑا دینگے
اور جس طور سے ممکن ہوگا لیجا سکینگے مین ہاتھ ملکر رہجاؤنگا سوا اسکے افسوس سکے کچھ ہاتھ نہ آئیگا وہ لیجا ئینگے الا خوب
مزے اڑائینگے مین رات دن اس آتش غم سے مثل ہیزم خشک سکے جلا کرونگا زندگی دوبھر ہوگی مرنا پڑیگا آب
و غذا ترک ہوگی کچھ اچھا نہ معلوم ہوگا اس سے کیا حاصل یہان کسی کو اپنا نائب کرو اور یہان سے طرف شہر
آفتاب نما کے کوچ کرو ایسی حالت مین مقبرہ نہ کھدواؤ اس مین خرابی ہے وہ یہ کہ اہل شہر تو اگ آباد فساد
ہین اسلم و دیلم علحدہ بگڑے ہوئے ہین اگر کوشش مقبرہ کھدوانے کی کی تو فساد عظیم ہوگا اور یہ ہوگا کہ
برسون اسی مقام پر گذر جائینگے کل اہل اسلام بقول اسلم و دیلم اپنی اپنی لشکر کشی کرینگے اور لشکر لیکر دوڑ پڑینگے
کی جان بچانی دشوار ہوگی میرا اصل مطلب فوت ہوجائیگا بعد ملکہ کے حاصل کرنے سکے پھر اہل اسلام سے
مقابلہ ہوگا ابھی بسبب عشق سکے میرے حواس بھی بجا نہین ہین یہ لوگ کہین بھاگے تو جاتے نہین ہین کہ یہ ملک قبضہ سے
جاتا رہیگا یہ سب کام بعد کو بھی ہوسکتے ہین اگر اس مین تساہل کیا تو ملکہ البتہ ہاتھ سے جاتی رہیگی بس یہ امر خیال کرکے
سنجگان و دیگر سردارون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ بالفعل ماہدولت نے مقبرہ کھدوانے کو ملتوی کیا کہ
کیونکہ اب یہ دماغ خداوند کا بسبب عشق اس نازنین سکے نہین ہے کہ طرف امور ملکی سکے توجہ کرسکے اور جنگ و جدل
کی طرف دھیان کرسکے لہذا بعد عقد ہوجانے سکے پھر مین اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا اب مین سکے تا ہوسکے عقد سکے
اپنے کل ارادے فسخ سکیے اب مین تا امکان اس امر مین کوشش کرونگا کہ عقد ہوجائے کیونکہ دل ماہدولت کا آتش
فراق مین اس صاحب تصویر سکے بیقرار ہورہا ہے سوائے اسکی وصل کے اور کسی امر کا خیال نہین ہے آئندہ جو ہو
سو ہو بس اب ماہدولت اپنی قیامگاہ پر تشریف لیجا ئینگے یہ کہکر اسنے اٹھنے کا قصد کیا کہ نظر تصویر پر جا پڑی آہ کہکر
دل پکڑ لیا اور کلیجہ پر ہاتھ رکھکر یہ شعر پڑھنے لگا نظم حسب حال مقام ہذا

طائر نے آشیان ہے بیقراری اندنون
ہے سلیمان کو مرے جوش جوانی کا غرور
کون کرتا ہے ہماری غمگساری اندنون

ناز پروردہ چمن کے اب اسیر دام ہین
مرکب باد صبا پر ہے سواری اندنون

دل سے کی ہے مشق ضبط آہ و زاری ان دنون
کچھ تو ایسا ہو کہ خاطر ہو ہماری شاد ان دنون
چل بسے ہوش و حواس طاقت و صبر و قرار

پھر یہ شعر کہنے لگا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ٭ دیگر آہستہ برگ گل نفشان بر مزار ما بس نازک ست شیشۂ دل کنار ما
یہ شعر پڑھکر اور تصویر کو لیکر ارژنگ اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کیا کرون میرا اب کسی کام کو جی نہین چاہتا ہے سوائے خیال
معشوق سکے ورنہ مین کبھی بغیر کھدوا لے ہوئے مقبرے سکے یہان سے نہ جاتا خیر پھر دیکھا جائیگا اب تو مین معشوق
سکے پانے کی تدبیر کرون کیونکہ ماہدولت کا اب قصد ہوا ہے کہ اپنی شادی کرین بعد انفراغ عقد ماہدولت اہل اسلام
مقابلہ کرینگے اور اس مقبرے کو کھدوائینگے یہ کہکر کہا کہ تخت اٹھاؤ کچھ دنون یہ مقبرہ اور باقی رہیگا خیر دیکھا جائیگا
بس سب سردار بھی اسیوقت ہمراہ ارژنگ آئے اسلم و دیلم بھی خوش ہوگئے اور سمجھ لئے اپنے اپنے دل مین کہ
اس سودا گر نے خوب یہ بلا اس وقت ٹالی اور خوب مقبرہ بچا یا فی الحقیقت تو بڑا عزادہ ہے گو اسنے بڑھکر ارژنگ سے کہا
کہ خداوند ایک امر میرے ذہن مین آیا ہے وہ یہ ہے کہ اگرچہ یہ لوگ جو کہ تصویر بناتے ہین مصنوعی بھی بناتے ہین لیکن
خواجہ نے یہ مصنوعی تصویر نہ بنائی ہو کیونکہ یہ انداز سے اہل اسلام کا دوست معلوم ہوتا ہے اسنے اس فقرے سے یہ بلا

تباہی ہوئی اگر کوئی اہل شہر سے سوداگر کی صورت بنکر نہ آیا ہو وہ بھی عیار نہ ہو جو کہ بہرام کو لگیا ہو اس سوداگر
سے یہ تو پہلے دریافت فرمائیے کہ یہ تصویر اصلی ہی یا نقلی ارژنگ نے کہا کہ تو بڑا مرشد ہی خیر تیرے کہنے پر
عمل کرتا ہون یہ کہکر ارژنگ نے خواجہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ ای خواجہ جو کچھ تنے بیان کیا یہ اصلی اور
یہ تصویر بھی اصلی ہی اسمین تمہنے کوئی صنعت تو نہین کی ہی خواجہ نے یہ سنکے دست بستہ عرض کیا کہ یہ جو کچھ مین نے
عرض کیا ہی اگر اسمین فرق نکلے یا جو تصویر مین نے نذر خداوندی کی ہی اسمین سر مو فرق ہو جو چور کا حال
وہ میرا حال اگر یہ خوف ہو کہ مین فرار کر جاؤنگا تو مین اس امر سے دست بردار ہوتا ہون کہ مین اپنا مال تجارتی
نہین فروخت کرونگا آپکے ہمراہ لشکر مین رہونگا مگر ایک شرط ہے کہ اگر مین جھوٹا نکلون تو میرا قتل آپ پر
واجب ہی ورنہ اگر سچا نکلون تو جس شخص نے آپ سے عرض کیا ہی کہ یہ تصویر مصنوعی ہی خداوند اسکو میرے
سپرد کرین پہلے مین اس سے اپنے تمام مال کا جو کہ تجارتی تھا اور مین نے اسکے سبب اس امر کے نہین
فروخت کیا کہ مین آپکے ہمراہ تھا جو کچھ نقصان ہوا ہی مین اس سے لونگا اور اسکو پھر قتل کرونگا کوئی مزاحم اور
کوئی میری جان کا خواہان نہو میری۔ ارژنگ نے کہا کہ ہمکو یقین آگیا کوئی ضرورت نہین ہی اس وقت
ارژنگ مع اپنے سردارون کے طرف ایوان شاہی کے چلا گیا شہرہ کہدینے سے بچ گیا اہل شہر نے اسیوقت
سجدۂ شکر ادا کیا اور بہت خوش ہوے ہر ایک نے خواجہ کے قریب آکر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپکا یہ احسان
ہم سبکی گردن پر ہوا کہ آپنے ہماری سبکی جان بچائی خواجہ نے کہا کوئی مین نے یہ امر جان سے نہین کیا خدا نے
اپنی قدرت سے یہ سبب پیدا کر دیا بھائیون کل ہی تو مین وارد شہر ہوا تھا کہ یہان کی خرابی کی خبر ملی مین نے یہی
خیال کیا کہ حل کرین بھی اہل شہر کا شریک ہون یہان پہونچا ارژنگ نے طلب کیا مین چلا گیا آپنے حالات
دریافت کیے مین نے جو دیکھا تھا وہ بیان کر دیا اور تصویر دیدی وہ عاشق ہو گیا سودائے عشق مین یہ بھی
خیال آیا کہ پہلے عقد کرلون تو پھر اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا یہ اس خدا کے کارخانے مین جسنے ہمکو پیدا کیا
اور ہم سبکی پرستش کرتے ہین اور وہ خالق برحق اور رازق مطلق ہی بھائیون شکر کرو کہ یہ بلا بغیر جنگ و جدل
ٹل ہو گئی اور تم سبکا حسب دلخواہ کام ہوا اہل شہر خواجہ حسین کی تعریف کرتے ہوے اپنے اپنے مکان کو
بخوشی و خرمی روانہ ہوے اہل بصرہ اپنے اپنے مقام پر جاکر بیٹھے جو جسنے مراد و منت مانی تھی وہ ادا کرنے لگا
عمائد شہر اپنے اپنے مقام کو گئے جو اہل شہر اپنے مکان مین پہونچا اسکی اہلیہ نے اس سے دریافت کیا
کیا گزری تمہین تو بہت گھبرا اسنے ساری کیفیت بیان کی ہر ایک خواجہ کو دعائین دے رہا ہی تمام شہر مین گھر گھر
خوشی ہو رہی ہی عمائد شہر بھی اپنے اپنے مکان پر جاکے ساری کیفیت اپنے لوگون سے بیان کی وہ لوگ
بھی بہت خوش ہوے نذرین ہونے لگین تمام شہر کا تو یہ حال ہوا ادھر ملازمین ملکہ جو واپس گئے تو محلدار کو
بلاکر کل حال کہا اور کہا کہ ملکہ سے عرض کرنا کہ ہم لوگ انعام کے امیدوار ہین محلدار نے جاکر کل حال ملکہ سے
عرض کیا ملکہ خوش ہو گئی نوبت یہ تھی کہ شادی مرگ ہوجاتے پس اس وقت سب کو انعام دینا شروع کیا
سامان نذر و نیاز کا ہونے لگا ان لوگون کو اسی خوشی مین چھوڑ کے حال ارژنگ کا ملاحظہ ہو کہ اسکو راہ مین
خیال آیا کہ اس تاجر کو کچھ انعام دینا ضرور ہی اسی وقت ایک چوبدار کو روانہ کیا کہ جس تاجر نے ہمکو تصویر دی تھی
اسکو بلا لاؤ کہنا خداوند یاد فرماتے ہین چوبدار آدھر چلا سواری ارژنگ کی طرف دردولت کے چلی زبان پر
ارژنگ کے شعر عاشقانہ ہین سوائے خیال ثریا سے سمیتن کے دوسرا خیال نہین ہی یہ اسکے عشق مین
غرق ہو دریائے عشق مین غوطے کھاتا ہوا چلا آتا ہی شراب الفت ثریا سے سمیتن نے اپنے سے ازخود رفتہ
کر دیا ہی اسکی تو یہ نوبت ہی کہ اسکے حواس ہوش منتشر ہو گئے ہین رنگ سا زرد ہو گیا ہی آنکھون مین حلقے

پڑے گئے ہیں آثار حضرت عشق کے ظاہر ہیں اُدھر اسلم و دیلم و دیگر سردار خوش ہیں مگر حکمگان کو بڑا رنج ہو
دل میں کہتا ہے کہ یہ کیا ہوا یکایک یہ تو ورق اُلٹ گیا بنا بنایا کام بگڑ گیا کیا تدبیر کروں کہ ارزنگ پھر اس طرف
متوجہ ہو اکیا یہ تاجر کہاں سے آ گیا بڑا اسنے دھوکا دیا ضرور یہ کوئی عیار ہے اسنے کیا کیا ایسے ایسے خیال کرتا
ہوا خاموش خواہی میں بیٹھا چلا آتا ہے کہ ناگہ پر رنج بہت سو میانگی ارزنگ قریب ایوان شاہی کے پہونچا اور تخت
سے اتر کر داخل دربار ہوا سب سردار بھی ہمراہ ہیں ارزنگ آکر تخت پر بیٹھا تمام سردار اپنے اپنے مقام پر
بیٹھے مگر حالت یہ ہے کہ ارزنگ نہ کسی سے بات کرتا ہے نہ چپ چاپ خاموش بیٹھا ہے تصویر کو دیکھ رہا ہے اگر بات
بھی کی تو کچھ شعر عاشقانہ پڑھے مجنون ہو گیا ہے یہاں تو یہ حالت ہے اسکو کبھی خبر نہیں کہ دربار میں کون کون ہے اور کون
نہیں ہے یہ بھی نہیں خبر ہے کون کہ کس مقام پر ہوں اُدھر دو چوبدار اس مقام پر کہ جہاں مقبرہ ہے پہونچا دیکھا کہ ابھی
بہت سے اہل شہر ہیں اور خواجہ سے کہتے رہے ہیں کہ اس چوبدار سے کہا کہ آپ کو خداوند یاد فرماتے
ہیں انھوں نے کہا کہ چلو انکو خیال ہوا کہ اپنے کیوں طلب کیا ہے معلوم ہوتا ہے کوئی پیچ حکمگان نے ریشہ اندازی
کی ہے چلو دیکھا جائیگا وہ چوبدار انکو لیکر دولت سرا پر آیا انکو بڑا افسوس ہوا اس مقام کو دیکھکر انھوں نے
اپنے دل میں کہا کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں پرندہ پر نہیں مار سکتا تھا انسان کا کیا مقدور تھا یا یوں ویران پڑا ہے
یہاں اہل اسلام کا قبضہ تھا اسکا ڈنکا بجتا تھا یا اب یہاں ایک کافر حاکم ہے گھنٹہ و ناقوس بجتے ہیں جہاں خسرو
قادر ہی بیٹھکر حکم و احکام جاری کرتا تھا یہ اپنے دل میں خیال کرتے ہوئے اس مقام پر پہونچے کہ جہاں ارزنگ تخت
پر بیٹھا تھا اور دربار جمع تھا اور سب اہل دربار حاضر تھے کہ چوبدار نے عرض کیا خواجہ حسین حاضر ہیں ارزنگ
نے سر اٹھا کر خواجہ کی طرف دیکھا یہ شعر پڑھا شعر ای پیک راستان خبر یار ما بگو احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو
یہ کہکر کہا کہ خواجہ میں نے تمکو اس لیے طلب کیا ہے کہ تمنے اپنی آنکھوں سے میرے یار کو دیکھا ہے میں اُن
آنکھوں کو دیکھ لوں دوسرے میں نے تمکو کچھ انعام نہیں دیا ہے وہ دوں یہ کہکر جو پوشاک کہ اسوقت پہنے ہوئے
بیٹھا تھا کئی لاکھ کی تھی مع تلوار کے خواجہ کو عنایت فرمائی اور کئی لاکھ روپیہ اسکے ہمراہ یہ اس خیال سے
کہ اسنے میرے معشوق کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ایسے شخص کی بڑی عزت کرنا زیبا ہے آپ اور پوشاک
پہنی خواجہ بہت خوش ہوئے اور سب اسباب لیکر دربار سے باہر آئے اور طرف سرا کے روانہ ہوئے
اور سرا میں پہونچکر اپنے مقام پر بیٹھے ملازم خوش ہوئے بھٹیاری نے حال دریافت کیا خواجہ نے کل حال بیان کیا
ملازموں سے کہا کہ کل مکان تلاش کرنا ہم اب کچھ دنوں یہاں قیام کرینگے انکو تو اب یہیں چھوڑتے ہیں اب حال
ارزنگ سنیے کہ یہ دربار میں بیٹھا ہوا ہے سب اہل دربار حاضر ہیں کہ حکمگان کو تاب نہ رہی ایک مرتبہ ارزنگ
کی طرف منھ کر کے کہنے لگا کہ میرے خیال میں یہ امر آیا کہ خداوند نے مقبرہ لہراسپ سے کیوں دست برداری
کی خبر سبائل کی طرف سے تو اس عزم کو فسخ کیا کہ ادھر لشکر کشی کرکے جاتا تھا یہاں کوئی لشکر کشی تو کرنا
نہ تھی صرف زبان کا ہلانا تھا حکم دینے کی دیر تھی کل کام انجام پاجاتا ارزنگ نے کہا کہ تو اتنا بڑا عقلمند ہو کر ہماری
بات کو نہ سمجھا ارے احمق ہمنے اس خیال سے اس امر کو ملتوی کیا کہ اب تو ہمکو سودا سے محبت کی تلاش ہے
اور ہم ایک بت رعنا کے عشق میں مبتلا ہیں اور یہ ہمکو یقین تھا اور ہے کہ بغیر کشت و خون ہوئے مقبرہ نہ کھدتا اور
یہ جنگ و جدل ایسی نہ تھی کہ یہ آج ختم ہو جاتی اسمیں برسوں صرف ہوتے جسوقت یہ خبر تمام ممالک اہل اسلام میں
منتشر ہوتی وہ سب لشکر کشی کرکے ادھر آتے اسی ملک میں خاتمہ جنگ و پیکار کا ہوتا اور کل اہل اسلام
اسی مقام پر قتل ہوتے مجھکو اسقدر کب میسر تھا کہ میں بعد ختم جنگ و جدل اپنے معشوق کی طرف جاتا بس
ہمنے اس خیال سے اس امر کو موقوف کیا کہ بعد عقد و شادی کے ہم اس طرف توجہ کرینگے حکمگان

کہا کہ اب میری سمجھ میں آیا ان کی رائے تو آپ کی بہت خوب ہے اور میرے پسند ہے ارزنگ نے یہ سنکے کہا کہ اب تمہاری
کیا رائے ہے آیا میں یہاں سے کوچ کروں اور قریب شہر ہو کے نامہ تحریر کروں اور اپنے قصد سے برجیس
کو آگاہ کروں کیونکہ میرے دل کو قرار نہیں ہے بغیر کوئے یار کے سخنگان نے کہا کہ میری تو یہ رائے نہیں ہے
بلکہ یہ رائے ہے کہ آپ پہلے اسی شہر سے اسکے نام نامہ تحریر فرمائیں اور اسمیں ملکہ کی طلب ظاہر کریں اگر وہ اسکے جواب
میں تحریر کرے کہ آپ آئیے ملکہ موجود ہے ہم عقد کر دینگے تو آپ یہاں سے خوشی خوشی مع لشکر سفر کریں اور وہاں
جاکے شادی کیجیے اور اس طرف سے اہل پر لشکر کشی فرمائیے اور اہل اسلام سے مقابلہ فرمائیے اور اگر وہ
انکار کریں تو پھر ان پر لشکر کشی فرمائیے جلکے مقابلہ کرکے اپنی معشوقہ کو حاصل کیجیے اسکے بعد پھر اور طرف
لشکر کشی کیجیے میں تو یہ رائے دیتا ہوں ارزنگ نے اہل دربار کی طرف دیکھکر کہا کہ میری رائے اچھی ہے
یا سخنگان کی سب اہل دربار نے کہا کہ اگر خلاف طبع عالی نہو تو عرض کریں ارزنگ نے کہا کہ شوق سے
عرض کرو انھوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک وزیر صاحب کی رائے اچھی ہے اسمیں یہ ضرور فائدہ ہے کہ جس عرصہ
میں نامہ بر جواب لیکر آئیگا اس عرصہ میں خداوند یہاں سامان سفر درست کریں اور سامان جنگ اگر جواب موافق
مرضی کے آسکے تو خیر ورنہ اسی وقت لشکر کشی کر دیں اور یوں بے سر و سامان کہیں کے ملک پر چلا جانا مناسب نہیں اگر
کہیں ملکوں کے بادشاہ شہریار ہیں تینتیس لاکھ کے قریب لشکر ہے اسقدر قلیل لشکر سے جو کہ اس وقت
آپکا آٹھواں حصہ ہے کوئی چھ سات لاکھ کے قریب لشکر میں آدمی ہیں اتنے بڑے لشکر کے روبرو کیا حقیقت ہے اور انکا
لشکر اسکے پاس اسوقت تھا جبکہ خواجہ یمن اس شہر سے کوچ کرکے چلے تھے خواجہ یہ تو سنکے تھے کہ لوگ
آسکے جاتے ہیں اور شریک ہوتے جاتے ہیں اگر اس عرصہ میں اور لشکر جمع ہو گیا ہو تو کیا عجب بدون دریافت
حال ایک مرتبہ لشکر کشی کرنا بالکل خلاف عقل ہے نامہ بر روانہ کرکے منشا سے دل تو دیکھیے کہ کیا منشا ہے اور کیا
جواب آتا ہے اس عرصہ میں آپ بھی اپنا لشکر بڑھا لیجیے اول تو آپ اتنے بڑے بادشاہ کی بہن کے ساتھ شادی
کرنے جاتے ہیں جو کہ اپنے کو اس وقت نائب خداوند کہتا ہے اور لوگ اسکی اطاعت کرتے ہیں دوسرے آپکا
یہ دعوی ہوگا کہ میں خداوند ہوں تم میری بندگی کرو اور اپنی بہن کی شادی میرے ساتھ کرو جبکہ آپکے ہمراہ
لشکر قلیل ہوگا تو اسکی نگاہ میں آپکی کیا وقعت ہوگی خیال کریگا اگر میں ایک حملہ کرونگا تو تمام لشکر کو کاٹ ڈالونگا
اگر اسکی مرضی شادی کرنے کی ہوگی بھی تو نہ کریگا اس نامہ کے جانے سے یہ امر ہوگا کہ آپکی وقعت اسپر ظاہر ہوگی اور
جو کوئی نامہ لیکر جائیگا اسکے ہمراہ دس ہزار سوار کر دینگے جب اسکو خبر ہوگی کہ فلاں شخص کا نامہ بر آیا ہے جو کہ ظاہر ہے
اس وقت وہ دریافت کریگا کہ کسقدر لوگ نامہ کے ہمراہ ہیں جب معلوم ہوگا کہ دس ہزار سوار نامہ بر کے ہمراہ
ہیں تو خیال کریگا کہ بڑا لشکر ہے جب تو نامہ بر کے ہمراہ دس ہزار کا لشکر ہے اور آپکی بھی وقعت ہوگی اگر یہ خیال
کریگا کہ میں خدا ہوں تو یہ بھی کوئی بادشاہ بزرگ ہے آپ کے بزرگوں کا بڑا نام ہے کیونکہ سنا گیا ہے کہ زبر قبطول
خداوندی جو ستر لاکھ کے لشکر کی چھاؤنی تھی اور سہزار مرسل کے پاس بیس لاکھ سے کم لشکر نہ تھا یہ تو قصہ ہے
اور یہ نام ہے اور آپ اسکے پوتے ہو کر کہ جو اسقدر سپاہ رکھتا ہو اور خداوند ہو کہ ایک بندے پاس اس حقارت
سے تشریف لے جائیں بلکہ اس شان سے جانا زیبا ہے کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ ضرور یہ خداوند لقا کے پوتے ہیں
انکے ساتھ شادی کرنے میں کوئی نقصان نہیں بلکہ ہماری عزت ہے یہ جو اہل دربار نے تقریر کی ارزنگ کے
بھی خیال میں آگئی کہا کہ بہتر نامہ تحریر کیا جائے بہت کچھ اسمیں شان و شوکت تحریر ہو اہل دربار نے کہا کہ بہت خوب
لکھ فرمائیے کہ نامہ لیکر کون جائیگا ارزنگ نے کہا کہ سوائے سخنگان کے اور کوئی نہیں کر سکتا ہے وہ نامہ لیکر
جائیگا یہ کلام سنکے ارزنگ کے منہ سے سخنگان کے ہوش اڑ گئے کیونکہ برجیس کے دربار کا حال سن چکا تھا

عرض کیا کہ خداوند یہی مجھے نہ آئی تسلی کرائی مجھ سے جو بھی جا سکی میں یہ نہیں کہ بیدار شست اسکو لگا خداوند اور کسی کو
روانہ فرمائیے بیٹے ارزنگ نے کہا کہ اگر تم نہ جاؤ گے تو میرا پہلوان قدرت سلیم شیر صولت نامہ لیکر جائیگا
بلکہ اسکا جانا بہت خوب ہوگا یہ بھی معلوم ہوگا کہ ایسے ایسے پہلوان و سردار لشکر میں ہیں کچھ تو ضرور خیال ہوگا کہ اگر
مقابلہ ہوگا تو بڑا کشت و خون ہوگا ہم سے انکے حملہ کون روک سکیگا اچھا تم لوگ نامہ تحریر کراؤ اور سلیم شیر صولت
سے کہا کہ تمکو نامہ لیکر جانا ہوگا اسنے عرض کیا کہ غلام بسر و چشم نامہ لیجا سکیگا یہ تو میرا افتخار ہے کہ میں خداوند کا نامہ
لیجاؤں اور میں جہانتک ممکن ہوگا بہت اسکو سمجھاؤنگا یہ جو اسنے عرض کیا ارزنگ نے اسکو حکم دیا کہ دس ہزار سوار
لشکر سے منتخب کرلو انکو نئی وردیاں دی جائیں گھوڑوں کے زیور سب نئے ہوں خیمے وغیرہ بہت نفیس ہوں ایک
بارگاہ بھی ہمراہ ہو بس یہ جو حکم لقا نے دیا سلیم اسی وقت اٹھکر دربار سے رخصت ہوکر طرف چھاؤنی کے آیا یہاں
ارزنگ نے کہا کہ نامہ ابھی تیار ہوجاتا ہے تاکہ کل پہلوان قدرت روانہ ہو اور یہ حکم دیا جاتا ہے کہ کل سے لشکر کی
بھرتی شروع کیجائے ایک بارگاہ بہت نفیس ہمارے لیے تیار کی جائے تمام لشکر کے لیے نئی وردیاں تیار
ہوں یہ حکم سنکے اسی وقت دبیر کو طلب کرکے ایک نامہ کہ جسمیں تعریف لقا و حمد و ثنائی اسکے بعد تعریف
ارزنگ بعد اسکے شوکت و شان اسکے بعد مطلب بہت فصیح مضمون اور خوب صورت الفاظ میں تحریر کیا گیا
نامہ کو ختم کیا ارزنگ کو نامہ سنایا گیا اسنے پسند کیا اسکے بعد لفافہ کرکے مہر ارزنگ کی کی اور پیش کیا پس
ارزنگ نے کہا کہ پہلوان قدرت کہاں ہے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ خداوند سے رخصت لیکر لشکر کو گئے ہیں کہ لشکر
دس ہزار انتخاب کرو تب ارزنگ نے حکم دیا کہ دس ہزار وردیاں نئی اور ایک بارگاہ اور چند خیمے عمدہ داروغہ
فراش خانہ سے طلب کیے جائیں کہ وہ پہلوان قدرت کے ہمراہ کیجا سکیگا پس اسی وقت حکم داروغہ فراش خانہ کو
دیا گیا اسنے اسی وقت بارگاہ و خیمے و وردیاں وغیرہ نکالیں اور بار کرکے در دولت پر حاضر ہوا ادھر پہلوان قدرت
سلیم شیر صولت چھاؤنی میں گیا تمام لشکر میں سے دس ہزار سوار انتخاب کیے اور انکو لیکر در دولت پر آیا
سواروں کو باہر ٹھہرا کر اندر دربار کے گیا ارزنگ نے کہا کہ سوار انتخاب کر لائے کہا کہ جی ہاں پس اسی وقت
ارزنگ نے کہا کہ داروغہ فراش خانہ کدھر ہے حاضر ہو وہ دست بستہ حاضر ہوا عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا وہ بارگاہ
خیمے وردیاں اسکے سپرد کردو اور سلیم سے کہا کہ تم نامہ لو اور کل بوقت سحر یہ نامہ لیکر مع دس ہزار سوار کے
یہاں سے طرف شہر آفتاب نما کے کوچ کرنا اور اپنا ملبوس خاص اسکو عنایت فرمایا وہ مجرا بجا لایا اور وہ
لباس اسی وقت پہنکر ہمراہ داروغہ کے بیرون دربار آیا اور سب اشیا جو جو کہ ارزنگ نے کہیں تھیں اپنے
قبضہ کیا اور سب سواروں کو وردیاں تقسیم کیں بارگاہ کا اٹالہ لدوا کر درست کیا یہاں ارزنگ نے دربار
برخاست کیا اور اپنے مقام آرام میں آکر تصور میں ملکہ کے پلنگ پر لیٹ رہا یہانتک کہ وہ رات ارزنگ نے
تڑپ تڑپ کر بسر کی صبح ہوئی دربار میں ارزنگ آیا سب اہل دربار حاضر ہوئے دربار جمع ہوا ادھر سلیم
بھی مع اپنے دس ہزار سوار کے زرق برق لباس پہنے ہوئے طرف دربار کے آیا سواروں کو در دولت
پر ٹھہرا کر دربار میں گیا اور مجرا بجالایا اور عرض کیا کہ یہ خاکسار رخصت ہوتا ہے ارزنگ نے کہا کہ جاؤ
مگر بہت جلد جواب نامہ لیکر حاضر ہونا کہ میں تیرے انتظار میں ہوں سلیم نے کہا کہ میں بہت جلد حاضر ہونگا
جانے کی دیر ہے وہاں پہونچا اور جواب نامہ حاصل کیا اور روانہ ہوا اور حاضر خدمت حضور ہوا ارزنگ یہ سنکے
خاموش ہو رہا یہ سلام رخصت کرکے بیرون دربار آیا اور مرکب پر سوار ہوکر طرف شہر آفتاب نما کے مع
دس ہزار سواروں کے روانہ ہوئے خیمہ و بارگاہ وغیرہ آگے لدکر تھا شہر سے نکلا بعد شہر روانہ ہوا اور دس
کوس پر جاکر قریب شام قیام کیا اسکو تو راہ میں چھوڑ کے یہاں بعد جانے نامہ بر کے ارزنگ نے کہا کہ لشکر

کہ بہرتی کرنے کی کوشش کی جاوے اُسی دن سے بہرتی شروع ہوگئی اب ارژنگ کو نامہ بر کہ انتظام مین ارژنگ
جمع کرنے مین رکھا جاتا ہی اور یہ نامہ بر کو اثنائے راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اب کچھ حال بہرجبیس کا اور اُسکے دربار کا تحریر ہوتا ہی و دیگر حالات

ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ حال یہانتک تحریر ہوا ہی کہ بہرجبیس نے دربار کیا تھا اور اہل شہر کی عرضی پر جو دستخط
ہوے تھے وہ پڑھے گئے تھے اور اہل شہر زیر گنبد جمع ہوے تھے اُنکو وہ تقریر سنائی گئی تھی جو کہ تحریر ہو چکی ہی
اسکے بعد بہرجبیس نے وہ تقریر بیان کی تھی کہ جسکی وجہ سے خواجہ حسین بعد برخاست دربار کے اُس شہر سے کوچ
کر کے ممالک اسلام کو روانہ ہوے تھے خواجہ حسین کا تو حال بیان ہو چکا اب یہان کا حال بیان ہوتا ہی
کہ جب دوسرے روز دربار آراستہ ہوا سب حاضرین دربار جمع ہوے کوتوال شہر نے آکر خود سخوار سے عرض
کیا کہ خدمت مین خداوند کے یہ عرض کر دین کہ جو تاجر آکر برابر کوتوالی کے اترا تھا وہ کل یہان سے مع اپنے
مال و اسباب کے کوچ کر گیا یہ ضروری عرض تھی خود سخوار نے عرض کیا بہرجبیس نے کہا کہ ہمکو معلوم تھا اور وہ
مرد مسلمان تھا ہمنے جان کر اُسکو جانے دیا تاکہ وہ ہماری خدائی کے حالات بیان کرے لوگ سبق حق کے
ادہر کو آئین لیں کوئی حیرت کی بات نہین ہی ناظرین کو معلوم ہو کہ آفتاب نے ایک سحر سے آئینہ بنایا ہی کہ جو
کچھ واقعہ شہر مین و اقلیم خورشید مین گذرتا ہی وہ اسکو معلوم ہو جاتا ہی سحر آسکو خبر دیتا ہی وہ اسکا تدارک
کر دیتا ہی اچھی حالت ہی کہ دور دور سے لوگ آتے ہین مذہب آفتاب پرستی قبول کرتے ہین اور شہر یک
بہرجبیس ہوتے ہین دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہی ناظرین پر واضح ہو کہ اقلیم خورشید سے ہٹ کر ایک بیشہ ہی
کہ اسکو بیشہ جلربد کہتے ہین اُس بیشہ مین ایک پہلوان رہتا ہی کہ نام اُسکا شیرنگ خودپرست ہی اُسکے پاس
چالیس ہزار کا لشکر ہی اُسنے اُن سبکو زیر کیا ہی اُنمین ہر ایک مثل اُسکے ہی کوئی اُس سے کم نہین ہی وہ
بارہ سو من کا گرز باندھتا ہی تین سو من کی تلوار آٹھ سو من کا تیر اُسکی زرہ سو من کی ہی خود پچاس من کا نیزہ
نو سو من کا قد اُسکا اسی اسنج کا ہی اُسکی پیشانی پر ایک شاخ ہی جو کہ نوکی ہی ہاتھ اُسکے مثل شاخ
چنار کے ہین سر اُسکا مانند گنبد کے سینہ مثل فراخ کوہ کے دونون پاؤن مثل درخت خرما کے پچیس آسنج کا
اُسکا سینہ ہی گردن مست پر سوار ہوتا ہی خم کے خم شراب کے زہر مار کرتا ہی رستم کو زال و سہراب کو کودک
خیال کرتا ہی اُسپر ایک ساحرہ کہ نام اُسکا مجمر جادو ہی بڑی زبردست ساحرہ ہی اپنے وقت کی ساحری ہی عاشق
ہی اور رات کو آتی ہی باہم عیش و عشرت مین رات بسر ہوتی ہی خوشی خوشی سحر ہوتی ہی اُس ساحرہ نے اُسکو
سحر سے ایک زرہ بنوای ہی کہ اُسپر تلوار کام نہین کرتی ہی ایک عطر اُسکی جسم پر ملا ہی کہ جسکے سبب سے اُسکو
کوئی زیر نہین کر سکتا ہی ایک تو اصل مین قوی تھا دوسرے یہ جو آسنے تدارک کیا تو اور قوی ہو گیا وہ مثل
ہوئی کہ ایک تو کڑوا کریلا اُسپر چڑھا نیم وہ خود پسند اپنے کو بہت کچھ جانتا تھا کسی کی اپنے روبرو اصل
نہ جانتا تھا مذہب اُسکا خود پرستی تھا اور جسقدر اُسکے ہمراہی تھے وہ اُسکو سجدہ کرتے تھے اُس بیشہ مین
کوئی نہین جاتا ہی طریقہ اسکا یہ ہی کہ جو قافلہ اُدہر سے نکلا اُسنے لوٹ لیا تمام شیران صحرائی کو اُسنے شمشیر تیز
سے مار ڈالا ہی افعی دراز کو وہ ایک گھونسے سے مارتا ہی اژدر کے کلے چیر ڈالتا ہی یہ قوت کا حال ہی درخت
تناور کو کولی مین لیکر ایک جنبش مین زمین سے نکال لیتا ہی تمام بیشہ مین اُسکا قبضہ ہی رنگ اُسکا اسقدر
سیاہ ہی کہ اُسپر شب تاریک کا دہوکا ہوتا ہی وہ ملعون اسم با مسمی ہی ہمیشہ اپنے مقام پر کہا کرتا ہی
کہ جب قصد کرونگا تمام دنیا پر قبضہ کر لونگا میرا کون مقابلہ کریگا کسکو میرے مقابلہ کی تاب ہوگی مین خود
طرح دیتا ہون اہل اسلام کی بہادری کی تعریف سنتا ہون اُنسے ضرور مقابلہ کرونگا اُنسے کچھ مطلب سپہگری

حاصل ہوگا یہ تو اس فکر مین ہمیشہ رہتا ہو کہ اب کوچ کرون اب کوچ کرون مگر اسکی معشوقہ ارجمند بہ حیلہ اسکو منع کرتی
ہو کہ ابھی کوچ نہ کر جب مین کہون تب کوچ کرنا وہ اپنے قصد کو فسخ کر دیتا تھا اس سبب سے وہ منع کرتی
تھی کہ جب یہ جنگ و جدل مین مصروف ہوگا تو میرے کام مین کوتاہی ہوگی میری آتش شہوت کیونکر فرو ہوگی
دوسرے یہ خیال کرتی تھی کہ یہ اہل اسلام سے قصد مقابلہ رکھتا ہو وہ لوگ ایسے بہادر ہین کہ اُنسے کوئی
سر بر ہوگا اُنکے مقابلہ کو جو جائیگا وہ یا زیر ہوگا یا قتل وہان سے کوئی واپس نہ آئیگا اگر زیر ہوگیا تو مجھکو
نہ قبول کریگا اگر قتل ہوگیا تو مین کیونکر اُسکے فراق کی تاب لاؤنگی پس بہتر یہ ہو کہ اسکو جانے نہ دون ایک
باغ اسی بیشہ مین اپنے سحر سے بنایا ہو اُسی مین رہتا ہو اور بیرون باغ تمام اسکا لشکر رہتا ہو کہ یہ خبر رفتہ رفتہ
اُسکے بھی کان تک پہونچی کہ اقلیم خورشید مین ایک شہر آفتاب نما ہو اُسمین مذہب آفتاب پرستی
کی ترقی ہو اور تمام واقعہ سنا اُسنے بہم ہوا اور اپنے لوگون سے کہا کہ جو اشیا کہ مین نے خلق کی ہین اُنکو
لوگ آفتاب و ماہتاب بھی سمجھتے اور پھر اپنا خدا تصور کرتے ہین یہ بڑی نادانی ہو پس مین جاکر اُنکو سزا
دونگا اس گمراہی کی پس میرا لشکر طیار ہو کل ہم ضرور طرف آفتاب نما کے کوچ کرینگے اس بیشہ سے
قریب ایک اور بیشہ ہو کہ نام اُسکا بیشۂ آذر ہو اُسمین تین بھائی رہتے ہین کہ اس سے بھی طاقت و قوت
مین بدرجہا زیادہ ہین اور اُنکے حربہ بھی اُسکے حربون سے وزن مین زیادہ ہین وہ بھی مثل اُسکے کافر ہین ایک
کا نام منصور دراز آواز ہو دوسرے کا نام مقہور آدم خوار ہو تیسرے کا نام جو کہ چھوٹا بھائی ہو مریخ مار خوار ہو
یہ تینون بھائی ایک مقام پر رہتے ہین اُنکے پاس قریب دو لاکھ کے لشکر ہو اُنکے شمشیر زنی سے شہرہ ہین اُنمین
ایک ایک لاکھ کے مجمع مین شمشیر زنی کرتا ہو اُنکی خوراک گوشت مردم ہو پس شبرنگ نے ایک نامہ
اُنکے نام تحریر کیا اور جو حالات سنے تھے وہ سب تحریر کیے اور یہ بھی لکھا کہ مین تو لشکر کشی کرکے جاتا ہون اگر
تمھارا بھی جی چاہے تو تم لوگ بھی میرے ہمراہ چلو ورنہ اختیار ہو یہ نامہ جو اُنکے پاس پہونچا وہ بھی بہت برہم
ہوے اور مع اپنی قوت مع دو لاکھ سپاہ کے تینون بھائیون نے کوچ کیا اور شبرنگ کو جواب تحریر کیا کہ ہم تو
جاتے ہین تم بھی آؤ نامہ بر جواب لیکر ادھر آیا وہ اُدھر کو روانہ ہوے چونکہ بیشہ قریب تھا نامہ کا جواب
جو شبرنگ نے دیکھا اور سنا کہ وہ سبقت کر کے چلے گئے اُسکو بہت غصہ آیا کہ یہ مجھپر سبقت کر گئے یہ بھی
فوراً مع اپنے چالیس ہزار کے اُس طرف کو روانہ ہوا پہلے اُنکا حال تحریر ہوتا ہو جو کہ قبل روانہ ہوے تھے
کہ یہ تینون مع لشکر قطع راہ کرتے ہوے بعد تیز روی قریب شہر آفتاب نما کے پہونچے بیرون شہر خیمہ وغیرہ
برپا کیے لشکر اترا اُنکا لشکر اتر چکا تھا کہ ایکبار میدان سے گرد اوڑی اور شبرنگ مع چالیس ہزار کے
پہونچا آگے آگے شبرنگ خود فولادی سر پر چار آئینہ بر مین زرہ تن مین جست و استانین مونڈھے سے پہونچے تک
گرز کاندھے پر تلوار کمر سے بندھی دوش پر کمان پشت پر سپر ترکش کمر مین نیزہ ہاتھ مین [illegible]
سوار عقب مین لشکر چار دہ کے بھی موزے پہنے ہوے خود سرون پر زرہین تنون مین تلوارین کمرون مین مرکبون پر
سوار چلے آتے ہین یہ دیکھکر تینون بھائی اپنے مرکبون پر سوار ہوکر تھوڑی دور تک اُسکے لینے کو گئے جا کر راہ
مین ملے اُسنے جو اُنکو دیکھا کہ یہ میرے استقبال کو آئے ہین وہ بہت خوش ہوا اور اُنکے ہمراہ اُنکے لشکر مین ملا
اپنا لشکر بھی اُس لشکر مین شامل کیا یہ لشکر بھی اترا یہ تو یہان اترے اُدھر کا حال سنیے کہ مہر جبیں دربار مین بیٹھا
ہوا تھا سب درباری مع [illegible] ایک بار مہر جبیں نے خونخوار کو پکارا جب وہ اندر پردے کے گیا تو مہر جبیں نے کہا
کہ اے خونخوار شبرنگ بیشہ نشین مع چالیس ہزار کے منصور و مقہور و مریخ بیشہ نشین مع دو دو لاکھ
سپاہ کے بیرون شہر برائے مقابلہ آکر فروکش ہوے ہین اُنکا قصد ہو کہ مقابلہ کرین لہذا تم بھی لشکر اپنا

مع چار لاکھ سپاہ کے اُسکے مقابلہ کو روانہ کرو شیر افگن سے کہنا کہ وہ صف آرائی کرے ہمارا پہلوان قدرت
اُسکا وہ آسکے مقابلہ کریگا اور گرفتار کرکے لیجائیگا یہ لشکر برائے شوکت نمائی روانہ کیا جاتا ہی تاکہ یہ نہ
معلوم ہو کہ خداوند کے پاس لشکر نہین ہی شجاع تحوار نے عرض کیا کہ بہت خوب پس پردے سے باہر آکر یہ حکم
شیر افگن کو دیا اُسنے عرض کیا کہ یہ جان نثار حاضر ہی آج ہی کوچ کرکے اُنکے مقابلہ کو جاویگا اور آ کے اُنکے
مقابل خیمہ زن ہوگا پس یہ حکم دیکر پرچین نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے
ان چار دن کے آنے کی خبر آفتاب کو سحر سے معلوم ہوئی تھی جو اُسنے بذریعہ پرچین کے وہ حکم دیا تھا
پس جب شیر افگن وابستہ چھاونی مین چار لاکھ سوار لیکر آیا اور خیمہ وغیرہ باہر کرا کے اُسی وقت طرف
اُنکے کوچ کیا یہ وحشت ... ادھر اسکا حال سماعت ہو جب لشکر آ پہنچا وہ رات تمام ہوئی بوقت سحر باہم مشورہ
کیا آداب کیا کرنا چاہئیے صلاح ہوئی کہ ایک نامہ تحریر کیا جاوے یہی صلاح ہو رہی تھی پردے بارگاہ کے اُٹھے
ہوئے تھے شہر کی طرف سے گرد نمودار ہوئی یہ سب ... دیکھنے لگے کہ وہ گرد قریب اُس صحرا
کے آکر شق ہوئی دیکھا کہ آگے آگے ایک جوان مرکب پر سوار خود سر پر زرہ بر مین تلوار کمر مین نیزہ ہاتھ مین
عقب مین چار لاکھ کا لشکر علم آفتاب پھیکتا ... ہوئے آ پہونچے آفتاب و نائب آفتاب بحر تیر ...
آئے ہین یہ حالت ہو کر سب دوش بدوش رکاب برکاب چار آئینہ بند جلتہ پوش ہین کہ وہ لشکر مقابل اُنکے آکر
آ ترا خیمے وغیرہ برپا ہوئے افسر سردار خیمون مین گئے بازار کھل گئے جھنڈے بازارون کے آراستہ ہوگئے
لشکری صحرا مین پھرنے لگے یہ دیکھکر اُنھون نے ہرکارون سے کہا کہ خبر لاؤ یہ لشکر کہان سے آیا اور صاحب لشکر
کا کیا نام ہی پس وہ ہرکارے لشکر شیر افگن مین آئے حال دریافت کیا دریافت کرکے اپنے لشکر مین آکے
اُنکی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہ لشکر آفتاب نے آپ کے مقابلہ کو بھیجا ہی چار لاکھ کا لشکر ہی اسکا
افسر سپہ سالار دست راست شیر افگن نام ہی یہ سنکے وہ خاموش ہو رہے وقت شب اُنھون نے کوس حربی
بجوایا پس خبر شیر افگن کو ہوئی اُسنے بھی نقارہ رزم بجوایا چونکہ یہ لشکر آج ہی آیا تھا پورے طور سے بندوبست
نہو تھا رات بھر تمام لشکر بیدار رہا آلات حرب وضرب کی دونون لشکرون مین درستی ہوئی یہان تک کہ سحر
ہو گئی اُدھر وہ چار دن خواب غفلت سے اُٹھے اور بعد فراغ امور ضروری کے مع لشکر کے میدان مین آکر
صف آرا ہوئے ادھر شیر افگن بھی سوار ہو کر مع اپنے لشکر کے آکر صف آرا ہوا تبر دارون نے نکل کر
پست و بلند زمین کو ہموار کیا جو درخت کہ حائل نظر آئے قلع قمع کیا سقون نے نکلکر آبپاشی کی گرد و غبار کو بٹھایا
نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور نقابت کرکے چلے گئے ابھی کوئی دونون طرف سے میدان جنگ مین نہین
آیا تھا کہ جنگل کی طرف سے گرد بلند ہوئی وہ گرد یہ ثابت کرتی تھی کہ کوئی کہہ رہا آتا ہی کہ دامن گرد سکا
قریب لشکر شیر افگن آکر شق ہوا اُس سے ایک سوار جرار مرکب تازی پر سوار نیزہ ہاتھ مین خود سر پر
تلوار کمر مین آکر بولا شیر افگن سے کہا کہ ابھی کوئی میدان مین گیا تو نہین ہی شیر افگن نے کہا کہ نہین
پس یہ نیزہ ہلاتا ہوا مرکب کو مہمیز کرکے میدان مین آیا مرکب کو جولان کیا نیزے کے ہاتھ نکالے جب آپہنچا
اور مرکب دونون عرق عرق پسینہ مین غرق ہو گئے نیزہ زمین مین گاڑا اسکو مشت مین استوار پکڑ کر اور پسینہ خشک
کرنے لگا نقاب اُسکے منہ پر پڑی ہوئی تھی جب دم اُسکا استوار ہو گیا تو طرف لشکر حریف کے دیکھکر صدا دی کہ
جسکو تمنا مرگ ہو میرے مقابلہ کو آئے یہ سنتا تھا کہ لشکر شہر نگ سے سنتور نیزہ باز مقابلہ کو آیا
اور باہم ہم رنگا ... دیکھا کہ مرکب نقابدار کا کوئی دو قدم پسپا ہوا اور مرکب سنتور کا کوئی
سات قدم ہٹا دونون مرکبون کو رانون مین مسلکر ہم مقابل ہوئے سنتور نے نیزہ مارا نقابدار نے

نیزے کو نیزے پر روک لیا اور منھ پر نقاب بلند کی جیسے اسکی نگاہ اُسکے منھ پر پڑی پس وہ غش کھا کر مرکب
پر سے زمین پر گرا اسکا گرنا تھا کہ صحرا سے ادھر ایک پیادہ نقابدار پیدا ہوا اور اُسکو اُٹھا کر لے گیا
اُسنے پھر مبارز طلب کیا لشکر حریف سے اشمار شیر دل نکلا وہ بھی اُسی طور سے گرفتار ہوا اُسکو بھی
وہ پیادہ اُٹھا کر لیگیا پھر مبارز طلب کیا شغاز گرز باز نکلا وہ بھی گرفتار ہو گیا تا شام تیرہ پہلوان لشکر
حریف کے گرفتار ہوے شام کو دونوں لشکروں مین طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی فرودگاہ پر
واپس گئے وہ سوار یہ کہہ گیا کہ مین پھر کل آؤنگا دونوں لشکر تو قیامگاہ پر گئے وہ سوار طرف صحرا کے چلا گیا
دونوں لشکروں مین رات بھر طبل جنگ بجا کیا صبح کو صف آرا ہوے وہی نقابدار آیا مبارز طلب کیا
حسب یوم گذشتہ آج بھی بیس سوار لشکر حریف کے گرفتار کیے شام کو دونوں لشکر واپس آئے فرودگاہ پر
وہ سوار صحرا کی طرف چلا گیا اسی طور سے دس میدان داریان ہوئین اس عرصہ مین کوئی سردار باقی نہین
رہا جو اُس نقابدار سے مقابلہ کو نکلے پس منصور خود مقابلہ کو آیا اُسکا بھی وہی حال ہوا جو کہ سب کا
ہوا تھا یہ بھی غش کھا کر گرا اور گرفتار ہوا یہ حال دیکھکر مقصور مقابلہ کو نکلا وہ بھی گرفتار ہوا تو بہت حرب و
ضرب کی آلی تھی مین کچھ جوہر سپہ گری کھلے صرف نقاب اُٹھی غش کھا کر گرا گرفتار ہو گیا اُس دن کوئی
لشکر حریف سے آلقا کا کوئی مقابلہ کو نہین نکلا لاکھ لاکھ مبارز طلب کیا جب کوئی نہ نکلا تو وہ سوار واپس
چلا گیا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر واپس آئے چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ مجیر جادو ہر روز شبرنگ پاس آتی
ہے حالت خراب وپیادہ رستہ چلی جاتی ہے آج جو آئی تو اسکو مغموم بہت پایا سبب دریافت کیا اُسنے
کل حال کہا کہ یہ واقعہ گذرا اب کل میری نوبت ہے مجیر نے کہا کہ اے جان جہان تجکو لازم ہے کہ تو مہ جبین
کی اطاعت قبول کرے کہ وہ واقعی سچا خدا ہے اور اُسکا کوئی ہم پلہ نہین ہو سکتا ہے نہ کوئی مقابلہ کر سکتا ہے
بدین سبب کہ جسکا وہ نائب ہے وہ خدا ہے برحق ہے اور رزاق مطلق اُسی کا یہ سب عالم پیدا کیا ہوا ہے نہین تو
تو بھی مثل اُن سب کے گرفتار ہوگا کوئی خدا سے مقابلہ کر سکتا ہے جو تو کرے گا شبرنگ نے ناز سے کہا کہ
مین تو اطاعت نہ کرونگا جبتک کوئی قدرت نہ دیکھ لونگا اُسنے کہا کہ یہ قدرت کیا کم ہے کہ ایک سوار آتا ہے
بغیر مقابلہ کیے اپنا منھ دکھا کر گرفتار کر لیجاتا ہے اُسنے کہا کہ یہ تو کوئی قدرت نہین ہے اسکے علاوہ اور
کوئی قدرت دکھاے تو مجکو یقین آے مجیر نے کہا کہ اے جانی مین اس سبب سے یہ کہتی ہون کہ مجکو
معلوم ہو گیا ہے کہ یہ کل لشکر زیر ہوگا اور تو بھی اُسکی بندگی ضرور کرے گا اگر بعزتی کے ساتھ کی تو
کیا حاصل جسوقت تو اُسکا منھ دیکھے گا فوراً سجدہ کریگا شبرنگ نے کہا کہ جو ہو مین تو بغیر مقابلہ کیے
اُسکی اطاعت نہ کرونگا اور کل میرے مقابلہ کا دن ہے یہ کہکر منھ پھیر کر لیٹ رہا ہے اُسنے اُسکی کیفیت یہ
جو حال دیکھا کہنے لگی کہ اے جانی تم خفا ہو مین جاتی ہون اسکی تدبیر کرتی ہون مگر میرا دل خوش
کر دو یہ سنکے شبرنگ نے اسکے دل کو خوش کیا وہ بعد الفراغ خیمہ سے باہر آئی اور سحر سے دریافت
کیا کہ وہ سوار کدھر سے آتا ہے سحر نے اسکے نشان دیا وہ اُسی سمت کو روانہ ہوئی بذریعہ سحر کے دریافت
کرتی چلی جاتی تھی کہ ایک مقام پر پہونچی سحر سے دریافت کیا کہ اب کدھر جاؤن معلوم ہوا کہ اسی مقام پر
تلاش کر یہ تلاش کرنے لگی اُسنے دیکھا کہ درے مین پہاڑ کے ایک مرکب بندھا ہوا ہے یہ ذرا آگے
بڑھی تو دیکھا کہ ایک نمگیرہ استادہ ہے اُسکے نیچے ایک مسہری بچھی ہے اُسپر کوئی سو رہا ہے نیند خواب بلند ہے
یہ دبے پاؤن قریب آئی اور دوشالہ اوٹھایا دیکھا کہ ایک جوان سو رہا ہے منھ پر نقاب پڑی ہے اُسنے جو
اُسکو دیکھا دل سے اور طرف رجوع کی اور کچھ خواہش ہوئی پس اسنے خیال کیا کہ پہلے نقاب اُٹھا کر

دوسرا پیدا ہوا اور اُٹھا لے گیا یہ حال جو لشکر نے دیکھا ایک مرتبہ سب کے سب تلواریں لے کر دوڑ پڑے اُدھر سے شیر افگن نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ لشکر حریف کو مقابلہ کر کے بھگا دو پس یہ جا ملا لشکر کا لشکر نیزہ و تلوار لے کر چلے اور باہم ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی گھمسان کی تلوار چلنے لگی بازار مرگ گرم ہوا خون کی ندی بہنے لگی زمین تمام لاشوں سے پٹ گئی قطعہ

لہو سے بھرا ہوا خون سے لالہ زار | ہوا دشت میں خون کا دریا رواں | ہوئی جنگ مغلوبہ وہ آشکار
وہ تیغ سرافشاں کی بانکی جھپک | چھپا سکتی ہر بار چشم فلک | نظر آیا اہوال حساب آسمان
قد و ور و تکبر فرو ہو گیا | کسی کا جدا تن سے سر ہو گیا | بہت ہاتھ پایا وہ بد ہو گیا
کسی کا کلائی سے پنجہ کٹا | کسی جسم کا سب شکنجہ کٹا | دو پارہ کوئی پر جگر ہو گیا
لڑائی سے منہ پیچھے کو مڑ گیا | لڑائی ہوئی ایسی گھمسان کی | کسی کا دو شانہ سے ہاتھ اُتر گیا
کوئی تھا نظر کردہ ہاسے دجل | سکتا بنا کوئی پڑا ہو کے شل | پڑی ہی تو رستے ایک ایک کو جان کی

ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ لاکھوں کا کھیت ہوا سروں کا انبار لاشوں کا ڈھیر ہوا لشکر سے سردار کب تک مقابلہ کرتے آخر کو شکست کھا کر فرار پر قرار لیا جب وہ لشکر بھاگنے لگا اور لشکر شیر افگن نے قصد کیا تعاقب کریں صدا آئی کہ اے جوانان لشکر بادولت انکا تعاقب نہ کرو انکو پڑاؤ پر جا کر قیام کرنے دو جب انکے سردار ہماری اطاعت کرینگے تو یہ بھی سب اطاعت کرینگے بس اتنی سزا انکو کافی ہے اب کوئی ضرورت نہیں ہے یہ صدا سنکے لشکر نے جنگ سے ہاتھ روک لیا وہ لوگ بھاگ کر پڑاؤ پر گئے قصد کیا کہ یہاں سے فرار کریں جب دیکھا کہ ہمارے عقب میں کوئی نہیں آتا ہے تو انکو اطمینان ہوا انھوں نے اسی مقام پر قیام کیا پڑا رہے بھی لوٹ سے محفوظ رہا ادھر شیر افگن اپنے لشکر کو لے کر قیامگاہ پر واپس آیا چونکہ رات ہو گئی تھی لشکر آسودہ ہوا وہ رات بسر کی بوقت سحر اُٹھکر شیر افگن نے اپنے لشکر کے کشتوں کا جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار قتل ہوئے اور پانچ ہزار زخمی اور حریف کے لشکر کے کشتوں کا جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ پچاس ہزار کام آئے شیر افگن نے اسی روز اپنے کشتوں کو جلایا دفنوایا اور بعد اسکے اسی روز لشکر کو ہمراہ لے کر طرف شہر کے کوچ کیا اور داخل شہر ہوا تمام شہر میں شور مچ گیا کہ شیر افگن لڑائی سر کر کے آتے ہیں اُسنے لشکر کو توپخانہ کی طرف روانہ کیا اور آپ بخط مستقیم طرف دربار کے چلا اُسی حالت سے کہ لباس زریں پہنے ہوئے اور قریب قلعہ پہنچکر داخل قلعہ ہوا اُدھر کا حال سماعت ہو کہ جبکہ شبرنگ وہر ثانی صورت سے گرفتار ہو کر پاس آفتاب جادو کے پہنچے جبکہ انکو ہوش آیا اپنے کو گرفتار پایا بہت پریشان ہوئے کہ ہمکو کسنے اسیر کیا ہم تو رستے مقابلہ تھا اور میدان میں آئے تھے ہمارے اُسکے مقابلہ بھی نہیں ہوا کہ ہم خیال کریں کہ اُسنے حملہ کر لیا ہو گا شبرنگ تو یہ خیال کر رہا ہے کہ آج تک تو میں کبھی کسی سے زیر نہیں ہوا آج کیونکر اسیر ہوا اور قید سلاسل میں گرفتار ہوا یہ تحریر ہو چکا ہے کہ جو گرفتار ہوتا ہے وہ بلا سے آسمان نکلی جاتا ہے اسکو آفتاب اپنے طور سے قید تحیر میں مبتلا کرتا ہے گو بظاہر قید اصلی معلوم ہوتی ہے مگر دراصل وہ قید تحیر ہے پس جب ان دونوں نے یہ خیال کیا تو فوراً صدا آئی کہ اے بندگان من پریشان نہو تمکو ہمارے جلوہ ان قدرت نے زیر کیا ہے کہ جب تک اسپر وہ دنیا پر کوئی زیر نہیں کر سکتا ہے تم گھبراؤ نہیں صبح کو تم کو ہماری خدائی کا حال معلوم ہوگا اور تم بھی ہم پر ایمان لاؤ گے یہ صدا سنکے وہ کبھی چپکے کبھی خاموش ہوئے وہ رات تمام ہوئی جب سحر ہوئی اور دربار ... کا یہ سماں

شہون مین سنکے وہ دو در ہو گئے اور لباس ملی قدر جو ہر ایک کے جسم پر تھا جو کہ آفتاب پرستون کے تھے
سو دیکھو دا سکے اور گلون مین وہ ہی تصویر مثل آفتاب کی پڑگئین اب حکم ہوا کہ تم جا کر اپنے لشکر کو آفتاب
پرستی کرو کل سے حاضر دربار ہوا کرنا وہ لوگ کوئی ہزار بارہ سو کے قریب تھے سب پھر سجدے مین گئے
اور ایسے مبتلائے سحر ہوئے کہ جن کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا خصوصا جھمر تو ایسی سحر مین مبتلا ہوئی
کہ جو اپنے کو بھول گئی مثل زریبے دم کے مارے خوشی کے بھول گئی باوصف ساحرہ ہونے کے کوئی
فن ساحری نے کام نہ دیا یہ لوگ سجدہ سے اٹھکر دربار سے باہر آئے راہ مین اندر دن قلعہ شیر افگن
مع اپنے سرداردن کے ملا کہ دربار کو جاتا تھا شیر افگن نے جو انکو دیکھا کہ یہ تو وہی لوگ ہین جو کہ
گرفتار ہوئے تھے اور انکو پہلوان قدرت اسیر کر لیگیا تھا کیا یہ رہا ہو گئے ہین جو یہ یون جاتے ہین
ایسے جو قریب آکر دیکھتا ہے تو دیکھا کہ سب کے سب ایمان لائے آفتاب پرست ہوئے یہ دیکھتا ہوا
انکو دربار مین گیا یہ لوگ اپنے اپنے لشکر کو گئے اُسنے انسے نہ کچھ سوال کیا نہ انھون نے اُس سے یہ
لوگ جو لشکر مین پہونچے تو ہر ایک اہل لشکر انکے قریب آئے اور عرض کیا کہ آپ کیونکر رہا ہوئے آپ پر
کیا گذری اُنھون نے کل حال کہا اور کہا کہ تم لوگ بھی مثل ہمارے آفتاب پرست ہو پس وہ
سنکے سب کے سب مذہب آفتاب پرستی مین آئے انھون نے جو لشکر کی حالت دیکھی تباہ پائی کہا
یہ کیا آفت آئی انھون نے عرض کیا کہ جب آپ اسیر ہو گئے ہمکو تاب نہ رہی ہمنے جنگ مغلوبہ کی ہمنے
اسمین شکست پائی یہ لوگ زخمی ہوئے اسقدر لوگ کام آئے مگر حریف پر آدیر نہین آیا بڑا اوسکے
سے محفوظ رہا یہ سنکے انھون نے افسوس کیا اور اسی وقت اپنے اپنے لشکر کو لیکر طرف شہر کے چلے
اور داخل شہر ہوئے جھمر جادو جو دربار سے آئی تھی جب لشکر مین پہونچی خیال جو کرتی ہے تو سحر یا دیو
وہان بالکل فراموش تھا اب اسکو یقین ہوگیا کہ ضرور یہ خدا سے برحق ہے جسکی ہم پرستش کرتے تھے
وہ خدا سے باطل تھا اب ہم راہ راست پر آئے ہین جھمر تاک سے کہا کہ اے شہزادہ تاب اب مین اپنے
مقام پر جاتی ہون دیکھو تجھسے کہی دیتی ہون کہ تو کبھی حکم سے نائب خداوند کے سرتابی نہ کرنا پہلے تو
مین یہ خیال کرتی تھی کہ یہ کیا رخنا نہ سحر ہے مگر جب سے مین گرفتار ہو گئی اور اُس مقام پر میرا سحر فراموش
ہوا مین نے لاکھ لاکھ یاد کیا مگر یاد نہوا تو مجکو یقین ہوا کہ ضرور یہ مقام متبرک ہے اب جب سے مین یہان آئی ہون
ہون تب سے سحر مجکو یاد نہین ہے تو یقین کامل ہوگیا کہ ضرور یہ خدا قادر برحق ہے اور جو ہم اور تم مذہب رکھتے تھے وہ
بالکل باطل تھا واقعی آج تک گمراہی مین پڑے ہوئے تھے خوب یہان آکر ضلالت سے نکلے یہ کہکر جانیکا
قصد کیا شہزادہ تاب نے کہا کہ ملکہ کب آؤ گی اُسنے جواب دیا کہ جب تم شہر مین داخل ہو گئے اور کوئی مقام تم کو
رہنے کے لیے ملیگا اُسدن سے مین حسب معمول آیا کرونگی شہزادہ نے یہ سنکے کہا کہ ملکہ مجکو ایک پل کی جدائی
تمہاری شاق گذرتی ہے کل سے ہم اور تم ایک جا بھی نہین بیٹھے ہین لہذا آج ضرور آنا جھمر نے کہا کہ
دیکھا جائیگا ہم پریشان ہو یہ کہکر جھمر تو چلی گئی یہان یہ لوگ اپنے اپنے لشکر کو لیکر طرف شہر کے چلے وہان
جو شیر افگن دربار مین پہونچا اور حجاب قدرت کو تسلیم کرکے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا چونکہ یہ قاعدہ ہے کہ اس
پردے کو جو کوئی دربار مین آتا ہے مجرا کرتا ہے حقیقت یہ ہے کہ ہر در تصویر مین حجاب معلوم ہوتا ہے اور سبب
سلام و مجرا کرنے کا یہ ہے کہ اسپر مہر خبیس علیہ اللعن کی تصویر بنی ہوئی ہے اسکو سب مجرا کرتے ہین گویا مہر خبیس کو
مجرا کیا جب یہ مجرا کرکے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اُسوقت مہر خبیس نے افریق کو پردہ کے اندر طلب کیا
اور ایک آفتاب یا قوتی دیا اور کہا کہ یہ شیر افگن کو دو کہ اسکو وہ اپنے بازو پر لگائے تاکہ یہ لوگ نگ

معلوم ہوا کہ اس جنگ کے فتح کرنے کا باعث صرف اسکا رستہ ہی نائب خداوند کی طرف سے بہت شیر افگن کو
سپہ سالار قدرت کا لقب عنایت فرمایا اُسنے بہت بڑی لڑائی فتح کی ہی یہ حکم سنکے افریق باہر حجاب
کے آیا اور وہ آفتاب یاقوتی شیر افگن کو دیا اور جو لقب ملا تھا اُس سے آگاہ کیا اور کہا کہ یہ لقب ملا وہ
آفتاب لیکر اور یہ لقب سنکے بہت خوش ہوا اب جو سب نے دیکھا کہ گرد اُس سورج یاقوتی کے بخط زری
یہ تحریر ہی کہ این شیر افگن مرد جری و سپہ سالار قدرت است یہ لقب اسکو آج سے ملا اسکا مرتبہ بڑھا
جب یہ عنایت سب نے خداوند کے نائب کی دیکھی ہر ایک کو یقین ہوا کہ ضرور ہماری یہاں قدر ہوگی
شیر افگن نے طرف حجاب کے سجدہ کیا اور آداب بجا لایا کہ اس امر کیلیے پھر حبیس نے افریق کو طلب
کیا اور حکم دیا کہ شیر افگن سے کہو کہ وہ چارون پہلوان مع اپنے لشکر کے آج داخل شہر ہونگے
لہذا اُنکو ایک مقام مناسب پر اُتارا جاے اور اُنکے لشکر علیحدہ رہین اور اُنکے لیے ایک چھاؤنی
ابھی ابھی ہماری قدرت سے ظاہر ہوگی اُسی مین یہ لشکر رہین اور اُسکے برابر جو عمارت ہوگی اُسمین
اُسکے سردار اپنے اپنے نام کا مکان دیکھکر اُتر ین بس یہ حکم دیا جاتا ہی شیر افگن کو کہ وہ بہت اچھے
طور سے سب کو اُتارے دیکھو کسی کو کسی امر کی تکلیف نہو یہ حکم دے کر حبیس نے دربار برخاست
کیا ہر ایک اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوے اب یہ قاعدہ مقرر ہوا ہی کہ ایک روز افریق پردہ
حجاب مین جاتا ہی ایک دن خونخوار جاتا ہی دربار سے اُٹھکر جو شیر افگن اپنے مقام پر آیا وہ لباس اُتارا
دوسرا لباس پہنکر طرف چھاؤنی کے چلا جب قریب چھاؤنی کے پہونچا تو دیکھا کہ واقعی ایک چھاؤنی
اور طیار ہو گئی ہی جو کبھی نہ تھی اور اُسکے برابر ایک بہت بڑی عمارت بنی ہی یہ اس چھاؤنی مین
آیا دیکھا چار مقام ہین ہر ایک کی پیشانی پر اُس سردار کا نام تحریر ہی کہ جسکے لشکر کے لیے وہ مقام بنایا گیا
ہی یہ چھاؤنی کو دیکھکر باہر آیا کہ اس عرصہ مین خبر آئی کہ وہ چارون سردار مع اپنے لشکر کے داخل
شہر ہوے ہین یہ سن کے شیر افگن طرف اُنکے چلا راہ مین اُنسے ملاقات کی اُنہین ہمراہ لیکر
اُس چھاؤنی مین آیا ہر ایک کے لشکر کو جسکے نام کا تھا اُسمین اُسکو اُتارا بعد اُسکے اُنکے افسرون و
سردارون کو لیکر اُس عمارت مین آیا اور جس افسر کے نام کا مکان تھا اُسمین اسکو جگہ دی سب کو
براحت اُتارا اُن سب نے دیکھا کہ ہر چیز آرام کی مہیا ہی بہت خوش ہوے شیر افگن سب انتظام
کر کے چلا آیا دوسرے روز جب دربار ہوا یہ چارون سردار مع اپنے سردارون کو لیکر دربار مین
آیا موافق قاعدہ کے ہر درجہ مین اُسکے سردار جسکے نام کرسی یا دنگل تھا وہ اُسی درجہ مین رہ لیا
جو معزز سردار تھے وہ اُس درجہ مین پہونچے کہ جہان پر دو قدرت تھا اُنکے بھی نام جس دنگل یا کرسی
پر تحریر تھے وہ اُسپر متمکن ہوے حسب قاعدہ جس دن کہ وہ داخل شہر ہوے تھے اُنکی دعوت خداوند کے
یہان سے ہوئی تھی جس طور سے سب کی ہوئی تھی اب یہان دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہی مجھ چاہ دو
بھی ہر روز شہنشاہ کے پاس آتی ہی اب حال نامہ بر تحریر ہونا چاہیے وہ ملاحظہ ہو یہ جو نامہ
لیکر مع دس ہزار سپاہ کے طرف آفتاب تماشہ کے چلا راہ کو طے کرتا ہوا بعد قطع منازل و طے مراحل
کے قریب اقلیم خورشیدیہ کے پہونچا اُسی صحرا مین قیام کیا جہان اسکو شام ہوئی صبح داخل اقلیم ہوا
جب سے سرحد خورشیدیہ مین داخل ہونے سواے مردم آفتاب پرست کے کوئی مذہب کے لوگ
نہین آتے ہین جس شہر مین یہ خبر پہونچی ہی کہ ایک نامہ بر نامہ لیکر نائب خداوند کے پاس جاتا ہی
اُسکے ہمراہ دس ہزار سوار ہین اُس شہر کا حاکم اپنے لشکر مین بندوبست مقابلہ کرتا ہی یہ بیرون شہر کے

اور منوچہر نے اس سبب سے پہچانا تھا کہ اول تو اُسکے لباس کو اپنے شہر و لشکر کے لباس سے خلاف پایا
دوسرے یہ امر تھا کہ اُسنے سلیم کو ایک پہلوان قوی اور اعلےٰ درجہ کا دیکھا پس یہ سمجھا تھا کہ یہ نامہ بر
ہی اور شہر میں کیونکر معلوم ہوا کہ نامہ بر نامہ لیکر مع دس ہزار سپاہ کے آیا ہی کہ جب یہ شہر پناہ پر
پہونچا تو حاکم شہر کی طرف سے چند آدمی اسی امر پر مقرر ہین کہ وہ ہر روز شہر پناہ پہ آتے ہین اور وقت
سحر سے دو پہر تک پہرہ دیتے ہین آج جو وہ لوگ حسب قاعدہ آئے یہ لوگ پہرے پر مقرر تھے کہ نامہ بر پہونچا
مع لشکر انھون نے دریافت کیا کہ آپ کون ہین اور اسقدر لشکر لیکے شہر میں کیون جاتے ہین نامہ بر نے کہا
تھا کہ مین نامہ لیکر آیا تھا نامہ بر ہون انھون نے روکا تو نہین مگر ایک سوار سے کہا کہ تم آگے آگے
اہل شہر کو آگاہ کرتے جاؤ کہ نامہ بر آتا ہی تاکہ اہل شہر پریشان نہون یہ سبب تھا کہ جو اہل شہر کو معلوم ہوگیا
تھا کہ یہ نامہ بر ہی پس جب منوچہر نے سلیم شیر صولت کو مسند پر بٹھایا برابر آپ بھی بیٹھا اور کل سامان خوشی میں
مہیا تھا بڑی خاطر سے پیش آیا سلیم نے کہا کہ آپ جانتے کہ ان الیکے ہین مین تو نامہ لیکر آیا ہون
دربار مین جاتا تھا آپ نے یہان [illegible] کیا سبب ہی منوچہر نے کہا کہ آپکو معلوم نہوگا [illegible] سے
آنے سے قبل خداوند نے حکم فرمایا کہ منوچہر کو ایک نامہ بر آتا ہے کہ آج شہر میں داخل ہوگا اُسکو تو
بڑی راحت سے اُترواتا اور بڑی خاطر مدارات سے پیش آنا اور یہان کے طریقے سے آگاہ کرنا مین بموجب
حکم خداوند آپ کے استقبال کو آیا اور آپکا استقبال کرکے اس مقام پر لایا یہ مقام آپ کے
قیام کے لیے مقرر ہوا ہی آپ یہان تشریف رکھین کیونکہ یہان کا قاعدہ یہ ہی کہ کوئی بیرونی اہل دربار
کے دربار مین نہین جانے پاتا ہی [illegible] جو کہ [illegible] قبول کرنے پس اسکے خلاف قاعدہ نہین ہوسکتا ہی آپ
کیونکر داخل دربار ہون سلیم شیر صولت نے کہا کہ یہ انداز [illegible] تو آج تک کسی دربار کا یہ طریقہ نہین ہی کہ نامہ بر
دربار مین نجاسکے ہم نے بڑے بڑے دربار بڑے بڑے شاہان جلیل القدر کے دیکھے اور سنے جیسا کہ دربار
خداوند لقا کا ہوتا تھا کہ جسمین اٹھارہ ہزار ملکون کے سردار حاضر رہتے تھے خداوند سال بھر کے [illegible] اپنا جمال
دکھاتے تھے ایسے خداوند کہ جنھون نے اپنی قدرت سے بہشت و دوزخ زمین پر بھی علاوہ آسمان
کے پیدا کئے اسی طور سے زبرجد شاہ [illegible] زمرد شاہ ثانی [illegible] مگر ان سب کے دربار مین ہر ایک
کے جانے کی اجازت تھی وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ ہم اگر دربار مین آنے کی ممانعت کردین گے تو ہمتک کیونکر
ظلم و جور کا حال معلوم ہوگا جو لوگ ہمارے ملازم ہین اور جنپر ہماری ملازمت سے غریب و غربا پر ظلم کرینگے تو
وہ ظاہر ہوگا اور ہم کیونکر عدل و انصاف کرینگے اور کیونکر ہماری رعایا جو کہ ہمارے بندے ہین ہم تک
اپنی حالت کی خبر کرینگے کہ ہم اُنکی داد دین اور اُن ظالمون سے کہ جو ستاتے ہین اُسکے خلاف یہان پاتا ہون
میرے نزدیک اہل ظلم و ستم بھی خوب آزاد رہتا ہوگا کیونکہ وہ اپنی غرض حاجت نہین کرسکتے ہین اور یہ لوگ یہی تصور کرتے
ہونگے کہ جسقدر چاہا [illegible] ظلم کرلو یہان تک خبر تو ہوگی نہین پس بیچاری رعایا اُن ظالمون کی ظلم
کی برداشت کرکے رہجاتے ہونگے یہ کون سا عدل و انصاف ہی بالکل خلاف عدل ہی ہم تو بہت
عدل کی شہرت سنتے تھے منوچہر نے جواب دیا کہ جیسا آپ نے سنا تھا واقعی اُسی طور سے ہی اسکے
خلاف نہین ہی یہان خوب انصاف ہوتا ہی جیسا کہ یہان عدل و انصاف ہوتا ہی کسی ملک مین نہین ہوتا ہی
نامہ بر نے کہا کہ یہی طریقہ انصاف کا ہی کہ نامہ بر ایک تو دربار مین جانے نہین پاتا ہی اور لوگون کی کیونکر
رسائی ہوتی ہوگی یہ خیال کرلو کہ فی زمانہ جیسا کہ دربار اہل اسلام کا ہوتا ہی ویسا کسی کا نہین مگر
وہان بھی ممانعت نہین ہی یہ امر ہمارے خیال مین نہین آتا ہی یہ بات بالکل خلاف ہی تمہارا عدل شاہی سے کہ منوچہر نے

نامہ ہی خداوندا ابن خداوندان ابن خداوند کا جو کہ اسوقت سب کے خدا ہین یعنے ارژنگ بن زمرد بن لقا جو کہ تھا
ہزار رکانت با حشم کے خدا تھے جنکی خدائی کو اب تک لوگ مانتے ہین بھلا مین نامہ کیونکر دون مین نائب خداوند
لیکے برجیس کے ہاتھ مین دونگا میرے نزدیک تو وہ ایک بادشاہ ہین اور یہ نامہ خداوند کا ہی اُن کو
اس نامہ کی عزت کرنا چاہیے مقور نے بنظر قہر طرف سلیم کے دیکھا اور کہا کہ کیا کہون تمکو تمھاری
خاطر و مدارات کا حکم ہی ورنہ مین اس کلام کا مزا آپکو چکھاتا کہ جیسے آپ نے یہ کہا کہ میرے
نزدیک ایک بادشاہ ہی اب مین صاف صاف کہتا ہون کہ اگر آپکو نامہ دینا منظور ہو تو خیر
ورنہ آپ نامہ لیکر چلے جائین آپ کا جانا کسی طور سے دربار مین نہین ہوگا ہم خلاف قانون کے
نہین کر سکتے اور اگر یہ مد نظر ہی کہ نامہ نائب خداوند تک پہونچے تو کل اُسکے تھیر آئینگے اُنکو نامہ
عنایت کیجیے گا وہ جواب نامہ لادینگے یہ سنکے سلیم نے خیال کیا کہ نہ نامہ دونگا دیکھو کیا جواب
آتا ہی مگر افسوس دربار مین نہ جانا ہوا ذرا دربار کی حالت دیکھتے تو آتی کہ طور کا دربار ہی لیکن
لیکن سردار ہین گو اسکی صورت سے تو ثابت ہوتا ہی کہ سردار تو اچھے معلوم ہوتے ہین کیونکہ یہ تو مہر دار
زبردست ہی ایسے ہی سردار ہین تو دربار خوب ہوگا خیر دیکھا جاے گا یہ خیال کرکے کہا کہ یہ طریقہ نہین ہی
کہ نامہ دیا جاے گر مین نامہ لیکر جو نکہ آیا ہون ایسی حالت مین مناسب نہین جانتا ہون کہ نامہ واپس
لیجاؤن کیونکہ جواب لینے آیا ہون پس جواب حاصل کرکے جاؤنگا تم جس طور سے ہو مقور نے کہا کہ
کل مرسل نائب خداوند یعنے تیمور شخوار تمھارے تشریف لائینگے اُنکو نامہ مرحمت کردیجیے گا سلیم نے
جواب دیا کہ بہت خوب یہ کہکر اور طور پر گفتگو ہونے لگی کہ تمام حال جو مقور نے سنا تھا اور اپنے ساتھ اتنا انتہا
بیان کیا یہ حالت سنکے نامہ بر بہت حیران ہوا اور کہا کہ بڑے بڑے تیر بجاے بیان ہین کہ جنکا دیکھنا
ضروری ہی مقور نے کہا کہ جب تیمور شخوار جو کہ مرسل ہین آپ پاس تشریف لائین تو آپ اُن سے یہ خواہش فرمائیگا
کہ مین قلعہ کے دیکھنے کی خواہش رکھتا ہون اگر آپ میرے لیے اجازت اس امر کی دین تو مین
دیکھ لون اگر خداوندا اجازت دینگے تو آپ کو مین تمام قلعہ کی زیارت کرا دونگا مقور نے کہا بہت
خوب الغرض وہ دن تمام ہوا شام ہوئی بوقت شب تمام لشکر کو سلیم کے خورد و نوش ہر قسم کا طعام لذیذ پہونچا حسب مرتبہ
سلیم کے لیے بھی طعام لذیذ آیا مگر طعام کا لانے والا کوئی نظر نہین آیا اُسنے وہ طعام لذیذ کھایا یہ کارخانہ
دیکھکر اور حیران ہوا کہ جو یہان کا رخانہ ہی وہ نئے طور کا ہی یعنے یہ کوئی نہ کوئی سا حر زبردست ہی غرض بیرا
پھر تمام سی بارگاہ مین رہا ایسے ایسے خیالات مین غرق رہا کہ اُسکو تمام رات نیند نہ آئی سحر ہوگئی بوقت
سحر اُٹھا سب امور ضروری سے فراغت کرکے بیٹھا جو سردار اُسکے ہمراہ تھے وہ اُسکے پاس آئے وہ بھی
اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھے کہ اُسنے پردے بارگاہ کے اُٹھوادیے ہین مقور جو اُسکو فرو کش کر کے
گیا ہی اور وہ تقریر کر گیا ہی جب سے نہین آیا ہی یہ حیران ہی کہ کیا کرون کیونکہ یہ نامہ جلسہ گاہ وہان خداوند
کو میرا انتظار ہوگا اور فراق مین اُس صاحب تصویر کے بیقرار ہوگا یہان کل سے جو آیا ہون اُس وقت
تو تھوڑے عرصہ کے لیے وہ آکر بیٹھا تھا اور وہ تقریر کی تھی جبکہ طعام وغیرہ سے فراغت ہوئی تو وہ چلا گیا
جب سے نہین آیا پھر کسی نے خبر تک نہ لی کہ کون آیا ہی اور کون نہین مین تو عجب عذاب مین مبتلا ہوا ہون
تھوڑی دیر اور انتظار کرتا ہون اگر کوئی آیا تو خیر ورنہ مین خود طرف دربار کے جاؤنگا مین یہان کب تک پڑا
رہونگا یہ خیال کرکے اپنے ہمراہیون سے کل حال کہا اور جو تقریر مقور نے کی تھی وہ بھی بیان
کی اُنھون نے کہا پھر آپ کا کیا قصد ہی سلیم شیر صولت نے کہا کہ مین کیا بیان کرون کہ کیا میرا قصد ہی

خلاف ہوگا یہ سنکے سلیم نے کہا کہ بہت خوب مین نامہ حاضر کرتا ہون مگر یہ طریقہ بیجا ہی میری ایک عرض ہی وہ
خدمت خداوند مین عرض فرمایئے گا خونخوار نے کہا کہ وہ کیا عرض ہی سلیم شہر صولت نے کہا کہ
میری خواہش یہ ہی کہ مین قلعہ کی سیر کرون اور قدرت خداوند کا تماشا دیکھون اگر اجازت ہو یہ
سنکے خونخوار نے کہا کہ مین خدمت مین عرض کر دونگا جو وہ ارشاد فرماینگے مین گذارش کر دونگا یہ سنکے
سلیم نے کہا کہ خیمہ مین تشریف لے چلیے جواب دیا کہ اسقدر مہلت نہین ہی آپ نامہ دیجیے پس سلیم نے
فوراً نامہ خونخوار کے ہاتھ مین جیب سے نکال کر دیدیا اور یہ کہا کہ نامہ بہت ضروری ہی بدین سبب
مین یون دیتا ہون ورنہ کبھی نہ دیتا جب تک موافق قاعدہ کے نہوتا اگر واپس لیجاتا ہون تو مطلب
رہا جاتا ہی بدین خیال مین نے یہ گوارا کیا اور نامہ دیا یہ سنکے خونخوار نے وہ نامہ لے لیا اور اپنے
پاس تخت پر رکھ لیا اور کہا کہ آپ آپ مین سے تشریف رکھین اور اطمینان رکھین اسکا جواب
آپ کو آج ہی ملیگا اور جہان تک ممکن ہوگا مین کوشش کرونگا کہ آپ کی طلبی دربار مین ہو سلیم
نے کہا کہ یہ آپ کی عنایت و مہربانی ہوگی یہ کہکر سلیم تو اپنے خیمہ کی طرف چلا اور ادھر سواری خونخوار
کی طرف دربار کے روانہ ہوئی یہان آکر سلیم نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ واقعی یہان بڑے
بڑے کارخانہ ہین یہ خدائی واقعی بہت بڑی ہی کہ جسکے زیر حکم اتنے بڑے بڑے بادشاہ مثل غلامون کے
حاضر رہتے ہین اور اپنا فخر تصور کرتے ہین دیکھو کس شوکت و حشم سے دربار مین جاتے ہین یہ حالت تو
کبھی سنتے تھے لقا کی خدائی کی بھی نہین سنی ہی باوجودیکہ وہ بہت بڑی شوکت رکھتے تھے کہ جناب
ایسے مرسل گاو لنگی ایسے سرا قبل مگر یہ شوکت نہ تھی اسکے ہمراہیون نے کہا کہ ہم کو تو یہ ثابت ہوتا
ہی کہ یہ خدائی ترقی کرے گی اور ضرور خدا اسے تادیدہ کے ماننے والون کو انکے ہاتھ سے زک پہونچیگی
اور کچھ عجب نہین کہ یہ لوگ آپ پر ظفریاب ہون مگر لقایہ کرین کہ ہمارے خداوند سے اور آپ سے نہ بگڑے تو
امر کہ انھون نے تحریر کیا ہی یہ منظور کرلین تو بڑی اچھی بات ہوگی ورنہ خرابی ہوگی کیونکہ یہ امر ہوگا کہ انکے
اور انکے مقابلہ ہوگا انجام کیا ہو سلیم نے کہا اگر تم یہ کہتے ہو کہ وہ منظور کرلین میری رائے مین یہ امر
بعید ہی کہ ارزنگ سے اور جمشید سے بہت بڑی جنگ ہوگی وہ اپنی خدائی ظاہر کرینگے یہ اپنی خدائی
کی ترقی چاہینگے جو شوکت وحشم انکو اسوقت بہم ہی وہ تو ہمارے خداوند اگر برسون کوشش کرینگے
تو بہم نہوگا یہ اپنی شان کے خلاف تصور کرینگے دوسرے یہ کہ انھون نے اپنی خدائی کی تعریف کی ہی
یہ چاہینگے کہ میری خدائی یہ مانین اور خدا تصور کرین اور ہمارے خداوند یہ خیال کرینگے کہ میری خدائی کو
مانین پس اسی مین فساد ہوگا اور جس امر کے لیے انھون نے تحریر کیا ہی وہ تو کبھی یہ منظور نہ کرینگے ہمراہیون
نے کہا کہ خیر دیکھا جائے گا دیکھیے جواب نامہ کیا آتا ہی سلیم نے کہا کہ اسکا یہان تو یہ گفتگو ہو رہی ہی ادھر
خونخوار وہ نامہ لیکر دربار مین پہونچا اور قریب پہ وہ جا کر عرض کیا کہ خداوند وہ نامہ مین آپ نامہ بر
سے لیکر حاضر ہوا ہون گو وہ نہین دیتا تھا اور جو تقریر کہ مقصود سے ہوئی تھی وہ بالکل بیان کی اور کہا
کہ وہ یہ تقریر کرتا تھا اسکا جواب دیا گیا اور جب وہ نامہ دیچکا تو اسنے یہ خواہش اپنی ظاہر کی ہی کہ میرا جی
چاہتا ہی کہ مین حاضر دربار ہون اور قدرت خداوند کا تماشا دیکھون کہ جو لوگ مجھسے دریافت کرینگے
کہ تم نامہ لیکر گئے تھے تو تمنے کیا دیکھا اور کیسا دربار پایا اور کیا کیا خدائی کی نیرنجات دیکھی تو مین
کیا کہونگا یہ تو بالکل خلاف ہی کہ مین اتنے بڑے مقام پر جاؤن اور پھر وہان سے محروم پھرون اکثر
سوداگرون اور اخبار سے یہان کے دربار کی حالت اسنی گئی اور دیکھی گئی تو اشتیاق پیدا ہوا یہ بھی عرض

کیا کہ سوداگر تو داخل دربار ہون اور جو ایک سردار دوسرے ملک کا نامہ لیکر آئے تو وہ دربار
سے محروم رہے یہ کون طریقہ ہے یہ امر جو کہ خونخوار نے کہا یہ اپنی طرف سے کہا کہ وہ کہہ آیا تھا
کہ مین کوشش کرونگا کہ تمہاری طلبی دربار مین ہو اس سبب سے خونخوار نے یہ تقریر اپنی
طرف سے کی یہ سنکے بدر جبین نے کہا کہ جب تم جواب نامہ لیکر اسکے پاس جانا تو اُس سے یہ کہنا
کہ جب تک ہم نے یہ طریقہ جاری رکھا تھا مگر اب سے بالکل یک قلم حکم قطعی دیا ہے کہ کوئی ہمارے
دربار مین نہ آسکے سوا ہمارے اہل دربار کے یا جو کہ ہماری خدائی کو مانے وہ اور کوئی نہ
آئے خواہ سوداگر ہو خواہ سفیر ہو خواہ نامہ بر خواہ فریادی اسی سبب سے ہم نے اپنے
سرداروں اور مشیروں کو حکم دیا ہے کہ تم لوگ دونون وقت شہر کی سیر کیا کرو جو کوئی جو کچھ عرض
یا فریاد وغیرہ کرے اُسکو سنو اور ہماری خدمت مین عرض کرو دوسرے جو کوئی عرضی یا
نامہ وغیرہ آئے اُسکو اُس لانے والے سے لیکر ہماری خدمت مین پیش کرو اور اُسکی خاطر
و مدارات کرو کسی پر ظلم ہونے پائے کوئی ظالم شہر مین نہ رہنے پائے یہ سب امر اس سبب سے
ہین کہ یہ مقام ایسا نہین ہے کہ ہر ایک چلا آئے کوئی بھی اپنے خدا کے پاس جاسکتا ہے سوا اُن
لوگون کے جو کہ مقرب بارگاہ خدائی ہین یہ سبب ہے پس بدین خیال تمہارا یہان آنا ہی درست
نہین ہوسکتا ہے ہان اگر یہ خواہش ہے کہ قلعہ کی سیر کرون تو یہ امر کوئی مشکل نہین ہے ہمارے سردار
تم کو قلعہ کی سیر کرا دینگے قلعہ کی سیر کرنے مین کس امر کا نقصان یا بدولتی کا نہین ہے کیونکہ اکثر لوگ اسکی
زیارت کو دور دور سے آتے ہین کیونکہ یہ قلعہ تو قدرت خدا سے پیدا کیا گیا ہے اور جو بنا دیا ہے
اسمین ہین وہ سب ہماری قدرت کے نمونے ہین اور ہمارے خداوند ہونے کو ظاہر کرتی ہین یہی امر
کیا کم ہے کہ لوگ ہمکو اپنا خدا تصور کرین اور جو کہ صاف باطن اور روشن دل ہین اُنکے قلب اس نور
سے منور ہوگئے ہین اور اس ایمان کی روشنی کو وہ لوگ اپنے دلون مین جگہ دیتے ہین اور ظلمت کفر کو
نور ایمان مثل ظلمت شب کے کہ جیسے ہمارے جمال کے سبب سے بوقت ظاہر ہونے ہمارے نور کے زائل
ہوتی ہے دفع کرتا ہے جسکو کہ عام لوگ آفتاب تصور کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جب آفتاب طلوع ہوتا
ہے تو دن ہوتا ہے اور جب غروب ہو جاتا ہے تو رات ہوتی ہے تو اُس سے کہنا کہ جو لوگ یہ تصور کرتے
ہین وہ نور ایمان نہین لاسکتے ہین کافر ہیت ہین اور جو یہ نہین تصور کرتے ہین بالکل ہماری قدرت
کو دیکھکر قائل ہوسکتے ہین اُنکے دل ہمارے نور سے روشن ہوسکتے ہین اور یہ ایک راز و اسرار
خداوندی ہے کہ جو تاریکی ہوجاتی ہے یہ کسی پر نہ ظاہر ہوا ہے نہ ظاہر ہوگا اور آفتاب کیسا اور ماہتاب
کیسا یہ میرا نور ہے خیر اس سے تو کوئی مطلب نہین ہے جو جسکا جی چاہے تصور کرے جو جو یہان قائم
ہین اُنکو خیال بعد مرنے کے ظاہر ہوگا اور جو ایمان لاچکے ہین اور لاوینگے اُنکو بھی حال معلوم ہوگا
جسوقت وہ لوگ جو کہ ایمان نہین لاسکے ہین اور جو نہ لاسکینگے وہ ان کے مرتبے اور درجے اپنی نظر
کوتاہ اور چشم نابینا سے دیکھینگے اُسوقت حسد کرینگے اور باہم ملکر یہ افسوس کرینگے ہم کیون نہ
ایمان لائے اور وہان پر کیا منحصر ہے جو مرتبہ اُنکے یہان ہین اُسپر بھی اُنکو حسد ہوگا مگر اس وقت تو
اپنے دل کے تابع ہین اور خیال کرتے ہین کہ ہمارا مذہب حق ہے اور ہم راہ راست پر ہین باوجودیکہ
ہم نے اُنکو چشم بصیرت دی ہے اُسپر وہ لوگ کور بنے ہوئے ہین اور میری قدرت کو دیکھتے ہین اور
قائل نہین ہوسکتے ہین خیر تو بھی آکر قلعہ کو دیکھ لے کوئی میرا نقصان نہین اگر قلب صاف رکھتا

ہوگا تو مظہر میری خدائی کا قائل ہوگا میرا نور حال تیرے قلب تاریک کو مثل شب چہاردہ کے
روشن کر دیگا یہ جواب میری طرف سے اُسکی اُس خواہش کا دینا اور کہنا کہ دربار مین تو کسی صورت
سے ایسی حالت مین آنا نہین ہوسکتا ہی کہ تو مذہب دیگر رکھتا ہی اور یہی خیال کر لیا جاے کہ اب
کوئی تاجر آنے پائیگا کو میرے اس حکم سے تو لوگون کو یہ گمان ہوگا کہ نہ معلوم کیا امر ہی جو دربار
مین آنے کی ممانعت ہی اور کوئی دربار مین نہین جانے پاتا ہی یا بدولت کو کوئی خوف نہین ہی
جو جسکا جی چاہے تصور کرے کوئی میرا نقصان نہین ہی وہ اپنے گناہ مین آپ مبتلا ہوگا جیسے
لیے کیا ہوگا بلکہ مین ایسے شخص کو بخشونگا بھی نہین ہان اُس زمانہ مین جبکہ مین تمام عالم کو اپنا
نور دکھاتا ہون یعنے سال بھر کے بعد ایک جشن کرتا ہون اور سبھی کی دعوت کرتا ہون اسمین مین
جو دربار کرتا ہون عام اجازت ہی کہ جسکا جی چاہے آئے کوئی ممانعت نہین ہی وہ دن تو اسی دن
کے لیے ہی اور کوئی جشن ایک روز کا نہین ہوتا ہی وہ جشن ایک ماہ کا ہوتا ہی برابر ایک ماہ تک دربار
عام ہوتا ہی اور سب کی دعوت ہوتی ہی اُسکو جشن قدرت کہتے ہین اس سے کہنا کہ اگر تجکو خدا اپنی
سے دربار کے دیکھنے کی ہی تو تو اُس زمانہ مین آ میرا دربار بھی دیکھ لے اور جشن کی بھی کیفیت
دیکھ کہ کیا کیا قدرت خدا ظاہر ہوتی ہی پس اسے خوشخوار نے یہ میری طرف سے کہنا اور اگر وہ یہ
خواہش کرے کہ راجہ تاج قلعہ کی سیر کرونگا تو اسکو بھی سیر کرا دینا ہان وہ نامہ کہان ہی دبیر کو دے
کہ وہ پڑھے تاکہ سب اہل دربار مضمون نامہ سے آگاہ ہون کہ کیا اسمین تحریر ہی گو مین اُسکے
مضمون سے باہر ہون مگر تم لوگ بھی تو سن لو اس عرصہ مین کل دربار جمع ہوگیا اکثر امرا
سرداروں داخل دربار ہوگئے تھے کہ خوشخوار نے وہ نامہ دبیر کو دیا دبیر نے وہ نامہ
لیکر اور ایک صندلی طلائی پر کھڑے ہوکر پہلے تو یون کہا کہ ای اہل دربار پہلے تو مین تعریف و
توصیف اپنے خداوند نامہ خدائی بیان کرتا ہون اسکے بعد اس نامہ کو شروع کرونگا کیونکہ
ہر دبیر کو لازم ہی کہ پہلے جو کام کرے خداوند کا نام ضرور شریک کرلے اور یہ مجکو یقین کلی ہی کہ
اس نامہ مین نام خداوند ہوگا کہ اسطور سے کہ تعریف کے ساتھ ہو پس لازم ہوا مجکو کہ مین
پہلے تعریف خداوند سے زبان کو برکت دون اسکے بعد اس نامہ کو پڑھون اور پیشتر
نہ تو نامہ مین بھی تعریف خداوند کرونگا اور آپ لوگون کے دل خوش کرونگا یہ کہکر
کہا کہ سب آگاہ ہون کہ یہ وہ خدا ہی کہ جسکے نور کے سبب سے تمام عالم اُجالا از مشرق تا مغرب
و از جنوب تا شمال و از سمان تا سمک سب روشن اور منور ہی اور تمام عالم اسی نور سے بہرہ مند
اور جب یہ نور کسی سبب سے نقاب قدرت یا حجاب قدرت مین چلا جاتا ہی تو کس قدر تاریکی
ہوجاتی ہی یا وقت شب کہ جسکو لوگ رات کہتے ہین خداوند اپنے نائب کو چھوڑکر اور راہ
خدائی کو دیکھتے ہین باوجودیکہ روشنی ہوتی ہی مگر اسپر بھی یہ کیفیت نہین ہوتی ہی جو خداوند کے
نور سے ہوتی ہی بہ نسبت اس روشنی کے وہ ظلمت ہوتی ہی کہان نور خداوندی کہان نور نائب
اور پھر یہ امر ہی کہ خداوند ہمہ وقت ایک نقاب ایسی منہ پر ڈالے رہتے ہین کہ جو مانع نور ہی
ورنہ کسکو تاب ہی کہ اُسکے نور کی تاب لاسکے یقین ہی کہ اگر نقاب نہو تو تمام عالم جلکر
خاک سیاہ ہوجاے آپ لوگ خیال کرلین کہ کس قدر اس نقاب پوشی پر حدت ہی اور
اسکا سبب یہ ہی کہ اگر یہ حدت نہوتی تو یہ غلہ وغیرہ کیونکر خشک ہوتا یہی تو سبب ہی کہ

کہ غلہ کو خداوند خدا دیتا ہے خدا سے بڑا کہتے ہین کہ یہ تو خداوندی سے نشو و نما پاتا ہے اور اسی طور کی قدرت
سے اپنی مراد کو پہنچاتا ہے ورنہ کیونکر پختہ ہوتا اور کیونکر اپنی مراد پر پہنچتا کہا اسکی قدرت ہے
کہ پہلے خداوند نے اپنی قدرت سے دریا سے قدرت اور بذریعہ سحاب قدرت آب رحمت برائے
روئیدگی غلہ برسایا اور جب وہ زمین روئیدہ ہوئی تو زمین کو یہ حکم دیا کہ اسکی پرورش
کرے بموجب حکم خداوند کے زمین نے پرورش کرنا شروع کیا خداوند نے اپنی قدرت
سے اسمین دانہ پیدا کیا بھلا یہ بھی قدرت کسی مین ہے کہ ایک دانہ سے اسقدر دانہ پیدا ہون
سوائے خداوند کے جبکہ دانے پیدا ہو چکے تو انکو آپ اپنے نور جمال سے خشک کیا کہ وہ
اس قابل ہوا کہ ہم لوگ اسکو کھائین خیال کرنے کی جگہ ہے کہ ایسا خدا کہ جسکو اپنے بندون
کی پرورش یون منظور ہو سکتا ہے اور اسی طور سے اور میوہ جات اور خوراکہات ہر قسم کی
ترکاری وغیرہ پیدا کرتا ہے اور اسکو اپنے نور جمال سے پختہ کرتا ہے اور اہل دنیا [illegible] ہے
حدت نور کا اگر یہ حدت نہوتی تو یہ بات نہ حاصل ہوتی یہ ایک ادنیٰ اسکی قدرت ہے اگر یہ ایسا
نہ ظاہر کرتا تو کیونکر ہم اسکو اپنا خدا تصور کرتے [illegible] سے یہ خیال کرنے کی جگہ ہے کہ دیکھو ایک
قطرے سے کیسی کیسی خوبصورت صورتین پیدا کرتا ہے اور کیونکر اسکی پرورش کرتا ہے بھلا
کوئی بھی سوائے خداوند آفتاب کے ایسا کر سکتا ہے اور جیسی اسکی عنایت اور رحمت
ہم بندون پر ہے ایسی کسی پر نہین ہے خیال کرنے کی جگہ ہے کہ کس زمانہ سے دنیا خلق ہوئی ہے
اور کئی لاکھ برس گذر گئے اور کس قدر مذاہب دنیا مین ہوئے کوئی لات پرست ہوا کوئی لتا پرست
کوئی فرعون پرست کوئی مردہ پرست کوئی زبرجد پرست کوئی ساہری پرست کوئی خورشید پرست
کوئی خدا پرست کوئی شیر پرست کوئی ابلیس پرست یہ سب مذاہب جاری ہو گئے مگر کسی نے
خداوند کو نہ پہچانا اور نہ اسکی بندگی کی اور نہ یہ خیال کیا کہ یہ کوئی ہمارا خدا نہین ہے خدا ہمارا
اور ہے کوئی ہے یہان تک تو نوبت پہنچی کہ لوگ آتش پرستی کرنے لگے اور اسکو اپنا خدا
بنانے لگے تب تو خداوند نے دیکھا کہ یہ لوگ میری طرف رجوع نہین کرتے ہین اپنے اپنے
دلون سے خدا مقرر کر لیے ہین انھون نے [illegible] اور طریقہ اپنی قدرت سے پیدا کیا کہ یہ فرقہ
میری پرستش کرے گا اور انکو اسقدر طاقت دی کہ جو سب پر غالب ہون انھون نے جو دیکھا
کہ ہم مین اسقدر طاقت ہے تو انھون نے اپنا ایک اور مذہب بنا لیا کہ جسکو مذہب اسلام
کہتے ہین اور وہ خدا سے نادیدہ کی بندگی کرتے ہین چونکہ خداوند نے وہ فرقہ اس لیے
پیدا کیا تھا کہ ان سب خدائیون کو برباد کرے بارے اس نافرمانی کے خداوند نے انکو اپنے [illegible]
کیا اور تمام خدائیون کو انکے ہاتھ سے برباد کرایا اس زمانہ مین بھی [illegible] خداوند نے اپنا نور
ظاہر کیا تھا کہ ایک فرقہ پیدا ہوا تھا کہ وہ خداوند کی پرستش کرتا تھا اسکو خداوند نے اسقدر
طاقت عطا فرمائی تھی کہ وہ خدا سے نادیدہ کے ماننے والون سے بھی زیادہ قوت رکھتے تھے
اٹھارہ برس تک ان سے مقابلہ کیا اور بہت سے ملک انکے قبضے مین آئے [illegible] زمانہ تھا لقا
کی بھی خدائی کا یہ نوبت پہونچی کہ لقا نے بھی خدائی کو ہمارے خداوند کی قبول کیا مگر وہ لوگ
اسقدر اپنی طاقت پر مغرور ہوئے کہ خداوند نے انکو مسلمانون کے ہاتھ سے زیر کرایا اور اب
جو اس سے پوشیدہ ہوئے تو پھر نہ ظاہر ہوئے صرف اپنا جمال دنیا پر رہنے دیا کہ دنیا

مین یہ چاہتا ہون کہ تمھاری بھی خدائی اور بادشاہت قائم رہے کیونکہ ایک عالم پر یہ روشن ہو چکا ہی کہ تم فرزند
خداوند آفتاب ہو اور تم نے اپنے مذہب کے ترقی دینے مین بہت کوشش کی ہی اور خوب خوب
عجائب و غرائب یادگار کیے ہین پس مین یہ چاہتا ہون کہ یہ امر ایسے طور سے رہے کہ ایک جانب تم خدائی
کرو اور ایک سمت مین لقف عالم مین تمھاری خدائی کا ڈنکا بجے لقف مین مین نہ مین تمھاری طرف
کے لوگون کو اس امر پر رغبت دلاؤن کہ وہ میری طرف رجوع کرین نہ تم میرے بندون کو اپنی طرف بلاؤ
اور سم اور تم اُن بندگان خدائی سے جنکو لقا سے بانتر نے پیدا کیا ہی اور حد سے زیادہ قوت دی ہی اگر
جنکی موت خلق کرنا بھول گئے تھے لیکے اہل اسلام سے مقابلہ کرین اُنکے تباہ و برباد کرنے کی کوشش
کرین جب مین اور تم ایک دل ہوکر اور کمر ہمت کو مستحکم کس کر اُنکے مقابل ہوینگے تو یقین کلی ہی کہ وہ
برباد ہو جاوینگے کیونکہ بقول شاعر ع دو دل یک شود بشکند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را جب وہ لوگ
برباد ہو جائین گے اور ہم تم بے خوف ہو جاوینگے اُسوقت لقف لقف عالم پر قبضہ کر لینگے اگر یہ لوگ برباد نہ ہوے
تو یاد رکھو کہ نہ تمکو ترقی ہوگی نہ مجکو نہ یہ ہوگا کہ ہم اور تم اپنی خدائی کو ترقی دے سکیں کیونکہ یہ وہ لوگ
ہین کہ جن کے سبب سے خداوند لقا و خداوند زمرد پوش کو فنا کر لیا اور ان لوگون نے
بڑے بڑے شاہون کو ایسا آل [illegible] شکست دی اور اُنکے ملکون پر قبضہ کر لیا اُنکے ہاتھ سے دو [illegible]
خداوند پریشان ہوکر شہر بشہر و بیابان بیابان تباہ پھرے اور آخر کو بہشت مین پہونچے کہ کو ممکن تھا کہ وہ اُنکو
تباہ کرتے اور خاک سیاہ کر دیتے مگر وہ لوگ کریم تھے وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ہمارے [illegible]
اسقدر بندون کو برباد کرون دوسرے اُن کو بھی اُن بندون سے محبت تھی وہ [illegible]
اُنکے تباہ کرنے کے درپے ہوئے اور اپنے اوپر اُنکے ظلم و بدعت کو گوارا کیا اور ہمیشہ پریشان
رہے اور تباہ پھرے مگر اُنکو قتل و غارت نہین کیا اگر وہ لوگ تو رحیم تھے کیونکہ وہ رحیم تھے [illegible]
اور رحم میری ذات مین ہی کہ وہ بندے خدا کے نادیدہ [illegible]
پس مین مثل اُنکے تو ہون نہین کہ محبت مین اپنے کو تباہ کرون اور پریشان ہون [illegible] اُنکے
غارت کرنے کا قصد مصمم کر لیا ہی اور اُسکے ایک ملک پر قبضہ بھی کر لیا ہی [illegible]
میری یہ خواہش ہی کہ میرے اور تمھارے سلسلہ محبت و قرابت ہوا اور دفعۃ ایمان [illegible]
مسلمانون سے مقابلہ کرین اور اُنکو شکست دین اور بعد اُنکے امن سے اپنی اپنی خدائی کو رواج
دین مین ساحل مین جاکر خیطول خدائی آراستہ کرون اور اُسی مقام سے جہان تک نصف عالم کی
حد ہو مین خدائی کرون اور بعد اُس حد کے تمھاری خدائی شروع ہو نصف پر تم قابض ہو اور ایک
صورت سے ہو سکتا ہی وہ صورت یہ ہی کہ مین نے سنا ہی کہ ایک تمھاری ہمشیرہ ہی اور وہ بھی [illegible]
یعنی اختر خداوند کی ہی اور حسن و جمال مین بے نظیر اور بے مثال ہی اور اُسکی تصویر بادولت کے پاس
ایک تقریب سے پہونچ گئی ہی اور مین اُس تصویر دلپذیر کو دیکھکر فریفتہ ہو گیا ہون اب بغیر اُسکے وصل کے
میرے دل کو قرار نہین ہی اور کسی ساعت دل کو چین نہین آتا ہی لہذا میری یہ خواہش ہی کہ اس مشتری
آسمان خدائی کو میرے ہمراہ منعقد کرو تاکہ سلسلہ اتحاد دنیا مین جاری ہو اور یہ ہو
نہین سکتا ہی کہ وہ بے شوہر رہے کوئی نہ کوئی اسکا شوہر ضرور ہوگا اور یہ وہ نا سفتہ ضرور کسی
کے رشتہ زوجیت مین جاوے گی خیال کرنے کا مقام ہی کہ مجھ ایسا شخص تمھے خود اس امر کی درخواست [illegible]

لشکر کشی کرونگا اور جب مین براے مقابلہ اپنے مقام سے حرکت کرونگا تو اُسوقت زمین و آسمان کو زلزلہ سا ہوگا اور تمام کوہ و دشت مین تہلکہ پڑجاے گا میرے ہمراہ وہ لشکر جرّار ہی کہ جسکی تلوار کی پناہ نہین ہی اگر ایسا لشکر نہوتا تو مین کیون خداے نادیدہ کی پرستارون سے مقابلہ کرتا اور آسکی امید مقابلہ رکہتا یہ دل اور جگر سواے میرے کسی کا نہین ہی کہ جو ایسے بہادرون سے مقابلہ پر آمادہ ہوا ہو کہ جنکی تلوار کے تمام عالم مین سکّے پڑے ہوے ہین اُن سے قصد مقابلہ رکہتا ہون پس مین تمکو تحریر کرتا ہون کہ اگر تم خلاف میری تحریر کے کروگے تو یاد رکہو کہ مین اہل اسلام کیطرف جانے کو ملتوی کرونگا اور تمپر لشکر کشی کرکے آونگا اور تمام اقلیم خورشید پرستون کو سم باد پایان سے برباد کرونگا اور اُس وقت کوئی خدائی کا پاس نہ کرونگا اور اپنی معشوقہ کو بزور حاصل کرونگا اسوقت یہ امر بہ صلح یون طے ہوتا ہی کہ تم اُسکا عقد میرے ہمراہ کردو تم بھی خدائی کرو مین بھی اُسوقت یہ ہیگا کہ جب مین مقابلہ کرکے حاصل کرونگا تو اُسوقت یا تو تم میرا مذہب قبول کروگے اور مجکو سجدہ کروگے یا اپنے قتل پر آمادہ ہوگے یہ کارخانہ خدائی بالکل نیست و نابود ہوجاینگے اور ذلت فاش حاصل ہوگی اُسوقت مین یہ نہ کرونگا کہ تمکو برابر خدائی پر رہنے دون اور نصف نصف عالم پر قبضہ میرا اور تمہارا رہے یہ امر تو نہ ہی ہی بگڑا سے پر نہین ہو جیسا مصرعہ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند + ہو جیسا این مثل جسکی تیغ اسکی دیگ + مین قبل سے سمجہائے دیتا ہون دیکہو ذرا سمجہ بوجہکر جواب تحریر کرنا جہان تک ممکن ہو میرے کہنے کو نہ ٹالنا اگر اپنی ترقی اقبال و دولت کے خواستگار ہو ورنہ تمکو اختیار ہے دیکہو پہر کا سے یہ کسی کے نہ آنا ورنہ خراب ہوگے عقل سے کام لینا مین اب اس جواب کے بعد نامہ نہین تحریر کرونگا وہ لشکر کشی کرونگا مجکو جو کچہ کہنا اور سننا تھا مین نے اس نامہ مین تحریر کردیا اور ان چند اشعار پر اپنے نامہ کو ختم کرتا ہون یہ اشعار بھی بطور نصیحت کے ہین آیندہ تمکو اپنے قتل کا اختیار ہے جو میرا کام تہا وہ مین کر چکا مجکو عشق مین اُس نازنین کے ہوش اپنے تن بدن کا نہین یہ اشعار تمکو مین بموجب اپنی راے کے تحریر کرتا ہون اور خیال کرتا ہون کہ ضرور میری تحریر پر عمل کروگے ورنہ خراب اور برباد ہوگے نظم

مزن پنجہ با شیر خنجر آزماے
خذر کن ز خشم جگر جوش من
تو در رخنہ باشی دلیری مکن
ز خاکے کہ بر آسمان افگنی
مشو عاصی اندر خداوند خویش
صف لشکرت گر شود دشمنم
نہین گویمت باز گویم ہمین

اگر نہ چیاست و ہم گوش تیج
بپاش ایمن از خواب خرگوش من
بجا سکے میاور کہ چشم زجاے
سر و چشم خود را زیان افگنی
جوانی مکن گرچہ ہستی دلیر
اگر کوہ آہن بود بشکنم
مثت انچہ حق بود گفتم تمام

الا اے طفل نا پختہ و خام راے
کہ دانی تو ہیچی و کمتر ز ہیچ
مزن رخنہ در خاندان کہن
ندارد دلیری پہ پیل پاے
خداوند ملکم بہ پیوند خویش
منہ پاے گستاخ در کام شیر
مجنبان مرا تا نہ جنبد زمین
تو دانی دگر بعد ازین والسلام

جب نامہ تمام ہوا اور تمام اہل دربار نے سنا اور معلوم ہوا کہ یہ نامہ ارژنگ بن زمرد بن قلقا کا ہی کیونکہ عبارت مین تو اُسنے کسی مقام پر اپنا نام نہین تحریر کیا تہا بعد ختم نامہ یہ تحریر کیا تہا کہ این نامہ محبت شمامہ از طرف خداوند ارژنگ بنام برجیس آفتاب پرست نائب خداوند آفتاب بس ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ اسنے یہ کیا مزخرفات نامہ مین تحریر کیا ہی اور یہ کلام کسکے نسبت تحریر کیے ہین کیا اسکو جنون ہوگیا ہی لقا کی خدائی برباد ہوئی زمرد کی خدائی نابود ہوئی یہ ارژنگ کون گیدی

اپنے کردار کو جو تجھے خداوند نے تو اسکو پیدا کیا اور دولت و حشمت دی وہ اسپر مغرور ہونے
اور دعوے خدائی کر بیٹھے ارے تو نے کیا یہ نہیں سنا ہے کسی شاعر کا شعر ہے جسکا یہ ایک
مصرع انکے حسب حال ہے ع اُنھوں نے کھائی ہے ٹھوکر جو سر اُٹھا کے چلے + تو ہماری کیا برابری
کرے گا پس اپنی حد سے باہر قدم نہ رکھ اپنی حد میں رہ اب وہ زمانہ گذر گیا کہ تمھاری خدائی
تھی لوگ تمکو خدائی مانتے تھے اب وہ زمانہ ہے کہ خدا سے اصلی نے نزول کیا ہے اور مجھکو اپنا نائب
کیا ہے اب آفتاب کا زمانہ ہے کہ جو سب کا خدا ہے ایسا دین روشن کب کسی کا ہوگا یہ جو تو نے تحریر
کیا ہے کہ آفتاب ایک بندہ لقا کا ہے اور موسی کا بیٹا کیا ہوا ہے اور یہ سب جس چیز ہے وہ کیا خدائی
کرے گا اور یہ کس وقت ہوا ہے کہ خداوند نے اپنی بندی سے ساتھ مواصلت کی ہو کہ اُن کو
اُنہیں سے فرصت نہیں ہے جو کہ اُنھوں نے اپنے واسطے خلق کی ہیں ارے نادان یہ کوئی امر
تعجب کا نہیں ہے یہ راز و اسرار خداوندی ہیں کہ جو امر جی میں آیا وہ کیا یہ جی میں آیا کہ اُنھوں نے
ایک بندی ایسی پیدا کی کہ جسکا ثانی کوئی نہ تھا اور پھر اسکو اپنے تصرف میں لائے اُس سے
میں پیدا ہوا اور مجھکو اپنا نائب کیا وہ قدرت نمائی دکھلائی کہ جو تیرے باپ دادا نے کبھی
نہ دکھائی ہوگی وہ وہ عجائبات و نادرات خلق کئے کہ جنکے دیکھنے سے اُنکی قدرت ظاہر
ہوتی ہے ارے دیو توقف یہ وہی خداوند ہیں جو زمانہ سابق میں ظاہر ہوئے تھے جنکا تو خود
قائل ہے کہ خواجہ عمرو عیار ایرج کو صاحبقران بناکر لائے تھے اور ایرج کا یہی مذہب
تھا اُس وقت میں خداوند نے اپنے کو اُس پردے میں ظاہر کیا تھا کہ دیکھیں کون کون یہ مذہب
قبول کرتا ہے اُس وقت تیرا دادا ایرج پاس پناہ لیکر گیا تھا اور یہ اقرار کیا تھا کہ جب آپ صاحبقران
کو زیر کرینگے تو میں بھی آپ کا مذہب قبول کر لونگا یہ کیسا خدا تھا کہ دوسروں کا مذہب قبول کرنے کو
کہتا تھا یا یہ اُسکو لازم تھا کہ وہ اپنی طرف بلاتا اور اپنے دین اور اپنی بندگی کی ہدایت کرتا اُسنے
جو ایرج کو زبردست دیکھا فوراً اسکا شریک ہوگیا چونکہ ایرج نے غرور کیا اور اپنی قوت پر ناز
کیا جیسے کہ اہل اسلام نے کہ جنکو خداوند نے سپاہ کی سرکوبی کے لیے پیدا کیا تھا اُنھوں نے
غرور کرکے خدا سے نادیدہ کی بندگی شروع کر دی گو کہ یہ ممکن تھا کہ خداوند اُنکو تباہ کر سکتے تھے
مگر اُن کو تو ان سب کی سرکوبی منظور تھی جو اُنھوں نے کہا اُسکو گوارا کیا اور سب مذہب اُنکے ہاتھ سے
نابود کرانے اُنکی سرکوبی کے لیے ایرج کو اُنھیں کے خاندان سے پیدا کیا وہ کچھ دنوں تو
راہ راست پر رہا بعد کچھ عرصے کے مثل اُنکے مغرور ہو گیا پس خداوند نے اُسکو اُنکے ہاتھ سے زیر
کرا کے اُنھیں کا شریک کیا اور خود خاموش ہو رہے کہ انکو خوب سی قوت بہم کر لینے دو اُسکے
بعد تو میں سزا دونگا پس اب اُنکی سزا کے لیے اپنے کو ظاہر کیا علاوہ اُنکے اور جو مذہب ہیں
سب برباد ہونگے اب وہ ہی زمانہ ہے لہذا میں نائب خداوند ہوں کیوں اپنی دولت کی تباہی
اور اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے میرے نزدیک بہتر یہ ہوگا کہ تو آپ آکر مجکو سجدہ کر ورنہ یاد رکھ
کہ وہ حال کرونگا کہ تیرے حال زار پر مرغان ہوا و ماہیان دریا رحم کھائینگے اور مجکو ترس
نہ آئیگا تو میرا شریک ہوکر کیا اہل اسلام سے مقابلہ کرے گا میں ایسے فراری کو اپنا شریک
نہیں کرتا ہوں تیری شرکت میری بدنامی کا سبب ہے اور تیری ذلت کا باعث بلکہ تو فخر و افتخار
کر کہ میں نے تجکو مرتبہ بادشاہی کا دیا ہے اگر ہم مرتبہ نہ رہتے تو تو بھلا اس مرتبہ کو پہنچ سکتا

یہ شعر تیرے حسب حال ہے کہ پرستار زیادہ نباید بکار + اگرچہ بود زادۂ شہریار + دیگر مناسبت گر زیادہ
گرگ سگ بود + گرچہ با آدمی بزرگ شود + ارے تو اپنی اصلیت کی طرف رجوع ہوا نہ ارے آدمی
کو آدمیت لازم ہے بقول شاعر کہ آدمی را آدمیت لازم است + عود را گر بو نباشد ہیزم است + ارے
تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ تیرے ساتھ نور خالص کا عقد کیا جاوے کہاں تو اور کہاں یہ بیت رعنا آدمی کو لازم ہے
کہ اپنی لیاقت کے موافق بات اپنے منہ سے نکالے حد سے باہر قدم نہ رکھے ورنہ اسکی سزا پائیگا بموجب
اس مثل کے کوا اپنی چال چلتے چلتے ہنس کی چال چلا اب بھولتا ہے تو اپنی بھی چال بھولا اور تو نے بھی
کی بھی لگا بس کھیت ہنسا تو نے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ بادشاہت سے خدائی کا دعوے کیا اسپر بھی
اکتفا نہ کی اور خدا زادی سے منسوب ہونے کی خواہش کی اگر ایسی بلند پروازیاں ہونگی تو تیری
یہ نوبت پہنچ جاوے گی سب یہ بلند پروازیاں بھول جاؤگے یہ تو بتاؤ تمنے یا تمہارے باپ نے
یا دادا نے دعوے خدائی کرنے کو کتنی قدرت نمائی کی اور کونسا کام ایسا کیا کہ جس سے
یہ ثابت ہو کہ تم خدا ہو بموجب شعر کہ تو کار زمین را نکو ساختی + کہ بر آسمان نیز پرداختی + ہمارا تو
قول اسپر ہے کہ ہم جہاں ہیں اور تو تو ہی اگر لا کو مقابلہ کرے گا تو کیا ہوگا آپ ہی منہ کی کھاوے گا اور
ایسی سزا پاوے گا کہ تمام عمر یاد کرے گا یہ شعر تو نے شاید نہیں سنا ہے کہ گر خار لاسکہ رنگ
مگر گل نہووے گا + کوا ہزار بولے یہ بلبل نہووے گا + کوا لاکھ بلبل کی بولی بولے مگر وہ کوا ہی رہیگا
ارے ظالم کیوں میرے منہ لگتا ہے میں کبھی تیری حقیقت نہ سمجھونگا ارے جس زبان سے تو نے نور خالص
کا نام لیا ہے وہ زبان جل جاوے گی یا جس نگاہ سے تو نے طرف تصویر نور خالص کے دیکھا ہے
اور نظر بد ڈالی ہے وہ آنکھ کور ہو جاوے گی یہ یاد رکھنا کہ اگر اب تو نے نام لیا یا نگاہ بد سے
طرف اس تصویر کے دیکھا یاد رکھنا کہ میں فرستندہ قدرت کو روانہ کرکے تیری زبان اور آنکھیں
نکلوا لونگا کہ تو بالکل کورا اور بے زبان کا ہو جاوے گا ارے وہ کسی نور خالص کے ہمراہ
منعقد ہوگی اب جب کہیں اور خداوند کوئی صورت پیدا کرینگے اور اسکو اپنے تصرف میں لائینگے
اور اس سے نور خالص پیدا ہوگا تو اسوقت یہ نور خالص اور وہ نور خالص ایک ہوگا نہ کہ تیرے
ساتھ تجھ ایسے گدھے کے لایق یہ نازنین ہے تیرے اوپر سواے خشت دیگ کے اور کچھ بار نہیں
ہو سکتا ہے پس اب بھی ایسی خواہش نہ کرنا اور میں تجھکو نصیحت کرتا ہوں کہ اب اس نازنین کا
نام لینا لشکرکشی کا ورنہ پچھتاوے گا یہ تجھکو یقین کلی ہے کہ یہ نصیحت تجھ کام نہ کرے گی جب
شعر سعدی پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بد است + تربیت نا اہل را چون گردکان بر گنبد است
تو جانتا کھرا ہے کہ جیسے اسپر پانی کی بوند پڑی پھسل گئی ویسی تیری بھی حالت ہے یہ جو کچھ تیری
شان میں کہا گیا تجھکو اسکا خیال ہوگا بالکل نہیں ہنس کر ٹال دیگا اور پھر اپنی حرکتیں کرنے لگا جس
طور سے تیرے بزرگ کرتے تھے کہ انکو کیسی کیسی ذلیلتیں عمرو نے دیں مگر وہ اپنی حرکت
سے باز نہ آئے اسوقت تو کچھ عرصے کے لیے وہ خفیف ہوگئے جب وہ وقت گذر گیا پھر
وہ اپنی حرکتیں کرنے لگے کسی نے سچ کہا ہے کہ جو جسکی اصل ہوتی ہے وہ اسی پر جاتا ہے بقول
کسی مثل کے۔ باپ پوت پرا پت گھوڑا + بہت نہیں تو تھوڑا ہی تھوڑا + دیگر لڑکا وہ ہی سعید ہے
جو قدم بقدم باپ کے ہو تجھ میں ساری حرکتیں اپنے باپ دادا کی ہیں اب میں کہاں تک
نامہ کو طول دوں خلاصہ یہ کہ وہ نازنین تو تیرے ہاتھ نہ آوے گی اور نہ ہم تیری لشکرکشی سے

ثبوت کرتے ہین تو ایک مرتبہ نہین بلکہ لاکھ مرتبہ لشکر کشی کرکے آجب آئیگا شکست کھا کر جائیگا زک اٹھائیگا
یہان کچھ خوف نہین کہین خداوند بھی مردون سے ڈرتے ہین جو بندہ ہوگا وہ خود خوف کرے گا
اگر ہم یونہین خوف کھا کھا کر ہر ایک کے کہنے پر عمل پر کرین تو پھر خدا کیسے ہم کبھی تیری لشکر کشی
سے نہین خائف ہین ایک ہمارا ستون قدرت تیرے لیے کافی ہے جلتا کہ ہم تیرے
مین ہین آ دیکھتے ہین کہ تو کیسا جوانمرد اور بہادر ہے اور کیسا تیرا لشکر ہے اور کیا ہے تجھکو اس
سخت کلامی کی سزا دون اگر غیرت رکھتا ہے تو تیرے لیے اسی قدر تحریر کافی ہے اگر غیرت نہین رکھتا
تو یہ بھی بیکار اور فضول ہے اور کیون مین اپنی زبان کو خراب کرون مین تو وہ رحمدل ہون
کہ کبھی کسیکو کچھ نہین کہتا ہون مگر تیری تحریر نے تمام تن بدن مین آگ لگا دی اسی غصہ مین یہ لکھ
یہ جواب تحریر کرا کے روانہ کیا اور وہ تیرا نامہ جو کہ تو نے لکھا تھا چاک کیا ہوا اسکے ہمراہ
ہے اسکی تہی بنا کے اپنے مقام مبرز مین رکھ لے کیونکہ یہ اس نازنین کے عوض مین تجھکو تحفہ دیا گیا
ہے کہ تو اسی لائق ہے وہ نازنین تیرے قابل نہین ہے کیا کرون کہ مجھکو تیرے حال زار پر
رحم آتا ہے ورنہ وہ عذاب نازل کرتا کہ تو بھی دنون یاد کرتا اور پھر تیری خدائی کی قدرت
دیکھتا اور تیرے نامہ بر کا وہ حال کرتا کہ وہ بھی اس نامہ کو لے کر آنے کا مزا پاتا پھر کبھی ایسا
نامہ لیکر کہین نجاتا اور اسکے پہلوان قدرت ہونے کی کیفیت دکھاتا کیا کرون کہ نامہ بر کو
کسی مذہب مین مارنا روا نہین ہے صرف اسکے ہمراہیون کے ناک کان کاٹ کر تیرے پاس روانہ
کرتا ہون اگر وہ میرے کہنے پر عمل نہ کرینگے اس حالت مین اگر عمل کیا تو خیر …
اور ایک پرچہ بنام نامہ بر اس مضمون کا تحریر کرکے ای نامہ بر یہ نامہ چاک شدہ …
مقام مین رکھ لے اسکے بعد یہان سے اپنے مالک کے پاس جا تا اسکو … کر …
کہ اس سے بہتر کوئی مقام نہین ہے اور ابھی یہان سے جلد جا تاخیر نہ کر ورنہ تیرے اور تیرے
ہمراہیون کے ناک وکان کاٹے جائینگے اس صورت سے تجکو اپنے ملک کی طرف واپس جانا ہوگا
اگر اس وقت نہ جاے گا اور کچھ عذر درپیش لائیگا تو بڑی ذلت پائیگا اور … ملامت …
مین نے صرف اس بات کا پاس کیا ہے کہ تو نامہ بر ہے ورنہ ایسی سزا سے سخت دیتا کہ تمام عمر یاد کرتا اگر
میرے حکم کے خلاف کیا تو بیشک سزا قرار واقعی دیجائیگی آیندہ تجکو اختیار ہے والسلام یہ جو مضمون ان
نامون کا ہر حبیب نے بیان کیا وہیرے نے فورا لکھکر پیش کیا حکم صادر ہوا کہ لفافہ کرکے دستہ … کو
چوبدار لیجائے اور اب کوئی نامہ بر کے پاس پہنچائے اور عمر تیغ قدرت کے نام حکم جاری کیا جاتا
ہے کہ وہ اسی وقت بیس ہزار سوار جرار اپنے ہمراہ لیکر اس مقام پر جائے اگر نامہ بر اسی وقت اپنا
سامان سفر درست کرکے شہر سے نکلجائے تو خیر ورنہ اسکے اور اسکے ہمراہیون کی ناک اور کان
کاٹ کر انکے گلون مین ڈال کر شہر سے نکال دے اگر وہ کچھ فساد کرین تو گرفتار کرکے بادشاہ
کے روبرو پیش کرے مین ابھی دربار برخاست نہین کرونگا جبتک یہ خبر نہ آئیگی کہ وہ نامہ بر
یہان سے چلا گیا یا جس طور سے مین نے حکم دیا تھا اسپر عمل کیا گیا یہ حکم سنکے اہل دربار کا …
بدن مین رعشہ آگیا اور اپنے اپنے دل مین خیال کرنے لگے کہ آج نائب خداوند کو بڑا غصہ ہے
پس اسی وقت وہیرے نے دونون نامے طیار کیے اور افریق نے نکل کر وہ نامہ چاک شدہ اور
وہ دونون نامے دیے اور کہا کہ یہ نامے اس نامہ بر کو دے اور زبانی یہ کہنا کہ حکم ہے کہ ابھی شہر

خالی کر دو ورنہ مریخ قدرت آکے تمکو سزا دیگا اور تمھاری ناک و کان کاٹ ڈالیگا اور کہا کہ اپنے
مالک سے کہنا کہ تو شوق سے برا سے مقابلہ آ ہم موجود ہین وہی نامہ کا جواب ہے اور یہی مضمون نامہ
مین بھی تحریر ہے اور کہہ دینا کہ اگر ابکی وہ نامہ لکھے اور کسی کے ہاتھ اس نامہ کو لیکر جاؤ تو تم نامہ لیکر
نہ آنا ورنہ ہرگز ہرگز تمھارا پاس ابکی نہ کیا جائے گا اور اسکا سر کاٹ کر در قلعہ پر آویزان کیا جائے گا
آیندہ تمکو اختیار رہے وہ چوبدار نامہ لیکر طرف سلیم شیر صولت کے مقام قیام کے چلا اور یہان
دربار سے اٹھکر مریخ قدرت طرف اپنے لشکر کی چھاؤنی کے چلا کہ بیس ہزار سوار لیکر
ایلچی کی گوشمالی کے لیے جاؤن یہ تو ادھر کو چلا اور چوبدار ادھر یہان سنیے کہ سلیم شیر صولت بیٹھا ہوا
اپنے ہمراہیون سے یہ کہہ رہا تھا کہ اگر جواب میرے خداوند کی مرضی کے موافق آیا تو خیر ورنہ
مین اسی مقام پر لڑکر جان دونگا تاکہ ان لوگون کو بھی معلوم ہو کہ کوئی ایلچی آیا تھا ہمراہیون نے کہا
کہ یہ کیا خیال واہیات ہے اور آپکو یہ علم خداوند کا نہین ہے کہ تم میری مرضی کے خلاف
جواب نہ لانا بلکہ جو جواب ملے وہ لانا تو پھر کیا ضرورت ہے کہ بیکار کا فساد کیا جاوے اور بعد کو یہ
الزام ملے کہ ہمارے حکم کے خلاف کیا اسکی سزا ملی وہ تو سرکار ایسی ہے کہ اگر سپاہی اپنی مرضی سے
لڑکر جان دیدے تو بجائے انعام کے الزام ملتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ ہم نے یہ حکم نہین دیا تھا کہ جو تم نے
کیا شاید اسوقت خلاف جواب ملے اور بعد کو کوئی صورت صلح کی نظر آتی اور اب جو فساد کرین
تو یہ نہ کہینگے کہ اگر تمھارا ایلچی نہ فساد کرتا تو ہم ضرور صلح کر لیتے اسنے فساد کرکے ہماری طبیعت
کو برہم کر دیا اب ہم کبھی صلح نہ کرینگے یہ ہمراہیون یہ کہتے تھے کہ شیر صولت نے کہا کہ تم نے سچ کہا اور تمھاری
رائے بہت ٹھیک ہے جیسا جواب ملیگا مین لیکر چلا جاؤنگا یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ چوبدار آگیا
ہوتے کا اسنے پہلے تو وہ نامہ چاک شدہ دیا اور یہ کہا کہ یہ نامہ وہ ہے کہ جو تم لیکر آئے تھے جب وہ چوبدار
آیا تو سلیم حیران ہوا تھا کہ یہ چوبدار کہان کا ہے اور کس غرض سے آیا ہے اب جو غور کرکے دیکھا تو یہ دیکھا
کہ وہ چوبدار ہے خداوند کے یہان کا جو کہ تنخواہ کے ہمراہ تھا بس اسنے وہ نامہ دیکر کہا کہ یہ وہ نامہ
ہے جو آپ لائے تھے نائب خداوند نے غیظ مین آکر چاک کر ڈالا ہے اور کہا ہے کہ ابھی جا کر
اپنے مقام مقصود مین رکھ لو کہ وہ مقام بہت حفاظت کا ہے اور فرمایا کہ اسی وقت ہمارا شہر
خالی کر دو اور اپنے مقام کی طرف کوچ کرو ورنہ ہمارا مریخ قدرت ابھی آکر تمھاری اور تمھارے
ہمراہیون کی ناک و کان کاٹکر شہر سے باہر نکال دے گا اور بڑی ذلت دیگا اور ایسی بُری
طرح پیش آئیگا کہ عمر بھر یاد کروگے آیندہ تمکو اختیار ہے اور یہ جواب نامہ ہے اور یہ پرچہ آپکے
نام ہے مین مقام خداوند آپسے کہکر جاتا ہون میرے نزدیک یہی بہتر ہے بلکہ انسب ہے کہ آپ اسی وقت
یہان سے کوچ کر جائیے ورنہ بڑی خرابی ہوگی اور پھر کچھ آپکے بنائے نہ بنیگی کیونکہ مریخ قدرت
چل چکے ہین اور انکو حکم مل چکا ہے کہ اگر وہ لوگ ایک پہر کے عرصہ مین شہر سے نکل جائین اور
شہر نہ خالی کر دین تو تم انکو عدول حکمی کی سزا دینا اور انکی ناک اور کان کاٹ کر انکو گوشمالی
دیکر اور انکے گلون مین ڈال کر یہان سے نکال دینا اور اگر وہ آمادہ فساد ہون تو انکو
جہان تک ممکن ہو گرفتار کرنا ورنہ قتل کرنا پھر جو کچھ ہوگا دیکھ لیا جائے گا ہمکو کسی طرح کا خوف نہین ہے
وہ کیا گیدی ہے کہ جن کا ہمکو خوف ہو اور یہ کیا مال ہین اور انکی کیا اصلیت ہے کہ جو ہم سے فساد کرینگے
یہ کہکر وہ چوبدار تو دونون نامے دے کر اپنے منصب کو واگر کے طرف اپنے دربار کے روانہ ہوا

ادھر سلیم شیر صولت نے وہ نامہ جو کہ اُسکے نام تھا چاک کرکے پڑھا تو وہی مضمون تھا پس اُس کا
اس نامہ کا پڑھنا تھا کہ ایک دود غلیظ اُسکے کاخ دماغ سے نکل گیا اور تمام تن بدن فرط غصہ
سے کانپنے لگا اول تو اُسکو چوبدار کے کلام پر غصہ آیا اور غیرت کا تقاضا ہوا تھا کہ اس
چوبدار کو قتل کردوں مگر کچھ سوچ سمجھ کے اور خون کے گھونٹ پی کے رہ گیا تھا مگر اس نامہ کو دیکھکر
تاب ضبط باقی نہ رہی آنکھیں فرط غیظ سے لال ہوگئیں مثل خون کبوتر یا پیالہ شراب ارغوانی کے
منہ سے کف جاری ہوا تمام بدن کے بال کھڑے ہوگئے مونچھوں کو تاؤ دینے لگا اور اپنے ہمراہیوں
کی طرف مخاطب ہوکر اور جھوم کر اور قبضہ شمشیر آبدار کو چوم کر کہا کہ مین تو بغیر اب یہان سے
جنگ کیے اور اپنی جان دیے خواہ اُسکی جان لیے ہرگز ہرگز نہ جاؤنگا وہ اپنے دل مین
سوچا کیا ہے اور کیا خیال اُسکے دل مین جاگزین ہے مردان عالم کی شان مین یہ کلام جو کبھی
آج تک گوش زد نہین ہوئے ہین قلعہ کے اندر گھس کر اُنکو عین دربار مین قتل کرونگا یہ مقابلہ بھی
یادگار عالم ہوگا ہر ایک کی زبان پر یہ جاری ہوگا کہ ایلچی نے بڑی جوانمردی اور جرات کی اور
وہ جنگ عظیم کی کہ جو کبھی آج تک کسی ایلچی نے نہین کی میرا بھی نام مثل رستم و اسفندیار
کے صفحہ روزگار پر باقی رہیگا اور ہر ایک کلمہ خیر کے ساتھ زبان پر جاری کرے گا اے بھائیو
ہم نے تم نے برسون اپنے مالک کا نمک کھایا ہے کچھ تو حق نمک ادا کرین یہی وقت نمک حلالی کا ہے
کہ یہ شہر بڑا ہے اور ہزارون آدمی ہین اگر اسمین ہزارون کو قتل کیا تو بڑا ہی نام ہوگا ہر ایک ادنے
اور اعلے یہی کہیگا کہ نامہ بر نے بڑا نام کیا ضرور مرد جری اور ذی ہمت تھا اے بھائیو یہی دن
نام کا ہے اپنے مالک کے اوپر جان نثار کرو تمھارا بھی فسانہ مثل رستم و سام و اسفندیار وغیرہ کے
صفحہ روزگار پر تا قیام قیامت باقی رہیگا یہ وہ وقت ہے کہ اپنے مالک کے نام پر اپنی جان نثار کرو
مردود اپنے دل مین کیا خیال کرتا ہے مثل عورتون کے قلعہ مین پوشیدہ ہوکر بیٹھا ہے کسی کو دربار
مین نہین آنے دیتا ہے اسی خیال سے کہ شاید کوئی بگڑ کے دل آئے اور میری زبان سے
کوئی حرف اُسکی شان کے ناگوار نکل جائے وہ بگڑ جائے تو بڑی خرابی ہو دربار مین تلوار چلے
نہ معلوم انجام کیا ہو اس سے یہ بہتر ہے کہ کسی کو اپنے دربار مین نہ آنے دو اور جو مزاج مین
آئے تو مین بہادران جہان و پہلوانان جہان زمانہ کے کہو اور جو جی مین آئے حکم جاری کردے یہ
لوگ تو اُسکے سحر مین مبتلا ہین اور اُسکے غلام ہو رہے ہین یہان کوئی اُس مردود کا غلام نہین
ہے یہ جو کلمے اُسنے زبان سے لکھے بھلا یہ کان ایسے کلمے سننے کی کب تاب لاسکتے ہین جو بہادر
ہین وہ تو کبھی سننے کے روادار نہونگے اور جو کہ نامرد ہین اس سے زیادہ سن سکتے ہین بلکہ اُنکے
کان و ناک بھی کٹ جائے تو وہ فخر تصور کرینگے یہان یہ کلمہ سنتے ہی آگ لگ گئی اب مین کب
تک رکتا ہون بغیر اسکو قتل کیے ہوئے اگر مین نے قلعہ مین گھس کر قتل کیا تو اپنا نام سلیم
شیر صولت نہ پایا یہ کہکر تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا یہ حال دیکھکر جو سردار کہ اُسکے پاس
تھے وہ بھی تلوارین ٹیک ٹیک اُٹھ کھڑے ہوئے یہ کہتے ہوئے کہ ہم آپ کے ساتھ ہین
جو آپ کا حال وہ ہمارا حال جو آپ پر گذرے گا وہ ہمپر بھی گذر جائے گا واقعی اس مقابلہ
مین نام ہوگا اور یہ مشہور خاص و عام ہوگا کہ دس ہزار آدمیون نے لاکھون مین شمشیر زنی کی
بڑے دل وجگر کے یہ لوگ تھے اور اس لشکر و اہل لشکر کو بھی معلوم ہوگا کہ یہ لوگ بڑے

یہ نہیں کہتا ہون کہ کوئی میرے ساتھ اپنی جان دے اور خواہ مخواہ میرا شریک ہو یہ خیال کرکے کہ ہمارے
زندہ پھر کر جانا نہ ہوگا مین قلعہ مین جاکر بدحلیس کو سزا دونگا جس منھ سے اسنے یہ کلام ناخوش انجام
کیے ہین اسکو ہٹا دونگا خون کے دریا بہا دونگا پس ایسی حالت مین زندگی کی کیونکر امید ہو جن صاحبون
کا جی چاہے میرا ساتھ دین اور جن جن کا جی دہ ساتھ نہ دین مگر وہ صاحب اتنا تو ضرور کرین کہ جواب نامہ
لیتے جائین جو کہ بدحلیس نے تحریر کیا ہی مین کہہ چکا ہون کہ خیمہ مین دونون نامے پڑے ہوئے ہین
چاک شدہ بھی اور جواب بھی اسکو لے لین اور چلے جائین اور میرے حال پر ملال کی خبر خداوند
سے کردین کہ آپ کے نمک خوار پر یہ گذری یہ کہکر مرکب کو مہمیز کیا اور کہا کہ آؤ جن جن کو نشۂ
بہادری و جوشش دلاوری ہو یہ جو کلام اس نے کیا پس تمام اسکے ہمراہیون نے خیال کیا
کہ ہمارے سردار کا یہ قول بہت ٹھیک ہی ایسی ذلت سے تو مرنا بہتر ہی جس سے کہ بدنامی اور رسوائی
ہو اور مرنے مین تو نیک نامی ہوگی یہ خیال کرکے ہر ایک نے تلوار میان سے نکالی برابر سے تلوارین
کھینچ گئین صدا سے شمشیر بلند ہوئی ادھر سلیم شیر صولت بھی مرکب کو جولان کرکے چلا اسکے عقب مین
سب سردار او سرداروں کے عقب مین نو ہزار سوار اور جو سوار کہ سیکے دل کے تھے انھون نے یہ
خیال کیا کہ یہ لوگ تو بالکل نادان اور عقل سے بے بہرہ اور کوچہ خرد سے نا واقف ہین انکا کون
ساتھ دے جسکو مرنا منظور ہو وہ ساتھ دے یہ امر تو ظاہر ہے کہ ضرور قتل ہونگے کیونکہ تین پینتیس
لاکھ کے لشکر سے کیونکر دس ہزار کارزار کر سکتے ہین اور جیت لیجا سکتے ہین بموجب اس مثل کے
جیتے آنکھے مین نمک اگر وہ ایک ایک مشت خاک اٹھا کر ڈالدین گے تو ہم لوگ پوشیدہ ہون گے پس
اس سے بہتر ہی کہ ہم اپنی حفاظت خود کرین ان سب کی تو قضا آئی ہی موت سر پر کھیل رہی ہی یہ انکا
خیال خام و تصور ناتمام ہی کہ ہم قلعہ مین گھس کر بادشاہ سے مقابلہ کرین گے اور اسکو قتل کرینگے ہمارے
نزدیک انکا قلعہ تک جانا محال ہی راہ مین مقابلہ ہوگا وہ لوگ جو کہ انکی تنبیہ کے لیے روانہ کیے گئے
ہین وہ خود ہی رد کرین گے پس ہم خود اسکے مانند اپنی جان ضائع کرین میان جان ہی تو جہان ہی اگر ایسی
غیرت کرین گے یا کرتے تو آج تک کیون کر جان بچتی پس انکو جانے دو آؤ ہم اور تم اندر خیمہ کے چلین
اور نامے لیکر خدمت مین خداوندی کی جاکر عرض کرین اور جواب نامہ دین وہ ایک ہزار یہ صلاح کر کے
رک گئے یہ نو ہزار مع سلیم شیر صولت کے یہ شور کرتے ہوے کہ لینا جانے نہ پائے اندر قلعہ کے جاکر
اس بدزبان بدحلیس کو قتل کرنا یہ کہتے تلوارین کھینچے ہوے مرکب اٹھائے ہوئے چلے جاتے
تھے طرف قلعہ کے اور ہر ایک کی زبان پر یہی کلام تھا کہ بہادرون کی شان مین یہ کلام مزخرفات
یہ بدحلیس کس خواب خرگوش مین مبتلا ہی اسکو کیا ہوا ہی کہ بہادران جہان کی نسبت ایسا حکم جاری کیا
ہم وہ لوگ ہین کہ اگر دریا سے آتش ہو تو پیر کر طے کرین اور موت سے نہ ڈرین یہ اپنے دل مین سوچا
کیا ہی آئے وہ شخص جو ہمارے کان و ناک کاٹنے کو آتا تھا ہم موجود ہین تو ہمی جو ہم بدحلیس کی ناک
و کان نہ کاٹ لین اپنی سمہ و ساری پر بہت مغرور ہی خود ہی سے بہت دور ہی یاد کیجیے [illegible] سے ازحد
چور ہی یہ سارا نشہ اسکا اتارے دیتے ہین ساری سرہنگی اسکی ہم نکالے دیتے ہین ابھی قلعہ مین گھس کر
قتل کرتے ہین اسکے خون سے ہاتھ بھرتے ہین تمام میدان کو لاشون سے پاٹ دین گے زمین قلعہ کو خون سے
لالہ رنگ کردین گے دیکھین ہمارا کون مقابلہ کرتا ہی ہم تو مرنے پر آمادہ ہین وہ مرد میدان ہی جو شیر و لوہا
سے مقابلہ کرے اور اپنی جان کا خوف نہ کرے یہی تقریر ہر ایک کی زبان پر تھی اور برابر سب

جاتے تھے یہ اُدھر کو چلے وہ ایک ہزار سوار اندر پہنچے گئے اور وہ نامہ اٹھا کر اپنے پاس رکھا اور
شہر سے نکل کر اس خیال سے اسی جانب چلے کہ جا کر اُنکے مقابلہ کا تماشا دیکھیں کہ کیا گذرتی ہے کہ
اگر یہ لوگ مقابلہ کر کے ظفریاب ہوئے تو ہم بھی شریک ہوں گے اگر قتل ہوئے اور گھر گئے تو ہم اُسی
وقت یہاں سے فرار پر قسم اٹھا لیں گے اور جا کر خداوند کو اُنکی نادانی کی خبر دیں گے یہ باہم مشورہ
کر کے وہ ہزار سوار کچھ فاصلہ سے ٹھہرے رہے کہ اگر کچھ بلا آئے تو وہی مبتلا ہوں ہم محفوظ رہیں
اب ناظرین ملاحظہ فرمائیں راوی نے یوں کہا ہے کہ جب وہ لوگ نو ہزار سے نو ہزار اسی قصد سے چلے
اور یہ کلام کرتے ہوئے کہ جو کوئی راہ میں ملے اُسکے دو ٹکڑے کر دو کیونکہ سب کے آگے آگے مسلیم
بدولت تلوار سونتے ہوئے مرکب کو مہمیز کرتا چلا جاتا ہے جو کوئی آتا ہے اُسکے اژدر شمشیر کا لقمہ ہوتا ہے
اب تو شہر بھر میں تہلکہ پڑ گیا ہر ایک کے دل میں کھلبلی مچی کہ نامدیر بگڑ گیا مع اپنے ہمراہیوں کے
وہ تیغ دو دم علم کیے ہوئے اپنے مقام قیام سے برابر قتل کرتا ہوا چلا آتا ہے جو اُسکے روبرو آیا اُسیکا
کی طرف جاتا ہے اُسکے عقب میں دس ہزار سوار کے قریب ہیں وہ سبھی تلواریں علم کیے ہوئے ہیں
جلدی دوکانیں بند کرو اپنے اپنے مکان میں چلکر بیٹھ رہو بہت بڑی جنگ ہوگی خون کے دریا جاری
ہوں گے کیونکہ ان سب کا یہ قول ہے کہ ہم قلعہ میں جاکر نائب خداوند کو قتل کریں گے وہ سب بے ادبی
کے ساتھ نام لیتے ہیں جب انکا یہ خیال ہے تو ضرور غلامان نائب خداوند مقابلہ کریں گے کشتوں کے پشتے
لگینگے لاشوں کے انبار ہوں گے شہر کے تباہ ہونے کا ایسی حالت میں خوف ہے کہیں ایسا نہو کہ دوکانیں
لٹ جائیں شہر غارت ہونے لگے اس سے بہتر یہ ہے کہ یہ دوکانیں بند کر لیجائیں پس یہ جو غوغا ہوا جھٹ
دوکانیں بند ہونے لگیں لوگ اپنے اپنے مکانوں کی طرف بسبب خوف کے چلے اور جو کہ مرد سپاہی
اور بہادری سے تھے انھوں نے خیال کیا کہ چل کر اس جنگ کا تماشا دیکھنا ضرور ہے کیونکہ یہ جنگ بھی یادگار ہوگی
طرف قلعہ کے چلے تھوڑے سے عرصہ میں یہ حال ہوا کہ تمام شہر میں سناٹا سا ہو گیا راستے بند ہو گئے
وہ شہر ایسا آباد تھا کہ جہاں ہر مقام پر ہزاروں آدمیوں کا مجمع رہتا تھا کندھا ہر وقت چھلا کرتا تھا
میلہ سا معلوم ہوتا تھا شانہ سے شانہ چھلتا تھا کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا کہ جو آباد خوشنما گلزار پر بہار
نہ آباد تھا اس خبر وحشت اثر کے منتشر ہوتے ہی سناٹا سا ہو گیا لاکھوں اہل شہر یہ شور کرتے
نکل جاتے ہوئے طرف قلعہ کے چلے کہ یہ کیا غضب ہے کوئی خبر نہیں لیتا ہے کوئی ایلچی کو نہیں روکتا
ایلچی ... کمر باندھے ہوئے اور اہل شہر پر دست ظلم دراز کیے ہوئے ہے جو کوئی اُسکے سامنے
آیا اُسکو قتل کیا چلا آتا ہے بڑا ظالم معلوم ہوتا ہے کیا خداوند کچھ اہل شہر سے ناراض ہیں کہ یہ بلا نازل
کی ہے بڑے غضب کی بات یہ ہے کہ خداوند کی شان میں وہ کلام بے تکلف خرافات کرتا ہے اور ساتھ بے ادبی
کے نام لیتا ہے اور بے ادبی سے کچھ اُنکے حق میں کہتا ہے کہ جسکے سننے کے ہمارے کان متحمل نہیں ہو سکتے
ہیں ہم لوگ تو یہ توبہ کر رہے ہیں یہ لوگ تو ادھر سے یعنی اہل شہر یہ غوغا کرتے ہوئے چلے ادھر یعنی
شمالی جانب کی طرف سے جو کہ اُسکے مقام کی جگہ تھی وہ یہی کلام کرتا ہوا طرف قلعہ کے مع اپنے
ہمراہیوں کے چلا آتا ہے اور حالت یہ ہے کہ جو کوئی ملا اُسکو قتل کیا سب کو اُن کی نوبت آگئی ہے
اب تو راہ بند ہو گئی ہے لوگ بھاگے ہوئے طرف قلعہ کے جاتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے پاس ہتھیار
نہیں ہیں ورنہ ہم مقابلہ کرتے کیونکہ جناب نائب کا یہ حکم تھا کہ اہل شہر ہتھیار نہ لگائیں بغیر ہماری
اجازت کے بدیں سبب اہل شہر کے پاس ہتھیار نہ تھے اسی سبب سے بھاگے جاتے تھے

اگر صاحب ہتھیار ہوتے تو بھی دیکھا گئے یہ غل کرتا ہوا اور یہی کلام کرتا ہوا چلا آتا ہی اور اہل شہر
الگ غوغا کرتے ہوئے چہار طرف سے قلعہ کی طرف جاتے ہین انکو قبیلے ہین چھوڑ کے مرتخ جلاد
قدرت کا حال سماعت فرمائیے کہ یہ جو چھاؤنی مین پہونچا جہان کہ اسکے لشکر کی چھاؤنی تھی اسنے
فوراً بیس ہزار سوارون کو حکم کمر بندی کا دیا وہ کمر بندی کرنے لگے تھوڑے عرصہ مین سبکے
سب مسلح اور طیار ہوگئے مرکبون کی پشتون پر کاٹھیان رکھکر اور لگامین دیکے سوار ہوگئے مرتخ
جلاد قدرت انکو اپنے ہمراہ لیکر شمالی پھاٹک کی طرف چلا اس قصد سے کہ اگر نامہ بر
چلا گیا تو خیر ورنہ بموجب حکم نائب خداوند کے ناک اور کان کاٹکر ان سب کو شہر سے باہر کردون
اگر وہ مقابلہ کرین تو مقابلہ کرون اب جو یہ چھاؤنی کی سڑک کو طے کرکے شہر مین پہونچا تو اسنے دیکھا
کہ تمام شہر مین سناٹا پڑا ہی اہل شہر ایک جانب کو بھاگے جاتے ہین اسنے خیال کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے
حیرت افزا ہی کیا دیکھتا ہی کہ تمام شہر کی دوکانین بند ہین جو کھلی ہین وہ بھی بند ہو رہی ہین اور جو ہی وہ طرف
قلعہ خداوند کے چلا جاتا ہی اسنے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ ابھی جب مین دربار سے اٹھکر چھاؤنی کو آیا
ہون تو وہ چہل پہل شہر مین تھی کہ راہ چلنے والون کو راستہ نہ ملتا تھا اتنے عرصہ مین یہ کیا آفت ناگہانی
نازل ہوئی کہ سب دوکانین ایکدفعہ بند ہوگئین شہر مین سناٹا ہوگیا یہ حالت ہی کہ جیسے کوئی لوٹ
لے گیا اور جو ہی وہ طرف قلعہ اور دریا کے قدم اٹھائے بھاگا جاتا ہی یہ کیا سبب ہی کچھ سمجھ مین
نہین آتا مجکو تو کچھ دال مین کالا معلوم ہوتا ہی انھون نے عرض کیا کہ جی ہان یہ تو آج نئی بات ہی
آپ تشریف لے چلین آگے بڑھکر معلوم ہوجائے گا کہ جو سبب ہی آپ اپنے کام کو تشریف لیچلین
یہ گفتگو ان لوگون سے ہوئی ہی کہ جو اسکے ہمراہ دربار مین جاتے ہین اور اسکے لشکر کے سرداران
ہین اسنے کہا کہ مین تو چلتا ہون یہ راہ طے کرکے اور شہر کی حالت دیکھتا ہوا چلا جاتا ہی اور اہل شہر
اسقدر بدحواس تھے کہ کوئی اسکو خبر نہین دیتا ہی جو ہی منہ اٹھائے چلا آتا ہی اگر کسی کو اسکے حکم سے اسکے
لشکر کے لوگ پکارتے بھی ہین تو وہ جواب نہین دیتا ہی صرف اشارہ سے کہتا ہی کہ اد ظہر چلے آؤ اور لینا
ہوتا ہی یہ حیران ہی کہ یہ کیا ماجرا ہی اہل شہر کی بدحواسی کا یہ سبب ہی کہ کبھی آج تک شہر مین ایسا واقعہ
نہین ہوا کہ کوئی مع لشکر شہر مین گھس آیا ہو اور تلوار چلنے کی نوبت آئی ہو اور کبھی دو ایک آدمی اہل شہر
سے بھی قتل ہوئے ہون گو کہ دو مرتبہ یہ واقعے گذر چکے ہین ایک جبکہ شیر افگن نے مذہب
آفتاب پرستی قبول کیا تھا جبکہ نامہ لیکر آیا تھا اور جب یہ خبر خونخوار جادو کو پہونچی تھی تو وہ
یکہ و تنہا اپنے لشکر سے برائے قتل شیر افگن چلا تھا اسکے ساتھ جاکر تک نہ تھا اتنی بات تھی کہ
اسنے کسی کو قتل نہین کیا تھا جو مرکب کی ڈپٹ مین آکر کچل گیا یا مرگیا اسنے اپنے ہاتھ سے
کسی کو قتل نہین کیا تھا اور نہ اسکے ہمراہ لشکر تھا نہ وہ اہل شہر سے بولا تھا اپنے مرکب کو مہمیز
کرتا ہوا طرف قلعہ کے چلا گیا مگر اسپر بھی اہل شہر مین طلاطم مچ گیا تھا اور دوکانین تمام شہر کی
بند ہونے لگی تھین اس خیال سے کہ جب اسکے لشکر کو خبر ہوگی تو وہ ضرور بالضرور یورش کرکے
اندر شہر کے گھس آئیگا اور کیا عجب کہ اسکے عقب مین کوئی نہ کوئی سردار مع لشکر کے آتا ہو مگر
جبکہ یہ ثابت ہوا کہ وہ بھی آفتاب پرست ہوا پھر شہر کی وہی حالت ہوئی دوسری مرتبہ جب
خونخوار ارافریق اور دیگر سلاطین کو گرفتار کرکے مع بیس ہزار سردارون کے شہر مین
لایا تھا اور افریق سے اور خونخوار سے زیر قلعہ تکرار ہوئی تھی اور افریق نے قید توڑ ڈالی تھی اور دیگر سردارون

وشاہون نے اور سب ایک مرتبہ خونخوار وشیر افگن وببران وپیکران وشہریاران پر حملہ کرنے
کو چلے تھے اور اہل شہر کو معلوم ہوا تھا کہ قیدی پکڑے گئے ہین تو انھون نے دوکانین بند کر دی تھین اور
اُسوقت بھی اسی طور کا تہلکہ پڑگیا تھا بادصفیکہ یہ ثابت تھا کہ یہ لوگ نکلے ہین اور چھپائی ہین
خبر گئی ہی سپاہ آکر گرفتار کرلے گی مگر اہل چل پڑگئی تھی سب بدحواس ہوگئے تھے اُسوقت کسی کی
نکسیر تک نہین پھوٹی تھی مگر تہلکہ تھا شہر کے مکانون کی زنجیرین بند ہوگئی تھین دوکانین بند ہوگئی
تھین راستے بند ہوگئے تھے نہ کہ اتنے بڑے واقعہ سے اہل شہر کیون نہ پریشان ہون اُس
حالت مین تو سب کے حواس جاتے رہے تھے نہ کہ دہ تین سو آدمی اہل شہر سے پیہم قتل ہون اور
دس ہزار آدمی تلوارین برہنہ لیے ہوے اندر شہر کے چلے آئین تو کیونکر اُنکے حواس رہ سکتے ہین
یہ بدحواس ہونے کا سبب تھا آمدم برسر مطلب راوی نے بیان کیا ہی کہ جبکہ مریخ جلاد
قدرت نے اہل شہر کی یہ حالت دیکھی تو سخت پریشان وبدحواس ہوا مگر راہ طے کرکے
اُس مقام پر پہونچا جہان ایلچی اُترا ہوا تھا اُسنے دیکھا کہ اُس مقام پر کوئی نہین ہی وہ مقام بھی ہو
مار رہا ہی چند خیمے کھڑے ہوے ہین اسکو گمان ہوا کہ ایلچی اپنی جان وآبرو بچا کے چلا گیا بڑا مرد عاقل
ودانا تھا ورنہ بڑی خرابی ہوتی مین ضرور پابندی حکم خداوند کرتا اور کوئی ایسا ہی نامرد ہوگا کہ
اپنے جیتے جی اپنی ناک وکان کٹوا دے گا اور ہاتھ کو حرکت نہ دے گا اور رگ حمیت جوش زن
نہوگی میرے نزدیک نامرد مطلق بھی ایسا نہ کرے گا ضرور کچھ نہ کچھ اپنے ہاتھ پانون کو حرکت دے گا
پس اگر ایسا ہوتا تو ضرور مقابلہ ہوتا مجکو کچھ مقابلے سے تو خوف تھا نہین مگر اس امر کا خیال ضرور
دامنگیر تھا کہ شہر مین مقابلہ ہوتا اہل شہر بہت پریشان ہوتے یہ اپنے ہمراہیون سے باتین کر رہا
تھا کہ اُسنے دیکھا کچھ لوگ بدحواس طرف قلعہ کے جاتے ہین اُسنے چند سوارون سے کہا کہ ان سب
کو میرے پاس پکڑ لاؤ اور جلد آکر خبر دو کہ ہو کیا ماجرا ہی کچھ ظاہر نہین ہوتا ہی سوار یہ حکم پاتے
ہی فوراً اُدھر کو چلے کہ وہ لوگ جو کہ برجیس کی طرف سے ان خیمون کے نگہبان تھے جبکہ
ناصر مع اپنے لشکر کے براے قتل برجیس اس حالت سے طرف قلعہ کے چلا گیا اور کوئی نہ رہا
تو یہ لوگ خیمے وغیرہ لینے آئے تھے اور چند خیمے جو کہ عقب مین ناصر کے خیمہ کے تھے
اُسکو گرا کر بار کر چکے تھے کہ اُدھر سے فراغت کرکے ادھر آئے اب کیا دیکھتے ہین کہ مریخ
جلاد قدرت مع اپنے لشکر کے تشریف رکھتے ہین مگر یہ حالت ہی کہ حیران حیران مضطر و پریشان ادھر
اُدھر دیکھ رہے ہین یہ لوگ پھر کر مریخ کی طرف آئے مریخ نے انکو دیکھکر اپنے قریب طلب
کیا اور اُن سے پوچھا کہ بتلاؤ تم لوگ کہان رہتے ہو انھون نے کہا کہ ہم لوگ خیمہ وغیرہ بار کرانے
آئے تھے کہ ناصر یہان سے چلا گیا ہم خیمہ وغیرہ اُٹھا لیجاتے ہین مریخ جلاد قدرت
نے کہا کہ ناصر کو گئے ہوے کتنی دیر ہوئی اُنھون نے کہا کہ تھوڑی ہی دیر ہوئی مریخ
نے کہا کہ کدھر گیا ہی اُنھون نے جواب دیا کہ کیا آپکو نہین معلوم وہ طرف قلعہ کے اس ارادہ
سے مع اپنے لشکر کے گیا ہی کہ وہان قلعہ مین کہ نائب خداوند کو قتل کر دیگا اور اس سخت کلامی
کی سزا دیگا جو اُسنے میرے ساتھ اور میرے مالک کی شان مین لکھی ہین کیونکہ آج تک کسی نے
ایلچی کے کان وناک نہین کاٹے ہین اور نہ کسی بہادر نے اپنی ناک وکان کٹوائے ہین جو مین
اس امر کو گوارا کرون اپنی بھی جان دونگا اور اُن کی بھی جان لونگا تو اے مریخ جلاد قدرت

نامہ بر تو اس قصد سے طرف قلعہ قدرت کے مارے جوش و خروش کے گیا ہی نہ معلوم اُس پر کیا گذری
آیا قلعہ تک پہونچا یا نہین یہ کلام و خبر سنکے مریخ کو بڑا غصہ آیا اور کہا کہ نامہ بر کی کیا شامت آئی ہی
اور قضا دامنگیر ہوئی ہی کسی نے سچ کہا ہی کہ جب چیونٹی کے مرنے کے دن قریب آتے ہین تو اُسکے
پر نکلتے ہین کہ وہ اوڑکر ہر ایک کے کاٹتی ہی اور یہ مصرعہ کسی شاعر کا حسب حال نامہ بر ہی ع صید را چون
اجل آید سوئے صیاد رود * کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے وہ قلعہ تک جب زندہ پہونچے گا تو اُسوقت اُسکو
اختیار ہی کہ وہ قلعہ مین جاکر نائب خداوند سے مقابلہ کرے مین راہ مین جاکر قتل کرتا ہون اُسکے خون
سے ہاتھ بھرتا ہون مجکو وہ بڑا بد. ہان معلوم ہوتا ہی اپنے قیاس مین اپنے کو بڑا بہادر اور جنگ آزما
جانتا ہی میرے نزدیک کبھی بہادرون کی صورت بھی نہ دیکھی ہوگی اور نہ کبھی کسی بہادر سے مقابلہ ہوا ہوگا
کیا سوچ کر طرف قلعہ کے گیا ہی یہ تو اُسی فراری کا پیرو ہی کہ جسکے باپ دادا ہمیشہ بھاگا کئے ہین خدا
پرستون سے یہ بھی پچاس ساٹھ مرتبہ بھاگا ہوگا اب اسکو کہان سے اسقدر جرأت ہوئی کہ لون اپنی
جان پر کھیل کر چلے ہین یہ بھی کوئی ایسا ویسا مقام خیال کیا ہی یا کوئی کھیل سمجھا ہی یہ وہ مقام ہی کہ جہان
شیرون کو آتے ہوئے تپ لرزہ آتا ہی مریخ فلک کو یہان کے نام سے بخار چڑھتا ہی تو یہان بہادری
دکھانے آئے ہین ہم سے مقابلہ کرین گے یہ سوا اُسکے پہلوان قدرت کے کسی کی تاب نہ تھی کہ وہ ہمسے
مقابلہ کرتا پہلوان قدرت کے سبب سے ہم زیر ہوئے ورنہ ہمکو کوئی کیا زیر کرتا اور ہم کیا اُس
نامہ بر فراری سے خوف کرین گے اگر راستہ ہی مین جاکر قتل نہ کیا تو اپنا نام مریخ نہ پایا اتنے مین دو
سوار جو کہ ان لوگون کو بلانے کو بھیجے گئے تھے اُنکے پاس جو گئے تو اُن سے کہا کہ آپ کو مریخ قدرت
طلب کرتے ہین وہ لوگ ایسے بدحواس تھے کہ انھون نے کہا کون مریخ قدرت ہی ہم نہین جانتے ہین
ہمکو جانے دو نہ معلوم وہان قلعہ پر کیا گذری اور اہل شہر پر نامہ بر کے ہاتھ سے کیا مصیبت نازل
ہوئی اُنھون نے کہا کہ تمکو نہین جانے دینگے جب تک تم ہمارے افسر کے پاس نہ ہو آؤگے وہ لوگ
مجبور ہوئے اُنکے ہمراہ مریخ کے پاس لائے اور کہا کہ یہ لوگ حاضر ہین اُنھون نے جو دیکھا کہ یہ تو
مریخ قدرت ہین اب پہچانا اور جانا کہ یہ تو خداوند کے لشکر کے افسر ہین اور دیکھا کہ اُنکے ہمراہ
کچھ لشکر بھی ہی تب تو اُنکے حواس درست ہوئے اور مریخ قدرت نے اپنے قریب طلب کرکے
آہستہ سے کہا کہ تم لوگ کہان بدحواس بھاگے ہوئے جاتے ہو اور یہ شہر کی کیا حالت ہی کیون اسقدر
سناٹا پڑا گیا ہی تب اُنھون نے کہا کہ آپ یہان کیون لشکر لیے ہوئے کھڑے ہین اسکا کیا سبب ہی
وہان جاتے کیا آپ کو کچھ خبر نہین ہی کہ نامہ بر قلعہ پر یورش کرکے گیا ہی اسی سبب سے شہر مین سناٹا
ہی دوکانین بند ہوگئی ہین اہل شہر سب طرف قلعہ کے بھاگے جاتے ہین یہی سبب ہی جو ہم بدحواس
ہین تب تو مریخ کو بڑا غصہ آیا اُن لوگون نے کہا کہ نامہ بر نے کئی سو آدمی اہل لشکر سے جو کہ
اُسکے روبرو آئے اُنکو قتل کر ڈالا وہ بیچارے راہ مین مرے ہوئے پڑے ہین اُنکے وارث
مارے خوف کے اُنکی لاشین بھی نہین اُٹھا سکتے ہین یہ سنتا تھا کہ مریخ کو اور زیادہ غصہ آیا اور
اُسیوقت مع لشکر کے طرف قلعہ کے چلا اسکو راہ مین رکھا جاتا ہی اب اُدھر کی حالت سنیے کہ سپاہ
شیر دولت مع لشکر کے اہل شہر کو قتل کرتا اور وہی کلام کرتا ہوا قریب قلعہ پہونچا ادھر اہل شہر بھی غوغا کرتے ہوئے
قریب قلعہ پہونچے اب تو طلسم کی یہ حالت تھی کہ جو سامنے آیا اُسکو قتل کیا کیونکہ یہان شہر کے لوگون کا
بہت مجمع ہی اور یہ بیچارے بے گناہ قتل ہو رہے ہین اب تو بہت شور و غل مچا ہوا ہی کہ کان پڑی صدا

نہیں سنائی دیتی ہی اہل شہر سلیم کو کش گالیاں دے رہے ہیں اور کچھ یہ فریاد کر رہے ہیں کہ ای نائب
خداوند واسطہ آپ کو اپنی نیابت کا اور سر خداوندی کا ہماری داد کو پہنچیے ادھر تو یہ شور و غوغا
ہو رہا ہی اُدھر برجیس دربار میں حجاب قدرت کے عقب میں بیٹھا ہوا ہی اور دربار جمع ہی سوائے
مریخ کے اور اُسکے سرداروں کے سب دربار میں حاضر ہیں برجیس کو یہ انتظار ہی کہ مریخ
آ لے تو میں دربار برخاست کروں کہ یکایک اہل شہر کے شور و غل و سلیم کے شور و چلانے کی صدا
کان میں برجیس کے پہونچی اور اہل دربار اور اہل قلعہ نے سنا سب نے اپنے کان کھڑے کیے اور حیران
ہو کر ادھر اُدھر سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگے کہ یہ صدا کدھر سے آتی ہی اُدھر برجیس کے کان
میں آفتاب نے کہا کہ ای نائب من اہل دربار سے کہو کہ سر اُٹھا کر طرف شہر کے دیکھیں اور اس
شور و غل کے سبب کو دریافت کریں اور تم یہ تدبیر کرو کہ دریچۂ قدرت سے سر نکال کر کہو کہ
ای بندگان من یہ کیا غوغا کر رکھا ہی آگاہ ہو کہ ایلچی کے پاس جواب نامہ جو پہونچا اور یہ جو اسکو معلوم
ہوا کہ لوگ میری ناک اور کان کاٹنے آتے ہیں برہم ہو کر بڑے غیظ و غضب میں مع اپنے اہل
لشکر کے تلواریں لیے ہوئے اس ارادے سے آتا ہی کہ قلعہ میں آ کر تم سے مقابلہ کرے اور قتل
کرے بھلا کیا ہوتا ہی اُسنے کئی سو اہل شہر کو قتل کر ڈالا ہی یہ اُسی کا غوغا ہی اور اہل شہر
تم سے فریاد کر رہے ہیں پس تمکو لازم ہی کہ سر دریچہ سے نکال کر ایلچی کو اپنا جمال جہان آرا
دکھا تا کہ وہ تمکو سجدہ کریں اور مذہب آفتاب پرستی بخوشی خاطر قبول اور منظور کریں اور تیر
نہ آیا ہوں پس یہ سنکے برجیس نے اہل دربار سے کہا کہ ای حاضرین دربار حیران و مضطر ہو طرف
شہر کے دیکھو تمکو اس شور و غل کا حال معلوم ہو جاے گا گو میں بیان کر سکتا ہوں مگر تم لوگ
خود اپنی آنکھ سے دیکھ لو یہ صدا سنکے سب اہل دربار نے از درجۂ بالا تا درجۂ آخر نظر اُٹھا کر
طرف شہر کے دیکھا یہ نوبت ہوئی کہ گویا پردے آنکھوں پر سے اُٹھ گئے اور یہ معلوم ہوا کہ گویا
وہ دیوار قلعہ و گنبد مثل آئینہ کے ہو گئی سب کو یہ نظر پڑا کہ زیر قلعہ لاکھوں اہل شہر جمع ہیں اور
فریاد کر رہے ہیں ایک طرف سے ایک لشکر کثیر کہ جسکے آگے ایک پہلوان قوی ہیکل مرکب پر سوار
اور ہاتھ میں شمشیر آبدار عقب میں تمام سوار تلواریں برہنہ لیے ہوئے طرف قلعہ کے چلے
آتے ہیں اور جو کوئی سامنے آتا ہی اُسکو وہ سردار ایک وار میں دو پرکالے کرتا ہی کہ وہ بیچارا
معصیت کا مارا قتل ہو جاتا ہی یہ حال دیکھکر سب حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہی اور کون ہی خونخوار
مقہور تو ایلچی کو دیکھ چکے تھے یہ تو یہ رنگ دیکھکر گھبرا گئے اور ان دونوں کو غصہ آگیا اور اسی جا
[illegible] پردے کی طرف منہ کرکے بولے کہ ای خداوند یہ تو وہی ایلچی ہی کہ جو نامہ لیکر آیا تھا اُسنے
سر اُٹھایا ہی اور اہل شہر کو قتل کرتا چلا آتا ہی اسکو کیا ہو گیا کیا دیوانہ ہی کہ یہ حرکت اس سے حالت جنون
میں سرزد ہوئی کہ کچھ اسکو اپنی جان کا خوف نہیں ہی اُدھر شہرناک نے یہ حال دیکھکر
خونخوار سے کہا کہ میری طرف سے عرض کرنا کہ میں جا کر اسکو سزا دوں بیک ضرب شمشیر دو
پرکالے کروں یا ضرب گرز سے پیوند خاک کروں کہ اس کمبخت نے بہت سر اُٹھایا ہی اسی
طرح سے منصور و دیگر اہل دربار نے بھی یہی عرض کیا از درجۂ آخر تا درجۂ بالا سبکو
اُسکی بے ادبی دیکھکر غصہ آیا ہر ایک مثل زلف پر خم برہم ہوا اور غصہ کے مارے کانپنے لگا مگر یہ
رعب و داب ہی کہ کسی نے اپنے مقام سے حرکت تک نہیں کی اور یہ عرض کرکے کہ جو شہرناک

منصور نے عرض کیا تھا اب سر جھکائے بیٹھے ہے گرگا بیٹا ہے اور اسکی بدعت و سرکشی کو دیکھا ہے
ادھر سر برجیس نے خونخوار اور شہر تاب و دیگر اہل دربار کی عرض سنی اور اسکا یہ جواب
دیا کہ او بندگان من تم غصہ کو اپنے دل مین جگہ نہ دو اور برہم ہو اور میری قدرت کا تماشا دیکھو
کہ کیونکر یہ زیر ہوتا ہے گو اسنے بہت سر اٹھایا ہے مگر میرا بندہ خاص ہے اسکو ارزنگ نے
گمراہ کر رکھا ہے جب یہ میرا نور جمال باکمال دیکھیگا تو سجدہ کرے گا اور اپنی حرکت پر نادم ہوگا کیون
حیران ہوتے ہو یہ کہکر اپنے تخت پر سے اٹھا ادھر اسکی یہ تقریر سنکے اہل دربار خاموش ہو رہے
پھر یارا سے دم زدن نہ ہوا ادھر برجیس اس دریچہ قدرت مین پہونچا کہ جسکے نیچے یہ غوغا
مچا ہوا تھا اور اہل شہر فریاد کر رہے تھے اور سب اہل دربار نے دیکھا کہ اب وہ نامہ بر سر قلعہ
پہونچ چکا ہے کچھ دیر باقی ہے کہ داخل قلعہ ہو ادھر در قلعہ پر جو نگہبان تھے وہ سب اپنے
آلات حرب و ضرب سنبھال کر اس قصد سے کھڑے ہوئے ہین کہ ادھر اسنے در قلعہ پر قدم
رکھا اور ہم نے مقابلہ کیا پہلے ہم لڑکر اپنی جان دینگے اسکے بعد اسکو قلعہ مین جانے دینگے
اب اسنے رخ در قلعہ کا کیا ہے کہ ادھر برجیس نے دریچہ سے سر نکال کر اسکی بدعت کو دیکھا
اور اہل شہر کی فریاد کو سنا اور وہ ہزار سوار جو کہ اس خیال سے دور دور آتے تھے کہ کون
اپنی جان دے انھون نے دیکھا کہ بالاے قلعہ ایک گنبد طلائی تھا کہ جسکے اوپر آفتاب
لگا ہوا ہے اور اس آفتاب کی روشنی تمام سرزمین پر پھیلی ہوئی ہے اور اسکے اوپر نظر کام نہین کرتی
ہے یہ لوگ تو دور دور چلے آتے تھے اور سب تماشے دیکھتے ہوئے اور نامہ بر اور ہمراہیان
نامہ بر تو اپنی رو مین چلے آتے تھے یہ کیا دیکھتے انھون نے دیکھا کہ اس گنبد مین ایک دریچہ تھا
کہ جسکے اوپر وہ زربفتی پڑا ہوا تھا وہ خود بخود بند ہوگیا اور اس سے ایک کھڑکی ظاہر ہوئی کہ
جسکے پٹ یاقوت احمر کے تھے اور چوکھٹ یا زمرد کی تھا وہ پٹ کھلا اور اس سے ایک سر باہر
ہوا کہ اس پر نقاب پڑی ہوئی تھی اس سر کے نکلنے کے ساتھ ہی ایک برق چمکی یہ حال دیکھکر وہ
لوگ یا تو رفتہ رفتہ چلے آتے تھے یا اسی مقام پر ٹھہر گئے کہ یہ کیا تماشہ ہے ذرا اسکو اسی مقام
سے دیکھنا چاہیئے شاید کوئی بلاے ناگہانی آفت آسمانی نازل ہو تو ہم بھی اس بلا مین مبتلا ہون
جو کچھ گذرے انھین پر گذرے جو آفت آئے انھین پر آئے کہ اپنے غفلت کی حالت مین بلا خوف و
خطر چلے جاتے ہین جو پھر کر بھی نہین دیکھتے ہین ہمکو اپنی اپنی جانین عزیز ہین یہ تو ہین ٹھہر کے رہتے
ادھر بعد برق چمکنے کے ایک صداے رعد کے مانند آئی کہ جس سے سب کے جگر ہل گئے کلیجے پاش
پاش ہوگئے مع اہل شہر و نامہ بر اور اسکے ہمراہیون کے یا تو یہ لوگ اپنی رو مین چلے جاتے تھے
یا صداے مہیب کے آتے ہی سب کے سب تھم گئے اور ایک غبار سا انکی آنکھون مین چھا گیا
یہ حالت سلیم شیر صولت و اسکے ہمراہیون کی ہوئی اور اہل شہر کی نہین ہوئی وہ صرف ششدر ہوکر
رہ گئے اب تو سلیم شیر صولت اور اسکے ہمراہیون نے جو غبار سا دیکھا اور وہ صدا سنی خود بخود
کانپ کر رہ گئے اتنو کان کھڑے کیے کہ یہ کیا واقعہ ہے یہ غبار کیسا ہے اور یہ صدا کہان سے آئی اور ہم
خود بخود کانپ کیون اٹھے ابھی یہ خیال کر رہے تھے مگر انھون نے سنا کہ جیسے کوئی کہہ رہا ہے کہ اے
نامہ بر کیون اسقدر مغرور ہوا ہے کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے دیکھ اپنے خدا کو پہچان ارے
ارزنگ خداے باطل ہے وہ کل کا بچہ ہے یہ ساری ہماری کرامت ہے اور ہمارا اکرم اور رحیم ہے کہ بمنزلہ شکم

اور اُسکے باپ و دادا کو یہ قدرت دی اسکو کیا دی ہی جو اُنکو دی تھی اور دیتے اگر وہ بھی خوف خدا سے
اور اسکو بھی دیتے جو یہ اُنکے قدم بقدم نہ چلتا اور اُنکی پیروی نہ کرتا اور مثل اُن کے
خدائی کا دعوی نہ کرتا اور میرے نائب کو اس طور کا نامہ نہ تحریر کرتا اور میرے نور خالص کی
خواستگاری نہ کرتا اُسنے اور اُسکے باپ و دادا نے تو یہ مثل کی اور ہمین سے مقابلہ اور مجادلہ
پر آمادہ ہوئے چنانچہ ہم نے تو اُنکو خدا پرستون کے ہاتھ سے ذلیل و خوار کراکے قتل کرایا اب
اسکی نوبت آئی تو یہ بھی اُنھین کی طرح گمراہ ہی اُن سب کی یہ مثل تھی اور ہی کہ بازی بازی
باریش بابا ہم بازی یا یہ جو شعر کسی اہل زبان نے خوب موزون کیا ہی اور اُنکے حسب حال ہی ~
کس نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + یہ اُسکا خیال خام اور تصور ناتمام ہی
وہ ہمیشہ اپنی خدائی بتائیگا جبکہ ہم اُسکے خالق ہین تو کہین نداست بندے کا زور چلتا ہی کہین بندہ
خدا سے لڑ سکتا ہی پس آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ عاجز ہو کر ہمکو سجدہ کریگا اور ہمارے نائب کی
اطاعت کریگا پس تجکو بھی معلوم ہو کہ تو کیون اپنے کو خرابی مین ڈالتا ہی خود بھی زحمتون
مین پھنستا ہی اور دوسرون کو بھی پھنساتا ہی اب تیرا ظلم حد سے زیادہ ہوچکا ابھی تک ہمارا دریا
رحمت جوش زن ہی ہم یہ خیال کرتے ہین کہ اب تجکو خیال آئے اور اپنے خیال خام سے درگذرے
مگر تو حد سے زیادہ مغرور ہوا ہی اور خیال کرتا ہی کہ مین بہادر ہون اور قوت و زور کے دینے
والے ہمین ہین ہمارے اوپر تیرا کیا زور چلیگا اگر ہم یہ قوت نہ دیتے تو تو کیونکر یہ جرأت کرتا
اور بایں لاف و گزاف جبل آتا یہ تیرا خیال بالکل ناقص ہی کہ قلعہ مین جاکر میرے نائب کو تکلیف
دیوے اور اُسکے اہل دربار اور میرے بندون سے مقابلہ کرے یہ کبھی نہوگا اور نہ ممکن ہی اگر اب
تونے قدم آگے بڑھایا تو یاد رکھ اور یقین کر کہ ایسی برق غضب تیرے اوپر گریگی کہ تو جل کر
خاک سیاہ ہوجائیگا مع اپنے ہمراہیون کے اگر اپنی جان کی خیریت درکار ہی تو سر اُٹھا کر میری
قدرت کا تماشا دیکھ اور یہ ابر سیاہ غضب تھا جو کہ تیرے روبرو پیش آیا کہ تو حیران و پریشان
ہو رہا ہی کہ یہ غبار کیسا ہوا اور یہ صدا کیسی آئی اسکے یہ غبار نہین ہی بلکہ یہ دم قہر میرا تیری نظر پر حائل
ہوا تھا کہ تو واہ کو نہ دیکھ سکے اور میرے فرشتۂ قدرت کی یہ صدا تھی کہ جسکو تو سنکے ڈر گیا اور تیرا
زہرہ آب آب ہوگیا اور کانپ گیا قدم تیرا اور تیرے ہمراہیون کا نہ اُٹھ سکا یہ شمہ میرا قہر تھا
دکھا دیکھ مین تجکو بھی سے دیتا ہون کہ میرے غضب سے ڈر اور جو میرا نائب کہتا ہی اُسپر عمل کر اور اپنی زندگی
کو خراب نہ کر اور اپنی عمر کو گمراہی مین نہ بسر کر آیندہ تجکو اختیار ہی یہ صدا جو آئی سلیم اور اُسکے
ہمراہی سنکے لگے اِدھر اُدھر دیکھنے کہ یہ صدا کہان سے آئی اور اس صدا کا دینے والا کون ہی کہ پھر
صدا آئی کہ تم لوگ بڑے نادان اور بے عقل ہو ارے سُنے تھے آج تک اپنے خدا کو دیکھا ہی اور تم
دیکھنا چاہتے ہو اور میری صدا سُنکے اِدھر اُدھر دیکھتے ہو ارے یہ صدا تمھارے خدا کی تھی اگر
تم میرے نائب کے کہنے پر عمل کروگے اور اُسکے جمال کی تاب لاؤگے تو مین بھی اپنا جمال تمکو دکھا دونگا
دل مین یہ تمکو نصیحت کرتا ہون کہ مذہب آفتاب پرستی قبول کرو دیکھو تمھارا کیا مرتبہ ہوتا ہی بس یہ صدا اُسکے موقوف
ہوگئی یہ صدا سب نے سنی مع اہل لشکر و ہمراہیان سلیم کے اب تو سلیم اور اُسکے ہمراہیون کو حیرت ہوئی اور وہ حالت
جو سلیم کی تھی کسی قدر کم ہوئی اور کچھ غصہ بھی کم ہوا اور یہ صدا اُسکے ٹھہرا اُدھر اُن ہزار آدمیون
نے بھی یہ صدا سنی مگر وہ اپنے مقام سے آگے نہ بڑھے بلکہ کسی قدر پیچھے ہٹ گئے اور باہم کہنے لگے کہ کوئی نکوئی

بلا ہر نازل ہوتی ہی اس سرکشی کی سزا ملتی ہی ناظرین پر یہ ظاہر ہو کہ مین سابق مین عرض کر چکا ہون کہ وہ جو آفتاب بسط قلعہ
مین بالاے برج ہی اسکی روشنی بارہ کوس تک جاتی ہی اور سحر بند ہی اسی طور سے اس آفتاب کی بھی روشنی ہی جو کہ اس
گنبد پر لگا ہوا ہی جسمین مہ جبیں دربار کرتا ہی اور یہ گنبد بھی اندرون قلعہ ہی مگر ان دونون روشنیون کا اثر اسوقت ہوتا ہی جبکہ
مہ جبیں اپنی صورت لقاب اٹھا کر دکھاتا ہی یہ طریقہ رکھا ہی کہ اودھر مہ جبیں کے رخ کی روشنی چمکی ادھر اس نور آفتاب نقلی
نے بھی اثر کیا بس جو کوئی ہو وہ مبتلا سے سحر ہو کر مہ جبیں کو سجدہ کرتا ہی بہت بڑا اثر تو اس غازہ سحر کا ہی جو کہ سومنات
جادو استاد آفتاب مہ جبیں کے منہہ پر لگا گیا ہی یہی خاصیت ہی کہ جہان کسی نے اسکی صورت دیکھی مبتلا سے سحر ہوا
اور اسکو سجدہ کیا دوسرے آفتاب نے بھی اپنا سحر کیا ہی کہ جب مہ جبیں لقاب اپنے منہہ پر سے اٹھائے ایک برق
چمکے اور ایسا نور پیدا ہو کہ کسی کو اسکے دیکھنے کی تاب نہو بسبب اس نور اور غازہ سحر کے اسکو غش آ جائے اور سجدے
کو خم ہو اور اب جو سجدہ سے اٹھے تو اسکا معتقد ہون کہ تو میرا خدا ہی اور یہ مذہب سچا ہی اور انھی روشنی آفتاب کا یہ اثر
ہوتا ہی کہ وہ اسکے دل کو پھیر دیتی ہی مگر اسوقت جب مہ جبیں لقاب اپنے منہہ پر سے اٹھا کر اپنی صورت دکھا چکتا
ہی تب روشنی کا اثر ہوتا ہی اس آفتاب نے بہر طور سے اپنا چند و بند خوب طور سے کر لیا ہی کہ جو لشکر بیرون انکا کام
مین آفتاب کا ہی ہین وہ سب سحر بند ہین اور جو کہ مذہب آفتاب پرستی قبول کرتا ہی اور اسکا معتقد ہو جاتا ہی وہ بھی سحر بند
ہوتی ہی لیس راوی نے بیان کیا ہی کہ یہی سبب تھا جو نامبر اس روشنی مین گیا اور اسنے اپنا اثر اسکے دل پر نہین کیا
کیونکہ اسوقت مہ جبیں نے اپنی صورت اسکو نہین دکھائی تھی اور بغیر اسکے روشنی آفتاب سحر اثر کرتی اسی سبب سے وہ ہزار
سوا اشخاص محفوظ تھے مبتلا سے سحر نہین ہوے لیکن ادھر مہ جبیں نے لقاب الٹی اور مبتلا سے سحر ہوے ادھر وہ
ستارہ ولد ناصر برسنت علیحدہ تھے اور دور ہٹ گئے اس خیال سے کہ شاید کوئی بلا آئے تو ہم بھی مبتلا ہو جائین اور
نا معلوم تھا یہ کہ ان تک اس روشنی چہرہ مہ جبیں نہین پہونچ سکتا ہی کہ وہ بھی مبتلا سے سحر ہون مگر یہان سب واقعات
پیش نظر ہی نہ وہ یہ جانتے تھے نہ وہ اس خوف سے دور ہٹ گئے تھے یہ تو تحریر ہوا ہی کہ وہ قبل سے الگ سے تھے
پہلے اس خیال سے نہین ہٹ گئے تھے بس اب مین عرض کرتا ہون کہ جب وہ صدا آئی اور سب نے سنی اور مسلیم وغیرہ نے بھی
تو یہ صدا آئی کہ یہ کیا شور و غل ہی اور کیا آفت سر پر آئی ہی کہ سب شور کر رہے ہین ای بندگان من کیون اسقدر پریشان
ہو رہے ہو جو کچھ ہوتا ہی وہ تمھارے روبرو ہوتا ہی خاموش رہو یہ جو آواز سب نے سنی تو سر اٹھا کر جانب بلندی قلعہ
کے دیکھا یہ منظور ہوا کہ نائب خداوند نے دریچہ قدرت سے سر نکالا ہی یہ انھین کے نور کی چمک تھی جو قبل مین مثل برق
کے چمکی تھی اور وہ صدا بھی ہولناک تو فرشتہ قدرت کی تھی اور وہ جو صدا آئی تھی خود خداوندی تھی اب یہ کلمہ نائب قدرت
نے اپنی زبان سے فرمایا ہی یہ حال دیکھکر وہ شور و غل کم ہوا اب شور و غل کم ہوا اسوقت مہ جبیں نے بصدای ہولناک
و بآواز مہیب کہا کہ او نا سعادتمند یعنی مسلیم شیر صولت یہ کیا بے ادبی ہی اور کیا بے عقلی ہی اور کیون تو مبتلا سے گمراہی و
ضلالت ہو رہا ہی کیون اپنے کو عذاب مین مبتلا کرتا ہی عقل سے کام لے جہالت سے باز آ ورنہ خراب ہوگا یہ تو نے خیال
کرنا کہ مین تیرے حال سے غافل ہون جو جو تو نے حرکات و ظلم اس عرصہ مین کیا ہی وہ سب مجھپر روشن ہی اور جو جو کہ کلمہ
تو نے اپنی زبان سے بس پر جاری کیے ہین سب میرے اوپر ظاہر اور روشن ہین تو نے بہت گستاخی اور گناہ کیا ہی مگر میری
ذات رحیم ہی اور مین فرزند کی رحم کا ہون بس تیرے اوپر رحم کرتا ہون نہین تجھے ابھی برق جمال سے اپنی جلا دونگا
تو اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا سب تیری جرأت و ہمت میرے روبرو ہیچ ہی وہ جو تیرا خداوند ہی وہ کیا ہی اسکی میری
آگے کیا حقیقت ہی وہ بھی میرا بندہ ہی مین نائب خداوند ہون پس مین تجھے یہ کہتا ہون اور نصیحت کرتا ہون کہ مذہب
آفتاب پرستی قبول کر میری طرف دیکھ آور اپنے خدا کو پہچان اور سجدہ کر جو صدا کہ نامبر یعنی مسلیم نے سنی اسے
ہمراہیون سے کہا تمنے بھی سنا پہلے تو کہدا آئی برق چمکی یہان تو نئے نئے طور کے کرشمے ہوتے ہین مین کس ابلا مین مبتلا ہو گیا

اور کچھ لوگ یہان بغیر ابر کے گڑبین جسپر لوندی پڑی ہوشیار رہا اور بعد سے کو جھک گیا سیلیم جو اُٹھا تو اُسکو تن بدن کا ہوش
نہ تھا یہ سب کے سب مبتلاے تحیر ہو گئے تھے اب تو سب جو اُٹھے یہ حالت تھی کہ آنکھون سے اشک روان تھے گویا
ابر باران تھا کہ برس رہا تھا ہر ایک کی زبان پر یہ کلام تھا کہ بیشک المقنع ناکہ تو خدا سے برحق ہی ہم ضرور باطل پر
تھے ہمکو ارژنگ نے گمراہ کر رکھا تھا ہم یہ نہ جانتے تھے کہ ہمکو گمراہ کر رکھا ہی یہ بھی مثل ہمارے بندہ ہی اے
خداوند ہمارا گناہ معاف کر دے گو ہم اس قابل نہین ہین کہ ہمارا گناہ معاف کیا جائے مگر تیری رحمت سے بعید
نہین ہی کیونکہ تیری ذات رحیم ہی تیری عادت رحم کرنے کی ہی واسطہ تجکو اپنی ذات کا ہمارا گناہ بخش دے ہم
تیرے عذاب کی تاب نہین لا سکتے ہین ہم مین یہ قوت نہین ہی کہ تیرے قہر کی برداشت کر سکین ہم جانتے ہین
تو خدا ہی ضرور یہ رہبر دولتھا وارژنگ خدا سے باطل تھے ہمکو گمراہی اور ضلالت مین مبتلا کر رکھا تھا اگر وہ ہمکو
ملجاتے تو اُسکو ابھی قتل کرین اُسکے پرزے پرزے کر کے اور اُسکے جسم کے پارچے کر کے زاغ و زغن کو دین
کہ جسنے ہماری عمر کو مفت برباد کیا ہمکو ضلالت مین رکھا ہم سے کیا کرین کیونکہ ہمارے گناہ معاف ہوینگے کیونکر
ہم ان عذابون سے نکلینگے اے خداوند ہم پر رحم کر اور ہماری خطا کی طرف نہ خیال کر کیونکہ تیری ذات خطا بخش و
عیب پوش ہی تو جو چاہیگا تو ہمارے سب گناہ عفو ہو سکتے ہین یہ کہتے تھے اور روتے تھے اور زمین پر تڑپتے تھے
اور کبھی سجدے کرتے تھے کہ ہم تیرے آستان پر اپنے سرون کو پٹکتے ہین تاکہ تجکو رحم آوے اور ہمارے قصور کو
معاف کر دے ہم سے بہت بڑا قصور ہوا کہ تیرے اوپر تلوارین تول کر اپنے مقام سے چلے تھے کہ تجسے مقابلہ
کرینگے اگر یہ ہاتھ خشک ہو جاوین یا کسی فرشتہ قدرت کو روانہ کر کہ وہ ہم سب کے ہاتھون کو قلم کرے ہمارے منہ
اس قابل نہین ہین کہ ہم تیرے روبرو آئین یہ لوگ تو یہ تقریر کر رہے تھے اُدھر سیلیم کی یہ حالت تھی کہ سجدے
مین سر جھکا ہوا تھا مثل ابر بہار آنکھون سے آنسو روان تھے ہچکی بندھی ہوئی تھی زار و قطار رو رہا تھا اور یہ کلام
لب پر تھا کہ یہ بندہ تیرا ہرگز قابل ہی کہ یہ گردن سے کھینچی جائے اور مین اس لایق ہون کہ برق غضب تیری میرے
اوپر گرے اور مین جلکر خاک سیاہ ہون تاکہ میرے گناہ تو پاک ہون اور بالکل گناہون سے پاک تیری خدمت
مین پہونچون کیونکہ تجسے تیرے عذاب کی برداشت نہوگی کیونکہ تو نے مجکو نازک پیدا کیا ہی اے میرے خدا
مین شرمندہ و لایق سزا ہون مین عبد گنہگار ہون بہت تجسے شرمسار ہون کہ تجکو وامق سے جو سے تھا اور
گمراہی مین پڑا ہوا تھا تو جانتا ہی اس ارژنگ مرتد کو غارت کر کہ جسنے مجکو گمراہ کر رکھا تھا یہ مرتد جو جادو ساحر
بڑا فیلسوف ہی بڑا مکر اُسنے پھیلا رکھا ہی جال مکر و دغا بچھا رکھا ہی لوگون کو گمراہ کرتا ہی باپ دادا بھی اُسکے گمراہ
کرنے والے تھے اے میرے خداوند میرے اوپر رحم کر مین تیرے قتل کا قصد کر کے اپنے مقام سے چلا تھا
افسوس مین نے راہ مین بہت سے بندگان خداوند کو بیگناہ قتل کر ڈالا اُنکا خون میری گردن پر ہی مین اُسکے
خون مین مفت مبتلا ہوا ہون کہ جدھر جا کر پوشیدہ ہون کدھر نکل جاؤن کیونکر مین گناہون سے اپنے کو بچاؤن جسپر کچھ
عذاب ہو کم ہی یہ تو بڑا ستم ہی کہ مین خداوند کے قتل کرنے کو تلوار لیکر آیا تھا یہ میرے دل مین کیا سمایا اور بہت
پچھاڑ کر گریہ و زاری کرنے لگا اور قصد کیا کہ اپنے کو آپ ہلاک کرے کہ اہل شہر نے دوڑ کر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ
کیون اپنے کو ہلاک کرتا ہی خداوند تیرے گناہ ضرور بخشدینگے اگر اُنکو گناہ نہ بخشنا ہوتے تو اپنی صورت کیون
دکھاتے ایک امر یہ ملحوظ خاطر رہے کہ جب سرنیع نقاب اُلٹی تو سواے اُن دو ہزار آدمیون اور جسقدر
وہ لوگ تھے جو کہ نامہ بر کی ہمراہی سے الگ رہگئے تھے اور قریب قلعہ نہین پہونچے تھے وہ دو ہزار وہ تھے
کہ جنکو مرزنج انکی حفاظت کے لیے چھوڑ گیا تھا وہ تو نہین غش کھا کے گرے تھے باقی کل اہل شہر و نامہ بر و مرزنج
و اُسکے ساتھ والا اور اُسکا لشکر و ہمراہیان نامہ بر سب بیہوش ہو کر گرے تھے مگر سب سے پہلے اہل شہر و مرزنج

اور اُسکے ہمراہیون کو ہوش آیا وہی بولیان اُنکی پڑی تھین یہ جو ہوش مین آگئے تھے تو پہلے سجدے کو قدم ہوسے تھے
اسکے بعد جو سر اُٹھا کر دیکھا تھا تو ان سب کو بیہوش پایا تھا کہ تھوڑے عرصے کے بعد ہوش آنے لگا تھا یہان تک
کہ سب کو ہوش آگیا تھا اور وہی تقریر ہر ایک کرنے لگا تھا پس جب اہل شہر نے سلیم شیر صولت کو پکڑ لیا اور یون
سمجھایا تو اسکی رقت کم ہوئی ادھر جلیبن نے کہا کہ اے سلیم تو نے دیکھی میری قدرت اور سمجھا نا اپنے خدا کو اب تو
تو اس راہ ضلالت سے نکلا تو نے ہمکو سجدہ کیا ہمنے تیرا سب قصور عفو کیا تو رو نہین ہمکو تیرے حال پر رحم تیرے
ہمراہیون کے رحم آگیا ہمکو خوب معلوم ہی کہ تو پہلے اس حال سے بالکل نہین واقف تھا تجھکو ارژنگ نے گمراہ
کر رکھا تھا اور تو نے یہ جو حرکت کی یہ عین نمک حلالی اور جوانمردی کی تھی جو کہ نمک حلال اور بہادر ہوتے ہین وہ اپنے
مالک کی بیعزتی کے خواہان نہین ہوتے ہین اور جو کوئی اُنکے یا اُنکے مالک کے خلاف شان کلمہ اُنکے روبرو یا
اُنکی غیبت مین کہتا ہی اور اُنکو معلوم ہوتا ہی تو وہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہوتے ہین سچ یہ امر ہی کہ آبرو کا صدقہ
جان ہی اور جان کا صدقہ مال ہی جب آبرو نہ رہی اور انگشت نما تمام اپنون اور بیگانون مین ہوئے تو ایسی زندگی
بیکار ہی یہ تیرا خیال بہت بجا تھا اور یہ تیرا کمال ہی جو بہادر ہین وہ ایسا ہی کرتے ہین یہ کوئی امر تو نے خلاف نہین کیا
ہمنے تیری خطا بحل کی تیرے گناہ سے درگذرے اب تو کچھ خوف نہ کر ہم ہین بخشنے والا ہون یہ کہکر جلیبن نے کہا
کہ ان سب کو ہمارے دربار مین لاؤ کیونکہ اب تو یہ ہمارے شہر کے ہوئے میری اطاعت قبول کی مذہب
آفتاب پرستی قبول کیا ہی ہم ان سب کو بڑا مرتبہ دینگے اپنے بندون مین جو کہ خاص ہین انمین شامل کرینگے یہ کہکر
جلیبن نے اپنا سر اندر دریچے کے کر لیا کہ پھر صدا آئی کہ اے بندگان من دیکھا تمنے قدرت کو میری کہ مین نے پکڑ کر اُنکو
زیر کیا اور کیونکر اپنا مطیع کیا ان سب نے میرا مذہب قبول کیا اور میری خدائی کے قائل ہوئے اب مین تمسے یہ
کہتا ہون کہ تم لوگ پریشان ہوئے جاتے تھے سب دوکانین بند کر دین شہر ویران نظر آنے لگا تھا ہو گیا بھلا
کوئی ہمارے شہر مین جہان ہمارا نائب ہو کوئی قسم کی دست اندازی کر سکتا ہی اگر میری مرضی کے خلاف کرے تو
مین خاک سیاہ یا اُسکو سنگ سخت کا بنا دون کوئی میری خدائی سے باہر نہین ہوسکتا ہی یہ کہکر کہا کہ اے بندگان من
تمکو معلوم ہوا ہو جو لوگ کہ سلیم کے ہاتھ سے اہل شہر سے مارے گئے ہین اُنکے وارثون کو معلوم ہو کہ وہ [illegible]
ہمنے اُنکو بڑے مرتبے اعلی دیئے ہین اور ہم یہ اقرار کرتے ہین کہ [illegible] سب کو پھر زندہ کرینگے اُن سب کی
لاشون کو اُٹھوا کر باغ رحمت مین ڈالدو جو کہ ہمارے نائب کے زیر قصر روان ہی تاکہ یہ لاشین بحفاظت تمام رہین
یہ صدا دیکر کہا کہ اے سلیم شیر صولت و اے ہمراہیان نامہ تمکو معلوم ہو کہ جبکہ تم میرے نائب کے جمال کی تاب
نہ لاسکے اور غش کھا کر گر پڑے اور یہ نوبت ہوئی کہ جو کبھی کسی کی نہین ہوئی تھی بھلا تم میرے نور جمال کی کیا تاب
لاسکتے یقین ہی کہ مر جاؤ گے اُس شعلۂ نور سے جل جاؤ گے یہ وہ نور ہی جو کہ [illegible] کوہ طور پر گرا تھا کہ وہ جلکر خاک سیاہ
ہو گیا اُسکو وہ مرتبہ دیا گیا کہ وہ چشم مردم مین رہے یہ کسکو تاب ہی اور کس چشم مین قوت ہی کہ ہمارے نور کو دیکھ سکے
بس اب تمکو لازم ہی کہ اس مذہب سے کبھی گمراہی نہ کرنا ورنہ خراب ہوگے اور تم اپنی چشم سے خود دیکھ لوگے کہ جو حال
اُس مرتد ارژنگ کا ہوگا جیسا وہ خدا بنکر بیٹھا ہی ویسی اُسکو سزا دیجائیگی لقا زہر دلوگیا پریشان ہوسکے
کہ جو ارژنگ پریشان ہوگا اُسکو کیا سزا ملی ہی جو اسکو ملیگی کہ تمام عمر یاد کریگا سر پر ہاتھ رکھکر رویگا وہ تو خوشی الی
کرکے چلے گئے اسکو ایک راہ بتا گئے اب پہلے مین ارژنگ کی تدبیر کرون تو پھر خدا پرستون سے مقابلہ
کرون اُنکو بھی اُنکی گمراہی کی سزا دون یہ صدا سنکر سلیم شیر صولت نے اپنے ہمراہیون کے پھر سجدے مین
گرا اور کہا کہ بیشک تو خدا سے برحق ہی یہ کہکر سر سجدے سے اُٹھایا ایک صدا سے مہیب آئی اور برق چمکی ادھر
وہ غبار جو کہ اُنکی نظر کے روبرو تھا وہ غائب ہوگیا اب تو قلعہ کی جانب سب نے دیکھا ادھر جلیبن نے [illegible]

اب قصہ حال ارژنگ بن زمرد بد اقبال راندۂ درگاہ ذوالجلال تحریر ہوتا ہے مع دیگر حالات و لشکرکشی برسر پرجبیس بعد سننے جواب نامہ کے و جنگ و پیکار و مطیع پرجبیس ہونا ارژنگ کا بصلاح پختگان

راوی بیان کرتا ہے کہ جبکہ ارژنگ نامہ روانہ کر چکا تو اُس نے حکم دیا کہ فوج کی نگہداشت کی جائے اور وزیر کو طلب کرکے کہا کہ چند نامہ جو جو لوگ اور والی شہر میرے باپ دادا کے بندگی کرنے والے باقی ہیں اُنکو تحریر کرو تاکہ وہ میرے شریک ہوں میں اُنکو اپنے ہمراہ لیکر اہل اسلام پر لشکرکشی کروں بعد انفراغ کے خدائی خود اگر پرجبیس منظور کرے تو خیر ورنہ پہلے میں پرجبیس پر لشکرکشی کرکے اُس سے اپنی معشوقہ کو حاصل کرکے پھر طرف اہل اسلام کے رُخ کروں یہ جو ارژنگ نے کہا پس اُسی وقت دبیر نے چند نامے اس مضمون کے تحریر کیے کہ ای بندگان لقا و زمرد تم کو معلوم ہو کہ یہ نامہ ہے طرف سے خداوندار ارژنگ بن زمرد کے جو کہ آج کل تم سب کے خدا ہیں اور آجکل امر خدائی کے وہ مختار ہیں یہ نامہ اُنکی طرف سے بنام تمھارے ہے لہذا تمکو تحریر کیا جاتا ہے کہ تمکو لازم ہے کہ تم خداوند کے شریک ہوکر برلیے مقابلہ اہل اسلام چلو کہ اُنسے اور خداوند سے مقابلہ ہے اور اب خداوند کو منظور ہے کہ انکا استیصال کریں کیونکہ اُنھوں نے بہت سر اُٹھایا ہے اور ایک امر ضروری اور درپیش ہے جب تم لوگ یہاں آؤ گے تو تمپر وہ امر بھی ظاہر کیا جائیگا پس فوراً اس نامہ کو دیکھتے ہی مع اپنی سپاہ و لشکر کے کوچ کرکے آؤ اور شرکت کرو وہ میرے یہ کہ اب تمپر اطاعت خداوندی کی ضرور ہے اگر اسکے خلاف کروگے غضب خداوندی میں مبتلا ہوگے آیندہ تمکو اختیار ہے والسلام یہی مضمون ہر نامہ کا تھا جب سب نامہ تیار ہوچکے ملفوف کرکے اور اُسپر مہر کرکے خدمت میں خداوندی پیش کیے ارژنگ نے حکم دیا کہ چند سانڈنی سوار نامے لیکر اُن ملکوں میں جائیں جن جن ملکوں میں ہمارے بندگی کرنیوالے حاکم ہیں اور ایک نامہ بنام مہران زنج گردن اس مضمون کا تحریر کرو کہ ہمکو معلوم ہوا ہے کہ تمھارا باپ ہماری شرکت کرکے قتل ہوا جبکہ ہمارا لشکر تہمور لیکر براے مقابلہ گیا تھا اُسکو تمھارا قاصد راہ میں ملا تمھارے باپ سے اُسنے مدد کی درخواست کی اُنھوں نے اس خیال سے شرکت کی کہ یہ لشکر خداوندی ہے پس وہ مع اپنے سپہ سالار کے ہاتھ سے اہل اسلام کے مارے گئے ہمکو یقین کلی ہے کہ تمکو بڑا رنج ہوا ہوگا لہذا میں اقرار کرتا ہوں کہ تم رنج نہ کرو میں اُنکو مع اُنکے سپہ سالار کے بعد انفراغ مہم اہل اسلام و بعد فراغ تخت خدائی خود زندہ کردونگا تم اطمینان رکھو اور مع لشکر میرے پاس آؤ کیونکہ میرا قصد ہے کہ میں مسلمانوں سے مقابلہ کروں اُنکے مقابلے کے لیے لشکر جمع کر رہا ہوں اور اطراف و جوانب کے حاکموں کو میں نے اپنی شرکت کے لیے طلب کیا ہے اُنہوں نے ایک ملک پر اہل اسلام نے قبضہ کرلیا ہے اور آجکل میں خاور میں ہوں یہاں اُن سب کا انتظار کر رہا ہوں صرف اسقدر انتظار ہے کہ لشکر جمع ہولے تو میں لشکرکشی کروں لہذا تم حسب میری درخواست کے مع اپنے لشکر کے کوچ کرکے آؤ اور میری شرکت کرو اور اہل اسلام کو قتل کرکے ثواب حاصل کرو اُنسے اپنے باپ کے خون کا عوض لو یہ نامہ تحریر کراکے ایک سانڈنی سوار کے ہمراہ مع اُس سوار کے جو کہ قاصد سپہ تاب پر تہمور کے ہمراہ گیا تھا نامہ دیگر روانہ کیا دیگر سانڈنی سوار اور نامے لیکر اس تلاش میں روانہ ہوے کہ جو ملک اسلام آباد ہیں اُنسے ہمکو کیا غرض ہاں وہ ملک کہ جو زمرد پرست ہوں خواہ لقا پرست ہوں اُنکے حاکموں سے مطلب ہے باوجودیکہ اسقدر شمشیر زنی کرکے صاحبقران اول و ثانی نے تمام دنیا اسلام آباد کردی ہے مگر اُسپر بھی ابھی سیکڑوں ملک ایسے ہیں جو کہ لقا پرست و زمرد پرست ہیں اور کافر ہیں کہ اُنکا ذکر اب ہوگا سانڈنی سوار تو نامے لیکر اُدھر جاتے ہیں

جواب نامہ لیکر آیا تو شخشگان سے عرض کیا کہ خداوند کیا آپ مجنونانہ کلام کرتے ہین مین رخصت ہوتا ہون بیکار مجھکو
آپ سے طلب کیا اگر مین جانتا کہ مین جا کر اس عذاب مین مبتلا ہو جاؤنگا تو کبھی نہ آتا یہ کہکر قصد کیا کہ از رنگ کے
اس تقریر سے حواس درست ہوے اور وہ حالت جنون کی کم ہوئی کہنے لگا کہ اے شخشگان مین کیا بیان کرون
جو اسوقت میرے قلب کی نوبت ہے اسکی جدائی مین دل از حد بیقرار ہے مثل مرغ بسمل کے سینہ مین تڑپ رہا ہے اُسی
سبب سے مین نے کلام مجنونانہ کہے ہین مین نے تجھکو اس لیے طلب کیا ہے کہ کچھ تجھکو یاد ہے کہ نامہ کو گئے ہوے کتنے
دن ہوے ہین اسکا کیا سبب ہے جو ابتک جواب لیکر نہین آیا شخشگان نے عرض کیا کہ کم روز ہوے ہین
کوئی تین دن ہوے ہین ابھی وہ پہونچا بھی نہ ہوگا یہ آپ کو کیا ہوا ہے کہ سب مالی و ملکی کاروبار سے ہاتھ اُٹھا یا
اور عشق مین مبتلا ہوے ہین یہ آپ کو زیبا نہین ہے یہ امر سوا ے اہل اسلام کے اور کسی کو زیبا نہین ہے کہ وہ لوگ
اس قابل ہین اگر آپ صاف صاف مجھسے دریافت کرتے ہین تو صاف امر یہ ہے کہ وہ کبھی اس امر کو منظور ہی نکریگا
اور نہ وہ نازنین آپ کے قبضہ مین آئیگی بلکہ یہ اسوقت کا قول ہمارا آپ یاد رکھین کہ کسی اہل اسلام کی نذر ہوگی
کہ اگر در اصل یہ نازنین ایسی ہین ہے تو ضرور اُس سوداگر نے اُسکی کئی تصویرین کھینچی ہونگی جب وہ ممالک اسلام مین جائیگا
اور اُسکا گذر دربارون مین اولاد صحابہ و فقرا ان کے ہوگا تو ضرور وہ یہ تصویر پیش کریگا کوئی نہ کوئی ضرور اولاد صحابہ و فقرا ان
سے یا اُنکے سردارون مین سے عاشق ہوگا اور لشکر کشی کر کے اُسپر قبضہ کریگا اور وہ نازنین بھی اُسکو پسند کریگی
یہ شرف اُنھین کو اُنکے خدا نے دیا ہے کہ جہان اُنکو عورت نے ہماری قوم کی دیکھا بس اُنکے اوپر فریفتہ ہوگئی سبب
یہ ہے کہ ہماری قوم کی عورتین خوبصورت ہین اور مرد بدصورت اور اُنکی قوم کے مرد بھی خوبصورت ہوتے ہین اور عورتین
بھی بس ہماری قوم کی عورتین اُنکی خوبصورتی پر گرتی ہین اور فریفتہ ہوتی ہین یہین سبب ہے کہ مرد تو اس قوم کے بدصورت و
نامرد ہوتے ہین کہ عورت پر قبضہ کر ہی نہین کرسکتے ہین جرأت تو بالکل اس قوم مین ہے ہی نہین جہان اہل اسلام عورت
کو لے گئے وہ اُنکا کچھ نہین کرسکتے ہین اور دوسرے یہ سبب ہوتا ہے کہ اس قوم کی عورتین آزادانہ مزاج رہتی ہین اُنکے
پردے کا اس قوم مین خیال نہین ہے باغون مین راہون مین بلا پردے نکلتی ہین بس جبکہ عورت آزاد ہوئی تو اُسکو
کوئی نہین روک سکتا ہے جو اُسکا جی چاہتے سو کرے اگر خبر ہوئی جب تک اُسکا تدارک کیا جاے اُسوقت تک
وہ اور طریقہ پیدا کرتی ہین آشنا کو طلب کر کے مقابلہ کرتی ہین اُسکو آمادہ کرتی ہین آخر کو وہ مقابلہ کر کے لیجاتا ہے
جیسا کہ آپ نے سنا ہوگا بلکہ اکثر کتابون مین اور اخبارون مین اہل اسلام کے واقعات دیکھے ہونگے کہ وہ کیونکر
ہم لوگون کے قوم کی عورتون کو نکال لے گئے ہین کہ جنکی کوئی حد نہین اور کسقدر عورتین ہمارے قوم کی اہل اسلام
کے قبضہ مین ہین کوئی بھی اپنی قوم کے مرد کے ہمراہ نکلی ہے جو نکلتی ہے خدا پرستون کے ہمراہ اور بڑے بڑے عالی
خاندان کی عورتین مثل پیغمبر زادیون و خدا زادیون کے ہین اگر نام لونگا تو آپ خفا ہونگے مین آپ کے خوف کے
سبب سے نام نہین لے سکتا ہون بس اُسی طور سے یہ بھی کسی کے ہمراہ نکل جائیگی باپ مان بھائی سب ہاتھ
ملکر رہجائینگے یہ بھی حصہ خدا پرستون کا ہے یہ تو بخوبی ثابت ہے کہ تمام عالم مین جسقدر حسین عورتین ہین اور جسقدر
بہادر ہین اور جسقدر دولت و حشمت ہے سب اہل اسلام کے لیے ہے کیونکہ اُنکا اقبال یاور ہے اور ستارۂ اوج اقبال
ترقی پر ہے اور دیگر اقوام کی قسمت خراب ہے اور اُنکے ادبار کا زمانہ ہے یہ اقبال کی بات نہین ہے کہ ملک پر قبضہ
تو ہوا مگر کچھ کر نہین سکتے ہین صرف ایک مقبرہ کھودنے کا آپ نے قصد کیا تھا تو کسقدر بلوہ ہوا تھا اور آپ کے
ہمراہی جنسے بڑی امید تھی وہ اپنے خلاف ہو گئے تھے اُسی وقت اُنکے اقبال سے ایسی ترقی کی کہ آپ دوسرے طرف
متوجہ ہو گئے اور مقبرہ بچ گیا اور یہین تک آپ خود مقبرہ کھودنے کا گئے تھے اہل شہر تماشا کرتے دو چار ہزار آدمی
کام آتے کچھ ادھر کے کچھ اہل شہر جب یہ نوبت ہوئی تو آپ ہی آپکو رحم آتا آپ رحم کھا کر موقوف کر دیتے یہ تو تعجب کہ

یقین تھا کہ یہ مقبرہ کبھی نہین کھد سکتا اور صرف خوشی جوش ہی کیونکر ہوا ایسے دیے کا مقبرہ نہین ہو جو کھد جائے یہ اُس
مرد جری کا مقبرہ ہی کہ جو نور خالص کو نکال لیتا اور خداوند لقا اسکا ایک ہوے تین ذکر سکے بھلا یہ کیونکر کھد سکتا تھا وہ تھا
ہوا کہ آپ لو عشق مین مبتلا ہوکر دیوانے ہوگئے اور مقبرہ بچ گیا یہ ادنی امر کا اقبال ہی بس بہت نزدیک
اس امر مین کوشش کرنا اور اپنے کامون سے منحرف ہوکر اس نازنین کے عشق مین اپنی جان دینا جو اہل اسلام کا
حصہ ہی محض خلاف عقل ہی بس میری راے یہ ہی کہ آپ اس خیال سے ہاتھ اٹھائیے اور اہل اسلام سے مقابلہ پر
کمر کسیے یہ تو ضرور انکا حصہ ہی اور یہ بھی خیال کر لیجیے کہ جبکہ جیبس نے صاف انکار کیا اور بلکہ کچھ سخت سست آپکی
شان مین کہا بس ایسی حالت مین یہ خیال بیکار رہی ہرگز ہرگز اس نازنین پر آپ کا قبضہ نہوگا وہ ضرور بالضرور اہل اسلام
کے تصرف مین جائیگی اور اس سے کوئی ایسا جری پیدا ہوگا جو کہ سب اقوام کا جو جو مذہب اسلام کے خلاف ہین
قمع جانی ہوگا کہ جسکی شمشیر دو دستی سے سیکڑون کفار قتل ہونگے ہین یہ امر آپ کی خیرخواہی و کمال اندیشی کی راہ
سے کہتا ہون آیندہ آپ کو اختیار رہی اور مثال عرض کرتا ہون کہ آپ نے سنا ہوگا کہ بدیع الزمان ابن حمزہ صاحبقران
کی [illegible] کو ہر ملک کو کیونکر نکال لائے اول تو تمام ملک کو چپکا پا خضر اسلام آباد ہوا [illegible] مار لیا کو ہر ملک
[illegible] بدیع الزمان کا قبضہ ہوا انکے تصرف مین آئی بلکہ وہ خود جا کر بدیع الزمان کو [illegible] سلطان مین
لائی تھی باوجودیکہ [illegible] کے ہمراہ منعقد ہو چکی تھی صرف ڈولا نکلنے کی دیر تھی اسپر بدیع الزمان کا کسی نے
[illegible] کیا [illegible] قدرت سب اپنا منہ دیکھتے رہ گئے اور خیال کرنے کی جگہ ہی کہ وہ سلطان
[illegible] جرات کی اور کیا کیا بہادری سے لڑا ہی بہت نزدیک [illegible] خداوند
[illegible] اہل اسلام کے قبضہ مین آئے انھین عورتون کے سبب سے آئے کہ وہ انپر عاشق ہوئین انکو اپنے شہر ملک سے [illegible]
[illegible] انھون نے وہان جاکر شمشیر زنی کی اور مقابلہ کرکے اُس ملک کو اسلام آباد کیا بس ہر ایک کی بربادی
دولت و مذہب کا باعث [illegible] خداوند لقا کی خدائی دونون نور خالص [illegible] قدرت [illegible]
[illegible] افروز ملکہ [illegible] افروز [illegible] اور وہ ہی باعث بربادی خدائی کی ہوئین نہ یہ انپر عاشق ہوتین نہ انکو
[illegible] نہ وہ لوگ روز خون و شبخون مارتے [illegible]
[illegible] شبخون مارتا [illegible] لوگون کا دل [illegible] اصل یہ ہی [illegible]
[illegible] کو کوئی نہین کرسکتا [illegible]
[illegible] اُس سے کون مقابلہ کرسکتا ہی بس مین آپ کے روبرو [illegible]
کہتا ہون کہ جیبس کی [illegible] دولت [illegible] کی تباہی [illegible] سبب سے ہوگی یہ اسوقت کا کہنا میرا آپ یاد
رکھیے [illegible] خلاف ہو تو میرا نام [illegible] نہ رکھیے گا اور جو جو کہ حال [illegible] فرمائیگا اور یہ یاد رکھیے کہ
آپ کے نامہ کا جواب صاف آئیگا [illegible] مکرر عرض کرتا ہون اور بار بار عرض کرچکا ہون کہ آپ اس خیال سے
دست بردار ہون آیندہ آپ کو اختیار رہی میری جو عقل مین آیا وہ مین نے عرض کیا یہ تقریر سنکے ارژنگ
[illegible] کہا [illegible] سوال [illegible] اسکے جواب مین ایک طول طویل داستان بیان کی جو ہمارے
[illegible] حاصل ہوئی [illegible] دریافت کرتے ہین کہ یہ لوگ کیونکر تباہ ہوے جو لوگ
[illegible] کیا تھا کہ اہل اسلام کا اقبال کیسا ہی جو لوگ انکے اقبال کی کیفیت بیان کی نہ
[illegible] کیا [illegible] کے مرتے ہوے مرے انکا اثر [illegible] کیفیت ہمنے بیان
[illegible] امور خدائی مین کیا دخل ہی اسوقت ہمارا جی چاہتا تھا کہ مقبرہ کھودین بعد اسکے ہمنے دوسری
[illegible] کیا دخل [illegible] تو ہی جو جا [illegible] کردیا اب ہمنے یہ تقدیر کی کہ ہم اپنی

شادی کرین اسکے بعد اہل اسلام سے مقابلہ کرین اور یہ جو تو نے کہا کہ یہ نازنین اہل اسلام کا حصہ ہی اور آپکے قبضہ مین کبھی
نہ آئیگی اور اسکی تو نے ایک دلیل فضول اور پرانے قصون سے مثال دی یہ محض تیرا خیال خام ہی جسپر ما بدولت فریفتہ ہون
وہ دوسرے کے قبضہ مین جائے یہ ممکن نہین بلکہ غیر ممکن ہی ما بدولت جواب کے منتظر ہین اگر اسنے ما بدولت کے پہلوان
قدرت کے حوالے کردی تو ما بدولت نے اسی مقام پر اسکے ساتھ عقد کیا اور ساتھ عیش و عشرت کے بسر کی اور اپنے
تصرف مین لایا اور اگر اسکے خلاف اسنے کیا تو ما بدولت فوراً لشکر کشی کرکے جائینگے اور مقابلہ کرکے اسپر قبضہ حاصل کرینگے
اہل اسلام کے فرشتون کو بھی اسکی خبر نہوگی اور جب ما بدولت کے قبضہ مین آگئی تو پھر کوئی اسکو کیا پاسکتا ہی اسکا کوئی ایک
موے تن تک تو پا نہین سکتا اسکا ملنا تو امر دشوار ہے اور یہ امر ہونا ضرور ہی مین تجکو دکھا دونگا اور میرے اسوقت کے کہنے
کو یاد رکھنا کہ یہ نازنین میرا حصہ ہی اہل اسلام کا حصہ نہین ہی یہ جو تو نے کہا کہ خواجہ حسین سوداگر تصویر اسکی لیجاکر کسی خداپرست
کو دیگا وہ عاشق ہوکر جائیگا اور اسپر قبضہ کریگا اور وہ نازنین بھی اسپر فریفتہ ہوگی تو اسکی تو تدبیر مین کل کرونگا خواجہ حسین کو دربار
مین طلب کرکے اس سے تصویر طلب کرونگا کہ اگر تمہارے پاس کوئی اس نازنین کی تصویر اور ہو تو ہمکو دو کہ وہ تصویر
ہمارے پاس سے گم ہوگئی ہی اور جسقدر تصویرین تمہارے پاس انکی ہون یا اور نازنینون کی ہون سب ہمارے ہاتھ فروخت
کرو ہم خرید کرینگے اگر اسنے دیدین تو بہتر اور اگر اسکے پاس تصویرین ہین اور اسنے نہ دین تو مین اسپر ظلم و بدعت کرونگا
اور جسطور سے ہوگا اس سے تصویرین لونگا جب اسکے پاس وہ تصویر نہوگی تو وہ اہل اسلام کو کیا دیگا اور وہ کیونکر
عاشق ہونگے جہان ما بدولت کا دل آسکے اس مقام پر کوئی دوسرا قبضہ کرسکتا ہی اور عاشق ہوسکتا ہی یہ امر محال ہی اور
تصور ناتمام اور خیال خام ہی یہ سب تقدیر کا الٹی تھی مین یہی تقدیر کئی ہزار برس پیشتر کرچکا ہون کہ یہ نازنین میرے
قبضہ مین آئے اور میری زوجہ بنے اور مین شوہر ہون یہ جو تقریر ارژنگ سنگ کی مصنگان قہقہہ لگاکر ہنسا اور یہ مصرعہ
پڑھا مصرعہ این خیال است و محال است و جنون ✱ یہ آپکی تدبیرین سب بیکار ہین اور اسوقت آپکو تقدیر پر نگاہ کرنا پڑیگی جیسے کہ
ہمیشہ آپکے باپ دادا صاحب تقدیر نگر کرتے رہے جب کوئی امر انکی تقدیر کے خلاف ہوا انھون نے فوراً تقدیر تبدیل کردی یہی
انجام آپکا بھی ہونیوالا ہی تعجب ہی کہ ابھی کل کا ذکر ہے کہ پہلے تو یہ تقریر کی کہ مقبرہ [illegible] سے جب دباؤ پڑا تو یہ تقریر کی کہ بعد شادی
ما بدولت کے پھر اسلام سے مقابلہ کیا جاویگا یہ تو آپکے خاندان کی بات ہی کہ پہلے تو ایک امر کرتے ہین اور کرپاتے نہین
نسل بہ نسل سے اسکا انجام دیتے پر آمادہ ہوتے ہین جب دباؤ پڑتا ہی تو فوراً اسکے خلاف کرتے ہین وہی اثر ہو وہ اثر کیونکر
جاتا رہیگا گستاخی معاف بہت تقدیر تقدیر کا نام زبان پر جاری فرمایئے وہ لوگ بھی یہی کہتے کہتے دنیا سے گئے یہ اثر آپکے
یہان اسوقت نہین ہی آگے لگیگا اس تقدیر کو کیجو کہ خراب کرے یہ جو مصنگان نے کہا اسکا جواب ارژنگ نے یہ دیا کہ
وہ لوگ کمزور تقدیر کرتے تھے اور مین ایسا بیوقوف نہین ہون کہ کمزور تقدیر کرون کہ مجکو تبدیل کرنا پڑے مین تو وہ تقدیر کرونگا
کہ تو پھر دن سے نہ لوٹے تبدیل کرنا کیسا اسپر مصنگان اور ہنسا اور دل مین کہا کہ یہ زمرد و لقا سے زیادہ بے عقل ہی
اور یہ آئندہ زیادہ خراب ہوگا اسمین ذرا بھی جرات نہین ہی بالکل نامرد ہی وہ لوگ تو سنتے ہین کہ ورغلانے سے آمادہ ہوجاتے
تھے اور جرات کرتے تھے اور جہانتک ممکن ہوتا تھا جو کہتے تھے اسپر عمل کرتے تھے مگر یہ تو کچھ بھی نہین ہی اسکو اپنی بات کا
خیال تک نہین ہی افسوس کس نامرد اور بزدلی وابدی سے سامنا ہوا ہی اور نباہ کرنا پڑا ہی اگر مین یہ جانتا تو کبھی اسکو نہ لشکر کا
بادشاہ اسلم و دیلم سے کہکر کراتا یہ تو تخت پر بیٹھتے ہی اور ہوگیا بالکل نامرد ہوگیا مین تو یہ سمجھا تھا کہ یہ اس جرات دلانے
اور ورغلانے سے پھر آمادہ ہوجائیگا اور یقین ہی کہ ہر کو مقبرہ کھودنے کا حکم دے اور یہ کہے کہ جب مین اہل اسلام کی مہم
سے فراغت کرلونگا تو شادی کرونگا مگر یہ ایسے عشق مین مبہوت ہوگئے ہین اور شہوت پرستی پر کمر باندھی ہی اور خواہش
نفس کے مطیع ہوگئے ہین کہ کچھ بھی خیال نہین ہی مین یہ چاہتا ہون کہ جبتک نیچا نہ دیکھینگے اسوقت تک یہ غرور انکے
دماغ سے نہ نکلیگا میرے نزدیک کوئی نہ کوئی اہل اسلام سے ضرور انکا یہ غرور نکالدیگا اسوقت یہ ساری شہوت پرستی

جب دربار سے اٹھ گئے تھے جب مین گیا تو مین نے یہ حالت دیکھی اور تمام حالت جو کہ دیکھی تھی بیان کی اور جو تقریر اور
گفتگو ہوئی تھی سب کہ سنائی اور کہا کہ یہ حالت مدہوشی تھی وہ بھی بیان کی یہ سنکے اسلم و دیلم نے کہا کہ سبب ہی آپکے خفا
ہونے کا سخنگان نے کہا کہ خفا ہونے کی کیا بات ہی جب جی جلتا ہی تو یہی حالت ہوتی ہی اسلم نے کہا کہ یہ نہ معلوم ہوا
کہ آپکو طلب کیسلیے کیا تھا سخنگان نے کہا کہ بیکار صرف ستانے کو تکلیف دینے کو اتنے سے امر کے لیے کہ اسلم و
دیلم سے جاکر کہو کہ نگہداشت لشکر کرین اور بھرتی جاری کرین اتنے سے کام کے لیے طلب کیا تھا مگر اب مین تمسے کہے
دیتا ہون کہ زمانہ ادبار قریب آگیا ہو اور یہ بھی یاد رکھو کہ جس نازنین پر یہ فریفتہ ہوئے ہین وہ نازنین انکے قبضے مین کبھی نہ
آئیگی بلکہ وہ حصہ اہل اسلام کا ہو ایسی عورتین تو انکے حصے کی ہوتی ہین یہ سنکے اسلم و دیلم نے کہا کہ عجب طور کا مزاج ہوگیا
ہو کہ سوا اپنے وہ کسی کو موجود نہین جانتے ہین وہ اپنے خیال مین بڑا عقلمند اپنے کو تصور کرتے ہین میرے نزدیک
خاک بھی عقل نہین ہو آپ نے بہت سے لڑنے کے بارے مین کسقدر سمجھایا اور کوشش کی کہ ہمارے کہنے کو مان لین
اور نہ کہو دینا مگر نہ مانا جبکہ دیکھا اہل شہر ہجوم کرکے آئے ہین اور فساد ہوگا تو اب بہانہ تجویز کرکے اسکے کہو دینے سے
باز رہے خیر یہ بھی ہماری دشمنی تھی ہمکو اس سے کیا کام ہو کہ بسبب خوف مرگ کے انھون نے یہ کام موقوف کیا کہ دراصل یہی امر ہوا اور
یہ کہنا تھا اگر انکے اقبال کا ادبار آیا ہو تب [illegible] ہو ضرور وہ باتنے ہوا سبب ہماقت آئیگا یہ اصلی خواہش ہین ضرور [illegible] لشکر کشی کرکے
جائین گے وہان لشکر کثیر ہو بیک خواہش مین گیا تھا تو تین چھتیس لاکھ کا لشکر تھا اب تو اور کثرت ہوگئی ہوگی [illegible] اسکے مقابلہ
یا تو گریز کرینگے یا گرفتار ہونگے یا قتل کیونکہ یہ ممکن نہین کہ اتنے بڑے لشکر سے یہ سر بر ہون [illegible] انکے پاس
اسقدر لشکر ہی نہ ہوگا اگرچہ بھرتی بھی جاری کی جائے اور جسقدر انھون نے نامے تحریر کیے ہین وہ لوگ کبھی انکے شریک
ہون تو بھی تو انکے پاس اتنا لشکر نہین ہو سکتا ہو اور پھر نئی بھرتی کی ہوئی سپاہ کیا مقابلہ کریگی ہمکو کیا ہم تو کل سے بھرتی
جاری کردینگے مالک جی ہمکو طلب کرکے کہنے کی کیا ضرورت تھی دربار مین تو حکم دے چکے تھے اور یہ کہنا تھا کہ یہ تمنا درست
ہو کہ وہ نازنین کسی کسی مرد خدا پرست کا حصہ ہو انکے تصرف مین آئیگی یہ ضرور ہو وہ لوگ بلا کے ہین ہمتو زمانہ سابق کے حالات
سنتے چلے آئے ہین جو جو ہین و نازنین ہوئی اہل اسلام کے قبضے مین گئی پھر یہ کیون نہ جائیگی انکا اقبال ترقی پر ہو اسکے
اقبال کی قسم کھانا چاہیے انکا سایہ جسپر پڑ جائے وہ بھی صاحب اقبال ہو جائے یہ سنکے سخنگان نے کہا کہ تم لوگ سچ کہتے
ہو اور میرے کام کی تصدیق کرتے ہو اور یہ جو تمنے کہا کہ نئی بھرتی کی سپاہ کیا مقابلہ کریگی اسکا جواب یہ وہ دینگے کہ صرف
سپاہ دکھانے کو تو کافی ہو لڑیگی تو یہ فوج جو کہ برسون سے نمک کھا رہی ہو اور جو لوگ کہ اپنا لشکر لیکر آئین گے اور میرے
شریک ہونگے انکی سپاہ مقابلہ کریگی یہ سنکے اسلم نے کہا کہ یہ انکی عقل کی خوبیان ہین ضرور یہ انکا خیال ہو اور یہی خیال انکو
تباہ کریگا بس ہماری بات اسوقت کی یاد رکھو کہ جبکہ یہ فوج لڑیگی اور انکی سپاہ نے یہ دیکھا کہ یہ لشکر قلیل ہو اور جنگ مغلوبہ کی
اور جنگ مغلوبہ مین یہ نئی فوج کبھی لڑ ہی [illegible] ایک نئے تک تو میدان جنگ مین قیام کرینگی ادھر دوسرا حملہ ہوا بھاگ
کھڑے ہونے پھر لاکھ کوئی انکو روکیگا وہ نہ رکین گے جہان اسکے پیر اٹھے اسکے تعقب مین یہ سپاہ بھی جسپر انکو بڑا بھروسا ہو وہ
بھی بھاگ جائیگی کوئی نمک کا پاس نہ کریگا اور نہ یہ خیال کریگا کہ ہمارا مالک تو ابھی میدان مین ثابت قدم کھڑا ہو اسوقت ہر ایک
کی زبان پر یہ کلام ہوگا کہ آپ زندہ جہان زندہ اپنی جان ہی تو جہان ہو اگر زندہ رہین گے تو دوسری جگہ نوکری کرکے اپنی بسر
کرینگے بال بچون کی پرورش کرینگے اگر مرگئے تو کون ہمارے بچون کی خبر لیگا اور جب کہا جائیگا تو یہی جواب دینگے کہ انکی فوج
بہت تھی ہم انکے حملے کی تاب نہ لاسکے اور ہمتو ضرور مقابلہ کرتے مگر اسوقت مین کہ جب تمام سپاہ مقابلہ کرتی نصرت تو
میدان سے فرار کر گئی ہمین کیا ضرورت نمک خوار تھے وہ کیا نوکر نہ تھے کیا ہمکو اپنی جانین گران تھین کہ ہم میدان سے نہ ہٹتے
یہان نوکری نہ ہوگی تو ہم دوسرے مقام پر نوکری کرلین گے یہ سنکے دیلم نے کہا کہ ہمکو اور آپکو کیا مثل مشہور ہو جو آگے
کھائیگا وہ انگار [illegible] اور آپ لوگون کا تو یہ نقشہ ہو کہ قاضی جی دبلے کیون ہو کہا شہر کے اندیشے سے میان ہمکو کیا جسپر پڑیگی

وہ اسکو اٹھا سکے گا ہم بھی بطور تماشا بین سکے ہمراہ ہین بقول شاعر شعر با اپرا الدین قصہ کوتاہ کا مد د خبر لت دو کاملی شہر آمد و
کو دوال بردفت وہ جب کوئی بلا نازل ہوئی اور ہم دیکھیں گے کہ اس بلا مین ہم مبتلا ہوتے ہین ہم بھی اپنی عقب گداگری
کرینگے جب ہمسے کوئی شکایت کریگا تو ہم اسکا جواب دینگے کوئی ہماری زبان کو کو نہین لیگئی ہے نہ ہم بے زبان ہین ہم بھی
جسوقت جیسا موقع دیکھیں گے ویسا کرینگے ہر ایک اپنی نیکی بدی کو سمجھ سکتا ہے بس بیکار کی تقریر کرنے سے کیا حصول
ہے جو دیلم نے کہا اسلم وغیرہ خاموش ہو رہے سنکر ان سے کہا کہ اب مین جاتا ہون ابلاغ حکم کیے جاتا ہون یہ کہکر اٹھ
کھڑا ہوا اور طرف اپنے مقام کے روانہ ہوا اسلم و دیلم نے اسوقت بلا کے جارچی کو اس سے کہا کہ تمام شہر خطا و اور
اسکے گرد و نواح مین ندا کر دے کہ جسکو فوج مین نوکری کرنا ہو وہ دردولت پر حاضر ہو ہر قسم کے لوگ نوکر رکھے جائینگے
جو لائق سوارون کے ہونگے وہ سوارون مین جو لائق پیادون کے ہونگے وہ پیادون مین اسکے علاوہ اور لوگ درکار
ہین اور جن جن تاجرون کے پاس مرکب ہون وہ لیکر حاضر ہون کہ خداوند کی سرکار مین درکار ہین جارچی نے یہ حکم سنکر
اسیوقت شہر مین آکے یہ ندا لگائی کہ ملک خداوند ارژنگ کا اور حکم خداوند کا جسکو سپاہ مین ملازمت کرنی ہو وہ دردولت
پر کل سے حاضر ہوا اور جن تاجرون پاس مرکب ہون وہ بھی لیکر حاضر ہون قیمت معقول سے فروخت ہونگے اسدن تو ایسے
تمام شہر میان منادی کی اہل شہر نے جو سنا باہم کہا کہ کون کافر کی نوکری کرے اگر وہ اہل اسلام سے مقابلہ کرینگے تو اسوقت
کیا کرین بعض نے جو کہ زیادہ غرض مند تھے یہ خیال کیا کہ نوکری کرلو خوب مال کافر کھاکر مزے اڑاؤ اگر کفار سے مقابلہ ہو تو
شرکت کرو اگر اہل اسلام سے مقابلہ ہو تو وقت مقابلہ کے انکے شریک ہو کر کفار کو قتل کرو ہزارون نے ایسے ایسے خیال کرکے
قصد ملازمت کر لیا وہ دن وہ رات گذری بوقت سحر ارژنگ نے دربار کیا مگر رات بھر اسکی یہ حالت رہی کہ سو یا نہین
آہ وزاری مین بسر کی اختر شماری مین سحر کی تھی دربار مین آیا دربار صبح ہوا تخت پر بیٹھتے ہی حکم دیا کہ کوئی چوبدار جاکر خواجہ
حسین سوداگر کو بلالائے کہ خداوند طلب کرتے ہین یہ سنکے ایک چوبدار طرف قیامگاہ خواجہ حسین کے گیا ادھر
بوقت سحر اسدن کیا بلکہ ایک لاکھ ڈیڑھ لاکھ کے قریب اہل شہر از غریب تا امیر جوان جنکے مزاج مین جرأت
تھی حاضر ہوئے اور درگہ سالار سے کہا کہ جاکر عرض کرو کہ کچھ لوگ برائے ملازمت حاضر ہین ادھر سوداگر اپنے اپنے
مرکب لیکر حاضر ہوئے درگہ سالار نے جاکر عرض کیا یہ سنکے اسلم و دیلم اسیوقت اپنے مقام سے اٹھے اور باہر ولی آ
آکر دیکھا کہ بڑا مجمع ہوا ہے سب جوان ہین انھون نے کہا کہ آپ لوگ برائے ملازمت تشریف لائے ہین سب نے کہا
کہ جی ہان خطا تو ہوئی ہی اگر آپکی مرضی ہو تو نوکر فرمائیے بس اسلم و دیلم نے جو دیکھا تو سب کو لائق ملازمت پایا بس اسیوقت
بلاکر منشی فوج کو جو جس لائق تھا اسکا نام اس عہدے پر قائم کیا اسی روز ایک ہزار سوار و پیادہ بھرتی ہوا علاوہ چاکر و پیشہ
وغیرہ کے سب قریب دو لاکھ کے بھرتی ہوئے بعد اسکے جب نام لکھے جاچکے اسلم نے حکم دیا کہ کل سے آپ لوگون کو
قواعد تعلیم کی جائیگی اب آپ کل تشریف لائیں یہ سنکے وہ لوگ رخصت ہو ہو کر اپنے مکانون کو گئے اب اسلم و دیلم
طرف تاجرون کے متوجہ ہوئے کہ جو کہ مرکب لیکر حاضر ہوئے تھے ان سے کہا کہ آپ کے پاس کسقدر مرکب ہین ہر ایک
نے بتا دئے سب خرید لیے گئے انکو خزانہ خداوندی سے قیمت دلوادی گئی ان کامون سے فراغت کرکے مرکبون کو اصطبل
کو روانہ کرکے یہ دونون دربار مین فہرست اسما سے نو ملازمین و فہرست خرید مرکب لاکر ارژنگ کے روبرو پیش کی
ارژنگ نے اسکو دیکھا اپنے دستخط کیے وہ داخل دفتر ہوئین ادھر اس منادی نے ندا بیرون شہر جاکر دی دس کوس کی
چاروں دیہات و قریہ اور قصبے و مواضعات سے جنکے جی کو منظور ہو ملازمت کی وہ چلے کہ چلکر ملازمت کرین
لاشمار کا پیدل کھانا بس اس روز سے بھرتی جاری ہوگئی اب ادھر دربار کا حال سماعت فرمائیے
کہ وہ چوبدار جاکر خواجہ حسین کو طلب کر لایا کہ چلیے خداوند نے یاد فرمایا ہے یہ سنکے خواجہ حسین مع اپنے
ملازمون کے ہمراہ اس چوبدار کے راہ طے کرکے داخل دربار ہوا اسکو بیشتر کوئی دوکرسی پر بیٹھا مجرا کرکے

جب وہ بیٹھ چکا تو ارژنگ نے ذامحنج سے کہا کہ اے خواجہ وہ تصویر میرے پاس سے جاتی رہی اگر اور کوئی تصویر ہو تو مجکو دو اور
اسکی قیمت لیکو کیونکہ مین اس صاحب تصویر پر فریفتہ ہون اور جسقدر کہ تصویرین تمہارے پاس نازنینون کی ہون میرے ہاتھ
فروخت کر ڈالو مین نے اسی غرض سے تمکو طلب کیا ہو خواجہ نے یہ سنکے عرض کیا کہ اے خداوند مین آپکی خدمت مین [illegible]
عرض کر چکا تھا کہ یہ تصویر مین نے طیار کی تھی اس خیال سے کہ کسی کے ہاتھ فروخت کرونگا جبکہ آپکی خدمت مین حاضر ہوا
تو فوراً خیال آیا کہ یہ تصویر آپ کے لائق ہو اور آپ کے تصرف مین آئے تو بہتر ہوگا بس مین نے حاضر خدمت کی اب کوئی
تصویر میرے پاس نہ اس نازنین کی ہو نہ اور کسی نازنین کی ہو ورنہ مین ضرور حاضر خدمت عالی کرتا ایک پرچہ کاغذ بھی نہ
مین حضور سے پوشیدہ کرتا خیال کرنے کی جگہ ہو کہ اگر مین پوشیدہ کرتا تو وہ کیون حاضر خدمت کرتا میرے کس کام کی ہو مین
پیر ہو گیا ہون اور کیا مجکو خبط ہو کہ ایک تصویر آپ کو دی اور یہ بھی مجھپر ظاہر ہو گیا ہو کہ آپ اس صاحب تصویر پر فریفتہ ہین
اور پھر مین تصویر دوسرے کے لیے رہنے دیتا یہ تو کبھی نہو تا یہ جو خواجہ نے کہا ارژنگ نے کہا کہ دیکھو خواجہ ... عرض
کرنا خواجہ حسین نے جواب دیا کہ حضور مجھپر کوئی جبر نہین کر سکتے مین قسمت کھا سکتا ہون فرمائیے تو مین کیون ...
عرض کرنے لگا یہ جو خواجہ نے کہا بس سنگ گان کو تاب نہ رہی ایک مرتبہ بول اٹھا کہ اے خواجہ مین تم بالکل غلط
عرض کرتے ہو تمہارے پاس اسوقت سینکڑون تصویرین نازنینون کی ہونگی اور اس نازنین کی بھی ...
وہ تصویر ضرور کسی اہل اسلام کے لیے رکھی ہو اور تم دروغگوئی کر رہے ہو بقول شاعر شاید یہ شعر تمنے نہین سنا اور ...
پر عمل ہو شعر اگر راستی خواہی ازمن شنو * جہاندیدہ بسیار گوید دروغ * چونکہ تم مرد بزرگ ہو ... تمہارے
قول کا اعتبار نہین ہو اگر کوئی نوجوان ہوتا اور وہ واقعی جھوٹ بھی کہتا تو مین یقین کر لیتا اگر تم سراسر راستی ...
مگر مجکو تمہارے کلام سے بوئے صداقت نہین پائی جاتی ہو ضرور کوئی نہ کوئی پیچ اس کلام مین ہو اور ضرور تمہارے
پاس اس نازنین کی تصویر ہو مین نہ مانونگا اگر تم لاکھ قسمین بھی کھاؤ گے یہ جو سنگ گان نے کہا خواجہ کو نہایت غصہ آیا
چونکہ اسنے اصلی بات کہی تھی اور جو سچ کہتا ہو اور وہ بات سچی ہوتی ہو اور دوسرا اسکو کسی مصلحت سے پوشیدہ کرتا ہو
اور دروغگوئی کر کے یہ چاہتا ہو کہ مین اسکو ٹالدون اور اسپر عمل کرتا ہو کہ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز اور وہ دوسرا
اسکا پردہ فاش کرتا ہو اور اسکو کہتا ہو کہ تو دروغ کہتا ہو یہ بات یون نہین ہو بلکہ یون ہو تو اسکو پوشیدہ کرتا ہو اور دروغگوئی
ہوتی ہو اسی طور پر ہوتی ہو جسطور سے وہ کہتا ہو تو کہنے والے کو نہایت غصہ آتا ہو اور وہ خیال کرتا ہو کہ اسنے ہماری
پردہ دری کی وہ اپنی صداقت کے لیے بہت برہم ہوتا ہو بس یہی امر یہان بھی ہوا کہ خواجہ حسین نے تو کسی مصلحت سے
پوشیدہ کیا تھا کہ میرے پاس تصویر نہین ہو اس خیال سے کہ اس کیدی کے قابل تو یہ صاحب تصویر ہو نہین البتہ اگر یہان
کسی اہل اسلام کی اگر طبیعت آگئی تو یہ نازنین اسکے قابل ہو اور اسی ذریعہ سے یہ اقلیم اسلام آباد ہو جائیگی اسی خیال
سے باقی تصویرین اپنے پاس رہنے دی تھین اور ایک خراب تصویر جو کہ بادی مین طیار کی تھی اسکو دیدی تھی اور اب
جو اسنے دریافت کیا تو اسی خیال سے انکار کیا جب سنگ گان نے یون کہا تو خواجہ کو نہایت غصہ آیا اور اسکی طرف
متوجہ ہو کر کہا کہ تو بڑا مفسد ہو جیسا تو دروغگو ہو اسی طور سے ہر ایک کو تصور کرتا ہو ارے کاذب تیرے تو آب و گل مین
دروغگوئی شامل ہو تیرے باپ دادا ہمیشہ جھوٹ بولا کیے اور جوتیان کھایا کیے ہم لوگون کی شان مین یہ کلام ہین اسکا
کبھی پاس نکرونگا کہ تو وزیر ہو اور مقرب بارگاہ ہو میرے جو منہ مین آئیگا وہ کہونگا اور جس سے تیری ساری ...
ظاہر ہوگی اسوقت اس شعر کا مزا معلوم ہوگا کہ جو تو نے پڑھا اگر اب کچھ تو نے زبان سے کہا مین تجکو ضرور سر دربار
ذلیل کرونگا مین تو یہ خیال کر چکا ہون کہ اب میری عمر تمام ہو چکی ہو کسی نہ کسی کے سر ہون اور یہ جان سے کہین اگیا نہین
بغیر سنہار پارہ ہوگی جان جاسکے بدین سبب جب مین تیری حقیقت یہان ظاہر کرونگا تو روبرو اہل دربار کے ذلیل ہوگا
تو تجکو غصہ آجائیگا جب تجکو غصہ آئیگا تو تو کلام سخت کریگا مین اسکا جواب یون نہین دونگا بلکہ زبان تیغ سے دونگا جسکو تو

تاجر و ضعیف تصور نہ کرنا مین مرد سپاہی بھی ہون اور تاجر بھی لیکن جب مین تلوار سے تجھکو جواب دونگا تیرے ملازم
بولین گے اُنکو میرے غلام روکین گے اسی دربار مین تلوار چلنے لگے گی کشت و خون ہوگا اس سے کیا حاصل مین تیرے
پاس نہین آیا ہون مین خداوند کا طلب کیا ہوا آیا ہون اور مین تجھ سے کلام نہین کرتا ہون مین خداوند سے کلام کرتا
ہون جو اُنھون نے فرمایا مین نے اُسکا جواب دیا وہ چاہے مانین چاہے نہ مانین تجھکو کیا اور اگر کچھ فساد منظور ہو تو مین
موجود ہون بس مین سب وزارت ابھی ابھی نکالا دونگا یہ جو خواجہ نے کہا سنگکان تو دم بخود ہوکر رہ گیا گو کہ اُسکے ملازم
دربار مین موجود تھے مگر ایسا خوف زدہ ہوا کہ پھر جواب نہ دیا گویا اُسکی ساری جرأت نکل گئی مگر ارزنگ نے خواجہ
سے کہا کہ آپ برہم ہون یہ اسی قابل ہے یونہی ہر ایک کی بات مین بول کر ذلیل ہوتا ہے کیا کیجے کہ اسکی عادت یہی ہو گئی
ہو کہ بغیر اس سے بولے رہا نہین جاتا ہو اور بولتا ہو تو ایسی بات جو ناگوار گذرے ہمکو آپ کے کہنے کا یقین آگیا ہو آپ
شوق سے رخصت ہون بس مین نے اسی امر کے لیے طلب کیا تھا کہ اگر تصویر ہو تو میرے ہاتھ فروخت کیجیے یہ سنکے
خواجہ نے کہا کہ مین قسم کھاتا ہون سر حضور کی کہ میرے پاس تصویر نہین ہو اگر ہوتی تو مین آپ کے قدمون پر نثار کرتا
یہ بھی کوئی چیز تھی مین تو حضور پر اپنی جان نثار کرنے کو موجود ہون یہ کہکر خواجہ اپنی کرسی پر سے اُٹھے اور مجرا کرکے اور
رخصت ہوکر اپنے مقام کو روانہ ہوئے جب دربار سے باہر نکلے تو ادھر سنگکان نے کہا کہ خداوند بہتر ہو خواجہ کے
پاس تصویر ہی میرا یہ کہنا بہت ناگوار گذرا بھلا وہ کیون تصویر آپکے ہاتھ فروخت کرنے لگا اُسنے جسکے لیے رکھی ہو وہ
اُسکو دیگا کہ اُسکو عوض مین انعام کثیر ملیگا نہ معلوم اُسوقت کیا مصلحت تھی جو اُسنے وہ تصویر آپکے روبرو پیش کی مین
یقین کرتا ہون کہ وہ آپ پشیمان ہوتا ہوگا آپکو اُسکو قید کرنا تھا ارزنگ نے کہا کہ تو بڑا مفسد ہو بیکار کو مین ایک بیگناہ
کو قید کرون اپنی عدالت مین فرق لاؤن لوگ مجکو نفرین کرین کہ سوداگر نے کیا کیا تھا جو اُسکو قید کیا کوئی مالی یا ملکی جھگڑا
تھا جو وہ بیچارہ مبتلا ہے قید ہوا جو کوئی سنے کہ ایک تصویر اس سے طلب کی اُسنے انکار کیا کہ میرے پاس نہین ہو
اُسپر یہ تہمت رکھی کہ تو دروغ کہتا ہو یہ خطا قرار دیکر اُسکو قید کیا جو کبھی کسی نے نہین کیا تو مین ایسا بدنام ہونا نہین
چاہتا ہون فرض کرو کہ تمہارے خیال کے موافق وہ جھوٹ ہی بولا اور اُسنے تصویر پوشیدہ بھی کی تو مین کیا کرون
کسی کے مال پر اختیار نہین ہے گو مین حاکم وقت ہون مگر کسی شخص کا مال زبردستی نہین لے سکتا ہون اور
کسی پر جبر نہین کرسکتا ہون کہ ضرور میرے ہاتھ فروخت کرو اور نہین قید کرونگا مین اپنے کو ظالم مشہور
کراؤنگا مین اتنا ظلم کرکے اپنے عدل و انصاف مین فرق لاؤن اور نا انصاف مشہور ہون معلوم ہوا کہ تو یہی چاہتا ہو
کہ میرے اوپر مثل لقا و زمرد شاہ کی الزام آئین جیسے تیرے باپ دادا نے ان لوگون کو تباہ و برباد کرایا اسی طور سے
تو مجکو خراب کرنا چاہتا ہو مین مثل اُنکے نادان و بیعقل نہین ہون سنگکان تیوریان بدل کر بولا کہ وہ جو مقبرہ آپ کھودنے
پر تیار ہوئے تھے وہ خلاف انصاف و عدل نہ تھا جسکے سبب سے آپ عہد شکن تمام زمانہ مین مشہور ہوگئے ہین اور سب
آپکو پیمان شکن کہتے ہین اہل شہر تو اب بغیر اس لفظ کے یاد نہین کرتے ہین جبتک پیمان شکن نہین کہہ لیتے ہین اور واقعی
خیال کرنے کا مقام ہو کہ صبح کو تو عہد و اقرار ہوا اور وقت سہ پہر اپنے اقرار سے پھر گئے اور جو جو شرائط عہد نامے مین
تھے اُنکے خلاف کرنے لگے یہ ضرور انصاف تھا کہ ایک بیچارے کی قبر کو جو کہ مر گیا ہو کھدوانا اور اُسکے استخوان کے
پھینکنے کا [illegible] حکم دینا عین عدالت و انصاف ہے اسی کا نام انصاف ہو سچ ہو جو اسلم و دیلم بر سر فساد آمادہ ہوئے
تھے آپ انھین لوگون سے دبے ہوئے رہتے ہین اور مین تو آپکی بربادی کا خواستگار ہون یہ جو اُسنے کہا ارزنگ
کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ یہ امر بھی تیری ذات سے ہوا اگر تو نہ ورغلاتا اور نہ اشتعال دلاتا تو مین اتنے بڑے ظلم پر آمادہ
ہوتا اور نہ پیمان شکن مشہور ہوتا یہ بھی تیری ذات سے ہوا خوب ہوا جو مین اُس امر سے باز رہا اور صرف اسقدر مشہور ہوا اب
معلوم ہوا کہ تو دوستی کے بدلے دشمنی کرتا ہو تجھ سے امید دوستی رکھنا نادانی ہو ہان سچ ہے دوست میرے اسلم و دیلم

لشکر کشی کرکے اہل اسلام پر گیا ہے تو اسکو بھی فکر ہوئی تھی کہ تو بھی اپنے دادا کا عوض اینسے لے اور خداوند کے شریک
ہو کر اسنے مقابلہ کرے یہ سبب ہوا اسکے نکلنے کا جیسا کہ تحریر ہوا کہ نامہ آیا اور ارزنگ سے وہ جواب تحریر کیا اب تحریر
ہوتا ہے کہ جب نامہ بر نے وہ نامہ جا کر اسکو دیا اسنے جواب جو پڑھا تو بہت خوش ہوا اسی وقت اسنے حکم دیا کہ کل ہمارا لشکر
تیار ہو ہم یہاں سے طرف خاور کے کوچ کرینگے تاکہ خدمت خداوند میں پہونچکر شرف قدمبوسی حاصل کریں اور زیارت
سے نور جمال خداوند کے اپنی آنکھوں کو روشن کریں یہ جو حکم دیا اسوقت سے اسکے لشکر میں سامان سفر ہونے لگا تمام
شب سامان سفر ہوا بوقت سحر شہنگ مردم خوار مع دو لاکھ سپاہ کے طرف خاور کے روانہ ہوا وہ منزل بمنزل کرتا
ہوا قریب خاور پہونچا اپنے عیار مہتر سوسن شنجر زن کو برائے خبر خدمت میں ارزنگ کے روانہ کیا یہ داخل شہر ہو کر
شہر کی سیر کرتا ہوا در دولت پر پہونچا وہ وقت ہے کہ ارزنگ دربار میں بیٹھا ہوا ہے ذکر نامہ شیر صولت کا ہو رہا ہے
کہ وہ ابھی تک جواب نامہ لیکر نہیں آیا یہاں یہ جو در دولت پر پہونچا اسنے درگہ سالار سے کہا کہ جا کر میری خبر کر دو کہ ایک
عیار شہنگ مردم خوار پہلوان جہان کا در دولت پر حاضر ہے اور باریابی چاہتا ہے کچھ عرض کرنا ہے یہ سنکے درگہ سالار
دربار میں گیا اور جو عیار نے کہا تھا عرض کیا حکم ہوا کہ اسکو لے آؤ یہ سنکر درگہ سالار نے آکر کہا کہ چلو یاد فرمایا ہے وہ اندر دربار
کے آیا قواعد شاہی بجا لایا ارزنگ نے کہا کہ کیون کسلیے حاضر ہوا ہے اسنے عرض کیا کہ پہلوان جہان مع لشکر کے
قریب خاور پہونچے ہیں انکو براے خبر روانہ کیا ہے آپکی خدمت میں یہ سنکے ارزنگ نے کہا کہ اے ستمگان تم چند
سردارون کو لیکر جاؤ اور اسکا استقبال کرکے لاؤ یہ سنکے ستمگان اسی وقت اٹھا اور چند سردارون کو لیکر ہمراہ اس
عیار کے چلا وہ عیار اپنے ہمراہ لیے ہوئے بیرون شہر آیا جب اسکا لشکر قریب رہگیا تو اسنے کہا آپ تشریف لائیں
وہ سامنے شہر اسکے لشکر اترا ہوا ہے میں جا کر اپنے مالک کو خبر کرون کہ وزیر خداوند تشریف لاتے ہیں ستمگان نے کہا
بہتر ہے وہ یہ سنکر شاطری مارتا ہوا اپنے لشکر میں پہونچا اور داخل خیمہ ہو کر شہنگ سے کہا کہ وزیر خداوند آپکے استقبال
کو بحکم خداوند تشریف لاتے ہیں میں انکو راہ میں چھوڑ کر آپکو خبر کرنے حاضر ہوا ہون یہ سنکے وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور خیمہ
سے نکل کر طرف ستمگان کے مع اپنے سردارون کے چلا تھوڑی دور راہ طے کی ہوگی کہ عیار نے عرض کیا کہ ملاحظہ فرمائیے
وہ سامنے وزیر صاحب آتے ہیں اسنے دیکھا کہ ایک شخص جوان ایک خچر پر سوار رقیدہ بر سر گرد و پیش اور چند سردار مرکبون
پر سوار ادھر کو چلے آتے ہیں ادھر جو ستمگان کی نگاہ اسپر پڑی تو دیکھا کہ ایک پہلوان قوی ہیکل کہ قد اسکا مثل
شجر چنار کے ہاتھ پاؤن قوی سینہ تختہ آبنوس رنگ آبنوس سے بھی زیادہ سیاہ منہ سے بڑے بڑے دانت سر پر خود درکے
ہوے چلا آتا ہے گرد اسکے کئی سردار ہیں جو مثل اسکے ہیں پس ستمگان نظر اول میں پہچان گیا کہ یہی وہ پہلوان ہے دیکھا کہ
برابر اسکے وہ عیار بھی ہے اسنے اپنے دل میں کہا کہ یہ بھی کسی اہل اسلام کا شکار ہوگا کیونکہ اسکی پیشانی سے حرامزادہ
پنے کی علامت ظاہر ہے یہ بھی نہ مسلمان ہوگا بس مارا جائیگا ایسی ایسی باتیں دل سے کرتا ہوا چلا آتا ہے جب اسکے قریب
پہونچا اسنے دیکھا کہ وزیر خداوند قریب آگئے وہ فوراً گھوڑے پر سے کود پڑا اسکے کودنے سے جتنے سردار تھے سب
اپنے اپنے مرکبون سے اتر پڑے یہ حرامزادہ اپنے دونون ہاتھ رومال سے باندھ کر طرف ستمگان کے یہ کہتا ہوا چلا
کہ آپ وزیر خداوند میں یہ قصور خداوند سے معاف کرا دیجیے گا کہ مجھکو آنے میں تاخیر ہوئی ستمگان نے کہا کہ معاذ اللہ یہ اتنا
بڑا کافر ہو اور اتنا بڑا ارزنگ کا ماننے والا ہو کہ جسکی حد نہیں ہے بس یہ بھی خچر پر سے اترا اور اسکی طرف چلا راہ میں دونون
بغلگیر ہوئے ستمگان نے اسکے ہاتھ کھول دیے اور کہا کہ خداوند بہت تجھسے خوش ہیں اسی سبب سے مجھکو تمہارے لینے کو
روانہ کیا اگر ناراض ہوتے تو کیون مجھکو روانہ کرتے یہ کہکر اسکو گینڈے پر سوار کیا آپ اپنے خچر پر سوار ہوا اسکے
ہمراہ اسکے خیمہ میں آیا اسنے بڑے اعزاز سے لاکر مسند پر بٹھایا آپ پاس روبرو بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ ستمگان نے ہاتھ
پکڑ کر اسکو برابر اپنے بٹھا لیا مزاج پرسی کی اسنے بہت ادب سے جواب دیا ستمگان اسکی اس تہذیب سے بہت خوش

کیا گیا ہی قبل ازین اسقدر وسیع نہ تھا کہ جو اب حالت ہی لہذا اب تحریر ہوتا ہی یہ لوگ تو یہان ٹھہرے ہوئے ہین کہ وہ لوگ
بھیجے تو وہ بھی اسی جانب چلے گئے بہت تیز اس خیال سے کہ شاید طلسم دربار مین پہونچکر یا قلعہ مین پہنچکر شمال کرے
یا کوئی عرض کرے کہ اسقدر سوار انکی ہمراہی سے نکل گئے تو وہ یہ سمجھے کہ ہم ہو اور کسی کو براے گرفتاری روانہ کرے
تو بہتر ہوگا کہ جلدی ہی یہا سے نکل چلو یہ لوگ بھی بہت جلد راہ کو طی کرکے بیرون شہر آئے اور اسی صحرا مین پہونچے وہان پہونچکر
اپنے ہم جنسون سے ملے اُنھون نے حالت دریافت کی انھون نے جو کچھ حالت گذری تھی سب بیان کی وہ یہ سنکے کہنے
لگے کہ خوب خداوند نے ہمکو بچایا ورنہ مثل انکے ہم بھی اسی بلا مین مبتلا ہوتے اب تو ہمکو یقین ہو گیا کہ یہ ساحر مزور ہوا اب ہم یہ سب حال
خداوند کی خدمت مین جاکر عرض کرتے ہین آج تو یہان قیام کرینگے کل بوقت سحر یہان سے کوچ کرینگے اُنھون نے
کہا کہ اچھا وہ رات اسی صحرا مین بسر کی بوقت سحر وہان سے ایک طرف کو روانہ ہوئے یہ لوگ بہت تیزی سے راہ
طی کرتے جاتے تھے تین منزلین طی کی ہونگی کہ انکو ایک صحرا ملا بہت شاداب کوسون سبزہ لگا ہوا ہر مقام پر لالہ و نافرمان
کھلا ہوا موتیے موگرے کی خوشبو سے دور تک نہایت ایسا ہوا لہلہاتا ہرا بھرا درختون پر بیٹھے ہوئے چہچہے کر رہے ہین بلبلین چہک
رہی ہین طاؤس پھر رہے ہین جابجا چشمے جاری ہین جانوران شکاری بکثرت ہین ایک کوہ بلند بھی ادراز قامت کوہ تا پائین
گلہاے رنگارنگ سے آراستہ ہی آبشار اسپر سے گرتی ہی ہواے تسلی و مسیح نفس چل رہی ہی خوشبوے گلہاے
خودرو سے دماغ معطر ہوے جاتے ہین یہ حالت اُس صحرا کی دیکھکر باہم صلاح کی آج اسی صحرا مین قیام کرین کل
یہان سے کوچ کرینگے یہ رائے سب کو پسند آئی یہ لوگ کئی روز کے بھوکے بھی تھے اُس صحرا مین اشجار میوہ بکثرت
تھے ان سب نے میوہ توڑکر کھایا پانی اُس چشمے سے پیا حواس درست ہوئے چونکہ ذرا شوقین مزاج تھے وہ برا
شکار ہے چلے اور چند آہوؤن کا شکار کرکے لائے انکے کباب لگاکر سب نے کھائے دس دس پانچ پانچ باہم ہوکر اسی صحرا
کی سیر کرنے لگے کوئی اُدھر چلا گیا کوئی ادھر کوئی دو کوس مین گیا جو جس مقام پر پہونچا اُسنے اُس مقام کو پر از لالہ و گل پایا
گویا وہ بہشت تھا صحرا اندر تھا یہ لوگ سیر کر رہے تھے کہ انکو دور سے ایک بارگاہ نظر آئی اُسکا کلس مثل آفتاب کے چمک
رہا تھا یہ لوگ اُس جانب کو چلے کہ چلکر دیکھین یہ کیا چیز چمک رہی ہی آیا کوئی پہاڑ ہی یا کوئی عمارت ہی اسکا گنبد طلائی
ہی کہ وہ چمک رہا ہی یہی خیال کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ جب بہت قریب پہونچے تو دیکھا کہ ایک بارگاہ شاہانہ
برپا ہی اُسکے گرد و پیش اور بہت سے خیمے استادہ ہین ایک لشکر اُترا ہوا ہی بازار بھی آراستہ ہین گمان یہ تھا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی
بادشاہ براے شکار آیا ہی وہ جو چمک معلوم ہوتی تھی اُس بارگاہ کے کلس کی تھی کیونکہ کلس اسکا طلائی تھا دور
سے چمکتا ہوا معلوم ہوتا تھا یہ لوگ یہ حالت دیکھکر ادھر کو چلے اور اُس لشکر مین داخل ہوئے دیکھا کہ وہ لشکر خوب آباد
ہی سب لوگ دلشاد ہین کوئی بادشاہ جلیل القدر کا لشکر ہی کہ وہ براے شکار اس صحرا مین آکر مقیم ہوا ہی جو لشکریان
لشکر مین ہین اُنکے چہرون پر آثار شجاعت و دلیری نمودار ہی لوگ یہ دیکھکر بہت خوش ہوئے کہ یہ لشکر کسی زبردست کا
ہی اچھا یہ لشکر کی سیر کرنے لگے اِدھر اُدھر ٹہلنے لگے ابھی یہ سیر کر رہے تھے کہ ایک طرف سے کچھ مرکبون کے ٹاپون
کی صدا آئی سب لوگ اُدھر کو دیکھنے لگے کہ انھون نے دیکھا کہ ایک تاجدار مرکب تیز رفتار پر سوار اور گرد اسکے بہت سے سردار
ہر ایک شکار بند سے ہرن شکار کیا ہوا باندھے چلا آتا ہی داخل لشکر ہوکر وہ تاجدار اُسی بارگاہ کے قریب آکر مرکب
پر سے اُترا اسکے اترتے ہی وہ سب سردار بھی مرکبون پر سے اُتر پڑے اور اُسکے ہمراہ داخل بارگاہ ہوئے ملازم وہ شکار لیکر
ان لوگون نے کسی سے دریافت کیا کہ یہ کون بادشاہ ہی اور کیا نام ہی اور کس شہر کا بادشاہ اور کسقدر سپاہ و لشکر رکھتا ہی
اُسنے کہا کہ یہ بادشاہ ہین مالک فیروز پور کے فیروز شاہ اُنکا نام ہی لشکر اُنکے ہمراہ ہمہ وقت دو لاکھ کا رہتا ہی آج
کئی روز سے اپنے شہر سے براے شکار یہان تشریف لائے ہین اُنکے دو سپہ سالار ہین ایک کا نام اکرام شمشیر زن
اور دوسرے کا نام احرام خوک پیشانی ہی بڑے زبردست ہین انھون نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ خداوند لقا کی

مدد کو جاتے ہیں مگر کچھ ہو چکا تھا سو خاموش ہو رہے اُسوقت اُنکے باپ صاحب تخت و تاج تھے یہ ولیعہد تھے جب وہ
مرگئے تو یہ صاحب حکومت ہوئے اس حالت میں بھی یہ قصد کیا کہ خداوند لقا کی مدد کو جائیں معلوم ہوا کہ خداوند
چولا بدل کر طرف آسمان کے چلے گئے اب اُنکے فرزند رشید خداوند ہوئے ہیں اُنکا اسم مبارک زھرہ ثانی ہے
یہ بھی خاموش ہو رہے کہ جبکہ خداوند نہیں ہیں تو ہمکو کیا ضرورت ہے کہ ہم اُنکی مدد کریں جبکہ وہ ہمکو یاد نہیں کرتے
ہیں مگر یہ کیا کہ اُسدن سے خداوند زھرہ کی بھی اطاعت اپنے شہر میں کرنے لگے اور اُنکے بھی صفت اپنے نشانوں پر
تحریر کرائی اب یہ خبر پہونچی کہ وہ مسلمانوں سے عاجز ہو کر تبدیل چولا کر کے آسمان پر چلے گئے اُنکے فرزند ارژنگ
اب اُس عملداری کے مالک ہوئے اُنکا قصد ہے کہ وہ خدا پرستوں سے مقابلہ کریں چنانچہ اُنھوں نے ایک ملک
جو اہل اسلام کے قبضہ میں تھا لے لیا ہے اب اُنکا قصد اور طرف جانیکا ہے وہ لشکر جمع کر رہے ہیں یہ سنکے جناب شہنشاہ
بھی تین لاکھ سپاہ لے کے اس قصد سے اپنے شہر سے چلے تھے کہ خداوند کی شرکت کریں اپنے فرزند ارجمند
یاقوت شاہ کو اپنی طرف سے شہر کا حاکم کیا اور اپنے دونوں سپہ سالاروں کو ہمراہ لیکر چلے کہ اس صحرا میں
پہونچکر پھر راستے پلٹ آئے فرمایا کہ کون جائے اسی صحرا میں قیام کرو یہاں کی آب و ہوا بہت خوب ہے سبزہ اس
صحرا کی دل کو مرغوب ہے کچھ شغل صید و شکار مطلوب ہے کیونکہ یہ امر دل کو بہت مرغوب ہے بس آج پندرہ یوم سے اس
صحرا میں فروکش ہیں ہر روز شکار کو تشریف لیجاتے ہیں اور شکار کھیل کے بوقت دوپہر تشریف لاتے ہیں ابھی ابھی سواری
انھیں کی آئی تھی وہ سپہ سالار ہمراہ تھے ورنہ تم دیکھتے کہ قالب انسانی میں دیو معلوم ہوتے ہیں یہ سنکے وہ لوگ
خوش ہو رہے کہ اس لشکر کے چند سواروں نے اُنسے دریافت کیا کہ آپ کون لوگ ہیں چونکہ اُنکو معلوم ہو چکا تھا
کہ یہ لشکر لقا پرستوں کا ہے اُنھوں نے کہا کہ ہم ملازم ہیں خداوند ارژنگ کے جو کہ آجکل خداوند ہیں ہم اُنکے لشکر
کے سوار ہیں یہ سنکر وہ سوار اُنکو لیکر اپنے افسر کے پاس آئے کہا کہ یہ خداوند کے لشکر کے سوار ہیں اُنکو شہنشاہ
کی خدمت میں حاضر کرنا چاہیے وہ افسر یہ سنکے اُنکو ہمراہ لیکر دربارگاہ پر آیا یہاں فیروز شاہ شکار پر سے آیا تھا
سرداران سے دربار آراستہ تھا کہ وہ افسر اندر گیا اور مجرا گاہ سے مجرا بجا لایا اور دست بستہ ہو کر یوں عرض کرنے لگا
کہ یہ غلام ایک خبر خوش لایا ہے بادشاہ نے کہا کہ بیان کرو اُسنے عرض کیا کہ چند سوار آپ کے لشکر میں اسوقت
کہیں طور سے لشکر خداوند کے آگئے ہیں آپ کے لشکر کے سواروں نے جو اُنکو غیر دیکھا تو اُنھوں نے بیان کیا
کہ ہم لشکر خداوند کے سوار ہیں وہ اُنکو لیکر میرے پاس آئے میں نے جو دریافت کیا تو وہی تقریر اُنھوں نے
مجھسے بھی کی ہے اُنکو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں وہ بیرون بارگاہ کھڑے ہیں یہ سنکے فوراً
فیروز شاہ نے کہا کہ اُنکو اندر بارگاہ کے طلب کرو اس افسر نے ایک چوبدار سے کہا کہ وہ لوگ جو کہ بیرون
بارگاہ کھڑے ہیں اُنکو اندر بلا لو کہ اُنکو شہنشاہ یاد فرماتے ہیں اگر وہ آئیں تو اُنکو اپنے ہمراہ لے آؤ وہ چوبدار
یہ سنکے بیرون بارگاہ آیا اور اُن سواروں سے کہا کہ چلو تمکو شہنشاہ طلب فرماتے ہیں وہ سنکے سب
چوبدار کے ہمراہ ہوئے اور اندر بارگاہ کے آئے بارگاہ کو خوب جلال و کرسی سے آراستہ پایا سرداروں سے
بارگاہ کو بھرا دیکھا یہ سوار دیکھکر حیران ہوئے اور حیرت زدہ ہو کر دیکھنے لگے کہ وہ چوبدار اُنکو لیکر مجرا گاہ پر آیا
اور کہا کہ مجرا کرو وہ سامنے بادشاہ تشریف فرما ہیں ان سب نے مجرا کیا قواعد شاہی بجا لائے اُسکے بعد
دست بستہ ہو کر سامنے کھڑے ہوئے فیروز شاہ نے خود اپنی زبان سے اُنسے دریافت کیا کہ تم لوگ
کون ہو اُنھوں نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور ہم خداوند کے لشکر کے سوار ہیں یہ سنکے فیروز شاہ
نے کہا کہ تم ادھر کیا آئے اُنکی کیونکر یہ سوال ہو گئے ابتک کوئی لشکر خداوند کا آدمی ادھر نہیں آیا آدمی کا
آنا تو درکنار خبر تک نہیں آئی یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ لوگ تشریف لائے ہیں جانتا ہے آپ کا

تشکر پیدا کرون یہ تو فرمائیے کہ آپ کا آنا ادھر کیونکر ہوا کیا سبب ہوا ہے اُن لوگون سے آپ آپ کرکے
اس سبب سے کلام کرتا ہو کہ یہ جانتا ہو کہ یہ لشکر خداوندی کے لوگ ہین انکا اعزاز کرنا ضرور ہی پس
جب اُسنے یہ بات اقرار کی تو اُنھون نے عرض کیا کہ ہم آپ کو اپنی سرگذشت سے آگاہ کرتے ہین یہ کہکر
ازابتدا تا انتہا تمام قصہ کہہ سنایا اور کہا یہ سبب ہمارے اسطرف آنیکا ہوا یہ سنکر فیروز شاہ بہت حیران
ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہوا اور اُسنے کہا کہ وہ جواب نامہ ذرا ہمین بھی دکھلاؤ آج تو نئی بات سننے مین آئی ہو
کہ کوئی خداوند آفتاب سپہ ہین اُنھون نے خدائی کا دعوی کیا ہو علاوہ خداوند کے جسمین اسکا
فرزند ہو اُسکو اُسنے اپنا نائب کیا ہو اور اس خداوند آفتاب سپہ کی لڑکی ہو اُسکی درخواست خداوند نے
کی تھی اُسکی طلب مین نامہ تحریر کیا تھا نامہ بر پر تو یہ افتاد پڑی تم لوگ نامہ لیکر کہا سے کہ جو جو زمانہ
گذرتا جاتا ہو وہ وہ نئے مذہب ایجاد ہوتے جاتے ہین یہ کیا اُسکو خبط ہوا ہو جو اُسنے خداوند
کی درخواست سے انکار کیا کیا اُسکی قضا آئی ہو اگر انکو غصہ آگیا اور دریاے قہر خداوندی جوش زن
ہوا تو ایک چشم زدن مین تمام مملکت تیرہ سیاہ ہو جائیگا اُسکا نشان ہوگا نہ خدائی کا پتہ ہوگا
اور وہ اپنے دل مین سمجھا ہو یہ کوئی اُسکی خدائی ہو کہ ہماری خدائی ہو یہ تو کسی اُنھون سے خدائی
ہو لی آئی ہو انکی خدائی سے کون انکار کرسکتا ہو معلوم ہوا کہ اُسکی قضا دامنگیر ہوئی ہو کہ اُسنے خداوند سے
شمانت پر کمر باندھی ہو ذرا ہمین بھی وہ نامہ دکھلاؤ اُن سوارون نے کہا کہ وہ نامہ ہمارے پاس نہین ہو بلکہ
اور جو ہمارے ہمراہی ہین اُنکے پاس ہو یہ سنکر فیروز شاہ نے کہا کہ اُنکے پاس سے وہ نامہ لیکر ذرا ہم
دیکھین یہ سنکر اُنمین سے ایک سوار جانب لشکر بیرون بارگاہ اور طرف اُس مقام کے چلا اور اُس مقام پر پہونچکر
تمام واقعہ اپنے ہمراہیون سے بیان کیا اور کہا کہ نامہ طلب کیا ہو وہ لوگ یہ سنکر کہنے لگے کہ چلو ہم بھی
چلتے ہین یہ کہکر وہ لوگ اُس سوار کے ہمراہ ہوے اور اُس لشکر کی طرف روانہ ہوے اور لشکر مین پہونچکر
بارگاہ کے قریب پہونچے اور وہ سوار اندر بارگاہ کے گیا اور عرض کیا کہ اے بادشاہ وہ لوگ حاضر
ہین جنکے پاس نامہ ہو یہ سنکے فیروز شاہ نے حکم دیا کہ انکو بلوا اُسنے چوبدار سے کہا کہ جو لوگ کہ باہر
بیرون بارگاہ کھڑے ہین اُنسے کہنا کہ تمکو شہنشاہ طلب کرتے ہین جنکے پاس نامہ ہو وہ میرے ہمراہ چلے
یہ سنکر چوبدار بیرون بارگاہ آیا اور اُسنے جو اُس سوار نے کہا تھا کہا پس وہ لوگ کہ جنکے پاس نامہ
تھا اُسکے ہمراہ ہوے اور مجرا گاہ پر سے مجرا بجا لاکے بارگاہ کو خوب آراستہ پایا جب وہ مجرا
کر چکے اُسنے فیروز شاہ نے نامہ طلب کیا اُنھون نے نامہ فیروز شاہ کو دیا فیروز شاہ نے جو وہ نامہ پڑھا
اور اُسکا مضمون دیکھا نہایت غصہ آیا اور اُسنے کہا کہ کیا کرون کہ یہ جواب نامہ ہو ورنہ مین چاک کر ڈالتا
خیر تم لوگ تو یہ جواب لیکر خدمت مین خداوند کی جاؤ مین اقلیم خورشید پر یہ کوچ لشکر جاتا ہون اگر یہ برا ہو
تو مقابلہ کرکے خداوند کی معشوقہ حاصل کرکے لیکر حاضر خدمت ہوتا ہون یہ سنکے وہ کہنے لگے کہ آپکے
ہمراہ لشکر کسقدر ہوگا اُسنے کہا میرے ہمراہ دو لاکھ سپاہی ہین ابھی ایک لاکھ کا لشکر شہر سے مین نے جلد
طلب کرسکتا ہون اُنھون نے عرض کیا کہ ہم کچھ عرض نہین کرسکتے ہین اگر خلاف مزاج مبارک و طبع عالی
نہو تو عرض کرین اگر گستاخی ہماری معاف کیا جاے بادشاہ نے کہا جو کچھ کہ عرض کرنا ہو عرض کرو ہمارے
خلاف مزاج نہوگا اُنھون نے عرض کیا کہ حضور جسقدر لشکر لیکر جائینگے وہ اس لشکر کے رو برو کوئی حقیقت نہین
رکھتا ہو یہ حالت ہو کہ جیسے آٹے مین نمک اپکے لشکر مین یہ گنتی تو معلوم ہوگا کہ یہ لشکر کیا تھا کیونکہ وہان
اب قریب چالیس پچاس لاکھ کے لشکر ہو اُسکی چھاونی اسوقت شہر و بیرون شہر ہو اور روز بروز لشکر زیادہ ہوتا جاتا ہو

کوئی دن ایسا نہین ہوتا ہی کہ دس دس ہزار پانچ پانچ ہزار شریک نہوتے ہون پھر ایسی سپاہ سے کہ روز بروز بڑھتی ہی لاکھ
کیا اصل رکھتے ہین جو واقعہ اصلی تھا ہم نے بیان کر دیا آئندہ حضور کو اختیار ہی یہ جو اُنھون نے کہا بادشاہ
نے کہا کہ یہ میرا لشکر ایک کرور سے مقابلہ کرنے کو موجود ہی استقدر لشکر کی اسکے روبرو کیا حقیقت ہی
یہ جو بادشاہ نے کہا وہ سنکے خاموش ہو رہے کہا کہ اب ہم رخصت ہوتے ہین بادشاہ نے دریافت
کیا کہ تم کسقدر آدمی ہو اُنھون نے عرض کیا کہ قریب آٹھ نو سو کے ہونگے پس اُسی وقت فیروز شاہ
نے ان سب کو خلعت دینے کا حکم دیا چونکہ بقصد شرکت ارژنگ اپنے شہر سے چلا تھا تو کل سامان اسکے
ہمراہ تھا پس اُسی وقت اہلکارون نے خلعت سب کو دیے وہ خلعت لیکر اپنے مقام پر آئے پس اُدھر
اُسی وقت فیروز شاہ نے ایک سانڈنی سوار اپنے شہر کو پاس اپنے فرزند کے روانہ کیا کہ اُس سے
کہنا کہ بادشاہ نے تمکو دعا کہی ہی اور کہا ہی کہ ایک لاکھ سپاہ اور ہمارے پاس روانہ کرو مین فلان صحرا
مین لشکر کے انتظار مین قیام پذیر ہون سپاہ آئے تو مین یہان سے طرف اقلیم خورشید پیکر کے کوچ کرون
کیونکہ اُس اقلیم مین ایک نیا مذہب جاری ہوا ہی اور وہ لوگ بہت مغرور ہین اُس اقلیم کے حاکم نے خداوندی کے
نامہ کو چاک کیا اور جواب سخت لکھا لہذا مین چاہتا ہون کہ قبل پہونچنے خداوند کے مین جا کر اُس اقلیم کو
تاخت و تاراج کرون اور جب خداوند لشکر لیکے آئین تو نہایت خوش ہون وقت ملاقات کے یہی تحفہ اُنکی
نذر کرون پس یہ پیام مہر دینا اور تاکید کہنا اور اسی مضمون کا ایک نامہ لکھوا کر روانہ کیا وہ سانڈنی سوار
فوراً نامہ لیکر روانہ ہوا یہان فیروز شاہ انتظار لشکر مین اُسی مقام پر فروکش رہا جب وہ رات گزری
سحر ہوئی سواران مغرور بوقت سحر طرف خاور کے روانہ ہوے قطع راہ کرتے ہوے جاتے ہین کہ ایک
روز دور سے اک گرد بلند ہوتی ہوئی معلوم ہوئی اُس گرد سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ گویا کوئی لشکر آتا ہی یہ لوگ
اُس کو دیکھکر ایک جانب کھڑے ہو گئے کہ وہ دامن گرد قریب اُس صحرا کے آکر شق ہوا اور اُس گرد سے وہ لشکر
ظاہر ہوا جو کہ ارژنگ نے طرف طلسم فیروزیہ کے بہمرادگی طوفان کرگدن پیشانی روانہ کیا تھا اور وہ طلسم فیروزیہ
پر جاکر شہمتن خاوری سے لڑا تھا اور صرف آفتاب علم کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا تھا اور پہلے تو طرف
خورشید نگار کے گیا راہ مین خبر ملی کہ خداوند لشکر کشی کرکے طرف شطاق کے روانہ ہوے تھے کہ راہ مین شہر
خاور ملا اُس مقام پر لشکر فروکش کیا مقابلہ ہوا بہرام خاوری سے اُسنے شکست کھائی خداوند کا قبضہ شہر خاور
پر ہو گیا ہی تو یہ لوگ خورشید نگار کو جاتے تھے یا اُدھر سے پلٹ پڑے اور طرف خاور کے روانہ ہوے قطع راہ
کرتے ہوے چلے آتے تھے کہ یہ بھی اُسی مقام پر پہونچے جس صحرا مین وہ سوار راہ طے کرتے ہوے چلے جاتے تھے
کہ وہ گرد نمودار ہوئی یہ گرد اُسی لشکر کی تھی جو کہ خاور کو جاتا تھا پاس ارژنگ کے پس جب ان سوارون نے دیکھا
کہ یہ تو لشکر ہمارا معلوم ہوتا ہی جو کہ طلسم فیروزیہ پر گیا تھا اور اسکا افسر طوفان تھا راہ مین اسکی یہ کیا حالت ہوئی ہائے کل
تباہ ہی نہ کوئی افسر نہ اسقدر سپاہ ہی یہ کیا ایسی آفت نازل ہوئی یہ جو حالت دیکھی کہ نہ خیمہ ہی نہ خرگاہ ہی لشکر بہت
تباہ ہی تو یہ لوگ بہت گھبرائے اُدھر اُن لوگون نے ان سب کو پہچانا تب تو اُس لشکر سے بہت سے سوار انکی طرف
چلے اور انکے نام لیکر پکارے اور کہا کہ تم لوگ یہان کہان سے آئے ہو لشکر خداوندی کہان ہی جو تم یون اس صحرا مین
پھر رہے ہو ہم نے تو سنا تھا کہ خداوند نے خاور پر قبضہ کر لیا ہی اور شہر خاور قبضے مین خداوند کے ہی یہ تو اُسکے خلاف
معلوم ہوتا ہی اُنمین سے چند سوار بڑھکر آئے اور کہا کہ تم سے کیا بیان کرین کہ جو واقعہ ہم پر گزرا ہی ہم بیان کرین کہ تم کہان
تم لوگ طوفان کرگدن پیشانی کے ہمراہ برائے فتح طلسمات گئے تھے اور ہمنے سنا تھا کہ تمھارا لشکر مقابل لشکر
شہمتن خاوری فروکش ہی اور مقابلہ ہونے والا ہی یہ کیا ہوا کہ تم لوگ بصورت تباہ و بحالت خراب چلے اور یہ نوبت

ہم ہمیشہ گئی اور تمھارے افسر صاحب کیا ہوئے اُنھوں نے کہا کہ ہم اپنی حالت بیان کرینگے مگر تم یہ کہو کہ شاہزادے تو اچھے
ہیں کیونکہ ہمارے دل بہت پریشان ہیں یہ سنکے اُن سب نے کہا پریشان مت ہو خداوند بہت اچھے طور سے ہیں یہ سنکے
وہ لوگ بہت خوش ہوئے کہا کہ آؤ ہمارے لشکر میں یہ کہکر اُنکو اپنے ہمراہ لیکے لشکر میں آئے اُنھوں نے اپنی سرگذشت
بیان کی تمام روداد جنگ کی اُنھوں نے اپنی کیفیت بیان کی اور کہا کہ ہم اس سبب سے اس صحرا میں تباہ ہیں
یہ سنکے وہ لوگ کہنے لگے کہ خوب ہوا کہ آپ لوگ ہمکو مل گئے لہذا اب ہم آپ کے ہمراہ خدمت میں خداوند کی چلینگے وہ رات
اُسی مقام پر بسر کی بوقت سحر روانہ ہوئے یہ لشکر کوئی قریب اسی ہزار کے ہی چالیس ہزار اس جنگ میں کام آیا ہی یہ تو
اُدھر کو روانہ ہوئے کہ اُنکا ذکر کیا جائیگا پہلے حال فیروز شاہ کا بیان ہوتا ہی اور اُس ساندنی سوار کا جو کہ نامہ لیکر
گیا ہی پس جب وہ ساندنی سوار نامہ فیروز شاہ کا لیکر اُسکے لڑکے کے پاس پہونچا تو وہ دربار میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا
دربار جمع تھا سب سردار حاضر تھے کہ اُسنے مجرا کرکے نامہ دیا اُسنے وہ نامہ لیکر سر پر رکھا نامہ پر بوسہ دیا اور اُس نامہ
کو وزیر کو دیا وزیر نے نامہ پڑھا وہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اور ساندنی سوار سے وہ نامہ دیکر جو زبانی بادشاہ نے
کہا تھا عرض کیا وہ پیغام اور مضمون نامہ سنکے یاقوت شاہ نے فوراً حکم دیا کہ ایک لاکھ کا لشکر تیار ہو کر اور کوچ کر کے بابا جان
کی خدمت میں جائے کیونکہ اُنکا طلب فرمایا ہی یہ سنکے وہ جو سردار اُس دربار میں تھے عرض کرنے لگے کہ ہم جن سرداروں کا
حکم ہو وہ حاضر ہو وہ جائیں یاقوت شاہ نے کہا جو جو سردار معزز ہیں وہ جائیں پس اُسوقت جن جن کے نام لیے وہ وہ
سردار رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام پر آئے سامان سفر کرنے لگے ادھر حکم تھا فوج میں پہونچا کہ ایک لاکھ سوار و پیادہ
تیار رہوں کل اُنکو خدمت میں بادشاہ کی جانا ہوگا یہ حکم سنکے لشکر میں کی سامان سفر ہونے لگا اُسقدر دن اور
وہ رات تو اسی سامان میں گذری دوسرے روز وہ سردار جو کہ منتخب کیے گئے تھے اُنکے ہمراہ کر کے یاقوت شاہ
نے ایک لاکھ سوار و پیادہ سے طرف اُس صحرا کے کہ جہاں باپ فروکش تھا روانہ کیا اور ساندنی سوار پیشتر پیش
لشکر جاتا تھا یہاں تک کہ وہ لشکر اُس صحرا میں پہونچا اور اُس ساندنی سوار نے بڑھکر فیروز شاہ کو خبر دی اُسنے
چند سرداروں سے کہا کہ لشکر کو لا کر اُتار دو وہ گئے اور اُس لشکر کے افسروں سے ملے اُنکو لشکر میں لائے لشکر کو پڑاؤ میں
اُتارا افسر ہمراہ اُنکے خدمت میں بادشاہ کی آئے مجرا بجا لائے قواعد شاہی ادا کیے اُنکو حکم بیٹھنے کا ملا وہ لوگ قاعدہ
مرتبہ سلام کرکے بیٹھ گئے بادشاہ نے اپنے فرزند کی حالت دریافت کی اُنھوں نے عرض کیا بہت اچھی طرح سے
ہیں آپکو یاد کرتے ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ حکومت کس طور سے کرتے ہیں عرض کیا کہ بہت عدل و انصاف کے ساتھ
تمام اہل شہر و اہل دربار و اہل لشکر سب اُنسے بہت خوش ہیں اور اُنکے حکم کو مثل آپکے حکم کے مانتے ہیں اور اُنکو مثل آپکے
جانتے ہیں یہ سنکے بادشاہ بہت خوش ہوا اُسی وقت حکم دیا کہ کل وقت سحر لشکر تیار رہے ہم یہاں سے طرف شہر آفتاب نما کے کوچ کرینگے
یہ حکم فرما کے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے خیمے میں سامان سفر کرنے لگے جب وہ رات تمام ہوئی بوقت سحر مع لاکھ فوج سے
فیروز شاہ نے طرف شہر آفتاب نما کے سفر کیا اُنکا ذکر بھی آئندہ ہوگا

اب حال اُن ساندنی سواروں کا تحریر ہوتا ہی کہ جو نامہ لیکر گئے ہیں اور اُس نامہ بر کا جو کہ قلعہ سیم تاب کو نامہ لیکر گیا ہی اور اُن بادشاہوں کا نامے دیکھکر روانہ ہونا مع سپاہ و لشکر کے خدمت میں ارژنگ کے اور راہ میں خبر پاکر خداوند طرف اقلیم خورشید پیکر کے بر سر جلیس آفتاب پرست گئے ہیں اُدھر کو روانہ ہونا و دیگر حالات متعلق داستان ساقی نامہ

ساغر خورشید لا ساقی
ہم کہ غم میں کرتا ہوں خالی

قدح آفتاب لا ساقی
سرخ آنکھیں ہیں ہے پلا متوالی

کیوں نہ ہر دم کہوں شراب شراب
نشہ گھٹتا نہیں مرا سر سے ہوں

زندگی ہو مری کباب شراب
بھولتا ہی نہیں ہے آنکھوں میں سر سے ہوں

خدمت مین جاؤنگا یہ کہکر حکم دیا کہ اس نامہ بر کو بڑی عزت سے اُتارو جگہ قیام کی دی گئی دو کہ یہ نامہ بر خداوند کا ہو پس لوگون
نے اُسی وقت اسکو لیجا کر ایک خیمہ معقول مین اُتارا ادھر مہران نے دربار برخاست کیا اور تمام معززین لشکر
معزز سردارون کو مثل اپنے سپہ سالار وغیرہ کے طلب کیا اور صحبت تخلیہ بپا کی تب راے روشن کی کہ کیا کرنا چاہئے
اس نامہ کا کیا جواب تحریر کرون آیا قلعہ قہر بخش پر بسر اہل اسلام جاؤن اور اُنسے اپنے باپ کے خون کا عوض
لون یا خدمت خداوند مین جاؤن اُنکا شریک ہوکر اہل اسلام سے مقابلہ کرون اس امر مین آپ لوگون کی کیا
رائے ہے تو سب نے ایک زبان ہوکر عرض کیا کہ ہماری تو یہ رائے ہے کہ آپ قلعہ قہر بخش پر لشکرکشی کرکے تشریف لیجائیے
اور ایسے بادشاہ کے خون کا عوض فرمائیے خداوند کے پاس جانے کی کوئی ضرورت نہین ہے اُنکا منشا بھی تو آپکی نام
کے لیے ہی اور آپ بھی تو تشریف لیے جاتے ہین آپ ادھر سے مقابلہ کرتے ہوے اور اہل اسلام کو قتل کرتے ہوے
تشریف لے جائیں خداوند اُدھر سے آئین اہل اسلام کو بیچ مین گھیر کر قتل فرمائین جب دونون جانب سے اُنپر دباؤ پڑیگا تو خوب ہوگا انکی
حالت مین یقین ہے کہ اہل اسلام پریشان ہون اور عاجز ہوکر اطاعت قبول کرین یہ سنکے مہران نے طرف سپہ سالار کی
دیکھا اور کہا کہ آپ کچھ نہ بولے اسکا کیا سبب ہے کیا آپکی یہ رائے نہین ہے جو ان لوگون کی رائے ہے مین تو آپکی
رائے کے موافق کاربند ہونگا یہ سنکے سپہ سالار نے اُن لوگون کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ آپ لوگ کیا افضل
خیال کرتے ہین اس امر مین کہ بادشاہ پاس خداوند کے تشریف لیجائین جو منشا کہ آپ قلعہ قہر بخش کے اوپر جانے مین
خیال کرتے ہین وہی امر تو اُنکے پاس جانے مین بھی حاصل ہوتا ہے یہی مرضی ہے کہ اہل اسلام سے مقابلہ ہو وہی امر تو
اُس مقام پر بھی جانے سے حاصل ہوتا ہے اور بالائے ایک امر یہ ہے کہ ایک بہت بڑا احسان خداوند پر ہوتا ہے کہ اُنکی مدد
کرینگے اور اُنکی زیارت سے مشرف ہونگے جو کہ برسہا برس سے امید ہے میری تو یہ رائے ہے کہ اُدھر کا قصد معطل کیا جائے
اور طرف خداوند کے کوچ کیا جائے مہران نے کہا کہ آپ نے میری مرضی کے موافق ارشاد کیا مین اس رائے
کو پسند کرتا ہون وہ لوگ جو کہ اُسوقت حاضر تھے اور وہ رائے دی تھی جب سپہ سالار نے کہا کہ کیا نقص خداوند
کے پاس جانے مین آپکے نزدیک ہے تو اُنھون نے کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ ہمکو خداوند کی شرکت منحوس معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے
بادشاہ نے شرکت اُنکے پہلوانون کی کی قتل ہوے یہ سبب تھا جو ہم اُدھر جانے سے مخالفت کی مہران نے فرمایا کہ
یہ کوئی دلیل قوی نہین ہے کہ جو اس امر کی مانع ہو لیکن میرے اُستاد کی رائے بہت ٹھیک ہے کل مین ادھر کے جانے کو معطل کرکے
خدمت خداوند مین روانہ ہونگا جب یہ رائے قرار پا چکی تو سب کو مہران نے رخصت کیا اور خود بھی اپنے مقام پر آرام کیا تا آنکہ
کہ وہ رات بسر ہوئی بوقت سحر اُس سانڈنی سوار کو ہمراہ لیکر تین لاکھ اسی ہزار لشکر کے طرف شہر خاور کے کوچ کیا ہے
اسکا ذکر پھر ہوگا جب وقت آئیگا اب اور نامہ بردن کا حال تحریر ہوتا ہے ایک نامہ بر شہر سحر جسمین سرخوش کجکلاہ
کے پاس پہونچا اور داخل شہر ہوکر در دولت پر جو پہونچا دربان سالار سے اپنے آنے کی خبر کرائی داخل دربار ہوا اور قواعد شاہی
بجالا کر فرزند نگ کا نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھکر اُسکی پشت پر تحریر کر دیا کہ مین حاضر ہوتا ہون اور نامہ بر کو خلعت وغیرہ
دیکر رخصت کیا وہ اُدھر کو چلا اُسنے تین چار روز کے عرصہ مین سامان سفر درست کرکے ایک لاکھ پچاس ہزار لشکر سے طرف
شہر خاور کے کوچ کیا اپنے فرزند سرخاب کو اُس شہر کا حاکم کیا کہ اسکا بھی ذکر وقت پر تحریر ہوگا دوسرا نامہ بر کوئی تو شہر
منقرابیہ مین مضاربت شاہ کے پاس پہونچا کیونکہ وہ لقاپرست تھا اُسکو نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھکے اور نامہ بر کو
رخصت کرکے اور پچاس ہزار فوج سے طرف خاور کے روانہ ہوا کوئی نامہ بر شہر صحرابیہ مین ضراب شاہ کے پاس گیا اُسکو
نامہ دیا وہ بھی ایک لاکھ بیس ہزار فوج لیکر روانہ ہوا کوئی سانڈنی سوار تلاش کرتا ہوا شہر خنجریہ مین خنجر شاہ کے پاس
نامہ لیکر پہونچا اُسکو نامہ دیا وہ بھی نامہ دیکھکر اسی ہزار سپاہ سے طرف خاور کے روانہ ہوا ایک سانڈنی سوار شہر شمشاقہ
مین شمشاد شاہ کے پاس گیا اُسکو نامہ دیا وہ بھی نامے کے مضمون سے واقف ہوکر ایک لاکھ دس ہزار فوج لیکر روانہ ہوا

ایک سانڈنی سوار شہر زرنگسار میں پہونچا اور نامہ احمر زنگی کو دیا وہ بھی نامے کے حال سے آگاہ ہوکر مع ایک لاکھ بیس ہزار زنگیوں
کے طرف خاور کے چلا بس اسی قدر نامے سانڈنی سوار لیکر چلے تھے اُن سب نے ملک کفار کے تلاش کرکے پہونچا دیے یہ
خیال رہے کہ بادشاہ چلا ہو کسکے ہمراہ پہلوان زبردست ہیں کیونکہ اہل اسلام کے مقابلہ کو چلا ہو اور یہ لوگ اہل اسلام کی
شمشیر زنی کی خبر سنے ہوے ہیں تمام خیال کرینگا ہو کہ اسقدر اہل اسلام نے شمشیر زنی کرکے اور کفار کشی کرکے دنیا کو پاک
کیا مگر اسپر بھی کفاروں کے شہر بشہر تلاش چلے آتے ہیں انشاء اللہ اس دفعہ میں سب کا خاتمہ بھی ہو کوئی نہ باقی رہیگا اور
جسقدر بادشاہ ارژنگ کی مدد کو چلے ہیں سب لقا پرست زبردست ہیں ابھی اور باقی ہیں جنکا ذکر آیندہ ہوگا
بس یہ بادشاہ مع لشکروں کے کوچ مقام کرتے ہوے چلے جاتے ہیں کہ ہر ایک کا ذکر وقت پر ہوگا دیکھیے کس وقت
پہونچتے ہیں اور کس مقام پر ارژنگ کے شریک ہوتے ہیں اینجا شعور این قصہ یکدم فراموش کن و از جاے دگر داستان گوش کن

اب حال تحریر ہوتا ہے جہانگیر بن زہرہ کا جو کہ بطن سے ایک ساحرہ کے ہوا اور اُسکی خدائی کا حال
اس داستان میں بیان ہوگا اور اُسکا لشکر کشی کرکے طرف ارژنگ کے چلنا اور راہ میں خبر پاکر
ارژنگ طرف اقلیم خورشیدیہ کے گیا ہے اسکا بھی اُسی طرف کو روانہ ہونا اور اسکا راہ میں جو ملک
کہ لقا پرستوں کے تھے اُن سب کو اپنا شریک کرنا اور بڑے مجمع سے طرف اقلیم خورشیدیہ کے
جانا اور دیگر حالات متعلق داستان ہذا

راویان شیریں گفتار نے اس داستان عجائب نگار کو یوں زیب گوش سامعان ذی ہوش کیا ہو کہ جب زہرہ ثانی ہاتھ سے
صاحبقران ثانی کے واصل جہنم ہوا تھا اور اسکا لشکر تباہ ہوا تھا اُسی زمانے میں ایک ساحرہ اُسپر عاشق ہوئی تھی اور
اُسنے اُس سے وصل حاصل کیا تھا اور ایک زمانے تک اُسکے ہمراہ رہی تھی یہ داستان اصل نامہ میں تحریر ہوئی تھی
اب کسی جانی ہو جبکہ لشکر تباہ ہوا تو وہ ساحرہ بھی ایک جانب کو تباہ ہوکر نکل گئی اُس ساحرہ کا نام محبوبہ جادو تھا
کوئی ساحرہ زبردست نہ تھی یہ جو بھاگی تو بسبب خوف اہل اسلام کے اسنے اپنا مسکن کوہ و صحرا مقرر کیا تھا اپنی بسیرہ گاہ کو وہ
جاری کرنے کی اُسنے سحر سے ایک باغ بنا لیا تھا اُسمیں رہتی تھی چونکہ شہوت پرست بہت تھی اسنے یہ طور بنا لیا تھا کہ جو
کوئی مسافر اُدھر سے برگشتہ نصیب نکلا اسنے اُسکو سحر سے اپنا عاشق بنایا اپنا کام نکالا پھر اُسکو اُسی مقام پر چھوڑ آئی اور
اپنا سحر اُتار لیا وہ اپنی راہ کو روانہ ہوا یہ بیٹھی ہوئی اپنے باغ میں یہ کرشمہ کیا کرتی تھی اور اپنے باغ کو اُسنے سحر سے نظروں
سے پوشیدہ کر دیا تھا کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا ایک دن کا ذکر ہو کہ یہ اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اُسی صحرا کے قریب ایک
ملک ہو کہ اُس ملک کا نام شہر شمیر نگار ہو اور اُسکا حاکم شہداد شاہ کرکے مشہور ہو مرد جوان خوبصورت مگر [illegible]
ہو وہ جو شکار کھیلتا ہوا ادھر آنکلا اسکی جو نگاہ پڑی یہ اسکو بیہوش بنا کر اپنے باغ میں اُٹھا لائی چونکہ حاملہ بھی تھی شاید نہ دنوں حمل
قریب تھا مگر اسپر بھی اپنی حرکت سے باز نہ آئی تھی رات دن اسی فکر میں رہتی تھی کہ کسی صورت سے کام نکلے جانے چاہیے
جوان ہوتا یہ ضعیفہ اسکو اپنے مطلب سے مطلب تھا شہداد شاہ کو جو اُٹھا لائی وہ بیہوش ہوگیا تھا اُسنے اُسکو
مسہری پہ لاکر لٹا دیا اور آپ سحر سے ایک حسینہ کی صورت بنکر تیار ہوئی اور اُسکے بالین پر آکر کھڑی ہوئی اور گلاب خوشبو
اُسکے منہ پر چھڑکا اُسکو ہوش آیا اُسنے جو آنکھ کھول کر دیکھا تو یہ دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین بالین پر کھڑی ہو کہ جسکے نور
رخسار سے تمام مکان روشن ہو اور میں ایک مسہری پر لیٹا ہوں اور ایک مکان خوب آراستہ و پیراستہ ہو داہنے جو اُس
نازنین کو دیکھا اُسکی محبت اسکے دل میں پیدا ہوئی اور یہ اُٹھ بیٹھا اور اُسکا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھا لیا وہ [illegible]

کوئی آئے جائے دیکھو میری کلائی ٹوٹی جاتی ہے میں کس بلا میں مبتلا ہو گئی ارے مردوے تیری تو وہ مثل ہوئی کہ جہان
نہ پہچان بڑی خالہ سلام ارے تو نے تو ہاتھ پکڑتے ہی پہونچا پکڑا آپ بڑی خوشی میں آئے یہ سب سنتا تو سمجھ گیا کہ یہ سب
باتیں ہیں اُٹھا کر مسہری پر لایا وہ وہاں ہاں ہاں کرتی رہی اُسنے نہ دیکھا آؤ نہ تاؤ جھٹ کام میں مصروف ہوا وہ
ذرا اُسکے دکھانے کو کوستی و گالیاں دیتی رہی اُسنے فراغت کرلی مگر یہ سمجھا تھا کہ ناکتخدا ہے وہاں دیکھا سامان نظر آیا
اُسکو حاملہ پایا گو اُسنے اپنی صورت بہت نوجوان بنائی تھی مگر حمل کو نہ پوشیدہ کرسکی مجبور تھی جب وہ فراغت کر چکا اُسکے
دماغ کی گرمی کم ہوئی جب منھ کالا ہو چکا تو کہتی ہوئی اُٹھی کہ زمرد شاہ تجھکو غارت کریں جیسے اسوقت مجھکو تکلیف دی ہے
ارے موے یہ تجھکو کیا سوجھی تھی کوئی بھی ایسی حرکت کرتا ہے میری عجب حالت ہوگئی نہ معلوم وہ کونسی گھڑی تھی جو میں
گھر سے چلی تھی یہ کہکر اُٹھی مگر ایسی صورت بنی ہوئی تھی کہ یہ ممکن تھا کہ شہزادہ اُس سے پرہیز کرتا پھر اُسکو یہ کہکر گلے سے لگایا
کہ جانی کیوں پریشان ہوتی ہو ایسا ہی ہوتا ہے ارے میں تیرے اوپر مرتا ہوں ابتو اسکی گرمی دماغ کی کم ہو گئی تھی اب جو
یہ اتنے میں بوسہ اُسکے منھ کے پاس منھ لیگیا ایسی بو سے بد آئی کہ اسکا دماغ پریشان ہوگیا دور ہٹ گیا اور خاموش ہو رہا
وہ بھی یہ حالت اُسکی دیکھ کر خاموش ہو رہی گو سمجھ گئی مگر کچھ بولی نہیں کہ بعد تھوڑی دیر کے پھر اُسنے قصد کیا کہ بوسہ اُسکا لیکر
وہ مرتا ہی ہے یہ نوبت ہوئی کہ جانا ہوگیا اور گلے سے لگایا پھر قصد بوسہ لینے کا کیا کہ وہی بو سے بد آئی اسقدر بو کہ
بیٹھا اُسنے جو یہ حالت دیکھی تو کہنے لگی ارے یہ کیا ہا تو وہ گرمی یا یہ سب ہونگی پہلے تو کس شدت سے پیش آئے
کہیں منع کرتی رہی چلاتی رہی ایک نہ سنی اب یہ کہ ہر مرتبہ قصد کرتے ہو اور ہٹ جاتے ہو یہ کیا اُسنے کہا شہزادہ
کے ہوش جاتے رہے اول تو اسی وقت سے یہ حیران تھا کہ میں نے کچھ خیال کیا تھا یہاں کچھ پیش آیا یہ تو حاملہ نکلی
وہ صرف اسکی مکاری تھی پایا اب اس طور سے باتیں کرتی ہے اور یہ کیا سبب تھا کہ پہلے کیوں نہ بو سے بد آئی جواب
آتی ہے یہ خیال کرکے کہنے لگا کہ ضرور کوئی نہ کوئی آئین اسرار ہے یہ واقعی خالی از اسرار نہیں ہے فرداً اس امر کو دریافت کرنا
ضرور ہے یہ سوچکر اُسکی اس تقریر کا یہ جواب دیا کہ میں کیا کروں میں لاکھ لاکھ تمہارے پاس بیٹھنے کا قصد کرتا ہوں مگر تمہارے
منھ سے ایسی بو سے بد آتی ہے کہ دماغ اُسکی برداشت نہیں لا سکتا ہے یہی سبب ہے تم سے الگ ہوگیا ہوں اور پہلی
مرتبہ یہ بات نہ تھی سچ بتاؤ یہ کیا سبب ہے وہ قہقہہ لگا کر ہنسی اور کہنے لگی تمہاری تو وہ مثل ہے کہ گڑ کھاتا ہوں گلگلوں سے
پرہیز پہلے تو جو کرنا تھا کر چکے اور اب یہ باتیں کرتے ہو شہزادہ نے کہا ملکہ میں سچ کہتا ہوں اُسنے کہا کہ میں سچ کہتی ہوں
کہ تم جھوٹ کہتے ہو شہزادہ نے کہا تم مجھکو یہ بات بتاؤ کہ یہ کیا امر ہے اُسنے کہا کہ تم یہ قسم کھاؤ کہ جو تم کہوگی میں اُس سے
منحرف نہ ہونگا تمہارے کہنے پر عمل کرونگا اور تمہاری اطاعت سے کبھی باہر نہ ہونگا تو میں ابھی ابھی سب حال بیان
کئے دیتی ہوں اور آپکو قید حیرت سے تمکو آزاد کئے دیتی ہوں شہزادہ نے کہا کہ مجھکو قسم ہے تمہارے سر نازنین کی جو تم
کہوگی اُسپر عمل کرونگا تمہاری اطاعت سے باہر نہ ہونگا اُسنے کہا کہ یہ نہیں تم اپنے دین آئین کی قسم کھاؤ تب مجھکو یقین آئے
تب شہزادہ نے زمرد کی قسم کھائی اُسنے کہا کہ سنو اصل حقیقت یہ ہے کہ میں ساحرہ ہوں میرا نام [illegible] جادو ہے قبل ازیں
میں زوجہ تھی خداوند زمرد شاہ کی جبکہ وہ ہاتھ سے خدا پرستوں کے طلسم آئینہ میں قتل ہوئے اور اُنکا لشکر تباہ و برباد
ہوا خدائی مٹی میں بھی اُسی حالت میں تباہ ہو کر ادھر اُدھر ماری ماری پھرنے لگی بوجہ خوف خدا پرستوں کے جب
میں اس صحرا میں آئی یہاں کی آب و ہوا مجھکو خوشگوار معلوم ہوئی یہیں میں نے اپنا بود و باش اختیار کی اور یہ باغ
بنایا اسکو چشم مردم سے پوشیدہ کیا یہ محل جو کہ ہے یہ خاص خداوند کا ہے میں اس باغ میں رہنے لگی تھوڑا زمانہ مجھکو یہاں
آئے ہوئے ہوا ہے کہ آج جو میں بالائے بام براے سیر گئی میں نے تمکو شکار میں مشغول دیکھا تمہاری صورت اچھی معلوم
ہوئی میں تمکو جاکر اُٹھا لائی اب میری مرضی یہ ہے کہ تم اپنی زوجیت میں مجھکو قبول کرو اور ہر روز اس باغ میں آیا کرو اگر
اسکے خلاف کروگے تو پچھتاؤگے یہ سنکر شہزادہ نے کہا کہ [illegible] کہ زوجہ خداوند ہوکر مجھکو اپنی شوہری میں قبول کرے

چونکہ قسم خداوند ... میں ہوا ہو وہ جیسے میں ہو مگر یہ امر خلاف ادب ہے کہ میں ایسی حرکت کا مرتکب ہوں اگر مجھکو پہلے معلوم ہوتا تو میں
ہرگز ایسی حرکت نہ کرتا لیکن آپ کی عنایت اسی قدر کافی ہے کہ آپ نے مجھکو اپنے اصل حالت سے آگاہ کیا ورنہ میں بالکل لاعلم
تھا مجھکو لازم ہے کہ میں آپ کی عزت کروں اور آپ کی خدمت کو اپنا فخر خیال کروں مگر ازراہ مہربانی اس امر سے باز رکھا
جاؤں کیونکہ میری یہ لیاقت نہیں ہے کہ ایسی مستورہ میرے تصرف میں آئے گو کہ بہت بڑا گناہ مجھسے سرزد ہوا ہے مگر حالت
نادانستگی میں میں اسکا عذر خداوند سے کرونگا بس معاف فرمایا جاؤں ہاں یوں بطور زیارت اور برائے خبر گیری ہر روز
باغ میں آیا کرونگا یہ جو شہزادہ نے کہا اُسنے جواب دیا کہ میں نے اسی امر سے قسم لی اور پہلے تمپر ظاہر نہیں کیا اور اگر
تم اقرار نہ کرتے تو میں کبھی اس راز کو نہ ظاہر کرتی اور جبکہ کوئی دریافت کرتا تو کوئی فقرہ کر دیتی اور جب لڑکا پیدا ہوتا تو اور
کسی کی زوجہ اپنے کو بیان کرتی اگر میں یہ جانتی تو تمسے جھوٹ بولتی مجھکو بالکل خیال نہ تھا کہ سچ کہنے سے تم انکار کروگے
اگر یہ یقین ہوتا تو کبھی سچ نہ بولتی کوئی اور فقرہ کرتی مگر چونکہ اس امر سے ہو گئی تھی کہ جسطور سے تمنے قسم کھائی تھی اسی طور سے
میں نے بھی اپنے دل میں عہد کیا تھا کہ میں بھی سچا واقعہ بیان کر دونگی بس میں نے اپنے عہد کے مطابق کیا تمکو بھی لازم ہے کہ اپنی
قسم پر قایم رہو اور اس سے انکار نہ کرو ورنہ خراب ہو گے یہ تو تمنے ضرور سنا ہوگا کہ قول مردان جان دارد
وسخن مردان اعتبار لیس اس امر پر عمل کرو اور یہ جو تمہارا گمان ہے کہ میں خداوند کی زوجہ ہوں کیونکر ایسے امر کا مرتکب ہوں
اور کیونکر اپنی زوجیت میں قبول کروں یہ بالکل خلاف عقل ہے کیونکہ اگر یہ امر ہوتا کہ خداوند زندہ ہوتے تو اس حالت میں نازیبا
تھا نہ کہ جب وہ چولا بدل کر بالائے آسمان چلے گئے تو کیا ضرور ہے کہ انکی عزت کا پاس کیا جائے اب میں کوئی اُنکے
تصرف میں نہیں ہوں کہ یہ خیال ہو کہ خلاف خداوند ہوگا دوسرے یہ امر بھی لایق عذر نہیں ہے کہ اس مذہب میں کوئی
کسی پر حرام نہیں ہے جبکہ ماں بیٹے پر اور بیٹی باپ پر اور بہن بھائی پر اور صاحب شوہر کسی پر حرام نہیں ہے جسکا جی
چاہے اور جسپر طبیعت آئے اُسکو اپنی زوجہ بنائے یا عورت اپنا شوہر بنائے کوئی امر خلاف نہیں ہے جبکہ میں خداوند
کے تصرف میں تھی اور جس مرد کو میرا جی چاہتا تو بلا سکتی تھی اور اس سے اپنا کام دل حاصل کر سکتی تھی کبھی خداوند
کے خلاف نہوتا تھا نہ یہ کہ جب وہ مجھکو دنیا پر چھوڑ کر چلے گئے اس حالت میں کب خلاف ہوگا تم شوق سے اپنے تصرف
میں مجھکو رکھو بلکہ یہ ہوگا میرے مس ہونے سے جتنے گناہ تمنے کئے ہیں سب پاک و صاف ہو جاینگے اور تم بیگناہ
دنیا سے جاؤگے کیونکہ میں خداوند سے مس ہو چکی ہوں اور یہ بھی خیال کرو کہ میں ساحرہ ہوں اگر تمنے انکار کیا اور مجھکو غصہ
آیا اور میں نے سحر سے تمکو راضی کیا تو کیا لطف ہوا جو مزا دلی خواہش سے ہوتا ہے وہ جبر سے نہیں ہوتا آیندہ تمکو اختیار ہے
اور اگر میری بو سے یعنی گندہ دہنی اس امر کا باعث ہو اور صرف یہ تمھارا عذر ہو اور عذر قبول ہو تو اسکی بابت میں یہ
کہتی ہوں کہ سوائے اس امر کے اور کوئی عیب مجھمیں نہیں ہے جوان بھی ہوں اور خوبصورت بھی ہوں صاحب دولت
بھی ہوں اور ایک امر یہ بھی ہے کہ جب یہ لڑکا جو کہ میرے شکم میں ہے اور خاص نطفہ خداوند کا ہے پیدا ہوگا تو یہ خدائی
کا دعوی کرے گا کیونکہ خدائی اسکو پہونچتی ہے سوائے اسکے کون خدا ہوگا یہ کتنے بڑے فخر کی بات ہے کہ تم اسکی خدائی
کے مقر ہو گے اور اسکی شرکت کرکے اہل اسلام سے مقابلہ کروگے کس قدر خداوند تمسے خوش ہوگا اور کس قدر توقیر
تمھاری اُنکے روبرو ہوگی یہ جو لڑکا پیدا ہونے کی جو نا شہزادہ دلو کی صورت نقلی پر ہوا تھا اُسکی یہ عقل تھی اس
امر کو قبول کیا اور کہا کہ تم سچ کہتی ہو یہ امر میرے خیال میں نہ آیا تھا تمنے خوب بتایا میں نے اب جو غور کیا تو کوئی ہرج
نہیں ہے یہ سنکے وہ خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ تمھاری شادی تو ہو گئی ہوگی شہزادہ نے کہا کہ شادی تو ہوئی تھی مگر جورو
بعد ایک برس کے مر گئی تب سے پھر میں نے شادی نہیں کی گو بسبب سے ... ہم آگئے مگر میں نے منظور نہ کی اُسنے
کہا کہ چلو خوب بات ہے میں تمھارے محل میں چلکر رہونگی تم یہ ظاہر کرنا کہ میں نے اسکے ہمراہ مدت ہوئی کہ عقد کیا تھا اب
میری بسر خوب ہوگی کیونکہ میں سوت کو نہیں دیکھ سکتی ہوں اب تمکو یہ لازم ہے کہ تم تمام وغیرہ لاکر مجھکو اس باغ سے

لیجاؤ اور محل میں رکھو کیونکہ تمکو یہاں ہر روز آنے میں تکلیف ہوگی یہ سنکر شہزادہ نے کہا یہی رائے تمھاری بہت ٹھیک ہے
میں پسند کرتا ہوں یہ کہکر اسکو گلے سے لگا لیا پھر پیار کرکے بوسے لئے کیونکہ نہ جبر کرتا کیونکہ ڈرتا تھا ایسا نہ ہو تھوڑے عرصے کے
پھر باہم تنہا کالا کیا تا ظاہر ن کو معلوم ہو کہ حرامی کی رسی دراز ہوتی ہے خیال کرتی تھی کہ جب سے یہ حاملہ ہوئی ہے اسکو یہی
فکر ہے کہ کسی طرح سے یہ حمل گر جائے تا کہ میں خالی ہو جاؤں اور خوب مزے اڑاؤں مگر یہ لاکھو لاکھو تدبیر کرتی تھی مگر ایک
دو کے تقدیر میں آئی ہے گر چہ تکہ وہ حرامزادہ تھا اور اسکے سبب سے ایک عالم گمراہ ہونے والا تھا نہ اسقاط ہوا
اور کئی ماہ کا زمانہ گذرا جب نو مہینہ کا آکر ہوا تو اسنے کہا کہ اے لاکہ میں جاتا ہوں اور تمھارا قصد روانہ کرتا ہوں تا کہ تم سوار ہوکر
محل میں چلو یہ کہکر کہا کہ مجکو پہونچا دو اسنے کہا کہ تم اب درباغ سے جاؤ میں نے اب باغ کو چشم مردم سے نہیں
پوشیدہ کیا ہے بلکہ ظاہر کر دیا ہے یہ سنکے شہزادہ اٹھا اور طرف درباغ کے چلا باغ کو خوب آراستہ و پیراستہ گل و بوٹے
سے پایا خوب روش پٹری درست پائی وہ ساحرہ اسکو درباغ تک پہونچا گئی یہ باغ سے باہر نکلا ایک طرف کو
چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ اسنے دیکھا میرا مرکب چرا میں مشغول ہے یہ مرکب کے پاس آیا اسپر سوار ہوکر طرف اپنے لشکر
کے چلا جہاں کہ لشکر اسکا اترا ہوا تھا یہاں اسکے لشکر کے لوگ پریشان تھے کہ کیا سبب ہے [illegible] بادشاہ
سلامت نہیں تشریف لائے ہیں اسکا کیا سبب ہے اور کیا وجہ ہوا ہے لوگ [illegible] تلاش [illegible] اسکے
تھے کہ سامنے سے دیکھا بادشاہ سلامت مرکب کو مہمیز کرتے ہوئے چلے آتے ہیں [illegible] لوگ [illegible] انہوں نے
عرض کیا کہ آپ کہاں [illegible] کہا کہ [illegible] نہیں تم میں سے کوئی طرف شہر کے جا [illegible]
سواری کے [illegible] ایک ضرورت ہے چونکہ شہر قریب تھا اسی وقت چند سوار [illegible] شہر [illegible]
اور محافہ و جلوس سواری ایک طرف [illegible] چلے اور خدمت میں بادشاہ کی پہونچکر عرض کیا کہ محافہ حاضر ہے بادشاہ
نے کہا کہ آؤ میرے ہمراہ [illegible] وہ لوگ محافہ ہمراہ لیکر بادشاہ کے ساتھ چلے بادشاہ قریب اس باغ کے پہونچا
محافہ در باغ پر ٹھہرا کر خود اندر باغ کے گیا جا کر کیا دیکھتا ہے کہ اسنے [illegible] دوسری پوشاک [illegible]
کی [illegible] دیکھکر شہزادہ فریفتہ ہوا اور کہا کہ اے جان [illegible] چلو
محافہ در باغ پر موجود ہے یہ سنکر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ یہ تو بتاؤ کہ جب تم مجھکو محل میں لیجاؤ گے اہل محل
مجھکو حاملہ دیکھکر کیا کہینگے شہزادہ نے کہا کہ آہین پردہ بیکار ہے جب کہ تم خداوند سے پردہ میں رہتی ہو تو بندوں سے
کیا پردہ اور یہ خداوند ہیں جنکی تم زوجہ ہو جب اسنے خوف نہیں تو بندوں سے کیا ڈر ہے جو حمل [illegible] قصہ بیان
کر دینا جب لڑکا پیدا ہوگا اسوقت میں خود ظاہر کر دونگا بڑی دھوم سے اسکے پیدا ہونے کی خوشی کرونگا [illegible]
خداوندزادہ ہے یہ کہکر کہا اب سوار ہو دیر نہ کرو ساحرہ نے کہا کہ [illegible] بہت ٹھیک ہے یہ سنکے ساحرہ
اسی وقت کھڑی ہوگئی اور ہمراہ شہزادہ کے درباغ پر آکر محافہ میں سوار ہوئی کہاروں نے محافہ اٹھایا اور طرف
شہر کے چلے بادشاہ بھی شکار گاہ سے واپس ہوا اور داخل شہر ہوا ادھر محافہ در محل پر پہونچا [illegible] لگا دیا گیا وہ
اتر کر داخل محل ہوئی اہل محل نے جو اسکو دیکھا سب کے سب دوڑ کر آئے اس عرصہ میں شہزادہ بھی محل میں
آیا اور سب اہل محل سے کہا کہ یہ ہماری ملکہ ہیں میری زوجہ ہیں انکی عزت کرو [illegible]
اور [illegible] تمام [illegible] سب حیران تھیں کہ بادشاہ نے کب عقد کیا ہمکو خبر بھی نہوئی جو کہ شہزادہ کے خاندانی
بزرگ تھے وہ یہ خبر سنکے شہزادہ کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ یہ کیا حرکت تھی اسنے کہا کہ میں نے کوئی خلاف
نہیں کیا یہ کہکر کل حال بیان کیا وہ لوگ بھی یہ حال سنکے بہت خوش ہوئے اور اس ساحرہ کی بڑی عزت
کی اور زیادہ عزت کرنے کا کیا سبب تھا وہ یہ سبب ہے کہ یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اسکے شکم میں نور خالص
خداوندی موجود ہے [illegible] یہ خداوند سے حاملہ ہے اگر ہم اسکی عزت کرینگے تو خداوند [illegible] خوش ہوگا یہاں اسی [illegible]

شداد نے اپنے وزیر کو جسکا نام مملوک تھا اُسکو بلاکر کل واقعہ بیان کیا اُسنے عرض کیا کہ آپ نے خوب کیا بڑی عقلمندی
کی اس امر سے خداوند آپ سے بہت خوش ہونگے شداد نے کہا کہ مین یہ خوف کرتا ہون کہ خداوند اس امر سے کہین
ناخوش نہون کہ اُسنے ہماری زوجہ کو اپنی زوجہ بنایا اور اُسکو اپنے تصرف مین لایا وزیر نے کہا کہ یہ کوئی نقصان کی
بات نہین ہے بلکہ جلسے خوشی ہے اور آپ کی عزت کا سبب ہے ایک امر یہ ہے کہ جب خداوند اپنی زوجہ کو چھوڑکر اور
چولا بدل کر چلے گئے تو کیا نقصان ہے جسکا جی چاہے اُنکی زوجہ کو اپنے تصرف مین لائے اور اس مذہب مین تو
ان باتون کا کچھ عیب نہین ہے شداد نے کہا پہلے مین نے انکار کیا تھا تو ملکہ نے یہی تقریر کی جو کہ تمنے بیان کیا
یہ سنکے وزیر کہنے لگا کہ ایسی تو وہ عورت عقلمند ہے شداد نے کہا وہ کیون نہ عقلمند ہوگی جو کہ خداوند کی خدمت مین
رہے اور عقل سے اُسکو بہرہ نہو یہ سنکے وزیر نے کہا بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ ملکہ حاملہ ہے اور طفل جو کہ پیدا
ہوگا بڑا صاحب نصیب ہوگا کیونکہ خداوندزادہ ہوگا شداد نے کہا اُسکے سبب سے ہماری بڑی عزت
ہوگی وزیر ایسی باتین کرکے رخصت ہوا وہ ساحرہ شداد کے مکان مین رہنے لگی یہ حرامزادی دن
بدن بذریعہ سحر کے دولت شداد کو ترقی دیتی جاتی تھی اور عیش و عشرت بسر کرتی ہے ساتھ آسائش کے بسر کرتی
ہے یہان تک کہ دو مہینہ گذر گئے اور وضع حمل کا زمانہ قریب آیا درد زہ شروع ہوا اُسکے بطن سے ایک لڑکا
بصورت زمرد شالی پیدا ہوا کوئی سر مو فرق نہ تھا بعینہٖ بشکل زمرد شالی تھا یہ دیکھکر وہ ساحرہ کہنے لگی
کہ جسنے خداوند کو نہ دیکھا ہو وہ اس طفل کو دیکھ لے مگر ایک صفت اسمین زیادہ ہے کہ اسکی پیشانی پر ایک شاخ
بھی ہے جیسے گینڈے کے ہوتی ہے مگر چھوٹی سی اور آنکھین ازرق تھین رنگ سرخ مثل رنگ زمرد شالی کے
اور سب باتین زمرد شالی کی تھین کوئی اعضا مین فرق نہ تھا بس اُسی وقت شداد نے چمرنگ بن زمرد نام
رکھا اور اُسی وقت انائین نوکر رکھی گئین بہت بڑی خوشی شداد نے کی وہ لڑکا پرورش پانے لگا اُسی زمانے
مین جو عیار شداد کا تھا کہ نام اُسکا منتر کلیک غضبان ہے اُسکا تمام شہر نیرنگ عیاری مین شاگرد ہے اس
شہر مین عیاری کا بہت چرچا ہے اُسکی زوجہ کے یہان بھی لڑکا پیدا ہوا وہ اُسکو لیکر خدمت مین شداد کی حاضر
ہوا عرض کیا کہ غلام کے یہان بھی لڑکا پیدا ہوا ہے شداد نے حکم دیا کہ اس لڑکے کو بھی محل مین داخل کردو یہ بھی
خداوندزادے کے ہمراہ پرورش پائے اور شداد نے اُسکا نام اُسی وقت منتر کرکیب رکھا یہ بھی ہمراہ
چمرنگ پرورش پانے لگا اُسی عرصہ مین ایک غنیم لشکرکشی کرکے شداد پر آیا جس سے ہمیشہ شداد
مقابلہ میسر ہوتا تھا اُسکا نام گلزار شاہ تھا بہت زبردست بادشاہ تھا جب یہ خبر شداد کو ہوئی کہ گلزار شاہ
لشکرکشی کرکے آیا ہے یہ بہت پریشان ہوا ملکہ محل مین گیا اُسکی حالت جو اُس ساحرہ نے دیکھی تو بہت متفکر پایا
سبب تفکر دریافت کیا شداد نے کل حال بیان کردیا وہ بہت ہنسی اور کہا کہ اتنی سی بات سے تم ایسے پریشان
ہو تم لشکر لیکر اُسکے مقابلہ کو جاؤ اور مقابلہ کرو اس طفل کے قدم کی برکت سے فتح پاؤگے یہ سنکے شداد کو بھی
یقین آیا یہ اُسوقت محل سے باہر آیا اور حکم دیا کہ ہمارا پیش خیمہ نکلے ہم گلزار شاہ سے مقابلہ کرینگے ابکی ایسا
مقدمہ جنگ کو کردینگے کہ ہر مرتبہ کے قصہ سے نجات پائین وہ یہ خیال کرتا ہے کہ مین نے شداد کو دبا لیا ہے اسنے
یہ جو حکم دیا بس اُسی وقت یہ خبر لشکر مین پہونچی لشکر مین کمربندی ہونے لگی ایک لاکھ کا لشکر اُسکے پاس ہے وہ تیار
ہوا اُسی دن مع لشکر مقابلے مین گلزار شاہ کے پہونچا گلزار شاہ کو خبر ہوئی کہ شداد لشکر لیکر میرے مقابلہ
کو آیا ہے اُسکو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہے آج تک کبھی شداد مقابل ہوکر نہین لڑا آج کیا سبب ہے کہ خبر سنتے
ہی میرے مقابلہ مین مع لشکر آ پہونچا کیا کوئی دوسرا شداد ہوگیا ہے بس اسنے یہ سوچکر اُسی وقت پیام روانہ
کیا کہ جاکر شداد سے کہو کہ کیون اپنی قضا بولاتا ہے مین ابھی اسی قصد سے آیا ہون کہ تیرا ملک تجھ سے لے لون یا

تھا اُسنے نکلکر مقابلہ کیا یہان تو یہ مقابلہ ہو رہا ہے اُدھر کا حال سُنیے کہ جمہود جادو کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ
وہان مقابلہ ہو رہا ہوگا اب چلنا چاہیے ایسا نہو کہ شداد شکست کھا کر بھاگے تو بنا بنایا کھیل بگڑ جائے اور اپنی
کسی طرف کی نہ رہوں یہ سوچکر فوراً اُسنے سحر سے ایک پُتلا اپنی صورت کا بناکر تیار کیا اور وہ پُتلا اُسی مقام پر چھوڑا
اور آپ بزور سحر اُڑکر میدان جنگ میں آئی اور ایک مقام پر پوشیدہ ہو کر سحر کرنے لگی جو سردار گلزار شاہ کی طرف
سے برائے مقابلہ نکلتا تھا یہ سحر کر کے اُسکی قوت کم کر دیتی تھی شداد کا سپہ سالار اُسکو قتل کرتا تھا یا گرفتار کر لیتا تھا تا
شام کئی پہلوان گلزار شاہ کے ہاتھ سے سپہ سالار شداد کے مارے گئے اور کئی گرفتار ہوئے گلزار شاہ
نے یہ حال دیکھکر طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر اپنی اپنی جانب واپس گئے پھر گلزار شاہ نے اپنے مقام
پر جاکر طبل جنگ بجوایا یہ خبر ہلکارے لشکر شداد میں لائے شداد سے کہا کہ گلزار شاہ نے میدان جنگ
سے واپس جاکر طبل جنگ بجوایا ہے شداد نے کہا ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب
پڑی رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی بوقت سحر دونوں لشکر میدان جنگ میں آئے صفیں برائے جدال و قتال
آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ لشکر شداد سے اُسکا سپہ سالار گھوڑا کدا کر اُسنے مبارز
طلب کیا خود گلزار شاہ نے نکلکر مقابلہ کیا اور اُسکو زخمی کیا یہ حال دیکھکر خود شداد اُسکے مقابلہ کو آیا پہلے تو
باہم گفتگو ہوئی اُسکے بعد نوبت شمشیر زنی کی آئی بعد رد و بدل کے کشتی ہونے لگی آج ساحرہ انکی تاک میں میدان جنگ
میں نہ آئی تھی اسکو چلنے پھرنے مکان سے دیر ہو گئی کیونکہ ایک روز سحر کر کے آئی تھی تھک گئی تھی اور سامان سحر
بھی درست کرنا تھا تا ہم اُسنے بعجلت سب سامان درست کیا اور روانہ ہوئی مگر دیر اتنی ہو گئی تھی کہ شداد کا سپہ سالار
ہاتھ سے گلزار شاہ کے زخمی ہوا اور شداد اور گلزار شاہ میں مقابلہ ہونے لگا یہ اُسوقت آکر پہونچی کہ جب
دونوں کشتی میں مشغول تھے اُسنے یہ واقعہ جو دیکھا گھبرا گئی پوشیدہ ہو کر بہت جلد جلد سحر کرنا شروع کیا اُدھر گلزار شاہ کا
زور کم ہونے لگا آخر شداد نے کشتی میں اُسکو زیر کیا یہ حال دیکھکر اُسکے لشکر والوں نے جنگ مغلوبہ کر دی
اُدھر لشکر شداد نے شداد کی مدد کی اُدھر سے ساحرہ نے سحر کیا کہ لشکر گلزار شاہ نے شکست کھائی اور
فرار پر قرار کیا اور پڑاؤ پر گئے وہان بھی لشکر شداد نے ٹھہرنے نہ دیا وہان بھی جاکر قتل کیا وہ لوگ پڑاؤ چھوڑ
کر بھاگے پڑاؤ کو لوٹ لیا بہت دور تک لشکر شداد نے تعاقب کیا جب دیکھا کہ تمام لشکر تباہ ہو گیا بہت سے
لوگ قتل ہوئے بہت سے لوگ گرفتار ہوئے بہت سے مطیع ہوئے امان دی لشکر شداد اپنے پڑاؤ پر آکر
اُترا شداد نے گلزار شاہ کو گرفتار کر لیا تھا اب زندان خانے میں روانہ کر دیا گو کہ گلزار شاہ کے ہمراہ دو لاکھ
پچاس ہزار کا لشکر تھا مگر اسنے بسبب سحر کے شکست کھائی کبھی ایسا نہوا تھا کہ شداد نے یوں مقابلہ کیا ہو
اُسکے اغوا کرنے سے جو کہ اُسکی زوجہ تھی کہ اُسنے کہا تھا کہ اس طفل کے قدم کی برکت سے تو ظفر یاب ہوگا
بس اُسنے سحر سے اسکو اُسپر غالب کر دیا جب گلزار شاہ کو اسنے گرفتار کر لیا تو یہ اپنے مقام پر چلی آئی
اُس پتلہ سحر کو جلا دیا جو اپنے مقام پر اپنے عوض بناکر چھوڑ دیا تھا سب کی نظروں سے پوشیدہ یہ کام کیا یہان
جب رات گذر گئی اور صبح ہوئی تو شداد نے دربار کیا گلزار شاہ کو طلب کیا اُس نے اطاعت کی درخواست
کی چونکہ وہ مرد منصف تھا اُسنے خیال کیا انسنے مجھے کشتی میں زیر کیا ہے یہ نہیں جانتا تھا کہ اسکی بھی یہ لیاقت
تھی کہ یہ زیر کرتا یہ سبب سحر ہی اور تقدیر خیر کر لیتا ہے تو سب کے سامنے زیر کیا ہے جب اُسنے گلزار شاہ
سے سوال اطاعت کیا اُسوقت گلزار شاہ نے کہا تمہاری تو یہ لیاقت نہ تھی کہ تم مجھسے مقابلہ کرتے
مگر کوئی خطا مجھ سے درگاہ خداوندی میں ہوئی ہے کہ جسکا عوض یہ ہے کہ میں تجھ سے زیر ہوا اگر میں منصف
ہوں تیری اطاعت ضرور کرونگا شداد نے کہا کہ اسکی قید کاٹ دو فوراً آہنگروں نے آکر اسکی قید کاٹ دی

جب فتح و شکست ہو چکی تو گلزار شاہ کو شداد نے اپنے برابر بٹھایا اُسکے جو سردار زیر ہوئے تھے اُنکو بھی قید سے رہا کیا وہ
بھی آکر بارگاہ میں بیٹھے اُسوقت شداد نے کہا ای گلزار شاہ یہ امر ضرور ہے کہ میں تمھارا مقابلہ نہیں کر سکتا ہوں
اور نہ مقابلہ کر سکتا تھا مگر یہ عنایت خداوندی ہے ابھی اُسکی چھٹی بھی نہیں کی تھی کہ تم لشکر کشی کرکے آئے میں تمھارے
مقابلے کو چلا آیا اُسکے قدم کی برکت سے میں تم پر ظفر یاب ہوا اصل ماجرا یہ ہے اور یہ کوئی امر عجیب نہیں ہے تم ہمیشہ
مجھ پر لشکر کشی کرکے آئے میں نے قلعہ بند ہو کر مقابلہ کیا ابکی کیوں باہم سرگرم ہو کر مقابلہ کیا اسکی یہ سبب تھا جو
مقابلہ میرا تمھارا ہوا مگر جو میرا اقبال تھا اُسکے مطابق ہوا یہ سُنکے گلزار شاہ نے کہا کہ تمکو درگاہ خداوندی سے
بڑا شرف ملا ہے میں نے تو تمھاری اطاعت کی اب میں تم سے کبھی نہ مقابلہ کروں گا یہ سنکے شداد نے کہا
اچھی تو یہ بات ہے کہ تم میرے ہمراہ شہر میں چلو میں اُس طفل کی چھٹی کرونگا اسکا بہت بڑا جلسہ قرار دیا جائیگا
تم بھی اُسکی چھٹی کے جلسے میں شرکت کرو گلزار شاہ نے کہا کہ بہت مناسب ہے یہ تو سب میرے افتخار کا
ہے کہ میں خداوندزادے کی چھٹی میں شریک ہوں بس اُسی دن شداد شاہ اور گلزار شاہ وا پنے لشکر کے شہر
کی طرف روانہ ہوا اور گلزار شاہ نے اپنا لشکر بھی جو کہ پراگندہ ہو گیا تھا جمع کر لیا اور ان سے کہا کہ تم نے
تو اطاعت شداد کی قبول کی تم لوگ کیا کہتے ہو اُنھوں نے بھی جواب دیا کہ ہم بھی حاضر ہیں جہاں آپ
ہو نگے ہم بھی موجود ہیں ہم کو کیا عذر ہے اُن سب نے بھی شداد شاہ کی اطاعت قبول کی دو لاکھ پچاس ہزار
میں دو لاکھ باقی رہے تھے وہ سب سپاہ بھی ہمراہ تھی یہ سب کے سب داخل شہر ہوئے شداد نے ہر ایک
گلزار شاہ ایک محل معقول خالی کرایا اُسکو تمام سامان سے درست کیا اُسمیں گلزار شاہ کو اُتروایا گلزار شاہ
کا لشکر جو کہ تباہ ہو گیا تھا وہ بیرون شہر اُترا ہوا تھا کہ دوسرے دن جو شداد نے دربار کیا تو ارکان کو یہ
کا حکم ہوا کہ خداوندزادے کی چھٹی کا سامان کیا جائے بڑی دھوم سے چھٹی کی سات دن تک بزم عشرت
برپا رہی بعد سات دن کے بزم ختم ہوئی سب برخاست ہوئے سب اپنے اپنے مقام کو گئے دوسرے دن
گلزار شاہ بھی شداد سے رخصت ہو کر طرف اپنے شہر گلزار کے چلا گیا یہاں تک کہ اب وہ لڑکا پرورش
پانے لگا جب وہ لڑکا چار برس کا ہوا اُسکو تعلیم کے لیے مکتب خانے میں سپرد معلم کیا مہتر لکیاسی بھی ہمراہ
خداوندزادے کے پڑھتا تھا یہاں تک کہ وہ پڑھ لکھکر فاضل ہوا اُسکو فنون سپہ گری و قواعد شاہی تعلیم
کیے جانے لگے اور لکیاسی کو اُسکا باپ فنون عیاری کی تعلیم دینے لگا جب ان دونوں کے سن دس دس برس
کے ہوئے خداوندزادہ تو فنون سپاہگری نیزہ بازی گرزبازی شمشیر زنی اسپ بازی چوگان بازی و فنون
کشتی وغیرہ سے خوب واقف ہوا شہرہ آفاق ہوا پہلوان زبردست نکلا اور مہتر لکیاسی عیاری میں اپنا
مثل و نظیر نہ رکھتا تھا کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ یہ اپنے ہم صحبت کے لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک نے کہا
ای چغد تک تمکو اپنے باپ کا بھی نام معلوم ہے اُسنے کہا کہ میرے باپ کا نام شداد شاہ جو کہ اس ملک کا
بادشاہ ہے اُسکے منہ سے یہ نکل گیا کہ واہ کیا خوب ہم تو یہ سُنتے ہیں کہ جب تمھاری والدہ نے شداد کے ساتھ
عقد کیا تھا وہ حاملہ تھیں نہ معلوم کسکا حمل تھا چونکہ عورت خوبصورت تھیں شداد شاہ اُنپر عاشق ہو چکا تھا
اس حالت عشق میں اُسنے اس عیب کو بھی ہنر سمجھ کر قبول کیا عقد کے دو ماہ کے بعد تو تم پیدا ہوئے ہو
نہ معلوم کسکے نطفہ سے ہو اور یہ کہتے ہو کہ میں شداد کا فرزند ہوں تمھاری ماں نے تو ایک فقرہ جھوٹ سچ
بنا کر شداد شاہ سے بیان کر دیا کہ میں زوجہ تھی خداوند زمرد شاہ کی جبکہ وہ چولا بدل کر آسمان پر خدا بنے ہوں
کے ہاتھ سے جلے گئے اُنکا لشکر تباہ ہوا میں بھی بھاگی اور یہ حمل جو ہے خداوند کا ہے بادشاہ جو کہ عشق میں چور
ہو رہا تھا اُسنے اس کہنے کو بھی سچ تصور کر لیا اور کسی قسم کا خیال نہ کیا اُسکے ساتھ عقد کر کے گھر میں لے گئے

مگر یہ بالکل خلاف عقل ہے یہ سنکر چتر نگار بہت برہم ہوا اور کہنے لگا تو لائق صحبت شاہ و شہریار نہیں ہے تو ہمارا
صحبت مین نہ آیا کر چھوٹا منہ بڑی بات اُسکا ایسے یہ جواب دیا کہ ہان جناب جو کچھ کہتا ہے وہ نہایت قلیل ہے
خوار تصور کیا جاتا ہے مین خود ایسی صحبت سے پرہیز کرتا ہون اگر یہ مجھکو پہلے سے یہ معلوم ہوتا تو مین کبھی
نہ آیا کرتا مگر خیر اب سہی ہرگز بھولے سے بھی اس مقام پر قدم نہ رکھونگا اور یہ قول تو آپ نے ضرور سنی ہوگی
تمام عالم مین مشہور ہے کہ مثل کھری بات اللہ بکے سب کے من سے اتر ا رہے بلیس مین نے جو
سچ کہا تو آپکو بہت ہی برا معلوم ہوا خیر اب مجھکو اس مقام پر آتے ہوئے نہ دیکھیگا یہ کہکر اُسی وقت
وہ تو اُٹھکر چلا گیا مگر چتر نگار بھی اُس محل سے اُٹھکر اپنے محل مین گیا تو پہلے شہزادہ کے پاس آیا مگر یہ حالت
کہ نہایت تکلیف اور شور ہی پر اور انکھین غصہ سے لال ہیں یہ کہ ملال آستین چڑھی ہوئی آکر قریب شہزادہ کے دو زانو
بیٹھ گیا اور یون کہنے لگا کہ ابا جان مین آپ سے دریافت کرتا ہون اسکو بلا مبالغہ مجھسے صاف صاف ارشاد
فرمائیے گا ورنہ آج مین اپنی جان دیدونگا شہزادہ نے اسکی یہ حالت جو دیکھی کہ حالت بدلی جاتی ہے آج تو نیا طور
نظر آتا ہے جو کبھی یہ طریقہ نہوا تھا اُسکی طرف متوجہ ہو کے پوچھا کہ کیا کہتے ہو کہو کیا ہوا ہے کہ تمہاری ایسی یہ
حالت ہے اسے غصہ اور آیا ہوا ہے یہ شکل بتلاتی ہے کہ بنا ہوا ہے تمام بال بدن کے کھڑے ہوئے ہین یہ اتنا سنکر
ہوا ہی ہی یہ جو شہزادہ نے کہا کہ کیا کہتے ہو تو چتر نگار نے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھا رہا کہ شہزادہ نے پھر کہا
کہ کیون اسقدر غصہ ہے خداوند زہرہ نہ کرین کہ تم اپنے کو ہلاک کرو جو تم دریافت کروگے مین ضرور صاف صاف
کہدونگا تم سے کون ایسی بات ہے کہ پوشیدہ کی جائیگی غصہ نہ کرو یہ جو شہزادہ نے کہا تو چتر نگار نے غصہ
کو ضبط کر کے کہا کہ یہ بتائیے کہ میرے باپ کا کیا نام ہے اگر یہ کہیئگا کہ مین تیرا باپ ہون تو مین کبھی اس
امر کو باور نہ کرونگا جب تک کہ اس حقیقت سے بالکل نہ ماہر ہو لونگا تب تک کسی بات کو نہ مانونگا یہ تو مجھے
بخوبی ظاہر ہے کہ مین آپکا فرزند نہین ہون بلکہ اور کسی شخص کا ہون صرف آپ نے پرورش کی ہے کیونکہ مین آپکے
محل مین پیدا ہوا ہون نہ بہن یہی مشہور ہوا ہے مین بخوبی واقف ہو چکا ہون اگر یہ صاف صاف یہ امر نہ
معلوم ہوگا مین اپنی جان ضرور دیدونگا کیونکہ مجھکو خود اس امر کا یقین تھا کہ مین آپکا فرزند ہون مگر آج
یہ امر ظاہر ہوا کہ مین آپکا فرزند نہین ہون بس اب مین صاف طور سے عرض کرتا ہون کہ اسکے علاوہ
جو بات ہو وہ آپ ارشاد کرین زیادہ آئین نہ ضد کو کام فرمائین یہ جو اُس خوک سیرت کینہ ور کی صورت
نے کہا شہزادہ شاہ نے دیکھا کہ اسکو آج غصہ ہے آج جوش خداوندی آیا ہے کہین ایسا نہو کہ خداوند کو ناگوار ہو
اور کوئی عذاب نازل کرین یہ خیال کر کے کہا کہ مین بھی تمسے صاف صاف بیان کیے دیتا ہون جو کہ مین
سنا ہے یہ کہکر تمام واقعہ جو کہ اسے معلوم تھا سب بیان کر دیا اور کہا کہ یہ امر مجھے تمہاری ماں کی زبانی
معلوم ہوا چتر نگار نے کہا کہ جب آپ سے انہون نے عقد کیا تو وہ حاملہ تھین شہزادہ نے کہا ہان یہ امر ضرور
تھا میرے عقد کرنے کے دو ماہ بعد تم پیدا ہوئے اصل مین تم نطفہ خداوند زہرہ کا ہو بقول تمہاری والدہ کے
کہ وہ قبل ازین خداوند زہرہ کے تصرف مین تھین جب وہ عاجز ہو کر اہل اسلام سے اور اپنا چولا بدل کر ظاہر
اُنکے خیال مین تو قتل ہوے مگر وہ اپنے جسم ظاہر کو چھوڑ کر طرف آسمان کے تشریف لیگئے سب لشکر
تباہ ہوا تمہاری والدہ بھی تباہ ہو کر ادھر نکل آئین چونکہ یہ شرف میری تقدیر مین تھا مجھکو پسند کیا مین انکی خدمت
مین خدمت کرنے کو حاضر ہوا اصل واقعہ یہ ہے جو کہ مین نے بیان کیا انمین سر مو فرق نہین ہے جسطرح کہ
مجھسے بیان کیا گیا تھا مین نے تجھسے اظہار کر دیا یہ سب واقعہ چتر نگار نے سنکر جواب دیا کہ آپنے
مجھسے پہلے ہی سے کیون نہ ظاہر کر دیا کہ تم خداوند کے فرزند ہو پوشیدہ کیون کیا اسکا کیا سبب تھا اور کیا

ویسا آدمی کبھی نہیں ہر خداوند کا فرزند خداوند کا پوتا ہے یہ باتیں دل سے کر کے شمشاد کے پاس سے اُٹھا
اور اپنے مقام پر آکر فکر کرنے لگا کہ کیا تدبیر کروں کہ ایکبارگی آسمان پر ابر ہلکا ہلکا آگیا اور چھوٹی چھوٹی بوندیاں پڑنے لگیں
وہ ہلکا ہلکا ابر اُنہیں برق کا چمکنا عجیب لطف دیتا تھا کہ یہ کیفیت دیکھکر اسکے منھ سے یہ کلمہ نکلا کہ
واہ کیا میری قدرت ہی کہ میں نے ابر پیدا کیا ہی یہ اسی خیال میں غرق تھا اور یہی کہہ رہا تھا کہ اسکا عیار
گربک گندہ زبان سامنے سے نمودار ہوا اسکو دیکھکر یہ کہنے لگا کہ تم مجھکو سجدہ کرو میں تمھارا خدا ہوں کیونکہ
میں فرزند ہوں شہنشاہ لقا کا جو کہ خدائے کل ہی اُسنے ہنسکر کہا کہ کوئی قدرت دکھاؤ کہ جس امر سے تمھاری
خدائی کا ثبوت ہو چنانچہ گربک نے کہا کہ دیکھو یہ میری قدرت نہیں ہو کہ اسوقت کوئی موقع نہ تھا نہ فصل تھی بارش
کی مگر میں نے اپنی قدرت سے کیسا ابر شاداب پیدا کیا کہ وہ اسوقت کیا لطف دے رہا ہی اور جو کہ فصل بہار
کا خدا دے رہا ہی یہ سنکے اُس عیار نے اُسکے کہنے پر عمل کیا اور اُسکو سجدہ کیا کیونکہ یہ امر تو بخوبی ظاہر
ہو چکا تھا کہ یہ فرزند میں خداوند زمرد کے اُنکی اور صورت خداوندی میں کوئی فرق نہیں ہی بس اُسنے خیال
کیا کہ خداوندی کی تصویر کو سجدہ نہ کیا تھا یہ سجدہ کیا کوئی نقصان کی بات نہیں اور اُنکی خوشی بھی ہو لی پھر سجدہ
کر کے سر اُٹھا لیا اور عرض کیا کہ میں آپکی خدمت میں اس وقت اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ یہ ابر جو آیا
ہو لیا اسوقت یہ بھی چاہتا ہو کہ شکار ہو تو مزا ہو لہذا پہلے شکار تشریف لے چلیے تو بہتر ہوگا کچھ دیر شغل شکار
فرما کر واپس آئیے گا بادشاہ سے اجازت حاصل فرما لیجیے کہ وہ بدرنگ میں چنانچہ گربک نے کہا کہ اب مجھکو کوئی
ضرورت کسی سے اجازت لینے کی نہیں ہی میں خود صاحب اختیار ہوں میں کسی کا تابعدار نہیں ہوں کیونکہ
میں خداوند کا فرزند ہوں جب تک نہیں ظاہر تھا اسوقت تک تو کوئی امر نہ تھا اب میں خود سب سے اطاعت
کا اپنی حکم دونگا جو میری اطاعت نہ کریگا اُسپر اپنا غضب نازل کرونگا اور جو اطاعت قبول کریگا اُسپر نگاہ
رحمت کرونگا اور اُسکا بڑا مرتبہ ہوگا اور اُسکے لیے تقدیر بہتر کرونگا اور اُسکا نام بڑھاونگا یہ جو گربک نے
سنا اپنے دل میں کہنے لگا کہ اسکا دماغ خراب ہو گیا ہی خودی نے اس کے دماغ میں جگہ کی اب خداوند زمرد
خبر کریں دیکھیں اسکا انجام کیا ہوتا ہی ہمارے نزدیک ہو تو اسکی کوئی اطاعت نہ کریگا کیونکہ یہ ابھی طفل کمسن ہی
اور طفل کی بات کا کیا اعتبار ہم دیکھا جائیگا اور ہم دیکھتے ہیں یہ اونٹ کس کل بیٹھتا ہی یہ کہکر عرض کیا کہ میں
نے ابھی آپ سے کیا عرض کیا تھا کہ اسکا آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور دوسری تقریر شروع فرما دی یہ سنکر
گربک نے کہا کہ میں نے اسی امر کے لیے تو یہ ابر پیدا کیا ہی میرا دل خود شکار کو چاہتا ہی تم سامان شکار
مہیا کرو میں چلنے کو موجود ہوں تم سواری میری لاؤ یہ سنکے وہ عیار اُسی وقت باہر آیا اور سب سامان
شکار درست کر کے حاضر ہوا کہا تشریف لے چلیے میں نے سب انتظام کر لیا ہی یہ سنکے گربک نے اسیوقت
شکاری کپڑے زیب تن کیے اور باہر آکر مرکب پر سوار ہو کے بغیر اطلاع اپنی ماں و شمشاد کے برائے شکار
روانہ ہوا شہر سے باہر نکلکر ایک صحرا کی طرف رخ کیا کوئی شہر سے دس کوس چلا کہ ایک صحرا سبزہ زار
ملا جو کہ گلوں سے مملو تھا سب رنگ کے اشجار لگے ہوئے تھے جا بجا چشمے جاری تھے جگہ جگہ کوزہ یا سے
اور لالہ کے پھول کھلے ہوئے تھے شمشاد کے اور بیلا چنبیلی موگرے کے درخت لگے ہوئے تھے
کہیں پر گل خود رو کی بہار ایک طرف کوسوں سبزہ زمرد نگار لگا ہوا تھا طائران صحرائی اشجار پر بیٹھے
بزبان بے زبانی حمد سبحانی کر رہے تھے کوئی اپنی زبان میں یہ کہتا تھا کہ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار کوئی یہ کہتا تھا شعر پڑھ رہا تھا کہ از زمین تا ہر رو ید * وحدہ لاشریک لہ گو ید یہ فاختہ قلندر
مشرب سرو پر بیٹھی ہوئی کو کو کر رہی تھی قمریاں درخت شمشاد پر سایہ فگن تھیں اور بلبلیں بھی ہو لی یا ہو یا ہو کا

اور میری جدائی کے قائل ہوا اور جا تو کہ مین تمہارا خدا ہون یہ کلام اُسکے سُنکے ایک نے دوسرے کی
طرف دیکھا اور اشارے سے کہا کہ اس صحرا مین آکے اور یہان کی ہوا کھا کے اور مزاج ہو گیا یہان
کی ہوا نے ایسا اثر کیا کہ اپنے کو خدا تصور کرنے لگا اس صحرا کو دیکھکر رنگ بدل گیا دوسرا رنگ پیدا ہوا
ایک گل دیگر شگفت کیا خوش لطیف اور فضا اس صحرا کی ہوا کی کہ جسکے سبب سے یہ مادہ جنون پیدا ہو گیا
سچ کہتے ہین کہ جسکے دماغ مین مادی جنون ہوتا ہی وہ فصل بہار مین جوش زن ہوتا ہی اور اُسکو دیوانہ کردیتا ہی بقول شاعر ؎ این سبزہ وان
صحرا بوستان خشنود ہاردہ دیوانگی دستی اسوقت شگوفہ وار دہان اس شہزادی کی بہی نوبت ہوئی ہی کہ صحرا کی جو ہوا کھائی اور بیجا برہمی ہی تو اسکے مادہ
سوداوی نے زور کیا ہی بیٹھے بیٹھے یہ خبط ہوا کہ مین خدا ہون واہ کیا خوب بات ہی خدا وند زمین سب کے
حواس درست رکھین کہ ہو اس مقدم مین اس صحرا کی ہوا کچھ بدلی ہوئی نظر آتی ہی وہ راہ دکھاتی ہی
جو کہ گمراہ کرنے والی ہی یہ باہم سب نے اشارے کرکے خاموش ہو رہے ایک نے دوسرے
کا منھ دیکھا اور سب نے ایک مرتبہ چنچنگ کا منھ دیکھا اور خاموش ہو رہے کہ اتنے عرصے مین بالکل
شام ہوگئی ادھر خیمے استادہ ہو گئے ملازمون نے آکر عرض کیا کہ حضور تشریف لے چلیے خیمے وغیرہ برپا
ہو چکے یہ سنکے چنچنگ مع رفقا کے طرف بارگاہ کے آیا اور مرکب سے اُترکر داخل بارگاہ ہوا سب رفیق
اپنے اپنے خیمون مین گئے اسکے ہمراہ دس ہزار کا لشکر تھا کیونکہ تنہا لشکر شہزادہ کا ہی وہ سب اسکو اپنا
شاہزادہ تصور کرتا ہی جب اسنے سامان شکار کا حکم دیا تھا تو اسکے عیار نے سب سامان درست
کیا تھا اور لشکر کو بھی حکم دیدیا تھا کہ دس ہزار سوار تیار ہون کیونکہ شاہزادہ برائے شکار تشریف
لے جائیگا تو وہی دس ہزار سوار تیار ہو کر ہمراہ ہوے تھے تب جب داخل خیمہ ہوے چنچنگ نے کھانا
کھا کر سو رہا ادھر ہر ایک رفیق اُسکا کھانے سے فراغت کرکے سو رہا کہ وہ رات تمام ہوئی مگر ابھی
ابھی تک اُسی طور سے آسمان پر چھایا ہوا ہی وقت صبح ہی سبزہ لہک رہا ہی گل کھلے ہوے ہین
خوشبو سے صحرا مہک گیا ہی طائر بول رہے ہین اور آشیانون سے طائر اڑ اڑ کر فوق مین چہچہا
رہے ہین صداے کبک دری سے تمام صحرا گونجا ہوا ہی شور آمد سحر دیکھکر خوشی سے رقص مین
مصروف ہین بلبلین گل کے رخون کے بوسے لے رہی ہین طائر حمد الٰہی کر رہے ہین چرند اپنے
اپنے مقام سے نکلکر چرا مین مشغول ہوے ہین اور اُسکی عنایت کا شکر ادا کرتے ہین تمام سبزے
پر قطرے اوس یون پڑے معلوم ہوتے ہین کہ جیسے فرش مخمل سبز پر گوہر آبدار گسترده ہین خواه
وہ بوندیان جو کہ پڑ رہی ہین وہ برگ اشجار پر بھی نہی سمان دکھاتی ہین کہ گویا برگ زمرد پر گوہر جڑے
ہوے ہین کٹورہ گل مین جو قطرے آب شبنم مجتمع ہو گئے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی غنچہ دہن کے لیے
ساغر بلورین مین آب صاف و شفاف بھرا ہی نسیم سحری گلون کو پامال کرتی پھرتی ہی سبزے کو روندتی ہوئی
چلتی ہی آہوان صحرائی غول کے غول سبزہ نودمیدہ کو کس خوشی کے ساتھ چر رہے ہین نیل گاے وغیرہ دیکھکر
ہرن کچھ لب دریا اپنی تشنگی بجھا رہے ہین کہ ادھر خیمے مین یہ نظارہ ہے وقت یعنی چنچنگ بیدار ہوا
اور منھ ہاتھ دھوکر قصد کیا کہ عیار کو بھیجکر رفیقون کو طلب کرون کہ ادھر وہ بھی لوگ بیدار ہو ہو کے
اپنے اپنے مقام سے اسکے خیمے مین آئے اسکو آمادہ شکار پایا ادھر خادمون نے مرکب تیار کرکے
در خیمہ پر حاضر کیے چنچنگ نے عیار کو حکم دیا کہ سب سامان شکار طرف صحرا کے روانہ کرو کہ ما بدولت
جاکر شکار کرین گے ریک عیار نے خیمے سے باہر نکلکر سب سامان شکار و صید افگنی طرف صحرا کے روانہ
کیا جسمین بہت سے باز و جرہ وغیرہ تھے شکار کے طول سے کیا حصول اگر کہین موقع ہوگا تو لا حد مست

ناظرین میں عرض کرونگا اگر بیان کو طول دیتا ہون تو اصل مطلب فوت ہوتا ہو میرا یہ خیال ہو کہ اصل مطلب پر
آؤن کہ ابھی بہت کچھ بیان کرنا ہو بس بعد روانہ کرنے سامان شکار کے عیار نے آکر عرض کیا کہ تشریف لیچلیے
سب سامان درست ہو یہ سنکے چترنگ اپنے مقام پر سے اُٹھا اور رفقا کو ہمراہ لیکر بیرون خیمہ آیا اور مرکب
پر سوار ہوکر طرف صحرا کے روانہ ہوا صحرا مین پہونچکر پہلے تو پرندون کا شکار کیا ہزارون طائر صید کیے بعد اسکے
طرف چرندون کے متوجہ ہوا ہر ایک رفیق نے ایک ایک ہرن کو شکار کیا چترنگ نے بھی تیر سے کئی
ہرن گرائے کہ کچھ لوگون نے آکر عرض کیا کہ فلان مقام پر ایک وسیع میدان ہین نہایت عمدہ سبزہ لگا ہوا ہو
وہان پر ایک جھیل ہو اسکے کنارے بہت سے ہرن چرا کرتے ہین سبزے کو دیکھکر خوش فعلیان کرتے ہین
اگر حضور اُس مقام پر چلکر شکار کرین تو بہت آہو ہاتھ آئین یہ سنکے چترنگ نے مرکب کا پویا ڈالدیا اسکے پویا
لینے کے ساتھ ہی تمام رفیق بھی اپنے اپنے مرکب کو مہمیز کرکے اسکے ہمراہ چلے تھوڑے عرصہ مین اُس مقام
پر پہونچکے دیکھا واقعی سیکڑون ہرن چرا ہین مصروف ہین بعض اُنمین سے اس جھیل کے کنارے ہوئے پانی پیتے
ہین یہ دیکھکر چترنگ نے اپنے رفیقون سے کہا کہ دیکھو یہ قدرت ہی بادولت کی کہ یہ جانور پیدا کیے ہین
یہ تو اپنی کیا لطفی بیان کرتا ہو وہ لوگ مسکراتے ہین اسکو تو آپ جانتے ہین کہ اس صحرا کی ہوا دیکھا کیسی اچھی ہوا اور کچھ
نہین آتا ہو قدرت قدرت کے سوا اور کچھ نہین جانتا ہو یہ لوگ اس خیال سے اُسکی بات کا جواب
نہین دیتے ہین کیونکہ اسکے سبب سے پرورش پاتے ہین اسی کے پاس نوکر ہین اگر کوئی بات اُسکی مرضی
کے خلاف منہ سے نکالین تو نوکری مین فرق آجائے دال روٹی کا سہارا جاتا رہے گو کہ قدرت اُنکو بھی یہ
باتین بُری معلوم ہوتی ہین مگر خاموش ہین دل ہی دل مین جل رہے ہین مگر کیا کرین جو کچھ سنواتا ہو
گوارا کرنا پڑتا ہو غرض جب اُس صحرا مین پہونچے غزالان صحرائی نے جو مرکبون کی ٹاپون کی صدا آئی کان
کھڑے کیے اور چوکنا ہوکر دیکھنے لگے دیکھا کہ بہت سے لوگ مرکب اُٹھائے چلے آتے ہین صید اپنے
دشمن کو خوب پہچانتا ہو بس جست وخیز کرکے ایک طرف کو چلے یہ لوگ بھی قریب پہونچ گئے تھے انہون
نے بھی مرکب اُنکے تعاقب مین ڈالدیے وہ آہو برابر چلے جاتے ہین کسی مقام پر دم نہین لیتے انہین سے
ایک آہو کے تعاقب مین اُسنے بھی مرکب ڈالا ہو وہ بھی جست کرکے چلا ہو ایک مقام پر اُسکے قریب پہونچکر
اسنے تیر مارا کہ اُسکی پیشانی پر پڑا نیم زندہ ہوگیا وہ پیچ کھاکر زمین پر گرا یہ بھی مرکب پر سے کود پڑا اور اُسکے
ہاتھ جوڑکر اسکو موافق اپنے مذہب کے ذبح کیا قریب ایک درخت سایہ دار بہت بڑا تھا اُسکے سایے مین کھینچکر لایا اور
انتظار مین ہو کہ کوئی آئے تو مین اسکو لیکر اپنے قیام گاہ پر چلون کہ دیکھا سامنے سے سب رفیق ہرن
شکار کیے ہوئے اسکو تلاش کرتے ہوئے چلے آتے ہین یہ اُنکو دیکھکر خوش ہوا اور قصد کیا کہ جلد ادون
کہ وہ سب کے سب اسکو دیکھکر اسکی طرف آئے اور قریب پہونچکر مرکبون سے کود پڑے کہا اسنے اُنسے
کہا کہ تم سب نے بھی آہو شکار کیے عرض کیا جی ہان مگر بڑی مشکل سے یہ آہو ہاتھ آئے ہین بڑی عرقریزی
کرنا پڑی چترنگ نے کہا کہ تھوڑی دیر یہان توقف کرو تو پھر خیمہ گاہ کو چلینگے کیونکہ اب وقت دوپہر کا ہو یہان
تھوڑی دیر استراحت کرین پھر سہ پہر کو شکار کرینگے اُنہون نے عرض کیا کہ جو آپ کی مرضی ہو مناسب ہو
بہتر تو ہو اسوجہ سے کہ اسوقت ملاحظہ تو فرمائیے کس شدت سے آفتاب کی گرمی سے دل پیش ہو کہ جاکیا
چشمون مین جو پانی بھرا ہو وہ بھی گرم ہورہا ہو اور شوربت یہ ہو کہ مچھلیان اوپر پانی کے اُبھر اُبھر کر چلی آتی ہین
اور منہ کھولے ہوئے ہین اور جسوقت آفتاب کی ضو اُنکے سرون پر پڑتی ہو اسوقت پھر غوطہ کھا کر پانی
کے اندر چلی جاتی ہین اور چرند وپرند بھی اسوقت اپنے اپنے آشیانون اور جھاڑون مین جاکر پوشیدہ ہوگئے

ہین اور اسوقت یون بھی بشدت ہی یہ باتین ہو رہی تھین اُس میدان مین ایک جھاڑی لگی ہوئی تھی اُسمین سے
ایک بہت بڑا ہرن اُسپر کارچوبی جھول پڑی ہوئی طلائی گھنگرو اُسکے گلے مین چھم چھم کرتا ہوا نکلا اور طرف اُن
لوگون کے چلا چہر ہانگ کی جو نگاہ اُسپر پڑی اُسنے اپنے رفیقون سے کہا دیکھنا کیا خوش قطع ہرن ہی یہ تو
کسیکا پالو معلوم ہوتا ہی دیکھو یہ انسان سے رم نہین کرتا اُن لوگون نے کہا بجا ارشاد ہوا ایک رفیق چہر ہانگ
وہین بولی بولا کہ یہ میری قدرت ہی سب لوگ مسکرا کر رہ گئے مگر اُسکی جانب سے منہ پھیر لیا اُس ہرن کو
دیکھنے لگے کہ وہ ہرن ان سب کے قریب آیا چہر ہانگ نے کہا کہ اسکو پکڑ لو یہ جو چہر ہانگ نے کہا تو اُسنے
گردن اُٹھا کر چہر ہانگ کی طرف دیکھا اور اُسکی طرف دیکھکر صحرا کی جانب رُخ کیا دیکھتے ہی ایک رفیق چہر ہانگ
اس قصد سے بڑھا کہ اسکو گرفتار کرلون وہ برق خرامند جست کر کے ایک تیر کے فاصلہ پر جا کر گرا
یہ حال دیکھکر چہر ہانگ نے کہا کہ جب تک مین اس ہرن کو نہ گرفتار کرلونگا یہان سے نہ جاونگا یہ کہکر مرکب
پر بہت جلد سوار ہوا اور اُسکے رفیق بھی سوار ہوکر چلے چہر ہانگ نے مرکب کو اُس آہو کے عقب مین جولان
کیا اور رفیقون سے کہا کہ جو کوئی اس آہو کو زندہ گرفتار کر لائیگا اُسکو مین بہت انعام دونگا کیونکہ مجھکو یہ آہو
بہت پسند آیا ہی یہ سنکر ہر ایک نے کمان کو دوش پر رکھا اور کمند لیکر اُسکی طرف رُخ کیا چہر ہانگ نے اپنے
مرکب کو بھی اُسکے عقب مین تیز کیا ہر ایک نے گھیر لیا اور کمند مین اُسپر ماری وہ حلقہ کمند سے یون نکلگیا کہ جیسے
شرارہ سنگ سے یا ہوائی گنج سے یہ کیفیت دیکھکر چہر ہانگ کو بہت غصہ آیا اور مرکب کو اُسکے عقب مین
سرپٹ ڈالدیا رفیقون نے بھی مرکب اُٹھائے مگر وہ آہو جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہی کسی کے ہاتھ
نہین آتا ہی جب چہر ہانگ قریب پہونچکر کمند مارتا ہی وہ صاف تیر شہاب کے مانند نکل جاتا ہی تا اینکہ
تمام رفیق اُسکے پیچھے رہ گئے کوئی عقب مین نہ پہونچ سکا مگر چہر ہانگ کہ اُسکا مرکب بہت تیز تھا اور نہایت
عمدہ تھا وہ تو برابر چلا گیا کسی مقام پر دم نہ لیا کوئی تین چار کوس کے فاصلہ پر نکلگیا کہ وہ آہو جست و
خیز کرتا ہوا ایک سمت کو روانہ ہوا اب یہ حالت بہم پہونچی ہی کہ چہر ہانگ ہر چند مرکب کو تازیانہ مارکر دوڑاتا
ہی نہین گھوڑا اُس آہو کے پاس اب پہونچ سکتا ہی کیونکہ وہ مثل برق یا ہوا کے تیز رو تھا چہر ہانگ حیران
و پریشان اپنے دل مین یہ کہتا تھا کہ یہ آہو نہایت چالاک اور سبکرو ہی کہ مجھ سا ایسا شہسوار اور میرا ایسا مرکب
تو روے زمین پر نہین ہی مگر یہ آہو وہ جست و خیز کرتا ہی کہ اب تو قریب بھی اپنے آنے نہین دیتا ہی نہین معلوم
یہ کس بلا کا آہو ہی یہ باتین دل سے کرتا تھا اور مرکب کو مہمیز کرتا چلا جاتا تھا اور مرکب کی طرف جو خیال کرتا
تھا تو از سرتا پا عرق عرق پاتا تھا اسکا بھی کچھ خیال نہ تھا سمند کو اپنے دوڑائے اُسکے عقب مین چلا ہی
جاتا تھا اور دل سے یہ کہتا تھا کہ مین اس آہو کو تیر سے نہ مارونگا زندہ حلقہ کمند سے گرفتار
کرونگا کہان تک یہ بھاگ کر جائیگا آخر کسی مقام پر ضرور ٹھہریگا مین اسپر قبضہ کر لونگا ابھی یہ باتین
دل سے کر رہا تھا اور برابر چلا جاتا تھا کوئی دوپہر تک اُسکے تعاقب مین پریشان رہا مگر وہ آہو ہاتھ نہ آیا
کوسون راہ طے کر کے نکلگیا تھا کہ ناگاہ دور سے ایک باغ دکھائی دیا کہ وہ آہو قریب اُس باغ کے پہونچکر
ٹھہرا جب چہر ہانگ اپنے مرکب کو دوڑا کر اُسکے قریب پہونچا تو آہو جست کر کے دیوار باغ کو پھاند کر اندر
باغ کے چلا گیا اُسوقت چہر ہانگ کو بہت غصہ آیا اُسنے بھی قصد کیا کہ مین بھی مرکب کو مہمیز کر کے اور
دیوار باغ پھاند کے اندر باغ کے چلا جاؤن مگر مرکب مین طاقت نہ پائی اور باغ کو جو دیکھا تو اُسکی
چار دیواری بہت اونچی اور منقش اور بیشا کار پائی جب وہ آہو اندر باغ کے چلا گیا اور اسنے اپنے
مرکب مین طاقت نہ پائی مجبور ہو کر رہ گیا اور خیال کرنے لگا کہ یہ باغ ضرور کسی بادشاہ یا شہزادے کا ہی

اسکا دروازہ تلاش کرکے اُسکے ذریعہ سے اندر جانا چاہیے اور اس آہو کو گرفتار کرکے لانا چاہیے یہ
تصور دل میں کرکے اور مرکب کو سمہنہ کرکے اس باغ کی دیوار کے پیچھے چلا جب وہ حد تمام ہوئی دوسری حد
شروع ہوئی ہر اسی طور سے چلا جاتا ہی وسط دیوار کے قریب پہونچا تو دیکھا کہ ایک پھاٹک طلائی اُسپر مینا
کیا ہوا لگا ہی مگر کھلا ہوا ہی پہلے تو ایسا تصور کیا کہ مع مرکب اندر جاؤن پھر خیال کیا کہ کیا ضرور ہی بلکہ پشت
مرکب سے اترا مرکب ایک درخت سے باندھ دیا جو کہ دونون طرف دروازے کے چنار کے لگے
ہوے تھے مگر مہیب خوشبو آتی تھی اور خود گنبد اُنکے میں ہی ہوے تھے مگر جو عرق تھا اُنسے تا پسینے مین
غرق تھا اندر باغ کے چلا حالت یہ ہی کہ ہر ایک طرف دیکھتا جاتا ہی جب اندر باغ کے پہونچا تو باغ
کو بہت شاداب دیکھا ہر قسم کے گلون کے تختے لگے ہوے تھے روشین بڑی بنی ہوئی مہندی کی
ٹٹیاں روشون پر لگی ہوئین اُنپر سرخی پڑی ہی کہین پر چمن الگ لگا کہین کو ٹیا پہ رنگ کی بہار پھیلی ہوئی تو
بکثرت ہی ہر قسم کے پھول کھلے ہوے ہین قفس والے درختون کے تماشا سے درختون میں لگے ہوے ہین وہ
چہکار رہے ہین بلبلین بول رہی ہین طاؤس کہین رقص میں ہین ہوا سے سرو کے جھونکے آرہے ہین کہ جنکو نظم

بارہ فریب کے گردمین تھا وہ باغ
اور کرین کی تھی اُسپر کھانچ کی
درون کی جا پہ ہیرے موتی تھے
اُسپہ تھا سب جڑا و جڑا کا
کوئی دیوار پہ اگر چڑھ جا سکے
بلبلین بیٹھی تھین آ آ کر
مو تیا موگرا گل شب بو
تھی بہار ایک طرح کی ہر کیہ بہار
گل لالہ کہین بدخشان کا
تھا دکھاتا بہار وہ ہر آن
گل اور رنگ لعل کا تھا بنا
سرو پہ قمری کرتی تھی کو کو
تختہ تھا ایک طرف گلاب کا جو
باغ مین اُنکا تھا حسد آئینہ
تھے درخت اور میوے جو جو
جسکے سائے میں عشق ہو مرغوب
بادلہ ہر روش پہ بچھا تھا
صاف تر شے ہوے اتنا سی
بادلہ پوش وہ ہر ایک شجر
دل میں آنکھون میں جو سمائی نہ
ہر پانی کی بانند تھی دل
صاف پانی تھا آب مروارید

دیکھے رضوان تو کہا کہ سیدہ دیوار
تھی چندن کی جگہ پڑے یاقوت
کہ کسی جنکی جان و دل میں چھپے
کیا بلندی کرون میں اُسکی عیان
تو فرشتون کا مرتبہ وہ پا سکے
تھا بی کہین بلبلین خوش ہو
و ہ قمری تھین کبک کے راتون کو
کہین گیندے کے لگے ہوے تھے زرد
کیون نہ بلبل کو کھٹکا ہو جان کا
گل چنبا عقیق زرد کا تھا
وہ سبزہ سنبل کا دم لگاتا تھا
سیوتی کی بہار ایک طرف
کیا بیان آب و تاب اُسکی ہو
کہین نرگس کہین پہ داؤدی
کرون کیا مین بیان اسپہ آنکھ
باغ وہ گلشن تجلی تھا
صحن گلشن سپہر آسا تھا
یون تھی تھالون مین اُنکی جلوہ گری
وہ تمامی کی تھالیون مین تر
تھی تقسیم گلاب سے ہر مہر
دیکھنے والے ہوتے تھے بسمل
فریب مہر و حباب تھا اسطرح

مشک خالص کی تھی زمین جنکی
روح حورون کی جس سے پائے وفا
تھی طلا کی کھڑی جو وہ دیوار
کیا ثنا باغ کی کرون مین بیان
اُسمین انواع قسم کے تھے شجر
آنکھ مین لیلائی تھی شب بو
اشرفی جا بجا جو ہی ہار سنگھار
یار کے رخ کے عکس سے پر درد
اور سلم کا تھا جو نافرمان
عاشقون کو سبب وہ درد کا تھا
لاجوردی تھا وہ گل جعفری
کیتکی کی قطار ایک طرف
نسترن راسے بیل اور نسرین
اور مچکو نہا ہوئی گھنیا اودی
تاک انگورون کی تھی ایسی خوب
ہر روش سے ہن تجلی کا تھا
نخل وان وہ تھا سر الماسی
جس طرح سے نگینہ تھی جڑی
نہرین اسطرح کی بنائی تھین
جوش سے پانی مارتا تھا لہر
ہو بہو شکل چشمۂ خورشید
چشمہ وار ہرمین مثل جسطرح

فتح کرلی تھی موج تیغ خوش آب		در سیدم ہوتی تھی شکست حباب	

یہ سما باغ کا دیکھکر اسکا دل باغ
باغ ہوگیا اور جو کچھ ضعف آگیا تھا وہ شگفتہ ہوگیا اسکے حواس درست ہوئے اب یہ ہرن کو ہر ایک چمن میں تلاش
کرنے لگا اسنے کہیں ہرن کا نشان تک نہ پایا یہ بہت حیران ہوا کہ وہ آہو کیا ہوا میرے سامنے باغ میں کود
کر آیا اور غائب ہوگیا جب کہیں اسکو آہو نہ ملا تو یہ اس قصد سے آگے چلا کہ ذرا اس باغ کو تمام وکمال دیکھنا
ضرور ہے کہ یہ باغ کسی خوش مزاج کا ہے اور خوب آراستہ کیا ہے اور خوب خوب چمن بندی کی ہے مگر افسوس یہ ہے
کہ وہ آہو ہاتھ نہ آیا نہ معلوم کیا ہوا اسکو زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا کچھ پتا نہیں چلتا ہے خیر اس خیال سے اس
باغ کی سیر ہوگئی یہ خیال کرتا ہوا چلا آتا ہے کیفیت باغ کو دیکھ دیکھ کر دل بشاش ہوتا جاتا ہے کہ اسنے دیکھا
کہ ایک بارہ دری بھی بہت نفیس باغ میں ہے اسکو اسکے دیکھنے کی بھی خواہش ہوئی چنانچہ یہ اُسی بارہ دری
کی جانب نہیں گیا تھا اُسی مقام پر لب نہر کھڑا ہوا شہر کی سیر کررہا تھا کہ کچھ عورتوں کی باتیں کرنے کی آواز
کان میں آئی اسنے جو صدا زنانی سنی اس زناسنے نامرد نے یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسیکا ناموس
ہے جو کہ اس باغ میں اُترا ہوا ہے یہ انھیں عورتوں کے کلام کرنے کی صدا آئی ہے دیکھنا چاہیے کہ کوئی ان میں
خوبصورت بھی ہے یا کوئی نہیں اور مجھے تو کوئی پوشیدہ نہوگا کیونکہ میں تو خدا ہوں کوئی خدا سے بھی پردہ کرسکتا
ہے یہ خیال کرکے اُسی مقام پر کھڑا رہا یہ انسان نہیں ہے غالباً شیطین دیو ہے کہ سمایا ہوا ہے گو اسکا ابھی کچھ سن نہیں ہے
ہے کوئی تیرہ برس کا ہے مگر قد اسکا کئی گز کا ہے ہاتھ پیر بہت موٹے ہیں رنگ سیاہ ہے یہ مثل دیو کے شہر کے کنارے
کھڑا ہوا اُسی جانب کو دیکھ رہا ہے جدھر سے وہ صدا آئی ہے کوئی کسی طرح کا خوف نہیں ہے چونکہ وقت سہ پہر
کا تھا چند عورتیں باغ کی سیر کرتی ہوئی اور پھول چنتی ہوئی چلی آتی تھیں مگر سب جوان حسین مزاج میں شرارت
ایسی ہیں چہلیں کرتی جاتی تھیں کہ وہ بھی اسی مقام پر پھولوں کو دیکھنے کو آئیں اور یہ بھی خیال ہوا کہ نہر میں جھلک
منہ ہاتھ بھی دھولیں کہ اتنی نگاہ جو نہر تک پڑی کہ وہ سب کی سب وہ ڈر کر چلا کر رہ گئیں اور ایک نے
دوسری سے کہا میں نے دیکھا کہ یہ نہر کے کنارے موا دیو کہاں سے آگیا اور یہ کون موا موذی کا ہے
کہ جسکو میں دیکھکر ڈر گئی خدا وند تو مرد اسکو جلدی ہی غارت کرے یہ کمبخت کیونکر باغ میں چلا آیا یہ تو دیو کا بچہ
معلوم ہوتا ہے دیکھو تو رنگ کیسا سیاہ ہے جیسے آبنوس اس موئے کے ہاتھ پیر آبنوس کے کندے معلوم
ہوتے ہیں یا جلے ہوئے درخت کے تنے معلوم ہوتے ہیں دانت کیسے بڑے بڑے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ
جیسے خوک کے دانت نکلے ہوئے ہیں اور آنکھیں زرد ہیں یہ تو کوئی بچہ شیطان معلوم ہوتا ہے بہتر یہاں سے
جلدی چلو کہیں ایسا نہو کہ یہ لپٹ جائے چلکر ملکہ سے عرض کریں کہ حضور آپ یہاں سے تشریف لے چلیں
اب یہ مقام رہنے کے قابل نہیں ہے یہاں نحوست اور بلا کا گذر ہوگیا ہے اُسنے کہا میں بھی ڈر گئی دیکھو
میں بڑے بڑے دیو دیکھے ہیں اسکو دیکھ رہا ہے ادھر کو یہ آنکھیں پھوٹ جائیں کسقدر موا لمبا ہے تاڑ کا
درخت معلوم ہوتا ہے اور موٹا کسقدر ہے کہ جیسے فیل مست ابھی میں نے کچھ اور بھی دیکھا تو اسکی پیشانی پر
ایک شاخ بھی ہے یہ تو کچھ گینڈے کا بچہ معلوم ہوتا ہے تیسری بولی کہ چلو چلو یہاں سے کہیں ایسا نہو کہ یہ ہمکو
کو کھا جائے باہم گفتگو کررہی تھیں اکبیاسنے ایک نے پکار کر اُسی مقام سے کہا کہ او موئے مردے غارت گئے اس
باغ میں کیوں آیا ہے یہ ہماری ملکہ کا باغ ہے یہاں غیر کوئی نہیں آنے پاتا ہے ملکہ بڑی خونخوار ہے اب سے تجھکو
قتل کرڈالے گی ایک نے کہا کہ نہیں بہتر ہوگا کہ اسکو قتل کرڈالیں ارے میں تو اسکو دیکھکر ڈر گئی میرا کلیجہ تو ابھی
تک قابو میں نہیں ہے ماتھوں اچھل رہا ہے ایک اُن میں سے ظرافت پسند تھی وہ بولی کہ میں تو اسکو دیکھکر یہ سمجھی
کہ کوئی نئے قسم کا جانور ہے یہ تو انسان نہیں ہے ایک نے کہا کہ تمکو تو ہر بات میں دکھائی دیتا ہے ارے بہن میری تو

اور کہا کہ لوشتانِ زمردی یہ خداوند ہیں چلو ہمیں یہ کوئی دیوانہ ہی ملکہ کہہ کا دیوانہ پن نکالیں گی تب اسکو ہوش آئیگا تو خداوند
آگئے ہیں کہا خوب یہ خداوند ہیں تو یہ بھی اپنا غضب ہم پر نازل کرینگے تو یہ ملکہ کو خاک سیاہ کر دینگے اُس مردے
کے منھ میں خاک جو ہماری ملکہ کے شان میں یہ کلمہ کہے جلدی بھی ہوگا لاتوں کا بھوت باتوں سے نہیں مانتا ہی
ہمنے تو یہ خیال کیا کہ بیچارہ اسکی جان جائیگی ملکہ قتل کروا دیگی یہ باتیں بناتا ہی ایک نے کہا کہ تم بھی کس کی بات
کا خیال کرتی ہو وہ اپنے آپ میں نہیں ہی دیوانہ ہو رہا ہی حالت جنون میں تو اس باغ میں چلا آیا ہی اور بیہودہ باتیں کرتا
ہی بھلا کوئی بات ہی کہ میں خداوند ہوں اسی سے اسکا دیوانہ پن ظاہر ہوتا ہی دوسری نے کہا کہ اگر اسپر
جنون کا دیو سوار ہی تو ملکہ اُسکو تازیانے لگا کے مار سکے گی اور جو کہتا ہی سب خداوندی کا مزا معلوم ہوگا اسی طرح
کی باتیں باہم کرنے لگیں اب احوال دیگر سنیے کہ جب چتر نگار اندر باغ کے آیا تھا اور سیر باغ کرتا ہوا
و بتلاش آہو اس باغ میں پہونچا اور وہ عورتیں آئیں اور باہم گفتگو اور چتر نگار سے وہ تقریر کرنے لگیں یہ
خوشنما ملکہ جو کہ اُس باغ کی مالک ہی ایک چمن میں بیٹھی ہوئی جو کہ اُسکے قریب تھا سیر کر رہی تھی یہ شور سنکے اپنے
مقام پر سے اُٹھی اور اس طرف کو چلی دل میں یہ خواہش تھی اور اسکے ہمراہ ہولیں یہ اُسوقت پہونچیں کہ جب یہ باہم گفتگو
کر رہی تھیں اور چتر نگار اور طرف وہ تقریر کرکے دیکھنے لگا تھا کہ ملکہ پہونچی مگر ہمراہ جو خواصیں آئی تھیں اُنمیں
سے ایک عورت نے دوسری عورت سے اشارہ کرکے کہا کہ دیکھو تو یہ مرد اسقدر بدصورت ہی اسکی صورت
دیکھنے سے مجھے تو ڈر آتی ہی اُسنے جواب اشارے سے دیا کہ کیوں باتیں بناتی ہی ہرچند بدصورت ہی لیکن دیکھ
تو کیسا جوان قوی ہی تیرے مطلب کا ہی تجھ تو نہیں آتی ہی تیری رال ٹپکی پڑتی ہوگی وہ مسکرا کر بولی کہ تجھے
ایسی ہنسی نہ ہنسو کچھ میں کچھ نوچ میں اچھے کو کچھ منظور دل پسند کروں اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے
اُتاروں مو اُسکے کا مجھے معلوم ہوتا ہی کوئی نازنین اُسکی صورت دیکھکر دوسری نازنین سے کہنے لگی کہ دیکھا
بھینا یہ مرد اسقدر طویل القامت اور قوی الجثہ ہی انسان کا بچہ کہ دیو ہی وہ اُسکو پایہ جواب دیتی ہی کہ یہ جوان
پہلوان نہایت قوی معلوم ہوتا ہی قوم انسان سے ہی تیری جان سے اس سے ڈرنا بیکار ہی کوئی خوبروی سی
ماہرو سے اُسکی طرف اشارہ کرکے کہتی ہی کہ دیکھ یہ شخص سر اُس موٹی کا کسقدر موٹا تازہ ہی کسقدر طویل القامت
صورت کیا بری ہی آنکھیں کسقدر کبود ہیں خداوند ہم سب کو اُسکی نظر بد اور نگاہ زہر آلود سے بچائیں ہمنے
ایسی آنکھ کی مذمت میں ایک شعر کسی شاعر کا سنا ہی وہ شعر یہ ہی شعر چشم قدر کبود نیست کہ آسمان گون است ؎
بیمان نیزہ و شمشیر تشنہ خون است ؎ چونکہ وہ عاقلہ تھی اور کسیقدر ریاست کو سمجھتی تھی اُسنے حسب سے اُسے
دیکھا یہ خیال کیا کہ کبھی آج تک اس باغ میں کوئی مرد نہیں آیا اسکے آنیکا کیا سبب ہوا ہی یہ تصور کرکے
کہنے لگی اری نادان خاموش رہو کیوں اسقدر مذمت کرتی ہو اگر ملکہ عالم دیکھ لینگی تو غضب ہو جائیگا یہ شخص
نزدیک پہونچا ہر طرح برا ہی یا نزدیک لانے والے کے ارے یہ آپ سے نہیں آیا ہی کوئی نہ کوئی اسکو
لگا کر لایا ہی ہماری لانے والے سے اس جوان سے کوئی خوبیاں دریافت کرے اور تو اُسکی نگاہ سے
دیکھے تو بھی برا نہ کہے اس جوان کو ایک تدبیر سے یہاں کوئی لایا ہی تھوڑی دیر میں یہ سب کچھ ظاہر
ہو جائیگا وہ عورت یہ سنکے فکر کرنے لگی کہ اسکو کون لایا ہی اور اُدھر ملکہ کی نظر چتر نگار پر پڑی اور ادھر
چتر نگار کی نگاہ ملکہ پر گو کہ وہ اور طرف دیکھ رہا تھا مگر آہٹ پانوں کی سنکے اُسنے اُدھر کو دیکھا کہ شاید
وہ عورتیں چلی گئیں کہ یہ صبا قدم کی آئی اب جو دیکھتا ہی تو ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین سر سے پانوں تک
نور کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ابرو سے خمدار اُلٹی ہوئی تلوار پیشانی مثل بدر کے روشن اور سینہ کو
مکا شیبہ ہزار ہزار لطف دیتا تھا آنکھیں نرگس شہلا عارض گل سرخ سے نازک غنچہ دہن نازک بدن

گلا صراحی دار سینہ تختۂ بلور پستان اُسپر یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو حباب نور کے رکھے ہوئے ہیں اُسکا سراپا کیا بیان ہو
اور جوڑا گلنار پہنے ہوئے چند عورتوں کے حلقہ میں کھڑی تھی یہ تو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا اور اُسکی جانب بغور دیکھنے لگا
اُدھر ملکہ نے جو اُسکو دیکھا اپنی ایک پری سے کہا کہ اِنسے دریافت کرو کہ آپ کون ہیں اور آپ کا یہاں آنا کیونکر
ہوا آپ نے کیوں قدم رنجہ فرمایا اُسکی وہ پوچھنے بھی نہ پائی تھی کہ وہ ظریف بول اُٹھی کہ آپ خداوند ہیں یہی صورت
خداوندگولیسپند آئی کہ اِس صورت پر سے تشریف لائے ہیں کہا خوب خداوند ہیں اور کیا خوب صورت میں دیوکا
کچھ معلوم ہوتے ہیں یہ جواب سنتے ہی ملکہ نے برہم ہوکر کہا تو چپ نہیں رہتی بہت ظریف بنی ہو یہ سنکے وہ تو
خاموش ہو رہی ایک اور بول اُٹھی کہ ملکہ معلوم نہیں کہتی ہی ہی اس شخص نے کہا تھا ہم سب کے سب اسکو اس
باغ سے نکل جانیکو کہتے ہیں یہ نہیں کہ اِدھر اُدھر اُڑ جاتا ہے ہیں برا سخن نا شنوا ہی ملکہ نے کہا تم سب کی سب بُری
ہو اِدھر اُدھر بیان ہوا اگر کوئی ہوتے تہ پہلا آدمی تو اسکو دیوانہ بنا دیتی ہو کیا خراب عادت ہو جاؤ یہاں سے
اب جو کوئی بولی تو سزا دونگی یہ کہکر اُس سے کہا کہ جاؤ دریافت کرو اسنے دو قدم بڑھکر اور حسن بانک کی طرف مخاطب
ہوکر کہا کہ ہماری ملکہ عالم دریافت فرماتی ہیں کہ آپکا کیونکر آنا ہوا اور آپ کون صاحب ہیں کیوں قدم رنجہ فرمایا ہی
مجھکو بھی آگاہ ہونا ہے اُسنے تو یہ کہا اور یہاں خبر کسکو رہی اب تو اُسکی حالت اور ہی ہوگئی ہی حضرت عشق نے اپنا رنگ
کیا دل پر تیر محبت نے گذر کیا ہی اُسکی صورت دیکھکر اُسکے آپ سے جاتا رہا ہی دل بیتاب ہو نہیں رہا تو کسی بات
ہوسکے دیکھ رہا ہی یہ بھی نہیں سنا کہ کون ہی اور کیا کہتا ہی کچھ جواب نہ دیا خاموش کھڑا دیکھا کیا جب اُسنے دیکھا
کہ کچھ جواب نہ ملا اُسنے پھر اُسی کلام کا اعادہ کیا پھر جواب نہ ملا جب دو مرتبہ یہ نوبت ہوئی تو ملکہ خود اُٹھکے
بڑھی اور اُسی تقریر کو اپنی زبان پر لائی اُدھر اسکے آگے بڑھنے سے یہ حالت ہوئی کہ قلب پر چوٹ لگی قلب تڑپنے لگا
ہوگیا اور ایک آہ کی خاموش کھڑا ہوگیا کہ ملکہ نے کہا کہ میں آپ سے عرض کرتی ہوں کہ آپ کون صاحب ہیں اور کہاں
سے تشریف لائے ہیں کیا ضرورت ہی ملکہ نے جو یہ کہا تو اُسنے ایک آہ کرکے یہ شعر پڑھا شعر حال دل کچھ کہا نہیں جاتا
خوب سنبھلا نہیں غش آجاتا ۰۰ دیکھ تیر الفت سے دل ہوا گھائل ۰۰ دیکھکر تمکو ہیں ہوا مائل ۰۰ یہ اشعار پڑھکر خاموش ہو رہا
ملکہ نے کہا کہ میں یہ نہیں سمجھی کہ آپ کیا کہتے ہیں اور کیا اپنی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں گو یہ ضرور سمجھ گئی کہ یہ میرے
اوپر عاشق ہوگیا ہی مگر تجاہل کرکے پوچھا اور یہ بھی خوب جانتی تھی کہ جو یہ شخص ہو مگر سب سے دیکھا سے کولا علمی تھی
جب یہ ملکہ نے کہا اور اُسنے دیکھا کہ ملکہ خود کلام کرتی ہی تو کہا کہ میں کیا بیان کروں کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں کیا بس
یہی کافی ہی کہ ایک دل جلا ہوں حضرت عشق کی اکشور دل پر چڑھائی ہی یہاں کسی کی محبت کھینچ لائی ہی اگر میں یہ جانتا
کہ اس باغ میں آکر یہ صورت ہوگی تو میں کبھی نہ آتا افسوس میں ایک آہو کے تعاقب میں کہ وہ آہو بہت خوبصورت تھا آیا تھا
اس خیال سے کہ اسکو زندہ گرفتار کرلوں مگر وہ استقدر چالاک تھا کہ ہاتھ نہ آیا اس باغ کے قریب آکر اس باغ میں
کود پڑا میں بھی اس خیال سے اس باغ میں آیا کہ چلکر اسکو اسیر کرلوں یہاں آکر اسکو تلاش کیا نہ پایا تمام باغ چھان
مارا کہیں نشان تک نہ پایا اُسی کو تلاش کرتا ہوا اُس نہر پر بھی آنکلا چونکہ یہ باغ بہت خوب بنا ہوا ہی اور دلچسپ ہی
میں سیر کرنے اور ہوا کھانے لگا اس مقام کی ہوا بہت ہی قدر خنکی تھی اور میں گرمی سے چلا آتا تھا کھڑا ہوگیا کہ اس
عرصے میں یہ چند عورتیں آگئیں اور یہ باہم گفتگو کرنے لگیں میں انکی تقریر سننے لگا گو انھوں نے مجھکو بہت پریشان
کیا مگر میں نے انکی کسی بات کا جواب نہ دیا کیونکہ یہی خیال تھا و نیز اور خدا کی مرضی کی برداشت کرنا ضرور ہی اسنے
بندوں پر ناراض ہونا زیبا نہیں ہی بس میں نے یہ خیال کرکے اور انکے حال پر رحم کھا کے صرف اسقدر کہا
کہ اپنی ملکہ کو جاکر میری خبر کردو کہ تمہارے باغ میں خداوند جہاں سے اسیری آہو آئے ہوئے ہیں یہ سنتے لگیں مگر میں کچھ
نہ بولا کیونکہ تجربہ نہ کی گرفتاری کا خیال تھا اور یہ ڈر تھی کہ کہیں یہ آہو کہ تلاش لگ گیا اسی فکر میں تھا کہ میں خود اسیر کمند عشق ہوا

وہ قائل ہوئی کہ جو غیر کے لیے کنواں کھودتا ہے وہ آپ ڈوب مرتا ہے میں آپکو اسیر کرنے آئی تھی خود دیوان کمند زلف
میں گرفتار ہوگیا دل کا کوئی اور خریدار ہوا اپنا گھٹانا مجھکو دشوار ہوا بغیر اُسکے پہلو کے ملکہ نے یہ سنکے کہا کہ آپ
میرے ہمراہ تشریف لائیے جسپر دل آیا ہوگا انہیں سے وہ حاضر کی جائیگی کیونکہ آپ مہمان ناخواندہ ہیں اُسکی ہمسے زیادہ
خاطر کرنا چاہیے بسبب مہمان خواندہ کے کیونکہ وہ بلایا ہوا ہوتا ہے اور اسکو خداوند بھیجتے ہیں یہ کہکر ملکہ نے خواصوں
سے کہا کہ چبوترے پر فرش کرو کہ یہ مہمان عزیز ہیں انکی خاطر ضرور ہے میں انکی دعوت خوب اچھی طور سے کرونگی
کیونکہ خداوند نے بھیجا ہے اس ظریفہ عورت یعنی سیوتی سے تاب نہو سکی مسکرا کر بولی کہ جی یہ بھی تو خود خداوند ہیں
انکی خاطر لازم ہے ایسے متبرک کی مہمان تک ممکن ہو اور جس طور سے ممکن ہو خاطر کرے اور جس امر کی وہ خواہش
کریں اسکو بھی پورا کرے مہمانی کے تو یہ معنے ہیں یہ سنکے ملکہ نے تیوری چڑھا کر کہا کہ کیوں قحبہ تجھے بھی ہنسنے لگی
ابتو تیری زبان بہت چل نکلی ہے اور دن سے مذاق کرتے کرتے میری بھی طرف اُڑی تجھے بھی آنے لگی میں مارے
کوڑوں کے کھال اُدھیڑ دونگی میں کوئی تیری برابر کی نہیں ہوں میں کوئی تیری نوکر نہیں ہوں جو ڈر جاؤنگی کیا اب
زیادہ زبان تیز نہ کرنا ورنہ بہت سخت سزا ملیگی آپس والیوں سے مذاق کرتے کرتے مجھسے بھی دل لگی کرنے لگی
سچ ہے کہ کبھی چھوٹی قوم سے منہ لگا کر بات نہ کیجئے جہاں اُسکا منہ لگایا اُسکا دماغ بالا سے آسمان پہونچا ہے وہ یہ
خیال کرتا ہے کہ کوئی تو بات ہے کہ یہ شخص ہمارا پاس کرتا ہے بس پھر تو یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ یہ قصد کرتا ہے کہ اُسکے
سر پر چڑھکر موتو تونے اپنی برابر والیوں کو کیا اپنی زبان سے دبا لیا ہے وہی حرکت میرے ساتھ بھی کرنا چاہتی ہے
وہ بیچاریاں میرے سبب سے نہیں بولتی ہیں کہ یہ ملکہ کی منہ لگی ہے ورنہ تیری یہ بھی مجال تھی کہ تو کچھ کلام کرسکے
ابتو ایسی دل لگی اب نہ کرنا ورنہ تیری خرابی آجائیگی وہ یہ کلام ملکہ کا سنکے خاموش ہو رہی اور اپنے دل میں
برا بھلا کہنے لگی ادہر خواصوں نے جاکر موافق حکم کے چبوترے پر فرش کیا مسند لگائی تمام سامان عیش مہیا کیا
چنگیر دان پاندان عطردان پھولدان گلابیاں شراب کی قابیں کباب کی قرینے سے مہیا کردیں یہ سب سامان مہیا کرکے
عرض کیا کہ سب سامان درست ہوگیا ہے تشریف لے چلیں کیونکہ وقت شام کا قریب تھا چترنگ تمام دن اُس
آہو کے تعاقب میں خراب رہا تھا جب اس باغ میں پہونچا تھا تو وقت سہ پہر تھا اس گفتگو میں قریب شام کے
ہوگیا ملکہ نے جب یہ سنا اور سہیلی پر خفا ہو چکی تو چترنگ سے کہا کہ تشریف لے چلیے وہ قول اسکا امیدوار تھا
کہ میرے اسکی صحبت ہو تو میں اسکو رام کروں ورنہ میں ہلاک ہو جاؤنگا اگر اس سے فراق ہوا تو بڑی خرابی ہوگی
یہ ملکہ کا کہنا تھا کہ تشریف لے چلیے فوراً ہمراہ ہو لیا اور ملکہ کا ہاتھ آکر بے تکلف پکڑ لیا ملکہ عورت دیکھکر خاموش
ہو رہی اتنا تو کہا کہ آپ مہمان ہیں ملکہ وہاں سے ہمراہ لیکر اُس چبوترے پر آئی جہاں فرش کیا ہوا تھا ملکہ نے
چترنگ کو مسند پر بٹھایا آپ روبرو بیٹھنے لگی چترنگ نے ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا اور کہا کہ یہ جگہ ہے ملکہ بھی
شرما کر بیٹھ گئی خواصیں اپنے اپنے مقام پر اپنے اپنے قرینے سے کھڑی ہوگئیں ملکہ نے کہا کہ آپ ارشاد فرمائیے
کہ آپ کا کدھر سے آنا ہوا یہ تو مجھکو معلوم ہوا کہ آپ آہو کے تعاقب میں اس باغ میں تشریف لائے ہیں مگر یہ
نہ معلوم ہوا کہ آپ کہاں کے بادشاہ ہیں اور کیا اسم مبارک ہے اور کسپر آپکا دل آیا ہے اسقدر میری خواصیں
اور مصاحبین ہیں انمیں سے جسپر دل آیا ہو بیان فرمائیے وہ آپکی خدمت میں حاضر کی جائے یہ کلام ملکہ کا سنکر
ہر ایک خواص و مصاحب نے اپنی تیوری بدلی اور اپنے دل میں کہا کہ لوچ دور پار جو ہم ایسے بدصورت کو
پسند بھی کریں یا اسکی صحبت میں بیٹھیں خداوند نہ کرے جسکی صورت دیکھکر نفرت ہوتی ہے قے آتی ہے خداوند کرے
کہ یہ موا جلدی یہاں سے جائے بھلا یہ کیا ہمکو پسند کریگا کوئی چڑیل اسکے قابل ہو جیسا یہ بیٹھا ہے ویسی
جوتی اسکو زیبا ہے ہم میں سے کس کی شامت آئی ہے کہ جو اسکی صحبت کو قبول کریگی اگر اندھیری رات میں

گلابی سے شراب جام مین بھری اور وہ جام ملکہ کی جانب بڑھایا اور اُسکے منھ سے لگا دیا اور کہا ملکہ مین نے جب سے
تمکو دیکھا ہی تمھارے اوپر عاشق ہوگیا ہون تمھارے اوپر جان جاتی ہی ازبراے خداوند میری آرزو پوری کرو
اور میرے دل کو شاد کرو یہ خیال تو کرو کہ مین خداوند ہوکر تمپر مرتا ہون اپنی زوجہ بناؤنگا تمھارا تو فخر ہی یہ شرف
کب کسی کو ملتا ہی ملکہ نے یہ سنکر اپنا سر جھکا لیا یہ مرتبہ اپنا عشق مین مبہوت ہوکر اسنے یہ بھی نہ دریافت کیا کہ تم
کون ہو اور کون نہین ہو کس ملک کی شاہزادی ہو کیا نام ہی صاحب شوہر ہو یا نا کتخدا ہو ایسا عشق سوار تھا یہ بھی نہ خیال تھا
کہ یہ خواصین سامنے موجود ہین دوسرے مین ایک غیر مرد ہون ملکہ تو سر جھکا کے شرم کے مارے خاموش بیٹھی ہوئی
ہی اسنے وہ جام اُسکے ہونٹھون سے لگا دیا اور کہا تمکو ہمارے سر کی قسم جو نہ پی جاؤ تو وہ پی گئی دوسرا جام مملو کرکے اسنے
خود پیا کچھ سرور جو ہوا تو اُسکے برابر ہی تو بیٹھا ہوا تھا دست گستاخی کو دراز کرنا چاہا یہ رنگ دیکھکر سب خواصین اسکے
پاس سے اُٹھکر چلی گئین لیکن کوئی کسی حیلے سے کوئی کسی بہانے سے اور ایک مقام پر جمع ہوکر یہ گفتگو کرنے لگین کہ اب
ہمپر کھلا کہ یہ شخص ملکہ کی مد نظر ہی وہی اسکو لائی ہین یہ جوان ہان اُنکے قابل ہی اُنکی خوب خدمت کریگا یہ اُنکو راضی
بھی کر دیگا سیوتی بولی کہ مین پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ یہ ساری کارروائی ملکہ کی ہی وہ تو اسی فکر مین بیکرار کی ہین مگر
مین کیا بدصورت ہی ایک بولی کہ اے سیوتی تمھارے نزدیک یہ بدصورت ہی ملکہ کی آنکھ سے دیکھو اور ملکہ
کے دل سے تو اسکی حقیقت دریافت کرو تو نے نہین سنا کسی نے کہا ہی کہ لیلی را بچشم مجنون باید دید تمکو برا معلوم
ہوتا ہی وہ عورت جو کہ ملکہ کے ہمراہ آئی تھی اُسنے کہا کہ تھوڑے عرصے مین یہ احوال ظاہر ہو جائیگا کہ کون اُنکو
لایا ہی سیوتی بولی کہ کیون مینے کہا نہین تھا کہ یہ احوال تھوڑے عرصے مین ظاہر ہو جائیگا ہم ملکہ کی صورت دیکھکر پہلے
ہی سمجھ گئے تھے یہان تو باہم یہ گفتگو ہو رہی ہی اُدھر ملکہ و چترنگ ایک مقام پر تنہا بیٹھے ہوے تھے اب جو چترنگ
نے تنہا پایا اور صحبت کو غیر سے خالی دیکھا بس اسکو تاب نہ رہی اسنے دست درازی شروع کر دی اور کسی مقام پر ہاتھ
لیجا کر فرسے لوٹنے لگا ملکہ نے جو یہ رنگ دیکھا اُسکے پہلو سے اُٹھنے کا قصد کیا صرف اُسکے ستانے کو ورنہ خود اسکی
خواہش تھی ناظرین پر تھوڑے عرصے مین ظاہر ہو جائیگا کہ یہ کون ہی اور کس غرض سے اسکو لائی ہی جب چترنگ نے
اُسکا یہ قصد دیکھا اور زیادہ بیتاب ہوا اور اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور خوب دبوچ کر گلے سے لگا لیا اور کہا ملکہ کیون ستاتی ہو
کچھ منھ سے بولو اپنے عاشق سے بات کرو اری نادان آخر تیرا کیا نقصان ہی لوگ تیری عزت کرینگے کیونکہ مین
خدا ہون خداوند کی زوجہ کہلاؤگی اور مرد و عورت اسی لیے ہوتے ہین یہی زندگی کا مزہ ہی یہی جوانی کا لطف ہی تمکو
جب سے تمکو دیکھا ہی دل تابو مین نہین ہی جی دل چاہتا ہی کہ تمکو گلے سے لگاؤن پیار کرون تمنا سے دل حاصل کرون
یہ کہکر قصد کیا کہ بوسہ لے کہ ملکہ نے شرم سے سر جھکا کر کہا کہ تمکو کبھی خوف معلوم ہوتا ہی یہ بھی کوئی بات ہی کہ یکبار
گو لپٹے جاتے ہو یہ سردار مین تمکو اکیلا چھوڑ کر نہین معلوم کہان چلی گئین میرا تو دل گھبراتا ہی یہ مرد والیٹا ہی جاتا ہی اب
چترنگ کی طرف متوجہ ہو کے کہا کہ یہ کون سی گفتگو ہی کوئی بھی ایسی تقریر کرتا ہی ارے مجھکو چھوڑ دے میرا دم گھبراتا
ہی میری پسلیان تو نے دبا ڈالین دیکھو مین چلاتی ہون مجھکو یہ باتین نہین بھاتی ہین اگر مین جانتی کہ مین اس عذاب
مین مبتلا ہونگی تو مین کبھی تمکو وہان سے اپنے ساتھ نہ لاتی مین نے تو رحم کھا کر یہ کام کیا اور یہ خیال کیا کہ نہ معلوم
آپکا مقام یہان سے کتنی دور ہی رات ہو گئی ہی آج کے دن اپنا مہمان کرون اب تو مین دوسرے عذاب مین
مبتلا ہو گئی خدا جدا اپنے دل کو غارت کرین کہ جسکو دیکھا رحم آگیا اور اُسکی ہمدردی کرنے کو موجود ہو گئی یہ نہ خیال
کیا کہ یہ غیر مرد ہی کچھ اونچ نیچ پڑے تو کیا ہو مین تو کسی طرف کی نہ رہون اور وہ اپنا کام کرکے جیسا کیا اُسکی سزا
پائی خود کردہ را علاج نیست اپنے پاؤن مین اپنے ہاتھ سے کلہاڑی ماری خیر جو ہوا سو ہوا آپکی کوئی خطا نہین
لیکن ذرا میرے پاس سے الگ ہٹکر بیٹھو یہ جو اُسنے کہا چترنگ کے دل کو جیسے کسی نے بیچین کر دیا اور بیقرار ہو گیا

اتنو یہ حالت ہو گئی کہ آنکھوں مین پردے سے پڑ گئے اور اسقدر بیقرار ہوا کہ سرد آہین بھرنے لگا اور خوب دبوچنے لگا اور
منہ سے کسی چیز کو ہاتھ مین لیکر اڑانے لگا تب اسنے دیکھا کہ یہ اب خوب مست ہو گیا ہے اب میرے افسون نے خوب
اثر کیا ہے اسنے کہا کہ مین تمھارے مطلب کو سمجھ گئی گو بہت مشکل امر ہے اور مجھکو خوف بھی معلوم ہوتا ہے مگر مجھکو تمھاری خاطر
ہر طرح منظور ہے کیونکہ تم ہمارے مہمان ہو اور تم کسقدر بے لطف ہو کہ جس چیز کا لطف ہے اسی سے کچھ غرض نہین تھوڑی
شراب خود نوش کرو اور ذرا تری شراب مجھے پلاؤ تو مزہ ملے یہ جو اسنے کہا چترنگ نے شیشہ اٹھا کر جام لبریز کیا
اور ملکہ کو دیا وہ پی گئی اس سے اسکا مطلب یہ تھا کہ یہ اور مست ہو جائے چونکہ یہ بھی تو اب مست ہو چلی ہے اسکے گلے
لگانے سے اور دست ہوس کے دراز کرنے سے اسکا یہ مطلب ہوا کہ جب یہ شراب پیئیگا تو تجھکو بھی دیگا مین بھی
مست ہونگی اور اسی حالت مین خوب مزا ملیگا بس اس سبب سے شراب کی ترغیب دی چترنگ نے جب اسکو
جام دے چکا پھر آپ پیا اسکے بعد اسکو پھر دیا پھر خود پیا اسی طور سے کوئی چار جام کی نوبت آئی اتنو دونون خوب
مست ہوے کہ اسی حالت مستی مین چترنگ نے قصد کیا کہ اسکے رو برو زیبا کا بوسہ لون کہ ایسی بو سے بد آئی کہ
اسکی ساری مستی فورا جاتی رہی دماغ پریشان ہو گیا یہ الگ ہٹ کر بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے پھر طبیعت نے ذرا
پھر اختیار اکر سے لگا اب کی مرتبہ جو منہ بوسہ لینے کو اسکے منہ کے قریب پہونچا تو پھر ویسی بو سے بد آئی کہ اس سے
زیادہ بدتر حالت ہوئی بلکہ کچھ متلی بھی ہونے لگی اتنو یہ بہت دور جا کر اس بیٹھا اور خیال کرنے لگا کہ صورت تو
یہ کہ جسکو دیکھکر میری یہ حالت ہوئی کہ جان جانے لگی مگر منہ کا یہ کوچہ سنڈاس ہے یا کسی مکان کا بدرو ہے کہ جب
منہ کے برابر منہ گیا ایسی بو سے بد آئی کہ طبیعت پریشان ہو گئی ساری شیخی کرکری ہو گئی اسنے جو یہ حالت دیکھی کہ یہ
دو مرتبہ قصد کر کے آیا اور جو تونے تدبیر کی تھی وہ پوری ہوئی کہ خوب مست ہوا مگر بغیر مطلب حاصل کیے یہ لوٹ
کرتا ہے صرف بوسہ لینے کو منہ بڑھایا اور بوسہ تک نہ لیا اور ہٹ گیا اسکا کیا سبب ہے سوا اسکے اس اثر کے
کہ ابھی یہ بچہ ہے اور کوئی بات نہین کی ہے دوسرا سبب نہین معلوم ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ڈرتا ہے یہ خیال کرکے کہا
کہ کیون کیا ہوا یا تو وہ زور زوری یا یہ ہے کہ کوئی نقص ہے یا خوف معلوم ہوتا ہے یہ سنکر چترنگ نے کہا کہ
کیا بیان کرون دل تو بہت بیقرار ہے اور نہایت بیتاب ہے مگر ایک امر ایسا ہوا ہے کہ جو میرے خیال مین نہین آتا ہے
وہی امر مانع ہوتا ہے اور میری حالت کو کم کر دیتا ہے مین نہایت متعجب ہون کہ یہ کیا سبب ہے اسنے کہا کہ بیان تو کرو کہ
وہ کیا سبب ہے یہ سنکر چترنگ نے کہا کہ جب مین بوسے کے قصد سے منہ تمھارے منہ کے برابر لاتا ہون ایسی
بو تمھارے منہ سے آتی ہے کہ طبیعت پریشان ہو جاتی ہے پھر وہ حالت باقی نہین رہتی ہے کہ مین کوئی اور قصد
کرون یہ کیا امر ہے میری سمجھ مین نہین آتا ہے کچھ بیان تو کرو کہ یہ کیا واقعہ ہے اور یہ بو سے بد منہ سے کیسی آتی ہے
کہ طبیعت گھبراتی ہے اسنے کہا کہ ارے نادان سوا اس بات کے کوئی اور تو بات نہین ہے مین تو ڈری تھی کہ
تو اس قابل نہین ہے ناظرین یہ نہ خیال کرین کہ عورت ہوکر ایسے کلام کرے یہ فرقہ ہی ایسا ہے بہت سے مقامون
پر اور بہت سی جگہون مین ذکر یہ ہو چکا ہے کہ اس سے زیادہ ترکتین اس قسم کی عورتون نے کی ہین کہ جو
بالکل شرم وحیا کے خلاف ہین اور یہ تو کوئی بات نہین ہے اب ناظرین والا تمکین اور سامعان ذیشان کو معلوم
ہو کہ وہ اپنا حال بیان کرتی ہے یہ کہکر کہا کہ ارے مجھ مین اس عیب کے سوا اور کوئی عیب نہین ہے کیونکہ مین
خوبصورت ہون اور ابھی جوان ہون کوئی تین سو برس کا سن ہوگا ابھی میری شادی نہین ہوئی ہے مین مرد کی
صورت سے اچھی طور سے واقف نہین ہون ہان اسکی تو قسم نہین کھاتی ہون کہ مین نے کسی مرد کو دیکھا نہین
مگر شادی نہین کی ابھی ناکتخدا ہون تو ایسی حالت مین یہ کوئی عیب نہین ہے اسنے دلپر جبر کرکے میری طرف سے
منہ پھیر کر اپنا کام کر اگر میرے کہنے پر عمل کریگا تو یاد رکھ کہ تمام عالم مین تیری حکومت کرا دونگی سب تیری

اطاعت کرینگے تیری فرمانبرداری کا دم بھرینگے جو تیرا خیال ہے اُسکے موافق تیرا کام کردونگی تو اسنے کہ خدا کہلانا چاہا
ہے تو ایسا کردونگی کہ سب تیری خدائی کو قبول کرینگے اور تمام عالم تجھکو سجدہ کریگا مگر میرے اسوقت کے کہنے کا تجھکو
اُسوقت لطف ملیگا جب تو اسکا مزا اُٹھائیگا ارے صاف سن لے میں ساحرہ ہوں میرا نام قتال جادو ہے ارے
میں تجھسے ایک بات دریافت کرتی ہوں اُسوقت نفرت نہوئی کہ جب ایسی بو سے پیدا ہوئے اور اسی لہو کا دودھ
پیا وہ مثل ہوئی گڑ کھاؤں گلگلوں سے پرہیز ارے تیرا تو گوشت پوست اسی لہو کا بنا ہوا ہے تیری ماں کون ہے
وہ بھی تو ساحرہ ہے اور اُسپر یہ لطف ہے کہ بدصورت ہے اور نوسی برس کی عمر ہے وہ اپنے کو سحر سے جوان بنائے
رہتی ہے ورنہ اُسکی عمر بہت بڑی ہے اب اصل حقیقت سے آگاہ ہو کہ میں کون ہوں اور تیری ماں کون ہے جبکہ
حمزہ اول تیرے دادا کے تعاقب میں زبرجد نگار میں پہونچے اور حمزہ وغیرہ دمامہ جادو کے سحر میں مبتلا
ہوکر زبرجد نگار کو سجدہ کرنے لگے تو حمزہ اول کہ جنکے فرزند یعنے امیر ثانی نے تیرے باپ کو طلسم آئینہ میں
قتل کیا ہے وہ حمزہ چاہ الماس میں برائے قتل دمامہ جادو گیا تھا اور اُسنے تمام چاہ الماس کو ساحروں سے
پاک کیا تھا اُس زمانے میں میں بھی اور تیری ماں بھی بچہ تو نہیں تھی مگر جوان تھی اور کچھ سحر نہیں جانتی تھی صرف
دو ایک منتر یاد تھے اب یہ سن کہ میں اور وہ کون ہوں ہوشیار جادو دمامہ جادو کی ایک بہن تھی اُسکی
ایک لڑکی مسمات جادو تھی اُسکی دو لڑکیاں تھی ایک کا نام ناکا جادو تیری نانی اور ایک [illegible] کا جادو
میری ماں چونکہ یہ دونوں بہنیں جوان تھیں یہ تو اپنی ماں کے ساتھ لڑکر ماری گئیں ہم دونوں اُس زمانے میں
کچھ نہیں جانتے تھے میری ماں اور تیری نانی ہم دونوں کو چاہ بابل میں برائے تعلیم سحر چھوڑ آئی تھیں گو کہ خود
بہت بڑی زبردست ساحرہ تھیں مگر انکو مہلت نہ تھی کہ ہمکو تعلیم سحر کرتیں مگر اسی سبب ہم دونوں بچ گئے جب
ہمکو بربادی چاہ الماس کی خبر ہوئی ہم بہت پریشان ہوئے مگر کیا ہوتا ہے اب یہ فکر ہوئی کہ کسی صورت سے سحر
میں کمال پیدا کرو اور اہل اسلام سے مقابلہ کرکے اپنی اپنی ماں کا عوض لو جب سحر میں کمال ہوا تو اُس مقام
سے چاہ الماس میں آئے ویران تمام چاہ الماس کو ویران پایا جابجا اہل اسلام کا ڈنکا دیکھا اُنکے نام کا سکہ
خطبہ جاری تھا ہم کو اور رنج ہوا ہم وہاں سے اور طرف کو چلے جہاں جاتے ہیں سوائے اہل اسلام کے اور
کوئی نظر نہیں آتا [illegible] دونوں ہمراہ ہیں جب یہ حالت دیکھی تو خیال کیا اور [illegible] کی اب اہل اسلام
[illegible] مذہب کو بڑی ترقی ہوگئی ہے اور ہمیشہ یہ بھی سنا کہ [illegible] ہوئے طلسم
[illegible] تھا جہاں پر [illegible] ساحر رہتے تھے مسلمانوں نے فتح کرلیا طلسم نور افشاں تک بھی اُنکا
قبضہ ہوا اب اُنھوں نے بڑی ترقی کی ہے [illegible] لڑکر اپنی جان دیتا ہے اور دوسرے حمزہ اول بھی [illegible] چاہ الماس
کو برباد کیا اور وہ [illegible] گاہ کو [illegible] اور امیر ثانی اپنے فرزند کو صاحبقران کرگیا اب وہ مقابلہ کرتا پھرتا
ہے اُسکا کوئی [illegible] نہیں کرسکتا ہے [illegible] سبب ہم دونوں نے اپنے [illegible] کو [illegible] کیا اور اسی دن سے
عداوت اہل اسلام ہم دونوں نے الگ الگ رہنا قبول کیا ایک ایک باغ بنایا اُسکو چشم مردم سے پوشیدہ
کیا اُسمیں رہنے لگے چونکہ [illegible] میری ماں نے انتقال کیا میرا کمسن تھا اس سبب سے میری شادی نہیں
ہوئی [illegible] شادی کی نہ تیری ماں کی شادی ہوئی تھی مگر اُسنے تو اپنی شادی زہرہ ثانی کے ساتھ
ایک مدت کے بعد کرلی کیونکہ وہ [illegible] عاشق ہوئی تھی کہ جس سے تو پیدا ہوا تو ضرور خداوند زہرہ کا لڑکا
ہے وہ تو زہرہ [illegible] پاس رہنے لگی [illegible] تھا شادی کو کہ زہرہ کو بھی مسلمانوں نے قتل کیا لشکر تباہ
ہوگیا [illegible] اپنے رہنے کے واسطے بنایا اُسمیں رہنے لگی تو بیٹا
[illegible] اُسکو [illegible] نہیں تھا اُسنے کسی ترکیب سے شہنشاہ

کو چھپا تھا اور اُسکے ساتھ عقد کیا تو اُسی زمانے میں پیدا ہوا اور اب تیرا سن کوئی تیرہ برس کا ہوگا جب تو پیدا ہوا تھا اور ایک
دن تیری انا جبکہ تجھکو صحن میں لیے ہوے کھڑی تھی میں اُدھر کسی ضرورت سے جاتی تھی تجھپر جو نگاہ پڑی عاشق ہوگئی
گو میں جانتی تھی کہ تو میری بہن کا فرزند ہی مگر دل کو کیا کروں کوئی قابو کسی چیز کا اسپر کسیکا کچھ زور نہیں ہی اس سے سب
عاجز ہیں اب اُسدن سے یہ فکر تھی کہ کسی صورت سے میں تیرے اوپر قابض ہوں مگر بس نہ چلتا تھا یہانتک نوبت
پہونچی کہ تو جوان ہوا اور تمام باتوں کے قابل ہوا اور خوب فنون سپہ گری و علم وغیرہ سے ماہر ہوا اب مجھکو یہ فکر ہوئی
کہ کسی طور سے میں تجھکو اپنے باغ میں لاؤں تو جو شکار کو نکلا مجھکو خبر ہوئی کہ تم شکار کو آئے ہو میں بیقرار ہوگئی فوراً
اپنے باغ سے سحر کرکے چلی اور اس مقام پر پہونچی جہاں تم اپنے رفیقوں کے ہمراہ بیٹھے ہوے تھے ہنس بولکر یہ
سنتے کہ میں ہرن بنکر تمھارے روبرو آئی اور تمکو لگا کر یہاں لائی اصل واقعہ تو یہ ہی جو کہ میں نے بیان کیا اب لازم
ہی کہ میری آرزو کو پورا کرو جو کہ ایک مدت سے میرے دل میں ہی اگر تو میری تمنا پوری کریگا تو میں وہ کام کرونگی
کہ تو بھی خوش ہوگا اور وہ امر یہ ہی کہ جو تو اپنے دل میں خیال کرتا ہی اور ہر مرتبہ کہتا ہی کہ میں خداوند ہوں تو ضرور میں
تجھکو خداوند بنا دونگی وہ تدبیر کرونگی کہ سب تجھکو اپنا خداوند تصور کرینگے اور تیری خدائی ایک عالم میں پھیل جائیگی میں
ایک خبر اور تجھکو دیتی ہوں وہ یہ ہی کہ مجھکو سحر کے ذریعے سے دریافت ہوا ہی کہ ارژنگ کوئی شخص ہی اور وہ بھی
زمرد شالی کا بیٹا ہی اور تمھارا بھائی ہی اُسنے دعوی خدائی کیا ہی اُسکے ہمراہ اسلم بن نور ہرچ و بلم بن
نور ہرچ سیہ نگار ان میں ہیں اور آٹھ لاکھ کا لشکر بھی جمع کیا ہی ایک عالم اُسکی خدائی کا قائل ہوا ہی اور
اُسنے دام مکر پھیلا رکھا ہی لوگ اُسکو سجدہ کرتے ہیں میرے نزدیک وہ قابل خدائی نہیں ہی مگر کیا کیا جائے
کہ کوئی اور خدا نہ تھا کہ جسکی لوگ پرستش کرتے لہذا لوگوں نے اُسکی خدائی کو قبول کرلیا اور اُسنے لشکر کشی کرکے
ایک ملک اہل اسلام کا اپنے قبضہ میں کرلیا ہی کہ جسکا نام خاور ہی اور اب اُسکے پاس بہت بڑا لشکر ہی کا قصد ہی کہ وہ
اہل اسلام پر لشکر کشی کرے یہ ایک نئی خبر ہی بس تجھکو لازم ہی کہ تو میرے کہنے کو قبول کر اور میرے دل کو
خوش کرتا کہ اُسکے عوض میں تیری خدائی کو ترقی دوں اور یہ مشہور کروں کہ ارژنگ نے غلط دعوی کیا ہی اور
ارژنگ نے بالکل مکر و دغا کی ہی کہ اپنے کو خدا کہلوایا ہی یہ خداوند نہیں کہ جسکا نام چترنگ بن شمہر ہی اور یہی خدا
مشکیک ہی اور سب نے غلطی کے سبب سے ارژنگ کو خداوند سمجھا ہی اور وہ لائق خدائی کے نہیں ہی چترنگ
کو حق خدائی بھی پہونچتا ہی اور وہ تجھکو کرشمہ بتا دونگی کہ جس سے سب کو تیری خدائی کا یقین ہو جاے اور وہ
تدبیریں کروں کہ ہر شہر کے لوگ تجھکو سجدہ کرنے لگیں چترنگ نے کہا کہ میں سحر کی مدد سے خدائی نہیں کرنا
چاہتا ہوں بلکہ اپنے قوت بازو کے زور سے خدائی کرونگا اُس ساحرہ نے کہ جسکا نام شمود جادو تھا کہا کہ او
نادان یہ جتنے خدا گذرے کیا لقا کیا نمرود کیا فرعون کیا زہرچار شاہ یہ سب سحر کے سبب سے خدائی
کرتے تھے اور ارژنگ کے لشکر میں بھی اسلم بن نور ہرچ ساحر زبردست موجود ہی کوئی نقصان کی بات نہیں ہی
یہ جو اُسنے کہا تو اسکو بھی ہوس ہوئی اور کہنے لگا کہ اگر تم اس بات کی قسم کھاؤ کہ میں تیرے کارخانہ خدائی کو درست
کردونگی اور تیری خدائی کو رواج دونگی تو جو تم کہوگی میں قبول کرونگا اور تمکو خوش کردونگا اُسنے کہا کہ تم بھی اسکی قسم
کھاؤ کہ جو تم کہوگی میں اُسکو قبول کرونگا کبھی تمھارے حکم سے سرتابی نہ کرونگا اور تمھارے کہنے کے خلاف
نہ کرونگا ہمیشہ تمھارے کہنے پر عمل کرونگا تو میں بھی قسم کھاتی ہوں لہذا چترنگ نے یہ سنکے اُسی وقت قسم
کھائی اُسکے بعد شمود جادو نے بھی قسم کھائی باہم دونوں میں عہد و پیمان ہوے بعد اسکے اب چترنگ اُسکے
قریب آکر بیٹھا اور اختلاط کرنے لگا مگر ہر مرتبہ یہ کہتا جاتا ہی کہ دیکھو ملکہ اپنے اقرار کے خلاف نہ کرنا یہ سنکر وہ کہتی
ہی کہ تجھسے کبھی خلاف ورزی نہو گی مگر تم اپنی عہد شکنی کا خیال رکھنا اور میں تو ہر طرح سے تیری خدائی کو ترقی دونگی

ہین یہ اُس سے سنکر بہت خوش ہوا اُسنے خوب اختلاط کیا خوب بوسے لیے اچھو کچھ بوسے بدن کا کچھ خیال نہ کیا خوب خوب
لپٹایا اور خوب پیار کیا جب خوب مست ہو گیا اُسکو اُٹھا کر سہری پر لایا وہ لاکھ تڑپی پھڑکی مگر کچھ پیش نہ چلا خوب اپنا اُسکا منھ
کالا کیا خوب اُسکو راضی کیا وہ بہت خوش ہوئی اُٹھکر بلائین لینے لگی کہان تک بیان کیا جائے وہ رات اُسی محل
مین بسر ہوئی جب سحر ہوئی تو اُسنے چترنگ سے کہا کہ تم ایک تدبیر کرو کہ مین تمکو تمھارے لشکر مین پہونچا ئے
دیتی ہون کیونکہ وہ لوگ بہت پریشان ہین تم آج اُسی مقام پر قیام کرنا اگر لوگ دریافت کرین تو کہنا کہ مجھکو ایک
قصبہ مین رات ہو گئی مگر وہ ہرن ہاتھ نہ آیا مین نے اُسی قصبہ مین شب بسر کی بوقت سحر ادھر کو روانہ ہوا اور رستے آکر ملا وہ
لوگ یقین کر لینگے دن بھر تو راحت سے لشکر مین رہنا رات کو مین آکر تمکو اس باغ مین لے آؤنگی رات بھر یہان
عیش کرنا بوقت سحر مین تمکو پھر تمھارے لشکر مین پہونچا دونگی جب بیدار ہونا اور سب لوگ جمع ہون تو کہنا کہ رات
کو خداوند میرے خواب مین تشریف لائے تھے اُنکے ہمراہ میرے پدر بزرگوار یعنی زہر وثانی بھی تھے جنکا مین فرزند
ہون اور وہ خداوند تھے تو مجھسے خداوند تعالیٰ و خداوند زہر وثانی نے فرمایا کہ ہم تمکو کل فرشتہ قدرت روانہ کرکے
آسمان پر طلب کرینگے اور جو کچھ تمکو علم خدائی تعلیم کرنا ہی تمکو تعلیم کرینگے اور اپنا خاصہ خدائی تمکو دینگے کیونکہ آجکل دنیا
مین کوئی خدا نہین ہی اور کارخانہ خدائی ابتر پڑا ہوا اور ایک شخص نے جھوٹا دعوی خدائی کا کیا ہی زہر دکا فرزند بنکے
پس ہم تمکو اُسکے نام سے بھی آگاہ کر دینگا اور کلید کارخانہ خدائی بھی تمکو دونگا کہ تم تمام عالم کو اپنے خدا ہونے سے
آگاہ کرو اور اسکو اس دعوی باطل کی سزا دو یہ خواب کا بیان تم اپنے اہل لشکر اور رفیقون سے کہنا کہ اگر مین بالا
آسمان چلا جاؤن تو تم لوگ یہان سے شہر کو چلے جانا مین وہان سے ہو کر شہر ہی مین آؤنگا اور شہداد و شاہ و دیگر
لوگون سے یہ خواب اور میرا جانا آسمان پر بیان کرنا تاکہ اُنکو بھی معلوم ہو گو کہ وہ لوگ تمھارے اس کہنے کو
باور نہ کرینگے مگر اُسوقت جب تم اُنکے روبرو بالا سے آسمان جاؤ گے لیے تم سوار ہو کر برا سے شکار روانہ ہونا
مین سحر سے تمکو اُٹھا لاؤنگی اور دس دن یہان رکھکر جو کام مجھکو کرنا ہین درست کر دونگی اور جو جو امر تمکو تعلیم کرنا
ہین تعلیم کر دونگی پھر دیکھنا کہ کیسی تمھاری خدائی کو ترقی ہوتی ہی کہ کسی کی خدائی کو نہوئی ہوگی اور کس قدر لوگ
تمھارے معتقد ہوسنگے کہ ایسے کسی اور خداوند کے معتقد نہو سنگے اور خداوندان گزشتہ سے تمھاری خدائی کا
روز بہت بڑھ جائیگا اور ارژنگ کی خدائی بالکل منسوخ ہو جائیگی پھر اہل اسلام سے اپنے باپ کے خون کا
بدلہ لینا اور اُنکو بھی مطیع بنانا اور جو لوگ انکار کرین اُنکو قتل کرنا اور اُنکے ملک و جاگیر وغیرہ چھین لینا مگر یہ مسلمان کم
نہایت سخت جان ہوتے ہین جہان کہین گرفتار ہوئے یا مبتلا سحر ہوے اُنکی مدد کے واسطے غیب غیب
طرح کے سامان مہیا ہو جاتے ہین اور یہ لوگ رہا ہو جاتے ہین تو اُنکی فطرت سے تم اپنے کو بچانا اور خوب ہوشیاری
سے کام کرنا یہ باتین سنکے چترنگ نے کہا کہ تدبیر تو خوب نکالی ہی کیا کہنا ہین موافق تمھارے کہنے کے کرونگا
سرمو فرق نہوگا جو تم بتاؤ گی اُسی کے مطابق عمل کرونگا یہ کہکر اُسکو خوب پیار کیا اور اُسکے عوض مین اسکا دل خوش
کر دیا بعد ان باتون کے وہ اسکو لیکر سحر سے اُڑ کر ایک صحرا مین آئی اور اسکا مرکب بھی لائی اور کہا کہ اب تم اپنے لشکر کی
طرف جاؤ مین باغ کو جاتی ہون یہ سنکے چترنگ نے اُسکو خوب گلے سے لگایا پیار کرکے کہا کہ جاؤ مگر رات کو
ضرور لے جانا مین تمھاری جدائی کی تاب نہین لا سکتا ہون اُس نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین مین ضرور آکر لیجاؤنگی
مجھے کب صبر آئیگا یہ کہکر وہ تو اپنے باغ کو چلی گئی یہ طرف لشکر کے مرکب پر سوار ہو کر چلا اسکا تو ابھی راہ مین رکھا جاتا ہے

اب کچھ حال چترنگ کے رفیقون و لشکر کا تحریر ہوتا ہے

راوی بیان کرتا ہی کہ جب چترنگ اُس ہرن کے تعاقب مین گیا اور تھوڑی دور تک اُسکے رفیق بھی گئے

جب انکے مرکب نہ چل سکے اور وہ رہ گئے اور یہ نکلا چلا گیا اُسکا تو حال روبروے ناظرین بیان ہو چکا اب ان
لوگون کا حال سماعت فرمائیے کہ تھوڑے عرصہ تک تو یہ اُسی صحرا مین اسکے منتظر کھڑے رہے کہ اب واپس آئے
اور اب واپس آئے لیکن جب نہ واپس آیا تو اُنھون نے خیال کیا کہ قیامگاہ پر چلو شاہزادہ بھی قیامگاہ پر واپس ہوکر
ضرور آئیگا یہ سوچکر سب پہلے اُس مقام پر آئے جہان ہرن پڑے ہوے تھے اُنکو وہان سے لیکر طرف
قیامگاہ کے سوار ہوے اور راہ طے کرکے یہ لوگ قیامگاہ پر آئے انکو رات ہو گئی تھی اور لوگون اور اہل لشکر
نے دریافت کیا کہ شاہزادے صاحب کہان ہین اُن لوگون نے کہا کہ وہ ایک آہو کے تعاقب مین گئے تھے
ابھی تک واپس نہین آئے ہم نے بہت انتظار کیا اور تلاش بھی کیا کہین نشان تک نہ ملا آخر عاجز ہوکر اسطرف
چلے آئے کہ شاید لشکر مین تشریف لے گئے ہون چلکر دیکھنا چاہیے کیا یہان تشریف نہین لائے اُنھون نے کہا کہ
یہان تو نہین تشریف لائے نہین معلوم کدھر نکل گئے ہین ایسے رات ہی فقط ہو سلے تو تلاش کرین یہ کہکر ایک
اپنے اپنے مقام پر گیا مگر وہ رات اسی فکر مین بسر کی اور جاگ کر سحر کی کہ دیکھیں شاہزادہ کدھر نکل گیا کہ صبح طالع
ہوئی ہر ایک اُٹھکر اپنے اپنے مقام سے بارگاہ مین آیا اور باہم مشورہ کیا کہ کیا تدبیر کرنا چاہیے کہ شاہزادہ
تو رات کو بھی نہ آیا اب اسوقت ضرور تلاش کرنا چاہیے اور ہر سمت سوار روانہ کرنا چاہیے کہ وہ تلاش کرین
اور ہم لوگون کو بھی تلاش کرنے کیلیے جانا چاہیے یہ صلاح کرکے اُسی وقت چند سوارون کو بلاکر کہا کہ جاکر
اور شاہزادے کو تلاش کرو وہ سوار یہ حکم سنکر اپنے بستر پر آئے اور لباس پہنکر مرکبون پر سوار ہوکر چلنے کیلیے قصد
سے کھڑے ہوے شاہزادہ ہمراہ لوگ بھی اپنے اپنے مرکب پر سوار ہوکر چلے تھے اور راے یہ قایم ہوئی تھی کہ کوئی
مغرب کی جانب ڈھونڈھنے کو جائے اور کوئی مشرق کی سمت روانہ ہو اور چند سوار تو جنوب کی طرف قریات اور
دیہات مین تلاش کرین اور چند سوار جانب شمال براے تلاش شہزادہ جائین ہر چہار سمت تلاش کرین لیکن تھو
کہ بہت جلد پتہ ملجائے اور کل لشکر جو ہمراہی مین ہے اُسے کہدیا ہے کہ سب تیار رہین کہ جسوقت کوئی سوار خبر پہنچائے
فوراً فوج براے مدد جائے کیونکہ آج کل مسلمانون کا نہایت زور شور رہا ہے اس وجہ سے خوف معلوم ہوتا ہے
کہ ایسا نہو کہ کسی مقام پر کسی بلا مین مبتلا ہو گیا ہو تو بڑی مشکل کی بات ہے یہ کہکر سب نے قصد کیا کہ ایک ایک
سمت کو روانہ ہون سب نے مرکبون کی باگ لی کہ دیکھا سامنے شہزادہ مرکب اُڑائے چلا آتا ہے یہ سب کے سب
دیکھکر اور مرکبون کو بڑھاکر چہرنگ کے قریب آئے اور عرض کیا کہ حضور کہان تھے ہمکو تمام رات جاگتے اور
تشویش مین بسر ہوئی اب ہم لوگ براے تلاش حضور چلے تھے اور یہ سوار بھی جاتے تھے چہرنگ نے کہا کہ
بارگاہ مین چلو تو بیان کرون کہ کہان رات بسر ہوئی یہ سنکے وہ سب کے سب اُسکو لیکر بارگاہ مین آئے سوار
اپنے اپنے مقام پر آئے گھر مین گھوڑے یہان بارگاہ مین آکر چہرنگ اپنی کرسی پر بیٹھا تمام رفیق اسکے گرد پیش
[illegible] اُسکا عیار بھی اُسکے آنے کی خبر سنکے بارگاہ مین آیا کیونکہ اُسکا قصد بھی براے تلاش جانیکا
تھا جب سب بیٹھ چکے اُسوقت چہرنگ نے وہی فقرہ جو کہ اُس ساحرہ نے بتایا تھا کہ مین آہو کے تعاقب
مین بہت دور نکل گیا اور وہ آہو قریب ایک قصبہ کے جاکر گم ہو گیا چونکہ رات ہو گئی تھی بدین سبب مین اُسی قصبہ
مین رہ گیا اب صبح ادھر کو روانہ ہوا تھا سے آکر ملا سب کے سب یہ کیفیت سنکے خوش ہوے اور کچھ صدقہ وغیرہ
شاہزادے کے اوپر سے اُتار کر چہرنگ نے کہا کہ اب مکان کو تشریف لے چلیے کیونکہ آپ اطلاع کیے بغیر
چلے آئے تھے سب پریشان ہونگے چہرنگ نے کہا کہ کل کے روز اور شکار کرلین پرسون چلینگے آج تو کل
کے تھکے ہوے ہین آج استراحت کرکے کل شکار کھیلین گے پرسون ضرور چلینگے یہ سنکر وہ خاموش ہو رہا غرض کہ
رات بھرکا جاگا ہوا تھا اور چہرنگ بھی تو رات بھرکا جاگا ہوا تھا اُسکے رفیقون کو بھی رات جاگتے گئے کہ ہو گئی

تھی مشغون نے ساتھ چترنگار کے خاصہ تناول کیا اور اپنے اپنے مقام پر بڑا سے آرام چلے گئے اور جا کر سو رہے اور چترنگار بھی اپنی خوابگاہ مین جا کر سو رہا دن بھر سویا کیا قریب شام اُٹھا منہہ ہاتھ دھو کر بیرون بارگاہ آکر بیٹھا سب رفیق بھی آسکے اور سلام کرکے بیٹھ گئے کوئی پہر رات تک صحرا کی سیر کیا کیا بعد اسکے بارگاہ مین آیا خاصہ طلب کیا مع رفیقون کے کھانا کھایا اُسکے بعد آرامگاہ مین جا کر سو رہا پہرہ چوکی سب موقوف کر دیا ہر ایک رفیق بھی اپنی اپنی بارگاہ مین جا کر سو رہا جب دو پہر رات آئی تو ٹھمو دجادو اپنی خواصون کو محفل عیش آراستہ کرنیکا حکم دیکر اور سحر سے اپنے کو آراستہ کرکے اور تخت سحر پر سوار ہو کر طرف لشکر چترنگار کے چلی اور لشکر مین پہونچکر دیکھا کہ تمام لشکر مین سناٹا پڑا ہوا ہے سب سو رہے ہین یہ چترنگار کے مقام خوابگاہ کو سحر سے دریافت کرکے اُسکی خوابگاہ مین آئی اُسکو بھی سوتا پایا اُٹھا کر اپنے تخت پر لٹایا اور لیکر اپنے باغ کو روانہ ہوئی اسنے اتنا دن اور اسقدر رات اسکے فراق مین تڑپ تڑپ کے بسر کی تھی یہ اسکو اپنے باغ مین لیکر آئی یہان سب سامان تو درست ہی تھا اسنے چترنگار کو مسند پر لا کر لٹا دیا اور اُسکو ہوشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی تو اپنے کو اُسی باغ مین مسند پر لیٹا پایا اور ٹھمو دجادو کو سرہانے بیٹھے دیکھا یہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ تم نے مجھکو ہوشیار کیون نہ کیا اور وہان سے اُٹھا لائین اُسنے کہا کہ ہوشیار کرنے کی کیا ضرورت تھی وہان نہ ہوشیار کیا یہان تو لا کر ہوشیار کیا یہ یہ کہکر اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اُسنے اُسکے بوسے لینا شروع کر دیے خواصین یہ کیفیت دیکھکر سرک گئین خوب تخلیہ مین اختلاط ہوے اُسکے بعد خواصون کو پکارا کیونکہ یہ دونون دن بھر کے بھوکے تھے تو ٹھمو دجادو نے کھانا منگایا تھا خواصین جو آئین تو اسنے خاصہ طلب کیا انھون نے خاصہ حاضر کیا گو کہ چترنگار کھائے ہوے تھا مگر اسکی خاطر سے پھر کھانے کو بیٹھ گیا اور کھایا بعد کھانا کھانے کے دو ایک جام شراب کے پیے کچھ دیر گانا سنا اُسکے بعد بارہ دری مین جا کر دلون عیش مین مصروف ہوے اور منہہ کالے ہونے لگے کیونکہ دونون اسی کے طالب تھے یہان تک کہ قریب صبح یہی شغل رہا جب صبح قریب ہوئی ٹھمو دجادو نے کہا کہ اب مین تمکو تمھارے لشکر مین پہونچا کے آتی ہون تم صبح کو سب کے روبرو وہی خواب بیان کرنا اور سوار ہو کر شکار کو جانا مین آکر لیجا ئونگی مگر جب یہ پابند ہوتا تو یہ کہتا یہ کہکر مجھ اُسکو تعلیم کیا کہ وہ وقت پر ظاہر ہوگا یعنی چترنگار نے اُسکے رخسار کے بوسے لیے اب لطفہ حرام کو بوسے بھی نہین معلوم ہوتی ہی اب مزے مزے بوسے لیتا ہی جیسا نطفہ ہی ویسا ہی تو ہوگا اسکا باپ نہین جھمو دجادو کے ہمراہ منہہ کالا کیا کرتا تھا وہی اسکے بیٹے مین بھی ہی وہ جو مثل ہی مشہور ہے کہ گوہ کا کیڑا گوہ ہی مین جاتا ہی فرزند وہی سعید ہی جو باپ کی پیروی کرے اور باپ کے قدم پر قدم رکھے ورنہ وہ فرزند نہین ہی جو اسکے خلاف ہوا لیون کا فرزند نہین گو کا پوت نوسا ہی الغرض وہ اسکو تخت پر سوار کرکے اُسکے لشکر کی طرف چلی راہ مین بھی یہ اپنی حرکت سے باز نہ آیا اسکو خوش کرتا ہوا آیا اُسنے لا کر اُسکو اُسکی خوابگاہ مین اُتارا اور آپ رخصت ہو کر طرف اپنے باغ کے چلی گئی یہ بستر ہی پر لیٹ کر خواب مرگ مین مبتلا ہوگیا اب راوی بیان کرتا ہی کہ ٹھمو دجادو تو اپنے باغ مین جا کر کچھ دیر سوئی اسکے بعد اُٹھکر اور سحر کرکے طرف چترنگار کے روانہ ہوئی اور ایک مقام پر صحرا مین آکر ایک درخت سایہ دار کے نیچے پوشیدہ سحر کرکے اپنے کو کھڑی ہوئی اور چترنگار کا انتظار کرنے لگی کہ وہ آئے تو مین اسکو لیکر اپنے باغ کو جاؤن یہ تو یہان کھڑی ہوئی ہی اُدھر کا حال سنیے کہ چترنگار جو بیدار ہوا منہہ ہاتھ دھو کر بارگاہ مین آیا سب رفیق حاضر دربار ہوے کہ [illegible] آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گیا جب سب لوگ دربار والے آ چکے اور قرینے سے اپنے اپنے عہدے پر جلوہ افروز ہو چکے تو چترنگار نے سبکی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مین نے آج ایک خواب دیکھا ہی اور وہ نیا خواب ہی مین تم سب کے روبرو بیان کرتا ہون یہ کہکر وہی جھوٹا خواب سب کے روبرو بیان کیا وہ سب سنکے اپنے اپنے دلونمین سمجھنے

ایک نے دوسرے کی طرف اشارہ کیا کہ بالکل دماغ خراب ہوگیا ہی کہ جسکی حد نہین ہی بڑی خرابی کی بات ہی کہ یہ تو نئی
نئی باتین کرتے ہین ہم لوگ بسبب پاس نمک کے سوا ہان اور بجا کے کچھ نہین کہہ سکتے ہین لو اور سنو کہ خواب مین خداوند
آئے تھے جو بات ہوتی ہی جو تقریر ہی وہ عمدہ ہی دل مین یہ سما گئی ہی کہ مین خدا ہون پس اب یہ کیونکر دل سے نکلے یہ لوگ
تو باہم یہ اشارے کر رہے تھے کہ چہرنگ نے کہا کہ یہ بھی مجھکو خوب معلوم ہی کہ تم لوگ مجھکو جھوٹا اور کاذب جانتے ہو
مگر یہ حال تھوڑی دیر مین تم پر ظاہر ہو جائیگا اسوقت تمکو یقین آئیگا لہذا تم لوگ بعد میرے آسمان پر جانے کے لشکر کو
لیکر شہر کی طرف چلے جانا اور بادشاہ اور اہل شہر کو میرے حال سے آگاہ کرنا اور یہان نہ قیام کرنا ورنہ بڑی خرابی
ہوگی یہ کہکر حکم دیا کہ سامان شکار تیار کیا جائے ہم جاکر سیر اور شکار کرینگے یہ حکم سنکے عیار نے بارگاہ سے باہر نکلکر سامان
شکار کیا چاکرون نے مرکب لاکر دروازے خیمہ پر موجود کیے کہ چہرنگ مع رفقا باہر آیا مرکب پر سوار ہوا سب رفقا وغیرہ سوار
ہوئے چہرنگ مع رفقا کے طرف صحرا کے بقصد شکار روانہ ہوا جب اس جنگل مین پہونچا جہان خود دیکھا تھا وہ اسکی منزلگاہ
تھی جب خود نے دیکھا کہ براق میرے لینے کو بہ شکل شکار کے آیا ہی پس اسنے اسی مقام پر توقف کیا کہ ایک برق چمکی
کہ جس برق سے کئی درخت جل گئے اور جنگل مین آگ لگی اور وہ بجلی ایک غبار پیدا ہوا اور تمام صحرا مین تاریکی ہو گئی
اور صدا آئی کہ ای بندگان من مین اپنے فرزند کو بالا سے آسمان بذریعہ ایک فرشتہ قدرت کے بلا لیتا ہون یہ صدا
آکے پھر برق چمکی اور وہ تاریکی اور غبار برطرف ہوگیا سب نے دیکھا کہ ایک پنجہ چہرنگ کی کمر مین پڑا اور لیکر بلند ہوا
وہ پنجہ ایسا درخشندہ تھا کہ اسپر کسی کی نگاہ نہ کام کرتی تھی چہرنگ کو لیکر وہ پنجہ طرف آسمان کے چلا اسوقت چہرنگ نے
کچھ بلند ہوکر کہا کہ کیون تم لوگون کو تو میرے کہنے کا یقین نہ تھا تم لوگ مجھکو کاذب جانتے تھے جسوقت سے مین اس
صحرا مین آیا تھا اسوقت سے میرے دل کو یقین ہوگیا تھا کہ مین خدا ہون اب خدائی میری طرف سے رکھی گئی اسی سبب سے
تو ہمیشہ چہرنگ کہتا تھا کہ یہ میری قدرت سے خلق ہوئی ہی مین اسکا خالق ہون تم لوگ باہم اشارے کرکے ہنستے
تھے اور کہتے تھے کہ یہ دیوانہ ہوگیا ہی اور جب مین نے بوقت سحر خواب بیان کیا تھا تو اسوقت بھی تم لوگون نے مجھے
سڑی قرار دیا تھا پچھتاوے سے افتادہ تھے پس اب سجدہ کرو اور توبہ کرو کہ کبھی آپ کے قول کو دروغ نہ خیال کرینگے
بلکہ آپ کو اپنا خدا تصور کرینگے اگر اسکے خلاف کرین تو آپ ہمپر اپنا غضب نازل فرمائین سجدہ کرکے اور سب سامان لیکر
شہر کو جاؤ شہزادہ و کل اہل دربار سے حال بیان کرنا اور انکو میری خدائی کی خبر دینا یہ جو چہرنگ نے کہا سب تو
سب کو یقین آیا مع گرد بکاولی عیار کے سب نے سجدہ کیا اور سب نے توبہ کی ادھر چہرنگ بلند ہوگیا اب جو سب نے
سر اٹھا کر دیکھا تو اسکا نشان تک نہ پایا یہی تقریر جو وقت سحر اس سے بیان کی تھی پس یہ لوگ اس مقام
سے باہم یہ تقریر کرتے ہوئے پلٹے کہ دراصل ہم جھوٹا تصور کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ دیوانہ ہو گیا ہی
اور خواب کو بھی دروغ تصور کیا تھا مگر یہ سچا نکلا ہمارے روبرو بالا سے آسمان فرشتہ قدرت لے گیا اب شہزادہ
کی بھی بڑی عزت ہوگی اور اسکا مرتبہ بڑا ہوگا کہ اسنے خداوند زادے کو پرورش کیا ہی یہی تقریر کرتے ہوئے
سب مقام قیام پر آئے اور اسی وقت سامان کردیا کہ یہان سے چلو طرف شہر کے اور سب نے جو دریافت کیا
تو وہی واقعہ جو کہ دیکھا تھا انہنے بھی وہی سب بیان کردیا وہ لوگ بہت خوش ہوئے اسی وقت سب خیمہ وغیرہ
اکھیڑ کر اونٹون پر بار کرایا اور باربرداری بھی اونٹون پر بار کرکے طرف شہر کے روانہ ہوئے طی منازل و قطع
مراحل کرکے قریب شام داخل شہر ہوئے اہل شہر نے ان لوگون سے دریافت کیا کہ شہزادہ کہان ہی انھون نے
سب سے کہا کہ کل دربار مین آکر ہم سب حال شہزادے کا بیان کرینگے عجب واقعہ ہی جو سنیگا وہ حیران ہوگا
جسنے دریافت کیا انہون نے یہی بیان کیا وہ لوگ خیال کرنے لگے کہ کل صبح دربار مین ضرور جائینگے یہ لوگ تو اس
فکر مین ہین کہ دیکھنا چاہیے نہین معلوم کیا واقعہ ہوا ہی کہ جو کل کے روز بیان کیا جائیگا ادھر تو یہ سب آپس مین تردد مین تھے

دور کہاں ہے شداد شاہ نے کہا کہ میں کل سوار ہو کر ڈھونڈونگا یہ سنکر سب چار و ناچار خاموش ہو رہے وہ رات تمام ہوئی صبح کو شداد
دربار میں آیا سب اہل دربار بیٹھے ہوئے دربار آراستہ ہوا ابھی کوئی حکم دینے نہ پایا تھا وہ لوگ جو ہمراہ چترنگ کے گئے
تھے اور جب اُسکے حکم سے شہر کو واپس آئے تھے بسبب رات ہو جانے کے اور دربار کے موقوف ہونے کے اپنے اپنے
مقام پر چلے گئے تھے صبح کو اُٹھکر دربار میں آئے اور شداد کو خبر کیا شداد نے جو انکو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ
ہیں جو کہ چترنگ کے رفیق ہیں اُنکو اشارہ بیٹھنے کا کیا اسی عرصہ میں بعض اہل شہر بھی دربار میں آ گئے تھے جنکو چترنگ
سے الفت تھی جب وہ بیٹھ چکے تو شداد نے دریافت کیا کہ شاہزادہ کہاں ہے اور تم لوگ کیوں چلے آئے انکو کہاں
چھوڑ آئے کیا وہ محل میں گئے ہیں اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم سب واقعہ عرض کرتے ہیں جو کہ گذرا ہے یہ کہکر اُنھوں نے ابتدا
سے کل حال یوں عرض کیا کہ ہم ہمراہ شاہزادے کے فلان صحرا میں پہنچے اُنھوں نے صحرا کو دیکھکر یہ قدرت دیکھ کر کہا
یہ میری قدرت ہے اور میں خدا ہوں میں نے اسکو خلق کیا ہے ہم لوگ سننا کئے چونکہ رات ہوگئی تھی اُسدن اُنھوں نے
اُسی صحرا میں قیام کیا چونکہ بسبب رات ہو جانے کے شکار نہ کیا پھر صبح کو برائے شکار نکلے دو پہر تک بہت سے چرند
و پرند شکار کیے دو پہر کو ایک آہو نہایت خوبصورت نظر پڑا اُسکے تعاقب میں اُسکے گرفتار کرنے کو مرکب جولان کیا
وہ آہو چوکڑیاں بھرتا ہوا چلا اُسکے تعاقب میں نکل گئے ہم لوگ بھی ہمراہ تھے جب تک ہمارے مرکبوں نے ساتھ دیا
ہم لوگ بھی ہمراہ گئے جب ہمارے مرکب نہ چل سکے تو ہم رہ گئے بڑی دیر تک اُنکا انتظار کیا جب وہ واپس نہ آئے
تو ہم لوگ قیامگاہ کو چلے آئے یہ خیال تھا کہ وہ بھی وہیں تشریف لائینگے رات بھر انتظار کیا وہ تشریف نہیں لائے ہم
لوگ بہت پریشان ہوئے کہ کہاں تشریف لیگئے ہیں کہ ابھی تک واپس نہیں آئے صبح کو اُٹھکر چند سواروں کو حکم دیا کہ
تلاش کرو اور ہم لوگ خود بھی تلاش کرنے کو چلے تھے ہنوز کوئی گیا نہ تھا صرف آمادہ ہی ہوئے تھے کہ شاہزادے صاحب
تشریف لائے معلوم ہوا کہ دن بھر اُس آہو کے تعاقب میں پریشان رہے اور وہ آہو ہاتھ نہ آیا قریب ایک
قصبہ کے پہونچکر وہ آہو غائب ہوگیا شاہزادے نے فرمایا کہ وہاں اُسوقت رات ہوگئی تھی اور مقام قیام بہت دور
تھا میں شب کو اُسی قصبہ میں رہا اُسوقت ادھر کو آیا حضور وہ دن تو شاہزادے نے راحت سے بسر کیا شام کو
آرام فرمایا صبح کو بیدار ہو کر جب بارگاہ میں تشریف لائے تو ہم سب بھی حاضر ہوئے جب ہم سب جمع ہو بیٹھے تو
فرمایا کہ میں نے شب کو ایک خواب دیکھا ہے ہم نے عرض کیا کہ کیا خواب ملاحظہ فرمایا ہے وہ خواب بیان فرمایا اُن لوگوں
نے شداد کے روبرو اُس خواب کی سب کیفیت بیان کی اسکو سنکر شداد کے حواس جاتے رہے کہ یہ کیا امر ہے کہ یہ خواب
دیکھا اُن لوگوں نے شداد سے کہا کہ خداوند ہمکو یقین نہ آیا کیونکہ وہ ابھی بچہ ہیں سمجھے جاتے کہ یہ تقاضا سن کا ہے کہ
اسی خیال میں آرام فرمایا تھا خواب و خیال تو مشہور ہی ہے اسیکا قصور ہے مدار وہی سامان خواب میں بھی نظر آیا
کیونکہ جب سے یہاں تشریف لائے ہیں یہی فرما رہے ہیں کہ میں خدا ہوں میں خدا ہوں علیحدہ یہ خواب بھی ہے
ہم لوگ خاموش ہو رہے اسکے بعد سامان شکار درست ہونیکا حکم فرمایا سب سامان درست ہوا ہم لوگوں کو ہمراہ
لیکر برائے شکار روانہ ہوئے کوئی لشکر سے ایک میل آئے ہونگے کہ ایک برق چمکی جسنے تمام گھانس جلا دی اور
کئی درخت بھی جل گئے ایک غبار پیدا ہوا تمام صحرا میں تاریکی ہوگئی اُسکے بعد صدا آئی کہ میں اپنے فرزند کو لیے جاتا
ہوں بالائے آسمان تاکہ اسکو علم خداوندی تعلیم کردوں تم لوگ پریشان مت ہونا شہر کو چلے جاؤ اُسکے بعد پھر برق
چمکی وہ تاریکی اور غبار برطرف ہوگیا ہمنے دیکھا کہ شاہزادہ ابھی تک اپنے مرکب پر موجود ہے کہ ایک پنجہ خود بخود
پیدا ہوا اور شاہزادے کی کمر میں پڑا اور اُنکو مرکب سے لیکر بلند ہوا اب تو ہمارے حواس جاتے رہے پھر جو
تقریر کہ چترنگ نے کی تھی وہ اُنھوں نے شداد سے بیان کی اور عرض کیا کہ جو جو خیال جنکے کیے تھے وہ سب
شاہزادے نے بیان فرمائے اب تو ہمکو یقین کلی ہوا کہ یہ سب امر سچ ہیں اُنھوں نے ہمکو سجدہ کا حکم دیا تھا سجدہ کیا

اب جو سجدے سے سر اٹھا کر دیکھا تو شاہزادے کو نہ پایا ہم بموجب ارشاد وہاں سے تیار ہم گاہ پہ آئے سب کو ہمراہ لیکر
شہر کی طرف چلے کل شب کو آکر یہاں پہنچے تھے چونکہ رات تھی بیٹھ آکر خبر کرنا مناسب نہ جانا اپنے مقام پر چلے
گئے اسوقت حاضر دربار ہوئے یہ واقعہ گذرا جو کہ ہم نے خدمت عالی میں عرض کیا اتنا کہکر حاضرین دربار سے
ہوش جاتے رہے ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ یہ قدرت خداوندی ہے کوئی زمانہ خداوند سے خالی نہیں رہ سکتا
ہے اگر آپ چولا بدل کر آسمان پر چلے گئے تو دوسرا خدا ہمارے لیے مقرر کیا ہے اب اُنکو علم خداوندی تعلیم کرکے
زمین پر بھیجینگے اہل دربار تو یہ ذکر کرنے لگے شمشاد نے اُن لوگوں سے کہا کہ کہو ناکہ کہاں ہے انھوں نے
عرض کیا کہ وہ نہیں آئے انھوں نے کہا کہ جب میں سنونگا کہ شہزادہ آیا تو میں آؤنگا ورنہ میں اب نہ آؤنگا یہ سنکر
شمشاد کے ہوش جاتے رہے اُسی وقت بحال خراب وہ با طلب بیٹا دربار برخاست کیا اور محل میں چلا گیا
حالت یہ ہے کہ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے لبوں پر آہ سرد چہرہ زرد اب جو دلربا نے اسکو دیکھا [illegible]
اور اُسنے یہ حالت دیکھی کہا کچھ بیان تو کرو کہ کیا ماجرا ہے اور یہ تمہارا کیا حال ہے کیا کچھ میرے بچہ کی خبر آئی کیا
کچھ اُسکے دشمنوں پر بلا نازل ہوئی جلد بیان کرو میرے تو دل کی عجیب حالت ہے [illegible]
کلیجہ منھ کو چلا آتا ہے شمشاد اُسکے قریب بیٹھ گیا اور کل حال از ابتدا تا انتہا سب کچھ جو سنا تھا بیان کیا [illegible]
کے رفیقوں سے سنا تھا یہ سننا تھا کہ دلربا نے ایک چیخ ماری اور سر پیٹنے لگی اور تڑپنے لگی [illegible]
یا سے جیتے تک [illegible] کہکر چلانے لگی اور بین کرنے لگی کہ بیٹا تجھ ماں کو روتے [illegible]
گئے اپنے باپ پاس چلے گئے یہ کیا قیامت کی تم نے یہ ہم پر کیا آفت نازل کی ایسا بھی کوئی کرتا ہے ابھی تم
پورے جوان بھی نہ ہونے پائے تھے اب کون خدا پرستوں سے زمرد کے خون کا عوض لیگا میں نہ مانونگی
یہ ان لوگوں کا فقرہ ہے میرے بچہ پر کوئی اور بلا نازل ہوئی ہے اگر یہ بات ہوتی تو کیسے ضرور آتا یہ کیا سبب
کہ وہ یہاں نہیں آیا اُسی صحرا میں رہا اور یہ کہا کہ جب شاہزادہ آئیگا تو میں بھی آؤنگا اس میں کچھ نہ کچھ بھید ہے یہ بالکل
خلاف عقل ہے جلدی میرے بچہ کی خبر منگاؤ ورنہ میں اپنے کو ہلاک کرونگی کوئی بھی زندہ آج تک آسمان پر گیا
ہے سوا اسکے مرگئے یا چولا بدل سکے وہ ابھی [illegible] سکے ہوتا ہے اپنے زمرد شاہ کے جو میرے بچہ کو بہکا
لے گئے ہیں ایسی خدائی سے باز آئی وہ اپنی خدائی کو اپنے پاس رکھیں یا اور کسی کو دیں اگر میرا بچہ ہوگا تو سب
کچھ ہے ورنہ بیکار ہے ابھی اُسکا سن کیا ہے جو وہ خدائی کریگا یہ تو کسی جہاندیدہ سرد و گرم عالم چشیدہ کا کام ہے اور
دوسرے یہ کسی طرح مجھکو گوارا ہے کہ وہ خدائی کرے اور اس خدائی کے سبب سے تمام عالم اُسکا عدو ہو جائے کہ
جیسے اُسکے باپ کے خون کا ہر ایک پیاسا تھا آخر عاجز ہو کر چولا بدلنا ہی پڑا اسوقت عالم کا عالم تو خدا پرست
ہورہا ہے جب وہ لوگ یہ سنینگے کہ زمرد کے لڑکے نے خدائی کا دعوی کیا ہے وہ لشکر کشی کرکے ادھر کو آئینگے جب
لقا ایسا خداوند اُنکا کچھ نہ کرسکا کہ جسکے پاس لشکر بیشمار رہتا ہمیشہ اہل اسلام کے ہاتھ سے عاجز رہا اور یہ کیا کچھ
تو یہ کیا کر سکیگا یہ سارا کام لقا کا تو یہ یاد کیا ہوا ہے کہ ان لوگوں کو پیدا کرسکے اور زور و طاقت [illegible]
دے سکے اور انکی موت خلق کرنا بھول گیا وہ لوگ مشہور ہو گئے اب کس میں ایسی قدرت ہے کہ موت خلق کرسکے
سبحان اللہ سے تو خلق نہو سکی یہ کیا ہیں اور زمرد کیا تھے سب عاجز رہے اور عاجز رہینگے تو میں یہ نہیں چاہتی
ہوں کہ وہ مثل اپنے اسکو بھی تباہ کریں میں اسی سبب سے تو اس گزشتہ میں آگ بیٹھی رہی کہ اگر یہ لڑکا اس
ملک میں پیدا ہوگا جہاں زمرد کے ماننے والے ہیں اور اُسکے لشکر کے لوگ ہیں وہ اسکو خدا مشہور کرینگے اور
یہ بھی اُنکے کہنے کو قبول کریگا تو خرابی ہوگی وہی امر پیش آیا میں تو [illegible] ایسی خدائی کو پاپوش پر مارتی
ہوں کہ جسکے سبب سے میرے بچہ کی جان پر بنے یہ کہکر چیخیں مار کے رونے لگی اشکوں سے منھ دھونے لگی

اپنی جان کھونے لگی شدّاد کے بھی ہوش اڑ گئے تمام اہل محل جمع ہو گئے ہر ایک سمجھو کو سمجھانے لگا اور کہنے لگا کہ
اس رونے سے کیا ہوگا ابتو جو ہونا تھا ہو گیا سمجھو نے کہا کہ بیبیو تمکو کیا معلوم ہوا سوقت میرے قلب پر صدمہ ہوا گر تم میں
سے کسی کا لڑکا یون چلا جاتا تو معلوم ہوتا میرے قلب میں آگ لگی ہے میں کہان سے اسکو تلاش کرکے لاؤن کیونکر
اسکی صورت دیکھون یہ سب فتنہ ہوا ہے کوئی ایسی بلا نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ ابھی خدائی کے قابل نہ تھا پر اسکے یہی
سبب اہل محل رونے لگے شداد کے بھی حواس جاتے رہے شداد نے اپنے حواس درست کرکے سمجھو
سے کہا کہ ملکہ کیون اسقدر پریشان ہوتی ہو اپنے حواس کھوتی ہو اور جانتی ہو اور دوسرون کو بھی پریشان کرتی ہو
اس سے کیا حاصل خدائی تو بات ہی تم خداوند کی زوجہ ہو کہو تم نے کچھ تمکو بھی علم خدائی تعلیم کیا ہوگا اُسکے
ذریعہ سے دریافت کرو یہ تو کہو یہ سکا کہ کس سے دریافت کرو کیونکہ تمام اہل محل جمع تھے ان لوگون کا جھوٹ سچ معلوم
ہو جائیگا یہ تمام علم کیا کہا ہو کرتے تھے کہ ہمکو سحر یا کہ خبر نہ ہو اگر واقعی آگاہ خداوند ہیں تو صبر کرو کہ اب تو جو ہونا تھا وہ ہو گیا
لوگون اسکے اندرون میں دخل دستہ وہ خداوند ہیں اگر نہیں پہونچ سکے تو کہا جاتا جبکہ وہ تجھسے دور ہیں تو ہمارا اور تمہارا
کیا بس ہے جب اٹھائی جائیگا واپس کرینگے اگر موافق تمہارے خیال کے کوئی بلا نازل ہوئی ہے تو تم اسکی کوئی تدبیر
کیا سکے اور ان لوگون کو اس فتنہ کرنے کی سزا دی جائے تاکہ پھر ایسی حرکت نہ کرین یہ جو شداد نے کہا تو سمجھو
نے کہا کہ جب اسقدر سمجھایا تو بہتر ہے بیٹا کی پہچان ہون نہ پائی شداد نے کہا تھا رونے سے تم میرے
حواس باختہ کر دیے تھے میں کیا کہتی بیٹا تا اب کچھ حواس درست ہوئے تو خیال آیا تو میں نے کہا بس یہ سنکر اسوقت
سمجھو نے کچھ پڑھکر دم کیا اور اپنے ہاتھ پر کچھ قلم سے لکھا اسکے بعد اسکو طرف آسمان کے دکھایا اور کچھ بول اٹھا کر
اُس پر کچھ پڑھا اور اُسکو چارون طرف اپنے پھرایا سب اہل محل دیکھ رہے ہیں اور اس خیال میں ہین کہ دیکھین کیا خبر لاتی ہے
اور سمجھو نے ایک پرچہ کاغذ سرخ کا لیا اور اسپر ایک ہاتھ سے کچھ لکھتا جاتی ہین اور اسکا اپنے زانو کے نیچے
رکھا اور ایک کو طرف آسمان کے بلند کیا اسکو اور پڑھتی گئی اور دم کرنے لگی جب پڑھ چکی اس ہاتھ کو جو طرف
آسمان کے بلند تھا کو دھر سے ہٹا لیا اور دیکھا کہ آئین کیا تحریر ہے اور اس پرچہ کاغذ کو بھی جو زانو کے نیچے دبا رکھا تھا اسکو
بھی دیکھا کہ کیا تحریر ہے اب جو کاغذ کو دیکھا تو آئین یہ نکلا کہ اے سمجھو پریشان نہو تیرا لڑکا زندہ ہے اور فلان کے
باغ میں موجود ہے وہ ایسپر عاشق ہو کر اسکی ہی طلب و عشرت میں مصروف ہے سمجھو نے اقرار کیا ہے کہ میں تیری خدائی
کو درست کر دونگی اور تیرے مذہب کو ترقی دونگی وہ اسکی تدبیر کر رہی ہے تجھکو لازم ہے کہ اس لڑکے کا ذکر ور نہ
خرابی ہوگی کوئی اسکے کہنے کو نہ مانیگا اور نہ وہ اس امر سے باز آئیگا کہ میں دعوی خدائی نکرون سارا کام اسکا
خراب ہو جائیگا اور سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا انجام یہ ہوگا کہ لڑکا بھی ہاتھ سے جائیگا اب تو وہ دو ایک
روز میں آکر یہاں اپنا رنگ جمائیگا سب اسکو دیکھ کر بڑا لشکر اسکے پاس ہوگا بہت سے ملک اسکے قبضہ میں
آئینگے خدا کہلائیگا اگر تو کد کریگی تو تجھ کو وہ اسکو لیکر چلی جائیگی اور کہیں اسکی خدائی کو ترقی دیگی تو تو اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی ہے
وہ ساحرہ زبردست ہے اور نہ سب خوب اسکا سحر یاد ہے تو اسکا ایک سحر کا بھی جواب نہیں دیسکیگی کیون اپنی آبرو گنوائیگی
بلکہ تجھکو لازم ہے کہ تو بھی اسکی شرکت کر اور اسکو مدد دے گو وہ تیری مدد کی محتاج نہیں ہے مگر تو اپنی جگہ پر بندوبست کر
جب دو دل کے کام کرینگے تو وہ کام خوب انجام پائیگا یہ شعر تو نے سنا ہوگا شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را +
پراگندگی آرد انبوہ را + آئندہ تمکو اختیار ہے یہ خیال رہے کہ یہ لڑکا بہت قوی ہے اور نہایت زبردست ہے اسکے
ہاتھ سے اہل اسلام بہت پریشان ہونگے والسلام ۔ یہ جو تحریر دیکھی اسکے منہ پر ایک علامت خوشی کی ظاہر ہوئی
اور خوش ہو کر شداد سے کہنے لگی کہ وہ لوگ کہتے ہین ایک کہتے ہین اسمین سر مو فرق نہیں ہے ضرور خداوند
کو بیٹے ہین اور سب علم اسکو تعلیم کرتے ہین یہ خبر تجکو میرا علم دیتا ہے جو بیٹا سب تو اس سبب سے کہ کوئی

اور آفت تو نہین نازل ہوئی کہ جسمین وہ مبتلا ہو گیا ہو کیونکہ اُسکے دشمن ہزارون ہین یہ سنکر شہداد نے کہا کہ تم نے تو بیفائدہ باتین کرنا شروع کی انسان کو لازم ہی کہ پہلے سب پہلو دیکھ لے اُسکے بعد بہتر ہو اُسے عمل کرے اب تم ہی بتاؤ کہ سوا ہلاکت کے کیا حاصل ہوا اپنی جان کو بیکار ہلاکان کیا اُسپر طرہ یہ کہ دوسرون کو بھی پریشان کیا کہ اُنکے بھی ہوش و حواس جاتے رہے آئی ہوئی عقل گم ہو گئی کوئی بات بتائے نہین بن پڑتی تھی یہ سنکر محمود نے کہا کہ اب کوئی بات خوف کی نہین ہی مجھکو اطمینان ہو گیا شہداد نے کہا کہ تمکو تو خوشی لازم ہی کہ تمہارا فرزند خدا کہلائیگا لوگ اُسکو سجدہ کرینگے اور اُسکو اپنا خدا تصور کرینگے تم کہ عمر بھر الم کرنے کی ضرورت ہوگی کتنی بڑی شرافت حاصل ہوتی ہی یون جو شہداد نے کہا اب تو محمود کا مارے خوشی کے یہ حال ہوا گویا اسی مقام پر جسم کی حرکت رک رہی کہنے لگی کہ اگر مین یہ جانتی تو کبھی نہ اسقدر اپنے کو پریشان کرتی یہ کہکر کہنے لگی کہ تم ایک تخت اس طور کا بنوا کر جسکا مین تمکو نقشہ بتائے دیتی ہون کیونکہ مین تو تخت خداوند زمرد کا دیکھ چکی ہون کہ جسپر وہ بیٹھکر خدائی کرتے تھے اور اب میرا فرزند بھی ویسے ہی تخت پر بیٹھکر خدائی کیا کریگا مگر سب الٹی ہوا اور اُسپر جیسا اُسکا ہو بہت جلد بنا رکھنا تاکہ اب وہ بہت جلد آئیگا شہداد نے کہا کہ تم مجھکو نقشہ دو مین کل سے انتظام کرونگا پر سون تک تیار ہو جائیگا یہ سنکے محمود نے ایک نقشہ اپنی رائے سے تیار کرکے شہداد کو دیا اُسنے اسکو دیکھا اور کہا کہ یہ کیا مشکل ہی کل ہی اسکا بند و بست کرونگا سب اہل محل چلے گئے یہی دونون اس مقام پر رہ گئے اسی خوشی مین اپنا منہ شہداد سے کالا کرایا ناظرین یہ جو نقشہ محمود نے شہداد کو دیا ہی جب یہ تخت تیار ہو جائیگا اور چنبر نگ جب اُسپر بیٹھیگا تو اُسکا حال عرض کیا جائیگا عنقریب وہ بھی وقت آتا ہی کہ بار دور شہین ہی شہداد تو اُٹھکر اپنی خوابگاہ مین چلا آیا چونکہ اُسے رونے پیٹنے اور دیکھنے بھالنے مین شام ہو گئی تھی یہ تو آکر سو رہا اور محمود نے اپنی صورت کا ایک پتلا بنا کر پلنگ پر لٹا دیا اور خود سے پرواز پیدا کرکے طرف محمود جادو کے باغ کے چلی اسکو تو راہ مین رہنے دیجیے

اب کچھ حال محمود جادو اور چنبر نگ کا سنیے

محمود جادو جو چنبر نگ کو اس صحرا سے اُسی ترکیب سے اُٹھا کر لائی اپنے باغ مین پہونچی اسکو تخت پر سے اتارا اور کہا کہ اب تم چین سے یہان رہو میرے ساتھ عیش کرو مین تدبیر کرتی ہون پرسون سے تدارک کرونگی سات روز مین سب بند و بست کرکے تمکو شہر مین پہونچا دونگی اسدن سے یہ معمول کرلونگی کہ جب سب سو جایا کرینگے مین تمکو اس باغ مین اُٹھا لایا کرونگی رات بھر عیش سے بسر ہوگی بوقت سحر پہونچا دیا کرونگی تم دربار مین جاکر جو مین تعلیم کرون اُسکے موافق کام کیا کرنا بعد ایک ماہ کے جب لشکر جمع ہو جائے پھر لشکر کشی کرنا پہلے ارژنگ پر اُسکو اپنا مطیع کرکے پھر اہل اسلام پر لشکر کشی کرنا کیونکہ ارژنگ کے پاس لشکر بہت ہی یہ سنکے چنبر نگ بہت خوش ہوا اور اُسی خوشی مین اُسکو بھی خوش کر دیا کہ جس خوشی کی وہ بھوکی تھی اور جسکے سبب سے اسکی خدائی درست ہوئی ہی اگر یہ کچھ بھی کمی کریگی اُسی دن سب کارخانہ برباد ہو جائیگا کچھ بھی ہاتھ نہ آئیگا وہ مثل ہوگی کہ جیسے لوگ کہتے ہین کہ بیچنا نہ ہاتھ مین کٹورا ہو سے پوچھ رہے ہین کہ ماتگتی کدھر گئے اُنکی یہ حالت ہوگی پہنچنا ضرور تو کہان ممکن مگر نہین شاخہ ہاتھ مین ہوگا اور یہ دریافت کرتے ہونگے کہ خدائی کدھر گئی اگر ذرا بھی اسکے کام مین کمی ہوئی تو یہ حالت ہوگی اس لالچ مین جان دے دے کر کام کرتا ہی جب وہ کہتی ہی یا ذرا مرضی پاتا ہی فوراً موجود ہو جاتا ہی کوئی عذر نہین کرتا ہی گویا کاٹ کا لنگور ہی کہ جب ڈورا ایک کے حرکت دی وہ کود نے لگا وہ حالت ہی کہ اُنکی خدائی کا رشتہ یہی کام ہی اور یہی اُسکا وصف ہی جو کہ دکا کام کریگی وہ اس سے بہت خوش ہی یہ اُس سے کیونکہ وہ ایسے ہی مرد کی تلاش مین تھی اب اصل حال سماعت فرمائیے کہ یہ تو رہنے لگا وہ دن تمام ہوا رات آئی

رات بھر عیش میں بسر ہوئی صبح ہوئی دونوں خلوت خانہ سے نکلے امور ضروریہ سے فراغت کرکے کچھ دیر اس باغ کی سیر
کی اسکے بعد کھانا زہر مار کیا پھر جا کر سو رہے سہ پہر کو بیدار ہوئے باغ میں نہر کے کنارے آکر بیٹھے آج ٹھمود نے
بزم عشرت برپا ہونیکا حکم دیا ہے یہ بھی خوب سنوری ہے آج اسنے اپنی صورت اور حسن کو اور ترقی کی ہے خوب اپنے
کو آراستہ کیا ہے اسے جو چترنگ نے دیکھا بے چیری کے ملال ہو گیا ادھر خواصوں نے بزم عشرت برپا کی کہ
اتنے عرصہ میں شام ہوگئی ملکہ تیغ چترنگ کے آکر بزم میں بیٹھی ناچ رنگ ہونے لگا ایک مطربہ پشواز پہنکر
مع اپنے سازندوں کے محفل میں آئی سازندوں نے ساز ملایا ایسی گت ناچی کہ دیکھنے والوں کی بری گت ہوئی
خوب خوب ناچی خوب خوب بتایا اسکے بعد یہ غزل گانا شروع کی

غزل

سنو اے لوگو یہ بیں ساقی ترا آنکھ دکھانا
کیونکر جا سکے اس پری پیکر کے یارانہ
یہ وحشی مرگیا لیکن ہوا آباد ویرانہ

نہ آئے کیونکہ تیری صحبت میں جانا نہ
وہ بے پروا ہمیں سودائی وہ سنگدل ہے دیوانہ
اگر دیار گلستان میں ہوا ہے کس شرابی کا

بہار آئی ہے پھر دے بادہ گلگوں سے پیمانہ
مری صورت فقیرانہ ترا دربار شاہانہ
غزال دشت لیلی دیکھ کر مجنوں کی میت کو
کہ شاخوں پہ چہچہاتی ہیں نالہ بلبل پریشانہ

یہ چند شعر اس غزل کے اس طور سے گائے کہ تمام اہل محفل دنگ ہو گئی ہر ایک عالم سکتہ میں آگیا ٹھمو کی ایسی لگی ہو کر نگ اور
ٹھمود کا تو یہ حال ہوا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے بعد اسکے آخر تھمے یہ حال دیکھکر وہ خاموش
ہو رہی بہت کچھ انعام چترنگ و ٹھمود نے اسکو دیا وہ بہت خوش ہوئی کہ اتنے عرصہ میں ایک خواص نے آکر
دسترخوان لاکر بچھا دیا اور ہر ایک قسم کا کھانا لاکر دسترخوان پر چن دیا ان دونوں نے کھانا زہر مار کیا اسکے بعد
دور دور جام شراب کے چلے دوسرے طائفہ کے حاضر ہونیکا حکم دیا دوسرا طائفہ یہ کہتا تھا کہ حاضر ہوا اسنے
پہلے گت ناچی اہل محفل کو سب گت کر دیا اسکے بعد نہایت ناز و ادا سے یہ شعر اس غزل عاشقانہ کے گائے

غزل

غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا
جس میں مجنوں کا سدا ماتم رہا

دم کے جانے کا نہایت غم رہا
میرے رونے کی حقیقت جس میں تھی

ہمیشہ لیلی کو جس میں صحبت رہا
ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا

یہ جو شعر گائے اور رات بھی قریب ڈیڑھ پہر کے آئی تھی تمام محفل الٹ گئی ہر ایک کی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے
سب عالم سکوت میں تصویر ہو کر رہ گئے بڑی دیر تک یہی حالت رہی اسکے بعد سب کے حواس درست ہوئے
اس مطربہ کی بہت تعریف کی اور بہت انعام ملا وہ بہت خوش ہوئی کہ ٹھمود نے ناچ برخاست ہونیکا حکم
دیا ناچ برخاست ہوا ان دونوں نے شراب پی انتو نشہ جو ہوا تو دوسری حالت ہوئی اہل محفل یہ رنگ دیکھکر
اٹھنے لگے انھوں نے جو ان دونوں کی یہ حالت بے رنگ دیکھی اب کب ٹھہرتے ہیں سب چلے گئے میاں
جو تنہائی ہوا تو دوسرا کام ہونے لگا آخر دونوں شراب کے نشے میں مست بستری پر آئے یہ تو یہاں اپنے کام
میں مصروف ہیں ادھر سب کے سب جا جا کر سو رہے باغ میں سناٹا ہو گیا کہ کوئی نہیں جاگتا تھا ادھر ٹھمود
جادو پھر کرکے چلی تھی تو ایک صحرا میں آکر پہونچی اسنے ہر سمت باغ ٹھمود جادو دریافت کی کہ کدھر کو ہے جب
سمت معلوم ہو گئی تو یہ اسی جانب کو روانہ ہوئی اور باغ میں ٹھمود کے آکر پہونچی دیکھا کہ باغ میں روشنی
تو خوب ہو رہی ہے کہ تمام باغ روشن ہو رہا ہے مگر سناٹا پڑا ہے کوئی معلوم نہیں ہوتا یہ بالا ہوا سے زمین
پر آئی برابر چبوترے کے اتری جہاں کہ صحبت عیش برپا تھی دیکھا کہ ایک مسند بچھی ہوئی ہے اسکے برابر شیشیاں
شراب کی و جام بلوریں رکھے ہوئے ہیں کچھ کچھ شراب جام میں باقی ہے اسنے خیال کیا کہ یہاں کوئی بزم آرا تھا
ابھی ابھی اٹھ کر گیا ہے میں جانتی ہوں کہ میں اور کسی باغ میں چلی آئی یہ باغ تو ٹھمود جادو کا نہیں ہے اگر اسکا
باغ ہوتا تو کوئی نہ کوئی یہاں ضرور ہوتا یہ باغ تو خالی معلوم ہوتا ہے میرے نزدیک تو باغ جس کسی کا ہے وہ
صاحب باغ آیا تھا اسنے بزم آراستہ کی تھی معلوم ہوتا ہے رات جو زیادہ گئی تو وہ اپنے مقام کو روانہ ہو گیا

ناظرین پر واضح ہو کہ گو کہ شمود نے اپنے باغ کو چشم مردم سے پوشیدہ کیا ہے مگر یہ امر ساحر کے لیے نہیں ہے جب تک
اوئی سحر قوی نہ ہو جب تک اسکی نظر سے نہیں پوشیدہ ہو سکتا ہے ہاں غیر ساحر کے نظر سے پوشیدہ ہو گا لیکن اسی
سبب سے شمود نے اس باغ کو دیکھ لیا اسنے یہ خیال کیا کہ یہ صاحب باغ کل سامان اسی طور سے چھوڑ کر
چلا گیا ہے لیکن چلکر شمود جادو کے باغ کو تلاش کرو پھر خیال کیا کہ شراب تو پی تو بڑی دیر سے شراب نہیں
پی ہے یہ خیال کر کے چبوترے پر آئی اور مسند پر بیٹھ کر کئی جام لبریز کر کے بے اندیشہ انجام پی گئی تین چار جام
متواتر پیے اب اسکو نشہ ہوا نشہ میں جھومنے لگی ایک مرتبہ خیال آیا کہ یہاں کی خاک سے تو دریافت کروں کہ
یہ باغ کسکا ہے لیکن یہ خیال کر کے مسند پر سے اٹھی اور زینہ چبوترہ آئی اور وہاں کی مٹی اٹھا کر اسپر کچھ پڑھا
اور کہا کہ اے خاک بتا کہ یہ باغ کسکا ہے اور اس باغ کا مالک کون ہے اس خاک سے صدا آئی کہ اے ملکہ عالم
باغ شمود جادو کا ہے وہی اس باغ کی مالک ہے یہ سنکے شمود نے کہا کہ وہ اسوقت کہاں ہے خاک نے کہا کہ
اپنے خلوت خانہ میں ہوگی یہ دریافت کر کے اسنے خاک کو پھینک دیا اور مسند پر آکر بیٹھی وہ جام اور شراب
کے پیے اور زیادہ مست ہوئی نشہ میں جھومتی ہوئی اٹھی اور طرف بارہ دری کے چلی پردہ اٹھا کر اندر داخل
ہوئی دیکھا بارہ دری بھی خوب آراستہ ہے روشنی ہو رہی ہے یہ جھومتی ہوئی آگے بڑھی مارے نشہ کے اسکو کچھ
دکھائی نہیں دیتا ہے جھومتی چلی جاتی ہے کہ یہ قریب اس مقام کے پہونچی کہ جس کمرے میں یہ دونوں باہم بیٹھے
ہیں مصروف تھے اور راز و نیاز ہو رہا تھا منہ کالا کرنے سے فراغت نہیں ہوئی تھی کیونکہ یہاں تو رات و
دن یہی شغل ہے اور سوا اسکے کیا کام ہے یہ جو اس مقام پر پہونچی اسکے کان میں چپا چپ کی صدا آئی کہ جیسے
کوئی کسی کے بوسے لیتا ہے یہ صدا جو آئی تو اسنے کان لگا کے سنا کہ یہ نئی صدا کہاں سے آئی ہے یہ تو
صدا سنتا تو معلوم ہے جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق کے ساتھ ہم صحبت ہوتا ہے یہ صدا سنکے اسکو بھی اپنی
جوانی یاد آئی گو جوانی ختم ہو چکی ہے لیکن اسپر یہ اس صدا کی جانب چلی اور اس کمرے کے قریب آئی کہ
یہاں وہ دونوں ہم صحبت تھے یہ خیال رہے کہ سناٹا ہے اور رات کا وقت ہے دوسرے کسی کا خوف بھی
نہیں ہے تنہائی ہے ایسی حالت میں بات کر صدا بے سبب سناٹے کے دور تک جاتی ہے اور یہاں اسقدر بیباک ہیں کہ خوب زور
زور سے بوسے لیتے ہیں یہی سبب اسنے بھی صدا سن لی ورنہ کہاں ممکن تھا مگر یہ ایسی صدا بلند تھی کہ جیسے
کسی پر جوتیاں پڑتی ہیں چپا چپ کا تار بندھا ہوا تھا جب یہ قریب کمرے کے پہونچی اسکو معلوم ہوا کہ
کہ اسی کمرے سے صدا آتی ہے لیکن اسنے جو بڑھکر دیکھا تو کمرے کے دروازے کو بند پایا اسنے ہاتھ
رکھکر جو دیکھا تو وہ بند تھا مگر زنجیر نہیں لگی تھی یہ بلا خوف اس اشتیاق میں کہ یہ کون عاشق و معشوق ہیں
جو ایسی حسرت سے کہ جیسے مدت کے بچھڑے ہوں اور ملیں اور صحبت راز و نیاز گرم ہوا اور دل کی حسرتیں
نکالتیں ہوں یہ دروازہ کھول کر اندر چلی دو قدم چلی تھی کہ ادھر ادھر دیکھنے لگی وہ ایسے مصروف تھے کہ
انکو خبر بھی نہ ہوئی کہ کس نے دروازہ کھولا اور کون اندر کمرے کے آیا وہ اپنے کام میں مصروف ہیں یہ
خیال بھی نہیں ہے کہ کوئی آئیگا جب شمود جادو نے ادھر ادھر دیکھا تو اسکو یہ نظر پڑا کہ ایک طرف ایک
مسہری آراستہ ہے اسپر ایک حسین مہ جبین نازنین کمسن لیٹی ہے اور ایک مرد بیٹھا ہوا مثل لنگور کے کہ جیسے
کھاٹ کا لنگور اٹو سے پر کودتا ہے کود رہا ہے اور چپک چپک کر اسکے لب نازنین کے خوب زور سے بوسے
لیتا ہے یہ حال دیکھکر اسکے بھی دل نے خواہش کی اور اسے بغور دیکھا چونکہ اس مرد کی اسکی طرف پشت
تھی شمود کے بھی منھ کی آرزو تھی یہ ایک گوشہ میں کھڑی ہو کر تماشہ دیکھنے لگی اسنے خیال جو کیا تو دیکھا
کہ یہ مرد چتر ناگ ہے اور وہ نازنین شمود ہے کہ اسنے اپنے کو سحر سے آراستہ کیا اور اپنی صورت سحر سے ایک نازنین کی

بتائی ہولیس اسنے اس امر کو سحر سے بھی دریافت کیا کہ اسکو شک تھا سحر نے بھی یہی خبر دی کہ یہ چیز نگ ہوا اور وہ ٹمٹو جادو
ہو ہیں اسکو شک وشبہ ہو گیا اور ایک غیظ طاری ہوا سبب اسکا یہ تھا کہ یہ خود چیز نگ اپنے فرزند پر عاشق ہو چکی تھی
اور اسکا قصد یہ تھا کہ موقع پا کر اپنا مطلب ظاہر کرونگی اگر یہ راضی ہوا تو خیر ورنہ بزور زر اپنا مدعا حاصل کرونگی کیونکہ
اس قوم میں اسکا لحاظ و پاس نہیں ہو ماں بیٹے پسر و دختر ماں پر حلال ہر خیال کرنے کی جگہ ہو کہ ماں بہن اور خالہ میں
کیا فرق ہو کوئی رشتہ کی ہو لیس جب ٹمٹو نے اپنے مطلب حاصل کیا تو ماں کی کیا حقیقت ہو یہی سبب اسکو غصہ آیا اور
حالت غیظ وغضب میں آکر پکار اٹھی کچھ خیال اسکا نہ کیا کہ یہ امر بالکل خلاف ہو کہ ایسی حالت میں جو کہ مقام شرم وحیا ہو
کہ وہ تو اپنے کام میں مصروف ہیں میں کیوں پکاروں شرم کا مقام ہو یہ قوم تو بالکل بے حیا ہوتی ہو حیا کا تو نام بھی نہیں ہوتا کو
لیس یہ پکار کر کہا کہ او ناشدنی میں تو تیرے فراق میں جلا دی اور تو اوروں کے ہمراہ عیش کرتے میں نے تجھکو اس لیے
جنا تھا بلکہ اپنے مطلب کے لیے فرماتی تک تکلیفیں اٹھائی کہ جب تو جوان ہوگا اپنا مطلب نکالونگی تو نے جوان
ہو کر یہ رنگ پیدا کیا میں کب گوارا کرونگی کہ تو اسکے ہمراہ عیش کرے اور میں سوختہ ہوں شکل ہجر سے اور
ٹمٹو وہیں سے نکلی یہ کہا تاکہ تو ساحرہ ہوا در میرے سے کچھ معشوق کو لے نکا ہے تو میں کیا ہوا در میرے اوپر جادو کیا
دیا ہو میں کی گذار ہم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی ارے میں تو ایک زنا سے اسپر عاشق ہوں گو ماں
ہوں مگر دل کو کیا کروں میں تو آتش فراق سے کیا جل رہی اور تو عیش کرے یہ کب ہو سکتا ہو دیکھ تو تیرا کیا حال
کرتی ہوں میں جمہور جادو آکی ماں ہوں میں خود اسپر عاشق تھی کہ اس سے اپنا کام لوں کیونکہ شیدا وہ اسکی کرتا ہو
یہ جو کہا اور دھمکی فراہم کر چلی تھی کہ یہ صدا سنکر چیز نگ نے پلٹکر دیکھا تو یہ نظر پڑا کہ جمہور جادو مادر نا مہربان کی
غیظ و غضب سے کھڑی ہو اور بصورت مادر و دم پیچ و تاب کھا رہی ہو یہ حالت دیکھکر ایک خوف سا اسپر طاری ہوا
اودھر ٹمٹو نے جو جمہور کو دیکھا یہ ہم اسکی صورت دیکھتے ہی کانپ گئی کہ اس سے بڑھکر اور زبردست ہو ساحرہ پہلے بول ہو
وہ اسکے رو برو طفل مکتب ہو مگر یہ بڑی بات ہو دوسرے ایک حرکت نامناسب بھی ہوئی ہو کہ جانتی ہو مگر دفعتاً اسکا ایسے
وقت پر آنا اور ایک بار یہ صدا دینا باعث خوف ہوا دوسرے یہ بھی ٹمٹو کو نہیں معلوم ہو کہ میں زبردست ہوں کیونکہ
کبھی سابقہ تو پڑا نہیں ہو جو اسکی سحر و ساحری کا حال ظاہر ہوتا اسنے یہ بھی خوف کیا کہ جمہور بڑی ساحرہ ہو اگر میں کچھ
زیادتی کرتی ہوں تو برا برتا بلا ہوگا یہ مجھسے بڑی ہو برسوں یہ اسی فن میں مصروف رہی ہو بدر جہا اولی ساحرہ زبردست
ہو ایسی حالت میں اس سے عذر کرنا مصلحت بجا ہو اور حال معاف فرمایئے کہ سارے ہتی دونوں کی کافور ہو گئی سارا
نشہ شراب کا رفو چکر ہو گیا چیز نگ تو مسہری پر سہم ہو کر رہ گیا ہو ٹمٹو جادو وہ خیال بجز خواری اپنے مقام پر سے آگئی
اور اپنے کو درست کر کے اسکی طرف چلی اتنے عرصہ میں چیز نگ نے بھی اپنی حالت کو درست کیا اور کچھ غصہ بھی ہوا کہ جمہور کو دیکھو
آیا تھا کہ ایسے وقت میں جبکہ ہم خلوت میں تھے چلی آئی اور کچھ خوف بھی تھا بر طرف ہوا یہ بھی اٹھا ادھر جمہور نے دیکھا کہ ٹمٹو میری
طرف چلی آتی ہو کیونکہ اسکو دریافت ہو چکا تھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہو اور میں اس سے کمزور ہوں یہ مجھ سے خوب جانتی ہو
لیس اسکو بھی خیال ہوا کہ یہ تو نے کیا کیا کہ ایسے وقت میں اسکو ٹوکا اور اپنا دشمن کیا اگر غصہ آیا بھی تھا تو صبر کیا ہوتا
یہ تو اس خیال میں کھڑی تھی کہ ٹمٹو قدموں پر آکر گر پڑی اور کہنے لگی کہ آپ میری خطا کو معاف فرمائیں دوسرے
جمہور کو یہ بھی نہیں معلوم ہو کہ وہ ٹمٹو وہی ہو جو کہ میری خالہ خود کام جادو کی دختر ہو اگر یہ معلوم ہوتا تو کبھی ایسی
شدت نہ کرتی اودھر ٹمٹو جب اسکے قدموں پر گری اور کہا میری خطا آپ معاف کریں کیونکہ آپ میری ہمشیر ہیں
اور میں آپ کی خرد ہوں اور اسکو بدرجہ اولی خرد ہو گئی ہوں شاید آپ نے مجھکو نہیں پہچانا کہ میں کون ہوں میرا نام
ٹمٹو جادو ہو میں دختر ہوں خود کام جادو آپ کی خالہ کی اور باجی صاحب میں نے تو آپکو ایک مدت سے اب
دیکھا اگر میں یہ جانتی تو کبھی ایسی حرکت نہ کرتی کہ آپ خود اسپر عاشق ہیں یہ حرکت مجھسے ناواقفی میں ہو گئی دوسرے

دل کی بیقراری سے یہ حرکت کرائی یہ سنکے چھو و کو اور غصہ آیا یہ غصہ صرف دبا کو ڈالنے کے لیے تھا کہ کوئی [illegible]
کے پہ ہو جب اسنے یہ سنا کہ یہ میری خالہ کی لڑکی ہے بس اب تو اسکا یقین کلی ہو گیا کہ یہ ضرور مجھ سے [illegible]
تھا یہ نہین کر سکتی ہون مگر یہ دیکھا کہ وہ عذر کر رہی ہے اسوقت مین اگر اسپر غضب ہو گیا تو بڑی [illegible]
کا تھا صرف رعب ڈالنے کے لیے غصہ مین آکر کہنے لگی کہ او چھو و تجھکو غیرت نہ آئی کہ مین کیا سمجھی تھا عاشق [illegible] ہوا اسکو
اپنا خصم بنائی ہون اگر ایسی خواہش تھی تو تونے کوئی اور تدبیر کی ہوتی کہ جس سے تمام عمر کے لیے خواہش [illegible] ہو جاتی
اور اس کام کی نہ رہتی آگ لگے تیری خواہش کو کہ تونے یہ بے غیرتی بپا کر [illegible] ہے کیا کوئی اور مرد دنیا کے پردے
پر نہ تھا سوا اسکے کہ اپنے [illegible] اور اس مردک کو بھی کوئی اور عورت نہ ملی تھی سوا اپنی خالہ کے اگر ایسی مردی سے
شدت کی تھی تو کاٹ کر پھینک دیا ہوتا یہ سنکے چھو و نے کہا اگر خطا معاف ہو تو مین بھی کچھ عرض کرون چھو و نے
کہا کہ ہین ایسے چھپا لگنگھو ٹے خوب جانتی ہون مین تجھ سے بڑی ہون زمانہ دیکھے ہوئے ہون سب [illegible]
ہون عشق و عاشقی کی راہون سے خوب واقف ہون سیکڑون پر عاشق ہوئی سیکڑون کو دیوانہ بنایا ارباب سامری
و جمشید و زمرد کے کرم سے جسکو چاہا ہون اپنا عاشق بنا لون مگر اب کیا بنا کون کیونکہ [illegible] خداوند زمرد نے نہیں
کرم کیا اور دست شفقت رکھا مین نے اس امر کو ترک کر دیا اور پارسا ہو گئی صرف [illegible]
مرد سے بول لیتی ہون اسی سبب سے تو شہزادے سے عقد کر لیا کہ اب حالت پارسائی مین آوارگی اچھی نہین کیونکہ
توبہ کر چکی ہون مگر اسپر بھی کوئی زمانہ ایسا نہین ہوتا ہے کہ جو مین دو ایک کو عاشق نہ کرتی ہون اور انکے قالب ناچیز
کو مسرور نہ کرتی ہون کیونکہ قالب بشر کو مسرور کرنا یہ بھی تو ایک عمل نیک ہے اور ذریعہ پارسائی کا ہے اسکے سبب سے
خواہ مرد ہو خواہ عورت درجہ اعلی پاتا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ جب قلب بشر خوش ہوگا تو وہ دعا سے جمشید [illegible]
کے کریگا اسوقت کی دعا درگاہ مین سامری و جمشید و زمرد تالی و لقا کے قبول ہوگی وہی اسکی بخشش کا سبب
ہوگی اس خیال سے یہ عمل نیک مین نے جاری رکھا ہے مگر کبھی ایسا نہین کیا جو کہ تو نے کیا اسپر طرہ یہ کہ [illegible]
مقر اپنی خطا کی ہوئی ہے اور عذر کرتی ہے یہ تیرا عذر بدتر از گناہ ہے اری کم بخت تو نے سنا ہوگا کہ ڈائن بھی [illegible]
وہ ایک مکان چھوڑ کر کھاتی ہے تو تو اس سے بھی بڑھ کر نکلی کہ تو نے تو میرے دل کو کباب کیا تو نے یہ نہ خیال کیا کہ اسکی
جو شادی ابھی تک نہین ہوئی ہے اسکا کیا سبب ہے کوئی تو وجہ ایسی ہے اور تو نے اسکو جو کہ ابھی کچھ نہین جانتا تھا بالکل
نادان تھا اسکا کورا پنڈا اتنا خراب کیا تو کیا حصول ہوا جو مزا تھا وہ تو تو نے حاصل کر لیا جسنے اسکو مزا حاصل کرنے کو
رکھا تھا وہ ابھی ولو سے محروم رہا جیسا تو نے میرے دل کو اس آتش حسد سے کباب کیا ہے سامری کرے تیری آگ
ایسی بھڑکے کہ تو جلا کرے اور کسی کے بجھائے سے نہ بجھے تیری تمام عمر یونہی بسر ہو اور تو ہمیشہ اس امر سے محروم
رہے اب تو چھو و کو غصہ آیا اور کہا کہ اے ہمشیرہ اپنی زبان کو روکو مین تو یہ خیال کرکے عذر کرتی ہون کہ تم بڑی بہن
ہو کیا فائدہ کہ کوئی فساد کی صورت ہو اسپر تم ہزارون باتین سناتی ہو اور کوستی ہو تو مین باز آئی عذر سے اب مین بھی
صاف صاف کہتی ہون خیال کرنے کی جگہ ہے کہ جب آپ خاصیت ہو کے ایسی خواہش کرتی ہون کہ کوئی وقت مرد سے
خالی نہ رہتی ہون اور یہ تو بہت ہو کہ اپنے فرزند پر فریفتہ ہون جسکو خود جنا ہو اس سے وصل کی خواہش رکھیں تو کہ
یہ امر کوئی خلاف شریعت سامری و جمشید نہین ہوا اگر ایسا ہوا ہے کوئی مقام خلاف نہین ہے مگر یہ امر اس حالت مین ہوا
ہے کہ جب جوانی ڈھلتی تھی نہ کہ زمانہ بڑھاپے مین اگر مین نے کیا تو کیا برا کیا کوئی مین نے اپنے بیٹے مین نہین کیا
ہے میرا تو حق ہے اور کوئی خلاف نہین ہے کیونکہ مین بھی جوان ہون اور وہ بھی جوان ہے بس اب آپ ایسا نہ کریں جو ہونا
تھا ہو گیا اگر آپ عاشق ہین تو کیا نقصان ہے آپ بھی اپنا مطلب حاصل کریں تو کوئی رشک نہ ہوگا اور یہ بھی خوش ہوگا
یہ کہکر چھو و نے کہا کہ کیون جان جہان تمکو بھی منظور ہے اسنے کہا کہ کیا نقصان ہے جیسے تم ویسے وہ میرے کی

یہان چلی آئی ارسے یون کوئی بدون اطلاع آتا ہی خوب مجھکو ہلکان کیا ہین خوب سو رہی تھی اپنی حالت خواب کی جب
سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا اور نہین سنے یہ خیال کیا تھا کہ کسی بلا مین مبتلا ہو گیا مگر فضل خدا سے تجھکو زندہ
پایا یہ کہکر چتر نگک کے پہلو مین بیٹھ گئی وہ حرامزادہ بکرسے کی اولاد یہ سمجھا کہ یہ میری بلا مین لیتی ہی اور اظہار محبت
جتاتی ہی صرف اپنی غرض سے گو اسکا جی نہ چاہتا تھا اور اسکو اسکی کچھ محبت نہ تھی صرف اسکی خوشی اور غصہ
رفع کرنے کو وہ تقریر کی تھی اور اسوقت بھی اور فقط کا ارادہ کیا اور اسکی طرف منہ کرکے لپٹ گیا اور قصد
بوسہ لینے اور دست درازی کرنے کا کیا وہ یہ حالت دیکھکر کہنے لگی کہ اسپنے ہوش مین آ اگرچہ مین تیرے سے اوپر
عاشق ہون مگر ابھی یہ نوبت عشق کی نہین پہونچی ہی کہ تجھ سے اپنا کام دل حاصل کرون وہ جو تقریر کی تھی وہ درحقیقت
حالت غیض مین تھی تو اپنی معشوقہ سے یہ گرمی نکال کیونکہ وہ بھی جوان ہی اور تو بھی جوان ہی اسکی تو شدہ اور زندہ
ہی وہی کیا کم ہی کہ جسپر مین خود عاشق ہوئی ہون اسکو پسند کیا ہی اسکی زندگی مین [illegible] اس امر کی روا مین نہین
ہون اور تجھکو فقرہ کرکے اپنے اجرا سے کام نکلنے لیے روک رکھا ہی یہ سنکے چتر نگک نے اسکا دل خوش کرنیکو
کہا کہ امان جان مین تو آپ پر مدت سے مرتا ہون اور اسوقت سے بڑھکر کوئی وقت نہ ملیگا مجھے اپنی
حسرت نکال لینے دیجیے پھر مین آپ سے کل حال کہونگا اسنے کہا کہ دُر ہو [illegible] ایسی باتین نہ کیا کر مین نے
جو اسوقت وہ تقریر کی تو آپ کو بھی دن لگے وہ مثل ہوئی مثل کہ بی بیٹا کی بھی چلین یارون کو پایا ہی۔ شعر
عجب تیری قدرت عجب تیرے کھیل چھچھوندر بھی ڈالے چنبیلی کا تیل مین نے جو منہ لگایا تو آپ کو بھی دن
لگے اور آپ بھی کچھ چل نکلے بس اپنی طرف خیال کر اور میری طرف سے الگ رہ مین ایسی نہین ہون کہ یون بیتاب
ہو جاؤن ایسی ازارسند کی ڈھیلی نہین ہون بس میرے پاس سے ہٹ نہین تو ایک طمانچہ مارونگی کہ دانت حلق
مین جا رہینگے ساری مستی نکل جائیگی سارا قصہ بھول جائیگا یہ جو جمہور جادو نے کہا ہوا کہا یہ کبھی سوچا کہ میرا جی
خود بھی نہین چاہتا ہی صرف بلا کاٹنے کو یہ کرتا تھا جبکہ اسکی مرضی نہین تو خوب جان بچی کیون زیادہ پریشان کر زیادہ
پریشان کرنے سے اگر برہمی ہو جائے تو پھر کوئی بات نہ بن پڑیگی یہ سوچکر کہنے لگا کہ خیر یہان تک بھی جا سہتی
آتش فراق مین جلاکر اور بیقرار کرکے یہ کہکر قصد کیا کہ بوسہ لون اسنے کہا کہ پھر تو وہی حرکت کرنے لگا کوئی تیرا دماغ
تو نہین بدل گیا ہی شامت تو نہین آئی ہی زہرہ میرے شوہر کو زندہ وسلامت رکھین کہ وہ میری آرزو پوری کردیتا
ہی اگر ایسی تیری خواہش ہی تو اور کسی وقت دیکھا جائیگا جبکہ فرصت کا وقت ہوگا اسوقت مجھکو فرصت نہین ہی مین
بھاگی جاتی ہون نہ تو یہ کہکر کہنے لگی کہ میری بات کا جواب دے کیونکہ مجھکو دیر ہوئی ہی دوسرے تیری معشوقہ
بھی بیقرار ہوگی یہ سنکر چتر نگک نے کہا کہ خیر مین صبر کرونگا ہان سچ ہی کہ صبر مین بڑا مزا ہوتا ہی بقول شاعر کہ مصرعہ
کیا خوب کہا ہی مصرعہ صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد دیگر شعر جو مزا انتظار مین پایا ہی وہ نہین وصل یار مین
پایا ہو اچھا آپ بیان کرین کہ آپ کس امر کو دریافت کرتی ہین جمہور نے کہا کہ تیری خدائی کی کوئی تدبیر شو نے
کی یا نہین چتر نگک نے کہا کہ ابھی تو کوئی تدبیر نہین کی ہی اقرار کیا ہی کہ پرسون سے تدارک کرونگی جمہور نے کہا کہ
مجھکو تو یہ فقرہ معلوم ہوتا ہی مین خود دریافت کرتی ہون اور بیٹا تم ناامید نہ ہونا تمھاری آرزو بھی پوری کرونگی
اسوقت ایک مصلحت ہی جو مین انکار کرتی ہون گو میرا خود دل یہ گوارا نہین کرتا ہی کہ تو آزردہ ہو مگر مجبوری ہی جمہور
کی رگ خواہش سے اسکو حرکت کی تھی مگر جمہور کچھ خیال کرکے خاموش ہو رہی اور صبر کیا مگر اسقدر تو ضرور کیا کہ خوب
اسکو گلے سے لگایا اور بوسے لیے اور کہا کہ ناخوش نہو مین ضرور تیری امید برلاؤنگی اور اگر تیری یہی مرضی ہی تو مین یہ
بھی گوارا کرسکتی ہون کہ جو کچھ ہو مگر تو ناخوش نہو جو آفت مجھپر آئیگی گوارا کرونگی یہان تک اسکا دل چاہتا تھا صرف
یہی ایک فقرہ اور بنایا کہ کیا کرسکے بغیر اسکے مفر نہ تھا کہا اچھا جیسی آپ کی مرضی آپ کیون اپنے کو آفت مین ڈالین

ہین مجھے منظور ہے آپ کہین جاتی ہین نہ مین اُسنے کہا کہ جان مادر مین تیرے اوپر سے نثار ہون تو نے خوب میرے کہنے پر
عمل کیا مین بہت خوش ہوئی یہ کہکر اُسنے اُٹھکر کمرے کا دروازہ کھولدیا اور آواز دی کہ بی شمشو آؤ آکر اپنے معشوق
سے ملو یہان شمشو یہ سب واقعہ دیکھ رہی تھی اور سن بھی رہی تھی اپنے دل مین کچھ خوش ہوئی تھی کچھ ناخوش یہ صدا سنکے
مسکراتی ہوئی یہ وہان سے چلی جمو نے جو انکار کیا اسکا سبب یہ تھا کہ یہ تو جانتی ہی تھی اُسنے خیال کیا کہ اگر مین
اسوقت اسکے کہنے پر عمل کرتی ہون اپنی خواہش کو اسکے وصل سے برلاتی ہون اور اپنی آتش شہوت کو اسکے آب
وصال سے فرو کرتی ہون تو مین خرابی ہی گو یہ خود بہت بیقرار ہوئی تھی اسکی ان حرکتون سے یعنی لپٹنے سے مگر مصلحت
کہ شاید شمشو دیکھتی ہو اور اسکو ناگوار ہوا ہو اور وہ اسکے کام مین اس غصہ مین آکر کمی کرے یہ تو خرابی ہوگی پھر جب کام درست
ہوجائیگا تو دیکھا جائیگا گو مین اسکا چھوڑونگی نہین مگر اسوقت مصلحت وقت یہی ہے یہی سبب تھا کہ انکار کیا ورنہ کیا مقدور
تھا کہ انکار کرتی اُسکی تو خود خواہش تھی اس سے کیا غرض تھی یہ سب شمشو [illegible] ہوئی آئی ادھر [illegible] نے یہ خیال کیا
کہ شاید یہ شمشو بگڑی ہوئی ہے اسی سے یہ ناراض ہے جبھی تو انکی تیوری بدلی تھی جمو نے [illegible] کیا [illegible] کو کام مین لایا اور لپکر
اُسکو گود مین اُٹھالیا اور لپٹ لپٹ کے لگا کہ اُسنے چنکی سے کہا کہ یہ وقت نہین ہے اسکو جا [illegible] دو [illegible] اختیار ہے وہ بھی
کچھ سوچکر خاموش ہو رہا آکر برابر جمو کے بیٹھا دیا جمو نے شمشو سے کہا کہ کہتے کچھ اسکے کام کی بھی فکر کی ہو گیا
انھون نے تمسے کچھ کہا ہی یا نہین تمکو تو انکی ضرور کچھ فکر کرنا چاہیے کہ تمہاری بھی عزت کا سبب ہوگا اور تم ایسا معشوق
انکے پاس ہوا اور یہ اپنے مقصد کو نہ پہونچا اگر تم یہ کہو کہ آپ کیون نہین فکر کرتی ہین تو مین ضعیف ہوئی مجھسے کیا ہو
سکتی ہی اور یہ کام مشقت کا ہی جب تک مشقت نہوگی کوئی امر درست نہوگا لہذا تمکو ضرور انکی فکر کرنا چاہیے کیونکہ
یہ اسی فکر مین تمام ہوے جاتے ہین اگر یہ فکر نہوئی تو پھر تم کسکی زوجہ ہوگی اور کس سے اپنا دل بہلاؤگی لہذا میرے
نزدیک بہت پہلے اسکی فکر لازم ہو اسکے سبب سے انکی جان بچتی ہی شمشو نے کہا کہ باجی اماں مین غافل نہین ہون اور
مین نے اُنسے اقرار کیا ہی کہ پرسون سے کام شروع کرونگی مگر مین اس فکر مین ہون کہ کیا تدبیر کرون کوئی تدبیر نہین بن پڑتی
ہی ساری بات یہ ہی کہ آپکے ہوتے مین کیا کر سکتی ہون آپکے روبرو کیا حقیقت ہی مین آپکے رتبہ کو
نہین پا سکتی ہون جمو نے کہا بیٹی تمسے پہلے ہی کہہ چکی ہون کہ مجھسے کچھ نہین ہو سکتا ہی مین بالکل بیکار رہون
کیونکہ ضعیف ہو گئی ہون اب تمہارا زمانہ ہی کہ تم جوان جہان ہو جو کام کروگی خوب محنت کے ساتھ کروگی اُسنے کہا کہ بیشک
آپکی مدد نہوگی کچھ بھی نہوگا جمو نے کہا کہ اگر یہی تمہاری مرضی ہی تو مین وقتاً فوقتاً مدد کرتی رہونگی جو کام تمہاری
سمجھ مین نہ آئیگا تو مین بھی اسمین ضرور غور کرونگی اور تمہاری مدد کرونگی یہ سنکے شمشو نے کہا کہ اب کوئی رائے آپ
آپ دین خوب ہوا کہ آپ تشریف لائین یہ میری خوبی قسمت ہی مین تو خیال کر رہی تھی کہ کس سے رائے لون کیونکہ استاد
صاحب نے انتقال کیا جمو نے کہا کہ کیا استاد مرگئے شمشو نے کہا کہ جی ہان اُنکو مرے ہوے کئی برس ہوے
جمو نے کہا کہ بہت بڑا ساحر زبردست دنیا سے اٹھ گیا چراغ سحر و ساحری گل ہو گیا آفتاب افسونگری غروب ہو گیا
تمکو خبر نہوئی ورنہ مین اُنکے پیرون کو اپنے قبضے مین کرلیتی کیونکہ وہ بڑے بڑے کامل پیر تھے اور جو کتابین اُنکے
پاس اس فن کی تھین سب حاصل کر لی کیونکہ اُنکے کوئی اولاد تو تھی نہین نہ از قسم ذکور نہ اناث وہ کیا کرتے وہ تو [illegible]
ساحر تھے شمشو نے کہا کہ یہ حقیرہ غافل نہ تھی نہ اُنسے جدا رہتی تھی بلکہ ہر روز خواہ دوسرے روز انکی خدمت
مین جاتی تھی اور اُنکی خدمت کرتی تھی جو وہ کہتے تھے کبھی ضد نہین کرتی تھی بلکہ ایک امر مین اُنھون نے مجھکو مشتاق
کردیا یہ سنکے جمو ہنسی اور کہا کہ کبھی نہ کبھی دست شفقت بھی پھیرا ہوگا کیونکہ اُنکی عادت تھی کہ وہ جہان حسن جوان عورت
یا لڑکی جوان کو دیکھتے تھے ضرور دست شفقت پھیرتے تھے بلکہ سر سے پیر تک کئی مرتبہ مہربانی ہوئی جبکہ مین اُنکی خدمت
مین تعلیم کو جاتی تھی وہ بہت مجھسے خوش تھے اپنے کسی شاگرد سے نہین خوش تھے کیونکہ مین بھی اُنکی مرضی [illegible]

کرتے تھے کہ یہ کام میں کیونکر کروں اُنکو اُسکے ذریعہ سے تدبیر معلوم ہو جاتی تھی جس طور سے وہ کرتے تھے پورا ہوتا تھا اور جو حکم ہوتا تھا اُسکے خلاف نہیں کرتے تھے وہ کتاب بھی ضرور ہوگی اُسکو نکال کر دیکھو اور دریافت کرو کہ اس کام کو کیونکر کروں جیسا حکم ہو اُسپر عمل کرو دیکھو کہ کیونکر یہ امر مشکل آسان ہوتا ہی یہ سنکے محمود کا چہرہ فرط خوشی سے لال ہو گیا اور کہنے لگی کہ خوب تدبیر بتائی اب یہ کام خوب انجام پائیگا اور ہاں مجھکو بھی یاد آیا گویا اسوقت آپ اسی کام کے لیے آئی تھیں وہ کتاب بھی ضرور اور کوئی کتاب نہیں رہی ہی یہ کہکر ایک خواص کو آواز دی کہ ادھر آ پھر کچھ خیال کرکے کہا کہ اچھا نہ آ جھمو و سے کہا کہ میں خود جاکر وہ صندوقچہ لے آؤں جس میں وہ کتاب ہی جھمو و نے کہا کہ جاؤ وہ اٹھکر چلی کہ جھمو و نے کہا کہ میں بھی چلوں محمود نے کہا کہ کوئی ضرورت نہیں ہو میں ابھی آتی ہوں یہ کہکر ایک طرف کو باغ کے ایک گوشے میں گئی جھمو و نے چمپر تنگ سے کہا کہ چلو دیکھیں یہ صندوق لینے کہاں گئی ہی یہ نہایت عمدہ چیز اسکے ہاتھ لگ گئی ہی چمپر تنگ نے کہا چلو یہ دونوں بھی اُسکے تعاقب میں دبے پاؤں پہنچے کہ انھوں نے دیکھا کہ محمود ایک گوشے میں پہنچی اور ایک مقام پر کھڑے ہوکر دستک دی دستک کا دینا تھا کہ ایک برق چمکی اور برق کا چمکنا تھا کہ ان دونوں نے سنا کہ ایک تڑاقہ ہوا اسکے ساتھ ہی اُس نازنین کے اُس مقام کی جسقدر خاک تھی ہوا ہوکر اُڑ گئی اور ایک تختہ نظر آیا جھمو و اور چمپر تنگ نے دیکھا کہ اُسمیں ایک زنجیر لگی ہی اور قفل پڑا ہی کہ محمود نے اپنے جوڑے میں ہاتھ ڈالا اور اُسمیں سے ایک کنجی نکالی اُس قفل کو کھولکر زنجیر کھولی وہ پٹرا اُٹھایا اُس پٹرے کا اُٹھنا تھا کہ اُسمیں سے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون نکلا اُسکے ہاتھ میں ایک تلوار برہنہ تھی اُس زنگی کی صورت دیکھکر چمپر تنگ کو یہ خوف طاری ہوا کہ اسنے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کانپنے لگا اُس زنگی نے نکلتے ہی اُسکی پشت کی طرف اشارہ کیا اسنے جو دیکھا کہ زنگی پشت کی طرف اشارہ کرتا ہو کیا سبب ہی آج تک اسنے یہ حرکت نہیں کی اُدھر جھمو و نے بھی اسکا اشارہ دیکھا قصد کیا کہ پھر غائب ہو جائیگا کہ اسکے غائب ہو جاؤں کہ ادھر محمود نے پلٹ کر دیکھ لیا تو چمپر تنگ اور جھمو و کو کھڑے پایا اور یہ بھی دیکھا کہ جھمو و نے غائب ہونیکا قصد کر لیا ہی اتنی بڑی ساحرہ ہو کر اُسکے ہونٹھ کی حرکت سے سمجھ گئی یہ دیکھکر ہنسی اور کہا کہ کیوں میں تکلیف کرتی ہو میں تو پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ تم ضرور آؤ گی اب پھر غائب ہونیکا فکر چھوڑو میرے پاس آؤ میرے سحر کا تماشا دیکھو میں تو جانتی تھی کہ تم مع چمپر تنگ کے میرے تماشے میں آؤ گی میں اسی سبب سے تمکو چھوڑ آئی تھی کہ تمھارے دل کا حال معلوم ہو جائے یہ کیا سحر ہوا اور سحر دکھاؤ گی وہ زمانہ تو آئے میں ایسے ویسے کی شاگرد نہیں ہوں میں نے ایسی محنت کی ہی برسوں خدمت کی ہی جب یہ کمال حاصل ہوا ہی دوسری عورت میرے مقام پر ہوتی تو دوسرے دن چلاکے بھاگ جاتی وہ وہ سختیاں اُٹھائی ہیں کہ میرا دل خوب جانتا ہی بھلا کوئی کیا اُٹھائیگا درد و محبت تکلیف سہی ہی جب یہ علم نصیب ہوا ہی میں تو خیال کرتی ہوں کہ دوسری عورت ایک دن میں بھاگ نکلتی یہ ہمارا ہی دل و جگر تھا کہ جو جو محنت کی اور جن جن مشکلوں پر صبر کیا اور کوئی کیا کر سکتا ہی ہر روز نئی مصیبت پڑتی تھی کا دودھ زبان پر لذت دے جاتا تھا جب یہ مشقتیں سہی اور یہ محنت کی اور یہ مشکل پر صبر کیا اور سختی کو گوارا کیا تو یہ سحر آئے اور چیزیں اور باتیں جو نایاب ہیں وہ سب یاد کر لیں یہ سنکے جھمو و شرمندہ ہوئی اور قصد کیا کہ پلٹ جاؤں مگر محمود نے کہا آؤ تمکو ہمارے سر کی قسم اور چمپر تنگ کو بھی اپنی آنا پڑیگا کہکر اُس زنگی سے کہا کہ انکو بھی آنے دے یہ سنکے وہ زنگی الگ ہو گیا کہ جھمو و چمپر تنگ کا ہاتھ پکڑکے اُس تختے کے برابر آئی اب جو دیکھا تو ایک زینہ ہی سنگ مرمر کا پہلی سیڑھی پر محمود کھڑی ہی جب یہ دونوں بھی قریب آ گئے محمود نے کہا کہ اب انتظار کیسا ہی آؤ یہ سنکے جھمو و اور چمپر تنگ بھی اُس زینہ پر آ گئے کوئی دو زینے اُترے ہونگے کہ تڑاقہ ہوا وہ زنگی بھی اُسی زینہ پر آ کر کھڑا ہو گیا اب وہ تختہ خود بخود بند ہو گیا اسکا سبب یہ تھا کہ ادھر یہ لوگ زینے پر آ گئے اُدھر محمود نے قصد کیا کہ وہ زنگی بھی اندر چلا آیا اسنے چھپر کیا کہ تختہ بند ہو گیا اب بالکل تاریکی ہو گئی کہ ایک دوسرے کو نظر نہ آتا تھا یہ [illegible] تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا تھا جب یہ تاریکی ہو گئی تو یہ دونوں

پریشان ہوئے کہ ادھر عمرو نے کچھ پڑھ کر دم کیا کہ ایک برق چمکی اسی طور سے تڑاقہ ہوا اور صدا آئی حاضر حاضر
اب انھوں نے دیکھا کہ ایک زنگی اسکے ہاتھ میں فانوس کہ جسکے سبب سے وہ تمام تاریکی دفع ہو گئی اور روشنی پھیل گئی
وہ زنگی سامنے عمرو کے آکر کھڑا ہوا کہا کیا حکم ہوتا ہے عمرو نے کہا کہ آگے چل اور کیا حکم ہوتا ہے اب ان لوگوں نے
دیکھا کہ ہم لوگ جو بیٹھے زینے پہ بیٹھے ہیں اور بار بار سے برابر عمرو کی بکری ہے چنچل نگ کے ہوش جاتے رہے
اپنے کبھی سحر تو دیکھا نہ تھا اسکی کیا اصل ہے جو کہ ساحرہ بی جمرو تھیں انکے بھی حواس جاتے رہے کہ انھوں نے
کبھی یہ سحر اور یہ کارخانے نہیں دیکھے تھے خیال کرنے لگی کہ خوب ہوا جو میں نے مقابلہ نہیں کیا ورنہ یہ ایک
منٹ میں میرا کام تمام کر لیتے اب تو سب باتیں بھول گئی یہاں سے اپنے مقام کو واپس جانا فراموش ہو گیا اب رات
کوئی ڈھائی پہر کے قریب آئی ہے ابھی رات باقی ہے کہ وہ زنگی فانوس لیکر آگے بڑھا یہ لوگ اسکے عقب میں چلے
آگے آگے عمرو اسکے بعد جمرو و چنچل نگ برابر دونوں تھے وہ زینہ اکیس زینوں کا تھا جب وہ راہ تمام ہوئی تو ایک
دیوار نظر آئی کہ اسپر کچھ نقش و نگار بنے ہوئے تھے اس دیوار کے قریب پہونچکر وہ زنگی کھڑا ہو گیا کہ عمرو نے
اس دیوار کے قریب پہونچکر اس دیوار پر کچھ بنا پایا اور کچھ پڑھ کر دم کیا کہ ایک تڑاقہ ہوا اور اسمیں ایک دروازہ
پیدا ہوا انھوں نے دیکھا کہ وہ بھی مقفل ہے بعدہ عمرو نے پھر دستک دی کہ خود بخود اسکے سامنے ایک کنجی گری
اسنے اٹھا کر وہ کنجی قفل میں لگائی کہ وہ قفل کھلا یہ اسکے اندر چلے جب چلنے لگے اسنے دستک دی کہ وہ زنگی جو فانوس
لیے تھا غائب ہو گیا اب روشنی بخوبی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دن ہے جیسے آفتاب نکلا ہوا ہے اس دروازے کے برابر
ایک اژدر دربان بنا ہوا تھا کہ وہ اژدر عمرو کی صورت دیکھکر ست کیا عمرو نے جمرو و چنچل نگ کی طرف اشارہ
کر کے کہا کہ انکو بھی آنے دینا یہ لوگ بھی عمرو کے عقب میں گئے جب یہ لوگ اندر اسکے داخل ہوئے وہ اژدر
اپنے مقام پر جا بیٹھا دروازہ بند ہو گیا یہ خیال رہے کہ قفل ہر مقام پر چھوڑتی جاتی ہے اب جمرو و چنچل نگ نے دیکھا
کہ کیا باغ پر بہار ہے کہ گویا نمونہ بہشت معلوم ہوتا ہے ہوا سے سرو کے جھونکے چلے آتے ہیں درخت میوہ دار ہیں
ہریں طائر چہچہے زنی کر رہے ہیں بلبلیں بول رہی ہیں نہریں جاری ہیں فوارے چھوٹ رہے ہیں عمرو مع چنچل نگ
و جمرو کے سیر اس باغ کی کرتی ہوئی طرف بارہ دری کے چلی اگر باغ و بارہ دری کی تعریف تحریر کی جائے
تو اصل مطلب رہ جائے کیونکہ وہ مثل ہے کہ رات کم اور سوانگ بہت بس اسی پر موقوف کیا کہ وہ باغ اور بارہ دری
لائق دیدنی اب ملاحظہ ہو کہ یہ سیر باغ کر کے مع ان دونوں کے بارہ دری میں آئی بارہ دری بھی خوب آراستہ
تھی ایک مسند بچھی ہوئی تھی یہ اسپر آکر بیٹھی ان دونوں کو بھی اپنے برابر بٹھا لیا کچھ پڑھکر دستک دی ایک پتلی پیدا ہوئی
اسکے ہاتھ میں ایک ساغر تھا اور ایک صراحی بلوریں اسنے ایسا رہ کیا اسنے شراب ساغر میں انڈیل کر ایک جام
عمرو کو دیا جب یہ پی چکی تو جمرو اور چنچل نگ کو بھی جام شراب لبریز کر کے دیا اسی طرح کوئی تین تین جام کی نوبت
آئی ہوگی کہ نشہ راسخ ہوا وہ پتلی تو غائب ہو گئی اسکے مقام پہ ایک اور پتلی پیدا ہوئی کہ اسکے سر پہ ایک کشتی تھی
اسنے وہ کشتی لا کر سامنے رکھی تو سرپوش اٹھایا اسمیں تین قابوں میں کباب تھے اور تین قابوں میں میوے اور شیرینی
کی تھیں ہر ایک کے روبرو اسنے وہ قابیں اٹھا کر رکھیں سب نے کباب کھائے میوہ وغیرہ بھی کھایا جب
کھا چکے ایک برق چمکی وہ پتلی مع اس کشتی اور قابوں کے غائب ہو گئی اسکے تھوڑے عرصے کے بعد سناٹا ہوا
صدائے راگ و رنگ ہر در و دیوار سے آنے لگی اور کچھ پتلیاں پیدا ہوئیں کہ وہ گانے کی صدا پر ناچنے لگیں جمرو
و چنچل نگ کی تو یہ حالت ہے کہ ششدر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور عالم سکوت طاری ہے جمرو اپنے دل میں کہہ رہی
ہے سبحان اللہ یہ ساحرہ زبردست ہے اسکا کون مقابلہ کر سکتا ہے اتنا دریافت خوب تعلیم کر گئے ہیں اسنے انکی خدمت بھی خوب
کی ہے اور انکو معلوم ہوتا ہے کہ خوب راضی کیا ہے تو مجھے انکی تختی نہ سہی گئیں تو بہاگ نکلی واقعی یہ بڑی جبر و صبر کی

عورت تھی کہ اسکے شانہ تک اُنکا ساتھ دیا اور اُنکو خوش رکھا کیا اُسکے قلب کو مسرور کیا ہو جو وہ یہ کمال سکے بتا گئے
در اصل اسکا دل ونگا تھا جو اسنے اپنے مرد کی خدمت کی اور اسی کا کام تھا کہ حالت کم سنی میں اسنے نباہ کیا یہ
خیال کرکے مشو د کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ یہ تو ریت نہیں ہو سکتی ہو کہ کیا کمال تمنے بہم کیا ہو مرحبا سچ ہو کہ بعد
مصیبت کے راحت ہوتی ہو مشو د نے کہا کہ مین نے جو تکلیف اُٹھائی ہو یہ اُسکا ثمرہ ہو خیر کچھ ہوتا یا نہیں ہی اُسکا
ثمرہ ہو کہ تم اسوقت تعریف کر رہی ہو یہ سنکے جمہود نے کہا کہ کمال یہ ہو کہ اُس کم سنی مین تمنے یہ تکلیف برداشت
کی اُسکا ثمرہ یہ ہوا کہ جسکو دیکھکر دل خوش ہو گیا یہ سنکے مشو د نے سر جھکا لیا جمہود نے کہا کہ تمہارے نزدیک کیا بات
ہو جسکو چاہو خدا بنا دو مشو د نے جواب دیا کہ یہ سب اُستاد و ہمدوست کا صدقہ ہو کہ تم خوش ہوکر تعریف
کر رہی ہو یہ کہکر اُن پتلیون کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا دیکھنا تھا کہ ایک سناٹا ہوا وہ سب پتلیان غائب ہوگئین
اور صدا سے راگ و رنگ موقوف ہوگئی اب یہ مسند پر سے اُٹھی جمہود و چہر نگ کو ہمراہ لیا ایک جانب
بارہ دری کے چلی اور ایک مقام پر آکر اشارہ کیا اُس مقام کا فرش خود بخود ہٹ گیا اب اسنے پڑھکر دستک دی کہ وہ
زمین شق ہوئی اور اُسکے اندر سے صدا آئی کہ حاضر ہا ضر اب جو دیکھا تو چار پتلے قوی ہیکل ایک صندوق آہنی کو
سر پر رکھے ہوے کہ وہ صندوق دو لاکھ روپیہ کا ہوگا اور ہر ایک دو گز کا اور اونچا کرو کہ ڈیڑھ گز کا ہوگا اور اُنکے
آگے آگے ایک پتلا بہت قوی تن توی کمر بانکا باندھے ہوے سر جھکائے ہوے حاضر حاضر کہتا ہوا چلا
آتا ہو کہ وہ پانچون پتلے اُس غار سے نکلے اور وہ پتلا جو آگے بڑھا ہوا چلا آتا ہو وہ پتلا مشو د کے روبرو آکے
کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ کیا ارشاد ہوتا ہو ملکہ یہ آپ کی امانت حاضر ہو مشو د نے اُسکی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ وہ
پتلا خاموش ہوگیا اب مشو د نے اشارہ کیا اُن پتلون کو جو صندوق اُٹھائے ہوے تھے طرف مسند کے
اُن پتلون نے بڑھکر وہ صندوق مسند کے برابر رکھدیا اور پھر مشو د کے پاس واپس آ گئے اسنے اشارہ کیا وہ
پانچون پتلے اُسی شگاف مین چلے گئے اب اسنے اشارہ اُس شگاف کی جانب کیا وہ بھی برابر ہوگیا اسکے بعد
اُسی طور سے فرش بھی برابر بچھ گیا اب مشو د نے چہر نگ وجمہود کے ہاتھ پکڑ کے اور اُسی مسند پر آ کے بیٹھی اب
جمہود و چہر نگ نے دیکھا کہ ایک قفل اُس صندوق مین لگا ہو جب مشو د اُس مسند پر آ کے بیٹھ چکی اُسوقت اسنے
کچھ اسم پڑھکر دستک دی کہ ایک برق چمکی اور ہوا چلنے لگی مگر بہت تیز اُسکے بعد دیکھا کہ چھت اُس بارہ دری
کی شگافتہ ہوئی اور پتلے بہت خوبصورت حاضر حاضر کہتے ہوے اُس شگاف چھت سے پیدا ہوے اور
اُسکے روبرو آکے کھڑے ہوے اُسکے سر پر ایک صندوقچہ تھا اسنے اشارہ کیا اُسنے صندوقچہ اُسکے روبرو
رکھدیا اور صندوقچہ رکھکر غائب ہوگیا اب مشو د نے چہر نگ وجمہود سے کہا کہ اب باغ میں چلنے کی کیا
ضرورت ہو تم بھی یہان موجود ہو مین بھی یہین ہون جو کچھ دریافت کرنا ہو مین صاحب اکاتی ہون دریافت کرو جو
حکم ہوا اور جو طریقہ تعلیم ہوا سپر عمل کیا جائے اگر تم لوگ یہان نہ موجود ہوتے تو مین کتاب باغ مین لیکر آتی
جمہود نے کہا کہ ہان وہان چلنے کی کیا ضرورت ہو یہ جو جمہود نے کہا مشو د نے طرف صندوقچہ کے دیکھا
اُسکا دیکھنا تھا کہ تڑاق سے پٹ صندوقچہ کا اُڑ گیا اور اُسمین سے بالشت بھر کی ایک ناگن بہت کالی کہ جسکے
کاٹے کا منتر نہ زہر نہ اُترے جست کرکے اُسکے روبرو آکر گری اُسکا گرنا تھا کہ وہ پتھر برابر ہوگیا اب جو دیکھا
تو وہ ناگن نہ تھی بلکہ کنجی تھی جمہود و چہر نگ نے قصد بھاگنے کا کیا تھا یہ دیکھکر خاموش ہو رہے مشو د نے
کنجی اُٹھا کر اُس صندوق کا قفل کھولا اور اُسکا پٹ بند کیا دیکھا کہ ایک افعی اُس صندوق سے نکلا اور ایک
طرف کو مشو د کی صورت دیکھکر فوراً چلا گیا مگر ان دونون کو یعنے جمہود و چہر نگ کو یہ نظر نہ آیا اور دیکھا کہ مشو د
نے اُسکی طرف بہ نگاہ قہر وغضب دیکھا مطلب یہ تھا کہ اسنے نہ بولنا وہ افعی سر جھکا کے سامنے ہوا اب

ان دونوں نے دیکھا کہ وہ تمام صندوق کتابوں سے مملو ہے شکوہ دستنبو نے پھر جھکا اشارہ کیا کہ خود بخود دو کتابیں اسکے
روبرو آکے رکھ گئیں اُنمیں ایک لفافہ بھی تھا وہ بھی نکلا شکوہ دستنبو نے اُس لفافہ کو اُٹھا کر اپنے زانو کے نیچے رکھا
اب پھر ایک کتاب کو اُٹھا کر دیکھنے لگی یہاں تک کہ وہ کتاب نکلی جسکا اُسکو پتہ جمشید نے دیا تھا اُسنے اُس کتاب
کو اُٹھا لیا باقی کتابوں کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ وہ سب کی سب کتابیں پھر اُسی صندوق میں خود بخود چلی گئیں
سوا اُس کتاب اور لفافہ کے اب اُسنے اُس کتاب کو کھولا اور پشت کرکے دیکھا کہ میری عقل نہایت حیران
ہوا اور بہت متفکر ہوں کہ کیا کروں اور کیونکر خدائی چشم ناگ کی درست کروں اسکی تدبیر بتائی جائے اور یہ
ظاہر کیا جائے کہ اگر میں اس امر میں کوشش کرونگی تو کیا اسباب ہونگی یا نہیں جب سب نے دیکھا تھا تو وہ
کتاب سادی تھی اب جو دیکھا تو اُسپر یہ تحریر تھا کہ یہ چشم ناگ بہت صاحب نصیب ہوا ہے اسکی خدائی ضرور
ترقی کریگی چند روز اگر تو کوشش کریگی تب اسکی خدائی ترقی کریگی تیری کوشش پر منحصر ہے اور اسکی تدبیر تیرا اُستاد
اس لفافہ میں لکھ گیا ہے اسکو اُٹھا کر دیکھ لے اگر اسمیں نہ ظاہر ہو تو پھر اس کتاب میں دیکھ لینا یہ کتاب بہت کام دیگی
پھر تو اُسنے اُس کتاب میں دیکھکر اُسنے اُس کتاب کو بند کر دیا اور وہ لفافہ زانو کے نیچے سے اُٹھایا اور لفافہ
چاک کیا اُسمیں سے ایک دو ورقہ نکلا اُسکو اُسنے دیکھا اُسمیں لکھا تھا کہ اے شکوہ دستنبو آگاہ ہو کہ تجھکو ایک وقت
میں ایسی ضرورت درپیش ہوگی کہ تو خدائی کا بندوبست کریگی اُسکے لیے بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوگی
اور وہ چیزیں بھی تجھکو مدد سے سامری کے دستیاب ہونگی کوئی شخص چشم ناگ نامی شہزادہ کا فرزند ہوگا اور
تیری بہن جمود کا لڑکا ہوگا تو اُسپر عاشق ہو کر اُسکو اپنے باغ میں لائیگی وہ تجھسے اس امر کی درخواست کریگا
کہ تو میری خدائی کو درست کردے تو ولولہ عشق میں قبول کریگی اور اقرار کریگی تیری بہن میری کتاب کا نشان
دیگی تو اُس کتاب میں دیکھے گی وہ کتاب اس لفافہ کا پتہ دیگی اب اسکی تدبیر تجھکو لازم ہے کہ تو اس لفافہ کو
لیکر اپنے باغ میں جانا اور ایک رات اپنے باغ میں بیٹھکر یہ اسم پڑھنا دوسرے دن تو تنہا طرف مشرق کے
روانہ ہونا اُسکے بعد جو اس لفافے میں تحریر ہو دیکھ لینا اور اُسی تحریر پر عمل کرنا اور خلاف اُس تحریر کے کوئی کام نکرنا
ورنہ سب کام خراب ہو جائیگا پھر انجام نہ پائیگا یہ سب باتیں خیال رہیں اور بدون ساحر [illegible] کے ساتھ ہوسکے
تیرا کوئی کام نہ بنیگا اور جن جن اشیا کی خدائی کے درست کرنے میں ضرورت ہے وہ اُسکو معلوم ہیں اور وہ
میری بہن ہے اُسکے مقام کا پتہ اس لفافے میں تحریر ہے مگر وہ تحریر وقت پر ظاہر ہوگی اور جو مشکل پڑیگی وہ اس
کاغذ پڑھنے سے ظاہر ہو جایا کریگی اُسکی تدبیر بھی تحریر ہوا کریگی یہ کمال ہے کہ ابھی مرنے تک کوئی میرا تحریر پڑھ رہا
ورنہ بعد مرجانے ساحر کے تحریر باطل ہو جاتا ہے اور یہ لفافہ تو میں نے تجھکو وقت مرنے کے دیا تھا اور کہدیا تھا
کہ ایک وقت اسکو دیکھنا تو جب دل آئی خیر کام تو نکلا یہ اسکا اثر ہے جو تو نے میری خدمت کی تھی اور میرے دل کو
ہر وقت خوش رکھا تھا یہ اُسکا ثمرہ ہے کہ میں نے محنت کر کے یہ تحریر تیار کیا یہ خاص تیرے ہی لیے میں نے کوشش
اور مشقت کی تھی اور یہی وجہ میرے تحریر کے قائم رہنے کی ہے کہ میں نے اپنے کل ہنر تیرے نقشے میں کردیے
ہیں میں تجھسے بہت خوش ہوں کہ تو نے میرے دل کو خوب خوب مسرور کیا اور میرے کہنے کو کسی وقت نہیں
ٹالا میں سامری سے تیری ترقی عمر کی دعا کرونگا اور جب ملاقات ہوگی تو سفارش کرونگا وہ میرے کہنے کو
ضرور خیال کرینگے اور تیری ہر وقت مدد کیا کرینگے اور جس کام کا تو قصد کیا کریگی وہ فوراً حل ہو جائیگا اور [illegible] جادو
بہت بڑا ساحر زبردست ہے اُسکے سحر کا کوئی جواب دینے والا نہیں ہے وہ بہاؤ لشکر میں سامری ہے اور جمشیدی
عطا ہے خاص تھی جسنے ابتک وہ زندہ ہے اب آئندہ حال معلوم ہوگا یہ پڑھ کر ساحرہ نے مضمون چشم ناگ
و جمشید کو سنایا وہ دونوں بہت خوش ہوئے وہ لفافہ لیکے اپنے پاس رکھا اور وہ کتاب صندوق میں

رنگی جدھر کو سانپ گیا تھا دیکھا کہ وہ سانپ چلا آیا گو غائب تھا مگر اسکے دیکھنے کے ساتھ ہی وہ سانپ ظاہر ہوا اور آکر اُس صندوق
میں چلا گیا اسنے پٹرا صندوق کا بند کردیا اور قفل لگا یا اُسی طور سے صندوقچہ کی طرف دیکھا اُسکا پٹرہ اُلگیا ادھر اسنے اُس
کنجی کی طرف دیکھا وہ پھر ناگن ہوگئی اور اُسی صندوقچہ میں چلی گئی اسنے دستک دی کہ وہ پتلی پیدا ہوئی اسکو اشارہ کیا وہ
صندوقچہ لیکر اُسی تنگنائے شقفت میں غائب ہوگئی چھت برابر ہوگئی یہ اُٹھی اُسی مقام پر آئی جہان سے وہ صندوق نکلا
تھا اُسی طور سے وہ فرش ہٹ گیا اور زمین شق ہوئی اور وہی زنگی نکلے پانچوں اسنے اشارہ کیا وہ چار زنگی اُس صندوق
کو اُٹھا لائے جب قریب اُس غار کے پہونچے اسنے اُس زنگی سے کہا کہ میری امانت سے خبردار وہ زنگی مع اُس صندوق
کے چلا گیا زمین برابر ہوگئی اسنے یہاں آکر مسند پر بیٹھکر کچھ پڑھکر دم کیا کہ ایک چمک ہوئی بعد اُس چمک کے تاریکی
ہوگئی تھوڑے عرصے کے بعد وہ تاریکی برطرف ہوئی اب جو ثمود و چھپرنگ نے دیکھا کہ ایک زنگی اُسکے روبرو
کھڑا ہے اور اسکے ہاتھ میں قلمدوات ہے اور ایک ہاتھ میں ایک کتاب ہے اسنے وہ دوات و قلم اُسکے ہاتھ سے لیا
اور کتاب لیکر کھول کر کچھ اُسپر لکھا اور اپنے دستخط بنا لیے اُس زنگی نے ایک بیاض نکالکر اپنے پاس سے دی اسنے
اُس بیاض کو کھول کر دیکھا ثمود و چھپرنگ نے بھی دیکھا کہ اُس بیاض میں کچھ لکھا ہوا ہے کہ جسمین یہی یہی ہیں اُسکے
نیچے کچھ لکھا ہوا کہ ثمود نے ایک ورق کو کاٹ دیا اور اُسپر اپنے دستخط کر دیے اور وہ دوات و قلم و کتاب وغیرہ اُسی زنگی
کے ہاتھ میں دیدی اُسی طور سے پھر تاریکی ہوئی برق چمکی جب روشنی ہوئی دیکھا کہ نہ وہ زنگی ہے نہ کوئی اب اسنے
اپنے ثمود سے کہا کہ چلو سب چلنے پر آمادہ ہوئے کہ ادھر ثمود نے کچھ پڑھا ایک صدا سی آئی برق چمکی
تاریکی ہوئی ہوا سے تیز چلی اور ایک ایسی برق چمکی انکی آنکھیں اُسکی چمک سے خیرہ ہوگئیں کرسنے لگیں جب تھوڑی دیر کے
بعد وہ تاریکی و چمک وغیرہ دفع ہوئی تو ثمود و چھپرنگ نے دیکھا کہ ہم اُسی باغ میں چبوترے پر جو کہ برابر بارہ دری
کے ہے کھڑے ہیں اور ثمود ایک طرف سے منتشی ہوئی چلی آتی ہے نہ وہ باغ ہے نہ بارہ دری ہے قدیمی باغ میں ہیں
جہان سے اُس باغ میں صندوق کتابوں کا لینے ثمود گئی تھی یعنی ثمود اپنے قیام کرنے کے باغ میں لے آئی
اب جو ثمود نے سر اُٹھا کر طرف آسمان کے دیکھا تو پیٹا جستا ہوا کہ صبح قریب ہوا اسنے کہا کہ اے میں اب میں جاتی
ہوں اب تو تم خوب بندوبست کر لو گی ثمود نے کہا کہ بدون تمھارے میں کوئی کام نہ کروں گی جب تک تم نہ ہو گی
کیونکہ تم سن چکی ہو کہ تمھارا اسم تحریر پڑھنے کا حکم ملا ہے میں چاہتی ہوں کہ تم بھی ہو تاکہ تمکو بھی معلوم ہو کہ یہ محنت
میں نے کی ہے ثمود نے کہا کہ تم میرے عیش میں خلل ڈالو گی میرا معشوق میرے لیے بیقرار ہو گا بدون میرے
اُسکا چین نہیں آتا ہے ثمود نے کہا کہ جو کچھ ہو اُسکے جواب میں ثمود نے کہا کہ اسوقت تو میں جاتی ہوں کل شام کو
پھر آؤنگی ثمود نے جواب دیا بہتر یہ کہکر ثمود تو مع چھپرنگ کے بارہ دری میں گئی یہاں باغ میں سناٹا پڑا
ہے سب ملازم اسکے سو رہے ہیں یہ دونوں بارہ دری میں آئے ثمود سحر کرکے طرف اپنے شہر کے روانہ
ہوئی داخل شہر ہو کر اپنے محل میں جا کر اپنی شبیہ کو رخصت کیا اور خود خلوت خانہ میں شہداد کے آئی کیونکہ بدون
اُسکے پریشان تھی اُسکو بیدار کیا وہ سو رہا تھا آنکھ جو کھلی ثمود اپنی زوجہ کو دیکھا بیقرار ہو کر اٹھا اور کہنے لگا کہ آج
تمنے بہت پریشان کیا رات بھر تڑپتے گذرا تمنے آج ایسا کیا کہ کبھی اسطرح کا اتفاق نہوا تھا کوئی اپنے عاشق کو
اسطرح تڑپاتا ہے رات اس دشواری سے گذری کہ جسکا بیان کرنا غیر ممکن ہے آخر یہ نوبت ہوئی نیند کی وجہ سے نہایت
پریشان تھا ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہوگا کہ میں سویا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ صبح ہونے میں کچھ ہی عرصہ باقی ہوگا
آج تم تھیں کہاں کیا میرا خیال تمھارے دل سے جاتا رہا میں نے ایسا تو خیال تمھارا دیکھا نہ تھا مگر نہیں معلوم
کیا وجہ ہوا اور تمھیں اکیلے نیند کسطرح آئی ہوگی تم تو آج تک کبھی تنہا سونے کو پسند نہ کرتی تھیں یہ سب باتیں شہداد
کی سنکر وہ اکتا کے بولی مجھے کیا معلوم ہے تو آج ایسی بیخبر سوئی کہ ہوش نہ رہا نہ تمکو بلایا نہ میں خود تمھارے پاس آئی

ابھی جو آنکھ کھلی تھا رستے پاس اُٹھا چلی آئی ہو ان ہر راست سے کیا غرض یہ کہ یک بیٹھ گئی عیش و عشرت کی باتین ہونے لگین
یہان پیش مین مصروف ہین اُدھر شمو و چتر نگ بھی عیش مین مشغول ہوے کہ وہ رات جسقدر باقی تھی تمام ہو گئی
شمو و چتر نگ کو تو عیش مین مصروف رکھیے یہان صبح کو شیدا اُٹھکر منھ ہاتھ دھو کر دربار مین آیا اُسی وقت فوراً
زرگرون کو طلب کر کے اُنکو وہ نقشہ تخت کا دیا جو کہ جمو و نے بنا کر دیا تھا اور کہا کہ اس نقشہ کے موافق ہمکو ایک
تخت بہت جلد تیار کرو اور نہایت عمدگی و خوبصورتی سے بنا دو تمکو علاوہ تمھاری اجرت کے انعام بھی دیا جائیگا
کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا جسقدر روپیا ندی در کار ہو خزانہ شاہی سے لینا کوئی مانع نہوگا مگر اس نقشہ کے مطابق ہو
سر مو فرق نہو اور بہت جلد تیار کرو انھون نے عرض کیا کہ خداوند نعمت ایک ہفتہ کے عرصے مین تیار ہوگا اس سے
پیشتر نہین تیار ہو سکتا ہی وہ بھی ہم رات دن کوشش کرینگے شیدا نے کہا اچھا جہانتک ہو سکے جلدی کرنا
زرگر حکم لیکر اپنے مکان پر آئے اور اُسکے بند و بست مین مصروف ہوے کہ اُنکا ذکر پھر ہوگا یہان شیدا نے
دربار برخاست کیا داخل محل ہوا جمو و سے کہا کہ مین نے تخت کے بنانے کا حکم دیدیا زرگرون نے ایک ہفتہ کا اقرار
کیا ہی اُسنے کہا کہ بہتر ہی پھر دونون کھانا کھا کے خلوت خانے مین چلے گئے وہ دن تمام ہوا رات آئی جمو و نے
خیال کیا کہ اب چلنا چاہیے کیونکہ شمو و میرے انتظار مین ہوگی یہ سوچکر قصد چلنے کا کیا اب کوئی پہر رات کے قریب
وقت آچکا ہی اُسنے اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا قبل مین یہ بند و بست کیا کہ جسقدر عورتین اُسکے پاس پہرہ چوکی
دیتین کوئی خواص تھی کہ اُسکا یہ خواص تھا کہ وہ پانون دباتی تھی کوئی پیش خدمت تھی یہ کام متعلق تھا کہ وہ اُسکے کام
کرتی تھی کوئی پہرہ دینے والی تھی اسنے اُن سب کو اسم سحر پڑھکر بیہوش کیا کہ ہوا سے سرد کا جھونکا آیا کہ وہ سب کی
سب بیہوش ہو کر حالت غنودگی مین اپنے مقام پر لیٹ رہین اُسنے بذریعہ سحر کے جسقدر روشنی تھی گل کی صرف دو ایک
شمعین اس خیال سے روشن رہنے دین کہ جب تاریکی ہوگی تو جو کوئی اُٹھیگا تو تاریکی دیکھکر خیال کریگا کہ یہ کیا سبب
کہ ملکہ کی آرامگاہ مین تاریکی ہی شاید وہ آئیگا اور میرے تئین یہان نہ پائیگا سب حال میرے جانے کا کھلجائیگا اسنے
خیال کیا کہ شاید کوئی بات کو اُٹھکر آنا چاہے تو احتیاط ضرور ہی یہ بات دل مین سوچکر جھولی سے اُس نے ماش سے
ماش کا آٹا نکالا اور اپنے قماش کا ایک پتلا بنایا اور اُسے سحر کر کے صرف اپنی صورت کا بنا دیا تاکہ اگر کوئی بیدار
اُس سے پہرے مین گزرا راکہ وہ صاحب روح ہوتا یہ امر تھا کہ جو کوئی دیکھے تو خیال کرے کہ ملکہ پلنگ پر آرام
کر رہی ہی یہ اس خیال سے کہ یہ تو سب بسبب میرے سحر کے بیہوش ہین اگر کوئی پہرہ بدلنے کو آیا اور اُسنے پلنگ کو
خالی پایا تو خرابی ہوگی یا شیدا خود چلا آیا تو بھی خرابی ہوگی اس بات سے بہتر یہ ہی کہ یہ تدبیر کرو اسکے بعد خیال آیا
کہ اگر شیدا آیا اور اُسنے اُٹھانیکا قصد کیا تو یہ نہ تو اُٹھیگا اور نہ بات کریگا اُسوقت بھی خرابی ہوگی لیس اُسنے یہ سحر
کیا کہ جو کوئی اُس مقام پر آئے وہ بیہوش ہو کر گر پڑے یہ بند و بست کر کے اور تخت درست کر کے اُسپر سوار ہو کر بطرف
باغ شمو کے مثل بلبل قفس آزاد کے کہ جیسے وہ قفس سے چھوٹ کر باغ کے نظارہ کو گلجاتی ہی روانہ ہوئی پہلے
ادھر کا حال سماعت فرمائیے کہ بعد جانے اُس قحبہ کے کچھ عرصے کے بعد جو میان شیدا کی آنکھ کھلی اور کچھ ضرورت
ہوئی تو اپنے خلوت خانہ سے اپنا کمربند کھولتے ہوے اور بہت گھبرائے اور یہ خیال کرتے ہوے کہ یہ اچھا طریقہ
ملکہ نے کل سے مقرر کیا ہی کہ نہ تو خود آتی ہی اور نہ مجھکو بلاتی ہی کل بھی ساری رات مین بیچین رہا اور آج بھی اسقدر
رات آئی ہی یا تو وہ بات تھی کہ کوئی وقت جدائی کی خواستگار نہ تھی اب جو مین اسکا عادی ہو لیا تو خود مفارقت
کرنے لگی سچ ہی کہ ان لوگون کی ذات کا کوئی بھروسا نہین بالکل بیوفا ہوتی ہی اور یہ قوم اپنی غرض کی ہوتی ہے
جبتک اپنی غرض ہی تو ہم سے زیادہ کوئی نہین جہان اپنی غرض نکلی پھر کیا پروا ہو جاتی ہے کوئی مرے جا ہے کوئی
زندہ رہے انکو کوئی غرض نہین [illegible] والی ذات ہی یہ اپنے دل سے کلام کرتا ہوا [illegible] نکلا [illegible]

ایک بوتل شراب کی اُس خون خوک مین ملا کر اُسکے روبرو کی اور ایک کاسہ بھی پیش کیا وہ شراب پی گیا اب اُسنے ایک خط
سر بمہر نکال کر شمود کو دیا اور کہا کہ یہ خط سربستہ رہنے دینا یہ خط ہی بنام صحرو ہم جادو تیرے استاد کا اُنھون نے
میرے پاس امانت رکھا تھا کہ جب شمود تجھکو طلب کرے تو اسکو یہ خط دینا اور پہلے اُس سے اپنی خوراک طلب کرنا
وہ تجھکو دیگی کیونکہ مین اُسکے نام بھی ایک خط لکھکر لفافہ مین بند کیے دیتا ہون جب اُسکو ضرورت ہوگی وہ تجھکو طلب
کریگی یہ خط اُسکو دیدینا اور اُس سے کہنا کہ جب تجھسے اور صحرو ہم سے ملاقات ہو تو یہ اُسکو پہلے دینا بعد اُسکے اپنا
مطلب کہنا لہذا مین حسب طلب تمھاری آیا تمنے میری خوراک دی مین اُسکے حکم کو بجا لایا اُنکی امانت تم تک پہونچا دی
اب مین رخصت ہوتا ہون پھر کبھی ضرورت ہو تو بھی اسم پڑھنا مین حاضر ہونگا میری خوراک میرے لیے رکھ چھوڑنا یہ کہکر
کہا میری دوسری خوراک لاؤ شمود نے بڑھکر وہ خط اُسکے ہاتھ سے لیا اور وہ تھال حلوے کا اُسکے روبرو پیش کیا
وہ حلوہ کھا کر فورًا روانہ ہوا پھر ایک برق چمکی اور وہ دیو غائب ہوگیا اُسکے جانے کے بعد تاریکی ہوئی کہ تھوڑے
عرصے کے بعد تاریکی دفع ہوگئی اب شمود نے اپنا سحر جگانا شروع کیا چھو وچترنگ بیٹھے ہوے یہ سب کیفیت
دیکھا کیے کہ وہ سحر جگا پائی یہان تک کہ سحر جاگ گئی اُسنے سحر جگانا موقوف کیا سب اسباب اُٹھا کر جھولی مین رکھا وہ
بوتلین شراب کی جو بچی تھی اُسکو اُٹھا کر جو سکین انڈیل دی اور بچا خوک کو اُسی مقام پر ایک گڑھا کھود کے
دفن کر دیا اب چوکی پر سے اُٹھ کر نہر کے پاس آئی اور ایک چلو بھر پانی لیکر اسپر کچھ پڑھکر دم کر کے ہوا کی طرف چھینٹا دیا
تو وہ ہوا مین اُڑ گیا اب چھو وچترنگ کو ہمراہ لیکر اُس مقام سے بارہ دری مین آئی مسند پر بیٹھی چھو وچترنگ کو بھی
اپنے پاس بٹھایا چھو نے [illegible] کہا کہ یہ کیا بات تھی کہ تمنے خود تو [illegible] کہا کہ حال تخت پر رکھ جب اُسنے تھا اُٹھنا
پڑھا تو [illegible] کہا کہ [illegible] سحر [illegible] شمود نے کہا [illegible] ہون یہ دو بولی تو یہ
[illegible] تو خیال مین یہ بات آئی جب مین سحر ختم کر چکی تو اُسکو ہوشیار کیا یہ سنکے چھو [illegible] خاموش
[illegible] کہ شمود نے کہا تمنے دیکھا اُستاد نے صرف یہ تحریر کر دیا تھا کہ یہ اسم پڑھنا مگر یہ نہ لکھا تھا کہ دیو آئیگا خط
دیگا مگر استاد [illegible] کیا خبر ہے کہ [illegible] انکا اثر باقی ہے یہ کہکر شمود تو خاموش ہوئی چھو نے جواب دیا کہ یہ
جو [illegible] تھا کہ [illegible] سامان کر رکھا تھا کیا یہ اُستاد نے تحریر کیا تھا شمود نے کہا کہ یہ بھی تدبیر تحریر کر دی تھی
[illegible] چھو نے کہا [illegible] دو کی تلاش مین جاؤ یہ سنکے شمود نے وہ لفافہ پھر دیکھا یہ تحریر تھا کہ جب تم کو
دیو [illegible] نامہ [illegible] دیکھنا [illegible] تحریر کر کے اُسکے پاس امانت رکھا ہی دیکر چلا جائے تو تمکو لازم ہی کہ
تم طرف مشرق کے تخت سحر پر سوار ہو کر جانا جب اپنے مقام سے کوئی دس کوس پر جانا تو پھر اس لفافہ کو دیکھنا جو تحریر
ہوا ہے عمل کرنا آیندہ حال پھر تحریر ہوگا اور بغیر دیکھے تحریر کے کوئی کام نہ کرنا ورنہ سب کام خراب ہو جائیگا آیندہ
تمکو اختیار رہا اب لازم ہی کہ دیر نہ کرو یہ تحریر اس لفافہ کی جو پڑھی سر اُٹھا کر شمود نے چھو وچترنگ سے کہا کہ مین تو
اب جاتی ہون کیونکہ اُستاد کا حکم ہو یہ کسی طرح ٹل نہین سکتا ہی اگر اُسکے خلاف ہوگا تو سب کام بگڑ جائیگا یہ سنکے
چترنگ نے کہا کہ [illegible] آوگی شمود نے کہا کہ جب کام سے فراغت ہوگی کیونکہ مین تمھارے ہی تو کام کو
جاتی ہون کوئی آسان امر تو ہی نہین چترنگ خاموش ہو رہا کہ چھو نے کہا مین بھی جاتی ہون کیونکہ رات تمام ہو گئی
ہو [illegible] جائیگا شمود نے کہا اچھا جاؤ یہ سنکے چھو اپنے تخت سحر پر سوار ہو کر طرف اپنے محل کے روانہ ہوئی
اور یہ کہہ گئی کہ مین روز آیا کرونگی شمود نے کہا یہ امر تو ضروری ہی اُسکے جانے کے بعد شمود نے چترنگ
سے کہا کہ جا تم [illegible] مین جاتی ہون [illegible] دیکھا کوئی نقصان کی بات نہین ہو مین تمھارے کام کو جاتی ہون کیونکہ بدون صحرو ہم
کے آئے تمھارا کام نہ انجام پائیگا یہ سنکر چترنگ نے اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے خوب بوسے لیے شمود اسکو سمجھا کر تخت سحر
پر سوار ہو کر طرف مشرق کے روانہ ہوئی اب یہ حال آیندہ تحریر ہوگا شمہ ازین قدر بگذر تو نوش کن + رعنا مه دگر داستان گوش کن

اب طرف ارژنگ کے خامہ فرسائی کی جاتی ہے اور اسکا حال تحریر ہوتا ہے کہ پہونچنا اُن لوگوں کا ت
اُس لشکر کے جو کہ طرف طلسم فیروزیہ کے گیا تھا بسرکردگی داؤ قاآن گرگدن پیشانی کے اور وہاں سے
شکست کھا کر بھاگا تھا اور راہ میں اُن لوگوں کو ملا تھا جو کہ شہر آفتاب نما سے بعد آفتاب پرستی شکست
سیلم کے بھاگے تھے اور خدمت میں ارژنگ کی جاتے تھے کہ یہ لشکر ملا تھا اسکو بھی اپنے ہمراہ لیا تھا اور
پہونچکر جواب نامہ دینا ارژنگ کو ارژنگ کا جواب نامہ پڑھکر بہت غصہ کرنا اور اسی وقت حکم دینا کہ تمام
لشکر طیار رہو ہم مع لشکر طرف شہر آفتاب نما کے کوچ کرینگے اور سپہر کو اس سخت کلامی کی سزا دیکر بزور
شمشیر اپنی معشوقہ کو حاصل کرینگے اسکے بعد اہل اسلام پر لشکرکشی کرینگے یہ حکم سنکر لشکر کا طیار ہونا اسکا مع
گیارہ لاکھ فوج کے کوچ کرنا راہ میں ملنا سرخ پوش کج گردن کا و مہران کج گردن کا اور ان
سب کا ہمراہ ارژنگ طرف شہر آفتاب نما کے جانا اور باقی حالات متعلق داستان ہذا

راوی یہ بیان کرتا ہے کہ جب وہ آٹھ سو سوار جو کہ آفتاب نما سے بھاگے تھے اور راہ میں انکو وہ لشکر ملا جو کہ طلسم فیروزیہ پر گیا
تھا اور شکست کھا کر بھاگا تھا جب باہم ملاقات ہوئی تھی تو ایک دوسرے کے حال سے آگاہ ہوئے تھے یہ باہم ملکر چلا اور کو
روانہ ہوئے تھے ابھی یہ راہ میں تھے کہ مہنگ جو کہ پہلوان قدرت کی اولاد سے تھا اور وہ خود پسر خدائی لقا کا آیا ہوا تھا
اُسکے آنیکا جشن ارژنگ نے کیا تھا اسکے برپا ہونیکا حکم دیا تھا کہ سامان جشن کیا جائے یہ جو حکم دیا تھا اہلکاروں نے
جشن کا سامان شروع کیا تھا اب پہلے حال جشن تحریر ہوتا ہے کہ اہلکاروں نے سامان شروع کیا تمام شہر کو آئینہ بند کیا آتشبازی
طیار کرائی خوب عمدہ عمدہ کھانے پکوائے گئے کیونکہ پہلوان قدرت لقا کے پوتے کی خداوند کے پوتے کے مہمان دعوت ہر خوب
دیوان عام و خاص کو آراستہ کیا طائفہ دور دور سے طلب کیے گئے شام کو تمام شہر میں روشنی ہوئی ہر گلی کوچہ میں ازدحام
معلوم ہوتا تھا وہ رات نہ تھی شب برات تھی کہ تمام چراغاں تھا اسقدر روشنی تھی کہ اگر نابینا جائے تو باوصف نہونے چشم روشن کے
مگر اسپر بھی کوئی انکے ٹھوکر کھا بغیر خوف راہ طے کرے دربار خاص و عام کی تو حالت تحریر ہی نہیں ہوسکتی ہے کہ کسقدر آراستہ کیا تھا تمام
اہل شہر کی دعوت کی تھی اب لوگ آنے لگے جو جو مقام تجویز ہوئے تھے اسپر بیٹھنے لگے اتنے میں مہنگ بھی مع اپنے
سرداروں کے آیا ارژنگ بھی آکر تخت پر بیٹھا اسنے بھی سردار مثل سیلم و دیلم وغیرہ کے آئے سب نشستگاہ میں بھی اپنے مقام
پر آکر بیٹھا محفل آراستہ ہوئی ارژنگ نے ساقی کو حکم دیا کہ شراب ناب کا دورہ چلے یہ سننا تھا کہ وہ فوراً میخانے میں گیا
اور کئی کشتیاں شراب کی طیار کرکے محفل میں آیا اور اسنے جام لبریز کرکے ارژنگ کو دیا ارژنگ نے اسکے ہاتھ سے لیکر
لاجرعہ پیا اسکے بعد اسنے دورا جاری کیا تمام محفل کو شراب پلائی جب خوب سب مست ہوے تو ارژنگ نے حکم دیا کہ داروغہ ارباب
نشاط سے کہو کہ طائفہ حاضر کرے یہ سننا تھا کہ ایک چوبدار دوڑ گیا اور داروغہ ارباب نشاط سے جاکر حکم ارژنگ
کا سنایا وہ اُسی وقت طائفہ لیکر طرف محفل کے چلا داخل محفل ہوکر مجرا گاہ پر سے مجرا کیا حکم ہوا کہ ناچ شروع ہو وہ یہ حکم
پاکر محفل سے باہر آیا اور ایک طائفہ کو حکم دیا کہ طیار ہوکر محفل میں جائے بس مطربہ بیٹھی از سنکر اپنی سپردائیوں کو ہمراہ
لیکر محفل میں آئی ارژنگ کو مجرا کیا ارژنگ نے اسکو حکم ناچنے کا دیا اسکی سپردائیوں نے ساز ملایا ابھی ساز
نہ درست ہوا تھا کہ داروغہ مطبخ نے آکر مجرا کیا اور درست ایستادہ یوں عرض کیا کہ خاصہ حضور طیار رہی یہ سنکے ارژنگ نے

مفارقت سر پر کھیلے ہوئے تھے اُنکا تو یہ حال ہوا کہ اُنکی آنکھوں سے سیل اشک جاری تھی اور دیگر اہل محفل کو سکوت تھا تھوڑے عرصے تک تو یہ نوبت رہی اُسکے بعد وہ حالت برطرف ہوئی سب کے حواس درست ہوئے تب اُس مہوش نے حسب فرمایش ارژنگ یہ غزل عاشقانہ عجیب ناز و کرشمہ دکھا کر نہایت خوش الحانی سے گانا شروع کی غزل

تیر مژگان چلے نشتر کی طرح
دل میں در آئے نیشتر کی طرح
وقت ملنے کے کوندتی ہے برق
دل کو ہے شوق نامہ بر کی طرح
بے نقاب آئے شب کو وہ لب بام
دل ہے جلتا مرا اگر کی طرح
کبھی تربت پہ ہم غریبوں کی
ہے ذہن بھی نہان کمر کی طرح
میرے پہلو سے جب وہ اُٹھ کے چلے
نگران چشم فتنہ گر کی طرح
ای ہدف تیر شعلہ رویان میں
دل ہدف ہو گیا جگر کی طرح
میرے نالوں نے بھی نہ کی تاثیر
دانتوں میں ہے صفا گہر کی طرح
تیرے ابرو کی تیغ کو قاتل
چاندنی کھل گئی قمر کی طرح
میری میت کو دیکھ کر غافل
ابر برسے تو چشم تر کی طرح
دیکھ فصل خزان کو گھبرا کے
رنگ فق ہوگیا سحر کی طرح
آہ سوزان کے ساتھ ہجر کی شب
دل سے اُٹھا دھوان اگر کی طرح
تیری مژگان سے تیرا وہ ظالم
یار پر آہ پُر اثر کی طرح
وصل کا لیکے جا کون خود پیغام
دل پہ ہوں روکتا سپر کی طرح
آتش رشک غیر سے سر بزم
ہو چکا ہے گیا سے خبر کی طرح
کیسے قاتل کی نازکی تا چند
بال سنبل سے نوحہ گر کی طرح
گل نرگس چمن میں سے دیکھ دیکھ
دل مرا جل بجھا شرر کی طرح
یہ غزل نئے طور سے گائی اہل محفل

کا دوسرا رنگ ہوگیا سب نے اس غزل کو پسند کیا سب بہت خوش ہوئے اسکو بہت کچھ انعام ملا کوئی دو پہر کے قریب گائی اُسکے بعد حکم ارژنگ ہوا کہ دوسرا طائفہ حاضر کیا جاوے اور طائفہ حاضر ہوا وہ بھی خوب گایا اور خوب ناچا یہاں تک کہ تا صبح یہی جلسہ جاری رہا صبح کو بھی محفل برپا رہی سات دن تک یہی حال رہا آٹھویں دن محفل برخاست ہوئی سب اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے ارژنگ بھی محل میں گیا مہنگک اپنے مقام قیام پر گیا اسکا لشکر اُترا ہوا ہے بیرون شہر سات دن تک یہ لشکر بھی مہمان رہا چونکہ سب لوگ سات دن کے تھکے ہوئے تھے جا جا کے اپنے اپنے مقام پر پڑ رہے اُسدن ارژنگ نے دربار نہیں کیا وہ دن وہ رات آرام میں بسر کی نویں دن دربار میں آیا دربار رونق کا ہوا سب اہل دربار حاضر ہوئے ایک مرتبہ ارژنگ کو خیال آیا کہ ابھی تک سلیم جواب نامہ لیکر نہیں واپس آیا اسکا کیا سبب ہے اور یاد سلکہ فرخ لقا نے سینہ میں کی بیقرار کر دیا سخنگان کی جانب دیکھکر کہا کہ کیا سبب ہے جو ابھی تک سلیم واپس نہیں آیا بہت عرصہ ہوگیا ہے سخنگان نے عرض کیا کہ ابھی جواب نامہ نہ ملا ہوگا یہ کلام سنکر ارژنگ نے ایک آہ سرد کھینچی اور یہ شعر پڑھا شعر لیکر جواب نامہ جو آتا نہیں ہے تو ۞ کیا راہ کو سے یار میں کی نامہ بر غلط ۞ یہ شعر پڑھکر سخنگان سے کہا کہ اب تو صبر نہیں ہو سکتا ہے کیا تدبیر کرون سخنگان نے کہا کہ میں کیا عرض کرون کیونکہ کوئی امر خیال میں نہیں آتا ہے سوا اسکے کہ ابھی جواب نہ ملا ہوگا کیونکہ دربار شاہوں کا ہے یہاں کسکو پروا ہے کیونکہ یہ نامہ طلب میں ملکہ کی گیا ہے اور مضمون نامہ دوسرا ہے اگر جنگ و پیکار کی نسبت ہوتا تو اب تک جواب آچکا ہوتا یہ دوسرا امر ہے آپس میں صلاحیں ہو رہی ہونگی ابھی کوئی صلاح قرار نہ پائی ہوگی کوئی کہتا ہوگا قبول فرمایئے کوئی کہتا ہوگا نہ قبول فرمایئے کوئی اونچ نیچ دکھا رہا ہوگا کوئی سمجھا تا ہوگا کہ خداوند زادے ہیں ایسی آپ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ آپ التفات کریں کیونکہ اُنکے خاندان سے ہم واقف نہیں ہیں کوئی یہ کہتا ہوگا کہ وہ بھی تو خداوند زادے ہیں ایسا شوہر ملکہ کو نہ ملیگا یہی تقریریں باہم ہو رہی ہونگی اسی سبب سے دیر ہوئی آپ کوئی فکر نہ کریں یہاں تو یہ تقریر ہو رہی ہے اُدھر کا حال ملاحظہ ہو کہ وہ لوگ جو کہ بھاگے تھے ہمراہ لشکر کے قطع راہ کرتے ہوئے قریب خاور کے پہونچے تھے کہ ناگاہ دور سے نظر آیا کہ ایک لشکر قریب شہر اُترا ہوا ہے اُنکو یہ خیال ہوا کہ یہ کیا سبب ہے جب ہم نامہ لیکر

گئے تھے تو یہ لشکر یہان پر شہر فروکش تھا بس اُسی وقت اُن سب نے باہم صلاح کرکے کہ اسی مقام پر اُترو اور دریافت
کرلو کہ یہ لشکر کسکا ہے تو پھر آگے چلو اور داخل شہر ہو یہ لوگ ادھر باہم صلاح کرکے اُترے ادھر یہ لوگ جو اُترے ہوئے تھے
اُنھون نے دیکھا کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی دامن گرد سے ایک لشکر ظاہر ہوا اُسمین کچھ تو ساحر ہین اور کچھ غیر ساحر مگر ساحر
بہت ہین اور وہ لشکر اسی طرف چلا آتا ہے یہ لوگ بھی متفکر ہوئے کہ یہ لشکر کسکا ہے اور اسکا تو یہ قصد معلوم ہوتا ہے کہ یہ
داخل شہر ہو اسوقت کیا کرین کیونکر روکین کیونکہ ہمارا افسر تو خداوند کی خدمت مین ہے بدون اُسکے حکم کے ہم
کوئی دست اندازی نہین کرسکتے ہین یہان اسی طور کی تقریر ہو رہی تھی کہ وہ صلاح کرکے اُدھر اُترے اور چند
سوار اس جانب کو چلے کہ چلکر دریافت کرین کہ یہ لشکر کسکا ہے بس اتنے عرصے مین وہ سوار داخل لشکر ہوئے اور
دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہے وہ جو کہ لشکر مین آئے تھے وہ بھی زہرہ پرست تھے اُنھون نے دیکھا کہ اس لشکر
کے جسقدر لوگ ہین وہ سب زہرہ پرست ہین نشانون پر بھی تصویر زہرہ و لقا و ارژنگ تحریر ہے جب
ان لوگون نے زہرہ پرستی کی علامت پائی تو دریافت کرنے لگے نہایت سے لشکری اُنکے گرد جمع ہو گئے اور اُنسے
کہا کہ آپ ہمارے افسر کی خدمت مین تشریف لے چلیے تو اُنسے حال مفصل معلوم ہوگا یہ سنکے وہ اُنکے ہمراہ اُنکے
افسر کے پاس آئے اُن لوگون سے اُس افسر نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہین جو تمھارے ہمراہ ہین اُنھون نے
عرض کیا کہ یہ لوگ دریافت کررہے تھے کہ یہ لشکر کسکا ہے ہم انکو آپ کی خدمت مین لیکر حاضر ہوئے ہین یہ سنکے افسر نے
تب اُن لوگون سے کہا کہ پہلے آپ لوگ بیان کرین کہ آپ کون لوگ ہین اُنھون نے کہا کہ ہم لوگ لشکر خداوند کے ہین
اور ہمارے ہمراہ اور بھی لشکر ہے جو کہ آپکے لشکر کو دیکھکر وہ سامنے صحرا مین اُترا ہے اور وہ لشکر خداوند کا طرف
طلسمات کے گیا تھا وہان سے واپس آیا ہے ہمکو راہ مین ملا تھا اور ہم لوگ نامہ لیکر طرف شہر آفتاب کے گئے
تھے یہ کہکر کل حال بیان کیا اور کہنے لگے کہ ہم نے تو اپنا حال بیان کردیا اب آپ لوگ اپنا حال ہم پر ظاہر کرین کہ
آپ کون لوگ ہین اُنھون نے یہ سنکر کہا کہ ہم لوگ ہین لشکر پہلوان شمشاد کے جو کہ خاندان سے پہلوان قدرت
لقا کے ہین ہم لوگ برابر مدد خداوند آئے ہین اپنے افسر کے ہمراہ آج آٹھ روز سے برابر ہمارے افسر کی عزت
ہو رہی ہے خداوند کے یہان ہم لوگ بموجب حکم خداوند بیرون شہر فروکش ہین یہ سنکے اُن سوارون نے کہا کہ ہم
لوگ بھی اسی مقام پر فروکش ہوئے اگر یہ جانتے تو ضرور اسی لشکر مین چلے آتے آج رات یہان بسر کرتے
صبح ہوتے خدمت خداوند مین جاتے یہ سنکے اُن سب نے کہا کہ اب چلے آؤ وہ بولے کہ ہم جاکر اپنے افسر سے
کہتے ہین اگر وہ راضی ہوے تو ہم ابھی آکر شامل ہوتے ہین کیونکہ ہمکو ثابت ہوگیا نشان تمھارے لشکر سے کہ آپ لوگ بھی مثل
ہمارے زہرہ پرست ہین خداوند کو اپنا خدا جانتے ہین اُنھون نے کہا کہ اسمین کیا شک ہے اب اسکے سوا اور کون
خدا ہے اُن سوارون نے کہا کہ جی ہان جہان ہم نامہ لیکے گئے تھے وہ بھی خدائی کا دعوی کرتے ہین کہ آفتاب اُسکا
خدا ہے اور مین اُسکا نائب ہون یہ تو حماقت دیکھیے کہ وہ کہتا ہے کہ اُس شخص کی مان کو خداوند آفتاب اپنے تصرف
مین لائے ہین اُنسے مین پیدا ہوا ہون مجھکو خداوند نے اپنا نائب کیا ہے اور جسین ملکہ کی ہمارے خداوند نے خواہش کی
تھی اُسکو بھی کہتے ہین کہ یہ خداوند کی دختر نیک اختر نور خالص ہے جب خداوند کی اور معشوقہ پیدا کرینگے اُسکے شکم مین
نور خالص اُتارینگے اُس سے کوئی لڑکا پیدا ہوگا تو اُسکے ساتھ اُسکی شادی کیجائیگی یہ تو اُنکا اعتقاد ہے بڑی خدائی
کو ترقی ہو رہی ہے بڑے بڑے سامان ہین مین نے آپسے سجدہ کرنیکا طریقہ بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ نامہ بر کو
دربار مین نہین طلب کیا میری تو رائے مین یہ آتا ہے کہ یہ سب کارخانہ سحر کا ہے کوئی ساحر زبردست ہے اُسنے یہ کرشمہ کیا ہے
اور وہ بھی بدر تہمتن پر عاشق ہوگا اُسنے اپنے کو خداوند ظاہر کرکے بدر کو اپنے تصرف مین لایا چونکہ یہ لوگ قبیلہ
آفتاب پرست تھے اُسنے یہ ظاہر کیا کہ مین خداوند آفتاب ہون اُس افسر نے کہا کہ بھلا یہ کون ہے وہ سوار بولے

براے استقبال روانہ کرین اور محل کی آراستگی فرمائین یہ خیال کرکے اُنکی طرف دیکھکر یہ شعر پڑھنا شروع کردیا ع
ای پیک راستان خبر یار ما بگو ۔۔ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ۔۔ دیگر بیا بیا کہ فراق تنگ در کنار گشتم ۔۔ بہ تنگ آمدہ ام
چہ انتظار کشم ۔۔ اے پیر سے قاصد کے ہمراہ ہو تو تمہارے انتظار مین تھا جلد مجھسے حال بیان کرو کیونکہ دل از حد بیقرار
ہی یہ سنکے اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند پہلے ان دونون نامون کو ملاحظہ فرمائین اُسکے بعد پھر ہم غلام جان نثار جو کچھ
گذرا ہی عرض کرینگے سخت نگان نے کہا تمہارے افسر اعلی کیا ہوے اُنکی تو خیریت بیان کرو کہ زندہ ہین یا اُنکو خداوند لقا
و ترهمرو نے اپنی خدمت مین طلب کرلیا وہ کیون نہین آئے اُنھون نے کہا کہ جی ہان زندہ تو ہین مگر مردے سے بدتر
ہین اُنکا زندہ ہونا اور مرنا دونون برابر ہین بلکہ اگر مرگئے ہوتے تو یہ بدنامی تو نہ ہوتی نیک نامی سے تو مرتے وہ
مثل ہو کہ کٹا جیسا برے حال تو کیا حاصل ہم ایسی زندگی سے تو مرنا اچھا جانتے ہین یہ باتین سنکر سخت نگان نے کہا کہ تم
لوگ تو نئی تقریر کرتے ہو جو کہ ہماری سمجھ مین نہین آتی کیا اُنکی ناک کٹ گئی صاف طور سے کیون نہین کہتے کسنے کاٹی
کون ایسا زبردست تھا جو کہ اُنکی ناک کا دشمن تھا اُنکی ناک تو ایسی جگہ موقع کی نہ تھی جو کہ کاٹ کر برابر کی گئی ہو
اُنکو تو قدرت نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا جس چیز کو قدرت بنائین وہ بھلا بری بن سکتی ہی معلوم یہ ہوتا ہی کہ کوئی
نقص قدرت سے صرف ناک مین رہ گیا ہوگا وہ نقص دوسری قدرت نے درست کردیا ہوگا یا اصلاح دی وہ
قدرت کے استاد ٹھہرے کوئی مقام خوف نہین ہی سچ ہی کہ بغیر استاد کی تعلیم کے کوئی کام درست نہین ہوتا ہی وہ جو
سنا ہوگا جاسے استاد خالی سچ ہی کوئی قدرت کا بھی استاد ہونا ضرور تھا کیا سنا گیا ہی ہمارے قدرت آج تک تھی اُستاد
کی تھے اب اُنکا بھی اُستاد پیدا ہوا کوئی بہت بڑے ولی ہین جو قدرت کے کامون پر اپنا قلم قدرت کھینچتے ہین
وہ تو لائق قدمبوسی کے ہین ایسا کوئی کا ہیکو ملتا ہی کہ جو بغیر شناسائی بغیر شاگرد کی اصلاح دی یہ تقریر ایسے جبل کی
اسکے خیال مین آیا کہ ہر جلیس نے جواب صاف دیا ہی سلیم کچھ بگڑا ہی اُسنے ناک کٹوالی یہ خیال کرکے تقریر کی اسی تقریر
مین کہا کہ معلوم ہوتا ہی سب کی ناکین کٹ گئین مگر مجھے تمہارے منھ پر ناکین تو نظر آتی ہین یہ کیسی ناکین ہین جو پھر
درست ہوگئین کیا تم نے موم کی بنا کر لگالی ہین کیونکہ جب کہ قدرت کے اُستاد نے قدرت کے بنائے ہوے
پتلے پر اصلاح دی تو اور جسقدر لوگ اُنکے ہمراہ تھے وہ تو فرشتون کے بنائے ہوے تھے ضرور اصلاح دی ہوگی
کوئی شک نہین اچھا کیا کہ تمنے جو موم کی ناکین لگالین کیونکہ کوئی یہ تو نہ کہیگا کہ فلان لوگ نکٹے ہین اور لونڈے
بیتو لیکر نہ تعاقب کرینگے کہ نکٹے آئے چھپاؤ مگر کوئی بڑا زبردست ہی یہ جو سخت نگان نے کہا دربار مین ایک قہقہہ
پڑا اور سب نے اُن لوگون کی طرف دیکھا وہ برہم ہوکر بولے کہ ملکہ جی آپ تو بیکار کا مذاق کرتے ہین نہ ہمدرد
خداوند نہ کرین کہ ہماری ناکین کٹین جو ہمارے دشمن ہون اُنکی ناکین کٹین وہ کون ہی جو ہماری ناک کاٹیگا
ذرا ہم بھی اُسکی صورت دیکھین یہ مذاق اچھا نہین ہی ایک تو ہمپر نہ معلوم کیا مصیبت گذری نہین معلوم ہم کس
عذاب مین مبتلا ہین اُسپر آپ کو مذاق سوجھا ہی ذرا سمجھ بوجھ کے کلام کیا کیجیے کوئی وقت کیسا ہی کوئی وقت کیسا ہی
ہماری کیون ناک کاٹنے لگی جو جیسا کام کریگا ویسا اُسکے ساتھ سلوک ہوگا ہم کیا کوئی نادان تھے جو ہماری ناک
کٹتی یہ سنکے سخت نگان نے مسکراکر کہا کہ بھائی معاف کرنا خبط تھے یہ کہا کہ اُنکی کیا حالت بیان کرین نکٹا جیسا
حال تو مجھکو خیال ہوا کہ جب افسر کی ناک کٹی تو پہلے اور سب کی کٹی ہوگی اُسکے بعد اُنکی نوبت آئی ہوگی اس خیال
سے مین نے کہا کوئی مین تمہارا دشمن نہین ہون جو یہ کہتا خیر خوب ہوا جو اُنکی ناک کٹی خداوند نے تم سب کو تو بچا لیا
جاے شکر ہی اور مقام خوشی ہی مین معافی کا امیدوار ہون میرا قصور معاف ہو یہ جو سخت نگان نے کہا وہ بولے
کہ پہلے تو ذلیل کرلیا اب معافی کے خواستگار ہین واہ آپ کی بھی کیا باتین ہین اگر درحقیقت اصل ہوتا تو ہم اس وقت
کیسے ذلیل ہوتے سنتے صدمے آپ کی تقریر کے اور دل کٹ گئے یہ سنکے سخت نگان کہنے لگا کہ جو تمہارا جی چاہے سو کہو

کو لو مین تمھاری کسی بات کا برا نہ مانونگا کیونکہ ابتو با دلشنگی مین خطا ہوگئی یہ جو کہا تو اور زیادہ لوگ ہنسے اودھر ارژنگ
نے سعد نگار کی جانب رخ کرکے کہا کہ تجھکو ہر وقت دل لگی کی پڑی رہتی ہو بات کرنا دشوار ہو انکو کچھ حال نہ بیان کرنیدیا
دوسری جانب متوجہ کرلیا اب ذرا دیر خاموش رہو لیں تقریر دل لگی و مذاق کی ہو چکی یہ جو ارژنگ نے کہا تو
سعد نگار ان کی طرف دیکھکر خاموش ہو رہا اودھر ارژنگ نے اُن لوگون کی طرف متخاطب ہو کر کہا کہ ہان تم
حال بیان کرو کیا کہتے ہو اسکی تو باتین اسی قسم کی رہتی ہین تم ان باتون کا کچھ خیال نہ کرو مجھے تو وہان کے حال
سننے کا اشتیاق ہو انھون نے دونون نامے یعنی ایک جوابی نامہ دوسرا وہ نامہ جو کہ ارژنگ نے لکھا تھا اور وہ
بتی بنا ہوا تھا پیش کیا اور کہا کہ پہلے آپ اسکو ملاحظہ فرمالین تو پھر ہم اور حالات عرض کرین جو گذری ہی ہم پر
سعد نگار نے دیکھا کہ ایک تو لفافہ ہی دوسرا ایک کاغذ کا کچھ لنبا سا بنا ہوا ہو اُن لوگون کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ تو
مین سمجھ گیا کہ یہ لفافہ جو ہی اسمین جواب نامہ ہو اور لنبا سا جو یہ بنا ہوا ہو کیا یہ چیز نذر روانہ کیا ہو کہ اگر اسکے برابر وہ کمر
رکھتے ہونگے تو یہان شادی کرے آکر ہمارے خداوند کے پاس اس سے بڑا اور اپنے خود دیکھا ہی دیکھا ہوتا اسکے
لانے کی کیا ضرورت تھی یہ جو کہا اور سب ہنسے وہ لوگ برہم ہو کر کہنے لگے کہ ملک جی تم خداوند سے بھی مذاق کرتے
ہو ارے یہ وہ نامہ ہو جو خداوند نے انکو تحریر کیا تھا اسکو پڑھ کر اور چاک کرکے بتی بنا کر انھون نے بھیجا ہو اور
لکھا ہو کہ یہ خداوند کے وزیر کے کام آویگا اسکو اسکی بہت خواہش رہتی ہو یہ سنکر سعد نگار کہنے لگا یہ تو انھون
نے خوب کیا کہ یہ تحفہ میرے لیے روانہ کیا ہو مین بہت خوش ہوا مگر میرے ذہن مین ایک اور بات آئی ہو کہ یہ
انھون نے اس لیے بھی روانہ کیا ہو کہ خیال کرلو جو یہان کے مرد ہین اُنکے ہتھیار اتنے بڑے ہین اگر خداوند
یہان آئینگے تو بہت پریشان ہونگے اس لیے کہ برداشت اُنکے ہتھیارون سے نہ ہوگی اگر برداشت کرسکتے ہون
تو ادھر کا قصد کرین تو مین تو بازآیا اودھر منہ کرکے بھی نہ سوؤنگا مجھے یہ تاب نہین ہو کہ مین برداشت کرسکون
جسکو برداشت ہوگی وہ جائیگا یہ جو سعد نگار نے کہا سب لوگ قہقہہ مارکر ہنسنے لگے مگر ارژنگ برہم ہو کر کہنے لگا
کہ تجھسے بغیر بکے رہا نہین جاتا کسی کے ادب لحاظ کا خیال نہیں ہو تیری ہماری زبان مین لوا سیر ہی اسوقت سے زبان
منہ مین کٹھ رہی ہو مین جانتا ہون کہ اگر منہ بند کردیا جائے تو کسی اور طرف سے صدا نکلے سعد نگار کہنے لگا کہ یہ
تو اچھی بات ہو یہ صفت ہو کوئی بھی ایسا ہو کہ جسکے دو منہ ہون سوائے میرے اگر خداوند نہ کرینگی کسی سبب سے
میرا منہ بند ہوجائے تو مین خاموش نہ رہون آپ کو آپکے سوال کا جواب تو دون ارژنگ مسکرا کر خاموش
ہوگیا مگر سعد نگار ابھی خاموش ہو رہا کہ ارژنگ نے نامہ اٹھا کر دبیر کو دیا کہ پڑھو اوس نے لفافہ چاک کرکے
نامہ بآواز بلند پڑھنا شروع کیا وہی نامہ تھا جو کہ قبل مین تحریر ہو چکا ہو یہان اسکا مضمون تحریر کرنے سے
سوائے طول کے کچھ حاصل نہ تھا اس سبب سے موقوف رکھا ہو تمام و کمال نامہ پڑھا جا چکا اور ارژنگ
مضمون نامہ سے بخوبی آگاہ ہوا بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ معلوم ہوا اسکی قضا آئی ہو کہ بادولت کی شان مین
یہ کلمات ناشایستہ تحریر کیے ہین اگر جاکر بزور شمشیر اس سے اپنی معشوقہ کو نہ حاصل کیا تو نام اپنا ارژنگ نہ رکھا وہ
شتر کے بھروسے پر بھولا ہو مثل مشہور ہے کہ بھولا ہو کہ بادولت کو یہ عبارت تحریر کی ہو جب قضا آتی ہو تو سمجھ ہو کر زبان
دراز ہوجاتی ہو مین بالکل رحم نہ کرونگا جاتے ہی اوپر اپنا غضب نازل کرونگا وہ لوگ اپنے دل مین سمجھے کیا ہانکتا ہو
بختیس توکل کا لونڈا ہو ابھی اسکو پوری بات بھی تو کرنا نہ آئی ہوگی اسکے مشیر کیسے ہین کہ اسنے یہ جواب لکھوایا
اور منع بھی نہ کیا سعد نگار نے کہا کہ خداوند کو تو یہ مزا نہ تھا کب سے عادت ہوئی کہ بختیس کو پسند کیا کیا خوب
بات ہو اور بھائی ہی ہان دوسری سواری تو اچھی ہوتی ہو جسوقت جی چاہا گھوڑی پر سوار ہو سے اور جسوقت
جی چاہا گدھے پر سوار ہو سے ہان واقعی وہ تو لونڈا ہوگا مگر بڑا زبان آور معلوم ہوتا ہو اور ہنسنے کہ لکھا ہو

کرائسنے اس کو سینہ چاک کرکے اسلیے روانہ کیا ہی کہ اسکو اپنے مقام پر ازبین رکھو کیونکہ بہت حفاظت سے رہیگا واہ کیا
خوب مقام محفوظ تجویز کیا ہی جو جی چاہے کہے معشوقہ کا بھائی ہی اور خود بھی تو معشوق ہی کیونکہ جو معشوق سے
تعلق رکھتا ہو وہ بھی معشوق ہوتا ہی اگر انسنے اسقدر تحریر کیا تو کوئی بیجا نہین کہا معشوق کے برا بھلا کہنے سے کوئی
نقصان نہین ہوتا ہی بقول شاعر شعر اے داغ برا مان نہ تو اسکے کہے کا ۔ معشوق کی گالی سے تو عزت نہین جاتی
اگر وہ ضرور منھ کا لیا ان دے تو کوئی قباحت نہین ہی آپ کیون اسقدر برا مانتے ہین یہ جو آپ نے سنا ہو کہ نا ورکر
نا زبردار سے اور سوداگر خریدار سے یہ نا زہین مگر مین ایک بات کہے دیتا ہون کہ یہ جو انھون نے تحریر کیا ہی کہ یہ
کسی نور خالص کے ہمراہ ہو نہ ہوگی تو وہ نور خالص سوا اہل اسلام کے کوئی نہین ہی یہ حصہ انھین کا
ہی میرے اسوقت کے کہنے کو یاد رکھیے گا اگر خلاف ہو تو سو جوتے میرے لگائیگا ارژنگ یہ سنکے کہنے لگا
کہ مین تمسے یہ نہین دریافت کرتا ہون آپ خاموش رہین میان طوطے نہ بولین یہ سنکے سختگان کہنے لگا کہ تمھارا
کیا ضرورت ہی اسپہ مین نہ کلام کرونگا جب آپ میرے کہنے کو یقین نہین لاتے اور برا مانتے ہین یہ کہکر خاموش
ہو رہا ادھر ارژنگ کو رہ رہ کر سختیون نامہ پہ تاؤ پیچ آرہا ہی اپنی مونچھون کو تاؤ دے رہا ہی جو مثل زمانہ
کالے کے ہین بڑی دیر تک غصے کے عالم مین خاموش کیا اسکے بعد ان لوگون کی طرف دیکھا کہا کہ یان حبشی کی تو
حالت بیان کر و اور یہ بیان کرو کہ یہ نامہ دیکے وہ لوگ کیونکر پیش آئے دربار کی کیا حالت ہی لشکر کسقدر
ہی شہر کیسا ہی یہ سنکر ان لوگون نے عرض کیا شہر بہت آباد ہی رعایا بہت شاد ہی لشکر قریب چالیس لاکھ کے ہوگا
شخص حبشی کے نام پہ جان نثار کرنے کو موجود ہی بڑے بڑے پہلوان اسکے تابع فرمان ہین اسکا حکم مثل قضا
ہی یا حکم نادری کہنا چاہیے کہ ٹلتا ہی نہین ہی جیسے قضا ٹلتی نہین ہی جو حکم صادر ہو اسکے بموجب کام ہو اسمین ذرا
فرق نہو آسمان ٹلجائے مگر اسکا حکم نہ ٹلے اور دربار کی جو حالت فرمائی ہماو نہین معلوم ملک ہمارے افسر کو بھی
نہ معلوم ہوئی مگر اب تو وہ بخوبی ظاہر ہوگئے ہونگے یہ کہکر تمام حالت اپنے پہونچنے کی خوشخوارکے آکر اترنے کی
باہم گفتگو ہونے کی آخر کو مجبور ہو کر یہ قبول کرنا کہ ہم نامہ دینگے وہ مہر دون خود تمھارا پیشوا ہماہ وحشم سے
آنا اور نامہ لیکر جانا اسکے بعد یہ جواب نامہ آنا سلیم کا بہم پہونچ کر نوہزار کے ہمراہ سے قتل حبشی کا تا دیر قلعہ
پہونچکر سجدہ کرنا اپنا بچا کنا ماسے لیکر جو کچھ گذرا تھا سب بیان کیا کوئی امر فروگذاشت نہین کیا یہانتک کہ اپنا
یہان آنا راہ مین اس لشکر سے ملاقات ہونا اپنا حال دریافت کرنا انکا کیفیت بیان کرنا اپنا انکو ہمراہ لیا ہمراہ کو آنا عرض کیا
یہ سنکے ارژنگ نے کہا کہ وہ لوگ کہان ہین انھون نے کہا کہ حاضر ہین یہ کہکر انھے کہا کہ خداوند یاد فرماتے ہین روبرو حاضر ہونا
سکے آکر وہ لوگ بھی سامنے آگئے ارژنگ کو مجرا کیا ارژنگ نے حالت جنگ دریافت کی انھون نے کل کیفیت
عرض کی ارژنگ نے سنکے ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور کہا کہ جو تقدیر کرتا ہون وہ الٹی ہوتی ہی وہ مثل ہی
ہر بلا کہ از آسمان آید ۔ خانہ انوری کجا باشد ۔ جو رنج و غم ہی وہ میرے ہی لیے ہی پہلے تو یہ الم کہ نامہ کا وہ جواب
آیا اسپر طرہ یہ ہوا کہ میرا رفیق قدیم تحریص مبتلا ہو کر نکمرام ہوگیا نکمرامی پہ کمر باندھی رفاقت ترک کی اکیلے نہین مع نوہزار
فوج جرار کے اسپر یہ الم و غم ہوا کہ لشکر کے شکست کھانے کی خبر آئی افسر لشکر مارا گیا واہ کیا مقدر نے کیفیت دکھائی
الم بالا سے الم ہوا میرا تو کلیجہ مثل غربال کے ہوگیا اگر کوئی اور میرے مقام پہ ہوتا تو اب تک مرجاتا خون تھوکنے لگتا
سختگان نے کہا وہی زبان ہے کہ بعض نے سنا اور بعض نے نہین سنا کہ واقعی آپ کی جان تو سگتے کی بھی جان سے زیادہ
سخت ہو کہ کسی طور سے نکلتی ہی نہین یہ سنکے ارژنگ نے بنظر قہر اسکی طرف دیکھا بعد ازان اس لشکر کے افسرون سے
کہا کہ تمھارا اور لشکر کہان ہی انھون نے عرض کیا کہ وہ بیرون شہر فلان صحرا مین فروکش ہی ارژنگ نے کہا کہ تم اسکو
اسی مقام پہ سے لے آؤ اور شامل لشکر منھنگ پہلوان قدرت کے کرو وہ لوگ تو مجرا کرکے گئے اور اسپے

آپکی خدمت مین حاضر ہوکر قدمبوسی حاصل کرین کیونکہ دیکھیے اب کب یہ قدم اس شہر مین آتے ہین کیونکہ برکت
ہمارے شہر سے جاتی ہے جبسے یہ قدم مبارک آئے تھے اسوقت سے یہان اور رونق ہوگئی تھی نہ وہ
مفلسی تھی نہ گرانی تمام شہر مین ایک چہل پہل تھی جسقدر بیماریان تھین سب دفع ہوگئی تھین بیماری کا نام نہ تھا
مثل عنقا کالعدم ہوگئی تھی اورکہان تک آپ کے قدمون کی تعریف کیجاے اورکہان تک آپکی مہربانیون کا
شکریہ ادا کیاجاے یہ سنکے ارژنگ نے کہا کہ مین بھی آپ لوگون سے بہت خوش ہون آپ لوگ اس لائق ہین
کہ آپکو شہر کی حکومت دیجاے لہذا مین ایک امر مین آپکی راے لیتا ہون اس سے کوئی میرے اہل دربار کو
غرض نہین ہے وہ یہ ہے کہ مین تو جاتا ہون میری لیے مین کوئی شخص ایسا میرے اہل دربار مین نہین ہے کہ جو امور
سلطنت کو سرانجام دے سکے سب لڑنے اور مرنے والے ہین جو کہ ایسے لوگ ہونگے انسے کیا امور سلطنت درست
ہونگے لہذا کوئی شخص یا ایسے لوگ ایسا تجویز کرین کہ جو اس کام کو سرانجام دے سکے اور رعایا کو عدل و انصاف سے کام
کرے رعایا شاد رہے کوئی کسی قسم کی شکایت نہ کرے کیا کرین کہ کوئی شاہی خاندان سے باقی نہین رہا ہے اور ہے بھی تو
اس قسم عورت ہے وہ کیا حکومت کریگی اگر کوئی خاندان شاہی سے ہوتا تو ضرور مین اسکو یہان کا حاکم کرتا مگر کیا کرون مجبور
ہون یہ جواب ارژنگ سے سنکر ان لوگون نے کہا کہ یہ تو آپکی راے بالکل خلاف ہے کہ کوئی میرے لشکر و دربار مین
ایسا نہین ہے کہ جو سلطنت کرسکے جسکو حاکم فرمائیے وہ حکومت کرسکے یہ آپ نے ضرور سنا ہوگا کہ کوئی خود
سکھا لیتی ہے جب پڑتی ہے تو آدمی اسکی فکر کرتا ہے تھوڑے عرصہ مین اس کام مین کمال حاصل کرلیتا ہے تو یہ امر
کیا مشکل ہے اور یہ جو آپکی راے تھی کہ اگر کوئی خاندان شاہی سے ہوتا اسکو یہان کا حاکم کرتا یہ بالکل خلاف تھا
کیونکہ یہ امر ضرور تھا کہ جب آپ اسکو یہان کا حاکم کرکے جاتے وہ بعد جانے آپکے پھر اپنے مذہب کو جاری کرتا
تمام رعایا کو اپنے سے موافق کرتا جو لشکر کہ آپ یہاں سے حفاظت کیواسطے چھوڑ جاتے انکو وہ شہر سے نکال دیتا اور لشکر لازم کرتا
خود قبضہ کرلیتا یہ انجام ہوتا میرے نزدیک جاہیے کسی کو جو اسلام ہو یہان کی رعایا سے حاکم کرنا یا خاندان شاہی
سے کسی کے ہاتھ مین عنان حکومت دینا بالکل خلاف دانائی ہے گویا اپنے ہاتھ سے اپنے دشمن کی پرورش کرنا ہے
اور اپنے ہاتھ سے خود حکومت انکے قبضہ مین دینا ہے یہ تو بالکل خلاف قیاس ہے میرے نزدیک تو بہتر یہ ہوگا کہ
آپ ہی کو اپنے ملازمون سے یہان کا حاکم مقرر فرمائیے تاکہ وہ یہ تو نہ کریگا اگر کوئی غنیم چڑھکر آئیگا اطلاع تو دیگا
کہ فلان شخص نے لشکرکشی کی ہے اور دوسرے کوئی اعتبار نہین ہے اہل اسلام کا یہ اپنی قوم کی بہت ہمدردی کرینگے
اور دوسری قوم کو جہان تک ممکن ہوگا قتل و غارت کرینگے یہ تو وہ مثل ہوتی ہے کہ افعی را کشتن و بچہ اش را
نگاہ داشتن کا معاملہ ہے ان لوگون کو مار آستین تصور فرمائیے جبتک آپ یہان ہین اسوقت تک یہ لوگ
دبے ہوے ہین ادہر آپ تشریف لیگئے اور جسکو حاکم کرگئے اسنے سب کو اپنے سے موافق کرکے پہلے تو لشکر
زبردست سے شہر کو خالی کیا اسکے بعد اہل اسلام کو خبر دی بلکہ پھر ادہر کو اطلاع دینگے کہ آپکا شہر خالی ہے تشریف
لائیے وہ آکر قبضہ کرلےگا ابکی مرتبہ ہاتھ آنا کوئی تعجب کا نوالا نہین ہے معلوم ابکی کیا سبب ہوا کہ قبضہ ہوگیا ورنہ یہ بھی
ممکن تھا کہ قبضہ ہوتا اسکے بعد بھی دیکھا تھا کہ کیا کیا ہوسکے ہوسکتے اگر یہ لوگ خوش ہوسکے تو جو تم کرتے وہ یہ
قبول کرتے کبھی باہم عہد و پیمان نہ ہوتے مقرر کیے والے پر اسقدر فساد ہوتا کیا عقل سے خلاف کام کرتے ہو
سمجھانا ہمارا کام ہے یہ سنکے ارژنگ نے اسکا جواب دیا کہ بقول تمہارے یہ لوگ دشمن ہین اور وقت کے منتظر ہین
اور مین شہر سے نکلا انہین سے کسی کو حاکم کرکے ادہر اسنے قبضہ کرلیا میری سپاہ و لشکر کو جو کہ مین یہان
برائے حفاظت چھوڑ جاؤنگا نکالدیا تو تم خیال کرو کہ اگر مین اپنی طرف سے اپنے ملازمون سے حاکم بھی کرگیا
تو کیا انجام ہوگا یہ بھی جو کہ تمہاری عقل مین آتا ہے کہ یہ سب اہل شہر گویا ہم جمع کرسکے اور ایک ہوکر مجھکو یہان حاکم

کر جاویں وہ گرفتار کرلیں اور لشکر کو نکالدیں تو کوئی انکا کیا کرسکتا ہی یا کسی اہل اسلام کو خبر دیں کہ فلاں شخص
یہاں کا حاکم ہی آپ اگر اس ملک پر قبضہ فرمالیجئے تو اسوقت میں کیا کرسکتا ہوں انکے قبضے میں رہنے سے ایک یہ
فائدہ ہی کہ جب انکو حکومت کا مزا ملیگا تو یہ لوگ اس خیال سے کسی کو خبر نہ کرینگے نہ ہمرا ہم کو نہ دیگر اہل اسلام کو
کیونکہ اگر ہم خبر کرینگے تو وہ آکر قبضہ کرلینگے ہمارے اختیار سے حکومت جاتی رہیگی بس کبھی خدا آگاہ کرینگے نہ لینے
عہد واقرار سے پھرینگے یہ سنکے سخنگان نے کہا کہ آپکو اختیار ہی یہ گفتگو باہم آہستہ آہستہ ہوئی بادشاہ و وزیر میں
جب یہ سخنگان نے کہا تو اورنگ کو خوش ہوا کہ اور لوگوں سے بھی صلاح صلاح یہ امر پیش ہوئی تھی تو سوا اورنگ
و سخنگان کے کوئی نہیں واقف تھا کہ سب پیشیاں کیا اورنگ نے تو اسیوقت حکم دیا کہ فلاں فلاں شخص کا حکم
و پلہم وشنگان بن سخنگان کو مہنگ وغیرہ فلاں مقام پر مع سخنگان کے جا کر ہوں اور ہیں کچھ شور ہونا کرتا ہی
پیشکار خود اٹھکر چلا گیا یہ لوگ بھی اپنے اپنے مکان کو گئے دوسرے دن اورنگ نے دربار کیا وہی لشکر جو کہ
سخنگان سے کی تھی ان لوگوں سے بروبرو بیان کی سخنگان سے کہ پیشانی اور اسکے بعد اپنا جواب سبب ان
لوگوں سے کہا کہ اس میں آپکی کیا رائے ہی اور آپکی کیا صلاح ہی ان سب نے جواب دیا کہ ملک بھی کل تو
تو رائے بالکل خلاف ہی بلکہ آپکی رائے بہت ٹھیک ہی اہل شہر سے کسی کو حاکم شہر بنا دیا جاوے اس میں
چھوٹے بڑے فائدے ہیں جب یہ رائے سبکی ہوچکی تو اورنگ کچہری برخاست کر کے دربار میں تشریف لایا اور کہا کہ شہر سے
کہا کہ یہ میرا مطلب ہی کہ آپ لوگ کسی کو تجویز کردیں کہ جو یہاں کی حکومت کریگا خوب ہوا جو آپ اسوقت
سب صاحب تشریف لائے ہیں بلکہ میری رائے یہ ہی کہ آپ لوگ اسیوقت حاکم شہر میں منادی کرادیں
کہ سب اہل شہر حاضر ہوں اور وہ لوگ کچھ صلاح لینگے جب سب اکٹھے ہوں تو انکے رائے لیجیے جسکی نسبت وہ صلاح دیں
اسکو میں یہاں کا حاکم کردوں اگر وہ کسی قسم کا جور وظلم کریگا تو یہ سمجھنا کہ ایسا حاکم کرگئے تھے کہ جسنے یہ جور وظلم کیا
اور چونکہ یہ لوگ خود اپنی رائے سے حاکم کرینگے تو ضرور ہی کہ کوئی امر شکایت کا نہ ہوگا یہ سنکے تمام اہل شہر نے کہا
کہ ہم کسکی بابت اپنی صلاح دیں جسکی بابت آپ حکم دیں اورنگ نے کہا کہ آپ لوگ خود تجویز کرلیں اور
ہم سے کہیں تو ہم اسکو اپنی جانب سے حاکم شہر کردیں ان میں ایک شخص نہایت ضعیف کہ نام اسکا
اسرار خاوری تھا واقعی مرد ابرار تھا بڑا ہیبت کار رکھتا اسی کو سب نے تجویز کیا اور اسکو پکڑ کر سامنے
اورنگ کے پیش کیا کہ آپ انکو حاکم شہر کریں کیونکہ یہ کسی قدر قرابت بعیدہ خاندان شاہی سے رکھتے ہیں
انکی حکومت کا کل اہل شہر پسند کرینگے کوئی نقصان کی بات نہیں ہی کوئی ناخوش نہ ہوگا کیونکہ یہ مرد اسکے
نہیں ہیں بہت لائق ہیں بلکہ اگر آپ کسی کو اپنی طرف سے حاکم کرجاتے ضرور اہل شہر کے خلاف ہوتا مگر لوگ
کبھی اسکی اطاعت میں کوتاہی ضرور کرتے اب کوئی امر ایسا نہیں ہی انکو بسر وچشم اطاعت کرینگے کبھی پہلو تہی
نہ کرینگے یہ سنکے اورنگ نے اسکو اپنی طرف سے اس ملک کا حاکم کیا اور کہا کہ جہاں تک ممکن ہو انصاف کو
ہاتھ سے نہ دینا اور سب اہالی شہر کو اسکی اطاعت کا حکم دیکر اور اہل شہر کو بھی کہا کہ آپ لوگ انکو بھی میرے
حکم سے آگاہ فرمائیں اسمیں آپ لوگوں سے رخصت ہوتا ہوں یہ کہکر مہنگ کو حکم دیا کہ تم پیش خیمہ لیکر
آگے روانہ ہو وہ رخصت ہوکر اپنے سرداروں کے لئے خیمہ وغیرہ اور دیگر اسباب کے لیکر بیرون شہر
آیا اسکا لشکر بھی تیار تھا اسکو ہمراہ لیکر نقارہ کوچ کا بجایا کوس سفری پر چوب پڑی مہنگ اٹھا بارگاہ اورنگ لیکر
طرف اقلیم خورشید کے روانہ ہوا اسنے سخنگان بن سخنگان سے کہا کہ تم خزانہ بدولت کا لیکر روانہ ہو
وہ بھی سلام کرکے دربار سے باہر آیا اور اپنے سرداروں کو لیکر لشکر میں آیا لشکر تیار تھا
پچاس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیا اور راستہ اپنا لیا جب اورنگ ان دونوں کو روانہ کرچکا

انھون نے خیال کیا کہ ماں کی تو مرضی ہو کہ کسی کے ساتھ شادی ہو مگر باپ خود ڈورے ڈالتے ہین یہ ہوا
بڑھا اس سے ہوگا کیا یہ جوان جو کہ ابھی تک پورا واقف نہین اسکو کیون نہ کرو کہ جسکے پاس جا کر کل
حسرتین نکلین تو یہ حالت ہوتی ہو خداوند جو خیال کرتے ہین کہ یہ صاحب تصویر میرے تصرف مین آئیگی
اول تو وہ جسکی لڑکی ہو اُسنے خود اپنے لیے رکھا ہوگا کیونکہ حسین بہت ہو اگر شاید اُسکا ایسا خیال نہو تو اُسکا
بھائی خود جوان ہو اُسی کے سنون ہو کوئی بہن دو برس کا چھوٹا یا بڑا یا وہ اپنے تصرف مین لانے کی فکر مین
ہوگا مگر یہ سب فکرین بیکار ہین صرف یہ حصہ اہل اسلام کا ہو اسی سبب سے سب کے ہاتھ سے بچا ہوا ہی اِدھر
اُنکو خبر ہوئی وہ آسکے اور رہ گئے سب ہاتھ ملکر رہ جاینگے کسی سے نہ آگئی ہو نہ آکھڑے کی اگر فرض کرو کہ
کسی صورت سے اُنکے آنے کے قبل خداوند پہونچ گئے اور کوئی داؤ پڑ گیا اور جسطرح آپ نے خداوند کے
حوالہ کردی تو وہ منظور نہ کریگی آپکی صورت سے ڈرے گی یہ بالا کر اُسپر قبضہ کرنا چاہینگے وہ اپنے کو بچائیگی
اور آپکو نہ قابض ہونے دے گی آپ ہاتھ ملکر رہ جائینگے اور وہ کسی صورت سے نکل جائیگی جیسی کہ تصویر مین
صورت ہو اگر اُسکے خلاف ہوئی تو خداوند کو قبول کرے گی خداوند صبر کرینگے اگر نا قبول پڑا اور کوئی لڑکی
پیدا ہوتی تو بڑی عمدہ بات اور کہین صورتدار ہوئی تو وہ بھی حق اہل اسلام کا ہوگی جیسے خداوند لقا
کی دختر ملکہ گیتی افروز و جہان افروز و مہر افروز کو اہل اسلام لے گئے خداوند لقا انکا کچھ نہ کرسکے تو
آپکیا بنا لینگے یہ سنکے ازرنگ نے کہا بلا سے آپکی تم خیر لاؤ اگر جو ہوگا دیکھا جائے گا یہ کہکر اُسکی یاد مین کچھ
شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اب یہ نوبت ہو کہ مثل دیوانون کے بکا کرتا ہو اہل دربار باہم اشارے بازی کرنے لگے
کہ یہ بڑا فریبی ہو کہ کیسی بیہودہ تقریر کرتا ہو ایک عورت کی بیکار تہمت لیتا ہو بختگان سچ کہتا ہو بڑا اچھا آدمی ہو
وہی خوب درست کرتا ہو اُس سے خداوند وسنتے ہین کیونکہ وہ کھری کہتا ہو دیکھو تو کیسی باتین خداوند کرتے ہین
کہ بوسہ لیتا تا نگون مین تا نکلین پڑی ہوئی ہوتین مین لوٹ جاتی انار تا ہوتا صاف سے آہ آہ وہ بلند ہوتی کو وہ
کس کام کی تقریر تھی ایسی امر سے تو بہلکر بختگان نے ایسی تقریر کی دوسرے یہ دیکھو ابھی لڑکی ہوئی نہین
اُسکی نسبت خیال فاسد کیا کہ مین اُسکو خود اپنے تصرف مین لاتا یہ کونسی تقریر تھی بھلا یہ بھی کوئی بات کہنے
کی تھی ایسے لوگ تو بے غیرت کہلاتے ہین اگر ہم لوگ ایسی تقریر کرتے تو زیبا ہو یہ تو خداوند ہین انکو کب زیبا ہو
کہ بندون سے وہ بیہودہ تقریر کرین اور مثل بندون کے بیقرار ہون جو کہ خدائی کا اختیار رکھتے ہون
ہمکو تو انکی خدائی مین شک معلوم ہوتا ہو کیونکہ ایسی مین اوجھ لوگ ایسے ہی دربار مین ہین جو کہ لقا کے
اندر حضور کے دربار مین تھے انشاء اگر دریافت کرو کہ کبھی لقا نے بازحضور کے بھی ایسی تقریر سر دربار کی یا اپنی
لڑکیون سے خیال فاسد کی امید رکھی ہمکو تو یقین نہین آتا ہو کہ وہ لوگ ایسے بے غیرت ہون ہان وہ خداوند
تھے اگر انکی ایسی حرکتین ہونگی جو کہ بندون کی ہین تو ہم تو انکی اطاعت نہ کرینگے اور کسی مذہب مین اپنے کو
شامل کرینگے یہ تو بالکل اپنی شان کے خلاف تقریر کرتے ہین یہ تو اس طور سے باہم اشارے کر رہے ہین
ازرنگ اُس خیال مین بیٹھا ہو کہ کیونکر مین اپنی معشوقہ کو حاصل کرون یہ تو اسی فکر مین ہو اور لوگ
باہم وہ گفتگو اشارون مین کر رہے ہین کوئی دو پہر ایسی گفتگو مین بسر ہوئی ازرنگ کو نہ اب فکر کہانے کا ہو
نہ فکر آب و طعام ہو اہل دربار بھی کچھ کشیدہ ہین اسکی تقریر سے سب خاموش بیٹھے ہوئے ہین دو دے آ کہ اتنے
ہوئے ہین یکایک ایک گوشہ صحرا سے گرد بلند ہوئی کہ جسکے سبب سے روے آفتاب پنہان ہوگیا تمام زمانہ
تیرہ و تاریک ہوگیا جو لوگ کہ دربار مین بیٹھے ہوئے تھے وہ اُس گرد کو دیکھکر باہم کہنے لگے کہ یہ گرد کیسی بلند
ہوئی ہو دیکھو کیا نکلتا ہو اگر اس گرد مین کوئی آجائے تو وہ ضرور آکر جانکے زیادہ تر اچنبہ یہ ہو کہ آجکل اسکی فصل

نہیں ہوا سبب یہ بگولا اور اس صحرا کے سیر و تماشا میں یہ بگولا کہاں کہ جہاں سواے گیا اس کے خاک کا نام نہیں ہے
پہنچکے ہر ایک طرف صحرا کے دیکھنے لگا سنجیدگان نے جو دیکھا کہ سب اہل دربار طرف صحرا کے دیکھ رہے ہیں
یہ کیا سبب ہے اسنے بھی نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ یہ کیا دیکھ رہے ہیں میں بھی دیکھوں اسکو بھی گرد و غبار بلند نظر آیا
یہ گرد و غبار دیکھکر سنجیدگان نے خیال کیا کہ یہ گرد و غبار آمد لشکر کثیر کا ہے نہ کہ بگولا یہ دیکھکر اپنے ارزنگ
کی طرف دیکھا ہر ایک مترصد تو دیا کہ بانہر دیکھیے کوئی لشکر کثیر آتا ہے یہ لشکر جو کہ آتا ہے ضرور اہل اسلام کا ہے
کہ وہ یہ خبر سنکے کوئی سردار انکا اس خیال سے چلا ہے کہ چلکر ارزنگ کو خاور سے نکالدین کہ اسنے قبضہ کر لیا ہے
جب وہ اس صحرا میں پہونچیگا اسکو یہ معلوم ہوگا کہ ارزنگ اس صحرا میں ہے لشکر اترا ہوا ہے تو وہ ضرور سے مقابلہ
کریگا یہ جو کہا اتنے میں ارزنگ کا یہ حال ہوا کہ تمام عشق زوجگی کا ساری عشق و عاشقی دماغ سے نکل گئی
پہنچکر یہ گرد لشکر اسلام کی ہے ارزنگ [illegible] یہ گیا اور یہ بھی گرد کی طرف دیکھنے لگا اور سنجیدگان سے کہا کہ اول تو
یہ لشکر میری مدد کو آتا ہے اور شاید اہل اسلام کا ہوگا تو ما بدولت کو کوئی خوف نہیں ہے اگر آئینگے تو ہمین انکو
ابھی ابھی غارت کرونگا انپر غضب نازل کرونگا کیونکہ آجکل مجکو جلدی ہے کہ میں جا کر اپنی معشوقہ سے وصل
حاصل کروں اور یہ لوگ بیکار کا جھگڑا کرینگے دیر لگائینگے میں کیوں وہ اصرار کرنے لگا کہ جب میں رخصت ہو بارزنگ
کی تقریر سنکے سنجیدگان نے کہا کہ ظاہر ہوا اچھا ہے میرے نزدیک تقدیر کے پیچھے ہیں تو ابھی سے اپنا سامان کرنا ہوتا
تاکہ میرا تو مال و اسباب بچے یہ سنکے ارزنگ نے کہا کہ جاؤ میں تو ضرور مقابلہ کرونگا یہی ذکر ہو رہا
تھا کہ وہ گرد قریب اس صحرا کے ہو چکی شگافتہ ہوا اس گرد سے فیلان مست کہ جنکی مستکوں پر آئینہ
لگے ہوئے تھے انکے آگے آگے سنکے چنگھاڑ کرتے ہوئے گرد کو ہٹاتے ہوئے ہاتھیوں پر علمہاے نوک [illegible] انکے
پھریروں پر تحریر لفظ نصر من اللہ و فتح قریب و سونکے انکے بعد مرکبان خاص با زین و لجام مرصع چلے آتے ہیں
آمد فوج دیکھکر ارزنگ نے اگرچہ سے کہا کہ جاکر خبر تو دریافت کر کہ یہ لشکر کس کا ہے اور کس کی مدد کو جاتا ہے
اور کدھر سے آیا ہے آدمی وہ لشکر بھی قریب اس صحرا کے پہونچا صاحب لشکر نے جو اس صحرا کو بافضا دیکھا حکم دیا
کہ اسی صحرا میں قیام کرو آج ہم یہیں فروکش ہونگے یہ حکم سنکے نشان لشکر قائم ہوئے انکے نشان بردار کے
آگے چلے کہ انھوں نے حکم دیا تھا کہ جاکر دیکھو کہ یہ صحرا کسقدر وسیع ہے وہ ہرکارے جو آگے چلے انھوں نے دیکھا کہ
اس صحرا میں ایک لشکر کثیر اترا ہوا ہے یہ ہرکارے اس لشکر میں آئے اہل لشکر سے دریافت کیا کہ یہ لشکر کس کا ہے اس
لشکر کے لوگوں نے کہا کہ یہ لشکر خداوند کا ہے وہ طرف شہر آفتاب نما کے تشریف لیجاتے ہیں وہ ہرکارے
یہ حال دریافت کرکے اور لشکر کا انتشار دیکھکر طرف اپنے لشکر کے چلے ادھر گوجر نے اپنے شاگردوں سے
کہا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ لشکر جو آیا ہے کس کا ہے اور کہاں سے آیا ہے بس فوراً شاگردان گوجر ادھر کو چلے
ابھی اس لشکر کے ہرکارے یہ خبر لیکر نہ گئے تھے کہ شاگرد گوجر کے اس لشکر میں پہونچے دیکھا کہ لشکر
قریب دو لاکھ کے ہوگا خیمے وغیرہ برپا ہو رہے ہیں دیکھا کہ ایک جوان تخت پر سوار ہے گرد اسکے
افسران سپاہ مرکبوں پر ہیں چونکہ ابھی لشکر نہیں اترا ہے خیمہ وغیرہ برپا ہوتے ہیں تمام لوگ [illegible] سامان
کھڑے ہیں کہ ان ہرکاروں نے کہ اپنی صورت مسافر کی بناے ہوئے تھے اہل لشکر سے پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے
صاحب لشکر کا کیا نام ہے اور کدھر سے آیا ہے اور کدھر جائیگا یہ سنکے اس لشکری نے کہا کہ تمکو کیا ہے
انھوں نے کہا کہ ہم لوگ مسافر ہیں اگر یہ لشکر جدھر ہم جانے والے ہیں جائیگا تو ہم بھی ہمراہ چلیں کیونکہ
ہم اس امر سے محفوظ ہو جائیں کہ کوئی لوٹ نہ سکے اسنے کہا کہ آگاہ ہو یہ لشکر [illegible] کج کردن کا ہے
شہر [illegible] سے آیا ہے طرف خاور کے جاتا ہے چونکہ ہمارے بادشاہ کو خداوند ارزنگ کا نام [illegible] پہنچا تھا

کہ ہم براے مقابلہ اہل اسلام جانے کا قصد رکھتے ہیں بہتر اسکو لازم ہے کہ تم میری شرکت کرو چنانچہ بموجب طلب
خداوند ارزنگ ہمارا بادشاہ صبح دولا کوہ سیاہ کے طرف خاور کے جاتا ہے چہ ایک ماہ کا عرصہ ہوا ہے کہ بادشاہ نے
شہر کو چھوڑا ہے یہ سنکے وہ ہرکارے جو کہ نقلی مسافر تھے کہنے لگے کہ یہ تو بات اچھی ہوئی ہمارا بھی ساتھ ہوا کیونکہ ہم بھی
خاور کو جاتے ہیں بس ہم بھی اپنے ٹھہرنے کیلیے مقام تجویز کرتے ہیں یہ کہکر وہ ہرکارے ایک طرف کو راہی ہوے
اور سبکی نظروں سے پوشیدہ ہوکر لشکر سے نکل کر طرف اپنے لشکر کے چلے ادھر وہ ہرکارے جو کہ سرخ پوش
نے صحرا کے دیکھنے کو روانہ کیے تھے وہ خدمت میں اسکی حاضر ہوے اور عرض کیا کہ حضور ہم جو بموجب حکم عالی
براے دیکھنے صحرا کے گئے تو ہمنے دیکھا کہ صحرا تو بہت وسیع ہے اس صحرا میں ایک لشکر کثیر فروکش ہے جو کہ کوسوں تک
اترا ہوا ہے لاکھوں خیمہ وغیرہ برپا ہیں یہ جو ہمنے دیکھا تو ہم لشکر میں گئے اہل لشکر سے جو دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ یہ لشکر خداوند ارزنگ کا ہے کہ جنہوں نے آپکو طلب فرمایا ہے اب طرف شہر آفتاب نما کے تشریف لیجاتے
ہیں ہم یہ خبر دریافت کر کے چلے آے کہ یہ سنکے سرخ پوش نے اپنے وزیر سے کہا کہ خوب ہوا کہ میں اس صحرا میں
پہونچ گیا ورنہ میں خاور میں جاتا تو خداوند سے ملاقات نہ ہوتی یہ کہکر حکم دیا کہ تم لوگ خیمہ وغیرہ برپا کرو میں
خداوند کی خدمت میں جاتا ہوں کیونکہ کوئی تمکو یہ ضرورت نہیں ہے کہ جب وہ طلب فرمائیں تو میں
جاؤں میں تو انکی خدمت میں انکی مدد کیلیے جاتا ہوں وہ سمجھے وہ خداوند ہیں انکے سامنے کوئی ترک و
حشم کام نہ آئے گا کوئی ضرورت بھی نہیں ہے یہ کہکر چند سرداروں کو ہمراہ لیکر طرف لشکر ارزنگ کے چلا
یہ تو ادھر سے چلا ادھر گوہر کے شاگردوں نے گوہر سے جا کر عرض کیا کہ ای استاد ایک لشکر زرد پوشوں
والقاپوشوں وارزنگ پرستوں کا ہے کیونکہ آپ بھی ملاحظہ فرمایئے کہ علمہاے لشکر پر تصاویر تینوں
خداوندوں کی تحریر ہیں ہمنے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس صاحب لشکر کا نام سرخ پوش بخ گردن
ہے اور شہر سمر خابیم سے آیا ہے خداوند کا نامہ گیا تھا وہ بادشاہ صبح دولا کوہ سیاہ کے براے مدد خداوند
خاور کو جاتا ہے ایک ماہ اپنے شہر کو چھوڑے ہوے ہوا ہے یہ سنکے گوہر اندر بارگاہ کے آیا اور روبرو سب
ہوکر جو ہرکاروں نے بیان کیا تھا عرض کیا یہ خبر سنتا تھی کہ ارزنگ کا چہرہ فرط خوشی سے لال ہوگیا
وہ جو صدمے کی چہرے پہ چھائی تھی مبدل بخوشی ہوئی اور اہل دربار کی طرف دیکھکر کہنے لگا کہ دیکھی قدرت میری ابھی
وزیر تو کہتا تھا کہ اہل اسلام کا لشکر ہی ہے میں نے کہا تھا کہ یہ لشکر میری مدد کو آتا ہے وہ ہی ادھر نکلا تاکہ
سرخ پوش میرا طلب کیا ہوا آیا ہے یوں تقدیر کرتے ہیں میں نے یہ تقدیر کئی برس پیشتر کی تھی
کہ تجھ سے آ کر سرخ پوش سے اس صحرا میں ملاقات ہوگی چند سردار اسکے لشکر میں جائیں اور اس سے
کہیں کہ خداوند نے تجھکو طلب کیا ہے وہ اس صحرا میں فروکش ہیں ایسی تقدیر کہتے ہیں میں کیا کوئی غافل ہوں
ہر وقت تقدیر کیا کرتا ہوں اور جو تقدیر کرتا ہوں پختہ کرتا ہوں کچی نہیں کرتا ہوں یہ حکم سنکے چند سردار
جو کہ معزز تھے انہوں نے قصد اٹھنے کا کیا کہ یہ فقرہ سنکے مسخرگان بول گیا کہنے لگا کہ یہ تو وہ مثل ہوئی
کہ ایک نابینا تھا اسکے ہاتھ کہیں سے ایک بٹیر آگیا اب وہ اسکو نہیں چھوڑتا ہے ہر وقت ہاتھوں میں لیے ہے
جو کوئی بٹیر باز آیا اور اسکو معلوم ہوا کہ یہ بٹیر باز ہے وہ اس سے کہتا ہے کہ میرے پاس بھی ایک
بٹیر ہے میں تجھسے لڑاؤنگا تو یہ تقدیر اندھے کے ہاتھ کی بٹیر ہے کہ بن گئی استاد سنہ سمجھے لیجے اتنا نہ آپکو
بھولیے یہ کوئی امر خوشی کا نہیں ہے ایسی بہت سی باتیں بنا کر بنگی مگر انجام ان سب کا وہ ہی ذلت ہے
جو کہ ہمیشہ آپکے باپ دادا کے نصیب ہوئی ہے اور میرے پیچھے وہ ہی جو سنے ہیں جو میرے باپ دادا
کے نصیب میں لکھے کیونکہ میں نے سنا تو آپ ایسے شخص کا دیا کہ جو عقل سے بالکل بے بہرہ ہے کوئی بھی دانائی

سے بالکل نابلد ہو اسے حماقت کا سیلاب میدان نادانی کا رہبر ہے جسکے ذہن میں سمائی ہوئی کہ میں بڑا عقیل ہوں
خاک بھی عقل نہیں مثل اپنے بزرگوں کے نادان تکرار ہیں یہ ایک بات تھی کہ وہ کہنے پر عمل کرنے لگے تم میں یہ بات
اور یہ صفت برابر ہے کیا اپنے رو برو کسی کی نہیں سنتے ہو اورنگ نے سخنگاں کی طرف دیکھا اور کہا کہ
بس خاموش رہو وقت اس تقریر کا نہیں ہے اور کسی وقت یہ تقریر کرنا اب اپنی زبان کو روکو سخنگان
خاموش ہو رہا کہ اورنگ سرداروں کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ کون سو ن گیا ہے سرخ پوش
کے لینے کو یہ سنکے چند سردار اٹھے کہ ہم جاتے ہیں پس وہ بارگاہ سے نکل کر طرف اس صحرا کے چلے کہ
جس میں وہ لشکر اتر رہا تھا یہ خیال رہے کہ اورنگ کی بارگاہ کے پردے آگے ہوتے ہیں یہ لوگ تو
ادھر کو چلے اور سرخ پوش اپنے لشکر سے چل چکا ہے قریب لشکر اورنگ پہونچ چکا ہے کہ یہ لوگ لشکر سے
نکلے انھوں نے دیکھا کہ ایک بادشاہ مع چند افسروں کے مرکبوں پر سوار ہمارے لشکر کے قریب پہونچ گیا ہے
یہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ ہی سرخ پوش ہے پس ان سب نے سلام کئے سرخ پوش نے دیکھا کہ چند سردار
لشکر خداوند سے آئے ہیں انھوں نے ہمکو سلام کیا ہے جواب سلام دیکر پوچھا کہ آپ کون لوگ ہیں
انھوں نے عرض کیا کہ ہم بموجب حکم خداوند کے آپ کے استقبال کو حاضر ہوئے ہیں کیونکہ خداوند کو خبر
ہو گئی ہے کہ یہ لشکر آپکا ہے آپ برائے مدد خداوند تشریف لائے ہیں یہ سنکے سرخ پوش نے جواب دیا کہ میں خود
حاضر ہوتا تھا آپ لوگوں کو خداوند نے کیوں زحمت دی انھوں نے کہا کہ یہ مروت کے خلاف تھا
کہ آپ تو اتنی دور سے انکی مدد کو تشریف لائے وہ کسی کو آپ کے استقبال کو بھی نہ روانہ کرتے بالکل
خلاف خداوندی سے بعید تھا یہ عرض کر کے سرخ پوش کو ہمراہ لیکر طرف لشکر کے چلے داخل لشکر ہوتے
بیچ بارگاہ کا کیا حاضرین بارگاہ نے دیکھا کہ وہ جو سردار گئے تھے انکے ہمراہ ایک جوان تاج شاہی سر پر
رکھے اور اپنے سرداروں کے بیچ میں چلا آتا ہے مگر جوان خوبصورت ہے مرد معقول معلوم ہوتا ہے سخنگان
نے کہا کہ خداوند یہ کوئی بزرگ دست بادشاہ معلوم ہوتا ہے اسکے چہرے سے رعب شاہی ظاہر ہے آپ کو
اسکی عزت کرنا ضرور ہے اورنگ نے کہا کہ عزت کرنے کی کیا ضرورت ہے میرا بندہ ہے یہاں کوئی ایسا نہیں ہے
کہ ایک کو دوسرے پر فوقیت ہو ہمارے رو برو سب کا مرتبہ برابر ہے جتنے یہ بندے ہیں اسطور سے
وہ بھی بندہ ہے [illegible] یہ ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ سردار سرخ پوش کو لیکر داخل بارگاہ ہوئے سرخ پوش
نے اورنگ کو سجدہ کیا اور اسکے سرداروں نے بھی بعد اسکے سرخ پوش نے سر سجدے
سے اٹھا کر مجرا کیا اب جو دیکھا کہ ایک گبرا دو کا نخوت سے مست تخت پر تکیہ بیٹھا ہے اور اسکے عقب
میں ایک شیطان مودب کھڑا ہوا ہے اور تمام بارگاہ سرداروں سے بھری ہوئی ہے دو جوان دونوں طرف
تخت کے دنگلوں پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ جنکے منہ سے حرامزادے پن کی علامت ظاہر ہے مگر بہت قوی
ہیں اور ایک پہلوان بہت قوی اس بارگاہ میں ہے کہ اسکے مثل اس بارگاہ میں کوئی نہیں ہے
وہ بھی دنگل پر بیٹھا ہے پس یہ رنگ بارگاہ کا دیکھکر سرخ پوش اپنے دل میں کہنے لگا کہ خداوند کے نیچے
بہت قوی قوی ہیں پس ایک لعل بدخشان اپنے ہاتھوں پر رکھکر اور سر جھکائے ہوئے طرف تخت اورنگ
کے چلا اور قریب تخت ہو پہنچکر بعد عجز و انکسار کہا کہ یہ بندہ گنہگار آپ کا امیدوار ہے کہ یہ ہدیہ حقیر جو کہ
کچھ قدر و منزلت نہیں رکھتا ہے قبول ہو اور میں عفو کا خواستگار ہوں اور میری عدم حاضری کا معاف
فرمایا جاوے میں اس امر کا امیدوار ہوں کہ یہ جو میرے آنے میں دیر ہوئی یہ بھی معاف ہو گو میں اسکا
مستحق ہوں اور میری خطا ایسی نہیں ہے کہ عفو کیا جائے مگر رحم خداوندی سے امید عفو ہے یہ جو اسکے کہا اورنگ نے

مسکراکے کہا کہ تیری سب تقصیرین معاف ہین اور تیرا ہدیہ بھی قبول ہی کیونکہ میری ذات رحیم ہی خطا بخش عطا پوش ہی
تیرے سب گناہ عفو کیے تیرا بڑا مرتبہ ہوگا مین نے تقدیر کی کہ تو ہمیشہ زندہ رہیگا یہ کہکر لعل اُسکے ہاتھ سے لے لیا
اور سخنگان سے کہا کہ یہ لعل بہت حفاظت سے رکھنا مین اپنی معشوقہ کو بوقت شب عروسی حالت تخلیہ مین
جب روبرو وہ ہوگی اور مین اُسکی صورت دیکھونگا تو دونگا دوسرے یہ ایک میرے بندہ مقرب کا نذر دیا
ہوا ہی سخنگان نے لعل لے لیا اور مسکراکر کہا کہ وہ دن تو نصیب ہوگا جسکی آپکو امید ہی ایسا نہو کہ تقدیر
پاسبان ہائے ارزنگ مسکراکر رہ گیا جب مسکراتا ہی تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ تو اپنستا ہی اُسکے بعد سرخ پوش کو حکم دیا
کہ بیٹھوانے کے مرتبہ مین ایک تخت برابر تخت ارزنگ لاکر بچھا دیا گیا ارزنگ نے سرخ پوش سے کہا کہ بیٹھو
اُسنے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ مین خداوند کے روبرو بھلا تخت پر بیٹھ سکتا ہون تخت نشینی آپ کے لائق ہی
مین ایک ادنی بندہ ہون بھلا یہ کب زیبا ہی کہ خداوند کے روبرو تخت پر بیٹھون مجھکو ایک گوشہ بارگاہ مین
ایک جگہ ملجائے تو مین بوریا بچھاکر مثل غلامون کے بیٹھون اور کوئی خدمت عزت ہو کہ مین اُسکو بجا لاؤن
تاکہ میری بخشش کی صورت ہو قسم ہی مجھکو آپ کی عزت و جلال کی مین کبھی تخت پر آپکے روبرو نہ بیٹھونگا
ہان جب یہان سے اپنے ملک کو آپ کی خدمت سے واپس جاؤنگا تو بیشک تخت پر بیٹھونگا یہ سنکے ارزنگ
نے کہا کہ آپکے لیے کرسی لاؤ فوراً کرسی مرصع کا حاضر کی گئی گو سرخ پوش بیچ کردان کرسی پر بھی نہین بیٹھتا تھا
مگر ارزنگ نے مجبور کرکے اُسکو بٹھایا جب وہ سلام کرکے بیٹھ گیا تو اُسکے سردار بھی [illegible]
بیٹھ گئے جب سب بیٹھ چکے تو سرخ پوش نے دست ادب جوڑکر بصد ادب التماس کیا کہ اگر حکم ہو تو یہ
عبد کمترین کچھ حال دریافت کرے کہ جس امر مین کچھ عقل کام نہین دیتی ہی ارزنگ نے کہا کہ اجازت ہی دریافت
کرو اُسنے عرض کیا اول تو یہ امر ہی کہ یہ راز میرے اوپر ظاہر کیا جائے کہ باوجود کہ مین بندہ ہون خداوند میرے والد کا
و آبا و اجداد بھی بندہ سے تھے اور یہ ساری ثروت و حشمت دولت کی ہوئی خداوند ہی کی ہی مگر یہ جو صاحب خداوندی
گذرے اور اس بندہ کو نہ یاد کیا یہان تک کہ عاجز ہوکر بالا سے آسمان چلا ہاکر تشریف لے گئے اس مین کیا
راز تھا کہ میرے آبا و اجداد اسی امید مین رہے مین بھی اسی امید مین رہا میرے برادر بزرگ کہ جنکی حکومت
بہت بڑی تھی وہ بھی ہمیشہ اسی امید مین رہے اور آخر کو یہ حسرت لیکر خدمت مین خداوند کی چلے گئے
مگر یہ امر اُنکی خوش اعتقادی کا تھا کہ گو اُنکو خدمت مین خداوند کی نہ آنا نصیب ہوا مگر کام مین خداوند کے
جان دی یعنی خداوند کے لشکر کے شریک ہوکر اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوے مع اپنے وزیر کے دوسرا امر
یہ ہی کہ جبکہ خداوند نے طلب فرمایا تھا تو کیون اسقدر عجلت کرکے خاور سے کوچ فرمایا مین نے سنا ہی
کہ خداوند کا قصد اب اہل اسلام سے مقابلہ کرنے کا نہین ہی بلکہ کوئی ہر جلیس ہو [illegible]
گو ہمکو اس سے کوئی بحث نہین ہی کہ کیون نہین اہل اسلام سے مقابلہ کیا جاتا ہی ہر جلیس سے کیون مقابلہ
ہوتا ہی ہمکو تو خداوند کی شرکت سے غرض ہی مگر مجھکو تو ہم بھی آگاہ ہون مجھکو یہ خیال ہوتا ہی کہ اگر مین اس
صحرا مین اتفاق سے نہ وارد ہوتا اور راہ سے خاور مین جاتا تو خداوند کی زیارت سے محروم رہتا اس
زحمت پر بھی خداوند کی قدمبوسی نہ حاصل ہوتی یہ سنکے ارزنگ نے جواب دیا کہ یہ تقدیر تو ہو چکی تھی
کہ میرے اور تمھارے اس صحرا مین ملاقات ہوگی کیونکر نہ ملاقات ہوتی کیونکہ کوئی تقدیر میری خلاف
نہین ہوتی ہی بلکہ ایسی پوری ہوتی ہی کہ جسکی کچھ حد نہین ہی کیونکہ مین خوب سوچ سمجھکر تقدیر کرتا ہون اور
تیرے ان دونون سوالون کا جواب میرا وزیر سخنگان دےگا کیونکہ مین نے یہ راز خداوندی سے اسکو بھی
آگاہ کردیا ہی یہ کہکر سخنگان سے کہا کہ ان اُنکے سوالون کا جواب دو مجھکو یہ دماغ کب ہی کہ مین اتنی بڑی تقریر کا

جوابدہون سخت نگان نے یہ حکم سنکے سرخ پوش کی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ آپ مجھسے جو پوچھتے ہین آپکے سوالون کا جواب
دیتا ہون یہ کہکر اپنے دل مین خیال کیا کہ خوب اپنی بلا میرے سر پر ڈالی کیونکہ خود تو کوئی جواب دیتے بن نہین پڑا میرے
اوپر ڈالا واقعی یہ ہی امر تھا کہ ارزنگ سے کوئی جواب نہ خیال مین آیا اسنے تصور کیا کہ یہ سخت نگان بہت عقلمند ہے وہ
خوب جواب دیگا یہ ہی سوچکر سخت نگان کے سر پر ڈالا تھا پس اب سخت نگان نے خیال کیا کہ کیا جواب دون خوب
ارزنگ نے بتلا سے بلا کہا ہی خیال کرتے کرتے سمجھ مین جواب آگیا کہا کہ ای سرخ پوش یہ جو تمنے سوال کیا کہ تمکو یا
میرے آبا و اجداد کو کسی خداوند نے نہین طلب کیا کہ ہم لوگ انکے بندے تھے اسکا یہ جواب ہے کہ ان دونون خداوندون
نے یہ تصور کیا تھا کہ ہمارے زمانے کے بعد ارزنگ خدا ہوگا جو کہ میرا پوتا اور زرصروہ کا بیٹا ہوگا اگر ہم سب اپنے
بندون کو بلا کر اہل اسلام سے قتل کرا ڈالین یا انکا مذہب ہمارے بندے قبول کرلین اور تمام دنیا مین خدا پرستون
کی حکومت ہوجاوے تو انکی کون مدد کرتا اور کون انکی خدائی کو مانتا انکی پرستش مین اپنی عقبیٰ درست کرتا اسی
خیال سے چھوڑ دیا تم لوگون کو نہین طلب کیا تاکہ تم لوگ انکی شرکت کرکے انکی خدائی کو ترقی دو اور یہ جو تم نے
کہا کہ میرے بڑے بھائی نے اپنی جان دی خداوندان کے کام مین وہ کون تھے سرخ پوش نے کہا کہ حاکم قلعہ سنگ آب
قیران سپید پوش سنج گردن یہ سنکے ارزنگ نے کہا کہ وہ تمھارے بھائی تھے سرخ پوش نے کہا کہ جی ہان
سخت نگان نے کہا کہ خیر خوب انھون نے خداوند کی مدد کی جیسے خداوندان نے انکی مدد کی ویسے انکی مدد کی
پس تمھارے آبا و اجداد کو جو خداوند لقا و زمرد نے نہین طلب کیا تھا تمھارے بھائی کو تو یہ مصلحت تھی کہ تم
انکے زمانے مین انکے شریک ہو ورنہ کون اہل اسلام سے مقابلہ کرتا یہ سبب تھا جو نہ طلب کیا دیکھو تمھارے بھائی
کی اسطور سے شرکت خداوندون نے مقرر کی تھی اور یہ جو تمنے کہا کہ خداوندون نے اہل اسلام کا مقابلہ ترک کرکے
سر چھپا جو لشکرکشی کا قصد کیا اسمین دو سبب ہین اول تو یہ کہ اسنے ایک نئے مذہب کے رواج دینے مین
کوشش کی ہے اور بہت سے لوگون کو گمراہ کر رکھا ہے دوسرا آفتاب پرستی کو ترقی دے رہا ہے دوسرے یہ کہ
اسکی ہمشیر پر خداوند فریفتہ ہوئے ہین اس سے پہلے طلب کیا اسنے انکار کیا اب خداوند کی حالت اسکے عشق
مین خراب ہوئی صبر نہ ہوسکا کسی کا انتظار نہ کیا لشکر لیکر اسکی طرف کوچ فرمایا اسمین یہ بھی امر ہے کہ اسی
مقابلہ مین دونون کام انجام پذیر ہونگے یعنی خداوند اپنی معشوقہ کو بھی حاصل کرینگے اور اسکو اس گمراہی کی
سزا دینگے یہ سبب تھا جلدی کوچ کرنے کا اتنے مین سے کل تمھاری باتون کا جواب دیا مجھکو تو یہ سبب معلوم تھے
آئندہ جو خداوند کو معلوم ہون اسکا مجکو علم نہین ہے یہ کہکر ارزنگ سے کہا کہ کیون خداوندزادے مجھسے جو مین نے
عرض کیے اور انکے سوالون کا جواب دیا ہے یا اور کچھ اسکے خلاف ہے ارزنگ نے کہا یہ ہی ہے بلکہ یہ مین نے
تقدیر کی تھی کہ تم لوگون کو نہ طلب کیا جائے تم لوگ میری خدائی کے بنا و بست مین شریک ہو ورنہ یہ ممکن تھا
کہ ہزارون شہر تباہ ہوگئے ہر مقام پر خداوند تباہ ہوئے لیکن کبھی تمھارے ملکون کی طرف نہ آئے صرف یہ میری تقدیر
کی ہوئی تھی کہ اگر کل بندے خداپرست ہوجاتے یا قتل ہوجاتے تو اسوقت کیونکر میری خدائی کو ترقی ہوتی مجکو اور بندے
پیدا کرنے پڑتے یہ سنکے تمام اہل دربار نے مع سرخ پوش اور اسکے سردارون کے کہا کہ خداوند سچ ارشاد
کرتے ہین آمنا و صدقنا ارزنگ نے کہا کہ مین نے چند راز خدائی سے سخت نگان کو بھی آگاہ کر دیا ہے ایسے ویسے
جواب وہ دے لیتا ہے جیسا کہ ابھی اسنے جواب دیے یہ سنکے سخت نگان نے عرض کیا یہ آپکی عنایت ہے ورنہ آپ
کس لائق ہین بندہ سب لائق ہوا تو یہ مین تبدیل کیا آپ سب لائق ہین بندہ کسی لائق نہین ہے یہ سب آپکی جوتیون کا
صدقہ ہوا تو یہ سب آپکی پاپوشون کا صدقہ ہے کہ مجھ سا بیمرتبہ سخت نگان کی ایسی باتون پر تمام اہل دربار بہت خوش ہوئے
سرخ پوش و اسکے ہمراہی اور بادشاہ نے عرض کیا کہ جہانپناہ آپکا وزیر بہت فہیم ہے ارزنگ نے کہا کہ اسکا باپ و دادا

میرے باپ دادا کی درگاہ میں عہدۂ شیطانی پر مقرر تھے وہ بھی اپنے خزانے سے تھے مگر میں نے یہ عزت کی کہ اسکو عہدۂ وزارت
دیا مگر اب میں بھی اسکو وہی عہدہ دونگا یہ سنکے سخت نگان نے کہا کہ وہ عہدہ تو خوب ہے اور خوبی یہی ملی تو ملتا ہے وزارت
میں کیا ہے سوا تنخواہ کے اور کیا ملتا ہے اسمیں تو بہت کچھ حصول ہو جاتا ہے یہ سنکے ارزنگ نے کہا کہ میں
تقرر کرتا ہوں کہ بعد اپنی شادی کے تجھکو عہدۂ شیطانی اپنی درگاہ کی دونگا جبکہ خدا پرستوں پر لشکر کشی کرونگا
سخت نگان خوش ہو گیا ادھر سرخ پوش نے عرض کیا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں اپنے لشکر کو جاتا ہوں ارزنگ
نے کہا کہ اپنے لشکر کو بھی میرے لشکر میں شامل کر دو سرخ پوش نے کہا بہت خوب اسوقت اپنے سرداروں سے کہا کہ میں
تو یہاں حاضر ہوں تم جا کر میرا کل لشکر لے آؤ جہاں بارگاہ خداوندی برپا ہوا کریگی میری بھی بارگاہ اسی مقام پر
برپا ہوا کریگی جہاں لشکر خداوندی فروکش ہوگا اسی مقام پر میرا بھی لشکر اترا کریگا یہ سنکے وہ سردار گئے اور جو کچھ
خیمہ وغیرہ برپا ہوئے تھے انکو اکھڑوا کر اور کل لشکر کو لیکر اسیوقت لشکر ارزنگ میں داخل ہوئے کیونکہ
ابھی تک کل لشکر اسی طور سے ٹھیرا ہوا تھا ابتک خیمہ وغیرہ نہیں برپا ہوئے تھے دوسرے سردار لشکر ابھی اپنے خیموں میں
نہیں داخل ہوئے تھے لشکر کیونکر پڑاؤ کرتا یہاں سرداروں نے اکبر جادو سے مقبول تجویز کر لی لشکر کو اترنے کا حکم دیا
اپنا خیمہ وغیرہ برپا ہوئے تھوڑی دیر کے بعد ارزنگ نے دربار برخاست کیا سب اٹھ اٹھ کر اپنے اپنے
مقام کو گئے سرخ پوش بھی اپنی بارگاہ کی طرف چلا یہاں اسکی بھی بارگاہ برپا ہو چکی تھی جاکر اپنی بارگاہ میں
داخل ہوا اسکی سردار اپنے اپنے خیموں میں گئے وہ دن اسیطرح تمام ہوا رات آئی پھر وہی دربار کا ہوا شام کا دربار
آراستہ ہوا سرخ پوش بھی دربار میں آیا کل اہل دربار حاضر ہوئے ارزنگ تخت پر متمکن ہوا ادھر ادھر کی
گفتگو ہونے لگی کہ ارزنگ نے کہا کہ یہ سوچ رہا ہوں میں یہاں سے کوچ کر دونگا کل اور یہاں کی سیر دونگا اسوجہ سے کہ
لشکر سرخ پوش بھی آسودہ ہو جائے کیونکہ یہ لوگ ایک ماہ سے تھکے ہوئے آئے ہیں کچھ راحت پالیں سرخ پوش نے
کہا کہ آپکو اختیار ہے میں حاضر ہوں جب آپ کوچ کرینگے میں آپکے ہمراہ ہوں ارزنگ نے کہا کہ کل اور سیر کر لیں
اور اپنی قدرت تمکو دکھا لیں پھر دیکھو یہ سب اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے سرخ پوش نے کہا کہ یہ جو کچھ کارخانہ ہے
سب آپکی قدرت کا نمونہ ہے ارزنگ نے کہا یہ تو بتاؤ کہ تم اپنے ملک میں کسکو حاکم کر آئے ہو کوئی زبردست ہے
یا کوئی کمزور ہے سرخ پوش نے کہا کہ وہ آپکا بندہ ہے میرا فرزند ہے سرخاب بہت زبردست ہے اگر کوئی غنیم لشکر کشی کرکے
آئیگا وہ مقابلہ کریگا اول تو کوئی ادھر غنیم ہی نہیں چاروں طرف میرے ملک ہیں اسکے بعد میرے بھائی کے
ملک ہیں ارزنگ نے کہا کہ تمہارے قبضے میں کسقدر ملک ہیں اور تمہارے بھائی کے قبضے میں کسقدر ملک ہیں
سرخ پوش نے عرض کیا کہ آپ انکے ملکوں کا کیا حال دریافت کرتے ہیں بھائی کے قبضے میں ایسے ایسے ملک
ہیں کہ جسقدر میرے کل ملک کی آمدنی ہے اتنی انکے ایک ملک کی چوتھائی حصے کی آمدنی ہوگی جسقدر میرے کل ملکوں کی
وسعت ہوگی اتنا بڑا ایک ایک ملک انکے قبضے میں ہے سولہ بڑے بڑے بادشاہ انکو خراج دیتے ہیں اور
چار ملک کے بادشاہ مجھکو خراج دیتے ہیں میں انکو یعنی اپنے بھائی کو خراج دیتا ہوں جو کہ انکا دارالحکومت ہے وہ اتنا بڑا
شہر ہے کہ بعض محلے اسکے ایسے ہیں کہ جو کہ بمنزلہ ایک شہر کے ہونگے چالیس پچاس لاکھ آدمی اسمیں رہتے ہیں مسافر و
تاجر کا کچھ ذکر نہیں ہے بہت بڑے بادشاہ ہیں اس اطراف و جوانب میں جب کسی پر کوئی غنیم چڑھ آتا ہے تو انکی
فوج جا کر مدد کرتی ہے اور وہ لڑائی فتح کر لیتی ہے انکا فرزند جو کہ اب بادشاہ ہوا ہے انکے قتل ہونے کے بعد اتنا بڑا زبردست
پہلوان ہے کہ اس سرزمین کا رستم کہلاتا ہے مہران کج گردن اسکا نام ہے دو سپہ سالار انکے ملک میں ایسے
زبردست تھے کہ جو اسوقت اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتے ہیں ایک کا نام قہار فیل زور گرگدن ہے ثانی
ہے دوسرے کا بہران شمشیر زن نامور نام ہے جب آپکا پہلوان اسکے قلعہ کے قریب پہونچا تھا تو اسنے اسکی مدد

چاہی تھی وہ مع ایک اپنے سپہ سالار یعنی بہران شمشیر زن کے اور اپنے وزیر کے جو کہ زمانہ سابق میں سپہ سالار تھا بسبب
پیرانہ سالی کے بھائی صاحب نے وزیر کیا اُسکے دونوں بیٹوں کو جو کہ بدرجہ اعلیٰ سے قوی تھے اپنا
سپہ سالار مقرر کیا تھا ایک کو دست چپ کا دوسرے کو دست راست کا یہ دونوں سپہ سالار اُسی وزیر کے
فرزند تھے خلاصہ یہ کہ مع تین لاکھ سپاہ کے کوچ کیا کوئی قلعہ ہر قلعہ بخش اُس سے مقابلہ ہوا پہلے اہل اسلام نے شکست
کھائی پھر اُنکی کہیں سے مدد آئی ہونے والی بات جب قلعہ پر یورش کر کے اُنکا پہلوان پہونچ گیا اُس وقت اُنکی مدد آئی
کوئی شہریار تھا اُسنے آکر اُنکے پہلوان کو قتل کیا بھائی صاحب کو قتل کیا وزیر کو بہران کا پتہ بھی نہ لگا کہ کیا
ہوا کون اُسکو میدان جنگ سے اُٹھا لے گیا بھائی صاحب کی فوج دو لاشے مع بادشاہ وزیر کے لیکر بھاگی
انکی فوج اپنے افسر کی لاش لیکر بھاگی جب یہ خبر مہران کو پہونچی اُسنے اپنی بڑی حالت کی مجکو خبر کی میں نے جاکر
اُسکو تخت پر بٹھایا اب اُسنے قصد کیا ہے کہ میں جاکر اپنے باپ کے قاتل کو قتل کروں اُس سے عوض خون لوں اسلئے وہ بھی
مع تین لاکھ سپاہ اور اپنے سپہ سالار کے جو کہ بہت قوی ہیکل اور آشنا و بھی ہے بھائی صاحب اُسکو اپنے فرزند کے پاس
چھوڑ گئے تھے کوچ کیا ہے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے خداوند وہ لڑکا ہمہ صفت موصوف ہے اول تو یہ کہ وہ حسین ہے
دوسرے یہ کہ جری بہت ہے اور دل کا تو کوئی حد نہیں ہے یہ سنکے ارزنگ نے کہا کہ ایک نامہ میں نے
اُسکو بھی روانہ کیا ہے اب معلوم ہوا کہ مہران کہاں ہے ابھی تک اُسکے پاس سے نامہ بر واپس نہیں آیا ہے لیکن
بہت سے نامے روانہ کیے ہیں سبھی بادشاہوں کو طلب کیا ہے اُنمیں سے ایک تم آئے ہو دیکھیں اور لوگ
کب آتے ہیں اور مہران کے پاس سے کیا جواب آتا ہے سرخ پوش نے عرض کیا کہ اگر آپکا نامہ اُسکو ملگیا
تو وہ ضرور مع لشکر اِدھر آئیگا اور طرف نہ جائیگا اگر نہ ملا تو وہ مجبور ہے اب جب نامہ بر آئیگا تو
حال معلوم ہوگا ارزنگ نے کہا کہ ہاں ایک مرتبہ سنگ تنگان بولا کہ اے سرخ پوش اب تم کیا کرو گے
اپنے برادر زادے کو خراج دو گے سرخ پوش نے کہا کہ ہاں اس میں کوئی کلام بھی ہے سنگ تنگان نے کہا کہ تم خود کیوں
نہیں اُس سے خراج لیتے ہو اُسکے باپ کی حکومت پر کیوں نہیں قبضہ کرتے ہو کیونکہ یہ حکومت تو موروثی ہے سرخ پوش
نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے جسقدر ملک سوا شہر سیہ تاب کے ہیں وہ سب برادر صاحب اور اُنکے فرزند
نے بزور شمشیر حاصل کیے ہیں شہر سیہ تاب موروثی ہے کیونکر قبضہ کروں دوسرے میں اُسکا کسی حالت
میں مقابلہ نہیں کر سکتا ہوں نہ میرے پاس اسقدر لشکر ہے نہ میں اتنا زور رکھتا ہوں کہ مقابلہ کروں اور اس سے
کیا حاصل کہ چھوٹے سے مقابلہ کرکے اپنی آبرو برباد کروں جبکہ بھائی صاحب جہانستان تھے جب تو میں نے
مقابلہ کیا نہیں اب کیا کروں دوسرے بڑے بڑے احسان اس لڑکے اور بھائی صاحب کے میرے اوپر ہیں
ہمیشہ اُنھوں نے میری مدد کی میں احسان فراموش نہیں اور نہ باپ کے نیچے سے ہیں کیا مقابلہ کروں
خلاق مجکو کیا کہے گی سیرت جبکہ اُسکے باپ کے مرنے کی خبر آئی وہ خود ترک حکومت کرکے بیٹھا تھا اور مجکو
طلب کیا تھا کہ آکر حکومت پر قبضہ کرو میں تارک سلطنت ہوتا ہوں میں نے خود اُسکو تخت پر بٹھایا اور سر
حکومت پر راضی کیا ایسی حالت میں میں ضرور اُسکی اطاعت کرونگا وہ میرے بھائی کی نشانی ہے اور بہت
بڑی وجہ یہ ہے کہ میں اُس سے کسی صورت نہیں لڑ سکتا ہوں وہ ہر طرح مجھ سے قوی ہے نہ مجکو زر بل ہے نہ باہو بل ہے
اور میرے نزدیک بیٹے سرخاب بیٹے مہران سنگ تنگان نے کہا کہ تمنے بہت بڑی غلطی کی کہ جب
وہ خود تمکو حکومت دیتا تھا تو تمکو ضرور قبضہ کر لینا تھا اُسکو گرفتار کرنا تھا سرخ پوش نے کہا
کہ میرا کہیں نشان بھی نہ معلوم ہوتا نہ میرے ملکوں کا تمام لشکر اُسکا فوراً آگے جاتا اور مجکو گرفتار کر لیتا
اگر میں مقابلہ کرتا از شہر سیہ تا شہر سرخاب جسقدر ملک ہے سب اُسکے شریک ہو جاتے

سیدا کوئی شہر یک شہر تا شعوضا جو بادشاہ کہ مجکو خراج دیتے ہین وہ بھی میری شرکت ترک کرنے مہران کی شرکت
کرینگے کیونکہ اُسی کے زیر نگیں ہوے ہین صرف اُسکے کہنے سے مجکو خراج دیتے ہین تو مین مہران سے دشمنی کر کے ایک
عالم کو اپنا دشمن کرتا سختگان نے کہا کہ اگر یہ امر تھا تو تمنے بڑی عقلمندی کی اب یہ بتاؤ کہ سب بادشاہ اُسکے
ہمراہ ہوینگے اُسنے کہا کہ نہین اُسکا حکم ہے بلکہ یہی حکم بھائی صاحب کا تھا کہ جب تک ہم طلب نہ کرین تم
اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا اگر اسکے خلاف کروگے تو ہم اُسکی تمکو سزا دینگے تو کوئی بادشاہ ہمراہ نہوگا کیونکہ مینے کسی کو
خبر نہین کی ہے صرف اپنے باپ کے مرنے سے تو آگاہ کر دیا ہے اور یہ خبر کر دی ہے کہ اب مین حاکم ہوا ہون تم سب
مجکو خراج دو وہ کیون ہونے لگے کیونکہ اُسکا یہ قول ہے کہ مرد وہ ہے جو مدد غیر سے انکار کرے اور جہان تک
ممکن ہوا اپنے قوت بازو سے کام لے وہ مرد نہین ہے جو دوسرون کے بھروسے پر حکومت کرے خداوند نے
کیا کم مجکو طاقت عطا فرمائی ہے کہ جو مین اور دوسرون کی مدد کا خواستگار ہون اپنی بہادری مین بہ وقعت لگاؤن
کہا اگر ہم ہوتے تو کبھی مہران یہ لڑائی نہ فتح کر سکتا یہ وجہ جب کبھی گیا ہم تن اپنی فوج لیکر اسے مقابلہ کیا
باپ کو بھی نہ جانے دیا نہ معلوم ایکی کیا تھا جو بھائی صاحب گئے تھے اُسکا انجام یہ ہوا کہ قتل ہوے اگر
مہران جاتا تو ضرور یہ لڑائی بھی فتح ہوتی اُسکی لڑائی کا طریقہ اور ہے پہلے وہ کسی پر زیادتی نہین کرتا جہانتک
ممکن ہوتا ہے صلح سے کام نکالتا ہے جب حریف اُسکے کہنے پر عمل نہین کرتا ہے تو وہ مقابلہ کرتا ہے اُسکا طریقہ یہ ہے
کہ پہلے کسی پر وار نہین کرتا ہے جب اُسکی ضرب سے بچ لیتا ہے تو اپنی ضرب کرتا ہے کسی کے ساتھ مکر و فریب
نہین کرتا ہے اہل اسلام کی بہادری کی بہت تعریف کرتا ہے اکثر اُنکے قواعد جنگ کو پسند کرتا ہے کبھی پیروی اُنکی
کی ہے کہ حربہ کرنے مین سبقت نہین کرتا ہے کہتا ہے کہ یہ لوگ بڑے بہادر دلیر [illegible]
اور سب بودے ہین کوئی قوم بہادر نہین ہے اکثر جنگ نامے خدا پرستون کے دیکھا کرتا ہے [illegible] سرخ پوش نے
مہران کی بہت تعریف کی سختگان نے کہا کہ اگر آپ کے خلاف نہو تو مین ایک بات عرض کرون جو کہ میری
عقل مین آئی ہے سرخ پوش نے کہا کہ بیان کرو سختگان نے عرض کیا کہ میرے نزدیک تو وہ پوشیدہ
مسلمان ہے کسی مصلحت سے نہین ظاہر کرتا ہے اہل اسلام کی تعریف کرنا اُنکے طریقون پر عمل کرنا اُسکی
دلیل ہے یہ سننا تھا کہ نہایت غیظ سرخ پوش کو آیا مارے غصے کے کانپنے لگا اور تیور بدلکر کہنے لگا
کہ اگر تو خداوند کا ملازم وزیر نہوتا تو مین تجکو اسکی سزا دیتا کیا کرون خداوند کا پاس مانع ہے
ناچار ہون مگر یہ سکھے دیتا ہون کہ میرے سامنے پر تو تو نے یہ کلمہ کہا مگر مہران کے روبرو نہ کہنا وہ خداوند کا
پاس نہ کرے گا زبان تیغ سے تجکو اسکا جواب دیگا کہ عمر بھر یاد رہے [illegible]
صاحب غیظ ہے ہر وقت اُسکی آنکھون سے خون ٹپکا کرتا ہے وہ اپنے روبرو کسی کو نہین خیال مین
لاتا ہے اور صاحب بھی افضل ہین یہ ہے کہ کوئی ہم پلہ اُسکا نہین ہے [illegible] خداوند کے دربار مین بڑے بڑے پہلوان
زبردست موجود ہین مگر میری نگاہ مین ایک بھی اُسکے سپہ سالار کے مقابل نہین ہے اُسکا [illegible] ہے جو
خداوند کے سپہ سالار ہین اُنکے لیے تو اُسکے لشکر کے سوار ہین نہ معلوم کیا ہوا [illegible]
شکست کھائی [illegible] کوئی امر ضرور ہوا ورنہ ممکن نہ تھا کہ شکست کھاتا مگر یہ خیال رہے کہ
شاید وہ آجاے تو اُسکے روبرو ایسی گفتگو نہو وہ ابھی طفل ہے وہ یہ نہ خیال کرے گا کہ یہ خود ہی
وزیر خداوند ہے فوراً ایک وار مین دو حصہ کرے گا اور اگر کوئی اور بولے گا تو وہ بھی قتل
ہوگا اسی مقام پر کشت و خون ہونے لگے گا یہ سنکے ارزنگ نے کہا کہ اے سرخ پوش تم
اُسکی بات کا برا نہ مانو یہ اسی طور سے بکا کرتا ہے ہم خداوند ہوکے اُسکا برا مانتے نہین ہین تم کیون برا

مانتے ہو سرخ پوش نے کہا کہ میں تو نہیں مرا جانتا ہوں مگر بہادران ضرور سبب ہم ہونگا آئندہ انکو اختیار ہی
ارژنگ نے کہا کہ اسکو تمنے سمجھا دیا ہی یہ شہزادہ بھی ایسا بے عقل نہیں ہی کہ ایسی حرکت کرے جو کہ
خلاف ہو سرخ پوش یہ سنکر خاموش ہو رہا تھوڑی دیر تک دربار میں بیٹھا رہا اسکے بعد رخصت ہو کر اپنی
بارگاہ کو چلا گیا اسکے سردار بھی اسکے ہمراہ چلے گئے جب دربار میں صرف ارژنگ کے اہل دربار رہے تو ارژنگ
نے سخت گان سے کہا کہ تو میرے ساتھ مذاق کرتے کرتے ہر ایک کے ساتھ مذاق کرنے لگا یہ اچھی بات نہیں ہی
ایک نہ ایک دن ذلیل ہوگا سخت گان نے کہا کہ میں کیا کروں مجھسے نہ رہا گیا سرخ پوش نے اپنے برادر زادہ
کی اسقدر تعریف کی کہ جسکی کوئی حد نہیں بلکہ باتیں ایسی بیان کیں کہ جو خدا پرستوں کی ہیں تب میں نے
جلکر کہا کہ وہ پوشیدہ طور سے خدا پرست ہیں اپنی خداوند آپ اسوقت کا میرا کہنا یاد رکھیں کہ یا تو یہ خدا پرست
ہی یا ہو جائے گا کہ انکی رسم تقریر سے یہ امر ثابت ہوتا ہی جو کہ اسوقت سرخ پوش نے کی ہی ارژنگ نے کہا
کہ نہیں یہ امر نہیں ہی بلکہ یہ لوگ ... سے معلوم ہوتے ہیں سخت گان نے کہا کہ جو ... ہوتے
ہیں وہ ہی تو سچے ہو جاتے ہیں ارژنگ نے کہا کہ انکو اس سے کیا ہمارا کیا ہوگا اگر یہ لوگ
پھر گئے تو ہمارا کیا بگاڑ لیا جو یہ بنا لینگے یہ گفتگو کر کے ارژنگ نے دربار برخاست کیا جا کر آرام کیا سب
اپنے اپنے مقام کو گئے ادھر سرخ پوش نے اپنے سرداروں سے کہا کہ ایک تو مجکو امید نہیں ہی کہ بہادران
یہاں آئے شاید آگیا تو ضرور اس سخت گان کی شامت سے فساد ہوگا اسوقت میں اسکی شرکت کرونگا
خداوند کا کچھ پاس نہ کرونگا کیونکہ میرے اسکے تو عزیزداری ہی میرے فرزند کی جگہ ہی دوسرے
میرا اسکا ملک ملا ہوا ہی میں کیونکر نہ اسکی شرکت کرونگا اگر نہ آیا تو میرے اور خداوند کے خود بگڑ جائیگی
ابکی میں نے طرح دی اور کچھ جواب نہیں دیا ابکی جو سخت گان کچھ کہے گا میں ضرور جواب دونگا اگر وہ سنکے
خاموش ہو رہا تو خیر ورنہ میں اسکو قتل کرونگا میں صرف بادشاہ نہیں ہوں بلکہ سپاہی بھی ہوں ایسا میں آئین کا
نہیں ہوں صرف زرین بنا کر تخت پر بیٹھ رہنے کے کوئی کام نہیں ہی اگر وقت پڑا تو پیٹھ دکھا کر
بھاگنگے اور کہا کہ اگر جان نہ ہوا سلطنت ملتا ... اگر ہم خود نہ ہونگے تو حکومت کو کیا لیکر جائینگے تو یہ میرا
قول نہیں ہی میں آبرو کے وقت جان کو جان نہیں جانتا ہوں میری دو لاکھ سپاہ اس ساری سپاہ کو
کافی ہی یہ لوگ جو ہمیشہ اہل اسلام سے بھاگے ہیں تو ایسے ہی بودے تھے وہ لوگ واقعی بہادر ہیں
انکے روزگار میں تباہ ہو چکے ہیں اسمیں یہ کیا مقابلہ کرینگے دیکھو تو پہلے تو جانتا تھا کہ تمنے کیوں نہ قبضہ
کر لیا کوئی دنیا کا خون سفید نہیں ہوگیا تھا کہ بھتیجے کو محروم کرتا اسکے باپ کے ملکوں پر قبضہ کرتا اور
وہ بھتیجا کہ جسکو میں نے خود پرورش کیا ہی میرے سر چڑھا ہے کچھ بڑا ہو دوسرے میں کبھی نہ اسمیں سے
سر بر ہوتا وہ بڑا بہادر ہی سرداروں نے عرض کیا کہ ہم آپکے سامنے نہیں بولے ورنہ اسکو
اسکی سزا دیتے ایک تو وہ تم تم کر کے کلام کرتا ہی بڑا دریدہ ہی یہ نہیں جانتا ہی کہ ہم کون ہیں اور یہ
کون ہیں کیا کہیں کہ اگر ہم جانتے کہ یہ لوگ ایسے ہیں تو ہم آپکو کبھی ادھر نہ آنے دیتے بلکہ ہمارے نزدیک
تو بہتر ہوگا کہ آپ یہاں سے اپنے ملک کو کوچ فرمائیں سرخ پوش نے کہا کہ یہ امر زیبا نہیں ہی کہ ہم چلے جائیں
اگر نہ آتے تو وہ اور بات تھی آکر جانا تو بالکل خلاف مردانگی ہی کیونکہ لوگ یہی طعن کرینگے کہ اہل اسلام کے
خوف سے چلے گئے جیسا کہ خدا پرستوں سے مقابلہ ہی تو انکا یہ خوف غالب ہوا کہ ڈرکر چلے گئے اسکو جو کچھ
ہوا سو ہوا اس سے کیا حاصل سردار خاموش ہو رہے یہ لوگ تا در بارگاہ اسکے ہمراہ آئے کیونکہ
رات زیادہ آچکی تھی سرخ پوش جاکر اپنی بارگاہ میں سو رہا سب سردار اپنے اپنے مقام پر

چلے گئے جا کر سو رہے یہاں تک کہ وہ رات تمام ہوئی ارزنگ نے نکل کر بارگاہ میں آکر دربار کیا سب درباری
حاضر ہوئے سرخ پوش بھی مع اپنے سرداروں کے آیا اپنے مقام پر بیٹھا کہ ارزنگ نے حکم دیا کہ میرا جی چاہتا ہے
کہ میں صحرا کی سیر کروں لہذا حکم دو کہ دربارگاہ پر سواریاں حاضر ہوں آج دن بھر تمام صحرا کی سیر کرینگے یہ سنکے سخشگان
نے حکم دیا فوراً مرکب دربارگاہ پر حاضر ہوئے ارزنگ مع سرداروں کے اٹھکر باہر آیا مرکب پر سوار ہو کر طرف
صحرا کے برائے سیر چلا سرخ پوش بھی مع سرداروں کے ہمراہ تھا وہ صحرا دیکھا کہ جو کسی کی نظر سے نہ گذرا تھا سیر کرتے
ہوئے دور نکل گئے ایک مقام پر بہت درخت سایہ دار تھے سب ان درختوں کے نیچے مرکب روک کر کھڑے ہو گئے
اس مقام پر ایک بہت بڑا ٹیکرا تھا کہ وہ تمام گیاہ سبزہ سے زمردگون ہو رہا تھا اسکے اوپر بہت سے درخت سایہ دار
لگے ہوئے تھے ارزنگ نے کہا کہ اس ٹیکرے پر چلکر کھڑے ہوں یہاں سے اس مقام پر بہت سایہ ہے یہ سنکے سب
بموجب حکم ارزنگ اس ٹیکرے پر آئے اور کھڑے ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے سخشگان کی نگاہ ایک جانب کو نظر جاتی ہے
کیونکہ اسپر سے بڑی دور تک کا حال معلوم ہوتا تھا آہستہ دیکھا کہ ایک غبار عظیم بلند ہے کہ جسنے ہر طرف گرد
گرد دیدہ کر دیا ہے ایک اندھیرا آسمان تا آسمان خاک کی تکر زیادہ ہو گیا ہے اسقدر غبار بلند ہے کہ روئے آفتاب اس غبار میں
پوشیدہ ہوا جاتا ہے یہ دیکھکر اسکے ہوش جاتے رہے ایک بار ارزنگ سے کہا کہ اب لشکر کو واپس لے چلیے
کیونکہ بہت زور سے آندھی اٹھی ہے دیکھیے وہ چلی آتی ہے سرخ پوش برابر ارزنگ کے مرکب پر کھڑا تھا اسنے کہا کہ
یہ زمانہ آندھی اٹھنے کا نہیں ہے یہ تو فصل بہار ہے آج کل آندھی و بگولہ کیسا یہ کیا تم کہتے ہو سخشگان نے کہا کہ
اگر میرے کہنے کا یقین نہ ہو تو خود ملاحظہ فرمالیجیے کہ وہ سامنے کیسا غبار بلند ہے ارزنگ نے اور سرخ پوش نے
نگاہ اٹھا کر اس جانب جو دیکھا تو واقعی غبار بلند نظر آیا تب تو ارزنگ نے کہا کہ ضرور آندھی ہے مگر
سرخ پوش کے منہ سے نکل گیا کہ یہ غبار تو آمد سپاہ کا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی لشکر عظیم آتا ہے اب تو
سب اسی طرف دیکھنے لگے اس غبار کی یہ حالت ہے کہ برابر بلند ہوتا ہوا اسی طرف کو چلا آتا ہے اور بڑھتا چلا جاتا ہے
اور یہ نوبت ہے کہ تاریکی ہوتی جاتی ہے جیسے بیت شاعر کے مصرعہ ز گرد و غبار کشتہ سپہر راہ رفتن خویش گم کردہ مہر و
وہ غبار بڑھا آیا وہ آیا ایک آن واحد میں قریب اس صحرا کے پہونچ گیا اس غبار سے تلواروں کی جھنکار
مرکبوں کے سموں کی آواز صدائے نقارہ آتی تھی اور لوگین سنانوں کی مشعل ستاروں کے چمکتی نظر آتی ہے یہ حالت
سخشگان نے دیکھی سرخ پوش کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تم سچ کہتے تھے کہ یہ غبار آمد سپاہ کا ہے کوئی لشکر عظیم
آتا ہے سرخ پوش سے پیشتر ارزنگ نے کہا کہ ابھی کوئی نہ کوئی سردار خداپرستوں کا تمہارے شہر کی
خبر سنکے اور یہ سنکے کہ شاہ دیر قبضہ کر لیا ہے تمہارے مقابلہ کو ضرور آتا ہے یا خود بہرام خادی ہے کہ لشکر جمع کرکے
آتا ہے میرے نزدیک تو مناسب ہوگا کہ لشکر میں چلو ارزنگ نے کہا کہ آتا ہے تو آنے دو ہمارا کیا بنا لیگا کوئی ہو
خواہ بہرام ہو خواہ کوئی اور خداپرست ہو میں اس سے مقابلہ کرونگا تیرا کیوں دم نکلا جاتا ہے اگر تجکو
اہل اسلام کا اسقدر خوف ہے تو ہمارے ہمراہ کیوں آیا خداپرستوں میں رہا ہوتا سخشگان نے کہا کہ مجکو
کچھ خوف نہیں ہے صرف یہ خیال ہے کہ یہ لوگ بڑے شوم و سست ہوئے ہیں جہاں انکا ہاتھ لشکر پر لگا
پھر وہ لشکر سلامت نہیں بچتا ہے شکست پر شکست کھاتا ہے ارزنگ نے کہا کہ وہ زمانہ گیا اب
اور وقت ہے میں مثل انکے نہیں ہوں کہ فرار پر کمر باندھوں سب کو خاک سیاہ کر دونگا جب ہم لونگا
میں تقدیر کر چکا ہوں کہ خداپرست سبکے سب میرے ہاتھ سے قتل ہونگے انکا قاتل میں ہوں
والد بزرگوار و جد نامدار کا یہ خیال تھا کہ میں نے ان بنیادوں کو عالم خواب میں پیدا کیا ہے اور فوت بھی
خود ہی کیا ہے تو میں اپنے ہاتھ سے نہ قتل کروں کوئی اور قتل کرے وہ اسی فکر میں رہے آخر کو عاجز ہو کر چولا بدلکر

چلے گئے ہین مثل اُنکے ہزار ہا کوئی پیدا ہے تو پیدا کئے ہین نہین کہ مجھکو رحم آ سکے ہین خاک سیاہ کر دونگا سخت نگاکان نے
کہا کہ آپکو اختیار ہے مگر یہان سے شکر ہین تو تشریف لیجئے چلیے کیونکہ اُنمین ایسا ہو کہ وہ لوگ تھوڑے سے ہاتھیون سے
آپکو دیکھکر اور آپکو خبر ہو کے گر تماشا کرین تو کیا ہوا ارزنگ نے کہا کہ کیا مجال اُنکی ہے وہ میری طرف آنکھ اُٹھا کر
بھی دیکھ سکین ایک اگر دونش با ہم چشم ہین ہین تو سنگ سیاہ کر دونگا اگر اُنھون نے میری طرف کا قصد کیا ہین
اُسی مقام پر سے اُنکے لشکر کی آمد کا تماشا دیکھونگا سخت نگاکان نے کہا کہ آپکو اختیار ہے مجکو جو کچھ عرض کرنا تھا عرض کر دیا
یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ گرد قریب اُس پہاڑ کے ہوئی بجائے چشمہ ہوئی دامن کوہ سے کوئی سو گز سے نشانیان بادشاہ کی
با نام ہو سے نشکون کے گھوڑے پر سوار سے چڑھے ہوئے کالا سیاہ گھوڑے کا اُنکا ذرا سے گذرے ہوئے چلے آتے ہین
گرد و غبار کے ہاتھ جاتے ہین کہ وہ سامنے سے ارزنگ سے لڑ کے ارزنگ سے سرخ پوش
اور سب سوار ہیں کے اُس شیر کے ہیں اُسکے بعد قریب ہزار سوار ہاتھیون کے کے نشانون پر
اُنپر لگے ہوئے خر طوم مین منجیر ہیں طلائی لپٹی ہوئی ہین اُن پر فیلبانان بہت عمدہ ور دیان پہنے ہوئے نشانون پر
علمدار علم ہاتھون مین لیے ہوئے کہ جنکے پھریرے سیاہ و آسمانی اطلس اور زرد و سرخ پر یہ جو ارزنگ نے
دیکھا سخت نگاکان سے کہا تو نے میری قدرت دیکھی کہ یہ بھی کوئی میرا بندہ خاص ہے کہ میری تلاش مین اپنے
ملک سے چلا ہے سخت نگاکان نے کہا کہ تو بیشک خدا وند ہے ابھی اسنے کوئی کلام مخصوص ہین کا نہین کیا اس
خیال سے کہ اگر ہین مسخرہ بن کر دونگا لوگ میری طرف متوجہ ہونگے لشکر کی آمد کا تماشا نہ دیکھ سکینگے
یہی سمجھکر ارزنگ پھر اُسی طرف دیکھنے لگا کہ جب وہ ہاتھی نکل گئے تو اُنکے عقب مین سانڈنی سوار
کیسی کیسی سانڈنیان تیز رفتار پر سوار چلے آتے ہین جب یہ بھی جا چکے تو کئی ہزار سو کبان باد رفتار
باسامان مرصع کار چاکر چو بدار لیے ہوئے باگ ڈورین پکڑے ہوئے چلے آتے ہین ایسے خوبصورت
ہین کہ جنکا مثل دنیا مین نہین ہے نازک ایسے کہ مکس کا بیٹھنا ناگوار ہوتا ہے اُنکے بعد خاص بردار خاصگیان طلائی
ہاتھون مین نجول سے غول چلے آتے ہین اُنکے بعد چوبدار نقیب کے غول اُنکے بعد ماہی مراتب اور جلوس شاہی
جب یہ سب گذر گیا تو دیکھا کہ ڈنکا ہوتا ہوا نقیب با ادب با ملاحظہ کی صدا دیتے ہوئے چلے آتے ہین اب
ارزنگ نے دیکھا کہ ایک جوان کوئی سولہ سترہ برس کا سن و سال چہرہ مثل آفتاب سے تابان
بہت خوبصورت مگر پہلوان قوی اس خوبصورتی پر کوئی اُسکی فربہی بدنما نہین معلوم ہوتی ہے بلکہ اُسکی
خوبصورتی پر دال ہے بازو بھرے بھرے سینہ چوڑا گردن سر پر تاج رکھے ہوئے گلے مین قبا سے قلمکار
کمر مین شمشیر الماس نگار مرکب پری پیکر پر سوار ہے برابر اُسکے ایک پہلوان کہ جسکا قد بہت بلند ہاتھ پاؤن بہت قوی
مثل فیل کے خود فولادی سر پر زرہ جسم مین مگر بہت چست چار آئینہ بر مین جوشن پوش دستانے فولادی
ہاتھون مین موزے پاؤن مین سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ نیزہ افعی کی زبان سنان مرکب پر رکھا ہوا
گرز گران دوش پر برابر اُس جوان تاجدار کے رکاب سے رکاب ملائے ہوئے چلا آتا ہے علاوہ اُسکے
کئی ہزار سردار و افسر پہلوان ہین کہ جو مثل اُسی پہلوان کے ہونگے یا کم مگر سب دریا ہے آہن مین
غرق ہین اُنکے عقب مین تخت تنہا ہے تو ہاتھیون پر کسا ہوا اُسپر شامیانہ پڑا ہوا اُسکے عقب مین چار
لاکھ کا لشکر ہے ایک جلو پوش دوش بدوش اپنے افسرون کے ساتھ پرے جمائے ہوئے باجے
جنگی بجاتے ہوئے اس شان و شوکت سے چلے آتے ہین کوئی اُنمین ایسا نہین ہے کہ جسکے چہرے سے دلاوری نہ پیدا ہو اُنکے
عقب مین اثاث بارگاہ کا و دیگر سامان بازار چلی آتی ہے جب اُس جوان پر ارزنگ کی نظر پڑی سخت نگاکان
سے کہا کہ کیا خوبصورت جوان ہے لائق بارگاہ مین بیٹھنے کے زینت بارگاہ ہے مگر اُسکے ہمراہ پہلوان بھی خوب ہین

ہو بیگانگان تو اسکو پہچانتا ہی یا نہیں اُسنے کہا کہ مین نے اس جوان کو کبھی نہیں دیکھا کہ یہ کون ہی تب ارژنگ سرخ پوش
کی طرف متوجہ ہوا کہ وہ برابر اُسکے مرکب کے کھڑا تھا کہا کہ کیون سرخ پوش شاہ تم اس جوان سے واقف ہو
اُسنے عرض کیا کہ جی ہان یہ میرا برادر زادہ ہی مہران کج گردن اسکا نام ہی اور یہ جو برابر اسکے پہلوان ہی یہی اسکا
سپہ سالار ہی اور وزیر کا فرزند ہی اور مہران کا اُستاد بھی ہی اور یہ مرکبون پر گرد و پیش افسران سیاہ و پہلوان لشکر
و سرداران بارگاہ ہین اور نقیب ہین جو تخت خالی ہی اسی کا ہی تخت ہمراہ اسکے رہتا ہی کیونکہ جب مین نے اسکو تخت پر
بٹھایا ہی تو اسنے اقرار کیا ہی کہ جبتک مین خدا پرستون سے والد کے خون کا عوض نہ لیلونگا اُسوقت تک تخت پر
نہ بیٹھونگا مگر تخت میرے ہمراہ رہیگا آسپر حاشیہ پڑا رہیگا اور یہ لشکر بھی جو کہ عقب مین ہی اسوقت اسکے ہمراہ
کچھ لشکر نہیں ہی اسکے ماتحت سات آٹھ لاکھ کا لشکر ہی صرف اسقدر لیکر آیا ہی باقی کو شہر مین چھوڑ آیا ہی
سرخ پوش نے اسیوقت پہچان لیا تھا جب علم فوج دیکھے تھے کیونکہ یہ اپنے ساتھ لیکر روانہ کرکے اپنے ملک کو گیا تھا
یہ اسیوقت ہو جب حاکم اپنے چچا کے لشکر کو لیکر اپنے باپ سے بدلہ اہل اسلام چلا تھا اپنے باپ کا عوض لینے راہ مین
جیون تھا ارژنگ کا نامہ پہونچا تھا جیسا کہ قبل مین تحریر ہو چکا ہی پیادہ مصر کو روانہ ہوا تھا کہ جاکر شاہ دریتن
خداوند سے ملاقات کرون انکا شہر بھی ہو کر خدا پرستون سے مقابلہ کرون اپنے باپ کے خون کا عوض لون
اُنکے قاتلون کو قتل کرون تو یہ جاوید کو لشکر لیے ہوے جاتا تھا اور ارژنگ نے جو سرخ پوش سے سنا کہ
یہ مہران ہی تو بہت خوش ہوا اور اُس سے کہا کہ تم اپنے برادر زادہ کے پاس جاؤ اُسکو میری خدمت مین لاؤ
اُسنے عرض کیا کہ مین کیونکر جاؤن کیونکہ وہ تو مع لشکر چلا جاتا ہی اگر اس صحرا مین قیام کرتا تو کیا مضائقہ
تھا مین ضرور اسکے پاس جاتا نہ معلوم کہ مصر کا قصد رکھتا ہی یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی ادھر مہران کی
نگاہ ان لوگون پر پڑی اپنے دیکھا کہ ایک ٹیلہ پر کئی سو آدمی مرکبون پر سوار میری طرف دیکھ رہے ہین
انمین ایک بادشاہ معلوم ہوتا ہی مگر ارژنگ کو پہچانتا نہیں ہی اپنے خیال مین یہ خیال کیا کہ کوئی بادشاہ
ہوگا اب جو دیکھتا ہی تو ایک شخص برابر اس بادشاہ کے مشابہ سرخ پوش کے ہی جو کہ مرکب پر سوار ہی اور
میری طرف دیکھ رہا ہی اپنے مرکب کو روک لیا اور قہار اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم نے کچھ تماشا دیکھا
اُسنے عرض کیا کہ کیا مہران نے کہا کہ وہ جو ٹیلہ ہی اسپر کوئی بادشاہ کھڑا ہوا ہمارے لشکر کی سیر کر رہا ہی
اُس بادشاہ کے برابر جو شخص کھڑا ہی وہ بالکل میرے چچا کے مشابہ ہی سر مو فرق نہیں ہی ایسے بھی بندے
خداوند تعالی نے پیدا کیے ہین کہ جو ایک دوسرے کے مشابہ ہین اگر مین یہ کہون کہ عم بزرگوار ہین تو وہ یہان
کہان اور یہ کون بادشاہ ہی کہ جسکے ہمراہ وہ یون بے سر و سامان کھڑے ہون اور ایک امر دیکھو کئی سردار
مثل اُنکے سردارون کے ہین قہار نے سر اُٹھا کر ادھر کو دیکھا بڑی دیر تک دیکھا کیا مہران بھی دیکھنے لگا
اب قہار نے عرض کیا کہ حضور آپکے عم بزرگوار مجھکو تو معلوم ہوتے ہین کیونکہ مین اُنکے سردارون کو خوب
پہچانتا ہون کئی سردار اُنکے اس مقام پر ہین اور اُنکو بھی خوب پہچانتا ہون کسی سے مین نے اُنکو دیکھا ہی
ضرور آپکے چچا ہین مہران نے کہا کہ مجھکو تو شک ہوتا ہی مین کیونکر یقین کرلون اگرچہ وہ صورت ہو لیکن
تو مین یقین کرلیتا کہان شہر سرخاب کہان یہ سرزمین ہمکو آج ڈیڑھ مہینہ ہوا ہی کہ ہم اس سرزمین کو چھوڑ کر
ادھر آ گئے ہین بھلا وہ یہان کہان سپہ سالار نے عرض کیا کہ مین زیادہ تو نہیں کہہ سکتا ہون کیونکہ
خلاف ادب ہی مگر کسی کو روانہ فرمایئے دریافت فرمالیجیے یہ سنکے مہران نے اپنے عیار سے کہا کہ اسکا نام
مہتر رنگار ہی کہا کہ ای رنگار ذرا تو جا کر اس ٹیلہ پر دیکھ تو کہ یہ عم بزرگوار ہین اگر وہ ہون تو اُنکو میری طرف سے
پاس سے آتا ہین دریافت تو کر کہ یہ کون مقام ہی اور یہ کون بادشاہ ہی جسکے ہمراہ عم بزرگوار ہین

کھڑے ہین رنگار عیار یہ حکم سنکے فوراً اُس ٹیلہ کی طرف چلا اُدھر سرخ پوش نے دیکھا کہ یا تو یہ مہران چلا
جاتا تھا یا اس ٹیلہ کی طرف دیکھکر مرکب روک لیا تمام لشکر بھی رک گیا ارزنگ نے بھی دیکھا سرخ پوش
نے کہا کہ دیکھو تو مہران نے لشکر کو روک لیا اسکا کیا سبب ہی اُسنے کہا کہ مین آپکی خدمت مین ہون مجھکو کیا
معلوم کہ کیا سبب ہی ہان یہ جانتا ہون کہ اسی مقام پر قیام کریگا ارزنگ یہ سنکے کہنے لگا کہ اگر قیام کرے
تو تم جاکر اُس سے ملاقات کرنا سرخ پوش نے کہا کہ بہت خوب یہ ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ رنگار عیار اُس ٹیلہ پر
آیا اُسنے جو غور سے دیکھا تو پہچانا کہ واقعی یہ بادشاہ سرخ پوش ہی مگر یہ کون ہی جو کہ تاج سر پر رکھے ہوے اسکے
برابر مرکب پر سوار ہی کستہ قد سیاہ رو ہی کہ کندۂ آبنوس معلوم ہوتا ہی یہ تاج اسکے اوپر کیا بُرا معلوم ہوتا ہی جی چاہتا ہی
کہ جوتے مار کر چھین لون ادھر سرخ پوش کی نگاہ رنگار پر پڑی دیکھا کہ مہران کا عیار ٹیلے پر آیا ہی اور میری طرف
چلا آتا ہی بیقرار ہوکر پکارا کہ رنگار سیدھے آ چلے کیون کیا ضرورت ہی اُسنے آگے بڑھکر سرخ پوش کو سلام کیا ارزنگ
کی طرف دیکھکر ہنسا ارزنگ نے دیکھا کہ ایک عیار خبیث وچالاک ہی میری صورت دیکھتا ہی اور ہنستا ہی
یہ اُسکو دیکھنے لگا کہ سرخ پوش نے رنگار کو اشارہ کیا کہ ہنسو مت وہ خاموش ہوگیا اور سرخ پوش سے کہا
کہ آپکے بھتیجے نے آپکو طلب کیا ہی وہ بہت پریشان ہین کہ آپ یہان کہان سرخ پوش نے کہا کہ یہ مہران
کہان مع لشکر جاتے ہین اُسنے عرض کیا کہ آپکی راہ سے براے مقابلہ خدا پرستان جاتے تھے آپ تو اُنکو
رخصت فرماکے اپنے شہر تشریف لے گئے وہ شہر سے باہر نکلے تھے اور ایک مقام پر قیام کیا تھا کچھ لشکر شہر
مین رہ گیا تھا اُسکا انتظار تھا کہ وہ آ لے تو کوچ ہو کہ نامہ خداوند ارزنگ کا پہونچا کہ ہم خاور زمین ہین
ہمنے اہل اسلام سے مقابلہ کرکے ایک ملک اُنکا کہ جسکا نام خاور ہے قبضہ مین لالئے ہین لہذا اب ہمارا قصد ہی
کہ ہم اُنسے مقابلہ کرین تو تم لشکر کشی کرنے کا ارادہ ہی پس تم بھی آؤ اور اپنے باپ کے خون کا عوض اُنسے لو
میری شرکت کرو پس ہمارے شاہزادے نے اپنا قصد فسخ کیا اور خدمت مین خداوندی روانہ ہوے
اب مع لشکر خاور کو جاتے ہین کہ اس صحرا مین پہونچے آپکو اس ٹیلے پر دیکھکر حیران ہوے گو اُنکو آپکا
یقین نہ تھا مگر سپہ سالار نے کہا کہ یہ آپکے عم بزرگوار ہین اور آپکے سردار ہین اُنھون نے فرمایا کہ کیونکر
مین یقین کرلون کہان سرخا یہ کہان یہ سرزمین یہ کوئی شخص اُنکے ہمشکل ہی سپہ سالار نے عرض کیا کہ
کسی کو روانہ کیجئے دریافت فرمالیجئے پس اُنھون نے مجھکو براے دریافت روانہ کیا ہی اور مجھسے فرمایا تھا
کہ اگر عم بزرگوار ہون تو اُنسے عرض کرنا کہ میرے پاس تشریف لائیے کہ مین بہت پریشان ہون یہ سنکے
سرخ پوش نے کہا کہ تو نے نہین پہچانا کہ یہ کون ہین ارے کمبخت یہ ہی خداوند ہین کہ جنکی خدمت مین مہران
جاتے ہین اُنکو سجدہ کر رنگار یہ سمجھا کہ بادشاہ مذاق کرتا ہی ہنس کر رہ گیا اور دل مین کہا کہ پھر و
تھکریے کہ خداوند ایسے ہون مین تو کبھی نہ مانونگا اگر یہ خداوند ہین تو مین کبھی نہ سجدہ کرونگا یہ تو کسی کا
غلام معلوم ہوتا ہی یا زنگی حبشی ہی مین تو کبھی زنگی حبشی کو اپنا خدا نہ بناؤنگا یہ تو یہ دل سے تقریر کر رہا تھا
کہ سرخ پوش نے کہا کہ ارے سلام کر اُسنے سرخ پوش کی صورت دیکھی اور ہنسا اشارے سے کہا کہ مین تو سجدہ
ایسے بدصورت کو نہ کرونگا کہ جسکی صورت دیکھکر نفرت ہوتی ہی یہ تو بندر معلوم ہوتا ہی سرخ پوش نے اشارے
سے کہا کہ تو یہ کر دیکھ کہین عذاب نہ نازل ہو اُسنے سرخ پوش کے کہنے سے بکراہت سلام کیا مگر سجدہ
نہ کیا ادھر سرخ پوش نے ارزنگ سے کہا کہ مین اپنے برادرزادے کے پاس جاتا ہون اُسنے بلایا ہی
آپ اسی مقام پر تشریف رکھین ارزنگ نے کہا کہ جاؤ مین تمہارے آنے تک اسی مقام پر ہون
رنگار اُسکی آواز سنکے ڈر گیا دل مین کہا کہ خداوند دھر جلدی اسے غارت کرین کیا ہولناک صدا ہی کہ جسکے

سننے سے خوف آتا ہی سرخ پوش ارژنگ سے رخصت ہو کر زرنگار کو ہمراہ لیکر چلا ادھر مہران سے کہا کہ ای
استاد دیکھیے وہ زرنگار اسکے پاس پہونچا جو کہتا ہے یہ ہین عم بزرگوار اسکے دیکھیے وہ کچھ تقریر کر رہے ہین مگر استاد جو
بادشاہ کھڑا ہی کیا بد صورت ہی کہ جسکی صورت دیکھکر ڈر آتی ہی نہ معلوم یہ بچہ میمون کون ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی
تھی مہران ارژنگ کی صورت دیکھ دیکھکر ہنس رہا تھا اور سب اسکے ہمراہی ہنس رہے تھے جب زرنگار سرخ پوش
کو ہمراہ لیکر چلا تو مہران نے کہا کہ استاد آپکا قول ٹھیک نکلا کہ عم بزرگوار ہی نکلے اگر وہ نہ ہوتے تو کیون زرنگار اسکے
ہمراہ آتے قنطار نے کہا کہ اگر مین یہ کہتا کہ نہین وہ ہی ہین تو آپکو ناگوار ہوتا آپ اپنے دل مین خیال کرتے کہ
یہ ہماری بات کو جھوٹا کہتا ہی اس سے مین خاموش ہو رہا مہران نے کہا کہ مجھکو بڑی حیرت ہی یہ یہان کہان اور کیسے
پہنچ گئے آیا یہ کون مقام ہی یہ گفتگو ہو رہی تھی اور تمام لشکر کھڑا ہوا تھا تمام سامان سواری رکا ہوا تھا
شتر بر چوب پڑ رہی تھی کہ سرخ پوش زرنگار کے ہمراہ راہ طے کر کے قریب مہران کے پہونچا جیسے مہران کی
نگاہ جو اس پر پڑی فوراً مرکب پر سے کود پڑا اسکا کودنا تھا کہ سب سردار کود پڑے ادھر سرخ پوش بھی
اپنے مرکب پر سے کود پڑا اور مہران کو گلے سے لگا لیا مہران نے جھک کر سلام کیا اسنے پیشانی پر بوسہ دیا مہران
نے عرض کیا کہ ای عم بزرگوار آپ یہان کہان سرخ پوش نے کہا کہ مین بیان کرتا ہون مہران نے عرض کیا کہ
جلد بیان فرمائیے مین بہت پریشان ہون اور یہ کون کندہ ناتراش میمون خصال برادر قتال تاج پہنے
آپکے برابر کھڑا تھا کہ جسکے اوپر پھبتیان پڑ رہی ہین تاج کیا پہنے ہوئی ہی چاہتا کہ مار کر تاج چھین لون عجب
بد صورت آدمی ہی زرنگار نے کہا کہ آپ فرماتے ہین کہ یہ ہی خداوند ہین مین تو کبھی ایسے خداوند کو
سجدہ نہ کرونگا یہ تو بالکل نامعقول معلوم ہوتا ہی کسی کا غلام ہی زنگی بچہ ہمراہ کدھر تو زرنگار خاموش آیا
یہان آکر یہ گفتگو کرنے لگا سرخ پوش نے کہا بس خاموش رہو بات کرنے دو زرنگار نے عرض کیا کہ مین کہا
کہتا ہون آپکا کام کرین سرخ پوش نے کہا کہ یہ تم بتاؤ کہ تم کہان جاتے ہو اور ادھر آنیکا کیا اتفاق
ہوا مہران نے عرض کیا کہ جب آپ مجھکو رخصت کر کے برائے مقابلہ اہل اسلام اپنے شہر کو
تشریف لے گئے مین شہر سے نکل کر بیرون شہر مقیم ہوا دوسرے دن مجھکو خداوند کا نامہ پہونچا اسکا مضمون
جو تھا وہ مہران نے سرخ پوش سے بیان کیا اور کہا کہ مین یہ سمجھکر کہ خداوند کی ہی تحریک ہی مین خدا پرستون سے
مقابلہ ہوگا اسی مقام پر معرکہ خون ہو جائیگا مین ادھر کو روانہ ہوا کہ خداوند خاور مین ہین مین انسے
جا کر اپنے عفو تقصیر کرا کر ان زیارت سے مشرف ہون لیکن مین ادھر کو آیا خداوند کی خدمت مین
جاتا ہون اب آپ اپنی کیفیت بیان فرمائیے کہ یہ کونسا مقام ہی سرخ پوش نے کہا کہ ای مہران آگاہ ہو جبکہ
مین تمہارے پاس سے روانہ ہو کر اپنے شہر مین پہونچا میرے پاس بھی ایک نامہ خداوند کا پہونچا کہ مجھکو
بھی خداوند نے طلب کیا تھا کہ اگر میری شرکت نہ کروگے مین خدا پرستون سے مقابلہ کرونگا مین مضمون نامہ
سے آگاہ ہو کر مع دو لاکھ سپاہ کے طرف خاور کے روانہ ہوا کہ جا کر خداوند کی زیارت کرون قطع راہ
کرکے اس صحرا مین پہونچا اتفاق سے خداوند ایک ملکہ ہی کہ نام اسکا ثریا سے سمن ہی اسپر فریفتہ ہوکے
اسکی خواہش اسکے وارثون سے کی انھون نے انکار کیا جب خداوند کو معلوم ہوا تو بہت غصہ آیا اور
بیقرار ہو کے اسی حالت بیقراری مین بیچ گیارہ لاکھ سپاہ کے طرف شہر آفتاب نگار کے کوچ کیا
کہ اس شہر مین اس ملکہ کے بھائی نے مذہب آفتاب پرستی رواج دے رکھا ہی اور اپنے کو ظاہر کیا ہی
کہ فرزند ہون خداوند آفتاب کا اور نائب بھی ہون اور اس ملکہ کو بھی خداوند کی دختر کہتا ہی لیکن اس خیال سے
کہ اسکو اس کردار کی سزا بھی دیجائے کہ یہ جو اسنے مذہب نو جاری کیا ہی اور اپنی معشوقہ کو بھی حاصل کرین تشریف لیجاتے تھے

کرتے ہیں تو کوئی نقصان کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ امر تو اُنکے خاندان میں ہے اگر تم اُنکی بندگی اس امر پر ترک کرتے کہ وہ نامرد تھے
ہندوؤں سے بھاگتے تھے تو انکی بھی شرکت سے انکار کرنا لازم تھا جب انکی بندگی کی اب انکی شرکت سے انکار بیجا نہیں
ہے مہران نے کہا کہ میں نے نہ انکی شرکت کی نہ انکی کرتا مگر جب طلب کیا گیا تو مجبور ہو گیا آنا پڑا میں البتہ ہندوؤں
سے پرہیز رکھتا ہوں کہ کہیں انکی صحبت کا نہ اثر ہو کیونکہ آپنے سنا ہو گا کہ تخم تاثیر صحبت کا اثر ضرور صحبت بد
میں بیٹھانے کیسا ہی لائق ہو مگر صحبت ضرور اثر کرتی ہے پیشتر سرخ پوش نے کہا کہ اب اس امر پر کوچ سے دو
چلو خداوند کی خدمت میں اچھا جب وہ بھاگینگے تب تم انکا ساتھ نہ دینا تم میدان میں قائم رہنا انکو جانے دینا
مہران نے کہا کہ یہ تو ہونا ہی ہے کیا میں بھی انکے مثل بھاگونگا کو میرا جی نہیں چاہتا ہے مگر آپکے حکم کی سرتابی
نہیں کرسکتا ہوں چلتا ہوں مگر ایک امر ہے کہ میں سجدہ نہ کرونگا میں خدا وند سابق کی تصویر کو سجدہ کرونگا
اور باقی اطاعت سے باہر نہ ہونگا سرخ پوش نے کہا کہ اس وقت تو چلکر سجدہ ضرور کرنا اسکے بعد اختیار ہے
مہران نے کہا کہ آپ تو ہمارے مربی ہیں اگر میں یہ جانتا تو آپ سے نہ ملتا خیر سجدہ بھی کرونگا تو حضور تمہارے
بھی سمجھایا کہ آپکا بجا فرمانا ہے آپ یہ خیال کریں کہ کیا مقام ہے کہ جب ہمارے بزرگ نے سجدہ کیا تو ہم کیوں
نہ کریں مگر ہم [illegible] خاموش رہ کر اس انتظار سے [illegible] کرتا ہے کہ سجدہ نہ کرے گا لیکن سجدہ نہیں ہے اور
ان سبکی تقریر سنتا ہے جب یہ تقریر ہو چکی تو مہران اس لشکر کو اسی مقام پر چھوڑ کر اپنے سپہ سالار کو ہمراہ لیکر اور
چند سرداروں کو ہمراہ لیکر [illegible] سرخ پوش کے ساتھ چلا زنگار رہا [illegible] جو مہران کو جاتے دیکھا عرض کیا کہ میں اسی
مقام پر خیمہ وغیرہ برپا کرتا ہوں تا کہ آپ آکر آرام سے فروکش ہوں مہران نے کہا کہ میں اس صحرا میں
نہیں اترونگا بلکہ [illegible] آگے چلا [illegible] پھر کیا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرے رہو
کیونکہ تمہارا اسکی صورت دیکھکر [illegible] دیگر اور کون [illegible] خلاف ہو گا [illegible]
تو سجدہ نہ کرونگا مہران نے کہا کہ [illegible] صورت ہی ہے زنگار نے عرض کیا کہ جب قریب سے ملاحظہ فرمائیگا
تو معلوم ہو گا [illegible] دو دانت مثل خوک کے ہیں [illegible]
میں بھی [illegible] ایسا ہی کہ ناک کے بال بالشت بھر دراز ہو گئے ہیں کہ بروت
میں ملگئے ہیں [illegible] بال [illegible] یقین ہے کہ وہ ریش میں اگر بجائیں [illegible] مہران نے کہا کہ
کیا شکل مبارک ہے خداوند کی کیا خوب قربان ایسی شکل کے نہ معلوم جس ملکہ پر خدا وند عاشق ہوئے ہیں
اسکی بھی ایسی صورت ہو گی زنگار نے عرض کیا کہ کیا اس شکل و شمائل پر آپ کسی پر فریفتہ بھی ہوئے ہیں مہران
نے کہا کہ تمنے سنا نہیں کہ شہر آفتاب کی شاہزادی کی تصویر دیکھکر فریفتہ ہوئے ہیں تمام تو اس
ملکہ کا نازک نازک ہی شہرہ ہے لیکن نہ معلوم صورت کیسی ہے پیشتر سرخ پوش نے کہا کہ چلو
دیر نہ کرو مہران نے اثنا راہ سے کہا کہ چلو دیگی تو ہے [illegible] زنگار بھی ہمراہ چلا [illegible]
[illegible] حال جب سرخ پوش اپنے بھتیجے مہران کی طرف ہمراہ زنگار کے مع اسکے
سرداروں کے چلا گیا تھا تو اس وقت ارژنگ نے کہا کہ مہران جوان وجیہ معلوم ہوتا ہے اور دلاوری
بھی ہے لشکر میں جو اسکے ہیں وہ بہت قوی ہیں سپہ سالار اسکا نہایت زبردست ہے بختگان نے کہا کہ
ای خدا وند یہ لوگ ضرور بہت معلوم ہوتے ہیں آپنے ملاحظہ فرمایا تھا کہ جبار جو آیا تھا اسنے سوا اسکے
سرخ پوش شاہ کے کسی کو سلام نہیں کیا جب سرخ پوش نے کہا کہ سلام کرو سجدہ کرو تو خاموش کھڑا
ہو رہا گویا کچھ جواب نہ دیا جب بہت کہا تو سلام کیا وہ بھی اس طور سے کہ جیسے کوئی مفلس آزاد ہوتا ہے مگر سجدہ نہ کیا
[illegible] وہ لوگ آپکی طرف دیکھ دیکھ کے ہنس رہے ہیں [illegible] ضرور یہ لوگ [illegible]

مذہب کا کوئی اعتبار نہیں ہے ارژنگ نے کہا کہ ای سنگنگان دیکھو ایسی تقریر اسکے روبرو نہ کرنا کیونکہ وہ
بد مزاج معلوم ہوتا ہے کیوں دوست کو دشمن بناؤ ارژنگ نے یہ جو کہا سنگنگان نے کہا کہ کیا میں دیوانہ
ہوں جو ایسی تقریر اسکی روبرو کرونگا یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ سرخ پوش مع مہران اور اسکے سپہ سالار
اور دیگر سرداروں کے اس ٹیلے پر پہونچا مہران کی جیسے نگاہ ارژنگ کے منہ پر پڑی بیساختہ ہنسی آئی
مگر صاحب تمیز تھا کیونکہ شاہزادہ ہی آداب شاہی سے واقف ہی ہنسی کو ضبط کیا مگر ارژنگ نے ضبط
ہنسی کا ہنس دیا اور دیگر سردار لشکر اسکے اُدھر مہران نے مجبوری سجدہ کیا مگر قہار نے تو خوشی سجدہ کیا جب
سب نے سجدے سے سر اٹھایا تو سب نے سلام کیا سرخ پوش نے عرض کیا کہ خداوند مہران بموجب حکم
خداوند حاضر ہے یہ آپکی خدمت میں تھا اور جاتا تھا اپنے قصور سے توبہ کرتا ہے امیدوار عفو ہے یہ سنکے ارژنگ
نے کہا کہ میں نے عفو کیا اسکو سب گناہوں سے خدا نے بچایا یہ سنکے سرخ پوش نے مہران سے کہا کہ
تمھارے سب گناہ بخشے گئے پھر سلام کرو اسنے سلام کیا اب سرخ پوش نے مہران سے کہا کہ تم خداوند
سے کہو کہ میں اپنے لشکر کو جاتا ہوں مہران نے کہا ای خداوند میں اپنے لشکر کو جاتا ہوں کیونکہ لشکر میرا یہاں سے
سے یہاں ٹھہرا ہوا ہے ابھی تک کوئی مقام پڑاؤ تجویز نہیں ہوا ہے ارژنگ نے کہا کہ ای بندہ تقدیر شناس
اپنے لشکر کو بھی مثل اپنے جاسکے میرے لشکر میں شامل کریں اور سے اپنے لشکر کو جاتا ہوں تم لشکر کو لیکر
آؤ یہ سنکے مہران نے کہا کہ بہت خوب پس مہران رخصت ہوکر طرف اپنے لشکر کے ٹیلے پر سے اتر کر چلا
اُدھر ارژنگ بھی مع اپنے سرداروں کے طرف لشکر کے مرکب اٹھا کر چلا سرخ پوش مہران کے ہمراہ
گیا کیونکہ ارژنگ نے کہا کہ تم بھی جاؤ کیونکہ مہران کو لشکر نہیں معلوم ہے کسی اور طرف لشکر لیکر چلا جائے
پس ارژنگ تو تھوڑے عرصہ میں اپنے لشکر میں پہونچ گیا اور بارگاہ میں جا کر بیٹھا سب سردار حاضر ہوئے
دربار آراستہ ہوا گو کہ تھکا ہوا تھا مگر مہران کے خیال میں بیٹھا اُدھر مہران مع سرخ پوش کے اپنے لشکر میں پہونچا
اور اپنے مقام پر آکر لشکر کو چلنے کا حکم دیا لشکر روانہ ہوا یہاں تک کہ سرخ پوش مہران کو لیکر اس مقام پر آیا جہاں
ارژنگ کا لشکر اترا ہوا تھا اور اسکا بھی لشکر تھا مہران نے دیکھا کہ کوسوں تک خیمے برپا ہیں لشکر کئی کوس
کے فاصلے میں اترا ہوا ہے لشکر کی آمد دیکھکر ہرکاروں نے ارژنگ سے عرض کی کہ ایک لشکر آتا ہے اسکا رخ اُدھر ہی کا ہے
ارژنگ نے کہا کہ آنے دو وہ میرے دوست و بندہ خاص کا لشکر ہے بلکہ میں نے اس لشکر کے لیے سرخ پوش
اپنے بندہ خاص کو روانہ کیا ہے کہ تو جا کر لے آ کوئی نہ روکے لشکر کو آنے دو یہ سنکے ہرکارے بارگاہ سے چلے آئے
اُدھر وہ لشکر ارژنگ کی سرحد میں داخل ہوا سب نے دیکھا کہ واقعی سرخ پوش ہمراہ ہے جب لشکر مہران کا
ارژنگ کے لشکر میں داخل ہوا اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ خیمہ وغیرہ برپا کر دو جا کے مشغول دیکھ لشکر کو اتار دیں
آتا ہوں یہ کہکر سرداروں کو ہمراہ لیکر مع سپہ سالار کے ہمراہ سرخ پوش اپنے چرا کے بارگاہ میں آیا ارژنگ نے اسکو بھی
کرسی عنایت کی برابر اپنے تخت کے اسنے دیکھا کہ بارگاہ سرداروں سے آراستہ ہے جتنے سردار ہیں مگر اسکی نگاہ میں کوئی
نہ سمایا سب کو اسنے نظر حقارت سے دیکھا اسکے سرداروں کو بھی مقام عالی قدر نصیب ملے ہیں اور تمام بیٹھا جو اسکے لیے تقرر ہوا تھا
جب سب بیٹھ لیے تو ارژنگ نے کہا کہ ہاں اے بندہ خاص کے لیے شراب لاؤ ساقی جام و صراحی لیکر حاضر ہوا
پہلے ارژنگ کو ساغر لبریز کرکے دیا اسنے پیا تو ساقی نے دور بانٹنا شروع کیا تمام اہل دربار کو شراب پلائی کوئی نہیں
باقی رہا یہ رنگ دیکھکر کہ سب مست ہو کر جھوم رہے ہیں ارژنگ نے حکم کیا کہ پھر ایک دور ہو کئی دور ہوا تو
سب نشہ میں چور تھا نہ مست اور مدہوش ہوکر بیٹھ گئے مگر مہران و سرخ پوش اور ان دونوں کے سردار خاموش
بیٹھے ہیں کوئی جون نہیں کرتا ہے مست تو ہیں مگر خاموش نہیں ہیں عالم مستی میں مشغول [illegible]

ارژنگ کے سرداروں کا یہ حال ہے کہ ایک دوسرے سے مذاق کر رہا ہے کوئی تو یہ شعر پڑھتا ہے شعر — گر یار
می پلائے تو پھر کیوں نہ پیجیے ۔ زاہد نہیں ہیں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں ۔ کوئی کسی کو دیکھکر شعر پڑھتا ہے کوئی کسی کے
سر پر ایک دھپ لگاتا ہے اور یہ شعر پڑھتا ہے شعر — زاہد کے سر پہ ایک لگائی چپاخ سے ۔ اور یہ ہاتھ مل رہے ہیں
کر اچھی بری نہیں ۔ کوئی کسی کی پگڑی اچھالکر یہ پڑھتا ہے شعر — قدم رکھنا سمجھکر محتسب رندان میں لالہ جی ۔ یہاں پگڑی
اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں ۔ ان میں بھی جو صاحب تہذیب ہیں وہ خاموش بیٹھے ہیں بعض کچھ اشعار عاشقانہ
پڑھ رہے ہیں بعض بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہیں اور جو بدتہذیب ہیں انکی تو حالت عرض کر چکا ہوں گالم
گلوچ ہو رہی ہے اور بدزبانی تک نوبت پہونچی ہے دربار کا ہے کو ہے خانہ بدرک خانہ یا میخانہ یا دھوبیوں کی
پنچایت ہے ۔ ادھر ارژنگ کا یہ حال ہے کہ اس نشہ میں جو معشوق کا خیال آیا بہت جلد جیب سے تصویر
نکالی اور یہ شعر پڑھا شعر — ایک تصویر پہ جاں جاتی ہے ۔ خود مرا داغ دل نشانی ہے ۔ اور تصویر کی طرف دیکھکر
کہنے لگا کہ ملکہ ہم تو شب و روز امور دنیوی چھوڑ کر تمہارے اشتیاق میں آسکے ہیں دیکھیے کب منزل مقصود پر پہونچا
پہونچتے ہیں یہ کہا اور آنکھوں سے اشک حسرت جاری کیا [illegible] نوبت پہونچی کہ دیوانوں کے طور سے تقریر کرنے لگا تھا
بیخود ہو گئے ہیں جو رہی ادھر مہران کا اور سرخ پوش کا جو نشہ کم ہوا انھوں نے جو دربار کی یہ حالت دیکھی مہران
نے سرخ پوش سے کہا کہ آپ نے یہ حالت دیکھی کہ یہ دربار خداوندی ہے یہاں باہم خوب جوتی پیزار ہوتی ہے واہ کیا
دربار ہے قصائیوں کی بازار معلوم ہوتی ہے کیسے یہ لوگ کم ظرف ہیں کہ ذرا سی شراب زیادہ ہو گئی یہ نوبت پہونچی
ہے اور کیا خوب خداوند ہیں کہ منکر [illegible] یہ حرکت ہو رہی ہے اور وہ خاموش ہیں ان سب کو دربار سے نکال کیوں نہ دیا
تب تسکین عیار نے عرض کیا کہ خود خداوند کی تو حالت ملاحظہ ہو کہ کیا کر رہے ہیں چونکہ یہ دونوں قریب تخت کے تو
بیٹھے تھے سب جو پلٹ کے دیکھتے ہیں کہ خداوند کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پرچہ ہے اسکو دیکھ رہے ہیں روتے جاتے ہیں اور
بڑبڑاتے جاتے ہیں نشہ طاری ہے مگر از حد بیقراری ہے کہ مہران نے جھک کر اور ذرا جھک کر جو اس کاغذ کو دیکھا تو تصویر
ایک عورت پریزاد کی ہے جو آج تک کبھی نگاہ سے نہ گزری تھی مگر اسکو کچھ محبت نہ ہوئی بلکہ افسوس کیا کہ یہ نازنین ان کے
کے قابل ہے اگر خداوند ہیں تو ہوں میں نہیں دیکھ سکتا ہوں یہ کہکر زرنگار سے اشارہ کیا وہ قریب آیا جب قریب
پہونچا تو کہا کہ تمنے دیکھا کہ یہ کیا دیکھ رہے ہیں کیا نشان اتفاق ہے کہ یہ نازنین اور یہ خرس صورت یہ اسیر عاشق
ہوں وہ انکو قبول کر لے یہ جو مہران نے کہا عیار نے دیکھا سکتہ ہو گیا اتنے میں شور ہو کر رہ گیا طرف آسمان کے دیکھا
تھا اور سرخ پوش نے بھی وہ تصویر دیکھی چونکہ اب نشہ میں ہوا اور وہ حالت برطرف ہو گئی ارژنگ کو ہوش آیا
ادھر سب اہل دربار کو بھی ہوش آیا ارژنگ [illegible] کہ سب لوگ جو کہ تازہ وارد ہیں سب ادھر دیکھ رہے ہیں
مگر خاموش ہیں اسنے جلدی سے وہ تصویر جیب میں رکھ لی اور آنسو رومال سے پاک کیے مہران کی طرف
دیکھ کر کہا کہ آج آپ آرام کریں کل لشکر کا کوچ ہوگا مہران نے عرض کیا بہت خوب مگر اسکی حالت یہ ہے کہ رہ
رہ کر اسکو غصہ آتا ہے مگر کیا کرے سوا اسکے خاموشی کے کوئی چارہ نہیں ہے اسنے بیٹھے بیٹھے خیال کیا کہ ہر روز دربار میں آنا
اچھا نہیں ہے کہ میں آج ہی آیا ہوں بدیں سبب پہلے سے اسکا بندوبست کر لینا چاہیے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جو کوئی
دربار میں جاتا ہے خواہ ملازم ہو خواہ غیر ملازم ہر روز دربار میں ضرور حاضر ہوگا پس اسنے اس خیال سے جب دیکھا
کہ سب ہوشیار ہو گئے اور خود خداوند نے گفتگو کی تو اسنے کہا کہ میں ایک التجا عرض کرتا ہوں اسکو آپ قبول فرمائیں
ارژنگ نے کہا کہ جو تم کہو گے وہ میں عرض تمہاری قبول کرونگا مہران نے عرض کیا کہ میں ہر روز کے دربار
کی حاضری سے معاف فرمایا جاؤں کیونکہ مجکو اسقدر ضرورت درپیش رہتی ہے کہ میں عرض نہیں کر سکتا ہوں جس زمانے
میں پیر مرد زرنگار حیات تھے تو وہ کل کاغذ دربار کے دیکھتے تھے میں نیابت کا کام کرتا تھا جب سے انکا انتقال

لیا تمام کار و بار ملکی میرے سپرد ہے میں ایک دم کی مہلت نہیں ہوں ارژنگ نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے اسنے اس غرض
سے یہ عذر کیا کہ یہ دربار دلائق آنے کے نہیں ہے یہان تو غیر مذہب صحبت ہوتی ہے کون یہان آکر اپنی عزت دے
جب یہ ارژنگ نے کہا یہ رخصت ہو کر اپنی قیامگاہ کی طرف چلا ارژنگ نے دربار برخاست کیا سب
اپنے اپنے مقام کو گئے ادھر اسکا لشکر بھی آنرا اسنے اپنے لشکر کو یہ بر لشکر سرخ پوش کے آثار نمودار دن وہ رات
بسر ہوئی صبح ظاہر ہوئی کہ ارژنگ سوار ہوا اسنے لشکر حکم دیا کر اٹھالو بارگاہ کا بار ہوا و بارگاہ روانہ ہو
حکم دیا تھا کہ تینوں لشکروں میں [illegible] ہوئے انکا نمود سے عرصے میں بارگاہیں بار ہو گئیں سب سے پہلے
آگے گئے لشکر میں تیاری ہونے لگی کہ بارگاہ ارژنگ لیکر [illegible] نشین اور خزانہ لیکر بستگان و دیگر
اسباب لیکر لاہور روانہ ہوئے ہمراہ ان کی بارگاہ لیکر اسکا ہراول لشکر سرخ پوش کا ہراول لشکر اسکی بارگاہ
لیکر راہی ہوئے اسکے بعد بموجب حکم ارژنگ سرخ پوش [illegible] دو لاکھ سپاہ کے اسکے تعاقب میں ہمراہ ان کے
تین لاکھ سپاہ کے اسکے بعد خود ارژنگ مع ڈیڑھ لاکھ سپاہ کے اس طرف سے طرف [illegible] آفتاب کے راہی ہوئے کہ انکا
حال آئندہ تحریر ہوگا وہ عجب لطف کی داستان ہے اب کچھ حال شہر خاور کا تحریر ہوتا ہے

تتمہ حال شہر خاور کا سماعت فرمائیے

راوی بیان کرتا ہے کہ جبکہ ارژنگ ابرار خاوری کو حاکم شہر کر کے اور بیس ہزار لشکر برائے حفاظت چھوڑ کر
چلا گیا اہل شہر بہت خوش ہوئے کہ یہ بلا سر سے ٹلی [illegible] تاج و رنگ برباد ہوئی یہ خبر ملکہ خورشید خاوری
کو پہونچی وہ بھی بہت خوش ہوئی کہ خداوند کریم نے یہ بلا سر سے ٹالی ملکہ تو دعائیں کرنے لگی یہان تو شہر میں خوشی ہے
یہ جو حال خواجہ حسین سے سنا تھا بہت اپنے دل میں خوش ہوئے اور کہا کہ خوب ہے میں نے پڑی ڈالکر دو کشتون کو باہم
لڑوا دیا ہے جب تک باہم جنگ و جدل اپنی [illegible] ہوں کوئی نہ کوئی اہل اسلام سے آجائیگا یا رستم ثانی یا بدیع الملک
وہ ان دونوں کا فیصلہ کر دینگے [illegible] تب تک اہل اسلام ان دونوں کے شر سے محفوظ رہینگے یہ خیال کر کے اسی دن اپنا
اسباب بار کرا کے طرف کو جاکے باختر کے [illegible] ملکہ کی اسکے پاس ہیں انکو یہ خیال تھا کہ کوئی شہزادہ [illegible]
اولاد صاحبقران میں سے دونگا وہ انکے اشتیاق میں ہیں جاکر یہ ملک بھی فتح کرے گا وہ اقلیم بھی آباد ہوگی مسلمانوں سے
اور ملکہ سے عقد بھی کرے گا اور [illegible] سے بہت خوش ہوگا اور مجکو بھی ثواب ہوگا کہ وہ گبرو لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے وہ اسکی
گمراہی سے بچینگے یہ ایسے ایسے خیال کر کے طرف باختر کے روانہ ہوا راہ بہ تیزی طے کر کے بعد قطع منازل و طے مراحل
شہر سنجان میں پہونچا آجکل شہر سنجان میں رستم خان بن گنجاب حاکم سنجان تھا خواجہ حسین کاروان سرا میں آئے
بار اتروا یا کمرہ کرایہ لیا اسمیں اترے شہر میں غل مچ گیا کہ سوداگر ظلمات سے آئے ہیں چونکہ قاعدہ ہے کہ جب تاجر آتا ہے
تو پہلے دربار میں بادشاہ کے جاتا ہے اسکے بعد اہل شہر کے ہاتھ فروخت کرتا ہے [illegible] انہوں نے وہ دن تو آرام سے بسر کیا بار
سے مال نکالا بوقت سحر درباری لباس پہنکر چند کشتیاں برائے نذر لیکر چلا اور دولت پر پہونچا درگاہ سالار سے کہا
کہ بادشاہ کو خبر کرو کہ خواجہ حسین ظلمات سے واپس آئے ہیں حاضر دربار ہونا چاہتے ہیں درگاہ سالار نے جاکر عرض کیا
حکم ہوا کہ بہت بہتر [illegible] آکر خواجہ [illegible] بادشاہ نے طلب فرمایا ہے خواجہ حسین چلو [illegible] پہونچے دربار میں
[illegible] بارگاہ بہت [illegible] کیا آداب بجا لائے [illegible] پہلے نذر دی اسکے بعد کرسی پر بیٹھ دربار کو دیکھا خوب آراستہ
ہے ایک سردار [illegible] خواجہ [illegible] رستم خان نے پوچھا کہاں سے آتے ہو خواجہ نے کہا کہ ظلمات سے
آتا ہوں انھوں نے کہا کہ [illegible] بدیع الملک [illegible] رستم ثانی کا حال معلوم ہے [illegible] دونوں صاحب کہاں تشریف فرما
ہیں اور صاحبقران ثانی کا کیا حال [illegible] اقبال [illegible] لشکر اسلام کی کیا خبر ہے خواجہ حسین

نے عرض کیا کہ کیا آپکو بذریعہ پرچہ اخبار کے نہ معلوم ہوا ہوگا کہ صاحبقران ثانی بعد قتل کرنے زہرد ثانی ذوالوجہ
کے سردارون کو ملک تقسیم کرکے خانہ کعبہ کو مع ایکسو چالیس سردارون کے تشریف لیگئے تھے اور اسپر صاحبقرانی
بدیع الملک نوجوان کو عنایت فرمائے تھے اور انکو لقب صاحبقران ثالث کا عطا کیا تھا اور حکم دیا تھا
کہ تم ایوان شہ طاق میں جاکر آئینہ اندام جادو کو قتل کرو اور جو کافر باقی ہیں انکو قتل کرو اور جو ملک کہ
کفرستان میں ہیں انکو اسلام آباد کرنا یہ حکم فرما کے طرف خانہ کعبہ کے تشریف لیگئے ہیں اور رستم ثانی مع اپنے لشکر کے
سامنے صاحبقران کے بیابان کا تشریف لیگئے تھے انکا کچھ حال ابھی تک نہیں معلوم ہوا نہ صاحبقران ثانی
کا کچھ حال ظاہر ہوا کہ وہ خانہ کعبہ پہونچے نہ بدیع الملک کی کیفیت ظاہر ہوئی کہ انھون نے شہ طاق فتح
کیا کیونکہ جب یہ سب انتظام ہوچکے تو میں لشکر ظفر اثر میں تھا جب یہ سب لوگ اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوگئے
تو میں ظلمات کو راہی ہوا پھر کچھ حال نہ معلوم ہوا آپکو تو سب پرچہ اخبار سے معلوم رہتا ہوگا بادشاہ میں کیا عرض
کرون جو کچھ حال تھا جبکہ صاحبقران سب کو رخصت کرکے طرف خانہ کعبہ کے تشریف لیگئے ہیں ایک کہرام تھا
لشکر فیروزی اثر میں سے ایک نوین پر مشتعل زمان ... غالباً پچھاڑین کھاتا تھا کسی کو ہوش نہ تھا سب ترتیب ہوچکے تھے
کیا عرض کرون جو حال تھا نہیں فراموش ہوتا ہی نگاہ بدیع الملک کا صاحبقران سے گلے لگکر رونا جب یاد وہ وقت
یاد آتا ہے تو آنکھون سے آنسو جاری ہوتے ہیں قلب بیقرار ہوجاتا ہے رستم خان نے کہا کہ یہ تو خبر مجکو
معلوم ہوئی تھی بلکہ یہانتک کی خبر معلوم ہوئی تھی کہ صاحبقران ثانی بیابان کاج لاج میں پہونچے تھے
اسکے بعد پھر کوئی خبر بذریعہ اخبار کے نہیں معلوم ہوئی اسدن سے کیا ہوا اور صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک
کی یہ خبر معلوم ہوئی تھی کہ وہ دشت بہار افزا میں مع لشکر فروکش ہوے تھے اور جشن کیا تھا تخت نشینی
دارا بن جمشید کا کہ انکو اپنے لشکر کا بادشاہ کیا تھا اور خود دریاے سبز رنگ کے کنارے فروکش
تھے جب سے انکی خبر نہ معلوم ہوئی کہ انپر کیا گذری رستم ثانی کی کوئی خبر نہ معلوم ہوئی تھی نہ کچھ خبر پہونچنے کی
خواجہ حسین نے کہا کہ ان لوگون کے متفرق ہوجانے سے بڑی بڑی خرابیان واقع ہوئی ہیں میں کیا عرض
کرون رستم خان نے کہا کہ کچھ اور بدیع الملک کا حال بیان کرو کیا حالت ہے خواجہ حسین نے کہا کیا عرض
کرون ایک واقعہ نیا روبکار ہوا ہے میں جو ظلمات سے واپس آیا تو ایک اقلیم خورشید ہے جو کبھی میں نے
نہ دیکھی تھی اسمین میرا گذر ہوا وہان ایک عجیب غوغا دیکھا کہ تمام لوگ آفتاب پرست ہو رہے ہیں کوئی شہر
آفتاب نما ہے وہان یہ مذہب رواج پایا ہے میں بھی اس شہر میں گیا اسکو خوب آباد پایا یہانتک کل حال
خواجہ حسین نے از ابتدا تا انتہا شہر آفتاب نما میں جانا اور دکان لیکر اترنا دربار میں طلب ہونا
خانہ عیش و خانہ زرق کا ظاہر ہونا سب کا دعوت میں طلب ہونا اپنا بھی جانا قلعہ کی اور گنبد کی
حالت اور جو کچھ حال کہ خواجہ حسین کے روبرو گذرا تھا اہل شہر کا درخواست کرنا اسکے خوف میں
خدمت کل مذہبون کی درخواست پر تحریر ہونا بر جلیس کا سب کو جمع کرکے کل مذہبون کی خدمت کرتا اپنا
مذہب اسلام کی برائی سنکے وہان سے فرار ہونا کہ یہ ملک قابل بود و باش نہیں ہے اپنا اس مقام سے سفر
کرنا راہ میں صحراے پر بہار کا ملنا وہان ملکہ ثریا سے سیمتن کا آنا اپنا تصویر کھینچنا اور وہان سے روانہ ہونا
خاور میں پہونچنا وہان غوغاے قیصر کے گھڑنے کا سنکے افسوس کرنا اہل شہر کا بلوہ کرنا اپنا بھی اس مقام پر
جانا وہان پر بیابان کشت و خون پانا اہل شہر کو آمادہ فساد دیکھنا ارژنگ کا مجکو طلب کرنا
اپنا جا کر کل حال بیان کرنا اسکو تصویر دینا اسکا اس تصویر پر عاشق ہونا اس مذہب کے
تقیہ کا گھڑنے سے بچنا اور اسکا عاشق [illegible] مبتلا ہوکر اس مقام سے شہر [illegible] آیا

اُسی دن نامہ تحریر کرنا جہبیس کے نام اور ایک پہلوان کے ہاتھ روانہ کرنا اُسکا شہر آفتاب شاہ میں جانا اور
وہان سے جواب صاف آنا بیان کیا پھر خواجہ حسین نے یہ بھی کہا کہ وہ اُس جواب کو پڑھکر بہت رنجیدہ ہوا
اور مع گیارہ لاکھ سپاہ کے طرف شہر آفتاب شاہ کے کوچ کر گیا ہے یہیں سے لوٹی ڈالکر وہ دونون کو باہم لڑا دیا
ہی ایک کا سر دوسرے کے دندان دونون کچھ لینگے جاتے کہان ہین کیونکہ ازرنگ نے تو بڑا غضب کیا کہ
خورشید نگار سے خروج کیا اور آپ لوگون کو خبر بھی نہوئی اُسنے خاور پر قبضہ کرلیا بہرام خاوری بھاگ گیا
یہ کچھ واقعہ ہوا کسی اہل اسلام نے خبر تک نہ لی یہ تو بڑی خرابی کی بات ہے افسوس دو تین دم کے نہونے سے
یہ تفرقہ پڑ گیا کہ ایک دوسرے کی خبر نہین لیتا ہے جمعیت اسلام جاتی رہی صاحبقران کا خانہ کعبہ کیا جانا ہوا
کہ جمعیت اسلام بالکل تتر بتر ہوگئی ایک رستم مین مبتلا ہوا دوسرے نے خبر نہ لی نہ معلوم بیچارہ بہرام کدھر بھاگ
گیا اسپر کیا گذری مین نے یہ خیال کیا کہ یہ تصویر پڑا کر دیکھو شاید میرا افسون اپنا چل جاے اور یہ دونون باہم مقابلہ
کرین کیونکہ بڑی خرابی ہوئی کہ ایک طرف سے ازرنگ اور ایک جانب سے جہبیس اہل اسلام پر
لشکر کشی کرتے اور بیچارے مسلمان قتل ہوتے ایک دوسرے کی خبر نہ لیتا اس سے تو ہوا کہ یہ دونون ہی
فتنہ برطرف ہوا اس عرصے مین کوئی نہ کوئی اولاد صاحبقران سے نامی ہوگا خواہ بدیع الملک خواہ
رستم ثانی وہ ان دونون کی خوب سرکوبی کرینگے یہ سنکر رستم ثانی نے کہا کہ ای خواجہ حسین یہ تدبیر تو تمنے
خوب کی خوب باہم فساد کرا یا اور کافرون کو لڑوا دیا خوب انتظام کیا مگر یہ تو بڑی خرابی کی بات ہے
کہ یہ اخبار نویس بالکل بے خبر ہین کہ اتنا بڑا واقعہ گذر گیا اور کسی نے خبر نہ دی ورنہ یہ ممکن تھا کہ مین خاور
کے تباہ ہونے کی خبر سنتا اور خاموش رہتا ضرور انکی مدد کرتا ای خواجہ حسین اب کون خاور پر حاکم ہے
خواجہ حسین نے کہا کہ ایسے مین پالا خالی ہوا بہرام خاوری کو ازرنگ اپنی طرف سے حاکم کر دیا ہو کل
بیس ہزار کا لشکر ہے تم جا کر خاور پر قبضہ کرو اسکو پھر اسلام آباد کرو رستم خان نے کہا کہ رائے تمھاری بہت
خوب ہے مین مع لشکر جاتا ہون مگر یہ کتنی بڑی غفلت کی بات ہے کہ ازرنگ نے خروج کیا لشکر جمع کیا اور
خاور پر پہونچا اور خبر نہوئی یہ اہل اخبار کی غفلت ہے ای خواجہ ابھی انکی نہ رستم ثانی کا حال معلوم
ہوتا ہے نہ بدیع الملک کا نتیجہ ہوتا تھا وہ ہوا خواجہ حسین نے کہا کہ ای رستم خان یہ تصویر موجود
ہے کیونکہ مین تو بیمار ہوا اگر تمہارے [illegible] آتے تو [illegible] رستم خان نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا کہ اگر
تم بیمار ہو تو کیا مین جوان ہون ای بھائی خواجہ حسین طاقت [illegible] ضعف سے ترقی کی بیمار مین
ہی ہوگئی مرنے کی تو آنے لگی مین خود اس فکر مین تھا کہ اگر صاحبقران تشریف لائین تو انسے عرض کرون کہ آپ
یہان کا حاکم کسی اور کو کرین مین خانہ کعبہ مین جا کر اپنی باقی عمر بسر کرونگا کیونکہ گنہگار بہت ہون عبادت
کرون شاید یہی ذریعہ میری بخشش کا ہو مگر وہ تشریف نہین لائے مجبور ہون مین اپنی رائے سے
کسی کو یہان کا حاکم نہین کر سکتا ہون ایسی حالت مین جبکہ پیرانہ سالی کا وقت ہے تو عشق و عاشقی ہین
گر چہ گیا گذرا ای بھائی جیسا تو وہ حال ہے [illegible] پاؤن [illegible] بیٹھا ہون مین [illegible] کرون مگر
دل کچھ چاہتا ہے دل تو روز بروز پژمردہ ہوتا جاتا ہے قوت کم ہوتی جاتی ہے ہم تو اسباب [illegible] موجود ہین مگر کوئی ہمکو
کیون پسند کرینگے ہم تو بیکار رہینگے [illegible] جبکہ ہم گل [illegible] دن [illegible] جب ہم
[illegible] ہی [illegible] بھائی اب [illegible] دیکھے گا کوئی نہین
ہمکو [illegible] خالی [illegible]
[illegible] سفید ہوگئی

صدا سے کوس رحیل بلند ہوئی آواز آ چکی ہے کہ زاد آخرت مہیا کر تیرا زمانہ سفر قریب ہے ای بھائی کوئی توشہ نہیں ہے کہ جو سبب
نجات ہو دوسرے زمانہ توبہ کرنے کا قریب ہے نہ کہ یہ زمانہ کہ دلکو کسی کی طرف رجوع کریں بلکہ یاد خالق میں رجوع
کرنے کا ہنگام ہے نہ کہ خلائق کی یاد میں خواجہ حسین نے عرض کیا کہ یہ ہمی اپنی کبھی نوبت ہے اچھا صرف ایک نظر
ملاحظہ فرمائیے کہ خداوند کریم نے ایسے بھی خوبصورت لوگ خلق کیے ہیں کہ جنکو بلقیس وقت کہنا زیبا ہے
یہ تو یقین کامل ہے کہ یہ حصہ اولاد صاحبقران کا ہے کہ خدا نے انکو بھی ایسا ہی حسن و جمال عطا فرمایا ہے میں نے
اسی خیال سے یہ تصویر کھینچی تھی ورنہ کیا ضرورت تھی کیونکہ اب ہمکو کوئی ہوس نہیں ہے ہم کیا عاشقی
کرینگے یہ جوانوں کا کام ہے کہ وہ عشق و عاشقی کریں ہمارا تو بقول آپ کے یہ کام ہے کہ کسی گوشہ عافیت
میں بیٹھکر زندگی جو کچھ باقی ہے بسر کریں اسکی عاشقی کا دم بھریں کہ جسکے سبب سے صورت نجات کی ہو
رستم خان نے کہا کہ لاؤ دیکھوں اس خواجہ حسین نے وہ تصویر نکال کر رستم خان کے روبرو
پیش کی جیسے ہی نظر رستم خان کی تصویر پر پڑی ایکبارگی رنگ زرد و متغیر ہو گیا باوجودیکہ پیر ہونے کے
کچھ ولولہ پیدا ہوا عالم سکتہ طاری ہوا اُس صاحب تصویر کی صورت کو خیال کر کے سکتہ ہو گیا اور مثل
زلف پریشان ہوا مانند آئینہ حیران ہوا تھوڑے عرصہ تک یہ نوبت رہی دلکو اپنے قابو میں کیا اور اسکی
طرف خطاب کر کے کہا کہ ارے نادان یہ تیرا وقت بیقرار ہونے کا نہیں ہے تو تو اب مثل گل پژمردہ
ہو گیا ہے کون تیری خواہش کریگا اب تو طرف اسکے راغب ہو جو کہ تیرا خالق ہے اسکی یاد میں مشغول رہ
تاکہ بخشش کی سبیل ہو دنیا کے امور سے پرہیز کر راہ نیک کی جانب رغبت کر کہ وہی سبب نجات کا ہے
زمانہ حیات کا گذرا وقت موت قریب پہونچا ہے اب کیوں کسی کو دیکھکر بیقرار ہوتا ہے ایسے ایسے
خیالات سے درگذر یہ جوانوں کا پیشہ ہے اب تجھ سے ہجر کی سختیاں نہ گوارا ہو سکینگی ایسی راہ میں قدم زنی
کرنا جوانوں کا کام ہے یہ بہت بڑی راہ سخت ہے اسمیں ہر گھڑی بلا کا سامنا ہے مجنوں نے جو قدم رکھا تو
کیا انجام ہوا برسوں خاک تلاش لیلی میں چھانی آخر انجام یہ ہوا کہ حسرت لیکر دنیا سے گیا فرہاد نے
مصیبت گوارا کر کے کس سختی سے قلب پر سنگ صبر رکھکر اشتیاق میں شیریں کے سنگ تراشی کر کے
ستون بنایا بڑی بڑی سختیاں پیش آئیں بڑی بڑی کرخت منزلیں طے کیں آخر یہ نتیجہ ہوا کہ تیشہ مارکر
مر گیا یہ شعر اسکی زبان پر تھا شعر فرہاد نہ بشستہ بہ سنگ از دست تیشہ ❊ میگفت بالہ تیشہ بسنگ آمد سخت آہ
حسرت وصل شیریں لیکر گیا اگرچہ جان شیریں اپنی دیگیا نخل عشق سے کوئی ثمر شیریں نہ پایا سوا اسکے ثمر رفتار وقت کے
کہ وہ کسقدر تلخ و ناگوار ہے جبکہ ایسے ایسے لوگ یوں حسرتیں لیکر گئے تو تیری کیا اصل ہے ایک گوشہ میں عمر تمام
ہے کیونکہ اب قریب موت کا ہنگام ہے صرف کوچہ جانان کی طرف قدم رکھا کہ عمر نے جواب دیا وہاں تک
پہونچے نہیں کہ خواب مرگ نے سلا دیا یہ جو تقریر کی چونکہ کوئی مادہ عشق و عاشقی دل میں اب باقی تو
تھا نہیں صرف وقتی جوش تھا جو کہ کبھی ہو جاتا ہے ایسے خیال کرنے سے برطرف ہو گیا دل قابو میں آ گیا
بس تصویر خواجہ حسین کے ہاتھ میں دیکر کہا کہ واقعی یہ صاحب تصویر بڑی حسین ہوگی کہ جسکی تصویر سے
یہ نشان حسن و عالم نزاکت ظاہر ہوتا ہے کہ باوجودیکہ اب زمانہ میرا اس امر کا مقتضی نہیں ہے کہ میں دلکو
کسی جانب مائل کروں مگر آسیب بھی دل سے بیساختہ آہ نکل گئی قلب کی حالت خراب ہو چلی تھی
مگر اب کیا ہوتا ہے وہ مادہ ہی نہیں ہے کہ جو مادہ جنون کو برانگیختہ کرے اگر ایسا ہوتا تو بھلا آپ نصیحت
سے یہ آتش عشق کہیں فرو ہوتی مگر عجب کی یہ نازنین صاحب تصویر حسین ہے کہ جسکے تیر ناز نے
میرے دل کو نشانہ کیا تھا مگر کیا ہوتا ہے اگر عالم شباب ہوتا تو میں ضرور اسکے رنگ ناز کا

مجروح ہوتا خواجہ حسین نے عرض کیا آہ کیا عرض کرون کہ جب مین نے صورت دیکھی تھی تو دل کی
کیا نوبت ہوئی تھی کہ جو مین عرض نہین کرسکتا ہون رستم خان نے کہا کہ جو کچھ کہو بہت بجا ہی جبکہ
میری حالت تصویر دیکھکر خراب ہو چلی تھی تو معاذ اللہ اصلی صورت دیکھکر اگر تمہارے قلب کی
حالت خراب ہوئی تو کیا عجب تھا بلکہ تم بڑے صابر ہو کہ ایسے وقت مین تمنے صبر کیا دل کو قابو مین رکھا
خواجہ حسین نے عرض کیا کہ یہ کوئی اختیاری فعل نہ تھا بلکہ یہ خیال فرمایئے کہ وہ مادہ ہی نہین باقی رہا ہی
جو کہ ایسی حالت پیدا کرتا ہی یہ جو اچھی صورت دیکھکر ایسی حالت ہو جاتی ہی یہ صرف اُس وقت کا اثر ہی
کہ جو کسی وقت مین ہمارے دل مین مادۂ عشق تھا اب وہ بسبب پیر ہونے کے جاتا رہا ہی رستم خان
نے کہا کہ یہ قول تمہارا بہت درست ہی خیر اب اس کو جانے دو دیکھو یہ تعجب ہوتا ہی کہ ایسی نازنین پر ارزنگ
ایسا دیو بچہ عاشق ہوا ہی گو مین نے ارزنگ کی صورت نہین دیکھی ہی مگر جیسی صورت اُسکے باپ اور دادا
کی تھی ویسی ہی اسکی بھی ہوگی خواجہ حسین نے ارزنگ کا سراپا بیان کیا رستم خان ہنس پڑے اور
اہل دربار بھی قہقہہ لگا کر ہنسے خواجہ حسین نے عرض کیا کہ مین جاتا ہون اب آپ جلدی فرمایئے
اور خاور کی خبر لیجیے اور مین یہ بھی عرض کیے دیتا ہون کہ مین تمام ممالک اسلام مین خبر کردونگا
اور جہان بدیع الملک یا رستم ثانی تشریف فرما ہونگے انکو بھی آگاہ کرونگا رستم خان نے فرمایا کہ مین ابھی
بندوبست کرتا ہون اور کل یہان سے طرف خاور کے روانہ ہوتا ہون یہان کسی کو اپنی طرف سے
حاکم کرونگا یہ ذکر ہی ہو رہا تھا کہ پرچۂ اخبار آیا رستم خان نے اُسکو اُٹھا کر دیکھا تو اُسمین یہ کل
حالت تحریر تھی کہ ارزنگ نے خروج کیا خاور کو فتح کر لیا بہرام خاوری قید ہوا تھا اُسکے بعد اُسکا
عیار اُنکو رہا کر لے گیا بلکہ ارزنگ کو بھی اسیر کیا تھا مگر اُسکا عیار رہا کر لایا جو عہد و اقرار باہم اہل شہر اور
ارزنگ کے ہوا تھا وہ بھی تحریر تھا اُس اخبار مین اُسکے بعد اُسکا مقبرہ کھود دینے کا قصد کرنا اہل شہر کا
بلوہ کرنا تحریر تھا اور جو کچھ کہ واقعہ خواجہ حسین نے بیان کیا وہ سب تحریر تھا سوا اسکے کہ یہ خواجہ حسین
کو نہ معلوم تھا کہ نوبان پسر بہرام طرف خاور کے مع خزانہ و ناموس گیا ہی اور بہرام رہا ہو گیا ہی ارزنگ
قید ہو گیا تھا یہ اخبار پڑھکر رستم خان نے کہا کہ اب ہوش آیا کہ جب تمام واقعات گذر چکے وہ مردود
وہان سے چلا گیا اگر قبل سے یہ خبر ہوتی تو مین ضرور جا کر پیدا کرتا اُسکو اُسکے اعمال کی سزا دیتا خیر اب جاکر
اسیر ارزنگ کو قتل کرتا ہون اور خاور کو پھر اسلام آباد کرتا ہون مگر اخبار سے معلوم ہوتا ہی کہ اہل خاور نے
کوئی عہد نامہ اُس سے تحریر کرا لیا ہی اُسنے تحریر کر دیا ہی اخبار مین وہ تحریر بھی ہی مگر اہل خاور نے اُسکا مذہب
کیون قبول کیا جب جاؤنگا تو حال معلوم ہوگا یہ اخبار پڑھکر رستم خان نے حکم دیا کہ ایک لاکھ
کے قریب لشکر یہان رہے باقی سب تیار ہو مین کل یہان سے طرف خاور کے کوچ کرونگا یہ حکم
دیکر دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام کو گئے سامان سفر کرنے لگے یہان رستم خان نے
بھی سامان سفر کیا رستم خان کا ایک پوتا ہی پسر بندرہ ایک کا بہت بہادر اور جری ہی اُسکو
طلب کر کے کہا کہ ای فرزند مین تو مع لشکر طرف خاور کے جاتا ہون سُنا گیا ہی کہ اسیر ارزنگ
کوئی مدد ہو اُسنے قبضہ کر لیا ہی گو وہ اسوقت خاور مین نہین ہی اور جانب کوچ کر گیا ہی مگر اپنی جانب
سے خاور مین کسی کو حاکم کر گیا ہی مین جا کر اُسکو قتل کرون خاور پر قبضہ کرون مین تمکو یہان کا
حاکم کرتا ہون خوب ہوشیاری کے ساتھ حکومت کرنا انصاف سے کام لینا اگر کوئی ادھر لشکر کشی کرکے
آئے تو ہمکو خبر کرنا ہم فوراً تمہاری مدد کرینگے مین بہت جلد خاور پر قبضہ کر کے آتا ہون افسوس یہ ہی کہ

کوئی خبر بدیع الملک کی معلوم ہوئی کہ وہ کہاں تشریف رکھتے ہیں نہ رستم ثانی ہی کہ ان صاحبوں کو
اسکی خبر پہنچائی اسکا نبیرہ کہ جسکا نام طوس خان ہی یوں عرض کرنے لگا کہ ہمارے ملک کون مرتد ہی رستم خان
نے فرمایا کہ ایک فرزند پیدا ہوا ہی اس نے اپنے کو بہرام ثانی کا فرزند مشہور کرتا ہی اور کہتا ہی کہ میں خداوند ہوں
کیونکہ میں فرزند ہوں معاذ اللہ خداوند کا اور نبیرہ ہوں میں ہی وارث ہوں خدائی کا بس یہ مرتد شہر
خورشید نگار میں ظاہر ہوا ہی وہ لوگ جو کہ ابھی تک دائرۂ اسلام میں نہیں آئے تھے وہ بہت سے ملک ایسے
تھے کہ جو اسلام آباد نہ ہوئے تھے اور وہ لشکر جو کہ کافر تھا اور جنگ مغلوبہ میں اہل اسلام کے ہاتھ سے
بچکر کوہ و صحرا میں پنہان ہو گیا تھا سب اسکے پاس جمع ہو گیا اسنے ان سبکی تسلی کی اور کہا کہ بلا شبہہ
میں خدا ہوں اور خدائی میرے حصے میں ہی تم لوگ اطاعت کرو اسکے ہمراہ سحر کنندگان ساحری موجود ہیں
جو کہ ظلم کے بچگان ولد الحرام کا وہ فرزند نور رج بدرنگ جادو ئی کے شریک ہوئے ہیں جو کہ بلقیس دختر
فرعون کے بطن سے پیدا ہوئے تھے ان میں ایک ساحر زبردست ہی ایک پہلوان قوی ہیکل جب یہ
سب لوگ جمع ہو گئے اور قریب سات آٹھ لاکھ کے لشکر جمع ہوا اسنے خروج کیا اور ظاہر کیا کہ میں
خدا ہوں اور اہل اسلام سے بدلا لیا کرونگا اور وہ مرتد پہلے خاور میں ہوا تھا چونکہ اہل خاوری
کو خبر نہ تھی وہ بسبب کہ وہ مرد جری ہی خاندان سے تھا اور سپاہ کے بہلا وہ کب اپنے مرتد کی اطاعت کرتا
ہی چونکہ ستارہ ہم لوگون کا خراب تھا بہرام نے شکست کھائی اور گرفتار ہو گیا اسنے ملک پر قبضہ کر لیا رستم خان
نے کل واقعہ جو کہ اخبار میں دیکھا تھا اور خواجہ حسین سے سنا تھا اپنے نبیرے کے روبرو بیان کیا وہ اسکے
عرض کرنے لگا کہ آپ تشریف رکھیں میں جا کر خاور پر قبضہ حاصل کرتا ہوں رستم خان نے کہا کہ نہیں
بلکہ تم یہاں رہو کیونکہ جوان ہو بلکہ ابھی پورے جوان بھی نہیں ہوئے ہو لڑکے ہو تمہارے مزاج میں تیزی ہی
حدت جوانی کے سبب سے تھا اور یہ تمہارا کام نہیں ہی وہاں مرد جہاندیدہ کی ضرورت ہی کہ وہ جا کر
بصلاح کام نکالے کیونکہ وہ لوگ اہل اسلام تھے اگر بصلاح ایسے کام نکلے تو کیوں قتل کیے جائیں
کیوں بندگان خدا کا خون ہو اور تم جاتے ہی برس پڑو گے یہ خیال نہ کرو گے کہ کس طور سے مقابلہ کرنا چاہیے
ہمیں جو کام بننے والا بھی ہی وہ بھی خراب ہو جائے گا طوس نے کہا کہ جو آپکی مرضی میں نے اس سبب سے
عرض کیا تھا کہ آپ پیر ہیں رستم خان نے کہا کہ میں نے اسی سبب سے تم سے پہلے ہی کہا کہ وہاں مرد جہاندیدہ
کا کام ہی میں کل یہاں سے کوچ کرونگا تمکو حاکم کر کے تمکو لازم ہی کہ خوب خلق سے پیش آنا جو کوئی ادھر کفار
سے لشکر کشی کر کے آوے اسکو جو مناسب وقت دیکھنا جواب دینا اور سبکو اور دیگر شاہان اسلام کو آگاہ
کرنا کہ وہ سب بھی خبردار رہیں مجھکو اسقدر فرصت نہیں ورنہ میں خود سب کو اس واقعے سے خبردار کرتا
کیونکہ میں نے خواجہ حسین کی زبانی یہ بھی سنا ہی کہ کوئی بہ چہیس ہی اسنے اپنے کو خداوند آفتاب کا کہ جو اسکا
مذہب تھا وہ لوگ آفتاب پرست تھے فرزند ظاہر کیا ہی اور نائب آفتاب کہتا ہی اور تمام کارخانہ
سحر و ساحری کا ہی اور اسکے شریک بہت سے بادشاہ ہوئے ہیں اسکو سجدہ کرتے ہیں یہ نیا مذہب ایجاد ہوا ہی
لہذا تمکو اس سے بھی آگاہ کرتا ہوں کہ اس مرتد کا بھی قصد ہی کہ وہ بھی لشکر کشی کرے اور مذہب آفتاب پرستی
کو رواج دے اب یہ دو دشمن تازہ اہل اسلام کے پیدا ہوئے ہیں میں تمسے بیان کر چکا ہوں کہ خواجہ حسین
نے اپنی حکمت عملی سے ان دونوں مرتدوں کو باہم لڑوا دیا ہی تاکہ اہل اسلام اس حال سے واقف ہوں اور اس عرصے
میں اپنا بند و بست کر لیں ایسا نہو کہ وہ غافل ہوں اور کسی قسم کی زک اٹھائیں طوس نے کہا کہ بہتر جو
کی ہی خواجہ حسین نے کوئی دو پہر رات تک دادا پوتوں میں یہ تقریر رہی اسکے بعد جا کر دونوں اپنی آرامگاہ میں

سویرے ہی بوقت سحر وہ لوگ بیدار ہوئے امور ضروری سے فراغت کرکے رستم خان دربار مین آیا یہان سب اہل دربار
حاضر دربار ہوئے دربار آراستہ ہوا رستم خان تخت پر آکر متمکن ہوا اپنے پوتے طوس کو اپنے برابر تخت پر جگہ دی
جب سب دربار جمع ہو چکا تو رستم خان نے اہل دربار سے کہا کہ مین تو آج لشکر لیکر طرف خاور کے جاتا ہون جو
لوگ کہ میرے ہمراہ جائینگے اُنسے تو نہین میرا سوال ہی بلکہ جو یہان قیام کرینگے اُنسے مین کہتا ہون کہ مین اپنی جگہ
پر تا آنے اپنے اپنی طرف سے اپنے نور نظر پارۂ جگر قوت بصر طاقت قلب مانوس شہزادہ طوس کو کہ یہ میرا
فرزند زادہ ہی اور میری آنکھ کا تارا ہی حاکم کیے جاتا ہون اور خدا کے حفظ و امان مین اسکو دیتا ہون اور اُسکے
بعد آپکے سپرد کرتا ہون اور یہ میرا حکم ہی کہ آپ سب صاحب اسکی اطاعت سے منحرف نہ ہو کرین بجاے میرے تصور
کرین گویا مین ہی ہون اور یہ فرزند بھی آپکی خوشنودی کا جویا رہیگا عدل و انصاف سے حکومت کریگا رعایا کو
خوش و خرم آپکو شاد و آباد رکھیگا ظلم و جور نہ کریگا اور اگر کوئی امر خلاف دابِ حکومت سرزد ہو تو اُسکو آپ اُسکے
سن کی طرف خیال کرکے اُس سے درگذر کرین اور مجکو اُس امر سے خبر دین کہ مین اُسکا تدارک کرون کیونکہ یہ ابھی
بالکل نادان ہی یہ تقریر اہل دربار سے کرکے طوس سے کہا کہ ای فرزند تم سواے عدل و انصاف کے کوئی امر خلاف
دابِ سلطنت نہ کرنا جو امر کرنا بغیر مشورے اہل دربار کے نہ کرنا کیونکہ خداوند عالم نے بھی فرمایا ہی کہ شاورہم
فی الامور یعنی مشورہ کرو تم اپنے کامون مین مشورے سے بڑے بڑے کام نکلتے ہین بڑی بڑی مشکلین حل ہوتی
ہین بغیر مشورۂ اہل دربار کوئی کام نہ کرنا طوس نے عرض کیا کہ جسقدر آپنے ارشاد کیا ہی اُسکے خلاف نہو گا
اگر خلاف اُسکے ہو تو جو سزا آپ تجویز فرمائینگے اُسکو مین قبول کرونگا رستم خان نے پوتے کو گلے سے لگایا اور
کہا کہ خدا تیری عمر مین ترقی دے ادھر اہل دربار نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ نے ارشاد کیا ہم سب نے منظور کیا یہ
ہمارے مرتبہ زادے ہین ہمارے سر کے تاج ہین ہم انکو ضرور آپکی جگہ خیال کرینگے بلکہ انکی اطاعت آپکی اطاعت
سے زیادہ کرینگے خدا نے یہ روز سعید ہمکو نصیب کیا کہ ہمنے اپنے شاہزادے کو آپکی زندگی مین تخت حکومت پر
بیٹھے دیکھا خداوند کریم انکی عمر مین ترقی دے ہم لوگون کے سرون پر سلامت رکھے یون جو اہل دربار نے عرض کیا
رستم خان نے یہ تقریر سنکے سب کے حق مین دعا کی اور کہا کہ شاباش و مرحبا جو نمک حلال ہوتے ہین اُنکی یہی تقریر
ہوتی ہی اور وہ اپنے مالک کے خیر خواہ ہوتے ہین یہ کہکر تخت پر سے اٹھا طوس کو اپنے مقام پر بٹھایا اور چند سردارون کو
دربار مین چھوڑا کہ جنکا ہمراہ لیجانا منظور نہ تھا باقی سب کو لیکر بیرون دربار آیا بموجب حکم ایک لاکھ سوار تو اُسی شہر
سمنجان مین رہے باقی تین لاکھ سامان سفر سے تیار رہتے تھے اُنکو خبر پہونچی کہ بادشاہ تیار ہو کر تشریف لاتے ہین سب
اُٹھ کھڑے ہوئے مرکبون پر سوار ہوئے تا آنکے رستم خان کے لشکر چلنے پر تیار ہو گیا رستم خان جلوخانہ سے باہر تشریف
لائے تمام مرکب سردارون کے در دولت پر موجود تھے کہ رستم خان نے بیرون جلوخانہ آکر مرکب سواری
طلب کیا رستم خان نے سردارون کو حکم دیا کہ مرکبون پر سوار ہو ادھر جلو کرنے مرکب خاص حاضر کیا
رستم خان نے طوس سے کہا کہ ای فرزند اب تم جاؤ مین سوار ہوتا ہون طوس سلام کرکے مع اُن سردارون
کے دربار مین گیا اور تخت پر آکر بیٹھا ادھر رستم خان سوار ہوے اور سب سردار بھی سوار ہوکے
گرد و پیش اپنے افسر کے آکر موجود ہوئے ڈنکا بجا جلوس سواری آگے بڑھا نقیب صدا لگانے لگے سواری
کوچہ سلامت سے طے کرکے شہر مین آئی ادھر افسر لشکر کو لیکر آگے یہانتک کہ رستم خان مع تین لاکھ
سپاہ کے بیرون شہر آیا اور طرف خاور کے روانہ ہوا اور منزل بمنزل کرتا ہوا چلا یہانتک کہ
قطع منازل اور طے مراحل کرتے ہوئے عرصہ پندرہ روز مین قریب خاور پہونچے چونکہ خاور راستہ
سے ڈیڑھ ماہ کی راہ تھا مگر رستم خان نے پندرہ دن مین طے کی اور قریب خاور پہونچا ایک میدان

وہیں دیکھ کر لشکر کے پڑاؤ کا حکم دیا فوراً خیمہ وغیرہ برپا ہوئے لشکر اترا بارگاہ رستم خان کی برپا ہوئی رستم خان
داخل بارگاہ ہوا جو سردار کہ دربار میں حاضر ہوتے تھے آکر حاضر بارگاہ ہوئے رستم خان نے اپنے عیار کو طلب
کرکے حکم فرمایا کہ ہرکارون کو روانہ کرو کہ شہر خاور کی خبر لائیں کہ کیا کیفیت ہے یہ حکم سنکے عیار نے اپنے چند
شاگردون کو حکم دیا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ جاکر شہر کی خبر لاؤ کہ حال کیا ہے وہ شاگرد اسی وقت طرف
شہر خاور کے سلام کرکے روانہ ہوئے یہ ادھر کو روانہ ہوا یہاں رستم خان نے دبیر کو طلب کرکے کہا کہ ایک نامہ
بنام ابرار خاوری جو کہ حاکم فی الحال ہے شہر خاور کا طرف سے اپنی متضمن اطاعت و باجگذاری از رنگ ابن زہرہ
کے تحریر کرو دبیر نے عرض کیا کہ مضمون اسکا کیا ہوگا رستم خان نے اپنی زبان سے مضمون نامہ بیان کیا دبیر نے
نامہ تحریر کرکے پیش کیا رستم خان نے اسکو ملاحظہ کرکے دبیر سے کہا کہ اسے لفافہ کرو اور ہمارے پاس لاؤ
دبیر نے لفافہ کرکے اور مہر رستم خان اسپر ثبت کرکے دوسری مرتبہ حاضر کیا رستم خان نے نامہ لیکر
اپنے عیار کو دیا کہ یہ نامہ لیکر تم کل علی الصبح شہر خاور میں جانا اور ابرار کے دربار میں جاکر یہ نامہ اسکو دینا
اور اس سے جواب نامہ لیکر ہمارے پاس آنا بعد جواب آنے کے دیکھا جائیگا دیکھیں جواب کیا آتا ہے عیار نے سلام
کرکے نامہ لیا اور پھر آکر اپنے مقام پر بیٹھ گیا ادھر کا حال ملاحظہ ہو یہاں تو رستم خان دربار میں بیٹھا ہوا ہے
قاعدہ یہ ہے کہ تخت شاہی ہمراہ لشکر رہتا ہے مگر اسپر خالی پڑا رہتا ہے برابر اسکے نیم تخت پر بادشاہ بیٹھتا ہے جو کہ
طرف سے اہل اسلام کے بادشاہ ہیں یہ صاحب نائب ہیں بادشاہ اسلام کے جو کہ لشکر اہل اسلام کے بادشاہ ہیں کیونکہ
خطبہ بادشاہ اسلام کا تمام مملکت اسلام میں جاری ہے ہر دربار کا یہ طریقہ ہے کہ تخت شاہی پر خالی اسپر رہتا ہے
اور نیم تخت پر اس ملک کا حاکم حکم و احکام جاری کرتا ہے یہ ادب کرتے ہیں کہ ہم مقام پر اپنے مالک اور آقا کے
بیٹھیں یہ بالکل خلاف ہے بلکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب دربار میں آتے ہیں اس تخت کو مودب ہو کر سلام کرتے ہیں گویا کہ
اسپر بادشاہ اسلام جلوہ گر ہیں یہ ادب مانتے ہیں اور تمام خواہ شاہی بجا لاتے ہیں یہی طریقہ و قاعدہ ہر ایک
ملک و شہر میں جاری ہے بلکہ یہ طریقہ ہے کہ وہ تخت شاہی ہمراہ لشکر کے رہتا ہے خالی اسپر پوش اسکو طلب لشکر میں
قائم کرتے ہیں اور اسکا بہت ادب کرتے ہیں یہ تو جملہ معترضہ تھا آمدم بر سر مطلب یہاں دربار جمع ہے
ادھر ہرکارے طرف شہر خاور کے روانہ ہوئے ہیں چونکہ وقت سہ پہر کا ہے چند ہرکارے شہر خاور سے برابر
بالا دوی کے نکلے تھے بیرون شہر سے دیہات و قریہ کی خبر لیتے ہوئے اب شہر کو جاتے تھے کہ اپنے افسر اعلیٰ
کو خبر دیں کہ یہ حالات ہیں بس یہ جو پھرتے ہوئے ادھر آنکلے دیکھا انھوں نے کہ ایک لشکر اترا ہوا ہے خیمہ وغیرہ
برپا ہیں نشان جو لشکر کے ہیں انپر تعریف خداوند کریم بخط جلی و نعت رسول اکرم تحریر ہے اور ایک بارگاہ وسط
میں لشکر کی برپا ہے کہ جو اپنی بلندی سے روبرو بلندی کے چرخ دوار کو پست کیے دیتی ہے اور شمسہ اسکا شمسہ چرخ
چشمک زن ہوتا ہے یہ ہرکارے پہلے ہی سمجھ گئے کہ یہ لشکر اہل اسلام کا ہے اور یہ لوگ خدا پرست ہیں پھر وہ ہرکارے داخل لشکر ہوئے
اور ادھر ادھر کی سیر کرنے لگے لشکر کو بہت دیکھا ایک مقام پر جو پہونچے دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو سر نگی ہوئی ہے کھیل
ہو رہا ہے یہ ہرکارے بھی جاکر کھڑے ہوئے کہ انمیں سے ایک نے سر اٹھا کر دیکھا کہ چند آدمی بشکل جاسوس ہمارے
جلسہ کے قریب کھڑے ہیں مگر وضع سے خاوری معلوم ہوتے ہیں اسنے کہا کہ آؤ کہاں بیٹھو یہ کون تھا کہ دیر سے
آنا ہوا کیا خاور میں رہتے ہو اور یہ جو شناخت کر لیا تھا کہ یہ جاسوس ہیں اسکا سبب یہ تھا کہ انھوں نے صورت
نہیں تبدیل کی تھی اس سبب سے کہ یہ لشکر تو خدا پرستون کا ہے کیا خوف ہے بس جب اسنے یہ کہا کہ آؤ بیٹھو
وہ ہرکارے آکر بیٹھ گئے صاحب سلامت کرکے جب بیٹھ چکے تو دریافت کیا کہ آپ کون لوگ ہیں اور یہ لشکر کسکا ہے اور کہاں
جاتا ہے یہ تو خوبی ثابت ہے کہ آپ لوگ مسلمان ہیں بابت مذہب کے تو کوئی ضرورت دریافت کرنے کی نہیں ہے یہ جو انھوں کہا تو سپاہی

تکمیل رہے تھے یا انکی طرف متوجہ ہوتے اور کہنے لگے کہ ہم لوگ شہر سنجان کے رہنے والے ہیں یہ جو لشکر کہ تم دیکھتے ہو یہ
رستم خان بن گشتاسپ کا ہے جو کہ حاکم ہے سنجان کا اور ہم اسکے ملازم ہیں رستم خان یا خبر سنیئے کہ ارژنگ بن زرد
نے شہر خورشید نگار سے خروج کیا اور لشکر کشی کر کے شہر خاور پر قبضہ کیا بہرام شاہ خاوری شکست
کھا کر طرف ترکستان کے فرار کر گیا اب فی الحال ارژنگ اپنی طرف سے ابرار خاوری کو حاکم شہر
کر کے طرف شہر آفتاب نما کے روانہ ہوا بلکہ پہنچ بھی گیا آفتاب پرست سے جنگ ہو رہی ہے ہمارے آقا نے خیال
کیا کہ جبکہ ابرار سے تنہا مقابلہ کر کے شہر خاور پر قبضہ کریں اسکو پھر اسلام آباد کریں گو انکو یہ خبر اسوقت پہنچی
کہ یہ ارژنگ ولد ارنیا یہاں سے کوچ کر گیا ہے ورنہ اس سے ہی مقابلہ ہوتا اب تم بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو
اور کہاں کے رہنے والے ہو انھوں نے کہا کہ ہم ملازم ہیں حاکم خاور کے بعہدۂ جاسوسی آج ہم ہمراہ بالا دوڑی شہر
سے نکلے تھے صبح سے ادھر ادھر پھرا کیے جو جو خبریں دریافت کرنا تھیں دریافت کیں اب شہر کو واپس جا رہے تھے کہ
پہنچ کر جا کر دربار میں حاکم کے عرض کریں یہاں جو پہونچے تو یہ لشکر دیکھا خیال آیا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور کون
بادشاہ ہے کہ شہر کو جاتا ہے کس پر لشکر کشی کی ہے کیونکہ یہ تو بخوبی ثابت ہو گیا تھا نشان لشکر سے کہ خدا پرستوں کا
ہے مگر یہ نہیں معلوم تھا کہ اس لشکر کا عزم خاور پر لشکر کشی کا ہے افسوس کا مقام ہے اب یہ نوبت پہونچی خاور کی
کہ ہر ایک لشکر کشی کرنے لگا پہلا ارژنگ نے آکر تباہ کیا گو فطرت سے اہل شہر کی بالکل تباہ نہیں ہوا آباد رہا
مگر اب امید نہیں ہے کیونکہ جو حاکم شہر ہے وہ طرف سے ارژنگ کی ہے جبتک وہ اطاعت نہ کرے گا یہ تو کیا ہیں سے
اطاعت کرے بس مقابلہ ہو گا اہل اسلام وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے ملک پر کبھی اپنا قبضہ کیا اور در اصل واجبی بات ہے
کہ کیوں نہ قبضہ کریں کیونکہ یہ ملک بھی تو اسلام آباد تھا اور اس ملک میں انھیں کا مقبرہ واقع ہوا ہے جسنے عالم کو
اپنی شمشیر سے خدا پرست کیا اور کیسے کیسے بہادروں کو تہ تیغ کیا راہ خدا میں بڑے بڑے بہادر کیا کافر کشی پر کمر باندھی اور
اپنی جان راہ حق میں فدا کی کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ فکر نہ کی جائے کہ یہ ملک اسلام آباد رہے یہ تقریر جو کی تو انھوں نے کہا کہ
یہ ملک کیا کفر آباد ہو گیا ہے ہرکاروں نے کہا کہ تمام ملک تو نہیں کفر آباد ہوا ہے مگر بعض بعض مقام کفر آباد دیکھے گئے ہیں انکے
خوف سے تمام شہر نے تقیہ کیا ہے چونکہ حاکم شہر ابھی تک تو کافر معلوم ہوتا ہے مگر یہ وہ شخص تھا کہ رات دن عبادت میں
خداوند کریم کی مصروف رہتا تھا بلکہ اسکو کیسی قدر قرابت بھی ہے حاکم اول یعنی خسرو خاور سے اسی خیال سے تمام اہل شہر
نے انکو حاکم قرار دیا ہے کیونکہ ارژنگ نے کہا تھا کہ اہل شہر تجویز کریں کہ فلان شخص حاکم ہو پس اہل شہر نے انکو تجویز کیا
ارژنگ نے اپنی طرف سے انکو حاکم کیا انھی عبادت کے سبب سے یہ ابرار ہوئے اور انکو سب ابرار کہنے لگے ان لوگوں نے کہا
کہ تمھارا کیا طریقہ ہے انھوں نے کہا کہ ہم خدا پرست ہیں مگر حالت تقیہ میں ہیں پس انھوں نے کہا کہ اب تم نہ جاؤ کہا یہ تو
ہو نہیں سکتا ہے کہ ہم نہ جائیں اور حاکم شہر کو خبر نہ کریں کیونکہ یہ ہمارے طریقہ کے خلاف ہے اور نمک حرامی ہے اور ہمارے مذہب
میں نمک حرامی حرام ہے مگر ہاں ہم خبر کر کے ضرور اس لشکر میں چلے آئینگے کیونکہ یہی ذریعہ ہے نجات کا وہ لوگ ہم سے بالکل خاموش
ہو رہے جب رات ہونے لگی انھوں نے کہا کہ اب ہم جاتے ہیں کل اگر خدا نے چاہا تو ضرور آئینگے انھوں نے کہا کہ ہمارے افسر
کے پاس چلو جواب دیا کہ جب کل آئینگے تو تمھارے افسر کے پاس چلینگے آج کوئی ضرورت نہیں وہ لوگ خاموش ہو رہے
یہ لوگ یعنی ہرکارے سلام کر کے اپنے شہر کی طرف چلے ادھر یہ لوگ اس مقام سے اٹھکر اپنے افسر کے پاس گئے وہ دربار سے
آچکا تھا کیونکہ قریب شام رستم خان نے دربار برخاست کیا تھا کیونکہ اسی روز تو اس صحرا میں پہونچا تھا راہ کا تھکا ہوا
بھی تھا جا کر اپنے مقام پر راحت پذیر ہوا تھا پس ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آیا تھا یہ افسر بھی دربار سے اپنے مقام پر آیا تھا کہ
ان سب نے وہ تقریر آکر جو کہ ان ہرکاروں سے سنی تھی بیان کی اس افسر نے کہا کہ میں کل ضرور بادشاہ سے
بیان کرونگا کہ یہ حالت ہے شہر کی انکو تو اب راحت و آرام میں رکھا جاتا ہے اور کچھ حال ان ہرکاروں کا تحریر ہوتا ہے

جو کہ متکلم رستم خان شہر میں گئے تھے راہ طریت داخل شہر ہوئے شہر کو اسی طور سے آباد دیکھا بلکہ یہ دیکھا کہ مساجد وغیرہ
تو اسی طور سے ہیں مگر جا بجا مندر وغیرہ تو بنا لئے ہیں کہ جن پر لقا و زہرہ کی تصویریں بنی ہوئی ہیں انکے دروازوں پر
مہنت وغیرہ بیٹھے ہوئے ہیں ناقوس بج رہے ہیں جو پکاری جا رہی ہے یہ ہرکارے لاحول پڑھتے ہوئے اسی طرف
روانہ ہوئے چونکہ یہ کئی مرتبہ آچکے تھے اور اسی سبب انکو سب مقامات معلوم تھے ناظرین والا تمکین عالی ہمم پر یہ بات
پوشیدہ نہیں ہے واضح ہو کہ راوی نے یہ بیان کیا ہے بسند معتبرہ کہ جب ارزنگ تمام امور سے فارغ ہوا تھا
اور عیش و عشرت میں مبتلا ہوا تھا تو اسنے بعض بعض مقام پر مندر بنوالئے تھے انکو خوب آراستہ کیا تھا مہنت وغیرہ
نوکر رکھے تھے اور چند محلے سے آباد کئے تھے کہ جن میں سب زہرہ پرست و ارزنگ پرست رہتے ہیں یہ مندر بت
پرستی کا اور لشکر لیکر چلا گیا انھیں لوگوں میں جو کہ در اصل زہرہ پرست و ارزنگ پرست تھے ایک ایسا
شخص تھا کہ جسکو یہ عہدہ دیا گیا تھا کہ جو حال یہاں گذرے اسے خفیہ طور سے ہمکو خبر دینا ہم اسکا تدارک
کرینگے تو یہ مرتبہ روز بروز کا حال تحریر کرتا ہے ابھی تک تو کوئی نئی بات نہیں ہوئی ہے کہ وہ تحریر کرے اسنے یہ
طریقہ مقرر کیا ہے کہ دربار میں بھی جاتا ہے حالات دربار بھی دیکھتا ہے جو کچھ ہوتا ہے اسکو بذریعہ پرچہ بتاتا ہے
ارزنگ کو خبر کرتا ہے یہی روز مرہ کی کیفیت ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ گو ابراہیم خان جو حاکم شہر ہے
مرد با خدا ہے مگر حالت تقیہ میں ہے اسی خوف سے کہ شاید اہل شہر نے حاکم شہر کو دیکھا اسنے تقیہ کیا ہے وہ باطن میں
ارزنگ پرست ہو گئے ہیں اگر میں اپنے کو ظاہر کروں اور یہ لوگ مجھکو گرفتار کریں تو خرابی ہوا اور جو امیر نے
اسپر تمام بھروسہ کیا ہے وہ بیکار ہو دو ایک روز رکو اور اہل دربار سے صلاح کرے انکا عندیہ لیکر دیکھوں وہ
لوگ کیا طریقہ رکھتے ہیں یا ارزنگ پرست ہیں اگر ارزنگ پرست ہیں تو انکو سمجھا کر مذہب اصلی کی رغبت دلاؤں
جب سب اہل دربار میرے شفیق ہو جائیں تو فوج کی فکر کروں تاکہ وہ بھی میرے شفیق ہو جائے جب سب متفق ہو
جائیں تو اپنے کو ظاہر کروں اور چند نامے لکھ کر اہل اسلام کے نام لکھوں کہ یہاں یہ آفت ہو رہی ہے اگر یہ لوگ
میرے کہنے پر عمل کرینگے تو میں اپنے کو پوشیدہ رکھونگا اور اگر میرے کہنے پر عمل کر لیا تو پھر پروا نہیں بس اسی خیال سے
ابھی تک کوئی دست اندازی نہیں کی تھی اسی طور سے ابھی تمام شہر اسی طور سے مندر وغیرہ بنا ہے جس طور سے
ارزنگ چھوڑ گیا تھا اہل شہر ان کے خوف سے اپنے مذہب اصلی کو نہیں ظاہر کرتے ہیں کہ شاید یہ حاکم شہر ارزنگ
پرست ہو گو ہمنے اپنے خیال سے یہ سمجھا کہ یہ مثل ہمارے ہونگے یعنی انھوں نے بھی تقیہ کیا ہوگا جب یہ حاکم ہوئے تھے
تو ضرور تدارک کرینگے ہمارا خیال غلط نکلا کہ ابھی تک انھوں نے کوئی بندوبست نہیں کیا جس طور سے ارزنگ چھوڑ گیا
تھا اسی طور سے ہے اہل شہر اس فکر میں ہیں کہ ہم کسی طور سے انکو مسند حکومت سے اٹھا دیں اور یہ تدبیر کریں کہ کسی کو
حاکم کریں اور اپنے حاکم اور بادشاہ کو خبر کریں یہ تو ثابت ہو گیا ہے کہ وہ ترکستان گئے ہیں یہ خیال اہل شہر کے تھے
مگر وہ کچھ ظاہر نہیں کرتے ہیں امرا کو تو اہل شہر کا خوف تھا اور اہل شہر کو امرا و لشکر کا خوف تھا اسی سبب سے ابھی تک
کوئی انتظام نہیں ہوا تھا راوی نے کہا ہے کہ وہ ہرکارے سیر کرتے ہوئے تمام شہر کو دیکھتے ہوئے دن بھر سے قریب شام
اس خیال سے کہ چلکر خبر کریں کہ یہ کیفیت ہے بیرون شہر چلے آئے اور اپنے لشکر کا راستہ لیا چونکہ شام ہو گئی تھی وہ
ہرکارے اپنے لشکر میں آئے اپنے آستانہ کے پاس یعنی حضرت کمند زن کے پاس گئے اور جو کچھ حال دیکھا بیان کیا آخر کہا
کہ میں بوقت سحر بیان کرونگا یہاں تک کہ وہ رات تمام ہوئی رستم خان بارگاہ میں آکر بیٹھا سب اہل دربار
حاضر ہوئے جب دربار جمع ہو چکا تو اس نے جو کہ اپنے ماتحت کے لوگوں سے سنا تھا بیان کیا کہ کل ہرکارے
شہر تک گئے تھے فلاں فلاں سے یہ بیان کرتے تھے رستم خان نے سنکر کہا کہ میں نے نامہ تو تحریر کیا ہی ہے پہلے
ہی سے یہ گمان تھا کہ ضرور حالت شہر کی خراب ہوگی مقابلہ کرنا ہوگا کیونکہ ارزنگ کا پاس ہے گا اور اسکا کچھ

پاس کرے گا کہ مجکو ارژنگ حاکم کر گیا ہے یہ جو تقریر ختم ہوئی مہتر بیجا نے وہ خبر جو کہ ہرکارے دریافت کرکے آئے تھے بیان کی
رستم خان نے فرمایا کہ تم نامہ لیکر جاؤ اور اسکا جواب لاؤ تاکہ بندوبست کیا جائے مہتر بیجا اسی وقت بعد تعظیم
سلام کرکے طرف شہر کے روانہ ہوا ساعت بھر مین سبکی نظرون سے پنہان ہو گیا سما یہی نظر آیا یہ تو ادھر سے
نامہ لیکر چلا ادھر کا حال سماعت ہو کہ بوقت سحر ابرار نے دربار کیا سب اہل دربار حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا ابرار
اسی فکر مین رات دن غرق رہتا ہے کہ کیا تدبیر کرون کیونکہ یہ امر ظاہر ہو تو آج اسقدر بیتاب ہے اگر یہ حکم دیا کہ دیدار کو
یہ حکم دیا جائے کہ تمام عمائد شہر کو خبر کرے کہ حاکم وقت نے کل کو وقت سے یہ طلب کیا ہے کچھ حکم دینا ہے یہ حکم دیکر قیام مین
ہوا کہ وہ ہرکارے پہونچے انھون نے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا دست ادب باندھکر کھڑے ہوئے تب ابرار نے کہا کہ
کیا خبر لائے انھون نے پہلے تو تمام شہر کی خبرین عرض کین اسکے بعد عرض کیا کہ غلام جو بالا ولایت کو گئے تھے تو کل کو وقت سحر
شہر کو واپس آتے تھے کہ ہمنے قریب شہر ایک لشکر کثیر کو دیکھا کہ اترا ہوا ہے کہ سوا ان کا سیدھا خیمہ وغیرہ برپا ہین مگر علمہائے
لشکر پر حمد خدا و نعت رسالت پناہ مرقوم ہے ہم اس خیال سے اس لشکر مین گئے کہ یہ لشکر اہل اسلام کا ہے دریافت کرنا
چاہیے کہ کہان سے آیا ہے اور کدھر کو جاتا ہے اور کون حاکم لشکر ہے جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حاکم لشکر تو رستم خان
بن گنجاب بن سبحان سے ادھر آئے ہین خاور کا قصد ہے خرابی خاور کی خبر پا کر لشکر لیکر آئے ہین کہ مقابلہ کرین
اور شہر پر قبضہ کرین حضور یہ خبر تازہ ہے جو کہ غلامون نے عرض کی یہ سنکے ابرار ظاہر تو کہنے لگا کہ اگر آیا ہے تو کیا کریگا ہم
مگر دل مین بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ خوب ہوا جو رستم خان آگیا ہے اب خوب بندوبست ہو جائیگا مین تو
مقابلہ کبھی نہ کرونگا بلکہ یہ ظاہر کرونگا کہ مین حالت قید مین تھا یہ ملک موجود ہے جو چاہو کر دو یہی خیال
کر رہا تھا اور ہرکارے روبرو کھڑے تھے کہ ادھر مہتر بیجا جو راہ طے کرکے داخل شہر ہوا شہر کو دیکھتا بھالتا
طرف دربار کے چلا یہ اکثر اوقات زمانے مین بہرام شاہ کے آچکا ہے جو لوگ کہ ملازم بہرام شاہ کے تھے وہ بھی اسکے
شناسا تھے مگر ایسے کہان ہین یہ دربار وغیرہ سے واقف ہے دردولت پر پہونچا وہی حال شہر کا دیکھا جو کہ ہرکارون نے
بیان کیا تھا دربان پر درگاہ سالار تھا اس سے کہا کہ تم جا کر خبر کرو کہ ایک نامہ دار پاس رستم خان
کی نامہ لیکر آیا ہے جو کہ آپکے نام ہے وہ باریابی چاہتا ہے یہ تقریر اسنے قبل سے بیان کر دی درگاہ سالار کچھ دربان
بھی نہ کرسکے یا پاس درگاہ سالار فوراً اٹھا اور پردہ اٹھا کر جلوخانہ طے کرکے دربار مین پہونچا مجرا گاہ سے
مجرا عرض کیا اور یون عرض کرنے لگا کہ ایک عیار نو قطع نامہ دار حاضر دردولت ہے باریابی کا خواستگار ہے
اسکا یہ بیان ہے جو کچھ مہتر بیجا نے عرض کیا تھا عرض کیا ابرار خاوری نے حکم دیا کہ طلب کرلو درگاہ سالار
مجرا کرکے بیرون دربار آیا کہا کہ جاؤ طلب کیا ہے بس مہتر بیجا اجازت پا کر طرف دربار کے چلا اور داخل
دربار ہو کر مجرا کیا اور دربار کو دیکھنے لگا دربار کو آراستہ پایا مگر وہی معمولی طور سے وہ دربار نہ تھا
جو بہرام خاوری کے وقت مین تھا بلکہ اس تخت پر ابرار خاوری کو بیٹھے دیکھا جو کہ ہمیشہ نیم پوش
رہتا تھا کہ ابرار خاوری نے اسکو حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ یہ ابھی دربار کو دیکھ رہا تھا اور افسوس
کر رہا تھا کہ یہ وہی دربار ہے کہ جہان بہرام شاہ ایسا بادشاہ بیٹھتا تھا گو کہ اسکے وقت مین بھی
کوئی دربار نہ تھا مگر ہان اس سے بہت اچھا تھا وہ دربار کہان جو کہ خسرو کے وقت مین تھا گو
دیکھا نہین مگر سنا جاتا ہے یہ تو افسوس کر رہا تھا کہ ابرار خاوری نے حکم بیٹھنے کا دیا تھا جو کرسی
بچھا دی گئی تھی یہ سلام کرکے بیٹھ گیا ابرار خاوری نے کہا کہ تم کہان سے آئے ہو اور کیا ضرورت رکھتے ہو
اسنے عرض کیا کہ مین نامہ لیکر آیا ہون رستم خان حاکم شہر سبحان کا انھون نے آپکے نام ایک نامہ لکھا ہے اور
وہ لشکر لیکر آئے ہین قریب شہر فلان مقام پر اترے ہین ابرار نے کہا کہ نامہ لاؤ مہتر بیجا نے نامہ پیش کیا

سے ٹکڑے کر دیا ابرار نے ایلچی کو دیا اور حکم کیا کہ اسکو پھر لوٹا دو پیشتر نامہ لیکر لفافہ چاک کر کے پڑھنا شروع کیا اُسکا
مضمون یہ تھا کہ اے ابرار یہ کیا فعل ہے کہ وہ مرتد ہو گیا اور یہ قیامت برپا کر گیا کہ ملک پر قبضہ کر لیا خیر یہ تو مقابلہ جنگ
بیکار کا ہے کوئی مضائقہ نہیں تھا مگر جبکہ وہ تمکو حاکم کر گیا تھا تو تمکو لازم تھا کہ تم پھر اپنے مذہب کی طرف رجوع کرتے
اور اہل شہر کو بھی ترغیب دیتے اور جو لوگ کہ ہندو پرست تھے انکو قتل کرتے مندر وغیرہ منہدم کراتے ڈنکا
دین اسلام کا بجاتے تمکو اور دیگر شاہان اسلام کو خبر کرتے کہ وہ خوش ہوتے نہ یہ کہ تم خود تو بادشاہ ہو بیٹھے
کوئی تحفہ اپنی راے سے کام نہیں کیا بالکل اُسی طور سے رہنے دیا تمکو لازم تھا کہ بادشاہ سابق مہرام شاہ کو
تلاش کر کے انکو تخت پر بٹھاتے گو یہ امر ثابت ہے کہ تم بھی رشتہ قرابت رکھتے ہو خاندان شاہی سے مگر یہ امر کیونکر
ہو سکتا ہے کہ جسکو صاحبقران بادشاہ کر جائیں اگر وہ کسی سبب سے بیکار کر دیا جائے اور اُسکے مقام پر
کوئی شخص غیر اپنی راے سے حاکم کرے تو وہ ملکیت اُسکی کسی طور سے نہیں ہو سکتی ہے نہ وہ حاکم سابق
سا حق تصور ہو سکتا ہے پس یہ حق اُسی کا ہے اور اُسکی جانب عود کرتا ہے اب رنگ کوئی ہمارا یا تمھارا حاکم بنتا
کہ ہم اُسکے کہنے پر عمل کریں اور جو وہ کہہ گیا ہے اُس سے انحراف نہ کریں بلکہ تمکو زیبا ہے کہ بالکل اُسکے حکم کے
خلاف کریں پس میں تمکو تحریر کرتا ہوں کہ تم بغور دیکھنے اس نامہ کے میری اطاعت کرو اور اپنے مذہب
قدیم کو قبول کرو ورنہ یاد رکھو کہ میں تمکو ضرور قتل کرونگا اس ملک میں کفر رواج نہیں پا سکتا کیونکہ
یہ ملک پہلے سے خدا کا ہے کہ جسمیں راہ خدا میں اپنی جان دی ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ ملک کفر آباد ہو
افسوس کا مقام ہے کہ نام تو ابرار ہو مگر حرکت سے ایک مرتد و مشرک کے اپنے کو عذاب خدا میں مبتلا
رکھو اور اُسکے مشرک ہونے میں شرکت کرو یہ تو تمھاری عقل سے بالکل بعید ہے اگر دنیا تو میرے کہنے پر
عمل کرو یا آمادہ جنگ ہو میں نامے کو تمام کرتا ہوں کیوں استقدر لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے یہ وردنیا سے
یہ سبب تمھارے گمراہ ہونگے اور اُنکے گناہ بھی تمھارے سر پہ ہونگے کیوں اپنے سر پہ استقدر بار عصیان
لیتے ہو کیوں اُس دینی عبادت کو جو کہ گزشتہ تمام عمر کی ہے برباد کرتے ہو اگر یہ حرکتیں صاحبقران اول یا ثانی
یا بدیع الملک سنینگے تو وہ لوگ بہت ناراض ہونگے اور کسی ایسے کو روانہ کرینگے کہ جو گھڑی سواری
اس ملک پر قبضہ کرے اگر کہیں رستم ثانی یا ملک ایرج کو خبر ہو گئی تو وہ دونوں صاحب آتش خو
شعلہ مزاج ہیں کسی کی نہ سنینگے تمام اہل شہر کو مع زن و مرد قتل کرینگے اُنکا یہ قول ہے کہ جان دے دے
مگر مذہب نہ ترک کرے اگر وہ مرتد لشکر کشی کر کے آیا تھا تو کیوں نہ تمکو خبر کی اگر خبر نہ کی تھی اور شہر اُسنے
مقابلہ کیا تھا اور شکست کھائی تھی اور اُسکا قبضہ شہر پر ہو گیا تھا تو اہل شہر کو لازم تھا کہ سب نے مقابلہ
کیا ہوتا یا شہر کو بالکل خالی کر دیا ہوتا وہ مرتد خود ہی عاجز ہو کر چلا جاتا نہ یہ کہ اُسکا مذہب قبول کر لیا
پس اسی جرم پر وہ ضرور سب کو تہ تیغ بیدریغ کرینگے یہ خیال کرو کہ مقتل تھا وہ مرد کے اسکی بھی قضا ہے جبتک
اسکی زندگی ہے یہ ظلم و جور کر لے جہاں ان صاحبوں سے کسی کو اسکے خروج کی خبر ہو گئی سب ایک مرتبہ اس پر
لشکر کشی کرینگے اور مثل سگ و خوک کے قتل کرینگے جسقدر رہ جا ہے او گون سو اسنے زمانے میں گمراہ کر لے انجام
اسکا وہی ہے جو کہ اُن دونوں مشرکوں کا ہوا ہے بموجب شعر وہی حال ہوگا شعر بیک گردش چرخ نیلوفری +
نہ نادر بجا ماند نے نادری + دوسرے شاعر نے بھی اسی مضمون کو دوسرے طور سے نظم کیا ہے وہ بھی تحریر ہوتا ہے اُسکو
ملاحظہ کرو اور اپنی عقبےٰ نہ خراب کرو شعر رستم بماند زمین یہ نہ بہرام رہ گیا + مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا
اب آئندہ تمکو اختیار ہے پس استقدر زمانہ سخت تھا اہل خطا و بیرجو کہ گذر گیا اب روز سعید اُسکے لیے پھر آ گیا ہے اگر زمانہ
سخت نہ ہوتا تو کبھی یہ امر نہ ہوتا کسی نہ کسی کو اُسکے خروج کی خبر ہوتی وہ آکر اُسکی سرکوبی کرتا یہ نہ ہوتا کہ جب یہاں سے

چلا جاتا تب مجھکو خبر ہوئی ہین قسم خدا کی کھا کر کہتا ہون اگر مجھکو جب وہ یہان موجود تھا خبر ہوتی تو مین ضرور آکر
اُس سے مقابلہ کرتا اُسکو شکست دیکر اس ملک پر قبضہ کرتا مگر افسوس یہ ہو کہ اب خبر ہوئی مگر اسپر بھی مین فوراً
ادھر کو روانہ ہوا مقام ناسفتہ ہو کہ اُس آرام گاہ نامدار مکان سے ہونے سے جو کہ اسوقت براحت و آرام بہشت عنبر سرشت
مین تشریف فرما ہین یعنی ملک قاسم اگر وہ ہوتے تو کبھی یہ خرابی نہوتی جو کہ اسوقت پیش نظر ہی وہ خلد آشیان
اپنے ملک کا بہت خیال رکھتے تھے معلوم ہوتا ہو کہ یہان کے اخبار نویس اس مرتبہ ساز کر گئے کہ انھون نے
اس خبر وحشت اثر کو پرچہ اخبار مین نہ لکھا ورنہ یہ ممکن تھا کہ اہل اسلام کو اس خرابی کی خبر ہوتی اور پھر ایک شخص اپنے
مقام پر خاموش بیٹھا رہتا پھر ایک مثل مشہور ہے لشکر گشتی [illegible] مین کہان تک اپنے نامہ کو طول دون اس شعر کے مضمون پر
نامہ کو ختم کرتا ہون شعر بیکس گردش چرخ بیدادگر نہ تو زر رہا اور نہ وہ کر و فر جب نامہ تمام ہوا ابرار خاوری نے
جو مضمون نامہ سنا تو ظاہر تو بہت برہم ہوا اور کہا کہ بس اس نامے کا یہی جواب ہو کہ اسکی پشت پر لکھ دو
کہ ہمکو جنگ منظور ہو ہم آتے ہین تم بھی تیار ہو نا ہم ضرور مقابلہ کرینگے بس اُسکی پشت پر جواب جنگ لکھوا دیا
اور اُس عیار کو دیا کہ اپنے آقا کو دینا اور زبانی کہنا کہ مین نے جواب اس لیے نہین تحریر کیا کہ بیکار کا
طول ہوگا مجھکو تو صرف جنگ منظور ہو بیکار کی تقریر و تحریر سے کیا حاصل اب مین اُنکا نہ تھا کہ آپ کا تابعدار
نہین ہون مین خود بادشاہ ہون اگر تابعدار ہون تو ارژنگ کا ہون کہ وہ مجھکو حاکم شہر کر گئے ہین مین ہرگز
مقابلہ پر شہر نہ دونگا کیونکہ اب یہ شہر پھر اپنے طریقے پر آگیا ہو چنانچہ سابق مین بھی یہی طریقہ رکھتا تھا یہان کے
لوگ آتش پرست تھے اب زہرہ پرست ہین آخر کو زمانے نے گردش کرکے پھر اصلی حالت پر اُسکو
پہونچا دیا آپ کیون اسقدر کوشش کرکے آئے ہین یہ سب بیکار ہو مین ایسی دھمکیون سے نہین ڈرتا ہون
یہ زبانی کہہ دینا جواب نامہ تو جنگ ہی عیار یہ سنکے رخصت ہوکر چلا گیا اہل دربار کو یہ تقریر ابرار خاوری کی
بہت ناگوار گذری مگر بپاس ولحاظ کچھ نہ کہا اپنے اپنے دل مین یہ امر مقرر کر لیا کہ جب ابرار خاوری ہمکو لیکر
مقابلہ پر شہر سے نکلیگا اور صف آرائی ہوگی تو ہم اپنے علیحدہ ہوجائینگے اُسوقت ساتھ چھوڑ دینگے ہم
دیکھین کیسے یہ مقابلہ کرتے ہین یہ امر ہر ایک نے اپنے نزدیک ٹھہرا لیا اور ابرار خاوری نے
اہل دربار کے سامنے یہ تقریر کی تھی اور جواب جنگ دیا تھا جب وہ عیار جا چکا تو ابرار خاوری نے
حکم دیا کہ لشکر تیار رہے ہم جاکر رستم خان سے مقابلہ کرینگے یہ امرا اور اہل دربار کو گران گذرا اور
کہا کہ بڑی خرابی کا سامنا ہو ہمارے خیالات بالکل خلاف ہوئے ہم یہ سمجھے تھے کہ یہ ضرور رستم کا پاس کرینگے
یہ بھی حالت تقیہ مین ہونگے مگر یہ تو بہ تن اُسی کے شریک ہوئے اور اسقدر برخلاف ہوئے کہ وہ عہد نامہ
بھی فراموش کیا کیونکہ اُسکا یہ مضمون ہو کہ ہم اہل اسلام سے نہ مقابلہ کرینگے خلاف اہل اسلام کے اور
سب سے مقابلہ کرینگے یہ تو اُسکے بالکل خلاف کرتے ہین خود مقابلہ کو جاتے ہین ہم تو نہ مقابلہ کرینگے اہل دربار
تو یہ اپنے اپنے دل مین تصفیہ کر رہے ہین ابرار خاوری نے دربار برخاست کیا بعد برخاست ہونے
دربار کے ہر ایک اپنے اپنے مقام پر گیا ابرار خاوری تو جاکر فکر کرنے لگا کہ آرین کیونکر رستم خان
کو خبر کرون یہ تو اسی فکر مین ہی ادھر لشکر مین خبر پہونچی کہ رستم خان بن تنہا لشکر لیکر آیا ہو اُسکا قصد
ہو کہ اس شہر پر قبضہ کرے اُسنے نامہ لکھا تھا حاکم شہر نے جواب جنگ دیا ہو اور حکم لشکر کی تیاری کا ہو
آج ہی یا کل مقابلہ ہوجائے گا کل مقابلہ ہوگا اہل لشکر باہم جمع ہوئے انھون نے باہم صلاح کی کہ یہ تو
بڑی خرابی ہوئی کہ ہم لوگ تو خدا پرست ہین ظاہراً زہرہ پرست بنے تھے اور رستم خان بھی
خدا پرست ہین پھر ہم اُنسے کیونکر مقابلہ کرسکتے ہین اپنے عہد کے خلاف ہوگا دوسرے ہم تدبیر سے کیونکر

مقابلہ کر سکتے ہیں یہ کیا کیا اہل شہر نے جو ابرار کی حکومت کو قبول کر لیا کہ جسکے سبب سے یہ روز بد ہمکو نصیب ہوا
کیا تدبیر کیجائے ہر ایک اپنی اپنی راے بیان کرنے لگا کہ یکایک ایک نے کہا کہ جو سب کا افسر تھا کہ میری راے تو
یہ ہے کہ یہاں سے تو ہمراہ ابرار کے چلو جب صف آرائی ہو تو ابرار کو گرفتار کر کے رستم خان کے حوالے کردو اور اسکا ملک پر
قبضہ کرادو وہیں جو شخص تھا سب نے اسکی راے کو پسند کیا بیس ہزار ایک راے ہوئے یہاں تو یہ راے قائم ہو گئی
علاوہ ان بیس ہزار کے قریب دس ہزار سپاہ کے جو ارژنگ بطور نگہبانی چھوڑ گیا تھا پہلے انہیں یہ خبر پہونچی
وہ شخص کہ جسکو ارژنگ پرچہ اخبار پر بطور خفیہ نویسی مقرر کر گیا تھا آہستہ ان دس ہزار سے جا کر کہا کہ
یہ واقعہ گذرا تم لوگ بھی تیار ہو کوئی دم میں خبر آتی ہوگی کہ تیار ہو کہ ہم براے مقابلہ روانہ ہونگے یہ وہ
لوگ ہیں کہ جو دو ایک محلہ میں آباد ہیں نئے محلے ہیں جو کہ ارژنگ نے آباد کیے ہیں یہ لوگ بھی خبر پاکے
تیار ہونے لگے ادھر ابرار کا حکم پہونچا کہ تیار رہو بادشاہ براے مقابلہ تشریف لے جائیگا بس
بیس ہزار سپاہ تیار ہوئی کہ یہاں ابرار فکر کرنے لگے پریشان ہوا سب کوئی تدبیر نہ پڑی تو عاجز ہو کر
بیرون محل آیا یہاں سب سردار دربار میں حاضر تھے جو کہ رہ گئے تھے یہ وہی لوگ ہیں جو کہ عمائد شہر
کہلاتے تھے انکے آگے اپنی ارژنگ و اہل شہر کا باہم صلح کے یہی لوگ سبب ہوئے تھے ورنہ اکثر کشت
و خون ہوتا یا اہل شہر میں سے کوئی نہ رہتا یا تمام فوج ارژنگ کی کام آتی اور ارژنگ بھی قتل ہوتا
مگر ان لوگوں نے عقلمندی کر کے ان سب کو بچا لیا اور باہم کشت و خون نہ ہونے دیا جب ابرار خاوری
حاکم ہوا تو ان سب کو ملازم کیا اور چند وہ افسر تھے اور اہل دربار جنکو ارژنگ چھوڑ گیا تھا
اور اس دس ہزار سپاہ کے افسر بھی دربار میں آتے تھے جو کہ رہا کر کے اور سے یہاں مقیم ہوئے تھے اور
چند محلے ایسے تھے بس یہ سب افسر وغیرہ دربار دولت پر حاضر تھے ادھر اس زمانہ حرام نے یہ کل خبریں بذریعہ اخبار
ارژنگ کو روانہ کیں کہ یہاں یہ حال ہے بس ابرار خاوری محل سے نکل کر مرکب پر سوار ہوا سپاہ کو
ہمراہ لیکر چلا ادھر یہ دل سپاہ آئی ادھر دس ہزار وہ لوگ تھے جو کہ پوشیدہ طور سے تھے مگر اہل لشکر
ارژنگ تھے ابرار خاوری کے ہمراہ ہوئے ابرار خاوری بیس ہزار سپاہ سے براے مقابلہ
روانہ ہوا جب اہل شہر کو خبر ہوئی کہ رستم خان بن گشتاسب لشکر لیکر براے مقابلہ تشریف لائے ہیں اور
شہر پر قبضہ چاہتے ہیں یہ ابرار خاوری انکے مقابلے کو لشکر لیکر جاتے ہیں تمام اہل شہر یہ حال سنکے حیران
ہوئے کہ ابرار خاوری نے یہ کیا حرکت کی یہ تو بڑے خدا پرست تھے ہمکو انسے ایسی امید نہ تھی بڑا افسوس کا
کہا با خبر اگر براے مقابلہ جاتے ہیں تو جانے دو اگر مقابلہ ہوا اور ابرار خاوری نے شکست کھائی
اور طرف شہر کے آئے تو ہم اہل شہر سب ایک مرتبہ آ کر حملہ کرینگے ادھر سے ہم ادھر سے رستم خان کا
لشکر انکو بیچ میں رکھکر قتل کرینگے یہ صلاحیں اہل شہر میں ہو رہی تھیں یہاں ابرار شہر سے نکل کر طرف لشکر
رستم خان کے چلے عقب میں خیمہ وغیرہ تھا ادھر عیار جواب نامہ لیکر اپنے لشکر میں آیا یہاں بارگاہ میں
رستم خان بیٹھا ہوا تھا سب اہل دربار جمع تھے کہ عیار نے جا کے نامہ دیا اور زبانی ابرار نے جو کہا تھا
بیان کیا رستم خان سنکے بہت برہم ہوا کہا کہ ابرار کو بڑا غرور ہو گیا ہے یہ اب مرتد ہو گیا اسکا
قتل لازم ہوا کہ یہ خداوند کریم کی وحدانیت میں شرک لاتا ہے مشرک ہو گیا ہے جواب نامہ جو دیکھا تو جواب
جنگ تھا رستم خان نے فرمایا کہ میں آج و کل اور انتظار کرونگا پرسوں لشکر لیکر شہر پر حملہ کرونگا کل سواری
شہر کو لے لونگا تمام اہل شہر کو پھر مسلمان کرونگا جو دیر و بتکدے ہیں انکو منہدم کر دونگا اس اس مقام پر
بنا سے مساجد کرونگا اہل دربار نے کہا کہ انتظار کی کیا ضرورت ہے کل ہی امر غور فرمائیے کہا کہ میں نے سنکے لکھا ہے

اور زبانی بھی کہلا بھیجا ہے کہ میں برائے مقابلہ آتا ہوں پھر میں کیوں پیش قدمی کروں اور اہل اسلام کے طریقے
کے خلاف کروں رستم خان کی یہ تقریر سنکر اہل دربار نے کہا کہ آپکو اختیار ہے ہم موجود ہیں جو آپ کا حکم ہو
رستم خان نے بیان کیا کہ یہی میری رائے ہے جو کہ میں نے بیان کی ہے سب خاموش ہو رہے
تھوڑی دیر کے بعد رستم خان نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے خیمے کو گئے تھے دوسرے روز صبح کو [illegible]
رستم خان نے دربار کیا سب آکر موجود ہوئے دربار آراستہ ہوا رستم خان نے [illegible] بارگاہ کے
اٹھا دیے سیر صحرا کرنے لگے [illegible] کہ شہر کی جانب سے گرد اٹھی اور آثار لشکر کی علامت
پیدا ہوئی کہ لشکر آتا ہے تک قلیل عرصہ میں گرد سے [illegible] ہزار کا لشکر نمودار ہوا ابرار خاوری مرکب پر
سوار گرد و پیش سردار عقب میں سامان ضروری ابرار نے لشکر اسلام کو دیکھکر میدان جنگ کو [illegible] میں
چھوڑ کر پڑاؤ کا حکم دیا خیمہ وغیرہ جو کہ ہمراہ تھے برپا ہونے لگے سامان جنگ [illegible] خیمہ وغیرہ
برپا ہو چکے ابرار مرکب سے اترکر اپنے خیمہ میں گیا اور سردار اپنے خیموں میں [illegible] ابرار
نے دربار نہ کیا ادھر رستم خان نے لشکر ابرار کو دیکھکر اپنے اہل دربار سے کہا کہ [illegible] سپاہ [illegible]
ابرار مقابلہ کرنے آیا ہے ایک حملہ میں تباہ ہو گا کیونکہ [illegible] ہزار [illegible] سپاہ ہے میں تو خیال کرتا تھا کہ
بڑا لشکر ہو گا یہاں تو کچھ بھی لشکر نہ نکلا اہل دربار نے کہا کہ بھلا یہ لوگ کیا مقابلہ کر سکتے ہیں [illegible] شاہ [illegible]
کل لشکر لیکر فرار ہو گیا تو اب لشکر کہاں سے آئے گا سنا گیا ہے کہ یہ لشکر ابرار [illegible] اسکو
یہاں چھوڑ گیا ہے اپنا کل لشکر ہمراہ لے گیا ہے یہ کیا مقابلہ کرے گا یہ افسانہ سنکر رستم خان نے دربار برخاست
کیا سب اپنے اپنے مقام پر جا کر سو رہے یہاں تو یہ لوگ آرام [illegible] حاضر باش
و ناظر باش بلند ہی ادھر جب ابرار اپنے خیمہ میں داخل ہوا اپنے عیار مہتر اسرار کو طلب کیا اور
اس سے یہ کہا کہ تو جا کر خیمہ رستم خان کا دریافت کر آ کہ کس مقام پر ہے تو [illegible] اسکے
خیمہ میں جاؤنگا [illegible] اس سے کچھ خفیہ طور پر تقریر کرنا ہے مہتر اسرار نے عرض کیا کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں
رستم خان کو گرفتار کر لاؤں ابرار نے کہا کہ نہیں اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے مہتر اسرار اپنے مالک کے
بموجب حکم اپنے لشکر سے نکل کر اپنی صورت بدل کر لشکر رستم خان میں آیا اور خیمہ رستم خان دریافت کر کے واپس گیا
اور اپنے مالک سے کہا کہ میں خیمہ معلوم کر آیا ابرار نے کہا کہ ذرا رات گذر لے تو میں چلونگا پاس ابرار کے موجود رہا جب نصف رات
کے قریب پہونچی تمام لشکر سو گیا تلایہ کے لوگ بیدار رہے ابرار خاوری نے لباس شب روی تن پر آراستہ
کیا اور اپنے ہمراہ اپنے عیار کو لیکر چلا کیونکہ مہتر اسرار [illegible] کہ یاد شاہ خدا پرست ہے
کسی مصلحت سے نہیں ظاہر کرتے ہیں پس یہ اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر رستم خان کے چلا تمام راہ سے
بچتا ہوا تلایہ کی گشت سے اپنے کو پوشیدہ کرتا ہوا داخل لشکر رستم خان ہوا دیکھا کہ تمام لشکر سو رہا
ہے یہ عقب خیمہ رستم خان آیا اور سراپچہ چاک کیا اسکے اندر جھانک کر دیکھا تو یہ نظر پڑا کہ تمام
پہرے والے اور جو جس کام پر مقرر تھے سب سو رہے ہیں صرف ایک خادم بیٹھا ہوا [illegible]
کر رہا ہے اور روشنی خوب ہو رہی ہے انکو کچھ اب تو خوف تھا نہیں اپنے لشکر سے نکل آئے تھے رستم خان
کے بھی لشکر سے پوشیدہ یہاں تک پہونچے تھے اسی سراپچہ کے ذریعہ سے مع اپنے عیار کے داخل
خیمہ ہوئے در خیمہ سے اس لیے نہیں آئے کہ کوئی دیکھ لے اور شور کرے تو راز افشا ہو جائے اپنا مطلب
رہ جائے میرے لشکر کو خبر ہو جائے تو خرابی ہو اس خیال سے عقب خیمہ سے گئے تھے اس خدمتگار نے
دیکھا کہ دو سیاہ پوش سراپچہ چاک کر کے داخل خیمہ ہوئے ہیں اور اس طرف چلے آتے ہیں یہ انکو دیکھکر ایسا

خوف زدہ ہوا کہ کچھ کلام نہ کر سکا آواز تک نہ دے سکا خاموش پڑا رہا کہ وہ دونون قریب مسہری کے پہونچے ابرار
نے اُس خادم سے کہا کہ اپنے آقا کو بیدار کر دے اُسنے کچھ جواب نہ دیا خاموش صورت دیکھا کیا کہ خود ابرار نے
منہ پر سے دوشالہ اُٹھایا اور صدا دی کہ اے رستم خان بیدار ہو مین تمھارے پاس آیا ہون تجھ سے کچھ کہتا ہون
یہ صدا سنکر رستم خان کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ دو سیاہ پوش برابر مسہری کے کھڑے ہین اور میرا خادم
خاموش بیٹھا ہے رستم خان نے آواز دی کہ تم کون ہو جو یون میرے خیمہ مین چلے آئے ہو ابرار نے کہا کہ
آپ پریشان نہ ہوجیے مین ابرار خاوری ہون آپ سے کچھ عرض کرنا ہے یہ سنکے رستم خان اُٹھ بیٹھا اور کہا کہ
کیون اسوقت اس طور سے تشریف لائے ہو ابرار نے کہا کہ مین ایک ضرورت سے آیا
ہون اور اگر آپکو یقین ہو تو آپ جسکی فرمائین مین قسم کھاؤن یہ دوسرا کیا ہے رستم خان نے
کہا کہ مجھکو کسی قسم کا خوف نہین ہے مین قسم لیتا ہون یہ کہکے مسہری پر سے اُتر کر مسند پر آ بیٹھا اور اپنے
ابرار کو بٹھایا اور [illegible] کی اُسکے ایما کی کہ فرمایے کیا آپکو فرمانا ہے ابرار نے کہا کہ مین اسوقت اس لیے
حاضر ہوا ہون کہ آپ سے اپنی کیفیت عرض کرون وہ کیفیت یہ ہے کہ [illegible] پاس [illegible]
انکے مضمون سے آگاہ ہوا مجھکو کوئی عذر نہین ہے یہ حال تھا اور حاضر ہوا آپ جو فرمائین مین [illegible]
حالت تقیہ مین ہون اور یہ [illegible] بھی تھا اور ان لوگون کا حال مجھکو نہین معلوم ہے کہ انکی کیا حالت
ہے اور انکے دلون کی کیا کیفیت ہے مگر مین تو خدا پرست ہون [illegible] جسوقت مین [illegible]
سے انکار نہین کیا جب ارژنگ [illegible] تھا تو کبھی مین حالت تقیہ مین تھا مگر [illegible]
آپکو تحریر کیا تھا اُسکا سبب یہ تھا کہ [illegible] اہل [illegible]
اپنے اعتبار نہ تھا کہ انکی کیا کیفیت ہے آیا وہ بھی خدا پرست ہین یا نہین مجھکو خوف ہوا کہ مین اگر
اپنی اصل حالت ظاہر کرون اور کسی قسم کی بے عنوانی کرون اور یہ لوگ میری اس [illegible]
سے ناراض ہون اور مجھکو گرفتار کر لین اور کسی کو بادشاہ کرین تو شہر [illegible] ہو مین اس فکر مین تھا
کہ کسی طور سے مین کسی اہل اسلام کو خبر کرون وہ لوگ لشکر کشی کرکے آئین اور شہر پر قبضہ کرین یہ
فکر میری تھی اور رات دن فکر مین غرق رہتا تھا [illegible] تو وہ جواب تحریر کیا اور [illegible] لشکر کو [illegible] آپکے
مقابلے کو آیا مین کیا آپ سے مقابلہ کر سکتا ہون کیونکہ مین بھی خدا پرست آپ بھی خدا پرست لیکن
ارژنگ کا کیا پاس کرونگا جب تک یہان ارژنگ تھا تو کل اہل شہر چونکہ اسوقت میرے ملازم
ہین سب برخلاف سے بات بات پر آمادہ فساد کے تھے عہد و اقرار کیا کہ جو کسی نے شر کیا ہوگا خوب شہر کو
تباہی سے محفوظ رکھا دوسری [illegible] سے بچایا مگر نہ معلوم اب انکی کیا کیفیت ہے مین اسی
خوف سے آپکے پاس آیا ہون کہ مجھکو خیال ہے یہ شہر کہ ابرار خاوری مرتد ہوگیا اپنے ہم مذہبون سے
مقابلہ کرتا ہے دوسرے مین اس حکومت سے عاجز ہون خدا آبرو رکھے میری رائے یہ ہے کہ مین صبح کو
طبل جنگ بجوا کر آپکے مقابلے کو نکلون کسی کو نہ بھیجون خود مقابلہ کرون آپ بھی اپنے لشکر سے نکل کر میرا
مقابلہ کرین میرے آپکے جنگ و پیکار ہو مین آپکا کسی حالت مین مقابلہ نہین کر سکتا ہون
آپ مجھکو ضرور گرفتار کر لینگے بس مین آپ سے کہونگا کہ مین نے اپنا مذہب قدیم قبول کیا اُسکے
بعد لشکر کا بھی حال معلوم ہو جائیگا رستم خان نے ابرار خاوری کو گلے سے لگایا اور کہا کہ
مین خود حیران تھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ ابرار خاوری نے مذہب خدا پرستی ترک کیا اور کفر
اختیار کیا اور اسی صورت سے شہر کو کفرآباد رہنے دیا اور میرے نامے کا جواب جنگ لکھا مجھکو

میرا نام ملک الموت ہی مین ہر مقام پر بلا اجازت جا سکتا ہون مجکو حکم ہی جہان چاہون چلا جاؤن
کوئی مجکو روک نہین سکتا ہی نہ منع کر سکتا ہی مجکو حکم ہوا کہ ہمارے دوست سلیمان کو ہمارے پاس لے آؤ
مین آپکی روح قبض کرنے کو بحکم خداوند جلیل آیا ہون آنحضرت نے یہ سنکے ملک الموت سے فرمایا
کہ اتنی مہلت دو کہ مین اپنی کل سپاہ کا معائنہ کرون ملک الموت نے عرض کیا کہ حکم نہین ہی انھون نے
فرمایا کہ بسم اللہ کرو کوئی مجکو عذر نہین ہی مین موجود ہون بس ملک الموت نے حضرت سلیمان کی روح قبض کی
یہ خدائی کے معنی ہین یہ خداے حقیقی و رب تحقیقی ہی کہ اُسکا حکم ٹل نہ سکا اور جسکو اُسنے طلب کیا وہ بلا عذر
چلا گیا یہ کیسا خدا کہ اپنے بندون سے خواہش کرے اور وہ انکار کرین یہ تو صفت خدا کی نہین ہی اگر یا دالون
نہ خدا کی آنکھ ہی مگر دیکھتا سب کچھ ہی ہر ایک کی رگ گلو سے قریب ہی قالب انسان خانہ خدا کہلاتا ہی منہ نہین ہی
مگر کلام کرتا ہی کوئی اعضا مثل اعضاے بشری کے نہین رکھتا ہی نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہی نہ اُس سے کوئی پیدا
ہوا ہی صرف اُسکے حکم سے یہ تمام دنیا زمین و آسمان جن و بشر شجر و حجر دیو و پری بہشت اور دوزخ خلق ہوے
ہین اُسنے ہم گمراہون کی ہدایت کے لیے نبی برحق خلق فرماے تاکہ ہمکو راہ نیک کی ہدایت کرین اُسکو
پہنچوائین تاکہ ہم راہ ضلالت کو ترک کرکے راہ ہدایت اختیار کرین یہ صرف اُسکی ہمارے حال پر عنایت
تھی اگر وہ مرسل نہ خلق فرماتا تو ہم لوگ ہمیشہ گمراہ رہتے ہر ایک شی کو اپنا خدا تصور کرتے جو چیزین ہماری
سبب حیات ہوتی وہی ہمارے خدا تھی یہ اُسکی عین قدرت ہی کہ اُسنے کیا کیا اشیا ہمارے لیے جو کہ زندگی
کا سبب ہین پیدا کین خیال کرنے کا مقام ہی کہ کیونکر نو ماہ تک شکم مادر مین بچہ کو رزق پہونچاتا ہی اور نو ماہ
تک پرورش کرتا ہی جب زمانہ ولادت کا قریب ہوتا ہی تو تین دن قبل پستان مادر مین شیر پیدا کرتا ہی
اس قسم کا خدا ہی یہ خدا کیسا کہ بندون سے بھاگا بھاگا پھرے اسی ارژنگ کے باپ دادا اسقدر
پریشان ہوے کہ ہر ایک ملک و دیار مین پوشیدہ ہوتے پھرے دامن کوہ مین پناہ لیتے پھرے مگر ایسے
منحوس قدم تھے کہ جہان گئے اُس ملک کو ویران کیا اور اُس ملک کے بادشاہ کو قتل کرایا آخرکو
خود بھی قتل ہوے یہ ہی شان خدائی ہی یہ ہی قدرت نمائی ہی کہ ایک عمرو عیار نے کیا کیا گت کی ایسا
بے خبر خدا کہ اُسکی ریش پر عمرو نے پیشاب کرکے گندہ اُسترے سے مونڈا اور اُسکو خبر تک نہوئی یا مثل
اُسکے بہت سی ذلیل باتین کین جو کہ بیان کرتے ہوے حجاب آتا ہی تو یہ امر بالکل خدائی کے خلاف ہی
جو سب ضروری کہ بشر کو ہوتی ہین وہ خدا مین نہین ہین اول تو وہ ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا نہ اُسکی
مان ہی نہ باپ نہ بیٹا نہ بیٹی نہ جورو وہ ایک بقعہ نور ہی ایسا نور ہی کہ کوئی اُسکے جمال کی تاب نہین لا سکتا
ہی اُسکو کون دیکھ سکتا ہی زمانہ سابق مین حضرت موسی کی امت نے اسکی خواہش کی تھی کہ ہم خدا کو
دیکھینگے ایسا شعلہ پیدا ہوا کہ کسی کو تاب نہ رہی سب بیہوش ہوکر گر پڑے کوہ طور جل گیا نہ یہ کہ خدا اُسکے
سامنے موجود ہی سب اُسکو دیکھتے ہین وہ مثل ہمارے کھاتا ہی بول و براز کرتا ہی یہ صفت خدا کی نہین ہی
وہ وحدہ لاشریک ہی وہ اکیلا ہی تمام دنیا سے قبل ہی اور سب فنا ہونگے وہ باقی رہیگا بموجب اس آیہ
کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۔ اُسکے سوا کوئی باقی نہ رہیگا سواے
اُسکی ذات کے سب کو فنا ہی پس اے بھائیون تمکو لازم ہی کہ تم اس گمراہی کو دور کرکے راہ نیک کو
اختیار کرو دیکھو تو اس راہ کے اختیار کرنے سے تمکو کیا مرتبہ ملتا ہی بہشت تمہارا مسکن ہوگا
بعد وفات زمانہ حیات مین مومن کہلاؤگے ہر ایک عزت کریگا وہ لقا کیا مرتبہ ہوگا اور رہ کر کیا
سنگسار تھا رستی ارژنگ تو خدا حرام در حرام بلکہ واللہ لڑتا ہی یہ کیا کر سکتا ہی اُسکی کیا حقیقت ہو جائیگی

دیکھنا تم ایسی جوتیاں کھائیگا کہ تمام عمر یاد کریگا کوئی خدا پرستون پر منحصر نہیں ہے یہ جہان لشکر کشی کرکے بڑے
زور ون میں اپنی شادی کرلے اور خدائی جتانے لگے ہیں پر جیس انکو زیست کر دیگا ساری خدائی فراموش
ہو جائیگی عشق رفو چکر ہو گا سوائے فرار کرنے کے کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی تمیز ظاہر ہو جائیگا مجھکو دور نہیں ہے
حسن لینا یہ جو تقریر رستم خان نے کی اُنکے دلون پر اسکی تقریر نے اثر کیا زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا
اور کہا کہ جو کوئی مذہب اسلام قبول کرے تو کیا شبہ ہے رستم خان نے اپنی زبان پر کلمہ جاری کیا کہ
کلمہ پڑھا اور کلمہ طیبہ انکو بتایا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے رستم خان نے حکم دیا کہ
انکو قید سے رہا کر دو فوراً انکی قید دور کر دی گئی وہ رہا ہوئے بہت سی تعریف رستم خان کی کی اور
کہا کہ آپ بہت درست فرماتے ہیں ہمنے آج تک کوئی کرامت ایسی نہیں دیکھی کہ جس سے ہم یہ تصور کرتے کہ
ضرور ارژنگ خدا ہے ہم خود اس فکر میں تھے کہ کوئی تو سبب ایسا پیدا ہو کہ ہم اس راہ کفر سے نکلیں یا کوئی
ہمکو راہ نیک دکھانے والا ہو کہ جسکی ہدایت سے ہم مشرف بہ ہدایت پہونچیں تو آج ہماری مراد دلی بر آئی ہمنے
راہ نیک پائی یہ جو تقریر ان سب نے کی رستم خان نے انکو اسیوقت انعام دیا ملازم اپنا کیا تنخواہ زیادہ
کی عہدے جلیل دیے انکو اپنے دربار میں جگہ دی یہ جو عہدے پائے وہ لوگ بہت خوش ہوئے جو جو مقام
انکے لیے مقرر ہوگئے تھے وہ اُسپر بیٹھے اُسوقت رستم خان نے حکم دیا کہ چار تنکو سانڈنی سوار حاضر دربار ہوں
تاکہ میں نامے بنام خاقان اسلام روانہ کروں انکو خبر و پیچ ارژنگ دیو جیس سے آگاہ کروں وحالات
صاحبقران ثانی سے مطلع کروں تاکہ وہ لوگ اپنا بندوبست کرکے طرف شہر سمندر کے برائے
مدد صاحبقران مع لشکر روانہ ہوں یہ حکم سنتا تھا کہ اسیوقت سانڈنی سوار حاضر ہوئے رستم خان نے
ایک سانڈنی سوار کو دو نامے دیے ایک اسمیں تھا بنام ملکہ رعنا دوا ارژنگ حبشی سالار و دوسرا
نامہ عمروفنا ارژنگ حبشی کے نام تھا اس سانڈنی سوار سے کہا کہ یہ نامے سرزمین مغرب میں لیجا اور
ملکہ رعنا کو ایک دے دوسرا ارژنگ حبشی کو دینا وہ سانڈنی سوار وہ نامے لیکر طرف مغرب کے روانہ ہوا
کہ وقت پر ذکر ہوگا اسکے بعد ایک نامہ بنام طوق زرمان گرد دوسرا بنام کرباجہ حبشی تیسرا بنام قلا حبشی
کے ایک سانڈنی سوار کو دیکر کہا کہ یہ تینوں نامے تم دار بند علانیہ میں ان تینوں بادشاہوں کو پہونچادو
اسکے بعد چند سانڈنی سوار جانب یونان روانہ کیے ہر ایک کو ایک ایک نامہ دیا جو کہ اسفالوس بل
و قنطوس بل و دیتوس بل وائر لوس بل کے نام تھا انسے کہا کہ یہ نامے ان بادشاہوں کو پہونچادو
یہ لوگ جہاں ہوں اسی مقام پر یہ نامے دینا خواہ یہ سب ایک مقام پر ہوں خواہ اپنے اپنے ملکوں میں ہوں
وہ سانڈنی سوار بھی مجرا کرکے طرف یونان کے روانہ ہوئے کہ وقت پر انکا ذکر ہوگا اور دو نامے دو
سانڈنی سوار کو دیکر جانب حلب طرف عبد الجبار و عبد القادر کے روانہ کیا اور کہا کہ یہ دونوں بھی
اپنے ملک میں ہونگے انکو نامے پہونچادو وہ سانڈنی سوار بھی جانب حلب روانہ ہوا ایک نامہ طرف مصر
بنام نعمان بن ... روانہ کیا تین نامے طرف ہندوستان کے روانہ کیے ایک تین بنام فرہنگ ...
... اور ایک بنام فرشتی و ترشتی کے تھا اور کہا کہ انکو یہ نامے دینا تم سب طرف ہندوستان کے جاؤ
اور انکو دینا کپتیان فرنگ دابرہہ فرنگ کے نام دو نامے روانہ کیے یہ تینوں سانڈنی سوار رخصت ہوکر روانہ
ہوئے ایک طرف ہندوستان کے دو طرف فرشتی و ترشتی کے دو طرف فرنگ کے ایک نامہ برکو
جانب فرنگ ان ملکوں سے جو کہ پرے ہیں فرنگی کے قبضہ میں ہیں اور شہر یار عالیہ فارانیہ فالین ہیں بنام
شہریار روپہسپانے فرنگی روانہ کیا ایک نامہ طرف قلعہ قہر بخش کے بنام فیروز بخت کے روانہ کیا

ایک نامہ طرف سبائل کے ایک نامہ طرف زربائل کے ایک نامہ طرف شغر و سیہ باختر کے ایک نامہ زبرجد نگار کو
ایک نامہ جیادہ الماس کو ایک نامہ فرنگو شبیہ کو ایک ختن کو ایک ترکستان کو ایک چین کو ایک ایران کو ایک
ماتن کو ایک جانب روم ایک طرف زیر باد فرنگ کے ایک سمت زابل کے اور کئی سو نامے
طرف تمام طلسمات کے اور باقی شاہان اسلام کے جو جو ملک کہ صاحبقران اول و ثانی اولاد صاحبقران
و سرداران صاحبقران نے فتح کیے ہیں روانہ کیے اسکے بعد ایک نامہ بنام اولاد پیر فقر خاری طرف آب اکم
کے ایک نامہ طرف طوس کے بنام اولاد جمہور ایک نامہ طرف حوالی مغرب کے بنام اولاد فرامرز مغربی
ایک نامہ طرف ماژندران کے روانہ کرکے یہ چند نامے طرف مغزل ارژنگ کے ملکوں کی طرف بنام ان حاکموں کے
روانہ کیے یا کہ فرخ و داراب و شمشیر گاو پیر و مہلول و ملک خورشید و شمشاد سے عنقریب گردن و
کلاکاستہ اسکی اسکے بعد چند نامے طرف ترکستان سواور طرف مغزل باد و کشمیر و کاشغر کے روانہ کیے اسکے بعد ایک
نامہ شہر کالنگان کو بنام اولاد طہماس و عقیل روانہ کیا اسکے بعد چند نامے طرف اقلیم قفقان کے روانہ
کیے پھر چند نامے طرف اندلسان بنام اسمعیل وغیرہ روانہ کیے ایک نامہ سمت سیستان بنام گوسپند شاہ
کرسی نشین روانہ کیا چند نامے جانب تبت بنام بوذرجمہر و سہراب قہقان و دولہ شہر بہ روانہ کیے ایک نامہ
جانب شہر بنام اولاد خواجہ بزرجمہر ایک نامہ بنام اولاد آلاگرد و بالا گرد و کہی زلزال وکہی زلزال
بھتک دریائی و مسرق و لیا ... اسکے چار سو نامے حبیب رستم خان روانہ کرچکا تھا
سوانکی سواران ملکوں کی طرف روانہ ہوچکے اسکے بعد رستم خان نے دربار برخاست کیا ہر ایک اپنے اپنے مقام کو
گیا اب راوی داستان کو اس مقام پر چھوڑ جاتا ہے کہ بعد نامے روانہ کرنے کے رستم خان اس فکر میں ہے کہ کسی کو طرف
سے اپنے یہاں کا حاکم کر جاوے اور خود طرف شہر مشہد کے روانہ ہوں چھوڑا جاتا ہے اور حال چنگ تنگ و ثمود جادو
و جمود جادو کا تحریر ہوتا ہے اسکے بعد داستان بہرام شاہ خاوری کی تحریر ہوگی انشاء اللہ تعالی کہ وہ بھی عجیب
دلچسپ داستان ہے بوقت ملاحظہ لطف ہوگا اب حال چنگ تنگ تحریر ہوتا ہے

قصہ حال ثمود جادو و جمود جادو و چنگ تنگ ملاحظہ فرمائیے کہ آنا ثمود جادو و جمود جادو کا مع محروم جادو کو
اپنا اسکا انتظام خدائی کرنا اور چنگ تنگ کا خدا بننا اور اپنے کو ظاہر کرنا لوگوں کو اسکی پرستش
کرنا لشکر کا جمع ہونا چنگ تنگ کا بصلاح محروم سپاہ لیکر برائے مقابلہ اہل اسلام روانہ ہونے کا قصد
کرنا کہ خبر پہنچنا کہ ایک شخص ارژنگ تنگ ہے اسنے اپنے کو ظاہر کیا ہے کہ میں فرزند ہوں زہرہ دیو کا اور
زہرہ نے مجکو خدا کیا ہے اسنے خورشید نگار سے برائے مقابلہ اہل اسلام کوچ کیا ہے بلکہ ایک ملک
اہل اسلام کا جسکو خاور کہتے ہیں لے بھی لیا ہے اب وہ اسپر قابض ہے لوگوں کو اپنی طرف طلب
کرتا ہے کہ میں تمہارا خدا ہوں بہت سے بادشاہ جو کہ زہرہ پرست و لفاپرست ہیں اسکی پرستش کرنے
لگے اسکو سجدہ کرتے ہیں اسکے شریک ہوئے اب اسکے پاس کئی لاکھ کا لشکر جمع ہوگیا ہے یہ
خبر سنکے چنگ تنگ کا برہم ہونا بصلاح محروم جادو اسکے مقابلہ کو جانا راہ میں کئی ملکوں کو
اپنے قبضہ میں لانا جو کہ اتفاق سے تھا اور خاور کے قریب ہو پہنچکر یہ خبر پانا کہ ارژنگ طرف شہر
آفتاب نما کے گیا ہے اپنی شادی کرنے کو اسکا بھی ادھر کو روانہ ہونا اس سبب سے کہ پہلے
ارژنگ سے مقابلہ کرکے دونوں میں سے اسکے فیصلہ ہوجانے کے یا وہ خدا قائم ہو یا میں اسکے بعد
اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا اور یہ بھی خبر پائی تھی کوئی عجیب ہے اسنے بھی نسب ... روانہ ...

کی کوشش کی ہے کہ مذہب آفتاب پرستی کو ترقی دو دن اُسکی ایک بہن ہے بہت ہی خوبصورت ہے
اسکو بھی اُسکے دیکھنے کی خواہش ہوئی تھی اسنے بھی قصد کیا کہ بعد فیصلہ اہل اسلام مقابلہ کرونگا اُنپر
قبضہ کرونگا پس یہ بھی طرف آفتاب نما کے روانہ ہوگا و دیگر حالات باقی داستان ہذا غزل بجا سے

ساقی نامہ غزل

کرتا نہیں نشانے کو تیر نظر غلط
ہوتی جگر کے پار ہے وہ ہے ادا کی تیغ غلط
اسکو سنایا جب بھی فرقت کا حال
سنکے بولا مجھ سے وہ بیداد گر غلط
اٹھینگے وہ جگر کو سنبھالے ہوئے ضرور
فقرہ ہے اسکا اور ہے درد جگر غلط
کہتا ہے پڑھکے نامہ کوئی شوخ بدگمان
قرار ہے ہی یہ سراسر خبر غلط

تو ہی بتا ہے راست کہ بیداد گر غلط
جس سے ملی نگاہ وہ مجروح ہو گیا
ہنسکر کہا یہ اسنے کہ ہر سے یہ سر غلط
درد جدائی کا جو مین کہتا ہون ماجرا
ہرگز نہیں ہے آہ کا اپنی اثر غلط
سنتے ہی ہنسکے ٹالدیا افسانہ کی
لکھا ہی جو کچھ اسمین وہ ہر سے بسر غلط
بیت نگارندہ معنی خوش بیان

مشرق ہے داغ عشق سے دل میرا بیان ہوا
پڑتا نہیں کبھی تیرا تیر نظر غلط
مشہور کیا گیا ہے کہ مرتا ہون و یہ فراق مین
کہتا ہے سنکر اسکے کوئی بے بسر غلط
بیٹھے ہیں اسکو مشہور کرینگے وہ خوشی سے کہتے ہیں
سنکر وہ میرے مرنے کی شاید خبر غلط
مرنے کا میری سنکے وہ افواہ اک بیک وقت
+ چنین کرد این داستان را بیان

راویان سحر نگار و حالیان شیرین ساز و نقالان افسون طراز اس داستان عجائب بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ
ناظرین کو یاد ہوگا کہ جمود جادو سحر کرکے اور سب کو بیہوش کرکے اپنے محل سے باغ مین ثمود جادو اپنی بہن کے
آئی تھی اتفاق سے شداد اُسکا معشوق اُسکی خوابگاہ مین آیا تھا وہ بھی ایک خواص کے پہلو مین اُسکے سحر کے
سبب سے مدہوش ہوکر گر پڑا تھا اور عجیب حالت تھی کہ اُسکی ٹانگین اُسکی ٹانگون مین شداد کے ہاتھ اُسکے سینے پر جو کہ
دل معشوق سے بھی سخت تھا رکھے ہوئے تھے منھ برابر منھ کے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بوسہ لینے کا قصد ہے اس طور سے ہر اعضا
ہر اعضا سے مس تھا بلکہ یہ نئی بات تھی کہ کمر بند شداد کا کھلا ہوا تھا کیونکہ یہ اپنی خوابگاہ سے بیقرار ہوکر بقصد فاسد چلا
تھا جبکہ جمود اُسکے پاس نہ گئی تھی اور یہ انتظار کرکے پریشان ہوگیا تھا اسنے یہ قصد کیا تھا کہ مین جاکے ہی اپنی خواہش کو
رفع کرونگا اُسکے بعد دیکھو کلام کرونگا مگر بند کے وا ہونے کا یہ سبب تھا یہ داستان یہان تک تحریر ہوچکی ہے کہ جب صبح ہوگئی
اور جمود ثمود سے رخصت ہوکر طرف اپنے محل کے روانہ ہوئی اور ثمود طرف مشرق برائے تلاش سحر وہم جادو جبر نگار
سے رخصت ہوکر چند تک کو باغ مین چھوڑ کر چلی پہلے حال جمود کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ تخت سحر کو اڑاتی ہوئی اپنے بالا خانے محل
پہونچی دیکھا کہ نزدیک صبح ہوچکی ہے تمام اہل محل بیدار رہین اپنے اپنے کامون مین مصروف ہین یہ دیکھکر اسنے خیال کیا کہ اگر
یون جاتی ہون تو سب مجکو دیکھ لینگے میرا راز ظاہر ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ سبکی نگاہون سے پوشیدہ جاؤن یہ سوچکر
اور سحر سے کام لیکر اپنے کو پوشیدہ کرکے پہلے خوابگاہ مین شداد کے آئی اُسکو خالی پایا خیال کیا کہ شاید دربار مین گیا ہے
اگر میری خوابگاہ مین بھی گیا ہوگا تو بیہوش ہوگیا ہوگا یہ خیال کرکے اپنی خوابگاہ مین آئی سب کو بیہوش پایا
اسی طور کیونکہ یہ تو سحر کر گئی تھی جب تک یہ قتل نہوتی یا کوئی ساحر سحر دور نہ کرتا یا یہ خود سحر دفع نہ کرتی اسوقت تک وہ لوگ
ہوش مین نہ آتے سب بیہوش تھے اب یہ آگے کو بڑھی جب قریب مسہری پہونچی تو عجیب تماشہ دیکھا کہ یہان شداد
ایک خواص کے پہلو مین اسی حالت سے لیٹے ہوئے ہین اور دیکھو انکا قصہ اور بیچ کیا تھا تو کمر بند کھلا ہوا ہے اور وہ چیت
پڑا ہوا ہی ہر ایک عضو اُسکا صاف ظاہر ہوتا ہے ٹانگین باہم ملی ہوئی ہین دست گستاخ دراز ہے بوسہ بازی کا موقع ہے
یہ دیکھکر آگ ہوگئی آتش رشک و حسد سے جلا دیا اس مقام کو ملنے لگی اپنے دل کو بہت برا بھلا کہنے لگی ایسی آگ بھڑکی

کے تلوون سے جو لگی تو دماغ مین جا کر جھی دماغ سے شعلے نکلنے لگے دنیا آنکھون مین تاریک ہو گئی یہ بھول گئی کہ مین سحر
کر گئی تھی کہ جو کوئی مسہری پاس آئیگا بیہوش ہو کر گریگا اور یہ خواص اسکے سامنے اسی مقام پر بیہوش ہوئی تھی مگر یہ حالت
دیکھکر اسکا یہ خیال ہوا کہ شداد جو یہان آیا اسکو جو جوان دیکھا اسپر اسکا دل آگیا اسکے پاس اس قصد سے لیٹا
اسنے کچھ انکار کیا ہوگا بس اسی تکرار مین یہ اس سے لپٹکر اپنا مطلب دل پورا کرنے کا قصد رکھتا ہوگا کہ سو گیا
اس وقت سے بیدار نہین ہوا ہے یہ خیال کر رہی تھی کہ اسکو خیال آیا کہ یہ خواص تو میرے سامنے بیہوش ہو گئی
تھی اسکی کچھ خطا نہین ہے بلکہ یہ ساری شرارت شداد کی ہے یہ آیا ہے اسکو جوان پاکر اس سے لپٹا ہے کہ کام دل
حاصل کرون کہ یہ بیہوش ہو گیا مگر یہ خیال نہین آتا ہے کہ یہ میرا سحر ہے کہ اسکے سبب سے بیہوش ہوا ہے بس یہ اسکو
خیال آیا کہ اسکو ہوشیار کرو کہ کیا ارادہ ہے اسکا بس یہ اسکے قریب آئی اور شانہ پکڑکر ہوشیار کرنا چاہا وہ
تو سحر سے بیہوش ہوا تھا جب تک سحر دفع ہو کیونکر ہوشیار ہو یہ ہوشیار کرتے کرتے عاجز ہو گئی یہ خیال کرنے لگی
کہ کیا یہ مر گیا ہے سینے پر جو ہاتھ رکھا تو سانس کو پایا وہ گمان اسکا جاتا رہا کہ مر گیا ہے مگر حیران تھی کہ یہ کیا
سبب ہے جو ہوشیار نہین ہوتا یہ خیال آیا کہ یہ میرے سحر کا اثر ہے یہ میرے سحر سے بیہوش ہوا ہے گویا اسکا قصد تھا کہ
مین پاس سے اپنا کام دل حاصل کرون مگر سبب سحر کے بیہوش ہو گیا اب مین اسپر سے سحر دفع کرون دیکھون کہ
کیا اسکی کیفیت ہے بس اسنے اپنا سحر شداد پر سے دفع کیا اسکی جو آنکھ کھلی اپنے کو عجب حالت سے دیکھا
کہ مین ایک خواص کے پہلو مین لیٹا ہون میری ٹانگین اور اسکی ٹانگین باہم ملی ہوئی ہین اور ایک ہاتھ
میرا اسکے پستان پر ہے ایک اسکے گردن کے پاس میرا منہ اور اسکا منہ برابر ہے یہ حالت دیکھکر شداد کو یہ حواس
ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے کیا مین کوئی خواب دیکھ رہا ہون اپنی آنکھین ملکر جو دیکھا کہ در اصل یہی حال ہے یا خواب
و خیال ہے اب جو دیکھا تو در اصل اسی حالت کو پایا بس بہت جلد اس سے جدا ہو گیا اور طرف مسہری
کے دیکھا کہ ملکہ سو رہی ہے یا جاگتی ہے کہین اسنے تو یہ حالت نہین دیکھی اگر دیکھی ہوگی تو بڑی خرابی ہوگی کیا
تدبیر کرون مگر ملکہ سے کیا کہونگا جو وہ دریافت کریگی بس یہ خیال کرکے ملکہ کے خوف سے اسکے پہلو سے
اٹھکر غرق شرم مین ڈوبا ہوا ایک طرف سر جھکا کر بیٹھ گیا ملکہ نے جو اسکو شرمندہ پایا تو معلوم ہوا کہ شرمندہ
ہے اپنی حالت سے نہین اس سے لپٹا تھا یہ میرے سحر مین مبتلا ہو کر اسکے برابر گر پڑا اسکی خطا نہ تھی نہ اسکی خطا ہے
یہ سمجھتے تو پوشیدہ تھی اسی حالت مین مسہری پر آئی اس سیلے کو سحر سے غائب کر دیا آپ پلنگ پر لیٹ رہی اور
اپنے کو ظاہر کیا چونکہ جاگ رہی تھی ایک انگڑائی لی اور ڈوپٹہ منہ پر سے اٹھایا منہ کھول کر دیکھا کہ یہ میری
صورت دیکھکر کیا کرتا ہے جب شداد نے دیکھا کہ ملکہ بیدار ہوئی ہے اور شرمندہ ہوا اور زانو پر سر
جھکا لیا اور دریائے فکر مین غوطہ زنی کرنا شروع کی کہ کیا تدبیر کرون ملکہ اتنے مین اٹھ بیٹھی گو یہ سب
باتین جھوٹ کی صرف بنا لئے اور اس سبب سے کہتین کہ کوئی پہنچ جائے کہ ملکہ یہان نہ تھی جب بیٹھی
تو شداد کی طرف دیکھکر کہنے لگی کہ کیون تم وہان کیون بیٹھے ہو مسہری پر کیون نہ آئے مجھکو جگا
کیون نہ لیا مگر شداد نے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھا رہا ملکہ نے کہا کہ کیون جواب نہین
دیتے ہو کیا مجھ سے خفا ہو شداد نے کہا کہ مین کیا جواب دون تم سے شرمندہ ہون آج ایک نئی
بات ہوئی کہ جو کبھی آج تک نہ ہوئی تھی مجھکو بڑی حیرت ہے کہ یہ کیا امر تھا جمود نے کہا کہ کیا ہوا
شداد نے کہا کہ جب مین نے تمھارا انتظار کیا اور تم میری خوابگاہ مین نہ آئین تو مین تمھاری
خوابگاہ مین آیا تمکو دیکھا کہ تم مسہری پر لیٹی ہوئی ہو مسہری کے قریب آیا یہ خواص جو مسہری کے
پاس دیکھو لیٹی ہے اسی حالت سے پڑی ہوئی تھی مین جیسے ہی مسہری پاس پہونچا نہ معلوم

کیا خواص تھا کہ ایک ہوا سے سرو آئی میری آنکھ بند ہوگئی پھر مجھکو خبر نہین کہ مجھپر کیا گذری کیا تھا خواص تھا
اسی ہوا کا کہ جس سے یہ حالت پیدا کی ابھی ابھی میری آنکھ کھلی اپنے کو اس خواص کے پہلو مین لیٹا ہوے
پایا اور عجب صورت سے وہ حالت بیان کی جس سے میری یہ حالت ہوئی ہین نہایت شرمندہ ہون
میری آنکھ چار نہین ہوسکتی ہی کہ تم اپنے دل مین کیا کہتی ہوگی کہ عجب اسکی خراب طبیعت ہی خواص یہ سنکر فریفتہ
ہوگئی اسکو پیار بھی خوش ہوا ملکہ نے ہنسی اور کہا کہ واہ کیا خوب یہ تو نئی بات ہی خوب فقرہ کیا تم سمجھتی ہو کہ
سیر کی مین نے اس حالت کو نہین دیکھا تم شرمندہ ہو کوئی عارضہ تمکو لاحق ہوا ہوگا کسیکے سبب سے تم
گر پڑے ہین سوئی تھی ورنہ آپکی تدبیر کرتی یہ نہوتا کہ تم بیہوش پڑے رہتے خیر جو کچھ گذرا سو گذرا
اسکو جانے دو آؤ یہ خواصین کسقدر بیباک ہوگئی ہین اور تمام حرامی پر کمر باندھی ہی اب تک سو رہی ہین
بڑی بد ذات ہوگئی ہین کوئی کام کا خیال نہین ہی مستانیان ہوگئی ہین یہ کہکر کچھ پڑھا کہ کسی کو نہ معلوم
ہوا سب پرسے سحر دفع ہوگیا اس اسنے ایکمرتبہ پکار کر اور غصہ کرکے کہا کہ تم بہت بے ادب ہوگئی ہو کہ
ابھی تک سو رہی ہو کوئی خیال نہین ہی کہ مالک اٹھے ہونگے تمھاری نیند تو ہماری نیند سے زیادہ ہی کہ تم
سبکی سب لائق سزا کے ہو یہ جو کہا سحر تو دفع ہوچکا تھا سبکی سب گھبرا کر اٹھین شرمندہ تھا وہ خواص جوکہ
اس حالت سے پڑی ہوئی تھی اب جو اٹھی اپنے کو درست کرنے لگی کیونکہ دیکھا کہ بادشاہ بیٹھے ہوے ہین
شمود سب پر بہت خفا ہوئی شداد کی بھی شرمندگی کم ہوئی خواصون نے عذر کیا کہ ملکہ خطا ہوئی اب
ایسی خطا نہوگی معاف فرمائیے ملکہ نے کہا کہ اب ایسی خطا ہوگی تو سزا دونگی یہ کہکر مسہری پر سے
اٹھی اور شداد کو ہمراہ لیکر بیرون خوابگاہ خفا ہوتی ہوئی آئی کہ آج سبکی سب مر گئین تھین کسی نے
نہ بیدار کیا سب اس لائق ہین کہ برطرف کیجائین کسی کو خیال نہین سب مارے سستی کے بلبلاتی ہین
مرد کی تلاش ہی کسی کو سستی کے سبب سے ہوش نہین ہی کہ ملکہ و بادشاہ ابھی تک بیدار نہین
ہوے ہین جاکر بیدار کرین وہ سبکی سب عذر کرنے لگین کہ ہمسے خطا ہوئی ہمنے اس سبب سے
نہین بیدار کیا کہ شاید آپ خفا ہون شمود نے کہا کہ تمکو یہ بھی خیال نہ آیا کہ یہ وقت دربار کا ہی
بادشاہ کو دربار مین جانے کی دیر ہوتی ہی اہل دربار منتظر ہونگے شمود بہت خفا ہوئی سب نے
عذر کیا اتنے عرصہ مین شداد ان سب امورون سے فرصت کرکے طرف دربار کے راہ لی
یہان شمود سب پر غصہ کیا کی شداد دربار مین گیا اہل دربار نے مجرا کیا کہا کہ پرچہ اخبار آیا اسمین
یہ خبر ہی تھا کہ گلزار شاہ پر گلاب شاہ بادشاہ گلابستان نے لشکر کشی کی ہی اور یہان ہم دونون
لشکر مقابلہ پر ہین شداد نے طرف وزرا کے دیکھکر کہا کہ ہمکو گلزار شاہ نے خبر نہ کی ہم
ضرور اسکی مدد کرتے وزیر اسنے عرض کیا کہ مہلت نہ ملی ہوگی جو آپکو خبر کرتے خیر اب جو حال
گذریگا وہ پرچہ اخبار سے معلوم ہوگا شداد نے کہا کہ تمھاری رائے کیا ہی کہ مین مدد کرون اور
لشکر لیکر جاؤن یا نہ وزرا نے کہا کہ آپکو کیا ضرورت ہی جب اسنے خبر نہ کی تو بے سبب
ایک بادشاہ کو اپنا دشمن کرنا کیا ضرور ہی گلاب شاہ بہت بڑا بادشاہ ہی اسکے پاس لشکر کثیر ہی
ایسے شخص کو دشمن کرنا کسی صورت مین زیبا نہین ہی ہان اگر گلزار شاہ کمک کا خواستگار ہوتا تو
ضرور اسکی مدد کرنا واجب تھی شداد نے کہا کہ تمھاری رائے خوب ہی اب شداد نے بعد
تھوڑی دیر کے دربار برخاست کیا محل مین گیا وہ دن تمام ہوا رات ساتھ شمود جادو
کے آرام سے بسر کی صبح کو پھر دربار مین آیا راوی نے بیان کیا ہی کہ ارزنگ بن زمرد

نذر دو پہلوان روانہ کیے تھے کہ تم تمام عالم عالم میں یہ مذہب جاری کرو لوگوں کو میری بندگی پر راضی
کرو ایک خط منشور دیا کہ تم جس ملک میں جاتا یہ خط منشور اس ملک کے حاکم کے روبرو پیش کرنا
اور کہتا کہ یا تو اس خط منشور پر مہر کرو کہ ہمارے ملک میں کوئی پہلوان نہیں ہے جو پہلوان
قدرت ارژنگ سے مقابلہ کرے اور مذہب ارژنگ پرستی قبول کرو یا کسی پہلوان کو حکم دو کہ
وہ میرا مقابلہ کرے اگر میں اسکو زیر کرلوں تو اس وقت میں بھی تمکو مہر کرنا ہوگی اور مذہب ارژنگ
پرستی قبول کرنا ہوگا اور اگر میں مغلوب ہونگا تو تمھاری اطاعت کرونگا یہ تقریر دونوں کو بصلاح
شینگان تعلیم کی تھی چنانچہ وہ دونوں مدتہا سے روانہ ہوئے تھے انھیں سے ایک تو
شہر زریں حصار میں ہاتھ سے رستم ثانی کے قتل ہوا کہ جسکا ذکر جلد اول میں ہوچکا ہے اسکا نام صیقل کشتی گیر تھا
جبکہ رستم ثانی حالت فقیری میں تھے اور فقیر ہوکر نکل گئے تھے یہ داستان تو ناظرین کی نظر سے
گذر چکی ہوگی دوسرا کہ نام اسکا صریح تیغ زن تھا وہ خط منشور لیکر جو چلا تھا تو پہلے اس شہر میں پہونچا
اسکے ہمراہ پانچ ہزار اسکے شاگرد اور ملازم تھے جب یہ اس شہر میں پہونچا ایک شہر مختصر پایا مگر بہت
آباد کاروان سرائیں بہت رعایا شاد ملک آباد ہر جگہ کھولا بچھ رہا ہے یہ شہر کو دیکھتا ہوا مع اپنے
ہمراہیوں کے ایک سرا میں پہونچا اور کئی کمرے لیکر اترا تمام شاگرد و ملازم اترے ایک بھٹیاری
سے پوچھا کہ اس ملک کا کیا نام ہے اور یہاں کا حاکم کون ہے اور کیا نام رکھتا ہے اور کیا مذہب ہے
اسنے اسکی صورت دیکھی اور بہت جوان قوی با صورت دیکھکر حیران ہوکر کہنے لگی کیوں پہلوان
صاحب آپ یہ فرماتے کہ سوا زردہر پرستی کے کوئی اور مذہب ہے جو آپ دریافت فرماتے ہیں
کہ کیا مذہب رکھتا ہے ایک زمانہ ہوگیا اس شہر میں رہتے ہوئے اور دنیا پر آئے ہوئے ہمکو تو
سوا اسکے لقا پرستی اور زردہر پرستی کے دوسرا مذہب نہیں سنا ہے وہ خدا ہیں لقا جو تھا خدا اسکے
وہ جب چولا بدلکر بالاے آسمان تشریف لے جانے لگے تو خدائی اپنے فرزند زردہر کو دے گئے اسکی لوگ
بندگی کرنے لگے اب سنا ہے کہ وہ بھی چولا بدلکر بالاے آسمان تشریف لیگئے ہیں مگر ہم لوگ انھیں کو
خدا مانتے ہیں اس ملک میں یہی مذہب جاری ہے یہاں کے بادشاہ کا بھی یہی مذہب ہے سوا
اسکے اور کوئی مذہب سنا نہیں ہے کوئی خدا ہے کہ جسکا مذہب ہو صریح تیغ زن نے کہا کہ ہوا ایک مذہب
اور ایک ہو ... سے رواج پا چکا ہے اور اکثر قبضہ میں بہت سے ملک ہیں وہ مذہب یہ ہے کہ وہ
لوگ خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہیں اسکو اپنا خدا جانتے ہیں وہ خدا پرست کہلاتے ہیں انھوں
نے بہت زور باندھا ہے انھیں کی باتوں سے دونوں خدا عاجز ہوکر بالاے آسمان تشریف لیگئے
ہیں اسی سبب سے میں نے دریافت کیا کہ یہاں کے لوگ کیا مذہب رکھتے ہیں کیونکہ جہاں جاتا ہوں
سوا خدا پرست کے کوئی ملک ایسا نہیں ملتا ہے جو لقا پرست ہو یا زردہر پرست ہو میں تو عاجز
ہوگیا کیونکہ یہ لوگ ہمارے نزدیک ملیچھ ہیں اگر انکی ہوا بھی لگ جائے تو ہم ناپاک ہوگئے ہمکو ضرور ہے
کہ ہم اشنان کریں تو میں پریشان ہوتا ہوا اتنا وہ اس ملک میں آنکلا میں سمجھا تھا کہ یہ ملک بھی انھیں
ملیچھوں سے آباد ہوگا خیر میرے مذہب کے لوگ اس ملک میں آباد نکلے ہاں بتاؤ کہ اس ملک کا نام کیا ہے
اسنے کہا کہ اسکو ملک [illegible] کہتے ہیں یہاں کے حاکم کا نام شہداد شاہ ہے یہ سنکر اسنے اسکو خرچ دیا کہ ہم
پانچ ہزار آدمی ہیں ہمارے لیے کھانا تیار کرو وہ بھٹیاری بہت خوش ہوئی انتظام کرنے لگی اسنے وہ دن تو اس
سرا میں بسر کیا بھٹیاری نے کھانا وغیرہ پکا کر لاکر کھلا دیا اور رات بھی بسر ہوئی چونکہ بیراہ کا تھکا ہوا تھا اس دن تو

اسنے سرا میں قیام کیا دوسرے دن چند اپنے شاگردوں کو لیکر اور خط منشور لیکر طرف دربار کے چلا راہ طے کر کے
دربار دولت پر پہونچا درگاہ سالار سے کہا کہ جا کر عرض کرو کہ ایک پہلوان پاس سے خداوند ارژنگ ثانی ابن
زمرد کے آیا ہے اسکو کچھ عرض کرنا ہے بار یابی چاہتا ہے درگاہ سالار یہ سنکے اندر بارگاہ کے آیا مجرا گاہ پر سے
مجرا کیا عرض کیا کہ حضور میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں شہداد نے کہا کہ کیا عرض کرنا ہے درگاہ سالار نے
عرض کیا کہ ایک پہلوان دربار دولت پر حاضر ہے بار یابی چاہتا ہے کچھ عرض کرنا ہے شہداد نے یہ سنکے کہا کہ اسکو
بھیجدو کہ وہ کیا عرض رکھتا ہے یہ سنکے درگاہ سالار اسیوقت باہر دربار کے آیا اور اس سے کہا کہ
آپکو طلب کیا ہے یہ سنکے وہ پہلوان مع اپنے شاگردوں کے داخل دربار ہوا مجرا گاہ سے قواعد شاہی
بجا لایا دربار کو دیکھا کہ خوب آراستہ ہے چند پہلوان کرسیوں پر دنگلوں پر بیٹھے ہوئے تھے یہ
سردار جو کرسیوں پر بیٹھے تھے وہ اسکو دیکھکر دنگ ہو گئے کہ یہ پہلوان زبردست ہے ایسا کوئی جوان اس دربار
میں نہ تھا سب سے زیادہ زبردست تھا قد اسکا کوئی ساڑھے پانچ گز کا ہاتھ پاؤں قوی سینہ تختہ کوہ سر
گنبد دوار کے مقابل آلات جنگ سے درست سر پر خود آہنی رکھے ہوئے سامنے آکر کھڑا ہوا شہداد
دیکھکر حیران ہو گیا تمام اہل دربار پر اسکا رعب طاری ہوا شہداد نے جو اسکو دیکھا تو اس سے کہا آئیے
تشریف لائیے یہ سنکے وہ پہلوان ایک دنگل پر جو کہ برابر تخت شاہی کے بچھا ہوا تھا بیٹھ گیا وہ دنگل
دراصل چیرنگ کا تھا جب سے وہ گیا ہے اسپر غاشیہ پڑا رہتا تھا یہ غاشیہ اٹھا کر اسپر بیٹھ گیا یہ حرکت
دیکھکر اہل دربار دنگ ہو گئے یہ اسنے حرکت بہت بیجا کی کہ اس دنگل پر بیٹھ گیا جو کہ بہت بڑے
شخص کا ہے اگر وہ ہوتا تو بہت بڑی خرابی ہوتی کیونکہ وہ بہت بڑا بدمزاج تھا ضرور کشت و خون
ہوتا یہ باہم اشارے کر کے سب خاموش ہو رہے مگر شہداد نے کہا کہ اے پہلوان تو نے بڑا
غضب کیا کہ اس شخص کے دنگل پر بیٹھ گیا کہ جو کہ خداوند زادہ ہے یعنی زمرد بن لقا کے فرزند
ہیں وہ آجکل بالائے آسمان پاس اپنے پدر بزرگوار کے گئے ہوئے ہیں کیونکہ انکو انکے والد بزرگوار
نے برائے سپرد کرنے خدائی کے طلب کیا ہے وہ وہاں گئے ہیں اگر وہ ہوتے تو اسوقت بڑا
غضب ہوتا وہ بہت بڑے بدمزاج ہیں وہ پہلوان یہ سنکے کہنے لگا کہ یہ کون فرزند ہے زمرد کا
زمرد ثانی کے ایک فرزند ارژنگ ہیں جو کہ خداوند ہیں یہ سنکے شہداد نے کہا کہ کیا کوئی ارژنگ
خداوند زمرد کے فرزند ہیں اسنے کہا کہ ہاں میں جنکا روانہ کیا ہوا آیا ہوں بعد انکے وہی خداوند
ہوئے ہیں میں انہیں کا روانہ کیا ہوا آیا ہوں انکی خط منشور میرے ہاتھ روانہ کیا ہے کہ یا تو
مجھ سے کوئی مقابلہ کرے یا یہ اظہار کرے کہ ہمارے ملک میں کوئی پہلوان نہیں ہے کہ جو آپکے
پہلوان قدرت سے مقابلہ کرے بس مہر کردے خط منشور پر اور اطاعت کرے خداوند ارژنگ
کی شہداد نے کہا کہ یہ تو میں نے سنا کہ آپ خط منشور لیکر آئے ہیں میرے ملک میں بہت سے
ایسے پہلوان ہیں کہ جو تمہارا مقابلہ کر سکتے ہیں مگر جب تک وہ نہ آئینگے جنکو ہم فرزند خداوند کہتے
ہیں اور وہ بالائے آسمان تشریف لے گئے ہیں کیونکہ اب ہم انکے تابع ہیں آپ جب تک قیام
فرمائیں کہ وہ آلیں اس پہلوان نے کہا کہ گو میں قیام نہیں کر سکتا ہوں مگر آپ فرماتے ہیں تو میں ضرور
قیام کرونگا تاکہ فیصلہ ہو جائے یا آپ مہر فرمائیں یا آپکا پہلوان مجھکو زیر کرے یہ سنکے شہداد نے کہا
کہ بہت اچھا اور حکم دیا کہ انکے قیام کرنے کے لیے کوئی مقام تجویز کیا جائے تاکہ آپ اس مقام پر قیام
فرمائیں یہ حکم دیکر شہداد نے کہا کہ آپ کہاں تشریف رکھتے ہیں اسنے جواب دیا کہ میں سرائے میں ٹھہرا ہوں شہداد نے

کہا کہ آپ اپنا اسباب وغیرہ یہانگا لیجئے اُسیوقت اُسنے ملازم کو حکم دیا کہ میرا اسباب لے آؤ یہان اُسکے
قیام کرنے کے لیے مقام تجویز ہوا اور اُسوقت تک دربار مین رہا جب تک دربار آراستہ رہا جو کہ حکم اژدنگ
نے اُسکو دیا تھا اور اوپر ذکر ہو چکا ہی بیان کیا تھا اور کہا تھا کہ کوئی اور فرزند نہ تھا خداوند زہرہ کا
جو کوئی یہ دعوی کرتا ہی محض غلط دعوی کرتا ہی یہ سنکے کو شداد اور اہل دربار کو صیرا معلوم ہوا تھا
تاکہ اُسکو زبردست پایا تھا باہم یہ اشارے کر کے خاموش ہو رہے کہ یہ بڑا مغرور ہی کہ اپنے کلام
کرتا ہی اول تو بے ادبی کی کہ آتے ہی ذنگل پر بیٹھ گیا ہمنے کچھ خبر نہ لی کہ ذنگل پر بیٹھ گیا تھا تو بیٹھ گیا وہ اسوقت
دربار مین کبھی نہیں ہین بالا سے آسمان سنتے ہوسکے ہین اسپر یہ تقریر کرتا ہی مگر کیا کرین کہ بادشاہ کا حکم
نہین ہی ورنہ اسی تقریر زبانی کی سزا دیتا ضرور رکھی بادشاہ نے اُسکی تشریف آوری پر جو موقوف رکھا ہی
تو ضرور شیر وہ شہر ایشیا الایسکے تو فساد ہوگا کیونکہ جب یہ اُسکو معلوم ہوگا کہ یہ میرے مقام پر بیٹھ گیا ہی
تو وہ ضرور سزا دیگا یہ تو باہم مشورے کر رہے تھے کہ شداد نے دربار برخاست کیا اور داخل محل
ہوا تجوزوجہا وہ سے تمام ماجرا بیان کیا وہ کہنے لگی کہ تمنے خوب بلا ٹالی اُسکو میرے فرزند کے
آنے تک رہنے دو وہ اگر ایسی تقدیر کریگا کہ یہ نہ ہو جائیگا شداد نے کہا کہ اسی سبب سے
تو مین نے یہ بہانہ کیا کیونکہ یہان کوئی پہلوان اُسکا ہم مقابل نہ تھا جو اُس سے مقابلہ کرتا سوا
اس تدبیر کے کوئی اور تدبیر نہ تھی شاید آنکے آنے تک کوئی پہلوان زبردست ہم ہو جاوے
جو کہ اسکا مقابلہ کرے اور اسکو زیر کرے تجوزوجہا وہ نے کہا کہ ہان تم خوف نہ کرو یہی تدبیر اچھی ہو
باہر آیا اور اپنے وزیر کو طلب کیا اور کہا کہ کیون مین نے جو یہ تدبیر کی اچھی تدبیر کی یا بری اُسنے
نے عرض کیا کہ آپ نے تدبیر تو خوب کی مگر یہ شخص بڑا مغرور و متکبر معلوم ہوتا ہی کیونکہ اسنے وہ
حرکت کی ہی جو کہ ہم سبکے خلاف ہوئی اگر شاہزادہ موجود ہوتا تو ضرور فساد ہوتا شداد نے کہا کہ وہ تو
جو کچھ ہونا تھا ہو گیا اب بتاؤ کہ کون اس سے مقابلہ کریگا وزیر نے عرض کیا کہ خداوند اس
شہر کے قریب ایک صحرا ہی اُس مین ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعہ کو شمرود یہ کہتے ہین اُس قلعہ کا حاکم شمرود
فیل پیکر ہی بہت قوی ہی زبردست ان روزگار سے ہی آج تک اُسکا کسی نے مقابلہ نہین کیا ہی میں نے
اُسکو دیکھا ہی اور دیکھا بھی ہی کہ وہ صحرا مین تنہا جا کر شیر ببر کو پکڑ لاتا ہی اور اُسکے کان مین
ہاتھ ڈالکر مثل کبری کے کھینچ لاتا ہی فیل مست کو ایک ضرب مشت سے پست کر دیتا ہی
اگر آپ اُسکو نامہ تحریر فرمائیں اور اُسکو طلب کرین اور اُسکا امیدوار کرین کہ مین تجھکو اپنا
سپہ سالار کرونگا تو یقین ہی کہ وہ آپکی مدد کرے کیونکہ مرد صحرائی ہی اُسکو کسی کا خوف نہین ہی
یہ سنکے شداد نے کہا کہ یہ تدبیر تمنے خوب بتائی مین نامہ تحریر کرتا ہون تم مین سے کوئی لیکر
جاوے پس اُسیوقت شداد نے اُسکو نامہ تحریر کیا اُسکا مضمون یہ تھا کہ اے پہلوان جہان اور شاہسوار
زمان رستم دوران شمرود فیل پیکر تمکو بعد سلام کے معلوم ہو کہ ہمکو معلوم ہوا کہ تم ایک
زمانہ سے اس صحرا میں ساکن گزین ہو مگر ہمکو اسکی بالکل خبر نہ تھی ایک عرصہ سے ہم اس فکر مین
تھے کہ کوئی پہلوان قوی ہمکو دستیاب ہو تو ہم اپنا سپہ سالار کرین کیونکہ ہمارا لشکر بدون
سپہ سالار کے بیکار ہی کوئی بندوبست لشکر کا کرنے والا نہین ہی کہ جو لشکر کو درست کرے
مگر کوئی میری نظر مین نہ آتا تھا قدرت سے خداوند زہرہ کی تم اس اقلیم کے قریب آکر مقیم ہوئے ہو
تمنے یہ قلعہ آباد کیا ہی اُسکو اپنے نام سے نامزد کیا ہی مگر تمنے آج تک ہمکو خبر نہ کی کہ ہم یہان آکر

مقیم ہوے ہین یہ صحرا ہماری قلمرو مین ہی لہذا ہم یہ امید رکھتے ہین کہ تم اس نامے کو دیکھکر ضرور ہمارے
پاس آوگے کیونکہ آجکل ہمپر ایک بلاے عظیم نازل ہوئی ہی وہ یہ ہی کہ ایک پہلوان زبردست کوئی
ازرنگ ہی اُسکی طرف سے آیا ہی اور وہ یہ چاہتا ہی کہ کوئی مجھ سے مقابلہ کرے اگر مین زیر کرلون
تو وہ میری اطاعت کرے اور جو مذہب مین کہون اُسکو قبول کرے اور بادشاہ اُس ملک کا یہ عبارت
لکھکر مہر کردے کہ ہمارے ملک مین کوئی پہلوان ایسا نہین ہی کہ جو اس سے مقابلہ کرے لہذا مین نے مہر
کردی ایک پہلوان تھا وہ زیر ہوگیا یا اگر کوئی نہو تو مہر کردے لہذا پہلا ملک اُسکو میا بلا میرے لشکر
وشہر مین کوئی پہلوان ایسا نہین ہی جو اُسکا مقابلہ کرے بس مین بہت پریشان ہون میری آبرو جاتی ہی
ذلت حاصل ہوگی تمام شہر کی ناک کٹجائیگی لہذا مین یہ امید کرتا ہون کہ تم ضرور اُسکو مقابلہ کرکے
زیر کروگے تم بھی تو اسی سرزمین کے رہنے والے ہو پس اگر ہماری آبرو ریزی ہوئی تو تمہاری بھی آبروریزی
ہوئی کیونکہ لوگ یہ کہینگے اُس سرزمین پر اتنا بڑا پہلوان موجود تھا اُسنے مقابلہ کیا اور زیر ہوا شکستہ ہو کر
کردی یہ بدنامی تمہارے لیے بھی ہی لہذا تم آکر اُسکا مقابلہ کرو اُسکا حلقۂ اطاعت یہان کسی کو نہ پہننے دو
بلکہ اپنا حلقۂ اطاعت اُسکی گردن مین ڈالو تمہارے سبب سے تمام شہر کی آبرو بچتی ہی دوسرا یہ سبب
نہین رواج پاتا ہی گو مذہب اُسکا بھی زہرہ پرست ہی مگر اب وہ یہ کہتا ہی کہ ازرنگ بن زہرہ خداوند
ہین اُنکو سجدہ کرو تو کتنی بڑی خرابی کی بات ہی یہ احسان بہت بڑا تمہارا اہل شہر پر ہوگا اور اسکے عوض مین
مین تمکو اپنے لشکر کا سپہ سالار کرونگا بہت بڑا عہدۂ جلیل دونگا لہذا تم ہم سبکی آبرو رکھلو اور بہت
سے کلمات خوشامد تحریر کیے یہ نامہ تحریر کرکے اپنے وزیر کو دیا اور کہا کہ یہ نامہ لیکر تم آج ہی روانہ ہو
وزیر نے کہا کہ ایک امر کا خیال رہے کہ کل وہ جو دربار مین آئے تو اُسکے لیے دنگل الگ ہوا ایگا جس دنگل پر
شاہزادہ متمکن ہوتا تھا اُسپر اُسکو جگہ نہ دیجیے گا اور ایک دنگل جب آپ سنیئیگا کہ ثمود آتا ہی تو برابر اپنے
تخت کے اُسکے لیے بچھوائیگا اور اُسکا بہت اعزاز فرمائیگا سرداروں کو اُسکے استقبال کے لیے روانہ فرمائیگا
شداد نے کہا کہ جو تمنے کہا ہی اُسکے موافق ہوگا تم اطمینان رکھو بس وزیر بادشاہ سے رخصت ہوکر
طرف قلعہ ثمود کے روانہ ہوا اُس نامے کو لیکر کہ اسکا ذکر آئندہ ہوگا شداد وزیر کو رخصت کرکے
محل مین آیا اب حال شداد کبھی تحریر ہوگا اب کچھ حال ثمود کا تحریر ہوتا ہی یہ قصہ اسی مقام پر موقوف
کیا جاتا ہی آئندہ تحریر ہوگا

اب حال ثمود مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

کہ یہ جو تخت سحر پر سوار ہوکر طرف مشرق کے روانہ ہوئی تھی یہ تخت سحر اڑائی ہوئی چلی جاتی ہی کہین پر
دم نہین لیتی ہی چلا برابر چلی جاتی ہی جب دو پہر دن اسکو راہ پیری مین گذرا اب اسکی یہ حالت ہوئی کہ مارے
گرمی کے از سرتا پا غرق ہوگئی پیاس شدت سے لگی گرسنگی نے غلبہ کیا اسنے ایک سایہ دار درخت دیکھکر
اپنا تخت سحر بالا سے ہوا سے زمین پر نیچے اُس درخت کے اُتارا کیونکہ وہ صحرا بہت شاداب تھا
تمام صحرا مین گھاس لگی ہوئی تھی اُس درخت کے نیچے ایک چاہ بھی تھا یہ تخت سے اُترکر اُس
چاہ پر آئی اور جگت پر بیٹھکر ادھر ادھر دیکھنے لگی اور انتظار کرنے لگی کہ کوئی پانی بھرنے آئے
تو اُس سے ڈول لیکر مین بھی پانی کھیچون اور اپنی پیاس کو بجھاؤن بڑی دیر تک انتظار کیا
کوئی نہ آیا آخر یہ مارے پیاس کے بیتاب ہوئی اسنے عرصے مین وہ وقت آگیا کہ وہ کار شناس

آفتاب گم ہوگئی اتنے عرصے تک یہ مارے پیاس کے بیتاب رہی جب سہ پہر کا وقت قریب آیا تو
اٹھی کہ جاکر تلاش آب کرون تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا چند عورتین باہم باتین کرتی ہوئین
ادھر کو چلی آتی ہین مگر جوان ہین خوبصورت ہین یہ انکو دیکھکر اُسی جانب چلی اودھر انھون نے
دیکھا کہ ایک عورت حسین خوبصورت سر سے پاؤن تک لباس فاخرہ پہنے ہوے زیور جسم پر
آراستہ ہماری طرف آتی ہی انھون نے خیال کیا کہ ہمکو برسون ہوے اس صحرا مین آتے ہوے
مگر کبھی ہمنے کسی کو یہان غیر سے نہین دیکھا یہ کیا سبب ہی کہ آج ایک غیر عورت جو کسی ملک کی
شاہزادی معلوم ہوتی ہی نظر آتی ہی اسکے پاس جاکر دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کہان کی شاہزادی
ہی یہان کیونکر آئی یہ باہم تقریر کرتی ہوئی قدم اٹھاتے ہوے چلی آتی تھین جب ثمود جادو کے قریب
پہونچین تو انکو جھک کر سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا آپکا کہان سے تشریف لانا ہوا کیونکہ اس
صحرا مین کوئی نہین آتا ہی جب تک حکم خداوند جمکا یہ سرزمین کوہ بزرگون کے قبضے مین ہی آج تک
کوئی ہماری قوم کے خلاف اس صحرا مین نہین آتا ہی یہان اکثر ظہور ہوتا ہی ہمارے خداوند کا
کہ جنکی ہم بندگی کرتے ہین یہان سے قریب ایک پہاڑ ہی کہ وہ بہت پر فضا ہی اسپر درخت میوہ دار
لگے ہین اسی پہاڑ سے ہمیشہ صدا آتی ہی کبھی ہنسی کی کبھی راگ و رنگ کی اور ہمکو یہ حکم ہی کہ تم
اس پہاڑ کو سجدہ کرو کہ یہ ہمارا خدا ہی ہم اسکو سجدہ کرتے ہین اس سرزمین مین تمام عورتین
بستی ہین مرد کا نام نہین ہی یہان کی بادشاہ ایک ملکہ ہی کہ جسکو ملکۂ انصرام کوہ پرست کہتے ہین
بڑی بہادر ہی کوئی آج تک اس سرزمین پر لشکر کشی کرکے نہین آیا ہی سوا آپکے آج ہمنے
آپکو دیکھا بڑا تعجب ہوا کہ آپ کیونکر یہان تشریف لائین یہ کیا سبب ہی ثمود جادو نے کہا کہ مین
ادھر سے جاتی تھی پیاس نے غلبہ کیا مین نے اس صحرا کو پر فضا دیکھا اس صحرا مین آئی
پانی کی تلاش کرنے لگی کہ تم سے ملاقات ہوئی یہ تو بتاؤ کہ یہ جو بیان کیا کہ یہان سوا عورتون کے مرد کا
نام نہین ہی تو اولاد کیونکر پیدا ہوتی ہوگی انھون نے کہا کہ ہم آپ سے اس امر کو کیا بیان کرین یہ بہت بڑا
قصہ ہی آپ تشریف رکھین ہماری ملکہ تھوڑی دیر مین تشریف لاتی ہین آپ انسے ملاقات کرین اور جو
آپکو دریافت کرنا ہو انسے دریافت فرمائین وہ بیان کر دیگی وہ خوب ماہر ہین ثمود جادو نے
کہا کہ تمھاری ملکہ یہان کیون تشریف لانے لگین انھون نے عرض کیا کہ یہان آٹھوین دن ظہور خداوند
ہوتا ہی اور جو کچھ آتا ہی حکم و احکام جاری کرنا ہوتے ہین وہ ملکہ سے بیان کرتے ہین ملکہ اسپر عمل
کرتی ہین تو آج وہی دن ہی آج خداوند اُس کوہ سے نکلکر یہان تشریف لائینگے ثمود جادو نے
کہا کہ ای بہنون تمھارا بڑا احسان ہوگا جو تھوڑا پانی ہمکو پلا دو وہ یہ سنکر صورت دیکھنے لگین اور
کہنے لگین کہ تم پیاسی ہو اور تمنے ابھی تک پانی نہین پیا ثمود جادو نے کہا کہ پانی کہان تھا جو مین
پیتی انھون نے کہا کہ وہ سامنے چاہ قدرت ہی اور تم کہتی ہو کہ پانی کہان تھا جو مین پیتی ثمود جادو نے
کہا کہ یہ تو مین نے بھی دیکھا کہ کنوان ہی مگر رسی ڈول نہو تو پانی کنوئین سے نکلے وہ یہ سنکر اور حیران ہوئین
کہ یہ کہتی کیا ہی کہا ہمین ڈول رسی کسے کہتے ہین کس چیز کا نام ہی ہمنے تو یہ نام آج تک نہین سُنا ہمکو جب
پیاس لگی ہم کنوئین پر چلے آئے ہمنے کہا کہ ای چاہ قدرت ہم پیاسے ہین بس پانی بلند ہوا ہمنے پی لیا ڈول رسی
کی کیا ضرورت ہی جو لوگ اس کنوئین سے دور ہین اور شہر مین رہتے ہین ہر ایک کے گھر مین چاہ قدرت ہی اسی
طور سے سب پانی پیتے ہین سب اپنے مصارف مین لاتے ہین یہان سے ایک کوس بھر کے فاصلہ پر ایک شہر آباد ہی

کہ جسمین ملکہ الضرام حکومت کرتی ہین اُسکے تابع کئی ملک ہین جہان تمام عورتین حاکم ہین ثمود نے
کہا کہ تم لوگ کیونکر کہاتے پیتے ہو اُنھون نے کہا ہماری خوراک تو صحرائی ہی اُس کنوئین کا پانی پیتے
ہین اور جو شہر مین رہتے ہین وہ کہانا وغیرہ کہاتے ہونگے مگر پانی اسی طور سے پیتے ہین کیونکہ سب ملک اور
سب مکان مین چاہ قدرت ہی یہ خداوند کی رحمت ہی ہم لوگ صحرائی ہین یہان اس سبب سے رہتے ہین کہ ملکہ آتی
ہین اُسکے آنے کا بند وبست کرتے ہین ثمود نے کہا کہ یہ خوب بات ہی یہان نیا طریقہ ہی خیر مجکو کیا مطلب ہی
مین آج اس صحرا مین رہونگی کل یہان سے جس کام کو جاتی تھی روانہ ہونگی اچہی چلو مین تھوڑا پانی تو
پی لون پھر اُس کوہ کے پاس چلو نگی جس سے صدا آتی ہی یہ سنکے وہ عورتین اُسکو لیکر اُس پہاڑ کے پاس
آئین اُسنے کہا مین پانی تو پی لون پھر آدھر چلینا اُنھون نے کہا ایک چاہ قدرت اس مقام پر بھی ہی یہ کہکر
کنوئین پر لائین اُسنے دیکھا کہ اُس چاہ کی جگت یاقوت سرخ کی ہی وہ اُس چاہ پر آکر ٹھہری اُن عورتون نے
کہا اس کنوئین سے پانی پی لو اُسنے کہا کیونکر عورتون نے کہا کنوئین کی جگت پر جاکر یہ کہو کہ اے چاہ
قدرت مین پیاسی ہون پانی اوپر کو آجائیگا بس تم پی لینا ثمود نے اُس کنوئین پر آکر کہا کہ اے چاہ قدرت
مین پیاسی ہون یہ کلمہ زبان سے نکلنا تہا کہ ایک مرتبہ کچھ شور سا ہوا اب جو اُسنے دیکھا تو پانی جگت سے
ملا ہوا ہی ایک ساغر بلوری اُسپر تیر رہا ہی اُسنے وہ ساغر مملو کرکے خوب سیر ہوکر پانی پیا ساغر اُسی
پانی پر چھوڑ دیا ساغر کا رکھنا تھا کہ وہ پانی پھر کنوئین مین چلا گیا جیسا اسکی پیاس بجھ چکی اب اُسنے کہا
کہ چلو مین پہاڑ کی سیر کرون چونکہ کوہ کے قریب آچکی تھی تھوڑی سی جو راہ طی کی اُسنے دیکھا کہ ایک
پہاڑ سر بفلک کشیدہ ہی اور قلۂ کوہ تا پائین ہزارہا اقسام کے گل لگے ہوئے ہین کہ [illegible]
معلوم ہوتا ہی بالاے کوہ ہزارون قسم کے درخت لگے ہوئے ہین گیاہ سبز روئیدہ ہی ابر کا ایک چھایا ہوا ہی
ہوا سے سرد چلی آتی ہی خوشبو ہر قسم کی پھیلی ہوئی ہی کبہی اگر کی خوشبو آتی ہی کبہی مشک و عنبر کی کبہی گلہاے
نو دمیدہ کی خوشبو سے دماغ معطر ہوتا ہی کیوڑے کی مہک سے صحرا ایسا ہوا ہی گلاب کی اسقدر خوشبو ہی
کہ دماغ جان معطر ہوا جاتا ہی گویا چھڑکاو کیا ہوا ہی ایک ابر تنک اُس کوہ پر سایہ فگن ہی اُس سے موتی
برس رہے ہین کبہی بوندیان پڑتی ہین کہ جسکے سبب سے وہ سبزہ تر و تازہ ہی لوگ [illegible] آرزو
گلون کو اپنے دامن مین لیے ہوئے ہی کہ میرے سبب سے کسی گل کو تکلیف نہو وہ درخت ہی کہ جسمین گل
اُس صحرا مین ہین سب اس قسم کے ہین کہ سب موسم ہین مگر کوئی گل نہین ہی مگر خوشبو اُسکی بہی آتی ہی
یعنی بیلے کی بہی خوشبو ہی گلاب و کیوڑا بہی معلوم ہوتا ہی کہ لگا ہوا ہی مگر دکہائی نہین دیتا ہی جو گل کہ مثل
یاسمن و نسترن کے ہین وہ نظر آتے ہین طائران خوش الحان بلبلان خوش بیان درختون پر بیٹھے ہوئے
چہچہے زنی کر رہے ہین مگر مقام عجیب یہ ہی کہ کوئی طائر سرخ رنگ ہی کوئی سبز رنگ کوئی اخضر کوئی اودہ
ہی کوئی فیروزی ہی کوئی زعفرانی ہی کوئی نارنجی ہی کوئی گلنار کوئی نیلم کے رنگ کا ہی کسی کے پر سرخ
شکم و گردن و پیر سبز ہین کوئی شکم و پیر و گردن سرخ رکھتا ہی اور پر سبز ہین کوئی ہفت رنگ کا ہی
کوئی تین رنگ رکھتا ہی کوئی بالکل سفید ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ سب طائر جواہرات کے تراشے ہوئے
ہین طلائی قفسون مین کچھ ہوا مین بالاے کوہ وہ قفس درختون پر آویزان ہین ہزارون تماشا ہے
درختون پر بیٹھے ہوئے نغمہ سنجی کر رہے ہین وہ صحرا نہ تھا نمونہ بہشت شدادی تھا وہ کوہ اُس صحرا
مین ایک عروس شب اول تھا کہ گلون سے لدا ہوا ہی کوہ بہت سے عورتین بصورت غریب بنی ہوئی
پوجا پاٹ کر رہی تہین گھنٹہ و ناقوس بج رہے تھے جو خداوند کوہ کی پکار رہی تھی شمع والی

بصورت حسین از قسم اناث خوش پوشاک زیور نفیس پہنے ہوے جوڑے ترچھے باندھے ہوے ویسے آڑے
پڑے ہوے ہار پھول لیے ہوے بیٹھی ہین جو کوئی مراد مند آتا ہی وہ اسکو ہار پھول شمع دیتی ہین ایک جانب
جاوا تین حسین چھیل پیچ تھالون مین ہر قسم کی شیرینی لیے ہوے بیٹھی ہین جو کوئی آئے اسکے ہاتھ فروخت
کرتی ہین جب تمھو وان عورتون کے ہمراہ اُس کوہ کے قریب پہونچی جو وہان عورتین تھین وہ اسکو دیکھکر
حیران ہوئین کہ یہ عجب ڈالک عورت آون ہی مگر بسبب اسکے کہ وہ عورتین ہمراہ تھین جو اس مقام کی رہنے
والی تھین گویا ایا ور بیچا ورت تھین کسی نے کچھ سوال تمھو سے نہ کیا کہ تم کون ہو سب اپنے مقام پر بیٹھی
رہین اُن عورتون نے تمھو سے کہا کہ یہین کچھ ہار وغیرہ خرید کرو کچھ شیرینی لو نذر خداوندگی وہ یہ ایسی
بہوست ہوئی ہی اُس جگہ کی بہار کو دیکھکر کہ اب اسکو جو اپنے کام کی بھی فکر نہین ہی کہ مین کس ضرورت سے
چلی تھی اور کس کام کو آئی تھی اور کس امر کا قصد رکھتی ہون جب انھون نے اس سے یہ کہا اسنے ہار خرید
کیے تھین مول لین شیرینی خرید لی اور کہا کہ کیا طریقہ ہو نذر کا انھون نے کہا کہ ہمارے ہمراہ آؤ وہ سب کی
سب ایک طرف کو چلین یہ بھی اسکے عقب مین ہو لی وہ اسکو لیکر اُس پہاڑ کے ایک دروازے کے
قریب آئین کہ اُس دروازے پر دو عورتین جسیم شاندار شمشیر زر پوشاک پہنے ہوے موجود
تھین انکے ہاتھون مین طلائی عصا تھین وہ دونو دروازہ چلا رہی تھین ایک پردہ پڑا ہوا تھا جو کہ
کارچوبی تھا اُن دونون نے ان سب کو سلام کیا اور پردہ اٹھا دیا وہ عورتین اُس پردے کے
اندر گئین تمھو دیکھتی رہی کہ اُن دونون نے کہا کہ آپ بھی تشریف لیجائین کوئی منع نہین کریگا تمھو
بھی اندر پردے کے آئی تھوڑی دور تک تو تاریکی رہی اسکے بعد روشنی نظر آئی اسنے دیکھا کہ وہ
عورتین کدھری ہوئی ہین جب یہ قریب پہونچی جو کہ اتنا وقفہ ہوا تھا کہ یہ ٹھہر گئی تھی وہ اور آگے
چلی گئی تھین جب اُس دروازے مین پہونچی تھین تو پلٹ کر دیکھا تو اسکو نہ پایا تھا یہ ٹھہر گئی تھی کہ
وہ آئین تو چلین اتنے مین تمھو دیوہیی انھون نے کہا تم کہان رہ گئی تھین اسنے کہا کہ جب تم اندر
پردے کے آئین تو مین ٹھہر گئی کہ دیکھتی ہون یہین اندر جاؤن کوئی منع کرے مگر اُن عورتون نے کہا آپ
جائین کوئی منع نہ کریگا بس مین اندر آئی اتنی دیر ہوئی انھون نے جواب دیا یہان کسی کی ممانعت
نہین ہی جسکو ہم لیکر آئینگے اسکو کوئی منع نہین کرسکتا ہی اگر یہان کوئی خود آئیگا خواہ غیر قوم کا ہو
خواہ ہماری قوم کا اسکو جانا نہ ملیگا جب تک کہ ہم آکر اسکو پہچان نہ لینگے اور اپنے ہمراہ نہ لیجائینگے کیونکہ
ہم ایسی کام پر مقرر ہین کہ جو کوئی آئے اُس سے نذر دلوائین اسکے بعد زیارت سے خداوندگی مشرف
کرائین اب تم نذر دوگی تو تمکو خداوندگی زیارت نصیب ہو یہ نہ خیال کرنا کہ خداوندگی صورت
نظر آئیگی صرف صدا آئیگی اسکے سوا اور کچھ نہ معلوم ہوگا مگر یہان اُسوقت صورت نظر آئیگی جب ملکہ
تشریف لائینگی اور خداوندگی کا ظہور ہوگا وہ بھی وقت آتا ہی جلدی کرو یہ سنکے تمھو نے کہا جو تم فرماؤ
مین بجا لاؤن انھون نے کہا کہ ہمارے ہمراہ چلی آؤ جب وہ مقام آئیگا جہان نذر دیجاتی ہی ہم بتا دینگے
اسکا طریقہ تعلیم کر دینگے تم اُسی طور سے کرنا تمھو جو بات دریافت کرتی ہی وہ یہ کہتی ہین کہ تمھارے
ان سب سوالون کا ملکہ انصرام جواب دینگی ہمکو حکم یہ ہی جو کوئی آئے اسکو زیارت کرادو قسم ہی خداوندگی
ہمکو کچھ حال معلوم ہی نہین ہی ورنہ ہم ضرور بیان کرتے تمھو خاموش ہوجاتی ہی تمھو نے اس مقام کو
اُس صحرا سے زیادہ سرسبز پایا اور بہت شاداب تھا یہان اُس سے زیادہ بہار تھی عجب مقام پر بہار
تھا یہان اور قسم کے جانور تھے تمھو یہ مقام دیکھکر اور زیادہ حیران ہوئی اور انکے ہمراہ چلی گئی

تھوڑی دور پر جا کر ایک حوض ملا کہ وہ خالی تھا مگر اسمین ہر قسم کی مچھلیان بدون پانی کے زندہ تھین جیسے
ہی ترین ہو گئیں وہ حوض خود بخود پانی سے مملو ہو گیا اور ایک نہنگ اُس حوض سے پیدا ہوا اور اسکے
آگے آیا اور اسنے منہ کھولا اسکے منہ سے شعلہ نکلا کہ تمام صحرا اُس شعلہ سے جلنے لگا اُس نہنگ نے شعلہ
چھوڑ کر اپنا سر پانی مین کر لیا کہ اُس حوض سے ایک گنبد ظاہر ہوا اسکے دروازہ سے ایک عورت خوبصورت
سر پر تاج رکھے ہوئے بیٹھی تھی ایک کرسی جواہر نگار پر اسکے ہاتھ مین ایک طبق تھا طلائی کہ اسمین حلوا تھا اور
ایک تھال برنجی اسکے دوسرے ہاتھ مین تھا وہ خالی تھا اسنے صدا دی کہ کون نذر لیکر آیا ہے یہ سن کر ان
عورتون نے خسرو سے کہا کہ تم بڑھکر یہ ہار اور شمع اور شیرینی اس تھال برنجی مین رکھ دو اور جو کچھ
تمہارے پاس نقد ہو پیش کرو خسرو نے وہ ہار اور شمع اور مٹھائی ایک مالا موتیون کی جو کہ اسکے گلے مین
تھا اُتار کر اُس تھال برنجی مین رکھ دیا جب یہ رکھنے چلی تھی تو اسنے اپنا ہاتھ اسکی طرف دراز کیا تھا کیونکہ
وہ گنبد وسط حوض مین تھا جب یہ رکھ چکی تو اسنے اپنے دوسرے ہاتھ کو اسکی طرف دراز کیا کہ جسمین حلوے کا
طبق تھا اور کہا کہ لے تبرک یہ تیرے لیے موجود ہے تھوڑا سا لیلے پس خسرو نے تھوڑا حلوا لے لیا اور اسنے
حلوا لیا ایک برق چمکی اور وہ گنبد غائب ہو گیا حوض کا پانی خشک ہو گیا وہ عورتین اس سے کہنے لگین
کہ تیری نذر قبول ہو گئی ہے اب چلو خداوند کی زیارت کرو اور خسرو اُنکے ہمراہ بیرون دروازہ آئی مگر اسنے وہ
حلوا لے تو لیا کھایا نہین ان عورتون نے کہا کہ اسکو کھا لو تمہاری عمر زیادہ ہو جاویگی یہ سنکے اسنے کھا لیا جب
بیرون دروازہ آئی تو اُس مقام پر پہونچی جہان گھنٹ و ناقوس بج رہے تھے اسکا پہونچنا تھا کہ ایک برق چمکی
تمام صحرا روشن ہو گیا وہ جو عورتین گھنٹ وغیرہ بجا رہی تھین اور زیادہ بجانے لگین اور کچھ گانے لگین
کہ اتنے مین صدا آئی کہ سب خاموش ہون کچھ خداوند کلام کرینگے یہ سنتا تھا کہ سب خاموش ہو رہے
راوی نے بیان کیا ہے کہ جب وہ برق چمکی تھی اور گھنٹ و ناقوس بجنے لگے تھے تو وہ طائر بھی اور زیادہ
خوش ہو کر چہچہے زنی کرنے لگے تھے اور باد صبا آہستہ آہستہ اور عطر افشانی کرنے لگے تھے انکے پرون سے جو
ہوا آتی تھی وہ دماغ کو معطر کیے دیتی تھی اور کچھ بوندیان بھی انکے پرون سے گرتی تھین کہ جو گلاب
و کیوڑے کی خوشبو دیتی تھین جب یہ صدا آئی تو یہ سب امر موقوف ہو گئے جب سب خاموش ہو گئے
تو صدا آئی کہ کیون اے خسرو تم یہان کہان یہ صدا آئی تھی کہ جسقدر عورتین اُس مقام پر تھین وہ
سب سجدے کو خم ہو گئین خسرو نے بھی سجدہ کیا جب سجدے سے سر اٹھایا تو یہ صدا آئی سر بیان کرو
تم یہان کہان آئی ہو کیونکہ تم تو ایک ضرورت سے جاتی تھین وہ ضرورت بھی بھول گئین اس صحرا مین
پہونچی مبہوت ہو گئین بس لے بس دیکھ لیا تم بڑی عقلمند تھین ارے اے خسرو تم راہ فراموش
کر کے دوسری اقلیم مین چلی آئین یہ اقلیم تمام عورتون سے آباد ہے یہان کی حاکم عورتین ہین آگاہ ہو
کہ مین خدائے برحق ہون یہ سب میری بندیان ہین مین انکا خالق ہون مین نے اپنا مقام یہ صحرا اور یہ کوہ
مقرر کیا ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہان کوئی نہین آسکتا ہے نہ معلوم تیرا کیونکر ادھر آنا ہوا اے خسرو آگاہ ہو
کہ اس صحرا کو صحرائے جلوۂ خداوندی کہتے ہین یہان مین آٹھوین دن ظہور کرتا ہون تجھکو لازم ہے
کہ تو اُس ملکہ کے پاس جا جسکا نام فرا انصرام ہے وہ تجھکو یہان کے حالات سے بالکل آگاہ کر دیگی
اور تیرا کام بھی اسی صحرا مین نکلے گا تیرے پاس کاغذ تو موجود ہے اسکو دیکھ لے جو اسمین تحریر ہے اسپر
عمل کر بس اب اس صحرا کی عمر تمام ہوئی اب ہم یہان سے اور طرف کو جاوینگے کیونکہ یہ لوگ بہت بدذوق
ہو گئے ہین یہ ملک بالکل تباہ ہو گا یہ جو صدا آئی خسرو نے کہا کہ مین ضرور اپنے کام کو جاتی تھی

مگر اتفاق سے اس مقام پر پہونچی جب یہاں آئی تو پیاس نے غلبہ کیا دوپہر کا وقت تھا اس صحرا کو
تپ ہوا سر دیکھا پانی کی تلاش میں آئی ان عورتوں سے ملاقات ہوئی انھوں نے یہاں کی زیارت کرائی
اب میں ملکہ تجھے دیکھکر اپنے کام کو جاؤنگی صدا آئی کہ جہان تو جاتی اور کاغذ جو تیرے استاد کا تیرے
پاس تھا اسکو دیکھتی تجھکو اسی صحرا میں آنیکی ہدایت کرتا کیونکہ تیرا کام اسی مقام پر سر انجام پائیگا اور یہ
سب تیری سلطنت یہ تیری ملک تباہ ہوتے گو اسکی راہ نابود تھی مگر تجھکو بزور علم خدائی ثابت ہوگیا تھا
کہ تو آتی ہے میں نے راہ ظاہر کردی تاکہ تو چلی آئے تجھکو کسی قسم کی دقت نہو کیونکہ تجھکو کاغذ اسی صحرا کی
ہدایت کرتا کیونکہ یہ سمت مشرق ہے یہان کی تجھکو ہدایت ہوئی تھی اے ثمود جب تجھ سے اور انصرام سے
ملاقات ہوا اور سب حالات یہان کی معلوم ہوتے تو تو اسکے ساتھ جانا اس صحرا میں رہنا کیونکہ
تجھکو لازم ہے کہ بہت جلد اپنے کام سے فراغت کر کیونکہ دیر اچھی نہیں ہے اور رات کو کاغذ دیکھنا جو طلسم
اشیا میں تحریر ہے اسپر عمل کرنا ثمود نے کہا کہ بہت خوب پھر صدا آئی کہ اب جاؤ اس مقام پر جہاں
ملکہ انصرام آنیوالی ہے جب وہ آئیگی تو میں بھی اپنا جلوہ دکھاؤنگا ثمود یہ سنکے حیران ہوئی اور
اسکے جواب میں جانے کو تھی کہ یہ تو بالکل میرے حال سے واقف ہیں ضرور خداوند ہیں صدا آئی جو خوش
ہوئی ثمود نے کہا کہ اب چلو وہ عورتیں ثمود کو لیکر ایک مقام پر آئیں کہ یہاں پر بہت سے درخت
لگے ہوئے تھے اور ایک چالیس گز کا چبوترہ تھا جیسے ثمود آکر پہونچی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ دیکھا ایک
طرف سے چند عورتیں کچھ سامان فرش وغیرہ لیکر آئی ہیں انھوں نے لاکر وہ فرش اس چبوترے پر
بچھا دیا ایک مسند بچھائی اور سب سامان شاہی مہیا کیا تھوڑے عرصے میں صدائے نقارہ آئی
اب جو دیکھا ایک طرف سے جلوس سواری نمودار ہوا بعد جلوس سواری آنے کے دیکھا کہ ایک تخت پر
ایک جوان عورت سر پہ تاج شاہی رکھے ہوئے ایک عورت بعہدۂ وزارت پاس تخت کے پکڑے ہوئے چلی آتی
ہے مگر اس مقام پر بھی جو جو عورت ہے مرد کا نام نہیں سب ملازم وغیرہ اسی قسم از نانی ہیں کہ وہ جلوس آکر
ایک طرف اس صحرا میں تخت انکا اس چبوترے سے آیا انصرام کی نظر ثمود پر پڑی اسنے دیکھا
کہ ایک عورت بہت خوبصورت ہے مگر غیر ملازموں کے ہمراہ جو بیٹھا ہے میں درگاہ خداوندی کی
کنیز ہی ہے یہ دیکھکر وہ حیران ہوئی کہ یہ کون عورت ہے جو تخت پر سے اتر آئی اسنے اشارہ سے اپنے
وزیر سے کہا کہ تم جاؤ اور درگاہ خداوندی کو میرے پاس طلب کرو میں اس کو دریافت کرونگی یہ کہکر انکی طرف
دیکھا سب نے مع ثمود کے انصرام کو سلام کیا کہ اسکی وزیر نے کہا کہ تم میں سے ایک ملکہ پاس آکے
ملکہ تجھ سے کلام کرینگی یہ سنتا تھا کہ ایک عورت ہاتھ باندھے ہوئے ملکہ کے روبرو آئی ملکہ نے پوچھا
کہ یہ کون عورت ہے اسنے عرض کیا کہ اے ملکہ یہ آج نئی عورت وارد ہوئی ہے ہم اسکو نہیں جانتے ہیں
مگر اسنے جو کہنے کہا وہ کیا اسنے نذر بھی دی تمام حالت بیان کی اور کہا کہ اسکو حکم خداوند ہے کہ ملکہ
انصرام کے پاس جاؤ اس سے ملاقات کرو وہ تمام حالت بیان کریگی یہ بموجب حکم خداوند
آپکے پاس آئی ہیں یہ سنتا تھا کہ انصرام نے کہا کہ انکو میرے پاس لے آؤ وہ عورت جاکر ثمود کو اسکے
پاس لائی جب ثمود قریب تخت پہونچی تو وہ اپنے تخت پر سے اتر آئی اور ثمود کو اپنے ہمراہ لیکر مسند پر آکر
بیٹھی نام پوچھا ثمود نے کہا کہ مجھکو ثمود کہتے ہیں رہنے والی ہوں شہر فرنگ کی میں ایک ضرورت سے
جاتی تھی کہ اس مقام پر پہونچی ثمود نے سب حالت اپنی بیان کی مگر یہ نہ کہا کہ میں محرم جادو کی
تلاش میں آئی ہوں مگر یہ دیکھا کہ انصرام بھی ساحرہ معلوم ہوتی ہے اور جسقدر اسکے ہمراہ عورتیں ہیں

سب ساحرہ ہین انصراھم ایک عورت حسین اور خوبصورت اور چنچل ہی کہ اسکے حسن کے روبرو آفتاب شرماتا تھا
جب ثمود اپنی حالت بیان کر چکی تو عرض کیا کہ آپ یہ فرمائین یہ کون مقام ہی اور یہان عورتون کی کیون حکومت ہی
اور اس ملک کا کیا نام ہی یہ ہی ایک ملک ہی یا اور بھی کوئی ملک ہی اور یہان عورتین کہان سے آئی ہین انصراھم
نے کہا کہ آگاہ ہو مین دختر ہون خداوند کی یہان عورتون کی حکومت ہونے کی یہ وجہ ہی کہ مین مردون کے نام
سے نفرت رکھتی ہون اور جو ملک اس سرزمین پر ہین سب میرے قبضے مین ہین مین نے انکو بھی سب
عورتین سفر کی ہین تمام باشندے ہر شہر کے عورت کی قسم سے ہین آگاہ ہو کہ مرد کا یہان نام نہین ہی ثمود
نے کہا کہ بتایئے یہ عورتین کہان سے آئی ہین انصراھم نے کہا کہ یہان پیدا ہوتی ہین ثمود نے کہا کہ مرد تو
ہی نہین پھر پیدا کیونکر ہوتی ہین انصراھم نے کہا کہ جب زمانہ بہار کا آتا ہی سال بھر کے بعد خداوند کا
حکم ہوتا ہی کہ چار سو عورتین اس صحرا مین آکر رات کو مقیم ہون پس بموجب حکم خداوند چار سو عورتین آکر شب کو
مقیم ہوتی ہین صبح کو سب حاملہ ہوتی ہین انکے بطن سے جو لڑکے پیدا ہوتے ہین وہ تو اسیوقت قتل کیے جاتے
ہین جو لڑکیان پیدا ہوتی ہین انکی پرورش ہوتی ہی میرے حکم سے جب وہ جوان ہوتی ہین تو ملکون مین
روانہ کیجاتی ہین انسے یہ ملک آباد ہوتے ہین یہ طریقہ پانسو برس سے جاری ہی یہان کی آب و ہوا ایسی ہی
کہ سب جوان رہتی ہین بڑھاپے کا نام نہین ہی جو ہی بیس برس سے زیادہ نہین ہوتی ثمود نے
کہا کہ یہ سبب کیا ہی انصراھم نے کہا یہان کی خاصیت یہ ہی کہ ایک ماہ کے بعد لڑکی خواہ لڑکا پیدا ہوتا ہی
اور ایک برس مین اس قابل ہوتا ہی یعنی بیس برس کا ہو جاتا ہی لڑکا تو اسیوقت میرے حکم سے قتل ہوتا ہی
لڑکی کی پرورش کیجاتی ہی وہ سال بھر مین تیار ہو جاتی ہین یہ ہی طریقہ ہمیشہ سے جاری ہی مین نے اپنی
شادی نہین کی اسی سبب سے کہ مرد بیوفا ہوتے ہین ثمود یہ سنکے خاموش ہو رہی مگر خیال کرنے لگی یہ کیا
اسرار ہی انصراھم از روے سحر کے اسکے خیال سے واقف ہو گئی کہنے لگی کہ اے ثمود آگاہ ہو یہ سال بھر کے
بعد چار سو عورتین طلب کیجاتی ہین اسکا سبب یہ ہی کہ چار سو فرشتے بحکم خداوند آتے ہین اس صحرا مین
وہ ان عورتون کے ساتھ ہمبستر ہوتے ہین مگر انکو دکھائی نہین دیتے ہین مگر وہ عورتین حاملہ ہو جاتی ہین
چونکہ فرشتون کا نطفہ ہوتا ہی بقدرت خداوند کی ایک ماہ مین بچہ قابل پیدا ہونے کے ہو جاتا ہی پیدا
ہوتا ہی چونکہ اولاد انسان کی تو ہی نہین کہ اسکو زمانہ چاہیے ایک سال مین بقدرت خداوند بیس برس کی
ہو جاتی ہی یہ سبب ہی ثمود نے کہا کہ ان ملکون کا کیا نام ہی انصراھم نے کہا جہان مین حکومت کرتی ہون
اسکو الظہیر کہتے ہین اور جو ملک ہین ان سب کے ایک نام ہین سب کو سحر وسیہ کہتے ہین اور اس
سحر کو بنا وہ کا خداوند کی کہتے ہین اب تمکو حال معلوم ہوا ثمود نے کہا کہ ہان بی معلوم ہوا انصراھم
نے کہا کہ یہ سرزمین نئی ہی اب جو کچھ ثمود یاد کرتی ہی تو سحر بالکل فراموش تھا ایک حرف نہ یاد تھا وہ جو حلوا کھایا
تھا وہ سحر کو فراموش کرنے والا تھا اسکا حال ناظرین پر ظاہر ہوگا ثمود کو بالکل اعتقاد ہو گیا کہ یہ ضرور
خداوند برحق و مطلق ہی آج تک مین گمراہ رہی یہان یہ ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ یکا یک برق چمکی تمام صحرا مین روشنی
ہو گئی یہ وہ وقت تھا کہ قریب شام ہی جب روشنی ہوئی تو انصراھم کھڑی ہو گئی اور ثمود سے کہا کہ خداوند تشریف
لاتے ہین یہ بھی کھڑی ہو گئی کہ پھر برق چمکی ایسی کہ آنکھین بند ہو گئین تھوڑی دیر کے بعد صدا آئی کہ آنکھین
کھولو ثمود نے لاکھ لاکھ چاہا تھا جبکہ اسکی آنکھین چمک کے سبب سے بند ہوئی تھین کہ کھولون مگر نہ کھل سکین
جب صدا آئی اب جو کھولا کھل گئین اسکو اور حیرت ہوئی اپنے جو سر اٹھا کر دیکھا تو یہ دیکھا کہ ایک گنبد بالاے
ہوا قائم ہی اور اس گنبد کے چارون طرف چار ستارے ہین کہ وہ اپنے نور سے مشعلے جیسے روشن ہین وہ مشعلے بالاے

کر رہا ہی یہ خیال کرکے لفافے کو نکالا اور اُسکو دیکھنا شروع کیا مگر مارے خوف کے ہاتھ پاؤن
کانپ رہے ہین جب سے اُس جوگی کی صورت دیکھی ہی اور خوف کی زیادتی ہوگئی ہی کچھ کہہ نہین
سکتی ہی بس کھڑی ہوئی کاغذ دیکھ رہی ہی اسمین یہ تحریر تھا کہ اے محمود جب تو جانب مشرق
روانہ ہوگی اور بہت دور نکل جائیگی تو تجھکو ایک صحرا ملیگا جو کہ بڑا پُرفضا ہوگا تجھکو لازم ہی کہ اُس صحرا
مین ضرور قیام کرنا کیونکہ تیرا مقصد اُس صحرا سے حاصل ہوگا کیونکہ وہ ہی قیام گاہ ہی محمود جادو کا
اور تمام حالت اُس صحرا کی تحریر تھی وہ حالت اور کیفیت وہ ہی تھی جو کہ بیان ہوچکی اسی صحرا کی کیفیت تحریر
کی تھی جس صحرا مین یہ موجود ہی اُسکے بعد تحریر تھا کہ تجھکو پیاس بشدت معلوم ہوگی تو تلاش آب مین ایک
جانب روانہ ہوگی چند عورتین ملینگی اُنسے اُس صحرا کی حالت معلوم ہوگی وہ تجھکو ایک دربار کوہ مین
لیجائینگی وہان نذر دلوائینگی تیرا سحر فراموش ہوگا اُسکے بعد انصرام جادو سے ملاقات ہوگی وہان
سے خداوندا اُس صحرا مین ظہور کرینگے اور تجھسے بھی کلام کرینگے قبل ظہور کرنے کے کوہ حبس سے صدا
آئیگی اور جو کچھ محمود پر گذرا سب تحریر تھا اُسکے بعد یہ تحریر تھا کہ تجھکو لازم ہی تو اُس پہاڑ کے دہنی طرف کو
روانہ ہو جب ان سب امرون سے تجھکو فراغ ہوے پھر جب تو چالیس قدم راہ طی کریگی تجھکو ایک درہ ملیگا
تو اُس درے مین چلی جانا تو اُس مقام پر پہونچیگی جہان وہ حوض ہی بس تو یہ اسم سحر پڑھکر اُس حوض پر
دم کرنا اسمین ایک دریچہ نمودار ہوگا تو اُس دریچہ مین چلی جانا وہان ایک صحرا ملیگا تو اُس صحرا مین تلاش کرنا
ایک صندل کا درخت ہوگا اُس درخت کے قریب جاکر تو یہ کہنا کہ اے محمود جادو باہر تشریف لائیے
مین آپکی ملاقات کی بہت مشتاق ہون کچھ صدا نہ آئیگی تو پھر یہ ہی کہنا پھر صدا نہ آئیگی جب تو تیسری مرتبہ کہیگی
تو صدا آئیگی کہ تو کون ہی اور کیا کام ہی تو کہنا مین محمود جادو آپکے بھائی کی شاگرد ہون یہ جو تو کہیگی تو صدا
آئیگی کہ کیا ثبوت ہی کہ تو محمود ہی تو کہنا آپ تشریف لائین تو مین اُنکا رقعہ آپکو دون بس جب یہ تو کہیگی تو
ایک ہاتھ اُس درخت سے نکلیگا اور یہ صدا آئیگی کہ وہ رقعہ ہمکو دو پہلے ہم دیکھلین پھر باہر آئینگے تو رقعہ
دیدینا اُسکے بعد جو وہ ارشاد کرین اُسپر عمل کرنا اب یہ کاغذ بیکار ہی اس سے کوئی امر ظاہر ہوگا اور وہ صدا
کوہ سے آئی تھی کہ تو کاغذ کو دیکھ جو وہ حکم کرے اُسپر عمل کر اگر تو اور کسی مقام پر جاتی پھر تجھکو اسی مقام پر
آنا ہوتا وہ سچ امر تھا اب تو تجھکو بخوبی ظاہر ہوگیا ہوگا بس اب تاخیر نہ کر اپنے کام مین مصروف ہو یہان
کی کل حالت تجھکو محمود جادو سے معلوم ہوگی تو محروم نہ رہیگی تیرا مطلب خوب پورا ہوگا وہ
بھی مثل میرے تیری خدمت کریگی کہ تو رضامند ہوگی یہ جو تحریر پائی محمود فوراً اُس مقام سے
چلی اور اُس کوہ کے پاس آئی جہان سے صدا آئی تھی اور دہنی طرف روانہ ہوئی درہ ملا اُس
درے مین گئی ایک صحرا ملا اُس صحرا کو طی کرکے اُس مقام پر پہونچی جہان وہ حوض تھا مگر اُسی طور سے
خشک تھا اسنے وہ اسم سحر جو کہ اُس کاغذ مین تحریر تھا یاد کرلیا تھا اُسکو پڑھکر حوض پر دم کیا دریچہ
ظاہر ہوا یہ اُس دریچہ مین گئی وہان ایک صحرا ملا یہ اُس صحرا مین پھرنے لگی یہ صفت تھی کہ باہر
اُس صحرا کے یعنی جہان وہ کوہ تھا اور جہان حوض تھا بالکل تاریکی تھی کچھ دکھائی نہین دیتا تھا
یہ صرف قدم کے شمار سے اُس درے مین گئی تھی کیونکہ چالیس قدم کی قید تھی جب یہ درے سے
باہر نکلی تھی تو یہ صرف اپنے خیال کے موافق گو ایک مرتبہ یہ اُس حوض پر گئی تھی مگر اسکو اُس حوض کی صورت
یاد تھی اور اُس صحرا کی کیفیت جب یہ درے سے نکلی تھی تو اسنے اُسی صحرا کی حالت پائی جو اُن عورتون سے
سنا اور دیکھ چکی تھی صرف اندازے سے اور وہان بنسبت اس صحرا کے کسی قدر روشنی بھی تھی ایسی تاریکی بھی نہ تھی

ہوا جاتے قندیلیں ہوا میں جلتی ہیں اور گرد اس گنبد کے وہ قندیلیں گردش کرتی ہیں یہ تماشا ہو رہا ہے کہ یکایک
صدا آئی ہم باہر تشریف لاتے ہیں سب ہوشیار ہوں یہ صدا آئی تھی کہ افراسیاب وغیرہ جو اس مقام پر تھے سب برائے
سجدہ خم ہوئے اور سر کو [illegible] تو سر نیچے لگے کیونکہ وہ [illegible] تھا سب یہ حال معلوم ہوتا تھا
عمرو نے بھی تعجب سے [illegible] نے سجدہ نہیں کیا تھا عمرو نے دیکھا اس گنبد سے ایک مرد پیر پیدا ہوا اسکے
سر پر ایک تاج رکھا ہوا تھا جس سے شعاع پیدا ہوتی تھی اس گنبد سے نکلکر طرف آسمان کے اشارہ کیا ایک
تخت پیدا ہوا وہ اس تخت پر بیٹھا [illegible] راگ و رنگ خود بخود پیدا ہوئی اور وہ سب طائر جو بالائے
کوہ درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور قفسوں میں بند تھے اڑ کر اس مرد پیر کے سر پر سایہ فگن ہوئے جو قفس
میں بند تھے خود بخود قفس کھل گئے وہ نکلکر آئے اور سایہ کیا وہ ابر جو کہ کوہ پر سایہ فگن تھا اس مرد پیر
کے سر پر سایہ فگن ہوا اور [illegible] تمام عورتیں سجدہ کرنے لگیں عمرو کو تعجب [illegible] جلدی جلدی سجدہ کرنے لگیں
عمرو نے بھی سجدہ کیا اب جو سر اٹھایا اس تخت کے ایک گوشہ پر اسی عورت کو جو اس درۂ کوہ میں اس حوض
میں جسکا پانی پیدا ہوا تھا اور ایک گنبد [illegible] پر بیٹھی ہوئی تھی [illegible] دیکھا کہ کھڑی ہے اور
تین گوشوں پر اس تخت کے تین [illegible] رنگ کے [illegible] ہیں اور لیتے ہر قسم کے پھول
کرتے ہیں یہ عورتیں [illegible] پھولوں کو [illegible] لیتے ہیں [illegible] اسکے منہ سے ایک طائر نکلکر نکلتا ہے
اور اڑ جاتا ہے عمرو نے جو پھول [illegible] اسکے منہ سے کوئی جانور نکلا اور افراسیاب کے منہ سے جیسا [illegible]
ہو چکے اسوقت صدا آئی کہ اے بندگان [illegible] آگاہ ہو اب زمانہ خدائی میرا تمام ہوا کیونکہ میں پیر ہو گیا ہوں [illegible]
ادھر [illegible] کہ میں نے لقا کو اپنا نائب کر کے اور ملکوں کی طرف روانہ کیا اسنے [illegible] میں جا کر قبطیوں [illegible]
خدائی کرنے لگا میں نے اسکو ادھر کا کل اختیار دے دیا تھا میں نے [illegible] اپنے ملکوں پر اپنا دارومدار
کر دیا تھا کہ میں یہاں خدائی کرونگا اور میری [illegible] ان ملکوں کی جو اسوقت عورتوں
سے آباد ہیں کافی ہے لقا کو بہت بڑا اختیار دیا تھا کہ وہ مثل میرے خدا تھا پیدا کرنے اور مارنے کا
اسکو اختیار تھا اسنے عالم [illegible] ایسے بندے پیدا کیے کہ جنکی صورت خلق کرنا بھول گیا اور انکو ازحد
قوی پیدا کیا جنکی قوت کے روبرو کوئی چیز کی اصل نہیں ہے وہ بندے اس سے منحرف ہو گئے اسکا
سبب یہ تھا کہ لقا ان بندوں کو پیدا کر کے مغرور بھی ہو گیا تھا اسکو اپنی خدائی پر دعوی تھا میں جو بندے
جو منحرف ہوئے انہوں نے اور مذہب خلق کیا یعنی خدائے نادیدہ کی بندگی کرنے لگے پہلے انہوں نے
نوشیروان ایسے بادشاہ کو زیر و زبر کیا کیونکہ انکے سب کا جو افسر تھا اسکو نوشیروان نے اپنے وزیر
بزرچمہر کی رائے سے پرورش کیا تھا جب وہ جوان ہوا تو اس نے پہلا حملہ نوشیروان پر کیا کہ
اسکے تمام ملک چھین لیے اسکو تباہ کیا اب اولاد اس خداپرست کی زیادہ ہو گئی اسکا حمزہ نام
تھا اسکی اولاد جو ہوئی وہ بھی مثل اسکے ہوئے اسی حمزہ نے لقا کی بھی خدائی کو برباد کیا کہ وہ دربدر
ہر ایک کے دامن میں پناہ لیتا پھرا لقا کی دختر و ان بہنوں کو اسکی اولاد و سردار لے گئے وہ انکے
ہمراہ نکل گئیں کوئی پاس خداوندی نہیں کیا تمام قصہ حمزہ صاحبقران کا از ابتدا تا انتہا
اس مرد پیر نے جو کہ اپنے کو معاذ اللہ خدا کہتا ہے بیان کیا اسکے بعد تمام حال زمرد ثانی
و صاحبقران ثانی کا بیان کیا اور کہا کہ اسکا فرزند [illegible] عمرو کے بطن سے ہوا ہے
اور زمرد کا اصلی فرزند ہے گو ارژنگ اپنے کو بھی فرزند زمرد کہلاتا ہے اور دعوی خدائی کا
کیا ہے لوگ اسکی طرف رجوع ہوئے ہیں یہ دعوی اسکا بالکل باطل ہے کیونکہ وہ زمرد کا

فرزند نہین ہی یہان ایک شخص چینگ تنگ نامے شہر بیضیرتنگ مین ہی وہ ضرور زرصرد کا فرزند ہی اب میرا قصد ہی کہ
مین بالاے آسمان جاؤن اور مثل اسکے باپ دادا کے اُسکو اپنی طرف سے خدا کردون کیونکہ اب میرا
یہان بہت دم گھبراتا ہی فردا بہشت مین جا کر ہمراہ حورون کے اپنا دل بہلاؤن بس اب یہ سب ملک تباہ
و برباد ہونگے کیونکہ انکا بند و بست میرے ذمہ تھا الصرام کو لازم ہی کہ جو مین حکم دون اُسپر عمل کرے اب مین
جاتا ہون ایک ہفتہ کو مین آکر جو حکم دون اُسی پر عمل کیا جاے کوئی اُسمین خلاف امر نہو ورنہ میرے غضب
مین مبتلا ہوگی یہ کہکر کہا کہ سجدہ کرو بس سب سجدے کو خم ہوگئین ادھر برق چمکی اور صدا بلند ہوئی صدا آئی
کہ سر اٹھاؤ اب سر اٹھا کر دیکھا نہ وہ گنبد تھا نہ وہ پیر مرد جو کہ کلام کر رہا تھا صرف میدان صاف تھا ثمود یہ
دیکھکر بہت حیران ہوئی اور اپنے دل مین کہنے لگی کہ یہ سب امور ان سے دلالت ہی ضرور یہ خدا ہی اسکے باپ
دادا زرصرد خدا تھے کیونکہ جو کچھ حال زمانہ آئندہ مین ہونے والا ہی وہ بھی بیان کیا اور زمانہ ماضی مین
گذرا وہ بھی بیان کیا گویا سو جو دیکھا یہ تو یہ خیال کر رہی تھی کہ خدا ہونے مین کوئی شک نہین ہی ضرور یہ
سب کا خدا ہی کہ ادھر الصرام نے کہا اب مین جاتی ہون بہن ثمود تم بھی چلو ہم تمھاری دعوت کرینگے ثمود نے
کہا کہ مجھکو خداوند کا حکم نہین ہی مین اسی صحرا مین رہونگی تمھارے ساتھ نہ جاؤنگی کیونکہ مجھکو اس صحرا مین
ضرور رہنا ہی الصرام نے کہا کہ وہ کیا ضرورت ہی ثمود نے کہا مین بیان نہین کرسکتی ہون کیونکہ مجھکو حکم نہین ہی
دوسرے یہ امر ہی کہ مین جس کام کے لیے اپنے مکان سے نکلی ہون اُسمین تاخیر ہوگئی ہان جب اس سے فراغت
کرکے آؤنگی تو تم سے ملاقات کرونگی اور دعوت کھاؤنگی الصرام نے کہا نہ معلوم تم کب آؤ اور یہان تو خاتمہ
ہوا جاتا ہی کیونکہ سنا ہوگا تمنے کہ خداوند نے فرمایا ہی کہ ایک ہفتہ کو مین آکر حکم دونگا اُسپر عمل کرنا اس ہفتے بھر
تمھاری اور ہماری زندگی ہی بس ادھر حکم صادر ہوا ادھر ہم لوگ تمام ہوے پھر کس سے آکر ملاقات
کروگی ثمود نے کہا یہ تو سچ ہی مگر مین اسی ہفتہ مین اپنے کام سے فراغت کرکے آتی ہون کیونکہ مجکو بھی تو جلدی
منظور ہی کیونکہ لوگ میرا انتظار کررہے ہونگے بس مین کل پرسون مین واپس آؤنگی اور تا زمانہ ظہور
خداوند اسی مقام پر قیام کرونگی اُسی عرصہ مین تمھاری دعوت بھی قبول کرونگی الصرام خاموش ہورہی اور
جس طور سے آئی تھی اُسی بند و بست اور جلوس سے اپنے مقام کو چلی گئی مگر جو فرش وغیرہ براے
ثمود چھوڑ گئی جب جانے لگی تو ثمود نے کہا کہ یہ اشیا جو تم چھوڑے جاتی ہو تو اسکی نگہبانی کون
کریگا کیونکہ میرا کوئی ٹھیکا نہین ہی مین ابھی اپنے کام کو روانہ ہون یا سحر کو الصرام نے کہا کہ
تم اسکو اسی مقام پر چھوڑ جانا کوئی نگہبانی کی ضرورت نہین ہی یہ اسوقت تک پہونچ جائیگا فرشتہ
خداوند ہوشیار دیکھ رہے ہینگے ثمود خاموش ہورہی جب الصرام جاچکی اب بالکل تنہائی ہوئی اور رات بھی
کوئی پہر بھر کے قریب گذری چونکہ تاریکی تھی تاریخین آخر کی تھین وہ تاریکی وہ جنگل کا سائین سائین
کرنا جابجا وحشیون کا آکھتا وحشیا طین کا آتش صحرا مین پھرنا کیونکہ وہ مسکن تھا انکا وہ لوگ
جو کہ پیر کو وہ مقیم تھے سب ہو رہے وہ سب اس سے دور رکھی گئے یہ اس مقام پر اکیلی تھی وہ وقت عجیب
وقت تھا گو ساحرہ تھی مگر یہ حالت تھی کہ خوف کے مارے دم نکلا جاتا تھا دن کو تو وہ صحرا
نمونہ جنت معلوم ہوتا تھا مگر رات کو صحرا سے قیامت کا ہمپلہ تھا مگر یہ تو حالت تھی کہ خوف طاری
تھا دم بخود بیٹھی ہوئی تھی کیا کرتی کیونکہ اُس کو صدا آئی تھی کہ اسی صحرا مین قیام کرنا اور وہ جو رقعہ تیرے
پاس ہی اُسکو ملاحظہ کرنا اُسپر جو تحریر ہو اُسپر عمل کرنا کیونکہ وہ تیرے کام کا ہی اور جس شخص کا ہی اُسکے ذریعہ
سے تیرا کام نکلے گا یہ اسی سبب سے الصرام کے ہمراہ نہین گئی کہ مین آج شب کو رقعہ دیکھکر اپنے کام سے تو فراغت کرون

کو اسی طور سے دفن زمین کیا یعنی اسی طور سے وہ زمین مین چلی گئین بعد اسکے اسنے ہاتھ نکالکر صدا دی کہ خود
یہ کاغذ لے اور جو اسمین تحریر ہو اسپر عمل کر جو اس کاغذ مین تحریر ہے تب ان سب اشیا کو بہم کریگی اور جنکو
مین نے طلب کیا ہے انکو لے آسکے گی تو مین باہر آؤنگا کیونکہ اسمین ایک شخص ایسا ہے کہ بیسکے آنے بغیر انکا آخر کار
یہ جوگی اسنے ہاتھ نکالا یہ سنتے ہی شور و نے وہ کاغذ نکالا ہوا لے لیا اور اسکو دیکھا اسمین یہ تحریر تھا کہ اے
شور و تجکو لازم ہے کہ تو اسی حوض مین اسی دریچہ سے جا اور جو اسم سحر اس کاغذ مین تحریر ہے پڑھنا ایک تخت
پیدا ہوگا اسپر سوار ہوکر جانا وہ تجکو اس صحرا مین پہونچا دیگا کہ جہان وہ جوگی ہے جہان تو نے لانا قہ
پڑھا تھا اسکے روبرو جاکے کہنا کہ اے تجر وو جادو تمکو تمھارے استاد تجر وہم جادو نے طلب
کیا ہے تم جاؤ مین آتی ہون اور جو جو لوگ انھون نے طلب کیے ہین انکو لیکر آتی ہون یہ کہکر تو اسی
تخت پر سوار رہونا وہ تجکو کچھ جواب نہ دیگا تو وہان سے اس کوہ پر آنا جہان سے تجکو وہ صدا آئی تھی کہ
جسکو وہ لوگ خداوند کہتے ہین یہ تخت جب اس کوہ پر پہونچے تو تو اس تخت پر سے اترنا اور سیدھا ہوکر ایک
طرف کو جانا بعد چند قدم کے تجکو ایک قبر ملیگی اسپر ایک سنگ مرمر رکھا ہوگا اس پتھر کو اٹھانا ایک
نقب کا دہانہ ظاہر ہوگا تو اس نقب مین چلی جانا تو اتفاق سے ایک گنبد مین پہونچیگی جب اس گنبد
مین پہونچنا تو ایک حجرہ گنبد مین ایک نوجوان آدمی تجکو ملیگا کہ وہ بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا ہوگا اس سے کہنا
تجر وہم جادو نے بلایا ہے پھر اس سے لیکر اس حجرے سے نکلا پھر اسی گنبد مین آنا وہان گنبد مین ایک
صندوق نظر آئیگا اس صندوق کو تو کھولنا اسمین سے ایک کنجی نکلیگی اسکو لینا اور اس صندوق کو ہٹانا
اسکے نیچے ایک تختہ ظاہر ہوگا اسمین قفل پڑا ہوگا اس قفل کو اس کلید سے کھولنا اور تختہ اٹھانا ایک نقب ظاہر ہوگی
بلا خوف اس نقب مین چلی جانا یہان تک کہ ایک باغ مین پہونچیگی اسمین بارہ دری ہوگی اس بارہ دری
مین وہ ہی ساحر جوکہ بوقت سحر بصورت بزرگ یعنی اپنے کو خداوند کہلاتا ہے تجکو ملیگا اسکو ہمارا
یہ پیغام دینا کہ اے تمروت جادو تمھارے استاد نے تمکو طلب کیا ہے اور کہا ہے کہ اب تمام کارخانہ
مین اپنا مٹا دونگا تم میرے پاس چلے آؤ اور اس جوان کا نام یہ ہے کہ شاہ جادو تجرو سے
جادو تجھ سے یہ کہیگا کہ اور کسی کو بھی طلب کیا ہے کہنا کہ ہان تمام اپنے شاگردون کو طلب
کیا ہے انکو بھی لیتے آنا اپنے ہمراہ مین جاتی ہون تاکہ ان اشیا کو بہم کرون جو انھون نے طلب فرمائی
ہین یہ کہکر اس نقب کے ذریعہ سے گنبد مین اور پھر اسی کوہ پر آنا اور تخت پر سوار ہوکر اس صحرا مین پہونچنا
جہان الفراسم جادو نے جلسہ کیا تھا جس چبوترے پر جلسہ ہوا تھا اسپر کھڑے ہوکر یہ اسم پڑھنا
جب اسم تمام ہوگا ایک سیاہ آندھی آئیگی اور وہ چبوترہ تمام اڑ جائیگا ایک دروازہ ظاہر
ہوگا اس دروازے کو کھولکر اندر چلے جانا ایک مکان مین پہونچیگی اس مکان مین ایک کمرہ ہوگا
اس کمرے مین ایک صندوق رکھا ہے اسکو اٹھا کے لے آنا بس یہ کام بہت جلد کرنا کہ مین اس [illegible] سے
نکلون اور تیرا کام کرون تمروت جادو آکے مجکو نکالیگا بغیر اسکے آئے مین نہین نکل سکتا ہون
اور ایک امر یہ ہے کہ جہان سے وہ صندوق لائیگی اسی مکان مین ایک الماری ہے اسمین دو شیشے
رکھے ہین انکو بھی لانا کیونکہ انکی بہت ضرورت ہے یہ مضمون پڑھکر شور و نے اسی وقت اس حوض پر آکے اسم
پڑھا تخت پیدا ہوا اسپر سوار ہوکر چلی وہ تخت اسکو اس جوگی کے پاس لایا شور و نے جوگی سے کہا اسنے جواب
تو دیا نہین مگر کچھ پڑھکر [illegible] زمین [illegible] ہوگیا [illegible]
سامان جو اسکے پاس رکھا تھا [illegible] تخت نے اسی کوہ پر پہونچا دیا کہ جہان سے

صدا آئی تھی یہ سنگ اٹھا کر گنبد میں گئی بادشاہ کو پیام دیا وہ بھی سنتے ہی غرق زمین ہوا یہ اُس صندوق
کے پاس آئی صندوق کو کھولا کنجی نکالی صندوق کو اٹھا کر اُس نقب سے باغ میں آئی دیکھا ایک طرف
وہ گنبد رکھا ہے جو نظاہر ہوا تھا جسکے چار دن طرف اژدر آتش فشان لگے ہوئے تھے اور اُنکے منہ سے
شعلے نکلتے تھے اور صورت قندیل پیدا کرکے قائم ہو جاتے تھے وہی گنبد ہے یہ اُس باغ کی سیر کرتی ہوئی بارہ دری
میں آئی اسنے بارہ دری میں اُس مرد کو دیکھا کہ جسکو اُس گنبد کے دروازے پر تخت پر سوار دیکھا تھا
اور سب نے سجدہ کیا تھا اور وہ تقریر کی تھی جسکو سب خداوند کہتے ہیں یہ اسکو دیکھکر وہی پیام کہنے لگی
اُسنے کہا کسی اور کو بھی طلب کیا ہے ثمرو نے کہا شاگردوں کو وہ یہ سنتے اٹھا اور ایک طرف کو روانہ
ہوا یہ لپٹ سے نکلکر تخت پر سوار ہولی اُس چبوترے پر ہو یہی اسم سحر پڑھا وہ چبوترہ غائب ہوگیا
دروازہ ظاہر ہوا یہ مکان میں گئی وہ صندوق لیا اور شیشہ لیا اور باہر نکلکر تخت پر سوار ہوکر چلی وہ تخت
اُسکو اُسی مقام پر لایا جب یہ حوض پر پہونچی تخت پر سے اُترکر اُسی درخت کی راہ سے اُسی صحرا میں درخت
صندل پہونچی اسنے دیکھا کہ اُس مقام پر وہ جوگی موجود ہے اور بادشاہ بھی مگر ابھی ثمر ورشت نہیں آیا ہے
یہ جب قریب درخت کے پہونچی درخت سے صدا آئی کہ سب کو خبر آئی اور وہ صندوق اور شیشہ بھی
لائی ثمرو نے کہا جی ہاں حاضر ہے پھر یہ صدا آئی کہ جمہور و دو بادشاہ تو آگئے مگر ثمر ورشت ابھی تک نہیں
آیا وہ آئے تو میرے باہر آنے کی تدبیر کرے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ گرد اُڑی اور برق چمکی اب جو دیکھا
تو ثمر ورشت اُسکے ہمراہ کوئی تین چار سو ساحر اُنکو لیے ہوئے چلا آتا ہے اُسکو جمہور و دو بادشاہ نے
دیکھا جھککر سلام کیا اُسنے جواب سلام دیا جب قریب درخت پہونچا تو اُسنے پکار کر کہا کہ اُستاد میں ابھی
پہونچے صدا آئی کہ بیٹا رہو خوب پہونچا سکے ہوئے آئے اب آپ کیسے ظریف ہوگئے ہیں یہ بھی زیبا ہے
کہ اُستاد کو اپنا پہونچا سکے بڑی زبان درازی اختیار کی ہے خیر آئیے آپکو میں ابھی ابھی یاد کر رہا
تھا یہ سُنکے ثمر ورشت نے کہا کہ غلام حاضر ہے جو حکم ہو بجا لاؤں آواز آئی کہ اے ثمر ورشت اب وہ زمانہ
آیا ہے کہ میں اس درخت سے نکلا چاہتا ہوں بلکہ تمکو اسی امر کے لیے طلب کیا ہے جب تم کوشش
کروگے تو میں نکلونگا اب میرے طلسم کی عمر تمام ہوئی یہ کارخانہ تو میں نے صرف اپنے دل بہلانے کے
لیے بنایا تھا اب تمکو لازم ہے کہ تو ابھی ہفتہ کو یہ کہنا کہ اب خداوند طرف آسمان کے جاتے ہیں اور
اپنی طرف سے چشم ناسب کو دنیا کا خداوند کرونگا اور یہ سب کارخانہ برباد ہوتا ہے اب میں ظہور نہ کرونگا
یہ کہکے چلا آنا اسکے بعد سب کارخانہ برباد ہو جائیگا صرف جو لوگ اصلی ہیں وہ رہیں گے یہ سُنکے
ثمر ورشت نے کہا بہت خوب میں کوشش کرتا ہوں یہ کہکر اُسنے سامنے درخت کے چوکا دیا اور اُس چوکے
میں بیٹھکر کچھ اشارہ کیا کہ خود بخود کشتی پیدا ہوئی اُسمیں اسباب سحر رکھا ہوا تھا وہ کشتی اُسکے روبرو
آئی اور ایک بچہ خوک بھی پیدا ہوا اُسنے اُسکو پکڑکر ذبح کیا اور اُسکا خون لیکر اپنی پیشانی پر
ٹیکا دیا اور آگ یاری روشن کرکے بخور جلانے لگا اور پھر رائی کا سے دانہ پر پڑھکر اودھر اودھر پھینکنے لگا
ایک مرتبہ اسنے کیا کیا کہ اپنی ران میں نشتر دیا اور وہ خون لیکر اُسپر کچھ پڑھکر دم کیا اُس
خون کو اُس درخت صندل پر کھینچکر مارا کہ ایک تڑاقہ ہوا برق چمکی غبار بلند ہوا وہ درخت
جڑ سے اُکھڑ گیا اور اُسمیں آگ لگ گئی درخت کی جڑ سے ایک غار ظاہر ہوا ثمر ورشت یہ دیکھکر اُسی وقت اُس
غار میں کود پڑا اور بہت جلد کچھ خاک لیکر باہر آیا اُس خاک پر کچھ پڑھکر دم کیا اُس غار میں
ڈالی کہ پھر برق چمکی اب جو دیکھا تو وہ غار نہیں بلکہ ایک دریچہ ہے یہ جو سنگ ہیں سے اکٹھا اور سب کو

اشارہ کیا کہ میرے ساتھ آؤ سب کو اپنے ہمراہ لیکر اُس دریچہ میں آیا اب جو باہر دریچہ کے ہوا تو دیکھا
ثمود و دیگر ساحروں نے کہ ایک باغ بہت پُرفضا ہے کہیں لالہ کے درخت لگے ہیں کسی مقام پر بیلا کھلا ہوا
ہے کسی جگہ جوہی اور یاسمین ہے کسی طرف نسرین و نسترن کی بہار ہے کسی سمت کوڑیالے کی فضا ہے سرو و شمشاد
کے ہزاروں اشجار ہیں قمریان فاختہ و قمریان بیٹھی ہوئی یاد الٰہی کر رہی ہیں طاؤسان باغ خیمہ ناگری میں مصروف ہیں
ہما دل چھیڑنی کر رہے ہیں و دیگر طائران خوش بیان چہک رہے ہیں نہریں جاری ہیں روش پٹری
درست ہے گل حنا کی ایک جانب عجب خوشبو ہے گلاب و کیوڑا کھلا ہوا ہے لالہ سے چمن دہک رہا ہے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ آگ لگی ہوئی ہے فوارے چھوٹ رہے ہیں اُنسے اس طور سے پانی گرتا ہے جیسے ساون بھادوں
کی جھڑی روبرو نہر کے ایک بارہ دری سنگ موسیٰ کی ہے اُسپر کالے پردے پڑے ہوئے ہیں مینا کاری
کی ہوئی ہے اُسکے روبرو ایک چبوترہ ہے وہ بھی سنگ اسود کا اُسپر ایک شامیانہ سیاہ مخمل کا کارچوبی
آراستہ ہے زیر شامیانہ ایک قبر ہے اُسپر چادر سیاہ پڑی ہوئی ہے اُسپر پھول برس رہا ہے عمرو وقت
چادر و شمع آن سب ساحروں و ثمود کے ہمراہ اندر بارہ دری کے آیا یہاں تمام بارہ دری
کو ثمود نے سیاہ فرش سے آراستہ پایا شیشہ آلات نفیس نفیس لگا ہوا چھت پر دروں سے بارہ دری
آراستہ گلدستے ہر قسم کے پھولوں کے لگے ہوئے اُنسے خوشبو چلی آتی ہے تمام بارہ دری مہکی ہوئی ہے
عمرو ہکا بکا ہے کہ یہ کیا سبب وسط بارہ دری میں ہو پہنچے ثمود نے دیکھا کہ ایک مسند زرنگار بچھا ہے
تا در کار آراستہ ہے اُسکے روبرو کل سامان مے خواری رکھا ہوا ہے طاقوں پر گلابیان شراب کی ساغر
بلوریں رکھے ہوئے ہیں مگر کوئی نظر نہیں آتا ہے کہ عمرو نے اس مقام پر پہونچکر ان سب کو طریقے سے
بٹھایا اور اشارہ کیا کہ تمام پردے بارہ دری کے بند ہو گئے وہ چبوترہ و قبر سامنے روبرو ہے ثمود
نے دیکھا عمرو نے پھر جھک کر اُس قبر کی جانب اشارہ کیا کہ ایک مرتبہ اُس قبر پر سے وہ چادر ہٹ گئی
اور قبر شق ہوئی اُس قبر سے ایک ساحر کہ کوئی اُسکا سن پندرہ سو برس کا ہوگا پیدا ہوا اُسکے منہ سے
شعلے آتش کے نکلتے ہوئے تمام کالے کپڑے پہنے گلے میں مثل ہار کے پڑے ہوئے دستوں آنکھیاں ان
مثل شمع کے جلتی ہوئیں آنکھیں دو کالے خون عقرب سیاہ اُسکے ابرو پر بیٹھے ہوئے پیشانی پر سیندور کا ٹیکا
صورت سیاہ قد مثل درخت تاڑ کے نکالا اور ایک مرتبہ بڑے جوش سے پکارا کہ میں آتا ہوں سب
ہوشیار ہو جائیں وہ مرد و دلو ناچاری کا بھائی یا تار کیک شکل آتش کا شوہر معلوم ہوتا تھا یہ جو صدا
دی فوراً عمرو اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ استاد تشریف لائیے ہم لوگ تو آپکے منتظر تھے یہ سنتا تھا کہ وہ
جست کر کے اُس مسند پر آیا اور بیٹھ گیا اب جو اشارہ کیا تو اُس قبر سے ساحر نکلنے لگے کوئی قریب بیس بائیس ۲۲
ساحروں کے نکلے جو کہ اپنا سر بلا رہے پشیمان تھے جب وہ نکل چکے تو قبر بند ہو گئی نشان قبر باقی بھی نہ رہا زمین برابر ہو گئی
وہ چادر بھی نابود ہو گئی صرف تکیہ باقی رہ گیا ادھر وہ ساحر اپنے عہدے پر آ کر قائم ہوئے وہ شخص
تمام اپنے شاگردوں کی طرف دیکھا عمرو نے کہا اب سب آگئے ہیں اُسنے عرض کیا کہ جی ہاں استاد اب توجہ
متوجہ ہوا طرف ثمود کے ثمود اُسکی صورت دیکھکر ڈر گئی تھی مارے خوف کے مری جاتی تھی کلام کرنے کی تاب نہ تھی مگر کیا
کرتی اپنی غرض سے آئی تھی مگر دل میں ہزار ہزار نفرینیں کر رہی تھی کہ برا ہوا اس دل خانہ خراب کا کہ جسنے یہ نوبت
کی اگر یہ دل جبر تنگ پر نہ آتا اور یہ میں اقرار کرتی تو کیوں ایسی صورت نظر آتی مگر اب تو حالت ناچاری ہے خود کردہ را
درمان نیست بموجب مصرعہ مصرعہ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی اگر میں جانتی کہ یہ نتیجہ ہوگا ہرگز نہ کرتی لیکن
تو میں کبھی نہ اقرار کرتی یہ ہوا تو مجھکو عجیب صورت دیکھ رہا ہے اسکا قصد فاسد معلوم ہوتا ہے اگر کسی امر کا کہیگا تو

ہین صاف انکار کر دیگی یہ تو اس خیال مین ہی او صرصر دم سے جو ٹھوڈ کو دیکھا تو ایک حسین عورت پایا خیال
کیا کہ اگر یہ راضی ہو تو خوب مزا حاصل ہو ایک مدت ہوئی تو اس لطف سے واقف بھی نہین ہوا ہی جب سے
اپنی دختر نیک اختر انصرام سے ہم بستر ہوا ہی وہ بھی کبھی کبھی اگر تنہیہ سے دل کو خوش کر لیتی تھی مگر جو مزا اس سے
حاصل ہوگا وہ اسمین کب تھا اور اب کب ہوگا وہ اور چیز ہی یہ اور چیز ہی یہ تمام اسکے امرون سے واقف ہی
وہ ابھی بچہ ہی وہ کیا جانے یہ ایسے خیال کر کے اسکی طرف دیکھنے لگا تھوڑے عرصے تک دیکھا کیا تھوڑے عرصے
کے بعد کہنے لگا کہ اے ٹھوڈ تم خیریت سے رہین ذرا میرے قریب آ کر بیٹھو کیونکہ مجھے تم سے کچھ کلام کرنا ہی یہ سنتے ہی
ٹھوڈ کا دم نکل گیا گو خود بھی ساحرہ تھی اور اسکا بھی سن کوئی ساٹھ ستر برس سے کم نہوگا پر اپنے کو
سمجھ سے جوان بنا ہونے ہی صرف چھپ تک کے عشق مین پھنسا تھا کہنا ہی ڈرتی ہوئی اسکے قریب جا کر
بیٹھی مگر یہ خیال ہی کہ یہ تو مولا ہے خیریت ہی کہین ایسا نہو کہ کوئی حرکت کر بیٹھے تو خرابی ہوگی کوئی ہرج نہوگا
استاد کا بھائی ہی جیسے وہ ویسے یہ مگر صورت سے خوف معلوم ہوتا ہی صرف ہو رہتا سکے سبب سے انکا ہی
اور کوئی سبب نہین ہی یہ تو یہ خیال کر رہی ہی کہ قریب آئی اسنے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا اور کہا کہ
تم ہماری مہمان ہو ہمکو تمہاری خاطر کرنا زیبا ہی ہم تمہاری عزت کرین یہ مجھے یہ ہو کر برابر بٹھا کر کیسی شرابی ہی کہ
تشبیہ کبھی اور فراموش ہی صورت بھی تو تبدیل نہین کر سکتی ہی کیا کرے مجبوری سبب کچھ کرائی ہی اسنے کہا کہ اے
ٹھوڈ تمہاری تعریف بھائی صاحب نے بہت کی ہی افسوس کا مقام ہی کہ بھائی صاحب نہو سکے ورنہ
مین انسے تمکو مانگ لیتا کیا کرون کہ وہ دنیا سے چلے گئے مگر واقعی بہت بڑے ساحر زبردست تھے مین انکو
ایسا نہ جانتا تھا کہ وہ ایسے ساحر ہین مین انکو مثل اور ساحرون کے تصور کرتا تھا اگر مین انکو ایسا جانتا
ہوتا تو کبھی انکے پاس سے جدا نہوتا مجھکو انکی مایہ لیاقت پر [illegible] کرتا خیر وہ تو تیرے استاد ہی کا تھا وہ
تحریر فرما گئے ہین کہ ٹھوڈ کو مین نے مثل اپنے کر دیا ہی کوئی اسکے سحر کا جواب نہین دے سکتا ہی اور تحریر
فرمایا ہی کہ اسنے میری خدمت بھی بہت کی ہی اسکے عوض مین مین نے اسکو ہر فن مین کامل کر دیا ہی اور مجھکو
تاکید کر کے تحریر فرمایا ہی کہ تم ضرور اسکی مدد کرنا ورنہ مین کبھی نہ نکلتا صرف انکے فرمانے سے نکلتا ہون تو یہی خیال
کر کہ یہ کتنے بڑے تعجب کا مقام ہی کہ آج بھائی صاحب کو دنیا کو ترک کیے ہوئے کوئی سو برس کے قریب
ہوئے ہین مگر انھون نے اسوقت کی پوری حالت دریافت کر کے اسکا یون بند و بست کیا اور یون
مجھکو مجبور کیا کہ مین سوا اسکے انکی تحریر پر عمل کرنے کے کوئی اور راہ نہین کر سکتا ہون بس مین ضرور تیری
مدد کرونگا اور تیرے ہمراہ چلونگا کیونکہ تو مجھکو اپنے استاد کی جگہ تصور کرتی ہی اور مین تجھکو اسوقت
سے اپنی دختر کی جگہ تصور کرونگا جیسے میری لڑکی ویسے تو اب مین تجھ سے اپنی حالت بیان کرتا ہون
مین اصل مین پہلو نشین سامری و جمشید ہون تیرے استاد کا برادر خورد ہون جب سامری و
جمشید یہان سے چلنے لگے تو ارشاد کر گئے تھے کہ تو اپنے کو پوشیدہ رکھنا تیری ایک وقت مین ایک ساحرہ کو
ضرورت ہوگی بس جب وہ تشریف لیگئے تو مین مع اپنی دختر اور شاگردون کے جو کہ تیرے روبرو موجود ہین
وہان سے چلا اور اس صحرا مین آیا یہ صحرا مجھکو بہت پسند آیا مین نے یہان یہ طلسم بنایا ہی وہ طلسم ہی
کہ کسی کو نہ معلوم تھا سب کی نظرون سے پوشیدہ تھا اور یہ جو کچھ تو نے سامان دیکھا یہ سب سحر کا ہی جو ملک
کہ تو نے دیکھا ہے عورتون سے آباد یہ بھی سحر کے ہین مین نے اپنی دختر انصرام کو جو کہ مثل میرے ساحرہ ہی ان سب کا حاکم
مقرر کیا اور یہ طریقہ جاری کیا کہ کوئی مرد یہان نہو اپنے شاگردون کے ذمہ کام کر دیئے یہ جو جوگی کی عورت
ہین انکا یہ کام تھا کہ صورتین بنا بنا کر ایک مقام پر روانہ کرتے تھے وہ صورتین جب جمع ہوتی تھین تو سال بھر کے بعد

ظاہر کر دیا اس خیال سے کہ یہ ضرور راز دار آئینگی بہار کی تحریر اسکے پاس ہے انھون نے ضرور اس مقام کے
ظاہر ہونے کی تدبیر تحریر کی ہوگی اگر تم نہ ظاہر کروگے تو یہ اُنکے ذریعہ سے ظاہر کریگی اور یہان آئیگی
اور تمکو اُسکی مدد کرنا ضرور ہوگی کیونکہ اسکے وزیر زر قبیل خداوند جمشید ساحری تشریف لائے تھے
اور فرما گئے تھے کہ اے تحرودم اب تیری گوشہ نشینی کا زمانہ تمام ہوا تو اپنے کو ظاہر کر تمکو دیا دو تیرے پاس
آنے والی ہے تیرے بھائی کی تحریر اسکو مل گئی ہے اُسکی مدد کرنا ضرور ہے وہ ہماری نیک بندی ہے ہم اُسپر بہت
مہربان ہین بس تو اسکی خوشی کرتا یہ تو تجھپر ظاہر ہو چکا تھا اور یون بھی معلوم ہوا بس مین نے اس صحرا کو
ظاہر کر دیا مگر مین نے بذریعہ تحرودت سے یہ حکم جاری کر دیا تھا کہ کچھ عورتین یہی سحر کے پتلے اس صحرا مین
مقرر رہتے جائین کہ جو کوئی اس صحرا مین آئے وہ ہماری زیارت اُسکو کرائین یعنی اُس در سے مین لیجائین جہان
پر وہ پڑا ہے اور وہ عورتین بطور پاسبان رکھے ہین بس اُس سے یہ طریقہ جاری تھا کہ وہ پتلے آتے تھے کیونکہ
وہ تو خیال کرتے ہین کہ ہم انسان ہین اور التزام بھی یہی تصور کرتی ہے وہ کیا جانتے کو ساحرہ ذی ہر دست ہے مگر
مین نے اُنکو اس کام مین نہین شریک کیا جب میرا جی اُنکے دیکھنے کو چاہتا ہے یا وہ کسی امر کو مین اُنکو
طلب کر لیتا ہون دیکھ بھی لیتا ہون اور اپنی ضرورت کبھی نکال لیتا ہون مگر اُنپر یہ نہین ظاہر ہے وہ اپنے کو
کامستقل تصور کرتی ہے مگر دراصل وہ میرے تصرف مین آ چکی ہے تمکو کوئی پردہ نہین ہے یہ امر اس لیے تھا
کہ جب تم یہان آؤگی تو یہ عورتین جو کہ سحر کی ہین تمکو بھی اُسی مقام پر لیجائینگی تم ضرور اُنکے ہمراہ آؤگی
اس سے یہ غرض تھی کہ کسی طور سے تمکو سحر فراموش ہو تاکہ تم سحر سے یہان کی حالت دریافت کر سکو بس وہی
جو مین نے خیال کیا تھا اور تدبیر کی تھی سبب ہے مین نے اس صحرا کو ظاہر کیا تم آئین تمکو عورتین لیکر اُس مقام پر
آئین کہ جس جگہ سے تم یہان آئی ہو اور وہ گنبذ ظاہر ہوا اور رستے نذر دی اور حلوا لیا اور کھایا
وہ حلوا نہ تھا سحر کے فراموش کرنے کا عمل تھا تم نے کہا کہ ایسی چیز دیکھی ہین کہ تمکو سحر فراموش ہو گیا
یہی سبب تھا جو تمکو سحر فراموش ہے اب تم پر سب حال ظاہر ہو گیا اب تمکو لازم ہے کہ تم یہ صندوق اور
پشت نشینہ لیکر اپنے باغ مین جاؤ مین یہ سب کارخانہ برباد کر کے آتا ہون آنے کے بعد سب کام درست
کر دونگا مگر اسمین شرط ہے کہ اگر تم اُسکو قبول کرو وہ شرط یہ ہے کہ تم مجکو اپنے وصل سے شاد کرو میرے
دل کو اس غم سے آزاد کرو یہ تقریر سُنکے ثمرہ نے کہا کہ یہ تو سب مین نے سُنا اور شرط سے بھی آگاہ ہوئی
مین بھی آپ سے صاف صاف کہے دیتی ہون کہ یہ امر نہوگا خواہ آپ میری مدد کرین خواہ نہ کرین کیونکہ
مین چیترنگ کے عشق مین مبتلا ہون اُسکی زندگی مین مین دوسرے مرد سے نہ بولونگی کیونکہ ہمارا یہی
طریقہ ہے دوسرے میرا سن بھی آپکے قابل نہین ہے کیونکہ مین ابھی بچہ ہون آپ پیر ہین تحرودم نے کہا کہ میرا
کیا سن ہے مین خود ابھی بچہ ہون صرف دو ہزار برس کا سن ہوگا ثمرہ نے یہ سُنکے کہا کہ مین تو خیال کرتی
تھی کہ ہنوز نو سو برس کے ہونگے یہ تو اور زیادہ نکلے خداوند ساحری محفوظ رکھے کس آفت مین مبتلا
ہوئی ہون یہ تو اسنے دل مین خیال کیا اُسکی تقریر کا وہ جواب دیا جو کہ تحریر ہوا اُسنے کہا کہ خیر مجکو کوئی اس سے
نقصان نہین ہے جب تیری خوشی ہوگی تو خود راضی ہوگی کیونکہ تیری صورت مجکو اس وقت بھلی معلوم ہوئی
دوسرے مین نے یہ خیال کیا کہ اسکو آزماؤن تو کہ یہ کس طور سے چیترنگ پر عاشق ہے کہین ایسا نہو کہ
مین تو کوشش کرون اُسکی جدائی کو درست کرون اسکا دل کسی اور پر آجائے اور یہ چیترنگ کو چھوڑ کر
اُسکی طرف متوجہ ہو تو میری کوشش بیکار ہو مگر مین نے تمکو ثابت قدم پایا اب میرا بھی دل لگیگا اور کام خوب
انجام پائیگا انشاء اللہ اب تو یہ سوال تمکو اسی لیے آتا ہون یہ سُنکے ثمرہ خاموش ہو رہی اُسنے تحرودت سے کہا کہ تو کل اپنے کو

ظاہر کرنا اور جو تقریر میں نے تعلیم کی ہے بیان کرنا اور سب کو آگاہ کرنا کہ یہ دنیا تمام ہوئی ہے اسکی عمر آخر ہوئی اب
ہم آسمان پر جاتے ہیں لیکن یہ تاریخ جو کہ میں تمکو دیتا ہوں اسکو طرف آسمان کے اچھال دینا اسکے بعد تماشا
دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے کیونکہ یہ سب میں نے اسی سبب سے تیار کیا تھا کہ میں ظاہر تو ہونگا نہیں بیکار پڑا رہونگا کیا
کروں سحر کو تازہ کرتا رہوں اور تمکو اپنے سحر کی قوت دکھاتا رہوں تم میں کوئی ایسا نہ تھا کہ جسکے کام کو
میں درست نہ کرتا ہوں سب نے کہا کہ یہ امر تو ضرور رکھا ہم شاگرد ہیں آپ استاد ہیں مگر اسبات سے ہمارے نزدیک
آپکے مثل کوئی ساحر نہیں ہے کہ جو آپکا جواب دے پھر مخمور وہم نے کہا کہ نہیں ایسا نہ کہو [illegible] کہ ابھی
جو ساحر ہے وہ مجھ سے بھی زبردست ہے میں یہ کہے دیتا ہوں اگر اس سے مقابلہ ہوا تو ہاتھ صفائی کرنی ہوگی
انجام یہ ہوگا کہ ہم وہ اہل شہر کے ساتھ ہونگے اور وہ دونوں خداوندان ایک ساتھ ہونگی یہ میں اور وقت کہے دیتا
ہوں مگر جہان تک ممکن ہوگا میں اس سے مقابلہ کرونگا مگر سب ہونا ممکن نہیں ہے ضرور ہاتھ صفائی کرنی ہوگی
محمود نے پوچھا کہ اگر ہم اسکو قتل کریں مخمور وہم نے کہا یہ خیال خام ہے پھر دیکھا جائیگا کہ وہ تاریخ
مخمور نے اسکو دیا اسنے اپنے پاس رکھا اب مخمور وہم نے شراب خواری کی تھی [illegible] کی نشہ میں [illegible] ایک
طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا تو دور سے صدا آئی حاضر ہوا حاضر اب جو دیکھا تو [illegible] حاضر ہے اس نے کہا کہ افسر اعظم کو
اٹھا لاؤ وہ یہ سنتے فوراً روانہ ہوئے یہاں افسر اعظم اپنے شہر میں جو کہ [illegible] دربار [illegible] ہوئی حکومت
کر رہی تھی تمام عورتیں دربار میں حاضر تھیں اور [illegible] کے کاغذات آئے ہوئے تھے [illegible] دیکھ رہی تھی کہ وہ دیو
اٹھا کر اسکو لیگئے تمام عورتیں جو کہ دربار میں حاضر تھیں دنگ ہو کر رہ گئیں سب ساحرہ تھیں کہ یہ کیا ظاہر ہوا
شاہزادی کہاں دفعتاً غائب ہو گئی کبھی ایسا واقعہ نہوا تھا جو آج ہوا آخر کو سب اہل دربار عاجز ہو کر اپنے
اپنے مقام کو چلے گئے دربار برخاست ہو گیا مگر ہر ایک عورت حیران ہے کل میں بھی یہی گفتگو ہو رہی ہے کہ ملکہ کو
کون اٹھا لے گیا خداوند خیر کرے یہاں تو سب اس فکر میں ہیں وہاں افسر اعظم کو ان دیووں نے مخمور وہم کے
پاس پہونچا دیا یہاں مخمور وہم بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا تھا کہ افسر اعظم پہونچی آج تو افسر اعظم دبادو سے
بڑا سامان دیکھا کہ تمام شاگرد موجود ہیں محمود جادو وغیرہ ہیں یہ سامان دیکھکر خیال کرنے لگی کہ
یہ کیا صورت ہے آج کیا ضرورت ہے جو یہ سب جمع ہیں کہ مخمور وہم نے بڑا افسر اعظم کو دیکھا اٹھکر اسکو
گلے سے لگایا پیار کیا رخسار کے بوسے لیے اور لاکر اپنے برابر بٹھایا اور اسکو کل حال سے آگاہ کیا
اپنی بھی کارروائی سے ماہر کیا اور کہا کہ اب میں یہ سب کارخانہ برباد کرتا ہوں اور یہاں سے
چلکر جمشید [illegible] کی خدائی کو درست کرتا ہوں یہ محمود جادو اسی غرض سے یہاں آئی ہیں
جب افسر اعظم کو معلوم ہوا کہ یہ سب کارخانہ سحر کا تھا بہت حیران ہوئی اپنے دل میں کہا
کہ بڑا دھوکا کھایا کبھی سحر سے نہ دریافت کیا والد بزرگوار بڑے ساحر زبردست ہیں یہ
خیال کرکے کہا کہ آپکو اختیار ہے میں تو آپکی تابع حکم ہوں بس مخمور وہم نے کہا کہ کل جو تم دربار
میں آنا تو یہ حکم دینا کہ آج ہم میدان جلوہ گاہ میں جائینگے کیونکہ کل پھر خداوند ظہور فرمائینگے
اور کل جو میں دربار سے غائب ہو گئی تھی خداوند نے طلب کیا تھا یہ خبر دینے کو اور اسیوقت
سب ملک میں ان سبکے نام اسکے تحریر کرنا کہ سب آج سہ پہر کو میدان جلوہ گاہ میں حاضر ہوں جو سب
وہ نامے انکو اسیوقت پہونچ جائینگے تم لکھکر اپنے تخت پر اپنے زانو کے نیچے رکھ لینا وہ لوگ
حاضر ہونگے اور تمام شہر میں منادی کرا دینا کہ سب اہل شہر میدان جلوہ گاہ میں حاضر ہوں کہ
خداوند اپنی قدرت دکھائینگے بس یہ منادی کرا دینا اور سہ پہر کو تم اسی میدان میں آنا جب

جمع ہو لینگے تو ثمر وت اپنے کو اُسی طور سے ظاہر کریگا اور جو مین نے اُسے تعلیم کیا ہی اُس سے ہر ایک کو
باہر کریگا بعد اُسکے نارنج سحر سے سب کو جلا دیگا سوا اُسکے تمہارے اور تمہارے چند ملازمون کے جو کہ
اصلی ہین کوئی باقی نرہیگا یہ باغ و صحرا و کوہ اور تمام ملک سب برباد ہونگے سوا صحرا کے اصلی
اُسکے کچھ باقی نرہیگا ہان یہی تمہارے پاس ہوگا یہ جو میرے تمہارے عداوت ہی صرف سحر کا ہی ورنہ
ہین اور تم ایک مقام پر ہونگے یہ سنکے انصرام خاموش ہو رہی کہ اتنے عرصے مین تمود جادو نے کہا کہ مین
رخصت ہوتی ہون یہ جو ثمر ودم نے سنا تو کہا کہ اچھا یہ کہکر ایک شیشہ اپنی بغل سے نکالکر دیا کہ اسکو میرے
روبرو پی لو تاکہ تمکو تمھارا سحر یاد آجائے بس یہ سنکے تمود نے وہ شیشہ لیکر پی لیا اب جو خیال کرتی ہی
تو سب سحر یاد تھا بس اُسیوقت اُٹھکر ثمر ودم کو سلام کیا اور باہر بارہ دری کے آئی وہ صندوق
اور شیشہ بھی ہمراہ لائی تخت سحر بناکر اور اُسپر صندوق و شیشہ رکھکر خود بھی بیٹھی اور سحر سے اُسکو
اُڑا کر چلی اودھر ثمر ودم نے اپنا سحر برطرف کیا اُسکو راہ ملی یہ اُس صحرا مین آئی کہ جہان کنوئین پر اُتری
تھی پانی پینے کو اور صحرا کی سیر کرنے کو جہان وہ عورتین ملی تھین اُسنے ابھی تک اُسی طور سے سب کا رہنا نہ
پایا یہان جو پہونچی تو دیکھا کہ سہ پہر کا وقت ہی وہان یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی صبح ہوئی ہی وہ وقت ہی کہ آفتاب
نہین نکلا ہی اُسنے اپنے دل مین کہا کہ اُسنے اچھا کارخانہ تیار کیا ہی تخت سحر کو اُڑا کر اُسی سمت کو روانہ ہوئی جدھر سے یہ
آئی تھی یہ تو اودھر چلی ہی کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا ادھر انصرام جادو جو بھی ثمر ودم جادو سے رخصت ہوکر
اپنے مقام کو چلی اُنھین دیوون کے ذریعے سے ثمر وت جادو سب ساحرون کو ثمر ودم کے
پاس چھوڑ کر ناشاد جادو کو ہمراہ لیکر اپنے مقام پر آیا مجرود جادو ثمر ودم کے پاس رہا یہان
ثمر ودم نے بعد جانے تمود جادو و انصرام جادو و ثمر وت جادو و ناشاد جادو
کے سحر جو کیا نہ وہ باغ تھا نہ وہ بارہ دری صرف ایک صحرا تھا یہ سب اُس صحرا مین بیٹھے ہوئے
تھے کہ ثمر ودم نے سحر کرکے کچھ خیمے وغیرہ برپا کیے انکو تو یہان چھوڑا جاتا ہی وہان ثمر وت اپنے مقام پر
پہونچا اور اپنے کام مین مصروف ہوا کیونکہ ابھی اسکو کل پھر جانا تھا اور ثمر ودم کو ملنا ہی ناشاد اپنے
مقام پر آکر اپنے کام مین مصروف ہوا کیونکہ یہ ثمر وت کا مددگار ہی یہان محل طلسمی مین تمام عورات
سحر برائے انصرام گریہ وزاری کر رہی تھین کوئی ایسی نہ تھی کہ روتی نہو کہ انصرام پہونچی سب نے دیکھا
کہ ملکہ خود بخود ظاہر ہوئی یہ سب دوڑین کہ ملکہ آپ کہان تشریف لے گئی تھین انصرام نے
کہا کہ خداوند نے طلب فرمایا تھا وہ سب خاموش ہو رہین یہان تک کہ صبح ہوئی انصرام نے دربار کیا
سب ارکین سلطنت حاضر ہوے انصرام نے وہی حکم جاری کیا شہر مین ندا کرائی نامے لکھکر زیر زانو
رکھے کہ خود بخود غائب ہوگئے یہان تک کہ دربار برخاست کیا بوقت سہ پہر مع سامان و جلوس سواری
کے طرف میدان جلوہ گاہ کے روانہ ہوئی یہان جو آکر پہونچی تو دیکھا کہ تمام شہر بھر کی عورتین جمع ہین اور
چلی آتی ہین اودھر وہ نامے جو غائب ہوے ہر ایک صورت ہوکہ جس ملک کی حاکم تھی اُسکی گود مین جاکر گرے
اُنھین اُسکو دیکھا مضمون سے آگاہ ہوئی شہر مین منادی کرائی اور خود مع سامان طرف جلوہ گاہ کے
روانہ ہوئی کیونکہ یہ کارخانہ سحر کا ایک آن مین سب آکر پہونچے شام تک سب ملکون کے باشندے
اور حاکم آگئے وہ صحرا سب آدمیون سے معمور ہوگیا بوقت شام قریب مغرب ایک برق چمکی گنبد ظاہر ہوا سب
اُسی طور سے سحر کے کو ختم ہوے کہ وہی طرح پھر ایک ثمر وت جادو گنبد سے نکلا تخت طلب کیا
اُسپر بیٹھا سب نے سجدہ کیا اُسنے باواز بلند کہا کہ ای شاہ سحر کان [illegible] آگاہ ہو کہ آج تا دن میرے ظہور

کرنے کا نہ تھا مگر ایک ضرورت تھی اور اپنی قدرت دکھانی منظور رکھی اور سبب یہ تھا کہ دنیا یہ تمام ہونے کو ہے
ہم بالاے آسمان تشریف لیجاینگے اور اپنی طرف سے جنت تنگ بن زہر دشالی کو خدا کرینگے کیونکہ اب
ہمارا دل براے سیر بہشت بیقرار ہے اب ہم یکو دونون جنت کی سیر کرینگے اب تم لوگ ہمکو آخری سجدہ کرو اور
ہماری قدرت دیکھو یہ جو اس مرد پیر نے کہا ایک مرتبہ سبکے سب براے سجدہ خم ہوے اور سجدہ کیا
ادھر اس مرد پیر نے جب دیکھا کہ یہ سب سجدے کو خم ہوئی ہین اسنے وہ ناریج جو کہ مخروم نے دیا تھا جھولی
سے نکالا اتنے عرصے مین یہ سبکی سب سجدے سے اٹھین کہ ادھر مخروت نے اٹھا کر وہ ناریج طرف آسمان
پھینکا اسکا طرف آسمان کے جانا تھا اور یہ دیکھا ہوتا تھا کہ ایک تڑاقہ ہوا اور ناریج ٹوٹا اس سے شعلے نکلے
اور پرکالے آتش کے اور تمام میدان مین پھیل گئے ایک برق چمک کر گری کہ جسقدر اس مقام پر عورتین
جمع تھین جو کہ اصلی تھین انکی تو نہین جو کہ سحر کی تھین ان سب مین آگ لگ گئی وہ کوہ بھی جلنے لگا
وہ صحرا بھی جلنے لگا ہر شجر شجر آتش تھا ہر پھول پھول آتشبازی تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارون انار
چھوٹ رہے ہین اور یہ جو ملک کہ سحر سے بنا ہے تھا ان سب مین آگ لگ گئی کیونکہ یہ ناریج جو تھا
یہی سب کا مٹانے والا تھا مخروم نے یہی ترکیب رکھی تھی کہ جو کوئی اس ناریج کو اٹھا کر طرف
آسمان کے پھینکے خواہ ساحر ہو خواہ غیر ساحر یہ طلسم تمام برباد ہوجاے گویا یہ ناریج جان تھی اس
طلسم کی یہان کوئی مقام اصلی نہ تھا سواے اس صحرا کے اور چند عورتون اور چار پانچ سو ساحرون
کے اور سب سحر کا کارخانہ تھا بس جب ناریج پھٹا اور شعلے نکلے جہان جہان جو جو چیز طلسمی تھی
سب مین آگ لگ گئی اور جلکر خاک سیاہ ہوگئی ایک آندھی سیاہ اٹھی بڑا شور و غل ہوا
تاریکی ہوگئی اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ کوہ ہے نہ وہ لوگ ہین نہ وہ گنبد ہے نہ وہ صحرا ہے
نہ کہین ان ملکون کا نام و نشان ہے نہ وہ عورتین انصرام نے دیکھا کہ مین ہون اور میری چند
خواصین جو کہ اصلی تھین وہ ہین ایک مقام پر مخروت کھڑا ہوا ہے اور استاد ایک طرف بیٹھا ہوا ہے
چند خیمے ایک جانب استادہ ہین انمین سے آواز آدمیون کی آتی ہے انصرام اس طرف کو چلی
چونکہ اسکو مخروم اس حال سے آگاہ کرچکا تھا یہ سمجھ گئی کہ وہی ہوا جو کہ والد بزرگوار نے فرمایا
تھا جو اصلی عورتین تھین وہ باقی رہین اور سحر کی تمام جلکر خاک سیاہ ہوگئین اب نہ وہ ملک ہونگے
نہ وہ لوگ ہونگے خیر ان خیمون مین دیکھین کہ کیا ہے یہ اپنے ملازمون کو ہمراہ لیکر چلی کہ ادھر سے
مخروم نکلا کہ تمام کارخانہ مٹ گیا اب چلو انصرام کو اپنے ہمراہ لے آؤن آج کا دن اس
مقام پر بسر کرون کل یہان سے طرف باغ ثمود کے چلینگے یہ تصور کرکے خیمے سے نکلا تھا کہ انصرام
پہونچی اسنے باپ کو جھککر سلام کیا مخروم نے دوڑکر اسکو گلے لگایا بوسے لیے اور خیمے مین لیگیا
اتنے عرصے مین مخروت جادو و استاد جادو اپنے اپنے مقام سے اٹھکر آے اور مخروم
سے عرض کیا کہ اب آپکی کیا راے ہے مخروم نے کہا کہ کل یہان سے طرف باغ ثمود جادو
کے روانہ ہونگے پرسون تک پہونچ جاینگے وہان پہونچکر جو امر کہ ہمکو منظور ہے اسکا بندوبست
کرینگے یہ کلام سنکے وہ دونون خاموش ہو رہے اسنے شراب طلب کی ہمراہ اپنی دختر نیک اختر
کے شرابخواری کرنے لگا جب نشہ خوب ہوا اور ضبط نہو سکا تو انصرام جادو کو لیکر خلوت مین
گیا باپ نے بیٹی کے ساتھ منھ کالا کیا بیٹی نے باپ کو راضی کیا بعد اسکے دونون اپنے اپنے
مقام پر جا کر سو رہے چونکہ کوئی دو پہر رات اسی بندوبست مین بسر ہوچکی تھی باقی رات بھی

تمام ہوئی ہر ایک ساحر اٹھا اور اپنے امور ضروری سے فراغت کرکے سامان سفر کرنے لگا کیونکہ محروم
نے کہا تھا کہ میں کل طرف باغ ثمود کے روانہ ہونگا ادھر محروم بھی خواب مرگ سے مع اپنی دختر
یا شیر النصر اعظم جادو کے بیدار ہوا تھا سب کاموں سے فراغت کرکے بیرون خیمہ آیا اور حمروت کو
طلب کرکے کہا کہ اے حمروت تم بند وبست چلنے کا کرو حمروت نے اسیوقت سب ساحروں
سے کہا کہ اپنا انتظام کرو استاد روانہ ہوتے ہیں یہ سنکے سب ساحر اٹھ کھڑے ہوے اور کہا
کہ ہم سب تیار ہیں آپ سفر کریں یہ سنکے حمروت جادو نے کہا کہ میں استاد سے عرض کرتا ہوں
اور جا کر محروم سے کہا کہ استاد تشریف لیجائیں یہ سنتے ہی محروم اٹھا اور بیرون خیمہ آکر
تخت سحر تیار کرکے اسپر سوار ہوا ادھر النصر اعظم جادو نے طاوس سحر تیار کرکے اسپر سوار ہوئی
حمروت جادو و ناشاد جادو و دیگر جادو و جادو ہر ایک اژدر سحر تیار کرکے سوار ہوے
پھر تمام ساحر اپنی اپنی سواریاں تیار کرنے لگے تھوڑے عرصے میں سب تیار ہوکے خیمہ وغیرہ
اژدر سحر پر بار کیے گئے پھر سب سامان لیکر طرف ثمود جادو کے روانہ ہوے انکو روانہ رکھا
جاتا ہے اور

اب حال ثمود کا تحریر ہوتا ہے

یہ جو محروم جادو سے رخصت ہو کر طرف اپنے باغ کے مع اس صندوق نشستہ کے چلی گئی تھی
تخت سحر آراستہ ہوتے چلی آتی ہے کسی مقام پر دم نہیں لیتی ہے کیونکہ اسکو فراق چترنگا کا
بہت ناگوار ہے یہاں اسکی اسکو قرار نہیں آتا ہے یہ تخت سحر پر سوار تصور میں چترنگا کے چلی
آتی ہے یہاں چترنگا کا اسکے فراق میں یہ حال ہے کہ ہر وقت آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اور ہر دم
آہ سوزاں ہے اسکی مصاحبیں خواصیں اکثر کہتی ہیں کہ خداوند اسقدر بیقرار نہو ملکہ تشریف لاتی ہونگی
آپ کیوں اپنے کو پریشان کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں کیا کروں میرے دل کو قرار نہیں آتا ہے وہ
سنکی سب خاموش ہو جاتی ہیں آج چوتھا دن ہے کہ اسنے ایک نوالہ نہیں کھایا ہے سواے رونے
کے کوئی کام نہیں ہے آج یہ بہت بیقرار ہے گھڑی گھڑی باغ میں آتا ہے پھر بارہ دری میں جاتا ہے اسکی
تو یہ نوبت ہے کہ یہ کسی پہلو قرار نہیں لیتا ہے خواصیں وغیرہ تسلی دے رہی ہیں کہ ملکہ آپکے کام کو
تشریف لیگئی ہیں آپ کیوں بیقرار ہوتے ہیں وہ فرصت کرکے تشریف لاتی ہونگی یہ خاموش نہیں ہوتا
ہے یہ تو اسی حالت میں بیقرار ہے اور اپنے کو ہلاک کیے ڈالتا ہے ادھر وہ اسکے فراق میں بیقرار
بصد تیزی چلی آتی ہے چونکہ قریب شام چلی تھی اسقدر دن اور رات اسنے راہ میں بسر کی صبح ہوتے ہوتے
یہ قریب اپنے باغ کے پہونچی ابھی آفتاب نہ نکلنے پایا تھا کہ یہ داخل باغ ہوئی ادھر چترنگا بھی
اسوقت سحر رات بھر کا جاگا ہوا اسکو چار دن ہوے ہیں کہ یہ بالکل نہیں سویا ہے باغ کی سیر کرنیکو
نکلا تصور میں ثمود کے اسکو ہر ایک گل خار معلوم ہوتا تھا بیٹھا ہوا کنارے نہر کے اسکے فراق میں
رو رہا تھا کہ دفعۃً سناٹا ہوا اور برق چمکی کہ اسنے سر اٹھا کر طرف آسمان کے دیکھا تو یہ نظر آیا کہ ایک تخت
آسمان سے زمین کی طرف آتا ہے یہ گھبرا کے دیکھنے لگا جب وہ تخت بالکل نیچا ہوا تو اسنے دیکھا کہ اسپر
ثمود جو میری معشوقہ ہے بیٹھی ہوئی ہے ایک صندوق اسکے پاس ہے اور دو سنتے ہیں ادھر ثمود نے
دیکھا کہ میرا معشوق چترنگا نہر کے کنارے بیٹھا ہوا ہے کسی کو یاد کرکے رو رہا ہے جو اسنے دیکھا

فوراً تخت کو نیچے اتارا لائی قریب چیترنگ کے تخت اترا جیسے تخت اترا چیترنگ دوڑ کر شمود کے قریب
پہونچا ادھر شمود بھی تخت سے بہت جلد اتری دونون باہم خوب گلے ملے اور روئے چیترنگ نے
کہا کہ واہ ملکہ تمنے خوب اپنے فراق مین بیقرار کیا کہ آج کئی دن ہوئے ہین کہ کچھ نہ کھایا ہی نہ پیا ہی نہ سویا
ہون سوا رونے کے دوسرا کام نہ تھا کوئی یون بیخبر ہوجاتا ہی شمود نے کہا کہ کیون فقرے کرتا ہی مجکو
دھوکا دیتا ہی کسی اور کو فقرہ دے جو تیرے فقرے مین آئے مین کوئی بچہ نہین ہون کہ تیرے فقرے مین
آؤن یہ سنکر چیترنگ نے کہا کہ ای ملکہ اپنی خواصون سے دریافت کرو میرے جھوٹ سچ کا حال معلوم ہوجائیگا یہ
جو چیترنگ نے کہا شمود نے کہا کہ مین تیرے ستانے کو کہتی تھی کہ تو فقرہ کرتا ہی تیرے چہرے سے ظاہر ہی کہ تیری
حالت بخوبی روشن ہی تیرا چہرہ کہتا ہی کہ تو میرے فراق مین بیقرار تھا مین کس سے اپنا حال کہون کہ میرے دل پر کیا گذری
میرے دل کی خبر میرے خداوند پر روشن ہی مین بہت جلد آئی ورنہ ابھی فرصت نہوتی مین کوئی اپنی ضرورت کو
نہین گئی تھی بلکہ تمہارے کام کو گئی تھی جو ہونے والا تھا وہ ہوا آؤ چلو بارہ دری مین یہ کہکر چیترنگ سے
کہا کہ شیشے اٹھالو اسنے شیشے اٹھا لئے شمود صندوق کو تخت کے قریب سے اٹھا لایا اور بارہ دری مین لائی کیونکہ
ابھی تک تمام خواصین وہان سو رہی ہین کوئی کہا انتک جاگے اور چیترنگ کا ساتھ شمود سے [illegible]
جاگا گیا جاگی پھر اپنے مقام پر جا کر سو رہی یہ سب بسبب تھا جو خود اٹھا کر لائی دوسرے یہ ابھی ظاہر نہین کرنا تھا
کہ ملکہ صندوق و شیشے لائی ہی سب بارہ دری مین آکر صندوق و شیشے حفاظت سے رکھ لیے اب دونون
باہم ملکر بیٹھے اور اپنی شمود نے ساری حالت بیان کی اپنا اس صحرا مین پہونچنا اور صحرا کی بہار دیکھکر تخت کا اتارنا اور
ایک درخت سایہ دار کے نیچے اپنا ٹھہرنا پیاس کا شدت معلوم ہونا تلاش آب مین ایک شخص کو جانا اور اون
سے ملاقات ہونا انسے کل حالت کا معلوم ہونا جو کچھ گذرا تھا سب بیان کیا اور کہا کہ اب عمرو دم نے
آنے کا اقرار کیا ہی کیونکہ انسے اپنا مسکن ترک کیا ہی مین انسے رخصت ہو کر پہلے چلی آئی ہون وہ بھی کل تک
تشریف لائینگے اب سب کام ہوجائیگا اور تمہارے فراق نے بہت بیقرار کیا تھا چیترنگ نے کہا یہی حالت
میری تھی کہ مین بھی بہت بیقرار تھا کسی پہلو قرار نہ آتا تھا جب سے مین نے تمکو دیکھا ہی دل کو قرار آیا ہی شمود نے کہا
کہ سچ ہی کسی شاعر کا شعر ہی شعر دل را بدل رہ ایست درین گنبد سپہر ۔ از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر
وہان مین بیقرار تھی یہان تم بیتاب تھے خیر ان باتون کو جانے دو اور کچھ باتین کرو یہ سنکے چیترنگ نے شمود کو
گلے سے لگایا اسکے لب و عارض کے خوب بوسے لیے دوسرے امر کا قصد کیا یہان کب انکار تھا راضی تھی
ادھر یہ تو اس امر مین مصروف ہین ادھر خواصین اٹھین منہ ہاتھ دھو کر طرف بارہ دری کے چلین
یہان آکر پردے پڑے ہوئے پائے خیال کیا کہ اسوقت چیترنگ آرام کر رہا ہی خاموش پلٹ گئین کہ یہ
دونون فراغت کر کے باہر آئے دیکھا کہ تمام خواصین بیدار ہین ملکہ کو دیکھکر سب کی سب دوڑ پڑین اور خوش کرنے لگین کہ
آپنے تو بڑا غصہ کیا یہان خداوند بیقرار رہے بغیر آپکے شمود نے کہا کہ غصہ تو نہین ہوا مین تو بہت جلد آئی ہون کوئی پانچ
دن ہوئے ہونگے خیر اب تم اپنے اپنے کام مین مصروف ہو وہ سلام کر کے اپنے اپنے کام مین مصروف ہوئین جب وقت
کھانے کا آیا کھانا کھایا دن بھر عیش سے بسر کی رات کو جلسہ نشاط برپا کیا خوب گانا ہوا قریب دو پہر رات کے
جلسہ برپا رہا جب رات زیادہ آئی یہ دونون جا کر اپنے اپنے مقام پر سو رہے کہ صبح ہوئی سب اٹھے حسب معمول اپنے اپنے
کام مین مصروف ہوئے وہ دن تمام ہوا قریب شام شمود و چیترنگ دونون کنارے نہر کے بیٹھے ہوئے باہم باتین
کر رہے تھے کہ یکایک مشرق کی طرف سے ایک ابر نمودار ہوا اسمین برق کی چمک تھی کہ وہ ابر آکر اس باغ پر قائم
ہوا شمود نے جو اس ابر کو دیکھا تو سمجھ گئی کہ کسی ساحر کی آمد ہی مگر چیترنگ نے شمود سے کہا کہ ملکہ

ہی اُسکے پاس لشکر ہی سحر وہم نے کہا کہ یہ تو مجھکو بھی معلوم ہی مگر آپکے پاس بھی کچھ سپاہ ہی چینیرنگ نے کہا میرے
پاس نہیں ہی تب سحر وہم نے کہا کہ ای کمود یہ کیونکر تیرے باغ میں آ سکے ہیں کمود نے کہا کہ اُسدن تو
آپنے ساری حالت مجھ سے بیان فرمائی تھی آپ کیا فراموش کر گئے ہیں سحر وہم نے کہا ہان یاد آگئی ای چینیرنگ
اب کل ہم آپکو شداد کے دربار میں پہونچا دینگے آپکو لازم یہ ہی کہ آپ یہ ظاہر کریں میں خداوند ہون دیکھو مجھکو
میرے پدر بزرگوار نے آسمان پر طلب فرمایا تھا یہ جامۂ خدائی اور تاج خدائی مرحمت کیا اور فرمایا کہ تو خدا ہی اور
سب تیرے بندے ہیں بس آج سے لوگ میری پرستش کریں مذہب چینیرنگی اختیار کریں مگر ابھی مجھکو سجدہ نہ کریں
جبتک میں شدادپرستون کو غارت نہ کر لونگا اُسوقت تک کسی سے سجدہ نہ لونگا بس میرا یہی سجدہ ہی کہ میری اطاعت
کرو مجھکو اپنا خدا تصور کرو کوئی سجدہ نہ کرنے سے خدائی نہیں جاتی رہتی ہی جب آپ یہ فرمائینگے تو لوگ آپکی خدائی
کو مان لینگے اور اطاعت کرینگے اپنے نام کا آپ سکہ جاری فرمائیں تمام شہر پر اپنا حکم جاری کریں شداد کو اپنا
نائب کریں وہ بطور نائب کے کام کرے فوج ملازم رکھیں ایک تخت اس قسم کا تیار کرائیں یہ جسکا میں
نقشہ دیتا ہون یہ کہکر ایک نقشہ نکالکر دیا کمود نے کہا کہ اسی قسم کا ایک نقشہ اور نکالا تھا یقین ہی
کہ تخت تیار ہو گا کیونکہ میں نے اُنکی مان سے کہہ دیا تھا سحر وہم نے کہا کہ آپ یہ بھی دربار میں تخت پر بیٹھکر
فرمائیے گا کہ آسمان پر سے میری مدد کے لیے فرشتے آئینگے آج سے مہر کو اُنکی سپاہ آئیگی اُنکے افسر
کا نام ناستاد فرشتہ ہی میں پتلہاے سحر تیار کرکے اُنکو سحر سے صورت انسان بناکر تمام سامان جنگ
سے آراستہ کرونگا ای کمود تم لشکر کے ہمراہ ضرور جانا میں ایک ابر سحر بناکر اُسکو اُنکے محل پر قائم کرکے میں اُسمین
قیام کرونگا اُنکو لازم ہی کہ یہ اہل دربار سے کہیں کہ جسکو شک ہو میری خدائی میں وہ میری قدرت دیکھے
کچھ مجھ سے طلب کرے دیکھو میں اُسکو اسی مقام پر بیٹھے بیٹھے دیتا ہون یا نہیں اب جو شخص ان سے جو چیز طلب کرے
یہ یہ کہکر ہاتھ کو اپنے بلند کریں کہ ای فرشتۂ قدرت فلان چیز فلان شخص طلب کرتا ہی فرشتہ سے لیکر آ
ادہر اُنکا ہاتھ بلند ہوگا اُدہر وہ چیز اُنکے ہاتھ میں آجائیگی اسی طور سے جس کام کو چاہینگے وہ ہو جائیگا
کیونکہ ہم تو مع ثمروت و الضراہم و مجوود کے ہر وقت انکی خبر لیا کرینگے اور سبکی نظرون سے پوشیدہ
ہونگے جب یہ کہیں سوار ہوکر جایا کرینگے وہ ابر انکے سر پر سایہ فگن ہوگا اُس سے ہزارون جانور پیدا
ہو کر رہینگے وہ انپر سایہ کرینگے ایک گنبد آتشی طور کا جیسا کہ تو نے میدان جلوہ گاہ میں دیکھا تھا انکی سواری
کے لیے تیار کیا جائیگا وہ گنبد اُسی ساحرون کے لشکر کے ہمراہ آئیگا تم جب سوار ہونا اُسی گنبد میں سوار
ہونا دربار میں جب تخت پر بیٹھنا تو اس گلدستے کو روبرو رکھ لینا اور جب سوار ہونا تو گنبد کے در پر
رکھنا مگر روبرو اپنے رکھنا بلکہ تکیہ رکھنا کبھی نہ بڑا اگر یگا اسکا میں خود بندوبست کرلونگا یہ کہکر سحر وہم نے
خود چینیرنگ کو نذر دی اور کہا کہ خدائی مبارک اُسکے بعد الضراہم سے نذر دلوائی پھر تو ثمروت و ناستاد
و مجوود نے نذر دی اب تو چینیرنگ کو سب خداوند کہنے لگے یہان تو یہ کارروائی ہوئی اُسکے بعد سحر وہم
اپنا سحر درست کرنے لگا کمود کو جو کچھ سحر سے تیار کرنا تھا وہ اُسکا بندوبست کرنے لگی ثمروت
اپنا سحر کرنے لگا کیونکہ سحر وہم نے اُس سے کہا تھا کہ تو میرا شریک رہنا الضراہم بھی اپنے باپ کی شریک
ہوئی سحر وہم نے ابر سحر تیار کیا الضراہم نے اُسکے اوپر سحر کیا کہ اُس سے موتی برسنے لگے اور جانور پیدا ہونے لگے
ثمروت نے گنبد سحر تیار کیا مجوود نے پتلہاے سحر تیار کیے وہ قریب ایک لاکھ کے تھے اسنے کیا کیا کہ کاغذ کے
پتلے نقاطعی سے کاٹکر اور جہاڑ دسکے تکون کے تیر کمانین تیار کیں کاغذ کی تلوارین کاٹیں اور سپرین ان سب کو زمین پر
رکھا اور سحر کرکے کالا دانہ و دانش جو مارے وہ سبکے سب صورت انسانی پر ہو گئے اُنکو اُسنے وہ ہتھیار

دیا کہ تم انکو لگا تو اُن سب نے وہ ہتھیار لگا کے قریب ایک لاکھ کے لشکر تیار کیا ان سب کو اسی تدبیر مین
وہ دن تمام ہوا نمرود نے ایک تخت تیار کر کے وہ گلہ مین چتر تنگ کے ڈالی اسی تدبیر مین رات ہو گئی سب
اپنا اپنا بند و بست کر کے بارہ دری مین آئے یہان جلسہ آراستہ ہوا چتر تنگ کو مسند پر بٹھایا اور سب گرد بیٹھے
جام شراب گردش مین آیا ارباب نشاط سامنے ہو کے گانا ہونے لگا یہان تو جلسہ آراستہ ہوا ادھر کا حال سنیئے
کہ شداد کے دربار مین زرگر تخت بنا کر لائے یہ وہ دن ہے کہ اسنے بنام نمرود فیل پیکر نامہ روانہ کیا ہے
اور خود دربار کیا ہے مرید تیغ زن بھی دربار مین آیا ہے کہ زرگر تخت لیکر آئے وہ تخت اسطور کا تھا کہ
پہلے ایک تخت تھا اسپر سات زینے اس تخت پر جانے کے تھے بعد اسکے ایک انگری سہ دری تھی اسکے اوپر
ایک چتر لگا ہوا تھا اس سہ دری مین ایک تخت آراستہ تھا برابر اس تخت کے چار کرسیان آراستہ تھین
اور ایک کرسی روبرو تخت کے تھی اور اس تخت جواہر پر سہ دری واقع ہوئی تھی اسپر آٹھ ڈانگلی آراستہ
تھے وہ تخت اس طریقے کا تھا وہ یہی نقشہ بنا کر نمرود نے دیا تھا اور نمرود کو اسی لوح کا نقشہ نجم دم نے
دیا تھا جب یہان یہ تخت آپہنچا تو شداد نے اس تخت کو وسط ایوان مین آراستہ کیا اور اپنا تخت اسکے برابر
بچھا لیا اب دربار کا وہی رنگ ہو گیا ادھر تو دربار مین یہ حالت تھی ادھر وہ وزیر نامہ لیکر جو
طرف قلعہ نمرود کے روانہ ہوا تھا قریب قلعہ کے پہونچا وہان نمرود فیل پیکر اپنے قلعہ مین بیٹھا ہوا ہے
اسنے قریب ایک لاکھ کے لشکر جمع کیا ہے اسکے افسر اسکے پاس موجود ہین اسکا قصد یہ ہے کہ اب بہت پاس
سپاہ ہو گئی ہے اب مین طرف شہر گلریز کے لشکر کشی کر کے چلون اور اس شہر کو اپنے قبضے مین کر لون
یہ اسی فکر مین ہے کہ وزیر شداد اسکے قلعے مین داخل ہوا قلعہ کی سیر کرتا ہوا در ایوان پر پہونچا ایک
چوبدار در دولت پر کھڑا تھا اسنے اس چوبدار سے کہا کہ اے چوبدار خبر کرو کہ وزیر شداد
حاکم شہر زرنگ نامہ لیکر آیا ہے باریابی چاہتا ہے یہ سنکے وہ چوبدار گیا دربار کر نمرود فیل پیکر
سے جا کر عرض کیا کہ وزیر شداد نامہ لیکر آپکے در دولت پر آیا ہے باریابی چاہتا ہے
یہ سنکے اسنے حکم دیا کہ اس سے کہو تمکو طلب کیا ہے یہ سنکے وہ چوبدار باہر آیا اور وزیر
سے کہا کہ آپکو طلب کیا ہے وزیر یہ سنکے اسیوقت اندر چلا نمر اگاہ سے مجرا بجا لایا
نمرود نے مجرا لیکر حکم دیا کہ کرسی پر بیٹھ جاؤ وزیر نے دیکھا کہ ایک کرسی روبرو تخت کے
آراستہ ہے یہ اس کرسی پر بیٹھ گیا اب جو دربار کو دیکھا تو تمام دربار کو پہلوانون سے مملو
پایا ہر ایک آہن رستم و وقت سہراب زمانہ معلوم ہوتا تھا اور نمرود ایک ڈنگل مرصع پر
بصد شوکت متمکن تھا اسکے چہرے سے شان و شوکت پیدا تھی وزیر یہ دیکھکر دنگ ہو گیا
کہ نمرود نے وزیر سے کہا کہ آپ کسکا نامہ لیکر تشریف لائے ہین وزیر نے جواب دیا کہ
مین نامہ شداد حاکم شہر زرنگ کا لیکر آیا ہون نمرود نے کہا کہ کون شداد مین نے
تو آج تک یہ نام کبھی نہ سنا تھا یہ مجکو معلوم تھا کہ اس قلعہ کے قریب و جوار مین کئی ملک
ہین ایک کا نام گلریز ہے وہان کا حاکم گلریز شاہ ہے ایک ملک کا نام گلزار ہے وہان کا حاکم
گلزار شاہ ایک ملک نام احترامیہ وہان کا حاکم احترام شاہ ہے ایک کا نام اختر امیہ ہے
وہان کا حاکم احتشام شاہ ہے یہ سب ملک میرے سنے ہوئے ہین یہ نیا ملک کیونکر نکلا ہے ہوا کہ
جسکا نام آج تک مین نے نہین سنا اور نہ کوئی اس سمت کو آیا سوا اسکے تمہارے جیسے
یہ بیان کرو کہ اس نامے مین کیا تحریر ہے وزیر نے کہا اسے پہلوان جہان یہان سے قریب

اسکی دعوت کرنے کا سامان کیا شب سے سامان سے دعوت کی دوسرے دن پھر قمرو دنے دربار کیا وزیر آیا بڑی دیر تک دربار آراستہ رہا جب دربار کے برخاست کا وقت آیا ہر ایک اپنے اپنے مقام کو جانے لگا اسوقت قمرو دنے حکم دیا کہ کل ہم کوچ کرینگے تم لوگ سب صبح سے تیار رہنا یہ سنکے ہر ایک نے عرض کیا بہت خوب یہان تک کہ وہ دن تمام ہوا رات آئی رات کٹی صبح کو تمام افسر مسلح و مکمل ہو کر آئے لشکر تیار رہا خیمہ وغیرہ نکالے گئے اراون پر بار ہوئے سب سامان سفر درست ہو گیا وزیر بھی تیار ہو کر آیا اس عرصے مین قمرو د بھی محل سے برآمد ہوا مگر مسلح اسیوقت نکل کر اپنے فرزند قمرو د کو حاکم قلعہ کیا اور مع ایک لاکھ لشکر کے ہمراہ وزیر کے طرف شہر شیر نگ کے روانہ ہوا کہ انکا ذکر آئندہ ہوگا اب حال کچھ شہر شیر نگ کا تحریر کیا جاتا ہی

کچھ حال شہر شیر نگ و جمود کا سماعت فرمایئے

کہ جب تخت تیار ہو کر آیا اور وہ دربار مین بچھایا گیا یہان تک کہ شداد نے دربار برخاست کیا محل مین آیا جمود سے بیان کیا کہ تخت آگیا ہی مگر ابھی تک آپکے فرزند نہین تشریف لائے آسمان پر سے اتنا بہت زمانہ گذرا ہی یہ سنکے جمود نے کہا کہ ای شداد کیا کہون مین خود اس فکر مین ہون کہ کیا سبب ہی وہ دن تمام ہوا رات آئی ہر ایک اپنے اپنے مقام پر جا کر سو رہا شداد اپنی خوابگاہ مین گیا جمود اپنی خوابگاہ مین گئی کہ بیٹھے بیٹھے اسکا دل گھبرایا اور بہت پریشان ہوئی خیال آیا کہ نہ معلوم کیا سبب ہی جو ابھی تک جشن نگ نہین آیا ہی چلو آج چلکر دیکھین کہ کیا بند و بست ہوا یہ خیال کر کے جمود نے تمام اپنے کو اسباب سحر سے درست کیا اور کچھ پڑھا کہ تمام خواصین سو گئین پھر کمرے سے باہر آئی پر پرواز پیدا کر کے اڑ کر طرف باغ قمود کے روانہ ہوئی یہ وہ دن ہی کہ وہان جلسہ آراستہ ہی اور ہر ایک اپنا اپنا سحر تیار کر چکا ہی قمود نے تختی سحر تیار کر کے جشن نگ کے گلے مین ڈالدی ہی جلسہ آراستہ ہی سب خوش خوش بیٹھے ہین شرابخواری ہو رہی ہی کہ جمود آکر پہونچی اب جو باغ مین آئی ہی کیا دیکھتی ہی کہ تمام باغ ساحرون سے بھرا ہوا ہی ایک ایک انمین اپنے وقت کا زبردست ہی ساحری و جمشید معلوم ہوتا ہی یہ جو اسنے دیکھا تو اپنے کو پوشیدہ کیا اور بارہ دری مین آئی یہان آکر دیکھا کہ جشن نگ تو تاج سر پر رکھے ہوئے بیٹھا ہی بہت نفیس پوشاک تن مین ہی قمود اسکے برابر بیٹھی ہی اور بھی ساحر ہین مگر ایک ساحر بہت زبردست ہی کہ سب کا افسر معلوم ہوتا ہی یہ دیکھکر جمود نے اپنے کو ظاہر کیا کہ نگاہ قمود کی جمود پر پڑی آواز دی کہ آؤ ہمشیرہ تمھارا تو انتظار تھا تمنے تو اسدن سے خوب خبر لی ہمنے یہان سب بند و بست کر لیا مگر تمنے خبر تک نلی یہ جو جمود نے سنا تو اسیوقت اس جلسہ مین آئی قمود نے کہا کہ تمنے نہین پہچانا استاد کے بھائی بنا کو یہ چھوٹے استاد ہین یہ سنکے جمود نے محروم کو سلام کیا کیونکہ قمود نے اشارہ کر دیا تھا کہ وہ جو سامنے جشن نگ کے بیٹھے ہوئے ہین استاد ہین محروم نے دعا دی یہ بھی بیٹھ گئی ساقی نے اسکو بھی جام شراب لبریز کر کے دیا اسنے لیکر پی لیا اب تو خوب شراب چلنے لگی پے بر پے اڑنے لگی ہر ایک مست ہوا اپنے اپنے طور کی کہنے لگا اسی نشۂ شراب مین جمود نے کہا کہ ای قمود تمنے کیا تدبیر کی قمود نے جو کچھ کہ کام کیا تھا بیان کیا جمود نے کہا کہ خوب بند و بست کیا ای بہن مین نے بھی تخت تیار کرا لیا ہی یہ کہکر وہ نقشہ پیش کیا جو کہ برائے درستی تخت دیا تھا اب جو قمود نے دیکھا کہ یہ نقشہ تو بعینہ وہی نقشہ ہی جو کہ محروم نے دیا تھا کہ ایسا تخت بنواؤ قمود نے وہ نقشہ محروم کو دیا اور کہا کہ چھوٹے استاد تخت بھی تیار ہی

کام یہ مقرر کیے جاتے ہیں کہ تم یہ کیا کرنا کہ جو کوئی دربار میں آئے خواہ راہ میں خواہ کسی مقام پر اس سے کوئی چیز
طلب کرے اور یہ جیب ہاتھ اٹھا کر طرف آسمان کے کہیں کہ ای فرشتۂ قدرت فلان شخص یہ چیز طلب کرتا ہے ذرا
بہشت سے لا تو دے بس تم فوراً جو وہ چاہتا دیا کرو اور میں نے اپنے تئیں یہ کام کیا ہے کہ جو کوئی جو
حاجت طلب کریگا میں اسکو پورا کر دونگا بلکہ لاؤنگا اور تجرود کے متعلق یہ کام کیا جاتا ہے کہ وہ بیٹھا ہوا
میرے پاس یہی خبر رکھے جو چیز میں طلب کروں از قسم بخورات وہ بہم کر دیا کرے اور بارگاہ کی خبر
رکھا کرے اور جب چتر نگار سوار ہو تو گنبد میں جو گھنٹے و ناقوس ہیں انکو سحر سے بجائے اور سحر
کرے کہ وہ پتلیاں سحر سے آج کی بلند کریں اور ناشاد کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ وہ آج ان پانچ سو ساحروں
کو لیکر اور وہ جو لشکر سحر ہے اسکو لیکر اور جو بارگاہ سحر سے تیار کی گئی ہے اور خیمہ وغیرہ اور گنبد شہر چتر نگار سے
ہیں وہ پتلیاں اور ... سحر سے آن پتلیوں سے سحر کو ورد بنا رہا ہے اور ہر ایک سحر سے تیار کرے ان سب کا
بند و بست اسکے متعلق ہے اور یہ میں کہتا ہوں کہ کوئی اپنے کو ظاہر نہ کرے سوا ناشاد و تجرود کے
یہ لوگ ہمراہ چتر نگار کے تخت پر بیٹھ کر روانہ ہوگی اسکو چتر نگار یہ سمجھے کہ یہ حور بہشتی ہے میرے ہمراہ آئی ہے اور
میں نے اسکو اپنی زوجہ بنایا ہے اور ناشاد لشکر لیکر جائیگا باقی جو کہ ہیں وہ پوشیدہ رہیں جب چتر نگار
سوار ہو سب میرے پاس اس ابر میں چلے آیا کریں سب نے کہا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اسمیں کمی نہ ہوگی محرم
نے کہا کہ پھر سب جاؤ بس النصرام اسیوقت سحر کر کے غائب ہوگئی محرم زن شاہ کی پوشیدہ ہو کر چلا گیا اور
محرم نے وہ پیدا کیے اور تجرود کو ہمراہ لیکر طرف اس ابر کے روانہ ہوا ناشاد سے کہا کہ تم ... کو
آنا ناشاد نے کہا کہ بہت خوب تجرود نے کہا کہ اب میں طرف دربار کے انکو لیکر جاتی ہوں محرم نے کہا کہ جاؤ
بس اسیوقت تجرود نے ایک تخت سحر تیار کیا اسپر چتر نگار کو بٹھایا گلدستہ سامنے رکھا چتر نگار وہی تاج سر پر
رکھے ہوئے تھا اور وہی جامہ پہنے ہوئے تھا اور جس قدر خواصیں مصاحبیں تجرود کی تھیں وہ بھی سحر کر کے برابر
تخت کے ہو گئیں کوئی کسی سواری پر نہ سوار تھی لہذا بظاہر باطن میں ہر ایک سواری سحر پر سوار تھی بس تجرود
تخت پر بیٹھی اور سحر کیا کہ تخت بلند ہوا اور وہ خواصیں اور مصاحبیں بھی چلیں وہ ابر سحر تک کہ سر پر چتر نگار کے
قائم ہوا اس سے گوہر برسنے لگے یا قوت سرخ کی بوچھار ہونے لگی اس تخت پر یہ سامان تھا کہ بخورات جل رہے
تھے عود و عنبر سلگ رہا تھا اسکی خوشبو پھیلی ہوئی تھی اس جاہ و حشم سے چتر نگار طرف شہر چتر نگار کے
روانہ ہوا کیونکہ تجرود نے پہلے سحر کو دریافت کر لیا تھا بس انہی کے ہمراہ محرم و ناشاد و النصرام بھی چلا اور
ابر میں محرم جادو تھا اور تجرود یہاں تک کہ وہ ابر جا کر قصر پر قائم ہوا جس قصر میں شداد دربار کر رہا تھا
شداد و اہل دربار سب انتظار کر رہے تھے کہ خداوند تشریف لاتے ہونگے کہ یکایک ایک برق چمکی کہ سب کی آنکھیں
خیرہ ہونے لگیں اور ایک نور پیدا ہوا اور صدا آئی کہ ای اہل دربار ہوشیار ہو خداوند تشریف لاتے ہیں در
موتی و یاقوت برسنے لگے اور عود و عنبر کی خوشبو آنے لگی اب جو دیکھا تو یہ نظر پڑا کہ ایک تخت ہوا پر سے اترا چلا
آتا ہے اور اس تخت پر ایک نوجوان تاج سر پر رکھے ہوئے بیٹھا ہے اسکے برابر ایک عورت حسین مہ جبین بیٹھی ہے اور برابر اسکے
بہت سی عورتیں ہیں جو کہ ملازم معلوم ہوتی ہیں نہ اس تخت کو کوئی اٹھائے ہے خود بخود چلا آتا ہے نہ وہ عورتیں
کسی چیز پر سوار ہوا پر اڑتی چلی آتی ہیں یہ حالت دیکھکر سب اہل دربار معہ شداد حیرت کے دنگ ہو گئے
یہ جو شداد نے دیکھا کہ چتر نگار اس شان و شوکت سے آئے ہیں تخت پر سے اٹھ کھڑا ہوا اسکا اٹھنا تھا کہ سب
اہل دربار کھڑے ہو گئے شداد طرف صحن کے چلا اور تخت اسکا ہوا پر سے صحن میں اترا اور زمین پر قائم ہوا وہ عورتیں
بھی قرینہ سے کھڑی ہو گئیں یہ خیال رہے کہ اس قوم میں کوئی پردے وغیرہ کا خیال نہیں ہے خواہ ملکہ خواہ کوئی ہو

پھر ایک کے سامنے ہوتی ہے اسی سبب سے گرد و پیش [illegible] تمام [illegible]
لکھا ہے شداد قریب تخت پہونچا اور اسکی آنکھ چنگیز [illegible]
آئی اہل دربار ابھی سجدہ نہ کرو کیونکہ انہوں نے ابھی اپنا سجدہ [illegible] اطاعت [illegible]
اپنا خدا تصور کرو یہ سنا جو آئی ادھر چنگیز نے بھی یہی کہا اور شداد کو بھی [illegible]
میں منع کر گئے ہیں اور شداد کی نگاہ بھی اس گلدستہ پر [illegible]
سب پہلے شداد نے سجدہ تو نہ کیا مگر مجبور ہو گیا اور اطاعت [illegible] یہی حال کل اہل دربار کا ہوا
سر بلند [illegible] کا بھی مجبور ہو گیا وہ سب اسرار فراموش ہو گیا [illegible] خداوند [illegible]
خداوند زمرد ہوگا اور یہ سب ہیں لقا [illegible] باطل [illegible]
ہو رہا اور شداد نے پھر چنگیز کو مخاطب کیا اور کہا [illegible] اطاعت [illegible]
چنگیز نے کہا کہ پہلے تم یہ بند و بست کرو کہ اس [illegible] اسکی [illegible]
اسکے بعد میں دربار میں چلونگا یہ سنکے شداد نے [illegible] کہا آپ تشریف لے چلیں [illegible] شداد
شداد کے ساتھ اپنی خواصوں و مصاحبوں کے داخل محل ہوئی شداد [illegible]
کی زوجہ ہیں انکو خداوند اپنے ہمراہ آسمان پر سے لائے ہیں یہ سب [illegible]
اسکے فرزند کی زوجہ ہے چونکہ آپکو خداوند خواب میں آ کر انکے تشریف لانے کی [illegible]
ہیں انکو محل میں بھیجا ہے جو موجود تھے سنا بڑی عزت کی اور [illegible] ہمراہ [illegible] شداد واپس آیا
بیرون محل آ کر عرض کیا کہ اب آپ تشریف لے چلیں [illegible] چنگیز [illegible] تخت [illegible] اترا [illegible]
زمین پر پاؤں رکھا تخت خالی ہوا اب جو اہل دربار نے دیکھا تو تخت غائب تھا چنگیز کو اہل دربار
[illegible] ایوان میں لائے اور اس تخت پر بٹھایا چنگیز اس [illegible]
دیکھکر دنگ ہو گیا مگر خاموش اس تخت پر بیٹھ گیا [illegible] دیکھا کہ وہ گلدستہ جو کہ اس تخت پر روبروئے خداوند
کے رکھا ہوا تھا وہ یہاں بھی موجود ہے جب چنگیز تخت پر بیٹھ چکا اسوقت چنگیز کے کان میں کسی نے کہا
کہ تم یہ حکم دو شداد و میرے تخت کے برابر جو کرسی آراستہ ہے اس پر قیام کرے آج سے یہ جگہ اسکی ہے اور یہ بادشاہ
تمہاری اطاعت کریگا اسکو بھی جگہ ایسے مقام پر دیجائیگی اور یہ حکم دینا کہ جو سردار مقرر ہونگے وہ اس تخت پر جو کہ
[illegible] میں ہے جگہ انکے لیے مقرر کی گئی ہے یہ سنکے چنگیز نے کہا کہ اے شداد شاہ تم میرے پاس آؤ جب شداد
آیا تو جو کرسی روبرو آراستہ تھی شداد کو چنگیز نے اس کرسی پر جگہ دی اور کہا کہ آج سے تم اس کرسی پر
بیٹھا کرنا اور یہ بادشاہ میری اطاعت کرینگے یہ کرسیاں انکے لیے مقرر کی گئی ہیں شداد یہ سنکے اس
کرسی پر متمکن ہوا تب چنگیز نے کہا کہ اے شداد آج شہر میں منادی کرا دے کہ سب
خداوند چنگیز کی اطاعت قبول کریں آج سے مذہب چنگیزی جاری کیا گیا ہے یہ سنکے شداد
نے اسوقت چارچی کو طلب کر کے حکم دیا کہ شہر میں ندا کرو کہ مذہب زمردی منسوخ کیا گیا
مذہب چنگیزی جاری کیا گیا اب خداوند چنگیز ہیں زمرد ہیں انکی خدائی ہے یہ جا کے [illegible]
خداوند ہیں انہیں بڑی بڑی کرامتیں ہیں انکا یہ حکم ہے کہ میں اپنے کو ابھی سجدہ نہ کراؤنگا جب سب عالم
میرے قبضے میں آ جائیگا اسوقت تک اور جب سب خدا بہت غارت ہو لینگے صرف تصویر
خداوند [illegible] دن میں ہم لوگوں کے رکھی جائیگی دوسرے جو احکام مذہب زمردی اور مذہب
لقا کے تھے سب رہی ہیں صرف نام خداوند تبدیل ہو گیا ہے ورنہ کوئی فرق نہیں ہے

میں ہوں دنیا بھی ہے ادھر میں آسمان پر گیا اُدھر دنیا بھی تمام ہوئی لہذا میں تمکو تحریر کرتا ہوں کہ تم بغور دیکھتے اس نامہ کے غاشیۂ
اطاعت کو دوش ہوش پر رکھکر میری خدمت میں حاضر ہو اور میری اطاعت کرو اگر اسکے خلاف کروگے تو یہ خیال کرو کہ میں
ایسا عذاب تمپر نازل کرونگا اور لشکر قدرت کو روانہ کرونگا کہ وہ تمکو گرفتار کرلائیگا اور تمہارے ملک کو تباہ و برباد کریگا
آئندہ تمکو اختیار ہے جبکہ دونوں امروں سے تمکو آگاہ کردیا ہے جو چیترنگ نے کہا وزیر نے فوراً نامہ تحریر کیا اور عرض کیا کہ خداوند نامہ
تیار ہے چیترنگ نے کہا کہ اسکی نقل ایک بنام گلاب شاہ اور ایک بنام گلزار شاہ اور ایک بنام احرام شاہ و ایک بنام
گلریز شاہ و ایک بنام اختر اعظم شاہ کرکے روانہ کرو اور اصلی نامہ کو داخل دفتر شاہی و خداوندی کرو کہ وقت پر کام آئیگا
وزیر نے اسیوقت یہ نامے تیار کیے اور انپر مہر چیترنگ کی چیترنگ نے اپنے ہاتھ سے انگشتری اتار کر دی تھی جو کہ مہر بنائی تھی جب نامے
تیار ہوچکے تو نامے بھیجنے کے واسطے چار سانڈنی سوار بھی طلب کیے گئے اور انکو وہ دیے گئے کہ تم یہ نامے لیکر طرف گلزار پور و گلریز و
احرام و اختر اعظم کے جاؤ اور دو نامے جو کہ غفار شاہ و زنار شاہ کے نام تھے اور سانڈنی سوار کو دیے گئے انسے الگ کہا
کہ تم یہ نامے لیکر زنار پور و غفار پور کو جاؤ اور ان حاکموں کو یہ نامے دو سانڈنی سوار نامے لیکر روانہ ہوئے جب
سانڈنی سوار جا چکے اسوقت چیترنگ نے حکم دیا کہ اہل دربار آگاہ ہو کہ کل ہمارا پہلوان قدرت شہر و فیل پیکر
ہمراہ وزیر شداد شاہ کے آئیگا اور داخل شہر ہوگا لہذا جسقدر سردار ہیں سب اُنکے استقبال کو جائیں اور بڑی
آبرو سے دربار میں لائیں اور آج سے سپہر کو لشکر قدرت کا استقبال کرکے چھاؤنی میں اتروائیں گنبد و بارگاہ و تنبو خانہ
خداوندی میں داخل کریں یہ سنکے سب اہل دربار عرض کرنے لگے بہت خوب چیترنگ نے کہا کہ ابھی ابھی علم خدائی
سے ثابت ہوا ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ جو آہستہ سے کان میں چیترنگ کی کہتا ہے یہ البرامہ جادو ہے یہ ابر چتر میں
جاتی ہے اور جو خبر وہم کرنے دریافت کرتا ہے وہ آکر کہتی ہے اور گلدستہ بھی اسینے اس تخت پر سے اٹھا کر یہاں رکھدیا تھا
اور تخت بھی اسی نے غائب کردیا تھا اور وہ جو ہاتھ ابر سے پیدا ہوا تھا وہ سحر دست کا تھا کہ یہ کام اسکے سپرد تھا
جیسے چیترنگ ساحر نے یہ کہا اسنے سحر سے حلوا تیار کیا اور اپنا ہاتھ سحر سے دراز کرکے چیترنگ کو دیا تھا چیترنگ نے
حرمزیہ کو دیا تھا جسکے سبب سے وہ اور مرید ہوا بلکہ پلید ہوا آمدم برسر قصہ یہ حکم دیکر چیترنگ نے کہا کہ اب دربار
برخاست کیا جاوے پہ اسکا حکم دینا تھا اور تخت پر سے اٹھنا فوراً سب اہل دربار اٹھے اُدھر اُس ابر سے صدا آنے لگی
جو خداوند چیترنگ کی چیترنگ شداد کو ہمراہ لیکر طرف محل کے چلا اب اہل دربار نے دیکھا تو تخت پر گلدستہ ندارد ہے
انکو اور تعجب ہوا کیونکہ ادھر چیترنگ تخت پر سے اترا البرامہ نے گلدستہ اٹھا لیا اور ابر میں پہونچا آئی اور ہمراہ
ہوگئی ادھر تو چیترنگ و شداد دونوں کافر محل کی طرف چلے محل کا حال ملاحظہ ہو کہ جب سے حمود پہونچی ہے جمود
بڑی خاطر کر رہی ہے اہل محل آآکر زیارت کرتی ہیں کہ یہ زوجہ ہیں خداوند کی حمود و جمود دونوں [illegible]
اور حمود بہت بڑی ساحرہ ہے اسنے یہ تدبیر کی ہے کہ ایک سحر ایسا تیار کیا ہے جو تمام دربار کی خبریں دیتا ہے جو جو وہاں گذرتی ہے
اسکو معلوم ہوا چیترنگ آتا ہے اسنے کہا کہ ای ملکہ عالم آپکے فرزند تشریف لاتے ہیں جو کہ خداوند ہیں اول تو لونڈی یہ سمجھی
ہیں انکے ہمراہ شداد بھی ہیں جمود یہ سنکے خوش ہوئی اور کہا کہ بی بی تمکو کیونکر معلوم ہوا اُس نے جواب دیا کہ میں
زوجہ ہوں خداوند کی دوسرے حور بہشتی ہوں اسی سے ثابت ہوا سب کے سامنے تو یہ کہا اور اشارہ سے
کہا کہ سحر نے خبر دی جمود نے یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ یہ سحر وہی مگر اسنے بڑی کوشش کی ہے اس امر میں اس نے کہا ہے جو کچھ کیا ہے
بس جمود حمود دستہ یہ سنکے اٹھی اور ساتھ سب ملازموں کو لیکر یعنی خواصوں انیسوں جلیسوں مصاحبوں کو
طرف صحن کے چلی حمود بھی مع ملازمین کے ہمراہ تھی کہ دیکھا آگے آگے نقیب دار کوڑا ہاتھ میں سب کو ہٹاتی ہوئی
اور یہ کہتی ہوئی کہ خداوند تشریف لاتے ہیں اسکے عقب میں چیترنگ بڑی شان و شوکت سے تاج الماس نگار
و یاقوت نگار سر پر قبا بے تکلم کا زیب تن چلا آتا ہے اسکے عقب میں شداد شداد کی جو نگاہ پڑی جمود

بھی کرسیاں لائی گئیں وہ حسب قدر مراتب کرسیوں پر بیٹھے وزیر کو حکم ہوا کہ تم اگر پیسہ عقب میں جا کھڑے ہو
وہ اگر عقب چیچک [illegible] سے کھڑا ہوا اور مگس رانی کرنے لگا وزیر لوائے شہ پیسہ پر قائم ہوا سب دربار جب
آراستہ ہوا یہاں تو دربار ہر روز آراستہ رہتا ہے انکو یہاں چھوڑا جاتا ہے کہ آتشی طور سے دربار برخاست
کیا گیا تو پہلے غائب ہوا جب محل میں داخل ہوا اور اپنے مقام پر ہو کر پوشاک اتاری تو پوشاک بھی
غائب ہو گئی اور عمرو نے بہت عمدہ محل پر اپنے عمرو دخل کیا اور اپنے سرداروں کو حسب قدر مراتب جگہ دی
بڑی عزت سے اتارا اسکے لشکر کو بیرون شہر اتارا کر [illegible] سے منزل پر فرودکش کیا بڑی دھوم سے عمرو کی دعوت
کی یہاں تک کہ وہ دن رات تمام ہوئی دوسرے دن پھر دربار ہوا عمرو اور اسکے سردار تماشا دیکھا
بھی آ گئے اور جمع ہو گئی [illegible] اپنے ہمراہیوں سے آیا تاظر میں برملا ہے کہ ہر پیشہ [illegible] جا کر سب
سرداروں کو اور اپنے ہمراہیوں کو جو اسکے ہمراہ پانچ ہزار آدمی تھے سب کو چیچک [illegible] پیش کیا [illegible] دوسرے
دن خدمت میں چیچک [illegible] کے حاضر کیا تھا انکو [illegible] سے [illegible] پر سرفراز کیا اب وہ بھی
دربار میں آنے لگے اور عمرو نے اپنے سرداروں کو روانہ کر کے اپنے لشکر کو حکم دیا تھا کہ تم بھی آج سے
سب چیچک [illegible] کی بندگی کرو اور سب سے تصویریں لیکر لشکر میں کھینچیں اور کہا کہ یہ تصویریں قلعہ عمرو
پر لیکر روانہ کر دیا اور [illegible] فرزند عمرو کو تحریر کر دیا کہ میں نے یہاں آ کر یہ مذہب قبول کیا لہذا تم بھی یہ [illegible]
اپنے شہر میں رواج دو کہ یہ مذہب برحق ہے عمرو کے سرداروں نے ایسا ہی کیا تھا کہ لشکر میں آ کر تمام
کے ڈیروں میں وہ تصویریں آویزاں کیں اور ایک سانڈنی سوار کے ہمراہ اس مضمون کا نامہ اور
تصویریں قلعہ عمرو کو روانہ کر دیں یہ کام کر کے آ گئے لشکر میں اسوقت سے یہی مذہب جاری ہو گیا
تھا اور ہر ایک چیچک [illegible] کی بندگی کرنے لگا اب حال ساعت ہو کہ جب چیچک [illegible] نے دربار کیا تھا تو سب حاضر دربار
ہو کے تھے اتنے دربار کا اور رنگ تھا ایک لاکھ کا لشکر سحر کا تھا اسکے سردار بھی خود شداد کے سردار تھے
کیونکہ اسکے پاس بھی ایک لاکھ ڈیڑھ لاکھ کے قریب لشکر تھا اسکے سردار تھے اب جو عمرو آیا ہے اسکے بھی
ہمراہ ڈیڑھ لاکھ کا لشکر ہے اسکے بھی سردار ہیں یہ سب سردار دربار میں آتے ہیں آج جو دربار جمع ہوا تو عمرو
نے شداد کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ وہ پہلوان کہاں ہے جو کہ خط منشور لیکر آیا تھا میں اس سے مقابلہ
شداد نے کہا کہ ای پہلوان [illegible] وہ پہلوان یہ ہیں جو کہ دست چپ کے [illegible] بیٹھے ہیں مگر [illegible] بھی
مطیع ہو گئے ہیں انہوں نے اطاعت کی ہے خط منشور جا کر ڈالا ہے ارتہنگ [illegible] کی اطاعت سے منہ موڑ لیا
عمرو یہ سنکے خاموش ہو گیا یہاں تو دربار ہر روز آراستہ ہوتا ہے چیچک [illegible] کو انتظار انکا ہے جو کہ روانہ کئے
ہیں یہ قصہ یہاں موقوف کیا جاتا ہے اور نامہ بروں کا حال تحریر ہوتا ہے کہ وہ نامہ [illegible] لیکر ہر ایک بادشاہ کے
شہر میں گئے اور داخل دربار ہو کر قواعد شاہی بجا لائے [illegible] نامے دیئے ہر ایک [illegible] کے بادشاہ نے نامہ
پڑھکر اسکا یہ جواب تحریر کیا کہ ہم آتے ہیں آپکی اطاعت کرینگے مگر اسوقت جبکہ [illegible] آپ اسکو [illegible]
یہ مضمون ہر ایک نے تحریر کیا گویا سبکی ایک رائے تھی اور نامہ بروں کو رخصت کیا [illegible] نامہ بروں کے گذرا [illegible]
شاہ [illegible] سے مع دو لاکھ سپاہ کے اپنی طرف سے اپنے وزیر کو حاکم کر کے اور پچاس ہزار کا لشکر واسطے حفاظت
شہر چھوڑ کر چلا کلاب شاہ [illegible] سے تین لاکھ کا لشکر لیکر وزیر کو اپنی [illegible] حاکم شہر کر کے اور [illegible] ہزار
کے لشکر چھوڑ کر یہ بھی روانہ ہوا بہرام شاہ مع چار لاکھ کے وزیر کو حاکم کر کے [illegible] لاکھ لشکر شہر میں چھوڑ کر روانہ ہوا [illegible] شاہ [illegible]
لاکھ کا لشکر لیکر وزیر کو حاکم شہر کر کے چلا احتشام شاہ اپنے ہمراہ چار لاکھ کا لشکر لیکر [illegible]
اور کچھ سپاہ چھوڑ کر روانہ ہوا اعظم شاہ ایک لاکھ [illegible] شہر میں چھوڑ کر اور کچھ سپاہ [illegible] روانہ ہوا [illegible] شاہ [illegible] ہزار لشکر لیکر

لشکر نمرود کا بھی یہی خبر لیکر آتا ہو پس یہ سحر سے دریافت کرکے ایک کاغذ پر یہ تحریر کیا کہ ای النصراام میرے پاس بہت
جلد آ کیونکہ النصراام چیز نگ کے دربار میں تھی وہ کاغذ پوشیدہ النصراام کے پاس بھیجا وہ کاغذ دیکھا تو قوم
کے پاس نہ گئی محرو وقم نے النصراام سے کہا کہ تو چیز نگ سے جاکر کہہ کہ ای چیز نگ ہوشیار ہو دو سپاہی و شاہ
آ گئے ہیں اور قریب اس شہر کے ہیں سات بادشاہ ہیں چار کرسیاں تو تیرے تخت کے برابر بچھیں گی
اور طلب کریں گے بہادر اور قبل اسکے اُس قاصد اور اُس سردار کے جو نمرود کے لشکر سے آتا ہو طور ہمارے کہلوا
قدرت کے لشکر سے ایک سردار یہ خبر دریافت کر گیا ہو لہذا کرسیاں بچھائی جائیں تمام دربار میں اور
ذکل دربار خوب آراستہ کیا جائے اور سرداران سب استقبال کو جائیں بلکہ شداد اور پہلوان قدرت انکا
استقبال کریں کیونکہ انکی بڑی عزت ہے جب وہ آئیں تو اُن سے یہ شرط ہو کہ اگر ہمارے فرزند کی صورت دکھادیں اور
زندہ کردیں تو ہم سب آپکی اطاعت کرینگے ہمیں انکی جو تمہیں گا ارشاد ہو انکا فرزند مرگیا ہو قبل اُن سے سوال
کرینگے تم کہنا کہ ہم تمہارے دل کا حال سب معلوم ہو لہذا تم اپنے فرزند کی تصویر بنا دو ہم شبیہ میں وا
کردیں تاکہ تمہارا فرزند پیدا ہوجائے کیونکہ ایک صورت کے بہت سے بندے پیدا ہوسکتے ہیں مگر کہو ہم
ہوگا بغیر اس تصویر کے مقابل سکے ہوسکے کہ اب کیونکہ تمہارے فرزند کی شناخت ہوسکتی ہے آسکے
فرزند کی تصویر اُسکے پاس موجود رہتی ہو وہ نکالے دیگا تم ہاتھ بلند کرکے ابر کی طرف دیکھنا کہ ای فرشتہ
یہ تصویر لیجا کر اس صورت کا جو انسان پیدا ہوا ہے اسکو ہمارے پاس لا پھر یہ تصویر دیکھیں تو یہ بھی سوال کرے
کہ خداوند اُسکو زندہ کردینا کہ آپکا یہ جواب دینا کہ ہم کارخانہ ربوبیت سے فرصت حاصل کرلینگے اور خدا کا
خاتمہ کردینگے اسکے بعد جو مرتبہ ہیں ہمارے وقت میں یا ہمارے پیر بزرگوار کے وقت یا انکے باپ دادا کے
زمانے میں یا جب کہ ہم پیدا کرینگے اور اپنی قدرت دکھائینگے ابھی ہمکو خدا کے شغلوں سے مہلت نہیں کہ
دوسرے ہمیں ارزنگ کی الگ فکر ہو کہ وہ دعوے خدائی کر رہا ہو اور ہمارے خانزادوں سے اپنے کو بیان کرتا
ہو اور ہمارے پیر بزرگوار کا فرزند تھا ہو انکا کوئی فرزند نہیں ہو سوا میرے ہاں وہ غلام تھا جب آ
دیکھا کہ اب کوئی خدا نہیں ہو وہ خود دعوے خدائی کر بیٹھا تو مجھکو اُسکی بھی فکر ہو بالفعل ان فکروں سے فراغت
کرلیں تو اُس طرف متوجہ ہوں جب تم یہ کہوگے تو ہر ایک قبول کرلیگا اور تمہارا اعتقاد کامل طور سے ہوگا
عرصہ میں میں سحر سے پتلا بنا کر ابر سے باہر کرونگا اور صدا دونگا یہ فرزند حاضر ہو اگر وہ نام دریافت کرے
تو کہنا کہ شمشاد شاہ تیرے فرزند کا نام ہو اور یہ بھی کہنا کہ وہ ابھی گفتگو نہیں کریگا جب تک پھر زندہ نہ ہوگا کیونکہ
اب اسمیں اس قسم کی خاصیت دی گئی ہو کہ وہ سوا جنت کے اور کہیں کلام نہ کرے جب وہ دیکھ چکیں تم
اُسکی طرف اشارہ کرنا کہ ای شمشاد شاہ اب تم پھر جنت کو جاؤ لیکن فوراً آنا تم پیدا ہوگا اُس پتلے کو اٹھا لیجائیگا
اور جب وہ قاصد اور سردار خبر لیکر آئیگا تو اُس سردار سے کہنا کہ تم تو جاؤ اپنے لشکر میں کیونکہ یہ لشکر میرے
دوستوں کا ہو اور خاص بندوں کا ہو کوئی مقام خوف نہیں ہو اور اُس قاصد سے کہنا کہ ہمکو اپنے علم سے آگاہی ہو
ہو تم بھی جاؤ اپنے لشکروں میں اپنے بادشاہوں سے کہو کہ ہمارے سردار اور شداد و شاہ تمہارے استقبال کو
آتے ہیں اور ہمکو تمہاری شرط سے خبر ہو تمہاری شرط ہم پوری کردینگے پس اب تم جاؤ اور یہ تقریر تمام و کمال
چیز نگ کو تعلیم کرکے النصراام اُسی وقت چیز نگ کے پاس آئی اور تمام حال جو کہ نمرود نے بیان کیا
تھا سب چیز نگ سے بیان کیا چیز نگ خاموش ہوکر یہ سنا کیا سوا اسکے کسی نے نہ سنا جب وہ تقریر بیان
کرچکی اور سب امور سے آگاہ کرچکی تو ایک مرتبہ چیز نگ طرف اہل دربار کے متوجہ ہوا اور کہا کہ اے
دربار آگاہ ہو کہ وہ جو نامہ لکھے تھے اور اُنکا جواب آنے کے ابھی اپنے ہمکو علم خدائی سے ظاہر ہوا کہ وہ بادشاہ

لشکر ونکے آئے ہیں اور قریب شہر اترے ہیں یہی کوس کے گرد سے ہیں انکا لشکر فروکش ہی قریب اٹھارہ
لاکھ کے لشکر ہی کیونکہ یہ بھی نجوم سے دریافت کرلیا تھا اور اظہار اسم سے کہہ دیا تھا لہذا انکے واسطے
تین کرسیاں اور ایک تخت پر لاکر آراستہ کرو کہ یہ سب بادشاہ اسی تخت کے برابر میرے تخت کے اس
سہ دری میں بیٹھا کرینگے اور تمام دربار کو آراستہ کرو کئی ہزار کرسیاں و دنگل دربار میں اور آراستہ
کیے جائیں کیونکہ انکے سردار کرسیوں اور دنگلوں پر حسب قدر مراتب متمکن ہونگے اور وہ ایک شرط
سے آئے ہیں جو میں تم سے روبرو اُسکے بیان کرونگا اور اسکو پورا کرونگا بلکہ تمہیں پر امر تھوڑے عرصہ میں ظاہر
ہوا جاتا ہی کہ تم لوگ سب میرے معتقد ہو مگر ابھی ہر ایک کو شناسا واقع ہوا ہی وہ کیونکہ ظاہر ہوگا کہ ان لشکروں
سے تو قاصد برائے اطلاع روانہ ہوچکا ہی اور میرے پہلوان قدرت کے لشکر سے ایک سردار یہ حال
دریافت کرکے آتا ہی کہ اسقدر لشکر آیا ہی اسکی بابت کیا حکم ہوتا ہی تم لوگوں کو لازم ہی کہ تم سب کے سب
برائے استقبال جاؤ بلکہ تمہارے ہمراہ شہزادہ و شاہ و پہلوان قدرت و سپہ سالار لشکر قدرت
مرتبہ مِن بھی ہونگے ان سب کی عزت کرنا چاہیے کیونکہ یہ میرے بندے خاص ہیں جو تمہاری
حفاظت رکھتا ہوگا وہ انکے استقبال کو روانہ ہوگا یہ جو تقریر چہرنگاس نے کی سب اہل دربار نے خیال
کیا کہ ضرور خداوند حقیقی ہیں جو کچھ کہ انھوں نے بیان کیا ہی اگر پورا ہو گا ہمکو تو یقین معلوم ہوتا ہی کہ پورا
ہوگا اہل دربار خیال کر رہے تھے ادھر حکم چہرنگاس تین کرسیاں لاکر اس سہ دری میں برابر
ان کرسیوں کے آراستہ کی گئیں وہ مرصع نگار تھیں اور تمام دربار کو خوب آراستہ کیا کئی ہزار اور
دنگل و کرسیاں آراستہ کی گئیں اور دربار خوب آراستہ نہ ہوچکا تھا کہ وہ سردار جو کہ لشکر نمرود سے
برائے خبر وہی روانہ ہوا تھا داخل دربار ہوا اسکو درگہ سالار نے منع نہیں کیا کہ یہ لوگ تو ہر وقت کے
آنے والے ہیں اسنے جو آکر دیکھا کہ دربار کی درستی ہو رہی ہی ہر روز تو چار کرسیاں برابر تخت خداوند
کے ہوتی تھیں آج سات کرسیاں خالی ہیں اور ہزاروں کرسیاں و دنگل اور دربار میں خالی آراستہ کیے
گئے ہیں یہ دیکھکر حیران ہوا اگرچہ آگاہ پر سہم گیا اور دست ادب جوڑ کر عرض کیا کہ میں کچھ خبر لایا ہوں
چہرنگاس نے کہا بیان کرو مجھکو آگاہی ہی مگر تم بھی بیان کرو یہ دربار جو آراستہ کیا گیا ہی تو انھیں لوگوں کے لیے
تب یہ سنکے اسنے تمام حال بیان کیا جو کہ عرض ہوچکا ہی یعنی ان شاہوں کا لشکر لیکر آنا اور فروکشی اپنے
لشکر کی ہرکاروں کا خبر کو جانا اور معلوم کرنا کہ بقصد طلب خداوند آئے ہیں اپنا ادھر کو برائے خبر آنا اور
عرض کرنا کہ انکی بابت کیا حکم ہوتا ہی چہرنگاس نے کہا کہ تم اپنے لشکر کو جاؤ وہ ہمارے دوست ہیں اور بندے
خاص ہیں انکی بابت ہم حکم جاری کرچکے ہیں ہمکو علم خدائی سے خبر تھی وہ سردار مجرا کرکے بیرون دربار آیا
اور اپنے لشکر کو روانہ ہوا جتنا اہل دربار کا وہ شک دور ہوگیا اب سماعت ہو کہ وہ قاصد جو
برائے اطلاع چلا تھا وہ داخل شہر ہوا تمام شہر کو خوب آباد پایا رعایا کو دلشاد دیکھا ہر جگہ گھڑسا بجتا پایا ہرا
گلی و کوچہ مثل گلزار کے آراستہ دیکھا چوک تو نمونہ جنت تھا کیسے کیسے جوہری و صراف وہان رواسے
ساقنین طرحدار بزار با پھول والے گل فروش بطو ایفان شہر بنا و سنگار کیے ہوئے بیٹھی ہیں تماش بین ٹہل
رہے ہیں آوازے کس رہے ہیں اہل شہر خرید و فروخت کر رہے ہیں دلال اپنی بولیوں میں بول رہے
ہیں یہ سیر کرتا ہوا در دولت پر پہونچا اسنے قصد اندر جانے کا کیا درگہ سالار نے منع کیا کہ بغیر خبر کیے جانے کی
اجازت نہیں ہی یہ بتاؤ کہ تم کہاں سے آئے ہو اسنے عرض کیا کہ خبر کردیجیے کہ میں شاہان کے پاس ہی شاہان ہفت
سے آیا ہوں مجھکو کچھ عرض کرنا ہی درگہ سالار اندر آیا مجرا کرکے عرض کیا کہ ایک قاصد شاہان ہفت ملک کا کچھ پیام لیکر

در دولت پر حاضر ہوا ہی اُسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہی چترنگ نے کہا کہ اُسکو اندر بھیجدو درگہ سالار نے آکر اُس سے
کہا کہ اب جاؤ کوئی منع نہین کر سکتا ہی وہ قاصد جو اندر آیا اُسنے بہت بڑا جلوخانہ پایا اُسکو طی کر کے جو گیا اور
صحن مین جو پہونچا تو دیکھا کہ کرسیون پر غلامان زرین کمر دو طرفہ استادہ ہین اور دربار خوب آراستہ ہی ہزارون ہزار
و افسر وینگلوت ہیرا در کرسیون پر متمکن ہین اور ہزارون کرسیان و ویسکل خالی ہین یہ مجراگاہ پر آیا مجرا کیا اسکے ہوش
دربار کو دیکھکر جاتے رہے تھے مگر حواس درست کر کے عرض کیا کہ مین ایک پیام لیکر حاضر ہوا ہون اگر اجازت
ہو تو بیان کرون چترنگ نے شداد سے کہا کہ ای شداد اس سے کہو کہ ہمپر ظاہر ہی جو تو پیام لایا ہی اور یہ
خبر آیا ہی کہ شاہان ہفت ملک آ گئے ہین انھون نے خبر کرائی ہی اپنے آنے کی بس اسکا جواب یہ ہی کہ تم جاؤ اُنسے
کہو کہ ہم اپنے سردارون کو روانہ کرتے ہین تم سب اپنے اپنے لشکر کو اسی مقام پر فروکش کر کے اور اپنے افسرون
اور پہلوانون و سردارون کو لیکر آؤ ہم تمھاری شرط سے بھی واقف ہین یا بدولت تمھاری شرط کو بھی پورا کرینگے
تم سب لوگ اطمینان رکھو بس تیرے بیان کرنیکی کوئی ضرورت نہین ہی اور اسکو خلعت دیکر رخصت کرو اور تم کل ان سبکو
لیکر جانا اور انکا استقبال کر کے لانا یہ سنکے شداد نے اُس سے کہا کہ خداوند یہ فرماتے ہین کہ تمھارے بیان
کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہی سب امرون سے بعلم خدائی واقف ہین ہمپر کوئی بات پوشیدہ نہین ہی تم اپنے لشکر کو
اور یہ پیغام اپنے حاکمون کو دینا یہ کہکر وہی تقریر جو کہ چترنگ کی تھی اُس قاصد سے کہی اور اُسکو خلعت دیکر رخصت
کیا وہ قاصد تعریفین کرتا ہوا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا ناظرین نکتہ بین پر یہ امر ظاہر ہی کہ یہ کیا سبب تھا جو
چترنگ کی صورت دیکھکر یہ قاصد برای سجدہ کیون نہ جھکا اور کیون نہ مسخر ہوا اسکا سبب یہ تھا کہ عمرو نے
ایک اسم اُسوقت الرحمٰن انکو ایسا تعلیم کر دیا تھا کہ جب قاصد آگے کو چلا ہی اسم پڑھکے اور دم کر دینا کہ وہ سجدہ نہ کرنے پاوے
نہ سجدہ کرے اسکا سبب یہ تھا کہ عمرو کو منظور یہ تھا کہ اگر قاصد مسخر ہو گیا تو کیا ہوگا اسلئے کہ جب وہ بادشاہ لوگ
کرینگے تو یہ معلوم ہوگا اس خیال سے تدارک کیا تھا جب وہ قاصد جا چکا تو شداد نے چترنگ سے کہا کہ خداوند یہ
کیا سبب ہی کہ قاعدہ تو یہ ہی کہ جو کوئی نیا آدمی دربار مین آتا ہی وہ ضرور خداوند کو دیکھکر برای سجدہ خم ہوتا ہی یہ
قاصد کیون نہ خم ہوا چترنگ نے کہا ہم اسکو منع کرتے ہین تو وہ سجدہ نہین کرتا ہی بس اُسوقت اُدھر ہم نے یہ جو اسے
اُسکو تعلیم کیا کیونکہ ہم جسکے دل مین کچھ شک دیکھتے ہین اسکو اس امر کی طرف رغبت نہین دیتے ہین کیونکہ ابھی
اُس سے اُن بادشاہون کے دل مین ہماری طرف سے شک ہو لہذا ہمنے بھی اسکے دل مین ابھی یہ امر
نہین قرار دیا کہ یہ ہمکو سجدہ کرنے کو خم ہو ورنہ کیا قدرت تھی جو نہ خم ہوتا یہ تقریر سنکے یہی جواب شداد کو دیا شداد
نے کہا کہ بیشک آپ خداوند ہین ایک مرتبہ تمام اہل دربار پکار اُٹھے کہ خداوند چترنگ کی جے ہو اسکے بعد
کہا کہ اب کل تم سبکے سب استقبال کو جانا شداد نے کہا کہ کُل اہل دربار چترنگ نے کہا کہ ہان ہم انکے نام بتائے
دیتا ہون تم اور پہلوان قدرت سپہ سالار لشکر قدرت ظفر پیکر منقرا ان تمھارے ساتھ جائینگے جنا افسر پہلوان
قدرت منقرا افسر سپہ سالار قدرت کے منقرز سردار مرید منقرا ان کی صاحب منقرا باقی سب اہل دربار دربار
مین رہینگے اگر سب چلے جائینگے تو مین کیا اکیلا دربار مین رہونگا شداد نے عرض کیا بہت خوب ایسا ہی
ہوگا چترنگ نے کہا کہ ہمارے مطبخ مین حکم دو کہ کل طعام ہای لذیذ تیار ہون ہم ان سبکی
دعوت کرینگے بس اُسیوقت شداد نے یہ حکم جاری کیا چترنگ نے کہا کہ اب دربار برخاست ہی یہ
کہکر اُٹھ کھڑا ہوا شداد کو ہمراہ لیکر داخل محل نکہت اثر ہوا یہان اُسی طور سے گلدستہ نابود ہو گیا
سب اہل دربار باہم تعریفین کرتے ہوے اپنے اپنے مسکن کو روانہ ہوئے یہان محل مین آکر چترنگ نے
لباس تبدیل کیا وہ لباس و تاج بھی نابود ہوا یہ تو یہان چین سے اپنی آرامگاہ مین بیٹھا ہی اُدھر وہ قاصد

تو ایک بارگاہ بھی پائی تھی دور سے نظر آئی تھی یہ آستانت کو چلے اہل لشکر نے جو نئے آدمی دیکھے اور سبکو معزز پایا تو
باہم جمع ہوکر آئے اور یہ عرض کرنے لگے کہ ہم پر یہ ظاہر کر دیجیے کہ آپ کون لوگ ہیں شداد نے جواب دیا کہ ہم لوگ
بندے خداوند چیز تاک کے ہیں ہم حکم سے خداوند کے آئے ہیں انکے ایک سردار نے کہا کہ یہ بادشاہ ہیں انکا شہر
چیز تاک ہے اور نائب قدرت انکا لقب ہے اور یہ جو انکے برابر ہیں یہ پہلوان قدرت ہیں اور یہ جو انکے داہنے
ہاتھ پر بیٹھے ہیں یہ سپہ سالار قدرت ہیں اور یہ جو انکے عقب میں ہیں یہ سب پہلوان قدرت ہیں اور یہ ہم
ملازم و سردار انکے ہیں یہ سنکے وہ لشکری خاموش ہو رہا مگر اسقدر دریافت کیا کہ آپ لشکر میں کسلیے تشریف لائے ہیں کہا
کہ ہم تمہارے بادشاہوں کے استقبال کو آئے ہیں آپ انکے خیمے کو جاتے ہیں اتنے وہ لوگ اپنی اپنی طرف کو چلے
گئے یہ لوگ طرف بارگاہ کے چلے اتنے میں تمام لشکر میں یہ معلوم ہوگیا ہے کہ یہ لوگ ملک چیز تاک سے استقبال کے
لیے آئے ہیں اسکو کوئی نہیں دریافت کرتا ہے کہ یہ سامنے بارگاہ کے پہونچے چونکہ پردے بارگاہ کے اٹھے ہوے
تھے گلزار شاہ کی نظر شداد پر پڑی کہا کہ ای تقی شداد میرے استقبال آیا ہے اسکے ساتھ اور بھی لوگ
ہیں کیونکہ یہ شداد کو خوب پہچانتا ہے اور اسی قاصد نے بھی دیکھ کر کہا کہ ان سب معزز سرداروں میں کوئی غیر معزز
نہیں ہے کیونکہ میں دیکھ چکا ہوں کہ دربار میں ان سب کی بڑی عزت ہے یہاں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ یہ سب سردار بارگاہ
پر پہونچے کہ ادھر سے اُن سے قبل سے درگہ سالار سے کہلا بھیجا تھا کہ یہ جو لوگ آتے ہیں انکو منع نہ کیا جائے
دینا انکی اجازت ہی لیں یہ سب جب دربارگاہ پر پہونچے درگہ سالار نے منع نہ کیا یہ لوگ بارگاہ کے اندر پہونچے
سے اُتر کر داخل ہوے چاکروں نے مرکبوں کو ٹہلانا شروع کیا جب صحن بارگاہ میں پہونچے وہ سب بادشاہ
مع اپنے سرداروں کے انکے آگے آئے اور انکا استقبال کرکے جانب صدر لاکر بٹھایا ہر ایک کو جا مناسب معقول دی
ہر ایک سردار اپنے مرتبہ سے بیٹھے انکے سردار بھی بیٹھے حسب مناسبت ہوئی جب بیٹھ چکے تو مزاج پرسی ہوئی
انھوں نے انکا مزاج پوچھا انھوں نے انکا مزاج شداد نے کہا کہ ای شاہان بہت ملک اور پہلوان
قدرت و سپہ سالار لشکر قدرت و دوسرے پہلوان قدرت کو خداوند نے آپکے استقبال کو روانہ کیا ہے
ہم سبکو سب آپکے لینے کو آئے ہیں آپ تشریف لے چلیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم موجود ہیں چلیے مگر کچھ دیر
یہاں توقف تو فرمائیے شداد نے کہا کہ ہمکو حکم ہے کہ بہت جلد انکو لیکے حاضر ہونا ہمکو ان سب کا بنانا ہے
ہو بس یہ سنکے شداد نے کہا ہر ایک بادشاہ اپنے مقام سے اٹھا انھوں نے شداد سے دریافت کیا کہ لشکر
کی بابت کیا حکم فرمایا ہے شداد نے جواب دیا کہ لشکر کی بابت یہ حکم ہے کہ وہ اسی مقام پر قیام کرے کیونکہ شہر میں
اسقدر لشکر کی جگہ نہیں ہے دیکھو کہ پہلوان قدرت کا لشکر بیرون شہر مقیم ہے یہ سنکے ان سب نے تھوڑے تھوڑے
سردار معزز اپنے ہمراہ لیے اور یہ حکم دیا کہ تم لوگ اسی مقام پر فروکش رہو مع لشکر کے ہم دربار میں خداوند کے
جاتے ہیں وہ سردار خاموش ہو رہے یہ ساتوں بادشاہ مع شداد وغیرہ اور اپنے سرداروں کے بیرون بارگاہ
آئے اور مرکب پر سوار ہوکر ہمراہ شداد کی طرف شہر چیز تاک کے چلے شداد ان سب کو لیے ہوے بڑے جاہ
و حشم سے داخل شہر ہوا اور سب کو شہر کی سیر کراتا ہوا دولت سرا پر لایا اور سبکو لیکر داخل دربار ہوا اب جو سات
بادشاہ داخل دربار ہوے انھوں نے دربار کو خوب آراستہ دیکھا کبھی ایسا دربار نہ دیکھا تھا ہر ایک شاہ و سردار کی
کی حالت دیکھکر دنگ ہو گیا جب یہ لوگ ایوان میں پہونچے ہر ایک کی نگاہ چیز تاک پر پڑی اور قصد کیا کہ سجدہ
کریں یہی حالت انکے سرداروں کی ہوئی تب شداد نے سبکو منع کیا ان لوگوں نے پھر آستانت کو دیکھا اور
دیکھا کہ ایک جوان بیٹھا ہوا ہے اسکے روبرو گلدستہ رکھا ہوا ہے انکی نگاہ جو گلدستہ پر پڑی تو وہ سب متحیر
ہوگئے مع سرداروں کے یہ حالت ہوئی کہ کوئی ایسا نہ تھا کہ مسرور نہ ہو جب یہ آگے بڑھے اور

اسکو فرصت دیگا کیونکہ یہ اقرار کرکے آیا ہے یہ جو صدا آئی سب اہل دربار نے سنی اُنہوں نے سر اُٹھا اُٹھا کر
دیکھا کہ صحن بارگاہ میں ایک تخت پر ایک جوان تاج سر پر رکھے ہوئے بیٹھا ہے مگر خاموش حیران ادھر اُدھر
دیکھ رہا ہے چتر ناک نے کہا کہ اے گلزار شاہ اپنے فرزند کو پہچان یہ کہ یہی ہے کہ کوئی اور ہے اب جو گلزار شاہ
صحن کی طرف دیکھا تو اپنے فرزند جگر پیوند کو تخت پر موجود پایا چتر ناک سے عرض کیا کہ خداوندا ہاں یہ میرا فرزند
ہی ہے پس چتر ناک نے اشارہ کیا کہ اے شمشاد شاہ تو میرے پاس آ تا کہ تیرا باپ اور سب لوگ تجھکو دیکھیں یہ
جو اشارہ کیا اُدھر وہم نے سحر کو زور دیا وہ پتلا تخت پر سے اُتر کر اندر ایوان کے آیا اور اُس تخت پر جم کر
بیٹھ گیا انہوں نے سب نے دیکھا گلزار شاہ نے گلے سے لگایا اور اپنے پاس کرسی پر بٹھا لیا تھوڑے سے عرصہ تک
وہ اُس مقام پر رہا سب اہل دربار دیکھکر حیران رہے کہ اتنے عرصہ میں چتر ناک نے کہا کہ اب تم جاؤ یہ کہکر
اوس طرف متوجہ ہو کر کہا کہ فرشتہ قدرت یہ شمشاد موجود ہے اسکو لیجاؤ یہ سنکے وہ پتلا سحر کا اسی تخت پر جاکر
بیٹھا اور وہ تخت خود بخود بلند ہوا اُس ابر کے قریب پہونچا ابر میں شگاف ظاہر ہوا وہ تخت اُس شگاف میں چلا
گیا گلزار شاہ دیکھکر تکتا رہ گیا اُسکے جانے کے بعد ایک ابر پیدا ہوا اور صدا آئی کہ یہ تصویر موجود ہے وہ لیکر
چتر ناک کے قریب پہونچی چتر ناک نے تصویر لیکر گلزار شاہ کو دی انہوں نے گلزار شاہ نے سب بادشاہ
مطلع ہوکے مع اپنے سرداروں کے اُس وقت چتر ناک سے عرض کیا کہ ہمکو تدبیر بتایئے ہم لوگ آپکے
لشکر میں اور شہروں میں روانہ کریں تاکہ سب آپکی بندگی کریں پس اُسی وقت ہزار تصویریں اُن سب کو
میں اُنہوں نے اپنے سرداروں کے ہاتھ اپنے لشکر میں روانہ کیں اور کہدیا کہ ایک ایک تصویر ہر ایک شہر میں
روانہ کردیا اور ہمارے بھائیوں کو تحریر کر تاکہ چتر ناک پر سب نے قبول کیا لہذا ہمارے شہروں میں یہ طریقہ
رواج دو وہ سردار تصویریں لیکر لشکر میں آئے اور اہل لشکر کو اس حال سے آگاہ کیا وہ سب لیکے مذہب
چتر ناک کے آئے اسکے بعد انہوں نے ایک ایک تصویر اور نامہ ہر ایک بادشاہ کے ملک کی طرف
روانہ کیا اور وہی مضمون جو کہ انہوں نے معلوم کیا تھا تحریر کردیا تھا اور یہ کہ وہ نامہ ہر ایک ملک میں گئے اور ہر ایک بادشاہ
کو نامہ و تصویر دی انہوں نے بموجب مضمون نامہ کے کام کیا تمام شہر میں منادی کردی کہ سب چتر ناک ہی اختیار کریں
ان ساتوں ملکوں میں چتر ناک پرستی ہونے لگی چتر ناک کے نام کی جے پکاری جانے لگی یہ تو ان شہروں کی حالت
ہوئی اسی طور سے قلعہ نمرود میں بھی نمرود کا نامہ پہونچا نمرود دین نمرود نے بموجب اپنے باپ کی تحریر کے
دین چتر نگی کو رواج دیا یہاں چتر ناک نے ان بادشاہوں کی دعوت کی بڑی دھوم سے ایک جلسہ قرار دیا
اطراف و جوانب سے جا بجا طلب کیے کہا کہ نے لذیذ لذیذ تیار کرائے تھے انکو کھلائے کیونکہ پہلے سے حکم دیدیا
تھا کہ ہم دعوت کرینگے دعوت کے دن بڑا جلسہ رات کو ہوا ہر رات کی آتشبازی چھوٹی سب لوگ جلسہ میں تھے
اُس روز چتر ناک نے دربار برخاست نہیں کیا محل میں بھی نہیں گیا باہر دربار میں رہا رات کو جلسہ میں آکر
بیٹھا ساغر گلفام گردش میں آیا محفل کے لوگ مست ہوئے حکم ناچ کا ہوا طائفہ طلب کیا گیا ایک مطرب مشکبو نامی
بہت حسین و خوبصورت محفل میں آئی کہ سب کی نگاہ اُس پر پڑی جو سردار کہ انہیں لشکروں میں رہ گئے تھے وہ بھی جلسہ میں
طلب کیے گئے اب کوئی پچاس ہزار کے قریب لوگ جلسہ میں ہیں کہ اُس مطربہ کے سازندوں نے ساز درست
کیے وہ حسینہ خوب گت ناچی کہ اہل محفل کو بے ہوش کردیا اسکے بعد بہت خوش آواز سے یہ غزل گائی غزل

دل میں ہے روح کی صورت سے محبت اُنکی
ایک کا نظارہ مرے لیے غنیمت اُنکی
نہیں معشوق بھی دنیا میں فاکر ...

جیتے جی جا سکی کسطرح سے الفت اُنکی
شب فرقت جو کیا اُنکا تصور ہم نے
کسلیے کرتا ہے اے دل تو شکایت اُنکی

چین لینے نہیں دیتی ہے محبت اُنکی
پھر گئی آنکھوں میں وہ چاند سی صورت اُنکی
دیدیا تیر نظر سے ہمیں دلبروں نے جواب

آگاہ ہو کہ مین حکم دیتا ہون کہ سب لشکر تیار ہو مین پرسون سفر کرونگا اور پہلا ارژنگ کو اُسکے بے ادبی کی سزا
دونگا اُسکے بعد خدا پرستون پر لشکر کشی کرکے سب کو غارت کرونگا جب تمام دنیا مین میری حکومت ہو جائیگی
تو محل مین جا کر تیلیون شہر کو درست کرونگا وہان خدائی کو ترقی ہوگی کیونکہ وہ مقام بہت عمدہ ہی عمدہ
ہزار ملک باختر کو آباد کرونگا گنبد جہان نما مین بیٹھکر سب سے سجدہ لونگا اور سجدہ کرونگا اور اپنی میلاد کے
دن جشن خوشی کا کیا کرونگا عمرون مین ترقی دیا کرونگا جو جو کہ قتل ہوسکے ہین یا مرگئے ہین سب کو زندہ کرونگا
ایسے مین ان خدا پرستون پر ہرگز ہرگز رحم نہ کرونگا اور آپنا اپنا عذاب نازل کرونگا ایسے میرے دل مین یہ بات
سما گئی ہی یہ جو لفظ حیرت تماشہ نے کی سب اہل دربار کانپ گئے اس تقریر سے یہ کہا تھا کہ سب دم بخود ہو کر
اُٹھ کھڑے ہوگئے اور سینے عرض کیا کہ سب لشکر تیار ہین آپ جسوقت چاہین سفر کرین اب حیرت تماشہ نے
حکم دیا کہ ہماری بارگاہ و گنبد و سامان سواری نکالے ہم کل یہان سے کوچ کرینگے کیونکہ ہمکو اب یہان نہین ہی ہم
صبر کیا جاتا ہی ناشاد سے کہا کہ تم بھی اپنے لشکر کو تیار کرو شداد سے کہا کہ تم بھی تیاری کا حکم دو شہرو سے
جو کہا اُسنے عرض کیا کہ ای خداوند میرا لشکر تیار ہی اور بیرون شہر موجود ہی کوئی تیاری کی ضرورت نہین ہی
عرض اُن ساتون بادشاہون نے بھی کی یہ حیرت تماشہ خاموش ہو رہا اُسدن دربار برخاست کیا ہمین تو
دن بھر دربار آراستہ رہتا تھا اور محل مین آیا شمود سے کہا ہے کہ مجکو حکم سفر ہوا ہی اُسنے کہا کہ مین بھی چلونگی پھر
نے کہا کہ اجازت ہی سب لو بہتر ہی یہ کہ رہا تھا کہ ایک پرچہ گرا اسمین یہ تحریر تھا کہ شمود کو ضرور ہمراہ لینا ہین اسوقت
حیرت تماشہ نے شداد کو طلب کرکے کہا ایک خیمہ بہت عمدہ برائے ناموس بھی ہمراہ لے لینا اُسنے عرض کیا
بہت بہتر شمود کو بلا کر کہا کہ اگر آپ بھی تشریف لے چلین اُسنے کہا کہ مین تو ضرور چلونگی اب یہ بندوبست
کرکے حیرت تماشہ خاموش ہو رہا انہان محل مین سب اپنا اسباب بار کرنے لگے ضروری اسباب لیلیا گیا اور
باقی کو کوٹھریون مین بند کرکے قفل لگا دیے گئے دن بھر مین تمام اسباب بند کیا محل اُداس نظر آنے
لگے یہی حال مقام حیرت تماشہ کا تھا اندرون محل تو یہ حال تھا بیرون محل شداد نے سردارون کو طلب کرکے حکم دیا
کہ لشکر کو تیار کرو خزانہ بار کرو خیمہ وغیرہ اونٹون پر بار کیا جائے سب سامان سفر درست ہو کل خداوند کوچ کرینگے
اور کہین خیمے معقول برائے ناموس ضرور ہمراہ ہون یہ دن تک اہلکارون نے سب سامان درست کر لیا
بندوبست کیا بیت خزانہ بار کیا گیا خیمہ وغیرہ لوگ اسباب خانہ سے نکالے گئے اعرابون پر بار ہونے لشکر مین
جو یہ خبر پہونچی وہان بھی بندوبست ہونے لگا ہر لشکری نے اپنا اسباب باندھا سردارون نے بھی سامان
سفر درست کیا اپنے اپنے سب اسباب و خیمے اور رخصت ہوسے تمام شہر مین خبر منتشر ہو گئی کہ کل خداوند
سفر کرینگے اہل شہر ہمراہ سے تماشا سے سواری سر شام سے مقامات تجویز کرکے بیٹھنے لگے اُدھر وہ بارگاہ
اژدہون پر بار ہوئی وہ اژدر جو کہ اس بارگاہ کو لیکر اُٹھ گئے ناشاد نے بھی لشکر کو درست کیا
گنبد نکالا گیا وہ بھی جا پہنچا اُسکو لیکر سر شام سے در دولت پر لاکر موجود ہوئے نمرود و گلزار شاہ
وغیرہ نے خبر لشکرون مین کردی کہ کل تیار رہنا کیونکہ ہمراہ خداوند کے سفر کرنا ہوگا وہ لشکر بھی تیار ہو گیا اور
جلد سامان درست ہوا کہ اعلحضرت باہر جو وہ راستہ تمام ہوئی بوقت سحر ہر ایک سردار و افسر رخصت اپنے
اہل و عیال سے حاصل کرکے آیا یہان جو پہونچا تو دیکھا کہ تمام سردار جمع ہین اور گنبد در دولت پر رکھا
اُس گنبد کو دیکھکر سب ڈانسے ہو گئے کہ ناشاد بھی آیا اور اسکے افسر بھی وہ ساتون بادشاہ بھی اسکے نمرود
ہر ایک بھی حاضر ہوئے نمرود و لشکر کے ہمراہ ان برائے ناموس آکر موجود ہو گئین کہ ناموس بحکم حیرت تماشہ سوار ہونے
لگے جب سب ناموس سوار ہو چکے محل شاہی مین سناٹا ہو گیا اسوقت حیرت تماشہ باہر آیا دربار

سب جمع تھے مگر دربار ویران تھا کوئی رونق نہ تھی اسنے آتے ہی وہ تخت اٹھوا دیا وہ بھی اراےے پر بار کیا گیا
آتش فشاں پیر گیا کہ بارگاہ میں پہنچکر اسنے حکم دیا کہ مرید مقرن مع پچاس ہزار کے بارگاہ لیکر آگے روانہ ہوں لیکن مقوقس
مرید مقرن پچاس ہزار کا لشکر لیکر اور بارگاہ کو لیکر روانہ ہوا اسکے ہمراہ وہ پتلے جو کہ بارگاہ بپا کرنے
میں مدد کرتے تھے اور جمشید ساحر اسکے بعد حیرت ناک سب کو لیکر بیرون دربار آیا تخت بھی ہمراہ بارگاہ کے گیا
کیونکہ یہ اسنے بارگاہ کی رونق کے لیے بار کرایا تھا جسقدر دنگل اور کرسیان تھین سب اٹھ گئین وہ تخت
جس پر شداد بیٹھکر حکمرانی کرتا تھا رکھا گیا حیرت ناک نے صداد شیرکی کو جو کہ شداد کا بھائی ہوتا ہے اپنی طرف سے
حاکم مقرر کیا اور کہدیا کہ جب کوئی وقت تجھ پر پڑے تو ہمکو آگاہ کرنا اور ہمارے مذہب کے رواج دینے
میں بہت کوشش کرنا اور بیس ہزار کا لشکر ہمارے ہمراہ شہر چھوڑے جاتا ہوں یہ حکم دیکر خود اس گنبد
میں بدستور پہنچکر گیا جس کے درجہ وسطی میں جا کر بیٹھ چکا تھا سحر اسکے رو برو آگیا وہ ابر آکر اس گنبد پر
قائم ہوا اس گنبد کی بارہ دری کے دروازے ایک مرتبہ کھل گئے درجہ بالا منتظر نہین ہوئی تمام مرتب تھا
کے دروازے کھل گئے درجہ بالا سے آواز نوبت کی آنے لگی درجہ دوم میں نقارہ و ناقوس آپ سے آپ
بجنے خود بخود بجنے لگے درجہ سوم میں جو پتلے اور پتلیان تھین وہ صدا سے جو حیرت ناک کی بلند کہتے تھے نغمہ اور
رقص میں مصروف ہوئین درجہ چہارم میں تو خود حیرت ناک آ پہنچا سب نے دیکھا کہ اسکے سر پر گیسو رانی
ہو رہی ہے کوئی نگس ران نظر نہین آتا ہے درجہ پنجم میں پتلے لوگ ہین کہ وہ کار دربار کرتے ہیں خم
کے خم شراب کے رکھے ہوئے ہین درجہ ششم میں ارباب نشاط ہین کہ وہ بیٹھے ہوئے ہین درجہ ہفتم خالی
ہے کہ حیرت ناک نے تخت پر بیٹھکر حکم دیا کہ جو ہمارے شہنشاہ ہین اور ہمارا وزیر ہے وہ اس درجہ میں آکر بیٹھے
اور شداد و دیگر شاہون کو حکم دیا کہ تم گھوڑون پر سوار ہو کر گرد اس گنبد کے ہو اپنے سردار ولایت افسرون
کے رہو یہی حکم دیا تاشا شاہ کو اور نمرود کو بھی حکم دیا کہ تم بعہدہ سپہ سالاری آگے گنبد کے مرکب پر سوار
ہو کر چلو جس طور سے حیرت ناک نے کہا اسی طور سے سب بجا لائے اب حکم دیا کہ جلوس سواری بڑھے
آگے آگے ماہی مراتب تھے آب پاشی کرتے ہوئے اسکے عقب میں مرکبان تازی و عراقی انکے بعد ساندنی سوار
بعد انکے خاص بردار چوبدار عصاے طلائی ہاتھون میں لیے انکے بعد نقیبان خوش گو صداے ادب
باش و ہوشیار باش کی دیتے ہوئے انکے عقب میں دس ہزار سواران زرہ پوش یہ کہتے ہوئے کہ جو
رہیے خداوند کی انکے بعد سب لشکرون کے سردار انکے بعد اونچی بنا ہوا نمرود فیل پیکر سپہ سالار
اسکے تمام شاہان اور وہ گنبد سنبھالے سحر کے اٹھائے ہوئے گنبد کے عقب میں وہ لشکر سحر اسکے بعد ایک
لاکھ تیس ہزار سپاہ شداد کی اسی سپاہ کے ساتھ میں خزانہ و ناموس کی سواریان اس تزک و حشم سے
سواری اس مردود ازلی کی شہر سے چلی اہل شہر دیکھکر دنگ ہو گئے کہ اس ابر سے بوچھار موتیون اور
لعل و یاقوت کی ہو رہی ہے نوبت نقارے بجتے ہوئے کوس سفری پر چوب پڑتی ہوئی ڈنکا بجتا ہوا
وہ سواری نہ تھی بلکہ یہ ثابت ہوتا تھا کہ بناے کفر و عناد نے اپنی جگہ سے حرکت کی ہے جو انہین تھا ایسا تو کیا نقشہ دکھین
تھا کارخانہ سحر کا یہاں تک کہ سواری حیرت ناک کی بیرون شہر پہونچی اہل شہر تماشا سواری کا دیکھکر اپنے اپنے
مکانون کو واپس گئے یہان لشکر نمرود کا تیار کھڑا تھا کیونکہ اسکو معلوم ہو چکا تھا کہ جب ملعون مقرن پیش خیمہ
لیکر نکلا تھا تو سب تیار تھے سواری کا جلوس نکلا سب نے اپنے مرکب جھکا کر صدا دی کہ خداوند کی جے
جلوس سواری کا نکل گیا اور گنبد سامنے آیا انھون نے اپنے اپنے سرون کو بڑی عزت سے جھکایا ان لوگون نے
پہلے حیرت ناک کو سلام کیا اسکے بعد نمرود کو یہ خیال رہا کہ اس گنبد پر جو پتلے بیٹھے ہوئے ہین کہ سعادت

یہ جو تقریر کی تھی اُسکے بھی خیال مین آگیا تھا کہ یہ سچ کہتے ہین پس اُنھون نے اُسے دیا تھا یہ چوبدار خواجہ طاہر کے
پاس پہونچا اور سلام کیا اور کہا کہ آپکو ہمارے خداوند طلب کرتے ہین چونکہ یہ اپنے لشکر مین یہ پہونچکے سُن چکا
تھا کہ یہ لشکر جیرتاک کا ہی اور وہ خدائی کا دعوے کرتا ہی اسیوجہ سے اسنے اہل اسلام کی طرف جانیکا قصد کیا
تھا مگر جب اپنے اریزناک سے خروج کا حال سُنا تو اُسنے اہل اسلام کے مقابلہ کا قصد فسخ کیا اب یہ خاور کی طرف
جاتا ہی پس وہ سوداگر چوبدار سے یہ سنکے کہ طلب کیا ہی اہل قافلہ کو اُسی مقام پر چھوڑ کر طرف بارگاہ کے
چلا ادھر محروم نے شور کیا کہ یہ مشہور ہوگیا حاصل ہی کہ یہ مشہور ہو کیونکہ تاجرونکا کوئی مذہب نہین ہوتا ہی خواجہ
طاہر جیرتاک کی بارگاہ مین آکے جیرتاک کو سلام کیا کرسی چوبی بیٹھنے کو ملی یہ سلام کرکے بیٹھ گیا کوئی
دربار کا طریقہ نہین رکھتا ہے سردار نہین ہین جیرتاک نے خواجہ سے پوچھا کہ تم کدھر سے آتے ہو خواجہ
نے کہا پھرتا ہوا یہان آیا ہون اور امید اسکی خواجہ نے نذر بھی دی وہ قبول کی خواجہ نے کہا کہ فی الحال غلام
شہر خورشید نگار سے آتا ہی جیرتاک نے کہا کہ وہان کی خبر بیان کرو اسنے کہا کہ اریزناک یہان [illegible]
نے خروج کیا ہی بہت سے لوگ اسکے شریک ہوگئے ہین اسکو سجدہ کرتے ہین وہ لشکر کشی کرکے گیا اہل اسلام
پر گیا تھا مین نے راہ مین سنا ہی کہ اسنے [illegible] جیرتاک بہت
برہم ہوا کہ وہ غلام ہوکے دعوے خدائی کا کرنے لگا یہ خبر تو مین [illegible] سن چکا ہون اگر تمکو علم خدائی
سے ثابت ہو چکا ہی کو میرا قصد تھا کہ مین خود [illegible] مقابلہ کرون لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ اریزناک نے
دعوے خدائی کیا ہی تو وہ قصد فسخ کیا اور اسکی طرف لشکر کو لیکر چلا ہون کہ [illegible] سے فیصلہ کرلون اور
اسکے بعد خداپرستون سے مقابلہ کرونگا خواجہ نے کہا کہ اگر اسکی لڑائی کی تو بڑی قدرت ہی کہ سب حال ہر دو
خدائی ثابت ہوجاتا ہی جیرتاک نے کہا کہ خدا مین یہی صفت ہونا چاہیئے ای خواجہ اریزناک نے نہایت برا
کیا کہ ایسا ہی سودا [illegible] کہ یہ بات کیسی ہی [illegible] وہ اسکے غضب کی حالت کو بیان نہین کرسکتا ہی جیرتاک
نے کہا کچھ وہ کیا [illegible] آتا ہی اب بتاؤ کہ لوگ اسکو سجدہ کرتے ہین خواجہ نے کہا کہ ہان سجدہ کیون نہین
کرتے جیرتاک نے کہا کہ مین اپنے کو سجدہ نہین کراتا ہون جب تک مین تمام دنیا پر قبضہ نہ کرلونگا اور جو لوگ نہ
قتل ہونگے اسوقت تک مین سجدے کا حکم نہ دونگا میری خدائی اور قسم کی ہی جو کہ کبھی کسی کی نہین ہوئی
مین خدا سے برحق ہون خواجہ طاہر نے کہا یہ بات بجا ہی جیرتاک نے انکا نام دریافت کرچکا تھا اسکے بعد خلعت
دیا خواجہ نے عرض کیا کہ خداوند یہان سے کب کوچ کرینگے جیرتاک نے کہا کہ بادولت یہان سے کل
کوچ کرینگے یہ سنکے خواجہ طاہر نے عرض کیا کہ غلام رخصت ہوتا ہی جیرتاک نے کہا جاؤ کہ اُسنے کہا
جی ہان ابھی قافلہ [illegible] اترے ہونگے جیرتاک نے کہا کہ اچھا جاؤ تم بہت مرد معقول معلوم ہوتے ہو
خواجہ نے کہا کہ یہ [illegible] کی عنایت و بندہ پروری ہی یہ کہکر سلام کرکے اُٹھا مگر دل مین یہ کہتا تھا
کہ یہ جلدی غارت ہو بڑا کافر اکفر ہی اسکے سایہ سے خدا بچا سکے اگر تاجر مسلمان ہوتے ہین یہ ایسی باتین
اور توبہ کرتا ہوا اُس بارگاہ سے اپنے قافلے مین آیا اور اہل قافلے سے کہا کہ یہان نہ قیام کرو کہ یہ مرتد
بڑا ملعون معلوم ہوتا ہی ایسے کے لشکر مین قیام کرنا کسی صورت زیبا نہین ہی یہ سنکے وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم لوگ
آپکے تابع ہین اگر یہی مرضی ہی تو یہان قیام نہ فرمائیے پس اُسیوقت خواجہ طاہر اپنے قافلے کو لیکر اُس
لشکر سے نکل گیا اُسدن تو اُسی صحرا مین قیام کیا دوسرے دن وہان سے کوچ کیا اور ایک صحرا مین پہونچا
وہان قیام کیا اُس صحرا مین ایک بادشاہ برائے شکار آیا ہوا تھا اُسنے جو لشکر کو اُترے ہوئے دیکھا
تو ہرکارون کو روانہ کرکے دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہی وہ ہرکارے دریافت کرکے آئے عرض کیا کہ یہ لشکر

بندگی کرنے والے ہو لہذا تم کو لازم ہے کہ میں اُنکا بندہ ہوں یعنی میری اگر اطاعت کرو مثل اریان شاہ کے
ورنہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا ہو گے آئندہ تمکو اختیار ہے تحریر یہ تھا کہ خداوند نے ہمکو آگاہ نہ کیا ورنہ ہم اطلاع
کرتے جو امر تمکو منظور ہووے کرو اور اس نامے کا جواب بدست نامہ بر روانہ کرو اگر اطاعت کرنا ہے تو میں اس
ہیرامین فرو کش ہوں جو کہ تمہارا شکارگاہ ہے اگر میری مع لشکر اطاعت کرو کیونکہ میں خداپرستوں اور
اژدہاؤں سے مقابلہ کرنے جاتا ہوں جو کہ میرے خاندان کا غلام ہے اور اسنے دعوے خدائی کا کیا
ہے پہلے اسکو اس کردار کی سزا دونگا اسکے بعد خداپرستوں سے مقابلہ کرونگا یہ مضمون ہو چنانچہ اس پر نے
پہلا تو تحریر لینا تھا وہ درد چترنگ کی لکھی اسکے بعد وہ بھی مضمون جو چترنگ نے کہا تھا تحریر کیا چترنگ
نے کہا کہ نامہ تیار ہو چکے اسنے وہ نامہ تیار کرکے دے تھے چترنگ نے نامہ لیکر اریان شاہ کو دیے اور
کہا کہ میرے لشکر کے سواران ملکوں سے نہیں واقف ہیں لہذا تم اپنے سواروں کے ہاتھ یہ نامہ روانہ کرو
اریان شاہ نے وہ نامے لیکر وزیر کو دیے اور کہا کہ ابھی نامے روانہ کردو وزیر نے نامے لیکر اور
باہر آکر وہ جو سوار ہمراہ تھے انہیں سے چار سواروں کو نامے دیے اور کہا کہ یہ نامے اُن چاروں ملکوں میں
پہونچا دو جن ملکوں کے نام اُن ناموں پر تحریر ہیں وہ سوار وہ نامے لیکر اور نام لفافوں پر دیکھکر جس لفافہ پر
جس ملک کا نام تھا اُدھر کو روانہ ہوے یہاں اریان شاہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں اپنے شہر میں جا کر اسکے
دین کو رواج دوں اور اپنا لشکر لے آؤں چترنگ نے کہا کہ جاؤ کوئی نقصان کی بات نہیں ہے پس
اریان شاہ رخصت ہوا اور لشکر سمیت شکارگاہ میں آیا اور جو کچھ لوگ شکارگاہ میں تھے اُنکو لیکر طرف اپنے شہر کے چلا جب اریان شاہ
رخصت ہو کر جانے لگا تھا تو اسوقت اُسکو تصویریں دی گئیں تھیں کہ اُنکو لیجا کر تمام دیروں میں رکھنا اور اُنکی پرستش کرنا پس اریان شاہ
نے شہر میں آکر دوسرے روز دربار کیا سب اہل شہر حاضر ہوے اسنے حکم کیا کہ میں نے دین چترنگی قبول کیا ہے کہ اسوقت جاگتی جوت کا خدا ہے قبول کیا اور
تم سے کہتا ہوں کہ تم لوگ بھی قبول کرو سبھوں نے عرض کیا کہ تمہنے بھی قبول کیا اسی وقت تمام شہر میں منادی کرا دی کہ
آج سے دین چترنگی نے یہاں رواج پایا ہے لہذا اسکا نام خداوند چترنگ جاری کیا جاوے اور تصویریں
جو کہ لایا تھا اُنکو تمام دیروں میں بھیجوا دیں کہ [illegible] حکم دیا کہ کل لشکر تیار رہے [illegible] کل
ہمراہ خداوند کے برائے مقابلہ خداپرستوں کے کوچ کرونگا کیونکہ جو اس لڑائی میں شریک ہوگا اسکو بڑا ثواب
حاصل ہوگا سبھوں نے عرض کیا کہ ہم موجود ہیں یہ سنکے اریان شاہ نے دربار برخاست کیا اور ادھر سرداروں
نے سامان سفر درست کیا دوسرے دن اریان شاہ نے اپنی طرف سے اپنے وزیر کو حاکم شہر کرکے
دس ہزار سپاہ چھوڑ کر [illegible] ہزار کا لشکر لیکر شریک لشکر چترنگ ہوا یہاں شہر اربانہ میں مذہب چترنگی کا
رواج ہوا جب یہ شریک لشکر ہوا تو اسکی بڑی عزت کی گئی برابر غفار شاہ کی جگہ بلی لشکر اسکا اُتارا گیا
یہاں تو اریان شاہ شریک ہوا اُدھر وہ نامہ جو کہ روانہ ہوے تھے ایک دربار میں طاعون شاہ کے
دوسرا دربار میں املاک شاہ کے تیسرا دربار میں قزاق شاہ کے چوتھا دربار میں امراض شاہ
کے پہونچا چونکہ ناموں کا مضمون ایک تھا ہر ایک کو نامہ دیا ہر ایک بادشاہ نے نامہ کو دبیر سے
پڑھوایا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہوا پس اسیوقت جواب تحریر کیا کہ آپکا نامہ پہونچا ہمکو معلوم ہوا لہذا آپکی
اطاعت قبول کی اور مع لشکر حاضر ہوتے ہیں یہی ہر ایک کے نامہ کا جواب تھا وہ سوار نامہ کا جواب لیکر
ہر ایک ملک سے چلے ادھر بعد جانے اُن نامہ بردوں کے اپنے ملک میں ہر ایک بادشاہ نے اپنے
وزیر کو اپنی طرف سے حاکم کیا اور دس دس ہزار سپاہ برائے حفاظت شہر چھوڑ کر طرف چترنگ کے کوچ کیا
یہاں چترنگ انکے انتظار میں تھا کہ اُن چاروں نامہ بردوں نے جواب نامہ دیکر عرض کیا کہ ہم آج مع

بلقیہ نے ہم تصور کر لیا ہو بیان ارزناک سے جو خروج کیا پہلے خدا پرستون سے مقابلہ کیا مگر قدرت خدا سے
وہ بلائین یون دفع ہوئی کہ وہ عاشق ہو کر اور لشکر لیکر شہر آفتاب نما کی طرف سیدھا چلا گیا اب جو کچھ ہوگا دیکھا
جائیگا کچھ دنون تو خدا پرست اُسکے قہر سے محفوظ رہینگے پر جاماسپ نے جو دعوی کیا اُسکا بھی قصد خدا پرستون سے
مقابلہ کرنے کا تھا مگر ارزناک کے سبب سے وہ بھی کچھ دنون رکا تیسرے یہ جو اُسکے پیچھے خدا پرستون کے
دشمن نکلا اور اُنکے مقابلہ کو چلے مگر خدا نے سبب پیدا کیا کہ پہلے یہ ارزناک سے فیصلہ کرلین اُسکے بعد
خدا پرستون سے مقابلہ کرین اسکا سبب یہ ہی کہ اجتک کوئی سرپرست ان خدا پرستونکا نہین ہی یہی سبب ہی کہ
کہ خدا ہر ایک بلا کو دفع کر دیتا ہی اُسکو دوسری طرف ٹال دیتا ہی کیونکہ کوئی ایسا نہین ہی کہ اُسکے حملون کو روکے بس
خدا اُنکا حافظ ہی اور حفاظت کرتا ہی اور بلا کو ٹال دیتا ہی بس اب مین اُسکے دربار مین جاتا ہون تاکہ اُسکو آگاہ
کرون کہ ارزناک کیسا تھا وہ یہین نہین ہی بلکہ شہر آفتاب نما مین بڑا سے مقابلہ پر جاماسپ گیا ہی کیونکہ ارزناک اُسکی
بہن پر عاشق ہوا تھا اور وہ بہت خوبصورت تھی اُسکی طلب مین نامہ تحریر کیا تھا کہ اُسکا جاماسپ نے جواب
صاف تحریر کیا بس ارزناک اُس جواب کو دیکھکر بہت برہم ہوا اُسیوقت لشکر لیکر اُسطرف کو روانہ ہوا اگر
اور اُسکا قصد یہ ہی کہ مین مقابلہ کرکے جاماسپ کو زیر کرون اور اپنی شادی کرون اگر وہ راضی ہو تو بلا مقابلہ
بہن سے ساتھ شادی کردے اگر چترناک یہ سنکے طرف ارزناک کے چلا جاے تو کیا مضائقہ ہی کہین ایسا
کہ یہ جاوے یہ پہونچے اور جب اُسکو معلوم ہوا اُسیوقت اُسکو لالچ آسکے کہ اس شہر کو تو اپنے قبضہ مین کرو گوشہ
خون ہو اگر یہ ادھر کو چلا جاے تو اہل اسلام کی جانین بچین یہ صلاح کرکے اپنے ہمراہیون سے اور کچھ تحفہ
وغیرہ لیکر طرف لشکر چترناک کے اُس درہ سے نکلکر چلا چند غلام ہمراہ تھے جب لشکر مین پہونچا اہل لشکر
نے روکا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ مین تاجر ہون خداوند کے لشکر کے آنے کی خبر سنکے یہان آیا ہون کہ
خداوند سے ملاقات کرون زیارت سے مشرف ہون انھون نے کہا کہ تمھارا مذہب کیا ہی خواجہ اسلام نے
کہا کہ ہم لوگونکا کیا مذہب ہی ہم لوگ تاجر ہین ہمکو مذہب اور غیر مذہب سے کیا کام ہی جو جسکا مذہب ہو ہم
مسلمانون مین مسلمان دیگر مذہب والون مین وہی مذہب رکھتے ہین کبھی ہم خدا پرست ہین کبھی زرد پرست ہین
اب ہم لوگ چترناک پرست ہین ہمارے یہ خداوند ہین وہ لشکری یہ سنکے خاموش ہو رہے یہ تاجر طرف بارگاہ کے
آیا ادھر محرم نے الفصراہم کے ذریعہ سے چترناک کو آگاہ کیا کہ خواجہ اسلام آتا ہی یہ لوگ کوئی مذہب نہین رکھتے
ہین لہذا یہ تیرے سجدہ کو قائم رکھیگا یہ کوئی امر نقصان کا نہین ہی دوسرے یہ امر ہی کہ وہ اگر خبر دیگا کہ ارزناک طرف
شہر آفتاب نما کے اپنی شادی کے لیے گیا ہی اگر جاماسپ آفتاب پرست جو کہ نامے خدا بنا ہوا ہی اور اپنے
خدا اپنے کو کہتا ہی گو اُسکا مذہب بالکل باطل ہی مگر لاکھون آدمی و سیکڑون بادشاہون نے اُسکا مذہب قبول
کیا ہی اور بڑی ترقی کی ہی بہتر امر ہی کہ تم بھی اُسطرف کو روانہ ہو پہلے ارزناک سے فیصلہ کرلو اُسکے بعد خدا
پرستون سے مقابلہ کرنا اُسکے بعد جاماسپ سے مقابلہ کیا جائیگا دراصل جاماسپ کی بہن بہت خوبصورت ہی کہ اُسکی
خوبصورتی کی تعریف نہین ہوسکتی ہی اب تم یہ ظاہر کرنا کہ مین شہر آفتاب نما مین دو امرون سے جاتا ہون اول تو جاماسپ سے مقابلہ
ارزناک دوسرے جاماسپ کی بہن کے دیکھنے کو کہ مین نے کیسی صورت پیدا کی ہی یہ جو الفصراہم نے کہا چترناک سنکر آمادہ
ہو رہا بس خواجہ اسلام نے دربارگاہ پر آکر دربگ سالار سے کہا کہ جاکر خداوند کو خبر کرو کہ ایک تاجر دیدہ دولت پر حاضر ہی باریابی
ہونا چاہتا ہی یہ دربگ سالار نے جب یہ عرض کیا چترناک نے کہا کہ اُسکو بھیجدو دربگ سالار نے اُسکے بعد آکر اُسکو اندر جانے کی اجازت
دی یہ اندر گیا ادھر محرم نے یہ فکر کیا کہ یہ جو کہنا ہی اسنے جو آگاہ سے مجھ آگیا قبل اسکے آنیکے وہی تقریر جو کہ الفصراہم نے
چترناک سے کی تھی اور کہا تھا کہ یہ لوگ اطاعت نہین کرتے ہین تا سب یہ خبر بیان کریگا بس

حال بدیع الملک کا تحریر کیا ہوں کہ اس داستان کو چھوڑے ہوے زمانہ ہوا اُنکا کچھ حال تحریر نہیں ہوا ہو اب سامعین اُنکی

داستان سماعت فرمائین شعر | ازین قصہ یکبار فراموش گشت | زہجای دیگر داستان گوش کن

ناظرین پر ظاہر ہو کہ یہ داستان اس مقام پر چھوڑی گئی ہو کہ صاحبقران ثالث نے اقرار کیا ہو کہ میں کہیں جاکر تمہارا اپنے خدا کی قدرت دکھاؤنگا تو یقین خود پرست نے بندوبست کیا ہو اور وہ دن آیا ہو رات درمیان میں ہو اہل اسلام دعا میں مصروف ہیں ابھی اسی قصہ کو بیان کرتا ہوں ناظرین ملاحظہ کریں

اجمال بدیع الملک نوجوان اخترصاحبقران ثالث میں قلم فرسائی کیجاتی ہو یعنی بدیع الملک کا آتش افروختہ میں شریف لیجانا قدرت خدا سے محفوظ رہنا اور آگ سے نکلنا یقین خود پرست کا دین اسلام قبول کرنا تمام ملک کا اسلام آباد ہونا اُسکے بعد صاحبقران کا پیش خیمہ طرف سمندر یہ کے روانہ کرنا راہ میں ایک ملک کا ملنا اُسکے حاکم کو اسکی خبر ہونا اور اُسکو اپنے سردار کو روانہ کرنا کہ بارگاہ چھین لو اُسکا آکر بارگاہ پر قبضہ کرنا نقابدار کا ظاہر ہونا اُسکو قتل کرنا بارگاہ پر قبضہ کرنا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا غزل ساقی نامہ

کرکے تیغ نگہ سے بسمل آج
اپنے کشتوں میں کر تو شامل آج
سہل سمجھے تھے عاشقی لیکن
آگئے لیلے جو شتر محمل آج
کھلکھلا آتے ہیں وہ عروس کا عطر
چیخ سنے ہیں یہ اُسکے بسمل آج
دے تیرے کہ باغ میں ساقی
پاس آکے جگر کو قاتل آج
تیرے تیر مژہ نے اوستم
قتل ناحق کیا ہے بسمل آج
ایک لیلے ادا یہ مقتول ہوں
مہر گردوں تو ہو مقابل آج
ترچھی چتون نے تیرے دل کو شد
ہوئی زمزمہ سنج ترنم سرا

نیم جان چھوڑے جاتہ قاتل آج
داغ لاکھوں اٹھائے ہیں دیسہ
کیسی ہم پر پڑی ہو مشکل آج
اک پری وش کہ کرے دیوانہ
مہکی جاتی ہے ساری محفل آج
وا تیغ ادا اُنکا کھاکے ہیں
لطف سے کچھ ہوا نہ حاصل آج
میرا گلرو جو آتا ہے سے غسل
دل مرا کردیا ہے گھایل آج
سیے نقاب آسکے ہیں وہ کوچے
یاد میں اُسکی دل سے غافل آج
تیر میں پاس و حسرت و حرمان
کہاں گیا ہے گھایل آج

تیغ ابرو سے کر کے گھایل آج
ہوئے اک لالہ رو یہ مائل آج
قیس کہتا تھا اگر وہ ہو جان
کرو صحرا کو لے چلا دل آج
وار اک اور بھی لگا تا تھا
ہو گیا بسملوں میں شامل آج
خوب لوسے لیے ہیں سوئے میں
عرق گل سے ہے آب سائل آج
تیری چتون اداؤں نے مجکو
چرخ پر سکے ماہ کامل آج
گرمی داغ قلب سوزاں سے
ان غریبوں کی دل ہو منزل آج
بزم سخن میں طوطی خوش نوا ہے

محرران اخبار و ناقلان آثار این داستان ملاحت بنیان کوہلم تیز رقم سے یون آتش بہار دود دل سے تحریر و مسطور کرتے ہیں کہ جبکہ یہ داستان تحریر کیگئی تھی تو اس مقام پر چھوڑی گئی تھی ناظرین کو یاد ہوگی کہ صاحبقران سے یقین خود پرست نے یہ شرط بیان کی تھی کہ اگر آپ آتش سوزان سے صحیح و سلامت نکل آئے اور کوئی بال آپکے جسم کا نہ جلے تو میں اور تمام اہل لشکر آپکا دین قبول کرینگے صاحبقران ثالث اختر بدیع الملک نے اسکا اقرار کیا تھا یہ بیان ہو چکا ہو کہ اُسکو قید سے رہا کر دیا تھا وہ مع اپنے سرداروں کے جو جو کہ گرفتار ہوے تھے اپنے ملک میں گیا تھا اور اپنے ملک میں جاکر کل بندوبست کیا تھا اور صاحبقران کو خبر دی تھی کہ پرسون کے روز امتحان مقرر کیا گیا ہو بس سب نے صاحبقران کو سمجھایا تھا مگر صاحبقران نے ایک کی نہ سنی اور اپنے قول پر ثابت قدم رہے یہ بیان ہو چکا کہ لاکھ لاکھ سب نے کوشش کی مگر صاحبقران نے ایک سماعت نہ کی بیان کہ دو روز گذر سے تھے صاحبقران تمام لشکر میں اُسی شب کو آئے تھے کہ جس شب کی صبح کو صاحبقران برای امتحان آگ میں جانیوالے تھے اور تمام لشکر نے ہر طرف سے صدائے استغاثہ بلند کی ہر ایک صاحبقران کے لیے دعا کر رہا تھا اور ایک خیمہ بیت الشرف میں سید عمرن نے

صاحبقران برپا کیا گیا تھا اسلیے کہ بادشاہ اسلام اس خیمہ مین بیٹھکر تماشا کرین اُدھر لقیین کے حکم سے انبار ہیزم خشک کا
مین مجتمع ہوا تھا کہ جو آسمان سے باتین کرتا تھا اور ہزارون پیپے روغن نفت کے اور پیال ہزارون من لاکر جمع کی گئی تھی اور
شہر مین منادی کردی گئی کہ کل جو امتحان ہی اہل اسلام کے لشکر کا افسر اعلٰی سرداران مین جلیگا اور اپنے دین کی
بزرگی دکھائیگا یہ بھی بیان ہوچکا ہی کہ ایک خیمہ برای ناموس اس صحرا مین جو کہ برای امتحان مقرر ہوا ہی برپا کیا گیا ہی اور
بہت سے خیمہ برای سرداران لقیین خود پرست بھی تحریر ہوچکا ہی کہ ناموس لقیین خود پرست اول شام سے آپ
خیمہ مین آگیا ہی اور خود بادشاہ اسلام سرفراز ہیں یہ داستان اسی مقام پر چھوڑی ہی کہ لشکر صاحبقران مین سب دعا مین مصروف
ہین اب حال عرض کیا جاتا ہی کہ جب یہ خبر اہل شہر کو معلوم ہوئی تو دوکانداران اپنی اپنی دوکانین لیکر اس مقام پر آئے کہ اس خیال سے
کہ تمام خلقت جمع ہوگی دوسرے لشکر اسلام کے لوگ ہونگے ہر ایک چیز کی ضرورت ہوگی یہ خیال کرکے دوکانین آراستہ کین اُدھر
افسران شہر نے اپنے اپنے بیٹھنے کے لیے پہلے سے مقام تجویز کرکے خیمہ اور چھولداریان ایک خوبی کے ساتھ برپا کرادین تاکہ خوب
اچھے طور سے تماشا دیکھین علی الخصوص اہل شہر نے اور لوگون نے اپنے معشوقون و عاشقون کے لیے پہلے سے مقام تجویز
کرلیے تھے اور جو لوگ غریب تھے وہ اس تصور مین تھے کہ صبح کو بیابان مین سر شام سے آکر جمع ہونے لگے سیکڑون
آکر مقیم ہوئے سیکڑون بیابان و نہر و بیابان مین بیٹھ رہے اس خیال سے کہ ہمکو جگہ اچھی ملی کہین ایسا نہو کہ کل جگہ نہ ملے
اور تماشا دیکھنا نہ ملے تو کیا خاک ہی یہ بیس ہزارون اہل شہر جو غریب تھے آکر سر شام سے بیٹھ رہے ہم بھی اس خیال سے بیٹھے
کہ کیا ضرور ہی کہ ایک بندہ خداوند نعمت ہو وہ جلے اور ہم جاکر تماشا دیکھین بہت سے اس تدبیر مین ہین کہ جب صبح قریب ہوگی
تو ہم جاکر دیکھ لینگے یہ سب اپنی اپنی تدبیرین کر رہے ہین صاحبقران ایک جانب اپنے لشکر مین دعا مین مصروف ہین بلکہ
اہل اسلام بھی دعا مین مصروف ہین اور گریہ و زاری کر رہا ہی اُدھر سودے والے کوئی پہر رات سے آکر دوکانین لگانے لگے
اسطرف ہوا کی وہ لیے تھے ایک سمت سودے والے بیٹھے مہاجنون نے بھی اپنے خیمے دیکھ لیے تھے وہ آکر ان خیمون مین
مقیم ہوئے پہر رات سے جنکو جگہ ملنا تھا وہ چلے آئے ایک رسد کی بیٹھی ہی امیران شہر اپنے خیمون مین آکر مقیم ہوئے گویا میلہ معلوم
ہوتا تھا یہانتک کہ ہر قسم کے دوکاندار ساقی وہان بادہ فروشون نے تخت آراستہ کیے نشہ باز تماشا مین کہین کوئی کسی جگہ
سے رات کٹی کہین جو سر پر سہی ہو کوئی بد معاش بادشاہ خانگی کھیل رہا تھا کہین ناچ رہا تھا کہین طبلہ بجتا تھا بعضی
تھی کوئی بیٹھا ہوا اشعار عاشقانہ پڑھ رہا تھا یہانتک کہ عابد شب زندہ دار طرف عبادت خانہ مغرب کے میدان سے کیا صبح آئے
متعلقین کے اپنی ماہتاب نے طرف مغرب کے راہ لی اور سپہر نے اپنی سجدہ گاہ عبادت کی اُٹھایا اور سجادہ عبادت
زاہد روز کا آراستہ ہوا آمد آمد آفتاب عالمتاب کی عبادت خانہ مشرق سے شروع ہوئی شعلہ نور چمکنے لگی سپیدی سحر نے
ظہور کیا صدا اللہ اکبر لشکر اسلام مین بلند ہوئی کوئی لشکری اس خوف سے رات بھر نہین سویا تھا بلکہ تمام شب جاگتا رہا
تھی کہ کل یہ وقت ہمارا سردار آقا ہمارا امتحان آگ مین تشریف لیجائیگا یہ رات سونے کی نہین ہی بلکہ یہ رات عبادت و
دعا ہی جہانتک ہوسکے دعا کرلین وہ رات سب جاگکر بسر کی جب اذان کی صدا آئی تو ہر ایک نے تجدید وضو کی اور سجادے
بچھاکر نماز سحر مین مصروف ہوئے اُدھر صاحبقران و بادشاہ اسلام بھی نماز پڑھنے لگے اُدھر کفار بھی موافق اپنے مذہب
کے پرستش کرنے لگے اور سب آکر جمع ہونے لگے اب جو سحر ہوئی تو جہانتک نگاہ جاتی تھی سوا انسان کے کچھ نظر نہ آتا تھا ہزارون
ہزار انسان کھڑے ہوئے تھے اور انکے سر معلوم ہوتے تھے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ دشت صحرائی نہین ہین بلکہ دشت مردم مین یہ مجمع
تھا کہ کھوے سے کھوا چھلتا تھا ہوا کا بھی گذر اس صحرا مین محال تھا اگر کسی صورت سے چلی جائے تو پھر نکلنا دشوار ہو گویا قید
ہوگئی ہی نگاہ تو جا ہی نہ سکتی تھی قریب اس مجمع کے پہونچکر تھککر رہ جاتی تھی کہ سوائے انسان کے کچھ نظر نہ آتا تھا
ہر قسم کی دوکاندار دوکانین لگائے ہوئے بیٹھے تھے اہل مجمع خرید و فروخت کر رہے تھے ایک طرف کو خیمے مین
ریگستان سر تھے ایک طرف امیرون کے خیمے برپا تھے ایک طرف خیمہ سرزنگار برپا تھے جسمین لقیین خود پرست اور

یہ واقع نہ دکھایا اگر انکی قضا آئی ہوتی تو پہلے ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح قبض کرے اسکے بعد میں بھی راہ خدا کو انہیں خداوند کریم
تو طلب کرتا کیونکہ میری جان انکی جان کے ہمراہ وابستہ ہے میں ضرور انکے بعد اپنی جان دونگا یہ دعا کر کے صاحبقران کی طرف
دیکھا کہ صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا کہ تمہاری جگہ میرے دل میں ہے یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے
اور صاحبقران کو اپنے گلے سے لگایا صاحبقران نے عرض کیا اے شہنشاہ بیٹھئے کیونکہ بہت دن چڑھ آیا ہے کہیں ایسا نہ ہو
کہ لقین خیال کرے کہ صاحبقران اپنے قول سے منحرف ہوگئے کہ ابھی تک نہیں آئے ہیں بادشاہ نے یہ سنکے
فرمایا کہ بسم اللہ تشریف لیجائیے جو خدا ہمکو دکھائیگا وہ ضرور دیکھیں گے اور جو ہمارے مقدر میں ہوگا وہ ضرور پیش آئیگا
اے صاحبقران جو کاتب تقدیر نے خط پیشانی میں تحریر کیا ہے ضرور پیش آئیگا مگر جو میری دعا ہے وہ خدا قبول کرلے
صاحبقران نے عرض کیا کہ یہ تو ضرور ہے کہ جو کاتب ازل نے بروز ولادت پیشانی پر تحریر کیا ہے اسکو کوئی مٹا نہیں سکتا ہے وہ
ضرور پیش آتا ہے یہ امر ہر ایک کے لیے ہے ایک روز سبکو فنا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے جیسے یہ آیت کل نفس ذائقۃ الموت
یا یہ کہ کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام سوا اسکی ذات کے کوئی نہیں باقی رہیگا سب فنا ہونیوالے
ہیں کیونکہ یہ دنیا سرا ہے جس طور سے سرا میں مسافر آکر فروکش ہوتے ہیں اور ہر دن ٹھہر کر اپنی منزل کی طرف جانیکا
ارادہ رکھتا ہے وہ روانہ ہوتا ہے اسی طور سے کارخانہ دنیا کا ہے کہ ہر روز مقام کوچ لگا ہے کوئی آج جاتا ہے کوئی کل کوئی بعد ہفتہ کے
اسمیں کوئی مقام پختہ و اقامت نہیں ہے اس دنیا کو سب سرای فانی کہتے ہیں مقام اصلی تو وہ ہے پس لازم ہے کہ اعمال نیک
رکھتا ہو اور میں تو اسکی راہ میں اپنی جان دیتا ہوں وہ ضرور میرا انتقال کریگا اور مثل خلیل کے آگ کو گلزار کریگا کیونکہ میں
بھی تو انہی خاندان عالی سے ہوں بشر کو چاہیے کہ ہر مشکل پر صبر کرے خدا صبر کا بڑا اجر عنایت فرماتا ہے حضور خیال فرمائیے
کہ انبیاء یا سلاطین سلف ... ایک سا مصیبتوں پر صبر کیا اسکا کیا انجام ہوا کہ انکو درجہ اعلیٰ عنایت ہوا کہ کوئی فرشتہ بھی ... قوم
میں سے یہی بشر تھے حضور صبر کا بڑا اچھا نتیجہ ہے گو کہ اسوقت تو بہت گران ہوتا ہے جیسے کسی شاعر نے اسی مضمون کا
ایک شعر نظم کیا ہے واہ کیا خوب مضمون کہا ہے اور جیسا مضمون ہے مصرعہ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد واقعی اسوقت تو
بہت تلخ معلوم ہوتا ہے جب اسکا صلہ ملتا ہے تو معلوم ہوتا ہے خیال تو فرمائیے کہ حضرت ایوب نے کن کن مصیبتوں پر صبر کیا اسکا
صلہ خداوند کریم نے کیا خوب انکو عنایت فرمایا پس آپ صبر فرمائیے خیال فرمائیے کہ صاحبقران اول نے کیا کیا مصائب اس
راہ خدا میں اٹھائے گھر بار سے نکالے گئے عقابین پیچھے لگے دانت باندھ دیے ... آخر کار انکی اسی طور سے صاحبقران
ثانی نے مشکل بلائیں صبر کیا اسکا کیا انجام ہوا کہ مرتبہ صاحبقرانی ملا اب میں اسی جگہ پر ہوں گو انکی برابری نہیں کرسکتا
ہوں مگر بات اگر کچھ صبر کروں تو شاید انجام اچھا ہو اور خدا انکی ... ہو اور میرے گناہ بخش دے پس آپ بھی صبر فرمائیے
اور مجھکو سپرد خدا فرمائیے یہ جو صاحبقران نے فرمایا تو بادشاہ نے فرمایا کہ اور کیا چارہ ہے یہ کہکر طرف دربارگاہ کے روانہ ہوئے یہاں
تک کہ دونوں آفتاب و ماہتاب لشکر اسلام برج شرف سے برآمد ہوئے عقب میں خواجہ تھے پہلے سب سردار وقت کے
صاحبقران کو مجرا کیا اور بادشاہ کو ان دونوں صاحبوں نے سبکا سلام ... لیکر اشارہ کیا کہ تخت حاضر کیا جاوے
پس فوراً تخت ... حاضر کیا بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا صاحبقران مرکب پر سوار ہوئے انکے بعد سب سردار مرکب پر
سوار ہوئے سواری بادشاہ کی طرف میدان امتحان کے روانہ ہوئی برابر تخت کے مرکب پر صاحبقران تھے اور خواجہ کا
ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور تمام سردار و عیار عقب میں بادشاہ کے ہر ایک ہمراہ اپنے آقا کے تھا اس سامان سے سواری ... کی
اس میدان میں پہونچی ادھر ان ہرکاروں نے جو کہ خبر کے لیے دریافت حال روانہ ہوئے تھے بحکم لقین ... آکر لقین سے
آکر خبر دی کہ خداوند وہ خدا پرست آتا ہے سب سردار و بادشاہ انکے ہمراہ ہیں یہ باتیں سنکر لقین اپنے خیمہ سے نکل آیا
تھا سردار بھی اسکے ہمراہ تھے کہ آستے دیکھا کہ بادشاہ اسلام و صاحبقران عالم تمام سرداران ذوالاحترام چلے آتے
ہیں یہاں تک کہ بادشاہ اس خیمہ میں داخل ہوئے جو کہ سامنے اس میدان کے استادہ تھا کہ جہاں اگر دشمن بھی صاحبقران

کسی سردار کو جرأت نہوئی بلکہ ہر ایک اپنے مقام پر یہ خیال کرکے خاموش رہا کہ یہ اولاد صاحبقران میں ہیں کسی کے کہنے کو منظور
نہ کرینگے اپنے کہنا بار بار بیکار ہے پھر بھی لقیس نے بہت سمجھایا اگر صاحبقران نے ایک نہ سنی آخر کو لقیس نے کہا کہ مجھکو
یہ امر منظور ہے کہ آپ آگ میں کسی صورت سے نہ جائیں کیونکہ مجھکو منظور نہیں ہے کہ میں آپکی جان لوں کیونکہ یہ تو یقین ہے کہ آگ جلا دیگی
اسکا کام جلانا ہے اور میں نے جو یہ شرط کی تھی تو اس خیال سے کہ آپ منظور نہ کرینگے جو ذی عقل ہوگا وہ کبھی قبول نہ کریگا جب آپنے قبول
کر لیا تھا تو میں نے یہ خیال کیا تھا کہ یہ امر یوں ہوگا کہ جب وہ دن آئیگا تو مع لشکر بیابان سے کوچ کر جائیگا نہ کہ یہ یقین تھا
کہ آپ اپنے قول پر مستعد ہو بیٹھینگے اور میری شرط کو بجا لائینگے اگر میں جانتا تو کبھی ایسی شرط نہ کرتا کیونکہ آپ کی جان میرے سبب سے
تلف ہوتی ہے اب میں آپکا مذہب بھی قبول کرتا ہوں میری عرض کو سنیے اور عمل فرمائیے صاحبقران نے یہ تقریر سنکے
فرمایا کہ اے لقیس بہت بھاگ جانا بزدلوں کا کام ہے اپنے کہنے میں فرق ہوتا ہے نہ میں بد قول ہوں نہ میرے کہنے میں فرق
ہے میں خاندان شریعت سے ہوں اور قسم کھاتا ہوں اس خدا کی کہ جسنے مجھکو پیدا کیا ہے کہ میں ضرور آگ میں جا کے نہاؤنگا
اور یہ کچھ ضرور آگ میں جاؤنگا اگر اب کوئی منع کریگا تو اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کر دونگا اسمیں خواہ میرا عزیز ہو خواہ سردار ہو یا کوئی
غیر ہو کیونکہ میں مرنے سے نہیں ڈرتا ہوں اگر میری قضا آج آئی ہے تو میں کسی صورت سے نہیں بچ سکتا ہوں اگر قلعہ
فولادی میں بھی جا کر پوشیدہ ہونگا تو ملک الموت نہ چھوڑیگی قضا سے کیا خوف ہے جیسے شعر روز یکہ قضا باشد
روز یکہ قضا نیست ۞ روز یکہ قضا نیست در مرگ روا نیست ۞ اگر میری قضا نہیں ہے تو میں مثل حضرت
ابراہیم خلیل اللہ کے آگ سے زندہ نکلونگا گو وہ مرتبہ نہیں رکھتا ہوں مگر اسکی ذات سے امید قوی ہے یہ اسکی قدرت ہے
کہ وہ مجھکو زندہ اور سلامت نکالے میں اس امر کو گوارا نہ کرونگا کہ لوگ یہ خیال کریں کہ بدیع الملک جان کے
خوف سے آگ میں نہیں گیا جان ایسی عزیز ہوئی یہ کیا صاحبقرانی کریگا اور یہ خیال کرنیکا مقام ہے کہ موت سے کسکو
چارا ہے بڑے بڑے شاہان ہفت کشور جو کہ دعوے خدائی کرتے تھے مثل شداد و بخت النصر و دیگر بادشاہ تھے بلکہ
دعوے خدائی کرتے تھے جب قضا آئی ایک کی خدائی نے کام نہ دیا خاموش چلے گئے بجز کف افسوس کے اثر کیا نصیب ہو وہ بادشاہ جو کہ صاحب
تھے اور ہفت اقلیم انکے قبضہ میں تھی اور جن و پری پر حکمران تھے مثل فریدون وغیرہ کے کوئی حکومت کام نہ آئی موت سے
نہ چھوڑا اس جہان سے خالی ہاتھ گئے پھر یہ تو بادشاہ تھے جب وہ لوگ جو کہ نبی تھے اور وہی اہل خدا تھے انکو اس موت سے
پناہ نہ ملی تو ہم کیا چیز ہیں یہ دنیا مقام سیرگاہ ہے جو دم گذرتا ہے وہ غنیمت گذرتا ہے پس انسان کو لازم ہے کہ وہ کام کرے
تا قیامت نام باقی رہے دیکھ نوشیرواں کو کافر تھا مگر عدل ایسا کر گیا کہ سب اسکے عدل کی تعریف کرتے ہیں اور
نام اسکا تا زمانہ قیامت اس صفحہ ہستی پر قائم رہیگا جیسا کہ شاعر کہتا ہے شعر زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل
گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند ۞ آن سر لاشہ راکہ سر و تاج زیر خاک ۞ خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند
جبکہ یہ دنیا بے ثبات ہے تو موت سے خوف کرنا بالکل بیکار ہے اسکی راہ میں مرنا حیات ابدی ہے جب کسی سے فکر ہوگا تو
لوگ یہ کہینگے کہ بدیع الملک نے بڑا کام کیا جو کہ مردان عالم کرتے ہیں یہ فسانہ تا قیامت ہر ایک کی زبان
رہیگا اور سب ساتھ نیکی کے یاد کرینگے اور نام نیک باقی رہیگا ایسے امر کو میں ترک کر کے اور اپنے کو
ساتھ بدی کے مشہور کروں کہ لوگ میرا نام ساتھ بدی کے زبان پر لائیں یہ آپ لوگوں کی مرضی ہے تو مجھسے نہ ہوگا جو کچھ مجھکو کہنا
تھا میں کہہ چکا اگر اے لقیس اب تم کچھ کہو گے تو میں زبان تیغ سے جواب دونگا اب مجھکو جوش آگیا ہے صاحبقران کی
یہ حالت ہوئی کہ تمام ریش کے بال کھڑے ہو گئے آنکھیں سرخ ہو گئیں چہرہ لال ہو گیا منہ سے کف جاری تھا ایسا غیظ طاری ہوا
کہ کانپنے لگے یہ کیفیت اہل دربار نے دیکھی اب تو یقین ہر ایک کو ہو گیا کہ صاحبقران ضرور آگ میں تشریف
لیجائینگے ہر ایک کو صاحبقران کیجانب سے مایوسی ہوئی اور آہستہ آہستہ دعا کرنے لگے اب لقیس کو بھی یقین ہو گیا
کہ یہ نہ مانینگے کیونکہ یہ خیال کرکے آیا تھا کہ شاید منع کرنے سے مان جائیں اور جو امر کہ اس شرط پر منحصر کیا تھا میں

منظور کرتا ہون تو کیون نہ قبول کرینگے مگر اسے بالکل یقین ہوگیا کہ نہ مانینگے اسنے عرض کیا کہ آپ تشریف لائین مین
اپنے خیمہ مین جاکر سبکو آگاہ کرتا ہون اور مین بھی اس میدان مین آتا ہون یہ کہکر اسنے کہا کہ ای اہل دربار سپہ صاحبقران
یہ امر ضمانت فرمالین مین اپنی شرط سے باز آیا اور مذہب اسلام بھی قبول کرتا ہون مع لشکر و اہل شہر و عزیز
و اقارب کے اور صاحبقران کو منع کرتا ہون کہ آپ آگ مین تشریف نہ لیجائین میرے سر پر انکا خون ہوگا
نہ میری گردن پر مین سبکدوش ہون مگر یہ نہین اسنے ہین کوئی صاحب یہ نظر مانین کہ یقین خود پرست دشمن
تھا اسنے صاحبقران کی جان لی نہین کسی کی جانکا خواستگار نہین ہون مین بری ہون اسمین یہ شہر و الین
کرتا ہون صاحبقران اپنی خوشی سے آگ مین تشریف لیے جاتے ہین مین مسلمان ہوا یہ کہا کلمہ طیبہ اگرچہ
کتابون مین دیکھ چکا تھا کہ یہ کلمہ ہی جو کہ خدا پرست پڑھتے ہین اور یہ اول رکن ہی انکے مذہب کا اسی کے پڑھنے
سے کافر مسلمان ہوتا ہی اور نہ پڑھنے سے حالت کفر مین رہتا ہی از سر صدق پڑھا اور کہا کہ سب شاہد ہین یہ کلمہ اپنی
زبان پر جاری کیا کہ یہ امر سب پر ظاہر ہوگیا کہ یقین نے مذہب اسلام قبول کر لیا اسکے ہمراہ اور سردار بھی وہ بھی
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے جب کلمہ پڑھ چکا تو صاحبقران سے رخصت حاصل کر کے بارگاہ سے باہر آیا اور
اپنے خیمے مین پہونچکر جہان سب سردار اسکے بیٹھے ہوئے تھے اور باہم باتین کر رہے تھے کہ معلوم ہوتا ہی اسی صاحبقران
نے منظور کر لیا تیج سے آگ مین چلا جانا کوئی نہ گوارا کریگا اسنے صرف اس سبب سے گوارا کر لیا تھا کہ کوئی
نکوئی عذر و منع کریگا اور روک لیگا ہین اگر آمادہ ہونگا تو کیا ہوگا وہی امر ظہور مین آیا کہ بادشاہ نے جاکر منع
کیا لیکن اسنے منظور کر لیا جان بہت عمدہ چیز ہی ہر ایک کو عزیز ہوتی ہی اسکی کوئی قیمت نہین کوئی دیدہ و دانستہ
اپنی جان اپنے ہاتھ سے نہین دیتا ہی یہ صرف کہنے کی بات ہی کہ اسکو جان اپنی عزیز نہین ہی اگر کوئی سو برس کا بھی ہو گیا
تو اسکو بھی جان عزیز ہی کہ وہ پلنگ پر پڑا ہی ہل نہین سکتا ہی مگر پھر بھی نہین گوارا کرتا ہی کہ مین مر جاؤن
کریگا اسکو اسی طور سے زندگی بسر کرنا اچھی معلوم ہوتی ہی چونکہ جوان آدمی اور جسکی حکومت مین لاکھون بلکہ کروڑون
آدمی ہون چین سے زندگی بسر کرتا ہو لاکھون کی جان اسکے ساتھ وابستہ ہی یہ خیال کرتا ہو کہ اگر مین ہی جان دون تو سب کی
جانین میرے ساتھ برباد ہونگی وہ کیونکر گوارا کریگا یہ بھی ایک پیچ تھا کہ منظور کر لیا جب وہ وقت آتا اپنے اہل لشکر کو
حکم دیتا کہ اس آگ کو گل کردو اور ان سبکو گرفتار کرلو کوئی زندہ بچنے نپائے یا جو امیر ہو اسکو زندہ اسیر کرلو اور ملک
اور پر قبضہ کرلیتا اور ہم سبکو قتل کرتا ایک کو بھی زندہ رکھتا مگر بغیر کشت و خون یہ ملک اسکے قبضے مین آگیا اب یکدن
یہ قبول کر لیا ہوگا یہی سبب ہی جو بادشاہ اسوقت تک تشریف نہین لائے ہین باتین ہو رہی ہونگی ہم تو جوانمرد
اسکو تصور کرتے ہین جو اپنے قول پر قایم رہے اور اس سے نہ پھرے یہ کام مردونکا نہین ہی کہ اسوقت کچھ کہا
اور وقت پر کچھ کہا زبان نہوئی کوئی اور مقام ہوا سرداران یقین خیمہ مین بیٹھے ہوئے یہ باتین کر رہے تھے کہ
کہ یقین خود پرست مع ان سوارونکے اور اس عالم یاس چہرے پر مایوسی برستی ہوئی کچھ مغموم آیا جب سرداران نے تعظیم کھڑے ہوئے
اگر صورت جو دیکھی رنجیدہ پائی یہ خیال کرنے لگے کہ کیا سبب ہی جو بادشاہ غمگین ہین جب یقین اپنے مقام پر بیٹھ گیا تو انھون
عرض کیا کہ نصیب دشمنان مزاج مبارک کیسا ہی کیونکہ اسوقت کچھ گرد ملال چہرہ مبارک پر ہم جان نثار پاتے ہین کیونکہ جب
آپ تشریف لیگئے تھے تو حضور رنجیدہ نہ تھے نہ ملال تھا اس ملال کا کیا سبب ہوا بیان فرمائیے تاکہ ہم غلام بھی آگاہ
ہون اور کیا تقریر باہم ہوئی اور جلد اگر آپکے ہمراہ ہین وہ بھی رنجیدہ ہین یقین نے یہ سنکے انکی طرف دیکھکر کہا کہ کیا بیان کرون
کوئی امر نہین پڑتا ہی انھون نے عرض کیا کہ کیا وہ خدا پرست راضی ہوگیا یقین نے کہا کہ اسی کا تو ملال ہی کہ وہ راضی
نہین ہوتا ہو لاکھ طور سے سمجھایا مگر ایک نمانی بڑے دل و گردے کا آدمی ہی سچ ہی تو آجتک ایسا آدمی نہین دیکھا
یہ کہکر تمام تقریر انکے روبرو بیان کی اور کہا کہ مین تو خدا پرست ہوگیا جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرا ساتھ دے ورنہ اپنی

اسی خاندان سے ہین مگر اصل امر یہ ہی کہ کوئی تو لشکر کا پشت و پناہ ہو یہ امر ضرور ہی کہ اگر آپ بھی میرے ہمراہ
آگ مین تشریف لیجاوینگے تو یہ امر ہوگا کہ لشکر تباہ ہوگا اُسکی تو پشت پناہ ہوتا مقدم ہی ورنہ کون انسکو
سنبھالیگا یہ لوگ تو تباہ ہو جاوینگے یہ سنکے بادشاہ نے کہا کہ یہ تو آپ سچ عرض کرتے ہین مگر میرا دل نہین مانتا
ہی صاحبقران نے جواب مین کہا کہ یہ امر تو ضرور ہی مگر آپکو میرے سر کی قسم اور صاحبقران کے سر کی قسم ہو
کہ آپ اسمین کمی نہ کرین اور جو مین کہتا ہون اُسپر عمل کرین یہ سنکے بادشاہ نے جواب دیا کہ مین آپکے قسم
دینے سے مجبور ہوگیا ورنہ کبھی نہ مانتا اچھا ما حیرت آتش تو ضرور جاونگا یہ سنکے صاحبقران نے جواب دیا کہ
اس امر مین کوئی مضایقہ نہین ہی پس بعد اس گفتگو کے صاحبقران مع بادشاہ و سرداروں کے خیمے
سے نکل کر طرف اُس میدان کے چلے اُدھر سے یقین خود پرست اپنے سرداروں کو لیکر طرف صاحبقران
کے ہو چلا تھا وہ بھی قریب صاحبقران کے پہونچا دیکھا کہ صاحبقران و بادشاہ و سرداران اسلام چلے
آتے ہین یہ جو دیکھا تو سب نے ملکر صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دیکر کہا کہ اے
دیرینہ کر طرف اُس میدان کے چلو کہ جہان آگ مشتعل ہو رہی ہین اپنے خدا کی قدرت دکھاؤن مین نہین چاہتا
ہون کہ دیر ہو یہ کلام سنکے یقین خود پرست نے جواب دیا کہ اے صاحبقران مین پھر عرض کرتا ہون کہ آپ آگ مین
تشریف نہ لیجائیے اور نہ اپنی جان تباہ کرین مین نے مذہب اسلام قبول کر لیا ہی اور میرے سرداروں نے
بھی جب مین نے اور سرداروں نے قبول کر لیا تو لشکر اور اہل شہر کی کیا اصل ہی وہ ضرور قبول کر لینگے یہ سنکے
صاحبقران نے فرمایا کہ قول مردان جاندار و سخن مردان اعتبار یہ کیسا ہوگا کہ نامرد مرتا ہی نان پر
اور مرد مرتا ہی نام پر تو مین مرد ہون اپنے قول سے کبھی نہ پھرونگا پس اب اسمین حجت کرنا بیکار ہی یہ سنکے
یقین نے کہا کہ مین مجبور ہون معلوم ہوگیا کہ آپ نہ مانینگے الغرض سردار یقین کے سرداروں مین ایک تھا کہ اُسکا
قالب سیاہ تھا اور وہ بڑا سنگدل تھا اُسنے جو یہ تقریر سنی کہنے لگا کہ معلوم ہوا کہ آپکو کسی امر پر کچھ گھمنڈ
ہی اور وہ امر میری رائے مین سوائے سحر کے کوئی امر نہین ہی کہ آپ یہ حکم فرماتے ہین کہ سب کو معلوم ہوگا کہ آپ
آگ مین گئے اصل مین یہ ہوگا کہ آپ اپنی صورت کا پتلا بنا کر آگ مین ڈال دیجیگا بعد تھوڑے عرصے کے
آپ اپنے کو ظاہر فرمائینگا یہ سنکے صاحبقران کو غصہ آگیا کہ تمام بدن مثل بید کے کانپنے لگا چہرہ
لال ہوگیا منہ سے کف جاری ہوا اور حالت غصے ہی مین اُس سے فرمایا کہ او مرتد مین کافر نہین ہون یہ کام
کافرون کا ہی مین سحر و ساحری پر لعنت کرتا ہون ساحر کو کافر اور سحر کو کفر تصور کرتا ہون اپنے خدا پر نظر رکھتا
ہون کہ جو بچانے والا ہی وہی بچاویگا اور وہی سبکا حامی اور مددگار ہی او ناپاک نالائق یہ مکر و زور اہل کفر
مین ہوتا ہی اہل اسلام اسکو کبھی نہین منظور کرتے ہین جو کہ فریبی ہین وہ مکر کرتے ہین جو مرد مسلم ہین وہ مکر کو کبھی نہین
گوارا کرتے ہین مکر کرنا اہل کفر کا کام ہی جو نامرد ہوتا ہی وہ یہ مکر کرتا ہی اور جو مرد ہی وہ کبھی اس امر کو گوارا نہ کریگا یہ کیا بیہودہ کلام
کرتا ہی مین کبھی نہین گوارا کرونگا اب جو ایسی تقریر کریگا تو مین تجھکو خدا کی تیغ سے دونگا مردان عالم کی شان
مین ایسے کلام مین کیا ہون ایک ادنے اُسکا بندہ ہون وہ ایسا خدا ہی کہ جسنے ہزارون انبیا پیدا کیے اور
ہزارون بلاؤن مین میری اور میرے بزرگون کی مدد کی ہی کیا بلا ہی اسکو بھی رد کریگا وہ ایسا کریم ہی جسنے کہ مجھ جیسے
ناچیز کو مرتبہ سلیمان عطا کرتا ہی معلوم ہوا تو بڑا سیاہ قالب ہی کو میرا قصد نہ جاننے کا کہتا ہی اب تجھکو ہمراہ
لیتا جاونگا تا کہ تجھکو معلوم ہو کہ مین سحر سے گیا یا در اصل گیا یا مین نے اپنا پتلا آگ مین جلایا کہ اپنے کو بچایا یہ سنکے
تو اُسکے ہوش جاتے رہے کہ یہ تو بڑا غضب ہی اگر یہ ذرا سبقت بھی آگ مین لیجائیگا یہ خیال کرکے کہنے لگا کہ اے صاحبقران
مجھکو کوئی اپنی جان دوبھر نہین ہی کہ آگ مین جاؤن آپ تو سحر سے اپنے کو بچا لیجیے گا مین کیونکر بچونگا میرا بچنا دشوار ہوگا یا آپ

ایک بندہ ناچیز و ذلیل ہون اثر سے آیا گیا ہو ہمین غرق ہوت تو رسا جلیل ہی بڑا آمرزگار و غفار ہی تیری راہ مین مین اس مرگ کو گوارا
کرتا ہون تو میرے اوپر رحم فرما میرے گناہون کو بخشدے ای خالق برحق تیری ذات سے بڑی امید ہی مین موت سے
خوف نہین کرتا ہون اگر میری قضا آگئی ہی تو مجھے خوف نہین ہی بموجب شعر سعدی تیغم ز شمشیر چیست + ہرچہ آید بر سرین نصیب یا
ادھر صاحبقران تو یہ کہتے ہوئے قدم اُٹھاتے ہوئے چلے جاتے ہین یہ جو دعا خدا سے صاحبقران نے کی ادھر
بادشاہ اور سرداران نے جو خدا وند کریم سے براے صاحبقران دعا فرمائی تیر دعا ہدف اجابت پر ہو پہنچا دریاے
رحمت الٰہی جوش زن ہوا آگ کو حکم ہوا کہ گلزار ہوجا اور ان سبکو میری قدرت دکھا دے کیونکہ میرا بندہ خاص میری
قدرت نمائی کے لیے میرے اوپر بھروسا کرکے آگ مین جاتا ہی کیونکر ہوسکتا ہی کہ مین اُسکو جلا دون بس گلزار ہوجا یہ
حکم خداوند کریم کا آگ کو پہنچا فوراً گلزار ہوگئی ہواے سرد چلنے لگی یہ جو قدرت خدا ظاہر ہوئی تو فرشتگان مقرب بارگاہ فلک
آسمان پر سے طرف زمین کے دیکھنے لگے کہ خداے ذوالجلال پیغمبری تعلق فرماتے ہین کہ جو اُسکی راہ مین یون قدم رکھتے
ہین اور ثابت قدمی دکھاتے ہین یہ بالاے آسمان حال تھا یہان دنیا پر اب اہل مجمع مین ماتم برپا ہو رہا تھا
ہر ایک صاحبقران کی صورت و جرأت دیکھکر افسوس کرنے لگا کہ مقام تاسف ہی کہ ایسا جوان بیباک آگ مین جلا
کیا جاتا ہی جو کچھ کیا سب اولاد تھے وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھکر کہنے لگے کہ جب اُسکے مان و باپ کو خبر ہوگی تو اُنکے دل کا
کیا حال ہوگا نہ معلوم کن کن ناز و نعمت سے پرورش کیا ہوگا ابھی بچہ ہی عمر ہی کیا ہی دیکھو کیا حسین ہی اسکے نور جبین کے روبرو روی آفتاب بے رونق
ہی دھوپ مانگی معلوم ہوتی ہی کیا صورت پائی ہی معلوم ہوتا ہی خداوند نے طبیعت مجرد دے کر اپنے ہاتھ سے یہ تصویر بنائی ہی کبھی
مین کیا ہی کوئی بیس یا بائیس برس کا ہوگا خداوند اس عمر کا تو کوئی درخت بھی نہ قلم کرین یہی حال تمام اہل مجمع کا
تھا ہر ایک افسوس کر رہا تھا کسی کی آنکھ سے اشک حسرت جاری تھے کوئی آہ سرد دل پر درد سے بھر رہا تھا جو لڑکے
دار ہوئے کہتا ہی تھے وہ دل کو پکڑے بیٹھے تھے جو کہ اختلاجی حالت مین مبتلا تھے اُنسے یہ حالت نہ دیکھی گئی طرف صحرا کے
چلے گئے ایک تو یہ بات تھی کہ دھوپ کی حدت دوسرے آگ کی گرمی تیسرے صاحبقران کی جوانی کا جو خیال کیا تو ان کو
اختلاج کی شدت ہوئی تمام مجمع یقین خود رست مین کہرام تھا جب سے صاحبقران کی جوانی دیکھی تھی جو
طوائفان شہر براے تماشا آئی تھین تو جوانی صاحبقران پر رو رہی تھین آنسوؤن سے رومال تر ہو رہے تھے
اُسوقت کی حالت اہل مجمع کی کیا تحریر ہو اگر تحریر کیجاے تو ایک دفتر اور تیار ہو مجھے طول سے از حد نفرت ہی اور یہ
طول بیجا ہی فقط اصل مطلب سے غرض ہی اہل جلسہ کو تو افسوس مین مبتلا رکھا جاتا ہی اب مین اصل حال تحریر کرتا ہون تو
ناظرین پر ظاہر ہو کہ جبکہ صاحبقران طرف آگ کے تشریف لیچلے تھے بڑے شعلے بلند تھے تمام صحرا کرہ نار ہو رہا تھا
ہوا بے گرم چل رہی تھی جسم جلے جاتے تھے جسقدر لوگ اس مقام پر تھے از سر تا ناخن پا عرق مین غرق تھے پسینے کے شرابور
چپل رہے تھے رومال پر رومال تر ہوتے تھے مگر کھڑے ہوئے دعا کر رہے تھے یہی حالت بادشاہ کی تھی ہونٹھ خشک تھے
زبانون کانٹے پڑے ہوئے تھے پیاس کی شدت تھی خادم گلاس پر گلاس پانی کا دے رہا تھا مگر شدت پیاس کی نہ کم ہوتی تھی
کیونکر کم ہوتی پانی بھی تو حدت ہوا سے گرم ہو جاتا تھا یہ نوبت ہوئی تھی کیونکہ قریب شعلہ ہی ہوتی یقین کی تو اس سے بدتر حالت
تھی اب قدرت خدا کا تماشا ملاحظہ ہو کہ کیا ہوا آگ ادھر تو صاحبقران قریب آگ پہنچے اور حکم ہوا خدا کا کہ آگ گلزار ہوجا
ایک ہوا سرد کا ایسا جھونکا آیا کہ وہ حدت اُس صحرا کی بالکل برطرف ہوگئی اتنی یہ حالت ہوئی کہ سردی سی معلوم ہونے لگی ہرچند
آگ تو ان لوگون کی یہ حالت ہوئی ادھر صاحبقران نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور بسم اللہ کہکر آتش کمین قدم رکھا قدم رکھنا تھا
تھا کہ وہ آگ مثل برف کے سرد ہوگئی اب جو صاحبقران نے دیکھا کہ ایک گلزار کیا شاداب ہر قسم کے گلون سے مہلو ہونکا
ہوا ہی نہرین جاری ہین طائران خوش الحان چہچہ زنی کر رہے ہین بلبل ہزار داستان شاخ درخت پر بول رہی ہین ہوا
سرد کے جھونکے آہستہ آہستہ آرہے ہین ایک کرسی بھی بچھی ہی یہ جو حالت صاحبقران نے دیکھی خیال کیا کہ مین آگ مین

چل گیا ہون اُسکی راہ مین جو جہاد کیا ہی تو اُسنے مرنے پر بھی مجھکو باغ خلد عنایت فرمایا مگر اب جو خیال کیا تو اپنے جسم کو پایا پھر خیال ہوا کہ اگر مین مرجاتا تو یہ جسم خاکی کیونکر میرے پاس ہوتا صرف روح کو خلد عنایت ہوتا کیونکہ یہ امر تو ظاہر ہی کہ جب قیامت ہوگی تو پھر روح کو جسم ملیگا ابھی قیامت نہین ہوئی ہی پھر جسم اصلی کہان اب جو خیال کرکے دیکھا تو وہ سردار بھی جو ہی خیال کیا کہ یہ کافر تھا اُسکو کیون خلد ملا پس اُسیوقت یہ خیال ہوا کہ خدا نے تیرے اوپر رحم کیا اور آگ کو گلزار کردیا یہ وہی گلزار ہی اُسیوقت اُسی مقام پر سجدہ شکر کیا اور اُسکی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور یہ کلام زبان پر جاری کیا کہ اے کریم و رحیم و قدیر مین تیری عنایتونکا کہانتک شکریہ ادا کرون مجھ ایسے بندہ عاجز کو پھر تو نے عنایت کیا یون مرے اوپر پرورش فرمائی مرے گناہ بخشدیے کیا عنایت ہی بموجب اشعار ای کریمی کہ از خزانۂ غیب * گبر و ترسا وظیفہ خور داری * دوستانرا کجا کنی محروم * تو کہ با دشمنان نظر داری * یہ اشعار پڑھکر اُس کرسی پر بیٹھ گئے اُس سردار کو اپنے برابر بٹھا لیا اور یہ فرمایا کہ تونے میرے خدا کی قدرت کا تماشا دیکھا کہ اُسنے کیونکر آگ سے حفاظت کی اور کیونکر بچایا یہ اُسکی قدرت کاملہ ہی اُسنے جواب دیا کہ یا صاحبقران آپکا مذہب بہت برحق ہی اور آپکا خدا سچا ہی آپ حق پر ہین مجھکو کلمہ تعلیم ہو مین مسلمان ہوتا ہون صاحبقران نے اُسے کلمہ تعلیم کیا وہ اُسیوقت مسلمان ہوا جب امیر حمزہ نے اسکو مسلمان کیا تو اُسنے بھی سجدہ کیا ناظرین پر یہ امر ظاہر ہو کہ اسکو جو آگ نے تکلیف نہ دی اسکا سبب یہ تھا کہ صاحبقران اسکا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اُنکی برکت سے یہ بھی محفوظ رہا بیان صاحبقران مع اُس سردار کے اُس گلزار مین تشریف فرما ہین یہانکا حال بلاحظہ ہو بیرون آتش جو لوگ تھے ایسی ہوا سرد چلی کہ بسبب برودت ہوا کے سبکے ہاتھ پاؤن کانپنے لگے یہ جو ہوا چلی تمام مجمع کی حالت بسبب سردی کے دوسری ہوگئی اپنے کپڑے سمیٹنے لگا کہ یہ کیا ہی کہ ابھی تو وہ گرمی تھی یا یہ سردی ہوگئی جو لوگ کہ قریب تھے وہ تو کانپنے لگے رئیسون نے دوشالے طلب کرکے اوڑھ لیے ادھر بادشاہ و سردارون کے لیے دوشالے آئے لقیتین نے بھی دوشالہ اوڑھنے کو طلب کیا لقیتین کے لیے خادم دوشالہ لیکر آئے اُسنے بھی اوڑھ لیا اب جو سینہ دیکھا مع بادشاہ کے تو یہ نظر پڑا کہ وہ آگ بالکل گل ہی اور اُس کے مقام پر ایک باغ لگا ہوا ہی اُس سے ہوا سرد چلی آتی ہی ہر قسم کے پھول کھلے ہوئے ہین وہ ہوا ایسی سرد ہی کہ جسکے سبب سے یہ برودت اور ایسی خوشبو آتی ہی کہ دماغ معطر ہوئے جاتے ہین اور ہر قسم کے طائران خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوئے زمزمہ سنجی کررہے ہین بلبلین چہک رہی ہین نہرین جاری ہین فوارے چھوٹ رہے ہین وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی کہ اُسپر کرسی بچھی ہوئی ہی اُسپر صاحبقران تشریف فرما ہین اور وہ سردار برابر اُنکے بیٹھا ہی آپس مین ہنس ہنس کے باتین کررہے ہین یہ دیکھکر بادشاہ کو تاب نرہی فوراً اُسی مقام پر سجدہ کیا اور کہا کہ اے پروردگار عزت اور آبرو تجھکو خوب رکھنی کیون نہ اثر دکھتا تیری راہ مین اس امر پر کمر باندھی ہی تو بڑا کارساز ہی رحیم ہی آمرزگار ہی تونے اپنے کرم سے آگ کا گلزار کردیا اپنی قدرت دکھا دی تیرے کرم کا کوئی کیا شکریہ ادا کرسکتا ہی کہ اپنے بندون پر ایسے ایسے وقت مین ایسی ایسی عنایتین فرماتا ہی تیری قدرت کی کوئی کہانتک تعریف کرے شعر اگر بر سر موی تن گردد زبانے * نا ید شکر تو ہرگز بیانے * تو بلاشک سب کچھ کرسکتا ہی تیرا کرم ہمہ ہی تو خالق ہی رازق ہی تو مالک ہی بموجب اس آیت کے بیدک الخیر انک علی کل شئی قدیر تو ہر شی پر قادر ہی تیری قدرت بہت بڑی ہی میری زبان مین اسقدر گویائی کہان کہ تیری تعریف کرسکون اگر تمام عمر بھی تعریف کرون تو بھی ایک حرف تیری تعریف کا ادا نہوگا اگر تمام دریا سیاہی ہون تمام اشجار قلم ہون تمام برگہاے درخت بمنزلہ کاغذ کے ہون اور سب جن و انس لکھین تو بھی تیری واحدانیت و قدرت نہین بیان ہوسکتی ہی بڑے بڑے حکیم تیری ذات کے دریافت کرنے مین عاجز رہے اُنکی عقل رسا نے رسائی نہ کی تیرے امر قدرت تک نہ پہونچ سکے انتہا کو نہ پہونچ سکے تو وہ حکیم مطلق و خداے برحق ہی کہ تیری حکمت کا بھید کوئی نہین جان سکتا ہی مین کیا ہون جو تیری قدرت کی تعریف کرسکون جو کہ نبی اور وصی تھے وہ تو تعریف کرنہ سکے عاجز رہے تو نے بڑا احسان اس بندہ عاجز پر کیا اگر

اس خیمہ مین تشریف لائے بادشاہ تخت پر آکر جلوہ گر ہوئے صاحبقران نے اپنے مقام کو رونق بخشی سب سردار بیٹھے یقین کے لیے
کرسی لائی گئی سر وہ بیٹھا اسکے سردار بھی حسب قدر مراتب بیٹھے جب سب بیٹھ چکے اسوقت صاحبقران ثانی نے یقین سے
فرمایا کہ تمکو کوئی حجت نہین باقی ہو اگر باقی ہو تو بیان کرو یقین نے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ مین تو پہلے ہی آپکی خدمت مین
عرض کر چکا ہون کہ مین نے آپکا مذہب مع سردارون کے قبول کیا اہل شہر کا مسلمان ہونا باقی ہے اگر اجازت ہو تو
مین جاکر اہل شہر و اہل لشکر کو مسلمان کرون اور اپنے ناموس کو بھی لاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ دیر نکرو جلد جاؤ ہان ایک امر کا
خیال رکھنا کہ پرسون سے میرے لشکر مین جشن ہوگا مین اس خوشی کا جشن کرونگا تو تم مع سردارون کے آنا سمجھا یہ سنکر
ہوا اور کہنے لگا تمکو تو حج سے یقین یزدان پرست خطاب دیا یہ سنکے یقین نے سلام کیا اور صاحبقران سے رخصت
ہوکر مع سردارون کے طرف اپنے خیمہ کے روانہ ہوا صاحبقران بھی اسوقت مع بادشاہ کے اس خیمہ سے اٹھکر
طرف اپنی فرودگاہ کے تشریف لیچلے راہ مین اہل لشکر آ ملے تھے اور صاحبقران و بادشاہ کو مبارکباد دیتے تھے
بادشاہ و صاحبقران بکشادہ پیشانی یہ فرماتے کہ خدا تمکو بھی مبارک کرے ہم سبکی خدا نے سن لی انہون نے عرض کیا
کہ خدا نے آپکو ہم سبکے سر پر سلامت رکھا اور پھر یہ زمانہ دکھایا آپکے قدم سے آباد ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ
اسکی عنایت ہے اور کرم ہے کہ اسنے میرے حال پر بندہ نوازی فرمائی انہون نے عرض کیا کہ خدا اسی طور سے ہم سبکی امید بر لایا کیے
اور ہمکو خوش و خرم رکھے اس مقام پر سے تا فرودگاہ ہزارون صدقہ اترے لاکھون روپیہ نثار ہوا تھا [illegible] کہ صاحبقران
اپنے لشکر مین آئے لشکر نے کہا کوئی پھر وہی کہا آمیں ہوگئی ہر ایک نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ہمکو تو صدمہ گزرے
گر تھے کہ اگر آپکے دشمن خدانخواستہ آگ مین جل گئے تو ہم لوگ بھی اپنی جان دینگے گو آپنے منع کیا تھا مگر قصد یہی تھا
مگر خدا نے اسوقت کو بھی نہ آنے دیا آپکی بخیر و عافیت مبارک اور قدم اپنے دیکھا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ وہ رحیم ہے
اپنے بندون پر ہر وقت نظر لطف و کرم رکھتا ہے وہ کبھی یہ گوارا کرتا کہ یون تم لوگ برباد ہو یہ کلام صاحبقران سے سنکے سب
سردار خداوند کریم کی تعریف کرنے لگے تھوڑے عرصہ تک صاحبقران دربار مین رہے چونکہ رات بھر کے جاگے ہوئے
تھے بادشاہ سے فرمایا کہ اب دربار برخاست فرمایئے کیونکہ سب سردار رات بھر کے جاگے ہوئے ہین اور جو کوئی بیدار رہے
ہین کہین ایسا نہو کہ کسی طور سے کچھ مزاج ناساز ہوجائے بادشاہ نے یہ سنکے فرمایا کہ مین خود ہی عرض کرنیوالا تھا کہ رات بھر
تو سب بیدار رہے ہین اور صبح سے یہ وقت آیا ہے کہ کھانا کھایا ہے نہ پانی پیا ہے سب بیقرار تھے سوائے دعا و گریہ و زاری کے
کوئی کام نہ تھا سب دریے تھے اور دعا مین مصروف تھے یہ فرماکے اٹھکھڑے ہوئے ادھر بادشاہ اٹھے
صاحبقران بھی اٹھے یہ دونون صاحب اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے پھر تو سب سردار اٹھکر اپنے اپنے خیمہ کو روانہ
ہوئے خواجہ نے اسدن اسقدر روپیہ حاصل کیا کہ مالامال ہوگئے جو روپیہ برائے تصدق لایا خواجہ نے کہا کہ مجھکو دیدو مین خانہ
کعبہ روانہ کردونگا وہان مسکین و محتاج بہت ہین اکثر لوگ میرے پاس آتے ہین اور عرضیان بھی آتی ہین غرضکہ یہ کہکے
ہر ایک سے روپیہ لیلیا جب سب اٹھکر چلے گئے خواجہ بھی اپنے خیمہ مین آئے جو آیا خیمہ مین کچھ نوش کیا اور آرام
مین مصروف ہوا ادھر صاحبقران و بادشاہ بھی جاکر خیمہ مین سو رہے یہان تو یہ واقعہ گذرا اہل لشکر بھی سب چین سے
بیٹھے کھانے پکانے لگے عیار اپنے اپنے مقام پر جاکر بیٹھے یہان امن ہوا و خیمے وغیرہ جو اس میدان مین استادہ ہو
تھے سب اٹھکر چلے اسکے یہان تو یہ بند و بست ہے ادھر یقین یزدان پرست جو اپنے مقام پر پہونچا اسنے وزیر سے
حکم کیا کہ مین تو شہر مین جاتا ہون تم ناموس کو سوار کرکے شہر مین بھیجدو اور جو کچھ یہان سامان ہے سب روانہ کردینا وزیر
نے یہ سنکے عرض کیا بہت خوب یقین تو سوار ہوکر طرف شہر کے چلا گیا وزیر نے پہلے ناموس کو سوار کرا کے روانہ کیا
اسکے بعد سب اسباب کے بار ہونے کا حکم دیکر خود بھی چلا گیا تھوڑے عرصہ مین اس میدان مین سناٹا ہوگیا جہان
لاکھون آدمی تھے اب جو دیکھا تو ایک متنفس نہ تھا وہ مقام ہو مارنے لگا ویران ہوگیا دوکاندار بھی دوکانین اپنی

۱۰

اپنے اپنے مقام کو چلے گئے ادھر کا حال ملاحظہ ہو کہ لقیقین جو شہر میں آیا سرداروں کو رخصت کرکے داخل محل ہوا کہ
اتنے عرصہ میں ناموس بھی آگئی تب لقیقین نے سبکو جمع کیا اور کہا کہ تمنے دیکھی خدائی نادیدہ کی قدرت کیونکر
اُسنے اُس خداپرست کو بچایا کہ جسکی امید نہ تھی میں نے تو مع سرداروں کے اُسکا مذہب قبول کیا اب تم لوگ بھی قبول
کرو سب اہل محل نے قبول کیا چونکہ لقیقین بھی تھکا ہوا تھا جاکر اپنی آرامگاہ میں سو رہا اُس دن دربار نہ کیا یہانتک کہ رات گذری صبح
ہوئی لقیقین نے دربار کیا سب سردار و افسر آکر حاضر ہوئے جو کہ لقیقین کے ہمراہ نہ گئے تھے وہ بھی حاضر ہوئے جب دربار
آراستہ ہوچکا لقیقین نے حکم دیا کہ اے حاضرین دربار تمنے خدا کی قدرت دیکھی لہذا میں نے تو اُسکا مذہب قبول کیا اور جو
سردار ہمراہ تھے انہوں نے بھی قبول کیا اب آپ لوگوں کو لازم ہے کہ قبول فرمائیں یہ جو لقیقین نے کہا جسقدر لوگ اُس
دربار میں حاضر تھے سبنے قبول کیا اور کلمہ پڑھا از سر صدق مسلمان ہوئے کفر کی حالت نہ باقی رہی وہ سردار بھی
مسلمان ہوگئے جو کہ سمندر یہ سب برائے مدد لقیقین آئے تھے اب لقیقین نے حکم دیا کہ شہر میں منادی کیجائے کہ آج
سے ہر ایک اہل شہر از نئے داخلے فلاں مقام پر جمع ہوں اور اہل لشکر بھی فراہم ہوں کہ ہم کچھ حکم فرمائینگے اسوقت جا رجی
نے جا بجا اہل شہر کو آگاہی ہوئی ناظرین پر ظاہر ہو کہ جب صاحبقران نے لقیقین کو رہا کیا تھا بہت سے سرداروں کو
بھی اُسکے ساتھ رہا کر دیا تھا انمیں وہ بھی سردار تھے جو کہ سمندر یہ سب مدد کو آئے تھے لقیقین کے ساتھ وہ بھی مسلمان
ہوگئے تھے اور بہت سے سردار ایسے تھے انہوں نے رہائی اپنی غنیمت گردانی تھی اور بیشتر دلی تھی کہ جب آپ آگے سے
سلامت باہر تشریف لائینگے تو ہم آپکا مذہب قبول کرینگے کوئی رہائی کی ضرورت نہیں ہے ہم اسوقت رہا ہونگے
جب آپکا مذہب قبول کرینگے وہ قید رہے تھے پہلے لقیقین کا حال ملاحظہ ہو یہ حکم دیکر اپنے دربار برخاست کیا
سب اپنے مقام پر گئے یہاں تک کہ وہ دن تمام ہوا اور وہ وقت آیا کہ جس وقت تمام اہل شہر و لشکر کو طلب کیا تھا سب
اہل شہر و لشکر اُس مقام جمع ہوا اور عزیز لقیقین بھی کہ لقیقین نے محل سے برآمد ہو کر سرداروں کو ہمراہ لیکر اُس مقام پر آکر اور پائے
تخت رکھوا کر بیٹھا بعد کچھ تعریف اہل شہر و لشکر کی اُسکے بعد صاحبقران و بادشاہ اسلام کی تعریف کی اسکے بعد تعریف
مذہب اسلام کی بیان کی اور کہا کہ میں نے اور میرے عزیزوں نے مذہب اسلام قبول کیا لہذا میں صاحب کو منظور یہ ہے
خود پرستی پر لعنت کریں اور مذہب اسلام قبول کریں یہ جو تقریر لقیقین نے کی اور وحدانیت خدا میں جو کلمہ لقیقین نے
صاحبقران سے سنکر بیان کیے پس جب یہ تقریر سن چکے تو سب نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہمنے مذہب اسلام
قبول کیا الغرض علاوہ ان کے تم لبس سب اہل شہر و اہل لشکر مسلمان ہوئے چند سیاہ قلب جو کہ لشکر سمندر کا
سے آئے تھے وہ بھی اُسوقت اُس جماعت سے مسلمان ہوئے کہ اگر ہم اسوقت انکار کرتے ہیں تو یہ سب ہمکو مار کر
قتل کرینگے پس انہوں نے بھی اسلام قبول کیا تھا جب یہ تقریر لقیقین نے سنی حکم دیا کہ جسقدر دیر و بتکدے
ہوں منہدم کیے جائیں اور انکے مقام پر مساجد تعمیر ہوں اور جو نقشہ صاحبقران دینگے اُسکے موافق تعمیر ہونگے
یہ حکم دیکر لقیقین نے مجمع کو متفرق ہونے کا حکم دیا تمام مجمع متفرق ہو گیا لشکر چھاؤنی کو چلا گیا لقیقین اُس مقام
سے اپنے محل میں آیا اور اُسوقت سے وزیر نے بندوبست کیا کہ دیر و بتکدے گرنے لگے اب یہاں تو یہ ہو
رہی اُدھر کا حال سماعت ہو کہ جبکہ صبح ہوئی بادشاہ نے دربار کیا صاحبقران اور سب اہل دربار حاضر ہوئے بادشاہ
تخت پر جلوہ گر ہوئے صاحبقران اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے پس صاحبقران نے حکم فرمایا کہ سامان جشن کیا جائے
ہم جشن کرینگے اس خوشی کا کہ ہمنے اس بلا سے بفضل خدا نجات پائی اور کئی لاکھ کفار مسلمان ہوئے اور ایک ملک
اور اسلام آباد ہوا یہاں تو صاحبقران نے یہ حکم دیا ادھر اُن سرداروں نے جو سنا جو کہ قید تھے کہ صاحبقران نے
آگ میں جاکر قدرت خدا سے صحت و سلامتی کے ساتھ ثابت قدمی دکھائی اور زندہ نکلے انہوں نے یہ سنکر داروغہ زندان سے
کہا کہ ہماری طرف سے خدمت بادشاہ و صاحبقران میں جاکر عرض کرو کہ ہم لوگ بھی امیدوار ہیں کہ آپ ہمکو

اپنے روبرو طلب کریں کہ جو کچھ ہمکو عرض کرنا ہے ہم عرض کریں کیونکہ ہم جس امر کے امیدوار تھے وہ ہمارے حسب
دلخواہ ہوا یہ سنکے داروغہ زندان اسوقت دربار میں آیا اور جو کچھ ان سب نے کہا تھا عرض کیا صاحبقران
نے حکم دیا کہ انکو حاضر کرو پس داروغہ زندان نے ان سے جا کر کہا کہ چلو طلب کیا ہے پس ان سبکو لیکر داروغہ
زندان حاضر دربار ہوا وہ کئی سو سردار تھے کہ صاحبقران نے انکو دیکھکر حکم دیا کہ انکی قید کاٹ دیجائے اسیوقت
حدادون نے قید کاٹ دی انکو کرسیان صاحبقران نے مرحمت فرمائیں وہ سلام کر کے کرسیون پر بیٹھ گئے
صاحبقران نے انسے پوچھا کہ تمکو کیا عرض کرنا ہے انھون نے کہا کہ اب یہ فرمائیے کہ چونکہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں
صاحبقران نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا وہ از سر صدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے تو صاحبقران نے انکو خلعت عنایت
فرمائے اور انکے مرتبہ بلند کیے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ یقین نے کل اہل دربار کو مسلمان کیا اور حکم دیا ہے کہ سب اہل شہر
بوقت سحر آکر فلان مقام پر جمع ہون ہم انسے کچھ کہینگے یہ خبر ہے شہر یقینیہ کی خواجہ نے کہا کہ تم اسی شہر میں جاؤ اور دیکھو کہ
یقین اہل شہر سے کیا کہتا ہے وہ مخبر آکے روانہ ہوئے بادشاہ نے دربار برخاست کیا یہان سامان جشن ہونے لگا
اب دوسرا حال سماعت ہو کہ جب رات ہوئی تو وہ سیاہ قلب جو کہ مسلمان نہوئے تھے رات کو ظلمت جانکر اپنے منہ
پوشیدہ کرکے شہر یقینیہ سے طرف سمندریہ کے روانہ ہوئے کہ انکا حال پھر تحریر ہوگا جب اسکندری صبح کو یقین
دربار میں آیا سب حاضرین دربار حاضر ہوئے یقین نے کچھ دیر دربار کیا اسکے بعد حکم دیا کہ سواری حاضر کیجائے میں خدمت
میں صاحبقران کے جاتا ہون اور میرے شہر میں بھی سامان جشن کیا جائے میں صاحبقران و بادشاہ اور کل سرداران اسلام
کی دعوت کرونگا کہ جنکے سبب سے یہ نعمت عظیم مجکو حاصل ہوئی اور میرے عقائد درست ہوئے پس اسوقت یہ حکم دیکر اور چند
سردارونکو لیکر طرف صاحبقران کے روانہ ہوا یہان بوقت سحر بادشاہ نے دربار کیا تخت کو اپنے قدوم مبارک سے
منور کیا صاحبقران دلکش شوکت پر جلوہ گر ہوئے سرداران کا مجرا ہوا دربار خوب آراستہ ہوا کہ ہرکارون
نے شہر یقینیہ آکر خبر گذرانی کہ کل سبکو جمع کر کے یقین نے یہ حکم سنایا تھا تمام شہر و لشکر مسلمان ہوا بتکدے منہدم
ہونے لگے صاحبقران یہ سنکے بہت خوش ہوئے خواجہ بھی آئے کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے کہ انکو کچھ انعام دیا جائے
اور مجکو بھی کہ میں انکا افسر ہون صاحبقران نے ہرکارونکو انعام دیا خواجہ نے بھی انعام لیا کہ پھر ہرکارون نے خبر دی کہ
یقین مع چند سردارون کے آتا ہے صاحبقران نے چند سردارونکو حکم دیا کہ یقین کا استقبال کر کے لاؤ سردار
استقبال کر کے اسکو بارگاہ میں لائے اسکو صاحبقران نے کرسی مرحمت فرمائی برابر تخت بادشاہ کے اسکے ہمراہی
علے قدر مراتب جگہ لی سب بیٹھے کہ اہل کارون نے آکر عرض کیا کہ سامان جشن مہیا ہے جیسے حکم ہو محفل آراستہ ہو
صاحبقران نے فرمایا کہ کل محفل نشاط میں یہ جشن سات دن تک برپا رہیگا بعد سات دن کے ہم اس جشن
سے فراغت کر کے طرف سمندریہ کے کوچ کرینگے کہ یہ سنکے یقین نے عرض کیا کہ خداوند نعمت بعد آپکے جشن
کے اس غلام نے آپکی و بادشاہ کی مع سردارون کے دعوت کی ہے آپکو قبول کرنا ہوگی اسکے بعد پھر حضور
کو اختیار ہے کہ جس طرف چاہیں کوچ فرمائیں صاحبقران نے فرمایا کہ بہت اچھا میں نے منظور کیا اور بادشاہ
نے بھی اور سردارون نے بھی مگر میرے جشن میں تم اور تمہارے کل سردار کل سے آئیں یقین نے عرض کیا کہ حاضر
ہونگے بعد اس گفتگو کے تھوڑے عرصہ تک یقین دربار میں رہا اسکے بعد رخصت حاصل کر کے اور مجرا کر کے
بادشاہ و صاحبقران کو اپنے شہر میں آیا یہان دربار جمع تھا تخت پر بیٹھکر حکم دیا کہ کل سے آپ لوگونکی سات
روز تک دعوت ہے صاحبقران کے یہان سب حاضر محفل نشاط صاحبقرانی ہون سب نے عرض
کیا کہ بسر و چشم اسکے بعد حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی جشن کا سامان کیا جائے یہی حکم دے رہا تھا کہ چند افسران
نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایک ہزار آدمی جو کہ شہر سمندریہ سے لشکر آیا تھا انمیں سے فرار ہو گئے اور باقی سینے

مذہب اسلام قبول کیا معلوم ہوتا ہی کہ ان سے نہیں قبول کیا تھا اگر فرار کر گئے ہین تو کیا نقصان ہی کوئی پروا کی بات
نہین ہی اگر سمندر سحار دد کو خبر ہوگی تو کیا کریگا اتنی تھے مذہب اسلام قبول کیا کیونکہ اسکی بزرگی ظاہر ہوگئی یہ سنکے ان
افسرون نے عرض کیا کہ تمنے خبر کردی تا کہ یہ الزام ہمپر آئے کہ تمنے خبر کی تھی اسکا کیا سبب تھا ہمکو آگاہ نکیا وہ سکے بین لکھا
یقین نے کہا کہ یہ تمہاری نمک حلالی و خیر خواہی پر دال ہی اسکے بعد حکم دیا کہ یہ نقشہ لیجاؤ اسکے مطابق تعمیر مساجد کیونکہ
مین سب صاحبقران کی خدمت مین گیا تھا تو نقشہ مساجد کا لایا تھا اور یہی حکم دیا تھا کہ آج سے سکہ و خطبہ بنام پادشاہ
اسلام جاری ہو یہ حکم و احکام جاری کرکے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مکان کو گئے یقین داخل
محل ہوا اسنے بندوبست صاحبقران کی محفل مین جانے کا کرنا شروع کیا ادھر دربار شاہی آراستہ تھا کہ خواجہ
نے عرض کیا کہ مین الگ ایک عرض کرنے کو آیا ہوں وہ عرض یہ ہی کہ قران ثالث نے وہ کام کیا ہی کہ جسکی مین
تعریف نہین کر سکتا ہوں وہ بلا ردّی ہی کہ جسکے سبب سے تمام لشکر تباہ ہوتا اگر وہ غفلت مین اپنا کام کر لی
اکے تمام قصہ عزالان [illegible] کا بیان کیا کہ وہ [illegible] ساحر [illegible] شہر سے مع دو ہزار ساحرون کے روانہ
ہوئی تھی جب قریب لشکر پہنچی تو ایک صحرا مین اتری وہان قران موجود تھے انہون نے بیماری کی
جو بیماری کی تھی بیان کی اور عرض کیا کہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ اس غرض سے آئی تھی جو اسکو گرفتار کر لیا اور تمام
کافر کو اسکی صورت بنا کے قتل کر ڈالا اسکو لیکر میرے پاس آئے کہ اسکو [illegible] آپ [illegible] مین
لشکر لیجانے کے واسطے تھے مین نے اسکو لیکر اپنے پاس رکھا اور خیال کیا کہ جب اس امر سے فراغ حاصل ہو
تو مین اسکو ظاہر کرونگا اول تو یہ امر ہی کہ قران کو بھی انعام ملے اور مجکو بھی دوسرے یہ امر ہی کہ وہ ساحرہ [illegible] بھی ہی
مین اسکو فروخت کرتا ہوں جسکے پسند آئے وہ اسکی قیمت پانچہزار روپیہ مجکو دے مین اسکے حوالہ کردون
تقریر سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ انعام کی بابت یہ جواب ہی کہ جو کام کیا ہی قران نے کیا ہی اگر انعام دیا جائے
تو اسکو تم کون ہو جو انعام لوگے کیونکہ اسنے بڑا کام کیا ہی [illegible] تمنے صرف اسقدر کام کیا کہ اسکو اپنے پاس رکھا
تو اسکا کیا انعام ہوا اور بابت فروخت کرنیکے یہ امر ہی کہ تم کب سے بردہ فروشی کرنے لگے ہو [illegible] قران
اسکے مالک ہین اور کوئی کیونکر پانچہزار روپیہ دے کہ اگر وہ ساحرہ مسلمان نہو تو قتل کیجائیگی تو کسی کے پاس بیکار
رہیگی [illegible] ہی کہ تمکو دے یہ سنکے خواجہ نے تیوریان بدل کے کہا کہ مین نے کوئی ایسے نہین کہا ہی مین نے پادشاہ سے
عرض کیا ہی کیونکہ مجکو معلوم ہی کہ [illegible] مین صاحبقران اول و ثانی [illegible] وہ بالکل آپ ہی مین بھی انکی ہین آپ
سے ایک حبہ ملنا دشوار ہی جو لوگ تھے وہ انعام دینگے اور یہ جو آپ نے کہا کہ قران کو انعام دیا جانا چاہیے تمکو کیون
دیا جائے اسکا جواب یہ ہی کہ وہ میرے شاگرد ہین [illegible] نے کام کیا ویسا ہی ہی کہ انکا مال میرا مال ہی اور میرا مال انکا ہی اسکا کیا کہنا
اخر [illegible] لاکر مجکو دیا اگر میرا مال نہوتا تو وہ کیون مجکو دیتے [illegible] سے مین خواجہ عمر ثانی کے مقام پر مقرر ہوا وہ مرتبہ پایا
جو انکے شاگرد تھے پھر میرے شاگرد ہوئے کیونکہ طریقہ یہی ہی کہ جب خواجہ ثانی تھے انکے بعد [illegible] جانے کے ہوئے تو اسی طرح
جو انکے شاگرد تھے وہ میرے ہوئے تو پھر شاگرد کی کل چیز استاد کی ہی جب شاگرد کو انعام ملے تو پہلے استاد کو ملے
کیونکہ اسکے سبب سے یہ مرتبہ اسکو ملا ہی [illegible] کیا نقصان ہی مین اپنے شاگرد کے مال کو فروخت کرتا ہوں اسنے
مجکو لاکر دی مجکو اختیار ہی چاہے مین فروخت کروں چاہے رہنے دوں آنکو کیا [illegible] ہی جو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ
مسلمان نہوگی تو قتل ہوگی یہ امر واجبی ہی اسمین کوئی عذر نہین ہی صاحبقران یہ تقریر خواجہ کی سنکے ہنسنے لگے
پادشاہ نے اسیوقت ایک ہزار روپیہ طلب کرکے خواجہ کو دیا اور قران کو بہت انعام ملا خواجہ نے وہ
انعام قران سے لیکر اپنے پاس رکھا کہا کہ بیٹا جب تمکو ضرورت ہو مجھسے لینا اگر تمہارے پاس ہوگا تو بیکار طرح
کروگے قران ثالث نے بلا عذر دیدیا خواجہ [illegible] کیا پادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ اس ساحرہ کو نکالو تا کہ اسکی

بابت مذہب اسلام قبول کرنے کے دریافت کیا جائے خواجہ نے کہا کہ ایک شرط سے نکالتا ہون کہ اگر کسی کی پسند آئے تو وہ
مجکو روپیہ اسکی قیمت کا دے اگر وہ مسلمان ہو اگر مسلمان نہو تو مین خود اسکو قتل کرونگا اگر مسلمان ہو تو کوئی جبر سے
بکنے نہ دے کیونکہ وہ میری ملکیت ہو یہ سنکے اہل دربار نے کہا کہ جو شرط آپ نے کی ہو سبکو منظور ہو خواجہ نے کہا کہ پھر
اسکی رونمائی کا تو روپیہ جمع ہو اور جو صاحب روپیہ نہ جمع کرین وہ تھوڑے عرصہ کے لیے دربار سے تشریف لیجائین
کیونکہ یہ وہ ساحرہ ہو جو کہ سمندر سے آپ لوگون کے گرفتار کرنے کو آئی تھی ضرور اسکی رونمائی چاہیے ہو یہ سنکے
صاحبقران نے فرمایا کہ کیا خوب یہ تو خوب بات ہو کہ جو ہمارا دشمن ہو ہم اسکی رونمائی دین سزا دینے سے تو گئے روپیہ دیکر
صورت دیکھین یہ نئی رسم ہو خواجہ نے کہا کہ مین آپ سے نہین کہتا ہون جسکو غرض ہوگی وہ دیگا جسکو غرض نہوگی وہ دربار
سے چلا جائیگا **صاحبقران** نے فرمایا کہ کوئی بھی نہین جائیگا **صاحبقران** و خواجہ سے یہ تقریر ہو رہی تھی کہ بادشاہ
زر و نیزار روپیہ منگا کر رکھدیا اور کہا کہ یہ سب اہل دربار کی طرف سے رونمائی ہو خواجہ نے اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور
عزالان کو زنبیل سے نکالا کس غضب کی بیہوشی دی تھی کہ کئی دن ہو گئے تھے کہ ہوش نہ آیا تھا بیہوش پڑی تھی
کہ خواجہ نے زبان نکالکر سوزن دی اور ستون بارگاہ سے خوب جکڑ کر باندھ دیا گو کہ یہ معلوم تھا کہ اس بارگاہ مین ساحر کو
سحر فراموش ہو جاتا ہی مگر اسپر بھی یہ تقدم کیا کہ سوزن دی غیرا سے فتیلہ سے دفع بیہوشی کیا کہ ہوش آیا اسنے جو آنکھ
کھولی تو دیکھا کہ ایک بارگاہ برپا ہی اسمین ہزارون سردار بیٹھے ہین ایک سے ایک بہادر معلوم ہوتا ہی اور ایک سے
ایک حسین و خوبصورت ہی کہ سبکے حسن کے روبرو ستارہ سے فلک مانند ہین اور ایک بادشاہ ہی کہ وہ تخت پر جلوہ
دہ ہی چہرہ اسکا مثل آفتاب درخشان ہی اسکے برابر دنگل پر ایک جوان بیٹھا ہی اسکا چہرہ مثل مہر تابان کے چمکتا ہی یہ تا
ہوتا ہی کہ گرد ماہ کے ستارے ہین یا گرد آفتاب کے کرن ہی اور اپنے کو ستون سے بندھا ہوا پایا اسنے خیال کیا کہ مین خواب
دیکھ رہی ہون یہ تصور کرکے آنکھین بند کرلین یہ جو تماشا خواجہ نے دیکھا تو پکار کر کہا کہ ای ساحرہ تو کیون آنکھ بند کرتی
ہی یہ خواب نہین ہی بلکہ عین بیداری ہی تو ہوشیاری مین یہ واقعہ دیکھ رہی ہی آنکھ کھولکر دیکھ کہ تیری کیا حالت ہی مجکو میرا شاگرد گرفتار
کرلایا ہی یہ جو خواجہ نے کہا تو **عزالان** نے تصور کیا کہ یہ تو میرے کان مین صدا آدمیون کے بولنے کی آئی تو نے تو خیال کیا تھا
کہ مین خواب دیکھ رہی ہون یہ تو بیداری ہی ارے مین تو اپنے ہمراہیون کے ہمراہ براے مدد لقین بجو دست جاتی تھی
راہ مین ایک مقام پر اتری تھی اور لشکر کو بھی اتارا تھا کہ کچھ دیر ٹھہرکر طرف شہر **لقیہ** کے جاونگی سیر کرتی ہوئی اس درہ
مین گئی تھی وہان ایک جوگی سے ملاقات ہوئی تھی اسمین بڑی کرامات تھی انھون نے مجکو پھول دیے تھے اب مجکو
خبر نہین کہ مین یہان کیونکر پہونچی واقعی یہ خواب نہین ہی بیداری ہی یہ تصور کرکے آنکھ کھولی کہ ذرا دریافت تو کرون کہ مین
کہان ہون اور یہ کون مقام ہی مین کیونکر آئی ہون بس آنکھ کھولکر قصد کیا کہ کلام کرون چونکہ سوزن دی ہوئی تھی یہ جرأت
نہوئی کہ کلام کرسکے اتنے دیکھتی ہی کہ ایک عجیب الخلقت آدمی گو ٹھگنا سا کھڑے ہوسکے ہمسر ہے برابر کھڑا ہی راوی نے بیان کیا
ہی خواجہ عمر ثانی بالکل ہم شکل تھے خواجہ عمر بن امیہ ضمری کی اور خضران بن عمر بالکل مشابہ اپنے باپ سے گویا
خواجہ اول کی صورت مین کوئی فرق نہین ہے بس عیشہ خواجہ عمر کو نہ دیکھا تو خضران کو دیکھکے یہ جی سے
دیکھا اور ملک الموت کی کبھی صورت دیکھی جان نکل گئی گویائی کی طاقت نہ پائی اشارا کیا کہ مین بات نہین کرسکتی
ہون زبان سے سوزن نکال تو مین کلام کرون کیونکہ اسکو یہ ثابت ہوگیا تھا کہ زبان مین سوزن دئے ہوے ہین اس
سبب سے مین کلام نہین کرسکتی ہون کیونکہ خواجہ کو یقین ہوگیا تھا کہ اس بارگاہ مین اسکو سحر یاد نہ آئیگا
بس فوراً سوزن زبان سے نکال دیے جب اسکی زبان قابو مین آئی تو پہلے اسنے قصد کیا کہ سحر کرون اسبات
بہ سحر کو یاد کرتی ہی تو بالکل فراموش ہی سخت حیران ہوئی آخر کو مجبور ہوکر خواجہ کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا کہ ای
مخلاس فلان کون ہی خواجہ نے کہا کہ ذرا زبان درست کرکے کلام کرنا مین تیرا باپ ہون ارے مین شاہزادہ

ولایت اول کا پوتا ہون خواجہ عمر بن امیہ ضمیری قاتل ساحران و شہنشاہ عیاران کا میرا شان بین یہ کلام کیے تو کون ہے
ابکی جو یہین کلام کرے گی تو تیری زبان گدی سے نکال لونگا اری سن بین وہ ہون کہ جسنے آفتاب جادو و سحران
سیہ پوش کو دریا کے اندر جا کر عیاری کر کے قتل کیا ہی بین وہ ہون کہ بین نے ماہیان طوفان کشش کو قتل کیا ہی
میرے سبب سے دریاے شہر رنگ فتح ہوا ہی دریاے سبز رنگ کا فاتح ہون مثل اپنے باپ و دادا کے ساحرونکا دشمن ہون
کافرونکا قاتل ہون میرا نام حضرات بن عمر ثانی ہی اور لقب میرا مہر پہلو کافران و ساحران ہی اور دوسرا لقب
خواجہ ثالث ہی جبلوس سے صاحبقران الثہ مریع الملک نوجوان ہین بین انکا عیار ہون یہ بارگاہ ہے
صاحبقران کی دیکھو وہ سامنے تخت پر شہنشاہ لشکر اسلام دارا بن جمشید تشریف فرما ہین وہ دونکل پر
صاحبقران جلوہ گر ہین اور یہ سب سرداران لشکر اسلام ہین بحشمت یا سے زرین پر عیاران نکنام ہین جنکا
بین افسر ہون یہ یاد رکھنا کہ شہر سمندریہ جہان سے لوبراے مدد لقین خود پرست آئی تھی اور دیا اقرار کرکے آئی
تھی کہ بین لشکر اسلام کو گرفتار کرکے قتل کر دونگی بیجیچا خون سحران و ماہیان تیرے ہمراہ دو ہزار ساحر تھے سب گرفتار
و خلیفہ ... جو کہ وہ مرد و شیر سے وہ خشت زرین بیٹھے ہین تجکو عیاری ہو گی کی کرکے گرفتار کرکے لے ... ہیں اب
تیری رہائی غیر ممکن ہی اور شہر سمندریہ بھی اسیطور سے فتح ہوگا جس طور سے دریاے سبز رنگ و شہر لقینیہ فتح
کر لیا ہی سمندر جادو کو بین ضرور قتل کرونگا کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے یہان تلک ڈنکا اسلام کا بجوا یا
بھی اسلام آباد ہوگا اندر یائی سبز رنگ تا شہر سمندریہ جسقدر ملک ہونگے سب فتح ہونگے اور جنکی تم مدد کرنے کو
آئی تھین وہ لوگ بھی تو مسلمان ہوے اور وہ جو سمندریہ سے سردار آئے تھے وہ بھی مسلمان ہوے دیکھو
کسقدر سردار لشکر لقین کے دربار بین حاضر ہین لقین خود پرست سے لقین یزدان پرست خطاب ملا درجہ
اعلی اسکا مل گیا اگر اپنی جان کی امان چاہتی ہی تو دین اسلام قبول کرو ورنہ قتل ہو گی دین اسلام کے قبول کر
بین بڑا مرتبہ ہی اور بہشت کی سیر نصیب ہوتی ہی وہ سامری و جمشید کیا گیدی ہین جو انکو خدا کہو وہ
دونون کندے دوزخ کے ہین یہ کہکر خواجہ نے چند کلمہ مذمت سامری و جمشید و مذہب تصویر پرستی بین بیان
اور چند کلمہ وحدانیت خدا بین کہے اور کہا کہ تجھے قدرت ہمارے خدا کی دیکھنی ہے کہ تجکو کیونکر گرفتار کر دیا ورنہ کسی کو
بھی معلوم تھا کہ تم یہ اسے مقابلہ آئی ہو آسنے اس طور سے ہم سبکی حفاظت کی کہ کیون تمکو گرفتار کرایا وہ
یہ قدرت نمائی کی ہم سبکو تمھارے شر سے محفوظ رکھا اور یہان جو واقعہ گذرا ہی اسکو بھی سن لو کہ لقین نے شرط
کی تھی کہ بین اسوقت دین اسلام قبول کرونگا کہ جب آپ آگ بین تشریف لیجایے بین آگ افروختہ کرتا ہون صاحبقران
نے منظور کیا تھا چنانچہ کل ایسا ہی ہوا صاحبقران آگ بین تشریف لیگیے تمام آگ گلزار ہو گئی وہ اسمین سے
زندہ و سلامت نکل آئے تمام شہر لقینیہ و اہل شہر مسلمان ہوگئے اور جو پہلوان سمندریہ سے مدد کو آئے تھے وہ بھی
مسلمان ہوگئے لہذا تمکو بھی لازم ہی کہ دین اسلام قبول کرو یہ تقریر جو خواجہ نے کی عزالان بہت حیران ہوئی کہ اسکی
بابت کہکر بین گنہگار ہوگئی یہ جو کہتا ہی کہ ای ساحرہ تو دین اسلام قبول کر لقین بھی مسلمان ہوا ہی ورنہ قتل ہو گی اور
شہر سمندریہ فتح ہوگا سمندر جادو قتل ہوگا بین جو دیکھتی ہون تو ان لوگونکا بڑا اقبال ہی کہ جو کام کہتے ہین وہ
ہوجاتا ہی سحران ماری گئی ماہیان قتل ہو گئی اور یہ لوگ گرفتار ہوے انکا کون مقابلہ کرسکتا ہی دیکھو کس دلیری سے
کہہ رہا ہی کہ بین نے آفتاب جادو کو قتل کیا ایسے لوگون سے کون ملاقات کرسکتا ہی ضرور انکا دین سچا ہی اور کل باتین الٹی
ہین یہ سامری و جمشید و خداوند تصویر کوئی چیز نہین ہین اگر کچھ قدرت رکھتے ہوتے تو ضرور اپنے بندون کی مدد کرتے جیسا کہ
لوگ کہتے ہین کہ وہ بڑے ساحر بہت بڑے تھے انھون نے اپنے سحر کے ذریعہ سے سبکو گمراہ کر رکھا تھا ہین کیونکر خیال
کرون کہ انکا خدا بڑا زبردست ہی کہ بین یہان تک پہنچی راہ بین گرفتار ہوگئی اگر یہان آتی اور گرفتار ہوتی تو یہ کہنے کو ہوتا کہ

عیاروں نے پہچان لیا تھا اس سبب سے عیاری کی کوئی پیچ چلتا ہی نہ تھا اور گرفتار کر لیا یہ انکا اقبال ہے مجکو لازم ہے کہ
تو انکی اطاعت کرے یہ ایسے خیال کیوں نہ کرتی کیونکہ خواجہ نے ایسی تقریر کی تھی اگر شک بھی ہوتا تو وہ معدوم ہو گیا
دوسرے یہ بھی کہا تھا کہ صاحبقران آگ میں تشریف لیگئے تھے آگ سے زندہ نکلے اسنے خیال کیا کہ اگر تو انکار کریگی
تو قتل ہوگی اقرار کرنے میں رہائی پانے کی امید ہاتھ لگیگی تو اختیار ہے اس امر کو ضرور دریافت کرنا اگر یہ امر سچ ہے تو ضرور
اطاعت کرنا ورنہ اسوقت تو مکر سے جان بچا گو یہ قصد مصمم کر لیا ہے کہ میں اطاعت کرونگی مگر اس شرط سے کہ جب میں خوب دریافت
کرونگی کہ آگ سے یہ شخص زندہ نکلا ہے یہ تصور کرکے اب جو بغور اہل دربار کی طرف دیکھا تو ایک سردار کہ نام اُسکا گرگین تھا
اُس پر اسکا دل آیا ادھر صاحبقران و بادشاہ اہل دربار نے جو دیکھا تو یہ نظر آیا کہ ایک حسینہ و جمیلہ و بدو کھڑی ہے بڑی بڑی
آنکھیں صورت بھولی بھولی بھوین غنچہ دہن نازک بدن [illegible] گردن عارض مثل گلاب کے سینہ پر جوبن کا ابھار جوانی کی
بہار گرگین نے تو اسکی صورت دیکھکر پسند کیا اور دل پر ہاتھ رکھ لیا گو وہ صورت سبکو اچھی معلوم ہوئی مگر کسیکا دل نہیں
آیا سوا اسکے گرگین کے کیونکہ وہ بھی تو گرگین پر فریفتہ ہو چکی تھی اب جو اسکا دل گرگین پر آیا تو اسنے اپنے دل میں یہ
تصور کیا کہ اب کیونکر اس امر کو ظاہر کروں یہ تو دوسری حالت ہوئی ہائے یہ کیا دل کی کیفیت ہوئی یہ خیال کرکے اور
دل کو قابو میں کرکے گو پہلے پہل کی چوٹ تھی مگر عورت صابرہ تھی اور خدا کو بھی منظور یہ تھا کہ مسلمان ہو کہ یہ صورت
پیدا کی کہ اسکو سرداران اسلام سے ایک پر عاشق کرا دیا ورنہ یہ کبھی نہ مسلمان ہوتی اُسکے ہزاروں کرشمے ہیں وہ خالق
برحق ہے کوہ کو کاہ و کاہ کو کوہ کرتا ہے یہ فعل اُسیکا ہے کہ کبھی کسیکو کسی پر دیوانہ کر دیا کبھی کسیکو کسی کی محبت میں ایسا بیقرار
کیا کہ وہ صحرا میں پھرنے لگا وہ ہر امر پر قادر ہے بس یہ تصور کرکے کہ اب بغیر اسکے چارہ نہیں ہے کہ اپنی رہائی کی درخواست
کرو خواجہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ مجھکو رہا کرو میں تمہارا مذہب قبول کرونگی یہ کلام سنا تھا کہ صاحبقران نے
حکم دیا کہ خواجہ اسکو چھوڑ دو خواجہ نے فوراً کمند کو کاٹ دیا وہ رہا ہوئی جب اُٹھی تو آتش خواجہ سے کہا کہ ای
خواجہ تمنے میرے اتنے ستم کئے ہیں پر کہ میں تمہارا مذہب قبول کرونگی مجکو چھوڑ دیا اگر میں پھر جاؤں تو کیا ہو کیونکہ اسمیں [illegible]
قابو میں ہوں اور تمہارے اور تمہارے کسی شاگرد کے قریب میں بھی نہ آؤنگی کیونکہ معلوم ہو گیا ہے کہ تم لوگ بڑے مکار ہو
یہ کلام اُسکا تمام بھی نہ ہوا تھا کہ خواجہ نے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ سچ کہتی ہو ہاتھ کا اُٹھانا تھا کہ پانچوں انگلیوں سے
جواب چھوٹے اور اسکے دماغ پر پڑے کہ وہ بیہوش ہو کر زمین پر گری ادھر یہ گری اُدھر گرگین نے اپنے قلب پر ہاتھ
رکھ لیا خواجہ نے اُسکو اُٹھا کر پتھر کے ستون سے باندھ دیا اور ہوشیار کیا جب اُسکو ہوش آیا تو اپنے کو بندھا ہوا پایا خواجہ
نے کہا کہ اگر تم ہزار مرتبہ میرے ساتھ بدی کروگی تو میں یوں ہی گرفتار کرونگا اور یوں ہی تم گرفتار ہوگی یہ کتنی بری بات
ہے ایسی ایسی بہت سی عیاران میں نے کئی ہیں دوسرے یہ امر تھا کہ مجکو معلوم تھا کہ اس بارگاہ میں مجکو سحر یاد نہ رہیگا
تیسرے صاحبقران صاحب اسم اعظم ہیں جو کہ باطل السحر ہے پھر کلب کو کیا خوف تھا میں اپنے سامان سے ہوشیار تھا
اب بتا کہ تو اپنے کو کس حالت میں پاتی ہے اُسنے جو اپنے کو بندھا ہوا پایا اور یہ تقریر سنی تو خیال کیا کہ در اصل ان سے کوئی
نہیں جیت سکتا ہے یہ لوگ بڑے زبردست ہیں اور انکا کوئی کچھ نہیں کر سکتا ہے یہ تصور کرکے خواجہ سے کہا کہ میں نے صرف
امتحان کیا تھا واقعی جیسا آپکو سنا تھا ویسا ہی پایا اور یہ جو آپنے فرمایا کہ اس بارگاہ میں ساحر کو سحر فراموش ہوتا ہے تو یہ
بالکل درست ہے میں خیال کر رہی تھی کہ کیا سبب ہے کہ سحر فراموش ہے کوئی سبب ذہن میں نہیں آتا تھا سوا اسکے اس امر
سے کہ یہاں کوئی ساحر زبردست ہے کہ جسنے یہ تدبیر کی ہے کہ میں سحر فراموش کر گئی ہوں خواجہ نے کہا کہ یہاں کوئی ساحر نہیں ہے
سوا تمہارے ہم لوگ سحر کو کفر اور ایسے کرنیوالے کو کافر جانتے ہیں گو ممکن ہے کہ سحر کو ہم یاد کر لیں کیونکہ بڑے بڑے ساحر ہیں جو
کہ ہمارے مطیع ہیں مگر ہم حرام تصور کرتے ہیں [illegible] بارگاہ متبرک ہے اسمیں ساحر کا سحر فراموش ہوتا ہے دوسرے صاحبقران
کے روبرو کیسا ہی بڑا زبردست ساحر آئے اُسکا سحر کچھ کام نہ کریگا کیونکہ کی صورت مارا جائیگا یہ سنکے اُسنے کہا کہ سچ ارشاد

نوبت بھی عود کر آئی تھی اُسکو اسکی ایسی خوشی ہوئی کہ بالکل مرض دفع ہو گیا گو اُسکے دوسرے دن اُسنے قصد کیا تھا کہ میں بارگاہ میں جاؤن
مگر حکیم صاحب نے منع کیا تھا مجبور ہو گیا تھا صاحبقران کو اس ہنگامے سے مہلت نہ تھی کہ خبر دریافت کرتے آج پھر بیٹھا ہوا
بیٹھا ہوا قصد کر رہا تھا کہ میں بارگاہ میں جاؤن کہ چوبدار پہونچا اُسنے سہراب کو بیٹھے ہوئے پایا سلام کیا اور جو کچھ صاحبقران
نے فرمایا تھا عرض کیا سہراب نے جواب دیا کہ میری طرف سے عرض کرنا کہ اب غلام بالکل اچھا ہے بلکہ قوت بھی عود کر
آگئی ہے سابق سے زیادہ میں اپنے میں قوت پاتا ہوں میں نے قصد کیا تھا کہ حاضر دربار ہو کر [?] دو دن مگر حکیم صاحب نے
منع کیا مجبور ہو گیا مگر میں اسوقت حاضر ہونیوالا تھا کہ حضور کا چوبدار آیا تھا خدا آپکو ہمیشہ میرے سر پر سلامت رکھے کہ غریب پرور ہو
یوں لطف فرماتے ہیں میں آپکی عنایتوں کا کیا شکریہ ادا کروں اگر سو تن میں زبان ہو تو بھی نہیں ادا ہو سکتا اسقدر
لطف و کرم والدین بھی اپنے فرزند پر نہیں کرتے ہیں جو آپ لوگ فرماتے ہیں میں خود حاضر ہوتا ہوں اور قدمبوسی حاصل کرتا
ہوں کیونکہ آنکھیں آپکے دیدار کی زیارت کو ترستی ہیں کہ کتنا عرصہ ہوا ہے کہ میں نے آپکی زیارت نہیں کی ہے یہ دل [illegible] زیارت
حضور و خلیل اسد و دیگر سرداران ذیجاہ کا مشتاق ہے تم جاؤ میں حاضر ہوتا ہوں چوبدار سلام کرکے طرف بارگاہ کے گیا اِدھر
سہراب نے کپڑے پہنے اور سواری طلب کرکے طرف دربار کے چلا کہ چوبدار نے جاکر جو کچھ سہراب نے عرض کیا تھا
بیان کیا صاحبقران نے سنکر فرمایا کہ الحمدللہ ایک ہمارے دوست صادق نے شفا پائی میری طرف سے جاکر کہدو کہ تم
اتنی تکلیف نہ کرو آج میں خود آؤنگا کہیں ایسا نہو کہ پھر مرض خدانخواستہ عود کر آئے ابھی طاقت اتنی تم میں اچھی طرح آئی
ہوگی یہ کلام سنکے صاحبقران فرما رہے تھے کہ سہراب جادو سامنے سے نمودار ہوا بادشاہ نے صاحبقران سے
فرمایا کہ ملاحظہ فرمائیے سہراب جادو آئے ہیں صاحبقران نے جو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ سہراب مسکراتا ہوا چلا آتا ہے
آواز دی کہ اے سہراب تمنے کیوں ابھی تکلیف کی میں خود آتا بھائی کیا کروں [?] سے اس زمانہ میں پڑا ہوا ہوں
مہلت نہ ملی کہ میں تم تک آتا پہلے [?] پیکار میں مبتلا رہا اُسکے بعد یہ [?] ہوا کہ آگ میں جانا پڑا خدا نے سلامت
کر دیئے ورنہ میں ضرور تمھاری عیادت کو آتا بھائی معاف کرنا مجبور تھا یہ سنکے سہراب نے عرض کیا کہ حضور نے جو کچھ فرمایا
بہت بجا ارشاد فرمایا ہم سب غلاموں کو اس سے زیادہ امید ہے آپ کیوں اسقدر محجوب فرماتے ہیں میں خود نادم ہوں کہ
آپ پر ایسی مصیبتیں اسقدر گذریں میں مرض میں مبتلا تھا کہ شرکت نہ کر سکا بلکہ آپ معاف فرمائیں میں اس خدا کے نثار ہوں کہ جسنے
یہ قدم مبارک مجھکو دکھلائے ورنہ مجھکو امید کب تھی کہ میں اس مرض سے صحت پاؤنگا روز بروز ترقی کرتا تھا یا دفعۃً ایسا زائل
ہوا کہ نام تک نہ رہا یہ بھی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ میں ایسا علیل تھا یہ سب آپکی دعا کا اثر ہے اور اُسکا فضل و کرم ہے کہ اُسنے
مریضوں کو یوں شفا بخشے یہ کہتا ہوا قریب تخت کے آیا بادشاہ کے قدم چومے ہاتھ آنکھوں سے لگائے اُسکے بعد
صاحبقران کے قریب آیا قدمبوسی کی ہاتھ آنکھوں سے لگائے صاحبقران نے اُسے گلے سے لگایا بادشاہ نے
پشت پر ہاتھ رکھا صاحبقران نے فرمایا کہ اپنی کرسی پر بیٹھو سہراب سب سرداروں سے ملا شہنشاہ کو [?] کو سلام
کیا سب سے ملکر اب جو بیٹھا آکر اپنی کرسی پر اسکی نگاہ غزالان پر پڑی پہچان گیا کہ یہ تو دختر ہے آفتاب جادو کی بہت
بڑی ساحرہ ہے اسکو آفتاب نے وہ وہ سحر دیئے ہیں کہ جو کہ سمندر کو نہیں معلوم ہیں یہ یہاں کیونکر آئی اسکا کیا سبب ہوا غزالان
نے تو پہلے ہی دیکھا تھا کہ سہراب آیا ہے جو اُسنے دیکھا تو سہراب کے چہرہ پر اور رونق پائی کہ جو کبھی نہ دیکھی تھی نور اسلام
اُسکی پیشانی سے ظاہر تھا جب صاحبقران نے اُسکو گلے سے لگایا تھا تو اُسنے خیال کیا کہ دراصل یہ لوگ بڑی عزت
کرتے ہیں بڑے قدردان ہیں ایسے آقا کی غلامی افتخار ہے جو مرتبہ یہاں سہراب کو حاصل ہے یہ مرتبہ تو دربار میں سمندر جادو
نہ تھا باوجودیکہ سپہ سالار تھا بلکہ یہ مرتبہ میرے باپ کا بھی نہ تھا گو کہ سمندر اُنکو اپنی جان تصور کرتا تھا اُنکے مرنے کی خبر سنکے
بڑا صدمہ کیا تھا ایسے قدردان کی اطاعت میں بڑا مرتبہ ملتا ہے سچ ہے یہ لوگ جو جان دیتے ہیں اسی قدردانی پر یہ تو یہ خیال کر رہی
تھی کہ اُدھر سہراب نے غزالان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے ملکہ تم یہاں کہاں آئیں کیا تمنے بھی سمندر کی اطاعت ترک کی

اور یہ تو بتاؤ کہ میری معشوقہ ملکہ دختر سمندر جادو تو اچھی طرح ہے غزالان نے جواب دیا کہ بھائی سہراب وہ تو بہت اچھی طرح ہے مین گاہ گاہ انکو حکم ہے
کہ تم محل سے نہ نکلو مین اکثر انکی خدمت مین جایا کرتی تھی اور یہ بھی تمنے کہا کہ تم یہان کہان یہ بھی گردش فلکی ہے سنتو مین کیونکر ایسے بد
کی اطاعت کرتی کہ جو اسکی بیٹی کے برابر ہوا مین خیال فاسد کا قصد رکھے یہ بھی کہین ہوا ہے مین اسی سبب سے اسکے دربار مین
نہین جاتی تھی جب سے والدہ نے قضا کی جانے کا اتفاق ہوا مین نے جو رنگ دیکھا تو خراب پایا مین نے خیال کیا کہ ہوگا مگر
بھائی میرے نزدیک اسکی دولت برباد ہوا چاہتی ہے کہ جب تو اسنے یہ حرکتین کرنا شروع کین ہین تمھارے ساتھ یہ سلوک کیا کہ تم
رفاقت ترک کی ایک بار تو تمنے اسکا توڑا اگر میرے والدہ نے رفاقت نہین ترک کی مگر انکو سمندر نے یون ضائع کیا کہ وہ یون
قتل ہوئے کہ میری طرف ایسے خیالات پیدا کیے کہ جسکے سبب سے مین نے بھی ترک رفاقت پر کمر باندھی جب یا اسکے ایسے
خیالات کریگا تو اسکا انجام یہی ہوگا دوست دشمن ہو جاتے ہین جب ادبار آتا ہے تو ایسے خیالات پیدا ہوتے ہین اور میرا تو قصہ
عجیب طرح کا ہے مین بیان کرتی ہون جب والدہ کے مرنے کی خبر سنی تو مین نے بہت غم کیا اور خیال کیا کہ ترک دنیا کرون مگر کچھ موقع
اس قصد سے کیری اور اسی غم مین طرف ایک صحرا کے نکل گئی تلاش قاتلان پدر کی کہ میرا ہو اور جو مصیبت گذری ایسے مین کیا
بیان کرون جب کوئی نہ ملا تو مین پھر واپس آئی یہ وہ زمانہ ہے کہ دربار سمندر کا فتح ہوگیا ہے سحر ان وہان قتل ہو چکا ہے
اور یہ سب جنس بنیا سمندر کو پہونچ چکی ہین وہ اسکے غم مین مبتلا ہے اور ترک حکومت کر چکا ہے اسی زمانے مین میرا بھائی
گلاب جادو چاہ بابل سے والدہ کے مرنے کی خبر سنکے آیا تھا کہ اسی زمانے مین عشاق استاد سمندر آیا اسنے اسکو سمجھا
بجھا کے حکومت پر راضی کیا اور خود بندوبست حکومت کیا اور شہر کا انتظام کیا اور کہا کہ جب صاحبقران یہان
آئینگے تو انکو معلوم ہوگا مین بھی دربار مین گئی سمندر نے چاہا کہ مین باپ کے عہدے کو منظور کرون چونکہ میرا بھائی آچکا تھا
مین نے اسکی سفارش کی اسکو باپکا عہدہ دلوایا اسکو بڑی خوشی ہوئی اسی زمانے مین خبر پہونچی کہ صاحبقران نے لشکر
لشکر طرف سمندر کے کوچ فرمایا سمندر نے جو جو ملک کہ گرد و نواح مین سمندر کے ساحرون کے زیر ساحرون کے تھے انکو نامہ تحریر کیا
اور سب کو طلب کیا ادھر سے صاحبقران کوچ فرماتے آتے تھے ادھر کے حاکمون کو تحریر کیا کہ تم ادھر کو صاحبقران کو بند نہ دینا رستہ
راہ مین روکنا اگر مدد کی ضرورت ہو تو ہین ساحر و غیر ساحر سے مدد کرونگا جانتا ہے تم لوگ مدد طلب کروگے انھان جملہ ایک نامہ لقین کو بھی
بھی لکھا کہ پہلے اسکا ملک پڑتا تھا اور بہت کچھ خوشامد کی تحریر لکھی لیکن نامہ تحریر کرنے کے دو سردارونکو مع بارہ ہزار سپاہ کے روانہ کیا
اور مجھسے کہا کہ تم دو ہزار ساحر لیکر جاؤ اور لقین کی مدد کرو اور جو کمک کی ضرورت ہوگی تو مین روانہ کرونگا مجکو خبر کرنا ادھر تو وہ سردار روانہ
ہوئے ادھر مین اپنے بھائی اور ان سے رخصت حاصل کرکے روانہ ہوئی میرے آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ مجکو یہ خیال تھا
مین جاکر اپنے باپ کے قاتلون سے انکے خون کا عوض لونگی اس سبب سے مین نے اور بھی آنا ادھر کا قبول کیا تھا کبھی روز تک ساتھ
ساحرون کے راہ طے کرکے چلی آئی ایک مقام پر صحرا مین اتری کہ کچھ دیر دم لیلون تو روانہ ہون میرے ساحر بھی اترے کوئی کچھ کام کرنے
لگا کوئی سیر کرنے لگا مین ایک طرف سیر کرتی ہوئی ایک درہ کوہ مین گئی وہ درہ بہت شاداب تھا مین اسمین سیر کرنے لگی
اتفاق سے ایک جوگی سے ملاقات ہوئی اسنے مجھسے کل حال پوچھا مین نے بیان کیا اور جو حالت اسپر گذری تھی اور قران نے دریا
کی تھی سب بیان کی جو گفتگو باہم ہوئی تھی اسکے بعد پھول کا دینا اپنا بے خود ہونا بیان کیا اور کہا کہ پھر مجکو خبر نہ ہوئی
کہ میرے اوپر کیا گذری اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اس بارگاہ مین قید پایا سوزن زبان مین پا سے اشارے سے سوزن نکلوا کے سحر
یاد کیا کہ سحر یاد ہو تو مین اپنی جان بچاؤن سحر یاد نہ آیا اسکے بعد جو کچھ خواجہ سے تقریر ہوئی تھی سب بیان کی اور اپنا مسلمان ہونا
بیان کیا یہ حالت سنکے سہراب بہت خوش ہوا اور کہا میری طبیعت بہت شاد ہوئی کہ میرا جاننے والا ایک دربار مین موجود
ہوا اب خوب دل لگیگا یہ کہکر صاحبقران سے عرض کیا کہ خداوند یہ وہ ساحرہ ہے کہ جس سے کوئی سحر پوشیدہ نہین ہو سکتا ہے اسکو بڑے
بڑے سحر یاد ہین یہ تمام کائنات آفتاب جادو کی تھی آفتاب اسکو بہت دوست رکھتا تھا اسکو اپنے سے بہتر کر دیا ہے آفتاب بھی
کہ جسکا مین مقابلہ نہین کرسکتا تھا اور سمندر کی تو کیا اصل تھی اب یہ سمجھا کہ وہ بادشاہ ہے اور سحر بند ہے اور چند روز آتا

کرتا تھا دریافت کیجیے کہ اتنے عرصہ میں ایک چوبدار تلاش کرتا ہوا خیمہ میں سہراب کے آیا اور کہا کہ ملکہ غزالان
یہاں تشریف رکھتی ہیں کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جو کوئی شریک لشکر اسلام ہوتا ہے اُسکے واسطے خیمہ وغیرہ سرکار شاہی
سے عنایت ہوتا ہے اور چند ملازم بھی مقرر ہوتے ہیں یہ وہی چوبدار تھا جو کہ تلاش کرتا پھرتا تھا پہلے بارگاہ میں گیا جب
نہ پایا تو سرداروں کے خیمے میں گیا یہانتک کہ اس خیمہ میں گیا جہاں سہراب و غزالان بیٹھے ہوئے تھے اور
باتیں کر رہے تھے کہ چوبدار نے جو دریافت کیا سہراب سے کہا کہ ملکہ یہاں تشریف رکھتی ہیں اسنے آکر عرض
کیا کہ آپ اپنے خیمہ میں تشریف لیجئے وہاں سب سامان درست ہے غزالان نے کہا کہ میرا خیمہ کہاں اور بارگاہ میرا خیمہ
کہاں سے آیا اس چوبدار نے عرض کیا کہ شاہ کا حکم ہوا ہے کہ تم لازم ہو بلکہ غزالان کے اور یہ خیمہ ملکہ کا ہے سہراب
نے ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ یہاں کا طریقہ ہے کہ جو کوئی شریک ہوتا ہے اور اسکے پاس سامان نہیں ہوتا ہے تو سرکار شاہی سے
اسکے لیے بندوبست کیا جاتا ہے چنانچہ اسی طور سے یہ بھی ہوا تھا غزالان یہ سنکے اپنے دل میں
کہنے لگی کہ کیا اخلاق ہیں یہ لوگ بڑے قدردان ہیں یہ تصور کرکے سہراب سے کہا کہ اب میں جاتی ہوں اپنے خیمہ
میں پھر ملاقات ہوگی اور رخصت ہوکر غزالان اپنے خیمے میں جو کہ اسکے واسطے لشکر اسلام سے مقرر
ہوا تھا اس چوبدار کے ہمراہ آئی یہاں آکر کل سامان درست پایا مسند پر آکر بیٹھی کہ ایک مرتبہ گلگون کا خیال
آیا اور اسکی محبت نے جوش مارا چونکہ فریفتہ تو ہو چکی تھی اب جو تنہائی ہوئی تو تصویر یار سامنے تھا اسکی یاد آئی اور
سامنے صورت گلگون کی پھرنے لگی دل سے کہا کہ ای دل یہ کیا امر ہے کہ اسقدر بیقرار ہوتا ہے اور یوں اپنے کو بیتاب
کرتا ہے ارے کمبخت یہ کیا غضب ہے کہ میرا بارگاہ میں تو ایک پیر آگیا جس سے میں واقف نہ تھی ارے نادان
اس سے تو کوئی صورت وصل کی ممکن نہیں ہے کیا تدبیر کروں کس بلا میں مبتلا ہوئی ہوں جو ہر چند دل کو سمجھاتی
ہے وہ اور بیتاب ہوتا ہے کسی پہلو اسکو قرار نہیں آتا ہے یہ تو اسے سمجھاتی وہ یہ کہتا ہے کہ جس طرح سے ہو وصل
کی صورت نکالو غزالان اس فکر و تشویش میں ہے کہ ادھر خواجہ کو خیال آیا کہ چلکر غزالان کا تو مزاج لو کہ
اسکی کیا صورت ہے وہ کس حال میں ہے یہ سوچ کے خواجہ اپنے خیمہ سے باہر آئے اور یہ دریافت کیا کہ غزالان
کے واسطے کونسا خیمہ مقرر ہوا ہے چونکہ اہل لشکر کو معلوم تھا اور خواجہ کی رائے سے خیمہ وغیرہ برپا ہوتے ہیں
مگر اسوقت متفکر ہیں کہ اسی امر کا خیال نہیں ہے کہ فلاں مقام پر خیمہ کا میں نے خود حکم دیا ہے اب جو دریافت کیا
تو معلوم ہوا یہ خیمہ غزالان کی طرف چلے اور قریب خیمہ پہونچکر اور کان لگا کر سننے لگے کہ سنو تو کہ غزالان
کس فکر و تردد میں ہے کہ آپنے غزالان کو کچھ شعر پڑھتے ہوئے سنا اب آپ پردہ اُٹھا کر اندر خیمہ کے آئے غزالان
کو دیکھا کہ مسند پر اکیلی بیٹھی ہوئی تھی غزالان خواجہ کو دیکھکر ڈر گئی اور اٹھ کھڑی ہوئی اور چند قدم استقبال
کرکے مسند پر لائی بڑی عزت اور توقیر سے خواجہ کو مسند پر بٹھایا جب خواجہ بیٹھ چکے تو غزالان نے عرض کیا کہ
آپ نے کیوں تکلیف فرمائی میں تو آپکی خادمہ ہوں کوئی سامان میرے پاس نہیں ہے جو میں آپکی خاطر
کر سکوں بے سر و سامان ہوں میں تو ایک حالت مسافرت میں ہوں آپنے تشریف لاکر مجھکو سرفراز کیا ایسی
شیرین زبان تھی کہ شہر سمندر میں لوگ اسکے کلام کے مشتاق ہوکر آتے تھے اور پہروں سنا کرتے تھے تو خواجہ بھی
خوش بیانی سنکے بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ملکہ تم بہت خوش بیان ہو غزالان نے عرض کیا کہ آپکی عنایت
ہے میں تو ایک ادنیٰ کنیز ہوں خواجہ نے کہا کہ تم ہماری مالک ہو غزالان نے کہا کہ ای خواجہ میں یہ حیران
ہوں کہ آپ کیوں اسوقت تکلیف فرماکے آئے ہیں اس کنیز کو سرفراز کیا ہے خواجہ نے کہا کہ میں ایک ضرورت
سے آیا ہوں وہ ضرورت یہ ہے کہ میرا ایک کام تمسے متعلق ہے وہ کام یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ تمہاری شادی نہیں
ہوئی ہے بس میری یہ مرضی ہے کہ تم اپنے راز دل سے آگاہ کرو کیونکہ میں ابھی سن رہا تھا کہ تم کچھ شعر عاشقانہ پڑھ رہی تھیں

اور تمھارے چہرہ سے آثار عشق ظاہر ہیں اور یہ بھی ہم نے دیکھا تھا کہ جب تم دربار میں بیٹھی ہوئی تھیں تو ایک سردار
کی طرف کہ نام اسکا گرگین ہے اسکی طرف دیکھکر آہ سرد دل پر درد سے بھرتی تھیں گو میں نے تمسے عشق نہیں کیا ہے مگر بہت
سے عاشقوں کو دیکھا ہے یہ عشق وہ بلا ہے کہ کسی طور سے پوشیدہ نہیں ہو سکتا ہے جو کہ تم نئی وارد ہو لہذا میں نے خیال
کیا کہ تمھارے درد کا شریک حال ہونا زیبا ہے اور تمسے دریافت کرنا لائق ہے کہ اگر تم عشق میں مبتلا ہو تو تمھارے مرض
کی دوا کیجائے غزالان یہ امر سنکے خاموش ہو رہی اور سر جھکا کر کہا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں میں کیا جانوں کہ عشق کسے
کہتے ہیں اور محبت کس چیز کا نام ہے میں تو ایک آزاد طبیعت کی عورت ہوں خواجہ نے کہا کہ میں نہ مانونگا تم ضرور عاشق
ہو کیوں پوشیدہ کرتی ہو میں اسکی تدبیر کر دونگا خواجہ نے اسقدر اسکو پریشان کیا کہ وہ آخر کو بولی کہ اچھی ماں کہ میری
طبیعت کا میلان اسطرف ہے خواجہ نے کہا کہ اے غزالان اگر کچھ دینے کو کہو تو میں اس امر کو طے کر دوں غزالان نے کہا
کہ میرے پاس کیا ہے جو میں دونگی خود ہو تو دیولیا خواجہ نے کہا کہ یہ بالا مروارید کا ہے خیر تم رکھتی نہیں ہو یہی دو دیکھو تو ہم
کیونکر اس امر کو طے کیے دیتا ہوں غزالان نے وہ دو مالا اتار کر نذر کیا خواجہ نے بغل میں رکھی اس سے یہ کہا کہ ہاں ایک
مبارک ہو کہ وہ سردار خود بھی فریفتہ ہے اور تمھارے عشق میں مبتلا ہے جان دیتا ہے یہ تو اسکا فرستادہ آیا تھا کل اس
تقریب کو صاحبقران سے عرض کرکے تمھارا اور اسکا عقد کرا دونگا یہ کہکر خواجہ غزالان کے خیمہ سے اٹھکر چلے آئے
اور اپنے خیمہ میں آکے بیٹھے چونکہ رات ہو گئی تھی اب غزالان یہ فکر کرنے لگی کہ کیا تدبیر کروں کہ جو یہ امر بھی طے ہو جائے
کہ یہ صاحبقران آگ میں تشریف لیگئے تھے اب اسکی نسبت میں فساد آیا یہ اپنے خیمہ سے ہوا کے ساتھ ہو کے نکلی اور سب
اہل لشکر سے اپنے کو پوشیدہ کرکے طرف شہر لقینیہ کے روانہ ہوئی اپنے یہ تدبیر سوچتی کہ میں لقین کے پاس جاکر اس سے
دریافت کروں کہ یہ کیا امر ہے اگر وہ اسکو بیان کرے تو خیر ورنہ میں اسوقت اچھے سے اسے قتل کروں کیونکہ وہ اگر
غافل تو ہونگے گو کہ وہ صدق دل سے مسلمان ہوئی تھی مگر شیطان نے اغوا کیا کہ یہ خیال دل میں پیدا ہوا کہ اسنے
خیال کیا کہ اگر دراصل صاحبقران آگ سے زندہ نکل آئے ہیں تو میں خود بھی اسی طریقہ پر چلونگی جو کہ ہوں فر اخذ کیا
ہو رہیگی اگر یہ امر دروغ ہے تو میں ان سبکو حالت غفلت میں قتل کرونگی اور اپنے دوستوں کو لیکر اپنے مقام پر چلی جاؤنگی
گو وہ مسلمان ہوں میں اسکو اپنے طریقہ پر لے آونگی یہ خیال اور تصور کرکے یہ طرف شہر لقینیہ کے روانہ ہوئی مگر سحر سے
اپنے آپکو پوشیدہ کیا کسیکو نظر نہ آئی شہر میں پہونچی کہ دیکھا کہ تمام شہر کی دوکانیں بند ہیں ایک دو آدمی راستہ
چل رہے ہیں پہرہ چوکی پھر رہا ہے کوتوال روند لیے ہوئے گھوم رہا ہے صدائے حاضر باش و ناظر باش کی
بلند ہو رہی ہے یہ سنکے نگاہوں سے اپنے کو پوشیدہ کیے ہوئے محل شاہی کے قریب پہونچی پر پرواز پیدا کرکے
بالائے بام محل آئی یہ دریافت کیا کہ کس مقام پر لقین ہے جب معلوم ہو گیا اسنے محل میں جانا مناسب نہ دیکھا کہ
کچھ لوگ جاگتے اور کچھ سو رہے تھے پہرہ چوکی خوب تھا پس آہستہ ایک سحر کیا یکایک ہوا سرد چلی جو کہ عورتیں
اور کنیزیں جتنی تھیں پہرے پر تھیں وہ ہوا لگکر سو گئیں اسنے پنجہ اٹھا کر سحر سے اسی مقام پر پھینکا اور کہا کہ
اے پنجہ تو لقین کو اٹھا لا وہ پنجہ اسیر ہوتا جہاں لقین تھا لقین کی کمر میں پڑا اور اسکو اٹھا کر بالائے آسمان
لیگیا یہاں لقین کی جو آنکھ کھلی تو یہ دیکھا کہ میں بالائے ہوا چلا جاتا ہوں پس یہ خوف ہوا کہ یہ کیا امر ہے یہ تو بنا
واقعہ ہی پس یہ خیال کرکے آنکھ بند کرلی ادھر غزالان نے بعد روانہ کرنے پنجہ کے سحر سے ایک مسند طیار
کی تھی اسکو فرش پر بچھا کر اور کل سامان مہیا کیا کہ وہ پنجہ لقین کو لیکر پہونچا چونکہ اسکی آنکھ تو کھل چکی تھی اور
کوئی زیادہ بلندی پر جاتا نہ تھا کہ یہ مشوش ہو جاتا مگر صرف خوف سے آنکھیں بند کیے ہوئے تھا جب پنجہ نے
لاکر سامنے غزالان کے رکھا اور اسکو ثابت ہوا کہ کسی مقام پر پہونچا ہوں پس اسنے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ زمین
ایک مقام پر لیٹا ہوں اور سامنے ایک عورت بہت حسین و خوبصورت بیٹھی ہے چونکہ یہ چالاک رہا تھا یہ دیکھکر

آتے ہی سویرے یہاں تک کہ وہ رات تمام ہوئی یہاں بادشاہ نے برآمد ہوکر دربار فرمایا صاحبقران تشریف لائے کل سرداران
حاضر دربار ہوئے اسپہدار اپنے مقام پر بیٹھے سہراب جادو بھی آکر بیٹھا اودھر خواجہ نے آکر ایک رقعہ صاحبقران کے ہاتھ
میں دیا اُسکا مضمون یہ تھا کہ گلین غزالان پر عاشق ہوئے ہیں اور وہ بھی آپکی طرف سے کسیقدر مائل ہوئی ہے لہذا
یہ امیدوار ہوں کہ ان دونوں کا عقد کرا دیا جاوے یہ کار ثواب ہے یہ رقعہ صاحبقران پڑھکر مسکرائے اور بادشاہ کو دیا بادشاہ
نے بھی یہ رقعہ پڑھا اودھر صاحبقران نے خواجہ سے مسکرا کر کہا کہ تمکو بھی ضرور کچھ ملا ہوگا جو تم کوشش کرتے ہو کہ
تم نے گلین سے پانچ ہزار لیے ہونگے اسکے لیے اور یقین ہو نگاہ کرکے لیا ہوگا کچھ غزالان سے لیا ہوگا خواجہ نے کہا کہ اے
صاحبقران مجکو کچھ نہیں بلا غرض بسبب کار نیک کے ثواب ہوگا اسوجہ سے کوشش کرتا ہوں ورنہ مجکو کیا ضرورت تھی یہ
دوڑا دھوپ گمان ہے صاحبقران نے فرمایا کہ میں نہ مانونگا جبتک انکار کردو یا ہی نہیں کریں کہ تمھارا نہ ہو تم اور بھی تو
کوشش کی خواجہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ بہت تعجب ہے حق بات ہے تمھارا ہزار روپیہ دے دیتا ہوں تو آپ کیا کرینگے کیا صرف ہوا کوئی آنہ بھی
خزانے سے ملتا ہیں جہان کوئی کام میں نے کیا اب تک بیس ہزار سے کم کا نشروع کیا کہ روپیہ لاؤ یہ لا صاحبقران
ہنسکر فرمانے لگے کہ تم اسقدر برہم کیوں ہوتے ہو اگر ملا کچھ نہیں تمہیں سے دونگا یا کچھ اور خوش ہونگا خواجہ نے کہا کہ جی
ہاں آپ ایسے ہی تو خوش ہوتے ہیں میں ابھی تو جاتا ہوں سیم جل جائیگا نہیں ملا ہے تو پیسہ ہے کہاں ہے آخر اسکا اور معلوم
ہو آخر معلوم کیا حال ہوتا صاحبقران نے فرمایا کہ معلوم ہوا کہ میں جانتا ہوں اس سبب سے تجھ سے پوشیدہ کرکے
خیر معلوم ہو جائیگا یہ کہکر فرمایا کہ اے خواجہ میں نے جو جشن کہا ہے اسی جشن میں ان دونوں کا عقد بھی کر دونگا کہ یہ
یہ موقع بہت اچھا ہے یہ سنکر خواجہ نے طرف گلین کے دیکھا اور کہا کہ لو مبارک ہو تمھارا کام ہو گیا یہاں غزالان بھی تیار
ہوکر اپنے خیمہ سے اسوقت دربار میں آئی جبکہ یہ گفتگو ہو چکی تھی اور سہراب نے قرار پایا تھی ادھر گلین بھی جب سج کر تیار
ہوا اور دربار میں آیا سرداروں کو ہمراہ لیکر طرف بارگاہ صاحبقران کے چلکر داخل بارگاہ ہوا بادشاہ و صاحبقران
کو مجرا کیا اور قواعد شاہی بجالایا کرسی مرحمت ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا تمام اسکے سردار حسب مراتب بیٹھے چونکہ صاحبقران
نے وہ دن مقرر کیا تھا کہ آج سے سامان جشن کیا جاوے حکم دیتے تھے کہ سامان جشن ہو چکا تھا اہلکاروں نے آکر
عرض کیا کہ سامان جشن سب تیار ہے محفل نشاط ترتیب دے چکے ہیں آج شام سے جشن شروع ہوگا صاحبقران نے فرمایا
کہ اچھا یہاں تک کہ دربار برخاست ہوا امرائے لشکر و سرداران گلین خیمہ پر آئے گلین اُن خیموں میں گیا اور سب
اپنے اپنے مقام پر گئے غزالان اپنے خیمہ میں گئی کہ صاحبقران نے اپنے مقام پر پہونچکر غزالان کو طلب کیا چوبدار
نے آکر غزالان سے کہا کہ صاحبقران نے طلب فرمایا ہے غزالان اُسی وقت طرف خیمہ صاحبقران کے چلی ادھر
صاحبقران نے چند عورتیں اہل لشکر کی ناموس سے طلب کیں اور کہا کہ میں نے غزالان کو طلب کیا ہے تو اسکا امتحان کرو
کہ وہ بھی راضی ہے یا گلین سے عقد کرنے پر راضی نہیں خواجہ نے مجکو دھوکا دیا ہے یہ سمجھا کے ان عورتوں کو صاحبقران نے حکم دیا
کہ ٹھہری رہو کہ غزالان آتی ہوگی میں نے اُسکو طلب کیا ہے کہ غزالان آکر پہونچی صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ اُس گھر میں جاؤ وہاں جو وہ پہونچی تو دیکھا کہ چند عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں اسنے انکو سلام کیا انھوں نے جواب
سلام دیا باہم ملیں خوب تپاک بڑھایا کیونکہ انکا قاعدہ ہے کہ یہ لوگ ایک آن میں تپاک بڑھا لیتے ہیں اور ایک آن میں کچھ بھی
کوئی بات نہیں ہے جب خوب مل گیا اسوقت جو کچھ کہ صاحبقران نے تعلیم کیا تھا غزالان سے دریافت کیا پہلے تو اُسنے
سر جھکا لیا شرم سے جب انھوں نے بہت پریشان کیا تو کہا کہ صاحبقران کو اختیار ہے دوسرے خواجہ صاحب کو کچھ انکے کہنے
سے کوئی عذر نہیں ہے اس طور سے کہا کہ ثابت ہو گیا کہ رضامندی ہے یہ سنکر وہ عورتیں اور باتیں کرنے لگیں کہ غزالان نے ان سے کہا
کہ میں باہر جاتی ہوں یہ تو معلوم ہو کہ صاحبقران نے کیوں طلب فرمایا ہے یہ کہکر اسکے بلکہ باہر آئی یہاں جو پہونچی تو معلوم ہوا کہ
صاحبقران آرام فرماتے ہیں اپنے خیال کیا کہ اسی امر کے لیے طلب فرمایا تھا پھر یہ خیال کرکے اپنے خیمہ میں آئی اور خاموش

یہاں سے جلد سمندر پر پہونچ جائیگا یہ تو میری رائے ہے اگر کوچ فرمایا جاسکے تو اس راہ سے اور جو کچھ راہ کہ جسکا مین نے ذکر
نہین کیا کیونکہ وہ دریا کی طرف سے ہے صاحبقران ولشکر صاحبقران کو اس راہ مین تکلیف ہوگی اور یہ راہ سب سے نزدیک
دور ہے اسی سبب سے مین نے اسکا ذکر نہین کیا یہ تقریر غزالان کی سنکے لقیس نے کہا کہ بلکہ تم خوب واقف ہو میری بھی یہی
رائے ہے اور مین بھی یہی رائے دیتا ہون صاحبقران نے یہ سنکے بادشاہ سے فرمایا کہ آپکی کیا رائے ہے آپ نے سب حالت
سنی بادشاہ نے جواب مین فرمایا کہ چونکہ یہ لوگ بخوبی واقف ہین انکے مثل کوئی نہین واقف لہذا انکی رائے پر عمل کرنا
بہت مناسب ہے پیش خیمہ طرف صحرا سیہ سنگ روانہ فرمایا جاے یہ سنکے لقیس نے عرض کیا کہ میری ایک رائے یہ ہے کہ آپ اس امر کو
بھی خیال فرمائین کہ صحرا سب شاہ کے پاس گو لشکر قلیل ہے مگر دو سپہ سالار اسکے ایسے زبردست اور قوی تن ہین جو کہ
تنہا لاکھون سے مقابلہ کرتے ہین صحرا سب شاہ انھین کے بھروسے پر حکومت کرتا ہے انکے سبب سے کوئی اسپر استیلا
پیدا نہین کر سکتا ہے خود سمندر جادو باوجودیکہ ساحر ہے مگر حملہ نہین کرتا ہے پس جب اسکو خبر ہوگی تو وہ ضرور مقابلہ کریگا
انھین کے بھروسے پر اگر صحرا سب شہ کے حدود مین ہوگیا تو جبکہ وہ مانع ہوگا آپ سے جو مقابلہ ہوگا اور کسی مین انکی قوت نہین
ہے صحرا سب نے کہا کہ بیشک بیکار کچھ ہے جب کہ سمندر جادو کمک کا ارادہ کریگا تو پہر ایک سپہ سالار اسکا مقابلہ کریگا مگر یہان صحرا سب
فوج سے مقابلہ ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ اس سے کچھ خوف نہین ہے خدا تعالی بزرگ است جو جب مصرعہ دشمن اگر قوی
نگہبان قوی تر است پس مین پیش خیمہ روانہ کرتا ہون یہ فرماکر یہ خیال کرنے لگے کہ کسکو پیش خیمہ لیکر روانہ کرون کیونکہ
جو کہ سپہ سالار اسکے بہت ہین اگر سنا ہے کہ وہ بہت قوی ہین ایسے شخص کو پیش خیمہ لیکر روانہ کرون جو کہ زبردست ہو اور مقابلہ
کیسکے جو سپہ سالار ہے اور وارد بارگاہ ہے وہ ایسا زبردست نہین ہے یہ خیال کر رہے تھے ابھی کوئی خیال مین نہین آیا تھا
کہ یکایک صحرا سے گرد بلند ہوئی کہ جسکے سبب سے تمام میدان تاریک ہوگیا کہ وہ گرد قریب لشکر اسلام شق ہوگئی درات
گرد سے سات نشان سرخ کہ جنکے پھریرے پر قولہ خداوند کریم و فتح مسلمان برحق تحریر تھی نمودار ہوئی انکے عقب مین اور سامان
سواری وجلوس سواری اسکے بعد ایک پہلوان مرکب قوی پر سوار ہاتھ پاؤن بھی بہت قوی تن و توش مین مثل عادی کے
عقب مین ہزار سوار قوم عاد سے چلے آتے ہین انکے عقب مین آثار بارگاہ وغیرہ کا یہ دیکھکر صاحبقران نے بادشاہ سے فرمایا
کہ یہ لشکر تو خدا پرستونکا معلوم ہوتا ہے مگر یہ معلوم نہین سردار لشکر کون ہے آجتک اسکو نہین دیکھا کہ یہ کون سردار ہے ہرکارہ دوڑاکر دریافت
کیا جاے کہ خبر لائین بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ کو حکم دیجیے صاحبقران نے خواجہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خبر منگاؤ یہ سنکے
صاحبقران سے خواجہ نے ہرکارہ روانہ کیے ادھر سے ہرکارہ چلے ادھر سے سردار لشکر نے جو دیکھا کہ ایک لشکر پر زور کشش ہے
نشانون پر تعریف خدا مرقوم ہے انسے بھی ہرکارے برائے خبر روانہ کیے کہ جا کر خبر لاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے وہ ہرکارے اس لشکر اسلام مین
آکر دریافت کر گئے اور نہایت خوشی جا کر اپنے سردار سے عرض کیا کہ خداوند آج ہماری منزل تمام ہوئی آپ جسکو چاہتے تھے یہ وہی لشکر ہے
لشکر صاحبقرانی ہے یہ سنکے اس سردار نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ اسی مقام پر ٹھہرو مین خدمت صاحبقران مین جاتا ہون اور
قدمبوسی حاصل کرتا ہون راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ لشکر ہے جبرئیل بن عادی کا ایک جزیرہ ہے کہ اسکو جبرائیل کہتے ہین یہ بہا
جزیرہ ہے ایک مرتبہ عادی لشکر صاحبقران اول سے زخمی ہوکر نکل گئے تھے تو اس جزیرے مین پہونچے تھے اتفاق سے اس
جزیرہ کا حاکم صحرا مین شکار کو آیا تھا یہ جو زخمی بشدہ اس مین پہونچے کسی سبب سے مرکب پر سے گر کے مرکب جو سے لگا یہ زخم
بڑے ہوسکے تھے وہ حاکم کہ نام اسکا قدیم تھا مگر آفتاب پرست تھا شکار کرتا ہوا اس مقام پر پہونچا عادی کو دیکھا اسکو انکے حال
پر رحم آیا انکو اٹھا کر اپنے خیمے مین لایا جراح کو طلب کیا انکے تاسنکے دوا اسکے زخم دونہی کرائی انکو ہوش آیا دیکھا کہ خیمے مین پایا وہ
ایک بادشاہ کو بالین پر بیٹھے ہوئے دیکھا مگر عادی نے بہ مصلحت کچھ دریافت نہ کیا خاموش پڑا رہا صرف اتنا تو پوچھا کہ یہ کون
مقام ہے اس بادشاہ نے کہا کہ یہ جزائل ہے اسنے کہا کہ آپ کون ہین انھون نے جواب دیا کہ مین اچھا ہولون تو بیان کرونگا
وہ بادشاہ انکو لیکر اپنے جزیرے مین آیا انکا علاج کرنے لگا انکو پندرہ دن مین صحت ہوئی کھانے کو ملا غسل صحت کیا

ذریعے طور یاد دہی بیان کر دی گئی تاکہ یہ کوئی نہ خیال کرے کہ یہ داستان تو پہلے کسی جلد میں نہیں دیکھی اور یہ لڑکا کہاں سے عادی
کا پیدا ہوا بس ناظرین پر ظاہر ہو گیا کہ یہ اس طور سے پیدا ہوا تھا بس جب پیدا ہوا قیصر نے جبرئیل بن عادی نام
رکھا تھا بالکل مشابہ تھا عادی اپنے باپ سے بس قیصر نے بڑی دھوم سے چھٹی کی تھی بسم اللہ کی تھی یہاں تک کہ سن تمیز
کو پہونچا مثل اپنے باپ کے تن و توش بھی پیدا کیا قیصر نے بڑے بڑے صاحب فن نوکر رکھکر سپہ گری کی تعلیم کرائی تھی
کل فنون میں ماہر ہوا اپنی ماں سے اپنے باپ کا نام دریافت کیا تھا اسوقت اُسنے کل حال بیان کیا کہ تمہارا باپ
برادر رضاعی ہیں حمزہ صاحبقران کے عادی بن معدی کرب انکا نام ہے قلعہ تنگ رود اعل کے شاہزادے ہیں
لشکر اسلام میں بڑی عزت رکھتے ہیں داروغہ بارگاہ صاحبقران ہیں اُسنے عرض کیا کہ میں اپنے باپ کے پاس
جاؤنگا لشکر اسلام میں رہونگا اپنے نام اور آبرو کو ترقی دونگا اہل اسلام کی مدد کرونگا ماں نے کہا تھا کہ پہلے نسبت ہو
تو ہم کہیں اتنی قوت تو ہم پہونچا لے کہ بارگاہ صاحبقرانی میں عزت ہو وہاں تیرے باپ سے زیادہ زبردست ہوا
موجود ہیں مثل لندھور اور سرہنگ وغیرہ مالک کے دوسرے تیرا بھائی کرب غازی اور اولاد صاحبقران مثل عالم شاہ
و بدیع الزمان کے لشکر و بہر شیری کیا وقعت ہوگی یاں ان کو لشکر ہم کو یہ سنکر جبرئیل سلطان کو کچھ ہوا سب ہوا تھا
اسدن اپنے ہمسروں کو جمع کرکے اُنسے مشورہ کیا تھا کہ ہمارا قصد ہے کہ ہم یہاں سے نکل جائیں انہیں [illegible] نے اسکی
رائے کو پسند کیا تھا اُسنے ظاہر کیا تھا کہ ہمارا قصد ہے کہ میں لشکر جمع کرکے خدمت میں صاحبقران کے جاؤں اور
اُس بارگاہ میں عزت پاؤں تمہارے بھی بڑے مرتبے ہونگے ان لوگوں نے اسی سبب سے پسند کیا تھا بس یہ اسی کا
عمل [illegible] نکلکر انکو ہمراہ لیکر ایکطرف کو روانہ ہوا تھا جب صبح ہوئی تھی تو نانا اور ماں نے اپنی حالت بہت تباہ کی تھی آخر
کو صبر کرکے بیٹھ رہے تھے اگر انکی حالت کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ داستان چھوٹ گئی ہے اسکا ذکر قبل کی جلدوں میں مثل
لعل نامہ وغیرہ کے ہوتا تو بہتر تھا یہاں تحریر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے صرف یہ سمجھ لیا اسقدر کافی ہے کہ تحریر کیا
ورنہ ایسے ہیچ دھم کی بہت بڑی داستان ہے جبرئیل کے ملک حاصل کرنے کی یہ تو یہاں صبر کرکے بیٹھ رہی تھی ادھر جبرئیل
مع اپنے ہمراہیوں کے ایک شہر میں پہونچا تھا وہاں ایک قزاق رہتا تھا کہ نام اسکا طالب [illegible] تھا اُسکے ہمراہ دس
ہزار کا لشکر تھا اُسنے اسکو آکر گھیرا تھا اور مقابلہ ہوا تھا جبرئیل نے اُسکو زیر کیا تھا اُسنے اطاعت کی اور قزاقی ترک کی
یہ اُسکو ہمراہ لیکر اورطرف روانہ ہوئے تھے ایک ملک عادیوں کا ملا تھا وہاں مقابلہ ہوا اُس ملک کے بادشاہ کا نام اسکا
عمود عاد تھا زیر کیا تھا وہ بھی مسلمان ہوا تھا دس ہزار سے وہ بھی ہمراہ ہوا وہ کل شہر کو اسلام آباد کیا تھا بعد
سے انہوں نے دس برس کے عرصہ میں چھ ملک فتح کیے تھے تین ملک تو تین بھائیوں کے کہ نام انکے عالم و سلیم و قاسم تھا
ان تینوں دس دس ہزار سے مسلمان ہوئے تھے اور ایک ملک سلطان کوہ شیشین کا کہ اسکا ملک کوہ پر واقع ہوا تھا یہ بھی دس ہزار
سے شریک ہوا تھا جب جبرئیل کے پاس ساٹھ ہزار کا لشکر ہو گیا تو اپنے نانا کے ملک میں پھر آیا قیصر کو خبر پہونچی کہ تمہارا
نواسا مع لشکر آتا ہے اور بڑی شوکت حاصل کی ہے اُسنے یہ سنکے بڑی خوشی کی اور استقبال کرکے لے گیا تھا ماں سے ملا تھا
اُسکے بعد ماں سے کہا کہ اب میں لشکر میں صاحبقران کے جاؤں ماں نے کہا تھا کہ اب جاؤ کیا سنا گیا ہے کہ صاحبقران
اول تو خانہ کعبہ میں تشریف لیگئے صاحبقران ثانی لشکر کے افسر [illegible] ہیں تمہارے باپ نے بھی انتقال کیا خیر جاؤ مگر اب
کوئی لطف نہیں ہے یہ سنکر اپنے باپ کا بڑا رنج کیا تھا اب یہ کوئی دس برس تک خانہ نشین رہا یعنی اپنے نانا کے ملک میں تھا
اب اسکو خیال آیا تھا کہ چلو یہاں گھر سے کیا حاصل کیونکہ یہ تو ثابت ہو گیا کہ والد انتقال کر چکے ہیں چلو لشکر اسلام کے
شریک ہو کر جہاد کریں تاکہ خدا خوش ہو اور معلوم ہو کہ عادی کا یہ لڑکا ہے اب اسکا سن کوئی تیس برس کا ہوگا وہ یہ لشکر
ساٹھ ہزار کا لیکر چلا تھا آج دن اور ایسا فردن سے دریافت کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ اسکو خبر ملی تھی کہ لشکر اسلام طرف [illegible]
کے گیا ہوا اور بدیع الملک لشکر کے صاحبقران میں صاحبقران ثانی بھی خانہ کعبہ تشریف لیگئے ہیں یہ [illegible]

جو لشکر اسلام کی تلاش میں چلا ہے جزبیل بن عادی بھی تلاش کرتا ہوا اور راہ میں خبریں سنتا ہوا اسی مقام پر پہونچا
ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ بہت زبردست ہے پس جب اسکو معلوم ہوا کہ یہ لشکر صاحبقرانی ہے تو اسنے اپنا لشکر چھوڑ کر
قصد کیا کہ لشکر میں جا کر صاحبقران سے اون قدمبوسی حاصل کرے اور اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرے کہ مرتبہ اعلیٰ پاوے
ادھر ہرکاروں سے جو کہ بحکم صاحبقران خواجہ نے روانہ کیے تھے لشکر جزبیل میں پہونچے انھوں نے دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ یہ لشکر جزبیل بن عادی کا ہے تلاش میں لشکر صاحبقران کے آیا ہے وہ ہرکارے خبر لیکر بارگاہ میں آئے اور آکر
صاحبقران سے عرض کیا کہ خداوند یہ لشکر جزبیل بن عادی کا ہے آپکی قدمبوسی کے لیے آیا ہے بدیع الملک استاد
سنکر صاحبقران خوش ہوئے کہ یہ ہمکو بھی نہیں معلوم تھا کہ عادی کا کوئی لڑکا اور بھی ہے علاوہ اُن لڑکوں کے جو کہ ہمارے لشکر میں ہیں
بادشاہ نے فرمایا کہ ہوگا جیسا لشکر میں آئیگا تو معلوم ہوگا ادھر جزبیل داخل لشکر ہوا لشکر کی سیر کرتا ہوا اور دیکھتا ہوا کہ لشکر کیا ہے
ہی دریا ہے موجزن ہے کوسوں تک خیمہ و بارگاہ ہیں برپا ہیں کوسوں تک لشکر فروکش ہے بازار ہیں آراستہ ہیں ایک چہل
پہل ہے سوار و پیادے پھرتے ہیں یہ لشکر کی سیر کرتا ہوا در بارگاہ پہونچا چونکہ اب وقت گرم ہوگیا ہے تو صاحبقران
پردے گروا دیے ہیں کہ دھوپ سے تکلیف ہوتی ہے لیکن در گہ سالار سے کہا کہ اولاد میں عادی کی
تھا آکر عرض کیا جا کر صاحبقران سے عرض کرو کہ ایک غلام زادہ آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہے باریابی چاہتا
ہے در گہ سالار نے جو صورت دیکھی تو بالکل عادی کی صورت سے مشابہ پایا کوئی فرق نہ تھا جسم کی قوت میں بھی فرق
تھا کہ یہ بھی بہت قوی الجثہ تھا اگرچہ وہ فرق کہاں جو کہ عادی کی تھی اسکی صورت دیکھکر کہا کہ کیا آپ خاندان پہلوان
عادی سے ہیں اسنے کہا کہ تم جا کر عرض کر دو جو ہوں وہ ظاہر ہو جائیگا میں ابھی نہیں بیان کر سکتا ہوں در گہ سالار
یہ سنکے اندر بارگاہ کے آیا مجرا گاہ سے مجرا کیا اور عرض کیا کہ ایک پہلوان ہے کہ بالکل مشابہ عادی سے ہے اور معزز معلوم
ہوتا ہے در بارگاہ پر آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں غلام زادہ ہوں قدمبوسی کا خواستگار ہوں صاحبقران و بادشاہ نے فرمایا کہ
اسکو اندر بارگاہ کے لے آؤ اور حکم دیا کہ کرسی اسکے واسطے لائی جاوے در گہ سالار نے دریافت کیا کہ اسکے ہمراہ کوئی
اور بھی ہے یا اکیلا ہے عرض کیا کہ ایک چاکر ہمراہ ہے پس یہ سنکے صاحبقران نے کرسی طلب فرمائی در گہ سالار بیرون بارگاہ
آیا اور اسکو ہمراہ لیکر اندر بارگاہ کے گیا اسنے جو بارگاہ کو دیکھا تو بیشہ شیران پایا تمام بارگاہ سرداروں سے بھری ہوئی تھی
کہ ہر ایک ایسا اپنے وقت کا رستم و اسفندیار معلوم ہوتا ہے ان سرداروں کو دیکھکر اپنی پہلوانی کو بھول گیا بالکل
اسنے اپنے دل میں کہا کہ میری کیا اصل ہے ان سبکے روبرو میری والدہ نے فرمائی تھیں کہ اس بارگاہ میں بڑے بڑے
پہلوان ہیں اور سردار عزیزان صاحبقران کو جو دیکھا کہ پہچانا نہ تھا مگر طریقہ اور برابر بیٹھنے سے سمجھا کہ یہ عزیز ہیں
قرینہ و شکل سب سے بالا دست بیٹھے ہوئے تھے اسنے اس بارگاہ کو دیکھکر اپنے دل میں بہت تعریف کی
پیشتر سے پہلے بادشاہ و صاحبقران کو مجرا کیا صاحبقران کو جو دیکھا تو اور خوش ہوا بادشاہ کا تو جلال دیکھ کر خوش ہو گیا
ایسی محبت پیدا ہوئی کہ جسکی حد نہیں ہے بادشاہ و صاحبقران نے مجرا لیکر حکم کرسی پر بیٹھنے کا دیا یہ سلام کر کے
کرسی پر بیٹھ گیا سب سرداروں سے صاحب سلامت کی اب جو سرداروں نے اور عزیزوں نے صاحبقران کے اور
خود صاحبقران و بادشاہ نے اسکو دیکھا تو سامنے تصویر پہلوان عادی کی پھر گئی کہ پہلوان عادی یاد آگئے کہ گویا عادی بیٹھا تھا
بیٹھ چکا تو صاحبقران نے فرمایا کہ تم کس خاندان سے ہو جزبیل نے اپنی کل حالت بیان کیا اور ایک انگشتری جو کہ عادی نے
اپنی زوجہ جمیلہ کو دیا تھا کہ جب تمہارے یہاں اولاد پیدا ہو تو اسکے بازو پر باندھ دینا کہ اس سے اسکی پہچان ہو جمیلہ
نے ایسا ہی کیا تھا جب چلنے لگا تھا تو اسنے کہدیا تھا کہ جب تم خدمت صاحبقران میں پہونچنا اور قدمبوسی حاصل
کرنا تو یہ ایک پیشکش کرنا اور عرض کرنا کہ نشانی رکھتا ہوں اسکی اولاد ہونے کی راوی نے بیان کیا ہے کہ جزبیل نے
سب حالت عرض کر کے وہ انگشتری نذر شاہی سے گذرانا اور عرض کیا کہ یہ نشانی ہے چند سردار و عزیز صاحبقران انکو بیچ میں تھے پاس بیٹھا

۴۰

نے وہ بکیہ انکو دیا کہ آپ لوگ اسکو پہچانتے ہیں کہ یہ بکیہ کسکا ہے انکے کہنے پر عمل نہ فرمائیگا ہر ایک نے وہ بکیہ دیکھا اور بتقسیم خدمت
بادشاہ میں عرض کیا کہ یہ بکیہ ضرور پہلوان عادی کا ہے اور ایک لفافہ بھی جبرئیل نے پیش کیا جو کہ اُس بکیہ کے ہمراہ تھا
یعنی وہ بکیہ اور لفافہ ایک ہی پارچہ میں تھا اگرچہ وہ کاغذ موم جامہ کیا ہوا تھا جبرئیل نے عرض کیا کہ یہ کاغذ بھی حاضر ہے گو
اسکو تعویذ تصور کرتا ہوں مگر ہمراہ اس بکیہ کے ہے اور یہ بازو پر بندھا ہوا ہے اور بسبب اسکے میں نے عرض کیا جب اسکو
اسکے ہمراہ دیکھتا ہوں گو میری ماں نے صرف بکیہ پیش کرنے کو مجھسے کہا تھا اس تعویذ کو نہیں کہا تھا مگر میں پیش کرتا ہوں آپ
اسکو کھولکر ملاحظہ کریں اگر تعویذ ہے تو میں اسکو بدستور پہنونگا اگر تعویذ نہیں ہے کوئی ذکر اور کاغذ ہے تو پھر کیا ضرورت ہے اسکا
بکیہ کے ہمراہ ہونا تو دلیل ہے کہ یہ بھی کوئی سند ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ عادی نے ایک کاغذ کل اپنی حالت کا تحریر کرکے
اور جو کچھ یہاں کام کیا تھا اور جو امر کہ گذرے تھے اپنے خط سے تحریر کیا تھا اور یہ بھی تحریر کیا تھا کہ جو کوئی اس کاغذ کو دیکھے اور
میرے خط کو پہچانتا ہو تو یقین کرے کہ میرے خط کا ہے اگر یہ خدا لڑکا ہوا تو میری اولاد سے لیکر لشکر صاحبقران میں پہنچے
چونکہ میں اس جزیرہ میں گرفتار ہو گیا تھا یہاں میں نے قیصر کو مسلمان کیا تھا اسنے اپنی دختر سے میرا عقد کیا تھا وہ حاملہ
ہوئی تھی اس سے اگر اولاد ہو وہ کاغذ اسکے پاس رہے اور اہل اسلام یا صاحبقران کو دکھائے ہوا وہ میں لشکر میں پہونچا
تو اسی مضمون کا ایک کاغذ اور ایک اسکے ساتھ کا بکیہ میں یہاں سے جاؤنگا خزانہ شاہی میں بحفاظت رکھوا دونگا
مہر اپنی کردونگا لہذا اسکو خزانچی سے طلب کرکے دیکھ لیا جائے تاکہ یہ مضمون ثابت ہو یہی اپنی زوجہ کو موم جامہ کرکے دیا تھا کہ
مولود کے بازو پر باندھ دینا ہمراہ اس بکیہ کے اور اس سے کہدینا کہ تم جب لشکر صاحبقران میں جانا اگر تمہارے باپ ہوں
تو انکو بکیہ اور کاغذ دینا اگر وہ نہوں تو جو کوئی بادشاہ ہوا اسکو دینا چونکہ یہ کہنا بھول گئی تھی اسوجہ سے بات کہ جبرئیل نے
وہ کاغذ بھی پیش کیا بادشاہ نے موم جامہ اسکا علیحدہ کرکے کاغذ کھولا اور ملاحظہ کیا تو وہ مضمون مرقوم پایا صاحبقران کو
دکھایا پس صاحبقران نے ملاحظہ کرکے خزانچی سے فرمایا کہ دیکھو خزانہ میں کوئی اس قسم کا بکیہ ہے اور موم جامہ کیا
ہوا کاغذ رکھا ہے چونکہ وہ خزانچی تو مرچکا تھا اسکی اولاد میں تھا اسنے تلاش کیا پایا ایک صندوقچہ میں رکھا تھا کہ اسپر
چٹ بھی تحریر تھا کہ یہ امانت پہلوان عادی کی ہے اور صندوقچہ پر پہلوان عادی کی مہر بھی تھی یہ دیکھکر وہ خزانچی اس صندوقچہ کو
اٹھا لایا اور عرض کیا کہ ایک تو یہی لایا ہوں یہ صندوقچہ موجود ہے اسپر یہ تحریر ہے کہ یہ امانت پہلوان عادی اسکو خود آکر
ملاحظہ فرمائیں صاحبقران نے صندوقچہ لیکر اسکو کامہ سے کھلوا کیونکہ اسکی کلید نہ تھی مگر خزانچی کو نہ یاں اسکا
تھا انہیں سے ایک کامہ سے وا کیا جب کھولا تو اسکے اندر سے ایک بکیہ اسکے ساتھ کا اور ایک کاغذ موم جامہ کیا ہوا رکھا تھا اسکو
جو کھولکر دیکھا تو اسمیں بھی وہی مضمون تھا جو کہ اُس کاغذ میں تھا بلکہ اسقدر اور زیادہ تھا کہ فلاں تاریخ میں اس جزیرہ میں پہنچا
اسنے عرصہ تک میرا علاج کیا گیا فلاں تاریخ تک غسل صحت کیا اسکے بعد فلاں تاریخ میں نے دیو کو قتل کیا اور قیصر کو مسلمان
کیا اور کل اہل جزیرہ کو فلاں وقت میں میرا عقد ہوا اور میں اس سے ہم بستر ہوا وہ تیسرے مہینے حاملہ ہوئی تھی یقین ہے کہ لڑکا یا لڑکی
ہو میں اسکے ساتھ کا ایک کاغذ لکھکر اپنی زوجہ کو دے آیا ہوں تاکہ نشان رہے جب وہ آئے تو کوئی اسوقت اسکی تنقیح
میں نہ واقع ہو اسی سبب سے میں نے ایک بکیہ اور اسی مضمون کا کاغذ لکھکر خزانہ شاہی میں رکھا ہے جو کہ میں لکھکر اپنی
زوجہ کو دے آیا ہوں پس لازم ہے مجھکو اور جو کوئی اسوقت میں صاحبقران یا بادشاہ ہو خواہ میں ہوں خواہ نہوں جو بکیہ
اور کاغذ لائے اور اسکا کاغذ اور بکیہ کے مطابق ہو خواہ وہ قسم ذکور سے ہو خواہ اناث سے مگر مسلمان ہو تو میرا فرزند خواہ دختر
تصور کیا جائے اگر کافر ہو تو اسکو زیر کرکے مسلمان کیا جائے اگر وہ مذہب اسلام قبول کرے تو بہتر اور اگر قتل کرنے کی
ضرورت ہو اور مذہب اسلام نہ قبول کرے تو قتل کیا جائے مگر حالت کفر میں زندہ نہ چھوڑا جائے پس جب یہ مضمون صاحبقران
و بادشاہ پر ظاہر ہوا تو صاحبقران اور بادشاہ نے فرمایا کہ اہل دربار یہ لڑکا عادی کا ہے بیشک جبرئیل اپنے دلمیں
بہت خوش ہوا اور شکر اپنے پروردگار کا کیا کہ بادشاہ نے بخوبی پہچان لیا پھر جبرئیل نے کرسی پر

مع کل لشکر کے کوچ فرمایا بخوف طوالت خیمہ وغیرہ اور بارگاہیں ہمراہ لشکر ہیں پیش خیمہ بھی جو کہ آگے روانہ ہوا ہو طریقہ یہ
تھا کہ ایک منزل کے فاصلہ سے پیش خیمہ آگے روانہ ہوتا تھا مگر صاحبقران نے آج ہی پیش خیمہ روانہ کیا اور خود بھی
مع لشکر و بادشاہ کے کوچ فرمایا شب سامان تھا کہ سرخ و سبز نشان کھلے ہوئے باجے جنگی بجتے ہوئے سرے کے سرے
سواروں کے غول کے غول پیدلوں کے ساتھ جاتے تھے لشکر تھا کہ سمندر کی موج تھی قریب ایک کروڑ کے ساتھ تھی
جھنڈال کو یہ حکم تھا کہ ایک منزل کے فاصلہ پر جا کر قیام کرنا وہ بہت جلد بارگاہ کو لیکر چلا گیا صاحبقران لشکر لیکر
خوشی خوشی طرف سمندر کے کوچ فرماتے ہیں راہ طے کرتے ہوئے جاتے ہیں انکو راہ میں رکھا جاتا ہو اور چند کل
کو بھی اب کچھ حال ہمراہیان غزالان اور ان فراریوں کا لکھا جاتا ہو جو کہ شہر یقینیہ سے فرار کر گئے تھے اسکے بعد
انشاء اللہ پھر یہی داستان تحریر ہوگی +

شمہ حال ہمراہیان غزالان کا انکا جا کر سمندر جادو کو غزالان کے حال کی خبر کرنا سمندر و گلاب کا
اسکا غم کرنا اسکے امور تعزیت سے فراغت کر کے پھر نامہ تحریر کرنا اور تاکید کرنا کہ بہت جلد آؤ کر ان
لوگوں کا یہ بھی کہنا کہ جو برای مدد کے طرف یقینیہ کے گئے تھے اور بیان کرنا کہ یقین نے مذہب اسلام
قبول کر لیا تمام شہر خدا پرست ہوا بلکہ وہ سردار بھی مع لشکر خدا پرست ہوئے جو کہ حضور نے ہمراہ
مدد یقین روانہ کیے تھے صرف ہم لوگ نہیں مسلمان ہوئے اور موقع پا کر آپکی خدمت میں حاضر ہوئے
کہ آپکو خبر کریں یہ سنکے سمندر کا عشاق سے کہنا کہ اوستاد کیا کیا جائے اسکا دریافت کر کے سمندر کو
کہنا کہ وہ طرف سے ان ملکوں کے ادھر کو آتا ہو کہ جدھر ساحروں کی عملداری ہو لہذا ان سب کو
بتاکید تحریر کرو کہ جہاں تک ممکن ہو روکیں سمندر کا نامے تحریر کرنا و دیگر حالات داستان ہٰذا

راویان اخبار خیر رنج و غم لوت صفحہ قرطاس پر تحریر کرتے ہیں کہ ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ داستان جلد اول میں بیان
ہوئی تھی کہ جب مہتر قران ثالث غزالان کو عیاری کر کے اس درہ میں ایک طرف لیکے لشکر کے روانہ ہوئے
تھے اور اسکی شکل ایک کسان کی بنا کر قتل کر کے چھوڑ گئے تھے یہ تو ادھر روانہ ہو گئے تھے ادھر اسکے ہمراہی
تلاش کرتے ہوئے اس درہ میں آئے تھے لاش لٹکی کو دیکھ کر بہت پریشان ہوئے اور اسی لاش کو لیکر طرف سمندر
کے روانہ ہوئے تھے یہ بیان ہو چکا ہو اب وہی داستان بیان ہوتی ہو کہ یہ لوگ روتے ہوئے سر پیٹتا کہ ڈالتے
ہوئے راہ طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں یہ تو ادھر کو جاتے ہیں دربار سمندر کا حال ملاحظہ ہو یہ بعد روانہ کرنے
سرداروں و غزالان کے خوش بیٹھا ہی کہ لشکر اسلام میں کوئی ساحر نہیں ہو جو مقابلہ کریگا غزالان ساحرہ نہایت
ہوشیار ہو جاتے ہی پہلے اسم اعظم بند کر لیگی پھر سحر کر کے سب کو بیکار کر دیگی کہ یہ سردار و یقین و دونوں باہم ملکر خونریزی
کرینگے خواہ دن کو خواہ رات کو غرض سب کو قتل کر ڈالینگے معلوم ہوا کہ اس مقام پر خدا پرستوں کی تباہی کی
اقبال کا ادبار تھا پیکینا ہی یقین کی قسمت کی تھی خیر کوئی کام ہو تو انکی بربادی سے غرض ہو [illegible] اہل دربار سے
گفتگو کرتا ہو عشاق اپنا بندوبست کرتا ہو اور کر چکا ہو جب سمندر یہ گفتگو کرتا ہو تو عشاق یہ کہتا ہو کہ اگر حمزہ
یہاں بھی آجائینگے تو جانبر ہو کر نہ جا سکینگے اگر کروروں ہونگے تو ایک بھی زندہ نہ بچیگا یہی تقریر ہو رہی [illegible]
سمو گلاب جادو اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھی ہی سنا کرتا ہو مگر یہی خیال ہر وقت رہتا ہو کہ دیکھیے کب آتی ہیں

خرابی یہ ہی کہ عیاروں سے سامنا ہی وہ لوگ بلا کے ہیں جب والد اپنے نے بہ دست ساحر کو قتل کیا سحوان وغیرہ ساحران اپنے
ساحران نامی کو مارا دریا سے سبز رنگ برباد ہوا تو یہ کہا ہی خداوند تصویر اسکی جان بچا یہی لاکر یہ سب ملازمین تو ہم کیا
اسکو یہ فکر ہی جب مکان پر دربار سے جاتا ہی تو ان سے یہ گفتگو کرتا ہی کوئی دس دن کا عرصہ گذرا ہوگا کہ یہ دربار
میں بیٹھا ہوا ہی سمندر اپنے تخت پر عشاق اسکے برابر کرسی پر بیٹھا ہی اور ساحروں سے کچھ ذکر اہل اسلام کا
ہو رہا ہی عشاق کہہ رہا ہی کہ جو ساحر قتل ہوئے وہ اپنی نادانی سے قتل ہوئے کسیکو عقل نہ تھی اگر ہوشیار ہیں
تو کیا کرینگے دیکھنا کہ جب وہ یہاں آئینگے تو کیا بلائیں نازل ہوتی ہیں اور کیونکہ قتل ہوتے ہیں اور عیاری کیا کام
دیتی ہی کہ وہ لوگ روتے پیٹتے ہوئے کہ معشوقہ علی الاسق عزالان کی لیکے چلا تو شہر میں پہونچے راہ طی کرکے در دولت پہ
آئے اور اندر چلے انکے رونے کی صدا جو گلاب سمندر کے کان میں پہونچی تو سمندر نے کان کھڑے
کیے اور عشاق سے کہا کہ آپ ذرا توقف فرمائیے اور سنیے کہ رونے کی صدا در دولت کی طرف سے کسی کی
آتی ہی در اصل صدا اسکو یہ ہی کہ کچھ اور شور و غل ہی یہ سنکے عشاق خاموش ہو رہا سمندر نے اہل دربار سے
کہا کہ ذرا تم بھی سنو کہ گلاب نے عرض کیا کہ آپ بجا فرماتے ہیں میرے بھی کان میں آئی ہی بلکہ میں کیا عرض کروں
کہ اس صدا کے سننے سے میرے قلب کی کیا حالت ہی بہت بیقرار ہو خداوند تصویر خیر کرین کوئی خبر بد سننا ہی
یہی تقریر ہو رہی تھی کہ وہ لوگ سامنے سے ارتھی لیے ہوئے نمودار ہوئے اب جو سمندر و عشاق و گلاب و
دیگر اہل دربار نے دیکھا تو یہ پایا اور پہچانا کہ یہ تو وہ لوگ ہیں جو کہ ہمراہ ملکہ عزالان کے براے مدد لشکر میں خود ہی
شہر لقا کو گئے سمجھے اثر کیا آفت آئی کہ یہ اس حالت سے آتے ہیں اور یہ ارتھی کسکی ہی گلاب نے جو انکو دیکھا
تو سمندر سے کہا کہ خداوند اس ارتھی کو دیکھکر میرا قلب پھٹا جاتا ہی اور کلیجہ منہ کو آتا ہی مجکو عزالان کی خیر نہیں
معلوم ہوتی ہی سمندر نے کہا کہ ایسی بدشگونی نہ نکالو خداوند اسکو زندہ رکھیں یہ ارتھی کسکی ہوگی کہ یہ لوگ
اسکے ہمراہیوں سے ہیں اس سے یہی یقین ہوسکتا ہی کہ کوئی آفت اسپر آئی ہی کوئی اور مرگیا ہوگا ملکہ نے روانہ
کردیا ہوگا کوئی پریشان ہونے کی بات نہیں ہی پریشان نہو دوسروں کو اپنے ہمراہ پریشان نہ کرو کیا دیر ہی وہ
لوگ آگئے ہیں کوئی دم کی دیر ہی کہ ثابت ہوا جاتا ہی کہ وہ سب کے سب قریب ایوان کے آئے انہیں سے چند ساحر
ارتھی لیکر دربار میں آئے ارتھی قریب تخت سمندر جادو کے رکھدی اور یوں عرض کرنے لگے کہ خداوند ہم لوگ
ہم کو قزاق اجل نے صحرا کے لق و دق میں لوٹ لیا ہم کیا تدبیر کریں یہ کہکر رونے لگے اور اپنی جان کھونے لگے آہ
رونے سے سمندر و گلاب و عشاق و کل اہل دربار کی آنکھوں سے آنسو روان ہوئے کہ سمندر نے انسے
کہا کہ کچھ حال تو صاف طور سے بیان کرو کہ کیونکر لٹ گئے یہ ارتھی کسکی ہی کون مرگیا ہی انھوں نے کچھ جواب بھی نہ دیا
اسی طور سے رو رہے تھے تو سمندر نے برہم ہو کر کہا کہ ای حرامزادوں روئے جاتے ہو کچھ بیان نہیں کرتے تب
سمندر نے برہم ہو کر کہا تو انکی رقت کم ہوئی اب وہ لوگ اپنے حواس درست کرکے کھڑے ہوئے کہ گلاب نے
کہا کہ پہلے ملکہ عزالان کی خبر بیان کرو کہ وہ خیریت سے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم بیان کرتے ہیں یہ کہکر انھوں نے
یہ بیان کیا کہ ہم ملکہ عزالان کے ہمراہ روانہ ہوئے تین شبانہ روز برابر چلے گئے چوتھے روز لیکن قریب دوپہر ملکہ ایک
صحرا میں اتریں چونکہ وہ صحرا بہت پر فضا تھا مجکو بھی اترنے کا حکم فرمایا اب سب خاموش بیٹھے ہوئے کہ سن رہے ہیں ان
انھوں نے کہا کہ چونکہ تین دن کے تھکے ہوئے تھے اور ملکہ بھی پریشان تھیں تخت سے اتر کر ٹہلنے لگیں ہم سب کو حکم
فرمایا کہ تم لوگ بھی راحت لے لو کچھ کھاپی لو ابھی کوچ کرینگے تو تھوڑی دیر میں جا کر دم لینگے کیونکہ اب لقا تک کوئی ایک دو دن
کی راہ رہی ہوگا ہم لوگ بھی اتر کے کھانے پکانے لگے جب کھانا پک چکا تو کھانے بیٹھے ملکہ سیر صحرا کر رہی ہوتیں
ایک سایہ دار درخت کو دیکھ کر بیٹھ گئیں ہم لوگ اپنے کام میں مصروف تھے جب بہت عرصہ گذرا اور وقت کوچ کرنے کا آیا ہم نے خیال کیا کہ ملکہ

کرنے تشریف لیگئی ہیں ابھی تک واپس نہیں آئیں اسکا کیا سبب ہے ہم چند آدمی تلاش کرتے ہوئے چلے اُس صحرا میں
ایک درہ تھا کہ اُسکے اندر گئے کہ گلاب نے یہانتک سنکے کہا کہ تم اپنی حالت بیان کرو پہلے یہ بتاؤ کہ ملکہ خیر سے
ہیں انھون نے جواب دیا کہ ہم وہی حالت بیان کرتے ہیں آپ سماعت فرماتے جائیں یہ سنکے گلاب خاموش ہو رہا
کہ انھون نے کہا کہ ہم جو اُس درہ میں پہونچے اور سیر کرتے ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے ایک مقام پر جو پہونچے
تو دیکھا کہ ایک لاش پڑی ہے رنگ ہی تڑا تنگ ہے اُسکے برابر ایک کاغذ پڑا ہے سمجھے وہ کاغذ اُٹھا کر دیکھا اسمین یہ تحریر تھا
کہ یہ لاش عزالان جادوگر کی ہے میں نے اُسکو عیاری کرکے قتل کیا ہے کیونکہ یہ جالی تھی ملکہ کی شکل میں [illegible]
کے اور جاکر خداپرستون کو پریشان کرتی اس سے میں نے راہ میں عیاری کرکے قتل کیا میرا نام [illegible] صاحبقران کا [illegible]
اسی طور سے میں سمندر ساحر جادو کو قتل کرونگا یا جو کوئی ادھر آئیگا اور یہی آکر انھون نے مضمون بیان کیا کہا اب جو ہم نے غور
کرکے دیکھا تو دراصل ملکہ کی لاش تھی اب ہمارے ہوش و حواس جاتے رہے پھر رونے لگے اپنی جان کو [illegible]
لوگ اُس درہ میں گئے تھے وہ سب جمع ہوئے لاش کو اُٹھا کر باہر درہ کے لائے باہم صلاح کی اب کیونکر شہر میں لیجا کر
جائیں آکا خبر کرین یہ تجویز کرکے لاش لیکر آپکی خدمت میں آئے اس ارتھی میں ملکہ کی لاش ہے اور وہ کاغذ بھی حاضر
ہے واضح ہو کہ قران ابھی یہ کلمہ کہکر ڈال گئے تھے یہ حال سمندر و عشاق و گلاب اہل دربار نے سنا اتنا کیا ایسا
صدمہ پہونچا کہ بہت سے لوگ تو بیہوش ہو گئے بیتاب ہو کر رونے لگے بہت ایسا سر پیٹنے لگے کہ سمندر
تو فاصلہ پر ایسا صدمہ ہوا کہ وہ تو بیخود ہو کر گر گیا اور [illegible] مار کر رونے لگا گلاب نے ہائے [illegible] کی
ہر سے گرا دیا تمام دربار ماتم کدہ ہو گیا عشاق بھی رو رہا گر مرد جہاندیدہ ہے ساحر زبردست ہے عقل سے کام لیا
گریہ کرکے خاموش ہو رہا گر اہل دربار میں کہرام ہے اپنے سبکو منع کیا اسکے منع کرنے سے سب خاموش ہو رہے مگر
گلاب و سمندر کی رقت کم نہیں ہوتی ہے گلاب کی تو زبان پر یہ بین ہیں کہ بہن میری کہ تو [illegible]
افسوس تمنے باغ جوانی کا کوئی پھل نہ پایا تمھارے باغ جوانی میں کوئی شگوفہ امید کا کھلنے بھی نہ پایا تھا ارمان دنیا سے لیکن
کوئی اس عمر میں نہ مرے ابھی کیا عمر تھی صرف سولہ یا سترہ برس کا سن تھا کہ سفر کر گئیں ہائے کیسی خزان آئی کہ پوری
جوان بھی نہ ہونے پائیں کہ گلچین اجل نے باغ جوانی میں تم گل [illegible] کو چن لیا یا باغبان اجل نے نخل جوانی کو قلم کیا ہائے
شاخ تمنا نہ پھولی نہ پھلی ہمکو رونے کو چھوڑ گئیں [illegible] والد نے یون انتقال کیا میرا گھر تو برباد ہو گیا اب میں کسکو غزالان کہکر پکارونگا
میری امید قطع ہو گئی الہی صاحب الفت بہن مجھکو کہان ملیگی کہ آپ باپ کی جگہ نہ قبول کی مجھکو دی ہائے جس دن آئی تھی تو
کس شان و شوکت سے آئی تھی تیری تصویر آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے میں کیا خبر لیکر والدہ کے پاس جاؤن انکی پیری کا
سہارا تمھین تھیں والدہ کو جب خبر ہوگی تو اپنے کو ہلاک کرینگی یقین ہے کہ اس غم میں مر جائینگی ہائے کیسی تباہی اس گھر کی
ہوئی یہ بین کرتے کرتے [illegible] اور ہائے کا نعرہ مار کر گرا اور بیہوش ہو گیا سمندر کی زبان پر یہ بین تھے کہ ای ملکہ عزالان
ہماری آس کو توڑ گئیں ہمکو حسرت چھوڑ گئیں افسوس جو دل میں تھی وہ نکلنے نہ پائی کیسی مصیبت ہے اور یہ آئی کہ
سوا رنج و غم کے کوئی خبر اچھی نہیں آتی ہے جو کوئی اُدھر جاتا ہے قتل ہو کر آتا ہے یہ کیا آفت ہے یہ بیان کرتا اور روتا ہے اُسکو
بڑا صدمہ یہ تھا کہ یہ عزالان پر عاشق تھا اگرچہ اسنے قصد کیا تھا کہ آفتاب سے طلب کرون مگر موقع نہ پایا تھا کہ اسی
عرصہ میں آفتاب قتل ہوا اسنے قصد کیا تھا کہ خود اُس سے درخواست کرون اسکو باپ کے غم سے فراغت ہو
تو کہا جائے کہ تیران و ہامان کے مرنے کی خبر آئی یہ اس آفت میں مبتلا تھے اب کب متوقع تھا کہ ایسی تقریر کرے
تو وہ منکر ہو گئی کہ صاحبقران کی خبر آئی اسنے اب یہ خیال کیا کہ جب مہم خداپرستون سے فراغت ہوگی تو میں درخواست
کرونگا اس امید پر تھا کہ دیکھا اسکا دل ٹوٹ گیا امید جاتی رہی دوسرے ساحرہ زبردست تھی علاوہ اس امر کے
بہت خوبصورت تھی لیہذا یہ خیال کرکے روتا تھا اور جان کھوتا تھا عشاق نے دیکھا کہ سمندر رونے سے روئے انہیں کہ

ہلاک کرینگا سمندر کے قریب آکر کہا کہ گیا تو دیوانہ ہوا ہے جو اپنی جان دیتا ہے کوئی بھی ملازم کے لیے اسقدر بیقرار ہوتا
ہے بس چوا اس درست کر یہ کہا کہ عورتوں کی طرح رونے لگا ارے پھر کیوں جامردی کا تخت بیٹھا ہے اب جو تو رویا
تو یاد رکھیو مین چلا جاؤنگا عشاق نے جو یہ تقریر کی تو کچھ خیال سمندر کو آیا خیال کیا تو کیوں روتا ہے صرف محبت
تھی اور تیرا قصد تھا کوئی تیری وہ معشوقہ نہ تھی اگر وہ قبول کرتی تو کیا ہوتا یہ خیال کر کے عشاق سے کہنے لگا
کہ اوستاد مین اس امر پر روتا ہون کہ کیسی جوان تھی ہو جب مصر عمر اس نام سخت سست کرگو یند جوان مرد اور نہ
مین کو کیا تھا صرف اسکی جوانی پر رحم آتا ہے اور ترس کہ مفت مین جان گئی کیونکہ استاد یہ لوگ کیسے بیرحم ہین کہ انکو
جوانی پر رحم نہ آیا نہ صورت پر کیسی بھولی بھولی صورت تھی بڑے سخت دل سنگ آدمی ہین اسے خداوند ہی بچاے تو نے
اور بڑے سفاک ہین کہ کوئی انکے ہاتھ سے بچتا ہی نہین ہے جس طرح سے چاہا قتل کر ڈالا اب مجھکو اپنی جان کا بہت خوف
ہے خداوند ایسا کرین کہ لقاین نے قتل کیا ہو عشاق نے کہا کہ تم پریشان نہو یہان اگر زندہ رہنا دشوار ہے دیکھ
لینا یہ کہکر سمندر کے آنسو پونچھے اور کہا کہ اے سمندر غم نہ کر ہا مین نے تیری محبت مین اپنے مقام کو ترک کیا
پھر دنیا پر آیا ورنہ مین نے تو گوشہ نشینی اختیار کی تھی مگر تیری الفت نے ناچار کر دیا مین تو تیری الفت مین
جانتا کہ اگر مصیبت پڑی ہو اور تو یہ رنج سہنا کہ کوئی مر گیا اپنی جان دیے دیتا ہے یہ کرنا دل لگا ہی ہے بس
اب ایسی حرکت نہ کرنا یہ سنکے سمندر نے اب ہوش ہوا اب جو دیکھا تو گلاب کو اسکی لاش کے قریب بیہوش پایا حکم دیا
کہ اسکو ہوشیار کرو اور رکھو کہ لاش کو لیکر اپنے مکان پر جاے اسکی اول منزل کرے یہ سنکے لوگون نے گلاب
کو ہوشیار کیا بڑی مشکل سے ہوش آیا مگر اسے جو ہوش آیا تو پھر وہی رونا اور پیٹنا سمندر نے کہا کہ ہمارے
پاس لاؤ لوگ اسکو اٹھاکر سمندر کے پاس لیگئے سمندر نے گلے سے لگایا اور کہا کہ بھائی گلاب اب رونے
سے کیا حاصل جو ہونا تھا وہ ہو گیا کوئی رونے سے واپس تو آئیگی نہین وہ خدمت خداوند سامری مین پہونچی ہین
بس اب صبر کرو انکی اول منزل کی تدبیر کرو یہ خبر انسے بیان کرو یہ سنکے گلاب نے کہا اگر آپکی راے ہو تو مین
اس لاش کو لیکر مکان پر جاؤن ماں کو بھی آخری دیدار دکھاؤن یہ سنکے سمندر نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے بس گلاب
سمندر سے رخصت ہو کر اور ارتھی کو اٹھوا کر دربار سے باہر آیا اپنے ملازمون کو اور عزا داران کے ملازمون کو
ہمراہ لیکر سر و پا برہنہ روتا خاک اڑاتا چاک گریبان مکان کے چلا اسکا حال پھر تحریر ہوگا یہان جب گلاب لاش
کو لیکر چلا گیا تو وہ حالت کم ہوئی سمندر نے ان ساحرون کو روبرو طلب کیا اور پھر حال دریافت کیا وہ سرچہ جو تو
قبضہ تھا وہی حال تحریر تھا جو کہ بیان کیا گیا ہے یہ بھی تحریر تھا کہ سمندر یاد رکھنا سبب لشکر اسلام اگر تو پہنچیگا تو جان
بچانا دشوار ہوگا مین آگاہ کیے دیتا ہون اسی طور سے تیرا بھی ایک روز خاتمہ ہے ورنہ تو دیر پرستی سے توبہ کر کے
ترک کر اور خدمت صاحبقران مین حاضر ہو آئندہ اختیار ہے یہ تحریر دیکھکر یقین کر گیا کہ یہ لوگ بڑے غضب کے
ہین عشاق سے کہا کہ استاد اپنے تحریر دیکھی عشاق نے کہا کہ جب آپ کہینگے تو معلوم ہوگا ابھی تو کچھ جانتا ہون تحریر سر بسر
عشاق نے ان لوگون سے پوچھا کہ تمنے یہ بیان کیا کہ معلوم کہ تلاش کرنے گئے مگر کوئی علامت سحر سے تمکو معلوم ہوا کہ
تلاش کرنے چلے تھے انھون نے جواب دیا کہ خداوند ہمکو کوئی علامت سحر نہین معلوم ہوئی نہ سیاہ آندھی آئی نہ تاریکی
ہوئی نہ برق چمکی نہ برف باری ہوئی نہ سنگ باری نہ پریون کی صدا آئی نہ اور کوئی علامت سحر ظاہر ہوئی کہ جس سے
ہمکو خبر ہوتی ہم تو صرف خود تلاش کرنے لگے تھے کیونکہ جو وقت انھون نے وہان سے کوچ کرنے کا مقرر کیا تھا تب ہمکو خیال
ہوا اور تلاش کیا ہم خود پریشان تھے کہ یہ کیا سبب ہے کہ کوئی علامت سحر کی ظاہر نہوئی کہ جس سے ثابت ہوتا
کہ فلان شخص قتل ہوا اسکا کیا سبب ہے یہ تصور کر لیا تھا اور در اصل یہ امر تھا کہ وہ درہ کوہ اس مقام سے بہت
دور تھا اور وہ پہاڑ بھی بہت بلند تھا اس سبب سے نہ ظاہر ہوا عشاق نے یہ سنکے کہا کہ ہاں یہ دور ہو چکا ہے قریب علامات

اسکا منہ دیکھنے لگی اور کہا کہ یہ کیا کہتے ہو کیوں کیا ہوا عزالان کو کیا اُسکی خبر آئی میری بچی تو خیریت سے ہے گلاب نے
کہا کہ ای اماں جان میں کیا کہوں اور کیا بیان کروں کہ جو مصیبت ہم پر اور آپ پر نازل ہوئی فلک کا ستم و ظلم ٹوٹ پڑا ایسا
پہاڑ کسی پر نہ گرے نہ کوئی ایسا بلا میں گرفتار ہو بابا سے تو یوں قضا کی بہن نے یوں انتقال کیا تب تو ملکہ نے
کہا کہ صاف طور سے بیان کرو کہ کیا واقعہ گذرا اسپر گلاب نے رو رو کر تمام حال بیان کیا جو کچھ سنا تھا اور کہا کہ ابھی
میں اسکی لاش آئی ہے میں لاش لیکر آیا ہوں دروازے پر رکھی ہے یہ سننا تھا کہ اسپر اُسکی اور حالت ہو گئی بیقرار ہو ہو کر
رونے لگی پچھاڑیں کھانے لگیں خاک اٹھا کر سر پر ڈالی کپڑے پھاڑ ڈالے دیوانہ وار شور کرنے لگی اسپر تمام عورتیں رونے
لگیں ایک کہرام مچ گیا کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی اسی حالت گریہ میں گلاب سے کہا کہ ذرا اسکی لاش تو لاؤ
میں اسکی صورت دیکھ لوں پھر تو وہ صورت نظروں سے پوشیدہ ہو جائیگی یہ جو گلاب سے کہا گلاب صندوق کو
لیکر دروازے پر آیا اور اسکو اٹھوا کر اندر لایا ماں نے جنازہ رکھی دیکھی پیٹنا شروع کیا تمام عورتوں کا گرد اس
لاش کے ہجوم ہو گیا ماں نے اسکی خوب بین کیے اگر انکو تحریر کیا جاسے تو طول ہوگا مطلب یہ فوت ہو جائیگا اس
سے مناسب یہ جانا کہ اسی پر اکتفا کرو کہ بعد اس حالت کے گلاب کو خیال آیا کہ ماں ہلاک ہو جائیگی ارتھی اٹھوا کر
باہر لایا اور اسکو لیکر طرف مرگھٹ کے چلا ماں یہاں روتی رہی اسنے مرگھٹ پر لاکر لاش کو جلایا جو طریقہ انکے مذہب
کا تھا اسکو پورا کیا بعد اسکے مکان کی طرف روانہ ہوا لوگوں نے راہ میں سمجھایا کہ اس سے کیا حاصل رونے سے اور
حال تباہ کرنے سے وہ زندہ نہ ہو جائیگی حریف اپنا کام کر چکے چونکہ یہ خبر مشہور ہو گئی تھی سب عزیز آکر جمع ہو گئے تھے
مرد تو لاش کے ہمراہ گئے تھے وہ گلاب کو سمجھاتے ہوئے لائے آپ نے بھی خیال کیا کہ اس گریہ و زاری سے کچھ حاصل
نہیں ہے جو ہونا تھا وہ ہو گیا چلکر ماں کی حالت دیکھو یہ اسی خیال میں چلا راہ میں اسکو خیال آیا کہ ای گلاب ایک بات سمجھ میں
نہیں آئی ہے اسکا کیا سبب ہے کہ چند اشیاے مہر اسکے سحر سے تیار کیے ہوئے مکان و باغ میں موجود ہیں یہ کیا سبب ہے
کہ وہ مٹے نہیں کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب ساحر مرتا ہے تو اسکے سحر کی چیزیں ہوتی ہیں وہ بعد موت اس ساحر کے مٹ جاتی
ہیں اسکی پھر اگر خبر دیتے ہیں کہ جیسے قصہ میں ہم تھے اسنے قضا کی ہم آزاد ہو گئے اب جاتے ہیں یہاں تو یہ نہیں ہوا نہ وہ
چیزیں مٹیں نہ پریوں نے آکر خبر دی یہ نئی بات ہے یہ تو خیال کرتا ہوا عزالان معشوقی کی لاش کو سب آکر مکان کو آتا ہے
یہاں جو عورتیں عزیزوں کی یہ خبر سنکے آئیں تو اسکی ماں کی حالت تباہ پائی سمجھانا شروع کیا کہ ای بہن جو ہونا تھا وہ
ہو گیا رونے اور حال تباہ کرنے سے مردہ زندہ نہیں ہو جاتا ہے اب تم کیوں اسقدر بیقرار ہوتی ہو اپنے کو سنبھالو
کہیں گلاب کی حالت نہ خراب ہو جاسے اسی کا دم غنیمت جانو اسی کے جان کی خیر مناؤ کہ وہ زندہ رہے کیونکہ
اس سے تمہارا نام روشن ہے اور تمہارے شوہر کا وہ اسقدر عمر لیکر آئی تھی کیونکہ یہ امر تو ضرور ہے کہ جسقدر
چراغ میں تیل ہوتا ہے اسیقدر جلتا ہے خداوند تصویر نے اسیقدر عمر اسکی تحریر کی تھی اب کوئی مرنے کے
ساتھ مر نہیں جاتا ہے تم جو ایسی حالت اپنی خراب کرو گی گلاب بھی تم سے زیادہ اپنے کو پریشان کریگا
اسپر رحم کرو اور صبر کرو یہ سنکے اسنے جواب دیا کہ ہاے میں کیا کروں میرا کلیجہ کوئی ملے ڈالتا ہے اسکی صورت میری
نگاہوں میں پھر رہی ہے کوئی دم قرار نہیں آتا ہے میں تو لاکھ چاہتی ہوں کہ صبر کروں مگر دل نہیں مانتا ہے غرضکہ
کیونکر سمجھاؤں انہوں نے کہا کہ صبر کرو صبر کرو اپنی طبیعت کو روکو دل کو اور طرف متوجہ کرو آپ ہی مان جائیگا
اتنے میں پیچھے سے گلاب کو گلا کر ٹھنڈا کر دو ای بہن یہ بد شگونی ہے خداوند سے اب یہ دعا کرو کہ دشمن سے
گلاب کو محفوظ رکھیں اسکی خیر مناؤ کیونکہ وہ لوگ تمہارے گھر کے دشمن ہو گئے ہیں یہ امر سمجھ میں نہیں آتا
ہو کہ پہلے آپ نے ہی تمہارے شوہر کو قتل کیا اسکے بعد اُن ونا ہمیان کو مارا پھر تمہاری دختر کو قتل کیا
ہمارے نزدیک تو یہ بہتر ہوگا کہ تم گلاب کو لیکر چلی جاؤ یہ جوان سنکے کہا تو جواب دیا کہ تم سچ کہتی ہو در اصل

یہان ہی تو جہان ہی ایسی نوکری سے باز آئی اور جب ملازم ہوئیے تو جو مالک حکم دیگا اُسکو ضرور بجالانا پڑیگا کیونکہ نمک کھایا ہین
اگر خلاف حکم کرینگے تو نمک حرام مشہور ہونگے اُنھون نے جو اُسکو سمجھایا تھا تو فی الجملہ اُسکو تسکین ہوئی کہ اتنے عرصہ مین گلاب
پہونچا مان نے دوڑ کر گلے سے لگایا خوب روئی کہا کہ میرے چاند تو تم کہان چھوڑ آئے گلاب بھی رویا لوگون نے
مان بیٹیون کو جدا کیا دونون کی رقت کم ہوئی کہ گلاب اپنے گھر مین آیا کسینے اُسدن کھانا نہین کھایا کہ پھر گلاب
کو اُسی امر کا خیال آیا مان کو طلب کیا اور مان سے کہا کہ اماجان مجھکو ایک امر مین بڑا عجب ہوا ہے اُس مقام پر
مان بیٹے ہین اور کوئی نہین ہے مان نے کہا کہ کس امر مین گلاب نے کہا کہ مجھکو اس امر مین تعجب ہی کہ کیسی چیزین
غزالان کے سحر کی اسقدر تھین اور سب بلکہ وہ جو بارہ دری ہی وہ اُسیکے سحر کی ہی اسکا کیا سبب ہی کہ اُسکے مرنے کے بعد
وہ کیون نہ گری یا اور جو چیزین ہین وہ کیون نہ برباد ہوئین اُسکے مرنے نے کیون نہ اثر دیا اسکا کیا سبب ہی اگر
کچھ آپ کو معلوم ہو تو بیان فرمائیے مان نے کہا کہ اے فرزند یہ امر ضرور ہی کہ جب ساحر مرتا ہی تو اُسکی بنائی ہوئی چیز ضرور
مٹجاتی ہی اب تمھارے کہنے سے مجھکو بھی خیال آیا ہی کیا بیان کرون گلاب نے کہا کہ مین سحر سے دریافت کرتا ہون
اگر معلوم ہوا تو پھر اشیا اُسکے سحر سے بنی ہوئی ہین اتنے مین اُسکی حالت دریافت کرونگا مجھکو اب شک ہوتا ہی مان
نے کہا کہ شک کیا گلاب نے کہا کہ یہ شک ہے کہ وہ مری نہین ہی یا یہ چیزین اُسکے سحر کی بنی نہین ہین مان نے کہا کہ
ضرور ہی کہ یہ اشیا اسکے سحر کی ضرور ہین ہان رہا اب اس امر مین شک کہ وہ مری یا نہین یہ مجھکو بھی معلوم ہوگا کیونکہ
لاش جلائی گئی تھی گلاب نے کہا کہ مین نے لاش دیکھی بھی نہین اور عزیزون نے جلائی مجھکو ہوش کب تھا اُسنے کہا کہ
اُسکی پر تو دیکھی ہوگی جب لوگ لیکر آئے تھے دربار مین بادشاہ کے جواب دیا کہ مین تو وہان بھی نہین دیکھی صرف
ان لوگون کے بیان کرنے سے معلوم ہوا مان نے کہا کہ وہ لوگ کیون جھوٹ بولتے انکو کیا دشمنی تھی گلاب نے
کہا کہ انکا تو یہ بیان ہی کہ ہمنے لاش دہ کوہ مین پائی کوئی اُسکے پیرو نے قتل کیا ہو نہین اور ایک کاغذ ملا اُسکا یہ مضمون تھا وہ کیا
جانتے ہین یہ سنکر مان نے کہا کہ وہ سچا نہین تو ہین گلاب نے کہا کہ ضرور ہی تو سب یقین کرنے کا ہی صرف اسقدر شک
واقع ہوتا ہی اسکو مین رفع کیے لیتا ہون مان نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی بس اُسیوقت گلاب نے اپنی جھولی اُٹھائی اور جو کچھ ہے
بیٹھکر کچھ پڑھنا شروع کیا اور ایک ماش کے آٹے کا پتلا بنایا اُسکو خوک کے خون سے غسل دیا اب جو پڑھکر
دم کرتا ہی اور چند دانہ ماش کے اُس پر مارے تو اُس پتلے کا تماش بدلا اُسنے صورت انسان پیدا کی
اُسنے اپنی زبان مین نشتر دیکر چند قطرے خون کے لیے اور اُس پتلے کو اور پڑھکر مارے کہ وہ گویا ہوا بصداے
مہیب اور کہا کہ کیون اسوقت مجھکو طلب کیا ہی اسکا کیا سبب ہی گلاب نے کہا کہ مین نے آپکو کچھ حال دریافت
کرنے کو طلب کیا ہی آپکی غور اگر حاضر ہو آپ میرا مطلب بیان فرمائین تو مین حاضر کرون یہ سنکر اُسنے کہا کہ جو
دریافت کرنا ہو جلد دریافت کرو کہ مجھکو مہلت نہین ہی گلاب نے کہا کہ پہلے آپ یہ فرمائین کہ کوئی قاعدہ ایسا بھی ہی کہ
مرجائے اور اُسکے سحر سے جو اشیا تیار ہون وہ نہ مٹین صدا آئی کہ یہ ممکن نہین ہی کہ ساحر مرے اور اُسکا سحر نہ برباد ہو جو کوئی
یہ کہتا ہی وہ بالکل کاذب ہی کبھی ایسا نہین ہوا ہی بس یہی دریافت کرنا تھا گلاب نے کہا کہ دریافت یہ کرنا ہی کہ میری
بہن غزالان براے مدد لقین خود سرشت بحکم سمندر جادو بمقابلہ خدا پرستان گئی تھی اُسکے مرنے کی خبر آگئی ہی
بلکہ لاش بھی اُسکے ہمراہی لائے معلوم نہین کہ اُسکو عیارون نے قتل کیا مگر اُسکے سحر سے جو چیزین تیار ہین وہ اسوقت
موجود ہین مٹی نہین ہین اسکا کیا سبب ہی یہ سنکے وہ پتلا بہت زور سے ہنسا اور کہا کہ تم اُسکے غم مین سیاہ پوش ہو
کیونکہ گلاب نے اور اُسکی مان نے اُسیوقت سے سیاہ پوشی اختیار کی تھی گلاب نے کہا کہ ہان مان بھی
گلاب کی اُس مقام پر موجود تھی اور تیسرا آدمی نہین تھا پتلے نے کہا کہ لباس سیاہ اُتار دو اور غم نہ کرو غزالان
زندہ ہی مگر تمھارے کام کی نہین ہی کیونکہ مرتد ہو گئی اُسنے اپنا مذہب ترک کیا اور دین اسلام قبول کیا وہ خدا پرستون کے

شریک ہو گئی ہے یہ کلکل عیاری قران کی بیان کی اور جو کچھ کہ بارگاہ مین صاحقران کے گذرا تھا وہ سب کہا
کہ وہ لاش جو کہ تمنے جلائی تھی وہ ایک کسائی تھی کہ جسکو قران نے اُسکی صورت بنا کے قتل کیا تھا یہ بھی مین خبر دیتا
ہون کہ لشکر اسلام اس مقام پر سے کوچ کر چکا ہی یقین اور سارا شہر مسلمان ہو گیا ہی بلکہ وہ لوگ بھی جو کہ شہر
سمندر پر سے مع لشکر کنیز یقین کی کمک کو گئے تھے وہ بھی مسلمان ہو گئے ہین انہین سے چند لوگ بھاگ کے
سمندر پر تو آئے ہین وہ چند روز مین یہان پہونچینگے یہ بھی خبر دیتا ہون کہ سمندر پر فتح ہوگا سمندر جادو
قتل ہوگا سمندر پر کیا منحصر ہی بڑے بڑے ملکون پر خدا پرستونکا قبضہ ہوگا یہان کے ساحر سارے مارے
جائینگے جو مذہب اسلام قبول کرینگے وہ زندہ رہینگے انکا گھر بار برباد نہوگا مگر یہ کون کرے کہ اپنا مذہب ترک کر کر
اگر تجکو یقین نہو کہ عزالالان زندہ ہی تو اسکے سحر سے دریافت کر لے میرے کہنے کا حال تجھپر ظاہر ہوجائے مگر ایک امر کا
خیال رہے کہ یہ امر سمندر سے نہ کہنا ورنہ تیرے لیے خرابی ہی بلکہ وہ کل حال تجھسے دریافت کریگا جبکہ تو دربار مین جائیگا
کہ عزالالان کے سحر کی کوئی چیز تھی تو کہنا کہ یہان بھی ایک درخت سرو کا تھا ایک مکان تھا وہ سب برباد ہو گیا
ہی کیونکہ تیرے اُنکی لیکر آنے کے بعد پھر سمندر نے اُن لوگون سے دریافت کیا تھا انھون نے کل حال کہا تھا
اُسپر اُسکو بھی شک گذرا اور اسکے اُستاد کو بھی لوایا ہم یہ صلاح ہوئی کہ اسکے بھائی سے دریافت کیا جائے کہ اسکے
سحر کی کوئی چیز تو نہ تھی کہ اسکے مرنے کے بعد برباد ہوئی ہو اگر تو یہ کہیگا کہ نہین برباد ہوئی تو وہ شاق اسوقت سحر سے
دریافت کریگا اسپر سب حال ظاہر ہوگا وہ تیرا بھی دشمن ہو جائیگا اس سے کیا حاصل کہ دوست کو دشمن کرین
گلاب نے یہ سنکے زانو پر ہاتھ مارا اور پتلے سے کہا کہ ای پتلے ساحری یہ تو بڑا غضب ہوا اسکا کیا علاج کیا
جائے پتلے نے کہا کہ علاج اسکا کیا ہی جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب مین کچھ نہین کہہ سکتا ہون میری خوراک دیجئے یہ سنکے گلاب نے اپنی ران مین
نشتر مار کر چلو مین خون لیکر اُس پتلے پر مارا اور گلے مین اُسکے ڈالا کہ وہ مثل انسان کے اُسکو پی گیا اب جو دیکھا
تو وہی ماش کے آٹے کا پتلہ تھا اب گلاب آکر مسند پر بیٹھا وہ غم کم ہوا ماں نے کہا کہ آپ نے سنا یہ حالت گذری
کیا نالائق حرکت اُس کمبخت بیدہ نے کی ہی تمام خاندان کی ناک کاٹی ارے غضب کیا کہ اپنا مذہب ترک کیا اگر ایسا
ہی تھا تو مکر کرکے چلی آئی ہوتی پتلے نے یہ نہین بیان کیا تھا کہ اُسکا عقد ہو گیا ہی یہ بیان کیا تھا کہ یقین کیونکر
مسلمان ہوا اور عزالالان کیونکر اور اہل دربار کیونکر … گلاب نے یہ دریافت کیا تھا جو وہ بیان کرتا اس سبب سے
نہ معلوم تھا گلاب نے ماں سے کہا کہ اب بڑی خرابی ہوئی کہ یون عزالالان مسلمان ہو گئی اگر یہ معلوم ہوتا تو قتل کرا دیتے
تو بہتر تھا کاش مر جاتی تو یہ بدنامی نہ ہوتی یہ تو نہوتا کہ آفتاب جادو کی لڑکی گلاب کی بہن مسلمان ہو گئی
خاندان بھی بدنام ہوا جب سمندر کو معلوم ہوگا تو اُسکے نزدیک کوئی وقعت ہماری نہوگی نظرون سے
گر جائینگے جس طور سے سہراب کی عزیز ہین اور ہم اُنپر طعنہ کرتے ہین اُسی طور سے وہ ہمپر طعنہ کرینگے اب
مین کیا منہ سمندر کو دکھاونگا یہ امر تو پوشیدہ نہین ہونے کا ہی آج نہ ظاہر ہوا کل ظاہر ہوگا کیا ہو گیا اُسکو
جو اسنے ایسی حرکت کی جو کہ کبھی کسی نے ہمارے خاندان سے نہ کی تھی کیا ایسا دباؤ پڑا کہ یہ اسکے سبب سے مجبور
ہو گئی ماں نے کہا کہ مین کیا بیان کرون میرے تو یہ امر سنکے حواس جاتے رہے گو غم اور رنج ہوتا افسوس ہے
اگر مر جاتی تو بہتر ہوتا رو کر بیٹھ رہتی جیسے لڑکی تھوڑا عرصہ ہوا یہ تو مرنے سے بدتر ہوا کہ ہر وقت کی کاہش ہوئی
جو سنیگا طعن کریگا مثل ہلال شب اول کے انگشت نما ہوئی جس جلسے مین جائینگے لوگ یہی تو کہینگے کہ انکی لڑکی
مسلمان ہو گئی اُسوقت کیسی شرمندگی حاصل ہوگی پس بہتر یہ ہے کہ اپنی جان دیدین گلاب نے کہا کہ جان دینے
سے کیا حاصل جو مقدر کا لکھا تھا وہ ہوا اسواسطے صبر کے کیا چارا ہے مگر یہ خداوند کیسے ہین کہ ہمکو اس امر سے
آگاہ نہین کرتے ہین ای انجان اب یہ داستان تو سنیے کہ وہ پتلا کہہ گیا ہے کہ سمندر پر فتح ہوگا سمندر جادو مع اپنے

اور شاہ کے مارا جائیگا جو مذہب اسلام قبول کریگا اُسکا گھر و بار بچیگا ورنہ سب برباد ہوگا یہ دوسرے افسوس کا
مقام ہے کہ جنکے سبب سے پرورش پائے ہین وہ یون برباد ہونگے ماں نے کہا کہ کوئی ہمارا قبضہ نہین ہے کہ ہمکو
اسکا خوف و خطر ہو گلاب نے عرض کیا کہ یہ امر تو سچ ہے مگر افسوس کا مقام تو ہے کیونکہ ہمنے نمک کھایا ہے اگر اپنی
جان بچاکر بھاگتے ہین تو نمک حرام مشہور ہونگے اگر مقابلہ کرتے ہین تو جان کا ضرر ہے ماں نے کہا کہ بیٹا اب دیکھنا
جب لشکر اسلام یہان آئیگا مین تجکو لیکر یہان سے نکلجاؤنگی مین مقابلہ نہ کرنے دونگی کیونکہ مجکو کچھ خداوند نے استقدر نہین دیا
ہے کہ مین ہمیشہ بیٹھکر کھاؤن لوٹنی کام نہو دوسرے ہم ساحر ہین ہماری لوگ خواہش کرینگے گلاب نے کہا کہ جب وہ
وقت آئیگا دیکھا جائیگا جو تقدیر مین لکھا ہوگا وہ کرینگے اب مین سحر سے غزالان کی جاکر خبر دریافت کرتا ہون
اپنا بالکل اطمینان کر لون ماں نے کہا کہ بہتر ہے مگر اب وہ رنج و غم جاتا رہا صرف یہ رنج ہے کہ مسلمان ہو گئی ہے
اسکا تو یقین ہوگیا کہ زندہ ہے ہان تو اپنے مقام پر چلی آئی یہان جو عورتین مہمان آئین مشکین آلیسے باتین کرنے
لگی کسی پر یہ امر ظاہر نہین کیا اسی طور سے صفت نام آرا استقدر پوچھتی کہ یہ معلوم ہو بلکہ یہ امر اسی طور
سے مخفی رہے اور سمندر کو نہ معلوم ہو اگر معلوم ہوگا تو وہ ضرور آفت برپا کریگا ادھر گلاب نے اگر ایک
مقام پر کھڑے ہو کر ایک درخت پر کچھ پڑھکر دم کیا کہ اُس درخت مین سے صدا آئی کہ کیا ہے اسنے کہا کہ تو
کسکا سحر ہے اسنے کہا کہ مین سحر ہون ملکہ غزالان کا اسنے کہا کہ اُسکی کیا حالت ہے بیان کر اُسنے کہا کہ وہ لشکر
اسلام مین موجود ہے اور مسلمان ہو گئی ہے شریک اہل اسلام ہوئی اب وہ تمھارے کام کی نہین ہے بلکہ تمھاری دشمن
ہے گلاب نے کہا کہ اور کچھ حال بیان کر تو صدا آئی کہ جو امر ہونے والا ہے وہ خود تم پر ظاہر ہو جائیگا مین بیان نہین کر سکتا
ہون دوسرے کا سحر ہون مین نے استقدر بھی بیان کیا تو بہت کیا تمنے اُسکی حالت دریافت کی کہ تمھاری بہن ہے
ہون اس وجہ سے مین نے کلام بھی کیا ورنہ مین کبھی نہ کلام کرتا پھر صدا نہ آئی گلاب اپنے مقام پر
آیا اور خاموش ہو کر بیٹھ رہا یہان تک کہ وہ رات تمام ہوئی سحر ہو گئی گلاب دربار کی پوشاک پہنکر دربار
کی طرف چلا اس خیال سے کہ سمندر یہان پر دریافت کرے کہ کسی کو روانہ کرے تو خرابی ہو جاوے دربار مین جلدی اس
سبب سے دربار مین آیا تھا یہان بھی سمندر جادو بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے سب حاضرین دربار جمع ہین مگر گلاب
کبھی دربار مین آیا اپنی جگہ پر بیٹھا کہ سمندر نے اسکی طرف دیکھکر کہا کہ گلاب تم کیون آئے کیونکہ ابھی تو تمکو فرصت
اپنی بہن کے کار و بار سے نہوئی ہوگی کیونکہ کل کا واقعہ ہے گلاب نے کہا کہ یہ دنیوی امور ہین کوئی ایسی ضرورت
نہین ہے کیونکہ مین ملازمت کو اپنی ضرورت سے مقدم جانتا ہون کیونکہ زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے نئی نئی خبرین
آتی ہین نہ معلوم سرکار کو کیا ضرورت ہو اور کسوقت ضرورت ہو سمندر نے کہا کہ یہ تیری خیر خواہی و نمک حلالی ہے
گلاب نے جواب دیا کہ یہ آپکی بندہ پروری و غلام نوازی ہے یہ سنکر خاموش ہو رہا کہ سمندر نے کہا کہ ابھی
گلاب تمھارے جانے کے بعد جو مین نے اُن لوگون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپکو کوئی علامت سحر
سے نہین ثابت ہوا کہ تمھاری بہن کو عیارون نے قتل کیا بلکہ جب یہ تلاش کرتے ہوئے گئے تو لاش
پائی تو مین یہ خیال کرتا ہون کہ وہ ساحرہ زبردست تھی مثل تمھارے باپ کے تھی اگر وہ قتل ہوئی تو
اُسکے سحرون نے کیون نہین غل مچایا آندھی کیون نہ آئی سنگ باری وغیرہ کیون نہوئی یہ بتاؤ کہ کوئی چیز
اُسکے سحر سے تیار کی ہوئی کسی مقام پر تھی کہ وہ اُسکے مرنے کے بعد شکست ہو گئی ہو گلاب نے کہا کہ جی ہان ایک
درخت سحر کا تھا اور ایک مکان اب جو دیکھا تو نہ وہ درخت سحر ہے نہ وہ مکان ہے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ
سحر تھا ملکہ غزالان کا اس سے تو یقین ہوگیا ورنہ مجکو خود یہ شک پیدا ہوا تھا سمندر نے کہا کہ یہ صرف
شک تھا ورنہ کبھی ایسا نہین ہوا تھا عشاق نے کہا کہ مین نے عرض کیا تھا کہ ضرور ایسا ہوا ہوگا یہی

گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ ایک ابر آکر صحن بارگاہ پر حائل ہوا اُس ابر سے برق چمکی رعد کی گرج پیدا
تھی اور سنگ باری ہو رہی تھی کہ سب اُس ابر کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ ابر شق ہوا اُس ابر سے ایک
تخت پیدا ہوا اُس تخت پر ایک ساحر بیٹھا ہوا تھا گلے میں سانپ و عقرب لٹکے ہوئے تھے شعلے منہ سے
نکل رہے تھے کہ وہ تخت صحن میں آکر اترا سمندر نے جو دیکھا تو عشاق سے کہا کہ آتش بار جادو آیا ہے
خداوند خیر کریں کیونکہ یہ کبھی اپنے مقام سے نہیں آیا میں نے و اکوان تاجدار نے اکثر طلب کیا اُسنے انکار
کیا کہ میں نہیں آسکتا ہوں آج یہ کیوں آیا ہے یہ بہت بڑا خود سر ساحر ہے آجتک کسی سے نہیں دبا کسیکو
کو آتش بار کا خراج دیا اسی سبب سے اسکو نامہ نہیں لکھا نہ اُسی کو اسکے لیے طلب کیا نہ معلوم کیوں آیا
کیا ہے عشاق نے کہا کہ آنے دو اُسکے لیے کرسی طلب کرو کرسی سمندر نے طلب کی کہ اتنے عرصہ میں وہ
تخت پر سے اتر کر طرف دربار کے چلا اور دربار میں آیا حالت یہ تھی کہ جو اسکی صورت دیکھتا تھا وہ ڈر جاتا تھا گویا ساحر تھے
مگر اُسکا خوف طاری تھا کہ جب وہ سامنے سمندر کے پہونچا سمندر کو سلام کیا سمندر نے جواب
سلام دیا مگر تعظیم نہ کی یہ امر اسکو سخت ناگوار ہوا اُسنے جو دیکھا تو عشاق کو بھی برابر سمندر کے تخت کے
بیٹھا ہوا پایا اُسنے عشاق کو بھی سلام کیا عشاق نے جواب سلام دیا اور کہا کہ آئیے کرسی موجود ہے
سب اہل دربار سے صاحب سلامت کرکے کرسی پر بیٹھ گیا کرسی پر بیٹھکر ادھر اُدھر دیکھنے لگا سب اہل دربار
کو دیکھا دیکھکر کہا کہ آفتاب جادو جو کہ آپکا سپہ سالار ہے وہ کہاں ہے کیونکہ وہ میرا بھائی ہے میں اسکی تلاش میں
آیا ہوں سمندر نے کہا کہ اُسنے تو انتقال کیا یہ اُسکے فرزند گلاب جادو اُسکے مقام پر بیٹھے ہیں آتش بار نے
کہا کہ یہ کیا کہا کیونکر انتقال کیا کہا کچھ علیل ہوئے تھے انھوں نے اپنے علالت کی مجھکو خبر کی ورنہ میں عیادت کو آتا
سمندر نے کہا کہ علیل نہیں ہوئے بلکہ ایک لڑائی پر مارے گئے یہ سنکر اُسنے کہا کہ وہ تو ایسے ساحر تھے
کہ کسیکے مقابلہ میں جاکر قتل ہوتے کیونکہ میں اُنکے کمالات سے بخوبی واقف تھا اُنمیں ایسے ایسے کمالات
تھے کہ جسکی کوئی حد نہیں ہے اُنکا ایک سحر آفتاب ایسا تھا کہ جس مقام کو جاتا تباہ کر دیتا اگر کروڑوں کا لشکر
ہوتا تو بھی نہ بچتا یہ کیا کہا جاتا ہے سمندر نے کہا کہ یہ جو تم کہتے ہو سب درست ہے مگر خداوندی امور میں کسیکو
دخل ہے آتش بار نے کہا کہ صاف طور سے بیان فرمائیے میرے خیال میں نہیں آتا ہے یہ کہکر گلاب کی طرف دیکھکر
کہا کہ اے صاحبزادے تم بیان کرو سمندر تو اسوقت کچھ بد حواس معلوم ہوتے ہیں گلاب نے جواب دیا
کہ میں تو اُنکی زندگی سے طرف چاہ بابل کی بہ ارادہ تعلیم سحر گیا ہوا تھا کہ مجکو وہاں خبر پہونچی چونکہ تعلیم سحر سے
فراغت کر چکا تھا فوراً اُستاد سے رخصت لیکر چلا آیا میں اس واقعہ سے بالکل واقف نہیں ہوں تب
سمندر سے کہا کہ آپ بیان کریں سمندر نے از ابتدا تا انتہا سب حال بیان کیا کہ یوں لشکر اسلام کنار
دریائے سبز رنگ کے آکر اترا جشن کیا صنوبر کو خبر ہوئی اُسنے ملاقات کی دیوانہ بجھوت و شبھوت کو معلوم ہوا وہ
اُس لشکر پر گئے لشکر اسلام کا جو افسر اعلیٰ تھا وہ صنوبر شاہ کے خیمہ میں تھا اُس سے اور دیوانوں سے مقابلہ ہوا
اُسنے دیوانوں کو زیر کیا وہ دیوانے اور صنوبر شاہ دونوں خدا پرست ہو گئے یہ خبر سحر آن کو معلوم
ہوئی اُسنے حباب جادو و سہراب جادو میرے سپہ سالار کو صنوبر شاہ و صاحبقران کی گرفتاری کو
روانہ کیا آخر کو حباب جادو قتل ہوا سہراب گرفتار ہوا سہراب نے اُسکا مذہب قبول کیا یہ خبر مجکو ہوئی تھی
میں نے سنتاب جادو و ستہر جادو کو صنوبر شاہ کے ملک پر روانہ کیا کہ صنوبر کو مع لشکر گرفتار کر لاؤ اور تمام شہر
شہر برباد و انہوں نے ایسا ہی کیا صنوبر کو مع اُسکے وزیر و ارکین سلطنت کے گرفتار کر لائے اور اہل شہر کو
شہر بنا دیا جب قیدی آگئے تو میں نے پاس تاہیان کے روانہ کیے کہ انکو دریائے سبز رنگ میں قید کرو کیونکہ

اسکا اختیار مین نے ماہیان کو دیا تھا اُسنے اپنی بہن کے سپرد کیا صہراب نے کہ جسنے آگ سحران کا خریک ہوا
سحران نے خدا پرستون سے مقابلہ کیا بہت سے سردار گرفتار کر لیے ماہیان نے اسم اعظم صاحبقران
کو بند کیا مین نے آفتاب کو روانہ کیا کہ تم جاکر سحران کی مدد کرو وہ گئے انھون نے اپنا سحر آفتاب تیار کیا
صہراب نے اسکی خبر خدا پرستون کو دی انہین سے چند عیار آئے نہ معلوم کیونکر اس پار پہونچے انھون نے
عیاری کرکے پہلے آفتاب کو قتل کیا پھر صہراب کی شکل بنکے سحران کو دریا کے اندر جاکر مارا اسکے بعد
ماہیان کو عیاری کرکے قتل کیا کہ جسکے مرنے سے میری انگوٹھی گم گئی دریاے سبز رنگ مٹ گیا راستہ سمندر
کا کھل گیا یہ لوگ ادھر کو روانہ ہوے یہ سمجھ کر خبر ہوئی ہین نے سب طرف نامے لکھے سب ساحرون کو پر آ
کر کے طلب کیا کیونکہ استاد کی یہی رائے تھی کہ یہ واقعہ ہوا کہ آپکو بھی اطلاع دون مگر مین خیال سے
نہین دی کہ اکثر خداوند شرطاق نے آپکو طلب فرمایا آپنے انکار کیا مین نے خیال کیا کہ اسوقت بھی
انکار ہوگا مین نے نامہ نہین لکھا چونکہ لشکر بادشاہ اب اکثر ساحرون کے آ رہا ہے جو حاکم اُن ملکون کے ہین
نامے تحریر ہوگئے کہ تمھاری طرف لشکر اسلام آتا ہے لہذا انکو آنے نہ دینا چنانچہ پہلا ایک لقین خود پرست
کا ہے اسکو بھی تاکید کر دی تھی اور کچھ کمک بھی روانہ کی تھی اور ایک ساحرہ جو کہ اسوقت علم سحر مین فرد تھی
اور دختر بھی آفتاب جادو کی گلاب [illegible] کو بیس دو ہزار ساحرون کے ہمراہ لقین کی مدد کو روانہ کیا تھا کہ
کل خبر آئی ہے کہ اسکو راہ مین عیارون نے قتل کیا اسکی لاش [illegible] کل یہان شہر اکبرام تھا مگر ابھی تو گلاب
اسکے کا زور بار سے فرصت کرکے دربار مین آئے تھے یہ واقعہ گذرا اُلشار یہ سنکر بہت متفکر ہوا اور کہنے لگا کہ تمکو آگاہ
کا بڑا صدمہ ہوا اور یہ حالت سنکر نہایت رنج ہوا کہ دریاے سبز رنگ برباد ہوا اور تمکو خبر نہ ہوئی یہ تو بڑی خرابی
ہوئی کہ یہان خدا پرستونکا قدم پہونچا یہ لوگ بڑے صاحب اقبال ہین وہ کیا ہوتا ہی سحران و ماہیان کے
مرنے سے خرابی ہوئی کیونکہ وہ بڑے زبردست ساحر تھے ایسا کوئی ساحر اس قلمرو مین نہین ہے یہان عشاق جادو
ہین کیونکہ یہ پہلو نشین سامری ہین عشاق کی ہیبت [illegible] عشاق نے کہا کہ مین تو ہمیشہ گیا ہون جو اس جا نشین ہین
اب وہ آپ لوگون کے کمال کے ہین کہ ہر طرح کی قوت رکھتے ہین یہ فرمایئے کہ کوئی ساحر نہین ہے اب بھی اپنے
ہونے سے ساحر ہین جو کہ ماہیان و سحران سے بدرجہا اچھے ہین جب مقابلہ ہوگا تو معلوم ہوگا آپ کیا کم ہین یہ جو عشاق
کہا اُسنے تیور بدل کر کہا کہ مین آپکی بات کو دروغ نہین کر سکتا ہون مگر میرے نزدیک سب طفل مکتب ہین عشاق
نے جواب دیا کہ یہ سچ ہے کہ آپکی برابری کوئی نہین کر سکتا ہے کیونکہ آپ ایسے کامل ہین کہ آپ نے خداوند کو خراج نہین دیا
لاکھ لاکھ انھون نے طلب کیا آپ نے کبھی نہین وہ آپکا کچھ نکر سکے سواے خاموشی کے اُلشار نے کہا کہ مین کیون
خراج دون کوئی پایہ کمی کا رکھتا ہون کہ اطاعت کرون خیر اس سے تو کوئی بحث نہین ہے مین اسوقت آفتاب کی
ملاقات کے لیے آیا تھا کیونکہ عرصہ سے ملاقات نہین ہوئی تھی مین نے خیال کیا کہ خود جاکر ملاقات کرون اور دریافت
کرون کیا سبب ہے جو وہ نہین آے یہان آکر یہ معلوم ہوا خیر مین اُنکے قاتلون سے سمجھ لونگا اور بہت لاف و گزاف
بکا جو کہ عشاق و سمندر و گلاب کل اہل دربار کو گران گذرا مگر سبب یہ تھا کہ وہ اپنے مکان پر آیا تھا جواب دینا
مناسب نہ جانا خاموش بیٹھے سنا کیے آخر کو اُسنے یہ کلمہ کہا کہ اگر ایسا ہی ہو کہ غلامون سے امور سلطنت سر انجام
پائین تو لوگ کیون عالی خاندان کو بادشاہ کرین یہ وہ بات مثل اگر گدھون سے ہل چلے تو کوئی کیون بیل خریدے
بھلا غلامون کو یہ دماغ کہان کہ وہ امور حکومت کو دیکھین یہ عالی دماغون کا کام ہے اگر کوئی عالی دماغ سمندر پر حاکم
تو ہوتا یہ جلد اُنھوں نہ پہونچتین وہ کبھی ایسا نہ کرتا کہ دریاے سبز رنگ کا اختیار چند عورتون کے سپرد کرتا بلکہ اپنے قبضے
مین رکھتا کیونکہ اصل مین سارا افسانہ اسی مقام پر [illegible] وہی تھا کہ جبتک کہ وہ نہ برباد ہوتا کوئی نہ آ سکتا یہ سارا عقل کا

فتور ہم مگر اب کیا ہوتا ہی جو ہونا تھا وہ ہو گیا دشمن آگیا اب اس شہر کا بچنا دشوار ہی کسی کے بنائے کچھ نہ بنیگا یہ وہ لوگ
ہین کہ جنھون نے بڑے بڑے ساحرون کو قتل کیا کہ جو کہ اپنے وقت کے سامری و جمشید تھے مثل و یا مہ جادو و ساحر
مشمش کے تو ان ملکون کی کیا اصل ہی ہم تو آج سے سمجھے لیتے ہین کہ یہ ملک بھی اہل اسلام کے قبضہ مین گیا اب
جو کچھ ہوگا نہ طاق پر ہوگا کیونکہ وہان ساحر زبردست ہین یہ کہکر خاموش ہو رہا یہ کلمہ سمندر کو بہت برا معلوم
ہوا اور جواب دیا کہ ای آتشبار اب ہم دیکھتے ہین کہ اب تم جا کر خدا پرستون کو قتل کروگے کیونکہ تم عالی خاندان
ہو اور ساحر زبردست ہو اور عقلمند بھی ہو اور مین تو غلام ہون سچ ہی کہ مجھکو یہ عقل کہان کہ مین امور حکومت کو انجام
دون مگر کیا ہوتا ہی ابتو مین حاکم ہون میری حکومت ہی اور بہت سے میرے تابع حکم ہین چاہے غلام ہون چاہے
بادشاہ ہون مگر مین بھی کسیکو اپنے نزدیک کامل نہین جانتا ہون سب کو طفل مکتب خیال کرتا ہون اور پاس کرتا ہون
کیا کسی سے ہو لون اگر مین اپنا سحر دکھاؤن تو زمین کے طبقے الٹ دون مجکو کوئی کم نہ تصور کرے آتشبار نے
جواب دیا کہ ہر ایک یہی تصور کرتا ہی اپنے مقام پر اور یہی خیال کرتا ہی کہ مجھ سا دیگر نہیت مگر مین نے کسیکا کمال
آجتک دیکھا نہین یہ جو سمندر نے سنا غصہ آگیا اور برہم ہو کر اپنی جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ میرا کمال دیکھیگی
آتشبار نے کہا کہ کیا نقصان ہی جو کوئی دکھائیگا ضرور دیکھونگا یہ سنتے ہی کہا سمندر نے اپنی جھولی سے ایک گولا فولاد کا
نکالا اور کہا کہ یہ میرا استاد ہی اگر اسکو کوئی مٹادے تو مین اسکا شاگرد ہوتا ہون آتشبار نے کہا کہ مین کوئی تیرے
مقابلہ نہین آیا ہون کہ مقابلہ کرون ہان اگر تم اپنا کمال دکھاؤ گے تو مین بھی اپنا کمال ظاہر کرون گا یہ سنتے ہی
سمندر نے اس گولے کو طرف آسمان کے پھینکا وہ گولا آسمان پر جا کر پھٹا ایک برق چمکی کہ سبکی آنکھین
جھپک گئین اب جو دیکھا تو ایک ابر سیاہ تیار ہوا اس سے بارش ہونے لگی تھوڑے عرصہ مین تمام صحن مین پانی
پانی ہو گیا اس پانی سے شعلے نکلنے لگے وہ پانی طغیانی کرکے طرف ایوان کے چلا کہ سمندر نے کہا کہ کوئی ایسا
ہی کہ اس پانی کو روکے اور اندر نہ آنے دے سب ساحرون نے سر جھکالیا مگر آتشبار نے ایک مرتبہ [illegible] اور
ایک نارنج جھولی سے نکالا اور سمندر سے کہا کہ مین روکتا ہون میرے تمھارے امتحان ہی کوئی دشمن کا تو مقابلہ
ہی نہین کیونکہ ہم اور تم ایک ہی خداوند کے بندے ہین سمندر نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی روکو لیکن آتشبار نے
وہ نارنج اٹھا کر اس پانی کی طرف پھینکا جیسے نارنج قریب پانی کر پہونچا یہ ریاض سمندر کا برسون کا ہی اپنے لیے
سے نہین رکتا ہی ان جب تک کوئی کمال کا نہو ادھر نارنج چلا ادھر سمندر نے زور دیا کہ اس پانی
سے ایک نہنگ نے منہ نکالا جیسے نارنج قریب پانی کے پہونچکر غرق ہوا ویسے ہی اس نہنگ نے اسکو منہ مین لے لیا
اور پانی مین چلا گیا وہ پانی ایوان مین آگیا ابتو لوگ پریشان ہوئے کہ ہم سب غرق ہو جائینگے لوگ حیران ہوکر
ادھر ادھر دیکھنے لگے گو سب ساحر زبردست تھے عشاق بھی اس مقام پر تھا مگر سب پریشان ہوگئے
عشاق ایسا ساحر تھا وہ چاہتا تو پانی ایک بالشت نہ بڑھ سکتا اسنے عمداً کوتاہی کی اور خاموش ہو کر بیٹھ رہا
صرف یہ تدبیر کر لی کہ وہ غرق نہوگا جب سمندر نے اہل دربار کو پریشان دیکھا تو کہا کہ آپ لوگ پریشان نہون یہ پانی
کسیکو غرق نہ کریگا جب تک مین حکم نہ دونگا یہ دشمنون کے لیے ہی نہ کہ دوستون کے لیے صرف آتشبار کے اور میرے
[illegible] پانی بھی مجکو ان کا کمال دیکھنا ہی یہ کہکر کہا کہ ای سمندر تو کسیکو غرق نہ کر تا سبکی کرسیون کے نیچے قیام کر تا اب
[illegible] جو کہا تو پانی نے ہالہ باندھ لیا کہ سبکی کرسیون و تخت و دنگلون کے نیچے ٹھہر گیا بڑھنا موقوف ہو گیا اب سمندر
نے کہا کہ ای آتشبار اب اس دریا سحر کو ہٹا دو مین نے اجازت دی تاکہ تمھارا کمال ظاہر ہو آتشبار نے جو سحر
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ دریا ایسے کمال کا ہی کیون اپنی اوقات برباد کرتا ہی کیون باہم نزاع کرتا ہی گو تو قادر ہی کہ اسکو برباد
کردے مگر کیا ضرورت ہی یہ جو دریافت ہوا تو آتشبار نے کہا کہ ای سمندر معلوم ہوا کہ تو صاحب کمال ہی [illegible]

سحر دفع نہین کر سکتا ہی بس معلوم ہو گیا مین صرف امتحان کرتا تھا یہ جو آتشبار نے کہا تو سمندر نے کہا کہ نہین تم رد
کرو مین اجازت دیتا ہون کیا نقصان ہی آتشبار نے کہا کہ کیون مین تمھارے ہوتے ریاض کو جو کچھ تمنے تیار کیا ہی
برباد کرون یہ دشمنون کے مقابلے کے لیے رہنے دو مین کوئی دشمن تھوڑی ہون نہین یہ جو اسنے کہا سمندر کو یقین ہوا
کہ یہ عاجز ہی کہا کہ اچھا پھر کوئی تکرار نکی ایک اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ پانی برسنا موقوف ہو گیا پھر برق چمکی اور جب
دیکھا نہ وہ ابر تھا نہ وہ پانی تھا زمین خشک پڑی تھی دیکھا کہ پتلی ہاتھ مین گولا لیے کھڑی ہی سمندر نے وہ گولا
لیکر اپنی جوڑے مین رکھ لیا یہ جو آتشبار نے دیکھا اور خیال کیا کہ سمندر اپنے دل مین کہیگا اور سب اہل دربار کہ
صرف آتشبار کی زبانی زبان تھی کوئی کمال اسمین نہین ہی ایسا ویسا ساحر ہی تو بھی اپنا کچھ کمال دکھایا چاہیے یہ تصور
کرکے اسنے کچھ کہا نہ سنا سبکی آنکھ بچاکر جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ناریل نکالا اور اسپر کچھ پڑھکر اب جو طرف آسمان
کے پھینکا وہ جاکر شق ہوا ایک صدا تڑاقے کی پیدا ہوئی ہوا سے گرم چلنے لگی ایسی ہوا سے گرم چلی کہ سبکے
جسم جلنے لگے ہونٹ خشک ہو گئے پیاس کی شدت ہوئی یہ نوبت ہی کہ خادم پانی پر پانی دیتے ہین مگر
تشنگی کم نہین ہوتی ہی جو جو ہوا چلتی ہی وہ در و دیوار سے شعلے نکلتے ہین گرمی بڑھتی جاتی ہی ساحر سحر کرکے
برداشت چاہتے ہین مگر اصلا برداشت نہین محسوس ہوتی ہی آتشبار خاموش بیٹھا ہی نہ اسکو گرمی معلوم ہوتی ہی نہ پیاس
معلوم ہوتی ہی مگر اور سبکی حالت دگرگون ہی عشاق کی بھی یہی نوبت تھی مگر عشاق ساحر زبردست ہی اسنے سحر سے
ایک سیب بنایا ہی کہ جب زیادہ شدت ہو اور پانی نہ ممکن ہو یا پانی سے سیری نہو تو اسکو کھالے تو تسکین ہوتی ہی
اسنے اس سیب کو نکالکر ایک قاش کھائی اسکی تو پیاس کم ہوئی اب جو اسنے خیال کیا اور حواس درست ہوئے کہ کیا
سبب ہی کہ یہی گرمی ہی اسکو معلوم ہوا کہ یہ سحر ہی آتشبار کا پا آتشبار کی طرف دیکھکر ہنسا وہ سمجھ گیا کہ عشاق کو معلوم ہو گیا اسنے
اپنی کرسی پر سے اٹھکر اور قریب عشاق کے جاکر آہستہ سے کہا کہ استادین آپ سے مقابلہ نہین کر سکتا ہون کیا
سحر ہی یہ آپکے اشارون مین برباد ہو گا آپ بولتے نہین ساحری ہن میری آبرو جاتی ہی سب کہتے ہین کہ آتشبار کچھ
کمال نہین رکھتا صرف یاوہ گو ہی اسلیے مین نے یہ سحر کیا ہی کہ دیکھون کون اسکو دفع کرتا ہی جیسے سمندر نے دفع کیا
تھا کہ مین دفع نہ کر سکا آپ خاموش رہین کسیکا کچھ ضرر نہوگا کوئی ہلاک نہوگا یہ جو آتشبار نے کہا کہ آپ خاموش رہین
جیسے سمندر کے سحر کے وقت آپ خاموش رہے تھے عشاق نے کہا کہ تم جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو مین نہ بولونگا ہان
اگر تم مجھسے یہ کہتے تو مین ضرور اسکو رد کرتا دیکھو اسکا خیال رہے کہ کوئی ہلاک نہو آتشبار نے کہا کہ کیا مجال ہی اگر کوئی
ایک موسے تن بھی کم ہو تو آپ مجھکو قتل کرین یہ کہکر اپنے مقام پر آکر بیٹھا کہ اتنے عرصہ مین ایک ابر پیدا ہوا آتش آمیز
آگ برسنے لگی انبوہ ساحرون نے اٹھ اٹھکر اس ابر پر سحر کیا مگر کسیکے سحر نے اثر نہ کیا کیونکہ یہ سحر اسکا بھی کمال کا تھا بڑی
مشقت سے تیار ہوا تھا اور جو سحر اسکا ہی وہ ایسا ہی ہی کیونکہ بڑا ریاض کیا ہی یہ ایک دم مین سمندر کے سحر کو برباد کرتا مگر
اسکے سحر نے اسکو منع کیا اور اسنے بھی خیال کیا کہ بیکار کی عداوت ہوگی اس سے کیا حاصل پس بدین سبب یہ خاموش
ہو رہا تھا یہ بیٹھا ہوا ہنس رہا ہی ساحر اس ابر پر اپنا سحر کر رہے ہین سمندر نے بھی سحر کیا کچھ نہ ہو سکا وہ ابر نہ برباد
ہوا نہ آگ برسنا موقوف ہوئی نہ گرمی کم ہوئی نہ ہوا سے گرم کم ہوئی تو سمندر نے عشاق سے کہا کہ استاد یہ
کیا بات ہی کسکا سحر ہی عشاق نے کہا کہ ای سمندر مین کیا جانون تم لوگ ابھی جوان ہو تمھاری ریاضت و مشقت
تازہ ہی دریافت کرو کہ کسکا سحر ہی مین پیر ہو گیا ہون نہ اب وہ مشقت ہی کہ مین دریافت کر سکون سمندر نے کہا
کہ استاد مین نے لاکھ لاکھ تدبیر کی مگر کوئی کام نہین دیتی ہی کیا کرون عشاق نے کہا کہ بس یہ جانے دو تمکو
ہی کہ معلوم ہو جائیگا یہ سنکے سمندر نے آتشبار کی طرف دیکھا تو وہ ہنس رہا ہی سمندر کو یقین ہو گیا کہ یہ اسی کا
ہی کہا کیون بھائی کوئی ایسا سحر کرتا ہی کہ یون پریشان کرتا ہی معلوم ہو گیا کہ تم بھی بڑے کامل ہو بس دفع کیجیے

سحر کو دفع کرو ہم تم برابر ہو گئے آتشبار نے کہا کہ یہ میرا سحر نہیں ہو سکتا ہو گا میں کیونکر رد کروں وہ ناخوش نہ ہو گا
سمندر نے کہا کہ ہاں یہ ہمنے سنا تو معلوم ہو گیا تھا کو اور سب اہل دربار کو اور تمہارا کمال ظاہر ہو گیا کیوں نہ ہو سرا نے
ساحر ہو آتشبار نام ہے یوں جو سمندر نے کہا تو آتشبار نے کہا کہ جو تم کہو تو میں رد کرتا ہوں یہ کہکے کچھ پڑھکر
دستک دی کہ ایک طائر پیدا ہوا اسکو حکم دیا کہ اس ابر کو خود آتش فشاں پر لیجا اور بہت کم ابر سے کہا کہ تو اپنے
مقام پر جا یہ کہنا تھا کہ وہ طائر پھر اڑا اور قریب اس ابر کے آیا اور اسنے چونچ کو اس ابر میں گڑو کر ایک طرف کو
لیچلا جدھر سے وہ ابر آیا تھا اودھر کو وہ ابر چلا ادھر وہ گرمی وہ آتشباری کم ہونے لگی ہوا سے گرم سے ٹھنڈے
ہر طرف ہو گئے ذرہ سی دیر میں وہ ابر غائب ہو گیا اسی طور سے مطلع صاف ہو گیا نہ وہ آگ ہے نہ وہ گرمی ہے نہ ہے آ
گرمی ہے اب سب کو اس درجہ خوش ہوئے آتشبار کی سب تعریف کرنے لگے آسنے کہا کہ اگر میں نہ کرتا تو اب سبکی زندگی دشوار
ہوتا سمندر نے کہا کہ بھائی تم نے بڑے صاحب کمال ہو میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا ہوں اور ہم تم تو ایک ہیں مجھکو تو اتنی
سی بات پر غصہ آگیا تھا میں ہوا رکیا کہ آپکو غصہ نہ آیا آتشبار نے کہا کہ مجھکو غصہ آیا تھا مجھے اپنا کمال دکھانا
میں نے اپنا مجھے تمہارا سحر دفع ہو سکا مجھے میرا میں تم برابر ہو گیا یہ تقریر سنکے عشاق اپنی کرسی پر سے
اٹھا اور دونوں کا ہاتھ پکڑ لیا کہ اب تم گلے ملجاؤ کوئی خیال نہ کرو آتشبار نے کہا کہ مجھکو کوئی عذر نہیں ہے نہ ہے
آپکے کسی طرح کا فساد ہو صرف یہ امر میں نے اپنی آبرو بچانے کے لیے کیا تھا اگر آپکی یہ خوشی ہے تو میں موجود ہوں
عشاق نے کہا کہ تم اپنے سحر میں کامل ہو ہمارا سحر میں لبس دونوں باہم گلے ملجاؤ لہذا اسنے آتشبار اپنی کرسی
پر آکر بیٹھ گیا سمندر نے کہا کہ بھائی میں نے تمہاری دعوت کی ہے تم اسکو قبول کرو آتشبار نے کہا کہ مجھکو کوئی
عذر نہیں ہے یہ سنکے سمندر نے حکم دیا کہ سامان دعوت کیا جاوے یہ حکم دیکر کہا کہ بھائی میں یہ چاہتا ہوں کہ تم
میری مدد کرو کیونکہ خدا پرستوں سے مقابلہ ہے وہ لوگ بڑے زبردست ہیں آتشبار نے کہا کہ یہ امر کوئی تمہارے
کہنے پر منحصر نہ تھا بلکہ میرا خود قصد ہے دو سبب سے ایک تو یہ سبب ہے کہ یہ ملک بھی انکے قبضہ میں آجائیگا اگر
یہ لوگ کوشش نہ کریں دوسرا امر یہ ہے کہ میرے پیر بھائی کے قاتل ہیں میں ضرور اسے عوض انکے خونکا لونگا اور
ملکہ غزالان کے بھی خونکا عوض لینا ہے کیونکہ اس سے مجھے بہت محبت تھی وہ اکثر آفتاب کے ہمراہ میرے
مکان پر گئی تھی عجب اسکی بھولی بھولی صورت تھی جب سے میں نے سنا ہے میرا خون جوش کھا رہا ہے آنکی
تصویر میری آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہے میری آنکھوں میں خون اترآیا ہے مگر کیا کروں کہ وہ لوگ یہاں موجود
نہیں ہیں نہیں اس قصد سے اپنے مقام سے چلا تھا کہ میں انتظام کرکے چلتا اب میں دعوت سے فراغت
کرکے اپنے مقام پر جاؤنگا وہاں سے لشکر وغیرہ لیکر آؤنگا اگر اس عرصہ میں کسینے انکو قتل کیا اور یہ لڑائی فتح ہو
تو خیر ورنہ میں خود اسطرف جاؤنگا جہاں اسکا لشکر ہوگا اسی مقام پر جاکر مقابلہ کرونگا سمندر نے کہا کہ اچھا
تمکو اختیار ہے آتشبار خاموش ہوکر بیٹھ رہا کہ سمندر نے دربار برخاست کیا اور گلاب سے کہا کہ تم اپنے چچا کو
اپنے مکان پر لیجاؤ شام کو لے آنا کیونکہ میں نے جلسہ انکی دعوت کا مقرر کیا ہے پس آتشبار ہمراہ گلاب کے
اسکے مکان پر آیا اسنے خوب جا سے معقول پر آتارا ان سے جاکر کہا کہ چچا تشریف لائے ہیں اسنے کہا کہ کون چچا
اسنے نام بتایا ان نے کہا کہ وہ اکثر آپکا ذکر کرتے تھے اور جاکر آپکے یہاں رہتے تھے بڑی محبت تھی اور بڑا
ارتباط تھا بیٹا انکو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے بہت خاطر کرنا گلاب نے کہا کہ جہانتک ممکن ہوگا خاطر
کرونگا ناخوش نہ ہونگے انکی دعوت آج بادشاہ نے کی ہے ان نے کہا کہ کل تم کرنا گلاب نے کہا کہ بہتر ہے
یہ کہکر باہر آیا ہر ایک طرح کی خاطر کرنے لگا آتشبار بہت خوش ہوا ہر مرتبہ آفتاب کو یاد کرکے افسوس کرتا ہے اور
کہتا ہے کہ ای فرزند تم دیکھنا کہ میں کیونکر ان خداپرستوں کو قتل کرتا ہوں ان عیاروں کے خون کا پیاسا ہوں

یہ خبر اُس پرچہ سے معلوم ہوئی ایسا رنج ہوا کہ سمندر کا چہرہ زرد ہو گیا منہ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں اہل
دربار بھی دنگ ہو گئے کہ اتنے بڑے زبردست بادشاہ نے یوں شکست کھائی کہ خود گرفتار ہو گیا
کیا اقبال ہے عشاق نے جو یہ حالت سمندر کی دیکھی سمندر کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے سمندر
اگر تم ایسی حرکت کرو گے اور ذرا ذرا سے ملکوں کے نکلجانے پر اسقدر صدمہ کرو گے تو مین چلا جاؤنگا تم
غم نہ کھاؤ وہ لوگ یہان آکر تباہ ہونگے میرے سحر کی تاب نہ لا سکینگے تم صدمہ نکرو سمندر یہ کلام سنکے
کہنے لگا کہ استاد میری جو زندگی ہے تو صرف آپکے بھروسے پر ہے ورنہ مین ابتک تمام ہو چکا ہوتا کیونکہ ایسے
ایسے صدمے مین نے اٹھائے ہین کہ میرا ہی قلب تھا کہ مین برداشت کر رہا ہون دوسرا ایسے مقام پر ہوتا تو
ابتک اُسکا قلب بسبب صدمات کے پھٹ جاتا اور مر جاتا عشاق نے کہا کہ سچ کہتے ہو مگر تم صدمہ
نہ کرو جہان تک انکا اقبال ترقی پر ہے دیکھو ایک مرتبہ یہان آکر ایسا پلٹا کھائیگا کہ ایک خدا پرست تو روئے
زمین پر باقی نہ رہیگا ابھی اُنکے ستارۂ اقبال کو اوج ہے کبھی تو پست ہوگا اسی زمین پر اُنکی سوختہ ہوگی سمندر
نے کہا کہ خداوند آپکو ہمارے سر پر زندہ سلامت رکھے آپ میرے دل کو قوی کر دیتے ہین ورنہ مین تو
دیوانہ ہو جاتا تو کچھ عجب نہین تھا عشاق نے کہا کہ اور کاغذات دیکھو اس فکر کو جانے دو یہی ذکر ہو رہا کہ گلاب
آکر پہنچا اسنے جو رنگ دربار کا دیکھا تو ہکا بکا ہو گیا پایا کہ یہ حالت تھی کہ عالم سکوت مین بیٹھے ہین سمندر کا چہرہ
زرد ہے عشاق کچھ نصیحت کر رہا ہے یہ اپنی کرسی سپہ سالاری پر جا کر بیٹھ گیا جب عشاق کلام کر چکا تو گلاب
نے سمندر کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ بنصیب دشمنان مزاج کیسا ہے سمندر نے کہا کہ اچھا ہون گلاب
نے کہا کہ کچھ چہرۂ عالی پر گرد کدورت پاتا ہون اور اہل دربار کو بھی مکدر پاتا ہون اسکا کیا سبب ہے سمندر نے
پرچہ اخبار کی حالت بیان کی گلاب کو اپنے سحر کا خبر دینا یاد آیا کہ اسنے خبر دی تھی کہ لقین مسلمان ہو گیا اور کل اہل
شہر اور جو لوگ اُسکی مدد کو گئے تھے وہ بھی انہین سے چند لوگ تھے قریب اُنکے اُسکے ہوا کہ آگے ہین
اُس مضمون کو خیال کر کے خاموش ہو رہا اسکو بھی صدمہ ہوا سمندر نے اُس سے پوچھا کہ آتشبار گئے
گلاب نے کہا کہ جی ہان مین اُنکو رخصت کر کے حاضر دربار ہوا ہون سمندر نے کہا کہ کب آنے کا اقرار
کر گئے ہین گلاب نے عرض کیا کہ بہت جلد تشریف لائینگے یہ کہکے سمندر خاموش ہو رہا اور پھر کاغذات
دیکھنے لگا کہ یکایک دربارگاہ پر غل و شور ہونے لگا اور یہ صدا آئی کہ ہم فریادی ہین بادشاہ کی خدمت مین
جائینگے اب جو لوگون نے دیکھا کہ وہ لوگ ہین کہ جو ہمراہ سرداروں کے برائے کمک لقین خودپرست بطرف
شہر لقینہ کے گئے تھے انکو کسی نے نہ روکا جانے دیا وہ لوگ قریب دو ڈھائی سو کے تھے اندر دربار کے
چلے ناظرین پر واضح ہو کہ یہ جو وہان سے بھاگے تھے راہ مین کہین دم نہ لیا بھاگے چلے آئے کہ پندرہ روز کی
راہ کو آٹھ دن مین طے کیا صرف سمندر پر آکر دم لیا کہ جو اس درست ہو لین تو جاکر عرض کرین انکو کوئی
ملک راہ مین ملے کہین نہین گئے آنکے باہر باہر آئے کسی کو خبر نہ کی کہ وہ لوگ اپنا بندوبست کر لے کہ سمندر
کے ناموں سے جو کہ قبل مین تحریر کیے تھے سب ہوشیار ہین مگر اب اور خبردار ہو گئے القصہ یہ داخل دربار ہوئے
یہ جو شور و غل سمندر نے سنا تو کاغذات اٹھا کر رکھدیے دربارگاہ کی طرف دیکھنے لگا کہ جب وہ سامنے صحن
مین آگئے تو اسنے دیکھا کہ ایک طوفان بے تمیزی ہے کہ چلا آتا ہے یہ گھبرا گیا مگر خاموش ہو کر بیٹھا دیکھا کیا کہ یہ کون
لوگ ہین اہل دربار بھی حیران ہوئے کہ وہ قریب ایوان کے آگئے جب تو سب نے پہچانا کہ یہ وہ لوگ ہین جو
ہمراہ سرداروں کے برائے کمک لقین گئے تھے انکو سمندر اور بھی پریشان ہوا اور کہا کہ انسے کہو کہ جلد
قریب آکر حال بیان کرین کیا ہوا جو تم لوگ اسقدر بدحواس ہو نہ قواعد شاہی بجالاتے نہ طریقہ صاحب سلامت

کہ وہ عورت کون ہے اُسنے کہا مین نام نہین بتاؤنگا ہان اُسکی حالت بیان کرتا ہون جو کہ دربار مین ہے کیونکہ
تمنے دربار کی حالت دریافت کی ہے خداپرستون کی اُس عورت کی حالت نہین دریافت کی ہے اور میرا قاعدہ
ہے کہ جو میرا جی چاہتا ہے وہ بات تو مین بیان کرتا ہون بدون دریافت کیے ہوئے ورنہ نہین بیان کرتا ہون
ہان وہ حالت بیان کرتا ہون جو دریافت کرنے والا پہلے دریافت کر لیتا ہے قبل میرے بیان کرنے کے اگر دریافت
کرتا ہے مجھے تنگ تو مین نہین بیان کرتا ہون پس تمنے اُس عورت کی بابت نہین دریافت کیا تھا
جو نام بتاؤن ہان اسقدر بیان کیے دیتا ہون کہ تمھارے شہر کی رہنے والی ہے تمھارے سب رازون سے
واقف ہے وہ بھی مسلمان ہوئی ہے اُسکا عقد ہوا ہے ایک خداپرست کے ساتھ وہ بہت بڑی کام کی ہے لاؤ
میری خوراک عشاق نے تیسرا حصہ اور خم وہ بادہ کھلا دیا اور خم پی گیا اُسکے بعد کہا کہ اے عشاق یہ بات اپنی
طرف سے بیان کرتا ہون کہ سمندر ساحر نے نادانی کی کہ یہ بلا اپنے سر پر مول لی کہ سہراب کو قتل کیا یہ بلا
سر پر آئی کیونکہ اُسنے سہراب کے دلکو تکلیف دی کیا ہیچ تھا کہ سہراب اپنی دختر کے ساتھ عقد کر دیتا وہ کوئی غیر
نہ تھا بلکہ عالی خاندان تھا سب سے بڑا ساحر تھا اپنے جہان سے جاکر بڑی تکلیف اُٹھائی اُسکے بعد سمندر نے
خداپرستون کی گرفتاری کو روانہ کیا وہ گرفتار ہو گیا خداپرستون نے اُس سے اقرار کیا کہ اگر تم دریا
سیمرنگ ساحر فتح کرادو تو ہم سمندر پر بھی لشکر کشی کرین تمھاری معشوقہ سمندر کو قتل کر کے دلادین وہ کہتے
ہوان کے پاس آیا اُسکا دوست بنا سب حال دریافت کر کے خداپرستون کو آگاہ کیا اُسی کے سبب
سے آفتاب قتل ہوا عیار ادھر آئے ہوان کو اُسنے قتل کرایا آسمان ساحر کی کشتی دریا اُٹھا لے بلکہ یقین
کہ وہ لوگ سمندر پر بھی ضرور آئینگے اور سہراب اپنی معشوقہ کو پائیگا لاؤ میری خوراک عشاق نے کہا
کچھ اور بیان فرمایئے اُسنے کہا کہ اب مین نہین بیان کرونگا اتنا حال مین نے اپنی طرف سے بیان کر دیا جلد
خوراک لاؤ کہ میرا دم نکلتا ہے ورنہ تمکو کھا جاؤنگا یہ جو اُسنے کہا عشاق نے جلدی سے باقی خم دیا اُسکو
دیا وہ کھا کر اور شراب پیکر دھم سے زمین پر گر پڑا اور کہا کہ اب ہم جاتے ہین اور یہ کہے جاتے ہین کہ
دو ماہ تک تم ہمکو نہ طلب کرنا ہم نہ آئینگے تمھاری محنت بیکار ہوگی آئندہ تمکو اختیار ہے یہ کہا اور اب جو
دیکھا کہ نہ وہ پتلا ہے نہ کچھ ہے صرف کاغذ کا پتلا پڑا ہوا ہے عشاق نے سر پر ہاتھ مارا اور کہا کہ آجتک یہ بات نہین
ہوئی کہ یون نکلے کہ یہ خوف جب مین نے کہا تب کچھ خفا ہو گئے بہتر خیر دیکھا جائیگا اے سمندر اب معلوم
ہو گیا سمندر نے کہا کہ اُستاد انھون نے اُس عورت کا نام نہ بتایا وہ کون عورت ہے عشاق نے کہا کہ اُسکی
بابت دریافت نہین کیا تھا اُنھون نے خود بیان کیا جو جی چاہا جسکی بابت دریافت کیا تھا وہ پورا حال بتا
دیا کون عورت ہوگی ادھر گلاب کی جان مین جان آئی کہ صرف اتنی ہی خیر گذری کہ نام نہ لیا ورنہ خرابی
ہوتی اور بڑی شرمندگی حاصل ہوتی مین نے تو خیال کیا تھا کہ بیان کر دیگا خیر گذری گلاب یہ خیال کر کے خاموش
ہوا کچھ بات نہ کی عشاق نے سمندر سے کہا کہ میری رائے ہے کہ پھر اُن ملکون مین نامہ لکھو جو کہ تمھارے
کی طرف ہین سمندر نے کہا کیا مضمون ہو عشاق نے کہا کہ یہ مضمون ہو کہ ہمنے سنا ہے کہ لقین
مسلمان ہو گیا مع اپنے لشکر و اہل لشکر کے بلکہ جو لشکر اُسکی کمک کو گیا تھا وہ بھی مسلمان ہوا لہذا تمکو
لکھا جاتا ہے کہ خداپرست مع لشکر تمھارے ملکون کی طرف سے ادھر آتے ہین جہان تک ممکن ہو اُنسے
مقابلہ کرو اُس مقابلے مین خواہ وہ قتل ہون خواہ اسیر ہون اگر تم یہ لڑائی فتح کرو گے تو ہم بہت خوش
ہونگے اور خراج لنا سے معاف کر دینگے اور تمھاری تعریف تحریر کر کے خدمت خداوند مین روانہ کرینگے
آئندہ تمکو اختیار ہے اگر کمک کی ضرورت ہو تو ہمکو تحریر کرو خواہ ساحر خواہ غیر ساحر جس کو طلب کرو ہم

ہوگا اُدھر کو پیش خیمہ روانہ کرینگے مہراب شاہ نے کہا کہ یہ نہایت مناسب ہے اسی دن ایسا ہی کرنا
چاہیے یاران نے کہا کہ ایک رائے میری بھی قبول فرمائیے وہ یہ ہے کہ ایک لاکھ پچاس ہزار لشکر کو حکم دیجیے
کہ وہ ہر وقت تیار رہے کیونکہ میرا قصد یہ ہے کہ جب اُنکا پیش خیمہ نواحی شہر میں پہونچے میں اُسکے لشکر پر چلکر گردا گرد
بارگاہ و پیش خیمہ پر اپنا قبضہ کرون اور وہ ہی بارگاہ برائے حضور برپا کرون آپکو خبر دون آپ مع لشکر
تشریف لائیے اُسی بارگاہ میں قیام فرمائیے مہراب شاہ نے کہا کہ یہ رائے تمہاری بہت ٹھیک ہے سپہ سالار
نے بھی پسند کی اور کہا اس امر سے اُنکو معلوم بھی ہوگا کہ اس مقام پر بہادر ہیں اگر تم کہو تو میں بھی تمہارا ساتھ
دون یاران نے تیوری پر بل ڈال کے کہا کہ میں الگ نہیں ہوں کہ آپکی کمک کا محتاج ہوں وہ وقت آئیگا تو میری جرأت کا
حال معلوم ہوگا ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک برق چمکی کہ سبکی آنکھیں بند ہو گئیں اسکے بعد آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ ایک ساحر
صحن بارگاہ میں کھڑا ہے مہراب شاہ نے وزیر سے کہا کہ کوئی ساحر سمندر کے پاس سے آیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ شمشیر جادو نے نامہ
بھیجا ہو وہ ساحر دربار میں آیا اور مہراب شاہ کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ شاہ جادوان یعنی سمندر شاہ کا ایلچی
آیا ہوں پیغام حضور ہے مہراب شاہ نے کرسی دی کہ بیٹھ جاؤ ہم نامہ دیکھیں اُسکا جواب تحریر کرینگے وہ ساحر کرسی پر
سلام کرکے بیٹھ گیا نامہ جیب سے نکالکر پیش کیا مہراب شاہ نے وہ نامہ وزیر کو دیا کہ اُسکو پڑھو وزیر
نے باواز بلند نامہ پڑھا مہراب شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اور وزیر سے کہا کہ ہماری طرف سے تحریر کرو کہ ہمکو
خبر ہوئی قبل آنے آپکے نامہ کے ہم بندوبست کر چکے ہیں جب تک ہمارے دم میں دم ہے اور ہاتھ میں تلوار ہے تو کوئی سمندر
کی طرف رخ نہیں کر سکتا ہے اور بادشاہ نے جو اپنے تحریر فرمایا ہے اُسکی نسبت یہ عرض ہے کہ فدوی کو کمک کی کوئی ضرورت نہیں
ہے میرے پاس لشکر کثیر ہے اور مجھکو جنگ ساحران سے عار ہے کہ میں حضور سے ساحر طلب کرون اور آپ کے ذریعہ سے
خدا پرستوں پر فتح حاصل کرون یہ بدنامی کبھی فدوی گوارا نہ کریگا کیونکہ یہ حقیر غیرت دار ہے مقابلہ کرکے مر جائیگا یہ ننگ نامی
بہت بڑی ہے کہ مہراب شاہ نے خود نہ سکتے سے مقابلہ کیا یہ تو کوئی نہ کہیگا کہ مہراب شاہ نے ساحروں کے بھروسہ
پر مقابلہ کیا یا یہ کہینگے کہ جب سمندر نے لشکر روانہ کیا اُسکی کمک کے بھروسہ پر مقابلہ کیا یہ بھی گوارا نہیں ہے
لہذا آپ میری طرف سے اطمینان رکھیں کہ میں اسکی لڑائی سے کبھی شکست نہ کھاؤنگا جب تک میری جان میں جان ہے
میں مقابلہ کیے جاؤنگا اگر ایک آدمی بھی میرے لشکر کا باقی رہیگا اُسکو ہمراہ لیکر مقابلہ کرونگا یہ نہ کرونگا کہ آپ سے کمک طلب
کرون یا کسی دوسرے ملک میں جا کر پناہ لون یہ بالکل میری غیرت کے خلاف ہے سر میدان جان دونگا دوسرے میں
کیونکر یہ یقین کرون کہ میری شکست ہوگی اور میں مہر بند ہونگا مجھکو یقین ہے کہ خدا پرست اس مقام پر آکر ضرور بہ
ضرور شکست کھائینگے اُنکا لشکر تباہ ہوگا یہ سمجھیں کہ یہ ہمارا ملک نہیں ہے کہ جہان وہ گئے اُنھون نے قبضہ کر لیا آپ یقین
نے ایسا کیا تو اُنکو یقین ہوا کہ ہمسے اسی طرح رہینگے کہ داد و فریاد رکھتا ہے ہم اور آپ تو ایک زمانہ سے میں
دوسرے آپکے خراج گذار ہیں آپ اطمینان رکھیں جب تک ممکن ہوگا روکیں گے ورنہ جان دینگے ہم تدبیر کر چکے
ہیں زیادہ حد ادب یہ جواب لکھوا کر اور لفافہ پر مہر کرکے اُس ساحر کو دیا اور خلعت سے سرفراز کیا وہ رخصت
ہو کر طرف سمندر کے روانہ ہوا یہاں بعد جانے نامہ بر کے مہراب شاہ نے یاران سے کہا کہ تم اپنے لشکر میں سے
ایک لاکھ پچاس ہزار سوار انتخاب کرکے اُنکو تیار رہنے کا حکم دو اور جس وقت یہ سنا کہ خدا پرستوں کا
پیش خیمہ اپنی طرف کو روانہ ہوا ہے بدون ہماری اطلاع کے اُس لشکر کو لیکر روانہ ہونا پہلے ہراول لشکر کو
قتل کرکے بارگاہ پر قبضہ کرنا اور اُسکو جائے مناسب دیکھکر برپا کرنا اور ہمکو اطلاع دینا مگر یہ ضرور کرنا کہ
جس وقت جاسوس نکلنا تو یہ اطلاع کر دینا کہ میں برائے مقابلہ جاتا ہوں آپ تیار رہیں میں بارگاہ کو قبضہ کرکے آپکو اطلاع
دونگا آپ فوراً تشریف لائیں اس سے فائدہ ہے کہ تم اُدھر جاؤ میں اِدھر تیاری لشکر کا حکم دون جس وقت

خبر آئے کہ تمنے بارگاہ چھین لی اور فلان مقام پر برپا کی یہان تو لشکر تیار ہی ہوگا مین فوراً کوچ کرکے
پہونچ جاؤنگا کیونکہ پھر لشکر اسلام کی آمد شروع ہو جائیگی لیکن ایسا نہو کہ تمام لشکر مین یہ خبر برپا ہو
تم سے مقابلہ ہونے لگے اور بارگاہ قبضے سے نکل جاے تو تمام محنت برباد ہو جائیگی اگر مین تیار ہونگا تو
فوراً یہان سے روانہ ہونگا اور عین وقت پر پہونچونگا پھر اگر وہ لوگ آکر مقابلہ بھی کرینگے تو دیکھا جائیگا
برابر کا مقابلہ ہوگا یاران نے عرض کیا بہت خوب اسکے بعد محراب شاہ نے اپنے عیار مہتر خاکرن
کو طلب کیا اور حکم دیا کہ تین سو ہرکارے مقرر کیے جائین یہان سے تعینات کہ وہ ہمکو خبر دین کہ
خدا پرستون کا یہ قصد ہو اور کدھر کو کوچ کیا ہو کس طرف پیش خیمہ روانہ کیا ہو یہ حکم سنکے مہتر خاکرن
نے سلام کیا اور بیرون بارگاہ آکر حکم دیا سو سو ہرکارے اسیوقت روانہ ہوگئے یہ داستان یہان پر
موقوف ہوئی اسکا حال آئندہ تحریر ہوگا اب اور بادشاہونکا حال تحریر ہوتا ہو کہ ہر ایک نے خبرین
پاکر حکم دیا کہ ایک ایک لاکھ کا لشکر تیار رہے بموجب حکم ہر ایک شہر مین ایک لاکھ سپاہ ہر وقت
مسلح و مکمل موجود رہتی تھی اور پہرہ چوکی جاری تھی قواعد ہوتی تھی بادشاہ باخوف و خطر دربار کرتے
تھے پہلے امثال شاہ کا حال ملاحظہ ہو اسنے جو دربار کیا ایک دن کا ذکر ہو کہ یہ دربار مین بیٹھا ہوا
تھا ایک ابر پیدا ہوا وہ بارگاہ پر آکر قائم ہوا تھا ایک برق چمکی وہ ابر شگافتہ ہوا اس سے ساحر پیدا
ہوا وہ ساحر ہی جو کہ اسکی طرف نامہ لیکر سمندر پر سے چلا تھا یہ واقعہ دیکھکر پریشان ہوا اہل دربار
سے کہنے لگا کہ کہیں غضب خداوندی نازل ہونے والا ہو کہ ابر شق ہوگیا اور یہ صورت پیدا ہوئی مگر
نکوئی امر کی شکایت سمندر نے خداوند سے کی ہوگی کیونکہ سمندر شاہ تو غلام خداوند ہین پہلے
تو وہ پاس خداوند کے رہتے تھے جب سے عتاب نازل ہوا تو اس مقام پر بھیجے گئے یہان انھون
نے یہ شہر آباد کیے ساحرون کو ملک دیے ہم لوگون سے مقابلہ کرکے اپنا تابع فرمان کیا سوا
محراب شاہ و یقین شاہ کے سب انکے زیر کردہ ہین ہم لوگ باج گذار ہین نامہ و سلام خداوند کو
رہتا ہو کچھ شکایت میری تحریر کی ہوگی خداوند نے فرشتہ غضب کو حکم دیا ہوگا کہ امثال شاہ پر
ہمارا عتاب ہو اسنے ہمارے غلام کی عدول حکمی کی ہو اسپر یہ عذاب نازل کرو یہ وہی فرشتہ غضب ہو
اسکا سبب یہ تھا کہ کبھی اس ملک مین کوئی ساحر نہین آیا تھا یہ لوگ ساحر سے بالکل واقف نہ تھے
یہ بھی نہ جانتے تھے کہ سحر کون چیز ہو پس اس سبب سے امثال شاہ کو یہ گمان ہوا آخر جو مرضی خداوند کی
ہین بنے تو کوئی خطا سمندر شاہ کی نہین کی ہو کہ اسنے شکایت کی ہوگی یہ سوچ رہا تھا کہ وہ ساحر اس ابر
سے نکل کر زمین پر آیا اور دربار مین آکر سامنے کھڑا ہوا سلام کیا امثال شاہ نے اسکی صورت دیکھکر جواب
سلام دیا کیونکہ اسکو مثل اپنے پایا تب کچھ خوف کم ہوا اہل دربار بھی اس تقریر سے امثال شاہ کے خوف زدہ ہو رہے
تھے کہ دیکھیے کیا غضب نازل ہوتا ہو جب اسکو اپنی ہمصورت پایا تو انکا بھی خوف کم ہوا ادھر امثال شاہ
نے اسکو کرسی بیٹھنے کو دی وہ کرسی پر سلام کرکے بیٹھ گیا بادشاہ نے پوچھا کہ آپ کون ہین اور کہان سے تشریف
لائے ہین اور کیا ضرورت ہو اسنے کہا کہ مین نامہ بر ہون اور سمندر پر سے آیا ہون سمندر شاہ کا آپکے نام
نامہ لایا ہون یہ سنکے امثال شاہ کا وہ خوف کم ہوا اسنے خیال کیا کہ سمندر شاہ نے نامہ اسیکے امر
کے مقابلہ کی بابت تحریر کیا ہوگا یہ خوف دل سے جاتا رہا اگر عذاب خداوندی نازل ہوا ہو فرشتہ عذاب آیا
ہو بس پھر امثال شاہ نے کہا کہ نامہ لائیے اسنے جھولی سے نامہ نکالکر دیا امثال شاہ نے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا
چوما بوسہ دیا اسکے بعد چاک کرکے پڑھا جب مضمون سے آگاہ ہوا دبیر کو طلب کرکے جواب تحریر کرایا کہ سرفراز نامہ عالی

شرف صدور پایا بہت ممنون و مشکور ہوا اور اسنے تحریر فرمایا ہو اسی پر عمل کیا جائیگا اقبال نے افتخار نامہ کے اس طور
سے اپنا بندوبست کر لیا ہی کیونکہ بہ اعتبار سے خبر ملتی رہتی تھی یہ خاکسار بہت پشیمان ہوا اپنے کئے پر شرمندہ ہو کر تابع ہوگا
اور جس طور کی کمک کی ضرورت ہوگی یہ بندہ طلب کر لیگا خداوند اطمینان رکھیں یہ جواب لکھوا کر اس نامہ بر کو دیا اور
بہت بڑا گران قیمت خلعت سے سرفراز کیا وہ جواب نامہ لیکر روانہ ہوا اسی طور سے تیسرا ساحر دربار میں اقبال شاہ
کے پہونچا کہ وہ بھی اپنا بندوبست کر چکا تھا کہ اسنے جا کر نامہ دیا اقبال شاہ اس انتظار میں تھا کہ یہ خبر آئے کہ
وہ شہر اسپر پہونچا تو اب شاہ سے مقابلہ ہو رہا ہی تو میں اپنا لشکر لیکر بیرون شہر فروکش ہوں کیونکہ ہوا ہے کہ ادھر
ملک کی باری ہی ہے تو اس انتظار میں تھا کہ نامہ بر نامہ لیکر پہونچا اقبال شاہ کو دیا اقبال شاہ نے نامہ پڑھکر
یہ جواب تحریر کیا کہ اب اطمینان رکھیں جب تک میں زندہ ہوں اسکو یہ روکونگا اگر کمک کی ضرورت ہوگی تو
طلب کر لونگا یہ جواب تحریر کر کے اسکو دیا خلعت سے خلیع کیا وہ رخصت ہو کر طرف سمندر ریہ کے چلا ایک ساحر
نامہ لیکر مراد شاہ کے دربار میں پہونچا وہ بھی اپنا بندوبست کر کے اطمینان سے بیٹھا تھا کہ اسنے جا کر نامہ
دیا اسنے بھی وہی جواب تحریر کیا جو اقبال شاہ نے تحریر کیا تھا یہ ساحر بھی جواب نامہ و خلعت سے سرفراز
ہو کر طرف سمندر ریہ کے روانہ ہوا پانچواں ساحر حیرت شاہ کی دربار میں پہونچا یہ بھی انتظار کر کے اپنی دلجمعی شہر
میں فکر مند کرتا تھا خیال یہ تھا کہ جب سب ملکوں کے بادشاہ شکست کھا گئے ہیں تو میری بھی نوبت انکی اسکے
ملک کے بعد سمندر ریہ کا ڈانڈا ہوا ہے بہت بندوبست کیا ہی بڑا انتظام ہی کہ اسنے نامہ دیا اسنے نامہ پڑھکر جواب
تحریر کیا کہ خداوند دلجمعی فرمائیں اس غلام نے بہت بندوبست کیا ہی یہاں اگر بڑا مقابلہ ہوگا فدوی نے لشکر
کثرت سے لازم کیا ہی چاروں طرف کے راستے بند کر دیئے ہیں قلعہ خوب مستحکم ہے سب طور سے آراستہ کیا
کیونکہ تابع فدوی کے ملک کے بعد تو حضور کا ملک ہی اب وہ بھی چاروں بادشاہ مہارت نزدیک اسی میں کسی
نامی ملک پر غالب لشکر اسلام کا ہوگا میرے نزدیک سب جو اب شاہ ہی تک آنے دیگا تمام کر دیگا
کسی اور ملک کی نوبت نہ آئیگی فرض کرو ہم اگر ایسا ہوا بھی کہ سب نے شکست کھائی تو فدوی ایسا
مقابلہ کریگا کہ انکو بھی معلوم ہوگا فدوی قلعہ بند ہو کر لڑیگا پہلے تو میدان داری کریگا اگر دیکھیگا کہ انکی فتح رہی
تو فدوی قلعہ بند ہو کر مقابلہ کریگا یہ قلعہ برسوں میں فتح ہوگا ہاں جب قلعہ فتح کر لینگے تو پھر ادھر کا قصد کرینگے
کیا آسان ہی سمندر ریہ آنا فدوی نے کئی سو برس کا غلہ بھر لیا ہی حضور با اطمینان حکومت کریں ہم خاکسار
کس دن کے لیے ہیں اگر کمک کی ضرورت ہوگی ساحر فدوی غیر ساحر کی فدوی طلب کر لیگا یہ جواب تحریر کرا
نامہ بر کو خلعت دیکر رخصت کیا بعد جانے نامہ بر کے خوب بندوبست کیا اور با اطمینان بیٹھا اسکا حال جو تحریر
ہوگا جہاں موقع ہوگا اب حال نامہ برونکا تحریر ہوتا ہی کہ پانچوں پانچوں ملکوں سے جواب لیکر اور
خلعت سے سرفراز ہو کر چلے تھے یہاں سمندر ریہ میں سمندر ریہ دو دربار کرتا ہی سب ساحر حاضر دربار
ہوتے ہیں مگر سمندر کو ایسا فکر و تشویش تھی کہ کھانا پینا سونا ترک ہو گیا ہی رات دن اسی تردد میں
رہتا ہی کہ دیکھئے خداوند کیا کرتے ہیں اتنے زبردست لوگوں سے مقابلہ آ کر پڑا ہی لاکھ لاکھ عشاق
و دیگر اہل دربار سمجھاتے ہیں مگر اسکو اطمینان کسی طرح سے نہیں ہوتا ہی اور یہ کہتا ہی کہ دیکھئے کیا ہوتا ہی
اور اسی فکر میں شبانہ روز رہتا ہی آج دربار میں حاضر تھا کہ سمندر نے عشاق سے کہا کہ استاد ابھی
تک وہ نامہ بر واپس نہیں آئے جو کہ غیر ساحروں کے ملکوں کی طرف گئے تھے عشاق نے کہا کہ انکے
پہونچنے میں دیر کیا ہی ابھی انکو گئے ہوئے کے دن ہوئے ہیں یہی کلام ہو رہا تھا کہ اتنے میں وہ نامہ بر پانچوں
آ کر پہونچے پہلے جواب شاہ کا جواب سمندر نے دیکھا اسکو پڑھکر بہت خوش ہوا عشاق سے کہا کہ دیکھئے

نے کہا کہ میں پیشتر حکم دے چکا ہوں اب اجازت کی کیا ضرورت ہے یہ سنکے یاران وہان سے باہر
آیا مرکب پر سوار ہو کر چھاؤنی میں آیا یہاں لشکر تو طیار تھا ہی آتے ہی اُسنے حکم دیا کہ سب میرے
ہمراہ آئیں یہ حکم دینا تھا کہ ایک لاکھ پچاس ہزار سوار مرکبوں پر سوار ہو گئے اُن سب کو ہمراہ
لیکر چلا بقصد جزیل معہ بارگاہ اُترا ہوا تھا یہ تو اُدھر کو اس قصد سے روانہ ہوا کہ ملکہ بارگاہ شہپال کو تو
اسیر و قید کر دوں اُدھر حور اسپا شاہ نے پیلان کو حکم دیا کہ تم یہ تدبیر کرو کہ چھاؤنی میں جا کر حکم دو کہ کل
لشکر طیار رہے جس وقت ہم حکم دیں فوراً ہمارے ہمراہ چلے کیونکہ جب خبر آئیگی کہ قبضہ بارگاہ پر ہو گیا اور
قریب شہر بارگاہ بآسانی ہو تو میں فوراً یہاں سے روانہ ہونگا یہ سنکے پیلان نے عرض کیا کہ بہت
خوب میں ضرور حکم عالی بجا لاؤنگا یہ سنکر اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور سلام کر کے طرف چھاؤنی کے
روانہ ہوا یہاں آکر لشکر کو حکم دیا کہ حکم شاہی ہے کہ سب لشکر طیار رہے جس وقت حکم صادر ہو اسیوقت
ہمارے ہمراہ چلے یہ حکم پیلان نے دیا لشکر میں اُسی وقت سے سامان سفر ہونے لگا اُدھر
حور اسپا شاہ نے دربار برخاست کیا داخل محل ہوا یہاں کا تو یہ حال ہے اُدھر یاران چلا جاتا ہے اب لشکر
جزیل کا حال ملاحظہ ہو کہ جزیل نے ایک رات اس صحرا میں قیام کیا بوقت سحر وہاں سے کوچ کیا وہ
جو ہرکارے اُس مقام پر برائے خبر مقرر تھے وہ یہ خبر لیکر چلے کہ لشکر آتا ہے ادھر تو حضرت صاحبقران
بھی تشریف لاتے ہیں یہ تو عرض کر چکا ہوں کہ جو مقام مقرر ہوتا ہے اُس مقام پر تشریف فرما ہوتے ہیں لشکر
جزیل سے چھ سات کوس کے فاصلہ پر قیام فرماتے ہیں القصہ جزیل بارگاہ لیے ہوئے مع ایک لاکھ لشکر کے
چلے آتے ہیں کہ اب بالکل سرحد طلسم میں پہونچ گئے ہیں کوئی اس صحرا سے ایک منزل کوچ کیا ہوگا
کہ شام ہو گئی جزیل نے اُس صحرا میں قیام کیا اب ہرکارے جو کہ خبر لیکر گئے تھے وہ جنگل صحرا میں
پہونچے جو کہ شہر سے ایک منزل پر تھا دیکھا کہ لشکر اُترا ہوا ہے یہ جو لشکر میں گئے دیکھا تو یہ لشکر شاہی ہے
معلوم ہوا کہ یاران یار خوار سپہ سالار برائے مقابلہ مع لشکر شہر سے بحکم بادشاہ روانہ ہوا ہے طرف لشکر
جزیل کے جاتا ہے جو کہ پیش خیمہ لگا ہوا ہے اُسیوقت اُسکے خیمہ میں اُنہوں نے یاران کو مجرا کیا اُسکے بعد عرض
کیا کہ ہم یہ خبر لیکر آتے ہیں کہ وہ خدا پرست جو بارگاہ لیکر آتا تھا اُسنے اُس صحرا سے کوچ کیا تھا جو کہ
حوالی صحرا میں تھا ہم لوگ اُس مقام پر برائے خبر رہ گئے تھے اور ہرکارے شہر کو برائے اطلاع
روانہ ہوئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خبر سنکے حضور مع لشکر تشریف لاتے ہیں وہ خدا پرست اُس رات تو اُس
جنگل میں رہا بوقت سحر وہاں سے کوچ کر کے ادھر کو روانہ ہوا آج دن بھر میں اُسنے ایک منزل راہ طے
کی ہے فلان مقام پر اُسنے قیام کیا ہے یقین ہے کہ کل صبح کو پھر کوچ کرے پرسوں تک حضور کے لشکر سے مقابلہ
ہو جاے گا یاران نے کہا کوئی مقام خوف نہیں ہے میں بارگاہ چھین لونگا یہ مجھ سے بچکر کہاں
جاے گا اس کمبخت کو بھی کیا یقینہ تصور کیا ہے یہ تمام صحرا بیشہ شیران ہے یہاں شیروں کا مقام ہے مجھکو بھی
دیکھنا ہے کہ وہ یہاں آکر کیونکر زندہ واپس جاتے ہیں میں وہ نہیں ہوں کہ اُنکی آمد سے ڈر جاؤں
ہاں یہ تو بیان کرو کہ یہ جو لشکر آتا ہے یہ تو بارگاہ کے ہمراہ ہے اصل لشکر صاحبقرانی اس لشکر سے
کس قدر فاصلہ پر رہتا ہے اُنھوں نے عرض کیا کہ چھ سات کوس کے فاصلہ پر رہتا ہے جہاں یہ آج قیام
کرتا ہے وہاں وہ لشکر دوسرے دن قیام کرتا ہے لشکر اسقدر پیچھے ہے کہ چھ سات کوس کے فاصلہ پر آتا ہے
یاران نے کہا کہ بہت جلد اس لشکر سے بھی مقابلہ ہوگا خیر دیکھا جائیگا چونکہ یہ خبر ہرکاروں نے
بوقت شام آکر دی تھی اُسنے قصد کیا تھا کہ اسیوقت روانہ ہوں مگر کچھ سوچ کر اپنے قصد کو فسخ کیا کہ

مقام سے نکلے ہین انگڑائیان لیکر آہستہ آہستہ طرف دریا کے چلے جاتے ہین نیل گاؤ ذخیرہ بھر رہے ہین صبح کا جو
وقت ہے تو چرند و پرند سب خوش ہین دریا موجزن ہے لہرین آرہی ہین اُسپر جو عکس آفتاب پڑتا ہے تو طلائی
معلوم ہوتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام آب دریا طلائی ہے کسان کھیتون مین پانی دے رہے ہین پانی کس چاہ
سے زمین پر رواں ہے اُسپر جو عکس پڑتا ہے تو وہ بھی سنہری معلوم ہوتا ہے عجیب وقت فرحت افزا و مسرت خیز ہے
یہ لشکر اُس صحرا سے ہوا کھاتا ہوا نکلا کوئی کوس بھر آیا ہوگا کہ جبرئیل نے کہا سب باگین روکین خیمے نصب
درست کرین دن بھی کسیقدر چڑھ آیا ہے اس صحرا کی فرحت کے سبب سے آج دیر ہوگئی کہین ایسا نہو
کہ منزل پر نہ پہونچین خلاف مقام منزل شام ہوا بس اب مناسب یہ ہے کہ باگین اُٹھا دو یہ حکم دے کر
اپنے قبا کے بند درست کیے پھر تو تمام لشکر نے اپنے کو درست کیا مرکب بھی خوب اپنا پسینہ خشک کر چکے
تھے باگین مرکبون کی لین ایک مرتبہ تمام لشکر کے مرکب کنوتیان بدل کر گردنون کو اُٹھا کر دمون کو چنور کر کے
چلے انکے ٹاپون سے خاک بلند ہوئی تمام صحرا گرد و غبار سے تاریک ہوا ان سب نے مرکبون کو ڈال دیا
کہ سرپٹ روانہ ہوے اسی طور سے کوئی ایک کوس راہ طے کی ہوگی کہ سامنے سے گرد و غبار بلند ہوا کہ اُس
گرد و غبار سے صحرا تاریک ہوگیا اُس گرد سے صدائے سُمہائے مرکب آتی تھی سنان نیزہ چمکتی ہوئی نظر
آتی تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارون آئینے چمک رہے ہین کہ جبرئیل نے عادل کی طرف دیکھکر کہا کہ بھائی
یہ تو کسی لشکر کی آمد معلوم ہوتی ہے یقین کرلو کہ کوئی لشکر ضرور آتا ہے اپنے لشکر کو حکم دو کہ وہ ٹھہر جائے
معلوم ہوسکے کہ یہ لشکر کیسا ہے اور کسکا ہے کدھر سے آتا ہے ہم کو کچھ مطلب نہین ہے جب یہ لشکر نکل جائیگا
تو روانہ ہونگے بھائی عادل یہ تو صحرا ایسا ہے کہ یہان کوئی مقام قیام کرنے کا نہین ہے نہ کوئی پہاڑ ہے نہ آڑ ہے
کہ اُسکو پشت پر لیکر قیام کرین اگر یہ لشکر ہم سے مقابلہ کرے تو بڑی خرابی ہو بارگاہ کو کسی مقام پر برپا
کرین کیونکہ تمام ریگستان ہے کوئی دریا بھی نہین ہے بدلہ خراب مقام پر اِس لشکر سے سامنا ہوگا اگر لشکر صاحبقران
آگیا تو بڑی تکلیف ہوگی پانی کی زحمت ہوگی یہ سنکر عادل نے کہا کہ کوئی مقام فکر نہین ہے اگر ہم سے مقابلہ
ہے تو ہم مقابلہ کرینگے انکی کیا اصل ہے جو ہم سے مقابلہ کرسکین ہم وہ لوگ ہین کہ جنکے خوف سے شیرون کو تپ
آتی ہے جبرئیل نے کہا کہ مین کب کہتا ہون کہ مقابلہ نہ کرونگا بلکہ میرا یہ کلام یہ ہے کہ صاحبقران کو تکلیف ہوگی
عادل نے کہا کہ کوئی تکلیف نہوگی وہ صحرا قریب ہے کہ ابھی جس سے ہم نکلے ہین بلکہ یہ خیال کرلو کہ لشکر
صاحبقرانی اُسی صحرا مین فروکش ہوگا کوئی لشکر تھوڑا ہی نہین ہے کہ یہان تک پہونچ جائے گا یہ تو بخوبی ظاہر
ہے کہ جب لشکر اُترتا ہے تو چھ سات کوس کے گرد مین فروکش ہوتا ہے یہان تک ایک سر لشکر کا ہوگا بلکہ یہ
مقام برائے مقابلہ خوب ہے کہ کوئی طرح کی آڑ نہین ہے جبرئیل نے کہا کہ پھر لشکر کو ٹھہرنے کا حکم دو کہ وہ ٹھہرے
اور ہرکارون کو برائے خبر روانہ کیجیے جبرئیل نے کہا عادل نے افسران سپاہ سے کہا کہ اسی مقام سے لشکر
صف بندی کرو بارگاہ کو بیچ مین رکھو کوئی لشکر آتا ہے نہ معلوم کہ کا لشکر ہے یہ لشکر نکل جائے تو روانہ ہو
یہ جو حکم دیا لشکر مین صف بندی ہونے لگی ادھر عادل نے چند ہرکارون سے کہا کہ جاکر خبر تو لاؤ کہ یہ گرد کیسی
بلند ہوئی ہے کون آتا ہے ہمکو تو لشکر کی آمد معلوم ہوتی ہے کیا کوئی بادشاہ برائے شکار آتا ہے یا ہمارے
آنے کی خبر پاکر ہمکو روکنے کو آتا ہے ہمکو اسکے قصد سے آگاہ کرو وہ ہرکارے یہ حکم پاکر طرف اُس
گرد کے روانہ ہوے لیکن ناظرین پر واضح ہو کہ اُس لشکر کے ہمراہ عمرو عیار کے بھی ہرکارے تھے انھون نے
جو غبار کو بلند دیکھا سب کی نگاہون سے چھپکر اُس غبار کی طرف روانہ ہوئے یہان تو صف بندی ہوگئی اپنا
بند و بست کرلیا جبرئیل و عادل دونون مرکبون پر سوار از سرتا پا دریاے آہن مین غرق نیزون کو

زمین میں گاڑ دیا ہے اسکے پھریرے اُڑ رہے ہیں آسکی ہوا میں کھڑے ہیں ادھر لشکر میں بھی صف بندی ہو چکی
ہو کسی قسم کی خرابی نہیں ہے وہ ہرکارے جو کہ صحرا پیما تھے اس لشکر میں تھے اور سب سے اپنے کو
پوشیدہ کرکے اس غبار کی طرف گئے تھے ان ہرکاروں سے پہونچنے کے قبل جب قریب غبار کے
پہونچے تو دیکھا آگے آگے سپہ سالار دست چپ یعنی ماران خونخوار اونچی بنا ہوا مرکب پر سوار ہے
عقب میں لشکر بیشمار چلا آتا ہے سب مرکبوں کی باگیں اُٹھائے ہوئے ہیں کہ اُنھوں نے سامنے
جاکر سلام کیا اور دعا دی کہ ماران نے جو ہرکاروں کو دیکھا تو مرکب کو روک لیا اُسکا مرکب کو روکنا
تھا کہ تمام لشکر رُک گیا اُسنے ہرکاروں سے پوچھا کہ کیا خبر لائے ہو جلد بیان کرو اُنھوں نے
عرض کیا کہ آپ اس تیزی سے کہاں تشریف لیے جاتے ہیں اپنے ہواس درست فرمائیے لشکر کا
دم راست پیچھے سامنے سے لشکر حریف مع بارگاہ کے آتا ہے اُسکے ہمراہ بھی ایک لاکھ سپاہ ہے سب
مرد میدان پہلوان جہاں ہیں بڑے بڑے قد کے آدمی ہیں قالب انسان میں دیو ہیں عادی بہت
ہیں قوم عاد سے ہزاروں آدمی ہیں اگر آپ اس طور سے مقابلہ فرمائیے گا تو وہ لوگ غالب آئینگے کیونکہ وہ
لوگ بکمال راحت کے ساتھ راہ طے کرتے ہیں کہ اُنکو کسل راہ بالکل نہیں معلوم ہوتا ہے ہم نے جونہیں
غبار اُبھرا دیکھا اور آمد لشکر کا گمان ہوا فوہم یہاں سے خبر ادھر کو آئے کہ اگر آپ تشریف لا رہے ہوں تو
خبر کر دیں دوسرا امر یہ ہے کہ وہ لوگ بھی اس غبار کو دیکھکر پر حساب ہوئے ہیں یقین ہے کہ آگے
مقام پر قیام کیا ہو کیونکہ وہ لوگ بڑے جہاندیدہ و کار آزمودہ معلوم ہوتے ہیں کیوں نہ ہو لاکھوں
مر کے پڑ جاتے ہیں کہ ہر دن مقابلے کئے ہیں طرز جنگ سے ماہر ہیں فنون سپہ گری اُنپر ظاہر ہیں بڑی
ہوشیاری کے ساتھ آتے ہیں مقام مناسب جنگ دیکھکر قیام کرتے ہیں آپ کو لازم ہے کہ آپ بھی
آہستہ روانہ ہوں بس تھوڑی راہ درمیان میں ہے کہ وہ لشکر ملے ہم نے آپ کو آگاہ کر دیا یہ جو ہرکاروں
نے خبر دی ماران نے افسروں کی طرف دیکھکر کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ لشکر حریف آپہونچا ہے وہ جو غبار بلند
ہے اُسی لشکر کا ہے یہی خبر لیکر ہرکارے آئے ہیں بس تمکو لازم یہ ہے کہ اسوقت جا کر لڑو اور بارگاہ پر قبضہ
کرلو یہ موقع آبرو کا ہے پہلے تو میں با آشتی بارگاہ طلب کرونگا اور کہونگا کہ بارگاہ مجکو دے دو اور تم لوگ
واپس جاؤ اور اپنے صاحبقران سے عرض کرو کہ یہ وہ مقام نہیں ہے کہ جہاں آپ کا قبضہ ہو اگر آپ
سمندریہ کو جاتے ہیں تو اور طرف سے تشریف لیجائیے ادھر آپ کو جانا نہیں ملیگا کیونکہ یہ بیشہ ہے
شیروں کا یہاں شیر رہتے ہیں یہ مقام مثل نگینہ کے نہیں ہے کہ آپ قبضہ کر لیں یہاں کا حاکم محراب شاہ
ہے جو کہ شیروں کا بادشاہ ہے اس طرف شیروں کو آتے ہوئے تپ لرزہ آتا ہے اُنکی بولی بولی یہاں کے
پہلوانوں کا نام سنکے کانپتی ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سمندریہ شاہ بھی لشکر کشی کرکے کبھی نہیں آیا ہے صبح فلک
ادھر منھ کرکے نہیں سوتا ہے دیو یہاں کا نام سنکر بسبب خوف کے آنکھیں بند کر لیتے ہیں منھ چھپا کر بھاگتے
ہیں جن کی کیا اصل ہے ہم وہ لوگ ہیں کہ پری کو شیشہ میں بند کرتے ہیں فیل کو ایک سخت ضرب سے
ہلاک کرتے ہیں شیر کا کلہ چیر ڈالتے ہیں انسان کی کوئی حقیقت نہیں ہے سمجھے گو آپ کا بہت کچھ نام شہرہ ہے
مگر یہاں کچھ کام نہ آئیگا آپ اور جانب سے سمندریہ کو تشریف لیجائیں اگر یہ سنکر اُنھوں نے بارگاہ دیدی
اور وہ واپس چلا گیا تو خیر ورنہ مقابلہ کرکے بارگاہ پر قبضہ کر لینگے یہ سنکے افسروں نے عرض کیا کہ آپ
تشریف لے چلیں ہمارے ہواس درست ہیں ہم مقابلہ کرنے کو موجود ہیں کوئی مقام خوف نہیں ہے یہ سنکے
ماران نے آپ لشکر کو حکم دے کر باہستہ روی اوس مقام سے کوچ کیا ادھر جو ہرکارے عادل نے

ہیں کہ جنکی تلوار کے سکے بیٹھے ہوے ہین بڑے بڑے شجاعون کو جنکا نام سنکے بخار آتا ہی انکے نام
سُن کے شیر صحرا مین دامن کوہ سے منہ چھپاتے ہین مریخ فلک کو انکے نام سے تپ لرزہ آتا
ہے ایسے ہین لوگون کے بزرگون نے قاف مین جاکر تباہ کیا وہ شمشیر زنی کی ہی کہ آج تک دیو انکے
نام سے دہشت کھاتے ہین اور انکے تابع ہین قاف کا کیا ذکر ہی یہ وہ دنیا پر ایک ایک نے لاکھون
سے تن تنہا مقابلہ کیا ہی انکی بہادری کے ذکر سے ہزارون کتابین مملو ہین جو کہ بطور داستان کے
ہر محفل اور جلسے مین پڑھی جاتی ہین لوگ بہ اشتیاق زر کثیر صرف کرکے سنتے ہین کوئی یہ لوگ بھی
معلوم نہین ہاں نیز سے شعبدہ بازی کی ڈھنگ ہوگی پھر جو کچھ ہو سو ہو تو انکو بھی دیکھا ہی جو وہ ادھر کو آتے ہین
خیال کرنے کا مقام ہی کہ ایسے دریاے سبز رنگ کو جو سحر کا نقارہ ہی کیونکر فتح کیا گیا تو آپ نے داستان و آفتاب
جنگلے سحر کے پہلے ہوے تھے وہ کیونکر قتل ہو ہین انکی کیا اصل ہی بڑے بڑے طلسم فتح کیے جو کہ
کوئی نہین فتح کر سکتا ہی لقا شیرنگی کو لی ایسا اور ایسا شہر نہین کتا کہون فتح ہو جاتا ایک ماہ تک مقابلہ رہا
بڑے بڑے مدعی بڑے سنا گیا ہی کہ ہم اس مقام پر نہین تھے کان گنہگار ہین کہ ہین شاہ روز جنگ
مغلوب رہی دو سردار سپاہ کثیر سے سندر شاہ زلیخین کی مدد کو روانہ کرتے تھے وہ ہین وقت پر پہونچے
انجام کیا ہوا کہ شکست کھائی انکا قبضہ ہوا لقین ایسا شخص کہ جسنے آج تک مذہب تصویر پرستی نہ چھوڑ لی
کیا تھا خود پرست رہا باوجود یکہ سندر شاہ ساحر ہین مگر کچھ نہ کر سکے یہ نہ کہنا کہ دشمنون کی تعریف کیونکر
ہو ہم کلمہ حق کہتے ہین انصاف کی یہ بات ہی کہ اگر ہم سے کوئی آکر ہم سے مقابلہ کرے تو ہم تو اسکی اطاعت قبول
کرین گے یہ انہین لوگون کا دل ہی کہ مقابلہ کرنے مین خوف نہین کرتے ہین کہ ایک دانہ ماش ہین قوالخا
بدل جاتا ہی ہم نے بھی سنا ہی کہ بڑے بہادر ہین ہان جب مقابلہ ہو تو معلوم ہو ہم تو ایسی بات کہتے ہین
چاہیے کوئی ناراض ہو جاے خوش آنحضرت نے کہا کہ یہ کلام تمہارا بیجا ہی مگر یہ سب سنا ہوا ہی آئی
یہ بیان کرو کہ کوئی امر انہین دیدہ ہی اور یہ جو ساحرون سے مقابلہ کیا طلسم فتح کیے وہ عیارون کے فریب سے
پر جہان تم نے یہ سنا ہوگا کہ دریاے سبز رنگ تھا ساحر قتل ہو گئے یہ بھی ضرور سنا ہوگا کہ عیارون نے قتل
کیے یا جو طلسم فتح ہوے وہ عیارون کی ذات سے خیر اس سے کچھ غرض نہین سنی ہوئی بات کا
اعتبار کرنا مردون کا کام نہین سنائی بات کا اعتبار نہین ہو جب مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ہان
جب ہم دیکھین تو اعتبار کرین یہ تم نے سنا ہوگا کہ اندھا جب تپا ہے جب آنکھین پاتے ہم اسکو یقین نہین
کرتے ہین جو کچھ وہ ہین انکا حال ظاہر ہو جائے گا ہمارے نزدیک تو وہ روباہ سے بدتر ہین چاہیے
وہ شیر نر ہون ہان جب ہمارے روبرو آئنگے قدم سے رہین اور وہ لوگ ثابت قدم رہین تو ہم جانین یہ سنکے
اُن عیارون نے کہا کہ معلوم ہو جائے گا یہ مثل ضرور سنی ہوگی کہ کبھی حجام سے کسی نے کہا کہ جی بال کتنے ہین اس
نے جواب دیا کہ میان جی آگے آتے ہین جس طرح سے تم خیال کرتے ہو کہ ہم بہادر ہین وہ بھی اپنے مقام پر
یہی تصور کرتے ہونگے سچ کسی نے کہا ہی کہ جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے نہین آتا ہے بہت شور کرتا ہی اور
خیال کرتا ہی کہ ہمچو من دیگرے نیست جہان پہاڑ کے نیچے آیا سارا کس بل نکلتا ہی سب شور کرنا فراموش
ہو جاتا ہی اور خیال کرتا ہی کہ ہان مجھ سے بڑا ہی ہمارے نزدیک تو یہ قصہ ہی جو کچھ ہونے والا ہے تھوڑے
عرصہ مین ظاہر ہو جائیگا سب ظاہر ہو جائے گا کہ کون بہادر ہی اور کون نامرد ہی یہ سنکے ان سوارون نے قصد
کیا تھا کہ کچھ جواب دین کہ دیکھا لشکر روانہ ہوا وہ اس مقام سے اپنی [illegible] آنکھ نگہبانی [illegible]
کرنے لگے کہ یہ لوگ رسالے کے تھے جو یون تقریر کرتے تھے [illegible]

کہ جنرل کے ہمراہ لشکر کم ہے سپاہ حریف زیادہ ہے لہٰذا یہ خبر لشکر صاحبقرانی میں کرنا ضرور ہے کہیں ایسا نہو
کہ بارگاہ پر کفار کا قبضہ ہو جاوے تو بڑی خجالت ہو اگر خبر لشکر میں ہو جاوے گی تو کوئی نہ کوئی بحکم
صاحبقران مدد کو ضرور آوے گا یہ تصور کر کے لشکر سے طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوئے انکا حال
بعد تحریر ہوگا یہاں کا حال ملاحظہ ہو کہ جب جنرل یہ تقریر کر چکا لشکر و سرداروں کو جوش دلا چکا
اہل لشکر سے کہا کیا کہ بارگاہ کو بیچ میں کیا اور خود آگے گرد تلواریں پکڑ کر صف باندھ کر ایستادہ
ہو رہے کہ یکایک وہ دامن گرد کا شق ہوا اس میں سے لشکر کفار بصد تیزی پیدا ہوا اور اسی طور سے
باگیں اٹھائے ہوئے چلے آتے ہیں آگے آگے بادار ان کے عقب میں لشکر جب قریب لشکر ہم پہنچے
قواعد سے چند سردار نکلے جنرل آگے بڑھے انھوں نے پکار کر کہا کہ اے لشکر کفار تم کدھر کو آتے ہو
اور کس طرف جاتے ہو دیکھو تو کہ ادھر لشکر اسلام کا ہے اور لشکر کھڑا ہوا ہے یہ اسکا لشکر ہے کس طرف ٹھہرا ہے
کے بیشمار ہیں شمار ہی سے کہ رہا ہے اگر تم لوگ ادھر کو آؤ گے تو بیکار کو مقابلہ ہوگا کیونکہ ہم ادھر سے جانے
نہ دینگے ہم اپنے لشکر کو دوسری طرف سے لیجاؤ بیکار کی جنگ سے کچھ حاصل نہیں ہے ہمارا
معمولی ہے کہ ہم لوگ جدھر کا قصد کرتے ہیں اسی طرف کو جاتے ہیں ہم اپنے ارادے سے باز
نہیں آتے ہیں ہمارا لشکر جدھر کو جاتا ہے اسی طرف سے پھر کر اور طرف نہیں جاتا ہے ہم لوگ
کبھی پلٹے نہیں ہیں آسمان ٹل جاوے مگر ہم اپنے مقام سے نہیں ٹلتے ہیں تم لوگ اور طرف سے
چلے جاؤ یہ سنکے لشکر کفار سے چند سرداروں نے کہا کہ تم جا کر اپنے افسر اعلیٰ سے کہو کہ ہم کو بارگاہ
دیدیں اور خود طرف اپنے لشکر کے چلے جائیں کیونکہ یہاں انکا گذر نہیں ہوگا یہ بیشہ شیران ہے یہاں
انکا آنا بیکار ہے یہاں آکر وہ رنج اٹھائینگے لشکر تباہ ہوگا یہ ملک مثل اور ملکوں کے نہیں ہے کہ
انھوں نے قبضہ کر لیا یہاں ایک ایک اپنے وقت کا رستم و اسفندیار ہے ہم لوگ جدھر کا قصد کرتے
ہیں اسی طرف سے جاتے ہیں ہم لوگ تو تمہاری تلاش میں آتے ہیں کہیں جانے کو نہیں آتے ہیں
صرف بارگاہ پر قبضہ کرنے کو آئے ہیں یہ بارگاہ ہمارے شاہ کے لائق ہے آج تک کوئی اس
ملک پر چڑھا ہو کر نہیں آیا ہے یہ لوگ لشکر کشی کر کے آئے ہیں کیوں ادھر کو آئے ہو مفت میں جان برباد
ہوگی بس ہم لوگ تمکو اور تمہارے افسر کو نصیحت کرتے ہیں کہ بارگاہ کو چھوڑ کر چلے جائیں ورنہ
ہم مقابلہ کر کے بارگاہ چھین لینگے تمہارے ان کلاموں سے نہیں لوٹینگے آئندہ تمکو اختیار ہے
بلکہ یہ پیام صاحبقران کو دینا کہ ماران مارخوار جو کہ سپہ سالار ہے مہراب شاہ کا اسنے بارگاہ لیلی
ہے اور آپ سے عرض کیا ہے کہ آپ ادھر نہ آئیں اور طرف سے سمندر پہ کو جائیں کیونکہ ہم لوگ
ضرور مقابلہ کرینگے اور لشکر کو تباہ کرینگے ادھر سے جانا غیر ممکن ہے آئندہ آپ جانیں اور آپ کا
کام یہاں ہر ایک بیشہ جنگ کا شیر ہے اور دریائے شجاعت کا نہنگ ہے ہماری ضرب کی تاب نہیں
ہے یہاں آکر آپ کو پریشانی ہوگی لشکر کی تباہی ہوگی ایک خدا پرست کا نشان نہوگا مذہب خدا
پرستی صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو جاویگا ہر ایک یہاں آکر سزا پاویگا یہ جواب مکاروں
نے کہا تو ان سرداروں نے جواب دیا کہ کیا بکتے ہو تمہاری بھی یہ لیاقت ہے کہ تم بارگاہ
کی طرف دیکھ سکو اگر اسکی طرف نگاہ کج سے دیکھو تو آنکھیں نکال لیں صاحبقران کیا ایسے گیدیوں
سے مقابلہ کرینگے مریخ فلک سے تو وہ خوف کرتے نہیں ہیں دیوان قاف مطیع حکم ہیں دل
صاحبقران کی تلوار کا لوہا مانے ہوئے ہیں نام سے کانپتے ہیں دم بند ہوتے ہیں تم ان سے

کیا مقابلہ کرو گے تم کیا ہو اور تمہارا افسر یاران مارخوار کیا ہے وہ تو حرام کے لقمے کھا کھا کر زبردست ہوا
ہے اگر بہت بل کی لیگا تو موذی کا سر کچلا جائیگا سارا زہر اگلنا بھول جائیگا پس ساری اُسکی مارخواری
باہر نکل جائے گی اگر وہ مارخوار ہے تو ہم خوب زہر بجھی تلوار اُتار سکتے ہیں وہ موذی ہم سے کیا مقابلہ کریگا
خود دل کھا کر رہیگا یہ لشکر وہ لشکر ہے کہ جہاں جاتا ہے بدون اُس ملک کو اسلام آباد کیے واپس نہیں ہوتا ہے
ایسے ایسے مارخوار بہت سے مارے گئے اور کسی کا زہر ہم پر نہیں چلا اب اسی میں خیر ہے
کہ واپس جاؤ ورنہ کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو یہ جواب سرداروں سے سنکر ماران کو بہت
غصہ آیا اور کہا کہ یہ لوگ بڑے چرب زبان ہیں یہ بولنا نہ پائینگے بدون سزا پائے ہاں سب لشکر ایک
مرتبہ انکے لشکر پر جا پڑے کہ ہم دیکھیں کہ یہ کیسے بہادر ہیں کیونکر مقابلہ کرسکتے ہیں یہ حکم دینا تھا کہ
ایک مرتبہ تمام لشکر یہ کہکے چلا کہ لینا پکڑ لینا ان خداپرستوں کو جانے نہ دینا دیکھیں کیونکر یہ بار نگاہ ہمکو
نہیں دیتے ہیں انکی کبھی یہ لیاقت و طاقت ہے کہ ہم سے مقابلہ کریں یہ سنکے وہ سردار ہنس پڑے انہوں نے
دیکھا کہ سب لشکر ادھر کو ایک مرتبہ حملہ آور ہوا ہے وہ سب سردار اپنی صف میں آئے جنرل نے
جو یہ معرکہ دیکھا اسنے اہل لشکر سے پکار کر کہا کہ ہاں غازیو نام آور دو اور مردی و مردانگی دو یہ سب
تمہارے شکار ہیں یہ بچکر نہ جا سکیں آج انکو اپنی جوانمردی دکھا دو انکو اپنی بہادری پر بڑا
غرہ ہے یہ جو جنرل نے کہا ادھر سے ایک بارگی تلواروں پر ہاتھ بڑھے میان سے کھینچکر اور میانوں
توڑ کر پھینک دیا اور ایک ایک مشت خاک اٹھا کر اپنے گریبانوں میں ڈالی اور کہا کہ ای فلک تو گواہ
ہو جا اگر لباس تو کفن ہوتا آج ہم خون سے غسل کرینگے یہ کہا اور دانت پیسے دانتوں میں دبائیں آمادہ
مرگ ہوئے مگر سبقت انکے طریق میں ناجائز ہے اس سبب سے اپنے مقام سے حرکت نہ کی اسی مقام پر
کھڑے رہے دوسرے بارگاہ کی حفاظت مدنظر تھی وہ لوگ ایک مرتبہ باگیں اٹھا کر آ پڑے سب سپاہ کے
آگے ماران تھا اسکے عقب میں لشکر تھا کہ عادل سلیم بڑھکر ماران کو روکا کہا او بیباک کدھر چلا آتا ہے
با ادب باش اگر آگے قدم رکھا تو تیرا سر نہوگا یہ تو بے دیا اسکے رکا مگر باپ ہٹا کر اسنے کہا کہ ماران سے
میں اس خداپرست سے سمجھ لیتا ہوں یہ کیا میرا مقابلہ کریگا ایک ضرب تیغ میں سر قلم کروں کہاں ٹھہریگا
تن کا پتہ بھی نہوگا کہ کہاں تھا کدھر گیا یہ کہکے لشکر تو ایکبارگی لشکر پر حملہ آور ہوا ادھر سے اہل اسلام
بھی تلواریں پکڑ پکڑ کر آ پڑے تلوار سے تلوار چلنے لگی تلواروں کی جھنکار بلند ہوئی صدائے نعرہ تکبیر سے میدان
گونجنے لگا صدائے گیرودار بلند تھی بازار ملک الموت گرم ہوا خریدار جان آنے لگے ہر طرف جانوں
کی خرید و فروخت ہونے لگی بازار مرگ گرم تھا دلال اجل پکار رہا ہر ایک کی جان کا طلبگار روحین کا لشکر
سفالی کے مول تھیں کہیں جائے امن ممکن نہ تھی کوئی گوشہ سوائے گوشہ کمان کے نہ تھا کہ اسمیں
جاکر گوشہ گیر ہوسکے ملک الموت روحیں قبض کر رہے تھے کاسہ سر مٹی کے مول تھے مینہ سروں کا
برستا تھا خون کا دریا رواں تھا خنجر اور نوں کے مثل ماہیان بے آب کے تیرتے پھرتے تھے
لاشوں پر لاش پڑی تھی یوں وہ کفار باہم اہل اسلام سے مل گئے تھے جیسے شب دیجور روز روشن سے
ملجاتی ہے یا نور سے ظلمت یہ ثابت ہوتا تھا کہ شام سحر سے مل رہی ہے بدن موسن دیگر باہم ملے تھے
چپقلش شمشیر و شکر ہلانے میں کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی اسمیں برق شمشیر کوند رہی تھی مثل ساون
بھادوں کے سروں کا مینہ برستا تھا صدائے نعرہ دلیران مثل صدائے رعد کے بلند تھی ہر طرف
بڑی بڑی ندی بہ روانی تھی کشتی حیات کی طوفانی تھی زورق عمر گرداب موت میں آ گئی تھی ضرب

اُسنے صدا دی کہ یہ ضرب میری آخری ہی اس سے اگر بچ جاؤ تو مین جانون یہ کہکر تلوار کو علم کیا اُنھون نے سپر کو بلند کر کے مرکب کو مہمیز کیا اور یہ قصد کیا کہ مرکب کو بڑھاکر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لون یہ گر پڑا کبر کرتا ہی جیسے مرکب کو مہمیز کیا اُس مقام پر موش خانہ تھا مرکب کا پاؤن اُس موش خانہ مین جا رہا اُسنے سکندری کھائی یہ اُسکو سنبھالنے مین مصروف ہوئے ادھر تو سپر کا ہاتھ سر پر سے ہٹ گیا دوسرے بسبب نشان کے خود بھی گرا تھا اور وہ ضرب رہا کر چکا تھا بھر پور آکر تلوار سپر پہنچی کرتا دو ابرو اُتر آئی اُنھون نے جھیلا کر دیا تا نہ مارا کہ تاوار تو سر سے نکل گئی کلائیان مجروح و استاد نے قلم ایک چادر خون تھی کہ سینے نکلی انکو غش آنے لگا گر دلاوری جرأت کا اُسی حالت مین اپنے حواس درست کر کے شدۂ تحت الحنک سے خوب مضبوط زخم کو باندھا کہ جسکے سبب سے خون بند ہوا اُدھر اُسنے ضرب لگا کر جب اُسکی تلوار سر سے نکلی تھی تو قصد کیا تھا کہ دوسرا وار کرے اُسنے عرصہ مین انھون نے یہ تدبیر کی اور اپنا وار کیا کہ ایک اچھا سا زخم اُسکے بھی آیا اور غصہ مین آکر یہ پھر وار کیا اتنا خسم سر جو بارا ہوا ہے جو خون نکلتا ہی تو مرکب پر انکو سنبھلنا دشوار ہوا اسس مرتبہ نے قصد کیا کہ قتل کردوں یہ جو جبرئیل نے دیکھا کہ جنگ مین مصروف تھا مگر بہت ہوشیاری سے ہر طرف کی خبر رکھتا ہی ادھر جو نگاہ پڑی یہ واقعہ نظر مین آیا فوراً چند سردارون سے کہا کہ بالک عادل کی خبر لو انکو سردار لشکر کفار قتل کیئے ڈالتا ہی یہ کہکر اپنے مرکب کو بھی اُسطرف تیز کیا مگر چند سردار بہت جلد پہونچے اور بیچ مین آگئے اُسنے بار ان پر لڑنے لگا اور چند سردار عادل کو ایک طرف لیکر نکل گئے اب ماران بھی تلوار لیکر لشکر اسلام سے لڑنے لگا اور ایک طرف قتل کرتا ہوا چلا ایک طرف لشکر کفار کو سرداران اسلام نے تیغ کے نیچے رکھ لیا ہی برابر قتل کر رہے ہین جبرئیل کی تو یہ نوبت ہی کہ اپنے برے کے پرے صاف کر دیئے ہین جب ہاتھ پڑتا ہی تسمہ نہین باقی رہتا ہی لشکر کفار قتل ہو رہا ہی مگر جان پر کھیلے ہوئے مقابلہ کر رہا ہی لشکر اسلام نے گو اپنا کچھ بھی چھوڑ دیئے ہین مگر اسقدر آمادہ ہین کہ کم نہین ہوتے ہین بلکہ بڑھے چلے جاتے ہین لشکر خدا پرست آگے حملے کو روک رہا ہی جب خود حملہ کرتا ہی تو کفار ریں پا ہو جاتے ہین پھر سردار جرأت دلا کر لاتے ہین نقیب دونون لشکرون مین یہ صدا لگا رہے ہین کہ جوانون آج دن نام کا ہی وہ کام کرو کہ صفحۂ روزگار پر تم سب کا نام باقی رہے مثل نام رستم و اسفندیار کے سہراب کی طرح لشکر کفار کو تہ تیغ کرو لشکر کفار کے کڑکیت کہ رہے ہین کہ وہ جنگ کرو کہ یہ لوگ بھی جانین کہ ہان کہین مقابلہ ہوا تھا تم زیادہ ہو یہ کم ہین بارگاہ پر قبضہ کر لو ابھی جو حملہ کیا تو قبضہ کر لیا ایک سردار کو جو کہ اسلئے تھا تمھارے افسر علے نے زخمی کیا ہی صرف ایک سردار باقی ہی وہ بھی زخمی ہوا تو لڑائی ختم ہی میدان ابھی تک تمھارے ہاتھ ہی کیا تمھاری بات ہی وہ کام کر رہے ہو کہ جو کسی بہادر نے نہین کیا کیا کہنا کس بادشاہ کے ملازم ہو تحیر اب شاہ تمھاری بڑی قدر کرے گا کڑکیت جو یہ کہتے ہین لشکر اور بھی توڑ توڑ کر حملہ کرتا ہی ہر مرتبہ یہ قصد کر کے حملہ آور ہوتا ہی کہ انکی بارگاہ پر قبضہ کر لیا مگر لشکر اسلام بھی ایسی جنگ مردانہ و مقابلہ شیرانہ کر رہے ہین کہ پیر فلک بھی جھکا ہوا چشمہ آفتاب کو لگا کے ہوئے دیکھ رہا تھا اور تعریف کر رہا تھا نقیبان لشکر اسلام یہ صدا دیتے تھے کہ اے غازیان دیندار و اے دلیران نبرد شعار یہ اور جنگ ہی اسمین کوشش نام و ننگ ہی دیکھو کفار بارگاہ پر قبضہ نہ کرلین تو خدا کی ہو نام بہادری مٹ جائے ہر ایک نے چشم حقارت دیکئے اور یہ اشعار پڑھتے تھے اشعار

دلیران لشکر شکن تیس پا
بزرگون کا تم نام روشن کرو
فقط نام ہی نام رہ جائے گا

کرو کام ہنگام ہے کام کا
کہ لاشون سے میدان رنگین کرو
رہے گی نہ دولت نہ حشمت مدام

جوانان ذی ہوش جنگ آزما
کرو صفدری وقت ہے نام کا
لڑائی مین کوئی نہ کام آئے گا
جہان مین رہا ہے شجاعت کا نام

کر ایک مرتبہ اپنے دل کل پر سے شہنشاہ گوہر کلاہ پسر بدیع الملک کو دیکھے اور عرض کیا کہ یہ جان نثار
جا کر جبرئیل کی مدد کرے گا اور کفار کو قتل کرکے بھگا دیگا اور بحفاظت بارگاہ کو قریب شہر صحرا بیعہ بپا کرا دیگا
یہ جو شہنشاہ نے عرض کیا صاحبقران نے شہنشاہ کی صورت دیکھی اور سر جھکا لیا اور فرمایا کہ جاؤ شہنشاہ نے جام
شہر بت پی لیا بیڑا اٹھا کر کھا لیا سپر و تلوار کمر سے لگائی خلعت زیب تن فرمایا بادشاہ و صاحبقران کو مجرا
کیا صاحبقران نے فرمایا کہ ذرا ہوشیاری سے مقابلہ کرنا شہنشاہ نے عرض کیا کہ آپ اطمینان رکھیں یہ غلام
وہ کر دکھائے گا کہ کفار بھی یاد کریں گے پس یہ کہکر اور مجرا کر کے باہر آئے اور اپنے مرکب پر سوار ہوئے جو
سردار کہ شہنشاہ کے تھے وہ بھی انکے ہمراہ بارگاہ سے باہر آئے ادھر شہنشاہ نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر طیار
ہو یہ حکم دینا تھا کہ شہنشاہ کی سپاہ میں کوس حربی پر چوب پڑی فوراً ایک لاکھ پچاس ہزار سوار طیار ہو گئے ادھر
شہنشاہ نے سرداروں سے فرمایا کہ زیادہ لشکر کی کوئی ضرورت نہیں ہے صرف لاکھ کے قریب ہمراہ لے لو باقی کو
حکم دو کہ وہ یہیں قیام کریں سرداروں نے یہ حکم باکر لشکر میں دیا انھوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ قریب ایک لاکھ
پچاس ہزار کے طیار ہیں سرداروں نے کہا کہ بس کافی ہیں اور کوئی ضرورت نہیں ہے اب جو طیار ہو رہے
تھے انھوں نے کمریں کھول ڈالیں سرداروں نے آکر عرض کیا کہ لشکر طیار ہے چونکہ جب یہاں سے شہنشاہ نے
مع لشکر کوچ کیا تھا تو شام قریب ہو گئی تھی گرانی وقت لشکر کو لیکر کوچ کیا شہنشاہ مع ایک لاکھ پچاس ہزار
سپاہ کے بقصد تیز گامی اُن ہرکاروں کو لیکر طرف لشکر جبرئیل کے براستہ کمک جبرئیل روانہ ہوئے انکو
راہ میں رکھا جاتا ہے اب پھر حال جنگ کا بیان ہوتا ہے کہ وہ دن تمام ہوا آفتاب کا شانہ مشرق
سے بجنبت جنگ دلیران لرزاں و ترساں چلا گیا دھوپ کا رنگ زرد ہو گیا کہ آفتاب مغروب ہوا آمد سلطان
شب کی شروع ہوئی یا ہتاب بعد آب و تاب مع سپاہ ثوابت و سیارگان کے نیزہ انور ہاتھ میں لیکر میدان
جنگ فلکی پر نکلا روز روشن سے نیشنا ریک سے شکست کھائی تمام عالم میں غل ظلمت بیٹھ گیا روشنی روز
شکست کھا کر طرف مغرب کے گئی ظلمت نے تمام دنیا کو گھیر لیا ماہ نے تیزہ نور سے اپنے عالم کی ظلمت کو
بر طرف کیا میدان میں آکر جنگ دلیران دیکھنے لگا رات ہو گئی وہ تارے نہ تھے بلکہ شعلوں نے پرانے شفایہ
جنگ روزن بنا لئے تھے یا یہ کہ دیدہ ہائے فلک تھے تارے نہ تھے مگر یہاں دلیروں نے یہ بھی خیال نہ کیا
کہ رات ہو گئی ہے دن بھر سے جنگ ہے رات بھر سے آرام مقابلہ موقوف کریں یہ کسی کو خیال نہ تھا برابر لڑا کئے
تلوار چلا کی وہ رات بھی نہیب شمشیر دلیران سے بہت جلد کٹی اور سلطان شب نے خسرو روز سے شکست
کھائی اسکی آمد دیکھکر مع اپنی سپاہ کے طرف مغرب کے کوچ کرنا شروع کیا ظلمت شب پر روشنی روز کا گذر
ہونے لگا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا سپیدۂ سحری نے اپنا جلوہ دکھایا اعلام نور پھیلنے لگی ظلمت شکست
کھا کر طرف ظلمات کے جانے کی ستارے کا رخ طرف کے میدان فلک سے گریزاں ہونے ماہتاب کا رنگ
آمد خسرو خاور دیکھکر فق ہو گیا بعد تیز گامی طرف قلعہ مغرب کے چلا یعنی خسرو انجم حصار مغرب میں جا کر مختفی ہوا
شہنشاہ گیتی افروز یعنی مہر روشن شعاع مہری میدان فلکی پر جلوہ آرا ہوا یعنی دن ہو گیا رات تمام ہوئی مگر دونوں
لشکر اسی طور سے لڑ رہے ہیں ابھی تک کسی لشکر میں آثار شکست ظاہر نہیں ہوئے ہیں ادھر ہر کارے
دم بدم کی خبر صحرا بشاہ کو دے رہے ہیں وہ بھی رات بھر دربار میں رہا ہے دربار برخاست نہیں کیا ہے
شہنشاہ جو چلے تھے چونکہ رات ہو گئی تھی انھوں نے بھی ایک مقام پر قیام کیا تھا جیسے دن ہوا فوراً کوچ
کر دیا یہ چلے آتے ہیں کہ وہاں کا حال پھر تحریر ہوگا اب یہاں حال میدان جنگ کا تحریر ہوتا ہے کہ برابر
تلوار چل رہی ہے لاشوں سے میدان جنگ پٹ گیا ہے سوائے لاشوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے دریا خون

ہوا نامور رستم پہلوان	اڑا دی ہین جرأت کا گاڑا نشان	وہ ہین کون سہراب و اسفندیار
ہوا جن کا دنیا مین عزو وقار	انھون نے بڑے معرکے سر کیے	تیغ سے ان ہین لشکر سے لیے
نہ منہ موڑے جنگ ار پیکار سے	سپاہی جو کھیلے تو تلوار سے	یہ اشعار جو نقیبون نے بلند آواز سے

بلند پڑھے تمام جوانان لشکر اسلام کو جوش شجاعت زیادہ ہوا اور جوانمردی سے حملہ کیا قریب تھا کہ کفار کے قدم
اکھڑ جائین مگر ماران نے جو یہ رنگ دیکھا خود لشکر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ کیا اقرار کر کے آئے ہو مشعل
سپاہ یقین خود پرست کے اپنے کو بھی بزدل مشہور کروگے آج وہ نام کرو کہ سب تمھاری تعریف کرین یہ
خدا پرست ساری بہادری بھول جائین مین تمھارے ساتھ موجود ہون پہلا میرا سر قلم ہوگا اسکے بعد تم لوگون
کو اختیار ہے میری زندگی مین تو کبھی نہ ہارو اول تم زیادہ ہو وہ کم ہین دوسرے مجھ ایسا والی تمھارے ہمراہ
ہے پھر تمکو کس امر کا خوف ہے یہ جو ماران نے کہا لشکر پھر لڑنے لگا مقابلہ ہونے لگا یہان جنگ و مقابلہ ہو رہی
ہے کوئی لشکر غالب نہین آتا ہے دونون باہم ملے ہوئے لڑ رہے ہین انکو تو یہان باہم مقابلہ مین چھوڑا جاتا
ہے کچھ حال ہرکارون کا بیان ہوتا ہے دربارگاہ صاحبقران کا - وہ جو ہرکارے جبرئیل کی خبر سے کہ
یہ خیال کر کے طرف لشکر کے روانہ ہوئے تھے کہ صاحبقران کو یہ خبر کرین کہ معرکہ درپیش ہوا اور مقابلہ
ہونے والا ہے شاید وہ کمک روانہ فرمائین یہ تو ادھر چلے تھے یہان مقابلہ ہونے لگا یہ تو راہ مین چلے
جاتے ہین ادھر کل لشکر صاحبقران ایک صحرا کے پر فضا مین اترا ہوا ہے خیمہ و خرگاہ برپا ہین یہ مقام اس مقام
سے ایک منزل ہے چونکہ فاصلہ تو صرف سات آٹھ کوس کا تھا مگر صاحبقران نے آج کوچ نہین فرمایا تھا
بلکہ یہ حکم دیا تھا کہ ہم یہان سے کل کوچ کرینگے اور جبرئیل کوچ کر گیا تھا اس سبب سے ایک منزل کا فاصلہ
ہوگیا یہان صاحبقران و بادشاہ دربار مین جلوہ فرما ہین سب سردار حاضر دربار ہین خواجہ عمرو اپنی کرسی پر
متمکن ہین کل عیار خشت ہائے طلائی پر بیٹھے ہوئے ہین صاحبقران بادشاہ سے صحرا کی فضا کی حالت عرض
فرما رہے ہین کہ اس سرزمین مین جسقدر جنگل ہین سب پر بہار ہین دریا سے سبزرنگ سے اس مقام تک کوئی
ایسا صحرا نہین ملا کہ جو یہ بہار رکھتا ہو خداوند کریم نے اس سرزمین کو رتبہ دیا ہے یہ اسکی قدرت ہے یہ ہی گفتگو
ہو رہی تھی کہ جوڑی ہرکارون کی دربار مین حاضر ہوئی مجرا گاہ پر سے مجرا عرض کیا دعا و ثنا سے شاہی بجا لاکے
کہ الٰہی بخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ یار بادا + حضور کے دشمن پامال ہون دوست شاد ہون یہ خاکسار
ایک خبر تازہ لیکر حاضر خدمت ہوئے ہین خواجہ نے کہا کہ بیان کرو انھون نے کہا کہ ہم ہمراہ لشکر جبرئیل گئے
تھے وہ برابر منزلین طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اب صحرا یہ کوئی دو منزل رہگیا ہوگا کہ گرد پیدا ہوئی ہم جو سراغ
خبر کے گئے تو معلوم ہوا کہ مہراب شاہ نے حضور کے آنے کی خبر سنکے اسنے اپنے ایک سپہ سالار کو مع لشکر کثیر کے
روانہ کیا کہ جہان پر ہراول لشکر اسلام ملے اس سے مقابلہ کرکے بارگاہ صاحبقرانی کو چھین لو اور لشکر کو
قتل کرو یہ جب ہمکو معلوم ہوا ہم نے جبرئیل کو اس امر سے آگاہ کیا اسکے بعد ہم نے یہ خیال کیا کہ ہم جاکر
صاحبقران کو خبر کرین کہ یہ واقعہ ہوا ہے لہذا ہم خبر کرنے آئے ہین بس یہ خبر تازہ ہے یہ جو خبر صاحبقران
نے سنی اسی وقت حکم دیا کہ چوکی اور جام شربت و بیڑا و سپر و تلوار حاضر کرو فوراً سب اشیا حاضر
کیگئی جب سب چیزین مہیا ہو چکین اور خوب اچھی طرح سے جانچ کر لیگئی اور معلوم ہوا کہ اب کسی چیز کی ضرورت
نہین ہے اسوقت صاحبقران نے سب اہل دربار کی طرف دیکھکر فرمایا کہ مین ایک سردار ایسا چاہتا
ہون کہ وہ جاکر جبرئیل کی مدد کرے اور وہ تدبیر عمل مین لائے کہ جس کی وجہ سے
اسکی رہائی کی صورت پیدا ہو جائے اور بارگاہ کو اپنے قبضہ سے بچانے دے سے یہ بیڑا اٹھاتا

کہا ایک مرتبہ اپنے دلگل پر سے شہنشاہ گوہر کلاہ پسر بدیع الملک کو دیکھے اور عرض کیا کہ یہ جان نثار
جا کر جبرئیل کی مدد کرے گا اور کفار کو قتل کرکے بھگا دیگا اور بحفاظت بارگاہ کو قریب شہر سحر ابیہ بپا کرادیگا
یہ جو شہنشاہ نے عرض کیا صاحبقران نے شہنشاہ کی صورت دیکھی اور سر جھکا لیا اور فرمایا کہ جاؤ شہنشاہ نے جام
شربت پی لیا بیڑا اٹھا کر کھا لیا سپر و تلوار کمر سے لگائی خلعت زیب تن فرمایا بادشاہ و صاحبقران کو مجرا
کیا صاحبقران نے فرمایا کہ ذرا ہوشیاری سے مقابلہ کرنا شہنشاہ نے عرض کیا کہ آپ اطمینان رکھیں یہ غلام
وہ کام کرے گا کہ کفار بھی یاد کریں گے بس یہ کہا اور مجرا کرکے باہر آئے اور اپنے مرکب پر سوار ہوگئے جو
سردار کہ شہنشاہ کے تھے وہ بھی انکے ہمراہ بارگاہ سے باہر آئے ادھر شہنشاہ نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر طیار
ہو یہ حکم دینا تھا کہ شہنشاہ کی سپاہ میں کوس حربی پر چوب پڑی فوراً ایک لاکھ پچاس ہزار سوار طیار ہوگئے ادھر
شہنشاہ نے سرداروں سے فرمایا کہ دریاوہ لشکر کی کوئی ضرورت نہیں ہے صرف لاکھ کے قریب ہمراہ لے لو باقی کو
حکم دو کہ وہ یہیں قیام کریں سرداروں نے یہ حکم جا کر لشکر میں دیا انھوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ قریب ایک لاکھ
پچاس ہزار کے طیار ہیں سرداروں نے کہا کہ بس کافی ہیں اور کوئی ضرورت نہیں ہے اب جو طیار ہو رہے
تھے انھوں نے کمریں کھول ڈالیں سرداروں نے آکر عرض کیا کہ لشکر طیار ہے غرض جب یہاں سے شہنشاہ نے
مع لشکر کوچ کیا تھا تو شام قریب ہوگئی تھی مگر اسی وقت لشکر کو لیکر کوچ کیا شہنشاہ مع ایک لاکھ پچاس ہزار
سپاہ کے بعد تیز گامی ان سرکاروں کو لیکر طرف لشکر جبرئیل کے برابر تک جبرئیل روانہ ہوئے انکو
راہ میں رکھا جاتا ہے اب پھر حال جنگ کا بیان ہوتا ہے کہ وہ دن تمام ہوا آفتاب کا شانہ مشرقی
سے بخوف جنگ دلیران لرزاں و ترساں چلا گیا دھوپ کا رنگ زرد ہوگیا آفتاب غروب ہوا آمد سلطان
شب کی شروع ہوئی ماہتاب بعد آب و تاب مع سپاہ ثوابت و سیارگان کے نیزہ نور ہاتھ میں لیکر میدان
جنگ فلکی پر نکلا روز روشن نے شب تاریک سے شکست کھائی تمام عالم میں عمل ظلمت بیٹھ گیا روشنی روز
شکست کھا کر طرف مغرب کے گئی ظلمت نے تمام دنیا کو گھیر لیا ماہ نے نیزہ نور سے اپنے عالم کی ظلمت کو
برطرف کیا میدان میں آکر جنگ دلیران دیکھنے لگا رات ہوگئی وہ تارے جو تھے فرشتوں نے ہر اس مشاہدہ
جنگ روزن بنالئے تھے یا یہ کہ دیدہ ہائے فلک تھے تارے نہ تھے مگر یہاں دلیروں نے یہ بھی خیال نہ کیا
کہ رات ہوگئی ہے دن برائے جنگ ہے رات برائے آرام مقابلہ موقوف کریں یہ کسی کو خیال نہ آیا برابر لڑائی کی
تلوار چلائی وہ رات بھی نہیب شمشیر دلیران سے بہت جلد کٹی اور سلطان شب نے خسرو روز سے شکست
کھائی اسکی آمد دیکھ کر مع اپنی سپاہ کے طرف مغرب کے کوچ کرنا شروع کیا ظلمت شب پر روشنی روز کا گذر
ہونے لگا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا سپیدۂ سحری نے اپنا جلوہ دکھایا اعلام نور پھیلے لگی ظلمت شکست
کھا کر طرف ظلمات کے جانے لگی ستارے کا رہے خوف سے میدان فلک سے گریزاں ہوئے ماہتاب کا رنگ
آمد خسرو خاور دیکھ کر فق ہوگیا بعد تیز گامی طرف قلعہ مغرب کے چلا یعنی خسرو انجم حصار مغرب میں جا کر پوشیدہ ہوا
شہنشاہ گیتی افروز بعد نور و شعاع مہری میدان فلکی پر جلوہ آرا ہوا یعنی دن ہوگیا رات تمام ہوئی مگر دونوں
لشکر اسی طور سے لڑ رہے ہیں ابھی تک کسی لشکر میں آثار شکست ظاہر نہیں ہوئے ہیں اُدھر سرکار کے
دم بدم کی خبر مصر اسپ شاہ کو دے رہے ہیں وہ بھی رات بھر دربار میں رہا ہے دربار برخاست نہیں کیا ہے
شہنشاہ جو چلے تھے چونکہ رات ہوگئی تھی انھوں نے بھی ایک مقام پر قیام کیا تھا جیسے دن ہوا فوراً کوچ
کردیا یہ چلے آتے ہیں کہ ان کا حال پھر تحریر ہوگا اب یہاں حال میدان جنگ کا تحریر ہوتا ہے کہ برابر
تلوار چل رہی ہے لاشوں سے میدان جنگ پٹ گیا ہے سوائے لاشوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے دریا خون

روان ہے سرو تن کا انبار ہو اسکا ایک ڈھیر ہے اتفاق سے ماران لشکر اسلام کو قتل کرتا ہوا چلا جاتا ہے اور خبر لی
لشکر کفار کا ستم ادا کرتا چلا آتا ہے کوئی دن باہر بھر آیا ہوگا کہ اسکا ادھر جبرئیل کا سامنا ہو گیا ماران سے جبرئیل
کو جو دیکھا کہ جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اس جوان نے ہزاروں سوار بیسے لشکر کے آن واحد میں
مار کر گرا دیے تلوار خطا ہی نہیں کرتی ہے پکار کر کہا کہ اے جوان ان ہزاروں نے تیرا کیا قصور کیا ہے میں تیرا ہم پایہ
ہوں مجھ سے مقابلہ کر کچھ تو جوہر مردی کھلیں میں یہ جانتا ہوں کہ تو لشکر اسلام کا افسر ہے تیری سپہ گری میں
لشکر ہے میرے تیرے مقابلہ ہو جاوے تاکہ حوصلہ باقی نہ رہے یہ جو صدا اسنے دی جبرئیل نے پلٹ کر
دیکھا کہ یہ کون بولے اور اسنے کہا کہ ماران تقریر کر رہا ہے صدا دی کہ میں تو تیری تلاش میں کل سے ہوں تو ہے
تو نے عادل کو زخمی کیا ہے میرے خوف سے تو اس لشکر میں البار روپوش ہوا کہ صورت نہ دکھائی دی اسو
نظر آیا میرے ہاتھ سے بچا کہاں جاتا ہے اب آگے قدم نہ بڑھا تا میں آتا ہوں یہ کہکر گھوڑے کو ڈپٹ کر
اسکے قریب پہونچے یہ خیال ہے کہ سرو تن کا انبار ہوا ایک رات دن مقابلے کرتے ہوئے گذر گیا
بازو بھی تھک گئے ہیں جیسے اسکے قریب پہونچے کہ اسنے کہا ابا افسر بہادری جواب دیا کہ ہم لوگوں کا دستور
نہیں ہے جب تیری ضرب سے خدا بچایگا تو ہم بھی حملہ کرینگے یہ سنتا تھا اسنے کہا کہ تم لوگ بڑے مغرور ہو کل
کا ذکر ہے کہ میں ایک سردار کو اسی تلوار سے قتل کر چکا ہوں اسنے بھی پہلے یہی تقریر کی تھی اپنی بہادری پر بڑا
غرہ تھا یہ تلوار کل سے آج تک ہزاروں خدا پرستوں کا خون کر چکی ہے میں اسی سے تجکو قتل کرتا ہوں سارا
غرور نکالے دیتا ہوں جبرئیل نے جواب دیا کہ تیری کیا اصل ہے اگر میری زندگی ہے تو تو میرے ہاتھ سے
مارا جاویگا ورنہ اسکے حکم سے کوئی چارہ نہیں ہے یہ جو تو کہتا ہے کہ تم لوگ بڑے مغرور ہو ہم لوگ بالکل
مغرور نہیں ہیں کیونکہ جو غرور کرتا ہے وہی شرمندہ ہوتا ہے کہتا ہے غرور سوا اسکے جسنے سب کو خلق کیا ہے کسی کو زیبا
نہیں ہے تو نے سنا ہوگا کہ ابلیس نے غرور کرکے کیا پایا سواے طوق لعنت کے جو اسکے پیرو ہیں مثل تیرے
وہ غرور کرتے ہیں بھلا ہم کیا غرور کریں گے ہم اسکی فروتنی سے کہ یہ مرتبہ عنایت فرمایا دم ہی درخت فرد
ہوتا ہے جو باثمر ہوتا ہے جو بے ثمر ہوگا وہ کیا فرد ہوگا بس جو تیرا جی چاہے ضرب کر یہ میدان رزم ہے نہ جولانی بزم
بیاں ایچ داری زمردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + یہ تقریر سنکے وہ ادبار ہم ہوا کہ مجکو پیر دستیمان کا بنایا
بس وہی تیغ جو کل سے ہاتھ میں چلا ہوا ہے مقابلہ کر رہا ہے علم کیا اور کہا کہ لے خبردار ہو ایک ہی ہے حال ہے کہ
کہیں ون سے خون بہ رہا ہے آستین میں رفتی آلودہ ہے تلوار کا قبضہ کہ بیٹھا ہے یہ کہکے سپر کا ہاتھ بلند کر دیا اسنے
با خدا اونداقصور ہے کہ ضرب لگائی انھوں نے اسے سپر پر روکی کہ اسنے پھر ضرب لگائی انھوں نے پھر روکی اتنے
وہ برس پڑا انھوں نے انکی ضربیں رد کرنا شروع کیں جب وہ کئی ضربیں لگا چکا تب انھوں نے کہا کہ کوئی
ضرب مردان عالم کے ہاتھ کی بھی رد کر یہ کیا کہ مشغل تھا شمشیر گر کے تماشا کرتا ہے دیکھ میں نے کئی تیری ضربیں رد کیں
اب تو میری ایک ضرب رد کر ہے تو ضرب بزدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ جو
انھوں نے کہا اسنے جواب دیا کہ میں تو اسکا امیدوار ہوں کہ آپ ضرب لگائیے بس انھوں نے شمشیر الماس
علم کرکے کہا کہ لے روک اسنے سپر اٹھائی انکی تلوار سپر پر آئی اسنے انکی ضرب کو رد کیا اب تو رد و بدل
ہونے لگی کوئی اکیس ۲۱ بائیس ۲۲ کی رد و قدح کی نوبت پہونچی تھی کہ اسنے ہاتھ روک کر کہا کہ میں یہ آخری
ضرب لگاتا ہوں میری اس ضرب سے کوئی نہیں بچا ہے بھلا دیکھوں کہ تو کیونکر بچتا ہے اسی ضرب سے تیرے
ہمراہی کو بھی میں نے قتل کیا ہے جبرئیل نے کہا کہ میں ہوشیار ہوں بس اسنے تلوار علم کرکے اپنے مرکب کو
تیز کیا انھوں نے یہ خیال کیا کہ ابھی تلوار کو اسکے ہاتھ سے چھین لو قبضہ پہ ہاتھ ڈال کر قبضہ پہ قبضہ کر دیس

انھون نے بھی مرکب کا سر پر ڈالا اس قصد سے کہ مرکب سے مرکب کو ملا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دو پھر دیکھا جائیگا
سارا غرور اسکا نکالدو چونکہ ستارا انکا گردش مین تھا اور اسکی قضا جبرئیل کے ہاتھ سے نہ تھی اسکا قاتل
دوسرا شخص تھا پس انکے مرکب کا پانون ایک سمر پر پڑا کہ آسنے سکندری کھائی یہ مرکب کی طرف متوجہ ہوئے
ادھر جھوکا جو پہونچا تو خود بھی سر سے سرک گیا سر برہنہ ہوگیا وہ تو ضرب کر چکا تھا اور اسوقت کو بھی غنیمت سمجھا
اور ضرب آسنے پھر ردکی کتنی کھینچ سے آنکر تلوار سر پر بیٹھی تا دو ابرو آتی گئی انھون نے جو دیکھا کہ اسکی
ضرب نے کام کیا بس باگ چھوڑکر اور غصہ مین آکر داسنا ہاتھ نے مارے کہ تلوار تو چھپتا کر نکل گئی مگر دونون کلائیان
زخمی و اشتلمنے قلم کر دالا رہی جراءت زخم سے سر کو خوب چھپکے سے پکڑ کر اور اپنا وار کیا اسنے اپنے کو اسی
طور سے بچایا کہ رو برو سے پہلو پر آ گیا عجب تک یہ پھرین پھرین اسنے پہلو سے دوسرا وار کیا کہ زخم سر چہ
پار ہو گیا جا درخون سر سے جاری ہوا غشی طاری ہوئی اسنے یہ قصد کیا کہ بڑھکر سر کاٹ لون یہ حال
جو سواران لشکر نے دیکھا اور ان سردارون نے جو کہ اسکے پیدل پہلوان گرانے کو موجود تھے ایک مرتبہ
گے سب اسطرف متوجہ ہوئے اور اسنے کو اس تیغ شیشتان پہلوان عادیکا پہ مثل برادران کے نثار کرنے لگے
اور چند سوار جبرئیل کو لیکر ایک طرف کو روانہ ہوئے یاران قتل کرنے لگا جب یہ سردار زخمی ہوا ایران
نے اپنے لشکر سے پکار کر کہا کہ یاران خدا پرستون کو مین نے سردار لشکر کو زخمی کیا پھر لوگ اسکو اٹھا کر
میدان سے لے گئے ہین اب یہ لشکر بے سردار کا ہے اسکا بھگا دینا کیا مشکل ہے بڑا فضل کیا خدا اور لقیوس نے
کہ ہین نے ہر بہادر کو زخمی کیا یہ جو کہا بس انکا لشکر اپنے تو سینہ سپر ہوکے لڑنے لگا اور لشکر اسلام پر وقت
تنگ ہونے لگا اور در اصل یہ امر ہے کہ بے سردار کا لشکر نہین لڑ سکتا ہے انھین لوگون کا جگر اتنا تھا کہ کلہ بہ کلہ مقابلہ
کر رہے تھے جب یہ سنا کہ سردار لشکر زخمی ہوا دل چھوٹ گئے امید قطع ہوگئی مگر یہ خیال کیا کہ میدان سے زندہ
جانا بیکار ہے جان دے دو کہ پھر کہ یادگار رہے یہ تصور کرکے لڑنے لگے مگر اب انکو فرد ہو گیا ہے انکے
دل ٹوٹ گئے ہین وہ بڑھتے ہی گئے یہ پسپا ہونے لگے مگر مقابلہ سے منہ نہین پھیرتے ہین ہر مقام پر جم کر
لڑتے ہین جس مقام پہ اڑ گئے ہزارون سر کٹ گئے نوبت باینجا رسید کہ بارگاہ کے قریب ہٹ گئے
اس مقام پہ اسقدر تلوار چلی اور اسقدر کفار و خدا پرست قتل ہوئے کہ ایک نہر خون جاری ہو گیا لاشون کا انبار
ہوا سرون کا ڈھیر مگر حالت یہ ہوئی کہ لشکر کے پانون اکھڑ گئے مگر مقابلہ سے نہین باز آتے ہین جب بارگاہ
چھوٹ گئی کفار نے آکر اسپر قبضہ کیا اور یاران لشکر لیکر چلا کہ انکو جہان تک یہ بھاگ کر جائین قتل کرون
چند سردارون سے کہا کہ تم بارگاہ لیکر طرف شہر کے چلو مین انکو قتل و غارت کرکے آتا ہون انھون نے
قصد کیا کہ ہم بارگاہ اٹھائین یعنے ارادون کو بڑھاتے ہین کہ اہل اسلام نے پھر حملہ کیا اور پھر لڑنے لگے مگر کیا
ہوتا ہے کہین پانون اکھڑے ہوئے جمتے ہین یہ پھر بھاگے وہ لوگ بارگاہ کے اٹھا لے لیکر چلے یاران انکے
عقب مین اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا چلا اہل اسلام نے جو دیکھا کہ بارگاہ پر کفار کا قبضہ ہوگیا وہ لیے جاتے
ہین پس انکو خیال آیا کہ اس زندگی سے موت بہتر ہے کہ ہمارے ہاتھ سے بارگاہ نکل جاے اور ہم جب آکر
صاحبقران کو یہ خبر دین کہ خداوند بارگاہ چھن گئی تف ہے ایسی زندگی پر پس اسی مقام پر لڑکر مرجاؤ یہ قصد ہر ایک
نے کرکے اور قدم استوار کرکے مقابلہ کرنا شروع کیا یاران لڑنے لگا مگر دل مین کہتا ہے کہ بڑے غضب کے
لوگ ہین کسی طور سے بھاگتے ہی نہین ہین ہر مقام پر جم کر لڑتے ہین سیاتو انکا کوئی سردار بھی نہین ہے اگر سردار ہوتا تو
یہ کبھی نہ شکست کھاتے بارگاہ پر کبھی نہ قبضہ ہوتا ادھر وہ لوگ بارگاہ لیکر چند قدم گئے ہون گے کہ
لوگ مقابلہ کرنے لگے وہ لوگ تھم گئے کہ ادھر اہل اسلام نے مقابلہ بھی کیا اور بلک کر اپنے خدا سے دعا کی

کہ اے کریم کوئی ایسی صورت پیدا کر کہ یہ بارگاہ اہل کفار نہ لیجائیں ہماری آبرو رکھ لے چونکہ رجوع قلب سے
دعا کی تھی در اجابت وا تھا ہدف مراد نشانہ دعا پر ہو چکا کہ از بیابان گردے برخاست گرد تیرہ سر گرد تا بہ تما
رسیدہ دیباے گرد بزمین دوزیدہ شعر زگرد و غبارے کہ برشد سپہر + رہ رفتن خویش گم کرد مہر + از دامن دشت تا
عاج اورنگ + گردے بر خاست کو تیار نگ + اس گرد و غبار نے چہرہ دار کو تیرہ و تار کر دیا تمام
میدان تاریک ہو گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سیاہ آندھی طرف سے مشرق کے اٹھی ہے پس اہل اسلام نے اس
گرد کو سیاہ آندھی تصور کر کے صدائے اللہ اکبر بلند کی یہ گرد و غبار دیکھکر دونوں لشکر مقابلہ سے باز
رہے سب طرف اس غبار کے دیکھنے لگے روز روشن سے شب تیرہ و تار ہو گئی طائر ہنگام زوال آفتاب
خیال کر کے طرف اپنے آشیانوں کے روانہ ہونے لگے یا انکو آندھی کا خیال ہوا ہوگا جسقدر بھی صحرا سے
طرف اپنے مسکن کے چلنے شیر دم دبائے بھاگے جاتے ہیں ایک طرف ہرن ہیں شیر ان سے خبر بھی نہیں
ہوتے ہیں چیتے و نیل گائے باہم ملے ہوئے چلے جاتے ہیں یہ حالت ہے وہ غبار بلند ہوتا ہوا چلا آتا ہے
کہ قریب اس میدان جنگ کے آکر شق ہوا اس گرد سے ایک گرد سبز رنگ پیدا ہوئی کہ جسکے سبب سے
تمام صحرا زمردی ہو گیا ہر ایک درخت پر یہ عالم ہوا کہ بہار تازہ آگئی یا تو اس گرد سے پژمردہ ہو گئے
تھے یا ہرے ہو گئے از زمین تا آسمان یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک چادر سبز ہے کہ وہ بلند ہے وہ گرد بھی قریب اس میدان
کے آکر شق ہوئی اس گرد سے صدائے نقارہ جنگی کی آرہی تھی سنان نیزہ مثل زمرد کے بسبب گرد کے زمردی
رنگوں کے چمکتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں صدا سے نقارہ سے زمین ہلی جاتی تھی اب تو ماران نے کان کھڑے
کیے کہ یہ کوس حربی کی صدا کہاں سے آتی ہے کیا اس گرد میں کوئی لشکر ہے اس گرد کو دیکھکر اسکا دل
پریشان ہوا قلب کانپنے لگا مگر اہل اسلام کے دل بشاش ہو گئے یہ لوگ گرد سبز رنگ کو دیکھکر خود سبز
ہونے کی امید کرنے لگے ایک مرتبہ لشکر مار ان سے لڑنے لگے ماران مقابلہ کرنے لگا اس خیال سے کہ
اگر لشکر ہوگا تو ظاہر ہوگا جو کچھ ہوگا معلوم ہو جائے گا تم کیوں اپنے کام میں تاخیر کرو یہان مقابلہ ہونے لگا
کہ دامن گرد سے ایک نقابدار سبزپوش بصد جوش و خروش یہ نعرہ کرتا ہوا پیدا ہوا کہ منم شیر بیشہ شجاعت
منم نہنگ دریائے جرأت منم غازی صف شکن منم دلاور تیغزن منم صاعقہ ران منم مالک شمشیر بران
منم غازی منم جانباز صفدر و نمازی منم قاتل کفار منم تباہ کنندہ قوم اشرار منم ملک الموت جان کفار منم
برہم زن لشکر اہل نار منم برباد کنندہ راہ کفر و ضلالت منم رہنمائے چشمہ ہدایت اے اہل کفار میں تمہاری
جان کا ملک الموت آپہونچا میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتے ہو یہ بھی ممکن ہے کہ تم بارگاہ لیجاسکو ہرکہ داند
داند وہر کہ نداند بشناسد کہ منم نقابدار سبزپوش یہ نعرہ جو کیا اس نعرے کی صدا کان میں ماران اور
اسکے لشکر کے پہونچی اور اہل اسلام نے یا تو مقابلہ کر رہے تھے یا سب نے اس صدا کی طرف سر اٹھا کر دیکھا
کہ ایک نقابدار جوان رعنا مرکب برقی پیکر پر سوار نیزہ خطی ہاتھ میں لیے سر مرکب پہ رکھا ہے کمان کیانی دوش پہ تیغہ
برق تاب کاندھے پر سپر فراخ دامن پشت پہ ترکش کمر میں موزے پاؤں میں دستانے ہاتھوں میں خود سر پہ
زرہ زمرد نگار جسم میں منہ پر نقاب سبز رنگ سر پر نیزے کا پھریرہ اٹھتا ہوا اگرچہ حسن ہے کہ نقاب سے چھنکر نکل
رہا ہے یہ رعب ہے کہ کوئی آنکھ نہیں ملا سکتا ہے یہ نعرے کرتا ہوا مرکب کو سرپٹ ڈالے ہوئے اس گرد زمرد رنگ
سے پیدا ہوا اسکے عقب میں ساٹھ ہزار سوار زمرد پوش دوش بدوش حلقہ پوش آئینہ خود جوشن پوش مرکبان تیز رفتار
پر سوار نیزے اٹھائے ہوئے کمانیں دوش پر سپریں پشت پر خود فولادی سر پر تلواریں کمروں میں زرہیں بدن میں
موزے پاؤں میں رکاب بر رکاب مگر سب سوار نقابدار کے عقب میں مرکب اٹھائے ہوئے چلے آتے ہیں

پھر رومی نعم شیر زبان نعرہ حیدری و صف شکن یہ صدا جو نعرے کی کان میں کفار و اہل اسلام و لقابدار کے پہونچی اکثر
ہر ایک نے سر اٹھا کر اس صدا کی طرف دیکھا اہل اسلام نے تو پہچان لیا کہ شاہزادہ کیوان بارگاہ قوت
قلب و جگر صاحبقران تشریف لائے ہیں آنکے عقب میں لشکر ہے مگر کفار نے و لقابدار نے دیکھا کہ
ایک جوان رعنا مرکب تیز رفتار پر سوار نیزہ کنوتی مرکب پر رکھا ہوا شمشیر برہنہ ہاتھ میں کمان دوش پر
خود سر پر زرہ زمرد کی کڑیوں کی بدن میں مرکب کو جولان کیے چلا آتا ہے نعرے کرتا ہوا لشکر اسلام نے
جو شہنشاہ کو دیکھا آنکے قلب و جگر قوی ہو گئے حوصلے زیادہ ہوئے کفار کے دم سوکھ گئے مردنی رخون پر
چھا گئی خون خشک ہو گیا یہ خیال کرنے لگے کہ لقابدار نے آکر آفت برپا کر رکھی ہے لقابدار کیا کم تھا کہ یہ دوسرا غضب
نازل ہوا بڑا غضب ہوا کہ اسکے ہمراہ لشکر کچھ معلوم ہوتا ہے کہ کثرت سمہائے مرکب کی صدا آتی ہے تو لقابدار
یہ خیال کر رہا ہے کہ بڑی خرابی ہوئی کہ یہ خدا پرست آگیا اپنے لشکر کی مدد کو میں سنے جاتا تھا کہ کفار کو قتل
کر کے بارگاہ پر قبضہ تو کر چکا تھا ان سے مقابلہ کر کے اور سب کو قتل کر کے اپنے مقام کو چلا جاتا مگر اب
کیا ہوتا ہے کہ لشکر اسلام سے سردار اعلیٰ آگیا ہے ضرور اس سے مقابلہ کرنا ہوگا مگر جب سے شہنشاہ کو لقابدار
نے دیکھا ہے ایک انس قلبی پیدا ہوا ہے الفت دلی ہو گئی ہے مگر یہ خیال کرتا ہے کہ یہ الفت کیسی کیونکہ تو یہ
قصد رکھتا ہے کہ صاحبقران سے مقابلہ کر کے بانتقام صاحبقرانی کو لوں جو انکا فرزند ہے اسکا تو دشمن ہے یہ کیا
ہوگا یہ تو یہ خیال کر رہے ہیں مگر ہاتھ برابر چلے جاتے ہیں کہ شہنشاہ بھی لرزہ کر گئے کفار پر آگرے شمشیر پھر چلا کر
شمشیر ادکار کرد ـ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ـ بازار مرگ پھر گرم ہو گیا ملک الموت نے اپنا تیسرا لشکر وہاں
برپا کیا بیٹھے ہوئے روحیں قبض کر رہے ہیں ہزار دل مر مر کر گر رہے ہیں کہاں تک قبض روح کریں ہر
پیادہ و صف بر بار ہے سر اسے سواران مثل برگ خزان دیدہ کے گر رہے ہیں پھر اسی طور سے جنگ ہونے
لگی ہر طرف سے صدائے بزن و بکش آنے لگی بن بولے لگا صدائے دلیران سے زمین معرکہ ہلنے لگی منہ
قسم کے نعرے بلند تھے تلوار بڑے غضب سے چل رہی تھی ایسا رن کبھی نہ پڑا تھا پیر فلک ششدر تھا شہنشاہ
کیسی افزلیہ تیز رفتاری بحوت سرداران لشکر اسلام راہ طے کر رہا تھا روز روشن فصل شمشیر جا دران سے کٹا
جاتا تھا مگر اہل اسلام و لقابدار کفار کشی میں اسقدر مصروف تھے کہ سر و پا کا ہوش نہ تھا ایک طرف لقابدار شمشیر زنی
کر رہا تھا ایک سمت شہنشاہ لاش پر لاش گرا رہے تھے لشکر تازہ دم آیا تھا اس نے تمام لشکر کفار کو حلقہ
میں لے لیا تھا کفار کو نکلنا دشوار تھا ہوا بخوف اس امر کے اس مقام سے چلی گئی تھی کہ کہیں میں نہ قتل ہوں
سوائے مرغ تیر کے کوئی طائر نظر آتا تھا آنکھی پر تیغ کے جو پرے بڑھے ہوئے تھے یا اپنا سے پر تیر
سن سن آرہی تھی یا جھنکار تلواروں کی بلند تھی ضرب گرز و ان سے گوش کر دون کر ہوئے جاتے تھے وہ
میدان نہ تھا تنگ آہنگران تھا چقماق خنجر بلند تھے کمانیں گوشہ گیر ہو گئی تھیں تیر پیچ دار کر رہے تھے
کمندوں کے حلقے جا بجا پھیلے ہوئے تھے مگر کفار کو کوئی مقام گوشہ نہ ملتا تھا کہ جا کر پوشیدہ ہوں جانور
پھیلے ہوئے مقابلہ کر رہے تھے اور مر رہے تھے ماران کا یہ حال تھا کہ لشکر اسلام میں شمشیر زنی کر رہا تھا
مگر حواس باختہ تھے کہ ہمہ کر لڑائی بگڑ گئی یہ کیسی ہوا کاش فوج پر چل گئی کہ تمام سپاہ تباہ و برباد
ہو گئی یہ کون سی آفت نازل ہوئی یہ خیال کرتا جاتا ہے اور لڑ رہا ہے ایک طرف سے لقابدار کفار کو قتل
کرتے ہوئے لشکر کو دباتے ہوئے چلے آتے ہیں ایک طرف سے شہنشاہ اسی طور سے چلے آتے ہیں ۔
ماران مار خوار اہل اسلام سے مقابلہ کر رہا تھا کہ لقابدار سے اور ماران سے اتفاق سے سامنا
ہو گیا لقابدار نے دیکھا کہ یہ گبر خدا پرستوں کو قتل کر رہا ہے غیظ میں آکر صدا دی کہ اے گبر نابکار یہ کیا

دل قوی ہو گیا ہے یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ کیا سبب ہے جب سے نقابدار کو دیکھا ہے دل کی نئی حالت ہے ایسی
محبت پیدا ہوئی ہے کہ جیسے بھائی کو بھائی سے ہوتی ہے اس محبت اور زور و طاقت کو دیکھ کر جوش الفت
میں زبان سے نکل گیا کہ ماشاء اللہ بھائی ماشاء اللہ کیا خوب اس گبر نا ہنجار کو قتل کیا ہے یہ سنکے نقابدار
نے جھک کر سلام کیا شہنشاہ نے جواب سلام دیا ادھر کفار یاران نے اپنے سردار کی جو یہ حالت دیکھی
کہ مارا گیا سب کو بہت بڑا صدمہ ہوا خیال کیا کہ اب مر جانے کے سوا کوئی اور تدبیر نہیں ہے جہاں تک ممکن ہے
اس نقابدار و ملک روزگار کو قتل کریں یا اپنی جانیں دیں اسنے بڑا غضب کیا کہ یوں ہمارے افسر کو
بآن واحد قتل کر دیا خورد سال ہے کہ قتل کیا یہ ابھی ہمارے ہاتھ سے بچکر کہاں جا سکتا ہے یہ وقت نام کا ہے
کہ اپنے سردار کی طرح خوب لڑائی کفار کو یہ بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ اہل اسلام کی مردانگی ہے یہ نقابدار
اہل اسلام کی طرف سے نہیں آیا ہے تو ہاں یہ شہنشاہ کو ہمرکاب لایا ہے کہ فریب سے آئے ہیں انہوں
نے یہی خیال کیا ہے کہ یہاں سے بچ کے جانا غیر ممکن ہے کیونکہ اب لشکر اسلام کثیر ہو گیا ہے یہ لوگ ہمارے
تلوار کے دھنی ہیں پھر گھیر کر قتل کرتے ہیں سنا ہے ان سے انکے ہاتھ سے رہائی مشکل ہے جس طرح سے ہو لڑ کر یہاں
دو اپنا نام کرو یہ مقابلہ بھی یادگار رہے بہتر نکل سے اس وقت تک لڑ رہے ہیں کوئی پروا نہیں ہے ہم دشمن یہ
روزگار ہے یہ تو وہ کر ... کہ لشکر کتنا ہے تو بھی لڑا اگر اسکا سردار اسکے روبرو قتل ہو چکا تھا پس یہ قصد
کر کے ایک مرتبہ پھر لشکر کفار نے حملہ کیا ادھر لشکر اسلام نے انکو چاروں طرف سے محاصرہ کر کے قتل کرنا
شروع کیا شہنشاہ و نقابدار نے کافروں کو گھیر کر مارنا شروع کیا کوئی ایک گھنٹہ میں قتل ہوئے یاران
کے لشکر نے مقابلہ کیا تھا کہ سپاہ کے قدم اٹھ گئے فوج نے جب ہمت کی یا لشکر گھٹ گیا کہ چلا نقابدار
نے جو یہ واقعہ دیکھا لشکر سے کہا کہ ایک طرف سے راہ کر دو کہ یہ نکل جائیں لشکر اسلام نے تین طرف سے
طور راہ روک لی ایک طرف کی راہ کھول دی یہ تو بڑا غرض ہو چکا کہ لشکر کا افسر بھی مارا گیا ہوتا ہے کہ
تمام لشکر کام آ چکا ہے جو کہ باقی تھا اسکے قدم اکھڑ گئے میدان میں نہ ٹھہر سکے یہ بد قسمت تھا کہ پاؤں کے نیچے
سے زمین نکلی جاتی تھی ایسے بدحواس تھے کہ راہ تو معلوم ہوتی تھی کھڑے کہیں کیا کیا کہ گرتے تھے سوار
پیدلوں میں اور سواروں میں پیدل پالکیوں میں پیدل الجھ گئے جان ایسی بڑی شے ہوتی ہے کہ یہ گوارا
کر لیا کہ کوئی نکل جا کر کہیگا کہ جان لے کے بچی ایسی بھاگڑ کبھی نہ ہوئی تھی جیسی اس میدان میں ہوئی
کفار جان بچا کر یوں فراری ہوئے جیسے قیدی زندان سے یا قفس سے طائر نکل کر گریزاں ہوتا ہے
اور پھر پلٹ کر اس طرف نہیں نظر کرتا ہے اب جو شہ مقابلہ سے موڑا اور فرار پر قرار لیا تو سیدھے طرف شہر کے
کے بھاگے لشکر کفار کو جو اہل اسلام نے فرار کرتے ہوئے دیکھا انکو قتل کرتے ہوئے انکے عقب میں چلے
تھوڑی دور دوڑ جا کر متفرق ہو گئے کہ وہ صحرا میں منتشر ہو گئے یہ جو حال نقابدار نے دیکھا تو اپنے
لشکر سے کہا کہ اب انکا تعاقب کرنا بیکار ہے جو اپنے سے بھاگے اسکو کیا ضرور ہے کہ پریشان کرو یہ جدھر جاتے
ہیں جانے دو اپنی سزائے اعمال کو پہنچے اب کبھی یہ مقابلہ نہ کرینگے یہ سنی تقریر شہنشاہ نے اپنے لشکر
سے کہی پس دونوں لشکر تھم گئے وہ لوگ بھاگے کہ انکا حال بدتر ہو گا کہ انہوں نے شہر میں جا کر کیا
کیا ادھر نقابدار انکے تعاقب سے باز آیا اپنے لشکر کو جمع کیا اور حکم دیا کہ جو ہمارے لشکر کے کشتے ہوں
انکو دفن کرو اب جو دیکھا تو کل ایک سو آدمی لشکر نقابدار کے اس جنگ میں کام آئے تھے انکو جمع کر کے
نقابدار نے نماز خود بنفس نفیس پڑھی ادھر شہنشاہ نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ تم اپنے لشکر کے کشتوں کو جمع
کر کے دفن کرو اب جو کشتے جمع کیے گئے اور شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب بیس ہزار کے اہل اسلام دو سو قریب اور

ایک شب کی جنگ میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے جن میں ہمراہیان شہنشاہ قریب دو سو کے ہوں گے باقی
سب لشکر جبریل کے لوگ تھے شہنشاہ نے جمع کرکے نماز جنازہ ادا فرمائی بعدہ انکو اُسی مقام پر دفن کیا
اب حکم دیا کہ کفار کی لاشوں کا تو شمار کرو اب جو شمار کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اسّی ہزار کفار اہل اسلام کے ہاتھ
سے قتل ہوئے ہیں اور قریب پانچ ہزار کے زخمی پڑے ہیں کہ انکی حالت بھی خراب ہے اور پانچ ہزار لشکر
نقابدار و لشکر اسلام نے اسیر کیے ہیں نوے ہزار کفار اس معرکہ میں کام آئے اس میدان میں جو کہ ریتا
جسکو دیکھو بڑا پایا کی خوب زاغ و زغن کا پیٹ بھرا اس زمین پر یہ پھول واقعہ اگا جب تھا جلد ہر اک لالہ رنگ
ہوا اسقدر خونریزی ہوئی تھی کہ تمام خاک خون سے لال ہوگئی تھی جب گیاہ روئیدہ ہوتی تھی تو سرخ رنگ کا
ہاں اس زمین پر ایک چیز کی کثرت تھی کہ لالہ کے درخت بہت روئیدہ ہوتے تھے ادھر شہنشاہ نے
اپنے کشتوں کے دفن سے فرصت پائی ادھر نقابدار نے بھی فراغت حاصل کی جب دونوں آدمی فرصت پا چکے
تو شہنشاہ کو ہرکاروں سے معلوم ہو چکا تھا کہ بارگاہ نقابدار کے قبضہ میں گئی نقابدار نے
کفار سے مقابلہ کرکے انکا خون بہا کر بارگاہ پر قبضہ کر لیا ہی اور اپنے ملازموں کے ہمراہ اپنے مقام
فرودگاہ پر روانہ کر دی ہے مگر جبریل کے اہل لشکر سے شہنشاہ نے دریافت فرمایا کہ بارگاہ کیا ہوئی
کیا کفار بارگاہ کو لیکر بھاگ گئے ہیں انھوں نے عرض کیا کہ پہلے کفار نے بارگاہ پر قبضہ کیا تھا اور ہمارے
قبضہ سے انکے قبضہ میں گئی تھی وہ لیکر روانہ ہوئے تھے کہ نقابدار نے آکر انکو قتل کرکے بارگاہ چھین
لی اور اپنے ملازموں کو ہمراہ کرکے کسی طرف روانہ کر دی یہ سنکے شہنشاہ نے کہا کہ نقابدار تو مرد
خدا پرست و صاحب مروت معلوم ہوتا ہے میں اُس سے بارگاہ طلب کرتا ہوں دیکھوں کیا جواب دیتا ہے گو
جواب اسکا ہو گا کہ میں نے بارگاہ آپکے ملازموں سے نہیں لی تھی نہ آپکے لشکر سے لیکر حاصل کی تھی
بلکہ ایک غیر لشکر سے لیکر حاصل کی تھی جو کہ آپکے ملازموں سے مقابلہ کرکے اور بھگا کر لیجا رہا تھا میں نے آکر
انکو قتل کیا اسنے بارگاہ حاصل کی آپکا کوئی دعوے اسپر نہیں ہے تو میں کیا جواب دونگا خیر جب وہ یہ سوال
کرے گا تو دیکھا جائیگا پس یہ اپنے سرداروں سے تقریر کی خود طرف لشکر نقابدار کے چلے ادھر
نقابدار نے لشکر کو حکم دیا تھا کہ یہاں سے اپنے مقام پر چلو جب کوئی تم سے بارگاہ کا دعوے کریگا
تو دیکھا جائیگا کہ اتنے میں نقابدار نے دیکھا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ پسر بدیع الملک میرے لشکر کی طرف
تشریف لاتے ہیں یہ دیکھکر چند سرداروں سے کہا کہ استقبال کرکے لاؤ کہ یہ بہت بڑا معزز و ممتاز لشکر اسلام
کا افسر اور سردار ہے بلکہ بعد صاحبقران کے اسکی بھی تعظیم واجب ہے کیونکہ یہ فرزند جگر بند صاحبقران ہے
نقابدار کو بھی ہرکاروں سے معلوم ہو چکا تھا وہ سردار اپنے مرکب بڑھا کر قریب شہنشاہ پہونچے مرکبوں
پر سے کود پڑے دست ادب جوڑ کر عرض کیا کہ ہمکو ہمارے آقا نے آپکے استقبال کے لیے روانہ
فرمایا ہے اور آپکی خدمت میں عرض کیا ہے کہ آپ نے کیوں تکلیف فرمائی میں خود آپکی خدمت میں
حاضر ہوتا مجکو آپ نے بہت شرمندہ کیا میرا فخر تھا کہ میں آپکی خدمت میں حاضر ہوتا اگر آپ
تشریف لائے ہیں اور غلام کو سرفراز فرمایا ہے تو میری عین خوشی اور آپکی بندہ پروری ہے یہ سنکے
شہنشاہ ہمراہ ان سرداروں کے طرف نقابدار کے چلے اسکے لشکر میں پہونچے ناگاہ لشکر نقابدار
بھی برائے استقبال آیا اور استقبال کرکے قلب لشکر میں لایا اور عذر کیا کہ میں بہت شرمندہ ہوا ہوں
کہ نہ کوئی مقام ہے جہاں آپکو بٹھاؤں میں آپکی خاطر نہیں کر سکتا ہوں حالت سفر میں ہوں نہ سائبان
میرے ہمراہ خیمہ وغیرہ ہیں کہ میں آپکی دعوت کروں ہاں اسقدر میں امیدوار ہوں کہ اگر آپ

سرفراز فرمائیں اور میرے مقام فرودگاہ پر تشریف لیچلیں تو جو نان و نمک حاضر ہے ملاحظہ فرمائیں بندہ بہت ممنون
ومشکور ہوگا شہنشاہ نے جو خیال کیا تو نقابدار کی تقریر سے بوے محبت آتی ہے یہ اس تقریر کو سنکے
خوش ہوئے اور جواب مین کہا کہ مین خود آپ سے شرمندہ ہون کہ آپنے آکر صرف پاس مذہبی سے
اتنی بڑی زحمت گوارا فرمائی اور یہ تکلیف اٹھائی کہ کسقدر کشت و خون ہوا اگر آپ تشریف نہ لاتے تو کفار
بارگاہ کو لیجاتے لشکر اسلام تو شکست کھا چکا تھا آپ نے اسکی آبرو رکھ لی بڑا احسان ہم سب پر کیا ہم
آپ کے اس احسان سے تمام عمر سبکدوش نہونگے ہان اگر آپ ایک امر قبول کرین اور یہ اقرار فرمائین کہ میں
پہلے یا بعد تمہارے ہمراہ تمہارے لشکر مین چلونگا اور تمہاری دعوت قبول کرونگا تو کیا مضائقہ ہے اور دوسری
عرض میری آپ کی خدمت مین یہ ہے کہ اگر آپکے خلاف طبع نہو تو مین عرض کرون نقابدار نے جواب دیا کہ آپ
فرمائین میرے کوئی امر خلاف طبع نہوگا شہنشاہ نے فرمایا کہ وہ امر یہ ہے کہ جو بارگاہ آپ نے کفار سے
لی ہے اور اسکو بزور شمشیر حاصل کیا ہے کہ یہ بارگاہ صاحبقرانی ہے اگر اسکو اب مجھکو عنایت فرمائیے اور
میرے ہمراہ بارگاہ صاحبقرانی مین تشریف لیچلیے صاحبقران آپکی بڑی عزت فرمائینگے مین آپکی
بہت تعریف کرونگا صاحبقران بہادر دوست ہین جوانمردون کی عزت فرماتے ہین نقابدار نے جواب
مین کہا کہ یہان تو کوئی موقع اس گفتگو کا نہین ہے کہ مین بھی پابرکاب ہون (آپ بھی) اگر آپ میری فرودگاہ پر قدم
رنجہ فرمائین تو مین آپکو ان سب باتون کا جواب دون اور یہ جو بارگاہ کے لیے آپنے فرمایا اسکی نسبت یہ جواب
ہے کہ اگر مین آپ کے ملازمون سے لیتا نہین ضرور آپکو دینے کا مستحق تھا جبکہ مین نے ایک غیر لشکر سے
بزور شمشیر لی ہے تو وہ بارگاہ میری ہو چکی مین اسکو کسی طرح سے نہ دونگا جس طور سے مین نے حاصل کی ہے
کوئی اسطور سے مجھ سے لیجا سکے تو مین جانون اب آپ کسی قسم کا آسرا تو نہ رکھئے مین سمجھا آپ اسکے مالک ہین
شہنشاہ نے فرمایا کہ جو آپنے یہ ارشاد کیا مین اسکا مقر ہون مین اسکی امر کو قبول کرتا ہون مگر میری راے
ہے کہ کیون باہم کشت و خون ہو ہم بھی مسلمان آپ بھی خدا پرست ہم آپ باہم مقابلہ کرین قابل کفار کو دور ہو کہ
پیدا باہم نفاق کرتے ہین انکی تو مین کم ہو گئی ہین اب اپر دباو ڈالا اور انکو زیر کرے دو نقابدار نے کہا کہ بارگاہ
تو یون نہ ملیگی بدون مقابلہ کے شہنشاہ نے جواب مین فرمایا کہ پھر میرا آپکے ہمراہ جانا آپکی فرودگاہ پر
اور دعوت مین شریک ہونا بیکار ہے کیونکہ اسوقت مین آپکا مہمان ہون کل آپ سے مقابلہ ہوگا تو مہمان
اور میزبان آپس مین مقابلہ کرین اور کوئی پاس اس دعوت کا نہ کرین یہ بالکل خلاف مروت ہے
ہاں یہ لوگ جو کافر کسیا کہ کر انہین پھر اس سے نفاق کے ساتھ پیش آئینگے نقابدار نے کہا کہ آپ
تشریف لے چلیں امر نہ دشمن کے مقابل پیشکش چلا آپکے گاہ جو امر شوق عرض کرنا ہے مین آپ سے عرض
کرون آپ اسکو صاحبقران کی خدمت مین عرض کر دیجئے گا اور وہ امر ضروری ہے اور مین آپکو بیدول
اپنے مقام فرودگاہ پر لیجا کے ہرگز نہ مانونگا شہنشاہ نے کہا کہ آپ اس امر مین ضد نہ کرین نقابدار
نے کہا کہ ایک قسم ہے اپنے پیدا کرنے والے کے عزت و جلال کی کہ مین اس امر سے باز آؤن اور
ایک قسم دائمی خواہش کی ہے جسنے مجکو اور آپکو اور تمام دنیا کو خلق کیا ہے کہ آپ عذر نہ فرمائین
میرے ہمراہ میرے فرودگاہ پر تشریف لیچلین یہ قسم نقابدار نے شہنشاہ کو دی اب شہنشاہ
مجبور ہو گئے فرمایا کہ آپنے قسم دیکر مجبور کر دیا خیر جو آپکی مرضی مین موجود ہون مین اپنے لشکر
کو رخصت کر دون تو آپکے ہمراہ چلون یہ سنکر نقابدار اپنے لشکر مین آئے اور تمام لشکر
سے کہا کہ جاؤ مین بھی آتا ہون فوراً ہمراہ نقابدار کے انکی فرودگاہ پر جاتا ہون صاحبقران سے

تیسری طرف سے عرض کرتا کہ مین ایک فرورت سے لقا بدار کی بارگاہ مین گیا ہون انھون نے قسم دی تھی
اس سے مجبور ہو گیا آپ تشویش نہ فرمائین مین اسلیئے لکہ بہت جلد حاضر ہوتا ہون اور جو کچھ مجکو عرض کرنا
ہی عرض کرونگا یہ کہکر لشکر کو رخصت کیا چند سردارون کو ہمراہ لیا اور لشکر لقا بدار مین آئے اودھر
لشکر شہنشاہ و لشکر جبریل طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوا لقا بدار شہنشاہ کو اپنے ہمراہ لیکر
طرف اپنے مقام فرودگاہ کے بیچ لشکر کے چلا راہ مین بہت خلق سے کلام کرتا تھا شہنشاہ اسکے
خلق کو دیکھکر بہت محظوظ ہوتے تھے اور اپنے دل مین کہتے تھے کہ اس لقا بدار سے بوے محبت
آتی ہی ہم نے خلق و مروت کرم نے آج تک کوئی ایسا شخص خلیق نہین دیکھا اسکی کیا تعریف ہو یہ ایسے
ایسے خیال دل مین کرتے ہوئے لقا بدار کے ہمراہ جاتے ہین ان سب کو راہ مین رکھا جاتا ہی اب حال
کچھ بارگاہ صاحبقرانی کا تحریر ہوتا ہے راوی بیان کرتا ہی کہ جن ہرکارون نے شہنشاہ کو یہ خبر
دی تھی راہ مین کہ بارگاہ کفار نے چھین لی لشکر نے شکست کھائی وہ شہنشاہ سے یہ کہکر طرف
صاحبقران کے روانہ ہوے یہان بارگاہ مین صاحبقران تشریف فرما ہین ظل اللہ تخت جہانبانی پر
متمکن ہین اور سب سردار حاضر ہین کہ جوجری ہرکارے کی پہونچی خواجہ تالث اپنی کرسی پر بیٹھے ہوے
ہین سب عیار اپنے اپنے مقام پر موجود ہین کہ ہرکارون نے حاضر ہو کر مجرا کیا ثنا ے شاہی بجا لائے اسکے
بعد عرض کیا کہ غلام خبر لیکر حاضر ہوے ہین وہ یہ خبر ہی کہ کفار سے حضور کے غلامون نے شکست کھائی
یاران مار خوار کے ہاتھ سے جبریل و عادل زخمی ہوے بارگاہ پر قبضہ کفار کا ہو گیا جب وہ بارگاہ لے کر
چلے تو ہم یہ اسے خبر روانہ ہوے کہ راہ مین ہمکو شاہزادہ عالم ملے ہم نے ان سے یہ خبر عرض کی وہ
اسی وقت بصد عجلت روانہ ہوے یقین ہی کہ پہونچ گئے ہونگے اور انھون نے بارگاہ اپنے قبضہ
مین کر لی ہوگی ہرکارے یہ عرض کر چکے تھے ابھی کوئی حکم انکو نہ ملا تھا کہ وہ لوگ جو جبریل و عادل کو لیکر
چلے تھے آ کر پہونچے داخل دربار ہوے مجرا کیا دونون صاحبون کو اسکے بعد عرض کیا کہ ہم جبریل و عادل
کو لیکر چلے کہ وہ زخمی ہوے اور شدت زخم سے بیہوش ہو گئے ادھر چلا آئے یہ دونون صاحب حاضر ہین
صاحبقران نے جو ملاحظہ فرمایا تو زخم کاری لگے تھے اسی وقت انکی حالت دیکھکر جراح سرکاری طلب فرمایا
اپنے روبرو بارگاہ مین انکے زخمون پر بخیہ کرائی پٹی مرہم کی چڑھائی گئی اسکے بعد حکم ہوا کہ انکو شفاخانہ
شاہی مین لیجاؤ تاکہ انکے زخمون کا علاج خوب اچھی طور سے کیا جاے جراح کو حکم ملا کہ تم دو وقت
انکے زخم جا کر دیکھ آیا کرنا اسمین کوتاہی نہو انکو انکے ملازم اٹھا کر لے گئے انکے جو خیمے تھے وہ برپا کرا کے
اسمین رکھا انکا حال تحریر ہوگا جب یہ لوگ جا چکے تو صاحبقران نے فکر کرنا شروع کی کہ کیا تدبیر
کیجاے کسی اور سردار کو براے مدد روانہ کرون ابھی کچھ حکم نہ فرمایا تھا اور وہ ہرکارے روبرو کھڑے
تھے کہ دوسری جوجری ہرکارون کی گرد مین آلودہ سر دلنگیر راہ کی خاک حاضر دربار ہوے مجرا کیا
دعا و ثناے شاہی بجا لاے اور عرض کیا کہ خبر لیکر آئے ہین یہ خبر ہی کہ جب لشکر نے جبریل کے شکست
کھائی اور بارگاہ پر کفار کا قبضہ ہو گیا ابھی لشکر دیار ہا تھا گو قدم اٹھ چکے تھے اور وہ لوگ بارگاہ لیکر تھوڑی دور گئے
تھے کہ صحرا سے گرد و غبار بلند ہوا کہ جسکے سبب سے روز روشن مثل شب تاریک ہو گیا سب کو سیاہ آندھی کا
گمان ہوا کہ لڑائی موقوف ہو گئی کہ وہ گرد شق ہوئی دامن گرد سے ایک گرد زمردی رنگ کی پیدا ہوئی کہ جس سے
تمام صحرا زمرد گون ہو گئی اس گرد زمرد رنگ سے ایک لقا بدار زمرد پوش پیدا ہوا حضور ہم اسکی شکوہ
و صولت کا کیا عرض کرین جس وقت اسکی صولت کا خیال کرتے ہین تو تمام جسم کے بال فرط خوف سے شب

ہو جاتے ہین اُسکے ہمراہ ساٹھ ہزار سواران زرہ پوش سے حضور لڑا کیا تھا اور وہ جری ہم جان نثارون
نے آج تک نہین دیکھا جرأت تو اُسکے گھر کی کنیز زرخرید معلوم ہوتی ہے آخر ہی اُسنے وہ شمشیر زنی کی
کہ کفار کے جی چھوٹ گئے ایک آن واحد مین کفارون کو قتل کرکے اُسنے بارگاہ پر قبضہ کر لیا بارگاہ کو
چھین لیا اور اپنے ملازمون کے ہمراہ کرکے اپنے مقام فرودگاہ کو روانہ کر دی جب ہمنے یہ رنگ دیکھا تو
ہم وہان سے چلے کہ آپکو آگاہ کرین خداوند وہ لقابدار مع فوج کے کفار سے لڑنے لگا یہ معرکہ دیکھکر
لشکر سرکاری بھی پھر جسم کر لڑنے لگا اُن ہرکارون نے اسقدر تعریف لقابدار کی کی کہ صاحبقران
کے دل مین الفت پیدا ہوئی جیسے باپ کو فرزند کے ساتھ ہوتی ہے اور بادشاہ کو بھی ایک انس ہوگیا
اُسکی جرأت وشوکت سن کے پس اُسی وقت ہرکارون سے فرمایا کہ ہان اور کچھ بیان کرو انھون نے عرض
کیا کہ ہم یہ حال دیکھکر ادھر کو روانہ ہوے تھے قریب لشکر کے ہمکو ہرکارے آقا زادے کے ملے ہم نے انکو اس حال
سے آگاہ کیا وہ اسی وقت لشکر کو لیکر لشکر حریف پر جا پڑے اب ہمکو حال نہین معلوم کہ کیا گذری صاحبقران
نے خیال کیا کہ کہین ایسا نہو کہ شہنشاہ سے اور لقابدار سے بابت بارگاہ کے فساد ہو تو بڑی خرابی ہو آن
ہرکارون سے کہا کہ تم اسیوقت اُس مقام پر جاؤ ہماری طرف سے شہنشاہ کو دعا کہنا اور کہنا کہ صاحبقران نے
کہا ہے کہ اے فرزند اگر لقابدار بارگاہ بخوشی دے تو لے لینا ورنہ فساد نکرنا کیونکہ ہم منصف ہین اور یہ مقام
انصاف ہے اُسنے ہمارے لشکر سے بارگاہ نہین چھینی ہے بلکہ لشکر کفار سے لی ہے اب ہمارا کوئی حق اُسپر نہین ہے
کیونکہ اُسکی ملک ہوگئی ہان اگر ہمارے لشکر سے لڑکر چھین لیتا تو ہمکو اُس سے فساد کرنا زیبا تھا وہ تو ہمارے
ہاتھ سے جا چکی تھی اگر دوسرے نے لے لی تو چارا کیا اور جہان تک ممکن ہو لقابدار کو سمجھا کر ہماری بارگاہ
مین لاؤ ہم اُس بہادر کے بہت مشتاق ہین اور لقابدار سے کہنا کہ صاحبقران نے کہا ہے کہ اگر آپ
میری بارگاہ مین تشریف لائین تو آپکی عنایت ہوگی اور مین اور میرے تمام سردار آپکے ممنون ہونگے
آپکی ملاقات کا مجھکو بہت اشتیاق ہے مین خود آپکی زیارت کو آتا مگر مجبور ہون کہ مین بدولت بادشاہ کے
نہین آسکتا ہون اور یہ بھی شہنشاہ سے کہنا کہ اگر اُسکے خلاف کروگے اور کسی قسم کا فساد ہوگا تو مین تمسے
بہت ناراض ہونگا پس یہی تمکو لازم ہے کہ لقابدار کو میرے پاس جس طور سے ہو سکے لے آؤ کیونکہ مین
و نیز جہان پناہ و دیگر سردار بہت مشتاق ہین یہ سنکے وہ ہرکارے مجرا بجا لائے اور دربار سے نکلکر طرف
اُس صحرا کے چلے جہان مقابلہ ہو رہا تھا یہ تو ادھر راہ سے گئے اور لشکر اسلام دوسری راہ سے ادھر کو آ رہا
ہرکارون کا حال پھر تحریر ہوگا لشکر اسلام جو شہنشاہ سے رخصت ہوکر چلا تو داخل لشکر ہوا سرداران لشکر
اُسی صورت سے حاضر دربار ہوے لشکر نے پڑاؤ پر جا کر کمر کھولی صاحبقران و بادشاہ کو مجرا کرکے اپنے
مقام پر بیٹھے صاحبقران نے فرمایا کہ شہنشاہ کہان ہین وہ کیون نہین آئے اور لقابدار سے کیا گذری
انھون نے عرض کیا کہ خداوند ہمارے آقا ہم سے یہ کہکر لشکر لقابدار مین تشریف لے گئے تھے کہ مین جاکر
اُن سے بارگاہ طلب کرتا ہون ہمکو چھوڑ گئے تھوڑے عرصہ کے بعد تشریف لائے نہ معلوم کیا باہم تقریر
ہوئی ہم سے کہا کہ تم لشکر مین جاؤ لشکر کو لیکر ہم ہمراہ لقابدار کے اُنکے خیمہ مین جاتے ہین تھوڑی دیر
بیٹھکر آتے ہین اگر جناب صاحبقران دریافت فرمائین تو یہی عرض کر دینا اور عرض کرنا کہ کوئی مضائقہ
تشویش نہین ہے حضور خاطر جمع فرمائین بس یہ فرماکر چند سردارون کو لیکے چلے گئے ہم نے لاکھ عذر کیا
کہ ہم بھی ہمراہ چلین مگر نہ قبول کیا آخر ہم مجبور ہوکر ادھر چلے آئے صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی فساد کی
تو نوبت نہین آئی یا کوئی طرح فساد ہوا انھون نے عرض کیا کہ خداوند خیال فرمائیے کہ اگر فساد ہوتا

یہ ہم دیکھتے کہ فساد ہوگا تو ہم اپنے آقا کو چھوڑ کر چلے آتے جب ہم نے انکو خوش پایا بلکہ انھون نے یہ فرمایا
کہ مین تو نہ جاتا مگر تمسے ناچار ہوگیا اب نہ جاؤن تو گنہگار ہوتا ہون دوسرے مروت کے خلاف ہے یہ سبب
میرے جانے کا ہے یہ سنکے صاحبقران نے دوات و قلم و قرطاس طلب فرمایا اور اپنے دست حق پرست
سے ایک رقعہ بنام شہنشاہ گوہر کلاہ اس مضمون کا تحریر فرمایا کہ اے نور نظر قوت قلب و جگر طال اللہ عمرہ
بعد دعا سے ترقی حیات و درجات کے معلوم کرو کہ تمکو قسم ہے ہمارے سر عزیز کی نقابدار سے کسی قسم
سے فساد نہ کرنا اگر وہ بارگاہ بخوشی خاطر دے تو کچھ مضائقہ نہین ہے ورنہ اسکو ناراض کرکے بارگاہ نہ لینا
وہ بارگاہ اُسی کو مبارک رہے ہم اور بارگاہ مین دربار کرین گے کیونکہ اب وہ بارگاہ اسکی ہوگئی اُسنے مقابلہ
کرکے کفار سے لے لی کوئی تمھارے لشکر سے نہین لی ہے بلکہ اگر وہ ہمارے لشکر سے بھی لیجاتا تو ہم بزور نہ
لیتے کیونکہ وہ بھی مرد مسلمان ہے ہماری مروت اس قسم کی نہین ہے کہ ہم خدا پرست سے مقابلہ کرین کیونکہ ہم و
ایک طریق رکھتے ہین اے فرزند وہ کیا مال تمھارے قبضہ سے نکلگیا اور دوسرے کے قبضہ مین چلا گیا اس سے کسی
اور نے چھین لیا تو اسپر پھر ہمارا قبضہ کیونکر رہا الصفات یہ کہتا ہے کہ اب اس مال کی طرف نگاہ بھی اٹھاکر
نہ دیکھنا چاہیے پس وہ بارگاہ اب نقابدار کی ملکیت ہے اے فرزند جہان تک ممکن ہو نقابدار کو راضی کرکے
میرے پاس لاؤ یک نقابدار سے میری طرف سے کہنا کہ یا رفیع الملک تمھاری ملاقات کا بہت مشتاق ہے
مین خود آتا مگر سبب یہ ہے کہ جہان پناہ بھی تمھاری ملاقات کا شوق رکھتے ہین اور جملہ سرداران بادشاہ
نے بھی فرمایا تھا کہ اے صاحبقران نقابدار کو یہان طلب فرمائیے اس سبب سے صاحبقران نے یہ
تحریر فرمایا اور یہ کہنا کہ آپ کے آنے سے میری بارگاہ کی زینت ہوگی آپ نے بڑا احسان کیا کہ کفار سے
بارگاہ لے لی جیسے تمھارے پاس رہی ویسے میرے پاس کیونکہ ہم تم ایک ہی ہین یہ لکھکر صاحبقران نے
رقعہ کو ختم کیا اسپر اپنی مہر کی اسکے بعد خواجہ سے کہا کہ خواجہ یہ رقعہ تم لے کر شہنشاہ پاس جاؤ اور شہنشاہ
سے زبانی بھی کہدینا یہ کہکر وہ تقریر بیان فرمائی اور فرمایا کہ تم جاکر خود اپنی آنکھ سے دیکھ آؤ کہ شہنشاہ سے
وہ نقابدار کس طور سے پیش آیا اور کچھ باہم فساد کی تو نوبت نہین ہوتی ہے اگر ہو تو تم خود درمیان ہو شہنشاہ کو
منع کرنا اگر وہ تمھارا کہنا نہ سنے تو یہ کہنا کہ صاحبقران تم سے بہت ناخوش ہون گے آیندہ تمکو اختیار ہے
اور خواجہ تم نقابدار کو بھی دیکھنا کہ کس مرتبہ کا آدمی ہے خواجہ نے عرض کیا کہ مین خود اپنی فکر مین
مبتلا ہون جان چور اسلئے یہان بیٹھا ہون باہر تمام قرضدار گھیرے ہوے ہین باہر نکلا اور انھون نے مجھکو
پریشان کیا مین نہین جاسکتا ہون اور نہ میرے پاس اسوقت روپیہ ہے کہ انکو دون نہ کہین سے ملنے کی
امید ہے کہ وعدہ کردون مین کیون اپنی جان کو عذاب مین مبتلا کرون آپ کی تو ایسی ہی باتین ہین کہ خواجہ
تم جاؤ خواجہ نہوئے خدمتگار ہوے کہ جب چاہتے ہین ہان اگر کوئی ضرورت شدید ہوتی تو کیا مضائقہ
تھا نقابدار کی بارگاہ مین نہ جاؤنگا مجھکو نقابدار سے خوف معلوم ہوتا ہے دوسرے تم لوگ اولاد
صاحبقران سے ہو جس امر پر ضد کرتے ہو اُس سے باز نہین رہتے ہو لڑکے جو ہین وہ کسی کا کہنا
نہین سنتے ہین مین نے جاکر منع کیا انھون نے نہ مانا تو مجھکو رنج ہوگا میری بات رائگان ہوگی مجھکو
غصہ آجائیگا مین سختی کرونگا وہ مجھکو کلام درشت مین جواب دین تو وزیر اعظم ہ مجھکو ملال ہوگا کس لیے کہ
یہ لڑکے کسی کے کہنے پر چل نہین رہتے ہین خود سر ہین نہ بزرگ کی بزرگی خورد کی خوردی کا انکو بالکل لحاظ
پاس نہین ہے بلکہ چھوٹے ہین ہین جو دلیر تا زادہ کرتے ہین آج کل کے لڑکے لحاظ اور ادب نہین رہے تھے مین تو نہین
کیونکر جاکر اور انکے درمیان مین اول کر اپنی عزت دون آبرو مٹاؤن جو کچھ انکو میرا پاس ہے

ہو کر اس میدان جنگ سے قریب تھا پہونچے تھے یہ آج صبح کو جو اس صحرا میں پہونچے چونکہ وہ جنگل بہت
پر فضا اور پر بہار تھا اور شکار بھی بیشمار تھا انھوں نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ آج دن بھر اس صحرا میں
شکار کھیلو اور رات بھی یہیں بسر کرو بوقت سحر یہاں سے روانہ ہونگے کئی ماہ کا زمانہ ہوا ہی کہ ہم صحرانوردی
کر رہے ہیں مگر اس شہریار کا نشان نہیں ملا باوجودیکہ لشکر کثیر ہی اور وہ صاحبقران لشکروں میں سنا گیا ہے
کہ انھوں نے اپنے لشکر کا بادشاہ داراب جمشید کو کیا ہی اور وہ طرف منطاق کے مع لشکر کے روانہ
ہوئے ہیں یہ بھی سنا گیا ہی کہ کوئی دشت بہار افزا ہی اسمیں دریاے سبز رنگ ہی اسکے کنارے لشکر
فیروزی اثر مقیم ہی یہ حال مجکو زبانی شہریار کے معلوم ہوا تھا کیونکہ انسے سنا تھا کہ جب رستم ثانی کو خبر
ہوئی کہ صاحبقران ثانی نے بدیع الملک کو لشکر کا صاحبقران کیا بانی و اثاثہ صاحبقرانی انکو
سپرد کیا اور آپ طرف خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے انکو ملال ہوا وہ لشکر کو چھوڑ کر فقیر ہو کر نکل گئے جب یہ
خبر شہریار کو معلوم ہوئی وہ بھی بھائی کے غم میں فقیر ہوئے اور انکی تلاش میں روانہ ہوئے یہ خبر مجکو کہ
لشکر صاحبقرانی فلان مقام پر فروکش ہے زبانی شہریار کے معلوم ہوئی تھی مگر ہم تلاش کرتے پھرتے ہیں
کہیں نہ دشت بہار افزا کا نشان ہی نہ کسی مقام پر دریاے سبز رنگ ملا کہ جسکے سبب سے لشکر کا پتہ چلتا ہاں
ایک امر ہی کہ اس سفر میں صحرا تو بہار افزا بہت ملے مگر دریاے سبز رنگ کوئی نہ ملا کہ نشانہ ملتا یا امید
ہوتی کہ اب ہم قریب لشکر پہونچے تم خیال کرو یہ بھی صحرا بہار افزا معلوم ہوتا ہی اگر ہمارے مقدر
میں صاحبقران ثالث سے ملاقات بدی ہی تو ضرور ہوگی ورنہ اسی صحرانوردی میں بسر ہوگی میری آرزو
بر آئیگی میں یہی حسرت دل میں لیکر اس دنیا سے طرف عالم بقا کے راہگیر ہونگا یا تو میں نے صاحبقران
کے لشکر کو تلاش کیا یا اس صحرانوردی میں اپنی جان دی افسوس ہی فلک ناہنجار کے ہاتھوں کسی طرح سے قرار
نہیں ہی ایک صورت پر یہ گردش نہیں کرتا ہی خیال کرنے کا مقام ہے یا تو وہ زمانہ تھا کہ صاحبقران اول کے
لشکر میں موجود تھے کیسے کیسے سردار افسر بارگاہ میں متمکن ہوتے تھے سنتے ہیں اٹھارہ فرزند صاحبقران
تھے جن میں بعض تو ایسے بہادر تھے کہ جنکی جرات کے جھنڈے گڑے ہوے ہیں تلوار کفار کشی
کے کشور دل پر سکہ بیٹھے ہوے ہیں مثل عمرو بن حمزہ یونانی ملکشاہ بدیع الزمان و دیگر پسران عالیوقار
اور پوتے پر پوتے مثل نور الدہر و ملک قاسم ایرج نوجوان کے بارگاہ صاحبقرانی میں بائیس ہزار پانچ سو چھپن
سردار باتاج و نگین و کرسیون پر بیٹھتے تھے لندھور و ملک بہرام فرامرز عادی مغربی وغیرہ کے اسوقت کا دربار
لائق دید تھا اسفندیار و لوا بستے تھے صاحبقران کا لشکر کثیر تھا ایک سردار و فرزند و نبیرہ صاحبقران
کے ہمراہ تھا کل لشکر میں یا چار کروڑ سے کم نہو گا کیسے کیسے سر ہوے کیسی بہار تھی گلشن لشکر پر
ایک چشم زدن میں وہ طریقہ بدلا صاحبقران اول اپنی طرف سے صاحبقران ثانی کو صاحبقران کرکے
طرف خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے گو وہی لشکر تمام وہی لوگ تھے مگر وہ رونق و زینت نہ تھی باوجودیکہ
سردار زیادہ ہو گئے تھے مثل بدیع الملک و رستم ثانی کے کہ ان لوگوں نے سیکڑوں طلسم
فتح کیے ہزاروں ملک مگر وہ بات نہ تھی وہ بات صاحبقران اول کے ہمراہ گئی کہ ایک زمانہ گذرا تھا کہ اولاد
صاحبقران و سرداران صاحبقران پر تباہی آئی طہماس الیسا ولد قتل ہوا لندھور مارے گئے بہرام
کی کچھ خبر نہ معلوم ہوئی اور اسی طور سے بہت سے سردار قتل ہوئے دربار سرداروں سے خالی ہو گیا انکے
جانشین انکی اولاد ہوئی اولاد صاحبقران سے ملکشاہ قتل ہوئے عمرو بن حمزہ درجہ شہادت پر فائز
ہوئے قاسم نے انتقال کیا مگر پھر بھی بہت سے لوگ تھے اب جو فلک گردش کرتا ہی تو یہ تباہی آئی

کہ صاحبقران ثانی بھی طرف خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے بادریع الملک کو صاحبقران کیا گو لشکر اسی طور سے
رہا مگر سیکڑوں سردار رخصت ہو ہو کر طرف ملکوں کے چلے گئے یہ خبر سنکے رستم ثانی فقیر ہوے شہریار نے
بھی درویشی اختیار کی اب فلک نے یہ رفتار کی کہ جو صاحبقران کے ہمراہ خانہ کعبہ کو چلے تھے راہ مین
یہ آفت آئی کہ صحرا مین آگ لگی تمام اشیا رہ گئے تمکو معلوم ہی کہ مین اُس صحرا سے نکلا تم چند لوگ میرے
ہمراہ تھے کوئی لشکر نہ تھا پھر یہ لشکر کیونکر جمع ہوا اُسکے بعد مین اس آفت مین مبتلا ہوا کہ عیار گرفتار
کر کے لے گیا کوئی درجہ میرے قتل ہونے و قید سے نجات ہونے مین باقی نہ رہا تھا مگر کیونکر آسان ہوا اور کیا
سبب ظاہر ہوا اُس سے تم لوگ بھی ماہر ہو خیر اب خداوند کریم نے اس صحرا مین پہونچایا ہی کوئی نہ کوئی
صورت ملاقات بدیع الملک کی پیدا کرے گا گو فلک در پیے آزار ہی مگر خدا کے فضل سے امید قوی ہی
اہل لشکر نے کہا کہ جیسا حکم ہو اسد ثانی نے فرمایا کہ ہم آج یہین قیام کر کے کل یہان سے روانہ ہونگے ہمکو اس
صحرا مین شکار بکثرت معلوم ہوتا ہی لہذا تم لوگ یہان پڑاؤ کا سامان کرو مین تھوڑا سا شکار کھیل لون تو آتا ہون یہ فرما کے
چند سوارون کو لیکر ایک جانب چلے یہان اہل لشکر نے مقام سایہ دار تجویز کر کے پڑاؤ کرنے کا سامان کیا
تھا ابھی کرسی وغیرہ بچھائین کھولی تھین صرف اپنے گھوڑے وغیرہ تانکنے کی فکر کر رہے تھے یہان تو یہ لوگ اس
فکر مین تھے اور یہ وہ وقت تھا اور وہ دن تھا کہ جہان میدان مین آج ہی صحرا کے قریب مقابلہ ہوا تھا اور بارگاہ لقا بدبخت
نے کفار سے چھین کر روانہ کی تھی طرف اپنی فرودگاہ کے وہ لوگ بارگاہ لیے ہوے چلے آتے تھے
اسد شکار مین مصروف تھے سامنے اُنکا لشکر اتر رہا تھا کہ اہل لشکر نے دیکھا کہ ایک طرف سے گرد پیدا ہوئی جب اُس
گرد و غبار کو دیکھنے لگے اور مرکبون کو بڑھا کر ادھر کو چلے جب قریب گرد پہونچے وہ گرد دفع ہوئی انھون
نے دیکھا کہ اُس دامن گرد سے لشکر پیدا ہوا مگر قلیل یہ لشکر کو دیکھکر اسی مقام پر ٹھہر کے اب جو غور کر کے
دیکھتے ہین تو اُس لشکر کے ہمراہ بارگاہ ہی اور بہت سے زخمی ہین مگر لشکر صاحبقرانی کے یہ وہ لوگ ہین جو کہ
ہمراہ بدیع الملک کے رہ گئے تھے یہ دیکھکر انھون نے بوق کو اپنی بجایا اُسکی صدا جو بلند ہوئی اُن کے
لشکر مین پہونچی اہل لشکر نے جو سُنی یا تو وہ لوگ اس فکر مین تھے کہ کمرین کھولین یا ایک مرتبہ ہوشیار ہو کے قریب
اپنے مرکبون کے آئے اِس خیال سے کہ یہ آقاے نامدار کے بوق کی صدا تھی کیا سبب ہی اور کیا ضرورت ہی کہ
آقا نے بوق بجایا کہ ادھر اسد نے دوسری مرتبہ بوق کو دم دیا یہ لوگ اُس صدا کے سنتے مرکبون کی پشت پر
سوار ہو گئے تیسری مرتبہ جو صدا آئی تو یہ لوگ مرکبون کو اُٹھا کر اُس صداے بوق کی جانب روانہ ہوے یہ تو ادھر
چلے ادھر اسد بوق کو دم دے کے اُس لشکر کی طرف متوجہ ہوے اب جو دیکھا تو بارگاہ صاحبقرانی کا اٹالیق ہی
کہ اُسکو یہ لشکر لیے ہوے چلا آتا ہی اور ہمراہی اُس بارگاہ کے زخمی ہین یہ دیکھنا تھا کہ بس ایک جوش و غلبہ تھا کہ
کاخ و دماغ کو توڑ کر بار گزر گیا اور آتش غیظ و غضب کا لون سینے مین مشتعل ہوئی مگر انھون نے اُس لشکر کو بھی
اہل اسلام سے پایا گو یہ خیال ہوا کہ یہ لوگ خدا پرست ہین یہ بارگاہ کیون چھین کر لائے ہین اسکو پہلے دریافت
کر لو پھر جو منظور ہی وہ کرنا یہ تصور دل مین کر کے آگے آ کر کھڑے ہوے اور راہ روک لی اور کہا کہ تم کون لوگ ہو
کیونکہ وہ لشکر قریب آ چکا تھا انھین سے ایک سردار بڑھا اور کہا کہ تم کون لوگ ہو کہ جو راہ روکے کھڑے ہو
ہمکو آگاہ کرو اور راہ سے ہٹ جاؤ کہ بارگاہ ہم لیے جاتے ہین یہ بارگاہ بڑی مشقت سے حاصل ہوئی ہی ہمارے
آقا نے ہمکو حکم دیا ہی کہ بارگاہ کو لیکر سیدھی فرودگاہ پر برپا کرو ہمکو عجلت ہی کہ ہم یہان جو تم سے گفتگو کرینگے
تو دیر ہوگی یہ سنکے اسد نے کہا کہ جب تک تم یہ نہ بتاؤ گے کہ یہ بارگاہ فلان شخص کی ہی اور ہم فلان کے ملازم ہین
اُس وقت تک مین راہ سے نہ ہٹونگا نہ تمکو جانے دونگا بلکہ بارگاہ تم سے چھین لونگا اُنھون نے دیکھا کہ اس سے

اگر جنگ کرتے ہیں تو مقابلہ ہوگا اور دیر ہوگی وہاں آقا پہنچ جائینگے اور بارگاہ کو نہ پائینگے تو ناراض ہونگے لہٰذا
اپنے پورا حال کہدیں تاکہ یہ بلا ٹل جائے یہ لوگ قزاق پیشہ معلوم ہوتے ہیں یہ سوچ کے اُن لوگوں کا جو افسر
تھا وہ آگے آیا اور اس سردار سے کہا کہ ہٹ جاؤ میں تقریر کیے لیتا ہوں وہ ہٹ گیا اُس نے کہا کہ ہم لوگ ملازم
ہیں نقابدار سبز پوش کے وہ فلاں صحرا میں مقیم تھا کہ اسکو خبر پہونچی کہ بارگاہ صاحبقرانی کو کفار لیے جاتے ہیں
چونکہ اُنکو بھی دعوے صاحبقرانی ہے بدین سبب وہ مع لشکر اُس طرف کو روانہ ہوئے اور وہاں جا کر انھوں
نے کفار کو قتل کیا اور بارگاہ پر قبضہ کر کے اپنی فرودگاہ پر روانہ کی ہے ہم وہی بارگاہ لیے جاتے ہیں
یہ بارگاہ صاحبقران ثالث بدیع الملک کی ہے اُنھوں نے مع اپنے درگہ سالار کے طرف عمر ابیہ کے روانہ
کی تھی کہ عمر اب شاہ کے یہ سالار تھے آکر مقابلہ کر کے خدا پرستوں سے لی ہے آقا نے سپاہ گران سے چھین
لی یہ جو اسد کو معلوم ہوا تو یقین ہو گیا کہ یہ بارگاہ صاحبقرانی ہے پس یہ سمجھ کہا کہ یہ بارگاہ ہمکو دو کہ ہم اسکو
لیجاویں اُنھوں نے کہا کہ کیا خوب آپ اچھے آئے کہ ہم تمکو بارگاہ دیدیں وہ ہمیں کہیگا کہ ہمکو تو نکالیگا آقا نے دی
اور ہم تمکو دیں جو کہ آقا نے بڑی محنت سے حاصل کی تھی اسد نے کہا کہ ضرور دینا ہوگی یوں نہ دوگے
تو زبردستی دوگے اُنھوں نے کہا بس زیادہ بڑھ کر نہ بولو ورنہ شمشیر دوگے اُسنے کہا کہ تم ہو کون اسد نے کہا کہ ہم کوئی
ہوں تمکو اس سے کیا غرض تمکو آم کھانے سے غرض یا پیڑ گننے سے ہمکو بارگاہ دو جدھر سے آئے
ہو اُسی طرف چلے جاؤ ورنہ میرے ہاتھ سے پریشان ہوگے ہیں بارگاہ ضرور لونگا تمکو نہیں خیال تھا کہ یہ
بیشتر میرے قبضہ میں ہے یہاں کا مالک و مختار میں ہوں تم کیوں ادھر سے بارگاہ لے کر آئے ایسا ہے ہو تو
بارگاہ میرے ہاتھ سے بچکر نہیں جا سکتی ہے جس طور سے دوگے میں لونگا یہ جو اسد نے کہا وہ افسر بہت
برہم ہوا کہ اب تو رستم کی بھی طاقت نہیں ہے کہ بارگاہ پر قبضہ کرسکے اصل میں جسکی بارگاہ ہے اگر وہ بھی آئیگا
تو سفر اپنا یگا بارگاہ نہ پائیگا تمھاری کیا اصل ہے یہ جو کہا بس غضب آ گیا اسد نے کہا کہ تمھاری قضا
آئی ہے سچ ہے کہ جب چیونٹی کے مرنے کے دن آتے ہیں تو اُسکے پر نکلتے ہیں پس معلوم ہوگیا کہ تم لوگ
یوں یہ بارگاہ نہ دوگے یہاں تو یہ تقریر ہو رہی تھی کہ ان لوگوں نے دیکھا کہ صحرا سے گرد پیدا ہوئی اُس
گرد سے قریب چالیس ہزار کے لشکر مگر قزاق وضع سب کے ہاتھوں میں تلوار مثل اُس جوان کے جو کھڑا ہوا
گفتگو کر رہا ہے بوق میں وہ لشکر آ کے عقب میں اُس جوان کے ایستادہ ہوا پس اُدھر اُس جوان نے یہ کہا کہ معلوم
ہو گیا کہ تم لوگ یوں بارگاہ نہ دوگے یہ کہکر اسد نے بوق اُٹھا کر اسمیں صدا دی کہ این را نخیزد جز به بند به بند
کہتا تھا کہ وہ قزاق وضع ایک مرتبہ چیخے وہ چالیس ہزار یہ پانچ ہزار کہاں مقابلہ ہو سکتا ہے ناظرین پر یہ امر
ظاہر ہوا کہ اس بارگاہ کے ہمراہ جو لوگ ہیں وہ لشکر حسن جبل کے ہیں لشکر صاحبقرانی کے نہیں ہیں یہ جو کہ
اسد کو پہچانتے اول تو کل لوگ اُسی وقت بارگاہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے یہ چند آدمی اسی سبب سے رہ گئے
تھے کہ زخمی تھے گویا انکا بھی قصد فرار کرنے کا تھا مگر فرار نہ کرنے پائے تھے کہ نقابدار آگیا اور بارگاہ پر
قبضہ کر لیا اب یہ لوگ یہ سوچے کہ یہ لوگ مسلمان ہیں اسی سبب سے ہمراہ تھے پس اسد دو چار کو مار کر بارگاہ پر
گیا ادھر لشکر نے اُن پانچوں ہزار کو ایک حملہ میں متفرق کر دیا قتل نہیں کیا کیونکہ اسد نے بوق میں یہی کہا
تھا کہ یہ لوگ خداپرست ہیں جو لوگ مرکبوں کی جھپیٹ میں آگئے وہ تو مر گئے ورنہ ایک کو بھی نہیں مارا
ہاں گرفتار ضرور کر لیا اور حملہ جو کیا تو سب متفرق ہو گئے اُدھر اسد نے جا کر بارگاہ پر قبضہ کیا
ہاں کچھ لوگ اسد کے لشکر کے کام آئے جب اسد کا قبضہ بارگاہ پر ہو گیا اسد کے ہاتھ سے دو ایک
سوار مارے گئے جو کہ بہت منچلے تھے یہ لوگ اس سبب سے اور بھاگے کہ ہم قتل ہونگے کیونکہ ہم قابل

ہین یہ لوگ کثیر ہین ایک ہی مرتبہ ہمکو قتل کر ڈالینگے دوسرے یہ امر ہے کہ یہ بارگاہ کوئی ہمارے آقا کی نہین ہے
بلکہ چھینی ہوئی ہے پس اسکے لئے لڑنا کیا ضرور ہے چلکر خبر کرین اسمین بھی تربیت و سوچ کے کام آسکے جب اسد بارگاہ
لے کر چلا تو لوق نے یہ کہا کہ اے قزاقان بدر رو بدچاہن پسران [illegible] کہان بس سب چھوڑ کر ایک طرف کو
راہی ہوئے وہ لوگ اپنی رسائی کو مقدم خیال کر کے خاموش ہو رہے کیونکہ یہ لوگ تو بلائے ناگہانی کی
طرح سے آکر گرے تھے اور سب کو پکڑ لیا تھا مگر وہ افسر جو کہ گفتگو کرنے آیا تھا مرد جہاندیدہ اور گرم و سرد
بالاحشیدہ تھا اسنے جو لشکر کو آتے ہوئے دیکھا تھا گو تقریر دلیرانہ کر رہا تھا اسکو خیال ہوا کہ اگر یہ تھا [illegible]
سب مارے گئے جب اسد اسکی طرف پھیلے تھے کہ کہان جاتا ہے یہ ایک طرف کو چل کھڑا ہوا تھا کیونکہ انکو تو
مطلب بارگاہ سے تھا اسکا قتل کرنا مد نظر نہ تھا اس سے اسکا لڑنا تب تک تھا انکے مطلب سے مطلب
رکھا بارگاہ کو لیکر چلے جب اسد نے یہ کہا کہ سب زر و پیسہ چھوڑ کر اور بارگاہ اٹھا کر چلے آگے آگے اسد بارگاہ
لیے جاتے ہین عقب مین انکا لشکر ہے جب وہ لوگ چلے گئے یہ لوگ ہاتھ ملکر رہ گئے اور وہ لاشین اٹھا کر طرف
نقابدار کے چلے کہ جا کر اسکو خبر کرین کہ بارگاہ کو قزاق چھین لے گئے ادھر یہ چلے ادھر نقابدار شہنشاہ کو ہمراہ
لیے ہوئے چلے آتے ہین تھوڑی دور چلے تھے کہ وہ ہرکارے جو کہ صاحبقران نے روانہ فرمائے تھے انکی
زبانی شہنشاہ کو پیغام دیا تھا وہ اس لشکر مین آگئے اور قریب شہنشاہ و نقابدار پہونچکر مجرا کیا اور عرض کیا
کہ ہمکو آپسے کچھ عرض کرنا ہے ذرا آپ علیحدہ تشریف لے چلین کچھ پیغام صاحبقران نے آپکو دیا ہے جو
شہنشاہ نے سنا کہ کچھ پیغام صاحبقران نے انکی زبانی فرمایا ہے نقابدار سے کہا کہ آپ چلین مین اتنے
پیغام سن لون تو آتا ہون آپ آگے تشریف آہستہ آہستہ لے چلین کیونکہ آپ کے ہمراہ لشکر ہے مین ابھی
آتا ہون نقابدار نے کہا کہ آپ پیغام سن لیجئے مین اسی مقام پر قیام کرتا ہون جب آپ تشریف لائینگے تو ہم
آپ کے ہمراہ چلونگا شہنشاہ یہ سنکے ان ہرکارون کے ہمراہ ایک طرف چلے اور لشکر سے نکل کر باہر
آئے یہ تو ادھر آئے ادھر نقابدار انکے انتظار مین تھا کہ لشکر کھڑا ہوا تھا کہ گرد اڑی اور اس
گرد سے وہ لوگ پیدا ہوئے جو کہ بارگاہ لیکر گئے تھے اور اسد نے چھین لی تھی فریاد کنان خاک
بر سر افشان چاک گریبان آکر پہونچے انھون نے جو اپنے لشکر کو دیکھا وہ اپنے لشکر مین آئے وہ لاشین
بھی ہمراہ تھین اہل لشکر نے کہا کہ کیا گذرا یہ کیا حال ہے کچھ بیان کرو انھون نے جواب دیا کہ آقا کہان
ہین ہم انسے بیان کرینگے انھون نے جواب دیا کہ وہ سامنے تشریف فرما ہین یہ سنا تھا کہ وہ لوگ
اسی صورت سے نقابدار کی طرف آئے کہ ہرکارون نے نقابدار کو خبر دی کہ [illegible] کو آپ نے
کفار سے بارگاہ چھین کر دی تھی اور فرمایا تھا کہ [illegible] داخل لشکر
ہین چند لاشین ہمراہ ہین سرون پر خاک فریاد کنان [illegible] ہرکارے یہ عرض کر رہے
تھے کہ وہ لوگ آکر پہونچے نقابدار کو مجرا کیا نقابدار نے فرمایا کہ کیون یہ کیا حال ہے کیا آفت نازل
ہوئی کس بلا مین مبتلا ہوئے کچھ بیان تو کرو انمین سے [illegible] ہمراہ بارگاہ کے [illegible] کیا تھا کہ بارگاہ
لیکر پہونچا کر دیا بارگاہ کیا ہوئی انھون نے عرض کیا کہ ہم [illegible] جاتے تھے کہ
آگے جو تھوڑا [illegible] مین جو پہونچے تو قزاق آکر گرے اور بارگاہ کو چھین کر ہم لوگون کو زخمی و قتل کرکے
لے گئے [illegible] لاشین [illegible] قزاقون کے ہاتھ سے [illegible] نقابدار [illegible]
نے دیکھا کہ قریب سو ڈیڑھ سو کے لاشین ہین اور بہت سے لوگ زخمی ہین [illegible] بیان کیا [illegible]
[illegible] اسد نے [illegible] قتل نہین کیا [illegible] کیا اور

جنکی قضا تھی وہ قتل بھی ہوے جان کر ایسا نہین کیا یہ جو نقابدار سبزپوش نے دیکھا ایک دو ... تھا کہ کانون
سے نکل گیا اُسنے دریافت کیا کہ وہ نقابدار کدھر گیا ہی اُنھون نے عرض کیا کہ وہ اسی صحرا مین
ایک طرف کو مع بارگاہ و اپنے لشکر کے روانہ ہوگیا ہم لوگ ادھر چلے آے کہ آپ کو آگاہ کرین آپکی
خدمت مین عرض کرین یہ سنکے نقابدار نے کہا کہ تم مین سے ایک دو سوار میرے ہمراہ آئین اور مجھکو
اس مقام کا نشان دین کہ جس مقام پر سے وہ بارگاہ تم سے چھین لے گیا اور جدھر کو گیا ہی بس یہ حکم
دیا اور اپنے مرکب کی باگ لی بس یہ حکم سنکے چند سوار عقب مین نقابدار سبزپوش کے چلے نقابدار
کا یہ عالم ہی کہ بسبب غیظ کے دونون آنکھین لال ہو رہی ہین منہ سے کف جاری ہی غصہ طاری ہی
بند بند کانپ رہا ہی مرکب کو جولان کیے ہوے چلا جاتا ہی برابر مرکب پر تازیانہ پڑ رہا ہی وہ مرکب جسپر
کبھی پھول کی چھڑی نہ پڑی ہو اسپر تازیانہ پڑے اُسکا کیا حال ہوگا ایک آن واحد مین اس صحرا مین
پہونچ گیا بعد جانے نقابدار کے کل لشکر چلا چونکہ نقابدار یہ حکم فرما گیا تھا کہ کوئی میرے عقب
مین نہ آے سوا ان چند سوارون کے انکو بھی مین اپنے ہمراہ لیتا ہون کہ مجھے یہ نہین معلوم کہ وہ بارگاہ
کس مقام پر سے لے گیا ہی اور کدھر کو گیا ہی اُسکی نشانی سے مین ادھر کو جاؤنگا اگر اُسکی بھی یہ لیاقت ہی کہ وہ
میرے ملازمون سے بارگاہ لیجاے قزاق ہوکر گو اسکے ہمراہ لشکر بھی ہو تو جاکر اور اسکو قتل کر کے
بارگاہ پر قبضہ کرونگا یہ حکم فرما کے روانہ ہوے تھے امیران لشکر نے باہم یہ صلاح کی کہ گو آقاے
نامدار منع فرما گئے ہین مگر کب لائق ہی کہ ہم اسی مقام پر قیام کرین اور اُنکے عقب مین نہ روانہ ہون
چاہے وہ خفا ہون ہم تو فدوی ہین سکے یہ صلاح کر کے لشکر چلا تھا مگر آہستہ آہستہ ادھر جب نقابدار
اس صحرا مین پہونچا تو ان سوارون نے عرض کیا کہ ہم لوگ اس مقام پر پہونچے تھے اور اس طرف سے وہ
قزاق ظاہر ہوے پہلے چند سوار آئے بعد جو انکا افسر تھا جب اُسنے ہمکو مع بارگاہ کے دیکھا کسی قسم
کا باجا اُسکے ہمراہ تھا اُسنے تین مرتبہ اسکو بجایا بجانے کے تھوڑے عرصہ کے بعد اُسکے ہمراہی
آگئے پس اُسنے ہمکو زخمی کیا گرفتار کیا کچھ مارے گئے بارگاہ کو لیکر اسطرف کو چلا گیا یعنی جانب مشرق
اُسکا لشکر چونکا اُسی افسر نے پھر اُسی باجے مین کہا جب بارگاہ لیکر نکل جا چکا تھا پس اُن لوگون نے ہم
سب اسیرون کو رہا کر دیا اُسی کے عقب مین چلے گئے یہ جو نقابدار نے سنا اور نشان ملا کہ وہ اطرف
گئے ہین پس مرکب کو اُسی طرف مہمیز کیا گرم تاز کر کے چلا وہ سوار بھی پیچھے چلے تھے کہ انکو منع کیا کہ تم نہ آؤ
اُنھون نے عرض کیا کہ یہ غلام آپ کو اُس قزاق کی شناخت کرا دینگے یہ جو اُنھون نے کہا نقابدار
خاموش ہو رہا اب اس جانب نقابدار چلا ہی جس طرف اسد ثانی بارگاہ لیکر مع لشکر کے گئے ہین
وہ راہ طے کرتے ہوے چلے جاتے ہین تھوڑی دور تک تو تیز گئے سبب خوف حریف جاتا رہا تو
آہستہ آہستہ راہ طے کرنے لگے اور کوئی مقام اب تلاش کرنے لگے انکو اسی فکر مین اور
نقابدار سبزپوش کو انکے عقب مین انکی تلاش مین رکھا جاتا ہی اب کچھ حال شہنشاہ کا تحریر ہوتا ہی
کہ وہ جوہرکارون کے ہمراہ علحدہ مقام پر تشریف لاے ہرکارون نے کل پیغام صاحبقران کا
شہنشاہ سے عرض کیا اور کہا کہ یہ پیام صاحبقران نے نقابدار کو بھی دیا ہی اور آپ سے فرمایا ہی
کہ بارگاہ کیسی اُس سے نہ طلب کرنا ہم کسی کا احسان نہین چاہتے ہین بارگاہ کے جانے سے کوئی نقصان
ہمارا نہین ہی جہانتک ممکن ہو نقابدار کو ہمراہ لے آؤ شہنشاہ نے فرمایا کہ مین چل کر کہتا ہون ہم بھی
پیام صاحبقرانی کہتا اُنھون نے عرض کی کہ ضرور یہ عرض کر کے ہرکارے خاموش ہو رہے

شہنشاہ انکو ہمراہ لے کر نقابدار کے لشکر کی طرف آئے دیکھا کہ لشکر چلا جاتا ہی یہ مرکب کو مہمیز کر کے داخل لشکر
ہوئے اور اُس مقام پر آئے کہ جو مقام نقابدار کا تھا اپنے دل مین خیال کرتے جاتے تھے کہ مین نے
نقابدار سے کہا تھا کہ تم چلو مین آتا ہون تو انکار کیا اور خود روانہ ہوئے انکے بھی قول کا اعتبار نہین ہی
جب قلب لشکر مین پہونچے اپنے سردارون کو دیکھا نقابدار کے سردارون کو دیکھا نقابدار کو نہ پایا
اور حیران ہو کے اُن لوگون سے دریافت کیا کہ نقابدار نامدار کہان ہین کیا وہ قبل سے چلے گئے
نقابدار کے سردارون نے عرض کیا کہ ابھی نہین وہ قبل سے نہین تشریف لے گئے ہین بلکہ وہ ایک ضرورت
سے تشریف لیگئے ہین شہنشاہ نے فرمایا کہ ضرورت کیسی تب انھون نے عرض کیا کہ آپ کے تشریف
لیجانے کے بعد وہ لوگ آئے کہ جو کہ بارگاہ لیکر گئے تھے کہ انھون نے عرض کیا کہ قزاقون نے آکر
بارگاہ ہم سے چھین لی ہمکو قتل بھی کیا اور زخمی بھی یہ سنا تھا کہ آقائے نامدار چند سوارون کو ہمراہ
لیکر اُن قزاقون کی تنبیہ کو تشریف لے گئے ہین بلکہ ہم نے عرض بھی کیا کہ ہمراہ چلین فرمایا کہ مین
ابھی جا کر قزاقون کو سزا دونگا چنانچہ اُنکے جانے کے بعد ہم بھی اُسی طرف کو جاتے ہین یہ سنا تھا کہ
شہنشاہ نے فرمایا کہ مین بھی جاتا ہون یہ فرما کے اور چند اپنے سردارون کو ہمراہ لے کر اور چند سوار اُن
سوارون مین سے جو کہ بارگاہ کے ہمراہ تھے اُسی طرف روانہ ہوئے یہ بھی اُس صحرا مین پہونچے اُن سوارون
نے نشان دیا کہ اسی مقام پر ہمسے بارگاہ قزاقون نے چھین لی اور طرف مشرق کے چلے گئے شہنشاہ بھی چلے
شہنشاہ لشکر کو حکم فرما گئے تھے کہ تم لوگ بھی آؤ اب لشکر بھی تیز چلنے لگا مگر شہنشاہ لشکر سے قبل روانہ
ہوئے تھے انکو راہ مین رکھیے اب حال نقابدار ملاحظہ ہو کہ یہ جو مرکب کو تیز کیے ہوئے چلے جاتے
تھے تو اُنکے کان مین ہنہنانے مرکب کی صدا آئی یہ مرکب کو لیکر اُسی جانب کو متوجہ ہوئے جب اور قریب
پہونچے تو آدمیون کے کلام کرنے کی صدا آئی انکو یقین ہوا کہ ادھر لوگ ضرور ہین یہ اُس طرف کو چلے
اُدھر اسد ثانی بارگاہ کو لیے ہوئے مع لشکر کے مقام پر اپنے فرودگاہ تلاش کر رہے تھے یہ جو صدا آدمیون
کی آ رہی تھی وہ یہی لوگ تھے ادھر اسد ثانی کے کان مین سم مرکب کی صدا آئی کہ انھون نے پلٹ کر
دیکھا کہ یہ صدا کیسی آتی ہی کیونکہ ہمارے لشکر کے مرکب تو آہستہ آہستہ آ رہے ہین یہ صدا گھوڑے کی زور سے
جو گھوڑا آتا ہو اُسکے سم کی ہی یہی خیال کر رہے تھے کہ ایک بگولہ گرد کا ظاہر ہوا کہ جس سے یہ ثابت ہوتا
تھا کہ ایک سوار آتا ہی کہ وہ بگولہ قریب آ کر شق ہوا اُس سے ایک نقابدار سبز پوش پیدا ہوا اسد نے
دیکھا کہ ایک نقابدار مرکب بحری پیکر پر سوار نیزہ کنوتی مرکب پر رکھا ہوا شمشیر برق نظیر کا اب مین پڑی
ہوئی کمان کیانی دوش پر ترکش کمر مین گرد وہ سپر پشت پر نقاب رخ پر کہ جس سے حسن پیدا ہی رعب
و داب ہویدا ہی وہ چلا آتا ہی اُدھر نقابدار نے دیکھا کہ ایک لشکر چلا جاتا ہی مگر وہ لوگ قزاق وضع
ہین انکو یقین ہو گیا کہ یہی لوگ بارگاہ کو چھین لائے ہین نقابدار یہی خیال دل مین کر رہے تھے کہ
وہ سوار آ کر پہونچے اُنھون نے عرض کیا کہ اے آقائے نامدار یہی قزاق ہین جو کہ بارگاہ لیکر
بھاگے ہین اور ہم سب کو زخمی کیا ہی یہ جو اُن سوارون نے عرض کیا پس اُسی وقت نقابدار نے
صدا دی کہ اے قزاقان بد دغا و اے مکاران بیحیا کو گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر
روید کہان میرے ہاتھ سے بچ کر جاؤ گے بارگاہ بھی تم نے کوئی مال تاجرون کا تصور کیا ہی
کہ اُنکو زخمی یا قتل کیا اور مال چھین کر لیا کیا تم لوگ اس بارگاہ کو بھی اسی طور کا مال تصور
کرتے ہو یہ مال شیرون کا ہی یہ کسی طور سے تمکو ہضم نہین ہوگا اسکے لیے تمہاری جان جائے گی

اور تم لوگ عبث میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے پس اسی مین خیر ہے کہ بارگاہ سے دست بردار ہو اور
چلے جاؤ یہ کہکر اپنی بارگاہ سے [illegible] اسپ کو تیز کرکے چلے آؤ ہر یہ جو عمدا اسد نے سنی اور نقابدار
نے دیکھا لشکر کو حکم دیا [illegible] کا روزگار ہے جو یون قصد بیہودہ کرتا چلا آتا ہے یہ میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا معلوم ہوتا ہے کہ اسکو اپنی بہادری پر بڑا گھمنڈ ہے ابھی اسے مردان عالم سے
پالا نہین پڑا ہے اب [illegible] ڈال لیا اور ہر ایک [illegible] کرنے لگے یہ کیا بارگاہ
[illegible] لشکر ختم کیا اب خود اسد [illegible] قدم آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے اور انتظار
کرنے لگے [illegible] نقابدار نے دیکھا کہ وہ لشکر ختم کیا انھون نے دل مین خیال کیا کہ یہ لوگ عجیب
[illegible] تھے یا میری مدد کے [illegible] معلوم ہوتا
ہے کہ [illegible] قتل کرکے اسکا مال و اسباب لین تو آگے جائین پڑا انکا
خیال خام [illegible] تو کیا نظر پڑا کہ ایک جوان آفتاب
[illegible] سوار آگے [illegible] کھڑا ہے مگر اسکی حالت یہ ہے کہ خود سر پر ہے اس سے
[illegible] بال باہر ہین [illegible] وحشت کے ڈورے آنکھون مین لال لال
پڑے ہوئے ہین [illegible] چاک [illegible] دیوانہ ہین ظاہر ہے اسی طرح سے تمام لشکر اسکا
[illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] تو اسد نے پکار کر کہا کہ او نقابدار
[illegible] آتا ہے [illegible] ہوا ہون یہ کلام سنکے نقابدار نے اپنے مرکب
کو اسد کے [illegible] روکا اور فرمایا کہ [illegible] کرتا ہے بھلا مردان عالم کہین ایسے کلامون سے
ڈرتے ہین تو قزاق [illegible] بیہودہ تجھ ایسے قزاق سے خوف کرے
کیونکہ تیرا پیشہ قزاقی ہے [illegible] شبخون کرکے انکو قتل کیا مال و اسباب لوٹ لیا [illegible]
پر کمر باندھی لقمۂ حرام کھایا [illegible] کوئی لقمہ حرام نہین کھاتا ہون یہ زبردستی تیری تا چند
سے چلیگی مردان عالم سے [illegible] میرے پاس لشکر ہے اور یہ تنہا ہین اکیلا اس لشکر کو کافی
ہون تم لوگون کا دل کیا [illegible] اسی مین خیریت ہے کہ بارگاہ مجھکو دو اور اپنی
راہ لو ورنہ [illegible] ایک کو [illegible] قتل کرونگا یہ جو نقابدار نے
کہا اسد نے برہم ہوکے کہا کہ کیا بیہودہ کلام کرتا ہے مین کوئی تجھ سے کمزور نہین ہون بارگاہ بقوت بازو
چھین لایا ہون اور [illegible] تو نے قزاقی پر کمر باندھی کہ بارگاہ پر جاکر قبضہ کیا کیونکہ
اسکو تو دوسرے لوگ لیے جاتے تھے [illegible] قزاق ہون یا تو [illegible] تو نے قزاقی کی تو مین نے بھی
قزاقی کی [illegible] یہ بارگاہ [illegible] تھا کہ مین قزاق ہون یا تو نقابدار نے فرمایا کہ مین نے [illegible]
سے بارگاہ لی ہے اور تو [illegible] زبردستی چھین لایا ہے اور تو نے قزاقی کرکے لی ہے
کہ پانچ ہزار [illegible] چالیس ہزار نے لڑکر لی اور مین نے کوئی [illegible] نہین لی ہے بلکہ بزور بازو لی ہے اسد
نے کہا کہ خیر کسی طور سے تو نے لی مگر قزاقی کرکے لی [illegible] جس طرح تیرے ہاتھ آئی
اسی طور سے میرے ہاتھ آئی پس بہتر اسی مین ہے کہ اپنے مقام کو چلا جا کیون جان عزیز اپنی
برباد کرتا ہے کیون مقابلہ کرتا ہے اب بارگاہ نہ ملیگی بارگاہ سے ہاتھ اٹھا مین کوئی مثل ان
لوگون [illegible] نہین ہون کہ تیری باتون سے ڈر جاؤن اور بارگاہ دیدون نقابدار سبز پوش
نے کہا کہ اپنے [illegible] دیگا [illegible] کوئی تجھ سے اور تیرے لشکر سے نہین ڈرتا ہون

مین غرق ہو گیا تمام جہان نظرون مین تیرہ و تار ہو گیا اور آ عمود پر ہاتھ ڈالا اور اُسکو بلند کر کے صدا دی
کہ معلوم ہوا تجکو فن نیزہ بازی مین بڑی مہارت ہی کہ تو نے میرے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا نیزے
کے نکالنے سے کوئی مین تجھ سے مغلوب نہین ہوا نہ میرے کمال مین فرق آیا لے یہ ضرب عمود
ہی اسکو اگر روک لے تو مین جانون اسکی ضرب سے کوہ کی کمر ٹوٹ جاتی ہی یہ کہکر اور گرز اٹھا کر چلایا
اودھر اہل لشکر مین باہم یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ آج تک آقا کے ہاتھ سے کسی نے نیزہ نہین نکالا یہ جوان
نقاب پوش بڑا بہادر معلوم ہوتا ہی کہ اسنے نیزہ نکال لیا مگر اس ضرب عمود سے بچنا دشوار ہی ادھر
نقابدار نے گرز کو گرز پر روکا سب اہل لشکر اسد کو دیکھ رہے ہین کہ ایک تڑاقہ ہوا شعر تراقی عمود از
جہان خاستہ * کہ بگذشت زین طاق آراستہ * صدا اس تراقے سے گوش کر دن کے ہو گئے
قالب کا کونہ مین دل گویا غبار بلند ہوا نقابدار اُس غبار مین پنہان ہو گیا مگر دونون ہاتھ شل ہونے لگے
تاہم رہے اسد نے اودھر صدا دی کہ زدم و پست کردم کچھ یون ہی سی سنفرد کی نقابدار کو آئی تھی کہ یہ
صدا کان مین پہونچی اپنے کو ہوشیار کیا مرکب کو جو ایڑ لگی وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا یہ رومال سے عمود کی
کے چہرے کی گرد پونچھتے ہوئے نکلے اور کہا کہ کہاں زدی و کرا پست کردی مین تیرا حریف موجود ہون
یہ جو اسد نے دیکھا پیچ و تاب کر دوسری ضرب لگائی نقابدار نے وہ بھی گرز پر روکی کہ اس نے
تیسری ضرب لگائی وہ بھی نقابدار نے رد کی اور کہا کہ اب میری نوبت ہی اسد نے جواب دیا کہ
کیا مضائقہ ہے مین موجود ہون نقابدار نے کہا کہ خبردار ہو جاؤ اب اہل لشکر اسد دیکھنے لگے
کہ نقابدار نے تین ضرب عمود کو رد کیا اب اسکی باری ہی سب مرکبون کو بڑھا بڑھا کر اور قریب آ گئے
رکابون پر زور دے کر کھڑے ہو گئے دیکھنے لگے اور کچھ لشکر برائے حفاظت بارگاہ اُسی مقام پر رہا کہ
ادھر نقابدار نے گرز کو گرد سر چرخ دے کر مارا اسد نے گرز کو گرز پر روکا ایک تراقہ ہوا کہ زمین اور
آسمان ہل کر رہ گیا زمین معرکہ کو لرزہ سا ہوا مرکب چراغ پا ہونے لگے مگر سوارون نے روکا ادھر
غبار بلند ہوا اسد اُس غبار مین پوشیدہ ہو گیا غشی طاری ہوا عرق ہر بن مو سے جاری ہوا مگر ہاتھ
اُسی طور سے بلند رہے اسکا عیار چھاگل پانی کی لے کر اندر گرد کے آیا دیکھا کہ بسبب غشی کے مرکب پر
جھوم رہے ہین مرکب تا بہ شکم زمین مین غرق ہو گیا مگر ہاتھ بلند ہین ادھر نقابدار نے صدا دی کہ اسے
ضرب کہتے ہین زدم و پست کردم افسوس اسکا ہی کہ جوان سنبھلا تھا مگر کیا کیا جائے اُسنے نہ مانا اُودھر عیار نے
اسد کے منہ پر چھینٹا دیا کہ اسد کو ہوش آیا عیار نے عرض کیا کہ کیا حال ہی اسد نے فرمایا کہ بلا کی ضرب
لگائی بھائی چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا مگر بچایا خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے عیار
نے عرض کیا کہ حریف لاف زنی کر رہا ہی تشریف لے چلیے بس یہ سنکے اسد نے جو مرکب کو ایڑ کی چونکہ
مرکب بہت اچھا تھا وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا یہ چہرے کی گرد رومال سے پاک کرتے ہوئے باہر آئے کہا مین
تیرا حریف موجود ہون انکو جو یہان عرصہ ہوا تھا تو لشکر مین انتشار پڑ گیا تھا کہ کیا سبب ہی کہ آقا ابھی تک نہ
نکلے نہ عیار کہ اسد نے نکل کر یہ کہا اور گرز اٹھا کر وار کیا اہل لشکر کو اطمینان ہوا نقابدار نے گرز پر
وار کو روکا گو گرز بازی ہونے لگی یہان تک کہ گرزون مین پھل پڑ گئے اسد نے گرز اٹھا کر زمین پر
دے مارا اور کہا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی یہ حلال
مشکلات ہی سوارون کا قصہ ایک دم مین پاک کرتی ہی میرے پتر سے اس سے مقابلہ ہو جائے یہ سنکے
نقابدار نے بھی گرز ہاتھ سے رکھدیا اودھر سب سوار و افسر دیکھنے لگے کہ یہ موقع دیکھنے کا ہی اب لڑائی

ہر دو کیا مقابلہ تھا آئین فن سپہ گری کے جوہر کھولیں گے اور حال معلوم ہوگا سب اسطرف متوجہ ہوگئے
دونوں طرف تلواریں کھنچ گئیں یہ معلوم ہوا کہ دو ناگین کینچلی سے نکل آئیں یا دو پریاں برابر سیاہ کو
چھوڑ کر چمکیں یا دوپہر یا آفتاب سے پردہ دیتا ہے آئین ادھر تلواریں میان سے نکلیں ادھر دونوں
طرف اسپر اٹھاکے وار چلنے لگے ہر کب پھرنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کل لگی ہوئی ہے کبھی یہ بائیں طرف
کبھی وہ کبھی یہ دہنی طرف کبھی وہ کبھی اسد کی تلوار سایہ سر کے آکر سپر سے نکل گئی کبھی انکی تلوار
قریب گردن جاکر نکل آئی کبھی اسد نے پلٹ کا ہاتھ لگایا کبھی نقابدار نے سر کا ہاتھ لگایا کبھی باہم
طمانچے کے ہاتھ چلنے لگے کبھی کمر کی پکڑ پہ دونوں صاحب کسی پھرتی و چالاکی سے رد کرتے تھے کہ دیکھنے
والوں کو لطف حاصل ہوتا تھا اسدا سے جھنکار تیغ سے صحرا گونج رہا تھا صدمۂ تیغ فلک کو لرزہ تھا ادھر
لشکر اسد ہمہ تن چشم بنا ہوا دیکھ رہا تھا اپنے آقا کی تعریف کرتا تھا ہر دم بخوف جان پردہ ہائے مژگان
میں پوشیدہ تھے مگر اسی جانب نگران تھے نقد فلک سے عرصہ تک رد و بدل رہی ایک مقام پر اسد نے
کہا کہ اے نقابدار خبردار رہو جاتا ہوں ضرب کرتا ہوں اس ضرب سے بچنا دشوار ہے اسد نے کہا کہ میں
خبردار ہوں تم ضرب لگاؤ یہاں تو مقابلہ ہو رہا ہے ادھر شہنشاہ مرکب کو اٹھائے ہوئے چلے آتے ہیں
قریب اس مقام کے پہونچ گئے ہیں ان کے عقب میں انکے سردار ہیں کہ گرد بلند ہوئی ادھر اسد نے
نقابدار پر ضرب لگائی سب اسی لڑائی کی طرف متوجہ ہیں کسی نے وہ گرد جو کہ آمد شہنشاہ کے بلند
ہوئی تھی نہ دیکھی اسکا کیا ذکر یہ تو مقابلہ ہی کر رہے تھے جب اسد نے ضرب لگائی نقابدار نے جو
جھٹکا دیا علی بند سپر کا ہاتھ سے چھوٹ دیا سپر پشت پر جاکر جھولی ادھر انھوں نے تلوار کو زیر دامن رکھا
اور تلوار اسد سے نظر لڑائی چیتے تلوار قریب سر آئی نگاہ تو لڑائی ہوئی تھی بازو کو بچا کر جو بجلی ماری
تلوار سے لڑی پنجہ کی دراز کرکے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا قبضہ پر اپنا قبضہ کیا اور قصد کیا کہ کلائی مروڑ کر
تلوار چھین لوں مگر یہ ممکن نہ تھا گو اسد نقابدار سے قوت میں کم تھا مگر تلوار کا ہاتھ سے نکلنا بہت دشوار
تھا خوب زور کرنے لگا نقابدار نے خیال کیا کہ تلوار کو یہ نہیں چھوڑتا ہے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر بند میں ڈال دیا
اور زور جو کیا اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے بلند کیا اسد کو قاش زین سے اٹھا لیا ادھر خیال جو اسد کا
ادھر بٹا اور زور بھی کم ہوا تلوار ہاتھ سے نکل گئی نقابدار نے تلوار تو پھینک دی اور زور کرکے اسد
کو اٹھا لیا لاکھ اسد نے لنگر مارا کچھ نہ ہوا کجا اسد کجا نقابدار گو یہ طفل ہے مگر وہ بھی اس سے کم نہیں ہے
لیکن نقابدار کی قوت خداداد ہے ایسا قوی ہے کہ وہ صاحبقران ثالث سے مقابلہ کا قصد رکھتا ہے پس سر
سے بلند کیا اور گرد سر چرخ دیا اور قصد کیا کہ زمین پر مار دوں کہ لشکر میں غل ہوا کہ نقابدار نے
آقا کو اٹھا لیا ان سب نے قصد کیا تھا کہ ہم تلواریں علم کرکے نقابدار پر جا پڑیں اور سب کے سب
ملکر اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں ایک تن واحد کہاں تک مقابلہ کرے گا اور آقا کو اسکے ہاتھ سے
چھین لیں بس یہ لوگ قصد کرکے تلواریں میان سے لیا چاہتے تھے کہ ادھر جو شہنشاہ نے
نعرۂ تکبیر نقابدار سے سنے مرکب کو ڈپٹا اس غبار سے پیدا ہوئی اب جو اسد کی نگاہ پڑی کہ
غبار بلند ہے انھوں نے خیال کیا کہ نقابدار کی کمک کو اسکا لشکر آگیا باہم کہا کہ اگر آگیا تو
کیا ہوتا ہے کہ اس غبار سے شہنشاہ ظاہر ہوئے شہنشاہ نے جو دیکھا کہ نقابدار ایک جوان
کو ہاتھوں پر بلند کیے ہوئے گرد سر چرخ دے رہا ہے اور قصد ہے کہ زمین پر ماردوں شہنشاہ
نے یہ قصد دیکھکر صدا دی کہ بھائی نقابدار ذرا ٹھہر جاؤ میں آلوں تو اس جوان کو زمین پر

مارنا یہ کہکر مرکب کو دوڑا کر قریب نقابدار کے پہنچا یہ جو صدا لشکر اسد نے سنی اس طرف دیکھا جو سردار
کہ اسد کے ہمراہ تھے انہیں لیس ایسے تھے جو شہنشاہ سے واقف تھے شہنشاہ کو دیکھکر خوش
ہو گئے ادھر نقابدار نے یہ صدا سنکر پلٹکر دیکھا تو یہ دیکھا کہ شہنشاہ مرکب کو دوڑائے ہوئے چلے
آتے ہیں اسد کی بھی نگاہ شہنشاہ پر پڑی آتے جو شہنشاہ کو دیکھا تو ایسی شرمندگی ہوئی کہ پسینے میں
غرق ہو گیا منھ پھیر لیا اب جو شہنشاہ اسکے قریب پہنچے تو ان لوگوں نے دیکھا کہ اسد ثانی ہاتھوں پر
نقابدار کے بلند ہیں یہ دیکھکر حیران ہو گئے کہ یہ تو ہمراہ صاحبقران ثانی طرف خانہ کعبہ کے
تشریف لے گئے تھے یہاں کیونکر یہ واقعہ ہوا یہ کوئی شخص انکی صورت کا ہے شہنشاہ نے لشکر کو بھی
استادہ دیکھا اب جو دیکھا تو اُن میں چند سردار ایسے تھے ہیں اب تو انکو یقین ہو گیا نقابدار سبز پوش سے
کہا کہ ای بھائی اس جوان کو ہاتھ سے زمین پر رکھدو میں اسکا حال پوچھوں لگا یہ جو شہنشاہ نے کہا نقابدار
نے اسد کو زمین پر ہاتھ سے رکھدیا پھر شہنشاہ مرکب پر سے کود پڑے اور آکر قریب اسد اسکو
گلے سے لگا لیا اس خیال سے کہ کہیں ایسا نہو کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالے یہ واقعہ دیکھکر نقابدار بھی
مرکب پر سے کود پڑا اور قریب شہنشاہ کھڑا ہو گیا اتنے عرصہ میں جو سردار ہمراہ شہنشاہ کے
پیچھے تھے وہ بھی آ گئے انھوں نے یہاں آکر دیکھا کہ ایک لشکر کھڑا ہوا ہے اور نقابدار اور آقا
مرکبوں سے اُترے ہوے کھڑے ہیں اور آقا ایک جوان کو گلے سے لگائے ہوے ہیں یہ لوگ جو قریب
آئے تو کیا دیکھا کہ جس جوان کو آقا گلے سے لگائے ہوے ہیں وہ اسد ثانی ہیں یہ لوگ بھی حیران ہو
کہ یہ کیا واقعہ ہے اسد ثانی کجا یہ مقام کجا اسد ثانی تو ہمراہ صاحبقران ثانی خانہ کعبہ تشریف لے گئے
تھے یہ سردار حیران کھڑے ہوے دیکھ رہے تھے کہ ادھر شہنشاہ نے اسد ثانی کو گلے سے لگا کر کہا
کہ ای اسد تم کہاں یہ کیا واقعہ ہے کچھ بیان کرو اسد ثانی سر جھکائے ہوے خاموش کھڑا ہے کچھ جواب
نہیں دیتا ہے شہنشاہ بار بار گلے سے لگاتے ہیں اسد یہ خیال کر رہا ہے کہ یہ کیا ہوا افسوس میں اس نقابدار
سے زیر ہو گیا بڑے شرم کی بات ہے شہنشاہ نے آکر دیکھا کاش شہنشاہ نہ آتے یہ مجھکو قتل کر ڈالتا
اس زندگی سے تو مر جانا بہتر ہے یہ ایسے ایسے خیال دل میں کر رہے ہیں ادھر نقابدار نے کہا کہ کیوں
بھائی یہ کون جوان ہے جو آپ اسکو گلے سے لگا رہے ہیں اور شفقت فرماتے ہیں میں بہت
حیران ہوں کہ اگر مجھکو یہ معلوم ہوتا کہ یہ جوان آپ کا عزیز و یگانہ ہے تو کبھی مقابلہ نکرتا میں تو قزاق
تصور کرتا تھا بڑی شرمندگی آپ سے حاصل ہوئی یہ جو نقابدار سبز پوش نے کہا کہ میں تو قزاق
تصور کرتا تھا یہ جو اسد نے سنا نگاہ قہر آلود طرف نقابدار کے دیکھا اور کہا کہ تو خود قزاق
ہوگا بس اب تو کہا اگر ایکی کیا تو میں زبان تیغ سے جواب دونگا یہ نہ خیال کرنا کہ تو نے مجھکو اٹھا لیا
ہے نہ معلوم کیا سبب ہوا میرا خیال دوسری طرف تھا ورنہ تیری کیا مجال تھی کہ تو مجھکو اٹھا لیتا میرا
خیال جدا اور جانب تھا الغرض یہ قائم ہو سکا پس اب کوئی کلام میری شان کے خلاف نہ کہنا ورنہ بہت بری
طرح پیش آؤنگا یہ نہ سمجھو قزاق تو آپ ہی کریں اور دوسرے کو اس امر میں متہم کریں نقاب منھ پر ڈالکر
پھر غرور ہو گیا ضرور تو قزاق ہے یہ کہکر اور ایک تلوار جو کہ انھیں کی نقابدار نے اسکے ہاتھ سے لیکر
زمین پر ڈالدی تھی اٹھا کر نقابدار کی طرف چلے کہ اگر میری طرف دیکھا یا روکا کہ سر تن پر نہ ہوگا کہ
شہنشاہ نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کیوں اسد تمکو کیا ہو گیا کچھ ہمارا بھی خیال نہیں ہے اسد
نے جواب دیا کہ اب آپ نہ روکیں ملاحظہ فرمائیے کہ کیا بیہودہ تقریر کر رہا ہے مجھکو قزاق

سے لیکر زمین پر ڈال دی تھی اُٹھا کر نقابدار کی طرف چلے کہا کہ اگر میری طرف دیکھا یا در کفنا کہ تن سے
سر جدا ہوگا کہ شہنشاہ نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کیوں اسد تم کو کیا ہو گیا کچھ ہمارا بھی خیال نہیں ہے اسد
نے جواب دیا کہ اب آپ ذرہ دیکھیں ملاحظہ فرماتے ہیں کہ کیا بیہودہ تقریر کر رہا ہے مجکو قزاق خیال کرتا
ہے جیسا آپ ہوتا ہے ویسا دوسرے کو بھی تصور کرتا ہے نقابدار اسکی ان حرکتوں پر کھڑا ہوا
ہنس رہا ہے اور کچھ جواب نہیں دیتا ہے جب بہت کچھ شہنشاہ نے سمجھایا تو کہا کہ آپ منع کریں کہ اب
نہ بولے کلام اسطرح کا میری شان میں نہ کہے اور نہ میری طرف دیکھے ورنہ میں آنکھیں نکال لونگا ساری
نقابداری بھولا دونگا اگر آپ نہ ہوتے تو اس وقت یہ میرے ہاتھ سے قتل ہوتا شہنشاہ نے کہا کہ آپ
خود تو اسیر تھے کیونکر قتل کرتے وہ خود آپ کو قتل کرتا یہ خیال فرمایئے کہ میں جو پہنچ گیا تو آپ
بچ گئے اسد نے کہا کہ اسکی بھی یہ لیاقت تھی کہ مجکو قتل کرتا واہ کیا آپ کی بھی بات ہے ابھی حضرت
جب تک قضا نہ آئی کوئی میرا ایک موے تن نہ کم کر سکتا کسی نہ کوئی سبب پیدا ہوتا بقول شاعر
اگر تیغ عالم بجنبد زجاے + نہ برد رگے تا نخواہد خداے + دیگر روز یکہ قضا باشد در روز یکہ قضا
روز یکہ قضا نیست در مرگ روا نیست + اگر شہنشاہ بھی لاکھ آپ آگئے تھے نہ ملتی میں ضرور قتل ہوتا یہ کوئی
آپکا احسان میرے اوپر نہیں ہوا ہے میرے خدا نے مجکو بچایا شہنشاہ نے فرمایا کہ آپ بجا ارشاد
کرتے ہیں خیر اب غصہ کو جانے دیجیے میری طرف دیکھیے اب کوئی موقع غصہ کا نہیں ہے نقابدار
بھی مرد خدا ہے بہت اور آپ کا ہم مشرب ہے کوئی اپنے ہم قوم سے مقابلہ کرتا ہے اگر اُسنے قزاق تصور
کیا تو کیا قصور کیا آپ بارگاہ سے کر اُنکے سواروں کو اُسی وقت قتل کر کے بھاگ گئے تھے یہ کام کسکا ہے
قزاقوں کا نہیں ہے تو کیا شاہوں کا ہے اسد نے کہا کہ آپ بھی اُسی طرف ہو گئے اور نقابدار نے جو جا کر
صاحبقران کی فوج سے بارگاہ لی تھی اور ادھر کو روانہ کی تھی تو وہ کام شاہوں کا تھا نہ کہ قزاقوں کا
شہنشاہ نے جواب دیا کہ نقابدار نے لشکر صاحبقران سے بارگاہ نہیں لی تھی بلکہ لشکر کفار نے لشکر
صاحبقران کو زخمی کر کے بارگاہ چھین لی تھی اور اپنا قبضہ کر کے اپنے ملک کو لیے جاتے تھے کہ نقابدار
نے جا کر اُنکو قتل کیا لشکر کو شکست دی بارگاہ پر قبضہ کیا اور ادھر کو روانہ کی کوئی چوری سے نہیں لی
خیر اب یہ شاہانہ کام آپ اپنی طرف دیکھیے اور غصہ کو فرو فرمایئے تصور ہوا یہ فرما کر نقابدار سے کہا کہ بھائی
تم انسے گلے ملجاؤ اور اسد سے فرمایا کہ آپ قصور معاف فرمایئں اسد نے کہا کہ میں مجبور ہوں کہ آپ منع
فرماتے ہیں خیر میں ملا جاتا ہوں ورنہ میں انکو اس گستاخ کلامی کی ضرور با ضرور سزا دیتا شہنشاہ نے فرمایا کہ
خیر یہ آپکا احسان میرے اوپر ہوا آپ ملیں یہ فرما کر اسد کا ہاتھ پکڑ کر طرف نقابدار کے لیے اُدھر سے
نقابدار چلا شہنشاہ نے دونوں کو گلے سے ملوا دیا باہم صفائی کرا دی نقابدار نے اسد کو جب گلے
سے لگایا تو اسد نے آہستہ نقابدار کے کان کے پاس کہا کہ کیا کروں بھائی صاحب کا پاس ہے ورنہ ایک
ضرب تیغ میں تیرا کام تمام تھا خیر پھر سہی ہوں نقابدار یہ سنکے ہنس دیا اور دل میں کہا کہ یہ بڑا چالاک ہے
اپنی حرکت سے باز نہیں آتا ہے یہ دل میں تصور کر کے کہا کہ اے بھائی شہنشاہ آپنے کچھ انکی تعریف نفرمائی کہ یہ کون
بزرگوار ہیں شہنشاہ نے جواب دیا کہ جب ہم اور آپ اطمینان سے بیٹھینگے تو سب حال بیان ہوگا یہ مقام
حال بیان کرنے کا نہیں ہے نقابدار یہ سنکے کہنے لگا کہ آپ تشریف لے چلیں اور انکو بھی اپنے ہمراہ لیں کیونکہ میرے انکے
ابھی صفائی ہو گئی اسد نے جواب دیا کہ میں کہیں نہ جاؤنگا سوا اپنے لشکر کے یہ بارگاہ لیکر خدمت صاحبقران
میں جاتا ہوں انکی قدمبوسی حاصل کرتا ہوں کیونکہ اب تو اس بارگاہ پر کسی کا دعوے نہیں ہے نہ کسی کا احسان ہے

مین سنکے بنرد ترتلوار وا صل کی ہر شہنشاہ نے فرمایا کہ بھائی اسد میری دو باتین سن لو پھر تمکو اختیار رہی اپنے فعل کا اسد نے کہا کہ فرمائیے شہنشاہ نے فرمایا کہ اس وقت ہمارے ہمراہ مع بارگاہ لشکر نقابدار کی فرودگاہ پر چلیے وہان آج شب بھر قیام کریے کیونکہ مین آپکی قسم سے مجبور ہو گیا ہون صبح کو ہم اور تم دونون لشکر مع بارگاہ کے خدمت مین صاحبقران کی چلین گے اسد نے جواب دیا کہ آپ قسم سے ناچار ہو گئے ہین مین تو نہین ہوا ہون پھر مین کیونکر جاؤن کسی کی دعوت کیون کھاؤن بندہ ایسا لالچی بندہ نہین ہی کوئی اپنے دوشالے مین مست ہی بندہ اپنی کملی مین مست ہی شہنشاہ نے پھر فرمایا کہ تمکو ہمارے سر کی قسم اگر انکار کرو یہ شہنشاہ نے فرمایا اور سر کی قسم دی اسد نے کہا کہ آپ تو مجکو مجبور کیے دیتے ہین خیر مین چلتا ہون مگر ایک شرط ہے کہ میرا لشکر انکے لشکر سے الگ اتریگا میرا پڑاؤ الگ ہوگا شہنشاہ نے فرمایا بہتر جو آپکی مرضی یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے عرصہ مین نقابدار کا لشکر بھی آگیا اور وہ سرکار سے جو پیام شہنشاہ پاس لیکر صاحبقران کا آئے تھے اور نقابدار سے بھی آگاہ تھا ہو انھون نے اسد کو دیکھا اسد کو سلام کیا اسکے بعد نقابدار سے عرض کیا کہ صاحبقران نے آپسے فرمایا ہی کہ مین آپکی ملاقات کا بہت مشتاق ہون نہایت احسان ہوگا جو آپ میری بارگاہ مین تشریف لائین وہ ظل اللہ بھی مشتاق ہین اور کل سردار ہین خود آپکی ملاقات کیواسطے آتا مگر مجبور ہون کہ جہان پناہ کو بھی آپکا اشتیاق از حد ہی جب سے آپکی جرأت و جوانمردی کی تعریف سنی ہی بہت مشتاق ہین لہذا میرے غریبخانہ کو اپنے نور قدم سے منور فرمائیے اور بارگاہ کو آپنے کفار سے لیکر حاصل کیا ہی وہ آپکا حق ہی اس امر سے تو بہتر ہوا کہ کفار لیجاتے کوئی آپسے نہین لے سکتا ہی آپ شوق سے اسکو لیجائین یہ تقریر کر کے سرکار سے خاموش ہو گئے اسد نے جو بارگاہ کا نام سنا اور یہ سنا کہ اسکی بابت یہ کہلا بھیجا ہی تو بس ہنسکر کہا کہ بارگاہ ان کے قبضہ مین کب ہی اسکا تو مالک یہ بندہ ہی جہان غلامان صاحبقران ہون وہان سے بارگاہ کو کوئی دوسرا بھی لیجا سکتا ہی یہ بھی کوئی بات ہی دیکھو وہ بارہ میرے لشکر مین موجود ہی مین خدمت مین صاحبقران کی لیکر حاضر ہونگا یہی تحفہ نذر کرونگا مین حیران تھا کہ کیا چیز براے نذر صاحبقران لیجاؤن یہ خوب عمدہ تحفہ ہاتھ آیا ہرکارے یہ تقریر سنکے اسد کی طرف دیکھنے لگے اسد نے فرمایا کہ میری طرف سے صاحبقران سے عرض کرنا کہ اس بندہ کمترین اسد ثانی نے بارگاہ پر قبضہ کر لیا اور وہ بارگاہ لیکر حاضر ہوتا ہی ہرکارون نے عرض کیا کہ بہت خوب اسکے بعد نقابدار نے ہرکارون سے فرمایا کہ میری طرف سے خدمت ظل اللہ و صاحبقران مین عرض کرنا کہ مین ابھی بالفعل حاضر ہونے سے قاصر ہون ہان جب وہ وقت آئیگا تو حاضر ہونگا شرف قدمبوسی حاصل کرونگا نور جمال سے اپنے دیدہ دل کو روشن کرونگا اور جو کچھ مجکو عرض کرنا ہی مین شہنشاہ سے عرض کر دونگا وہ آپکی خدمت مین میری جانب سے گذارش فرمائینگے اور بہت بہت دونون صاحبون کی خدمت مین تسلیم عرض کرنا نقابدار سے یہ کلام سنکے ہرکارے رخصت ہوئے یہ تو طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہو نقابدار شہنشاہ و اسد ثانی کو لیکر طرف اپنی فرودگاہ کے چلا دونون لشکر ہمراہ ہوئے اٹھا لیا بارگاہ کا لشکر اسد مین تھا یہانتک کہ نقابدار قریب اپنی فرودگاہ کے پہونچا دور سے خیمہ زرنگاری نظر آنے لگا کہ رنگ آسمان روبرو فلک اطلسی ذلک تھا رفعت اسکی رفعت گردون سے کم نہ تھی شمسہ اسکا شمسہ خورشید سے چشمک زن تھا وہ خیمہ تمام کار چوبی تھا اسپر ہر قسم کا کام کیا ہوا تھا اور کئی ایک خیمہ اسکے گرد برپا تھے کہ اسکی رونق دوبالا تھی کسی کی نہ تھی لشکر کے علم جابجا گڑے ہوئے تھے آنکے پھریرے لہراتے تھے کہ گنجان بازار سے آراستہ تھے یہ سیر کرتے ہوئے داخل لشکر ہوئے اسد نے اپنے لشکر کو بیرون لشکر نقابدار فروکش ہونے کا حکم دیا اسد قریب لشکر نقابدار ٹھہر گیا مقام فرودگاہ تجویز کرنے لگا بارگاہ کو اپنے قبضہ مین رکھا بڑی خبرداری کے ساتھ

وسط لشکر میں پہنچے اپنے کل ثنا ان کہ گرد بارگاہ کے اُترے ادھر نقابدار و شہنشاہ و اسد مع جملہ سرداروں کے
پیر لشکر کی کر [illegible] پہونچے لشکر نقابدار میں آئے لشکر نقابدار جو کہ نقابدار کے ہمراہ تھا اپنے مقام پر آکر کھولنے لگا
نقابدار ان سب کو ہمراہ لیے ہوئے بارگاہ میں آیا شہنشاہ و اسد و دیگر سرداروں نے بارگاہ نقابدار کو خوب
آراستہ پایا و کل [illegible] بارگاہ میں فرش زرنگار کیا ہوا تھا اسپر مسند زرنگار آراستہ تھی نقابدار نے
لاکر شہنشاہ و اسد کو اس مسند پر بٹھایا اور سرداران دونوں صاحبوں کے اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھے افسر نقابدار
بھی قرینہ سے بیٹھے نقابدار ان کو بٹھا کر خود روبرو بیٹھنے لگا کہ شہنشاہ نے ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا اب صحبت
گرم ہوئی نقابدار نے حکم دیا کہ ہم نے ان دونوں صاحبوں کی دعوت کی ہے اور باب نشاط کو حکم دیا جائے
کہ وہ طیار رہیں داروغہ مطبخ کو کہ اپنے سامان سے طیار رہے [illegible] میں حکم دیا جائے کہ طعام لطیفہ طیار کیا جائے
جب ہم حکم دیں چیز کا حاضر کریں وہ اسیوقت حاضر ہو یہ حکم جو نقابدار نے دیا فوراً ہر ایک کا رخ نہیں
حکم پہونچا دیا گیا کہ وہ لوگ یہ حکم پاکر اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہوئے ادھر نقابدار نے جنگیسر دان
پاندان وغیرہ حاضر ہونے کا حکم دیا کارپردازوں نے سب اشیا حاضر کیں گلدستے آگے لا کر دھرے خوشبوکی
مجمر میں لگا دیں عود وعنبر آتشدان میں پڑنے لگا عطردان حاضر کیے عطر لگایا گیا سب نے پان کھائے تب نقابدار
نے فرمایا کہ آپ فرمائیں یہ کون صاحب ہیں آپکے اسم مبارک سے تو میں آگاہ ہوا شہنشاہ نے جواب میں
فرمایا کہ یہ اسد ثانی پسر اسد اول ہیں جو کہ نواسے تھے صاحبقران اول کے جو کہ ذکر کرو تھے زیارتگاہ لشکر
تھے جنھوں نے طلسم ہوشربا ایسا طلسم فتح کر کے اپنے ماموں بدیع الزمان پسر رشید صاحبقران
مثل بدیع الملک نوجوان جو کہ اب صاحبقران لشکر ہیں اور میرے پدر بزرگوار ہیں رہا کیا تھا یہ اُن
اسد کے فرزند ارجمند ہیں یہ ہمراہ صاحبقران ثانی کے طرف خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے تھے معلوم ہوتا ہے
راہ میں کچھ وحشت ہوئی کہ اُن سے جدا ہو گئے یہ لشکر بھی گیا ادھر آ نکلے یہ سنکے نقابدار نے جواب دیا کہ اب
معلوم ہوا کہ یہ حضرت صاحبقران ہیں مگر کچھ انکو وحشت ہے ادھر اسد کا یہ حال ہے کہ گو باہم صفائی ہو گئی
ہے مگر بار بار نقابدار اسکی طرف دیکھتے ہیں اور مونچھ پر تاؤ دیتے ہیں اور قبضہ تلوار پر ہاتھ رکھتے ہیں جب
یہ نقابدار نے کہا کہ آپ کو کچھ وحشت ہے اسد نے کہا کہ وحشت آپ کو ہوگی میں اسی لیے نہ آتا تھا کہ
مجھ سے آپکے کلام کی برداشت نہ ہوگی میں جواب ضرور دونگا بھائی صاحب کو ناگوار ہوگا یہ کیا
کلام ہے کہ آپکو وحشت ہے آپ ہمکو دیوانہ تصور کرتے ہیں جو ہمکو دیوانہ تصور کرے وہ خود دیوانہ ہے
شہنشاہ نے فرمایا کہ آپ کو کوئی دیوانہ نہیں تصور کرتا ہے آپ یہ سمجھو ان میں سے جو کہا کہ آپ کو وحشت
ہوئی ہوگی جو یہ چلے آئے اسد نے کہا کہ جی ہاں آپ تو ضرور بات کو بنا کر فرمائینگے مگر آپ [illegible] بڑا پاس
ہے نہیں جو آپکا جی چاہے کہیں لیکن اگر آپکے مقام پر اور کوئی ہوتا ضرور سزا دیتا یہ کہکر خاموش ہو رہا
اُدھر شہنشاہ نے فرمایا نقابدار سے آپ میری طرف متوجہ ہوں میری جانب [illegible] فرمائیے آپکی بات کا
کچھ خیال نہ فرمائیے ان کے باپ جنکی بات کا کوئی بارگاہ صاحبقرانی میں کبھی جواب نہیں دیتا ہے یہی
انکے باپ کی بھی یہی حالت تھی جو انکی ہے اور اب کیا ہے یہ سنکے نقابدار نے فرمایا کہ [illegible] ہیں تو
ہوں گا جو جی چاہے فرمائیں میں جواب بھی نہ دونگا یہ سنکے اسد نے بنظر غضب [illegible] اور وہ نقابدار
کی طرف دیکھا اور خیال کیا کہ یہ ہمکو ایسا تصور کرتا ہے کہ بات کا جواب بھی نہ دیگا یہ ضرور میرے
ہاتھ سے ذلیل ہوگا جیسے مالدیو [illegible] کے ہاتھ سے ایرج نوجوان ذلیل ہوا تھا اور پریشان
وہ حالت کفر میں تھا اسکو اور قسم کی ذلت دی گئی تھی یہ خدا پرست ہیں انکو اور قسم کی

ذلت دی جائیگی بدون اسکے یہ نہ مانینگے یہ تو یہ تصور کر رہے ہین ادہر شہنشاہ نے لقا بدار سے
فرمایا کہ سنا آپنے کہ انھون نے میری نسبت کیا فرمایا یہ بڑے زباندراز ہین انکی اس زباندرازی کے
سبب سے صاحبقران بھی انکی کسی بات کا جواب نہین فرماتے تھے سنکے خاموش ہوجاتے تھے انکی بڑی
عزت ہے کیونکہ اسکے پدر بزرگوار زیارتگاہ لشکر تھے انکے سبب سے سب انکی عزت و توقیر کرتے ہین
انکی کسی بات کا برا نہین مانتے ہین آپ بھی نہ خیال فرمائین دوسرے یہ خوردسال ہین ابھی مزاج مین لڑکپن ہے یہ تقریر
شہنشاہ کی سنکے لقا بدار نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا مین پہلے ہی عرض کرچکا ہون کہ اب مین انکی کسی بات کا
خیال نہ کرونگا خاموش سنا کرونگا یہ کلمہ سنکے اسد ثانی نے تیوری پر بل ڈالا اور اپنے سردارون کی طرف متوجہ ہوکر
فرمایا کہ جو کوئی ہماری بات کا جواب نہ دیگا اور یہ تصور کریگا کہ لڑکا کہدیا ہم خود اسکو نامعقول تصور کرتے
ہین جو ہم کو ایسا تصور کرے شہنشاہ نے نگاہ قہرآلود سے اسدکیطرف دیکھا سرجھکاکر اسد رہ گیا اور آنکھ
بچاکر شہنشاہ کی لقا بدار کی طرف دیکھکر قبضہ پر تلوار کے ہاتھ رکھا بلکہ ایکدفعہ تلوار کھینچ لی اور کہا کہ
جو کوئی ہماری طرف دیکھیگا اسکا منہ بنا دونگا شہنشاہ نے فرمایا کہ تم نہ خاموش ہوسکے تو ہم تمہاری طرف
دیکھتے ہین ہمارا منہ بنا دو اسد نے سر جھکا کر کہا کہ آپکو مینے نہین کہا آپ کیون برہم ہوتے ہین آپ تو
میرے بزرگ ہین یہ اور لوگونکی طرف خطاب ہے مین کسی سے دبتا نہین ہون یہ کوئی نہ خیال کرے کہ مین
کسی کے گھر پر آیا ہون اگر ہم دباؤ ڈالینگے یہ اٹھا لینگے ہم وہ شیر ہین جو گھر پر جاکر مقابلہ کرتے ہین ہمارے
بزرگ ہمیشہ لشکرکشی کرتے آئے ہین اب کوئی لشکرکشی کرکے نہین آیا ہے پھر ہم کیون کسی سے خوف
کرنے لگے کیا ہمکو ضرورت ہے کہ ہم کسی کا دباو مانین یہ جو اسد نے کہا شہنشاہ نے جواب دیا کہ بجا ارشاد
ہوا بس اب آپ اپنی زبان کو بند فرمائین خاموش تشریف رکھین بات کرنے دین اسد نے عرض کیا کہ مین
کیا آپکو بات کرنے سے منع کرتا ہون ہان جو کوئی میری بات ہوگی مین ضرور بولونگا ورنہ مین جاتا
ہون کیونکہ مجھ سے خاموش نہ بیٹھا جائیگا یہ کہکر قصد کیا کہ تلوار ٹیک کر اٹھون کہ شہنشاہ نے دامن
پکڑ لیا اور فرمایا کہ تشریف رکھئے ہان اگر کوئی تمہاری بات ہو تو ضرور کلام کرنا ورنہ خاموش بیٹھے رہنا یہ
سنکے اسد بیٹھ گیا اب شہنشاہ نے لقا بدار سے فرمایا کہ یہ تو کلام ہوا کرینگے مین جس امر کیلیے یہان
حاضر ہوا ہون اسی امر مین تقریر فرمائی جاے لقا بدار نے جواب دیا کہ ارشاد ہو شہنشاہ
نے فرمایا کہ وہ امر یہ ہے کہ مین نے راہ مین عرض کیا تھا کہ آپ میرے ہمراہ بارگاہ صاحبقرانی
مین تشریف لے چلیے آپنے فرمایا تھا کہ مین نہین جاسکتا ہون آپ میرے ہمراہ چلین اور مین
آپکی دعوت کرون مینے انکار کیا تھا آپ نے قسم دی تھی مین مجبور ہوگیا تھا پس مین
آپ کے ہمراہ آیا ہون اب وہ امر ارشاد ہو لقا بدار نے جواب دیا کہ ہان مین عرض
کرتا ہون پہلے یہ امر خیال فرمائیے کہ جو مین عرض کرون اسکو آپ قبول فرمائین شہنشاہ
نے جواب دیا کہ ضرور مین منظور کرونگا لقا بدار نے جواب دیا کہ جی ہان مین عرض کرتا ہون
اصل امر یہ ہے کہ مین ابھی بارگاہ صاحبقرانی مین نہین جاسکتا ہون کیونکہ مجھکو ابھی دعوے
صاحبقرانی ہے یہ دونون مقابلہ کیلیے بیٹھے مین بارگاہ مین جاؤنگا ضرور اپنے مفسدون کو آزماؤنگا
جسکو ہرا دے جبکہ میرا یہ قصد ہے تو مین کیونکر جاؤنگا آپ یہ تصور تو فرمائین دوسرے یہ
امر ہے کہ میری طرف سے صاحبقران سے یہ عرض کیجیے گا کہ لقا بدار نے عرض کیا ہے ہان
اگر حضور یہ امر کرین کہ بدون امتحان نہ ورود ملاقات انا تہ صاحبقرانی مرحمت فرمائین اور

خود طرف خانہ کعبہ کے تشریف لیجاتے ہین کیونکہ ضعیف ہو گئے ہین تو مین حاضر ہونگا مگر مین یہ جانتا
ہون کہ ابھی میری ملاقات کا وقت نہین آیا ہی یہ تو مین ضرور عرض کرونگا کہ اثاثہ صاحبقرانی
مین صاحبقران سے لونگا خواہ بخوشی خواہ بمقابلہ اگر مین زیر ہوگیا تو انکا غلام ہون جس طور سے
دو سردار اگر بیٹے زیر کرلیا تو اثاثہ لے لیا اسی سبب سے تو مین نے بارگاہ پر جاکر قبضہ کیا تھا
کہ مین صاحبقران ہون یہ بارگاہ میری ہی مگر وہ بھی چھین گئی پھر جاتی کہان ہی جب سب اثاثہ ملیگا تو
بارگاہ کیا چیز ہی وہ پہلے ملے گی اب تو مین جاتا ہون ہان اگر ابھی کہین مقابلہ ہوا تو اسکا ضرور بندوبست
ہوگا مین نواب کی مرتبہ فیصلہ کرسکے جاتا مگر ایک ضرورت ایسی ہی کہ مین ٹھہر نہین سکتا ہون مجبور ہون
آپ بھی معاف فرمایئن اور صاحبقران بھی مین ضرور بارگاہ مین چلتا اور قدمبوسی صاحبقران کی
حاصل کرتا مگر لاچار ہون یہ تقریر جو نقابدار نے اسد ثانی کی سنی بہت غصہ آیا اور نہایت بدل کر کہا
کہ کیا خوب چھوٹا منہ بڑی بات ہیچمدان گل دیگر شگفت یہ صاحبقران سے اثاثہ صاحبقرانی طلب
کرتے ہین یہ اپنی عقل ناقص مین صاحبقران سمجھے ہین ارے میان پہلے وہ مرتبہ تو بہم کرلو یہ وہ شخص
ہی جس نے ہزارون طلسم فتح کیے لاکھون ملکون پر قبضہ کیا سیکڑون مرتبہ لشکرون کو شکست دی ہزارون
پہلوانون کو قتل کیا جو کہ رستم ثانی انکے ہم پلہ تھے اور دوسا صل انھون نے بھی وہ کار نمایان کیے
ہین کہ دوسرا نہین کرسکتا ہی وہ تو انکا مقابلہ نہ کرسکے انکو تو صاحبقران نے صاحبقران کیا یہین
جس امر پر وہ لشکر سے نکل گئے اور یہ خبر سنکر کہ صاحبقران ثانی نے بدیع الملک کو صاحبقران کیا فقیر ہو گئے
آپکی کیا اصل ہی جو آپ انسے مقابلہ کرین گے انکا ایک سردار آپکو کافی ہی یہ مجکو اٹھا کر بہت متعجب ہوئے
ہین بڑے بڑے نثال ہوگئے ہین اللہ اللہ کیا حوصلہ ہی یہ بھی ایک وقت تھا کہ مین نے دھوکا کھایا
ورنہ مین زیر ہوتا مین کیا زیر ہوا کیا یہ تصور کرتے ہین کہ مین صاحبقران ہون صاحبقرانی کیا امر سہل
آسان ہی بس اب ایسی تقریر نہ کرنا ورنہ مین جواب آپکو تلوار سے دونگا آپکو ہو کیا گیا ہے
کہ آپ یہ کہتے ہین کہ صاحبقران اثاثہ صاحبقرانی مجکو دین جو خوش ہان اگر انکے لشکر مین کوئی نہو
تو وہ آپ ایسے کمزور سے مقابلہ کرین اور جبکہ انکے غلام مجھ ایسے آپ سے مقابلہ کو موجود ہین تو انکی
پابوسی کو کیا ضرورت ہی بہت سے غلام ہین جو کہ ایک آن واحد مین آپ کو زیر کر لینگے آپ
کیون اسقدر غرور و تکبر کرتے ہین اب تو ایسی تقریر مین نے صرف اس خیال سے کی کہ بھائی صاحب
موجود ہین ورنہ مین وہ سزا دیتا کہ پھر یہ جرأت کسی کو نہوتی اور کوئی یہ کلام نہ کرتا مگر مین کیا کرون مجبور
ہون مواسے خون جگر پیتے گئے اور کیا ہی اسی سبب سے کہا ہی کہ آپ کبھی کسی کم مرتبہ کو سر نہ چڑھایئے
جہان اسکی عزت کی اسکو برابر جگہ دی اسنے خیال کیا کہ ہم بھی کوئی چیز ہین جو یون ہماری عزت کیجاتی ہی بجز
وہ بڑھکر کلام کرنے لگا اور بزرگون کی برابری پہ آمادہ ہوا کیا کہون اگر میرا بس ہوتا تو اس
زبان درازی کی ضرور سزا دیتا جو کہ کم ظرف ہین وہ بہت جلد آپے سے باہر ہوجاتے ہین
جیسے کہ ساغر لبریز ہوا وہ چھلکنے لگا وہ ان کم مرتبہ والے لوگون کا حال ہوتا ہی کہ وہ یہ
تصور کرتے ہین کہ ہم مین بھی کوئی نہ کوئی فوقیت ایسی ہی جو کہ عالی مرتبہ ہین وہ ہم سے جھک کر
ملتے ہین انکی اس وقت کی تقریر پر مجکو ایک شعر کسی شاعر کا یاد آیا ہی کہ اسنے گو مضمون تو
مہمل نظم کیا ہی مگر اس وقت کے موافق نظم کیا ہی وہ شعر یہ ہی ع عجب تیری قدرت عجب
تیرے کھیل + چھچھوندر بھی ڈالے چنبیلی کا تیل + یہ مضمون ہی بھلا یہ کیا امر ہی کہ یہ ایسی تقریر

کر رہے ہین بھائی صاحب آپ خاموش بیٹھے ہوے کیا سُن رہے ہین یہ جو اسد ثانی نے کہا شہنشاہ نے
اسد کی طرف دیکھکر فرمایا کہ تم خاموش نہین بیٹھے ہو اگر یہی امر ہی تو اب ہم کہان تک تمھارا پاس کرینگے
ضرور صاحبقران سے شکایت کرینگے تم کون ہو بولنے والے ہم جواب دیتے جو مناسب ہوتا پس اب
کلام نہ کرنا یہ جو ڈانٹ کر شہنشاہ نے فرمایا اسد نے جواب دیا کہ اب مین نہ کلام کرونگا جب کوئی
دشنام بھی دے انکی تقریر ناگوار معلوم ہوئی بدین سبب مین نے یہ تقریر کی شہنشاہ نے یہ سنکے جواب
دیا کہ آپ نہ کلام کرین ہم جواب دینے کو موجود ہین یہ اسد سے فرما کر نقابدار کی طرف متوجہ ہوے
اور فرمایا کہ یہ جو آپ نے فرمایا ہی کہ صاحبقران سے میری طرف سے عرض کرنا کہ اثناے صاحبقرانی مجکو
درست فرمایئے کیونکہ مین صاحبقران ہون اور آپ خانہ کعبہ کو تشریف لیجاتے اسکا یہ جواب ہی کہ ابھی کوئی
صاحبقران پیر نہین ہوے ہین جو خانہ کعبہ کو تشریف لیجائین اور اثناے صاحبقرانی آپ کو دین یہ ممکن نہین
ہی کیونکہ صاحبقران ثانی لو انکو انکی طرف سے صاحبقران فرما گئے ہین اور حکم فرما گئے ہین کہ تم نہ طاق
فتح کرکے اور جو ملک کفر آباد ہون انکو اسلام آباد کرنا اور جو ساحر ہون انکو قتل کرکے خانہ کعبہ کو تشریف
لاتا لہذا صاحبقران بموجب حکم صاحبقران ثانی واسطے نہ طاق کے تشریف فرما ہوے راہ مین دریا
سبز رنگ ملا اُسکے ساحران کو قتل کرکے اُسکو فتح کیا اُسکے بعد لقیہ ملا اُسکو فتح کیا اب طرف
صحرا بیہ کے تشریف لیے جاتے ہین کہ راہ مین یہ واقعہ گذرا کہ صاحبقران نے جمیل بن عادی کو اطالہ
بارگاہ کا ونگر طرف صحرا بیہ کے روانہ کیا تھا کہ کفار نے آکر بارگاہ پر قبضہ کیا اُسکے بعد آپ نے آکر
اپنا قبضہ کیا ابھی تو مہم نہ طاق باقی ہی کیونکہ صاحبقران آپ کو اثناے صاحبقرانی مرحمت فرماینگے دوسرے
بدون مقابلہ تو دینا غیر ممکن ہی نقابدار نے جواب دیا کہ اسی سبب سے تو مین یہ کہتا ہون کہ ایک شہر
سمندریہ کی طرف جانے واسطے انکو کسقدر زمانہ گذرا کہ جسکی حد نہین ہی دریاے سبز رنگ پہ
ایک عرصہ ہوا پس معلوم ہوا کہ اُنسے یہ مہم نہ سر ہوگی مین ایک آن مین سمندریہ وصحرا بیہ وغیرہ کو فتح کرکے
نہ طاق کی طرف روانہ ہونگا کیونکہ ہر چند ہو کہ انکا زمانہ ضعیفی ہی عقل مین فتور ہوگیا اُنسے یہ مہم نہ سر ہوگی
یہ جو آپنے کہا کہ بدون مقابلہ نہ دینگے تو مین مقابلہ سے کب باہر ہون مقابلہ کو بھی موجود ہون بلکہ یہ آرزو کی
مین خوشی ہی کہ امتحان صاحبقرانی ہو جاے مجکو بھی معلوم ہو جاے کہ مین حق پر ہون اور در اصل
صاحبقران ہون یا صرف اپنے خیال کے موافق ہون اور شاید یہی اصلی صاحبقران ہون مین ضرور
مقابلہ کرونگا مگر اسوقت مجبور ہون ہان انکی جو کسی مقام پر مقابلہ ہوگا تو ضرور امتحان صاحبقرانی ہو جائیگا
پس آپ معاف فرمایئن مین بارگاہ صاحبقرانی مین نہین جاسکتا ہون ہان جب یہ فیصلہ یک سو ہو جائیگا
اُسوقت کوئی مضائقہ نہین ہی پھر تو ہم اور آپ ایک ہو جائینگے اُسوقت دیکھا جائیگا اب آپ اس امر
مین کد نہ کرین مین نہین جاسکتا ہون بدون فیصلہ آپ اب اس امر مین کوشش نہ فرمایئن بلکہ اور قسم کی باتین
فرمایئن ورنہ آپکا سخن رایگان ہوگا کیونکہ میرے جانے کا ہنگام خدمت صاحبقران مین ابھی نہین آیا ہی جب وہ
وقت آئیگا اُسکا سبب پیدا ہوگا یہ تو آپنے ضرور سنا ہوگا کل امر مرہون باوقاتہا کل امر وقت پر منحصر
رہتے ہین جب اُنکا وقت آتا ہی تو وہ ہوتے ہین ورنہ نہین لاکھ انسان چاہے کچھ نہین ہوتا ہی جو خدا چاہتا ہی وہ
ہوتا ہی بموجب شعر ع من در چہ خیالم و فلک در چہ خیال ٭ کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال ٭ بدون اُسکے
حکم کے ایک پتہ بھی نہین ہلتا ہی بموجب اس مضمون کے لاتتحرک ذرة الا باذن اللہ پس آپ اس امر مین کوئی رنج
نکرین مین آج نہین کل ضرور آؤنگا اور مقابلہ کرونگا خواہ ایک لشکر ہونگا یا کل لشکر کا افسر اعلی و صاحبقران ہونگا

یہ ہونا ضرور ہی بجدا سے لا یزال مین ایک ضرورت سے جاتا ہون ورنہ نہ جاتا بدون فیصلہ کیے یہ سنکے شہنشاہ
نے فرمایا کہ مین مجبور ہون خیر دیکھا جائے گا مین صاحبقران سے عرض کرونگا کہ نقابدار فرما گئے ہین
کہ اگر اثنائے صاحبقرانی آپ سے ضرور لونگا خواہ آپ مجکو عنایت فرمائین خواہ مجھا لیہ اور آپنے سے
اسوقت بسبب چند در چند وجوہ کے انکار کیا نقابدار نے جواب دیا کہ جی ہان میری طرف سے بہت
بہت آداب و تسلیمات خدمت صاحبقرانی مین عرض فرمائیے گا اور جو مین نے عرض کیا ہے فرما دیجیے گا
یہ کہکر حکم دیا کہ ساقیان سیمین ساق جام و صراحی لے کر حاضر ہون تاکہ یہ باہمی کلفت و کسل رفع ہو جدائی کی اسے
ہوا ادھر شہنشاہ نے فرمایا کہ مین مرخص ہوتا ہون تکلیف نہ کیجیے تو بہتر ہو نقابدار نے جواب دیا کہ مین نہ
جانے دونگا آج شب بھر ہم اور آپ باہم جلسۂ عیش برپا کرین اور ناچ و رنگ دیکھین بوقت سحر آپ
اپنے لشکر کو تشریف لیجائیے اور میرا بندہ اپنے کام کو رخصت ہو یہ تقریر الغرض نقابدار نے کی شہنشاہ
کو انکار کرتے بن نہ پڑا خاموش ہو کر رہ گئے جواب دیا کہ خیر جو آپکی خوشی ہے سچ اسکا ہے کہ آپ میرے
ہمراہ لشکر مین تشریف نہ لیچلے نقابدار نے جواب دیا کہ مین قسم کھاتا ہون اپنے پیر کی سر کے واسطے کی کہ
اب کی جو حاضر ہونگا تو ضرور آپ کے ارشاد کو بجا لاؤنگا شہنشاہ نے فرمایا کہ دیکھیے کب تشریف لاتے
ہین جواب دیا کہ بہت جلد حاضر ہونگا آپ تشویش نہ فرمائین یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ساقیان گلفام شیشہ
و مینا و جام زرنگار لیکر حاضر ہوئے اور سب اہل جلسہ کو جھک کر ساغر و جام کو لبریز کرکے اور جمشید
دوراں کے نام جمشید و کیقباد کے زمین پر چھڑکے اور جام کو لیکر روبرو نقابدار کے پیش کیا نقابدار
نے اشارہ کیا کہ شہنشاہ کو پہلے دو کیونکہ یہ مہمان ہین مین تو صاحب خانہ ہون پس ساقی نے وہ جام
شہنشاہ کے روبرو پیش کیا شہنشاہ نے انکار کیا کہ پہلے آپ نوش کرین نقابدار نے ایک نہ سنی پس شہنشاہ
نے ساقی کے ہاتھ سے جام لیکر لا جرعہ نوش فرمایا دوسرا جام ساقی نے لبریز کیا اسکو دیا اسنے بھی
نوش کیا پھر نقابدار کے روبرو لایا نقابدار نے بھی نوش کیا اب تو دور بندھ گیا ساقی نے تمام جلسہ کو شراب
پلائی دو دو جام کی نوبت آئی تھی کہ دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے مست ہو کر جھومنے لگے کہ نقابدار نے حکم
دیا کہ ارباب نشاط حاضر ہون یہ حکم دینا تھا کہ ایک طائفہ حاضر جلسہ ہوا سپروائیون نے ساز درست کیے وہ مطربہ
ناچنے لگی اہل محفل اسکی طرف متوجہ ہوئے یہان تو کیفیت ناچ و رنگ ہے باہم انکو تو اسی شغل مین رکھا جاتا ہے
اب حال خواجہ عمرو ثالث یعنی خضران بن عمرو ثانی کا سنیے یہ ہوتا ہے کہ یہ جو رقعہ
صاحبقران سے لے کر پاس شہنشاہ کے چلے تھے کیونکر پہونچے دیکھا ری خواجہ عمرو
پس جب خواجہ ثالث رقعہ لے کر چلے تو ایسے شاطری مارتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ انکو خیال آیا کہ بہت
عرصہ ہوا کہ کوئی جگہ نہین ملا بہت تنگدست ہون پہلے کچھ فکر کر لون تو پھر شہنشاہ کے پاس جاؤن چونکہ یہ
جو بارگاہ سے چلے تھے تو کچھ دن باقی تھا یہ ایک جنگل مین پہونچے تو انہون نے دیکھا بہت سے گھسیارے
بیٹھے ہوئے گھاس کھود رہے ہین یہ بھی اپنی صورت ضعیف گھسیارے کی بنا کر انکے قریب آکر گھاس کھودنے لگا
ان گھسیارون نے جو ایک نئے شخص کو دیکھا سب ملکر کہنے لگے کہ اے بڑے میان یہ مقام ہمارے ٹھیکے مین ہے تم
یہان نہ گھاس کھودو اس گھسیارے نے جواب دیا کہ اے بھائی تمہارا کیا حرج ہے اگر مین ایک گٹھا گھاس کا لیلونگا تو تمہارا
کیا نقصان ہوگا بھائی مین نیا آیا ہون ہان مین بھی کوئی ٹھیکہ مین لونگا تو پھر کوئی ضرورت نہوگی ان سب نے
جو یہ تقریر سنی تو باہم یہ کہا کہ خیر آج اسکو لیجانے دو کل جو آئیگا دیکھا جائے گا کل نہ لیجانے دینگے یہ صلاح کرکے
اب سب خاموش ہو رہے اسنے ایک نورانی سی کھرپی نکالی اور ایک چال کہ گھاس آتی تھی کھانسنے لگا گھاس کھود دیتا تھا

اور کہا لستما بہانا ہے جو تھوڑی سی گھاس کھودی تھی کہ ایک مرتبہ ایک بٹوا نکالا اسمین سے تنباکو نکال کر اور مل کر کہا یا اور
اور ایک چلم نکالی اسمین تنباکو جمایا اور جنگل سے لکڑی جمع کر کے اسمین آگ لگا دی جب کوئلہ ہو گیا تو چلم پر رکھکر دم لگایا
کہ ان گھسیاروں نے جو دیکھا تو کہا کہ بھائی یہ تو تم نے خوب کیا بڑی دیر سے تنباکو نہین پیا تھا سنتے تو آکر دم
رکھو لیا پس ہر ایک اُس گھسیارے کے پاس آکر یہ کہکر بیٹھا کہ بھائی تم روز آیا کرو پس بیٹھ گئے ہر ایک کے ہاتھ
مین طلائی کڑے تھے بازؤن پر تعویذ تھے گلون مین جنیو تھے کمر مین کردھنی تھی مرزبان بھی یا نانی سے پہنے
ہوئے تھے خواجہ نقلی گھسیارے نے دریافت کیا کہ کیا تم لوگ کہین نوکر ہو انھون نے جواب دیا کہ ہم
سب کے سب ملازم ہین صحرا اسپ شاہ کے مرکبان شاہی کو گھاس پہونچاتے ہین یہ جو کچھ ہمارے پاس ہے سرکاری
ہی سرکار سے ملا ہے گھسیارا یہ سنکے کہنے لگا کہ بھائی ہم مسافر ہین یہان آئے ہین کہ کہین ملازمت ہو جائے
آج تو یہ گھاس لیجا کر بازار مین فروخت کرونگا اسی مین اپنی بسر کرونگا جو کچھ ملے کل اور کسی جنگل سے
لے آؤنگا کیونکہ تم منع کرتے ہو انھون نے جواب دیا کہ نہین تم روز آیا کرو ہمارا کیا نقصان ہے
جب تک تمہاری نوکری کہین ہو بلکہ آج ہم اپنے جمعدار سے کہینگے خواہ سرکاری اصطبل مین
خواہ لشکر مین اگر کسی گھسیارے کی ضرورت ہوگی تو ہم لا کر مدد کر دینگے کیونکہ ایک گھسیارہ
آیا ہوا ہے یہ جب انھون نے کہا تو خواجہ نے کہا کہ بھگوان تمھاری عمر مین ترقی دے اور تم کو
بڑا مرتبہ دے ہان بھائی مین مسافر ہون تمکو میری خبر لینا لازم ہے وہ کہنے لگے ضرور ایسا کرینگے
کہ خواجہ نقلی نے چلم انکو دی اب ہر ایک چلم پر دم لگانے لگا جسنے دم لگایا اسکو چکر آیا دوسرے
کو دی اسی طور سے دو دو پاندھو دیا ہر ایک چلم پی کر اور چکر کھا کر گرا اور بیہوش ہو گیا جب سب بیہوش
ہو گئے خواجہ نے پہلے تو اپنی کھرپی اور جال اندر زنبیل کیا پھر ہر ایک کے ہاتھون سے کڑے اتارے
اور تعویذ اور جنیو اور کردھنی لی اور مرزبان دھوتیان سب لیکر نذر زنبیل کین انکی جال کھرپی سب
لے لی اور ایک ایک لنگوٹی باندھ دی اور خود وہان سے صورت بدل کر یہ کہتے ہوئے چلے کہ خیر خدا نے کچھ
دلا تو دیا مگر کیا یہ تو آدھر کو روانہ ہوئے کہ اب مین پاس شہنشاہ کے جاؤن چونکہ دن تو تمام ہو چکا تھا اس
صحرا مین پہونچے جہان کشت وخون ہوا تھا کیا دیکھتے ہین کہ ہزارون لاشین کافرون کی پڑی ہوئی ہین
یہ دیکھکر انکو لالچ آیا کہ انکی کمرون مین کچھ ضرور ہوگا یہ لوگ بڑے دور اندیش ہوتے ہین اپنے پاس ضرور
کچھ نہ کچھ رکھتے ہین یہ دل مین تصور کر کے میدان مین آئے یہان آکر جو دیکھا تو ہزارون تلوارین خود
زرہین سپرین سنانین عمود پڑے ہوئے ہین یہ دیکھکر ان سب کو ایک مقام پر جمع کیا اور اٹھا کر
نذر زنبیل کیا کہ جب لشکر مین پہونچونگا تو انکو فروخت کر لونگا بعد اسکے ہر ایک کی کمر دیکھنے لگے
کردھنی وغیرہ جو کچھ ملا نکال لیا نقد جو نکلا وہ لیا کپڑے تک اتار لیے اس خیال سے کہ دھلوا کر وہ بھی
فروخت کر لیے جائینگے اور اگر کسی کے پاس کچھ نہ نکلا اسکو بالکل برہنہ کر دیا اور کہا کہ او مردک تو نے ہمارا
نہ خیال کیا کہ اگر ہم مرے اور خواجہ آئے تو کیا لینگے تیری یہ سزا ہے کہ تو برہنہ رہ تیرے لاش کو کتے
کھائین تو اسی قابل تھا یہ کہا اور ٹھوکر ماری دوسری لاش کے پاس گئے اسی طور سے سب لاشون کو
دیکھ بھال لیا اب بالکل رات ہو گئی ہے جب سب کو دیکھ لیا تو آپ وہان سے روانہ ہوئے ادھر جو اس صحرا مین گھسیارے
تھے ہوا جو سرد چلی سب کو ہوش آیا ہر ایک نے دوسرے کو دیکھا اور کہا کہ یہ کیا حرکت تھی اسنے کہا کہ جو تیری حالت
ہے وہی میری حالت ہے اب جو دیکھا سب ایک حال مین مبتلا ہین اب باہم کہنے لگے کہ یہ کون تھا جو ایسی
حرکت کر گیا ہمکو بیہوش کر کے لوٹ لے گیا چلو بادشاہ سے فریاد کرین ایک نے ان مین سے کہا کہ وہ جو نیا گھسیارا آیا تھا

اسکا کہین نشان تک نہین ہی اب جو اٹھ کر تلاش کیا تو کچھ پتہ نہ چلا باہم کہا کہ یہ کام اسی کا ہی وہ ہمکو
بیہوش کرکے سب مال لے گیا پس سب ملکر نالان و گریان روانہ ہوئے طرف محراب شاہ کے
اور داخل شہر ہوکر اپنے جمعدار سے آکر کل واقعہ بیان کیا اُسنے کہا کہ کل مین جاکر دربار مین عرض
کرونگا یہان تک کہ وہ اپنے مکان پر آئے و دوسرے کو پہنچے اُدھر وہ رات تمام ہوئی صبح
طالع ہوئی محراب شاہ نے دربار کیا جمعدار نے آکر کل حال جو کہ اُن سب سے سنا تھا بیان کیا
محراب شاہ نے اُنکو بلا کر اُنکی زبان سے سنا پس اُنکو پھر اسی قدر دیا مگر حیران ہی کہ یہ کیا واقعہ ہوا
کون تھا اسکو تو اس فکر مین رہنے ادھر خواجہ جو بیابان کو گئے سب کو لیٹا لائے کہ روانہ ہوئے
اس صحرا مین پہونچے کہ جہان لشکر لقا بدار کا اُترا تھا یہ لشکر مین روشنی دیکھکر داخل لشکر ہوئے چونکہ انکو دریافت
کرنا منظور تھا کہ لشکر لقا بدار کا کہان ہی یہ صرف اسقدر رہ گزار سے دریافت کر کے چلے تھے کہ کس
طرف مقابلہ ہوا تھا اور کس سمت اس صحرا کے بعد فلک بیکار لقا بدار شہنشاہ کو لے کر روانہ ہوئے تھے
انھون نے اس سمت کا نشان دیا اس صحرا کا پتہ دیا تھا اور اس جانب کا نشان کہ جدھر کو لقا بدار شہنشاہ کو
لیکر روانہ ہوا تھا پس خواجہ اسی سمت اسی نشان پر روانہ ہوئے تھے راہ مین عیاری کرتے ہوئے لشکر
لقا بدار مین پہونچے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ لشکر لقا بدار کا ہی یہ بہت خوش ہوئے رات کا وقت تھا
لشکر کی سیر کرنے لگے سیر کرتے کرتے اس مقام پر پہونچے جہان بارگاہ بہرام تھی اندر جہان بارگاہ لقا بدار
و شہنشاہ تشریف فرما تھے سب حاضر تھے ناچ ہو رہا تھا یہ بھی خادمون مین ملکر اندر بارگاہ کے آئے بارگاہ
کو آراستہ و پیراستہ پایا سب کو بارگاہ مین بیٹھا دیکھکر خیال کیا کہ اپنے کو ظاہر کرون پھر یہ خیال کیا کہ دو
ایک چیتے تو حاصل کرون انھون نے دیکھا کہ سامنے شہنشاہ بیٹھے ہوئے ہین ایک پہلو مین لقا بدار ہی
ایک پہلو مین اسد غازی ثانی کو دیکھکر حیران ہوئے کہ یہ تو ہمراہ صاحبقران ثانی کے غائب
ہو گئے تھے یہان کیونکر پہونچے خیر معلوم ہو جائیگا یہ سوال ہی دل مین رکھا کام اپنی فکر کر دیکھا کہ سب
سردار حاضر دربار ہین اور ایک مطربہ یہ غزل گا رہی تھی غزل معلوم ہے جواب ہمتی تلاش یار ہی
دیکھا یہ ایک مطربہ بہت ہی ہوا سے گا رہی تھی یہان سبب غزل نہین تحریر کی گئی کہ طول ہے کہ خواجہ جو غزل
گا رہی تھی وہ ختم ہو چکی ایک مطربہ الگ اور وہ مطربہ اسی مصرعہ کو بنا بنا کر گا رہی تھی کہ لقا بدار نے
حکم دیا کہ دوسرا طائفہ حاضر کیا جائے چوبدار روانہ ہوا خواجہ بھی اُسکے عقب مین بارگاہ سے نکل کر جو
کہ وہ چوبدار اس مقام پر پہونچا جہان طائفے اُترے ہوئے تھے ایک مطربہ کہ نام اُسکا صنوبر تھا اسکو
حکم دیا کہ چلو تمہاری طلبی ہی اُسکی مان نے جو یہ سنا اس سے کہا کہ جلد جاؤ اُسنے کہا کہ مین پیشاب کر آؤن
کیونکہ پیشاب کی حاجت معلوم ہوتی ہی اگر بدون پیشاب کیے ہوئے جاؤنگی تو یہ ہوگا کہ پریشان ہونگی دوسرے
یہ امر ہی کہ وہان دیر ہوگی میری طبیعت کسل مند ہوگی اسکے سبب سے نہ گایا جائے گا نہ ناچا جائے گا اہل جلسہ
بدخواہ ہونگے نائکہ نے کہا کہ تیری تو مثل ہی کہ گونے آئی برات دولہن کو لگی ہگاس یا یہ کہ شکار کے وقت کتیا
ہگاسی اسوقت سے بیٹھی ہوئی ہی پیشاب نہ لگا جیسے وہان سے آدمی بلانے کو آیا پیشاب لگ آیا جلد پیشاب
کرکے آ یہ سنتے ہی یہ کھڑی ہوئی وہ آئی کہ اماجان آپ بیکار خفا ہوتی ہین اسمین کسی کو کوئی اختیار ہی اور لوٹا
اٹھا کر ایک طرف کو چلی مان نے تعاقب کیا کہ مین بھی چلون اُسنے کہا کہ آپ نے تشریف رکھیے مین ابھی آئی ہون
وہ ٹھہر گئی وہ عجیبہ ناز و انداز سے لوٹا لیے ہوئے ایک سمت کو چلی یہ خوبصورت بھی بہت ہی اور جوانی ایسی
ہی کوئی برس پندرہ یا سولہ کا سن ہوگا یہ ایک مقام پر سب کی نگاہون سے پوشیدہ ہو کر چند درختون کی

اسکی خوشبو دماغ میں پہونچی ادھر وہ جیتا رہا جو کوئی اُس خوشبو کو سونگھے گا اُسکو کبھی یہ عارضہ
نہوگا وہ لوگ بھی خوشی خوشی آکر گرد بیٹھے تھے ادھر اتنے عرصہ میں خواجہ نے اپنا بند و بست کر لیا تھا
کہ اُنکے دماغ میں بیہوشی نہ اثر کرے بس اُسنے لاکھ پتی سے بہ ابر اُس لوبان لکڑی کی پوٹلی یہ کھولکر
آگ پر ڈالی سیوتی نے کہا کہ اماں سب ڈال دو تاکہ خوب خوشبو پھیلے بس اُسنے سب ڈالدی
دھواں بلند ہوا خوشبو پھیلی ہر ایک یہی پھولا پھولا کر سونگھنے لگے ہاں اُسکی تو قریب ہی تھی جیسے اُسکے
دماغ میں خوشبو پہونچی اُسنے اپنا اثر کیا وہ تو بیہوش ہو کر گر ہی پڑی تو سب کرنے لگے ہر ایک کے دماغ
میں بیہوشی اثر کرنے لگی تھی تھوڑے سے عرصہ میں سب بیہوش ہوگئے جب خواجہ نے دیکھا کہ سب
بیہوش ہوگئے کوئی باقی نہیں ہے پلنگ پر سے اُٹھے تا ظاہرین کو خیال رہے کہ اسکی چھولداری سب سے
الگ مقام پر ہے کوئی اُسکی چھولداری کے برابر نہیں ہے بالکل مقام تنہائی اور سناٹے کا ہے بس خواجہ
نے اُٹھکر تمام مال و اسباب جو انعام میں ملا تھا وہ لیا اور ہر ایک کا مال لیا ایک تنکا نہ چھوڑا ہوا تھا کہ
کہ لوٹا یا تھیلی یا نقدان کپڑے نقد و جیز لیے کار و پیہ پیسہ ہر ایک کی کمر کھولا جو کچھ نکلا لے لیا سب کو
مفلس کر دیا بس سیوتی کو نکال کر اور جو کپڑے کہ اس نے محفل سے آکر پہنے تھے پہنا کر اُسے
پلنگ پر لٹا دیا اور خود سب مال زنبیل کرکے اور اپنی صورت بدل کر وہاں سے روانہ ہوئے
گرچہ اب اپنی اصلی صورت پر حسب دستور سابق روانہ ہوئے ہیں طرف بارگاہ کے راوی نے
اس طرح بیان کیا ہے کہ خواجہ نے بخیال اہل اسلام ہونے کے کسی کو بیہوش نہیں کیا اسکا سبب
یہ تھا کہ یہ سب لوگ خدا پرست تھے مگر افسوس بہت کیا اور دل میں کہا کہ اسکے کپڑے جو نہ لیے
گو نقصان ہے مگر خدا پرست ہیں اُنکے ساتھ یہ حرکت لازم نہیں ہے اسکے عوض خدا اور دیگا یہ لوگ
تو یہاں بیہوش پڑے ہیں اب ذکر خواجہ طرف بارگاہ کے چلے ادھر شہنشاہ و نقابدار و امرا و
دیگر سردار خاصہ سے فراغت کرکے پھر محفل میں آئے ساقی طلب ہوا اُسنے شراب پلائی طائفہ
طلب ہوا ناچ ہونے لگا یہاں تو ناچ ہو رہا ہے کہ خواجہ دربارگاہ پر پہونچے درگہ سالار سے کہا کہ
جاکر شہنشاہ سے خبر کردو کہ آپ کے والد کے پاس سے خواجہ تشریف لائے ہیں صاحبقران نے
کچھ فرمایا ہے وہ کہنا ہے اور ایک رقعہ بھی لائے ہیں درگہ سالار یہ سنکے اندر گیا یہاں ناچ ہو رہا تھا
اُسنے مجرا کیا نقابدار نے اشارہ کیا کہ کیا ضرورت ہے اُسنے عرض کیا کہ کچھ عرض
کرنا ہے نقابدار نے مطرب کو اشارہ سے منع کیا کہ ٹھہر جاؤ میں سن لوں کہ یہ کیا خبر لایا ہے وہ
خاموش ہو رہی درگاہ سالار نے عرض کیا کہ شہنشاہ کی بارگاہ سے تشریف لائے ہیں خواجہ بالیاقت
کچھ صاحبقران نے فرمایا ہے وہ عرض کرنا ہے اور ایک رقعہ بھی لائے ہیں یہ جو نقابدار نے
سنا شہنشاہ سے کہا شہنشاہ نے فرمایا کہ بھیجدو درگہ سالار مجرا کرکے اندر سے باہر آیا آپ یہاں
اس قصد سے کھڑے ہوئے ہیں کہ درگہ سالار نے بڑا عرصہ کیا اگر اب نہ آئیگا تو میں بلا اجازت خود
اندر چلا جاؤنگا کون مجکو منع کر سکتا ہے یہی تجویز کر رہے تھے کہ درگہ سالار نے آکر کہا کہ تشریف
لیجائیے آپ یہ سنکے اندر ہو وہ اٹھا کر چلے ادھر تو نقابدار نے خواجہ کی تعریف شہنشاہ سے پوچھی
یہ کون صاحب ہیں جو تشریف لائے ہیں شہنشاہ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہیں کہ جنکی صاحبقران
بڑی عزت و آبرو کرتے ہیں انکا بڑا مرتبہ ہے لشکر میں یہ پوتے ہیں خواجہ اول یعنے خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری کے اور فرزند ہیں عمرو ثانی کے جو اوصاف اُن دونوں بزرگوں میں تھے وہ سب ان میں

ہین جو انکا مرتبہ تھا وہ انکا ہی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ خواجہ ثالث آکر پہونچے شہنشاہ نے سلام کیا خواجہ
نے دعا دی پھر لقا بدار نے سلام کیا اُسکے بعد اسد نے سلام کیا اور پھر ایک نے تعظیم کی خواجہ
بھی آکر مسند پر روبرو شہنشاہ کے بیٹھے مگر تیور سے بل پڑا ہوا کہ شہنشاہ نے عرض کیا کہ مزاج کیسا ہی خواجہ
نے برہم ہو کر جواب دیا کہ کیون صاحبزادے آپ اسقدر خود سر ہو گئے ہین کہ جدھر جی چاہا بدون اجازت
چلے آئے تمکو نے کیون نہ اجازت لیکر آئے اور ہمکو تکلیف دی آپکے والد تو بڑے پریشان تھے آخر
تو مجکو بھیجا مین جو آیا تو یہان خبر نہ ہوئی بڑے عرصہ کے بعد اجازت ہوئی یہ ہماری عزت کی گئی ہان جب
ایسے خود سر ہو گئے تو کیون کسی کی عزت و آبرو کا خیال ہوگا مین تو اسی سبب سے نہ آتا تھا مگر صاحبقران
سے مجبور ہو گیا کہ انھون نے سنا آخر اسکا یہ انجام ہوا کہ بڑی دیر تک دروازے پر ٹہلا کیا کوئی جواب
نہ آیا تو مین نے قصد کیا تھا کہ مین خود اندر بارگاہ کے جاؤن کہ اتنے مین درگہ سالار پہونچا مین نے
اپنے آنے کی سزا پائی شہنشاہ نے جواب دیا کہ مین کیا عرض کرون مین خود سے یہان آیا مجبور ہو گیا لقا بدار
نے اجازت نہ دی قسم خود دی فوج مین چلا آیا اسی سبب سے مین نے لشکر کو اپنے والد کی خدمت مین روانہ
کر دیا تھا کہ وہ پریشان نہون مگر انکی محبت نے نہ مانا آپکو انھون نے تکلیف دی معاف فرمائیے اور یہ
جو آپنے فرمایا کہ بڑے عرصہ تک در بارگاہ پر کھڑا رہا مجکو نہ معلوم تھا جس وقت درگہ سالار نے آکر کہا
فوراً اُسکو اجازت دی خواجہ نے کہا کہ کیا مین جھوٹ بولتا ہون شہنشاہ نے جواب دیا کہ معاذ اللہ
آپ کو کون دروغگو کہہ سکتا ہی درگہ سالار کی یہ حرامزادگی ہی کہ آنے مین دیر لگائی اسکی بھی معافی فرمائیے
خواجہ نے کہا کہ آپ ایسی حرکتین کرین مین معاف کیا کرون سچ ہی کہ آجکل کے لڑکے بزرگون کی بزرگی
کا نہین خیال کرتے ہین جو اُنکے مزاج مین آتا ہی کرتے ہین اگر خفا ہوئے تو کہا کہ معاف فرمائیے اب
ایسی خطا نہوگی یہ سُنکے خواجہ کے جواب مین لقا بدار نے کہا کہ آپ میری خاطر سے معاف کرین اور مین
اس درگہ سالار کو سزا دونگا یہ سُنکے خواجہ نے کہا کہ خیر اب مین نے معاف کیا یہ کہکر اسد کی طرف
دیکھکر کہا کہ صاحبزادے آپ یہان کہان آپ تو صاحبقران کے ہمراہ تشریف لے گئے تھے کیا راہ سے
واپس آئے اسد نے عرض کیا کہ مین عرض کرونگا جب خدمت مین صاحبقران کی حاضر ہونگا یہان
موقع نہین ہی خواجہ نے کہا کہ بہت خوب کوئی نہ کوئی فقرہ تجویز کرکے آئے ہوگی تم لوگ بہت چالاک
ہو گئے ہو یہ کہکر لقا بدار سے کہا کہ مین آپ سے نہین واقف ہون میرے روبرو اپنی تعریف فرمائیے لقا بدار
نے جواب دیا کہ مین ایک اس رب جلیل کا عبد ذلیل ہون جس نے تمام عالم کو پیدا کیا اور باقی حال
پھر جب میری ملاقات صاحبقران سے ہوگی عرض کرونگا خواجہ نے کہا کہ آپ کوئی بڑے مرد
خدا رسیدہ معلوم ہوتے ہین کہ ہر وقت خدا کا نام زبان پر جاری رہتا ہی لقا بدار نے عرض
کیا کہ مین کیا کہون آپ جو کچھ فرماتے ہین یہ آپکی بزرگی ہی خواجہ نے کہا کہ میری بزرگی ہی تو آپکی
خوردی ہی خیر اس سے کچھ مطلب نہین ہین جس ضرورت سے آیا ہون وہ بیان کرتا ہون شہنشاہ
نے لقا بدار سے آہستہ سے کہا کہ یہ بڑے لالچی آدمی ہین انکو کچھ دیجیے تو یہ بہت خوش
ہونگے اسد تو انکے حال سے بخوبی واقف تھے اُسنے تو اپنے لشکر سے کچھ نقد و جنس منگا کر دیا
لقا بدار نے بھی بہت کچھ دیا خواجہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ یہ لوگ بہت سخی ہین خواجہ
یہ کہکر طرف شہنشاہ کے متوجہ ہوئے اور رقعہ نکال کر دیا کہ یہ صاحبقران نے تمھارے
نام تحریر کیا ہی اسکو دیکھو اسمین کیا تحریر ہی اور زبانی بھی کچھ کہا ہی وہ بھی مین بیان کرونگا

شہنشاہ نے وہ رقعہ لیکر سر پر رکھا بوسہ دیا اسکے بعد کھول کر پڑھا وہی مضمون تھا جو کہ قبل مین تحریر ہو
چکا ہی اپنا حسب رقعہ پڑھ چکے تو خواجہ سے کہا کہ کیا فرمایا ہی بیان فرمایئے خواجہ نے عرض کیا آپکے
اور کہا کہ فرمایا ہی کہ بارگاہ کی بابت کوئی فساد نہ کرنا اور جہان تک ممکن ہو نقابدار کو اپنے
ہمراہ لانا کیونکہ مین وظل اللہ و تمام بارگاہ نقابدار کی بہت مشتاق ہی شہنشاہ نے یہ سن کے
جواب دیا کہ مین پہلے ہی عرض کر چکا ہون اور کیا ضرورت ہی کہ مین بارگاہ کو کہون وہ تو اسد
ثانی لے چکا ہی جب نقابدار کا لشکر لے کر چلا تھا تو راہ مین ملا اسنے انکو اسیر و زخمی کرکے بارگاہ
پر قبضہ کر لیا بارگاہ اسد کے لشکر مین ہی مین کیون نقابدار سے طلب کرونگا اگر نقابدار
کے پاس بھی ہوتی تو نہ طلب کرتا کیا کوئی مین نادان ہون یہ کہکر کل واقعہ مقابلہ اسد و نقابدار کا بیان
کیا اور کہا کہ اگر مین نہ پہونچتا تو نقابدار اسد کو قتل کر ڈالتا مین عین وقت پر پہونچگیا یہ کل حال کہا اور
کہا کہ مین نے خود پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ بارگاہ مین تشریف لیجائین انھون نے انکار کیا اور خود مجھ
تقریر نقابدار سے ہوئی تھی بیان کی خواجہ یہ سنکے طرف نقابدار کے متوجہ ہوے اور کہا کہ آپکو
صاحبقران وظل اللہ نے سلام کہا ہی اور کہا ہی کہ مین خود حاضر ہوتا مگر مجبور ہون کہ جہان پناہ کو
بھی آپ کی ملاقات کا بہت اشتیاق ہی لہذا مین حاضری سے معذور فرمایا جاؤن اور اگر آپ
میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمائین اور اپنے قدم الوس سے کاشانہ کو منور فرمائین تو عین
عنایت ہو گی نقابدار نے خواجہ کی تقریر سنکے وہی جواب دیا جو کہ شہنشاہ کو دیا تھا خواجہ نے
کہا کہ یہ تو آپ کا خیال خام ہی صاحبقران کوئی مرد ضعیف نہین ہین کہ آپ سے زیر ہو جائینگے یا خوف
کھا کر آپ کو اثاثہ صاحبقرانی دیدینگے بدون مقابلہ اور مقابلہ مین بڑی دقت ہو گی کیا حصول
کہ بیکار کشت و خون ہو اور بندگان خدا کی جائین برباد ہون آپ بھی مرد خداپرست ہین نقابدار
نے جواب دیا کہ یہ کلام تو آپکا بہت ٹھیک ہی مگر مجکو بھی تو دعوے صاحبقرانی ہی ہر دو صاحبقران
ایک مقام پر کیونکر حکومت کر سکتے ہین اور ایک مشہور مثل ہی کہ دو تلوارین ایک میان مین نہین رہ سکتی
ہین اور بقول سعدی — دہ درویش در گلیمی بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند بھلا یہ کیونکر ہو سکتا
ہی جب تک یکسو نہو جاے خواجہ نے کہا یہ قول آپکا ٹھیک ہی مین نے اسکو مان لیا مگر میری راے
مین تو کسی طرح نہین آتا ہی کہ صاحبقران بدون مقابلہ آپکو اثاثہ صاحبقرانی دین ہان ایک جنگ
عظیم ہو گی ہزارون آدمی ادھر کے ہزارون ادھر کے قتل ہونگے باہم نفاق ہو گا کفار جو ہین
انکو زور ہو گا خداپرستون کا خون ہو گا نقابدار نے کہا کہ اسکی پروا نہین ہی بلکہ میرے نزدیک ایسا ہی
نہ آئینگے مین خود نکل کر مقابلہ کرونگا مجھے یہ خیال کہ کیون خداپرست قتل ہون خواجہ نے کہا خیر جب
وہ وقت آئیگا دیکھا جاے گا اب تو آپ کو لازم ہی کہ صاحبقران کی خدمت مین تشریف لیچلیے
نقابدار نے کہا کہ یہ تو ہو گا مین آجکل بہت مجبور ہون ایک ضرورت سے جاتا ہون اتفاق سے ادھر
آنکلا تھا ادھر کی کیفیت ابھی معلوم ہوئی مین نے یہان قیام کیا آج دوسرا دن تھا کہ وقت صبح
مین تھوڑا سا لشکر لیکر شکار کو گیا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ یہان سے تھوڑی دور پر کفار
سے اور اہل اسلام سے ایک بارگاہ پر مقابلہ ہو رہا ہی اور اہل اسلام نے شکست کھائی ہی
کفار بارگاہ لیے جاتے ہین مین نے ان سے پوچھا کہ وہ کفار کون ہین اور اہل اسلام کون ہین
انھون نے بتایا کہ ایک نوجوان ہی جسکے آئے ہین انکے ہمراہ عقرب شاہ کا سپہ سالار آیا ہی

اسنے سب کو زخمی کیا ہی اور یہ لشکر اہل اسلام اور صاحبقران کے ہراول ہین بارگاہ صاحبقرانی وخیمہ
شاہی لے کر طرف صحرا بہ یہ کے جاتے ہین تعجب ہین لشکر صاحبقرانی کوچ بکوچ منزل بمنزل چلا آتا ہی
ہین نے جو یہ سنا چونکہ مجکو خود دعوے صاحبقرانی تھا اور یہ خیال کیا کہ بارگاہ اسکے دروسے
ملی جاتی ہی باقی اثاثہ وہ بھی ملجاے گا اسکو تو میلکر لو یہ تصور کرکے مع ساٹھ ہزار سوار کے جو اسوقت
میرے ہمراہ تھے روانہ ہوا جاکر کفار کو قتل کیا بارگاہ پر قبضہ کیا اپنے ملازمون کے ہمراہ کرکے
طرف پڑاو کے روانہ کی اسکے بعد کفار سے مقابلہ کیا مقابلہ کر رہا تھا کہ شہنشاہ پہونچے بہی شہر یا
ننگ ہوسے ہین نے کفار کے لشکر کے افسر کو قتل کیا وہ لوگ بھاگے جب میدان صاف ہو گیا ہین نے
اپنے لشکر کے لاشے دفن کیے شہنشاہ نے اپنے لشکر کے لاشے دفن کیے میرے انکے ملاقات ہوئی
انکو ہین نے سوال کیا کہ بارگاہ ہین صاحبقران کی جلو ہین لے انکار کیا انکو قسم دے کر اپنے پڑاو
کی طرف چلا اُنھون نے اپنے لشکر کو طرف لشکر کے روانہ کیا چند سردارون کو لے کر میرے ہمراہ
چلے راہ ہین چند ہرکارے آے وہ انکو طرف گوشہ کے لیکر چلے یہ تو ادھر گئے ہین انکے انتظار ہین
مع لشکر کھڑا ہوا تھا کہ وہ لوگ آے جو کہ بارگاہ لیکر طرف پڑاو کے روانہ ہوے تھے اُن کی
حالت خراب تھی ہین نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قزاق بارگاہ پر آکر گرے بارگاہ کو لیگئے
یہ جو ہین نے سنا بہت برہم ہوا اُسوقت اُن سے پوچھکر اُسی مقام پر پہونچا کہ جہان انکا لشکر تھا
اسد کا بڑا وکیل فکر ہین تھا ہین نے جاکر لوکا میرے اسد کے مقابلہ ہوا ہین نے اسد کو مرکب
پر سے اُٹھا لیا کہ اسنے عرصہ ہین شہنشاہ پہونچے اُنھون نے منع کیا ہین نے زمین پر رکھدیا
اب معلوم ہوا کہ اسد ثانی ہین ہین ان سب کو لیکر اپنے لشکر ہین آیا اتنے عرصہ ہین میرا لشکر
بھی آگیا تھا اسد نے اپنا لشکر میرے لشکر سے الگ اُترو کش کیا ہین ان سب کو لیکر بارگاہ
ہین آیا یہان جلسہ آراستہ کیا شہنشاہ برپا ستے بارگاہ ہین چلے گئے فرمایا یہی عرض کیا جو کہ
آپ سے عرض کیا اور عرض کیا کہ ہین عنقریب آکر اس امر کا فیصلہ کیے دیتا ہون اور یہ میری
طرف سے آپ بھی اور آپ بھی صاحبقران سے عرض کردین کہ ہین مجبور ہون کہ چند امر ایسے
درپیش ہین کہ ہین انکو موقوف نہین کرسکتا ہون کہ یہان قیام کرکے آپ سے فیصلہ کرلون انشاءاللہ
اُنسے فراغت کرکے جو حاضر ہونگا تو بدون فیصلہ نجاونگا مجکو خود بار بار انکار کرنا گوارا معلوم
ہوتا ہی کیونکہ بزرگ تو اصرار کرے اور ہم انکار کرین یہ بالکل خلاف مردی ومروت کے ہی
مگر ضرورت سے مجبور ہون اب آپ بار بار اصرار فرماکر مجکو محجوب نفرمائین اور کوئی ذکر
کرین خواجہ نے فرمایا کہ ہین عرض کردونگا کہ انکو فی الحال آنے سے انکار ہی اور آپکے ہمراہ
قصہ پیدا کار ہی نقابدار نے کہا کہ یہ کیا آپ فرماتے ہین بھلا ہین اُن سے مقابلہ کرسکتا ہون صرف اپنے
دل کا حوصلہ نکال لونگا مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک + ہین اصلی اصلی حالت عرض کرچکا ہون
کل بوقت سحر یہان سے کوچ کرونگا گو یہانکی آب وہوا ہمکو بہت پسند آئی دوسرے قدمبوسی صاحبقران
جہان پناہ کا بہت اشتیاق ہی مگر کیا کرون یہان ایک روز جو قیام کیا سیکڑون کام ہرج ہو
گئے کیا چارا ہی اسی طور سے ملاقات ہونی مقدر تھی اگر ہین نہوتا تو کفار بارگاہ لیجاتے اگر یہان قیام
نہوتا تو آپ کی قدمبوسی کیونکر حاصل ہوتی پس سبب تھا یہان کے قیام ہونے کا یہ کل امر وہ جاتے
جو اسکو منظور ہوتا ہی وہ بندے کے حق ہین کرتا ہی آیندہ اسکا مقدر رہنیدہ تو ہر وقت مجبور ہوا جارہا ہی

اسکا کیا اختیار ہے کسی وقت اُسکے حکم کے خلاف نہین ہو سکتا ہو جو ہی ہوتا ہے یہ جو نقابدار نے کہا کہ مین نہین کہہ سکتا ہون خواجہ نے اسکے جواب دیا کہ اب کب آئندہ کا اتفاق ہوگا نقابدار نے جواب دیا کہ جب منظور خدا ہوگا خواجہ نے کہا کہ پھر یہی جواب جو کہ آپنے فرمایا صاحبقران کی خدمت مین عرض کر دیا جاے نقابدار نے کہا کہ جی ہان ابکی مرتبہ جو مین آؤنگا تو ضرور اسکا فیصلہ ہو جاے گا یہ کہکر نقابدار نے اُس مطرب کی طرف دیکھا وہ گانے لگا اُسنے یہ غزل شروع کی

غزل

یہ غزالتی ہے لیلی تیرے دیوانہ کو ۔ تنگ کرتا ہے تجھے یار کے گھر جانے کو
شہر مین اپنے یہ لیلی نے منادی کر دی ۔ کوئی پتھر نہ مارے مرے دیوانے کو
آپ ہی بیٹھا ہے دل اب اسے بہلانے کو ۔ خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو
ناصحا آگ لگے اس تیرے سمجھانے کو ۔ وہ کچھ سمجھے جو عاشق بیدل کی نہین

ابھی چار پانچ شعر اس غزل کے جو گانے کے محفل کا اور رنگ ہوا مگر وہ طلب نہوا ہوکہ سیوٹی لڑکی کے وقت مین ہوا تھا جب وہ غزل گاچکی خواجہ خاموش بیٹھے سنا کیے سینا گانا موقوف ہوا تو خواجہ نے شہنشاہ سے کہا کہ اب مین جاتا ہون اور جو نقابدار نے فرمایا ہے مین بوقت سحر صاحبقران سے گذارش کر دونگا یہ جو خواجہ نے کہا شہنشاہ پھر متوجہ ہوے طرف نقابدار کے اور کہا کہ یہ رقعہ ملاحظہ ہو جو الدبزرگوار نے بنام اس خاکسار کے تحریر فرمایا ہے اور مین پھر عرض کرتا ہون کہ بارگاہ مین تشریف لیچلیے چونکہ صاحبقران رجہان پناہ کو آپ کا بہت اشتیاق ہے اُسکے بعد آپ کو اختیار ہے صرف لشکر چلے آئیے گا لشکر کو اسی مقام پر رہنے دیجیے کل بوقت سحر میرے ہمراہ تشریف لے چلیے اور ملاقات کر کے چلے آئیے اور سہ پہر کو یہان سے کوچ فرمائیے نقابدار نے جواب دیا کہ مین آپ سے عرض کر چکا ہون آپ بار بار ارشاد کرتے ہین مین نہایت اور شرمندہ ہوتا ہون کیا کرون سخت مجبور ہون ورنہ کبھی نہ انکار کرتا میرے قصور کو معاف فرمائیے اور مین نے رقعہ بھی دیکھا کیا عرض کرون کہ جو مشکل درپیش ہوئی ہے میری تو وہ حالت ہے اگر گو یم مشکل و گر نہ گو یم مشکل اگر مین خلاف آپکے فرمانے کے کرتا ہون تو آپ ناخوش ہوتے ہین اگر آپکے ارشاد پر عمل کرتا ہون تو کل کام ملتوی رہے جاتے ہین بس مین یہ عرض کرتا ہون کہ ابکی جو مین حاضر ہونگا تو ضرور قدمبوسی سے مشرف ہونگا بس میری یہی عرض ہے اسکو قبول فرمائیں شہنشاہ نے جواب دیا کہ جو مرضی ہو ہے آپ ہمراہ چلے مین بھی صاحبقران سے عرض کر دونگا خواجہ نے کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون شہنشاہ نے کہا کہ میری راے تو یہ ہے کہ آپ بھی یہان تشریف رکھین بوقت سحر بہ اطمینان ہم اور آپ سب کے سب روانہ ہون گے خواجہ نے کہا کیا خوب یہ تو وہ مثل ہوئی کہ مان نہ مان مین تیرا مہمان آپ تو صاحب خانہ ہو گئے ہین کہ ہر ایک کو روک سکتے ہین مجھکو کیا ضرورت ہے کہ مین کسی کا مہمان ہون یہ مہمانی آپ کو مبارک رہے خواجہ نے جو یہ کہا نقابدار نے اُسکے جواب مین کہا کہ یہ خانہ بے تکلف ہے اور مین نے آپ کو اپنا بزرگ تصور کیا ہے آپ کو اختیار ہے جسکو چاہین مہمان کرین جسکو چاہین نہ کرین مین ہر طرح خوش ہون کیونکہ آپ میرے مہمان ہین مہمان کی خاطر ہر طرح منظور کرنا لازم ہے اور مین بھی آپ کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ آج میرے غریبخانہ کو اپنے قدم کے نور سے منور فرمائیے آپکے ہونے سے برکت ہوگی محفل کا اور رنگ ہوگا کیونکہ آپ بزرگ ہین اور بزرگون کا محفل مین ہونا ایک موجب برکت ہوتا ہے خواجہ نے جواب دیا کہ یہ تو بہت بجا ارشاد ہوا اگر مین کیونکر قیام کرون اگر آپ قبل سے یہ ارشاد کرتے کوئی عذر نہ تھا جب شہنشاہ نے فرمایا تو آپ نے بھی بطور خوشامد سازی کے صلاح کی نقابدار نے کہا کہ مین قسم کھا کر عرض کرتا ہون کہ مین خود عرض کرنے والا تھا کہ انھون نے آپ سے فرمایا پھر میری خطا کو معاف فرمائیے اور آپ کو قسم ہے اسی پیدا کرنے والے کی کہ جس نے مجھکو اور آپ کو

اور جام و مینا کو طلب کیا اور قسم ہے آپ کو صاحبقران کی کہ آپ اسوقت تشریف نہ لیجائیں یہاں تشریف
رکھیں جو مجھ سے آپ کی خدمت ہو سکے گی میں بجا لاؤنگا یہ جو نقابدار نے کہا اور قسم دیکا خواجہ مجبور
ہو گئے اور کہا کہ خیر آپ قسم دیتے ہیں میں بیٹھا رہونگا یہ کہکر خاموش ہو رہے کہ وہ مطربہ انگشت نما بیٹھنے لگی
اب کوئی رات تیسرے پہر کے آئی ہے کہ نقابدار نے فرمایا اور طائفہ طلب کیا جائے اسکو گاتے ہوئے
بڑا اثر پیدا ہوا اور ساقی سے اشارہ فرمایا کہ سب کو مئے ناب پلا ساقی نے جام لبریز کر کے دینا شروع کیا
ساغر گردش میں آیا سب نے نوش کئے کہ اتنے عرصہ میں دوسرا طائفہ آیا وہ طائفہ جو کہ گا رہا تھا چلا گیا
اسکی نوبت آئی تا سحر یہی شغل رہا کہ اور صبح سپید کی تجلی افق مشرق سے ظہور کرنے لگی سلطان فلک
طرف شاہ خانہ مغرب کے روانہ ہوئی تیغ اپنے سارنگ زنداں سے اور عابد سحر کی عبادت خانہ مشرق
سے آمادہ شروع ہوئی تمام عالم نور سے پر نور ہو گیا ظلمت شب دیجور مبدل بروشنی روز ہوئی
موذنوں نے مساجد میں جا کر اذان شروع کی صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی وہ نسیم سحری کا جھونکا چلنا
وہ گلہائے رنگا رنگ کا کھلکھلا کر ہنسنا باغوں سے بادصبا کا معطر ہو کر آنا ہر ایک کے دماغ کو
بسانا روح کو تازہ کرنا بلبلوں کا گلوں کو دیکھ دیکھ کر خوش ہونا گلوں کے رخسار سے بوسہ لینا طائران باغ
کا شاخ اشجار پر بیٹھ کر حمد الٰہی کرنا وہ آب نہر کا سبب رنگ دھوپ کے طلائی رنگ ہونا باغوں کا
تو یہ عالم تھا حالت صحرا یہ تھی کہ کوسوں سبزہ سے صحرا زمرد گون معلوم ہوتا تھا گلہائے خودرو کھلے ہوئے
تھے انکی خوشبو سے تمام جنگل مہک رہے تھے کسی طرف لالہ کی بہار کسی جانب اشجار صید دار کی قطار
کسی سمت کو ٹیلے اشجار نوع بنوع کے پھول کھلے ہوئے طائران صحرائی درختوں پر
بیٹھے ہوئے ہزار ہا زبانی حمد باری کر رہے ہیں صحرا کے ہر طرف ایک طرفہ بہار ہے اشجار بسبب کثرت
اثمار کے زمین سے لگے ہوئے لیتے تھے گویا دوگانہ سحری ادا کر رہے تھے ہر مرتبہ سجدہ شکر کرتے تھے نسیم
سحری جو چلتی تھی ہر برگ درخت سے حمد خالق کی صدا آتی تھی غنچے بسبب خنکی سحر کے مسکراتے تھے
ہر طرف ایسا عالم بہار تھا جوبن صحرا پر ابھار تھا یہ عالم تھا بحسب شعر صادق آگیا ہے کہ از زمین تا دیدہ
وحدہ لاشریک لہ گویا + دیگر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار +
جانور اپنے اپنے مقام پر سے مثل آہوان صحرائی و جنگل گاسے نکل کر چرائی میں مصروف تھے
یہ تو ادہر کی حالت تھی ادہر محفل نقابدار میں شمعوں سے موم و کافوری کا رنگ بدلا ہوا تھا زرد ہو
رہی تھیں جھلملا رہی تھیں صدائے اذان آئی نقابدار نے محفل کے برخاست ہونے کا حکم دیا اور
پانی واسطے وضو طلب کیا طائفہ رخصت ہو کر چلے گئے خادموں نے پانی لا کر حاضر کیا تھا وضو کے
پیچھا سب نے وضو کیا نماز سحر بدل جمع قلب ادا کی ہر ایک وظیفہ میں مصروف ہوا بعد
فراغ وظیفہ سجادہ پر سے اٹھے ادہر نقابدار نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر طیار ہو اب ہم طرف اپنے
منزل مقصود کے کوچ کریں گے یہ حکم دینا تھا کہ اسی وقت لشکر میں کمر بندیاں ہونے لگی اسنے
اپنے لشکر کو چلتا رہنے کا حکم زبانی ایک سردار کے دیا وہ لشکر بھی طیار ہونے لگا یہاں نقابدار
نے شہنشاہ سے کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں انشاء اللہ پھر حاضر ہونگا جو کچھ خطا ہوئی ہو وہ
معاف فرمائیے کوئی [illegible] سمجھا نہیں ہے شہنشاہ نے جواب دیا کہ میں خود اس امر کا امیدوار
ہوں کہ میری کوتاہی کو آپ خود معاف فرمائیں واقعی کوئی [illegible] رکھا ہیں ہم
لوگوں کی کہ ہر وقت جنگ و پیکار میں بسر ہوتی ہے حریف سے مقابلہ رہتا ہے یہ جو شہنشاہ نے کہا

نقابدار نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا یہ بھی میرا اقبال ہے یہ کہکر باہم ملے اُسکے بعد نقابدار اسد سے
ملے اور کہا کہ آپ بھی میرے کہنے سننے کو معاف فرمایئے اسد ثانی نے جواب دیا کہ آپ خود معاف
کریں نقابدار نے جواب دیا کہ میں نے تو معاف کیا ایسا تو آپ نے میری نسبت کچھ کہا نہیں ہے مگر
گریبان مجھ سے بہت بڑا گناہ ہوا ہے اُسکو معاف فرمایئے اسد نے جواب دیا کہ معاف کیا اُسکے بعد خواجہ
نے کہا کہ میں اب آپ سے رخصت ہوتا ہوں خواجہ نے جواب دیا کہ آپ کے رخصت ہونے سے صدمہ
ہوتا ہے نقابدار نے جواب دیا کہ میں بہت جلد حاضر ہونگا میری طرف سے صاحبقران کی خدمت میں و
بادشاہ کی حضور میں آداب عرض فرمایئے گا اور عرض فرمایئے گا کہ میری گستاخی کو معاف فرمایئے کہ میں نے
آپ کے ارشاد کے خلاف کیا اگرچہ مجبور تھا جب نقابدار سب سے مل چکا تو خادم سے فرمایا کہ ایک کشتی
ایک خلعت کی حاضر کرو وہ کشتی لے کر حاضر ہوا خواجہ کو نقابدار نے خلعت دیا اور دو ہزار روپیہ
دیا خواجہ اسکو لیکر بہت خوش ہوے پس سب نقابدار سے رخصت ہو کر طرف لشکر کے روانہ ہوے
راہ میں شہنشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ یہ نقابدار بہت مروت والا خلیق ہے اسد ثانی نے
کہا کہ میں نے کیا کیا کہا مگر کچھ برا نہ مانا خواجہ نے جواب دیا کہ یہ مرد صاحب خاندان معلوم ہوتا ہے شہنشاہ نے
فرمایا کہ مجکو تو محبت ہو گئی ہے ایسی الفت ہے جیسے بھائی کو بھائی سے ہوتی ہے گرچہ صدمہ نقابدار کے
جانے کا مجکو ہوا ہے وہ کسی کو نہوگا خواجہ نے جواب دیا کہ سچ ہے مجکو بڑا رنج ہوا نقابدار نے
مجکو بہت کچھ دیا اسکی سخاوت کی کیا تعریف کروں یہ سخاوت کسی میں نہیں ہے شہنشاہ نے جواب دیا
کہ واقعی امر درست سچا سا ہے ایسی ایسی باتیں کرتے ہوے لشکر اسد میں آئے اسد لشکر میں جا آیا لشکر
لیکر نقابدار اسد و شہنشاہ و خواجہ لشکر کو لیکر بارگاہ طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوے یہ تو اُدھر
جاتے ہیں ادھر نقابدار اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا جہاں پر موقع ہوگا نقابدار تو اپنی
منزل مقصود کو جاتا ہے اسکو راہ میں رکھا جاتا ہے ادھر لشکر میں صاحبقران و دیگر سردار و بادشاہ آکر
بیٹھے دربار آراستہ ہوا کہ وہ ہرکارے آکر حاضر دربار ہوے مجرا کیا اور عرض کیا کہ ہم غلاموں نے
خدمت میں شاہزادے کی حاضر ہو کر جو کچھ حضور نے ارشاد کیا تھا عرض کیا اور نقابدار سے بھی کہا نقابدار
نے جواب دیا کہ میری طرف سے آداب دونوں صاحبوں کی خدمت میں عرض کرنا اور عرض کرنا کہ میں
مجبور ہوں ورنہ میں ضرور بہ حاضر ہوتا جو کچھ مجکو عرض کرنا ہے میں شہنشاہ سے عرض کر دونگا وہ آپ سے
کہدینگے مجکو معاف فرمایئے صاحبقران یہ سنکے خاموش ہو رہے مگر صدمہ ہوا اہل دربار سے فرمایا کہ
خواجہ کل سے گئے ہیں تو ابھی تک نہیں آئے ہیں نہ معلوم کیا گذری اُن ہرکاروں کو خلعت دے کر
رخصت کیا اور فرمایا کہ جاؤ خبر لاؤ کہ کیا گذری اُن ہرکاروں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ جب نقابدار
نے بارگاہ لیکر اپنے لشکر کے حوالے کر کے طرف اپنے لشکر کے روانہ کی تھی راہ میں اسد ثانی نے
آکر اُن سب کو زخمی کر کے بارگاہ لے لی اور اُن کو شکست دے کر بھگا دیا ہم سب لوگ اُس وقت
لشکر میں تھے شاہزادے سے حضور کا نام عرض کر رہے تھے چنانچہ جب نقابدار کو خبر ہوئی تھی وہ
اُسی وقت روانہ ہوا اُس مقام پر پہنچکر اسد ثانی سے مقابلہ کیا اسد ثانی کو زیر کر لیا
تھا کہ شاہزادے ہمارے اُس مقام پر پہنچے اُنھوں نے پہچانا نقابدار کو منع کیا آخر
کو ملاقات ہوئی اسد ثانی سے حال دریافت کیا اُنھوں نے فرمایا کہ میں تو سب
صاحبقران میں کل حال عرض کر دونگا اب وہ سب کے سب لشکر نقابدار میں گئے

وہان دعوت ہوگی یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا تھا کہ خبر لاؤ یہان دربار جمع ہی لقا بدار کی طرف
ہو رہی ہی ہرکارے ادھر کو روانہ ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ گرد اُڑی اور وہ گرد روشن ہوئی
اُس گرد سے لشکر اسد و اسد ثانی مع شہنشاہ و خواجہ چلے آتے ہین بارگاہ بھی ہمراہ ہی یہ خبر
لیکر ہرکارے روانہ ہوئے حاضر دربار ہوکر عرض کیا کہ خداوند اسد ثانی و شہنشاہ و خواجہ مع
بارگاہ کے تشریف لاتے ہین قریب لشکر آ چکے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ لقا بدار بھی ہمراہ ہین انہون
نے عرض کیا کہ جی نہین وہ تو نہین ہین یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ چند سردار ہمارے استقبال
تشریف لیجائین اور استقبال کرکے لائین پس اُسی وقت چند سردار روانہ ہوئے اور راہ مین آکر
ملاقات کی سب ہمراہ لیکر داخل لشکر ہوئے لشکر اسد ثانی ایک طرف اُترا بارگاہ کا اثالہ ایک طرف
رکھا گیا شہنشاہ اسد کو لیکر داخل بارگاہ ہوئے شہنشاہ نے بڑے ادب سے صاحبقران و بادشاہ
کو سلام کیا و دیگر عزیزون کو اُسکے بعد اپنے مقام پہ آکر بیٹھے اسد ثانی نے بھی سب کو سلام کیا اسد کو
وہی جگہ ملی جہان ہمیشہ اسد اول تشریف رکھتے تھے اسد کے قایم مقام ہوئے خواجہ اپنی کرسی پر بیٹھے
دربار آراستہ ہوا کہ شہنشاہ کی طرف صاحبقران متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا واقعہ گذرا شہنشاہ نے اول سے
آخر تک کل حال بیان کیا اور جو کچھ لقا بدار نے پیام دیا تھا وہ بھی بیان کیا صاحبقران یہ سنکے بہت
ہنسے کہ کیا خوب جو کوئی آئیگا یہی سوال کرے گا کہ اثانہ صاحبقرانی دیا جاے ہم صاحبقران ہین مین
کہان تک ہر ایک کو دونگا خیر اب کی جو لقا بدار آئیگا تو مین ضرور مقابلہ کرونگا اور صاحبقرانی کا امتحان
ہو جائیگا جیسے معلوم ہو جاے گا جو خدا کو منظور ہوگا اور معلوم ہوا کہ یہ انکا قصہ ہی یہ فرما کر اسد کی
طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے اسد ثانی تم اپنی حالت بیان کرو تمھارا ادھر کیونکر آنا ہوا کیونکہ تم تو
صاحبقران کے ہمراہ گئے تھے راہ سے کیون چلے آئے یہ جو صاحبقران نے سوال کیا تو اسد
کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور کہا کہ کیا عرض کرون کہ کیا واقعہ گذرا اگر مین عرض کرتا ہون جس وقت
اسکا حال یاد آتا ہی تو قلب کو صدمہ ہوتا ہی خداوند کریم نے اپنا فضل کیا ورنہ مثل میرے سب زندہ ہون
صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کیا کہا کچھ بیان تو کرو اسد نے کہا کل حال یہ ہی کہ جب صاحبقران سب کو
ہمراہ لیکر طرف خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے تو ایک صحرا مین پہونچا وہان ہم سب نے بحکم صاحبقران
قیام کیا کیونکہ وہ صحرا بہت پر فضا تھا رات کو ہر ایک نے خواب دیکھا بوقت سحر سب نے صاحبقران کے
روبرو بیان کیا اب جو دیکھا تو ایک ہی خواب تھا اسد نے وہ خواب بیان کیا صاحبقران سن کے بہت
متفکر ہوئے اے صاحبقران جب صاحبقران ثانی نے وہ خواب سنا اور ہر ایک نے اپنا اپنا خواب بیان
کیا تو صاحبقران نے بھی اپنا خواب بیان کیا انکا بھی خواب مثل ہم سب کے خواب کے تھا پس اُسکے
بعد یہ تصور کرکے کہ خواب خیال ہی کوئی اسکا اثر نہوگا وہان سے کوچ کیا اور ایک صحرا مین پہونچے وہ صحرا
پُر فضا تھا وہان قیام کیا رات کو تمام صحرا مین آگ لگ گئی تمام صحرا جلنے لگا سب لوگ متفرق ہو گئے مین
بھی ایک طرف کو مع چند سردارون کے روانہ ہوا ایسی آگ مشتعل تھی کہ ایک کو دوسرے کے حال کی خبر
نہ تھی کہ کیا ہوا تمام سردار پریشان ہوگئے انکا تو حال مجھے معلوم نہین کہ کیا اُنپر گذری آیا زندہ رہے یا
انتقال کیا جب مین آگ سے نکلا اور ایک طرف کو روانہ ہوا مین نے قصد کیا کہ دوسری سمت کو جا کر
سب کی خبر لون مگر جرأت نہوئی جدھر گیا آگ کو افروختہ پایا آخر کو سب کو سپرد خدا کرکے ایک طرف
روانہ ہوا راہ مین کئی قلعہ فتح کرکے یہ لشکر جمع کیا مگر بڑا صدمہ تھا اس صدمہ کے سبب سے کئی دن تک

غرض ناچار آخر کو صبر کرکے اور دل پر جبر کیا اور یہ خیال کیا کہ جس طور سے خدا نے ہمکو بچایا ہے اسی طور سے
اُن سب کی بھی حفاظت کی ہوگی کوئی نہ کوئی سبب اُنکی بھی حفاظت کا مقرر فرمایا ہوگا وہ لوگ بھی زندہ نکلے ہونگے
یہ تصور کرکے میں نے یہ خیال کیا کہ اب آپ کی خدمت میں چلوں چنانچہ وہاں سے جو کچھ لشکر میں نے
بہم کیا تھا اُسکو ہمراہ لیکر ادھر کو روانہ ہوا راہ میں بہت سے واقعے گذرے میں کہاں تک عرض کروں
چنانچہ ایک نیا واقعہ یہ ہے کہ ایک مقام پر پہونچا وہاں ایک لشکر اُترا ہوا تھا ایک قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا
دریافت ہوکیا معلوم ہوا کہ یہ لشکر کفار کا ہے یہ لوگ تصویر پرست ہیں اہل قلعہ خداپرست ہیں کفار نے
قلعہ پر یورش کیا مجکو اُنپر رحم آیا میں نے روز خون مارا بس اسد نے اپنا روز خون و شبخون لشکر زنگار شاہ
پر مارا اور اُنکا یورش قلعہ سے عاجز ہونا اور لشکر کا تباہ ہونا عیار کا عیاری کرکے گرفتار کر لیجانا اسکا قفس میں
بند کرکے قلعہ میں یورش کرنا شہریار کا بصورت فقیر آکر اہل قلعہ کی مدد کرنا اور سب کو قتل کرکے خداپرست
کرنا اہل قلعہ کا آکر مدد کرنا شہریار کا رہا کرنا اور اپنا بدست شہریار رہا ہونا اُن سب کا مسلمان ہونا اہل قلعہ
کا سب کو اندر قلعہ کے لیجانا شہریار کی بڑی تعظیم و تکریم کرنا شہریار کا اپنا تعزیہ ہونا بیان کرنا زبانی شہریار کے
معلوم ہونا کہ رستم ثانی یہ خبر سنکے کہ بدیع الملک کو صاحبقران ثانی صاحبقران لشکر کرگئے ہیں اس غم
و رنج میں فقیر ہوکر کسی سمت نکل گیا اپنا یہ خبر سنکے فقیر ہوکر انکی تلاش میں نکلنا اتفاق سے اُس مقام پر پہونچنا
اسد کا یہ حال بیان کرکے کہنا کہ میں رات بھر اُنکے پاس رہا وقت سحر شہریار تو اُس تکیہ پر گئے جہاں
رقیل شہریار کے چلے گئے ایک فقیر آکر بیٹھا تھا جو کہ سنتے ہیں بالکل مشابہ تھا شہریار سے اُسی نے اُس
ایک کو اسلام آباد کیا میرے خیال میں تو وہ رستم ثانی تھے کسی سبب سے کسی اور طرف چلے گئے ہونگے
چونکہ یہ اُنکی ہمصور رہتا تھے بدین سبب اُنھوں نے اُنکو اُنھیں کے شبہہ میں اپنے ملک میں جگہ دی دوسرے
اُنھوں نے میری مدد بھی کی کہ اس سبب سے اور بھاگ کی تھی جب شہریار تکیہ پر گئے ہیں سب سے رخصت
ہوکر مع اپنے لشکر کے اُنکی تلاش میں روانہ ہوا اس صحرا میں پہونچا شکار کو چلا تھا کہ یہ لوگ ملے جو کہ بارگاہ
لیے جاتے تھے میں نے بارگاہ کو پہچان لیا اُنکو قتل و اسیر کرکے بارگاہ پر قبضہ کیا نقابدار سے مقابلہ ہوا
میں نے دھوکا کیا اُسنے مجکو اُٹھا لیا ورنہ میں ضرور قتل کرتا یا اسیر کرتا اتنے عرصہ میں بھائی صاحب پہونچ
گئے اُنھوں نے پہچان کر نقابدار کو منع کیا اُسنے مجکو چھوڑ دیا گو میرا قصد ہوا کہ میں اُسپر حربہ کروں مگر پاس
بھائی صاحب میں خاموش ہو رہا اُسنے دعوت کی میرا جی نہ چاہتا تھا مگر بھائی صاحب نے مجبور کیا چلا گیا
گو رات میں نے بڑے رنج میں بسر کی اُسوقت مجکو بڑا غصہ آیا تھا جب اُسنے آپ کی نسبت کلام
لاطائل کہے تھے مگر مجبور تھا اگر بھائی صاحب نہوتے تو مزا معلوم ہوتا زبان کو اُسکی قلم کرتا لہذا رات بھر
میں نے بڑے غصہ میں بسر کی وقت سحر وہ تو اپنے کسی طرف روانہ ہوا میں ادھر کو ہمراہ بھائی صاحب کے
آیا جب میں لشکر لیکر آپ کی خدمت میں آنے کیلیے اُس آگ سے بچ نکلا تھا تو یہ خیال کیا تھا کہ کیا تحفہ برائے نذر
لیجاؤں چنانچہ خداوند کریم نے یہ سبب پیدا کر دیا کہ بارگاہ ہاتھ آگئی یہ بارگاہ نذر ہے صاحبقران کے
یہ کل حال سنکے اول تو صاحبقران و دیگر سرداروں کو اس امر کا بڑا صدمہ ہوا کہ معلوم صاحبقران و
باقی لوگوں پر کیا گذری اُس آگ سے زندہ نکلے یا نہیں اور نکلے تو کون کون سلامت رہا پھر یہ خیال
ہوا کہ وہ خالق ہے جسکی آئی ہوگی وہ جل گیا اور جسکی قضا نہوگی وہ مثل اسد سلامت نکلا ہوگا تھوڑے
عرصہ تک سب اہل دربار خاموش ہو رہے عالم رنج و غم طاری ہوا کہ صاحبقران نے فرمایا کہ
میں نے سب کو سپرد خدا کیا اگر زندگی ہوگی تو سب سے ملیں گے اب مجکو لازم ہے کہ بہت جلد مسلم

نہ طاق سے فوت کرکے اور جو بلاد کفرستان ہون انکو اسلام آباد کرون اور جب فرصت ہو جائے تو
مین بھی طرف خانہ کعبہ کے تشریف لیجاؤن اور دونون صاحبقرانون سے شرف ملازمت و قدمبوسی حاصل
کرون لیکن یہ واقعہ سنکے میرا دل بہت پریشان ہوا کیونکہ یہ خبر ایسی ویسی نہین ہی کہ مین سنکے خاموش
ہو رہون گو مجکو لازم ہی کہ مین اسکا بہت بڑا صدمہ کرون مگر مجبور ہون کہ اگر مین اس خبر کے دریافت
کرنیکے لیے ہرکارے روانہ کرون اور جب تک خبر نہ آلے تو مین اسی مقام پر رہون مگر کیا
کرون کہ ایسی مہم مین مبتلا ہون خیر عالم مجبوری ہی یہ کہکر صاحبقران خاموش ہو رہے کہ جب اسد نے یہ
بیان کیا کہ رستم ثانی و شہریار فقیر ہوکر نکل گئے رستم ثانی کا تو پتہ نہین ہی اور شہریار فقیر
ہوکے شہر زرین حد مین ہین یہ سنکے بہت بڑا صدمہ ہوا اور اہل دربار سے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ
اب ہم لوگون پر ادبار آیا ہی کیونکہ صاحبقران کی یہ خبر آئی فورًا انکو سپاہ سے رستم ثانی و شہریار کی یہ کیفیت
سننے مین آئی کہ نہ معلوم وہ کہان چلے گئے ہین اب صدمہ پر صدمہ ہوتا ہی کہ بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ زادون
کو طلب فرماکے ان سب کی خبر دریافت فرمایئے کہ کیا گذری اور ان سب سے ملاقات ہوگی یا نہین
یہ جو بادشاہ نے فرمایا پس اسی وقت خواجہ زادے طلب ہوئے آئے صاحبقران نے تعظیم فرمائی صاحبقران
و بادشاہ کو انھون نے مجرا کیا انکے واسطے جو کی حاضری تھی وہ چوکی پر آکر بیٹھے صاحبقران سے عرض
کیا کہ کیون حضور نے طلب کیا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ زادہ یہ دریافت تو فرمایئے کہ صاحبقران کا
مزاج کیسا ہی اور کس طرح ہین انھون نے عرض کیا کہ یہ تو معلوم ہوسکتا ہی کہ مزاج کیسا ہی مگر یہ نہین ثابت
ہوسکتا ہی کس طور سے ہین ہان حیات و عدم حیات کی خبر دریافت ہوسکتی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو معلوم
ہوسکتا ہی کہ ملاقات ہوگی یا نہین انھون نے جواب دیا کہ یہ معلوم ہوسکتا ہی پس صاحبقران نے فرمایا
کہ ملاحظہ فرمایئے انھون نے قرعہ پھینک کر اور خانون اور ستارون کا شمار کرکے حکم نکالے اور بعد
بہت غور و فکر کے سر اٹھا کر کہا کہ صاحبقران ثانی بہت اچھی طرح ہین کسی قسم کا ضرر انکو نہین پہنچا ہی
وہ اپنی منزل مقصود پر پہونچ گئے ہین ملاقات ہوگی مگر ہم لوگ یہ نہین مقرر کرسکتے ہین کہ کب ملاقات
ہوگی یہ امر خدا پر منحصر ہی جب اسکو منظور ہوگا آپ اطمینان رکھین کچھ فکر نہ فرمائین صاحبقران نے
خواجہ زادون سے سنکے فرمایا کہ یہ واقعہ صاحبقران پر گذرا ہی انھون نے عرض کیا کہ جی ہمارے
طریقہ سے کسی قسم کا انکو ضرر نہین محسوس ہوتا ہی خانہ حیات برقرار ہی اور ملاقات بھی آپ سے
ضرور ہوگی اسکے بعد صاحبقران نے فرمایا کہ یہ ملاحظہ فرمایئے کہ رستم ثانی و شہریار سے بھی ملاقات ہوگی
کیونکہ وہ دونون صاحب فقیر ہوکر نکل گئے ہین خواجہ زادون نے احکام نکال کر عرض کیا کہ انسے
بھی ملاقات ہوگی اور بہت اچھی طرح ہوگی وہ لوگ بڑے جاہ و حشم سے آکر ملینگے انکے ہمراہ بہت سے
لوگ شریک ہونگے آپ فکر نہ فرمائین اس سے زیادہ ہم کچھ عرض نہین کرسکتے ہین بموجب مصرعہ حال غیبی
کسے [illegible] اند بجز پروردگار وہ عالم الغیب ہی اسکو معلوم ہوگا خدا اسکی مصلحت بہتر ہوگا وہ بیشک ایسا کا
یہ طریقہ ہی جو نکالا وہ ہمنے عرض کیا صاحبقران نے فرمایا کہ بہت بجا ارشاد ہوا درحقیقت یہی امر ہی فرماکے
انکو خلعت دیا وہ رخصت ہوکر اپنے مقام پر گئے اسد ثانی کو صاحبقران دو جگہ تعزیت دینے لگے
سے لگایا اور انکا شکریہ ادا کیا کہ وہ بارگاہ لایا اور یہ صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے سب کو صبر و خدا
کیا جب اسکو منظور ہوگا اسکے ملاقات ہوگی اسکی مصلحت مین کیا چارہ ہی اگر ہم مرجاتے تو کیا ہوتا مگر صاحبقران
کو ان دونون امرون سے بہت بڑا صدمہ ہوا تھا مگر بمصلحت وقت اسکو رفع کیا اس خیال سے

اگر مین ظاہر کردونگا تو یہ ہوگا کہ تمام لشکر بیدل ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ اپنے دل پر جبر کرو اور خدا پر نظر رکھو
مسبب الاسباب ہی ہر امر کا کوئی سبب پیدا کرتا ہی خدا اسکی مرضی ہوگی وہ ہوگا یہ خیال فرماکے حکم دیا
کہ کوئی جا کر خبر لاے کہ جزیل بن عادی و نعادل کیسے ہین کیونکہ کل سے کوئی انکی خبر نہین معلوم ہوئی
انکے زخم کیسے ہین کوئی خبر تو لاے کیونکہ میرا قصد ہی کہ مین کسی کو پھر بارگاہ دیکر طرف صحرا بھیج
کے روانہ کرون کیونکہ اب تعجیل ہی یہ جو حکم دیا فوراً ایک چوبدار طرف انکے خیمہ کے روانہ ہوا یہان
کا حال سنئے کہ جب یہ لوگ بنہ عاد مین جزیل و نعادل انکو لیکر بارگاہ صاحبقران مین آے تھے
صاحبقران نے انکے رو برو دوا لگائے اور حکم دیا تھا کہ انکو شفا خانہ شاہی مین سے جاکر انکے خیمون
مین جراح سرکاری آکر دیکھ لیا کریگا چنانچہ وہ لوگ انکے خیمون مین لاے تھے یہان آکر انکو ہوش آے
بادشاہون سے حال پوچھا انھون نے کل حال بیان کیا بڑا افسوس کیا جراح نے جو تیغ بتائی تھی وہ دی
گئی گو زخم کاری تھے اگر جرات کرکے کھڑے بیٹھے کہ پھر جراح نے آکر زخم دیکھا پٹی چڑھائی
اسکے بعد چلا گیا ان دونون نے ایک ہی خیمہ مین وہ رات بسر کی صبح ہوئی آج انکا زخم بہت اچھا ہے
امید یہ ہی کہ دو ایک دن مین غسل صحت کرینگے کیونکہ جو مرہم ہین وہ اکسیر کا خواص رکھتے ہین دو ہی دن
مین یہ نوبت ہوئی کہ امید زخم کے اچھے ہونے کی ہوئی جراح آیا تھا زخم دیکھ رہا تھا کہ چوبدار آکر پہونچا
اور کہا کہ صاحبقران نے آپکے امزاج کی حالت دریافت فرمائی ہی انھون نے عرض کیا کہ عرض کر دیجئیگا
کہ غلام بہت اچھے ہین کوئی امر خرابی کا نہین ہی کل پرسون تک ہم حاضر خدمت ہونگے یقین ہی کل تک
اور زخم اچھے ہو جاوینگے چوبدار یہ سنکے دربار مین آیا جو انھون نے عرض کیا تھا وہ کہا صاحبقران نے
یہ سنکے فرمایا کہ شکر ہی اب تمام انتظار کرون جام شربت و خلعت و زاد راہ حاضر کرو مین کسی کو بارگاہ دیکے
طرف صحرا بھیجکے روانہ کرونگا جبتک وہ لوگ اچھے ہو جائینگے مجکو دیر کرنا منظور نہین ہی اگر مین
یہ خیال کرون کہ جب ان دونون صاحبون کے زخم اچھے ہولین تو مین یہان سے روانہ ہون تو بڑا
عرصہ ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ کسی اور کے ہمراہ بارگاہ روانہ کرون لیکن انکے نائب کے جب وہ اچھے
ہون پھر اپنے کام پر آئین یہ عہدہ انسے لیا نہین جاتا ہی یہ جو صاحبقران نے فرمایا اسی وقت کل اشیاء
حاضر کی گئین صاحبقران نے اہل دربار کی طرف دیکھکر فرمایا کہ مین ایک بہادر چاہتا ہون کہ بارگاہ کو لیکر
طرف صحرا بھیجکے جاے اور مین بھی اسکے عقب مین مع لشکر آتا ہون پوری بات منھ سے نکلی تھی کہ اسد
ثانی اپنے مقام پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور جام پی لیا خلعت اٹھاکر پہن لیا تلوار کمر سے لگائی اور عرض کیا
کہ یہ غلام بارگاہ لیکر جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم آج ہی آئے ہو تمکو کیا ضرورت تھی کہ تم اپنے
مقام پر سے اٹھتے جلدی کی اور چلا جائیگا تم اپنے مقام پر بیٹھو اسد ثانی نے عرض کیا کہ یہ غلام ضرور
جائیگا کیونکہ یہ طریقہ ہی لشکر صاحبقران کا کہ جسنے جو قصد کیا پھر اس سے کوئی نہین پھر سکتا ہی نہ اسکو
صاحبقران منع کرتے ہین جس امر کا جسنے قصد کر لیا وہ اسکے ذریعہ سے نکلا کیا کوئی نیا طریقہ آپ نے
ایجاد کیا ہی کہ آپ فرماتے ہین کہ تم جاکر اپنے مقام پر بیٹھو کوئی اور بارگاہ لیجائیگا یہ تو نیا طریقہ معلوم ہوتا
ہی مین نے تو جو قصد کر لیا وہ تو ضرور کرونگا دوسرا امر یہ ہی کہ بارگاہ بھی مین ہی چھین کر لایا ہون
یہ کیسے ہو سکتا ہی کہ مین نے قصد کیا اور پھر مین اپنے قصد سے باز آؤن اور دوسرا کوئی جاے مین
اپنی جان دیدونگا یہ جو اسد نے تقریر کی صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ مین منع نہین کرتا ہون اسلیے
اس خیال سے کہا کہ تم تھکے ہوے ہوگے بیٹھنے سے پھر اٹھ کھڑے ہو راحت سے نہین بسر ہوئی ہی

دو ایک دن تو آرام کر لو تاکہ اس خیال سے کہ تم کمزور ہو یا اسکی لیاقت نہیں رکھتے ہو نہیں نے کوئی نیا
طریقہ ایجاد کیا ہو تمکو کوئی نیا قانون وہی طریقہ ہے وہی قانون ہے جو کہ قبل سے تھا میں منع نہیں کرتا ہوں
یہ جو صاحبقران نے فرمایا اسد نے سلام کیا اور بادشاہ کو مجرا کرکے پھر دن بارگاہ آیا اسی وقت
بوق کو دم دیا تیسری مرتبہ کی صدا میں تمام لشکر طیار ہو گیا گو ابھی لشکر نے کمر نہ کھولی تھی کہ پھر کمر بندی
ہو گئی جب لشکر طیار ہو گیا یہ لشکر میں آیا بارگاہ کا لیکر مع اپنے لشکر کے طرف صحرا یہہ کے روانہ ہوئے
انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے بعد انکے جانے کے صاحبقران نے حکم دیا کہ کل ہم یہاں سے کوچ
کریں گے کل لشکر طیار رہے جو حکم صاحبقران نے دیا منادی نے ندا کی تمام لشکر کو معلوم ہوا کہ کل یہاں سے
سفر ہوگا اسباب تو ہر ایک کا بندھا ہوا تھا کیونکہ یہ تو معلوم تھا کہ یہاں سے کوچ ہوگا یہ کوئی مقام قیام نہیں
ہے یہاں تو چند دلبستہ سفر ہونے لگا اول تو سب حالت سفر میں ہیں ادھر بادشاہ نے دربار برخاست
کیا صاحبقران شہنشاہ کو لیکر اپنے خیمہ میں تشریف لائے تمام حال نقابدار کا دریافت کیا شہنشاہ
نے نقابدار کی بہت تعریف کی جرأت کی مروت کی خلق کی حسن کی اور کہا کہ بڑا مرد جری ہے صاحبقران
نے فرمایا کہ افسوس ہے کہ ہم سے ملاقات نہوئی شہنشاہ نے عرض کیا کہ میں نے بہت کوشش کی مگر کیا
کروں اُنھوں نے انکار کیا سوا اقرار نکیا میں لاچار ہو گیا خواجہ سے آپ دریافت فرمالیں صاحبقران
نے فرمایا کہ مجکو یقین ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خواجہ آکر پہونچے صاحبقران نے فرمایا کہ بیان کرو کیا
بیان کرتا ہے پہلے خواجہ نے نقابدار کی بہت تعریف کی اور سخاوت کی تو حد سے زیادہ اُسکے بعد کہا کہ
میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ نقابدار وہ مرد ہے کہ جسکے بشرے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تم سے مقابلہ کر سکے
اتالیقی صاحبقرانی سے لیگا لہذا میری رائے میں یہ ہے کہ اب کی مرتبہ جو آئے تو تم خود اسکو اتالیق دیکے دو
کیا حاصل کہ بیکار کا مقابلہ ہو صاحبقران نے فرمایا کہ نقابدار نے تمکو کچھ رشوت دی ہے کہ جو تم تعریف
کرتے ہو یہ تو کبھی نہوگا تمہاری نصیحت بیکار ہے صاحبقران نے جو یہ جواب دیا تو خواجہ نے کہا کہ یہ
کہا ہے جو کچھ نقابدار نے کہا تھا صاحبقران سے سب بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو سب
شہنشاہ تمہارے آنے کے قبل بیان کر چکے ہیں خیر دیکھا جائیگا جب نقابدار آئے گا ابھی تو وہ موجود
نہیں ہے کہ اُسکی بابت فکر کیجائے اب تو یہ فکر ہے کہ کسی صورت سے صحرا یہہ فتح ہو تو سمندریہ کی طرف
کوچ کیا جائے خواجہ نے کہا کہ آپ نے پیش خیمہ تو روانہ کیا ہے کل خود بھی تو کوچ فرمائیے گا خدا کو
اگر منظور ہوگا جلد فتح ہوگا کیوں اسقدر فکر فرماتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم نے صاحبقران
ثانی کا حال سُنا اُنکی طرف سے دل بہت پریشان ہے گو خواجہ زادوں کے کہنے سے فوری تسکین ہوئی
ہے مگر کوئی انکا قول بایہ یقین کو نہیں پہونچ سکتا ہے مگر مقدر و مصلحت خدا میں کیا چارا ہے جو لکھا ہوا ہے وہ
پیش آئیگا وہ ضرور ملاقات کرائیگا اگر اُسکی مصلحت میں ہے مجکو اسقدر صاحبقران کے حال پر افسوس نہیں
ہے جسقدر رستم ثانی کا حال سُنکے افسوس ہوا کیونکہ وہ بڑا مرد جری اور بہادر تھا اُسنے کبھی کسی مقام پر کمی
نہیں کی اگر انصاف سے دیکھا جائے تو میرا ہم پلہ رہا میری کمر اُسکے سبب سے بہت استوار تھی اُس کے
مانند بہادر لشکر میں کوئی نہیں ہے ہاں جو اُسکے مقابل تھا تو میں تھا میں اُس سے مقابلہ کر سکتا تھا اگر
میں نے طلسم فتح کیا تو اُسنے بھی فتح کیا اگر میں نے کوئی ملک اسلام آباد کیا تو اُسنے بھی اور اس جنگ
میں یہ ہوتا تھا کہ عالم اسلام آباد ہوا جاتا تھا اب اگر میں صاحبقران ہوں تو کیا وہ میرا ہمچشم نہیں ہے اگر وہ
ہوتا تو میں ضرور اُسکو سمندریہ پر روانہ کرتا اور خود طرف نہ طاق کے جاتا کیا کروں دو طرف سے شہر یارہ

نقصان جانے سے اور زیادہ صدمہ ہوا کیونکہ شہریار رستم ثانی سے زیادہ جری اور بہادر تھا مثل ایرج نامدار
کے تھا اسکا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا ہے اسوقت کوئی نہیں ہے میں صاف کہتا ہوں کہ اگر شہریار سے او ر مجھ سے مقابلہ
ہوتا تو میں اسکو زیر نہیں کرسکتا ہوں نہ معلوم ان دونوں صاحبوں کے دل پر کیا گذری جو انھوں نے یہ طرز
اختیار کیا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ دونوں صاحب میرے لشکر میں آتے تو میں ان سے بطور حکومت
نہ برتاؤ کرتا بلکہ جو کام کرتا ان سے صلاح کرکے کیونکہ وہ دونوں صاحب بہت ہی قابل تھے نہ معلوم لشکر شاہ
ہوکر کیونکر ہو گئے ہمیشہ بڑا انقلاب پیدا ہے خدا انکی خیر کرے اور سب کو باہم متحد کرے خواجہ نے جواب دیا کہ دستور یہ
تو ہمیشہ چلا ہی آتا ہے یہاں اسی چلن میں یہ لوگ فقیر ہو کر نکل گئے ہیں کوئی مقام تشویش نہیں ہے پھر کبھی یا دربار میں
فوراً یہ لوگ آئینگے مگر بہت کچھ لشکر لیکر کیونکہ زمانہ اول سے یہ طریقہ جاری ہے کہ جب کوئی اولاد صاحبقران
سے نکل جاتا ہے پھر جو آتا ہے لشکر لیکر آتا ہے خیر ان سب کا جانا تھا یہ جو خواجہ نے کہا صاحبقران نے فرمایا
کہ ان کی ذات سے بہت بڑی امید ہے یہ فرما کے خاموش ہو رہے کہ خواجہ نے عرض کیا کہ میں رخصت ہوتا ہوں صاحبقران
نے فرمایا کہ خواجہ خیال ہے کل یہاں سے کوچ ہوگا خواجہ نے عرض کیا کہ خیال ہے خواجہ رخصت ہوکر اپنے خیمہ میں آئے اور [illegible]
ہوکر اپنے خیمہ میں آئے صاحبقران نے آرام فرمایا یہانتک کہ وہ دن تمام ہوگیا رات ہوئی رات بھی بسر کی صبح صاحبقران بادشاہ
نے دربار نہیں کیا اس خیال سے کہ کل یہاں سے کوچ ہوگا آج سردار آرام سے رات بسر کریں یہانتک آٹھ پہر کی بعد فراغ نماز لشکر میں گجر بجی
ہوئی اور صاحبقران و بادشاہ نے نماز صبح سے فراغت کی بر آمد ہوئے خیمے وغیرہ بار برداری سے سب سردار دل
کا بھرا ہوا لشکر کے پرے سے پیچھے ہر ایک سردار و افسر و عزیز اپنا اپنا لشکر لیکر روانہ ہوا جرنیل کی فوج سر
پر پٹی بندھی ہوئی اپنا لشکر لیے ہوئے ہمراہ تھا اسی طرح سے عادل بھی برابر لشکر جرنیل کے فوج اپنے
لشکر کے تھا صاحبقران اپنے مرکب پر سوار بادشاہ تخت پر جلوہ گر بڑے جاہ و حشم سے لشکر روانہ
ہوا نشان لہراتے ہوئے باجے بجتے ہوئے انکو تو راہ میں رکھا جاتا ہے انکا حال وقت پر مختصر بیان ہوگا
اب حال محراب شاہ میں خامہ فرسائی ہوتی ہے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ محراب شاہ نے یہ
طریقہ مقرر کیا تھا جب اسکا سپہ سالار باران مازندرانی سے مقابلہ کیا تھا کہ کل لشکر کو حکم دیا تھا کہ ہمہ وقت
طیار رہے اور ہرکارے مقرر کیے تھے کہ دم بدم کی خبر دیتے رہیں کہ کیا گذری چنانچہ ایسا ہی ہوا تھا کہ
ہر وقت لشکر طیار رہتا تھا اور ہرکارے دم بدم کی خبر دیتے تھے کہ اسوقت لشکر یہاں پہونچا اور یہ واقعہ
گذرا اسوقت لشکر وہاں پہونچا یہ حال ہوا یہ نوبت تھی کہ آٹھ پہر رات سوتا نہ تھا محلدار کو حکم تھا کہ جب ہرکارے
خبر لیکر آئیں ہمکو خبر کرو اگر اسکے خلاف ہوگا تو ہم سزا دینگے خلاصہ یہ کہ جس دن مقابلہ ہوا تھا ہرکاروں
نے خبر دی تھی کہ آج دونوں لشکر باہم ملینگے اور مقابلہ ہوگا بعد دن گزشت دونوں بارگاہ ہاتھ سے گئی چنانچہ
اس دن محراب شاہ دربار میں مع کل سرداروں کے بیٹھا تھا کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ مقابلہ ہوگیا
یہ بہت خوش ہوا اسنے خیال کیا کہ خدا فتح نصیب کریں کہ دوسرے ہرکارے نے آکر عرض کیا
کہ ایک افسر لشکر اسلام کو آپکے سپہ سالار نے زخمی کیا اب جنگ مغلوبہ ہورہی ہے ہماری ظفر معلوم ہوتی ہے
کہ قریب دوپہر ہرکارے نے آکر خبر دی کہ دوسرا افسر بھی ہاتھ سے سپہ سالار کے زخمی ہوا لوگ اسکو بھی لے کر
نکل گئے ہیں اب صرف لشکر لڑ رہا ہے کوئی دم میں شکست کھاتا ہے محراب شاہ بہت خوش ہوا کہ ہرکارے نے
آکر خبر دی کہ لشکر اسلام نے شکست کھائی بارگاہ پر قبضہ ہوگیا اور سپہ سالار نے بارگاہ طرف شہر کے روانہ
کی ہے اب محراب شاہ نے خیال کیا کہ جب یہ خبر آئے گی کہ لشکر اسلام نے فرار کر لیا اور بیرون شہر بارگاہ
برپا ہے تو میں کل لشکر لے کر یہاں سے کوچ کرونگا مگر دربار برخاست کیا تھا اتنے عرصہ میں ایک ہرکارے نے

آکر خبر دی کہ لشکر اسلام شکست کھا کر اور فرار پر کمر باندھ چکا تھا کہ ایک نقابدار سبز پوش آکر گرا اسنے آکے
بارگاہ پر قبضہ کیا جو لوگ کہ بارگاہ کے پاس تھے انکو قتل کرکے اپنے ملازمون کے ہمراہ بارگاہ کو کسی
سمت کو روانہ کر دی اور خود لشکر حضور سے مقابلہ کرنے لگا بڑا بہادر ہی اسکے ہمراہ لشکر کوئی ساٹھ ہزار
سے زیادہ نہوگا مگر جسپر ہاتھ مارتا ہی اسکے دو ٹکڑے ہوتے ہین لشکر کا انتشار کر دیا ہی ایسی جنگ ہو رہی
ہی کہ کبھی اتفاق نہوئی ہوگی یہ حال دیکھکر لشکر اسلام بھی پلٹ پڑا ہی اب تو دونون لشکر لڑ رہے ہین یہ خبر سنکے
مہراب شاہ کا رنگ فق ہو گیا اور اہل دربار سے کہنے لگا کہ یہ نقابدار کون معلوم ہوتا ہی جو یون آکر
لڑنے لگا اور بارگاہ لے گیا ہمارے سپہ سالار کی ساری محنت برباد ہوئی خداوندا اسکی ظفر کرین میرا
سپہ سالار تنہا ہی اہل دربار نے عرض کیا آپ کی ظفر ہوگی آپ پریشان نہون وہ ہرکارہ یہ خبر
دے کر چلے گئے کہ ادہر کا دوسرا آیا اسنے عرض کیا کہ خداوند بڑا غضب ہو گیا لشکر اسلام سے
کمک آگئی اب لڑائی کا درست ہونا اور ظفر کا حاصل ہونا غیر ممکن ہی چار لشکر ایک ہو گئے ہین نقابدار
نے آکر قیامت برپا کر رکھی تھی اور جب یہ کمک آئی ہی اسکے افسر نے قیامت برپا کر رکھی ہی اب تو مہراب
شاہ بہت پریشان ہوا اور قصد کیا کہ کسی کو ہمارے خبر روانہ کرون اور مدد بھیجون کہ اہل دربار نے کہا کہ
حضور کیون پریشان ہوتے ہین اگر لشکر حضور شکست کھا کر آئیگا تو کیا نقصان ہی جس امر کیلیے فساد
ہوا تھا وہ تو دوسرے کے قبضہ مین ہی اب یہان سے کمک کا روانہ کرنا بیکار ہی کیونکہ بارگاہ تو ملے گی نہین اگر
کمک روانہ کی اپنا لشکر کم ہوگا حریف کو زور ہوگا اسی لشکر کو لڑنے دیجیے اپنا کمک نہ روانہ فرمایے ہان
جب حریف یہان آکر پہونچے تو مقابلہ فرمایئے خوب جم کر حریف کو بھی معلوم ہو یہ جو اہل دربار نے
رائے دی مہراب شاہ نے اپنے قصد کو فسخ کیا اور اب اسی انتظار مین رہا کہ دیکھیے کیا خبر
آتی ہی تھوڑا عرصہ گذرا کہ بعد خبر آئی کہ آپ کا سپہ سالار ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا اب لشکر لڑ رہا ہی
یہ سنکے مہراب شاہ کو بڑا صدمہ ہوا سب اہل دربار کا یہ حال ہوا کہ رنگ اڑ گیا سب نے بڑا افسوس
کیا مہراب شاہ نے کہا کہ میرا بازو ٹوٹ گیا یہ سپہ سالار نہین قتل ہوا ہی لشکر کی کمر ٹوٹ گئی بہت بڑا
بہادر مارا گیا اب مین کیا کرون اہل دربار نے کہا کہ ہم لوگون کی تو یہ رائے ہی کہ کل یہان سے کوچ کرکے
بیرون شہر قیام کرین جب لشکر حریف آئے تو مقابلہ ہو مہراب شاہ نے کہا کہ جو سب کی رائے ہی اسوقت
بدحواس ہون یہ کہکر دربار برخاست کیا اور حکم دیا گیا کہ کل ہم یہان سے کوچ کرینگے ادھر کا تو حال
تحریر ہو چکا ہی کہ لشکر شکست کھا کر فرار پر قرار کر چکا ہی اب ہرکارے بھی یہ خبر لیکر نہ آسکے اس خیال سے کہ
کیا خبر دین جاکر یہ خبر وہان مین تو بہت کچھ انعام ملتا تھا اس خبر مین کیا ملیگا سوا رنج و افسوس کے جب یہ لشکر
جائیگا تو خود معلوم ہو جائیگا اس سبب سے ہرکارے بھی نہ آسکے تھے مہراب شاہ محل مین جاکر منہ لپیٹ کر سو رہی
سو رہا سب سردار بھی اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے لشکر مین خبر کر دی گئی کہ کل کوچ ہوگا تیاری ہونے
لگی کہ وہ رات بسر ہوئی سحر ہوتی مہراب شاہ سب سے رخصت ہو کے باہر برآمد ہوا اور سردار و افسر بھی
اپنے اپنے عزیزون سے ملکر حاضر ہو گئے کہ بادشاہ برآمد ہوا سب کا مجرا ہوا سپہ سالار دوست راست
سے مجرا کیا جسکا نام میلان شہر خوار ایک شہر کی نہاری کھاتا ہی پس بادشاہ تخت پر سوار ہوا ... کو
اپنی طرف سے حاکم شہر کیا آپ مع لشکر شہر سے روانہ ہوا گرد و پیش تمام سردار و افسر تھے سپہ سالار عہدہ
سپہ سالاری پیشاپیش لشکر دلیا آتا تھا کہ لشکر بیرون شہر پہونچا شہر سے پانچ کوس پر جاکر خیمہ و خرگاہ
برپا ہوئے لشکر اوترا پڑاؤ ہوا مہراب شاہ کے ہمراہ قریب پانچ یا سات چار لاکھ کے

لشکر ہو بازار بھی آراستہ ہوگئے لشکر اس نے لگا بارگاہ مہراب بھی بلند کی گئی مہراب شاہ بارگاہ میں آکر بیٹھا سپہ سالار
آکر جمع ہوئے دربار آراستہ ہوا کہ مہراب شاہ نے کہا کہ کچھ خبر آئی کہ لشکر پر کیا گذری اہل دربار نے
عرض کیا کہ ابھی نہیں کیا گذری ہوگی لشکر نے شکست کھائی ہوگی کہ سپاہ بے افسر کوئی نہ مقابلہ کر سکتی ہے
معلوم ہو جائے گا حضور ابھی ان ذکر میں مہراب شاہ نے حکم دیا کہ پردے بارگاہ کے اٹھا دو میرا دل
گھبراتا ہے میں صحرا کی سیر کروں گا یہ جو حکم دیا تو فوراً پردے بارگاہ کے اٹھ گئے یہ تو صحرا کی سیر کر رہا ہے ادھر
وہ جو لشکر شکست کھا کر آتا ہے لقا بدر و شمشاد کے اپنے افسر کی لاش لیکر یہ کا سفارہ طے کرتا ہوا
چلا آتا تھا کہ راستہ ہو گئی تھی ایک صحرا میں شب کی بوقت سحر روانہ ہوئے یہ لوگ اس وقت پہونچے جبکہ مہراب شاہ
بیرون شہر آکر قیام کر چکا تھا بارگاہ کے پردے اٹھے ہوئے تھے کہ گرد پیدا ہوئی ان سب کو گمان ہوا
کہ لشکر حریف آتا ہے پیر لال آتش فشاں و دیکھنے لگے کہ اس گرد سے لشکر پیدا ہوا مہراب شاہ نے اپنے لشکر
کے ہرکاروں کو روانہ کیا کہ خبر لاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے وہ ہرکارے برابر خبر گئے انھوں نے جو جاکر دیکھا
تو اپنا لشکر پایا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا شکست کھا کر آیا ہے سپہ سالار کی لاش ہے یہ خبر دریافت
کرکے ہرکارے لشکر میں آئے مہراب شاہ کو خبر دی کہ یہ لشکر آپ کا ہے جو کہ باران کے ہمراہ گیا تھا
باران مارا گیا لشکر نے شکست کھائی آپ کی خدمت میں آتا ہے مہراب شاہ نے کہا کہ ان سے کہدو
کہ بادشاہ خود بیرون شہر آکر فروکش ہوا ہے چند عزیز باران کے باران کی لاش کو لے کر شہر میں جاویں
اسکا کریہ کریں باقی کل لشکر شامل لشکر ہو جو مجروح ہوں انکا علاج کیا جاوے جو غیر مجروح ہوں وہ
اپنے مقام پر پلا کریں اپنے افسر حاضر دربار ہوں یہ جو حکم مہراب شاہ نے دیا ہرکاروں نے جاکر
اس لشکر میں یہ حکم پہونچا دیا وہ لشکر خود پریشان تھا کہ یہ لشکر کہاں ہے جو شہر کے قریب اترا ہوا ہے کہیں کسی
اور طرف سے حریف نے آکر شہر کو گھیر لیا یہ لوگ اس فکر میں تھے کہ ہرکاروں نے جاکر یہ کہا وہ لوگ
یہ سنکے خوش ہوئے اسی وقت لشکر میں آئے چند لوگ باران کی لاش لے کر شہر کو روانہ ہوئے باقی
لشکر شامل لشکر ہوا جو زخمی تھے اسی وقت سے انکا علاج ہونے لگا باقی جو افسر رہ گئے تھے وہ دربار
میں آئے مہراب شاہ کو مجرا کیا اپنے مقام پر بیٹھے مہراب شاہ نے حال جنگ دریافت کیا انھوں
نے کل حال بیان کیا مہراب شاہ سنکے دنگ ہو گیا کہ عجیب واقعہ ہے یہ لقا بدر کون تھا کہ جس نے
آکر یہ قیامت برپا کر دی خیر دیکھا جاوے گا یہی خداوند تصویر نے تقدیر کی تھی ہم مجبور ہیں ادھر
مہراب شاہ تو یہاں اترا ہوا ہے ادھر وہ [illegible] سے اپنے افسر کے پاس روانہ ہوکے آئے جن کا
مال و اسباب خواجہ نے عیاری کر کے لے لیا تھا اور کل حال عرض کیا اور یہ سنکے مہراب شاہ
کی بارگاہ میں آکر بیان کیا مہراب شاہ نے حکم دیا کہ انکا اور اسباب دیا جاوے کوئی قزاق ہوگا جو
یوں لے گیا اسکی تدبیر کی جاوے گی پہلے اس مہم سے تو فراغت ہو لے تو پھر دیکھا جاوے گا یہ حکم دیکر
مہراب شاہ نے دربار برخاست کیا اور اپنے خیمہ آرام میں جاکر آرام فرمایا ہر سردار افسر
اپنے اپنے مقام پر گیا ادھر وہ لوگ لاش باران کی لے کر داخل شہر ہوئے [illegible] لاکر جلائی اسکے
عزیزوں کو خبر ہوئی وہ آئے اسکے بیٹے نے اسکی کریہ کرم کیا بعد اسکے جو لوگ لاش لے کر
گئے تھے وہ ایک دن رہ کر دوسرے دن طرف لشکر کے روانہ ہوئے یہاں وہ دن گزرا رات ہوئی رات
بسر ہوئی صبح کو مہراب شاہ نے دربار کیا سب لوگ حاضر دربار ہوئے کہ آج پھر بارگاہ کے پردے
اٹھا دیئے گئے مہراب شاہ کو اپنے سپہ سالار لشکر کے شکست کھا کر آنے کا رنج تھا وہ اران کے

قتل ہونے کا بڑا صدمہ ہے تو کچھ اسکو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے مگر کیا کرے مجبور ہے یہ خبر پرچہ نویسوں نے
لکھکر اُن بادشاہوں کے ملکوں کی طرف روانہ کی ہر ایک بادشاہ دیکھکر بہت پریشان ہوا کہ یہ تو بڑا غضب
ہوا خدا پرستوں کی خوب آگ آجاتی ہے ان لوگوں سے سر برآ ہونا غیر ممکن ہے ہر ایک بادشاہ کو اُس
وقت سے فکر پیدا ہو گئی کہ انکا حال پھر تحت پذیر ہوگا کہ انھوں نے کیا کیا اب حال اسد تحریر
ہوتا ہے کہ یہ جو پیش خیمہ لیکر چلے تھے چونکہ شہر حمرا بہت قریب ہی تھا دوسرے انکا یہ طریقہ ہے کہ تین دن
کی راہ کو ایک روز میں تمام کرتے ہیں اُسی دن انھوں نے قریب شام ہو تحکر جب انکو یہ ثابت ہو گیا
کہ تین منزلیں طے کر چکا ہوں ایک صحرا میں قیام کیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اب یہاں سے شہر حمرا یہ
دو منزل ہے رات تو انھوں نے اُس صحرا میں بسر کی بوقت سحر لشکر کو لے کر روانہ ہوئے اسقدر جلد
راہ طے کی کہ قریب دوپہر کے اُس مقام پر پہونچے جہاں لشکر محراب شاہ فروکش تھا محراب شاہ
بیٹھا ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا کہ گرد بلند ہوئی بادشاہ نے حکم دیا کہ کوئی خبر لاوے کہ یہ گرد کیسی بلند ہوئی
بظاہر تو آمد لشکر معلوم ہوتی ہے ہرکارے روانہ ہوئے کہ وہ گرد دشت ہوئی اُس سے لشکر پیدا ہوا
یہ جو محراب شاہ نے دیکھا تو تخت پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سواری طلب کرکے سرداروں کو
ہمراہ لیکر اپنے لشکر کے کنارے پر آکر کھڑا ہوا اس خیال سے کہ دیکھوں یہ لشکر کس کا ہے اور کس قدر
ہے اس خیال سے یہاں کھڑا ہوا ہے لشکر کی طرف دیکھ رہا ہے اُدھر اسد ثانی نے جو لشکر کو دیکھا کہ
ایک لشکر اترا ہوا ہے اور ایک بادشاہ لشکر کے کنارے پر چتر زریں لگائے ہوئے مع اپنے سرداروں کے
کھڑا ہے انھوں نے ہرکاروں کو حکم دیا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے ہرکارے ادھر سے خبر کو روانہ ہوئے داخل
لشکر محراب شاہ ہوئے اور دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر محراب شاہ کا ہے اور خود محراب شاہ
کنارے پر لشکر کے کھڑا ہوا ہے اور آمد لشکر کا تماشہ دیکھ رہا ہے یہ خبر دریافت کرکے وہ ہرکارے اپنے
لشکر کی طرف چلے گئے محراب شاہ کے ہرکارے لشکر اسد میں پہونچے تھے اُنھوں نے جو دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر اسد ثانی کا ہے پیش خیمہ لیکر آئے ہیں اُنکے عقب میں لشکر صاحبقرانی بھی
آتا ہے یہ خبر دریافت کرکے ہرکارے اپنے لشکر کی طرف آئے اسد کے ہرکاروں نے اسد کو خبر دی کہ
یہ لشکر محراب شاہ کا ہے برائے مقابلہ صاحبقران بیرون شہر آکر فروکش ہوا ہے اور یہ جو چتر لگائے
ہوئے کھڑا ہے یہ خود محراب شاہ ہے آپ کے لشکر کی آمد کا تماشا دیکھ رہا ہے یہ سن کے اسد نے حکم
دیا کہ میدان جنگ کا فاصلہ دیکر بارگاہ صاحبقرانی برپا کیجائے دیگر بارگاہیں برپا ہوں یہ جو
حکم اسد نے دیا اہلکاروں نے میدان جنگ کا فاصلہ دیکے بارگاہیں برپا کیجانے لگیں لشکر اسد
بھی اُترنے لگا ڈیرا خیمے پڑاؤ کا سامان کرنے لگا لشکر کی بازاریں کھل گئیں محراب شاہ نے اسد کو
جو دیکھا تو یہ دیکھا کہ ایک جوان رعنا بہت خوبصورت چہرہ مثل آفتاب کے درخشاں پہلو سے گھوڑے کے
بال خود سے باہر اور لٹک رہے ہیں وحشت چہرے سے ہویدا ہے یہ دیکھکر محراب شاہ کو اسد کی صورت
بہت پسند آئی اور سرداروں سے کہا کہ یہ جوان بہت خوبصورت ہے اور کمسن ہے انھوں نے عرض کیا
کہ سنا گیا ہے کہ لشکر صاحبقران میں جو ہے وہ خوبصورت ہے اسپر کیا منحصر ہے وہ ہرکارے جو کہ ہمراہ
لشکر ہامان کے گئے تھے اُس مقام پر موجود تھے اُنھوں نے عرض کیا کہ یہ کیا خوبصورت ہے وہ جو
سردار ہمارے ملک کے لشکر اسلام میں آیا تھا بہت حسین تھا اُسکے منھ پر نگاہ نہ کام کرتی تھی اُسکے حسن کا یہ
حال تھا کہ آفتاب اُسکے روبرو [illegible] شرمندہ رہتا تھا محراب شاہ نے کہا کہ [illegible] تصویر سے

ہر چیز کا خاتمہ ان لوگون پر کر دیا ہی جرأت بہادری مروت خلق حسن سیرت پر لوگ ختم جاتا ہی بہت
سچی ہین بہادری کا تو حال روشن و اظہر من الشمس ہی کیا بیان ہو سرداران نے کہا کہ بجا ارشاد ہوتا ہے
یہ کلام کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا ادھر اسد اپنی بارگاہ مین داخل ہوے تمام لشکر اترا بارگاہ مین
برپا ہوگئین اب صرف آمد صاحبقران کا انتظار رہی یہان بارگاہ مین مہراب شاہ آکر بیٹھا تھوڑے
عرصہ کے بعد دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام کو گئے اندرون مہراب شاہ نے سیر
کا دربار مین کیا ایک انجمن مشاورت برپا کی شمع رات کو روشن کیا اور اپنے چند سردارون سے سوال
کیا کہ میری تو یہ راے ہی کہ مین ایک سردار کو حکم دون کہ تھوڑا سا لشکر لیکر جاے اور اس جوان کو قتل
کرکے بارگاہ لے آوے تم لوگ اس امر مین کیا راے دیتے ہو انھون نے جواب دیا کہ یہ راے بہت
ٹھیک ہی مگر اب وہ وقت نہین ہی کیونکہ آپ سماعت فرما چکے ہین کہ اس لشکر کے عقب مین لشکر صاحبقران
چلا آتا ہی کہین ایسا نہو کہ یہ خبر سنکے وہ کل لشکر ایک مرتبہ آگرے اور ناگاہ مقابلہ پر ہو جاے تو وہ لوگ تو
تیار رہینگے ہمارا لشکر نہ تیار ہوگا خرابی ہوگی حضور کیون فکر ہی آپنے دیکھے دیکھین تو کیا کرتے ہین وہ
لوگ کوئی دو چار ہی نہین باندھے ہین جو اُسکے دو ہاتھ بازو ہین وہ بھی ہمارے ہین جو انکا دل و جگر
وہی ہمارا ہی اگر خیال کرین کہ تھوڑا لشکر ادھر روانہ کرین باقی لشکر کو حکم دین کہ وہ ہر وقت طیار رہے
تو یہ خیال فرمائیے کہ ایک بارگاہ پر اسقدر لشکر کا ٹوٹنا بالکل اسوقت خلاف ہی وہ وقت اور تھا جو
سب کی یہ راے ہوئی تھی مگر کیا کیا جاے مقابلہ دار نے آکر تمام کارخانہ درہم برہم کر دیا بس
اس سے یہی بہتر ہی کہ لشکر کو آپنے دیکھے مقابلہ فرمائیے اپنے غلامون کی جانبازی کو ملاحظہ فرمائیے
کیونکر حق وسیہ جانین نثار کرتے ہین اور دشمن کشی مین سرگرمی کرتے ہین مہراب شاہ نے کہا کہ جو تم لوگون کی
راے مین سے ایک امر بیان کیا اگر تم لوگ پسند کرتے تو کیا مضائقہ تھا یہ کہکر اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تمہاری
کیا راے ہی اُسنے جواب دیا کہ جو سب کی راے وہ میری راے یہ لوگ سچ کہتے ہین مہراب شاہ نے
یہ سنکے جواب دیا کہ بس یہی امر خوب ہی کہ جو تم سب کی راے ہی اُسکے بعد مہراب شاہ نے اس
جلسہ کو برخاست کیا جب جلسہ برخاست ہوا تو اُسکے سپہ سالار نے کہا کہ مجکو کچھ عرض کرنا ہی آپ لوگ تھوڑی
دیر اور ٹھہر جائین وہ سب بیٹھ گئے پہلوان نے کہا کہ مین نے اس سبب سے اور اس امر کو نہین منظور کیا
کہ یہ بھی تو خیال ہی کہ کہین پھر مقابلہ دار نہ آگرے اور اُس سے مقابلہ ہو تو اور خرابی ہو اور ہمارے
لشکر کی قوت کم ہو مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ بارگاہ پھر اسکے پاس کیونکر آئی یہ وہی بارگاہ ہی یا دوسری
ہرکارون کو طلب فرمائیے تو اُن سے دریافت کیا جاے مہراب شاہ نے ہرکارون کو طلب کیا وہ حاضر
ہوئے یہ وہ ہرکارے ہین جو کہ لشکر یاران کے ہمراہ تھے مہراب شاہ نے ہرکارون سے کہا کہ یہ بیان
کرو کہ یہ جو بارگاہ آئی ہی وہی بارگاہ ہی یا دوسری اور دریافت کرو کہ وہی ہی تو انکو پھر کیونکر ملی ہرکارون
نے عرض کیا کہ یہ تو غلام بخوبی پہچانتے ہین کہ یہ بارگاہ تو وہی ہی دوسری نہین ہی مگر یہ نہین معلوم کہ کیونکر ملی
اسکو تو مقابلہ دار لے گیا تھا کیا وہ مقابلہ دار یہی جوان تھا مہراب شاہ نے کہا کہ پھر جاؤ وہ ہرکارے
سلام کرکے روانہ ہوئے اُسکے بعد مہراب شاہ نے وہ جلسہ برخاست کیا اور کہا کہ جب کل دربار ہوگا
تو خیر معلوم ہوگی وہ لوگ اپنے مقام پر آئے ہرکارے اُدھر اپنی صورتین بدل کر طرف لشکر اسد ثانی کے
روانہ ہوئے داخل لشکر ہوکر یہ دریافت کرنے لگے کہ یہ کون لوگ ہین چونکہ جانتے تھے مگر دیدہ و دانستہ اجنبی
بنے اور صورت مسافر کی بنائی اُن لوگون نے کہا کہ تمکو کیا ہم کوئی ہین اور کسیکا لشکر ہی اُنھون نے

جواب دیا کہ ہم مسافر ہیں اس سبب سے دریافت کرتے ہیں چونکہ یہ لوگ تو مسافر دوست ہیں جواب دیا کہ
اگر تم لوگ مسافر ہو اور تمھاری منزل دور ہو اور کوئی مقام قیام کرنے کا نہیں ہی تو آج تم لوگ ہمارے
مہمان ہو ہم تمھاری خدمت کرینگے انھوں نے خیال کیا کہ یہاں قیام کرکے سب حالت دریافت کرلینا ضرور
ہی لیس دل میں یہ خیال کرکے جواب دیا کہ آپ کی بڑی عنایت ہوگی دراصل منزل تو ہماری یہاں سے
بہت دور ہی ہم اسی فکر میں یہاں آئے تھے کہ اگر مقام سکونت مل جاسکے تو قیام کریں آپ نے اسقدر
سہارا دیا ہماری جان میں جان آئی ورنہ اسی صحرا میں کسی درخت پر رات بسر کرتے پھر وقت سحر وہاں سے اپنی منزل
کی طرف روانہ ہوتے یہ کہکر خاموش ہو گئے اُن لوگوں نے کہا کہ کیون یہاں قیام کرو یہ کہکر اُنکو ہمراہ لیکر
اپنے مقام پر آئے اُنکو جگہ دی اُنکی دعوت کا سامان کیا جو کچھ ہوسکا وہ کیا چونکہ عالم سفر میں تھے جب
کھانے وغیرہ سے فراغت ہو گئی وہ سب مل کر بیٹھے اُن لوگوں نے کہا کہ آپ کدھر سے آتے ہیں اور کدھر کا
قصد ہی جواب دیا کہ ہم قبالیہ سے آتے ہیں اور امشالیہ کو جاتے ہیں ہم لوگ خدا پرست ہیں یہ امر سنتے
آپ پر اس سبب سے ظاہر کیا کہ آپ کے بھی چہروں سے نور اسلام ظاہر ہی بلکہ ہم قبل میں تصویر پرست
تھے جب سے یہ سنا کہ لشکر خدا پرستوں کا آیا اُسنے دریاے سبز رنگ برباد کیا شہر لقیسیہ پر اپنا قبضہ
کر لیا اُسکے بعد صحرا ابیم پر لشکر کشی کی صحراب شاہ نے اپنے سپہ سالار کو براے مقابلہ روانہ کیا ہی کہ لشکر
اسلام کے پہلوان سے بارگاہ چھین لو شاید پھر الیاس ہوا اُسنے جاکر بارگاہ پر قبضہ کر لیا تھا ہم لوگ یہ خبر سنکے
اپنے دل میں کہنے لگے کہ جبکہ صحراب شاہ کے شہر میں قیام کریں جانا ہی قصد سے چلے تھے اور ہم تصویر پرست
تھے راہ میں یہ خبر پائی کہ یہ واقعہ ہوا ہم نے اپنے قصد کو فسخ کیا امشالیہ کا قصد کیا جب ہم نے یہ سنا کہ وہ بارگاہ
لشکر صحراب شاہ سے کوئی نقابدار نقاب پوش چھین لے گیا ہم نے خیال کیا کہ مذہب اسلام بہت اچھا
مذہب ہی ہم نے اسیوقت سے تصویر پرستی ترک کی چونکہ اکثر کتابوں میں ارکان اسلام دیکھ چکے تھے اسی طریق
سے ہم نے اسلام قبول کیا اب ہم امشالیہ کو جاتے ہیں کیونکہ جبتک مذہب اسلام کا قبضہ ہو ہم لوگ اسی
طور سے بسر کریں اگر یہاں شہروں کے باشندوں کو معلوم ہو جاے گا تو ہم کو قتل کر ڈالیں گے اسی سبب سے
امشالیہ کو جاتے ہیں جلاوطنی کرتے ہیں یہ جو انھوں نے کہا اُن لوگوں نے جواب دیا کہ یہ تو تمھارا گمان بہت
ٹھیک ہی اگر یہی خیال ہی تو تم اسی لشکر میں رہو کیونکہ یہ لشکر خدا پرستوں کا ہی ہمارا سردار بھی قہرمان شاہی
سے کہ آیا ہی جو لشکر سلطنت اسرا ہوا ہی صحراب شاہ کا ہی یہ لشکر اسلام ہی جسمیں تم پہنچے ہو وہ بارگاہ
جو ہمارا ہی یہ وہی بارگاہ ہی جو کہ ہمارے سے چھین لی تھی اور نقابدار آگیا تھا نقابدار سے ہمارے افسر
اسد ثانی نے چھین لی اور لاکر صاحبقران کی نذر گذرانی یہ کہکر کل حال بیان کیا وہ مکار سنکے
خاموش ہو رہے اور خیال کیا کہ یہ جوان نقابدار سے بھی بہادر ہی کہ نقابدار سے بارگاہ چھین لی اس سے
کون مقابلہ کرسکتا ہی یہ خیال کرکے خاموش ہو رہے اس امر کا یہ جواب دیا کہ اب تو ہم امشالیہ کو جاتے ہیں وہاں سے
جو واپس آئینگے تو اس لشکر میں قیام کرینگے یہ جو کہا تو لشکر اسد کے لوگ کہنے لگے کہ تمکو اختیار رہی
وہ رات تو اُسی مقام پر بسر ہوئی بوقت سحر وہ لوگ لشکر سے نکل کر لشکر صحراب شاہ میں آئے یہاں
صحراب شاہ نے دربار کیا تھا سب سردار حاضر دربار تھے کہ وہ ہر کارے آکر پہنچے پہلے سلام
کیا اور عرض کیا کہ غلام دریافت کر آئے یہ جوان جو کہ سب کا افسر ہی اسکا نام اسد ثانی
ہی اس نے بارگاہ نقابدار سے چھین لی تھی اور صاحبقران کو نذر دی تھی اب وہی بارگاہ
لے کر لشکر صاحبقران ادھر آیا ہی یہ وہی بارگاہ ہی جو کہ قبل میں آئی تھی اور آپکے سپہ سالار نے اُسے

چھین لی تھی کل لشکر صاحبقران کے آنے کی خبر لگی ہوئی ہی کل لشکر صاحبقران داخل ہوگا یہ خبر سنکے محراب شاہ
نے اہل دربار سے کہا کہ یہ جوان ایسا بہادر ہی کہ اسنے اُس شخص سے بارگاہ چھین لی جس نے ماران
ایسے بہادر کو قتل کیا خوب ہوا کہ تمھاری راسے ہوئی ورنہ بڑی خرابی ہوتی اب کل لشکر صاحبقران کا
آئیگا تو جو امر قرار پاسے گا اور جو ہم مقابلہ مقرر ہوگا؟ کس دن مقابلہ کیا جاسے گا کیا ضرور ہی کہ ہم
اپنی طرف سے شر کرین یہ جو محراب شاہ نے کہا اہل دربار نے جواب دیا کہ اسی سبب سے ہماری راسے
ہوئی کہ بیکار کو اپنی قوت سپاہ کم کرنا ہی یون مقابلہ کرکے پس یہ سنکے محراب شاہ نے حکم دیا کہ کل ہم آمد
لشکر صاحبقران ملاحظہ کرینگے لہذا کنارے پر لشکر کے کسی بلندی پر ہمارے قیام کے لیے بندوبست
کیا جاسے یہ جو حکم دیا کارپردازون نے کنارے لشکر کے روبرو لشکر اسلام کے اس طرف کو جدھر سے
لشکر اسلام آئیگا ایک بلندی پر بنگلہ کارچوبی بہت وسیع استادہ کیا اسکے نیچے فرش کیا تخت
آراستہ کیا گرد تخت کے کرسیان سردارون کی آراستہ کین یہ بندوبست کرکے سب نے آکر محراب شاہ
سے عرض کیا کہ ہم نے بموجب حکم سرکار سب انتظام کر لیا ہی کل صبح کو سرکار اسی طرف تشریف لائیں اسی
مقام پر دربار فرمائین کیونکہ کل صبح سے آمد لشکر اسلام شروع ہوگی محراب شاہ نے کہا اچھا یہ کہکر
دربار برخاست کیا سب اپنے مقام کو گئے یہان لشکر اسد مین خبر آئی کہ کل آمد لشکر اسلام ہی اسد نے
حکم دیا کہ کل صبح کو لشکر طیار ہو اور آمد صاحبقرانی کا تیار و بندوبست کرے یہ حکم دے کر اسد نے کل
بارگاہین وخیمہ درست کرائین آپ انکو آراستہ کیا اب کوسون بارگاہین و خیمہ و خیمہ پر بارگاہین سراپردے
خیمون و بارگاہون کے دوسری چیز اس صحرا مین نظر نہین آتی ہی یہان تک کہ وہ دن تمام ہوا رات آئی
رات گذری سحر ہوئی ادھر تو لشکر اسد ثانی آراستہ ہوا اُدھر محراب شاہ اپنے سردارون کو
لیکر اس بلندی پر زیر بنگلہ آکر بیٹھا سب سردار حاضر ہوسے کہ محراب شاہ نے دیکھا کہ اس جوان
نے اپنے لشکر کو آراستہ کرکے صفین درست کرکے کھڑا ہوا ہی محراب شاہ نے کہا کہ دیکھو اسکی
کیا شان ہی اس لشکر پر کیونکر مسلح و کامل کھڑا ہی جو شوکت لشکر اسلام کی ہم نے دیکھی ہی آج تک کسی لشکر کی
نہین دیکھی بھلا کسی لشکر کا یہ رعب ہی جو اس لشکر کا ہی سردارون نے عرض کیا کہ کیا عرض کرین یہان
یہی باتین ہو رہی تھین اس مقام پر وہی سردار ہین جو کہ ہمراہ ماران کے گئے تھے اور جنگ مین شریک
تھے وہ بھی تھے اور وہ ہرکارے بھی تھے جو کہ دم بدم کی خبر دیتے تھے اور چند ہرکارے
محراب شاہ نے مقرر کیے تھے کہ جو لشکر آسے اُسکے افسر کا نام دریافت کرکے خدمت مین عرض کرنا
وہ ہرکارے اس امر کے لیے گئے ہوسے تھے کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی محراب شاہ اسطرف
دیکھنے لگا کہ وہ گرد شق ہوئی دیکھا آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوسے اُسکے عقب مین ہاتھیون پر نشان
اُنکے پھریرے کارچوبی ہوسے ہین اُتری فیلبان مخملی وردیان پہنے ہوسے پگڑیان باندھے ہوسے
نشانون پر آئینے لگے ہوسے چلے آتے ہین انکے پیچھے شترسوارون کی قطار مرکبون کی بہار سانڈنی سوار اور جلو میں
سواری خاص چھڑ دار چوبدار ان سب کے پیچھے دو جوان سر دل پر [illegible] کے [illegible] آلات حرب و ضرب
آراستہ مرکبون پر سوار عقب مین لشکر بیشمار چلے آتے ہین یہ دیکھکر محراب شاہ نے کہا کیا یہی صاحبقران ہی
ہین ان سردارون نے عرض کیا کہ یہ وہ سردار ہین جو کہ قبل مین بارگاہ لیکر آسے تھے اور آگے سپہ سالار
زخمی ہوسے تھے لڑکے انکو لیکر نکل گئے تھے یہ وہی افسر ہین محراب شاہ نے کہا کہ یہی افسر آسے
تھے جوان خوب سرت مین کہا یہ انکا لشکر ہی انھون نے عرض کیا کہ ان کا لشکر انکا ہی وہ لشکر بھی آکر اسی

تھا ہر ایک طرف صف باندھ کر کھڑا ہوا کیونکہ دریافت کر چکے تھے کہ وہ لشکر جو کہ سامنے اترا
ہوا ہے مہراب شاہ کا ہے اور یہ لشکر جو کہ اترا ہوا ہے یہ آپ کا ہے اسد بارگاہ لیکر آیا ہے خیل
کا دل بھی اپنا لشکر لیکر ایک طرف کھڑے ہوئے کہ پھر گرد اٹھی اور ایک سردار مع لشکر آیا اب تو
سلسلہ بندھ گیا پے در پے گرد اڑنے لگی متواتر لشکر آنے لگا پہلے تو چھوٹے چھوٹے سردار آئے
اسکے بعد بڑے بڑے سرداروں کی آمد شروع ہوئی تا شام لشکر صاحبقران آیا ہرکارے
مہراب شاہ کو خبر دیتے رہے کہ یہ لشکر مغرب ہے یہ لشکر ترکستان کا ہے یہ لشکر طوس ہے یہ لشکر ہندوستان
آیا یہ فلان مقام کا لشکر ہے یہ فلان سردار ہے یہ کئی لاکھ سے آیا ہے اسدن جس قدر سردار و افسر تھے
سب آ گئے کوئی نہیں باقی رہا قریب شام یقین خدا پرست مع اپنے لشکر کے و صنوبر شاہ آئے
اور آتشکدہ پر توقف ہو گئی اب سرداروں میں کون رہ گیا ہے گرگین درشت چنگال قیصر صاف
باطن وغیرہ کہ میں مالک فرزند لندھور وغیرہ اور کوئی سردار نہ تھا کہ مہراب شاہ نے حکم دیا
لشکر اب تو لشکر نہ آئیگا ہرکاروں نے عرض کیا کہ کل پھر آئیگا مہراب شاہ یہ سنکے خاموش ہو گیا
لیکن دل بیچ و تاب کھا کر جل گیا کہا سنے یہ برا کیا کہ خدا پرستوں سے مل گیا چونکہ شام ہو گئی تھی اسلئے اس
مقام پر سے ہٹ کر داخل بارگاہ ہوا خاصہ وغیرہ کھا کر آرام کیا یہاں جو سردار آئے تھے اپنے اپنے
خیمون میں آئے لشکر اسلام کو سو ان لشکریوں کے لشکر کھلے ہوئے ہیں بازارین آراستہ ہو گئی ہین
چار بازارین آراستہ ہین بازار عجم بازار مصر بازار چین بازار ترکستان یہ چارون بازارین خوب
آراستہ ہین گنجون کے جھنڈے اڑ رہے ہین کوسون تک لشکر اترا ہوا ہے ابھی نصف لشکر آیا ہے
کہ رات کو لشکر میں ڈالا یہ سننے لگا رات تمام ہوئی صبح کو سب مسلح و مکمل ہو کر صف باندھ کر کھڑے
ہو گئے پھر سردار اپنے اپنے لشکر کو لیکر ایستادہ ہوا مہراب شاہ آکر اس مقام پر بیٹھا کہ آمد لشکر شروع
ہوئی پہلے وہ سردار جو کہ باقی رہ گئے تھے اسکے بعد عزیزان صاحبقران کی آمد شروع ہوئی مثل
بیژن الزمان علمدار الزمان کے ہرکارون نے سب کے نام مہراب شاہ کو بتائے کہ پہلے جو آئے تھے
سب سردار تھے اب عزیز صاحبقران مع اپنے لشکر کے آرہے ہیں شام تک کل عزیز آئے آخر
میں شہنشاہ گوہر کلاہ مع کئی لاکھ لشکر کے آئے اب ہرکارون نے مہراب شاہ کو خبر دی کہ سب
عزیز و سردار آ چکے کل خود صاحبقران و بادشاہ آئینگے آج زیادہ لشکر میں چہل پہل ہو رہی ہے اب تو
سات آٹھ کوس کے گرد میں لشکر اترا ہوا ہے اکثر ابھی تک بہت سے سردار و عزیز نہیں آئے
ہیں اپنے اپنے ملکون میں ہیں خبر ہو جائے گی تو صحرا میں جگہ نہ ملیگی جب وہ لوگ آئینگے یہ سنکر مہراب شاہ
نے کہا کہ خداوند تصویر مالک ہیں یہ کہکر چونکہ شام ہو گئی تھی مہراب شاہ اٹھکر اپنے خیمہ میں آیا اور
سب سردار اپنے اپنے خیمون میں اترے لشکر نے کمر کھولی آج پھر ڈالا پھر رات تمام ہوئی کہ سب
عزیز و سردار اپنا اپنا لشکر آراستہ کر کے طرف دست چپ و راست کے کھڑے ہوئے کہ ادھر
مہراب شاہ بھی آ کر بیٹھا کہ تھوڑے عرصہ میں ادھر سے گرد بلند ہوئی کہ جسکے سبب سے روئے
آفتاب دامن گرد میں پوشیدہ ہو گیا روز روشن مبدل بشب تاریک ہو گیا تاریکی چھا گئی پرندے
سیاہ آندھی کا خیال کر کے اپنے آشیانوں کی طرف گریزان ہوئے چرندے مثل
آہوان صحرائی و شیر تریان و پلنگ جنگل کے یا کو چر رہے تھے یا تاریکی دیکھکر بھاگے ایسے
بدحواس تھے کہ شیر جنگل کے غول میں چلا جاتا تھا اور نہ بولتا تھا جنگل کا ہرن شیر میں [illegible]

جاتی ہیں ایک مقام پر چلے جاتے تھے کوئی کسی کو تکلیف نہ دیتا تھا یہ خیال تھا کہ جلدی اپنے مقام پر پہونچ
جائیں کہیں ایسا نہو کہ زیادہ تاریکی ہو جائے اہل لشکر مہراب شاہ بہت پریشان ہوئے یہ خیال کرنے
لگے کہ کوئی نہ کوئی غضب خداوندی نازل ہوا ہے اس عذاب سے نجات غیر ممکن ہے مہراب شاہ خود
اس گرد و غبار کو دیکھکر پریشان ہو گیا کہ یہ کیا آفت آئی ہے ایسی تاریکی تو کبھی نہوئی تھی ایسی سیاہ
آندھی کبھی نہ آئی تھی یہ لوگ تو بہت پریشان تھے گو لشکر اسلام کو معلوم تھا کہ یہ آمد لشکر اسلام ہے مگر وہ
لوگ بھی پریشان ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ کیا سیاہ آندھی اٹھی ان لوگوں نے قصد کیا تھا کہ اذان دیں
گرد کا یہ عالم تھا کہ بڑھتی چلی آتی تھی ایسی گرد بلند ہوئی تھی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا بموجب شعر ع ز دامن دشت
عاج اورنگ + گرد سے بر خاست طوفان تاک + دیگر ز گرد و غبار سے کہ بر شد بہر + رہ [illegible] خورشید
گم کرد مہر + گرد تیرہ سر گرد با آسمان رسیدہ دیا ہے گرد بڑی دو زیدہ اس گرد سے سم اسپ کی صدا
آتی تھی اور جنگی باجوں کی صدا بلند تھی خود مہراب شاہ نے کہا کہ یہ نہ آندھی ہے نہ غبار ہے کسی لشکر کثیر کی آمد کا
سامان ہے کیونکہ مرکبوں کے ٹاپوں کی صدا آرہی ہے اور کوس نقاروں کی اور غور کرکے دیکھو وہ نشان لشکر نظر
آتے ہیں سنانیں مثل ستاروں کے چمک رہی ہیں خود کی کلغیاں چمک رہی ہیں سرداروں نے
عرض کیا کہ آپ نے بجا ارشاد کیا ہماری بھی یہی معلوم ہوتا ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اودھر یا وسنے مار اگر دکو گرد
نے مارا باد کو دامن گرد شگافتہ ہوا اس سے کئی ہزار سقے آبپاشی کرتے ہوئے بادلے کی لنگیاں باندھے
ہوئے مشکوں کے دہانوں پر ہزاروں طلائی چڑھے ہوئے ان میں گلاب کیوڑا پڑا ہوا تھا وہ چھڑکاؤ کرتے
ہوئے کوس چپ آگے آگے پھرتا ہوا سر کی پنچی ہوئی آئے عقب میں کئی ہزار ہاتھی آئے خرطوموں میں الائی
زنجیریں پڑی ہوئیں مشکوں پر آ بیٹھے تھے ہوئے کارچوبی جھولیں پڑی ہوئیں فیلبان زردوزی وردیاں
پہنے ہوئے سروں پر گولے [illegible] ہاتھوں میں طلائی آنکس [illegible] بیٹھے ہوئے پشتوں پر علمدار
عمدہ عمدہ وردیاں پہنے ہوئے طلائی چھڑوں کے علم لیے ہوئے چلے آتے ہیں مہراب شاہ نے یہ دیکھکر
سرداروں سے کہا کہ کیوں ہمارا کہنا ہوا نہ کہ کوئی لشکر آتا ہے انھوں نے عرض کیا کہ ہمنے بھی تو عرض کیا
تھا کہ بجا ارشاد ہوتا ہے یہ کوئی بہت بڑا بادشاہ ہے کہ اتنے عرصہ میں وہ تاریکی سب طرف ہو گئی ہرکارے
اس گرد و غبار کو دیکھکر اس طرف کو روانہ ہوئے تھے وہاں سے یہ دریافت کرکے واپس آئے کہ یہ آمد لشکر
صاحبقران ہے مہراب شاہ سے آکر عرض کیا کہ لشکر صاحبقران آتا ہے اور خود صاحبقران بھی
اس لشکر کے ہمراہ تشریف لاتے ہیں یہ لشکر کثیر ہے ادھر ہاتی دستے ایک طرف آکر کھڑے ہوئے کہ سانڈنی سوار
مرکب سوار ماہی مراتب چوبدار عصا سے طلائی ہاتھوں میں خاصبردار خاصیان کاندھوں پر لیے دل مردہ
غول کے غول آکر صف بستہ ہو کر کھڑے ہوئے اسکے بعد کئی ہزار مرکبان برق بجام دو دو جاکر گذر گئے
وہ بھی ایک طرف کھڑے ہوئے اور جلوس سواری اب نقارہ سکندری کی صدا آنے لگی دیکھا کہ غول کے
غول عنطے کے سواروں کے چلے آتے ہیں بیچ میں انکے چتر زرین لگا ہوا اور اس میں جمشید تخت ہوکر
جلوہ گر گرد ساتھ سو شاہان جلیل القدر مرکبوں پر سوار سر پر تاج شاہی جسم میں قبائے جہاں پناہی بازوؤں
الماس نگار انکے بال ہما کا مورچھل ہوتا ہوا سر پہ چتر گردش کھاتا ہوا تیغ آبدار رو برو رکھی ہوئی صاحبقران
مرکب برق مثال پر سوار از سر تا پا آلات حرب و ضرب سے آراستہ بمرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم آگے
نقیبان خوش گلو صدا سے باادب باش دیتے ہوئے چلے آتے ہیں سواری مثل باد بہاری کے رواں
تھی عقب میں قریب اسی لاکھ کے لشکر سواران جامہ پوش چار آئینہ بدر و دوش رکاب بہ رکاب

چلے آتے ہیں جیسے ہی سواری بادشاہ کی اُس صحرا میں پہونچی جو کہ لشکر آنکے ہوئے تھے اور قبل سے آئے ہوئے
تھے سب نے سلام و مجرا کیا مرکبوں سے اُتر کر سب تھوڑی دور پیادہ آکر ساتھ ہو لیے یہ حال دیکھکر محراب شاہ
دنگ ہو گیا تخت شاہی قریب بارگاہ پہونچا بادشاہ تخت پر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوئے صاحبقران
بھی بارگاہ میں تشریف لے گئے کہ دربار کا ڈنکا ہوا سب سرداران اپنے اپنے لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دے کر
حاضر دربار ہوئے ادھر لشکر نے کمر کھولی وہ لشکر جو کہ آئے ہوئے تھے اور جو اسوقت آیا تھا سب آسودہ
ہوا بڑا اور بڑا نشان کھل گئے ہر کیا ہلا سے جانے لگے اب جو محراب شاہ نے نگاہ کی سوائے
لشکر کے کوئی مقام خالی نہ معلوم ہوتا تھا جدھر نگاہ کام کرتی تھی خیمہ و بارگاہیں و علم نظر آتے جہاں تک
پہلے نگاہ جاتا تھا لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا حلقہ لشکر میں جاکر اسیر ہو جاتا تھا مرغ وہم سے اُس لشکر کے
پار جانے سے پر رہ جاتے تھے اسقدر لشکر تھا کہ کثرت سپاہ دیکھکر محراب شاہ کے حواس جاتے
رہے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ بھلا اس لشکر سے کون مقابلہ کر سکتا ہے یہ لشکر ہے کہ مجمع مور و ملخ بھی کم ہوگا لشکر
کی صفیں ہیں کہ سمندر کی موجیں ہیں اس لشکر سے کوئی بہ سر بر ہوگا بڑا سخت امر ہے اس لشکر سے مقابلہ کرنا اُس نے
نے جواب دیا کہ آپ پریشان نہ ہوں سب آسان ہوگا یہ لوگ کیا ہیں ایک حملہ میں تہ و بالا ہونگے محراب شاہ
وہاں سے اُٹھکر اپنی بارگاہ میں آیا اور آکر دربار کیا ادھر ہرکارے برائے خبر دربار صاحبقران میں آئے
یہاں دربار کو خوب آراستہ پایا وہ دربار دیکھا جو کہ کبھی نہ دیکھا تھا ہر ایک کو ایک شیر درندہ پایا اپنے اپنے دنگل
کو کرسی پر متمکن تھے اسد ثانی روبرو صاحبقران کے بیٹھے ہیں خواجہ اپنی کرسی پر و دیگر عیار خشتہا سے
زریں پر کھڑے ہوئے ہیں کہ صاحبقران نے فرمایا کہ کیوں اسد دلاور تمہارے آنے کے بعد
محراب شاہ لشکر لے کر آیا تھا یا قبل اسد نے عرض کیا کہ محراب شاہ کا لشکر اُترا ہوا تھا اگر نہ اُترا ہوا
ہوتا تو میں قریب ٹھہر جاکر بارگاہ برپا کرتا چونکہ صاحبقران کو ہرکارے خبر دے چکے تھے کہ اسد
نے بمقابلہ محراب شاہ بارگاہ برپا کی ہے بدین سبب یہ سوال صاحبقران نے اسد سے کیا اُسکے بعد
صاحبقران نے فرمایا کہ کچھ معلوم ہے کہ محراب شاہ کے پاس کسقدر لشکر ہے اسد دریافت کر چکے تھے
عرض کیا کہ چار پانچ لاکھ کا لشکر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ کل ایک نامہ بنام محراب شاہ تحریر کیا جائے
پہلے اسکو پند و نصیحت سے سمجھایا جائے اگر مان لے تو خیر ورنہ پھر مقابلہ کیا جائے آج تو ہم سب تھکے ہوئے
ہیں کل ضرور نامہ تحریر کیا جائیگا یہ فرماکے صاحبقران خاموش ہو رہے کہ اُن ہرکاروں نے یہ کل حال سنا
تھوڑے عرصہ کے بعد بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام کو اُٹھ اُٹھکر گئے وہ ہرکارے
اُس لشکر سے نکل کر اپنے لشکر میں آئے یہاں محراب شاہ دربار میں تھا آکر عرض کیا یہ غلام دربار میں
گئے تھے ایسا دربار تو آج تک نظر سے نہیں گذرا اُن میں جو ہے وہ شیر زیان و اژدہا ہے وہاں ہے تمام بارگاہ
ونگلوں کرسیوں سے مملو ہے ہر ایک پر سردار متمکن ہیں ہم حاضر دربار تھے کہ صاحبقران نے آپکے
لشکر کی حالت دریافت فرمائی اُسکے بعد حکم دیا کہ ایک نامہ بنام محراب شاہ کل تحریر کیا جائے اگر وہ
اسپر عمل کرے تو خیر ورنہ مقابلہ کیا جائے محراب شاہ پہلے اہل دربار سے کہنے لگا کہ دیکھئے کل نامہ
میں کیا تحریر ہوگا مضمون نے عرض کیا کہ پیام صلح و آشتی تحریر ہوگا ہمکو تو صلح کسی طور سے منظور نہیں ہے
محراب شاہ نے کہا کہ نامہ آنے دو اُسکا مضمون تو دیکھو کہ کس شرط سے صلح ہوتی ہے آیا لائق قبول
کرنے کے ہے یا نہیں یہ کہکر حکم دیا کہ کل ہمارا دربار خوب آراستہ ہو نامہ بر بھی دیکھکر دنگ ہو جائے
ایک سردار بہت معزز ہے بعد سپہ سالار کے اسکا مرتبہ ہے اور وہ زیادہ تر محراب شاہ کا منہ بھی لگا ہوا ہے

اور وہ خود اپنے سعون سے از حد عداوت رکھتا ہی اُسنے جو سنا کہ کل نامہ بر نامہ لیکر آئیگا مہراب شاہ
سے کہا کہ میری رائے تو یہ ہی کہ کل کوئی دنگل خواہ کرسی دربار مین ایسی نہو کہ اُسپر سردار بیٹھ سکے اور جو خالی
ہو اسکو دربار سے اُٹھا دیا جائے تاکہ کچھ دیر نامہ بر آکر کھڑا رہیگے اور ذلیل ہو اُسوقت تک تو
فرد کھڑا رہیگا جبتک کرسی آئیگی اس سے یہ غرض ہی کہ یہ معلوم ہو کہ اُسکے روبرو کوئی ہماری قدر
نہین ہی انھون نے تو اُن ہمکو ذلیل کیا کہ ہم دربار مین کھڑے رہے ہمارے لیے کوئی مقام خالی
نرکھا دوسرے دربار کی بھی حالت اُسپر ظاہر ہوگی کہ اتنا بڑا دربار ہی کہ کوئی مقام خالی نہین ہی
کہ کوئی آکر بیٹھ سکے مہراب شاہ نے یہ امر قبول کیا بلکہ یہ رائے کل اہل دربار و سپہ سالار کو ناگوار
معلوم ہوئی مگر چند وجھون سے نہ کہہ سکے اول تو یہ کہ بادشاہ نے رائے نرلی دوسرے اُسکے روبرو
کسی کی سماعت نہو گی تیسرے یہ خیال کیا کہ جو جیسا کریگا ویسی سزا پائیگا اہل دربار نے خیال کیا کہ جو سپہ سالار
ہین انھون نے تو اس امر مین کچھ نہ کہا لہذا ہمکو کیا ضرورت ہی کہ ہم بیکار کو دخل دین ہان یہ امر بالکل خلاف
ہوگا آج تک کسی نے نامہ بر کو ذلت نہین دی ہی بہت عزت سے پیش آیا ہی بڑے بڑے بادشاہون
نے عزت کی ہی یہ کیا ہین ہمارے خیال مین خود انکی ذلت ہوگی اگر کوئی نامہ بر چرب زبان چالاک ہوا وہ
خود انکو سر دربار ذلیل کریگا اُسوقت حال کھلیگا ہم کیون بول کر برے ہون اور پھر ایک
سے دشمنی لین یہ باہم اشارون مین باتین ہوئین مہراب شاہ نے کسی سے اس امر خاص مین رائے
بھی نرلی نہ کسی نے کچھ کہا دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر آئے راہ مین اسی امر کی باتین
باہم رہین راوی نے بیان کیا ہی کہ جب وہ دن گذرا رات ہوئی دونون لشکرون مین طلایہ پھرنے لگا
صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند ہوئی لوگ اپنے اپنے خیمون مین جاکر آرام پذیر ہوئے وہ رات
اسی طور سے کٹی چرخ اخضری پر روشنی سحر ہوئی پیک شب پیام جنگ لیکر طرف مغرب کے روانہ
ہوا قاصد روز لشکرگاہ مشرق سے قرطاس زر کہ جسپر پیام نصیحت آمیز تحریر تھا لے کر میدان فلکی پر
راہرو ہوا یعنے آفتاب نکل آیا دربار آراستہ ہوا بادشاہ برآمد ہوئے صاحبقران اپنے دنگل پر متمکن
ہوئے جب سب حاضر دربار ہو چکے صاحبقران نے دبیر سے فرمایا کہ تم ایک نامہ کا مسودہ کرکے
ہماری نظر سے گذرانو جسمین کلام تہدید آمیز بھی ہون اور صلح آمیز بھی مگر اسکا خیال رہے کہ مرتبہ مین
کمی نہونے پائے نہ اسلام کی وقعت کم ہو ہر مرتبہ اپنا بلند رہے درست رہے کوئی لفظ ایسی نہو کہ جس سے
اسلام کی حقارت ہو نہ کوئی لفظ ایسی کہ جو اُسکی شان کے خلاف ہو ان سب باتون سے نامہ پاک
ہو دبیر نے عرض کیا کہ بہت خوب اور اُسی وقت ایک مسودہ طیار کرکے روبرو صاحبقران کے پیش
کیا صاحبقران نے اُسکو ملاحظہ فرمایا جو کوئی لفظ خلاف تھی اسکو قلم کش کیا اُسکے مقام پر اور لفظ
لکھدی اسکو درست کرکے صاحبقران نے دبیر کو دیا اور فرمایا کہ اسکو دوسرے قرطاس پر صاف
کرو دبیر نے اُس نامہ کو دوسرے کاغذ پر صاف کیا اور لفافہ مین بند کرکے مہر صاحبقران کرکے پیش
کیا صاحبقران نے اُسی وقت خلعت سپر و تلوار جام شربت بیڑا طلب کیا ایک چوکی پر رکھا اور
فرمایا کہ مین ایک شخص کا خواستگار ہون کہ جو یہ نامہ لیکر جائے اور نامہ کی خوبصورتی سے اُسکا جواب لائے
یہ بات پوری ابھی منھ سے نکلی تھی کہ اپنے دنگل پر سے شہنشاہ گوہر کلاہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور سامنے آکر
اور وہ جام شربت پی لیا بیڑا اٹھا لیا سپر و تلوار اُٹھا کر کمر سے لگائی خلعت زیب جسم کیا اور نامہ سر سے
باندھا اور مجرا کیا صاحبقران شہنشاہ کی طرف دیکھکر خاموش ہو رہے مرضا اسقدر تو فرمایا کہ تم تو اعد

نامہ بری سے واقف ہو جو ایسی جرأت کی ہے شہنشاہ نے عرض کیا کہ اگر خدا نے چاہا تو کوئی دم لیٹ باقی
نہ رہیگا یہ سنکے صاحبقران خاموش ہو رہے شہنشاہ نے بادشاہ کو سلام کیا اُسکے بعد صاحبقران
کو پھر تمام اہل دربار سے ملے بادشاہ و صاحبقران نے فرمایا کہ سپرد خداوند کریم کیا شہنشاہ سب سے
رخصت ہو کر بیرون بارگاہ آئے اپنے مرکب پر سوار ہو کر پانچہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر
محراب شاہ کے چلے یہان صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم بھی جاؤ کہ تمھارے سپرد خدمت
خفیہ نویسی ہے خواجہ نے کہا کہ آپ یہ عہدہ مجھسے لے لین مجھسے اب نہین ہو سکتا ہے کہ جو کوئی جاسے
مین اُسکے ہمراہ جاؤن مین اس کار سے دست بردار ہوتا ہون یہ سنکے صاحبقران نے ایک پرچہ
کاغذ کا لکھکر بارگاہ مین ہاتھ بلند کرکے چھوڑا کہ خواجہ تو خدمت خفیہ نویسی سے دستبردار ہوئے
یہ چار ہزار کا رقعہ ہے جو کوئی اس خدمت کو قبول کرے اور حال ایلچی گری شہنشاہ سے ہمکو آگاہ
کرے ہم اسکو یہ چار ہزار روپیہ دینگے یہ فرما کر جو رقعہ چھوڑا اور عیارون نے قصد کیا کہ ہم اُس
رقعہ کو لین اور یہ خدمت بجا لائین کہ خواجہ نے اپنی کرسی پر سے جست کی اور کہا کہ خیر اب کی تو مین یہ
خدمت بجا لاتا ہون آئندہ آپکو اختیار ہے جسکو منظور ہو سپرد فرمائیے گا مین یہ کام آج سے دیتا ہون
یہ کہکر رقعہ لے لیا اور عرض کیا کہ روپیہ منگا دیجیے صاحبقران نے اُسیوقت روپیہ منگا دیا خواجہ نے
اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور سب سے رخصت ہو کر بارگاہ سے باہر آئے اور صورت بدل کر روانہ ہوئے
تعاقب مین شہنشاہ کے یہان محراب شاہ دربار مین آیا آج اسکا بھی دربار خوب آراستہ ہے سب سردار
حاضر دربار ہین جو نہ آتے تھے وہ بھی آئے ہین سیکڑون کرسیان و دنگل آراستہ ہین کوئی دنگل و کرسی خالی
نہین ہے ہر ایک سردار کی پشت پر اُسکا ملازم کھڑا ہوا ہے ہر ایک مسلح و مکمل ہے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ صاحبقران کے فرزند نامہ لے کر آئے ہین جنھون نے آکر نقابدار داشتہ لشکر کی کمک کی تھی جبکہ
بارگاہ پر فساد ہوا تھا یہ خبر سنکے محراب شاہ نے اُس سردار کے کہنے سے یہ حکم درگہ سالار کو دیا کہ
جبتک ہمکو خبر نہ کر لینا اُسوقت تک کسی کو اندر نہ آنے دینا یہان تو یہ بندوبست ہوا ہے اُدھر شہنشاہ اپنے
لشکر کو طے کر کے اور میدان جنگ کو داخل لشکر ہوئے لشکر کو بہت آراستہ پایا جو جو مقام کہ آراستہ ہونے
کے تھے اُنکی سیر کرتے ہوئے مرکب کو تیز گام کیے ہوئے چلے جاتے ہین یہ بالکل خیال نہین ہے کہ کوئی
مر جاے گا یا کچل جائیگا اگر کوئی خیمہ راہ مین ملا اُسکے سبب سے راستہ بند ہوا اُسکی طناب کاٹ دی
کہ وہ گر پڑا یا جو کوئی روبرو آ گیا کچھ خیال نہ کیا اُسی طور سے وہ چلے خواہ وہ کچل کر مر گیا خواہ اسکی چھڑپ
آکر گر پڑا یا جو کوئی درخت ملا ایک ہاتھ اُسکے تنہ پر مارا کہ وہ قلم ہو گیا نشان لشکر گرا دیے اس طور سے
چلے آتے ہین لشکر مین تہلکہ پڑا ہوا ہے کہ نامہ بر نے بڑی جرأت کی ہے اور ستم کرتا ہوا چلا آتا ہے کسی کو
خیال مین نہین لاتا ہے جس مقام پر کھڑے ہو گئے اسکی مدد کان لٹوا دی اپنی خود سری دکھاتے ہوئے چلے
آتے ہین یہ خبرین محراب شاہ کو پہونچ رہی ہین وہ کہتا ہے کہ آنے تو دو یہان آکر سب غرور نکل جائیگا
یہ اسی طور سے قریب بارگاہ پہونچے اپنے ہمراہی کے سوارون کو اُسی مقام پر کھڑا کیا آپ تنہا دربارگاہ پر
آئے اور قصد کیا کہ اندر بارگاہ کے مع مرکب جاؤن کہ درگہ سالار نے اُٹھکر کہا کہ تم کون ہو
جو یون بے ادبی سے اندر جانے کا قصد رکھتے ہو کیا کبھی کسی دربار مین نہین گئے ہو قواعد شاہی سے نہین
واقف ہو کیسے بے ادب ہو کوئی کہین دربار شاہی مین جاتا ہے جب تک اجازت نہ ہو لے گی اندر نہ
جانا ملیگا شہنشاہ نے فرمایا کہ ہمکو کوئی اجازت کی ضرورت نہین ہے ہم نامہ بر ہین نامہ لیکر آئے ہین

نامہ بر کو کسی کی اجازت کی حاجت نہیں ہے ہم بدون اطلاع اندر چلے جائینگے ورگہ سالار نے کہا کہ ہمارے
بادشاہ نے دربار کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ کوئی بدون اجازت جاسکے آپ یہاں قیام کریں میں جاکر
اطلاع کرتا ہوں اگر اجازت ملے تو خیر ورنہ واپس جائیے گا اور آپ کس کا نامہ لائے ہیں یہ تو بیان
فرمائیے شہنشاہ نے فرمایا کہ میں نامہ لایا ہوں صاحبقران دوران کا اور ہم کوئی تیرے یا تیرے
بادشاہ کے ملازم نہیں ہیں کہ اگر اجازت ملے تو نامہ لیکر جائیں ورنہ واپس جائیں ہم تو ضرور نامہ
لیکر اندر بارگاہ کے جائینگے ہم کو کوئی نہیں منع کر سکتا ہے تیری کیا اصل ہے کیا ہمکو بھی ایسا ویسا خیال کیا
ہے تو کیا ہے اور تیرا بادشاہ کیا ہے یہ کہکر قصد کیا کہ مرکب کو تیز کروں کہ اسنے باگ پر ہاتھ ڈال دیا اور کہا
کہ تم نہیں سنتے ہو جبتک ہم خبر نہ کر لیں گے اندر بارگاہ کے نہ جانا ہوگا کیا تمنے کوئی ایسی ویسی بارگاہ
خیال کی ہے کہ ہمسری کرتے ہو شہنشاہ نے فرمایا کہ کیوں قضا آئی ہے ہمکو فرشتہ بھی نہیں منع کر سکتا ہے
تیری کیا اصل ہے بس اسی میں خیر ہے کہ روبرو سے ہٹ جا ورنہ ایک طمانچہ میں سر توڑ کر رکھ دونگا اسنے کہا
جو شہنشاہ نے فرمایا اسنے کہا کہ ہمنے دیکھا نہیں ہے کہ کوئی چلا جاسکے ہمتو اتنی قدرت کسی میں نہیں پاتے ہیں
اگر آپ کی مرکب کا قدم آگے بڑھے تو ایک سپہ مرکب کے ہم ہوتا ہے کیا خوب یہ نئی بات ہے اور اچھی
زبردستی ہے جو اسنے کہا انکو غصہ آگیا اور فرمایا اسکے روکنے سے ہم جائیں یہ فرماکر مرکب کو ایڑ
لگائی مرکب چلا اسنے باگ کو جھٹکا دیا کہ وہ تھم کے پھر چلا انکو غصہ آگیا خشم ہوکر جو طمانچہ مارا
اور طمانچہ بیٹھا صدا اسکی تراقہ بلند ہوئی یہ صدا اندر بارگاہ کے پہنچی کہ لوگوں کے کان کھڑے
ہوئے ادھر سر اسکا چکر کھاکر گردن سے اڑ گیا تن زمین پر گر کر تڑپنے لگا اسکے ملازم یہ حال دیکھکر با شمشیر برہنہ
دوڑے کہ مار لینا اس مفسد کو اسنے ورگہ سالار کو قتل کیا ہے زندہ نجانے دینا یہ آپ ملازمت اندر بارگاہ
کے نہ جانے یہ جو غل دربارگاہ پر ہوا اندر بھی خبر آئی کہ دربارگاہ پر کسی سے تلوار چل گئی سہراب شاہ
نے اپنے عیار سے کہا کہ خبر تو لاؤ کہ کس سے تلوار چل گئی یہ کیا خرابی ہے ایلچی آتا ہے وہ جو یہ حال دیکھے گا
تو کیا اپنے جی میں کہیگا کہ یہ لوگ تو باہم کٹے مرتے ہیں جاکر منع کرو ابھی عیار یہ حکم پاکر چلا تھا صرف قصد
کیا تھا کہ ایک سر صحن بارگاہ میں آکر گرا یہ حال دیکھکر سہراب شاہ حیران ہوا کہ یہ سر کسکا ہے ملازم سے کہا کہ
اٹھالاؤ وہ چلا ادھر شہنشاہ نے جو یہ غوغا دیکھا تو خیال کیا کہ اگر ہم ان سے لڑنے لگے تو اور لوگ انکی کمک
کو آجائینگے بیکار کا فساد ہوگا اس سے بہتر ہے کہ ہم اندر بارگاہ کے چلیں یہ دل میں خیال کرکے مرکب کو جو مہمیز
کی تو وہ مرکب اڑکر چلا سر انکا چھپر گیا وہ جو … اسکی ڈیوڑھی میں آگئے اور گر کر مر گئے مثل برق چمک کر
صحن بارگاہ میں آترا ادھر تو یہ اندر بارگاہ کے گئے ادھر وہ لوگ یہ کہتے ہوئے کہ لینا جانے نہ دینا
یہ ہمارے افسر کو قتل کرکے اندر بارگاہ کے آیا ہے یہ ادھر سے پہونچے شہنشاہ مع مرکب صحن میں اترے
اتفاقاً اُسی سر کے برابر اترے ادھر سے وہ چوبدار چلا تھا کہ یکایک یہ جو پہونچے تو سب دنگ
ہوئے کہ یہ کون ہے جو یوں دلیرانہ مع مرکب بارگاہ میں چلا آیا اور ورگہ سالار نے منع بھی نہ کیا
کہ وہ لوگ آئے اور کہنے لگے تو ہمارے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا ہم اپنے افسر کے خون کا عوض
ضرور لینگے تو نے صرف اتنے ہی جرم پر اسکو قتل کیا کہ انہوں نے منع کیا کہ بدون اجازت ہمیں نے
دیں نہ تو نے … کی انکو قتل کیا اور مع مرکب اندر بارگاہ کے چلا آیا ہے یہ کیا بے ادبی ہے اول
تو خون کیا دوسرے بے ادبی کی یہ حال دیکھکر سہراب شاہ کے حواس جاتے رہے
کہ یہ کیا واقعہ ہے ان لوگوں کی طرف دیکھکر کہا کہ کچھ بیان تو کرو کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ اتنے شور وغل

وہ ہرکارے بھی اندر بارگاہ کے آئے کہ جو خبر کو گئے ہوئے تھے اُنھون نے جو آکر دیکھا کہ اول تو اُنکو تین
لاشین در بارگاہ پر ملین تھین یعنی لاش درگہ سالار کی بھی تھی اُنھون نے جو دریافت کیا تھا تو معلوم
ہوا تھا کہ نامہ بر سے تکرار ہوئی اُسکے ہاتھ سے درگہ سالار مارے گئے اور یہ لوگ اب وہ مع مرکب
اندر گیا ہی ملازم درگہ سالار کے اُسکے عقب مین گئے ہین پھر ہرکارے اُسوقت پہونچے کہ دیکھا شہنشاہ
تو مرکب پر کھڑے ہوئے ہین اور ایک سر پڑا ہوا ہی اور چند آدمی با شمشیر برہنہ کچھ تکرار کر رہے ہین بادشاہ
خاموش بیٹھا ہی ہر ایک کو حیرت کا جوش ہی سب اسی طرف نگران ہین بادشاہ و اہل دربار کو یہ حیرت ہی کہ
اسکا کیا سبب ہی کہ یہ سب لوگ یون گفتگو کر رہے ہین اور یہ غیر شخص کون ہی جو یون مع مرکب اندر
بارگاہ کے چلا آیا ہی اور یہ سر کسکا ہی آخر سبب سے تو بادشاہ نے اُن لوگون سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا
ہی کیونکہ یہ تو پہچان لیا ہی کہ یہ ملازم ہین درگہ سالار کے جیسے بادشاہ نے اُنسے کہا کہ بیان کرو یہ کیا
ماجرا ہی تو ہرکارون نے پھر کر عرض کیا غلام عرض کرتے ہین آپ ان لوگون کو منع فرمایئے کہ خاموش
ہون اپنی جو ہونا تھا وہ ہو گیا اگر منظور ہی کہ یہ بارگاہ خون سے لعل ہو تو نہ منع فرمایئے ہرکارون سے یہ
سنکے محراب شاہ نے اُنسے کہا کہ خاموش رہو ہمکو سننے دو کہ یہ کیا ماجرا ہی نہ تو تم بیان کرتے ہو نہ دوسرے
کو کہنے دیتے ہو جاؤ باہر جاؤ ہم صورت حال سے آگاہ ہو کر تمکو طلب کرینگے یہ جو محراب شاہ نے
کہا وہ لوگ خاموش ہو رہے اور الگ کھڑے ہو گئے ادھر شہنشاہ نے اُس چوبدار سے فرمایا کہ جو سر
اُٹھانے کو آیا تھا وہ قریب سر پہونچ چکا تھا کہ اُنکا مرکب اُترا تھا وہ سہم کر اُسی مقام پر رہ گیا تھا فرمایا
کہ تو میرے مرکب کی باگ سنبھالے مین بادشاہ سے دو دو باتین کر لون تو پھر سوار ہو کر چلا جاؤنگا وہ اُنکے
تیور دیکھکر ڈر گیا اور بہت خوب کہکر قریب مرکب آیا ادھر ہرکارون نے عرض کیا کہ خداوند صورت
حال یہ ہی کہ ایلچی تمام لشکر کو طے کرکے در بارگاہ پر پہونچا قصد کیا کہ اندر بارگاہ کے جائے درگہ سالار
نے منع کیا اُسنے نہ مانا اور کہا کہ ہم ضرور بدون اجازت جائینگے تکرار ہوئی درگہ سالار نے مرکب کی باگ
پر ہاتھ ڈالا اُسنے طمانچہ مارا کہ سر تن سے اُڑ گیا وہ سر یہان آکر گرا اُسکے ملازم ایلچی پر دوڑے ایلچی مع مرکب
بارگاہ مین چلا آیا یہ لوگ بھی اُسکو قتل کرنے کو آئے ہین اب محراب شاہ کو معلوم ہوا کہ یہ ماجرا ہوا ہی
یہ شہسوار عرصۂ جرأت یہی ایلچی ہی یہ جرأت و طاقت سنکے محراب شاہ و اہل دربار کے ہوش جاتے رہے اور
خیال کیا کہ اگر ہم کچھ حکم دیتے ہین تو واقعی یہ تمام بارگاہ تاراج کر دے گا اُن لوگون سے کہا کہ تم جاؤ
ہم اسکی بابت پھر حکم دینگے اسوقت موقع نہین ہی یہ سنکے وہ لوگ اپنا سا منھ لے کر باہر آئے محراب شاہ
کو برا کہتے ہوئے ادھر شہنشاہ مرکب پر سے اُتر کر اُس مقام پر آئے جہان دربار آراستہ تھا اور آکر کہا
کہ سلام ہو میرا اُس شخص پر جو کہ خدا کو واحد جانتا ہو یہ جو کہا تمام اہل دربار مین ایک شور ہوا کہ ہان
ہان اے ایلچی یہ کیا کلام کرتا ہی ہمارے روبرو خداے آسمانی کا نام لیتا ہی اپنی زبان کو بند کر
شہنشاہ نے جواب دیا کہ تم لوگ خود اپنی زبان بند کرو مین تو نامہ لے کر آیا ہون جو میرا جی چاہیگا
وہ مین بیان کرونگا سنتے مثل مار سر و دم بریدہ کے پیچ و تاب کھایا اور خاموش ہو رہے اُنھون نے آکر جو
دیکھا تو تمام ڈنگلون و کرسیون پر سردار بیٹھے ہوئے ہین کوئی ڈنگل نہ کوئی کرسی خالی ہے مین کس پر
بیٹھون اب یہ نظر دوڑانے لگے کہ اگر کوئی کرسی خالی ہوگی یا کوئی ڈنگل دیکھا کہ کوئی خالی نہین ہے
اب اُنھون نے یہ خیال کیا کہ اُس ڈنگل پر بیٹھنا چاہیے جو کہ قریب تخت شاہی کے ہو یہ تصور کرکے
جو دیکھا اُدھر بادشاہ نے حکم دیا کہ نامہ بر کے لیے کرسی لاؤ چوبدار کرسی لینے گیا ادھر اُنھون نے

دیکھا کہ ایک سردار قریب تخت شاہی بیٹھا ہے تب انھون نے خیال کیا کہ یہ معزز ہی اسی کو اٹھا کر اسکے دنگل
پر بیٹھ جاؤن اور نامہ دیکر جواب نامہ حاصل کرون پس اسکے قریب آئے اور کہا کہ ای بھائی ذرا تھوڑی
دیر کے واسطے تم اس دنگل پر سے ہٹ جاؤ مین بیٹھ کر بادشاہ سے دو دو باتین کر لون نامہ کا
جواب لے لون مین تمھارا مہمان ہون مہمان کی خاطر واجب ہی اور کوئی تمھارا حرج بھی نہین ہی اسنے
جو یہ کلام سنا اپنے دل مین خیال کیا کہ اسنے مجکو اہل دربار مین سب سے زیادہ تر ذلیل دیکھا کہ مجکو
اٹھاتا ہی اور کسی کو نہین مین تو نہ اٹھونگا چاہے کچھ ہو جاے یہ تصور کر کے دل مین جواب دیا کہ ای
نامہبر تو نے کیا مجکو کوئی بد قوم خیال کیا جو تو مجکو اٹھاتا ہی اتنے لوگ دربار مین موجود ہین ان کو
اٹھا کر کسی کے دنگل پر بیٹھ جا نہین ذرا دیر توقف کر کہ تیرے لیے کرسی آتی ہی اسپر بیٹھ کر باتین کرنا مین
تو نہ اٹھونگا شہنشاہ نے جواب دیا کہ یہ تو نہوگا کہ مین کھڑا رہون تیرے ہی دنگل پر بیٹھونگا کیونکہ یہ
قریب تخت شاہی ہی اور دنگل و کرسی دور ہین اس تکرار سے کچھ حاصل نہین ہے تم ذرا دیر کیلیے
اٹھو کھڑے ہو وہ کرسی آئیگی اسپر بیٹھ جانا مین ٹھہر نہین سکتا ہون مجھے جلدی ہی تیرا کیا نقصان ہی
اس سردار نے کہا کہ یہ تو نہوگا مین تو اپنے مقام پر سے نہ اٹھونگا اور کسی سردار کو اٹھا کر اسکی کرسی
پر بیٹھ جا اور کیا تیرے پاؤن اتنے عرصہ مین تھک نہ جاینگے کہ کرسی آئے شہنشاہ نے جواب دیا کہ کیون
جہالت کرتا ہی درگیسالار کا حال سنا ہوگا کہ وہ کیونکر میرے ہاتھ سے مارا گیا وہی تیرا حال ہوگا
آیندہ تجکو اختیار ہی اب تو ہم اسی دنگل پر تجکو اٹھا کر بیٹھینگے اسنے جواب دیا کہ کیا طاقت وہ بیوقوف
تھا کہ مارا گیا دوسرے وہ کیا مقابلہ کر سکتا تھا یہان ہر ایک رستم وقت ہی خصوصاً میری طرف تو کوئی
نگاہ اٹھا کر نہین دیکھ سکتا ہی قتل کرنا تو شی دیگر ہی یہ جو اسنے کہا شہنشاہ نے جواب دیا کہ بس خیر اسی
مین ہی کہ ہٹ جاؤ ورنہ خرابی ہوگی اسنے جواب دیا کہ مریخ فلک تو مجکو اٹھا سکتا نہین ہی یہ جو کہا اب
انکو غصہ آگیا اور قریب آکر اس سے کہا کہ بس ہٹ جا زیادہ تقریر نہ کر نہین مین اٹھا دونگا اس نے
جواب دیا کہ کیون قضا آئی ہی تیرے منھ کیون لگتا ہی اپنی خیر منا بس اسی مین خیریت ہی کہ تیری جان بچی ہی
کہ تو نے اتنا بڑا جرم کیا اور کچھ نہ کیا گیا اور نہ سزا دی گئی ورنہ اسکی بہت بڑی سزا تھی شہنشاہ نے
جواب دیا کہ کیون نہ دی کیا کوئی مانع ہوا تھا مین تو موجود ہون کہین چلا نہین گیا ہون اگر منظور
ہو تو سب ایک مرتبہ ملکر مقابلہ کر لین یا فرداً فرداً مین کسی طور سے بند نہین ہون اور مین تجکو ضرور اٹھا دونگا
یہ فرماکے اور ہاتھ دراز کر کے اسکی کمر بند چغہ مین ڈالا اور کہا کہ ہٹ جا اسنے قصد کیا کہ لنگر
قائم کرون شہنشاہ نے جھٹکا دیا اسکو اٹھا لیا اور الگ کھڑا کر دیا اور خود دنگل پر بیٹھ گئے یہ
واقعہ اور یہ زبردستی دیکھکر اہل دربار و تجراب شاہ کے ہوش جاتے رہے اور سب نے خیال کیا
کہ یہ لوگ بڑے زبردست ہین یہ کہین غدر کرینگے ادھر اس سردار نے جو کہ یہ خیال کر رہا تھا کہ اسنے
بڑی ذلت دی میرا ہاتھ پکڑ کر دنگل پر سے اٹھا دیا خود بیٹھ گیا یہ وہی سردار ہی جس نے یہ رائے
دی تھی کہ سب کرسیان اور دنگل اٹھا دیے جائین جو کہ خالی ہون تا کہ ایلچی کو ذلت حاصل ہو اسی
کی رائے سے یہ بھی حکم دیا تھا کہ کوئی بدون اجازت اندر نہ آنے پائے اس حکم سے ایک شخص کی
جان گئی وہ جو مثل مشہور ہی کہ چاہ در کے لیے کنوان کھودے وہ خود گرے اسنے قصد کیا تھا کہ
ایلچی کو ذلت ہو خود ذلت اٹھائی یہ جو ذلت اٹھائی بڑا غصہ آیا اور تلوار میان سے لے کر
شہنشاہ پر چلا ادھر شہنشاہ نے جو تلوار کی چمک دیکھی فوراً سنبھل بیٹھے جب تلوار قریب سر آئی

کھینچی وہی کہ تلوار پیٹ پڑی قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا کلائی مڑ کر تلوار چھین لی اور شدید دست پکڑ کر جو جھٹکا دیا
وہ منہ کے بھل آیا ایک گھونسا مارا کہ اسکا مغز سر پریشان ہو گیا چور کھا کر گرا اور بیہوش ہو گیا اہل دربار
دیکھکر دنگ ہو گئے کہ کیا جرات ہے یہ لوگ بڑے جی والے ہیں کسی کا خوف نہیں ہے یہ خیال نہیں کہ کسی
کے دربار میں ہیں یہ مقام غیر ہے یہاں سب غیر لوگ ہیں ہم تنہا ہیں یہاں سیکڑوں ہیں مگر کیا بے خوف ہیں
وہ سردار جو کہ بیہوش ہو کر گرا تھا خاموش پڑا رہا کہ اتنے میں خادم کرسی لے کر آیا اسنے آنکھیں کھولی
مردوں کی طرح بیہوش ہی پڑا رہا ایسا خوف غالب ہوا ادھر شہنشاہ سے محراب شاہ نے کہا کہ آپ کیوں تشریف
لائے ہیں جواب دیا کہ نامہ لے کر آیا ہوں محراب شاہ نے کہا کہ لائیے نامہ بر نے جواب دیا کہ چند
شرطیں ہیں نامہ کے ساتھ محراب شاہ نے کہا کہ کیا شرطیں ہیں جواب دیا کہ نامہ کو گیارہ سلام کرو اور
مجھکو سات سلام گیارہ قدم نامہ کی تعظیم کرو اور سات قدم میری اور گیارہ کشتیاں جواہر کی نامہ پر سے
نثار کرو اور سات میرے اوپر سے اور یہ شرط ہے کہ نامہ کے ساتھ کوئی بدعنوانی نہ کرنا ورنہ تمہاری
جان نہ ہوگی اس نامہ کے ساتھ میرا سر ہے بس جو کچھ تمکو جواب دینا منظور ہو وہ نامہ کی پشت پر تحریر کر دینا
کیونکہ یہ نامہ ہے اس میں بہت سے کلمے سخت ہیں بہت سے گرم ہیں پھر شہنشاہ نے کہا محراب شاہ
نے جواب دیا کہ ہمکو کوئی شرط نہیں منظور ہے آپ اپنا نامہ لے جائیں شہنشاہ نے فرمایا کہ ابتو ہمکو نامہ لینا ہوگا
ورنہ تمام بارگاہ تہ و بالا کر دونگا ادھر اس سردار نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ وہ پہلوان ہے جو کہ نامہ لے کر آیا تھا
پاگیا دیکھا کہ میرے دنگل پر بیٹھا ہوا ہے پھر آنکھیں بند کر لیں کہ شہنشاہ کی نگاہ اسپر پڑی اسکی یہ حرکت دیکھکر
ہنس دیے اور فرمایا کہ جناب میں تجھ سے نہ بولونگا میں نے تیری خطا معاف کی وہ یہ سنکے مارے
خوف کے کانپ گیا اور آہستہ سے اٹھا اور آنکھیں بند کیے ہوئے اس مقام پر سے چلا اور ایک اور
سردار کے برابر آ کر خاموش ہو کر بیٹھ رہا کہ اس سردار سے اور شہنشاہ سے بہت فاصلہ تھا ادھر محراب شاہ
سے شہنشاہ نے فرمایا کہ جو میں نے کہا ہے وہ شرطیں بجا لاؤ مجھکو دیر ہوتی ہے اسنے اپنے سپہ سالار کی طرف دیکھا
اسنے جواب دیا کہ جو نامہ بر کہتا ہے وہ ادا فرمائیے کیونکہ یہی طریقہ ہے اگر نہ ادا فرمائیے گا تو فساد ہوگا لفظ
فساد آہستہ سے کہی محراب شاہ مجبور ہو گیا تھا اسنے سپہ سالار سے اس سبب سے کہا تھا کہ شاید یہ کمر
ہمت باندھے اور اس سے مقابلہ کرے جب یہ سنا اور اہل دربار کو بدحواس پایا خیال کیا کہ اسنے کچھ نہ ہوگا
یہ لوگ زبانی جمع خرچ جانتے ہیں جو نامہ بر کہتا ہے وہ قبول کروں پس اسی وقت سات سلام شہنشاہ کو
گیارہ نامہ کو اسی طور سے سات قدم شہنشاہ کی تعظیم گیارہ قدم نامہ کی سات کشتیاں جواہر کی شہنشاہ پر
نثار کیں گیارہ نامہ پر جب کشتیاں نثار کی گئیں جتنے لوگ علاوہ سردار کے اس بارگاہ میں ملازم
و غیر ملازم تھے سب اس قصد سے چلے کہ لوٹیں مگر ایک کے بھی ہاتھ کچھ آیا سب مایوس ہو کر رہ گئے
باہم لڑنے لگے کوئی کہنے لگا کہ سب تمنے لے لیا اسنے جواب دیا کہ بھائی میرے ہاتھ کچھ نہ آیا ہمکو
تہمت لگاتے ہو کیوں طوفان لیتے ہو اسنے جواب دیا کہ میں نہ مانونگا آخر کچھ تو ہے اکیلا نہیں کھا گیا
آسمان اسنے جواب دیا کہ جس طور سے تیرا گمان میرے اوپر ہے اسی طور سے میں تمہارے اوپر گمان کرتا
ہوں کہ تم نے سب لے لیا اور میں محروم رہ گیا یہ باہم تکرار ہونے کی یہاں خواجہ موجود تھے جیسے کشتیاں
نثار کی گئیں خدمتگاروں کے مجمع میں کھڑے تھے انہوں نے سب سے آگے بڑھ کر جال مارا اور
سب مال نذر زنبیل کیا اور دوسری صورت بدل کر اور مقام پر جا کھڑے ہوئے کس طور سے
اُن لوگوں کے ہاتھ آتا جہاں یہ ذات بابرکات ہوں وہاں کچھ مال کسی کو ملے خواجہ الگ

کھڑے ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہیں یہ جو حال محراب شاہ نے دیکھا آپ سب لوگ باہم تکرار کر رہے ہیں اور نوبت
مارپیٹ کی پہنچی برہم ہو کر حکم دیا کہ ان سب کو نکال دو یہ کیا کوئی بازار مقرر کی ہے کہ باہم لڑ رہے ہو یہ دربار
نہیں ہے کہ جو جس کا جی چاہے محراب شاہ نے حکم دیا چوبدار چلے کہ کیوں باہم تکرار کرتے ہو بادشاہ خفا
ہوتے ہیں یہ جو چوبداروں نے کہا وہ لوگ خاموش ہو رہے سبب یہ تھا کہ یہ جو چوبدار جو منع کر رہے تھے
خود بھی شریک تھے جب کچھ ہاتھ نہ لگا تو الگ جا کر اپنے مقام پر کھڑے ہو گئے انھیں میں خواجہ بھی تھے
جب وہ خاموش ہوئے اس سبب سے کہ بادشاہ برہم ہوتے ہیں وہ غل و شور موقوف ہوا اب شہنشاہ نے
محراب شاہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم نے کل شرائط ادا کئیں اب یہ نامہ لو مگر یہ خیال رہے کہ نامہ
کے ہمراہ کوئی بے ادبی نہو ورنہ خرابی ہوگی آیندہ تمکو اختیار ہے محراب شاہ نے جواب دیا کہ آپ
اطمینان رکھیں کبھی بے ادبی نہوگی جو کچھ جواب دینا ہوگا پشت نامہ پر تحریر کر دینگے بلکہ میں ابھی سے
جواب دیتا ہوں کہ ہمکو کسی طرح سے صلح نہیں منظور ہے بلکہ مقابلہ منظور ہے شہنشاہ نے فرمایا کہ یہی جواب
تحریر کر دینا کوئی بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ فرما کر نامہ نکال کر دیا محراب شاہ نے اٹھکر سر و قد
کھڑے ہو کر نامہ دونوں ہاتھوں پر لیا اور سر پر رکھا بوسہ دیا اور وزیر کو دیا کہ اسکو پڑھو وزیر نے
لیکر لفافہ چاک کیا شہنشاہ [illegible] مثل شیر ببر کے تشریف فرما ہیں کسی کی جرأت نہیں پڑتی ہے کہ کچھ کلام
کرسکے سب خاموش سر جھکائے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ وزیر نے نامہ پڑھنا شروع کیا پہلے
اسمیں حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی تحریر تھی اسکے بعد کل واقعات صاحبقران اول و ثانی کا مجملاً تحریر تھا
اور انکی تعریف بھی لہذا اسکا ایسی حالت تحریر تھی اور یہ تحریر تھا کہ میں وہ ہوں کہ جسکے قدم کی برکت سے
دریاے سبز رنگ کہ جہاں قدم انسانی بھی نہیں جا سکتا تھا فتح کیا جہاں سحر و ساحری کا مقام تھا کیونکر
باسانی فتح ہوا ایک ساحر بھی نہ باقی رہا اسکے بعد شہر لقینیہ کو کیونکر فتح کیا آگ میں گیا وہاں سے زندہ نکلا لقین
نے میرا مذہب قبول کیا وہ میرے ہمراہ ہے اگر یقین نہو تو لقین سے دریافت کر کے میرے
کہنے کو یقین کرو بس میں تمکو تحریر کرتا ہوں کہ اس کفر و کافری سے باز آؤ تصویر پرستی ترک کرو مذہب اسلام
و ملت بیضا قبول کرو غاشیہ اطاعت کو دوش ہوش پر رکھکر حاضر خدمت والا ہو یہاں آکر مذہب اسلام کی ترقی
کرو ورنہ یہ یاد رکھو کہ مثل دریاے سبز رنگ و شہر لقینیہ کے یہ ملک بھی تباہ ہوگا اور تم لوگ بھی مثل
لقین کے اسلام قبول کروگے اگر ذلت اٹھا کر اسلام قبول کیا تو کیا مرد عاقل و دانا وہی ہے کہ جو عاقبت اندیشی
کرے یہ یاد رکھنا اور اسپر غرور نہ کرنا کہ میرے پاس لشکر ہے یہ سپاہ و لشکر کچھ کام نہ آئیگا سب ایک ضلع
میں تباہ ہوگا بڑے بڑے بادشاہ تباہ ہوئے ہیں تمہاری کیا اصل ہے میرے نزدیک یہ امر بہتر ہوگا کیوں بندگان
خدا کا خون ہو بیکار کشت و خون ہو بہتر یہی امر ہو میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تم ایسا بادشاہ صاحب اختیار
میرے ہاتھ سے ذلت پاوے خیال کرنے کا مقام ہے کہ جسنے تمکو اور تمام عالم کو خلق کیا اسکو نہ پوجا تو بلکہ ایک
تصویر جو کہ بالکل بے حس و حرکت ہے اسکی بندگی کرو اپنے خالق برحق کو تو سجدہ نہ کرو تصویر کو سجدہ کرو یہ جو
شجر و حجر کوہ و صحرا باغ و دریا جن و بشر دیو پری ارض و سما چاند و آفتاب ثوابت و سیارے خلق فرمائے
ہیں سب اسکے خالق ہونے کے شاہد ہیں اسنے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے یہ ایسے ہیں ہم کو
راہ نیک و بد کا اختیار دیا ہے یہ نفس امارہ ہمارا جدھر کو چاہتا ہے لیجاتا ہے بلکہ اسپر بھی الطاف کی انبیاء
و اوصیا ہمارے ہدایت کے لیے خلق فرمائے انھوں نے ہمکو ایسی راہ نیک بتائی کہ جسکے سبب سے ہم
شاہراہ ہدایت پر پہونچے چشمۂ ضلالت سے نکلے یہ خیال کرو کہ وہ وحدہ لا شریک ہے اسکا کوئی شریک

بیت۔ اگر جنگجوئی ندارم درنگ ٭ وگر صلح خواہی نخواہیم جنگ ٭ جو تمکو منظور ہو وہ جواب نامہ کی پشت پہ
تحریر کردو اُسی نامہ میں واحدانیت خدا کے بہت سے الفاظ تھے اور ہر مذہب کی مذمت تھی خصوصاً مذہب
آتش پرستی کی زیادہ تر تھی مضمون نامہ سُنکے مہراب شاہ و اہل دربار کو بہت غصہ آیا مگر کیا کریں خاموش
بیٹھے ہوئے سنا کئے جب نامہ ختم ہو چکا تو مہراب شاہ نے دبیر سے کہا کہ ہماری طرف سے پشت نامہ کے یہ
تحریر کردو کہ ہمارا اسقدر دماغ نہیں ہے کہ ہم اس نامۂ مہمل کا جواب تحریر کریں صرف اس عبارت طویل کا یہ جواب
ہے کہ ہمکو منظور نہیں ہے سوائے جنگ کے نہ ہم شل یقین سکے ہیں کہ خواہ مخواہ اپنا مذہب آبائی ترک کرکے
اپنے باپ دادا کو چھوڑ کر دوسرے کو اپنا باپ دادا بنائیں اور مذہب غیر قبول کریں یہ تو بہتر ہوگا
کہ جنگ قبول ہے ہم صلح سے جنگ بہتر جانتے ہیں یہ جواب تحریر کردو دبیر نے جواب جو کہ مہراب شاہ نے
کہا تھا تحریر کر دیا مہراب شاہ نے وہ نامہ شہنشاہ کو دیا اور کہا کہ لیجائیے ہم نے جواب جنگ تحریر کر دیا ہے
یہ امر ظاہر ہے شہنشاہ نے وہ نامہ لیکر کمر میں رکھا اور تلوار کو ٹیک کر کھڑے ہوگئے اور تمام اہل دربار
کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں موجود ہوں جن صاحب کو مجھ سے اس امر کا عوض لینا منظور ہو کہ میں نے
درگسالار کو قتل کیا ایک سردار معزز کو سر دربار ذلیل کیا تو سامنے آئیے کہ ہم یہ نہ کہیں کہ ایلچی چلا گیا اور
ہم سفارت میں آگاہ کر سکے ہمارا ہوں کسی وقت میں عاجز نہیں ہوں یہ جو شہنشاہ نے کہا سب اہل دربار
نے جواب دیا کہ آپ تشریف لیجائیں کوئی منع نہیں کرتا ہے ہم آپ سے اور آپکے لشکر سے مقابلہ میدان
جنگ میں کریں گے یہاں کیا ہوگا یہ سُنکے شہنشاہ جو مستعد ہو چکے تھے اپنے مرکب کے قریب آئے اور اس پر
سوار ہوکر روانہ ہوئے اور بیرون دربار آکر اپنے لشکر کی طرف چلے وہ جو کہ ہمراہی تھے اُنکو ہمراہ
لیا خواجہ پہلے سے وہاں سے روانہ ہوگئے یہاں دربار میں سب سردار و صاحبقران مع بادشاہ
کے موجود ہیں دربار آراستہ ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ابھی تک جواب نامہ لیکر شہنشاہ نہیں آئے
ہیں خواجہ عجوبہ خبر لیکر آئے ہیں کہ ہرکارے حاضر دربار ہوئے انھوں نے بارگاہ میں آکر مجرا کیا اور عرض
کیا کہ ہم یہاں سے خبر روانہ ہوئے تھے یہ خبر لائے ہیں کہ شاہزادہ عالم نے بڑی شوکت سے نامہ بری کی پہلے
تو تمام لشکر کا تذکرہ کر دیا کسی کو نظر نہ کیا جو کوئی سامنے آیا وہ چھپٹا میں مرکب کی آگیا نشان لشکر جلوکر دا
خیمہ گرا دیے اسی طرح سے قریب بارگاہ پہنچے درگسالار نے اندر جانے سے منع کیا اسکو قتل کرکے
اندر گئے بڑا شور و غل ہوا سب لوگ ہوا سے مقابلہ چلے کسی کا ہوا نہ پڑا کہ کلام کرے مقابلہ کرنا تو
کیا دیگر ہی آخر سب اپنا سا منھ لیکر رہ گئے آپ مرکب پر سے اوتر کر دربار میں گئے اور اہل اسلام سلام کیا
گو اہل دربار کو گراں گذرا مگر کیا کریں دربار میں کوئی کرسی خالی تھی نہ دنگل قریب تخت کے ایک پہلوان
بیٹھا ہوا تھا اُس سے کہا کہ تم ہٹ جاؤ ہم اس دنگل پر بیٹھکر کچھ کلام بادشاہ سے کرینگے اُسنے جواب دیا
کہ میں نہ اُٹھونگا اس امر پر باہم تکرار ہوئی آخر کو شاہزادے نے اسکو زبردستی اُٹھا دیا وہ ذلیل ہوا اُسکے
دنگل پر بیٹھکر جو شرائط نامہ تھے سب اُس سے پہلے اُسکے بعد نامہ دیا اُسنے جواب نامہ تحریر کرا دیا اب
شہنشاہ عالم نامہ کا جواب لیکر آتے ہیں اور جو کچھ گذرا تھا وہ سب بیان کیا ہرکارے یہ عرض کرکے
خاموش ہوئے اُنکو خلعت ملا وہ رخصت ہو کر بیرون بارگاہ آئے صاحبقران نے بادشاہ سے
فرمایا کہ دیکھا اصل عیب نامہ بری کی بھلا ایسی امید نہ تھی بادشاہ نے جواب میں فرمایا خیال تو فرمائیے
کہ وہ فرزند کیسے ہیں جرأت و دلاوری انکا حصہ ہے یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ خواجہ آکر پہونچے
اور اپنی کرسی پہ سلام کرکے بیٹھ گئے صاحبقران والا شان نے فرمایا کہ کیا خبر لائے کیسی نامہ بری کی

شہنشاہ سے خواجہ نے کہا کہ نامہ بری تو خوب کی مگر میرا نقصان ہوا میں باز آیا اس عہدہ سے کہ نفع تو در کنار اور نقصان ہوا یہ تو وہ مثل ہوئی گئے تھے روزے کو نماز گلے پڑی کچھ پیدا کرنے گئے تھے وہاں جا کر کچھ اپنا کھو آئے یہ تو بہت نہ ہوگا آدمی نوکری جو کرتا ہے تو نفع کے لیے نہ کہ نقصان کے لیے میں تو کبھی اس مرتبہ کو نہ قبول کروں گا یہ عہدہ اور کسی کو دیا جائے میں کہاں سے لاؤں گا کہ ہر مرتبہ نقصان ہو اسکی برداشت کروں میں تو اسی طور سے تباہ ہو جاؤں گا ایک قرضدار ہوں دوسرے اور قرضدار ہو جاؤنگا لوگ تو مجکو صاحب امانت جانتے ہیں اپنا مال میرے پاس امانت رکھتے ہیں اگر اسی طرح سے میں کرتا کہ ہر ایک کا مال کھو دیتا تو کوئی کیوں امانت رکھواتا اگر اسی طور سے نقصان ہوتا تو میں کیوں صاحب امانت ہوتا میرا تو یہ طریقہ ہے کہ جسکا مال ضائع گیا میں نے اپنے پاس سے دیا اسی سبب سے قرضدار ہو گیا ہوں اور یہ قرضہ جو کچھ ہوا ہے اسی صورت سے ہوا کہ آپ لوگوں کے کام میں صرف کیا یا نقصان جو ہوا وہ بھی آپ ہی کے کام میں ہوا جیسے اسوقت اور کسی نے وہ نقصان نہ دیا اگر دیا بھی تو ہزار وقت سو کی جگہ دس دیے اور بہت بڑا احسان کیا ایک والد بزرگوار قرضہ چھوڑ گئے تھے کہ ادا کرو دوسرے خود اپنا قرضہ لیجیے آپ لوگوں کی طرف کا قرضہ ایک میری جان ہے اور اسقدر آلام ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ بیان تو فرمایئے کہ کیا نقصان ہوا اسکی فکر کیا ہے خواجہ نے کہا میرے پاس پانچ ہزار روپیہ کی انگشتری ایک تاجر کی تھی کہ اسنے فروخت کرنے کو دی تھی کہ اسکو کسی سردار کے ہاتھ فروخت کر دینا میں نے لیکر اسکو پہن لیا تھا میری انگلی میں تھی اس خیال سے پہنے ہوئے تھا کہ جو وقت دربار کسی سردار کے ہاتھ فروخت کر دونگا جسکو پسند آئیگی یہاں جو آیا تو یہ جھگڑا نکلا کہ نامہ بر کے ہمراہ جایئے چنانچہ میں اسطرف روانہ ہو گیا کہ ضبر لادکن وہاں جو پہونچا اسوقت پہونچا جبکہ شہنشاہ سے اور درگیسالار سے مقابلہ ہو رہا تھا وہ انکو منع کر رہا تھا یہ تکرار کر رہے تھے کہ میں ضرور جاؤنگا چنانچہ یہ اسکو قتل کر کے اندر گئے لوگ جو اسکے ملازم تھے وہ حملہ کر کے اندر چلے میں جو انکے ہمراہ چلا جھپٹ کر اور ہاتھ میرا ایک آدمی کی پشت پر پڑا اسمین جھٹکا لگا یا مجکو کچھ خیال نہ رہا میں اس گھبراہٹ میں اندر چلا گیا وہاں بھی جا کر خیال نہ آیا انگشتری اسی گھبراہٹ میں انگلی سے نکل گئی کیونکہ ڈھیلی تھی اب جو میری نگاہ انگشت پر پڑی تو انگشتری نہ تھی دم تن سے نکل گیا جان پر بنگئی چونکہ مجکو اسوقت معلوم ہوا تھا کہ جبکہ جواب نامہ مل چکا شہنشاہ دربار سے چل چکے تھے میں نے بہت تلاش کیا کہیں نہ ملی میں مجبور ہو کر رہ گیا عاجز ہوا آخر کو صبر کر کے چلا آیا کہ اسکا قرضہ ادا کر دیا جائیگا معلوم ہوتا ہے کسی نے اسے اٹھالی اس مجمع میں سے میرا تو نقصان ہو گیا یہ جو خواجہ نے کہا بادشاہ نے فرمایا کہ ہم تمکو اس انگشتری کی قیمت دینگے تم کل حال تو ایلچی گری کا بیان کرو خواجہ نے عرض کیا کہ خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے سبب سے لشکر قائم ہے مثل آپ کے کوئی سخی نہیں ہے بہت سی تعریف کر کے کہا کہ روپیہ طلب فرمایئے بادشاہ نے پانچ ہزار روپیہ طلب کر کے خواجہ کو دیا خواجہ نے کل حال ایلچی گری کا بیان کیا بادشاہ و صاحبقران و اہل دربار سب نے سنا اور بہت خوش ہوئے کہ اتنے میں ہمراہ شہنشاہ آکر پہونچے سب کو سلام کیا اپنے دنگل پر آکر بیٹھ گئے جواب نامہ صاحبقران زمان کو دیا صاحبقران نے دبیر کو نامہ دیا کہ اسے پڑھو اسنے نامہ پڑھکر سنایا صاحبقران نے جواب نامہ سنکر زبانی ہمراہ کے سے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کو بہت غرور ہے اب دیکھیے کیسا مقابلہ ہوتا ہے یہ فرما کے صاحبقران خاموش ہو رہے یہاں دربار آراستہ ہوا ادھر لندھور نے شہنشاہ کے ہمراہ بادشاہ نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ نامہ بر آکر بہت زبردستی کر گیا اور ہم میں سے ایک بھی نہ بولا اسکا

کیا سبب تھا سپہ سالار نے جواب دیا کہ آپ نے ملاحظہ کیا تھا کہ اُس سے جو ورگہ سالار سے تکرار ہوئی
اسکا انجام کیا ہوا اور آنھون نے جو کہ اسکے بڑے مقرب تھے اور اپنے کو زبردستان روزگار سے تصور
کرتے تھے آپ نے اُنکی راے کے موافق کوئی دنگل و کرسی خالی بارگاہ مین نہ رکھا تھا تو کیا ہوا اُنھین کو
ذلت حاصل ہوئی اُنھین کو اُستے دنگل پر سے اُٹھا دیا وہ کچھ نہ بنا سکے ایک گوشہ مین بیہوش ہو گئے
جو کوئی اُسوقت بولتا وہ یون ہی ذلیل و خوار ہوتا اسکا سبب یہ ہی کہ نامہ بر ہمیشہ سے گندہ ہوتا ہی
نامہ بر کی عزت کیجاتی ہی نہ کہ ذلت یہان تو اُسکے لیے ذلت کا سامان کیا گیا تھا مگر کیونکر ذلت ہوتی
کیونکہ وہ نامہ بر تھا بدین خیال کسی نے کچھ اُسکو جواب نہ دیا سب خاموش بیٹھے رہے یہ سبب
تھا ہان اب میدان مین جاکر اُسکو یہ مقابلہ طلب کرینگے اس بے ادبی کی سزا دینگے آپ پریشان
نہون میری راے یہ ہی کہ طبل جنگ بجوائیے کل میدان جنگ مین دنگل کر مقابلہ فرمائیے کیونکہ کیا ضرورت
ہی کہ عرصہ ہو پہچہ سپہ سالار نے کہا محراب شاہ نے اُس پہلوان کی طرف دیکھا جو کہ ہاتھ سے شہنشاہ
کے ذلیل ہوا تھا بعد جانے شہنشاہ کے وہ پھر آکر اپنے دنگل پر بیٹھ گیا اتنی بڑی ذلت اُٹھائی
تھی مگر یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکو ذلت ہوئی تھی بالکل اُسکے چہرے سے آثار شرمندگی نہ ظاہر تھے بیٹھا ہوا
ہنس رہا تھا کہ جب محراب شاہ نے اُسکی طرف دیکھا تو وہ یہ کہنے لگا کہ سپہ سالار سچ فرماتے ہین اب
طبل جنگی بجوائیے پہلے مین جاکر مقابلہ کرونگا اور اُس سردار کو جو کہ نامہ لیکر آیا تھا میدان مین طلب کرونگا
آپ ملاحظہ فرمائین کہ مین کیونکر سر میدان قتل کرتا ہون یہان تو مین نے جان کر طرح دی یہ جواب سنکر
محراب شاہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہ جو حکم محراب شاہ نے دیا اُسی وقت نقارہ زنی پر
چوب بڑی صدا سے نقارہ لشکر مین پھیلی اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا لشکر حریف سے جب
نقارہ پر چوب بڑی صدا سے نقارہ لشکر مین ہر چہار طرف منتشر ہوئی یہان لشکر مین اندر بارگاہ کے
صاحبقران و بادشاہ بیٹھے ہوئے ہین کل اہالیان دربار جمع ہین خواجہ بھی موجود ہین شہنشاہ
کی نامہ بری کا ذکر ہو رہا ہی کہ صدا سے نقارہ کانون مین پہونچی اہل دربار سے فرمایا کہ یہ کیسی صدا
آرہی ہی یہ نقارہ کیسا بجا ہی کوئی جاکر خبر تو لاے کہ یہ نقارہ کہان بجا ہی یہ ہی ذکر ہو رہا تھا کہ جوڑی کا سرکار
کی یہ خبر لیکر حاضر دربار ہوئی یہ ہرکارے ہمہ وقت لشکر حریف مین موجود رہتے ہین اسلیے کہ جو ہو
گذرے اُسکو بخوبی دریافت کرکے صاحبقران والاشان سے عرض کرین آکر پہونچے مجرا ادا
مجرا بجالائے دعا و ثنائے شاہی ادا کی اور عرض کیا کہ یہ غلامان جان نثار حاضر لشکر حریف تھے کہ ناگاہ
اُسنے نامہ بر کے باہم صلاح ہوئی کہ کیا کیا جاے صلاح ہوئی کہ نقارہ جنگ بجایا جاے جب نقارہ
کوس حربی بجا ہی حضور سے مقابلہ کرنے کا ارادہ ہی اور باقی خیریت ہی یہ خبر سنکے صاحبقران
نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجایا جاے کل ہم لشکر حریف سے مقابلہ کرینگے
یہ حکم ملا فوراً خواجہ بارگاہ سے اُٹھا نقار خانہ مین آئے یہان نقارچیون نے نقارے
سینک سانک کر درست کر رکھے تھے کہ خواجہ پہونچے اُنھون نے پانچ اشرفیان نذر
لین خواجہ نے نذر قبول کرکے نقارے پر چوب لگائی کہ صداے نقارہ گونجی صداے
نقارہ سے گوش گردون کر ہو گئے ـــ ز نقارہ آواز آمد برون ۲ کہ دون ست و دون ست گردون دون
و لگر دل زن و دل زن بہ تحسین او ۔ ۲ بہ بین دین او دین او دین او صداے کوس زرمی سے صحرا
گونج گیا اور نقارچیون نے نوبت بجانی شروع کی یہ جو خبر لشکر مین پھیلی کہ کل مقابلہ ہوگا

وہ لوگ یہ خبر سن کے کہ لشکر مین کوس حربی بجا ہی حریف سے مقابلہ ہوگا سب لوگ اپنا اپنا
سامان جنگ درست کرنے لگے آلات حرب و ضرب آراستہ ہونے لگے اودھر لشکر حریف مین بھی
سامان جنگ ہونے لگا تمام دن اسی طور سے نقارے بجا کئے وہ دن تمام ہوا شب آئی دونون
لشکرون مین نقارے بجتے رہے سب سامان جنگ مین مصروف ہوئے کوئی زرہ کو درست کرنے لگا
کوئی تلوار پر صیقل کرنے لگا کوئی تیرون کو درست کرنے لگا کوئی آہنی خود کو درست کرکے سر پر
رکھنے لگا کسی نے کمان کو جو کہ خشک ہو گئی تھی اسکو سینک سانک کر درست کیا جو کہ بہادر تھے
وہ دو دو چار چار باہم ملے ہوئے بیٹھے ہین اور باہم تذکرہ جنگ و پیکار کر رہے ہین یہ کہتا ہی
کہ کل تلوار سر حریف پر مثل برق کے چمکیگی یہ تیر میرا قلب دشمن کو نشانہ کرکے پشت سے نکلیگا
یہ نیزہ میرا قلب کوہ مین درآئیگا کسی نے باواز بلند کہا کہ میرے گرز کی ضرب سے گر کر وہ لوٹتی ہی
ایک گز زمین حریف پیوند زمین ہو جاتا ہی استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جاتے ہین کوئی ہم سے مقابلہ نہین
کر سکتا ہی ایسے ایسے کلام باہم کر رہے ہین کوئی کہتا ہی کہ کل یہ ہلا خون کی دھار سے رنگین ہونگے
دیکھین کل کون عروس مرگ سے ہمکنار ہوتا ہی کل کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوتا ہی جام زندگانی چھلکتا
ہی کون ثابت قدمی دکھاتا ہی کسکا قدم کمیت سے باہر ہوتا ہی کون جھکر سینہ پر تلوارین کھاتا ہی
کون نیزہ دشمن کو سینہ پر روکتا ہی کون تیرون کو اپنی چھاتی پر لیتا ہی جو کہ بہادر ہوگا وہ یہ کام کریگا
بزدل کب اسکی برداشت کریگا دیکھین کل کون قدم بڑھاکر دشمن کی ضرب کو رد کرتا ہی یہ جو بہادر
ہوگا وہ کریگا بہادرون مین تو یہ تقریر ہو رہی ہی باہم گلے مل رہے ہین جو کہ بزدل ہین وہ گریز
کی تدبیر کر رہے ہین اپنا اپنا اسباب باندھ رہے ہین اور اس فکر مین ہین کہ رات زیادہ آئے
تو یہان سے فرار کرین اگر جان ہی تو جہان ہم زندہ ہین تو ہزارون نوکریان ملینگی اگر ہم نہونگے
تو کون نوکری کریگا ہمارے بال بچے مارے فاقون کے مر جائینگے بعض یہ فکر کر رہے ہین کہ ابھی صرف
بیس دن شادی کو ہوا ہی جس دن سے شادی ہوئی ایک دن بھی بی بی کے ہمراہ نہ رہے صرف
چالون تک تو ہمراہی رہی کہ یہان سے طلب کا خط پہنچا اگر ہم قتل ہوگئے تو جورو رانڈ ہو جائیگی
اسکی جوانی کیونکر بسر ہوگی کیونکر رنڈاپا کٹیگا ابھی تو کوئی اولاد بھی نہین ہوئی ہی کہ نشانی ہوتی ہم کیونکر
اپنی جان دین یہ خیال کرکے اپنے چاکر کو صدا دی کہ میان فتاح یہان آؤ وہ حاضر ہوا کہا کہ ہماری سواری کا
مرکب و پیتل کا ٹٹو طیار رکھنا ہم بھی ضرورت سے جائینگے اسنے کہا کہ میان کل صبح کو تو مقابلہ ہی آپ یہ
فرماتے ہین کہ ہمین ضرورت سے جاؤنگا یہ کون سا امر ہی جو کہ خلاف بہادری ہی یہ کلام چاکر
سے سنکے برہم ہو کر جواب دیا کہ تجکو کیا ہمارے امرون مین دخل ہی ہم مالک ہین اور تو نوکر تجکو کیا دخل
اسنے جواب دیا کہ مین نے اس سبب سے عرض کیا کہ کل مقابلہ ہی اور نمک شاہی کھایا ہی اسکا
کچھ تو حق ادا فرمائیے گا یا نہین انھون نے جواب دیا کہ تو بڑا نمک حلال ہی اور بہت نمک کا پاس ہے
تو تو رہ ہمکو اپنی جان بھاری نہین ہی ابھی تو شادی ہوئے ہی کوئی بیس دن ہوا ہی اچھی طور سے جورو
کی صورت تک نہین دیکھی ہی اگر مر گئے تو کون اسکی جوانی کاٹیگا اس سے اگر ہم زندہ ہونگے تو دوسرے
مقام پر نوکری ملجائیگی آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ کا نقشہ ہی پس ہم جتنا سمجھتے
کہتے ہین اتنا کرو ہو فرق نہو وہ ملازم بڑا اسپیلا کہتا ہوا اپنے مقام فرودگاہ پر آیا جس طور سے آقا
نے کہا تھا اسی طور سے سب سامان درست کر دیا یہ تو اس وقت کے منتظر تھے مرکب پر سوار ہوکر مع اسباب

دوسرے مرکب پر لاد کر روانہ ہوئے اسی طور سے سیکڑون لشکر سے نکل گئے کوہ و صحرا مین جا کر
پوشیدہ ہو گئے سیکڑون تو نکل گئے سیکڑون نے یہ تدبیر کی کہ چھال گوٹے کی لیے ہزارون دست
ہونے لگے برابر چوکی لگ گئی سیکڑون نے مارے خوف جنگ کے لحاف اوڑھ لیے تن کر پڑ رہے کہ تپ لرزہ
آگئی ہے سیکڑون کو در اصل خوف جنگ سے بخار نے آکر گھیر لیا یہ حال نامردون کا تھا جبکہ بہادر تھے
وہ بیٹھے ہوئے باہم ذکر جنگ کر رہے تھے یون گفتگو ہو رہی تھی کہ گویا تلوار چل رہی ہے ہر ایک فقرہ تلوار
تھا ہر ایک کلام خنجر کی انی تھا وہ بزم نہ تھی گویا میدان رزم تھا باتین ایسی ہو رہی تھین کہ تلوار چلتی معلوم
ہوتی تھی کچھ لوگون کو جو خیال آیا تو کہا کہ چلو بھائی محمود خان کی خبر لین کہ وہ بہت بہادری کا دم بھرتے
ہین بات بات پر تلوار برساتے ہین خون کا دریا بہاتے ہین ہر مرتبہ مونچھون کو بل دیتے ہین دوسرے نے
کہا کہ ہان چلو یہ بات تو تم نے اسوقت خوب بتائی یہ صلاح کر کے باہم پانچ چار آدمی اُٹھ کر چلے محمود خان
کے خیمہ مین آئے دیکھا کہ محمود خان پلنگ پر لیٹے ہوئے ہین ملازم برابر پلنگ کے بیٹھا ہوا ہے دوائی پلا
رہا ہے اُس سے پوچھا کہ بھائی کہان ہین آہستہ سے جواب دیا کہ غش مین پڑے ہوئے ہین سہ پہر سے انکو
دست آ رہے ہین تخمہ کیا ہے اسقدر دست آئے ہین کہ پلنگ پر سے اُٹھ نہین سکتے ہین یہ جو ملازم نے
کہا وہ لوگ پلنگ کے پاس آکر بیٹھے آواز دی کہ بھائی محمود خان کیون مزاج کیسا ہے محمود خان نے
کچھ جواب نہ دیا پھر آواز دی اب کی مرتبہ آہستہ کہا کہ اچھا ہون کیا کہون بھائی آج ہزارون دست
آگئے ہین تخمہ ہوا ہے بات تک نہین کہا جاتی ہے یہ سُن کے اُنھون نے جواب دیا کہ بڑا مقام افسوس ہے
کہ کل صبح کو مقابلہ ہے اور تمھارا یہ حال ہے ہمکو تمھاری جنگ کا بڑا اشتیاق تھا کیا کہین کہ یہ حسرت دل مین رہی
محمود خان نے جواب دیا کہ بھائی خود مجکو افسوس ہے کہ مدت کے بعد جو مقابلہ کا دن آیا تو میری یہ حالت ہوئی
کیا کہون خداوند کریم جلد شفا دے یہ سنکے وہ لوگ یہ کہکر اُٹھے کہ خدا کے سپرد کیا اور باہر خیمہ کے
آئے اور باہم صلاح کی چلو دشمن خان کے پاس چلین انکی خبر لین کہ انپر کیا گذری یا تو وہ دن بھر
ہمارے پاس آتے تھے اور باہم بیٹھکر باتین کرتے تھے آج جو یہ شب مقابلہ ہے کل سحر کو مقابلہ ہوگا
نہ معلوم کون زندہ رہے کون مر رہے یہ دم بھر کی صحبت غنیمت ہے ؎ غنیمت شمر صحبت دوستان
کہ گل پنج روز است در بوستان ٭ جو دم گذرتا ہے وہ غنیمت ہے پھر ہم کہان اور یہ جلسہ کہان نہ معلوم
کون گوشہ گیر قبر ہوگا کسکو آغوش اجل نصیب ہوگا کون پھل تلوار کا کھا کر بسمل ہوگا جس سے
ملنا ہو مل لو یہ باتین باہم کرتے ہوئے اُس مقام پر آئے جہان دشمن خان کا خیمہ تھا اندر خیمہ
کے آئے دیکھا دشمن خان تو پلنگ پر لیٹے ہوئے ہین خادم پانوین دبا رہا ہے کئی لحاف پڑے ہوئے
ہین خادم سے پوچھا کہ کیون تمھارے میان کا مزاج کیسا ہے اُسنے جواب دیا کہ سردی سے بڑی
شدت کا بخار آیا ہے غفلت مین پڑے ہوئے ہین ہوش نہین ہے یہ جو زبانی خادم کے سنا وہان سے
چلے آئے غرضکہ اسی طور سے جس خیمہ مین گئے وہان کسی کو بخار مین پایا کسی کو دستون مین سر دست
مبتلا دیکھا آخرش کو عاجز ہو کر اپنے خیمون مین چلے آئے اشتیاق عروس مرگ مین جاگنے لگے
وہ رات بعیش و عشرت بسر کرنے لگے جو کہ بہادر تھے وہ دم بدم خیمہ سے نکل کر طرف آسمان کے
سر اُٹھا کر دیکھتے تھے کہ کسقدر رات باقی ہے آثار سحر فلک پر ظاہر ہو گئے یا نہین نسیم سحری کے
جھونکے چلنے لگے کہ نہین کوئی اپنے دامن قبا سے ہوا احساس کرتا تھا کوئی نشان لشکر کے پھریرے کو
دیکھتا تھا کوئی فرط مسرت سے اُچھلتا تھا کوئی ہوا کے رُخ کو ٹالے ہو کر شب تب

کھولے ہوئے ہوا کے احساس میں مصروف ہوتا تھا پھر خیمہ میں چلا جاتا تھا اور پھر گھبرا کر نکل آتا تھا
کوئی مرغ سحر کی صدا کا منتظر تھا کوئی یہ کہتا تھا کہ آج کی رات کسقدر دراز ہوگئی ہے کہ نہیں بسر ہوتی ہے
کاشکے رات نہوئی ہوتی ای خداوند کریم جلد سحر ہو بہادروں کو تو سحر ہونے کی خوشی تھی جو کہ بزدل تھے
وہ یہ دعا کررہے تھے کہ شب دراز ہوجاوے دس راتوں کی ایک رات ہوجاوے کہ جس قدر یہ رات
دراز ہوگی اسی قدر جنگ میں تاخیر ہوگی مقابلہ نہوگا جتنے عرصہ تک دنیا کی ہوا کھاتے ہیں کھاتے ہیں
پھر تو سحر کو ہم ہیں اور نوک نیزہ و کھیل شمشیر ہے رات کی درازی زندگی کی تدبیر ہے ادھر طلایہ پھر رہا ہے
صدائے حاضر باش ناظر باش بلند ہے ہر ایک بزدل دردمند ہے اسکو رات کی درازی پسند ہے
جو کہ بہادر ہیں وہ درازی شب سے پریشان ہیں گھڑی گھڑی خیموں سے باہر آکر رخ آسمان دیکھ
رہے ہیں کہ سحر ہوئی یا نہیں اہل اسلام کے لشکر کی تو یہ حالت ہے جو کہ سردار معزز ہیں وہ اپنے اپنے
خیموں میں بیٹھے ہوئے ہیں دوست آشنا جمع ہیں باہم کلام کررہے ہیں بعض عبادت خدا میں مصروف
ہیں بعض عیش و عشرت میں مشغول ہیں بادشاہ یاد الٰہی کررہے ہیں صاحبقران اپنے عبادت خانہ میں
مشغول نماز شب ہیں یہاں تو ہر ادنے و اعلے اپنے اپنے کام میں مصروف ہے ادھر لشکر حریف میں نقارہ
رزمی بج رہا ہے سامان جنگ ہو رہا ہے کوئی تلوار صاف کرتا ہے کسی نے زرہ کو صاف کیا ہے اسکا زنگ
برطرف کیا ہے کسی نے خنجر کو چرخ پر چڑھایا ہے کہ جسکے سبب سے مثل چرخ پیر کی چکر میں آئی ہے کوئی
تیروں کو زہر میں بجھا رہا ہے کوئی سنان نیزہ صاف کررہا ہے کسی نے اپنی سپر کے پھول درست
کیے ہیں کوئی کمان کو درست کررہا ہے کوئی گرز کو تولتا ہے گرز اسکی ضرب کو آزماتا ہے اور کہتا ہے کہ کل سر حریف
پر تو لگاؤنگا کہ خدا پرست کا نشان بھی صفحہ ہستی پہ نہوگا یہ باہم کلام کررہے ہیں کہ خدا پرست اپنے
اپنے خیال میں اپنے کو بہت زبردست تصور کرتے ہیں اور انکے تصور کرنے کا سبب یہی ہے کہ وہ
لاکھوں ہیں تو ہمارا لشکر بھی بہت کم نہیں مگر انکے لشکر کے روبرو کیا حقیقت رکھتا ہے ایسی لشکر کا دل و جگر
ہے کہ جو اتنے بڑے لشکر سے مقابلہ کرتا ہے ہماری انکے روبرو یہ حقیقت ہے کہ جیسے سمندر اور ایک
نہر بھلا ہم کیا اصل رکھتے ہیں اگر وہ خاک کی چٹکی ہم پر مارینگے تو ہم چھپ جائینگے ہمارا نشان
بھی نہ ہوگا ہمارے انکے کیا مقابلہ مگر کیا کریں کہ برسوں نمک کھایا ہے اگر حق نمک نہ ادا کریں تو
نمک حرام مشہور ہوں یہ تو ہم سے ہرگز نہوگا چاہے کچھ ہو کل ہم ضرور اپنی جان دینگے خدا پرستوں کو
بھی معلوم ہوگا کہ کسی لشکر سے مقابلہ ہوا تھا اور وہ لشکر ہم سے لڑا بڑا بہادر تھا کل ان لوگوں کو
ہماری بہادری کا حال معلوم ہوجاوے گا اگر انکے قدم نہ اکھڑ گئے تو ہم نے اپنا نام بدل ڈالا انکو
اپنی کثرت پر غرور ہے وہ بہت مغرور ہیں بہت سے لشکری تو یہ کلام کررہے ہیں بہت سے مارے خوف
کے لشکر سے نکل گئے ہیں ہزاروں نے اپنے کو علالت میں مبتلا کرلیا ہے بہت سے فکر کررہے ہیں جو کہ
معزز سردار ہیں کچھ تو آرام کررہے ہیں کسی مقام پہ چوسر بچھی ہوئی بازی ہورہی ہے کوئی بدمعاش
بدقماش بادشاہ جنگ میں مصروف ہے کہیں سوختہ ہورہا ہے کسی مقام پر تختہ نرد بچھا ہوا ہے
کہیں سیپر پڑا ہے کہیں سولہی پھاگ رہی ہے کسی مقام پچیسی آراستہ ہے کسی خیمہ میں ناچ ہو رہا ہے
کوئی خوش گلو تانیں لگا رہا ہے طبلہ پر تھاپ پڑ رہی ہے کسی خیمہ میں ستار بج رہا ہے ڈھولک بج
رہی ہے کوئی خود ملیٹھا ہوا گا رہا ہے دوست بیٹھے ہوئے ہیں خاصدان رکھے ہوئے ہیں
دور شراب کا بندھا ہوا ہے جام گردش میں ہے ایک ماہرو پہلو میں بیٹھی ہوئی ہے بوسہ بازی ہورہی ہے

کوئی اپنی معشوقہ کے ہمراہ عیش و عشرت مین مصروف ہو شراب ناب سے مست ہو مسہری کے پردے پڑے ہوئے ہین اس خیال سے کہ کل روز جنگ ہے نہ معلوم کیا ہو اس سے حسرت دل تو نکال لو تاکہ ارمان جہان سے نجاو اور یہ اپنے خدا سے دعا ہے کہ یہ شب دراز ہو جائے تاکہ جو جو ارمان دل مین بھرے ہین وہ سب بر آئین کوئی بیٹھا ہوا اپنے مذہب کے طریقے سے عبادت کر رہا ہے محراب شاہ خود ساتھ حسینان جہان کے عیش و عشرت اور بوس و کنار مین مشغول ہے راز و نیاز ہو رہا ہے شب دیگر کا وعدہ ہو رہا ہے یہ عالم لشکر حریف مین ہے غرضکہ دونون طرف خوشی و غم ہے دونون لشکروں مین طبل جنگ بج رہا ہے طلایہ پھر رہا ہے صدائے حاضر باش بلند ہے ہر ایک کے دل مین یہ فکر ہے کسی طرح سے یہ رات بسر ہو تاکہ سحر ہو میدان جنگ مین چلکر ہنر مردی دکھائین داد مردانگی لین حریف کو قتل کرین اسکے خون سے اپنے ہاتھ بھرین یا خود دریائے خون مین غوطہ زن ہون اپنے خون سے آپ غسل کرین جو خدا پرست ہین وہ یہ خیال کرتے ہین کہ مرتبہ شہادت کا پائین جو کہ خدا پرست نہین ہین وہ یہ خیال کرتے ہین کہ ہم جنت مین اپنے خداوند کی جائینگے اپنے عزیزوں سے لینگے الغرض تو یہ عالم ہے آسمان پر ماہ تابان نکلا ہوا ہے وہ مردان عالم کی کارسازی کے تماشے مین مصروف ہے ستارے نہین ہین بلکہ فرشتون سے جو آئے دید تماشے کے درستی سامان جنگ کے روزن بنائے ہین کہ ہم اہل اسلام و کفار کے سامان جنگ کا مشاہدہ کرین ماہ عالم افروز نے چادر نور کو فرش کیا تھا تمام جہان از زمین تا آسمان روشن تھا ایک عالم نور تھا کہ جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دریائے نور موجزن ہے ماہتاب بھی اسی طرف بچشم حیرت نگران تھا سامان جنگ دیکھ دیکھ کر اسکا رنگ فق ہوا جاتا تھا جیون جیون رات بسر ہوتی تھی وہ دور سے قمر زرد ہوتا تھا چادر نور میلی ہوتی جاتی تھی دنیا پر تو یہ عالم تھا ادھر خلد مین خدا پرستوں کی روح کی آمد کا غل تھا حورین ان شہدا کی مشتاق تھین در خلد پر کھڑی ہوئی انتظار کر رہی تھین در دوزخ پر مالک کو کفار کی روح کا انتظار تھا تمام ارواح کفار برائے استقبال دونون طرف استادہ تھین کوئی یہ کہتا تھا کہ ہمارا بھائی آتا ہے کسی کا یہ قول تھا کہ باپ کی آمد کا غل ہے کوئی بیٹے لیے کھڑا ہوا تھا کہ وہ ضرور آئیگا اسنے خوب اپنے آبائی طریقے کو ابھی تک بنا ہا کسی کے بہکانے پر نہین لگا بڑا اپنے مذہب کا پختہ تھا یہ تو عالم دوزخ تھا خلاصہ یہ کہ ادھر دنیا پر بہادر خیمہ سے نکل نکل آثار سحر کو دیکھ رہے تھے بہت سے صدائے اذان پر گوش لگائے ہوئے تھے کہ یکایک مرغ سحر نے صدا دی صدائے اذان بلند ہوئی نسیم سحری کے جھونکے آنے لگے روشنی شمع مائل بزردی ہوئی چراغ جھلملانے لگے بہادران ہر دو لشکر آثار سحر دیکھکر اپنے دوست و آشنا سے باہم بغل ہوتے تھے اور یہ کلام کرتے تھے یارو ان پہ شب حاملہ ہے دیکھئے فردا چہ زاید اور یہ اشعار پڑھتے تھے

اشعار

کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید
کرا کشتہ تابوت در بر کشید

بہ بینم کہ تا کردگار جہان
ز دیدہ کہ خواہد شدن ناپدید

درین آشکارا چہ دارد نہان
کرا تاج اقبال بر سر نہند

القصہ جوانان شمشیر زن و دلاوران تیغ زن اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کر چکے تھے اور آثار سحر کے منتظر تھے حاصل یہ کہ طرفین کے لشکروں مین جب درستی حرب و ضرب ہو چکی تھی تو ہر ایک عیش و عشرت مین مصروف ہوا تھا اسی عیش و عشرت مین وہ رات تمام ہوئی دونون لشکروں مین طلایہ رات بھر پھر اکیا صدائے ہوشیار باش و بیدار باش بلند ہوئی کہ آثار سحر ظاہر ہوئے سفیدہ صبح نے منہ نکالا آفتاب کی کرن نکلنے لگی

اشعار

دم صبح لین بزرگ عالی مقام
برآورد رخشندہ تیغ از نیام
عساکر بنا در دو گاہ آمدند

که از بهر گرکینه خواه آمدند	آثار سحر نمایان ہو چلے تھے جب شتاب	لگے ہونے نظر سے تارے نہان
چھپا نور میں جادۂ کہکشان	ہوئی اذان سنتے ہوئے ہر وشتاب	ہوئی صوت اللہ اکبر عیان
رخ شمع بالکل ہی زرد ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا	مسیحا نفس تھی نسیم وزان
اٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان	ہر اِک میدان جنگی ہوا آئین جنگ	کشیدہ ہر ایک کمان تنگ تنگ

جب آثار سحر نمایان ہوئے ادھر لشکر کفار میں جہان جہان صحبت عیش و عشرت تھی وہ موقوف ہو گئی سب کے سب اپنے بستروں سے اٹھے جہان ناچ رنگ کے جلسے تھے وہ برخاست ہوئے جہان جہان کھیل ہو رہے تھے وہ اٹھا دیے گئے خادموں سے پانی طلب کیا منہ ہاتھ دھویا لباس رزم سے آراستہ ہوئے ادھر لشکریوں کو تیاری ہونے لگی لشکری کمر جنگ پر کس کر میدان جنگ کو جانے پر طیار ہو گئے ابھی کسی قدر تاریکی باقی تھی بالکل صبح نہ ہوئی تھی کہ افراسیاب شاہ بھی بیدار ہو کر آرام سے باہر آیا اور قصد میدان جنگ کا کیا سرداروں کا مجرا ہوا یہ اپنے لشکر کے پرے جما کر طرف میدان کے چلا ادھر نسیم سحری کا چلنا کلیوں کی خوشبو کا آنا دماغ جہان کو معطر کیے دیتا تھا ادھر جب آثار سحر ظاہر ہوئے تو فدائیوں نے خادموں سے پانی وضو کرنے کے لیے طلب کیا انھوں نے پانی حاضر کیا لشکر میں صدا سے اذان بلند ہوئی صبح کی وردی بجی سردار و لشکری نماز سحر میں مصروف ہوئے نماز سے فراغت کر کے آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوئے لشکر میں کمر بندی ہو گئی کل لشکر مسلح و مکمل ہو کر پرے جما کر کھڑا ہو گیا ادھر چاکروں نے شہیوں کے دروں پر لا کر مرکب حاضر کیے کہ سردار مسلح و مکمل ہو کر برآمد ہوئے اپنے اپنے مرکب پر سوار ہو کر طرف در دولت کے چلے وہ نور سحر کا ظاہر ہونا وہ نسیم سحری کا چلنا پھولوں کو تازہ کیے دیتا تھا غرضکہ ماہتاب تو مع اپنی سپاہ کے طرف شہر مغرب کے شہنشاہ کی افروزی سے شکست کھا کر گریزاں ہوا آمد شاہ خاور کی دریچہ مشرق سے میدان فلکی پر شروع ہوئی کہ دیکھا سب نے شہنشاہ عالم افروز تخت فلکی پر سوار تاج زرین بسر قبائے زرین در بر پرچم شاہانہ کی درفشیدہ شمشیر شعاعی ہاتھ میں لیے ہوئے دریچہ مشرق سے برآمد ہوا سب میں شادمانی ہوا کہ فلک نیلوفری سے پھولا گل خورشید نسیم سحری سے تمام میدان میں آفتاب کی کرنیں پھیل گئی نسیم سحری کے جھونکے آنے لگے پھول کھلنے لگے یہاں سردار تو در دولت پر حاضر ہو چکے تھے ادھر جا کر خواجہ نے دیکھا کہ صاحبقران عبادت الٰہی میں مصروف ہیں وظیفہ سے فراغت کر چکے ہیں سجدۂ شکر ادا کر رہے ہیں اور اپنے معبود سے اپنے ظفر کی دعا طلب کر رہے ہیں خواجہ عقب پشت جا کر خاموش کھڑے ہو گئے کہ صاحبقران نے سجدہ سے سر اٹھایا اور پلٹ کر طرف پشت کے دیکھا خواجہ نے مجرا کیا خواجہ کا مجرا لیکر صاحبقران نے فرمایا کہ کہو خواجہ کیا خبر ہے خواجہ نے عرض کیا کہ سب لشکر طیار ہے میدان جنگ کو جانے کے لیے صرف حضور و جہان پناہ کی دیر ہے سب سردار در دولت پر حاضر ہیں یہ جو خواجہ نے عرض کیا صاحبقران نے اپنے اسلحہ کا صندوق طلب کیا صندوق اسلحہ طلب کیا گیا صاحبقران نے اپنے کو آلات حرب و ضرب و تبرکات سے آراستہ کیا یہاں خادم در مسجد پر مرکب لیے ہوئے حاضر تھا اور صاحبقران زمان کا منتظر تھا کہ جب صاحبقران آلات حرب و ضرب سے مسلح و مکمل ہو چکے تو خواجہ کو ہمراہ لیکر مسجد سے برآمد ہوئے خادم نے مرکب حاضر کیا صاحبقران نے انگشت شہادت سے گردن مرکب پر ایک طرف یا علی اور ایک طرف یا فتاح تحریر کیا اور نام خالق اکبر لیکر اپنے قدم منور سے رکابوں کو روشن کیا اس شیر بیشۂ شجاعت نے خانۂ زین کو زیب دی

باگ لیتے ہی مرکب کے تیور بدل گئے گویا پری تخت سلیمان لیکر چلی تھا جیسے رکاب پر ہاتھ رکھا صاحبقران نے
مرکب کو لے کر آہستہ آہستہ طرف در دولت کے تشریف لے چلے یہاں سب سردار جمع تھے کچھ تو زین پوش
بچھائے ہوے اُسپر بیٹھے تھے خادم مرکب ٹہلا رہے تھے کچھ خود مرکب پر سوار ہوا کھا رہے تھے بند قبا
کھولے ہوے تھے کچھ تیراندازی کر رہے تھے نشانہ تاک رہے تھے کچھ سیوت کے ہاتھ نکال رہے تھے کچھ
وظیفہ پڑھ رہے تھے بعض میدان جنگ کے تصور میں کھڑے تھے آنکھوں کے پیش نگاہ میدان جنگ تھا اور
لشکر میں جنگی باجے بج رہے تھے ایسا تو صبح کا وقت تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی گاؤں کی خوشبو
آ رہی تھی جوانان لشکر مست تھے صدا سے باجہ ہاے جنگی سے اور مست ہوے جاتے تھے اکثر ناظرین نے
مشاہدہ کیا ہوگا کہ جیسا چھاؤنی میں بوقت سحر باجے بجتے ہیں تو کس قدر لوگ مست ہو جاتے ہیں یہ ان باجوں کا
اثر ہے کہ پہلوانوں کو مست کر دیتے ہیں کہ صاحبقران آ کر پہونچے سب نے مجرا کیا صاحبقران سب کا
مجرا لیکر انہیں شامل ہو گئے سرداروں سے باتیں کرنے لگے اسی عرصہ میں آثار شہنشاہ گیتی پناہ سلیمان بارگاہ
خدیو جہان کا انتظار ہے کہ وہ تشریف لائیں تو لشکر طرف میدان جنگ کے روانہ ہو کہیں ایسا نہو کہ لشکر
کفار آ جاے یہاں تو یہ انتظار ہے اندر بارگاہ کے بادشاہ نے نماز سے فراغت کر کے لشکری پوشاک طلب فرمائی
خادم نے حاضر کی تبدیل پوشاک فرمائی اُسکے بعد کشتی اسلحہ حاضر کی گئی بادشاہ نے ہتھیار لگائے
تخت حاضر کیا گیا اُسپر سوار ہوے کہاروں نے تخت اٹھایا سر پر چتر لگایا گیا آگے آگے زنانہ جلوس کی
سواری روان ہوا طفلان حبشی لوٹے تخم کے لیے ہوے دو طرف [illegible] کنول الماس نگار جھریوں کے
ہاتھوں میں خواجہ سرا کوڑا ہاتھوں میں لیے ہوے سب کے سب باقاعدہ اور صدا [illegible] با ادب با ملاحظہ سواری
چلی آتی ہے کہ ایک مرتبہ [illegible] نے صدا دی کہ سب ہوشیار ہو جائیں کہ ظل اللہ جہاں پناہ
تشریف لاتے ہیں سب باادب ہو جائیں یہاں سب سردار مع صاحبقران کے قرینہ سے ہو گئے کہاروں
نے تخت بدلوایا زنانہ جلوس سواری واپس گیا کہار تخت شاہی سے کر جلو خانہ سے باہر آئے
سب کا مجرا ہونے لگا اول مجرا صاحبقران کا ہوا بادشاہ نے سینہ پر ہاتھ رکھا کہ تمہاری جگہ ہمارے
دل میں ہے اُسکے بعد اور سرداروں کا مجرا ہوا تخت شاہی بڑھا طرف میدان جنگ کے چلا اور
صاحبقران ہمرکاب صاحبقرانی چالیس قدم آگے آگے قلب میں تخت شاہی کے گرد تمام سردار اس
شان و شوکت سے طرف میدان جنگ کے روانہ ہوے عقب میں سپاہ کے پرے جوق جوق گروہ گروہ
چلے آتے ہیں جس سردار کا لشکر آیا اور جس رنگ کی پوشاک ہوئی اسی رنگ کا صحرا کا رنگ ہو گیا یہ عالم
ہے کہ صحرا دم بدم رنگ بدلتا ہے کبھی فیروزی ہو گیا کبھی زنگاری کبھی گلنار کبھی طلائی کبھی نقرئی گویا آسمان
رنگ بدل رہا ہے علموں کے پھریرے کھولے ہوے پرچم چمکتے ہوے نشان لہراتے ہوے شاہین
کلغیاں خود کی چمکتی ہوئی تلواروں کی جھنکار برگستوانوں کی ٹاپوں کی آواز سے گوش گردوں دوں کر
ہوے جاتے اسقدر خاک بلند تھی کہ ایک آسمان خاکی زیر آسمان بنکر طیار ہو گیا تھا جیسا کہ فردوسی
فرماتے ہیں سم ستوران دران پہن دشت * زمین شش شد و آسمان گشت ہشت * اس
جاہ و حشم سے لشکر اسلام میدان جنگ میں پہونچا صف آرا صفیں آراستہ کرنے لگے ادھر لشکر کفار
کی سفر درع ہوئی کالے کالے علم کھولے ہوے مہیب صورتیں بادہ نخوت سے مست
محراب شاہ تخت پر سوار کر و تختہ [illegible] دار قلب میں لشکر بے شمار مقابلہ میں لشکر اسلام کے

دو پر کار بستند چون کوہ قاف		رسیدند لشکر بجاے مصاف		آ کر صف آرا ہوا اشقیا ہے

زنیک بہ پنہ ک سوار بود برشتاب	نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب	شکستہ سرگذرگاہ کین ریختند
آقیمان خروشیدن انگیختند	ز بسیاری لشکر ہر دو جناب	فرو بستہ گوشہ دو راہ دشت و باغ
دو رویہ شاندر دریاے جنگ	فتادند در پیشہ ستی و رنگ	حبیب دو لشکر میدان جنگ

میں پہونچے دونوں طرف سے صف آرائیکے صفیں درست ہوگئیں میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ درست کیا تبرداروں نے نکل کر جھاڑی جھنڈی کو کاٹا جو درخت کہ حائل نظر تھے اُنکو قلم کیا پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقوں نے نکل کر آبپاشی کی گرد و غبار کو ہٹایا جب یہ سب بندوبست ہوچکا تو دونوں طرف نقیب بلند آواز نکلے انہوں نے یہ صدا دی کہ اے جوانان شیرافگن وای دلاوران تیغزن و ای پہلوانان سفور شعار و ای نامداران نہنگ کردار و ای شیران بیشہ شجاعت وای نہنگان دریاے تہور آگاہ باشید کہ یہ روز جنگ ہی آج وہ دن ہی کہ نا گرد دشمن کی شمع حیات کو ہواے تیغ سے گل کرو آج دریاے تیغ میں وہ شناوری کرو کہ یہ ثابت ہو کہ یہ لوگ آب تیغ کے بہت بڑے شناور ہیں آج نام کو دشمن کے صفحہ ہستی پر سے مثل حرف غلط کے مٹا دو اپنے باپ دادا کے نام کو روشن کرو کیونکہ تم اُن شیروں کے شیر ہو جو کہ بیشہ میدان جنگ کو محفل عیش تصور کرتے تھے اور کبھی کھیت سے اُنکے قدم باہر نہ ہوتے ہمیشہ کھیت رہے وہ نہایت قدمی دکھائی جو کہ یادگار زمانہ ہی مثل رستم و اسفندیار کے نام کر گئے بدین خیال کہ یہ دنیا چند روزہ ہی اسکا کیا اعتبار ہی یہ زال دنیا وہ چیز ہی کہ جس سے اپنے محبت کی اُسکی مٹی خراب ہوئی یہ مقام قیام کرنے کا نہیں ہی بلکہ گذرگاہ ہی یہ وہ مقام ہی کہ جہاں ہم لوگ اسلیے آئے ہیں کہ توشۂ آخرت بہم کریں تاکہ نام نیک دنیا میں پیدا کریں مثل رستم و سہراب کے جو امر دمشہور ہوں خیال کرنے کا مقام ہی کہ جو کہ سلطان ہفت اقلیم تھے جنکو سب اسباب عیش و نشاط مہیا تھے ہمہ وقت پریرویوں کا مجمع اُنکے گرد رہتا تھا جملہ سامان عیش موجود تھے وہ طاق ایوان کہ جنکی دید سے انسان کی بھوک و پیاس جاتی تھی جو کہ ہمہ وقت جملہ سامان سے آراستہ رہتے تھے جہاں وہ مسند آرا مقام سکونت رکھتے تھے جہاں ہمہ وقت چنگ و رباب بجتا تھا جہاں پر ہزاروں کے قہقہے و چہچہے رہتے تھے اب وہی مقام ہو مار رہتے ہیں نہ وہاں وہ حسینان جہان ہیں نہ وہ شاہان ہفت اقلیم ہیں سب زیر خاک جا کر مقیم ہوے اسقدر عرصہ ہوا کہ خاک اُنکی استخوان تک کھا گئی کاسہ سر کا پتا بھی نہیں ملتا ہی کوئی اُنکے نام پر سورۂ فاتحہ تک نہیں پڑھتا ہی یہ بھی نہیں معلوم کہ اُنکی لحد کہاں ہی کہ انپر دو پھول چڑھا دیے جائیں جو کہ ہمہ وقت خوشبوے گل سے بسے رہتے تھے اب وہ دو پھول کو محتاج ہیں مقام افسوس و حسرت ہی کہ جنکی یہ حالت ہو کہ لوگ جنکے روبرو جاتے ہوے خوف کھاتے وہ ہی لوگ یوں زیر خاک بے سر و سامان پڑے ہوں جنہوں نے سیکڑوں کو قتل کر کے سامان عیش بہم کیا اُس سامان سے اُنکو سواے دو گز کفن کے اور کچھ نہ ملا جو جملہ سامان صرف دنیا بھر کے لیے ہی اتنے کے لیے انسان کیوں اپنی عمر کو برباد کرے جو نیکی کرنا ہو کر لے اپنا نام صفحہ ہستی پہ روشن کرے دامردی و مردانگی وہ شے کہ یہی کام آیگی ورنہ دنیا کام آے گی نہ دولت نہ مال نہ باپ نہ اولاد صرف یہ سب سامان دنیوی ہیں جب مر گئے تو کوئی کسی کا نہیں ہوتا ہی ہاں جو نیکی کر جاتا ہی اُس سے نام روشن رہتا ہی جیسے کہ نوشیروان کا نام آج تک ساتھ عدل کے مشہور ہی یا جیسے کہ بادشاہ مثل فریدون و منوچہر و کیکاؤس وغیرہ کے

گزرے کہ ان سب کا نام سا تھ نیکی کے مشہور ہی ضحاک مار ان کو تصور کیا جاسے کہ جو کوئی اسکا نام لیتا ہو سوا سے بدی کے نیکی کے ساتھ نہین لیتا ہی پھر وہ کام کیون نہ کرے کہ نام نیک باقی رہے جو کہ بادشاہ ہی اسکو عدل وداد سے کام لینا چاہیے جو کہ پہلوان ہی اسکو یہ لازم ہی کہ وہ وہ ثابت قدمی میدان جنگ مین دکہاوے کہ تا قیام قیامت تمام روے زمین پہ باقی رہے بس اے جوانمردو آج دن نام کا ہی وہ نام کرو کہ سب کو معلوم ہوجاے وہ تلوار کرو کہ حریف کے دانت کھٹے ہو جاوین دریاے آب تیغ مین شناوری کرو آتش جنگ وفساد کو دوبالا کرو بڑہکر سینہ پر سنانین کہا ؤ پہل تیغ کا پھول ڈہال کا سونگہو عروس مرگ کے مشتاق زندگی سے ہاتھ اٹھاو مرکب تیزرو کو صف دشمن پر جا پڑو صفون کو درہم وبرہم کرو خون سے دریا بہ جاوین سر خاک پر لوٹتے نظر آوین یہ دن نام کا ہی اگر آج جانبازی نہ دکہائی تو کچھ کام نہ کیا اسی سے تمہارے باپ دادا کا نام روشن ہوتا ہی یہ امر نام روشن کرنے کا ہی خیال کرلو کہ یہ دنیا مقام گذر گاہ ہی یہان قیام کہیں ممکن ہی بڑے بڑے اولو العزم جو کہ دعوے خدائی کرتے تھے ایک چشم زدن مین ناپید ہوگئے نہ وہ خدائی رہی نہ وہ کروفر آنکھین بند کیے چلے گئے

نظم

اونچے اونچے مکان جن پہ بنے تھے برج
کونسی گور مین گیا بہرام
کل تھا جس جا پہ بلبلون کا ہجوم
کبھی دہوپ مین نکلتے تھے
صبح کو طائران خوش الحان
مورد مرگ ناگہانی ہی

تاج مین جنکے ٹانکتے تھے گہر
آج وہ خاک گور مین ہین پڑے
ہی نہ شیرین نہ کوہکن کا پتا
آج اسجا ہی آشیانہ بوم
گردش چرخ سے ہلاک ہوے
پڑہتے ہین کل من علیہا فان

ٹہوکرین کہاتے ہین وہ کاسۂ سر
کوئی لیتا نہین ہی قیس کا نام
نہ کسی جا ہی نل دمن کا پتا
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
استخوان تک بھی انکے خاک ہوے
جاے عبرت سراے فانی ہی

پس اے بہادرو خیال کرلو کہ یہ مقام سرا ہی بلکہ سراے سے بھی بدتر ہی کیونکہ سرا مین جسقدر قیام کرنے کا قصد کرکے جاتے ہین اُتنے عرصہ تک ضرور قیام کرتے ہین یہان یہ بھی ممکن نہین ہی جب اُسنے حکم دیا کہ چلے آؤ پھر یہان قیام نہین ہوسکتا جو کہ جی سے تھے وہ عدول حکمی نہ کرسکے پھر ہماری کیا اصل ہی ایسے ایسے نبی جو کہ اُسکے پیارے تھے وہ تو اودہر اسکا حکم آیا چلے گئے لمحہ بھر کبھی نہ ٹھہر سکے بس اے شجاعان روزگار وہ کام کرو کہ ثبات قدم شجاعت سے صداے تحسین وآفرین ہر سمت سے آنے لگے یہ تقریر بہادرون نے صدا لگائی کہ کوتوالون سے کوتوال کہا لشکرون مین سناٹا ہو گیا ہر صف مثل صف مژگان کے ہوگئی سب عالم حیرت مین کھڑے ہوے سن رہے تھے شجاعت کا جوش تھا چہرے لال ہوگئے تھے مست کھڑے ہوے جھوم رہے تھے یہی ولولہ تھا کہ مرکبون کو بڑہا کر صف دشمن پہ جا پڑین مار کر دشمن گزرین دراصل یہ دنیا مقام عبرت ہی اور جاے حسرت درحقیقت کیسے کیسے شاہان جلیل جا جا کر زیر خاک پنہان ہوگئے بس یہی آج کی کار نمایان یادگار رہیگی یہ خیال کرکے قصد کیا تھا کہ مرکبون کو پہ سے نکالین کہ پھر نقیبون نے صدا دی کہ اے جوانان بکوشید تا جاں در تن دارید کوشید کہ اے نامورو وہ نام کرنا رستم سے نہو وہ کام کرنا ٭ لشکر مین ہر طرف سناٹا ہی سب جوش شجاعت مین جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھے ہوے ہین چونکہ افسر نہین آنکے دبے سوار رکے ہوے ہین افسر پاس ہے صاحبقرانی دم بخود ہین زیادہ جرأت نہین کرسکتے ہین خلاف داب شاہی ہی لشکر اسلام کی تو عجیب حالت ہی کہ جسکا کچھ حال تحریر نہین ہوسکتا ہی آنکے روبرو تلوار چل رہی ہی وہ یہ خیال کرتے ہین کہ اب کوئی دم مین ہم سر فشا ہوے آمادہ مرگ ہین تلوارین نیام سے لیے ہین طرف لشکر کفار کے جھوم جھوم کے دیکھتے ہین

اور کبھی تن کے شمشیر آبدار لشکر کفار کو دکھاتے ہین لشکر کفار کا یہ عالم ہے کہ وہ بھی لوگ جیسے صورت تصویر دست بہ
قبضۂ شمشیر چپ چاپ رہتے ہین ہر صف بہ سناٹا ہے ہر طرف مقام ہو معلوم ہوتا ہے گویا کہ اس صحرا مین دو لشکر کثیر
اکٹھے ہوئے تھے اور میدان جنگ مین برابر مقابلہ آئے ہوئے تھے مگر سناٹا تھا ایسی صدا
نقیبون نے لگائی تھی کہ سب خاموش ہو رہے تھے لشکر کفار مین تھوڑے عرصہ تک تو یہی حال
رہا بعد تھوڑے عرصے کے پھر وہی چہل پہل ہونے لگی جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو لشکر
کفار سے ایک پہلوان کہ نام اسکا مسموم تصویر پرست تھا بڑا زبردست باد کبر و نخوت سے مست
تھا ایک مرتبہ جھوم کر اپنے پرے سے نکلا اور روبرو مہراب شاہ کے آکر عرض کیا کہ غلام اجازت
میدان کا امیدوار ہے مہراب شاہ نے جواب دیا کہ سپرد خداوند کیا جاؤ وہ خودپرست جھومتا ہوا مرکب
کو مہمیز کرکے میدان جنگ مین آیا خوب سراپا دکھایا بڑے عرصہ تک تماشا بازی کیا کیا جب تو وہ بھی
عرق مین غرق ہو مرکب بھی پسینہ مین غرق ہو گیا تو ایک مقام پر مرکب کو روک لیا اور نیزہ زمین مین گاڑکر
اور اسکی پشت درشت سے استوار پکڑ کر ایک رکاب کو خالی کرکے اپنا دم استوار کرنے لگا ہوا اسکے رخ
کہ ٹھنڈا ہوکر پسینہ خشک کرنے لگا نگاہ تیز و تند طرف لشکر اسلام کے دیکھنے لگا جب دم اسکا درست
ہو گیا پسینہ خشک ہو گیا وہ سنبھلکر مرکب پر بیٹھا اور صدا دی کہ جسکو تمنا ہے مرگ ہو میرے مقابل کو آئے
یہ جو کہا پس دست چپ سے مملوک بن مالک نے اپنے مرکب کا پودا لیا اور مرکب کو صف سے نکالکر
اپنے بادشاہ کے روبرو آئے اور عرض کیا کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے لہذا یہ خادم مقابلہ کو جاتا
ہے بادشاہ نے فرمایا کہ تم نے کیون قصد کیا کوئی اور مقابلہ کو جاتا ہے تو دیکھتا ہو تاکہ ان لوگون کا طرز مقابلہ
کیا ہے یون بغیر سمجھے بوجھے نکل آنا کیا ضرور تھا مملوک نے عرض کیا کہ خدا کا فضل اور آپ کا
اقبال شامل حال ہے مین جاکر اس گبر کو ابھی ہاتھ سے لیتا ہون یہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاتا ہے
جیسا کہ یہ غرور کر رہا ہے ویسے اس غرور کی اسکو سزا دیجاتی ہے بادشاہ نے کہا کہ جا دسپرد خدا
کیا مملوک نے سلام رخصت کرکے مرکب کے تنگ کو درست کیا اور سوار ہوکر خدمت مین
صاحبقران کی آئے عرض کیا کہ مین اس گبر کے مقابلہ کو جاتا ہون اجازت مرحمت ہو ظل الہٰ
سے تو رخصت حاصل کر لی ہے یہ جو مملوک نے کہا صاحبقران نے بھی اجازت دی مملوک
پودا باگ کا لیکر صاحبقران کو سلام کرکے طرف میدان کے چلے گا اتنے عرصہ مین اُسنے دوسری
صدا دی کہ جسکو تمنا ہے مرگ ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے یہ صدا دیتی تھی کہ مملوک مرکب کو تیز کرکے
اُسکے قریب پہونچے اور کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے اپنی زبان کو بند کر یہ مقام رزم ہے نہ جائے
بزم کیون اسقدر اجل کا خواستگار ہے جتنی دیر کہ میرے آنے مین ہوتی ہے اُسی قدر تیری زندگی
باقی ہے تو خود اپنے پاؤن سے دہن اجل مین آیا ہے کسی اور کو نکلنے دیا ہوتا تو کیون آیا ہے
یہ جو مملوک نے کہا اور آتے اپنے روبرو ایک سردار زبردست کو استادہ دیکھا کہا کہ تو کیون
آیا ہے میری ضرب شمشیر سے دو پر کالے ہونگے یہ وہ گرز ہے کہ جسکی ضرب سے کمر کوہ ٹوٹ جاتی ہے
میرا نام مسموم ہے مثل باد سموم کے شمع حیات حریف کو گل کر دیتا ہون اور گلشن جسم پر خزان
آتی ہے ہر اعضا میری ضرب سے مثل باد سموم کے کہ جسکے سبب سے برگہائے درخت خشک
ہوکر گر جاتے ہین اُسی طور سے میری ضرب تیغ خواہ گرز سے اعضائے انسانی ریزہ ریزہ ہو جاتے
ہین جیسے باد سموم سے گلشن مین ویرانہ ہو جاتا ہے اُسی طور سے گلشن جسم مین میری ضربت کے بعد ویرانہ

ہوتا ہے جو بوسے گل کی طرح روح جسم سے نکلجاتی ہے مین اسم باسمی ہون میرا سموم نام ہے مین بہت
ہی گرمی سے ہر ایک کو محفوظ رکھنے کی تدبیر کرتا ہون کہ کوئی میرے مقابلہ کو نہ آسکے جہان آیا پھر
حریف کا سلامت جانا غیر ممکن ہوتا ہے پس اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو میرے روبرو سے چلا جا
ورنہ تیری بھی وہی حالت ہوگی جو کہ اکثر مقامات پر جو میرے مقابلہ کو آیا ہے اور میرے ہاتھ سے قتل
ہوا ہے اسی طرح سے تو بھی قتل ہوگا مجکو تیری جوانی پر رحم آتا ہے کہ تجھ ایسا جوان بعنا و حسین یون
میرے ہاتھ سے قتل ہو مین وہ شخص ہون کہ لاکھون سے تنہا لڑا ہون میرے کے پرے
صفین کی صفین درہم و برہم کردی ہین مثل باد سموم کے لشکر پر چل گیا ہون تمام لشکر ابتر ہو گیا
ہے مین تیرے مقابلہ سے خوف نہین کرتا ہون صرف جوانی کا خیال ہے یہ جو اُسنے تقریر
کی صعلوک بہت برہم ہوئے جواب دیا کہ کیون اسقدر اپنی تعریف کرتا ہے اور تیزی دکھاتا ہے یہ
تندی تیری کچھ کام نہ دیگی بہت گرمی اچھی نہین ہوتی ہے اگر تو باد سموم کی خاصیت رکھتا ہے
تو مین اُسکو بند کرنے والا ہون اسکی ساری گرمی نکال دونگا تو کیا لاکھون سے مقابلہ کریگا ایک ضرب
تیغ مین سرزمین پر ٹھوکرین کھاتا پھرے گا چہرہ پہچان نہ پڑیگا کبھی خواب مین بھی تو نے نہ لاکھون سے
مقابلہ کیا ہوگا اور تیری شمشیر کیا قتل کریگی پیر اگر زر کیا کر دیگا تو کیا کسی سے مقابلہ کریگا
تو بہت مغرور معلوم ہوتا ہے دیکھ یہ تیرا غرور کچھ کام نہ آئیگا جو غرور کرتا ہے وہی سر ٹھوکرین کھاتا
ہے صدا تکبر کرنے والا سر نگون رہتا ہے اسقدر سر اٹھا کر چلنا اچھا نہین ہے اور سنگ
اسقدر بل کھانا مثل افعی دراز کے تیرے حق مین بہت برا ہے سر کچلا جائیگا سارا اکڑنا بھول جائیگا
مین تیرا کاسہ سر لوٹنے کو موجود ہون یہ تیرا زہر اُگلنا بہت خرابی لائیگا بس اپنی زبان بند کر میدان دیکھ
کہ یہ مقام گفتگو نہین ہے بلکہ مقام جنگ و پیکار ہے ۔ پیارا تنہ دار و زمرد کی نشان کمان کیانی
دگر زگران ٭ یہ جو جواب ملا اُسنے برہم ہو کر کہا کہ مین کیا تیری اس تقریر کا جواب دون صرف یہی
جواب ہے کہ لاجواب رکھتا ہون تاکہ یہ نہ کہے کہ ہوکہ اگر ہم ضرب کرتے تو حریف کو قتل کرتے کہو کہ تو
میری ضرب سے نہ بچیگا صعلوک نے جواب دیا کہ یہ اپنا طریقہ نہین ہے کہ ہم پیشدستی کرین جب خدا
ہمکو حریف کی ضرب سے محفوظ رکھتا ہے تو ہم اپنا حربہ کرتے ہین جب خدا تیری ضرب سے بچا لیگا تو ہم بھی
اپنا حربہ کرینگے یہ سنکے اُسنے کہا کہ اگر تیرا طریقہ نہین ہے تو ہمارا تو طریقہ ہے یہ کہکر اور نیزہ اٹھا کر سینہ بکینہ
صعلوک کو تاک کر وار کیا صعلوک نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی طعن پر طعن چلنے
لگے دو بلبلین تھین کہ باہم گتھ گئی تھین یا دو افعی دراز تھے کہ باہم لپٹ گئے شرارے سنانون سے نکل کر
ہوا پر جانے لگے نیزہ بازی ہونے لگی ایک مقام پر صعلوک نے نیزے کو گانٹھ کر صدا دی کہ خبردار رہنا
نیزہ تیرے ہاتھ سے نکلا جاتا ہے پھر یہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اُسنے جواب دیا کہ کیا مجال بڑے بڑے تو
میرے ہاتھ سے نیزہ نکال نہین سکتے ہین تیری کیا اصل ہے یہ جو کہا صعلوک نے مرکب کو دپٹہ ڈالا
اور پیچھے کو سیدھا جو کیا تو صاف اُسکے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا اگر وہ نیزہ چھوڑ نہ دے تو اُسکا ہاتھ
کلائی پر سے بیکار ہو جائے نیزہ اسقدر بلند ہوا کہ نظر مردم سے پنہان ہو گیا ایک صدائے تحسین و
آفرین دونون لشکرون سے بلند ہوئی شجاعت کے معنی یہی ہین کہ وہ کام کرے کہ دوست تو دوست دشمن
بھی تعریف کرے وہ ملعون نیزہ پھر آب نجالت مین غرق ہو گیا بڑی ندامت ہوئی سر جھکا کر رہ گیا اور
سوچنے لگا معلوم ہوا کہ تم لوگ نیزہ بازی مین بڑی مہارت رکھتے ہو اس فن مین کامل ہو تم سے

نیزہ بازی کوئی نہین کرسکتا ہی یہ کہکر اور قربوس زین سے تبر لیا اور خبردار کہکر وار کیا اُنھون نے تبر کو آتے
ہوے دیکھکر نیام سے تیغ لی جیسے تبر برابر آیا آڑا جو ہاتھ لگاتے ہین تبر بیچ مین سے مثل خیار کے کٹکر
گر پڑا نصف ہاتھ مین رہ گیا نصف زمین پر پڑا ہوا تھا اُسنے غصہ مین آکر وہ نصف اُٹھا کر کھینچ مارا اُنھون
نے خالی دیا اُسنے جھک کر اپنے پر سے گرز گران سر لیا اور کہا کہ ابے تبر بچانا بہت دشوار ہی وہ نیزہ تھا
اور تبر تھا یہ ضرب گرز ہی اس سے کوئی نہین بچ سکتا ہی فیل مست پر پڑے تو وہ چیخ مار کر بیٹھ جاے
اگر پہاڑ پر لگے تو تمام اگاؤن تو از تیغ تا قلہ کوہ زمین مین دھنس جاے اور نشان نہ ملے ضرب گرز سے کمر کوہ ٹوٹ
جاے ملوک نے کہا کہ تو کیون اسقدر لاف و گزاف کرتا ہی لا ضرب گرز مین ہوشیار ہون اور دیکھون
کہ کیونکر کمر کوہ ٹوٹ جاتی ہی یہ سُنکے وہ خبردار خبردار کہتا ہوا اور گرز کو گردش دیتا ہوا برابر آیا اُدھر ملوک
نے یہ دعا کرکے سپر اُٹھائی کہ اے کریم پناہ تو دارم پناہ سپر ندارم چہرہ ما نازک تر از گل ست تو ہی بچانیوالا
ہی تیرا ہی بھروسا ہی ورنہ مین کیا ہون یہ دعا کرکے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اُسنے گرز مارا اُنھون نے
نگاہ مین رکھا کہ سپر کی آڑ تھی مگر نگاہ لڑی ہوئی تھی جیسے ہی گرز قریب سپر آیا اُنھون نے جھٹکا دیا کہ ٹلی بند
سپر کا پشت کی طرف جا کر جھولا اور دونون ہاتھ بڑھا کر کلۂ عمود پر ڈال دیے اور استوار پکڑ کر جھٹکا دیا
کہ وہ منھ کے بل آرہا اگر چھوڑ نہ دے تو دونون ہاتھ شانون پر سے اُکھڑ جائین گھبرا کر چھوڑ دیا اُنھون
نے گرز پر بھی قبضہ کیا اور کہا کہ دیکھا تو نے ہماری جراءت و دلاوری کو یون ضرب گرز سے بچتے ہین
جب خدا ہمارا ہمکو بچاتا ہی تو یون بچاتا ہی یہ وہی گرز ہی کہ جس سے کمر کوہ ٹوٹتی تھی اب اسی گرز سے تیری
کمر ٹوٹیگی یہ کہکر کہا کہ شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ ہوشیار
ہو جا اور خبردار رہ نہ کہنا کہ مین اپنے رنج مین تھا اُس حالت مین مجھپر ضرب کی اُسنے جواب دیا کہ مین ہوشیار
ہون تم ضرب کرو یہ سُنکے اُنھون نے وہ گرز لیکر اُسپر وار کیا وہ مثل ہوئی میان کی جوتی میان کا سر
وہی گرز اُسکے اوپر لگایا اُسنے بھی سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور زیر سپر تلوار لگائی کہ گرز آکر سپر پر پڑا کہ صدا
پیدا ہوئی یہ گرز تکرا لگ ہوے غبار بلند ہوا اُنھون نے صدا دی کہ زدم و بستہ کردم اور اُسکا یہ حال
ہوا کہ جب گرز سپر پر پڑا تو سپر کہان اور ضرب گرز کہان سپر کے تو ریزے ریزے ہو گئے گرز اُسکے سر پر
آیا سر گردن مین گردن سینہ مین سینہ شکم مین شکم کردون مین کمر و کرسے مرکب مین مرکب تھلتھلا خون کا
ہوکر رہ گیا روح اُسکی طرف دار اسفل کے راہی ہوئی یاالات نے بڑھ کر اُسکے کان لیے اور کہا
کہ خوش آمدی و صفا آوردی یہ صدا دے کر چھینے لگے اُدھر تھوڑے عرصہ تک عمرا شاہ
نے اسکا انتظار کیا کہ وہ نکلے مگر نہ نکلا عیار سے کہا کہ جا کر ذرا خبر تو لاؤ کہ کیا گذری عیار دوڑ کر
قریب اُس غبار کے آیا اور چھینٹا پانی کا دے کر غبار کو بٹھلایا اور خود اندر غبار کے آیا
یہان اُسکا کہین نشان نہ پایا حیران و مضطر ادھر اُدھر ہر طرف نگاہ کو دوڑانے لگا خیال کیا کہ
مین اندر غبار کے جو آیا ہون اس سبب سے کچھ دکھائی نہین دیتا ہی بڑے عرصہ تک تلاش کرتا
رہا ایک مقام پر اُسکا سر کیچڑ مین اٹکنے پڑا پایا اُسنے جلدی سے وہ سر اُٹھایا اتنے عرصہ مین وہ
غبار بھی بیٹھ چکا تھا اب جو خوب غور سے دیکھا تو تمام سر خون مین بھرا ہی وہ حیران ہوا اسکا تو کہین پتہ
نہ تھا ہان مگر ایک حوض خون کا بھرا ہوا تھا مع راکب و مرکب ایک جسم تھا استخوان ریزہ ریزہ ہو گئی تھین
یہ حال دیکھکر عیار نے کہا کہ مین کسکو تلاش کرون اُسکا تو خاتمہ ہو گیا نہ وہ ہین نہ اُنکا مرکب وہ مع مرکب
پیوستہ مقام کو گئے یہ کہکر طرف لشکر کے چلا یہ ٹھٹھنے لگے اس انتظار مین کہ کوئی اور سر اسے مقابلہ آئے

جب یہ معلوم ہوا کہ سعوم مثل باد سموم کے جل کر رہ گئے اور کوئی آگ کی تیزی وحدت سے اڑ گیا
لشکر میں تہلکہ پڑ گیا اور ایک پہلوان کہ نام اسکا سرخوش تیغزن تھا کھڑا ہوا شاہ سے اجازت
لیکر میدان میں آیا اور کہا کہ اے جوان تو بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے کہ سعوم کو ایک ضرب کر
میں خاک میں ملا دیا عملوک نے کہا کہ میں نے تو چاہا تھا کہ وہ میرے ہاتھ سے نہ قتل ہو مگر میں
کیا کروں اسکو اسکی قضا نے مہلت نہ دی میں مجبور ہو گیا میں نے کیوں اسکو خاک میں ملایا اسکے
غرور نے اسکو خاک میں ملایا نہ وہ غرور کرتا نہ خاک میں ملتا کیونکہ غرور کسی کو زیبا نہیں ہے سوا اسکے
ذات باری تعالی کے وہ غرور کرے تو زیبا ہے کیونکہ وہ سب کا خالق ہے اسنے سب کو خلق کیا ہے
نہ وہ کسی سے بنا ہے نہ اس سے کوئی بنا ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا جیسا کہ یہ آیہ شاہد
ہے آیہ کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام اسکی ذات کو فنا نہیں باقی
بقا ہے اور سب کو فنا ہے تھا نہیں ہے پھر کون غرور کر سکتا ہے تو کیوں آیا ہے اگر اپنی جان عزیز ہے تو دین ابراہیمی
اسلام قبول کر ورنہ اپنے مقام پر چلا جا کیونکہ تو کیوں میرے ہاتھ سے مارا جاے تو دیکھ چکا ہے کہ میری
ایک ضرب سے کیسا زبردست پہلوان مارا گیا جو کہ اپنے کو تہمتن و سام تصور کرتا تھا اسنے
جواب دیا یہ تو سچ ہے کہ غرور کسی کو نہیں اچھا معلوم ہوتا ہے تمہارے مذہب میں اور طریقہ سے اسکو
کہتے ہیں ہمارے مذہب میں اور طریقہ ہے خیر غرور تو میں نہیں کرتا ہوں جو مجھکو خوف ہو کیس میں یہ کہتا ہوں
کہ تو خود میرے روبرو سے چلا جا میں معلوم نہیں ہوں کہ تیرے ہاتھ سے قتل ہو جاؤں مجھکو معدوم تصور
تصور کرنا وہ تو بادسموم کی شان رکھتا تھا کیا ایک جھونکا سا آ کر رہ گیا معلوم ہوتا ہے کہ تجھ سے مردان
عالم سے کبھی مقابلہ نہیں ہوا ایک ادنے پہلوان کو قتل کرکے یہ دماغ ہوا ہے کہ بڑے بڑے پہلوانوں سے
آمادہ نبرد ہے آگاہ ہو کہ میرا نام سرخوش تیغزن ہے میرا کام تیغزنی و دشمن کشی ہے اسی تیغ سے میں
ہزاروں کے سر اتار لیے ہیں سیکڑوں کو زخمی کیا لاکھوں سے مقابلہ کیا کبھی قدم پیچھے نہ ہٹا ہمیشہ لشکر
کے آگے رہے یہ وہ تلوار ہے کہ جسکے خوف سے لشکر گریزاں ہوتے ہیں میں نے ایسی شمشیرزنی کی ہے
کہ میں شمشیرزن مشہور ہو گیا ہوں میری شمشیرزنی کے اس اقلیم میں سکے پڑے ہوئے ہیں یہاں پہ کیا موقوف
ہے بڑی بڑی دور میری تلوار کی دھاک ہے میری تلوار سے اور موت سے لاگ ہے یہ ذبح کرتی ہے وہ
جان لیتی ہے یہ خون پیتی ہے وہ قبض روح کرتی ہے میں یہ خوف کرتا ہوں کہ تو میرے ہاتھ سے قتل نہ ہو تو
اپنے خیال میں مجھکو بھی مثل سعوم کے سمجھے ہوے ہے پس اسی میں خیریت ہے کہ چلا جا اور کسی کو میرے
مقابلہ کو روانہ کر جو کہ جہاندیدہ و کارآزمودہ ہو تو ابھی جوان ہے تو کیا مقابلہ کرے گا اور سعوم ایک ادنے
پہلوان تھا عملوک نے ان سب باتوں کا یہ جواب دیا کہ میں کسکو مرد میدان و پہلوان جہان تصور کروں
وہ یہ کہتا تھا کہ میں پہلوان ہوں میرے مقابل اس لشکر میں کوئی پہلوان نہیں ہے تو یہ کہتا ہے کہ وہ ادنے
پہلوان تھا تو میں کسکو سچا اور کسکو جھوٹا تصور کروں میرے نزدیک دونوں جھوٹے ہیں کیونکہ تم
دونوں بہت مغرور ہوے گئے ہوا کیا اسکو غرور کا پھل پا کر اپنے مقام اصلی کو روانہ ہوا اب تو باقی ہے جو تیرا
جی چاہے وہ کر نصیحت و پند کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ مقام جنگ ہے نہ جاے نصیحت و پند یہ جو کہا اسنے
کہا کہ پھر جو مرضی کر منظور ہو تیرے کر دیکھیں ضرب کرونگا عملوک نے کہا کہ ہمارا دستور نہیں ہے کہ ہم خود ابتدا
میں ضرب میں جلدی نہیں کرتے ہیں اسنے کہا کہ میں کیا کروں تیری قضا ہی آئی ہے لے یہ ضرب تیغ ہوشیار
ہو کیونکہ یہ تو سیکھا رہا ہے کہ نیزہ بازی گرز بازی اور اس فن میں تم لوگ کامل معلوم ہوتے ہو تلم سے کبھی

نیزہ بازی کرنے دو خواہ بازی تلوار سے مقابلہ کرے تلوار تو البتہ مشکلات ہے وہ دم بھر مین برسون کا فیصلہ
کر دیتی ہے آخر یہ کہکر تلوار نیام سے لی یہ معلوم ہوا کہ اژدہا غار سے نکلا ادھر انھون نے اپنی ولایتی کے قبضہ پر
ہاتھ ڈالا اور سپر پشت پر سے لی وہ اسطور سے نکلی کہ جیسے ابر سے برق یا پانی سے ناگن یا سنگ سے شرارہ
اس طور سے وہ بھی کہ اسکی نگاہ جھپک گئی یون اُنکی جوہر چمک رہے تھے جیسے ہیرے چمکتے ہین چال
تھا کہ نگاہ اسپر نہ کام کرتی تھی اُسنے بھی سپر لی دونون طرف سپرین اٹھ گئین ابر سپر بلند ہوا اُسمین برق شمشیر
کوندنے لگی برابر کے وار ہونے لگے جو وہ وار کرتا ہے سپر پہ لیتے ہین یہ تاہے کہ اس وار سے ملعون نہ بچیگا
جب یہ وار اسکا رد کرتے ہین زبان دوست و دشمن سے صداے تحسین و آفرین نکلجاتی ہے جب یہ وار
کرتے ہین اسکے لشکر کے لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ یہ نہ بچیگا مگر وہ بھی بہت ہوشیار ہے ہر مرتبہ یون
نکل جاتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے یہ تو اسکی ضرب سے بچتے یون نکلتے ہین جیسے فلک سے نگاہ و کمان سے
تیر سنگ سے شرار اب تو برابر کے وار ہوتے ہین یہ گھس گھس کر وار کرتے ہین دم لینے کی مہلت نہین دیتے
ہین وہ وار پہ وار کر رہا ہے مگر دب جاتا ہے ہر مرتبہ یہ تصور کرتا ہے کہ اب کی ضرب مین میرا کام تمام ہے یہ ابھی اک
کھلا رہے ہین اسقدر ہیبت قابض ہین کہ جہان پر چاہین مارلین مگر خیال کرتے ہین کہ یہ ملعون کہان جائیگا
جب چاہونگا قتل کر ڈالونگا مین اسپر قابض ہون شیر کے پنجہ سے نکلکر کہان جائیگا جب شکار ہاتھ آگیا
تو یہ نہین نکل سکتا ہے یہ تو یہ تصور کر کے اسکے وار رد کر رہے ہین وہ جان دے کے وار کرتا ہے
یہ اسکو یون رد کرتے ہین کہ جیسے طفل خورد سال سے کوئی کھیلتا ہو اور اسکی ضرب کو رد کرتا ہو یا کوئی
جس طور سے پھول کو روکتا ہے وہ وہ وار کرتا ہے جو کہ اُسکے سیکھے ہوئے ہین اپنا کمال دکھا رہا ہے
یہ پہ خیال بھی نہین کرتے ہین اب انھون نے یہ کرنا شروع کیا جہان وار کیا اُسنے رد کیا اور پورا
نہ ہوا انھون نے اُس مقام پر جھکا دیا جہان یہ وار کیا تھا اور کہا کہ دیکھو یون شریف یہ وار کرکے چھوڑ
دیتے ہین یون قابو پاکر وار نہین کرتے ہین تو ہر مرتبہ میری تلوار سے بچا ہے وہ تیری تیغ زنی کہان
گئی تونے تیغ زنی کرکے لشکر بھگا رکھا ہے مین نہ قتل ہوسکا داد یہی شمشیر زنی مشہور ہوا اسی تلوار کے
سکے بٹھا رکھے ہین اسی شمشیر زنی پہ تجکو ناز ہے ارے تو وہ ضربین کی ہین جو کہ طفل مکتب بھی
نہ کریگا اور میری اُن ضربون سے جو درج ہوا ہے کہ طفل مکتب ہو وہ بھی نہ زخمی ہوگا کیا خوب یہی شمشیر زنی
تجکو آتا ہے سچ ہے تجکو اسی پہ ناز ہے ہان تیرے مثل ایسا شمشیر زن تو کوئی نہوگا تیرا یہ دعوے تو بہت
درست ہے وہ ملعون ان فقرات سے کٹا جاتا ہے زبان تیغ سے آگ لگائے ہو رہا ہے رہ رہ کر جوش کے
کھاتا ہے دل مین کہتا ہے کہ بڑی بلا سے سامنا ہوا ہے عجیب کشمکش مین پھنسا ہون اگر مین یہ جانتا تو کبھی
مقابلہ کو نہ آتا یہ عجب بلا سے برا ہے کسی مقام پہ چوٹ نہین کھاتا ہے کیا بلا کا بنا ہوا ہے یہ خیال کرکے پھر وار کرتا
ہے کہ شاید اس وار سے زخمی ہو مگر کچھ نہین ہوتا ہے وہ بھی خالی جاتا ہے یہ مقابلہ مین مصروف رہے
اتنی بات ہے کہ وہ بھی چوٹ نہین کھاتا ہے گو یہ وار کمال کے متعلق کر رہے ہین انکے بھی وار وہ ہین جو کہ
اکثر لوگ کرتے ہین مگر یہ حال ہے کہ شدت دھوپ سے عرق عرق ہو گئے ہین کیونکہ وہ وقت دوپہر کا
تھا جب مقابلہ ہورہا تھا ایک تو گردش مرکبان سے گرد بلند تھی دوسرے وار چل رہے تھے اُسکی
کچھ تو گرانی ہوگئی تپ سے دھوپ کی شدت پیاس بھی لگ آئی تھی زبان مین کانٹے پڑے جاتے
تھے اسکی اور انکی زبان تالو سے چمٹی جاتی تھی اُس وقت اُسنے کہا کہ اگر تھوڑی دیر کے لیے مقابلہ
موقوف ہو تو مین لشکر سے پانی طلب کرکے پی لون کیونکہ مین بہت پیاسا ہون حمزہ نے کہا یہی میرا بھی حال ہے

خوب تم نے بادل یا خیر ٹھہر جاؤ تم اپنے لشکر سے پانی منگاؤ میں اپنے لشکر سے یہ کہکر دونون نے ہاتھ روکے
لیے ہملوک نے اپنے لشکر سے پانی طلب کیا خادم پانی لیکر حاضر ہوا خوب آپ سیر ہوئے قدح اسکو
سکوں دیا ادھر اسنے بھی پانی منگا کر پیا جب پانی پی چکے پھر باہم مقابلہ کرنے لگے کہ ایک مرتبہ اسنے
وار کیا انھون نے خالی دیا انھون نے وار کیا اسنے خالی دیا پھر تازہ دم ہوکر مقابلہ کرنے لگے
یہ عالم ہو کہ نہ اورا خطر نہ این را ظفر نہ اورا ظفر نہ این را خطر غالب و مغلوب ہونا میں تمیز ہوتی تھی دیکھنے والے
دیکھ رہے تھے کہ دونون برابر ہیں جب وہ وار کرتا ہی یہ سب کے سب رد کرتے ہیں اور جب یہ وار
کرتے تھے اسکو رد کرنے میں زحمت ہوتی تھی اب وہ تھک گیا ہی ہر مرتبہ رہ جاتا ہی ہاتھ بھی
رک رک کر چلتا ہی یہ برابر وار کر رہے ہیں سپرین دونون غربال ہوگئی ہیں کہ ایک مرتبہ اسکو
خیال آیا کہ بڑی دیر ہوئی اور یہ جوان زخمی تک نہوا اور میں کئی چرکے کھا چکا ہون میرے لشکر
کے لوگ کیا کہتے ہونگے کہ یہ تو بڑا شمشیر زن تھا اور ابھی تک اس جوان کا کچھ نہ بنا سکا اب
اس معرکے کو فیصل کرنا چاہیے یہ تصور کرکے اسنے کہا کہ مین وار کرتا ہون یہ آخری وار ہی اگر
اس ضرب سے بچ گئے تو خیر ورنہ یہ ممکن نہین ہے کہ بچو یہ وہ وار ہی کہ اسکو بڑے بڑے نہ رد
کرسکے ہیں تمہاری کیا اصل ہی ہملوک نے جواب دیا کہ تم وار کرو میرا خدا مجھکو بچاے گا تو یہ کہکر لگا
اسنے کہا کہ تمکو اپنے خدا پر بڑا بھروسا ہی دیکھون کیونکر بچتے ہو یہ کہکر تلوار علم کرکے سر کو بچا کر
کمر پر وار کیا انھون نے یون خالی دیا کہ دیکھنے والون کے ہوش اڑ گئے اور اپنے اپنے دل مین
کہنے لگے کیا چالاکی سے بچے ہیں یون تو کوئی نہین بچ سکتا ہی یہ تو یون بچے اسنے پھر تلوار علم
کرکے سر پر وار کیا انھون نے سپر تو چھوڑ دی اور اپنی تلوار زیر ران رکھکر تلوار سے نگاہ لڑائی جب
قریب سر آئی بازو کو بچا کر ٹھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی انھون نے ہتھیلی دراز کرکے قبضہ
پر ہاتھ ڈال دیا اور کلائی مروڑکر تلوار چھین لی اور وہی تلوار لیکر کہا کہ اب میرا وار رد
کرو تمنے بہت سے وار کیے ہیں میں نے سب رد کیے اب میری باری آئی یہ کہکر اسکی تلوار تو زمین
پر پھینک دی اور اپنی تلوار لی اور وار کیا اسنے سپر کو سر کی پناہ کیا تلوار سپر پر پڑی اسکو مثل قرص ماہتاب
کے قلم کرکے خود پر آئی خود و دوبلغہ و عرق چین کو کاٹتی ہوئی کاسہ سر مین در آئی بند ابرو کو کاٹتی ہوئی
چیرتی ہوئی صراحی گردن مین آئی وہاں سے گذر کر صندوق سینہ مین آئی صندوق سینہ سے گذر کے
شکم کی خبر لیتی ہوئی کمر مین پہونچی کمر کو قلم کرتی ہوئی زین پر پڑی زین سے پشت مرکب پر پشت مرکب
سے گذر کر شکم مرکب مین آئی اسکو دو کرکے زمین کو بوسہ دیا بلکہ ایک وجب زمین مین بھی در آئی یا تو قبضہ
سپر پر جھکی تھی یا زمین کو بوسہ دے کر شفق خون مین آلودہ نکلی اور وہ جو قطرے خون کے لگے
تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یاقوت جڑے ہوئے ہیں انھون نے تلوار کو علم کرکے صدا دی کہ ہی کوئی
اور کہ نامی مرگ ہو میرے مقابلہ کو آئے ادھر اس سردار کے ہمراہ ایک دم کیا یا یہ کاٹے
ہوکے وہ خاک و خون مین ملکر رہ گیا یہ ضرب دست دیکھکر سب کے ہوش اڑ گئے طہماسپ شاہ کو
اس سردار کے قتل ہونے کا اسقدر صدمہ ہوا کہ اسی وقت طبل بازگشت بجوا دیا صدائے طبل بازگشت
جو بلند ہوئی لشکر اسلام مین بھی کوس بازگشت پر چوب پڑی دونون لشکر طرف فرودگاہ کے واپس
ہونے کی فکر کرنے لگے کہ ہملوک جنگگاہ سے پھر کر روبرو صاحبقران زمان کے آئے صاحبقران
کو سلام کیا اسکے بعد اپنے ڈیرے مین آئے ادھر لشکر کفار اپنی فرودگاہ کی طرف واپس آیا

لشکر واپس بلا لیا تو صاحبقران بھی اپنے لشکر کو لیکر فرودگاہ پر آئے لشکر نے کمر کھولی دونوں لشکر
آسودہ ہوئے بادشاہ نے لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنکر دربار میں تشریف لائے اسی طور سے ہر سردار
حاضر دربار ہوا صاحبقران آکر اپنے دنگل پر جلوہ فرما ہوئے بادشاہ تخت شاہی پر رونق افروز
ہوئے تھوڑے عرصہ تک سب خاموش بیٹھے رہے اسکے بعد ملوک کی بہادری کی تعریف ہونے لگی
ہر ایک نے تعریف کی کہ کیا بہادری کی ہے دونوں سرداروں کے مرنے سے کفار کے چھکے چھوٹ گئے طبل
بازگشت بجوا کر واپس گئے دیکھئے اب طبل کہاں ہے یا نہیں یہی کلام ہو رہے تھے کہ یکایک صدائے کوس
حربی کان میں آئی اسکا ماجرا یہ ہے کہ جب مہراب شاہ طبل بازگشت بجوا کر رزمگاہ سے واپس گیا تو
لباس رزم تبدیل کر کے دربار میں آکر بیٹھا سب سردار حاضر ہوئے بڑی دیر تک تو خاموش بیٹھا
اہل دربار کو بھی سکوت رہا مہراب شاہ پر ایک رنج طاری رہا بعد کتنی دیر کے مہراب شاہ نے
سر اٹھا کر اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آج تو میدان حریف کے ہاتھ رہا وہ دو پہلوانوں کو قتل کر گیا
اگر میں طبل بازگشت نہ بجواتا تو ضرور ایک دو اور قتل ہوتے کیونکہ تلوار اسکے ہاتھوں میں جم گئی تھی مگر کیا ضرب
دستی ہے ایسی ضرب دست کبھی نہیں دیکھی کہ ایک ضرب گرز میں اتنے بڑے پہلوان کو یوں خاک
میں ملا دیا کہ استخوان تک باقی نہ رہے دوسرے پہلوان کو ایک ضرب تلوار سے قلم کیا کہ تسمہ نہ لگا رہنے
دیا یہ بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے جو کوئی اسکے مقابلہ کو جاتا مارا جاتا کیونکہ اسکا خوف ہر ایک کے دل پر
چھا گیا تھا ہر ایک کو یہ خیال ہوتا کہ اسنے اس طور سے دو پہلوانوں کو قتل کیا ہے یہ خیال آتا اور ہاتھ پاؤں
پھول جاتے حواس جاتے رہتے موت کا سامنا ہوتا اس سے میں نے طبل بازگشت بجوانا مناسب
جانا کل دیکھا جائیگا اہل دربار نے جواب دیا کہ آپ کی رائے بہت ٹھیک تھی ضرور ایسا ہوتا مہراب شاہ
نے کہا کہ میں لشکر کا حال دیکھکر پریشان ہوا تھا کہ سب بدحواس ہیں بدین سبب میں نے یہ کارروائی
کی ورنہ ابھی بخوبی مقابلہ کا وقت تھا اگر کیا کرتا یہ امر مصلحت وقت تھا سب نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا جو
آپ کی رائے تھی وہ بہت ٹھیک تھی مگر یہ بھی پسند آئی پہلے تو ہم حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ ابھی سے
بادشاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا کیونکہ ابھی تو وقت مقابلہ باقی ہے مگر ہم نے خیال کیا کہ امور مملکت خویش
خسروان دانند گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش وہ دربار میں جاکر دریافت کرینگے اب معلوم
ہوا اس مصلحت سے یہ کام سرکار نے کیا کہ جس میں ہماری عقل پریشان تھی مہراب شاہ نے
کہا کہ حکم دو کہ کوس حربی پر چوب پڑے کل ہم میدان جنگ میں جاکر حریف سے مقابلہ کرینگے یہ جو حکم
دیا اسیوقت نقارے پر چوب پڑی یہی صدا تھی جو کہ کان میں صاحبقران کے آئی تھی صاحبقران
نے خواجہ سے فرمایا کہ دریافت کرو کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہے خواجہ نے جواب دیا کہ ہرکارے خبر لانے
گئے ہوئے ہیں وہ آکر خبر دینگے یہ سخن درمیان تھا کہ جوڑی ہرکارے کی حاضر دربار ہوئی مجرا گاہ
پر مجرا بجا لائے بعد دعائے دولت شاہی کے یوں عرض کرنے لگے کہ لشکر کفار میں نقارہ حربی بجا ہے
[illegible] میدان جنگ میں آئے اور آتش کینہ و فساد دوبالا کرے یہ خبر ہرکاروں
سے معلوم کیا بادشاہ اسلام و صاحبقران نیک نام نے حکم نواختن طبل جنگ دیا یہ حکم سنکے خواجہ
نے اسیوقت نقار خانہ میں جاکے نقارہ رزمی پر چوب لگائی صدائے نقارہ پھیلی لشکر کو معلوم ہوا کہ
کل پھر مقابلہ ہوگا یہ حکم [illegible] بادشاہ نے اس خیال سے کہ اہل لشکر دن بھر کے تھکے ہوئے
ہیں [illegible] کل پھر مقابلہ ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ دربار برخاست کیا جائے سب سردار اپنے اپنے

مقام کو روانہ ہوئے اور جا جا کر آرام پذیر ہوئے ادھر کفار کے لشکر میں صدائے طبل پھیلی انکو معلوم ہوا
کہ کل مقابلہ ہوگا وہاں بھی سامان جنگ ہونے لگا محراب شاہ نے بھی دربار برخاست کیا سب
سردار اپنے اپنے خیموں کو روانہ ہوئے اور اپنے خیموں میں آکر آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے
وہ رات دونوں لشکروں کو کارسازی حرب میں بسر ہوئی طلایہ دونوں لشکروں میں پھرنے لگا
صدائے حاضر باش و ناظر باش و بیدار باش بلند ہوئی کہ جوانان لشکر و افسران سپاہ ہر دو لشکر درستی
آلات حرب و ضرب میں مصروف رہے کہ یکایک چرخ پر آثار سحر نمایاں ہوئے طائران خوش الحان
حمد الٰہی میں مصروف ہوئے صدائے اذان بلند ہوئی نسیم سحری کے جھونکے چلنے لگے سرداروں کا یہ
عالم تھا کہ خیموں سے نکل نکل کر طرف آسمان کے دیکھتے تھے کہ سحر ہوگئی یا نہیں کوئی ہوا کے رخ
کھڑے ہوکر دیکھتا تھا کہ نسیم سحری چلنے لگی کرن آفتاب نکلنے لگی کہ سردار اٹھے اپنے اپنے
خیموں سے آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوکر در دولت پر حاضر ہوئے لشکر طیار ہو گیا کہ صاحبقران
نماز وغیرہ سے فراغت کرکے تشریف لائے آمد بادشاہ کی خبر آئی سب اپنے اپنے قرینہ سے
مودب کھڑے ہوئے بادشاہ تشریف لائے پہلے صاحبقران کا مجرا ہوا اسکے بعد سرداروں
کا مجرا ہوا اسکے بعد لشکر کوچ کرکے بادشاہ مع صاحبقران طرف میدان جنگ کے روانہ ہو
اور میدان میں پہنچکر صف آرائی کا حکم دیا صف بندی ہونے لگی ابھی صف بندی نہ ہوچکی تھی
کہ ادھر سے لشکر کفار کی آمد شروع ہوئی جب شب گذری سحر ہوئی تو محراب شاہ بھی بیدار
ہوکر باہر آیا اسکے سردار بھی آچکے تھے لشکر طیار تھا وہ اپنے سرداروں اور لشکر کو لیکر
طرف میدان جنگ کے چلا اور داخل میدان ہوا ٭ رسیدند لشکر بہ صف ہا ٭ دو دیوار
بستند چون کوہ قاف ٭ دونوں لشکر نکل کر باہم مقابل ہوئے سقوں نے نکل کر آبپاشی کی جو
گرد و غبار کہ آمد لشکر سے بلند ہوا تھا اسکو بٹھایا نقیبوں نے نکل کر نقابت کی جب نقیب نقابت
کرکے چلے گئے دونوں لشکروں کی صفوں پر سناٹا ہو گیا ہر بہادر جوش شجاعت سے جھومنے
لگا چہرے سرخ ہوگئے ابروؤں پر بل پڑ گئے رحیق شجاعت نے اپنا رنگ دکھایا بادہ جرات
کا نشہ ہوا تھوڑے عرصہ تک یہی عالم رہا اسکے بعد لشکر کفار سے ایک پہلوان کہ نام اسکا ہزبر
دیوتن تھا محراب شاہ سے اجازت میدان لیکر میدان میں آیا سراپا میدان کا دکھایا مبارز
طلب کیا لشکر اسلام سے ایک سردار کہ وہ بہت منچلا تھا مرکب کو مہمیز کرکے روبرو تخت شاہی کے
آیا اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے اجازت دی وہ میدان میں آیا ہم رکاب رہا دونوں مرکب برابر
رہے اس ملعون نے نیزہ مارا اسنے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے بڑے
عرصہ تک نیزہ بازی رہی آخر کو دونوں نیزے مثل خلال کے ہوگئے ہاتھوں سے پھینکدیے
گرز لیکر باہم ہم نبرد ہوئے متواتر ضربیں لگانے لگے آخر کو گرز بھی رکھدیے دوال کمر پکڑ کر زور
ہونے لگے جب اس سے بھی عاجز ہوئے تلواریں نیام سے لیں باہم ضربیں چلنے لگیں رد و بدل
ہونے لگی ایک مقام پر تلوار بلند کرکے اسنے صدا دی کہ اے خداپرست خبردار ہو جا یہ میری ضرب
آخری ہے خداپرست نے کہا لگا ضرب پر جواب دیکر اور سپر کو سر پر لاکر مرکب کو بڑھا کر یہ قصد کیا
کہ تلوار چھین لوں جیسے مرکب کو مہمیز کیا مرکب نے سکندری کھائی سپر سر پر سے ہٹ گئی خود کا جو پھول
خود بھی سر پر سے گرا تلوار آکر سر پر پوری بیٹھی کھچا کے کی صدا آئی تلوار تا دوابرو اتر آئی اسنے جھٹکا

دے کر جو کھینچی اور آسمان آئی صراحی گردن کو قلم کرتی ہوئی صاف نکل گئی یہ مرد دیندار شہید ہوا اُس کافر نے
چہچہہ مار کر صدا دی کہ جسکو تمنا ہے مرگ کی وہ میرے مقابلہ کو آئے یہ اسکا صدا دینا تھا کہ ایک اور سپاہی
لشکر کا اجازت لیکر میدان میں آیا چونکہ یہ کافر بہت زبردست ہے لشکر اسلام کا یہ طریقہ ہے کہ جو کوئی اپنے
پرے سے نکلا پھر اُسکے سوا کوئی مقابلہ کو نہیں جاتا ہے اس سبب سے جو نکلا وہی آیا خواہ ہم مقابل
ہو خواہ غیر مقابل پس اسی سبب سے وہی سردار آیا گو اُسکا مقابل نہ تھا خلاف قاعدہ کیونکر ہوتا جب
یہ اُسکے مقابل پہونچے اُسنے تلوار کو اٹھا کر کہا کہ نہیں ہم تمکا در ہونگا نہ تیر سے مقابلہ کرونگا نہ گرز
سے یہ تلوار مشتاق ہے خون خداپرست کی ایک کا خون کر چکی ہے تیرے خون کی مشتاق ہے کہان جاتا ہے
یہ کہکر اُسنے تلوار کا وار کیا تلوار سر پر چلی گردن اُس مرد مومن کی قلم ہو تن پر سے اُڑ گئی جسم مرکب پر سے
تڑپ کر زمین پر گرا اُسنے پھر صدا دی دو خداپرست جو قتل ہوے آسنے مبارز طلب کیا فوراً لشکر اسلام
سے جزئیل بن عادی اپنے مرکب کو چھیڑ کر روبرو تخت شاہی کے آیا اسکا زخم سر اچھا ہو چکا ہے بادشاہ
کو سلام کیا اجازت چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ سپرد خداوند کریم کیا یہ سنتے جزئیل نے تنگ مرکب کو
اپنی مرضی کے موافق درست کیا سلام کر کے مرکب پر سوار ہوا لو دا باگ کا لیا برچھا ہلاتا طرف میدان کے
چلا اُسنے صدا دی کہ کوئی میرے مقابلہ کو نہیں آئیگا کیا میں خود آؤں کیونکہ کہان تک انتظار کروں دو ہی
سرداروں کے قتل ہونے سے پراگندہ ہو گیا یہ جو صدا دی جزئیل نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے میں تیرے
مقابلہ کو آتا ہوں تجھ ایسے نامردوں کے آنے سے کیا پراگندہ ہوگا وہ دو نئے سرداروں کو قتل کر کے بڑا مغرور
ہو گیا انکی قضا تیرے ہاتھ سے تھی ورنہ اگر قضا نہوتی تیرے لیے وہ کافی تھے اور کسی کی کیا ضرورت تھی بس
اپنی زبان کو بند کر میں آیا یہ صدا دے کر اُسکے قریب پہونچے اُسنے جو دیکھا کہ ایک جوان بہت قوی ہیکل
قوی تن قد آور دور کا نے مرکب پر سوار میرے مقابلہ کو آیا ہے بس یہ بھی سپر لے کر بڑھا ہمتگا در ہوے
دونوں سپرین باہم لڑین او جھڑ سپر کی بڑی ابر سپر سے شرار سے نکلے گل سپر مثل گل آتش بازی کے
چھوٹے اب جو دیکھا تو چہر قدم مرکب ہنر پر کا اور دو قدم مرکب جزئیل کا پس پا ہوا ہنر پر مرکب کو رانون
مین مسکر باہم مقابل ہوا جزئیل نے کہا کہ تو بہت مغرور ہے دو پہلوانوں کو قتل کر کے اب کیا لشکر پر
جاے گا اور تیری کیا اصل ہے جو کوئی تیرے مقابلہ کو نہ آئیگا تیری یہ حقیقت ہوئی کہ میرے سبب سے
پراگندہ ہو جاے میں تیرے مقابلہ کو آیا ہوں دیکھوں میں نے تجکو پیش کر دیا اب جو تیرے پاس حربہ ہو وہ کر
میں تیرے حربہ کو رد کر کے اپنا وار کرونگا اُسنے جواب دیا کہ میں اسی تلوار سے مقابلہ کرونگا کیونکہ تیرہ بازی
و عمود بازی تو بیکار ہے ان فنون میں تم لوگ بہت خبردار ہو یہ تلوار دو خداپرستوں کا خون بھی کر چکی ہے اسکی
زبان پر اسکا مزا ہے یہ ہی تیرا خون کر یگی یہ جو اُسنے کہا جزئیل نے کہا کہ تیرا جس حربہ سے جی چاہے مقابلہ
کر میں موجود ہوں تو کیوں اسقدر زبان درازی کرتا ہے تو کیا ہے میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگا میں تیری
جان کا ملک الموت ہوں تیری قضا میرے ہاتھ سے ہے یہ جو جزئیل نے کہا اُسکو غصہ آگیا اُسنے کہا خبردار
ہو جا میں وار کرتا ہوں یہ کہکر اور تلوار علم کر کے مرکب کو بڑھایا اُنھوں نے اپنے مرکب کو کاوہ دے کر ڈالا
سپر کو سر کی پناہ کیا تلوار نیام سے لی اُسکا وار رد کیا اب اُسنے وار کرنا شروع کیے وار ہونے لگے مرکب
مثل کل کے پھرنے لگے مرکبوں کی گشت سے غبار بلند ہوا روے آفتاب پنہان ہو گیا ہر مرتبہ جب جزئیل
ضرب کرتا تھا تو صدا اسکے نعرۂ تکبیر بلند کرتا تھا وہ ہر مرتبہ یہ صدا دیتا تھا کہ اگلی میں نے قتل کر لیا اے خداپرستو
تو میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے میں تجکو مثل اُن دونوں کے قتل کرونگا جزئیل اُسکے جواب میں کہتے ہیں

یہ تقریر سنکے اُن سب نے جواب دیا کہ آپ یہ خیال نفرمائین کوئی آپ کی نسبت ایسا گمان نہین کر سکتا
ہی یہ لشکر آپ دو صاحبون کے سبب سے قائم ہی اول تو بادشاہ کے قدم مبارک سے دوسرے
آپ کے دم سے جب آپ نہونگے تو یہ لشکر کیونکر قائم رہ سکتا ہی سپہ سالار نے کہا کہ یہ صرف تم
لوگون کا خیال ہی مین کیا ہون ہان یہ قدیم ہم سب کے سر پر سلامت رہین کہ جنکی یہ روشنی ہی ایسا قدردان
تو کوئی نہوگا کہ برسون بٹھلا کر کھلایا اب جو وقت آیا ہی ہم پہلو تہی کرین یہ تو نہوگا خیر آج تو نہین کل مین
اپنے نام پر طبل جنگ ضرور بجواؤنگا کل کا بھی معرکہ دیکھو نو یہ جو کہا وہ پہلوان جو کہ ہاتھ سے شہنشاہ
کے بہ ورنامہ بہی سر دربار ذلیل ہوا تھا اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تھا ایک مرتبہ بول اٹھا کہ ہان
سپہ سالار صاحب آپ کل میرے مقابلہ کا تماشا مشاہدہ کرین کہ مین کسقدر سردارون کو زخمی کرتا ہون
اور کتنون کو اسیر اور کتنون کو قتل کل ہی اگر لشکر اسلام میرے ہاتھ سے پریشان نہو جاوے تو اپنا نام بدل ڈالون
نہ کبھی اپنا یہ نام رکھون اگر اس نام سے کوئی مجھکو پکارے تو اُسکو بھی قتل کردون یہ سنکے بادشاہ نے کہا کہ
مرجان مارخوار اُسکی کیا خطا ہوگی جو اُسکو قتل کروگے اُسنے جواب دیا کہ جب ہم نے اپنا نام بدلا تو پھر کیا ضرور ہی
کہ کوئی وہی نام لے بادشاہ نے کہا کہ کیا نام بدل کر رکھوگے اُسنے جواب دیا کہ جو اسوقت طبیعت اجازت
دے ایک سردار کے منہ سے نکل گیا کہ جب یہ زندہ واپس آئینگے تو نام بدلین گے ورنہ انکو نام بدلنے کی کیا
ضرورت ہوگی یہ خود بدل جائینگے کسی سگ کا یار ہونگے کوئی یار بنا کر ہنسی لیگا ساری مارخواری فراموش ہوگی
اُسدن آپ نے دیکھا تھا کہ ایک گھونسہ مین آپ کا کیا حال ہوا تھا بڑے عرصہ تک ہوش نہ آیا تھا جب وہ
جواب نامہ لیکر چلا گیا تو آپکے حواس درست ہوئے یہ بھلا کیا مقابلہ کرینگے انکا یہ تن و توش صرف دیکھنے کا ہی
بیکار اپنے کو خواہ مخواہ پہلوان بنا رکھا ہی دیکھیے گا کہ لشکر کو بدنام کرینگے ایک ادنی پہلوان انکو قتل کریگا یہ انکی قضا
ہی کہ اپنے ان کو یہ مرتبہ دیا ہی ورنہ انکی یہ لیاقت نہ تھی کہ یہ سپہ سالار کے برابر بیٹھتے مگر کیا کرین کہ زمانہ موافق ہی ہمکو ایسی
چاپلوسی نہین آتی ہی ہم تو سپاہی ہین ہمیشہ لڑتے بھڑتے رہے ہین سے پیشہ پیدا کرتے ہین چاہے یہ اسوقت میرا کہنا انکو
ناگوار ہو مگر مین صاف کہونگا اُسنے تیور بدل کر جواب دیا کہ آپ بہت چرب زبان ہوے ہین شاہون کے
دربار مین ایسی بدزبانی اچھی نہین ہوتی ہی ایسی چرب زبانی منہ کی کھلاتی ہی ساری عزت خاک
مین ملجاتی ہی مین تو بزدل دنامرد تھا آپ ہی نے نامہ بر کو روک لیا ہوتا تو کیا ہوتا آپ تو اپنے کو بہت
زبردست تصور کرتے اور سپاہی جانتے ہین اتنے سردار تھے کسی کا بھی تو یہ حوصلہ نہ پڑا کہ وہ اُسکو روکتا
یہ میرا ہی دل تھا مین نے تو مارلیا تھا مگر کیا کرون کہ مجھکو چکر آگیا مین گر پڑا اُسنے گھونسہ مارا ورنہ اُسکی کبھی یہ
حقیقت تھی دلو جیکر جو بیٹھ جاتا تو اُسکا اُٹھنا مشکل تھا اگر مین اُسپر گر پڑتا تو وہ دبا جاتا دم اُسکا نکلجاتا یہ اُسکی
خوش قسمتی تھی کہ مین چکر کھا کر گر پڑا اُسکی بن آئی یہ امر آپکو سنے کو ہوگیا خیر کل دیکھ لیجیے گا کہ کون کون میرے ہاتھ سے
مارا گیا اور کون کون زخمی ہوا کتنے سر لوٹنے لگے کتنے تن بے سر ہوگئے یہ جو کہا سپہ سالار نے جواب دیا کہ یہ لوگ نادان
ہین کیا جانین بلاشک آپ ایسے ہی پہلوان ہین آپکی پہلوانی کا مزا کوئی میرے دل سے پوچھے کہ آپ جس مرتبہ کے
پہلوان ہین بلکہ بادشاہ نے آپکی کچھ قدر نہ کی بعد مارا ان کے اسکا مرتبہ آپکو دینا تھا آپکو سپہ سالار رکھنا تھا جب مقرر
کرنا تھا آپکے سبب سے لشکر کو رونق ہوتی خیر یہ لڑائی فتح ہولے تو یہ مرتبہ آپکو ضرور ملیگا یہ کہکر ادھر منہ پھیر کر
مسکرا اُسنے تو سپہ سالار کی اس تقریر سے مہراب شاہ کو بھی ہنسی آگئی ہر ایک اہل دربار پاس بادشاہ منہ پہ رومال
رکھکر ہنسنے لگا وہ یہ تقریر سپہ سالار کی سنکے اور پھول گیا اور کہنے لگا کہ بلاشک آپ میرے قدردان ہین مین اُن
شیرون کا شیر ہون کہ جنہون نے اکثر لشکر بھگائے ہین بزرگون کے نام سے ابتک لشکرون مین ملاحظہ پڑھا جاتا ہی

ہو کل اسکا پھر ارادہ ہی کہ فلان سرکار سے مقابلہ کرے باقی خیر ہے یہ خبر دیکر جو کہ غلامون نے عرض کی صاحبقران
وہ تقریر سنکے جو کہ مرزبان وپہلوان میں ہوئی تھی ہنسے اور کہا کہ عجب کیا ہی اچھا ہی جب لشکر میں حکم دو کہ نیچے
طبل رزمی فرمائیں تو دیکھیں کہ وہ مرزبان کیسا بہادر ہی کسقدر ہمارے لشکر کے سردارون کو زخمی کرتا
ہو لشکر اسلام میں بھی نقارہ چوب پڑی بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر گئے دونون
لشکرون میں طلایہ پھرنے لگا صدا سے ہوشیار باش ہر سو بلند ہوئی طبل جنگ بجا کیا کہ زمانہ شب کا آخر ہوا
تمام شب جاسوس صبح بر آمد ہوئی آفتاب عالمتاب دریچہ مشرق سے پیدا ہوا دونون لشکرون میں سامان جنگ
ہونے لگا سب سردار آراستہ ہوکر بدولتخانہ بادشاہ حاضر ہوئے دونون لشکرون میں کمر بندی ہوئی کہ ادہر
بادشاہ اسلام ادہر اسپہ شاہ اپنے لشکر لیکے میدان جنگ میں آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے
حسب ہدایت کی قاعدہ کر کے نقیب چلے گئے تو لشکر کفار سے مرزبان خونخوار اپنے مرکب کو جست کرکے
اسپہ شاہ کے روبرو آیا اور اجازت لیکے میدان میں آیا اور خوب جولان گری دکھائی بعد اسکے مبارز طلب کیا
اور کہا کہ جب تک تمہارا سرگروہ مقابلہ کو نہ آئیگا میں تو اسکا خواستگار ہون جو کہ نامہ لیکر گیا تھا اور
بہت زبردستی اپنی ظاہر کی تھی میں نے اسدن اس سبب سے طرح دی تھی کہ نامہ لیکر آیا ہی ورنہ میرے
ہاتھ سے زندہ نہ بچتا آج اسکا عوض لونگا وہی آئے کوئی دوسرا نہ آئے اودہر صاحبقران سے خواجہ نے
کہا کہ یہ وہی پہلوان ہی جسکو شہنشاہ نے دنگل پر سے سر دربار اٹھا دیا تھا اور خود آپکے دنگل پہ بٹھلا
دیا تھا آج وہ میدان میں آیا ہی اور شہنشاہ کا نام لیکر پکارتا ہی صاحبقران نے اسکی طرف دیکھا اور خواجہ
سے کہا کہ یہ شہنشاہ سے مقابلہ کریگا اور شہنشاہ نے جو سنا کہ یہ میرا نام لیکر پکارتا ہی اپنے مرکب کی
باگ لی تمام علم دست راست کے جلوہ گری میں آئے شہنشاہ روبروے تخت شاہی آئے مرکب
پر سے اتر کر سلام کیا اور اجازت چاہی بادشاہ نے بہت مرحمت فرمایا دعائے کامیابی عنایت کیا شہنشاہ
نے بوسہ ہاتھ کا دیا بادشاہ نے فرمایا جاؤ سپرد خدا کیا شہنشاہ نے اپنے مرکب کو جست کیا کہ حریف
پر عرصہ جنگ تنگ ہوا اور سوار ہوکر خدمت میں صاحبقران کی آئے انسے بھی اجازت لیکر مرکب کو
گرم تاز کرکے طرف میدان کے چلے ادہر جو شہنشاہ کو آتے ہوئے سب نے دیکھا پہلوان نے اسپہ شاہ
سے عرض کیا کہ لو غضب ہوگیا وہی سردار ہمارے مقابلہ کو آتا ہی جو کہ اسدن نامہ لیکر آیا تھا اور یہ اسکے
ہاتھ سے ذلیل ہوا تھا ایک سردار جو کہ پہلوان کے قریب مرکب پر سوار کھڑا ہوا تھا اسنے کہا کہ آپنے
نہیں سنا انہون نے خود اسکو طلب کیا ہی وہ کیون نہ اسکے مقابلہ کو آئے دو تو آپکی ملاقات کرا ایک بار
دیکھ چکا ہی انکو کیا ضرورت تھی کہ اسکو طلب کرتے کیون ہی مبارز طلب کرتے جو مقابلہ کو آتا اس سے مقابلہ کر
یہ تو خود دیدہ و دانستہ کام اندرون گرے ہین اپنے ہاتھ سے اپنی قضا بلوائی ہی پہلوان نے کہا کہ انکو اپنی سپہ گری پر
غرہ ہوا اپنے خاندان کی بہادری پر مغرور ہے بیغیرتی ہی اوہ لے آ بیٹھا چکا ہی گرچہ شرم نہیں آتی ہی رات کو بیٹھے دیکھا کہ بیٹھے
کیا کیا انہین کہا کہ اسکو کچھ بھی معلوم ہوا وہ اسکو اپنی تعریف سمجھا پھر اسپہ شاہ نے ان دونون کی تقریر سنکے
جواب دیا کہ گو پہلوان زبردست ہی مگر اپنی نادانی سے بیغیرت بنگیا ہی اگر بیغیرت نہوتا تو مین ضرور اسکو باران
کا مہرہ دیتا یہ بھی تمکو معلوم ہی کہ کس خاندان سے ہی ارے اسی خاندان سے ہی جس سے باران تھا باران کا کوئی
نہ کوئی عزیز ہی بارخواری سوا اسکے اس خاندان کے اور کسی خاندان میں نہیں ہے کیا بھول گیا رات کو تمکو سنا دیا تھا
کہ جو حرکت اس سے اور باران سے ہوئی جیسا باران قتل ہوا ہی تو اسنے بہت غم کیا تھا اگر مجھے معلوم تھا کہ میرے ہمراہ پہلوان
آچکا تھا ورنہ کر پیچھے کرتا اگر زندہ واپس آیا تو بہتر و ورنہ اگر اسکا زندہ واپس آنا محال ہی کیونکہ اسنے بہت بڑی

تجھ سے کہا آج تیری قضا آگئی ہے تیری عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اب چھلکا چاہتا ہے اور سچ کہا ہے کسی نے کہ جب
موت آتی ہے گیدڑ کی تو شہر کی طرف دوڑتا ہے تیرے دن قریب آگئے ہیں تو اُسکے پر نکلے ہیں جب قضا آتی ہے تو خود اپنے پاؤں سے
آدمی وہاں جاتا ہے جہاں معلوم ہوا کہ قضا تیرا دامن پکڑے ہوئے ہے جو تو میری طرف آیا ہے اور تو نے
مجھکو بیا ہے مقابلہ طلب کیا ہے اُسنے کہا کہ میں تو خود تیرے مقابلہ کی آرزو رکھتا تھا اُس دن سے جس دن سے
تو نامی ہوکر میرے بادشاہ کے دربار میں آیا تھا اور مجھکو ذلیل کیا آج اُس ذلت کا حال معلوم ہوگا شہنشاہ نے
کہا کہ تیرے تو سے کہ میں تیرے جیسے ہزاروں جو تیرے دل میں آرزو ہو نکال لے اُسنے کہا کہ تو پہلے حربہ کر پھر میں
حربہ کرونگا شہنشاہ نے کہا ہم کبھی کسی کا طریقہ نہیں ہے کہ پہلے حربہ کریں تیرا جو حربہ ہو کر
تیرے مقابل ہے اور اپنا حربہ کر ورنہ پشیمان ہوگا اُسنے کہا کہ درحقیقت قضا آگئی ہے تیرے یہ کہا کہ خبردار
ہو کیا کیا تھا یہ کہکر گرز مارا شہنشاہ نے پھیر دیا گرز سر پر آ کر رہ گیا بیزاری ہوئی طیش میں آ کر
شہنشاہ نے اُسکا گرز چھین لیا اُسکو غصہ آیا تلوار کھینچ کر مارا شہنشاہ نے تلوار سے قلم کیا اُسنے گرز کا وار
کیا شہنشاہ نے سپر پر روکا بچ گیا اُسکو کچھ خفت ہوئی تلوار میان سے لی دونوں طرف سے
اُٹھ گئیں ہاتھ تلوار کے سنبھلے آگے ہر طرف گرد اُٹھنے لگے غبار بلند ہوا تلواروں کی جھنکار فلک تک جانے لگی
اُس غبار میں یوں تلواریں چمکتی تھیں جیسے ابر تیرہ میں بجلی چمکتی ہے یا برق چند وقت یوں جنگ کرتے رہے
شہنشاہ نے کئی وار اُسکے روکے اور اپنے وار اُسکے روکے اب تو اُسنے دیکھا کہ عرصہ ہوا مقابلہ
کرتے ہوئے کچھ کیا نہ گیا تو ہو کر اُسنے تلوار علم کر کے کہا کہ یہ وار آخری ہے اس وار سے بچ جاؤ تو میں
جانوں شہنشاہ نے کہا کہ میرا خدا اس سے بھی بچا دیگا اور میں اپنی تلوار تیرے خون سے رنگین نہ کرونگا
کیونکہ تیرا خون ناپاک ہے اور میں تیری ہوشیاری جانتا ہوں اُسنے تلوار کو علم کیا اور اپنی پوری تمام وار کیا انھوں
نے اپنی تلوار کو ران کے نیچے رکھ کر تیغ کو ہاتھ میں کرلیا اور سپر کو اُٹھا لیا جیسے تلوار قریب سر آئی ادھر
سپر کی دی کہ تلوار بیٹھ گئی پھر بجلی کی طرح ہاتھ ڈالدیا اور تلوار کو مروڑ کر چھین لیا اور ہاتھ
بڑھا کر کمربند میں ہاتھ ڈال کر نعرہ اللہ اکبر کا کر کے اب جو زور کیا تو اُس شخص کو زمین سے اُٹھا لیا
اور سر سے اونچا کر کے گردش دی پھر زمین پر دے مارا گردش دینے میں یہ حالت ہوئی کہ داستان کہیں ہو گئے
کہیں ترکش کا منہ کھل گیا اور تیر جو زمین پر گرے تو یہ معلوم ہوا کہ زمین کے بال کھڑے ہو گئے ایسا
خوف اُس جوان مرد کا طاری ہوا کہ زمین کانپ اُٹھی مارے خوف کے لرز گئی اور بال کھڑے ہو گئے وہ ملعون
ایسا پریشان ہوا کہ جو اُس کا جانے نہیں پاتا کر کے سر چرخ دے کر زمین پر مارا دھماکے کی صدا سے میدان
ہل گیا یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا یا درخت تھا جڑ سے اُکھڑ گیا ادھر وہ زمین پر گرا چالاکی کی کہ یہ
اُسکے سینے پر چڑھ بیٹھے اور سینہ پر سوار ہو کر کہا کہ بتلا اور شناخت پروردگار کر پیشگوئی یہ جو کہا اُسنے کچھ
کلام نہ کیا انکو غصہ آگیا فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے دونوں ہاتھوں سے ایک پاؤں اور دو نوں
پاؤں سے دوسرا پیر دبا کر جو زور کیا ایک زور میں تا بناف دوسرے زور میں تا سینہ چیر کر زور
میں ملا کر پاس اُٹھا کر پھینکا ایک ٹکڑا اس طرف دوسرا ٹکڑا اُس طرف میدان کے پھینکدیا
اور شہنشاہ گھوڑے پر سوار ہوئے یہ طاقت و قوت و چالاکی دیکھ کر لشکر کفار ذلیل ہو گیا
میدان سے کہا کہ آپ نے اسکا کام بہت ہی چالاکی سے تمام کیا ہے جب مرجان نے اسکا نام لیکر
آواز طلب کیا تھا کہ اس وقت نا امیدی ہو گئی ہاں اگر کوئی اور مقابلہ کو آتا تو کچھ امید پڑتی کیونکہ اسکا
خوف مرجان کو تھا جیسا کہ انکی قوت کا ہے اسکے ہاتھ سے زک پا چکا تھا یہ اُسی خوف کا سبب تھا کہ

پیش آیا شہنشاہ نے اسکو اُسی وقت قتل کر چکے تھے یہ صرف اُنکا کھیل تھا جو وہ اسکو کھلا رہے تھے محراب شاہ
نے کہا کہ دراصل یہ لوگ بڑے بہادر ہیں ان سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہو دیکھا تھے مہر جان کو
کیونکر قتل کیا جیسے کہ سمجھا یار ادھر مرکب پر سوار ہو کر شہنشاہ نے مبارز طلب کیا لشکر حریف سے مہران
ارخوار برائے مقابلہ نکلا اُسکو بھی شہنشاہ نے قتل کیا اسی طور سے شام تک شہنشاہ کے ہاتھ سے دس
جوان مارے گئے اور بارہ جوان زخمی ہوئے اور چھ جوان اسیر کیے جب شام ہوئی محراب شاہ نے طبل
بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر طرف فرودگاہ کے واپس گئے کمرین سردو لشکر کے سپاہیوں نے کھولیں دربار
آراستہ ہوئے سردار حاضر دربار ہوئے سب سردار جمع ہوئے لشکر کفار میں جو بادشاہ کفار نے دربار کیا
تو اپنے سرداروں کی طرف دیکھ کر کہا کیا صلاح ہے میں طبل جنگ بجواؤں یا نہیں یا کچھ دنوں ٹھہر جاؤں
اہل دربار نے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے کوئی مقام خوف نہیں ہے ابھی ہم لوگ برائے مقابلہ موجود ہیں
محراب شاہ نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے حکم دینا تھا اُسی وقت نقارۂ زرمی پہ چوب پڑی ہرکارے
بڑے گئے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے یہاں محراب شاہ نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے
یہاں لشکر میں طبل جنگ بجنے لگا سامان جنگ ہونے لگا طلایہ پھرنے لگا اُدھر لشکر اسلام میں بادشاہ
اسلام دربار میں جلوہ گر ہیں سب حاضر دربار ہیں ذکر شجاعت شہنشاہ ہو رہا ہے کہ ہرکارے آکر پہنچے
خبر طبل جنگ بجنے کی عرض کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی جوابیہ [illegible]
طبل زرمی بجے فوراً کوس زرمی پر دوال پڑی یہاں بھی رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی بادشاہ تو یہ
حکم فرما کے دربار برخاست کر کے اپنے آرامگاہ کو تشریف لے گئے ادھر بھی طلایہ پھرنے لگا
سامان جنگ ہونے لگا رات بھر دونوں لشکروں میں طلایہ پھرا کیا طبل جنگی بجا کیا دونوں لشکروں میں سامان
جنگ ہوا کیا کہ سحر ہو گئی دونوں لشکر میدان میں آئے صف آرائی ہونے لگی نقیب القاب کرکے
چلے گئے لشکر کفار سے ایک سردار نکلا مبارز طلب کیا ادھر سے عادل برائے مقابلہ نکلے شام تک کئی پہلوانوں کو
جان سے مارا کئی کو زخمی کیا کئی اسیر کیے شام ہو گئی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر قیامگاہ پہ آئے پھر طبل
جنگ بجا پھر صبح کو مقابلہ ہوا اسی طور سے پندرہ دن تک متواتر مقابلے ہوئے اس پندرہ دن کی میدان داری
میں جسقدر پہلوان و سردار محراب شاہ کے لشکر میں تھے وہ سب زخمی و قتل و اسیر ہو گئے اب صرف
ایک سپہ سالار اور دو ایک پہلوان و سردار ہیں کہ آج جو محراب شاہ میدان جنگ سے واپس آیا آتے
جو دربار کیا تو اہل دربار سے کہا کہ آج پندرہ دن ہوئے مقابلہ ہوتے ہوئے کوئی دن ہماری فتح نہ ہوئی
لہذا لشکر بھی پندرہ دن کا تھکا ہوا ہے اگر تمھاری رائے ہو تو میں صاحبقران سے چند دن کی
مہلت طلب کروں اور اقبال شاہ وغیرہ کو اپنے حال پر ملال سے آگاہ کروں سپہ سالار نے کہا کہ جو
آپ کی رائے میں مقابلہ کرنے کو موجود ہوں محراب شاہ نے کہا کہ میں کب یہ کہتا ہوں کہ تم مقابلہ
کرنے کو نہیں موجود ہو بلکہ میری خود یہ رائے ہے کہ چند دن کے لیے مقابلہ موقوف ہو جائے سپہ سالار
نے کہا جو آپ کی رائے اُسی وقت محراب شاہ نے دبیر کو طلب کر کے کہا کہ ایک نامہ بنام صاحبقران
تحریر کرو اُسکا مضمون یہ ہو کہ چونکہ آج پندرہ دن کا عرصہ ہوا ہے کہ برابر لشکر مقابلہ کر رہے ہیں لہذا میں چاہتا ہوں
کہ ایک ہفتہ کی مہلت دیجیے کہ اس عرصہ میں لشکر آسودہ ہو جائے اور آرام پائے گو میں مقابلہ سے عاجز نہیں
ہوں صرف پہلوانوں اور اہل لشکر کی پریشانی کا خیال ہے کہ وہ لوگ پریشان ہونگے لازم ہے کہ آئندہ بھی مہلت
دیجائے آئندہ آپکو اختیار ہے میں اسوقت بھی موجود ہوں اور صبح کو بھی اور پرسوں بھی جب آپکا جی چاہے

مقابلہ فرمائیے اگر مرضی ہو مہلت عنایت فرمائیے یہ مضمون جو دبیر نے لکھا وہی عبارت تحریر کر کے پیش کیا
محراب شاہ نے دیکھکر اسکو لفافہ میں بند کر کے اپنے عیار کو کہ جسکا نام مہتر خاک زن ہی دیا اور کہا کہ
اسکو صاحبقران کی خدمت میں پہونچا دے اور اسکا جواب لے آ وہ نامہ لیکر طرف لشکر صاحبقران
کے روانہ ہوا یہاں لشکر اسلام میں دربار جمع ہی بادشاہ تخت پر جلوہ گر ہیں یہ ذکر ہو رہا ہی کہ آج تک
پندرہ دن ہوے کہ برابر مقابلہ ہو رہا ہی ہمکو اسقدر زمانہ گذرنے کی امید نہ تھی ہم یہ جانتے تھے کہ ایک
ہفتہ عشرہ میں فیصلہ ہو جائیگا یہاں تو بڑا عرصہ ہوا پندرہ دن ہوے ہیں کہ نہ لشکر کو دن کو چین ملا نہ
رات کو راحت ملی دیکھئے کب فیصلہ ہوتا ہی کہ لقین نے کہا کہ محراب شاہ کے پہلوان سب زخمی ہو کے
یا قتل یا اسیر اب چند پہلوان باقی ہیں وہ بھی ایک دو دن میں قتل ہونگے یا اسیر یا زخمی اسکے بعد خاتمہ
ہی یا محراب شاہ اطاعت کریگا یا اسیر ہوگا اسکو بہت بڑا بھروسہ اپنے سپہ سالار پر ہی کیونکہ وہ ابھی تک
میدان میں برابر مقابلہ نہیں آیا ہی محراب شاہ کے لشکر میں دو سپہ سالار تھے ایک کا نام یاران مارجو
تھا بہت زبردست تھا جو کہ ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا اور ایک کا نام ہیلان ہی یہ اس سے بھی زبردست
ہی اسکی قوت کا یہ حال ہی کہ ایک مشت سے فیل مست کو ہلاک کرتا ہی اسی کا بڑا بھروسہ ہی محراب شاہ
کو اسکو ابھی تک میدان میں نہیں جانے دیا ہی اسکو بچا رکھا ہی وہ جب مارا جائے گا تو محراب شاہ کی قوت کم
ہو جائیگی یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ کل کے مقابلہ میں ضرور وہ نکلیگا لقین نے عرض کیا کچھ عجب
نہیں ہی کہ بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ یا صاحبقران ابھی تک لشکر کفار میں طبل جنگ نہیں
بجا اسکا کیا سبب ہی نہ ہرکارے خبر لیکر آئے نہ صداے طبل آئی کیا مقابلہ کرنے کا کل اسکا قصد نہیں ہی
صاحبقران نے فرمایا کہ معلوم ہو جائے گا ہرکارے تو وہاں موجود ہیں جو کچھ صلاح ہوئی ہوگی وہ آکر بیان کرینگے
یہاں تو یہ ذکر ہو رہا ہی کہ مہتر خاک زن وہ نامہ لیے ہوے داخل لشکر اسلام ہوا لشکر اسلام میں بڑی گہما گہمی
پائی یہ سیر کرتا ہوا قریب بارگاہ آیا در کے سالار سے کہا کہ خبر کردو کہ مہتر خاک زن محراب شاہ کے پاس
سے نامہ لیکر آیا ہی بار چاہتا ہی یہاں دربارگاہ پر عادل تھے انھوں نے کہا کہ ٹھہر جاؤ خبر کی جاتی ہی
تو وہ یہ کہکر اٹھے اندر بارگاہ کے آئے مجرا کیا جو اسنے کہا تھا عرض کیا حکم دیا گیا کہ اسکو بھیجدو دیکھیں کیا
نامہ لایا ہی عادل نے آکر کہا کہ جاؤ طلب کیا ہی وہ اندر بارگاہ کے پردہ اٹھا کر آیا مجراگاہ پر سے مجرا
کیا اور عرض کیا کہ ایک عرضی لایا ہوں محراب شاہ کی صاحبقران نے حکم دیا کہ لاؤ اسنے ایسی بارگاہ
دیکھی کہ جو کبھی نہ دیکھی تھی اسکے حواس اس بارگاہ کو دیکھکر جاتے رہے اس سے پوری بات تو کہی جاتی نہ تھی
مگر اسنے اپنے کو سنبھال کر وہ نامہ نکال کر پیش کیا صاحبقران نے وہ نامہ لیکر دبیر کو دیا کہ پڑھو دبیر نے
وہ نامہ لیکر پڑھا وہی مضمون تھا جو کہ قبل میں تحریر ہو چکا جب نامہ پڑھا جا چکا تو صاحبقران نے فرمایا
کہ ہماری طرف سے اسکی پشت پر تحریر کردو کہ جس طرح تمکو جنگ سے عجز نہیں ہی اور تم موجود ہو تو ہم بھی عاجز
نہیں ہیں بلکہ تم سے جنگ کرنے پر موجود ہیں جسوقت تمھارا جی چاہے مقابلہ کرو جیسی موافق تمھاری تحریر
کے اور تمھارے خیال کے کہ پندرہ دن ہوگئے ہیں لشکر کو مقابلہ کرتے ہوے لشکر پریشان ہی پس
ہم نے تمھاری صلاح اور خواہش کے بموجب تمکو مہلت دی گو ہمکو منظور نہ تھا کہ تمکو مہلت دیجاتی مگر مجبوری
سب کچھ کراتی ہی اگر مہلت نہ دیتے تو سب کہتے کہ محراب شاہ نے مہلت طلب کی اور صاحبقران
نے مہلت نہ دی بدین سبب ہمنے تمکو مہلت دی اور تمھاری خواہش یہی تھی تمنے ایک ہفتہ کی مہلت
جو طلب کی تھی وہ تمکو دی گئی یہ جواب ہی تمھارے نامہ کا بلکہ ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم مہلت طلب کرتے

تو تم کبھی نہ دیتے یہ ہماری طریقہ ہی کہ حریف نے مہلت طلب کی فوراً دی جاوے یہ نامہ لیجاؤ یہ مضمون جب نامہ
مین تحریر ہو چکا اس عیار کو صاحبقران نے جواب نامہ دیا وہ سلام کرکے اپنے لشکر کو چلا بعد جانے نامہ بر کے
صاحبقران نے بادشاہ سے کہا کہ یہ سبب تھا کہ انکو مہلت طلب کرنا تھی جو وہان طبل جنگ نہین بجا ایس
اب ایک ہفتہ تک تو اطمینان ہی اسکے بعد مقابلہ ہوگا اب کی ضرور فیصلہ ہوگا کہان تک لشکر پڑا رہے گا یہ جو
صاحبقران نے فرمایا بادشاہ نے جواب دیا کہ مہلت نہ دینا تھی کیونکہ انکو قوت ہو جاوے گی وہ دم لے لینگے
لقیین نے عرض کیا کہ وہ ضرور اور ملکون سے اس زمانہ مہلت مین مدد طلب کرین گے عرصہ مہلت مین
کمک آجائیگی پھر مقابلہ ہوگا کیونکہ انکا دم تازہ ہو جائیگا یہ سبب ہی مہلت کے طلب کرنے کا صاحبقران
نے فرمایا کہ آپنے دو کوئی پروا کی بات نہین ہی بموجب مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست ؎
دیگر سر می پیچم ز شمشیر حبیبا ؎ ہر چہ آید بر سر من یا نصیبا ؎ چاہے کمک آوے چاہے وہ خود مقابلہ کرین کچھ خوف
نہین ہی یہ فرماکے صاحبقران خاموش ہو رہے بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر گئے
آج راحت سے بسترون پر لیٹے اہل لشکر بھی آسودہ ہوے کہ آج طبل جنگ نہین بجا ہی کل مقابلہ نہین ہوگا
پریشان ہو گئے تھے کہ پندرہ دن ہوے آرام سے سونے نہ پائے تھے صبح ہوئی میدان مین پہنچے
دن بھر میدان مین رہے شام کو واپس آکے پھر سامان جنگ کرنے لگے رات اسی سامان سے بسر ہو گئی
کوئی وقت راحت کا نہ تھا کہ راحت سے رات سامان جنگ مین بسر ہوتی تھی اور تمام دن میدان جنگ
مین گذرتا تھا آج تو خدا نے اس امر سے اطمینان دیا کہ اب ایک ہفتہ تک مقابلہ نہوگا اتنے عرصہ تک آرام
سے گذرے گی لشکری تو باہم یہ تقریر کرتے ہین کہ راحت سے بسر کرین گے یہ لوگ تو اس خیال مین ہین سب
سردارا اپنے اپنے خیمون مین راحت سے آرام پذیر ہین صاحبقران اپنے خیمہ مین بادشاہ اپنی آرامگاہ مین لشکر اسلام
مین تو یہ حالت ہی ادھر ججھر خاک زن جواب نامہ لے کر چلا ہی وہان بارگاہ مین محراب شاہ بیٹھا ہوا ہی
سب اہل دربار جمع ہین جسقدر ہین حالت یہ ہی کہ دلگیر کرسیان خالی پڑی ہین چند کرسیون پہ لوگ
بیٹھے ہوے ہین کہ محراب شاہ نے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ صاحبقران مہلت
نہ دینگے مہلت کا طلب کرنا بیکار رہی کیونکہ یہ ثابت ہو گیا ہی کہ اب لشکر محراب شاہ کا کم رہ گیا ہی کیون مہلت
دین فیصلہ کیون نہ کرلین سپہ سالار نے کہا کہ آپ کی رائے غلطی پر ہی میرے نزدیک ضرور صاحبقران
مہلت دین گے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ عیار جواب نامہ لے کر پہونچا اور محراب شاہ کو نامہ دیا اور کہا کہ
اسکی پشت پر جواب تحریر ہی محراب شاہ نے نامہ لیکر دبیر کو دیا دبیر نے نامہ لے کر پڑھا جو جواب
کہ اول تحریر ہو چکا تھا پڑھا گیا جب سب جواب پڑھا جا چکا تو سپہ سالار نے محراب شاہ سے کہا کہ آپ
تو فرماتے تھے کہ صاحبقران مہلت نہ دینگے ملاحظہ فرمایئے کہ کیون مہلت دی وہ لوگ بڑے بامروت
اور صاحب خلق معلوم ہوتے ہین یہ جو انھون نے تحریر فرمایا ہی کہ ہم مہلت طلب کرتے تو کبھی تم ہمکو
مہلت نہ دیتے یہ امر ضرور تھا ہم تو ایسی حالت مین کبھی مہلت نہ دیتے یہ انھین لوگون کا کام تھا بڑے
بیخوف ہین یہ نہ خیال کیا کہ اس زمانہ مہلت مین اگر کمک آجاوے تو کیا ہو جنگ کو طول ہو اسکا بھی
کچھ خوف نہ کیا ہماری خواہش پر مہلت دی اہل اسلام کے بہت سے طریقے اچھے ہین جو وہ کام
کرتے ہین طریقہ اور قاعدہ سے کرتے ہین یہ جو سپہ سالار نے کہا محراب شاہ نے کہا کہ یہ تو تمھارا قول بہت
ٹھیک ہی ہم تو کبھی مہلت نہ دیتے یہ خوف ہوتا کہ یہ جو مہلت طلب کرتے ہین انھون نے ضرور
کمک طلب کی ہی جب کمک آلیگی تو وہ لوگ مقابلہ کرین گے اس سے ہم کیون مہلت دین یہ خیال کرکے

ابھی یہ مہلت دیجئے ضرور ایسا کرینگے سپہ سالار نے کہا کہ آپ کیون یہ کہتے ہین ہمکو خود بھی منظور ہوتا کہ ہم مہلت
دیتے محراب شاہ نے کہا کہ دراصل یہ لوگ بہت با مروت و صاحب خلق ہین عمدہ عمدہ طریقے ہین کہ
جو کہ بہادرون کے طرز ہین وہ اہل اسلام کے طرز ہین ہمکو انکے سب طریقے پسند آئے ہین اگر خلاف
مذہب نہوتے تو مین ضرور انکی اطاعت کرتا کیونکہ ان لوگون کی اطاعت مین بڑے مرتبہ ہین یہ لوگ
بڑے صاحب خلق ہین اور عالی خاندان معلوم ہوتے ہین دیکھو جو لوگ کہ آنکے مطیع ہین انکی کیسی قدر کرتے
ہین یہ لوگ ضرور قدردان ہین سپاہی جو جان دیتا ہے تو قدردان پر دیتا ہے سپہ سالار نے یہ سنکے
کہا کہ آپ بجا ارشاد کرتے ہین پس یہی سبب ہے کہ مذہب اسلام رکھتے ہین ورنہ مین تو آپ سے قبل
انکی اطاعت کرتا اور یہ بھی کہے دیتا ہون کہ اگر مین زیر ہو گیا تو ضرور انکی اطاعت کرونگا چاہے مذہب
اسلام رکھتے ہون مین انکا مذہب بھی قبول کرونگا یہ جو سپہ سالار نے کہا محراب شاہ نے
کہا کہ خدا وہ دن نہ کرے کہ تم زیر ہو جاؤ یہ کہکر محراب شاہ نے دربار برخاست کیا سپاہ
اپنے اپنے مقام پر گئے لشکر آسودہ ہوا ایک ہفتہ تک تو راحت سے بسر ہوئی لشکر تو بے فکر کرنے لگا
سب آسودہ ہوئے وہ رات بسر ہوئی سحر ہوئی لشکر اسلام مین بادشاہ نے دربار کیا ادھر محراب شاہ
نے بعد ازان دبیر سے کہا کہ چند نامے بنام اقبال شاہ و امثال شاہ و حیرت شاہ و مراد شاہ کے تحریر
کرو ان مین حالات جنگ و پیکار تحریر کرو اور لکھو کہ یہ وہ وقت ہے کہ تم کو لازم ہے کہ ہماری مدد کرو گو
مین چاہتا ہون تو مدد طلب کرون مگر مین سمندر شاہ کو تحریر کر چکا ہون کہ مجھکو مدد کی ضرورت نہین ہے
اب طلب کرونگا تو وہ مجھکو لغو قرار پاؤنگا لہذا مین تمکو تحریر کرتا ہون کہ تم لوگ میری مدد کرو یہ وقت
مدد ہے یہ نامہ لکھکر مجکو دو مین روانہ کرون جب یہ مضمون محراب شاہ نے کہا تو دبیر نے تحریر کیا
محراب شاہ نے کہا یہ بھی تحریر کرنا کہ مین نے ایک ہفتہ کی مہلت لی ہے اسی عرصہ مین تمکو لازم ہے کہ میری
مدد کرنے آؤ یہ جو لکھوا کر نامے طرف ان ملکون کے اپنے عیارون کے ہاتھ روانہ کیے وہ عیار نامے لیکر
روانہ ہوا اسقدر تیز رفتار تھا کہ ایک دن مین شہر اقبالیہ مین پہونچا رات تو اس ملک مین سرا مین بسر کی
صبح کو دربار مین آیا اقبال شاہ کو نامہ دیا اقبال شاہ نے دبیر کو نامہ دیا دبیر نے نامہ پڑھا جب
مضمون نامہ سن چکا تو اس عیار سے کہا کہ تم جاؤ مین اسکا جواب روانہ کر دونگا وہ عیار سلام کرکے
طرف امثالیہ کے روانہ ہوا ایک رات و ایک دن راہ طے کی بوقت صبح شہر امثالیہ مین پہونچا چونکہ
صبح کا وقت تھا داخل دربار ہوا امثال شاہ کو سلام کیا اور نامہ دیا دبیر نے نامہ پڑھا وہی جواب
امثال شاہ نے بھی دیا عیار وہان سے طرف مرادیہ کے روانہ ہوا دوسرے دن مرادیہ مین پہونچا
داخل دربار مراد شاہ ہوا نامہ دیا مراد شاہ نے نامہ پڑھوا کر سنا جب سن چکا مراد شاہ
نے عیار سے کہا کہ میری طرف سے کہدینا کہ مجکو اسقدر مہلت نہین ہے کہ مین کمک کرنے کو آؤن
مجکو خود اپنے ملک کی فکر پڑی ہے کہ کیا تدبیر کرون کہ میرا ملک بچے اگر مین تمہاری کمک کو آؤن تو
میرے ملک کے بچنے کی کیا تدبیر ہوگی یہ تو زبانی کہدینا اور مین ان کے نامہ کا جواب بھی
عقب سے روانہ کر دونگا عیار مرادیہ سے شہر حیرتیہ کی طرف روانہ ہوا دوسرے دن
حیرتیہ مین پہونچا داخل دربار حیرت شاہ ہوا مجرا کرکے نامہ دیا حیرت شاہ نے مضمون
نامہ سن کے کہا کہ محراب شاہ سے کہدینا کہ جب تم ایسے بادشاہ نے شکست کھائی تو میری
کیا اصل ہے مین کیا کرونگا آکر میرا ملک کیونکر بچیگا اس سبب سے مین نہین آسکتا ہون

مین اپنے ملک کی حفاظت کی خود فکر مین ہون نہ کہ دوسرے کی فکر کرون اور مین جواب بھی روانہ
کرونگا اور اگر جواب نہ آئے تو یہ جواب ہی جو کہ مین نے تم سے زبانی کہا ہی یہ جواب سنکے عیار وہان سے
رخصت ہوکر طرف اپنے ملک کے آیا اور تیسرے دن داخل شہر محرابیہ ہوا یہان اُسدن پہونچا کہ ہفتہ
تمام ہوچکا تھا جب زمانہ مہلت کا تمام ہونے لگا تھا تو محراب شاہ نے بصلاح سپہ سالار ایک نامہ
اور روانہ کیا تھا کہ ہمکو اور ایک ہفتہ کی مہلت دو کیونکہ جو سردار میرے زخمی ہو گئے ہین اُنکے زخم اچھے
ہوجائین جب یہ نامہ صاحبقران کے پاس پہونچا تو صاحبقران نے پھر ایک ہفتہ کی مہلت دی تھی اور
تحریر فرمایا تھا کہ تم جہان تک مہلت طلب کیے جاؤ گے ہم دیے جائینگے جہان جہان سے تمکو مدد طلب
کرنا ہو طلب کرلو ہم عاجز نہین ہین جب یہ نامہ پہونچا تھا تو محراب شاہ خوش ہوگیا تھا کہ اتنے عرصہ مین
میرے نامون کا جواب آجائیگا جسکو پاسے کمک آنا ہوگا وہ آئیگا کہ بعد آٹھ یوم کے عیار پہونچا داخل
دربار ہوکر محراب شاہ کو سلام کیا محراب شاہ نے دریافت کیا کہ نامہ دیکے آئے اُن لوگون
نے کیا جواب دیے عیار نے کہا کہ اقبال شاہ نے تو کہا کہ مین جواب سوچکر تحریر کرونگا یہی جواب
امثال شاہ نے بھی دیا مراد شاہ نے کہا کہ مین خود اپنے ملک کی فکر مین ہون دوسرے کی کیونکر کمک کو
جاؤن اور مین جواب بھی روانہ کرونگا اور حیرت شاہ نے زبانی پیام یہ دیا ہی کہ جب آپ ایسا بادشاہ
خداپرستون سے نہ مقابلہ کرسکا اور شکست کھا کر اب ایک سے کمک طلب کرنے لگا تو مین کیونکر آؤن
میرا بھی تو ملک ہی اُسکی حفاظت کون کریگا میرا آنا نہوگا اور بعد کو جواب روانہ کرنے کا اقرار کیا ہی اور
یہ بھی کہا ہی کہ اگر مین جواب نہ روانہ کرون تو یہی جواب ہی جو کہ زبانی دیا ہی محراب شاہ یہ جواب ہر ایک
کا سنکے کہنے لگا کہ یہ لوگ ہمکو آتے ہوے نہین معلوم ہوتے ہین اے مہتر خاکزن یہ تو بیان کرو کہ اُن
لوگون کا آنے کا قصد ہی یا نہین کچھ تم کو اُن کے طرز کلام سے بھی معلوم ہوتا تھا عیار نے جواب دیا کہ
مجکو تو معلوم ہوتا ہی کہ وہ لوگ کمک کو نہ آئینگے محراب شاہ نے یہ سنکے اپنے سپہ سالار سے کہا
کہ برے وقت کا کوئی کسی کا شریک نہین ہوتا ہی اور سچ ہی کہ ہر ایک کو اپنی فکر ہی اگر وہ لوگ ادھر کمک کو چلے
آئین تو اُنکے ملک کی کون حفاظت کریگا خیر جو کچھ ہم پر گذرے گی وہ تو گذریگی مگر مین یہ کہے دیتا ہون کہ یہ
ملک بھی ضرور تباہ ہونگے مثل میرے ملک کے اب کیا تدبیر کیجیے مراد شاہ و حیرت شاہ کا جواب
معلوم ہو گیا اب اقبال شاہ و امثال شاہ کے جواب کا انتظار رہی اور پانچ چھ دن ابھی مہلت مین
بھی باقی ہین اس عرصہ مین اُنکے بھی جواب آجائینگے یہ کہکر دربار برخاست کیا کہ اُنکو تو یہان اس فکر مین
رکھا جاتا ہی اور حال اقبال شاہ و امثال شاہ و مراد شاہ و حیرت شاہ تحریر ہوتا ہی کہ جب اقبال شاہ
کو نامہ پہونچا اُسنے مضمون نامہ سُنا تو عیار کو تو یہ کہکر ٹال دیا کہ مین عقب سے نامہ روانہ کرون گا
جب وہ عیار چلا گیا اقبال شاہ نے دربار برخاست کیا اسیوقت ایک محفل مشورت گرم کی شمع راے
روشن ہوئی جو کہ معزز سردار تھے وہ سب آئے اقبال شاہ نے کہا کہ میری راے یہ ہی کہ اس نامہ کا
جواب تحریر کرون آپ لوگون نے مضمون نامہ تو سنا ہی اب راے فرمایے کہ کیا کیا جاے آیا مدد کو
روانہ ہون یا کچھ جواب نہ تحریر کرون نامہ لکھدون کہ مین کمک کو نہ آؤنگا سب نے یہ سنکے کہا کہ جو آپکی
راے ہو وہی ہماری راے ہی پہلے یہ آپ فرمائین کہ آپکو مدد کرنا منظور ہی یا نہین اقبال شاہ
نے کہا اصل امر تو یہ ہی کہ میرے ہوش اُڑ گئے ہین اور میرے جی چھوٹ گئے ہین کہ جب محراب شاہ
ایسا بادشاہ یون تحریر کرے کہ خداپرستون سے مین عاجز ہون اور یہ بھی اخبار سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ وہ لوگ

بہت زبردست ہین پندرہ دن تک محراب شاہ نے مقابلہ کیا ایک دن بھی ظفر نہوئی ہر روز انکی ظفر ہوئی آخر
کو عاجز ہوکر مہلت لی یہ ہی پرچہ نویس لکھتا ہے یہ ہی محراب شاہ نے لکھا ہین یہ خیال کرتا ہون جب
محراب شاہ کچھ نہ کرسکا تو میری انکے روبرو کیا اصل ہے مین کیون ایسے بادشاہ سے مقابلہ کرون جو کہ
اژدہاے وہان کی خاصیت رکھتا ہو جس نے بڑے بڑے ملک فتح کرلیے ہون تو کون مقابلہ کرے
مین تو ضرور اطاعت کرلونگا اگر محراب شاہ نے انکے ہاتھ سے شکست کھائی اور خداپرستون کا شہر
محراسیہ پر قبضہ ہوگیا تو مین ضرور انکی اطاعت کرونگا اور انکا مذہب قبول کرلونگا سمندر شاہ سے
مطلب ایک بیکار ہے کوئی فائدہ نہین ہے کیونکہ لقیین کی کمک کو جو لوگ گئے تھے وہ کس کام آسکے آخر
کو زیر ہوگئے اور انکے شریک ہوگئے یہان بھی یہ ہی حال ہوگا ایک تو احسان ہوا دوسرے وہ ہی
انجام ہوا جو کہ اب ہونیوالا ہے یہ ہمکو یقین ہے کہ ہم بھی مثل محراب شاہ و لقیین شاہ کے شکست کھائینگے
آخر کو انکی اطاعت کرینگے یہ مثل ہوگی کہ گفتہ کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد بموجب
شعر کہ آنچہ دانا کند کند نادان لیک بعد از خرابی بسیار یہ خلاف عقل ہے کہ مقابلہ کرکے اطاعت
کرین ہزارون بندگان خدا کا خون ہو اور پھر وہ ہی نتیجہ ہو کہ ملک ہاتھ سے جاے آبرو مین فرق
آوے اگر یہ کوئی اعتراض کرے کہ محراب شاہ وغیرہ نے شکست کھائی تو کیا ضرور تھا کہ ہم بھی شکست
کھاوین پہلے یہ کوئی ہمکو دکھادے کہ جس ملک پر خداپرست لشکرکشی کرچکے ہون اس ملک کو فتح نہ کیا
ہو بلکہ اس ملک کے بادشاہ نے شکست دی ہو یہ تو ہم نے آج تک نہ سنا نہ کسی کتاب مین دیکھا نہ کسی پرچہ
اخبار سے ثابت ہوا مین کیونکر یقین کرلون کہ مین ظفر پاؤنگا اس امید پر مقابلہ کرنا بالکل خلاف عقل ہے مین
تو ضرور اطاعت کرونگا مین نے اطاعت سمندر شاہ ترک کی اور نہ کوئی نامہ محراب شاہ کو تحریر کرونگا
نہ نامہ کا جواب دونگا جبکہ یہ سن لونگا تو ایک عرضی بنام صاحبقران روانہ کردونگا انہین اپنی اطاعت کرنے
کی حالت تحریر کرونگا اور اپنے ملک مین طلب کرکے مہمانی کرونگا انکے ہمراہ طرف سمندریہ کے روانہ
ہونگا یہ جو اقبال شاہ نے کہا اسکی راے کو سب اہل جلسہ نے پسند کیا اور کہا کہ آپ کی راے بہت ٹھیک ہے
مقابلہ کرنے مین بڑی خرابیان ہین بلکہ یہ راے بہت ٹھیک ہے کہ خاموش بیٹھے رہین جو انجام کہ محراسیہ کا ہو
اسکو دیکھین اگر محراب شاہ ظفریاب ہوا تو خیر اگر نہوا تو یہ ہی راے ہے کہ اسکی اطاعت کرو اور سمندریہ پر جلد
اب اسکا فیصلہ سمندریہ پر ہوجاے گا اگر سمندر شاہ کی فتح ہوئی اور خداپرست قتل ہوے تو پھر اپنا
مذہب قدیم قبول کرلیا اگر ایسا ہوا اور خداپرست ظفرمند ہوے تو ہم تو یہ مذہب قبول کرچکے ہین پھر کوئی ضرورت
نہین ہے کہ ہم اطاعت سے انحراف کرین دراصل مقابلہ کرنے مین بڑی خرابی ہے یہ ہی راے خوب ہے جب سبنے
یہ راے دی اور اقبال شاہ کی راے کو پسند کیا پس اقبال شاہ نے اسی وقت سے یہ عہد کرلیا کہ اگر
مذہب اسلام حق ہے تو خداپرست ضرور فتح پاوینگے اور محراب شاہ کی شکست ہوگی مین ضرور مذہب
اسلام قبول کرلونگا یہ کہکر کہا کہ اب مین سمندریہ سے کمک بھی نہ طلب کرونگا بلکہ اگر کوئی نامہ اس مضمون کا آئیگا کہ ہم
کمک روانہ کرتے ہین تم مقابلہ کرو تو مین اسکے جواب مین یہ تحریر کردونگا کہ مجھکو کمک کی کوئی ضرورت نہین ہے مین خود مقابلہ
کرلونگا میرے پاس لشکر کثیر ہے اور اب کل سے نگہداشت فوج موقوف کیجاے کوئی ضرورت نہین ہے جبکہ مقابلہ
کرنا منظور نہین ہے پہلے تو کچھ میرا قصد مصمم تھا کہ مین مقابلہ کرون مگر اب میرے ہوش اڑگئے کہ جب محراب شاہ کچھ نہ بنا
سکا تو مین کیا کرلونگا دیدہ و دانستہ اپنے کو معرض ہلاکت مین ڈالنا ہے اور خود اپنے کو چاہ مین گرانا ہے اور وہ ام
ہے کہ اگر مین پڑی تو سب یہ کہین گے کہ یہ ہی مفسد رہین تھا ارسال کا اقبالی تھا اور خداپرستونکا ادب رکھتا اور بگڑ گئی

تو کوئی یہ نہ کہیگا کہ مقدور رکھتا بلکہ ہر ایک یہ ہی کہے گا کہ نادانی تھی جبکہ اتنے اتنے بڑے بادشاہ نہ سر بر ہوے
تو یہ کس شمار و قطار میں تھے جو انھوں نے مقابلہ کیا آخر کو زک اٹھائی پس اس الزام سے تو بری ہو سکتے
ہیں اور زحمت سے تو بچتے ہیں پس میں تو نہ مقابلہ کرونگا نہ سمندر شاہ کو اس امر سے آگاہ کرونگا بلکہ
جو اپنے دل میں میں نے تصور کر لیا ہے وہ کرونگا جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرا ساتھ دے سب نے کہا
کہ ہم سب ساتھ دینگے یہ سنکے اقبال شاہ نے کہا کہ اب خاموش رہو اور محراب شاہ کی خبر کو آنے
دو اور نہ میں کسی امر کا جواب دونگا سب نے کہا کہ جو آپ کی راے ہے بہت ٹھیک ہے پس ہم سب نے
بھی منظور کر لیا جب یہ راے قرار پا چکی اسکے بعد وہ جلسہ برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر
گئے اقبال شاہ نے کوئی جواب محراب شاہ کو نہ تحریر کیا خاموش ہوکر بیٹھ رہا یہ تو حال اقبال شاہ
کا ہے جو کہ تحریر ہوا امثال شاہ کی یہ کیفیت ہوئی کہ جب اسکو نامہ محراب شاہ کا پہونچا تو اسنے
بھی محفل تخلیہ برپا کی اور راے پیش ہوئی وہی تقریر امثال شاہ نے بھی کی جو کہ اقبال شاہ
نے کی تھی گویا دونوں میں باہم صلاح ہو چکی تھی کہ دونوں کی ایک تقریر تھی بلکہ امثال شاہ نے کہا کہ
میں نے سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی اور خود سر ہو گیا اگر محراب شاہ نے شکست کھائی تو میں
صاحبقران کی اطاعت کرونگا انکی دعوت کرونگا جب یہ تقریر سب اسکے سرداروں نے سنی جواب دیا
کہ ہم نے آپ کی راے کو قبول کیا ہمکو بھی پسند آئی مثل اقبال شاہ کے امثال شاہ نے بھی عہد کیا اور
کوئی جواب محراب شاہ کو نہ روانہ کیا خاموش ہوکر بیٹھ رہا نگہداشت سپاہ موقوف کر دی یہ بھی اسی فکر
میں بیٹھا تھا کہ دیکھے محراب کا کیا انجام ہوتا ہے امثال شاہ کو اسی فکر میں رکھا جاتا ہے اور مراد شاہ
کی حالت تحریر ہوتی ہے کہ جبکہ نامہ پہونچا اور مراد شاہ نے زبانی وہ جواب دیا جب نامہ پڑھا گیا تو ایک
جلسہ برپا کیا انمیں راے پیش کی ہر ایک نے اپنی راے بیان کی کسی نے کہا کہ ضرور یہاں سے کمک
جانا چاہیے کسی نے کہا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ اپنے ملک کی حفاظت فرمائیے کوئی بولا سمندر
شاہ سے کمک طلب فرمائیے سب کی راے سنکے مراد شاہ نے کہا کہ آپ سب راے دے چکے
میری راے اسکے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ نہ میں سمندر شاہ سے کمک طلب کروں نہ میں سپاہ کو نوکر رکھوں نہ
میں محراب شاہ کی کمک کو جاؤں نہ کوئی نامہ اسکے نامہ کے جواب میں تحریر کروں بلکہ خاموش اپنے ملک میں اس
خیال سے بیٹھا رہوں کہ دیکھوں بعد محراب کے اقبال شاہ و امثال شاہ کیا کرتے ہیں اگر ان ملکوں کو
بھی خداپرستوں نے فتح کر لیا تو ہم اطاعت کر لینگے اگر ان سب نے بھی اطاعت کی تو اس حالت میں بھی اطاعت
کرینگے خلاصہ یہ کہ جب محراب شاہ نہ مقابلہ کرے گا تو ہماری کیا حقیقت ہے ہم اسکے روبرو کوئی حقیقت نہیں
رکھتے ہیں ہماری اور اسکی یہ مثال ہے کہ جیسے شمع و پروانہ ہم نہ لشکر اسقدر رکھتے ہیں نہ قوت جبکہ محراب شاہ
جو کہ لشکر کثیر رکھتا تھا وہ کچھ نہ بنا سکا تو ہم لوگوں کی کچھ اصل نہیں ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ وہ کام کریں کہ عزت بھی
رہے اور کام بھی ہو جاے اب اس امر پر راے رہی اب تو ہم اطاعت کر لیں اور اپنی آبرو و جان و مال و لشکر کی حفاظت
کریں جب سمندر پر چڑھ کر وہ سمندر شاہ سے مقابلہ کریں اگر سمندر شاہ غالب آئیں تو خیر ہم پھر اپنے مذہب قدیم
کو اختیار کر لیں ورنہ اطاعت تو کر چکے ہیں یہ جو مراد شاہ نے کہا سب نے متفق ہوکر کہا کہ یہ راے بہت
خوب ہے ہم سب کو مرغوب ہے پس اسیوقت سے اس راے پر قول و قرار ہو گیا وہ جلسہ برخاست ہوا فوج کی
بھرتی معطل کر دی گئی پرچہ اخبار ہر روز دیکھا جانے لگا اس خیال سے کہ دیکھیں محراب شاہ و اقبال شاہ و
امثال شاہ کا کیا انجام ہوتا ہے انکو تو اس فکر میں رکھا جاتا ہے حال حیرت شاہ کا تحریر ہوتا ہے کہ ملک حیرتیہ

کے بعد سمندریہ ہی کوئی چار پانچ منزلین درمیان مین ہونگی یہ ملک سب ملکون سے چھوٹا ہی یہان کا
بادشاہ حیرت شاہ ہی جب اسکے پاس نامہ محراب شاہ کا پہونچا چونکہ یہ مرد عاقل ہی اسنے وہ پیام تو
زبانی کہلا بھیجا اور اپنے دربار کو برخاست کر کے اپنے خلوت خانہ مین آیا عقل کو دوڑانے لگا کہ کیا
کرنا چاہیے آیا محراب شاہ کی کمک کرون یا اپنے ملک مین رہون اسکی حفاظت کرون پھر یہ خیال کیا کہ اگر
مین اپنے ملک مین رہا اور حفاظت کی تو ضرور خداپرست ادھر کے ملکون کو فتح کرتے ہوے اور انپر
قبضہ کرتے ہوے آئینگے تو وہ ہی حال میرا بھی ہوگا جو کہ محراب شاہ کا ہوا اور ہوگا اور ذلت حاصل
ہوگی لہذا اس سے بہتر یہ ہی کہ مین نہ کمک کرون محراب شاہ کی نہ سمندریہ سے کمک طلب کرون بلکہ خاموش
بیٹھا ہون جبکہ خداپرست یہان آئین تو انکی اطاعت کرون اور انکے ہمراہ سمندریہ پر لشکرکشی کرون ایسی ذلت
اٹھانے سے کیا حاصل ہی اپنے مقام پر راے کر کے دوسرے دن ارکین سلطنت کو تخلیہ مین طلب کیا
اپنی راے بیان کی وہ کہنے لگے کہ آپکی راے بہت عمدہ ہی ضرور اس امر مین خرابی نظر آتی ہی اگر کوئی امر کیا اور
بعد خرابی کے کیا تو کیا حاصل عاقل وہ ہی جو انجام کو سوچ کر کام کرے وہ عاقل نہین ہی جو انجام نہ خیال
کرے اور ایک کام کر گذرے ہم لوگ اس راے کو پسند کرتے ہین جو کہ آپ کی راے ہی اور ہم لوگ
بہت خوش ہوے کیونکہ ہمکو اہل اسلام کی قوت وطاقت کی ہر چند اخبار سے حالت معلوم ہوتی رہتی ہی
ہم لوگ اسی فکر مین تھے جبکہ وہ لوگ ایسے ہین تو کیونکر انسے مقابلہ کیا جاے گا سواے شکست کھانے کے
اور ذلت اٹھانے کے ہم لوگ انکے خوف سے کچھ عرض نہ کرتے تھے رات بھر اسی فکر مین رہتے تھے جو کہ
آپ نے خود آج ظاہر کی حیرت شاہ نے کہا جبکہ تمھاری بھی یہی راے ہی تو بس خاموش بیٹھے رہو دروازہ قلعہ
کھول دو فوج کی بھرتی نہ کرو اگر سمندریہ سے کمک آے تو اسکو واپس کردو یہ کہکر کہ کمک کی کوئی ضرورت
نہین ہی پس جب محراب شاہ کے شکست کھانے کی خبر سمندریہ مین پہونچی گی تو ضرور سمندر شاہ کے پاس سے
نامہ آئیگا اسکا کیا جواب ہی میرے نزدیک یہ جواب ہی کہ مجکو مدد کی کوئی ضرورت نہین ہی جب وہ لوگ ادھر
کو آئینگے تو ہم انکو مقابلہ کر کے نکالدینگے کیونکہ یہ شہر مثل لقیینیہ ومحرابیہ واقبالیہ وامثالیہ ومرادیہ کے نہین
ہی یہان بڑی مشکل پڑیگی انکو تو اس سہارے مین رکھو اور خود انکی یعنی خداپرستونکی اطاعت کرو سب نے کہا
کہ ہم پہلے ہی عرض کر چکے کہ جو آپ کی راے ہی وہ ہی ہماری بھی راے ہی جب سب نے ایک راے بیان کی
حیرت شاہ ان سب سے بہت خوش ہوے اور کہا کہ جو نمک حلال لوگ ہوتے ہین وہ مالک کے خیرخواہ
ہوتے ہین اور وہ راے دیتے ہین جس امر مین مالک کی بہتری ہو خرابی سے محفوظ رہے اور جو نمک حرام ہوتے
ہین وہ خیرخواہی پر نظر نہین کرتے ہین بلکہ وہ راے مالک کو دیتے ہین جو کہ بربادی کا سبب ہو تم لوگ بڑے خیرخواہ
ہو کہ آبادی کو چاہتے ہو بربادی کے خواستگار نہین ہو یہ کہکر حیرت شاہ نے ہر ایک کو انعام کثیر دے کر
رخصت کیا وہ اپنے مقام پر آے حیرت شاہ بھی اس فکر مین رہا کہ جبکہ صاحبقران ہر ملک پر قبضہ کر کے
آئینگے تو مین اطاعت کرونگا ان سب کو تو اس فکر وتشویش وانتظار مین رکھا جاتا ہی ایک حال اور تحریر
ہوتا ہی کہ اقبال شاہ وامثال شاہ ومراد شاہ وحیرت شاہ نے ایک ہی رات کو خواب دیکھا کہ ایک بہت
بڑا میدان ہی اسمین بہت سے آدمی ہین اور ہزارہا آدمی ایسے ہین کہ جنکی کئی قسم کی صورتین ہین اور ایکطرف بہت
سی آگ روشن ہی وہ جو مہیب صورت لوگ ہین انکے ہاتھون مین گرز آتشین ہین وہ ہر ایک کو مارتے ہوے چلے آتے
ہین اور کچھ لوگ انکو پکڑ کر طرف آگ کے لیجاتے ہین اور آگ مین ڈالدیا یہ دیکھکر اقبال شاہ وغیرہ ڈر گئے اور ایک طرف
اس میدان کے بھاگے اور ننگے ہوے چلے گئے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ ادھر سے چلے آتے ہین انسے انھون نے پوچھا

کہ ای حضرت ادھر راستہ ہی یا نہیں اُنھون نے فرمایا کہ ای اقبال شاہ و ہمراہ کدھر سے آتے ہو کیونکہ تمھارے
حواس جاتے رہے ہین بہت بدحواس ہو کدھر سے آتے ہو اقبال شاہ نے جواب دیا کہ یا حضرت ہمارے حواس
کیونکر بجا ہون ہمنے یہ واقعہ دیکھا ہی ہمکو اپنی جان کا خوف ہی اس سبب سے بھاگے جاتے ہین تاکہ کوئی مقام امن
ملجاے پوشیدہ ہو رہین اُن بزرگ نے جواب دیا کہ ای اقبال شاہ تم جدھر جاؤ گے وہی لوگ تمکو نظر
آوینگے اور یہی آتش قہر و غضب نازل رہیگی اور تمکو گھیرے رہیگی کیونکہ تم لوگ لامذہب ہو اور یہ لوگ
جو کہ آگ مین ڈالے جاتے ہین سب لامذہب ہین یا اُن خداؤن کے ماننے والے ہین جو کہ باطل خدا تھے
اور جب تم مروگے تمھارا بھی یہی حال ہوگا ہان اگر مذہب اسلام قبول کر لو گے یا مضایقہ ہی یہ عذاب تمپر نہ نازل
ہوگا ورنہ اسی عذاب مین ہمیشہ مبتلا رہو گے آتش قہر و غضب مین جلائے جاؤ گے اور یون ہین آگ مین
ڈالے جاؤ گے یہ فرشتگان عذاب ہین جو کہ گرز آتشین مار رہے ہین ورنہ دین اسلام قبول کرو اقبال شاہ
نے جو سُنا تو اُسکے حواس جاتے رہے اور زیادہ اُس عالم خواب مین بدحواس ہوا اُنکے قدم پر گر پڑا اور کہا
کہ آپ مسلمان کرین مین نے تو یہ بڑی بیعت کی ہی جو اقبال شاہ نے عرض کیا اُن بزرگ نے کلمہ
طیبہ تعلیم کیا اقبال شاہ نے پڑھا اور کلمہ پڑھکر خوف خدا سے اسقدر رویا کہ اُسکی آنکھ کھل گئی اپنے
خیمہ کو اشکون سے تر پایا اور وہ ہول اُسکے دل مین سما گیا ہول ایسا خوف غالب ہوا کہ اُسیوقت سے
مسلمان ہو گیا وہ کلمہ طیبہ پڑھتا مگر اسنے اپنا مذہب ترک کرنا کسی پر ظاہر نہین کیا بطور خفیہ مسلمان رہا اور
وقت کا منتظر رہا یہی خواب امثال شاہ و مراد شاہ و حیرت شاہ نے دیکھا یہی سب کے سب
مسلمان ہوگئے اور وقت کے منتظر رہے اب انکو تو حالت اسلام مین مگر پوشیدہ رکھا جاتا ہی اور یہ
منتظر ہین آمد صاحبقران کے اب حال مہراب شاہ و صاحبقران کا تحریر ہوتا ہی کہ مہراب شاہ نے
اپنے عیار کو تخلیہ مین طلب کیا اور اس سے کہا کہ تجھ سے ہو سکتا ہی کہ تو صاحبقران کو کسی تدبیر سے
گرفتار کر لا تو مین تجکو زر کثیر انعام مین دونگا مگر یہ حال کسی پر ظاہر نہو اسنے کہا کہ آپکے اقبال سے
جاکر ضرور اسیر کر لاؤنگا مہراب شاہ نے کہا کہ اگر تو اسیر کر لا تو مین بوقت سحر قتل ہی کر ڈالون جب صاحبقران
قتل ہو گئے تو پھر کسی کی یہ جرأت نہو گی کہ وہ مقابلہ کرے سب عاجز ہو کر چلے جاوینگے عیار نے
کہا کہ گرفتار تو مین کیے لاتا ہون قتل کرنے نہ کرنے کا آپ کو اختیار ہی یہ کہکر وہ عیار ایک گنوار کی
صورت بنکر لشکر اسلام کی طرف چلا ناظرین پر واضح رہے کہ پہلے یہ مہراب شاہ کے پاس سے ایک
صحرا مین گیا تھا وہان کوئی تدبیر کرکے اور اپنی صورت تبدیل کرکے لشکر صاحبقران مین آیا یہان
دربار جمع ہی صاحبقران و لنگل پر متمکن ہین اور سب حاضر دربار ہین صاحبقران یہ ذکر فرمارہے ہین
کہ اب کے دن مہلت کے باقی ہین کہین یہ زمانہ بھی تمام ہو تو مقابلہ ہو یہ جھگڑا ابھی فیصل ہو جاے
بادشاہ نے فرمایا کہ وہ پھر مہلت طلب کرینگے اور آپ مہلت دیدینگے صاحبقران نے فرمایا کہ مین
قسم کھاتا ہون اب جو پیدا کرنے والے کی کہ مہلت نہ دونگا چاہے تمام زمانہ مجھکو برا کہے یہ ذکر فرمارہے
تھے اُدھر اپنی بارگاہ مین مہراب شاہ بیٹھا ہوا اپنے سپہ سالار اور اُن سرداروں سے جو کہ
زخمی ہوگئے تھے اور اس مہلت کے زمانہ مین اُنکے زخم اچھے ہو گئے تھے اب وہ دربار مین
آنے لگے تھے کہ رہا تھا کہ زمانۂ مہلت گذر گیا دو دن باقی ہین اور ابھی تک نہ اقبال شاہ
نے کوئی جواب دیا نہ خود آیا نہ امثال شاہ نے مراد شاہ و حیرت شاہ تو پہلے ہی جواب
دے چکے ہین پھر ہم مقابلہ تو ضرور کرینگے جو ہمارے خداوند کو منظور ہوگا وہ ہوگا اہل دربار

کہا کہ آپ کیون کسی کی کمک کے خواستگار ہون وہ لوگ کیا ہین جو آپکی مدد کرینگے مہراب شاہ نے جواب
دیا کہ مجھکو صرف اُن شاہون کا حال دریافت کرنا تھا کہ کس طرح سے پیش آتے ہین اگر اسوقت میری کمک
کی تو کل آئندہ کوئی وقت پڑیگا تو ہم ساتھ نہ دینگے اور ہم کو اس کام سے مہلت ہو جاے تو ان سبکو
اس عدم حاضری اور کمک نہ کرنے کی سزا دینگے یہ لوگ میرے ہاتھ سے جاتے کہان ہین اہل دربار
نے کہا کہ ضرور بالضرور ان کو سزا دینا لازم ہے کہ انھون نے بڑی بڑی خطا بیجا کین ایسے وقت
مین کمک نہ کی مہراب شاہ نے کہا کہ دیکھا جائیگا یہ کہکر خاموش ہو رہا بلکہ دربار برخاست
کیا اور اپنے محل مین آیا اسی فکر مین ہے کہ مہرا عیار صاحبقران کو اسیر کرکے لائیگا اقرار تو کر گیا
ہے یہ تو اس فکر مین ہے ادھر وہ گنوار لشکر کو طے کرکے قریب بارگاہ پہونچا اور ہرکارے بلا روک
آنکھ بچاکر داخل بارگاہ ہوا اور دوڑکر صاحبقران والاشان کے قدم پر گر پڑا اور رونے لگا
چوبدار دوڑے کہ اسکو مارکر نکال دین صاحبقران نے منع کیا اور کہا کہ نہ معلوم اسپر کیا بلا نازل
ہوئی ہے جو یہ یون بے اختیار اپنی جان پر کھیل کر آیا ہے اور اسنے یہ بھی خوف نہ کیا کہ لوگ مجھکو
گرفتار کر لینگے مارینگے یون بلا تحاشا میرے قدمون پر آکر گرا ہے مجھکو اسکا حال پر ملال
دریافت کرنے دو صاحبقران کے منع کرنے سے سب چوبدار وغیرہ خاموش ہو رہے اور
اپنے اپنے مقام پر جاکر کھڑے ہو گئے کہ صاحبقران والاشان نے اُس گنوار سے کہا کہ تیرے
اوپر کیا بلا نازل ہوئی تو اسقدر کیون بیقرار ہے اسکا کیا سبب ہے کچھ بیان تو کرو اس گنوار نے
سر قدمون پر سے صاحبقران کے اُٹھا کر اور ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ ای گیتی خداوند فیاض جہان
میرے اوپر وہ آفت نازل ہوئی ہے کہ یہان سے باہر یہان سے قریب ایک موضع ہے اُس موضع مین ہم
آپکا غلام رہتا ہے چند لڑکے ہین اور بہت سے مکان اُس موضع مین ہین تین برس سے ایک باگھ
آتا ہے اور تمام موضع کو برباد کر جاتا ہے ایک ایک شخص کو اُٹھا لیجاتا ہے ہم نے اکثر اس امر کی شکایت مہراب
شاہ سے کی اُنھون نے سپاہ وغیرہ روانہ کی مگر وہ شیر کسی کے ہاتھ نہ آیا وہ لوگ واپس آ گئے ای گیہان خداوند
وہ موضع بہت آباد تھا اب برباد ہو گیا ہے ہر روز ایک شخص کو باگھ لیجاتا ہے کل میرے جوان فرزند کو
اُٹھا لے گیا ہے مین اُسکے غم مین روتا ہوا جو ادھر آ نکلا تو معلوم ہوا کہ آپ یہان تشریف رکھتے ہین
مین نے سنا تھا کہ آپ باگھ کو مار ڈالتے ہین تو مین حاضر ہوا ہون کہ آپ یہ بلا اہل موضع کے سر سے
دفع کرین اور ہمکو اس بلاے جانکاہ سے نجات دین آپ کا بڑا احسان ہوگا ہم سب
آپ کے غلام ہو جائینگے گویا آپ کے سبب سے ہم لوگ جئینگے یہ سنکے صاحبقران
نے فرمایا کہ وہ شیر کہان ہے اُسنے کہا کہ اسکے رہنے کا ایک مقام ہے وہ مجھکو معلوم ہے مین آپکو
چلکر بتا دونگا آپ اُسے قتل فرمائین صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا یہ کہکر حکم دیا کہ اس گنوار کو لیجاؤ
اور اسکی خاطرداری کرو جبتک دربار برخاست ہوگا تو مین اُسکے ہمراہ جاکر اس شیر کو قتل
کرونگا اور اُسکو اور اہل موضع کو اس بلا سے نجات دونگا کیونکہ میری ذات حلال مشکلات
ہے مجھکو خداے برحق نے اسی امر کے لیے پیدا کیا ہے کہ جو بیکس ہون اُنکی مدد کرون یہ کہہ
صاحبقران والاشان نے فرمایا کہ اسکو لیجاؤ وہ پھر صاحبقران کے قدم پر گرکر رونے لگا
اور کہنے لگا کہ میرا دل چلا جاتا ہے جیسے میرے بیٹے کو لے گیا ہے اب وہ تھوڑی دیر مین
موضع مین پھر آئیگا اور آفت برپا کریگا اور کسی نہ کسی کو اُٹھا لیجائیگا ایک اور شخص کی جان

یہ کہکر تڑپنے لگا یہ وہ وقت ہی کہ سپہر کا وقت دربار بھی برخاست ہونے کا آگیا تھا بادشاہ نے دربار برخاست
کیا سب سردار اپنے اپنے مقام کو چلے گئے صاحبقران نے بادشاہ سے فرمایا کہ مین اجازت
چاہتا ہون کہ مین جاکر اس گنوار کے ہمراہ شیر کو قتل کرون اُسکے بعد واپس آؤن آپ پریشان نہ ہون
بادشاہ نے فرمایا کہ سردارون کو ہمراہ لیجانا چاہیئے صاحبقران نے جواب دیا کہ جہان پناہ سردار جو ہمراہ
ہون گے مگر کیون کی ٹاپین کی صدا سے شیر بھاگ جاے گا یہ بیچارہ رہ جاے گا اس سے بہتر یہ ہی
کہ مین تنہا جاؤن آپ اطمینان رکھین مین اُسکو قتل کرکے بہت جلد حاضر خدمت ہوتا ہون بادشاہ
نے فرمایا کہ گو طبیعت نہین گوارا کرتی ہی کہ آپ تنہا جائین مگر مجبوری ہی ذرا ہوشیاری کے ساتھ کام کیجیے گا
جائیے سپرد خدا سے فوراً انتقال کیا صاحبقران والاشان بادشاہ سے اجازت لیکر اُس گنوار کے
ہمراہ چلے مرتضا ایک جاکر کو ہمراہ لے لیا اور کسی کو مطلق خبر نہ کی خواجہ تاک کو خبر نہ کی وہ گنوار آگے
آگے دوڑتا ہوا صاحبقران کو دعائین دیتا ہوا چلا جاتا ہی اُسکے عقب مین صاحبقران مرکب پر
سوار مسلح وکمل چلے جاتے ہین وہ گنوار شہر سے نکلتا جاتا ہی کہ دو تین پیدا ایک درے کے پاس پہنچ
گیا ہی گنوار دو رہ کوہ پر جاکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اسی درے مین وہ بانگھ رہتا ہی بڑا ہی زبردست
ہی صاحبقران نے فرمایا کہ تو اسی مقام پر ٹھہر جا مین اُسے قتل کرکے آتا ہون اُس گنوار نے
کہا کہ نہین مین بھی ہمراہ چلونگا وہ اس مقام پر نہین رہتا ہی اُسکے رہنے کا اس درۂ کوہ کے
اندر ایک اور مقام ہی مین اُس سے واقف ہون صاحبقران والاشان نے کہا کہ آ جاکر تو اُسی مقام
پر ٹھہرنے کا حکم دیا اُسنے عرض کیا کہ مین بھی چلون صاحبقران والاشان نے فرمایا کہ تمھارے
چلنے کی کوئی ضرورت چندان نہین ہی تو اُسی مقام پر ٹھہرا رہ وہ بیچارہ مجبور وناچار اُسی مقام پر کھڑا ہو گیا
صاحبقران والاشان اُس گنوار کے ہمراہ اُس درہ مین آئے اُس درہ کو گل وریاحین سے خوب شاداب
پایا سبزہ خوب لگا ہوا تھا آبشارین جاری تھین ہواے سرد چلی آتی تھی نسیم سحری کے جھونکے چل رہے
تھے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا صاحبقران والاشان اس مقام کی سیر کرتے ہوے چلے جاتے ہین
یہان وہ جاکر بیرون درہ کھڑا ہوا انتظار کر رہا ہی رات ہوگئی ہی کوئی دو گھنٹے رات آگئی ہی اب وہ گھبرانے
لگا ادھر صاحبقران والاشان ایسے محو ہوے ہین اُس مقام کی سیر مین یہ بھی خیال نہین ہی کہ مین کس
کام کو آیا ہون اور کیا وقت ہی یہ بھی خیال نہین ہی کہ رات ہو گئی ہی وہ گنوار بھی ہمراہ ہی کہ ایک
مرتبہ وہ گنوار بیساختہ چلا اُٹھا اور لرزنے لگا اور کہنے لگا کہ ای خداوند وہ بانگھ وہ بانگھ اس طرح سے
کہا کہ صاحبقران والاشان کی سمجھ مین مطلق نہ آیا اُسکی آواز کو بھیڑیوہ تھی ایسا خوفزدہ تھا کہ صاحبقران
اُسکے قریب ہی تھے فرمانے لگے کہ کیون خیر تو ہی کیا ہوا اپنے حواس خمسہ درست کر تب اُسنے
کہا کہ وہ بانگھ وہ بانگھ اب صاحبقران والاشان کے بخوبی سمجھ مین آیا کہ یہ کہ رہا ہی کہ وہ بانگھ وہ بانگھ شیر
کو دیکھکر ڈر گیا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ کہان ہی اس درہ کی فضا دیکھکر ایسے ازخود رفتہ ہوے تھے
ہین کہ کچھ ہوش نہین ہی یہ بھی خیال نہین ہی کہ رات ہو گئی ہی اُس گنوار نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ ہی
اور پھر اپنا ہاتھ ہٹا لیا کہ صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ ایک مقام پر ایک شیر ببر کھڑا ہوا ہی اور مقصد
اُسکی قدم ہی اُدھر ٹھہرا ہی یہ دیکھکر صاحبقران والاشان نے آہستہ آہستہ اپنے مرکب کو اُسکی
طرف بڑھایا اور اُسکے منھ کی طرف آسکے وہ گنوار اُسی مقام پر کھڑا ہوا ہی نہ کچھ منھ سے بولتا
ہی نہ چالتا ہی صرف مارے خوف کے کانپ رہا ہی ادھر جب صاحبقران اُس شیر کے مقابل پہنچے

ڈانٹ کر کہا کہ او شیر صحرائی کیا کھڑا ہوا ہے میرے مقابل آ وہ شیر خاموش کھڑا رہا صاحبقران نے خیال
فرمایا کہ یہ کیا سبب ہے کہ یہ شیر خاموش کھڑا ہے نہ حرکت کرتا ہے نہ بولتا ہے اسکا کیا سبب ہے کیا یہ
مردہ ہے یہ خیال فرما کے بالکل قریب آئے اور تلوار نیام سے نکال کر اسکو دکھائی اور فرمایا کہ تو کیوں
نہیں حرکت کرتا ہے یہ کہکر تلوار کا وار کیا جیسے تلوار اسکی گردن پر ماری سر تن پر سے الگ جا کر گرا اس سے
غبار نکلا کہ وہ دماغ پہ صاحبقران کے پہونچا کہ صاحبقران کو چھینک آئی بیہوشی تاثیر کر گئی صاحبقران
مرکب پر سے بیہوش ہو کر گرے ادھر صاحبقران گرے ادھر اسنے صدا دی کہ ہنم مہتر خاک زن
عیار محراب شاہ یہ صدا دے کر قریب صاحبقران آیا اور ایک حباب اور صاحبقران کے منہ پہ
مارا اچھا تاکہ شاید بے ہوش نہ ہوئے ہوں حباب مار کر بیہوش کر لیا چادر عیاری میں باندھ کر
اور پاسے شاطری مارتا ہوا پشتارہ دوش پر لگا لیا اور بعد بیہ روی روانہ ہوا ناظرین کو معلوم ہو کہ
جب مہتر خاک زن محراب شاہ سے یہ اقرار کر کے چلا تھا اس درہ میں آیا اسنے اس درہ کو بہت
پر فضا پایا اسنے تمام گلون پر بیہوشی چھڑکی اور ایک طرف بیٹھ کر خیال کرنے لگا کہ کیا عیاری کرون
بس یہ عیاری خیال میں آئی اسنے ایک شیر تقوے کا بنایا اسمین بیہوشی بھر دی اسکو گھاس پر کھڑا کر کے اور
ہر طرف بیہوشی چھڑک کے گلون پر بیہوشی ڈال کر اور گنوار کی صورت بنکر صاحبقران کی خدمت میں
روانہ ہوا یہ تصور کر لیا تھا کہ جا کر صاحبقران سے بیان کرونگا اگر بن پڑا تو لے آیا اور یہان لا کر
بیہوش کیا وہ جو فقرہ سوچا تھا بن پڑا صاحبقران کو لے کر اس مقام پر آیا تھا وہاں جو بیہوشی
چھڑکی ہوئی تھی وہ جو گلون میں ملی اور ان گلون کی خوشبو کے ساتھ ملکر صاحبقران کے دماغ
میں پہونچی صاحبقران جو محو ہو گئے تھے وہ یہی سبب تھا کہ ہر ایک بات صاحبقران کے ذہن
سے اتر گئی تھی کوئی خبر نہ رہی تھی اسی بیہوشی کے سبب سے کسی امر کا خیال نہ تھا اسی عالم
محویت میں یہ بھی خیال نہ تھا کہ میں کہان آیا ہون اور یہ کیا امر ہے کہ نہ یہ شیر بولتا ہے نہ حرکت کرتا ہے صرف
اسقدر خیال تھا مگر بیہوشی اثر کر چکی تھی اگر نہ بھی تلوار شیر پر لگاتے تو بھی بیہوش ہو کر گر پڑتے مگر بسبب
بیہوشی کے کسی امر کا خیال نہ کیا تلوار لگائی تھی کہ گردن کٹ گئی تھی اس سے بیہوشی اڑی تھی اور
اسنے اثر کیا تھا ایک تو وہ بیہوشی اثر کر چکی تھی دوسرے اس بیہوشی نے تاثیر کی تھی کہ گر پڑے
تھے وہ عیار اٹھا کر لے گیا وہ تو ادھر کو چلا گیا تھا بہت خوشی خوشی ادھر کو روانہ ہوا یہان محراب
شاہ دربار میں بیٹھا ہوا ہے سب سردار جو کہ باقی رہے ہیں اور جو کہ زخمی تھے انکے زخم اچھے ہو گئے
ہیں وہ بھی بیٹھے ہوئے ہیں کہ محراب شاہ نے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ کل کا اور پرسون کا دن اور مہلت
میں باقی ہے اسکے بعد مقابلہ ہوگا دیکھیے انجام اسکا کیا ہوگا کیونکہ بہت بڑی خرابی ہو گئی ہے اب وہ لوگ مہلت نہ دینگے
کیونکہ دو مرتبہ مہلت دے چکے ہیں اب کہان تک مہلت دینگے دوسرے ہمکو بھی غیرت آتی ہے
کہ گھڑی گھڑی مہلت طلب کریں سپہ سالار نے جواب دیا کہ اب مہلت طلب کرنے کا موقع بھی
نہیں ہے یہ جو سپہ سالار نے کہا تو محراب شاہ نے کہا کہ پھر کیا ہوگا سپہ سالار نے جواب دیا کہ آپ
کیون اسقدر پریشان ہوتے ہیں ہم ضرور مقابلہ کرینگے ہم لوگ تو ابھی مقابلہ کرنے کو موجود ہیں وہ لوگ
کہان تک مقابلہ کرینگے ایک نہ ایک دن ضرور شکست انکو حاصل ہوگی محراب شاہ نے کہا کہ
جو مرضی ہم لوگون کی ہے تو تمہارے بھروسہ پہ مقابلہ کرتا ہون ورنہ میں کبھی اب مقابلہ نہ کرتا
یہ کہکر تھوڑی دیر کے عرصہ کے دربار برخاست کیا اور محل میں چلا گیا چونکہ جب صبح کو دربار

برخاست کیا تھا تو دن بھر انتظار کیا کیا بعد آنے کے شام کا دربار کیا بعد دربار برخاست کرنے کے محل میں
جو آیا تو پیادہ اپنے لوگوں سے کہا کہ اگر میرا عیار آئے تو مجھکو خبر دینا اور محلدار سے حکم دیا کہ جب آئے تو ہمکو خبر
کر دینا کسی وقت میں ایسا نہ کرنا کہ خبر نہ کیجائے ورنہ خرابی ہوگی بہت بڑی ضرورت ہے اگر خبر نہ ہوگی تو کام بگڑ
جائیگا میں اپنی آرامگاہ میں بیدار ہوں یہ کہکر محلدار نے عرض کیا کہ میں جس وقت عیار آئیگا اسی وقت خبر کر دونگی
یہ کہکر اپنے پہرے پر آکر بیٹھی یہاں بادشاہ محل میں بیدار ہے کہ وہ عیار جو پشتارہ صاحبقران کا لیکر اُس
درہ سے روانہ ہوا تھا قریب دو پہر رات کے در محل پر پہونچا معلوم ہوا کہ بادشاہ دربار برخاست کرکے محل میں
تشریف لیجا چکے ہیں اُسنے پشتارہ تو ایک گوشہ میں رکھا در محل پر آیا محلدار سے کہا کہ بادشاہ کو خبر کر دو اگر
بیدار ہوں محلدار نے جا کر کہا کہ مہتر خاک زاد آئے ہیں بادشاہ نے جو مہتر خاک زاد کا نام سنا کہ وہ آیا
فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور طرف در محل کے چلے بیرون محل آئے مہتر سے پوچھا کہ کیوں کیا خبر ہے شیر یا کچھ
مہتر نے جواب دیا کہ ہم لوگ حضور کے اقبال سے ہمیشہ شیر رہتے ہیں یہ سنکر بادشاہ خلوتخانہ میں آیا اور کل حالت
دریافت کی عیار نے کل کیفیت بیان کی سہراب شاہ نے کہا کہ کل صبح کو جب میں دربار میں ہوں تو انکو لیکر
آنا اور کہنا کہ میں صاحبقران کو گرفتار کر لایا ہوں میں بہت خفا ہونگا تم عرض کرنا کہ اب تو مجھ سے قصور ہو گیا
ہے میری محنت کو بیکار نہ فرمایئے اجر اسکو جو آپ کو سزا دینا ہو سزا دیجیے میں اُسی وقت قتل کا حکم دونگا بس قتل
ہو جائیگا عیار نے کہا کہ بہت خوب مگر آپ اسوقت دیکھ تو لیجیے سہراب شاہ نے کہا کہ کیا ضرورت ہے مجھکو
یقین ہے عیار نے کہا کہ جو آپنے اقرار فرمایا ہے وہ پورا فرمایئے سہراب شاہ نے ایک مالا مروارید کا جو کہ ملک صراحیہ
کا خراج ایک سال کی قیمت رکھتا تھا اسکو اتار کر گلے سے دیا اور پانچہزار روپیہ نذر نقد دیا اور ایک خلعت
گران قیمت دیا اور وہاں سے اُٹھکر محل میں آیا عیار پشتارہ لیکر اپنے مکان پر آیا اُس پشتارہ کو ایک کوٹھڑی میں
رکھا اور جاکر سو رہا یہاں بادشاہ بھی آکر با آرام تمام سو رہا اُنکو تو اس خیال میں رکھا جاتا ہے کہ صبح کو جب دربار
آراستہ ہوگا تو صاحبقران قتل ہونگے اب اُس چالاک کا حال تحریر ہوتا ہے کہ وہ دو پہر رات تک اُس درہ پر کھڑا
رہا جب دو پہر رات آئی اسکو خیال آیا کہ بڑی دیر ہوئی صاحبقران فرما گئے تھے کہ تو یہاں ٹھہرا رہ میں ابھی آتا
ہوں کیا سبب ہوا کہ اتنا عرصہ ہوا ابھی تک نہیں آئے ذرا چلکر دیکھنا چاہیے کہ کیا گذری ہے جو نہیں آئے ہیں یہ
تصور کرکے داخل درہ ہوا اور تلاش کرنے لگا تمام درہ کو تلاش کیا کہیں سراغ نہ ملا اُسکے دماغ میں بھی
اُن گلوں کی خوشبو نے اثر کیا کہ وہ بھی بیہوش ہوکر گرا اور بیخود ہوکر رہ گیا جب ہوا چلی تھوڑے عرصہ کے بعد
اُسکو ہوش آیا پھر تلاش کرنے لگا ایک مقام پر پہونچا دیکھا کہ مرکب صاحبقران کوتل کھڑا ہے اور ایک شیر بیٹھا ہوا ہے
صاحبقران ندارد وہیں یہ دیکھکر اُسکے ہوش جاتے رہے یہ قریب مرکب آیا اب جو اس شیر کو غور کرکے دیکھا
تو وہ شیر مرا ہوا پڑا ہے اور مرکب خالی ہے یہ جو پہونچا اُسنے غور کیا تو دیکھا کہ شیر کا سر نہیں ہے اور وہ شیر کاغذ کا معلوم
ہوتا ہے اور حیران ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہے چونکہ شب ماہ تھی اس سبب سے کل حالات معلوم ہوگئے تھے ایسی چاندنی کھلی ہوئی
تھی کہ اگر دانہ زمین پر ڈال دو تو چن لو ایسی چادر نور پھیلی ہوئی تھی اُسنے سب حال دیکھا بہت پریشان ہوا آنسے
وہ شیر اُٹھا لیا اور مرکب کی باگ ہاتھ میں لے لی اور اُس مقام پر سے طرف لشکر کے چلا اسقدر دور چلے آئے
تھے کہ وہ اسقدر راہ اُسی رہروی میں گذری اور قریب صبح لشکر میں پہونچا یہاں تک کہ لشکر میں داخل ہوا یہاں جب
صبح ہوئی تو بادشاہ نے دربار آراستہ کیا تخت پر آکر جلوہ گر ہوئے سب سردار حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا دلکی
صاحبقران پر نگاہ پڑا ہوا اگر خواجہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھے بادشاہ نے خواجہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اتنا عرصہ ہوا کہ
ابھی تک صاحبقران تشریف نہیں لائے ہیں اسکا کیا سبب ہے وہ سمجھے یہ کہ کل صاحبقران اس گھوڑے کے ہمراہ

اس شیر کو قتل کرنے تشریف لے گئے تھے کسی کو ہمراہ بھی نہ لیا تھا نہ معلوم واپس آئے یا نہین ذرا خیمہ مین
جاکر دریافت تو کرو کہ مزاج کیسا ہے جو دربار مین تشریف نہین لائے ہین یہ سنکے خواجہ نے چالاک
ثانی سے کہا کہ ذرا خبر تو لاؤ وہ چستا اور دربار سے نکلکر باہر آیا طرف خیمہ صاحبقران کے چلا تھا
کہ دیکھا صاحبقران کے مرکب کو چاکر لیے ہوئے چلا آتا ہے اور ایک شیر اُسکے کندھے پر ہے یہ دیکھکر چالاک
اُسکے قریب آیا دیکھا کہ وہ شیر تو کاغذ کا ہے مگر چاکر بہت پریشان ہے چالاک نے اُس سے کہا کہ تو تو پتلا بنا
تماشہ بنا ہے مرکب کو لیے ہوئے ٹہل رہا ہے وہان صاحبقران تیرا انتظار کر رہے ہونگے ابھی تک دربار مین
نہین آئے ہین معلوم ہوا کہ یہی سبب تھا کہ صاحبقران جو دربار مین تشریف نہین لائے ہین جا جلد مرکب لیکر
کیونکہ بادشاہ بہت پریشان ہین اُسنے کہا کہ کیا صاحبقران تشریف لائے ہین چالاک نے کہا کہ یہ کیا تو نے دریافت
کیا کہ صاحبقران تشریف لائے ہین کیا کہین تشریف لیگئے ہین اُسنے کہا کہ مجھکو نہین معلوم ہے وہ اُس گنوار کے
ہمراہ کل سہ پہر کو تشریف لے گئے تھے مین بھی ہمراہ تھا کہ وہ گنوار صاحبقران کو لیکر درہ کو چلا آیا صاحبقران
تنہا اس درہ پر ٹھہرا کر خود اُس گنوار کے ہمراہ گئے بڑی دیر کے بعد رات ہو گئی مین کھڑا رہا جب صاحبقران
نہ آئے تو قریب دوپہر رات کے مجھکو خیال آیا کہ بڑا عرصہ ہوا کہ صاحبقران نہ آئے مین صاحبقران کی تلاش
مین اندر درہ کے آیا وہ درہ بہت پر فضا تھا مین نے تمام درہ مین تلاش کیا کہین پتہ نہ لگا ایک مقام پر مین خود
گر پڑا تھوڑے عرصہ کے بعد ہوش آیا مین پھر تلاش کرنے لگا ایک مقام پر یہ شیر ملا مین نے خیال کیا کہ یہ شیر اصلی ہے
جب قریب پہونچا تو مرکب خالی پایا اور یہ کاغذ کا شیر پڑا ہوا تھا مین اُسکو اٹھا کر اور مرکب کو لیکر چلا اسی طرف سے
چلا آتا ہون یہ سنکر چالاک نے ستادہ بہت پریشان ہوا اور کہا کہ بڑا غضب ہوگیا تو نے بڑی کوتاہی کی کہ صاحبقران
کو جانے دیا یہ کہکر اسکو ہمراہ لیکر دربار مین آیا اور جو کچھ کہ اس سے حال سنا تھا وہ بیان کیا بادشاہ نے جو سنا تو
دم بخود ہوکر رہگئے اور سب اہل دربار حیران ہوکر رہ گئے خواجہ کے تو حواس جاتے رہے اور کہنے لگے کہ یہ لوگ بہت
سخن ناشنو ہین کسی کے کہنے کو نہین سنتے ہین ایسا تو جانے کی کیا ضرورت تھی اگر گئے تھے تو کسی کو ہمراہ
لیجاتے تو ایک سے دو بھلے نہ معلوم کیا بلا نازل ہوئی کہ وہ غائب ہو گئے اے برق اُس چاکر کو ہمراہ لیکر جاؤ اور اُس
مقام کو دیکھو تو کہ وہان کیا ہے آیا کوئی طلسم تو نہین ہے یہ سنتے ہی برق ثانی اس چاکر کو ہمراہ لے کر اسی وقت باہر بارگاہ
کے آئے اور طرف اُس درہ کے چلے یہان پر خواجہ نے جو اس شیر کو دیکھا تو کہا کہ بڑا غضب ہوگیا کہ کوئی عیار
صاحبقران کو عیاری کر کے لیے گیا یہ شیر عیاری کا بنایا ہوا تھا کسی عیار کو کسی نے روانہ کیا تھا کہ صاحبقران
کو جا کر لے آ تو وہ عیاری کر کے لے گیا نہ معلوم کہان لے گیا اور کیا گذری یہ جو خواجہ نے کہا تو اب اور سب کو فکر
ہوئی کہ یہ تو بڑا غضب ہو گیا اہل دربار کہنے لگے کہ کیا تدبیر ہو خواجہ نے کہا کہ کوئی جاکر لشکر حریف سے
خبر لائے اور مین بھی جاتا ہون یہ کہکر خواجہ اُٹھے تھے اور قصد کیا تھا کہ روانہ ہون بادشاہ نے فرمایا کہ اے خواجہ
اتنے عرصہ تک ٹھہر جاؤ کہ جب تک برق ثانی اُس درہ سے دیکھکر واپس آئین خواجہ نے کہا کہ بہت خوب
یہ کہکر خواجہ بیٹھ گئے اُدھر چند ہرکارے طرف لشکر کفار کے روانہ ہوئے اُدھر برق ثانی ہمراہ اُس چاکر کے
اُس درہ مین پہونچا جہان صاحبقران غائب ہوئے تھے اُسنے اُس مقام کا پتہ دیا جہان پر کہ خالی مرکب
ملا تھا اور وہ شیر نقلی پڑا ہوا تھا اب جو برق ثانی نے دیکھا تو پتیرا عیار کا پایا اُس پتیرے کو وہان سے
دیکھکر واپس آیا اور پاسے شاطری مارکر داخل لشکر ہوا اور بارگاہ مین پہونچکر خواجہ سے کہا کہ عیار کا پتیرہ
ہے وہ عیار جسکے پتیرے کو مین نہین دیکھا ہو خواجہ نے سنکے کہا کہ ہان مین پہلے ہی عرض کر چکا ہون تم
اپنے مقام پر جاؤ مین تلاش مین صاحبقران کی جاتا ہون یہ کہکر خواجہ بارگاہ سے باہر آئے اور فوری

طرف لشکر کفار کے روانہ ہوئے یہ تو ادھر سے جاتے ہیں اُدھر کا حال سنو کہ جب سحر ہوئی وہاں بارگاہ میں
مہراب شاہ آکر تخت پر بیٹھا سب سردار آکر حاضر ہوئے دربار خوب آراستہ تھا کہ مہتر خاک زن دربارگاہ سے پشتارہ
بدوش پیدا ہوا اور روبرو مہراب شاہ کے لاکر رکھدیا اور کہا میں ایک تحفہ حضور کے لیے لایا ہوں انعام کا
خواستگار ہوں مہراب شاہ نے کہا کہ بیان تو کرائے وہی تقریر جو کہ مہراب شاہ نے کہی تھی بیان بیان
کرنے لگا کہ مبارک ہو آپ کو آپ کے دشمن کو میں گرفتار کرلایا ہوں اس پشتارہ میں آپ کا دشمن ہے میں امیدوار
ہوں کہ مجکو انعام ملے تو میں اسکو پشتارہ سے نکال کر دکھاؤں مہراب شاہ نے کہا کہ جبتک تو دکھا نہ دیگا یا نام نہ لیگا
میں انعام نہ دونگا ناظرین پر واضح رہے کہ دمہر کار سے جو کہ خواجہ نے خبر کو لشکر کفار میں روانہ کئے تھے وہ بھی یہاں
دربار میں موجود تھے وہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ یہ پشتارہ کیسا آیا ہے ذرا دیکھنا چاہیئے وہ بھی اُسی طرف دیکھنے لگے اُس
عیار کی تقریر سنی جب مہراب شاہ نے کہا کہ نام بیان کر اُسنے کہا کہ میں لشکر اسلام کے افسر اعلیٰ یعنے صاحبقران
کو گرفتار کرکے لایا ہوں اس پشتارہ میں صاحبقران ہیں یہ جملہ سنکر سوا مہراب شاہ و سپہ سالار کے
اور سب اہل دربار خوش ہوگئے مگر بظاہر تو مہراب شاہ ناخوش ہوا مگر باطن میں بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ
کیوں تو کس کے حکم سے صاحبقران کو گرفتار کرکے لایا ہے تو نے بڑا غضب کیا مجکو مفت بدنام کیا بلکہ بالکل
خلاف طریقہ کیا یہ جو حرکت تو نے کی ہے بالکل مردمی کے خلاف کیا مجکو تمام عالم میں رسوا کیا لوگ یہ کہیں گے کہ
مہراب شاہ نے خلاف قاعدہ شجاعت کیا کہ صاحبقران کو گرفتار کرا لیا جبکہ زبردست دیکھا اسیر کرا لیا تیرے
سبب سے میں تمام دنیا میں رسوا ہوا تو نے کسکے حکم سے یہ کام کیا بس ابھی میرے روبرو سے دور ہو یہ جو
مہراب شاہ نے کہا تو سپہ سالار اسکا کہنے لگا کہ آپ بجا ارشاد کرتے ہیں ضرور بدنامی کا سبب ہے ضرور
آپ بدنام ہونگے اہل دنیا یہ ضرور کہیں گے کہ جب مہراب شاہ نے دیکھا کہ صاحبقران غالب آتے
ہیں تو اُسنے عیار کو بھیجکر گرفتار کرالیا جو کہ بہادر ہیں وہ ضرور طعنہ زن ہونگے پس اس سے بہتر ہے کہ انکو زہر دیکر مار ڈالیے
جبکہ یہ سپہ سالار نے کہا تو مہراب شاہ نے کہا ہے مجکو بھی خیال ہے ابھی بدنامی کا خلال ہے اپنی طرف کا دیکھا ہر ایک بادشاہ کی
روبرو ذلیل کیا بہادروں کی نظروں میں تو حقیر ہو گیا ضرور سب مجکو بنظر حقارت دیکھیں گے کوئی چارہ ہے اسکو
گرفتار کرلو اور اس پشتارہ کو کھول دو یہ جو مہراب شاہ نے کہا وہ عیار دوڑکر مہراب شاہ کے
قدم پر گر پڑا اور کہا کہ میں تو جان دے کرلایا ہوں بڑی محنت اور جانفشانی کی ہے میری محنت کو رائگان
نہ فرمایئے اب تو مجھ سے بیشک خطا ہوئی میں اس امر کا خطاوار ہوں مگر یہ نہ کیجیے گا کہ رہا کر دیجیے بس قتل
کرڈالیے مہراب شاہ نے کہا کہ لو اور سنئے ہمکو نمایش کرتے ہیں کہ قتل کرڈالیے رہا نہ فرمایئے دوسری بدنامی
اپنے سر پر لوں ایں گل دیگر شگفت عیار نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ جو بدنامی آپ کے لیے ہونی تھی
وہ تو ہو چکی اسکا افسوس بیکار ہے اب میں اسکو ہوشیار کرتا ہوں اس سے آپ کلام کریں اگر مطیع ہو جائے
تو خیر کیا مضائقہ ہے ورنہ اسی جرم میں اسکو قتل فرمایئے سپہ سالار نے کہا کہ ایسا ہرگز ہرگز کبھی نہ کیجیے گا
اور یہ خیال بھی اپنے دل میں نہ لایئے گا کہ صاحبقران کو قتل فرمایئے اور مفت کی بدنامی اور الزام
اپنے سر لیجیے میری تو یہ رائے ہے کہ رہا کر دیجیے اگر رہا نہ فرمایئے تو قید فرمایئے اور سر میدان لشکر میں
جا کر مقابلہ فرمایئے گو یہ امر بر خلاف جرأت و شجاعت ہے مگر کیا کیا جائے بلکہ جہانتک ممکن ہو بہت
جلد اس امر کو طے فرمایئے کہیں ایسا نہ ہو کہ لشکر اسلام میں خبر ہو جائے تو بڑی خرابی ہے اور وہاں سے
لوگ دوڑے ہوئے آئیں مقابلہ ہونے لگے اور یہ امر سب پر ظاہر ہو جائے گا بڑی بدنامی ہوگی
اس سے بہتر اور مناسب وقت یہ بات ہے کہ ابھی کسیکو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوئی ہے لوگوں ہی آپ

انکو قید فرمائیے یہ جو سپہ سالار نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ انکو قید فرمائیے محراب شاہ
نے کہا کہ میری رائے اب یہ ہوتی ہے کہ ابھی تک کسی کو خبر مطلق نہیں ہوئی ہے اس سے تو یہی امر بہتر ہوگا کہ قتل
کر ڈالوں بلکہ گرفتار کرنے میں یہ ہوگا کہ شاید معلوم ہو جائے اور اُس لشکر کے عیار آکر اسکو رہا کر کے لیجائیں
تو ضرور بدنامی کا سبب ہوگا اور وہ جاکر سب کو اس امر سے آگاہ کرے گا اور وہی امر بدنامی کا موجب
ہوگا لوگ یہ اپنے دل میں خیال کرینگے کہ ضرور محراب شاہ نے گرفتار کرالیا تھا اور یہ امر باعث بدنامی
ہوگا کوئی اسکو دراصل نہ خیال کرے گا اسی وجہ سے محراب شاہ بظاہر اپنے عیار پر خفا ہوا تھا کہ یہ معلوم ہو جائے اگر یہ محراب
شاہ کا کردہ ہوتا تو ضرور رہا کر دیتا قید نہ رکھتا پس قتل کر ڈالنے سے اس بدنامی سے بچتا ہوں
یہ کہکر عیار سے کہا کہ بہت جلد آہنگروں کو بلاؤ اور پشتارہ کو کھولو جو حکم محراب شاہ نے دیا
سپہ سالار نے کہا کہ جب آپ حکم قتل فرمائیے گا تو میں یہاں سے چلا جاؤنگا کیونکہ میں تو اس بدنامی
میں شریک ہوں یہ کہکر محراب شاہ سے کہا کہ آپ بڑی غلطی کہاتے ہیں پھر پیچھے کو پچھتائیے گا آیندہ
آپ کو اختیار ہے محراب شاہ نے کہا کہ تم سے کیا مطلب ہے تم خاموش بیٹھے رہو کوئی دربار میں تو
میں قتل کراؤنگا نہیں ہاں صرف حکم قتل دونگا ہاں تم بھی تو وہ کلام سنو جو کہ تاہی سپہ سالار نے کہا کہ
خیر جب وہ وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا ادھر چوبدار جاکر جلاد کو بلا لایا جلاد نے آکر عرض کیا کہ کیا
حکم ہوتا ہے محراب شاہ نے حکم دیا کہ ایک دشمن میرا ہے وہ بہت مشکل سے گرفتار ہو کر آیا ہے اسکو قید کرنا
منظور ہے محراب شاہ نے جو یہ کہا اُسنے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں جب حکم ہوگا میں قید کر لونگا یہاں
تو یہ تدبیریں ہو رہی ہیں وہ جو ہرکارے اُس مقام پر موجود تھے وہ یہ دیکھ رہے تھے اور یہ خوب
اچھی طرح معلوم کرکے کہ صاحبقران والاشان یہاں اسیر ہوکر آئے ہیں وہاں چند ایک ہمراہیوں
کو چھوڑ کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے جب وہ ہرکارے قریب لشکر اسلام پہونچے تو کیا
دیکھتے ہیں کہ خواجہ چلے آتے ہیں خواجہ نے جو ہرکاروں کو دیکھا تو باواز بلند پکار کر پوچھا کہ
کہاں سے آتے ہو اور کیا خبر لائے ہو کچھ حال صاحبقران کا معلوم ہوا یا نہیں وہ ہرکارے دوڑ کر
خواجہ کے قریب آئے اور کہا کہ خواجہ غضب ہوگیا کہ صاحبقران والاشان کو لشکر کفار کا ایک
عیار گرفتار کرکے لیگیا ہے ابھی ابھی ہمارے روبرو وہ پشتارہ لاکر اُسنے پیش کیا اور یہ تقریر کی وہ سب
تقریر جو کہ بادشاہ اور عیار اور سپہ سالار میں ہوئی تھی اول سے آخر تک بیان کی اور کہا کہ جب ہم
چلے تھے تو جلاد آچکا تھا محراب شاہ نے حکم دیا تھا کہ پشتارہ کھولو انکو قید کرو میں قتل
کرونگا چنانچہ جب ہم نے یہ حال دیکھا تو ہم وہاں سے اسلئے چلے کہ جاکر صاحبقران کے دربار میں خبر
کریں تاکہ وہ لوگ آکر صاحبقران والاشان کو جس طرح سے ممکن ہو رہا کر لیجائیں یہ خبر ہے جو کہ
عرض کی خواجہ نے جو یہ سنا فوراً وہاں سے طرف لشکر کفار کے بصد بیتابی روانہ ہوئے اور ہرکاروں
سے کہا کہ تم جاکر یہ خبر لشکر میں کرو وہ ہرکارے طرف لشکر کے راہی ہوئے بارگاہ میں پہونچے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور عرض کیا کہ
خداوند نعمت بڑا غضب ہوگیا کہ صاحبقران گرفتار ہوکر لشکر محراب شاہ میں آئے ہیں تدبیر قتل ہو رہی ہے ہم خبر کرنے آئے ہیں یہ
جو ہرکاروں نے کہا بادشاہ نے کہا کہ غضب ہوگیا بس یہ کہکر بادشاہ اٹھ کھڑے ہوئے اور حکم دیا سواری لاؤ بس سب
سردار اپنے اپنے مقام پر سے اٹھے اور ہمراہ بادشاہ کے چلے بادشاہ نے فرمایا کہ میں جاکر صاحبقران
والاشان کو رہا کرونگا اسکے بعد طرف بارگاہ کفار کے روانہ ہوئے وہ شہنشاہ تھے انکے بعد تہمتن صاحبقران طوس بن الزمان و
انور الزمان و گرگین و رستم جہنگال اور باقی سردار مثل سکندر فرخ لقا سلیمان اعظم ثانی و انجم ماہ طاوت وغیرہ کے پیچھے بعد دیگرے

ہوئے یہاں بادشاہ نے جو سواری طلب کی ہر ایک سردار اپنے اپنے مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اب جو
تانتا بندھ گیا اسنے عرصہ میں بادشاہ کی بھی سواری آئی بادشاہ سوار ہوئے اور سب سردار بھی سوار ہوئے
لشکر میں خبر ہو گئی کہ صاحبقران لشکر کفار میں قید ہیں انکے قتل کی تدبیر ہو رہی ہے بادشاہ مع سرداروں کے
وان لشکر کفار کے تشریف لیے جاتے ہیں یہ جو خبر پھیلی سپاہ میں گرمندی ہونے لگی ہر ایک بیتاب ہوا چلنے لگا
اس سبکو مع بادشاہ کی طرف لشکر کفار کے روان رکھا جاتا ہے ادھر بارگاہ میں کفار کے عیار نے پشتارہ کھولا اسنے
دیکھا کہ ایک شیر پڑا ہوا ہے باوجودیکہ یہ معلوم تھا کہ صاحبقران بیہوش ہیں مگر یہ رعب تھا کہ سبکے بند بند کانپ
رہے تھے سب پر رعب صاحبقران کا طاری تھا یہ جو حال دربار کا محراب شاہ نے دیکھا اور صاحبقران
کو بیہوش پایا جلاد کو حکم دیا کہ انکو قید سلاسل میں گرفتار کرو بس صاحبقران کے گلے میں طوق ہاتھوں میں
ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں بغلوں میں خاردار لٹھ بازوں کو ساتوں پر جوڑے فولاد کے کئی سو من کی زنجیر خوب
قید گران میں قید کیا کہ ہل نہ سکیں جب قید تن پر آراستہ ہو چکی اب سبکو اطمینان ہوا اسوقت محراب شاہ نے
عیار سے کہا کہ ہوشیار کرو اسنے فتیلہ رفع بیہوشی دیا کہ صاحبقران کو چھینک آئی اب جو آنکھ کھول کر دیکھا
تو یہ دیکھا کہ میں قید میں گرفتار ہوں اور یہ بارگاہ کفار کا دربار ہے پہلے یہ خیال کیا کہ شاید خواب دیکھ رہا ہوں لاحول
پڑھی اب جو حواس درست کر کے دیکھا تو اصل میں گرفتار پایا اسوقت تو اس اثر سے آنکھ کو خانہ زنجیر میں قل
ہوا اسکو یہ یقین ہوا کہ صاحبقران نے قید توڑ ڈالی ہر ایک نے شمشیر و تلوار کی طرف دیکھا اور ارادہ کیا کہ
آمادہ لڑائی ہو جاویں یہی خیال دل میں تھا کہ ادھر صاحبقران نے صدا دی کہ سلام من درین مجلس و دشمن
ما و ابرکس باد کہ بدانند کہ خدائے کریم برحق ہست و دین اسلام برحق ہست یہ جو صاحبقران نے فرمایا ایک
دود غلیظ تھا کہ کاخ دماغ کو توڑ کر نکل گیا ہر ایک نے نگاہ قہر صاحبقران کی طرف دیکھا تھا حضور صاحبقران محراب شاہ
نے و دیگر سرداروں نے اور سپہ سالار نے بھی دیکھا مگر سر جھکا لیا ادھر عیار نے صاحبقران کے سر پر آکر کہا کہ
اے مرد نادیدہ خدا کی بندگی کرنے والے کیوں قضا نے گھیرا ہے موت آئی ہے قضا دامن گیر ہوئی ہے جو دربار
میں غیر مذہب کے خدائے نادیدہ کا نام لیتا ہے تم لوگوں کی یہ حالت ہے کہ رسی جل گئی مگر ابھی بل نہیں گیا کیوں
شامت آئی ہے یہ نہیں جانتا ہے کہ محراب شاہ کی یہ بارگاہ ہے اور تو گرفتار ہو کر یہاں آیا ہے اٹھ اور بادشاہ کو سلام کر
اور عذر کر کہ مجھے خطا ہوئی ہے میں اب مقابلہ نہ کرونگا بلکہ جو سردار اسیر کر کے لیگیا ہوں انکو حاضر خدمت کرونگا
اور یہاں کی طرف اپنے ملک کے چلا جاؤنگا کبھی ادھر کا قصد نہ کرونگا میں نے بہت بڑی سزا پائی میں اپنی خطا سے
نادم ہوا مجکو یہ نہ معلوم تھا کہ یوں آپ اسیر کر لائیگا در حقیقت میں آپ سے مقابلہ نہیں کر سکتا ہوں ہاتھ جوڑ
اور یوں عذر خواہی کر تو تیرا قصور معاف کر دیا جاوے بلکہ مذہب تصویر پرستی قبول کر اور مذہب اسلام کو ترک
کر مذہب تصویر پرستی ہی مذہب حق ہے اگر نہ قبول کریگا اور نہ عذر کریگا یاد رکھنا کہ یوں بادشاہ تجکو قتل کریگا
کہ تیرے حال پر ماہیان دریا و مرغان ہوا ترس کھا جاینگے اور بادشاہ کو رحم نہ آئیگا اور ہم سب بطور ثواب
ایک ایک ضرب لگا جاینگے اور تیری بوٹیاں کاٹ کر زاغ و زغن کو دینگے اور کوئی تیری مدد نہ کریگا تیرے لشکر
میں یہ حال معلوم بھی نہوگا یہاں ہم تجکو قتل کر ڈالینگے پھر لشکر بے سر تیرا کیا کر سکتا ہے آخر کار شکست کھا کر
بھاگے گا سوا تیرے لشکر میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ وہ مقابلہ کر سکے یہ لشکر میں رونق تیرے دم سے ہی یہ سب
سردار تیرے سبب سے ہیں اور مقابلہ کرتے ہیں بس اسمیں خیریت ہے کہ مذہب اسلام کو ترک کرو اور مذہب
تصویر پرستی قبول کرو او محراب شاہ کی اطاعت کرو اور جو قصور کہ تجھسے سرزد ہوئے ہیں میں معاف کرا دونگا جب
تمنے اطاعت کر لی تو اور لوگ اور تمہارا لشکر سب اطاعت کرینگے اگر جان عزیز ہے تو ہمارے کہنے پر عمل کرو ورنہ

اسے جان کا بچنا محال ہے ہر ایک کو مع عمرابن شاہ کے تیری جوانی کا ملال ہے جو اسنے کہا پس صاحبقران کو اُسی
حالت قید مین غصہ آگیا دونون آنکھین فرط غیظ سے لال ہو گئین مزاج برہم ہو گیا منہ سے کف جاری ہوا غصہ
ظاہر ہوا تمام بدن کے بال کھڑے ہوگئے کانپنے لگے یہ حال تھا کہ جیسے شیر ژیان جال مین پھنسکر تڑپتا ہے
اور کوئی صورت رہائی کی نظر نہین آتی ہے اور مجبور ہوتا ہے پس صاحبقران نے نگاہ قہر اور غضب سے طرف عمرا
کے دیکھا یہ عالم ہوا اہل دربار کا کہ سب مارے خوف کے لرزنے لگے اور ہر ایک کا بند بند کانپنے لگا وہ نگاہ
قہر آلود وہ تھی کہ اگر رستم بھی دیکھ لیتا تو وہ بھی خوف کے مارے قریب ہلاکت پہونچتا مریخ فلک بھی دیکھکر کانپ
جاتا اور رعب اس نظر قہر سے صاحبقران نے اُسکی طرف دیکھا وہ مارے خوف کے دو بر دستے ہٹ گیا
یہ خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ یہ قیدی قید کو توڑ ڈالے یہی گمان ہر ایک کو ہوا کہ صاحبقران نے حالت غیظ مین
آکر قید توڑ ڈالی سبکو اپنی اپنی جان کی فکر پڑی ادہر صاحبقران نے اسکی طرف دیکھکر قصد کیا تھا کہ
کچھ کلام کرین کہ وہ سامنے سے ہٹ گیا اور زیادہ غصہ آگیا عمراب شاہ کی طرف متوجہ ہو کر بحالت غیظ یہ فرمایا کہ او
عمراب شاہ تو زمانے بھر کا بزدل ہے بڑا نامرد ہے وہ تو نے حرکت کی ہے جو نامرد اصلی ہوگا وہ بھی نہ کریگا جبکہ تو نے
دیکھا کہ میرا لشکر نہ مانیگا تو تو نے مہلت طلب کی اس زمانہ مہلت مین تو نے اپنے عیار کو یہ حکم دیا کہ
صاحبقران کو اسیر کر دینا وہ قید ہو کر آئیگا تو لشکر بے سردار کا ہو جائیگا پھر کوئی نہ مقابلہ کریگا یہ تو
تیرا خیال خام ہے تصور ناتمام ہے میرے لشکر مین ایک ایک صاحبقران ہے تیرے مقابلہ سے کوئی نہ بچا
آئیگا تیرے قتل کرنے کو سب موجود ہین تیرا لشکر کیا اصل رکھتا ہے ایک حملہ مین تباہ ہوگا یہ جو تو نے حرکت
کی ہے بالکل خلاف جرأت و مردی کے ہے کوئی صاحب غیرت ایسی حرکت نہ کریگا جو تو نے کی ہے بھلا کسی شجاع سے تو
پوچھ تیرے دربار مین جسقدر ہین سب نامرد ہین کسیکو غیرت نہین ہے اگر غیرت اور جرأت ہوتی تو تجکو اس حرکت سے منع کر
اور کبھی نہ کرنے دیتے بلکہ غیرت دلاتے وہ کیا کرین انکی اصل بزدلی ہے بلکہ مجھ سے یہان بھی ہان ملائی ہوگی اور
یہ کہا ہوگا کہ یہ رائے تمہاری بہت ٹھیک ہے جسقدر یہ سردار ہین تیرے دربار مین کوئی ان مین جری نہین ہے سب
نامرد بیغیرت ہین مین یہ کہتا ہون کہ اگر غیرت ہوتی تو یون بیٹھے رہتے جبکہ مین گرفتار ہو کر آیا تھا تو تجکو منع
کرتے کہ یہ بالکل مردی و مردانگی کے خلاف ہے صاحبقران کو رہا کرو ہم میدان مین جا کر بڑے زور شور سے
مقابلہ کر کے گرفتار کر لائینگے اُسوقت سوال اطاعت و ترک مذہب کرینگے کیونکہ ہم بزور بازو اسیر کرینگے
یہ وقت اس سوال کا نہین ہے اگر یہ لوگ یہ صلاح دیتے تو کبھی اُس ناعیار کی یہ جرأت نہ ہوتی کہ وہ اس
طور سے کلام کرتا جو کہ اُسنے کیے ہین اور تم لوگ خاموش سنا کیے مین مجبور تھا ورنہ اُسکو اس سخت کلامی کی سزا
دیتا کہ وہ تمام عمر اپنی یاد کرتا ایک ضرب طمانچہ مین سر اُسکا نظر نہ آتا مگر کیا کرون مجبور ہون دوسرے وہ سامنے سے
چلا گیا ہے اتنے بیٹھے ہوئے ہین جنکو دعوی سپاہ گری و زور و طاقت کا ہو وہ میرا امتحان کر لے ایک ہاتھ کی جوہر
میری آنا کر پھر سپاہ مین تو مین جانون یہ کیا کہ فریب سے اسیر کر لیا اور پھر اس طور کے کلام کیے جو کہ خلاف
شان ہین بہادر تو کبھی اس امر کو روا نہ رکھیگا اور یہ جو کہا گیا کہ مذہب اسلام ترک کر دو اور تصویر پرستی قبول
کر لو تو اسکا یہ جواب ہے کہ تم مین سے کوئی مجکو بزور بازو گرفتار کر لایا ہے جو یہ تقریر کی جاتی ہے مین کبھی یہ نہ قبول
کرونگا اور تمکو شرم نہین آتی کہ ہم سے کیا کلام کرتے ہین اور کس منہ سے یہ بات کہتے ہین اول تو تمنے دغا سے مجکو اسیر کیا
ہے اور اسپر یہ تقریر ہے بالکل خلاف ہے اور یہ جو خوف دلایا جاتا ہے کہ اگر ایسا نہ کروگے تو تمہاری جان جائیگی ہم تمکو
قتل کرینگے تو مین قتل ہونے سے نہین خوف کرتا ہون جبتک کہ قضا نہ آئیگی اُسوقت تک کوئی نہین قتل
کر سکتا ہے اگر تمام عالم ایک مقام پہ بھی جمع ہو جائے بموجب شعر اگر تیغ عالم بہ جنبد ز جای + نہ برد رگے تا نخواہد

خدا کی اور تیری بھی کیا لیاقت ہے کہ تو یا تیرا لشکر یا تیرے سردار مجھکو اسیر یا قتل کر سکین جب تک کہ اسکی مرضی
نہ ہو میری قضا نہ آئیگی کچھ میرا بال بانکا نہین ہوگا مین نے ایسی ایسی بہت دقتین اٹھائی ہین اس سے زیادہ
زیادہ سخت بلاؤن مین مبتلا ہوا ہون اور میرے بزرگ بھی مبتلا ہوئے ہین مگر اسکے فضل و کرم سے ایک بال بھی
کم ہوا اور وہی لوگ شرمندہ ہوئے کہ ابھی میرے لشکر مین خبر ہو جائے تو تمام سردار آجائین اس بارگاہ مین
جگہ نملے ابھی یہ بارگاہ خون سے رنگین ہو جائے ایک آن مین سب لشکر یہان پہونچ جائے مین کسی وقت خوف
نہین کرتا ہون سوا اپنے خدا کے کسی سے نہین ڈرتا ہون کیونکہ وہ سبکا مالک و مختار ہے اسکے قبضہ مین سبکی
موت و حیات ہے کوئی کسیکو بدون اسکے حکم کے قتل نہین کر سکتا ہے تمھاری کیا لیاقت و طاقت و قوت ہے
اگر میری موت آئی ہے تو مین بچ نہین سکتا ہون اگر نہین آئی ہے تو قتل نہین ہو سکتا ہون اور اس خوف سے مین
مذہب اسلام ترک کرون اور آتش پرستی قبول کرون یہ تو کبھی نہوگا اور نہ ہوا ہے ہماری قوم کے لوگون نے اپنا
مذہب دیدہ و دانستہ نہین ترک کیا ہے یا مسحور ہوگئے ہین یا کسیکے عشق مین مگر وہ بھی پھر اپنے مذہب اصلی
کی طرف رجوع کیا ہے مین اس سے خوف نہین کرتا ہون جو تمھارے ہاتھ مین ہے میرا اپنا ہی مین موجود ہون
فرد سعدی نہ ہم رنج شمشیر [illegible] هرچه آید بر سرم از قسمت است یہ جو صاحبقران نے دلیرانہ تقریر کی اسکے جواب
مین محراب شاہ نے کہا کہ کیون اسقدر برہم ہوتے ہو اپنی حالت تو دیکھو کس بلا مین مبتلا ہو کہ میرے روبرو قید
ہو چکے ہو مین تمھارا حال کرون کوئی میرا کچھ نہین کر سکتا ہے صاحبقران نے کہا کہ بالکل خلاف شجاعت و جرات کیا ہے
فعل نامردونکا ہے کہ کسیکو اسیر کرا کے اپنے ذلیل کرین ہمنے تمکو اسیر نہین کرایا ہے میرا عیار تمکو اپنی راہ سے اسیر کر لایا
ہے جب مینے یہ دیکھا کہ وہ گرفتار کر لایا ہے تو مین بہت اس پر خفا ہوا اور میرا سپہ سالار بھی ناراض ہوا اسنے غدر کیا
مین نے اسکو منظور کیا اسوقت یہ خیال مین آیا کہ اتو یہ گرفتار کر لایا ہے بس اب اگر رہا کرتا ہون تو میری ہلکی
ہے کہ محراب شاہ نے اسیر کرا کے جب دباو پڑا تو رہا کر دیا اس سے بہتر یہ ہے کہ قتل کرون مین نے بہت سا
تمکو اسلئے کہا ہے کہ شاید تم میرا مذہب قبول کرلو اور میری اطاعت کرو ورنہ مین ضرور قتل کرونگا دوسرے
یہ امر ہے کہ دشمن کو جس طور سے ہو سکے قتل کرے اسکو تباہ کرے جو کوئی دشمن کا سر کٹے قتل کرنا زیبا ہے یہ کوئی نامردی نہین ہے یہ
خلاف شجاعت ہے نہین عقلمندی و دانائی ہے کہ جس طور سے ہو حریف کو قتل کرے بلکہ میرا سپہ سالار اس امر سے
بہت ناراض ہے مگر مینے نہ قبول کیا اسکی یہ رائے تھی کہ اسکو رہا کرو وہ مین گرفتار کر لاؤنگا مینے نہین قبول کیا ہے
جو تم سکتے ہو کہ میرے ہاتھ سے ہتھکڑی اتار کر کوئی ہٹا دے تو مین جانو یہ قصور ہے کہ میرے لشکر مین
نہین گیا اور کسی کے لشکر مین کوئی سردار ایسا نہین ہے کہ وہ تمھارا یا تمھارے لشکر کا مقابلہ کر سکے کیونکہ
کوئی اسقدر طاقت اور قوت نہین رکھتا ہے جو مقابلہ کر سکے مین کیون نہ ایسی حرکت کرتا اور کیونکر نہ اپنی جان
بچاتا میری جان پر کیا منحصر ہے ہزارون و لاکھون کی جان بھی گئی ملک کے تباہ ہونے سے محفوظ رہے اگر
تمھارے قتل سے کہ تمھارے لشکر مین جو ہے وہ اپنے وقت کا رستم و سہراب ہے مگر دراصل امر یہ ہے کہ انکا علاج
ہو سکتا ہے وہ بھی یونہی گرفتار ہوکر آسکتے ہین یہ ساری آفت برپا کی ہوئی تمھاری ہے جب تم نہ ہوگے تو کسی کی جرات
نہین ہے کہ وہ یہ امر گوارا کرین بلکہ سبب یہ ہے کہ ہر ایک کو تمنے زیر کیا ہے اسی وجہ سے سب تمسے دبے ہوئے ہین
اگر تم نہ ہوگے تو ہر ایک خود سر ہو جائیگا اپنی اپنی راہ لیگا یہ لشکر تباہ ہو جائیگا ہر ایک ہر طرف چلا جائیگا پھر کون مقابلہ
کریگا جو کہ لشکر باقی رہ جائیگا اسکو مین قتل کر ڈالونگا کوئی ایسا نہ رہیگا جو کہ مقابلہ کر سکے اور اگر ہوگا بھی تو میرا عیار
گرفتار کر لائیگا مین اسکو مثل تمھارے قتل کر ڈالونگا یونہی تمام قصہ پاک ہوگا معلوم ہو گیا تمھارا اقبال یہان
آکر گم ہو گیا یہان تمھارا ادبار [illegible] بڑے بڑے ملک تباہ کئے بڑے بڑے ظالم برباد کئے یہ آن سبکا عوض

کہ جو یہان اگر نکلا اب تمہارا زندہ رہنا بہت محال ہی بدون اس امر کے یا تو میری اطاعت کرو اور مذہب اسلام ترک
کرو یا اس امر کا اقرار کرو کہ مین اپنا لشکر لیکر یہان سے چلا جاؤنگا اور کبھی اس مقام پر قیام نہ کرونگا اگر ان مین سے ایک امر قبول کروگے
تمہاری جان بچیگی ورنہ مین تمکو ضرور قتل کر ڈالونگا یہ جو مہراب شاہ نے کہا تو صاحبقران نے جواب دیا
کہ تیری کیا لیاقت ہی جو تو میرا ایک بال بھی کم کر سکے بس اسی مین خیریت ہی کہ اپنی زبان کو بند کر مین اس حالت
پر بھی [illegible] دونگا کہ تو تمام عمر یاد رکھیگا یہ تقریر جب ہو رہی تھی اسوقت خواجہ بھی آ
گئے تھے اور اپنی صورت بدلے ہوئے کھڑے تھے ایک مقام پر اور یہ تقریر سن رہے تھے اور یہ خیال کر رہے
تھے کہ کیا ابھی تک شاہ کو خبر نہین ہوئی جو کوئی نہین آیا ادھر تو یہ اسی خیال مین تھے یہ جو صاحبقران
نے کہا تو مہراب شاہ نے کہا کہ بقول اسکے عیار کے رسی جل گئی اسکا بل نہین جاتا ابھی تک آپ کو
غرور ہی جب جلاد آکر سر پر کھڑا ہوگا اسوقت معلوم ہوگا ساری شہزادگی بھول جائیگا ہمکو بھی دیکھنا ہی کہ
کیونکر تم نہین مرتے ہو یہ کہکر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ یہ حکم سنتے ہی چوبدار فوراً روانہ ہوا اور ادھر مہراب شاہ
نے حکم دیا کہ ساقی کو طلب کرو کہ وہ آکر شراب پلائے آج بہت بڑا دن خوشی کا ہی کہ ہمنے اس شخص کے
قتل کرنے کی تدبیر کی ہی کہ جو کہ دشمن ہی خداوندوں کا جسکے بزرگون نے ہزارون خدائیان برباد کی ہین
اور خداوندوں کو زحمت دی ہی اور ہمارے خداوند کو بھی زحمت دیتے آئے ہین جو کہ خداوند کا دشمن
ہی وہ ہمارا بھی دشمن ہی اسکا قتل کرنا بہت درست اور جائز ہی جس طور سے ہو سکے مین نے آج وہ دن
میسر کیا ہی جو کہ پیدایش خداوند کا دن ہی اور جو اسدن خوشی کیجاتی ہی وہ آج خوشی کرونگا بہت جلد ساقی
حاضر ہو یہ حکم دیتا تھا کہ ساقی جام و صراحی لیکر حاضر ہوا جام مے گلفام گردش مین آیا صاحبقران روبرو
تخت مہراب شاہ کے مسلسل و مطوق بیٹھے ہوئے ہین سپہ سالار مہراب شاہ خاموش سر جھکائے بیٹھا
ہوا ہی اور اپنے دل مین خیال کر رہا ہی کہ آج تونے بہت بڑی ذلت پائی اگر تو دربار مین نہوتا تو بہتر تھا یا چلا جاتا جبکہ
صاحبقران گرفتار ہو کر آگئے تھے اور جو تقریر انھون نے کی تھی وہ بہت ٹھیک تھی اور مہراب شاہ بالکل
خلاف جرأت و شجاعت کرتا ہی اور نامنصب ہی یہ طریقہ حریف کے قتل کرنے کا نہین ہی اگر مین کچھ کہتا ہون تو سب
خیال کرینگے کہ یہ مل گیا ہی اور بظاہر ہمارا دوست ہی مگر باطن مین دشمن ہی کیونکہ ہمارے حریف کی سفارش
کرتا ہی خصوصاً بادشاہ کو ایسا خیال ہوگا گو مین نہ بادشاہ سے خوف رکھتا ہون نہ اہل دربار سے کوئی
میرا مقابلہ نہین کر سکتا ہی صرف پاس نمک ہی ورنہ یہ بھی لیاقت ہی کسیکی کہ میرا مقابلہ کر سکے بس یہ سبب ہی
کہ نمک کھایا ہی اور پاس نمک ہی اگر مین نمک حرامی پر کمر باندھون گو اسکے حق مین بہتر ہوگا وہ اس امر سے
بچینگے کہ انگشت نما ہو رہا ہون مگر مین ملعون ہو جاؤنگا اور یہ سب لوگ مجھکو نمک حرام مشہور کرینگے اور جو کوئی کہیگا
وہ اگر عقلمند ہوگا یہی کہیگا بڑی دانائی کی اور جو کہ قتل انکے ہوگا وہ بھی انکے ہمراہ شریک ہو جائیگا اور کہیگا
کہ ضرور نمک حرامی کی اور بظاہر اسوقت نمک حرامی ہی ہی کیونکہ مین بگڑ کر اسکو رہا کر دونگا بس سب پر
یہ ظاہر ہوگا کہ یہ بادشاہ و اہل شہر کا دشمن تھا جو کہ اسنے اتنے بڑے حریف کو یون رہا کرا دیا اور نمک کا پاس
نہ کیا خیر اس امر سے تو یہ بہتر ہی کہ مین خاموش بیٹھا ہون اور دیکھون کہ کیا ظاہر ہوتا ہی مین اسوقت یہ عہد کرتا ہون
اگر خدائے نادیدہ برحق ہی تو ضرور اسکی مدد کریگا اگر یہ بچ گیا تو مین نے بھی اسکی اطاعت کی اور اسکا مذہب
قبول کیا چاہیے کوئی نمک حرام مشہور کرے چاہے اور کسی قسم سے بدنام کرے مین تو حق کی طرف شریک ہون
ضرور یہ بیگناہ قتل ہوتا ہی عیار نے بڑا غضب کیا ہی میرے خیال مین تو یہ امر ہی کہ کارروائی مہراب شاہ کی ہی
انھون نے اجازت دی ہوگی ورنہ عیار کی اتنی بڑی جرأت نہین ہی کہ وہ ایسی حرکت کر سکے انھون نے انکو

اسمین بھی راضی ہون تیرا ایک بندہ ہون گنہگار ہے گناہ معاف کر یا یہ جو صاحبقران نے دعا مانگی تیر دعا بہدف
اجابت پر پہونچا اُدھر شہنشاہ وغیرہ تو چل سکے تھے اُس وقت دربارگاہ پر پہونچے جبکہ مہراب شاہ حکم دیکا
ہی اور پہرہ کا سب لشکر اسلام کے یہ حال دیکھکر اور بیقرار ہوکر بارگاہ مہراب شاہ سے نکلے ہین اور چلے ہین کہ شہنشاہ
سے ملے تمام حال بیان کیا شہنشاہ وغیرہ یہ حال سنکے بیقرار ہوگئے تھے اور بہت جلد دربارگاہ پر پہونچے
تھے اُدھر مہراب شاہ نے درگہ سالار کو حکم دیا تھا کہ کوئی بیدون اجازت اندر بارگاہ کے نہ آسکے یہ تو بارگاہ
پر پہونچے ہین اُدھر مہراب شاہ نے پھر صاحبقران سے کہا کہ مذہب اسلام ترک کرو اور میری اطاعت
کرو تو تمھاری جان بچیگی ورنہ محال ہے جب یہ تقریر صاحبقران نے سنی جواب دیا کہ او مہراب شاہ ایسی تقریر نہ کر
ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ کہکر لاکھون گالیان خداوند قدیر کو صاحبقران نے دین پس جب گالیان صاحبقران
نے خداوند لم یزل کو دین چونکہ مہراب شاہ کو یہ خیال تھا کہ یہ تو قیدی ہے بڑا غصہ آیا برہم ہوکر وہ پیالہ جو کہ اُسکے
ہاتھ مین تھا اُسمین شراب بھی صاحبقران پر کھینچ مارا وہ صاحبقران کے سینے پر آکر گرا پیالہ پس غصہ سے
ہوگیا پس تو ٹوٹ گیا رگ شجاعت نے جوش مارا چہرہ مارے غصہ کے لال ہوگیا دونون آنکھین خون کبوتر
ہوگئین کف منہ سے جاری ہونے لگا اور کہا کہ او مہراب شاہ تیری قضا آئی ہے تو بڑا نامرد ہے رہ تو جا دیکھ تیرا
کیا حال کرتا ہون یہ جو مہراب شاہ نے سنا دوسرا جام اُسکے برابر رکھا ہوا تھا وہ خالی تھا مگر اُسمین بیقدر
شراب کی دُرد تھی وہ پھینککر صاحبقران پر مارا کہ تو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہے مرنے کا وقت تیرا قریب آگیا
ہے اسپر یہ زبان درازی ہے پس او جلاد اسکو جلد قتل کر دیر نہ کر دیکھتا ہے کہ یہ زبان درازی کر رہا ہے یہ جو مہراب
شاہ نے جلاد سے کہا اُسنے زنجیر پکڑکر گردن کو جھٹکا دیا چونکہ پہلے ہی جلاد صاحبقران سے کہہ چکا تھا کہ جو
لکھا ہو کھا لو جو پینا ہو پی لو صاحبقران نے فرمایا تھا کہ مجھکو کھانا ہے نہ پینا ہے اُسنے کہا کہ مین تیری آنکھون پر
پٹی باندھونگا صاحبقران نے جواب دیا کہ کیا ضرورت ہے تو اپنا کام کر یہ سنکے جلاد نے پٹی نہ باندھی تھی جب
جلاد نے زنجیر پکڑکر گردن جھٹکا دی سنگلے ہین صاحبقران کے طوق کا خار لگا ایک تو مہراب شاہ کے پیالہ
مارنے پر غصہ آچکا تھا دوسرے اس دُرد کے پھینکنے پر غصہ تھا تیسرے یہ حرکت جو جلاد نے کی نہایت غیض
آیا اُسی حالت غیض مین جھٹکا جو دیا تو جلاد تو منہ کے بھل آرہا ادھر صاحبقران نے غیض مین آکر جو زور کیا
اور جگہ سے نعرہ اللہ اکبر کھینچا فوراً قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا ہاتھون کی ہتکڑیان پاؤن کی بیڑیان گلے کا
طوق سبکو ریزہ ریزہ کر ڈالا اور اُچھلکر ایک گھونسہ سر جلاد پر مارا کہ اُسکا مغز سر نکل آیا اور وہ تڑپکر
مرگیا اُسکا تیغہ اُٹھا لیا اور کہا کہ او مہراب شاہ تو نے دیکھا کہ کیونکر میری جان بچی اور میرے خدا نے مجھکو
بچایا اب حکم دے کسیکو کہ وہ مجھکو قید کرے مین کھڑا ہون راوی نے بیان کیا ہے کہ جب جلاد آیا تھا تو سرکار
چلے گئے تھے یہان خواجہ موجود تھے اپنی صورت بدلے ہوئے انھون نے جو دیکھا کہ جلاد آگیا ہے وہ اس امر پر
آمادہ کھڑے تھے کہ ادھر جلاد نے سر قلم کرنے کو تیغہ اُٹھایا مین نے یہان سے تیر مارا کہ جلاد کا کام تمام ہوگیا یہ
دوسرا واقعہ ہوا خواجہ نے دیکھا کہ صاحبقران نے قید کو توڑ ڈالا اور تنہا بارگاہ مین کھڑے ہین گو ابھی اس
بارگاہ مین اسقدر سردار شہید ہین مگر اسیر بھی سیکڑون ہین ایسا نہو کہ کوئی چشم زخم صاحبقران کو پہونچے
لہذا اس امر سے تو اطمینان ہوگیا ہے کہ اب کوئی اسیر نہین کر سکتا ہے بہت امر دشوار ہے اور نہ قتل کر سکتا ہے مین
جاکر لشکر مین خبر کرون یہ دلمین خیال کرکے باہر بارگاہ کے آئے تھے اور قصد کیا تھا کہ روانہ ہون کہ دیکھا تھا
کہ شہنشاہ آکر پہونچے شہنشاہ نے خواجہ کو تو پہچانا نہین مگر قصد کیا کہ اندر بارگاہ کے جاوین کہ درگہ سالار نے
روکا کہ ایک چوبدار نے بڑھکر کہا کہ او شہریار یہ بہت جلد کام کیجیے وہان صاحبقران نے قید توڑ ڈالی ہے تنہا بارگاہ مین ہین

اور سنگدلون کو فرما رہا ہے یہ خواس چوبدار نے کہا اور شہنشاہ نے جو سُنا تو اور غصہ آیا ادھر درگ سالار نے روکا بس
نیام سے فوراً تلوار لی اور ایک ہاتھ مارا کہ اُسکا سر تن پر سے اُڑ گیا وہ خاک پر گر کے تڑپنے لگا اُدھر چوبدار نے
پھر کر سردار کو بتا دیا یہ مع مرکب اندر بارگاہ کے چلے اُدھر صاحبقران کو جو قید سے رہا پایا مہراب شاہ
نے دیکھا تو اہل دربار سے کہا کہ مارو قیدی نے قید توڑ ڈالی ہر ایک تلوار لیکر اُٹھا اور طرف صاحبقران
کے چلا ادھر مہراب شاہ نے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم کیا بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہو جب قیدی سب کو
قتل کر ڈالیگا تو تم آنکھو گے سپاہان بھی مجبور ہو کر اپنے دنگل پر سے اٹھا تلوار نیام سے لی یہ سب ملولین
لیکر صاحبقران کی طرف چلے یہ مجمع جو صاحبقران نے آتے ہوئے دیکھا وہ ہی تیغ علم کرکے نعرہ مارا
اور جو قریب آیا ایک وار مین اُسکو فنا کر دیا ادھر تو صاحبقران نے نعرہ مارا ادھر شہنشاہ نے نعرے
کی صدا سنکے نعرہ کیا شہنشاہ کا نعرہ کرنا تھا اتنے میں ہم کی صدا بلند ہونے لگی نورالزمان کا نعرہ ہوا
عین الزمان اسفنانی ہمکوک بن مالک جبرئیل بن عادی عادل قہقہ صاف باطن کرگین و رستم جنگال
کے نعروں کی صدا آنے لگی منہم منہم کی صدا سے بارگاہ ہل رہی تھی جو آیا سیدھا بارگاہ مین آیا اتنے
عرصہ مین شہنشاہ جب تک آئین اُئین صاحبقران نے کئی سردارونکو قتل کر ڈالا یہ صدا انکی جو مہراب
شاہ نے سُنی اُسوقت حکم دیا کہ لشکر مین حکم کردو کہ تیار ہو جائے کہین ایسا نہو کہ لشکر اسلام آ گرے اور ابتری
خرابی ہوگی کون مقابلہ کریگا یہ حکم دیکر خود بھی سپر تلوار اُٹھا کر تخت پر سے اُٹھا کہ مین ہی مقابلہ کرونگا کہ
شہنشاہ بھی قریب صاحبقران کے پہنچ گئے اور قتل کرنے لگے جو سردار بارگاہ مین آیا وہ لڑنے
لگا اتنے مہراب شاہ کے ہوش جاتے رہے حکم دیا کہ میرا تخت اُٹھا دو تاکہ مجھ تک ان کا ہاتھ نہ پہنچے
اُٹھا دیا گیا مہراب شاہ اپنی جان بچا کر سرداروں کے مجمع سے نکلکر باہر آیا اور فوراً تخت طلب کیا اور
ہوا یہان لشکر مین مہراب شاہ کے کہ بندی ہونے لگی کہ صدا سے نعرہ ہائے دلیرانہ آنے لگی اس صدا مین
کے بھی نعرے کی صدا تھی نعرہ کہ بادشاہ منہم شاہ شاہان فریدون حشم بہارگاستان کا دس دشمن اتنے میں حال
ہوا کہ جوق جوق گروہ گروہ سپہ سپہ فوج فوج اہل اسلام آنے لگے جو آیا پڑا ادھر ادھر تلوار چلنے لگی مہراب شاہ کا
بھی لشکر تیار ہو ہو کر لڑنے لگا سردار بارگاہ سے زخمی ہو ہو کر نکلنے لگے بارگاہ کا یہ حال ہے کہ تمام فرش
خون سے تر ہو رہا ہے لاشین پڑی ہوئی ہین صاحبقران بھی شمشیرزنی کرتے ہوئے بیرون بارگاہ آئے
انکے عقب مین اور سردار اسلام بھی میدان سے نکلے اتنے میدان میں خوب ہجوم ہوا تلوار چلنے لگی اتنے عرصہ مین
تمام لشکر صاحبقران آگیا اور لشکر مہراب شاہ بھی جلد تیار ہو گیا یہ حال ہے کہ لشکر مہراب شاہ مین کوئی ادھر
اور کوئی اُدھر سے بدحواس بھاگا جاتا ہے کوئی تلوار کے عوض نیزہ کمر سے نکالتا ہے کوئی زیر جامہ ہاتھون مین
لیتا ہے گو دن ہے روشن ہے اگر رات ہوتی تو یہ خیال ہوتا کہ بسبب تاریکی کے یہ حال ہے مگر سبب یہ تھا کہ وہ
لوگ بدحواس ہو گئے تھے خیر جس طور سے ہو سکا تیار ہو کر آمادہ پیکار ہوئے مہراب شاہ کے لشکر
لیکن لشکر اسلام تک لشکر تھا یہاں تلوار چل رہی تھی تمام لشکر اسلام چلا آتا تھا ہر ایک کفار کی جانب خوش
تھا کوئی یہ کہتا تھا کہ آج انکو جلنے نہ دینا یہ کہاں جائینگے انکو گھیر کر مارو کوئی یہ کہتا تھا کہ کفار نے بہت سر اُٹھایا
مکر پر کمر باندھی ہے ہمارے صاحبقران کو بہانے سے گرفتار کرایا ہے اس مکاری کی سزا دو سر تن سے اتار لو یہ فرقہ
بڑا فریب باز معلوم ہوتا ہے کہ دیکھو تو کس فریب سے ایسا کام کیا ہے پہلے تو مہلت لی اُسکے بعد یہ فکر کی اچھا کہان جاتا ہے
مین ہم ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے سب کو قتل کرینگے یہ تو لشکری باہم تقریر کرتے ہوئے طرف لشکر کفار کے آتے
تھے ادھر تلوار چل رہی تھی نقیب صدائین لگا رہے تھے دونوں لشکر ملکر لڑ رہے تھے بڑی گھمسان کی تلوار چل رہی تھی

کہ ہمون جانوران صحرائی نے اُس صحرا مین اگر گوشت کھایا ہی اور وہ رن بولا کیا خواجہ کا تو یہ عالم ہی کہ کسیکی آنکھ ون
سے نکل کر کسیکے شانون پر سوار ہو کر مین مشغول رہتے ہین جو ملا اسکو لیلیا فرد دو ہزار چار چار ہزار لاشین
جمع کین انپر جھنڈی لگا دی کہ اے پنج تان خواجہ صاحبقران بن عمر خواجہ ثالث جو جسکی کمر مین نکلا اسکو لیلیا ہزارونکو
برہنہ کر دیا جو تلوارین ونیزے وخود و سپرین و زرہین وغیرہ گری ہین انکو اُٹھا کر نذر زنبیل کر لیا ہی کہ گرد خست
کر لونگا جب ان کا موت سے مہلت ہوئی تھی تو پھر ترقی کرنے لگے تھے سیکڑون کے سر اُڑا دیے سیکڑون
کے پانون ہزارون کے شکم چاک کر ڈالے جسکے شانے پر گئے اسنے جو ہاتھ مارا شانے سے پار ہا حیران ہو کر
ہاتھ مارا کہ انھون نے خنجر مارا اسکا سر کٹ گیا وہ جو گرنے لگا اسکے شانے پر سے اُچک کر دوسرے کے
شانے پر تھے وہ جب تک خبردار ہو ہوا اسکے سر کو قلم کر کے تیسرے کے شانے پر پہونچے یہ لوگ یون قتل کر
رہتے ہین اسی طرح عیار بھی لڑ رہے ہین کہین شہباز آتش بازی مار دیا کہ دھوان دھار ہو گیا
اُسی تاریکی مین سیکڑون کو مار ڈالا لشکر کفار پر ایک بلا آئی ہوئی تھی ہر طرف سے آفت نازل تھی مہراب
شاہ تخت پر سوار لشکر کو آمادہ کارزار کر رہا ہی سردار لڑ رہے ہین ایک طرف بادشاہ اسلام مرکب پر
سوار تلوار کر رہے ہین قبضہ تلوار ہاتھ مین جم گیا ہی مرفق تک آستینین چڑھی ہوئی ہین خون سے ہاتھ
زرہ پر خون کے لختے جم گئے ہین یہی حال ہر سردار کا ہی تین شبانہ روز ہو گئے ہین کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی
ہی صاحبقران و سب سردار اسی طور سے لڑ رہے ہین حقیقت یہ ہی کہ صاحبقران کے جسم مین لباس
رزم نہین ہی بلکہ درباری پوشاک ہی کیونکہ دربار مین بیٹھے ہوئے تھے اُسی طور سے اُس گنوار سے پہلے
چلا آئے تھے کہ عیار اسیر کر لیگیا تھا اُسی لباس درباری سے لڑ رہے تھے عیارون نے یہ تدبیر کی تھی کہ
ہتھیار لے لیے تھے اسی سبب سے صاحبقران نے جلاد کا تیغہ اُٹھا لیا تھا وہی تیغہ ہاتھ مین تھا اوسی
مقابلہ کر رہے تھے جب روز چہارم شروع ہوا اتفاق سے صاحبقران اور پہلوان سے مقابلہ کی
اُسنے صدا دی کہ اے صاحبقران مین آپکو چار روز سے تلاش کر رہا ہون اگر تم مردان عالم سے مقابلہ
کرو کیا تین روز سے سپاہ وغیرہ کو صاف کر رہے ہو آئیے مقابلہ کرو جو کچھ تلوار کے دھنی ہین انکو لطف
مقابلہ بھی حاصل ہو وہ بیچارے کیا جانین کہ کیونکر مقابلہ کرتے ہین یہ جو صدا اُسنے دی صاحبقران نے
نگاہ اُٹھا کر اُسکی طرف دیکھا تو یہ دیکھا کہ وہ سردار ہی جو کہ برابر تخت مہراب شاہ کے مرتبہ سپہ سالاری
بیٹھا ہوا تھا یہ کیا کہتا ہی خیر اس سے بھی مقابلہ کرو یہ بھی کیا نہ کہیگا یہ خیال فرما کے مرکب کو ڈپٹ کر ناظرین پہ
ظاہر ہو کہ جب صاحبقران بیرون بارگاہ آئے تھے تو پیدل تھے کیونکہ سوار ہو کر لائے گئے تھے تو خواجہ نے
ایک سوار کو قتل کر کے صاحبقران کو مرکب دیا تھا صاحبقران اُسی مرکب پر سوار تھے بس مرکب کو ڈپٹ کے
اُسکی طرف چلے خواجہ کا یہ قاعدہ ہی کہ بیاسے مقابلہ چلے جاتے ہین دو چار کو قتل کر کے پھر صاحبقران کے
پاس چلے آتے ہین یہان لڑنے لگتے ہین صاحبقران کے ہر ایک امر کی نگرانی کرتے ہین جب صاحبقران
اُسکی طرف چلے خواجہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے صاحبقران اُسکے قریب پہونچے اُسکے ہاتھ مین تلوار
خون آلودہ تھی اُسنے کہا کہ یہ موقع نہ لگا وزنی کا ہی نہ ہم سختی کا کیپس یہ موقع تلوار زنی کا ہی یہ وار ہو جو دیکھ
صاحبقران نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون تم وار کرو اُسنے تلوار علم کر کے صاحبقران کے سر پر
وار کیا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا سپر بھی نہ اُٹھائی تلوار چلنے لگی مرکب جو کھر سے اور تلوارین جو چلین
تو میدان ہو گیا لوگ ہر طرف مقابلہ کرنے لگے وانبرا سقدر میدان ہوا کہ بجز بہی مقابلہ ہو جائے انکو صاحبقران
اُسکے داد دو کرنے لگے اور وہ پر دو بیباکانہ پروا نہ کرنے لگا کوئی ستر وار کے رد و بدل کی نوبت آئی تھی کہ اُسنے کہا

سے بھاگ کر میدان سے گرد اڑائی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا دونوں لشکر کے ہرکارے براے خبر روانہ ہوئے
تھا مقابلہ برابر ہوا کیا تلوار برابر چلا کی یہ بھی نہ خیال کیا کہ یہ گرد کیسی بلند ہوئی ہے ان مجوسی لشکر کو خیال
ہوا تھا محراب شاہ نے اس گرد کو دیکھکر اپنے اہل لشکر سے کہا تھا کہ پریشان نہو تمہاری کمک آگئی ہو گی
تمہاری مدد کو یہ لشکر آیا ہے یہ جو محراب شاہ نے پکار کر کہا یا تو لشکر فرار ہونے کو تھا یا ایک مرتبہ
پھر استقلال سے قائم ہو گیا اور لڑنے لگا کہ وہ گرد قریب اس میدان جنگ کے آکر شق ہوئی اس گرد سے [illegible]
[illegible] پچاس ہزار سوار کے پیدا ہوا اسنے جو جنگ مغلوبہ دیکھی ہرکارے روانہ کیے کہ خبر لاؤ کہ یہ لشکر
کس سے مقابلہ ہو رہا ہے کس کا لشکر ہے وہ ہرکارے ادھر کو روانہ ہوئے چند سوار لشکر محراب شاہ کے بھاگے
ہوئے چلے جاتے تھے کہ وہ ہرکارے ملے انھوں نے جوان سواروں کو دیکھا تو پکار کر کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ ہم کو
کچھ دریافت کرنا ہے ہم کو بتاؤ کہ لشکر محراب شاہ کس مقام پر فروکش ہے اور یہ کونسا لشکر ہے جس سے مقابلہ ہو رہا
ہے انھوں نے جو یہ صدا سنی اور یہ سمجھا کہ یہ لوگ لشکر محراب شاہ کی تلاش میں ہیں وہ سوار ایک مقام پر
ٹھہر گئے کہ وہ ہرکارے انکے قریب آئے ان ہرکاروں نے کہا کہ بیان کرو کہ تم کس لشکر کے ہو کچھ
ہم کو شاہ کے بھی لشکر کا حال معلوم ہو انھوں نے کہا کہ تم کو محراب شاہ کے لشکر سے کیا غرض ہے تم کیوں محراب شاہ کے لشکر کو تلاش
کرتے ہو انھوں نے جواب دیا کہ ہم ہرکارے ہیں لشکر [illegible] کے وہ براے کمک محراب شاہ کی لشکر
لیکر آئے ہیں سنا ہے کہ محراب شاہ اور خدا پرستوں سے مقابلہ ہو رہا ہے براے [illegible] چونکہ
دینی امور ہیں اس سبب سے ہمارا آقا بھی کمک کو آیا ہے اسنے جو یہ جنگ مغلوبہ دیکھی تو ہم کو روانہ
کیا کہ خبر لاؤ کہ یہ جنگ کس سے ہو رہی ہے اور یہ کون لشکر ہیں اور لشکر محراب شاہ کہاں ہے یہ
تو لشکر نہیں ہے ان سواروں نے کہا کہ آگاہ ہو ہم لشکر محراب شاہ کے سوار ہیں قریب ہے کہ
لشکر محراب شاہ شکست کھائے جلد جا کر اپنے آقا کو خبر کرو کہ وہ آکر کمک کریں ایسا نہو کہ لشکر
فرار ہو جائے یہی وقت کمک ہے یہ جو ان سواروں نے کہا وہ ہرکارے فوراً اپنے لشکر کی طرف
چلے یہاں [illegible] اس انتظار میں تھا کہ یہ خبر آئے اور یہ دریافت ہو جائے کہ فلاں لشکر ہے اور
لشکر محراب شاہ نہیں ہے اور سبب مقابلہ معلوم ہو جائے تو میں اپنی راہ لوں کہ وہ ہرکارے
پہنچے انھوں نے ان سواروں سے جو سنا تھا وہ بیان کیا [illegible] نے یہ سنکے اپنے اہل لشکر
سے کہنے لگا کہ بھائیو جلد روانہ ہو کہیں ایسا نہو کہ لشکر محراب شاہ شکست کھائے یہ جنگ
مغلوبہ ہو رہی ہے یہ لشکر محراب شاہ اور خدا پرستوں سے ہو رہی ہے ہم سنتا تھا کہ لشکر
اسی مقام پر ہے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور مرکب اٹھا دیے اور یلغار کر کے چلے ادھر وہ ہرکارے
جو کہ لشکر اسلام سے اور کفار سے براے خبر آئے تھے وہ دریافت کر کے اپنے لشکر کی طرف چلے
عین جنگ مغلوبہ میں محراب شاہ کے ہرکاروں نے محراب شاہ کو خبر دی کہ اے بادشاہ مبارک ہو
کہ یہ جو گرد اڑی تھی اور اس گرد سے لشکر پیدا ہوا ہے یہ لشکر آپکی کمک کو آیا ہے اسکا افسر [illegible]
[illegible] وہ لشکر آپکی کمک کو آیا ہے یہ جو محراب شاہ نے سنا خوش ہو گیا گویا [illegible]
ہو جانے سے اسکا دل ٹوٹ گیا تھا اور شکستہ دل ہو رہا تھا مگر اس خبر کو سنکے خوش ہو گیا اور
اپنے لشکر کو صدا دی کہ اے جوانان لشکر آگاہ و خبردار باشید کہ یہ جو لشکر آیا ہے تمہاری کمک کو آیا ہے جان
لڑا دو یہ وقت جان لڑانے کا ہے تمہاری کمک کے لیے لشکر تازہ دم آیا ہے وہ لوگ آج [illegible] برابر
لڑ رہے ہیں اسی وقت مار لینا چاہیے لشکر تازہ دم اور ہم [illegible] یہ جو محراب شاہ نے کہا محراب شاہ کے

چونکہ تازہ مسلمان ہوا ہے اپنی جان پر کھیلا ہوا مقابلہ کر رہا ہے ایک سردار قولین کی کمک کو سمندر سے آیا تھا مع اپنے لشکر کے کفار
سے مقابلہ کر رہا ہے چونکہ یہ بھی خدا پرست ہو گیا ہے وہ بھی کفار سے لڑ رہا ہے یہ معرکہ بڑا ہوا ہے کہ پناہ بذات خدا ہے فلاکت جنگ دیکھ کر فلک
انجم پر لرز رہا ہے فلک سر جھکائے ہوئے دیکھ رہا ہے ہر طرف صدائے ضرب و کش بلند تھی زمین اس معرکے سے کانپ رہی تھی یہاں
تو یہ معرکہ بڑا ہوا تھا اور لشکر کفار جما ہوا لڑ رہا تھا جب سے یہ سردار آیا ہے لشکر کفار کو بڑی قوت ہو گئی
ہے کیونکہ اسکے ہمراہ جو لشکر آیا ہے وہ لشکر تازہ دم ہے ابھی اُسے ایک دن گذرا تھا کہ یہ لشکر لڑ رہا ہے
اور ان دونوں لشکروں کو چار شبانہ روز گذرے ہیں کہ برابر مقابلہ کر رہے ہیں دو پہر کا وقت ہو گا کہ ایک
گرد اُڑی کہ جس گرد سے تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا کہ وہ گرد شق ہوئی اس گرد کے اندر سے ایک اور گرد پیدا
ہوئی کہ جسکا رنگ گلنار تھا کہ جسکے سبب سے تمام صحرا لالہ رنگ ہو گیا یہ معلوم ہوا کہ لالے کا تختہ کھل
گیا کہ وہ گرد قریب اس میدان کے آکر شق ہوئی اس گرد سے ایک نقابدار یاقوت پوش بصد جوش و خروش نکلا
اُسکے ساتھ اسی ہزار علم ہیں چار آئینہ پوش دوش بدوش رکاب برکاب خود فولادی سروں پر ہیں زرہ یاقوتی جسم پر ہے
ہاتھوں میں کمانیں دوش پر تلواریں کمر میں سپریں پشت پر ترکش دو دو سانگ نیزے ان کے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے
برابر چلے آتے ہیں وہ نقابدار سب کے پیش آگے آگے مرکب تیز رفتار پر سوار ایک ٹولی مرکب پر نیزہ رکھا ہوا اٹھائے ہوئے
طلائی ڈاب کمر میں پڑی ہوئی کمان کیانی دوش پر سپر پشت پر خود یاقوت نگار سر پر دستانے ہاتھوں میں موزے پاؤں میں
یاقوت کی کڑیوں کی زرہ پہنے ہوئے منہ پر نقاب یاقوت گون ڈالے ہوئے مرکب اڑاتے ہوئے چلا آتا
ہے اس نے جو یہ معرکہ دیکھا اپنے عیار سے کہا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ کیسی جنگ ہو رہی ہے اُدھر شمشیران و بادشاہ
کی اس پر جو نگاہ پڑی اپنے لشکر کے ہرکاروں سے فرمایا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ لشکر کہاں کا ہے ہرکارے چلے ادھر اس شاہ
نے بھی اپنے لشکر کے ہرکاروں سے کہا کہ تم بھی خبر لاؤ شاید ہماری کمک کو کوئی آیا ہے یہ ہرکارے ادھر
سے چلے راہ میں لشکر اسلام کے ہرکاروں سے اور نقابدار کے ہرکاروں سے سامنا ہوا انھوں نے
اُنسے پوچھا کہ تم کدھر جاتے ہو انھوں نے کہا کہ اس لشکر میں جاتے ہیں اس خبر کے لیے کہ یہ لشکر کہاں کا ہے اور
کدھر سے آیا ہے انھوں نے پوچھا تم کدھر جاتے ہو انھوں نے جواب دیا کہ ہم اس لشکر میں جاتے ہیں جو ابھی برائے
مقابلہ آیا ہے اس امر کے دریافت کرنے کو کہ یہ کس سے جنگ ہو رہی ہے ہمارے آقا نقابدار نے خبر منگائی ہے
چونکہ نقابدار نے اپنے عیار کو حکم دیا تھا اُسنے ہرکارے روانہ کیے تھے اسلیے کہ وہ یہ خبر سنکر آئے تھے کہ
کسی نواح میں لشکر اسلام فروکش ہے اور کفار سے مقابلہ ہے وہ بھی برائے مقابلہ کفار آئے ہیں ان ہرکاروں
نے کہا کہ ان نقابدار کا کیا نام ہے انھوں نے جواب دیا کہ نقابدار یاقوت پوش کہتے ہیں یہاں تو یہ تقریر ہو رہی
تھی اُدھر نقابدار کو تاب نہ رہی ایک مرتبہ مرکب اٹھا کر طرف جنگ متوجہ ہو کے چلا اسی ہزار مرکب کے ایک
مرتبہ قدم اٹھ گئے باگیں لیں اور ہمراہ نقابدار کے طرف لشکر کے چلے نقابدار نے تلوار نیام سے لی تھی
نقابدار کا تلوار لینا تھا کہ اسی ہزار تلواریں ایک مرتبہ نیام سے نکلیں اور سب طرف لشکر کے روانہ ہوئے
نقابدار نے نعرہ کیا کہ منم نقابدار سرخپوش ای کافران پر و ماوای ناہنجاران بھیا کہاں جاتے ہو میرے ہاتھ
سے بچکر اور پھر ایک مرتبہ اس امر کو دریافت کیا کہ کون لشکر کفار ہے اور لشکر کفار کی بہت بڑی پہچان یہ تھی
کہ انکے لشکر کے علم سیاہ ہوتے ہیں انکی پیشانی پر سیندور کے ٹیکے دئے ہوئے تھے اور گلوں میں تصویریں
پڑی ہوئی تھیں اس سبب سے نقابدار نے پہچان لیا کہ یہ کفار ہیں اور یہ پہچان لیا کہ یہ لشکر اسلام ہے کیونکہ
لشکر اسلام کے سبز رنگ کے علم تھے علاوہ سیاہ علموں کے کہ یہ تمام لشکر کفار کا ہے بس یہ دیکھکر نقابدار
نے یہ نعرہ مارا کہ منم نقابدار یاقوت پوش یہ جو نعرہ مارا اور تلواریں علم کرکے ایک مرتبہ اسی ہزار تلواریں ہمراہ

پڑیں اسی ہزار سر کٹ کر زمین پر گرے اور اسی ہزار مرکب قتل ہوگئے اور ادھر لقابدار کے ہرکارے
دیکھی یہ دریافت کرکے آگئے تھے اور لقابدار سے آکر عرض کیا تھا کہ لشکر کفار اور لشکر اسلام سے مقابلہ ہوا
ہے اور پیشتر صاحبقران کا ہوا اور یہ لشکر فیروز اثر شاہ ہی کا ہے کہ تصویر پرست ہے یہ سنا تھا کہ لقابدار نے
قتل کرنا شروع کیا تھوڑی ہی دیر میں لاکھوں کو تمام لشکر کو تہ و بالا کر دیا لشکر کا ستھراؤ کر دیا ایسی جنگ
واقع ہوئی کہ تمام لشکر میں ہلچل پڑ گئی میدان کشادہ ہوگیا لقابدار کی جو جرأت و شوکت صاحبقران نے
دیکھی ہوش جاتے رہے یہ حال تھا کہ ایک سوار اٹھا کر دوسرے سوار پر مارا کہ مع راکب و مرکب چور چور
ہوگیا دونوں سواروں کے استخوان ریزہ ریزہ ہوگئے یا یہ کیا کہ سوار کو مع مرکب اٹھا کر زمین پر مارا
کہ راکب و مرکب ایک ہوگئے اور استخوان سرمہ ہوگئے ہر مرتبہ دو دو چار چار کو اٹھا کر دے مارتا تھا
کہ وہ پیوند خاک ہو جاتے تھے ایسی چالاکی سے مقابلہ کر رہا تھا کہ لشکر کفار کے ہوش اڑے جاتے تھے
صاحبقران نے جو یہ جرأت لقابدار کی دیکھی اور سن و سال دیکھا کہ ایک جوان سولہ سترہ برس کا
سن ہے اور چہرے سے شوکت و شان پیدا ہے کہ دیکھ کر رعب و دبدبہ کو جو اس کے اڑے جاتے ہیں تمام لشکر کفار
پر رعب چھایا ہوا ہے لشکر کے سوار اسکی صورت دیکھ کر بھاگے جاتے ہیں صاحبقران اپنے دل میں فرماتے ہیں
کہ کیا جوان ہے اور کیا شوکت ہے اس شان و شوکت کا کوئی جوان آج تک نہیں دیکھا اس سن و سال میں
یہ جرأت اور یہ چالاکی اسی کا کام ہے ادھر لقابدار شمشیر زنی کرتا ہوا چلا جاتا ہے اور صاحبقران بھی کفار کی
... میں مصروف ہیں کفار ویسے بھی مقابلہ کرتے ہیں اور لقابدار کی جنگ کو بھی دیکھتے ہیں اور لقابدار کی تعریف
کرتے ہیں سردار ہر ایک کے زبان سے صدا ہے واہ کیا چالاکی ہے لقابدار کفار کو قتل کرتا ہوا چلا جاتا
ہے کہ ادھر سے مشرود بھی لڑتا ہوا آتا ہے کہ لقابدار سے مقابلہ ہو گیا کہ اس نے لقابدار کو دیکھ کر صدا
دی کہ اے لقابدار تو کدھر چلا آتا ہے تو نے لشکر میں تہلکہ ڈال دیا ہے تیری ہر ضرب سے سیکڑوں کفار
قتل ہو کر گرے ہیں تیغ سے ہر مرتبہ میرے کلیجے کو خون کر دیا ہے اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتا ہے برقع
بے حیائی کا منہ پر ڈال لیا اور لشکر ہمراہ لے لیا اور مقابلہ کرنے لگا بس آ آگے قدم نہ رکھنا میں
تیرا حریف آگیا ہوں یہ کیا تیری حرکت ہے کہ ان تین روپیہ کے پیادوں پر ہاتھ صاف کر رہا ہے مردان عالم
سے مقابلہ کر یہ جو مشرود نے پکار کر کہا لقابدار نے صدا دی کہ کیوں تیری قضا آئی ہے میں تیری جان کا ملک الموت
ہوں میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا ایک ضرب تیغ میں تیرا کام تمام ہوگا یہ جو لقابدار نے کہا تب
ایک مرتبہ مشرود مرکب کو تیز کرکے لقابدار کے روبرو آگیا آتے ہی ایک گرز ایسا مارا کہ مرکب لقابدار کا
اسی مقام رہا اور مرکب مشرود کا چھ قدم پسپا ہوا ہے مرکب کے گھٹنوں پر آرہا تھا اگر نہ سنبھل جاتا تو زمین
پر آرہتا لقابدار نے صدا دی کہ واہ ری تیری سواری و جوانمردی پہلی ہی ضرب میں رکاب پر بھی نہیں قائم ہوئی ہے
اور اپنے کو شہسوار کہتا ہے اور طاقت دکھاتا ہے ایک ہی لگاو رزنی میں تیرا حال کھل گیا یہ تقریر اسکی
لقابدار کی مشرود نے جواب دیا کہ اس تقریر سے کیا حاصل ہے اپنا وار کر لقابدار نے کہا کہ طریقہ ہمارا نہیں
ہے کہ ہم پہلے ضرب کریں جب تیری ضرب سے خدا بچا لیگا تو میں اپنا وار کرونگا یہ لقابدار کی تقریر سنکے
مشرود نے نیزہ اٹھا کر سینے کے لقابدار پر وار کیا لقابدار نے نیزے کو نیزے پر روک لیا اور نیزہ بازی ہونے لگی بازو
صاحبقران و دیگر سردار مقابلہ کر رہے تھے یا لقابدار کے مقابلہ کا تماشا دیکھ رہے تھے اور کوئی امر کا
خوف نکلا ادھر لقابدار نے پانچویں طعن میں اسکا نیزہ ہوائی کیا کیونکہ اسکو جلدی منظور تھی مشرود کا
جو نیزہ ہوائی ہوگیا نیزہ لینے کی حالت میں مستغرق ہوگیا برہم ہوکر وہ گرز جو کہ تیرہ سو من کا تھا اڑا لے پر سے اٹھایا

اور گرز جو چرخ دیکر بایا اور کہا کہ نقابدار خبردار ہو جاؤ نقابدار نے صدا دی کہ مین ہوشیار ہون تو وار
کر جیسے ہی مشرود نے عمود کا وار کیا نقابدار نے خالی دیا بلکہ دونون ہاتھ بلند کر دیے جیسے عمود
قریب سر آیا کلہ عمود پر ہاتھ ڈالدیا اور خوب استوار پکڑ کر جو جھٹکا دیا وہ مرکب پر سے سر کے بل آ
رہا پس اسنے عمود کو چھوڑ دیا نقابدار نے عمود کو لیکر اپنے نقابدار عیار کی طرف پھینکدیا اور کہا
کہ گرز اٹھا لو یہ گرز کسکام آئیگا یہ جو نقابدار نے کہا اسکے عیار نے وہ گرز اٹھا لیا اور لیکر اپنے جا کر
کو دیا جو کہ برابر اسکے عیار کے کھڑا تھا پس مشرود نے ایکمرتبہ تیغہ پنجسو من کا نیام سے لیا ایک تختہ
کا تختہ تھا اور سر نقابدار پر مارا نقابدار نے سپر کو سر کے پناہ کیا ادھر اسنے وار کیا نقابدار کی نگاہ
تلوار سے لڑی تھی جیسے ہی تلوار قریب سر آئی نقابدار نے سر جھکا دیا کہ علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا
بس جیسے تلوار قریب سر آئی نقابدار نے تھپکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی پھر اسنے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور
مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور وہی تلوار لیکر کہا کہ شعر تو ضرب بزدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی
از دل فراموش کن + یہ کہکر وہی تلوار لیکر اسپر جو وار کیا ہے یا وہ تلوار قبہ سر پر جھکی تھی یا زیر مرکب آ کر
بوسہ دیا مع راکب اور مرکب چار ٹکڑے ہوئے ادھر نقابدار نے صدا دی کہ یون ہمیشہ گوشمالی تم لوگ
کرتے ہین یہ میرا شکار تھا اسکے قتل کرنے کو مین بڑی دور سے آیا ہون تھکو اسکی قضا لائی تھی مین آج کی جا
ملک الموت تھا اسکا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تھا جام زندگانی چھلک چکا تھا جو بہادر ہوتے ہین وہ یونہی قتل
کرتے ہین اسنے اگر سنا گیا ہو کہ بڑا تہلکہ ڈالدیا تھا بڑے بڑے لوگ دعوے کرتے ہین کہ ہم صاحبقران
ہین یہ لڑائی نہ فتح ہو سکے کئی دن اسکو گذر گئے ہین کہ برابر مقابلہ ہو رہا ہے مین نے سنا ہے کہ آٹھ شبانہ
روز ہو چکے ہین کہ برابر مقابلہ ہو رہا ہے اب مین آیا ہون یہ معرکہ سر ہوا جاتا ہے یہ کہکر اور نعرہ کر کے لشکر کفار
پر جا پڑا اور جاتے ہی علم فوج کو قلم کیا کوس پر تلوار ماری کہ وہ چاک ہو گیا نقارچی کے دو ٹکڑے
ہوئے یہ جو شجاعت نقابدار کی اہل اسلام نے دیکھی سبکو جوش جرات آگیا اور ایکمرتبہ جو حملہ
کیا اور اہل کفار کو تلوار کے تلے رکھ لیا اور برابر قتل کرنا شروع کیا وہ جنگ مغلوبہ ہوئی کہ پناہ بخدا
خدا پھر برسنے لگے پھر خون کا دریا بہنے لگا پھر سر مثل گولے کے خاک پر گرنے لگے پھر تن خاک پر تڑپنے
لگے پھر بازار ملک الموت گرم ہوا یعنی ملک الموت روحین قبض کرنے لگے پھر آثار قیامت و رستخیز
برپا ہوئے پھر علم لشکر اسلام لہرانے لگے پھر خون کی طغیانی ہوئی پھر کشتی حیات طوفانی ہوئی پھر
زورق عمر کفار گرداب بلا مین آگئی اہل اسلام دریائے آہن مین شناوری کرنے لگے اور پھر پھر کر
کفار کو قتل کرنے لگے خون کی چھینٹین آسمان پر جانے لگین خون سے تمام زمین لالہ رنگ ہو گئی کہ معلوم
خون کا دریا روان تھا لاشین اسمین بہ کر جانے لگین نشان لشکر جو گرے ہوئے پڑے تھے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ مردے کفنائے ہوئے پڑے ہین یہ حال تھا کہ دفتر لشکر پریشان و اوراق شکستہ کوس شکستہ
اوراق دفتر منتشر ہو گئے پڑے ہین لشکر تہ و بالا ہے کوئی نہین خبر لینے والا ہے عجب قسم کی ابتری پڑی ہوئی
ہے تمام خیمے گر گئے ہین پڑاو لشکر کا لوٹ لیا گیا ہے اسپر جو گری پڑی تو ساری سپہ گری بھول گئے اب تو
ہر ایک کو جان کے لالے پڑے ہین ادھر نقابدار نے جسقدر نشان لشکر کے تھے سب قلم کر ڈالے کوس
رزمی توڑ ڈالے قرنا کھڑک کر رہ گئے کوس کا شکم پھول کر نقارہ ہو گیا باجے کی صدا مارے خوف کے
بند ہو گئی کتاب لشکر تیغ تیر سے پڑ گئے پر ورق جدا ہو گیا شیرازہ اوراق لشکر تتر بتر ہو گیا ہر طرف سے اوراق
لشکر اڑنے لگے گلشن لشکر مین خزان آگئی برگ خزان دیدہ کی طرح سر تڑپ رہے تھے ہر طرف مین خاک اڑ رہی تھی

جیسے روشن اور بطری پر خاک اڑتی ہو نہالان قد جو تھے وہ قلم کر ڈالے گئے تھے ہر طرف عالم خزان تھا ایک ایک ادھر ادھر چھپ رہے تھے افسرون کے خیمے مین جا کر پوشیدہ ہو رہے تھے تاکہ دست دشمن سے محفوظ رہین یہ سواران لشکر کا حال تھا ہر قطار وصف پریشان ہو گئی تھی رسالے کے رسالے پلٹنین کی پلٹنین خاک مذلت پر سرنگون تھین کاسہ سر مٹی کے مول تھے بازار مرگ گرم تنون پر بہادرون کے خون کی پوشاک تھی جسم پر زخمون کی تہ ہتھیان پڑی ہوئین تھین یا گل زخم نخل قد پر کھلے ہوئے تھے سروپر خود کا سہرہ بندھا ہوا تھا دولہا بنے ہوئے عروس مرگ سے ہمکنار ہوتے تھے عروس مرگ کو بیاہ کر لاتے تھے سوا زخم کے کوئی کو کچھ تھا کہ فرار کو بن سوا گوشہ کمان کے گوشہ امان نہ ممکن تھا ہر ایک چلا کے بھاگ رہا تھا مرغ شرار کے سن سے ادھر سے ادھر جاتے تھے آنکھ بھی پر قلم ہو جاتے تھے بالا سے آسمان زاغ و زغن کا مجمع تھا کہ وہان اتنا انبار گوشت و خون ہوا تھا وہ لوگ برائے تلاش گوشت آگے تھے کہ اپنا پیٹ بھر لین مگر تلوار ایسی چمک رہی تھی کہ کوئی قصد نیچے آنے کا نہ کرتا تھا سب بالا ہوا منڈلا رہے تھے سب خوش ہو رہے تھے کہ برسون شکم سیر ہو کر کھائینگے وہ معرکہ پڑا تھا کہ فلک پیر دنگ بہادرون کی لڑائی سے حیران صورت تصویر پریشان فلک پر بھی سناٹا تھا ایسا رن پڑا تھا کہ سب فلک پیر سر جھکائے دیکھ رہا تھا ہر حباب

نظم

نہ دیکھا نہ ایسا سنا معرکہ
کوئی تھا جو بیدست نے سر کوئی
نمودار تھا فوج کا رو کشا
کوئی دو تھا اور کوئی چور نکتا
غضب برق شمشیر کی تھی چمک
بدف گھنگرج وہ لڑائی ہوئی

قیامت کی اس دن لڑائی ہوئی
نہ سالم رہا لڑکے افسر کوئی
کسی کا جو دیکھا تو پنجہ نہین
کسیکو بھی حسرت کوئی نہ ڈنک تھا
سمایا ہوا تھا مرنے کو ایسا ڈر
کہ دم مین صفون کی صفائی ہوئی

غضب کا تھا تیغ تھا ہر کہ
ہزارون کے سر کی جدائی ہوئی
زبردست ہر ایک تھا بازو کٹا
کسی چشم بد کا سکتہ نہین
لڑتا تھا وہشت سے تیر تفنگ
کہ بھولا تھا جلادی کا سب ہنر
چارون طرف نصب تھے کار

رہے تھے اکی جوانان باپوشیدہ با جامہ زبان نہ پوشیدہ حباب معلوم ہونے لگی تھی تلوار چل رہی تھی ہر طرف کفار پر ہجوم تھا لشکر اسلام صبر کر و فر لڑ رہا تھا لقا بدار نے تو قیامت برپا کر دی تھی صاحبقران کی تلوار تو کسی نہ کرتی تھی لقا بدار تیغ خارہ شگاف علم کیے ہوئے مقابلہ کر رہا تھا دم شجاعت و جرأت بھر رہا تھا ادھر سرداران لشکر اسلام اپنی صفائی اور قوت دست دکھا رہے تھے کہ بادی و شاید یہ وار کی صفائی تھی کہ ہر مرتبہ سوار کے مع مرکب دو ٹکڑے ہوتے تھے جسکے تڑ ھکر یا تم مارا وہ جہنم واصل ہوا کشتون کے جا بجا انبار ٹھوکرین کھاتے پھرتے تھے سر کفار کے خون کے تھالے بھرے ہوئے تھے لاشے خاک و خون مین غلطان پڑے ہوئے تھے کشتی حیات کفار دریائے فنا مین غرق ہو چکی شمشیر آبدار لشکر اسلام کی یہ کثرت تھی کہ از غرب تا شرق جنگی تلوار سے کفار کے سر جدا ہو رہے تھے کفار کے لشکر سے قیامت کی تلوار چل رہی تھی کہ آسمان بھی تھرا رہا تھا زمین کانپ رہی تھی خون جنگل مین ایسا بہا کہ نمونہ دریا جنگل ہو گیا آسمان مثل حباب نظر آنے لگا سیلاب خون نے صد ہا قصر تن ڈبو دیے ایسی بحر خون کی طغیانی ہوئی کہ کشتی عمر طوفانی ہوئی اب دو شعر نظم کے سنیے

نظم

بسمل تھے جسم ماہی بے آب کے مثال
تھا حال ایسا لشکر کفر اشتباہ کا

سر تیر سے تھے خون مین یا حباب وار
طوفان مین جیسے ہو ماہی عالم جہاز کا

طوفان رزمگاہ مین ہوتا تھا یہ حال
میدان رزمگہ مین تلاطم تھا آتشکا
صاحبقران کشور گیر و دلیر

بانکپن و لقا بدار سر خویش کا یہ حال کہ تلوارین ہاتھون مین بھی ہو بتین نسبہر جا پڑے اور ہاتھ لگا کے وہ ٹھنڈا ہوا

سید حافظت میں مالک کے گیا اُسنے واصل جہنم کیا کسی کو قاش زین تک اٹھا کر زمین پر مارا وہ پیوند خاک
خاک ہوا قسمیں تیغہ نقابدار کو وہ شگافت پڑا اسکو دو ٹکڑے ہو گئے یا جنشید یہ دیکھ لیا کہ میری طرف نقابدار آتا ہے مثل
روباہ کے بھاگ گیا خواجہ ثالث نے قیامت برپا کی اسکو آجک کے مارا اسکو لپیٹ کے دو کیا کسکو
حقہ آتشبازی سے جلا دیا کسکو آب شمشیر پلا دیا ہر سردار سے ہر طرح مقابلہ ہو رہا تھا سیکڑوں سر زور کا
کھیت ہو رہا تھا سروں کے انبار میدان کارزار تھوں کے ڈھیر دام اجل کا پھیلا ہوا غازیان لشکر اسلام
بھی اس جنگ میں جان بحق تسلیم ہوئے فلک کجرفتار کو انکا قلق ہوا سیکڑوں مجروح ہوئے اکثر غازی
کھائے زخم کی برچھیاں سینے پہ جھوم رہے ہیں قبضہ شمشیر آبدار چوم رہے ہیں عندلیب شجاعت پر نغمہ سرا
ہوا ہے باغبان دیکھ وہ پھیپھڑ رہا ہے اجل طائران جان کا شکار کر رہا ہے قفس جسم کی تیلیاں شکست ہیں نخل
مراد لشکر اسلام بارور ہے مزرعہ حیات کفار خشک زیادہ تر ہے اسکو کہ کارزار میں عجب تزلزل ہے زمین کارزار
تھمائے مرکب سے ہل رہی ہے مرگیاں کفار کو قتل پھر رہے ہیں چہار طرف یہ غل ہے کہ جائیں کدھر
کفار کو اس معرکے سے بچا سکے وہ فوج کفار بھاگنے کی نہ سر کر رہی ہے کچھ بے سرو پا بھاگی جاتی ہے غل ہے کہ بھاگو
بھاگو موت پیچھے لگی چلی آتی ہے ہاکو تو کوئی گوشہ امان کا سوائے گوشۂ کمان نظر نہیں آتا ہے اور نہ کوئی کوچہ
بھاگنے کا بجز کوچہ زخم کے ملتا ہے یہ عالم ہے جدھر جسنے منہ اٹھایا بھاگا کچھ پیچھے پھر کر نہ دیکھا کہ ہمارے ساتھ کو
کیا گذری مگر دام اجل نے اسکو نہ چھوڑا کسی نہ کسی نے لشکر اسلام کے سرداروں کا شکار ہوا بعضوں کی آنکھوں
کے نیچے اندھیرا آگیا خود ٹھوکر کھا کے گر پڑا اوپر سے ہاتھ تلوار کا پڑا دو ٹکڑے ہوا باپ کو بیٹا نہ بھائی دیا
بیٹے کو باپ بھائی کو بھائی نہ دکھائی دیا دوست کو دوست نے نہ پہچانا یہ بھی نہ جانا کہ کون ہے لشکر اسلام ایسا
غالب آیا ہے اہل کفار کے دلوں پر ایسا خوف چھایا ہے کہ سب بدحواس ہیں سامان ہراس ہیں دل قابو میں نہیں
ہیں زور بازوؤں میں نہیں ترکش سے تلواریں ڈھونڈھتے ہیں میان سے تیر نکالتے ہیں الٹے ہو گئے ڈھنی کے
لیے کوباگ کے کھینچے ہیں تنگ گھوڑوں کے ڈھیلے ہو گئے ہیں بجائے رکاب کے بدحواسی میں
اپنے پانوں رکھکر گھوڑے پر سوار ہوئے ہیں الغرض اسی طرح فوج کفار قطار در قطار تتر بتر آگے پیچھے
بھاگی گھوڑے چھوٹ گئے دل بڑے بڑے پہلوانوں کے ٹوٹ ٹوٹ گئے ہتھیار پہلوانوں
کے بیکار سپاہیوں نے تلواریں پھینکدیں غرض پیر فخر الدین ایک چشم زدن میں میدان کارزار بیابان سے
وہاں تک صاف ہوگیا کفار بھاگ بھاگ کر ادھر ادھر پوشیدہ ہونے لگے اب صاحبقران اور
مہراب شاہ سے مقابلہ ہوگیا صاحبقران نے مہراب شاہ کو ڈانٹا کہ او گبر نابہنجار کدہر جاتا ہے میں
تیری جان کا ملک الموت آن پہونچا اُسنے پلٹ کے تلوار کا ہاتھ صاحبقران کے مارا صاحبقران نے
سپر پر کاٹ کر کمر بند میں ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور پہلے ہی زور میں قاش زین سے
اٹھا کے بلند کیا کفار نے دیکھا ہمارا بادشاہ گرفتار ہوگیا جو کچھ حواس باقی تھے وہ بھی جاتے رہے
ادھر صاحبقران نے اسے گرد سر چرخ دیکر زمین پر مارا خواجہ نے دوڑکر کمند سے اسکی مشکیں باندھ لیں اور
نظر بند کیا اب صاحبقران تلوار علم کرکے لشکر کفار پر جا پڑے چاروں طرف سے لشکر اسلام نے
راہیں بھاگنے کی بند کردیں لشکر کفار کو قتل کرنا شروع کیا ایک طرف سے نقابدار یاقوت پوش مع اپنے
اسی ہزار سواروں کے شمشیر زنی کرتا ہوا اُن روباہ خصلتوں کا مثل شیر ژیان شکار کرتا ہوا چلا آتا ہے ایک
جانب سے لشکر اسلام و سرداران لشکر اسلام اپنی جرأت دکھلا رہے ہیں علمہائے لشکر کفار سرنگوں ہیں
کوئی گوشہ کفار کو پناہ کا نظر نہیں آتا ہے جبکہ چاروں طرف سے لشکر کفار پر دباؤ پڑا آخر کو انھوں نے

عاجز ہوکر صدا دی کہ ہم خواستگار امان ہیں ادھر سے اہل اسلام نے جواب انکو دیا کہ امان بشرط ایمان تم اگر مذہب
تصویر پرستی ترک کرو تو تمکو امان دیجائے انھون نے عرض کیا کہ تا زندہ ہم ہیں ہم آپکی اطاعت اور
فرمانبرداری سے باہر نہیں ہیں آپ ہمارے حال پر رحم فرمایئے بقول کسی کے آپ نہ بندیم جہان نہ رہیم
جان سے تو جہان ہے یہ کہا جو سردار قتل ہونے سے بچ گئے تھے وہ تلوارین پھینککر اپنے ہاتھون
رومال سے باندھکر مثل گنہگارون کے سر کو جھکا کر خاموش کھڑے ہو رہے یہ جو حال انکا دیکھا
کے سوارون اور پیدلون نے اپنے افسرونکا دیکھا انھون نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا پھر تو حال
صاحبقران لشکر کفار کا دیکھکر بہت خوش ہوئے اور حکم فرمایا کہ اب انکو کوئی قتل نکرے مشقت کرکے یہ
جنگ سے عاجز آگئے ہیں اور انھون نے امان طلب کی ہم رحیم ہیں اور اسی کریم کے بندے ہیں کہ جو
اپنے بندون کا صریح گناہ دیکھتا ہے اور معاف کردیتا ہے اور بخش دیتا ہے ہمارے خاندان کا یہ طریقہ
نہیں ہے کہ جو امان طلب کرے اسپر ہم زیادتی کرین یہ سنکر لشکر اسلام نے وغازیان اسلام نے ہاتھ
روک لیا اور بیڑا وکواہل کفار کے لوٹ لیا نقابدار باقوت لوش نے جب یہ معرکہ دیکھا کہ کفار نے
امان طلب کی اور صاحبقران نے انکو امان دی اپنے غیار سے کہا کہ اب یہان ٹھہرنے کا موقع
نہیں ہے اپنے قیامگاہ کی طرف چلو یہ کہکر اور صاحبقران کی طرف دیکھکر بآواز بلند یون کہا
کہ بہادر جو ہیں وہ یون جنگ سر کرتے ہیں اور یہ وہی کفار تھے جو چار شبانہ روز سے مقابلہ کر رہے
تھے یہ ہمارے قدم کی برکت تھی کہ دو پہر کے عرصہ میں لڑائی فتح ہوگئی اور جیسے اس سردار کو
قتل کیا جو کہ اپنے وقت کا رستم تھا پس تمکو لازم ہے کہ اتنا نہ صاحبقرانی ہمکو دو کہ ہم صاحبقران ہین
اسی قوت اور طاقت پر تم دعوے صاحبقرانی کا کرتے ہو خیر اسوقت تو مین جاتا ہون کہ مجھکو
ضرورت ہے ایکی مرتبہ اگر تمنے بخوشی خاطر مجھکو اتانہ صاحبقرانی کا دیدیا تو بہتر ہے ورنہ بقوت بازو
تمسے لیلونگا کیونکہ صاحبقرانی میرا حق ہے یہ بالکل صاحبقرانی ناانصافی کی ہے اب جب کبھی مقابلہ
پڑیگا تو میرے زور و طاقت کا تمکو حال معلوم ہو جائیگا مین اس شخص کا فرزند ہون کہ جسنے ہزارون
کفار کشتی مین اپنی عمر عزیز صرف کی اور لاکھون پہلوانان زبردست تہ تیغ بیدریغ کردیئے اور
مین اس خاندان سے ہون کہ جس خاندان کے بزرگون نے بڑے بڑے معرکے سر کیے ہیں اور
ہمیشہ اپنے ہمچشمون سے زیادہ رہے ہیں یہ صدا دیکر اور اپنے مرکب تیز رفتار کو اڑا کر جیسا کہ
آیا تھا مع اپنے لشکر جرار کے روانہ ہوا اور اسقدر تیز گیا کہ گرد لشکر بھی نظر نہ آئی ادھر صاحبقران
نے یہ تقریر سنکر خواجہ سے کہا کہ یہ نقابدار ہمارے خاندان سے معلوم ہوتا ہے اے خواجہ بڑا جری
اور بہادر ہے اسکی جرأت کی کیا تعریف کرون کوئی میرے دل سے پوچھے جب سے مین نے
اسکو دیکھا ہے ایک محبت سی پیدا ہو گئی ہے خواجہ نے کہا کہ آپکا تو یہ حال ہے کہ جہان کہین جوان مرد کو یا بہادر
کو دیکھا اس سے محبت ہو گئی ہوگی وہ تو اتانہ صاحبقرانی طلب کرتے ہیں اور آپکو اس سے محبت
ہے ابھی چند دن کا ذکر ہے کہ نقابدار سبزپوش کو دیکھا تھا اسکی بھی محبت آپکو ہوئی تھی اور کسقدر
بیقرار ہوئے تھے کہ اسکے اشتیاق ملاقات مین اسکو نامہ تحریر کیا تھا آپنے یہ بھی نہ خیال کیا کہ کیا کہتے
ہو وہ بھی اتانہ صاحبقرانی طلب کرکے اور وعدہ کرکے چلا گیا کہ مین ایکی مرتبہ آکر آپکی صاحبقرانی
کا امتحان کرونگا اے صاحبقران نقابدارون سے خوف کرنا چاہیے اور انکے منہ نہ چڑھنا
چاہیے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں کہ انھون نے برقع بیحیائی کا اپنے منہ پر ڈال لیا اور جو چاہا وہ کیا اور

چلے گئے پس لازم ہے کہ ان لوگون کو اُنکے حال پر چھوڑ دیجیے اور انکی ملاقات کی فکر نہ کیجیے ورنہ انکے
ہاتھ سے سوا رنج کے کچھ حاصل ہوگا صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ یہ تو کیا ان کا تو دیکھکر
محبت ہو گئی ہے خواجہ نے جواب دیا کہ اگر محبت ہو گئی ہے تو پھر تا شہ صاحبقرانی زمین سے ایک شے
حوالے کیجیے اور یہ کہیے کہ تم دونون آپس مین مقابلہ کرو مین خانہ کعبہ جاتا ہون صاحبقران نے
کہا کہ یہ تو نہو گا کہ اب ان سے مقابلہ مین انکو اٹھاؤ صاحبقرانی دون اس حالت مین جو انمین سے
غالب آ گئے یہ حال اسکا ہی فرما کے بادشاہ کو ہمراہ لیکر مع اپنے لشکر کے طرف اپنی فرودگاہ کے
تشریف لے چلے اور کفاروں سے کہا کہ تم لوگ جاؤ کل بوقت صبح حاضر خدمت عالی ہونا اور
خیمے انکو برائے قیام عنایت فرمائے اور ایک سردار کو حکم دیا کہ تم جو کشتگان اہل اسلام ہین
انکے لاشونکو جمع کرکے نماز جنازہ پڑھوا اور دفن کرکے داخل لشکر ہو اور محاسبان لشکر کو طلب
کرکے فرمایا کہ حساب کرو کہ کسقدر اہل اسلام آج بدرجۂ شہادت فائز ہوئے اور کتنے کفار اہل اسلام
کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے یہ حکم دیکر صاحبقران مع لشکر فیروزی اثر کی طرف اپنی قیام گاہ کے
تشریف لائے اور داخل بارگاہ فلک جاہ مع بادشاہ جمجاہ اور سرداران نامی کے ہوئے اسوقت
زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے گئے زخم کے پھاہے چڑھائے گئے صاحبقران نے شکرانہ
ادا کیا اور حمد پروردگار بیشمار کی بعد اسکے سب سرداران کو رخصت کیا اور خود اپنے خیمہ خاص
مین جاکر لباس تبدیل کیا اسی طرح سے بادشاہ نے اور دیگر سرداروں نے اپنی اپنی بارگاہون مین
جاکر تبدیل لباس کیا چونکہ چار شبانہ روز سے جاگے ہوئے تھے ہر ایک نے آرام کیا خواجہ بکی بعد
برخاست ہونے دربار کے پھر میدان قتل گاہ مین آئے اور جو لاشے کفار کے پڑے ہوئے تھے انکے
بیشکے لباس اتار لیے اور جو کچھ انکی گردن مین نکالا وہ لے لیا اور سونے کے زیور جو کہ مقتولون کی
تھیں و دیگر آلات حرب و ضرب جو کہ میدان مین پڑے ہوئے تھے انکو اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور
وہان سے آن کے اپنے خیمہ خاص مین سو رہے ادھر لشکر اسلام نے گھرون مین سب آسودہ ہو گئے
مال غنیمت بہت کچھ ہاتھ آیا تھا اسکا حصہ ہونے لگا وہ جو سردار کہ صاحبقران نے برائے دفن کشتگان
اسلام اس میدان جنگ مین گیا تھا اسنے سب لاشون کو اہل اسلام کی جمع کیا اور ایک مقام پر
نماز پڑھکر دفن کیا اسکے بعد اپنے لشکر مین آیا اپنے خیمے مین آرام پذیر ہوا اور محاسب ہر دو لشکر کے
کشتونکا کر لیا یہان تک کہ اسقدر دن رات مین مارے گئے بعد اپنے خیمے مین آرام کیا اور بوقت سحر
ہر ایک بیدار ہوا وضو کرکے دوگانہ ادا کیا بعد الفراغ نماز و وظیفہ درباری لباس پہنکر حاضر بارگاہ
فلک جاہ ہوئے اور اپنے اپنے دنگل و کرسی پر متمکن ہوئے کہ اتنے عرصہ مین صاحبقران بھی نماز
وغیرہ سے فراغ حاصل کرکے بارگاہ مین تشریف لائے سب برائے تعظیم کھڑے ہوئے مجرا کیا
صاحبقران سب کا سلام و مجرا لیتے ہوئے اپنے دنگل شوکت پر آنکے رونق افروز ہوئے کہ اس
عرصہ مین آمد آمد بادشاہ کا غل ہوا سرخ پردے چرخی پر کھنچے ظل الہ جہان پناہ رونق بارگاہ
فلک جاہ مالک تخت ملک سلیمان برآمد ہوئے صاحبقران کا پہلے مجرا ہوا بادشاہ نے سینہ پر ہاتھ رکھا
کہ تمھاری جگہ ہمارے دل مین ہے پھر اسکے بعد اور سردارونکا مجرا ہونے لگا بادشاہ سب کا مجرا
لیتے ہوئے قریب تخت تشریف لائے اور تخت کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق بخشی کہ اس عرصہ
مین محاسب نے حساب لاکر پیش کیا ملاحظہ جو فرمایا تو معلوم ہوا کہ اس جنگ مغلوبہ مین اسی ہزار

اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار قریب دو لاکھ کے واصل بجہنم
ہوئے یہ دیکھکر بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ بڑی جنگ مغلوبہ ہوئی اور بڑا کھیت پڑا
ایسا معرکہ کم پڑتا ہی کفار بھی خوب لڑے اہل اسلام نے انکو خوب قتل کیا چار شبانہ روز معرکہ رہا برق شمشیر
چمکا کی خون کے دریا بہائے در اصل امر یہ ہی کہ کفار بھی خوب جم گئے تھے کسی صورت سے مقابلہ سے دست بردار
نہوتے تھے یہ جو پہلوان آیا تھا بڑا زبردست تھا مگر اُس نقابدار یاقوت پوش نے اگر اسکو قتل
کیا وہ نقابدار بھی بہت بڑا زبردست اور بہادر تھا ایک ضرب میں اسکے دو ٹکڑے کیے خوب
مقابلہ کیا آپنے ملاحظہ فرمایا تھا کہ کیا اُسکا سن و سال تھا ابھی تو وہ بہت کم سن ہی مگر غضب کی چالاکی
اور چستی جسم میں ہی اور قیامت کی جرأت و دلاوری طبیعت میں تھی آتے ہی لشکر کفار کا صفایا کر دیا
تمام لشکر کو درہم و برہم کر دیا ورنہ یہ مقابلہ کل ختم ہوتا ہاں سر تو ضرور ہوتا اور ظفر بھی ہماری ہوتی
مگر دیر لگتی کیونکہ لشکر کفار کی کمک کو لشکر تازہ دم آگیا تھا اُسنے آکر پہ معرکہ سر کیا تھا اسی لشکر کے
سبب سے ایک شبانہ روز اور مقابلہ رہا جو بادشاہ نے فرمایا صاحبقران نے اُسکا جواب دیا
کہ میں کیا کہوں کہ جو جرأت و شوکت نقابدار دکھا گیا آج تک تو ہمنے کسی میں نہیں دیکھی جو
کہ نقابدار میں پائی گئی اس کم سنی کے زمانہ میں کیوں شہنشاہ ایسی ہی جرأت نقابدار سبز پوش
میں تھی شہنشاہ نے عرض کیا کہ اُسنے بھی وہ جرأت دکھائی تھی کہ ماید و شاید میں یہ خیال کرتا تھا کہ
اُس سے بڑھکر کوئی بہادر نہ ہوگا مگر یہ نقابدار تو اُس سے بھی زیادہ نکلا اُس سے کم سن معلوم ہوتا ہی
اور بہادر بھی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ نہ معلوم کس طرف چلا گیا اور کدھر سے آیا تھا اور کس خاندان
سے ہی مگر اتنا تو ثابت ہوتا ہی کہ اسی خاندان سے ہی اگر پھر آئیگا تو ثابت ہو جائیگا ای خواجہ ان
ہرکاروں کو طلب کرو کہ جو براے خبر طرف لشکر نقابدار کے گئے تھے جبکہ لشکر آچکا تھا وہ لشکر کو دیکھکر
چلے آئے تھے خواجہ نے صاحبقران سے کہا کہ کیا عادت سخت آپکی ہی کہ جہاں کسیکو دیکھا اور بہادر پایا
پھر اُسکی تلاش ہونے لگی کہ یہ کون ہی اور کہاں سے آیا ہی اجی جناب کوئی ہوگا ہمکو کیا سنا جاتا ہی
کہ یہی طریقہ صاحبقران اول و ثانی کا بھی تھا کہ اُنکے ذہن میں جو بات آگئی اور جس امر کی فکر ہوئی
وہ کرنے لگے بدون اُسکی اصلیت دریافت کیے ہوئے نہ باز آئے آپ بھی تو اُسی باغ کے
گل ہیں اور اُسی شجر کے ثمر ہیں کیوں نہ آپنے بھی وہی طریقہ اختیار کیا اچھا میں اُنھیں ہرکاروں کو
طلب کرتا ہوں یہ کہکر خواجہ نے بیرون بارگاہ آکر حکم دیا کہ وہ ہرکارے حاضر دربار ہوں جو کہ لشکر نقابدار
کی خبر کو گئے تھے یہ حکم دیا وہ جوڑی ہرکارے کی حاضر ہوئی خواجہ نے اُنکو دربار میں طلب
کرکے روبرو صاحبقران کے پیش کیا اُنھوں نے بادشاہ و صاحبقران کو مجرا کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ جب گرد بلند ہوئی تھی اور تم براے خبر روانہ ہوئے تھے اور اُس گرد سے نقابدار مع لشکر جرار
ظاہر ہوا تھا اور ہمنے دریافت کیا تھا تو کیا معلوم ہوا تھا اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم لشکر میں نہ پہونچنے
پائے تھے کہ اُس لشکر کے ہرکارے خود ادھر کو آتے تھے اُنھوں نے ہمسے راہ میں دریافت کیا کہ
یہ کس لشکر سے جنگ ہو رہی ہی ہمنے انکا اسم مبارک اور سہراب شاہ کا نام لیا بعد اسکے ہمنے اُنسے
دریافت کیا کہ تم کون ہو اور کدھر جاتے ہو تو اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم لشکر نقابدار کے ہرکارے
ہیں اسی خبر کو اِس لشکر کی بابت ہمنے دریافت کیا تھا کہ نقابدار کا اسم نامی و گرامی کیا ہے
اُنھوں نے جواب دیا کہ نقابدار یاقوت پوش ہم اور کچھ دریافت کیا چاہتے تھے کہ لشکر نقابدار آگیا ہم

تلوارین لیکر لشکر کفار پر آ پڑے اور مقابلہ کرنے لگے ہم اور کچھ نہ دریافت کرنے پائے کہ پھر اسقدر
موقع نہ ملا کہ دریافت کرتے ہان ان غلامون نے اُسوقت کچھ قصد کیا تھا جبکہ نقابدار شکست کھاکر
بعد فرار ہونے کفار کے و اسیر ہونے محراب شاہ کے اور بعد ازان دیکھے حضور کے لشکر کفار کو
نقابدار وہ تقریر کرکے مع اپنے لشکر کے طرف صحرا کے روانہ ہوا تھا ہم لوگ آپکے عقب مین چلے تھے
کہ جہان یہ لشکر فرد کش ہو وہان دریافت کرین تھوڑی دور گئے تھے کہ وہ لشکر ایسا تیز روان ہوا
کہ جسکے عقب مین جانے سے ہم عاجز رہے اور ہمارے خیال کے بھی پانون بھول گئے و ہر کارے
نگاہ سے تھک کر رہ گئے ہم مایوس ہوکر واپس آئے خداوند گرد لشکر بھی تو نہ ملی یہ جو ہر کارون
نے عرض کیا صاحبقران نے انکو انعام دیکر رخصت کیا اور خواجہ سے فرمایا کہ اگر تم کوشش کرتے
تو ضرور حال معلوم ہو جاتا پس تمنے کوتاہی کی خواجہ نے جواب دیا کہ مین کوئی دیوانہ نہ تھا کہ خواہ مخواہ
اپنے کو زحمت مین ڈالتا نہ کارے نہ نکلے دوسرے مین نقابدار کے نام سے خوف کرتا ہون کیونکہ
جس شخص نے برقع بیحیائی کا مونھہ پر ڈال رکھا تو اسکو کیا ضرورت ہے کہ وہ کسیکی مروت کرے ایسے
لوگ نہایت کج خلق و بیمروت ہوتے ہین نہ معلوم لشکر مین جاکر نقابدار کے اپنی آبرو دینا ہے جو خواجہ نے
کہا صاحبقران نے جواب دیا کہ بہت ٹھیک بات کہی مین بھول گیا تھا خیر جو کچھ ہوگا معلوم ہو جائیگا
اب اس ذکر کو جانے دو جب وقت آئیگا ظاہر ہونے کا آپ ہی ظاہر ہو جائیگا یہ فرماکے حکم دیا کہ قیدیون کو
لاؤ کہ انکا دربار کیا جائے اور محراب شاہ کو بھی حاضر کرو اور یہ شمار کرو کہ کسقدر لوگ ہمارے
لشکر کے زخمی ہوئے ہین انکے علاج کی فکر کی جائے یہ جو حکم دیا اُسیوقت یہ خبر داروغہ زندان کو
پہونچی وہ محراب شاہ و پیلان و دیگر سردارون کو لیکر طرف دربار شاہی و بارگاہ جہان پناہی
کے مع تمام محراب شاہ کے سب قیدی قریب پانچہزار کے تھے زنجیرین کھڑکھڑاتے ہوئے چلے آتے تھے
چونکہ قاعدہ یہ تھا کہ جب لڑائی فتح ہوئی ہر سردار کے عیارون نے اپنے اپنے مالک کے قیدیون کو
حوالہ داروغہ کیا تھا اسی طور سے خواجہ نے بھی پیلان و محراب شاہ و دیگر سردار جنکو صاحبقران
نے اسیر کیے تھے اور خواجہ نے زیر زنبیل کیے تھے میدان جنگ سے آکر داروغہ زندان کے
سپرد کیے تھے تاکہ جب وقت سحر دربار کیا جائے تو یہ لوگ حاضر کیے جائین چنانچہ ایسا ہی ہوا جبکہ
حکم داروغہ کو پہونچا تو وہ سب قیدیون کو لیکر حاضر دربار ہوا جواگاہ سے مجرا کیا اور عرض کیا کہ قیدی
حاضر ہین پس صاحبقران نے حکم دیا کہ کرسیان حاضر کیجائین پس اُسیوقت کرسیان حاضر کی گئین
صاحبقران نے ایک کرسی روبرو اپنے دنگل کے بچھوائی وہ کرسی مرصع کار تھی اسیر محراب شاہ سے
کہا کہ آپ تشریف رکھیں یہ سنکے محراب شاہ کرسی پر بیٹھ گیا اسی طور سے پیلان کو کرسی مرحمت
ہوئی پھر تو ہر اسیر کو اُسکی لیاقت کے موافق جگہ دی گئی یہ طریقہ تھا دربار صاحبقران کا کہ جو قیدی دربار مین
آتے تھے خواہ معزز ہون خواہ غیر معزز وہ کھڑے نہین کیے جاتے تھے انکو بیٹھنے کو ملتا تھا یہ صاحبقران
کے خلق کے خلاف ہے اور خلاف مروت ہے اس [illegible] سب اسیران کفار کو بیٹھنے کی اجازت سب سرداران
مقامات پر بیٹھ گئے مگر حالت یہ ہے کہ سب طوق و زنجیرین گرفتار ہین اسی طور سے بیٹھ گئے صاحبقران نے
محراب شاہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ کیون محراب شاہ ہمنے تمکو کیونکر زیر کیا آیا ہمنے اپنے
عیار کو بھیجکر گرفتار کرالیا یا بزور قوت بازو اسیر کیا محراب شاہ نے سر جھکا کر کہا کہ حق یہی کیا عرض کرون
بس یہ خلاصہ ہے کہ جس طور سے بہادر زیر کرتے ہین آپنے اسی طور سے مجکو زیر کیا ہے کوئی مکر و فن

نہین کیا یہ کلام سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ پھر میری اطاعت کرنے مین کیا کچھ ہوا اور دین اسلام
کی شرکت کرنے مین اور اپنے مذہب کے ترک کرنے مین جو عذر ہو وہ بیان کرو یہ جو صاحبقران نے
فرمایا کہ اگر مہراب شاہ مذہب اسلام کے شریک ہو اور اپنا مذہب ترک کرو مہراب شاہ یہ کلام سنکے
خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے بیٹھا رہا پھر صاحبقران نے وہی تقریر فرمائی جو کہ پہلے کی تھی
مہراب شاہ نے پھر کچھ جواب نہ دیا اسی طور سے خاموش بیٹھا رہا تیسری مرتبہ صاحبقران
نے برہم ہو کر نگاہ قہر آلودہ دیکھکر مہراب شاہ سے فرمایا کہ مین تجھسے کلام کرتا ہون اور تم میری
بات کا کچھ جواب نہین دیتے ہو پس اب مین صاف صاف کہتا ہون اگر مذہب اسلام نہ قبول کرو گے
اور میرے کلام کا کچھ جواب نہ دو گے یاد رکھو کہ مین تمکو ضرور قتل کرونگا یہ فرماکے چند کلمہ حمد الٰہی بیان
سے فرمائے کہ جنکے سبب سے زنگ کفر آئینۂ دل سے مہراب شاہ کے دھو گیا اور قلب اسکا مثل
آئینہ کے صاف ہوگیا اگرچہ اسکا یہ قصد قبل سے تھا کہ مین اپنے مذہب کو ترک کرون جبکہ اسیر ہوا تھا لیکن فقط
سے صرف صاحبقران کی بات کا اس سبب سے جواب نہ دیا تھا کہ دل مین فکر مین ایسا محو تھا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے
صاحبقران کے کلام کو نہ سنا تھا جب تیسری مرتبہ صاحبقران نے اسکا کلام کو برہم ہو کر فرمایا تو اسکو ہوش
آیا اور صاحبقران کی طرف متوجہ ہوا اور صاحبقران کی تقریر سنی کہ جسکے سبب سے اسکا دل آئینہ
روشن ہوا وہ سیاہی کفر برطرف ہوئی شمع نور اسلام روشن ہوئی صاحبقران سے عرض کیا کہ مین خاطر جمع ہون
ضرور آپ نے مجھکو بزور بازو اسیر کیا ہے مین نے آپکی غلامی کی اور مذہب تصویر پرستی ترک کیا جو آپکا
مذہب ہے اسکو مین نے قبول کیا یہ جو مہراب شاہ نے کہا صاحبقران نے حکم دیا کہ اسکی قید کاٹ دو
دربار مین حداد حاضر رہتا ہی ہر قسم کے لوگ حاضر رہتے ہین کہ نہ معلوم کس کام کی ضرورت ہو جیسے ہی حکم ملا
کہ قید کاٹ دیجائے حداد نے دوڑ کر مہراب شاہ کی قید کاٹ دی مہراب شاہ قید سے رہا ہوئے
پس صاحبقران نے حکم دیا کہ کرسی مہراب شاہ کی ہمارے قریب لاکر بچھادو کرسی مہراب شاہ
کی برابر تخت صاحبقران کے بچھائی گئی صاحبقران نے مہراب شاہ کو کلمہ تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھکر از
سر صدق مسلمان ہوا مہراب شاہ نے پہلے قدم بادشاہ کے چومے دست بوسی حاصل کی بادشاہ
نے گلے سے لگایا دست شفقت پشت پر رکھا اسکے بعد صاحبقران کے قدمون پر گرا کہ آپ ہی کے
سبب سے مین راہ ضلالت سے نکلا اور سرچشمۂ ہدایت پر پہونچا صاحبقران نے گلے سے لگایا
اور فرمایا کہ تمہارے مقدر مین یہی تھا جو کہ پیش آیا اور کہا کہ جاکر کرسی پر بیٹھو مہراب شاہ مجرا کرکے
اپنی کرسی پر بیٹھ گیا پھر پہلوان سے کوئی سوال صاحبقران نے کیا وہ بھی از سر صدق مسلمان ہوا
وہ بادشاہ اور صاحبقران کے قدمون پر گرا اسکو بھی صاحبقران نے گلے سے لگایا مہربانی فرمائی بڑی
عزت سے پیش آئے پھر ہر ایک سردار از سر صدق مسلمان ہوا ان اسیرون مین وہی لوگ تھے
جو کہ مفرور و وہم سے مفرور کے ہمراہ آگئے تھے وہ بھی مسلمان ہوگئے کیونکہ انکا افسر ہاتھ سے لقا کے
کے قتل ہوگیا تھا کوئی انکا افسر نہ تھا سب از سر صدق مسلمان ہوئے راوی نے بیان کیا کہ وہ پانچ ہزار
جو کہ قیدی تھے سب دائرۂ اسلام مین آگئے قید سے رہا کیے گئے اور انکو علی قدر مرتبہ مقام بخشے گئے
پہلے مہراب شاہ سے صاحبقران نے فرمایا کہ تمہارا لشکر بھی امان طلب ہوا تھا مین نے انکو امان دی
اتفاق ہی کہ وہ لوگ بھی آتے ہونگے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ درگہ سالار نے آکر عرض کیا کہ لشکر مہراب شاہ
کے افسر و لشکر مفرور کے افسر حاضر در دولت ہین اور باریاب ہونا چاہتے ہین صاحبقران نے

فرمایا کہ انکو بھیجدو وہ حاضر دربار ہون یہ جو صاحبقران نے حکم دیا درگہ سالار بیرون بارگاہ گیا اور
انکو ہمراہ لیکر اندر بارگاہ کے آیا سبنے مجرا کیا انکو بھی کرسی بیٹھنے کو دی انھون نے جو دیکھا کہ ہمارا بادشاہ
و سپہ سالار و دیگر سردار سب بڑی عزت و توقیر سے حاضر دربار ہین یہی حال ہشرود کے لشکر کے افسرون
نے دیکھا کہ ہمارے لشکر کے سردار بڑی آبرو سے حاضر دربار ہین جب ان سبنے یہ دیکھا خوش ہوکے
ادھر صاحبقران نے انسے کہا کہ تم سبکو معلوم ہو کہ تمھارے بادشاہ اور تمھارے سردارون اور
افسرون سبنے میری اطاعت کی اور مذہب اسلام قبول کیا اب تمکو بھی لازم ہے کہ مذہب اسلام قبول
کرو انھون سبنے دست بستہ عرض کیا کہ ہم لوگون نے تو کل ہی سے آپکا مذہب قبول کیا تھا جب تو امان پائی ورنہ
ہم امان نہ پاتے یہی صورت ہماری زندگی کی ہوئی ہم پر کیا منحصر ہے بلکہ کل لشکر جو کہ اس معرکہ مین
قتل ہونے سے بچا ہے ایکے حضور لشکر ہمارے بادشاہ کا قریب پانچ لاکھ کے تھا انمین سے دو لاکھ تو قتل ہوئے
اور پچاس ہزار زخمی ہوے اور کوئی قریب پچاس ہزار کے فرار کر گئے پس ہم سبنے جو کہ یہان موجود ہین آپکا
مذہب قبول کیا اور کل لشکر نے بہی جو آپکے مذہب مین طرح تعلیم ہوتا ہو بیان فرمایئے صاحبقران نے
کلمہ تعلیم کیا ان لوگون نے عرض کیا کہ ہم جاکر لشکر کو بھی تعلیم کرتے ہین اسکے بعد ہشرود کے لشکر کے
سردارون نے بھی یہی تقریر کی اور کہا کہ ہمارا سردار اسی ہزار کا لشکر لیکر آیا تھا انمین پانچ ہزار مارے
گئے اور پانچ ہزار فرار کر گئے جو کہ باقی ہین وہ آپکا مذہب اسلام قبول کرنے کو مستعد ہین صاحبقران نے
انکو بھی کلمہ طیبہ تعلیم کیا یہ کے سب رخصت ہوکر صاحبقران سے باہر آئے اور لشکر مین آکر سبنے
لشکر کو مسلمان کیا اور کہا کہ تمھارا بادشاہ بھی مسلمان ہوگیا ہے تمام لشکر خوش ہوا زخمیون کے
علاج کی تدبیر ہونے لگی یہان بڑے عرصہ تک صاحبقران نے دربار کیا اسی دربار مین محراب شاہ
نے بادشاہ سے عرض کیا اور صاحبقران سے کہ اب مین رخصت ہو کر اپنے شہر کی طرف جاتا ہون
تاکہ اہل شہر کو مسلمان کرون صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ کیا مضایقہ ہے محراب شاہ نے عرض کیا
کہ مین امیدوار ہون کہ ایک عرض میری قبول فرمایئے وہ یہ ہے کہ مین نے یہ عہد کیا تھا کہ اگر مین نے
لڑائی فتح کی تو جشن کرونگا اور شکست ہوئی اور شریک لشکر اسلام ہوا تو صاحبقران کی دعوت کرونگا
لہذا میری دعوت قبول فرمایئے صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے قبول کی بادشاہ کی خدمت مین عرض
کیا بادشاہ نے بھی منظور کیا سب اہل دربار سے دعوت کا وعدہ لیا جب سب سے وعدہ لے چکا
اسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ اے محراب شاہ یہ ہشرود کون تھا اسنے عرض کیا کہ اے صاحبقران
میرے شہر کے حوالی مین ایک قلعہ ہے کہ اسکو ہشرود دیو کہتے ہین اسکا حاکم تھا اسکا یہ پیشہ تھا کہ وہ قزاقی
کرتا تھا اکثر میرا خزانہ لوٹ لیا مین نے لشکر کو اسکے مقابلہ کو روانہ کیا وہ لشکر شکست کھاکر بھاگا کیونکہ وہ
زبردست تھا اسنے کسی کی اطاعت نہ کی ہمیشہ خودسر رہا نہ معلوم کیا سبب تھا جو یہ اسوقت میری کمک
کو آیا یہ جو محراب شاہ نے عرض کیا صاحبقران نے فرمایا کہ قلعہ ہشرود دیو کا بھی مین نے لشکر عالم کیا تمھارے
قبضہ مین یہ قلعہ دیا اور اس لشکر کو بھی تمھارے زیر حکم کیا محراب شاہ نے اٹھکر سلام کیا ایک فرمان
بنام سرداران ہشرود دیو صاحبقران نے تحریر فرمایا کہ ہمنے تمکو زیر حکم محراب شاہ کیا ہے اور اسکو قلعہ
بھی حاکم کیا ہے تم اسکی نافرمانی نہ کرنا یہ فرمان لکھکر محراب شاہ کو دیا محراب شاہ وہ فرمان لیکر اور کل
سردارون کو اپنے ہمراہ لیکر بیرون بارگاہ آیا سرداران ہشرود دیو نے بھی محراب شاہ کی [illegible]
اطاعت کی پیمان سے جو محراب شاہ نے کہا کہ تم بھی چلو انسنے جواب دیا کہ مین خدمت صاحبقران [illegible]

نہ جاؤنگا اسی دربار مین حاضر ہونگا جب یہ کلام مہراب شاہ نے سنا تو خاموش ہو رہا ادھر صاحبقران نے
بہ عرض پیلان کی منظور کی اور اُسکو جگہ سرداران مین کرسی مرحمت ہوئی کہ وہ اُس کرسی پر بیٹھا
مہراب شاہ بیرون بارگاہ آیا اور سب سردارون کو اپنے لشکر مین لایا اور لشکر کو لیکر طرف شہر کے
روانہ ہوا یہ خبر ہرکارون نے اہل شہر و وزیر مہراب شاہ کو پہونچائی تھی جو کہ اُسکی طرف سے حاکم شہر کا
تھا کہ پندرہ دن تک معرکہ مقابلہ ہوا اُسکے بعد مہلت مہراب شاہ نے طلب کی صاحبقران نے
مہلت دی اُس عرصہ مین مہراب شاہ کا عیار صاحبقران کو اسیر کر لایا صاحبقران سے دربار
مین گفتگو کی اُنھون نے قید توڑ ڈالی اور جنگ مغلوبہ ہوئی اُسکا لشکر بھی اُنکی کمک کو آگیا تھا
مرزود اپنے قلعہ سے باہر آیا مہراب شاہ کی کمک کے لیے مع اسّی ہزار سپاہ کے آخر کو مرزود
بھی قتل ہوا مہراب شاہ نے شکست کھائی خود اسیر ہوئے جو لشکر کہ اُس جنگ مغلوبہ سے
بھاگا تھا وہ بھی خدمت مین وزیر کے آیا تھا کل حال سے آگاہ کیا تھا کہ یہ واقعہ گذرا ہرکارون نے
بھی یہ خبر دی تھی کہ سب قید ہوگئے لشکر نے امان طلب کی اُسکو امان ملی یہ خبر سنکے وزیر بہت پریشان
ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے وہ رات تو اُسکو فکر و تشویش مین گذری جبکہ صبح ہوئی تو اُسنے سب اہل شہر کو
جمع کیا تھا اور کل لشکر کو اور جو لشکر فرار کرکے آیا تھا اُسکو بھی جمع کیا اور کہا کہ کیا تدبیر کیجیے اُنھون
نے عرض کی کہ اے وزیر اعظم ہم کیا عرض کرین جو آپکی راے ہو اُسی پر عمل کرین یہ جو اہل شہر و اہل لشکر
نے کہا وزیر نے ہرکارون کو بُلا کر حکم دیا کہ جاکر دربار صاحبقرانی کی خبر لاؤ کہ کیا گذری کیونکہ آج دربار
ضرور کیا جایگا جیسا کچھ معلوم ہوگا وہ ہم کو سنائیے ہرکارے بموجب حکم وزیر دربار مین صاحبقران کے
آئے اُنھون نے جو یہ بات واقعہ گذرا تھا وہ بیان کیا وزیر نے جو یہ سنا کہ بادشاہ مسلمان ہوگیا اور
کل لشکر بھی مسلمان ہوا ہے اور قلعہ مرزود و سپہ بھی لشکر سمیت دین اسلام قبول کیا اور وہ قلعہ بھی مہراب
شاہ کے زیر حکم ہوا ہے صاحبقران نے اُسکو زیر حکومت دیا ہے اور کل قلعہ مطیع ہوا ہے یہ خبر وزیر
نے سنی اُسیوقت تمام اہل شہر و لشکر سے کہا کہ تم لوگونکو معلوم ہو کہ بادشاہ نے دین اسلام قبول
کیا صاحبقران کی اطاعت کی پس تمکو بھی لازم ہے کہ تم بھی اپنے بادشاہ کی پیروی کرو جیسا کہ اہل
اسلام کہتے ہین کہ الناس علی دین ملوکہم پس اسی امر مین تمھاری زندگی ہے پس سبنے منظور کیا
کہ اتنے مین خبر آئی کہ مہراب شاہ مع لشکر کے تشریف لاتے ہین یہ سنکے وزیر ارکین سلطنت کو
لیکر برائے استقبال گیا کہ اتنے عرصہ مین مہراب شاہ داخل شہر ہو چکا تھا راہ مین وزیر سے ملاقات
ہوئی وزیر نے سلام کیا بادشاہ کو لیکر دربار مین آیا مہراب شاہ تخت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ سب اہل
شہر حاضر دربار ہون اُسیوقت یہ حکم صادر ہوا کل لشکر جو کہ بھاگ کر آیا تھا اور جو کہ لشکر مہراب شاہ
یہان چھوڑ گیا تھا سب حاضر ہوا اہل شہر بھی حاضر ہوئے مہراب شاہ نے بعد اس حکم دینے کے
تمام اہل دربار کے روبرو حمد خدا بیان کی اور بیان کیا کہ ہمراہ مہراب شاہ کے تھے وہ تو مسلمان ہوکر
آئے تھے اُنکے علاوہ اور سب اہل شہر نے دین اسلام قبول کیا وزیر بھی مسلمان ہوا وہ لشکر
جو کہ برائے مقابلہ گیا تھا وہ بھی مسلمان ہوگیا تھا وہ چھاؤنی مین آیا اور اُسی مقام پر فروکش ہوا اور
مہراب شاہ اہل دربار کو مسلمان کرکے بیرون بارگاہ آیا سب اہل شہر اور لشکر کو مسلمان کیا
تکبیر کی صدا بلند ہوئی مہراب شاہ نے حکم دیا کہ تمام بتکدے منہدم ہون اور اُس مقام پر مسجدون کی
بنیاد ڈالی جاوے [illegible] مہراب شاہ [illegible] اُسیوقت تمام بتکدے منہدم ہوگئے

مساجد کی بنا ڈالی گئی مدرسے تیار ہونے لگے محراب شاہ نے حکم دیا کہ دعوت کا سامان
کیا جائے میں صاحبقران کی دعوت کرونگا یہ حکم دینا تھا کہ اُسیوقت سامان دعوت ہونے لگا محراب
شاہ یہ حکم دیکر دربار برخاست کرکے محل میں گیا محراب شاہ نے اُسیدن اپنے ایک سردار کو
حاکم قلعہ مقرر و دیر کرکے مع اُس لشکر کے روانہ کیا جو کہ مقرر و دیر سے آیا تھا وہ اُسیدن مع اُس
لشکر کے گیا اور داخل قلعہ ہوکر اہل شہر کو آگاہ کیا کہ تمہارا حاکم و سردار مارا گیا اور سب اہل
لشکر مسلمان ہوگئے یہ قلعہ بھی زیر حکم محراب شاہ کے صاحبقران نے کر دیا ہے پس سب اہل
قلعہ جمع ہوئے اُس سردار نے سب اہل قلعہ کو مسلمان کیا وہان بھی مساجد کی بنا ڈالی گئی اور
مدرسے بھی تیار ہوگئے وہ سردار حکومت کرنے لگا یہان محراب شاہ نے محل میں جاکر سب
اہل محل کو مسلمان کیا اب راوی نے بیان کیا ہے کہ کئی دن تک محراب شاہ نے سامان دعوت
کیا اُسکے بعد طرف خدمت صاحبقران کے چلا یہان لشکر میں صاحبقران کے جو جو مجروح تھے
وہ اچھے ہوگئے یہان دربار آراستہ تھا کہ محراب شاہ آگیا ہوا محراب شاہ نے بادشاہ اور صاحبقران کو
مجرا کیا محراب شاہ کو کرسی مرحمت ہوئی صاحبقران کو مجرا کرکے کرسی پر بیٹھ گیا بعد تھوڑی دیر کے عرض کیا
کہ میں نے سامان دعوت کر لیا ہے آپ تشریف لے چلیں صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا میں چلتا ہوں
محراب شاہ نے اپنے وزیر سے کہلا بھیجا کہ سب سامان تیار رکھو صاحبقران مع جہان پناہ
شہر میں تشریف لاتے ہیں پس وزیر نے تمام شہر کو آئینہ بند کیا ہر گلی و کوچہ صاف و شفاف ہوکر
چہل پہل ہونے لگی کہ یہان صاحبقران نے دربار برخاست کیا صاحبقران و بادشاہ و کل
اہل دربار و لشکر کو ہمراہ لیکر مع محراب شاہ کے اُسکے شہر کی طرف روانہ ہوئے یہان تک کہ
داخل شہر ہوگئے کل اہل شہر براے دید صاحبقران جمع ہوگئے صاحبقران کل اہل شہر کو
دیکھتے ہوئے داخل دربار ہوگئے بادشاہ نے تخت پر جلوہ فرمایا اور دربار آراستہ ہوا ناچ و
رنگ کی صحبت برپا ہوئی شراب و کباب کا جلسہ آراستہ ہوا خلاصہ یہ کہ سات دن تک محراب
شاہ نے صاحبقران کی دعوت کی ساتوین روز صاحبقران شہر محراب سے اپنے لشکر میں
آئے محراب شاہ سے کہا کہ تم لشکر لیکر آنا ہم پرسون یہان سے طرف آفتابیہ کے کوچ کرینگے
محراب شاہ نے عرض کیا بہت خوب جب صاحبقران داخل لشکر ہوئے اور دو روز وہان
قیام کیا تیسرے دن حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ہم یہان سے کوچ کرینگے یہ حکم سنتے ہی لشکر تیار ہونے لگا
جب کل لشکر تیار ہوگیا اُسوقت محراب شاہ بھی شریک لشکر ہوا اور اپنے وزیر کو حاکم شہر کا کیا
دوسرے روز صاحبقران نے پہلے اپنی بارگاہ ہمراہ [illegible] بن عادی روانہ فرمائی اُسکے
بعد خود کوچ فرمایا محراب شاہ بھی ہمراہ ہوا الغرض خود و سب سپاہ بھی ہمراہ تھا پہلے سے پیدا
کے بعد لشکر سے روانہ ہوئے آسکے بعد صاحبقران اُنکو راہ میں رکھا تھا محراب شاہ کا حال
اقبال شاہ و امثال شاہ و مراد شاہ و حیرت شاہ کا تحریر ہوتا ہے کہ اُنھون نے پرچہ نویسوں کو حکم
دیا تھا کہ تم ہر ایک واقعہ کی ہمکو خبر کرنا چنانچہ پرچہ اخبار سے ہر ایک بادشاہ کو معلوم ہوا کہ پہلے
بارگاہ پر فساد ہوا اُسکے بعد لشکر آیا پندرہ دن تک مقابلہ ہوا محراب شاہ نے مہلت طلب
کی اُنکو مہلت ملی اُس زمانہ مہلت میں عیار صاحبقران کا اسیر کر لایا اور اُسی عرصہ میں محراب شاہ
نے نامے تحریر کیے تھے کہ آکر کمک کرو چنانچہ آپ لوگ براے کمک نہ گئے کہ عیار صاحبقران کے

گرفتار کر لایا یہ گفتگو ہوئی جو کہ بیان دربار میں محراب شاہ سے اور صاحبقران سے بحث ہو گئی
صاحبقران نے ابتدا لڑائی ایسی حالت میں جنگ مغلوبہ ہوئی محراب شاہ نے شکست
کھائی عالم آشوب شہر وہ بیہ پراسرار کہ نکل بھاگ پائیں وہ ہاتھ سے لڑنا برابر کے تھا ماک گیا آخر کار صاحبقران کا
مدد کو آیا تھا اب محراب شاہ مسلمان ہوا ہے مع کل اپنے لشکر اور اہل شہر کے بلکہ شہر ووبہ کے بھی زیر
حکم محراب شاہ تھا ... کل لشکر کے لوگ مع صاحبقران کے دعوت محراب شاہ نے کی ہے آج کل
صاحبقران اس شہر میں ہیں ... اقبال شاہ وغیرہ کو یہ پہنچی یہ چاروں بادشاہ قبل سے
مسلمان ہو چکے تھے خواب دیکھ کر اپنی ذات سے جب یہ خبر پہنچی کہ محراب شاہ مسلمان ہو گیا ہر ایک
بادشاہ نے اپنے شہر میں صحبت جلسہ برپا کی شمع رات کے روشنی کی آخر کار یہ رائے قرار پائی کہ دین اسلام
قبول کر لیا جائے اور جب صاحبقران ادھر آئیں تو آگے کی دعوت کیجائے کی اور وہ مہمان بنائے جائیں
پس ہر ایک بادشاہ نے اہل شہر و اہل لشکر کو جمع کر کے یہی تقریر کی کہ محراب شاہ ایسا زبردست
بادشاہ اہل اسلام سے سر بر نہ ہو سکا تو تمہاری کیا حقیقت ہے کہ ہم ... سے ذلت اٹھانے
سے کچھ حاصل نہ ہوگا اور آخر ... مذہب اسلام قبول کرنا ہوگا اگر ... مذہب اسلام قبول کرو
بڑی ذلت و خواری ہوگی اگر ایسا کرو گے تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے اس سے ... مذہب اسلام اختیار
کریں اس ذلت و خواری سے تو یہ امر اچھا ہوگا کہ صاحبقران کی اطاعت کریں انکی بندگی میں جان
بھی بچتی ہے اور آبرو بھی اور ننگ و ناموس سے بھی بچینگے یہ جو ہر ایک بادشاہ نے تقریر کی سب اہل
شہر نے کہا کہ ہم لوگ آپکے تابع حکم ہیں جو آپکا مذہب ہے وہ ہمارا مذہب ہے پس ان چاروں بادشاہوں
نے اپنے اہل شہر کو مسلمان کیا یہ لوگ تو قبل سے مسلمان ہو چکے تھے خواب میں انکو کلمہ طیبہ دکھایا
وہ کلمہ ہر ایک نے اپنے اہل شہر و عزیز و اقارب و اہل لشکر کو یاد کرا کے مسلمان کیا اسیدن سے بنا
مسجدوں کی پڑ گئی یہ لوگ اکثر کتابوں میں اہل اسلام کا طریقہ دیکھ چکے تھے اسی طریقے سے
بندوبست کیا اقبال شاہ نے ہرکارے مقرر کیے کہ جب صاحبقران ہمارے ملک کے قریب آئیں
تو ہمکو اطلاع دینا میں استقبال کرکے لاؤنگا اسیدن سے سامان دعوت کرنے لگا کہ چند عرصے کے بعد
ہرکاروں نے یہ خبر آکر دی کہ صاحبقران نے شہر آشوب سے کوچ فرمایا یہ خبر ... اخبار سے بھی معلوم
ہوئی کہ اقبال شاہ نے ... بندوبست کیا کہ خبر آئی کہ پیش خیمہ شاہی آگیا اقبال شاہ برائے
استقبال شہر سے باہر آیا آستانے آنے کے بعد لشکر اسلام کی آمد شروع ہوئی یہاں تک کہ صاحبقران
مع بادشاہ تشریف لائے بارگاہیں برپا ہوئیں محراب شاہ کی بارگاہ برپا ہوئی لشکر اترا اقبال
شاہ نے یہ لشکر دیکھ کر ہوش جاتے رہے کسی منزل تک لشکر اترا کہ سروں بارگاہیں برپا ہوئیں جب لشکر
اتر چکا اسیدن تو صاحبقران نے آرام فرمایا بادشاہ نے دربار نہ کیا کیونکہ لشکر کا ہجوم تھا دوسرے دن بادشاہ
نے دربار کیا ... سردار حاضر ہوئے محراب شاہ بھی دربار میں آیا ایک ... تخت شاہی کے قریب کا
نیم تخت تھا اور انکے سردار اور دوسری طرف محراب شاہ کا نیم تخت تھا اور اسکے سردار جب دربار آراستہ
ہو چکا اسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ ایک نامہ بنام اقبال شاہ تحریر کیا جائے تاکہ وہ آکر اطاعت
کرے یا آمادہ کارزار ہو یہ سنکر محراب شاہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ میری خطا معاف ہو تو میں
کچھ عرض کروں صاحبقران نے فرمایا بیان کرو اسنے عرض کیا کہ اقبال شاہ کی یہ حقیقت نہیں ہے کہ اسکو
نامہ تحریر کیا جائے پس آپ مجھکو حکم فرمائیں میں اپنا لشکر لیکر جاؤں اور گھڑی بھر کی سواری شہر کو فتح کروں جو کچھ

دعوت کی اسکے بعد صاحبقران نے وہان سے کوچ کیا اور شہر اقبالیہ مین آئے اقبال شاہ نے بھی
اطاعت کی اپنا مذہب ترک کیا اور دین اسلام اختیار کیا آنحضرت نے بھی صاحبقران کی دعوت کی سات دن
صاحبقران مہمان رہے اب وہان سے کوچ کرکے امثال شاہ کی طرف آئے امثال شاہ نے
یہ خبر سنکے حکم دیا کہ سامان دعوت کیا جائے اسیوقت سے سامان دعوت ہونے لگا کہ اتنے عرصہ
مین خبر آئی کہ صاحبقران کا لشکر آگیا امثال شاہ بھی اسیطور سے شہر کے باہر گیا اور آیا لشکر
صاحبقران کی سیر کی جس طور سے اقبال شاہ نے جاکر نذر گذرانی تھی اسنے بھی گذرانی صاحبقران
کو اپنے شہر مین لایا دعوت کی بڑی دھوم سے سات دن تک بادشاہ و صاحبقران مع کل
اہل دربار کے امثال شاہ کے مہمان رہے راوی نے بیان کیا ہے کہ دسوین روز وہان سے بھی
صاحبقران نے کوچ کیا اور طرف مرادیہ کے گئے مراد شاہ کو بھی اس واقعہ کی خبر پہونچی
اسنے بھی سامان دعوت کیا خلاصہ یہ کہ اسی طور سے مراد شاہ نے بھی دعوت کی سات دن
صاحبقران مراد شاہ کے بھی مہمان رہے آٹھکے بعد دسوین روز مراد شاہ کو ہمراہ لیکر طرف
شہر حیرتیہ کے روانہ ہوئے حیرت شاہ کو بھی خبر معلوم ہوئی بذریعہ پرچہ اخبار کے کہ اقبال شاہ
نے بھی اطاعت کی اور دعوت کی بعد دعوت کے صاحبقران نے وہان سے کوچ کیا اقبال
شاہ بھی مع اپنے لشکر کے ہمراہ ہوا اور امثالیہ پر آئے امثال شاہ نے بھی اطاعت کی اور دین
اسلام قبول کیا امثال شاہ نے بھی دعوت کی جب صاحبقران وہان سے چلے امثال شاہ
بھی ہمراہ ہوا اقبال شاہ و امثال شاہ قبل سے مسلمان تھے مع اپنے اہل شہر و اہل لشکر کے اسی طور
سے مراد شاہ بھی پیش آیا اب مع مراد شاہ کے صاحبقران ادھر کو تشریف لاتے ہین مراد
شاہ و امثال شاہ کا کل حال جو کہ انپر گذرا تھا اور بقیہ جو حال کہ اقبال شاہ کا تھا وہ ان دونون
نے بیان کیا تھا پس صاحبقران جب قریب حیرتیہ کے پہونچے یہان حیرت شاہ نے یہ سنکے سامان
دعوت کیا صاحبقران کو استقبال کرکے لیگیا جو اسپر گذرا تھا اسکا حال روبرو صاحبقران کے بیان
کیا اور نذر گذرانی دعوت کی صاحبقران آٹھ روز تک حیرت شاہ کے مہمان رہے بڑی دھوم
سے دعوت کھلائی خوب ناچ و رنگ کے جلسے رہے نوین دن شہر حیرتیہ مین بادشاہ آئے اور دربار کیا
سب جمع ہوئے صاحبقران نے حیرت شاہ سے دریافت کیا کہ اسکے بعد اب کون ملک ہے
حیرت شاہ و مراد شاہ و امثال شاہ و اقبال شاہ نے عرض کیا کہ اسکے بعد شہر سمندریہ اور
وہانکا حاکم سمندر شاہ ہے صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر ہمارا آسکتا ہے کہ نہین سمندریہ کے قریب پہونچ گیا
بڑی ہم سرپر آ لگی بڑی سخت منزل ہماری خداوند کریم نے آسان فرمائی یہ فرماکے حکم دیا کہ لشکر
مین سامان سفر ہمراہ ہو اسپہ سالار جبرئیل بن عادی کو حکم دیا کہ تم پیش خیمہ شاہی لیکر روانہ ہو اور سہراب
جادو و غزالان آنکو بھی تم جبرئیل کے ہمراہ کیا کہ اب کارخانہ سحر و ساحر کا ہے کہین ایسا نہو کہ یہ
کسی آفت مین گرفتار ہوجاوین چنانچہ اسپہ سالار جبرئیل مع بارگاہ و سہراب جادو و غزالان چشم
کے طرف سمندریہ کے روانہ ہوا کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا اسکے دوسرے دن صاحبقران نے اپنے
سرداران کو روانہ کرنا شروع کیا یکے بعد دیگرے غرضکہ سات دن مین اپنا تمام لشکر روانہ کیا آٹھوین روز
خود مع بادشاہ کے کئی لاکھ کا لشکر لیکر طرف سمندریہ کے روانہ ہوئے کہ انکا حال آئندہ تحریر ہوگا
ابھی کچھ حال سمندر جادو کا تحریر ہوتا ہے

اب حال میں سمندر جادو کے خامہ فرسائی کیجاتی ہی

راوی نے بیان کیا ہی کہ سمندر جادو سب طرف نامے روانہ کرچکا تو اب پھر عیش و عشرت میں مصروف
ہوا کہ اسکو اطمینان ہوگیا تھا کہ پانچ ملک درمیان میں ہیں جب ان سب ملکوں سے گذر لیگا تو یہاں
آئیگا انہیں سے جسکو کمک کی ضرورت ہوگی وہ مجھسے کمک طلب کریگا چنانچہ یہ تو اس خواب خرگوش میں
مبتلا تھا یہاں دوسرا واقعہ پیش ہوا اور تمام ملک فتح ہوگئے جیسا کہ تحریر ہو چکا ہی یہ اسی غفلت میں
ہی کہ جب صاحبقران اس طرف آئینگے تو ضرور کوئی نہ کوئی بادشاہ مجھسے کمک کا خواستگار ہوگا میں
یہاں سے کمک روانہ کرونگا ساحر و غیر ساحر کی یہ تو اس فکر میں تھا اور رات دن صحبت ناچ و
رنگ برپا رہتی تھی رات دن ماہرویان پری پیکر سے صحبت تھی شراب و کباب کا شغل تھا ہم
وصل ماہرویان تھا کوئی لحظہ اسکو انکی صحبت سے فرصت نہیں تھی رات دن بوس و کنار ہی اور وصل یار ہی صبح
دوپہر تک دربار میں رہتا ہی دوپہر سے صبح تک ناچ و رنگ عیش و عشرت میں بسر کرتا ہی کچھ کام اسکو آتا تھا
نے کہدیا تھا کہ ہم کو فرصت رہے دوپہر کے عرصہ میں جو کچھ کاغذات آتے ہوں وہ دیکھتا ہی پھر اسکے بعد
کچھ خبر نہیں رہتی ہی اسی زمانہ میں یہ سب حالات گذر گئے مگر ابھی تک اسکو خبر نہیں ہوئی کہ کیا
حال گذر گیا [illegible] عیش و عشرت سے کب مہلت تھی جو [illegible] صاحبقران
مع لشکر فیروزی اثر کے [illegible] روانہ ہوا اور [illegible] سمندر جادو
کو تحریر کرکے آگاہ کیا مگر اسکو کچھ خبر نہ ہوئی کہ کیا پرچہ اخبار سے خبر آئی یہ عیش و عشرت میں مصروف
تھا اور صاحبقران بادشاہ جمشید شاہ کے مہمان تھے ایک ایک حسین اور خوبصورت سے سمندر کو
صحبت تھی اسکے حسن کی طرف فریفتگی تھی ایک دن جو دربار میں آکر بیٹھا تو خیال آیا کہ عرصہ سے کچھ خبر لشکر اہل
اسلام کی نہ معلوم ہوئی کہ مخرابیہ پر پہونچا یا نہیں اور مہراب شاہ سے مقابلہ ہوا یا نہیں کیا مہراب شاہ
غالب آیا یا اہل اسلام یہ تصور کرکے اپنے اہل دربار سے کہا کہ اب ہماری ایسی بدحالی تھی پہونچنے
لگی کہ ہمنے اخبار نویسوں کو حکم دیا تھا کہ ہمکو روز بروز کی خبر ملتی رہے کہ لشکر اسلام کس فکر میں ہی
اور مہراب شاہ سے مقابلہ ہوا تو کیا انجام ہوا انہوں نے کچھ پروا نہ کی اور ہمارے حکم کی تعمیل نہ کی
اور مثل گوز شتر کے اڑا دیا اور کوئی خبر ہمکو نہ دی کہ جس سے ہم آگاہ ہوتے یہ جو سمندر جادو نے
برہم ہوکر کہا عشاق نے عرض کیا کہ ای سمندر اخبار نویس کی کوئی خطا نہیں ہی آپنے جو حسب حکم آپ
کے ہر روز کی خبر دریافت کرکے پرچہ روانہ کیا ہی وہ پرچے برابر آتے ہیں یہاں تک کہ آج تک کا
پرچہ آیا ہوا ہی یہ جو سمندر شاہ نے سنا فوراً حکم دیا کہ جو پرچہ اخبار آئے ہیں حاضر خدمت کیے جائیں تاکہ
ہم حالات سے لشکر اسلام کے آگاہ ہوں یہ جو حکم دیا سب نے وہ پرچہ اخبار حاضر کیے سمندر جادو نے
اپنے استاد سے کہا کہ آپنے بھی مجھکو نہ آگاہ کیا کہ پرچہ اخبار کے آئے ہیں معلوم نہیں کہ کیا گذرا کیونکر
پرچہ اخبار جو کہ پہلا پرچہ تھا اٹھا کر دیکھا اسمیں یہ تحریر تھا کہ ای بادشاہ آگاہ ہو اور لشکر اسلام کا تشریف
سفر کرکے مخرابیہ پر آنا اور مہراب شاہ کے سپہ سالار کا جاکر بارگاہ پر لشکر اسلام سے لڑکر اور سرداروں کو
زخمی کرکے قبضہ کرنا اور نقابدار سبز پوش کا آکر مہراب شاہ کے لشکر کو شکست دیکر بارگاہ لیجانا
اور سپہ سالار کو قتل کرنا دوسرے پرچہ میں یہ تحریر تھا کہ اسکے بعد پھر صاحبقران کو بارگاہ کا حاصل
ہونا جو کہ حال اسد وغیرہ کا گذرا تھا اور تحریر ہو چکا ہی سب تحریر تھا اور صاحبقران کا مخرابیہ کی طرف
جانا اور مہراب شاہ کا اپنے سپہ سالار کی خبر قتل کی سنکے بیرون شہر مع لشکر کے آنا اور اخطار

صاحبقران مین فروکش ہونا تحریر تھا تیسرے پرچہ اخبار مین یہ حال تھا کہ صاحبقران کا لشکر اس طور سے
آیا وہ طریقہ تحریر تھا اسکے بعد صاحبقران کا نامہ روانہ کرنا اور ناسے کا دربار مین جانا اور جو حالات
کہ دربار مین گذرے تھے وہ سب بیان کیا اس پرچہ مین جو حال تحریر تھا وہ دیکھکر سمندر جادو کا
رنگ متغیر ہوگیا اور اپنے استاد سے کہنے لگا کہ بڑا غضب ہوگیا کہ عجایبہ پر لشکر اسلام کے آنے کی خبر
اس پرچہ اخبار سے ثابت ہوئی اُس زمانہ مین مین نے یہ پرچہ نہ دیکھا تھا کہ میرے اوپر یہ امر فرض نہ تھا
مگر مین ضرور کمک محراب شاہ کی کرتا گو وہ کہتا تھا کہ مجکو مدد کی ضرورت نہین ہی بلکہ مجکو اپنی حفاظت
ضرور ہی خیر وہ وقت گذر گیا اب دیکھون کہ کیا حال تحریر ہوتا ہی اور کس مقام پر لشکر اسلام ہی یہ کہکر
پرچہ اُٹھایا اُسمین باہم محراب شاہ سے اور لشکر اسلام سے مقابلہ ہونا تحریر تھا سارا پرچہ اُسی سے
مملو تھا آخر مین شکست محراب شاہ کی تھی اسی طرح پندرہ پرچہ مقابلہ کے نکلے جنمین سوائے مقابلہ کے
دوسرا حال نہ تحریر تھا اور سب مین محراب شاہ کی شکست اور لشکر اسلام کی فتح تحریر تھی سولہوین
پرچہ مین تحریر تھا کہ محراب شاہ نے مہلت طلب کی ہی اور اقبال شاہ وغیرہ کو براے کمک نامہ
تحریر کیے ہین اور اُسکے جواب مین یہ تحریر تھا کہ صاحبقران نے مہلت دی ہی یہ حال دیکھکر سمندر جادو
نے اہل دربار سے کہا کہ بڑا مقام تعجب ہی کہ پندرہ مقابلہ اہل اسلام اور محراب شاہ سے ہوئے ہر
مقابلہ مین لشکر اسلام فتحیاب رہا آخر کو محراب شاہ نے عاجز ہوکر مہلت طلب کی اور انھون نے
مہلت دی مگر افسوس یہ ہی کہ محراب شاہ نے اور شاہون سے کمک طلب کی اور مجھسے نہ طلب
کی اسکا سبب معلوم نہین کہ کیا ہوا خیر دیکھیے کہ انجام کیا ہوتا ہی پھر پرچہ اخبار اُٹھا کر دیکھا اُسمین عیار
کی عیاری کرکے صاحبقران کو گرفتار کرلانا اور دربار مین محراب شاہ کے لاکر حاضر کرنا اور
محراب شاہ سے اور صاحبقران سے تقریر ہونا یہ حال دیکھکر سمندر شاہ خوش ہوگیا اور اہل
دربار سے کہنے لگا کہ محراب شاہ نے بڑی عقلمندی کی اور اُسکے عیار نے بڑی چالاکی کی کہ وہ عیاری
کرکے صاحبقران فرمان رواے لشکر اسلام کو گرفتار کرلایا ہی مین یقین کرتا ہون کہ آگے تحریر ہوگا کہ صاحبقران
کو محراب شاہ نے قتل کر ڈالا یہ کہکر جو پرچہ دیکھا اُسمین یہ تحریر تھا کہ صاحبقران سے اور محراب شاہ
سے یہ تقریر ہوئی اور صاحبقران نے قید توڑ ڈالی اور جنگ مغلوبہ کا ہونا تین شبانہ روز اُسمین
فریب بھاگنے کے لشکر کفار کا اور آنا مسعود کا مع اسی ہزار سپاہ کے اور محراب شاہ کی کمک کرنا
لقا بہ ایسے سبز پوش کا آنا اور اُسکا مسعود کو قتل کرنا اور محراب شاہ اور اُسکے سپہ سالار کا گرفتار ہونا
اور اُسکے سب سرداروں کا اسیر اور زخمی ہونا اور لشکر کا شکست کھا کر بھاگ جانا اور امان کا طلب کرنا
اور صاحبقران کا امان دینا اور صبح کو صاحبقران کا دربار کرنا اور سبکو دربار مین طلب کرنا
اور سبکا مسلمان ہونا اور صاحبقران کا قلعہ مسعود کا قبضہ مین کرنا اور محراب شاہ کو جا کر مسلمان
کرنا اور محراب شاہ کا اپنے شہر مین آکر تمام شہر کو مسلمان کرنا اور پھر صاحبقران کی دعوت کرنا اور
بعد فراغ دعوت طرف اقبالیہ کے کوچ کرنا اب جو پرچہ دیکھا اسمین تحریر تھا کہ اقبال شاہ وغیرہ
قبل آنے صاحبقران کے یہ خبر سنکر کہ محراب شاہ نے اطاعت کی جو دل سے مسلمان ہو گئے
اور اہل لشکر کو بھی مسلمان کیا یہ حال دیکھکر سمندر شاہ نے زانو پر ہاتھ مارا اور بہت افسوس کیا
اور کہا کہ افسوس ہی بڑی غفلت مین تمام کام خراب ہوگیا محراب شاہ بھی لشکر اسلام کا شریک ہوگیا
اقبال شاہ وغیرہ بھی مسلمان ہوگئے لیکن یقین کرتا ہون کہ وہ اُسکی اطاعت کرنیکے بڑی غفلت کا

سامنا ہوا ہے جو سمندر شاہ نے کہا تمام اہل دربار دنگ ہوگئے اور کہنے لگے کہ بڑی غفلت ہوئی
خیر یہ فرمایئے کہ کیا ہوا سمندر شاہ نے جو یہ پرچہ دیکھا اسمیں تحریر تھا کہ اقبال شاہ نے بڑی
دھوم سے دعوت کی وہاں سے صاحبقران اشتالیہ پر آئے اشتال شاہ نے دعوت کی اور
جو حالات گذرے سب تحریر تھے اور مراد شاہ کی دعوت کا حال تحریر تھا کہ مراد شاہ نے دعوت کی اسکے بعد
جبر شاہ نے دعوت کی دعوت کا حال مرقوم تھا یہ حال دیکھکر سمندر شاہ نے سر پیٹ لیا اور
کہا کہ لو دشمن سر پر آگیا اقبالیہ سے اشتالیہ تک اور اقبالیہ سے جبریہ تک ایک مدت ہوگیا دین
اسلام کا ڈنکا بجنے لگا نشان لشکر اسلام برپا ہوگئے دین اسلام کے جھنڈے گڑ گئے سکہ و خطبہ بنام
بادشاہ لشکر اسلام کے جاری ہوا ہے غضب ہماری غفلت کرنے میں ہوگیا اگر یہ حال مجکو معلوم ہوتا
تو میں ان سبکو خاک سیاہ کر دیتا اور اسکے مقام پر دوسرا حاکم مقرر کرتا کہ وہ انکو روکتا اور اہل
اسلام سے مقابلہ کرتا یہ امیر عیش و عشرت میں مصروف رہنے کا انجام ہے اب کیا ہوتا ہے
اگر مجکو معلوم ہوتا کہ یہ ہوگا تو میں پہلے سے بندوبست کرتا ان سب بادشاہوں نے مجکو بڑی دغا دی
اور مجکو تو اس امید پر لکھا کہ ہم مقابلہ کرینگے اور خوب لڑینگے اگر ضرورت ہوگی تو کمک طلب کرینگے انہوں
نے بالکل خلاف کیا موافق اپنی تحریر اور اقرار کے اور ہمکو دھوکا دیا اب کیا ہوتا ہے وہ مثل ہوئی کہ مشتے
کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد کا نقشہ ہوا خیر اس سے کیا ہوتا ہے اے استاد اب کیا ہوگا
عشاق نے کہا کہ پرچہ اخبار کا دیکھو اسمیں کیا تحریر ہے کیا صاحبقران جبریہ ہی میں ہیں یا وہاں
کوچ کر کے ادھر کو روانہ ہوئے ہیں اب جو سمندر نے پرچہ اخبار کا دیکھا تو اسمیں لکھا تھا کہ بعد دو سہ روز
کے صاحبقران نے صلاح کی اور اپنا پیش خیمہ مع سہراب جادو و ملکہ غزالان آہو چشم کے ادھر کو
روانہ کیا یہ ملکہ ساحرہ ہے مگر بہت بڑی رفیق لشکر اسلام کی ہے اسکے حالات سے میں بخوبی واقف ہوں
یہ ہمراہ لشکر اسلام کے لقینیہ پر سے چلی آئی تھی میں نے اسکو لقینیہ پر دیکھا ہے اور سہراب جادو کو دریا
سبز رنگ کے کنارے پر دیکھا ہے سہراب جادو سے تو واقف ہوں خلاصہ یہ کہ بعد روانہ کرنے پیش خیمہ
کے صاحبقران نے اپنا لشکر ساٹھ روز میں اس طرف کو روانہ کیا آٹھویں دن مع سپاہ ہوں کے
کوچ کیا ہے یہ حالات تھے جو کہ تحریر کیے گئے اب جو حال ہوگا وہ تحریر کیا جائیگا میں برابر بھیجتا سرکار
کو آگاہ کرتا رہا ہوں مگر سرکار نے کوئی تدبیر نہ فرمائی اسکا کیا سبب ہے اور دشمن سر پر آگیا اور کوئی ہمارا گناہ
نہوا میں مورد الزام نہ فرمایا جاؤں یہ حال تحریر دیکھکر سمندر شاہ نے زانو پر ہاتھ مارا کہ افسوس بڑی غفلت
ہوئی غفلت میں دشمن اپنا کام کر گیا ہمکو خبر نہ ہوئی یہ کیا بلا نازل ہوئی خداوند سامری کو خبر کریں پھر عشاق
سے کہا کہ اے استاد وہ جبریہ سے کوچ کر چکا ہے اور ادھر کو آتا ہے یہ جو سمندر جادو نے کہا عشاق
نے جواب دیا کہ اگر آتا ہے تو آنے دو وہ یہاں آکر وہ بہت بڑی زک پائیگا تمام صاحبقرانی بھول جائیگا یہ کبھی نہوا
ہے کہ یہاں سے زندہ نکلجا سکیں تمام انکا لشکر یہاں تباہ ہوگا ایک اہل اسلام سے زندہ نہ بچیگا
انکو انکا ادبار لایا ہے اس سرزمین میں انکا خون روان ہوگا یہاں صاحبقران کی صاحبقرانی کا خاتمہ
ہے ان لوگوں نے بڑے بڑے ملک فتح کیے وہ دن گذر گئے انکا اقبال اب جاتا رہا یہاں سے انکا
بامراد جانا غیر ممکن ہے یہ مقام انکے ادبار کا ہے وہ مقام نہیں ہے کہ جہاں وہ گئے اور انہوں نے فتح کر لیا ہے
بڑے بڑے طلسم فتح کیے یہ لوگ فتاح طلسم ہیں مگر یہاں انکی فتاحی کوئی کام نہ دیگی کیونکہ اس لشکر صاحبقران
باطل السحر ہے لیکن میں پہلے اسکی تدبیر کر دونگا اسکے بعد سب بندوبست کر دونگا انشاءاللہ تو اپنا

بندوبست کرتا ہون اور کر چکا ہون اب تم اپنی تدبیر سے غافل نہو کیونکہ اب یہ مقام غفلت نہین
ہی یہ کلام عشاق کا سنکے سمندر شاہ نے جواب دیا کہ مین کب غافل ہون آپ پر ظاہر ہی کہ جب
آپ نے فرمایا مین نے تدبیر کی جدھر جدھر آپ نے فرمایا مین نے سامنے تحریر فرمایا آتشار جادو آکے
روبرو آیا تھا اور اقرار کر گیا ہی کہ مین اپنی فوج لیکر آتا ہون وہ بھی سپاہ لیکے آئیگا یہ خیال کرنے کا مقام ہی
کہ یہ وہ شخص تھا جسنے کبھی نہ اطاعت کی نہ کبھی خراج دیا وہ خود بخود آیا اور اس امر کا اقرار کیا سمندر
جادو نے کہا یہ تو عشاق نے جواب دیا کہ یہ تو سچ ہی مگر مجبوری یہ ہی کہ تمھین اسقدر غفلت کرکے ناحق
روانہ کیے اور پھر ایسے غافل ہوے کہ کبھی کچھ فکر نہ کی باوجودیکہ مہراب شاہ وغیرہ نے جواب تحریر کیے
مگر تمنے اسپر بھی کچھ خیال نکیا ان لوگون کی تمکو خبر لینا ضرور تھی انکی کمک کو لوگ روانہ کرنے ضرور تھے
اور لشکر انکی کمک کو جانا ضرور تھا تمنے جو یہ سن لیا کہ مہراب شاہ نے تحریر کیا ہی کہ ہمکو کسیکی ضرورت
نہین ہی ہم مقابلہ کر لونگا بس تمنے خیال کیا کہ مہراب شاہ نے سچ کہا اسکا انجام یہ ہوا کہ وہ سب لوگ لڑکے
مارے گئے اب نوبت یہ پہونچی کہ مہراب شاہ سے لیکر حیرت شاہ تک سب مطیع اہل اسلام ہوگئے
گو روز پرچہ اخبار آتا تھا مگر تم ایسے غافل تھے کہ اسکو دیکھتے بھی نہ تھے آج جو ہوش آیا تو یہ حال کھلا کہ
جسکی تدبیر اب حد الامکان سے باہر ہی اگر روز روز پرچہ اخبار دیکھتے رہتے تو یہ انجام کیون ہوتا جب مہراب
شاہ کے شکست کی خبر آئی تم یہانسے کمک روانہ کرتے ابھی مہینے برسون گذر جاتے وہ شکست کھاتا جاتا تم
یہان سے لشکر برائے کمک روانہ کیے جاتے ایک ملک پر انکے جب برسون گذر جاتے وہ خود عاجز ہوکر
پلٹ جاتے ادھر کا پھر قصد نہ کرتے فرض کردم اگر مہراب شاہ بھی اقبال شاہ وغیرہ کے شریک
ہو جاتا ادھر تم کمک کرتے اور انکو امید دلاتے کہ ہم تمہاری کمک کو تیار ہیں سپاہ سے بھی اور روپیہ سے اور فوج
ساحران بھی روانہ کرینگے اور سپاہ غیر ساحر بھی اور ہر قسم کی کمک کرتے رہینگے تو وہ لوگ ضرور جان لڑا
دیتے اور ہر ایک ملک پر بڑا کشت و خون واقع ہوتا تدبیر یہ تھی کہ جو سپاہ یہان سے غیر ساحر کی جاتی
انکو یہ تعلیم کیا جاتا کہ جب دیکھنا کہ سپاہ نے شکست کھائی تم وہان سے فرار کرنا جہان تک ممکن
ہو اس سپاہ کو لڑنے دینا خود نہ مقابلہ کرنا اور ہوشیار رہنا اسکو صرف دیا ان گذشتہ کے لیے روانہ کیا گیا
ہی بس وہ سپاہ یہی تدبیر کرتی کہ اپنی جان تو بچاتی اور جس بادشاہ کے کمک کو گئی تھی اسکو کٹوا دیتی
اور جب وہ بادشاہ قتل ہوتا یا مسلمان ہوتا یہ جو لوگ کہ اس لشکر کے مسلمان ہوے اور جو قتل ہونے
سے اور کافر ہونے سے بچے انکو لیکر یہ دوسرے بادشاہ کے ملک مین جاتے اسوقت تم یہان سے یہ خبر سنکے
اور لشکر روانہ کرتے یہان سے یہی تدبیر کیجاتی چنانچہ ان تدبیرون مین ایک زمانہ گذر جاتا اور جو لشکر ساحرو
جاتا وہ یہ تدبیر کرتا کہ پوشیدہ ہوکر لڑتا اور جہان تک ممکن ہوتا خدا پرستون کے قتل کرنے کی تدبیر کیجاتی اسطرح اس
مقام تک آتے آتے نصف مسلمان رہجاتے تم یہان ایسی جنگ کرتے کہ انکا نام و نشان تک باقی
نہ رہتا بذریعہ سحر کے یہ لوگ انکو عاجز کرتے اور لشکر غیر ساحران انکو قتل کرتا بس وہ لوگ تمام و کمال نیست و نابود
ہوجاتے اس غفلت مین یہ حال ہوا کہ سب شریک خدا پرستون کے ہوگئے لشکر انکا بہت ہوگیا خیر اب
یہ تدبیر کرو کہ انکو راہ مین روکا جاسکے اور اس عرصہ مین ہم سب اپنی تدبیر کرلین اور بادشاہ سے لکھکر کمک سبکو
برائے کمک طلب فرمایئے یہ جو عشاق نے کہا سمندر شاہ نے جواب دیا کہ ابتک جو آپنے تدبیر بیان
کیون نہ کی جو کہ اب آپ بیان فرماتے ہین جب مین نے آپسے کہا آپنے جواب دیا کہ مین اپنی تدبیر کر چکا ہون
اور سب منظور کرکے دوبارہ تحریر کر چکا ہون مین اس وجہ سے اور بھی غافل رہا دوسری وجہ یہ ہوئی کہ مہراب شاہ

۲۰

تحریر کیا تھا کہ مجکو کمک کی کوئی ضرورت نہین ہے اور اقبال شاہ وغیرہ نے تحریر کیا تھا کہ جب ہمکو ضرورت
ہوگی تو ہم ضرور کمک طلب کرینگے بلکہ حیرت شاہ نے تو بڑا اقرار کیا تھا مین اس سبب سے اور بھی
غافل ہوگیا تھا یہی دو تین سبب تھے کہ مین نے خیال نہ کیا ان سبنے میرے ساتھ دغا کی مجکو انسے امید
بہت بڑی تھی اب وہ مسلمان ہوگئے ہین تو اس خیال مین تھا کہ جب ان لوگون کے ملک پر فوج اسلام
آئیگی تو یہ لوگ مجکو خبر کرینگے مین یہان سے انکو کمک روانہ کردونگا انھون نے خبر نہ کی وہ خود خدا
پرست ہوگئے یہ سبب میری غفلت اور ان لوگون کی خرابی کا ہے اچھا اب جو کچھ ہوا وہ ہوگیا اب مین
یہ چاہتا ہون کہ اب آپ اپنی تدبیر فرمائیے مین اپنی تدبیر کرتا ہون پھر نامہ روانہ کرتا ہون اور بہت
جلد انکو طلب کرتا ہون اور یہ جو آپنے فرمایا کہ آپ تدبیر کیجیے کہ انکو راہ مین روکیے تو مین بھی تدبیر کرونگا
مگر آپکی موجودگی مین کیا کرسکتا ہون کیونکہ آپ استاد ہین مین شاگرد ہون مین سحر سے آپکے روبرو
عاجز ہون عشاق نے جواب دیا کہ اے سمندر شاہ یہ کہنا تمھارا بالکل خلاف ہے تم بادشاہ ہو تمھارے
پاس اکثر تحفہ جات ہین مجھمین تم مین زمین آسمان کا فرق ہے کیونکہ اگر تم ایسے نہ ہوتے تو تمکو سلطنت کیون
ملتی تم اسوقت بادشاہ ہو مین کوئی بادشاہ نہین ہون سیکڑون لاکھ ساحرون کے وغیر ساحرون کے
تمھارے زیر حکم ہین تمکو خراج دیتے ہین تم انپر حکومت کرتے ہو مین بھی ان سب مین ایک ادنے تمھارا
خراج گذار ہون ایسے ایسے زبردست ساحر تمھاری اطاعت کرتے ہین جو کہ اسوقت اپنے وقت کے
سامری و جمشید ہین بلکہ انکی کیا اصل ہے وہ بھی ہوتے تو انکے روبرو عاجز ہوتے اور انکی اطاعت کرتے
اتنا بڑا طلسم تمھاری کمک پر ہے کہ جہان تمام عالم کے ساحر آکر مثل طفل مکتب کے معلوم ہوتے ہین کہ
جن ساحرون کے روبرو ہوتے ہین طلسم کے ساحر سحر بھول جاتے ہین اس مقام پر اگر سب ساحر ادنے ساحرون
کے روبرو کوئی اصلیت نہین رکھتے ہین تمنے سنا ہوگا کہ آئینہ اندام جادو کہ طلسم آئینہ کا خداوند تھا جبکہ
وہ طلسم صاحبقران ثانی نے فتح کیا اور اشراق جادو قتل ہوا اور آئینہ اندام نے یہان آکر پناہ لی
تو اسکو بالکل سحر فراموش تھا اول تو اسکو اس مقام پر بار نہ ملتا تھا بمشکل داخل طلسم ہوا جب
اسکا امتحان لیا گیا تو سحر بالکل فراموش تھا سنتے ہین کہ خداوند سے عرض کیا گیا حکم ملا کہ انکو تعلیم سحر
کراسکے ایک مرحلہ بیرون طلسم مقرر کرو اور اسکا حاکم انکو کرو اور ایک برس تک تعلیم دیجائے
بعد اسکے پھر امتحان لیا جائے اگر امتحان مین پاس ہو تو خیر ورنہ طلسم سے باہر نکال دیا جائے چنانچہ ایسا ہی
کیا گیا یہ خیال کرنے کا مقام ہے جو کہ خداوند ہو اور خود بھی مالک طلسم ہو اور صاحب طلسم کسی سبب سے کہ جو
مقام پر جائے اور اس مقام کے ادنے ساحرون کے روبرو وہ طفل مکتب خیال کیا جائے جبکہ ایسا
ایسا طلسم تمھاری کمک پر ہو تو مین تمھاری کیا برابری کرسکتا ہون یہ صرف تمھاری لیاقت و قدردانی
ہے کہ تم اپنا استاد مجکو تصور کرتے ہو اور میری عزت افزائی کرتے ہو ورنہ میری یہ لیاقت نہین ہے کہ
مین تمھاری استادی کا دعوے کرون بس دوسرے یہ امر ہے کہ مین ضعیف ہوگیا ہون اور جو کچھ مجکو
علم و عمل معلوم تھا مین نے تمکو تعلیم کردیا تھا پھر اب کیا ضرورت ہے کہ مین اپنے کو تمھارا مقابل تصور
کرون بلکہ جو امر تم کر جاؤگے وہ مجھسے بھی نہ ہوگا اب تمھارے علم و عمل کو ترقی ہے اور تمھارا کمال اوج
پر ہے تم تو مثل ہلال کے ہوگئے ہو کسی وقت مین بھی صاحب کمال تھا اب بسبب ضعف کے ہمسے
محنت نہین ہوسکتی ہے جب تمھارے کمال کا زمانہ آیا تو ہم بیٹھ رہے اب ہمارے ہاتھ پاؤن نے جواب دیا
اب تمکو لازم ہے کہ تم کوشش کرو کیونکہ تم بادشاہ ہو مین گوشہ نشین ہون اسی سبب سے برسہا برس

گوشہ نشین رہا مگر سحران و ساحران کے مرنے سے ایسا پریشان ہوا اور مین نے خیال کیا کہ اب سمندر شاہ
مارا گیا جو کہ اسوقت تمام بیرون طلسم کے ملکونکا پشت پناہ ہے وہ بے یار و مددگار ہوگیا کیونکہ مین تو
یہ خیال کرتا تھا کہ مین تو گوشہ نشین ہوا ہون گو میری کیا اصل تھی اور کیا اصل ہے سمندر شاہ کے روبرو
مگر یہ تو ہے کہ گو مین گوشہ نشین ہون مگر میرے دو شاگرد بہت بڑے جو کہ مثل میرے ہین اور آنکی خدمت مین
موجود ہین مجکو بہت بڑی قوی امید تھی اور مین جانتا تھا کہ مین نہ ہونگا تو وہ آنکی کمک کرینگے اور میری
پشت قوی تھی اور وہ دونون میرے قوت بازو ہین یہ تصور کرتا تھا کہ گویا مین ہی ہون تمھارے
پاس جبکہ وہ قتل ہوئے تو میری امید جاتی رہی مین نے یہ خیال کیا کہ اب گوشہ عافیت کو ترک کر اور
چلکر اپنے بادشاہ سمندر شاہ کی خدمت مین حاضر ہو شاید کوئی ضرورت ہو کیونکہ جو کہ میری عوض مین اونکی
خدمت مین حاضر رہتے تھے وہ تو دنیا سے چلے گئے اب کس سے کام لونگا اور کون آنکی خدمت کریگا
یہ تصور کرکے مین نے اپنے مقام کو ترک کیا اور تمھارے پاس آیا ہون کیونکہ یہ خیال ہوا کہ اب میرے شاگردون سے کوئی نہین باقی
رہا ہے سواے بادشاہ کے کہ یہ بھی کبھی میرے شاگرد تھے مین چاہا اونکی کمک کرون کیونکہ وہ ان دونون کو
بہت دوست رکھتے تھے اور محبت کرتے تھے اور بہت بڑا آنکو آنکی خدمت مین اختیار تھا ایسی میری
حکومت تھی کہ بادشاہ نے ایک مرحلہ کا حاکم کردیا تھا اور وہ مرحلہ جو کہ اس اقلیم کی سرحد ہے اور اسی سرحد
سے کوئی آئیگا تو روکین گے کیونکہ یہی تو دروازہ ہے اس اقلیم کے آنے کا ایسا صاحب اعتبار تصور کیا
تھا جب تو اتنی بڑی حکومت دی تھی مگر دشمنون نے میرے بادشاہ کو بے یار و مددگار کردیا اور وہ دریاے
سحر رنگ جو کہ راستہ روکے ہوئے تھا وہ بھی ہٹ گیا اب دشمن یہان آئینگے اور بادشاہ سے مقابلہ ہوگا
میرے شاگرد تو کام آئے انھون نے اپنی جانین بادشاہ پر نثار کین ہین کہان تک گوشہ نشین رہون مین
بھی چلکر اپنی جان نثار کرون کیونکہ اس زندگی سے تو مرجانا بہتر ہے کہ اپنے روبرو کیسے کیسے لائق و صاحب
کمال گذر گئے ہین جنکو مین نے بڑی محنت و مشقت سے علم سحر کی تعلیم کی تھی وہ یون بے بس اور بیدست و پا
ہوکر خدا پرستون کے عیارون کے ہاتھ سے مارے گئے پس زندگی کا کیا اعتبار اس سے تو موت بہتر ہے
وہ کل رہنا تو نہ ہو اور ضعیف اور پیر جو کہ چل نہین سکتا ہے زندہ رہے بس یہ خیال کرکے آیا ہون
جو کچھ مجھسے ہوسکیگا وہ کرونگا اور جو نہ ہوسکا وہ کیا بس تمکو لازم ہے کہ تم راہ مین آنکو روکو اور مین یہ تدبیر
کرون سمندر شاہ نے جواب دیا کہ استاد یہ آپ کیا فرماتے ہین اور مجکو سر دربار خجل و شرمندہ فرماتے ہین یہ ساری
آپکی تعلیم کا سبب ہے آپ ہی نے مجکو اس مرتبے کو پہونچایا نہ آپ مجکو تعلیم کرتے اور علم سحر نہ سکھلاتے تو مین
اس مرتبہ کو نہ پہونچتا آپکی تعلیم کے نتیجے سے مین بادشاہ ہوا ہون اور اسقدر لوگ اور ملک اور ایسے ایسے
زبردست ساحر میرے زیر حکومت ہین اور مین آنپر حکومت کرتا ہون یہ سب آپکی عنایت اور پرورش کا انجام ہے
اور آپکی جوتیون کا صدقہ ہے کہ مین اسوقت بادشاہ بنا ہوا ہون ایسی حالت مین آپکے روبرو زبان ہلا سکتا ہون
اور اصل تو یہ ہے کہ سحران و ساحران و آفتاب ذر الاتاج کے مرنے سے تو میری نصف قوت رہ گئی ہے اور جو امید ان
لوگون سے تھی وہ سب جاتی رہی اور مین بالکل نا امید ہوگیا تھا اور میری کمر شکست ہوگئی تھی کیونکہ انسے
مجکو بہت بڑی امید تھی کہ یہ لوگ میری جان پر اپنی جان نثار کرینگے جیسا کہ میرا خیال تھا وہی ہوا کہ انھون نے
بقول آپکے کس نے کس سے اپنی جانین دین کہ سبکا کچھ بیان نہین ہوسکتا ہے مگر آپکے آنے سے جو عالم
نے لیبی تھا وہ جاتا رہا اور پھر امید قوی ہوگئی اور قوت بھی ہوگئی اور مین کچھ سمجھ گیا مین نے خیال کیا
کہ اب وہ شخص آیا ہے کہ جو میرا اور ان لوگون سبکا پشت پناہ ہے اور سبکا استاد ہے کہ جسکے تعلیم کردہ سب تھے

اور مین بھی ہون جو وہ چاہینگے وہ ہوجائیگا اب عنان حکومت اُنکے دست زبردست مین دی ویسا
ہی مین نے کیا اور اُنکے اختیار مین دی باوصفیکہ مین بعد مرنے شعران ناہیان کے ترک حکومت کرچکا
تھا اور گوشہ نشین ہوا تھا مگر آپکے سمجھانے اور فرمانے سے مین نے پھر حکومت کی اور آپکے سبب سے
پھر مین بادشاہ ہوا اب مین آپ سے یہ کہتا ہون کہ جو اب فرمائین اُسپر مین عمل کرون اور اُس روز سے
جو کچھ آپنے فرمایا ہی اُس سے مین نے سرتابی نہین کی اور آپکے فرمانے پر عمل کیا جو آپنے فرمایا وہی کیا اور
جو فرمائیگا اُسپر عمل کرونگا آپ میرے اور سرپرست بزرگانہ فرمائین مین اُس سے کبھی باہر نہین ہون اگر آپ
اجازت دیتے ہین کہ مین اُن سبکو راہ مین روکون بہت خوب اور جو ہر آپ اب فرمائین مین وہی کرونگا
اور اب اُسمین غفلت نہ کرونگا اور ہر وقت ہوشیاری اور خبرداری سے کام لونگا قسم ہی مجکو خداوند تعالے
کی میرا دل چاہتا ہی کہ مین ایک عرضی خدمت مین خداوند کے تحریر کرون اور جو کچھ مصائب گذرے ہین
اور جو کچھ واقعات یہان گذرے ہین وہ تحریر کرون اور کمک طلب کرون گو خداوند مجھسے ناراض ہین مین امید کرتا ہون
کہ میرے عرضی کے تحریر کرنے سے وہ خوش ہوجائینگے اور ضرور میری کمک کرینگے گو کہ جب سے مین یہان
آیا ہون اور حکومت کرنے لگا ہون اُسدن سے آجتک مین خدمت مین خداوند کے نہین گیا ہون نہ کوئی
عرضی تحریر کی ہی اس سبب سے خداوند اور بھی ناخوش ہونگے اور یہ فرمائینگے کہ اب جو ضرورت ہوئی تو تحریر
میری خوشامد کرنے لگا اور میری خدمت مین عرضی روانہ کی خیر میرا بندہ ہی مین اُسکی کمک کرونگا یہ تصور
فرماکے ضرور کمک کرینگے عشاق نے کہا کہ جب خداوند ناخوش ہین تو کیا ضرورت ہی کہ عرضی تحریر کیجیے
کیونکہ جب خداوند ناخوش ہین تو کوئی نہ سنیگا بلکہ یہ جو آفت آئی ہوئی ہی خداوند کے ناخوش ہونے سے
آئی ہی گو یہ امر ضرور ہی لیکن کوئی ضرورت عرضی کے تحریر کرنے کی معلوم نہین ہوتی ہی شاید وہ اور اس امر سے
زیادہ ناخوش ہون اور کوئی عذاب نازل کرین پھر بڑی مشکل ہوگی اگر وہ زیادہ ناخوش ہوگئے تو اور بھی
خرابی واقع ہوگی کیونکہ جو اپنا پیدا کرنے والا ہی جب وہی ناراض ہوگیا تو کون خوش ہوگا عرضی بھیجنے سے تو کچھ
نہوگا جب تک تم خود نہ جاؤگے اور عذر نہ کروگے اور اُنکی خدمت مین حاضر ہوکر معذرت کرو اور اپنی خطا معاف
کراؤ تو شاید راضی ہون ورنہ عرضی کے جانے سے بہت ناخوش ہونگے اور تمکو اسقدر مہلت نہین ہی کہ تم جاؤ
اور وہان سے کمک لاؤ اس عرصہ مین یہان خاتمہ ہوجائیگا خداپرست آجائینگے اور وہ حکومت کرنے
لگین گے تو بڑی خرابی ہوگی اُسوقت جو تمکو معلوم ہوگا اور تم خداوند سے عرض کروگے تو اُسوقت خداوند یہ
فرمائینگے کہ وہ بھی تو میرے بندے ہین تمنے میری نافرمانی کی مین نے پھر اُنکو روانہ کیا کہ جاکر سمندر کو قتل کرو اور
اُسکی حکومت پر اپنا قبضہ کرو جبکہ وہ لوگ آگئے تو تمکو خبر ہوئی اور تم میرے پاس یہ خواہش کرکے آئے ہو کہ
مین اُنکو مٹا دون اب یہ نہین ہوسکتا ہی جو مین تقدیر کرچکا ہون اب اُسکے خلاف نہوگا آیندہ کو خیال رکھنا
تم دوسرا ملک آباد کرو مینے تمہاری خطا معاف کی مگر اس شرط کے ساتھ لیکن اس سے کیا حاصل مجکو یقین
ہی کہ خداوند کبھی خطا معاف نہ کرینگے مفت مین یہ ملک ہاتھ سے جائیگا لیکن میری رائے یہ ہی کہ نہ تم جاؤ نہ عرضی
روانہ کرو خاموش بیٹھے رہو دیکھو کہ کیا ہوتا ہی جب اُنکو اس حال کی خبر ہوگی تو وہ خود کوئی تدبیر کرینگے اور کمک بھی
روانہ کرینگے اور یہ فرمائینگے کہ تمنے کیون نہ اس حال سے مجھے آگاہ کیا اُسوقت تم یہ کہنا کہ آپہی نے یہ بلا نازل کی
فرمائی تھی اور آپ ناخوش تھے اس سبب سے مین نے آپکو اپنے حال سے آگاہ نہ کیا اور مین اس امر مین [illegible]
جو خداوند نے [illegible] بپا یا ہوگا وہ پہونچ جائیگا کیونکہ جبکہ خداوند ایسے ناخوش تھے
جب تو خداوند نے یہ بلا نازل فرمائی [illegible] اس خیال سے مین نے نہین عرض کیا [illegible]

جواب دیا کہ آپکی رائے بہت ٹھیک ہے اور مجھکو بھی پسند آئی ہے اب مین نہ عرضی تحریر کرونگا نہ خود جاؤنگا اگر پہنچا یا
نہ پہنچا عرضی تحریر کرتا نہ اب تحریر کرونگا آپ سچ فرماتے ہین دو امر ہونگے مجھکو بھی خیال آیا کہ اگر مین نے عرضی
تحریر کی اور وہ انکی خدمت مین نہ پہونچی راہ مین کسی نہ کسی مقام پر رک کر رہگئی یا کسی فرشتہ نے روک لی
تو اور بھی خرابی ہوگی کیونکہ سب یہی تو سمجھینگے دشمن ہو رہے ہین جو یہ میری دشمنی کا دم بھرتا ہے اور
مین اگر خدمت خداوند سے نکالا گیا تو انھین کے سبب سے ان لوگون نے دراندازی کی خداوند ناخوش
ہوئے اور کچھ میری خطا بھی تھی بس خداوند نے اپنی خدمت سے نکالدیا ایک تو یہ امر ہے دوسرا یہ امر ہے کہ
اگر عرضی خدمت خداوند مین پہونچی بھی تو کیا ہوا اگر خداوند نے یہ خیال کیا اسکو اسی طور سے داخل دفتر ہونیکا
حکم دیا کہ نکسی سوائے اکوان تاجدار کے کوئی خداوند کی خدمت مین نہین جا سکتا ہے نہ سوائے خداوند کی صورت دیکھی
ہے یا نہ دیکھنیکی کسی زمانے مین ہمین بہت مقرر تھا مگر مجھے کوئی قسم دیکر دریافت کرے کہ خداوند کی صورت کیسی
ہے تو مین بیان نہین کر سکتا ہون باوجود اس قرب و منزلت کے مین نے آجتک انکی شکل نہین دیکھی کہ کیا
تصور رہتا و شکل ہے کچھ ہین ہان اکوان تاجدار تجلی واقف ہین جو مجکو خواہ اور کسیکو خداوند کی خدمت مین عرض
کرنا ہوتا ہے وہ انکی خدمت مین بذریعہ اکوان تاجدار کے عرض کرتا ہے مین تو خود اکوان تاجدار کی خدمت مین
عرض کر سکتا تھا مگر اور لوگ انکے اہلکار کے ذریعہ سے عرض کرتے تھے کوئی خداوند تک انکے سوا نہین
جا سکتا ہے یہی طریقہ ہمیشہ سے جاری ہے ایسی حالت مین میری عرضی خدمت مین خداوند کے نہین جا سکتی
ہے اور اگر مین جاؤن تو میری بھی پہونچ نہین ہو سکتی ہے مین بھی جا کر خدمت اکوان تاجدار مین عرض کرتا
وہ بہت بڑے میرے دشمن ہین وہ کبھی عرض نہ کرتے برسون پڑا رہتا جب انکی ازحد خوشامد کرتا تو شاید
کبھی رحم آتا اور وہ عرض کرتے جو اسوقت خداوند تقدیر فرماتے اگر میرے حق مین بد ہوتی تو کبھی نہ کچھ کلام
کرتے اگر اچھی ہوتی تو ضرر پہنچانے کچھ دراندازی کرتے اول تو میری خود پہونچ انتک نہ ہوتی پہلے
اکوان تاجدار تک کیونکہ مین نے سنا ہے کہ بالکل ممانعت ہے نہ طاق بھر مین کوئی سمندر کا نام نہ لے
جو نام لیگا اسپر میرا سخت عذاب نازل ہوگا بدین سبب میری کوئی خبر نہ کریگا بلکہ میرا نہ طاق مین جانا
مشکل ہے اس سبب سے آپکی رائے بہت عمدہ ہے کیا بیان کرون بدحواسی کی حالت اور عالم یاس مین
میری زبان سے یہ نکل گیا کہ مین عرضی روانہ کرون ان امور کا کچھ خیال نہ تھا آپکے اس تقریر کرنے سے خیال
ہوا اور یہ سب امر یاد آئے مگر اس تقریر سے تو کچھ حصول نہین اب وہ تدبیر فرمایئے کہ جس سے کوئی نتیجہ نکلے
کہ جسکا انجام اچھا ہو عشاق نے جواب دیا کہ مین تدبیرین کرتا ہون جو میرے کرنے سے ہوتی ہین اور
حکم نامے روانہ کردو اور راہ مین روکو یہ جو عشاق نے کہا سمندر جادو نے اسوقت دبیر کو طلب کیا
اور حکم دیا کہ نامے تحریر کرو اس مضمون کے کہ اے حاکمان دربندو اے ناظمان شہر و اے ساحران ساحری و
و اے سپہ گزاران بادولت تمکو تحریر کیا جاتا ہے کہ تمکو قبل اسکے مین دو مرتبہ خط روانہ کر چکا ہون اور تمکو برائے کمک
طلب کر چکا ہون مگر تمنے کچھ خیال نہ کیا اور نہ برائے کمک روانہ ہوئے نہ خود آئے نہ سپاہ روانہ کی یہ کیا حال
ہے کیا تم سب نے میری حکومت سے سرتابی اختیار کی اور نافرمانی پر کمر باندھی ہے کہ نہ تو جواب نامہ تحریر کیا نہ کمک
کو آئے پس مین تمکو خبر دیتا ہون اور آگاہ کرتا ہون لکھوشہ دیکھتے اس نامہ کے میری خدمت مین حاضر ہو اور جہان
ہو اپنا لشکر لیکر آؤ اور بہت جلد آؤ ورنہ گرد یہان یہ حالت ہے کہ اب سب پریشان ہین تمام شاہان شرق خدا
پرستون سے ملگئے ہین مثل لقین نژاد پرست و مہراب شاہ و اقبال شاہ و امثال شاہ وغیرہ کے ان
سبھون نے میری اطاعت سے انحراف کیا اور نافرمانی پر کمر باندھی اور شریک خدا پرستان ہو گئے اب لشکر اسلام جہتیں سے

کوچ کر کے طرف سمندر کے آیا ہے اب وقت مدد ہے اور ہنگام کمک ہے جلد آؤ یہ مضمون ہو جو کہ میں نے تحریر
کیا ہے و بعد ہے اسی مضمون کے کئی نامے تحریر کیے مثل جمشید سیاہ پوش و سلیم سیاہ پوش و علیم سیاہ پوش کے
یہ بہت بڑے پہلوان قمر پرست و ساحران نامی ہیں اور انکے ہمراہ ایک ایک لاکھ کا لشکر ہے اور بنام پہلوانان
نامی و شاہان گرامی کے کہ جنکے نام یہ ہیں ماران سہر پوش بابان پلنگ پوش قہران اژدر سوار
مہران شیر سوار نہنگان ہوک پیکر پلنگان فیل پیشانی ترکیب دیو پیکر شیر تک نہنگ پیشانی
چرنگ عقرب چشم غولکان ارجمندورث وغیرہ کے تحریر کیے انمین ہر ایک سپاہ کثیر رکھتا ہے اور چند نامے
بنام مولاج شاہ و گرداب شاہ و حباب شاہ و زورق شاہ و سیلاب شاہ وغیرہ کے تحریر کیے گئے
انکے بعد اب نامے بنام ساحران نامی کے تحریر ہونے لگے انکے یہ نام ہیں مثل زورق جادو و مواج جادو
و موج جادو و سیلاب جادو و گرداب جادو و حباب جادو و سراب جادو و طوفان جادو و ملکہ طغیان
جادو و ملکہ گرداب جادو و ملکہ صدف جادو و ملکہ سراب جادو و ملکہ ایران جادو و ملکہ دریا ساز جادو و
برقان برق پوش جادو و رعدان رعد آواز جادو و ژالہ جادو و ملکہ گوہر روشن تن و ملکہ ریزہ جمال اسرا
ملکہ گلنار زعفران پوش ملکہ شیلان جامہ پوش ملکہ منقش پوش جادو و ملکہ نیلوفر جادو و ملکہ گل فرمان
جادو و ملکہ زعفران جادو و ملکہ غبار انگیز جادو و ملکہ طوفان خیز جادو و ملکہ یاسمین جادو و ملکہ یاسمین
جادو و ملکہ نسترن جادو و ملکہ نسترن جادو و ملکہ آتش بار جادو و ملکہ موج خیز جادو و ملکہ سحر ساز جادو و
ملکہ دریا بار جادو و اسی طور سے مثل طوبار جادو و سہار جادو و سحر شعار جادو و خون ریز جادو و
پرست جادو و فیل سوار شیر پرست گرگین سوار قلزم جادو و قہار پلنگ سوار سوار شیر سوار
کے تحریر کیے اور ایسا نامہ بنام آتش بار کے اس مضمون کا لکھا کر اے آتش شعار تمکو معلوم ہو کہ اب
تمھارے جانے کی یہ خبر آئی کہ تمام ملک جو کہ دریا سے تیز رنگ سے اور سمندر تک پڑتے ہیں وہ سب لوگ
شریک خدا پرستان ہو گئے ہیں اور اب تیز سمندر پہ طرف آئے ہیں لہذا بہت جلد اپنا لشکر لیکر آؤ یہ جو میں نے
تحریر کیا ہے اسپر عمل کرنا اور لشکر لیکر جلد آنا اب دیر نہ کرو آئندہ تمکو اختیار ہے یہ مضمون لکھوا کر اور طائران سحر
ذریعہ سے نامے روانہ کیے اسکے بعد جو نامے روانہ کیے تھے وہ بھی طائران سحر کے ذریعہ
سے روانہ کیے تھے جو کہ نامے اور روانہ کیے وہ یہ ہزار سانڈنی سواروں کے روانہ
کیے تھے بعد ان نامے روانہ کرنے کے سمندر جادو نے عشاق سے کہا کہ استاد نامے تو میں روانہ
کر چکا اب آپ انتظام فرمائیے عشاق نے کہا کہ تم پریشان نہو اب میں صاف صاف تمسے کہتا ہوں
کہ ان لوگوں کی کیا اصل ہے پہلے سمجھ کر رو برو اگر انکے ہمراہ ساحر بھی ہونگے تو کوئی اعتماد خوف نہیں ہے
میں پہلوان نہیں ساحری ہوں میرے سحر کی بنا نہیں ہے ایک چشم زدن میں طبقہ زمین کا بالا دونگا اور زمین
الٹ دونگا آسمان اور زمین سے کر قلابہ ملا دونگا ایک پھونک میں تمام عالم میں آگ لگا دونگا ستارہ
ابر سے برق گرا دونگا دیکھنا کہ میں کس قسم کے سحر کرتا ہوں اور کیا کیا تماشے دکھاتا ہوں تمام گرد شہر
حصار سحر کا کر دونگا اور کچھ کر چکا ہوں لہذا میں سب بندوبست کر چکا ہوں اور جو کچھ باقی رکھا ہے وہ اب کر دونگا
اب تم ان سبکو راہ میں دشمنی کی تدبیر ہو رہی ہے سمندر نے کہا کہ جو آپ فرماتے ہیں بہت بجا فرماتے ہیں آپکے
فرمانے کی کیا بات ہے آپ جو امر کرینگے خالی از نجات نہو گا آپکے سحر کا کوئی جواب نہ سکو گا اب میں
بھی آپکی اجازت سے اسکی تدبیر کرتا ہوں یہ کہکر سمندر نے ایک طرف دیکھا اور آواز دی کہ اے زورق
دربان جلد جا تم یہ صدا دینی تھی کہ راوی نے بیان کیا ہے کہ سمندر کے پشت پر کی دیوار شق ہو گئی اور

ایک برق چمکی سب اہل دربار نے دیکھا کہ بلوری نہر اُس شگاف سے پیدا ہوئی اُس نہر میں کسقدر آب
شفاف تھا اُس پانی سے وہ نہر بھری ہوئی تھی وہ نہر روبرو سمندر کے آکر قائم ہوئی سبنے دیکھا اُس نہر میں
ایک کشتی خرد کہ جسکا چہرہ بالکل انسانی تھا تیرتی ہوئی تھی اور اُسپر ایک کنگرہ استادہ تھا اُس کنگرہ کے نیچے
ایک کرسی بچھی ہوئی تھی اُسپر کوئی نظر نہ آتا تھا اور اُس کشتی میں ہزاروں تصویریں آویزاں تھیں اور
ہر ایک تصویر ایسی ہولناک تھی کہ جسکو دیکھکر جان قالب تن میں پریشان ہوتی تھی بس جب وہ نہر
اور وہ زورق روبرو سمندر کے آکر قائم ہوئی اور وہ زورق اُس نہر میں گردش کرنے لگی کہ سمندر نے
آواز دی کہ اے زورق جلد حاضر ہو میں کہانتک انتظار کروں یہ کہنا تھا کہ وہ کشتی ایک مرتبہ چرخ مار کر
اُس نہر بلوری میں غرق ہو گئی اور اُس نہر میں ایک تلاطم پیدا ہوا اور اُس پانی سے شعلے نکلنے لگے کہ ایک
مرتبہ اُس نہر میں تراقا ہوا سبنے دیکھا کہ وہ کشتی پھر کر بالا سے آب آئی اور اُسمیں تراقا ہوا اور کشتی کا ہر جزو جدا
ہوا اُس سے ایک ساحر پیدا ہوا اور جست کرکے اُسپر سے باہر آیا سمندر جادو کو سلام کیا سمندر نے
حکم دیا کہ زورق کے لیے کرسی لاؤ حکم دیا فوراً کرسی حاضر کی گئی سمندر نے اشارا کیا زورق سلام کر
بیٹھ گیا وہ نہر بلوری اُسکے سر پر قائم ہو گئی جب زورق کرسی پر بیٹھ چکا تو سمندر نے خیال کیا ہوگا کہ فقط زورق
کیا ہوگا اور بعد دولت کا ناظر [illegible] بھی دربار میں حاضر تھا اور سب اہل دربار بھی موجود تھے راوی بیان کرتا
ہے کہ جب سمندر شاہ دربار میں تخت پر آکر بیٹھتا ہے تو ملازم اُسکے روبرو ایک کرسی لاکر بچھا دیتے ہیں اور ایک
مختصر سی میز رکھدیتے ہیں اور اُسکے چاروں گوشوں پر چار گلدستے رکھے ہوتے تھے اور وسط میں اُن گلدستوں
کے ایک آئینہ لگا ہوا تھا اُسپر غلاف زربفتی پڑا ہوا تھا اور ایک صندوقچہ اُسی میز پر رکھا ہوا تھا اور ایک
سنگ مرمر کا ٹکڑا برابر اُس صندوقچہ کے رکھا ہوا تھا ہمیشہ کا طریقہ ہے کہ جب سمندر دربار میں آتا ہے یا محل میں جاتا
ہے یہ میز اُسکے ہمراہ ضرور رہتی ہے پس یہ خیال کرکے سمندر نے طرف اُس صندوقچہ کے دیکھا اور کچھ اسم
پڑھکر اُس صندوقچہ پر دم کیا فوراً آپ سے آپ اُس صندوقچہ کا ڈھکنا کھل گیا اُسمیں دس گیارہ خانے تھے ہر خانے
میں فولادی تمامیاں تھیں ہر پتلی کی پیشانی پر سمندر کا ٹکٹ لگا ہوا تھا جب صندوقچہ کھلا سمندر نے اشارہ
کیا ایک پتلی تڑپکر باہر صندوقچہ سے آئی باہر آکر وہ درازی پیدا کرنے لگی یہانتک کہ اُس پتلی نے
اسقدر قد پیدا کیا کہ جیسے ساٹھ اسی برس کے لڑکے کا قد ہوتا ہے اور وہ پتلی ہاتھ باندھکر روبرو سمندر کے آئی اور
عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے سمندر نے کہا کہ اے کنیز تو ابھی جاکر دریا بار آسمان کشتین کو آگاہ کر کہ تمکو سمندر شاہ
نے یاد فرمایا ہے یہ سننا تھا کہ وہ پتلی مثل تیر ایسے کے تڑپکر وہاں سے چلی اور سبکی نظروں سے غائب ہوگئی
یوں جیسے بجلی [illegible] سے نگاہ [illegible] وہ پتلی تو ادھر روانہ ہوئی ادھر سمندر
نے آئینہ کی طرف دیکھا کہ وہ جو غلاف آئینہ پر تھا خود بخود غائب ہو گیا آئینہ کھل گیا سبنے دیکھا کہ ایک
صورت اُس آئینہ میں نظر آئی اُسنے سمندر کو سلام کیا سمندر نے جواب سلام دیکر کہا کہ اے آئینہ اندام
آئینہ میں اپنی [illegible] کہ میرے پاس [illegible] مجھکو اُس سے ایک کام ہے اُس آئینہ سے صدا آئی کہ
کہ وہ حاضر ہوتی ہے اگر حکم ہو تو [illegible] حاضر ہو سمندر نے کہا کہ تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے جب
ضرورت ہوگی تو تمکو بھی طلب کر لونگا اُسنے عرض کیا کہ میں ہر وقت حاضر خدمت ہونے کو مستعد ہوں یہ
جو اُسنے کہا سمندر نے جواب دیا اچھا یہ جو سمندر نے کہا اور پھر جھکا اُس آئینہ کی طرف اشارہ کیا فوراً وہ غلاف
اُس آئینہ پر آگیا راوی نے بیان کیا ہے کہ جب آئینہ پر سے غلاف اُٹھ جاتا ہے تو ایک روشنی علاوہ روشنی
دن کے ہو جاتی ہے جب غلاف اُسپر پڑ گیا وہ روشنی برطرف ہو گئی اسکے بعد سمندر نے طرف اُس سنگ کے

دیکھا اور کہا کہ سنگسار سنگ نشین بہت جلد اپنے برادر کو روانہ کردے کہ اُس سے ایک ضرورت ہے
اُس پارچہ سنگ سے صدا آئی کہ بہت خوب بندہ اُسے حاضر کرتا ہے یہ صدا آکے موقوف ہوگئی جب یہ
کہہ چکا اور سمندر خاموش ہوکر بیٹھ رہا اور طرف زورق کے دیکھکر کہا کہ تمہارا مزاج تو اچھا ہے اُسنے
عرض کیا کہ آپکے غلاموں کو دعا کرتا ہوں ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ وہ زورق اور دریا بار و آئینہ اندام نہین
ہے جنکو قتل مین سمندر نے نامہ روانہ کیے ہین بلکہ یہ دوسرا زورق ہے جب زورق نے یہ عرض کیا کہ حضور
نے کیون اس خاکسار کو طلب فرمایا ہے سمندر نے جواب دیا کہ ذرا صبر کرو مین بیان کرتا ہون دریا بار
وحیران و سمراقہ سنگ بار آجائے تو مین تم سب سے ایک مرتبہ بیان کرون کیونکہ بار بار دولت کا یہ
دماغ نہین ہے کہ ہر ایک سے بار بار بیان کرون اور سب سے ایک ہی کام لینا ہے یہ کہکر خاموش
ہو رہا اُسوقت عشاق نے سمندر کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ چند نامے اور تحریر کرو جنکے نام مین بتاؤن
کیونکہ ان لوگونکو بھی آگاہ کرنا ضرور ہے آج یہ بندہ دولت گروا [illegible] غفلت نہ کرو سمندر نے کہا کہ آپ
بیان فرمائین دبیر موجود ہے یہ سنکے عشاق نے دبیر کی طرف دیکھا کہا کہ اے دبیر جنکے نام مین بیان کرون
اُنکے نام نامے تحریر کرو اُسنے عرض کیا کہ بیان فرمائیے عشاق نے کہا کہ ایک نامہ بنام [illegible] جادو
ایک نامہ بنام [illegible] جادو اور بنام [illegible] بہرام جادو و [illegible] جادو [illegible] جادو و [illegible] جادو
و [illegible] لالہ روی جادو و [illegible] جادو [illegible] جادو و ماہ تن جادو و بنام [illegible] سحر ساز
و بنام [illegible] سحر ساز جادو کہ اس مضمون کے تحریر کرو کہ اے ساحران نامی و گرامی تمکو معلوم ہو کہ
وہ وقت ہے کہ خداوند [illegible] ساحری و جمشید دشمن [illegible] ہوا ہے کہ یہ بلا جوکہ اسوقت سمندر شاہ
عالم [illegible] جسکے تم سب تابع ہو اور باج دیتے ہو سر کہ ہے وہ بلا ہے کہ خداوند کسی زمانے مین
جبکہ سمندر شاہ [illegible] مین [illegible] ناراض ہوگئے تھے اور حکم فرمایا تھا کہ [illegible] طاق
سے نکلوا دو اسی زمانے مین سمندر شاہ نے [illegible] تباہ و برباد کیا تھا اور تم سب
عالم ہوئے تھے چنانچہ اسی زمانے مین تم لوگون نے سرکشی پر کمر باندھی تھی [illegible]
کیا تھا کہ تم سب لوگ سرنگون ہوئے تھے اور فرمانبرداری [illegible] کا انتظام ہوا [illegible]
سے اطاعت کرنے [illegible] سمندر شاہ پر آج یہ وقت پڑا ہے کہ تمام [illegible] دشمنون
ہین یہ خیال کرلو کہ تم کو خبر ہوئی ہوگی کہ ساحران و ماہیان [illegible] حاکم دریائے [illegible] ہین و
بالکل سمندر شاہ نے انکو مالک و مختار دریا کا کیا تھا [illegible] سمندر شاہ پر ناخوش ہوکے انہون
نے یہ عذاب نازل کیا کہ خدا پرستون کو اس طرف روانہ کیا کہ وہ لشکر لیکر ادھر کو آئے اور کنارے دریا کے
فروکش ہوئے تھے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ عیارون نے ساحران و ماہیان و آفتاب [illegible] سمندر شاہ
کو عیاری کرکے قتل کیا اسکے مرنے سے دریا لٹ گیا اور راستہ سمندر [illegible] دشت [illegible]
کا جوکہ مالک تھا یعنی بہارستان جادو وہ بھی صاحبقران کے ہاتھ سے جوکہ افسر لشکر اسلام ہے
مارا گیا رونق دشت مٹ گئی اسکے بعد لشکر اسلام کو لیکر طرف سمندر کے کوچ کیا سر راہ مین [illegible]
اور ملک ملے وہ بھی سب شریک خدا پرستان ہوگئے [illegible] دو ملکون پر جنگ ہوئی ایک [illegible]
دوسرے [illegible] جب یہ دونون بادشاہ شریک اہل اسلام ہوگئے چونکہ یہ بہت بڑے بادشاہ
تھے اور لشکر کثیر و پہلوانان نامی رکھتے تھے اور سولہ ملک انکے قبضے مین تھے وہ شریک
ہوگئے پھر کیا تھا جو کہ انسے کم قوت رکھتے تھے تو کیا انکی اصل تھی وہ بھی شریک ہوگئے [illegible]

لشکر شہر و قصبہ تک دین اسلام جاری ہو گیا ہے سب سے پہلے صنوبر شاہ نے دین اسلام
قبول کیا تھا اب وہ لشکر لکڑ مع صاحبقران سمندریہ پر آتے ہیں لہذا تم سب کو لازم و واجب ہے
کہ بادشاہ کی کمک کرو اُسکا حق تمہارے اوپر ہے دوسرے یہ امر ہے کہ یہ لڑائی مذہب کی ہے کیونکہ
اُن سب کا یہ قول ہے کہ سوائے خدائے آسمانی کے کوئی اور خدا نہیں ہے اور یہ سب ناشناسے باطل
ہے کہ بہت سے خدا مر گئے اور جو باقی ہیں وہ بھی باطل ہیں اور اُنھوں نے عیاروں کی کمک سے ان
سب خداؤں کو پریشان کر کے یہ کیا کہ جب وہ لوگ یعنی خداوند عاجز ہوئے تو چولے بدل بدل کر
آسمان کی طرف تشریف لے گئے اور جا کر بہشت میں مقیم ہوئے اُنھوں نے وہ جسم جو کہ یہاں چھوڑ
گئے تھے اپنے خیال کے بموجب قتل کیے اور مشہور کیا کہ ہم نے خدائیان برباد کر دیں چنانچہ ابھی
فکر میں ادھر بھی آئے ہیں اول تو وہ لوگ ایسے ہیں کہ جس خدا نے اُنکو پیدا کیا اُسی کو برا کہتے
ہیں ایسے خود سر ہیں کہ اپنے پیدا کرنے والے کو ساتھ بدی کے یاد کرتے ہیں اُسی
قصد سے ادھر آئے ہیں کہ سمندریہ کو فتح کر کے ثر طاق پر جائیں اور خداوند تصویر کو پریشان
کر کے طرف آسمان کے روانہ کریں اور ہم سب کو بے خدا کا کر دیں پس ایسے وقت ہیں
ضرور سمندر شاہ کی مدد کرنا ہے کیونکہ وہ باہت خدائی کے مقابلہ کرتے ہیں پس کمک
کرو اگر اسکے خلاف کرو گے تو خدائی برباد ہو جاوے گی اور سمندریہ تباہ اور برباد ہو جاویگا پھر کوئی
خداوند تصویر کا نام بھی نہ لیگا اور کوئی اہل تصویر پرست سے دنیا میں باقی نہ رہیگا آئندہ تمکو
اختیار ہے پس بطور دستخط ان ناموں کے اگر مدد کرو اگر عرصہ کرو گے تو خرابی زیادہ ہوگی
والسلام یہ نامے تحریر کرا کے اور ملفوف کر کے طائران سحر سے بنائے اور اُنکے گلوں میں
نامے باندھکر روانہ کیے اور اُنکو حکم دیا کہ تم نامے فلان فلان مقام پر فلان فلان کو پہونچا دو
یہ حکم دیکر روانہ کیا وہ طائر نامے لیکر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئے بعد جانے ان
طائروں کے سمندر شاہ نے کہا کہ میں کسقدر بدحواس ہو رہا ہوں کہ اپنے دوستوں کو
فراموش کر دیا ہے عشاق نے کہا کہ وہ کون لوگ ہیں سمندر شاہ نے کہا کہ اے استاد
سحاب جادو و شجر جادو و ثمر جادو و نونہال جادو و سنبل جادو و کاکل جادو و
گلنار جادو ہیں اُنکو بھی خبر کرنا ضرور ہے یہ سنکے عشاق نے کہا کہ ان سب کو بھی خبر کرو
سمندر شاہ نے کہا کہ جی ہاں میں اُنکو بھی خبر کرتا ہوں اور دوسرے اثار جادو کو بھی خبر
کرونگا یہ کہہ سمندر شاہ نے کہا پس اُسیوقت چند نامے اور روانہ کیے طائران سحر کے ذریعہ
سے وہ طائر نامے لیکے چلے جب یہ بھی نامے روانہ ہو چکے راقم ان سب ناموں کا حال
آئندہ تحریر کریگا اور جب یہ سب ساحر و غیر ساحر برائے کمک سمندر شاہ آئینگے تو اُنکے
سحر کی حالت بیان ہوگی اب راوی حالت دربار سمندر شاہ کی تحریر کرتا ہے کہ ابھی نامے
سمندر شاہ روانہ کر چکا تھا اور اس انتظار میں تھا کہ جن ساحروں کو میں نے طلب کیا
ہے وہ آئیں تو میں اُنکو روانہ کروں کہ جس ضرورت کے لیے میں نے بلایا ہے یہی فکر اُس طرف کو کر رہا
تھا کہ یکایک آسمان پر ایک برق چمکی اور سنگ باری ہوئی اور ایک آندھی سیاہ اٹھی تھوڑے
عرصے کے بعد اُس آندھی سے ایکبارگی سنگ مربع پیدا ہوا اور وہ پارچہ سنگ آکر صحن بارگاہ
سمندر شاہ میں گرا وہ آندھی اور تاریکی برطرف ہو گئی وہ سنگ برابر تخت سمندر شاہ جادو

سے آیا ایک تڑاقہ پیدا ہوا اور اُس سنگ کے دو ٹکڑے ہو گئے اُسکے اندر سے ایک ساحر
پیدا ہوا جسکی یہ صورت تھی کہ آنکھ و ناک کانون سے دھوئین نکل رہے تھے بڑے بڑے
عقرب اُسکی پیشانی پر چمٹے ہوئے تھے کالی کوڑیان گلے مین پڑی ہوئی تھین ایک گرزی تہمت
باندھے ہوئے تھا اور ایک گرز شنجرفی رنگ کا لیے ہوئے تھا اور اُسکی آنکھون سے اور ہاتھون سے
شعلے نکل رہے تھے بند ۵۔ سامری تھا جو سامری کی پکار رہا تھا نکلتے ہی اُس پارچہ سنگ سے
اُسنے پلٹ کر سجدہ کیا کہ وہ سنگ برابر ہو گیا اور سنانا گز کے بلند ہو گیا وہ جھوم کر روبرو سمندر
کے آیا اور سلام کیا اب اُسکی صورت دیکھکر سب اہل دربار دنگ ہو گئے کہ یہ کون ساحر ہوا
ہمنے آجتک نہین دیکھا تھا یہ کہان سے آیا اور اسکا کیا نام ہے مگر آج معلوم ہوا کہ سمندر شاہ
بہت صاحب اختیار اور بہت بڑا ساحر زبردست ہے جب ہی تو شہر سمندر کی حکومت ملی ہے اور
استقدر ملک اُسکے زیر حکم ہین اگر ایسا نہ ہوتا تو کیون اتنا بڑا بادشاہ ہوتا ہر ایک تو یہ خیال کر رہا
تھا اپنے دل مین اُدھر سمندر شاہ نے اُس ساحر کو سلام کا جواب دیکر کہا کہ اے مرمر جادو
کیسے رہے اُسنے جواب دیا کہ آپکی جان و مال کو دعا کرتا ہون اور آپکا شکریہ ادا کرکے [illegible]
اور اپنے پہاڑ پر رہتا ہون اسوقت کہا کی صاحب تشریف لائے مجھے اُنھون نے فرمایا کہ تمکو
بادشاہ نے اسوقت طلب کیا ہے اُنکو بابت بڑی ضرورت ہے تم ابھی جاؤ مین اُسیوقت وہان سے
روانہ ہوکر حاضر خدمت ہوا کیا ارشاد ہوتا ہے سمندر شاہ نے کہا کہ مرمر کے لیے کرسی لاؤ خادم
نے کرسی حاضر کی اور زر ورق کے برابر بچھا دی مرمر جادو سلام کرکے کرسی پر بیٹھ گیا یہ ابھی بیٹھا
تھا کہ یکایک ایک روشنی ہوئی اور یہ معلوم ہوا کہ دوسرا آفتاب نکل آیا ہے وہ روشنی قریب
آئی اب سب نے دیکھا کہ ایک بلوری گنبد ہے اُسکے گردبرو ایک آئینہ لگا ہے یہ روشنی اُسی آئینہ
کی ہے وہ گنبد آکر صحن مین اُس ایوان کے قائم ہوا اور ایک تڑاقہ ہوا اور دروازہ اُس گنبد کا
کھلا سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ کریہ منظر بڑے بڑے دانت مونہہ کے باہر نکلے [illegible]
بدن کا [illegible] آنکھین [illegible] خون تمام جسم مین سانپ وغیرہ لپٹے ہوئے بڑے بڑے بال جھبرائے ہوئے
پاؤن تک لٹکے پڑے ہوئی کالی کالی صورت وہ لگاتہ کالی کی صورت بنی ہوئی لمبے لمبے ہونٹھ
اُسپر پان کھائے ہوئے ناریل کا تیل بالون مین ڈالے ہوئے نیلی چادر سر پر ایک کرتی
نیلی گلے مین وہ لون چھاتیان اُسکی باہر نکلی ہوئین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو تھیلیان [illegible]
پاؤن مین گھنگرو [illegible] سے اونچا پہاڑ کی لیان [illegible] زیور کے کانون مین پہنے ہوئے اور ایک
[illegible] سامری کی [illegible] ہوئے ہنستی ہوئی اُس گنبد سے باہر نکلی اور
[illegible] باہر کھڑی ہوئی اور کچھ پڑھکر اُس گنبد پر دم کیا کہ اُس گنبد کا دروازہ بند ہو گیا اور وہ
گنبد بلند ہوا وہ اُس گنبد کو روانہ کرکے طرف ایوان کے چلی جسنے اُسکی صورت دیکھی لاحول
پڑھی وہ ایسی بدشکل تھی کہ اُسکو دیکھکر اہل دربار نے آنکھین بند کرلین اور ہر ایک ڈر گیا اور
ایسا خوفزدہ ہوا کہ کانپنے لگا مگر سمندر شاہ نے ذرا بھی خوف نہ کیا غرض [illegible]
اُسنے آکر سلام کیا سمندر شاہ نے کہا کہ آؤ ملکہ حیران اچھی رہین اُسنے عرض کیا کہ آپکی جان و مال کو
دعا کرتی ہون سمندر شاہ نے کہا کہ تمھاری بہن ملکہ [illegible] اچھی ہین اُسنے جواب دیا
کہ وہ بھی دعاگو ہین اُنھون نے آپکا حکم مجھکو پہنچایا کہ تمکو بادشاہ نے طلب فرمایا ہے اسیوقت بہ عجلت حاضر خدمت ہوئی

روانہ ہوئی اور اب حاضر خدمت ہوئی ہوں سمندر شاہ نے اُسکے واسطے بھی کرسی منگائی وہ کرسی پر
سلام کرکے بیٹھ گئی پہنچی تھی کہ وہ پتلی آکر روبرو تخت سمندر شاہ کے گری سمندر شاہ نے کہا کہ خبر لاؤ
آواز آئی کہ وہ آتی ہیں پس سمندر شاہ نے اشارہ کیا کہ وہ پتلی گم ہونے لگی اپنی حالت پر آگئی
انہی طور سے جست کرکے اُسی صندوقچے میں اپنے خانہ کے اندر جا کر بیٹھ رہی ادھر وہ پتلی اندر
گئی ادھر فوراً پردہ بند ہو گیا اب سمندر شاہ نے یہ خیال کیا کہ دریا بار آسکے تو میں ان سبکو پروا
روانہ کرکے دربار برخاست کرونگا یہی خیال کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ آسمان پر ابر آیا اُس سے پانی برسنے
لگا تھوڑے عرصہ میں ایک چھوٹا سا دریا صحن میں بن گیا ایک مرتبہ اُس دریا میں تلاطم ہوا اور
ایک مگر نے موہنہ نکالا اُس مگر کے موہنہ سے ایک شعلہ نکلا وہ شعلہ بیرون دریا آکر زمین پر گرا اور
ایک برق چمکی اُس شعلہ سے ایک پتلی پیدا ہوئی اُس پتلی نے اُس دریا کے کنارے پر آکر کچھ پڑھکر
دریا پر دم کیا کہ پھر تلاطم ہوا اور ایک تخت پیدا ہوا اُسپر دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا ہے بہت بدصورت
اور بدشکل تمام مکان اور ناک سے پانی نکلتا ہوا اور آنسو دریا میں ملتا ہے وہ تخت بڑھا کر کنارے اُس
دریا کے آیا اور تخت پر سے اُتر کر طرف دربار کے چلا وہ پتلی اُسکے عقب میں تھی اُسنے بھی آکر سمندر شاہ
کو سلام کیا سمندر شاہ نے جواب دیکر کہا کہ آؤ اے دریا بار جادو تمنے بڑی دیر لگائی دیکھو یہ سب کھانے تمہارے بیٹھے
ہوئے ہیں اُسنے جواب دیا کہ حاضر ہوا ایکبار روبرو تخت کے آیا وہ جو پانی رواں تھا اُسکی حالت تھی کہ وہ چشمہ ادھر اُدھر اُسکے
جاری تھے وہ جا کر اُس دریا میں ملجاتے تھے اُسکو بھی کرسی ملی پر سلام کرکے کرسی پر بیٹھ گیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے سمندر شاہ نے
کہا کہ اے دریا بار جادو مہرخ و برق و حیران آگاہ ہو کہ میں نے تمکو ایک کام کے لیے طلب کیا ہے اور وہ کام یہ ہے کہ خدا پرستون نے
اسطرف لشکر کشی کی ہے یہ اُنکا کل حال جو گذرا تھا اُنکے لشکر کا صاحبقران کے کنارے دریا کے آکر اترنا اور سمندر شاہ کا مسلمان ہونا
اُسکی بیان خبر ہونا اور اپنا شہر جادو و سحاب جادو کو روانہ کرکے سب کو اسیر کر لینا اور آفتاب کو ہمراہ
کرکے سحران روانہ کرنا آفتاب و سحران و نابیان کا عیارون کے ہاتھ سے قتل ہونا اور دریا کا اُٹھانا
اور صاحبقران کا سب ملکوں سے مقابلہ کرتے ہوئے آنا اور سبکا صاحبقران کے ہمراہ ادھر کو آنا دین
اسلام قبول کرنا اور اپنا نامہ تحریر کرنا بیان کیا اور کہا میں نے تمکو اسلیے طلب کیا ہے کہ شہر جنیت سے لشکر
اسلام کوچ کرکے ادھر کو آتا ہے شربیل و عادل بیش خیمہ لیکر آتے ہیں اُنکے ہمراہ دو ساحرہ ہیں ایک تو
ہمراہ سپہ سالار سہمرا جادو اُنکا شریک ہوگیا ہے اور ایک عورت ہے تر الان وہ بھی شریک ہے سوا
اُنکے لشکر اسلام میں کوئی ساحر و ساحرہ نہیں ہے مگر یہ سحر سے ثابت ہوتا ہے کہ جبکہ لشکر اسلام اسطرف
آیا اور دشت پہاڑ فیراڈ میں فرکش ہوا تھا تو لشکر ساحران بھی ہمراہ تھا اُسی زمانے میں ایک عرضی
صاحبقران کے پاس سے آئی تھی جناب فیروز ہے کہ ادھر کو ایک لشکر ساحرون کا آتا ہے میری کمک ضرور ہے
اور کمک بھیجی کمک کے لیے روانہ کر دیا ہے چنانچہ صاحبقران نے مہرخ آفتاب علم کے ہمراہ تمام
لشکر ساحران کو کمک کے روانہ فرمایا یہ سبب ہے جو لشکر ساحران ہمراہ نہیں ہے سب ادھر کو گئے ہوئے ہیں لشکر ساحرونکا
نہیں ہے غیر ساحرون سے مقابلہ کرنا کوئی امر مشکل نہیں ہے ایک جنبش لب میں انکا کام تمام ہوتا ہے اور جو
دو ساحرہ ہیں ایک سہمرا اور دوسری تر الان اُنمیں سے ایک بھی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں تم اُنکو اسیر کرلو
ہان ایک امر کا خیال رہے کہ لشکر کا جو افسر ہے اُسکے پاس وہ اشیا موجود ہیں کہ باطل سحر ہیں اور اسم اعظم اُسکے
قابو میں ہے اُس اسم کے سبب سے وہ سحر کو رد کر دیتا ہے اور سحر اُسپر اثر نہیں کرتا ہے بلکہ جب وہ چاہتا ہے جہان
جہان سحر ہوتا ہے رد ہو جاتا ہے اس سبب سے کوئی اُسکے مقابلہ میں نہیں آسکتا ہے اسی سبب سے ساحرون کا

سحر اثر نہیں کرتا ہی اور سحر باطل ہو جاتا ہی میں بس اسکا خیال ہے کہ جہان تک ممکن ہو اسکا مقابلہ نہ کرنا
اول تو وہ اپنے لشکر کے ہمراہ نہیں ہی کیونکہ یہ پیش خیمہ ہی لیکر آتا ہی اور اسی طور سے لشکر آئیگا اسکے
بعد لشکر صاحبقران کا آئیگا تم اسی عرصہ مین جو لشکر آنے والا ہی اور پیش خیمہ لیکر آتا ہی اسکو روکو اور اسکا
خاتمہ کر دو ادھر نہ آنے دو جب تک تم آنسے مقابلہ کروگے اور اسمین زمانہ گذریگا یہان سب سردار
جن جنکو مین نے نامے تحریر کیے ہین اور مین نے کمک کو طلب کیا ہی آجاینگے مین بھی لشکر لیکر آ دونگا اس
عرصہ مین وہ بھی آجائیگا تب مقابلہ ہوگا مین اسم اعظم کی بھی تدبیر کرونگا تم سے صرف اسقدر کام کی
ضرورت ہی کہ تم پیش خیمے کو روک لو جہان پر ہو کیونکہ یہ امر لائق اہتمام اتفاق ہی کہ جب پیش خیمہ رک جائیگا اسکے
بعد جو لشکر ہی جب وہ اس مقام پر پہونچیگا اور وہ بھی اسی مقام پر قیام کریگا اسی طور سے جسقدر لشکر ادھر کو
روانہ ہوا ہی جمع ہو جائیگا یہانتک کہ صاحبقران بھی مع اپنے لشکر کے پہونچ جائیگا اسکا یہ جواب ہی کہ جہاں
روکو تو اپنے کو اول ظاہر نہ کرنا دوسرے جب وہ لوگ قیام کرین تو یہ تدبیر کرنا کہ سحر سے انکو غائب کر دینا
یہ معلوم ہو کہ یہان لشکر اترا ہوا ہی جب دوسرا لشکر لیکر آئے اسکے ہمراہ بھی یہی سلوک کرنا بس جو
آئے اسکو گرفتار سحر کرنا اس عرصہ مین مین بھی لشکر لیکر آجاؤنگا اس وقت سب کو ظاہر کرنا جو اس امر سے تمام
ہو چکے ہونگے تو خیر وہ بھی مین مقابلہ کرکے سب کو قتل کر دونگا میری [illegible]
اسوقت تک وہ ادھر نہ آنے پائین اور یہان تک [illegible]
تکلیف دی ہی کہ تمکو ادھر کو روانہ کرکے اپنا بندوبست کرون تا کہ تم جا کر انکی راہ روکو اور یہ کام سوا
تمہارے دوسرے سے نہیں کر سکتے ہین بس میری اتنی کمک تم کو کرنا ضرور ہی اور یہی حق دوستی
ہی اور مین اسی امر کا تم سے امیدوار ہون اور کوئی میری خواہش نہین ہی اور یہ آخری میری کمک
ہی یہ جو تقریر سمندر شاہ نے کی سب اہل دربار کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے صرف اس فقرہ سے
کہ یہ آخری کمک ہی ان چارون نے کہا کہ ہماری تو یہ خواہش ہی کہ ہم آپکے حق نمک سے ادا ہون
اور آپکے قدمون پر سر نثار کرین جہان آپکا قطرہ عرق گرے اس مقام پر ہم اپنا خون گرا دین
ہم کو اپنی جانین عزیز نہین ہین آپ کیا فرماتے ہین ہم سے جہان تک ممکن ہوگا انکو روکینگے
وہ تو کیا ہین اگر سامری و جمشید بھی آئین تو ہم ان حضور کے صدقے سے نہ ڈرین انکا بھی مقابلہ کرین گو
سر پر انکے [illegible] ہون مگر جان نثاری سے ہم نہ باز آئینگے اور یہ لوگ تو غیر ساحر ہین انسے کیا خوف ہی اگر
سہراب و غزالان بھی ہون تو کیا پروا ہی وہ آپکے خادمون سے کیا مقابلہ کر سکتے ہین ایک
اشارہ ابرو مین تو انکا خاتمہ ہو جائیگا اور جن ساحرون کا حضور نے نام لیا ہی کہ وہ لشکر مین ہین
اگر وہ لشکر مین بھی ہوتا تو کیا امر تھا وہ لوگ اس طرف کے ساحرون سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہین ہمکو وہ
سحر غضب کے یاد ہین وہ سحر ہین کہ انکا سامری و جمشید جواب نہین دیسکتے اگر وہ لوگ بھی ہوتے تو خداوند
کہلاتے مگر ہم انکی شاگردی کرتے اور ہماری اطاعت کا دم بھرتے بس آپ اطمینان فرمائین
ہم کو جس مقام پر وہ لشکر ملیگا ہم اسی مقام پر روکینگے آگے نہ آنے دینگے اور ایسا سحر کرینگے کہ تمام عمر
ادھر کی راہ نہ پائینگے اسی جگہ مین پریشان پھرینگے اور یہ تدارک کرینگے کہ ہر ایک لشکر کو جدا جدا ہوا
مین سرگردان کرینگے ایک کو راہ نہ ملیگی جسوقت صاحبقران خود لشکر لیکر اس مقام پر آئیگا انکو
آگاہ کر دیا ہی کہ وہ صاحب اسم اعظم ہی ہم اسکی بھی تدبیر کرینگے ایک کو راہ نہ ملیگی سمندر شاہ نے کہا
کہ اگر تم لشکر کو پریشان کروگے پیچھے ہوگے اور لشکر اسلام یہانتک آئیگا اور اسی [illegible] لشکر اکبر کے

بیٹھی ہین اُنکے آشنا اُنکے پاس بیٹھے ہین جو کہ مفلس ہین اور عالم جوانی سے مجبور ہین وہ بیٹھی
کہ سے کو قلیل رہے ہین اور سیکڑون تماشے ہین آوازے کس رہے ہین کسی گھر سے پرستار
نج رہا ہے کہین مچلے پر تماشا ہو رہی ہے کہین بادشاہ جنگ ہو رہا ہے زیر گرہ آواز آرہی ہے کہ
بچارا چور ہی دیکھنا بچاؤ کیا خوب میرے اس وقت اپنا تماش کا چور لیا ہے کسی گھر سے یہ صدا آرہی
ہے کہ جو ہمسر قسمی کی آئی ہی اوپر کہ رہے کہ لوہا رہ پڑے ہیں یہ لطف اُس شہر کا ہے کہ ہر ایک کا دل شاد و بے غم
سے آزاد ہے ہر گھڑی کی گھاگھمی ہے ہر طرف ایک میلا سا معلوم ہوتا ہے کوئی مقام ایسا نہین ہے کہ جہان
مجمع اہل شہر کا نہو لوگ پھر رہے ہین مگر سب لوگ خوش پوشاک ہین یہ ہرکارے شہر کی سیر
کرتے ہوئے عمارت شاہی کے قریب آئے کیسی بلند عمارت دیکھی کہ جو فلک سے باتین
کرتی تھی بڑی خوشنما عمارت تھی تمام عکس عمارت کے طلائی تھے وہ وقت یہ تھا کہ آفتاب
قریب غروب تھا اُسکا جو عکس پڑتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کئی آفتاب نکلے ہوئے ہین قریب
اُسی عمارت کے افسران سپاہ و رئیسان شہر کے بھی مکانات تھے جہان عمارت شاہی ختم ہوئی تھی
متصل باغات شاہی تھے جو کہ بہت پُر بہار اور شاداب تھے سبزہ زار اُنکے روش و خیابات
سے زمرد ہوا جاتا تھا سیر کرتے ہوئے سرا مین آئے یہان آکر دیکھا کہ ہزارون مسافر بیٹھے
ہوئے ہین پلنگ اُنکے باہر بچھے ہوئے ہین ایک جانب سرا کی بھٹیاریان خوب اپنے کو آراستہ
کیے ہوئے بیٹھی ہین جو کہ سرا کا چودھری ہے اُسکی جورو بڑے ٹھسک اور حشم سے بیٹھی ہے
چار پانچ آدمی اُسکی خدمت کر رہے ہین اُنکو دیکھکر ہر ایک نے صدا دینی شروع کی کہ میان
مسافر ادھر آؤ ہماری طرف تمکو بہت آرام ملیگا ہرکارے بھی جوان سی بھٹیاری دیکھکر اُسی
طرف کو چلے جب یہ قریب پہونچے اُسنے دو پلنگ نکالکر بچھا دیے اور اُنکے ہاتھ سے بستر لیکر اُنپر
لگا دیے اُنھون نے کمر کھولی اُسنے پانی لاکر دیا اُنھون نے ہاتھ منہ دھویا اُسنے پوچھا کہ میان
مسافر کچھ لوگے کھانا اُنھون نے جیب سے نکالکر خرچ دیا اور جس چیز کی فرمایش کی وہ اُسکا بندوبست
کرنے لگی پان بنا کر لا دیے یہ بیٹھے تھے اُنکے پلنگ کے برابر اور ایک جوان کا پلنگ بچھا تھا اُسنے
متوجہ ہوا تھا کہ اُنھون نے اُسکی طرف دیکھکر کہا کہ بھائی ہم بھی بیٹھے ہین اُسنے جو دیکھا کہ یہ لوگ میری
طرف مخاطب ہوئے ہین اُنسے پوچھا کہ آپ لوگ کس شہر کے رہنے والے ہین اور کہان جانے کا
قصد ہے اُن دونون نے جواب دیا کہ ہم شہر بحر آتیہ کے رہنے والے ہین اور سمندر پر کو جاتے
ہین راہ فراموش کر گئے ادھر نکل آئے آج کئی دن سے تباہ پھر رہے ہین یہ شہر ملا تو یہ کیفیت
ہوا کہ یہ روٹی تو کھانے کو ملی ورنہ اثمار پر بسر ہوتی تھی خداوند عالم کسی ایک کو راہ بھی گم نکرے کہ جسکو
گمراہ کیا راہ کھلا دی ہم سیکڑون مرتبہ شہر آتیہ سے سمندر تک گئے کبھی راہ فراموش نہ کی اب جو
ہم چلے تو پہلے دیکھا کہ ایک فقیر بھی چلا جاتا ہے جب ہم اُسکے قریب پہونچے اُسنے سوال کیا ہمکو جو نصیب
تھا ہمنے اُسکو دیا اُسنے دریافت کیا کہ بابا کدھر جاتے ہو کہان کا عزم ہے ہمنے کہا کہ سمندر پر کو جاتے
ہین اُسنے کہا کہ کون دن مین پہونچوگے ہمنے کہا کہ پندرہ روز مین اُسنے کہا کہ بڑی دور ہے ہمنے کہا کہ ہم دو منزلہ و سہ منزلہ کرکے جاتے
ہین تو پندرہ دن مین پہونچتے ہین اُسنے کہا کہ ہان وہ شہر تو یہان سے بہت دور ہے مگر تم نہایت
دور کی راہ سے جاتے ہو ہمنے کہا کہ کوئی اور راہ قریب کی ہے اُسنے جواب دیا کہ ہان مین تو جب
جاتا ہون اُسی راہ سے جاتا ہون ہمنے کہا کہ ہمکو بھی بتا دیجیے اُسنے کہا کہ جب تم یہان سے کوئی

چالیس قدم پر جاؤ گے تو ایک دوراہا ملیگا ایک تو وہ راہ ہے کہ جس راہ سے تم جاتے ہو اور ایک
جو بائیں طرف ہے وہ نئی راہ قریب کی ہے یہ سنکے کہا کہ شاہ صاحب آپنے بڑی عنایت کی
اُس فقیر نے یہ کہا کہ میرا کیا نقصان ہے کہ میں تم کو آگاہ نہ کرتا یہ کہکر وہ ایک طرف کو چلا گیا انہوں نے اسکے
کہنے پر وہی راہ اختیار کی مگر بہت پریشان ہوئے دس دن سے زیادہ ہوئے سمندریہ کا پتا نہیں
نہ کوئی شہر ملتا ہے کہ جو دریافت کریں کہ سمندریہ یہاں سے کسقدر دور ہے اُس جوان نے کہا کہ تم لوگ شہر
سمندریہ کے نیچے پہنچ گئے ہو کل ہی چار دن کی راہ ہے اگر شاہ نہ ہوتے تو ایک سمندریہ میں پہنچ لیتے
ان سوداگروں نے کہا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں اُسنے کہا کہ ہم فقیر ہیں سیر کرنے والے ہیں سنتے تھے
ہیں کہ یہاں لشکر اسلام نے قبضہ کر لیا ہے اور یہاں کا شاہ مسلمان ہو گیا ہو اور یہاں کی کیفیت
جو خبر سنی ہمیں آئی تو حضرت شاہ پر ایسا خوف غالب ہوا کہ آپنے بے دل [illegible] اور
لشکر اسلام کے آنے کو [illegible] سب قبول کر دیا اور سب اہل شہر کو طلب کر کے حکم دیا کہ
تم لوگ بھی دین اسلام قبول کرو چنانچہ سب اہل شہر نے دین اسلام قبول کیا مگر چند اہل شہر
بظاہر قبول کیا اُسکے بعد اپنے اپنے مقام پر آکر باہم مشورہ کر کے کہا کہ یہاں سے نکل چلو چنانچہ
کچھ لوگ سمندریہ کو روانہ ہوئے کچھ ادھر گئے چونکہ ہمنے اس شہر کی تعریف سنی تھی کہ شہر
اسکندریہ بہت آباد ہے اور وہاں کی ہوا بادل شاد ہے بہت حسین و خوبصورت زن و مرد ہیں عمارتیں
نہایت پاکیزہ ہیں باغات نہایت پرفضا ہیں ہر وقت اُس شہر میں جلسہ رہتا ہے جنگ و ریاست
بجا لاتا ہے وہاں کی جو حاکم ہے وہ بہت صاحب عدل و انصاف ہے بلکہ اُسکی جان سے پیارا اُسکا نام ہے
اُسکے سبب سے کسی قسم کا ظلم اور ستم نہیں ہوتا ہے چنانچہ مجکو ایسے شہر کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا
میں بھی ادھر چلا آیا یہاں آکر جیسا سنا تھا اُس سے زیادہ پایا در اصل یہ شہر بہت آباد ہے یہاں کے
زن و مرد سب حسین ہیں حسینان جہان کے سر کا تاج ہیں میرا یہاں دل لگ گیا ہے دو مرتبہ دربار
میں بھی گیا ملکہ کو دیکھا در اصل بڑی صاحب خلق و ذی مروت ہیں دربار بھی بہت آراستہ رہتا ہے
سیکڑوں افسر ہیں ہزاروں سرداران لشکر ہیں ارکین سلطنت بھی بہت ہیں دربار میں کوئی مقام
ایسا نہیں کہ جو سرداروں سے خالی ہو میں تو اُس دربار میں جاکر بہت خوش ہوا گو حضرت شاہ کا
بھی خوب دربار ہوتا ہے اور وہ بھی بہت با مروت بادشاہ ہے مگر یہ بات نہیں ہے جو ایسا ملکہ میں ہے
اور اسی ملکہ کی ایک دختر نیک اختر ہے کہ حسینان جہان کی فخر ہے ایسی حسین ہے کہ حسن یوسفی
اُسکے روبرو کچھ حقیقت نہیں رکھتا ہے آفتاب اُسکے عارض گل کو دیکھکر شرمندہ ہو جاتا ہے ایسی
شیرین کلام ہے کہ شیرینی اُسکے کلام شیرین کے روبرو کچھ اصل نہیں رکھتی ہے اگر خسرو فرہاد ہوتے تو وہ بھی
محبت شیرین سے دست بردار ہوتے اور اسکے در پر آکر بیٹھ جاتے اگر ہزار مجنون ہوتے تو الفت
لیلیٰ سے باز آتے اور اُسکے سودائے عشق میں آوارہ ہوکر دشت نجد کو آباد کرتے سنتے ہیں کہ
وہ گل باغ حکومت ہمیشہ باغ میں مع چند خواصوں کے مقیم رہتی ہے اسی خیال میں سے لاکھ لاکھ تدبیر
کی کہ اُس شگوفہ نونہال ریاست کو دیکھوں مگر ممکن نہوا کہ باغ میں جا سکوں جس باغ میں وہ گل عذار
رہتا ہے اُس باغ میں ہوا کا بھی گذر ناممکن ہے کبھی ہوا کی مجال ہے کہ اندر باغ کے قدم رکھ سکے انسان
کی کیا اصل ہے کہ وہاں جا سکے اسی سبب سے نہ دیکھ سکے آج کتنے دن ہوئے کہ یہی فکر رہتی ہیں اور اسی
فکر میں شبانہ روز رہتے ہیں مگر افسوس صد افسوس کہ کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آتی ہے تو ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس

امید ہے ضرور دم رہینگے ایسی صاحب عصمت وعفت ہی کہ سنا جاتا ہی کہ آجتک کسی نے اس اختر برج
شاہی کی صدا تک نہین سُنی ہی صورت دیکھنا تو شی دیگری ہی ان ہرکارون نے پوچھا کہ اُس ملکہ کا
اسم مبارک کیا ہی اُس جوان نے کہا کہ ملکہ کا اسم مبارک ملکہ چندر سیرن ہی اسکی بہائی اُسکے
حسن کی بہت شہرت ہی ہرکارون نے کہا کہ ہمنے بھی سنا ہی کہ ایک شہر ہی اُسکی شاہزادی بہت
خوبصورت ہی اب معلوم ہوا کہ اسی ملک کی شاہزادی کا یہ ذکر ہر طرف مشہور ہی اور اُسکے حسن
کی شہرت ہی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ بھٹیارن کھانا طیار کرکے لائی اُنھون نے کھانا کھایا
بعد اُسکے حقہ پیا اور اپنے اپنے پلنگ پر لیٹ رہے تھکے ہوے تھے شام تو آگئے تھے اس گفتگو
مین اور کھانا طیار ہونے مین کوئی پہر رات گئی تھی لیٹتے ہی نیند کا غلبہ ہوا سب اہل سرا
سو رہے یہان تک کہ سحر ہوگئی سب بیدار ہوئے انھون نے بھی آنکھ کھولی اپنی کمرین باندھین
اور بستر باندھکر کندھے پر رکھے اُس جوان نے کہا کہ کیا قصد ہی انھون نے جواب دیا کہ اب ہم
جاتے ہین سبب جانے کا اس شہر کا معلوم ہوگیا اُسنے کہا کہ بہتر جاؤ مین بھی جاؤنگا انھون نے
جواب دیا کہ کب اُسنے کہا کہ پرسون ہم اسقدر توقف نہین کر سکتے ہین کیونکہ ہمکو
اشد ضرورت ہی کام ہیچ ہوجائیگا دوسرے یہ بھی تمہاری زبانی معلوم ہوا ہی کہ ظہراب شاہ نے
اہل عجم اسلام اختیار کی جب ہم یہان سے چلے تھے تو مقابلہ ہو رہا تھا اب مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر
اور اُس بھٹیارن کی کوٹھڑی کی چابی دیکر اپنا اسباب اٹھا کر سرا سے باہر آئے اور راہ
بیرون شہر کا لیا جس راہ سے آئے تھے اُسی راہ سے باہر شہر کے آئے اہل شہر سے جو کچھ
دریافت ہوگیا تھا کہ یہ شہر آتش پرستون کا ہی اور یہان کی حاکم ملکہ آشوب ہی شہر کے باہر آکر اپنے لشکر کا رستہ
لیا یہان لقا بدار نے دربار آراستہ کیا ہی سب سردار حاضر دربار ہین کہ لقا بدار نے فرمایا کہ ہمارے
کل ہرکارے ہمارے خبر لانے کیلئے گئے تھے وہ ضرور دریافت کرکے نہین آئے اسکا کیا سبب ہی سردارون
نے عرض کیا کہ جو دریافت ہوا ہوگا یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ ہرکارے داخل بارگاہ ہوئے
مجرا بجا لائے دعا دیکر جو کچھ دیکھا تھا وہ سب عرض کیا اور جو کچھ دریافت کیا تھا اسی جوان سوار
سے و نیز اہل شہر سے معلوم ہوا تھا سب عرض کیا لقا بدار نے جو سنا کہ یہ شہر آشوب ہی بہت
خوش ہوا اسیوقت وزیر کو طلب کرکے ایک نامہ بنام آشوب جادو تحریر کرایا اسکا مضمون
یہ تھا کہ اے ملکہ آشوب جادو ہمکو معلوم ہوا کہ تم ہمیشہ سے آتش پرستی اور سامری پرستی خداوند جمشید پرستی
کا رکھتی ہو یہ سب اُسی خدا کے بندے تھے اور ہین انھون نے وہ عمل اختیار کیا کہ جو کفر ہی اور
اُسکا کرنے والا کافر ہی بسبب سحر کے صاحب اختیار ہوگئے چونکہ اسوقت مین کوئی اس عمل سے
واقف نہ تھا انھون نے وہ خیر نجات اور عجائبات دکھلائے کہ جسکے سبب سے لوگون کو یقین
ہوا کہ یہ خداوند ہین انھون نے دعوی خدائی کیا اور اُنکی خدائی نے ایسی ترقی کی کہ آجتک
اُنکے گمراہ کیے ہوئے لوگ موجود ہین باوجودیکہ صاحبقرانِ اول وثانی نے سیکڑون ہزارون
و لاکھون قتل کیے مگر پھر بھی موجود ہین پھر جمشید نے علم سحر کی تعلیم پائی اور اسمین اُسنے کمال
حاصل کیا اُسی نے دعوے خدائی کا کیا مگر بعد اُسکے فعل زشت وزبون کے سامری و جمشید
ہین یہ دو لوگ ملعون اسکے بانی ہین دونون صاحبقرانون نے بہت سی خدائیان برباد کیا
اب جو چند خدائیان باقی ہین اُنکو مین برباد کرونگا اور بدیع الملک جو کہ اسوقت اپنے کو

صاحبقران کہتے ہیں اور یہ جو تصویر پرستی کا رواج ہے اور تم لوگ خدا وند تصویر ایک ساحر کو کہتے ہو وہ بھی یقین کر لو کہ وہ ساحر
گمراہ کرنے والا ہے اور گمراہ کر رکھا ہے وہ بھی مثل ہمارے ساحر ہے اگر تمکو اسقدر کمال ہو جو کہ اس مرتد کو ہم بھی
دکھوے کر سکتے ہو پس تمکو لازم ہے کہ اپنے خدا کو پہچانو اور اسکو مانو تم سب کا خدا وہ ہی ایک خدا ہے جو کہ میرا
خدا ہے جسنے زمین اور آسمان و تمام دنیا کو خلق کیا ستارون سے آسمان کی زینت کی تمکو عقل کامل عطا فرمائی بہشت
دوزخ خلق فرمائی تم کو یہ عقل دی کہ تم نیک و بد کی تمیز کر سکتے ہو اسنے دو راہیں خلق کی ہیں ایک راہ
طرف بہشت کے ہے ایک طرف دوزخ کے ہے اہل دنیا کو اختیار ہے کہ جس راہ کو قبول کریں اگر نیک اختیار کرینگے
تو بہشت ملیگا اگر بد اختیار کرینگے تو دوزخ اسی لیے انبیا و اوصیا و اولیا خلق فرمائے کہ انھوں نے ہمکو راہ ہدایت
پہونچایا اور گمراہی ضلالت سے نکالا چونکہ ہم عقل سلیم رکھتے تھے وہ راہ اختیار کی جو کہ بالکل گمراہ تھے وہ راہ
نیک پر نہ آئے اسی ضلالت میں مبتلا رہے جسکا انجام یہ ہوا کہ مثل سگ و خوک کے انکی قضا آئی
اس آشوب ضلالت سے نکل اور یہ سمجھ کہ خدا وحدہ لاشریک ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے
سب اسکے بندے ہیں جو دعوے خدائی کرتے تھے چونکہ خدا کے ہاتھ نہ پاؤں ہیں نہ وہ جسم رکھتا ہے
نہ کان نہ ناک نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اس سے کوئی پیدا ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہیگا نہ اسکا
کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی نہ وہ کسی کا فرزند ہے نہ کوئی اسکا مقام مخصوص ہے وہ ہر جگہ موجود ہے وہ ایک نور ہے کوئی
مقام اسکی موجودگی سے خالی نہیں ہے ہم جو نقل و حرکت خواہ نیک خواہ بد کرتے ہیں وہ سب کو دیکھتا ہے اور سب پر قادر ہے
مگر اس قدرت کے ہونے سے ایسا رحیم اور کریم ہے کہ گنہگارون کو انھیں دنیا میں اسنے جو روز جزا مقرر کیا ہے اسدن
سب کو سزا و جزا ملیگی جسے یوم قیامت کہتے ہیں سب لوگ میدان حشر میں جمع ہونگے اس زمانے میں زمین
آہنی ہوگی آسمان سے سوا نیزہ پر آفتاب ہوگا سر سے عرق نکلتا ہوگا تو پاؤں تک عرق میں ڈوبے ہونگے
اسوقت وہ خدا کریم تخت عدالت پر متمکن ہوگا ہر ایک کا نامہ اعمال در میزان عدل میں رکھا جائیگا اور جسکا نامہ
اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا اور اسکے اعمال نیک ہونگے وہ بدون پرسش حساب و کتاب داخل بہشت کیا جائیگا
یا جنھون نے انبیا و اوصیا کے کہنے پر عمل کیا راہ ضلالت کو ترک کیا اور اس خدا کو خدا جانا اور اسکے قہر و
غضب سے خوف کیا اور توبہ کی وہ لوگ اور جو کہ متقی و پرہیزگار ہونگے وہ داخل بہشت ہونگے یہ تو
انبیا و پارسا لوگون کا ذکر ہے یا جن لوگون نے اسکی راہ میں ہمیشہ جہاد کیا اور اس فکر میں رہے کہ اسکا
دین تمام عالم میں پھیلے اور شہید ہوئے وہ بھی داخل فردوس ہونگے یا جن لوگون نے اپنی جان شیون کفار
کشی میں لیہی کی اور دین اسلام کو رواج دیا انکا بھی یہی حال ہوگا اب ان لوگونکا ذکر ہے کہ جنکے اعمال بد ہیں
اور منکر اہل اسلام سے ہیں انکا پلہ اعمال گران ہے انکو سزا ملیگی اسکے بعد داخل فردوس کیے جائینگے ہان وہ
لوگ جو کہ حالت کفر میں قتل ہوئے ہیں یا مرے ہیں یا قتل ہونگے یا مرینگے اونکے اعمال کسی صورت سے
نہ بخشے جائینگے کیونکہ انھون نے اسکی راہ میں کوئی نیک کام نہیں کیا بلکہ اسکے ساتھ دوسرے کو شریک
کیا خدا کی نافرمانی کی اور اسکے بندے کو اپنا خدا جانا کہ جسمین سب عیب موجود تھے اور سب افعال مثل
ہمارے اور تمہارے تھے اور موجود ہیں ایسے بندونکو خدا جان کے انکو سجدہ کیا اگر انبیا و اوصیا نے ہدایت
کی انکی نافرمانی پر کمر باندھی اور جن لوگون نے انپر لشکر کشی کی اور چاہا کہ راہ ہدایت پر آئیں انسے مقابلہ
کیا اور سرکشی پر کمر کسی وہ مجاہدان راہ خدا کے ہاتھ سے مارے گئے وہ لوگ داخل دوزخ کیے جائینگے
انکی بخشش کبھی ہونی نہیں کیونکہ اپنی عاقبت کو خراب کر دی کیون دیدہ و دانستہ راہ نیک ترک کرتے راہ بد
اختیار کرو پس میں تمکو تحریر کرتا ہون اور ہدایت کرتا ہون کہ خدا کو خدائی مانو اور اسنے کو پہچانو اور اس فعل بد سے

باز آؤ خداوند تصویر کوئی چیز نہیں ہے صرف گمراہ کرنے والا ہے اے آشوبیہ دیکھو میں نصیحت کرتا ہوں اور فہمائش بھی کرتا ہوں
اگر میرے کہنے پر عمل نہ کرو گی تو یاد رکھو میرے ہاتھ سے تیرا زندہ رہنا محال ہے گو تجھکو یہ خیال ہو اور ہوگا کہ میں ساحرہ ہوں
اور یہ غیر ساحر ہیں میرا کیا مقابلہ کر سکینگے ایک جنبش لب میں انکا کام تمام کر دونگی تمام لشکر کو خاک سیاہ کر دونگی تو یہ تیری
مجال نہیں ہے میرا اگرچہ میرا ایسا فقط ہے میری حفاظت کریگا میرا ایک بال بھی تو نہ کم کر سکے گی اگر میری قضا نہیں ہے
اور اگر ایسی مقام پر آئی ہے تو کوئی چارہ نہیں ہے میں موجود ہوں مگر یہ یاد رکھو کہ اگر قضا نہیں ہے تو ایک پل میں میں
ملک آشوبیہ کو غارت کر دونگا کسی کو اہل شہر سے زندہ نہ رکھونگا ہاں جو کہ مذہب اسلام قبول کرینگے وہ تو میری
قریب شمشیر سے مفر پائینگے ورنہ سب طعمۂ اجل ہو جائینگے آئندہ تمکو اختیار ہے تم کو لازم اور واجب یہ ہے کہ غاشیۂ
اطاعت کو دوش ہوش پر رکھکر میری خدمت میں حاضر ہو کر اطاعت کرو ورنہ یہ خیال کرو کہ میں نقابدار سبز پوش
ہوں جسنے ملک کے ملک فرعون اور ساحروں کے غارت کر دیے ہیں میرے ہاتھ سے کوئی بدون قتل
ہوئے نہ بچا ہے اسلام قبول کیے نہیں بچا ہے اور دوسرے اپنی دختر نیک اختر ملکہ چشمۂ زیدان کی میرے
ساتھ شادی کر دو اس گوہر درج عفت و عصمت و لولوئے بحر عصمت کو میرے ساتھ پیوند کرو اور میرے رشتۂ
زوجیت میں دو آئندہ تمکو اپنے فعل کا اختیار ہے جو کچھ تحریر کیا تھا تحریر کر دیا باقی والسلام خیر اختتام یہ تحریر کرکے
اس نامے پر اپنی مہر ثبت کرکے ایک عیار لشکر کے ہاتھ پاس آشوبیہ کے روانہ کیا وہ عیار نامہ لیکر روانہ
ہوا اور یہ بھی اس نامے میں تحریر کر دیا تھا کہ اگر یہ امر منظور نہیں ہے تو آمادہ جنگ ہو اور لشکر لیکر بیرون شہر آ اور اگر
آنے میں عرصہ کرو گی تو میں خود داخل شہر ہونگا اور خاک شہر کو بحکم باد برباد کرونگا ایک اہل شہر کو زندہ
نہ رکھونگا جو تمکو منظور ہو وہ جواب تحریر کرنا غرضکہ عیار نامہ لیکر چلا یہاں نقابدار نے دربار برخاست کیا دوسری
بارگاہ میں تشریف لیگیا سب سردار اپنے خیموں میں داخل ہوئے انکو تو اس حال میں رکھو اب حال اس عیار
کا تحریر ہوتا ہے کہ جب وہ نامہ لیکر اور راہ کو طے کرکے جو کہ لشکر قریب شہر فرود کش تھا تھوڑے عرصہ میں داخل شہر
ہوا تمام شہر کی کیفیت و حالت دیکھتا ہوا قریب ایوان شاہی کے آیا اور در دولت پر پہونچا دربار سالار
سے کہا کہ ملکہ کو آگاہ کر دو کہ ایک نامہ دار نقابدار سبز پوش کے پاس سے نامہ لیکر آپکی خدمت میں آیا
ہے اور باریاب ہوا چاہتا ہے یہ تقریر سنکے دربار سالار اٹھکر اندر آیا اور مجرا گاہ پر سے مجرا کرکے عرض کیا کہ ایک
نامہ بر نقابدار سبز پوش کے پاس سے نامہ لیکر آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہے نقابدار نے آپکو نامہ تحریر
کیا ہے اسکی بابت کیا حکم ہوتا ہے یہ کلام سنکے آشوبیہ نے اہل دربار سے کہا کہ یہ نیا نام سنا ہے ہمنے آج تک
کبھی نہیں سنا تھا کہ کوئی نقابدار ہے اور میں یہ خیال کرتی ہوں کہ نقابدار کو مجھسے کیا ضرورت ہے جو مجھکو نامہ
تحریر کیا ہے اور سمجھدار ہے تو نامہ و پیام نہیں ہوتا گو کہ میں اسکے ملک کے قریب رہتی ہوں اور جتنے
ملک سمندر کے قریب ہیں یا وہ سب سمندر شاہ کے تابع ہیں سوائے میرے انہیں لوگوں کو معلوم
ہے کہ جب میں میلے جاتی تھی اور سمندر شاہ سے ملاقات ہوتی تھی تو وہ سوائے شمشیر کے دوسرے
طور سے کلام نہ کرتے تھے میں نے کبھی انکو باج دیا نہ انھوں نے مجھسے خراج لیا ہاں بہت دن
سے میں میلے نہیں گئی ہوں اسکے جو میلے کا زمانہ آئیگا تو میں ضرور جاؤنگی جب سے لڑکی جوان ہوئی
وہ جانے لگی میں نے ترک کر دیا جو کہ یہاں کا شہنشاہ ہے جب اس سے نامہ و پیام نہیں ہے تو میں حیران
ہوں کہ یہ کون نقابدار ہے جسنے یوں بیباکی سے مجھکو نامہ تحریر کیا کسی امر کا خیال نہ کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ اسکا [illegible]
ہے اہل دربار نے کہا کہ نامہ بر کو طلب کرکے نامہ کو اس سے لیکر ملاحظہ فرمائیے معلوم ہو جائیگا کوئی
مقام فکر و تردد کا نہیں ہے ملکہ نے حکم دیا کہ اس نامہ بر کو دربار میں بھیجو دربار سالار نے حکم پاکر بیرون دربار آیا

اور اس عیار سے کہا کہ جاؤ ملکہ عالم نے طلب فرمایا ہے وہ عیار نامہ لیکر مرد و آہستہ کر داخل دربار ہوا دربار کو
نوبت آراستہ پایا پہلے مقام سے آگاہ پر آیا ملکہ کو سلام کیا دعا دی ملکہ نے کرسی طلب کی اور ہیبت
خلق سے پیش آئی خادم نے کرسی حاضر کی ملکہ نے اشارہ کیا کہ کرسی پر بیٹھ جاؤ وہ عیار کرسی پر بیٹھ گیا
ملکہ نے کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کسکا نامہ لائے ہو عیار نے کہا کہ میں اسی مقام سے
آیا ہوں اور اسی لقادار کا نامہ لایا ہوں اس شیر بیشہ جرات و نہنگ دریائے شجاعت نے آپکے
نام ایک نامہ تحریر کیا ہے اگر اجازت ہو میں نامہ پیش کروں مگر ایک امر کا ملکہ عالم خیال رکھیں اگر مضمون
نامہ خلاف مزاج عالی ہو تو نامہ بر پر کسی طور کا غصہ نہ فرمائیں اسکا جواب جس طور کا مناسب
جانیں تحریر فرمائیں میں جا کر اپنے آقا کو دیدونگا اگر نامہ بر غصہ فرمائینگا ہے کا غذ ہی اسکی کیا لیا اطاہر گر
میرا سر اسکے ساتھ ہوگا میں اپنی جان نثار کر دونگا ملکہ نے کہا کہ ہمکو کیا ضرورت ہے جو ہم نامہ بر پر غصہ
کریں جو کچھ ہمکو جواب دینا ہوگا ہم تحریر کر دینگے تم شوق سے نامہ لاؤ ہم اول تو اس امر سے حیران
اور پریشان ہیں کہ یہ کون لقادار ہیں اور کس ملک کے حاکم ہیں سنتے تو آجتک کبھی انکا نام بھی نہیں
سنا جو کہ اس اقلیم کے قرب و جوار میں ملک ہیں انکے حاکموں کے نام کی فہرست ہمارے پاس
موجود ہے اسمیں لقادار کا کہیں نام نہیں ہے یہ کہاں سے آئے ہیں عیار نے عرض کیا کہ آپ
پریشان نہوں وہ اس اقلیم کے رہنے والے نہیں ہیں بلکہ اتفاق سے ادھر انکا گذر ہوا انہوں نے
آپکی تعریف سنکے آپ کو نامہ تحریر کیا ہے آپ مضمون نامہ سے آگاہ ہو جائینگی کہ وہ کون ہیں اور
کہاں کے رہنے والے ہیں اور کس غرض سے نامہ تحریر کیا ہے ملکہ نے کہا کہ نامہ لاؤ کیونکہ
میں بہت حیران ہوں میری عقل میں نہیں آتا ہے یہ سنکے اس عیار نے وہ نامہ نکالکر پیش کیا
ادھر ملکہ نے حکم دیا تھا کہ چند کشتیاں خلعت کی لاؤ میں نامہ بر کو خلعت دونگی تاکہ اسکے آقا سے
میری تعریف کرے وہ کشتیاں حاضر کی گئیں ادھر ملکہ نے نامہ عیار کے ہاتھ سے لیکر دبیر کو دیا اور
کہا کہ پڑھو اسمیں کیا تحریر ہے دبیر نے لفافہ کھولکے نامہ پڑھنا شروع کیا پہلے نامے میں تعریف خدا
تحریر تھی اسکے بعد نعت تھی خداوند تصویر کی اسکے بعد وحدانیت خدا کو ثابت کیا تھا اور یہی
مضمون تھا جو کہ تحریر ہو چکا ہے ملکہ اور اہل دربار خاموش بیٹھے ہوئے سنا کیے جب نامہ
تمام ہو چکا دبیر نے عرض کیا کہ نامہ ختم ہو گیا اسوقت ملکہ نے سر اٹھا کر اہل دربار سے کہا کہ اب
معلوم ہوا کہ یہ لقادار خدا پرستوں میں سے ہیں جنکے ہم شہرے سنتے چلے آتے ہیں انھوں نے
ادھر بھی قصد کیا ہے اور یہاں بھی آکر اپنا قبضہ کرینگے ان لوگوں نے اس اطراف کو بھی مثل انھیں
ملکوں کے تصور کیا ہے جو کہ انھوں نے فتح کیے ہیں یہاں کے ملک ایسے نہیں ہیں کہ کوئی فتح
کرلے بڑے معرکے پڑینگے انھوں نے بیکار ہمکو خوف دلایا ہے انکے خوف دلانے سے ہم ڈرنے
والے نہیں ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم اپنا مذہب آبائی ترک کریں اور وہ مذہب اختیار کریں کہ ہمکو ہمارے آبا
واجداد نے کبھی نہ قبول کیا لاکھ لاکھ ظلم و ستم ہوا وہ اپنے مذہب اصلی میں مرے اور ہمارے خداوند اس
مذہب کی ہمیشہ مذمت کرتے ہیں اور جو خداوند گزرے ہیں وہ سب بھی مذمت کرتے تھے سامری
و جمشید اپنی کتابوں میں ہمارا [illegible] لکھ گئے ہیں کہ جبار خدائی ناویدہ کی [illegible]
[illegible]
[illegible]

همراه شادی کو تحریر کیا ہی جبکہ ہمکو اُسکی اطاعت نہین منظور ہی تو ہمین شادی کیون کرنے لگی ہان اگر اطاعت
بھی کر لی تو اُسوقت بھی ہمکو اپنے فعل کا اختیار تھا کہ چاہے شادی کرتے چاہے نہ کرتے کوئی ہمپر جبر نہین
کر سکتا ہی بس صاف صاف امر یہ ہی کہ ہمکو کوئی امر اُنکی تحریر کے موافق منظور نہین ہی لیس نامہ کا جواب جبتک
یہی ہی عبارت میری جانب سے تحریر کر دو اور لکھدو کہ آپ ہوشیار رہین مین سپاہ لیکر آتی ہون آپسے
مقابلہ کرونگی جسمین آپکے مقابلے سے عاجز ہونگی تو دیکھا جائیگا مین وہ ہون کہ میرے مقابلے مین کبھی
کوئی لشکر لیکر نہین آیا انتہا یہ ہے سکندر شاہ جو کہ کبھی سو ملکون کا حاکم ہی آستے تو کبھی ادھر کا قصد نہین کیا یہی
کیا حقیقت ہی آپکے روبرو نہ مین اُسکا مقابلہ کر سکتی ہون نہ سپاہ مین نکلے کچھ ایسا فریب کونکا خوف
غالب ہی کہ وہ ہمیشہ ادھر سے خائف رہتا ہی تو تمہاری کیا اصل ہی تم تو شیر سادھو ہو لیس اگر اپنی زندگی سے خوار ہو
ہوا تو بہتر ہی آپکے ہی کی طرف کو لشکر و شتہ لیس نامہ کے واپس جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ تم مین سے ایک کو
زندہ نہ رکھونگی سمجھو ایک دم مین خاک سیاہ کر دونگی آیندہ اختیار ہی مین طول کو زیادہ پسند نہین کرتی ہون
تمہارے نامہ کا جواب جنگ ہی مین لشکر لیکر آتی ہون یہ تحریر کرا کے اور اپنے ہاتھ سے مہر کرکے اُسپر مہر اپنی
کر دی اور اُس عیار کو دیا اور وہ خلعت دیا اور کہا ہماری طرف سے زبانی کہنا کہ یہ وہ ملک نہین ہی کہ جسکو
خدا پرستون نے فتح کر لیا یہان خدائی خداوند تصویر کی ہی کہ جو کہ سبکا خدا ہی اور جسکے سبب خداؤن کو
پیدا کیا تھا اور وہ سب خداوند تصویر کے بندے تھے اور خدا ہی دوبارہ کی مین اطاعت نہ کرونگی اور ہم
تمسے مقابلہ کرونگی یہ کہکر وہ خلعت اُس عیار کو دیا عیار نے سلام کر کے وہ خلعت لے لیا اور ملکہ سے اُسوقت
رخصت ہو کر بیرون دربار آیا اور وہان سے راہ طے کر کے اپنے لشکر مین آیا یہان نقابدار تو دربار برخاست
کر چکا تھا پہلی بارگاہ مین آیا جب دربار کو برخاست پایا تو اپنے مقام پر آیا اور خیال کیا کہ جب کل دربار آراستہ
ہوگا تو مین جواب نامہ پیش کرونگا یہ تصور کر کے اپنے مقام پر آکر آرام سے بیٹھ رہا یہان شہر مین بعد جانے
عیار کے ملکہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر کو حکم دیا جائے کہ وہ آراستہ ہو کل ہم یہان سے کوچ کر کے بیرون
شہر جا کر مقابل لشکر اسلام و نقابدار فرود کش ہونگے اور نقابدار سے مقابلہ کرینگے معلوم نقابدار نے بھی
کیا خیال کیا ہی جو ادھر کا قصد کیا ہی اُسکی مجال ہی کہ ہماری دولت سے مقابلہ کرسکے ایک پل مین مین تمام نقابدار
و خدا پرستی فراموش کر دونگی یہ حکم دیکر دربار برخاست کیا محل مین آئی پھر خیال مین آیا کہ چندر بدن کی ذات
کو ملال ہو کیونکہ اُسکو بھی اس حال سے آگاہ کرون قاعدہ یہ ہی کہ چندر بدن پندرہ دن تو شہر مین رہتی ہی
اور پندرہ دن باہر رہتی ہی ایک باغ تیار کرایا ہی جو کہ شہر سے پندرہ میل ہی اور آسمین رہتی ہی ملکہ جب دایہ
کے ذریعہ سے نقابدار کو لکھتی تھی تو اُس باغ مین تھی ورنہ یہان شہر مین موجود رہتی ہی اب کوئی تین چار دن ہوگئے
ہین کہ شہر سے گئی ہی لیس جب یہ خیال کیا اُسوقت ایک پرچہ کاغذ کا اُٹھا کر اُسپر یہ تحریر کیا کہ ای دایہ تمکو معلوم
ہو کہ بادولت کو تجھسے ایک ضرورت ہی تھوڑی دیر کے واسطے میرے پاس آؤ کیونکہ مجھکو ایک ضرورت تجھسے ہی بھی
چلی جانا اگر آج نہ آؤگی اور کل آؤگی تو مجھکو شہر مین نہ پاؤگی مین ایک ضرورت سے کہ مجھکو یہان حاکم کر کے چلی جاؤنگی
پھر کسی امر کی کوئی مجھسے شکایت نہ کرے یہ لکھکر اور ایک طائر سحر تیار کر کے اُسکے گلے مین باندھکر اُسکو
روانہ کیا یہان باغ مین ملکہ چندر بدن چبوترے پر زیر سنگرہ کا مرچوبی بیٹھی ہوئی تھی اور سب خواصین
حاضر تھین دایہ بھی روبرو بیٹھی ہوئی تھی ملکہ نقابدار کا ذکر کر رہی تھی کہ دیکھیے کب وہ آتے ہین اور
میری ماں سے کیا ہوتا ہی آیا باہم فیصلہ ہوتا ہی یا مقابلہ ہوگا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی یہی گفتگو ہو رہی تھی
کہ وہ طائر آکر روبرو دایہ کے بیٹھ گیا اور عیست کرکے دایہ کے زانو پر بیٹھ گیا دایہ نے جو دیکھا کہ گلے مین اُسکے خط ہی

نامہ بندھا ہوا ہے دایہ نے کھولکر اُسکے گلے سے نامہ پڑھا جب پڑھ چکی تو ملکہ چندربدن سے کہا کہ اے
فرزند تیری ماں نے مجکو طلب کیا ہے بہت جلدی اس نامے مین تحریر کیا ہے معلوم نہین ایسی کیا ضرورت
پیش ہے تو کچھ خوف نہ کرنا مین اُنکے پاس سے ہوکر ابھی چلی آونگی یہ کہکر اور کچھ اسم سحر دم کرکے اپنے
بازوؤن پر دو پر پیدا کیے اور اُڑکر طرف شہر کے روانہ ہوئی یہ بہت بڑی ساحرہ ہے اور پُرانی ساحرہ
ہے اسکا مثل نہین ہے یہ پرواز کرتی ہوئی شہر مین آئی یہان آشوب بیٹھی ہوئی تھی اور دایہ کا انتظار
کر رہی تھی ان ساحرون کو اسقدر قدرت ہے کہ ایک ماہ کی راہ کو ایک گھنٹہ مین طے کرتے ہین دو گھنٹہ
کے عرصہ مین وہ طائر اور دایہ آگئے اور آکر سلام کیا ملکہ نے کہا کہ دایہ تم آگئین دایہ نے جواب دیا کہ آپنے
طلب فرمایا تھا مین کیونکر حاضر نہوتی ارشاد فرمائیے کہ کیون طلب فرمایا ہے اس کنیز کو اسوقت میری بچی
باغ مین تنہا بیٹھی ہے ملکہ نے کہا کہ ایک ضرورت ہے ذرا ٹھہر جاؤ اُسکے پاس اور خواصین وغیرہ تو ہونگی کیا
کوئی نہین ہے دایہ نے جواب دیا کہ جی ہاں سب ہین اُسکو بدون میرے چین نہین آتا ہے اور مجکو بدون
اُسکے ایک پل آرام نہین ہے آشوب نے کہا کہ ذرا صبر کرو مین بیان کرتی ہون یہ سنکر [illegible]
دایہ بیٹھ گئی آشوب نے دایہ سے کہا کہ دایہ غضب ہو گیا خدا پرستونکا یہان قدم آگیا [illegible]
کل حال ملکہ نے نامے کا آنا اور مضمون نامہ اور اپنا جواب تحریر کرکے جو کہ جواب دیا تھا روانہ کرنا
جانے نامہ بر کے تیاری لشکر کا حکم دینا پھر دربار برخاست کرکے محل مین آکر خیال کرنا کہ دایہ کو
طلب کرکے اُس سے فرماوے اس امر مین تو ن دیکھون کیا راے دیتی ہے بس اسواسطے تمکو طلب
کیا ہے اور کہا کہ کل میرا قصد ہے کہ لشکر لیجاؤن اور اُنکا مقابلہ کرون وہ میرا کیا مقابلہ کرینگے کیونکہ
وہ غیر ساحر ہے ساحر تو میرے مقابلے سے ذرا پرہیز کرتے ہین نہ کہ غیر ساحر آپکی کیا اصل ہے یہ سنکر
دایہ نے جواب دیا کہ اے ملکہ جو آپنے ارشاد فرمایا یہ تو بجا ارشاد کیا مین آپ سے سچ عرض کرتی ہون
اور یہ آپکو بخوبی معلوم ہے کہ نہ مین آپکی دشمن ہون نہ آپکی صاحبزادی کی نہ مین اسکی خواہان ہون
کہ آپکی حکومت برباد ہو جو مین نہ ظاہر کرون اور یہ بھی آپکو معلوم ہے کہ مین علم کہانت مین بھی
دخل رکھتی ہون مین نے ایک دن دیکھا تھا کہ جب کہ مین نے یہ سنا تھا کسی کی زبانی کہ دریاے
سفید رنگ کے کنارے لشکر اسلام آکر فروکش ہوا ہے اُس زمانے مین مین نے جو خیال کیا تو معلوم
ہوا کہ اس اس اطراف و جوانب مین اور شہر سمندر رہ مین دین اسلام رواج پائیگا اور شہر طلسم
بھی فتح ہوگا یہ سب ملک اہل اسلام کے قبضہ مین ہوینگے جو کوئی اُنسے مقابلہ کریگا وہ اُنکے ہاتھ سے
مارا جائیگا جو اُنکا شریک ہوگا وہ بڑا مرتبہ پائیگا نہ اُسکا مال تباہ ہوگا نہ ملک نہ کسی قسم کی ذلت اُسپر ہوگی
نہ اُسکی جان پر بنے گی بس مین نے یہ جو دیکھا تو بڑی فکر ہوئی ایک مرتبہ پھر دیکھا تو وہی مضمون نکلا اُسکا انجام یہ
ظاہر ہوا تا ظاہرین پر واضح ہو دایہ نے جو تعویذ لقابدار کو دیا ہے تو اسی سبب سے کہ وہ دریافت کر چکی تھی کہ یہان
خدا پرستونکا زمانہ ہوگا دین اسلام کا ڈنکا بجیگا خدا پرستی کا رواج ہوگا اور جو خدا پرستونکا
شریک ہوگا اُسکا بہت بڑا مرتبہ ہوگا یہ جو اُسنے دیکھا تھا تو اُسنے خیال کیا کہ اس امر سے کیا حاصل کہ خود
سے قتل ہون اور پھر یہ ہو کہ انجام اچھا نہو اس سے بہتر یہ ہے کہ اس لقابدار کے شریک ہو اور یہ بھی
اُسنے دریافت کر لیا کہ یہ ملک کس کے ہاتھ سے فتح ہوگا تو معلوم ہوا تھا کہ اسی ملک کا فاتح یہی لقابدار
ہے اسی سبب سے اُسنے لقابدار کو تعویذ دیا تھا اور اُسکو یقین ہو گیا کہ ضرور اہل اسلام کا دورہ ہوگا
یہ تو دریافت کر چکی تھی جب آشوب نے کہا کہ یہ واقعہ ہوا ہے تو اُسنے جو دریافت کیا تھا سب بیان کیا

اور کہا کہ آپ بھی دریافت کرلین یہ لوگ بڑے صاحب اقبال اور عالی ہمت ہین انکے اقبال کی قسم کھانا چاہیے
یہ لقادار بھی اُسی فرقہ اہل اسلام سے ہی بڑا زبردست ہی اسی کے ہاتھ سے یہ ملک فتح ہوگا جو اسکی
یا اہل اسلام کی شرکت کریگا وہ بڑی عزت پائیگا آئندہ ہر ایک کو اپنے فعل کا اختیار ہی بلکہ جب سے مین نے
یہ واقعہ دیکھا تو میرے حواس جاتے رہے جبکہ مین نے سُنا کہ دریائے سبز رنگ میٹھا کیا سحر ان
ماہیان مارین گئین تو پھر مین نے دیکھا یہ ظاہر ہوا کہ یہی نشان ہی اہل اسلام کے اس طرف ترقی ہونیکا
پھر تو متواتر خبرین آنے لگین کہ یہ ہوا اور یہ ہوا آپ پرچہ اخبار طلب فرماکے ملاحظہ فرمائیے سوائے
ظفر اہل اسلام کے دوسرا حال پرچہ اخبار مین نہ ہوگا یہ کسی پرچہ مین نہ تحریر ہوگا کہ فلان وقت اور فلان فلان
اور فلان مقام پر ہماری ظفر ہوئی یہ یہی تحریر ہوگا کہ اہل اسلام غالب آگئے اور فلان فلان لوگ شریک
اہل اسلام ہوگئے یہ جو صاحبقران انکے لشکر کا ہوتا ہی وہ بڑا صاحب اقبال ہوتا ہی آئندہ جو ہونیوالا
ہی وہ بھی اپنے سحر سے دریافت فرمالیجیے میرے عمل سے تو یہ ظاہر ہوتا ہی کہ سمندر یہ فتح ہوگا اور
نہ طاق اور جو ملک ہین سب اسلام آباد ہونگے کوئی خداوند تصویر کا ماننے والا نظر نہ آئیگا اور جو
دین اسلام قبول کریگا خواہ عورت ہو خواہ مرد وہ مرتبہ جلیل پائیگا خداپرست اسکی بڑی خاطر کرینگے
آشوب نے جو یہ تقریر سُنی تو دایہ سے کہا کہ تم نے تو وہ تقریر بیان کی کہ جسکے سبب سے مجھکو ایک
قسم کا خیال پیدا ہوا کہ جسکا مین کچھ حال بیان نہین کرسکتی ہون اب یہ مجھکو ضرور ہوا کہ مین بھی دریافت
کرون کیونکہ تمھارے بیان پر مجھکو اعتبار ہی اور مین تمکو صادق جانتی ہون اور یہ بھی جانتی ہون کہ جسقدر
تمکو علم کہانت مین دخل اور عبور ہی اُس سے زیادہ اس شہر مین کسی کو نہین ہی اکثر امور مین مین نے تمھارا
امتحان کیا تو بہت ٹھیک اور درست پایا جسقدر تمنے بیان کیا اُسمین کچھ فرق نہوا پھر مین کیونکر یہ امر دروغ
جانون پہلے یہ بیان کرو کہ مین کیا کرون کوئی امر میرے خیال مین نہین آتا ہی اور تمھارے بیان سے
اس امر کی صداقت ہوتی ہی کہ یہان تک قدم خداپرستون کے آگئے آج صبح کو مین نے پرچہ اخبار
دیکھا تو اُسمین یہ تحریر تھا کہ زاگ یقینہ فتح ہوگیا تقین بھی شریک اہل اسلام ہوا بڑی دھوم دھام
سے تمام لشکر اسلام کی دعوت کی اور بعد دعوت صاحبقران نے اپنا پیش خیمہ طرف محرابیہ کے روانہ کیا
چنانچہ جب محراب شاہ کو خبر ہوئی محراب شاہ نے اپنے سپہ سالار دست چپ کو روانہ کیا کہ جا
پیش خیمہ چھین تو چنانچہ ایسا ہی ہوا محراب شاہ کے سپہ سالار نے پیش خیمہ چھین لیا کوئی لقادار
آیا سے وہ بارگاہ اپنے قبضہ مین کی اور سپہ سالار کو قتل کیا پھر وہ بارگاہ اہل اسلام کو ملی اہل اسلام
صاحبقران کا فرزند زراسپ کمک اپنے لشکر کے آیا تھا یہ خبر سُنکے کہ بارگاہ پر لشکر محراب شاہ نے
قبضہ کرلیا ہی کیونکہ بعد بارگاہ روانہ کرنے کے خود بھی صاحبقران نے کوچ کیا تھا چھ یا سات
کوس پر اول لشکر سے الگ فروکش ہوئے تھے چنانچہ اُس خداپرست سے اور لقادار سے
بڑی دوستی ہوئی لقادار اُس خداپرست کو اپنے لشکر مین لیگیا بڑی عزت سے پیش آیا
اُس لقادار کا بھی مذہب اسلام تھا اُس لقادار کو بھی سبزپوش تحریر کیا ہی کیا یہ
لقادار وہی لقادار تو نہین ہی کہ اودھر سے ادھر روانہ ہوا ہی اور یہان آکر پہونچا ہو پرچہ اخبار والا
ای دایہ تحریر کرتا ہی کہ بہت عرصہ سے یہ لقادار یہان آیا ہوا ہی اب اسنے تحریر کیا ہی کہ جب فرزند
صاحبقران لقادار سے رخصت ہوکر اپنے لشکر کو گیا تو صاحبقران نے اُس مقام سے کوچ
کیا اور محرابیہ پر پہونچے اور محراب شاہ نے خبر قتل سپہ سالار کی سُنکے مع لشکر بیرون شہر

نزول کیش ہوا تھا تحریر کرتا ہی کہ بعد نامہ وپیام کے مقابلہ ہو رہا ہو مگر ہر مقابلے مین اہل اسلام ظفریاب
ہوتے ہین پس اس سے تو ثابت ہوتا ہی کہ جو تمنے دیکھا ہی وہ سب درست اور سچا ہی ضرور
اس مقام پر بھی دین اسلام رواج پایگا مگر یہ بتاؤ کہ مین کیا کرون جو تم ہمیں بتاؤ وہ کرون اگر یہ
کرتی ہون کہ دین اسلام قبول کرتی ہون تو اپنے عزیزون مین بدنام ہونگی کوئی میرا قرابت دار
نہ ملیگا سب مجکو چھوڑ دینگے دوسرے جب سمندر شاہ کو خبر ہوگی گو مجھسے کسی قسم کا تعلق نہین رکھتا
ہو مگر جب یہ معلوم ہوگا تو ضرور لشکر کشی کریگا بڑی خرابی ہوگی اگر مقابلہ کرتی ہون تو یہ امر
ضرور ہی کہ مین اس سے شکست کھاونگی کیونکہ یہ اب مجکو تمھاری تقریر سے یقین ہوگیا اور
بخوبی ثابت ہوگیا کہ یہ لوگ بڑے صاحب اقبال ہین انسے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا ہی یہ جس ملک پر لشکر لیکر
جاینگے اوسکو ضرور فتح کرینگے لقابدار بیچارہ کیا چیز ہی ان پر دین اسلام رکھتا ہو پس ایسی حالت مین کیا کرون اسوقت
تو مین نے نامے کا جواب جنگ دیا اور تیاری لشکر کا حکم دیا اب کیا کرنا چاہیے مجکو بڑی حیرت ہی کہ
کیا کرون کیا نکرون دایہ نے کہا کہ یہ حال آپ ہی جانین کیونکہ اگر عزیزون مین بدنامی ہوگی تو کوئی اسکا
خوف نہین ہی جو امر اپنے حق مین بہتر جانا وہ کیا جسمین اپنی عزت و جان و مال و اولاد دیکھے وہ امر کرنا چاہیے
اور جسمین ان امرون کی بربادی ہو اسکو ترک کرنا چاہیے اب یہ فرمایئے کہ لقین سے جو دین اسلام
قبول کرلیا تو اسکا سمندر شاہ نے کیا کرلیا اور اسکے عزیزون نے کیا اسکے ساتھ سلوک بد کیا بلکہ تمام
اخبار سے صاف ظاہر ہی کہ سب اسکے عزیزون نے اسکی پیروی کی اور مذہب اسلام قبول کیا ہین
جو کہ عقلمند تھے انھون نے بخوشی اعتراض نہ کیا اور جو کہ بیوقوف تھے وہ اسی ضلالت مین پڑے
رہے اور لقین کو برا کہتے ہین اسیطرح جو کہ آپ کے عقلمند عزیز ہونگے وہ آپ کو بھی اچھا اور عقلمند
خیال کرینگے جو کہ نادان ہونگے وہ آپ کو بدنام کرینگے تو اس سے کیا ہوتا ہی اور سمندر شاہ کیا
کرلیگا پس میری راے یہ ہی کہ ضرور لقابدار کی اطاعت کرنا آپ کو واجب اور لازم ہی کس واسطے
کہ ضرور اس ملک مین دین اسلام جاری ہوگا یہ جو دایہ نے کہا اور یہ بھی کہا کہ اے ملکہ یہ تو مین بخوبی
جانتی ہون کہ آپ میری راے سے ضرور انحراف فرماینگی اور جو ارکین سلطنت کہینگے وہ آپ کرینگی
کیونکہ انکا کہنا اور انکی راے تو بہت ٹھیک ہی بدین سبب عورتین ناقص العقل مشہور ہین مین دایہ
ہون لڑکے کھلانا جانون یا امور سلطنت مین راے دینا کیا جانون پس جو میری راے مین آیا وہ مین نے
عرض کیا مین یہ ضرور عرض کرونگی کہ یہ امر فرض ہی کہ آپ لقابدار کی اطاعت فرمایئے اور جو اسنے
لکھا ہی اسپر عمل فرمایئے میرے نزدیک اس امر مین کوئی خرابی نہین ہی بلکہ اچھا ہی ہر طرح کی
عزت و آبرو ہی یہ جو دایہ نے کہا تو آشوب نے اسکے جواب مین کہا کہ مین تو بدون دریافت
کیے ابھی کچھ نہین کرسکتی ہون یہ بالکل خلاف عقل ہی کہ مین اسلام قبول کرلون ہان جو امر
تونے کہے ہین اور بعض امور اسمین درست نکلے ہین انکی صداقت بھی مجکو ظاہر ہوجائیگی گو ظاہر
ہوئی ہین یہ کہکر آشوب نے اسیوقت اپنا سامان سحر طلب کیا خادمون نے سب سامانات
لاکر حاضر کیا پس آشوب اٹھی اسنے خون خوک سے غسل کیا لنگوٹ باندھکر چوکی پر بیٹھی ایکباری
اُڑدی ماش کا آٹا لاکر ایک پتلا تیار کیا جب یہ سامان کرنے لگی تو دایہ نے عرض کیا کہ مین رخصت
ہوتی ہون آشوب نے کہا کہ ابھی قیام کرو مین دریافت کرلون تو پھر جو میری مرضی ہوگی مین ظاہر
کرونگی دایہ سنکے خاموش ہوکر بیٹھی رہی کہ اتنے عرصے مین آشوب نے وہ پتلا تیار کرلیا اور اسکو

اسم پڑھکر دم کیا لونگ وکافور روشن کیا اور انگیاری مین شراب جلائی ایک خادم نے سامنے
پتیجکر حلوا لیا پھر کیا کر آشوب نے اپنی ران مین نشتر دیا بعدہ اپنی زبان مین بھی نشتر دیکر اُس پتلے
کی پیشانی پر خون ٹپکایا اور تھوڑا سا خون اُسکے دہن مین ڈالا کہ وہ پتلا گویا ہوا اور کہا کیا کام
ہے آشوب نے کہا کہ ای مخبر سامری جو حال مین دریافت کرون اُسکی خبر مجکو دو پس اُسنے
صدا دی کہ ای ملکہ آپ دریافت کرین مین بیان کرونگا حال گذشتہ و آیندہ پس آشوب نے
کہا کہ حال اہل اسلام از ابتدا تا انتہا بیان کر جو حال گذرا ہی وہ اور جو آیندہ گذریگا وہ یہ جو
آشوب نے کہا اُس پتلے نے کہا کہ ای ملکہ تمنے وہ سوال کیا ہی کہ جسکے بیان کرنے سے
مین عاجز ہون مگر جو کچھ ہو بیان کرونگا اور تمکو خبردار کرونگا اول تو یہ امر ہی اور تمھی خیال کر لیا جاے
کہ سمندر شاہ و دیگر بادشاہ بہت غفلت کر رہے ہین کہ اُنکے سبب سے اور سب بھی غافل
ہین یہ امر ضرور ہی کہ خداپرست بڑے اقبالمند ہین یہ لوگ جہان جاینگے اوس ملک کو ضرور فتح
کرینگے یہ مین خبر دیتا ہون کہ سمندر یہ و دیگر ملک ضرور فتح ہونگے اور سب خداپرست ہونگے
جو کہ [illegible] اسلام اختیار کرینگے اُنکی بہت بڑی عزت ہوگی اور بڑے بڑے عہدے پر سرفراز کیے
جاینگے اور جو مقابلہ کرینگے اُنکا تمام گھربار تباہ و برباد ہوگا اور ایسا ادبار آئیگا کہ سخت پریشانی
اُن لوگونکو ہوگی اور ایک زمانہ آئیگا کہ سب خداپرست ہونگے کہین ساحرونکا نام بھی نہوگا اور ان
وہ ساحر ہونگے جو کہ شریک مذہب اسلام ہونگے اور مذہب اسلام رکھتے ہونگے تصویرپرستی کا
کہین نام و نشان بھی نہوگا کوئی تصویرپرست نظر نہ آئیگا اور یہ جو لقا بدار آیا ہی اسکا قبضہ ضرور
اس ملک پہ ہوگا اور جو کہ شرکت اُسکی کریگا وہ اچھا رہیگا ورنہ خرابی ہوگی کیونکہ یہ بھی خداپرست
ہی تمام عالم مین خداپرستی کا رواج ہوگا اور جو کل حال ابتدا سے گذرا تھا وہ سب بیان کیا اور
آیندہ یہ کہ سمندر شاہ [illegible] فتح ہوگا اُسکے بعد نہ طاق و دیگر ممالک اور سب شریک اہل اسلام ہونگے
خداوند لقا و [illegible] سمندر شاہ [illegible] تباہ و برباد مارا مارا پھریگا کوئی پرسان حال نہوگا اور یہ بھی
خبر دیتا ہون جو جو [illegible] باقی ہین وہ سب فتح ہونگے اُنکے فاتح یہی اہل اسلام ہین یہ کہکر وہ پتلا
خاموش ہو رہا پھر آشوب نے کہا کہ جو سمندر شاہ کی کمک کریگا اُسکا کیا حال ہوگا اُسنے
جواب دیا کہ وہ [illegible] ہوگا اور پریشان ہوگا کہ کہین اُسکو بیٹھنے کی جگہ نہ ملیگی اور قتل بھی کیا جائیگا
اور جو مال اور اسباب ہوگا وہ لوٹ لیا جائیگا اُسکا انجام کسیطرح سے اچھا نہوگا پس جب یہ
[illegible] آشوب نے اُس پتلے سے دریافت کیا کہ یہ تو کہو کہ جو اس لقا اور
کی شرکت کریگا اُسکا کیا انجام ہوگا پتلے نے جواب دیا کہ سب طرح اچھا رہیگا کسیطرح کی اُسکو
مضرت نہ ہوگی اور اُسکی ترقی جاہ و جلال ہوگی وہ ہمیشہ حکومت کریگا گویا یہ امر ہمارے مذہب
کے خلاف اور [illegible] بیان کرنے کا نہین ہی اور نہ کوئی اسحال سے واقف ہی اسمین بھی بڑی خرابی
ہی ای ملکہ یہ حال بیان کرنا بالکل مذہب سامری و جمشید و تصویرپرستی کے خلاف ہی کیا کرون جب
تمنے دریافت کیا تو مجبور ہونا چاہیے ہو کہ تمکو بیان کرنا پڑا اب مین کچھ حال اور نہین بیان کرسکتا ہون
نہ اسکے کوئی دریافت کرنا کیونکہ ہر دو خداوند کا غضب نازل ہوگا کیونکہ خداوند اس مذہب کی
[illegible] فرما [illegible] مین [illegible] تقریر کرکے وہ پتلا خاموش ہوا آشوب نے وہ تھال حلوے کا جو کہ خادم
[illegible] کیا تھا [illegible] رکھدیا اور ایک شراب کی بوتل بہت اچھی اُس پتلے نے وہ حلوا کھا لیا اور

شراب اٹھا کر پی گیا پس شراب کا پینا تھا کہ اُس پتلے نے چیخ ماری اور اُسمین آگ لگ گئی وہ جلنے لگا اور
بالکل خاک ہوگیا آشوب یہ کیفیت دیکھ کر اُس مقام پر سے اُٹھی کہا کہ افسوس ہے اِس پر بڑا غضب نازل ہوا جو
وہ کہتا تھا کہ مین نے اصلی واقعہ بیان کیا تجھ پر عذاب نازل ہوگا وہی ہوا مگر مجھکو کل حال کھل گیا اور معلوم
ہوگیا ای دایہ اب بیکار ہے اس امر مین کوشش کرنا کیونکہ یہ امر تو اب بالکل ثابت ہوگیا کہ یہ سب دین
مٹجاینگے جو کوئی اس مذہب کو قبول کریگا وہ اچھا رہیگا اور جو خلاف کریگا اور مقابلہ کریگا وہ از حد خراب
اور تباہ و برباد ہوگا پس مین یہ کہتی ہون کہ مین کیون وہ کام کرون جو کہ خرابی کا سبب ہو مگر مین بدون اسکا
امتحان کیے ہوے نہ اُسکا مذہب قبول کرونگی یہ کہکر آشوب نے کہا کہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ کل مین شہر
سے لشکر لیکر باہر جاؤنگی اور اُس سے مقابلہ کرونگی اگر میری فتح حاصل ہوئی تو خیر ورنہ بوقت شکست
مین طالب امان ہوجاؤنگی اور جاکر ایماندار کی شرکت کرونگی اسمین دو امر ہین اول تو مین یہ جواب لکھونگی
ہون کہ مین لشکر لیکر آتی ہون مقابلہ کرنیکو آمادہ ہو بیکار ہے دوسرے یہ کہ میرے عزیز و اقربا و اہل
شہر و اہل لشکر مین سب یہ خیال کرینگے کہ آشوب دل سے پہلے سے خدا پرست تھی مگر اپنے کو پوشیدہ
کرتی تھی جب موقع ملا تب اُسنے اپنے کو ظاہر کیا لیکن ایسا نہ کرین کہ مجھکو گرفتار کرکے سمندر شاہ کے
پاس روانہ کردین تو بڑی خرابی ہو مقابلہ کرنے مین یہ امر ہے کہ جب خدا پرست کی فتح ہوگی تو مین یہ ظاہر
کرونگی کہ مین نے اس ایماندار کی شرکت قبول کی دین اسلام اختیار کیا جو میری ہمراہی کریگا وہ
بہت اچھا رہیگا اور جو نہ کریگا وہ تباہ اور برباد ہوگا ہر ایک کو اپنے فعل کا اختیار ہے جو جسکے دل مین
آئے وہ کرے مین کسی پر جبر نہین کرتی ہون نہ کسیکو اپنے سے جدا کرتی ہون پس اُسوقت جسکے جی
مین پڑیگا وہ کریگا جو کہ میرے ہمراہ ہونگے وہ سب دین اسلام قبول کرینگے جنکو منظور نہوگا وہ نکل جاینگے
اسمین کوئی میرے اوپر الزام نہوگا اور نہ کوئی مجھکو برا کہیگا نہ کوئی اعتراض کریگا جو کوئی مجھے کہیگا تو
اُسکا جواب میرے پاس یہی ہو کہ عاقل ہوگا وہ خود اعتراض نہ کریگا یہ جو آشوب نے دایہ سے کہا
دایہ نے عرض کیا کہ آپکی راے بہت درست اور ٹھیک ہے اب مین رخصت ہوتی ہون یہ کہکر
اپنے اوپر سحر دم کیا اور اُڑکر طرف باغ کے چلی آشوب نے کہا کہ ای دایہ ذرا خیال رکھنا اگر
جو وقت پڑے تو اُسوقت میری شرکت کرنا اور اس امر کا بھی خیال رہے کہ اُس چھوکری کو
اس حال سے خبر نہو کیونکہ اگر اُسکو معلوم ہوگیا تو وہ اسیوقت اپنی جان دیدے گی اور یہ خیال
کریگی کہ نہ معلوم اسکا کیا انجام ہوگا دایہ نے عرض کیا کہ کیا ضرورت ہے مین کیون عرض کرنے لگی یہ کہکر
چلی گئی یہان آشوب آکر اپنے آرامگاہ کے کمرے مین سو رہی اب اسکا حال پھر تحریر ہوگا دایہ
وہان سے اُس باغ مین آئی یہان ملکہ چندر بدن دایہ کے انتظار مین بیٹھی ہوئی تھی اور اپنی خواصون
سے کہہ رہی تھی کہ دایہ نے بڑی دیر لگائی نہ معلوم امان جان نے کیون طلب کیا تھا اور کیا ایسی ضرورت
شدید تھی اور کس کام کو بھیجا کہ اتنے عرصہ مین دایہ آکر پہونچی ملکہ اُسکو دیکھکر خوش ہوگئی اور کہنے لگی
کہ دایہ امان تمکو بڑا عرصہ ہوا مین یہان پریشان ہو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ ایسی کیا ضرورت تھی
جو امان جان نے تمکو طلب کیا تھا دایہ نے کہا کہ ایک ضرورت تھی اُسنے کہا کہ میری اچھی دایہ وہ
کیا ضرورت تھی امی نے جو تمکو اتنے عرصہ تک نہ آنے دیا کیا کسی مقام پر روانہ کیا تھا اُسنے
کہا کہ ای بیٹی تیرے سننے کی وہ ضرورت نہین ہے تم ابھی بچی ہو پوچھکر کیا کروگی اور وہ امر دو چار دن کے
عرصہ مین تجھپر ظاہر ہوجائیگا دایہ نے اسطور سے کہا کہ ملکہ چندر بدن خاموش ہو رہی مختصر کلام

ذکر اسکی تھوڑے عرصہ تک ملکہ اور دایہ دونوں خاموش بیٹھی رہیں ملکہ عورت عاقلہ تھی جب دایہ نے
یہ کہا کہ تمھیں خود ظاہر ہو جائیگا تو ملکہ چندر بدن سمجھ گئی کہ کوئی ایسی ہی راز کی بات ہے اسوجہ سے جلسہ
عام میں دایہ نے نہیں کہی تخلیہ میں دایہ مجھسے بیان کریگی اسی سبب سے پھر دایہ سے بالکل نے
تذکرہ نہیں کیا اور نہ ضد کی جب دایہ نے دیکھا کہ کوئی تین پہر رات کے قریب آگئی ہے سب سے کہا
کہ ای صاحبو اپنے اپنے مقام پر جاؤ اور ای لڑکی کہاں تک جاگیگی ایسا ہو کہ کچھ طبیعت
تیری ناساز ہو جائے کچھ نیند کا کسل ہو جائے یہ جو دایہ نے کہا ملکہ اٹھی اور اپنی خوابگاہ میں آئی سب
خواصین اور ہمرازین اپنے اپنے مقام پر آکر سو رہیں دایہ جو ہمیشہ ملکہ کے پاس سویا کرتی تھی یہ بھی
ملکہ کی خوابگاہ میں آئی اب جو تخلیہ ہو گیا تو ملکہ نے کہا کہ ای دایہ میں تمھارے قربان گئی جو امر
کہ ابھی تم نے مجھسے چھپایا کہا ہو اُس سے مجھکو آگاہ کرو اب فرمائیے کہ کیا ضرورت تھی جو تمکو انتظار
لگا دایہ نے کہا کہ بچی تیری بڑی زبان ہو گئی ہے میں بات چھپانے والی نہ قربان ہوں تیرے اور پہلے
میں خود بیان کیے دیتی ہوں اب کبھی ایسی بات نہ کرنا ورنہ میں ناراض ہونگی تیری امان سے کہدونگی
مجھکو اُس سے کہنے کی کیا ضرورت ہے میں خود تمکو سنا نہیں سکتی ہوں یہ کہکر کہا کہ ای بیٹیا وہ یہ امر تھا
کہ تجھکو مبارک ہو کہ نقابدار لشکر لیکر تیرے باپ کے ملک پر چڑھ آیا ہے اور نامہ بھی تحریر کیا تھا
اسمیں بہت کچھ تقریر تھی تیرے باپ نے جواب جنگ دیا تھا اُسی میں میری رائے لینے کو بلایا تھا
یہ کہکر جو کچھ تقریر ہوئی تھی سب بیان کی اور جو امر کہ پیش آیا تھا سب ظاہر کیا اور کہا کہ ملکہ کو بھی
ثابت ہو گیا کہ مذہب اسلام کا ڈنکا بجیگا اور یہ لوگ سب صاحب اقبال ہیں انکا کوئی مقابلہ
نہیں کر سکتا ہے جو شخص کہ اہل اسلام ہوگا وہ سب میں بہت بڑا ذی عزت ہوگا اور بہت بڑا مرتبہ ہوگا
جب یہ دریافت ہو گیا تو ملکہ نے یہ رائے کی جو کہ اس مقام پر دایہ اور ملکہ میں ہوئی تھی جب
یہ سُن چکی تو دایہ سے چندر بدن نے کہا کہ ای دایہ یہ تو بڑی خرابی کی بات ہوئی کہ مقابلے کی
نوبت آئی نہ معلوم اسکا انجام کیا ہوگا دایہ نے کہا کہ ای فرزند انجام اسکا یہ ہوگا کہ ملکہ کو شکست ہوگی
تم کچھ خوف نہ کرو اور آخر میں سب لوگ دین اسلام قبول کرینگے اور جو جو ملکہ کے ہمراہ ہونگے اور
شریک ہونگے اُن لوگوں کے بہت بڑے مرتبے ہونگے اور بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کیے جاوینگے
ای فرزند میں صاف کہتی ہوں کہ تیرا تو بہت بڑا مرتبہ ہوگا اور بڑی عزت ہوگی اور بہت چین و آرام
ملیگی یہ جو دایہ نے ملکہ چندر بدن سے کہا یہ سنکے ملکہ خاموش ہو رہی اور پلنگ پر جاکر سو رہی
ان سبکو اس فکر میں رکھکر جاتا ہے اودھر جب رات تمام ہوئی اور سحر ہوئی نقابدار کل امور
ضروری سے فراغت کرکے بارگاہ میں تشریف لایا سب سردار حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا
نقابدار نے کہا کہ ابھی تک عیار جواب نامہ لیکر نہیں آیا اسکا کیا سبب ہے معلوم نہیں کہ اسپر
کیا گذر رہی اور کس آفت میں مبتلا ہو گیا کیا اسکو جواب نامہ نہیں ملا جو ابھی تک نہیں واپس آیا یہ
ذکر ہو ہی رہا تھا کہ وہ عیار حاضر دربار ہوا مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور جواب نامہ پیش کیا نقابدار نے
جواب نامہ لیکر دبیر کو دیا دبیر نے جواب نامہ پڑھکر سنایا جب نقابدار مضمون جواب سے آگاہ
ہوا اہل دربار سے فرمایا کہ معلوم ہوا یہ لوگ اپنے سحر پر بہت ناز کرتے ہیں میں ایک دم میں سبکا
خاتمہ کردونگا آگاہ ہو [illegible] کی [illegible] نہ چھوڑونگا وہ کس امر پر پھولی ہے آ [illegible] کیا کر سکتی ہے یہ فرماکے حکم
دیا کہ ہر دم بارگاہ [illegible] شاید اسکا لشکر ہمارے مقابلہ کو آتا ہے ہم اسکا تماشا ملاحظہ

کہینگے یہ حکم سنتے ہی ملازمون نے پردے بارگاہ کے اُٹھا دیئے راوی نے بیان کیا ہو کہ آشوب
تو حکم دیچکی تھی کہ کل لشکر تیار ہو ہم برائے مقابلہ لقا بدار جائینگی لیس جیسے ہی سحر ہوئی سب لشکر
تیار ہوگیا یہان آشوب محل مین اُٹھی لباس رزم پہنکر باہر آئی سب ارکین سلطنت و سرداران
لشکر حاضر تھے سب کا مجرا ہوا اور تخت سحر پر سوار ہوئی اپنی جگہ سے اپنے وزیر کو حاکم کیا اور سب
سرداروں کو ہمراہ لیکر بیرون دربار آئی یہان بھی سب سردار موجود تھے اُنکا مجرا ہوا تخت اژدر
سحر پھر آراستہ کیا گیا سب سردار اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہوئے سواری چلی عقب مین لشکر
روانہ ہوا سب اہل شہر کو معلوم ہوا کہ ملکہ آشوب برائے مقابلہ لقا بدار تشریف لیے جاتی ہین
تا در شہر پناہ سب پہونچا نے آئے آشوب لشکر لیکر بیرون شہر آئی یہ لشکر ساحران کہ ایک قدم مین
ایک ماہ کی راہ طے کرتا تھا تھوڑے عرصہ مین راہ طے کرکے مع لشکر و جملہ سرداروں وغیرہ کے
اُس مقام پر پہونچی کہ جہان لقا بدار تشریف فرما تھے کہ یکایک ایک ابر پیدا ہوا وہ قریب آکر صحرا
کے آیا اہل دربار نے لقا بدار سے عرض کیا کہ ذرا حضور ملاحظہ فرماوین کہ کسقدر ابر غلیظ اُٹھا ہو اگر
یہ نہ معلوم ہوتا کہ حریف برائے مقابلہ لشکر آراستہ لا رہی تو ہم آپ سے گزارش کرتے کہ برائے شکار تشریف
لیجلیے مگر عالم مجبوری ہو لقا بدار نے جواب مین فرمایا کہ مین خود چاہتا کیونکہ بہت عرصہ سے واسطے شکار
نکلنے کے نہین گیا ہون ضرور چلتا مگر کیا کرون مجبور اس وجہ سے ہون کہ حریف کی آمد ہو اور وہ ساحرہ
ہو اور مقابلہ پر آمادہ ہو اگر وہ ساحرہ نہوتی کوئی غیر ساحر ہوتا تو کوئی نقصان نہ تھا بلکہ یہ امر تھا کہ مین
یہ خیال کرتا کہ جب لشکر آکر اُتریگا تب مقابلہ ہوگا ایک دو دن مین شکار کھیلکر دل بہلا لیتا لقا بدار
یہ کہہ رہے تھے کہ وہ ابر شق ہوا اُس سے شعلۂ آتش کے نکلنے لگے اہل دربار لشکر سب اُسی ابر کی طرف
دیکھ رہے تھے یہ جو واقعہ سے دیکھا اُن لوگون نے لقا بدار سے عرض کیا کہ کیا امر ہو لقا بدار
نے کہا کہ لشکر ساحران آتا ہو یہ اُسی کی علامت ہو خوب ہوا کہ جو حکم سامان شکار درست ہونیکا
نہ دیا تھا اب جو دیکھا اُس ابر سے اژدر آتش فشان پیدا ہوئے اُنکی پشتون پر علم نصب تھے اُنکے
کالے کالے پھریرے اُسپر تعریف خداوند تصویر تحریر تھی وہ اژدر آکر بالاے ہوا سے زمین پر قائم ہو
اب اور سامان جلوس سواری ہوا پر سے اُترنے لگا یہان تک کہ دیکھا کہ ایک تخت چار اژدر وہ بھی
ہوا سے نیچے زمین پر اُتر رہا ہو اُسپر ایک ساحرہ تاج زرین سر پر رکھے ہوئے بیٹھی ہوئی ہو کہ صف بست
ہو اُسکے برابر سرداران لشکر کوئی ہنس سحر پر سوار کوئی اژدر پر سوار کوئی مرکب سحر پر کوئی قاز پر کوئی
قرقرے پر کوئی باز پر کوئی بط پر کوئی طاؤس پر کوئی ماہی پر سوار تھے اسی طرح ہر سردار اپنی اپنی پسند
کی سواری پر سوار اور اُسکے عقب مین لشکر بیشمار وہی سواران سحر پر سوار باہم سحر آزمائی کرتے
ہوئے کوئی سنگ دل سنگ بازی کرتا چلا آتا ہو کوئی اپنی دریا دلی دکھاتا ہو کسی کے سر پر ابر سیاہ
سایہ فگن ہو اور اُس ابر سے مرواریدو گلہاے سرخ برس رہے ہین کوئی ابر آتش بار بنائے چلا آتا ہو کسیکے سر پر
سایہ فگن باز ہو کوئی برقین چمکا رہا ہو کوئی اپنے روبرو سحر سے باغ تیار کرتے ہوئے ہو اس طور سے لشکر ساحرا
آکر ہو تھا وہ عیار جو کہ نامہ لیکر گیا تھا وہ بھی لقا بدار کے دربار مین اپنے مقام پر موجود تھا کہ اُسنے
اس لشکر کو دیکھکر عرض کیا کہ خداوند یہ جو تخت اژدر پر سوار ہی یہی آشوب جادو ہی اور یہی سب سردار
اُسکے ہین جو کہ دربار مین حاضر تھے راوی نے بیان کیا ہو کہ آشوب اپنے ہمراہ تین لاکھ ساحر لیکے
برائے مقابلہ لقا بدار آئی ہو اُسکے پاس کل تین لاکھ سپاہ تھی یہ کچھ بھی شہر مین چھوڑ آئی تھی سب

اپنے ہمراہ لائی تھی پس وہ لشکر آکر اُترا اُسکے عقب میں ہزار ہا اژدر دن بیابان بارگاہ وغیرہ آراستہ تھا
اور بار تھا اُسکے ہمراہ بھی چند ساحر تھے اور یہ وہ اژدر بھی آکر اسی میدان میں اُترے پس اُس ساحرہ
نے جو اُسکے ہمراہ تھی اور چند ساحر بھی تھے وہ آگے افسر تھے اُسکے آتے ہی اب جو سحر کیا ایک مرتبہ وہ
بارگاہیں خود بخود برپا ہوگئیں ملکہ آشوب تخت پر سے داخل بارگاہ ہوئی اور سب سردار بھی اپنے
اپنے خیموں میں جانے لگے لشکر اُترنے لگا انہوں نے اپنے لیے خیمے سحر سے تیار کیے اُسمیں جاکر بیٹھے یہ
حال دیکھکر لقا بدار نے حکم دیا کہ منادی لشکر میں ندا دی کہ اب کوئی لشکر سے باہر نہ نکلے کیونکہ لشکر
کفار آگیا ہے اور وہ لوگ ساحر ہیں ایسا نہو کہ کوئی گرفتار سحر ہوجاوے تو بڑی خرابی پیش آئیگی پس جب تک
اُنکے مقابلے کا طرز نہ معلوم ہوجاوے اُسوقت تک کوئی لشکر سے نہ نکلے یہ لوگ بہت بڑے ساحر ہیں اور
ہم لوگ غیر ساحر ہیں یہ جو حکم لقا بدار نے دیا اُسیوقت منادی نے ندا دی کہ یہ حکم لقا بدار عالی مقدار کا ہے یہ
یہ جو حکم لشکر میں منتشر ہوا سپاہ کو معلوم ہوا کہ یہ حکم لقا بدار کا ہے اُسیوقت سے لشکر میں بندوبست ہونے لگا
جو لوگ بیرون لشکر گئے ہوئے تھے سب داخل لشکر ہوئے اُسیوقت سے پھر کوئی باہر نہ نکلا ایمان و لشکر
ساحران اُترا بازاریں برپا ہوئیں ساحر لوگ ادھر اُدھر بازار میں پھرنے لگے سودا سلف خریدنے لگے
بہت عمدہ طور سے بازار آراستہ تھا کہ لائق دید تھا ہر ساحر اپنے سحر کو آزما رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ
جس وقت لقا بدار سے مقابلہ ہوگا اُسکو ہم اپنے سحر سے زیر کر کے گرفتار کر لینگے اور اُسکے لشکر کو تباہ
اور برباد کر دینگے غرض کہ وہ دن اسی بندوبست اور تدبیر میں گذرا لقا بدار کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ ساحر
بہت زبردست ہیں تو فکر پیدا ہوئی کہ کیا تدارک کیا جاوے یہ تو فکر میں دربار میں بیٹھے ہوئے ہیں ادھر
ملکہ چندر بدن جو خواب سے بیدار ہوئی بعد فراغت ضروریہ کے دایہ سے کہنے لگی کہ کیوں دایہ یقین ہے
کہ امی جان لشکر لیکر ہمارے مقابلہ لقا بدار کے گئی ہونگی دایہ نے کہا کہ ہاں ضرور گئی ہونگی ملکہ نے کہا کہ دایہ
کوئی تدبیر ایسی ہو کہ میں بھی یہ مقابلہ دیکھوں کیونکہ یہ مقابلہ لائق دید ہے میں نے اکثر لوگوں کی زبانی
سنا ہے کہ ساحر سے غیر ساحر مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں میں اسکے خلاف پاتی ہوں کہ جو لوگ خدا پرست
ہیں وہ غیر ساحر ہیں اور والدہ کے ہمراہ جتنے ہیں وہ بہت زبردست ساحر ہیں پھر یہ لوگ کیونکر
مقابلہ کر سکینگے میں نے اکثر کتابوں میں بھی دیکھا ہے کہ انہوں نے بہت سے ساحروں کے ملک فتح
اور برباد کیے ہیں کیا یہ امر غلط ہے کیا کوئی نسبت ہے لیکن انکی جنگ و جدل کا ہے دایہ نے کہا
کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے اگر میں تجکو لیجاؤں تو بڑی خرابی ہے کیونکہ تیری ماں نے منع کیا تھا کہ لڑکی
سے نہ کہنا ورنہ وہ بہت پریشان ہوگی میں نے اُسکے کہنے کے خلاف کیا پس جب تم اُس مقام پر
جاؤگی اور وہ دیکھینگی تو مجھپر بہت ناراض اور ناخوش ہونگی اور کہینگی کہ نافرمانی کی دوسرے یہ امر
ہے کہ تو نے آج تک لڑائی دیکھی نہیں ہے اور بیشتہ تیرا کوئی ہے اور وہاں خون کے دریا بہتے ہیں
ایسا نہو کہ خون دیکھکر تجکو غش آجاوے تو خرابی ہوگی یا کچھ دشمنوں کی طبیعت ناساز ہوجاوے
ملکہ چندر بدن نے کہا کہ اے میری اچھی دایہ تجکو میرے سر کی قسم ہے تو انکار نہ کریں یہ مقابلہ ضرور
دیکھونگی اے دایہ تجکو میری جان کی قسم مجھے ضرور لیچل اگر انکار کرے تو میں [illegible] یہ جو ملکہ چندر بدن
نے دایہ سے کہا دایہ اُسکو بہت چاہتی تھی اور اُسکی محبت میں لقا بدار کو خدا سمجھتی تھی اسکا یہ خیال
ہو کہ لڑکی کا دل کسی طرح سے نہ میلا ہو [illegible] کہ دایہ تو مجکو [illegible] اُسیوقت [illegible]
تو تجکو [illegible] لشکر میں [illegible] لاؤنگی جب [illegible] قسمیں دیں اور یہ کہا کہ [illegible]

انکار کرے تو دایہ نے کہا کہ چھوکری تیری زبان بہت تیز اور طرار ہوتی جاتی ہے تو بہت اب چل نکلی ہے اور بہت
شوخ ہوگئی ہے کیا اچھی بات مجھسے کہتی ہے جو تیرا برا چاہتے ہیں انکو یہ دولاؤں تیری دشمن نہ ہوں جو ایسی باتیں
میری روح تیرے سامنے نکلے اب تو بہت ضد کرنے لگی ہے میں نے لاکھ مرتبہ تجھسے کہا کہ ایسی باتیں
بار بار زبان پر نہ لایا کر اگر تو پھر یار ضرور وہی بات کریگی کہ جس سے مجھکو غصہ آہی جاتا ہے ملکہ صندر بدن نے
کہا کہ ای دایہ تم چاہے خفا ہو جاے ناراض ہو جاے ہزار و مگر مجھکو اس جنگ کا تماشا دکھلا دو جب دایہ نے
یہ دیکھا کہ یہ لڑکی کسی طرح سے نہ مانیگی اور بہت عاجز کریگی اسوقت یہ دل میں خیال کرکے ملکہ صندر بدن سے
کہا کہ ظاہر میں تو لیے چلنا تیرا اچھا نہیں ہے میں یہ تدبیر کرتی ہوں کہ تجھکو پوشیدہ لیے جاتی ہوں اور ایک مقام پر تجھے
سب سے الگ مخفی تجھسے رکھونگی اور خود بھی پوشیدہ رہونگی مگر اپنے ہمراہ کسیکو نہ لے چلنا صرف میں اور تم
ہونگی اور ایسے مقام پر سب سے لیے چلکر تجویز کرونگی کہ دونوں لشکر تیرے پیش نظر رہینگے راوی نے بیان کیا
کہ یہ جو دایہ نے ملکہ سے کہا ملکہ بہت خوش ہوگئی دایہ کے گلے سے لپٹ گئی اور کہا کہ ای دایہ تم بہت اچھی
آدمی ہو میں تمکو اپنی ای جان سے زیادہ جانتی ہوں اور آپ سے زیادہ محبت رکھتی ہوں دایہ نے ملکہ سے
کہا کہ تم محبت کرنے والی زندہ اور سلامت رہو کہ جسکے سبب سے مجھکو ہر قسم کی راحت ہے جب یہ باتیں
ہو چکیں اور قرار پا چکا ملکہ نے اٹھکر منہ ہاتھ دھویا کھانا کھایا ادھر دایہ نے بھی کل کاموں سے فرصت
کرلی کہ صندر بدن نے کہا کہ دایہ چلو دایہ نے کہا کہ اچھا پس اسیوقت دایہ نے تخت سحر تیار کیا اور وہ سحر کیا کہ
جسکے سبب سے کوئی دایہ کو نہ دیکھے نہ صندر بدن کو سحر غائب کرکے تخت سحر کو اڑا کر اس میدان میں کہ
جہاں ایک مختصر سا پہاڑ تھا اس پہاڑ پر سے دونوں لشکر پیش نگاہ تھے اور جو معرکہ پیش نگاہ آنے والا تھا
وہ روبرو ہوگا یہ اس پہاڑ پر آئی اپنے تخت سحر کو بٹھایا مگر اسی طور سے کہ کوئی نہ دیکھ سکے آتے ہی دایہ اور ملکہ جاکر
بیٹھی یہ وہ وقت ہے کہ آشوب آچکی ہے اور سب لشکر آ چکا ہے لقا بدار اپنی بارگاہ میں بیٹھے
ہوئے کہ میں کہ یہ آکر ہوئی تھی اپنے جو لقا بدار کو دیکھا یہ تو اشتیاق بھی دیکھتے ہی غش کھا کر گری دایہ نے گلاب وغیرہ چھڑکا
اسکو ہوش آیا اسنے دایہ سے کہا کہ ای دایہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ یہ لوگ غالب آئیں دایہ نے کہا کہ میرے کئے تدبیر
کرنے سے کیا ہوگا وہ خود ہی غالب آئینگے ملکہ نے کہا کہ مجھکو ایک امر کا خیال ہے کہیں ایسا نہو کہ ای جان تو
بر سر فساد ہیں ایسا نکریں کہ جب یہ لوگ غافل ہوں اور ای جان سحر کرکے انکو عاجز و پریشان کریں اسوقت یہ لوگ تباہ ہو جائینگے
خرابی ہو دایہ نے کہا کہ ای فرزند اسکی میں تدبیر کیے دیتی ہوں یہ کہکر دایہ نے کہا کہ بیٹا تم اسی مقام پر بیٹھی رہو یہ کہکر دایہ
سبکی نظروں سے پوشیدہ ہو کر لشکر لقا بدار میں آئی اور تھوڑا سا پانی اپنے ہمراہ لائی تھی اسپر اسم سحر پڑھ کر دم کیا
اور اس پانی کا حصار گرد لشکر لقا بدار کیا اور ایک اسم پڑھکر گرد لقا بدار کی سپاہ کے دم کر دیا کہ ایک دیوار آہنی تیار
تیار ہوگئی یہ سحر اسنے اسلیے کیا تھا کہ رات پھر رہا اور یہ کیا تھا کہ جو کوئی لشکر لقا بدار کا نکلے تو نکل جاے اور پھر چلا
آئے اگر لشکر حریف کا کوئی آ نکلے اور سحر نہ اثر کرے کیا ہی ساحر زبردست ہو یہ دایہ بڑی زبردست ساحرہ ہے سواے افسوس
کے کوئی اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے اسی سبب سے آشوب اسکی خاطر کرتی ہے کہ ایسا نہو کہ یہ بگڑ جاے تو خرابی پیش
دایہ یہ تدبیر کرکے اپنے مقام پر آئی اور ملکہ سے کہا کہ بیٹا میں تدبیر کر آئی ہوں اب کوئی آسیب نہ پہونچیگا اگر کوئی لاکھ
تدبیر کریگا ہاں اگر تیری اماں کوشش کرے تو کچھ بند و بست ہو سکتا ہے مگر اسکی کوشش بھی بیجا ہوگی اسوقت جو دایہ
نے کہا ملکہ خوش ہوگئی دایہ نے جو اسقدر کوشش کی اسکا سبب یہ تھا کہ یہ خفیہ طور سے مطیع اسلام تھی اور اسنے اپنا کمال
سحر کیا تھا جو کہ برسوں کی محنت میں تیار ہوا تھا راوی نے بیان کیا ہے جبکہ رات ہوئی آشوب نے اپنے لشکر میں طبل جنگ
بجوایا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے سحر کو ہم مقابلہ کرینگے یہ حکم دیا تھا کہ لشکر آشوب میں طبل بجا یہ خبر لشکر لقا بدار میں آئی

یہان لقا بدار اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہوے اپنے اہل دربار سے فرما رہے تھے کہ ساحرون سے مقابلہ ہے جب میدان جنگ مین صف آرائی ہو اُسوقت بدون اجازت کوئی کسیکے مقابلے کو نہ جاے کیونکہ تم لوگ غیر ساحر ہو اور وہ ساحر ہین اہل دربار نے عرض کیا کہ آپکے اقبال سے ہم سبکو قتل کرینگے کچھ مقام خوف نہین ہے ہم غازی ہین اور جہاد کو ہم فرض جانتے ہین اور مرگ کو حیات اور حیات کو موت تصور کرتے ہین لقا بدار نے فرمایا کہ یہ تو مجھکو یقین ہے کہ آپ لوگ اگر دریا آتش ہو تو اسمین بھی کود پڑینگے کچھ خوف جانکا نکرینگے یہ کیا امر ہے یہ تو ساحر ہین انھون نے عرض کیا کہ خداوند امر یہ ہے کہ جب ہم حملہ کرینگے ایک مرتبہ انکا سحر اثر کریگا جب ہم جا پڑینگے تو انکے حواس جاتے رہینگے وہ بھی تلوار سے مقابلہ کرنے لگین گے ساحر بیکار خشمہ جاتا رہیگا لقا بدار نے فرمایا کہ یہ نہ خیال کرو انکے ایک سحر مین سب بیکار ہو جاینگے انھون نے عرض کیا اگر قتل ہوے تو مرتبہ شہادت پایا کیونکہ کفار کے ہاتھ سے بیبس ہو کر قتل ہوے لقا بدار نے فرمایا کہ جزاک اللہ صرف لقا بدار ان سبکے قصد کو دریافت فرماتے ہین اس سبب سے کہ دیکھین یہ لوگ کس قسم کا دل رکھتے ہین اور یہ جنگ ساحران سے تو خوف نہین کرتے ہین انکے دلون کا حال معلوم ہو جاے جبکہ یہ کلام اہل دربار سے سنا تو یقین ہو گیا کہ ضرور یہ لوگ اپنی جانین نہ عزیز کرینگے اور کفار سے مقابلہ کرینگے پس یہ اُسوقت لقا بدار نے خیال کیا کہ کوئی تدارک ایسا ہو کہ یہ ساحر زیر ہون اور ہماری فتح حاصل ہو یہ اسی فکر مین بیٹھے ہوے تھے کہ یکایک طبل جنگ کی صدا آئی دریافت ہوا کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا لقا بدار نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑی اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ صبح کو کفار سے مقابلہ ہوگا سامان جنگ کرنے لگے لقا بدار نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین آے آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے باہم اہل لشکر یہ تقریر کرنے لگے کہ اب کی بار سامنا ہے کیونکہ وہ لوگ ساحر ہین اور ہم غیر ساحر ہین وہ یہ معاش ایک دانہ پاس مین ہمارا [illegible] نگاہ رکھینگے ہم بیکار ہو جائین گے وہ قتل کرنے لگین گے ایک نے کہا کہ پھر کیا ہوگا مرتبہ شہادت کا پائینگے حق نمک سے ادا ہونگے ہم بہادر ہین ہم کو اس امر سے کیا خوف ہے جو ہمارے حق مین ہوگا یہان لشکر لقا بدار مین تو اہل لشکر باہم یہ تقریر کر رہے ہین اور سامان جنگ مین مصروف ہین اُدھر لشکر حریف مین ساحر اپنا اپنا سحر جگا رہے ہین دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری ہو رہی ہے طلایہ پھر رہا ہے صداے خبردار باش بلند ہے جب کوئی نصف شب آئی تو آشوب نے یہ خیال کیا کہ لشکر لقا بدار پر سحر کرنا چاہیے کہ یہ لوگ بیکار ہو جائین صبحکو ہم سب جا کر انکو قتل کرین بدون [illegible] کے ایسے سہل ہونیکا خیال ہے یہ خیال کرکے اپنے خیمہ مین آئی اور سامان سحر طلب کرکے سحر کیا کہ ایک ابر لشکر لقا بدار پر آکر قائم ہوا اور اس سے پانی برسنے لگا گرد لشکر لقا بدار برستا تھا اندر لشکر کے ایک قطرہ نہ پڑتا تھا یہ سحر کرکے باہر آئی اس خیال سے کہ لشکر مین تلاطم مچا ہوگا چلکر تماشا دیکھین جب اپنے لشکر سے باہر آئی دیکھا کہ گرد لشکر پانی برس رہا ہے اندر اُس لشکر کے ایک قطرہ نہین پڑتا ہے اسنے جو دیکھا پھر یہ اپنے لشکر مین آئی اُس سحر کو اپنے واپس کیا اور دریافت کیا کہ تیرا اپنا کام کر آیا اسنے جواب دیا کہ اے ملکہ اُس لشکر پر کوئی سحر نہ اثر کریگا وہ لوگ بڑے ساحر ہین کہ انھون نے قبل سے تدارک کیا ہے آشوب نے جو یہ سحر سے سنا اسنے خیال کیا کہ یہ لوگ تو ساحر نہین ہین سحر کو برا جانتے ہین اور برا کہتے ہین پھر اسکا کیا سبب کہ میرا سحر کام نہین کرتا اسنے غصہ مین آکر ایک اور سحر بہت زبردست کیا اگر وہ یہ تدارک نہ کر جاتی تو [illegible] کا قائم کر دیا تھا وہ سحر بھی اُسکا واپس آیا اور وہی کلام کیا اسی تدبیر و تدارک مین آخر رات تمام ہوئی اُدھر سے لقا بدار ادھر سے آشوب اپنے اپنے لشکر لیکر میدان جنگ مین آئے صفین آراستہ ہوئین لقا بدار کی طرف سے سردار نکلے انھون نے جو درخت حایل تھا انکو قلم کیا و [illegible] نے نکل کر آبپاشی کرکے گرد و غبار کو بٹھایا لشکر آشوب سے ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا

جو درخت حائل نظر تھے اُنکو قلم کیا پستا و بلند زمین ہموار کی ایک نے سحر کر کے پانی برسایا گرد و غبار کو بٹھایا
دونوں طرف سے نقیب نکلے لقا یت کی دونوں لشکروں کی صفوں پر سناٹا ہو گیا سب کو جوش شجاعت آیا
بڑے عرصہ تک یہی عالم رہا اُسکے بعد لشکر آشوب سے ایک ساحر نکلا اُسنے مبارز طلب کیا لقا بدار کے
لشکر سے ایک سردار لقا بدار سے اجازت لیکر اُسکے مقابلہ کو آیا پہلے ہمکلام ہوا اُسکے بعد اُسنے کہا کہ جو تیرا جی چاہے
وہ کر ساحر نے یہ سنکے کچھ پڑھنا شروع کیا راوی نے بیان کیا ہے کہ دایہ نے رات ہی میں یہ بندوبست کیا تھا کہ جب ساحر
وغیر ساحر سے مقابلہ ہوگا اُسوقت بڑی خرابی ہوگی کیونکہ یہ لوگ تو بالکل سحر سے ناواقف ہیں یہ سحر کر کے اُنکو گرفتار کر لیجائینگے
اس سے بہتر یہ ہے کہ تو اسی مقام سے ایسی تدبیر کرے کہ اُنکو یہ ظاہر ہو کہ اُسنے قتل کیا اور قتل سحر سے ہو پس اُسنے سحر
تیار کیا تھا اُسی مقام پر سے بیٹھے بیٹھے کہہ گئی ایک برق چمک کر گریگی اُسکا خاتمہ ہو جائیگا پس جب اُسنے دیکھا کہ
دونوں لشکر باہم ملے اور مقابلہ ہونے لگا ایک سردار لشکر لقا بدار سے نکلا ہے ساحر کے مقابلہ پر اور اُس ساحر نے
قصد کیا ہے کہ سحر کر کے گرفتار کر لیجائے پس دایہ نے اُس پہاڑ پر سے سحر کیا کہ برق چمک کر گری اُس ساحر کے دو ٹکڑے
ہو گئے یہ حال آشوب نے دیکھا پریشان ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہے کہ برق سے یہ ساحر قتل ہوا اور خدا پرست زندہ رہا یہ
اسی فکر میں تھی کہ دوسرا ساحر اس سے اجازت لیکر میدان میں آیا اُس سے اس خدا پرست سے مقابلہ ہوا جب
اُسنے قصد کیا کہ سحر کروں اُسی طور سے برق چمک کر گری اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے اسی طور سے کئی ساحر لشکر آشوب
کے مارے گئے اُسوقت آشوب کو غصہ آیا چونکہ لشکر اُس دن سارے کا سارا آگیا تھا دو پہر ... وقت باقی رات تک کے لیے تھا
اُسنے غصہ میں آکر اہل لشکر سے کہا کہ اب کوئی مقابلے کو نہ جائے میں خود جا کر مقابلہ کرتی ہوں کیونکہ اس سے کیا حاصل کہ بیکار
میرے اہل لشکر کا خاتمہ ہو جائے میں لقا بدار کو طلب کر کے مقابلہ کیے لیتی ہوں یہ کہکر اور تخت سحر کو میدان سے
نکالا کہ میدان میں آئی وہ سردار اُس مقام پر کھڑا ہوا حریف کا انتظار کر رہا تھا کہ یہ آ کر ہو گئی اُسنے کہا کہ اے خدا پرست
تو واپس جا اپنے افسر اور آقا لقا بدار کو مقابلہ کے لیے بھیج کیونکہ میں بھی اپنے لشکر کی بادشاہ ہوں اور وہ
بھی اپنے لشکر کے افسر ہیں باہم مقابلہ ہو جائیگا جو ہونا ہو وہ ہو جائے جسکی فتح ہو یہ سنکے وہ سردار کہنے لگا کہ میں تیرے
مقابلہ کو موجود ہوں اُسنے جواب دیا کہ میری یہ لیاقت نہیں ہے کہ میں تجھ سے مقابلہ کروں یہ کہکر صدا دی کہ اے لقا بدار
اگر تم کو اپنی جان عزیز ہے تو اپنا لشکر لیکر چلی جاؤ ورنہ میرے مقابلہ کو آؤ یہ جو صدا دی لقا بدار نے ... آشوب کے جانے کا ارادہ
فوج سے کیا کہ جب تک مجھکو موجود ہیں حضور کیوں مقابلہ کو تشریف لیجائیں ہم جان نثار ... ہیں لقا بدار نے جواب میں فرمایا کہ وہ
مجھکو برائے مقابلہ طلب کر رہی ہے میں کیونکر مقابلہ کو نہ جاؤں اور تمکو اجازت میدان دوں اپنے طریقہ کے خلاف کروں اور
قاعدہ اسلام سے پھروں یہ کہکر فرمایا کہ اگر خداوند کریم چاہتا ہے تو میں اس سے مقابلہ کر کے زیر کرتا ہوں اُسکا سحر مجھپر کچھ اثر
نہ کریگا آپ سب کو اس مقام پر روکا اور خود مرکب کو مہمیز کر کے اُسکے مقابل آئے اور سردار کو بھی واپس کر دیا ناظرین پر واضح رہے
کہ ایک تعویذ دایہ نے دیا ہے جسکا ذکر ہو چکا ہے اُسکا اثر یہ ہے کہ جسکے پاس وہ تعویذ ہو اُس پر اثر نہیں کر سکتا ہے کیسا ہی زبردست
ساحر ہو مگر اُسکا سحر اثر نہ کریگا یہ تعویذ دایہ نے بڑی محنت سے تیار کیا تھا کیونکہ اُس پر ... کہا ... تھا اُسنے وہ تعویذ اُنکو دیا
تھا اُنکے بازو پر بندھا تھا پس جب یہ اُسکے سامنے آئے اور مقابل ہوئے اُسنے پہلا بہت کچھ کلام کیے اور نصیحت کی اور
کہا کہ کیوں اپنی جوانی کے پیچھے پڑے ہو میں ساحرہ ہوں ایک سحر میں تم بیکار ہو جاؤگے دوسرے یہ امر ہے کہ مجھکو تمھارے
اوپر رحم آتا ہے ہاں یہ بیان کرو کہ تم خدا پرست ہو تمھارا یہ قول ہے کہ سحر کو برا اور کفر جانتے ہو اور ساحر کو بھی ویسا کہتے ہو اسپر یہ حال
ہے کہ بظاہر تو برا کہتے ہو اور باطن میں بہت بڑے ساحر ہو کیسے کیسے ساحر میرے لشکر کے تمھارے سردار لشکر کے
مقابل آئے مگر اُسکے ہاتھ سے مارے گئے ذرا دم لینے کی مہلت نہ ملی کہ برق چمکی اور گری وہ قتل ہوا اسکا کیا سبب ہے
اور یہ کیا بات ہے اور کونسا طریقہ جنگ کا ہے کہ بظاہر سحر سے نہیں مقابلہ کرتے ایک مقابلہ کرنے آتا ہے دوسرا اُسکی

لیکن کیا ہی کہ وہ تو مقابلہ کرنے لگا اور یہ اُسکی طرف متوجہ ہوا اور حریف بھی دوسرے نے سحر کیا حریف تو غافل ہی اُسکی طرف
متوجہ ہی کہ اتنے عرصہ مین اُسکا وار چل گیا یہ تو اپنا وار اسیر کرتا رہا یہان تو خاتمہ ہوگیا یہ کوئی طریقہ جنگ ہی اب بخوبی ظاہر ہوا کہ ہم لوگ
مکر سے مقابلہ کرتے ہو یہ جو تقریر آشوب نے کی لقا بدار کو غصہ آیا اور جواب یہ دیا کہ ای لڑکا تو یہ کیا بیہودہ تقریر ہی ہم لوگ سحر و
ساحری کو حرام جانتے ہین اور جاننے والے کو کافر سمجھتے ہیں کیونکہ فعل حرام کے مرتکب ہو سکتے اور مکر سے مقابلہ کرنے کو برا جانتے ہین
اور دغا سے لڑنے کو بالکل خلاف شجاعت و مردانگی تصور کرتے ہین جو کہ نامرد ہین وہ مکر اور دغا سے لڑتے ہین یہ ہمارے
طریقہ اور قاعدہ کے خلاف ہی یہ بات کبھی نہ خیال کرنا ہم لوگ کبھی ایسا نہ کرینگے یہ ہمارے خدا کی قدرت ہی اور تملوگ پر
غضب خدا نازل ہوا ہی خدا کی طرف سے برق چمک کر گرتی ہی اور تمکو قتل کرتی ہی یہ جو لقا بدار نے فرمایا اُسنے جواب دیا کہ
اب مین دیکھتی ہون کہ آپکا خدا آپکو میرے ہاتھ سے کیونکر بچاتا ہی اور کیونکر آپ میرے سحر سے محفوظ رہتے ہین اور آپکا لشکر
اسی سبب سے مین خود آپکے مقابلہ کو آئی یہ خیال کیا کہ کیا ضرورت ہی کہ اہل لشکر دونون طرف کے قتل ہون خصوصاً میری
طرف کے بس مین خود جا کر لقا بدار کو طلب کرتی آپ سو اس قصہ کو کیون اب کیا ضرورت ہی کہ باہم تقریر ہو جو آپ
تجربہ رکھتے ہون وہ کیجیے تاکہ آپ کے دل مین حسرت نہ رہے کہ مین نے مقابلہ کیا اور تجربہ کرنے کی نوبت نہ آئی لقا بدار
نے کہا کہ تو اپنا سحر کر اور جو تجربہ تیرا جی چاہے وہ کر جب مین تیرے تجربے کو دیکھونگا اور میرا خدا بچا لیگا تو مین تیرے اوپر تجربہ کرونگا
یہ جو لقا بدار نے کہا اُسنے کہا کہ مین ابھی تیرے اوپر تجربہ نہین کرتی ہون بلکہ تیرے کل لشکر پر تجربہ کرتی ہون اور اُسکو
بیکار کیے دیتی ہون اس خیال سے کہ اگر تو میرے ہاتھ سے مارا جاے تو تیرے اہل لشکر میرے لشکر پر حملہ کرین اور نقصان
کرین بعد تیرے سب کا خاتمہ ہو جاے لقا بدار نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر مین موجود ہون یہ کہکر خود خاموش
ہو رہے کہ اُسنے یہ کلام سنکے ایک مرتبہ اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک گولا اور فولادی نکالا اور اُسپر کچھ پڑھکر طرف لشکر لقا بدار
کے پھینکا وہ گولا بالاے آسمان جا کر شق ہوگیا اُس سے دھوان پیدا ہوا اور تمام لشکر کو گھیر لیا جسکی آنکھ مین وہ دھوان لگا
اُسکو درد چشم عارض ہوا اور درد چشم سے زمین پر تڑپنے لگا انجام یہ ہوا کہ کل لشکر کو درد چشم ایک دم مین عارض ہوگیا ہر ایک
اپنے مقام پر تڑپنے لگا اور شدت درد سے چلانے لگا ایک شور اور غل لشکر مین ہوا یہ صدا جو کان مین لقا بدار کے آئی
اُنھون نے جانب لشکر کے دیکھا تو لشکر سے صدا آ رہی ہی اُنھون نے قصد کیا تھا کہ دریافت کرون کہ کیا واقعہ
ہی آشوب ہنسی اور کہا کہ دیکھا تمنے میرے سحر کو تمہارا لشکر بیکار ہوگیا درد چشم سبکو عارض ہوا ہر ایک بیتاب ہو گیا یونہی تڑپ
تڑپکر مر جائینگے اسکا کچھ علاج نہین ہی اسی عالم مین مبتلا رہینگے لقا بدار نے کہا کہ تو بڑی لیکا ہی کہ میرے لشکر کو تونے پریشان کیا
اب مجھکو فرض ہوا کہ مین تجھکو قتل کرون تاکہ میرا لشکر اس بلا سے نجات پا سکے یہ سنکے وہ قہقہہ لگا کر ہنسی اور کہا کہ یہ خیال مین
خبردار ہو جاو اب مین یہ حملہ کرتی ہون ناظرین پر واضح رہے کہ آشوب نے اس سحر مین لقا بدار پر بھی سحر کیا تھا مگر اُس سحر نے
اُس پر اثر نہ کیا کہ تعویذ تھا جو کہ رد سحر تھا اور اہل لشکر کے پاس کوئی دافع سحر کا تعویذ نہ تھا کہ وہ اُسکی وجہ سے بچتے وہ لوگ
مبتلاے بلا ہوگئے درد چشم عارض ہوا آشوب چشم مین مبتلا ہوئے جو کہ اُسکا سحر تھا کہ جہان اُسنے سحر کیا آشوب
چشم ہوا اسی سبب سے آشوب اسکا نام ہی جسپر وہ سحر کرتی ہی وہ اسی بلا مین مبتلا ہوتا ہی اور تڑپ تڑپ کر مر جاتا
ہی یہ اسکا سحر کمال کا ہی اسپر سارا اسکا بھروسا ہی اور دارومدار رہتا ہی سحر اُسنے کیا مگر جب لقا بدار پر اس سحر نے اثر نہ کیا تو
پریشان ہوئی اور یہ خیال کیا کہ یہ کیا سبب ہی کہ لشکر پر تو میرے سحر نے اثر کیا مگر اس جوان لقا بدار پر اثر نہین کیا پہلے تو یہ خیال کیا
تھا کہ اسی سحر مین یہ بھی مبتلا ہو جائیگا مگر کچھ نہوا اب اُسنے تیر وار کرنے کے سحر کیا ایک اژدرہان بنکر طرف لقا بدار کے چلی لقا بدار اُسی
طور سے اپنے مرکب پر سوار کھڑے رہے اُسنے آکر قریب دم کھینچا شعلے مونہہ سے نکلے قریب لقا بدار آکر فرو ہو گئے اُسنے لاکھ
لاکھ کوشش کی کہ مین لقا بدار پر غالب آؤن لاکھ لاکھ دم کھینچے مگر ہر ایک شعلہ قریب لقا بدار آکر فرو ہوا اور لقا بدار کو بالکل
حرکت تک نہوئی یہ عاجز ہو کر پھر اپنی اصلی صورت پر آئی اور تخت پر بیٹھ کر سحر کیا کہ ہزارون پریان جنگ کر لقا بدار پر آئین اور

قریب لقا بدار ہو نکلی سست و نابود ہو گئی لیکن تب اپنے دل مین خیال کیا یہ کیا ماجرا ہی کہ اسپر کوئی میرا سحر اثر نہین
کرتا ہی پھر جھنجھلا کر تھوڑے ماش لیکر اسپر کچھ پڑھکر اور دم کرکے لقا بدار پر مارے لقا بدار کے اوپر سے وہ بھی
نچھاور ہو کے زمین پر گر پڑے کچھ بھی اثر نہوا پھر ایک نارنج اپنی جھولی سے نکالا اور کچھ اسپر دم کیا اور طرف
لقا بدار کے پھینکا وہ بھی قریب لقا بدار کے آکر شق ہو کر گر پڑا اُسکا بھی اثر نہوا اب یہ سحر کرکے عاجز
ہو گئی اب اسکے پاس کوئی سحر نہ تھا کہ جسکو کرتی نہایت شرمندہ اور پشیمان ہوئی چونکہ ایک سحر اسکے پاس اور بھی تھا
مگر اُسوقت اُسکو یاد نہ آیا تھوڑی دیر کے بعد یاد آیا پس ایک ایسا سحر لیکر اور ایک مرکب سحر بنا کر لقا بدار کے قریب
آ پہونچی اور مقابلہ کرنے پر لقا بدار سے آمادہ ہوئی پس لقا بدار نے اُسکے حملہ کو رد کرکے اُسکے قبضہ
پر ہاتھ ڈال دیا اور پنجہ چھین کر اور اُسکا لشکر توڑ کر مرکب سحر پر سے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے گرد
سر چرخ دیا اور زمین پر دے مارا اُسوقت واہ واہ اور سبحان اللہ کی چارون طرف سے صدا آنے لگی
اور پھر عیار کی طرف لقا بدار نے دیکھا وہ بھی بدحشم مین از حد مبتلا تھا وہ کیونکر آتا یہ جو حال لقا بدار
نے دیکھا خود مرکب پر سے کودا اور اُسکے قریب آکر پھر اُسکو زمین پر سے اُٹھا لیا کیونکہ جب زمین پر
مارا تھا تو یہ خیال کیا تھا کہ عیار با دم لگا دیا ان عیار خود بھی اس بلا مین مبتلا تھا وہ کیونکر بادم لیتا
اتنے عرصہ مین آشوب اٹھ کھڑی ہوئی کہ لقا بدار نے مرکب پر سے کود کر اور اُسکو زیر کرکے
کہا کہ تو سن اے خسرو مین پروردگار عالم کے کیا کہتی ہی اب بھی اگر تو میرا دین قبول کریگی تو بہت
اچھی طرح سے رہیگی اور تیری جان بھی بچیگی ورنہ ایک مرتبہ تجھکو اس زور سے مارونگا کہ تو نقش
زمین ہو جائیگی تیرا نشان تک نہ باقی رہیگا اور استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائینگے ادھر اُسکے اہل
لشکر نے جو یہ حال دیکھا پہلے تو باہم یہ تقریر کرنے لگے کہ ملکہ نے تمام لشکر لقا بدار کا بیکار کر دیا ہے
یہ لوگ اسی طور سے تڑپ تڑپ کر مر جاینگے اور اس جوان کو بھی مار لینگی ہمکو زحمت کرنا نہ پڑیگی
وہ جو دو چار سردار قتل ہوئے انھون نے اجل کی ورنہ وہ بھی قتل نہوتے پہلے ہی ملکہ آشوب
جا کر خاتمہ کر دیتین بھلا ہماری ملکہ سے کون مقابلہ کر سکتا ہی یہی تقریر سب آپس مین کر رہے تھے ادھر
جو سحر ملکہ آشوب نے لقا بدار پر کیے تھے سب رد ہوئے اور کسی نے کچھ اثر نکیا اور لقا بدار
نے آشوب کو اٹھا لیا تھا پھر تو یہ حال دیکھکر اہل لشکر نے اور سب سردارون نے سحر کیا
کسی نے نارنج مارا کسی نے ناریل کسی نے گولا فولادی کسی نے بیضہ گرائین کسی نے ایسا
سحر کیا کہ زمین برابر شق ہو گئی کسی نے یہ سحر کیا تھا کہ جہان پر لقا بدار ہی اُس مقام پر کی زمین شق
ہو اور لقا بدار زمین مین سما جاوے اُس سحر نے کچھ اثر نہ کیا کسی نے یہ سحر کیا تھا کہ ملکہ لقا بدار
کے ہاتھ سے چھٹ جاوین کسی نے سنگ برسائے کسی نے آگ برسائی مگر کسی کے سحر نے لقا بدار
پر اثر نکیا تمام لشکر سحر کرتے کرتے عاجز ہو گیا ادھر لقا بدار نے جو آشوب سے کہا کہ اگر تجھکو اپنی
جان سلامت رکھنا منظور ہو تو اسیوقت کلمہ پڑھ اور دین اسلام قبول کر ورنہ تجھکو قتل کرتا ہون
آشوب نے اُس حالتمین بھی کئی سحر کیے مگر کسی سحر نے کچھ اثر نکیا اب آشوب کو یقین کامل ہو گیا
ضرور اسکا مذہب برحق ہی کہا کہ ای لقا بدار مین نے آپ کی اطاعت قبول کی اور آج سے آپکے
دین کا طریقہ اختیار کیا اب جو حکم آپکا ہوگا اُسکو بجا لاؤنگی یہ نہ خیال فرمائیگا کہ مین مکر و فریب سے آپ کی
اطاعت کرتی ہون بلکہ تہ دل سے ہی یہ سنکے لقا بدار نے اُسکو زمین پر رکھدیا وہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور دوڑ کر
لقا بدار کے قدمون پر گر پڑی اور دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ میرا قصور معاف فرمائیے لقا بدار نے

فرمایا کہ پہلے میرے لشکر کو اس بلا سے نجات دے اُسنے عرض کیا کہ ابھی کل لشکر کو نجات دیے
دیتی ہوں یہ کہکر ایک سلائی آہنی اپنی جھولی سے نکالی اور اُسپر کچھ پڑھا اور لعاب دہن وغیرہ کی دھونی دی اور
عرض کیا کہ ابھی یہ سب اچھے ہوئے جاتے ہیں یہ کہکر ایک شخص کے پاس آئی اور اُسکی آنکھ میں وہ
سلائی پھیری یہ حال ہوا کہ اُسنے ایک چیخ ماری کہ تمام جسم اُسکا لرز گیا اور چند قطرے آب گندیدہ کے
اُسکی آنکھ سے گرے اب نہ وہ درد تھا نہ وہ سرخی تھی نہ وہ تڑپ تھی نہ وہ ظلمت تھی آنکھ مثل تارے
کے روشن اور صاف ہوگئی پس ملکہ آشوب نے ایک سلائی اُسی آدمی کو دی کہ تو اس سلائی کو سب کی
آنکھوں میں پھیر دے سب کی آنکھیں اسی طرح سے صاف اور روشن ہو جائینگی وہ شخص اُس سلائی
کو لیکر لشکر میں آیا اور سب کی آنکھوں میں سلائی پھیرنے میں مشغول ہوا اب ملکہ آشوب لقا بدار کی
خدمت میں آئی اور کہنے لگی کہ جو حکم آپکا ہو بجا لاؤں لقا بدار نے فرمایا کہ دین اسلام قبول کر اُسنے
دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ آپ کی بجا آوری ارشاد سے ہرگز ہرگز انکار نہیں ہے جو آپ فرمائیں لقا بدار
نے فرمایا کہ کلمہ طیبہ پڑھ اُسنے کہا کہ کلمہ پڑھنے سے ایک بات ہوگی کہ پھر میں سحر نہیں کرسکونگی اور حضور کو
اگر مقام پر سحر ساحری و ساحروں سے مقابلہ کرنا پڑیگا کیونکہ اس اقلیم میں ملک ہیں انمیں بڑے بڑے
ساحر زبردست ہیں جب انکو آپ کے آنے کی خبر ہوگی کہ لقا بدار اس طرف آتے ہیں تو وہ ضرور
ہمارے مقابلہ آپ سے آئینگے اور وہ سحر سے مقابلہ کرینگے اسوقت آپکو ضرورت ہوگی تو بڑی مشکل
ہوگی ہاں جب ان سب ملکوں پر آپکا قبضہ ہوجاے اور آپ کے زیر حکومت ہوجائیں اور دین اسلام
کا زور نکلے تب اسوقت میں ترک سحر کرونگی اور جو آپ کا حکم ہوگا بجا لاؤنگی ابھی کلمہ پڑھنے سے مجھکو معاف
فرمائیے یہ جو لقا بدار نے سنا تو فرمایا کہ اچھا اب تو مطیع اسلام ہو اور درپردہ مسلمان ہو کر جو دین اسلام میں حرام ہیں اور مذہبوں
میں حلال ہیں انکو ترک کرو اور جو جو چیزیں دین اسلام میں حلال ہیں انکو عمل میں لاؤ اور بتکدوں میں جانا ترک
کرو بلکہ منہدم کراؤ مساجد کی بنا ڈالو دین اسلام کا ڈنکا بجے تمام اہل شہر کو مسلمان کرو ملکہ آشوب نے
عرض کیا کہ یہ سب مجھکو منظور ہے یہ حال جو آشوب کے لشکر نے دیکھا باہم کہنے لگے کہ ملکہ آشوب نے
اگر اسکی اطاعت قبول کی تو ہم لوگ بھی اطاعت ضرور کرینگے کیونکہ ہم سب بھی تو اپنا اپنا سحر
آزما چکے ہمارے سحر نے اس جوان پر کچھ بھی اثر نہ کیا نہیں معلوم کہ اسکے پاس کون چیز ہے کہ جسکی وجہ سے
ہمارے سحر سب بیکار ہوگئے پس یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑا صاحب اقبال ہے اس سے کوئی مقابلہ نہیں
کر سکتا ہے اگر کسی نے مقابلہ کیا تو شرمندہ ہوگا پس جو ہماری ملکہ کی راے ہے وہی ہم سب کی راے ہے اور ملکہ نے
اسمیں بہتری کیا سمجھی ہوگی اہل لشکر تو باہم یہ گفتگو کر رہے تھے کہ ادھر ملکہ نے اُس مقام پر کہ جہاں پر اُسنے
مقابلہ کیا تھا آئی ادھر لقا بدار ملکہ کو رخصت کر کے اپنے لشکر میں آیا یہاں اُس شخص نے سب کی
آنکھوں میں سلائی پھیر پھیر کر سب کو اچھا کرنا شروع کیا سرداروں کی جو آنکھیں کھلیں تو انکی تکلیف
کم ہوئی اہل لشکر نے لقا بدار کو دیکھا کہ اپنے مقام پر تشریف رکھتے ہیں پہلے آداب و تسلیمات بجا لائے
بعد اسکے عرض کیا کہ خداوند کیا واقعہ گذرا ہم سب تو آشوب چشم میں ایسے مبتلا ہوگئے تھے اور اس غضب کا
درد تھا اور شدت تھی کہ ہم سے صبر نہ ہو سکا مارے درد کے ہر شخص چیختا تھا اور چلاتا تھا اور تڑپتے تھے جوں جوں
ہوتا جاتا تھا اُسی قدر درد کی تکلیف زیادہ ہوتی جاتی تھی کچھ نہ دکھائی دیتا تھا بالکل نابینا ہوگئے تھے اب
یہ فرمائیے کہ انجام مقابلے کا کیا ہوا کیونکہ ہمارے روبرو تو یہ ہوا تھا کہ آپ کے اور اُسکے یہ تقریر ہو رہی
تھی اُسنے اُسی حالت تقریر میں کچھ سحر کیا تھا کہ دھواں پیدا ہوا تھا وہ جو ہماری آنکھوں میں لگا یہ حالت

ہو گئی پھر ہمکو خبر نہوئی کہ کیا واقعہ گذرا کہ ہمکو آپ کے آنے کے مقابلہ کا بہت اشتیاق تھا مگر کیا کریں
لقا بدار نے کل حال گذشتہ بیان کیا اور یہ فرمایا کہ بفضل خدا وہ مطیع اسلام ہوئی ہے اب اپنے
لشکر کو بھی سمجھا کر یہ کہی ہے کہ لشکر میں تمہارے سب کو مسلمان کرونگی یہ سنکے لقا بدار سے سب سردار
بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ مبارک ہو آپکو اس جنگ کا فتح ہونا عرض کہ لقا بدار
نے بہت بڑا جلسہ کیا اور لوگوں کو انعام و اکرام سے سرفراز کیا اکثر لوگ کہتے تھے کہ کسیکو اس جنگ
کے فتح ہونیکا یقین نہ تھا لقا بدار نے فرمایا جبکہ فضل خدا شامل تھا تو کیا ضرورت تھی کہ نہیں
نہ ہوتا وہ ہر جگہ اور ہر امر میں اپنے بندہ کی آبرو رکھتا ہے جو کام اسکی ذات پر بھروسہ کرکے
کیا جائیگا انشاءاللہ ضرور وہ اپنے بندے کی کمک کریگا وہ بڑا رحیم و کریم اور عادل ہے ہر مقام پر عزت
رکھ لیتا ہے پہلے میں ذات اسکی فراست پر بھروسا کرکے مقابلہ کیا تھا وہ کیونکر میری کمک کرتا اسنے یوں اس
بلا کو رد کیا اور اس طور سے یہ جنگ ختم ہوئی یہ فقط اسکی کرم تھی یہ کلام لقا بدار سے سنکے سب دم
خاموش ہو رہے خداوند کریم کی حمد و ثنا کرنے لگے یہاں تو لقا بدار اپنے لشکر کو لیے ہوئے میدان
جنگ میں تشریف فرما ہیں ادھر اشقوب نے اپنے لشکر میں آکر دو یا آواز بلند پکار کر کہا کہ ای اہل لشکر
وای سرداران لشکر آگاہ باشید و بدانید کہ من نے دین اسلام برضا و رغبت اپنی قبول کیا اور
اس جوان لقا بدار عالی مرتبت کی اطاعت کی اور کنیزی اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا منظور ہو وہ یہیں
لشکر میں رہے اور جسکو ساتھ دینا نامنظور ہو وہ اسیوقت اپنا بوریا بندھنا اٹھا کر لشکر سے نکل جاے
اور پھر کبھی بادولت و اقبال کے پاس آنیکا قصد نکرے میں بخوشی کہتی ہوں کسی پر جبر نہیں کرتی ہوں کہ
شاید کوئی یہ سمجھے کہ جبر سے مجھے دین اسلام قبول کراتی ہیں یہ خیال کوئی نہ کرے یہ جو کلمات سب اہل لشکر نے
اشقوب کی زبان مبارک سے سنے کل اہل لشکر ازادنی تا اعلی سبنے ایک زبان ہوکر جواب دیا کہ اگر
آپنے اطاعت بدل منظور اور قبول کی ہے تو ہم سبنے بھی اطاعت قبول کی ہم لوگ آپکے نمک خوار قدیم ہیں بلکہ
ہمارے آبا و اجداد بھی ہم سب کو آپکی جدائی منظور نہیں ہے بلکہ آپنے کوئی امر ایسا دیکھا اور آپ پر
ظاہر ہوا کہ جسکی وجہ سے آپ نے مذہب قدیم اپنا چھوڑکر مدتہا سے مدت سے چلا آتا تھا اسکو آپنے ترک
کیا اور اطاعت کی پھر ہمکو کیا ضرورت ہے کہ ہم سب آپکی پیروی نکریں اور اپنے مذہب قدیم پر قایم رہیں
پس ہم سب نے بھی اطاعت قبول کی اب یہ فرمائیے کہ لقا بدار نے آپکو کیا تعلیم کیا کہ آپکے سبب سے
کفر جاتا رہا اشقوب نے کہا کہ ابھی میں مطیع اسلام ہوئی ہوں اور جو جو اشیا مذہب اسلام میں حرام
ہیں ان سبکو میں نے ترک کیا تصویر پرستی و سامری و جمشید پر لعنت کی ابھی کلمہ اس سبب سے
نہیں پڑھا کہ سحر فراموش ہوجائیگا اور ابھی ساحروں سے مقابلہ کرنا ہے یہ جو میں نے عذر کیا سبکو
انھوں نے بھی میرے کہنے کو منظور فرمایا میں آپسے رخصت ہوکر اسلیے آئی ہوں کہ تم سب کو مسلمان
کروں اور اہل شہر کو بس جسکو دین اسلام کی اطاعت کرنا منظور ہو وہ ادیان باطلہ چھوڑ دے اور
خداوندان دنیا پر لعنت کرے اور اس لقا بدار کی غلامی و کنیزی قبول کرے اور جب سب ملک فتح
ہو جاینگے اسوقت ہم لوگ کلمہ پڑھینگے یہ جو اشقوب نے کہا سب اہل لشکر نے اسکے کہنے کو قبول
کیا جو طریقہ لقا بدار نے اشقوب کو تعلیم کیا تھا وہ اسنے ان سب کو تعلیم کیا پس اشقوب چند سرداروں کو
لیکر خدمت میں لقا بدار کے آئی یہاں لقا بدار اپنے لشکر میں سرداروں سے باتیں کررہے تھے
کہ اشقوب آکر پہنچی اور عرض کیا کہ سب میرے اہل لشکر نے حضور کی اطاعت کی اور دین اسلام

قبول کیا اب میں امیدوار ہوں کہ آپ میرے شہر میں تشریف لے چلیں اور میری دعوت قبول فرمائیں
اور جس امر کے لیے حضور نے نامے میں تحریر کیا تھا یہ کنیز اُسکا بھی سامان کرتے اور فراغ حاصل کرے لقابدار
نے یہ کلام سنکے جواب میں فرمایا کہ تم جاکر تمام شہر کو اسلام آباد کرو میں بھی آتا ہوں یقین ہے کہ پرسوں تک
میں شہر میں آؤنگا ناظرین کو معلوم ہو کہ آشوب کو یہ امر منظور تھا جیسا کہ قبل میں حال تحریر ہو چکا ہے کہ دایہ
نے جو بیان کیا تھا اور خود آشوب نے اپنے سحر سے دریافت کیا تھا اور اُسکے عہدہ دار سے کی تھی اور یہ
رائے قرار پائی تھی کہ مقابلہ کر کے اطاعت کی جائے صرف اہل لشکر اور اہل شہر کے دکھانے کو یہی تصور
سے کیا جس روز مقابل میں آکر فروکش ہوئی اور اُسی روز شب کو سحر کیا اور امتحان کیا کہ دیکھوں جو کچھ
دایہ کہتی تھی وہ یہی امر ہے جبکہ سحر نے اثر کیا تو اور زیادہ اُسکو صداقت ہوئی پس جس صبح کو مقابلہ
ہوا دو چار سردار ملکہ آشوب کے مارے گئے جنکا اسکو صدمہ نہ تھا اس سبب سے آشوب نے
خود جاکر مقابلہ کیا تھا آخر کو زیر ہوئی اور کوئی تدبیر اُسنے اپنے بچنے اور لقابدار کے قتل کرنے
میں باقی نہ رکھی پھر اُسنے خیمے میں آکر لشکر لقابدار کو اُس بلا میں مبتلا کیا چونکہ اُسکو اطاعت
منظور تھی اسی سبب لقابدار نے جو وہ تقریر کی تھی پس اطاعت کی جب لقابدار نے یہ امر
دیکھا پس آشوب مع سرداروں کے رخصت ہو کر اپنے لشکر میں آئی اور لشکر کو لیکر اُسوقت
طرف شہر کے روانہ ہوئی پیچھے اُسی طور سے ابر سحر بنا کر لشکر روانہ ہوا جب لشکر چلا گیا لقابدار
بھی اپنا لشکر لیکر چڑھ اوپر آیا اور فروکش ہوا اور لقابدار اپنی بارگاہ میں گیا اور دوگانہ خالق اکبر
اور بہت عجز و انکسار سے اُس خالق برحق و رازق مطلق کا شکریہ ادا کیا اور سجدہ کیا اور کہا کہ
تو بڑا کریم و رحیم تیری حکمت کا اللہ کا انسان اور حیوان اور جن اور ملایک نے بھید نہیں پایا پھر اپنے
خیمے میں جاکر آرام کیا یہاں آشوب جو لشکر لیکر داخل شہر ہوئی اہل شہر میں یہ چرچا ہونے لگا کہ ملکہ
پرسوں برائے مقابلہ تشریف لے گئیں تھیں اور آج تشریف لے آئیں اسکا کیا سبب ہے یہاں ملکہ
داخل محل ہوئی لشکر چھاؤنی میں مع اپنے ساز و سامان کے گیا اور سب سردار بھی اپنے اپنے مکانوں کو
گئے بیان ہے کہ پھر اہل شہر کو یہی فکر رہی کہ اسکا کیا سبب ہے کہ ملکہ چلیں آئیں اہل شہر تو اس فکر میں
رہیں اور یہ ملکہ اپنے محل میں با طمینان بیٹھی ہوئی ہیں اور اپنے امور ضروری سے فراغت کر کے خوابگاہ
میں جاکر سوئی اب اُنکو تو ایسی فکر و تردد میں رکھا جاتا ہے اب حال ملکہ و دایہ کا بیان ہوتا ہے کہ جبکہ دایہ نے
اُسی مقام پر سے بیٹھے بیٹھے چند ساحروں کو جو کہ لقابدار کے سردار تھے اُن سے مقابلہ کو اُسنے بھیجے قتل
کیا اور اُسکے بعد خود آشوب نکلی تو دایہ چندر بدن سے کہنے لگی کہ اب بڑا غضب ہوا کہ یہ
سردار تمہاری والدہ کے ہاتھ سے ضرور قتل ہوگا اور بڑی خرابی ہوئی اب یہ اپنے سحر میں کل
لشکر کو گرفتار کریگی یہ جو دایہ نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ اے دایہ میں اب کیا کروں اور کدھر چلی جاؤں
اور کیونکر ایمان کو منع کردوں دایہ نے چندر بدن سے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ اسقدر بیتاب نہ ہو جاؤ
دیکھو تو کیا ہوتا ہے اے لڑکی یہ بلا اور آفت تیری لگائی ہوئی ہے اب تو یہ کہتی ہے کہ جب تک میری ماں
مسلمان نہ ہوگی میں مسلمان نہ ہونگی پس وہ لوگ تو جو کہتے ہیں وہ پورا کرتے ہیں پس انہوں نے
اقرار کر لیا تھا تو وہ ضرور اس امر کو پورا کرینگے کیونکہ اُنکو کیا ہوسکتا ہے تمہاری بیتابی اور دیکھو یہ اسکا
اسکے پس اب اُنکا خدا اُسکو اس بلا سے نجات دیگا یہاں لقابدار اور آشوب سے جو تقریر ہوئی
وہ دایہ نے سب سنی نہ تھی ہاں یہ دیکھا تھا کہ اُسنے سحر کر کے لشکر کو مبتلا کے بلا کے رد چشم کیا یہ

یہ حال دیکھکر دایہ جسنے ملکہ سے کہا کہ اے فرزند تیری ماں نے بڑے غضب کا سحر کیا کہ جسکا رد کرنا سوائے
تیری ماں کے اور کسی سے ممکن نہیں ہے یا وہ قتل ہو تو یہ بلا دفع ہو جائے ورنہ اگر تمام دنیا کے
ساحر جمع ہوں اور دفع کرنا چاہیں تو غیر ممکن ہے جب تک کچھ حیلہ کوشش نکریں وہاں اتنا زمانہ کب ہے کہ یہ لوگ
زندہ رہیں مگر شاید دس روز تک ان سبکو بخار عارض رہیگا بعد دس یوم کے ایک درد ایسا سخت
پیدا ہوگا اور آپس میں ان سب کی یہ حالت ہوگی کہ کل اہل لشکر کی پیشانیاں شق ہو جائینگی اور مغز تمام
سے باہر نکل آئینگے اور سب راہی ملک عدم ہونگے اُسوقت ملکہ نے کہا کہ اے دایہ یہ تو بڑی خرابی ہوگی کہ
میرے سبب سے اسقدر بندگان خداوندی کی جانیں برباد ہونگی مجھپر بڑا عذاب ہوگا کوئی تدبیر ایسی کر
کہ ان لوگوں کی جانیں سلامت رہیں اور اس بلا سے نجات پاویں دایہ نے چندر بدن سے کہا کہ بیٹا یہ سحر ساحری
کا بنایا ہوا ہی نہیں ہے بنا بنایا نہیں ہو سکتا ہے کیا ملکہ ان ہوا ہے اس تدارک کے کوئی تدبیر نہیں ہے کہ میں تو دین
اسلام قبول کر لی ہوں اور اسکے خدا سے دعا کرلی ہوں جو کہ لقا بدار کا خدا ہو اُس سے دعا کرو ملکہ نے
کہا کہ میں بھی اسی خدا سے دعا کرتی ہوں یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی تھی ملکہ اور دایہ دعا کرہی رہیں تھیں کہ ادھر
لقا بدار نے اُسکو زیر کرلیا تھا دایہ کی نگاہ تو اسطرف لگی ہوئی تھی اُسنے کہا کہ چندر بدن مبارک ہو
کہ لقا بدار نے تمھاری ماں کو زیر کرلیا پس راوی نے بیان کیا کہ ملکہ نے سجدہ کیا اور سب کیفیت دیکھی
جب لقا بدار اسکو ہمراہ لیکر چلا گیا اور آشوب سب لشکر کو لیکر طرف شہر کے چلی گئی تو دایہ نے بھی دیا کیا
سب اسباب اور خیمہ وغیرہ روانہ کیا اور چندر بدن کو لیکر اسی باغ میں آئی اور کہنے لگی کہ ملکہ تمھاری
والدہ نے لقا بدار کی اطاعت کی اب کوئی مقام خوف نہیں ہے ملکہ نے وہ بات تو اس باغ میں سنی
کی سبکو دایہ اور کنیزوں اور خواصوں کو اپنے ہمراہ لیکر محل میں آئی یہاں اُسوقت ملکہ آشوب نے دربار کیا
اور حکم دیا کہ منادی ندا کردے کہ کل اہل شہر از غریب تا امیر جمع ہوں بادولت کچھ کہینگی پس
اسی وقت سب اہل شہر کو منادی نے ندا کرکے آگاہ کیا دوسرے روز جو کہ مقام آنکے جمع ہونے
کے لیے مقرر کیا تھا وہاں آکر کل اہل جمع ہوئے ملکہ آشوب کو خبر ہوئی کہ سب لوگ اسی مقام پر حاضر
ہیں یہ خبر سنکے ملکہ سوار ہو کر آئیں سب سردار بھی ہمراہ تھے ملکہ نے وہی تقریر فرمائی جو کہ اہل لشکر
سے کی تھی وہی جواب سب اہل شہر نے آشوب کو دیا اور عرض کیا کہ ہمکو کیا عذر حکم حضور سے نہیں ہو اور نہ
ہوگا یہ کہکر سب مطیع اسلام ہوگئے جو کہ ساحر تھے اور جو کہ غیر ساحر تھے وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے
پس ملکہ دربار میں آئی اور حکم دیا کہ جسقدر بتکدے اس شہر میں ہیں سب اسیوقت منہدم کیے جائیں اور اُس
مقام پر مساجد بنائی جائیں لیکن یہ حکم سنتے ہی مزدوروں اور معماروں کو بلا کر بتکدے منہدم کرنے
کا حکم دیا اب وہ بتکدے منہدم ہونے لگے اور مساجدوں کی بنا ڈالی گئی اور اسکے بعد ملکہ نے حکم
دیا کہ شہر کی آرایش کی جاوے کیونکہ میں لقا بدار کی دعوت کرونگی سامان دعوت کیا جاوے یہ حکم
دیا اُسیوقت سے سامان دعوت کی تیاری ہونے لگی جو کہ سامان لائق شاہوں کے ہوتا ہے
وہ تیار ہونے لگا ملکہ حکم دیکر دربار کو برخاست کرکے محل میں آئی دیکھا کہ دایہ اور لڑکی دونوں موجود
ہیں ملکہ آشوب نے جو اپنی دختر یعنے چندر بدن کو دیکھا بیتاب ہوگئی اور دوڑکر گلے سے لگا لیا
اور بہت پیار کیا اور کچھ جواہرات وغیرہ اُسپر سے نثار کرکے لٹا یا اور دایہ کی طرف دیکھکر کہا کہ اے
دایہ تم کب آئیں اُسنے جواب دیا کہ ابھی تو آئی ہوں صاحبزادی کا دم گھبرایا انھوں نے کہا کہ دایہ
چلو میں نے اپنی امی جان بہت دنوں سے نہیں دیکھا میں اُسیوقت انکو لیکر چلی آئی ملکہ نے

کہ آپ کا مگر یہ مین کیا منع کرتی ہون یہ صاحبزادی یہان خود بھی رہنے سے انکار کرتی ہے اسکا
دل یہان نہین لگتا ہے سوا باغ کے دایہ نے کہا کہ اے ملکہ اسکا سبب یہ ہے کہ خدا کے فضل
سے یہ رنگین مزاج ہے گل وغیرہ دیکھکر اسکا دل خوش ہو جاتا ہے اسیوجہ سے اسکا دل یہان
نہین لگتا ہے سوا باغ کے کہ اسنے اپنے باغ کو بہت آراستہ کیا ہے ہر چمن کی چمن بندی دیکھا
کرتی ہے سیر پھرتی اور روش کو اپنی خواصون اور کنیزون سے بنوایا اور درست کیا کرتی ہے تمام
دن اسکو یہی شغل رہتا ہے اسوجہ سے اسکا دل آنے کو نہین چاہتا ہے اور طبیعت بشاش اور خوش
رہتی ہے پھر ملکہ نے کہا کہ ہان اسی سبب سے تو مین بھی منع نہین کرتی ہون جہان رہین خوش
رہین مین انکی سلامتی جان چاہتی ہون اور ہر وقت درگاہ الٰہی مین انکی تندرستی کے واسطے دعا
کرتی ہون یہ کہکر دایہ سے کہا کہ غضب ہوا کہ ہمکو جو اسوقت یہان اے ملکہ مین تمکو طلب کرنے والی
تھی اور صاحبزادی کو بھی دایہ نے کہا کہ خیر اب سنیے کیا ضرورت ہے آشوب نے اول سے آخر
تک کل حالات جنگ و پیکار کے بیان کیے اور کہا کہ مین نے انکی اطاعت قبول کی اور
کل اہل لشکر و اہل شہر نے آج سے دین اسلام کا اقرار کیا اگر تمکو اور صاحبزادی کو میرا
ساتھ دینا منظور ہو تو اطاعت اسکی کرو ورنہ مین نے تو اولاد کی محبت سے بھی ہاتھ اٹھایا
اور صاحبزادی کو بھی چھوڑا تمہارا اور انکا جدھر جی چاہے چلی جاؤ پھر مجکو تم سے اور صاحبزادی سے
کوئی سروکار اور واسطہ نہ رہیگا جب ملکہ نے یہ گفتگو ملکہ کی سنی تو دایہ اپنے دلمین کہنے لگی کہ اسکے دل مین
دین اسلام کا اثر بخوبی ہو گیا اس سے بہتر یہ ہے کہ مین دین اسلام قبول کرلون اسوقت دایہ نے
ملکہ سے عرض کیا کہ اگر آپنے مذہب اسلام قبول کیا تو ہمکو کیا عذر ہے اور یہ آپکی اولاد ہین انکو
آپکے کہنے سے کبھی عذر نہوگا یہ تو امر ظاہر ہے کہ یہ دونون تھے دایہ اور چندر بدن پہلے سے
مسلمان ہو چکی تھین انکو کیا عذر تھا لیکن اسوقت یہ دونون بھی بکشادہ پیشانی مسلمان
ہوگئین دایہ تو مطیع اسلام ہوئی ملکہ نے کلمہ پڑھا آشوب نے کہا کہ اے دایہ مین نے نقابدار
کی دعوت کی ہے کل دعوت ہوگی ملکہ نے کہا کہ اے جان کیا دعوت شہر مین ہوگی آشوب نے
جواب دیا کہ ہان شہر مین نہوگی تو کیا صحرا مین ہوگی ابھی تک تیرے مزاج مین لڑکپن باقی ہے کیا
تیری عقل ہے آشوب نے جواب دیا کہ مین نے خیال کیا کہ شاید لشکر مین ہو ملکہ نے کہا کہ ہان یہی تو
عقلمندی ہے کہ لشکر مین بھلا لشکر مین کیون ہونے لگی اے دختر یہان دعوت مین بہت بڑا جلسہ ہوگا
رقص و سرود کا بھی چرچا رہیگا یہ جلسہ لائق دیکھنے کا ہوگا ملکہ چندر بدن یہ سنکر نہایت خوش ہو رہی
وہان سے رخصت ہوکر اپنے مقام پر آئی یہان جو کہ اسکے ملازم تھے سبکو مسلمان کیا ملکہ نے
دایہ سے کہا کہ اے دایہ میری رائے یہ ہے کہ مین لڑکی کا عقد نقابدار کے ساتھ کر دون دایہ نے
کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے کیونکہ یہ بہت بڑا عالی خاندان ہے بہت مناسب آپکی رائے ہے دایہ نے جو یہ کہا
ملکہ خوش ہوگئی دایہ کو انعام دیکر رخصت کیا گو چندر بدن اسکی دختر تھی مگر دایہ کا بہت اختیار رکھتا اس
سبب سے دایہ سے بھی دریافت کیا اسکے اقرار کرنے سے یہ خوش ہوئی دایہ تو ملکہ کے پاس سے
چندر بدن کے پاس آئی اور جو ملکہ آشوب اور دایہ سے گفتگو ہوئی تھی سب بیان کی چندر بدن
بھی خوش ہوئی یہان تک وہ دن تمام ہوا اور رات بسر ہوئی صبح کو ملکہ نے دربار کیا اور حکم دیا کہ سب
سردار بھی حاضر دربار ہون فوراً کل سردار حاضر ہوئے پھر ملکہ نے داروغہ و اہل کارون سے دریافت کیا کہ

سب سامان درست ہوگیا اُنھون نے عرض کیا کہ سب سامان درست ہی بلکہ سنئیے وزیر سے
کہا کہ سامان عقد بھی کرو مین چند روز یہان ہون اگر عقد سے بھی فراغت کرونگی وزیر نے عرض کیا کہ
بہت خوب بس سامان عقد تیار ہونے لگا ملکہ آشوب نے پھر حکم دیا کہ سب سردار تیار ہون سواری
حاضر کیجائے مین نقابدار کو لینے جاؤنگی یہ جو حکم دیا اسیوقت سواری حاضر کی گئی ملکہ تخت پر سے
اُٹھی اور پوشاک شاہانہ زیب بدن کی اور بیرون دربار آئی تخت پر سوار ہوئی اور سب سردار بھی اپنی
اپنی سواریون پر سوار ہوکے اب ملکہ اپنے شہر سے نکلکر نقابدار کے لشکر کیطرف چلی یہان نقابدار اپنی
بارگاہ مین مع سردارون کے دربار مین بیٹھا ہوا تھا اور اہل دربار سے باہم گفتگو کررہا تھا کہ ہرون
سے جو آشوب گئی ہی آج تک کچھ خبر نہ لی معلوم ہوتا ہی کہ وہان سے مطیع اسلام ہوئی تھی اور آج اُس نے
مین نے اقرار کیا تھا کہ مین تمھارے شہر مین آؤنگا کوئی جاکر خبر لائے کہ کیا سبب ہی جو وہ نہ آئی اور یہ خبر
گفتگو ہو رہی تھی کہ ہرکارون نے آکر مجرا کیا اور عرض کیا کہ آشوب جادو حاضر ہوئی ہی نقابدار
نے درگہ سالار کو حکم دیا کہ ملکہ آشوب جسوقت آئے تم اُسکو منع نکرنا اور نہ روکنا فوراً آنے دینا
اسکے لیے اجازت ہی اتنے مین آشوب مع اپنے سردارون کے دربارگاہ پر پہونچی اور درگہ سالار
سے کہا کہ ہماری خبر کردو اُسنے کہا کہ آپ کی خبر کرنیکی کوئی ضرورت نہین ہی پہلے ہی حکم ہو چکا
ہی کہ جسوقت آشوب آوے ہرگز اُسکو نہ روکنا آپ بلا تکلف تشریف لیجائیے یہ سنکے آشوب
مع اپنے سردارون کے داخل بارگاہ ہوئی یہان پہلے ہی سے کرسیان برائے آشوب و سرداران آشوب
آراستہ ہوچکی تھین بحکم نقابدار آشوب نے آکر نقابدار کو مجرا کیا نقابدار نے بڑی تعظیم و تکریم کی
اور بڑے اعزاز سے پیش آئے برابر اپنے دنگل کے کرسی مرحمت فرمائی وہ سلام کرکے کرسی پر بیٹھی
اور سردار بھی کرسیون پر علے قدر مراتب بیٹھے نقابدار نے آشوب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ
اچھی تو ہو مین تم جو اسدن کیگئی ہو تو خبر بھی نہ لی کہ کیا کرنا چاہیے آشوب نے عرض کیا کہ کنیز جو آپ سے
رخصت ہوکر گئی کل لشکر کو مسلمان کیا اور شہر مین جاکر کل اہل شہر کو مسلمان کیا اور بحسب حکم
عالی بناے مساجد ڈالی اور آپ کی دعوت کا سامان مہیا کیا اب حضور کو لینے آئی ہون اب حضور
تشریف لیچلین نقابدار نے فرمایا کہ مین نے جو تمسے اقرار کیا ہی مین ضرور اُسکا ایفا کرونگا ہمارا
یہ طریقہ نہین ہی کہ کہین کچھ اور کرین کچھ اول تو جو بات کرتے ہین وہ بہت سمجھ کے کرتے ہین اور اگر
انکار کیا تو چاہیے جو کچھ ہو جائے انکار ہی رہیگا ای ملکہ آشوب مین ابھی تمھارے ساتھ چلتا ہون
یہ کہکر دنگل سے اُٹھ کھڑے ہوئے انکا اُٹھنا تھا کہ سب سردار اُٹھ کھڑے آشوب بھی اُٹھی اور اسکے
سردار بھی نقابدار توشہ خانہ مین تشریف لیگئے پوشاک تبدیل کی اسمین سے برآمد ہوکر ہمراہ آشوب کے
شہر مین آئے اہل شہر برائے تماشا کمرون پر کوٹھون پر جمع تھے اور کہتے تھے کہ نقابدار کی
سواری کا تماشا دیکھنا کہ کس تزک و احتشام سے سواری آئی ہی اور کس شان و شوکت کا جوان
ہی یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ نقابدار تمام شہر کی سیر کرتے ہوے داخل ایوان شاہی ہوئے ملکہ آشوب
نے قصد کیا کہ نقابدار کو تخت پر بٹھائے نقابدار نے انکار کیا اور آشوب کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل
شوکت پر تشریف فرما ہوئے سردار بیٹھے محفل عیش آراستہ ہوئی ساقی جام صراحی لیکر حاضر
دربار ہوا ساقی نے سب کو شراب پلائی بحکم آشوب رقاصہ حاضر محفل ہوئین رقص و سرود
ہونے لگا طائفے پر طائفے آنے لگے اور اپنے اپنے مجرے کرکے جانے لگے انعام کثیر پاکر

ایک مطربہ نے یہ غزل گائی

غزل

دوستی کا ہو رہا ہے جبر و سا کس پہ — تو مجھے چھوڑ چلا او دل شیدا کس پر

تو ہی تھا دل تو ہی مضمون تو ہی شاہد میرا — اقربا سب کے گریبان خون کا دعوی کس پر

فتنہ پرداز فسون ساز ستمگر عیار — ہاے کم بخت دل آیا ہے تو آیا کس پر

دے دیا تیرے عوض دل میں نے جدا گانہ بھی چھوڑ — آپ بھولے ہوئے بیٹھے ہیں مسیحا کس پر

یہ چند شعر اس غزل کے سنکے تمام محفل کا حال دگرگون ہوا ہر ایک نشۂ محبت میں اگر مست ہوا اور جھومنے لگا تصور خیالی معشوق کا ساتھ پھرنے لگی دریاے الفت موجزن ہوا تمام جلسہ بیخود ہو گیا اس مطربہ کو بہت انعام ملا تھوڑے عرصہ تک محفل میں عالم سکوت رہا کوئی ہمکلام نہوا جب وہ حالت کم ہوئی دوسرا طائفہ اور آیا پہلے آ سنکے مجرا کیا بعدہ یہ غزل گائی

بیوفا کون کا شناسا نہ کرے
یار کا شکوہ و گلا نہ کرے
ہم اسی کو وفا سمجھتے ہیں
وصل کی شب اگر دغا نہ کرے
شرط ایفاے وعدگی یہ ہی
دل مرا آہ کی صدا نہ کرے

ایسے لوگوں کو دل دیا نہ کرے
ضبط درد فراق جسکو نہیں
رحم سنکے بھلے وہ جفا نہ کرے
خوب معشوق لٹ سکے وصل کی
وعدہ کر لے مگر وفا نہ کرے
عشق صادق وہی ہے اے شاد ان

درد دل کی کوئی دوا نہ کرے
کشتۂ عشق میں رہا نہ کرے
دل کے ارمان سب نکالتا ہوں
جو کبھی مجھسے وہ حیا نہ کرے
یاں وہ عاشق ہوں اہل مردن بھی
درد کی اپنے جو دوا نہ کرے

اس غزل کے سننے سے تمام اہل محفل رو رو کر بیخود ہوئے اور اس کو بہت کچھ انعام دیکر رخصت کیا کہ بکاول نے عرض کیا دسترخوان تیار ہے آشوب نے عرض کیا کہ خاصہ نوش فرمائیے نقابدار نے فرمایا اچھا گانا موقوف کیا گیا نقابدار ہمراہ آشوب کے اس ایوان میں آیا جہاں دسترخوان آراستہ تھا نقابدار نے مع سب سرداروں اور آشوب کے خاصہ نوش فرمایا پھر آکر محفل میں بیٹھے ناچ و رنگ ہونے لگا دو دن اسی حالت میں بسر ہوا شام کو آتشبازی طرح طرح کی چھوٹنے لگی نقابدار آتشبازی کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور آتشبازوں کو انعام دیا غرض کہ رات بھر جلسہ رہا ایسی ہی سات دن تک محفل عیش برپا رہی اسی زمانے میں عقد بھی ملکہ شہر پری کا آشوب کے ہمراہ نقابدار نے کر دیا عاشق و معشوق باہم ملے عیش سے بسر ہونے لگی جب سات دن ختم ہوئے جلسہ بھی موقوف کیا گیا آشوب حسب معمولی دربار کرنے لگی ایک ماہ تک نقابدار اس شہر میں تشریف فرما رہے ایک روز نقابدار نے آشوب سے کہا میں اپنے کام کو جاتا ہوں جب تجکو ضرورت ہوگی مجکو آگاہ کرنا ہم مع لشکر تیرے پاس چلے آئینگے آشوب نے عرض کیا کہ کوئی نہیں جانتا ہے مگر آپ کے حکم سے مجبور ہوں جہاں حضور ایک ماہ تک تشریف فرما رہے ہیں ایک ہفتہ اور تشریف فرما ہوں اسکے بعد آپکو اختیار ہے نقابدار نے منظور کیا آشوب نے اس سبب سے روکا تھا کہ اسنے قصد کیا تھا کہ ایک ایسی چیز تیار کروں کہ جسپر کسیطرح اثر نہ کرے اسی کی تدبیر کر رہی تھی یہ سبب تھا یہانتک کہ اس سات روز کے عرصہ میں آشوب نے ایک تختی تیار کی کہ وہ تختی جسکے پاس ہو اسپر سحر نہ اثر کریگا ایک دن کا ذکر ہے کہ نقابدار و آشوب دربار میں رونق افروز تھے اور سب اہل دربار حاضر تھے دربار آراستہ تھا کہ ایک ساحر نامہ لیکر آیا آشوب کو سلام کیا

اور عرض کیا کہ مین نامہ لایا ہون قسیم جادو کا اُنھون نے آپ کو نامہ تحریر کیا ہی آشوب نے کہا کہ لاؤ
اُسنے نامہ دیا آشوب نے دبیر کو نامہ دیا کہ پڑھو اُسنے پڑھا اُسمین تحریر تھا کہ خداپرستون نے
سمندر شاہ پر لشکرکشی کی ہی لہذا تمکو لازم ہی کہ سمندر شاہ کی کمک کرو اگر اُسکے خلاف کروگی
تو یہ خیال کرلو کہ آجتک تو سمندر شاہ نے تمہاری جانب کچھ نہ خیال کیا تمہاری بہت عزت کیا کیے اب اِس
امر کا خیال نہ ہوگا اور اُسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ بعد انفصال مقدمہ خداپرستان تمپر لشکرکشی کیجائیگی یہ تحریر و
تقریر سمندر شاہ کی جانب سے نہین ہی بلکہ مین نے اپنی جانب سے تمکو تحریر کیا ہی اسوقت
تک کوئی نامہ پیام میرے پاس سمندر شاہ کا نہین آیا ہی چاہیے آسکے چاہیے نہ آسکے تمکو اُنکی
کمک کرنی ضرور چاہیے اس سبب سے کہ ہم اُنکے زیر حکم ہین اور باج اُنکو دیتے ہین اسوجہ سے
ہم اُنکے خیرخواہ ہین بلکہ فرمانبردار ہین اور اِس وقت وہ اِس سرزمین کے بادشاہ بلکہ شہنشاہ ہین
حسب قدر لشکر و ثروت اُنکو خداوند لقا نے دی ہی کسیکو نہین دی ہی اُنکا کون مقابلہ کرسکتا ہی اُنھون نے
آجتک کسی پر لشکرکشی نہین کی ہی اور نہ اُنکی نیت ہی کہ مین کسی پر جبر کرون اور اُسکا ملک لے لون اُنکے
مزاج مین رحم ہی اُنکو از حد مروت ہی اور وہ یہ نہین چاہتے ہین کہ بلا وجہ و قصور کسیکے لشکرکشی کرنا کیا ضرور
ہی جو کہ ایسا بادشاہ منصف اور عادل ہو اور اُسپر کسی طرح کی بلا نازل ہو تو اُسکی کمک کرنا ضرور ہی مجکو
جب یہ حال پرچہ اخبار سے معلوم ہوا کہ [illegible] تک خداپرستونکا دخل ہوگیا حیرت شاہ نے
بھی خداپرستونکی اطاعت قبول کی اب خداپرست لشکر لیکے سمندر شاہ پر آئے ہین اُسوقت
مین نے خیال کیا کہ مین خود اُنکی کمک کرنے کو جاؤن اور تمکو بھی آگاہ کرون کہ تم بھی سامان جنگ تیار
رکھو اسواسطے کہ وقت پر کوئی حجت پیش نہ آسکے لہذا سامان کرکے میرے ملک مین آؤ اور ہم تم دونون
ملکر سمندریہ کو کوچ کرین والسلام یہ جو مضمون نامہ آشوب نے سنا دبیر سے کہا کہ جواب لکھدو کہ
ہمکو کوئی ضرورت نہین ہی کہ ہم بیکار کو درد سر مول لین ہمکو کیا غرض ہی کہ جو سمندر شاہ کی اطاعت
کرین اور اُسکی کمک کو جائین جو کہ باج گذار ہین وہ اُسکی کمک کرین مین کوئی اُنکی باج گذار نہین ہون
جو کمک کرون مجھے کیا ضرورت ہی کہ بیٹھے بٹھائے اپنے کو آفت اور بلا مین ڈالون اور خداپرستون کا
خون اپنے ذمہ لون اور اُنکو اپنا دشمن کرون ہان جب وہ ادھر کو آئینگے تو دیکھا جائیگا اور جو کچھ مجھ سے
بن آئیگا کیا جائیگا مین تمھارے ہمراہ کیون جاؤن نہ سمندر شاہ نے طلب کیا ہی نہ اُنھون نے کوئی
نامہ مجکو تحریر کیا ہی خواہ مخواہ اپنے کو خیرخواہ بنانے کے لیے بدون طلب چلی جاؤن ہان یہ امر تمکو لازم ہی
مین اُسکی مستحق نہین ہون ہان جس وقت سمندر شاہ تحریر کریگا اور جو مناسب وقت ہوگا وہ
کیا جائیگا یہ جو تمنے تحریر کیا ہی کہ سمندر شاہ اِس امر کے خلاف مین تم پر لشکرکشی کریگا تو مین اِس
امر سے ڈرتی نہین جہان مین نے آجتک حکومت بزور تلوار کی ہی نہ کسی کی دی ہوئی کی ہی مین خود
یہ دعوی رکھتی ہون کہ لشکرکشی کرکے سمندریہ پر جاؤن اور اِس ملک پر بھی اپنا قبضہ کرکے زیر
حکومت کرون اگر اُس ملک پر قبضہ میرا ہوگیا تو سب میری بندگی کرینگے اور سب ملکون پر میرا قبضہ ہوجائیگا
مین خود بعد مقدمہ خداپرستان اُدھر کا قصد کرونگی اگر خداپرست ظفریاب ہوسکے تو خیر ورنہ مین
اگر قبضہ کرونگی ہان تم لوگ اِس امر کا خوف کرو کہ اگر ہم لوگ برائے کمک نہ جائینگے تو سمندر شاہ
ناراض ہونگے اور اُنکا عتاب ہم لوگون پر نازل ہوگا تم لوگ اُنکے باج گذار ہو مجکو کوئی خوف اُنکا نہین
ہی بس مین کسی طور سے اُنکی کمک نہ کرونگی خلاصہ خلاصہ تحریر کرتی ہون کہ جس کو جس امر مین دعوی ہو

وہ آئے گی اور مجھسے مقابلہ کرے جاہے سحر میں یا سپاہ میں میں کسی امر میں بند نہیں ہوں تمکو
آگاہ کرتی ہوں کہ اب سمندر شاہ کی زوال حکومت کا زمانہ آگیا ہے اور خدا پرستونکا یہاں بھی
حکم جاری ہوگا اور یہ سرزمین سب اہل اسلام سے آباد ہوگی کیونکہ اب سمندر شاہ کو معلوم ہو
ہوگیا ہے اور میں تو ابھی نہ سمندر شاہ کی کمک کرونگی نہ اہل اسلام سے مقابلہ کرونگی جب
سمندر شاہ کا مقدمہ ایک سو ہو جائیگا اور خدا پرست میری طرف کا قصد کرینگے اسوقت جو
مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا اور سمندر شاہ کو میں ضرور مقابلہ کرونگی جب وہ خدا پرستوں پر
غالب آئیگا اور اسکی حکومت رہیگی اسوقت میں ورنہ کیا ضرورت ہے یہ جواب تحریر کرا کے لفافے
میں بند کرکے اور اسپر اپنی مہر اور دستخط ثبت کرکے اُس کو دیا وہ ساحر جواب نامہ لیکر طرف اپنے
مالک کے روانہ ہوا بعد جانے اُس ساحر کے نقابدار نے آشوب سے کہا کہ میرا قصد ہے کہ
میں سمندر شاہ پر لشکر کشی کروں قبل آنے صاحبقران کے کیونکہ وہ دعوے صاحبقرانی کرتے
ہیں اور مجکو بھی یہی دعوے ہے پس اس امر سے ظاہر ہو جائیگا کہ جو صاحبقران ہے گا وہی سمندر شاہ
پر لشکر لیکر پہونچے گا لہذا میں کل یہاں سے طرف سمندر کے کوچ کرونگا آشوب نے
عرض کیا کہ میں بھی آپ کے ہمراہ چلونگی اپنا لشکر لیکر نقابدار نے کہا کہ اے آشوب ابھی موقع
نہیں ہے کیونکہ صاحبقران کے ہمراہ بھی ساحرونکا لشکر نہیں ہے یہ بدنامی کی بات ہے کہ وہ لوگ
یہ نہ کہیں کہ نقابدار ساحروں کے بھروسے پر صاحبقرانی کرتے ہیں پس جب صاحبقران کے
پاس ساحروں کا لشکر آجائیگا اسوقت میں تمکو آگاہ کرونگا تم بھی لشکر لیکر آنا آشوب نے جواب دیا
کہ صاحبقران تو صاحب اسم اعظم ہیں اس بھروسے پر وہ ساحروں سے مقابلہ کرتے ہیں تم
کیا رکھتے ہو نقابدار نے جواب دیا کہ اپنے خدا کی ذات پر بھروسا رکھتا ہوں جسنے تم پر مجکو ظفریاب
کیا وہی سمندر شاہ پر بھی فتحمند کریگا لاکھ لاکھ آشوب نے چاہا اور بہت کچھ سمجھایا کہ میں بھی
ہمراہ رہوں مگر نقابدار نے نہ منظور کیا آخر آشوب عاجز ہوئی اور کہنے لگی کہ مجکو ضرور آگاہ
فرمائیگا جب مقابلہ ہو نقابدار نے کہا کہ ضرور آگاہ کرونگا یہ کہکر حکم دیا کہ کل ہم یہاں سے
کوچ کرینگے آشوب نے دربار برخاست کیا لشکر نقابدار بیرون شہر فروکش تھا یہ خبر
لشکر نقابدار میں پہونچی کہ کل نقابدار کوچ کرینگے اسوقت سے لشکر میں سامان سفر ہونے لگا
اور اپنا اپنا اسباب چھکڑوں پر باندھ باندھکر بار کرنے لگے یہاں محل میں نقابدار نے اپنا سامان
کیا وہ رات اسی سامان میں گذری جب صبح ہوئی نقابدار امور ضروری سے فراغت کرکے
لباس سفری زیب تن فرما کے چندے بدن سے رخصت ہوکر اور ملکر بیرون محل آیا یہاں
آشوب دربار میں آئی سب سردار نقابدار کے اور آشوب کے حاضر دربار ہوئے کہ نقابدار
تشریف لاے اور اسی دنگل پر بیٹھے تھوڑے عرصے تک نقابدار نے آشوب سے فرمایا
کہ اب میں جاتا ہوں کیونکہ اگر عرصہ ہوگا تو دن زیادہ چڑھ آئیگا تمازت آفتاب سے تکلیف ہوگی
آشوب نے عرض کیا کہ بسم اللہ تشریف لیجائیے جو آپنے ارشاد کیا بہت درست فرمایا تمازت تکلیف دینے
لگی یہ سنکے نقابدار اٹھکر کھڑے ہوئے سب سردار بھی اٹھے آشوب بھی اٹھی اور ہمراہ نقابدار
بیرون دربار آئی نقابدار مع سرداران اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہوکے آشوب بھی سوار ہوئی
اور اُسکے سردار بھی نقابدار نے فرمایا کہ اے آشوب تم کیوں تکلیف کرتی ہو واپس جاؤ میں برابر

شہر میں جاکر لشکر کو ہمراہ لیکر کوچ کرونگا آشوب نے کہا کہ میں تابہ لشکر ضرور ہمراہ جاؤنگی
نقابدار خاموش ہو رہے یہان تک شہر سے باہر آکے یہان لشکر تیار تھا سرداروں نے
استقبال کیا نقابدار کو لشکر میں لائے آشوب بھی آئی نقابدار نے کوس سفری بجانے کا
حکم دیا نقاروں پر چوب پڑی صدا سے نقارۂ سفری لشکر میں کھلبلی سامان سواری و جلوس ہونے
لگا نقابدار نے آشوب سے کہا کہ خدا حافظ اسوقت آشوب نے تو ہکر نقابدار کے
گلے میں تختی جو کہ اپنے سر سے نثار کی تھی ڈال دی وہ تختی یاقوت نگار تھی اور عرض کیا اسکو
اپنے سے کسی وقت میں جدا نکیجئےگا جب تک یہ تختی آپ کے پاس رہیگی آپ پر سحر اثر نکریگا تحفہ میرا
آپکے پاس رہیگا یہ میری نشانی ہے اب نہ معلوم ملاقات آپ سے نصیب ہو یا نہ ہو یہ کہکر آشوب نے
سلام کیا نقابدار آشوب سے رخصت ہوکر اپنا لشکر لیکر روانہ ہوئے آشوب مع اپنے
سرداروں کے شہر میں واپس آئی مگر شہر کی یہ حالت تھی کہ جیسے کوئی لوٹ لیجاتا ہے نقابدار کے جانے
کا ہر ایک کو رنج تھا سب کے دل پریشان تھے راوی نے بیان کیا ہے کہ جتنے زمانے تک نقابدار اس
شہر میں رہے اس زمانے میں سب بندوبست کر لیا تھا مساجد وغیرہ تیار ہوگئیں مدرسے بھی تیار ہوگئے
طالب علم درس پانے لگے کتب دین اسلام پڑھائی جاتی تھیں مسجدوں میں اذانیں ہونے لگیں دین
اسلام کا سکہ جاری ہوا یہ سب کام ہوگئے تھے ہر طرف دین اسلام کا چرچا تھا بس نقابدار کے جانے
سے سب کو سخت صدمہ ہوا اور یہ نئی بات ہوئی تھی کہ جب سے اس ملک میں دین اسلام جاری
ہوا اسدن سے برکت شہر میں ہوئی اور ہر قسم کی برکت تھی آبادی کی ترقی مال کی زیادتی ہر ایک صاحب
دولت و ثروت ہوگیا گداگر کا اس شہر میں نام نہ تھا خیر اب اس داستان کو اس مقام پر چھوڑا جاتا ہے اور نقابدار
کو طرف سمندر بیر کے روانہ کیا جاتا ہے اور اب حال ان ساحروں و غیر ساحروں کا تحریر ہوتا ہے
کہ جنکے نام سمندر شاہ نے نامے تحریر کیے تھے کہ انکو نامے پہونچے اور وہ کمک کے لیے لشکر
لیکر روانہ ہوئے آیندہ حال لشکر اسلام کا تحریر ہوگا

اب حال نامہ بردوں کا تحریر ہوتا ہے کہ وہ جو خدمت میں ان سب کے پہونچے اور نامے
دیئے اور وہ لوگ روانہ ہوئے ان سب کے حال میں قلم فرسائی کیجاتی ہے

راوی بیان کرتا ہے کہ پہلے جو نامے سمندر شاہ نے عشاق کی رائے سے تحریر کیے تھے اور طائران
سحر کے ذریعے سے روانہ کیے وہ طائر نامے لیکر روانہ ہوئے تھے اور ہر ایک ساحر جو کہ حاکم
و غیر حاکم یا ساحر یا غیر ساحر تھا انکو نامے دیے ہر ایک نے نامے پڑھے اور مضمون نامہ سے
آگاہ ہوئے اور جواب نامے یہ تحریر کیا کہ ہم لوگ مع لشکر اور سامان جنگ لیکر حاضر ہوتے ہیں آپ ہر
طرح سے اطمینان فرمائیں یہ جواب لکھ کر لکھکر طائران سحر کو دیے وہ جواب نامہ لیکر طرف سمندر شاہ
کے چلے گئے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا ان نامہ بردوں کا حال تحریر کیا ہے اگر دفعہ دفعہ تحریر کیا جاتا تو طول
ہوجاتا اس وجہ سے یہاں پر تحریر کرنا مناسب جانا اب بعد جانے ان طائران سحر کے ہر ایک نے
اپنے اپنے سرداروں کو سامان جنگ کرنے کا حکم دیا کہ بہت جلد سامان تیار کرو اور ہر ایک اپنے لشکر
کو جنگ کے لیے اور جو کہ مجبور انکا ہوا اپنے ساتھ لے گئے کہ یہ وقت کسطرح کی دقت نہو کیونکہ خدا پرستوں سے
مقابلہ ہے بس ہر ایک فوج جمع کر رہا تھا اور اپنے اپنے سحر درست کر رہے تھے کہ وہ ساحری

اُسے لیکر پہونچے یہ نامے تاکیدی تھے ہر ایک نے نامہ پڑھا اور خوش ہوا اور اُسیوقت جواب
نامہ تحریر کیا کہ ہملوگ بندوبست کر چکے ہیں تھوڑا سا سامان باقی ہی وہ امروز فردا میں ہم کرلیں تو
حاضر ہوں آپ ہملوگوں کی جانب سے اطمینان اور دلجمعی رکھیں ہملوگ جتنا سکتے ہیں وہ کرتے
ہیں اور اسمیں فرق نہیں ہوتا یہ جواب لکھکر روانہ کیے راوی نے بیان کیا ہی کہ ہر ایک ساحر و غیر
ساحر اپنے کارندوں کو تاکید کرنے لگا کہ جلد سامان کرو کیونکہ بادشاہ کے دو نامے پے در پے
آچکے ہیں کہیں ایسا نہو کہ خدا پرستوں سے مقابلہ ہو جاوے اور ہم سب وقت پر نہ پہونچ سکیں
اہلکار سامان کرنے لگے ابھی سامان لشکر درست نہیں ہوا تھا کہ تیسری مرتبہ نامہ بحکم آ کے راوی
نے بیان کیا ہی کہ قسیم جادو نے جو اشوب کو نامہ تحریر کیا تھا ہنوز اُن ناموں کا جواب نہ
آیا تھا اور جواب کا منتظر تھا کہ پھر نامہ آیا یہ سامان جنگ درست کرنے میں مصروف تھا کہ اشوب
کی طرف سے نامہ پہونچا جواب اپنے نامہ کا دیکھکر بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ پہلے میں اشوب
کو اس جواب کی سزا دے لوں تب سمندر شاہ کی کمک کو جاؤنگا اور کہنے لگا کہ اشوب
کس امر پر پھولی ہوئی ہی سمندر شاہ نے جو خود سر کر دیا تو وہ جانتی ہی کہ ہم بھی کوئی چیز
ہیں وہ اپنے حال پر بھول گئی ضرور اسکو سزا دونگا اب مجھکو لازم ہوا کہ میں اسکو سزا دیتا ہوا اور
اشوب پر قبضہ کرتا ہوا سمندر پر چلا جاؤنگا سمندر شاہ پر جب یہ ظاہر ہوگا تو وہ مجھسے بہت
خوش ہونگے اور میری عزت اور آبرو بڑھائینگے یہ خیال کر رہا تھا کہ تیسرا نامہ سمندر شاہ کا پہونچا
اسمیں بہت تاکید سے تحریر تھا کہ فوراً نامے کو دیکھتے ہی اپنے کو میرے پاس پہونچاؤ جب
نامہ پڑھا اور اسمیں حال دیکھا تو اسنے اپنے قصد کو فسخ کیا اور اپنے اہل دربار سے کہا
کہ میں مجبور اور لاچار ہوں کہ تاکید پر تاکید برابر چلی آتی ہی اب میں طرف سمندر کے جاؤنگا کل
یہاں سے کوچ کرونگا یہ کہکر حکم دیا کہ کل تک لشکر تیار ہو ہم طرف سمندر کے کوچ کرینگے
یہاں تک قسیم نے دوسرے دن چالیس ہزار ساحران زبردست سے طرف سمندر کے
کوچ کیا جب جمیم کو نامہ پہونچا اُسنے بھی تیس ہزار سپاہ سے طرف سمندر شاہ کے کوچ کیا
راوی نے بیان کیا ہی کہ جس ساحر و غیر ساحر کے پاس تیسرا نامہ پہونچا اُسنے اُس نامے کا
جواب کچھ نہ تحریر کیا اُسکے جواب میں لشکر لیکر ہر ایک اپنے ملک سے روانہ ہوا کوئی تیس
ہزار سے کوئی چالیس ہزار کوئی پچاس ہزار کوئی ساٹھ کوئی ستر کوئی اسی کوئی نوّے کوئی
لاکھ کوئی ڈیڑھ لاکھ کوئی دو لاکھ سے روانہ ہوئے جو ساحر ہیں وہ بالائے آسمان لشکر لیے
جاتے ہیں جو غیر ساحر ہیں وہ منزل بمنزل جاتے ہیں اب انکا حال وقت پر تحریر ہوگا
جادو جب اپنے مقام پر پہونچا لشکر جمع کر کے قصد کیا تھا کہ کوچ کروں کہ اتنے میں نامہ
پہونچا اُس نامے کو دیکھکر روانہ ہوا اسی طور سے شہر جادو سہاب جادو انار جادو
وغیرہ جب یہ سب ساحر و غیر ساحر سمندر پر آئینگے تو پھر نام تحریر ہونگے بوقت نامہ نگاری
تو تحریر ہو چکے ہیں ناظرین کو یاد ہونگے جہاں اور جس موقع پر ہوگا اُسکا نام تحریر ہوگا اب
ان ساحروں و غیر ساحروں کو جن جن کو سمندر نے نامے تحریر کیے ہیں اور وہ نامہ دیکھکر مع
لشکر روانہ ہوئے ہیں انکو طرف سمندر کے رواں رکھا جاتا ہی اب تھوڑا احوال
جبرئیل و عادل و اُن ساحروں کا تحریر ہوتا ہی کہ جو راہ روکنے بحکم سمندر شاہ

سے گئے ہیں اور آنا لشکر صاحبقران کا سمندر پر ہونا اور آنا لقا بار کا اور سمجھنا سمندر
پہنچ جانا جادو و تمیم جادو کا سب سے پہلے اور انکو ہمراہ لیکر سمندر شاہ کا بہ آسانی
وہ لشکر صاحبقران آنا اور لشکر کو دیکھکر چلا جانا تمیم و جمیم کا اسی مقام پر قیام
کرنا اسی قصد سے کہ جب تک آپ لشکر لیکر آئیں ہم خدا پرستوں سے مقابلہ
کرینگے انکو باقبال حضور شکست دینگے دوسرے دن مقابلہ کرنا لشکر اسلام سے
اور چند سرداروں کا لشکر اسلام کے زخمی ہونا انکے ہاتھ سے اور اسیر ہونا لقا بار
سہ پہر کو آکر انکو قتل کرنا اور شریک ہونا صاحبقران سے لقا بار کا حال ظاہر ہونا
اور سب کو معلوم ہونا کہ یہ لقا بار فرزند ہیں صاحبقران کے و دیگر حالات و
لشکر کشی سمندر شاہ کی و عیاران خواجہ کی طرح جدا ہونا اور آمد جاگہان و مرشد کی و
باقی حالات متعلق داستان ہذا

باغبانان چمن خیال و گلچینان حدیقہ مقال و مبارزان میدان سخنگوئی و دلیران عرصہ سخندانی و دلاوران رزم
جنگاہ سخن گستری و صف آرایان میدان نکتہ پروری و نگارندگان وقائع نادرہ بیان و نقش طرازان عجائب
و غرائب داستان حال نیرنگ سازی ساحران و مکاری و عیاری عیاران و لشکر کشی دلاوران
کو یوں صفحہ قرطاس پر رقم فرماتے ہیں کہ جب زورق جادو و مرجان جادو و دریا بار و حیران جادو
چاروں ساحر بحکم سمندر شاہ واسطے راہ روکنے کے روانہ ہوئے دریا سے تو ایک ایک وقت
ہوا تھا یہاں پہونچ شہر اک ایک مقام پر جمع ہوئے زورق اپنی کشتی سے دریا پار اترے سوار
سے حیران کمند سے مرجان سے باہر نکلے اور باہم صلاح کی کہ اب کیا کرنا چاہیے آپس میں
پہونچنے لگے دریا بار نے کہا کہ میں تو جاکر راہ میں دریا سے سحر تیار کرونگا اور جو کوئی ادھر آئیگا
اسی دریا میں غرق کردونگا اگر ہزاروں لاکھوں کروڑوں ہونگے تو بھی نشان نہ ملیگا زورق نے
کہا کہ میں کشتی بناتا ہوں پانی میں رہونگا جب کنارے دریا کے آئینگے اسوقت کشتی وغیرہ کی
ضرورت ہوگی ہم میں سے ایک ملاح بنے وہ انکو کشتی پر سوار کرے اور اس پار لاکر
بذریعہ سحر کے انکو اسیر کرے اسی طور سے سب کو جب سب اسیر ہو جائیں ایک سحر ایسا کیا جائے
کہ وہ سب غائب ہو جائیں اور نیست و نابود ہو جائیں اسی طور سے دریا کے بعد جو لشکر آئے
اسکے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے پھر سب لوگوں نے کہا کہ یہ رائے ٹھیک اور درست نہیں ہے بلکہ
چار مرحلہ قرار دو پہلے دریا بار اپنا مرحلہ قرار دیں اور وہ سب لشکر اور سرداروں وغیرہ کو
غرق دریا کریں شاید انکو عیار قتل کریں اور راہ کو کھول لیں تو ہم ان سب کو روکیں اسکے بعد
مرجان جادو اپنا مرحلہ بنائیں جس طور سے چاہیں انکو قتل کریں اگر یہ بھی قتل ہوں پھر ہم تو مقابلہ
کرنے کو موجود ہیں کہ مرجان جادو کے بعد میں اپنا مرحلہ بناؤنگا جہاں تک ممکن ہوگا میں انکو تباہ کرونگا

کوشش کرونگا اور راہ مین ان سبکو قتل کرونگا جس تدبیر سے ہو سکیگا اگر مین نے اس کام کو کیا
تو خیر ورنہ زورق اپنا کام کرین اور اپنے سحر کو ترقی دین ایک مقام پہنچنے مین بہت خرابی ہوگی
اول تو شاید عیار آسکے اور وہ عیاری کرکے ہم چار دن کو اپنے قبضہ مین کرلے اور بعد اسکے سبکو
قتل کرے تو دل مین ایک حسرت باقی رہجائیگی اور سب بیوقوف اور بیعقل اور بدتمیز بنا سکیگے
اور کہین سےگے کہ ایک مقام پر پہنچنے کی کیا ضرورت تھی اب جان بھی گئی اور اگر یہ کہو کہ عیار
ہمارا کیا کرلینگے انکا آنا ہم تک بہت محال ہے انکی اتنی مجال نہین ہے تو یہ خیال خام ہے پھر یہ سمجھ لو
کہ سحران کو دریا کے اندر پہونچکر قتل کیا اور آفتاب کو اس پار آکر مارا اور کتنا بڑا دریا تھا حائل
تھا کہ جسکے اس پار یا اس پار ساحر جاتے ہوئے خوف کھاتے تھے دریا مین ساحر نہین
جا سکتے تھے بدون اجازت ساحران و ماہیان کے اور ماہیان ایسی ساحرہ کو کیونکر عیاری
کرکے قتل کیا کہ جسنے یہ تک معلوم کرلیا تھا کہ تین دن میرے اوپر بہت سخت ہین انھین دنونکو
بسر کرنے کو اس مقام پر گئی تھی کہ جہان کوئی نہ جا سکتا تھا اور کسی کو نہ معلوم تھا کہ بخوف
عیارون کے اپنا مقام خالی کر دیا اور جس مقام پر گئی وہانکا بھی خوب بندوبست کیا تھا آخر بھی عیارون
نے جاکر قتل کیا تو انسے بچنا محال ہے اس سبب سے الگ الگ رہو شاید کسی نہ کسی کا کام
کر جاوے اور لشکر تباہ اور برباد ہوجائے جب ہمین خیمہ پر قبضہ کرلیا تو پھر کیا بات باقی رہی پھر تو
خوب کام چلیگا وہ تدبیر یہ ہے کہ اُس لشکر کو اسیر کرینگے اور دن سے پہلے سحر تیار کرینگے اور
ایک مقام پر بارگاہ برپا کرینگے اور عرض کرینگے کہ سمت دریا قریب ہے اس سبب سے ہمنے
یہان بارگاہ برپا کی ہے اُسوقت وہ لوگ مع اپنے لشکر اور کل اور سردار کے اسی مقام پر فروکش
ہونگے پھر شب کو موقع پاکے حالت خواب مین سحر کرکے اسیر کرینگے اسی سبب سے مہینون
سے محنت اور مشقت کرکے سحر تیار کیا ہے کہ وقت پر خطا نکرے اور جب صبح ہوگی تو انکے لشکر کا
صورت کے پتلے تیار کرینگے کہ کوئی پہچان نہ سکیگا کہ یہ وہی لشکر ہے یا اور ہے یہانتک کہ جسطرح
ممکن ہوگا اور جہانتک قابو چلیگا کل لشکر کو گرفتار کرینگے اور جب صاحبقران یہان آوینگے
اور پہچان بھی نہ سکینگے تو ہمارا کیا کرینگے اُسوقت ہم پردہ سحر پوشیدہ ہوجاینگے یا جیسا موقع
اور محل ہوگا ویسا کیا جائیگا ہم لوگ ایک جنبش مین تمام لشکر کو جلا کے خاک سیاہ کردینگے خود بخود انکو
سمجھنے اسیر کیا ہوگا اور جب لشکر نہوگا اور قلیل باقی رہیگا تو ہمارا کیا کرسکتا ہے خود ہی عاجز ہوکر
خدا پرست فرار کر جائینگے یا ہمارے بادشاہ کی اطاعت کرینگے سوائے اس تدبیر کے دوسری
تدبیر ذہن مین نہین آتی ہے اور جب تم سب کو گرفتار کیا جو تمھارے بعد ہون انکو بھی
آگاہ کرنا مثل اس امر کے اگر مین اسیر کرونگا تو ہر کو اور حیران اور زورق کو خبر
کرونگا تم لوگ اسوقت چلے آنا تساہل اور کاہلی کو دخل نہ دینا فوراً اپنے کو پہونچانا مگر انشاء اللہ
کرکے اور صلاح کرکے کام کرین اگر کوئی ہم لوگون سے قتل بھی ہوجائیگا تو دوسرا بھی
تدارک کرے یہ جو رائے دریابار نے سب لوگون سے بیان کی سبنے بہت پسند کی
اور کہا کہ اس سے بہتر کوئی رائے نہین ہے اُسیوقت ہر ایک نے اپنے اپنے چلنے کا قصد کیا اور
بعد سامان کے تیار ہوکر چلا زورق نے شہر سمندر سے بیس کوس پرے آکر اپنا انتظام
کیا کہ وقت پر ظاہر ہوگا اور اس سے کوئی دس کوس کے فاصلے پر جاکر حیران نے اپنا

سندولسبپا کیا اُس سے آگے بڑھے دس کوس پر ہرمز نے اپنا تدارک کیا اب دریا پار لے
جاکر یعنی اُس مقام پر کہ جدھر سے لشکر اسلام کا آئیگا شور کیا اور ایک دریاے زخّار
ناپیداکنار بہت جلد بنا کر تیار کیا جس شخص کی حد ہر نگاہ جاتی تھی سواے پانی کے اور کوئی
دوسری چیز نظر نہین آتی تھی اُس دریا کا کنارہ کنارۂ عدم سے ملا ہوا تھا ہمہ وقت اُس
دریا مین تلاطم رہتا تھا اور پانی کا اسقدر زور و شور کہ دیکھنے والون کے رنگ چھوٹ جاتے
تھے اور کہتے تھے کہ یہ دریا ایسا کبھی کسینے نہین دیکھا اور اُسمین ہر وقت طوفان آتا تھا گرداب بڑے بڑے
تھے مینڈھے اُچھل رہے تھے کوئی مقام اُس دریا مین ایسا نہ تھا کہ جہان جانور آب نہ تیرتی
ہون موجین یہ معلوم ہوتی تھین کہ جیسے تلوارین میان مین نہین اور اسقدر گرم تھا کہ ناگوار ہوتا تھا اُس
دریا مین اُس ملعون نے ایک بنگلا بہت عمدہ بنایا کہ جسکے دیکھنے سے ہر ایک کی طبیعت خوش
ہو جاتی تھی اُسمین خود مقیم تھا سب حال دریا اُسکے پیش نظر تھا سحر سے جانور ان دریا کے
بنائے تھے وہ بہت بڑے بڑے تھے اب اُن جانورون کا حال تحریر ہوتا ہے کہ نہنگ منہ پانی سے
نکال رہے ہین گھڑیال کسی مقام پر منہ نکالے ہوئے بیٹھے ہین سوس کسی مقام پر ہزارہا
ہزار گز کی ماہی اُسمین دریا مین ہے سنگ پشت بڑے بڑے ہین کبھی اُس دریا سے نکل آتے
نکلتے ہین اور جب مگر اور سوس منہ نکالکر سانس لیتے ہین تو تمام درخت صحرا کے جل جاتے
ہین اور اُنکو اُٹھا کر اُنکے منہ مین چلے جاتے ہین یہ انتظام کرکے اور راہ مین ہر ایک کو بیٹھا کر
بیٹھا ہے اور انتظار لشکر اسلام کا کر رہا ہے اُدھر جرنیل جو پیش خیمہ لیکر چلے تھے اُنکے ہمراہ دو لاکھ سپاہ
عادل بھی ہمراہ تھے سہراب جادو و غزالان دایہ چشم بھی ہمراہ تھے یہ دونون خوب
راہ سے واقف ہین برابر لیے ہوئے کل لشکر چلا آتے ہین دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوئے دن بھر
طے کرتے ہین رات کو صحراے سبزہ زار مین قیام کرتے ہین اور بخوبی عیش و آرام سے بسر کرتے
ہین کہ جرنیل نے سہراب و غزالان سے دریافت کیا کہ اب سمندریہ کی منزل ہے تو آئے
عرض کیا کہ اب ساٹھ روز کی راہ اور ہے آٹھوین دن نواحی سمندریہ مین آپکا گذر ہوگا جس جگہ ہو
آپکا جی چاہے بارگاہ سلطانی برپا فرمائیگا سمندریہ سے بیس کوس پر ایک صحرا لق و دق کہ نہایت
پر بہار اور شاداب ہے وہ صحرا لائق لشکر صاحبقران کے فروکش ہونے کے ہے اُس صحرا مین نہرین
بہی ہین پانی اُنکا نہایت صاف اور شیرین اور ٹھنڈا ہے چشمہ جا بجا جاری ہین درخت سایہ دار بھی ہین
اور یہ ضرور ہوگا کہ کچھ فاصلہ دیکر لشکر اُتریگا کیونکہ لشکر حریف بھی تو اُتریگا اور میدان جنگ کا بھی تو
فاصلہ رہے جرنیل نے کہا کہ یہ امر تو ضرور ہے پس سہراب نے کہا کہ آپ اُسی مقام پر فروکش ہون
جرنیل نے کہا کہ وہ تو شہر سے بہت فاصلہ ہوا سہراب نے جواب دیا کہ وہ صحرا پانچ کوس کے
فاصلے مین ہے جب اُس صحرا مین قیام کرینگے تو پندرہ کوس کا فاصلہ شہر سے ہوگا وہ صحرا اسی شہر
آبادی مین ہے اور بہت پر فضا ہے ادھر لشکر آنکا پہونچا اُدھر سمندر شاہ کو خبر ہوگی کہ لشکر اسلام آیا
ہے پیش خیمہ آگیا جرنیل نے کہا کہ ہان اسقدر فاصلہ کا کچھ مضائقہ نہین ہے اُسدن تو اُسی مقام
قیام کیا صبح کو بارگاہ لیکر اُس صحرا سے کوچ کیا دوپہر ڈھلی تھی تمازت آفتاب بہت تھی شدت
سے گرمی معلوم ہو رہی تھی بڑے عرصہ سے پانی نہین ملا تھا لشکر نے نہین پیا تھا پانی کی تلاش کر رہے تھے
لشکر بعجلت چلا آتا تھا سہراب نے جرنیل سے عرض کیا کہ اس صحرا مین پانی نہین ہے یہان سے

قریب ایک صحرا ہے اُسمین بہت صاف و شفاف آب سرد کے چشمے ہین وہ صحرا آپکو تھوڑے ہی عرصے
مین ملیگا آج اُسی صحرا مین قیام فرمائیگا کل صبح کو کوچ کیجیگا جبرئیل نے جواب دیا کہ لشکر تو مارے پیاس
کی شدت سے مرا جاتا ہے پہلے سے ہمکو خبر نہ کی ورنہ ہم اُسی منزل سے پانی کا مشکیزہ ساتھ لیتے
یہ تکلیف سخت کیون اُٹھاتے کہ جسکی وجہ سے تمام لشکر پریشان ہوا ہے سخت تردد ہے کہ کیا تدبیر کیجائے
اُسنے کہا کہ مجھسے بڑی غلطی ہوئی مجھکو خیال نہ رہا ورنہ مین ضرور آگاہ کر دیتا جبرئیل نے اہل لشکر سے
کہا کہ جس طرح ہوسکے بہت جلد راہ طے کرو تاکہ یہ صحرا تمام ہو اور صحرا سے سبزہ زار ملے اہل لشکر نے
مرکب اُٹھا دیے اب یہ کیفیت تھی کہ مارے پیاس کے زبانین نکالے ہوئے تھے راہ نہین چلی
جاتی تھی قدم اِدھر اُدھر پڑتا تھا مگر کیا کرین راہ ایک بیہوشی پر سے ہین یہان تک کہ تھوڑی دور
اور راہ چلے ہونگے کہ دیکھا کہ ایک دریا ہے فاصلہ پر بہتا ہے کنارے اُسکے سبزہ ہے درخت ہین یہ حال دیکھکر
سبکو تسکین ہوئی اور جان مین جان آئی پانی کو دیکھکر آنکھون مین خنکی معلوم ہونے لگی مگر کیونکر ان سے
جو اس پانی کو دیکھا مین نہانے لگے جلد جلد چلنے لگے لاکھ راکب رو رہتے تھے وہ دیکھ نہین سکتے تھے
بے تحاشہ دوڑتے ہوئے چلے جاتے تھے جبرئیل اور عادل نے اُس دریا کو دیکھکر اہل لشکر سے
کہا کہ خداوند کریم نے ہم سب پر بڑا رحم کیا کہ یہ دریا نظر کو ملا ورنہ ہمکو تو یہ یقین تھا کہ شدت
عطش سے جان جاتی اور کچھ نہ ہوگا اُسی صحرا مین ہماری قضا تھی وہ قضا ہمکو یہان سے آئی ہے جو نہ پانی
دریا کے پاس نہین پہونچے تھے اور پانی بھی نہین پیا تھا کہ دل مین خیال ہوا کہ یہ تمام سحر و ساحرون کا ہے
اور یہان سب ساحر رہتے ہین کہین ایسا نہو کہ یہ دریا بھی مثل دریا سے ... کے سحر کا نہو
کیونکہ سمندر جادو سے مقابلہ ہے اُسکا نام سمندر ہے شاید اُسنے یہی سحر کیا ہو کہ اُسی کا یہ دریا
بھی ایک پیچیدان ہو دوسرے یہ امر ہے کہ ... نے یہ بیان کیا تھا کہ آگے چلکر ایک صحرا
ملیگا وہ بہت پر بہار ہوگا مگر یہ نہین کہا تھا کہ دریا ملیگا اور اُسکا پانی خوش مزہ ہوگا اور خنک
ہوگا اس امر کو اُنسے بھی دریافت کرین کیونکہ وہ واقف ہین یہان کے حالات سے شاید
وہ ذکر کرنا بھول گئے ہون یہ جو جبرئیل و عادل نے کہا اُنہین جو کہ ذرا صاحب وقوف و باتمیز
تھے وہ تو تھم گئے اب یہ حال سنیے کہ دریا سے کوئی کوس بھر پر یہ لشکر ہوا آگے گئے جو لوگ
کم سمجھ تھے قبل گزارے وغیرہ کے وہ ایسے پیاسے تھے اور اُن تک یہ خبر نہ پہونچی تھی کہ
ہمارے افسر نے منع کیا وہ لوگ جسقدر تھے قریب دریا کے پہونچ گئے تھے بس ایک مرتبہ تھا
ہو کنارے دریا کے بیٹھ گئے اور ہاتھ ڈالکر قصد کیا کہ پانی پی لین اِدھر اُنھون نے ہاتھ ڈالا
کہ ایک شعلہ دریا سے نکلا اور اسقدر پانی گرم معلوم ہوا کہ اُنھون ہاتھ کھینچ لیا ہاتھ کا کھینچنا
تھا کہ ایک مگر نے منہ نکالکر جو دم کھینچا جسقدر لوگ کنارے دریا کے پہونچ گئے تھے اُن
سبکو نگل گیا اور پھر منہ پانی کے اندر کر لیا اور چند لوگ آگے اُنھون نے جو ہاتھ پانی مین
ڈالا تو اُنکو بھی گرم معلوم ہوا اُسی وقت پھر ایک شعلہ نکلا اور مگر نے منہ نکالا اِن لوگون کو
یہ پہلے ہی پانی کی معلوم ہوئی کہ خود بخود بیقرار ہوکے دریا مین گر پڑے اور غیب و نابود
ہوگئے بعضون کے پاس اونٹ تھے اور ڈول تھا اُنھون یہ حال دیکھکر ہاتھ نہ ڈالا اور ڈول کے ذریعہ سے پانی
نکالا اس سبب سے وہ اس امر سے محفوظ رہے نہ تو دریا مین گرے نہ مگر نے نگلا پس
اُنھون نے پانی اُس لوٹے مین لیکر پیا تو گرم تھا جیسے جوش کیا ہوا پیاسے کیا کرتے جان پر

ہی ہوئی تھی اگر نہ پیتے تو کیا کرتے آخر نتیجہ یہ ہوتا کہ مرجاتے اس خیال سے پی لیا اُس پانی نے
یہ اثر کیا کہ جیسے کوئی نشہ پیکر بیہوش ہو کر گر پڑے وہ لوگ جنہون جنہون نے پانی پیا تھا وہ گر پڑے
یہان تو یہ حال ہوا اُدھر جبریل نے جو منع کیا تو اہل لشکر نے قصد کیا تھا کہ جلکہ پانی خود بھی پی لین
اور مرکبون کو بھی سیراب کردین اور جو بار برداری کے جانور ہین اُنکو بھی پانی پلا دین مگر حاکم اور افسر
سپاہ کے منع کرنے سے تھم گئے وہ لوگ جو کہ اس عذاب مین مبتلا ہو گئے تھے اول تو وہ آگے آگے
سپاہ کے تھے دوسرے یہ امر تھا کہ اُنکو اس حکم کی خبر نہین ہوئی تھی تیسرے یہ امر تھا کہ وہ دریا کو
دیکھکر بیتاب ہو کر بے تحاشہ دوڑتے ہوئے افتان و خیزان آگے چلے آگئے تھے اس سبب سے
وہ لوگ اس بلا مین مبتلا ہوگئے لیکن یہ حکم دیکر جبریل و عادل نے کہا کہ سہراب و غزالان سے
کہو کہ آپکو درگہ سالار طلب کرتے ہین راوی نے بیان کیا ہی چونکہ دریا بیچ مین حائل ہو گیا ہی
پس اس سبب سے لشکر اُس مقام پر ٹھہر گیا تھا اور یہ انتظار کر رہے تھے کہ اگر کوئی جہاز یا کشتی
نظر آجاوے تو ہم لوگ اُس پار اُتر جاوین جب سہراب کو جبریل نے طلب کیا تو لوگ پیغام لیکر چلے
یہان ایک مقام پر سہراب و غزالان باہم یہ کلام کر رہے تھے کہ ہم بارہا اسی راہ سے گئے ہین
مگر یہ دریا کبھی نہین دیکھا یہ دریا کہان سے آگیا ہی کہ اسکا اول اور آخر کچھ نہین معلوم ہوتا ہی کاہے سے
بڑھے ہین یہ دریا جاری ہوا ہی کہ ہم کوئی ایک سال سے ادھر نہین آیا ہون جب سے لشکر اسلام مین
گیا ہون یہان یہ دریا جاری ہو گیا ہی غزالان نے کہا کہ ہمکو تو ایک برس کا عرصہ ہوا ہمکو تو چند مہینے گذرے
ہین کہ مین ادھر سے گئی ہون کہین اس دریا کا نام و نشان بھی نہ تھا دریا کیسا ایک قطرہ بھی نہ تھا یہ کہان
سے جاری ہو گیا بڑی خرابی ہوئی دوسرے خرابی کی بات یہ ہی کہ اس دریا مین نہ کوئی کشتی نظر آتی ہی نہ
کوئی جہاز نظر آتا ہی یہ لشکر کیونکر اُس پار اُترے گا اور جبریل جو مجھسے سوال کرینگے کہ تمنے ہمکو آگاہ نہ کیا
کہ آگے دریا ہی تو ہم اسکا بندوبست کرتے یا دوسری راہ سے جاتے جو کہ خشکی کی راہ ہوتی ادھر
سے کیون آتے تو کیا جواب دیا جاویگا یہ گفتگو باہم کر رہے تھے اور حیران کھڑے ہوئے تھے کہ ایک
سوار نے آکر کہا کہ آپ دونون صاحبون کو جبریل و عادل یاد فرماتے ہین یہ سنا تھا کہ سہراب و
غزالان اُس مقام پر سے روبرو جبریل کے آئے لشکر کا مارے پیاس کے یہ حال ہی کہ لبون پر
دم آرہا ہی مگر اپنے افسر کے اسقدر تابع حکم ہین کہ منع جو کر دیا ہی تو جان دینا گوارا ہی مگر عدول حکمی
گوارا نہین ہی سب خاموش مرکبون کو روکے ہوئے کھڑے ہین نظر یاس سے دریا کی طرف
دیکھ رہے ہین بیدل ہی مایوس کھڑے ہین نگاہ سبکی طرف دریا کے تھی کوئی اُدھر سے مونہہ
نہین پھیرتا ہی یہ حالت ہی کہ جب سہراب جبریل کے قریب آیا جبریل نے کہا کہ اے سہراب
تمھاری عقل سے بعید تھا کہ تم اس راہ سے ہمکو لیکر آئے ہو کہ جدھر دریا حائل ہی تمنے پیشتر سے یہ
بھی نہ کہا کہ دریا ملیگا بلکہ یہ کہا کہ اسکے آگے ایک صحرا سبزہ زار نہایت پر فضا ملیگا اور اسکے خلاف آنکھین
صحرائے ریگستان ملا کہ جسمین ہمارا لشکر بسبب نہ ملنے پانی کے شدت پیاس سے تڑپ رہا ہی اور قریب
ہو رہا ہی دریا بھی ملا تو یہ خیال ہی کہ کہین دریائے سحر تو نہین ایسا دریا لق و دق آجتک نہین دیکھا
کہ جسمین نہ کوئی کشتی نظر آتی ہی نہ کوئی جہاز معلوم ہوتا ہی اور قیاس مین آتا ہی کہ یہ دریائے سحر
ہی اے سہراب لشکر کی یہ حالت دیکھ شدت عطش سے کیا ہو رہی ہی اب جلد بیان کرو کہ یہ دریا
ہی یا دریائے سحر ہی یا یہ بھی کوئی تازہ سحر سمندر کا بنایا ہوا ہے کیونکہ اُنکا نام سمندر ہی

اگر اصلی ہو تو مین حکم دون اہل لشکر پانی پیکر اپنی پیاس بجھائین مرکب مرے جاتے ہین تم دونون
صاحب بیان کے حالات سے بخوبی واقف ہو صاف صاف حال بیان کرو تو فکر کشتی وغیرہ کی
کیجائے کیونکہ لشکر صاحبقران کا آتا ہوگا کیونکر اُس پار جانا ہوگا بڑی خرابی ہوئی ہے
جو کلام غزالان نے کہا تو سہراب نے جواب دیا کہ کیا عرض کرون مین خود حیران اور پریشان
ہو رہا ہون کہ دریا کیونکر جاری ہوا کیونکہ ہزار مرتبہ مین ادھر سے گیا ہون یہ دریا مین نے
کبھی نہین دیکھا تھا شاید اس عرصہ مین یہ دریا کسی پہاڑ سے نکلا ہوگا مین تو آپکو قریب کی راہ
سے لیکر آیا تھا اور اسی راہ سے صاحبقران بھی مع لشکر کے تشریف لاوینگے وہ کیسے ناخوش
ہونگے اور فرماوینگے کہ سہراب نے دھوکا دیا معلوم ہوتا ہے یہ مکر سے شریک ہوا ہے مین حیران
ہون کہ سمندر ہی کا کوئی راستہ ایسا نہین ہے کہ جسمین دریا ہو سوا سمندر کے یہان تک
کہ سمندر ہی تک مین دریا نہین ہے مین کیونکر عرض کرتا کہ دریا ملیگا جہاز اور کشتی کی فکر فرمائیے مین
کیونکر عرض کرون کہ یہ اصلی دریا ہے آپ نے خوب کیا کہ جو اہل لشکر کو منع کیا کہ کوئی پانی نہ پیے
جبتک یہ نہ معلوم ہو لے کہ دریا سحر کا ہے یا کہ اصلی ہے یہ کہکر غزالان سے کہا کہ کیون غزالان تم تو
مجھسے زیادہ واقف ہو ہمیشہ شہر و بیرون شہر گشت کیا کیے ہو اور تمہارے والد کے اکثر باغات
بھی بیرون شہر تھے اور تم اکثر اپنے باپ کے ہمراہ سمندر سے جیحون کو آیا کرتی تھین کیونکہ اکثر عزیز تمہارے
اس شہر مین ہین وہان اگر تم جایا کرتی کبھی تمنے یہ دریا دیکھا تھا اسنے جواب دیا کہ مین نے تو کبھی نہین
دیکھا مین خود حیران ہون کہ یہ کیا واقعہ ہے سہراب نے کہا کہ مین تو یہ جانتا ہون کہ جب سمندر
شاہ کو خبر ہوئی کہ لشکر اسلام ادھر آتا ہے اسنے راہ بند کرنے کے لیے یہ دریا پیدا کیا ہے اور سمندر
کی راہ روکی ہے اسلیے کہ لشکر اسلام نہ آسکے یہ سنکے غزالان نے کہا کہ تمہاری راے
بہت ٹھیک اور درست ہے چلو اس دریا کا حال دریافت کرین کنارے دریا کے سب حال معلوم
ہو جائیگا یہ کہکر خود طرف دریا کے چلی اور پکار کر کہا کہ اے لشکر اسلام جبتک یہ دریافت نہ ہولے
کوئی اس دریا کے کنارے نہ آئے اور نہ پانی پیے آگے ہلاک بھی ہو جائے جب سہراب نے دیکھا
کہ غزالان جاتی ہین تو یہ بھی اُسکے ہمراہ چلا جب کنارے دریا کے پہونچا غزالان و سہراب نے
دیکھا کہ کئی آدمی کنارے دریا کے بیہوش پڑے ہوئے ہین انکو تن بدن کا کچھ ہوش باقی نہین ہے انہون نے
اُسوقت یہ خیال اپنے دل مین کیا کہ یہ لوگ شدت پیاس اور تمازت آفتاب سے گر گئے
ہین اور بیہوش ہو گئے ہین پس یہ دونون کنارے دریا کے آگے اور ہاتھ دریا مین ڈالا
ہاتھ کا ڈالنا تھا کہ دریا سے ایک شعلہ آگ کا پیدا ہوا اُسکے سبب سے پانی دریا کا کھولنے لگا
شعلے کے نکلتے ہی سہراب نے طرف غزالان کے دیکھا کہ ایک نہنگ نے منہ نکالکر شعلہ
چھوڑا اور دم کشی کی چونکہ یہ دونون ساحر زبردست تھے ایسے ایسے بہت شعبدے انھون نے
دیکھے اور سیہ اپنے بند و لپیٹ سے کنارے دریا کے گئے تھے انپر کچھ اثر نہ کیا لاکھ لاکھ نہنگ نے
دم کشی کی مگر کچھ ان دونون پر اثر نہوا جب سہراب نے طرف غزالان کے دیکھا غزالان نے کہا کہ اتنا تو یقین
ہوتا ہے کہ ضرور یہ دریا سحر ہے یہ کہکر غزالان نے کچھ اسم پڑھکر کنارے کی خاک اٹھائی
اور کچھ اُسپر پڑھا اور کہا کہ اے خاک بتادے کہ یہ دریا اصلی ہے یا سحر کا ہے اگر سحر کا ہے تو کسکا سحر
ہے یہ جو کہا اُس خاک سے صدا آئی کہ اے غزالان یہ دریا اصلی نہین ہے بلکہ سحر کا ہے اور یہ سحر ہے

دریا بار جادو گا اسکو سمندر نے طلب کرکے اسلیے روانہ کیا ہی کہ جاکر لشکر اسلام کی راہ کو روکو اور کسیکو نہ آنے دو اور اُسنے آکر یہ دریا بنایا ہی آتش دریا کے اندر مقیم ہوا ہی اور چند آدمی تمھارے لشکر کے اُسنے گرفتار کر لیے ہین وہ لوگ شدت پیاس سے بیقرار ہوکر آئے تھے اُنمین سے چند آدمیون نے جو قصد کیا کہ پانی پیین اور ساتھ جو پانی مین ڈالا تو شعلہ پیدا ہوا اور مگر نے مونہہ تک آکر دم کشی کی اور اُنکو نگل گیا اور چند آدمی بسبب شعلۂ آتش کے غش کھا کر دریا مین گر پڑے اور جو بیہوش ہوکر پڑے ہین وہ سب آدمی پانی پیکر بیہوش ہوگئے ہین جب تک دریا بار نہ مارا جاویگا اُسوقت تک ہوشیار نہ آوینگے اور خوشخصال نی بیٹا اُسکا یہی حال ہوتا کل لشکر اسی صورت سے تباہ ہوتا یہی اُس کا سحر ہی اور یہی اُسنے سحر بہت بڑا کمال کا کیا تھا جب اس لشکر مین تلاطم ہوگا اور یہ سحر کیا ہی کہ جب اس صحرا مین لشکر پہونچیگا تو اُن سبکی یہ حالت ہوگی کہ مارے شدت عطش کے سب لوگ بیقرار ہونگے اور گرمی بہت ہوگی اور جب شدت عطش ہوگی بیقرار ہوکر ضرور پانی پر گرینگے اور بیہوش ہوکر مر جاینگے اُسوقت مین اُن سبکو گرفتار کرلونگا اسلیے اُسنے اس صحرا کو بھی گرم کر دیا ہی جو گرمی ہی یہ سحر کی ہی معمولی گرمی نہین ہی یہان تو سبزہ زار تھا یہ جو اس خاک نے بیان کیا غزالان سے غزالان نے سہراب سے کہا کہ آپنے سُنا سہراب نے کہا کہ مین پہلے ہی سے جانتا تھا کہ ضرور یہ کوئی نہ کوئی سبب سحر کا ہی اس مقام پر کبھی فتح یاب نہ تھا اب کیونکر پیدا ہوا خیر اب معلوم ہوا ای غزالان یہ دریا بار جادو کون ہی مینے آج تک بھی اسکا نام بھی نہین سُنا تھا غزالان نے کہا کہ سمندر جادو کے بہت ملازم ایسے ہین کہ جنکے نام کبھی نام تک نہین سنے ہین بس یہ بھی کوئی اُنھین کا ملازم ہوگا اس تقریر سے کیا مطلب ہی خیر کوئی ہو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاویگا آپ لوگون کی دعا سے مجکو بھی وہ وہ سحر زبردست معلوم ہین کوئی ایسا مقابلہ نہین کر سکتا ہی جسوقت مین اپنا سحر کرونگی سب کے سب چھوٹ جاینگے تھا گیا راہ نہ ملیگی پھر کیا کوئی مقابلہ کر سکتا ہی مین اس دریا کو ابھی مٹا کے دیتی ہون اور بالکل نیست و نابود کیے دیتی ہون سہراب نے کہا کہ آپ کیون اسقدر تکلیف فرماتی ہین مین خود ہی چشم زدن مین اس دریا کو مٹا سکتا ہون اور دریا بار کی کیا اصل ہی مین ایک اسم سحر مین اُسکو دیوانہ کیے دیتا ہون کہ تمام صحرا مین مارا مارا پھریگا تم میرے سحر کا تماشا دیکھو مین یہ دعوے نہین کر سکتا ہون کہ تمھاری برابری کرون یا تمھارے والد ماجد کی برابری کرتا ہان اسقدر ضرور ہی کہ کچھ تو سمندر شاہ نے سمجھ لیا تھا کہ مجکو سپہ سالار کیا تھا تمھاری دعا سے اسقدر ضرور آتا ہی کہ وقت پر کسی امر سے رکونگا نہین اور فتحیاب ہونگا اور یہ امر ضرور رکھا کہ ایسے سمندر شاہ و تمھارے والد کے کوئی ہیرا سہیم نہ تھا سحران وغیرہ کی مین کوئی حقیقت نہ جانتا تھا اور نہ کبھی اُنکو کچھ سمجھا صرف اس سبب مین نے آجتک طرح دی کہ کیا اُنسے مقابلہ کرون اور کیا آگ سحر کرون یہ تو ایکدم ہی سحر کرنے مین بھاگ جاینگے اور یہ بھی خیال تھا کہ صاحب دریا ہین اور ایک ملک کے مالک ہین اور معزز سمجھے جاتے ہین دوسرے چند تحفہ جات اُنکے پاس تھے نہ معلوم کہ تدبیر کے وہ کیا ہوگئے اور کسکے قبضے مین ہین سمندر سے جو مین مقابلہ کرنے مین ذرا خوف کرتا ہون تو یہی سبب ہی کہ اُسکے پاس بھی تحفہ ہین غزالان نے کہا کہ یہ جو تمنے کہا بہت ٹھیک اور درست کہا مگر خیر اب دیکھ لیا جاویگا نہ کچھ تحفون کا خیال کیا جاویگا نہ کسی امر کا اگر خدا نے چاہا تو سرنگون ہوکر مقابلہ کیا جاویگا اچھا مین اور تم دونون ملکر مقابلہ کرینگے سہراب نے کہا کہ اسکی کیا ضرورت ہی پہلے جنرل کو اور کل لشکر کو تو اس امر سے آگاہ کر دینا چاہیے ایسا نہو کہ کوئی بیقرار ہوکر پانی نہ پی لے

تو بڑی خرابی ہو جائیگی غزالان نے کہا کہ چلو یہ کہکر غزالان اور سہراب کنارے سے دریا کے قریب
جنریل کے آئے اور کہا کہ اے جنریل جو مین نے خیال کیا تھا وہی امر نکلا آپ نے خوب کیا کہ اہل
لشکر کو منع کر دیا تھا دراصل یہ دریا سحر کا ہے یہ کہکر جو معلوم ہوا تھا وہ حال از اول تا آخر بیان کیا
اور کہا کہ ہم اسکی تدبیر کرتے ہین اور یہ کہکر باواز بلند کہا کہ کوئی اس دریا کا پانی نہ پیے یہ دریا سحر کا
ہے بلکہ کوئی اسکے کنارے بھی نہ جاے ورنہ گرفتار ہو جائیگا آیندہ اسکو اختیار ہے اور جنریل سے
کہا کہ لشکر کو اسی مقام پر دو کش فرمائیے اسوقت تک کہ مین اور غزالان اس دریا کا بندوبست
کرین جنریل نے یہ سنکے کہا کہ اسکی کیا تدبیر کیجاے کہ لشکر تو شدت عطش سے مرا جاتا ہے اور گرمی بہت
ہے اگر پانی نہ ملا تو مارے پیاس کے ہلاک ہوگا سہراب نے کہا کہ مین کیا عرض کرون اس
مرنے سے تو یہ مرنا بہتر ہے کہ اسیر گرفتار ہو کر قتل ہون جنریل نے یہ سنکے اسوقت یہ حکم دیا کہ اسی
مقام پر [illegible] لشکر اترے سہراب و غزالان تدبیر کرتے ہین اسوقت تک کہ جبتک دریا سحر اور
اس دریا کا بنانے والا قتل ہو یہ حکم دیتا تھا کہ اسی مقام پر خیمے برپا ہونے لگے لشکر اترا ادھر اہل
دریا کے جو دو پار نے دیکھا کہ لشکر اترنے لگا صرف چند آدمیون نے سفر اور پیاس سے بیتاب ہو کر
پانی پینے کا قصد کیا وہ آفت مین مبتلا ہوگئے اور اسیر سحر ہو کر بیہوش ہوگئے اور گر پڑے اب
کوئی نہین آتا ہے اور دو شخص ایک عورت و ایک مرد آگے تھے انھون نے قصد پانی پینے کا
کیا تھا اسی طور سے شعلے سحر کے نکلے اور گرنے بھی دم کشتی کی کپڑا کچھ نہ سنکا اگر گرم
کرکے رکھیا یہ جو اسنے دیکھا پس اسوقت اسنے اپنے سحر کو زور دیا کہ گرمی کی شدت اور
زیادہ ہو گئی اور اہل لشکر کی پیاس نے ترقی کی اب یہ حالت ہوئی کہ لوگ بیقرار ہو ہو کر گرنے
لگے اور بیہوش ہوگئے ہر ایک سے جیسے کرہ نار معلوم ہوتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا زمین سے
آگ نکل رہی ہے پہاڑون اور قناتون سے شعلے نکل رہے تھے تمام اہل لشکر عرق عرق تھا اسقدر
شدت گرمی کی تھی کہ احاطہ تقریر و تحریر سے باہر ہے دہنون مین لعاب دہن تک خشک ہو گیا تھا
سوا سے عرق جسم کے ایک قطرہ آب نا ممکن تھا مقام عجیب یہ تھا کہ روبرو دریا روان تھا مگر کچھ
[illegible] کی نگاہ سے بار بار اس دریا کو دیکھتے تھے اور رہ جاتے تھے ہر شخص کف افسوس
ملتا تھا کہ کیا کرین اور کیونکر پانی پیین ہمارے سامنے دریا یون روان ہو اور ہم پانی کو ترسین خیر یہ بھی
وقت نہ رہیگا اب جو اسنے سحر کیا تھا تو اسکی وجہ سے گرمی کی شدت ہوئی جاتی تھی سب اہل
لشکر پریشان اور مارے پیاس کے بیتاب ہو رہے تھے خیمون مین جا جا کر پوشیدہ ہوتے
تھے وہان بھی انکو قرار نہین آتا تھا پھر پریشان ہو کر باہر نکل آتے تھے اور پھر خیمے مین چلے جاتے
تھے ہر شخص دعا مانگ رہا تھا کہ کسطرح پانی پینے کو ملے جنریل و عادل و دیگر سرداران
و اہل لشکر کا تو یہ حال ہے جو کہ تحریر ہو چکا ہے اب جنریل نے سہراب کو طلب کیا اور کہا کہ اے
سہراب بہت جلد اسکا تدارک کرو سب لوگ لشکر کے ہلاک ہوے جاتے ہین اسنے عرض کیا
کہ آپ اطمینان رکھیں مین تدبیر کرتا ہون جنریل نے کہا کہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ یہ گرمی کسیطرح
سے کم ہو جاے گرمی تو ہلاک کیے دیتی ہے سہراب نے کہا بہت اچھا مین اسکی تدبیر کرتا ہون یہ
کہکر باہر خیمے کے آیا غزالان سے کہا کہ اے غزالان تم یہ تدبیر کرو کہ یہ جو شدت گرمی کی ہے یہ
کم ہو جاے تاکہ اہل لشکر کسیقدر تو آسودہ ہون اسنے کہا کہ یہی سحر ہو دریا بار کا مین ابھی اسکی تدبیر کرتی ہون

تم جاؤ اور اپنی تدبیر کرو یہ کہکر غزالان نے ایک ٹکڑا ابر مردہ کا اپنی جھولی سے نکالا اور اسپر اسم سحر
پڑھکر دم کیا کہ وہ بلند ہوکر آسمان پر گیا اور تمام صحرا پر وہ ابر محیط ہو گیا اب یہ حال ہوا کہ شدت گرمی
کم ہوئی اور کسیقدر دھوپ بھی کم ہوئی اور کچھ ترشح بھی ہونے لگا یہ اب سحر تھا زمین پر گرکے پانی
ہو جاتا تھا کوئی پی نہ سکتا تھا وہ شدت عطش بھی کم ہوئی اسنے اپنے سحر کو زور دیا غزالان کا سحر
اُسکے سحر پر غالب آیا وہ بھی بیٹھا ہوا اپنے سحر کو زور دے رہا تھا مگر کچھ اثر نکرتا تھا یہاں کنارے
دریا کے آگے سہراب نے ایک اپنی جھولی سے ناریل نکالا اور اُسپر دھونی لوبان وغیرہ کی دیکر
کچھ پڑھکر اپنی زبان میں نشتر دیکر چند قطرے خون کے اُس ناریل پر ٹپکا دیے اور اُس ناریل کو
اُس دریا پر مارا وہ ناریل پانی پر پڑکر شق ہوا اور ایک شعلہ پیدا ہوا اور پانی میں تلاطم ہونے لگا
تمام جانوران آبی جو کہ سحر کے بنے ہوئے تھے وہ بیقرار ہو ہوکر اوپر پانی کے اُچھلے اور اُنمین آگ
لگ گئی تمام دریا انتشار ہو گیا دریا بار جادو اپنے بنگلے میں بیٹھا ہوا اپنے سحر کو خوب زور دے رہا
تھا اب اُسنے دیکھا میرے دریا میں آگ لگ گئی سب جانور جلنے لگے یا تو دریا سے آب تھا یا وہ دریا
آتش ہو گیا اسکا کیا سبب ہی یہ گھبرا کر اُٹھا کہ دیکھوں کیا آفت آئی ادھر سہراب نے پھر سحر کو زور دیا
ایک مرتبہ خون لیکر اور اسم سحر پڑھکر دم کیا اور دریا پر مارا اور کہا کہ اے دریائے سحر اُتر جا یہ کہنا تھا کہ
وہ دریا دھواں ہوکر اُڑنے لگا تھوڑے عرصہ میں نہ وہ دریا تھا نہ وہ پانی تھا خشکی میں ریگ پڑی ہوئی تھی
گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا اور خیال کر رہا تھا کہ یہ کون ایسا شخص آیا کہ اسنے یہ آفت برپا کر دی
کہ جسکے سبب سے میرا بنا بنایا ہوا دریا بگڑ گیا یہ بہت زبردست ساحر معلوم ہوتا ہی یہ خیال دل میں کرکے
باہر بنگلے کے آیا اب صرف اُسکا بنگلہ باقی رہگیا تھا یہ اپنے بنگلے سے باہر آیا اب سہراب نے دیکھا
کہ دریا تو مٹ گیا صرف دریا کے مقام پر ریگ پڑی ہوئی ہی اور اُس ریگ پر ایک بنگلہ ہے اور اُسمین
ہو اُس سے کچھ شعلے نکل رہے ہیں راوی نے بیان کیا ہی کہ دریا بار یہ سوچ رہا تھا کہ دریا تو سحر
سے بنا دیا تھا اُسکے بعد اِس فکر میں تھا کہ کسی صورت سے زیادتی گرمی کی ہو اور یہ لوگ پریشان
ہوکر اور پیاس کے سبب سے تڑپ تڑپ کے اپنے کو دریا میں گرا دیں اور پھر مبتلاے سحر ہو جاویں
یہاں دوسرا کارخانہ ہو گیا یعنے اُسکے سحر کو غزالان نے دفع کر دیا تھا یعنے ابر سحر قائم کرکے
اُس گرمی کو کم کیا بلکہ اب کسیقدر خنکی ہو گئی تھی وہ شدت عطش بھی کم ہونے لگی پسینہ بھی خشک
ہونے لگا ہی ادھر سہراب نے دریاے سحر دریا بار کو مٹا دیا اب سواے اُسکے بنگلے کے
اور کوئی چیز اُس صحرا میں باقی نہیں ہی یا وہ حالت تھی کہ اُس صحراے سبزہ زار کو اپنے سحر کے زور سے
مبدل بہ خارستان کر دیا تھا دراصل وہ صحرا تو نہایت سبزہ زار تھا اور از حد پر فضا اور خوشگوار
تھا مگر سحر کی وجہ سے ویران اور سنسان معلوم ہوتا تھا پس جب اُسکا دریا سحر سے مٹ گیا اب
یہ بہت پریشان ہوا اور لاکھ لاکھ اپنے سحر کو زور دیتا تھا مگر کچھ اثر نہوتا تھا بلکہ اور کمزور ہوتا جاتا تھا
اب یہ اپنے بنگلے سے یکبارگی گھبرا کر نکلا اور اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر کھڑا ہوا کچھ پڑھ رہا ہی اب
یقین کامل ہو گیا کہ میرا سحر اسی نے رد کر دیا ہی اُسوقت اُسی مقام سے زور سے آواز دی کہ او نابکار
ناخلف شیطان میں نے دیکھا کہ تو نے میرے سحر کو دفع کیا اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا اسوقت تک میں حالت
غفلت میں تھا اور میرا خیال اور طرف تھا ورنہ تیری بھی یہ مجال تھی اور تو بھی یہ لیاقت رکھتا تھا کہ تو
میرے سحر کو دفع اور برباد کر دیتا اگر تو اپنے تئیں ساحر زبردست سمجھتا ہی تو میدان میں آ اور مجھسے مقابلہ کر

یہ کہکر اور جھاک کر باہر اپنے بنگلہ کے آیا اور ہزار الان نے اپنے سحر کو زور دیا اب دریا پار سے
دیکھا کہ یہ تو بنا واقعہ ہی اور میرا سحر بھی کمی کرتا ہے اپنے گرمی کی شدت کم ہوتی جاتی ہی اور وہ شعلے جو کہ
میرے سحر سے بھڑک جاتے تھے وہ کل ہوتے جاتے ہین اب اسنے خیال کیا کہ اسی کے سحر سے میرا
سحر کم زور ہو گیا اب یہ تدبیر ذہن مین آئی کہ اس سے مقابلہ کرو پس یہ خیال کرکے طرف سہراب
کے چلا سہراب نے جو یہ سنا کہ اسنے کہا کہ او نابکار آہون اسنے میرے سحر کو دفع کیا مین کب
تجھے چھوڑتا ہون تیری بھی یہ لیاقت تھی کہ تو میرے سحر کو دفع کر سکے یہ کلام سہراب کو بہت
ناگوار گذرا کیونکہ سہراب نے یہ کلام مدت حالت گذرین کسی کی زبان سے سنے تھے نہ جب سے
یہ مسلمان ہوا ہی ایسے کلام ناشائستہ کسی کی زبان سے نہین سنے تھے اسکو ایسے کلام سننے کی کب تاب تھی
آئی اسنے صدا دی کہ تو نابکار اور تیرا باپ دادا نابکار کون طرز کلام ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو قوم کا پاجی ہی
پس اپنی زبان کو روک اور ایسے کلام زبان سے کبھی نہ نکالنا ورنہ تیری زبان گدی سے کھینچ لیجاؤنگا
تو بڑا نامعقول اور نالائق ہی ارے او نابکار تو کیا ہی اور تیرا سحر کیا ہی تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ
تو ہمارے روبرو دعوے ساحری کرے یہ جو تو نے سحر کیا یہ میرے خاندان کے لونڈے شعبدہ کرتے ہین
پس اب تو ہوشیار ہو جو تیرا جی چاہے میرا ہاتھ دیکھ مین تو تجکو طفل مکتب سے بھی کم تصور کرتا ہون
وہ بولا تو میرا بھائی ہے اسکندر شاہ جادو اسکو اپنی کمک کے لیے طلب کر وہ آکر تیری
کمک کرے جسنے تجکو پروانہ کیا تھا کہ تو جاکر راہ روک اور خود نہ آیا اور دنکو تیل ناش کرتا ہو وہ
بڑا ہوشیار ہی کہ آپ تو شہر مین ہو نہ چھپا ہوئے پوشیدہ بیٹھا ہو اور کافرون کی جان لے رہا ہی
خیر وہ ہمارے ہاتھ سے کہان جائیگا ایک نہ ایک دن ضرور سامنا میرا اسکا ہوگا وہ بڑا مکار ہی اور
دغاباز ہی اسنے میرے ساتھ وہ حرکت کی ہی کہ کوئی مرد اور صاحب غیرت نکریگا جب مجھے ناراض
ہوا اور خیال کیا کہ مین اسکو ملازمت سے علیحدہ کرتا ہون اور اس الزام کی سزا دیتا ہون تو
بڑی خرابی کی بات ہوگی کیونکہ ساحر زبردست ہی اور سب سپاہ اسکے قبضے مین ہی مقابلہ ہوگا
اس سے بہتر یہ ہی کہ مکر کیجیے پس مجکو فریب دیکر ہامان کے پاس بھیجا اور اسکو خفیہ
طور سے تحریر کردیا کہ اسکو قتل کرے یا قید کرلے چنانچہ اسنے ایسا ہی کیا یہ صاحب غیرت
و مردوں کا کام ہی کہ دھوکا دیکر گرفتار کرے بالکل نامردی ہی یہ ایسا آدمی ہی کہ جسکو دیکھتا ہی
کہ یہ نرم اور سلیم ہی صلاح اور مشورے سے اسکو دبا لیتا ہی اور جسکو زبردست پاتا ہی اسکے ساتھ پردہ
دوستی مین دغا کرتا ہی یہ اسکا قصور نہین ہی بلکہ اسکی اصل کا قصور ہی شاعر نے یہ شعر اسکے حال
کے موافق کہا ہی شعر پرستار زادہ نیاید بکار + اگرچہ بود زادہ شہریار + دیگر اگر شاہ زادہ شاہ
بانو بدی + مرا سیم و زر تا بزانو بدی + وہ کہا کرے اگر ایسے آدمی لاکھ ثروت اور حکومت
پیدا کرے مگر اپنی اصل کی طرف ضرور جاتا ہی اسکا اثر کم نہین ہوتا ہی یہ سبب اسکی اصل کا ہی اسمین
کچھ فرق نہین ہی بموجب اس عبارت کے کل شئ یرجع الی اصلہ کیونکہ کل شئ رجوع کرتی
ہی طرف اپنی اصل کے جسکی اصل خراب ہوتی ہی اسمین ضرور اسکا اثر ہوتا ہی کبھی نہ کبھی
وہ اپنی اصل کی طرف آجاتا ہی کیونکہ یہ اسکی خلقی بات ہی کوئی بناوٹ نہین ہی اب مین اسکو ڈھونڈھتا
ہون جب کبھی میرا اسکا سامنا ہوگا مین اسکے منہ پر بھی یونہی کہونگا میرے ہاتھ سے کہان جائیگا
تو اسکا فرستادہ ہی تو بھی بڑا بیغیرت ہی سہراب کیا کہیگا آ مین میدان مین گو سے اب میرے تیر سے

مقابلہ ہو جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تیری بھی اصل خراب ہے جو تو نے اصل سے ملا ہے اور اسکی نیت
کی ہے یہ جو سہراب نے کہا اس قدر سہراب کو غصہ آیا کہ تمام چہرہ لال ہو گیا اور تمام بدن
مارے غصے کے کانپنے لگا اور منہ سے کف جاری ہوا دریا تاب یہ کلام سہراب کے سنکر بہت
برہم ہوا اور جامہ سے باہر ہو گیا اور کہنے لگا کہ او سہراب میں نے پہچانا تو وہی ہے کہ جسکو
سمندر شاہ نے اپنا سپہ سالار کیا تھا اور تو نے اپنے ولی نعمت کو نگاہ بد سے دیکھا تھا
اور اس جرم میں تو قید کیا گیا تھا اب تو کسی تدبیر سے رہا ہو گیا ہے اور نمک حرامی پر کمر باندھی ہے
اپنے ولی نعمت سے مقابلہ کرنے آیا ہے اب تجھسے بڑھکے نمک حرام تمام روئے زمین میں نہ ہوگا وہ
نمک تیرے بدن سے پھوٹ پھوٹ کر نکلیگا تو اصل کا بد ہے یا میں اسے صحیح بیان کروں کہ جسنے اسقدر
دولت تجھے دی اور پرورش کی اور تجھکو پرورش کیا جب تو نے اسکے ساتھ یہ حرکت نالائق کی اور
نمک حرامی پر کمر باندھی تو تو اور کسکے ساتھ کیا کریگا اور کون تجھسے کیا امید ہوگی سہراب نے جواب دیا
کہ ہم اپنی تلوار کی خاصیت رکھتے ہیں کہ جسکے ہاتھ میں رہتے ہیں اسی کے ہو رہتے جب ہم سمندر کے
ملازم تھے اسکی خیرخواہی اور نمک کا پاس کرتے تھے اسنے جب ہمارے ساتھ سلوک بد کیا
اور ہمارا تیرا ان سے ہمکو ہدایت فرمائی اور راہ نیک دکھائی گمراہی سے نکالا راہ راست
پر لایا اب ہم انکے شریک ہیں جو انکے دشمن ہیں انکے ہم بھی دشمن ہیں سمندر میرے ساتھ
کیا سلوک کریگا جب سمجھے اپنی جان کو عزیز نہ سمجھا تب اسنے بھی ہمارے ساتھ سلوک کیا اچھا سلوک
کیسے ذرا سے امر میں ہمارا دشمن جانی ہو گیا کوئی میں بدقسمت نہ تھا یا محتاج نہ تھا جو اسنے اس
امر سے انکار کیا بلکہ اسکا ہر طرح سے افتخار رکھتا تھا ایسا عالی خاندان اسکی دلداری قبول کرتا تھا بلکہ
میری بیٹی تھا اور سب آبروئی بھی مگر دل سے لاچار اور مجبور تھا اپنا اس گناہ کا اور تقدیر سے کیا
اور کیا فائدہ جب مقابلہ ہمارے اور اسکے ہوگا اسوقت میں سب خیال ظاہر ہو جائیگا کہ کون عالی
خاندان ہے اور کون بد قسمت اور بد حقیقت ہے اسوقت ان باتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو ہمارا
حال کیا جانے بیفائدہ تو بیہودہ تقریر اور بحث کر رہا ہے اب جو تیرا جی چاہے وہ میرے ساتھ کر اتنے
عرصے میں وہ بھی قریب آگیا تھا یہ جو تقریر ہوئی اور گرمی کی شدت بہت کم ہوئی سب سردار
اور جرنیل اپنے خیموں سے باہر نکل آئے ضروریات ضروریہ سے فراغت کی نمازیں پڑھیں
سجدہ کیا اور دعائیں مانگیں کہ خداوند تو اس آفت سے ہمکو بچائیے اب جو اس میدان میں
دیکھا تو یہ دیکھا کہ دریا کا نام و نشان بھی نہیں ہے صاف میدان پڑا ہے جیسا پیشتر سے تھا مگر ایک
ساحر سے اور سہراب سے مقابلہ ہو رہا ہے گفتگو سخت ہو رہی ہے نقیب وہ اسکے مقابل میں
کھڑا ہے اور وسط لشکر میں غزالان کھڑی ہوئی اپنے سحر کو زور دے رہی ہے مگر کچھ اثر نہیں ہوتا
بلکہ شدت گرمی کی بہت کم ہوتی جاتی ہے غزالان اپنے دل میں کہتی تھی کہ کیا سبب ہے کہ میرا سحر
کچھ اثر نہیں کرتا یہ بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے اسپر بھی کچھ پڑھ پڑھ کر طرف اسکی زمین کے دم کرتی تھی
دیکھکر سب سردار قریب آگئے گرد کھڑے ہو کر کیا واقعہ ہے مقابلہ کا تماشا دیکھ رہے ہیں یہ لوگ بھی
سب قریب آگئے کہ اتنے عرصے میں سہراب کے وہ قریب آیا اور کہا کہ او سہراب تو اپنا
مہرہ اوپر کر سہراب نے جواب دیا کہ پہلے تو حربہ کر جب میں تیرے حملے سے بچ نکلا تو میں
بھی تیرے اوپر اپنا حملہ کرونگا یہ سنکے اسنے اپنی جھولی سے ایک نارنج نکالا اور اسپر اسم پڑھ کر

دم کرکے طرف سہراب کے پھینکا سہراب نے جب دیکھا کہ نارنج قریب آیا اُس نارنج کیطرف
سہراب نے اشارہ کیا کہ وہ شق ہوگیا اور سرد ہوکر زمین پر گرا تب سہراب نے باآواز
بلند کہا کہ ابھی سحر پر تو دعوے کرتا ہو مین اُسوقت غافل تھا اور میرا خیال اور جانب تھا ورنہ
یہ تیری مجال اور طاقت تھی کہ تو اِس مقام پر دریا بنا سکتا اب تو نے بڑی ہمائی کا یہ حربہ کیا تھا
دیکھ کیا ہوا دیکھ تیرا نارنج زمین پر پھٹا ہوا پڑا ہی اب اور کوئی حربہ کر ایسے کوئی کمال کا سحر کر
کہ دل لگے ایسے ایسے تو ذرا ذرا سے بچے کیا کرتے ہین یہ جو سہراب نے کہا آتشی سحر جھنجھلایا
اور کہا کہ ہوشیار رہ مین ایک حربے مین تیرا کام تمام کرتا ہون صرف دیکھتا تھا کہ تیرا سحر کس قسم کا
ہی اب معلوم ہوا کہ تو ساحر زبردست ہی ہان اب مقابلے کا لطف ہوگا سہراب نے کہا کہ اللہ اللہ
تو ہمارا امتحان کرتا ہے ابھی بھی یہ لیاقت ہوئی بنیاد کی کبھی دن سے تو اپنا حوصلہ ہر طرح سے
نکال لے کوئی حوصلہ تیرے دل مین باقی نرہ جاوے اُسکے بعد مین سحر کرونگا تو جسقدر سحر کریگا مین
سب دفع کردونگا پھر تو میرے سحر کو دفع کرنا یہ سُنکے اُستے ایک سحر کیا کہ ایک ابر آسمان پر پیدا
پیدا ہوا اُسمین سے آگ برسنے لگی سہراب نے کہا کہ شعلہ مزاجی و آتش باری تیری میرے ساتھ
نہ چلیگی یہ کہکر کچھ پڑھکر طرف اُس ابر کے دم کیا وہ ابر دھوان ہوکر غائب ہوگیا اب اُسکو بہت
غصہ آیا اور طیش کھا کر زمین پر دو ہتڑ مارا اور کہا کہ ای زمین شق ہوجا اور سہراب کو نگل جا
یہ اُسنے کہا اُدھر سہراب نے یہ کیا کہ ایک قطرہ خون کا اپنی زبان سے نکالکر زمین پر ٹپکایا اور کہا کہ مثل
پتھر کے سخت ہوجا یہ کہنا تھا کہ زمین مثل سنگ کے سخت اور کرخت ہوگئی اب یہ بھی سحر اُسکا رد
ہوگیا پھر اُسنے اپنے سر کا ایک بال توڑکر اور سحر پڑھکر کہا کہ ای بال تو اژدر ہوجا اور حریف کو نگل لے
یہ کہتے ہی وہ بال اژدر بنگیا اور فلاخن آتشین چھوڑتا ہوا سہراب کی طرف چلا سہراب نے ایک دانہ ماش کا
اُس اژدر پر مارا اور کہا کہ ابھی تو جل جا اُسیوقت اژدر مین آگ لگ گئی اور جلنے لگا ایک چشم زدن
مین جلکر خاک سیاہ ہوگیا جب یہ بھی سحر اُسکا دفع ہوگیا وہ زمین پر گر پڑا پھر شیر زبان بنکر طرف
سہراب کے چلا سہراب نے کہا کہ یہان سے تو چلا جا تیرے رہنے کا مقام جنگل مین ہی تو یہان
کیون آیا ہی یہان تیرا کیا کام ہی اور اپنی اصلی صورت پر آجا یہ کہنا تھا کہ وہ اپنی صورت پر
ہوگیا پھر یہ بھی حملہ اُسکا دفع ہوگیا اُسنے سنبھل کر اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور ایک
گولا فولادی نکالا اور اپنی زبان مین نشتر دیکر اور خون ایک پیالے مین لیکر اُس گولے پر
چھڑکدیا اور سحر کرکے اُس گولے پر سہراب سے کہا کہ جب مین جانون کہ تو بڑا زبردست ساحر
ہی اور خوب سحر جانتا ہی میرے اس حربے کو تو رد کر دے اب اِس حربے سے تیرا بچنا بہت محال
ہی سہراب نے جواب دیا کہ تیری کیا مجال ہی جس طور سے مین نے تیرے سب حملے رد
کیے یہ بھی رد کردونگا اسقدر غرور نکر شعر غرور و تمکین و جاہ و حشمت یہ چند انفاس کے ہین
جھگڑے ٭ اجل ہی ایستادہ دست بستہ تو یہ رخصت ابھی سلام ہی کر ٭ اور پھر دوسرا شعر پڑھا
شعر تکبر عزازیل را خوار کرد ٭ بزندان لعنت گرفتار کرد ٭ بس یہ سنکے اُسنے گولہ طرف سہراب کے
پھینکا جب وہ گولا قریب سہراب کے آیا سہراب نے اُنگلی سے اشارہ کیا کہ وہ گولا شق ہوگیا
اُسمین سے ایک لعل نکلا وہ لعل پرواز کرکے سہراب کے سر پر آیا اور ذفیر دی اُسکا ذفیر دینا تھا
کہ سہراب اُسکے سحر مین مبتلا ہوا اور جھوم کر چلا اور حالت غشی کی ہوئی اِدھر سے یہ تلوار لیکر چلا کہ

سے کاٹ لون اُدھر لعل نے پھر ذفیر دی سہراب اور زیادہ جوش سے لگا اور یہ قریب
پہونچ گیا کہ ایک مرتبہ زمین شق ہوئی برابر سے سہراب کے اور اُس سے ایک پتلا
پیدا ہوا اُسکے ہاتھ مین ایک پچکاری تھی اُسنے نکلتے ہی وہ پچکاری سہراب کے منھ
پر ماری اور کہا کہ ہوشیار ہو جیو اب حریف قریب آگیا ہو پچکاری کا پڑنا تھا کہ سہراب
کی یہ حالت ہوئی کہ جیسے کوئی سوتے سے جگا دیتا ہو دفعتہً ہوشیار ہو گیا اور وہ حالت
غشی باقی رہی اور سنبھل کر سہراب نے اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور اُسمین سے ایک چھوٹی
ڈبیا نکالی اور اُسکو کھولا اُسمین سے ایک پتلا نکالا راوی نے بیان کیا ہو کہ وہ پتلا جو
پچکاری لیکر نکلا تھا اور سہراب کو ہوشیار کرکے غائب ہو گیا تھا پس سہراب نے
اُس پتلے سے کہا جو کہ اُس ڈبیا سے نکالا تھا کہ اِس لعل کو حلال کر ڈال یہ سہراب کا کہنا تھا
کہ اُس پتلے کے پر پیدا ہوئے اور وہ اُڑا اور قریب اُس لعل کے پہونچا اُس پتلے کے شانے
پر ایک چھوٹا سا جال تھا اور ایک ہاتھ مین کارد تھی پس اُس پتلے نے وہ جال اُس لعل پر
مارا وہ لعل اُس جال مین پھنس گیا اور تڑپنے لگا لاکھ لاکھ کوشش کی کہ مین رہا ہو جاؤن
مگر کچھ بس نہ چلا ادھر دریا بار نے اپنے سحر کو نذر دریا کیا کچھ نہوا اُس پتلے نے کارد سے اُس
لعل کو حلال کر ڈالا اور اُسی وقت اُسکا خون لیکر سہراب کے پاس آیا اور کہا کہ خون لعل کا
حاضر ہو سہراب نے وہ خون لیکر اپنے پاس رکھا ادھر اُس مُردے لعل مین آگ لگ گئی
اور جلکے خاک سیاہ ہو گیا ادھر سہراب نے صدا دی کہ او ملعون تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان
جاتا ہو مین تیرے بہت سے حربے رد کر چکا ہون اب میرے حربے کی نوبت آئی ہو شعر
تو فرصت زدی ضرب من نوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * یہ کہکر اور جیب
سے ایک گولا نکالا اُسپر اُس لعل کا خون ٹپکا دیا اور کہا اب تو میرے حربے کو رد کر تو
مین جانون کہ بہت بڑا زبردست ساحر ہو اور کمال رکھتا ہو اُسنے جواب دیا کہ [illegible] کرے مین
تمہارے حربے کو رد کرونگا پس سہراب نے وہ گولا دریا بار پر مارا اُسنے بھی چند سحر اُسکے دفع کرنے
کے کیے لیکن کچھ نہو سکا وہ گولا پیشانی پر اُسکے آکر پڑا اور پاش پاش ہو گیا ایسی تاریکی تمام میدان پر
چھا گئی صدائے گیر و دار بلند ہوئی سنگ باری ہونے لگی شور قلق مچنے لگے آواز آئی کہ مارا مجھکو
آہ من جوان بودیم افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم مرا اشتی کہ نام من دریا بار جادو
ہو تھوڑی دیر تک تو تاریکی رہی اور سنگ باری رہی بعدہٗ وہ تاریکی رفع ہو گئی اور روشنی
ہوئی دیکھا کہ ایک لاش ساحر کی اُس میدان مین پڑی ہوئی ہو پھر ایک بگولا پیدا ہوا اور لاش کو
اُٹھا کر طرف سمندریہ کے لیکر چلا اب اُسکے مرنے کی خبر مرجان جادو و جیران جادو و روشن جادو
کو ہوئی یہ تینون خبر سنکے بہت متفکر ہوئے اور اپنے اپنے مقام پر فکر کرنے لگے کہ کیا غضب ہوا
یہ تو بڑا غضب ہوا کہ ایک ساتھی ہمارا مارا گیا اب اُنھون نے دریافت کیا کہ اُسکو کسنے قتل کیا
معلوم ہوا کہ سہراب جادو نے جو کہ قبل مین سمندر شاہ کا سپہ سالار تھا اب وہ اہل اسلام کا
شریک ہو گیا ہی اب اُنھون نے خیال کیا کہ یہ تو بہت بڑا ساحر زبردست ہو کہ جسنے ایسے بڑے
ساحر کو یون قتل کیا کہ جسکا کوئی مقابلہ نہ کرسکتا تھا اب یہ معلوم ہوا کہ لشکر اسلام کے ساتھ بہت
بڑے ساحر زبردست ہین یہ خیال کرکے فوراً اپنے مقام پر سے جیران کے پاس آیا جیران

مقام پر پہنچے ہو اُٹھا اور یہی فکر کر رہا تھا کہ مرمر آکر پہونچا حیران جادو نے کہا کہ کیون مرمر اس وقت
تم کدھر آئے اور کس فکر مین ہو اور اپنے مقام کو تنہا چھوڑ آئے ہو اگر حریف تمہارے مقام پر پہنچے
تو کیا ہوگا تمکو تو معلوم ہوگا کہ دریا بار تو مارے گئے مرمر نے کہا کہ یہی خبر سنکے تو جلدی سے آیا ہون
کہ کیا تدبیر کرون اور کیونکر حفاظت کیجائے اب معلوم ہوا کہ اہل اسلام کیطرف بھی بڑے بڑے ساحر شریک ہین
یہ تو معلوم ہوا ہوگا کہ دریا بار کو سہراب جادو نے قتل کیا جو کہ سپہ سالار سمندر شاہ تھا اب کسی
سبب سے اہل اسلام کا شریک ہوگیا ہے اُسنے دریا بار کو قتل کیا سہراب ساحر زبردست ہے مین
اُس سے مقابلہ نہین کرسکتا ہون اب کوئی راہ ایسی بتلاؤ کہ جس سے یہ قصہ دفع ہو جائے حیران
نے کہا کہ میری عقل خود دنگ ہے چلو زورق کے پاس اُس سے بھی صلاح کرین جو وہ تدبیر بتلاوے
اور مناسب سمجھو اُسکو کرنا چاہیے مرمر نے کہا کہ چلو یہ سنکے حیران اُٹھا اور مرمر کو ہمراہ لیکر
زورق کے مقام پر آیا تھا زورق بھی اسی فکر مین بیٹھا ہوا تھا کہ یہ دونون زورق کے پاس
پہونچے اور زورق سے صاحب سلامت ہوئی یہ دونون بیٹھے زورق نے کہا کہ اسوقت تم دونون
صاحب کہان سے آئے ہو مرمر اور حیران نے کہا کہ تمکو معلوم ہوا ہوگا کہ دریا بار کو سہراب نے
قتل کیا اب کیا تدبیر کیجائے ہم پہلے سے غافل تھے ہمنے عیارون کا فقط بندوبست کر لیا تھا اور
انھین کا خیال تھا زورق نے کہا کہ مجھے اسکی تدبیر کی تھی مین تو تدبیر کر چکا ہون کیونکہ مجھے سمندر شاہ
نے کہا تھا کہ لشکر کے ہمراہ دو ساحر بڑے زبردست ہین ایک سہراب اور ایک شعلان کیا تمکو
اسکا خیال نہ تھا ان دونون نے کہا کہ ہمکو بالکل خیال نہ تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ دریا بار بھی اسی
دھوکے مین مارے گئے یہ سنکے زورق نے کہا کہ وہ تو مارے گئے اب آپ لوگ اپنی تدبیر کیجیے
ان دونون نے کہا کہ جو آپ فرمائیے اُسنے جواب دیا کہ جو آپکا جی چاہے وہ کیجیے مین تدبیر کیا بتلاؤن
یہ سنکے حیران اور مرمر کہنے لگے کہ آپ تو تدبیر کر چکے ہین اُسنے کہا کہ ساحر کی کیا تدبیر ہو اپنا اپنا
سحر درست کیجیے اور بخور وغیرہ دیکر آلہ تیار کیجیے کہ وقت پر دغا نہ کرین اور اُنسے مقابلہ کرین سوا
اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر میرے ذہن مین نہین آتی ہے اور جو سحر کہ کمال کے ہون اُنکو تیار کرو
اسکے سوا اور کیا تدبیر ہو یہ جو زورق نے کہا یہ سنکے حیران اور مرمر نے کہا کہ ہم دونون جانتے ہین صرف آپ کو آگاہ
کرنے آئے تھے زورق نے کہا کہ مجکو تو پہلے ہی سے معلوم ہو گیا تھا کیونکہ مین نے اسکا بندوبست
کر لیا تھا اور کر لیا ہو جو تمپر آسیب گذری تھی اور جو اب گذریگا سب کی خبر ہو جائیگی یہ سنکے یہ دونون
زورق کے پاس سے اُٹھکر اپنے مقام پر آئے اور اپنے اپنے سحر کو درست کرنے لگے اور
زور دینے لگے اور جو کہ سحر کمال کے تھے اُنکو پرستش کرنے لگے یہ تو اس فکر مین ہین اب اس میدان کا
حال تحریر کیا جاتا ہے کہ بعد مرنے دریا بار جادو کے سب حالت دفع ہو گئی وہ دریا اور وہ شگاف مٹ گیا وہ
گرمی بھی جاتی رہی اور تاریکی تھی دفع ہو گئی اب جو دیکھا گیا تو وہ صحرا سرسبز ہے تمام گلون سے
مملو ہے ہر طرف سبزہ لگا ہے جسکو دیکھکر ایک قسم کی فرحت حاصل ہوتی تھی روح کو راحت اور قلب کو
تر و تازگی اور مسرت ہوتی تھی ہوائے سرد و خوشگوار چل رہی تھی باد سموم موقوف ہو گئی تھی ہر طرف
چشمے پانی کے لبریز تھے یہ بہار دیکھکر اہل لشکر بہت خوش ہو گئے [illegible] نے سہراب سے آکر عرض
کیا کہ اقبال صاحبقران سے ہمنے اس ساحر کو قتل کیا کہ جسکے سبب سے یہ صحرا دوزخ بنا ہوا
تھا گرمی بشدت تھی اور اہل لشکر کو شدت سے پیاس لگی ہوئی تھی کہ مارے عطش کے انکی حالت

خراب تھی اب حکم فرمائیے کہ پانی پئیں کیونکہ وہ ساحر تو مارا گیا اُسکے مرتے ہی جتنی آفتیں تھیں
سب دفع ہو گئیں جو ہم نے عرض کیا تھا کہ صحرا پُر بہار ہے حضور ملاحظہ فرمائیے کہ کیسا یہ بافضا جنگل
ہرا بھرا ہوا ہے لیکن اور سمندر یہ تک اسی قسم کی جنگل کی راہیں لیکن کوئی مقام سبزہ زار سے خالی
نہیں ہے ایک سے ایک مقام پُر فضا ہے اور پُر بہار ہے جبرئیل نے کہا کہ دراصل جو تمنے کہا تھا اُسمین
فرق نہوا یہ سب حالت اُسی نابکار کے سحر کی تھی تمنے نہایت بڑا کام کیا اور بڑی جوانمردی کا کام
کیا کیا کہنا تمہارے سحر کی تعریف نہیں ہو سکتی ہے اب یہ معلوم ہوا کہ تم ساحر زبردست ہو آج تمہارا
کمال ہم سب کو ظاہر ہوا صاحبقران کی خدمت میں تمہاری جان فشانی کی تعریف کی جائیگی سہراب
نے عرض کیا کہ یہ کیا امر مشکل تھا میں نے کیا ایک ساحر کو قتل کیا اُسکا حربہ مجھپر نہ کارگر ہوا
میرے وار نہ روک سکا آخر کو قتل ہوا جبرئیل نے کہا کہ یہ امر تو سچ ہے مگر کچھ جرأت اور کمال
کی بھی تو ضرورت ہے اگر تم کمال نہ رکھتے ہوتے تو کیونکر اُسکے حربوں کو رد کرتے اور اُسکو
کیونکر قتل کرتے سہراب خاموش ہو رہا کہ اُتنے عرصہ میں غزالان بھی آگئی اُسنے بھی سہراب
جادو کی بہت تعریف کی کہ ایسا ساحر زبردست کم ہوگا سہراب نے کہا کہ ای ملکہ تمنے بھی تو
سحر کو خوب دفع کیا اور خوب شدت گرمی کو دفع کیا ورنہ اہل لشکر تڑپ تڑپ کے ہلاک
ہو جاتے غزالان نے کہا کہ یہ سحر کیا تھا اور بیان کیا ضرورت تھی کہ جو کمال دکھایا جاتا
اس سحر کی کیا اصل و حقیقت تھی اور ایسا ساحر تھا کہ جو کمال دکھایا جاتا یہ بھی ایک شعبدہ
تھا سہراب نے کہا کہ تم سچ کہتی ہو تمہارے سحر کا کون مقابلہ کر سکتا ہے کس کو قدرت ہے
تم آفتاب جادو کی تعلیم کردہ ہو جو کہ اپنے وقت کے ساحری اور جمشید تھے غزالان
نے کہا کہ یہ آپ کی صرف بزرگی ہے کہ جو آپ ایسا فرما رہے ہیں ورنہ میری کیا اصل جو ہم
آپ کے روبرو آپ خود اپنے وقت کے ساحری ہیں آپ جیسے بڑے بڑے ساحروں کی ہم
یافتہ ہیں جو کہ اپنا مشق اور نظیر نہیں رکھتے تھے ساحروں کے کمال آپ میں ہیں آ
کو میں اپنے کام میں مصروف و مشغول تھی اور اپنے سحر کو زور دے رہی تھی اُسپر بھی آ
کے مقابلے کا تماشا دیکھ رہی تھی کیسی کیسی بے پروائی سے آپنے اُسکے حربے رد کیے ہیں
آپ پر ایک حربہ بھی اُسکا کارگر نہوا لاکھ لاکھ اُسنے اپنے سحر کو زور دیا کچھ نہ ہو سکا مثل
مشہور ہے کہ کاٹے کے آگے کہیں چراغ جل سکتا ہے پھر آپکے جیسے جادو کی سحر کیا وہ رد کر سکتا
آخر کو قتل ہوا سہراب جادو نے کہا کہ میری کیا مجال تھی کہ میں اُسکو قتل کرتا فقط صاحبقرا
کے اقبال نے اُسکو قتل کیا یہ سنکر جبرئیل نے کہا کہ اب آپ یہاں قیام فرمائیں کوئی
خطر نہیں ہے جبرئیل نے اُسیوقت اپنے لشکر کو حکم دیا کہ اب جسکا جی چاہے پانی پیے یہ آب
اصلی ہے وہاں سب لشکر اب پانی کی خواہش بھی نہ تھی بلکہ کوئی پانی کا نام بھی نہیں لیتا تھا نہ جانور
نہ انسان وہ تو اُسکے سحر کا اثر تھا کہ سب بسبب پیاس کے بیقرار تھے اب کون پانی پیتا سب
اپنے اپنے خیموں میں آرام تمام بیٹھے رہے مگر کوئی باہر نہ نکلا ہاں فقط جبرئیل چند سرداروں کو
لیکر برائے سیر صحرا نکلا تمام صحرا کے جنگل کو ہر ایک قسم کے گلوں سے مملو دیکھا وہ صحرا کیا تھا
بلکہ نمونہ تھا باغ شداد کا یہاں تک وہ دن تمام ہوا رات ہوئی لشکر جابجا پھرنے لگا ہر ایک اپنے مقام
راحت سے آرام پذیر ہوا وہ رات گذری صبح کو جبرئیل نے لشکر کے کوچ کرنے کا حکم دیا اُسیوقت

آگ گل ہوئی جاتی ہے یا تو ہوا چل رہی تھی اور ابر محیط تھا کہ ایک مرتبہ پانی برسنے لگا اور بڑی شدت
سے برف گرنے لگی اب تو اور سردی زیادہ ہوئی ہر چہار طرف برف کا انبار لگا ہوا ہے سب خیمے
برف کے اندر دب گئے ہیں جو خیمہ میں اُسمیں جو سردار ہیں وہ سب مارے سردی کے کانپ رہے ہیں یہ
حالت تھی سہراب سے بوجہ حالت سردی کی دیکھی اور برف باری کی اُسوقت اسنے خیال کیا کہ
یہ کیا سبب ہے اور یہ ابر سحر کا ہے اور بارش آب سحر کی سحر ہو رہی ہے یا اصلی بارش ہے اسنے اپنی جھولی سے
ایک پرچہ کاغذ کا نکالا اسپر چند لکیریں کھینچی ہوئی تھیں سہراب نے اُس کاغذ پر کچھ سحر پڑھا اور کہا
کہ اے کاغذ یہ بیان کر کہ یہ ابر اصلی اور برف باری اصلی ہے یا سحر کی ہے یہ جو سہراب نے دریافت
کیا تو اُس کاغذ پر تحریر پایا کہ یہ برف باری اور بارش سحر کی ہے اور یہ سحر مرجادو کا ہے جبکہ وہ
کوہ ہر مز سے آئے ہیں اور سیاہ روکے بیٹھا ہے اور راستہ سمندر ہے کا بند کیا ہے یہ جو سہراب نے
خیال ہوا پس سہراب نے کچھ اسم سحر ایک نارنج پر پڑھکر اُس نارنج کو طرف اُس ابر کے پھینکا وہ نارنج اُس
ابر پر جا کر پڑا اور ایک برق چمکی وہ برف باری اور بارش آب سب موقوف ہوگئی اور وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے
ہوگیا وہ برودت اور سردی سب جاتی رہی ابر کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا معلوم بھی نہ ہوا
کہ کدھر غائب ہوگیا اور وہ رعد کی گرج و برق کی چمک یک لخت موقوف ہوگئی وہ جو ابر اور
برف سے پہاڑ سنگ تیار ہو گئے تھے اور خیمے برف میں پوشیدہ ہوگئے تھے وہ سردی کم ہوئی
یہ جو مرہر نے دیکھا کہ میرے ابر سحر کو کسی نے برطرف کیا میرا سحر رد کیا بڑا غصہ آیا اور بے تاب ہم
ہوا چونکہ اُس پہاڑ کے اندر بخوف عیاران بیٹھا ہوا تھا اُسنے جو یہ حال دیکھا اور اپنے سحر کو
برطرف پایا ایک مرتبہ پہاڑ سے نکل آیا اور کہنے لگا کہ کسنے میرے سحر کو رد کیا وہ کون اجل رسیدہ
تھا کہ جسنے یہ حرکت ناشائستہ کی یا بدولت اقبال کا ذرا بھی خوف نکیا اور یہ بھی خیال نکیا کہ
کوئی اسکا بانی ہے جسنے یہ حرکت کی ہے وہ میرے سامنے تو آئے ذرا میں بھی تو اُسکو دیکھوں کہ
وہ کون ہے اور کیسا ساحر ہے جسکو اپنے کمال کا یہ غرہ ہے میرے روبرو آکے مقابلہ کرے یہ کہتا
ہوا باہر پہاڑ سے آیا ایک درہ اُس پہاڑ میں بنگیا تھا یہاں غزالان آگے لشکر کے کھڑی
ہوئی تھی جب جبریل نے لشکر کے اُترنے کا حکم دیا تھا اور یہ تخت سحر کو بڑھا کر طرف اُس
پہاڑ کے چلی تھی اُسوقت پہونچی تھی کہ جب وہ ابر محیط ہوا تھا اور بارش ہونے لگی تھی حیران
کھڑی تھی اور اپنے دلمیں خیال کر رہی تھی کہ یہ کیسا ابر ہے کہ فقط لشکر پر برستا ہے اور برف بھی لشکر
ہی پر گرتی ہے یہاں نہ تو بارش ہوتی ہے نہ برف گرتی ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضرور سحر کا کارخانہ
ہے اور یہ قصد کر رہی تھی کہ میں کچھ سحر کروں اور اس ابر کو دفع کر دوں کہ ادھر سہراب نے
اُسکو دفع کر دیا تھا اب اسنے خیال کیا کہ یہ ابر اصلی تھا سحر کا ابر نہیں تھا اگر سحر کا ہوتا تو کیا کوئی
نہ موقوف ہو جاتا اسی طور سے محیط رہتا اور بارش بھی اُسی طور سے رہتی اور برف بھی
گرا کرتی خود بخود برطرف ابر ہو جاتا یہ تو یہ خیال کر رہی تھی کہ ایک مرتبہ اُس کوہ سے ایک
گران ڈیل قوی تن نہایت بدشکل ساحر نکلا اور کچھ منہ سے کہتا ہوا نکلا یہ جو کلام غزالان
نے سنے غزالان پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر پہاڑ سے نکلا ہوا چند سحر میں بھرا ہوا چلا
آتا ہے اسنے جو اسکو دیکھا اور وہ تقریر سنی جواب دیا کہ ہمنے تیرے سحر کو دفع کیا ہے جو تیرا
جی چاہے وہ ہمارا بنا لے ہم تیرے سامنے موجود ہیں جب اُسنے یہ تقریر غزالان کی سنی

تو دل مین خیال کیا کہ ایسکے سحر کو سہراب جادو نے دفع کر دیا ہی یہ اُنھین کی سب کارروائی
ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُنکو معلوم ہو گیا کہ یہ ابر سحر ہی اور سحر کی بارش اور برف کی ہمین دفع کر دیا اس
ساحر سے مین مقابلہ کرون یہ خیال کر کے یا تو تخت بزور سحر بلند کیے ہوے گرتی یہ کہتی ہوئی
نیچے آئی کہ دیکھون تو یہ میرا کیا کر لیتا ہی ہمنے تیرا سحر دفع کیا ہی اب تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ
ہمارے رو برو سحر کر سکے اور ہمارے آگے دعوے ساحری کا کرے یہ علم سحر خاص ہمارے
لیے ہی نہ کہ تجھ ایسے نامردون کے لیے ذرا چھو کر دیا تب سحر خاک مین ملگیا پتہ بھی نہ معلوم ہوا اگر کہا
چلا یا یہ کہتی ہوئی زمین پر آئی ہرمر نے جو دیکھا کہ ایک آفتاب آسمان پر سے تخت پر بیٹھا
ہوا چلا آتا ہی چونکہ غزالان بہت حسین تھی اور ابھی اسکا سن بھی کم ہی یعنی چودہ یا پندرہ برس کا
سن تھا جوان ہی ہرمر نے جو دیکھا کہ تخت پر ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین دھانی جوڑا پہنے ہوے
بیٹھی ہوئی ہنستی ہی اور بائین شانے پر جھولی سحر کی پڑی ہوئی ہی وہ یہ تقریر کرتی ہوئی چلی آئی
ہی بس ہرمر نے صدا دی او چھوکری کیا بیہودہ تقریر اور گفتگو کرتی ہی تو نے کبھی ساحرون کو
نہین دیکھا اور کبھی کسی ساحر سے مقابلہ ہوا ہی جب کسی ساحر سے مقابلہ ہوگا تو اُسوقت
حال معلوم ہوگا آج سامنا ہوا ہی دم بھر مین ساری قدر و عافیت معلوم ہوئی جاتی ہی آج تو میرے
ہاتھ سے ماری جائیگی درپا ہار مین نہین ہون کہ تجھ ایسی ساحرہ مجھکو قتل کرے اگر مقام عجب ہی کہ اسکو
سہراب نے قتل کیا سہراب تو نہ نکلا اُسکے عوض مین تو نکلی خیر کسے باشد یہ جو غزالان نے سنا
چونکہ وہ قریب آگئی تھی کہا کہ او نامرد بیغیرت سہراب تیرے مقابلے کو کیون آتا کیا اُسے غرض تھی
کہ تجھ ایسے نامرد سے مقابلہ کرتا مین تیرے قتل کو کافی ہون تو پہلے میرے سحر کو رد کر دے اور
مجھکو تو زخمی کر دے دیکھون تو تیرا سحر کس کمال کا ہی اور تو کیسا ساحر ہی تو مین جانون تو میرا مقابلہ
بھی کر سکیگا تو کیا سہراب سے مقابلہ کریگا اول تو تیری یہی نامردی ہی کہ تو نے پوشیدہ ہوکر سحر کیا
جب ہمنے تیرے سحر کو دفع کیا تو عاجز ہو کر اور گھبرا کر نکل آیا بڑا تو نامرد اور سخت بیغیرت ہی کہ مجھسے
چار آنکھین کر کے کلام کرتا ہی تجھکو تو زمین مین گڑ جانا تھا اول تو اپنے نام سے مجھکو آگاہ کر اُسکے
بعد مجھسے مقابلہ کرنا کیا فائدہ ہوگا کہ بے نام و نشان تو مارا جاے اُسنے جواب دیا کہ تو نے سنا ہوگا کہ
ساحر ہم عصر ساحری ہرمر جادو وہ مین ہی ہون اور میرا ہی نام ہرمر جادو ہی غزالان نے
اُسکی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ہرمر تو پہلے ہی سے تیرا نام ہی تو میرے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا تو
بیکار تیری اولاد اور تیرے عزیزون کو تیرے مرنے کا افسوس ہوگا کہ ایک نشانی تھی اگر کوئی
سنگ تراش دیکھ لیگا تو کیا عجب ہی کہ تیری بڑی قدر و منزلت کرے اور کوئی تصویر بہت عمدہ
و نادر روزگار تیار کر کے بقیمت گران فروخت کریگا اور اُس سے بہت فائدہ اُٹھائیگا کیونکہ
ہرمر بڑے کام آتا ہی اگر تو مجھسے مقابلہ کریگا تو ساری شیخی بھول جائیگا مین تیرے ٹکڑے ٹکڑے
کر کے زاغ و زغن کو کھلا دونگی تیشہ سحر سے تو جانتا ہی کہ فرہاد نے کیونکر کوہ سخت کو تراشا ہی مین
تیری سب کرختگی نکال دونگی تو یہ خیال کرتا ہی کہ مین ساحر زبردست ہون اور میرا نام ہرمر جادو
ہی مجھے کون مقابلہ کر سکتا ہی تو کس بھروسے پر پھولا ہی پہلے ہی بسم اللہ غلط ہی کہ لفظ ہرمر تیرے
نام مین ہی تجھے تیرا نام ہرمر رکھا ہی بہت مناسب سمجھکر رکھا ہی اب تجھے کہانتک تقریر کرون
اور اپنے دماغ کو خالی کرون کیونکہ تو مرنے والا ہی یہ سنکر ہرمر جادو نے کہا کہ اے غزالان

میرے تیرے تو مقابلہ اگر رات کو ہوتا تو خوب لطف اور مزہ ہوتا اور مجھکو بھی تیری وجہ سے مزہ حاصل
ہوتا اور تجھکو بھی میری سختی اور کرختگی کا حال رات کو پلنگ پر ظاہر ہوتا کہ مین مرد ہون یا نامرد ہون
دن کو کیا مقابلہ کرون عورت مرد کا پلنگ پر خوب مقابلہ ہوتا ہی اسوقت تو جا میرے تیرے مقابلہ رات
ہوگا یہ مقابلہ کا میرے تیرے وقت نہین ہی آج رات کو امتحان میری مردی اور نامردی کا کر لینا
یہ جو کلام نامعقول غزالان نے سنے بہت غصہ آیا کہ اپنے جامے سے باہر ہو گئی مارے غصے
کے مونہ سرخ ہو گیا کیونکہ کبھی ایسے کلام غزالان نے نہ سنے تھے پس برہم ہو کر کہا کہ یہ کلام کیسے
بیہودہ کر رہا ہی اپنی زبان کو روک معلوم ہوتا ہی کہ تو پاجیون کی صحبت رکھتا ہی اگر اچھی صحبت ہوتی تو
ایسے کلام ناشایستہ نہ کرتا اب مین تجھے اس تقریر کی سزا دیتی ہون اور سب لطافت اور مزہ بتا کے
دیتی ہون یہ کہکر قصد کیا کہ برق سحر چمکا کر اسکے دو پرکالے کر دون پھر خیال کیا کہ طریقہ اسلام
مین حریف پر پیشدستی کرنی جائز نہین بالکل خلاف شجاعت و مردانگی ہی اور اہل اسلام کے طریقے کے خلاف
ہی پس رک گئی اور کہنے لگی کہ تو اپنا حربہ کر اسنے کہا کہ جانی تیرے اوپر ہاتھ نہین اٹھاتا ہون کیا ہو سکتا
ہی ہاتھ اٹھاؤن خصوصاً تجھ ایسی عورت پر جو کہ حسین اور شکیل اور جوان لائق پیار کرنے کے ہو
اور جسکی صحبت سے مزہ لے دل کو راحت حاصل ہو اب تو بڑا ظلم کرتی ہی جو مجھسے مقابلہ کرتی ہی
لے میرا سر حاضر ہی تو اپنے ہاتھ سے کاٹ لے تیری تیغ ابرو کا مین گھائل ہون تیری نظر نے مجکو
بسمل کر دیا ہی غزالان نے کہا کہ در اصل تیری قضا میرے ہاتھ سے آئی ہی اور تیرے سر پر کھیل
رہی ہی پس اپنی زبان کو بند کر اسمین خیریت ہی ورنہ گدی کی طرف سے کھینچ لی جاویگی اگر تو مقابلہ
کرتا ہی تو مقابلہ کر اس بیہودہ گفتگو کرنے سے کیا فائدہ ہوگا ورنہ تو میرے سامنے سے چلا جا ہرمز
نے کہا کہ تو یون نہ مانے گی مین تجھے قتل تو کیا کرون ہان اسیر کر کے لیجاونگا اور تیرے ساتھ عیش و
عشرت کرونگا یہ کہکر اور کمند سحر تیار کر کے طرف غزالان کے رہا کی غزالان نے اُف جو کی
کمند جل کے خاک سیاہ ہو گئی یہ دیکھکر ہرمز نے کہا کہ اسنے میرے ایسے سحر کو اپنی پھونک سے
جلا دیا غصہ ہو کر کہا لے یہ حربہ رد کر یہ کہکر اور نارنج سحر جو کہ اسنے بڑی محنت اور مشقت سے
تیار کیا تھا غزالان کے مارا پس وہ نارنج سحر آکر پیشانی پر غزالان کی پڑا اگر اسکے مقام پر
دوسرا ساحر ہوتا فوراً اسکا کام تمام ہو جاتا قدرت خدا سے اسکے سر لگنے سے بچی اور آدھی نارنج
سحر کو اسنے ہاتھ مین لیا اور طرف ہرمز کے اسم سحر پڑھکر مارا ہرمز نے جو دیکھا کہ میرا سحر خود
میری طرف واپس آتا ہی فوراً کچھ سحر پڑھکر اشارہ کیا کہ وہ شق ہو گیا اور سحر دیکھکر زمین پر
گر پڑا اب تو ہرمز بہت ہی برہم ہوا اور کہنے لگا کہ میرے دونون سحر کو اسنے رد کر دیا پس آگ کا گولہ جیب
سے نکالا اور سپر خون کے چھیلکے دیکھ غزالان پر مارا غزالان نے سحر کیا اور اشارہ کیا وہ
گولا شق ہوا اسمین سے برق چمک کر گری غزالان نے سپر سحر سر پر قائم کی وہ برق جو گری
سپر کو قلم کر کے سر پر آئی اور دو انگل سر مین در آئی اسنے جو سحر کیا وہ برق سر سے ہٹ گئی تو اسنے
اسکو دفع کیا مگر خون غزالان کے سر سے جاری ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شفق مین ماہ تابان آ گیا
ہی پس اسکو غصہ آگیا اور کہا کہ او ہرمز تو نے بڑا غضب کیا اور مجکو زخمی کیا اب میرے ہاتھ
سے بچکر کہان جاتا ہی ایک ضرب مین تیرا کام تمام کرتی ہون تیرے حربے رد کر چکی ہون اب
تو میرے حربے سے بچ اور ہوشیار ہو یہ کہکر اور جیب مین ہاتھ ڈالا اور ایک ڈبیا جیب سے نکالی

اُسپر کچھ اسم پڑھا کہ وہ خود بخود کھلی آستین سے ایک پھول نکلا اُس غزالان نے وہ پھول
لیکر اوسکو اور دشمن دیگر هرمر کے مارا اسنے لاکھ لاکھ تدبیر کی کہ اپنا اس صدمے سے بچاوں
مگر بچ نہ سکا وہ پھول سینہ پر هرمر کے گرا اور پشت کو توڑ کر نکل گیا اور پھر غزالان کے ہاتھ
میں آگیا اور هرمر سینے کے گذرتا تھا کہ تا دیا سر کی هرمر تڑپ کھا کر زمین پر گرا اور تڑپنے لگا تھوڑے
عرصہ میں تمام ہوگیا اسکے مرتے ہی ایک تاریکی ہوئی اور شور عظیم برپا ہوا اسنگ باری
ہونے لگی وہ پہاڑ جو کہ حائل راہ تھا غبار ہوکر اڑ گیا معلوم بھی نہوا کہ پہاڑ تھا یا نہیں اور
جو کہ ابر تھا بر طرف ہوگیا مطلع بالکل صاف ہوگیا سردی جاتی رہی اصلی حالت ہوگئی صحرا
کی ہوا بعینہ حالت تھی وہی رہی لیکن پر صحرا تھا یہ جو جبرئیل نے دیکھا اور پہاڑ کو غائب پایا
اور تاریکی دیکھی حیران ہوا کہ اس ساحر کو جسکا یہ سحر تھا کسنے قتل کیا کہ ایک مرتبہ آواز آئی کشتی مرا
کہ نام من هرمر جادو ابود افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم یہ صدا آئی وہ تاریکی دفع
ہوئی اب دیکھا تو نہ پہاڑ ہے نہ وہ ابر ہے نہ وہ سردی ہے ادھر سہراب نے اپنے دل میں خیال کیا
کہ میں نے تو صرف اسکا سحر دفع کیا تھا اور سہراب سکتا تھا بلکہ ابھی نہوا تھا جو میں قتل کرتا معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ
غزالان نے قتل کیا کیونکہ وہ آگے آگے لشکر کے تھی یہ معرکہ اسیکے سر کیا ہے کیا خوب کام کیا ہے
کہ اگر اسکی تعریف تحریر کیجائے تو بہت بڑا طول ہو جائیگا اسواسطے مختصر طور پر لکھا یہ خیال کرکے
جبرئیل کے پاس سہراب آیا جبرئیل نے کہا کہ اے سہراب کیا تمنے اس ساحر کو قتل کیا سہراب
نے جواب دیا کہ نہ مجکو اسکے قتل کی خبر تھی نہ میں نے اسکو قتل کیا میں نے سنا ہے کہ ملکہ غزالان نے اس
ساحر کو قتل کیا ہے یہ کام اُسی نے کیا ہے یہ جرأت اور جوانمردی اُسی کی ہے میں اس غرض سے
آپکے پاس آیا ہوں کہ اب آپکا جی چاہے اس مقام پر قیام فرمائیے دو چار روز اس صحرا کی
سیر کیجیے اور چاہیے آگے روانہ ہوجیے جبرئیل نے کہا کہ اب لشکر اتر چکا ہے اس سبب سے کل
کوچ کرینگے سہراب نے کہا آپکو اختیار ہے اب اس مقام پر کوئی خوف و خطر نہیں ہے یہی باتیں
ہو رہی تھیں کہ غزالان اس ساحر کو قتل کرکے اور اپنے زخم سر کو درست کرتی ہوئی اور خون کو
گردن سے پونچھتی ہوئی اور ہنستی ہوئی چلی آتی ہے سہراب نے دیکھکر کہا کہ ملکہ تمہارا کیا کہنا خوب
تمنے حریف کو قتل کیا ہم ابھی فکر میں رہے کہ اس پر سحر کو دفع کریں مگر تمنے بہت جلد اپنا کام کر لیا مجکو خبر
بھی نہوئی غزالان نے کہا کہ یہ کیا کام تھا میں اپنے نزدیک کچھ اصل نہیں سمجھتی ہوں وہ موا پہلے ہی
سے مرا ہوا تھا هرمر جادو اُسکا نام تھا اصل امر یہ ہے کہ وہ آپکا شکار تھا میرا صید تھا مگر کیا کہوں کہ
کس غضب کے آسیب آئے ہیں کہ جس سے میں زخمی ہوئی دوسرے سمندر شاہ نے بڑے بڑے
ساحروں کو راہ بند کرنے کے لیے روانہ کیا ہے ضرور اور کوئی نکوئی ساحر راہ میں آپکو ملیگا سہراب
نے کہا کہ ابتو ہم ہوشیار ہوگئے ہیں اب دیکھا نہ دکھایئگے اگر مل بھی جائیگا تو ہمارا کیا کریگا غزالان
نے کہا کہ خوف تو کسی امر کا نہیں ہے مگر تدبیر اُن لوگوں نے خوب کی ہے یہ کہکر پھر کہا کہ اب جبرئیل کا
کیا قصد ہے آیا اسی مقام پر قیام کرینگے یا کوچ کرینگے سہراب نے کہا کہ نہیں اسی مقام پر قیام
کرینگے کل یہاں سے سب لشکر کو لیکر کوچ کرینگے یہ سنکے غزالان اپنے خیمے میں گئی اور سہراب
بھی اپنے خیمے میں اور جبرئیل اپنے خیمے میں آئے اور آرام بستر پر ہوسکے ادھر جب هرمر قتل ہوا
اور اسکی لاش طرف سمندر کے بیر لینگا یہ خبر حیران وزوروق کو ہوئی کہ هرمر بھی قتل ہوا اسکا

بھی مرحلہ تمام ہوا اب تمھاری باری ہے یہ سنکے خیال کیا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے اُسوقت حیران
زورق کے پاس آیا اور کہا کہ اے زورق جو کہ ساحر لشکر اسلام کے ساتھ ہیں وہ بڑے زبردست
معلوم ہوتے ہیں کیونکہ جو سحر ادھر سے ہوا اُسکو اُنھوں نے دفع کیا اور بلکہ ہلاک کر ڈالا اسوجہ
سے ہم اُن لوگوں سے مقابلہ نہیں کر سکتے اگر مقابلہ کیا تو سربر نہونگے لہذا میری یہ رائے ہے کہ
اس مقام کو ترک کرکے سمندریہ کو چلو کیونکہ یہاں ٹھیرنیکا موقع نہیں ہے اب یہ حال سمندر شاہ
سے کہنا چاہیے شاید وہ کوئی صورت نکالیں اور اپنی رائے بھی اُنسے ظاہر کردینا چاہیے کہ اُنکو آنے
دیجیے ہم اُنسے یہاں مقابلہ کرسکینگے کیونکہ ہم تو راہ کے بندوبست میں رہتے ہیں حریف اپنا کام
کرتا جاتا ہے اسی وجہ سے دریابار اور ہیر قتل ہوچکے ہم تو یکہ و تنہا ہوتے ہیں وہ کئی ایک
ہوتے ہیں اس سے بہتر یہ ہے کہ جب وہ لشکر لیکر آئینگے اُسوقت ہم اُنسے مقابلہ کرینگے اس سے
کیا حاصل کہ راہ روکیں بیکار کی زحمت اُٹھائیں خلاصہ کہ ہم اِن ساحروں سے مقابلہ نہیں
کرسکتے ہیں اگر ہمکو پہلے سے یہ حال معلوم ہوتا تو ہم کبھی نہ آتے ہم تو یہ جانتے تھے کہ عیار ساحر
ہیں اور یہ جو دو ساحر ہیں اُنکی کیا اصل ہے کوئی اپنے ویسے ساحر ہونگے یہاں ہر ایک آنے
وقت کا سامری و جمشید نکلا ایسے ایسے زبردست ساحر مارے گئے اس کیا حاصل کسی سے نہ کچھ ہوا
نہ بچا لا نہ ہمارے جوہر مردی دکھلا سکے کسی پر ظاہر ہوئے اُنھوں نے بزور سحر اُنکو مارا
اور قتل بھی کیا تو سنیئے یہ کہا کہ کسے قتل کیا کیونکہ ہم راہ روکنے گئے تھے یہ سبب ہے پس
بہتر یہ ہے کہ یہاں سے چلے چلو چاہے سمندر شاہ خوش ہوں یا ناخوش ہو جائیں ہم اُنسے
مقابلہ نہ کرینگے اور نہ راہ روکینگے یہ جو حیران نے کہا زورق نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو اور
بڑے عقلمند ہو چلو میں بھی تمھاری رائے کو پسند کرتا ہوں پس حیران نے کہا کہ کیوں دیر
لگائی ہے چلو اُسوقت حیران اور زورق اپنا اپنا سحر برطرف کرکے طرف سمندریہ کے
روانہ ہوئے اور راہ صاف کردی یہ تو اُدھر کو چلے گئے اور تھوڑے عرصے میں داخل شہر
سمندریہ ہوئے راوی نے بیان کیا ہے جبکہ دریابار جادو قتل ہوا اور اُسکی لاش طرف
سمندریہ سیکر اُڑا کے لیگئے اُسوقت سمندر شاہ اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا اور دربار بہت
خوب آراستہ تھا کہ یکایک دریابار کی لاش آکر پہونچی اور روبرو سمندر شاہ کے گری یہ حال
دیکھکر سمندر شاہ حیران ہوا اور بہت گھبرایا اور کہا کہ یہ کیا آفت آئی اُسوقت پیروں نے
کہا کہ اے بادشاہ آگاہ ہو کہ دریابار کو سحر اسد نے قتل کیا اور جو واقعہ کہ گذرا تھا سب
بیان کیا اور آگ لگ گئی لاش دریابار کی جل گئی پھر ایک آندھی بڑے زور و شور سے
چلی کہ وہ خاک بھی اُڑ گئی سمندر شاہ کو یہ حال دیکھکے بہت غم ہوا اور اہل دربار عشاق
سے کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ اہل اسلام بہت بااقبال ہیں آگے سنتا کہ دریابار نے
بندوبست کرلیا تھا اگر ساحر لشکر کے ہمراہ نہوتے تو سب لشکر گرفتار ہوجاتا مگر کیا کیا جائے خیر
ہم خواہ حیران کوئی نہ کوئی ضرور گرفتار کرینگے اور اِن دونوں ساحروں کو بھی قتل کرینگے
عشاق نے کہا کہ ضرور اب تم اپنے بندوبست میں رہو مگر یہ خیال کرو کہ لشکر اسلام آگیا
یہ لوگ روکنے والے نہیں ہیں اسی طور سے مقابلہ کرتے ہوئے چلے آئینگے سمندر شاہ نے کہا کہ
میں کیا بندوبست کروں سب طرف نامہ لکھ چکا ہوں وہ لوگ آتے ہونگے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ وہ طائر آکر

انکو پہونچے جوکہ پہلے نامہ لیکر گئے تھے اور جو جواب اُن سب نے تحریر کیے تھے وہ دیے سمندر شاہ
نے دیر سے جواب پڑھوائے مضمون سے آگاہ ہوئے اہل دربار اور عشاق سے کہا کہ تم
لوگون نے سنا جو اُن سب نے جواب لکھا ہو اسکے بعد جو مین نے نامے روانہ کیے ہین سانڈنی
سوارون کے ہاتھ اُنکا دیکھیے کیا جواب آتا ہو یہ کہکر دربار برخاست کیا اور داخل محل ہوا
وہ دن تمام ہوا رات بھی بسر ہوئی صبح ہوئی سمندر شاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار
ہوئے کہ وہ سانڈنی سوار آکر پہونچے کہ جوکہ بعد کو نامے لیکر گئے تھے اور وہ جواب دیے جوکہ
لیکر آئے تھے سمندر شاہ اُس مضمون سے بھی آگاہ ہوا اور کہا کہ ای اہل دربار یہ جو انھون
نے تحریر کیا ہو کہ ہم لشکر لیکر آتے ہین اپنا بندوبست لشکر کا کر لیا ہو بس اب معلوم ہوتا ہو کہ
اِنکی مرتبہ جو نامے اِن سبکے پاس پہونچینگے یقین ہو کہ وہ لشکر لیکر روانہ ہون کیونکہ بہت تاکید سے
انکو نامے لکھے گئے ہین اس تحریر پر ضرور لشکر لیکر آئینگے اہل دربار نے کہا کہ جبکہ آپ نے
اِن سبکو برائے کمک طلب کیا ہو تو کیا ضرورت ہو کہ اہل اسلام کی راہ روکی جائے انکو آنے
دیجیے اور مقابلہ کیجیے یہ کیا امر ہو کہ راہین روکی جاہین سمندر شاہ نے کہا کہ مین نے اس سبب سے
راہین روکنے کا بندوبست کیا کہ ابھی تک میرے نامون کا جواب نہین آیا ہو نہ اُن لوگون کا حال معلوم ہوا
ہو کہ جنکو مین نے برائے کمک طلب کیا ہو اگر یہ لوگ نہ آئے اور لشکر اسلام آگیا تو کیونکر مقابلہ ہوگا
اس سبب سے انکو راہ مین روکے تاکہ یہان تک نہ آسکین اہل دربار نے کہا کہ یہ رائے آپکی بہت
عمدہ تھی مگر اسمین یہ نقص تھا کہ اگر اُنکے ساتھ ساحر نہوتے تو وہ لوگ ضرور گرفتار ہوتے مگر جب
صاحبقران اُس مقام پر آتے وہ اسم اعظم کے ذریعہ سے سبکو قتل کرکے رہا کرتے اور اِس طرف آتے
تو وہ ساحر صاحبقران کے ہاتھ سے مارے جاتے ہمارے لشکر مین کم ہو جاتے جیسے کہ اسوقت ہوا
کہ ایک ساحر زبردست مارا گیا اگر وہ ہوتا تو ایک دن مقابلہ کرتا اچھا آپکو یہ لازم ہو کہ لشکر بڑھائیے
نہ کہ کم کیجیے لوگون کو اِدھر اُدھر روانہ فرمائیے لشکر کثیر فراہم کرکے حریف سے مقابل جائیے تاکہ حریف کو معلوم
ہو کہ لشکر کثیر ہو اُنکو بھی تو یہ بات ثابت ہو جائے کہ برسون مقابلہ ہوگا اور اگر لشکر کم ہوگا تو حریف کی
نگاہ مین کچھ نہ معلوم ہوگا سمندر شاہ نے کہا کہ اسوقت یہ رائے نہ بیان کی انھون نے عرض
کیا کہ اسوقت آپکی اور آپکے اُستاد کی یہ رائے تھی ہمنے خیال کیا کہ اگر ہم کچھ رائے دینگے تو خلاف
مزاج عالی ہوگا بموجب شعر ؎ شعر خلاف رائے سلطان رائے جستن ٭ بخون خویش باید دست شستن ٭
اس شعر پر ہمنے عمل کیا اور کچھ حضور کی خدمت مین نہ عرض کیا سمندر شاہ نے کہا کہ اچھا ہوتا ہو وہ
لوگ تو چلے گئے اُنھون نے عرض کیا کہ ملاحظہ فرمائیے کیا حاصل ہوا اُنکے لشکر کے ہمراہ ساحر تھے
اُنپر یہ حال ظاہر ہوا کہ راہ کسی ساحر نے روکی ہو آخر کو مقابلہ کرکے قتل کیا اور یہ بھی کوئی امر ہو کہ آپکے
زمانہ مین تو یہ راہ صاف تھی یا اب ایک دریا حائل ہو گیا جو کہ درمیان مین حائل ہو سہراب لیپا جو کہ
اُنکے ہمراہ موجود ہو وہ یہان کی کل راہون سے واقف ہو بھلا کیونکر وہ یقین کر لیتا کہ یہ دریا اصلی ہو
ضرور اُسنے خیال کیا ہوگا کہ یہ دریا سحر ہو اُسنے دریا بار کو قتل کیا ہوگا اور جو کوئی راہ مین خلاف
بندوبست ہوا ہوگا اُس سے بھی وہ آگاہ ہو جائیگا کیونکہ اچھو ایک امر اُسپر ظاہر ہو گیا کہ راہ روکتے ساحر
آئے ہین اب وہ ساتھ ہوشیاری کے اور اپنے بندوبست کے ساتھ لشکر لیکر آئیگا اب وہ دھوکا نہ کھائیگا
سمندر شاہ نے کہا کہ یہ امر تو ضرور ہو اب کوئی بندوبست نہین ہو سکتا ہو جو ہونا تھا وہ ہوا یہ سنکے اہل دربار

نے کہا کہ اب آپ یہ تدبیر فرمائیے کہ لشکر کا بندوبست کیجیے جو جو ساحر حضور کے ملازم ہین اُنکو طلب فرمائیے
سمندر شاہ نے کہا کہ مین اُسکا بندوبست کر چکا ہون یقین ہے کہ وہ لوگ آتے ہونگے کل یا پرسون سے
آمد لشکر شروع ہو جائیگی یہ کہکر سمندر شاہ نے دربار برخاست کیا دوسرے دن پھر دربار کیا سب
اہل دربار حاضر ہوئے اُسکے دربار مین ساحر و غیر ساحر دونون قسم کے سردار ہین دست راست کی طرف
تو ساحر ہین اور دست چپ کی طرف غیر ساحر ہین بہت بڑا دربار ہے اُسکے تخت مین چار شیر لگے ہوئے
ہین وہ طلائی ہین مگر سحر کے ہین کیسے کیسے زبردست ساحر ہین جو سامری و جمشید کو طفل مکتب جانتے
ہین ہر ایک اپنے زمانہ کا سامری ہے اور جو پہلوان ہین وہ اپنے وقت کے رستم و اسفندیار ہین اور بڑے
زبردست ہین دربار خوب آراستہ ہے کہ مرمر جادو کی لاش آکر پہونچی اُسی طور سے اُسکے بھی مرنے سے
آگاہ کیا سمندر شاہ کو بہت بڑا افسوس ہوا اور بہت رنج ہوا اور اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر کہا
کہ تم لوگ سچ کہتے تھے دراصل اب بیکار ہے مناسب ہوگا کہ حیران اور زورق چلے آئین اہل دربار
نے کہا کہ مناسب تو ہے یہی تقریر ہو رہی تھی کہ حیران و زورق دونون آکر پہونچے حیران اُس
گنبد مین آیا زورق اپنی منزل سحر مین آیا یونہی باعلان آئے سمندر شاہ کو آکر سلام کیا
اور عرض کیا کہ ہم لوگ اہل اسلام کی راہ نہین روک سکتے ہین وہ لوگ بڑے زبردست ہین کیسے
کیسے زبردست ساحر اونکے ہاتھ سے مارے گئے جنکا مثل و نظیر نہ تھا ہمکو یہ معلوم نہ تھا کہ اُنکے ہمراہ
بھی ساحر زبردست ہین سمندر شاہ نے کہا کہ مین نے تو تمسے کہدیا تھا کہ اُنکے ہمراہ ساحر
ہین ایک سہراب ہے جو کہ میرا سپہ سالار تھا ایک کوئی اور ساحر ہے اُسپر تم لوگ غافل رہے
اُنھون نے جواب دیا کہ ہم غافل نہین رہے بلکہ بہت ہوشیار رہے ہر حالت خبرداری مین
مارا گیا دریا بار ہان حالت غفلت مین مارا گیا جب وہ قتل ہوا تو ہمکو بھی ہوش آیا ورنہ ہم
بھول گئے تھے کہ آپنے فرمایا تھا خیر یہ تو گذر گیا اب ہم اس سبب سے چلے آئے ہین کہ راہ
روکنے سے کیا حاصل ہے اُنکو یہان آنے دیجیے مقابلہ کرینگے وہان ہمارے جوہر اور کمال دیکھنے
والا کون تھا جو ہم اپنے کمال اُسکو دکھاتے ہم چلے آئے سمندر شاہ نے کہا کہ تمنے اچھا
کیا اور بہت خوب کیا آنے دو ہم اُن سے مقابلہ کرینگے سمندر شاہ نے کہا کہ یہ ہمکو معلوم
ہے کہ لشکر اسلام کسقدر دور ہے اُنھون نے جواب دیا کہ جہان پر ہم تھے اُس سے دس کوس آج
لشکر کل اُنکا آکر مقیم ہوگا جہان ہم راہ روکے ہوئے تھے اُنکی منزل تھی اور مجھسے دس کوس
کے فاصلے پر زورق تھے پس اب بیس کوس کے فاصلے پر اُنکا لشکر ہے اور زورق شہر
سے بیس کوس کے فاصلے پر تھے لہذا یہ امر ہمکو ثابت ہوا اور بخوبی یقین آگیا کہ شہر سے
چالیس کوس پر اُنکا لشکر ہے پرسون لشکر اُنکا قریب شہر کے پہونچ جائیگا سمندر شاہ نے
کہا کہ آپ صاحبان کو یہ بھی معلوم ہوا کہ کسقدر لشکر ہے اور کون کون ساحر اُنکے لشکر کے
ہمراہ ہین یہ امر ضرور دریافت کرنا چاہیے اُنھون نے جواب دیا کہ یہ جو لشکر آتا ہے یہ تو اُنکے لشکر کا
پیش خیمہ لشکر آتا ہے نہ کہ کل لشکر ہے اُسکے بعد لشکر کی آمد شروع ہوگی سمندر شاہ نے یہ سنکے
چند ہرکارے برائے خبر آمد لشکر روانہ کیے مگر وہ ہرکارے جو کہ سحر سے واقف تھے اُنکو حکم دیا
کہ تم جا کر بہت جلد خبر لاؤ کہ لشکر اسلام کا پیش خیمہ کہان تک آئیگا پس وہ ہرکارے حکم پا کر طرف
اُس لشکر کے روانہ ہوئے ادھر سمندر شاہ نے طائران سحر کو اُس خبر کے لیے روانہ کیا اور کہا

بیان کرتا ہی کہ سمندر یہ تدبیر کرکے اور دربار برخاست کرکے اندر محل کے گیا اور سب نے
اپنے مقام کی راہ لی ہوتے ہی مگر سمندر نے یہ تدارک اسلیے کیا تھا کہ جب جبیل خیمہ اُنکا اُٹھا
تو وہین جا کر دیکھونگا اور تماشا دیکھونگا تو اسکی آنکھ دیکھونگا یہ بھی اُسکی ایک سوچ تھی جو ذہن مین
آ گیا تھا راوی نے بیان کیا ہی کہ سمندر شاہ کا ایک قدیم ہی کہ وہ بہت بڑا امیر زادہ ہی اور زبر
سجدہ بھی ہی اسکی بزرگی کا یہ حال تھا کہ اسکو ہر وقت اور ہر ساعت یہ فکر رہتی تھی کہ کوئی تدبیر
ایسی ہو کہ اہل اسلام کو ذلت ہو مگر ابھی تک اُسنے کوئی بات ایسی نہین کی کہ جسکے سبب سے
ذلک ہو مگر کوئی راے دی خاموش بیٹھا سنا کیا کئی مرتبہ قصد ہوا کہ کچھ راے دون مگر کچھ
خیال کرکے خاموش ہو رہا اسی فکر مین کہ کیا تدارک کرون جب یہ خیال کرتا ہی کوئی تدبیر سمجھ
نہین آتی ہی اسی فکر مین تھا جب یہ دونون ساحر واپس آئے اور دو بارہ گئے کو یہ رای انکی
بہت پسند آئی تھی کہ یہ جا کر راہ روکین جب یہ امر ظہور مین آیا تو اسکو بہت بڑا صدمہ ہوا مگر انکی
کوئی راے اسکے ذہن مین نہین آئی ہی کہ یہ بیان کرے خاموش اپنے مکان پر دربار
برخاست ہونے کے بعد چلا آیا اور فکر کرنے لگا کہ کون سی تدبیر کیجاے کہ لشکر اسلام ذلک
اٹھا سکے اسکو ابھی اسی فکر مین رکھا جاتا ہی اسکی جوانمردی کا آئندہ حال تحریر ہوگا یہ خاص ملاحظہ حالات
صحیح راوی نے بیان کیا ہی کہ جب وہ دن تمام ہوا اور غروب آفتاب سے تمام صحرا تاریک ہو گیا
لشکر اسلام نے اسی صحرا مین خیمے برپا کرکے دلیران تمام بسر کی صبح کو جبرئیل پیش خیمہ ایک طرف
سمندر ہوکے روانہ ہوئے کہ اس طور سے کہ تمام کے آگے لشکر کے عمرو الان تخت پر سوار سر پر
ابر سایہ کئے ہوئے جھولی پاین شانے پر پڑی ہوئی جو تاج بندھا ہوا تخت پر چلا آتا ہی
عقب مین اُسکے تمام لشکر جبرئیل سلاح جنگ سے آراستہ دور کا میلہ مرکب پر سوار خود سر پر
تلوار کمر سے لگی ہوئی نیزہ کنوتی مرکب پر رکھا ہوا برابر جبرئیل کے عادل وہ بھی خود سر پر
اور دیگر سردار وسط لشکر مین اتالیق بارگاہ کا عقب لشکر کے لیے ہوئے چلے آتے ہین یہانتک
کہ اسدن جو منزل کی تو اسی مقام پر جہاں مرحلہ حیران نے بتایا تھا اور بحرمت لشکر اسلام فراغت سے
چلے گئے تھے جبرئیل نے اسدن اسی مقام پر اپنا خیمہ برپا کیا اور سب لشکر نے بہ اطمینان تمام وہان
بسر کی دوسرے دن پہلے تو پیش خیمہ روانہ کیا پھر وہ تیغ لشکر نے کوچ کیا یہ تو ادھر سے جاتے ہین
ادھر طائران سحر آئے اور سمندر شاہ کو خبر دی کہ اے بادشاہ کل لشکر اسلام کے ہر اول کا لشکر فلان
مقام پر پہنچیگا اور پرسون کے روز اس صحرا مین داخل ہوگا جو کہ ہمارے شہر سے سبزہ کوس پر ہی
اور وہ صحرا بہت پر فضا ہی جا بجا چشمے جاری ہین اور ہزار ہا درخت پھولون کے اس زمین مین طرح
طرح کے پھول کھلے ہوئے ہین واقعی وہ صحرا قابل دید ہی یہ سنکے سمندر شاہ نے حکم دیا کہ کل
ہمارے سردار تیار رہین ہم بھی جا کر لشکر اسلام دیکھین گے یہ حکم دیکر سمندر شاہ نے دربار
برخاست کیا یہ واضح رہے کہ اب سمندر روز دربار کرتا ہی پہلے یہ امر تھا کہ کبھی دن دربار مین آیا کبھی نہ
آیا کوئی پرواہ نہ تھی سواے عیش و عشرت کے دوسرا کام اسکو نہ تھا مگر جب سے اسکو یہ معلوم ہوا
کہ خدا پرستون نے بہت سے ملک بزور تلوار بزور سحر لے لیے ہین اور بہت سے بادشاہ اُنکے مطیع
ہوگئے ہین بلکہ عمرو الان ادھر کو لشکر لیکر چلی آتی ہین اسدن سے روز دربار کرنے لگا ہی اب کوئی
دن ناغہ نہین کرتا ہی اب جو خبرین آتی ہین دربار مین آتی ہین جب یہ دربار برخاست کرکے گیا اسدن

انتظام کرنے لگے کہ کل ہمراہ بادشاہ کے چلنا ہوگا اُسنے عام حکم دیا تھا اور کسیکا نام نہین لیا تھا سب
سردار ساحر وغیر ساحر اپنا اپنا بندوبست کرنے لگے یہان دوسرے دن جنرل نے پھر کوچ کیا اور
اُس مقام پر آکر قیام کیا کہ جہان زورق نے آکر اپنا مرحلہ تیار کیا تھا جب اُسنے یہ خبر سُنی کہ ہرمز
قتل ہوگیا اُسیوقت وہان سے چلا گیا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ اب کوئی ایک منزل وہ مقام
رہگیا ہے کہ جسکی تعریف سہراب نے کی ہے کہ وہ مقام نہایت خوشنما اور پرفضا ہے غزالان کا یہ طریقہ
ہے کہ وہ سب پیش خیمہ لشکر کا اور سب سامان اپنے ہمراہ کا لیے ہوئے چلی جاتی ہے اُسکو کوئی خوف
نہین ہے اسوجہ سے آگے لشکر کے جاتی ہے کہ اگر میرے شراکت کی خبر سمندر شاہ کو ہوگی تو وہ میرے
بھائی سے بہت ناخوش اور ناراض ہوگا بلکہ غزالان کو یہ خیال ہے کہ اگر مقابلہ ہو تو پہلے مین ہی سمندر
شاہ سے مقابلہ کرون کیونکہ اسنے چندمرتبہ میری طرف گمان بد کیا اور اکثر مجھکو نظر بد سے
دیکھا اور خیال فاسد میرے ساتھ رکھتا تھا اور یہ خیال کرتا ہے کہ مین اسکو اپنے عقد مین لاؤن اسی
سبب سے دربار مین کم جاتی تھی اور اپنے کو ہمیشہ بچایا کرتی تھی بلکہ غزالان اسی سبب سے اسکو
نہین قبول کرتی تھی کہ وہ مرد ضعیف اور بدصورت ازحد تھا اور نہایت بدشکل تھا رنگ اُسکا سیاہ
جیسے کندہ آبنوس لب موٹے موٹے دانت بڑے بڑے ہاتھ اور پیر مین جھریان پڑی ہوئی تھین
منھ پر چیچک کے داغ غرضکہ یہ معلوم ہوتا تھا کسی نے پنجہ چہرے پر پھیر مارا ہے اور یہ ایک حسین
مہ جبین عورت ازحد خوبصورت جوان نازنین تھی کہ جسکی خوبصورتی کا شہرہ تھا اور ابھی کم سن تھی
کیونکر یہ منظر کو قبول کرتی جب اُسنے ایسے خیالات اپنے دل مین سوچے تو اُسنے دربار کا جانا ترک
کردیا تھا آٹھوین ساتوین جایا کرتی تھی یا کوئی ضرورت پیش آجاتی تھی اُسوقت جاتی مگر بیٹھتی
گھڑی آدھ گھڑی کو چلی جاتی اور تھوڑے عرصہ مین اپنے کام سے فراغت کرکے اپنے مقام پر
چلی آتی تھی اسی سبب سے اُسنے سپہ سالاری اُسکی نہین کی ہرچند وہ کہتا تھا کہ تم میری سپہ سالاری
قبول کرو یہ عہدہ بہت بڑا ہے مگر اُسکو انکار رہا اپنے بھائی کو عہدہ سپہ سالاری دلوا دیا کیونکہ اُسکو
تو دربار سے انکار تھا یہ کیون سپہ سالاری قبول کرتی دوسرا امر یہ تھا کہ ہمیشہ سے سمندر
شاہ کی اطاعت سے کراہیت رکھتی تھی بس یہ سبب تھا کہ جو اُسکو خوف کسی طرح کا
نہ تھا باعلان ہمراہ لشکر صاحبقران تھی اور اسی نے ہرمز جادو کو قتل کیا تھا یہ بھی ایک
باعث تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ دن جنرل نے خیمے برپا کرکے اُسی صحرائے پرفضا مین
بسر کیا دوسرے روز بوقت صبح لشکر کو خوب آراستہ کرکے نئی وردیان سبکو پہنا کر اور خود بھی سلاح
جنگ صاف کرکے آراستہ ہوکر طرف سمندریہ کے چلے کیونکہ سہراب نے کہا تھا کہ اب
جو قیام ہوگا تو اُسی صحرا مین ہوگا جو کہ شہر سے متصل ہے اس سبب سے جنرل نے لشکر کا بندوبست
بہت اچھی طرح سے کیا تھا یہ لشکر کو لیکر جب اُدھر چلے تو عجب کیفیت نظر آتی تھی کہ ہزارہا آدمی
واسطے دیکھنے لشکر کی آمد کے کھڑے ہوئے کوئی اپنے کوٹھون پر کوئی درختون پر چڑھ گئے تھے
جب لشکر آپہونچا تو دیکھا کہ کیسے کیسے نئے نئے نشان ہمراہ لشکر تھے اُنکے سنہرے پھریرے
نئی نئی وردیان کل فوج پہنے ہوئے زرق برق اور اہل لشکر کی پوشاکین نہایت عمدہ اور
سردارون کے لباس کیسے کیسے مرکب خوش رفتار زیر ران خود چمکتے ہوئے سامنے
چمکتی ہوئین سپرین پشت پر سنانین مانند دوش بدوش رکھا سب کا سب چلے آتے تھے ان

سمندر شاہ نے جب صبح ہوئی دربار کیا جو کہ سردار ساحر تھے علاوہ عشاق جادو کے
سب کو حکم دیا کہ آپ لوگ میرے ہمراہ چلیں میں آمد لشکر اسلام کا تماشا دیکھنے جاتا ہوں
عشاق سے کہا کہ استاد آپ یہاں تشریف رکھیں آپ کیوں زحمت فرماوین ابھی تو اول
لشکر پیش خیمہ لیکر آتا ہے ہان جب لشکر آئیگا اسوقت آپ براے تماشہ تشریف لیچلیے گا یہ
سنکے عشاق نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر یہ مصرعہ پڑھا مصرع راضی ہیں ہم اسیمیں جسمیں تیری
رضا ہے ٭ اسوقت سمندر شاہ عشاق کو اور چند سردارون کو دربار میں چھوڑکر اور چند سردارونکو
اپنے ہمراہ لیکر جو کہ ساحر تھے مثل گلاب جادو و سرخاب جادو و لیطا جادو و سوسمار جادو
وغیرہ کے تخت سحر پر سوار ہو کر چلا یہ سب سردار کوئی طاؤس پر کوئی اژدر پر کوئی ہنس پر
کوئی فرشتے پر کوئی لیلا کوئی مرکب سحر پر قریب دو تین سو کے تھے ہمراہ ہوئے تخت سحر اڑتا
ہوا ابر سحر سر پر سایہ فگن اس سے بارش مروارید ہوتی ہوئی سرخ لباس پہنے ہوئے الماس نگار
طلائی بازو پر بندھے ہوئے تمام جواہرات سے آراستہ گلدستہ نہایت خوشنما روبرو تخت پر
رکھے ہوئے گرد سردار اپنی اپنی سواریوں پر سوار بڑے جاہ و حشم سے چلا چونکہ یہ ساحر تھا
تھوڑے ہی عرصہ میں اس مقام پر آکر پہونچا کہ جدھر سے لشکر اسلام آتا تھا ایک مقام پر فضا
دیکھکر اسنے خیمہ سحر آراستہ کیا اسکے اندر تخت سحر پر بیٹھا اور سب سردار گرد کرسیون پر اور اورنگون پر
متمکن ہوئے راوی نے بیان کیا ہے کہ سمندر شاہ کو اس مقام پر ٹھیر کر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ایک طرف
سے غبار بلند ہوا یکایک سمندر شاہ کی نگاہ اس غبار پر پڑی اسنے سردارون سے کہا
کہ معلوم ہوتا ہے کہ لشکر اسلام آتا ہے اب دیکھنا چاہیے کہ کس شان و شوکت کا لشکر ہے وہ غبار کہ فرز
اسمان سے برابر شق ہوا سمندر شاہ اور اسکے سردار سب لشکر کی آمد کو دیکھنے لگے ناظرین
پر معلوم ہو کہ سمندر شاہ جو بادشاہ ہوکر خود براے دید لشکر اسلام آیا ہے اسکا کیا سبب ہے
چونکہ یہ لشکر اسلام کی بہت تعریف سنتا تھا اور اکثر کتابون میں بھی اپنی نظر سے دیکھ چکا تھا کہ ایسا نامی لشکر
ہے اور یہ شوکت ہے اس طرح سے لشکر اسلام آتا ہے اسکو بہت اشتیاق تھا کہ لشکر اسلام دیکھون جب
اسنے سنا تو اسی اشتیاق میں براے دید آیا ہے پس جب وہ گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ
وہ گرد شق ہوئی اس سے کئی سو سقے بادلے کی لنگیان باندھے ہوئے گلبدن کے پاجامے
انمیں بانات کے تکمے و شلوکے پہنے ہوئے تھے مخمل کی کرتیان سرون پر سرخ پگڑیان سرونمین
باندھے ہوئے مشکیں پشتون پر انکے منہ پر ہزارے چڑھے ہوئے تھے اور وہ سقے برابر
چھڑکاؤ کرتے ہوئے سامنے سے آئے اور مزدور وغیرہ زمین کا نشیب و فراز درست کرتے
ہوئے چلے آتے ہیں غرض کہ از حد صفائی راستے کی ہو رہی تھی کہ وہ بھی قابل دید تھی جب صفائی
کر چکے تو ایک طرف کو سب سقے اور مزدور وغیرہ دست بستہ کھڑے ہو گئے چونکہ سہ پہر کا وقت
تھا اور منزل بھی تمام ہو چکی تھی اس سبب سے یہ سب کے سب ایک طرف مودب کھڑے ہو گئے
اتنے عرصے میں کئی سو فیل کہ جنپر زرنگار اور جھولیں زربفت کی پڑی ہوئیں انپر علمہاے
تعریف خدا و نعت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم مرقوم تھی وہ بھی آہستہ آہستہ آئے اور ایک
مقام پر کھڑے ہو گئے اور انکے عقب سانڈنی سوار بہت عمدہ وردیان پہنے ہوئے کہ جنکا شمار نہیں کیا جا
سکتا تھا وہ آئے انکے بعد خاص بردار رسالہ دل چوبدار مرکبان خوش رفتار ہمراہ چوبداران

ہاتھ میں اُنکے عقب میں اور جلوس زرق برق آیا یہ سب سمندر شاہ و سرداران سمندر شاہ نے دیکھا
کہ ایک تخت سحر چلا آتا ہے اُسپر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہوئی ہے اور سر پر ابر سایہ فگن ہے اُس ابر سے
بارش مروارید ہو رہی تھی سمندر شاہ نے اپنے سرداروں سے کہا کہ دیکھنا یہ کون تخت سحر پر سوار
ہے کہ اتنے عرصہ میں وہ تخت بھی آکر ایک سمت قائم ہوا اب جو غور کرکے سمندر نے دیکھا تو پہچانا اور
سرداروں سے کہا کہ یہ نازنین بالکل ہمشکل ہے اور مشابہ ہے ملکہ غزالان دختر آفتاب جادو سے یہ
سنکر گلاب جادو سے کہا کہ دیکھو یہ عورت جو کہ تخت سحر پر سوار ہے اور آگے لشکر کے آئی ہے بالکل تمہاری
بہن کی صورت ہے میں جانتا ہوں کہ وہی ہے گلاب نے کہا کہ یہ قدرت خداوند تعالےٰ ہے کہ ایک صورت
کے بھی انسان ہوتے ہیں اُسکو مرے ہوئے ایک زمانہ ہوا الاخر بھی اُسکی آگئی تھی وہ بھی جلا دی گئی اب
وہ کہاں یہ اُسکی صورت کی کوئی اور ساحرہ ہے اگر وہ زندہ ہوتی تو ضرور یک حضور ہوتی نہ کہ اہل اسلام کے سمندر شاہ
نے کہا کہ یہ امر تو ضرور ہے مگر میں نے ایسی ہمشکل ایسی صورت انسان کم دیکھے ہیں سمندر کے یہ کلام سنکر
سردار کہنے لگے کہ حضور ہمکو تو وہی معلوم ہوتی ہے جاسوس وہ نہ گلاب نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ
زندہ ہوتی اور یوں آپکی گون سے جدا ہوتی اور اگر وہی ہے تو کوئی مقام تعجب نہیں اکثر ہم صورت ہوتے ہیں
مگر دل میں یہی خیال ہر وقت تھا کہ در اصل وہی ہے چونکہ یہ مسلمان ہو گئی تھی اگر اُس وقت لوا سینے پہ اسکو
قتل کیا چونکہ در اصل اُسکی نہ لاش آچکی تھی اور جلائی بھی جا چکی تھی اس سے یقین ہو سکتا تھا کہ وہ نہیں سمندر
شاہ نے کہا کہ یہ تو ضرور ہے کہ یہ وہ نہیں ہے بلکہ اُسی کی ہم صورت ہے گلاب نے کہا کہ ہاں یہاں تو یہ گفتگو
ہو رہی تھی کہ سمندر شاہ نے دیکھا کہ ایک جوان سر سے پاؤں تک سلاح جنگ سے آراستہ مرکب
پر سوار اُسکے برابر دوسرا جوان عقب میں لشکر دیکھا کہ سہراب جادو بند و بست لشکر کرتا ہوا بڑی
شان و شوکت سے چلا آتا ہے اور بارگاہ کا وسط لشکر میں ہے کہ وہ جوان آکر اُس صحرا میں مرکب کو
روک کر کھڑا ہو گیا اور اُس جوان نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ اتنے عرصہ میں سہراب اُسکے قریب آیا جرنیل
نے کہا کہ کیوں سہراب یہ وہی صحرا ہے جو کہ قریب شہر کے تھا سہراب نے کہا کہ جی ہاں اب
جو کوچ فرمائیگا تو شہر میں منزل ہوگی یہ کہکر سہراب نے اِدھر اُدھر دیکھا اور عرض کیا کہ جہاں
حکم ہو وہاں پر خیمہ شاہی اور بارگاہ برپا کرائی جاوے یکایک سہراب کی نگاہ سمندر شاہ
پر پڑی دیکھا تو ایک طرف صحرا میں جانب شہر کے ایک خیمہ بکر بہت عمدہ اور پر تکلف برپا
کئے ہوئے فروکش ہے اور چند سردار ہمراہ ہیں یہ دیکھکر سہراب نے جرنیل سے کہا کہ آپنے
دیکھا وہ جو سامنے خیمہ برپا ہے اُسمیں سمندر شاہ مع چند سرداروں کے بیٹھا ہوا ہے معلوم
نہیں کہ یہاں کس غرض سے آیا ہے اور کیا نیت ہے ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ شکار کھیلنے کو آیا ہوگا
اگر برائے مقابلہ آیا ہوتا تو لشکر مع سامان جنگ آتا یہ ضرور شکار وغیرہ کو آیا ہے جرنیل نے کہا
اگر شکار کو آیا ہے تو کیا پرواہ ہے باہر آئے مقابلہ کرے ہمکو کوئی خوف نہیں ہے یہ کہکر حکم دیا کہ
کہ لشکر اُترے مناسب جگہ دیکھکر اور بارگاہ سلطانی و خیمہ شاہی برپا کیا جائے مگر یہ خیال
ضرور کر لینا چاہئے کہ ہمراہ صاحبقران کے لشکر کثیر ہے ہزاروں خیمہ وغیرہ سرداروں کے
برپا ہونگے کوسوں کے گرد میں لشکر اُتریگا یہ صحرا تمام لشکر سے مملو ہو جائیگا مگر اسکا خیال
رہے کہ پانی کی تکلیف نہ ہو چشمہ آب وغیرہ وسط لشکر میں ہوں کیونکہ یہ صحرا بہت پر فضا اور بہت
پر بہار ہے اس صحرا کو صاحبقران بہت پسند فرمائینگے یہ جو حکم دیا لشکر اُترنے لگا خیمے برپا ہونے لگے بارگاہ سلطانی برپا

کی گئی کوسون تک صحرا بارگاہون اور خیمون مین مملو ہوگیا لشکر اُترا چھاونی ہوگئی بازارین
آراستہ ہوئین سب لشکر اُترا سہراب لشکر کا بندوبست کرکے اپنے خیمے مین گیا جزیل
دعادل اپنے اپنے خیمون مین گئے غزالان بھی اپنے خیمے مین گئی یہ دیکھکر سمندر شاہ نے
اپنے سردارون سے کہا کہ یہ بہت بڑا لشکر آیا نہ معلوم انمین کون صاحبقران ہین سمندر
شاہ سہراب کو دیکھکر جل گیا اور اپنے سردارون سے کہنے لگا کہ یہ جو سہراب بڑے شان و
شوکت سے ہوگئے ہین اسمین بہت بڑی شوکت پیدا کی ہے کل لشکر کا مختار معلوم ہوتا ہے سردارون
نے کہا کہ یہ بہت بڑا صاحب اختیار معلوم ہوتا ہے سمندر شاہ نے کہا کہ ہان مگر کیا ہوگا یہان
اگر سب فال بگڑ جائیگا یہ لشکر سب یہان تباہ اور برباد ہو جائیگا یہ کہکر کہا کہ چلو اب یہان
ٹھہرنے کی کیا ضرورت ہے جب لشکر آئیگا تو دیکھا جائیگا ابھی کیا ضرورت ہے کہ اب ہم یہان قیام
کرین جب لشکر آئیگا تو ہم بھی برابر سے مقابلہ کرینگے اور اپنا لشکر بھی ہمراہ لائینگے اتنے عرصے
مین ہمنے جن جن لوگون کو نامے تحریر کیے ہین وہ بھی آجائینگے ہمارے پاس بھی لشکر جمع ہوجائیگا
یہ کہہ رہے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ اے بادشاہ یہ جو لشکر آیا ہے یہ لشکر اسلام کا ہراول
ہے اسکے ہمراہ ایک لاکھ پچاس ہزار کا لشکر ہے اور بارگاہ لیکر آیا ہے اس لشکر کے ہمراہ آپکا
سپہ سالار سہراب جادو بھی ہے اور ایک ساحرہ ہے کہ جو کہ بالکل مشابہ ہے ملکہ غزالان سے
ہمکو تو شبہ ہوتا ہے کہ غزالان یہی ہے سمندر شاہ نے کہا کہ وہ تو مرگئی ہے وہ کہان ہے یہ اسکی
صورت ہے یہ کہکر سمندر شاہ نے کہا کہ مین تو اب جاتا ہون تم یہ دریافت کرو کہ کب سے آمد لشکر
کی شروع ہوگی انھون نے عرض کیا بہت خوب یہ کہکر ہرکارے تو اودھر کو روانہ ہوئے سمندر شاہ
اپنے شہر کو مع سردارون کے چلا گیا چونکہ رات ہوگئی تھی یہ داخل شہر ہوکر محل مین چلا گیا سب سردار اپنے
اپنے مقام کو گئے مگر سمندر شاہ جو محل مین گیا تو اسکو فکر ہوئی کہ یہ کیا سبب ہے کہ یہ جو نازنین ہے ہمصورت
ہے ملکہ غزالان کی اور مین یقین کرتا ہون کہ یہ غزالان ہے جب یہ میرے کمک لیکر گئی تھی اور
عیار اسکو قتل کرکے چلا گیا تھا تو یہ امر نہین ہے بلکہ یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ اسکو اسیر کرلیگیا اور اسکی صورت کا پتلہ
بناکر یا کسی انسان کو اسکی صورت بناکر قتل کر ڈالا یا ہمکو دھوکا ہوا اور یہ ضرور وہی ہے خیر دیکھا جائیگا
معلوم ہوجائیگا یہ خیال کرکے سمندر شاہ اپنے مقام آرامگاہ مین چلا گیا اور جاکر سو رہا گلاب جو محل
مین آیا اپنی مان سے کہنے لگا کہ والدہ صاحبہ بڑا غضب ہوگیا اب دربار مین کسکو منہ دکھانے کے
قابل نہین رہے اس گیسو بریدہ نے ہماری آبرو لے لی سب اہل دربار یہ کہینگے کہ آفتاب کی
دختر گلاب کی ہمشیر شریک اہل اسلام ہوئی اور اپنے مذہب اصلی کو ترک کردیا جب یہ ذکر ہوگا تو
کیونکر ہماری آبرو رہیگی سوا اسکے سر جھکانے کے کوئی امر نہ بن پڑیگا مان نے کہا کہ اے فرزند اب کیا ہوتا
ہے جو ہونا تھا وہ ہوا گلاب نے کہا کہ اے والدہ آج ہی کا ذکر ہے کہ بادشاہ نے خبر آمد لشکر اسلام سنتے ہی چند
سردارونکو لیکر برائے دید لشکر اسلام گئے تھے تو مین بھی ہمراہ گیا تھا وہ گیسو بریدہ آگے آگے لشکر اسلام کے
تخت پر سوار چلی آتی ہے سمندر شاہ نے دیکھکر کہا کہ اے گلاب یہ نازنین کسقدر مشابہ ہے غزالان تمھاری ہمشیرہ کے
بلکہ مجکو شبہ ہوتا ہے کہ یہ وہی ہے مین نے کہا اسوقت تو یہ کہکر اس امر کو بادشاہ کے دل سے نکالدیا کہ ایک
صورت کے بہت انسان ہوتے ہین یہ تو بخوبی معلوم ہوگیا کہ غزالان مرگئی اسکی لاش بھی جلادی گئی اب وہ کہان سے
آتی گو سرداران نے کہا مگر مین نے ایسی امر سے انکو قائل کیا مین تو جانتا تھا کہ یہ وہی گیسو بریدہ ہے مگر اسوقت تو ٹال دیا مگر یہ امر

پوشیدہ نرہیگا ضرور ظاہر ہوگا اُسکی ماں نے کہا ای فرزند جب یہ امر ظاہر ہوگا تو دیکھا جائیگا ہم جو اسبات سے پیشگے کیا کرین
اُسنے تو کسی طرف کا نہ رکھا اسکو کیا کرین ہم کسی کے دل مین نہین پیٹھے ہین کسی پر ہمارا قابو نہین ہی جب تک اولاد نا سمجھ
رہتی ہی اور کمسن ہوتی ہی اُسوقت تک ماں باپ کا اختیار رہتا ہی جب وہ صاحب سمجھ ہوجاتا ہی تو پھر اُسپر اختیار نہین
رہتا ہی اُسکو اپنے فعل کا اختیار رہی کہ جو چاہے کرے اگر سعادت مند ہی تو اپنے باپ دادا کے نام کو بدنام نہین کرتا ہی
اور اگر بد افعال ہی تو اُسکو اس امر کا بالکل خیال نہین رہتا ہی باپ دادا کے نام کو بدنام کرتا ہی مگر کیا کیا جائے
کوئی کسیکا ساتھ نہین دیسکتا ہی ہر ایک اپنے فعل کا صاحب اختیار رہیگا اُسنے کہا کہ یہ سب باتین درست کی ہین خیر
کیا کیا جائے جو ہوتا ہوگا وہ ہوگا یہ کہکر اپنی ماں کے پاس سے چلنے کا قصد کیا کہ ماں نے کہا ای فرزند تم خیال نہ کرو کوئی
امر تمھاری نسبت نہوگا ہاں اگر تم بھی اُنکے ساتھ شریک ہوجاؤ تو امر شرمندگی اور خجالت کا ہی گو اس امر سے بھی شرمندگی ہی مگر
کیا کرینگے سپہسالار نے کہا کہ یہ سب باتین اپنے مقام پر دل کے بہلانے کی ہین نہ کہ اوروں کے کہنے والون کا کوئی
منہ نہین بند کرسکتا ہی ان نا سمجھ والون کا ہاتھ پکڑ سکتا ہی کہان تک کوئی کسی کے منہ پر ہاتھ دیسکتا ہی زبان
کو خلق کی کوئی نہین روک سکتا ہی ماں نے کہا ہاں یہ سچ ہی مگر تم کوئی فکر نہ کرو یہ جو ماں نے کہا گل اب خاموش
ہوگیا اور اُٹھکر اپنے مقام پر چلا آیا اور فکر کرنے لگا کہ اسنے کسی طرف کا نہ رکھا اب کیا تدبیر کیجائے جو یہ بدنامی
مٹجائے یہ تو اس فکر مین ہی اُنکو تو اسی فکر مین رکھا جاتا ہی اُدھر ہرکارے جو لشکر مین پہونچے کسی نہ کسی سے دریافت کیا
کہ یہی لشکر اسلام ہی اب تو اور لشکر نہ آئیگا چونکہ معلوم ہوچکا تھا کہ یہ لشکر صرف بارگاہ لیکر آیا ہی مگر تا دان تکرار دریافت
کیا اُنھون نے کہا کہ ابھی تو یہ پیشخیمہ آیا ہی کل سے لشکر آئیگا ابھی تو آٹھوان حصہ بھی لشکر کا نہین آیا ہی ہاں لشکر آئیگا
اُنھون نے کہا کہ اُس لشکر کا کون سردار ہی اُسنے کہا کہ اُس لشکر کے سردار اعلیٰ تو جبرئیل عادل ہین اور سہراب جادو و دیگر
غزالان یہ دونون ساحر سمندر رپہ کے ہین انمین سے ایک تو سپہسالار سمندر شاہ کا ہی جو سمندر شاہ سے ناخوش ہوکر شریک
اہل اسلام ہوا ہی اور ملکہ غزالان جو کہ ساحرہ ہی وہ بھی کوئی سپہسالار آفتاب تھا وہ اُسکی لڑکی ہی وہ بھی شریک
اہل اسلام ہوئی ہی یہ دریافت کرکے وہ ہرکارے داخل شہر سمندر رپہ ہوئے اور چونکہ رات ہوگئی تھی اُسوقت تو
نہ خبر کی جب صبح ہوئی دربار آراستہ ہوا سب لوگ حاضر دربار ہوئے اور سمندر شاہ بھی حضار رہین آ بتخت پر بیٹھا
سمندر نے عشاق کی طرف دیکھکر کہا کہ ای استاد کل جو مین لشکر کو دیکھنے گیا تھا تو مین نے دیکھا کہ لشکر تو بہت ہی مگر
ایک امر عجیب کا یہ ہی کہ ہمراہ اُس لشکر کے ایک ساحرہ ہی جو کہ بالکل مشابہ ہی غزالان کے مجھکو تو یہ شک ہوتا ہی
کہ غزالان ہی مگر یہ امر پھر اس امر کو دفع کردیتا ہی کہ اُسکو تو عیاران لشکر اسلام نے قتل کر ڈالا تھا اُسکی لاش بھی
جلا دی گئی تھی وہ پاس خداوندون کے چلا یہ ل کرچلی گئی تھی اور اسکی خبر بھی سب جگہ مشہور رہی کہ غزالان کو عیاران
لشکر اسلام نے نیست و نابود کردیا اُسکے چراغ ہستی کو بجھا دیا وہ دنیا مین ہی کہاں مگر ایسا دیکھنے مین نے ایسی صورت
مشابہ ہوتی نہین دیکھی جیسے یہ مشابہ ہی قد و قامت سیرت و صورت ہاتھ پاؤن طریقہ چال وغیرہ کسی بات کا فرق
نہین ہی ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا بات ہی یہ باتین سنکر عشاق نے کہا کہ ہاں ایسا ہوتا ہی اکثر لوگ بعضون
سے نہایت مشابہ ہوا کرتے ہین کہ جنکی شناخت مین آدمی کو غور و فکر ہوتی ہی کوئی امر عجب نہین ہی یہی ذکر ہو رہا تھا کہ وہ
ہرکارے آ کے حاضر خدمت ہوئے اور اُنھون نے بعد مجرا کرنے کے عرض کیا کہ آج سے لشکر اسلام کی آمد شروع
ہوئی اور یہ جو لشکر اُترا ہوا ہی یہ صرف پیشخیمہ لیکر آیا ہی اس لشکر کے افسر کا نام جبرئیل ہی جو کہ افسر اعلیٰ ہی اُسکے
ماتحت بہت سے افسر ہین اُنکے یہ نام ہین عادل اور سہراب جادو جو آپکے سپہسالار تھے اور کسی جرم پر
آپ نے اُنکو نکال دیا تھا وہ جاکر شریک اہل اسلام ہوئے ہین اور وہ بھی ہمراہ ہین مگر حضور ایک امر تعجب کا ہی کہ
جسکے سننے سے ہمکو بڑا تعجب ہوا وہ یہ امر ہی جسنے جو دریافت کیا کہ یہ ساحرہ کون ہی تو معلوم ہوا کہ ملکہ غزالان دختر

آفتاب جادو نے خیال کیا کہ انکو تو عیاران اسلام نے قتل کر ڈالا تھا کوئی امر ہوگا ہماری سمجھ مین نہین آیا ہم دریافت کرکے
چلے آئے یہ امر ہی یہ کلام ہرکارون کا سنکے گلاب نے تو سر جھکا لیا اور کچھ شرمندہ ہو کر رہگیا سمندر نے عشاق کی طرف
دیکھکر کہا کہ ای استاد سنا آپ نے کہ ہرکارے کیا کہتے ہین جو میرا گمان تھا وہ سچ نکلا مگر یہ بھید سمجھ مین نہین آیا کہ یہ کیا فعل
ہی عشاق نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ عیارون نے یہ تدبیر کی اُسکی صورت کا کوئی اور انسان بناکر قتل کیا اُسکو گرفتار کرکے
لیگیا اور یہانکر اُسکو اپنا شریک کیا کیونکہ عورت تھی اُنکے کہنے مین آگئی ہوگی جبکہ سہراب نے مرد ہوکر شرکت کی وہ
تو عورت ذات تھی سمندر شاہ نے کہا کہ یہ امر تو ضرور ہی مگر اُسکی ذات سے مجھکو بڑا تعجب ہی اُسنے نمک حرامی یہ کیا ناحق
سہراب نے جو یہ حرکت کی اُسکا یہ سبب تھا کہ مین نے اُسکے ساتھ بدسلوکی کی تھی کہ اُسکو قید کرا دیا تھا اُسنے اُسی غصہ
مین یہ کیا اُسکے ساتھ کیا بدسلوکی ہوئی جو اُسنے یہ کیا اپنے خاندان بھر کو بدنام کیا عشاق نے کہا کہ اس سے کیا ہوتا ہی
ایک کے خراب ہو جانے سے کوئی خاندان بھر ویسا نہین ہو جاتا ہی عورت کی ذات سے سدا بیوفائی ثابت ہوئی ہی اسکی
ذات بیوفا ہی سمندر نے کہا اس سے کوئی غرض نہین ہی یہ کہکر گلاب سے کہا کہ ای گلاب تم کچھ اپنے دل مین خیال
نہ کرنا کوئی تمکو الزام نہ دیگا یہ کوئی تمھارا فعل نہ تھا جیسا کریگا ویسا ہوگا ہرایک اپنے فعل کا مختار ہی گلاب یہ سنکر
خاموش بیٹھا رہا کچھ جواب نہ دیا ابھی گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے مین سمندر شاہ نے کہا کہ ہرکارے خبر لائے ہین
کہ آج سے لشکر اسلام کی آمد شروع ہوگئی تو مین چلکر ضرور دیکھونگا کہ لشکر اسلام کس قدر ہی اور کس طریقے سے آئیگا
اور کون کون لوگ ہمراہ ہونگے یہ کہکر حکم دیا کہ اُس صحرا مین کہ قریب شہر بہار کے ہی سراپردہ برپا کیا جائے ہم اُسی مین جاکر قیام کرینگے
اور آمد لشکر اسلام کی سیر دیکھینگے اور شام کو وہان سے اپنے مکان پر چلے آئینگے یہ جو حکم اُسنے دیا اُسی وقت اہلکار خیمہ
وغیرہ لیکر بیرون شہر آئے خیمے برپا کیے ادھر سمندر شاہ چند سردارون کو اپنے ہمراہ لیکر اور عشاق کو بھی ساتھ لیکے
اپنی موج مین چلا اور آکر اُن خیمون مین اُترا پردے بارگاہ کے اُٹھا دیے گئے اور سمندر انتظار مین ہی کہ اب لشکر آئیگا
یہان صحرا مین لشکر اسلام اُترا ہوا ہی جو بیش خیمہ لیکر آیا ہی بازار مین آراستہ ہین جھنڈے کھلے ہوئے کھڑے ہین لشکری
پھر رہے ہین خیمے و بارگاہین کوسون تک برپا ہین بڑا بندوبست ہی بارگاہون کا شمار نہ تھا غرضکہ سمندر اپنی
بارگاہ مین بیٹھا ہوا سب کیفیت دیکھا کیا کہ قریب دو پہر گرد بلند ہوئی اُس گرد سے صدائے سم اسپان وجھنکار تلواران
آتی تھی کہ وہ گرد تیرہ تیرہ وخیرہ خیرہ قریب اُس جنگل کے آکر شق ہوئی اُس سے کوس سفری کی صدا آتی تھی جنگی باجے
بج رہے تھے جب گرد شق ہوئی اُس گرد سے آبپاشی کرنے والے پیدا ہوئے اور اُسکے بعد علم و نشان
نظر آئے سمندر شاہ نے ہرکارے روانہ کیے کہ جاکر خبر لاؤ کہ یہ کیسی گرد بلند ہوئی ہی اور کسکا لشکر آتا ہی وہ ہرکارے
گئے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جنگجو پرشاہ آتا ہی یہ بھی شریک لشکر اسلام ہی یہ اُسی کے لشکر کی آمد ہی ہرکارے
یہ خبر دریافت کرکے واپس آئے اور حاضر خدمت سمندر ہوکر عرض کیا کہ بادشاہ جنگجو پرشاہ آتا ہی یہ سنکے سمندر
چلایا تاکہ پیچ کھاکر رہ گیا خلاصہ یہ کہ جنگجو پرشاہ مع لشکر آکر پہونچا خیمے و بارگاہین استادہ ہونے لگین اُسکے آنے کے
بعد پھر گرد اُڑی اور جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی تو اُس گرد سے لقمان خود پرست مع اپنے لشکر کے نمایاں ہوا وہ بھی
لشکر اسلام مین چلا گیا ہرکارون نے سمندر کو آکے خبر دی کہ لقمان خود پرست مع لشکر کے آیا ہی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ
پھر گرد بلند ہوئی ایک پھر اسپ شاہ مع تین لاکھ لشکر کے آکر پہونچا اُسکے بعد پھر گرد بلند ہوئی اقبال شاہ مع لشکر بسیار
آکر پہونچا اور شامل لشکر اسلام ہوا کہ پھر گرد بلند ہوئی امثال شاہ ومراد شاہ وحیرت شاہ یہ جو کہ نئے شریک اسلام
ہوئے تھے وہ آئے کہ شام ہوگئی سب لشکر اُتر گئے اور چہل پہل ہونے لگی تمام جنگل کئی کوس تک لشکر سے معمور ہوگیا
سمندر شاہ کو ہرکارون نے متواتر خبرین دین کہ یہ پھر اسپ شاہ آیا اور اقبال شاہ و امثال شاہ ومراد شاہ
وحیرت شاہ یہ سن سن کر جلا کیا مگر کیا کرے کئی مرتبہ قصد کیا کہ سحر کرون کہ سب لشکر تباہ ہو جائے مگر عشاق نے

منع کیا کہ اس سے حاصل کیا ہو سب کو آنے دو ایک ہی مرتبہ سب کو قتل کرینگے سمندر خاموش ہو رہا ورنہ کئی مرتبہ
اسکی موج مین آیا تھا اور یہ قصد تھا کہ طلاطم برپا کر دے اور لشکر کو سحر کرکے تہ و بالا کر دے لیکن دوستوں کے منع کرنے سے
خاموش رہا اور اُٹھ کر طرف شہر کے چلا گیا رات جا کر اپنے مکان پر بسر کی صبح ہوتے ہی پھر سرداروں کو اپنے ساتھ
لیکر اُسی خیمے مین آیا اور بیٹھکر انتظار آمد لشکر اسلام کرنے لگا اسکے وہان جانے کے تھوڑی دیر کے بعد گرد بلند ہوئی اور
آمد لشکر اسلام شروع ہو گئی راوی نے بیان کیا ہو کہ آج سرداران لشکر اسلام کی آمد شروع ہوئی اولاً اول
جو کہ سردار آیا وہ اولاد بہرام سے تھا اُسکا نام حسام بن بہرام اسکے ہمراہ لشکر چہان تھا اُسکے بعد اور سردار اُسکے
مثل خواجہ حسام و اولاد سیف ذوالیدین سے قلاچی و کیاچی وغیرہ کے دس سردار آئے کہ شام
ہو گئی سمندر رشاہ شام کو پھر شہر مین چلا گیا اور رات وہین بسر کی اور صبح کے وقت پھر آکر اُسی خیمے مین بیٹھکر انتظار
کرنے لگا کہ گرد اُڑی اور آمد شروع ہو گئی مثل اولاد فرامرز و اولاد منصور وغیرہ کے اور دیگر سرداران ترکی اولاد سے آج بھی
دس سردار آئے کہ شام ہو گئی چار دن تک متفرق سردار آئے پانچوین دن ملوک بن مالک بڑے کر و فر سے
اپنی سپاہ کو لیے ہوئے اسّی ہزار بہیڑہ باز ہمراہ مادیان ترکی پر سوار عقب مین لشکر کا بہیڑہ تمام میدان معلوم ہوتا تھا
کہ ہرکاروں نے سمندر رشاہ سے کہا کہ یہ صاحبقران اول کے سپہ سالار رستم کا فرزند ہی اسکا نام ملوک
بن مالک ہی آج گرگین درشت چنگال مع اپنی سپاہ کے آیا آمد لشکر مین شام ہو گئی آج اسقدر لشکر آیا ہی کہ سمندر
شاہ کے ہوش جاتے رہے چار روز مین آیا تھا اُسی قدر آج آیا ہی تمام صحرا چالیس کوس کے گرد
مین لشکر سے بھر گیا ہی سوائے خیمے و بارگاہ و علامات لشکر کے دوسری چیز نظر نہین آتی ہی جدھر نگاہ اٹھاتی ہی
سوائے بارگاہ یا نشان لشکر کے کچھ نظر نہین آتا ہی کوسون تک لشکر اترا ہوا ہی سمندر رشاہ نے ہرکاروں سے کہا
کہ لشکر آچکا انھون نے عرض کی کہ ہم نے دریافت کیا تھا تو معلوم ہوا کہ ابھی نصف لشکر بھی نہین آیا ہی صرف ابھی سردار
آرہے ہین دیکھیے کس دن تک سردار آتے ہین سمندر رشاہ یہ سنکے خاموش ہو رہا اور اٹھکر تخت سحر پر سوار ہوا
اور شہر کی جانب روانہ ہوا کیونکہ آج ملوک و گرگین وغیرہ کی آمد مین شام ہو گئی تھی اب اسکو بڑی فکر ہو کہ بڑا
لشکر مسلمانون کا ہو کہ پانچ روز ہوئے ہین اور آمد لشکر کی تمام نہین ہوئی یہی باتین دل سے کرتا ہوا اپنے مقام پر گیا
اور بعد فراغ طعام وغیرہ اپنی خوابگاہ مین آیا رات بھر اسکو اسی فکر مین نیند نہ آئی کہ دیکھیے کب تک لشکر آتا ہی
کسقدر لشکر ہی جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا سمندر رشاہ اپنی خوابگاہ سے برآمد ہوا اور بعد فراغت ضروریات پھر
سب سرداروں کو اپنے ہمراہ لیکر اُسی خیمے مین آیا تھوڑا دن چڑھا تھا کہ گرد اُڑی اور اُس گرد سے علم لشکر پیدا
ہوئے جاماس پسر طہماس مع ایک لاکھ پچاس ہزار فوج کے آیا آلاگرد فرنگی کے فرزند و مالاگرد فرنگی کے
مع فوج فرنگیان انگریزی باجے بجتے ہوئے طنبور گڑگڑاتا ہوا سب انگریزی لباس پہنے ہوئے کرچین لگائے ہوئے
بڑی شان و شوکت سے آئے وہ بھی آکر اُترے ہرکاروں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہین معلوم ہوا کہ یہ جو دو نوجوان
جوان ہمراہ لشکر ہین یہ افسر ہین اور فرزند ہین آلاگرد کے اور مالاگرد کے جو کہ رفیق تھے علمشاہ رومی کے
جو کہ فرزند رشید تھے صاحبقران اول کے جنھون نے تنہا جا کر کل فرنگستان کو مسخر کیا تھا انکے ہمراہ ہمیشہ فوج
فرنگ رہتی ہی گو کہ جو فوج فرنگ وہ تو شہریار جو کہ فرزند ہین ایرج نوجوان کے اُنکے ہمراہ ہی مگر یہ دو سردار حکم
سے صاحبقران ثانی کے تھوڑی سی فوج سے لشکر اسلام کے ہمراہ رہتے ہین اس سے غرض یہ ہو کہ تا کہ
حریف کو معلوم ہو کہ ہفت اقلیم کی فوج لشکر اسلام مین ہی یہی خبر ہرکاروں نے سمندر رشاہ سے بیان کی اسکے
آنے کے بعد قیصر صاف پاکن مع اپنی کل سپاہ کے آیا اور آکر شامل لشکر اسلام ہوا بارگاہ وغیرہ استادہ
ہونے لگین سب سپاہ اُترنے لگی آج بھی آمد سپاہ مین دن تمام ہوا رات کو سمندر روانہ گیا صبح کو پھر آکے بیٹھ گیا

آج ساتوان دن تھا کہ پھر لشکر آنے لگا آج بھی بہت سے سردار آئے اسکے بعد قریب شام بہزاد خان بن لندھور
زلالکم ہندیون سے آکے پہونچا کہ شام ہوگئی سات دن تک سرداران اسلام آئے سمندر شاہ نے شان و
شوکت جو بہزاد خان کی دیکھی تو ہرکارون سے پوچھا کہ کیا یہی صاحبقران ہین ہرکارون نے عرض کیا کہ یہ
دوسرے سپہ سالار کا فرزند ہی صاحبقران اول کے جو کہ بادشاہ تھا ملک ہند کا لندھور اسکا نام تھا یہ
جو سمندر کو معلوم ہوا اور حیرت ہوئی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب کوئی سردار بڑے کر و فر سے آتا تھا تو
سمندر شاہ یقین کرتا تھا کہ یہی صاحبقران ہی مثل حملوک بن مالک وغیرہ کے مگر ہرکارے اسکو آگاہ
کردیتے تھے کہ یہ فلان سردار ہی اور یہ فلان افسر ہی گو اسکو سحر سے اسقدر قوت تھی کہ دریافت کرلیتا مگر اسنے
اس سبب سے سحر سے اسوقت تک کام نہین لیا کہ کیا ضرورت ہی جب مقابلہ ہوگا سحر و ساحری سے اُسوقت
کام لیا جائیگا جب ہرکارے موجود ہین تو کیا ضرورت ہی ہان اگر لشکر ساحران آتا تو البتہ سحر کا کام تھا الغرض جب
دن تمام ہوا شام کو سمندر شاہ شہر مین چلا گیا صبح کو آکر پھر اُسی خیمہ مین بیٹھا اور دیکھنے لگا آج بہت گرد عظیم بلند ہوئی
جب قریب آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو اُسمین سے سنکڑے ہاتھی کرتلے ہوئے ظاہر ہوئے اُنکے بعد فیلان قوی
ہیکل انکے خرطوم مین زنجیر ہائے طلائی بندھی ہوئی مستکون پر آئینے لگے ہوئے اُنپر علمدار بیٹھے ہوئے علمون کے
پھریرے زرنگار اُڑتے آتے تھے وہ آئے اُنکے بعد شتر سوار سانڈنی سوار خاص بردار چوبدار بیلدار مرکبان خوش رفتار
کی قطار کیسے کیسے قوی اور خوش وضع زیورات جواہر سے آراستہ اُنکے بعد اور جلوس سواری نقارے بجتے
ہوئے کوس سفری صدا دیتا ہوا ایک جوان خوبصورت مرکب پری پیکر پر سوار مسلح و مکمل عقب مین کئی لاکھ سپاہ
سب دوش بدوش چلتہ پوش چار آئینہ بند چلے آتے ہین سرون پر خود جھومون مین طلائی زرہین مونڈھے پاؤن
مین چلے آتے ہین یہ لشکر بھی شامل لشکر اہل اسلام ہوا اور بارگاہین وغیرہ استادہ ہونے لگین ہرکارون نے جو
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عزیز صاحبقران ہین صاحبقران اول کے فرزند ہین سکندر فرخ لقا انکا نام
ہی انکے آنے سے تمام صحرا طلائی ہوگیا تھا کیونکہ اُنکے لشکر کی پوشاک طلائی تھی یہ آکر ہو چکے تھے کہ پھر گرد
بلند ہوئی اس گرد کا رنگ زعفرانی تھا کہ وہ بھی گرد آگر قریب صحرا شق ہوئی اس لشکر کے ہمراہ بھی وہی سب
سامان تھا جو کہ تحریر ہوچکا ہی ہرکارون نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ بھی عزیز صاحبقران ہین انکا نام
اسفندیار گیلانی ہی یہ بھی فرزند ہین صاحبقران اول کے اسکے بعد پھر گرد اُڑی اُس گرد سے ایک لشکر
پیدا ہوا کہ جسکے علمون پر ستارے بنے ہوئے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارون تارے نکل آئے ہین وہی سامان
سواری تھا اُسی قدر لشکر تھا اب جو پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ خورشید ہین ایک زمانے ہین یہ ستارہ پرست تھے
مگر یہ عزیز ہین صاحبقران کے پوتے ہین صاحبقران اول کے اسکے بعد پھر گرد بلند ہوئی اُس گرد سے بھی لشکر کثیر
ظاہر ہوا اُس لشکر کے علمون پر تصویر ماہتاب بنی ہوئی تھی اور تعریف خدا ہر ایک لشکر کے نشان پر تحریر تھی معلوم
ہوا ہرکارون کو کہ یہ نور برج ہین یہ بھی پوتے ہین صاحبقران اول کے ان چارون شاہزادون کے آنے
مین شام ہوگئی سمندر شاہ نے ہرکارون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آج آمد عزیزان صاحبقران شروع
ہوئی ہی یہ تین جو کہ اول آئے تھے کہ جنکے لشکر کا لباس زعفرانی و طلائی تھا یہ فرزند ہین صاحبقران اول کے
اور جنکے نشان پر ستارے و چاند بنے ہوئے تھے یہ دونون پوتے ہین صاحبقران اول کے چونکہ
شام ہوگئی تھی سمندر شاہ شہر مین آیا صبح کو پھر اُسی خیمہ مین آکر بیٹھا کہ آمد لشکر شروع ہوئی کہ ایک مرتبہ گرد
فیروزی بلند ہوئی جب وہ گرد شق ہوئی اُس گرد سے علم فیروزی پیدا ہوئے وہی سامان سواری طول بیجا
سے کیا حاصل یہ انجم وا و طاعت تھے اُنکے ابد سلیمان اعظم ہیں اپنے لشکر کے آئے انکے لشکر کا لباس بنفشئی تھا

سلطان سعد کے فرزند مع لشکر یونان کے کہ اُنکا نام فرامرز بن سلطان سعد تھا آ گئے آج ان تین شاہزادوں
کی آمد میں دن تمام ہوا شام ہو گئی سمندر شاہ اُٹھکر جانب شہر چلا گیا اپنے محل میں رات بسر کی صبح کو آکر پھر اُسی
بارگاہ میں بیٹھا کہ گرد اُڑی اور آمد شروع ہو گئی آصف شاہ مع لشکر کثیر کے آ گئے اسد ثانی اپنے فرزندوں کو
لیے ہوئے بوق ترکی بجاتے ہوئے آکر پہونچے راوی بیان کرتا ہے کہ جو لشکر آتا ہے وہ شامل ہو جاتا ہے لشکر اسلام
ایک دریائے موج ہے کہ موجزن ہے دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہے اب اُس جنگل میں تل رکھنے کی جگہ نہیں ہے جب
لشکر آتا ہے خیمے برپا ہوتے ہیں سمندر شاہ کثرت سپاہ دیکھکر حیران ہوتا جاتا ہے یہ ہر مرتبہ اُسکی موج ہوتی
ہے کہ سحر کرکے طلاطم ڈالدوں مگر عشناق منع کرتا ہے کہ سب کو آ لینے دو یہ لوگ جاتے کہاں ہیں انکی کثرت دیکھ لو
ایک چٹکی لیتے ہیں تو انکا کام تمام ہے ساحروں کے آگے غیر ساحروں کی کیا اصل ہے ایک ماش کے دانے ہیں تو قماش
بدل جاتا ہے انسان ساری بدمعاشی بھول جاتا ہے کیا مقابلہ کرینگے مثل برگ خزان دیدہ کے یہ سب لشکر تباہ
ہوگا جب باد خزان چلے گی تم دیکھ لینا یہ باتیں سنکر سمندر کا جوش کم ہو جاتا تھا وہ خاموش ہو جاتا تھا مگر وہ ولولہ
طوفان سحر اسکے دل میں پیدا ہوتا تھا وہ ہر طرف ہو جاتا تھا آج بھی آمد لشکر میں دن تمام ہوا دوسرے دن پھر
سمندر شاہ آ کے پہونچا اور بارگاہ میں بیٹھا آمد لشکر شروع ہوئی آتے آتے آمد شروع ہوئی تو صحرا کا رنگ کاہی ہو گیا
عین الزمان مع اپنے لشکر کاہی پوش کے پہونچے انکے بعد نور الزمان مع اپنے لشکر سبز پوش کے پہونچے کسی
لشکر کی آمد سے صحرا کا رنگ نارنجی ہو گیا کسی کی آمد سے گلنار ہو گیا کسی کی آمد سے فالسائی جو آتا ہے کوئی نیلم کی کڑیوں
کی زرہ پہنے ہوئے کوئی پکھراج کی کوئی فیروزہ کی کوئی یاقوت کی کڑیاں زمرد کی کوئی زبرجد کی کوئی لیلٹین کی
ساتھ دن تک لشکر آیا کیا ساتویں دن شہنشاہ گوہر نگار مع مروارید کی کڑیوں کی زرہ پہنے ہوئے سواران مروارید
پوش ہمراہ رکاب آکر پہونچے انکے بعد خورشید بن دارا بن دارا سیمین زرہ نقرئی پوشاک پہنے ہوئے بڑی
شان و شوکت سے آکر پہونچے ہرکاروں نے سمندر شاہ سے کہا کہ یہ فرزند ہیں صاحبقران کے جو کہ اب لشکر
اسلام کے صاحبقران ہیں انکا نام ہے شہنشاہ گوہر نگار اور یہ پوتے ہیں صاحبقران ثانی کے انکا نام خورشید
ہے اور وہ جو کل آئے تھے وہ دونوں بھائی تھے اور چچا تھے انکے جو کہ اب صاحبقران ہیں اُنکے نام نور الزمان اور
عین الزمان ہیں اب ہم نے سنا کہ لشکر آچکا کل صاحبقران تشریف لائینگے مع شاہ کے سمندر شاہ نے کہا کہ
ابھی صاحبقران نہیں آئے انھوں نے عرض کیا جی نہیں اب جو سمندر شاہ نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ
چودہ روز میں لشکر آیا سمندر شاہ شام کے وقت وہاں سے اُٹھکر شہر میں آیا مگر فکر میں ہے کہ لشکر اسلام تو آ گیا مگر
میرے مددگار ابھی تک نہیں آئے باوجودیکہ ہر ایک سے میں نے تحریر کیا تھا کہ ہم آتے ہیں کیا سبب ہے کہ جو
اب تک نہیں آئے یہ تو اس فکر میں اپنی خوابگاہ میں آکر سو رہا سب سردار بھی اپنے اپنے مقام کو چلے گئے صبح کو
پھر آکر جمع ہوئے سمندر شاہ اُن سب سرداروں کو اپنے ہمراہ لیکر اُسی خیمے میں آ کے بیٹھا یہاں آکر یہ سامان دیکھا
کہ جسقدر لشکر اس چودہ روز کے عرصے میں آیا تھا سب سردار اپنی اپنی سپاہ کو لیے ہوئے آراستہ کیے ہوئے مسلح و
مکمل پرے باندھے ہوئے صف بستہ دو طرفہ کھڑے ہیں اور بطرف صحرا کے دیکھ رہے ہیں یہ حال ہے کہ ہر ایک مرکب کی
پشت پر ہاتھ رکھکر دوراندیش ہو کر طرف صحرا کے دیکھتا ہے اس طور سے کہ جیسے کوئی کسی کی آمد کا منتظر ہوتا ہے صف آرا
کھڑے ہیں کوئی مرکب صف سے آگے نہیں بڑھ سکتا ہے ہرکاروں کی ڈاک بندھی ہوئی برابر خبریں دے رہے
ہیں سانڈنی سوار الگ چلے آتے ہیں جو جو خبر آتی ہے وہ دم بدم لشکر والوں سے درست ہوتا جاتا ہے سمندر شاہ
حیران ہے کہ یہ کیا امر ہے کہ اس لشکر کو اسقدر انتظار ہے اسکے ہرکارے لشکر میں موجود ہیں وہ بھی جو خبر آتی ہے دریافت
کر لیتے ہیں ہرکارے و سانڈنی سوار یہ آکر خبریں دیتے ہیں کہ ابھی تو خواجہ ثالث خضران بن عمرو ثانی مع اپنے

عیاروں کے آتے ہیں لشکر صاحبقران کا ابھی تک نشان نہیں ہی یہی خبریں گذرتی ہیں کہ ایک مرتبہ گرد اڑی جب وہ گرد شق ہوئی ادھر لشکر اسلام نے اُدھر سمندر شاہ نے دیکھا کہ گرد سے ہزاروں عیار با دمہرے باندھے ہوے یا نہاے عیاری سے آراستہ ظاہر ہوے تخت پر ایک عیار عجیب الخلقت سوار راوی نے بیان کیا ہی کہ صورت خضران کی بالکل صورت خواجہ اول سے مشابہ تھی کوئی امر کا فرق نہ تھا ایک سر ایسے ہمصورت تھے کہ اگر کوئی انکو دیکھے تو یہ نہ کہے کہ یہ وہ نہیں ہیں یا انکو دیکھے تو خواجہ اول جانے یہ صورت دیکھکر سمندر شاہ کے ہوش جاتے رہے بدحواس ہو گیا کہ خواجہ خضران بھی مع اپنے عیاروں کے آکر ایک طرف اُس صحرا کے کھڑے ہوے سب عیاروں نے صف باندھی کہ ہرکاروں نے سمندر شاہ سے آکر کہا کہ اے بادشاہ جو تخت پر سوار آیا ہی اسکا نام خضران بن عمر ثانی ولقب خواجہ ثالث ہی اسنے آفتاب جادو وشہران وماہیان کو قتل کیا یہ عیار رہا اور یہ سب عیار رہیں جو کہ اسکے ہمراہ ہیں یہ کلام سنکے سمندر شاہ کا دل کانپ گیا بدن میں تھرتھری پڑگئی تمام جسم مثل بید کے لرزنے لگا یہی حال عشاق کا ہوا مگر سنے اپنے کو سنبھال لیا کہ اتنے میں وہ ہرکارے یہ خبر دیکر پھر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہو گئے راوی نے بیان کیا ہی کہ جو سردار یا عزیز صاحبقران آتا تھا وہ سمندر شاہ کو دیکھکر اپنے لشکر سے جو کہ اُس مقام پر مقیم ہوتا تھا دریافت کر لیتا تھا کہ یہ کون ہی جو کہ لشکر ٹھیرا ہوا کیسے اُترا ہوا ہی وہ بیان کر دیتا تھا کہ یہی سمندر شاہ ہی حاکم شہر سمندریہ یہی ہی وہ سردار خاموش ہو جاتا تھا جب خواجہ خضران آئے اُنھوں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہی جو سامنے اُترا ہوا ہی لوگوں نے کہا کہ یہی سمندر شاہ ہی جیسے ہی خواجہ نے سنا کہ یہی سمندر شاہ ہی بنگاہ تند طرف سمندر شاہ کے دیکھا راوی نے بیان کیا ہی کہ اُسدن سمندر شاہ بہت گراں قیمت لباس پہنے ہوے تھا اُسکے سر پر تاج زرنگار رکھا جو کہ ایک سال الخراج سمندریہ میں تیار ہوا تھا اُسکے تمام جسم میں جواہرات تھے یہ دیکھا خواجہ کے منھ میں پانی بھر آیا کہ یہ لباس ملجا سکے تو کچھ قرضہ ادا ہو جائے یہ تو ادھر دیکھ رہے ہیں کہ سمندر شاہ نے جو دیکھا کہ جب سے یہ عیار آیا ہی میری ہی طرف دیکھ رہا ہی عشاق سے کہا اے استاد میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ عیار جب سے آیا ہی میری طرف دیکھے جاتا ہی خواجہ خضران کی یہ حالت ہی کہ اُسکی طرف دیکھتے ہیں اور تیچہ اُٹھا کر اسکو دکھاتے ہیں چونکہ فاصلہ ہے کچھ کلام تو کر نہیں سکتے ہیں کہ اتنے عرصے میں یہاں تو یہ حرکت ہو رہی ہی اُدھر سانڈنی سواروں نے آکر خبر دی کہ لشکر صاحبقران آتا ہی سب خبردار ہو جائیں یہ خبر دینا تھی کہ ایک مرتبہ نقیبوں نے صدا لگائی کہ اے سرداران اہل اسلام و لشکریان لشکر اسلام باادب باش صاحبقران تشریف لاتے ہیں یہ صدا دیتے ہی لشکر میں ہلچل پڑ گئی سب صفیں درست ہونے لگیں سب باادب ہو گئے سب سردار اپنے اپنے طریقے سے لشکر لیکر کھڑے ہو گئے سلامی کے باجے لشکر میں بجنے لگے علمہاے لشکر جلوہ گری میں آگئے صداے باجوں سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی کوسوں زمین ہل رہی تھی کہ ایک مرتبہ گرد عظیم بلند ہوئی کہ جس سے سپہر دوار تیرہ و تار ہو گیا روے خورشید خاور گرد میں پوشیدہ ہو گیا دن کی رات ہو گئی لشکر اسلام میں روشنی کا بند و بست ہونے لگا ایسی گرد بلند ہوئی کہ زمانہ تاریک ہو گیا دھوپ پنہاں ہو گئی شعر از دامن دشت عاج اورنگ * گردے بر خاست تو تیار رنگ * دیگر ز گرد و غبار ریگ پر شد سپہر * رہ رفتن خویش گم کرد مہر * گرد تیرہ تیرہ و چہرہ چنبر سپہر گردیا جان رسید و پاے گرد بر زمین دو دیدہ ایسی گرد بلند ہوئی اور تاریکی ہوئی کہ اندھیرا ہو گیا دکھائی دینا ہر شے کا مشکل ہوا لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ سیاہ آندھی اُٹھی ہی اسی سبب سے لشکر اسلام میں روشنی کا بند و بست ہونے لگا اذانیں دی جانے لگیں درندے یہ تاریکی دیکھکر یا تو چپ رہے تھے یا ایک مرتبہ منھ اُٹھا کر چلانا شروع کیا اپنے اپنے آشیانوں کے بھاگے یہ عالم تھا کہ شیر و ہرن برابر چلے جاتے تھے شیر ہرن سے بولتا تک نہ تھا ایسی تاریکی تھی

یہی عالم نیل گائے و پلنگ کا تھا سب طرف اپنے مقام کے منھ اُٹھائے ہوے چلے جاتے تھے کوئی کسی سے
خبر بھی نہوتا تھا کہ تو کون چیز ہی درندون و چرندون کا تو یہ عالم تھا پرندے بھی طرف اپنے آشیانون کے
چلے مگر ایسے بیخبر تھے کہ باز و شاہین و بہری کبوتر و تیتر و تدرو کے برابر سے نکل جاتے تھے اور نہ شکار کرتے تھے ہر ایک کو
اپنی جان کی پڑی ہوئی تھی کہ کسیطرح سے ہم اپنے مقام سکونت پر پہونچ جائین یہ وقت شکار کرنیکا نہین ہی اژدر
سر جھکائے طرف کوہستان کے چلے جاتے تھے باوجودیکہ اسقدر آدمی اُس صحرا مین موجود تھے مگر دم کشی نہین
کرتے تھے اور اس فکر مین تھے کہ اپنے مقام پر پہونچ جائین قبل اس سے کہ یہ آفت آئے اِدھر لشکر اسلام مین
اذان ہونے لگی اُدھر سمندر شاہ نے جو یہ تاریکی دیکھی پریشان ہوگیا عشاق سے کہنے لگا کہ ای اُستاد
کیا سیاہ آندھی اُٹھی ہی نہ معلوم یہ کسی ساحر کی آمد ہی یا سیاہ آندھی ہی ای اُستاد ایسی آندھی تو آج تک ہمنے
نہین دیکھی کہ اس قیامت کی سیاہ آندھی اُٹھی ہو اس آندھی مین کوئی نہ کوئی بلا ضرور ہی ہم یہ جانتے ہین
کہ غضب خداوندی نادیدہ خدا کے پرستارون پر نازل ہوا ہی عشاق نے جواب دیا کہ معلوم ہوا جاتا ہی
زاغ و زغن کا یہ حال ہی کہ اُڑتے ہوے چلے جاتے ہین اپنے آشیانہ بھول گئے ہین تباہ پھر رہے ہین یہ
عالم جو ہوا سپہر دوار بسبب گرد کے تیرہ و تار ہوگیا چرخ اخضری پر تارے نظر آنے لگی دن کی رات ہوگئی
باوجودیکہ وقت دوپہر تھا اُسپر یہ عالم ہوا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا یہ تاریکی کا حال تھا اب تو سب
پریشان ہوے اُدھر اُس گرد و غبار سے صداے طبل اسکندری جو آرہی تھی جب چوب پڑتی تھی زمین
کانپ جاتی تھی سب یہ تصور کرتے تھے کہ عقب مین اس آندھی کے ابر ہی کہیں سے یہ صدا رعد
آرہی ہی وہ جو سنائین چمک رہی ہین تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارون برقین چمک رہی ہین صداے سم
اسپان کان کے پردے اُڑاے دیتی تھی جھنکار تلوارون کی الگ تھی ایک قیامت صغرا برپا تھی زمانہ
ستیزہ کار ہر سے زمین کے اندر کانپے جاتے تھے ہر ایک کا دل دہل رہا تھا کہ وہ گرد آکے اُس صحرا کے
قریب منتشر ہوئی ہوا کو مار اگر دنے گردنے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اُس گرد سے کئی ہزار سقے نکلا ہر
ہوے آگے آگے اُسکے کوس بچھیہ بچھڑتا ہوا جسکی پیاش سے سڑک سرخی کی بنی ہوئی اُسپر وہ چھڑکاؤ گلاب
کیوڑے کا کرتے ہوے جب گرد منتشر ہوئی تھی تو وہ تاریکی دفع ہوئی روشنی ہوئی ہر ایک کی جان مین جان آگئی وہ
خوف برطرف ہوا اتنے مین ہرکارون نے خبر دی کہ لشکر فیروزی اثر کی آمد کی یہ گرد تھی اُدھر سمندر شاہ
کو بھی جو ہرکارے اُسکی طرف کے مقرر تھے اُنھون نے خبر دی کہ یہ صاحبقران کے لشکر کی آمد سے گرد
بلند ہوئی تھی اب صاحبقران آتے ہین یہ سنکے سمندر شاہ خیمے کے باہر نکل آیا تھا یہان جو یہ
خبر اہل لشکر کو ہرکارون نے دی تو سب طرب سے کھڑے ہوے علمہاے لشکر کو جلوہ دیا سلامی
ہونے لگی یہ بھی دیکھا کہ سقے آبپاشی کرتے ہوے آتے ہین وہ سقے اپنا لشکر دیکھکر اُسطرف کو متوجہ
ہوے اور ایک طرف صف باندھکر کھڑے ہوے ایک مرتبہ کئی سو فیلان مست قطار در قطار نظر
آئے باہم زنجیرہاے طلائی سے بندھے ہوے اُنکے خرطوم مین زنجیرین پڑی ہوئی پیشانیون پر آئینے
لگے ہوے فیلبان بیٹھے ہوے ہاتھون مین طلائی گجگاہ لیے ہوے گولیدار پگڑیان سرون پر اُنپر طلائی
فیتے لپٹے ہوے مخملی کا رچوبی کرتیان گلون مین گلبدن کے پائجامہ پہنے ہوے پشتون پر علم لیے
ہوے بیٹھے ہین علمون کے پھریرے رنگ برنگی اُڑ رہے ہین ہر مرتبہ صحرا کا رنگ دگرگون ہو جاتا ہی
ہاتھیون پر ڈنکے رکھے ہوے ہاتھ امراتب اور سامان سواری سانڈنی سوار شتر سوار پیادل چوبدار
خاص بردار خاصگیان لیے ہوے اُنکے بعد ہزارون مرکبان تیز رفتار با ساز و یراق مرصع کار

دو دو سائیس ہمراہ چلے آتے ہیں تامان ہوادار ہزاروں ہمراہ جب سب سامان سواری گذر گیا اور ایک
طرف صفت باندھ کر کھڑا ہوا کہ دیکھا نقارے پر چوب پڑتی ہوئی ہر ضرب زمین ہلاتی ہے نقار خانے کے
گذر جانے کے بعد دیکھا ایک مرد ضعیف باریش سفید علم اژدہا پیکر لیے ہوئے اُسکے شعلے نکلتے ہوئے
اُس سے صدائے یا صاحبقران یا صاحبقران چلی آتی ہے اور خوشبو جو اُس سے مشک و عنبر کی نکلتی ہے
تو تمام صحرا مہک جاتا جب صدا سے طبل سکندری بلند ہوتی ہے تو شیران صحرائی کان دبا کر طرف جنگل
کے بھاگتے ہیں اب دیکھا سمندر شاہ نے کہ اُس علم کے بعد ایک جوان مرکب پری پیکر پر سوار سر سے
پا تک آلات حرب و ضرب سے آراستہ خود سر پہ موزے پاؤں میں دستانے ہاتھوں میں تھے زرہ
داؤدی بر میں کنٹھی ڈیکیا پر نیزہ رکھا ہوا گردہ سپر گرشاسب پشت پر شمشیر الماس نگار زیب کمر پھریرا
صاحبقرانی چالیس قدم آگے آگے اُس جوان کے عقب میں ایک جوان تخت پر سوار تاج شاہی بر سر
و قبائے شہریاری در بر موتیوں کے مالے گلے میں الماس نگار اسکے بازوؤں پر شمسہ جواہر نگار رو برو
رکھی ہوئی سر پہ چتر طلائی گردش کرتا ہوا گرد پیش تخت سات سو شاہان فلک مرکبوں پر سوار لباس
زرنگار نقیبان خوش آواز صدائیں لگاتے ہوئے کہ جوانو ہوشیار و خبردار ہو سواری آتی ہے جہان
پناہ فلک بارگاہ مالک سریر سلیمانی ظل رحمانی خداوند جہان خلیفۃ الرحمان کی سب باادب ہو جاؤ روشن چوکی
بجتی ہوئی نقیبوں کی زبان پر یہ شعر جاری شعر الٰہی بخت تو بیدار بادا ٭ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ٭ گل اقبال تو
دائم شگفتہ ٭ بچشم دشمنانت خار بادا ٭ آگے آگے نقیب یہ اشعار پڑھتے ہوئے عقب میں اُس شاہ کے
لشکر بے شمار گروہ گروہ غٹ کے غٹ غول کے غول برق برق بھرے ہوئے جھق رکاب در رکاب دوش بدوش
سواران چلتہ پوش چار آئینہ بند چلے آتے ہیں ہر رنگ کی وردیاں ہیں کبھی صحرا سبز ہو گیا کبھی گلنار کبھی زعفران زار
کبھی نیلگوں یہ حالت ہے ہر کارے نے خبر دریافت کر کے سمندر شاہ کے پاس ہو کے عرض کیا کہ وہ جوان
جو کہ مرکب پر سوار تھا اور زیر علم چلا آتا تھا وہی صاحبقران ہے اور یہ جو تخت پر سوار ہے بادشاہ ہے یہ سنکے
سمندر شاہ کے حواس جاتے رہے اور اپنے ہمراہیوں سے کہنے لگا کہ بہت لشکر ہے اس لشکر کا کون مقابلہ
کر سکتا ہے در اصل ان بادشاہوں نے جو اطاعت کی بیجا نہ کی بلکہ جا ہے کی کیونکہ کون اس لشکر کثیر و جم غفیر
سے لڑ سکتا تھا انکے ایک حملہ میں لاکھوں کا لشکر اگر ہو تو بھاگ جائے کچھ عجب کی بات نہیں ہے ہر کاروں
نے عرض کیا سنا گیا ہے کہ ابھی کیا لشکر آیا ہے ہزاروں سردار و بادشاہ اپنے اپنے ملک کو گئے ہوئے ہیں اور
بہت سے عزیزان صاحبقران کو خبر نہیں ہے ورنہ لشکر سے اس صحرا میں جگہ نہ ملتی اور جب خبر ہو گی تو جگہ نہ ملیگی
اس لشکر کو غلہ پہونچنا غیر ممکن ہو گا سمندر شاہ نے کہا کہ یہ نصف لشکر آیا ہے اُنھوں نے عرض کیا کہ نصف نہیں
بلکہ ایک حصہ لشکر آیا ہے اور تین حصہ لشکر باقی ہے سمندر شاہ نے کہا کہ کیا وہ لشکر بھی آئیگا اُنھوں نے عرض کیا
کہ اگر خبر ہو گی تو ورنہ کیا ضرورت ہے یہ سنا گیا ہے کہ خدا پرستوں کا طریقہ ہے کہ جہاں ایک سردار گیا اور جس کو خبر ہوئی وہ
لشکر لیکر برائے کمک چلا ان لوگوں کا مثل اور لوگوں کے طریقہ نہیں ہے ایک کے لیے سب اپنی جان پر کھیل جاتے
ہیں سب جا کر کمک کرتے ہیں پس جب سب کو معلوم ہو گا تو ایک مرتبہ لشکر لیکر آئینگے سمندر شاہ نے کہا کہ کیا پروا ہے
جو آئیگا وہ غیر ساحر ہو گا ایک جنبش لب میں کام تمام کروں گا جو آئیگا اُسے دیکھ لونگا یہ کہکر اُسطرف دیکھنے لگا دیکھا
کہ وہ جو کل لشکر آئے ہوئے تھے سب کے سردار مرکبوں پر سے اُتر اُتر کر تا حد لشکر برائے استقبال آ گئے
اور استقبال کر کے لے چلے یہاں تک کہ لشکر میں صاحبقران و بادشاہ داخل ہوئے لشکر اُترنے لگا بادشاہ
داخل بارگاہ ہوئے سب سردار اپنے اپنے لشکر کو چھوڑ کر دربار میں آ گئے دربار آراستہ ہونے کا سامان ہوا اُدھر کے

عرصے مین دربار آراستہ ہوا بادشاہ و صاحبقران نے پوچھا کہ یہ ساماں خیمے مین کون ہین سب نے عرض کیا کہ
سمندر جادو حاکم شہر سمندر یہ ہرا ہے دیکھنے تماشے لشکر کے آیا ہی بادشاہ نے کہا کیا ہمارے مقابلہ
نہین آیا ہی سب نے عرض کیا کہ جی نہین اتنے عرصے مین سب سردار آگئے لشکر اُترا لشکر نے کمر کھولی جو جو کہ
سپاہ ہمارے استقبال صاحبقران و بادشاہ آراستہ ہوئی تھی اُسنے بھی کمر کھولی اپنے اپنے مقام پر آئے
سب اُترے وسط لشکر مین لشکر صاحبقران و بادشاہ اُترا جو کہ ہمراہ انکے آیا تھا یہان دربار آراستہ ہوا تھوڑے
عرصے تک بادشاہ نے دربار فرمایا بعد اسکے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر اپنے اپنے خیمون
مین آئے خواجہ بھی اپنے مقام پر آئے اب لشکر کا بندوبست ہونے لگا جب لشکر آچکا تو سمندر شاہ نے کہا
کہ ای اُستاد چلیے کیونکہ لشکر آچکا ہی اب لشکر نہ آئیگا اور شام بھی قریب ہی عشتاق نے کہا اچھا چلو سمندر نے
کہا ای اُستاد ابھی تک کوئی میرے مددگارون مین سے نہین آیا اسکا کیا سبب ہی گو کہ سب نے تحریر کیا تھا کہ
نامہ آپ کا پہونچا حال مرقومہ سے آگاہ ہوے حسب الحکم ہم بہت جلد آتے ہین اور آکر شرف قدم بوسی حاصل
کرتے ہین ہم کو تو خود بھی عرصے سے لشکر اسلام سے مقابلہ کا اشتیاق ہی خوب آپ نے اطلاع دی خدا پرستون نے
سلے فرمایا ہی بے ادبی کی کہ آپ کے ملک پر لشکر کشی کی ہم آکر آپ کے اقبال سے اُنکو سزا پاکر پہنچائینگے اور دیکھتے ہی
ہم لوگون نے سامان سفر کر دیا ہی بہت جلد آتے ہین ایسی مستعدی پر نہین معلوم کیون جو وعدہ ہوا کہ ابھی تک
کوئی نہ آیا یہ سنکر عشتاق نے کہا آتے ہونگے کوئی مقام تشویش نہین ہی ابھی تو لشکر اسلام آیا ہی جب ادھر
سے کوئی تحریک ہوگی اُسوقت دیکھا جائیگا اب لازم ہی کہ تم بھی اپنا لشکر لیکر ہمارے مقابلہ آؤ اور مقابل
مین لشکر اُتارو سمندر شاہ نے کہا کہ دیکھا جائیگا مین یہ حیران ہون کہ میرے پاس تو اسقدر لشکر نہین ہی جو
مقابلہ کرے عشتاق نے کہا کہ یہ لوگ شیر صاحب ہین انسے کیا ضرورت ہی کہ لشکر کثیر لیکر مقابلہ کیا جاے
سمندر شاہ نے جواب دیا کہ یہ امر تو ضرور ہی مگر ان مین جو صاحبقران ہی وہ باطل اسم سحر یاد رکھتا ہی جب
سحر کیا جائیگا وہ باطل سحر پڑھ دے گا سحر برطرف ہو جائیگا عشتاق نے جواب دیا کہ اسکا بھی بندوبست کر لیا
جائیگا مین اُسکا اسم اعظم بند کر دونگا سمندر نے کہا یہ امر تو ضرور ہی مگر عیار بڑے غضب کے ہین انکی عیاری
سے خداوند محفوظ رکھین یہ کہکر کہا کہ اب چلیے بس یہ سنکر سب اُٹھے اور چلنے پر تیار ہوے ابھی سمندر شاہ
نہ چلا تھا اور نہ رات ہوئی تھی کچھ دن باقی تھا کہ ایک مرتبہ ایک ابر سیاہ طرف شمال کے اٹھا اُس ابر مین
برق کی چمک رعد کی گرج تھی اُس ابر سے بارش سنگ ہو رہی تھی کہ وہ ابر آکر قریب اُس صحرا کے شق ہوا اُس
ابر سے تخت ہاے سحر پیدا ہوے اُنپر ساحران غدار سوار تھے اب جو سمندر شاہ نے دیکھا تو پہچانا کہ تسبیح
سیاہ پوش و جسیم سیاہ پوش وغیرہ چارون بھائی ہین یہ دیکھکر سمندر شاہ نے کہا کہ ای اُستاد یہ تو میرے
مددگار ہین میری کمک کو آتے ہین یہ کہکر سمندر شاہ بیرون خیمہ آیا اُدھر تسبیح نے دیکھا کہ بادشاہ کھڑے ہوے
ہین یہ دیکھکر تخت سحر کو زمین پر لایا چارون بھائی تخت پر سے اُترکر طرف سمندر شاہ کے چلے انکا لشکر بھی ہوا پر
سے اُترنے لگا چار لاکھ کا لشکر تھا سب ساحر تھے اور پہلوان بھی تھے عقب مین ساحران غدار کا قران نابکار
جھولیان جھولیان شالون پر ڈالے ہوے کالی کالی صورتین بڑے بڑے دانت منھ سے باہر نکلے ہوے
کالے کالے علم لیے ہوے اژدرون کی پشتون پر سوار تھے یہ لشکر آکر اُترا ساحرون نے جو سحر کیا خیمے برپا
ہو گئے ایک بارگاہ برپا ہوئی لشکر اُترنے لگا بازارین آراستہ ہوگئین ادھر یہ چارون بھائی خدمت مین
سمندر شاہ کی پہونچے مجرا کیا سمندر شاہ نے سلام لیکر اور اُنکی طرف متوجہ ہو کے کہا کہ ای تسبیح و
جسیم و سلیم و حلیم تم لوگون نے بڑا وعدہ کیا یہان لشکر اسلام آگیا اب تم لوگ آئے ہو اُنکفون سے انے

عرض کیا کہ جب آپ کا نامہ پہونچا ہم فوراً روانہ ہوئے راہ مین عرصہ ہوا یہ سنکے سمندر شاہ نے کہا کہ
چلو جب سب لشکر آئیگا تو ہم کل لشکر کو ہمراہ لیکر برائے مقابلہ آئینگے کیونکہ مین نے بہت سے نامے تحریر کیے
ہین وہ لوگ بھی آتے ہونگے جب تمکو نامہ روانہ کیا تھا اُن سب کو بھی نامے تحریر کیے تھے قسیم نے کہا
کہ اے بادشاہ ہماری رائے تو یہ ہے کہ آپ شہر مین تشریف لیجائیے ہم یہین مقیم ہونگے اور خدا پرستون سے
مقابلہ کرینگے جب تک اور سب آئینگے ہم چارون بھائی کافی ہین اور جو جو سردار یا بادشاہ آتے جائین
وہ بھی لشکر مین آجائین آپ کی کوئی ضرورت نہوگی سمندر شاہ نے کہا کہ ابھی کیا ضرورت ہے انھون نے عرض
کیا کہ اب تو ہم اس مقام پر آگئے ہین اگر لشکر مین پہونچ جائینگے تو جو آپ ارشاد فرمائینگے وہ ہم قبول کرینگے اب ہمکو
مقابلہ کر لینے دیجیے یہ جو قسیم نے کہا جسیم وغیرہ نے بھی اُسکے کلام کی تائید کی اور کہا جو بھائی صاحب کہتے
ہین اُسکو قبول فرمائیے یہ سنکے سمندر شاہ نے کہا اچھا مین تو جاتا ہون اور طائران سحر مقرر کیے جاتا ہون
جب تم لوگ مقابلہ کروگے ہم لوگ بھی برائے دید جنگ آئینگے یہ سنکے قسیم وغیرہ بہت بہتر کہکر خاموش ہو رہے
سمندر شاہ طائران سحر کو مقرر کر کے اپنے سردارون کو ہمراہ لیکر اپنے شہر کو روانہ ہوا یہ تو اُدھر چلا گیا یہان
قسیم وغیرہ اپنے لشکر مین آئے سمندر شاہ بہت خوش ہوا اور راہ مین عشاق سے کہا کہ اے اُستاد یہ تو خوب
ہوا کہ اُن لوگون نے مقابلے پر کمر باندھی جو آئیگا اُسکو اُنکی کمک کو روانہ کر دونگا اور مین ابھی مقابلہ کو نہ آؤنگا
مین یہ خیال کرتا ہون کہ میرے مقابلے کی نوبت نہ آئیگی یہی لوگ خاتمہ کر دینگے عشاق نے کہا اے سمندر
مین جو تمسے کہتا تھا وہی ہوا مین یہ کہتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ تمھارے مقابلہ کرنے کی نوبت ہی نہ آئیگی بلکہ خیال
کر لو کہ یہ حالت ہوگی کہ یہی قسیم و جسیم وغیرہ کافی ہین کیونکہ یہ لوگ ساحر بھی ہین اور پہلوان بھی ہین ہر طرح سے
مقابلہ کر سکتے ہین سمندر شاہ نے کہا کہ یہی میرا بھی خیال ہے یہ سنکے عشاق خاموش ہو رہا کہ اتنے عرصے مین
اندر شہر کے آگئے سمندر شاہ داخل محل ہوا سب اپنے اپنے مقام پر آئے عشاق اپنے مقام پر آیا یہ لوگ
تو اسی مقام پر ہین اُدھر بعد آنے سمندر شاہ کے قسیم وغیرہ اپنے مقام پر آئے یہ لوگ اُسطرف سے کوچ کر آئے
تھے جدھر کو شہر تھا شہر کو روک کر لشکر اُتارا خیمہ وغیرہ برپا ہوئے لشکر اُترا جب یہ ابر اُٹھا تھا تو ہرکارے لشکر
اسلام کے برائے خبر روانہ ہوئے تھے وہ قریب خیمہ سمندر شاہ جو آئے تو دیکھا کہ ایک لشکر اُس ابر سے
ساحرون کا پیدا ہوا اُنھون نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر ساحران برائے کمک سمندر شاہ آیا ہے بعد
ازان سمندر شاہ تو شہر کو چلا گیا یہ ساحران غدار برائے مقابلہ لشکر فرود کش ہوئے ہین یہ مقابلہ کرینگے یہ حال
دریافت کر کے وہ ہرکارے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے یہان دربار برخاست ہو چکا تھا ہرکارے
خواجہ کے پاس آئے عرض کیا کہ اے اُستاد یہ جو ابر اُٹھا تھا اُس ابر سے لشکر کفار برائے کمک سمندر شاہ
آیا تھا اُسکے آنے کا یہ ابر تھا وہ سب ساحر ہین سمندر شاہ اُنکو آپ کے مقابلے مین چھوڑ کر شہر کو چلا گیا یہ لوگ
آپ سے مقابلہ کرینگے خواجہ نے کہا کیا پروا ہے سب ہمارے ہاتھ سے مارے جائینگے کہان جائینگے ہم
لوگ تو ساحرون کے دشمن ہین ہم لوگ تو قاتل ساحران مشہور ہین اب تم لوگ اُسی لشکر مین جاؤ اور جو واقعہ
گذرے اُسکی خبر لاؤ وہ ہرکارے پھر لشکر قسیم مین آئے اور اپنی صورت تبدیل کر کے لشکر مین پھرنے لگے یہان لشکر کا
بندوبست کیا گیا رات ہوگئی دونون لشکر مین طبل بجنے لگا یہان تک وہ رات تمام ہوئی صبح کو اُدھر
قسیم و جسیم وغیرہ نے دربار کیا اِدھر صاحبقران نے دربار فرمایا بادشاہ آکر تخت پر جلوہ فرما ہوئے سب
سردار حاضر دربار ہوئے دربار آراستہ ہوا خواجہ بھی آکر اپنی کرسی پر بیٹھے سب عیار اپنے اپنے مقام پر اور اپنے
اپنے سردارون کی پشت پر کھڑے ہوئے کہ خواجہ نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اے صاحبقران

ہین نے چند ہرکارے برائے خبر روانہ کیے تھے جب آپ کل تشریف لا چکے ہین تو ایک ابر سیاہ اُٹھا تھا دوسرے
یہ خبر دریافت کرنا تھی کہ سمندر شاہ کیا صلاح کرتا ہے وہ ہرکارے جو گئے تھے تو اُنکے روبرو قریب چار لاکھ
کے لشکر ساحران آیا ہے چونکہ سمندر اس مقام پر پہنچا وہ لوگ بھی اُترے سمندر شاہ سے ملاقات کی سمندر نے
صلاح دی کہ تم میرے ہمراہ شہر مین چلو جب سب لوگ جنگجو جنکو مین نے نامے تحریر کیے ہین وہ آلین گے تو
پھر ہمراہ سے مقابلہ آئینگے اُنھون نے جواب دیا کہ آپ تشریف لیجائیں ہم مقابلہ کرینگے جب ہم نہ سر ہون
اُسوقت آپکو اختیار ہے جو چاہیے گا وہ بندوبست فرمائیے گا سمندر یہ سنکے اور طائران تحریر مقرر کر کے اور
یہ کہکر کہ جو لشکر لیکر میری کمک کو آئیگا مین تمھاری کمک کو روانہ کرون گا یہ کہکر چلا گیا جب چالنے لگا تو آپکے
لشکر کا نشان دیکھا ہے کہ وہ لشکر فروکش ہو کوئی نشان [illegible] کی بھی ضرورت نہ تھی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ
لشکر خدا پرستون کا ہے سبب یہ ہوا کہ اُنھون نے کہا کہ جو لشکر سامنے فروکش ہے یہی لشکر اسلام ہے اور یہ بھی
اُن ہرکارون نے بیان کیا ہے کہ یہ جو ساحر آ گئے ہین ہم ساحر ہین وہ ہم پہلوان ہین صاحبقران نے فرمایا
کہ آگئے ہین تو آنے دو اب تو ہم سمندر ہی پر آ گئے ہین کبھی نہ کبھی سمندر شاہ سے بھی مقابلہ ہوگا وہ لاکھ راستے کو
بچائیگا تو کیا ہوگا جس قدر لشکر ہمارے مقابلے کو آئیگا بفضل خدا قتل ہوگا اگر قضا ہماری یہان لائی ہے تو کیا پروا
ہے مرنا تو ایک دن ضرور ہے اس موت سے بہتر کون سی موت ہوگی کہ کفار کے ہاتھ سے قتل ہون مرتبہ شہادت
پائین خواجہ [illegible] نے کہا کہ اب وہ کام فرمائیے کہ اس جنگ کا فیصلہ بہت جلد ہو صاحبقران نے فرمایا کہ جب خدا
کو منظور ہوگا اُسی کے حکم سے سب کام انجام پاتے ہین بغیر اُسکے حکم کے کوئی پتہ بھی نہین جنبش کر سکتا ہے میرا
کیا اختیار ہے اُسی کی ذات پر سب بھروسہ ہے یہ فرما کر ارشاد کیا کہ میرا قصد ہے کہ ایک نامہ بنام سمندر شاہ
تحریر کرون اور ایک نامہ بنام قسیم و جسیم تحریر کیا جائے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ رائے آپکی بہت
ٹھیک ہے بس صاحبقران نے دبیر کو طلب کیا اور حکم دیا کہ دو نامے تحریر کرو ایک بنام قسیم و جسیم اور ایک
نامہ بنام سمندر شاہ دبیر تو نامے تحریر کرنے لگا یہان تو یہ فکر ہو رہی ہے اُدھر قسیم و جسیم و غیرہ نے بھی دربار
کیا سب حاضر دربار ہوئے دربار آراستہ تھا کہ قسیم نے جسیم سے کہا کہ بھائی میری رائے یہ ہے کہ پہلے ایک
نامہ روانہ کرکے بادشاہ اسلام کو آگاہ کرون اگر میرے نامہ پر وہ عمل کرکے اطاعت سمندر شاہ کی قبول
کرین تو خیر ورنہ مقابلہ کیا جائیگا جسیم نے جواب دیا کہ یہ رائے تمھاری بہت ٹھیک ہے بس اُسی وقت قسیم
نے دبیر کو طلب کرکے نامہ تحریر کرایا مضمون نامہ یہ تھا کہ بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران کو معلوم ہو کہ ابھی کوئی
خرابی نہین ہوئی ہے بلکہ تمکو مناسب یہ ہے کہ دین لقا پرستی قبول کرو یہ ثروت و دولت حشمت و شوکت و کثرت
سپاہ و خزانہ دیار و ممالک جو تم لوگون کو بہم ہوا ہے یہ سب عطیہ ہے خداوند لقا پر و سامری و جمشید کا اُنھون نے
تم لوگون کو خلق کیا اول تم مین سے جو کہ تمھارا جد اعلیٰ ہے جسکو تم صاحبقران اول کہتے ہو جسنے یہ بنا
اسلام جو کہ تمھارا مذہب ہے دنیا پر جاری کی اُسکو یہ قوت یہ طاقت کب تھی صرف ایک خانہ کعبہ مین اُسکے
بزرگ جو کہ تم لوگون کا معبد گاہ ہے مجاور تھے تم لوگ مجاور زادے ہو اُسی ملک مین یہ دین جاری تھا
جبکہ حمزہ پیدا ہوا اُسکی پرورش و پرداخت نوشیروان ملک عادل کسریٰ نے کی اسکا سبب یہ تھا کہ ایک
وزیر نوشیروان خدا پرست تھا اُسکی مرضی یہ تھی کہ کسی صورت سے دین اسلام کی ترقی ہو اس خیال سے اُسنے
یہ تدبیر کی کہ نوشیروان کو اسطرف متوجہ کیا اُسنے ہزارون روپیہ صرف کرکے پرورش کی جب وہ جوان ہوا
چونکہ خداوند لقا پر نے وہ طاقت و زور عطا کیا تھا کہ کوئی اُسکا ہمسر نہ تھا ایک عیار بھی اُسکو خداوند نے ایسا
کامل دیا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اُسی عیار کے بھروسے پر حمزہ نے ہزارون ملک فتح کرلیے لاکھون ساحرون کو قتل کیا اُسنے

ان اُن ساحرون کو قتل کیا کہ جنکے مانند کوئی نہ تھا چنانچہ نوشیروان سے بگڑی نمکحرامی پر کمر کسی جسنے پرورش کیا جسنے
روپیہ سے پرورش پائی اُسپر لشکر کشی کی اُسی سے خصومت پیدا کی اُسکی دشمنی پر کمر باندھی اُسکی دختر پر عاشق ہوا
چونکہ خداوند زور و طاقت مرتبہ صاحبقرانی دے چکے تھے بدین سبب وہ نوشیروان پر غالب آ گئے یہ
مرتبہ خداوند نے دیا کہ اٹھارہ برس پردہ قاف مین رہے مرتبہ صاحبقرانی وہان بھی پایا دیوون کو قتل
کیا بادشاہ قاف کی دختر سے عقد ہوا جو خداوندون کو بُرا کہتے گئے اُسیقدر خداوند مہربان ہوتے گئے
اسکا سبب یہ تھا کہ خداوند یہ جانتے تھے کہ جب ہم اسکو دولت و ثروت و طاقت اپنے سب بندون سے
زیادہ دینگے یہ ہماری خدائی کا قائل ہوگا دوسرا سبب یہ تھا کہ چند خدائیان اور تھین کہ جنکا خداوند کو برباد کرانا
مدنظر تھا اس سبب سے ترقی دیتے گئے یہانتک کہ نوشیروان تباہ ہوا اور آخر کو شہر بشہر دربدر پھرا کیا
حمزہ بھی اُسکے عقب مین جاتا تھا اور ملک فتح کرتا تھا چنانچہ اُسی سلسلہ مین جو جو مذہب باطل آچکا و تھے سب
حمزہ نے برباد کیے یہانتک کہ خدائی لقا و خدائی شداد و خدائی زبرجد و خدائی فرعون وغیرہ یہ سب
خدائیان بعد نوشیروان کے مرنے کے برباد ہوئین جبکہ فرزندان نوشیروان لقا کے پاس پناہ کے لیے
گئے اُسنے اُنکی کمک کی اب صاحبقران یعنے حمزہ سے اور لقا سے مقابلہ کی نوبت آئی وہ بھی مثل نوشیروان کے
بھاگتا پھرا آخر کو قتل ہوا اُسکے بعد حمزہ تو خانہ کعبہ چلا گیا اپنے فرزند کو صاحبقران کر گیا چونکہ یہ سب امر
خداوند کی طرف سے ہوتے تھے خداوند نے اُسکو بھی اسی قدر قوت عطا کی تھی جسقدر حمزہ کو اُسنے بھی
بہت سے ملک آباد کیے اُسنے زمرد شاہ کو قتل کیا بہت سے طلسم زمانہ حمزہ مین فتح ہوتے اور بہت سے
زمانے مین اُسکے فرزند کے فتح ہوے چنانچہ وہ اب تمکو صاحبقران کر گیا ہی خلاصہ اس تحریر کا یہ ہی کہ یہ سب
عطیہ خداوند تصویر کا ہی لہذا مین تمکو تحریر کرتا ہون کہ اپنے خداوند کو پہچانو اور اس سرکشی سے باز آؤ ورنہ
خراب ہوگے ابھی تک خداوند تمسے راضی ہین اسکا سبب یہ ہی کہ تمنے اُسکے خاص بندون پر ظلم نہین کیا
اُنکو پریشان نہین کیا بلکہ اُنکو برباد کیا جو کہ خداوند سے منحرف تھے اب تمنے یہ قصد کیا ہی جو کہ خداوند
کے خاص بندے ہین جنکو خداوند اپنی اولاد کے مثل تصور کرتے ہین اور خداوند نے اپنے ہاتھ سے
خلق کیا ہی اُنپر ظلم و ستم کرو چنانچہ تمنے کئی بندون کو خداوند کے قتل بھی کیا اسپر بھی خداوند نے کچھ خیال نکیا
یہ تصور کیا کہ شاید یہ لوگ اب بھی راہ پر آئین مگر تم لوگ کب راہ پر آتے ہو ایسی سرکشی پر کمر کسی کہ لشکر
لیکر چڑھ آئے اور سمندر شاہ ایسے خاص بندے کو خداوند کے عاجز کیا غضب خداوندی سے خوف
کرو ابھی تک دریاے قہر خداوندی کو جوش نہین آیا ہی تمھارے حال پر نظر عنایت ہی ورنہ جب دریاے
قہر موجزن ہوگا تو تم لوگون کا نشان بھی نہ معلوم ہوگا سمندر شاہ کو حکم ہوگا وہ اپنے گرداب سحر سے
تم سب کو پریشان کر دیگا اور طوفان سحر مین لا کر غرق کر دے گا یہ سمندر شاہ ایک چھوٹی سی لہر ہے
دریاے قہر خداوندی کی ابھی سمندر شاہ کے اسقدر غلام ہین کہ تم اُنسے برسون مقابلہ کروگے تو بھی کم
نہو سکے ہان جب سمندر شاہ کی نوبت آئیگی اُسوقت خداوند کو بھی خیال ہوگا ایک ہم چار بھائی ہین پہلے
ہمسے مقابلہ کر لو اور ہمپر غالب آلو تو پھر اور لوگون سے مقابلہ کرنا ہمارے ہی ہاتھ سے تمھارا بچنا ذرا دشوار ہے
کیونکہ ہم وہ لوگ نہین ہین کہ تمھارے لشکر کثیر سے خوف کرین یہ کیا لشکر ہی ایک ساعت مین تو سب
تباہ ہوگا ہمارا کوئی کیا مقابلہ کر سکتا ہی آیندہ تمکو اختیار ہی خلاصہ طور سے تحریر کیا جاتا ہی کہ خداوند کو پہچانو
اطاعت کرو خدا سے نادیدہ کی بندگی ترک کرو ورنہ بڑی خرابی ہوگی دوسرا امر یہ ہی کہ جب کہ تمکو یہ ثابت ہو گیا
ہی کتابون سے اور ہرچہ اخبار سے کہ تم لوگ صحا و زرادے ہو گو کہ شاہزادیان تم سب کی پاس ہین

اگر مثل تو تمھاری وہی ہی بدین سبب یہ لیاقت سمندر شاہ کی نہ تھی کہ تمسے مقابلہ کرتا کیونکہ وہ اسوقت شہنشاہ
ہی سیکڑون بادشاہ اُسکے زیر حکم ہین ہزارون ملکون سے خراج آتا ہی ایسا صاحب مرتبہ ہی کہ زیر مکان خداوندی
اُسکا ملک آباد ہی اور مثل ہمارے ہزارون بادشاہ اُسکو خراج دیتے ہین بادشاہ سمندر شاہ کا وہ مرتبہ ہی
کہ اسوقت عالم مین کسیکا نہوگا سمندر شاہ وہ قدرت رکھتا ہی کہ کوئی نہ رکھتا ہوگا بعد خداوند کے سمندر شاہ
کا مرتبہ ہی سمندر شاہ نے آج تک کسی پر ظلم و ستم نہین کیا خود سب نے باج دینا قبول کیا اُسکی شان و شوکت
دیکھکر اُسنے خود آکر خداوند کی خدمت سے ہزارون ملک آباد دیکھے خداوند نے اس لیے اُنکو پیدا کیا دنیا پر روانہ
کیا کہ تم جاکر ہمارے دین کو اب رواج دو کیونکہ سب مذہب جو کہ دنیا پر تھے باطل تھے جاتے رہے پس
بموجب حکم خداوندی سمندر شاہ ایک ماہ بعد ایک مبارک دن نکلتے تھے جوکہ عرش سماوی کے نام سے
مشہور تھا اُسکا رنگ دریا سے سبز رنگ سے جو کہ سمندر شاہ سے نہایا تھا ایک بار سبز رنگ پیدا ہوتا تھا
قدرت خداوند سے وہ ارکان دین لقلقہ پر پیشی سب کو تعلیم کرتا تھا اس سبب سے وہ آج حالت ہی کہ لقلقہ پر
شاہ نے پہلے کی بیان کی تھی تا سے این تحریر کی اُسکے بعد تحریر کیا کہ تم لوگ اپنے پہلے قدم آسکے کہ وہ پہلے
جھلیا موقوف ہوگیا دریا بھی ہٹ گیا وہ بار جو کہ دریا سے پیدا ہوتا تھا حکم خداوندی کی بعد ایک ماہ کے
زیارت ہوتی تھی نہ آیا یہ غضب خداوندی نازل ہوا کہ تم لوگ اس ہوا و ہوس سے محروم رہے لہذا ابھی کچھ
نہین گیا ہی اپنا مذہب ترک کرو اور دین لقلقہ پر پیشی قبول کرو اگر پہونچ منظور ہی تو جلد حضور سے آ ملے ہو
اُسی طرف مع لشکر کے چلے جاؤ بہر طور رعایت کی جاتی ہی اس سبب سے کہ تم کوئی بندے ہو خداوند کے
اور خداوند تمسے ابھی خوش ہین اور یہ دوستی ہی اگر ہمارے کہنے پر عمل نہ کروگے اور ہمکو عاجز
کروگے تو ہم سب ملک خداوند سے تمھاری فریاد کرینگے پس خداوند تم پر اپنا غضب نازل کرینگے ہم لوگ
اُسوقت فریاد کرینگے جبکہ تمسے عاجز ہو سکے اول تو ہم ہی تمھارے قتل کرنے کو کافی ہین شاید ہم کسی سبب سے
غالب نہ آئینگے تو فریاد کرینگے ضرور خداوند ہمارا پاس کرینگے اور تمکو غارت کرینگے کیون اپنی جانون کے
پیچھے پڑے ہو اب بھی راہ راست پر آؤ اس سرکشی سے ہاتھ اٹھاؤ خداوند کی عنایتون کا شکریہ ادا کرو
یہ وہ خداوند ہین کہ جنھون نے سب کو خلق کیا ہی انھین کے خلق کیے ہوے سب ہین کیا سامری کیا
جمشید کیا لقا کیا فرعون و دیگر خداوند یہ سب اُنکے نائب ہین اُنھون نے سب کو دنیا پر اس غرض سے
بھیجا تھا کہ ہمارے دین کو رواج دین جیساکہ حمزہ کو یہ سب ایسے مغرور ہوے کہ خود خدائی کرنے لگے
چونکہ انکو خداوند نے بڑے بڑے اختیار دیے تھے اسی سبب سے خدا بن بیٹھے اُسکے برباد کرنیکو
حمزہ کو خلق کیا وہ بھی مغرور ہوگیا وہ خدا سے نادیدہ کی پرستش کرنے لگا مگر خداوند نے کچھ خیال نہ کیا
یہ ترقی دی کہ آج تمکو یہ دن نصیب ہوا کہ خاص بندگان خداوند پر لشکر کشی کرکے آئے ہو اب خداوند
کسی امر کی رعایت نہ فرمائینگے ضرور اگر تم اطاعت نہ کروگے تو تم پر عذاب نازل کرینگے اب اسقدر
غرور نہ کرو اب تمھارا زمانہ غرور جاتا رہا اب یہ سرکشی اچھی نہین ہی آیندہ تمکو اختیار ہی ہم کہان تک
تحریر کرین بس یہ امر کافی ہی کہ تم غاشیہ اطاعت کو دوش ہوش پر رکھکر حاضر ہو اور سمندر شاہ سے
اپنی خطا معاف کراؤ اگر وہ معاف کردیگا تو ضرور خداوند بھی معاف کردینگے اور اسکی کم خداوند
خوش ہین ہماری تھوڑی تحریر کو بہت جانو اور کیا تحریر کرین یہی تمھارے حق مین بہتر ہوگا اپنے اس
نامہ کو اس شعر پر ختم کیا شعر منت آنچہ حق بود گفتم تمام ❊ تو دانی دگر بعد ازان والسلام ❊ اس نامہ
اپنا آنا اور سمندر شاہ سے اجازت جنگ لیکر اس مقام پر قیام کرنا تحریر کردیا تھا راوی نے بیان کیا ہی

کہ یہ لوگ پہلے شہر سمندریہ میں گئے تھے وہاں یہ سنا تھا کہ سمندر شاہ براے دید آمد لشکر اسلام گئے ہیں
یہ لوگ بھی اپنا لشکر لیکر یہیں چلے آئے چونکہ یہ تحریر ہو چکا ہے کہ سمندر شاہ اپنے ہمراہ انکو لیکر آویگا
ضرور انکو ہمراہ لیکر آتا مگر اسکو راہ میں عرصہ ہو گیا اس سبب سے یہ لوگ ہمراہ سمندر شاہ کے نہ آسکے
اور نہ انھوں نے تماشا سے آمد لشکر اسلام دیکھا مگر یہ لوگ بعد کو آئے خلاصہ یہ کہ جب نامہ تیار ہو چکا
یہاں ہرکارے لشکر اسلام کے موجود تھے وہ یہ سب حال دیکھ رہے تھے جب نامہ ختم ہوا اور
لفافہ کر کے دبیر نے قسیم کے پاس حاضر کیا اُسنے کہا کہ ایک ساحر یہ نامہ لیکر لشکر اسلام میں جائے
اور بادشاہ لشکر اسلام کو نامہ دیکر جواب لائے یہ سنکے ایک ساحر کہ نام اسکا ظلمان سیہ پوش تھا
اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض کیا کہ میں جا کر جواب نامہ لاؤنگا اور دربار کا بھی حال دیکھ آؤنگا قسیم
نے کہا اچھا لو نامہ اور جا کر یہ نامہ دینا اور جواب لیکر آنا اور بہت ہوشیاری سے کام کرنا اور دیکھنا کہ دربار
کی کیا حالت ہے بس اب جلد جاؤ دیر نہ کرو کیونکہ جلد حال جواب نامہ معلوم ہو اگر وہ لوگ اطاعت قبول
کریں تو فبہا ورنہ اُنسے مقابلہ کیا جائے اور بہت جلد لڑائی کا خاتمہ ہو جائے اور لوگ آنے نہ پائیں
ہمیں چاروں بھائی لڑائی سر کریں ہمارے ہی یہ فتح نامہ لکھی جائے کیونکہ ہم سب سے پہلے آئے ہیں یہ سنکر وہ
ساحر یعنی ظلمان سیہ پوش آگے بڑھا اور نامہ لیکر سر سے باندھا اور چلا یہ حال ہرکارے لشکر اسلام کے
جو موجود تھے دیکھکر فوراً طرف اپنے لشکر کے بارگاہ قسیم سے نکلکر روانہ ہوے قبل پہونچنے اُس ساحر
نامہ بر کے بارگاہ بادشاہ میں پہونچے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور دست ادب جوڑکر یوں عرض کرنے لگے
کہ شہریار جہان پناہ کی عمر دراز ہو ترقی پر ستارۂ اقبال ہو یہ غلامان جان باز ایک خبر تازہ لیکر حاضر ہوے
ہیں اگر حکم عالی ہو تو عرض کریں صاحبقران نے فرمایا بیان کرو کیا خبر لائے ہو اُنھوں نے عرض کیا ہم
لشکر کفار میں بموجب حکم خواجہ صاحب موجود تھے آج اُن کافروں نے دربار کیا ہم دربار میں بھی موجود
تھے باہم صلاح کر کے اُنھوں نے ایک نامہ بنام جہان پناہ و حضور کے تحریر کیا ہے وہ نامہ ایک ساحر
لیکر آتا ہے باقی خیریت ہے ہم جان نثاروں نے خیال کیا کہ اس نامہ بر کے آنے سے پہلے حضور کو آگاہ
کر دیں یہاں وہ وقت ہے کہ صاحبقران نے دبیر کو طلب کیا ہے اور حکم نامہ تحریر کرنے کا دیا تھا کہ ہرکارے
آکے پہونچے اُنھوں نے یہ خبر بیان کی صاحبقران نے دبیر سے کہا کہ ابھی نامہ نہ تحریر کرو اُس نامے کا
مضمون دیکھ لیں تو تحریر کیا جائیگا اور خواجہ کو حکم دیا کہ دربار کو درست کرو اور آراستہ کرو جو سردار
کہ دربار میں کسی سبب سے نہ آئے تھے اُنکو بھی خواجہ نے حکم سے صاحبقران کے آگاہ کیا وہ بھی سب
آئے خواجہ نے دربار کو آراستہ کیا کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ خالی ہو ایک طرف سہراب جادو ایک طرف
ملکہ غزالان کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی سواے ان دو کے کوئی ساحر ہمراہ نہ تھا گو کہ ہمراہ لشکر صاحبقران
لاکھوں ساحر تھے مگر سب بموجب حکم صاحبقران ہمراہ مریخ آفتاب علم کے طرف طلسم فیروزیہ کے براے
کمک مہمتن جادو گئے ہیں وہ ابھی تک واپس نہیں آئے ہیں اتنے عرصے میں صاحبقران سمندریہ پر
پہونچ گئے انکا انتظار بھی نہ کیا ساحر کہاں سے ہوتے اور صاحبقران کو کوئی پروا نہ تھی کہ ساحر ہوں تو
مقابلہ کو جائیں یہ لوگ ہمیشہ کے بے پروا ہیں نہ ساحر سے خوف کرتے ہیں نہ غیر ساحر سے سواے
خداے کریم کے کیونکہ اُسکو تو اپنا مالک جانتے ہیں یہ کیوں اس خیال میں رہتے کہ مریخ آلے تو
ہم سمندریہ پر جائیں اس عرصے میں کئی مقابلے سحران سے ہوے جبکہ دریاے سبز رنگ نہ ہٹا تھا
بہت سے سردار قید بھی ہوے صاحبقران کا اسم اعظم بھی رد ہوا مگر کچھ خوف نہ کیا یہ سمندر شاہ

کیا ہی جو اسکے خوف سے نہ آئے اپنے خدا پر بھروسا رکھتے ہین راوی بیان کرتا ہی کہ اتنے عرصے مین سب
دربار آراستہ ہوگیا ہر ایک اپنے طریقے اور قاعدے سے اپنے مقام پر بیٹھا خواجہ بھی اپنی کرسی پر اور عیار
خشتہا سے زرین پر کھڑے ہوے کہ اتنے عرصے مین وہ جو ساحر نامدار نامہ لیکر چلا تھا تخت سحر پر سوار
تھا آکر قریب بارگاہ کے اُترا اور در بارگاہ پر آکر پہونچا یہان در بارگاہ پر عادل طرف سے جنرل
کے ونگل ورگہ سالاری پر بیٹھے ہوے تھے اس ساحر نے قصد کیا کہ بدون اجازت داخل بارگاہ
ہوون کہ عادل نے کہا اے شخص کہان جاتا ہی یہ دربار شاہان خدیو جہان ہی یہان کوئی بدون
اجازت نہین جا سکتا ہی جو کام ہو ہمسے کہو ہم جاکر عرض کرین اگر اجازت ہو تو اندر جاؤ ورنہ واپس جاؤ
یہ جو قطلمان نے سنا پہلے تو غصہ آیا اور قصد کیا کہ جواب سخت دون پھر خیال کیا کہ اس سے کیا فساد
کرون ہان اگر دربار مین کوئی سخت کلامی کریگا اُس سے سمجھ لیا جائیگا اسکا کیا قصور ہی یہ تو ملازم ہی جو
اسکو حکم دیا گیا اُسکا پابند ہی جو ان سب کا افسر ہی اُس سے اسکا عوض لیا جائیگا اگر یہ خلاف حکم کرے
تو نمک حرام کہلائے نوکری پر سے لیں کیا ہرج ہی اس سے کہدو کہ مین نامہ لیکر آیا ہون میری خبر کردو جان
جب اجازت ہوگی اُسوقت دیکھا جائیگا مجکو کون منع کرسکتا ہی مین سحر کرکے داخل بارگاہ ہونگا یہ دل مین
خیال کرکے عادل سے کہا کہ جاکر خبر کرو کہ قطلمان سیہ پوش نامہ لیکر قیصر سیہ پوش بادشاہ کوہستان سیہ
کا آیا ہی اجازت کا خواستگار ہی یہ سنکے اُسی وقت عادل اندر بارگاہ کے آئے مجرا کیا اور جو اُسنے کہا تھا عرض
کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اُسکو اندر بارگاہ کے بھیجدو عادل نے باہر آکر کہا کہ جاؤ کوئی اب نہ منع کریگا
یہ پردہ اٹھا کر اندر آیا اُسنے دیکھا کہ ایک جلوخانہ ہی اُسمین دو طرف غلامان سیاہ پوش با شمشیر الماس نگار
حلقہ بستہ کھڑے ہین یہ اُنکو دیکھتا ہوا دوسرے دروازے سے پر آیا اور پردہ اُٹھا کر اندر گیا یہان بھی دیکھا
کہ اُسی طور سے غلامان زرد پوش دو طرف کھڑے ہوے ہین تیسرے جلوخانہ مین آیا یہان غلامان نیلم
پوش کو دیکھا چوتھے جلوخانے مین غلامان نارنجی پوش کو دیکھا پانچوین مین زمرد پوش کو چھٹے مین یاقوت پوش
کو ساتوین مین فیروزہ پوش کو آٹھوین مین سب نقرئی پوش تھے نوین طلائی پوش تھے دسوین مروارید
پوش تھے گیارھوین الماس پوش ہر جلوخانے مین پانچ ہزار سے کم غلام نہ تھے بارھوان پردہ جو اُٹھا تو
اسکی آنکھین کھل گئین ہوش جاتے رہے وہ بارگاہ دیکھی کہ کبھی خواب مین بھی نہ دیکھی تھی شعر عجب بارگاہ ہے
عجب گیر و دار نہ گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار ہر جلوخانے کی آراستگی دیکھکر حیران تھا کہ جس لباس
کے غلام تھے اُسی رنگ کا فرش مخملی بچھا ہوا تھا کارچوبی اُسی رنگ کے شیشہ آلات سے بارگاہ کا جلوخانہ
آراستہ تھا وہ غلامان ترکی تھے کہ جنکی صورت دیکھکر انسان کا زہرہ آب ہو جائے مگر با ادب کھڑے
ہوے تھے جب یہ بارگاہ کے اندر پہونچا اُسنے اُس بارگاہ کو سب سے زیادہ آراستہ پایا یہان بھی تمام
غلامان زرین کمر کو دیکھا کہ در بارگاہ سے تا ایوان بارگاہ دو طرفہ کھڑے ہوے ہین وہ رعب وداب ہی
کہ اگر فرشتہ بھی دیکھے تو مودب ہو جائے رستم و اسفندیار بھی اگر اُس بارگاہ مین آئین تو فرط خوف سے
انکا تمام جسم لرزنے لگے دل کانپ جائے قطلمان یہ رعب وداب شان و شوکت بارگاہ کی دیکھکر حواس باختہ
ہوگیا ساری سحر و ساحری بھول گیا آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا ہوا طرف دربار کے چلا جب قریب ایوان پہونچا
ایک چوبدار نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ مقام مجراگاہ ہی پہلے یہان آکر مجرا کرو پھر دربار مین آؤ یہ ایسا بدحواس
تھا کہ کچھ نہ سمجھا بس وہ قریب آیا اور مقام مجراگاہ پر لایا اور آہستہ سے کہا کہ مجرا کرو صاحبقران و جہان پناہ کو
پھر دربار مین چلو کیا ستم قواعد شاہی و ارکان دربار سے واقف نہین ہوگیا کسی دربار مین کبھی جانے کا اتفاق نہین ہوا

یہ چوبدار نے کہا اب اسکو ہوش آیا راوی نے بیان کیا ہی کہ عجیب و چوبدار و بیادل کا ذکر اسی سبب سے
نہیں کیا کہ یہ تو سب پر ظاہر ہی کہ یہ لوگ ہر بارگاہ و ہر دربار میں ہوتے ہیں انکے ذکر کی کیا ضرورت تھی بس جب
چوبدار نے اسکو ہوشیار کیا اسکو ہوش آیا اسنے مجرا کیا مجراگاہ پر سے مجرا کیا مگر ہر طرف حیران ہو ہو کر دیکھ رہا تھا جب
مجرا کر چکا اب وہ چوبدار اسکو لیکر دربار میں آیا اسنے دیکھا کہ تمام بارگاہ سرداروں سے مملو ہی ایک تخت
وسط بارگاہ میں جواہر نگار سات زینوں کا آراستہ ہی اسپر ایک جوان رعنا تاج اکیس کنگروں کا الماس نگار
سر پر رکھے ہوے قبا سے قلمکار جسمیں مروارید بیضۂ گنجشک کے برابر لگے ہوے ہیں پہنے ہی الماس و زمرد
و یاقوت کے اِستے بازوؤں پر بندھے ہوے ہیں گلے میں مروارید کے مالے پڑے ہوے ہیں ان میں
الماس وغیرہ کی لوحیں پڑی ہیں سر پر ایک چتر لگا ہوا ہی جو کہ بالکل الماس نگار ہی عقب پشت دو غلام سیم
زرین کمر کھڑے ہوے ہیں انکے ہاتھ میں بال ہما کے مورچھل ہیں اُس سے مگس پرانی کر رہے ہیں روبرو بادشاہ
کے تخت پر سپر و شمشیر رکھی ہی جو کہ بالکل الماس نگار ہی تخلخے کے لوٹے رکھے ہوے ہیں انمیں عود و
عنبر سلگ رہا ہی تمام بارگاہ مہکی ہوئی ہی گلدستے گلوں کے رکھے ہوے ہیں انکی الگ خوشبو تھی نامہ بر
یہ دیکھکر اسنے دیکھا کہ چار وزیر کھڑے ہوے ہیں مندیل وزارت سروں پر اور بہت سے بادشاہ گرد و
پیش تخت کرسیوں پر بیٹھے ہوے ہیں برابر تخت کے ایک دنگل پر دیکھا کہ ایک جوان بمرتبہ صاحبقرانی
تمکین ہی دونوں طرف تخت کے ہزاروں سرداروں دنگلوں و کرسیوں پر حسب قدر و مرتبہ بیٹھے ہوے ہیں
کوئی مقام خالی نہیں ہی سب کرسیاں و دنگل مملو ہیں یہ حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ کس مقام پر بیٹھوں کہ
بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک کرسی برائے نامہ بر حاضر کرو بس اُسوقت کرسی حاضر کی گئی روبرو تخت شاہی
و دنگل صاحبقرانی کے آراستہ کی گئی ساری ساحری وہ اس دربار کو دیکھکر فراموش کر گیا تھا جو جو امر خیال
کرکے آیا تھا سب فراموش تھے اشارا ہوا کہ کرسی پر بیٹھ جاؤ بس وہ سلام کرکے کرسی پر بیٹھا کہ اشارہ
ہوا ساقی کو کہ جام شراب نامہ بر کو دے ساقی نے جام لبریز کرکے اسکو دیا وہ بہ انجام اُس جام کو
ساقی کے ہاتھ سے لیکر پی گیا ساقی نے متواتر بحکم بادشاہ تین جام دیے اسنے سب پی لیے اب جو دماغ
بادہ ناب سے اسکا گرم ہوا ایک مرتبہ پکار اٹھا کہ منہم نامہ دار منہم نامہ دار خواجہ نے کہا کہ اسقدر بدمست
ہو کسکا نامہ لائے ہو بیان کرو اُسنے کہا کہ مین نامہ لایا ہوں ساحران جہان سامری وقت جمشید عصر
قیصر پوش کا اُنھوں نے نامہ بنام بادشاہ اسلام و صاحبقران نیک انجام کے تحریر کیا ہی وہ نامہ
لیکر آیا ہوں بس خواجہ نے کہا کہ وہ نامہ خدمت بادشاہ میں پیش کرو وہ پرنہ کرو یہ سنکے اُسنے نامے کو
سر سے کھولا اور دونوں ہاتھوں پر رکھکر خدمت بادشاہ میں پیش کیا بادشاہ نے نامہ لیکر دبیر کو دیا کہ
پڑھو دبیر نے جو یہ حکم پایا نامے کو لیکر لفافہ کو چاک کیا نامہ نکال کر پڑھنا شروع کیا اُسمیں پہلے تو
تعریف خداوند لقمو پیو سامری و جمشید تحریر تھی اُسکے بعد تعریف سمندر شاہ کی تحریر تھی اُسکے بعد وہی
مضمون تھا جو کہ مذکور ہو چکا ہی جب دبیر نے نامہ پڑھکر ختم کیا سب اہل دربار و بادشاہ و صاحبقران
مضمون نامے سے آگاہ ہوے صاحبقران کو اُسکی اس تحریر پر غصہ آیا اور برہم ہو کر فرمایا کہ جواب نامہ
تحریر کرو اسنے تحریر بہت خلاف لکھی ہی جو کہ بالکل ہماری شان کے خلاف ہی اسکا جواب تحریر کرو دبیر
نے کہا کہ جو مضمون ارشاد ہو وہ تحریر کر دیا جائے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ مضمون تحریر کرو کہ یہ جو تمنے
تحریر کیا ہی کہ تم خدا و نراد سے ہو بالکل خلاف ہی اور وہ کیا تمھارا خداوند لقمو ہی کہ وہ ہمکو یہ شان و
شوکت دیگا اُسکو اپنی پشت کا تو حال معلوم نہیں ہی وہ گمراہ کرنے والا ہی تمام عالم کا جو طور سے

لقا وغیرہ خدا سے باطل تھے اُسی طور سے یہ بھی ہوگا بالکل خلاف ہی وہ ہمکو کیا پیدا کرے گا اور کسی پر کیا عذاب نازل کریگا پہلے اپنی تو خبر لے اُسکا قیامت مین یہ حال ہوگا کہ وہ ہر طرف پناہ لینا پھریگا اور کوئی پناہ نہ دیگا ہر اعضا اُسکا اور تمھارا گواہی دیگا مین تمکو تحریر کرتا ہون کہ تم خود غاشیۂ اطاعت دوش ہوش پر رکھکر ہماری اطاعت کرو اور خدمت مابدولت مین حاضر ہو اور اس گمراہی سے نکلو راہ ضلالت کو ترک کرو سر چشمۂ ہدایت پر پہونچو یہ کیا گمراہی ہی کہ ایک بندے کو جو کہ مثل ہمارے اور تمھارے آنکھ منھ رکھتا ہی ستہ ضروریہ رکھتا ہی بہ فضل خدا کے نہین ہین کوئی شیطان ہی یا ساحر ہی اُسپر لعنت کرو ہم ہزار ہزار لعن کرتے ہین وہ ہمپر کیا رعایت کریگا وہ کوئی بچہ شیطان ہی بس لعن کرو ورنہ آمادۂ قضا رہو مین تمکو مع سمندر شاہ کے قتل کرونگا یہی جواب نامہ ہی اور کیا تحریر کیا جائے صاحبقران نے بہت کلمات و ہدایت خاص تحریر کیے ہزاروں دشنام بنام ساحری و جمشید و دیگر ساحران ناپکار ولقا و بہر جادو و ایوان جادو کے تحریر کیے اور بہت مذمت سمندر وغیرہ کی کی اور آخر مین لکھدیا کہ جواب جلد بلا بلا توقف یہ تحریر کرکے اُسکو دیا اور ظلمان سے کہا زبانی کہدینا کہ کیون قضا آئی ہی ہم وہ لوگ ہین کہ ایک ساعت مین تمام لشکر کو تباہ کردیتے ہین ساحرون کی جان کے قاتل ہین کفارون کے ملک الموت ہین کیون اپنی قضا بلاتے ہو ایک پل مین تمام لشکر کو غارت کردونگا ہزارون طلسم غارت کیے ہین اس ملک کی کیا حقیقت ہی تم اپنی ساحری پر بھولے ہو ہم سحر و ساحری کو کچھ نہین جانتے ہین یہ کلام سنکے ظلمان نے کہا کہ اے صاحبقران آپ کے حق مین یہ بہتر ہوگا کہ آپ سمندر شاہ کی اطاعت قبول فرمائیے اور دین اسلام ترک فرمائیے یہ جو ظلمان نے کہا تو صاحبقران نے برہم ہوکر فرمایا کہ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمکو نصیحت کرتا ہی بس اسی مین خیریت ہی کہ تو چلا جا نامہ لیکر جا تجھکو کیا ہی اگر تو نامہ لیکر نہ آیا ہوتا تو اس سخت کلامی کی سزا دیجاتی تو یہان سے زندہ واپس نہ جاتا یہ سنکے ظلمان بہت برہم ہوا اور قصد کیا کہ سحر کرون اب جو خیال کرتا ہی تو سحر بالکل فراموش ہی آئینۂ حیرت کا جوش ہی لاکھ لاکھ سحر یاد کرتا ہی کچھ یاد نہین آتا ہی عاجز ہوکر اپنے دل مین تاؤ پیچ کھا کر رہ گیا اور یہ جواب دیا کہ مین خود یہ خیال کرکے جواب نامہ لیکر جاتا ہون کہ تمھاری بارگاہ مین آیا ہون اور یہ خیال ہی کہ جسکے مکان پر آؤ اُس سے فساد نہ کرو ورنہ مین خود اس سخت کلامی کی سزا دیتا صاحبقران نے فرمایا کہ تو کیا سزا دیتا اُسنے کہا کہ اُسوقت بتا دیتا یہ جو کہا سہراب کو بہت غصہ آیا اور اپنے مقام پر سے لپیدا سے بلند پکارا کہ کیا زبان لڑاتا ہی بس اسی مین خیریت ہی کہ اپنی آبرو لیکر چلا جا اور اپنی جان سلامت لے جا اگر اب کی مرتبہ تو نے کچھ جواب دیا تو یاد رکھ مین تجھکو زبان تیغ سے جواب دونگا تیری یہ لیاقت نہین ہی کہ تو صاحبقران سے کلام کرے اُسکے غلام استقدر ہین کہ تجھکو سزا دینا یہ جو سہراب نے کہا اُسنے سہراب کی طرف دیکھکر جواب دیا کہ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی یہ لیاقت اسی دربار مین ہے ورنہ وہ اپنے دن بھول گیا جب کہ مارا مارا پھرتا تھا اور کوئی نہ پوچھتا تھا خداوند لقا و سمندر شاہ کو سلامت رکھے کہ اُنھون نے تیری پرورش کی اور مرتبہ سپہ سالاری دیا اور خاک سے پاک کیا اُسپر تو نے یہ نمک حرامی کی کہ اُسکے ناموس کو ننگا بدن سے دیکھا جسکی سزا مین نکال دیا اور اسیر کیا نہ معلوم کیونکر رہا ہو گیا دوسری نمک حرامی یہ کی کہ اپنا مذہب آبائی ترک کیا اور شریک اہل اسلام ہوا اُسپر یہ کلام کرتا ہی شرم بھی نہین آتی یہ جو اُسنے کہا سہراب نے برہم ہوکر جواب دیا کہ کیا بیہودہ کلام کرتا ہی سمندر کی بھی یہ لیاقت ہوئی کہ وہ کسی کو کیا پرورش کریگا وہ خود لوا اپنی پرورش کرے وہ کسی کو کیا مرتبہ دے گا یہ بھی ہماری لیاقت تھی کہ اُسکی ہم اطاعت کرتے تھے ورنہ وہ کیا لیاقت رکھتا تھا وہ خود غلام ہی وہان سے

نکالا گیا چونکہ سقدر کا اچھا تھا یہان آکر دولت بہم ہوئی عشاق جو کہ اول درجہ کا کافر ہے اُسنے سحر تعلیم کیا اُس
سحر کے سبب سے یہ مرتبہ ہوا دوسرا یہ سبب ہوا کہ سب نے خیال کیا کہ یہ غلام ہے ایوان تاجدار کا جو کہ
حاکم ہے مطلق کا اس سبب سے سب مطیع ہوے کہ ایوان کے سحر کا کوئی جواب نہین دے سکتا ہے
اس خوف سے سب نے اطاعت کی ورنہ کیا حقیقت تھی وہ اپنی لیاقت کو فراموش کر گیا مین نہین اپنی
لیاقت کو بھولا ہون بلکہ سمندر رہ بھول گیا ہے مین کسی کا غلام نہ تھا بلکہ عالی خاندان ہون میرے آبا و
اجداد ہمیشہ مرتبہ اعلیٰ پر سرفراز رہے ہمیشہ اہل ثروت رہے گردش فلکی سے یہ ہوا کہ مین نے اُسکی
ملازمت کی اور وہ ملازمت جو کہ مرتبہ اعلےٰ تھا سمندر رہ بھولا ہوا ہے مین کسیکا خانہ زاد نہ تھا جیسے کہ
سمندر ہے جسکی تو تعریف کر رہا ہے بس اب اپنی زبان کو بند کر کیون اسقدر مجمع مین سمندر کے اوصاف
بیان کراتا ہے مین نے کب نمک حرامی کی بلکہ سمندر نے نمک حرامی کی جو کہ ملک ایوان کے قبضے مین
تھے اُنپر قبضہ کر لیا اور خود مالک ہو گیا یہ نمک حرامی ہے یا نمک حلالی ہے ایک تو نمکحلالی ہے ایک سمندر نے کیا بُرا
کیا کہ اُسکی دختر کی خواہش کی اگر میرے ساتھ منظور کر لیتا تو اسکی عزت ہو جاتی اُسکے گھر مین بھی عالی خاندانی
آجاتی وہ بڑا بے غیرت تھا کہ اُسنے میرے ساتھ یہ سلوک کیا بس اب زبان روک ورنہ بہت خرابی
ہوگی اور بہت سے سخت کلام شان مین سمندر کی سہراب نے کہے اور کہا کہ یہ کوئی نہ کہے کہ جسکا
نمک کھایا اُسکی اسقدر مجمع مین آبروریزی کرے یہ صرف اُسکی حرکت بیجا کی سزا ہے اور ہم لوگ تو عالی خاندان
ہین جسکے شریک ہوے اُسکے ہوے جب تک ہم سمندر شاہ کے ملازم تھے اُسکو ہمارے روبرو کوئی
بُرا نہ کہہ سکتا تھا باوصفیکہ ہم اُسکے حالات سے واقف تھے اُسیرا اپنے سر کا تاج جانتے تھے اور جب
الگ ہوے اور یہ سُن لیا کہ سمندر خود اور اُسکے ملازم ہمکو برا کہتے ہین تو ہمنے بھی اُسکی برائی پر کمر باندھی
اور اُسکے حالات بیان کرنا شروع کیے نہ وہ یہ کہتا نہ اُسکے حالات سب پر ظاہر ہوتے بس مین نے
کوئی امر بیجا نہ کیا طلمان نے کہا کہ کیا اسکا جواب دون کیونکہ تمھارے مقام پر ہون ہان اگر تمھارے
مقام پر ہوتا تو اسکا جواب دیتا سہراب نے کہا کہ سچی بات کا جواب کیا ہے مین خود اس سبب سے
خاموش ہوا ہون کہ تو میرے مقام پر آیا ہے یہ نہ کہنا کہ ہو کہ ہم جو دربار مین گئے تو ہمکو ذلیل کیا یہ جو تقریر کی
تو اس سبب سے کی کہ تمھنے میرے حالات کو بحقارت بیان کیا تو مین نے تمھاری ذلت کی کوئی بات
نہین کہی بلکہ سمندر کا کہا اسکا سبب یہ تھا کہ جیسے کہ تم شریک ہو اُسکی یہ لیاقت ہے بس جیسے تم ہو ویسا
تمھارا مالک ہے کیونکہ دنیا کا طریقہ ہے کہ جیسا جو ہوتا ہے ویسے کے ساتھ اُسکی بسر ہوتی ہے ع
کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ٭ کبوتر با کبوتر باز با باز ٭ اسی سبب سے تم اُسکو اچھا کہتے ہو یہ جو سہراب نے کہا
اُسنے جواب دیا کہ اُسکی حقیقت اُسوقت ظاہر ہوگی کہ جب میدان مین مقابلہ ہوگا اور سمندر شاہ بھی موجود
ہوگا سہراب نے کہا مجھکو کسی قسم کا خوف نہین ہے مین اُسکے روبرو بھی اسی طور سے بیان کر دونگا
سچ کہنے والے کو کسی وقت و کسی حالت مین خوف نہین ہوتا ہے طلمان نے کہا کہ معلوم ہوگا اُسوقت
سچائی و جھوٹائی کہ حالیس مین تو اب جاتا ہون بیکار کی تقریر سے کیا حاصل معلوم ہوا کہ تم سب کی
شامت آئی ہے سہراب نے کہا تیری قضا آئی ہے اور تیرے سرداروں کی اور اُس سمندر کی کہ جسکے
بھروسے پر تم لوگ کھڑے ہو اس کلام پر گو اُسکو غصہ آیا مگر کیا کرے سحر تو بالکل فراموش تھا مجبور
ہو کر اُٹھا اور بادشاہ و صاحبقران کو سلام کر کے جواب نامہ لیکر چلا بادشاہ نے خلعت دیا اُسنے
انکار کیا مگر اُسکا انکار مانتا ہی کون ہے کہا یہ نامہ بر کا حق ہے آخر اُسکو وہ خلعت لینا ہی پڑا اُس خلعت کو

لیکر باہر بارگاہ کے آیا اُسی طور سے سب جلوخانے طے کیے وہی سامان پایا جب بارگاہ سے نکلکر باہر آیا
اور کچھ دور بارگاہ سے ہوا اُسوقت جو سحر یاد کیا سب یاد تھا بہت حیران ہوا کہ یہ کیا سبب تھا کہ
اندر بارگاہ کے مجھکو سحر نہ یاد آیا کہ مین کچھ اپنا کام کرتا معلوم یہ ہوتا ہی کہ سہراب نے کوئی تدبیر کی تھی
کہ مجکو سحر فراموش ہوگیا تھا چونکہ مین غافل تھا اُسکے سحر نے تاثیر کرلی مین اُسکے سحر مین مبتلا ہوگیا اس سبب
سے سحر فراموش ہوگیا اگر یہ معلوم ہوتا ضرور اسکا بھی بندوبست کرتا یہ خیال کرتا ہوا لشکر سے نکلکر اور
تخت سحر پر سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلا ہرکارے لشکر اسلام کے یہ دیکھکر کہ نامہ بر واپس جاتا ہے
طرف لشکر قسیم کے روانہ ہوے اس فکر مین کہ اب چلکر خبر دریافت کرنا چاہیے کہ نامہ بر جو جواب لیکر آیا ہی
اب ان لوگون کو کیا منظور ہی اور کیا ارادہ ہی جو خبر ہو دریافت کر کے بادشاہ و صاحبقران سے اطلاع
کرین اس فکر مین قبل پہونچنے نامہ بر کے داخل بارگاہ قسیم و ضیغم ہوے یہان بعد جانے نامہ بر کے
صاحبقران نے فرمایا کہ ضرور مقابلہ ہوگا معلوم یہ ہوتا ہی کہ سمندر پہلے دن سب کو لڑوائیگا جب دیکھیگا
کہ کسی طور سے لڑائی فتح نہین ہوتی ہی پھر خود برائے مقابلہ آئیگا سہراب نے کہا جو آپکا ارشاد
بہت بجا ہی سمندر بڑا ہوشیار اور آزمودہ کار ہی جہانتک ممکن ہوگا خود مقابلے کو نہ آئیگا اُسکو
انھین سب کا بھروسہ ہی گو خود بھی ساحر زبردست ہی مگر ابھی کچھ نہ کچھ خوف ہی کیونکہ اکثر کتابون مین
دیکھ چکا ہی کہ بڑے بڑے ساحر مثل سنگ و جوک کے آپ لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے سمران
و ماہیان و آفتاب پر بڑا بھروسہ تھا وہ یون مارے گئے کہ اُنکی حسرت دل نہ نکلی ہان اگر وہ ہوتے
تو اور اسکو بڑا زور ہوتا اُنکے مرنے سے اسکا زور کم ہوگیا اب صرف چند بادشاہون پر اسکا دارومدار
ہی وہ سب عشاق پر جو اسکا اُستاد ہی اور وہ اُسکے ہمراہ تھا کیونکہ پرانا ساحر ہی ساحری و جمشید
کے وقت کا ہی اُسکے سحر بڑے بڑے غضب کے ہین مگر غلامان حضور کو اُسکا بھی خوف نہین ہی ای
خداوند یہ جو ساحر آئے ہین یہ چار بھائی ہین جنھون نے آپکو نامہ بھیجا ہی یہ بڑے خیرخواہ ہین
سمندر شاہ کے یہ ساحر بھی زبردست ہین اور پہلوان بھی ہین انکا بڑا زور ہی اور اسی طور سے بہت
سے ساحر ہین وہ سب آئینگے اور مقابلے ہونگے اُنکے سحر کا حال معلوم ہوگا غلام سب سے مقابلہ
کریگا یہان پہلوانی و دلاوری کا کام نہین ہی صاحبقران نے فرمایا کہ دیکھا جائیگا یہان تو یہ گفتگو
ہو رہی ہی اُدھر وہ ساحر جواب نامہ لیکر بارگاہ مین اپنے سردارون کی یعنی بارگاہ قسیم و ضیغم مین پہونچا
جواب نامہ دیا قسیم نے پوچھا کیون دربار کی حالت دیکھی کیسا دربار ہی اُسنے تمام کیفیت دربار
کی بیان کی اور کہا کہ ہمنے آج تک ایسا دربار نہین دیکھا مین خیال کرتا ہون کہ سمندر شاہ جو کہ
اسوقت شہنشاہ ہی اور مثل آپ کے ہزارون بادشاہ اُسکے خراج گذار ہین اُسکا بھی ایسا دربار
نہوگا سمندر شاہ کا کیا ذکر ہی مین یہ تصور کرتا ہون کہ یہ ثروت و حشمت و رعب و داب و شان و شوکت
خداوند کے بھی دربار کی نہوگی جو ان خدا پرست کے دربار کی ہی ہزارون بلکہ لاکھون سردار ہین
مین تو جا کر حیران ہوگیا اسقدر کرسیان و دنگل تھے کہ جسکی انتہا نہین مگر سب مملو از سرداران تھے
بھرے ہوے اور کرسی آئی جب مین اُسپر بیٹھا جب نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھوایا اور اُسکا مضمون سنا بہت
سخت جواب دیا اور زبانی بھی یہ کہا ہی یہ کہکر جو صاحبقران نے کہا تھا سب تقریر بیان کی جو تقریر کہ
سہراب سے ہوئی تھی وہ بھی بیان کی اور کہا ای بادشاہ یہ نئی بات تھی کہ اندر بارگاہ کے سحر فراموش
ہوگیا تھا جب باہر بارگاہ کے آیا تو سحر یاد آیا مین نے یہ خیال کیا کہ یہ کارروائی سہراب کی تھی

اگر سحر فراموش نہوتا تو ضرور بارگاہ مین ایک نہ ایک کو قتل کرتا ہے نہ معلوم تھا کہ سہراب اُس بارگاہ مین ہو ورنہ اُسکا بند و بست کر لیتا اس سبب سے مین دھوکا کھا یا خیر دیکھا جائیگا یہ سنکے اُن چارون بھائیون کو بہت غصہ آیا برہم ہو کر اُس نامے کو دبیر کو دیا کہ اس نامہ کو پڑھے اُسنے جو نامہ پڑھا اور اُسکا مضمون جو سنا تو اور غصہ آیا پس دبیر سے نامہ لیکر فوراً چاک کر ڈالا اُسی حالت غصہ مین حکم دیا کہ ابھی طبل جنگ بجے یہ لوگ یون نہ مانینگے بدون سزا پائے ہوئے یہ لوگ اس مقام کوبی مثل چاہ الماس وغیرہ کے تصور کرتے ہین خبر اب کہان جاتے ہین وہ اور مقام تھے یہ اور مقام ہی یہ لوگ اپنے دل مین سمجھے کیا ہین ہم لوگون سے کیا مقابلہ کر سکتے ہین ایک سحر مین سب کا خاتمہ ہو جائیگا وہ جو صاحبقران ہین جنکو روسحر لینے اسم اعظم یاد ہی اور اسیر اُنکو بڑا ناز ہی ایک دم بھر مین اسم اعظم بند کر لو نگا سب بھول جائینگے بے سر وسامان ہو کر میرے ہاتھ سے مارے جائینگے اور مین نے سنا ہی کہ حمزہ بڑا کشتی گیر ہی جب ہم لوگون سے مقابلہ ہو گا اُسوقت حال معلوم ہو گا پس حکم طبل جنگ دینا تھا کہ طبل سحر پر چوب پڑی لشکر کفار کو معلوم ہوا کہ کل حریف سے مقابلہ ہو گا طبل جنگ کا حکم دیکے قسیم وجسیم وغیرہ نے دربار بر خاست کیا اور اپنے مقام راحت کو چلے گئے یہان لشکر مین خبر جنگ پھیل گئی لشکر اسلام کے ہرکارے جو بامرجاسوسی مقرر تھے اور قبل آنے نامہ بر کے لشکر قسیم مین موجود تھے یہ خبر لیکر طرف لشکر اسلام کے بعجلت روانہ ہوئے جب لشکر مین پہونچے یہ حالت تھی کہ پسینے مین غرق خاک مین آلودہ سانس پھولی ہوئی ہچکیاں لیتے ہوئے بارگاہ مین آئے مجرا گاہ پر کھڑے ہوئے مجرا کیا دعا و ثنا سے بادشاہی بجا لائے اور عرض کیا جہان پناہ کی عمر دراز ہو دوست شاد دشمن پامال ہون یہ غلام خبر تازہ لیکر آئے ہین خواجہ نے کہا کہ بیان کرو اُنھون نے عرض کیا کہ یہ غلام دربار مین کفار کے موجود تھے کہ جواب نامہ پہونچا اُس نامہ بر نے جو بیان تقریر ہوئی تھی سب بیان کی اُسپر وہ لوگ بہت برہم ہوئے اُسکے بعد نامہ کا جواب سنا اور زیادہ غصہ آیا اُسی حالت غیظ مین نامہ کو چاک کر ڈالا اور حکم طبل جنگ دیا پس لشکر کفار وساحران غدار کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہی یہ خبر ہی باقی سب خیریت ہی بادشاہ نے ہرکارون کو انعام دیا وہ تو سلام کرکے رخصت ہوئے اُدھر صاحبقران نے بادشاہ کی طرف دیکھا بادشاہ نے خواجہ کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بکہو دو کہ بفضل ایزدی وبتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے یہ حکم دینا تھا کہ خواجہ اپنی کرسی پر سے اُٹھے اور طرف نقار خانہ کے چلے ادھر نقارچیون کو خبر ہوئی کہ خواجہ آتے ہین حکم طبل جنگ بجنے کا ہوا ہی پس اُنھون نے نقارون کو سینگ سانک سے درست کیا داروغہ نقار خانہ نذر لیکر انتظار مین خواجہ کے کھڑے ہوئے کہ خواجہ پہونچے اُنھون نے نذر دی خواجہ نے کہا کہ کیا ضرورت ہی کیونکہ یہان تو یون ہی طبل جنگ بجا کریگا ہر روز تم کہان تک نذر دیا کرو گے کہان سے لاؤ گے کیونکہ تم خود ملازم ہو اُنھون نے کہا کہ آپ کی عنایت سے سب کچھ ہمارے پاس موجود ہی یہ آپ کا حق ہی خواجہ نے کہا کہ خیر تم مجبور کرتے ہو مین یہ نہین چاہتا ہون کہ تم ناخوش ہو اگر تمھاری خوشی اسی مین ہی تو لاؤ یہ نہ کہنا کہ ہمکو خواجہ نے اس قابل نہ جانا تمنے نذر دی اُنھون نے نذر دی خیر ابکی تو مین لیے لیتا ہون مگر اب نہ ایسی حرکت کرنا یہ کہکر نذر قبول کر لی اُنھون نے چوب خواجہ کے ہاتھ مین دی اور غاشیہ طبل پر سے اُٹھایا خواجہ نے چوب اُٹھا کر نقارے پر لگائی صدائے نقارہ بلند ہوئی صدائے نقارہ سے تمام زمین ہل گئی درندے صحرا سے بھاگنے لگے شیر کان کھڑے کرکے بھاگے صدائے نقارہ سے گوش گردون دون کر ہو گئے شعر

زنقارہ آواز آمد بدون ✤ کہ دون است و دون است گردون دون

صدائے نقارہ سے تمام صحرا ہل گیا طائر آشیانون سے پرواز کر گئے ادھر نقارچی نقارے

بجانے لگے شہنا کو دم دیا نوبت بجنے لگی خواجہ نقارہ بجا کر چلے آئے اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل لشکر کفار
سے مقابلہ ہوگا یہان بھی سامان جنگ ہونے لگا بادشاہ نے جب حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اُسکے بعد دربار
برخاست ہوئیلگا سب سردار اپنے اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے لشکر مین بندوبست ہونے لگا ادھر وہ طائران
سحر جو کہ سمندر شاہ نے مقرر کیے تھے وہ یہ خبر لیکر طرف شہر سمندریہ کے چلے یہان سمندر شاہ دربار مین
بیٹھا ہوا ہے دربار آراستہ ہے سب سردار حاضر دربار ہین عشاق بھی بیٹھا ہوا ہے سب سردار حاضر ہین کہ وہ
طائران سحر دربار مین آئے یہان یہی ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھیے قسیم و جمشید کب مقابلہ کرتے ہین سمندر نے کہا
کہ جب طبل جنگ بجے گا تبکو طائران سحر حاضر ہو کر خبر دینگے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ وہ طائر آکر پہونچے اُنھون نے
بزبان انسانی یون تقریر کی کہ اے شہنشاہ سمندر شاہ آگاہ ہو خبردار ہو آج آپکے ہوا خواہون نے طبل جنگ
بجوایا ہے کل خدا پرستون سے مقابلہ کرینگے یہ خبر ہم آپ تک لائے ہم اسی امر پر مقرر تھے اب ہماری خدمت تمام ہوئی یہ
کہکر وہ طائر جلکر خاک ہوگئے یہ خبر سنکر اُن ہوا خواہون سے سمندر شاہ نے حکم دیا کہ سب تیار رہین
اور سواریان حاضر رہین ہم کل جا کر تماشہ جنگ کا دیکھینگے کیونکر خدا پرست مقابلہ کرتے ہین ساحرون اور
غیر ساحرون سے کیونکر مقابلہ ہوگا یہ حکم دیکر دربار برخاست کیا یہان سب اپنا بندوبست کرنے لگے ادھر کا
حال سماعت فرمایئے کہ جب دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا اور دربار برخاست ہوئے سب اپنا بندوبست
کرنے لگے لشکر ساحران مین سب ساحر اپنا سحر جگانے لگے ہر طرف گوگل اور لونگون کی خوشبو پھیلی ہر خیمہ سے
صدائے خوک آنے لگی اگیاری ہر ایک نے روشن کی کسی نے خوک کے بچہ کو جھٹکا کیا اُسکے خون سے غسل
کیا اپنے سحر کو تازہ کیا ہر خیمہ سے دھوان بلند تھا کوئی لونا چماری کو پکار رہا تھا کوئی یہ کہتا تھا کہ کالی کلکتہ
والی کو لی زبان بنگالہ مین الفاظ سحر ادا کر رہے تھے ہر ایک اپنے سحر کو جگا رہا تھا نارنج و ناریل و پیکان
و سوئیان ہر ایک سحر کی تیار کر رہا تھا ماش سرسون رائی وغیرہ سب سامان درست کر لیا تھا کسی نے چوکا
دیا کوئی گلدستہ سحر تیار کرنے لگا لشکر کفار مین تو ساحران غدار سحر کو درست کر رہے تھے لشکر اسلام مین
جب دربار برخاست ہوا سب سرداران نیک نام و افسران خوش انجام و غازیان دیندار و نجبا مہان
تہور شعار اپنے خیمون مین آئے آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے ہر مقام پر یہ چرچے ہو رہے
ہین کہ کل بڑا غضب ہے کہ ہم لوگ تو سحر سے واقف نہین ہین اور ساحرون سے مقابلہ ہے خدا ہماری آبرو
رکھیگا تو رہیگی ورنہ کیا رہ سکتی ہے وہی حامی و مددگار ہے وہی عزت رکھنے والا ہے وہی سب کا مالک ہے
وہی مختار ہے جو ہمارے مقدر مین ہوگا وہ ہوگا ہم اُسکے بندے ہین اُسکے حکم سے باہر نہین ہو سکتے ہین
اگر ایسی طور سے ہماری قضا آئی تو کیا چارہ ہے یہ تو نہوگا کہ ہم کفار کے خوف سے فرار کر جائین اگر ان
بد معاشون کے ہاتھ چلینگے تو ہمارے بھی ہاتھ جہانتک کام دینگے چلینگے اگر ہاتھ بیکار ہو جائینگے تو
دانتون سے بوٹیان کاٹینگے کھیت سے باہر نہونگے اپنے سردار کے پسینہ پر خون گرا دینگے یہ تقریر باہم
کر رہے تھے ہر ایک کے خیمہ مین دس دس پانچ پانچ سردار جمع تھے اور میدان جنگ کے ذکر ہو رہے تھے
ایک کہتا تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے خدا نے تو اُس مقام پر آبرو رکھی تھی کہ جہان بالکل آبرو جانے کا موقع تھا
کیسے کیسے ساحرون کو قتل کیا کس کسطرح سحر سے بچے یہ کیا جنگ ہے وہ ضرور مدد کریگا یہ بھی پار کرے گا
ابھی تھوڑے دن کا ذکر ہے کہ کنارے دریائے بہر رنگ کے کسقدر سردار جمع ہوئے تھے اور کوئی موقع
جان کے بچنے کا نہ تھا اور جس سے مقابلہ تھا وہ وسط دریا مین تھی جب تک وہ نہ قتل ہوئی اُسوقت تک
اُسکا سحر نہ دفع ہوتا پھر کیونکر خدا نے وہ بلا رد کی کیسی مدد کی یہان تک نوبت آئی تھی کہ صاحبقران کا

اسم اعظم بند ہوگیا تھا مگر اسپر بھی کسی کو ہراس نہ تھا نظر بخدا تھی اُسنے وہ مشکل کیونکر حل کی یہ بھی اُسی طور سے
حل کرے گا کوئی مقام تشویش نہین ہو اُسکی ذات پہ نظر رکھنا چاہیے ہر خیمے مین یہ چرچے ہو رہے ہین
سب سردار اپنے آلات حرب و ضرب درست کر رہے ہین کوئی نیزے کی سنان کو ریتی سے گھساتا ہی کوئی تیر
اچھے اپنے ترکش مین رکھتا ہی کوئی زرہ صاف کر رہا ہی کوئی خود کو درست کر رہا ہی کوئی تلوار کو چرخ پر چڑھا
رہا ہی کہ عقل چرخ پیر کی گردش مین ہی کوئی نیمچون کو صیقل کر رہا ہی یہی سامان جنگ درست ہو رہا ہی چونکہ
رات ہی تمام صحرا مین چاندنی پھیلی ہوئی ہی دونون لشکرون مین طلایہ پھر رہا ہی صداے حاضر باش و ناظر باش
بلند ہی طبل جنگ بج رہا ہی سہراب و شہزالان اپنے خیمون مین بیٹھے ہوے سحر کو جگا رہے ہین سردار جو جو
کہ منچلے ہین اور اُنکو شوق جنگ ہی اشتیاق سحر مین جاگ رہے ہین یہ خیال ہی کہ سحر ہو تو میدان جنگ مین
جا کر مقابلہ کرین کفار کشتی مین مصروف ہون اس اشتیاق مین خیمون سے نکل نکل کر طرف آسمان کے دیکھتے
ہین کہ ستارہ سحری آسمان پر نکلا یا نہین سفیدہ سحری ظاہر ہوا نسیم سحری کے جھونکے آئے یا نہین بیرون خیمہ
آ آ کر دیکھتے ہین اور پھر چلے جاتے ہین پھر گھبرا کے نکلتے ہین اپنے مشغل مین اپنی شب بسر کر رہے ہین بہت سے
باہم گلے مل رہے ہین کہ کل عروس مرگ سے ہمکنار ہونگے اُنکے نزدیک وہ رات شب عید سے زیادہ تھی
ہر ایک باہم مل رہا ہی اور کہتا ہی کہ بھائی باہم مل لو آج شب عید ہی وہ خوش ہو ہو کر گلے ملتے ہین اور خوش
ہوتے ہین اس خوشی و سامان جنگ مین رات بسر ہوگئی اور ستارہ سحری آسمان پر چمکا شمعین جھلملانے لگین
روشنی پہ سفیدی چھا گئی روے ماہتاب فق ہوگیا پروانے جل جل کر جو لگن مین گرے تھے وہ نظر آنے لگے
اور جو باقی تھے وہ شمع پر صدقہ ہونے لگے کیونکہ اُنپر ثابت ہوا کہ اب شمع کا کوچ ہی یکایک ظلمت شب
پر نور عالم افروز کا قبضہ ہوا سپاہ ظلمت نے لشکر نور سے شکست کھائی ماہتاب مع ستارون کے طرف
ہوم خانۂ مغرب کے روانہ ہوا آمد آمد ساحر روز کی ہوم خانۂ مشرق سے شروع ہوئی ساحر شب نے
شکست کھائی اُسکا سحر رد ہوا ساحر شب بخوف ساحر روز طرف اپنے مقام کے مع اپنے ہمراہیون کے
روانہ ہوا یعنی ماہتاب نے کوچ کیا خورشید خاوری افق مشرق سے بصد کر و فر برآمد ہوا آفتاب عالمتاب
کا وہ دریچہ مشرق سے برآمد ہونا یعنی آفتاب کی آمد ہوئی آثار سحر آسمان پر ظاہر ہوے یہ جو حال سب نے
دیکھا خادمون سے پانی براے وضو طلب کیا لشکر مین اذان ہونے لگی لشکر کفار مین وردی بجنے لگی
ساحر مشرق میدان فلکی پر جھولی سحر شنا نے پر ڈالے ہوے ہوم خانہ مشرق سے برآمد ہوا یعنی آفتاب نکلا
ظلمت شب برطرف ہوئی نور سحر سے عالم کو روشن کیا باغون سے نسیم سحری کے جھونکے آنے لگے گل
کھلے تمام باغ مہک گئے خوشبوے گل سے ہر ایک کے دماغ معطر ہوے اشجار بار اثمار سے زمین
کے بوسے لیتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ حمد خدا مین مشغول ہین جب ہوا کا جھونکا آتا تھا شاخین جھک
جاتی تھین یہ معلوم ہوتا ہی کہ سجدۂ شکر کر رہی ہین طائران خوش الحان شاخہاے اشجار پر بیٹھے ہوے
بزبان بے زبانی حمد باری کر رہے ہین کوئی کہہ رہا ہی کہ ؎ ہر گیاہے کہ از زمین روید ٭ وحدہ لا شریک لہ
گوید ٭ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ٭ فاختہ قلندر مشرب کسوت قلندری
پہنے ہوے شاخ درخت پر بیٹھی ہوئی صداے کوکو دے رہی ہی قمری حق سرہ کے دم بھر رہی ہی بلبلین
گلہاے شگفتہ کو دیکھکر خوش ہو رہی ہین یہ حالت وجد تھی کہ کبھی اس شاخ پر گلون کے پاس بیٹھی ہوئی گلون
کے بوسے لے رہی ہی کبھی اُس شاخ پر ہر رنگ کے گل کھلے ہوے ہین سرخ و زرد کہین اودہ ہی کوئی نارنجی
یہ معلوم ہوتا تھا کہ [illegible] لباس گونا گون پہنے ہوے کھڑے ہین کسی طرف سنبل کھلی ہوئی ہی یہ

ثابت ہوتا ہی کہ کوئی معشوق اپنے گیسو سنوار رہا ہی کسی جا شب نرگس ہی یہ عالم ہی کہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی معشوق دیدہ باری میں مصروف ہی ایک طرف نسترن کی بہار یاسمین کے درختوں کی قطار وہ کھلے ہوئے اُنکی مہک ایک جانب یاسمن و نسترن کسی طرف گل داؤدی کسی طرف اشجار لالہ قطار در قطار چونکہ وقت سحر تھا ہر رنگ کے پھول کھلے ہوئے تھے بیلا چنبیلی موگرا کوڑیالہ انکی الگ خوشبو تھی کیوڑہ گلاب الگ اپنی خوشبو دے رہا تھا ہر باغ پر عجب عالم ہر ایک اشجار گلوں سے لدا ہوا تھا باغبان اپنے باغ کی بہار دیکھکر شاد ہو رہے تھے ہر طرف تھالوں میں پانی دیتے پھرتے تھے بلبلوں کو گلچین کا خوف تھا ہر مقام سبز گلوں کا انبار تھا نہر میں پانی چھلک رہا تھا فوارے جاری تھے ہر اشجار زمردین معلوم ہوتا تھا ہر گیاہ درخشت لوح زمردین کا نمونہ تھی باغوں کا تو یہ عالم تھا صفت پروردگار عالم کا نمونہ تھا ہوا جو اسطرف سے ہوکر آتی تھی دماغ معطر ہو جاتے تھے صحرا کا یہ عالم تھا کہ گیاہ سے خودرو مہکے ہوئے ہر طرف سبزہ روئیدہ وہ سبزہ نہ تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین کے بال کھڑے ہو گئے ہیں سبزے پہ جو قطرہ ہائے اوس پڑے تھے وہ گوہر غلطان کا لطف دکھاتے تھے طائران خوش رنگ شجر پہ بیٹھے ہوئے حمد الٰہی کر رہے تھے اور عالم وجد میں جھوم رہے تھے گلوں کا منہ چوم رہے تھے کا شتکار کھیتوں میں پانی دے رہے تھے ہر طرف زمین پر جو پانی رواں تھا اسپر جو عکس آفتاب پڑتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین پر آفتاب نکلے ہوئے ہیں یہ ثابت ہوتا تھا آب مروارید رواں ہو عجب حال تھا زیر آسمان صبح کا وقت تو عجب خوش وقت ہوتا ہی ہر ایک دل خوش و بشاش ہوتا ہی صحرا کا یہ عالم تھا باغوں کا یہ حال تھا یہاں لشکروں میں سب سردار صدائے اذان سنکر اٹھے وضو کیا نماز سحر ادا کی اُدھر لشکر کفار میں گھنٹہ و ناقوس بجنے لگے یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا تمام عالم روشن و منور ہو گیا ہر طرف آمد سحر کی دھوم ہوئی خلاصہ یہ کہ سب نے نماز سے فراغت کر کے جنگ پر کمر کسی اپنے اپنے خیمے سے نکلے یہاں لشکر کفار میں کھلی کمر بندی ہو چکی تھی سب لشکر تیار رکھا یہاں لشکر اسلام میں سب سرداروں کو بادشاہ و صاحبقران کا انتظار تھا کہ بادشاہ برآمد ہوں تو ہم لوگ بھی طرف میدان جنگ کے چلیں آخر کو انھوں نے لشکر طرف وعدہ گاہ مصاف کے روانہ کیا خود طرف در دولت کے چلے جلوخانہ میں آکر بادشاہ و صاحبقران کا انتظار کرنے لگے اُدھر صاحبقران کو خادم نے بیدار کیا صاحبقران خواب راحت سے بیدار ہو کر مسجد کر پاس میں امور ضروری سے فراغت کر کے تشریف لائے وضو کر کے نماز ادا کی وظیفہ شروع کیا بصد خشوع و خضوع دعا کی اپنی ظفر کی درگاہ باری میں عرض کیا کہ اے کریم میری آبرو تیرے ہاتھ ہی تو ہی میرا حامی و مددگار ہی کیونکہ میں علم سحر و ساحری سے واقف نہیں ہوں اور ساحروں سے مقابلہ ہی تو اگر مدد نہ کریگا تو یہ بار رد ہوگی تیری ذات پہ میرا تکیہ ہی میں تیرے بھروسے پر ساحروں سے مقابلہ کرتا ہوں تو اگر مدد کریگا تو یہ جنگ بھی سر ہوگی میں تیرا ایک عبد گنہگار ہوں بخشش کا امیدوار ہوں یہ کہکر اور دونوں ہاتھ بلند کر کے کہنے لگے اور یہ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرنے لگے **نظم**

بخشش چہ عطا بکن زہستی	ایمان واماں وتندرستی	اے خالق ہر بلند وپستی
یارب تو چنان کن کہ پریشان نشوم	محتاج برادران وخویشان نشوم	علم و عمل و فراخ دستی
تا از در تو بر در ایشان نروم	الٰہی تری سلطنت ہے رفیع	بے منت مخلوق مرا روزی دہ
نہیں کوئی ایسا جو ناکام ہی	زمانے پہ بخشش تری عام ہے	الٰہی تری منزلت ہی وسیع
بر آئی مراد اسکا مطلب ہوا	جو آیا ہوا رو سپید	گدا جو ترے در کا ای رب ہوا
		کب اس در سے سائل پھرا نا امید

برا بر نظر دشمن و دوست پر
عقوبت کرے جو سزا وار ہون
مین عاصی ہون اسی طرف دعیا نکر
کوئی اور معبود ہے یا الٰہ
یہ مناجات جب ختم کی تو یہ ر

باعی

در دامن شب صبح نما بندہ توئی

نہین منحصر مغز بجز پوست پر
ترا ایک بندہ ہون مین بے ہنر
تو اب جلد مشکل یہ آسان کر
مین بندہ ہون تیرا مرا تو خدا
یہ دل جوئی پڑھتا متضرع کی رباعی
کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ

الٰہی مین بندہ گنہگار ہون
ترے عبد احقر کا ہون مین اسیر
سوا تیرے کس سے مین چاہون پناہ
نہین کوئی بندے کا تیرے سوا
ای آنکہ بملک خویش پایندہ توئی
بکشا خدایا کہ کشایندہ توئی

پڑھ رہے تھے کہ خواجہ اپنے خیمے سے بیدار ہوکر مسجد کے پاس مین آئے دیکھا کہ صاحبقران مناجات کر رہے ہین آکر کہا کہ صاحبقران تمکو بھی اپنے باپ و دادا کی طرح التجا کرنے کی عادت ہوگئی ہی بس مناجات کرچکے اب اٹھو میدان جنگ کے چلنے کا وقت آگیا ہی سب لشکر تیار ہی اور میدان جنگ کو جاچکا ہی سب سردار جلوخانے مین حاضر ہین لشکر میدان جنگ کو جانے لگا ہی یہ سنکے صاحبقران نے سجدہ شکر ادا کیا اور خواجہ کی طرف دیکھکر کہا کہ خواجہ تم بڑے شیطان ہو کسی وقت اپنی حرکت سے باز نہین آتے ہو یہ کون سا وقت مذاق کا تھا تمنے پوری دعا بھی نہ کرنے دی کہ آ پہونچے اچھا اسلحہ کا صندوق حاضر کیا جائے بس یہ حکم دینا تھا کہ خادم نے اسلحہ کا صندوق حاضر کیا بس صاحبقران نے تبرکات جسم پر آراستہ کیے آلات حرب و ضرب سے اپنے کو آراستہ کیا خادم مرکب لیکر در مسجد پر حاضر ہوا کہ صاحبقران آلات حرب و ضرب سے مسلح و مکمل ہوکر برآمد ہوے خواجہ عقب مین تھے صاحبقران آکر مرکب پر سوار ہوے خواجہ نے رکاب پر ہاتھ رکھا صاحبقران طرف جلوخانے کے چلے یہان سب سردار حاضر جلوخانہ تھے کوئی سیف ہلا رہا تھا کوئی تو دہ بنائے ہوے تیراندازی کر رہا تھا کوئی گرز ہاتھ مین لیے ہوے ضرب آزما رہا تھا کہ صاحبقران پہونچے کوئی زین بچھائے ہوے بیٹھا تھا کوئی ٹہل رہا تھا کوئی مرکب پر سوار مرکب کو کاوے پر لگائے تھا کوئی مرکب کو پھیر رہا تھا صاحبقران کو جو سب نے دیکھا سب طرب سے کھڑے ہوگئے جو مرکب پر سوار تھے وہ بھی اتر پڑے سب نے جھک کر صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دیا اور مرکب پر سے اتر پڑے کہ خواجہ نے زین پوش بچھا دیا صاحبقران بھی سردارون کے ہمراہ تیرافگنی کرنے لگے انتظار آمد شاہ کرنے لگے کہ اتنے عرصے مین نقیب کی صدا آئی راوی نے بیان کیا ہی کہ اودھر خادم نے بادشاہ کو بیدار کیا بادشاہ نے نماز وغیرہ سے فراغت حاصل کی بعد اسکے لباس زیب تن کرکے تخت پر سوار ہوکر حکم دیا کہ تخت اٹھایا جائے کہاریان تخت لیکر طرف جلوخانہ کے روانہ ہوئین آگے آگے نقیب صدا دیتے بڑھے طفلان ماہ پیکر کے ہاتھون مین لوٹے عود و عنبر کے تھے کہ جنمین عود سلگ رہا تھا کہاریان دو خواصین کنول الماس نگار و زمرد نگار ہاتھون مین لیے ہوے کہ جنمین مومی و کافوری شمعین روشن چلی آتی تھین کہ سرخ پردہ چرخ پر بلند ہوا اسکی صدا سے سب ہوشیار ہوے مودب کھڑے ہو گئے کہ نقیبون نے صدا دی کہ سب خبردار ہو جائین کہ جہان پناہ خدیو بارگاہ کیوان کلاہ مالک تخت سلیمانی ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی تشریف لاتے ہین اس صدا سے سب ہوشیار رہوے قاعدے سے کھڑے ہوے کہ پہلے طفلان ماہ پیکر آئے اسکے بعد کہاریان جو کنول لیے ہوے تھین کہارون نے تخت بدلوایا زنانہ عملہ واپس گیا اب سواری چلی چتر سر پر گردش کھانے لگا بال ہما کے مرچھل ہونے لگے نقیب صدا دے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ جاہ و اقبال کی ترقی ہو

دمبدم ستارۂ اقبال چمکتا جاتا ہے ادب سے قاعدے سے طریقے سے جوانو کھڑے ہو کہ سواری آتی ہی جلیسے
سواری جلو خانے مین آئی صاحبقران نے بڑھ کر مجرا کیا عرض بیگی نے عرض کیا کہ جہان پناہ صاحبقران
نگاہ روبرو بادشاہ نے سینے پر رکھا پھر تو تمام عزیزون کے سلام ہونے لگے عرض بیگی ہر ایک کا نام لیکر
عرض کرتا کہ فلان نے مجرا کیا فلان نے سلام کیا بادشاہ ہر ایک کا مجرا و سلام لیتے ہوئے بیرون جلو خانہ
آئے یہان سردار اپنی اپنی سواریون پر سوار ہو کر گرد تخت کے چلے چونکہ صبح کا وقت تھا سہانا نوار جو شہنا کو
دم رہے تھے سینچے سرون مین یہ غزل گا رہے تھے غزل

تھا کہ خداوند ہی تو لوح و قلم کا | اس ... ثبت پہ کر جلوہ نما ہے | مقدور کہان کیف ترے وصف رقم کا
بستے ہین ترے سایہ مین سب شیخ و برہمن | آباد ہی جس سے تو گھر دیر و حرم کا | کیا تاب کہ گذر ہوئے تنقل سے قدم کا
اور دل مین بھی وسایہ ... نام لیکن ... | مانند حباب آنکھ تو اک جز رہ کھلی تھی | ہی خوف اگرچی ہین تو ہی تیرے تغافل سے
... | ... | گذرانہ ہر اس بحر مین موج کوئی دم کا

یہ غزل اس دھن ... ہم آہنگی ... کہ صدا آسمان کے پار ہو جاتی تھی ادھر نقیبان خوش گلو الگ صدا دے
رہے تھے انکی صدا سے ... دل بسمل ہوئے جاتے تھے اس طور سے تو سواری مثل بادبہاری کے بادشاہ
طرف میدان جنگ کے چلی ادھر اس وقت کا یہ عالم تھا کہ جو لشکر اسلام مین پہونچا کبھی اسکا رنگ زمرد گون ہو گیا
کیونکہ لشکر اسلام مین ہر قسم کے لباس ہین جبکہ سحر برپا ہوا عزیزون نے طلسم فتح کیا اور جس رنگ کا لباس اسکو اس
طلسم سے ملا اُسنے اپنے لشکر کو تقسیم کیا یہ سبب ہر ایک کے رنگ جدا ہین اور انکا لباس جدا ہی لہذا جب
لشکر آتا ہی اور غبار بلند ہوتا ہی اسی رنگ کا رنگ صحرا کبھی ہو جاتا ہی خلاصہ یہ کہ کبھی یاقوت رنگ صحرا ہو گیا کبھی
زنگار گون ہو گیا یہانتک کہ کل لشکر آکر پہونچا ہر ایک کے علم کھل گئے پھریرے اُڑنے لگے باجے بجنے لگے پہلوان
گرجنے لگے کہ اتنے مین صدا نقارے کی آئی تمام لشکر طرف پڑاؤ کے دیکھنے لگا کہ سواری بادشاہ کی آئی کیونکہ
یہ عرض ہو چکا ہی کہ سردار اپنے اپنے لشکر روانہ کرکے جلو خانے کی طرف روانہ ہوئے تھے یہان لشکر قبل سے
سے آگیا تھا بس سواری بادشاہ کی بھی آکر پہونچی راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ صبح کا وقت نسیم سحر کے جھونکے
کا چلنا گلون کا کھلکر خوشبو دینا وہ اسکے قطرون کا عکس آفتاب سے مثل دُرِ غلطان کے چمکنا ہوا سے سرد کے
جو جھونکے آئے سردارون نے بند قبا کھولدیے ہوا کھاتے ہوئے ہمراہ بادشاہ کے چلے آتے ہین جو کہ عاشق
مزاج ہین وہ تو ہوا سے سرد کے جھونکے کھا کر مست ہو گئے جھومنے لگے یہ معلوم ہوا کہ نشۂ شراب محبت
سے مست ہوئے ہین اسی طور سے سواری بادشاہ کی جنگ گاہ مین پہونچی ہر ایک سردار اپنے لشکر مین آیا
تخت شاہی قلب لشکر مین قایم ہوا صف آرا نکلے انھون نے صفین درست کرنا شروع کین میمنہ و میسرہ
قلب و جناح ابھی صفین نہ آراستہ ہو چکین تھین کہ ادھر سے آمد آمد لشکر کفار کی شروع ہوئی کالے کالے
علم کے پھریرے اُڑتے ہوئے اژدرون کی پشت پر علم نصب کیے ہوئے اُسکے عقب مین تختہا سے سحر
پر چار ورن بھائی قسیم و نسیم وغیرہ سوار عقب مین لشکر کفار و ساحران غدار جھولیان جھولیان شانون پر
ڈالے آفت کے پرکالے اکثر سوال ہاتھون مین لیے ہوئے طائران سحر پر سوار مثل باز و بط و طاؤس وغیرہ
کے کوئی اژدر آتش فشان پر سوار منھ سے اُسکے شعلے نکلتے ہوئے کسی ساحر کا یہ عالم کہ تمام جسم سے آگ کے
شعلے نکلتے ہوئے کسی کے گلے مین ماران سیاہ لپٹے ہوئے کسی کی پیشانی پر عقرب چپکے ہوئے ڈنک زنی
کر رہے تھے کسی کے دونون ہاتھون کی انگلیان مثل شمع کے روشن تھین کسی کے منھ سے مثل تنور کے
دھوان نکل رہا تھا کسی کے سر پر ابر سحر سایہ فگن تھا اس سے بار و عقرب برس رہے تھے لشکر کفار اس شان
و شوکت سے آکر پہونچا ہر ایک آمد لشکر کفار کو دیکھکر دنگ ہو گیا وہ انکی کالی کالی صورتین یا کالی کالی صورتین بڑھ بڑھ

داخت سیاہ لباس پہنے ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ شب تاریک نے روز روشن پر غلبہ کرلینے کو آئی ہی یا سیاہ آندھی ہی
کہ چلی آتی ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب سحر ہوئی سب کفار بیدار ہوئے فہیم قوم لشکر کو لیکر میدان میں
جب لشکر کفار بھی میدان جنگ میں پہونچا یہاں بھی صفیں درست ہونے لگیں میمنہ و میسرہ وغیرہ آراستہ ہوا جب دو
صفیں دونوں طرف آراستہ ہوئیں کہ لشکر اسلام کی طرف سے تبردار نکلے انہوں نے پست و بلند زمین کو
ہموار کیا جو درخت کہ حائل نظر لشکر اسلام تھے انکو قلم کیا اسکے بعد سقون نے نکلکر آبپاشی کی گرد و غبار کو بٹھایا
ادھر کفار نے بھی اپنا بند و بست کیا ایک ساحر نے جو منتر کیا تمام زمین ہموار ہوگئی اشجار خود بخود قلم ہوکر
گر پڑے ایک ہوا چلی تمام میدان خس و خاشاک سے صاف ہوگیا ایک نے پڑھکر سحر کیا کہ ابر گھر کے پیدا
ہوا اس سے بارش ہوئی کہ سب گرد و غبار بیٹھ گیا جب [illegible] و دادا کی طرح التجا [illegible] اور سب صفیں آراستہ
ہوچکیں لشکروں سے نقیب نکلے انہوں نے نقابت [illegible] نے کا وقت آگیا ہی سب [illegible] نے صدا لگائی
دل لشکر کے بڑھانے کو آواز دی کہ اے بہادرو کوشش یہ نام کا ہی وہ کام
کرو کہ صفحہ ہستی سے پرسے نام رستم و سہراب کا مثل حرف [illegible] تمہارا نام روشن ہو اپنے
باپ دادا کے نام کو روشن کرو وہ ثابت قدمی دکھاؤ [illegible] دشمن کو مٹا دو آج وہ تلوار
کرو کہ دشمن کے بھی چھوٹ جائیں وہ بھی یاد کریں کہ [illegible] ہوا تھا مگر بہت سے یا ہر قدم نہو
آج عروس جنگ سے ہمکنار ہوگئے وہ کام کرو کہ سب پہ پتا چلے کہ اہل اسلام نے وہ تلوار کی ہی کہ جو
کبھی کسی مذہب کے لوگوں نے نہ کی ہوگی کیونکہ ساحروں سے مقابلہ کیا آپ بغیر ساحر تھے اسطور سے
مقابلہ کرو کہ سب پر روشن ہوجائے کہ یوں لڑتے ہیں کیونکہ یہ دنیا بالکل ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی جو جو
کہ بڑے بڑے بادشاہ تھے وہ زیر خاک مقیم ہوئے اب انکا کوئی نام نہیں لیتا ہی انکی لحد کے نشان
تک نہیں باقی ہیں کوئی فاتحہ پڑھنے والا تک نہیں ہی خیال تو کرو کہ دارا و جمشید و کیقباد کیا ہوئے یہ سب
حشمت و شوکت رکھتے تھے مگر کچھ کام نہ آیا ایک پل میں سب مٹ گیا سوا لحد کے انکو مال دنیا سے
کچھ نصیب ہوا ہاں نام نیکی ابھی تک باقی ہی وہ خود نہ رہے صرف اتنی سی زندگی کے لیے یہ ثروت و
حشمت بیکار ہی وہ کام کرے کہ نام نیک رہے ہر ایک ساتھ نیکی کے یاد کرے نہ یہ کہ ساتھ بدی کے
ضحاک ماران کو دیکھیے کہ ایک ہزار برس زندہ رہا اور کسقدر ظلم کیا انجام اسکا کیا ہوا کہ فریدون نے
آہ کس عذاب سے قتل کیا اب سوا بدی کے اسکو نہیں یاد کرتا ہی اگر نیکی کرتا سب نیکی کے ساتھ یاد
کرتے جیسے کہ نوشیروان کو جسکا تمام عالم ثناخوان ہی شعر * زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل * گرچہ بسے
گذشت کہ نوشیروان نماند * آن پیر را نشر را کہ سپردند زیر خاک * خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند *
مگر اسکا نام اب تک باقی ہی بس انسان کو لازم ہی کہ وہ کام کرے کہ جس سے نام باقی رہے آج اگر
تم لوگ مقابلہ کروگے حریف کو بھاگنے کی راہ نہ دوگے تو تمہارا نام صفحہ روزگار پر تا قیام قیامت قائم
رہیگا اور سب اس طور سے یاد کرینگے کہ فلاں زمانے میں فلاں لشکر خوب لڑے بڑے معرکہ پڑے
ہزاروں کے کھیت ہوے لاکھوں زخمی ہوے گو یہ وقت نام کرنے کا ہی کہ جن سے تم مقابل ہو وہ
ساحر ہیں کیا نام ہوگا کہ غیر ساحروں نے ساحروں کو بھگا دیا بس اپنے نام روشن کرو اور دنیا کو
بے ثبات سمجھو ایسا مزا تو حیات ابدی کا ہی کہ اگر قتل ہوے تو فردوس شہیداں میں نام لکھے گئے اور اگر
کفار کو مارا تو غازی کہلائے اسکی ذات سے یہ امید رکھنا چاہیئے کہ ہم فتحیاب ہونگے ناامید نہ ہونا چاہیے
اسکے نزدیک کیا بات ہی ایک پل میں وہ کوہ کو کاہ اور کاہ کو کوہ کر دیتا ہی وہ ہر مقام پر تمہارا حافظ ہی

اور تمھارے باپ دادا ہمیشہ میدان جنگ مین کھیت نہ چھوڑتے وہ ثابت قدمی دکھائی کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو انکی غلامی قبول کرتے ہر ایک اُنمین اپنے وقت کا رستم و سہراب تھا وہ شمشیر زنی کی ہی کہ آج تک اُنکے نام کے سکے بیٹھے ہوئے ہین بڑے بڑے بہادر انکا نام سنکے کانپ جاتے ہین بڑے بڑے دلاورون کو زیر کیا اپنے نام کے نشان بلند کیے ہر ایک معرکے اُنکے ہاتھ آئے ای جوانو تم اُن شیرون کے بچّے ہو کہ جو شیر صحرائی کو مثل روباہ کے تصور کرتے تھے اور تم اُس بیشہ کے شیر ہو کہ جو بیشۂ شجاعت ہی اور اُس دریا سے دلاوری کے نہنگ ہو کہ جسکا ہر ایک نہنگ نہنگ دریائی کے کانکو مثل کسنہ کے چیر ڈالتا تھا دلاوری اور جوانمردی تو تمھارا حصہ ہی تمسے کون مقابلہ کر سکتا ہی تمھارے آبا و اجداد نے بڑے بڑے سرکشان دہر کو ایک پل مین سرنگون کیا جو تلوار کے سکّے بیٹھے ہوے ہین ہر ایک بہادر اُنکا نام لیکر تلوار اُٹھاتا ہو کتا ہین تمھارے آبا و اجداد کی شجاعت کے ذکر سے بھری ہوئی ہین کوئی مقام ایسا نہوگا کہ اُنکی شجاعت کا ذکر نہو ہین اپنے آبا و اجداد کے نام کو نہ مٹانا اپنی آبرو رکھنا یہی نام نیکی کام آئیگا ورنہ دنیا مین کوئی کسیکا نہین ہی اجل سے ایک نہ ایک روز دو چار ہونا ضرور ہی ناحق کا غرور ہی جا ہے اسوقت جا ہے ہزار برس کے بعد مگر اس مرنے سے یہ مرنا بہتر ہی کہ قابل ہو کر مرے تمھارے آبا و اجداد سے کوئی اپنی موت سے نہین مرا بجز تلوار کے کہ اُنھون میدان جنگ مین شہادت پائی مرتبہ شہدا ملا اور ناسور و نہال ہوکر ہو کہ اس مقام پہ مرنا اچھا ہی کیونکہ چار اپنے ہمچشم و ہم مذہب ہین اُس مقام پہ ہے کہ جہان کوئی نہو خیال کرو کہ بہتیرے ایسے ہی تھے کہ اُنکو کفن تک نہ ملا ہوگا عالم مسافرت مین مرے کوئی اُٹھا پریشان حال نہوا زاغ و زغن اُنکے گوشت و پوست کو کھا گئے اُنکے شکم اُنکے لحد ہوے کوئی اُنپر روتا بھی نہین اس سے وہ مرنا بالکل خراب ہی یہان اگر مرجاؤگے تو اچھا ہی ہم جنس تمھارے جنازہ پڑھینگے شریک ہوسنگے لحد مین کفن دیا جائیگا چار اپنے عزیز اپنی لاش پر گریان ہونگے اس سے یہ امر ہوگا کہ یہ سب یاد کرکے روئینگے کہ بڑا بہادر تھا کہ دشمن کے روبرو سے نہ بھاگا اپنی جان دی مقام افسوس ہی حال پر اُن لوگون کے کہ جو عالم غربت مین سفر آخرت کر گئے ہین اُنکا نہ کوئی عزیز اُنکے پاس تھا نہ کوئی دوست نہ معلوم اُنکی قبرین کہان ہین کوئی پوچھی تو نہین دریافت کرنے والا ہی یہ عالم اسباب ہی آئین جو جس سے ہو سکے قصور نہ کرنا ہی نا حق بس آج تم اپنے آبا و اجداد کے نام کو روشن کرو اس دنیا کو طلاق دو اور لشکر کفار کے قتل کرنے پر کمر ہمت باندھو شعر بیاہ لاؤ تم عروس موت کو دو طلاق اس زندگی کی سوت کو اپنے ہم نازنین پیرزنون کی بدھیان پہنکر عروس مرگ سے ہمکنار ہو یا لشکر کفار کو درہم و برہم کرو بس ان چند اشعار پر خیال کرو

قطعہ

کل جہان پر شگوفہ و گل سے تھے
آج اُس جا ہی آشیانۂ بوم
کوئی لیتا نہین ہی فلیس کا نام
نہ کسی جا ہی ذل دمن کا پتہ
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
استخوان تک بھی اُنکے خاک ہوے
صبح دم طائران خوش الحان

او نچے او نچے مکان تھے جنکے کنگرے
آج دیکھا تو خار بالکل تھے
تاج جن جنکے ملتے تھے گر ہر
کون سی گور مین گیا بہرام
عبرت حور مہ جبین نذر سے
نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
جائے عبرت سرائے فانی ہے
پڑھتے ہین کل من علیہا فان

دیگر

آج وہ تنگ گور مین ہین پڑے
کل تھا سبزہ پہ بلبلون کا ہجوم
ٹھوکر ہین کھا تے ہین وہ کاسۂ سر
ہی نہ شیرین نہ کوہکن کا پتہ
ہی مکان نہ مکین نہ رہے
گردش چرخ سے ہلاک ہوے
مورد مرگ ناگہانی سے
کسیکا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہی

کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے	عجیب سرا ہے یہ دنیا کہ جسمین شام و سحر	کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے

اور چند فقرے عزمت دنیا مین بیان کیے اسی طور سے کفار کی طرف کے نقیبون نے بھی بیان کیے اپنے طریقے سے خوب جوش جنگ دلایا خوب خوب آمادہ جنگ کیا ایسی ایسی عزمت دنیا ثابت کی کہ جس سے یہ ہوا کہ سب کی نگاہون مین تصویر موت پھرنے لگی شکل اجل چار آئینے مین نظر آنے لگی جوانون کی نگاہ مین یہ ثابت ہونے لگا کہ گویا تلوار چل رہی ہے ہر ایک آمادہ جنگ ہوا تلوارین پکڑ پکڑ کر قصد کیا کہ لشکر حریف پر جا پڑین جوش شجاعت مین جھومنے لگے قبضہ شمشیر چومنے لگے دونون طرف صفون پر سناٹا چھا گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی لشکر کو لوٹ لے گیا ہر ایک عالم سکوت مین کھڑا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر ایک کے سرون پر طائر بیٹھے ہوے ہین کہ انکے خوف سے حرکت نہین کر سکتے ہین سب پر عالم سکوت تھا ابھی دونون لشکرون مین یہ عالم تھا کوئی نہین نکلا تھا دونون طرف سناٹا تھا نقیب پھر صدا لگا کر لشکرین چلے گئے جوانون کو جنگ پر آمادہ کر گئے یہی عالم تھوڑے عرصہ تک لشکرون مین رہا کہ کوئی نہ نکلا اب اسقدر ہوا ہے کہ ہوش آنے لگا راوی نے بیان کیا ہے کہ ادھر شہر مین سمندر شاہ صبح کو بیدار ہوا اور باہر آیا سب سردار حاضر ہوے پس سب سردار جب حاضر ہو چکے اسوقت سمندر شاہ نے کہا کہ چلو میدان جنگ مین قسیم و اسلام کا مقابلہ دیکھین کہ کیونکر مقابلہ اسلام ساحرون سے کرتے ہین یہ کہکر سمندر اپنے تخت پر سے اٹھا اسکا اٹھنا تھا کہ سب سردار وغیرہ اٹھے بیرون دربار آکے سمندر اپنے تخت سحر پر سوار ہوا اسکے برابر عشاق بیٹھا اور سردار اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوے سمندر نے ابر سحر اپنے سر پر قایم کیا وہ ابر گلنار تھا اس سے بارش گوہر و یاقوت ہوتی جاتی تھی اسی طور سے ہر سردار نے اپنے مرتبہ کے موافق اپنا سحر کیا سمندر بڑی شان و شوکت سے طرف میدان جنگ کے جانے و بہر مقابلہ چلا یہ عالم تھا کہ گھنٹہ و ناقوس خر و نجز و بجنے تھے صداے نوبت آتی تھی ہر قسم کے باجے کی صدا اس ابر سے آ رہی تھی اسی طور سمندر اس مقام پر پہونچا ابھی کسی طرف سے کوئی براے مقابلہ نہ نکلا تھا کہ وہ ابر پیدا ہوا اس سے صداے باجا بجنے کی و صداے نوبت آنے لگی یہ ابر جو اٹھا دونون لشکرون کے سردار اس ابر کی طرف دیکھنے لگے کہ یہ ابر کیسا اٹھا ہے کون آتا ہے کہ یکایک اس ابر سے سمندر شاہ پیدا ہوا تھا سے سحر پر سوار بڑی شان و شوکت سے آیا یہ دیکھکر قسیم وغیرہ نے جھک کر سلام کیا سمندر ایک طرف میدان جنگ کے سے الگ اپنے سردارون کو لیکر کھڑا ہوا دیکھا اسنے ایک طرف لشکر اسلام بڑی شان و شوکت سے صف آرا ہے نشان ہاے رنگا رنگ کھلے ہوے ہین صفین آراستہ ہین صاحبقران کو دیکھا کہ وہ بمرتبہ صاحبقرانی زیر علم چالیس قدم آگے لشکر کے کھڑے ہین تخت شاہی وسط لشکر مین ہے سر پر چتر لگا ہوا ہے کوئی سو بادشاہ گرد تخت کے ہین اور سب سردار اپنی اپنی سپاہ کو لیے ہوے کھڑے ہین ایک طرف سہراب تخت سحر پر سوار اپنے سحر کو درست کیے ہوے ایک جانب غزالان طاوس سحر پر سوار کھڑی ہے سمندر یہ شان و شوکت لشکر اسلام کی دیکھکر و سہراب و غزالان کو دیکھکر جل گیا مگر کیا کرے دیکھا کہ ایک طرف قسیم اپنے لشکر کو لیے ہوے صفین آراستہ کیے کھڑا ہے کوئی ابھی براے مقابلہ نہین نکلا ہے یہ جو سمندر نے دیکھا عشاق سے کہنے لگا کہ اے استاد ملاحظہ فرمائیے کہ کسقدر لشکر کثیر ہے خدا جانے کہان تک لگا چلا جاتی ہے سواے لشکر اسلام کے دوسری کوئی چیز نہین دکھائی دیتی ہے یہ کثرت ہے کہ زمین تک نظر نہین آتی ہے ہیبت نگاہ جا کر قید ہو جاتا ہے اسکا نکلنا ایسے لشکر سے دشوار ہے

ہوا کا بھی گذر نا محال ہے ملاحظہ تو فرمایئے کہ تل رکھنے کی جا نہیں ہے یہ بارگاہ زمین سے کیونکر اُٹھتا ہے اُسکی کمر
خم ہوئی جاتی ہے کہ عشاق نے کہا کہ یہ کیا لشکر ہے اس سے زیادہ لشکر دیکھے ہیں سمندر نے کہا کہ
نہ معلوم کیا سبب ہے جو ابھی تک مقابلہ نہیں شروع ہوا ہے ادھر صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ تمنے
دیکھا وہ نابکار بھی آیا ہے نہ معلوم کس قصد سے آیا ہے میں یہ خیال کرتا ہون کہ برائے دید تماشائے جنگ
آیا ہے خواجہ نے کہا کہ معلوم ہوا کہ سمندر کے آنے سے انکو خوف ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ وہ کیا نابکار
ہے میں سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا ہون اسکی کیا اصل ہے جو میں خوف کرون ادھر جب قسیم وغیرہ
سمندر کو سلام کر چکے اور سمندر بھی ایک طرف الگ میدان جنگ سے کھڑا ہو چکا تو لشکر کفار سے
ایک مرتبہ ظلمان سیہ پوش اپنے اژدر سحر کو بڑھا کر خدمت میں قسیم کی آیا یہ وہی ظلمان ہے جسنے
نامہ بری کی تھی قسیم سے کہا کہ مجھکو اجازت جنگ مرحمت ہو کیونکہ میں مشتاق ہون کہ سہراب سے مقابلہ
کرون ذرا اسکے سحر کا زور دیکھون قسیم نے کہا کہ جا تجھکو سپرد خداوند قدیر کے کیا وہ سلام کر کے طرف
سمندر کے متوجہ ہوا اسکو جھک کر سلام کیا اور اژدر کو بڑھا کر میدان جنگ میں آیا اس طور سے سراپا
میدان کا دکھایا کہ سحر کیا ہزارون برقین چمکین رعد گرجا اولے پڑے کئی مقام سے زمین شق ہوگئی اژدر
پیدا کیے آگ برسائی سنگ باری کی خوب اپنے سحر کو آزمایا اُسکے بعد اژدر کو روک کر صدا دی کہ میں
امیدوار ہون کہ میرے مقابلے کو سوائے سہراب کے کوئی نہ نکلے کیونکہ میں اُسکے سحر کا امتحان کرونگا
وہ اپنے کو بڑا ساحر زبردست تصور کرتا ہے حالت غفلت میں اُسنے میرے اوپر سحر کیا کہ جس سحر میں
میں مبتلا ہو گیا تھا مجھکو سحر کل دربار میں فراموش ہو گیا تھا کیونکہ میں نے جو خیال کیا تھا کہ میں سحر کر کے
کوئی کار نمایان کرون اُس سخت کلامی کی جو کہ کل تم لوگون نے دربار میں کی تھی سزا دون مگر تم
لوگ بہت ہوشیار اور غافل تھے پہلے ہی یہ تدبیر کی کہ سہراب نے مجھکو غافل پا کر وہ سحر کیا کہ میں سحر
فراموش کر گیا اب میں دیکھتا ہون کہ آج کیونکر میرے مقابلے سے بچکر سہراب جاتا ہے یہ کہتا تھا کہ
سہراب اپنے تخت سحر کو بڑھا کر روبرو بادشاہ کے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ امیدوار ہون کہ اجازت
جنگ مرحمت ہو کیونکہ حریف مجھکو اپنے مقابلے کے لیے طلب کر رہا ہے میں جا کر اُس سے مقابلہ کرون
بادشاہ نے فرمایا کہ تم کو خداوند کریم کے سپرد کیا یہ فرما کر جام شربت عنایت فرمایا سہراب نے سلام
کر کے وہ جام پی لیا اور اُسکے بعد سلام رخصت کر کے خدمت میں صاحبقران کی آیا اُسنے اجازت
طلب کی صاحبقران نے بھی اجازت دی صاحبقران کو بھی سلام کر کے تخت سحر کو اُڑا کر میدان میں
آیا اور اُسکے روبرو کھڑے ہو کر تخت سحر کو روک کر کہا کہ او نابکار کیا لاف و گزاف کرتا ہے اسی منھ پر
دعوی کر کے آیا ہے اور مجھکو طلب کیا ہے تیرا سب اسباب سحر زمین پر پڑا ہے ایسا بدحواس ہو گیا ہے کہ تجھکو
کچھ خبر نہیں ہے میرے آنے سے تیرے ہوش جاتے رہے یہ میرا رعب تیرے اوپر غالب ہوا کہ تیرا
تمام جسم کانپنے لگا تو کیا مقابلہ کریگا تیرے ہاتھ پاؤن تو تیرے قابو میں نہیں ہیں تیرے اعضا خود
تجھ سے جدائی چاہتے ہیں جبکہ تیرے اعضا تیرے قابو میں نہونگے تو تو کیا مقابلہ کریگا یہ اس طور
سے کہا کہ اُسنے جو خیال کیا دیکھا کہ درحقیقت تمام اسباب سحر زمین پر پڑا ہے اور میرے ہاتھ پاؤن بھی
درحقیقت قابو میں نہیں ہیں اور تمام جسم میرا مثل بید کے کانپ رہا ہے یہ اپنی حالت دیکھکر وہ خیال
کرنے لگا کہ یہ کیا حالت ہے کہ میں کیون کانپنے لگا اب جو خیال کرتا ہے تو پورے طور سے زبان سے
الفاظ سحر نہیں ادا ہوتے ہیں زبان بھی لکنت کرتی ہے یہ اپنا عالم دیکھکر بہت حیران ہوا کہ اب کیا

کروں یہ صرف سہراب نے اسکو عاجز کرنے کو اور مرا سے امتحان ہو کیا تھا کہ دیکھوں یہ کیا کرتا ہے
اسکو بھی رد کر سکتا ہے یا نہیں جب سہراب نے دیکھا کہ وہ کچھ حیران حیران ادھر ادھر دیکھ رہا ہے اور کچھ
نہیں کر سکتا ہے یہ عالم دیکھکر کہا کہ بس اسی ہنر پر یہ دعوی کرتا تھا کہ میں سہراب سے مقابلہ کرونگا
ایک آدھ میرے سحر کا جواب نہ دیسکا بس تیرا سحر اور دعوی دیکھ لیا سچ کسی نے کہا ہے بعض قول
شاعروں کا بھی درست ہوتا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے شعر چیونٹیاں چلتے سانپ وہ ڈستے نہیں
کبھی * گرجتے ہیں جو بہت وہ برستے نہیں کبھی * دریا نہ ہرا ہے مرکب توان تاختن * کہ جا ہا سپر
باید انداختن * تیری ساری زبان درازی و یاوہ گوئی کا حال کھل گیا بس معلوم ہو گیا پہلے اپنے
حواس درست کر لے تو پھر مقابلہ پر آ کہا اب ظلمان نے دیکھا کہ میرے ہاتھ پاؤں قابو میں ہیں
اور وہ لرزہ کم ہو گیا راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ سحر سہراب نے کیا تھا جو اسکی یہ حالت ہو گئی تھی جب
یہ کلام سہراب نے اور اپنا سحر اسپر سے اتار لیا پھر وہ اپنی اصلی حالت پر آ گیا اسنے اژدر سحر پر سے اتر کر
اپنا سب اسباب سحر اٹھا لیا مگر از حد شرمندہ ہوا اور خیال کرنے لگا کہ یہ کیا حالت ہو گئی تھی بہت بڑی
خفت حاصل ہوئی مگر ایسے کب شرمندہ ہوتے ہیں کچھ تھوڑے ہوتے ہیں وہ حالت ہر طرف ہو گئی پھر
اسی طور سے لاف و گزاف کرنے لگا اژدر سحر پر سوار ہو کر کہا کہ ای سہراب جو حربہ رکھتے ہو میرے
اوپر حربہ کرو کیونکہ یہ حسرت تمہاری دل میں نرہے کہ اگر میں پہلے حربہ کرتا تو ضرور قتل کرتا کیونکہ تمہاری
قضا تمکو میرے مقابلے میں لائی ہے سہراب نے جواب دیا کہ یہ اپنا طریقہ نہیں ہے ہاں میں اگر تیرے
حربے سے بچونگا تو اپنا بھی حربہ کرونگا تم اپنا حربہ کرو یہ جو سہراب نے کہا ظلمان نے اپنی جھولی میں
ہاتھ ڈالا اور ایک ناریل جٹا دھاری نکال کر اسپر کچھ اسم سحر دم کر کے طرف سہراب کے پھینکا سہراب
نے دیکھا کہ وہ ناریل آتا ہے فوراً ہاتھ بڑھا کر اسکو روکا کچھ اسم سحر جو پڑھ کر دم کیا وہ پھر واپس اسنے
دیکھا کہ ظلمان نے میرا سحر میری ہی طرف رد کیا اسنے ایک کارد نکال کر اس ناریل کی طرف اشارہ
کیا کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا اور آگ لگ گئی جلکر گرا بس ظلمان نے وہی کارد طرف سہراب کے پھینکی
بس سہراب نے جو سحر کیا وہ کارد زمین میں گر گئی یہ بھی سحر ظلمان کا رد ہوا اب ظلمان نے ناریخ سحر
کا وار کیا ظلمان نے جو اشارہ کیا وہ ناریخ قریب سہراب کے آ کر شق ہوا اس سے ایک برق پیدا
ہوئی سہراب نے اس برق کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ جا اپنے ہانے والے کو قتل کر یہ کہنا تھا
وہ برق طرف ظلمان کے چلی ظلمان نے دیکھا کہ اس سے میرا زندہ بچنا محال ہے بس فوراً اژدر پر سے
کود پڑا وہ برق آکر اژدر پر تڑپ کر گری کہ اژدر میں آگ لگ گئی اگر ظلمان اژدر پر ہوتا تو اسکے بھی
دو پرکالے ہوتے اور وہ جلکر خاک ہو جاتا یہ جو ظلمان نے دیکھا کہ جو سحر میں نے کیا سہراب نے
اشاروں سے اسے رد کر دیا ہے ایسے ویسے سحر سے نہ عاجز ہوگا اسپر کمال کا سحر کرنا ضرور لازم ہے
یہ تصور کر کے اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور پنجہ فولادی نکالا اپنی ران پر نشتر دیا اس سے خون لیکر
اسپر چھینٹا دیا اور اس پنجہ فولادی کو طرف آسمان کے پھینکا وہ آسمان پر جاکر شق ہوا اس سے ایک
برق پیدا ہوئی اور وہ جھپٹ کر طرف سہراب کے چلی ادھر ظلمان نے صدا دی کہ میاں سہراب
اس سے بچ تو جانوں کہ تم بڑے ساحر ہو یہ سنکے سہراب نے سپر سحر سر پر قائم کی وہ برق اس سپر پر
گری اسکو قلم کر کے طرف سہراب کے چلی سہراب نے فوراً تخت کو خالی کیا زمین پر کود کر اور پھر ماکر
غرق زمین ہو گیا وہ برق اس تخت کو قلم کر کے زمین پر آئی اور غرق زمین ہو گئی ادھر سہراب برابر

ظلمان کے زمین کا طبقہ توڑکر نکلا اور صدا دی کہ اے ظلمان خبردار ہوا اور ہوشیار ہو تیرا حریف
آ پہونچا تو نے کئی حربے کیے مین نے سب رد کیے تو میرا حریف ہو تو روک مین کوئی سحر نہین کرونگا تاکہ تجھ
سے مقابلہ کرونگا مین تجھ ایسے نالائق کو کیا سحر سے قتل کرون اپنی زبان بھی تکلیف دون ہان اگر
سمندر سے مقابلہ ہوتا تو تجھے سحر کا مزا ہوتا تو مین سحر بھی کرتا تجھ سا سحر کرون تجھ ایسے میرے شاگرد ہین
جو تو نے سحر کیے ہین یہ سحر تو طفل مکتب کرتے ہین مین تجھ سے مقابلہ کرتا عار رکھتا تھا ہون مگر اس امر سے
مجبور ہو گیا کہ جو تو میری طرف مخاطب ہو کر مبارز طلب کیا ہے لشکر اسلام کا طریقہ ہو کہ جسکا نام
لیکر حریف پکارے وہی مقابلے کو نکلے اس سبب سے مین آیا ورنہ کوئی نہ کوئی اور آکر تجھے قتل کرتا یہ جو
صدا اسکے برابر سے آئی ادھر ظلمان نے یہ خیال کیا تھا کہ برق سحر نے کام سہراب کا تمام کیا
اس حربے سے میرے کوئی نہین بچا ہے یہ سحر مین نے بڑی محنت سے تیار کیا ہے چنانچہ یہ تو اسی فکر
مین کھڑا تھا اور قصد کر رہا تھا کہ اب کسی اور کو برائے مقابلہ طلب کرون کہ پہلو سے صدا آئی آپ
جو پلٹا تو دیکھا کہ سہراب تیغ سحر لیے ہوئے زمین سے نکلا ہے اسکی جان نکل گئی اور خیال کیا کہ سہراب
اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے یہ تو جرأت کر کے اسنے کہا کہ خوب تو نے غوطہ زمین ہو کر اپنی جان بچائی
بڑا مکر کیا ورنہ تیر اس ضرب سے اور میرے اس سحر سے بچنا دشوار تھا کیونکہ یہ سحر میرا بڑی مشقت سے
تیار ہوا تھا اور میرے کمال کا سحر ہے یہ کہکر اور تیغ سحر لیکر سہراب پر چلا پہلا سبب دیکھ رہے تھے مین
چلیے یہ قریب سہراب کے پہونچا اور تیغ کا وار کیا سہراب نے جھک کر تیغ کا وار تو اسکا خالی
دیا اور اپنا جو وار کیا اور تیغ دوال کمر پر جو مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرنے سے
آندھی سیاہ اٹھی اور تاریکی ہو گئی آواز آئی کشتی مرا نام ظلمان سیہ پوش جادو ہو دیکھ سنگباری ہوئی اندھیری
ہوئی یہان تک کہ وہ تاریکی دفع ہوئی روشنی ہوئی اسکے پیر غل مچا لشکر سے ہوئے کہا کہ سبب
ظلمان قتل ہوا اب سہراب اپنے مقام پر آیا اور تخت سحر تیار کر کے اور اسپر خود بیٹھا اور صدا دی
کہ اے قسیم وغیرہ کسی کو میرے مقابلے کو بھیج یا خود آ یہ جو کہا لشکر سے ابطال جادو اپنے اژدر سحر کو بیٹھ
کہ قلا یہ آتشین چھوڑ رہا تھا بڑھا کر میدان مین آیا اور کہا کہ سہراب آ میرا مقابلہ کر مین تیرا حریف ہون
یہ جو ابطال نے کہا سہراب نے جواب دیا کہ لا جو حربہ رکھتا ہو اسنے ایک مرتبہ جھوم کر اور جیب مین
ہاتھ ڈال کر ایک ڈبیہ نکالی اور کہا کہ مین ایک ہی سحر کرتا ہون اس سے کیا حاصل کہ مین بھی اپنا سحر کرون
اور تم رد کرو بس اسی سحر مین خاتمہ ہو سہراب نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے مین بھی چاہتا ہون کہ جلدی
فیصلہ ہو جائے بس ابطال نے وہ ڈبیہ کھولی اسمین ایک جانور مثل باز کے نکلا اور پرواز کر کے
آسمان پر گیا اور جا کر صدا دی کہ اے سہراب میری طرف دیکھ کیا کھڑا ہے یہ صدا دیکر دو
سہراب گردش کی اسکا گردش کرنا تھا کہ ایک مرتبہ سہراب جھومنے لگا اور تا بہ کمر پتھر کا ہو گیا یہ
حال سہراب نے اپنا دیکھا اسنے خیال کیا کہ اس کمبخت نے بہت زبردست سحر کیا ہے اسکا توڑ کرنا ضرور
ہے یہ خیال کر کے دل مین تصور کیا کہ اس طائر نے ابھی ایک صدا دی اگر یہ تین مرتبہ صدا دے لیگا
تو مین تمام پتھر کا ہو جاؤنگا پس اسکی تدبیر کرنا ضرور ہے ابھی ایک مرتبہ صدا دے چکا دو مرتبہ صدا دینا
باقی ہے یہ خیال کر کے اسنے طرف آسمان کے دیکھا اور صدا دی کہ اے طائر سحر آ کر جا تو سحر ابطال کو
شکار کر یہ کہنا تھا کہ طرف سے مشرق کے ایک جانور مثل بجری کے پیدا ہوا اس جانور کو دیکھکر اسکے
چھوڑ کر آ گرا وہ اپنی جان بچانے لگا اور اس سے لڑنے لگا لاکھ لاکھ ابطال کے جانور سے

تدبیر کی اور اپنی جان بچائی مگر نہ بچی سہراب کے طائر نے اسکو پنجے میں پکڑا اور سر پر سہراب کے
لاکر اسکا گوشت کھانے لگا نوچ نوچ کر اسکے بعد قطرے خون کے جو سہراب کے سر پر پڑے
وہ حالت اصلی پر ہوگیا ابطال نے لاکھ لاکھ اسم سحر پڑھ پڑھ کر اس جانور پر دم کیا مگر کچھ نہ ہوا وہ جانور
اسی طور سے اسکو کھایا کیا جب کھا چکا بس سہراب نے اسکی طرف دیکھکر کہا کہ میں نے تیری خوراک
تجکو دی اب تو میرا کام کر یہ کہکر اسکی طرف اشارہ کیا کہ جو یہ اژدر سحر پر سوار کھڑا ہے اسکو قتل کر وہ جانور
مقابل کیطرف ابطال کے چلا ابطال نے جو دیکھا کہ وہ طائر میری طرف آتا ہے اسکے ہاتھ میں
ایک زمل تھا اسنے یا خداوند لقمو پر کہکر سر پر اس اژدر کے مارا کہ اژدر کا سر شق ہوا اس سے ایک
شعلہ نکلا اور طرف اس طائر کے چلا جب سہراب نے دیکھا کہ اسنے دوسرا سحر کیا اور میرے ساحر کے
جانور کے جلانے کی فکر کی سہراب نے فوراً ایک اسم سحر دم کیا کہ وہ شعلہ گل ہو کر رہ گیا یہ دیکھکر اسکو
بہت غصہ آیا اور اژدر پر سے برہم ہو کر کود پڑا اور زمین پر دو پتھر مارا اور کہا کہ اے پتلہ ساحری
جلد آ یہ کہنا تھا کہ ایک پتلہ زمین سے پیدا ہوا بس اسنے اشارہ کیا کہ اس جانور کو پکڑ لے وہ طرف
اس جانور کے چلا اب حال یہ ہے کہ وہ جانور سر پر ابطال جادو کے پہونچ چکا ہے یہ جو دیکھا
سہراب نے کہ اسنے پتلہ پیدا کیا ایک مرتبہ اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک بجلی نکالی اسپر کچھ اسم سحر پڑھا
اور انگلی پر گردش دیکر طرف آسمان کے پھینکی کہ وہ برق بنکر چلی اسنے پھینکے سہراب نے زور دیا
بس وہ برق تڑپ کر جو گری ہے سو اس پتلے کے جلاتی ہوئی سر پر ابطال کے آئی اسنے لاکھ
سپر سحر سر پر قایم کی مگر کچھ نہ ہوا صاف اسکی ناک اور کانوں سے نکل گئی لاش اسکی جلنے لگی آواز آئی مارا مجھکو کہ نام
میرا ابطال جادو تھا اسکے مرنے کی بھی علامت بلند ہوئی تاریکی ہو گئی تھوڑے عرصہ کے بعد
روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ صرف سہراب کھڑا ہوا ہے اور کوئی نہیں ہے اور راکھ کا انبار ہے یہ
حال دیکھکر سمندر نے کہا کہ اے استاد سہراب سے کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا ہے یہ بہت بڑا ساحر
ہے ایک مرتبہ میرے بھی سحر کو رد کر دیگا ملاحظہ کیا آپ نے کہ کیونکر اسنے ان دونوں ساحروں کو ایک
آن میں قتل کیا عشاق نے کہا کیوں نہو تم نے تعلیم کیا ہوا ہے سمندر نے کہا جی نہیں میں نے اسکو
نہیں تعلیم کیا ہے بلکہ یہ چاہ بابل سے تعلیم لیکر آیا ہے اور بہت سے کاہنوں سے اسنے حاصل کیا ہے شہر
سمندر میں بھی تو چار پانچ ساحر زبردست تھے منجملہ انکے سحران دہا ہیان تو بڑی ساحرہ تھیں کہ
جنکی تعریف ہو نہیں سکتی تو اسکے سہراب و آفتاب و غزالان دختر آفتاب اور چند ساحر ہیں کہ
سہراب و غزالان تو شریک اہل اسلام ہوے آفتاب و سحران و دہا ہیان قتل ہوئیں اب
صرف چند ساحر باقی ہیں ان سب کا یہ حال ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرسکتے تھے اور کر سکتے ہیں ابھی آپنے
سہراب کے سحر دیکھے عشاق نے کہا یہ کیا کمال ہے ان سب کو اپنے دل کی حسرت نکال لینے دو
جب انکے قتل ہونے کی نوبت آئیگی تو یہ لوگ پناہ ڈھونڈتے پھرینگے اور مقام امن نہ ملیگا جب
میرے سحر کی نوبت آئیگی تم دیکھ لینا سمندر نے کہا آپ کی نوبت کیوں آنے لگی یہی لوگ کافی ہیں
بس یہاں استاد و شاگرد میں یہ تقریر ہو رہی ہے لشکر اسلام میں سہراب کی تعریف کر رہا ہے قیصم نے جو
ابطال کو بھی کشتہ پایا خیال کیا یہ ساحر زبردست ہے کوئی زبردست ہی اسکے مقابلہ میں جائے قیصم
خیال اپنے دل میں کر رہا تھا کہ ادھر تجسیم جادو مقابلہ کو سہراب کے آیا اسکو بھی قتل کیا چند ساحر اور
سہراب نے قتل کیے اب قیصم اس فکر میں ہے کہ کسی کو سہراب کے مقابلہ کو بھیجوں کہ شام ہو گئی پندرہ ساحر ہاتھ سے

سے سہراب کی ماری گئی جبکہ شام ہو گئی تو قسیم نے دیکھا کہ اب بیکار ہے کل دیکھا جائیگا حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے
بس طبل باز پر چوب پڑی جب طبل بازگشت بجا ادھر لشکر اسلام مین بھی طبل آسائش پر چوب پڑی دونون لشکر
اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف واپس آئے پہلے لشکر کفار واپس گیا اسکے بعد لشکر اسلام اپنی آرامگاہ مین آیا اب
سمندر نابکار اپنے سردارون کو لیکر طرف سمندریہ کے چلا گیا یہان قسیم اپنی بارگاہ مین آیا سب سردار
حاضر دربار ہوئے لشکر نے کمر کھول سہراب نے وہ مقابلہ کیا تھا کہ قسیم کے دل پر داغ پڑ گئے تھے بڑا صدمہ
تھا کہ افسوس آج سہراب نے وہ معرکہ سر کیا کہ جسکے سبب سے میری کمر ٹوٹ گئی یہ قسیم نے اپنے اہل دربار سے
کلام کیے اور کہا کہ کل دیکھا جائیگا کل اس ساحر کو مین برائے مقابلہ روانہ کرونگا کہ جو کہ سہراب کو جا کر قتل
کریگا اہل دربار نے عرض کیا کہ خداوند آپکے لشکر مین ایسے ایسے ساحر ہین کہ ایک پل مین سہراب کو قتل کرینگے
آپ فکر نہ فرمائین بس قسیم نے یہ سنکے طبل جنگ کے بجنے کا حکم دیا طبل جنگ بجا ہرکارے یہ خبر لیکر طرف
لشکر اسلام کے روانہ ہوئے یہان بارگاہ مین صاحبقران و بادشاہ جلوہ فرما ہین سہراب کی تعریف ہو رہی
ہے ہر ایک شخص سہراب کی تعریف کر رہا ہے سہراب سب کو سلام کر رہا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ ابھی تک
طبل جنگ نہین بجا اہل دربار نے عرض کیا کہ یقین ہے کہ طبل جنگ نہ بجے کیونکہ آج وہ سرشکست پائی ہے کہ جی
چھوٹ گئے ہونگے کیونکہ پہلے ہی روز شکست ہوئی عزالان نے عرض کیا کہ نہین ضرور طبل جنگ بجیگا
بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ عجب نہین ہے جو طبل جنگ نہ بجے خیر دیکھا جائیگا اور باتین ہونے لگین لشکر کمر کھول کر آسودہ
ہوا کہ اتنے مین ہرکارے خبر لیکر حاضر دربار ہوئے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور عرض کیا کہ لشکر کفار مین نقارہ رزمی
بجا ہے باقی خیریت ہے یہ جو بادشاہ نے سنا حکم فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے یہ حکم جو بادشاہ نے دیا فوراً
نقارے پر چوب پڑی اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل پھر مقابلہ ہوگا اسی وقت سے سامان جنگ ہونے لگا یہان
لشکر کفار مین بھی سامان جنگ ہونے لگا ادھر بادشاہ نے اپنا دربار برخاست کیا ادھر قسیم نے بھی دربار
برخاست کیا دونون لشکرون مین رات بھر طبل جنگ بجا کیا طلایہ پھرا کیا صداے ہوشیار باش و خبردار باش
بلند ہوئی وہ رات اسی طور سے بسر ہوئی ادھر سمندر رنشاہ مع اپنے سردارون کے شہر سمندریہ مین آیا رات تو
ہو گئی تھی سب کو رخصت کر کے داخل محل ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے وہ رات بسر ہوئی یہان صبح کو دونون
لشکر میدان کارزار مین آئے صف آرا ہوئے سمندر رنشاہ بھی اسی طور سے آکر ایک جانب میدان کے آکر
کھڑا ہوا نقیب نکلے نقابت کر کے لشکر مین چلے گئے اسی طور سے لشکرون کی صفون پر سناٹا چھا گیا جب وہ وقت
برطرف ہوا اور وہ حالت کم ہوئی ایک مرتبہ لشکر کفار سے مجسم جادو نکلا اسنے میدان مین آکر صدا دی کہ جسکو
تمناے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو نکلے یہ جو سنا تھا بس عزالان طاؤس سحر کو اڑا کر روبروے تخت شاہی کے
آئی اور اجازت میدان طلب کی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ سپرد خداوند عالم کیا یہ جو بادشاہ نے کہا وہ سلام
کر کے خدمت مین صاحبقران کے آئی اور عرض کیا کہ مجکو اجازت میدان کی سلے صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ
بس عزالان صاحبقران سے بھی رخصت ہو کر میدان مین آئی مجسم سے کہا کہ کیا لاف و گزاف بکتا ہے بس
اپنی زبان کو بند کر جو حربہ رکھتا ہو وہ کر یہ جو عزالان نے کہا مجسم یہ سنکر کہنے لگا کہ تو عورت ہے مین کیا تجھ سے
مقابلہ کرون ہان کوئی مرد ہو تو مقابلے کا لطف ہے اور میرے تیرے مقابلہ تو شب کو ہوگا بڑی بیغیرت ہے کہ
دن کو مقابلہ کرنے آئی ہے مین ایسا بیحیا نہین ہون کہ سب کے روبرو مقابلہ کرون عورت و مرد کی لڑائی پلنگ
کی خوب ہوتی ہے یہ جو مجسم نے کہا عزالان کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے اپنی زبان کو بند کر ورنہ
اسکی سزا دی جائیگی اب جو کہا تو تیری زبان گدی سے کھینچ لیجائیگی مجسم نے کہا کہ معلوم ہوا کہ تو بڑی زبان دراز ہے

خیر معلوم ہوا کہ تو بدون سزا پائے اپنی حرکت سے باز نہ آئیگی غزالان نے کہا کہ پھر مقابلہ کر کیوں بیکار کی
تقریر کرتا ہی یہ جو غزالان نے کہا فوراً مجسم نے گولہ سحر جھولی سے نکالا اور اُسکو طرف غزالان کے پھینکا اور
کہا کہ اس حربہ سے میرے بچ یہ جو مجسم نے کہا بس غزالان نے اپنے طاؤس سحر کو بڑھایا اور گولے پر سحر کیا
وہ گولہ پلٹ کر طرف مجسم کے چلا مجسم نے دیکھا کہ اسنے میرے سحر کو میری طرف واپس کیا اُسنے سحر کو اپنے زور
دیا غزالان نے اپنے سحر کو زور دیا اب الجھنے لگے نوبت یہ پہونچی کہ غزالان نے ایک سحر جو کیا وہ گولہ ایک
مرتبہ درمیان سے شق ہوا اُس سے ایک برق چمک کر سر پر غزالان کے گری غزالان نے سپر سحر سر پر قائم کی
جب وہ برق سپر پر آئی اب جو غزالان نے اسم سحر دم کیا وہ برق سرد ہو کر زمین پر گری مجسم نے دوسرا سحر
کیا کہ کمند اپنے بال کی بنا کر طرف غزالان کے پھینکی غزالان نے اُسکو بھی جلا دیا جو سحر مجسم کرتا ہی غزالان
اُسکو رد کر دیتی ہی آخر کو عاجز ہو کر مجسم نے دو ہتڑ مارا کہ زمین شق ہوئی اُس سے ایک اژدر نکلا اُسنے دہانہ [illegible]
غزالان کی طرف منھ کر کے چھوڑا وہ شعلہ چلا اُسنے قریب غزالان پہونچکر گنبد کی صورت پیدا کی اور
غزالان کو چاروں طرف سے گھیر لیا بس غزالان نے کچھ اسم سحر پڑھکر جو دم کیا اُس گنبد میں تڑاقا ہوا
اور پتلہ پیدا ہوا اُسکے ہاتھ میں تلوار تھی وہ تلوار لے کر چلا اُدھر سے مجسم نے صدا دی کہ ای غلام مَن لینا
اسکو جانے نہ دینا بس وہ تلوار لے کر طرف غزالان کے بڑی تیزی سے چلا غزالان نے خیال کیا کہ اسنے
بڑے کمال کا سحر کیا بس اسنے دستک دی ایک پتلی اسکی پشت پر سے پیدا ہوئی اُسکے ہاتھ میں ایک گلدستہ
تھا غزالان نے اُس گلدستہ سے ایک پھول لے کر طرف اُس پتلہ کے پھینکا اور کہا کہ پہلے اسکو سونگھ لے
پھر میرے قتل کے لیے آنا اُس پتلے نے اُس پھول کو لے کر سونگھا بس سونگھنا تھا کہ ایک مرتبہ وہ پتلہ پکار
اُٹھا کہ ملکہ میں غلام تمھارا ہوں کیا حکم ہوتا ہی جو فرمایئے میں بجا لاؤں غزالان نے مجسم کی طرف اشارہ کیا
کہ اسکا سر کاٹ لاؤ اُدھر وہ پتلی وہ گلدستہ لے کر غائب ہو گئی اُدھر مجسم نے سحر کو اپنے زور دیا جب غزالان
نے اُس پتلہ سے یہ کہا وہ ہٹا اور یہ کہتا ہوا طرف مجسم کے چلا کہ تیری جان لونگا میری ملکہ سے مقابلہ کرنے
آیا ہی میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہی اسی تلوار سے تیرا سر کاٹونگا راوی نے بیان کیا ہی کہ جب وہ پتلہ
پیدا ہوا تھا وہ گنبد غائب ہو گیا تھا مگر اژدر اُسی طور سے نکلا ہوا کھڑا تھا قلابہ چھوڑ رہا تھا یہ جو پتلے نے مجسم
سے کہا مجسم نے جواب دیا کہ اے غلام مَن وہ حریف میری ہی میں نے تجکو اُسکے قتل کرنے کو طلب کیا ہی
کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی دیکھ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اُس پتلہ نے کچھ جواب نہ دیا اُسی طور سے تلوار
لیے ہوئے چلا آتا ہی غزالان کہہ رہی ہی کہ یہی میرا دشمن ہی اگر تو اسکو قتل کر کے آئیگا تو بڑا مرتبہ پائیگا وہ اور تیزی
سے چلا مجسم نے دیکھا کہ اسنے بڑا غضب کیا کہ میرے سحر کو میری طرف واپس کیا یہ پتلہ ضرور قتل کریگا بس یہ
خیال کر کے اُسنے جھک کر زمین میں سے خاک اُٹھائی اُسپر کچھ پڑھکر دم کیا جب وہ پتلہ قریب آیا اُس پر وہ
خاک ماری بس خاک کا پڑنا تھا کہ جیسے تودۂ بارود میں آگ لگا دی بس وہ پتلہ جلنے لگا اُسکے سر سے جو
آگ لگی تو مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا بس جب پتلہ میں آگ لگی تو وہ اژدر ایک مرتبہ بل کھا کر طرف اُس
پتلہ کے آیا اور قلابہ چھوڑنے لگا ایک مرتبہ دم کشی جو کی اُس جلتے ہوئے پتلے کو نگل گیا اُسکو نگل کر طرف غزالان
کے چلا غزالان نے دیکھا کہ اژدر میری طرف آتا ہی بس اُسنے جو سحر کیا وہ اژدر اپنا دہن کھول کر پلٹ پڑا
اور طرف مجسم کے چلا مجسم نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا اُس پتلہ سے تو میں یوں بچا کہ اُسکو جلا دیا اب یہ اژدر
میری طرف چلا اسنے میرے سحر کو خود میرے ہاتھ سے برباد کرایا اب اس اژدر کو بھی برباد کروں بس مجسم نے
ایک مرتبہ جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک دانہ یاقوت کا نکالا اُسپر کچھ دم کر کے اُس اژدر پر کھینچ مارا وہ دانہ یاقوت

جو اُسکی پیشانی پر پڑا اُسپار نکل گیا وہ اژدر چیخ کرکے زمین پر گرا اور تڑپنے لگا اُسکے جسم سے شعلہ پیدا ہوا اُسمین
آگ لگ گئی جلنے لگا یہ حرکت تو کی مگر بڑا افسوس کیا کہ مین نے اپنے سحر کو اپنے ہاتھ سے برباد کیا اُسنے جان
تو اپنی بچائی مگر کمال کا سحر ہاتھ سے جاتا رہا جسپر اُسکو بھروسا تھا اور کئی برس کی محنت سے تیار کیا تھا وہ یون
برباد ہوا جب وہ اژدر جل گیا اور راکھ ہو گیا ایک مرتبہ اُس راکھ سے ایک بادل پیدا ہوا اور وہ پرواز کرکے
طرف غزالان کے چلا اُسکے سر پر آکر اُسنے ذفیر دی بس ذفیر کا دینا تھا کہ ایک مرتبہ غزالان کو کچھ غنودگی
سی ہوئی اور جھومنے لگی مست ہو گئی اُسنے دوسری ذفیر دی اور زیادہ اُسکی حالت خراب ہوئی اب یہ امر
باقی ہے کہ تیسری ذفیر دی کہ یہ مست ہو کر گرے اور بیہوش ہو جائے راوی نے بیان کیا ہے کہ مجسم نے یہ چار سحر
طیار کیے تھے اور ایک مرتبہ اسپر محنت کی تھی اور ایک کو دوسرے کے بعد رکھا تھا پہلا سحر وہ تھا کہ اژدر
پیدا ہوا اور اُسکے مُنھ سے شعلے نکلے اُسکا گنبد طیار رہا اگر ساحر زبردست ہو تو اُس گنبد پر سحر کریگا وہ گنبد برطرف
ہوگا اُسکے برطرف ہونے کے بعد یہ دوسرا سحر ظاہر ہوگا اگر حریف نے اُس سحر کو بھی دفع کیا تو اژدر نگل جائیگا
اور اژدر کو بھی جلا دیا تو یہ سحر جو کہ سب سے زیادہ زبردست ہے اُس سے نہ بچے گا یعنی بادل نکل کر حریف کے
سر پر ذفیر دیگا حریف غش کھا کر تیسری صدا مین زمین پر گر پڑیگا مین جاکر قتل کرونگا وہی ہوا کہ دو سحر غزالان
نے مجسم کے ہاتھ سے برباد کرا دیے پہلا سحر جو اُسکا رد کیا تھا اُسکا سحر تھا یعنی بادل کا خاک سے پیدا ہونا ذفیر
دینا اُس سحر مین اب غزالان مبتلا ہے اُسپر جو اُسنے اثر کیا تو اُسکا سبب یہ تھا کہ اُسنے کوئی تدارک نہین
کیا تھا یہ ایسی ہی زبردست ساحرہ تھی کہ تین سحر رد کیے ورنہ کوئی دوسرا ساحر ہوتا تو وہ پہلے ہی سحر مین
مر جاتا اسکی نوبت بھی نہ آتی بس وہ بادل دو مرتبہ آواز دے چکا ہے اور غزالان حالت غش مین مبتلا ہو چکی
ہے اُدھر اُسنے تیسری صدا دی یہ زمین پر گری مجسم نے آکر قتل کیا حالت غفلت مین یہ حالت ہوئی تھی اسکو یہ
نہ معلوم تھا کہ سحر سے سحر پیدا ہوگا ایک برباد ہوگا دوسرا اُس سے ظاہر ہوگا یہی تدبیر اُس نابکار نے کی تھی کہ
جب حریف دفع کریگا وہ یہ خیال کریگا کہ مین سحر تو دفع کر چکا ہون کہ وہ دھوکے مین اسطور سے کسی نہ کسی مین مبتلا
ہوگا کیونکہ وہ تو اس سے ناواقف ہے وہی ہوا جیسا کہ اسکا خیال تھا غزالان جھوم رہی ہے کفار مجسم کی تعریفین
کر رہے ہین سمندر جادو عشاق سے کہ رہا ہے کہ اس ساحر نے بڑے کمال کے سحر کیے ہین کیا عمدہ سحر کرکے
برابری کی ہے اب غزالان کسی صورت سے نہین بچتی ہے ضرور مجسم کے ہاتھ سے قتل ہوگی عشاق نے کہا کہ
یہ لوگ ساحر ہین کوہ ظلمان کے انکے سحر بہت زبردست ہین ملاحظہ فرمائیے کہ ایک سحر سے کہ سحر ظاہر
ہوئے حریف کو دفع کرتے کرتے ایک زمانہ چاہیے جب ایک سحر کو دفع کریگا اُتنے عرصے مین دوسرا
سحر اپنا کام کرے گا مجکو غزالان کی جوانی پر افسوس آتا ہے سمندر جادو نے کہا کہ مجکو خود رنج ہے گلاب برادر
غزالان بھی ہمراہ سمندر کے تھا اُسنے جو یہ حالت دیکھی خون عزیزی نے جوش مارا خیال ہوا کہ گو یہ مجھ سے
جدا ہو گئی ہے دوسرا مذہب اختیار کر لیا ہے مگر بہن ہے میرے سامنے ایک ساحر جو کہ غیر مقام کا ہے وہ اسے قتل
کرے اور مین دیکھا کرون یہ تو مجھ سے ہرگز نہوگا اور دوسرے یہ کہ غزالان حالت غفلت مین قتل ہوتی ہے
ورنہ اسکی یہ بھی مجال تھی کہ یہ غزالان کو قتل کر سکتا تھا یہ اپنے دل مین خیال کرکے اسنے قصد کیا تھا کہ سحر
کرے بہن کو بچائے ابھی اسنے سحر نہ کیا تھا کہ اُدھر برابر سے غزالان کے زمین شق ہوئی اور وہ پتلی جو
کہ گلدستہ لے کر آئی تھی پیدا ہوئی اُسکے ہاتھ مین ایک شیشہ تھا اُسمین کچھ بھرا ہوا تھا آتے ہی اُس پتلی
نے اُس شیشہ سے پانی لے کر غزالان کے مُنھ پر چھینٹا دیا بس قطرون کا اُسکے مُنھ پر پڑنا تھا کہ ایک مرتبہ
اُسکو ہوش آیا اُس پتلی نے کچھ غزالان کو سونگھایا کہ جس سے بالکل ہوشیار ہوئی اُس پتلی نے کہا کہ ملکہ کوئی

ایسا غافل ہوتا ہی کہ حریف نے اپنا کام کرلیا تھا بس اب تدارک فرمائیے یہ جو اُس پتلی نے کہا غزالان نے
طرف اُس باز کے دیکھا بس اسکا دیکھنا تھا کہ ایک برق چمک کر اُس باز پہ گری کہ جس سے وہ جلنے لگا
بس اب غزالان کو غصہ آیا اور پکار کر کہا کہ اے مجسم مین نے کئی سحر تیرے رد کیے اور خود تیرے ہاتھ سے
برباد کرا سکے اب تو میرا ایک سحر رد کر مین ایسا ہی سحر کرونگی بہت سے سحر نہ کرونگی کیونکہ اب بہت عرصہ
ہوچکا ہی غزالان نے جب اُس باز کو برق سحر سے جلا دیا یہ حال دیکھکر مجسم کے ہوش جاتے رہے کیونکہ اب
اُسکا کوئی سحر کمال کا نہ رہا سب ختم ہوگئے اُدھر سمندر نے کہا کہ غزالان نے بہت بڑا سحر رد کیا اور خوب
بچی اُدھر اسکا برادر گلاب یہ ماجرا دیکھکر بہت خوش ہوا عشاق نے سمندر کو جواب دیا کہ مین نے تو جانا تھا
کہ غزالان آج قتل ہوئی مگر معلوم ہوا کہ ساحرہ زبردست ہی کسی اچھے اُستاد کی تعلیم دی ہوئی ہی اُسنے سب
تدبیرین کرلی ہین کہ کوئی اسکو مار نہین سکتا ہی کیا وقت سے پتلی پیدا ہوئی اور خوب خبردار کیا وہ حالت غشی
کس طور سے برطرف ہوئی اب مجسم کی خیر نہین ہی غزالان ضرور اسکو قتل کریگی سمندر نے کہا کہ یہ بات
ضرور ہی اُدھر اہل اسلام کو بھی یہ حالت دیکھکر ناامیدی ہوگئی تھی کہ ضرور غزالان قتل ہوئی سہراب جادو
اپنے دل مین کہہ رہا تھا کہ افسوس غزالان ایسی ساحرہ یون قتل ہوئی جب غزالان نے اُس سحر کو اُسکے
دفع کیا خود بچی اور باز کو جلا دیا سب اہل اسلام خوش ہوئے اُدھر غزالان نے سنبھل کر اور ایک مرتبہ
اپنے گلے سے جو کہ مالا پڑا ہوا تھا اُس سے ایک موتی نکالکر اُسپر کچھ دم کرکے طرف آسمان کے پھینکا وہ جاکر
آسمان پر شق ہوا اُس سے ایک برق پیدا ہوئی وہ کڑک کر چلی مجسم نے دیکھا کہ اگر یہ برق آپڑی تو دو پرکالے
ہوئے ایک مرتبہ اپنے گینڈے پر سے اپنے کو زمین پر گرا دیا اور سپر مارکر غرق زمین ہوگیا وہ برق جو گینڈے
پر گری گینڈے کو قتل کرکے زمین مین درآئی ایک غار عظیم ہوگیا اُدھر غزالان نے دیکھا کہ مجسم نے اپنے
کو گینڈے پر سے گرا دیا اور اپنے کو غرق زمین ہوکر بچایا بس اُسنے سحر کیا کہ زمین مثل سنگ کے سخت ہوگئی
جب مجسم نے قصد نکلنے کا کیا دیکھا کہ زمین سخت ہی بس اُسنے سحر کیا کہ جہان پر یہ تھا اُتنا طبقہ زمین کا اُڑ گیا یہ
نکلا اُسنے نکلکر کہا کہ لے میرا یہ ایک حربہ اور روک لے غزالان نے کہا کہ مین اُسے بھی رد کرونگی یہ سنتا تھا
کہ مجسم نے اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالکر ایک بیضہ اُسنے نکالا اور اُس بیضہ کو طرف غزالان کے پھینکا
وہ چلا کہ غزالان نے دیکھا کہ اُسنے سحر کیا ہی یہ سحر بڑے غضب کا معلوم ہوتا ہی بس یہ تدبیر کرنے لگی وہ
بیضہ آسمان پر جاکر شق ہوا اُس سے پھول برسنے لگے ایک ہوا جو چلی یا تو وہ صحرا تھا یا دفعۃً گلزار ہوگیا
ہر طرف چمن بن کر طیار ہوا ہوا سے سرو کے جھونکے آنے لگے بلبلین چہکنے لگین یہ حال دیکھکر یا تو
غزالان اپنے سحر کو درست کر رہی تھی اور اس فکر مین تھی کہ کسی طور سے اس گولا آہنی کو رد کرون
کہ باغ طیار ہوگیا تھا اُسنے جو اس باغ کو دیکھا فوراً طاؤس سحر پر سے کود کر اُس باغ کی سیر کرنے لگی
پھول اُٹھا کر سونگھنے لگی اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی جب مجسم نے دیکھا کہ غزالان بیہوش ہوگئی ہے
اُسنے ایک سحر کیا کہ ایک زنگی اُس باغ مین سے ایک تنہ درخت مین سے پیدا ہوا یعنے تنہ درخت کا
شق ہوا اور اُسمین سے ایک زنگی پیدا ہوا اُس زنگی کے ہاتھ مین ایک گلدستہ تھا وہ گلدستہ لے کر طرف
غزالان کے چلا غزالان گلچینی کرتی چلی آتی ہی کہ اُس زنگی نے وہ گلدستہ غزالان کو دیا کہ اسکو
سونگھ غزالان نے وہ گلدستہ لے کر جو سونگھا اور زیادہ خود رفتہ ہوئی جھومنے لگی یہ حال دیکھکر پھر سب
لشکر اسلام مین افسوس کرنے لگے اُدھر سمندر نے عشاق سے کہا کہ یہ دوسرا سحر تھا اب غزالان
بالکل سحر مین مبتلا ہوگئی ہی وہ عورت تھی یہ مرد ہی عورت اور مرد کا کیا مقابلہ ہی بڑا فرق ہی آخر کو مجسم نے

قتل کیا یہ تقریر بیان ہو رہی تھی کہ اُدھر ایک مرتبہ غزالان جھوم کر زمین پر بیٹھ گئی شعر عاشقانہ پڑھنے لگی وہ زنگی بھی سامنے بیٹھا ہوا ہی اُدھر تجسم نے اپنے سحر کو زور دیا اور اُسکی بیخودی نے ترقی کی یا تو بیٹھی ہوئی تھی ایک مرتبہ جھوم کر اُٹھی اور طرف تجسم کے یہ شعر پڑھتی ہوئی چلی اشعار

لائق پابوس جانان کیا حنا تھی میں نہ تھا
کوئی جا سکتا نہیں عصمت سرا سے یار تک
یہ سراپا شوخی وزد حنا تھی میں نہ تھا
میں تڑپ تڑپ کر رہ گیا اور مرگئے فرہاد و قیس
پردۂ در جیسے اُٹھا وہ ہوا تھی میں نہ تھا
یار تھا گلزار تھا مے تھی فضا تھی میں نہ تھا
کیا انہیں وہ لائق حسین قضا تھی میں نہ تھا
ہاتھ کیوں باندھے مرے چھلا اگر چوری گیا

یہ غزل گاتی ہوئی چلی اب سب کو یقین کلی ہو گیا کہ یہ قریب تجسم کے پہونچی آسنے قتل کیا یہ لوگ تو سب یہ افسوس کر رہے ہیں غزالان ابھی اُس باغ سحر میں ہی کہ ایک مرتبہ ایک طرحت سے سناٹے کی صدا آئی سب نے دیکھا کہ اُس باغ کے ایک طرف سے ایک طاؤس اُڑتا ہوا آیا اُس طاؤس نے گرد سر غزالان کے چرخ مارا اور ایک مرتبہ چرخ مار کر ایک آواز دی کہ جس سے تمام باغ میں لرزہ پڑ گیا اُسکا صدا دینا تھا کہ ایک مقام پر سے زمین شق ہوئی ایک چشمہ پیدا ہوا اُس طاؤس نے اُس چشمہ میں غوطا مارا اور غوطا مار کر سر بلند ہوا اور اُس پانی کے قطرے غزالان پر ڈالے جیسے ہی چند قطرے غزالان پر پڑے بس غزالان ایک مرتبہ چرخ مار کر زمین پر گری اُسکا گرنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور دو ہاتھ پیدا ہوئے وہ غزالان کو اندر زمین کے لے گئے جب غزالان کو وہ ہاتھ لیگئے بس اُس طاؤس نے بڑے زور سے چیخ ماری اُسکی منقار سے مثل ہوسیقار کے ایک شعلہ نکلا اور تمام باغ میں اُس شعلے نے آگ لگا دی ہر شجر مثل درخت آتشبازی کے جلنے لگا ہر گل و برگ سے شعلے نکلنے لگے راوی نے بیان کیا ہی کہ یہ سحر تھا غزالان کا یہ بہت بڑی ساحرہ ہی اسنے اپنے محفوظ رہنے کے بہت سے تدارک کیے ہیں اپنی حفاظت کے لیے بہت سے سحر تیار رکھے ہیں یہ بھی ایک سحر تھا کہ جسنے آکر غزالان کو بچایا اُدھر غزالان کو اندر زمین کے اُسکے بیرون نے ہوشیار کیا جیسے وہ ہوشیار ہوئی فوراً زمین سے نکلی یہاں آکر دیکھا کہ وہ باغ جل رہا ہی جب یہ زمین سے نکلی تھی تو اُسکے ہاتھ میں ایک گلدستہ تھا باہر آتے ہی اُس گلدستہ کو طرف تجسم کے پھینکا ہر گل اُسکا خودبخود اُس گلدستہ سے جدا ہوا اور آسمان پر گیا ہر برگ گل سے شرارے نکلے تمام صحرا میں آگ لگ گئی تھوڑے عرصہ کے بعد جو دیکھا کیسا نفیس پر بہار باغ تیار ہی جسکی روش پر بجائے سرخی کے ریزے یاقوت کے بچھے ہوئے ہیں تمام اشجار بادلے سے منڈھے ہوئے ہیں طائران خوش الحان کے قفس درختوں میں آویزاں ہیں ایک نہر وسط باغ میں جاری ہی ایک چبوترہ سنگ مرمر کا مربع کنارے نہر کے ہی اُسپر فرش کیا ہوا ہی ایک نمگیرہ کارچوبی کہ جسکے ستون طلائی ہیں اُسپر استادہ ہی زیر نمگیرہ ایک مسند زرنگار آراستہ ہی اُسپر سب سامان عیش رکھا ہوا ہی کہ یکایک ایک برق چمکی یہ سب سامان سب اہل لشکر اسلام و کفار دیکھ رہے ہیں سمندر بھی دیکھ رہا ہی اور تجسم بھی کہ جو وہ برق چمکی اب جو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین گلنار جوڑا پہنے ہوئے اُس مسند پر غرور سے بیٹھی ہوئی ہی اور طرف تجسم کے دیکھ رہی ہی کہ تجسم کی نگاہ جو اُس نازنین پر پڑی ایک مرتبہ عاشق ہو گیا اور فریفتہ ہو کر اُس نازنین کی طرف دیکھکر اشارے سے کہنے لگا کہ میں تیرے اوپر مرتا ہوں جان جاتی ہی اگر اجازت دے تو میں تیرے پاس آؤں اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ آؤ کیا مضائقہ ہی بس یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا سب سحر ساحری فراموش کر گیا ایسا اُسکا عشق اُسکو ہوا کہ جس سے کہ اُسکو اپنے حال کی خبر نہ رہی یہ بھی نہ خیال رہا کہ میں نے سحر کیا تھا کسنے اُسکو رد کیا اور میدان جنگ میں برائے مقابلہ آیا ہوں یہ کیا حرکت ہی کہ کسی پر عاشق ہو کر جاتا ہوں یہ اُسکو خبر نہ تھی ایسا مبتلائے عشق تھا بس اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا اُس باغ میں داخل ہوا جیسے اندر باغ کے پہونچا کہ ایک مرتبہ زمین شق ہوئی اور ایک نازنین پیدا ہوئی اُسنے ایک ہار پھولوں کا گلے میں تجسم کے ڈالا اُس ہار کا پڑنا تھا کہ وہ اور مبہوت ہو گیا بیقرار ہو کر طرف اُس نازنین کے چلا اور

قریب چبوترہ پہونچا اُدھر غزالان نے سحر کو رد دیا اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ جلد آؤ بس یہ ایک مرتبہ
بیتاب ہو کر چبوترے پر چڑھا جیسے قدم چبوترے پر رکھا ویسے ایک برق چمکی اب جو دیکھا تو وہ نازنین ہی نہ چبوترا
صرف باغ ہی بس اُدھر غزالان نے اپنے گلے سے اپنا طوق اُتارا اسپر اسم سحر دم کرکے اُسکو طرف تجسیم کے
پھینکا وہ برق بنکر جو سر پر آکر تجسیم کے گری سر پر سے گذر کر اندر زمین کے چلی گئی تجسیم کے دو پرکالے ہو گئے
ایک جسم کے دو جسم ہوئے ایک شور دار و گیر بلند ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا کہ نام من تجسیم جادو بود افسوس ہار دیم
و جان دادیم و بطلب خود نرسیدیم اُدھر غزالان اُسکو قتل کرکے جھومی اب جو دیکھا طوق اُسکے ہاتھ مین تھا
نہ وہ باغ نہ وہ چبوترہ اُسی طور سے میدان صاف تھا غزالان نے آواز دی کہ یون بہوت کرکے قتل کرتے
ہین یہ جو غزالان نے کہا سب کفار گردن جھکا کر خاموش ہو گئے سمندر نے عشاق سے کہا کہ کیا عمدہ سحر
غزالان نے کیا ہی دراصل اسکو خود سحر آتے ہین اب معلوم ہوا کہ یہ بڑی کاملہ ہی یہ ایسے کمال رکھتی ہی اُدھر
اہل اسلام نے بہت بڑی تعریف کی ایک نعرۂ تکبیر بلند کیا سب اہل اسلام خوش ہوئے اُدھر غزالان نے
کہا کہ کسی کو میرے مقابلے کو روانہ کرو اور چند ساحر غزالان کے مقابلے کو طرف سے قسیم کے آئے اُن سب کو
غزالان نے یون قتل کیا کہ جیسے کوئی ایک ادنی آدمی کو قتل کرتا ہی جب اُسنے اتنے بڑے ساحر کو یون قتل
کیا تو اور کسی کی کیا اصل ہی اسی معرکے مین شام ہو گئی قسیم نے جو دیکھا کہ شام ہو گئی اور آج بھی معرکہ اہل اسلام
کے ہاتھ رہا اُسنے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنی فرودگاہ پر واپس آئے سمندر طرف شہر کے واپس
گیا غزالان کے سر پر سے بحکم بادشاہ زرنگار رہتا ہوا لشکرگاہ سے آیا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے
لشکر نے کمر کھولی بادشاہ نے دربار کیا سب لباس رزمی اُتار کر درباری لباس پہنکر دربار مین آئے بادشاہ
و صاحبقران بھی پوشاک تبدیل کرکے آکر تخت پر جلوہ گر ہوئے صاحبقران اپنے دنگل صاحبقرانی
پر اور سب سردار حاضر دربار ہوئے غزالان کی سب تعریف کرنے لگے کہ کیا خوب مقابلہ کیا ہی وہ نابکار
اسی قابل تھا آج بھی بڑا داغ قسیم کو ہوا ہوگا قسیم پر کیا منحصر ہی سمندر کو رنج ہوا ہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ ملکہ
غزالان کو خلعت دیا جائے اُسی وقت غزالان کو خلعت دیا گیا غزالان خلعت فاخرہ پہن کر خوش
ہوئی اُدھر قسیم نے بھی دربار کیا لشکر نے کمر کھولی تمام لشکر آسودہ ہوا آج قسیم نے بسبب رنج و غم کے دربار
نہین کیا صرف حکم طبل جنگ دے کر دربار برخاست کیا ہرکارون نے یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچائی یہان بھی
طبل جنگ بجا اُدھر سمندر جو شہر مین گیا سب کو رخصت کرکے محل مین چلا گیا مگر بڑا صدمہ تھا کہ دو روز سے
مقابلہ ہو رہا ہی اہل اسلام کو برابر ظفر ہو رہی ہی دیکھئے انجام اس مقابلے کا کیا ہوتا ہی سمندر تو اس فکر مین یہان
محل مین ہی وہان رات بھر دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا کیا یہانتک کہ زمانہ شب کا برطرف ہوا خانۂ
سے صبح برآمد ہوئی دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے سمندر شاہ بھی آکر ایک جانب اُسی جاہ و حشم
سے کھڑا ہوا آج لشکر حریف سے حلیم سیاہ پوش برادر قسیم برائے مقابلہ نکلا لشکر اسلام سے سہراب اپنے
تخت سحر کو بڑھا کر روبرو بادشاہ کے آیا اجازت لیکر بادشاہ صاحبقران سے حلیم کے مقابلہ مین گیا حلیم نے
کہا کہ ای سہراب آج تیری قضا ہی تو میرے ہاتھ سے ضرور قتل ہوگا سہراب نے کہا کہ اگر میری قضا آئی ہی
تو کیا چارہ ہی اگر نہین آئی ہی تو مین تجکو ہی قتل کرونگا کیون پریشان ہوتا ہی حلیم نے کہا کہ لا جو حربہ سحر رکھتا ہو
سہراب نے کہا کہ یہ اپنا طریقہ نہین ہی تو پہلے حربہ کرلے تو مین حربہ کرونگا حلیم نے کہا کہ اگر تیرا طریقہ نہین ہی تو میرا تو
طریقہ ہی یہ کہکر اُسنے سحر کیا سہراب نے اُسکے سحر کو رد کیا اُسنے پھر سحر کیا پھر سہراب نے رد کیا سہراب
نے کہا کہ کوئی عمدہ سحر کر کیونکہ مین نے سنا ہی کہ تم چارون بھائی بہت بڑے ساحر زبردست اور پہلوان بھی

زبردست ہو کوئی تو سحر کمال کا دکھاؤ حلیم نے کہا کہ اگر تیری خواہش یہی ہی تو لے مین سحر کرتا ہون تو رد کر
سہراب نے کہا کہ مین ہوشیار ہون بس حلیم نے ایک مرتبہ اپنے تخت کی طرف دیکھا فوراً تخت کا گوشہ شق
ہوا اُس گوشۂ تخت سے ایک طاؤس پیدا ہوا اُسکے پرون سے شعلے نکل رہے تھے وہ شعلے بلند ہوکر طرف
آسمان کے جاتے تھے ایک ابر بنکر طیار ہو جاتا تھا یہانتک کہ ایک آسمان شعلون کا بنگیا اب حلیم نے اُس
آسمان کی طرف اشارہ کیا اُس ابر سے چند شعلے علیحدہ ہوئے اور طرف سہراب کے چلے سہراب نے
اشارہ کیا ایک سپر بنکر سر پہ قائم ہوئی وہ شعلہ اُس سپر پہ آکر گل ہو گیا یہ دیکھکر حلیم نے طرف اُس ابر
سحر کے جو کہ آگ کا بنا ہوا تھا اشارہ کیا ایک مرتبہ وہ گڑگڑا کر چلا یہ جو سہراب نے دیکھا کہ اس ابر سے
بچنا چاہیے اسنے سحر کیا کہ ایک نہر روبرو تخت کے قائم ہوئی یہ اُس نہر مین کود پڑا اور وہ ابر اُس نہر پر
آکر گرا اور سرد ہو گیا یہ جو حلیم نے دیکھا کہ میرے سحر کو سہراب نے یون رد کیا اور اسطور سے اپنے کو بچایا
ایک مرتبہ برہم ہوکر سحر کیا کہ تمام نہر کا پانی کھولنے لگا سہراب نے دیکھا کہ اُسنے سحر کیا کہ میری نہر کا پانی
بھی گرم ہو گیا اسنے جو سحر کیا وہ گرمی پانی کی کم ہوئی یہ ایک مرتبہ اُس نہر سے نکلا اور اپنے تخت پر جاکر قائم
ہوا اور اُسکی طرف دیکھکر کہا کہ او حلیم تو نے سحر تو اچھا کیا تھا مگر کچھ نہ چلا اب اور کچھ سحر کر یہ جو سہراب نے
کہا حلیم نے ایک مرتبہ کچھ سحر کیا کہ ایک ابر پیدا ہوا اُس ابر سے بارش برف ہونے لگی سہراب نے
جو اسم سحر پڑھا وہ ابر برطرف ہو گیا اُسکے مقام پر ایک اور ابر بنکر طیار ہوا اُس سے آگ برسنے لگی حلیم
نے جو دیکھا کہ آگ سہراب نے برسائی اسنے سحر کیا کہ وہ آگ برسنا موقوف ہو گئی سہراب نے کہا
کہ اور کچھ سحر کر حلیم نے کہا کہ میرے تیرے سحر سے تو مقابلہ ہو چکا چونکہ مین بھی ساحر ہون اور تو بھی ساحر
زبردست ہی کوئی لطف نہوگا بس تلوار سے مقابلہ کر سہراب نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی بس حلیم اپنے تخت
پر سے یہ کہکر کود پڑا اور سحر کیا ایک مرکب پری پیکر اُسکے زیر ران ہوا اُدھر سہراب بھی تخت پر سے کودا
اُسنے بھی سحر سے مرکب بنایا بس حلیم نے تلوار نیام سے لی تلوار چلنے لگی وار پر وار ہو رہے تھے یہ نوبت آئی
کہ ایک مقام پر حلیم نے تلوار کا وار کیا سہراب نے رد کرکے جو اپنا وار کیا تلوار جو دوال کمر پر پڑی مثل
خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گئے حلیم قلم ہوکر مرکب سحر سے زمین پر گرا ایک تلاطم برپا ہوا آندھی سیاہ چلی کہ جس سے
زمانہ تیرہ و تار ہو گیا برف باری ہوئی پھر غل مچانے لگے صدا سے گریہ بلند ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من
حلیم جادو بود تھوڑے عرصے کے بعد وہ سب تلاطم برطرف ہوا اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ حلیم کی لاش
پڑی ہوئی ہی یہ حال دیکھکر اُسکے لشکر نے قصد کیا کہ جنگ مغلوبہ کرین قسیم نے منع کیا کہ ابھی جنگ مغلوبہ نہ کرو
ہمارے زیر حکم رہو لشکر منع کرنے سے قسیم کے تھم گیا ایک مرتبہ سلیم بھائی کی لاش کو دیکھکر بیقرار ہو گیا
تاب نہ رہی اپنے تخت سحر کو بڑھا کر طرف میدان کے چلا قسیم نے کہا کہ بھائی تم نہ جاؤ کوئی اور مقابلے کو
جائیگا اُسنے جواب دیا کہ میری آنکھون مین زمانہ تاریک ہو گیا ہی مجھ سے لاش حلیم کی نہین دیکھی جاتی
ہی مین ضرور اُسکے قاتل کو قتل کرونگا یہ کہتا ہوا برابر سہراب کے پہونچا اور آتے ہی اُٹھا کر گلدستۂ سحر
جو کہ اُسکے تخت پر رکھا تھا سہراب پر مارا وہ گلدستہ قریب سہراب پہونچکر شق ہوا اُس سے ہزارون
جانور برابر لعل کے پیدا ہوئے اور اُڑنے لگے سہراب کو گھیر لیا چاؤن چاؤن کرنے لگے اتنی مہلت
نہین دیتے ہین کہ سہراب کچھ اسم سحر پڑھے اور اُنکو قتل کرے کوئی سر پہ ہی کوئی شانے پر کوئی کان
کے پاس اُڑ رہا ہی کوئی پشت پر چارون طرف سے گھیرے ہوئے ہین سہراب پریشان ہو گیا بس
سہراب نے سحر کیا کہ ایک باز پیدا ہوا وہ اُن جانورون کا شکار کرنے لگا یہ جو سلیم نے دیکھا بس سلیم

نے اپنے سر کے چند بال توڑے اُسکا جال بنایا جھولی سے ایک پرچہ کاغذ کا نکالا اُسکا ایک پُتلا کاٹا
اُسکو سوزن سے گوندھا اور چند قطرے خون کے اُسپر ڈالے اُسکو تخت پر رکھکر ماش کے دانون پر
اسم سحر پڑھکر جو مارا وہ پُتلا بشکل انسان متشکل ہوا اور گویا ہوا کہ کیا حکم ہوتا ہے اُسنے جال اُس پُتلے کو دیا
اور کہا کہ جا اِس باز کو اسیر کر لا اِدھر تو سلیم نے یہ تدبیر کی اُدھر جو سہراب کو مہلت ملی اُسنے ایک
چٹکی خاک کی اُٹھا کر اسم سحر پڑھکر اُٹھا کر جو طرف اُن جانورون کے پھینکی بس یہ عالم ہوا کہ گویا کسی نے
بارود مین آگ لگا دی وہ سب جانور جلنے لگے وہ پُتلا اُن جانورون کے قریب پہونچ گیا تھا وہ بھی جلنے
لگا وہ باز جو کہ سہراب کے سحر کا تھا جدھر سے آیا تھا اُسی طرف کو چلا گیا جب سلیم نے دیکھا کہ اُسنے
سحر سے جانور بھی جلا دیے اُس پُتلے کو بھی جلا دیا اُسنے فوراً کاغذ کا ایک شیر تراشا اور اُسپر سحر کیا بس وہ
وحشی شیر ہو گیا اُسنے اشارا کیا شیر پنجہ اُٹھا کر طرف سہراب کے چلا سہراب نے جو دیکھا کہ شیر
میری طرف آتا ہے اُسنے سحر کیا کہ دو ریچھ جنگل سے پیدا ہوئے وہ شیر سے آکر لڑنے لگے یہ جو سلیم نے دیکھا
اُسنے سحر کیا کہ ہزارون پُتلے پیدا ہوئے وہ سب ایک مرتبہ تلوارین لے کر طرف سہراب کے چلے
سہراب نے جو ہاتھ کو اپنے گردش دی ہزارون برقین گرین وہ جلکر فنا ہو گئے اُدھر اُن ریچھون
نے اُس شیر کو ہلاک کیا ایک مرتبہ سلیم نے جو سحر کیا ایک آفتاب ظاہر ہوا کہ جسمین ازحد گرمی تھی
سہراب بسبب شدت گرمی کے بیقرار ہوا سہراب نے جو سحر کیا ایک عقرب پیدا ہوا اُسنے آکر
اُس آفتاب پر نیش مارا کہ وہ آفتاب سیاہ ہو گیا ایک تڑاقہ ہوا اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے وہ ٹکڑے
طرف سہراب کے چلے سہراب نے جو سحر کیا دو ہاتھ پیدا ہوئے اُن ٹکڑون کو روکا سلیم نے ایک
سحر کیا کہ ایک مرتبہ زمین سے غبار بلند ہوا اُسنے سہراب کو گھیر لیا سہراب اُس غبار مین پوشیدہ
ہو گیا سہراب نے سحر کیا کہ ابر سحر آکر برسا وہ غبار برطرف ہوا سلیم نے سحر کیا کہ ایک ابر پیدا ہوا
وہ آکر اُس میدان پر چھایا ہوا جبتک کہ سہراب تدبیر کرے کہ یکایک وہ ابر آکر سہراب پر گرا سہراب
اُس ابر مین پنہان ہو گیا وہ ابر ایک گنبد بنکر تیار رہا اُسمین سہراب تھا کہ سہراب نے جو دیکھا کہ مین ابر
سحر مین مبتلا ہو گیا بس اُسنے سحر کیا کہ اُس گنبد مین ایک در پیدا ہوا یہ اُس گنبد سے نکلا اور نکلتے ہی
خاک اُٹھا کر جو اُس گنبد پر ماری وہ مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا سلیم نے دیکھا کہ جو سحر مین نے کیا
وہ اُسنے رد کیا اب کوئی سحر عمدہ کرنا چاہیے یہ تصور کر کے سلیم نے اپنی پُشت کی طرف دیکھا ایک مرتبہ
سُمِ مرکب کی صدا آئی اب جو دیکھا کہ ایک نقاب دار صحرا کی طرف سے چلا آتا ہے اور آتے ہی اُسنے
سلیم سے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے اُسنے سہراب کی طرف اشارہ کیا کہا کہ اسکو گرفتار کر لو وہ سوار
مرکب اُٹھا کر طرف سہراب کے چلا سہراب نے جو اُسکو آتے ہوئے دیکھا ناریل سحر اُٹھا کر اُس
سوار پر مارا وہ اُسکے سینہ پر آکر پڑا پُشت کو توڑ کر پار نکل گیا وہ سوار نقاب پوش جلکر خاک ہو گیا
اب یہ ہوا کہ سلیم نے جو دیکھا کہ میرا سحر اُسنے رد کیا منقل آتشین اُسکے تخت پر رکھی ہوئی تھی اسم سحر
پڑھکر طرف سہراب کے پھینکی ایک دریاے قہار پیدا ہوا سہراب نے ابر سحر سے پانی برسا کر
اُسکو برطرف کیا سلیم نے کہا کہ اے سہراب معلوم ہوا کہ تو بڑا ساحر ہے خیر اب ہوشیار ہو جا یہ سحر
مین آخری کرتا ہون اس سے تیرا بچنا محال ہے سہراب نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون تو سحر کر بس
سلیم نے ایک مرتبہ اپنی جو جھولی پر ہاتھ ڈالا اور اُسمین سے ڈبیہ نکالی اُسکو طرف سہراب
کے کچھ پڑھکر پھینکا وہ ڈبیہ قریب سر سہراب آکر گری لیکن اُس سے ایک چھوٹا سا بیضہ فولادی پیدا

ہوا

ہوا سہراب نے اشارا کیا کہ ایک برق چمک کر اُس بیضہ پر گری وہ بیضہ برق کے گرنے سے دو ٹکڑے
ہوا ایک سے تو چادر آتش نکلی اور وہ طرف سہراب کے آئی ایک سے ایک اژدر پیدا ہوا اُس
آگ نے آکر سہراب کو چاروں طرف سے گھیر لیا سہراب کے اُس آگ کو دیکھکر حواس جاتے رہے
ہوا اُسکے ہر طرف گھرنے میں مصروف ہوا اُدھر اُس اژدر نے زمین پر گر کر جو دم کشی کی تو سہراب کو مع
تخت اور اُس آگ کے کھینچ کر لے چلا سہراب اب بے بس ہو گیا کیا کرے مجبور ہو سلیم سے سحر کو زور دیا
لشکر اسلام میں طلاطم مچ گیا کہ افسوس مفت سہراب قتل ہوا بہت بڑا ساحر یہ دستا تھا تو بہتا پائین جا
رسید کہ سہراب اُسکے منھ کے برابر پہونچ گیا کہ ایک مرتبہ برابر سے اُس اژدر کے زمین شق ہوئی
اور ایک پتلہ پیدا ہوا اُسکے ہاتھ میں تلوار تھی اُسنے نکلتے ہی تلوار لگائی اور اُس اژدر پر کیا تلوار پڑتے ہی
کہ اژدر کے دو ٹکڑے ہو گئے اُس سے شعلہ نکلا اُس پتلے کی طرف چلا وہ پتلہ بہت جلد زمین میں غائب
ہو گیا اُدھر سہراب قائم ہوا مگر آگ گھیرے ہوئے ہو سہراب نے جلدی سے دولی جھولی سے نکالی
اُسپر کچھ پڑھکر طرف آسمان کے اوڑایا وہ ابر سحر بنکر طیار ہوا اُس سے بارش ہونے لگی کہ وہ آگ
گل ہو گئی سلیم نے قصد کیا تھا کہ میں کچھ اور سحر کروں چونکہ سہراب نے یہ بہت بڑی زک اُٹھائی تھی
نہایت غصہ تھا اب جو اُس آگ سے نکلا تو اُسکے ہاتھ میں ایک گولہ تھا نکلتے ہی آواز دی کہ اے سلیم
میرے حربہ سے بچ یہ کہکر وہ گولہ طرف سلیم کے پھینکا اُسنے جو گولے کو آتے ہوئے دیکھا اپنے کو تخت پر
سے نیچے گرا دیا مگر اُسپر بھی نہ بچا وہ گولہ اُسکے قریب آیا اُسنے سحر کیا کہ ایک مرتبہ وہ گولہ شق ہوا اُس سے
ایک جانور پیدا ہوا اُسنے سر پر سلیم کے آکر صدا دی کہ جس سے سلیم پتھر کا ہو گیا بس اب سہراب نے
سحر کیا کہ ایک برق چمک کر گری کہ جسنے سلیم کو جلا کر خاک کر دیا بڑا شور عظیم برپا ہوا تمام صحرا کانپنے لگا
ہوا ئے تیز و تند چلنے لگی پر غل مچانے لگے کہ ایک مرتبہ ایسی تاریکی ہوئی کہ کسی کو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا
تمام زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا تھا سب طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی صدا سے گر پر آرہی تھی تھوڑے
عرصے کے بعد صدا آئی کہ کشتی مرا نام من سلیم جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطالب خود نرسیدیم
جب یہ صدا آئی وہ تاریکی بر طرف ہوئی روشنی ہوئی دیکھا کہ سلیم کی لاش پڑی ہوئی ہے یہ حال دیکھکر اُسکا
بھی لشکر ایک مرتبہ قصد جنگ مغلوبہ کر کے چلا تھا کہ قسیم نے روکا اور کہا کہ ابھی جنگ مغلوبہ نکرو
ہنوز موجود ہیں تمام لشکر والے یہ کلام سنکر خاموش ہو گئے اُس مقابلہ میں تمام روز ختم ہو گیا تھا اور
دوسرے دو بھائی قسیم کے مارے گئے اسکو اُنکا بھی صدمہ تھا اُسنے طبل بازگشت بجوا دیا لشکر اسلام
میں بھی طبل بازگشت بجا آج بھی سمندر کو بڑا صدمہ ہوا عشاق سے کہا کہ اُستاد سہراب نے تو بڑا
غضب کیا کہ ایسے نامی ساحروں کو قتل کیا اسکو بڑے کمال کے سحر آتے ہیں عشاق نے کہا کہ ان دونوں
کو اپنے دل کے حوصلے نکال لینے دو پھر تو یہ سب لوگ میرے ہاتھ سے قتل ہونگے سمندر شاہ بھی
اپنے شہر کی طرف چلا گیا چونکہ اسکو بڑا صدمہ تھا گو ابھی کچھ دن باقی تھا مگر اُسی وقت داخل دربار شہر ہوا محل
میں چلا گیا سب سردار طرف اپنے اپنے مقام کے گئے اُدھر دونوں لشکر فرودگاہ پر آکر فروکش ہوئے
دونوں لشکروں نے کمر کھولی صاحبقران نے دربار کیا آج بڑی تعریف سہراب کی صاحبقران
و بادشاہ و اہل دربار نے کی بادشاہ نے سہراب کو خلعت دیا سہراب نے سلام کرکے وہ خلعت
لے لیا سہراب نے کہا کہ خداوندا آج قسیم کی کمر ٹوٹ گئی برابر کے بھائی مارے گئے یقین ہے کہ اس
غم میں طبل جنگ نہ بجوائے تو عجب نہیں ہے کیونکہ یہ بہت بڑا صدمہ اسکو پہونچا غزالان نے کہا کہ اے

نقیب نقابت کر کے لشکر میں آئے ادھر سمندر شاہ بھی ایک طرف اپنے مقام پر آ کر مع سرداروں کے
کھڑا ہوا کہ لشکر کفار سے جمیشم جادو اپنے بھائی قسیم جادو سے اجازت لیکر تخت سحر کو بڑھا کر آیا مبارز
طلب کیا لشکر کفار سے تو جمیشم نکلا ملکہ عزالان نے جو جمیشم کو دیکھا ایک مرتبہ طاؤس سحر کو اپنے پر سے
نکالا بادشاہ سے اجازت خواہ ہوئی بادشاہ نے اجازت دی عزالان صاحبقران و بادشاہ کو سلام
کر کے میدان میں آئی مقابل جمیشم سیاہ پوش ہوئی جمیشم سیاہ پوش بہت لاف و گزاف کر رہا تھا
عزالان نے کہا کہ اے جمیشم اپنی زبان بند کر اور حربۂ سحر اٹھا آج میرا تیرا مقابلہ ہے کیونکہ تو بادشاہ ہے
کوہ ظلمات کا اور میں ایک ادنے ساحرہ ہوں آج میرے اور تیرے سحر کا امتحان ہوا جاتا ہے دیکھیں
کون زبردست ہے جمیشم سیاہ پوش نے کہا کہ اے عزالان تو مجھکو مثل اُن ساحروں کے نہ تصور کرنا
آج ضرور میں تجھکو قتل کر دونگا ملکہ عزالان نے کہا کہ کچھ پروا نہیں ہر ایک بات جان لیا ہے کہ تخت جمیشم
کے ایک آئینہ لگا ہوا ہے ایک گلدستہ رکھا ہوا ہے اور بہت سے اشیا ہیں اس جب یہ عزالان نے کہا ایک
مرتبہ جمیشم نے ایک ظرف جو کہ اپنے تخت کے اُسکے روبرو رکھا ہوا تھا اُسکی طرف دیکھا دفعۃً اُس پانی کو
حرکت ہوئی اُس پانی سے ایک ماہی تڑپ کر نکلی اُسنے اُس ماہی کو اشارہ کیا کہ ذرا اس [illegible] کو کھا جا
جمیشم نے کہا یا تو وہ مچھلی ایک چھوٹی سی تھی یا خود بخود وہ مچھلی دراز ہو گئی اور اپنا دہن مثل نہر بنا کے
کھول کر طرف ملکہ عزالان کے چلی ملکہ عزالان یہ دیکھ کر [illegible] گلدستہ سے ایک برق تیار کر
اُس مچھلی پر گرائی کہ وہ ساری ماہیت اپنی بھول گئی اور اُس آتش برق سے جل گئی یہ سحر جمیشم کا ختم ہو گیا
عزالان نے کہا کہ اے جمیشم تو اسکی ماہیت سے جو [illegible] واقف تھا تو پھر کیوں تو نے یہ سحر کیا کہ جو کچھ بھی
اصل نہ رکھتا تھا [illegible] یہ سن کر جمیشم نے دیکھا ایک مرتبہ [illegible] اُٹھا کر طرف عزالان کے
پھینکا وہ ظرف زمین پہ گر کے شکست ہوا وہ پانی زمین پہ گرا اُس پانی کے گرتے ہی یہ عالم ہوا کہ ایک دریا
قہار موجزن ہوا اور طرف لشکر اسلام کے موج زنی کرتا ہوا چلا اُس دریا کو دیکھ کر تمام لشکر اسلام پریشان
ہو گیا ایک تلاطم لشکر میں پڑ گیا یہ جو ملکہ عزالان نے دیکھا فوراً ایک پتلہ جھولی سے نکالا اُس پتلہ پہ سحر کر کے
کہا کہ دریا کے پانی کو پی جا بس یہ جو اُس پتلہ نے سنا فوراً ایک چیخ ماری یا تو بالشت بھر کا پتلہ تھا یا دراز
ہو گیا اور ایک مرتبہ اپنا منھ کھول کر اُس دریا میں کود پڑا جیسے وہ دریا میں کود پڑا عزالان نے سحر
کو زور دیا اور ایک اسم پڑھکر دستک دی اُدھر جمیشم سیاہ پوش نے بھی اپنے سحر کو زور دیا مگر اُس
پتلہ نے جو پانی پینا شروع کیا دم بھر میں تمام دریا کو خشک کر دیا اسم سحر کا عزالان کے کچھ [illegible]
نہ بنا اُسی طور سے زمین خشک نکل آئی وہ پتلہ پانی پی کے پھر اُسی اپنی حالت اصلی پہ ہو گیا یہ حال دیکھکر
جمیشم کو بہت غصہ آیا اور ایک مرتبہ اُس نے آئینہ اٹھا کر عزالان کو دکھایا اور کہا کہ اپنی صورت دیکھ لے
کہ کیا تیری صورت ہے اپنی شکل ذرا اس آئینہ میں تو دیکھ یہ جو جمیشم سیاہ پوش نے کہا ملکہ عزالان
نے جمیشم کی طرف نگاہ کی بس دیکھتے ہی نگاہ اُس آئینہ پر پڑی دفعۃً اُسنے ایک چیخ ماری اور تڑپنے لگی
یہ عالم ہوا کہ تمام جسم میں آبلہ پڑ گئے یہ حال دیکھکر جمیشم نے اُس گلدستہ سے ایک پھول لے کر طرف ملکہ
عزالان کے پھینکا وہ طوق ہو کر اُسکے گلے میں پڑ گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پھولوں کا ایک طوق ہے عزالان
اب اور زیادہ تڑپنے لگی بہت بیقرار ہوئی اُن آبلوں سے پانی بہنے لگا سر سے پاؤں تک ہزاروں آبلہ
تھے سمندر شاہ نے جو یہ حالت عزالان کی دیکھی عشاق سے کہا کہ اے اُستاد یہ تو بڑا سحر کیا جمیشم نے یہ سنکر
عشاق نے کہا کہ بادشاہ ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو حکومت کیونکر کرتا سمندر شاہ نے کہا اب کوئی صورت

غزالان کے بچنے کی نظر نہیں آتی ہے ضرور اسی حالت میں تڑپ تڑپ کر مر جائیگی ادھر یہ حال جو سہراب
نے دیکھا کہ غزالان کو جسیم نے بیکار کر دیا اب کوئی صورت اُسکے اچھے ہونے کی نہیں ہے بلکہ غزالان
نے دھوکا کھایا کہ اسکے آئینہ سحر کی طرف دیکھ لیا بڑا غضب ہوا اب جبتک جسیم قتل نہوگا اُسوقت تک
غزالان تندرست نہوگی یہ خیال دل میں کرکے اپنے تخت سحر کو صف سے نکالا روبرو بادشاہ کے آکر
عرض کیا کہ مجکو اجازت میدان مرحمت ہو میں جاکر اس گبر کو قتل کرون غزالان کو بچاؤن بادشاہ نے
فرمایا کہ جاؤ سپرد پروردگار عالم کیا سہراب خدمت میں بادشاہ کے جب حاضر ہوا تھا تو اُدھر جسیم نے
قصد کیا تھا کہ میں بڑھکر سر غزالان کا کاٹ لون یہ تو بادشاہ اسلام سے اجازت لے رہا تھا کہ گرگین
نے جو دیکھا کہ یہ نابکار میری نذریہ کو قتل کرتا ہے تاب نہ رہی فوراً اپنے مرکب کو جولان کرکے اور للکارتے
ہوئے اُسکی طرف چلے کہ او گبر ناہنجار دست خود را نگہدار میں تیری جان کا ملک الموت آتا ہون جسیم کے کان
میں جو یہ صدا آئی اسنے پلٹ کر دیکھا کہ ایک پہلوان بہت قوی میری طرف للکارتا ہوا چلا آتا ہے یا تو یہ
طرف غزالان کے نیمچہ کھینچے ہوئے چلا تھا یا تھم گیا اور کہا کہ تو ہی آ تجکو اور اسکو دونون کو ساتھ قتل
کرونگا وہ بھی نیمچہ علم کرکے کھڑا ہو گیا کہ گرگین بہت جلد قریب اُسکے پہونچے گرگین کو دیکھکر اُسنے کہا
کہ تو پہلوان ہے اور یہ بھی مجھکو ثابت ہے کہ غیر ساحر ہے میں تجھ سے سحر سے نہ مقابلہ کرونگا بلکہ تلوار سے
یہ جواب اُسنے دیا گرگین نے کہا کہ بہتر اگر جوہر رکھتا ہو اُسنے وہی نیمچہ جو کہ برائے قتل غزالان علم کرکے
چلا تھا اُسکا وار کیا گرگین نے سپر پر روکا ایک شعلہ آگ کا سپر پر گرا کہ وہ سپر جل گئی اور حدت اُس
آگ کی گرگین کے ہاتھ تک پہونچی کہ گرگین نے جلدی سے سپر زمین پر پھینکدی وہ شعلۂ آتش گرگین
پر آیا گرگین تمام آگ میں پوشیدہ ہو گیا وہی حالت اُسکی بھی ہوئی جو غزالان کی تھی کہ گرگین کے
بھی تمام جسم میں آبلہ پڑ گئے وہ بھی مرکب پر سے گر کر تڑپنے لگا اب یہ کارد سحر لے کر چلا کہ اسکا سر قلم
کرون کیونکہ یہ قوت رکھتا تھا کہ سحر سے قتل کرتا مگر اُسنے خیال کیا کہ کیا ضرورت ہے کہ سحر سے قتل کرون
کیونکہ یہ دونون بیکار رہین ایسے پر سحر کرنا کیا ضرور ہے تلوار سے کیون نہ قتل کرون جسیم تو یہ خیال کرکے
چلا اُدھر سہراب نے بادشاہ دوعالم جعفران سے اجازت حاصل کی اور طرف میدان کے چلا دیکھا
کہ گرگین بھی زمین پر تڑپ رہا ہے بہت افسوس کیا اور دیکھا کہ جسیم اب نیمچہ لے کر بقصد قتل چلا ہے اُسنے
تخت کو سحر سے ٹھہرا کے صدا دی کہ کیا ایسے لوگون پر اپنے ہاتھ کی صفائی دکھاتا ہے میں آتا ہون مجھ سے
مقابلہ کر وہ تو خود اپنی جان سے عاجز ہین بس اسی پر یہ دعویٰ کہ میں پہلوان ہون اور ساحر ہون
دھوکے سے قتل کرتا ہے میں تیرا حریف ہون یہ جو جسیم نے سُنا آواز دی کہ تو بھی آ میں آج تجکو بھی قتل
کرونگا غزالان کہ جسکو اپنے کمال پر بہت گھمنڈ تھا اور بہت بھروسا تھا وہ تو ایک میرے سحر میں اپنی
جان سے گئین کوئی دم کی مہمان ہین یہ پہلوان اُنکی محبت میں آیا تھا وہی حالت اُسکی بھی ہوئی یہی عالم
تیرا بھی ہوگا یہ جو سہراب نے سُنا کہا کہ خیر میں آتا ہون جو تیرے بنائے بنے میرا بنا لینا میں آتا ہون
اور انکو مبتلاے سحر کرکے کیون اسقدر غرور کرتا ہے ایک تو انمین غیر ساحر تھا اُسکا مبتلاے سحر کرنا کتنی بڑی
بات تھی اور جو کہ ساحرہ تھی وہ عورت تھی عورت ناقص العقل مشہور ہے اُسنے دھوکا کھایا کہ آئینہ کی طرف
دیکھ لیا اگر یہ آئینہ کی طرف نہ دیکھتی تو یہ حالت نہوتی جسیم نے کہا کہ اب تو آکر میرا سحر دفع کر دیگا یہ کہکر تھم
گیا اور کہا کہ انکو اور تجکو ایک مرتبہ قتل کرونگا یہ کہکر طرف سہراب کے منھ کرکے کھڑا ہو گیا اب
سہراب نے اپنے تخت سحر کو بڑھا کر اُسکے روبرو پہونچایا اور ہم مقابل ہوا جسیم نے کہا کہ لا جو حربہ رکھتا ہے

تاکہ تیری حسرت نکل جائے یہ نہ حسرت رہے کہ اگر مین سحر کرتا تو غالب آتا مثل غزالان کے نہ حسرت
لے کر دنیا سے جاتا سہراب نے کہا یہ اپنا طریقہ نہین ہی تو سحر کر مین اسکو رد کرونگا جب تیرے سحر سے
میرا خدا مجھکو بچا لیگا اُسوقت مین بھی سحر کرونگا جسیم سیاہ پوش نے کہا کہ معلوم ہوا تیری قضا آئی ہی
تو بھی مثل انکے قتل ہوگا سہراب نے کہا کہ یا تو میری ہی قضا آئی ہو یا تو ہی میرے ہاتھ سے مثل سلیم
وحلیم کے واصل جہنم ہوگا یا مین تیرے ہاتھ سے شہید ہونگا اور داخل بہشت ہونگا درجۂ شہادت پاؤنگا
بس یہ جو جسیم نے سُنا کہا کہ واہ کیا خیالات ہین کہ یہ جو ہمارے ہاتھ سے قتل ہونگے تو شہادت
پائینگے یہ لفظ شہادت کونسا کلام ہی مین نے آجتک کسی کے منھ سے نہین سُنا سہراب نے کہا
کہ تو اسکی لیاقت کب رکھتا ہی جو یہ الفاظ سُنتا تیری کبھی یہ حقیقت ہی کہ تو شہادت کی لفظ کو سُنے تیرے
گوش بھی اس قابل ہین یہ کان اس لائق ہین کہ آتش دوزخ سے جلا لیے جائین نہ کہ یہ لفظ پاکیزہ سُننے
مین آئے جس سے کہ بخشش کا نتیجہ ہی جسیم نے کہا کہ یہ لفظ آپ ہی کو مبارک رہے خیر اس تقریر سے کچھ حاصل
نہین معلوم ہو گیا کہ تم حربہ نہ کروگے تو میرے حربہ کو رد کروگے یہ کہکر جسیم نے اُس آئینہ کی طرف دیکھا
اور کہا کہ ای سہراب پہلے تو اپنی صورت اس آئینہ مین دیکھ لے کہ تو مجھ سے مقابلہ کرنے کی لیاقت
بھی رکھتا ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ غزالان وگرگین اُسی طور سے تڑپ رہے تھے مین جب جسیم
نے کہا سہراب نے جواب دیا کہ اس خود بینی سے کیا حاصل یہ جو شیشہ تو ہر ایک کو دکھاتا ہی یہ مین
کیا ہی ایک ٹکڑا ہی شیشے کا تو خود دیکھ لے کہ اسمین کوئی اثر نہین ہی بالکل بیکار ہی پھینکدے کیون
اپنی اوقات خراب کرتا ہی اگر تیری یہی مرضی ہی تو میرے سامنے کر اسکا بھی حال کھل جائے اب جو
جو سہراب نے کہا اب جو جسیم نے دیکھا تو در اصل وہ شیشہ تھا کوئی اسمین حالت نہ تھی یہ دیکھکر
جسیم برہم ہوا اور اسکو اُٹھا کر زمین پر پھینکدیا اور کہا کہ تو نے خوب سحر کیا کہ میرا سحر رد کیا معلوم ہوا
کہ تو کیسا حرزہ بردست ہی اچھا تیرے لیے اور تدبیر کی جاتی ہی اب اس سحر کو رد کر یہ کہکر ایک
رول اُسکے برابر رکھا ہوا تھا ایک مرتبہ اُٹھا کر تخت پر مارا اور کہا کہ اے تخت کیا تو ساکت کھڑا
ہوا ہی حرکت کر اور اپنے حریف کو قتل کر یہ جو اُسنے کہا اُس تخت مین حرکت ہوئی اور ایک شیر ببر
اُس تخت سے پیدا ہوا کہ جسکے دو سر تھے وہ اُڑ کر طرف سہراب کے چلا یہ دیکھکر سہراب نے
ایک کاغذ کا پرچہ جھولی سے نکالا اور ایک پتلہ بہت جلد اُسکا مقراض سے تراشا اور اسکو جلدی سے
تخت پر پھینکدیا اور چند دانے ماش کے پڑھکر اُسپر مارے کہ اُسنے صورت انسانی پیدا کی اور ہاتھ
جوڑ کر کھڑا ہوا کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی سہراب نے ایک کارد جھولی سے نکالکر اُسکے ہاتھ مین دی کہ
اس شیر کو ذبح کر اور اُسکے گردے کھالے یہ تیرا حصہ ہی یہ جو سہراب نے کہا وہ پتلہ طرف اُس شیر
کے چلا وہ شیر تو اُڑتا ہوا اپنے رو مین چلا آتا تھا بس اُس پتلہ نے جو جست کی اُسکی پشت پر تھا
اور ایک کارد اُسکے ماری وہ شیر چیخ مار کر طرف زمین کے چلا پتلہ نے کارد مارنا شروع کی یہ
جو حال جسیم نے دیکھا ایکبار خاک اُٹھا کر اور اُسپر کچھ پڑھکر اُڑا دی کہ دونون جل جاؤ چونکہ اسنے
خیال کیا تھا کہ یہ پتلہ شیر کو مار کر اور اُسکے گردے کھا کر سہراب سے کہیگا کہ کیا حکم ہوتا ہی وہ یہ حکم
دیگا کہ میرا یہ جو حریف ہی اسکو قتل کر بس میری طرف آئیگا اُسوقت اسکا دفع کرنا مشکل ہوگا ضرور کچھ
کوئی نہ کوئی زخم اُسکے ہاتھ سے میرے جسم پر آئیگا کوئی نہ کوئی عضو میرا بیکار ہو جائیگا کیونکہ سہراب
نے بہت بڑا سحر کیا ہی ابھی تک کامل نہین ہوا ہی یہ دل مین خیال کرکے وہ خاک اُڑائی یہ جو کہنا

کہ دونوں جل جاؤ وہ خاک اُسپر جاکر گرتی خاک کا گرنا تھا کہ دونوں میں آگ لگ گئی مثل ہیزم
خشک کے جلنے لگے جب جسیم نے اُس شیر اور پتلہ کو جلادیا سہراب نے کہا کہ خوب جان بچا لی
ورنہ یہ پتلہ تجکو بھی قتل کرتا جسیم سیاہ پوش نے کہا کہ میرے سحر نے مجکو اس امر سے آگاہ کیا تھا اسی سبب
سے میں نے جلادیا اب میں اور سحر کرتا ہوں دوسرے یہ امر ہو کہ میں نے تین سحر کیے تمنے رد کیے اب
میں تمھارے سحر کا مشتاق ہوں کہ دیکھوں کیونکہ میں نے سنا ہو کہ تمنے بڑے بڑے اُستادوں سے حاصل
کیا ہو ایک زمانے تک چاہ بابل میں رہے ہو وہاں کے ساحروں سے حاصل کیا ہو اور ایک عرصہ
تک شہر سمندر میں بھی سو سال رہے ہو سمندر شاہ ایسے ساحر زبردست کی صحبت اُٹھائی ہو کچھ
تم بھی اپنا کمال مجکو دکھاؤ سمندر شاہ بھی سامنے موجود ہو اُسپر تمھارا کمال ظاہر ہو سہراب نے کہا کہ
کیا میں تمکو اپنا سحر دکھاؤں میں کیا کمال رکھتا ہوں ان تم لوگ بڑے صاحب کمال ہو کیونکہ بادشاہ
ہو میں بھی اپنی جان تم لوگوں سے بچا سکے تو اپنا ہو لیں اگر تمکو میرے سحر کا اشتیاق ہو تو لو دیکھو
اور یہ سحر ہوتے ہیں چاہ بابل کے ایسے ساحر ہوتے ہیں جسیم نے کہا کہ ہاں ضرور اشتیاق ہو سہراب
نے کہا کہ یہ جو تمنے سحر کیے ہیں یہ میرے ساتھ کے جو کیا دلے لوگ تھے اور میں نے اُنکو تعلیم کیا تھا
پہلے بھی سحر تعلیم کیے تھے تم ایسے بہت سے میرے شاگرد ہیں میں غرور و تکبر نہیں کرتا ہوں کیونکہ غرور
خداوند کریم کو ناپسند ہو یہ صرف تمھارے دکھانے کو میں اپنا کمال ظاہر کرتا ہوں یہ کہکر سہراب تخت
پر سے زمین پر کودا اور ایک مشت خاک اُٹھا کر اُسپر کچھ دم کر کے اُسکے چار حصے کیے اور چاروں
طرف اُس خاک کو اُڑا دیا تھوڑے عرصہ میں ایک غبار بلند ہوا اور ایک آندھی اُٹھی اُس غبار
سے برف باری ہوئی برف باری کے بعد سنگ برسنے لگے چاروں طرف اُس پتھر کی دیواریں
بنگئیں ایک قلعہ بنکر طیار ہوا اُسکے برج پر توپیں لگی ہوئی تھیں ایک مرتبہ قلعہ کا دروازہ کھلا اُس
سے ایک نقابدار پیدا ہوا اُسکے منہ پر سیاہ نقاب تھی ایک مرکب سیاہ پر سوار نیزہ ہاتھ میں تلوار
کمر میں سپر پشت پر وہ سوار قلعہ سے نکلکر روبرو سہراب کے آیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہو سہراب نے
اشارا کیا کہ یہ جو تخت پر سوار ہو اسے قتل کرو یہ میرا امتحان لیتا ہو بس وہ سوار مرکب کو مہمیز کرکے جسیم کے
تخت کے سامنے آیا سہراب نے پکار کر کہا کہ اے جسیم اس سوار سے مقابلہ کر اگر تو اسکو قتل کر ڈالے تو
میں جانوں یہ ایک ادنے میرا سحر ہو جسیم نے جو یہ دیکھا کہ وہ سوار مرکب مہمیز کرکے میری طرف آتا ہو
بس اسنے بھی طرف صحرا کے دیکھا کہ ایک مرتبہ گرد بلند ہوئی اُس گرد سے ایک سوار اژدر پوش بعد
جوش و خروش پیدا ہوا اُسنے للکارا کہ او نقابدار سیاہ پوش کدھر جاتا ہو میرا مقابلہ کر یہ جو اُس
سوار نے صدا دی نقابدار نے اُسکی طرف دیکھا مرکب کو تیز کرکے اُس سوار کی طرف چلا وہ سوار
اژدر پوش بھی مرکب تیز کرکے اُس سوار کی طرف آیا باہم مقابلہ ہونے لگا یہ جو سہراب نے دیکھا کہ
جسیم نے بھی سوار پیدا کیا ایک مرتبہ قلعے کی جانب اشارہ کیا بس اشارہ کرنا تھا کہ ایک برق چمک کر
قلعہ پر سے اُس سوار اژدر پوش پر گری کہ وہ جلکر خاک سیاہ ہو گیا اُسکا جلنا تھا کہ نقابدار جو قلعہ کی
طرف سے آیا تھا وہ مرکب اُٹھا کر جسیم سیاہ پوش پر آپڑا ایک ہاتھ تلوار کا مارا جسیم سیاہ پوش نے
سحر کیا کہ سپر سر پر آگئی اور تخت بلند ہو گیا ایک مرتبہ پر اُس مرکب کے پیدا ہوئے مرکب بھی
اُڑکر برابر اُس تخت کے پہنچا پھر اُس سوار نے تلوار ماری جسیم نے پھر سپر کو پناہ کیا چار وار
متواتر اُس سوار نے کیے پھر ایک وار سے جسیم بچا ایک مرتبہ جسیم نے جو بڑھ کے ہاتھ ڈالا ایک چھوٹا سا

پتھر جو لڑے سے نکالا اُسکو اُس سوار پر کھینچ مارا وہ سینہ پر اُس سوار کے پڑا اُبھرہ پشت کو توڑ کر
پار گذر گیا اُدھر اُس سوار نے چرخ مار کر چیخ ماری اُدھر اُس قلعہ میں حرکت ہوئی قلعہ نے گردش
کھائی اور صدائے تڑاق تڑاق آنے لگی ایک برق چمک کر جو سر پر جمشیم کے گرتی ہی اُسنے فوراً سحر
جو کیا خود پتھر کا ہو گیا مگر اُسپر بھی برق نے اسقدر کام کیا کہ سر جمشیم کا زخمی ہوا اگر پتھر کا نہوتا تو دو نیم
ہوتا اتنا جو زخمی ہوا یہ صرف اُتنے ہی عرصہ میں کہ جبتک وہ سحر کرے اُتنے عرصہ میں اُسکا سر زخمی ہوا
کہ اُسنے اپنے تئین سنگ کر لیا وہ ایک مرتبہ اُس سر سے اُچٹ گئی کیونکہ اُسکا یہ طریقہ تھا کہ وہ
برق ایک مرتبہ گرتی تھی جسپر وہ پتھر کا ہو گیا تو یہ اُچٹ گئی یہ جو اُچٹ گئی تو وہ سوار جلکر خاک ہوا اُدھر وہ قلعہ
بھی برطرف ہوا اور وہ برق بھی غائب ہوئی سحر سہراب کا تو رد ہوا مگر جمشیم کو غصہ آگیا کیونکہ یہ
تو زخمی ہوا تھا سہراب نے جو دیکھا کہ جمشیم نے میرے سحر کو رد کیا اور اپنے کو پتھر کا بنا لیا اُسنے آواز
دی کہ واہ کیا سنگدلی دکھائی اگر پتھر نہو جاتا تو میرے سحر سے بچتا تو میں جانتا کہ تو نے میرا سحر رد کیا اور یہ کیا
طریقہ سحر رد کرنے کا نہیں ہے کہ تو نے اپنے کو پتھر کا کر لیا واہ کیا سحر رد کیا ہے یہ جو جمشیم نے
سُنی اُسکو بہت ہی غصہ آیا اور اُسی حالت غیظ و غضب میں اُس پتھر سے نکلا اُس گلدستہ کو اُسنے
وہ جو گلدستہ اُسکے روبرو رکھا ہوا تھا اُسکو اُٹھا کر ایک مرتبہ طرف سہراب کے پھینکا وہ گلدستہ
آسمان پر جا کر شق ہوا اُس سے آگ پیدا ہوئی آگ نے چاروں طرف سے سہراب کو گھیر لیا
اب سہراب اُس آگ کے دفع کرنے میں مصروف ہوا اُدھر اُس نابکار نے ایک کوڑا جو کہ اُسکے
ہاتھ میں پڑا ہوا تھا اُسکو اپنے ہاتھ سے اُتار کر طرف آسمان کے پھینکا وہ کوڑا برق بنکر طرف سہراب
کے چلا چونکہ سہراب تو اُس آگ کے دفع کرنے میں مصروف تھا کچھ دفع کی تھی کہ وہ برق آکر
گری کہ سر سہراب کا زخمی ہوا اُدھر سہراب تو اُس آگ کے دفع کرنے میں مصروف تھا کہ سر
سہراب کا زخمی ہو چکا ہے اُس زخم کے آنے سے سہراب اور پریشان ہوا اور اُسی حالت پریشانی
میں اُس برق کی طرف متوجہ ہوکر اُسنے کیا کہ وہ برق تو برطرف ہوئی اب اُدھر اُس آگ نے سہراب
کو پھر گھیر لیا سہراب برق کو دفع کر کے اُس آگ کو دفع کرنے میں مصروف ہوا کہ خون جو سر سے
نکلا اور جسم پر آیا سہراب کو غش آنے لگا کہ اُدھر جمشیم سیاہ پوش نے ایک مرتبہ اپنی جھولی پر
جو کہ اُسکے روبرو رکھی ہوئی تھی اُس جھولی سے ایک ڈبیہ نکالی اور اُس ڈبیہ کو کھولا اُس ڈبیہ
سے ایک چھوٹی سی پتلی نکلی اُس پتلی سے جمشیم سیاہ پوش نے کہا کہ تو جا کر سہراب کو گرفتار کر لا
جمشیم نے یہ طریقہ کیا کہ ایک سحر کیا حریف اُسکے دفع کرنے میں مصروف ہوا اُسنے دوسرا سحر کیا وہ
اُدھر کو متوجہ ہوا کہ حریف زخمی ہو گیا ایسا ہی سہراب کے ساتھ بھی کیا کہ پہلے تو اُسنے آگ برسائی
وہ اُس آگ کے برطرف کرنے میں مصروف ہوا اُسنے برق سحر گرا کر اُسکو زخمی کیا اُسنے برق کو تو
برطرف کر دیا تھا کہ آگ نے جلا دیا خون سر سے نکلا اسیقدر اُسکو ضعف طاری ہوا آگ نے جلایا
اُدھر اُسنے پتلی کو روانہ کیا کہ جا کر گرفتار کر لا وہ پتلی کمند لے کر طرف سہراب کے چلی سہراب
نے یہاں آگ کو اُسی حالت غشی میں برطرف کیا تھا کہ اُس پتلی نے آکر ایک پچکاری سہراب
کے اوپر ماری کہ وہ اُسکے جسم پر پڑی اُسی طور سے اُسکے بھی چھالے پڑے یہ بھی تڑپ کر زمین
پر گرا اور تڑپنے لگا اُس پتلی نے قصد کیا کہ سہراب کو گرفتار کر لوں کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی پیدا
ہوئی اُسنے بنگاہ قہر آلود طرف اُس پتلی کے دیکھا کہ ایک برق تڑپ کر گری وہ پتلی تو جل گئی وہ

چیلی سہراب کو اُٹھا کر اندر زمین کے لیگئی اُدھر برابر غزالان کے بھی زمین شق ہوئی اُسکو بھی اُسکے
بیر اُٹھا لیگئے گرگین اسی مقام پر نٹ پٹا رہگیا کہ جب جسیم سہراب کو زخمی کر چکا اور اُسکی پتلی
جل چکی اور سہراب کو بیر سہراب کے اُٹھا لیگئے اُسنے سحر کیا کہ وہ زخم جو کہ اُسکے سر مین آیا تھا
اچھا ہو گیا سمندر رشاہ نے عشاق سے کہا کہ جسیم نے وہ کام کیا کہ کسی ساحر نے ایسا کام نہ کیا
ہوگا خوب جسیم نے غزالان و سہراب کو زخمی کیا اب یہ دونون اسی حالت مین رہینگے اور
تڑپ تڑپ کر مر جائینگے انکا تو کام تمام کر چکا ہے یہ لوگ غیر ساحر ہین انکا مار لینا کتنی بڑی بات
ہے عشاق نے کہا کہ دیکھا آپ نے کیونکر میان سہراب زخمی ہوئے آپ تو یہ فرماتے تھے کہ یہ
سہراب بہت بڑا ساحر زبردست ہے کوئی بھی اسکا سحر کام مین آیا گلاب نے کہا کہ یہ طریقہ مقابلہ
کرنیکا نہین ہے جب ایک سحر کو دفع کر لیا تو دوسرا سحر کیا نہ یہ کہ ایک سحر کر رہے ہین حریف اُسکی
طرف متوجہ ہوا کہ دوسرا سحر کیا وہ تو اُدھر متوجہ تھا کہ تیسرا سحر جو ہوا حریف اُدھر متوجہ ہوا اُسنے
کام کیا یا اُسنے ایک نہ ایک سحر ضرور کام کریگا ایک مرتبہ دو حربون کو کوئی نہین روک سکتا ہے اسی
طور سے تو سہراب زخمی ہوا اگر ایک سحر ہوتا تو ہم جانتے کہ اسنے ایک ہی سحر کر کے سہراب کو
زخمی کیا یا سہراب کے جسم پر آبلہ ڈالا تو مین جانتا یہ تو سہراب نے دھوکا کھایا مگر اُسپر بھی یہ جرأت
تھی کہ سہراب نے برق کو رد کیا آگ سحر گل کی کہ اتنے مین وہ پتلی پہونچی چونکہ خون جو نکلا تھا اُسکے
حواس جاچکے تھے ورنہ وہ اس پتلی کو چیر کر پھینکدیتا ہان یہ ساحر زبردست ضرور ہے کہ باوجودیکہ
زخمی ہو چکا تھا اُسپر بھی یہ ہوا کہ اُسکے بیر اُٹھا لیگئے اور اگرچہ بیر سہراب کو نہ اُٹھا لیجاتے تو جسیم
قتل کرتا یہ تو دھوکا ہوا بدین سبب سہراب مجروح ہوا سمندر رشاہ نے کہا کہ ضرور ایسا کیا خیر
جس طور سے چاہا حریف کو زخمی کیا گلاب نے کہا کہ ضرور ایسا تھا مگر نہ اس طور سے کہ جس طور سے
جسیم نے سہراب کو زخمی کیا یہان تو یہ گفتگو ہو رہی ہے اُدھر جسیم نے اپنے حواس درست کر کے
ایک سحر کیا کہ ایک غبار بلند ہوا اُس غبار سے ایک برق چمکی اب جو دیکھا کہ غبار برطرف ہوا اُس
غبار کے برطرف ہونے کے بعد جو دیکھا کہ گرگین کی لاش پڑی ہوئی ہے سر الگ پڑا ہوا ہے تن
الگ ہے یہ حال دیکھکر اہل اسلام مین ایک تلاطم پڑ گیا اول تو غزالان کا مبتلائے سحر ہونا اُسکے بعد
گرگین کا اُسی حالت مین مبتلا ہونا ... سہراب کا زخمی ہو کر مبتلائے سحر ہونا یہ حال دیکھکر تمام
لشکر اسلام مین ایک تلاطم عظیم برپا تھا ہر ایک شخص یہ کہہ رہا تھا کہ بڑا غضب ہوا کہ دو ساحر تھے وہ
یون کام آ گئے اب کون ہے جو اس سے مقابلہ کریگا یہان تو لشکر اسلام مین یہ گفتگو ہو رہی تھی اور
ایک تلاطم برپا تھا کہ ایک مرتبہ جسیم سیاہ پوش نے لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اور کوئی
میرے مقابلے کو آئے پس ایک سردار لشکر اسلام سے طرف دست چپ سے نکلا اور اپنے
مرکب کو مہمیز کر کے بادشاہ کے روبرو آیا اور عرض کیا کہ مین اجازت میدان چاہتا ہون بادشاہ
نے کہا کہ جاؤ سپرد خداوند کریم کیا کیونکہ تمھارے جانے کا موقع نہ تھا اسلیے کہ وہ ساحر ہے اور تم
غیر ساحر ہو ساحر و غیر ساحر سے کیونکر مقابلہ ہوگا اُسنے کہا کہ خداوند کریم حافظ ہے یہ بات کہکر یہ
صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوا اور آکر صاحبقران زمان کو سلام کیا اور اجازت میدان
چاہی صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ سپرد پروردگار عالم کیا اب یہ اجازت لیکر طرف میدان کارزار
کے چلا یہ جو جسیم نے دیکھا ایک مرتبہ جسیم نے صحرا کی طرف دیکھا اور ایکبارگی گرد اُڑائی اُس گرد سے ایک

ایک

پیدا ہوا اور شدت میں جمشید سیاہ پوش کے آیا جمشید نے کہا کہ یہ جو سوار آتا ہے اس سے مقابلہ کرو وہ سوار
مرکب کو تیز کر کے طرف اہل اسلام کے چلا ادھر سے وہ سردار چلا وسط لشکر میں پہنچے دونوں لشکروں
کے درمیان میں جو کہ میدان تھا اُسمیں اُس سوار کے اور اس سردار کے مقابلہ ہوا سردار
اہل اسلام نے قصد کیا کہ میں جا کر جمشید سے مقابلہ کروں کہ اُس سوار نے روکا اور کہا کہ مجھ سے
مقابلہ کر کے پھر اُدھر کو جانا اُس سردار نے کہا کہ تو کیا مقابلہ کریگا میری ایک ضرب میں تیرا کام
تمام ہوگا اُس سوار نے کہا کہ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو میرا مقابلہ کریگا یہ کہکر اُس سوار نے کہا
کہ لا جو حربہ رکھتا ہے سردار اسلام نے کہا کہ پہلے تو حربہ کر اگر ہمارا پروردگار عالم تیرے حربے سے
بچا لیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے بس اُس سوار نے پھینکا اور نیزہ اٹھا کر سینہ پر سردار لشکر اسلام کے
مارا انھوں نے بڑی تیزی سے روکا بس اُسنے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اور تلوار کا وار کیا سردار لشکر
اسلام نے اُسکے وار کو رد کر کے اپنا جو وار کیا اُسنے سر کو اُسکی طرف بڑھایا انھوں نے تلوار ماری
اُسکی گردن پر پڑی گردن سے ایک فوارہ خون کا نکلا وہ ہاتھ پر سردار اسلام کے پڑا یہ معلوم ہوا
کہ کسی نے آگ لگا دی اسقدر بیتاب ہو کر تلوار چھوڑ دی ہاتھ پر آبلہ پڑ گیا ادھر وہ خون جو زمین پر گرا
زمین سے ایک غبار بلند ہوا ناگاہ تیرہ و تار ہو گیا کہ یکایک وہ غبار برطرف ہوا اور دیکھا کہ لاش
اُس سردار کی زمین پر پڑی ہوئی ہے مرکب کوتل کھڑا ہوا ہے یہ حال دیکھکر سب اہل اسلام نہایت
حیران ہو گئے اور دیکھا کہ وہ سوار جو کہ طرف سے ہوا کے آیا تھا وہ اُسی طور سے کھڑا ہوا ہے بس
اُس سوار نے پھر صدا دی کہ اور کوئی ہے جو مقابلے کو آئے یہ صدا سنکر اور ایک سردار لشکر اسلام
سے بادشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور اُس سوار سے مقابلہ ہوا اُس سوار نے تلوار
ماری اس خداپرست نے اُسکے وار کو رد کر کے اپنی تلوار کا وار کیا اُسنے پھر گردن خم کی اُسنے تلوار
ماری اسکا سر تن پر سے اڑ گیا اور ایک آگ کا شعلہ اُسکے جسم سے نکلا اُس شعلہ نے اُسکو گھیر لیا
پھر غبار بلند ہوا جب غبار برطرف ہوا دیکھا کہ خداپرست کی تو لاش پڑی ہوئی ہے وہ سوار اُسی طور
سے مرکب پر سوار کھڑا ہے پھر مبارز طلب کیا اور ایک سردار لشکر اسلام سے مقابلہ کو نکلا بادشاہ سے
اجازت لیکر میدان کارزار میں آیا جیسے ہی یہ اُسکے قریب پہونچا اُسنے کا دستے پر مرکب کو ڈالا اور
اُس سے ایک غبار بلند ہوا دونوں سوار اُس غبار میں پوشیدہ ہو گئے جب وہ غبار برطرف ہوا
سب نے دیکھا کہ لاش خداپرست کی پڑی ہوئی ہے سر تن پر نہیں ہے اسی طور سے اُسدن شام تک
جب سے سہراب زخمی ہوا ہے اُسکے بیرا اٹھا لے گئے ہیں جب سے لشکر اسلام کے پندرہ سردار نبرد ساحر
کام آئے اب سوا سے نبرد ساحر کے ساحر کون ہے جو مقابلے کو نکلے بس شام ہو گئی جمشید سیاہ پوش
نے طرف قسیم کے دیکھا اور اشارہ کیا کہ اب طبل بازگشت بجوائیے چونکہ شام ہو گئی ہے آج لشکر کفار
میں بڑی خوشی ہے سمندر شاہ بھی بہت خوش ہے ہر مرتبہ عشاق سے کہتا ہے کہ اُستاد کیا خوب جمشید نے
سحر کیا ہے دیکھیے کس طور سے خداپرست قتل ہو رہے ہیں یہ کیونکر مقابلہ کرینگے عشاق نے کہا کہ اے
سمندر شاہ بس زیادہ تر اہل اسلام کو سہراب و عزالان پر بھروسا تھا سو پہلے وہ تو قتل ہوئے
اُسکے بعد ان سب کی نوبت آئی اب یہ لوگ ضرور اسی طور سے قتل ہونگے کیا کر سکتے ہیں وہ نبرد ساحر
ہیں یہ ساحر ہیں بھلا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے سمندر شاہ نے کہا کہ اب معلوم ہوا کہ ساحر کے روبرو یہ
لوگ بالکل بیدست و پا ہیں کوئی ان لوگوں کا زور نہیں چل سکتا ہے عشاق نے جواب دیا کہ ہاں یہ

بات آپ بہت درست فرماتے ہین یہ کہکر سمندر شاہ نے عشاق سے کہا کہ اب مقابلہ کا خاتمہ ہو گیا
کیونکہ اب شام ہو گئی ہی اسوقت مقابلہ نہوگا اب شہر کی طرف چلنا چاہئے یہ سنکر سمندر شاہ نے
جواب دیا کہ جب لشکر طرفین فرودگاہ کے واپس جائین گے تو ہم بھی شہر کی طرف واپس چلین گے
عشاق نے کہا کہ بہت خوب یہی بات اچھی ہی یہان تو یہ گفتگو ہو رہی ہی لکا سیا کو اپنی بہن نغزالان
کا بہت رنج وغم ہی بڑا ہی اسکو اپنی بہن کا صدمہ ہی یہ تو اسی صدمہ مین اپنے طاؤس سحر کو روکے ہوئے
اپنے مقام پر بہر تہیہ سپہ سالاری کھڑا ہی کیونکہ سمندر شاہ جو آتا ہی تو بجو مرتبہ جس سردار کا اسکے دربار
مین ہو اسی مرتبہ سے وہ سب سردار اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہوتے ہین چونکہ ابھی اپنا ایک
چھوٹا سا لشکر ایک ہرا سے دید تماشا سے جنگ آتا ہی لکا سیا کو بہت رنج ہوا ادھر قسیم نے باشارہ
قسیم طبل باز بجوایا جیسے صدا سے طبل باز بلند ہوئی لشکر اسلام مین بھی کوس باز نہ بجا بڑی جو سردار
مقابلہ کرنے کو نکلا تھا وہ صدا سے طبل باز شنکر لشکر کو واپس گیا چونکہ قسیم نے اشارہ کیا تھا اسکے کہنے
سے قسیم نے طبل باز بجوایا تھا اس سبب سے قسیم سیاہ پوش نے صدا دیتا کہ اے اہل اسلام و ستمگر خدا
خدا پرستان آگاہ ہو کہ اب تو شام ہو گئی ہین تمکو اسکی راتکی مہلت دیتا ہون کل بوقت صبح جو میدان
مین آؤنگا تو ایکسا کو زندہ نرکھونگا سب کو ایک ایک مرتبہ قتل کرونگا لہذا تم سب باہم صلاح کرکے
حاضر خدمت بادولت ہو اور دین اسلام کو ترک کرو ورنہ تم سب کی قضا آئی ہی اب ایک سوال
میرے ہاتھ سے زندہ نبچیگا آئندہ تمکو اختیار ہی انشیقی کہا وہ سوار جیدھر سے آیا تھا اسی طرف چلا
گیا اس ناری نے ایکمرتبہ برق چمکا کر ان سب لاشون کو جلا دیا یہ تھی آتش مزاجی کی راوی نے
بیان کیا ہی کہ لاشون کو جلا کر اور اپنے تخت سحر کو پھیر کر طرف اپنے لشکر کے چلا اہل اسلام نے اسکی
اس تقریر کے جواب مین ہزارون دشنام دیے جب اپنے لشکر مین پہنچا قسیم اپنے لشکر کو لیکر طرف
فرودگاہ کے واپس چلا لشکر اسلام بھی منہزم و بیجور طرف اپنی فرودگاہ کے واپس گیا لشکر اسلام نے
پڑاؤ پر جاکر کمر کھولی سب اپنے اپنے مقام پر گئے سردار درباری لباس پہنکر طرف دربار کے چلے
بادشاہ و صاحبقران بھی بارگاہ مین آئے بادشاہ نے تخت پر جلوہ فرمایا صاحبقران اپنے دنگل
پر رونق افروز ہوئے سب سردار آ آکر اپنے مقام پر بیٹھے دنگل پر ان سرداروں کے خالی پڑے گئے
جو کہ مقابلہ مین کام آئے تھے راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ جو ہاتھ نغزالان و سہراب کو اٹھا لیگئے
تھے انھون نے لاکر ان دونون کو انکے خیمہ مین پہونچا گئے تھے یہان انکے خادم انکی تیمارداری مین
مصروف ہوئے مگر انکی یہ حالت ہی کہ آہ آہ کر رہے ہین خادم گرد و پیش بیٹھے ہوئے ہین جب بادشاہ
میدان جنگ سے دربار مین آئے تو انکے خادمون نے آکر عرض کیا کہ ہمارے آقا کو وہ لیکر پہونچا
گئے ہین انکی حالت بہت خراب ہی بادشاہ نے یہ سنکر کہا کہ جراحون کو حکم دیا جائے کہ وہ جاکر اور
انکی حالت دیکھکر کچھ علاج کرین بادشاہ نے اسوقت حکم دیا جراح طرف خیمہ سہراب و نغزالان
کے گئے انکو دیکھکر بہت افسوس کیا کہ انکے تمام جسم مین آبلہ پڑے ہوئے تھے ان جراحون نے
ان سب آبلون کو دھویا اور ان آبلون پر مرہم کے پھاہے چڑھا دیے اسقدر آبلے پڑے ہوئے
تھے کہ کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ آبلہ نہ پڑے ہون ادھر تو ان دونون کا علاج ہونے لگا ادھر بادشاہ
نے صاحبقران زمان سے فرمایا کہ آج بہت بڑا معرکہ پڑا استرہ سردار ہاتھ سے اس مرتد کے
درجہ شہادت پر فائز ہوئے اب سہراب و نغزالان کی بھی کوئی امید زندگی کی نہین ہی صاحبقران

نالے رہجاتے ہین رک رک کے مرے سینے مین
یہ ہنر دست جنون کا ہے سلیقہ دیکھو
کس صفائی مین ہین آثار محبت والے
دیکھنے والے ہی سوچیں لگا دیتے ہین
اپنے ہاتھون سے وہ خط چاک کر ہوا تو قاصد
خندہ سے خوش ہون کہ بے ہاتھ رکھا سینہ پر
اس شرارت سے یہ ڈر ہے کہ لگے پر سے
تیری تصویر سے تجھ لائی ہو تری محفل مین
ہاسے ویرانی دل ہے مرے سامانی دل
نور رکھتا ہو مرے دل مین کہ ہر آن کے ساتھ
پاس رہنے کی محبت مجھی تو ہو جاتی ہے
مجھکو معلوم نہین ہو را ستہ کو در ہے تیرے
داغ تو کیسے سے جاتا ہے جو بٹھا کے کو

تیر بیٹھا ہے ترے حلق کا دربان ہوکر
دھجیان اڑتی ہین دامن کی گریبان ہوکر
یہ بگڑتا ہو مرض قابل درمان ہوکر
کوئی جو چاہے کرے آنکھ سے پنہان ہوکر
یہ رہیگا مرے سینے مین گریبان ہوکر
انگلیان چبھ گئین دل مین تیری مژگان ہوکر
تیری تلوار نہ رہجائے گریبان ہوکر
مین نہ نکلونگا کبھی قفس کا ارمان ہوکر
تیرے ارمان کبھی چھپتا لئے ہین مہمان ہوکر
رہ گئی برق تجلی سے نمایان ہوکر
کیون نہین جاتین ہماری شب ہجران ہوکر
نالے کرتا ہر کوئی روز غزلخوان ہوکر
شرم آتی نہین کمبخت مسلمان ہوکر

یہ غزل اس نازنین نے اس خوش آواز سے گائی کہ وہ تمام محفل اسکی اداؤن سے پامال ہوگئی ہر ایک اپنے دل کو پکڑ کر رہ گیا جو عاشق تن تھے وہ آہ آہ کرنے لگے اسکے روبرو تصویر یار پھرنے لگی یہ محفل رقص سرود تا نصف شب برپا رہی آخر کو قسیم نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر آگئے یہان دو لڑائی طرف طلایہ پھر اکیا صداے ہوشیار باش بلند رہی طبل رزمی بجایا گیا ادھر سمندر شاہ جو شہر مین گیا روز تو دربار نہ کرتا تھا آج تھوڑی دیر دربار کیا اسکے بعد دربار برخاست کیا اور سب اہل دربار کو رخصت کیا خود داخل محل ہوا آج بہت خوش ہو محل مین جا کر حکم دیا کہ ہم اس وقت ناچ دیکھین گے یہان بھی ایک گائن حاضر ہوکر یہ غزل نہایت ناز و ادا سے گانی شروع کی

تمنا مرض ہوئی نا امیدی کی
کبھی تو ہمارا بھی وہ آشنا تھا
بیدلی تری کچھ نہین ہاسنا کیا ہو
نگاہون مین جادو سا کچھ کر دیا تھا

ابھی تھا سے کہین تجھ دل سے ملا تھا
یہ کیا ہوگیا اور میرے دل مین کیا تھا
کہا مین مرا حال تم تک بھی پہونچا
مرا دل ہی ہے میرے حق مین برا تھا
بلا ہین جو کچھ اسکے دانتے سے دیکھین

گل اسکا گریبان و دست صبا تھا
جو اسطرح غیرون سے ملنا ترا ہو
کہا تب اچنبھا سا کچھ مین سنا تھا
تم آکر جو پہلے سے مجھ سے ملے تھے
نہ ملتے تو اے درد اس سے بھلا تھا

اس نازنین نے اس ناز و ادا سے گائی کہ سمندر شاہ جھومنے لگا ادھر گلاسپ جو روز اپنے مکان مین جاتا تھا خوش ہوتا تھا اور جو کچھ گذرتا تھا سب ماں سے بیان کرتا تھا آج جو گیا بہت رنجیدہ تھا ماں نے جو صورت دیکھی پوچھا کہ اے گلاسپ کیون آج مزاج کیسا ہوا اسنے کہا کہ مزاج تو اچھا ہو مگر تو والدہ وہ صدمہ آج مجھکو پہونچا ہو کہ کبھی نہ پہونچیگا ماں نے کہا کہ اے فرزند بیان کر اسنے کہا کہ والدہ صاحبہ یہ تو آپکو معلوم تھا کہ شہزادہ الاان لشکر اسلام کے ساتھ تھی کل کا معرکہ تو مین نے بیان کیا تھا کہ سہراب نے نکلکر سلیم جادو کو قتل کیا تھا آج جسیم خود مقابلے کو نکلا تھا اسکے مقابلے کو شہزادی الاان نکلی پہلے تو کچھ جنگ جاری رہی الاان نے اسکے سحر رد کیے آخر کو جسیم نے آنکھ سے سحر دکھایا کہ الاان کو بیتاب سحر کیا اسکے بعد ایک سردار نکلا وہ بھی اسی طور سے مبتلاے سحر ہوا

پھر سہراب نکلا وہ بھی خوب خوب لڑا اور مقابلہ کیا آخر کو وہ بھی جسیم کے ہاتھ سے زخمی ہوا اسکو بھی اُسکے
بیرا اٹھا لیگئے گلاب نے کل حال جنگ بیان کیا اور کہا کہ یہ افسوس ہی کہ اگر وہ گیسو بریدہ شریک
اہل اسلام نہوتی تو ضرور میں مقابلہ کرتا جسیم کی یہ بھی لیاقت تھی کہ عمرو الان کو زخمی کرسکتا یا وہ اُسکے
ہاتھ سے زک پاتی مگر یہ سب انجام اُسکے اہل اسلام کی شراکت سے ہوا کہ مین بھی کھڑا دیکھا کیا سمندر
شاہ بھی تماشاے جنگ کھڑا دیکھا کیا اسکی مان نے کہا کہ ای بیٹا پھر اسکا افسوس ہی کیا جبکہ اپنے
قبضہ سے نکل گیا اور دوسرون کی شراکت کی اُسکا کسی طور سے صدمہ کرنا بیکار ہی کیونکہ وہ ہمارا اب
نہیں ہی بلکہ وہ ہمارے خون کا پیاسا ہی اور ہماری ذلت کا خواستگار ہی پھر ہم اُسکی ذلت پر کیون رنج و
غم کرین بلکہ خلاف ہی گلاب نے کہا کہ یہ آپکا بجا ارشاد ہی مگر عزیز کی ذلت نہین دیکھی جاتی خواہ وہ
شریک اپنا ہو خواہ نہو مگر اب کیا ہوتا ہی جو ہونا تھا وہ ہوگیا کیونکہ اب جبتک جسیم قتل نہوگا اسوقت
تک اُسکا اس عذاب سے نجات پانا غیر ممکن ہی اسی بلا مین وہ تڑپ تڑپ کر مرجائیگی مان
نے کہا کہ ای فرزند تو اسکا بیکار غم کرتا ہی جبکہ اسکو تیرا رنج و غم نہین ہی اُسنے تجھکو اور تجھ دونون کو ترک
کیا اور دوسرون کی شراکت کی اور اُن لوگون کی شراکت کی ہی جوکہ جان سے ہم سب کے دشمن ایمان کے
حریف بھی اُسکے لیے کیا ضرور رہتا ہی جو ہم غم کرین ہمارے نزدیک تو وہ اُسی دن مرگئی جبدن سے
ہمسے جدا ہوئی ہمارے نزدیک مردہ ہی پھر مردے کے لیے صدمہ کرنا بالکل خلاف دانائی ہی اور
نہ یہ ممکن ہی کہ وہ اب ہماری شرکت کرے جو ہم اُسکے لیے کوشش کرین گلاب نے کہا کہ یہ بجا آپنے
ارشاد کیا کہ وہ اب ہماری شرکت نہ کریگی جو ہم اُسکے لیے کوشش کرین اگر وہ شرکت بھی
کرے تو کوشش نہین ہوسکتی ہی سوا اس امر کے کہ سمندر رشاہ سے مخالفت کرین اور جسیم سے
مقابلہ کرین اُسکو قتل کرین جب وہ رہائی پائیگی یہ تو غیر ممکن ہی اور نہ کوئی لشکر اسلام مین ساحر ہی
جو اُسکو قتل کرے سُنا گیا ہی کہ جسیم اس فکر مین ہی کہ جو لشکر اسلام کا صاحبقران ہی اُسکا اسم اعظم
بند کرے اگر اسم اعظم بند ہوگیا تو پھر تمام لشکر اسلام کا خاتمہ ہی مان نے کہا کہ تمکو اس سے کیا تم رنج نہ
کرو اُس ننگ خاندان کا اور یہ تصور کرلو کہ اُسکو مرے ہوئے ایک زمانہ ہوا اگر اُسی زمانہ مین
مرجاتی جب اُسکے مرنے کی خبر آئی تھی تو کیا تھا یہ خیال کرلو کہ وہ اُسیوقت مرگئی جب دوسرون
کی شریک ہوئی اب اُسکا صدمہ کرنا بیکار ہی گلاب نے کہا کہ اب یہ نہ خیال کیا جائیگا تو کیا ہوگا
کیا اُسکے لیے سمندر رشاہ سے بگاڑی جائیگی یہ تو ممکن نہین ہی بس مین تو صبر کرچکا ہون یہ کہکر مان کے
پاس سے اُٹھا اور اپنے مقام پر آیا اسی فکر مین مبتلا رہا مان بھی اسی تردد مین رہی وہ رات گذری
یہ صبح کو درباری لباس پہنکر سمندر رشاہ کے پاس گیا سمندر رشاہ سب کو لیکر طرف میدان کے
چلا وہان رات بھر دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا کیا بوقت سحر دونون لشکر میدان مین آکر
صف آرا ہوئے نقیب نقابت کرکے لشکر مین چلے گئے سمندر رشاہ بھی آکر ایک جانب اپنے
مقام پر کھڑا ہوا کہ لشکر کفار سے جسیم سیاہ پوش نکلا اور اُسنے میدان کارزار مین آکر آواز دی کہ ای
فرقہ خدا پرستان تمنے کوئی تدبیر صلح کی نہ کی اُسی طور سے میدان مین برائے مقابلہ نکلے معلوم ہوا کہ
تمھاری قضا ہی آئی ہی بس اب جسکو مقابلہ کرنا ہو میرے مقابلے کو آئے مین میدان مین موجود
ہون یہ جو جسیم نے کہا صاحبقران نے اپنے اہل لشکر سے کہا کہ کوئی اس نابکار کے مقابلے کو نہ
جائے کیونکہ یہ ساحر ہی مین خود جاتا ہون اسلیے کہ صاحب اسم اعظم ہون اہل لشکر نے عرض کیا کہ

ہم کبھی آپ کو نہ جانے دینگے جبتک ہم لوگ زندہ ہین اُسوقت تک آپ میدان جنگ مین
نہ تشریف لیجائین جب یہ کلمہ صاحبقران نے اہل لشکر سے سُنا مجبور ہو گئے بس ایک سردار
بادشاہ و صاحبقران سے اجازت لیکر میدان جنگ مین آیا جسپر سیاہ پوش نے سحر کیا وہی سوار صحرا
سے پیدا ہوا اُسنے خداپرست سے مقابلہ کیا جیسے مقابلہ کیا خداپرست نے تلوار ماری اُسنے سر جھکا
دیا تلوار سر پر پڑی کہ اُسکا سر شق ہوا اُس سر سے ایک جانور پیدا ہوا اور اُس خداپرست کے
سر پر آکر ایک نوفیدہ دی بس نوفیدہ کا دینا تھا کہ ایک برق چمک کر گری اُسکے گرنے سے تاریکی ہوئی
زمانہ تیرہ و تار نظر آنے لگا بعد ایک لمحہ کے وہ تاریکی برطرف ہوئی اب جو روشنی ہوئی تو سب نے
دیکھا کہ وہ خداپرست زمین پر پڑا ہوا ہے اور سر اُسکے تن پر نہین ہے اور وہ سوار اُسی طور سے کھڑا
ہوا ہے اُسکے کہین نشان زخم نہ تھا اہل لشکر اسلام سے تا نتا بندھ گیا سردار نکلنے لگے اور قتل ہونے
لگے دوپہر تک بیس سرداروں کی نوبت آئی اُسنے اُسی طور سے سب کو قتل کیا اب تمام لشکر
اسلام مین تلاطم پڑ گیا یہ حال دیکھکر صاحبقران نے خود قصد کیا کہ مین خود براے مقابلہ نکلون
مرکب کو پھیر کر طرف تخت شاہی کے لائے اور عرض کیا کہ مجھکو اجازت میدان مرحمت فرمائیے کیونکہ
اس گبرنا ہنجار نے قیامت برپا کر رکھی ہے یہ بدون میرے جانے کے قتل ہوگا کیونکہ وہ ساحر ہے اور
یہ لوگ غیر ساحر ہین یہ اُسکا کیا کر سکتے ہین سب جا کر مبتلاے سحر ہوتے ہین اس سے کیا فائدہ ہے
کہ بندگان خدا کی جانین برباد ہون اور مین صاحب باطل السحر ہون میرے ساتھ اُسکا سحر کچھ کام نہ
دیگا مین اُسکا سحر باطل کرکے قتل کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ تو نہوگا کہ مین آپ کو جانے دون اگر
یہی قصد ہے تو مین بھی ہمراہ چلتا ہون کیونکہ میری حکومت آپکی وجہ سے ہے مین پھر کیا کرونگا جب
آپ لشکر مین نہونگے بادشاہ نے جو یہ فرمایا تو صاحبقران عالیجاہ نے اُسکے جواب مین یہ فرمایا
کہ نظر بخداے کریم فرمائیے مین جاکر اس نابکار کو قتل کرتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ یہ ضرور ہے
مگر ابھی ایسا وقت نہین ہے کہ آپ تشریف لیجائین پہلے مین جاکر اپنا حوصلہ نکال لون پھر آپ کو
اختیار ہے اسی گفتگو مین سب عزیز و سردار لشکر قریب بادشاہ و صاحبقران آگئے ہر ایک نے
عرض کیا کہ جبتک ہمارے دم مین دم ہے ہم حضور کو براے مقابلہ نہ جانے دینگے اگر وہ ساحر ہے
تو ہو ہمکو مرتبہ شہادت نصیب ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ بھائیون مین صاحب اسم اعظم ہون
میرے روبرو اُسکا سحر نہ چلیگا مجھپر اُس نابکار کا سحر تاثیر نہ کریگا پھر اس سے کیا حاصل کہ تم لوگ
جاکر اپنی جانین برباد کرو ان سب نے عرض کیا کہ جسوقت تک ہم غلام زندہ ہین یہ امر غیر ممکن
ہے کہ ہم آپ کو طرف میدان کے قدم بڑھانے دین صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو بڑی مشکل
ہوئی کہ اتنے مین مملوک نے عرض کیا کہ یہ غلام اب اُسکے مقابلے کو جائیگا میرے بعد آپ کو
اختیار ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر دیکھا جائیگا مملوک سب سے رخصت ہوکر میدان مین آیا
اُسی سے مقابلہ کیا بس جیسے ہی مملوک نے تلوار اُٹھائی اُس سوار نے ایک چیخ ماری کہ تمام
زمین کانپ گئی اور شق ہوئی مملوک مع مرکب اُس زمین مین سما گیا اور ایک غبار بلند ہوا اب
جو وہ غبار برطرف ہوا سب نے دیکھا کہ مملوک کی لاش پڑی ہوئی ہے یہ حال دیکھکر نبیرۂ جناب
صاحبقران ثانی جمشید بن داراب آہنین زرہ اپنے بدن سے مرکب کو چھیڑ کر نکلے اور
بادشاہ سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آئے اور اُس سوار سے مقابلہ کیا اُسنے ایکبار تھپر

چیخ ماری کہ اُسی طور سے زمین شق ہوئی اور پھر غبار بلند ہوا تاریکی چھا گئی جب وہ غبار برطرف
ہوا اُسی طور سے اُسکی بھی لاش پڑی ہوئی تھی انتو لشکر مین صداے گریہ سے ایک شور برپا
تھا لشکر مین تلاطم تھا یہ حال دیکھکر صاحبقران نے خود قصد فرمایا کہ بادشاہ نے روکا اور سب
سردار گرد صاحبقران کے جمع ہو گئے ہر ایک صاحبقران کے روبرو ہاتھ جوڑ رہا ہے کہ آپ
تشریف نہ لیجائیے ابھی ہم لوگ موجود ہین جب ہم لوگ نہونگے اُسوقت پھر آپکو اختیار ہے اُدھر
بادشاہ الگ منع فرما رہے ہین ایک شور و غل برپا ہے ابھی کوئی لشکر اسلام سے مقابلہ کو نہین آیا ہے
کوئی دوپہر سے کچھ دن نے تجاوز کیا ہے یہ نابکار مبارز طلب کر رہا ہے نہ صاحبقران کسی سردار کو
اجازت دیتے ہین اور نہ تو صاحبقران کو سردار میدان مین جانے دیتے ہین یہان تو یہ حالی ہے
کہ ایکمرتبہ سمت جنوب سے ایک غبار بلند ہوا اُس غبار کا رنگ کاہی تھا شعر از دامن دشت
عاج اورنگ ❀ گردے برخاست تو تیار رنگ دیگر زگرد و غبارے کہ شد بر سپہر شمارہ رفتن خویش
گم کردہ ❀ یہ گرد جو اُٹھی اُس گرد سے تمام صحرا تیرہ و تاریک ہو گیا اب یہ جو عالم لشکر اسلام و
کفار نے دیکھا سب لوگ اُس طرف متوجہ ہو گئے بادشاہ نے صاحبقران زمان سے فرمایا
کہ اچھا اس گرد کو دیکھ لیجیے کہ یہ کیسی گرد بلند ہوئی ہے پھر آپ مقابلہ کو تشریف لیجائیے گا اب
صاحبقران و کل سردار اُس گرد کی طرف دیکھنے لگے جیبم سیاہ پوش بھی اُسی طرف متوجہ ہوا
سمندر شاہ بھی اُس گرد کی طرف دیکھنے لگا اُس گرد کا یہ حال تھا کہ بلند ہوتی ہوئی چلی آتی تھی
تمام صحرا تاریک نظر آتا تھا یہ حالت تھی کہ گرد تیرہ تیرہ سر گرد با آسمان رسیدہ و پاے گرد بزمین
دوزیدہ مثل زلف محبوبان کے پیچیدہ یہ آئی وہ آئی بس وہ گرد قریب اُس صحرا کے آکر شق ہوئی
بس اُسکے شق ہونے سے روشنی ہوئی اب جو دیکھا کہ اُس گرد کے اندر سے گرد سبز رنگ پیدا
ہوئی کہ جس سے تمام صحرا زمردگون ہو گیا ہر ایک شجر بہ عالم بہار نظر آنے لگا تمام سبزہ جو کہ دھانی تھا
ہرا ہو گیا اُس گرد سبز رنگ سے صداے سم مرکب آرہی تھی سنانین جو چمکا رہی تھین یہ معلوم
ہوتا تھا کہ گویا زمرد کی کشتیون مین خودون کی کلغیان عجب لطف دکھاتی تھین یہ جو سب نے دیکھا بادشاہ
نے صاحبقران سے فرمایا کہ کوئی لشکر آتا ہے اُدھر سمندر شاہ نے عشاق سے کہا کہ اُستاد کوئی
ہمارا مددگار اور آتا ہے تمنے بیکار سب کو طلب کیا قسیم نے آکر فیصلہ کر دیا اب کیا ضرورت ہے جیبم
نے تو سب کو قتل کر ڈالا آپ ملاحظہ فرما رہے ہین کہ کیا تلاطم لشکر اسلام مین پڑا ہوا ہے بڑے بڑے
سردار جیبم سیاہ پوش نے قتل کیے عشاق نے کہا کہ اگر کوئی آپکا مددگار آتا ہے تو آنے دیجیے
پھر کیا کیا جا سکتا ہے اور اچھا ہے کہ وہ بھی شریک قسیم ہو کر مقابلہ کریگا سمندر شاہ نے کہا کہ ہان یہان
تو یہ تقریر ہو رہی تھی اُدھر قسیم و جیبم نے خیال کیا کہ کوئی نہ کوئی سمندر شاہ کے طلب کیے ہوئے
ہین کہ لشکر لیکر براے کمک سمندر شاہ آتا ہے اب آکے کیا کریگا ہمین نے تو خاتمہ کر دیا ہے راوی نے بیان
کیا ہے کہ وہ گرد سبز رنگ آکر شق ہوئی اُس گرد سے اسی علم سبز رنگ کہ جسکے پردون پر تعریف خداے
وحدہ لاشریک تحریر تھی ظاہر ہوئے آگے آگے سقے سبز وردیان پہنے ہوئے چھڑکاو کرتے ہوئے
ان دونون لشکرون کو دیکھکر ایک جانب صف باندھکر کھڑے ہو گئے اُن علمدارون نے جو لشکر دیکھے
یہ بھی ایکمرتبہ سب کے سب صف بستہ ہوئے اُسکے عقب مین اور جلوس سواری تھا جب
سب جلوس سواری آچکا تو دیکھا کہ ایک فقا چہار سبز پوش مرکب سبز رنگ پر سوار نقاب سبز رنگ

منھ پر پڑی ہوئی شمشیر زمرد نگار رڑو اسپ مین نیزہ کنوتی مرکب پر رکھا ہوا خود زمرد گون سر پر زرہ
زمرد نگار بر مین سپر دوش پر ترکش لگا ہوا کمان کیانی بالاے دوش موزے پاؤن مین اور
دستانہ ہاتھون مین مرکب اُڑاے لئے ہوئے چلا آتا ہی گرد اُسکے سرداران زمرد پوش مرکبون
پر سوار عقب مین لشکر قریب اسی ہزار کے سب سبز پوش دوش بدوش چار آئینہ بند
رکاب بر رکاب کنوتی سے کنوتی مرکب کی ملی ہوئی سم سے سم دم سے دم برابر باگین اُٹھاے
ہوئے اسی طرف چلا آتا ہی یہ حسن ہر اُس نقابدار کا کہ اُسکے رو سے روشن کی ضو سے تمام صحرا
روشن ہو گیا روے آفتاب شرمندہ ہو گیا باوجودیکہ منھ پر نقاب پڑی ہوئی تھی اُسپر یہ حال
تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ عریان کے کیفیت سے آفتاب طالع ہوا ہی یہ رعب و داب تھا اور یہ معلوم
ہوتا تھا کہ شیر ژیان چلا آتا ہی وہ سبز پوشاک بہت عمدہ معلوم ہوتی تھی اُسکے جسم مین اُس لشکر
قابل مین جو تھا وہ شیر یا اژدر معلوم ہوتا تھا نقابدار سبز پوش نے جو اُن لشکرون کو میدان
مین صف آرا دیکھا اور اپنے لشکر کے سامان کو ایک طرف صف بستہ پایا نقابدار نے اپنے
لشکر کو حکم دیا کہ اسی مقام پر فروکش ہو لشکر نے جو یہ حکم پایا چنانچہ اٹالہ سبز رنگ کا عقب مین
لشکر کے تھا وہ ار ابون پر سے اُتار اگیا بارگاہ برپا ہونے لگی اور بہت سے خیمے برپا ہوئے
مگر سب سبز رنگ تھے وہ جو بارگاہ درمیان مین خیمون کے برپا ہوئی مخمل سبز کی تھی اُسپر کارچوبی
کام کیا ہوا تھا طلائی کلس چڑھا ہوا تھا وہ مثل آفتاب کے اپنی چمک دکھا رہا تھا اُس بارگاہ کا
شمسہ شمسہ آفتاب کو ماند کرتا تھا وہ بارگاہ یہ معلوم ہوتی تھی کہ زیر آسمان اور ایک آسمان قائم
ہوا ہی بلندی اُسکی اسقدر تھی کہ کلس قریب آسمان کے پہونچگیا تھا نگاہ اُسکی بلندی پر کام نہ کرتی
تھی رفعت اُسکی آسمان سے کم نہ تھی اُدھر تو یہ بارگاہ فلک فرسا برپا ہونے لگی اُدھر
نقابدار سبز پوش اپنے لشکر کو لے کر ایک طرف صف آرا ہوا اسمندر شاہ نے عشاق سے
کہا کہ میرا گمان غلط نکلا یہ بھی کوئی خدا پرست ہی میرا مددگار نہین ہی اور نہ اہل اسلام کا مددگار
ہی وہ تو اپنے لشکر کو لے کر ایک طرف صف آرا ہوا ہی نہ معلوم کون ہی عشاق نے کہا کہ معلوم
ہو جائیگا جو کچھ ہونا ہو گا وہ ہو گا اُدھر قتیم نے جو نقابدار کو دیکھا اُسکا تمام جسم کانپ گیا ایک
رعب اُسپر غالب ہوا یہی حال شیہم سیاہ پوش کا ہوا یہ تو میدان مین کھڑا ہوا تھا مگر بند بند
کانپ رہا تھا نقابدار اُدھر جو صف آرا ہوا صاحبقران نے جو نقابدار سبز پوش کو دیکھا
ایک محبت پیدا ہوئی بادشاہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ای جہان پناہ خداوند بارگاہ جب سے
یہ نقابدار آیا ہی اُسکی محبت میرے قلب مین پیدا ہوئی ہی اور یہی جی چاہتا ہی کہ اُسکو گلے سے
لگا لون شہنشاہ قریب تھے اُنھون نے عرض کیا کہ ای صاحبقران عالم یہ وہی نقابدار ہی
جو کہ سہراب پر آیا تھا باران سہراب شاہ کے سپہ سالار کو قتل کرکے بارگاہ پر قبضہ کر لیا تھا اور
اسد ثانی نے اسی نقابدار کے لشکر سے بارگاہ چھین لی تھی یہی نقابدار دعوی صاحبقرانی
رکھتا ہی اور آپ سے بانے طلب کر رہا تھا مین نے لاکھ لاکھ کہا کہ صاحبقران کی خدمت مین
چلو اُسنے انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ ابکی مرتبہ آکر امتحان کرونگا یہی معلوم ہوتا ہی کہ آپ سے
مقابلہ کرنے آیا ہی اسی نقابدار سبز پوش نے میری دعوت کی تھی آپ نے اسی کے نام نامہ
تحریر فرمایا تھا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ یہ وہی نقابدار ہی شہنشاہ نے عرض کیا کہ جی ہان

صاحبقران نے فرمایا کہ جب تو صرف نام دلاوری کا حال سُنکے محبت پیدا ہوئی تھی اب جب اسے
دیکھا ہے تو وہ چند انعس ہو گیا ہی کوئی مقابلہ کی ضرورت نہین ہی یون ہی اتنا تو صاحبقرانی اسکو دونگا
یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی اُدھر نقابدار سبز پوش نے جو دو لشکر صف آرا دیکھے اور ایک نابکار
کو دیکھا کہ تخت پر سوار میدان مین کھڑا ہوا ہی اور ایک سوار پلنگینہ پوش اُسکے تخت کے روبرو
کھڑا ہی اور بہت سی لاشین میدان مین پڑی ہین اُسکے مقابلہ مین ایک لشکر کثیر مثل مور و ملخ کے
صف آرا ہی اُسمین ایک طلاطم ہی بہت سے سردار ایک مقام پر جمع ہین ایک جوان سے کلام
کر رہے ہین ایک بادشاہ تخت پر سوار ہی اُس سے وہ جوان کچھ تقریر کر رہا ہی اُس مجمع مین وہ
بھی جوان ہی کہ جسکی مین نے دعوت کی تھی جبکہ مین قہرا بہم پر پہونچا تھا اور بارگاہ مین سے کھانا
سے لی تھی اور وہ جوان بیچد تھا کہ صاحبقران کی خدمت مین چلو مین نے اقرار کیا تھا کہ جب ابکی
مرتبہ آؤنگا تو خدمت مین صاحبقران عالیجاہ کے چلونگا اور وہ عیار بھی ہی جو کہ نامہ لے کر
آیا تھا جسکو سب خواجہ ثالث کہتے ہین اور وہ بھی جوان ہی جو کہ میرے لشکر سے بارگاہ مین لیگیا
تھا جسکا نام اسعد ہی نقابدار سبز پوش نے جوان سب کو دیکھا جن جن کو پہچانتا تھا اُنکو پہچان لیا
کہ وہ لوگ ہین اپنے خیال کیا کہ یہ لشکر صاحبقران ہی ایک طرف دیکھا کہ ایک بادشاہ ہی مگر ساحر
ان دونون لشکرون سے الگ چند سردارون سے کھڑا ہوا ہی اور اسی طرف دیکھ رہا ہی اور وہ جو
لشکر اسلام ہی اُسکے مقابل لشکر کفار ہی وہ سب ساحر ہین یہ دیکھکر بس نقابدار سبز پوش نے
چند ہرکارون سے کہا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ یہ کون لشکر ہی اور یہ لاشین کس طرف کی ہین اور یہ کون میدان
مین کھڑا ہی وہ ہرکارے طرف اُن لشکرون کے آئے چند ہرکارے تو لشکر کفار مین گئے اور چند
ہرکارے لشکر اسلام مین آئے اور لشکر اسلام سے خبر دریافت کر کے خدمت نقابدار مین آئے
اور عرض کیا کہ یہ جو لشکر کثیر صف آرا ہی یہ لشکر اسلام ہی اور وہ جو جوان جسکو سب گھیرے ہوئے
کھڑے ہین صاحبقران ہین بادشاہ سے اجازت میدان کے خواستگار ہین بادشاہ اور سب سردار
مانع ہین میدان مین نہین جانے دیتے ہین اور یہ جو لشکر اس لشکر کے مقابلہ مین صف آرا ہی یہ
لشکر کفار ہی اسکا افسر و حاکم قسیم و جسیم جادو ہین یہ لشکر ساحران ہی یہ لشکر کمک کو سمندر شاہ کے
آیا ہی سمندر شاہ کی طرف سے صاحبقران والاشان سے مقابلہ کر رہا ہی سمندر شاہ بھی تماشائے
جنگ دیکھنے آیا ہی یہ جو لاشین میدان مین پڑی ہین لشکر اسلام کے سردارون کی ہین کیونکہ آج
کئی دن سے لشکر اسلام سے مقابلہ ہو رہا ہی لشکر اسلام مین دو ساحر تھے تین دن تک اُنھون نے
لشکر کفار سے مقابلہ کیا بہت سے سردارون کو لشکر کفار کے قتل کیا چنانچہ دو بھائی قسیم و جسیم
کے مقابلہ کو نکلے وہ دونون ساحر ہاتھ سے سہراب جادو کے جو کہ لشکر اسلام کا شریک تھا
مارے گئے چنانچہ کل برہم ہو کر جسیم سیاہ پوش مقابلہ کو نکلا اُن دونون ساحرون کو بھی
زخمی کیا اور بہت سے سردارون کو مارا جب شام ہو گئی تو اپنا لشکر لیکر واپس گئے پھر صبح کو صف
آرائی ہوئی یہ سردار مقابلے کو نکلے یہ جو سوار اسکے تخت کے روبرو کھڑا ہی اسی نے سب کو قتل
کیا ہی صاحبقران نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ سب سردار مانع آئے ہین منع کر رہے ہین جناب
صاحبقران نہین مانتے ہین ہرکارے جو کہ لشکر اسلام سے آئے تھے وہ یہ عرض کر رہے تھے
کہ وہ ہرکارے بھی آکر پہونچے جو کہ لشکر کفار کو گئے ہوئے تھے اُنھون نے بھی وہی عرض کیا جو کہ یہ ہرکارے

بیان کر رہے تھے کہ اتنے عرصہ مین اُس سوار نے لشکر اسلام کی طرف دیکھکر کہا کہ کیا کوئی میرے مقابلہ
کو نہ آئیگا بس جرأت تمام ہوگئی اسی پر دعوی تھا کہ ہم ساحر ہین یہ جو کلمات جمشید سیاہ پوش نے کہے
تو صاحبقران کو نہایت غصہ آیا اور قصد کیا کہ سب کو چھوڑ کر میدان مین جاؤن کہ ادھر نقابدار
سے سہو بیکار رہے حال کہہ چکے تھے نقابدار کو سُنکے بہت غصہ آیا اُسنے جو مبارز طلب کیا یہ کلام اُسکا
نقابدار کو اور بھی ناگوار ہوا ایک مرتبہ پودا مرکب کا لیکر صدا دی کہ او ناہنجار کیا بیہودہ بکتا ہی مین
تیرا حریف آپہونچا ہین تیری جان کا مالک الموت ہون تو میرا شکار ہی یہ صدا دیکر اور مرکب کو چمکا کر اُسکی
طرف چلے سردارون نے عرض کیا کہ آپ سُن چکے ہین کہ یہ ساحر ہی اور جمشید سیاہ پوش کا شوہر ہی اور
پھر آپ دیدہ و دانستہ اُسکے مقابلے کو تشریف لیے جاتے ہین اپنے کو کام اژدر مین گراتے ہین یہ کوئی
جوانمردی نہین ہی بہادر اپنے سر دل لیتے ہین وہ تو لشکر صاحبقران سے مبارز طلب ہی جسکے کہ
آپ خود حریف ہین اچھا ہوگا کہ یہ لشکر صاحبقران کا یون ہی خاتمہ ہو جاے اُنکی صاحبقرانی
کو ترقی ہو کیونکہ بہت لشکر ہی آپ کہانتک مقابلہ کیجیے گا نقابدار نے برہم ہو کر اپنے سردارون کو
جواب دیا کہ یہ کیا بیہودہ خیال ہین وہ لوگ سب خدا پرست ہین مین یہ نہین چاہتا ہون کہ خدا پرست
قتل ہون اور مین دیکھا کرون یہ تو میرے اُنکے فساد ہی مگر کفار کے مقابل ہم وہ ایک ہین مین
ضرور یہی اُنکی کمک کرونگا جب میرے اُنکے مقابلہ ہوگا دیکھا جائیگا میری یہ خواہش نہین ہی کہ یہ
خدا پرست میرے روبرو کفار کے ہاتھ سے پامال ہون اور یہ جو تمنے کہا کہ وہ ساحر ہی اور یہ سوار
سحر کا ہی تمنے کیا نہین دیکھا کہ ابھی کل کا ذکر ہی کہ جب آشوب جادو سے شہر آشوب سے مقابلہ ہوا
ہی وہ بھی تو ساحرہ تھی اور تمام لشکر اُسکا ساحرون کا تھا مگر میرا کیا کرلیا مین نے سب سحر اُسکے رد
کیے آخر کو مین شہر آشوب پر فتحیاب ہوا اسی طور سے مین اُسے بھی قتل کرونگا میری صاحبقرانی
کا اسی پر امتحان ہی نقابدار سبز پوش نے یہ کہکر اور سردارون کو روککر مرکب کو مہمیز کر کے چلا
اُدھر صاحبقران جو قصد چلنے کا کر رہے تھے کہ خواجہ نے صاحبقران سے عرض کیا کہ آپ
تشریف رکھین نقابدار اس سوار سے مقابلہ کرنے جاتا ہی دیکھیے وہ نصف میدان طی کر چکا ہی
یہ جو خواجہ نے عرض کیا صاحبقران نے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو دراصل نقابدار نصف میدان طی
کر چکا ہی ایک مرتبہ کلیجے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا افسوس اس نقابدار کی مفت جان گئی بادشاہ
نے بھی افسوس کیا ہر ایک سردار کو افسوس ہوا صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ تم جاکر اُسے
نقابدار کو منع کردو اور آگاہ کرو کہ یہ لشکر ساحران ہی اور یہ سحر کا سوار ہی اصلی سوار نہین ہی تم اُس
مقابلہ کو نہ جاؤ ورنہ قتل ہوگے میرے لشکر کے بہت سے سردار قتل ہو چکے ہین از براے خدا
تم اُسکے مقابلے کو نہ جاؤ خواجہ نے کہا کہ مجھکو کیا ضرورت ہی جو مین منع کرون کیا ایسی میری ضرورت
اُس سے لاحق ہی مین کیا غرض ہی جو بیکار کو منع کرون آپکو تو ہر ایک سے محبت ہو جاتی ہی معلوم
ہوتا ہی کہ آپ کو دوسری علت ہو گئی ہی جس خوبصورت اور جوان کو دیکھا اُسکی محبت ہو گئی اگر
محبت آپکے دل مین اُسکی ہوئی ہی تو آپ منع فرمائین مین تو نہ جاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ
اے خواجہ یہ کونسا وقت مذاق کا ہی بس اپنے مذاق کو رہنے دو اور جاکر منع کرو خواجہ نے کہا مین
تو کبھی نہ جاؤنگا مجکو اس نقابدار سے خوف معلوم ہوتا ہی اور یہ نقابدار بہت چالاک معلوم
ہوتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اگر خواجہ تم منع کروگے تو مین تمکو بہت انعام دونگا اس خدمت کے

صاحب مین ہین تمکو ایک ہزار روپیہ دونگا خواجہ نے کہا کہ لائیے صاحبقران نے فرمایا کہ یہان
میدان جنگ ہی یہان روپیہ کہان جب بارگاہ مین جائین گے تو دینگے تم اطمینان رکھو خواجہ
نے کہا کہ رقعہ تحریر کر دیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ یہان دوات قلم کاغذ کہان خواجہ نے عرض
کیا کہ سب موجود ہو جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ تم یہان تقریر کیا کروگے اور وہان
نقابدار اُسکے مقابلہ مین پہونچ جائیگا بادشاہ نے یہ سُنکے خواجہ سے کہا کہ آپ منع فرمائین مین
آپکو روپیہ دونگا خواجہ نے کہا کہ اب میرا اطمینان ہو گیا یہ کہکر خواجہ صف لشکر سے نکلے
اور وسط مین میدان کے آئے نقابدار تین حصہ میدان کے طے کر چکا تھا قریب تھا کہ اُس سوار کے مقابلہ
مین پہونچے کہ خواجہ نے باواز بلند پکار کر کہا کہ ای نقابدار اس سوار کے مقابلہ کو نہ جاؤ یہ سحر ہو
جسیم جادو کا جو کہ تخت پر سوار میدان مین کھڑا ہی اِسنے کل سے کئی سردارون کو ہمارے لشکر کے
قتل کیا ہی اِسکے مقابلے کو نہ جاؤ صاحبقران منع کرتے ہین یہ جو خواجہ نے کہا نقابدار نے
جواب دیا کہ مین ساحر سے نہین خوف کرتا ہون بلکہ ساحر کش ہون میری تلوار سے ہزارون ساحر
قتل ہوگئے ہین مین صاحبقران ہون کیون خوف کرون نہ مجھکو اپنی جان کا خوف ہی بس معلوم ہوا
کہ مین ہی صاحبقران ہون اور جو لوگ دعوی صاحبقرانی کرتے ہین بالکل غلط اُنکا دعوی ہی
جو کہ صاحبقران ہوتے ہین وہ کسی سے نہین خوف کرتے ہین بس مین کیون خوف کرون کیا
ضرورت ہی یہ کہکر اور مرکب کی باگ لیکر طرف اُس سوار کے چلا خواجہ نے صاحبقران کی
طرف دیکھکر کہا کہ مین نے بموجب آپکے حکم کے منع کیا اُسنے یہ جواب دیا خواجہ نے اپنے دل
مین کہا کہ اب مین مجبور رہون یہ کہکر اپنے لشکر مین چلے آئے یہان نقابدار سبز پوش اُس سوار
کے مقابل پہونچا اُس سوار نے کہا کہ تو کون ہی جو میرے مقابلے کو آیا ہی مین تو لشکر اسلام سے
مقابلہ کر رہا ہون اور اُنھین کے لشکر سے مبارز بھی طلب کیا ہی وہ میرے مقابلے کو آتے تو بیکار
کو قتل ماش ہونے کو آتا ہی نقابدار نے جواب دیا کہ مین تیرے قتل کرنے کو آیا ہون تیری قضا
میرے ہاتھ سے ہی مین تجھکو قتل کرونگا بہت لاف وگزاف نہ کر اپنا وار کر بس یہ جو نقابدار نے
کہا اُس سوار نے تلوار کا وار کیا نقابدار نے خالی دیکر اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کلائی
مروڑکر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور وہی تلوار لیکر جو وار کیا اُسنے اُسی طور سے سر جھکا
دیا تلوار اُسکے سر پر پڑکر اُچٹ گئی خط تک نہ آیا بس نقابدار کو تلوار اُچٹ جانے سے غصہ آگیا
اور دوسرا وار کیا اُسنے پھر اُسیطور سے سر جھکا دیا اُدھر جسیم سیاہ پوش نے سحر کیا کہ پھر وہ فولاد
کا ہو گیا تلوار اُچٹ گئی کیونکہ جسیم کو معلوم ہو گیا تھا کہ اسپر سحر نہ اثر کریگا کیونکہ جب کوئی مقابلہ کو آتا
تھا یہ سحر سے دریافت کر لیتا تھا کہ اسکا قاتل یہ تو نہین ہی اِسسے معلوم ہو جاتا تھا کہ نہین پس جب نقابدار
مقابلے کو آیا اِسنے اپنے سحر سے دریافت کر لیا تھا کہ یہ اِسکے ہاتھ سے قتل ہوگا تو معلوم ہوا تھا کہ
یہ تیرے سحر کو رد کریگا یہ بڑا زبردست ہی بس اِس سبب سے وہ پتھر کا کر دیتا تھا جب دو مرتبہ
تلوار اُچٹ گئی تو نقابدار کو بہت غصہ آیا برہم ہو کر اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالدیا اور زور کیا جسیم
نے سحر کیا کہ نقابدار کا زور کم ہو جائے مگر بسبب اُس تختی سحر کے جو کہ آشوب نے بنائی تھی
اور نقابدار کو دی تھی اور اُس تعویذ کے سبب سے جو کہ دایہ نے دیا تھا سحر نے نقابدار پر
اثر نہ کیا اِسنے سحر کیا کہ نقابدار اُسکو نہ اُٹھا سکے یہ بھی سحر کارگر نہوا اسوقت جسیم سیاہ پوش نہایت حیران

ہوئیں نقابدار نے اسکو اٹھا کر مرکب پر سے زمین پر مارا اور اپنے مرکب پر سے کود کر اسکے
سینہ پر سوار ہوا اور اسکے سر کو خوب مضبوط پکڑ کر جو جھٹکا دیا تو چنبر گردن پر سے وہ سر جدا ہو گیا
گلے سے اسکے بجائے خون کے آگ نکلی اس آگ نے قصد کیا کہ نقابدار کو جلاؤں مگر کچھ
نقابدار کا نہ بگاڑ سکی نقابدار کے گرد آ کے گل ہو کر رہ گئی جیسے ہی آگ اسکے گلے سے نکلی نقابدار
جست کر کے دور جا کھڑے ہوئے وہ آگ اسکے تن میں لگ گئی اور ایک شعلہ بھڑک کر مرکب
پر جا گرا مرکب بھی جلنے لگا ایک شور و غل برپا ہوا اطلاطم مچ گیا آگ برسنے لگی تھوڑے عرصہ تک
یہی حال رہا بعد اسکے وہ سب حالت برطرف ہوئی اور سب علامتیں جو کہ سحر کی تھیں جاتی رہیں
یہ حال دیکھکر جمشید سیاہ پوش کو بہت غصہ آیا ادھر لشکر نقابدار نے نعرہ تکبیر بلند کیا ادھر
صاحبقران زمان یہ حال دیکھکر بہت خوش ہوئے بادشاہ سے فرمایا کہ اس نقابدار نے
کس دلیری سے اس سوار کو واصل جہنم کیا کیا دلیری کی ہے ضرور یہ کسی فقیر کا یا کسی مرد بزرگ کا
بھیجا ہوا ہے جو اس دلیری سے اس سوار کے مقابلہ کو گیا جمشید کے تو ہوش جاتے رہے ہونگے
بادشاہ نے فرمایا کہ در اصل بڑی جرأت کی یہاں بادشاہ و صاحبقران میں گفتگو ہو رہی ہے اور
ہر سردار صاحبقران کا خوش ہو رہا ہے جمشید کی یہ نوبت ہوئی کہ کانپ گیا اپنے سرداروں سے
کہنے لگا کہ ضرور یہ نقابدار ساحر ہے دیکھو کس طور سے بلا خوف و خطر اسنے آ کر اس سوار سحر جمشید
کو قتل کیا سرداروں نے عرض کیا کہ ضرور جیسا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی ہے ادھر سمندر شاہ
نے عشاق سے کہا کہ اے استاد یہ نقابدار ضرور ساحر زبردست ہے تب تو اسنے اس جرأت
سے جمشید کے سحر کو دفع کیا اور سوار کو چیر کر پھینکدیا عشاق نے کہا کہ اے سمندر شاہ یہ تو ساحر نہیں
معلوم ہوتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی ساحر زبردست اسکا مددگار ہے وہ پوشیدہ طور سے کام
کرتا ہے سمندر شاہ نے کہا بہر طور جو کچھ ہو سو ہو یہ کام سحر کا ہے اے استاد یہ نہ ثابت ہوا کہ اس
نقابدار کو کیا خصومت ہے جو اسنے آ کر مقابلہ کیا عشاق نے کہا کہ کیا آپکی عقل ہے بموجب مصرعہ
برین عقل و دانش بباید گریست یہ وہ سب خدا پرست ہیں اور یہ نقابدار بھی خدا پرست ہے یہی
سبب ہے جیسے تم انکے حریف ہو ویسے کل خدا پرستوں کے یہ لوگ باہم ایک ہیں کسی حال میں
جدا نہیں ہیں سمندر شاہ نے کہا کہ اب معلوم ہوا خیر یہ بھی آیا ہے تو جائیگا کہاں اب مقابلہ ملاحظہ
فرمائیے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب نقابدار نے اس سوار کا سر اکھیڑ ڈالا وہ سوار جل گیا جمشید
کو بہت غصہ آیا بس ایک مرتبہ تخت سحر کو بڑھا کر صدا دی کہ او نقابدار تو نے غضب کیا کہ میرے
سوار سحر کو قتل کیا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر اور قریب نقابدار پہونچکر گلدستہ
جو کہ تخت پر رکھا ہوا تھا اٹھا کر نقابدار پر مارا وہ گلدستہ پھٹا اور اس سے آگ برسنے لگی
مگر گرد نقابدار کے برستی تھی قریب نقابدار کے نہ آتی تھی بس تھوڑے عرصہ کے بعد وہ
آگ خود بخود برطرف ہو گئی نقابدار کا ایک تار لباس نہ میلا ہوا نقابدار نے صدا دی کہ او
گبر اب اسکا رہی کر چکا اور کوئی سحر کر جمشید نے جب دیکھا کہ گلدستہ سحر نے آگ برسائی اور اس آگ
نے بالکل اسپر اثر نہ کیا اپنے سینہ پر سے کچھ بال توڑے اور اسپر سحر کر کے وہ بال زمین پر
پھینک دیے اور کہا کہ اژدر بنکر نقابدار کو نگل جاؤ وہ اژدر منہ کھولکر طرف نقابدار کے چلا
اور نقابدار کے قریب پہونچکر وہی بال ہو کر رہ گیا نقابدار نے سنکر جمشید سے فرمایا کہ اے

فرمایا کہ واہ واہ کیا کہنا جو کہ جری و بہادر ہوتے ہیں وہ یونہی حریف کو قتل کرتے ہیں نقابدار
نے کچھ جواب نہ دیا تلوار علم کرکے جو شکل جواب میں آگے بڑھا اور صدا دی کہ اے لشکر کفار و ساحران
غدار اور کسی کو میرے مقابلے کو روانہ کرو لیکن اسکے قتل ہونے سے سب کے جی چھوٹ گئے تھے
دم ٹوٹ گئے تھے اب یہ جو نقابدار نے صدا دی کہ کون میرے مقابلہ کو آتا ہے یہ جو نقابدار
نے کہا اہل لشکر کفار نے قصد کیا کہ ایک مرتبہ گولہ ٹنگ و نارنج سحر کے پکڑ پکڑ کر نقابدار پر جا پڑیں مگر
قسیم نے سب کو منع کیا اور کہا کہ ایک ایک مقابلے کو جائے کیونکہ ابھی میں موجود ہوں میری
زندگی میں جنگ مغلوبہ نہ کرو یہ جو قسیم نے کہا سب اہل لشکر خاموش کھڑے ہو گئے مگر اب کوئی
مقابلے کو نہیں جاتا ہے یہ خیال کرتا ہے کہ جب قسیم ایسے ساحر کو اسنے یوں قتل کیا تو ہماری کیا اصل
ہے ہمکو بھی قتل کر ڈالیگا بڑا غضب تو یہ ہے کہ اسپر سحر نہیں اثر کرتا ہے ایسے ایسے خیال کرکے کوئی
مقابلے کو فرداً فرداً نہیں نکلتا ہے قسیم ادھر ادھر دیکھ رہا ہے یہاں تو یہ حال ہے کہ نقابدار مبارز طلب
کر رہا ہے ادھر سمندر شاہ نے عشاق کی طرف دیکھ کر کہا کہ دیکھا آپ نے کہ کیونکر نقابدار نے
قسیم کو چیر کر پھینکدیا کیسا ساحر زبردست قتل ہوا ضرور کوئی نہ کوئی ساحر اسکا مددگار ہے یا یہ خود
ساحر ہے کیونکہ جو سحر قسیم نے اسپر کیا کسی سحر نے تاثیر کی ہمکو معلوم تھے اور اکثر کتابوں میں بھی لکھا
ہے کہ خدا پرست سحر نہیں جانتے ہیں میرے نزدیک یہ امر بالکل غلط ہے خدا پرست بہت بڑے
ساحر ہوتے ہیں عشاق نے کہا کہ ضرور اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے اے سمندر شاہ وہ یہی امر
ہیں یا تو یہ خود ساحر ہے یا کوئی ساحر اسکا مددگار ہے گلاب نے عرض کیا کہ اگر خلاف طبع نہو تو میں
بھی کچھ عرض کروں سمندر شاہ نے کہا کہ ضرور بیان کرو گلاب نے کہا کہ یہ امر تو ضرور ہے
کہ خدا پرست سحر نہیں جانتے ہیں ہاں اُنکے پاس اکثر اسم اور دعائیں اُنکے مذہب کے موافق
ایسی ہیں کہ جنکے سبب سے اُنپر سحر تاثیر نہیں کرتا ہے جیسے کہ اسم اعظم صاحبقران کے پاس ہے اسیطور
سے کوئی نہ کوئی دعا اس نقابدار کے پاس بھی ہوگی سمندر شاہ نے کہا کہ ہاں یہ بھی ہوسکتا
ہے عشاق نے کہا کہ گلاب نے بہت بڑی بات بیان کی جو کہ دل نے قبول کر لی ضرور یہی
امر ہے کوئی اسم اُنکے مذہب کے موافق ضرور اس نقابدار کے پاس ہے جبکہ اسکو یہ ثابت
ہو گیا کہ یہ ساحر ہے اور یہ سوار سحر کا بنا ہوا ہے اور اسقدر آدمیوں کو اسنے قتل کیا ہے پھر کیا سبب
تھا کہ بلا خوف و خطر اسکی طرف چلا گیا اور مقابلہ پر آمادہ ہوا باوجودیکہ لشکر اسلام کے لوگوں
نے اسکو آگاہ بھی کیا مگر اسنے نہ سُنا بس ضرور اسکو کسی امر پر بھروسا ہے جو یوں ساحروں سے
مقابلہ کرنے پر آمادہ ہے خیر دیکھا جائیگا اب کون لشکر کفار سے مقابلہ کو نکلتا ہے سمندر شاہ نے
کہا کہ اُستاد سب لشکر نے قصد کیا تھا کہ ایک مرتبہ حملہ کریں مگر قسیم نے شاید منع کیا لشکر تھم
گیا اب کوئی مقابلہ کو نہیں نکلتا ہے قسیم ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے عشاق نے کہا کہ اس نقابدار
کے مقابلہ کو کوئی نہیں نکلیگا کیونکہ سب کو یقین ہو گیا ہے کہ یہ نقابدار ضرور قتل کریگا جبکہ قسیم ایسے
ساحر کو اسنے یوں قتل کیا سمندر شاہ نے جواب دیا کہ اُستاد یہ خدا پرست بڑے صاحب اقبال
اور خوش نصیب ہیں کہ جبکہ یہ نوبت پہونچی کہ لشکر تباہ ہو بہت سے سردار قتل ہو لیے لشکر
کی تباہی کا زمانہ قریب پہونچا کہ جو کہ اصرار غلے تھا وہ مقابلے کو چلنے پر آمادہ ہوا اُس وقت نقابدار
نے آکر کمک کی کیا طلاطم لشکر کفار میں برپا ہوا تھا عشاق نے کہا کہ ضرور خوش نصیب و صاحب اقبال

یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہی اُدھر نقابدار مبارز طلب کر رہا ہی ابھی کوئی مقابلہ کو لشکر کفار سے نہین
نکلا ہی ہر شخص ایک ایک کا منہ دیکھ رہا ہی کہ کوئی مقابلے کو نکلے تو خیر ورنہ مین خود جاؤن راوی
نے بیان کیا ہی کہ یہ حال بھی ضرور قابل تحریر ہی کہ جب جسیم سیاہ پوش ہاتھ سے نقابدار سبز پوش
کے قتل ہوا اُدھر تو جسیم قتل ہوا اور اُدھر یاقو سہراب و غزالان دونون بستر پر پڑے ہوئے
آہ آہ کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ ان دونون کو غش آگیا یہ دونون حالت غشی مین ہو گئے تھے کہ انکے
ابھی تک زخم نہ اچھے ہوئے تھے اسی طور سے وہ مبتلا ہو رہے تھے بس جیسے ہی غش آیا ایک دھوان
اُنکے جسم سے اُٹھا وہ تمام آبلے اور جو زخم تھے سب برطرف ہو گئے وہ لوگ اچھے ہو گئے جیسے
کبھی علیل ہی نہ تھے اُدھر غزالان نے اپنے نوکرون سے اور اُدھر سہراب نے اپنے ملازمون
سے دریافت کیا کہ تم لوگ تو میدان جنگ مین ہمراہ صاحبقران کے گئے تھے اور یہ تو بالکل جسیم
سیاہ پوش لشکر آراستہ ہوا تھا لشکر کفار سے جسیم جادو مقابلے کو نکلا تھا ہم اُس سے مقابلہ کو
گئے تھے اپنے خیمے مین کیونکر آگئے خادمون نے عرض کیا کہ آپ جسیم کے ہاتھ سے زخمی ہوئے
تھے آپ اسکے بعد آپکو آپ کے خیمے مین پہونچا گئے تھے جو حالت اُنکی تھی سب بیان کی کہا کہ یہ
حالت آپکی تھی کہ یکایک آپکو غش آگیا آپکے جسم سے دھوان بلند ہوا اب جو دیکھا نہ وہ آبلہ
تھے نہ وہ زخم تھے انکو خود بخود ہوش بھی آگیا ہی غزالان و سہراب نے دریافت کیا کہ لشکر کا
کیا حال ہی اُنھون نے عرض کیا کہ کل آپ دونون صاحبون کے زخمی ہونے کے بعد اور سترہ
سردار مقابلے کو نکلے وہ جسیم سیاہ پوش کے ہاتھ سے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اُس ناری نے
اُنکی لاشون کو بھی جلا دیا شام کو اپنے لشکر کو واپس گیا صبح کو پھر میدان مین دونون لشکر صف آرا
ہوئے تھے ہمکو آج کا کچھ حال نہین معلوم کیونکہ ہم اس مقام سے کہین گئے نہین نہ کوئی خبر آئی
جب شام کو لشکر واپس آئیگا تو حال معلوم ہوگا یہ حال جو سہراب و غزالان نے اپنے اپنے خادمون سے
سُنا تو خیال کیا کہ معلوم ہوا کہ ہم سحر مین جسیم سیاہ پوش کے مبتلا تھے اُسکو کسی دلیر نے ضرور
قتل کیا کہ ہمنے اُسکے سحر سے نجات پائی چلو میدان کو دیکھین کہ کیا واقعہ ہی کسنے جسیم کو واصل جہنم
کیا یہ خیال کرکے سہراب اپنے خیمے سے اور غزالان اپنے خیمہ سے آلات حرب و ضرب سے
آراستہ ہو کر نکلی سہراب نے فورًا تخت تیار کیا غزالان طاؤس سحر پر سوار ہوئی یہ دونون
طرف میدان کے چلے یہانتک کہ جب میدان مین لشکر سے نکل کر پہونچے تو دیکھا کہ ایک طرف
لشکر کفار صف بستہ ہی ایک طرف لشکر اسلام ہی اور ایک طرف ایک مختصر لشکر اور خدا پرستون
کا صف آرا ہی اور ایک نقابدار میدان مین مرکب پر سوار لشکر کفار کی طرف منہ کیے ہوئے کھڑا ہی
اور لاش جسیم سیاہ پوش کی پڑی ہوئی ہی میدان مین یہ دونون پہلے خدمت مین بادشاہ کے
آئے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام دے کر فرمایا کہ تم لوگ تندرست ہو گئے کیونکر
تندرست ہوئے سہراب و غزالان نے عرض کیا کہ جب ہم دربار مین حاضر ہونگے تو سب حال
عرض کرینگے بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا یہ دونون وہان سے خدمت مین صاحبقران کے آئے
صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران اُنکو دیکھکر خوش ہو گئے وہ تقریر صاحبقران سے اُنھون نے
کی جبکہ صاحبقران نے حالت تندرستی کا سوال کیا جب اُنھون نے وہی جواب دیا صاحبقران
نے فرمایا کہ اپنے مقام پر جا کر مقیم ہو غزالان و سہراب اپنے اپنے مقام پر آکر ٹھہرے یہ تھوڑی ہی

دیر تک ٹھہرے تھے زیادہ عرصہ بھی نہ گذرا تھا کہ یکایک ایک مرتبہ صحرا سے گرد اٹھی راوی نے بیان
کیا ہے کہ اُس گرد سے وہ سردار ظاہر ہوئے جو کہ ہاتھ سے جیپم سیاہ پوش کے قتل ہو گئے تھے
لشکر اسلام کے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جیپم نے یہ کیا تھا کہ جو سردار لشکر اسلام کا میدان میں
آیا اور مقابلہ کیا اسنے سحر کیا کہ غبار پیدا ہوا وہ سوار اور وہ سردار دونوں اُس غبار میں پوشیدہ
ہوا اُدھر اسنے سحر کر کے سحر کا پتلا اُسکی صورت کا سر کاٹ کر ڈالدیا وہ اسکو گرفتار کر کے لے گیا
یعنی سحر سے ایک کوہ اُس صحرا میں تھا اُسکے درے میں قید کر دیتا تھا اُسکا قصد یہ تھا کہ تمام لشکر
جب گرفتار کر لونگا تو اسوقت سب کو ایک مرتبہ قتل کرونگا اس سبب سے قید کرتا تھا سب کے
سب جیپم کے سحر میں گرفتار تھے اُدھر جب ہاتھ سے لقا پدار کے جیپم قتل ہوا تو اُسی درے
میں یہ سب سردار مبتلا سحر ہو کر یہ سب بیہوش ہو گئے تھے وہ قید سحر اُنکے جسموں پر سے خود
بخود دور ہو گئی اب جو انکو ہوش آیا اور اپنے کو قید سے آزاد پایا ایک نے دوسرے سے کہا کہ
بھائی یہ کیا ابھی تو ہم اور تم گرفتار تھے یا یہ کہ خود بخود بیہوش ہو گئے اب جو ہوشیار ہوئے اپنے
کو رہا پایا یہ امر ہمارے خیال میں نہ آیا طولک نے کہا کہ ہم لوگ اسیر سحر تھے معلوم یہ ہوتا ہے
کہ صاحبقران عالیشان نے اسکو قتل کیا اُسکے مرنے سے ہم سب نے رہائی پائی سب نے
کہا تم سچ کہتے ہو جمشید بن داراب سہیل زرہ نے فرمایا کہ چلو دیکھیں کہ لشکر کا کیا حال ہے
بس یہ سب سردار اُس درے کوہ سے طرف اپنے لشکر کے چلے چونکہ وہ درہ قریب تھا یہ گرد
جو بلند ہوئی تھی وہ انھیں سرداروں کے آنے کی تھی جیپم سیاہ پوش نے یہ تدبیر کی تھی کہ ان
سب کو مع مرکب قید کیا تھا یہ سب اپنے اپنے مرکب پر سوار ہو کر قریب لشکر پہونچے انھوں نے
بھی وہی منظر دیکھا کہ ایک اور لشکر صف آرا ہے لقا پدار سبز پوش میدان میں کھڑا ہوا ہے اور
ایک طرف جیپم کا لاشہ پڑا ہوا ہے جب صاحبقران نے اپنے سرداروں کو دیکھا بہت خوش
ہوئے وہ سردار خدمت میں صاحبقران و بادشاہ کے آئے سب کو سلام کر کے اپنے
اپنے مقام پر آکر قائم ہوئے پھر لشکر میں اُسی طور سے گہما گہمی ہو گئی ادھر جب یہ حال قسیم نے
دیکھا کہ کوئی مقابلے کو نہیں نکلتا ہے اسنے خود قصد کیا اور تخت سحر کو اپنے اڑا کر طرف میدان کے
چلا سمندر شاہ نے عشاق سے کہا کہ اُستاد یہ کیا واقعہ ہوا خیر یہ تو معلوم تھا کہ سہراب اور ملکہ
ژالہ الان کو اُنکے پیر اٹھا لیگئے تھے وہ زندہ تھے جب جیپم سیاہ پوش مرا تو وہ تندرست ہو گئے
اور لشکر میں آگئے ان سرداروں کو تو جیپم نے ہم سب کے روبرو قتل کیا تھا یہ کیونکر زندہ ہو گئے
عشاق نے جواب دیا میرے خیال میں تو یہ امر آتا ہے کہ جیپم نے یہ تدبیر کی تھی کہ انکی صورت
کے پتلے قتل کیے ہیں اہل اسلام کے دکھانے کے لیے ان سرداروں کو کسی مقام پر قید کیا
تھا اُسکا قصد یہ تھا کہ جب سب لشکر گرفتار ہو لے اُسوقت ایک مرتبہ سب کو قتل کروں وہ قتل
ہوا یہ اُس مقام پر رہا ہو گئے سمندر شاہ نے کہا کہ آپکا گمان بہت درست ہوا اور بجا ارشاد
ہوا اب قسیم کی جنگ کا تماشہ ملاحظہ فرمائیے راوی نے بیان کیا ہے کہ اب وہ وقت ہے کہ کوئی
پہر بھر دن باقی ہے جب قسیم نے اپنے تخت سحر کو طرف لقا پدار کے بڑھایا تھا یہ تخت کو بڑھا کر قریب
لقا پدار کے آیا اور کہا کہ اے لقا پدار میں نے سنا تھا اور اکثر کتابوں میں دیکھا تھا کہ خدا پرست
ساحر نہیں ہوتے ہیں سحر کو کفر اور ساحر کو کافر جانتے ہیں مگر آج معلوم ہوا کہ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں

خدا پرست بہت بڑے ساحر ہوتے ہین اگر تو ساحر نہوتا تو میرے بھائی جنیسم کو یون نہ قتل کرتا کیونکہ وہ بہت بڑا ساحر تھا بعد میرے وہی ساحر تھا پھر مین یہ کیونکر تصور کرون کہ تم ساحر نہین ہو ایسے ساحر ہو کہ جسکے سحر کا کوئی رد کرنے والا نہین ہی کسی بہت بڑے ساحر زبردست و صاحب کمال سے تو نے سحر تعلیم پایا ہی جو ایسے ساحر زبردست کو تو نے ایک چشم زدن مین قتل کیا چونکہ وہ واقف و تھا بدین سبب تیرے ہاتھ سے قتل ہوا اب مین تو جان گیا کہ تو بھی ساحر ہی اب میرے ہاتھ سے تیرا بچنا محال ہی مگر ایک امر کا عجب ہی کہ تو نے جنیسم سیاہ پوش کے سحر کو دفع کیا کوئی اپنا سحر نہ کیا یہ بات سنکر نقابدار نے فرمایا کہ کیا مزخرفات بیہودہ تقریر کرتا ہی ہم لوگ سحر کو کفر و ساحر کو کافر جانتے ہین یہ ہمارا شیوہ نہین ہی کہ کسی کو سحر سے قتل کرین یا سحر جانتے ہون تو پوشیدہ کرین یہ خیال تیرا خام ہی تصور ناتمام ہی یہ امر بالکل شجاعت و جوانمردی کے خلاف ہی ہمارا خدا ہمارے ہر امر مین کمک کرتا ہی ہم ساحر کو بدتر از سگ و خوک جانتے ہین اور اپنے خدا کے فضل سے اسکو مثل سگ ناپاک کے قتل کرتے ہین جیسا کہ تو نے دیکھا کہ کیونکہ جنیسم ناپاک کو قتل کیا جو کہ ہمہ تن سحر مجسم تھا بس اپنی زبان کو بند کر اور جو تجھکو کرنا ہو وہ کر مین کسی امر مین باہر نہین ہون جو تو سحر کریگا وہ میرے قریب آکر برطرف ہو جائیگا اور خداوند کریم کے فضل سے تو میرا کچھ بنا نہ سکیگا قسیم نے کہا اگر تو ساحر نہین ہی اور سحر نہین جانتا ہی تو کوئی ساحر تیرا ضرور مددگار ہی کہ وہ پوشیدہ رہتا ہی جو تیرے اوپر سحر کرتا ہی وہ اسکو رد کرتا ہی یہی اسکا سبب ہی جو تو سمجھتا ہی نقابدار سبز پوش نے کہا کہ یہ نامردون کا کام ہی کہ غیر کے بھروسے پر مقابلہ کرین ہم لوگ غیر کی کمک ننگ و عار جانتے ہین سوائے مدد خدا کے اسی کی کمک کے خواستگار رہین جو سب کا مالک و مختار ہی بس مین تجھسے کہتا ہون کہ تو میری اطاعت کر سحر کو ترک کر مذہب اسلام کو قبول کر ورنہ مثل جنیسم کے تو بھی میرے ہاتھ سے قتل ہوگا قسیم نے جواب دیا کہ یہ تو کبھی نہوگا تو مجھکو کیا قتل کریگا تیری بھی یہ لیاقت ہی یہ شعر تو نے سنا ہوگا شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ وہ وقت گذر گیا کہ تو نے جنیسم کو قتل کیا وہ اور وقت تھا اب وہ زمانہ نہین ہی تیری اسی قدر زندگی تھی نقابدار سبز پوش نے کہا کہ بس زبان کو روک اپنے حربے کو سنبھال مین تیرے مقابلے کو موجود ہون شعر بیار انچہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران یہ میدان رزم ہی نہ جاے بزم یہان کوئی گفت و شنید کا موقع نہین ہی اگر کچھ گفت و شنید کرنا ہی تو میدان مین کیون آیا پہلے پیام و سلام کر لیا ہوتا اسکے بعد مقابلے کو نکلا ہوتا قسیم نے کہا کہ معلوم ہوا تیری قضا ہی آئی ہی مین کیا کرون یہ کہکر اور اپنے تخت سحر کو بڑھا کر میدان مین آیا راوی کہتا ہی کہ اسکے پاس کوئی شئ اسباب سحر سے نہ تھی کیونکہ قاعدہ ہی کہ جو ساحران زبردست ہوتے ہین انکے پاس جھولی وغیرہ نہین ہوتی ہی وہ صرف اشارون سے کام لیتے ہین بس اسنے اشارہ کیا اور کہا کہ مین دیکھون کیونکر میرے اس سحر سے تو محفوظ رہتا ہی یہ اشارہ کرنا تھا کہ ایک غبار بلند ہوا اس غبار سے ایک اژدہا ظاہر ہوا وہ اژدہا طرف اس نقابدار کے اپنا منھ کھولکر چلا نقابدار عالی مقدار اسی طور سے اپنے مقام پر کھڑے رہے ذرا بھی حرکت نہ کی جب وہ اژدر قریب نقابدار آیا خود بخود اسکے سر سے ایک شعلہ نکلا اسنے پہلے رخ طرف نقابدار کے کیا اور قریب نقابدار پہنچکر واپس آیا اور لشکر قسیم کی طرف چلا دفعتہ لشکر پر آکر گرا کئی سو ساحرون کو جلا دیا لشکر قسیم مین طلاطم مچ گیا یہ اسی تختہ تعویذ کا اثر تھا کہ ساحر کا

خود بخود واپس جائے اور صاحب تعویذ پر اثر نہ کرے بلکہ سحر کنندہ یا اُسکے ہمراہیوں پر تاثیر
کرے ویسا ہی ہوا کہ لشکر قسیم کو جلانے لگا لشکر میں طلاطم مچ گیا ہر ایک جان بچانے کی فکر میں
ہوا کہ کسی طور سے اپنی جان بچاؤں بعض یہ کہنے لگے کہ قسیم نے تو اسوقت وہ حرکت کی کہ جیسے
کسی قسم کا ہاتی کرتا ہے وہ اپنے لشکر کو تباہ کرنے لگا وہ مثل ہوئی کہ یار کا غصہ بھتار پر دھوبی سے
بس نہ چلا بیل کے کان اینٹھے بندر کی بلا طویلہ کے سر نقابدار سے بس نہ چلا تو غصہ ہم پر اُتارنے
لگے یہ کہکر اہل لشکر پکارنے لگے کہ ہمنے کیا قصور کیا ہے جو ہمکو جلائے دیتے ہو لشکر تباہ ہوا جاتا ہے
ایسا سحر نہ کیا کرو جو کہ اپنے قابو میں نہو یہ جو اہل لشکر نے پکار کر کہا قسیم نے پلٹ کر جو دیکھا تو
یہ واقعہ نظر آیا کہ تمام لشکر میں آگ پھیلی ہوئی ہے لشکر کے لوگ اُس آگ کو سحر کر کے دفع کرتے
ہیں مگر وہ آگ کسی طور سے نہیں بجھتی ہے یہ حیران ہوا کہ یہ کیا سبب ہے کہ مین نے سحر کیا اور سحر
نے نقابدار پر کچھ اثر نہیں کیا اور وہ سحر میرے لشکر پر اُلٹا پلٹ گیا سوا ے اِس تدبیر کے
کہ اِس سحر کو دفع کروں اپنے ہاتھ سے مٹاؤں اور اسکے سوا کوئی تدبیر نہیں ہے لہذا اسنے
پلٹ کر ایک مشت خاک اُٹھا کر اُسپر کچھ پڑھکر طرف لشکر کے آواز دی اور اشارہ کیا کہ ایک
برق تڑپ کر اُس اژدر پر گری کہ وہ جلکر خاک ہو گیا اُدھر وہ آگ جو لشکر کو جلا رہی تھی سب
برطرف ہوئی اسنے نقابدار سے کہا کہ تمتو کہتے تھے کہ ہم ساحر نہیں ہیں اور سحر کو کفر جانتے ہیں
یہ کیا امر تھا کہ میرے سحر کو رد کر کے میرے لشکر پر گرا دیا میرے لشکر کو میرے سحر سے تباہ کیا
آخر کو خود ہی مجھے اپنے سحر کو مٹانا پڑا سچ تو یہ ہے کہ کسی اچھے اُستاد کی تو نے خدمت کی ہے یہ اُسی
خدمت کا نتیجہ ہے نقابدار نے کہا کہ یہ تیرا خیال بالکل خام ہے میرے خدا نے تیرا سحر رد کیا اور
تیرے لشکر پر گرا دیا یہ اُسکا فضل ہے کہ تیرے ہی حربہ سے تیری سپاہ کو برباد کرایا کیونکہ یہ سب
کافر ہیں یہ جو نقابدار نے فرمایا قسیم نے جواب دیا کہ ہم تیرے خدا کی قدرت کو دیکھتے ہیں کہ
کیونکر تجکو اِس سحر سے محفوظ رکھتا ہے یہ کہکر اسنے اشارہ کیا کہ ایک مرتبہ دو پتلے پیدا ہوئے اُنکے
سر پر ایک صندوق تھا وہ صندوق لیکر اُسکے روبرو آئے اُسنے وہ صندوق اُنسے لیکر کھولا
اور اُسمیں سے ایک ترنج نکالا اُسپر کچھ دم کر کے طرف نقابدار کے پھینکا وہ پتلے اُس
صندوق کو پہونچا کر غائب ہو گئے تھے وہ ترنج بڑے زور میں طرف نقابدار کے چلا اگر کوئی
اور اِس مقام پہ ہوتا تو وہ ضرور تمام ہو جاتا مگر نقابدار اُسی تختی کے سبب سے اِس سحر سے
محفوظ رہا وہ ترنج قریب نقابدار کے آکر سرد ہو کر گر پڑا کوئی اثر اُسنے اپنا نقابدار پر نہ کیا جس
مقام پر آکر گرا تھا اُس مقام پہ ایک غار ہو گیا اور اُس مقام پر کی گھاس باوجودیکہ تر تھی سب
جل گئی یہ سحر بھی قسیم کا رد ہوا تو قسیم کو نہایت غصہ آیا اُسنے اُسی صندوق سے ایک فولادی
ڈبیہ نکالی اُسکو کھولا اُس ڈبیہ میں سے ایک طائر نکالا اُس طائر کو طرف نقابدار کے اُڑا دیا
وہ طائر قریب نقابدار کے پہلے تو بڑے زور میں آیا جب قریب پہونچا گرد سر نقابدار کے چرخ مار
اور گرا اب جو دیکھا تو ایک طائر کاغذ کا تراشا ہوا تھا اب قسیم نے متواتر سحر کرنا شروع کیے جو سحر
کیا وہ قریب نقابدار پہونچکر برطرف ہو گیا یہ حال جو صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا بادشاہ کی
طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ضرور نقابدار کے پاس کوئی چیز از قسم ادعیہ متبرکہ ہے کہ جسکے سبب سے
سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا ہے یا کوئی تعویذ کسی درویش خدا رسیدہ کا ہے یا یہ بھی صاحب اسم اعظم ہے جو

ایسے ایسے سحر رد کر رہا ہے جو قسیم کے کائنات کے ہیں بادشاہ نے جواب میں فرمایا جو آپنے
ارشاد فرمایا بہت بجا اور درست ہے اسی سبب سے تو اسکو اسقدر گھمنڈ ہے کہ بلا خوف و خطر
مقابلہ کر رہا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ مجھکو اس سے مقابلہ کرتے ہوئے کلام ہے کیونکہ اول
تو مجھکو اس سے محبت قلبی ہو گئی ہے دوسرے یہ بہت مرد جری ہے مجھے اسکی جوانی پر رحم آتا ہے کہیں
ایسا نہو کہ یہ میرے ہاتھ سے ضائع ہو جائے خواجہ قریب صاحبقران کھڑے ہوئے تھے
ہنس کر جواب دیا کہ یہ کیوں نہیں فرماتے ہو کہ میں اسکی جرأت دیکھکر ڈر گیا کہیں ایسا نہو کہ یہ مجھکو
زیر کر لے اور میں زیر ہو جاؤں تو ساری صاحبقرانی میری خاک میں ملجائے یا یہ امر ہے کہ آپکو
تو دوسری لت ہو گئی ہے یہ طریقہ ہے کہ جوان انسان ضعیف ہو گیا پھر اسکو اور مزا ہو جاتا ہے جس آن
اچھے جوان و حسین مرد دیکھا اسکی الفت ہو گئی وہی حال تمہارا بھی ہوا ہے کہ اسکو جو جوان اور
خوبصورت دیکھا بس الفت ہو گئی بس یہ خیال کرتے ہو کہ بسبب الفت قلبی کے مقابلہ نہ ہوسکیگا
جب اسکی صورت دیکھونگا قلب میں محبت آجائیگی بس زیر ہو جاؤنگا یہ کیوں نہیں بیان کرتے ہو
صاحبقران نے کہا کہ خواجہ ہر وقت تمکو مذاق ہی سوجھتا ہے یہ وقت کوئی مذاق کا ہے خواجہ نے
جواب دیا کہ ہاں یہی تو کہوگے میں نے سچی بات جو کہی تو کہنے لگے کہ خواجہ مذاق کرتے ہو جو سچ
کہتا ہے وہ ہمیشہ برا ہوتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا آپ سچے ہیں اب مقابلہ کا تماشہ دیکھئے
دو بس دل لگی ہو چکی یہ فرماکے صاحبقران طرف میدان جنگ کے متوجہ ہوئے سمندر شاہ
نے اُس طرف عشاق سے کہا استاد آپنے ملاحظہ کیا کہ اس نقابدار نے کیسے کیسے سحر
قسیم کے رد کیے کیسا زبردست ساحر ہے کہ کوئی سحر اسپر کارگر نہیں ہوتا ہے مجھکو اب قسیم سے بھی
یاس ہوئی عشاق نے جواب دیا کہ کیا بیان کروں میری عقل کام نہیں کرتی ہے یہاں تو
سمندر و عشاق میں یہ تقریر ہو رہی تھی کہ اُدھر قسیم نے جب بہت سے سحر کیے اور کوئی سحر کارگر
نہوا اور نقابدار سبزپوش پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی اسنے غصہ کرکے اُس صندوق کو بند کیا اور طرف
صحرا کے دیکھا بس صحرا کی طرف دیکھنا تھا کہ صحرا کی طرف سے ہزاروں شیر ببر پیدا ہوئے اور طرف
نقابدار کے چلے اور نقابدار سبزپوش پر آکر حملہ کیا نقابدار نے اُن شیروں کو قتل کرنا شروع
کیا کسی کو تلوار سے کسی کو مشت سے کسی کو طمانچہ سے کسی کے پیر پکڑ کر چیر ڈالا ایک دم میں تمام شیروں
کو ہلاک کیا بس یہ جو قسیم نے دیکھا اسنے سحر کیا کہ ایک دریا پیدا ہوا اور طرف نقابدار کے چلا
اور قریب نقابدار پہونچکر وہ دریا غائب ہو گیا اب نقابدار تلوار لیکر طرف قسیم کے یہ
فرماکر چلے کہ خبردار ہو جا اب میری باری ہے شعر تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی
از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر مرکب کو مہمیز کیا قسیم نے جو دیکھا تو خیال کیا کہ نقابدار بڑے غصہ
میں آتا ہے اگر اسکا وار ہو گیا تو بچنا دشوار ہے بس اسنے اس خوف سے سحر کیا کہ ایک دریاے
آتش درمیان نقابدار و قسیم کے حائل ہو گیا نقابدار اُس دریاے آگ کو طے کرتا ہوا طرف
قسیم کے چلا جس مقام پر نقابدار قدم رکھتا تھا اُس مقام پر آگ گل ہو جاتی تھی نقابدار آگ
کو برطرف کرکے قریب قسیم کے پہونچا قسیم نے جو نقابدار کو دیکھا ایک مرتبہ سحر کیا کہ تخت بلند
ہونے لگا بس نقابدار نے نعرۂ اللہ اکبر کرکے اور رکابوں پر زور دے کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا چونکہ
تخت کسی قدر بلند ہو چکا تھا تلوار نقابدار کی قسیم پر تو پڑی نہیں مگر تخت پر پڑی کہ تخت قلم ہو گیا بس

قسیم طرف زمین کے چلا نقابدار سبز پوش نے دست زبردست کو بڑھا کر کمر بند مین قسیم کے ہاتھ
ڈالا اُسکو ہوا پر روکا سر سے بلند کر لیا سحر کرنے کی مہلت نہ دی اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا
اور مرکب پر سے کود کر قتل کر پاس کمند کے چیر کر پھینک دیا ایک شور عظیم برپا ہوا تمام عالم تاریک ہو گیا
سنگ باری و برفباری ہونے لگی آندھی سیاہ اُٹھی آگ برسی شور گریہ و زاری بلند ہوا صدائین
مہیب آنے لگین نقابدار پر آگ برسنے لگی مگر نقابدار کا کچھ نہوا نقابدار اُسی طور سے کھڑا رہا
برقین چمک کر گرنے لگین ہر بلا قریب نقابدار آکر برطرف ہو جاتی تھی قسیم کے سر سب تدبیر بیجو لیم
غل مچانے لگے ہر طرف سے صداے گریہ آرہی تھی بڑے عرصہ تک طلاطم رہا اُسکے بعد روشنی
ہوئی وہ سب طلاطم برطرف ہوا صدا آئی کہ کشتی مرا نام مین قسیم جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم
وہ بلا یسپا خود نہ سیدیم یہ صدا آسکے ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ شعلہ تمام صحرا مین پھیلا اُس نے لاش
جسیم و قسیم کو مثل ہیزم خشک کے جلا دیا دونون لاشین خاک آلودہ ہو کر رہگئین میدان صاف
ہو گیا لشکر نقابدار نے نعرۂ تکبیر بلند کیا لشکر اسلام سے صداے تحسین و آفرین آنے لگی ہر طرف
ایک شور مبارک باد تھا ہر طرف سب خوش ہو رہے تھے صاحبقران کا تو فرط خوشی سے
چہرہ گلنار تھا سمندر شاہ نے عشاق سے کہا کہ بڑا غضب ہوا نقابدار نے قسیم کو بھی قتل
کیا عشاق نے کہا کہ تمکو کیا جو ہونا تھا وہ ہوا انکی اسی طور سے قضا تھی اب تم لوگ اور کچھ
فکر کرو یہ جو عشاق نے کہا سمندر شاہ خاموش ہو رہا یہ حال جو لشکر قسیم و جسیم و حلیم و سلیم نے
دیکھا ایک مرتبہ سب تلوارین اور حربہاے سحر لے کر نرغہ کر کے نقابدار پر چلے سحر کی بوچھار
ہونے لگی جو سحر کرتا ہی وہ سحر رد ہو جاتا ہی بس ایک مرتبہ نقابدار بھی تلوار لیکر اور مرکب کو
ڈپٹا کر لشکر کفار پر آپڑا یہ حال جو لشکر نقابدار نے دیکھا وہ بھی تلوارین لے کر اور مرکب
اُٹھا کر لشکر حریفان پر آپڑے تلوار سے قتل کرنے لگے اگر کسی ساحر نے سحر کیا بلکہ کل لشکر کفار کے
ساحر ایک مرتبہ سحر کر کے لشکر نقابدار پر چلے جس ساحر نے سحر کیا کل لشکر نقابدار سحر مین
مبتلا ہوا نقابدار نے اُس ساحر کو بڑھکر قتل کیا کیونکہ انپر تو سحر اثر نہین کرتا ہی جب یہ جناب
صاحبقران نے دیکھا لشکر اسلام سے فرمایا کہ نقابدار کی کمک کرو بس کل لشکر اسلام ایک
مرتبہ لشکر کفار پر چلا صاحبقران بھی تیغ برق تاب کو علم کر کے اسم اعظم ورد زبان کر کے لشکر
کفار پر جا پڑے پھر تو منھم منھم کے نعرے بلند ہوئے ہر سردار نے نعرہ کیا لشکر پر جا پڑا ایک ہی حملہ
مین ہزارون ساحر واصل جہنم ہوئے بادشاہ نے بھی تخت ترک فرمایا مرکب پر سوار ہو کر
بادشاہ بھی لڑنے لگے صداے گیر و دار بلند ہوئی سہراب و غزالان نے جو سحر کیا تمام لشکر
ساحران اُس سحر مین مبتلا ہوا اُس لشکر کے ساحر نے اُس سحر کو برطرف کیا اپنا سحر لشکر پر کیا
سہراب نے اُسکو برطرف کیا اور اُس ساحر کو قتل کیا یہ عالم ہی کہ جب ساحر سحر کرتا ہی لشکر اسلام
مبتلا ہوتا ہی صاحبقران اسم اعظم باواز بلند پڑھتے ہین سحر برطرف ہو جاتا ہی لشکر نقابدار جو سحر
مین مبتلا ہوتا ہی تو سہراب یا غزالان جا کر رہا کرتے ہین یہان تو جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی ابھی اسکا
حال تحریر کرنا منظور نہین ہی اسی طور سے انکو جنگ مغلوبہ مین مصروف رکھا جاتا ہی اسکا احوال
آگے تحریر ہوگا بہت ہی بڑی جنگ ہو رہی ہی اس جنگ کا احوال آئندہ راوی بیان کریگا اب
کچھ حال دیگر تحریر کرنا منظور ہی کہ جسکا اس مقام پر بیان ضرور ہو وہ حال یہ ہی کہ راوی نے تحریر کیا ہم

کہ نقابدار سرخ پوش کی بھی حالت اس مقام پر تحریر کرنا ضرور ہے کہ اسپر کیا گذری اور وہ کیونکر پھر اس مقام تک پہونچا پہلے اسکی حالت تحریر ہوگی پھر اسکا عین وقت پر آکر کمک کرنا اور بعد فتح پھر اپنی طرف چلے جانا

اب شمہ حال نقابدار سرخ پوش کا تحریر ہوتا ہے مع مخمس ہذا

دیکھیے ان گلعذاروں کی فضا دو چار دن
اس چمن میں شغل دل ہے سیرا دو چار دن
زندگانی سے اٹھا لیجیے مزا دو چار دن
مغتنم ہے باغ عالم کی ہوا دو چار دن
صورت گل ہے یہاں نشو و نما دو چار دن

غور رستکو چاہیے اپنے مالکار پر
بل نہیں لازم ہے لینا گیسوئے خمدار پر
آمد آمد ہے خط ان کی حسن کے گلزار پر
سبزۂ خط کا تو ہی جانا ہے رخسار پر
اور رخ پر چھوڑ لو زلف دوتا دو چار دن

یا تو میری آنکھ سے ایکدم تو ہوتا تھا نہاں
یا چھپایا منھ کو ایسا کچھ نہیں جسکا بیان
غیر سے وان صحبتیں ہیں ہم تڑپتے ہیں یہاں
اور بت کافر تری اللہ ری بیباکیان
آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آج کل اسکو غرور حسن ہے حد سے سوا
گفتگو میں طاق ہے اصلا نہیں شرم و حیا
واسطہ خالق کا دے کر کی جو میں نے التجا
مدعاے وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا
بیٹھ کے مسجد میں کر یاد خدا دو چار دن

جامۂ ہستی سے میں نے قطع کی جب دوستی
آنسوؤں نے تر کئی رو رو آستینیں قاتل نے کی
چولی دامن کا جہاں میں ساتھ تھا جو ہر گھڑی
مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت ہوئی
دار ہی اس شوخ کے بند قبا دو چار دن

کیا کہوں کیا کیا تصور میں مجھے بھائے نہ تم
پر شب مہتاب میں بن میرے گھبرائے نہ تم
آنکھیں روشن کرنے کو تشریف یاں لائے نہ تم
یہ بڑا اندھیر ہے اک رات بھی آئے نہ تم
چاندنی کیا کیا ہوئی اے مہ لقا دو چار دن

لیچلونگا آج اپنے گھر تجھے میں کھینچ کے
اعتبار ان جھوٹی باتوں کا نہیں ہرگز مجھے
میں نہ مانونگا کبھی فقرہ کسی ناداں کو دے
واہ رے وعدہ ترا قربان وعدے کے ترے
ایک دن کے ہو گئے اے بیوفا دو چار دن

ایک دن ہونا ہے سب اعلے و ادنے کو فنا
یہ مسافر خانہ ہے اے غافلو عبرت کی جا
سلطنت دنیا میں کی تو کیا فقیری کی تو کیا
روز آتی ہے لب گور سکندر یاں سے صدا
شادی و غم ہے برائے شاہ و گدا دو چار دن

توڑ سکے پر پھول دیں ہمکو ہزاروں گالیاں
دور ہے تیرا کوئی کب کھول سکتا ہے زباں
خاک اڑیگی باغ میں جب آئیگی فصل خزاں
نکہت گل پھر کہاں باد بہاری پھر کہاں
باندھ لے اے باغباں اپنی ہوا دو چار دن

مانگتا ہوں بوسۂ گیسو تو دیتا ہے صدا
ہوش میں آؤ علاج اپنا کرو اے سر پھرا

سنا نہ کرتا ہوں تو نازل سر پہ ہوتی ہے بلا | وہ پری کہتی ہے دیوانہ بنا کر زلف کا
فصد لو اپنی دوا جا کر کرو دو چار دن

دیدہ دل میں ڈالیں گے کہاں تک پیچ و تاب | اٹھ گیا جب شرم کا پردہ کہاں کی پھر نقاب
پھر کہاں پہنچی نظر میں اے دل خانہ خراب | پھر کہاں یہ آنکھ کی چتون چند روزہ ہے حجاب
دید کے قابل ہے آنکھوں کی حیا دو چار دن

واسطے اُن کے ادب میں جو جام تکو ستہ ہیں پہنچے | بات یہ زیبا نہیں ہوتا جدا یاروں کے لیے
فیر کیسے ہیں سگوں کی سمت سے دید سے لیے | نہ پایاں سکتے بھی سونگھیں یا نہ سونگھیں دیکھیے
ہے شگوفہ بہر پروبال ہما دو چار دن

مست ہو جاتا ہے دل گلگشت میں وقت سحر | موج بادۂ صبح موج گلزار رکھتی ہے اثر
بادہ کش تو اک طرف جھکتا ہے آتا ہے نظر | زاہدوں کی رال ٹپکے گی مگر تاک پر
گر رہی یوں ہی گلستاں کی ہوا دو چار دن

ہاتھ میں تسبیح رکھے خلق تا دانا سکے | توبہ صبا سے کیجیے سر پر عمامہ باندھ کے
جالی دو چھپا لیجیے ہیں اہل زر جیسے میں پھنسے | دام پیدا کیجیے گر ہو چکی مفلس ہو لیے
بیٹھیے مسجد میں بن کر پارسا دو چار دن

یاد کرتا ہے آیا شت تکو الگشت باغ میں | سرو ہو بینا سے جو ہر پھول ساغر باغ میں
میکشوں کے جھگڑے رہتے ہیں دن بھر باغ میں | بادہ گلگون چلے ہر روز جا کر باغ میں
موسم گل کے بھی ہیں اے صبا دو چار دن

راویان شیرین گفتار و ناقلان خجستہ آثار نے اس داستان فیض ترجمان کو اس طرح بیان کیا ہے
کہ جب لقا بادار یا قوت پوش سے شہر تجرا پہ آکر لشکر اسلام کی کمک کی تھی اور ہر دو
جادوگر وہ کو قتل کیا تھا بعد شکست کے اُنہوں نے لشکر تجرا پہ شاہ کے اور اسیر ہو جانے تجرا پہ
شاہ کے جب لشکر اسلام فتح و فیروزی اپنی فرودگاہ کی طرف واپس گئے تھے تو لقا بادار
یہ کہتا ہے میں صاحبقران ہوں باسنے ہیرے ہیں میں آکر مقابلہ کر سکے اتنا تو صاحبقرانی کو انتظار
لیا تھا لیکن ہمیشہ پیرا ہے صاحبقران ثانی نے بالکل نا انصافی کی ہے یہ کہتا ہوا اور باگ اپنے
مرکب کی اٹھا لیے ہوئے مع اپنے لشکر کے صحرا کی طرف چلا گیا تھا پھر اسکا کچھ حال تحریر نہوا تھا اب
اسکا پھر حال تحریر ہوتا ہے کہ یہ جو پھر اس مقام پر سے چلا ایک صحرا میں آکر مقیم ہوا کیونکہ وہ صحرا
بہت پرفضا اور پر بہار تھا ہر طرف اسکے سبزہ زار تھا گلہائے خودرو کے درخت لگے ہوئے
تھے چشمے آب شفاف سے لبریز تھے جدھر نگاہ اٹھ جاتی تھی سوائے سبزے و درخت میوہ دار
کے کوئی چیز نظر نہ آتی تھی اشجار میوہ دار بکثرت تھے شکار بھی اُس صحرا میں بہت تھا ہرن و
نیل گائے ہر طرف چر رہے تھے ایک کوہ سربلند اس صحرا میں تھا از بسکہ کوہ تا پائین کوہ
چھوٹے چھوٹے درخت پھولوں کے لگے ہوئے تھے وہ کوہ اُن گلوں سے پوشیدہ تھا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ عروس بہار نے رنگ برنگ پہنے ہوئے کھڑی ہے کیسی خوشگوار اُس مرغزار کی ہوا تھی
ہوائے عیسیٰ دم مسیح نفس چل رہی تھی طائران خوش الحان درختوں پر بیٹھے ہوئے حمد الٰہی
کر رہے تھے حمد و ثنا خداوند لایزال میں مصروف تھے چونکہ وقت سہ پہر کا تھا گل آفتاب اُس صحرا

کی بہار کو دیکھکر زرد ہو گیا تھا اور قریب پژمردہ ہونے کے تھا یعنی غروب ہونے والا تھا وہ جابجا
دھوپ کا عکس گلون پر عجب طرح کا سماں دکھاتا تھا چونکہ زمانہ بہار کا تھا صحرا پر جوبن تھا ہر قسم
کے پھول کھلے ہوئے تھے ہواے سرد کے جھونکے آ رہے تھے طائرن صحرائی ہر طرف رقص
زنان پھر رہے تھے عجب سماں عجب وقت تھا نئی بہار تھی نئی فضا تھی لقا بدار نے جو اُس صحرا
کو پربہار دیکھا اور شکار بکثرت دیکھا دل کو اشتیاق ہوا کہ اس صحرا مین قیام کرو کچھ دنون
پھر کر شکار کھیلو دل بہلاؤ یہ تصور کر کے حکم دیا کہ خیمے وغیرہ اسی صحرا مین برپا کیے جائین ہم
یہان پر قیام کرین گے یہ جو انھون نے حکم دیا ملازمون نے ایک مقام مناسب دیکھکر خیمے برپا
کیے بارگاہ یاقوت رنگ برپا ہوئی لشکر اُترا بازارین آراستہ ہوگئین اُس صحرا کی اور حالت
ہوگئی گویا بہار تازہ آئی ہر طرف سوار پیدل پھرنے لگے لقا بدار اپنی بارگاہ مین اُترا پردے
بارگاہ کے اُٹھا دیے سب سردار حاضر ہوئے اب لقا بدار صحرا کی بہار دیکھنے مین مصروف
ہوا کہ آفتاب غروب ہو گیا ماہتاب نے اپنا جلوہ دکھایا لقا بدار خاصہ نوش فرما کر آرام پذیر
ہوا وہ رات بسر ہوئی صبح کو لقا بدار نے حکم دیا کہ سامان شکار کیا جائے ہم شکار کھیلین گے
یہ حکم دینا تھا کہ اُسی وقت سب سامان شکار مہیا ہوا لقا بدار سردارون کو لیکر صحرا مین شکار
کو آیا شکار مین مصروف ہوا پہلے پرندون کا شکار کیا اُسکے بعد چرندون کا شکار کیا شام کو
اپنے مقام پر آئے اسی طور سے پندرہ روز تک مصروف سیر و شکار رہے ایک دن کا ذکر
ہے کہ لقا بدار جو شکار کھیل کر اپنے مقام پر تشریف لائے اُس دن تھکے بہت تھے دربار نہ کیا اور
خاصہ نوش فرما کر آرام کیا راوی نے بیان کیا ہے کہ لقا بدار نے عالم رویا مین دیکھا کہ مین تنہا
مرکب پر سوار صحرا مین چلا جاتا ہون کہ ایک در باغ نظر آیا لقا بدار اُس باغ کی طرف چلے
چونکہ پیاسے بھی بہت تھے تلاش آب مین چلے جاتے تھے اُسی عالم خواب مین جب اُس
در باغ پر پہنچے مرکب پر سے اُتر کر مرکب کو ایک درخت انار مین جو کہ برابر در باغ کے
اوپر اُدھر لگے ہوئے تھے باندھ دیا اور خود بسم اللہ کہکر داخل باغ ہوئے اندر باغ کے جو
قدم رکھا ایک باغ دیکھا کہ جو رشک وہ باغ شداد کی تھا نمونہ بہشت برین تھا بے اختیار یہ شعر زبان پر
اُسی عالم خواب مین جاری ہوا شعر اگر فردوس بر روے زمین است ❋ ہمین است و ہمین است
و ہمین است ❋ روشین پٹری خوب قرینہ سے بنی ہوئی مہندی کی ٹٹیان قدآدم لگی ہوئین اور
چمن بندی کی ہوئی ایک طرف لالہ کی بہار ایک سمت گل نافرمان کی قطار سنبل ایک جانب
مثل معشوق طناز کے کھڑی ہوئی نرگس ایک طرف دیدہ بازی مین مصروف کوڑیالہ ایک
طرف لگا ہوا نسرین و نسترن الگ اپنی بہار دکھا رہے ہین یاسمین یاسمن ایک طرف مہک
رہے ہین بیلا موتیا موگرہ چنبا کھلا ہوا گل صد برگ سے باغ زعفرانی ہو رہا ہے کیوڑا اور
گلاب اپنی خوشبو دے رہا ہے گل داؤدی الگ لگی ہوئی اشجار میوہ دار بہت سے لگے ہوئے ہین
ہر قسم کے درختون سے باغ بھرا ہوا ہے ہر رنگ کے گل کھلے ہوئے ہین طائران خوش الحان
کے قفس درختون مین آویزان ہین طاؤس باغ مین پھر رہے ہین بلبلین چہک رہی ہین طائر
حمد و ثنا ے الٰہی کر رہے ہین اُسی خواب مین ہمین باغ کی سیر کرتے ہوئے دل مین یہ خیال
کرتے ہوئے کہ یہ کسی بادشاہ جلیل القدر کا باغ ہے وہ اس باغ مین براے سیر آتا ہو گا یہ اپنے

دل مین ایسا ایسے خیال کرتے ہوئے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ ایک نہر آب شفاف سے
لبریز اُسکی لب گردان بلور کی اُس نہر مین ہر قسم کی مچھلیان پڑی ہوئی تھین پانی اُس نہر کا اسقدر
صاف کہ جو آب گوہر کو گرد کردے تہ تک کی چیز نظر آتی تھی کنارے نہر کے گملے رکھے ہوئے
اُسمین گلہاے خوشبو کے درخت لگے ہوئے ایک فوارہ وسط نہر مین لگا ہوا اُس سے مثل سیلاب
بہادون کے پانی گر رہا تھا انھون نے اُس عالم خواب مین اُس نہر سے پانی پیا اور حمد خدا
ادا کی بس پانی پی کر اور شکر خدا کرکے ایک طرف کو اُسی حالت خواب مین روانہ ہوئے تھوڑی
دور چلے تھے کہ دیکھا ایک بارہ دری سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اور اُسپر جواہر کا کام کیا ہوا ہے
کیسے کیسے گل بوٹے اور بیلین بنائی ہین اُسکے پانچ برج ہین ہر برج پر طلائی کلس چڑھے ہوئے
ہین نقابدار نے اُسی عالم رویا مین خیال کیا کہ چلکر اِس بارہ دری کو اندر سے دیکھنا چاہیے
اُس بارہ دری کی طرف چلے جب قریب اُسکے پہونچے تو ایک چبوترہ سنگ مرمر کا دیکھا کہ جسکے
تین طرف بلور کا کٹہرہ لگا ہوا ہے اُسی کٹہرے مین ایک طرف راستہ بنا ہوا ہے اور پانچ سیڑھیان
سنگ مرمر کی ہین اُسپر بھی خوب خوب صنعت کی ہے وہ چبوترہ سامنے بارہ دری کے ہے اور
بارہ دری مین مخمل کے پردے پڑے ہوئے ہین اُنپر کار چوبی کام کیا ہوا ہے کلابتون کی اُنمین
ڈوریان لگی ہوئی ہین اُنمین ریشمی پھول لگے ہوئے ہین اُس چبوترے پر کار چوبی نمگیرہ لگا ہوا
ہے اور چوبین اُس نمگیرے کی طلائی ہین نقابدار اُن سیڑھیون کے ذریعہ سے چبوترے پر گئے
جب قریب بارہ دری پہونچے قصد کیا کہ پردہ اُٹھا کر اندر جاؤن کان مین آواز تسبیح و تہلیل کی
آئی یہ معلوم ہوا کہ جیسے کوئی دوگانہ خالق ادا کر رہا ہے یہ حیران اُسی خواب مین ہوگئے کہ یہ صدا
کہان سے آئی مگر ٹھہر گئے اب جو خیال کرکے سنتے ہین تو معلوم ہوا کہ اِس بارہ دری سے یہ صدا
آرہی ہے بس یہ پردہ اُٹھا کر اندر کو چلے انھون نے اپنے دل مین خیال کیا کہ کوئی مرد خدا
اِس بارہ دری مین بیٹھا ہوا عبادت کر رہا ہے جو اندر بارہ دری کے آئے دیکھا کہ بارہ دری شیشہ
آلات سے خوب آراستہ ہے ہر قسم کا سامان موجود ہے فرش مخمل کاشانی کا کیا ہوا ہے یہ اُس بارہ دری
کو دیکھکر ششدر ہوگئے قد آدم آئینے لگے ہوئے ہین یہ اور حیران مثل تصویر ساکت ہوکر رہ گئے
تھوڑی دیر کے بعد یہ آگے چلے جب وسط مین بارہ دری کے آئے دیکھا کہ وسط بارہ دری مین
ایک مسند بچھی ہوئی ہے اُسپر سجادہ بچھا ہوا ہے اور اُسپر ایک مرد پیر باریش سفید شجرفی کرتہ پہنے ہوئے
اور اُسی رنگ کی تہمت باندھے ہوئے سامنے رحل پر صحیفۂ ابراہیمی کھلا ہوا رکھا ہوا ہے اُسکی تلاوت
کر رہا ہے وہ خوش آواز ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا لحن داؤدی اسی کے لیے خلق ہوا تھا اُسنے
جو پاؤن کی صدا سُنی سر اُٹھا کر دیکھا کہ یہ کہان سے صدا آئی کون آتا ہے جب اُس مرد بزرگ نے
سر اُٹھا کر اُنکی طرف دیکھا نقابدار نے اُس عالم خواب مین بہت جھک کر اُس مرد پیر کو سلام
کیا اُس مرد پیر نے جواب سلام دے کر اور نقابدار کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خوش آمدی و صفا
آوردی اے نقابدار یاقوت پوش مزاج تو اچھا ہے آؤ آؤ بہت جلد آؤ مین تو تمھارا بڑے عرصہ
سے انتظار کر رہا تھا یہ جو اُس مرد بزرگ نے اپنی زبان سے فرمایا نقابدار فوراً دست ادب
جوڑکر اُسی حالت خواب مین خدمت مین اُس مرد بزرگ کے جا کر پہونچا اور دونون ہاتھون کو
چومکر آنکھون سے لگا کر بوسے دیے بس اُس مرد پیر نے نقابدار یاقوت پوش کو گلے سے لگایا

پیشانی پر بوسہ دیا اور دست شفقت پشت پر رکھا اور فرمایا کہ ای شیر بیشۂ جرات و ای نہنگ دریاے شجاعت
و ای گل حدیقۂ صاحبقرانی ہین تو بڑے عرصہ سے تمھارے انتظار مین تھا مجکو تم سے ایک ضرورت
تھی نقابدار یاقوت پوش نے دست ادب جوڑکر فرمایا کہ مین تو آپکی خدمت مین حاضر ہوکر
بہت خوش ہوا مین آج پندرہ دن سے اس صحرا مین آتا ہوا ہون مگر یہ نہ معلوم تھا کہ آپ اس
مقام پر تشریف رکھتے ہین ورنہ مین ہر روز حاضر خدمت ہوتا اور شرف قدمبوسی حاصل کرتا آپکے
نور جمال سے اپنی آنکھون کو روشن کرتا یہان آکر وہ لطف حاصل ہوا ہی کہ عمر بھر نہوگا آپ اپنے اسم
گرامی و نام نامی سے آگاہ فرمائیے اور یہ فرمائیے کہ یہ باغ کسکا ہی اور یہ کونسا مقام ہی اُس مرد بزرگ
نے پہلے صحیفۂ ابراہیمی کو گردان کر رحل پر رکھدیا اور فرمایا کہ ای نقابدار عالی مقدار آگاہ ہوکر
نام میرا نہ پوچھ کہ کیا نام ہی اور کیا مقام ہی اسوقت مین نہین ظاہر کرسکتا ہون کیونکہ مجکو حکم نہین ہی
ہان مین جس امر کے لیے تمھارا انتظار کررہا تھا وہ امر یہ ہی اسکو خوب خیال کرکے سُن لو اور اسی پر
عمل کرو نقابدار نے اُسی عالم خواب مین عرض کیا کہ بیان فرمائیے مین ہمہ تن آپکی طرف متوجہ
ہون یہ جو نقابدار نے عرض کیا اُس مرد بزرگ درویش خصلت نے فرمایا کہ ای نقابدار آگاہ
ہو اور خبردار ہو کہ لشکر اسلام کو لیکر صاحبقران طرف سمندر پہ کے تشریف لیگئے ہین اور
محراب شاہ و امثال شاہ و اقبال شاہ و مراد شاہ و حسرت شاہ یہ سب لوگ شریک
صاحبقران ہوئے دین اسلام قبول کیا اب صاحبقران لشکر کو لیکر سمندر پہ پہونچ گئے ہین
مین خبر دیتا ہون تمکو کہ جب لشکر اسلام سمندر پہ پہونچیگا تو سمندر شاہ براے دیدار لشکر اسلام
آئیگا ہر روز لشکر اسلام کو دیکھکر شہر مین جایا کریگا جب لشکر اسلام آجائیگا تو سمندر شاہ نے
بہت سے نامہ تحریر کیے ہین اپنی کمک کو لشکر طلب کیا ہی قسیم و جسیم سیاہ پوش چار بھائی ہین
وہ ساحر ہین اور پہلوان بھی ہین وہ لشکر لیکر سب سے پہلے آوینگے اور سمندر شاہ سے
اجازت لیکر لشکر اسلام سے مقابلہ کرینگے تین دن برابر مقابلہ ہوگا اسمین لشکر اسلام مین جو
سہراب و عزالان ہین بہت سے ساحرون کو لشکر کفار کے قتل کرینگے چوتھے دن خود جسیم
نکلیگا اس سے مقابلہ ہوگا وہ سہراب و عزالان کو زخمی کریگا اور بہت سے اہل اسلام کو گرفتار
کرکے لیجائیگا کہ نقابدار سبز پوش جو کہ بدیع الملک کا فرزند ہی اور بطن سے ملکہ ناوک فگن
کے پیدا ہوا ہی فاتح ہی طلسم نورآگین کا وہ آکر جسیم و قسیم کو قتل کریگا جنگ مغلوبہ ہوگی یہ تمکو معلوم ہو
کہ تمکو لازم ہی کہ تم بھی جاکر شریک اہل اسلام ہو اور لشکر اسلام کی کمک کرو کیونکہ یہ وقت لشکر اسلام پر بہت
سخت ہی کیونکہ سواے صاحبقران کے کوئی باطل السحر نہین جانتا ہی اور وہ ساحر ہین وہ کیونکر مقابلہ
کرسکتے ہین نقابدار جو قسیم و جسیم کو قتل کریگا اسکا سبب یہ ہی کہ اُسکو ایک ساحرہ نے ایک تختی
بنادی ہی کہ جسکے سبب سے اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی اور ایک تعویذ ہی اس سبب سے وہ قسیم و جسیم
پر غالب آئیگا مین تمکو آگاہ کیے دیتا ہون کہ تم اُسوقت پہونچوگے کہ جب جنگ مغلوبہ ہولی ہوگی
یہ تختی مین تمکو دیتا ہون تم اسکو اپنے پاس رکھو اور اس تختی کو تم اپنے گلے مین ہمیشہ رکھنا اس تختی
کے سبب سے تمپر سحر تاثیر نہ کریگا اور جب تم اس لوح یاقوت نگار کو چمکاؤگے جہانتک اُسکی
ضو پڑیگی سب ساحرون کا سحر فراموش ہوگا اور سب ساحر نابینا ہو جائینگے اور جنپر سحر نے اثر
کیا ہوگا وہ اُس سحر سے نجات پاجائینگے بس تم اور سب اہل اسلام و تمھارے اہل لشکر قتل

کرین آپ اسی طور سے لشکر کو شکست دین مگر ایک امر کا خیال رہے کہ سمندر رشاہ بھی اُس میدان
مین ایک طرف کھڑا ہوگا جہانتک ممکن ہو اُسکو بھی قتل کرنا مگر ابھی وہ قتل نہوگا جب وہ یہ طور
دیکھیگا تو اُس مقام پر سے طرف شہر کے فرار کر جائیگا بس جب یہ لڑائی فتح ہو جائے تم مع لشکر
آگے طرف صحرا کے چلے جانا اُس مقام پر قیام نہ کرنا کیونکہ ابھی زمانہ تمھارے ظاہر ہونے کا نہین
آیا ہی کہ تم اپنے کو ظاہر کرو بلکہ اسکی کوشش کرنا کہ کوئی تمھارے حال سے واقف نہو اور اسی طور
سے وقتاً فوقتاً لشکر اسلام کی کمک کرنا یہ فرما کر وہ لوح یاقوت نگار کہ ایک پرچہ حریر مین لپٹی
ہوئی تھی نقابدار کو دی نقابدار نے اُسی عالم خواب مین سلام کر کے لے لی اُسکے بعد اُس
مرد پیر نے ایک سیب اور چند دانے انگور کے نقابدار کو دیے اور فرمایا کہ اسکو نوش کرو اس
سیب کو سیب شجاعت کہتے ہین یہ تمکو ہر بلا سے محفوظ رکھیگا اور ان انگورون کو انگور طاقت کہتے
ہین نقابدار نے وہ سلام کر کے لے لیا اور روبرو اُس مرد پیر کے کھا لیا اب جو سیب کھا کر
نقابدار خیال کرتا ہی تو اپنے مین وہ چند طاقت و قوت پائی اور وہ جوش شجاعت پایا کہ کبھی نہ
تھا جب نقابدار کھا چکا اُس مرد پیر نے کہا کہ ای نقابدار اب آپ تشریف لیجائین کیونکہ میری
عبادت مین بہت دیر ہوئی ہی جو مین نے تعلیم کیا ہی اسمین فرق نہو نقابدار یاقوت پوش نے
عالم خواب مین عرض کیا کہ جسقدر آپ نے اپنی زبان معجز بیان سے ارشاد کیا ہی اُسمین ایک
سر مو فرق نہوگا یہ عرض کر کے دونون ہاتھون کو چوما آنکھون سے لگایا اٹھکر سلام کیا اور رخصت
ہوکر چلے اُس مرد بزرگ نے دعاے ترقی حیات دی اور فرمایا کہ پھر جب ضرورت ہوگی تو مین
تمکو طلب کر لونگا اور راہ مین جو واقعہ پیش آئیگا اُسکا خیال رکھنا مین وہ بھی بیان کر دیتا مگر حکم نہین
ہی بیان اسقدر حکم تھا جو مین نے بیان کیا بس نقابدار اُس مرد بزرگ خدارسیدہ سے رخصت
ہوکر باہر بارہ دری کے آ گئے اور چبوترے سے اُتر کر اس قصد سے چلے کہ باہر جا کر مرکب پر سوار
ہوکر اپنے لشکر مین جاؤن اور اسی وقت لشکر کو لے کر طرف سمندر ریہر کے روانہ ہون یہ تو اس قصد
سے اور اُسی خواب مین یہ خیال کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ضرور یہ کوئی مرد بزرگ اور باخدا
ہین اور خدارسیدہ ہین اور یہ شعر زبان پر تھا کہ شعر مردان خدا خدا نباشند ٭ لیکن ز خدا جدا نباشند ٭
یہ تو یہ شعر پڑھتے ہوئے عالم وجد مین اپنی طاقت کو اور زور کو خیال کرتے ہوئے چلے جاتے تھے
قریب اُس نہر کے پہونچے تھے کہ اُس حالت خواب مین دیکھا کہ ایک مرتبہ آسمان پر ایک ابر
سیاہ ظاہر ہوا اُس ابر سے برق کی چمک پیدا ہوتی تھی اور سنگ باری ہو رہی تھی کہ وہ ابر اُس
باغ پر آکر محیط ہوا اور اُس ابر سے ایک دیو سیاہ و دراز قد وار شمشاد ہاتھ مین لیے ہوئے بالائے
ہوا سے زمین پر آیا اور نعرہ کرتا ہوا کہ او آدم زاد کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے خوب اپنا کام درست
کر لیا لوح یاقوت نگار مرد خدا سے لیجاتا ہین کب جانے دیتا ہون تجکو اور تیرے مربی کو ابھی قتل
کرتا ہون یہ کہکر زمین پر آیا نقابدار نے اُس عالم خواب مین ڈانٹ کر فرمایا کہ کیا مزخرفات بکتا
ہی مین تیری جان کا ملک الموت ہون تو مجکو کیا قتل کریگا یہ کہکر اور جھپٹ کر اُس دیو پر چلے نعرہ جو
کیا اُس نعرے سے آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا تو مین اپنی مسہری پر لیٹا ہوا ہون اپنے خیمے مین نہ
وہ باغ ہی نہ وہ دیو ہی وقت نماز صبح کا قریب تھا آنکھون سے گھبرا کر آنکھ کھولدی اپنے لباس کو
خوشبو سے معطر پایا پہلے تو آنکھ کھولکر حیران ہوکر ادھر ادھر دیکھنے لگے اُس سامان کا کچھ نشان

نہ پایا یہ خیال کیا کہ مین خواب دیکھ رہا تھا اب جو خیال کیا تو اپنے جسم کو معطر پایا خواب کا یقین
ہوا کہ عالم رویا مین مین نے یہ سب سامان دیکھا ہو اور میرا خواب بہت سچا ہی اور وقت بھی نماز
کا ہی یہ دیکھکر بستر پر سے اُٹھے بالین زیر تکیہ جو خیال کیا تو دیکھا کہ ایک سیب اور چند دانہ انگور کے
رکھے ہوئے تھے یہ سیب اور انگور وہی تھے جو کہ خواب مین کھائے تھے اور وہ لوح یاقوت کا
بھی پارچہ حریر مین لپٹی ہوئی رکھی تھی اور ایک کاغذ بستہ اُسکے برابر تھا اُٹھاکر جو دیکھا تو وہی لوح
تھی جو خواب مین اُس مرد بزرگ نے دی تھی نقابدار نے خوش ہوکر وہ لوح اُٹھاکے گلے
مین پہن لی اور اُس کاغذ کو اُٹھاکر روشنی مین شمع کے پڑھا تو وہی حال تحریر تھا جو کہ اُس مرد بزرگ
نے خواب مین بیان کیا تھا جب اُس کاغذ کو پڑھ چکے خادم کو صدا دی کہ پانی وضو کے لیے
حاضر کرو خادم نے پانی لاکر حاضر کیا نقابدار نے شکریہ کی دو رکعت نماز پہلے پڑھی اُسکے بعد
نماز سحر ادا کی وہ سیب اور انگور کھا لیے اور دراصل اپنے مین قوت و طاقت دہ چند پائی اور ہر
طرح سے دل مین قوت تھی اور زور و طاقت بھی زیادہ تھا جب نماز پڑھ چکے وظیفہ وغیرہ سے فرصت
ہوئی بارگاہ مین آئے سب سردار حاضر ہوئے اب جو دیکھتا ہو تو نقابدار پر وہ رعب و جلال
ہو اور شان و شوکت ہو کہ رستم و اسفندیار کو بھی نقابدار یاقوت پوش کا رعب و داب دیکھکر
خوف آئے اور بند بند کانپ جائے یہ رعب تھا بس نقابدار نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ہم اس
مقام پر سے طرف شہر سمندر رہ کے کوچ کرینگے یہ جو حکم نقابدار نے دیا اُسی وقت لشکر مین کوچ
کا بندوبست ہونے لگا کمربندی ہونے لگی لشکر تیار ہو گیا اونٹون پر سب اسباب بار ہوا اب
نقابدار نے حکم دیا کہ تم لوگ اسباب لیکر آگے قیام کرنا اگر جنگ ہوئی ہو کیونکہ مین بعد فتح
جنگ کے اُس مقام پر قیام نہ کرونگا کیونکہ ابھی مجھکو حکم نہین ہو بس نقابدار بھی مرکب برق رفتار
پر سوار ہوئے اور سردار بھی مع لشکر اُس مقام پر سے طرف شہر سمندر رہ کے کوچ کیا دو منزلہ
سہ منزلہ کرتے ہوئے جاتے ہین اور صحرا سے پربہار دیکھکر فروکش ہوتے ہین ایک دن کا ذکر ہی
کہ بے وقت سحر ایک صحرا مین پہونچے وہ صحرا بہت پربہار تھا اور کئی روز ہو گئے تھے کہ برابر لشکر
چلا آتا تھا اُنھون نے اُس صحرا کو دیکھکر حکم دیا کہ آج اسی صحرا مین قیام کرو ہم کل یہان سے کوچ
کرینگے یہ حکم دینا تھا کہ اُس صحرا مین خیمے برپا ہونے لگے نقابدار مرکب کو بڑھاکر صحرا کی سیر کرنے
لگے یہ سیر کرتے ہوئے قریب پہاڑ کے پہونچے کہ اُنکے کان مین رونے کی صدا آئی اُنھون نے
خیال کیا کہ اس ویرانے مین کون رو رہا ہی کیا ایسی آفت نازل ہوئی ہی جو رو رہا ہی یہ اُس
صدا کی طرف متوجہ ہوئے اور خیال کیا کہ یہ صدا کہان سے آتی ہی اب جو سُنا تو معلوم ہوا کہ اس
پہاڑ سے آتی ہو بس یہ اُس پہاڑ کی طرف چلے جب قریب اُس کوہ کے پہونچے تو سُنا کہ کوئی
کہہ رہا ہو کہ اے خداوند کریم مجھکو اس عذاب الیم سے جلد نجات دے یا ملک الموت کو بھیج کہ وہ
میری روح قبض کرلین کیونکہ مجھکو اب اس تکلیف کی برداشت نہین ہوتی ہی کہان تک برداشت
کرون مین بندہ بشر ہون بس رحم کر اور نجات دے یا تو کسی اپنے خاص بندے کو روانہ کر
کہ وہ آکر مجھکو اس سے رہا کرے یا ملک الموت آئین وہ میری روح قبض کرین اب مین بہت
اس کشاکش سے عاجز ہون یہ جو صدا نقابدار کے کان مین آئی ایسی دردناک اور پُر تاثیر
صدا تھی کہ اُسکو سُنتے ہی نقابدار کا دل ہل گیا قلب تھرانے لگا یہ خیال کیا کہ یہ کوئی کسی صفت

آفت مین مبتلا ہی کہ یون ہلاک ہلاک کر دعا کر رہا ہی اپنی جان سے عاجز ہی اسکی خبر لینا ضرور ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُن مرد بزرگ نے جو خواب مین فرمایا تھا کہ جو راہ مین گذرے اُسکا خیال رکھنا یہ وہی امر ہی ہم لوگ حلال مشکلات کہلاتے ہین ہمکو لازم ہی کہ ہر دردرسیدہ کی کمک کرین اسکی کمک کرنا اور اس عذاب الیم سے کہ جسمین وہ مبتلا ہی نجات دینا پر ضرور ہی یہ خیال کرکے درہ کوہ پر آ لئے مرکب پر سے اُترکر اندر اُس پہاڑ کے آ گئے دیکھا کہ وہ درہ بہت پربہار ہی ہر طرف سبزہ زار ہی ہر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے اور خیال کیا کہ یہ کیا سبب تھا کہ بیرون درہ تو صدا آ رہی تھی اندر جو آ گئے تو کسی کو نہ پایا نہ وہ صدا آتی ہی یہی خیال کر رہے تھے کہ ایک طرف سے وہ صدا آئی اُسی طور سے یہ اُس آواز پر چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ انھون نے دیکھا کہ اُس پہاڑ مین ایک سہ دری ہی اُس سہ دری مین ایک دروازہ لگا ہوا ہی اُس دروازے کے اندر سے یہ صدا آتی ہی بس یہ اُس سہ دری مین آ گئے قریب اُس دروازے کے آکر جو سُنا تو کوئی زور زور سانس لے رہا ہی بس انکو وہ صدا جو سانس کی تھی ایسی معلوم ہوئی کہ جیسے قلب پر نشتر لگا انھون نے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو دروازہ کو بند پایا ایک بڑا سا قفل لگا ہوا ہی انھون نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کسی مقام پر اِس قفل کی کلید ہو انھون نے کلید نہ پائی بس انھون نے بیقرار ہوکر اُس قفل کو پکڑ کر جو جھٹکا دیا وہ قفل شکست ہوکر انکے ہاتھ مین آ گیا بھلا انکی قوت کے روبرو اُسکی کیا اصل تھی انھون نے قفل کو توڑکر کنڈی کھولی اور کنڈی کھول کر دروازہ کھولا کہ اُس آفت رسیدہ نے ایک زور سے آہ کی اور کہا کہ وہ کمبخت پھر آئی کہ جس نے مجکو اس بلا مین مبتلا کر رکھا ہی مین تو کبھی اُسکی آرزو بر نہ لاؤنگا چاہیے وہ مجکو قتل کرے جان سے جانا منظور ہی مگر اُسکی امید پوری کرنا کسی طور سے گوارا نہین ہی اے خدا کاش تو لے میری اجل بھیجدی ہوتی کہ مین اُسکے آنے سے قبل مرجاتا اُسکی صورت نہ دیکھتا یہ کہکر وہ آفت رسیدہ رونے لگا کہ نقابدار بسم اللہ کہکر اندر اُس کوٹھری کے آ لئے وہ کوٹھری نہایت تاریک تھی دوسرے روشنی سے آئے تھے کچھ نہ معلوم ہوا جب کچھ دیر قیام کر لیا اب دکھائی دینے لگا دیکھا انھون نے کہ وسط مین اُس کوٹھری کے ایک جوان کوئی برس سولہ یا سترہ کا سین اُسکا اور چہرہ مثل آفتاب کے روشن مسین ابھی کچھ کچھ نمایان ہین گل رخسار صاف ہین باغ جوانی پر ابھی سبزہ نہین آیا ہی وہ اُسکے عارض صاف صاف آفتاب کو ماند کرتے ہین اُسکے چہرے کے حسن سے وہ مقام روشن ہی ایک بہت نفیس قبا جسم مین تھی چوہیجنہ کیا ہوا چت پڑا ہی اور ایک سنگ گران اُسکے سینہ پر رکھا ہوا ہی کہ جسکے سبب سے وہ حرکت نہین کر سکتا ہی اور نہ پورے طور سے سانس لے سکتا ہی پڑا ہوا ہی یہ نہایت بےبس و ناچار ہی ہاتھون مین ہتھکڑیاں اور پاؤن مین بیڑیان ہین اور گلے مین طوق ہی وہ طوق آہنی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہالہ گرد ماہ کے ہی کچھ اسباب ضروری ایک طرف اُس کوٹھری کے رکھا ہوا ہی کچھ استخوان پڑے ہوئے ہین یہ دیکھکر نقابدار کو حال پر اُس جوان کے رحم آیا کیونکہ اُسکی آہ دردناک پہلے ہی اثر اپنا کر چکی تھی انھون نے اُسکے حال پر ترس کھا کر اور جھپٹکر وہ سنگ گران اُسکے سینہ پر سے اُٹھایا اور ایک مرتبہ اُسکی وہ زنجیر جو کہ اُسکے ہاتھ پاؤن مین پڑی ہوئی تھی اور اُن حلقون سے بندھی ہوئی تھی ایک دم مین مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالی اور اُسکے سینہ پر سے جو پتھر کا بار کم ہوا اُسکو غش آ گیا اور دوسرا سبب یہ تھا کہ اُسنے دیکھا کہ ایک

بجوان نقابدار نے آکر میرے سینے پر سے پتھر ہٹایا اسکو نہایت خوشی ہوئی فرط خوشی سے غش
آگیا اس عرصہ مین نقابدار نے وہ زنجیرین بھی شکستہ کین ہتھکڑیان بھی بیڑیان بھی گلے کا طوق
بھی مگر اسکو ہوش نہ آیا اتبو نقابدار مجبور ہوئے کہ کیا تدبیر کرون کہ اسکو ہوش آئے ادھر ادھر
دیکھنے لگے انھون نے دیکھا کہ طاق پر ایک شیشہ رکھا ہوا ہی انھون نے اسکو اٹھکر طاق پر سے
اتارا اسکو جو سونگھا تو اسمین کیوڑا تھا انھون نے اسکا منھہ کھول کہ چند قطرے کیوڑے کے اسکے
منھہ مین ٹپکائے ایک چھینٹا دیا کہ اسنے آنکھ کھولی اور اپنے کو کھولا ہوا دیکھکر خیال کرنے لگا کہ شاید
مین خواب دیکھ رہا ہون بھلا یہ کب میرا مقدر ہی جو مین دیکھ رہا ہون میری ایسی قسمت کب ہی اور اس
فلک ناہنجار سے کب ایسی امید ہی کہ یہ دن مجکو نصیب ہوگا اسی طور سے تڑپ تڑپ کر مر جاؤنگا اور
کوئی خبر نہ لیگا وہ خواب میرا ایسا تھا ابھی تک اسکا کچھ ظہور نہوا مجھے تو خدا سے نا امیدی سے یہ امید
تھی کہ وہ مجکو اس عذاب مین مبتلا رکھیگا کیونکہ مین تو بت پرستی و آفتاب پرستی پر ہزار ہزار لعنت
کرتا ہون اور مین نے دین اسلام قبول کیا ہی اور یہ شرط مین نے اپنے دل مین کی ہی کہ اگر مین
اس بلا سے نجات پاؤنگا تو مذہب اسلام کو قبول کرونگا اور مذہب آفتاب پرستی کو ترک کر دونگا دین
اسلام کے رواج دینے مین کوشش کرونگا یہ حسرت میری میرے دل مین رہی جاتی ہی اور نہین
معلوم اس آفت رسیدہ بانصیب پر کیا گذر رہی ہوگی یہ جب اسنے کہا نقابدار نے سب اسکی تقریر
سنی فرمایا کہ ای بھائی ذرا آنکھ کھول اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھ کہ اسنے کیونکر تجکو اس بلا سے عنقریب
سے نجات دی وہ ایسا کریم ہی کہ جہان بندے نے اسکا نام لیا اور اسکی طرف دل کو رجوع کیا بندہ
کیسی ہی مصیبت مین مبتلا ہو وہ مصیبت ایک پل مین آسان ہو جاتی ہی وہ بڑا رحیم و کریم ہی ہر بندے
پر اپنے وہ کرم کرتا ہی کیونکہ اب تو نے اپنے قلب کو آلائش کفر سے پاک کیا ہی اور پاک کرکے
اسکی محبت کا ذخیرہ کیا اسنے تیرے حال پر رحم کیا مجکو تیری کمک کے لیے روانہ کیا کہ مین تیری
مدد کرون اور اس بلا سے تجکو نجات دون میری بھی یہ طاقت تھی کہ مین یہان آسکتا اور تیرے
حال سے آگاہ ہوتا یہ صرف اسکی بندہ پروری اور عنایت ہی کہ مجھ جیسے ذرہ بیمقدار کو یہ مرتبہ دیا
کہ لوگون کی مصیبت مین مدد کرون اور انکے اوپر جو بلا ہو اسکو دفع کرون یہ اسکی سب مہربانی
وشان کبریائی ہی ورنہ مین کہان اور یہ صحرا کہان اور میرا آنا ادھر کیسا اگر اسنے مجکو تمھاری مدد کے
لیے اپنے فضل و کرم سے یہان پر پہونچایا اب اٹھو اور اسکا شکر ادا کرو کہ اسنے بڑے سخت عذاب
سے اپنے فضل و کرم سے نجات دی اور اب اپنی حالت بیان کرو کہ کس ظالم و ستمگر و ناترس نے
تمکو اس حال سے یہان قید کیا تھا اور اسکا سبب کیا تھا وہ بڑا سخت دل اور بے رحم ہی جسنے تم
ایسے گل رعنا کو یون خار بلا مین مبتلا کیا اور تم ہو کون اور کس مقام کے رہنے والے ہو اور یہ قید
سخت کس جرم مین تمپر کی گئی وہ کونسی ایسی خطا تمنے کی تھی کہ جسکی یہ سزا تمکو دی گئی اب تم یہ نہ
خیال کرنا کہ مین پھر اس بلا مین مبتلا ہونگا جبتک میرے دم مین دم ہی اور کسی کی یہ مجال نہین ہی
کہ کوئی تمھاری طرف نگاہ کج سے دیکھ سکے مریخ فلک کی بھی یہ قدرت نہین دیو اور جن و بشر کی
کیا اصل ہی اگر اسکی مرضی ہی تو کوئی تمھین آزار نہین پہونچا سکتا ورنہ مین اور تم دونون اسکے
حکم سے ناچار رہین ایسے ایسے کلام تشفی و تسکین آمیز جو نقابدار نے اپنی زبان سے فرمائے ایسی
شیرین زبان مین کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا ہی دوسرے وہ تو خود اسی فکر مین تھا کہ یہ خواب ہی یا

عالم بیداری ہو اب جو اُسنے یہ تقریر دلپذیر اپنے کانون سے سُنی یا تو اس فکر مین اپنی آنکھین بند
کیے ہوئے تھا کہ مین خواب دیکھ رہا ہون وہ تقریر یاس و حسرت کر رہا تھا کہ ایکمرتبہ آنکھین
کھولدین اور اپنے برابر ایک جوان لقا بیدار کو فرش خواب پر بیٹھے ہوئے پایا بس ایک مرتبہ
اُٹھکر قدم لقا بیدار پر گرا اور قدم چومنے لگا اور کہنے لگا کہ خداوند کریم آپکی عمر مین برکت
دے آپنے وہ احسان میرے ساتھ کیا کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا ہو آپ نے اُس عذاب
الیم و بلاے عظیم سے میری جان بچائی ہو کہ جسکا بیان نہین کر سکتا ہون آپ نے وہ کام کیا ہو
کہ تا بہ عمر مین اِس احسان سے سبکدوش نہونگا اس ناچیز کی عمر تجہہ سے ہوئی ورنہ مین اسی مقام
پر تڑپ تڑپ کے مرجاتا کسی کو میرے مرنے کی خبر بھی نہوتی یہ کہکر قدم پر جو گرا تو لقا بیدار نے
اُسکا سر قدم پر سے اُٹھا کر سینہ سے لگا یا اور فرمایا کہ ای بھائی یہ بھی کوئی احسان تھا مین نے کیا
جان بچائی میرے خدا نے تیری جان بچائی اُسنے مجھکو ادھر روانہ کیا اور تمہاری صدا میرے کان
تک پہونچائی ورنہ یہ وہ مقام تھا کہ یہان کی صدا کسی کے کان تک نہین جا سکتی تھی کیونکہ اُس
ظالم نے تمکو ایسے مقام پر قید کیا تھا دوسرے سنگ گران تمہارے سینہ پر رکھا ہوا تھا کہ جسکے
سبب سے تم کلام نکر سکتے تھے بلکہ آواز کا نکلنا دشوار تھا اُسنے عرض کیا کہ دراصل یہ آپکے
خدا کی قدرت تھی اب معلوم ہوتا ہو کہ آپ بھی خدا پرست ہین یہ سُنکر لقا بیدار نے فرمایا کہ یہی مذہب
حق ہو جو کہ میرا ہو اور سب مذہب باطل ہین جب تو نے شرط کی تھی کہ مین تصویر پرستی ترک
کرونگا اور دین اسلام اختیار کرونگا اُسکی برکت سے خداوند کریم نے رحم کیا اور اِس عذاب
سے نجات دی اب یہ تو بیان کرو کہ وہ کون ظالم ہو جسنے تمکو اس عذاب مین مبتلا کیا سب حال
بیان کر یہ جو لقا بیدار نے کہا اُس جوان نے کہا کہ مین کیا عرض کرون واسطہ تمکو اپنے خدا کا
جلد اس مقام پر سے تشریف لیجاؤ کیونکہ وہ ظالمہ آتی ہوگی اور مجھکو جو اس قید سخت سے رہا
اور آپکو میرے پاس دیکھے گی تو بہت برہم ہوگی اور بیکار آپکی دشمن جان ہوگی وہ بہت
بڑی ظالمہ اور ستم پیشہ ہو اُسکو کسی پر رحم نہین آتا ہو جب اُسنے مجھ ایسے جوان پر رحم نہ کیا اور
اس بلا مین مبتلا کیا تو آپکی ضرور قاتل ہوگی کیونکہ آپ نے تو مجھکو اِس بلا سے نجات دی گویا وہ
اب آپکی دشمن ہوگئی میرے ساتھ جو آپ نے یہ دوستی کی یہ امر اُسکو بہت ناگوار ہوگا اس سے کیا
حاصل کہ آپ میرے لیے اپنے کو اِس عذاب مین مبتلا کرین مجکو اسی مقام پر چھوڑ دیجیے اور
آپ تشریف لیجائیے جو کچھ مجھپر گذریگا مین اُسکو برداشت کرونگا کیونکہ یہ ممکن نہین کہ مین اُسکے
پنجہ سے نجات پاؤن جہان جاؤنگا وہ مجھکو اس مقام پر سے لے آئیگی پھر اس سے کیا حاصل
لقا بیدار نے فرمایا کہ کیا تاب و طاقت اُسکی کہ وہ اب کوئی حرکت تمہارے ساتھ کر سکے
اگر آتی ہو تو آنے دو اپنا سر اپنے کنار مین دیکھے گی اور یہ تو بیان کرو کہ وہ کون ہو اُس جوان
نے عرض کیا کہ ای جوان رعنا ای میرے محسن ای میرے جان بخش آپکی صورت اور اُس صاحب
خواب کی کہ جسنے آکر مجکو عالم خواب مین اِس عذاب سے نجات دی تھی اور دین اسلام
تلقین فرمایا تھا بہت مشابہ ہو اُس جوان رعنا کی ہدایت سے مین نے دین اسلام قبول کیا
تھا اور یہ تہیہ کیا تھا کہ اگر اس عذاب سے نجات پاؤنگا تو اپنے مذہب کو ترک کرونگا اور
دین اسلام قبول کرونگا بس خدا نے میری دعا قبول کر لی اور مجکو اس عذاب سے نجات

دی

مین اُس عالم مین بھی خیال کر رہا تھا کہ میرا خواب کیسا تھا کہ ابھی تک اُسکا ظہور نہوا گو مین نے یہ قصد
کیا تھا مگر خداے نادیدہ نے میرے حال پر رحم نہ کیا مگر دراصل وہ خواب بہت سچا اور ٹھیک تھا
بس اب آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے اس ناچیز و حقیر کو آگاہ فرمائیے اور طریقہ دین اسلام
تعلیم فرمائیے تاکہ مین جو دنیا پر سے اُس ظالم و ستمگر کے ہاتھ سے جاؤن تو عالم کفر مین نہ جاؤن بلکہ
باایمان کیونکہ اس امر کا یقین کلی ہو کہ مین اُسکے ہاتھ سے نہ نجات پاؤنگا ضرور قتل ہونگا اس عذاب سے
تو میرا مرنا بہتر ہی نقابدار یاقوت پوش نے فرمایا کہ تم اسکا غم نہ کرو اب وہ تمھارے ایک بال
کو بھی نہین پا سکتی ہو تم اس امر سے بالکل بیخوف ہو جاؤ اُس جوان نے عرض کیا کہ مجکو جلد آپ
آگاہ فرمائیے وہ بلاے بیدرمان آئی ہوگی شعر اگر شاہی شہا آخر چہ نام است * اگر راہی ترا منزل
کدام است * یہ سنکے نقابدار نے فرمایا کہ اے جوان آگاہ ہو مین ایک اُس خداے کریم کا عبد
ہون خداوند جلیل کا ایک عبد ذلیل ہون مجکو سب نقابدار یاقوت پوش کہتے ہین میرا یہی کام
ہو کہ مین صحرا صحرا پھرا کرتا ہون ہر ایک بندے عاجز کی اُسکے فضل و کرم سے کمک کرتا ہون اور مین
اُس خاندان عالی سے ہون کہ جسکے بزرگ ہمیشہ ہر ایک بندے کی اُس خدا کے فضل سے
غیرون کے لیے کمک کرتے تھے اور اپنے اوپر مصیبت لیتے تھے مین اُنھین کا نام لینے والا ہون مین
اپنے تئین ظاہر نہین کر سکتا ہون کیونکہ اسمین ایک بھید ہو جب اُسکو ظاہر کرنے کا وقت آئیگا خود بخود
ظاہر ہو جائیگا چنانچہ مین ایک ضرورت سے لشکر لیے ہوئے ایک مہم پر جاتا تھا کہ اتفاق سے اس
مقام پر پہونچا تمھاری گریہ و زاری کی صدا میرے کان مین آئی مجکو فکر ہوئی کہ مین جا کر اس درد
رسیدہ اور آفت رسیدہ کی کمک کرون اور دریافت کرون کہ یہ کون بندۂ بیکس اور مظلوم ہو کہ یون
رو رہا ہو اور اپنی جان سے عاجز ہو فضل خدا سے مین نے آکر تمکو اس عذاب سے نجات دی لیکن اب
جلد اپنی حالت بیان کرو کہ تم کون ہو کیونکہ میرے لشکر کے لوگ میری تلاش کر رہے ہونگے وہ
لوگ پریشان ہونگے مین اپنے لشکر مین جاؤن اور تم بھی میرے ہمراہ چلو اُس مقام پر سب اپنی
حالت بیان کرنا اور مین تمکو مذہب اسلام کے طریقہ بھی تعلیم کرونگا یہ نہ خیال کرنا کہ مین کسی خوف
سے یہان سے جانے کا قصد کرتا ہون مجکو کسی کا خوف نہین ہو اُس جوان نے کہا کہ یہ تو مین جانتا
ہون کہ آپ کسی سے خوف نہین کرتے ہین مگر کیا ضرورت ہو بسم اللہ تشریف لیچلیے مین بھی
آپ کے ہمراہ ہون مین آپکے لشکر مین چلکر اپنی حالت آپ سے عرض کرونگا ہان یہان دیر نہ
فرمائیے تشریف لیچلیے کیونکہ میرا دم اُسکے خوف سے نکلا جاتا ہو یہی خوف ہو کہ اب آئی جب آئی ادھر
مین نے اُسکی صورت دیکھی اِدھر میری روح قالب سے پرواز کر گئی وہ بڑی ظالمہ اور بدشکل
ہو آئی ہوگی جب مین آپکے لشکر مین پہونچ جاؤنگا مجکو اس امر سے اطمینان ہوگا میری روح یہ
خیال کرکے نکلی جاتی ہو مجھ سے بات نہین کیجاتی ہو بسبب خوف کے نقابدار نے فرمایا کہ چلو
یہ کہکر نقابدار نے قصد اُٹھنے کا کیا تھا کہ وہ جوان اُٹھ کھڑا ہوا تھا کہ ایک مرتبہ تمام زمین کو زلزلہ
سا ہوا وہ کوہ کانپنے لگا ہوا زور سے چلی آندھی اُٹھی برق کی چمک ہونے لگی رعد کی گرج سنگ باری
ہونے لگی یہ حالت دیکھکر اُس جوان کی تو یہ حالت ہوئی کہ مانند بید کانپنے لگا تمام جسم مین تھرتھری
پڑ گئی مُنھ پر مردنی چھا گئی چہرہ زرد ہو گیا یہ عالم ہوا کہ کلام نہین کیا جاتا ہو یہ کہکر وہ گر پڑا کہ اے
میرے جان بخش وہ نکاد آ گئی جسکا خوف تھا مجکو بچائیے میری قاتلہ آ گئی یہ جو نقابدار نے

سنا کہ کہان آتی ہے اُسنے کہا کہ یہ اُسی کے آنیکی علامت ہے نقابدار نے فرمایا کہ کیا کوئی وہ ساحرہ
ہے اُسنے عرض کیا کہ جی ہان مگر اس طرح کہا کر پوری بات منھ سے نہ نکلی تھی کہ وہ آندھی برطرف ہوئی
یہ تو غش کھا کر گر پڑا نقابدار نے اُٹھا کر اُسکو اپنی پشت پر لیا کہ دیکھا ایک تخت اُس پہاڑ
کی طرف سے پیدا ہوا اُسپر دیکھا کہ ایک عورت بدشکل نہایت کہ یہ مشتلہ بیٹھی ہوئی ہے گلے مین
اُسکے سانپ کالے کوڑیالے پڑے ہوئے ہین نقابدار نے اسکی صورت دیکھکر کہا پناہ بخدا
خدا اُدھر وہ ملکہ شیطان کی خالہ تخت پر سے اُتری اور طرف اُس در کے چلی یہان
نقابدار بلاخوف و خطر اُسکو پشت پر لیے ہوئے کھڑے ہین وہ جو قریب اُس در کے آئی اُسنے
دیکھا کہ کوٹھری کا دروازہ وا ہے یہ دیکھکر اسکو خیال ہوا کہ کون ہے جسنے میرے قیدی کو آکر رہا کیا
اور دروازہ کھولا بہت برہم ہوئی اور یہ کہتی ہوئی چلی کہ وہ کون اجل رسیدہ تھا کہ جسنے یا ہو لستا
سکے قیدی کو رہا کیا اور بہت خوف نہ کیا اگر بڑا جوان مرد ہے تو وہ میرے سامنے اُسے لے
اور یہ چوری سے کام کرنا کیا امر تھا اُسکو یہ خیال ہوا تھا کہ کوئی میرے قیدی کو رہا کرکے لیگیا بس
اس غصہ سے چلی تھی جیسے ہی کوٹھری مین قدم رکھا اسکی نگاہ نقابدار پر پڑی اسنے ایک جوان
رعنا کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہے اور میرا معشوق اُسکی پشت پر زمین پر پڑا ہوا ہے اور وہ جو جوان کھڑا ہوا
ہے اُسکے منھ پر نقاب پڑی ہوئی ہے باوجودیکہ نقاب پڑی ہوئی ہے اُسپر بھی حسن کا یہ عالم ہے کہ تمام
وہ مقام جہان وہ کھڑا ہے روشن ہے اُسکی اس نقابدار کے روبرو کوئی حقیقت نہین ہے ایسا حسین
ہے اور اُس سے کمسن بھی ہے یہ دیکھکر فریفتہ ہوگئی وہ جو غصہ تھا وہ بالکل برطرف ہوگیا اور ایک مرتبہ
ہنس کر کہنے لگی کہ ارے ظالم تجھکو میرا خوف بھی نہوا کہ مین جو اسکو رہا کرتا ہون جسنے اسکو قید کیا ہے
وہ جو آئیگا اور اسکو جو آزاد پائیگا تو اس جرم کی سزا دیگا کوئی بھی ایسا کرتا ہے کہ پرائے قیدی کو بدون
اُسکی اجازت کے رہا کر دیتا ہے اور بلاخوف و خطر اُس مقام پر کھڑا رہتا ہے لیکن اسی مین بہتر ہے کہ تو
میرے وصل کو قبول کر مین تیری اس خطا کو معاف کر دونگی مین نے جب سے تجھکو دیکھا ہے تیرے اوپر
عاشق ہو گئی ہون میری آرزو پوری کر مین نے اس جرم سے تیرے درگذر کی اور معاف کیا یہ جو اُسنے
کہا اور طرف نقابدار کے ہاتھ پھیلا کر یہ کہتی ہوئی چلی کہ اے جان جہان و آرام دل مشتاقان
آ میرے گلے سے لگ جا اور اپنے عارض رنگین کے بوسے دے میری جان تیرے اوپر جب سے
مین نے تجھکو دیکھا ہے جاتی ہے مین اسکی محبت بھی بھول گئی ہون تو تو اس سے بھی زیادہ خوبصورت
اور حسین ہے نقابدار نے جواب دیا کہ او لکا تہ الگ رہنا میرے قریب نہ آنا ورنہ پچھتائیگی تو کیا
میری خطا کو معاف کریگی تو کیا میرے اوپر رحم کریگی دیکھ اسی مین خیریت ہے کہ میرے سامنے سے
چلی جا ورنہ میرے ہاتھ سے دکھ اُٹھائیگی مین تجھکو قتل کر دونگا تو بڑی ظالمہ معلوم ہوتی ہے کہ بندگان
خدا کو لاکر اسطور سے بلا مین مبتلا کرتی ہے تیرے دل مین بالکل رحم نہین ہے ایسے انسان سے کوئی
ایسی حرکت کرتا ہے یون گرفتار بلا کرتا ہے مین نے آکر اُسکو رہا کیا اگر مین نہ آتا تو وہ مر جاتا تو کیا محبت
مجھسے کریگی بلکہ مین تجھسے یہ کہتا ہون کہ تو اگر میری اطاعت کرے اور دین ساحری پرستی ترک
کرے اور سحر ساحری سے توبہ کرے تو مین تیرے قتل سے باز آؤن ورنہ مین تجھکو زندہ نہ رکھونگا
تو میرے ہاتھ سے ضرور قتل ہوگی کیا مجال تیری کہ جو تو میرے قریب آسکے معلوم ہوا کہ تو بڑی ہی
حرامزادی ہے تو کیا میری محبت کریگی یہ تیرا طریقہ ہے کہ جہان کسی حسین و خوبصورت کو دیکھا اُسپر فریفتہ

تیری الفت کا اعتبار کیا ابھی تو تو اسپر فریفتہ تھی اسپر یہ ظلم کر رہی تھی کہ وہ قریب مرگ تھا اب مجکو جو
دیکھا تو میرے اوپر فریفتہ ہو گئی میری الفت کا دم بھرنے لگی تیرا کیا اعتبار معلوم ہوا کہ تو شہوت پرست
ہی خداوند کریم تجکو غارت کرے مجھسے یہ امید نہ رکھنا مین تیری آرزو کبھی نہ بر لاؤنگا بلکہ اسکے عوض
مین مین تجکو قتل کرونگا وہ ہنسی اور کہا کہ این گل دیگر شگفت یہ تجکو قتل کیونکے سچ ہی کہ معشوق ایسے طور
سے عاشق سے ناز و کرشمہ کرتے ہین تو نے جو دیکھا کہ مین تیرے اوپر فریفتہ ہون تو نے ناز کرنے
شروع کیے جو ناز کریگا مین اُسے اُٹھاؤنگی بلکہ تیری خاطر سے مین نے اِسکو بھی رہا کیا ورنہ یہ تمام
عمر زندہ رہا ہوتا جبتک میری آرزو نہ پوری کرتا تو تو مجکو قتل کر چکا ہی اور سچ تو یہ ہی کہ تو کرچکا ہی کہ مین
تجکو قتل کرونگا اور کیا قتل کریگا کیونکہ مین تیری تیغ ابرو کی گھائل ہون تیری تیر نگاہ نے میرے
قلب و جگر کو گھائل کر دیا ہی اور کیا قتل کریگا نقابدار نے فرمایا کہ کیون بیہودہ بکتی ہی تو کیا اُسکو میری
خاطر سے رہا کریگی ابھی تو اُسکا ایک تار لباس نہین پا سکتی ہی اسپر تیرا دسترس ہونا غیر ممکن ہی ایک آن
مین تیرا کام تمام کرونگا میرے تیر نگاہ نے نہ میرے تیغ ابرو نے گھائل کیا ہی بلکہ مین تجکو اپنی تلوار
سے قتل کرونگا اگر تو میرے کہنے پر عمل نہ کریگی بس اسی مین بہتر ہی کہ تو دین اسلام قبول کر اگر قبول
کریگی اور سامری پرستی ترک کریگی اور سحر و ساحری سے توبہ کریگی تو تیری جان بچیگی ورنہ میرے
ہاتھ سے قتل ہوگی دوسرے یہ امر کہ آجتک میرے خاندان مین کسی نے ساحرہ سے عقد و نکاح
نہین کیا ہی جو مین کرون یہ امید بالکل قطع کر یہ آرزو کبھی نہ پوری ہوگی اسی امید مین تیری جان جائیگی
بلکہ یہ امر میرے مذہب اور طریقہ کے خلاف ہی مین اسے کبھی نہ گوارا کرونگا یہ جو نقابدار نے فرمایا
اُسنے جواب دیا کہ لو اور سنو کہ یہ مجھے قتل کرینگے اب معلوم ہوا کہ تو خدا پرست ہی بس تیرا ابھی قتل مجہپر لازم
ہی تو یون نہ مانیگا جبتک اس امر کی سزا نہ پائیگا تو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہی بس اپنی زبان کو بند
کر مین مروت کرچکی از براے سامری و جمشید میرے اوپر رحم کر میرے کہنے پر عمل کر نقابدار
نے فرمایا کہ تجھپر بھی لعنت ہی اور تیرے سامری و جمشید پر ہزار ہزار لعنت ہی اب میرے روبرو اُسکا
نام نہ لینا اور ہزارون دشنام مغلظ اُسکو دین اور سامری و جمشید کو دین اب تو اسکو غصہ آیا اور کہا
کہ تو یون نہ مانیگا بدون سزا پائے ایک خطا کی دوسرے یہ سرزوری اور میرے روبرو خدایان نامدار
کا نام لیتا ہی اور خداوندون کو دشنام دیتا ہی نقابدار نے کہا کہ تیری اور تیرے خداوندون کی ایسی تیسی
کرون وہ میرا کیا کر لینگے اور تجھسے تو میرا ایک بال بھی بیکا نہوگا اور نہ تیرے خداوند کچھ کرسکتے ہین
اُسنے کہا کہ اپنی زبان کو بند کر مین اس امر کا لحاظ کرتی ہون کہ تیرے اوپر میرا دل آیا ہی اور تیری
محبت میرے قلب مین پیدا ہوئی ہی صرف اسکی مروت ہی ورنہ اس سے بدتر تیرا حال کرتی اور ایسی
تیری حالت کرتی کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال پر رحم کھاتے اور مجکو تیرے حال پر رحم
نہ آتا یون مین تجکو قتل کرتی مگر کیا کرون کہ مجبور ہون کہ تیری الفت میرے قلب مین ایسی پیدا ہوئی
ہی کہ جس سے ناچار ہون نقابدار نے کہا کہ تو کیا میری ایسی حالت کرتی اور میرے حال پر کیا
مرغان ہوا و ماہیان دریا رحم کھاتے اور تجکو نہ رحم آتا بس اب اپنی زبان کو بند کر اور جدھر سے آئی
ہی اُسی طرف چلی جا اسکو غنیمت جان کہ مین تجکو زندہ جانے دیتا ہون یہ جو نقابدار نے کہا بس اُسنے
اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ یون نہ مانیگا جبتک اسکو کچھ سزا نہ ملیگی اُسوقت تک یہ نہ مانیگا یہ دل مین
تصور کر کے اور یہ خیال کر کے کہنے لگی کہ اچھا مین دیکھتی ہون کہ تو مجکو سزا دیتا ہی یا مین نہین معلوم

تو کس امر پر اسقدر مغرور ہی ہان سچ ہی جو صاحب حسن ہوتا ہی وہ اپنے حسن پر مغرور ضرور ہوتا ہی
تجکو اپنے حسن کا غرور ہی خیر جو تیرا جی چاہے کہ لے مین تیرے کہنے کا برا نہین مانتی ہون خداوند
سامری نے تیری محبت میرے قلب مین کردی ہی مین لاکہ چاہتی ہون کہ تو میرے کہنے پر عمل کرے
اور مین تیرے اوپر کسی قسم کا ظلم نہ کرون مگر مین یہ خیال کرتی ہون کہ یہ کسطرح مجھ سے ہوگا کہ کچھ تجکو
سزا دون میرا دل گوارا نہین کرتا ہی کیا کرون کیا نہ کرون نقابدار نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتی ہے
اپنی زبان کو بند کر وہ تیرا خداوند کیا گیدی تہا اور کیا مسخرہ ہی جو کسی کی محبت وہ تیرے دل مین کریگا
اُس بچہ شیطان کو اپنے حال کی تو خبر نہ تھی کہ ہمارا کیا انجام ہوگا وہ ناری نار جہنم سے جل رہا ہوگا اور
ایک عالم کو گمراہ کر رکھا تھا بہت سے لوگ بروز قیامت اُسکے ہمراہ ہونگے اور تیرا قتل کرنا میرے
مذہب اور میرے طریق مین بہت اچھا اور ثواب ہی اور بڑا اجر عظیم مجکو ملیگا نقابدار نے جو یہ کہا
اُسنے کہا کہ خیر جو کچھ ہو سو ہو مین تجکو سزا دیتی ہون یہ امر ضرور ہی کہ بعد تیرے مین بھی اپنے کو ہلاک
کرونگی کیونکہ پھر مجھ سے یہ نہوگا کہ تجھ ایسا حسین دنیا پر نہو اور مین ہون یہ غیر ممکن ہی نقابدار نے
جواب دیا کہ تو کیا سزا دیگی اور تو خود دنیا پر نہوگی یہ سنتا تھا کہ ایک مرتبہ اُسنے اپنی جھولی پر ہاتھ
ڈالا جیسے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا نقابدار نے کہا کہ پہلے اپنی صورت تو دیکھ لے کہ کیا خوبصورت ہی کیونکہ
اسکو تو یہ خیال تھا کہ مین بہت خوبصورت ہون بلکہ نقابدار سے جب تقریر کی تھی تو یہ بھی ظاہر
کیا تھا کہ تجھ ایسی خوبصورت وحسین وشکیل وجوان عورت تجکو نصیب نہوگی پریان قاف کو میری
صورت حسین دیکھکر حسد ہوتا ہے اور میرے نظارے کو آتی ہین اور بڑے بڑے شاہان
جلیل میری امید وصل کرتے تھے اور کرتے ہین مین اُنکو کسی طور سے قبول نہین کرتی ہون یہ تیرا
نصیبہ ہی کہ مین خود تیرے وصل کی آرزو کرتی ہون اور تو ایسے کلام کرتا ہی مین اُنکو بھی گوارا کرتی
ہون اور قبول کرتی ہون مگر تو راضی نہین ہوتا اسکا یہ سبب تھا جو اُسنے اپنی صورت کی تعریف
کی تھی کہ جب وہ اپنے مقام پر سے چلی تھی تو اپنے کو سحر سے آراستہ اور خوبصورت بنا کر چلی
تھی اور ایسی حسین بنی تھی کہ اگر فرشتہ آسمانی بھی اُسکو دیکھتا تو فریفتہ ہو جاتا اُسنے اپنا حسن عابد فریب
زاہد کش بنایا تھا اس خیال سے کہ جو میرا معشوق ہی وہ شاید آج کے حسن پر فریفتہ ہو کر مجھ سے وصل
حاصل کرے اور اپنی زینت اس لباس اور اس زیور سے کی تھی کہ گلے مین تو کرتی تھی نیلی رنگی ہوئی
اور سر پر دوپٹہ بھی نیلا رنگا ہوا اور پاؤن مین پائجامہ تھا جو کہ عوام مین لہنگا کہلاتا ہی گھٹنون سے اونچا
وہ بھی نیلا مگر سحر سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ لباس زربفت وکمخواب پہنے ہوئے ہی لباس تو یہ تھا اور
زیور یہ تھا کہ بجاے طوق کے اور ہیکل کے گلے مین سانپ تھے اور بجاے ٹیکے کے پیشانی پر عقرب
سیاہ سے تھے یہ بھی اسکا خط تقدیر تھا اور بجاے بالیان وغیرہ کے کانون مین پیاز کی آنٹ یا ان
تھین سوت مین گندھی ہوئی ہاتھون مین بجاے کڑے وکنگن کے سانپ لپٹے ہوئے تھے
پاؤن مین لوہے کے کڑے پڑے ہوئے تھے سر مین ناریل کا یا کڑوا تیل پڑا تھا اور وہی تیل تمام
جسم مین ملا ہوا تھا کہ اُسکی بدبو سے دماغ پریشان ہوا جاتا تھا اور صورت اُس ملعونہ کی ایسی تھی
کہ جو کوئی اُسکو دیکھے صورت اُسکی دیکھکر قے آجائے کالی صورت جیسے شب دیجور اسپر چیچک کے
داغ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی جانور نے منہ کو پنجون سے نوچا ہی موٹے موٹے ہونٹ بڑے بڑے
دانت منہ سے باہر نکلے ہوئے ناک یہ معلوم ہوتی تھی کہ گویا ایک رفل دونالہ رکھا ہوا ہی آنکھین

چھوٹی چھوٹی زیرہ ایسی بڑا قد دونوں پستان ایسے تھے کہ دو بیگن بریان معلوم ہوتے تھے وہ زیر ناف تک لٹک کر آ گئے تھی اسی طور سے ہر اعضا کو خیال کرنا چاہیے وہ مقام بھی کسی مکان کے منڈ اس کا مرتبہ رکھتا ہوگا ایسا کشادہ ہوگا کہ ہاتھی چلا جائے ایسی تو حسین تھی مگر وہ اپنے نزدیک سحر سے اپنے کو خوبصورت بنا کر آئی تھی اسی سبب سے اُسنے اپنی تعریف کی تھی دوسرا امر یہ تھا کہ جب کلام کرتی تھی منھ سے ایسی بوئے بد آتی تھی کہ دماغ پھر جاتا تھا باوجودیکہ وہ کھڑی تھی یہاں نقابدار کو وہ صورت حسین تو نظر نہ آئی بسبب اُس لوح یاقوت کے اصلی صورت نظر آئی تھی اسی سبب سے تو نقابدار نے کہا کہ اپنی صورت تو دیکھ کیسی ہے تو بہت تعریف کرتی ہے مجھکو تو تو چڑیل معلوم ہوتی ہے تو اپنے کو پری سے بہتر خیال کرتی ہے پہلے اپنی صورت تو درست کر لے پھر کلام کرنا اور ایسا سبب اور تھا کہ جب وہ اس مقام پر آئی اور لوح کا عکس پڑا وہ جو سحر سے اُسنے صورت بنائی تھی وہ بالکل دفع ہو گئی تھی اُسکو یہ خبر نہ تھی یہ اس خیال میں تھی کہ میری صورت سحر سے بنا رہی ہے جب یہ نقابدار نے کہا اور اُسنے جھولی پیسہ ہاتھ ڈالا تھا کہ ایک مرتبہ جھولی پر سے ہاتھ ہٹا لیا اور ایک آئینہ اُس کوٹھڑی میں لگا ہوا تھا اُسکی طرف جو دیکھا وہ جو سحر سے بنکر آئی تھی اُسکا تو نشان تک نہ پایا اپنی اصلی صورت پائی یہ دیکھکر ... اور حیران ہوئی اور کہنے لگی کہ تو بڑا ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے کہ تو نے میرے سحر کو دفع کر دیا اور مجھکو چڑیل بنا دیا راوی نے بیان کیا ہے کہ اُسکا سن بھی کوئی ہزار برس کا تھا وہ لکا نہ بچا ہے کاجل کے توے کی سیاہی آنکھوں میں لگا کر آئی تھی اُس سے اور بد صورت معلوم ہوتی تھی یہ جو اُسنے کہا نقابدار نے مسکرا کر کہا کہ اسی صورت پر تو اپنی تعریف کرتی تھی اور کہتی تھی کہ میں تیرے اوپر عاشق ہوں تیری وہ صورت ہے کہ تیرے اوپر کتا بھی تو نہ پیشاب کرے انسان تو درکنار بس میرے سامنے سے دور ہو یہ جو نقابدار نے کہا اُسنے ہنسکر جواب دیا کہ او جان جہان جو تیرا دل چاہے کہہ لے میں تو تجھ سے اِسوقت ضرور وصل حاصل کرونگی یہ کہکر اور دونوں ہاتھ پھیلا کر مثل بلائے ناگہانی و سیاہ آندھی کے طرف نقابدار کے چلی جیسے ہی قریب نقابدار کے پہونچی نقابدار نے ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ تمام کوٹھڑی ہل گئی اور پانچوں انگلیوں کا نشان اُسکے کلہ پہ بنگیا اُسنے اپنے کو سحر سے بچایا ورنہ سر چنبر گردن سے اُڑ جاتا طمانچہ کھا کر الگ ہو گئی اور دور جا کر گری بس اُٹھکر اور سنبھل کر نقابدار کی طرف دیکھکر کہا کہ او ظالم اب تو تو نے مار بھی لیا اب میری آرزو پوری کر دے اور میرے کہنے کو مان لے نقابدار نے فرمایا کہ تو بڑی بے غیرت و بیحیا ہے کہ باوجودیکہ ایک طمانچہ بھی پڑا اُسپر بھی اپنی حرکت سے باز نہیں آتی ہے اُسنے کہا کہ مجھکو تیری اُلفت ایسی ہے کہ کسی امر کا میرے دل میں خیال نہیں ہوتا ہے تو لاکھ برائی کر میں یہ جانتی ہوں کہ یہ بھی کوئی ادا ہے اور ناز ہے ہر برائی تیری مجھکو بھلائی اور ادا معلوم ہوتی ہے اب نقابدار نے فرمایا کہ آگ لگے تیرے اِس خیال کو اُسنے کہا کہ اے جانی اب میری آرزو کو پورا کر یہ کہکر پھر نقابدار کی طرف چلی ابکی نقابدار نے قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ اگر میرے قریب آئی تو ایک وار تلوار میں تیرا کام تمام کرونگا اُسنے جو دیکھا کہ یہ یوں نہ مانیگا بدون سزا پائے ہوئے اِس کمبخت ناشاد نے کس زور سے میرے طمانچہ مارا ہے کہ میرا کلہ اسوقت تک جھنّا رہا ہے اور یہ آ کر اس گھر آیا ہے اسکو اسکی سزا دی جائے یہ بہت مغرور ہے اپنے حسن پر اور یہ تصور کرتا ہے کہ یہ میرے اوپر فریفتہ ہے جو سلوک کرونگا اُسکو یہ قبول کریگی بس میں اِسکو ضرور اِسکی سزا دونگی یہ خیال دل میں کرکے

اور جھولی مین ہاتھ ڈال کر ایک ناریل نکالا پھر خیال کیا کہ سحر کرو کہ اسکی قوت سلب ہو جائے یہ خیال کرکے سحر کیا اسکے نزدیک تو سحر نے اثر کیا وہان کچھ بھی نہ تھا بس سحر کرکے اسنے کہا کہ اب بتا کیا کہتا ہے تیری کیا حالت ہے اب تو بالکل طاقت نہو گی نقابدار نے جواب دیا کہ مجھ مین طاقت نہو گی ابھا مین شیر کو چیر کر پھینکدونگا اور میری قوت کون کم کرسکتا ہے سوا سے خداوند کریم کے میرے ہاتھ پانون مین سب اعضا مین اسی طور سے طاقت و قوت ہے یہ کہکر فرمایا کہ تو میری طاقت و قوت دیکھیگی اور جھپٹ کر تلوار اسپر ماری اگر وہ ہٹ نہ جاتی تو دو ٹکڑے ہوجاتی یہ حال دیکھکر وہ اور حیران ہوئی کہ میرے سحر نے اسپر اثر نہ کیا بس اسنے نارنج نکالکر اور کچھ پڑھکر نقابدار پر مارا وہ نارنج قریب نقابدار کے آکر شق ہوکر گر پڑا کوئی اپنا اثر نہ کیا اسپر اور حیران ہوئی اور دل مین کہنے لگی کہ مین اسپر جو سحر کیا کسی نے اثر نہ کیا اور اسنے میرے سحر کو رد کیا کہ جو کہ مجھکو خوبصورت بنا کے تھا اسکا کیا سبب ہوگیا یہ بھی ساحر ہے یہ دل مین تصور کرکے کہا کہ معلوم ہوا کہ تجھکو اپنے کمال پر غرور ہے کہ مین بھی ساحر ہون یہ میرا کیا کرسکتی ہے اسی سبب سے تو اسقدر سخت کلامی کرتا ہے اور تو نے دو سحر میرے رد کیے نقابدار نے فرمایا کہ مین سحر پر لعنت کرتا ہون نہ مین ساحر ہون سحر کو کفر اور اسکے جاننے والے کو کافر جانتا ہون میرے خدا نے مجھکو تیرے سحر سے بچایا بھلا سحر کیا بچا سکتا ہے اور تیرا سحر میرا کیا کرسکتا ہے میرا خدا میرا حافظ و مالک ہے تو اسی طرح سحر کرکے پریشان ہوجائیگی اسنے جواب دیا کہ مین نہ مانونگی یہ کہکر اور ایک سحر کیا وہ بھی قریب نقابدار کے پہونچکر برطرف ہوا پھر تو اسنے آگ برسائی پتھر برسائی مگر کسی سحر نے نقابدار پر اثر نہ کیا آخر کو عاجز ہوکر کہا کہ اگر تو اس کوٹھری سے باہر میدان مین چلا آئے تو مین سحر کرون اور دیکھون کہ تو کیونکر میرے سحر سے بچتا ہے یہ کہکر خود باہر میدان مین آئی نقابدار اس جوان کو اسی حالت غش مین اسی مقام پر چھوڑکر چلے آئے چونکہ وہ اسکے خوف سے ایسا بیہوش ہوا تھا کہ ہوش آتا ہی نہ تھا اگر ہوش آیا بھی اور آنکھین واکرکے دیکھا بھی تو اسکو کھڑا پایا پھر آنکھین بند کرلین یہ سبب تھا یہان یہ لقا پر بھی ہوئی سحر بھی ہوئے مگر وہ اسی طور سے پڑا رہا ذرا بھی حرکت نہ کی بس جب نقابدار میدان مین آیا اسنے سحر سے اژدر پیدا کیا اسکا اس لوح کے اثر نے برطرف کردیا وہ بھی قریب نقابدار آکر نابود ہوگیا اسی طور سے شیر پیدا کیے وہ بھی نقابدار کا کچھ نہ کرسکے آخر کو خود شیر بنکر چلی نقابدار نے کہا کیا تماشا کرتی ہے کتون کی چال چلتی ہے یہ ہر طرح عاجز ہوئی پھر عجز و انکسار کرنے لگی نقابدار نے فرمایا کہ اپنا سر پر کہ چلی مجھکو سزا دے چکی اب مین تجھکو سزا دون اب یہ بتا کہ دین اسلام قبول کریگی ساحری پرستی پر لعنت کریگی سحر سے توبہ کریگی یا نہین اسنے کہا کہ یہ تو کبھی نہوگا کہ مین سحر ترک کرون ساحری پرستی چھوڑون نقابدار نے فرمایا کہ اگر تو دین اسلام نہ قبول کریگی تو تیرا زندہ رہنا بھی دشوار ہے یہ فرماکر اور تلوار نیام سے لیکر اسکی طرف چلے اسنے قصد کیا کہ مین پر پیدا کرکے اڑجاؤن کہ نقابدار نے اسپر لوح کا عکس ڈالا کہ اسکو سحر بالکل فراموش ہوگیا اور وہ مجبور ہوئی کہ اتنے عرصہ مین نقابدار تلوار لیکر اسکے قریب پہونچے اسنے سپر کو سر کی پناہ کیا مگر نقابدار کی تلوار کب رکتی ہے سر پر جو پڑی شرمگاہ سے نکل گئی اسکے دو ٹکڑے ہوگئے صدا ہے گیر و دار بلند ہوئی آندھی سیاہ چلی برفباری و سنگباری ہونے لگی ہزارون آوازین آنے لگین شور و غل مچانے لگے پرندین چیک کرکر نے لگین تاریکی ہوگئی بجلی چمکنے لگا مگر نقابدار پر کسی چیز نے اپنا اثر نہ کیا اسی شور و غل سے اس جوان کو پھر ہوش

آیا اب جو دیکھا تاریکی ہو ایک قیامت کبرا برپا ہو ہر طرف سے صدائین مہیب آ رہی ہین یہ اور پریشان
ہوا بجلیان چمک رہی ہین یہ اس عالم کو دیکھکر بہت خائف ہوا مگر کیا کرے کچھ معلوم نہین ہوتا ہو کہ یہ کیا
آفت ہو کہ وہ شور و غل بر طرف ہوا اور روشنی ہوئی صدا آئی کہ کشتی مرا نام من مدہوش جادو بود افسوس
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یہ صدا آئی اور ایک شعلہ پیدا ہوا کہ جسنے لاش کو جلا دیا ادھر
اُسکی لاش جلی جب روشنی ہوئی اُس جوان نے دیکھا کہ وہ جوان نقابدار اپنی تلوار سے خون پاک
فرما رہے ہین باہر سے دیو کے ٹکڑے ہوئے ہین یہ دیکھکر اُسکے ہوش بجا ہوئے اور ایک مرتبہ اُٹھکر
یہ خیال کرتا ہوا دل مین کہ اسی جوان نے ضرور اس ساحرہ کو قتل کیا اسنے میری جان اس عذاب
سے بچائی اسکا نہ ہیبت بر حق ہو بس آکر قدم پر گرا اور یہ مصرعہ پڑھا مصرعہ این کار از تو آید و مردان
چنین کنند ہو واہ کیا کہنا خوب سزا اُسکے سرہ و علامہ کو قتل فرمایا مین نے تو آپکی اطاعت قبول کی جبتک
زندہ ہون آپکی غلامی سے نہ باہر ہونگا گو اُس جوان مین قوت ہلنے کی نہ تھی مگر اس خوشی مین یہ طاقت
اور قوت ہوئی کہ دوڑکر قدمون پر گرا نقابدار نے سر گلے سے لگا یا اور فرمایا کہ اے بھائی یہ اُسیکا
فضل و کرم ہو ورنہ میری یہ لیاقت تھی کہ مین ساحرہ کو قتل کرتا بقول شاعر شعر اُسکے فضل کرتے
نہین لگتی بار ۔ نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار ۔ آؤ اب لشکر کو چلین تو تمکو جسکا خوف تھا وہ بھی قتل
ہوئی اب تو کوئی مقام خوف نہین ہو اُس جوان نے عرض کیا کہ جی نہین جس جگہ حضور کے قدم آئین
اُس مقام پر پھر خوف ہو بسم اللہ تشریف لیچلیے بس نقابدار اُسکو ہمراہ لیکر بیرون درہ آئے
وہ جو اسباب اُس مقام پر تھا اُسی مقام پر رہنے دیا ذرا سا بھی نہ لیا جب بیرون درہ آئے یہان
مرکب کھڑا ہوا تھا اُس جوان سے کہا کہ بھائی تم مرکب پر سوار ہولو کہ تم مین پیدل چلنے کی طاقت
نہین ہو اُسنے کہا کہ یہ تو کبھی نہو گا کہ مین مرکب پر سوار ہو کر چلون اور آپ پیدل چلین بلکہ آپ سوار
ہولین مین آپکی رکاب پر ہاتھ رکھکر چلونگا کیونکہ یہ میری سعادت ہو نقابدار نے فرمایا کہ یہ تو نہو گا
باہم تکرار ہوئی آخر کو یہ اقرار پایا کہ کوئی سوار ہو کر نہ چلے بلکہ پیدل چلین اُس جوان نے مرکب کی باگ پکڑلی
اور نقابدار سے باتین کرتا ہوا ہمراہ نقابدار کے چلا نقابدار نے وہ ساری تقریر جو کہ اُس
ساحرہ سے ہوئی تھی اور جو سحر اُسنے کیے تھے سب بیان فرمایے یہ تو ادھر سے اُس جوان
سے باتین کرتے ہوئے جاتے ہین اُدھر جب خیمہ وغیرہ برپا ہو چکے سرداران اپنے خیمہ سے
کمرین کھول کر نکلے نقابدار کے جو خیمے مین آئے تو نقابدار کو نہ پایا سب نے خادمون سے
پوچھا کہ آقا کہان ہین اُنھون نے جواب دیا کہ جب خیمے برپا ہونے لگے لشکر اُترنے لگا تو آقا
مرکب کو بڑھا کر صحرا کی سیر کرنے لگے ہمین نہین معلوم کہ کدھر تشریف لیگئے ہم لوگ یہ خیال کرتے
تھے کہ آپ لوگ اُنکے ہمراہ ہونگے کیونکہ صحرا بہت پر بہار ہو کسی طرف سیر فرما رہے ہونگے اس
سبب سے معلوم ہوا کہ وہ تنہا ہین اُنکی تلاش کرنا ضرور ہو کیونکہ زمانہ شام کا قریب ہو یہ کلام وہ
سرداران خادمون سے سنکر اُسی وقت طرف صحرا کے تلاش نقابدار مین چلے ادھر اُدھر
تلاش کیا کسی مقام پر نشان نہ ملا یہ لوگ پریشان ہوئے واپس آئے اور پھر دوسری طرف
روانہ ہوئے یہ لوگ چند قدم چلے تھے کہ دیکھا نقابدار مع ایک جوان کے سیر کرتے ہوئے
چلے آتے ہین یہ لوگ نقابدار کو دیکھکر دوڑ پڑے اور عرض کیا کہ حضور کہان تشریف لیگئے تھے
ہم لوگ بہت پریشان تھے اور آپکی تلاش مین سرگردان پھر رہے تھے نقابدار نے فرمایا کہ مین

اِس دورہ کوہ مین سیر کر رہا تھا اب تماشائے گل و ریحان سے فراغت ہوئی اور شام بھی قریب ہوئی اِدھر کا اِدھر گیا اور دو سرے یہ بھی خیال تھا کہ تم لوگ متردد ہو گے اُنھون نے عرض کیا کہ ہم اپنی کیا حالت بیان کرین نقابدار نے فرمایا کہ خیر چلو اُن سب کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر مین تشریف فرما ہوئے وہ جوان بھی ہمراہ تھا سب آکر دربار مین بیٹھے اُس جوان نے ایسے ایسے سردار دیکھے کہ جو کبھی نہ دیکھے تھے اور بارگاہ کو خوب آراستہ پایا اب نقابدار نے فرمایا کہ اے بھائی اب تم اپنی حالت بیان کرو مین تمھارے حال کے سننے کا بہت مشتاق ہون اُس جوان نے عرض کیا کہ مین اپنا حال کیا عرض کرون میرے حال کو سُنکر حضور کو اور رنج و غم ہوگا اور مزاج مبارک کو صدمہ ہوگا یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور یہ شعر زبان پر لایا شعر بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون + مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون + یہ شعر پڑھکر کہا کہ اِس فلک ناہنجار و گردون غدار کا تباہ کیا ہوا ہون وطن آوارہ خانمان برباد اپنے مان باپ سے جدا کیا ہوا اِسی ناہنجار و تفرقہ پرداز کا ہون اسکا عجب طرح و طریقہ ہی کہ یہ کسی صاحب جاہ و مملکت کی راحت و آرام کا خواستگار نہین ہی ہر وقت اسی فکر مین گردش کیا کرتا ہی کہ جو کہ صاحبان شان و شوکت ہین اُنکو تباہ و غارت کرون جو کہ اپنے معشوقون کے ہمراہ عیش و عشرت مین مصروف ہین اُنکی عیش و عشرت کو سنگ تفرقہ سے درہم و برہم کرون جیسا کہ شاعر کہتا ہی شعر یہ دو دل کو یکجا بیٹھا تا نہین + کسی کا اسے وصل بھاتا نہین + ہر وقت فکر گردش کرتا ہی اِسی کے ہاتھون سب آوارہ و سرگردان ہوتے ہین اور اِسکو کسی پر رحم نہین آتا ہی یہ بڑا بیرحم اور ظالم ہی اِسی کی شان مین شاعر نے یہ چند اشعار حسرت آمیز کہے ہین اشعار

خار کے سر پہ گرے دامان گل کا سایہ
ابر دریا بار کو بہا لے دشت پاس پر
اک ٹیلے سے نہین گا ہے چین آگا چنان

نفس گو موتی جگاتا ہو صدا یہ بے تمیز
خشک رکھے مزرع امید ہر پیر و جوان

پا برہنہ خار پر مجکو پھرے دشت مین
پوست کھینچے ہو ہما کا دیکھے مشت استخوان
تا کجا کچھے یہان اِس سفلہ پرور کا مزاج

یہ اِسکا طریقہ ہی کہ جو کہ صاحب عزت و توقیر ہین اُنکو خاک مذلت پر گرا کر تباہ و برباد کرتا ہی اِسکا یہ طرہ ہی کہ عاشق کو معشوق سے اور معشوق کو عاشق سے جدا کرتا ہی اِسکو اِسکی مفارقت مین آوارہ کرتا ہی اور ہمیشہ گریان رہتے ہین اور اِسکو اُنپر کسی صورت سے رحم نہین آتا ہی یہ اُنھین تڑپاتا ہی اور بیقرار رکھتا ہی اِسکا یہی طریقہ ہی مین کیا اپنی حالت عرض کرون بقول درد ہمنے بھی کبھی جام و سبو دیکھا تھا + جو کچھ کہ نہین وہ روبرو دیکھا تھا + اُن باتون کو جو یاد کرتے اے درد کچھ خواب سا تھا وہ جو کبھو دیکھا تھا + دیگر اے درد یہ دردجی سے کھونا معلوم + جون لالہ جگر سے داغ دھونا معلوم + گلزار جہان مین گشت جیو لے نہ بھلے + اِس اپنے دل کا شگفتہ ہونا معلوم + اور اپنی تو یہ حالت ہی کہ بیان کرنے کے قابل نہین ہی بیان کرکے اور ون کو بھی صدمہ دون اِس سے کوئی حصول نہین اپنے دل کی طرح اور ون کو بھی رنجیدہ کرون اپنا تو یہ حال ہی کہ جو کچھ سامان تھا سب خواب سا تھا اور ایک حالت ویران ہی کوئی کیا جانے کہ مین کون ہون اب تو آفت رسیدہ و خانہ ویران ہون اور یہ اشعار پڑھتا ہون اشعار گل چمن مین ہر طرف تھا آشیان عندلیب + آج جو ڈھونڈھا نہ پایا کچھ نشان عندلیب + باغبان بیرحم سے رو رو کے مین نے یہ کہا + کچھ پتہ گل کا بتا اور دے نشان عندلیب + سنتے ہی صحن چمن سے ڈھونڈھ لایا دم کے بعد + ڈالیان سوکھی ہوئی اور استخوان عندلیب + مین جو خیال کرتا ہون ایک خواب سا تھا جو کہ میرا زمانہ تھا کبھی کسی وقت مین میری خدمت مین خادم و خدمتگار تھے ہر طرح کا سامان تھا اب جو آنکھ کھلی تو کچھ نہ پایا مثل

خواب تھا کہ ساتا خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا ⁂ اُس حالت کا بیان کرنا کیا ضرور جو کہ بالکل خلاف عقل ہی یہ تقریر اُس نوجوان نے اِس طور سے بیان کی کہ سب حاضرین دربار کے دل بھر آئے اور قریب تھا کہ آنکھون سے آنسو جاری ہون مگر ضبط کیا نقابدار نے فرمایا کہ بھائی کچھ تو بیان کرو ہم بہت مشتاق اور آرزومند ہین اور یہ تو ہمنے ضرور جان لیا ہی کہ تم خاندان شریف دودمان نجیب سے ہو کسی ملک کے شاہزادے یا شہریار ہو فلک کے ہاتھون سے تباہ ہو ئے ہو اگر ہمکو اپنا جانتے ہو تو ہمسے بیان کرو اگر غیر تصور کرتے ہو تو جانے دو یہ جو نقابدار نے فرمایا بس اُس جوان نے کہا کہ اگر آپ یہ فرماتے ہین تو سماعت فرمائیے اے آقاے نامدار و مولاے قدرشناس مین آپکو اپنا محسن و جان بخش تصور کرتا ہون تا بزندگی مین آپ کے قدمون سے جدا نہونگا میرا دم آپکے قدمون پر نکلے گا نقابدار نے فرمایا کہ مین تمکو اپنے برادر یجان برابر کے نزدیک خیال کرتا ہون ایسا تمھاری محبت نے میرے دل مین اثر کیا ہی ہان اپنی حالت بیان کرو کہ طبیعت بہت پریشان ہی اُس جوان نے عرض کیا کہ یہ آپ کا غلام ہی ایک ملک کا شاہزادہ ہی اِس غلام کا باپ بہت بڑا بادشاہ ہی کئی شاہ اُسکو خراج دیتے ہین جہان وہ حکومت کرتا ہی اُس ملک کا نام شہر بہارستان ہی بہت آباد و شاداب ہی رعایا اُس شہر کی سب صاحب ثروت و دولت ہر ایک حسین و خوبصورت خصوصًا عورتین تو ایسی خوبصورت نہین ہین جیسے مردگر عورتین بھی اور ملکون سے اُس ملک کی خوبصورت ہین میرے والد کے پاس سپاہ بکثرت ہی قریب چھ سات لاکھ کے سرداران قوی ہیکل ہر وقت حاضر دربار رہتے ہین اِس سبب سے اور جو ملک اُسکے قرب و جوار مین ہین سب خراج دیتے ہین باپ میرا بہت عدل و انصاف سے حکومت کرتا ہی مذہب سب لوگون کا تصویر پرستی ہی چونکہ اِس سرزمین مین سب خراج دیتے ہین باپ میرا بہت عدل اور انصاف سے حکومت کرتا ہی مذہب سب لوگون کا تصویر پرستی ہی چونکہ اِس سرزمین مین دور دور یہ مذہب جاری ہی خداوند تصویر بند طاق مین تشریف فرما ہین اُنکی ہم لوگ سب بندگی کرتے ہین میرے باپ کے یہان کوئی اولاد نہوتی تھی جب سن پیرانہ سالی آیا تو اُنکو اِسکا بہت صدمہ ہوا کہ کوئی مالک تاج و تخت ابتک نہ پیدا ہوا بعد میرے یہ ثروت و دولت و حکومت غیرون کا حق ہوگا جسکو کہ مین نے زر کثیر صرف کرکے بڑی مشقت سے حاصل کیا ہی اِسکے حاصل کرنے مین ہزارون جانین تلف ہوئی ہین اگر مین یہ جانتا تو کیون اِسقدر بندگان خداوند کی جانین ضایع کرکے یہ حکومت حاصل کرتا اے آقاے نامدار یہی میرا باپ اِسی فکر مین شمع سان جلا کرتا تھا یہانتک کہ اُسکی عمر اسّی برس کی ہوئی اُس زمانہ مین اُسکے نخل اُمید مین بار آیا یعنے میری والدہ کو جو کہ محل خاص تھا حمل رہا اُسکی خبر بادشاہ کو ہوئی اُنھون نے بڑی خوشی کی بعد انقضاے زمانۂ حمل کے مین ننگ خاندان پیدا ہوا اُسدن کی خوشی جو کچھ بادشاہ نے کی ہی مین نے سُنی ہی کیا عرض کرون شمہ یہ ہی کہ کوئی اہل شہر سے نہ تھا کہ جسکی بادشاہ نے دعوت نہ کی ہو اور کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ صحبت ناچ و رنگ نہوئی ہو صرف کا عال یہ تھا کہ روز ولادت سے تا یوم چلہ سب شہر مہمان رہا اور سب کی دعوت ہوا کی بڑی دھوم سے جتنے کہ نجومی دربار مین طلب ہوئے زائچہ کرایا جو کچھ حساب سے اور اُنکے قاعدے سے نکلا اُنھون نے بیان کیا سب کو خلعت مرحمت ہوئے میرا نام بادشاہ نے مسرت شاہ رکھا یہی سبب تھا حقیر کو مسرت شاہ کہتے ہین ہان مین اپنے والد کا نام خدمت والا مین عرض کرنا فراموش کر گیا

اُنکا نام شہر یار تھا چونکہ میری ولادت کی بہت خوشی ہوئی تھی اِس سبب سے میرا نام مسرت شاہ رکھا اب میری پرورش ہونے لگی جب میں تین یا چار برس کا ہوا میری تعلیم کی فکر کی گئی اطراف و جوانب سے بڑے بڑے کامل ہر فن کے اُستاد طلب ہوئے اور مشاہرہ معقول پر نوکر رکھے گئے مین نے تھوڑے ہی عرصہ مین سب علوم سے فراغت کی جب دس برس کا میرا سن ہوا بادشاہ نے اپنا ولیعہد مجکو کیا اُسکی بڑی خوشی کی اُس جشن مین تمام اہل شہر اور نیز اُن بادشاہون کی جو کہ خراج دیتے تھے دعوت کی یہ جشن ایک ماہ تک رہا سب مہمان رہے ہر گلی کوچہ گلزار تھا ہر مقام پر جشن خوشی تھا ناچ و رنگ کے جلسے تھے ہر دل شاد تھا جب سب رخصت ہو گئے اب عیش و عشرت سے بسر ہونے لگی غالب صدیہ کہ اب براحت اوقات بسر ہونے لگی کسی قسم کا رنج و غم نہ تھا والد کو میرے میری شادی کی فکر ہوئی کہ کسی بادشاہ کی لڑکی کے ساتھ میری شادی کرین مگر خیال یہ تھا کہ جو کہ مثل میرے صاحب جاہ و شوکت ہو اُسکے ہمراہ کی جائے چنانچہ اکثر مقام پر رقعہ گئے جب دریافت کیا تو وہ مقام بادشاہ کو نہ پسند آیا اُسی زمانہ مین ایک سوداگر آیا اُسنے چند تصویرین مختلف رنگ کی شاہزادیون کی دین اُنمین ایک ملک قسطورہ کے بادشاہ کے دختر کی تھی وہ تصویر بہت خوب تھی اور صاحب تصویر بھی بہت حسین تھی اُس تاجر نے بھی اُسکی بہت تعریف کی اور اُسکے حسن و سیرت کو دیکھکر بادشاہ نے اُسے بہت پسند کیا مجکو بھی میرے ہمرازون کے ذریعہ سے دکھائی مین بھی اُس صاحب تصویر پر فریفتہ ہوا جب والد اِس حال سے آگاہ ہوئے اُنھون نے ایک نامہ پُر شوق اشتیاق آمیز بادشاہ قسطورہ کو کہ جسکا نام منصور شاہ تھا تحریر کیا اُسمین اپنا منشاے دلی ظاہر کیا اُس بادشاہ نے بھی قبول کیا اور بہت طرز شائستہ سے جواب تحریر کیا جواب یہان آیا بادشاہ نے مجکو مع سامان شادی کے وزیر کے ہمراہ کرکے روانہ کیا اور ایک نامہ اُس بادشاہ یعنی منصور شاہ کو تحریر کیا کہ ہمنے اپنے شاہزادے کو روانہ کیا ہے لہذا اُسکے ہمراہ تمھد اپنے طریقہ پر کر دو یہ نامہ اُسکو پہونچا اُسنے سامان شادی کیا اُسی زمانہ مین مین بھی پہونچا مع وزیر کے اُسنے قبل سے میرے فروکش ہونے کے لیے مقام تجویز کیا تھا بڑے اعزاز و اکرام سے مجکو اُتارا اور بڑی عزت و توقیر سے پیش آیا یہانتک کہ زمانہ شادی کا مقرر ہوا جو رسم تھے سب ہونے لگے اے آقا اُس ملک کی عورتین ادنے و اعلے سب خوبصورت اور حسین ہین گویا حسن اُنکے حصہ کا ہے لعبتان لندن و چین اُنکے روبرو کچھ اصلیت نہین رکھتے ہین اور جس شاہزادی کے ہمراہ میری شادی ہوئی تھی وہ تو اپنے حسن و جمال کے روبرو زہرہ فلک و مشتری چرخ کو ماند کرتی تھی شب تاریک مین جو وہ نکلتی تھی تو روشنی ہو جاتی تھی گو مین نے دیکھا نہین مگر سنا ہے اب سنیے کہ مین بیرون شہر فروکش تھا جس باغ مین مین اُترا ہوا تھا وہ باغ اُس ملکہ کا تھا یہانتک کہ یوم برات آیا مین برات لیکر عروس کے مکان پر گیا حضور یہ خیال رہے کہ جس طور سے مین اپنے باپ کا ایک فرزند تھا اسیطور سے وہ ملکہ بھی اپنے مان باپ کی ایک دختر تھی اور کوئی اولاد از قسم ذکور و اناث منصور شاہ نہ رکھتا تھا اور اُس ملکہ کا نام ناہید قسطورہ یہ تھا جب برات مکان عروس پر پہونچی جو رسم کہ اُس زمانہ مین مذہب تصویر پرستی کی تھی اُسی کے موافق سب رسمین ادا کی گئین یہان تک کہ مین عروس کو بیاہ کر خوشی خوشی برات لیکر طرف اپنی فرودگاہ کے چلا جو کچھ قسم جہیز سے ملا تھا اُسکا کیا ذکر ہے اُس بادشاہ نے بہت کچھ اپنی لڑکی کے جہیز مین دیا اور کیا عرض کرون چنانچہ جب برات ایکر چلا اپنے مقام پر پہونچا سب تمام

وغیرہ رخصت ہوا محافہ درِ باغ پر لگا یا گیا میں نے پردہ محافہ کا اٹھا کر قصد کیا کہ عروس کو اتاروں اب جو ہاتھ
بڑھاتا ہوں تو یہ معلوم ہوا کہ اس محافہ میں کوئی نہیں ہے میں حیران ہوا چونکہ وقت شب کا تھا روشنی بکثرت تھی
اب جو سر اندر محافہ کے ڈال کر دیکھا تو عجب واقعہ نظر آیا کہ میرے ہوش اڑ گئے میں نے دیکھا کہ عروس تو ندارد
ہے جو کہ اسکے ہمراہ عورتیں تھیں انکے سر کٹے ہوئے پڑے ہیں میں ایکبارگی کانپ کر بیہوش ہو گیا اور
جو عورتیں اس مقام پر تھیں وہ میری حالت دیکھکر دوڑیں پہلے مجکو اٹھایا ایک مقام پر لاکر لٹایا مجکو اپنے
حال کی خبر نہ تھی اسکے بعد جا کر محافہ کو دیکھا وہی حال انکو بھی نظر آیا سب رونے لگیں ان لاشوں کو نکالا مگر
ملکہ کا نشان نہ تھا قصہ مختصر ایسا کہرام مچ گیا اور ایک تلاطم تھا یہ خبر ملکہ کے ماں باپ کو ہوئی وہ دونوں غم رسیدہ
آفت دیدہ فلک کے ہاتھوں کے ستائے روتے پیٹتے خاک سر پر ڈالتے گریبان چاک کیے بصد نالہ و افغان
با دل بریان اس باغ میں آئے وہ باغ نہ تھا ماتم کدہ تھا مجکو بھی ہوش آیا میں نے بھی اپنا حال تباہ کیا
چاک گریبان کیا میری یہ حالت ہوئی کہ میں دیوانہ ہو گیا وہ رات اسی حالت میں بسر ہوئی وہ رات بھی
بصد غم و الم گذری وہ شب نہ تھی شب قیامت تھی دن کیا آیا کہ بلا آیا اب جو دولہے سے سب کو افاقہ
ہوا تو یہ فکر ہوئی کہ یہ جو لاشیں پڑی ہیں ان بیگناہوں کو تو دفن کرو اسکا سامان کیا جانے لگا میں حضور
کے روبرو ملکہ کے ماں باپ کی گریہ و زاری کیا بیان کروں عجب عالم تھا ہر ایک آنکھ پرنم تھی ہر ایک دل
پر غم تھا وہ باغ ویران نظر آتا تھا اس باغ کی ہر روش پٹری پر خاک اڑ رہی تھی ہر گل خار کا سماں دکھاتا
تھا طائران خوش الحان کی صدا بوم و زاغ سے بدتر معلوم ہوتی تھی نہر بھی آٹھ آٹھ آنسو بہاتی اور رو
رہی تھی یہ حال تھا کیا عرض کروں خلاصہ یہ کہ جب ان لاشوں کو اٹھانے لگے تو انکے نیچے سے ایک کاغذ
سربستہ نکلا وہ لوگ اس کاغذ کو اٹھا کر لے آئے منصور شاہ کو دیا انھوں نے لیکر کھولا پڑھا اور رو
رہا تھا مجکو دیا اور کہا کہ ای غم دیدہ و آفت رسیدہ اسکو پڑھو میں نے رقعہ لیکر پڑھا کہ تم سکرو اکرام میں
یہ لکھا تھا کہ ای منصور شاہ تمکو معلوم ہو کہ میں ملکہ پر زمانہ طفلی سے عاشق تھا تفصیل اسکی اجمالی یہ ہے
کہ ایک روز میں اپنے مکان سے سیر کرتا ہوا ادھر آ نکلا ملکہ کو دیکھا وہ اپنی لیے ہوئے صحن خانہ میں کھیل رہی تھی
میں اسکو دیکھکر فریفتہ ہو گیا اسی زمانہ سے میں اس فکر میں تھا کہ کسی صورت سے لیجاؤں مگر موقع نہ پاتا
تھا گو ہر وقت مجکو ممکن تھا کہ لیجاؤں مگر تم لوگون کے حال پر رحم کرتا تھا کہ تمھاری یہ ایک لڑکی ہے کس
ضرورت ہے کہ تمکو اس آفت میں مبتلا کروں اگر دیکھ جاتا تھا اب تمنے دوسرے کے حوالہ کیا یعنی اسکی
شادی کردی اسکا دوسرا وارث پیدا کیا میں نے خیال کیا کہ اب موقع لیجانے کا ہے بس جب وہ عروس
بنکر اور نوشاہ اسکا اسکو بیاہ کر لیچلا میں نے موقع پایا ملکہ کو یعنی اپنی معشوقہ کو لیگیا اور جو عورتیں اسکے
ہمراہ تھیں انکو قتل کیا یہ تمپر اور نیز شہریار شاہ پر رحم کیا کہ اپنے رقیب کو یعنی مسرت شاہ کو نہ قتل کیا
کہ تم لوگ اسکو دیکھکر اپنا دل ٹھنڈا کرو گو اسکا قتل بھی لازم تھا کیونکہ یہ رقیب تھا لہذا تمکو تحریر کیا جاتا ہے
کہ ملکہ کی طرف سے نا امید ہو اور صبر کرو کہ اب اس سے ملاقات نہ ہوگی کیونکہ وہ میرے قبضہ میں ہے اور مجھ
تک رسائی غیر ممکن ہے کیونکہ میں رہنے والا ہوں طلسم آفتاب سلیمانی کا کہ جسکو طلسم ستارہ بھی کہتے ہیں سکا
وہانتک کوئی نہیں آسکتا ہے اور جبتک وہ طلسم فتح نہو میرے پاس آنا محال ہے اور اگر آئیگا تو گرفتار
طلسم ہوگا قتل کیا جائیگا بس ایسی حالت میں اسکی کیونکر ملنے کی امید کروگے تمنے اپنے ہاتھ سے خود اپنے
سر یہ آفت لی نہ شادی کرتے نہ یہ آفت نازل ہوتی اور جسکو اس ملکہ کا دعوی ہو وہ طلسم میں آکر مجھ سے مقابلہ
کرے جسکو خداوندوں وہ سے لے میں اس مقام پر موجود ہوں یہ میں جانتا ہوں کہ اس مقام پر کوئی آ نہیں

سکتا ہی اول تو کسی کو یہ بھی نہین معلوم ہی کہ وہ مقام کہان ہی ہوا اور کسطرف ہی خیر یہ نہین تو اسلئے دیتا ہون
تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ مجکو راستہ معلوم تھا نہ وہ مقام جو ہم جانتے اس ملک سے شمال کی طرف چلا جائے اسطرف
جب جائیگا تو پانچ فرسنگ کے بعد ایک صحرا ملیگا جب اس صحرا مین پہونچیگا تو وہی سرحد طلسم ہی یہین طلسم مین داخل
ہوگا راوی نے بیان کیا ہی کہ یہ راستہ اسنے اصلی نہین بیان کیا ہی صرف دھوکا دیا ہی بس ای خداوند یہ اسنے تحریر کیا
تھا کہ جب اس صحرا مین داخل ہوا گو یا طلسم مین پہونچا اور کچھ حال نہ تحریر تھا صرف اسقدر تحریر تھا کہ جب داخل طلسم ہو مجھسے
مقابلہ کیجے میرا نام عطارد جادو ہی مین سپہ سالار ہون بادشاہ طلسم کا کوئی ایسی قدرت نہین رکھتا ہی کہ اس طلسم
مین جاسکے اسکے سوا اور کچھ نہ تحریر تھا یہ جو تحریر مین نے اور منصور شاہ نے دیکھی اور کہرام مچ گیا ہر ایک
سر دہنتا اپنا پیٹنے لگا اتو بالکل ہاتھ پانے سے ناامیدی ہوگئی خداوند کیسا کھانا کیسا پینا سب حرام تھا
مین اسکے ماں باپ کی حالت کیا عرض کرون کہ احاطۂ تحریر سے باہر ہی خیال فرمائیے کہ جسکی ایک اولاد ہوگی
اور وہ ایسی حسین و خوبصورت کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا وہ جدا ہو جائیگی تو اسکا کیا حال ہوگا بس مین
کہانتک اس داستان کو عرض کرون ایک ہفتہ تک یہ عالم رہا کہ کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا مارے
فاقون کے یہ نوبت ہوئی کہ لبون پر دم آگیا بس خیال فرمائیے کہ جب کوئی مرجاتا ہی تو اسکے ساتھ مر نہین
جاتے ہین جب اپنی جان پر بنی تو فکر ہوئی کہ کسی طور سے اپنی جان بچاؤ لوگون کے کہنے سے کچھ کھایا
پیا حواس درست ہوئے مین نے منصور شاہ سے کہا کہ مین اس طلسم مین جاؤنگا اور اپنی زوجہ کو اس سے
مقابلہ کرکے لاؤنگا یا اپنی جان دونگا اسنے بہت منع کیا اور کہا کہ ہم تمکو دیکھکر صبر کیے ہین کہ خیر اب تم ہی
بمنزلہ ہماری اولاد کے ہو اگر وہ نہین ہی تو تمسے قلب کو راحت ملتی ہی مین نے عرض کیا کہ مجکو بدون اسکے
ایک دم کی زندگی محال ہی اگر آپ نہ جانے دیجیے گا مین اپنے کو ہلاک کرونگا جب مین نے یہ کہا وہ لوگ مجبور
ہوئے مختصر یہ کہ مین اُنسے رخصت ہوکر طرف اُس صحرا کے اپنے وزیر کو ہمراہ لیکر چلا اُسوقت جو کہرام تھا
وہ کیا عرض کیا جائے ہر ایک کا نا امید کا غم تازہ ہوا تھا آخر مین سب کو روتا اور پیٹتا اور تڑپتا چھوڑکر طرف اُس
صحرا کے چلا یہانتک کہ راہ طے کرکے اُس صحرا مین عرصہ پندرہ روز مین پہونچا جیسی حالت اُس صحرا کی اُس پرچۂ
کاغذ مین تحریر تھی مین نے اُس صحرا کو پایا اُسیوقت قصد کیا کہ مین اُس صحرا مین داخل ہون اُسکی حالت یہ تھی
کہ سبزہ لگا ہوا تھا وہ سبزہ عجیب صورت ستارہ رکھتا تھا اور وسط مین اُس صحرا کے ایک گنبد تھا جو کہ بصورت
آفتاب تھا اُسکے گرد ستارے لگے ہوئے تھے یہ اُسنے علامت نہ تحریر کی تھی کنارے پر صحرا کے ایک سنگ
سلطان رکھا ہوا تھا اسپر بخط جلی یہ تحریر تھا کہ این سرحد طلسم آفتاب سلیمانی یعنی طلسم ستارہ چونکہ میرا وزیر
عاقل تھا اُسنے کہا کہ ای شاہزادے یہ وقت شام کا ہی تمکو جبکہ اس طلسم مین جانا ضرور ہی تو آج رات بھر اور میرے
کہنے پر عمل فرماؤ اپنی جدائی سے معاف فرماؤ پھر تو جدائی ہوگی رات بھر اور آپکی قدمبوسی سے مشرف ہولون مین نے
بھی خیال کیا کہ جو وزیر کہتا ہی وہ سچ کہتا ہی ایک رات اور ٹھہر جاؤ پھر تو نہ معلوم کب ان لوگون سے ملاقات نصیب
ہو ای خداوند وزیر نے اُس سرحد سے الگ خیمہ برپا کیا سب اُتر پڑے مین بھی اُترا اپنے خیمہ مین آیا دو پہر
رات تک وزیر میرے پاس رہا بعد دو پہر رات کے مین نے جاکر اپنے مقام پر آرام کیا خواب مین دیکھا
کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہین اُنکی عجیب صورت نورانی ہی اور رعب و داب بھی ہی مین اُنکو دیکھکر اُنکی
تعظیم کے لیے کھڑا ہوگیا اُنکو لاکر مین نے مسند پر بٹھایا اور مؤدب ہوکر مین اُنکے روبرو بیٹھ گیا اُنھون نے
فرمایا کہ ای حسرت شاہ تو کیون اسقدر بیقرار ہوتا ہی اور اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی یہ مقدمہ طلسم کا ہی بدون فاتح
طلسم کے یہ طلسم فتح نہوگا اور اسکا فاتح اولاد صاحبقران سے ہی جسکا ذکر تو اکثر کتابون مین دیکھ چکا ہی اُنکی اولاد

ہزارون طلسم فتح کیے ہین اب وہ [illegible] تشریف لیگیا ہوا اپنے مقام پر اپنے فرزند کو صاحبقران کر گیا تھا
اُسنے بھی ترک صاحبقرانی کی ہے بدیع الملک لشکر کا صاحبقران ہے اُس سے کچھ غرض نہین ہے اسکا فاتح
دوسرا شخص ہوگا وہ بھی اُسی کی اولاد سے ہے وہ فتح کریگا تو اُسکے قدوم میمنت لزوم کا امیدوار رہ وہ فاتح طلسم ضرور
اِس طرف آئیگا بلکہ تو اور ایک آفت مین مبتلا ہوگا اُس سے تجھے نجات دیگا اور اِس طلسم کو بھی فتح کریگا تو اس کا
فاتح نہین ہوسکیگا کیونکہ اپنی جان اِسے طلسم مین جاکر تو مفت مین مبتلائے عذاب ہوگا اور وہ فاتح بھی آئیگا
تو کیونکہ تیرے حال سے آگاہ ہوگا یہ خیال کرنا کہ ہر امر کا ایک سبب ہوتا ہے اِس طلسم کی فتاحی کا تو سبب
ہوگا جب تو یہ حال اُس صاحب ہمت و جرأت سے بیان کریگا وہ اُسکا قصد کریگا اور طلسم کو فتح کرکے تیری
زوجہ کو تجھ سے ملا دیگا مگر شرط یہ ہے کہ تو تصویر پرستی ترک کرنیکا قصد کرلے جب وہ فاتح طلسم آئیگا وہ
تجھکو دین اسلام کے قواعد تعلیم کریگا مگر آج سے تو تصویر پرستی کو اپنا طریقہ نہ خیال کرنا کسی پر ظاہر کرنا کیونکہ
تیرے باپ کا وزیر جو اِس حال سے آگاہ ہوگا وہ تیری جان کا دشمن ہو جائیگا اگر اُسکے خلاف کریگا اور طلسم
مین چلا جائیگا تو مفت مین عذاب مین مبتلا ہوگا اگر میرے کہنے پر عمل کریگا تو تیری جان بچیگی آئندہ تجھکو اختیار
ہے اور چند کلمے ایسے فرماسے کہ میرے دل سے یہ خیال دور ہو گیا کہ مین طلسم مین جاؤن اور تصویر پرستی
کی بھی طرف سے میرا دل پھر گیا وہ مرد پیر میرے روبرو سے غائب ہوگئے اور میری آنکھ کھل گئی تو وقت
صبح کا تھا میری بالین پر ایک پرچہ کاغذ کا لکھا ہوا تھا اُسمین بھی وہی تقریر لکھی تھی جو اُنھون نے خواب
مین اپنی زبان سے ارشاد فرمائی تھی اور میرے دل کی بھی وہ حالت تھی بالکل اُس طرف سے پھرا ہوا
تھا کہ مین طلسم مین جاؤن اور یہی خیال اُسوقت سے آیا کہ تصویر پرستی کو ترک کرون خدا سے نادیدہ سے
امید کرون وہ میری آرزو کو بر لائیگا چنانچہ مین نے اُسوقت سے یہ خیال کرلیا کہ تصویر پرستی بالکل مذہب
باطل ہے خدا سے نادیدہ کے اوپر اپنا بھروسہ کیا اُن پیر مرد نے چند کلمے ایسے کچھ فرمائے تھے کہ جو شان مین خدا
نادیدہ کے تھے اور اکثر کتابون مین بھی مین نے دیکھے تھے جب صبح ہوئی وزیر وغیرہ میرے پاس آئے مین نے
اُنسے کہا کہ تم لوگ جاؤ مین تمھارے ساتھ اِس طلسم مین نہ جاؤنگا مجھکو یہ خوف ہے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ تم لوگ بھی
میرے عقب مین چلے آؤ تو خرابی ہو تم بھی میرے ساتھ مبتلائے بلا ہو گو وہ لوگ نہ جاتے تھے مگر مین نے زبردستی
اُنکو رخصت کیا وہ روتے پیٹتے سب سامان لیکر طرف قندھار کے روانہ ہوئے پھر اُنکا حال مجھکو نہین معلوم
کہ کیا اُنپر گذری میرے غم مین منصور شاہ اور اُسکی زوجہ کا کیا حال ہوا اور جب میرے وزیر نے یہ حال
جاکر میرے والدین سے بیان کیا اُنکا کیا حال ہوا ہوگا مین سرحد طلسم پر فقیر بنکر بیٹھ رہا یہ جو لباس آپ میرے
جسم مین ملاحظہ فرماتے ہین یہی تھا مین اِس فکر مین تھا کہ دوسرا لباس ملے تو مین ترک لباس کرون اور
اُس فاتح طلسم کا امیدوار تھا تصویر پرستی ترک کرچکا تھا خدا سے نادیدہ سے ہر وقت دعا اُس
فاتح طلسم کے آنے کی کرتا تھا اسی طور سے ایک زمانہ گذرا میری خوراک اُس صحرا کے درخت کے برگ
وغیرہ تھے جب زیادہ بھوک معلوم ہوتی تھی برگ درخت کھا لیتا چشمہ سے پانی پی لیتا خاک پہ پتھر بالین
کئے پڑ کر سو رہتا ایک دن جو سو رہا جو صبح کو آنکھ کھولی اپنے کو ایک باغ مین پایا ایک نازنین کو
اپنے بالین پر بیٹھے دیکھا وہ بہت خوبصورت تھی اُسکی محبت میرے دل مین پیدا ہوئی اُسنے کچھ ایسی
باتین کہین کہ مین سب خیال بھول گیا اُسکی الفت کا دم بھرنے لگا بس میرے اُسکے راز و نیاز ہونے لگے
اسی مین مین نے دوسرے قصد سے اُسکے ساتھ اختلاط کیا اُسکے منھ کے قریب اپنا منھ لیگیا ایسی بو بد
آئی کہ میرا دماغ پریشان ہو گیا متلیان کی نوبت آئی اگر کچھ کھائے ہوتا تو ضرور استفراغ ہو جاتا مین نے منھ

ہٹا لیا اُسنے سبب پوچھا مین نے کچھ نہ بیان کیا اِس خیال سے کہ معلوم ہوتا ہی ہوا جو آئی تھی یہ بو اُسکے ساتھ آئی تھی پُشت پر باغ کے کوئی جانور مر گیا ہی یہ اُسکے سڑنے کی بو ہی تھوڑے عرصہ کے بعد پھر مین نے قصد بوسہ لینے کا کیا وہی بو آئی اب جو مین نے خیال کیا تو اُسکے مُنہ سے بو آرہی ہی بس مجکو نفرت ہو گئی اور مین الگ ہو کر بیٹھا اُسنے سوال کیا کہ یہ کیا سبب ہی کہ یا تو وہ شوق و اشتیاق اور اب یہ انکار کیا تو جوہر مردی نہین رکھتا ہی باوجود اِس تنہائی اور قبضہ کے یون میرے قریب سے دور ہو گیا مجھ ایسی حسینہ تجکو خواب مین بھی تو نہ نصیب ہو گی مین نے صاف صاف کہدیا کہ تیرے مُنہ سے ایسی بو آتی ہی کہ مجکو تیری صورت سے نفرت ہو گئی اور نوبت قُرب کی بہم پہونچی مجھ سے کسی امید کی توقع نہ رکھنا مین کبھی تیرے ساتھ ہمبستر نہونگا اُسنے یہ کلام سُنکے جواب دیا کہ ای جانی مجھ مین سواے اِس عیب کے اور کوئی عیب نہین ہی میرا سن بھی ابھی کم ہی کوئی ہزار برس کا ہو گا پورے دودھ کے دانت بھی نہین ٹوٹے ہین دوسرے مین باکرہ ابھی ہون کسی مرد کے تصرف مین نہین آئی ہون تیسرے حسن بھی رکھتی ہون تو جو میری آرزو بر لائیگا تو یاد رکھ کہ مین تیرے ساتھ وہ سلوک کرونگی کہ تو ہفت اقلیم کے اوپر حاکم ہو گا مین نے کہا کہ آگ لگے تیرے سن پر اور ناکتخدا ہونے پر ہزار برس کا سن بتاتی ہی اور پھر کہتی ہی کہ مین کم سن ہون مین ایسی حکومت و سلطنت سے باز آیا مین ہرگز ہرگز تیری آرزو نہ بر لاؤنگا اُسنے کہا کہ پچتائیگا مین نے کہا کہ آخر بتا تو کہ تو کون ہی اُسنے کہا کہ میرا نام مدہوش جادو ہی مین رہنے والی ہون اِس صحرا کی سیر کو نکلی تھی کہ تیرے اوپر نگاہ پڑی فریفتہ ہو گئی اور تجکو عالم خواب مین یہان اُٹھا لائی اب تجھ سے امیدوار وصل ہون اُسنے جب یہ کہا تو مین نے کہا کہ تو اِس آرزو مین مر جائیگی اور نہ پوری ہو گی اُسنے کہا کہ مین تجھے عذاب سخت مین مبتلا کرونگی مین نے جواب دیا کہ یہ منظور ہی اور تیرے ساتھ ہمبستر ہونا کسی صورت سے نہین منظور ہی یہ جو مین نے کہا وہ اُٹھی اور میری طرف ہاتھ پھیلا کر چلی جب میرے قریب آئی مین نے ایک طمانچہ مارا کہ اُسکا مُنہ سوج گیا اسوقت اُسکو غصہ آیا اُسنے کچھ میرے اوپر پڑھکر دم کیا کہ میری طاقت بالکل سلب ہو گئی پھر اُسنے بہت کچھ عجز و انکسار کیا مگر مین نے نہ مانا آخر کو عاجز ہو کر اور میری کمر مین پنجہ ڈالکر اِس درہ کوہ مین لائی اور اسطور سے کہ جسطور سے آپ نے ملاحظہ فرمایا قید کر کے چلی گئی اور یہ طریقہ مقرر کیا کہ دن اور رات مین ایک مرتبہ آتی تھی اور ہوشیار کر کے قید سے چھوڑا کر میری منت آرزو کرتی تھی اور اپنی خواہش ظاہر کرتی تھی مین اُسیطور سے انکار کرتا تھا آخر کو عاجز ہو کر قید کر کے چلی جاتی تھی اِسے بھی ایک زمانہ گذرا میری حالت غیر ہونے لگی مین نے اپنے نادیدہ خدا سے دعا کی کہ یا تو میری آرزو پوری ہو مجکو اِس عذاب سے نجات ملے یا میری روح قبض کر لی جاے اِسی فکر و رنج مین مین سو گیا کہ وہی پیر مرد خواب مین پھر تشریف لاے اور فرمایا کہ ای مسرت شاہ تو نا امید نہو تیرے عذاب سے نجات پانے کا زمانہ قریب آگیا ہی اور وہ جوان جو فاتح طلسم ہی وہ آکر تجکو رہا کریگا تو نا امید نہو یہ فرما کر وہ چلے گئے میری آنکھ کھل گئی مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر میرا خواب صادق ہی تو مجھے خواب مین اُس جوان کی بھی صورت نظر آنے لئے یہ خیال کر کے جو سو گیا تو ایک جوان نظر آیا جو کہ بالکل آپ کے مشابہ تھے اور اُسنے آکر مجکو رہا کیا جسطور سے آپ نے رہا کیا کہ میری آنکھ کھل گئی صبح تھی اُسدن سے مجھے اطمینان ہوا تیسرا دن تھا اُس خواب کو کہ آج آپ نے آکر میرے حال پر رحم کیا اور اِس عذاب سے نجات دی یہ میرا واقعہ ہی جو مین نے عرض کیا اب آپ مجھے دین اسلام تعلیم فرمایئے نقابدار نے جو یہ تقریر سُنی اور اُسکے حال سے آگاہ ہوئے پہلے اُسنے دین اسلام قبول کیا اُسکے بعد اُس سے فرمایا کہ ای بھائی ابھی تو مین ایک ضرورت سے جاتا ہون جب اُس سے فراغت

کرونگا تو تمہارے ہمراہ اُس مقام پر چلونگا کہ جہان سرحد طلسم آفتاب سلیمانی ہی اور اُس طلسم کو فتح کرکے
تمہاری زوجہ کو تمسے ملادونگا اطمینان رکھو اس مرد بزرگ نے میرا کرامی نشان تمکو دیا ہی مین اولاد صاحبقران
سے ہون مگر ابھی نہین ظاہر کرونگا تمکو اختیار ہی چاہے میرے ہمراہ رہو چاہے اپنے شہر کو چلے جاؤ اپنے ماں باپ
سے ملو اُنکے قلب کو سرور بخشو مسرت شاہ نے عرض کیا کہ اب مین آپکے قدمون سے جدا نہونگا آپکو اختیار ہی
کہ چاہے میری زوجہ کو مجھسے ملا دیجئے چاہے نہ مین تو آپکا غلام بیدام ہون ہان اگر میری زوجہ مجھسے ملیگی
اُسوقت اگر آپکی مرضی ہوگی تو جاکر اپنے والدین اور زوجہ سے ملونگا اگر وہ لوگ زندہ رہے ہونگے اور میرے
ساس و خسر اپنی لڑکی کے غم مین بالکل مرگئے ہونگے نقابدار نے فرمایا کہ اگر تمہارا قصد ہی تو مین ضرور اس طلسم کو فتح کرونگا قسم خداے
لایزال ضرور اس طلسم کو فتح کیے ہوئے بغیر نہ جاؤنگا بعد اس کام کے جس ضرورت سے مین جاتا ہون وہ بھی ہو جائیگا
کیا نام ہم مسرت شاہ نے عرض کیا کہ مین اسواسطے یہ نہین عرض کرتا ہون کہ طلسم فتح کرین میری زوجہ
کو مجھسے ملا دین نقابدار نے فرمایا کہ اچھا یہ نہوگا کہ مین طلسم کو نہ جاؤن کوئی لاکھ منع کریگا مین نہ مانونگا کیونکہ
ہم لوگ تو اسی امر مین مشہور ہین کہ جہان کسی صاحب مصیبت کو دیکھا اپنے امکان بھر اُسکی حل مشکل کی کوشش
کرتے ہین اسلیے کہا کہ مین زوجہ سے بہتر آپکی خدمت مین رہنا تصور کرتا ہون نقابدار نے فرمایا کہ جیسا وہ
وقت آئیگا دیکھا جائیگا ابتو مین اُس ضرورت سے تو فراغ حاصل کرلون اس گفتگو مین رات ہوگئی سب نے
عرض کیا کہ نصف شب کے قریب آگئی ہی نقابدار نے دربار برخاست کیا مسرت شاہ کے لیے ایک
پلنگ نہایت نفیس آراستہ ہونیکا حکم دیا نقابدار نے مسرت شاہ کو اپنے ہمراہ کھانا کھلایا اُسکے بعد جاکر آرام
کیا صبح کو اُٹھکر لشکر لیکر طرف سمندر ریہ کے کوچ کیا مسرت شاہ بھی ہمراہ تھا نقابدار لشکر لیکر طرف سمندر ریہ
کے براے کمک صاحبقران روانہ ہوئے اُنکو راہ مین رکھا جاتا ہی اسپا کچھ حال جنگ مغلوبہ کا تحریر ہوتا ہی اور
عین جنگ مین نقابدار کا پہونچنا راوی نے بیان کیا ہی کہ یہان جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی اور تلوار گھسان کی چل
رہی تھی سہراب و غزالان سحر کر رہے تھے صاحبقران ساحرون کے سحر کو اسم اعظم پڑھکر دفع کرتے
تھے سہراب و غزالان جو کوئی لشکر اسلام کا سردار مبتلاے سحر ساحران ہوتا تھا اُسکو جاکر قتل کرتا تھا اور اُس
سردار کو سحر کا فرشتہ رہا کرتا تھا ہر طرف دریاے خون جاری تھا بازار مرگ گرم تھا ملک الموت روحین قبض کرتے
پھرتے تھے تلوار کی جھنکار سے صحرا ہل رہا تھا ساحرون کا سحر چل رہا تھا سمندر شاہ جنگ مغلوبہ کا تماشہ دیکھ
رہا تھا اہل اسلام کی جرأت کی تعریف کر رہا تھا بادشاہ بھی مصروف جنگ تھے اور جب ہاتھ مارتے تھے
تو نعرۂ تکبیر بلند کرتے تھے بڑی قیامت کی جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی کفار بھی جان دیے ہوئے لڑ رہے تھے
ہر طرف سحر کی آگ برس رہی تھی لشکر اسلام بسبب سحر کے مجبور تھا ورنہ اب تک خاتمہ ہوگیا ہوتا ایک ہنگامہ شور محشر برپا تھا کسیکو
سواے کوچہ کے زخم کے کوئی کوچہ امن کا نہین ملتا تھا اور سواے گوشہ کمان کے کوئی گوشہ نہ تھا کہ لوگ پوشیدہ
ہون نقیب صدائین دے رہے تھے جوانون کے دل طرف جنگ کے بڑھا رہے تھے ہر ایک بڑھکر تلوار
مارتا تھا اُنکا ہاتھ چلا اگر پہلے پڑگیا تو ساحر کے دو ٹکڑے ہوگئے اگر ساحر کا سحر چل گیا تو یہ مجبور ہوگئے اُسنے قتل
کرلیا اگر سہراب و غزالان نے دیکھ لیا تو آکر اُسکو قتل کیا اُنکو رہا کیا یہ عالم ہی کسیکو کسی کی خبر نہین ہی خواجہ
ساحرون کے خوف سے گلیم اوڑھے ہوئے پھر رہے ہین یہ طریقہ ہی کہ ساحر کے قریب پہونچے گلیم سر سے اُتاری
اُسکو آگاہ کیا جبتک وہ خبردار ہو کہ حباب مارا وہ بیہوش ہوا اُدھر سے خنجر مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ساحرون
کے مرنے کی علامت بلند ہی کبھی تاریکی ہو جاتی ہی کبھی برف باری ہوتی ہی کبھی سنگباری ہوتی ہی کبھی آگ برستی ہی
کبھی خاک پر بھیر غل مچاتے پھرتے ہین سب طرف پھول کھلے ہین ہر طرف ساحرون کے مرنیکا شور ہی یاہو تاریخ

کہا کہ پڑاؤ پہ آیا ہو ضرور نقابدار یاقوت پوش میری طرف آئیگا اس سے مناسب یہ ہے کہ قبل اسکے آنیکے
مین یہانسے چلا جاؤن اگر آپڑا تو پھر مقابلہ کرنا پڑیگا اسوقت انکا اقبال یاور ہے مین بھی شکست کھاونگا اسی سبب
سے مین نے لشکر تقسیم کی کمک نہین کی اسی کو لٹنے دیا عشاق نے جواب دیا کہ اگر یہ ارادہ ہے اور یہ خیال ہے
تو چلو یہان انجام تو معلوم ہوگیا کہ لشکر کو شکست ہوئی بس سمندر از خوف اہل اسلام و نیز بخوف نقابدار مع اپنے
سرداروں کسی طرف سمندر پہ سے روانہ ہوا کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا یہان پڑاؤ پہ بھی اگرچہ تھوڑے عرصہ تک لشکر
کفار نے مقابلہ کیا مگر چونکہ لشکر سے کمر ٹوٹ چکا ہے لشکر شکست اٹھا لئے اور کوئی سردار نہو تو کیونکر لشکر ٹھہر سکتا ہے کیونکہ
مثل ہے کہ لشکر بے سر بکیہ بے فقیر ترکش بے تیر بالکل بیکار ہے لشکر نے اس مقام پہ سے بھی فرار کیا اور شکست
فاش کھائی اور بھاگ کر کوہ و دشت مین پوشیدہ ہونے لگے پڑاؤ پہ سے بھی کئی کوس تک اہل اسلام نے
انکا تعاقب کیا جب صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ اب لشکر کفار کا تعاقب کرنا خلاف ہے بس اپنی تلوار
روکی اور نیام مین کی ادھر کفار نے امان بھی طلب کی یہانسے جواب دیا کہ امان لیکر چلا جائے انھون نے
عرض کیا کہ ہم آپکا دین قبول کرتے ہین صاحبقران نے فرمایا تمکو امان دی چونکہ کفار بہت پریشان
ہوگئے تھے ہمین سبب امان طلب کی تھی جو کہ سیاہ قلب تھے وہ تو فرار کرگئے اور باقی اپنے ہاتھ رومال
سے باندھکر صاحبقران کی خدمت مین آئے صاحبقران نے امان دی ادھر پڑاؤ کو سب اہل اسلام
نے لوٹ لیا خواجہ کے ہاتھ بہت مال آیا سب کفار کی لاشون کو برہنہ کردیا انکو جو فرصت ملی انھون نے
خیال کیا کہ لشکر تو یون ہی مقابلہ کو تیار رہیگا تم اپنا کام کرو ادھر لشکر مقابلہ مین مصروف ہوا میدان جنگ
صاف ہوا کیونکہ پڑاؤ پہ مقابلہ ہونے لگا تھا انھون نے اپنا کام کیا جب پڑاؤ لوٹنے لگا یہ یہانسے فرصت
کرکے پہونچے پڑاؤ کو لوٹ لیا اور جو راہ مین کفار کشتہ پڑے تھے انکو برہنہ کرنا شروع کیا وہان امان ملی
جب نقابدار یاقوت پوش نے دیکھا کہ اس لشکر نے امان طلب کی قصد کیا کہ سمندر پہ جا پڑون اب جو پلٹکر
دیکھا تو سمندر کو اس مقام پر نہ پایا وہ مقام خالی تھا چونکہ یہ تو پہلے ہی فرار کرگیا تھا سمندر یہ وہان کہان تھا جو
نقابدار کو نظر آتا نقابدار نے بہت افسوس کیا ادھر لشکر نقابدار یاقوت پوش لشکر اسلام سے جدا ہوگیا
اور اپنے سردار کیطرف چلا جب نقابدار نے سمندر کو نہ پایا بہت افسوس کیا ایک مرتبہ صاحبقران
کی طرف منہ کرکے یہ کلام کیا کہ اے صاحبقران یہ جنگ امیر کے سبب سے سر ہوئی ورنہ سر نہوتی بس مین
صاحبقران ہون تمکو صاحبقران ثانی نے بغیر انصاف صاحبقران کیا خلاف عدل کیا بس اب تو مین
جاتا ہون ایک ضرورت سے ابکی مرتبہ آکر سمجھونگا اگر تم مجھکو بانے صاحبقرانی کے دوگے تو خیر ورنہ مین تمسے
مقابلہ کرکے لونگا کیونکہ یہ میرا حق ہے تمکو بغیر حق ملا ہے یہ کہکر اور باگ اٹھا کر ایک طرف کو چھلاوے کی چال اسکا چلنا تھا
کہ ایک مرتبہ سب لشکر نے پایا کہ نہین ہین اسکے عقب مین چلے صاحبقران نے چند ہرکارون کو اسکے عقب مین روانہ
فرمایا کہ خبر تو لاؤ یہ نقابدار یاقوت پوش کون ہے اور کس مقام پہ فروکش ہوا ہے ہرکارے چلے مگر گرد قدم نقابدار
و لشکر نقابدار کو نہ پایا وہ مثل تیر شہاب کے نظرون سے غائب ہوگیا راوی بیان کرتا ہے کہ اب نقابدار
یاقوت پوش کی داستان جلد سوم مین اسی دفتر کے تحریر ہوگی نقابدار کا طلسم آفتاب سلیمانی کا فتح کرنا اور
آکر صاحبقران سے مقابلہ کرنا اور عین مقابلہ مین ایک دیو کا آنا نقابدار کو نامہ دینا اسکا نامہ پڑھکر اور جناب
صاحبقران سے اجازت لیکر مع اپنے لشکر کے ایک طرف کو روانہ ہونا یہ عجب داستانین ہین اور یہ طلسم یعنی
طلسم آفتاب سلیمانی بھی عجب بنا طلسم ہے اسکا ہر مقام عجائبات سے خالی نہین ہے جیسا بیان ہوگا اور ناظرین ملاحظہ
فرمائینگے تو لطف پائینگے اسکی لطافت اور تازگی کو گویا تحریر کرون ملاحظہ پہ موقوف ہے اب نقابدار کو مع لشکر

وصاحبقران نے اُنکا افسوس کیا ہر ایک کے وارثون کو طلب کرکے وظیفہ مقرر فرمایا تسلیین دی جب اس
کام سے فراغت ہو چکی صاحبقران نے بادشاہ سے فرمایا کہ کیا عرض کرون ایک نقابدار تو لکھ گیا ہے کہ مین
آکر مقابلہ کرونگا ایک نقابدار سے مقابلہ کل ہوگا مین ان نقابدارون کے معاملہ مین حیران ہون کہ یہ
کون ہین ان دونون کی محبت میرے قلب مین ایسی پیدا ہوئی ہے کہ مین بیان نہین کرسکتا ہون خصوصًا
نقابدار سبزپوش کی محبت میرے قلب مین اسقدر ہے کہ جیسے باپ کو فرزند کی ہوتی ہے بادشاہ نے جواب
مین فرمایا کہ مجھکو بھی اسقدر محبت ہے خیر اس نقابدار کا تو کل فیصلہ ہو جائیگا صاحبقران نے جواب دیا کہ ہان
یہ فرماکر کہا کہ ابھی تک وہ ہرکارے نہین آئے جو نقابدار سرخ پوش کے تعقب مین گئے تھے یہان تو
یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ای خداوند ہم بڑی دور تک نقابدار کے عقب
مین گئے تھوڑی دور تک تو سامنا رہا پھر آگے وہ نقابدار ہوا ہو گیا ہم اسکے لشکر کے گرد کو بھی نہ پا سکے آخر کو
عاجز ہو کر چلے آئے باقی خیر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر اسی اثنا مین وہ دن تمام ہوا شام ہو گئی بادشاہ نے
دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے بادشاہ نے خاصہ نوش فرماکے آرام
کیا اُدھر صاحبقران بھی اپنی خوابگاہ مین تشریف لائے خاصہ نوش فرماکے آرام کیا مسہری پر جاکے لیٹے
نقابدار کا خیال تھا کہ یہ کون ہے کہ آنکھ بند کی آرام کیا اُدھر نقابدار نے اپنے سردارون سے کہا کہ کل
فیصلہ ہو جائیگا خوب ہوا جو مقابلہ ہو گیا یہ امر کسو ہو جائے تو بہتر ہے نہ معلوم نقابدار سرخ پوش کون تھا اسکو
دعوی صاحبقرانی ہے یہ بھی اثنا نہ صاحبقرانی کا خواستگار ہے تو بھی ضرور میری طرح سے کسی نہ کسی روز مقابلہ
کریگا اگر میری فتح ہوئی اور مین صاحبقران ہوا تو مجھ سے مقابلہ کریگا سردارون نے کہا کہ جب آپ
صاحبقران کو زیر کرکے انشاءاللہ لین گے تو کون آپ سے مقابلہ کر سکتا ہے غرض صبح کہ نقابدار نے بھی دربار برخاست
کیا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے نقابدار بھی خاصہ نوش کرکے کہ کبتک صاحبقران مین اپنے
بستر پر آرام پذیر ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ نقابدار نے خواب مین دیکھا کہ مین ایک باغ مین ہون اور
وہ باغ بہت پر بہار ہے مین باغ کی سیر کرتا ہوا ایک طرف چلا ایک بارہ دری مین پہونچا دیکھا کہ اس
بارہ دری مین ایک مرد پیر باریش دراز مسند پر متمکن ہے سجادہ بچھا ہوا ہے رحل پر قرآن شریف رکھا ہوا ہے
اُسکی تلاوت کر رہے ہین نقابدار اُنکے قریب آئے اُنھون نے سر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا کہ ای رفیع البخت
آؤ مین تمھارے انتظار مین تھا ای فاتح طلسم نور افشان خوش آمدی صفا آوردی نقابدار اس مرد بزرگ
کو سلام کرکے اُنکے روبرو بیٹھ گئے ہاتھون کو بوسہ دیا آنکھون سے لگا لیے نقابدار نے عرض کیا کہ آپ کا
اسم مبارک کیا ہے نقابدار نے جو یہ عرض کیا ان مرد بزرگ نے جواب دیا کہ ای رفیع البخت ابھی حکم
نہین ہے کہ مین اپنا نام ظاہر کرون صرف مین نے تمکو اسلیے طلب کیا ہے کہ مین تمسے ایک امر جو کہ پوشیدہ ہے ظاہر
کرون نقابدار حیران ہوا کہ مین خود آیا ہون اور یہ فرماتے ہین کہ مین نے طلب کیا ہے خیر اس سے کیا
جو یہ فرمائین اسکو سننا چاہیے کیونکہ یہ مرد خدا رسیدہ ہین کسی طور سے طلب کیا ہوگا یہ جو نقابدار نے اپنے دل
مین خیال کیا اُن پیر مرد نے کہا کہ تمکو یہ گمان ہوا ہے کہ مین خود آیا ہون اور یہ فرماتے ہین مین نے تمکو طلب کیا ہے
تو مین نے تمکو اسطور سے طلب کیا ہے کہ تمھارے دل مین یہ امر پیدا ہوا کہ مین اسطرف چلون چونکہ ایک امر
ضروری تمپر ظاہر کرنا تھا اس سبب سے تم یہان آئے سنو وہ امر یہ ہے کہ کل تمسے جو بدیع الملک سے مقابلہ
قرار پایا ہے پس تمکو معلوم ہو کہ تم مقابلہ بدیع الملک سے نہ کرنا کیونکہ وہ تمھارے باپ ہین تم اُنکے فرزند ہو
تمکو اُنکا ادب و لحاظ کرنا ضرور ہے دوسرے وہ تمسے زیر نہونگے کیونکہ وہ صاحبقران ہین خدا کی طرف سے

اُنکا ہر ایک کو پاس و ادب کرنا پر ضرور ہی لیکن مناسب یہ ہوگا کہ صبح کو تم اُنکی خدمت مین حاضر ہونا اور اُسنے
سخت کلامی کا عذر کرو اور شرف قدمبوسی حاصل کرو اپنے نور جمال سے اُنکی آنکھون کو روشن کرو تا کہ اُنکے قلب
کو سرور ہو اور یہ عذر کرو کہ مجھکو یہ معلوم نہ تھا ورنہ مین ایسے کلام نہ کرتا بادشاہ سے ملو اُسکے بعد اُنسے اجازت
لیکر طرف طلسم نور آگین کے جاؤ کیونکہ اُسکے فاتح تم ہو وہ فتح تمھارے ہاتھ سے ہوگا اور اُسپر عمل کرو جو کہ وصیت
نامہ مین تحریر ہو لیکن اب تمھارے پوشیدہ رہنے کا وقت نہین ہی یہ فرما کر وہ مرد بزرگ نظرون سے غائب ہو گئے
عالم خواب مین نہ وہ باغ تھا نہ وہ بارہ دری کہ نقابدار کی آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا صبح کا وقت تھا نماز کا وقت
قریب تھا نقابدار کو اپنے خواب کا یقین ہوا کہ یہ خواب میرا صادق ہی اور اپنے لباس کو بھی معطر پایا بستر سے
اُٹھے ایک پرچہ زیر بالین رکھا ہوا تھا اُسمین وہی سب مضمون تحریر تھا اتنو باکل اسکا نقابدار کو یقین ہو گیا خادم
سے پانی طلب کر کے وضو کیا نماز صبح ادا کی اُسکے بعد دو رکعت دوگانہ خالق بجا لائے شکریہ کی دو رکعت نماز پڑھی کہ اُسنے
میری آبرو رکھ لی کہ باپ سے مقابلہ نہونے دیا ورنہ تباہی ہوتی یہ خیال کر کے اور شکر خالق ادا کر کے دعا
مانگی لباس پوشاکی زیب جسم فرمایا خوابگاہ سے برآمد ہوئے اُدھر سب سردار اپنے اپنے خیمہ سے نکلکر
حرب و ضرب سے آراستہ دردولت پر آئے کہ دیکھا نقابدار لباس رزم پہنے ہوئے خوابگاہ سے برآمد
ہوئے چونکہ لشکر کو معلوم تھا کہ کل مقابلہ ہوگا سب آراستہ ہو چکا تھا اور آمد نقابدار کا منتظر تھا کہ جب
سردارون نے اس صورت سے نقابدار کو دیکھا تو جھککر عرض کیا کہ کیا خداوند میدان کو نہ تشریف
لیجائینگے اگر تشریف لیجائین تو لشکر روانہ ہو نقابدار نے فرمایا کہ لشکر سے کہو کمرین کھولے جب ہم حکم
فرمائین اُسوقت کمر بندی ہو یہ حکم دیکر نقابدار بارگاہ مین آئے ہرکارون کو طلب کر کے حکم دیا کہ جاکر لشکر
صاحبقران کی خبر لاؤ ہرکارے اُدھر کو روانہ ہوئے اُدھر نقابدار نے وہ کاغذ سب سردارون کو
دکھایا اور کہا کہ خوب خدا نے آبرو رکھ لی کہ مین نے والد سے مقابلہ کا قصد کیا تھا ضرور زیر ہو جاتا یہ
صاحبقران میرے والد ہین یہ تو مین جانتا تھا کہ مین خاندان صاحبقران سے ہون مگر یہ نہ معلوم
تھا کہ اُنکا فرزند ہون پس ایسی حالت مین کیونکر مقابلہ کر سکتا ہون یہ جو نقابدار نے فرمایا سب سردارون
نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا نقابدار نے فرمایا کہ ذرا دن آلے تو مین خدمت مین پدر بزرگوار جناب
صاحبقران عالیمقدار کے حاضر ہو کر معذرت کرونگا اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہونگا سردارون نے
عرض کیا کہ آپکو اختیار ہی ہم سب آپکے تابع فرمان ہین جو حکم ہوگا اُسکو بجا لائینگے یہان تو یہ گفتگو ہو
رہی ہی اُدھر لشکر نے کمر کھولی ہرکارے چلے ہین یہان صاحبقران نے بھی خواب مین دیکھا کہ ایک
مرد بزرگ میرے خیمہ مین تشریف لائے ہین صاحبقران نے اُنکو بڑی تعظیم و تکریم سے جگہ دی آنکھون کو اُنکی
قدمون سے لگایا دست بوسی کی اُنھون نے فرمایا کہ ای بدیع الملک آگاہ ہو کہ یہ نقابدار سعید بخت تیرا
فرزند ہی تو اُس سے مقابلہ نہ کر بلکہ اُسکو اپنے پاس طلب کر اور اُسکو بموجب وصیت نامہ طرف طلسم نور آگین
کے روانہ کر کیونکہ وہ اس طلسم کا فاتح ہی اور اس طلسم کی فتح اُسکے نام پر ہی پس ایسی حالت مین اُس لڑکے سے
مقابلہ کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہی وہ بھی مرد جری اور بہادر ہی آگاہ ہو کہ یہ بطن سے ملکہ ناوک فگن
کے جو کہ مالکہ ہی چند مرحلات طلسم نور آگین کی کہ جسکو تونے ایک زمانہ مین صاحبقران ثانی کے فتح کیا تھا
پیدا ہوا ہی بعد تمھارے آنے کے یہ نقابدار تمھارا فرزند دلبند جگر پیوند ہی یہ فرما کر وہ مرد پیر غائب ہو گئے
یہی خواب بادشاہ نے بھی دیکھا اُنسے بھی کسی مرد بزرگ نے کہا کہ یہ نقابدار فرزند ہی بدیع الملک کا بطن
سے ملکہ ناوک فگن کے پیدا ہوا ہی اور فاتح ہی طلسم نور آگین کا اُسکے دادا نے اُسکے ظاہر ہونیکا آیا پس کہا

مقابلہ کی ضرورت نہین ہے صاحبقران کو منع کرنا کہ مقابلہ کرین ادھر بادشاہ کی ادھر صاحبقران کی آنکھ کھلی وقت
نماز سحر کا پایا اُٹھے نماز ادا کی بادشاہ اپنے خیمہ سے برآمد ہوئے صاحبقران اپنے خیمے سے رات کے خواب سے حیران
ہوئے کہ یہ کیا خواب ہے کہ صاحبقران اُٹھکر طرف بارگاہ کے چلے تھے کہ کسیکو روانہ کرکے خبر منگاؤن کہ لقا بدار لشکر لیکر
میدان مین آیا یا نہین بادشاہ بھی اسی خیال سے اپنی آرامگاہ سے نکلے تھے کہ بارگاہ مین جاکر صاحبقران کو طلب کرکے منع کرون
اور خواب کا حال بیان کرون کہ صاحبقران ایک مرتبہ بارگاہ مین پہونچے کہ صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ
نے جواب سلام دیا دیکھا صاحبقران نے بادشاہ کے ہمراہ چند خادم وخدمتگار ہین اور جلوس سواری وغیرہ
کچھ نہین ہے صاحبقران نے بادشاہ سے عرض کیا کیون حضور کا مزاج مبارک کیسا ہے جو اسقدر سویرے تشریف
لائے بادشاہ نے فرمایا کہ مجھکو آپ سے کچھ ضرورت تھی اس سبب سے سویرے برآمد ہوا کہ قبل جانے جنگگاہ کے
وہ ضرورت بیان کردون صاحبقران نے عرض کیا کہ آپنے مجھے اس مقام پر طلب فرما لیا ہوتا اور جو
ضرورت تھی فرمائی ہوتی مین اُسکو بجا لاتا بادشاہ نے فرمایا کہ مین نے خیال کیا کہ بارگاہ مین جاکر طلب کرونگا
اور جو ضرورت ہے وہ کہہ دونگا آپ فرمایئے کہ آپ خود اسقدر سویرے کیون بارگاہ مین تشریف لائے ہین اسکا کیا
سبب ہے کیونکہ آج تو دن مقابلے کا ہے لقا بدار سے مقابلہ ہوگا بارگاہ مین تشریف لانے کی کیا ضرورت تھی
صاحبقران نے جواب دیا کہ کیا عرض کرون تشریف فرمایئے تو عرض کرون بادشاہ آگے تخت پر جلوہ گر ہوئے جناب
صاحبقران دنگل پر بیٹھے صاحبقران نے ایک چوبدار سے کہا کہ جو کوئی پہرہ پر ہو اُس سے کہدو کہ جناب
صاحبقران کا حکم ہے کہ خواجہ عمران بن عمر کو بلا لاؤ چوبدار نے جاکر پہرے پر کہدیا ایک سوار طرف
خیمہ خواجہ کے گیا خواجہ نماز صبح پڑھکر اس قصد سے لباس پہن رہے تھے کہ لباس پہن کر خدمت
مین صاحبقران کے جاؤن کیونکہ لقا بدار سے مقابلہ ہوگا تھوڑے عرصہ مین لشکر میدان کو جانے لگیگا
کہ سوار نے جاکر خواجہ سے کہا خواجہ اُسیوقت لباس پہنکر طرف بارگاہ کے روانہ ہوئے اس فکر مین کہ کیا
ایسی ضرورت ہے جو صاحبقران نے اسقدر سویرے طلب فرمایا ہے تو ادھر سے نکلے ادھر سوار سے
اسقدر دریافت کرلیا کہ صاحبقران اپنی بارگاہ مین ہین یا خیمے مین آرام کرتے ہین اُسنے کہا نہین بارگاہ
مین ہین وہان صاحبقران نے بادشاہ سے فرمایا کہ ہان اب سویرے آنے کا سبب بیان فرمایئے
صاحبقران نے اپنا خواب کا دیکھنا اور کل حال خواب کا بیان کیا اور کہا کہ مین اس قصد سے سویرے
بارگاہ مین آیا ہون کہ خواجہ کو طلب کرکے لشکر لقا بدار کی خبر منگاؤن اسی سبب سے مین نے خواجہ کو
طلب کیا ہے اب آپ ارشاد فرمائین اپنی تشریف آوری کا سبب کیا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ مین نے
بھی یہی خواب دیکھا ہے یہ کہکر بادشاہ نے خواب بیان کیا اور فرمایا کہ مجکو حکم ہوا تھا کہ صاحبقران کو منع کرنا
کہ وہ مقابلہ نہ کرین چنانچہ مین اسی خیال سے سویرے برآمد ہوا کہ آپکو بارگاہ مین طلب کرکے منع
کرون قبل اسکے کہ لشکر جنگگاہ کو جائے لیکن آپ نے خود خواب ملاحظہ فرمایا ہے اب اسکا کیا بندوبست
ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ اسکا بندوبست یہ ہے کہ مین خبر منگاتا ہون اگر لشکر لقا بدار آراستہ ہوکر
میدان جنگ مین آگیا تو مین بھی مقابلہ مین اُسکے اپنا لشکر لیکر جاؤنگا اور مقابلہ کرونگا پھر جیسا مناسب ہوگا وہ کیا
جائیگا اور نہ مین یہ کہونگا کہ کیون تم سویرے تیار ہوے مین نے خواب مین دیکھا ہے تم سے مقابلہ نہ کرونگا یہ میری شان
کے خلاف ہے بادشاہ نے فرمایا خواجہ کو آنے دیجیے کہ اتنے عرصہ مین خواجہ بھی آ گئے خواجہ نے دیکھا کہ صاحبقران
و جہان پناہ دونون صاحب بارگاہ مین تشریف فرما ہین خواجہ حیران ہوئے کہ یا الہی یہ کیا سبب ہے دونون صاحب ایک مقام
پر ہین خواجہ نے سلام کیا اور اپنی جگہ بیٹھے طلب کرنیکا سبب اور ان دونون کے سویرے آنیکا سبب دریافت کیا صاحب نے اپنا خواب

جاکر خواجہ کو طلب کرکے لشکر نقابدار کی خبر منگاؤن بادشاہ کا بھی برآمد ہونا بیان کیا بادشاہ نے اپنا خواب
دیکھنا اور اس خیال سے کہ مین بارگاہ مین جاکر صاحبقران کو منع کرون کہ وہ براے مقابلہ نقابدار نہ جائین
یہان صاحبقران کو بارگاہ مین آکر یا نا بیان فرمایا یہ سنکے خواجہ نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اب کیا کرنا
چاہیے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تم کسی کو روانہ کرو کہ وہ لشکر نقابدار کی خبر لاے پس خواجہ
یہ سنکے باہر بارگاہ سے آئے اور چند ہرکارون کو طلب کرکے طرف لشکر نقابدار کے روانہ کیا اور خود بارگاہ
مین چلے آئے ادھر سردار بیدار ہو ہوکر نماز سحر ادا کرکے لباس رزم سے آراستہ ہو ہوکر طرف دردولت کے
چلے لشکر مین تیاری ہونے لگی سردار جو جلوخانہ مین پہونچے تو معلوم ہوا کہ بادشاہ و صاحبقران و خواجہ
بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین پس سردار حاضر دربار ہونے لگے دیکھا کہ سب موجود ہین پس سلام کرکرکے
اپنے اپنے مقام پر بیٹھنے لگے ادھر لشکر تیار ہوکر طرف میدان جنگ کے جانے پر آمادہ ہوکر کھڑا ہوا ادھر نقابدار اس
خیال مین اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے کہ ہرکارے خبر لشکر صاحبقران لائین تو کچھ انتظام کیا جاے راوی
اس طور سے بیان کیا ہے کہ جب سردار حاضر دربار مسلح و مکمل ہوکر ہونے لگے صاحبقران نے سردارون سے دریافت
فرمایا کہ کیا سپاہ تیار ہوکر طرف میدان ناوردگاہ کے گئی انھون نے عرض کیا کہ سب تیار ہین سب حکم والا کے
منتظر ہین صاحبقران نے فرمایا کہ انکو حکم دیا جاے کہ وہ اپنی جگہ پر رہین لیکن اسی طور سے تیار رہین
ناوردگاہ کے جائین جب ہم انکو حکم دین اسوقت روانہ ہون پس یہ حکم صاحبقرانی سردارون نے اپنے
اپنے لشکر کے افسرون کو بذریعہ چوبدارون کے کہلا بھیجا یہان لشکر اپنے اپنے مقام پر آکر قائم ہوا مگر سب
مسلح و مکمل ہین اب راوی بیان کرتا ہے کہ وہ جو ہرکارے خواجہ نے طرف لشکر نقابدار کے روانہ کیے تھے
لشکر نقابدار مین پہونچکر داخل بارگاہ نقابدار ہوے دیکھا کہ نقابدار اپنے دنگل پر جلوہ فرما ہے سب سردار
حاضر ہین اور نقابدار سردارون سے فرما رہا ہے کہ مین اس فکر مین ہون کیا تدبیر کرون کہ میرے صاحبقران
کے ملاقات ہوا اور جو خواب مین نے دیکھا ہے اسکا اظہار کرون کیونکہ مین نے قصد مقابلہ موقوف کیا اسی سبب سے
لشکر کو کھولنے کا حکم دیا مگر جب صاحبقران لشکر لیکر میدان جنگ مین آئینگے اس حالت مین مین بھی ضرور
براے مقابلہ جاؤنگا اور مجکو حکم مقابلہ کرنے کا نہین ہے اسی سبب سے مین نے ہرکارے لشکر اسلام مین
براے خبر روانہ کیے ہین کہ وہ خبر لیکر آئین تو کچھ بندوبست کرون بلکہ مین خود لشکر صاحبقران مین جاؤن اور
انکی خدمت مین حاضر ہوکر انکی ملازمت اور شرف قدمبوسی حاصل کرون یہ جو تقریر سردارون نے سنی عرض کیا
کہ آپکو اختیار ہے ہم سب آپکے تابع حکم ہین ہرکارون نے جو یہ سنا اور یہ معلوم ہوا کہ نقابدار مقابلہ
نہ کریگا بارگاہ مین تو صورت تبدیل کیے ہوے موجود تھے فوراً خبر معلوم کرکے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے
ادھر ہرکارے نقابدار کے جو لشکر صاحبقران مین پہونچے انھون نے دیکھا کہ لشکر سب تیار ہے سردار مسلح
و مکمل ہو ہوکر اندر بارگاہ کے جاتے ہین انھون نے خیال کیا کہ اندر بارگاہ کے چلکر دیکھنا چاہیے
کہ کیا سبب ہے غرضکہ یہ صورت بدل کر اندر بارگاہ کے آئے دیکھا کہ بادشاہ تخت پر تشریف فرما ہین
صاحبقران اپنے دنگل پر اور سب سردار کرسیون و دنگلون پر اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھے ہوے ہین
عزیزان صاحبقران اپنے اپنے مقام پر یہ ہرکارے بھی ایک جانب اس خیال سے کھڑے ہوے کہ دیکھین کیا گفتگو
ہوتی ہے ان لوگون کا قصد میدان جنگ مین کیا جانے کا نہین ہے یہی ہرکارے خیال کر رہے تھے کہ صاحبقران
نے خواجہ سے فرمایا کہ کیون خواجہ ابھی تک ہرکارے خبر لیکر نہین آئے ہین بڑا عرصہ ہوا خواجہ نے عرض کیا کہ جب آپنے
حکم فرمایا تھا مین نے اسیوقت ہرکارون کو روانہ کر دیا تھا آتے ہونگے یہی خواجہ عرض کر رہے تھے کہ وہ ہرکارے آکر

پہونچے مجراگاہ میں مجرا بجا لائے عرض کیا کہ جان نثار نے عرض کیا تھا بہتر ہے خواجہ نے کہا کہ بیان کرو انھوں
نے زمین ادب کو بوسہ دیکر دعاے بادشاہی بجا لائے اور دونوں گویا ہوے کہ اے
جہان پناہ فلک بارگاہ ❊ تا مہر و ماہ آفتاب سپہر و بالشی ❊ تا صبح و مہ ہمدم ساغر باشی ❊
تا تاج حیات بر سر خضر بود ❊ در شاہ راہ اقبال سکندر باشی ❊ ہم براے خبر لشکر نقابدار میں
گئے تھے ہمکو یہ معلوم ہوا کہ نقابدار نے بھی کوئی خواب شب کو دیکھا ہے اسی سبب سے اسکا قصد میدان میں
آنیکا نہیں ہے بلکہ نقابدار نے ہرکارے براے خبر دوڑائے ہیں کہ وہ خبر لائیں اگر آپ میدان میں تشریف
لائینگے تو وہ بھی آئینگے ورنہ وہ تو اس فکر میں ہیں کہ کسی صورت سے آپکی خدمت میں تشریف لائیں یہ عرض
کرکے ساری تقریر نقابدار کی خدمت صاحبقران میں عرض کی صاحبقران نے یہ سنکے فرمایا کہ جب نقابدار
کا قصد مقابلہ کا نہیں ہے تو ہم بھی میدان میں لشکر لیکر نہ جائینگے ہمارے لشکر کو حکم دو کہ کمریں کھول ڈالیں اور
یہ خبر سنا دو کہ نقابدار کا کفش خانہ ہے جس وقت چاہیں تشریف لائیں یہ فرما کر طرف بادشاہ کے ملاحظہ فرمایا
بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ نقابدار نے بھی مثل ہمارے کوئی خواب دیکھا صاحبقران
نے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں معلوم ایسا ہی ہوتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ اب کیا ضرورت مقابلہ ہے اگر نقابدار
کو خواہش ہوگی وہ خود یہاں تشریف لائینگے اب ہم بھی انسے مقابلہ نہ کرینگے ہاں جو ہمسے مقابلہ کریگا ہم اس سے
مقابلہ کرتے ہیں جو ہمسے مقابلہ نہ کرے ہم اس سے نہیں مقابلہ کرتے صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ اسی سبب سے
تو میں نے لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا بس بعد اس تقریر کے صاحبقران و بادشاہ دونوں حضرات خاموش ہو رہے
ادھر لشکر کمر کھولنے لگا ہرکارے یہ حال دریافت کرکے طرف اپنے لشکر کے چلے راہ طے کرکے داخل اپنے لشکر میں ہوے
بارگاہ میں حاضر ہوکر مجرا کیا اور دعا و ثنا عرض کرکے عرض کیا کہ ہم خاکسار بارگاہ صاحبقران میں گئے تھے پہلے ہمنے لشکر کو
تیار اور آمادہ طرف میدان جنگ کے چلنے کے دیکھا مگر یہ دیکھا کہ سردار بارگاہ میں جاتے ہیں پھر باہر نہیں آتے ہیں ہم بھی
بارگاہ میں گئے دربار کو آراستہ پایا سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوے ہیں ہم بھی ایک طرف کھڑے ہوے کہ اتنے
عرصہ میں چند ہرکارے پہونچے جو کہ آپکے لشکر میں براے خبر آئے تھے جو حال دریافت کرکے گئے تھے انھوں نے
سب حال بیان کیا جب صاحبقران سماعت فرما چکے تو اسیوقت حکم دیا کہ لشکر کمر کھولے جبکہ نقابدار کا
قصد مقابلہ کرنے کا نہیں ہے تو ہمکو کیا ضرورت ہے کہ ہم مقابلہ کریں بس ہم یہ حال دریافت کرکے حاضر خدمت
ہوے صاحبقران نے بھی کوئی خواب دیکھا ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ کیا خواب دیکھا ہے یہ سنکے نقابدار نے انکو انعام دیکر
رخصت کیا اور اپنے سرداروں سے کہا کہ اب میں خدمت میں صاحبقران کی چلتا ہوں انسے اپنا خواب بیان
کرونگا اور اپنے کو ظاہر کرونگا کیونکہ مجھکو خواب میں حکم ملا ہے اور یہ ہی ارشاد ہوا ہے کہ تم جاؤ انسے اجازت لیکر طرف
طلسم نور افگن کے جاؤ کہ اسکی فتح تمھارے نام ہے جاکر فتح کرو اپنے نانا کے خون ناحق کا عوض لو اور کچھ
حال نہیں ارشاد کیا صرف اسقدر فرمایا کہ مفصل حال تمکو صاحبقران سے معلوم ہوگا وہ بموجب وصیت نامہ
تمکو اجازت دینگے انکے پاس تمھاری ایک امانت بھی ہے وہ بھی حاصل کرو بس اب لازم ہے کہ میں جاؤں سرداروں نے
عرض کیا کہ بہت بہتر ہے چنانچہ نقابدار نے اپنے لباس کو تبدیل کیا سرداروں کو لیکر طرف لشکر صاحبقران کے
رخ پر نقاب سبز پڑی ہوئی مرکب پر سوار ہوکر بڑے جاہ و حشم سے چلا اپنے لشکر کو طے کرکے قریب لشکر صاحبقران
پہونچے چند ہرکارے براے خبر بحکم صاحبقران چلے تھے کیونکہ صاحبقران نے حکم دیا تھا کہ اب جاکر خبر لاؤ کہ
نقابدار کس فکر میں ہیں وہ ہرکارے جو حد لشکر پر پہونچے تو دیکھا کہ نقابدار مع سرداروں کے مرکب پر سوار ادھر
چلے آتے ہیں ہرکارے یہ حال دیکھکر واپس ہوے فوراً حاضر بارگاہ ہوے عرض کیا کہ نقابدار مع سرداروں کے

لشکر کی طرف نقابدار تشریف لاتے ہیں یہ سنتا تھا کہ صاحبقران نے فرمایا کہ چند سردار برائے
استقبال جائیں پس شہنشاہ گوہر کلاہ و امیر الزمان و چند سردار دست راست اپنے ڈنگل پر سے
اٹھے صاحبقران سے اجازت حاصل کرکے برائے استقبال روانہ ہوئے بیرون بارگاہ آکر اپنے اپنے
مرکبوں پر سوار ہوکر چلے جب قریب حد لشکر پہونچے دیکھا کہ نقابدار چلے آتے ہیں شہنشاہ چونکہ واقف تھے
اور ملاقات کبھی کرچکے تھے مرکب کو بڑھا کر آگے آئے اور فرمایا صاحب سلامت میں سبقت کی نقابدار نے بخندہ پیشانی سلام
سے جواب سلام دیا کہ جیسے خورد بزرگ کو جواب دیتا ہے اور فوراً مرکب پر سے کود پڑا اسکا مرکب پیشہ کو دیتا تھا مگر کل سردار
نقابدار کے پیادہ ہوئے اور شہنشاہ بھی مرکب پر سے اتر پڑے انکے بھی سردار اور جو سردار صاحبقران آئے تھے
سب پیادہ ہوئے پس شہنشاہ نے دوڑ کر نقابدار کو گلے سے لگایا اسکے بعد ہر سردار سے ملے اودھر ہر سردار نے
نقابدار کے شہنشاہ کو سلام کیا مزاج پرسی ہوئی ہر سردار لشکر اسلام نے بھی نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے سبکے
سلام کا جواب دیا اسکے بعد شہنشاہ نے فرمایا کہ آپکے آنے کی خبر شہنشاہ فلک بارگاہ و صاحبقران عالیجاہ کو معلوم
ہوئی انھوں نے فرمایا کہ کوئی استقبال کو جائے بموجب ارشاد آنجناب ہم برائے استقبال آئے ہوں میں تشریف لے چلئے
نقابدار نے جواب دیا کہ استقبال کی کیا ضرورت تھی میں خود حاضر ہوتا تھا شہنشاہ نے جواب دیا کہ یہ خلاف مروت تھا
جو کسی کو برائے استقبال نہ روانہ فرماتے اب چلئے دیر نہ فرمائیے پس نقابدار کو شہنشاہ مع سردار و لہ اسکے لشکر کے داخل
بارگاہ ہوئے جب نقابدار داخل بارگاہ ہوا نقابدار نے بارگاہ کو خوب آراستہ پایا بادشاہ تخت پر متمکن ہیں صاحبقران
اپنے ڈنگل پر اور سب سردار اپنے اپنے مقام پر دست چپ کی طرف دست چپ کے راستی کی طرف دست راست
بارگاہ نہیں ہے گویا بیشہ شیران ہے ہر ایک بیٹھے نفت کا رستم و سہراب ہے یہ بارگاہ و سردار نقابدار دیکھکر دل میں بہت خوش ہوا
اور خیال کیا کہ کیا ایسا جری و بہادر دلاور صاحبقران نے جمع فرمائے ہیں میرے ہمراہ ایک بھی ایسا نہیں ہے اسد کی
نقابدار کو دیکھکر مسکرائے اور تیور پر بل ڈالے اور کھنکار کر تھوکا اور بھوؤں پر تاؤ دیا طرف نقابدار کے دیکھا
پکار کر کہا کہ کیا بے ادب لوگ دربار میں آئے ہیں جو قواعد شاہی سے بالکل ناواقف ہیں شکل پر تہمت ہے آگر کہ ...
کیا زمانہ ہے کہ ایک نقاب منہ پر ڈال لی اسلئے کہ ہر ایک اس پردے کے سبب سے عزت کرے اگر بالفرض نقاب نہ ہو تو کوئی عزت
نہ کرے گا بالکل کوئی یہ بھی نہ خیال کرے گا کہ کون ہے اور کون نہیں ہے اور جب نقاب ہوگی تو لوگ یہ خیال کرینگے کہ کوئی مرد صاحب
عزت و عالی خاندان ہے ہر ایک کے دل میں عزت و آبرو کا خیال ہوگا سب قدر و منزلت کرینگے یہ خیال کرینگے کہ شاید
کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں مگر اصل میں تو جو ہیں سو ہیں صرف اس لیے یہ پردہ ڈالا جاتا ہے کہ عیب پوشی ہو مگر
کیا کریں اپنی اصلیت کو کوئی نہ کوئی حرکت ضرور ایسی انکی لیاقت کے موافق سرزد ہوتی ہے جس سے انکی لیاقت ظاہر ہوتی
ہے انسان کو اپنی قدر و منزلت کی طرف خیال کرنا چاہیے وہ حرکت نہ کرے کہ جس سے ہر ایک کی نگاہ میں کم وقعت معلوم ہو
کہ جو اسکی عزت ہے بلکہ یہ کوشش کرے کہ ہر ایک عزت کرے کیونکہ ایسے و سے طریقہ اختیار کیا ہے اسکے موافق سب خیال کریں
یہ نہ ہو کہ جیسے مثل ہے کہ کوا اپنی چال چلنے چلے ہنس کی چال چلا اپنی بھی چال بھولا اور اسکی بھی نہیں ... یہ حال ہوا تو اس سے
کیا حاصل بس اپنا طریقہ کیوں چھوڑے اسی پر چلے میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کا یہ طریقہ ہے کہ جہاں منہ لگا بادہ گوئی
لگے کہ ہم بھی کوئی ہیں کچھ وقعت رکھتے ہیں کہ لوگ ہماری عزت کرتے ہیں یہ تقریر جو اسد نے کی صاحبقران نے اسد کی
طرف دیکھا اور خیال کیا کہ یہ کسکی طرف آوازہ کس رہا ہے یہ خیال کرکے اسد کی طرف بہ نگاہ غضب دیکھا اسد خاموش ہو رہا
اودھر نقابدار نے پہلے بادشاہ کو بادب سلام کیا پھر صاحبقران کو بعد اسکے سب اہل دربار کو سلام کیا صاحبقران
نے جواب سلام دیا کرسی اپنے ڈنگل کے برابر برائے نقابدار آراستہ کی ہوئی تھی اسپر بیٹھنے کا اشارہ کیا اودھر سب
سردار جو کہ استقبال کو گئے تھے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے جو سردار نقابدار کے ہمراہ آئے تھے وہ بھی علیٰ قدر مراتب متمکن ہوئے

کرسی پر بیٹھے جب سب بیٹھ چکے صاحبقران نے نقابدار کے مزاج کی کیفیت دریافت فرمائی نقابدار نے جواب دیا کہ
آپکی جان و مال کو دعا دیتا ہون یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ بیان فرمائیے کہ آپکا کدھر سے تشریف لانا ہوا قبل
اسکے جو آپ تشریف لائے تھے تو مین نے ایک رقعۂ شوق لکھا تھا اور ملاقات کا بہت مشتاق تھا چنانچہ آپنے وعدہ کیا تھا
کہ ابکی مرتبہ جو آؤنگا تو ضرور ملاقات کے لیے بارگاہ مین آؤنگا معلوم ہوتا ہے اُسی ایفاے وعدہ کے لیے تشریف لائے ہین
نقابدار نے عرض کیا کہ مجھکو آپ سے نہایت درجہ شرمندگی ہے کہ حضور نے مجھکو طلب فرمایا نیز شہنشاہ نے بھی بہت
کوشش فرمائی کہ مین آپکی خدمت مین حاضر ہوون مگر میری ایسی کم نصیبی اور بد قسمتی تھی کہ مین حاضر نہو سکا اُسکا سبب
یہ تھا کہ مجھکو ایک شدید ضرورت تھی شہر آشوب مین مین اُسی ضرورت سے جاتا تھا کہ راہ مین یہ واقعہ درپیش ہوا مین شہنشاہ
سے رخصت ہوکر اُس ضرورت کے لیے گیا اُسی شہر مین مین نے سُنا کہ آپ لشکر لیکر سمندر پر تشریف لائے ہین مین نے
خیال کیا کہ آپکے آنے سے قبل مین سمندر پر پہونچکر سمندر کو فتح کرون اور آپسے مقابلہ کرکے اپنی صاحبقرانی کا امتحان
کرلون چنانچہ آپ مجھسے قبل پہونچے اور آپنے مقابلہ کیا ان دونون کی قضا میرے ہاتھ سے تھی بدین سبب مجھکو خداوند کریم
نے عین وقت پر پہونچایا یہ کام میرے ہاتھ سے سر انجام پایا پس مین نے خیال کیا کہ آپسے مقابلہ کرکے اپنی آرزوے دلی
بر لاؤن چنانچہ مین نے کل آپسے عرض کیا آپنے بھی اقرار کیا آج کا دن مقابلہ کا قرار پایا تھا مین میدان جنگ سے واپس
جاکر اپنی فرودگاہ پر سو رہا رات کو مین نے خواب مین دیکھا کہ مین ایک باغ مین گیا ہون ایک مرد بزرگ سے ملاقات ہوئی
اُنھون نے فرمایا کہ اے رفیع البخت تو صاحبقران سے مقابلہ کریگا اُنسے کون مقابلہ کرسکتا ہے دوسرے وہ تیرے
پدر بزرگوار ہین کسی پسر نے پدر سے مقابلہ کیا ہے جو تو مقابلہ کریگا پس تجھکو لازم ہے کہ تو بوقت سحر خدمت صاحبقران
مین حاضر ہو اپنے حال سے صاحبقران کو آگاہ کر کیونکہ تو اُنکا فرزند ہے بلکہ ناوک فلک جاہ کم مرحلہ طلسم
نور آگین ہے جسکو بدیع الملک نے اپنے زمانہ مین فتح کیا ہے جبکہ صاحبقران ثانی حاکم لشکر تھے اور جس مرحلہ کا
آذر کیوان نام تھا اور تو فاتح ہے طلسم نور آگین کا ہے صاحبقران کی خدمت مین جا اُنسے اجازت لیکر کوچ کر کیونکہ
اُسکی فتاحی کا زمانہ قریب ہے اور وہ جو کہ خواب دیکھا تھا نقابدار نے بالکل بیان کیا جو کہ قبل کی خبر دون مین تحریر
ہو چکا ہے جب نقابدار خواب بیان کرچکا صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے بھی خواب دیکھا ہے اور یہ فرماکر اپنا خواب
بیان کیا یہ خواب بھی مذکور ہوچکا ہے اور بادشاہ نے بھی خواب اپنا بیان کیا پس نقابدار یہ سُنکے اپنے مقام
پر سے اُٹھا اور نقاب کو منھ پر سے اُلٹ کر اور دوڑ کر بادشاہ کے قدمون پر گرنے لگا بادشاہ نے گلے سے لگایا
پیار کیا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا اے فرزند تم نے اپنے نور جمال سے ہماری آنکھون کو روشن کیا جاکر اپنے پدر بزرگوار
سے ملو پس نقابدار بادشاہ کے پاس سے اُٹھکر صاحبقران کے قدمون پر گرنے لگا یہ عرض کرنے لگا کہ آپ میری
اس خطا کو معاف فرمائیے کہ مین نے بہت گستاخی کی ہے آپکی خدمت مین کہ مین اپنے قصد مقابلہ رکھتا تھا مصرعہ
چہ نسبت خاک را با عالم پاک کجا یہ گنہگار کجا آپ سا آقا مین نادار اور مین یہ کہون کہ آپسے مقابلہ کرونگا
مین صاحبقران ہون مجھکو اتنا شعور صاحبقرانی دیکھے یہ سراحق ہے یہ زبان قطع ہوا در یہ ہاتھ کہ جس سے
مین مقابلہ کرون اور یہ تقصیر بخشدین آپکی ذات کریم ہے میری خطا عفو فرمائیے بموجب این عبارت از خوردان خطا
و از بزرگان عطا یہ کہکر قدمون پر گرنے لگا کہ صاحبقران نے یہ فرماکر نقابدار کو سینے سے لگایا کہ یہ عین تمھاری سعادتمندی
اور لیاقت تھی کہ تمنے یہ تقصیر کی کیونکہ جو جری ہوتے ہین وہ بدون امتحان کسی کے شریک نہین ہوتے ہین یہ کوئی
تمھاری خطا نہ تھی بلکہ مین اس سے بہت خوش ہوا یہ فرماکر گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا خوب زور سے گلے لگایا پیار
کیا اسکے بعد فرمایا کہ آج وہ تمنا و خوشی حاصل ہوئی ہے کہ تمام عمر نہوئی تھی نہوگی اور بہت بڑی قوت ہوئی اور یہ جو الفت تمھارا
نام سنکے مجھکو ہوئی تھی یہ جوش خون کے سبب سے تھی اور الفت پدری تھی جب سے صورت دیکھی جو محبت کہ میرے قلب مین تھی اُسکو

میں بیان نہیں کر سکتا ہوں بس معلوم ہوا کہ یہ سب محبت پدری کی تھی جو کہ پیدا ہوئی ہے خیر خدا نے اپنا فضل کیا کہ تم مجھ سے
ملگئے یہ کہکر فرمایا کہ جاکر اپنے مقام پر بیٹھو بس نقابدار اس کرسی پر جو کہ زیر دست نگل صاحبقران کے بچھی ہوئی تھی
آکر بیٹھے اب جو اہل دربار نے غور سے دیکھا تو یہ پایا کہ گویا بدیع الملک بیٹھے ہوئے ہیں بالکل صورت صاحبقران
سے مشابہ تھی کسی بات کا ایک سر مو فرق نہ تھا رفیع البخت نے اپنی کرسی پر بیٹھکے صاحبقران
سے عرض کیا کہ وہ وصیت نامہ کہاں ہے جو کہ حضور نے آذر کدہ سے پایا تھا مجکو خواب میں حکم ہوا ہے کہ
تو فاتح طلسم نور افگن جہان کا خداوند حسین الزمان ہے تیری ماں بھی تابع حکم اسکی تھی یہ مرحلہ جو کہ
تیرے باپ نے بعد فتح کرنے طلسم مرآۃ العدم کے جبکہ واپس ہوا تھا طرف لشکر صاحبقران ثانی کے
راہ میں اس مرحلہ پر پہونچے مریخ آفتاب علم و فہم صاف نہ پایا جب اس مرحلہ کا حال معلوم ہوا راہ میں اسکے فتح
کرنیکی فکر پیدا ہوئی حاصل یہ کہ فتح کیا اور قہر آذر کے سے ملک کے تسخیر نہ ہونے کے کدہ وہاں سے ایک وصیت نامہ
ولوح الماس و اسم اعظم انکو حاصل ہوا تھا بس اس سے انکی حالت دریافت کر اور اجازت لیکر طرف
طلسم نور افگن کے جا کیونکہ اسکا زمانہ فتح و ہو طلسم آخر ہوگئی ہے اسکے فتح کرنے کا جو تجکو حکم ملا ہے اسکا سبب تجکو
اپنے باپ سے معلوم ہوگا چنانچہ میں اس پوری کیفیت کا امیدوار ہوں کہ آپ بیان فرمایئے اور مجھکو جو
وصیت نامہ مجکو اجازت مرحمت فرمایئے صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند گرامی تم بڑے واقف دل ہو سنتے جگر
وای رفیع البخت ارجمند پہلے تم اپنی حالت سے آگاہ کرو کہ تم کہاں پیدا ہوئے اور تمہاری والدہ کہاں
ہیں یہ سنکے رفیع البخت نے عرض کیا کہ میں اس حال سے بالکل نہیں واقف ہوں ہاں اسیقدر جانتا ہوں
ایک کاغذ موم جامہ کیا ہوا ہیکل تک میں اپنے کو بادشاہ زرنیاد کا فرزند جانتا تھا جو کہ مرد خداپرست اور بڑا
دیندار و عادل رعیت پرور ہوا اور سپاہ و لشکر بھی رکھتا ہے اور نقاب پوشی کا میری یہ سبب تھا کہ مجکو خواب میں
حکم ہوا تھا جبکہ میں جوان ہوا تھا کہ تم نقاب سفید اپنے منہ پر ڈالو اور دعوی صاحبقرانی کرو جب تک تمکو دوسرا
حکم نہ ملے چنانچہ میں اس وصیت کے بموجب کار بند ہوا اور اس روز سے منہ پر سفید نقاب ڈالی ہے اتنی ہزار سوار
اپنے ہمراہ لیکر اور بادشاہ زرنیاد سے کہ جسکا نام خوبان تاجدار ہے کوچ کیا تاکہ کفار کو اسلام آباد کرتا ہوا
اور دعوی صاحبقرانی کرتا ہوا نشان صاحبقرانی بلند کیا کل جب خواب میں یہ امر ظاہر ہوا کہ میں آپکا فرزند ہوں
اور بطن سے ملکہ ناوک افگن کی ہوں تب میں آج حاضر خدمت ہوا صاحبقران ثانی نے فرمایا کہ وہ کاغذ
لاؤ جو کہ تمہارے بازو پر بطور تعویذ کے بندھا ہوا ہے رفیع البخت نے عرض کیا کہ یہ تعویذ میرے بازو پر جب سے
میں نے ہوش سنبھالا ہے تب سے میں اسے دیکھتا ہوں میں نے اس خیال سے اسے نہیں کھولا کہ شاید یہ کوئی
تعویذ ہے نہ میں نے کسی سے ذکر کیا چونکہ رات کو خواب میں مجکو یہ بھی حکم ہوا ہے کہ جب صاحبقران تمہاری کیفیت
دریافت کریں تو تم یہ تعویذ جو کہ تمہارے بازو پر بندھا ہوا ہے اسکو انکے روبرو پیش کرنا اس سے تمام حالت ظاہر
ہو جائیگی بس یہ حاضر ہے یہ کہکر وہ تعویذ صاحبقران کے حوالے کیا صاحبقران نے اسکا موم جامہ دور
کرکے جو اسکو کھولا تو ایک پرچہ کاغذ تھا اسپر یہ تحریر تھا کہ جب میں بعد عقد کے آپ سے رخصت ہوکر اپنے مقام پر
آئی اور آپ ہمراہ صاحبقران کے تشریف لیگئے راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ پرچہ بنام بدیع الملک تھا
اسمیں یہ تحریر تھا کہ جب میں اپنے مقام پر آئی یہ خبر جب حسین الزمان خداوند طلسم کو معلوم ہوئی کہ مرحلہ زری
فتح ہوگیا اور ملکہ مسلمان ہوئی چونکہ وہ میرے اوپر فریفتہ تھا اسکو یہ سنکے بہت غصہ آیا اسیوقت اسنے اپنا قہر و عتاب
نازل کیا تمام اہل مرحلہ تباہ ہوئے سحر حسین الزمان سے مجھ پر یہ آفت نازل ہوئی کہ میں یکہ و تنہا بے مونس
و یار و بے ہمدم ہمساز کے سرگردان آوارہ و تباہ ایک طرف کو نکلکر روانہ ہوئی چونکہ میں حاملہ تھی وضع حمل میرا

قریب تھا جبکہ ایک صحرا مین پہونچی تھے درد زہ شروع ہوئے مین کنارے ایک چشمہ کے ٹھہر گئی تھی تھوڑے عرصہ کے بعد
یہ لڑکا پیدا ہوا چونکہ مین سن چکی تھی کہ میرے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ جسکا نام رفیع البخت ہوگا اور وہ فاتح طلسم
نور افشان ہوگا مین نے اس طفل کا نام رفیع البخت رکھا چونکہ میرے ہمراہ کوئی نہ تھا مین نے خود اس طفل کو اس
چشمہ مین غسل دیا اور اپنی پیشواز کے ٹکڑے مین لپیٹ کر ایک سنگ پر رکھدیا تھا اس سبب سے کہ مجھکو اپنی جان
بچانا دشوار تھی مین کیونکر اس طفل کو بچاتی مجبور سپرد خدا کرکے اور اس خیال سے کہ یہ طفل بدشگون و منحوس قدم ہی
کہ جسکے سبب سے میری یہ حالت ہوئی بس مین نے اسکو اسی مقام پر چھوڑا اور خود وہان سے روانہ ہوئی ایک پرچہ اس
مضمون کا لکھکر اس طفل کے گلے مین ڈالدیا تھا کہ جو کوئی اس طفل کی پرورش کریگا کیونکہ یہ لڑکا خاندان عالی سے ہی
اسکا بڑا مرتبہ ہوگا یہ پرچہ اور وہ پرچہ دونون گلے مین ڈالدیے اور ایک لعل گران قیمت اس طفل کے پاس رکھدیا ہی
اور مین اپنی راہ سے ایک طرف کو جاتی ہون ای بدیع الملک نامدار جب آپ سے اور اس طفل سے کسی صورت
سے ملاقات ہو تو اسوقت یہ پرچہ دیکھکر میری حالت کو یاد فرمائیگا یہ فرزند آپکا ہی اور مین اسکی مان ہون جب یہ سب
مضمون صاحبقران پڑھ چکے اب معلوم ہوا کہ یہ سبب تھا جو ملکہ نے مجھکو اسکے ولادت سے آگاہ نہ کیا راوی نے
بیان کیا ہی کہ جب ملکہ اس طفل کو اس مقام پر چھوڑ کر سپرد خدا کرکے روانہ ہوئی تھی گو بسبب خوف کے اسکو چھوڑ
دیا تھا مگر محبت مادری سے پھر پھر کر دیکھتی جاتی تھی اور آنکھون سے اشک روان تھے جہان تک نگاہ نے کام
کیا دیکھے گئی اسکے بعد ایک قافلہ مین پہونچی اہل قافلہ سے ملی سالار قافلہ کے پاس گئی اس سے کچھ اور حال بیان کیا
یہانتک کہ ہمراہ قافلہ کے ہولی تھی اسکا بھائی سلیم جادو جو کہ قبل مین وزیر تھا جبکہ ملکہ حاکم تھی یہ نہ سلیم کو معلوم تھا
کہ ناوک فگن میری بہن ہی نہ ملکہ کو معلوم تھا کہ سلیم میرا حقیقی بھائی ہی جب بدیع الملک نے مرحلہ فتح کیا اسوقت
یہ امر ظاہر ہوا جبکہ ملکہ تباہ ہوکر نکلی تھی سلیم بھی ایک طرف کو نکل گیا تھا یہ بھی تباہ و برباد اسی قافلہ مین پہونچا ملکہ کو
پہچانا یہ دونون بھائی بہن اس قافلہ سے جدا ہوکر ایک طرف کو روانہ ہوئے تھے اتفاق سے سب اہل لشکر و
خادم و خدمتگار ملے چونکہ زمانہ ملکہ کی سختی کا تھا بعد ولادت پسر وہ سختی برطرف ہوئی یہان جب حسین الزمان کو
معلوم ہوا کہ ملکہ تباہ ہوکر نکل گئی ہی پس اسنے جو سحر کیا تھا وہ اپنا سحر برطرف کر دیا اور اسی مرحلہ کو پھر اسی طور سے چھوڑدیا
ملکہ پھر اسی مرحلہ پر آکر مقیم ہوئی اور حکومت کرنے لگی اب اپنا خوب بند و بست کیا مگر یہ حال کسی پر ظاہر نہ کیا کہ مین
زندہ لڑکے کو یون چھوڑ آئی ہون بلکہ یہ ظاہر کیا کہ نکان راہ سے فلان صحرا مین میرے یہان لڑکا پیدا ہوا مگر مر گیا
مین اسے اسی جنگل مین ایک مقام پر دفن کرکے چلی آئی کہ راہ مین یہ قافلہ ملا اب ملکہ پھر اسی مقام پر مع اپنے بھائی کے
رہنے لگی یہ حال ہی جو کہ تحریر ہوا ہی جب یہ امر صاحبقران کو معلوم ہوا کہ ملکہ پر یہ آفت گذری جب ملکہ اپنے مقام پر آئی
نہ اسکو صاحبقران کی یعنی بدیع الملک کے حال کی خبر ہی نہ بدیع الملک کو ملکہ کے حال کی خبر ہی یہ تحریر دیکھکر
بہت افسوس کیا کہ نہ معلوم ملکہ پر کیا گذری اور کس طرف کو نکل گئی کچھ حال نہین معلوم خیر سپرد خدا کیا اگر مقدر مین
ملاقات ہی تو پھر ملاقات ہوگی ورنہ برسون ہوگئے کہ کچھ خبر نہ معلوم ہوئی یہ بھی نہ معلوم ہوتا اگر یہ امر نہ ظاہر کیا جاتا کہ تم
میرے فرزند ہو مقام افسوس ہی کہ یہ آفت آگئی اور مجکو خبر نہ ہو خیر بعد انفراغ ان سب کامون کے ملکہ کی تلاش کیجائیگی
یہ نہ معلوم تھا کہ ملکہ بخیر و خوبی اپنے مقام پر پہونچ گئی ہین اب صاحبقران نے بعد افسوس ظاہر کرنے کے رفیع البخت
سے فرمایا کہ ای فرزند یہ حال تمکو کچھ معلوم ہی کہ تم خوبان تاجدار کے پاس کیونکر آئے رفیع البخت نے عرض کیا کہ
مجکو تو یہ حال نہین معلوم ہی مگر ہان ایک سردار ہی جو کہ میرا بزرگ ہی اور مجکو اسنے اپنی گود مین پرورش کیا ہی گویا
میرا وہ دایہ ہی اور ہر وقت میرے ہمراہ رہتا ہی مین اسکو آپکے روبرو طلب کرتا ہون وہ کل حال بیان کریگا یہ کہکر اشارہ کیا
صاحبقران نے دیکھا کہ ایک سردار جو کہ صف سرداران مین بیٹھا ہوا تھا اٹھکر روبرو شاہزادے کے آیا عرض کیا کہ کیا حکم

اتنا ہی رفیع البخت نے فرمایا کہ صاحبقران کچھ دریافت فرماتے ہیں اُسنے صاحبقران سے عرض کیا کہ کیا ارشاد ہوتا ہے
صاحبقران نے فرمایا کہ یہ بیان کرو کہ رفیع البخت کیونکر خوبان تک پہونچے اُسنے عرض کیا کہ تفصیل اسکی یوں واقعے
کی ہے کہ ایک دن خوبان شاہ برائے شکار گیا تھا یہ حقیر بھی ہمراہ تھا اتفاق سے شکار کھیلتا اُس چشمہ پر پہونچا جہاں
سے آقا ہمارا زمین پر پڑے ہوئے تھے ہاتھ پاؤن مارتے تھے خوبان شاہ نے جو دیکھا چونکہ اولاد بادشاہ کے نہ تھی
فرحت سے آخر گود میں اٹھا لیا پیار کیا گلے سے لگایا اب جو دیکھا تو کاغذ گلے میں پڑے ہوئے پاس انکو پڑھا ایک تعویذ
ہوا کہ نام انکا اڑدہا لا اور بایک کاغذ رستم دریا اسیوقت شکار سے واپس آئے شہر میں انا وغیرہ نوکر رکھیں پرورش کرنے لگے
چونکہ خوبان کا مذہب لات پرست تھا ایک شب کسی بزرگ نے خواب میں دکھایا کہ تو دین اسلام قبول کر اور اس طفل کی
پرورش میں کوشش کر کیونکہ اسکے سبب سے تیرا اثر شیہ ہوگا اور یہ طفل خاندان عالی سے ہے بادشاہ اسی شہر میں کا یہ بھی
دیکھا تھا کچھ ایسا خوف زدہ ہوا ایسا انھوں نے خواب میں فرمایا کہ بادشاہ کو اس عالم خواب میں دین اسلام قبول کرنے کے پھر
میں نہ پڑا اسی عالم خواب میں دین اسلام قبول کیا اب جو آنکھ کھولی تو بادشاہ کے دل سے زنگ کفر دور تھا خواب کا خیال تھا انہیں
باہر آکر دربار میں سب کو جمع کیا کل حال خواب کا بیان کیا اور چند ایسے کلمے بیان فرمائے کہ ہم سب کے دلوں پر سے بھی وہ زنگ کفر
بلند ہوگیا اسیوقت ہم سب دائرہ اسلام میں آئے یہ پہلی برکت تھی انکے آنیکی کہ کل اہل شہر مسلمان ہوگیا اسیروز تھوڑا سا انکے
مساجد وغیرہ تعمیر کی گئیں چونکہ اکثر کتب میں دیکھا گیا تھا اور انھیں کتابوں کے ذریعے سے قواعد اسلام جاری کیے گئے تمام شہر
میں دین اسلام کا رواج ہوا شاہزادے کی پرورش ہونے لگی بادشاہ نے یہ مشہور کیا کہ میرے یہاں فرزند پیدا ہوا بڑی دھوم دھام سے
جشن کی چلہ کیا بڑی خوشی کی کیونکہ میں اس حال سے واقف تھا مجکو منع کیا اور سب حال اسکے پرورش کا جسنے چاک کیا تھا بیان
کیا اور یہ بھی جو کچھ حضور کے روبرو موجود ہے مجکو دکھایا میں بھی بہت خوش ہوا اس جشن میں مجکو بہت کچھ انعام دیا گیا میں مالا مال
ہوگیا اسدن سے انکی محبت میرے دل میں ایسی پیدا ہوئی کہ میں کیا عرض کروں میں نے اسدن سے اس شہر یار کی غلامی کا
قصد کیا یہان تک کہ یہ سن تمیز کو پہونچے بادشاہ نے تعلیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا یہان تک کہ یہ ہر فن میں کامل
ہوئے انکی سپہگری کا شہرہ تمام ملکون میں جو قریب و جوار میں تھے پھیل گیا بادشاہ یہ خبر سنکے کہ خوبان شاہ نے دین اسلام
اختیار کیا ہے لشکر کشی کرکے آئے تو قدرت خدا سے اُس زمانہ میں کہ جب شاہزادے کا سن کوئی آٹھ برس کا تھا اور
سب فنون سے فراغت حاصل کر چکے تھے یہ خبر سنکے بادشاہ سے اجازت لیکر لشکر کو ہمراہ لیکر ان سے مقابلہ کو نکلے وہ اسی ہزار
کا لشکر تھا اور انکے ہمراہ چار لاکھ کا لشکر تھا کیونکہ وہ چار بادشاہ تھے بس مقابلہ ہوا شاہزادے نے لشکر کو شکست دی وہ
بادشاہ بھی مع لشکر مسلمان ہوئے اور خوبان شاہ کو خراج دینے لگے اسی زمانے میں اور دو ایک بادشاہ لشکر کشی
کرکے آئے شاہزادے نے مقابلہ کرکے سب کو شکست دی وہ بھی مسلمان ہوئے اسی زمانے میں شاہزادے نے خواب میں
دیکھا کہ تم منہ پر نقاب سبز ڈالکر اور لشکر لیکر بادشاہ سے اجازت لیکر شہر بشہر مذہب اسلام کو رواج دو یہ حال ہے جو کہ میں نے
عرض کیا صاحبقران نے اُس سردار سے سنکے فرمایا کہ اب حال معلوم ہوا کہ یہ واقعہ تھا اور اسطور سے خوبان تک پہونچے
یہ فرماکر اُس سردار سے فرمایا کہ اپنے مقام پر جاکر بیٹھو وہ اپنے مقام پر جاکر بیٹھا صاحبقران نے حکم فرمایا کہ لشکر میں
منادی ندا کردے کہ نقاب دار عالیمقدار فرزند ارجمند صاحبقران ہیں میں انکے ملنے کی خوشی کرونگا اور جشن شاہانہ
دہلوکا کرونگا بعد اسکے انکو اجازت طرف طلسم نور افگن کے جانیکی دونگا یہ فرماکر خواجہ سے حکم فرمایا کہ سامان
جشن کرو بادشاہ کو بھی بہت خوشی ہوئی سب اہل دربار خوش ہوے یہ خبر لشکر میں مشتہر ہوگئی کہ نقاب دار فرزند
صاحبقران ہیں ادھر صاحبقران نے رفیع البخت سے فرمایا کہ ای فرزند تم جاکر اپنے لشکر کو لے آؤ
اور میرے لشکر میں شامل کرو رفیع البخت نے عرض کیا کہ مجکو حکم والا کی بجا آوری میں کوئی عذر نہیں
ہے مگر میں یہ خیال کرتا ہوں کہ کل یا پرسوں تو میں آپ سے اجازت لیکر طرف طلسم کے جاؤنگا تو پھر کیا

اگر ضرورت ہوئی تو مین لشکر کو شامل لشکر عالی کرونگا ہان جب طلسم فتح کرکے حاضر ہونگا تو پھر اسوقت شامل ہونگا
مین یہ تو یہ عرض ہے ورنہ جو حکم عالی ہو یہ جو نقاب پوش نے عرض کیا صاحبقران نے فرمایا کہ خیر جو تمہاری مرضی
اسکے بعد رفیع البخت نے عرض کیا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون اپنے لشکر مین جاتا ہون کل پھر حاضر خدمت
ہونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم یہان میرے پاس قیام کرو لشکر کو اسی مقام پر رہنے دو جب طرف طلسم کے جانا
ہوگا تو پھر اپنا لشکر لیجانا کیا ضرور رہتا ہے لشکر مین جانیکی رفیع البخت نے عرض کیا کہ بہت خوب بہر طور یہ بجا فرمانا
بجا لاؤنگا مجھکو کوئی عذر نہین ہے پھر عرض کرکے اپنے سردارون سے فرمایا کہ تم لوگ جاکر لشکر مین یہ منادی
کرادینا کہ اب کوئی مجھکو صاحبقران نہ کہے کیونکہ مین صاحبقران نہین ہون صاحبقرانی در اصل صاحبقران کی
ذات سے ہے یہ اور یہ سب کو آگاہ کرنا کہ مین غلام ہون صاحبقران کا بس وہ سردار موجب حکم اپنے مالک کے
لشکر مین آئے صاحبقران و بادشاہ سے رخصت ہوکر جو صاحبقران نے رفیع البخت سے فرمایا تھا اور جو امر
ظاہر ہوا تھا سب اہل لشکر کو جمع کرکے بیان کیا ان سب کو معلوم ہوا کہ ہمارے آقا و مالک فرزند ہین صاحبقران کے
ہر ایک کو خوشی ہوئی ان سردارون نے جو حکم نقاب پوش نے دیا تھا اسکو بھی اہل لشکر سے بیان کیا انہون نے اسوقت سے
اپنے آقا کو فرزند صاحبقران کہنے لگے لفظ صاحبقرانی کو ترک کیا اسوقت سے سب کو معلوم ہوگیا کہ یہ صاحبقران
نہین ہین بلکہ انکے فرزند ہین بطن سے ملکہ ناوک فگن کے انکو لشکر مین خوشی ہونے لگی ادھر بادشاہ نے دربار برخاست
کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے صاحبقران اپنے فرزند کو لیکر اپنے خیمہ خاص مین تشریف لائے بڑی عزت سے
بٹھایا بڑی خاطر و مدارات کی ادھر سامان جشن ہونے لگا وہ رات بسر ہوئی صبح کو دربار ہوا صاحبقران
اپنے فرزند کو لیکر دربار مین آئے بڑی عزت سے جگہ دی رفیع البخت نے بادشاہ کو سلام کیا دربار آراستہ ہوا
سب سردار حاضر ہوئے رفیع البخت کے بھی سردار حاضر دربار ہوئے ادھر سب سامان جشن ہوچکا تھا
محفل آراستہ ہوئی خادمون نے آکر عرض کیا کہ محفل عیش آراستہ ہے صاحبقران سب اہل دربار و سرداران
رفیع البخت کو اپنے ہمراہ لیکر محفل عیش مین آئے بادشاہ آکر تخت پر جلوہ گر ہوئے سب سردار دونون طرف قرینے سے
بیٹھے اہلکارون نے بارگاہ کو خوب آراستہ کیا تھا کیا کیا نفیس و عمدہ شیشہ آلات لگایا تھا نہایت عمدہ فرش
کیا تھا ہر طرف فرش کار چوبی مخملی کیا ہوا تھا وسط مین تخت شاہی تھا گرد و پیش فرنگل و کرسیان مرصع کار سب
سردار متمکن تھے ہر قسم کی خوشبو سے بارگاہ بسی ہوئی تھی ہر طرف خادم و خدمتگار بالباس زرنگار کھڑے ہوئے تھے
چوبدار ارباب دول سب موجود تھے جب محفل عیش آراستہ ہوچکی صاحبقران نے ساقی کو حکم دیا کہ اہل محفل کو مے ارغوانی
پلاؤ بس اسیوقت داروغہ میخانہ نے کشتیان شراب خالص کی جو کہ اس عہد مین حلال تھی درست کرکے روانہ کین
ساقیان سیمین ساق مع صراحی و ساغر کے حاضر ہوئے بس باشارہ صاحبقران جام لبریز کرکے پیش کیا پہلے بادشاہ
نے جام نوش فرمایا پھر اسکے بعد صاحبقران نے پھر تو ساقی نے دورہ باندھ دیا جام گردش مین آیا آواز نوشا نوش بلند ہوئی
ہر طرف سے صدا آنے لگی یہ شعر ہر ایک کی زبان پر جاری تھا۔ شعر۔ بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید٭
کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا٭ دیگر۔ ساقیا برخیز و در دہ جام را٭ خاک برسر کن غم ایام را٭ ہر طرف
سے صدائے نوشا نوش آرہی تھی بزم عشرت برپا تھی ہر ایک شراب ناب پیکر مست ہو رہا تھا نشہ بادہ سے
جھوم رہا تھا ساقی نے دورہ باندھ دیا تھا ہر طرف لاؤ لاؤ کی صدا آرہی تھی جب دو دو تین تین جام کی نوبت آئی
اسوقت صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا کہ جام کو روک لے اسنے جام کو روک لیا اور صاحبقران نے طرف خواجہ کے
دیکھا فرمایا کہ داروغہ ارباب نشاط کے نام حکم جاری کرو کہ طائفے حاضر کیے جائین یہ حکم صاحبقران نے خواجہ کو دیا
اسیوقت خواجہ نے چوبدار بھیجکر روانہ کیا کہ جاکر ارباب نشاط کے داروغہ سے حکم والا کے بجالانے کا حکم دو کہ فوراً طائفے لیکر حاضر دربار

تیسرا طائفہ حاضر کیا گیا وہ خوب ناچی گائی انعام پا کر رخصت ہوئی اور طائفہ حاضر ہوا یہانتک کہ رقاصۂ روز
ایسد کرشمہ اپنا رقص دکھا کر طرف نشاط خانۂ مغرب کے راہی ہوا مطرب فلک نے اپنا ساز زدون کے
محفل عیش فلکی پر اپنی بزم رقص برپا کی یعنی دن تمام ہوا رات ہو گئی چاند نے تمام عالم کو روشن کیا
ماہ نشاط خانۂ مغرب سے برآمد ہوا ستارے آسمان پر چمکنے لگے ظلمت شب نے عالم کو گھیر لیا روشنی روز
ہر طرف ہوئی اور صاحبقران کے لشکر مین خواجہ نے روشنی کی یہ عالم تھا گویا شب برات تھی ہر طرف چراغان ہو رہا تھا
یہ عالم تھا کہ اگر دانہ زمین پر گرتا تو نابینا بھی اٹھا لیتا یہ روشنی کا عالم تھا یہان اندر بارگاہ کے اسقدر
روشنی تھی کہ جسکا کچھ ذکر نہین ہو سکتا ہی یہان جلسہ آراستہ تھا بزم رقص و سرود برپا تھی کہ خواجہ
نے آکر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو پردے اٹھا دیے جائین کیونکہ آتشبازی تیار ہی اسکا تماشہ بھی ملاحظہ ہو
صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا یہ جو حکم دیا خواجہ نے پردے اٹھا دیے آتشبازون کو اشارہ کیا بس
آتشبازی مین آتشبازون نے آگ لگائی چرخیون سے تمام جہان گلنار ہو گیا انارون سے عالم گلزار تھا
دو پہر رات تک آتشبازی چھوٹی اسکے بعد سب اہل محفل نے ہمراہ صاحبقران کے خاصہ نوش کیا پھر صاحبقران
آکر جلسہ مین بیٹھے گانا ہونے لگا اسی طور سے تین شب بادہ جوز بزم عشرت برپا رہی چوتھے دن صاحبقران
نے خواجہ سے فرمایا کہ ای خواجہ بہت دنون سے مین نے تمہارا گانا نہین سنا ہی اسوقت کچھ گاؤ خواجہ
نے جواب دیا کہ مین کوئی گویا ہون جو گاؤن واہ کیا خوب مین خود شاہزادہ ہون شاہزادی ولایت اول
کے خاندان سے ہون آپ سے حسب و نسب مین اچھا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کون کہتا ہی آپ
اچھے نہین ہین اور یہ کسکا قول ہی کہ آپ گویّے ہین یہ بھی آپکو ایک فن معلوم ہی آپنے شوقیہ حاصل کیا ہی
نہ کہ برائے کسب بس آپکے گانے سے دل محظوظ ہوتا ہی یہ جو صاحبقران نے فرمایا پھر تو ہر ایک سردار نے
خواجہ سے کہا بادشاہ نے بھی فرمایا خواجہ ناچار ہوے جوڑی ای کی زنبیل سے نکالی سازون کو ملا کر اب جو گانا
شروع کیا یہ عالم ہوا کہ تمام چرند و پرند آ کر گرد بارگاہ کے جمع ہوے کیونکہ خواجہ کو خدا نے لحن داؤدی عطا فرمایا تھا
یہ اثر تھا کہ جو صدا سنتا تھا بیقرار ہو کر اپنے مقام پر سے چلا آتا تھا اسی سبب سے سب جمع ہوے سب طائرون اور
چرندون کا یہ حال ہو تو انسان کیا چیز ہی ایک سناٹا بندھ گیا ہی ہر ایک مست ہی جھوم رہا ہی عالم سکوت ہی ہر طرف
ایک خموشی کا عالم ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ سب تصویر ہو گئی ہین یہ اس جلسہ کا عالم ہی سب حیران صورت آئینہ
بیٹھے ہوے ہین ہر ایک کے منھ پر مہر سکوت لگی ہوئی ہی کوئی کسی سے کلام نہین کرتا ہی اگر صدا آتی بھی ہی تو صدا ہے
آہ آتی ہی خواجہ نے بجاتے بجاتے یہ غزل درد کی گائی — غزل

مضطرب ہو جسطرح موج سراب
موت ہی آسائش افتادگان
سیل اشک ایسا نہین خانہ خراب
جلد جاوین ہین جو صاحب حوصلہ
گو رسب پیر تبسم کیا حساب

بے بضاعت ہین سب اہل زرق برق
چشم نقش پا کا مرنا جاتا ہی خواب
ہی تنگ نظرون کو بھی امیکشی
پاس رحم لغزش مین کب لاوے شراب
میکشی کرنے لگی محنت کشی

تھا عدم مین بھی مجھے اک پیچ و تاب
چشمۂ خورشید مین کیدھر ہی آب
کیون نہو شرمندہ روے زمین
جام ہی کب ہوتے جام حباب
ہنستے ہین کوئی کہو دل فردگان
درد ہوتا ہی دل یاران خراب

خواجہ کا بھی دل لگ گیا انھون نے اس غزل کو ختم کرکے دوسری غزل چھوٹے بحرون مین شروع کی — غزل

کیونکر مین خاک ڈالون سوز دل طپان پر
بین کس طرح بتون کے لا سامنے جھکا دون
کیا اختیار اپنا جو گل ہی اس چمن مین

مانند شمع میرا کب حکم ہی زبان پر
دل کو دماغ اپنا کھینچے ہی آسمان پر
گلچین سے کیا چلے ہی کیا زور باغبان پر

جا ہے کہ بات جی کی منھ پر نہ آئے میرے — اپنے دہان کو لاکر رکھدے مرے دہان پر
میں جانتا نہیں ہوں بیٹھے بٹھائے یا رب — یون آپڑی کہاں سے آفت یہ میری جان پر
تار نگہ پہ دل یان دونون طرف سے دوڑے — دو ونٹ مقابل آوین جس طرح آسمان پر
ای درد یار جیسا ہووے سو ہی غنیمت — اپنا کبھی جی نہ رکھئے ہر وقت امتحان پر

یہ دونون غزلین جو خواجہ نے گائین ایک سمان بندھ گیا ہر طرف سے صدائے آہ و واہ بلند ہوئی خواجہ نے نی بجاتے بجاتے موقوف کی ایک سناٹا ہو گیا بڑے عرصے تک سناٹا رہا اب سبکو ہوش آیا ہر ایک نے خواجہ کو خاموش پایا اب وقت سحر قریب ہے کہ سب نے کہا کہ ای خواجہ ایک غزل اور گاؤ تمہارا بڑا احسان ہوگا خواجہ نے کہا کہ اسی سبب سے مین نہ گاتا تھا کہ تم لوگ عاجز کروگے وہی بات ہوئی نہ خیر گاتا ہون یہ کہکر پھر نی بجانا شروع کی بھیروین مین یہ غزل گانے لگے غزل

مژگان تر ہون یا رگ تاک بریدہ ہون — جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون
کھینچے ہی دور آپکو میری فسردگی — افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہون
ہر شام مثل شام ہون مین تیرہ روزگار — ہر صبح مثل صبح گریبان دریدہ ہون
کرتی ہے بوئے گل تو مرے ساتھ اختلاط — پر آہ مین تو موج نسیم وزیدہ ہون
یہ چاہیے ہے تو ای طپش دل کہ بعد مرگ — کنج مزار مین بھی نہ مین آرمیدہ ہون
ای درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے — مین غمزدہ تو قطرۂ اشک چکیدہ ہون

دیگر

بلاؤن کسکی آنکھون سے کہون چشم حیران کو — عیان جب ہر جگہ دیکھون اسی کے راز پنہان کو
فقط دیوانون کے دشمن نہین اطفال تنہا ہین — بھرے ہین کوہ بھی یہان پتھرون سے اپنے دامان کو
چمکتے ہین ستارون کی طرح سوراخ سینے کے — چھپایا گو کہ جون خورشید مین داغ نمایان کو

جب یہ دونون غزلین گائین سمان بندھ گیا پہلے سے زیادہ اہل محفل کی حالت دگرگون ہوئی آشفتہ خواجہ نے نی کو بجانا موقوف کیا بڑے عرصے تک سمان بندھا رہا یہانتک کہ وہ حالت برطرف ہوئی سبکے حواس درست ہوئے اہل جلسہ نے خواجہ کو اسقدر انعام دیا کہ خواجہ سے نہ اٹھ سکا خصوصاً رفیع البخت نے یہانتک کہ رقاصۂ فلک نے اپنے سازکو روکا بزم سیارگان درہم و برہم ہوئی مطربۂ شب مع اپنے سازندون کے طرف محفل عیش مغرب کے راہی ہوئی یعنی صبح ہوئی تاریکی شب برطرف ہوئی روشنی روز نے ظہور کیا شاہ مشرق نے دریچۂ مشرق سے اپنا سر نکالا اپنے نور جمال سے دنیا کو روشن کیا صدائے اذان ہر طرف سے آنے لگی شمعین جھلملانے لگین چراغون کے منھ پر زردی چھا گئی یہ عالم دیکھکر صاحبقران نے محفل کے برخاست ہونے کا حکم دیا اور یہ حکم فرما کر بادشاہ کی طرف متوجہ ہوئے عرض کیا کہ خداوندا اب آپ تشریف لیجائین جاتی شب بادشاہ رات بھر جاگے ہین کہ آپنے آرام نہین کیا ہے پس بادشاہ اٹھے وہ جلسہ برخاست ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے وضو کیا نماز سحر ادا کی اسکے بعد ہر ایک نے آرام کیا بادشاہ نے بھی بعد فراغ نماز آرام فرمایا صاحبقران و رفیع البخت نے بھی آرام کیا سرداران رفیع البخت جو جلسہ مین آئے تھے وہ اپنے لشکر مین گئے وہان جاکر راحت سے بیٹھے کہ وہ دن اور رات ان سب کو راحت مین بسر ہوئی صبح کو بادشاہ اسلام نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے جب دربار آراستہ ہو چکا آشفتہ رفیع البخت نے صاحبقران سے عرض کیا کہ آج حضور حالات سے اس واقعہ کے آگاہ فرمائین کہ جسکی بابت مجکو خواب مین حکم ہوا تھا کہ زبانی صاحبقران کے معلوم ہوگا بیان فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند آگاہ ہو کہ جبکہ مین طلسم صراط العدم کو فتح کرکے طرف لشکر اسلام کے چلا راہ مین مرحلۂ آذری کی سرحد ملی

شاہزادہ طلسم فیروزیہ و بادشاہ طلسم ہراۃ العدم قیصر صاف باطن میرے ہمراہ تھے انھون نے مجکو اس حال
سے آگاہ کیا کہ یہان سے سرحد طلسم نورا گین کی شروع ہوئی ہے جہان حسین الزمان خدائی کرتا ہے اور یہ مرحلہ
جو کہ اس مقام پر ہے اسکا نام آذرکدہ ہے یہان کی حاکم ملکہ ناوک فگن ہے وہ بہت حسین ہے اس مقام کے عام طور سے
سب لوگ عورت و مرد حسین ہوتے ہین حسن اس سرزمین پر ختم ہے گویا ان لوگون کے لیے حسن خلق ہوا ہے پس اسکے
مجکو اشتیاق وہان کے باشندون کے دیکھنے کا ہوا اور یہ خیال ہوا کہ اس طلسم کو بھی فتح کرو لاکھوان سب نے منع کیا مگر
مین نے نہ مانا اسکے فتح کرنے کی تدبیر کی یہانتک کہ نامہ لیکر صبیح کو ملکہ کے پاس روانہ کیا جواب نامہ آیا مقابلہ ہوا آخر کو
صلح ہوئی اب مین نے حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ کے آبا و اجداد مرد خدا پرست اور صاحب اسلام تھے کوئی ساحر
قمقام جادو نامے آذر تخت نشین کا دوست تھا ای فرزند اسکی حالت یہ ہے کہ یہ مرحلہ طلسم نہ تھا دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ نوذر کے رہنے کا مقام تھا تمہاری والدہ و سلیم دونون حقیقی بھائی بہن ہین زہرہ جمال جو کہ تمہاری
والدہ کی وزیرزادی ہے وہ بادشاہ جدید کی دختر ہے نوذر شاہ قبل میرے اس مقام کا حاکم تھا اور وہ بادشاہ کہلاتا تھا سلیم
و ناوک فگن اسکے صاحبزادے تھے مگر نہ ناوک فگن کو معلوم تھا کہ سلیم میرا بھائی ہے نہ سلیم کو سلیم اپنے کو ملکہ کا نوکر جانتا تھا ملکہ سلیم
کو ملازم تصور کرتی تھی اسکی تفصیل یہ ہے کہ نوذر اور تخت نشین مرد عابد و عامل تھا اسنے اپنی حفاظت کے لیے اس
مقام کا بندوبست کیا تھا یہانتک کہ نوذر نے قضا کی اسکی خبر قمقام کو ہوئی اسنے یہ خبر سنتے اس مقام پر سے کوچ کیا اور یہان آکر
نوذر کی زوجہ پر فریفتہ ہوا اس زن پاک عصمت نے زہر کھا کر اپنی جان دیدی جب یہ قمقام کو معلوم ہوا یہ ان دونون کو
یعنی ملکہ و سلیم کو چونکہ یہ دونون کمسن تھے اپنے مکان مین لیگیا اور جہان نوذر حکومت کرتا تھا وہان کا خود حاکم ہوا اور
سحر کرکے اس مقام کو بھی شامل طلسم کیا جبکہ ملکہ و سلیم جوان ہوئے قمقام نے دونون کو تعلیم سحر کیا اور کمسن کمسن
لڑکے تلاش کرکے انکے لیے مقرر کیے یہانتک کہ ملکہ سحر مین شہرۂ آفاق اور افسون گری مین طاق ہوئین ایسی طور سے
سلیم بھی آخر قمقام نے ملکہ کو تخت پر بٹھایا اور خود گوشہ نشین ہوا سلیم کو منتظم طلسم مقرر کیا اسی زمانے مین قمقام کے یہان
ایک لڑکی پیدا ہوئی اسکا نام زہرہ جمال رکھا تھا یہانتک کہ قمقام نے انتقال کیا اب ملکہ خود مختار ہوئی زہرہ جمال کو
اپنا وزیر کیا سلیم کو منتظم طلسم چونکہ قمقام ساحر تھا جو مذہب اسکا تھا وہی مذہب ملکہ و سلیم و نیز باشندگان طلسم
کا تھا اب ملکہ حکومت کرنے لگین یہ سبب تھا کہ جو ملکہ و سلیم نہ اس امر سے واقف تھے کہ ہم بھائی بہن ہین نہ یہ جانتے تھے
کہ ہمارے آبا و اجداد مسلمان تھے جب ہمکو یہ حال معلوم ہوا مین نے جبکہ سلیم اسیر ہوکر آیا اس سے بیان کیا سلیم نے
اسکا اقرار کیا بلکہ کہا کہ اس سرزمین پر ایک مقبرہ ہے کہ نام اسکا مقبرۂ نوذر تخت نشین ہے اکثر لوگ اسکی زیارت کو
جاتے ہین ای فرزند ملکہ کے باپ ایک مرد خدا پرست و عامل زبردست تھے انھون نے اپنے علم رمل کے ذریعے سے یہ مقام
تیار کیا جب مین گیا ہون اس زمانے مین ملکہ کا مذہب دریا پرستی تھا ای فرزند سلیم سے جب مین نے یہ تقریر بیان
کی تو اسنے بھی اسقدر ظاہر کیا کہ وہ مقبرہ جو ہے سنا گیا ہے کہ نوذر نے اپنی حیات مین تیار کرایا تھا چونکہ وہ مرد عامل و خدا پرست
تھے جب وہ مرے تو اسی مکان مین دفن ہوئے اکثر مرتبہ قمقام نے قصد کیا کہ منہدم کرادون ممکن نہوا ساحرون نے سحر بھی
کیا مگر کچھ اثر اسپر نہوا آخر قمقام نے عاجز ہوکر قصد اسکے دروازے کے کھولنے کا کیا خواب مین ایک مرد بزرگ نے قمقام
سے کہا اسکا دروازہ ابھی نہ کھلے گا ہان جب کوئی فاتحہ خوان آئیگا اور فاتح طلسم نورا گین فتاح طلسم کو کچھ تحفہ
ملیگا اور فاتحہ خوان کو چند نصائح ہونگے گو یہ حال قمقام نے مجھ سے نہین بیان کیا تھا مگر مین نے سنا جب یہ تقریر
سلیم نے کی مین نے سلیم سے کہا کہ تمکو لازم ہے کہ اپنے باپ کی قبر پر فاتحہ پڑھو اور مذہب اسلام قبول کرو سلیم راضی ہوا مع اپنے
ہمراہیون کے مسلمان ہوا بعض نے اسلام نہ قبول کیا آخر کو ملکہ سے جب صلح ہوئی اور باہم ایک مقام پر صحبت قرار پائی
مین نے سلیم کے ذریعے سے ملکہ کو آگاہ کیا ملکہ نے جواب دیا کہ یہ سب درست ہے مگر جب تک کوئی دلیل معقول نہوگی مجکو یقین

نہ آئیگا مین نے کہا کہ باشندگان سے دریافت کرو ملکہ نے باشندون کو طلب کر کے دریافت کیا تو کل حال معلوم ہوا
اب ملکہ کو یقین آیا ملکہ بھی مسلمان ہوئی اور سب بھی مسلمان ہوئے ہین ملکہ کو لیکر تو زرتحت نشین کے مقبرہ مین گیا
دروازہ کھولا ہم سب اندر گئے فاتحہ پڑھا قبر پر سے ایک کاغذ اور ایک لوح الماس کی پہلا ایک پرچہ کو پڑھا اُسمین
لکھا تھا کہ این اسم اعظم است اُسکے بعد دوسرا کاغذ جو دیا وہ وصیت نامہ تھا اُسمین بعد حمد و نعت کے تحریر تھا
کہ ملکہ ناوک فگن جری زوجہ ہوگی اُسکے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا وہ طلسم نور آگین کو فتح کرے گا اور یہ تختہ الماس
جو ہے یہ اُس فاتح طلسم کے کام کی ہے کیونکہ یہ بہت مشکل مین کام آئیگی صاحبقران نے جو عبارت وصیت نامہ کی تھی
سب بیان فرمائی اور بعد اُسکے اپنا ملکہ کو لیکر لشکر مین آنا ملکہ کے ساتھ عقد کرنا ملکہ کا ظہور اس مرحلہ کے بیان اور
اپنا ہمراہ صاحبقران کے طرف طلسم آگین کے جانا بیان فرمایا یہ فرما کر وہ وصیت نامہ اور وہ تختہ الماس رفیع البخت
کو دی اور فرمایا کہ اے فرزند یہ تمھارے کام کی ہے اب تمکو لازم ہے کہ تم اپنے نانا کے خون کا عوض لو رفیع البخت نے
عرض کیا کہ اگر فضل خداوندکریم شامل حال ہوا اور آپکا اقبال یاور ہے تو مین طلسم کو فتح کرونگا اب آپ مجھکو اجازت
دین کہ مین جا کر طلسم کو فتح کرون بعد اُسکے حاضر خدمت ہون صاحبقران نے فرمایا کہ گو جی تو نہیں چاہتا
ہے مگر مجبور ہون کہ تمکو بھی ہدایت ہوئی ہے اور مجکو بھی بسم اللہ جاو سپرد خداوندکریم کیا رفیع البخت نے عرض کیا
یہ غلام کل یہان سے کوچ کرے گا بعد اس تقریر کے رفیع البخت نے اپنے سردارون سے کہا کہ کل الوقت سحر لشکر
تیار رہے مین کل یہان سے طرف طلسم نور آگین کے کوچ کرونگا راوی بیان کرتا ہے کہ بعد تھوڑی دیر کے
بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا سب اپنے اپنے مقام پر آئے صاحبقران اپنے فرزند کو لیکر آئے وہ دن اور رات
ساتھ اپنے فرزند کے بسر کی یہان سردارون نے آکر لشکر مین حکم دیا کہ آقا کا حکم ہے کہ صبح کو تیار رہو ہم یہان سے
کوچ کرینگے چنانچہ لشکر مین اسیوقت سے پند و نصیحت ہوتے انکا تھا وہ رات اسی پند و نصیحت مین تمام ہوئی سحر ہوئی
بوقت سحر ادھر تو لشکر تیار ہوا ادھر بادشاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے صاحبقران بھی تشریف لائے مع اپنے فرزند کے
جب دربار آراستہ ہو چکا اُسوقت رفیع البخت نے عرض کیا کہ مجکو اجازت مرحمت ہو کہ مین کوچ کرون کیونکہ دن
چڑھتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ بسم اللہ دیر نکرو یہ سنکر رفیع البخت اپنے مقام پر سے اُٹھے پہلے بادشاہ کے
روبرو آئے رخصتی سلام کیا بادشاہ نے گلے سے لگایا پیار کیا فرمایا کہ جاو سپرد خداوندکریم کیا تمہاری جدائی کا
بہت بڑا صدمہ ہوا ہے پھر بادشاہ سے رخصت ہو کر صاحبقران کے روبرو آئے انکو بھی سلام کیا انھون نے بھی گلے سے
لگایا پیار کیا بہت کچھ پند و نصیحت فرمائی پھر تو ہر ایک سے ملے اور رخصت ہو کر اپنے سردارون کو لیکر بیرون بارگاہ
آئے چند سردار و عزیز صاحبقران بھی ہمراہ تھے اپنے مرکب پر سوار ہوئے صاحبقران بھی خود الفت پدری سے
تا حد لشکر ہمراہ تشریف لائے جب رفیع البخت نے قسمین دین تو فرزند کو گلے سے لگا کر رخصت کیا بادشاہ نے
بھی پردے بارگاہ کے اُٹھا دیئے تھے ملاحظہ فرما رہے تھے جب صاحبقران واپس آئے ادھر رفیع البخت
مع اپنے سردارون کے اپنے لشکر مین پہونچے جو سردار و عزیز صاحبقران آئے تھے اُنسے رخصت ہوئے وہ طرف
اپنے لشکر کے روانہ ہوئے رفیع البخت اپنے لشکر کو لیکر طرف صحرا کے راہی ہوئے چونکہ انکا لشکر بڑا تھا جہانتک
لشکر کا سامنا رہا صاحبقران و بادشاہ اُسی طرف دیکھا کیے راوی نازک خیال تحریر کرتا ہے کہ اب حال رفیع البخت
آئندہ کی جلد مین تحریر ہوگا انکا طلسم کو فتح کرنا اور اُسکے کل حالات اور واقعات و عجائبات طلسم و نیرنجات جو کہ
آجتک ناظرین کی نظر وسیع سے نگذرے ہونگے وہ تحریر ہونگے اس طلسم کی نئی نئی داستانین ہین جب ناظرین
ملاحظہ فرمائینگے تو لطف اٹھائینگے انشاء اللہ تعالی طلسم نور آگین کی حالات و طلسم آفتاب سلیمانی
کی حالت آئندہ جلد مین تحریر ہوگی اور یہ واقعات سننے کے سبب داستانین جدا ہین اب رفیع البخت کو

طرف طلسم نور آگین کے روان کیا جاتا ہے یہ داستان اس مقام پر ختم ہوتی ہے دیکھئے اب اسکی کب نوبت
آتی ہے اب میں عنان قلم کو طرف حالات صاحبقران و سمندر شاہ کے پھیرتا ہون اور یہان کی
داستان تحریر کرتا ہون ناظرین ملاحظہ فرمائین

اب ختم حال سمندر شاہ تحریر ہوتا ہے اسکے بعد دیگر حالات تحریر ہونگے اور آمد مددگاران سمندر شاہ و عیاران خواجہ تالش کی تحریر ہوگی و دیگر حالات و داستان نیا

راوی نے یون تحریر کیا ہے کہ جب سمندر شاہ اس مقام پر سے کہ جہان جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی اس خیال سے
مع اپنے سردارون کے سمند پرس کو چلا آیا تھا کہ میں ابھی مقابلہ نہ کرونگا جب تک کہ میرے مددگار نہ آئینگے داخل
شہر ہوا مگر اسنے چند ہرکارے ترک کے مقرر کیے تھے کہ یہان کی حالت کی مجکو خبر دین یہ جب شہر میں پہونچا اسنے دربار
کیا سب حاضر دربار ہوئے اور جو سردار ہمراہ نہ تھے وہ بھی آئے دربار آراستہ ہوا یہ تو یہان اس فکر میں ہے
کہ دیکھیے کیا خبر آتی ہے وہان جب جنگ فتح ہوئی کچھ سپاہ فرار کر گئی کچھ باقی رہی اسنے دین اسلام قبول کیا
صاحبقران اپنی فرودگاہ پر نقابدار اپنی فرودگاہ پر گئے ہرکارے سمندر شاہ کے یہ حال دریافت کرکے
داخل شہر ہوئے دربار میں آئے سمندر کو بدعا دی اور کل حال عرض کیا سمندر کو بڑا صدمہ ہوا اسنے
استاد سے کہا کہ پہلے ہی مجکو یقین ہو گیا تھا کہ لڑائی بگڑ گئی خیر دیکھا جائیگا میرے مددگار آئین تو میں مقابلہ
کرون سمندر شاہ نے پوچھا کہ نقابدار سبز پوش بھی ہے پایا گیا انھون نے عرض کیا کہ وہ تو بھاگ گیا مگر
نقابدار سبز پوش سے اور صاحبقران سے کل مقابلہ ہوگا سمندر شاہ نے ہرکارون کو حکم دیا کہ تم
جاؤ اور جو کچھ وہان گذرے اسکی ہمکو آکر خبر دو کہ نقابدار سے اور صاحبقران سے کیا فیصلہ ہوا ہرکارے آداب کو
بجا لا کر رخصت ہوئے سمندر نے دربار برخاست کیا داخل محل ہوا وہ رات تو بسر کی صبح کو پھر دربار کیا سب حاضر ہوئے وہ جو لشکر
قسیم و جسیم کا جنگ مغلوبہ سے بھاگ گیا تھا کو وہ صحرا میں بسبب اہل اسلام کے پوشیدہ ہوا تھا شب کو موقع پاکر
اور جمع ہو کر طرف سمندر پرس کے چلا تھا بوقت سحر داخل شہر ہوئے چند سردار جمع ہو کر دربار میں سمندر شاہ کے
آئے عرض کیا کہ ہم لوگ لشکر قسیم کے ہیں اور ہمارے ہمراہ لشکر بھی ہے انکو کیا حکم ہوتا ہے کیونکہ ہمارے قسیم
بادشاہ تو آپ پر نثار ہوئے اب ہم کدھر جائیں یہ سنتے ہی سمندر نے جواب دیا کہ تم لوگ سب میرے ملازم ہو میں نے
تم سب کو مع لشکر کے ملازم کیا جب تک تم انکے ملازم تھے اب میرے ملازم ہو تم پریشان نہو تمہاری خاطرداری میں
کمی نہ کرونگا یہ کہکر حکم دیا کہ ان سب کو خلعت دو خلعت دیا گیا لشکر کو انعام دینے کا حکم ملا اور حکم دیا گیا کہ یہ لشکر ہمارے لشکر
میں شامل ہو جو کہ زخمی ہون انکا علاج کیا جائے انکو تنخواہ خزانہ شاہی سے دی جائے یہ جو حکم دیا سب
لشکر کو انعام ملا لشکر چھاؤنی میں گیا سردارون کو مقام رہنے کو ملے جو کہ زخمی تھے انکا علاج ہونے لگا جب سمندر
یہ بندوبست کر چکا تو حشناق سے کہا کہ استاد نہ معلوم کیا ہوا کیونکہ نقابدار سے اور صاحبقران سے مقابلہ
تھا حشناق نے جواب دیا کہ ہرکارے گئے ہوئے ہیں وہ خبر لیکر ضرور آئینگے جو حال وہان گذرے گا یہی ذکر ہو رہا تھا
کہ وہ ہرکارے حاضر ہوئے انھون نے کل حال عرض کیا جو کچھ مذکور ہو چکا ہے عرض کیا کہ وہ نقابدار فرزند صاحبقران
تھا کوئی ملکہ نامی ایک ملکہ کے بطن سے پیدا ہوا ہے اسکی دعوت صاحبقران نے کی اسکے ملنے کا جشن خوشی
کیا ہے سمندر نے کہا کہ کیا خوب ہوا ہم یہ خیال کرتے تھے کہ صاحبقران کو نقابدار ضرور قتل کریگا یہان دوسرا
واقعہ ہوا وہ بھی عزیز صاحبقران اور کیسا عزیز کہ فرزند اور مددگار صاحبقران کا پیدا ہوا خیر تم لوگ جاؤ اور
یہ دریافت کرو کہ اب صاحبقران کا کیا قصد ہے طرف شہر کے تو نہیں کوچ کرتے ہیں وہ ہرکارے انعام لیکر پھر طرف لشکر

صاحبقران کے آنے یہان سامان جشن تھا ہر کا رسے تو یہان رہنے لگے کہ دیکھیں ادھر مشمد رنے ایک ساحر سے
کہا کہ ای پرند جادو تم اسیوقت طرف کوہ زمرد کے جاؤ وہان کا حاکم زمرد جادو وہ بڑا زبردست ساحر ہی اسکو
میری طرف سے پیام دینا کہ تم کیا غافل بیٹھے ہو تمھارے پہاڑ کے قریب لشکر اسلام آکر فرو کش ہوا ہی اور ایک مقابلہ
بھی ہوا تمکو اسکی خبر بھی نہوئی نہ تمنے ہماری خبر لی بڑے افسوس کا مقام ہی کہ تم ہمارے مطیع ہو کر ایسے بیخبر ہو کہ ہم پر
مصیبت پڑے اور تم خبر نہ لو دور دور سے تو لوگ آکر کمک کرین اور جو کہ قریب ہون وہ خبر نہ لیں بلکہ اب لڑائی کا
رنگ یہ ہی آگاہ ہو کہ قسیم وجمیم و سلیم وحلیم یہ چارون بھائی ہاتھ سے لشکر اسلام کے مارے گئے اور نگار شکر نے
شکست کھائی کوہ ظلمات کی رونق جاتی رہی ایسے سواد وہ پہاڑ غم و الم و طوفان رنج وغم کے پھیر پڑے ہین کہ جسکا بیان
نہین ہو سکتا مگر تمنے خبر نہ لی یہ کیسے تم ہمارے شریک و ہوا خواہ ہو ہمارے بھائی یہ لڑائی کوئی ملک کے بابت نہین ہی
بلکہ بابت شریک نہ ہونے کے ہی اگر تم لوگون نے کمک نہ کی تو یاد رکھو کہ تمہارے ... کا نشان نہ ملیگا ایسا برباد ہوگا
کہ تم لوگون کو کوئی کنارہ ایسا نہ میسر ہوگا کہ اپنی کشتی حیات کو گذار لو ایسے ورطۂ ہلاکت مین پڑو گے اور دریا
فنا مین غرق ہوگے کہ کہین ٹھکانا نہ ملیگا پھر کوئی تدبیر بن نہ پڑے گی ابھی کوئی خرابی نہین ہوئی ہی ابھی تک آتش بلا ...
سب بند و بست ہی لہذا کمک کرو یہ وقت کمک ہی بہت جلد آؤ تاکہ مین لشکر کشی کرون یہ کہکر پرند جادو کو
طرف کوہ زمرد کے روانہ کیا اور چند نامے اور تحریر کرائے جو کہ ان اطراف کے حاکمون کے نام تھے جو کہ یہ لوگ بہت
قریب تھے اس سبب سے انکو اسوقت نامے نہین لکھے تھے ایک نامہ بنام آفاق جادو جو کہ قبل مین وزیر تھا اسی
سبب نیک نامی و خیرخواہی کے ایک ملک کا بادشاہ ہوا تھا بہت بڑا ساحر زبردست ہی اسکی زوجہ بھی بڑی
ساحرہ ہی اور حسین وخوبصورت ہی اور ایک نامہ بنام چہرہ کشا وہ ... وخنجر ... اور ایک
سنگدل کے روانہ کیا یہ ہی مضمون تھا جو کہ زبانی پرند کے زمرد کو کہلا بھیجا ہی مگر آفاق کے نامے کا یہ
مضمون تھا کہ ای آفاق جادو تم تو میرے قوت بازو و قوت دل ہو میرے اور یہ وقت سخت پڑا ہی لہذا اسوقت مین
تمکو میری مدد کرنا ضرور ہی لہذا میری کمک کرو ایک وقت مین تم اس ملک کے وزیر رہے ہو تمکو بھی اس سے
محبت ہوگی لہذا یہ ملک تباہ ہوتا ہی تمکو خبر لینا لازم ہی تھوڑی تحریر کو بہت جانو یہ تحریر کرکے ایک طائر سحر کے
گلے مین باندھ کر اسکو روانہ کیا اور ایک طائر سحر کو طرف چہرہ کشا و خنجر ... و ... کے روانہ
کیا یہ دونون طائر اڑکر روانہ ہوئے اسکے بعد مشمد رنے دربار برخاست کیا اب راوی پہلے حال پرند کا
بیان کرتا ہی کہ پرند زمرد کوہ پر پہونچا زمرد جادو اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا اسکے سب سردار حاضر تھے سر
دربار جاکر پہونچا اسی دن زمرد نے پرچۂ اخبار دیکھا تھا اسمین کل حال جنگ و آمد لشکر اسلام تحریر تھا زمرد
اپنے سردارون سے کہہ رہا تھا کہ میری سمجھ مین نہ آیا کہ بادشاہ نے قسیم وغیرہ کو طلب کیا جو لوگ کہ فاصلے پر
حکومت کرتے تھے اور مجھکو نہ طلب فرمایا کہ مین بالکل قریب ہون یہ کیا امر ہی ایک اہل دربار نے عرض کیا
کہ معلوم ہوتا ہی بادشاہ نے یہ خیال کیا ہوگا کہ یہ لوگ تو قریب ہین جب پرچۂ اخبار دیکھینگے خود براے مقابلہ
وبراے کمک آئینگے اور اہل اسلام سے مقابلہ کرینگے انکو طلب کرنے کی کیا ضرورت ہی اسی سبب سے
نہین نامہ لکھا زمرد جادو نے کہا کہ یہ امر تو سچ ہی مگر خبر تو کرنا ضرور تھی یہ ہی تقریر ہو رہی تھی کہ پرند
آکر پہونچا زمرد جادو کو سلام کیا زمرد جادو نے پوچھا کہ ای پرند جادو کدھر آئے بادشاہ کا
مزاج تو اچھا ہی پرند جادو نے کہا کہ مین بادشاہ کا روانہ کیا ہوا آیا ہون بادشاہ نے آپکی خدمت
مین روانہ کیا ہی آپکے مزاج کی کیا حالت دریافت کرتے ہو آجکل بادشاہ بڑی زحمت مین ہین کہ
اہل اسلام نے لشکر کشی کی ہی مقابلے ہو رہے ہین بادشاہ نے آپکے پاس بھیجا ہی اور یہ پیام دیا ہی کہکر

وہ پیام جو سمندر شاہ نے اس سے زبانی کہا تھا بیان کیا اُسنے سُنکے جواب دیا کہ میری طرف سے بادشاہ کی
خدمت مین عرض کرنا کہ مجھکو بالکل اس حال کی خبر نہ تھی اُسکا سبب یہ تھا کہ آجکل مین ایک سحر تیار کر رہا تھا
اُسکے تیار کرنے کی ضرورت سے اپنے مقام پر سے چلا گیا تھا اُسمین یہ شرط تھی کہ کوئی میرے پاس نہ آئے پھر کیونکر
مجھکو خبر ہوتی اسی سبب اس حال سے مین آگاہ نہوا ورنہ ضرور حاضر ہوتا آپ اطمینان فرمائین مین مع
اپنے لشکر کے حاضر ہوتا ہون کیونکہ ہمپر آپکی کمک فرض ہی اور ہم لوگ تو آپکے بندے ہین اور غلام ہین
ہم لوگ کسی قسم کا عذر نہین کر سکتے ہین اور بھلا اہل اسلام کیا غلامان سرکار و جان نثاران شہریار
سے مقابلہ کر سکتے ہین ایک حملہ مین ایسے بھاگینگے کہ جائے پناہ نہ ملیگی اور بہت عجز و انکسار سے کلمے
کہے اور سپہ سالار کو انعام دیکر رخصت کیا وہ اُسیوقت زُمرد کوہ سے طرف سمندریہ کے روانہ ہوا
جب اسکے بعد سپہ سالار چلا گیا تو زُمرد نے اپنے سرداروں سے کہا کہ اب مجھکو لازم ہی کہ مین جا کر بادشاہ کی
کمک کرون مگر یہ خیال ہوتا ہی کہ بادشاہ یہ خیال کریگا کہ جب ہمنے آگاہ کیا تو یہ آیا اس سے بہتر یہ ہی
کہ کوئی تحفہ ایسا نذر بادشاہ ایسا لیجاؤن کہ جسکے سبب سے بادشاہ کی نگاہ مین میری عزت و قدر
ہو تم لوگ بتاؤ کہ کیا نذر کرون اہل دربار نے جواب دیا کہ آپ فکر فرمائین جو ہمسے ارشاد ہوگا ہم بجا لائین
زُمرد جادو نے کہا کہ میری رائے مین ایک فکر آئی ہی وہ یہ ہی کہ کسی طور سے کچھ سردار لشکر اسلام کے
گرفتار ہو آئین تو انکو لیجا کر نذر دون اہل دربار نے عرض کیا کہ یہ رائے آپکی بہت ٹھیک ہی یہ
اس فکر مین ہی اسکو اس فکر مین یہ چھوڑ کر دیکھا جاتا ہی زُمرد طائر جو کہ طرف آفاق کے نامہ لیکر روانہ ہوا تھا
چلا جاتا ہی آفاق اپنے شہر آفاقیہ مین تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ہی زوجہ اُسکی برابر اُسکے تخت کے کرسی
جواہر نگار پر بیٹھی ہی اور سب سردار حاضر ہین کہ آفاق نے اہل دربار سے و نیز اپنی زوجہ سے کہا
کہ بہت دنون سے کچھ حال شہر سمندریہ کا نہ معلوم ہوا کہ کیا حال ہی اُسکی زوجہ ملکہ آئینہ اندام نے
کہا کہ کیا خبر آتی کوئی نئی بات ہوتی تو خبر آتی آفاق نے کہا کہ اے ملکہ مین نے سنا ہی کہ لشکر اسلام
قریب دریائے سبز رنگ آگیا ہی آئینہ اندام نے کہا کہ یہ خبر بالکل غلط ہی یہ ممکن نہین ہی کیونکہ اُسکے
محافظ بڑے بڑے ساحران زبردست ہین آفاق نے کہا کہ دار و غہ کتب خانہ کو تو طلب کرو اُس
سے چند اخبار طلب کر کے دیکھا جائے کہ کیا حال تحریر ہی بس اُسیوقت دار و غہ کتب خانہ نے سب
اخبار حاضر کئے جو آفاق نے اُٹھا کر دیکھنا شروع کیا اُسمین اول سے حال تحریر تھا کہ لشکر اسلام
کا قریب دریائے سبز رنگ پہونچنا صنوبر شاہ سے ملاقات ہونا دیوانون کا آنا اُنسے مقابلہ ہونا اُنکا زیر ہونا
اور مسلمان ہونا صنوبر شاہ کا مسلمان ہونا جہانتک کہ ابتدا سے اور اس مقام تک کہ جہانتک لشکر قسیم
وغیرہ سے مقابلہ ہوا تھا اور لشکر قسیم نے شکست کھائی تھی سب یہ چند اخبار سے ثابت ہوا یہ حال دیکھکر
آفاق نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ افسوس سمندریہ تباہ ہو گیا دریائے سبز رنگ مٹ گیا ساحران
وہان کے مارے گئے آفتاب سپہ سالار سمندر شاہ قتل ہوا سپہر اب شریک اہل اسلام ہوا بلکہ ملکہ
شہر آرا دختر آفتاب بھی شریک ہو گئی ہی یہ واقعات گذرے ہین قسیم و جسیم وغیرہ سے سمندریہ پر مقابلہ
ہوا تھا وہ بھی ہار گئے لشکر نے شکست کھائی ہمکو خبر بھی نہوئی یہ انقلاب ہو گئے اور ہم بالکل
غافل رہے اب ہمکو لازم ہی کہ ہم بادشاہ کی کمک کرین اُسکی زوجہ نے کہا کہ ہمکو کیا ضرورت
ہی کہ ہم جا کر کمک کرین جبکہ انھون نے ہمکو آگاہ نہ کیا تو کیا ضرورت ہی کہ ہم بیکار انکی کمک
کرین جبکہ انھون نے ہمکو غیر اور اپنا دشمن خیال کیا کہ جو ہمکو اس حال سے آگاہ نہ کیا آفاق نے کہا ملکہ

یہ سبب نہین ہی بلکہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ نے خیال کیا کہ یہ کونسی لڑائی ہی جسکی خبر کردون یہ
لوگ اس مقابلے کو سر کر لینگے مگر ہمکو لازم ہی کہ ہم جا کر کمک کرین کیونکہ اس سرکار کے نمک خوار ہین اگر یہ
سرکار مٹ گئی تو ہماری بھی حکومت مٹ گئی اُسکی زوجہ نے جواب دیا کہ میری تو مرضی نہین ہی آفاق نے
کہا کہ ای زوجہ مین نے کیا کہتا ہون اگر تمھاری مرضی نہین ہی تو میری بھی مرضی نہین ہی خیر دیکھا جائیگا اگر
بادشاہ ہم سے سوال کرے گا کہ تمکو اس امر کی خبر ہوئی تھی اور تمنے کمک نہ کی اُسکا جواب دیدیا جائیگا ہمکو
اُنسے کوئی خوف نہین ہی ملکہ نے کہا کہ ہم کوئی اُنکا دیا تو کھاتے نہین ہین جو خوف کرین یہان تو یہ گفتگو باہم
میان بی بی مین ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ ایک سناٹا ہوا اور ایک طائر آکر گود مین آفاق کی بیٹھا جب آفاق
نے دیکھا تو اُسکے گلے مین نامہ بڑا ہوا تھا آفاق نے وہ نامہ اُسکے گلے سے کھولا اُسکے لفافہ کو چاک کر کے پڑھا وہ
نامہ ہمسندریہ شاہ کی طرف سے تھا وہی مضمون تھا جو کہ قبل مین تحریر ہو چکا ہی جب نامہ پڑھ چکا تو
آفاق نے اہل دربار اور اپنی زوجہ سے کہا کہ دیکھا تم لوگون نے آخر مجھکو بادشاہ نے طلب فرمایا
اب تو مجھکو لازم ہی کہ براے کمک جاؤن اُسوقت اُسکی زوجہ نے کہا کہ اب مین نہین منع کرتی ہون اب
ضرور چلنا چاہیے جو اُسکی زوجہ نے کہا اُسیوقت آفاق نے اُس نامہ کا جواب تحریر کیا کہ مجھکو آپکا
نامہ پہونچا مین ایک سال سے ایک بیماری مین مبتلا تھا مجھکو ان حالات کی بالکل خبر نہ تھی دوسرے مین سیر
بھی نہ کر رہا تھا اپنے ملک مین نہ تھا بلکہ ایک صحرا مین مع اپنی زوجہ کے مقیم تھا اس سبب سے ان خبرون
سے مین آگاہ نہوا ورنہ ضرور آپکی کمک کے لیے حاضر ہوتا کیونکہ مین تو آپکا ادنی غلام ہون جو حق نمک ہی ضرور مین
اُسکو ادا کرتا بس اب معلوم ہوا ہی مین مع لشکر کے حاضر ہوتا ہون معاف فرمائیگا یہ تحریر کر کے اُسی طائر کے گلے
مین نامہ باندھ دیا اور رخصت کیا کہ وہ طائر جواب نامہ لیکر روانہ ہوا بعدہ روانگی جواب کے آفاق اسباب روانگی
چلنے کا کرنے لگا لشکر جمع کرنے لگا یہ تو اس بندوبست مین مصروف ہی ادھر دوسرا طائر نامہ لیکر جبر پاک و خیر پاب
وار پاک کے پاس پہونچا انکو بھی نامہ دیا وہ بھی اس خیال مین بیٹھے ہوے تھے کہ جب بادشاہ طلب کرینگے
تو جائینگے کہ وہ طائر نامہ لیکر پہونچا انکو نامہ دیا انھون نے نامہ پڑھا جواب تحریر کیا کہ ہم روانہ ہوتے ہین
اور براے کمک حاضر ہوتے ہین یہ لکھکر اُس طائر کے گلے مین ڈالکر روانہ کیا اور خود اُسیوقت سامان سفر مین
مشغول ہوا اور جب سب سامان ہو گیا اپنے لشکر کو لیکر بجمعیت ساٹھ ہزار ساحران نامدار و سواران نامدار کے
طرف شہر ہمسندریہ کے روانہ ہوے انکا حال پھر تحریر ہوگا ادھر آفاق بھی اپنا بندوبست کر کے مع اپنی
زوجہ کے لشکر قریب ایک لاکھ پچاس ہزار کے ساحرون کا لیکر روانہ ہوا ہی انکا حال آئندہ تحریر ہوگا دوسرے
دن جو ہمسندریہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوے عشاق وغیرہ بیٹھے ہوے تھے کہ ہمسندریہ نے کہا کہ وہ طائر
خبر لیکر آئے کہ کیا گذری نہ وہ طائر جواب نامہ لیکر آئے نہ پرندہ واپس آیا کوہ زہر دست سے یہی گفتگو ہو رہی تھی
کہ پرندہ آکر پہونچا اُسنے جو جواب کہ زہر وجادو نے دیا تھا بیان کیا ہمسندریہ نے کہا خیر آئے تو کہ وہ طائر جواب نامہ لیکر
آئے ہمسندریہ کو جواب نامہ دیا جسنے وہ جواب پڑھا خوش ہوا اور کہا کہ ای استاد آفاق بھی مع لشکر کے آتا ہی
یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی سواے میرے اور کسی سے نہین زیر ہو سکتا ہی مین اُسکا ہمپلہ ہون اسی سبب سے
تو مین نے درجہ وزارت سے اسکو بادشاہ کر دیا عشاق نے کہا کہ جبکہ آفاق آتا ہی تو اسکو لشکر ہمراہ کر کے براے
مقابلہ روانہ کرنا تم ابھی نہ جانا ہمسندریہ نے کہا کہ یہی مین نے بھی خیال کر لیا ہی ہمسندریہ نے کہا کہ جبر پاک وغیرہ بھی آتے ہین
عشاق نے کہا کہ اب سب آئینگے ہر ایک اپنے مقام سے روانہ ہو چکا ہوگا ان سب کو اس فکر مین رکھا جاتا ہی کہ آن
ہرکارون نے آکر ہمسندریہ سے بیان کیا کہ ای بادشاہ چار یوم تک جشن خوشی برپا رہا پانچوین دن صاحبقران نے

دربار کیا نقابدار نے اجازت چاہی اُن سیرکارون نے کل حالت بیان کی یعنی رفیع البخت کا اجازت
طلب کرنا صاحبقران کا کل حال مرحلۂ آفرین کا بیان کرنا وصیت نامہ کے بموجب اجازت دینا پس
نقابدار یعنی رفیع البخت کا مع لشکر طرف طلسم نورافگین کے روانہ ہونا بیان کیا یہ خبر سنتے ہی سکندر خوش ہوا
اور کہا کہ یہ بلا تو یون دفع ہوئی خوب ہوا کہ نقابدار چلا گیا اب صرف صاحبقران ہین مقابلہ کیا جائیگا زیادہ تر
تو خوف ان نقابدار ہی کا تھا کہ انکے اوپر کچھ اثر نہین کرتا ہے ان سیرکارون کو انعام دیا دریافت کیا کہ اب
کیا قصد ہے صاحبقران کا انھون نے عرض کیا کہ ابھی تو وہ اس صدمہ مین مبتلا ہین کسی کی وجہ معلوم نہین ہوتا ہے
سکندر نے کہا وہ جو امر پیش ہو وہ آکر بیان کرنا وہ سرکار نے بعد رفتن لشکر اسلام کے روانہ ہوئے لاری بیان
کرتا ہے کہ جب نقابدار نے پیش لوش یعنی رفیع البخت طرف طلسم کے روانہ ہوئے بعد انکے جانے کے صاحبقران
نے بادشاہ سے فرمایا کہ اب کیا تدبیر ہونا چاہیے یا تو نامہ بنام سکندر روانہ کیا جائے یا یہان سے مع لشکر کے کوچ
کرکے شہر پر یورش کیا جائے بادشاہ نے فرمایا کہ پہلے نامہ تحریر کیا جائے اسکا جواب آئے تو پھر شہر پر یورش کیا جائے
یہ جو بادشاہ نے فرمایا کہ پہلے نامہ تحریر کیا جائے اسکے بعد یورش کیا جائے صاحبقران نے حکم دیا کہ دبیر کو طلب کرکے
ایک نامہ بنام سکندر بادشاہ تحریر ہو یہ جو حکم صاحبقران نے دیا اسوقت سہراب نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین کچھ
عرض کرون صاحبقران نے فرمایا کہ بیان کرو سہراب نے عرض کیا کہ ابھی حضور نامہ نہ تحریر کرین بلکہ شہر پر یورش بھی
نہ کرین کیونکہ سکندر شکستہ ہوگیا ہے ضرور یا تو خود ہی مرے مقابلہ آئیگا یا کسی کو ہمارے مقابلہ پر روانہ کریگا یہ تو اسکو معلوم ہے کہ لشکر
شاہی وغیرہ نے شکست کھائی وہ کسی طرح کسی بند وبست مین ہوگا ایک ہفتہ تک انتظار فرمایا جائے اسکے بعد خواہ نامہ
تحریر فرمائیگا خواہ شہر پر یورش فرمائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ اسکا کیا سبب ہے سہراب نے عرض کیا کہ بلکہ
میرے نزدیک تو بہتر ہوگا جو بعد اس ہفتہ کے بے اطلاع شہر پر یورش کیا جائے کیونکہ اگر آگاہ کرکے یورش کیا جائیگا
تو خرابی ہوگی وہ شہر کے بند وبست کریگا اگر [illegible] صحرا مین ٹھہر کے لڑیگا اسکے دفع کرنے مین ایک زمانہ صرف ہوگا جب وہ دفع
ہوجائیگا تو کہین مقابلہ ہوگا یا وہ شہر طاق سے کمک طلب کریگا اگر اس مقام پر کمک آگئی تو پھر خرابی ہوگی آئندہ
آپکو اختیار ہے جو میرے نزدیک امر مناسب تھا مین نے عرض کیا صاحبقران نے فرمایا کہ مین یہ تو نہ کرونگا کہ آگاہ
نہ کرون اور یورش کر دون ہان یہ ضرور کرونگا کہ ابھی ایک ہفتہ تک نامہ تحریر نہ کرونگا جیسا جواب آئیگا ویسا کیا جائیگا
اگر سکندر نے اطاعت کی تو خیر یا مقابلہ کو آیا تو خیر یا مین نے یورش کیا اگر اسنے ساحرون کو مقرر کیا تو انکو دفع کرینگے یا شہر طاق
سے کمک آئی اسے بھی مقابلہ کرینگے ہم کسی امر مین بند نہین ہین نہ ہم کسی سے خوف کرتے ہین ہماری نظر خدا پر ہے وہی
ہمارا حامی و مددگار ہے نہ ہمکو اس امر کا خوف ہے کہ وہ لوگ ساحر ہین اور ہم غریب الوطن ہین شعر
ہرچہ آید بر سر من بالنصیب ✽ دیگرے مشکلے نیست کہ آسان نشود ✽ مرد باید کہ ہراسان نشود ✽ کوئی مقام ہراس
و خوف کا نہین ہے وہ سب مشکلین آسان کردیگا خیر اس ہفتہ کے بعد مین لشکر آسودہ ہو جائیگا جو کہ مجروح
ہین وہ اچھے ہو جائینگے یہ فرما کر خاموش ہو رہے کہ شہنشاہ و امیر الزمان و جمشید بن داراب نگین ایرہ
و دیگر سردارون نے عرض کیا کہ ابھی تو ایک ہفتہ مقابلہ ہو توقف ہے لہذا اگر اجازت ہو تو ہم لوگ شکار کھیل
آئین کیونکہ اس صحرا مین شکار بہت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ شکار کی کیا ضرورت ہے کیونکہ یہ مقام غیر ہے اور
ساحرون کا مقام ہے کیا ضرورت ہے کوئی آفت مین مبتلا ہو تو خرابی ہو کیونکہ یہان سب دشمن ہین انھون نے عرض کیا کہ
ہم دن بھر شکار کھیلا کرینگے شب کو لشکر مین چلے آیا کرینگے کوئی مقام خوف و خطر نہین ہے آپ اطمینان رکھین جب
یون سب نے عرض کیا اسوقت صاحبقران نے مجبور ہو کر سب کو اجازت دی اسکے بعد دربار برخاست
کیا وہ لوگ کہ جنھون نے اجازت شکار کی تھی وہ اپنے سردارون کو لیکر برائے شکار روانہ ہوئے یہ لوگ صحرا مین

شکار کھیلنے لگے یہ لوگ تو ہر روز شکار کو جاتے ہیں دن بھر شکار کھیلتے ہیں شب کو لشکر میں چلے آتے ہیں اور اپنے
لشکر میں آکر آرام پذیر ہوتے ہیں یہاں تو یہ بند و بست ہے اُدھر سمندر شہ کی سیر سنئے کہ کیا حال گذرتا ہے
لشکر اسلام کس فکر میں ہے ایک دن کا ذکر ہے کہ سمندر دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک مرتبہ ابر گہرا ایک طرف سے
پیدا ہوا اہل دربار نے اس ابر کو دیکھ کر کہا کہ اے بادشاہ یہ ابر کیسا اٹھا ہے بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی
ساحر کمک کو میری آتا ہے کہ وہ ابر قریب دربار سمندر شاہ کے شق ہوا اس سے تخت سحر پیدا ہوا دیکھا کہ اس پر
آفاق مع اپنی زوجہ کے سوار ہے اور عقب میں لشکر بیشمار ہے بس آفاق لشکر کو بیرون دربار ٹھہرا کر خود تخت
کو بڑھا کر دربار میں آیا مجرا گاہ پر سے سمندر شاہ کو سلام کیا جیسے سمندر نے آفاق کو دیکھا خوش ہو گیا چہرہ
مارے خوشی کے سرخ ہو گیا نیم قد تخت پر سے اٹھ کھڑا ہوا سب اہل دربار سے کہا کہ وہ شخص آیا کہ جس سے میری
قوت زیادہ ہو گئی میرے بازو قوی ہو گئے یہ جو سمندر نے کہا آفاق نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ یہ آپکی ذرہ پروری ہے
میں کب اس لائق ہوں یہ سب غلام نوازی ہے سمندر شاہ نے جواب دیا کہ میں تمکو اپنے بھائی کے برابر جانتا ہوں
یہ جب کلام ہو چکے آفاق اور اہل دربار سے ملنے لگا آئینہ اندام زوجہ آفاق نے سمندر کو سلام کیا جب
آفاق سب اہل دربار سے مل چکا اسوقت پھر طرف سمندر کے متوجہ ہوا اور عرض کیا کہ مجھکو کیا حکم ہوتا ہے
سمندر نے جواب دیا کہ تم اپنے تخت کو برابر میرے تخت کے بچھاؤ بس تخت آفاق کا برابر تخت سمندر کے آراستہ ہوا
آفاق مع اپنی زوجہ کے اس تخت پر بیٹھا اور سب سردار لشکر اپنے اپنے مرتبہ سے دربار میں سمندر شاہ کے
بیٹھے جب سب بیٹھ چکے اسوقت آفاق نے سمندر شاہ سے کہا کہ حکم نامہ حضور کا پہونچا یہ خاکسار فوراً راہی
ہوا مع اپنے لشکر کے مگر میں حال سے ان امروں کے بالکل آگاہ نہ تھا وہ سمجھ کے یہ امر ہے کہ آپنے مجھے کیوں اس
حقیر کو یاد فرمایا جو اسقدر اس معرکہ کو طول ہوا میں اگر اسپار دریا سے شہر کو نگ سے جا کر قصہ تمام کرتا
ایک کو زندہ نہ چھوڑتا یا یہ ہوتا کہ وہ لوگ اطاعت قبول کرتے اسقدر طول نہ ہوتا یہ جو آفاق نے کہا
سمندر شاہ نے اول سے آخر تک سب قصہ بیان کیا اور کہا کہ میں نے اس خیال سے تمکو آگاہ نہ کیا اور
نہ طلب کیا کہ یہ لوگ ساحر نہیں ہیں جب ساحر نہیں ہیں تو انکا مقابلہ کرنا کیا مشکل امر ہے ایک حملہ میں
سب کا کام تمام ہوگا ساحر بھی ساحر کو ایک پل میں قتل کر سکتا ہے میں نے خیال کیا کہ یہ لوگ کافی ہیں جب
طول ہوا تو میں نے ارسیب کو طلب کیا تمکو اس سبب سے نہ طلب کیا کہ تمہارا جانا انکے مقابلے میں برا جانتا ہے جبکہ
مجھکو مقابلہ کرتے ہوئے عار و ننگ ہے تو آفاق کو بھی ضرور ہوگا یہ خیال کرکے میں نے تمکو آگاہ نہ کیا اب جب میں نے
دیکھا کہ یہ امر حد سے زیادہ گذر گیا اب بدون میرے جائے یہ کام سر انجام نہ پائیگا بس میں نے خیال کیا
کہ کسی کو یہاں کا بادشاہ کروں اور خود برائے مقابلہ جاؤں چنانچہ فکر کرتے کرتے یہ امر خیال میں آیا کہ
آفاق کو طلب کرکے یہاں کا بادشاہ کروں اور خود برائے مقابلہ اہل اسلام جاؤں بس میں نے
تمکو طلب کیا اب تم یہاں کی حکومت کرو میں اہل اسلام کے مقابلے کو جاتا ہوں آفاق نے جواب دیا
کہ حکومت آپکو مبارک رہے یہ جان نثار برائے مقابلہ جائیگا میری موجودگی میں آپ کیوں تشریف لیجائیں
جبکہ ہم ایسے جان نثار و سر فدا کرنے والے موجود ہوں سمندر شاہ نے جواب دیا کہ میں یہ خیال کرتا ہوں
کہ تمکو انکے مقابلہ سے عار ہوگا میں خود کیوں نہ جا کر مقابلہ کروں اور تم یہاں حاکم رہو بلکہ تمہارے یہاں
رہنے سے ایک یہ امر ہوگا کہ شہر کا بخوبی بند و بست ہوگا میری موجودگی سے زیادہ ہوگا میرے نزدیک
اچھا یہ ہے کہ تم یہاں قیام کرو آفاق نے جواب دیا کہ یہ تو ممکن نہیں آپ یہاں تشریف فرما ہوں
یہ خاکسار جا کر مقابلہ کریگا ہاں جب میں مغلوب ہوں اسوقت آپکو اختیار ہے سمندر شاہ کی مرضی یہی تھی آخر

سبب سے تو طلب کیا تھا کہ مین یہان قیام کرونگا آفاق کو براے مقابلہ روانہ کرونگا جب آفاق نے
یہ کہا سمندر ریسنے کہا کہ خیر جو تمھاری مرضی مگر ایک دو روز یہان قیام تو کرلو آفاق نے جواب دیا کہ اب
مین مقابل اہل اسلام جاکر قیام کرونگا اسی سبب سے مین نے اپنے لشکر کو فرودکش ہونے کا حکم نہین دیا
مین نے یہ قصد کرلیا ہی کہ اب جو کمر کھولونگا تو اہل اسلام کے مقابلے مین کھولونگا لہذا آپ اجازت دین
ورنہ تو یہان نہ آتا اُسی طرف چلا جاتا مگر ایک سبب سے آیا کہ آپکو آگاہ کردون جب امیر سمندر ریسنے
سُنا جواب دیا کہ تمکو سپرد خداوند تصویر کیا تم یہ نہ خیال کرنا کہ مین نے تمکو حقیر تصور کرکے براے مقابلۂ اہل اسلام
اجازت دی بلکہ تمھارے اصرار سے دوسرے مین نے یہ خیال کرلیا کہ جیسے مین گیا ویسے تم بھی جب مین تمھارا
کہنا نہ مانتا اپنے جانے کے خیال کرتا ہون تو تمکو ناگوار ہوگا آفاق نے جواب دیا کہ مین کیون برا مانتے لگا جبکہ
مین نے خود اصرار کرکے اجازت لی اب مین رخصت ہوتا ہون سمندر ریسنے کہا کہ جاؤ بس آفاق سمندر ریس سے رخصت
ہوکر چلا سمندر ریسنے کہا کہ اگر آفاق جو کوئی مددگار آئیگا مین اُسے تمھاری کمک کے لیے روانہ کرونگا اور بیچ
قلندران شہر شہر مین ہ دو دم کی خبر دیتے رہینگے آفاق نے کہا کہ آپکو اختیار ہی کمک مجکو درکار نہین ہی
مگر مین آپکے حکم سے سرتابی نہین کرسکتا ہون بس یہ کہکر اور تخت سحر کو اپنے اڑاکر سمندر ریس و کل اہل دربار سے
صاحب سلامت کرکے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا باہر دربار کے آکر اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر کیونکہ اُسکا لشکر
اُسی طور سے باہر شہر مین قیام پذیر تھا بس لشکر کو لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا یہ تو اودھر کو چلا اب بیرون
شہر پناہ کے دروازے پر قیام کیا راوی نے بیان کیا ہی بعد روانہ ہونے آفاق کے جیرپک
و جیرپک ... دار پک وغیرہ نے مع سامان پہراسپاہ کے شمالی دروازے پر قیام کیا اور خود
اپنے سردارون کو لیکر داخل شہر ہوے اور دربار مین آئے دربار کے سالار سے اطلاع کراکے دربار مین
داخل ہوے سمندر ریس شاہ کو مجرا کیا اُسکے بعد سب اہل دربار سے ملے کرسیان شگفتہ کو مرحمت ہوئین
سب اُسپر بیٹھے سمندر ریس شاہ نے مزاج پوچھا اُنھون نے جواب دیا کہ آپکی جان و مال کو دعا کرتے ہین اور ترقی جاہ
کے خواستگار ہین آپ یہ فرماسیے کہ ہم غلامون کو کس لیے طلب کیا ہی سمندر ریس شاہ نے جواب دیا کہ تمکو اپنی کمک
کے لیے طلب کیا ہی کیونکہ اہل اسلام نے ہمپر لشکر کشی کی ہی دریاے سبز رنگ سے یہان تک اُنکا
قبضہ ہوگیا ہی تھوڑے دن ہوے کہ قسیم وغیرہ آئے تھے جبکہ یہ لوگ آچکے ہین اور لشکر اُنکا فرودکش
ہوچکا ہی کہ قسیم میرے پاس آئے اور مجھ سے اجازت لیکر اُنکے مقابلے مین اُترے لڑائی شروع ہولی
کئی مقابلے ہوے آخر کو اُنھون نے قسیم وغیرہ کو قتل کیا لشکر کو شکست دی یہ لوگ بڑے زبردست
ہین مین اس فکر مین تھا کہ کوئی میرے مددگارون مین سے آئے تو مین براے مقابلہ روانہ کرون چنانچہ
مین نے کل اپنے خراج گذارون کو نامے تحریر کیے اُنمین سے قسیم وغیرہ آئے تھے سو قتل ہوے اب تم لوگون کو
طلب کیا آفاق جادو کو طلب کیا تھا سو وہ آیا اور مجھ سے اجازت لیکر اپنے لشکر سمیت براے مقابلۂ اہل اسلام
گیا ہی بس تم بھی اپنے لشکر کو لیکر آفاق کی کمک کو جاؤ تینکے اُنھون نے عرض کیا کہ بہت خوب ہمکو کوئی عذر نہین ہی
یہ حکم دیکر سمندر ریس نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے مکان پر آئے جیرپک وغیرہ اپنے لشکر مین آئے وہ شب اُسی
مقام پر بسر کی بوقت سحر لشکر لیکر طرف اہل اسلام کے کوچ کیا یہ تو ادھر سے چلے اودھر آفاق بھی بوقت صبح شہر پناہ
سے کوچ کرکے چلا راوی نے بیان کیا ہی کہ چھ دن گذر گئے تھے اب دیوم اُس ہفتہ مین باقی تھے یہان دربار
آراستہ تھا بادشاہ تخت پر جلوہ گر تھے صاحبقران و نگل پر سب سردار اپنے اپنے مقام پر پردے بارگاہ کے
آگے کھڑے ہوئے تھے کہ بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ آج چھ دن ہوے ہین بلکہ قریب پندرہ دن کے

ہوسے ہین جنگ کو فتح کیے ہوے اور چھ دن تو اُس واقعہ کو ہوے ہین کہ تب یہ راے قرار پائی تھی کہ نامے لکھا جائے
تو سہراب نے عرض کیا تھا کہ بعد ایک ہفتہ کے اب اُس ہفتہ مین دو روز باقی ہین صاحبقران نے جواب مین کہا کہ
جی ہان پرسون مین ضرور نامہ تحریر کرونگا کیونکہ کہان تک مین اسکا انتظار کرونگا کہ کوئی براے مقابلہ آئے سہراب
کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بھئی اب تمھارا رہی کیا راے ہے پرسون نامہ لکھون یا نہ لکھون سہراب نے عرض کیا کہ
کیا مین عرض کرون گمان تھا کہ کوئی نہ کوئی ضرور براے مقابلہ آئیگا کیونکہ خود سمندر منچلا ہے اور جسقدر سردار اُسکے
وہ سب منچلے ہین انکو کب تاب ہوگی کہ وہ یہ خبر پائین کہ لشکر نے شکست کھائی اور وہ مقابلے کو نہ آئین مجکو معلوم
تھا کہ سمندر خود براے مقابلہ نہ آئیگا ہان کسی کو ضرور روانہ کریگا مگر نہ معلوم کیا ہوا جو براے مقابلہ نہ آیا
صاحبقران نے فرمایا کہ اس سے کیا غرض پھر دیکھا جائیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ شہر سمندریہ کی طرف سے ابر گلنار گون
پیدا ہوا اُس سے بارش یاقوت ہوتی تھی ابر مین چمک و کڑک برق کی تھی اور بادل کی گھنگھور گرج تھی یہ حال دیکھکر
جو سرداران خوش مزاج عاشق تن تھے اُس ابر کو دیکھکر اُنکے دل مین امنگ پیدا ہوئی کہ سیر صحرا کرین آگے آگے
اُس ابر کے ایک ایک قطرہ و تاریک تھا کہ جس سے کسی قدر بارش مثل چھڑکاؤ کے ہوتی جاتی تھی اُس ابر کے سایہ سے
صحرا کا اور رنگ ہوگیا تھا مگر ابر اصلی خیال کر کے اپنے اپنے مقام کی طرف جانے لگے طاؤس جھرائی ابر کو دیکھکر
خوش ہونے لگے کوئل کی صدا آنے لگی صاحبقران نے فرمایا کیا گھٹا اٹھی ہے اسکو دیکھکر مئے گلنار کی رغبت ہوئی ہے نظم
تند و پُر شور و سیہ مست گرانسار آمد ۔ میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد ؛ بادشاہ نے فرمایا کہ یہی دل چاہتا ہے جو سردار نزد بادشاہ بیٹھے
تھے انھون نے تو عرض کیا کہ حضور تشریف لیچلین ابھی بادشاہ نے جواب نہ دیا تھا کہ وہ ابر قریب اُس
صحرا کے آکر شق ہوا کہ جہان پر لشکر خیمہ و خرگاہ فروکش تھا جب سے وہ لشکر تباہ ہوا ہے وہ مقام خالی ہے
وہ ابر آکر اُس مقام پر قائم ہوا وہ شق ہوا اُس سے اژدر آتش فشان آنکے پشتون پر علم کھنچے تھے سب
سیاہ رنگ کے اُنپر تعریف خداوند تصویر تحریر تھی آکر ایک طرف قائم ہوے اُس ابر سے اسقدر بارش ہوئی کہ
وہ جو گرد و غبار صحرا کا تھا بیٹھ گیا وہ اژدر ایک طرف ٹھہرے اُس ابر کے بعد ابر گلنار رنگ ظاہر ہوا جب کہ
صاحبقران و بادشاہ و اہل دربار نے یہ رنگ دیکھا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ تو کسی لشکر کی آمد ہے ساحرون کا لشکر
شہر سمندریہ سے ہمارے مقابلے کو آیا ہے یہ ابر اُس ساحر کی آمد کا ہے دیکھو وہ ابر سے اژدر پیدا ہوے سب نے
عرض کیا بجا ارشاد ہوا صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ خبر منگاؤ کہ یہ کون ساحر آیا ہے یہ خود
سمندر شاہ تو نہین ہے سہراب نے عرض کیا کہ سمندر شاہ کی آمد کا یہ طریقہ نہین ہے جب وہ لشکر کو لیکر
کسی کے مقابلے کو جاتا ہے تو جاہ و حشم سے جاتا ہے یہ اور کسی ساحر کی آمد ہے کسی نہ کسی ملک کا بادشاہ ہوگا
کہ اُسنے براے کمک اسکو طلب کیا ہوگا وہ آیا ہے سمندر نے اُسکو آپکی طرف روانہ کیا ہے سمندر خود نہ آئیگا
ابھی پرسون اُسکے سوا خواہ مقابلہ کرینگے آپ اطمینان رکھین جو کوئی ہوگا مین خود عرض کردونگا کوئی ہرکارون
کے جانے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ مین سب کو پہچانتا ہون آئندہ آپکو اختیار ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا کیا
ضرورت ہے جو بیکار ہرکارون کو زحمت ہو کہ اُس ابر گلنار سے تختہاے سحر ظاہر ہوے کہ اُنپر ساحر سوار تھے وسط مین
اُنکے تخت پر آفاق و آئنہ اندام تھی آفاق کے سر پر تاج کج رکھا ہوا قباے نادر کار زیب تن اور جواہرات
ہر قسم کا پہنے ہوے برابر اُسکے اُسکی زوجہ یہ عورت بہت حسین و خوبصورت ہے آئنہ اسکے روبرو لگا ہوا ہے سر سے
پاؤن تک زیور مین غرق گلنار جوڑا پہنے ہوے بیٹھی ہے ہنس ہنس کر اپنے شوہر سے باتین کر رہی ہے ان شوہر و زوجہ
مین اسقدر محبت ہے کہ کم ہوگی زوجہ کی زندگی شوہر کے بھروسے پر ہے اور شوہر کی حیات زوجہ کے بھروسے پر ہے بڑا اُنس
ہے کیون نہو کہ نہ ایسی حسین عورت ہوگی نہ ایسا خوبصورت مرد ہوگا عقب مین اُنکے لشکر ہے چند ساحر اُس صحرا مین لشکر

قسیم کے تھے وہ بھی اس لشکر کو دیکھکر اُس لشکر مین شامل ہوے ہر کارے لشکر کے ہمراہ آئے تھے جو کہ لشکر اسلام
سے واقف تھے انھون نے آفاق سے عرض کیا کہ وہ سامنے لشکر اسلام فروکش ہے بس آفاق نے لشکر کے
اُترنے کا حکم دیا ہر ایک ساحر اپنی سواری سحر کو ہوا پر سے زمین پر لایا عقب مین لشکر کے اژدرون پر خیمہ وغیرہ
لدے ہوے تھے سب ساحرون نے خیمہ وغیرہ برپا کیے آفاق کی بارگاہ برپا ہوئی ادھر اسکو تو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ
سامنے لشکر اسلام فروکش ہے ادھر سپہر اپنے صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور یہ آفاق جادو آیا ہے جو قبل مین سمندر شاہ
کا وزیر تھا یہ ایسا ساحر زبردست ہے کہ جسکا مثل و نظیر نہین ہے خصوصًا اسکی زوجہ بڑی ساحرہ ہے کہ اپنا مقابل نہین
رکھتی ہے ماہیان و سحران اُسکے روبرو طفل مکتب کا مرتبہ رکھتی ہین معلوم ہوتا ہے کہ اسکو سمندر نے طلب کرکے
آپکے مقابلے کو روانہ کیا ہے اے خداوند یہ جبکہ وزیر تھا اسنے وہ وہ خیرخواہی کی ہے کہ جسکے سبب سے یہ ہوا کہ سمندر
نے اسکو ملک آفاقیہ کا بادشاہ کیا یہ جب سے بادشاہ ہوا اسنے وہ عدل و انصاف سے کام لیا کہ تمام رعایا اس سے
خوش ہے بادشاہ نے فرمایا کہ اگر آیا ہے تو اپنی سزا کو پہونچے گا یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی ادھر آفاق اور اسکا لشکر اُترا
ایک ساحر کو اُسنے طرف صاحبقران کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اے صاحبقران مین اس امر کا خواستگار ہون
کہ مین آج آکر پہونچا ہون مجکو مہلت دی جائے ایک ہفتہ کی تاکہ مین اپنا سامان کر لون میرے نزدیک تو یہ امر
بہتر ہے کہ سمندر شاہ کی اطاعت کرو یہ اور مقام نہین ہے کہ تمھارا قبضہ ہو جاے یہان ضرور تمھارا اقبال
ساتھ ادبار کے بدلے گا کوئی نہ کوئی غلام سمندر شاہ تم پر غالب آئیگا دوسرا امر یہ ہے اگر اطاعت بادشاہ کی
نہین منظور ہے تو تم یہان سے چلے جاؤ مین بادشاہ سے کہونگا یہان سے سرحد تک جاے اُسکے ادھر تمھاری
عملداری رہے ادھر سمندر شاہ کی یہ بھی اس سبب سے کہ تم نے محنت کرکے ان مقامات پر قبضہ کیا ہے یہ تمہیں
رعایت کیجاتی ہے ورنہ یاد رکھو کہ ایک پل مین تمھارا سارا لشکر تباہ ہوگا ایک یہان سے زندہ نہ جائیگا سب
طعمہ نہنگ اجل ہونگے دریاے فنا مین غرق ہونگے پھر بدون اطاعت کے اور ترک مذہب اسلام کے
تمکو پناہ نہ ملے گی آئندہ تمکو اختیار ہے یہ نہ خیال کرنا کہ مین تم سے دب کر یا کسی خوف سے یہ پیام دیتا
ہون بلکہ تمھارے حال پر رحم کھاکر اور یہ خیال کرکے کہ اسقدر لوگون کی مفت جان برباد ہوگی
اس سے یہ بہتر ہے کہ تم چلے جاؤ ورنہ کیا ضرورت تھی کہ مین تمکو یہ پیام دیتا کیونکہ میری طبیعت انصاف
پسند ہے مین کسی پر ظلم نہین کرتا ہون بس مین یہ چاہتا ہون کہ تمھارے اور بادشاہ کے صلح ہو جاے
اگر صلح نہین منظور ہے تو ایک ہفتہ کے بعد آمادہ مقابلہ ہونگا مین تم سے مقابلہ کرونگا یہ پیام اُس ساحر
کے ہاتھ روانہ کیا یہان دربار آراستہ تھا کہ وہ ساحر آکر پہونچا بحکم صاحبقران اندر بارگاہ کے آیا
بادشاہ و صاحبقران کو مجرا کیا اور پیام آفاق کا صاحبقران سے بیان کیا صاحبقران نے
فرمایا کہ میری طرف سے آفاق سے کہنا کہ ہم وہ لوگ نہین ہین کہ اپنے قصد سے باز آئین جس امر کا
قصد کر لیا پھر اُس سے نہین پھرتے ہین تم ہمپر رحم نہ کرو جو تمھارے بنائے بن سکے قصور نہ کرو نہ ہم
اطاعت کرینگے نہ ہم ترک اسلام کرینگے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مذہب حق کو ترک کرکے دین باطل اختیار
کرین ہزار ہزار لعنت ہے اصنام پرستی پر یہ سب مذاہب باطل ہین سواے مذہب اسلام کے یہ مذہب
حق اور دین برحق ہے ہم کیونکر اسکو ترک کر سکتے ہین آفاق سے کہنا کہ اب ایسے کلام ہم سے نہ کرنا بلکہ ہماری
یہ خواہش ہے کہ تم بھی دین اسلام قبول کرو اور بت پرستی کو ترک کرو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو
مثل ماہیان و سحران وغیرہ کے قتل ہوگے تمنے جو ایک ہفتہ کی مہلت مانگی ہے تو یہ ہمکو منظور ہے اور تم تو کبھی
یہان سے بدون فتح کیے نہ جاؤگے اس پیام و سلام سے کچھ حاصل ہوگا ہم جنگ پر آمادہ ہین جب تمھارا

جی چاہے خواہ کل خواہ بعد ایک ہفتہ کے یہ پیام دیکر اور خلعت دیکر اُس ساحر کو رخصت کیا وہ ساحر وہان سے طرف اپنے لشکر کے چلا اور اپنے لشکر مین پہونچکر جو جواب صاحبقران نے آفاق کے سوال کا دیا تھا بیان کیا آفاق نے اپنے سردارون سے کہا کہ یہ لوگ یون نہ مانینگے کیونکہ ساحرون کو قتل کرکے بہت مغرور ہوگئے ہین خیر بعد ایک ہفتہ کے معلوم ہوگا راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ دن تو آفاق نے بسر کیا رات ہوئی دربار کیا آفاق کے اس کلام کا کسی نے جواب نہ دیا جب رات ہوئی آفاق نے دربار برخاست کیا اپنے خیمہ آرام مین جاکر آرام گزین ہوا یہان بادشاہ نے بھی دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے خیمہ مین گئے طلایہ کا بند وبست ہونے لگا طلایہ پھرنے لگا وہ رات بسر ہوئی کہ صبح کو آفاق نے دربار کیا ادھر بادشاہ نے دربار کیا ابھی دربار برخاست نہوا تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی چربک وخیربک واربک مع اپنی سپاہ کے پہونچے دونون لشکرون کے ہرکارے براے خبر گئے دریافت کیا معلوم ہوا کہ سمندر شاہ نے چربک بمدد مین تین وخیربک واربک کو بھیجے گرگ آفاق روانہ کیا ہے وہ لشکر لیکر آئے ہین چربک وغیرہ یہ دریافت کرکے کہ لشکر آفاق کس طرف خیمہ زن ہی اُس طرف کو روانہ ہوئے ادھر ہرکارون نے آفاق کو آکر خبر دی کہ آپکی کمک کو سمندر شاہ نے سپاہ روانہ کی ہی اسکا افسر چربک وخیربک سالار ہین یہ سنکے آفاق نے سردارون کو براے استقبال روانہ کیا وہ سردار آکر انکو لیگئے انھون نے بارگاہ مین جاکر آفاق کو سلام کیا انکے بھی دنگل اُس بارگاہ مین قرینے سے آراستہ ہوے انکے بھی سردار اپنے مرتبے سے بیٹھے انکا بھی لشکر اُترا خیمہ وغیرہ برپا ہوے لشکر اُترا ادھر اہل اسلام کے ہرکارون نے صاحبقران سے آکر عرض کیا کہ سمندر شاہ نے آفاق جادو کی کمک کو لشکر روانہ کیا ہے وہ لشکر آ گیا صاحبقران نے فرمایا کہ آئے ہین تو آنے دو کیا بنا لینگے یہ فرماکر دربار برخاست کیا ادھر آفاق نے چربک وغیرہ سے اپنا پیام روانہ کرنا اسکا جواب آنا سب بیان کیا اور کہا کہ ایک ہفتہ کی مہلت لی ہی بعد اس ہفتہ کے مقابلہ کرونگا انھون نے کہا کہ جو آپکی راے ہم آپکے تابع حکم ہین اب انکو تو اس انتظار مین رکھا جاتا ہی اور اس فکر مین کہ یہ ہفتہ تمام ہولے تو مقابلہ ہو [illegible] مقابلہ کررہا ہی اور صاحبقران کو انکے مقابل اب حال زمرد جادو کا سنیے [illegible] یہ فکر کی تھی کہ کسی تدبیر سے چند سرداران اسلام کو گرفتار کرکے اپنے پاس لاؤن انکو لیکر سمندر شاہ کی نذر کرون اور اپنے نہ آنے کی معذرت کرون کہ مین اس فکر مین تھا جب میری فکر ہوگئی تو مین حاضر خدمت ہوا یہ تو اس فکر مین تھا اسنے اپنے سردارون سے کہا کہ مین نے فکر کرلی ہی تم چند ساحر زبردست میرے ہمراہ چلو مین سردارون کو گرفتار کرکے تمہارے ذریعے سے اس پہاڑ پر بھجوا دونگا بس چند ساحرون کو لیکر اپنے پہاڑ یعنی زمرد کوہ پر سے اُترا اور راہ طے کرکے قریب لشکر اسلام آکر اسنے قیام کیا اتفاق سے یہ اُس زمانہ مین پہونچا کہ جبکہ سردار براے شکار جایا کرتے تھے دن بھر شکار کھیلتے تھے رات کو لشکر مین چلے آتے تھے کہ اسکو ساحرون نے خبر دی کہ لشکر اسلام کے چند سردار ہر روز براے شکار صحرا کو جاتے ہین یہ بہت خوش ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ کل صبح کو مین نے دو ایک کو تو اسیر کیا اسکی تدبیر یہ ہی کہ تم مین سے دو آدمی بصورت ہرن بنین اور جب وہ شکار کرنا ان قریب آئین تو جست کرکے فلان مقام پر لائین وہین گرفتار کر لونگا یہ جو تدبیر زمرد نے بیان کی سب نے پسند کی اور سب نے کہا کہ [illegible] بسر کی صبح کو زمرد اپنے اُس مقام کی طرف ساحرون کو لیکر روانہ ہوا ادہر وہ ساحر [illegible]

ہوئے اور یہ جاکر جنگلوں میں ملے اودہر اُدہر جو پھرنے لگے کہ سردار شکار کھیلتے ہوئے پہونچے جب ہرن نے صدائے
سم مرکب سنی حسبِ دستور خیز کی اور ہر ایک طرف کو بھاگ کے روانہ ہوئے ہر ایک سردار نے ایک ایک ہرن کے
عقب میں مرکب مہمیز کیا وہ ہرن کہاں گیا یہاں تک کہ جنگل تمام ہو جاکر ہر ایک نے اپنے اپنے ہرن کو شکار
کر لیا مگر شہنشاہ و امیر الزمان نے اُن ہرن کے عقب میں مرکب جولان کیا تھا کہ جو ساحر تھے سحر
سے صورت ہرن بنے ہوئے تھے بس یہ دونوں صاحب مرکب دوڑاتے ہوئے اُنکے عقب میں چلے جاتے تھے
جو ہرن کہ شہنشاہ کا تھا شہنشاہ اُسکے عقب میں چلے آتے تھے وہ قریب ایک پہاڑ کے پہونچا اور جست کرکے
درے میں چلا گیا چونکہ یہ اُسکے عقب میں پریشان بہت ہوئے تھے اُنکو غصہ بہت تھا یہ بھی درے میں آئے
یہاں آکر دیکھا کہ ہرن کا نشان تک نہیں ہے یہ اُسکو تلاش کرنے لگے ایک مرتبہ زمین شق ہوئی اُس سے
دو ہاتھ پیدا ہوئے وہ دونوں ہاتھ مرکب کو پکڑ کر مع شہنشاہ کے اُس غار میں لے گئے اور جو ہاتھوں کے
پیدا ہونے سے ظاہر ہوا تھا اُس غار کا نشان تک بعد جانے شہنشاہ کے باقی نہ رہا اُنکا حال پھر تحریر ہوگا
اُدہر امیر الزمان جو اُس ہرن کے عقب میں مرکب مہمیز کرکے چلے تھے وہ ہرن جست کرتا ہوا ایک مقام پر پہونچا
یہ بھی وہ مقام ہے جہاں کا اُدہر دسنے پتہ دیا تھا اُس مقام پر سبزہ لگا ہوا تھا چرنے لگا یہ مرکب کو بڑھا کر اُسکے
قریب آگئے اور کمند اُٹھا کر اُسپر ماری چاہتے تھے کہ اُسپر ڈالیں کہ ایک برق چمکی اُنکی آنکھ بند ہو گئی غبار بلند ہوا
اب نہ مرکب تھا نہ امیر الزمان وہ بھی غائب ہو گئے جب یہ بھی غائب ہو گئے اب ملاحظہ فرمائیے وہ سردار
جو کہ ہرن کا شکار کر چکے تھے اپنا اپنے ہرن شکار بند میں باندھ کر طرف خیموں کے آئے اور داخل خیمہ ہو کر خادموں
سے اُسکے کباب تیار کرا کے کھانے لگے کہ خادمان شہنشاہ و امیر الزمان نے آکر عرض کیا کہ ہمارے آقا کہاں
تشریف رکھتے ہیں کیونکہ اُنکے خاصہ نوش فرمانے کا وقت گذر گیا ابھی تک تشریف نہیں لائے اُنھوں نے جواب دیا
کہ ہم اور وہ یہاں سے ہمراہ گئے تھے ایک مقام پر بہت ہرن چر رہے تھے ہم سب نے اُنپر مرکب اُٹھائے وہ ہرن
بھاگے ہر ایک نے اپنا مرکب ایک ہرن کے عقب میں مہمیز کیا اب ہمکو اُنکی خبر نہیں ہے کہ وہ لوگ کیا ہوئے ہم تو
اپنے شکار کو شکار کرکے اپنے خیمہ میں لے آئے وہ بھی آتے ہونگے وہ لوگ یہ سنکے خاموش ہوئے اپنے مقام پر چلے آئے
انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ وقت سہ پہر کا آیا وہ سردار نکلے کہ شکار کو جائیں اُن خادموں نے پھر آکر عرض کیا کہ
ابھی تک ہمارے آقا نہیں آئے اب ہم کہاں تلاش کریں یہ سنکے وہ سردار خود حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم اُنکو
تلاش کرنے جاتے ہیں یہ کہکر مرکب اُٹھائے ہر ایک ایک طرف کو چلا سکندر رخ لقا ایک طرف کو چلے
مرکب اُٹھا کے چلے جاتے تھے کہ اُنھوں نے دیکھا کہ ایک درخت کے سایہ میں ایک پیر مرد بیٹھا ہے یہ اُسکے قریب مرکب
بڑھا کر آئے اُس پیر مرد سے دریافت کیا کہ اے مرد خدا کیا تم اسی مقام پر تشریف رکھتے ہو اُسنے ایک مرتبہ سر اُٹھا کر
دیکھا سر اُٹھا کر دیکھنا تھا کہ سکندر غش کھا کر مرکب پر سے زمین پر گرے ایک تڑاقا ہوا وہ پیر مرد اور مرکب اور
سکندر سب غائب ہو گئے ایک طرف ملوک گئے تھے اُنپر یہ بلا نازل ہوئی کہ ایک تکیہ ملا یہ اُس تکیہ میں
گئے کہ ایک مرتبہ قبر شق ہوئی یہ مع مرکب اُس قبر میں غائب ہو گئے اسی طور سے اور ایک سردار کہ نام اُسکا گرگین
تھا شوہر ملکہ غزالان یہ بھی ایک مقام پر پہونچے دیکھا کہ ایک فقیر ایک چبوترے پر بیٹھا ہوا ہے یہ اس خیال سے
اُسکے قریب گئے کہ اُس سے دریافت کریں کہ تمنے کسی کو ادہر عقب میں ہرن کے جاتے ہوئے تو نہیں دیکھا
یہ جب اُس چبوترے کے قریب پہونچے کہ ایک مرتبہ اُس مرد پیر یعنی فقیر نے سر اُٹھایا اور انکی طرف دیکھا اور پھر سر
جھکا لیا اور کچھ پڑھنے لگا یہ مرکب پر سے اُتر کر اُسکے قریب گئے اور کہا کہ اے درویش حق آگاہ آپنے تو کسی کو
عقب میں ہرن کے ادہر سے جاتے ہوئے نہیں دیکھا اُس فقیر نے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھا رہا کہ جب

انھون نے دیکھا کہ اسنے جواب نہ دیا انھون نے پھر اس سے وہی سوال کیا اسنے پھر جواب نہ دیا اسی طور سے تین مرتبہ ہوا
جب جواب نہ ملا تو گرگین نے برہم ہوکر کہا کہ ای فقیر تو کیا بہرہ ہی جو میری بات کا جواب نہین دیتا ہی مین دیر سے
تجھسے کلام کر رہا ہون یہ جو گرگین نے کہا اسپر بھی اسنے جواب نہ دیا خاموش بیٹھا رہا تو انکو اور غصہ آیا اور ایک مرتبہ
اپنے مقام پر سے یہ کہکر اٹھے کہ تو یون نہ جواب دیگا جب تک سزا نہ پائیگا بڑا مغرور ہی فقیر کو ایسا غرور نہ چاہیے فقیرون کی
شان کے خلاف ہی کہ لوگ کلام کرین اور وہ جواب نہ دین معلوم ہوا تو فقیر نہین ہی کوئی مکار ہی یہ کہکر اسکی طرف چلے
کیونکہ اسنے اس کلام کا بھی جواب نہ دیا تھا یہ اسکی طرف اس خیال سے چلے کہ اسکو اسکی سزا دون جب اسکے قریب
پہونچے اسکے ہاتھ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور کہا کہ ای مغرور مین تجھ سے کلام کرتا ہون تو کسقدر مغرور ہی کہ جواب نہین دیتا ہی
کیا سوتا ہی جیسے ہی ہاتھ اسکے قریب پہونچا ایک تڑاقہ ہوا بجلی چمکی انھون نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ تڑاقہ کیسا ہوا کہ غبار بلند ہوا
اب جو غبار برطرف ہوا نہ گرگین تھا اس مقام پر نہ وہ فقیر نہ وہ چبوترہ یہ بھی غائب ہوگئے شام قریب تھی اور جو سردار ادھر
ادھر گئے تھے وہ تلاش کرکے چلے انکو کوئی بلا نظر ملی یہ اپنے مقام پر آئے انکے لوگون سے دریافت کیا کہ وہ لوگ آئے
انھون نے کہا کہ ابھی تک تو نہین آئے اتنے مین رات ہوگئی ان سردارون سے خادمان سکندر وغیرہ وکوک وگرگین نے
آکر عرض کیا کہ ہمارے آقا آپکے ہمراہ براے تلاش شاہزادہ گئے تھے مگر ابتک نہین واپس آئے پھر رات انکے قریب
آئی ہر ان لوگون نے جواب دیا کہ گیا یہ صاحب بھی نہین تشریف لائے نہ وہ دونون صاحب پہ کیا بلا آئی خداوند کریم
خیر کرے اب اسوقت کہان تلاش کرین نہ ہم اب انکو جا سکینگے کیونکہ صاحبقران کو کیا جواب دینگے ان سردارون نے
اسی مقام پر قیام کیا یہ تو یہان اس فکر مین ہین کہ صبح ہولے تو پھر براے تلاش نکلین ادھر کا حال سماعت ہو کہ
جب زمرد آن دونون ساحرون کو یہ تعلیم کرکے کہ تم ہرن بنکر جاؤ اور سردارون کو لگا کے لے آؤ تم فلان درے
مین اور تم فلان مقام پر بس یہ اور ساحرون کو لیکر طرف صحرا کے چلا رات کو جب اسکو ساحرون نے خبر دی تھی
کہ سردار براے شکار کل صبح کو آئینگے تو یہ بھی کہا تھا کہ فلان مقام پر انکے خیمے برپا ہین بس یہ وقت صبح سے پہلے اس
مقام پر آ گئے تھے اور سردارون کو پہچان لیا تھا بس زمرد ساحرون کو لیکر اس درے مین آگئے کہ جہان شکار اس
ساحر کو پتہ دیا تھا ان ساحرون سے کہا کہ تم لوگ یہ کرو کہ ایک تو فلان مقام پر جاکر قیام کرو جب وہ ہرن
کسی سردار کو لیکر اس مقام پر آئیگا اور وہ ہرن قیام کریگا یعنی وہ سردار اسکے پکڑنے کی فکر کریگا تم برق چمکا کر
اسکو گرفتار کر لینا اسنے کہا کہ اچھا وہ ساحر روانہ ہوا ایک ساحر اس کام پر مقرر کیا کہ تم بھی جاکر سردار کو
اسیر کر لاؤ تیسرا ساحر اور روانہ کیا اور جو تھا بھی چنانچہ اس ساحر نے یہ فکر کی کہ کوئی سردار کسی طرف کو
چلے تو مین تدبیر کرون ہر ایک ساحر اپنی فکر مین تھا اور یہ خود اس درے مین بیٹھا چنانچہ پہلے زمرد نے
شہنشاہ کو اور اس ساحر نے امیر الزمان کو جسطور سے مذکور ہوا ہی گرفتار کر لیا اور ان ساحرون نے ان
سردارون کو اسیر کیا جیسا کہ بالا تحریر ہوا بس زمرد شہنشاہ کو گرفتار سحر کرکے اس مقام پر لایا کہ
جہان اسنے مقام قیام مقرر کیا اور ساحرون کا انتظار کرنے لگا کہ وہ ساحر امیر الزمان کو لیکر آیا اسکو بھی
اسنے گرفتار سحر کیا تھا اس ساحرون کا انتظار کرنے لگا کہ وہ ساحر ان تینون سردارون کو لیکر پہونچے
انکو بھی گرفتار سحر کیا بس اسیوقت زمرد نے چند ساحرون کے ذریعہ سے ان سردارون کو زمرد کوہ کی طرف
روانہ کیا اور خود رات کو اس مقام پر آیا کہ جہان خیمے وغیرہ برپا تھے اور وہ سردار جو باقی رہ گئے تھے
اس فکر مین تھے کہ صبح ہولے تو ہم انکی تلاش مین روانہ ہون کہ ہر ایک اپنے خیمے مین تھا کہ زمرد پہونچا
اسنے سحر کیا کہ سب کو ایک عالم غنودگی طاری ہوا بس یہ ہر ایک کے خیمے مین آیا اور سحر سے گرفتار کرکے
لیگیا اب سردارون مین سے سواے ملازمین کے کوئی نہین رہا جو کہ معزز ہو بلکہ انکے چند عزیز صاحبقران کی بھی تھے

وہ گرفتار ہوگئے ہیں زہرہ نے انکو بھی اسیر سحر کرکے طرف زہرہ کوہ کے روانہ کیا راوی نے بیان کیا ہے کہ جب صبح
ہوئی تو یہاں ان لوگوں میں غل و شور ہوا کہ کوئی سردارون کو رات کو جو کہ باقی رہ گئے تھے جادوگر لے گیا
دوپہر تک ان سب نے سب کو تلاش کیا کہیں سراغ نہ لگا تو پھر مایوس ہوکر سب اسباب لیکر طرف لشکر کے روانہ
ہوے یہاں دربار آراستہ ہے سب سردار حاضر ہیں جو کہ شکار کو گئے ہیں انکی کرسیوں و ڈنگاوں پر غاشیہ پڑے ہوے
ہیں کہ ایک مرتبہ بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ مجھکو معلوم ہوتا ہے وہ سردار شکارگاہ سے واپس نہیں آے
کیونکہ جب واپس آتے تھے تو صبح کو دربار میں آکر پھر شکار کو جاتے تھے صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں
نہیں آئے ہونگے بادشاہ نے فرمایا کہ اب جو وہ آئیں تو انکو منع کر دیا جاے کہ اب وہ شکار کو نہ جائیں کیونکہ
لشکر حریف مقابل میں اترا ہوا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ بہت خوب آپ بجا ارشاد فرماتے ہیں یہاں یہ تقریر ہو رہی تھی
کہ ان سردارون کے ملازم حاضر دربار ہوے مگر عجیب صورت سے کہ باحال زار حواس پریشان حیران
آکر مجرا گاہ پر کھڑے ہوے مجرا کیا اور عرض کیا کہ ہم لوگ لٹ گئے اپنے آقاؤن سے چھٹ گئے یہ ہم پر
فلک ستم ٹوٹ پڑا صاحبقران نے جو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ یہ تو ملازم ہیں ان سردارون کے جو کہ برائے
شکار گئے تھے انسے دریافت کیا کہ کیا واقعہ پیش آیا انھون نے سردارون کا برائے شکار جانا اور شہنشاہ
وامیر الزمان کا شکارگاہ سے نہ واپس آنا اپنا سردارون سے عرض کرنا انکا برائے تلاش روانہ ہونا
انمین سے بھی چند سردارون کا غائب ہونا آخر کو سب کا شام کو واپس آنا پھر اپنا انسے عرض کرنا انکا فکر کرنا اور
کہنا کہ صبح کو تلاش کرینگے رات کو وہ لوگ بھی خیمہ سے غائب ہوگئے ہمنے دوپہر تک تلاش کیا کہیں سراغ نہ ملا
آخر کو واپس چلے آئے کہ آپ بارگاہ کو خبر دیں یہ واقعہ درپیش ہوا جو کہ ہمنے عرض کیا یہ خبر سنکے صاحبقران نے
طرف بادشاہ کے دیکھا اور فرمایا کہ سنا آپنے کہ یہ لوگ کیا بیان کرتے ہیں وہ سب سردار غائب ہوگئے
اس سبب سے نہیں شکارگاہ سے واپس آئے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ تو نیا واقعہ درپیش ہوا تو ہر ایک کو
اس امر کا عجیب ہوا سب کو بڑا صدمہ ہوا خصوصاً بادشاہ و صاحبقران کو شہنشاہ و امیر الزمان و
سکندر فرخ لقا کا بڑا رنج ہوا اور سردارون کا بھی صدمہ ہوا یہ خبر تمام لشکر میں پھیل گئی کہ چند سردار
شکارگاہ پر سے غائب ہوگئے ہیں یہ جو خبر لشکر میں پھیلی ہرکارے لشکر آفاق کے بھی لشکر میں موجود تھے
یہ خبر معلوم کرکے اپنے لشکر میں آئے اور آفاق کی بارگاہ میں آکر بیان کیا کہ ہم لشکر صاحبقران میں تھے
کہ یہ خبر آئی کہ چند سردار شکارگاہ پر سے غائب ہوگئے ہیں یہ خبر آئی ہے آفاق نے کہا کہ یہ کچھ دریافت
کیا تھا کہ کیونکر غائب ہوے انھون نے عرض کیا کہ یہ کچھ نہیں بیان کیا کہ کیونکر غائب ہوے آفاق
نے کہا کہ معلوم ہو جائیگا اب لشکر اسلام میں تلاطم مچا ہوا ہے صاحبقران نے بادشاہ سے کہا کہ مجھکو تو
یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو لشکر حریف آیا ہے اسمین سے کوئی ساحر انکو اسیر کرلے گیا ہے بڑی خرابی ہوئی کیونکہ
وہ ایک دن میں تو مقابلہ ہوگا اور سردار غائب ہوگئے ہیں اب کیا ہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ میں خود
فکر میں ہون کہ یہ کیا امر ہے اسی لیے منع کرتے تھے کہ شکار کو نہ جاؤ مگر انھون نے نہ سنا تھا اس سبب سے
منع کیا تھا کہ یہ شہر پرایا ہے یہاں ساحرون کا زمانہ ہے کوئی ضرورت شکار کی نہیں ہے مگر نہ سنا آخر کو
یہ دن پیش آیا اب بڑی مصیبت پڑی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا کیا جاے جو مرضی کریم جو اسکی
مصلحت ہے خیر مقابلہ تو ضرور کیا جائیگا یہ فرماکر بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب رخصت ہوکر
اپنے اپنے خیمہ میں آئے اس روز طبل بنام اسد ثانی کسی نام پر نہ تھا کیونکہ لشکر اسلام میں ہمیشہ سے یہ طریقہ
جاری ہے کہ ہر روز ایک سردار لشکر کا طبل پھرتا ہے یہاں تک کہ ایک دن صاحبقران کی بھی نوبت آتی ہے

سواے بادشاہ کے سب طلایہ پھرتے ہین صاحبقران اول وثانی بھی پھرتے تھے بس آج یہان طلایہ کا دن
اسد ثانی کا تھا وہ طلایہ پر جب کوئی دو پہر رات آئی تو گئے طلایہ پھیرنے لگا ادھر زہرو نے اپنے ساحرون
سے کہا کہ مین جاتا ہون لشکر اسلام مین اگر ممکن ہوتا ہی تو چند سردارون کو اسیر کرکے لاتا ہون یہ وہان سے
سحر کرکے روانہ ہوا لشکر کے قریب آکے پہونچا دیکھا کہ صداے بیدار باش و ہوشیار باش بلند ہی یہ اس
فکر مین کھڑا ہوا تھا کہ مین لشکر مین جاؤن کہ دیکھا اسد ثانی طلایہ پھرتا ہوا چلا آتا ہی اسنے دیکھا کہ ایک
سردار چند سردارون کو لیے ہوے طلایہ پھر رہا ہی جیسے اسکے قریب پہونچا اسنے خیال کیا کہ اسکو تو گرفتار
کرلون پھر اور کی فکر کرونگا یہ خیال کرکے اسنے اسد پر سحر کیا یہ بیہوش ہوکر گر پڑے اور جو سردار تھے وہ بھی
بیہوش ہوے اسنے ان سبکو گرفتار سحر کرکے ایک مقام پر پوشیدہ کیا اور یہ خود داخل لشکر ہوا چونکہ اسکو تو
کچھ معلوم نہ تھا کہ کونسا خیمہ صاحبقران کا ہی اور کونسا بادشاہ کا اور دیگر سردارون کے کون کون
خیمے ہین بس یہ ایک خیمہ پر آیا اور سحر کرکے اندر خیمہ کے گیا دیکھا کہ خادم و خدمتگار بیدار ہین روشنی
ہو رہی ہی اسنے سحر کیا کہ ان سب پر غنودگی طاری ہوئی وہ سب تو بیہوش ہوے یہ اس سردار کو لیکر اسی
مقام پر آیا جہان اسد کو پوشیدہ کر دیا تھا اسکے بعد دوسرے خیمہ مین آیا دوسرے سردار کو گرفتار سحر کرکے
لے گیا تا صبح یہ چار سردارون کو مع اسد ثانی کے لیگیا اور اپنے مقام پر پہونچکر ان سب کو طرف زہرد کوہ
کے روانہ کر دیا یہان جو صبح ہوئی بادشاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوے دربار آراستہ ہوا ایکا یک
خیمہ قیصر صاف باطن سے شور بلند ہوا کہ کوئی ہمارے آقا کو چرا لیگیا یہ اسی خیمہ سے شور بلند تھا کہ خیمہ
عین الزمان و نور الزمان سے بھی شور بلند ہوا کہ ان دونون صاحب کو بھی کوئی خیمہ سے چرا لے گیا
لوگ انکے ملازم روتے پیٹتے ہوے طرف دربار کے چلے ادھر ملازم اسد جو کہ اسد کے
ہمراہ طلایہ پھر رہے تھے اسد کو تلاش کرتے ہوے آئے تھے جب اسد کو نہ پایا تو خیال کیا کہ کسی طرف
چلے گئے ہونگے اسقدر رات تلاش مین بسر ہوئی جب نہ ملے تو وہ بھی لوگ صبح کو طرف دربار کے
چلے ادھر عین الزمان و نور الزمان و قیصر کے نوکر روتے ہوے آئے ادھر سے اسد کے ملازم پہونچے
سب نے بادشاہ و صاحبقران سے [illegible] عرض کیا یہ خبر سنکے اور زیادہ تر عجیب ہوا ایک تلاطم
اہل دربار مین مچ گیا صاحبقران و بادشاہ حیران ہوے کہ یہ کیا ہوا کہ سردار اپنے خیمون سے
غائب ہو گئے صاحبقران نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ان لوگون پر تو یہ گمان کیا تھا کہ وہ شکار گاہ
سے غائب ہو گئے اب بیان فرمائیے کہ یہ تو شکار گاہ مین نہین گئے تھے یہ کیونکر غائب ہو گئے
معلوم ہوتا ہی کہ اس آفاق [illegible] نے مہلت طلب کی ہی اسلیے کہ اس ہفتہ مین سب سردارون کو سحر
کے ذریعہ سے غائب کرون تو مقابلہ کرون ہمارے لشکر کے عیار اسقدر غافل ہین کہ حریف آیا اور
اپنا کام کرکے چلا گیا انکو خبر تک نہوئی اب یہ لوگ کیا لشکر کی حفاظت کرینگے یہ فرماکر عیارون کی طرف
دیکھکر فرمایا کہ اب تم لوگ ایسی غفلت [illegible] سردار [illegible] لگا اسکی فکر کرو
خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ تم بھی غافل ہو گئے ہو آج چار سردار غائب ہوے کل اور غائب ہونگے
ایک دن مین غائب ہو جاؤنگا اسی طور [illegible] تباہ ہو جائیگا یہ جو صاحبقران نے خواجہ سے اور
سب عیارون سے فرمایا انھون نے عرض کیا کہ ہم لوگ غافل نہ تھے [illegible] حال معلوم نہ تھا بس آج سے ہم اسکی فکر کرینگے
خواجہ نے اسیوقت عیارون سے کہا کہ [illegible] حریف مین جاؤ اور خبر لاؤ [illegible]
بس اسیوقت چالاک ثانی و برق ثانی و [illegible] اپنے اپنے مقام [illegible] طرف لشکر آفاق [illegible]

اپنی صورتیں تبدیل کر کے داخل بارگاہ آفاق ہوئے دیکھا کہ آفاق تخت پر بیٹھا ہوا ہے اسکی زوجہ اسکے برابر ہے
اور سب سردار حاضر ہیں عیاروں کے آنے کے قبل ہرکاروں نے آکر آفاق کو خبر دی تھی کہ رات کو لشکر اسلام
سے چند سردار غائب ہوگئے انکا پتہ نہیں ہے آفاق نے جو یہ سنا تھا اسکو خود تردد تھا کہ یہ عیار ہوئے تھے شگفتہ
آفاق اپنے سرداروں سے یہ کہہ رہا تھا کہ نہ معلوم کون سرداران اسلام کو قید کر کے لیجاتا ہے بڑی خرابی کی
بات ہے کون ایسا دشمن ہے وہ لوگ یہ خیال کرتے ہونگے کہ آفاق سحر سے گرفتار کرا لیتا ہے مجھکو قسم ہے اپنے خداوند کی
جو میں اس حال سے بالکل آگاہ ہوں یہ کوئی دوست نہیں ہے بلکہ دشمن ہے اپنے سرداروں سے کہا کہ تم میں سے تو
کسی نے ایسی حرکت نہیں کی ہے اس خیال سے کہ ہمارے آقا سے مقابلہ ہے ہم سرداروں کو اس طور سے
گرفتار کر لیں اگر ایسی حرکت کی ہو تو بیان کر دو یہ امر اچھا نہیں ہے میرے بالکل ناپسند ہے ابھی انکو رہا کر دو میں
اسکو جائز نہ رکھونگا میں سر میدان مقابلہ کر کے سب کو گرفتار کرونگا یہ جو آفاق نے کہا سب نے دست بستہ
عرض کیا کہ ہم قسم کھا سکتے ہیں کہ ہم میں سے کسی نے یہ حرکت نہیں کی ہے ہم بالکل اس امر سے واقف
نہیں ہیں اب آفاق کو یقین آگیا جب ان سب نے قسمیں کھائیں عیاروں نے یہ حال جو سنا تو انکو معلوم ہوا
کہ یہ کارروائی اسکی نہیں ہے یہ لوگ اس بارگاہ سے نکلکر اپنے لشکر میں آئے داخل دربار ہوکر خواجہ سے
عرض کیا کہ ہم آفاق کی بارگاہ میں گئے تھے آفاق کو خود اس حال سے خبر نہیں ہے بلکہ وہ خود افسوس
کر رہا تھا اسنے اپنے سرداروں سے دریافت کیا انھوں نے بھی قسمیں کھائیں یہ کارروائی انکی نہیں ہے یہ
کوئی اور شخص ہے صاحبقران نے یہ سنکے خواجہ سے فرمایا کہ ای خواجہ تم اسکی فکر کرو سوائے تمھارے کوئی
فکر نہیں کر سکتا ہے میں اسکے انعام میں بہت کچھ دونگا خواجہ نے کہا کہ فکر کرونگا اگر بن پڑی تو ظاہر ہو جائیگا بعد
اس گفتگو کے بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر گئے آج خواجہ نے بندوبست کیا ہے
عیاروں کا پہرہ ہر ایک سردار کے خیمہ پر مقرر کیا ہے خود کوتوالی چبوترے پر بیٹھے ہیں یہاں تو خوب بندوبست ہے
ادھر زہر دنے خیال کیا کہ جا کر اور سردار آج گرفتار کر لاؤں یہ خیال کر کے اپنے مقام پر سے چلا
لشکر میں آکر پہونچا آج بھی چار سرداروں کو گرفتار کر کے لیگیا صبح کو جب یہ اپنے مقام پر پہونچا ان
سرداروں کو زہر دکوہ کی طرف روانہ کیا آپ پھر اپنے مقام پر ٹھہرا کہ آج پھر جا کر لشکر میں سرداروں کو
گرفتار کر لاؤنگا یہ تو یہاں اس فکر میں ہے ادھر صبح کو بادشاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے خواجہ
بھی کوتوالی چبوترے پر سے دربار میں آئے سب عیار بھی اپنے اپنے مقام پر آکر کھڑے ہوئے ابھی چند سردار
نہیں آئے ہیں جو سردار کہ نہیں آئے تھے انکے خیموں سے انکے ملازم چاک گریبان خاک بسر یہ فریاد کرتے ہوئے کہ ہمارے
آقا کو کوئی شب کو چرا لیگیا آج شب کو زہر دسہراب جادو و شہزادان دیگر یعنی دشت چنگال و اسفندیار
گیلانی کو لے گیا تھا انکے خیموں سے صدائے شور و غل بلند ہوئی انکے نوکر روتے ہوئے حاضر دربار ہوئے حال عرض
کیا جب صاحبقران و بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہ سردار شب کو غائب ہوگئے بڑا صدمہ ہوا بادشاہ نے خواجہ
کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ای خواجہ رات کو بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمنے غفلت کی کہ یہ سردار غائب ہوگئے خواجہ نے
عرض کیا کہ رات کو تو میں نے خوب پہرہ دیا کسی کی خود رات بھر جاگا کیا سب عیار پہرہ پر مقرر رہے ہیں طلایہ پھرا کیا
نہ معلوم لیجانے والا کیونکر آیا اور کیونکر لیگیا یا تو زمین سے پیدا ہوا مثل ہوا کے چرا کر لیگیا یا آسمان سے مثل
قطرہ باران کے گرا اپنا کام کیا اور پھر زمین ہو گیا سوا اسکے کوئی اور طریقہ نہیں معلوم ہوتا ہے آج پھر انتظام کرونگا
اب خواجہ کو بڑی فکر پیدا ہوئی کہ کون ہے جو اسقدر بھرے چوکی سے سرداروں کو لے گیا یہاں تک کہ وہ دن
تمام ہوا رات آئی دزد فلک نے لباس شب اردی پہنا مع اپنے ہمراہیوں کے برائے اپنے کام کے

میدان فلکی پر براسے قزاقی نکلا یعنی شب ہو گئی چاند نکل آیا آفتاب غروب ہو گیا خواجہ نے آج کل سے زیادہ بندوبست
کیا جب کوئی نصف شب ہوئی زہرہ دخترگر لشکر میں آیا آج بھی چند سرداروں کو لیگیا یہ لوگ پہرہ دیتے رہے
انکو خبر بھی نہوئی کہ کون لیگیا یہ لوگ بالکل اطمینان سے بیٹھے رہے کہ جو کوئی آئیگا اور تیرا کر لیجائیگا کوئی ہاتھ آتو نہیں
جو ہم سبکی نگاہوں سے پوشیدہ ہو کر نکل جائیگا وہ رات خواجہ وعیاروں نے جاگ کر بسر کی صبح کو ادھر زہرہ نے
ان سرداروں کو پھر زہرہ کوہ کی طرف روانہ کیا اور خود اس فکر میں بیٹھا کہ آج شب کو اور سرداروں کو گرفتار کرونگا
کل یہاں سے کوچ کر جاؤنگا کیونکہ میرے پاس قریب سو سوا سو کے سردار ہو گئے ہیں انکو لیجا کر نذر دونگا بادشاہ کو
یہاں جب صبح ہوئی بہزاد خان وطلرباس وجبرئیل دہاول اور دیگر سرداروں کے خیمہ سے رونے کی صدا آئی
بادشاہ وصاحبقران دربار میں تشریف فرما تھے اور سردار حاضر تھے کہ یہ جو صدا سنکر پرآئی صاحبقران
نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ شب کو پھر سردار غائب ہو گئے ہیں خواجہ بیٹھے ہوئے تھے اور سب سردار وعیار
حاضر تھے کہ وہ لوگ آکر سجدہ بجا لائے اور عرض کیا کہ ہمارے آقا کے ہو گئے ہمارے آقا رات کو چوری ہو گئے گو ہم لوگ
رات بھر جاگا کیے مگر لیجانے والا ہاتھ نہ آیا صبح کو جو دیکھا تو بستر پر نہ تھے یہ سنکر صاحبقران نے طرف خواجہ
کے دیکھا اور فرمایا کہ خواجہ اب تم بالکل غفلت کرنے لگے ہو آج کئی دن سے سردار غائب ہو رہے ہیں اور یہ نہیں
معلوم ہوتا ہے کہ کون لیے جاتا ہے اب بڑی خرابی ہوئی اب لشکر کیونکر بچیگا اسی طور سے چوری ہو جائیگا اگر تم کل
تک اسکا پتہ نہ لگاؤ گے تو میں تم سے ناراض ہونگا تمہاری موجودگی میں یہ آفت نازل ہو تم سے بندوبست نہو سکا جو صاحبقران
نے فرمایا خواجہ نے عرض کیا کہ میں تو فکر کرتا ہوں مگر کیا کروں کہ مجبور ہوں کہ لیجانے والا نظر نہیں آتا ہے اور اللہ نے چاہا
فرمائیں میں اسکا سراغ ضرور لگاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ سوائے تمہارے اور کسی سے اسکا انتظام نہوگا
یہاں تو اب لشکر میں ہر طرف یہی چرچا ہے کہ نہ معلوم سرداروں کو کون چرا لیجاتا ہے یہ تو بڑا اندھیر ہے اپنے بستر سے
لشکر سے سردار غائب ہو جاتے ہیں اور لیجانے والے کا سراغ نہیں ملتا ہے کوئی بہت بڑا کامل ہے بادشاہ نے بس
صدمہ سے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے خیموں میں گئے رات ہوئی خواجہ نے بندوبست کیا آج پھر رات کو
زہرہ آیا اور چند سرداروں کو گرفتار کرکے صبح تک لے گیا یہ پیدل سیر کرتا تھا کہ آکر سحر کرتا تھا سب غافل ہو گئے
اسنے اپنا کام کیا جب صبح ہونے لگی یہ لشکر سے نکل گیا اور سحر سے اپنے کو پوشیدہ کرکے آتا ہے صبح کو پھر لشکر میں
غوغا ہوا کہ محراب شاہ واقبال شاہ واشتمال شاہ وبہزاد شاہ وبلقیس جم وسیت وجہت شاہ غائب ہو گئے بادشاہ
وصاحبقران کو خبر ہوئی بادشاہ وصاحبقران کو بڑا صدمہ ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ اب کوئی بندوبست نہوگا
صاحبقران نے فرمایا کہ میں بندوبست کرونگا آج خود طلایہ پھرونگا یہ فرما کر چند سقے طلب فرمائے
انکو ہمراہ لیکر بیرون لشکر تشریف لائے اسم اعظم پڑھکر دم کیا اور گرد لشکر انہیں پانی سے حصار کر دیا
پھر دربار میں تشریف لائے بادشاہ سے عرض کیا کہ میں نے ساحر کا تو بندوبست کر دیا کہ گرد لشکر حصار کر دیا
اور غیر ساحر کے لیے میں خود آج طلایہ پھرونگا اور خواجہ ودیگر عیاروں پر بہت خفا ہوئے خواجہ نے
کہا کہ میں تو جاگتے جاگتے حیران ہو گیا ہوں کیا تدبیر کروں کوئی بہت بڑا ظالم زبردست ہے بس بادشاہ نے
دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اسدن صاحبقران نے اپنے طلایہ کا بندوبست کیا خواجہ
جو دربار سے آئے سب عیاروں کو جمع کیا اور فرمایا کہ تم لوگ نہایت غافل ہو گئے ہو پھر صاحبقران
مجکو برا بھلا کہتے ہیں میں شرمندہ ہوتا ہوں کہ روز روز اقرار کرتا ہوں کہ آج گرفتار کرونگا تم لوگوں کے
بھروسے پر اور تمکو غیرت نہیں آتی ہے خود بھی ذلیل ہوتے ہو اور مجکو بھی ذلیل کراتے ہو کوئی تدبیر
ایسی کرو کہ وہ ہاتھ لگے جو کہ سردار گرفتار کرکے لیجاتا ہے ان عیاروں نے عرض کیا ہمکو نہایت دیکھائی دے وہم کی

مہلت جو ملے گی اُس وقت ہم تلاش کرینگے جہان پر کہیں جائینگے اگر آسمان پر ہوگا تو پیدا کرینگے اگر زمین میں ہوگا تو
پیدا کرینگے خواجہ نے فرمایا کہ تمکو مہلت دیجاتی ہے اگر اس زمانہ مہلت میں شخص مذکور تلاش کیا اور نہ پتہ لگایا تو میں تم
سب کو سزا دونگا اُن لوگون نے عرض کیا کہ بہت خوب اگر ہم پتہ نہ لگائیں تو آپ ہمکو سزا دیجیے گا یہ سنکے خواجہ
نے سب کو رخصت کیا خواجہ بھی ایک مرتبہ ایک طرف کو روانہ ہوے اور عیار بھی دن بھر یہ لوگ پھرے
کہیں پتہ نہ ملا قریب شام لشکر میں پھر ایک چلا آیا یہان بند و بست ہونے لگا صاحبقران لباس
شب رو بھی پہنکر اور چند اپنے خاص ملازمون کو ہمراہ لیکر بقصد طلایہ اپنے خیمۂ خاص سے برآمد ہوے
یہان تو یہ بند و بست ہے اُدھر زمرد جو اپنے مقام پر صبح کو پہونچا اسنے اُن سردارون کو آج طرف زمرد کوہ کے
روانہ کیا اپنے ہمراہیون سے کہا کہ آج شب کو یہان سے طرف زمرد کوہ کے چلینگے انکو بھی لیتے ہوے
بلکہ اور کوئی سردار اگر ہاتھ لگجائیگا تو لیتے چلینگے انھون نے عرض کیا کہ جو آپکی راے بس یہ اس انتظار میں ہا
وہ دن اسنے بسر کیا جب شب ہوئی اسنے سامان کوچ کرنے کا کیا اپنا سب اسباب ہمراہ اُن ساحرون کے
روانہ کیا اور اُن سردارون کو اور خود طرف لشکر اسلام کے چلا جب یہ قریب لشکر اسلام کے پہونچا اسنے
دیکھا کہ ایک دیوار حائل ہے یہ حیران ہوا کہ یہ دیوار کیسی ہے جدھر جاتا ہے اُدھر دیوار کو حائل پاتا ہے آخر یہ
حیران ہوا ایک مقام پر آیا اسنے سحر کیا اور دریافت کیا کہ آج کیا سبب ہے جو لشکر اسلام کے گرد یہ دیوار
حائل ہے معلوم ہوا کہ صاحبقران نے اسم اعظم سے گرد لشکر کے حصار کیا ہے کوئی ساحر نہیں جاسکتا ہے کیونکہ
وہ صاحب اسم اعظم ہیں اُنپر کسی ساحر کا قابو نہیں ہوسکتا ہے یہ جو اسکو معلوم ہوا یہ مایوس ہوکر طرف
زمرد کوہ کے چلا گیا وہ ساحر جو کہ اسباب و سردار لیکر گئے تھے اس سے قبل پہونچے جہان اور سب سردار
قید تھے انکو بھی قید کیا کہ اتنے عرصہ میں زمرد پہونچا اپنے محل میں گیا اسنے رات تو براحت بسر کی اسکے بعد
جب سحر ہوئی تو یہ دربار میں آیا سب اسکے سردار حاضر دربار ہوے اسنے اُنسے کہا کہ میں نے چند سردار
لشکر اسلام کے گرفتار کیے ہیں میرا قصد ہے کہ انکو لیکر خدمت میں بادشاہ کی جاؤن اور یہ سردار
نذر دون تاکہ بادشاہ مجھسے خوش ہو اُن سب نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک یہ امر مناسب ہے کہ پہلے
آپ بادشاہ کو اس حال سے آگاہ فرمائیے اور یہ تحریر فرمائیے کہ مجکو جو عرصہ ہوا حاضر ہونے میں اسی سبب
سے کہ میں اس فکر میں تھا یہ چند سردار میں نے گرفتار کیے ہیں انکی بابت کیا حکم ہوتا ہے جو حکم ہو
میں بجا لاؤن اگر ارشاد ہو تو ان سب کو اسی مقام پر قتل کرون اور سر لیکر حاضر ہون یا اگر حکم ہو تو
زندہ لیے آؤن میں آپکے حکم کا منتظر ہون زمرد نے کہا کہ یہ راے تمھاری بہت نیک ہے میں خود اس
فکر میں تھا کہ اسکی خبر بادشاہ سے کرون جب بادشاہ کو یہ معلوم ہوگا تو وہ ضرور میری عزت
کرینگے میرے استقبال کو کسی نہ کسی کو ضرور روانہ کرینگے یہ کہکر دبیر کو طلب کرکے اسی مضمون کا نامہ
تحریر کرایا یہ مضمون بعد القاب و آداب کے تحریر تھا کہ جہان پناہ خدیو بارگاہ ہیبت و پناہ
ساحران جہان آپکو معلوم ہو کہ اس خاکسار کو نامۂ حضور فیض گنجور پہونچا حال مندرجہ سے یہ حقیر
آگاہ ہوا اُس سفر فرا نامہ میں اس خاکسار کی طلبی تھی چنانچہ اس غلام نے بند و بست چلنے کا
کیا مگر یہ خیال کیا کہ کوئی تحفہ براے نذر حضور ضرور ہونا چاہیے بس غلام کو جو حاضری میں عرصہ ہوا
اسکا سبب یہ تھا کہ اس حقیر نے یہ فکر کی چند سردار لشکر اسلام کو گرفتار کرون انھیں کو نذر حضور
کرون پس باقبال حضور میں اپنے مقصد دلی پر کامیاب ہوا ہون میں نے چند سردار گرفتار کیے ہیں
لہذا انکی بابت کیا حکم والا صادر ہوتا ہے انکو زندہ گرفتار کرکے لاؤن یا قتل کرکے انکے سر لاؤن

جو حکم ہو وہ بجا لاؤں یہ نامہ تحریر کر کے ایک ساحر سے کہا کہ نام اسکا عقاب جادو تھا تم اس نامہ کو
لیکر خدمت میں شہنشاہ ساسان کے جاؤ اور اس نامہ کا جواب انسے بہت جلد لیکر آؤ تاکہ میں اپنا بندوبست
کروں عقاب جادو وہ نامہ لیکر اور زمین سے رخصت ہو کر طرف شہر سمندریہ کے روانہ ہوا اسکو تو طرف
سمندریہ کے روان رکھا جاتا ہی اب حال لشکر صاحبقران کا تحریر ہوتا ہی کہ جب صبح ہوئی بادشاہ کے
دربار گیا سب حاضر دربار ہوئے صاحبقران بھی تشریف لائے آج لشکر میں بالکل شور و غل ہوا نکوئی
سردار چوری گیا بادشاہ کو خبر ہوئی کہ آج کوئی نہیں چوری گیا خواجہ عمرو دربار میں آئے تھے اور چند
عیار تھے باقی عیار مثل برق ثانی و چالاک ثانی وغیرہ کے برائے تلاش روانہ ہوئے تھے کہ
انکا حال پھر تحریر ہوگا یہان جب یہ معلوم ہوا کہ کوئی چوری نہیں گیا ہی صاحبقران نے خواجہ کی طرف
دیکھکر فرمایا کہ ای خواجہ آپ کئی دن سے بندوبست کر رہے تھے آپ سے کچھ ہو سکا دیکھئے میں نے جو بندوبست کیا
تو کوئی نہ چوری گیا اگر چرا لیجانے والے کا پتہ نہ لگا مگر سردار اس زحمت سے تو بچے اور میں بھی خواجہ نے
عرض کیا کہ اس سبب سے کوئی آج نہیں چوری گیا کہ ثابت ہو گیا ہی جو لیجاتا تھا وہ ساحر تھا آپ نے جو یہ
بندوبست کیا کہ گرد لشکر کے حصار کیا اس سبب سے وہ ساحر نہ آسکا سردار نہ چوری گئے میں اونکی
تلاش کرتا تھا اگر آپ حصار نہ کرتے اور پھر سردار چوری نہ جاتے تو میں جانتا صاحبقران نے فرمایا کہ کسی
صورت سے یہ بلا دفع تو ہوئی اب یہ آپکی کارروائی ہی کہ آپ اس ساحر کو تلاش کریں خواجہ نے کہا کہ
اگر مرضی خدا کی ہی تو میں تلاش کر کے اسکو قتل کرونگا یہ گفتگو رہی اسکے بعد دربار برخاست ہوا سب اپنے
اپنے مقام پر آئے خواجہ اپنے خیمہ میں ہیں تو یہان اس فکر میں ہیں کہ کدھر اس ساحر کو تلاش کرنے
جاؤں انکو تو اس فکر میں رکھا جاتا ہی

اب حال برق ثانی کا تحریر ہوتا ہی

کہ یہ جو تلاش اس شخص کے نکلا تھا کہ جو سرداروں کو لیجاتا تھا ایک ساحر کی صورت بنا ہوا بیابان میں ٹھوکری
مارتا ہوا چلا جاتا ہی قریب دوپہر ایک چشمہ پر پہونچا چونکہ اسکو پیاس بشدت لگی ہوئی تھی اسنے پانی
پیا وقت دوپہر کا تھا اسنے خیال کیا کہ تھوڑی دیر دم لے لوں ایک درخت کے سایہ میں
لیٹ رہا یہ تو یہان لیٹا ہوا ہی ادھر عقاب جادو پرواز کرتا ہوا سمندریہ کی طرف چلا جاتا ہی
یہان تک کہ سمندریہ میں پہونچا یہان دربار آراستہ ہی سمندر تخت پر بیٹھا ہوا ہی سمندر شاہ کے چار وزیر
ہیں دو دست راست کے اور دو دست چپ کے جو دست راست کے ہیں انکے نام اشفاق جادو
و اخلاق جادو و قبل ازین آفاق وزیر تھا جب یہ حکم سمندر شہر آفاقیہ کا بادشاہ ہوا اسکا چھوٹا بھائی
اخلاق اسکے مقام پر وزیر ہوا یہ دونوں بڑے ساحر زبردست ہیں جسمیں اخلاق کے
سپرد یہ کام ہی کہ وہ ہمیشہ ملکوں کا دورہ کرتا ہی ہمیشہ دورے پر رہتا ہی ملکوں کو دیکھتا رہتا ہی
برس دن کے بعد دربار میں آتا ہی سب حالات عرض کرتا ہی یا جب سمندر طلب کرتا ہی اسی وقت
حاضر ہوتا ہی آفاق ایک ملک کا بادشاہ ہی اپنی طرف سے اسنے نائب کیا ہی وہ حکومت کرتا ہی اور
اشفاق کے سپرد یہ کام ہی کہ وہ کاغذات ملکی دیکھا کرتا ہی اب رہے دو وزیر ایک کا نام صراف جادو
دوسرے کا نام [illegible] اق جادو ہی یہ دونوں بھی کو ساحر زبردست ہیں مگر [illegible]
اور شہر [illegible]

سمندر کے دوست ہین جب سے سمندر نے آفاق کو روانہ کیا ہے طرف لشکر اسلام کے اور خبر یک وغیرہ کو
اسنے چند ہرکارے مقرر کیے ہین کہ وہ آ آکر دم بدم کی خبر دیتے ہین جب آفاق نے نامہ و پیام
صاحبقران کو روانہ کیا اور مہلت طلب کی جو کچھ جواب آیا اور مہلت ملی یہان ہرکارون نے سمندر کو
آکر خبر دی کہ آج یہ واقعہ گذرا سمندر بہت خوش ہوا اور اہل دربار سے کہا نہ معلوم آفاق نے
کس مطلب سے مہلت طلب کی ہے اسکا کیا سبب ہے ہمارے خیال مین نہ آیا اہل دربار نے کہا کہ جو کچھ
مطلب ہوگا ظاہر ہو جائیگا کہ دوسرے دن ہرکارون نے خبر دی تھی کہ چند سردار اہل اسلام کے لشکر گاہ
سے غائب ہو گئے ہین انکا پتہ و نشان نہین ہے نہ معلوم انکو کون لے گیا یہ جو سمندر نے سنا خوش ہوا اور
اور اہل دربار سے کہا کہ مین مطلب آفاق کی مہلت لینے کا سمجھ گیا یہ مطلب تھا سب نے عرض کیا کہ
درحقیقت اسنے خوب تدبیر کی ہے اسیطرح متواتر خبرین آنے لگین کہ آج چار غائب ہوے یہان تک کہ چند دن تک
خبر آئی کہ چند دن زہرہ گرفتار کرکے سردارون کو لیکر اپنے مقام کی طرف چلا گیا تھا سمندر یہ خبرین سنکے
بہت خوش ہوتا تھا اور آفاق کی بہت تعریف کرتا تھا وہ دن آیا کہ چند دن زہرہ نے سمندر کو نامہ
بطور عرضی کے تحریر کیا اور عقاب لیکر چلا تھا اور داخل شہر سمندریہ ہوا تھا یہان دربار مین سمندر
بیٹھا ہوا تھا کہ عقاب آکر پہونچا سمندر کو سلام کیا سمندر نے کرسی دی یہ اسپر سلام کرکے بیٹھ گیا
سمندر نے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو اسنے عرض کیا کہ حضور نے مجکو نہ پہچانا مین حضور کا غلام
زہرہ جادو کا ملازم ہون زہرہ کے پاس سے حاضر ہوا ہون سمندر نے جو زہرہ کا نام سنا کہا کہ اب
زہرہ بہت مغرور ہو گیا ہے ہمنے اسکو طلب کیا اسنے کچھ خیال نہ کیا ہماری عدول حکمی پر کمر باندھی اول تو
اسکو خود ہماری کمک کرنی ضرور تھی جبکہ اسنے یہ سب خبرین سنی تھین نہ کہ ہم طلب کرین اور وہ کچھ
خیال نہ کرے بس اسکو اسکی سزا دیجائیگی یہ جو سمندر نے عتاب سے کہا عقاب کانپ گیا اور ہاتھ
جوڑکر عرض کیا کہ آپ برہم نہون زہرہ نے حضور کے نام ایک عرضی تحریر کی ہے اسمین اپنے نہ حاضر
ہونے کا سبب تحریر کیا ہے یہ عرضی موجود ہے سمندر نے وہ عرضی لیکر دبیر کو دی عقاب نے کہا کہ حضور
اسکو خود دیکھین بس سمندر نے وہ عرضی لیکر پڑھی اسمین وہی مضمون تھا جو کہ تحریر ہو چکا ہے پڑھکے
سمندر نے اس سے کہا کہ میرے دربار مین کوئی ایسا نہین ہے جو ہر ایک سے اس حال کی خبر رکھے یہ کہکر
وہ عرضی دبیر کو دی کہ اہل دربار کے روبرو پڑھو تاکہ انکو بھی یہ حال معلوم ہو جو کارروائی زہرہ
نے کی ہے بس دبیر نے وہ عرضی پڑھی سب اہل دربار نے سنی سب کو معلوم ہوا کہ وہ جو سردار
غائب ہوے ہین انکو زہرہ لے گیا ہے انکی بابت تحریر کیا ہے بس جب یہ سب کو معلوم ہوا سب خوش
ہوے سمندر نے اہل دربار سے کہا کہ آپنے سنا کہ زہرہ نے بہت سے سردارون کو گرفتار
کیا ہے اور یہ تحریر کیا ہے جو حکم ہو وہ مین بجا لاؤن اگر حکم ہو قتل کر دون اگر ارشاد ہو زندہ گرفتار
کرکے لاؤن کیونکہ میرے قبضے مین ہین بس آپکی کیا رائے ہے تکلاق و امراق جادو نے
جو کہ وزیر دست چپ ہین کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ آپ تحریر کرین کہ انکے سر لیکر حاضر ہو
زندہ لانے کی کوئی ضرورت نہین ہے کیونکہ اگر وہ زندہ لائے تھا یا کوئی آفت راہ مین پڑے
اور یہ لوگ رہا ہو جائین یہ جو ان وزرا نے کہا بادشاہ نے جواب دیا کہ یہ رائے آپ
لوگون کی بہت خراب ہے کیونکہ یہ امر بالکل میری رائے کے خلاف ہے مین اسکے خلاف رائے
دونگا کیونکہ میرے نزدیک یہ امر مناسب ہے کہ ان سب کو یہان طلب کرون اور یہ سردار آفاق

اسیر کرے انکو بھی یہان گرفتار رکھیں جبکہ سب لشکر کا خاتمہ ہو جائے اسوقت ان سب کو قتل کریگے سمندر شاہ نے جو یہ کہا اور سب اہل دربار نے دیکھا کہ بادشاہ کی یہ راے ہے سب نے کہا کہ یہ راے ہماری بھی ہے سمندر شاہ نے کہا کہ زمرد نے وہ کام کیا ہے کہ جو کسی سے نہو گا اسنے بغیر مقابلہ کیے حریف کے سردار گرفتار کر لیے اپنے لشکر کے ایک سوار کی نکسیر نہ پھوٹی اور سو سوا سو سردار گرفتار ہو گئے یہ جو بادشاہ نے کہا سب نے عرض کیا کہ دراصل وہ کام کیا ہے کہ ہم لوگ اس کام کو نہ کر سکتے نہ ہمارے خیال مین تھا بس اسیوقت سمندر نے دبیر سے کہا کہ زمرد کو تحریر کرو کہ بہت ہم خوش ہوے کیونکہ تمنے وہ کام کیا کہ جسکے سبب سے لشکر اسلام کی نصف قوت رہی ہے تمنے تمہاری عدم حاضری کی خطا معاف کی لہذا تم ان سرداروں کو لیکر بہت جلد ہماری خدمت مین حاضر ہو یہ تحریر کرا کے اپنی مہر اسپر کر کے عقاب کو دیا کہ یہ جواب لیکر بہت جلد زمرد کے پاس جاؤ اور اس سے کہنا کہ جلد ان سرداروں کو لیکر حاضر ہوویں تمہارے استقبال کو چند سردار روانہ کرتا ہوں بس یہ تحریر کرا کے اور زبانی پیام بھی دیکر روانہ کیا عقاب کو خلعت دیا وہ خوشی خوشی خلعت لیکر وہان سے چلا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اب حال سمندر شاہ کا تحریر ہوتا ہے کہ جب زمرد کو جواب تحریر کر کے روانہ کر چکا اسنے چند سرداروں سے کہا کہ تم براے استقبال زمرد روانہ ہو انھون نے عرض کیا کہ بہت خوب بعد اسکے سمندر شاہ نے ایک نامہ بنام آفاق جادو اس مضمون کا تحریر کیا کہ تکو معلوم ہوا ہے آفاق ایک نامہ زمرد جادو کا میرے پاس آیا ہے اسنے چند سرداروں کو لشکر اسلام کے گرفتار کیا ہے انمین سہراب و شغرالان بھی ہین یہی جو ساحر ہین جو کہ لشکر اسلام مین تھے چنانچہ آجکل لشکر اسلام ساحرون سے خالی ہے اگر تمہارا زمانہ مہلت ختم ہو گیا ہو اور وہ کام ہو گیا ہو کہ جسکے سبب سے تمنے مہلت لی تھی تو مقابلہ کرو اور سرداروں کو اسیر کر کے میرے پاس روانہ کرو ادھر سے زمرد ان سرداروں کو لیکر آتی ہین ان سب کو بیرون شہر اکر قتل کرونگا اور وہ نامہ بھی شامل ہے جو کہ زمرد نے تحریر کیا تھا بس یہ نامہ تحریر کر کے ایک ساحر کے ہاتھ آفاق کو روانہ کیا بلکہ یہ بھی تحریر کیا تھا کہ ہمنے چند سردار براے استقبال روانہ کیے ہین تکو بھی لازم ہے کہ تم بھی چند سردار جو کہ معتبر ہوں طرف زمرد کوہ کے روانہ کرو تاکہ بحفاظت یہ سرداران اسیر کو میرے پاس پہونچا دین بس پڑھکر اس نامہ کو اور زمرد کے نامہ کو چاک کر ڈالنا بس ایک ساحر نامہ لیکر طرف آفاق کے روانہ ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ نامہ بر تو ادھر چلا اور عقاب طرف زمرد کوہ کے یہان سمندر نے دربار برخاست کیا جن ساحرون کو سمندر نے حکم دیا تھا کہ تم براے استقبال روانہ ہو وہ اسدن تو نہین گئے خیال کیا کہ دوسرے دن جاینگے ان سب کو اس قصہ مین مبتلا رکھا جاتا ہے اب حال مین برق و چالاک کی قلم فرسائی کیجاتی ہے

چند کلمہ حال برق و چالاک کے تحریر ہوتے ہین اور یہ حال معلوم ہونا خواجہ کو کہ سردار زمرد کوہ پر اسیر ہین و دیگر حالات

بس برق جو اس چشمہ پر پہونچا تھا اور پانی پیکر اس انتظار مین لیٹ رہا تھا کہ دیکھون پہلے تو اسکے براے تلاش روانہ ہون یہ بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ ایک مرتبہ اسنے دیکھا کہ ایک ساحر چلا آتا ہے پاتو یہ بیٹھا ہوا تھا پا اسکو دیکھکر اٹھ بیٹھا اور چلم نکالکر پینے لگا کہ وہ ساحر کنارے اس چشمہ کے آیا اسنے پانی پیا پانی پیکر ادھر ادھر دیکھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر زیر درخت بیٹھا ہوا ہے اور حقہ پی رہا ہے

یہ دیکھکر اسکو بھی حقہ کی خواہش ہوئی اسنے خیال کیا کہ چلکر حقہ پی لون یہ کہکر دل مین اُس درخت
کی طرف چلا اور قریب برق پہونچکر کہا کہ اے بھائی ذرا مین بھی حقہ پیونگا برق نے سر اٹھا کر دیکھا
اور کہا کہ آؤ بھائی حقہ موجود ہی بس وہ ساحر قریب برق آکر پہونچا برق سے صاحب سلامت
ہوئی برق نے کہا کہ بھائی اس دوپہر مین کہان جاتے ہو اسوقت تو لو کرا ہی پرندے آشیانون سے نہین
نکلتے ہین تم پر کیا ایسی آفت آئی کہ تم نکلے ہو اسنے جواب دیا کہ بھائی نوکری و تابعداری بری بلا ہی بھائی
بسبب تابعداری کے یہ باتین ہین کہ دوپہر کو بھی آرام نہین ملتا ہی بھائی کیا کرین زمانہ کی خرابی ہی کہ بدون
مشقت کے دنیا نہین ملتی ہی برا ہوا اس پیٹ کا کہ جسکے سبب سے ہر طرح کی مصیبت گوارا کرنا پڑتی ہی
برق نے کہا کہ بھائی یہ تو تم سچ کہتے ہو یہ کہکر حقہ اُسکے روبرو رکھدیا اور کہا کہ یہ تو مین نے سنا کہ تم
ملازم ہو مگر یہ بیان کرو کہ تم کسکے ملازم ہو اور کس ضرورت سے جاتے ہو اسنے کہا کہ اے بھائی مین
ملازم ہون زمرد جادو کا جو حاکم ہی زمرد کوہ کا جو یہان سے کوئی دو منزل ہی زمرد بھی تابعدار
سمندر شاہ کا ہی اسنے ایک عرضی بنام سمندر شاہ تحریر کی تھی مین وہ عرضی لیکر آیا تھا اب اسکا جواب
لیکر جاتا ہون چونکہ پیاس بشدت لگی تھی اس سبب سے مین نے اس چشمہ پر آکر پانی پیا پانی جو پی چکا
حقہ کی خوشبو آئی طبیعت نے رغبت کی مین نے دیکھا کہ تم حقہ پی رہے ہو اپنا ہمجنس پایا اور ہم مذہب
پس مین نے خیال کیا کہ حقہ طلب کرکے پی لون بس مین تمھارے پاس آیا برق نے کہا کہ بھائی
زمرد نے اس عرضی مین کیا تحریر کیا تھا اسنے جواب دیا کہ بھائی مقام خوشی ہی کہ زمرد نے وہ کام کیا ہی
کہ کسی سے نہ کیا ہوگا برق نے کہا کہ کیا کام کیا ہی اسنے کہا کہ ہمارے آقا زمرد نے چند سردار لشکر اسلام
کے سحر سے گرفتار کیئے ہین زمرد کوہ سے پہلے لشکر اسلام مین گئے تھے اسی قصد سے سردارون کو گرفتار
کرلائے اُنکی بابت تحریر کیا تھا بادشاہ کو کہ زندہ گرفتار کرلاؤن یا سر کاٹ کرلاؤن یہ عرضی لکھی تھی
اُسکا جواب بادشاہ نے یہ تحریر کیا ہی کہ انکو زندہ لاؤ اور مین چند سردار برائے استقبال روانہ
کرتا ہون تو بھائی مین وہ عرضی لیکر جاتا ہون کیا کرون برق نے کہا کہ بھائی زمرد کوہ کہان ہی اسنے
کہا کہ بھائی یہ جو رستہ بنا ہوا ہی اور پختہ سڑک ہی یہی زمرد کوہ کو گئی ہی کیا تم کبھی زمرد کوہ نہین گئے ہو کیا تم
یہان کے رہنے والے نہین ہو اس سے برق نے جواب دیا کہ بھائی مین مسافر ہون تو ظلمات کا رہنے والا
ہون سمندر شاہ کو جاتا ہون یہ کہکر کہا کہ بھائی لو پان کھاؤ برق نے یہ خیال کیا تھا کہ اسکو گرفتار کرو
اور اسکی صورت بدلکر طرف زمرد کوہ کے چلو اور وہان جاکر عیاری کرکے سردارون کو رہا کرو کیونکہ
اب تو پتہ مل گیا ہی یہ خیال کرکے ایک ڈبیہ نکالی اسمین سے پان نکالا اور کہا کہ لو بھائی کھاؤ ہان بھائی
یہ تو بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہی کیونکہ اگر اتفاق سے میرا آنا کوہ زمرد پر ہو تو مین تمکو دریافت کرکے تم سے ملون ایک
ایک مقام ہی اترنے کو ملے اسنے کہا کہ بھائی مجکو عقاب جادو کہتے ہین تم زمرد کوہ پہ کسی سے دریافت کروگے
کہ عقاب جادو کا کون مکان ہی ہر ایک بتادیگا کیونکہ میرا مکان پوشیدہ نہین ہی برق نے کہا کہ اب جب کبھی آنے کا
اتفاق ہوگا تو تمھاری مکان پر آؤنگا یہ کہکر پان اسکو دیا اسنے وہ پان لیکر کھایا بس ایک مرتبہ سر پھرنے لگا اور گرمی
معلوم ہوئی اسنے کہا کہ کیا بھائی اسمین تمباکو تھا کیا تم تمباکو کھاتے ہو برق نے کہا کہ ہان بھائی کھاتا تو ہون کیا
تم نہین کھاتے ہو اسنے کہا کہ نہین برق نے کہا کہ اچھا کیا حرج ہی ذرا ٹھہر کر ٹہلو یہ حالت جاتی رہیگی کیونکہ سر پھرتا ہی ہوگا
یہ جو برق نے کہا وہ اٹھا مارا بیہوشی نے طمانچہ کہ چرخ کھا کر گرا بس برق نے دوڑکر اسکو اٹھا لیا اور زمین پر لٹا کر
اُسکا لباس اتارا اور کسوقت اُسکو کھولا تو دیکھا اسمین نامہ تھا جو کہ جواب سمندر شاہ نے زمرد کو تحریر کیا تھا بس برق نے

اپنی صورت عقاب کی بنائی اسکے کپڑے پہنے اسکو اسی مقام پر زمین کھود کر دفن کیا اسکو زندہ درگور کیا بس اسکو دفن کر کے
اور نامہ لیکر طرف زہرو کوہ کے چلا چونکہ راہ تو دریافت کر چکا تھا اسی راہ سے چلا پاے شتاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہے یہانتک
کہ قریب زہرو کوہ کے پہونچا کوہ پر آیا لوگون سے ملتا ہوا دربار مین زہرو کے آیا زہرو کو سلام کیا سب اسکو پہچانتے ہین کہ
یہ عقاب ہے لیکن کسی نے شبہ بھی نہ کیا قریب زہرو کے پہونچا گو یہ پہچانتا نہ تھا مگر اس طریقہ سے پہچان لیا کہ وہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا
اور سب سردار گرد تھے کہ یہ سمجھ گیا کہ یہی زہرو جادو ہے اسنے بڑھکر وہ عرضی کا جواب دیا اور کہا کہ بادشاہ نے تحریر فرمایا ہے کہ
تم سردارون کو لیکر آؤ مین چند سردارون کو براے استقبال روانہ کرتا ہون ادھر زہرو نے وہ جواب جو کہ لایا تھا اسکو
پڑھا یہی مضمون تھا بہت تعریف کی زہرو نے سردارون سے کہا کہ بادشاہ نے سب سردارون کو زندہ طلب کیا ہے پس سامان
سفر کرو جو سردار کہ بادشاہ نے براے استقبال روانہ کئے ہین انسے راہ مین ملاقات کر لین ان سردارون نے عرض کیا کہ
بہت خوب ہم سامان کرتے ہین ادھر عقاب نقلی نے کہا کہ اے آقا ذرا تخلیہ مین چلو کہ بادشاہ نے کچھ بات خفیہ طور سے
فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ کسی کے روبرو نہ کہنا یہ جو زہرو نے سنا اسیوقت اپنے مقام پر سے اٹھا اور کہا کہ اے عقاب آؤ
یہ کہکر ایک کمرہ مین آیا جو کہ اسکے بیٹھنے کا تھا برق نے دیکھا کہ اس کمرے مین ہزارون تصویرین لگی ہوئی ہین اور طاقون پر
گلدستے رکھے ہوے ہین کاغذ کے پھول لگے ہوے ہین اور سب سامان بیٹھکی کی اس مقام پر موجود ہے کہ زہرو اندر مسند پر
بیٹھ گیا ایک طرف مسہری بھی آراستہ تھی عقاب نقلی بھی آکر قریب زہرو کے بیٹھا زہرو نے کہا کہ اے عقاب
بیان کر کیا بادشاہ نے کہا ہے اسنے جواب دیا کہ عرض کرتا ہون اگر اجازت ہو تو ایک جام شراب کا پی لون جب سے مین
نامہ لیکر گیا ہون شراب نہین پی ہے کچھ بیان کرون کیونکہ میرے حواس درست نہین ہین زہرو نے کہا خود بھی پی لو اور
مجکو بھی دو وبس عقاب نقلی نے پہلے خود جام پیا اسکے بعد ایک جام لبریز کر کے اسمین بیہوشی ملاکر زہرو کے روبرو پیش کیا
اور یہ خیال کیا تھا کہ جب یہ بیہوش ہو جائیگا تو مین اسکی صورت بنکر باہر جاؤنگا سردارون کو طلب کرونگا انکو رہا کرنے کی
تدبیر کرونگا یہ سوچکر جام بیہوشی آمیز زہرو کو دیا بس زہرو نے قصد کیا کہ جام لیکر پی جاؤن جیسے لب کے برابر لیکر جاتا تھا
کہ لا حول پڑھ کر کے پی لون بس ایک مرتبہ وہ جو گلدستہ طاق پر رکھا تھا اس سے چٹک کر ایک پھول گرا اس پھول سے ایک طائر
پیدا ہوا اس نے صدا کی کہ اے زہرو خبردار ہو یہ برق عیار ہے لشکر اسلام کا عقاب کو اسنے فلان مقام پر دفن کر دیا
ہے خود اسکی صورت بنکر آیا ہے اور اس جام مین بیہوشی ہے اور صدا اس طائر نے یہ صدا دی ایک شعلہ پیدا ہوا کہ اسکے جسم مین لگ
گئی وہ طائر جلکر خاک ہوا اور شراب آفتاب بنکر طرف آسمان کے جام سے نکلکر اڑ گئی جب طائر نے یہ صدا دی برق ثانی نے یہ
قصد کیا کہ مین اسکو جب بیہوشی مار دون اسنے صداے گیر دی کہ زمین نے برق کے پاؤن پکڑ لیے جب شراب بیہوشی اُسکا
جو اڑ گئی تھی اسکے اڑنے کے بعد زہرو نے اٹھکر برق کی مشکین باندھ لین اور شیشہ مین بند کیا اور آواز دی کہ کوئی ذرا
یہان آوے ایک خادم حاضر حاضر کرتا ہوا اندر آیا زہرو نے اس سے کہا کہ اسکو بھی لیجاکر اسی مقام پر قید کر جہان اور سردار
قید ہین برق بیہوش پڑا ہوا تھا وہ خادم اسکو لیکر ادھر روانہ ہوا زہرو اس کمرے سے باہر آیا تخت پر بیٹھکر کہا کہ اے اہل دربار
بڑا غضب ہوا تھا کہ برق عیار نے آکر میرا کام تمام کیا ہوتا مجکو میرے سحر نے آگاہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ عیار تلاش مین
سردارون کی نکلے ہین کہین یہ انکو تلاش کرتا ہوا آتا ہوگا کہ عقاب سے ملاقات ہوئی ہوگی اسکو اسنے عیاری کر کے
گرفتار کیا اسکی صورت بنکر یہان آیا مجکو نامہ دیا لطف تو یہ ہے کہ تخلیہ مین لیگیا جام بیہوشی آمیز دیا تھا اگر میرے سحر نے
خبردار کیا مین نے گرفتار کر لیا ہے اسکو بھی اسی مقام پر بھیجدیا ہے کہ جہان اور سردار گرفتار ہین اب چاہیے یہان سے چلنے کی
فکر کرو کیونکہ معلوم ہوتا ہے عیار لشکر اسلام سے چلے ہین [illegible] اور ذرا خبرداری کے ساتھ کام کرنا
زہرو نے یہ کہکر [illegible]
ہے برق ثانی گرفتار ہوکے [illegible] مین تکو یہان گرفتار رکھا جاتا ہے

حال چالاک کا تحریر ہوتا ہے

کہ چالاک ثانی بھی جو تلاش کو نکلا تھا یہ پہلے دربار میں آفاق کے آیا صورت تبدیل کیے ہوے دربار مین موجود تھا عقب آفاق خادم بنا ہوا کھڑا تھا اسنے یہ خیال کیا تھا اس سبب سے دربار مین تھا کہ شاید کچھ حال معلوم ہو یہ اس فکر مین کھڑا تھا یہان یہ ذکر ہو رہا تھا کہ اب تین دن مہلت کے باقی ہین اسکے بعد مین طبل جنگ بجواونگا اور اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا کہ ایک ساحر آکر پہونچا جسکی نشانی ملازمت کی لگی ہوئی تھی اسنے آفاق کو سلام کیا اور نامہ نکالکر آفاق کے ہاتھ مین دیا اور عرض کیا کہ یہ نامہ بادشاہ نے آپکے نام تحریر کیا ہے اسکو ملاحظہ فرماکے چاک کروا لیجئے گا کیونکہ اسمین کچھ امور ضروری جو کہ راز کی باتین ہین وہ تحریر ہین آفاق نے نامہ اسکے ہاتھ سے لیکر دیکھا اسکو کرسی بیٹھنے کو دی وہ سلام کرکے کرسی پر بیٹھ گیا آفاق نامہ پڑھنے لگا خادم جو پشت پر کھڑا تھا وہ بھی پڑھنے لگا کہ چالاک نے سب نامہ پڑھا ایک حرف نہ چھوڑا ادھر جب آفاق نامہ پڑھ چکا اسنے قصد کیا کہ مین چاک کرون آہستہ چٹکی سے پکڑے ہوئے تھا کہ چالاک نے اپنی پشت پر سے ہاتھ بڑھا کر یہ کلمہ کہکر نامہ پر ہاتھ ڈالا کہ آپ نامہ پڑھ چکے اب مین پڑھونگا یہ کہکر جو جھٹکا دیا کہ نامہ اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا چالاک کے ہاتھ مین آیا نامہ کا آنا تھا کہ چالاک نے جست کی اور پرواز کرون مین جاکر مل گیا دوسری صورت پیدا ہو گیا الله ری جرأت اسنے بڑی جوانمردی کی ہے ادھر آفاق نے پلٹکر کہا کہ یہ کون بے ادب تھا کہ جسنے نامہ میرے ہاتھ سے لیا پشت پر جو دیکھا تو کوئی نہین ہے اسنے کہا کہ میری پشت پر سے کسنے نامہ لیا کہ صدا آئی ہمنے نامہ لیا ہم عیار ہین لشکر اسلام کے یہ نامہ ہمارے پاس ہے ہم اسکی تلاش مین تھے کہ کون ہمارے لشکر کے سردارون کو لشکر سے لیجاتا ہے اب معلوم ہوا کہ کوئی زہر دیکر وغیرہ لیجاتا ہے بہت دنون کے بعد سراغ لگا اب وہ کیونکر ہمارے ہاتھ سے بچتا ہے یہ کہکر مجمع سے خادمون کے نکلکر روانہ ہوا اب آفاق کو معلوم ہوا کہ عیار لشکر اسلام کا میری پشت پر خادم بنا کھڑا ہوا تھا وہ نامہ لیگیا اسنے اشارہ کیا کہ سب خادمون کے پاؤن زمین سے پکڑ لیے قبل اسکے کہ یہ اشارہ کرے چالاک دوسری صورت مین تھا اور اسنے یہ حکم دیا کہ کوئی بارگاہ کے باہر جانے پائے چالاک چوبدار بنا کھڑا تھا یہ کہتا ہوا دوڑا کہ مین جاکر درگاہ سالار سے کل حال بیان کرکے آگاہ کرون بس یہ فقرہ کہکے دربار گاہ پر آیا اور باہر نکلکر یہ کہتا ہوا کہ حکم بادشاہ کا ہے کہ کوئی باہر نہ جانے پائے کیونکہ عیار اندر بارگاہ کے ہے اسنے بادشاہ کے ہاتھ سے نامہ لیلیا ہے اسکی تلاش ہو رہی ہے مین ایک ضرورت سے بادشاہ کی جاتا ہون یہ کہتا ہوا صاف نکلا چلا گیا اندر آفاق نے سب خادمون کی تلاشی لی ہر ایک سے باپ دادا کا نام دریافت کیا ہر ایک نے اپنے آبا و اجداد کا نام بتایا اب معلوم ہوا کہ یہ سب لوگ اصلی ہین انمین کوئی نہین ہے آفاق نے حکم دیا کہ بارگاہ مین تلاش کرو تمام بارگاہ چھان ماری کوئی ہوتا تو ملتا وہ تو پہلے ہی نکل گئے چوبدار کی صورت بنکر اس عرصے مین درگاہ سالار کو آگاہ کر دون آفاق نے کہا کہ درگاہ سالار سے تو دریافت کرو کہ کوئی باہر تو نہین گیا چند چوبدار آئے اور کہا کہ بادشاہ دریافت فرماتے ہین کہ کوئی باہر تو نہین گیا اسنے جواب دیا کہ جب سے حکم بادشاہ نے دیا ہے کہ کوئی باہر نہ جانے پائے کوئی نہین گیا سوائے اس چوبدار کے کہ جسنے یہ حکم دیا تھا کہ وہ یہ حکم بیان کرتا ہوا دوڑ گیا چوبدارون نے آکر آفاق سے جو درگاہ سالار نے بیان کیا تھا عرض کیا آفاق نے یہ سنکے کہا کہ بڑا غضب ہوا وہ عیار نامہ لیکر نکل گیا ابھی لشکر مین نہ پہونچا ہوگا چند ساحر جا کر گرفتار کر لائین بس یہ حکم سنکے چند سردار ساحر ادھر کو باہر بارگاہ کے درگاہ سالار سے یہ دریافت کرکے کہ وہ چوبدار کدھر گیا ہے جدھر انھون نے پتہ بتایا تھا ادھر کو روانہ ہوے یہ کب ملتے ہین ہوا ہو گئے انکو کون پا سکتا ہے یہ بیابان شاہی بارگاہ اپنے لشکر مین شامل ہوگئے اور اپنے لشکر مین آکر اپنی اصلی صورت پر ہوکر خوشی خوشی طرف خیمہ خواجہ کے چلے وہ ساحر تھوڑی دور تک تلاش کرتے ہوئے گئے جب پتہ نہ ملا واپس آئے طرف اپنے لشکر کے اور آفاق سے آکر عرض کیا کہ وہ چوبدار بنے ہی عیار تھا نہ ملا آفاق نے کہا کہ خیر جانے دو وہ سب اپنے مقام پر بیٹھ گئے یہ تو یہان اس فکر مین ہین کہ بڑا غضب ہوا کہ عیار نامہ لیکر نکل گیا یہان تو یہ گفتگو ہو رہی ہے کہ عیار لوگ بڑے غضب کے معلوم ہوتے ہین اسنے اپنی

حفاظت کرنا ضرور ہی آفاق نے حکم دیا کہ ہر ایک اپنی حفاظت کرے کیونکہ عیاران اسلام دیدہ و دانستہ خاک آنکھوں میں ڈالکر
اپنا کام کر جاتے ہیں انسے بچنا بہت دشوار ہی یہاں تو یہ ذکر ہو رہا ہی اُدھر چالاک نامہ لیکر خواجہ کے خیمہ میں آیا وہاں بادشاہ
نے دربار برخاست کیا تھا سب سردار اپنے اپنے مقام پر چلے گئے تھے خواجہ اپنے خیمہ میں بیٹھے ہوے تھے اور کئی عیار بھی موجود
باہم مشورے ہو رہے تھے کہ یہ کون سرداروں کو گرفتار کرکے لیگیا ہی آج صبح سے برق و چالاک کا بھی پتہ نہیں نہ
معلوم کدھر گئے ہیں قران ثالث بھی یہ خبر سنکے خواجہ کے خیمہ میں آگئے ہیں کیونکہ یہ بھی مثل قران اول و ثانی کے
ہمیشہ جنگل میں رہتے ہیں وہاں عبادت خدا کرتے ہیں وقتاً فوقتاً لشکر میں آتے ہیں جو مشورہ ہوتا ہی اسمیں شریک
ہوتے ہیں کل سے یہ لشکر سے نہیں گئے ہیں یہ شریک مشورہ ہیں کہ چالاک آ پہونچا خواجہ نے چالاک سے کہا کہ
ای چالاک تم صبح سے کہاں گئے تھے کچھ پتہ لگایا چالاک نے کہا کہ ای خواجہ میں تلاش میں صبح سے نکلا تھا دربار میں
آفاق کی گیا نامہ بر کا آنا نامہ آفاق کو دینا اپنا خادم بنا ہوا عقب آفاق کھڑا ہونا اور نامے کا پڑھنا اپنا نامہ
لیکر فرار کرنا سب بیان کیا سب عیار یہ سنکے بہت خوش ہوے خواجہ نے کہا کہ ای چالاک تمنے بڑی چالاکی کی واہ
کیا کہنا یہ کہکر زنبیل میں ہاتھ ڈالکر ایک کاغذ کی ٹوپی نکالکر چالاک کو دی اور کہا یہ انعام ہی اس کام کا بس خواجہ نے
وہ نامہ پڑھا جب مضمون نامہ سے آگاہ ہوے کہا کہ ای عیاران اسلام آگاہ ہو کہ پتہ لگ گیا اب میں سرداروں کی رہائی
کی فکر میں جاتا ہوں طرف زمرد کوہ کے بس یہ کہکر خواجہ اُٹھے اور اسباب عیاری سے آراستہ ہوکر خیمہ سے باہر نکلکر چلے ایک طرف
کو روانہ ہوے اور عیار بھی ایک ایک طرف کو روانہ ہوے کہ انکا حال تحریر ہوگا پہلے خواجہ کا حال تحریر ہوتا ہی کہ یہ جو خیمہ سے
نکلکر چلے ایک طرف کو منھ اُٹھا کر توکل بخدا روانہ ہوے کیونکہ انکو زمرد کوہ کا راستہ نہ معلوم تھا مگر خدا پر بھروسا کرکے چلے گئے
جب کئی کوس پر چلے آئے تو ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے فکر کرنے لگے کہ کیا تدبیر کروں کونسی عیاری کروں کہ میں زمرد کوہ تک
پہونچ جاؤں یہ فکر کرکے ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی تین سو ساٹھ مکر پیش نگاہ آئے ایک عیاری کو پسند کیا اسکے بعد بٹوے
سے چند تصویریں نکالیں انمیں سے ایک تصویر پسند کی اب سب اپنا بند و بست کرکے ایک طرف کو روانہ ہوے چلے جاتے
ہیں وہ دن تمام ہوا رات بھی انھوں نے اُسی صحرا میں بسر کی صبح ہوگئی انکا حال پھر تحریر ہوگا اب حال زمرد کا تحریر ہوتا
ہی کہ اُسنے دو روز میں سامان سفر درست کر لیا اب اسنے سب سرداروں کو طلب کرکے کہا کہ کل میں یہاں سے کوچ کرونگا
لشکر تیار ہو یہاں تو یہ بند و بست ہی سب سامان درست ہو گیا ہی کہ وہ رات گذری صبح کا وقت ہی زمرد اپنے باغ میں سیر
کرنے کے لیے جو کہ طرف صحرا کے ہی بیٹھا ہوا ہی اس قصد سے کہ کوئی پہر بھر دن آلے تو کوچ کروں اُدھر سب سرداروں کی قید
تختہا سے سحر پر لادی گئی ہی وہ تخت بھی تیار ہیں سب سامان درست ہی صرف سفر کرنے کی دیر تھی کہ زمرد بیٹھا ہوا سیر
کر رہا ہی کہ ایک مرتبہ اسکے کان میں رونے کی صدا آئی کہ جیسے کوئی بصدائے دردناک رو رہا ہی مگر آواز ایسی دردناک ہی کہ دلپر
تاثیر کرتی ہی یہ صدا آئی اسنے خیال کیا کہ صدا کہاں سے آتی ہی کہ پھر صدا آئی اب تو یہ پریشان ہوا کہ یہ کون رو رہا ہی کیسی
دردناک صدا ہی کون میری عملداری میں لوٹا گیا ہی کس پر فلک مصیبت ٹوٹا ہی جو یوں بیتاب بلک کر رو رہا ہی کوئی حاضر ہی
جاکر خبر تو لاوے کہ یہ کون ستم رسیدہ و آفت دیدہ ہی جو یوں بیقرار ہوکر روتا ہی بس وہ چوبدار جو کہ حاضر تھے اسوقت
بموجب حکم زمرد زیر کوہ آئے اور اُس صدا کی طرف چلے یہانتک کہ قریب جو پہونچے تو دیکھا کہ ایک عورت زیر درخت پلنگ پوش
اوڑھے ہوے منھ کو گھونگھٹ نکالے ہوے سر جھکائے بیٹھی ہوئی رو رہی ہی عجب دردناک صدا ہی کہ قلب کے پار ہوتی ہی یہ چوبدار
اسکے قریب گئے اُس عورت نے اپنے منھ پر سے ذرا سا پلنگ پوش ہٹا دیا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمک گئی پیشانی پر
افشان لگی ہوئی تھی عروس غضب اولی بنی ہوئی تھی یہ دیکھکر وہ چوبدار دنگ ہو گئے اور باہم کہنے لگے کہ یہ تو کوئی نازنین
آفت دیدہ ستم رسیدہ ہی اُس سے کہا کہ ای نازنین تیرے اوپر کیا بلا نازل ہوئی ہی جو یوں تو رو رہی ہی کچھ بیان تو کر
اُسنے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھی رہی آخر وہ دونوں نے باہم صلاح کی کہ بادشاہ سے چلکر عرض کریں پھر انکی سے

ایک زمانہ کہ ای نازنین کچھ بیان تو کر کیا آفت آئی ہے کیونکہ تو ایک شب کی عروس معلوم ہوتی ہے اُسنے آہستہ سے
کہا کہ مین تم سے کیا بیان کرون جو مجھپر آفت پڑی ہے کوئی سننے والا ہو تو بیان کرون تم کیا سنو گے جاؤ اپنی راہ لو کیون اپنے
کو آفت مین مبتلا کرو یہ جو اُسنے کہا ایک نے دوسرے سے کہا کہ بڑی مغرور معلوم ہوتی ہے چلو بادشاہ سے بیان کردین
یہ باہم صلاح کر کے کوہ پر آئے زہرہ وہان بیٹھا ہوا تھا کہ وہ چوبدار آئین تو مین اُنسے دریافت کر کے اُس بیکس کی دادرسی
کرون کہ وہ چوبدار آ گئے تو پوچھے زہرہ نے کہا کہ کیا خبر لائے اُنھون نے عرض کیا کہ ہم جو زیر کوہ گئے تو ہمنے دیکھا کہ وہ جو درخت
شمشاد کا ہے اُسکے نیچے ایک نازنین پندرہ سولہ برس کا سن پلنگ پوش اوڑھے ہوئے بیٹھی رو رہی ہے یہ وہی رو رہی
ہے یہ اُسی کی صدا ہے ہمنے جو اُس سے دریافت کیا تو اُسنے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھی رہی جب بہت ہمنے کہا تو اُسنے
یہ جواب دیا کہ ہم تمسے کیا بیان کرین کوئی سننے والا ہو تو اُس سے بیان کرین ہم یہ سنکے آپکے پاس چلے آئے یہ حال ہے جو ہمنے
بیان کیا یہ سنکے اُسنے کہا کہ چلو میرے ہمراہ [illegible] دیکھون [illegible] یہ تو بیان کرو کچھ اُسکی صورت بھی دیکھی تھی
اُنھون نے کہا کہ وہ تو گھونگھٹ نکالے ہوئے [illegible] ایسا تو بیٹھا ہوا تھا اُس سے عجب صورت نظر آتی تھی کہ ایسی صورت تو
ہمنے آجتک نہین دیکھی [illegible] نشان لگی ہوئی ہے [illegible] معلوم ہوتی ہے جو اُنھون نے کہا
زہرہ نادیدہ اُسپر فریفتہ ہو گیا شعر نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ؎ بسا کین دولت از گفتار خیزد ؎ وہ اُن چوبدارون کے
کہنے سے فریفتہ ہو گیا اُنکو [illegible] ہمراہ [illegible] اُس درخت کے [illegible] اُتر کے روانہ ہوا آگے آگے زہرہ تھا
عقب مین وہ چوبدار تھے زہرہ وہان تک کہ قریب اُس درخت کے پہونچا اُسنے دیکھا کہ دراصل ایک عورت
زیر درخت پلنگ پوش بنا اوڑھے ہوئے اُس سے سر سے پاؤن تک اپنے کو پوشیدہ کیے ہوئے سر زانوے غم پر
جھکائے ہوئے بیٹھی ہے اودھر اُس نازنین نے زہرہ کو دیکھا کہ ایک جوان بہت خوبصورت تاج سر پر رکھے قبائے قلمکار
پہنے ہوئے میری طرف چلا آتا ہے اُسنے خیال کر لیا کہ یہ ضرور بادشاہ ہے جب وہ قریب آیا اُسنے اس طور سے وہ
پلنگ پوش اوڑھا کہ منھ کھل گیا ایک برق چمک گئی ایک تجلی تھی کہ زہرہ کے قلب پر پڑی ایک تیر قلب دوز
تھا کہ سینہ کو توڑ کر گذر گیا اُسنے آہ کر کے کلیجہ پکڑ لیا اپنے کو سنبھال لیا ضبط کیا تو ادھر اُس نازنین نے جلدی سے
اپنا منھ چھپا لیا اور سر کو جھکا لیا کہ زہرہ اُسکے قریب آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ ای نازنین بیان کر تیرے اوپر
کیا بلا نازل ہوئی ہے کہ تجھ ایسا گل رعنا اون خار بلا مین مبتلا ہوا کون ایسا ظالم تھا کہ جسنے تجھپر ستم
کیا ای نازنین بتا کہ تو گل ہے کس باغ کی اور بلبل کس گل کی ہے اور قمری کس سرو کی شعر اگر ماہے ترا منزل کدام
است ؎ اگر شاہے ترا آخر چہ نام است ؎ یہ کیا بلا آئی کہ تو مین شب برات لوٹی گئی تیری صدا نے میرے
دل مین وہ تاثیر کی کہ مین بیقرار ہو کر دوڑا ہوا آیا ہون پہلے مین نے چوبدار روانہ کیے اُنسے تمنے کچھ
حال نہین بیان کیا جب اُنھون نے دریافت کیا تو تمنے یہ کہا کہ جو کوئی لائق سننے کے ہو تو بیان کرین
تمسے کیا بیان کرین اب مین آیا ہون بیان کرو یہ جو زہرہ نے کہا اُس نازنین نے ایک آہ سرد کھینچ کر کہا
کہ میری داستان بیان کرنے کے قابل نہین ہے مین خیال کرتی ہون کہ مجھسا کوئی آفت رسیدہ و غمدیدہ
و کمبخت نہوگا جیسی مین ہون خداوند کسی پر ایسی بلا نہ نازل کرے جیسی مجھپر نازل کی ہے لوگون کو
لازم ہے میرے سایہ سے پرہیز کرین کہ میرا سایہ نہ آنے پڑے کہ وہ بھی میری طرح مبتلائے بلا ہون
مین تو مبتلا ہون ای شخص تو میرے پاس سے ہٹکر بیٹھ کہ تجھپر نہ میرا سایہ پڑے مین تو مبتلا ہون تو بھی
مبتلا ہو کوئی مجھسا بد نصیب نہوگا خدا میرا سا نصیبا کسی کا نہ کرے مین اپنی حالت بیان کر کے دوسرے کو
بھی مبتلائے غم و الم کرون میری حالت سنکے تمہارا دل بھی بیقرار ہوگا مین اُس آفت مین مبتلا ہون
خداوندا چیونٹی پر بھی نہ ڈالے نہ دشمن پہ یہ بلا پڑے جو کہ میرے اوپر پڑی ہے مین کیا بیان کرون میری

وہ حالت ہی اگر جانور سنتے تو رونے لگے پہاڑ سنے بیان کرون تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاسے مین کچھ حال بیان
نہین کر سکتی ہون وہ غمدیدہ ہون کہ کوئی ہوگا شعر نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون ٭ مین موسم بہار مین
شاخ بریدہ ہون ٭ بس میری خداوند سے یہ التجا ہی کہ زمین شق ہو جاسے اور مین اسمین سما جاؤن میری یہ حالت
ہی زمین سخت آسمان دور میری یہ آرزو ہی کہ کسی صورت سے میری قضا آئے مین مر جاؤن اس دربدری خاک بسر
پھرنے سے تو یہ بہتر ہوگا کہ جہان جاتی ہون مجھکو مقام پناہ نہین ملتا ہی ایک نہ ایک آفت نازل ہوتی
ہی تین دن سے مین ویران پھر رہی ہون کوئی میرے رہنے کا روادار نہین ہی دوسرے میرے عقب مین
ایک ایسی بلا ہی کہ وہ کہین قیام نہین کرنے دیتی ہی یہ کہکر وہ رونے لگی اور یہ شعر پڑھنے لگی شعر مینے بھی کبھو
جام و سبو دیکھا تھا ٭ جو کچھ کہ نہین ہی روبرو دیکھا تھا ٭ ان باتون کو اب جو یاد کرتے ای ورد ٭ اک خواب سا تھا
جو کہ کبھو دیکھا تھا ٭ یہ اس درد سے پڑھا کہ زہرو کے بھی آنسو نکل آئے اور رونے لگا و پھر جبر کرکے کہا کہ ای نازنین
جلد اپنی مصیبت کو بیان کر میرے قلب مین اسقدر قوت نہین ہی کہ مین تیری حالت کو دیکھ سکون اسنے کہا
کہ مین کیا بیان کرون خیر اپنی حالت بیان کرتی ہون تو بہت سنجیدہ ہی یہ کہکر اسنے رقت کو ضبط کرکے کہا کہ مین
آفت رسیدہ ایک مہاجن کی دختر ہون میری شادی ہوئی میرا شوہر مجکو بیاہے ہوسے لیے جاتا تھا کہ
راہ مین ڈاکا پڑا تمام مال و اسباب لٹ گیا جو مرد و عورت تھے سب مارے گئے مین پالنگ پوش
جو کہ مجکو جہیز مین میرے باپ نے دیا تھا اسکو اوڑھکر بھاگی مین یہ جانتی تو کبھی نہ بھاگتی اپنی بھی جان
دیتی جبکہ میرا شوہر مارا گیا ابھی مین نے اسکی پوری صورت بھی نہ دیکھی تھی نہ اسنے میری صورت دیکھی تھی کیا
منحوس ساعت تھی جب برات رخصت ہوئی مین اسدن سے تباہ پھر رہی ہون تین دن کا پیاسا
ہوا ہی کہ کہین مقام امن نہین ملتا ہی ہر طرف ماری ماری پھر رہی ہون اور بلا میرے عقب مین ہی مین کیا بیان
کرون یہ میری حالت ہی جو بیان کی زہرو نے کہا ای نازنین اگر کوئی تمکو اپنے مکان مین لیجا کر رکھے تو کم رہو گی
اسنے کہا کہ بھلا کون مجھ آفت رسیدہ کو رکھے گا جو رکھے گا وہ خود بھی بلا مین مبتلا ہوگا اور مجکو نکالدیگا
اپنے سر پر بلا لائیگا کیونکہ میرے عقب مین ایک نئی بلا ہی زہرو نے کہا کہ ای نازنین آگاہ ہو کہ یہ زہرو کوہ ہی اور
مین اس کوہ کا مالک ہون میرا نام زہرو جادو ہی میری شادی بھی نہین ہوئی ہی اور تیرا بھی شوہر مر گیا ہی
بس مین یہ چاہتا ہون کہ تیرے ساتھ اپنی زندگی بسر کرون تمکو یہان کسی قسم کی تکلیف نہو گی ہزارون
خادم و خدمتگار کنیزین و غلام ہر وقت خدمت مین موجود رہینگے زہرو کوہ کی مالکہ کے نام سے مشہور ہو گی
اسنے جواب دیا کہ کیون اپنے کو آفت مین مبتلا کرتا ہی اگر میری تقدیر مین شوہر ہوتا تو مین یون کیون برباد ہوتی
میرا شوہر کیون مارا جاتا بس جو میرے ساتھ اس قصد سے کہ مین اسکو اپنی زوجہ بناؤن سلوک کریگا اسپر
یہ آفت نازل ہوگی ابھی تو تم یون میری خوشامد کرکے اپنے ساتھ لیے جاتے ہو تھوڑے عرصے مین
میرے جانی دشمن ہو گے اور میرے قتل کرنے پر آمادہ ہو گے کیونکہ وہ بلا تمکو اسقدر پریشان کرے گی
زہرو نے کہا کہ مین پہلے بیان کر چکا ہون یہان کوئی بلا نہ آسکیگی بس تم میرے ہمراہ چلو اب اسمین عذر
نکرو کیونکہ محبت کرنے والا متحمل نہین ہوتا ہی بس چلو دیر نکرو اب رو رو کر میرے قلب کو بیقرار کرو
مین تمھارے رونے سے بیتاب ہوتا ہون یہ کہکر زہرو نے اسکا ہاتھ پکڑنے کے قصد سے اسکی طرف
ہاتھ دراز کیا کہ اسنے یہ کہکر کیسی بیہودہ حرکت ہی تم بڑے بے غیرت ہو کہ سب کے روبرو میرا ہاتھ پکڑتے ہو
مین نہ کہتی تھی کہ تم بھی میرے دشمن ہو جاؤ گے وہی ہوا یا نہین زہرو نے کہا کہ ای جان جہان تم
گھبراؤ نہین یہ میرے نوکر ہین انسے کیا پردہ اچھا تم میرے ساتھ میرے مکان پر چلو وہ سامنے کوہ پر

مکان ہی یہان کے باشندے سب میری رعایا ہین سب تمھاری فرمانبرداری کرینگے جب یہ زہرو نے کہا بس
وہ یہ سنکے یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ تمنے بہت مجبور کیا ناچار چلتی ہون یہ تو مجھکو یقین ہی کہ تم بھی میرے دشمن جانی
ہوجاؤگے ابھی تو اس طور سے لیے جاتے ہو اور پھر ٹھوکر دیجیے اور تم بھی دشمن ہوجاؤ کیونکہ فلک کو یہ منظور ہی کہ مین
اسی طور سے آوارہ و سرگردان پھرون کیونکہ وہ میرے درپی آزار ہی یہ جو کہا زہرو نے کہا کہ ای جان جہان
تم اطمینان رکھو کہ مین کبھی دشمن نہونگا تمھاری خدمت بدل و جان کرونگا کبھی تمھاری اطاعت سے سر
نہ پھیرونگا کسی اور عورت کی طرف نہ دیکھونگا اُسنے کہا یہ کہنا تمھارا بیکار ہی کیونکہ تم لوگ اپنے مطلب کے
ہوتے ہو تمھاری ذات بیوفا ہی جب کوئی عورت خوبصورت دیکھوگے اُسکی خواہش کرنے لگوگے زہرو نے کہا کہ
مین خداوند کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ کبھی تمھارے ساتھ بدی نہ کرونگا اُسنے کہا کہ خیر چلتی ہون شاید ایسا نہو
کیونکہ یہ رات تو مجھکو اس درخت کے نیچے بے آب و دانہ گذری ہی اور ہر وقت یہ خوف رہا کہ کوئی درندہ نکل کر
کھا جائیگا چونکہ زندگی تھی اور تمھارا ساتھ ہونا تھا اس سبب سے کسی نے نہ پوچھا گو میری خواہش تھی کہ مجھکو
کوئی کھا جائے میرے قریب تو موت بھی آتے ہوئے ڈرتی ہی کیونکہ آتی یہ کہکر چھم چھم کرتی ہوئی اور کہا کہ پھر
چلون اس قیامت کی چال چلی کہ ہر مرتبہ زہرو کا دل پائمال ہوگیا پاؤن مین تمامی کا انگا تھا وہی پلنگ پوش
اوڑھے ہوئے اپنے کو سر سے پاؤن تک چھپائے ہوئے چلی بس زہرو اُس نازنین کو بصد اشتیاق سب سے
پوشیدہ اس خیال سے کہ کوئی اسکی خبر ہمشیرہ شاہ سے نہ کردے کیونکہ وہ بھی تو حسین کو بہت دوست رکھتا ہی
اس خوف سے چور گھاٹی سے پہاڑ پر لایا اُس پہاڑ کو جو دیکھا تو گل و ریحان سے مملو تھا ہر طرف ہزارون
قسم کے درختون کی قطار لگی ہوئی تھی ہر قسم کے خوشبودار گل کھلے ہوئے تھے یہ اُس نازنین کو لیکر اُس
کمرے مین آیا کہ جو اسکے تخلیہ کا تھا اُس کمرے مین ہر طرف ہزارہا رنگ جانورون اور انسانون کی تصویرین
لگی تھین طاقون پر گلدستے چنے ہوئے تھے ساغر شراب کی بوتلین صراحیان لگی ہوئی تھین آئینہ سب
سامان عیش مہیا تھا گھڑیان لگی ہوئین فدا دم اُٹھنے لگے ہوئے چھت پر دونون سے درست
فرش مخمل کا کیا ہوا ایک مسہری آراستہ اُسپر پردے پڑے ہوئے ایک مسند زرنگار وسط مین آراستہ
تھی اُسکے برابر کشتی شراب کی رکھی ہوئی تھی اور رکابی کباب کی کیونکہ یہ شغل شراب کر رہا تھا اُسی حالت مین
تو اُٹھکر چلا گیا تھا بس اسکو لا کر اُس مسند پر بٹھایا آپ پائین بیٹھا اُسنے اشارہ کیا کہ ادھر آکر بیٹھو اسنے
جواب دیا کہ مین اس سبب سے نہ بیٹھا کہ شاید تم ناراض ہو یہ کہکر اس نازنین کے برابر بیٹھا اور کہا کہ
ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اب تو یہ پردہ و حجاب و حیا دور کرو اور اس پلنگ پوش کو اُتار دو
اُسنے یہ سنکے وہ پلنگ پوش اُتارا مگر اُسکو اپنے نیچے رکھ لیا زہرو نے کہا کہ ای جانی اسکو پھینکدو اب اسکی
کیا ضرورت ہی اُسنے کہا کہ مین تو اسکو نہ پھینکونگی کیونکہ یہ تو میرا مصیبت کا رفیق ہی اور حالت بلا مین
میرا پردہ ہی اگر تم بھی میرے دشمن ہوا اور مجھکو نکالدو تو مین کیا اوڑھکر نکلونگی یہ جو اُسنے کہا زہرو نے
جواب دیا کہ خداوند ایسا نہ کرین یہ کہکر قصد کیا کہ گلے سے لگاؤن اور پیار کرون کہ اُسنے کہا کہ ذرا اپنی
طبیعت کو روکو اسقدر بیباک نہو ذرا خیال تو کرو کہ میرے اوپر کیا بلا نازل تھی اور کس بلا مین مبتلا
تھی ابھی میرے حواس درست نہین ہوئے ہین مین تین شبانہ روز کے فاقہ سے ہون ذرا مین کچھ
کھا تو لون یہ جو اُسنے کہا زہرو نے کہا کہ کیون جانی کتنے تین دن سے کچھ نہین کھایا ہی اُسنے کہا کہ
جنگل مین کھانا کہان سے آیا جو مین کھاتی یہ جو اُسنے کہا اُسنے صدا دی کہ کوئی ہی بس ایک چوبدار
اندر آیا زہرو نے کہا کہ ہمارے مطبخ خانہ سے جو کچھ تیار ہو بہت جلد حاضر کرو وہ چلا گیا یہ سنکے

زہرو سے یہان زہرو نے اُس نازنین سے کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مجھے یہ معلوم تھا کہ
تمنے کھانا نہین کھایا ہی تو طعام آتا ہی یہ ہی باتین ہو رہی تھین کہ چوبدار خوان کھانے کا لیکر حاضر ہوا بس
زہرو نے وہ خوان روبرو اُسکے رکھا کہ طعام نوش فرمائیے اُس نازنین نے کہا کہ تم بھی کھاؤ بس
زہرو نے کہا کہ ای ملکہ مین نہین کھاؤنگا کیونکہ مجکو سفر کرنا ہی اگر کھانا کھاؤنگا تو کسل راہ سے میری طبیعت
پریشان ہوگی اُسکے سبب سے ہضم مین فتور ہوگا کیونکہ میرا قاعدہ ہی کہ مین جب کسی طرف کو سفر کرتا ہون تو کھانا
نہین کھاتا ہون یہ سُنکے اُسنے کہا کہ دیکھا وہی امر تمنے کیا نہ کہ دشمنی کرنے لگے مجکو تو لائے اور خود جاتے ہو
یہ کونسی لیاقت و مروت ہی کہ ایک کو تو گھر مین لائے اُسکو تنہا چھوڑکر چلے جاؤ اگر یہ قصد تھا تو مجھے کیون لائے
مین کسی سے واقف نہین ہون نہ کوئی مجھسے واقف ہی پھر کیونکر میری بسر ہوگی زہرو نے کہا کہ ای جان جہان مین
تمکو اپنے ہمراہ رکھونگا ایکدم تو جدا کرونگا نہین تم گھبراؤ نہین اُسنے کہا کہ آخر کہان جاؤگے زہرو نے جواب دیا کہ
مین تمسے کیا بیان کرون ایک ضرورت شدید ہی اُس ضرورت سے مع لشکر سفر کرونگا یہ جو زہرو نے کہا وہ نازنین
کہا کہ اب معلوم ہوا یہ مقدر مین تباہی تحریر ہی کیونکہ تم لڑائی پر جاتے ہو نہ معلوم کیا انجام ہوگا جنگ کا وہ مہر
وار و زہرو نے کہا کہ ای جانی مین لڑائی پر نہین جاتا ہون بلکہ جسکا خراج گذار ہون اُسنے اپنی کمک کے لیے
طلب کیا ہی کیونکہ اُسنے اہل اسلام سے مقابلہ ہی اہل اسلام نے اُسپر لشکر کشی کی ہی ہرگز مین نے سنا اہل اسلام کے
لشکر کا خاتمہ کر دیا ہی اُسکے سردارون کو گرفتار کر لیا ہی اُنکی قید لیکر جاتا ہون یہ قید پہونچا کر چلا آؤنگا اُسنے کہا
کہ اہل اسلام کون لوگ ہین کیا یہ ہم ایسے لوگ نہین ہین اُن لوگون کی اور صورتین ہین جو اُنکو اہل اسلام کہتے
ہین یہ جو اُسنے کہا زہرو نے خیال کیا دل مین کہ یہ بالکل نادان اور ناواقف ہی یہ اہل اسلام کو نہین جانتی ہی یہ
خیال کرکے کہا کہ ای جان جہان اہل اسلام اور ایک مذہب ہی اُسنے کہا کہ کیا اور بھی مذہب ہین زہرو نے
جواب دیا کہ ہان ای جان جہان اہل اسلام اُنکو کہتے ہین جو خدائے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین وہ خدائے
نادیدہ کو اپنا خدا جانتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا خدا آسمان پر ہی اور بہت سی دلیلین بیان کرتے ہین یہ جو
زہرو نے کہا اُسنے جواب دیا کہ اب معلوم ہوا کہ اور بھی مذہب ہین مین جانتی تھی کہ یہی ایک مذہب ہی
جو کہ سب کا ہی مگر اب معلوم ہوا کہ مذہب اسلام بھی ایک مذہب ہی زہرو نے کہا کہ ای جانی کھانا کھاؤ کہ
ان قصون سے کیا غرض ہی یہ جو زہرو نے کہا بس اُسنے کھانا کھانے کے لیے ہاتھ دھویا مگر زبردستی زہرو کو کھلایا
جب کھانے سے فراغت ہوئی ہاتھ منھ دھوکر بیٹھی اب جو کھانا کھایا زہرو نے دست گستاخ کو دراز کرنا چاہا
اُسنے کہا کہ جلدی کاہے کی ہی مین کہین بھاگی نہین جاتی ہون تمہارے پاس موجود ہون مگر تم بھی کیسے بے لطف
ہو بالکل تمکو کچھ مزا نہین ہی زہرو نے کہا کہ کیا مزا اُسنے کہا کہ کھانا کھایا ہی تو اب شراب پینا چاہیے اُسکے بعد
لطف ہوگا یہ جو اُسنے کہا زہرو نے جواب دیا کہ کشتی شراب کی موجود ہی تم بھی نوش کرو مجکو بھی دو یہ کہکر
کشتی شراب کی کھینچکر آگے رکھدی تو سرپوش اُٹھا دیا اب بالکل تخلیہ ہی کوئی مخل صحبت نہین ہی اب جو دیکھا
تو صراحیان قرینے سے رکھی ہوئی ہین جام شراب الماس نگار رکھے ہوے ہین صراحیون کے منھ
تھلے سے بندھے ہوے ہین اُسنے ایک صراحی اُٹھا کر اُسکا منھ کھولکر ساغر مین لی اُسکو لبریز کرکے اپنے
طرف زہرو کے ہاتھ بڑھایا مگر منھ ناز سے پھیر لیا راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ صورت زیبا و شکل دلربا
رکھتی تھی کہ اگر عابد بھی دیکھتا تو فریفتہ ہوجاتا فرشتون کے بھی قلب بیقرار ہوتے گو کہ وہ نفس نہین
رکھتے ہین مگر وہ بھی دیکھکر اُسکے حسن کے شیدا ہوجاتے وہ عروسی لباس پہنے ہوے سر
سے پانون تک زیور جواہر نگار پہنے ہوے ناک مین نتھ عطر سہاگ ملا ہوا خوشبو چلی آتی ہی اُسنے

اس انداز سے منہ پھیر کر کہا کہ تو شراب پیلو نہ مرد اس انداز کو دیکھکر مر گیا جیتے جی گذر گیا بس اُسنے کہا کہ پہلے تم نوش کرو تمہارا آتش مین پیلو لگا اُسنے کہا کہ مجکو یہ نخرہ اچھا نہین معلوم ہوتا ہی ای مرد وے لے پی راوی نے بیان کیا ہی کہ یہ اُسنے کہا نہ مردوئے وہ ساغر اُسکے ہاتھ سے لیکر اور قصد کیا کہ پی جاؤن لبون تک لایا تھا چاہتا تھا کہ لبون سے لگاؤن کہ ایک تڑاقہ ہوا اور وہ جو تصویرین لگی ہوئی تھین اُنمین سے ایک تصویر زمین پر آئی اور پٹاخہ مار کر کھڑی ہوئی وہ تصویر کبوتر کی تھی صدا اے غضنفون ویکر کہا کہ ای مرد ہوشیار ہوجا یہ شراب نہ پینا اسمین بیہوشی ملی ہوئی ہی یہ عورت نہین ہی عیار ہی اسکا نام خواجہ خضران بن عمرو ہی یہ خواجہ ثالث ہی تیرے قتل کرنے کی فکر مین آیا ہی یہ کہکر ایک چیخ ماری اور ایک شعلہ نکلا کہ وہ کبوتر تو جلنے لگا اور شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی یہ جو واقعہ اُسنے دیکھا حیران ہوا مگر باحتیاط اُسنے اسپر سحر کردیا کہ بھاگ نہ سکے اور پھر اُس نازنین نے یہ حال دیکھکر رونا شروع کیا اور یہ حیران ہوا کہ یہ کیا امر ہی اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا کہ مین دوا آفت رسیدہ بلا نصیب مہاجن کی لڑکی ہون کہ جسکو تو صحرا سے لایا ہی اگر یقین نہو دریافت کرلے مین موجود ہون یہ کہکر رونے لگی اُسنے کہا کہ میرا سحر تو کہتا ہی کہ تو خواجہ ثالث ہی جانشین عمرو اُسنے جواب دیا کہ مین پہلے ہی تجھسے کہتی تھی کہ میرے عقب مین ایک بلا ہی کہ وہ مجکو کہین نہین چین سے بیٹھنے دیتی ہی جہان مین جاتی ہون میرے ساتھ وہ بھی پہونچتی ہی تو مجکو قتل کر ڈال تاکہ اس عذاب سے نجات پاؤن جسنے رحم کھا کر اپنے گھر مین جگہ دی اُسنے مجکو وہان سے بھی نکلوایا مین اس امر سے بالکل نہین واقف ہون کہ کون جانشین عمرو مین تو ایک بلا نصیب ہون کہ جسکا کوئی وارث نہین ہی آج تین دن سے اس بلا کے سبب سے کہین قیام نہین کیا صحرا صحرا پھر رہی ہون جہان جاتی ہون یہ ہی صدا آتی ہی آج تیسرا دن ہی کہ ایک شخص اسی طور سے رحم کھاکر مجکو اپنے مکان پر لے گیا جب مین نے شراب پلائی یہ ہی صدا آئی وہ دشمن ہوگیا میرے قتل پر آمادہ ہوا مین نے منت وسماجت کرکے اپنی جان بچائی وہان سے بھاگی تم اپنے مکان پر لائے مین نے اسی سبب سے کہا تھا کہ تم میرے دشمن ہوجاؤ گے میرے قتل پر آمادہ ہوگے وہ ہی پیش آیا نہ یہ جو اُسنے رو کر کہا ایسی مایوسی سے کہا کہ تو مجکو قتل کر بس اُسکو رحم آگیا اُسنے خیال کیا کہ میرے سحر نے غلطی کی یہ خواجہ ثالث عیار لشکر اسلام نہین ہی اگر وہ ہوتا تو یون نہ روتا دوسرے مرد عورت کی صورت نہین بن سکتا ہی یہ اسیر عاشق بھی ہوچکا تھا اس سے اُسکا رونا نہ دیکھا گیا بیقرار ہوکر کہنے لگا کہ ای ملکہ میری خطا کو معاف کرو میرے سحر نے مجکو دھوکا دیا میرے قصور کو معاف کرو یہ کہکر اپنا سحر اُسپر سے دفع کیا اُسنے کہا کہ تو مجکو قتل کر ڈال تاکہ یہ قصہ پاک ہوجاے ابکی تو نے چھوڑ دیا پھر کوئی سحر کا تو پھر پھر جائیگا تو ہر مرتبہ کا یہ ہی صدمہ ہوگا اس سے ابکی مرتبہ قصہ پاک ہو مین بلا سے نجات پاؤن اُسنے کہا کہ مجکو زیادہ محجوب نکرو مین ہاتھ جوڑتا ہون اب ایسی خطا نہوگی اُسنے کہا کہ خیر ابھی معلوم ہوجاتا ہی یہ کہکر وہ خاموش ہورہی اپنے دل مین خیال کیا کہ اسکی خبر نہ تھی کہ اسنے یہ بلا کر رکھی ہی بڑے غضب کا ساحر ہی کہ جسکے سحر کی تصویرین بولتی ہین معلوم ہوتا ہی یہ ہی ایک تصویر ہوگی مین نے تو کام تمام کیا تھا مگر کیا کرون اُسکے سحر نے اُسکو خبردار کردیا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہی یہ خیال کرکے دل مین خاموش ہوکر بیٹھ رہی مگر آنکھون سے اشک جاری ہین سر جھکائے بیٹھی ہی اُسنے جو دیکھا کہ یہ نازنین کچھ کلام نہین کرتی ہی رو رہی ہی کہنے لگا کہ ای جانی تمکو ہمارے سر کی قسم ہماری صف ماتم پر بیٹھو ہمارا حلوا کھاؤ اگر اب روؤ مین ہاتھ جوڑتا ہون میرا قصور معاف کرو یہ جو اُسنے کہا اور اپنے دامن سے اشک پونچھے

اور کہا کہ لو شراب پلاؤ یہ کہکر اُسکے ہاتھ مین شراب کا ساغر دیا اُس نازنین نے پھر ساغر لبریز کیا اگلی مرتبہ
پھر منہ پھیر کر اور ساغر اُسکے مُنہ کے برابر کیا اور کہا کہ لو شراب پیاو اُسنے ساغر ہاتھ مین لیکر قصد کیا تھا کہ لبون
سے لگاؤن کہ ایک مرتبہ تیتر جو تصویر مین بنا ہوا تھا اپنے چوکھٹے مین سے جدا ہوکر فرش پر گرا اور صدا دی
کہ ای غافل خبردار ہوا ایک تصویر کو تو جلا چکا آسیر بھی نہ ہوشیار ہوا ارے یہ ساحرون کا قاتل ہی بڑے بڑے
ساحرون کو قتل کیا ہی ماہیان و سحران اسی کے ہاتھ سے قتل کیے ہوے ہین آفتاب کو اسی نے قتل کیا ہی
یہ بڑا مکار ہی اپنی جان بچا ارے یہ جانشین عمرو اول و عمرو ثانی ہی خواجہ ثالث اسکا نام ہی یہ بڑا مکار و
دغا باز ہی کبوتر سے تو آگاہ تھیا تھا آسیر تو آگاہ نہوا یہ جو تیتر نے کہا وہ حیران ہوا اُسنے سحر تو کیا کہ وہ ہنس و حرکت
ہوگئی اُسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ اچھا ایک مرتبہ میرے سحر نے دھوکا کھایا تھا کیا اگلی مرتبہ بھی دھوکا کھایا اودھر
ایک شعلہ نکلا کہ وہ تیتر بھی جلکر خاک ہوگیا اور شراب شعلہ بنکر اڑ گئی اب پھر اُسنے کہا کہ سچ سچ بتا کہ تو کون ہی
میرا سحر تو خبر دیتا ہی کہ تو خواجہ ثالث عیار لشکر اسلام ہی مکار ہی میرے ساتھ مکر کرتا ہی اُسنے ایک آہ سرد کھینچکر کہا
کہ ارے کمبخت مین تجھ سے پہلے ہی کہتی تھی کہ مجکو اپنے ہمراہ نہ لیچل کیونکہ میرے ہمراہ بلا ہی تو بھی مثل اورون کے
میرا دشمن ہوجائیگا میرے قتل پر آمادہ ہوگا تو نے نہ سنا زبردستی منت سماجت کرکے مکان پر لایا پہلی مرتبہ جب
تو نے مجھپر سحر کیا جب تیرے سحر نے تجکو خبر دی مین نے کہا کہ تو مجکو قتل کر تیری منت کرتی رہی تو نے نہ سنا پھر
قتل سے ہاتھ اٹھایا ارے مین وہی بلا نصیب ستم دیدہ رنج و الم کی مبتلا ہون یہ فلک ناہنجار گردون غدار
میرے درپے آزار میری بہتری نہین چاہتا ہی بڑی خرابی کی بات ہی اگر تجکو یقین نہین ہی تو یہ امتحان کرلو کہ مین عورت
ہون یا مرد ہون تب تو یقین آئیگا نہین یہ کہتی ہون کہ تمھارا سحر جھوٹا کہتا ہی تم میرا امتحان کرکے مجکو قتل کرڈالو
کسی عورت کو بلاؤ وہ آکر دیکھ لے تمپر ثابت ہوجائے تجکو قسم ہی خداوند لقا و سامری کی کہ اب تو میرا امتحان کرکے کسی
عورت کو طلب کرکے مین اپنی زندگی سے عاجز ہون مین تو یہ کہتی ہون کہ تو مجکو ابھی قتل کرڈال مگر جب
امتحان کرلینا اُسوقت ضرور قتل کرنا اب مجھسے یہ مروت کی کشش نہین اٹھ سکتی ہی مین بہت عاجز
ہون ایک مرتبہ تو نے طرح دی پھر وہی ہوا یہ مین کبتک کہون اور یقین کرون کہ تیرا سحر جھوٹا ہی مین ہی
جھوٹی ہون میرا مرجانا بہتر ہی یہ اس طور سے اسنے کہا اور ایسی اپنی عاجزی ظاہر کی کہ اس مرد کا عجب
حال ہوا اُسکے رونے پر بیقرار ہوگیا فوراً سحر آسیر سے اتار لیا وہ تڑپنے لگی اور کہنے لگی کہ تو مجکو قتل کر
میری جان لے مین زندگی نہین چاہتی ہون مین بہت عاجز ہون ایسی زندگی سے میرا مرنا اچھا ہی کہ جہان
جاؤن یہ ہی تہمت لگے کہ یہ جانشین خواجہ ہی مین کہان اور خواجہ کا جانشین کہان مین نے یہ نام بھی
نہین سنا خواب مین بھی خواجہ کی صورت نہین دیکھی نہ نام یہ کسی جانور کا نام ہی یا کسی بھوت کا نام ہی
کہ میرے پیچھے پڑگیا ہی چڑیل کی طرح کہ کسی صورت سے میری عقبی گزاری نہین ہوتی ہی اب مین اپنے کو
ہلاک کرونگی یہ کہکر رومال اُسکے پاس رکھا تھا ایک مرتبہ گلے مین ڈالکر قصد کیا کہ گلا گھونٹون کہ مرد نے
دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا اور قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ ای ملکہ میری خطا معاف کرو مجھسے قصور ہوا اب ایسی
خطا نہوگی میرے سحر کی غلطی ہی وہ غلطی پر ہی سچ ہی تم کہان اور خواجہ کہان وہ ایک عیار ہی اب میرے
قصور کو معاف کرو میری خطا سے درگذر و مین اپنے قصور پر نادم ہون بہت شرمندہ ہون
کہ مین نے سحر کے کہنے پر عمل کیا کہ تمپر سحر کردیا اب ایسی خطا نہوگی اُسنے کہا اُسوقت بھی تو تمنے اقرار کیا تھا
کہ اب ایسی خطا نہوگی پھر وہی حرکت کی مین تمھارے کس قول کا اعتبار کرون دراصل سب اپنے دشمن سے
خوف کرتے ہین اگر تمنے بطور احتیاط کے میرے اوپر سحر کیا تو کیا برا کیا خیر اگر تو رہا کرتا ہی تو یا خود یا کسی عورت کو

بلا کر پہلے دریافت کرلے کہ مین مرد ہون یا عورت مرد و عورت مین تو بڑا فرق ہی میرے پاس وہ گل تر ہی
کہ جسکے تم ایسے ہزارون شیدا ہوتے ہین اُسنے جواب دیا کہ کوئی دیکھنے کی ضرورت نہین ہی تھوڑے
عرصے مین خود معلوم ہو جائیگا جب میرے تمھارے یکجائی ہوگی کیا دیر ہی شراب پیلو مجکو بھی دو اب نہ
غصہ کرو یہ کہکر اُسکے اشک پاک کیے اپنے دامن سے اور ہاتھ جوڑے اور قصد کیا کہ عارض نازک سے
بوسے لون کہ اُسنے منھ پھیر کر ایک آہستہ سے طمانچہ مارا اور کہا کہ دور ہو میرے مجھے یہ گرمی اچھی نہین معلوم
ہوتی ہی یہ گرمی اپنی بہینا سے جا کر کرنا اپنی امان سے مین اسکی خواستگار نہین ہون معلوم ہوا تو اپنے
مطلب کا ہی مجکو اسی لیے لایا ہی ارے نادان یہ تو بتا کہ مرد جو عورت پر مرتے ہین تو کس لیے مرتے ہین
کیا اُسنے سوا سب اُنکا نکلتا ہی اور کیا مزا ملتا ہی کیا چیز ایسی اُنکے پاس ہوتی ہی اور کیا کام اُنسے نکلتا ہی
زہرہ نے کہا کہ ای جانی یہ حال تھوڑی دیر مین تیرے اوپر ظاہر ہو جائیگا کہ جس غرض سے مرد عورت
سے محبت کرتے ہین ارے یہ ہی سبب ہی کہ جو مین تیرے ساتھ کرونگا ایسا تو یہ سبب ہی جو مین تیرے
منھ کے بوسے لیتا ہون اُسنے کہا کہ وہ جو کام تو میرے ساتھ کریگا جا کر اپنی امان اور خالہ کے ساتھ کر وہ ہی
اسی کے قابل ہین انکھین کو بتا جو جس سبب سے مرد عورت سے محبت کرتا ہی مجھے کوئی ضرورت اُس سے
آگاہ ہونے کی نہین ہی زہرہ نے کہا کہ ای جانی تمھارا جو جی چاہے کہو مگر جتنا منھ یہ جو زہرہ نے کہا تو پھر اُسنے
جام بھر لبریز کر کے اُسکے منھ سے لگا دیا اور کہا کہ خیر مین کیا کرون کہ مجکو بھی تجھ سے محبت ہو گئی ہی اگر کوئی اور ہوتا
تو کبھی مین اُسکے کہنے کو نہ مانتی جب سے مین نے تجکو اُس صحرا مین دیکھا ہی اُسوقت سے میرا دل تجھپر فریفتہ ہو گیا ہی
اس سبب سے تیری اسقدر بد سلوکی بھی مین نے گوارہ کی یہ جو اُسنے کہا اور جام لبریز کر کے اُسکو دیا زہرہ اور زیادہ
بیقرار ہو گیا اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ ضرور میرے سحر نے کمی کی اور غلطی کی در اصل کہان خواجہ اور کہان یہ مقام
اُسکو تو اسکی خبر بھی نہو گی وہ تو یہ بھی نہ جانتا ہوگا کہ کون لیگیا ہی اور کون نہین اُسکو اُسوقت برق کا آنا بھی
نہ یاد رہا تھا گو برق آیا ہی مین نے اُسی اسیر کیا ہی یہ اُسنے دل مین تصور کیا کہ ضرور سحر نے غلطی کھائی اُسکے سبب سے جان نے بھی
دھوکا کھایا تھا ایسی نازنین میرے ہاتھ سے قتل ہوتی تھی جو کہ بالکل نادان ہی اور دنیا کے کسی امر سے واقف نہین ہی
یہ بھی نہین جانتی ہی کہ مرد و عورت کے ساتھ کیا کرتا ہی اور مرد و عورت کس کام کے ہین افسوس بڑا غضب ہوا تھا
یہ خیال کر کے جام اُسکے ہاتھ سے لے لیا اور قصد کیا کہ لبون سے لگا کر پی جاؤن اور اُسکے بعد لذت وصل اس سے
حاصل کرون کیونکہ یہ ابھی ناتجربہ کار معلوم ہوتی ہی کس سبب سے کہ اگر یہ اپنے شوہر کے ساتھ سوئی ہوتی تو ضرور اسکو معلوم
ہوتا کہ مرد اس کام کا ہی عورت اس کام کی مرد و عورت مین یہ کام ہوتا ہی اور اسکا یہ مزا ہوتا ہی بس اسی سبب سے
تو اُسنے دریافت کیا بڑے مزے حاصل ہونگے بہت لطف ہوگا جب وہ اس امر سے واقف ہوگی تو اور زیادہ
پھر کی محبت اُسکے دل مین پیدا ہوگی جب اُسکو مزا ملیگا بس یہ خیال کرتا تھا اور قصد کرتا تھا کہ شراب پی لون بس
جام جو اُسنے لیکر لبون سے لگایا ادھر اُسنے جام لگایا ادھر ایک زاغ جو تصویر مین لگا ہوا تھا ایک مرتبہ فرش پر
چنگک مار کر گرا اور صدا دی کہ تو بڑا نادان ہی دو جالو دون کی تو نے جان لی اور اپنے سحر کو برباد کیا ارے نادان
کیون دھوکا کھاتا ہی کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی یہ نہ کہتا کہ تجکو میرے سحر نے ہوشیار نہ کیا مین نے دھوکا کھایا
دو مرتبہ ہوشیار کیا اب تیسری بار ہوشیار کرتا ہون خبردار بیدار و آگاہ کہ یہ خواجہ ثالث یعنی عمرو ثالث ہی ارے ظالم
اُسکے ہاتھ سے بچ اور دیکھ کہ یہ مرد ہی عورت نہین ہی اگر تجکو یقین نہو تو اسکا کمر بند کھولکر دیکھلے یہ جو کہتی ہی کہ یہ نازنین
گل تر ہی کہ جسپر ہزار ہا شیدا ہوتے ہین ارے اسکے پاس گل تر نہین ہی بلکہ ایک اور چیز ہی جو کہ تیرے پاس بھی ہی تجکو ہار جلوا
سکتا ہی یہ کہکر وہ زاغ جو کہ گرا تھا کہنے لگا کہ لو مین بھی جاتا ہون مگر ہوشیار ہو جا ارے ظالم دھوکا نہ کھا تک بوجھے

کہتا ہی یہ کہا اور ایک شعلہ اُسکے جسم سے نکلا کہ وہ جلنے لگا اور شراب شعلہ بنکر اڑ گئی اتنوا اسکو یقین ہوا کہ یہ ضرور
عیار لشکر اسلام ہی اسنے سحر کیا کہ ایک پاٹ چکی کا اُسکے گلے مین پڑ گیا ادہر وہ نازنین رونے لگی اور کہنے لگی ہائے افسوس
مین کس بلا مین پہنسی ہون ای فلک تو کیون اسقدر درپے آزار ہی کیون مجکو ستاتا ہی کیون میری جان کے
پیچھے پڑا ہی کیون میرے اوپر آفت نازل کر رکھی ہی کیون اسقدر میری آبرو کی خواستگاری کرتا ہی یہ اُسنے کہا
اور رونے لگی اور تڑپنے لگی یہ حیران ہی کہ یہ کیا امر ہی کہ تین مرتبہ سحر نے خبر دی ہی دو مرتبہ تو سحر کو مین نے یہ خیال
کیا کہ اسنے دہوکا دیا ہی اور مین نے دہوکا کھایا یا یہ صرف سحر کی غلطی ہی مگر ایکی مرتبہ تو مین یہ خیال کر سکتا ہون
یہ خیال کر کے اُسنے کہا کہ سچ سچ بتا کہ تو کون ہی اگر سچ بتا دیگی تو مین تجکو ابھی چھوڑ دونگا ورنہ قتل کرونگا اُسنے
رقت کو ضبط کر کے کہا کہ تو مجکو قتل کر مین اب نہ بتاؤنگی اٹھا تلوار اور لگا دے ہاتھ تاکہ قصہ پاک ہو فیصلہ
ہو جاے یہ ظلم و بدعت مجسے نہین اٹھ سکتا ہی یہ بار گران میری گردن سے نہین اٹھتا ہی مین اسکی تحمل نہین
ہو سکتی ہون میری جان پر بنی ہوئی ہی میری گردن ٹوٹی جاتی ہی اسی سبب سے مین کہتی تھی کہ تو مجکو قتل کر ڈال
یا میرا امتحان کر لے تو نے نہ مانا جب اُسنے یہ رو کر کہا تو اُسنے کہا کہ مین یہ نہین جانتا ہون سچ بتا کہ تو کون ہی
اُسنے کہا کہ مین تو اپنی زبان سے نہ کہونگی جو ہون وہ ہون زہرو نے کہا کہ سچ بتا نہین تو مین قتل کرتا ہون یہ کہکر
اسنے آواز دی کہ کوئی حاضر ہی ایک چوبدار حاضر حاضر کہتا ہوا اندر آیا اُسنے دیکھا کہ ایک عورت بیٹھی ہوئی ہی
اُسکے گلے مین چکی کا پاٹ پڑا ہوا ہی بادشاہ بہت غصے مین بیٹھا ہوا ہی کہ یہ چوبدار پہونچا عرض کیا کہ کیا حکم
ہوتا ہی اُسنے کہا کہ جلاد کو بہت جلد بلا لا کہ مین اسکو قتل کرونگا مین نے خواجہ لشکر اسلام کے عیار کو گرفتار
کیا ہی یہ عورت بنکر آیا ہی مجکو دہوکا دیتا ہی اُسنے کہا کہ بہت خوب یہ کہکر جلد باہر آیا اور لوگون نے دریافت
کیا کہ بادشاہ نے کیا فرمایا اُسنے کہا کہ جلاد کو طلب کیا ہی کسی کو بادشاہ نے گرفتار کیا ہی فرماتے ہین
کہ مین نے خواجہ لشکر اسلام کے بڑے عیار زبردست کو گرفتار کیا ہی یہ نازنین بنکر آیا تھا میرے سحر نے مجکو آگاہ
کیا دو مرتبہ مین نے خیال کیا کہ دہوکا ہی اب یقین ہو گیا یہ جو اُسنے باہر نکلکر کہا اتنو تمام لوگون پر یہ شور غل ہو گیا کہ
خواجہ گرفتار ہو گئے کوئی خواجہ عیار لشکر اسلام ہین وہ گرفتار ہوے ہین بادشاہ پر عیاری کی تھی یہان تو
یہ شور غل ہو گیا ادہر زہرو نے اُس سے کہا کہ تو خواجہ نہین ہی وہی نازنین ہی اچھا مین دیکھ لیتا ہون
اگر تو نازنین ہی تو تیرے پاس علامت عورت ہوگی اور اگر مرد ہی تو علامت مرد ہوگی ابھی معلوم
ہوا جاتا ہی کہان میرے ہاتھ سے جاتی ہی بڑا دہوکا دیا تھا مین نے اسی سبب سے پہلے سے بند و بست کر لیا
تھا مین بہت ہوشیار ہون مجکو کوئی کیا دہوکا دیگا یہ کہکر اس قصد سے چلا کہ مین دیکھ لون اسکو برہنہ کر کے
راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ نازنین نہ تھی خواجہ ثالث تھے جبکہ یہ اپنے خیمہ سے برائے تلاش چلے تھے اس راہ کو
دیکھا اور راہ مین عیاری خیال کی تھی کہ انکو راہ زہر دکوہ کی نہ معلوم تھی مگر اُسپر یہ چلے آئے تھے اور
اس خیال سے اس درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ کسی نہ کسی سے ضرور معلوم ہو جائیگا زہر دکوہ فلان
مقام پر ہی کوئی نہ کوئی اس عیاری مین ضرور مبتلا ہوگا پھر ہاتھ ہی لگجائیگا یہ انکا خیال تھا اور ڈھونڈھا یہ
تاکید کر کے چلے تھے بس خدا نے منزل مقصود پر پہونچا دیا عیاری کی بن پڑی انہون نے پہلی مرتبہ شراب مین
بیہوشی ملائی تھی اور جام دیا تھا کہ کبوتر نے آگاہ کیا انہون نے یہ خیال کیا تھا کہ میرا ایک ہی
بیہوشی تھی دوسری مرتبہ جو جام دیا اُسمین اُس سے زیادہ بیہوشی ملائی تھی یعنی کوئی چار مثقال کہ تیتر نے
آگاہ کیا اُس مرتبہ انہون نے پھر اُسکو وہم کر مین مبتلا کیا اور یہ ظاہر کیا کہ مین وہی نازنین ہوں
تجربے سے ثابت کیا وہ بالا گذر رہی ہی اُسکو پھر یقین آگیا اگلی مرتبہ اسنے پھر جو دہوکا دیا

انھون نے ایکی جو جام دیا تھا تو اُسمین کوئی سات مثقال بیہوشی کی ملی ہوئی تھی اگر پی جاتا تو بچنا محال تھا کہ زاغ
نے اُس لونڈم کو اس حال سے خبر دی اُسنے کہا تھا اور اب یہ اس قصد سے چلا کہ دیکھون یہ عورت ہی
یا مرد خواجہ نے جو دیکھا کہ میری طرف چلا اور مین جیسے بس ہون اسکے سحر مین مبتلا ہون بڑی خرابی ہوئی
یہ دیکھے گا ضرور اور یہ امر پوشیدہ نرہیگا بڑی بری بات ہوئی جان مفت مین گئی اور کچھ نہ حاصل ہوا بری
عیاری کی اب کبھی عورت کی عیاری نہ کرونگا اے کریم اب تو ہی جان بچانے والا ہی تو ہی آبرو رکھنے والا ہی
مین تیرا ایک بندہ عاجز ہون سواے تیرے مجکو اور کسی کا بھروسا نہین ہی تو میرا کریم ہی کوئی سامان میری
رہائی کا پیدا کر خواجہ دعا مانگنے لگے اور مناجات کرنے لگے یہ رباعی آہستہ آہستہ ورد زبان کی رباعی
بگرداب بلا افتادہ ام یا مصطفی دستے ٭ بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضی دستے ٭ زہ حالات شب معراج
دانستم یداللّٰہی ٭ چرا دستم نمیگیری یا علی بہر خدا دستے ٭ اُسکو سنسار پکارتا ہین جبرئیل کو اُسنے نہ سمجھین
بتایا ہو ٭ مین سو برس تک نبی جی سے آنے تا ہے سے سلمان کو چھڑایا ہو ٭ جب پیر پڑی ہی وہ خیبر کی عنتر مارسین
چلایا ہو ٭ مین منتی کرون سنگ آئے میری بار کیون دیر لگایا ہو ٭ بالک گرچہ دعا کی تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا
کیونکہ دریاے آسمان کھلے ہوے تھے وقت اجابت دعا کا قریب تھا خدنگ اجابت نشانۂ مراد پر
جو پہنچا کہ ایک شور بلند ہوا کہ ایک زنگی ساحر ایک شخص کو گرفتار کیے ہوے لاتا ہی وہ یہ کہتا ہی کہ مین
خواجہ ثالث کو گرفتار کر لایا ہون کوئی بادشاہ سے میری خبر کر دے کہ ایک صحرائی ساحر خواجہ کو گرفتار
کر لایا ہی وہ باریابی چاہتا ہی یہ جو غوغا ہوا چند چوبدار دوڑ کر اس مقام پر آئے کہ جہان سے وہ ساحر
چلا آتا تھا سب نے دیکھا کہ ایک زبردست ساحر بہت قد آور زنگی از قوم حبشی پہاڑ پر چلا آتا ہی اُسکی
پشت پر ایک پشتارہ ہی یہ دیکھکر اس ساحر کو ڈرے اسنے تمام پہاڑ پر یہی غوغا ہوگیا لوگ دیکھنے کو آنے لگے
اُن چوبدارون نے جاکر اُس کمرے کے دروازے پر کھڑے ہوکر عرض کیا کہ حضور ایک ساحر صحرائی پہاڑ پر
آیا ہی وہ یہ کہتا ہی کہ مین خواجہ ثالث کو گرفتار کر لایا ہون بادشاہ کے پاس اس غرض سے آیا
ہون کہ یہ نذر دربار پاک تک پا حاضر ہی اسکو بھی اُن سردارون کے ہمراہ لیجائین حضور مین بادشاہ سے
اور مین اس خدمت اور سرکار نمایان کے صلہ مین انعام کا امیدوار ہون یہ جو اُن چوبدارون
نے کہا یا تو زمرد اُسکی طرف اسی قصد سے چلا تھا کہ مین ابھی دیکھے لیتا ہون میرے اوپر ظاہر ہو جائیگا
یا ٹھہر گیا اور اُن چوبدارون سے پکار کر کہا کہ اُس ساحر کو مع اُس پشتارے کے میرے پاس جلد حاضر کرو
مین دیکھون کہ وہ شخص کون ہی وہ چوبدار دوڑے اور اُس ساحر کو دیکھا کہ وہ بلا خوف چلا آتا ہی اُس سے
کہا کہ چلو تمکو ہمارے آقا نے طلب کیا ہی اُنکو خبر ہوگئی ہی یہ جو اُس سے کہا اُسنے جواب دیا کہ مین خود
اُنکے پاس آیا ہون چلو مین چلتا ہون یہ کہتا ہوا اُنکے ہمراہ اُس مقام پر آیا کہ جہان زمرد مع اُس
نازنین کے موجود تھا اور وہ نازنین یہ کہہ رہی تھی کہ تو مجھے قتل کر ڈال اسکی راہ دیکھتا ہی کیون تو نہین
وار کرتا ہی اب وہ خاموش کھڑا ہی کہ یہ کیا واقعہ ہی کہ میرے تو یہ خبر تھی کہ یہ نازنین نہین ہی اور چوبدار
یہ خبر لائے ہین کہ ایک ساحر خواجہ کو گرفتار کیے ہوے لاتا ہی کون واقعہ سچا ہی کسکو مین یقین کرون
اور کسکو دروغ جانون یہ کچھ کہتا نہین خاموش کھڑا ہی اور یہ خیال کر رہا ہی کہ کیا ہوگا یہ تو یہان
کھڑا ہی کہ چوبدار لیکر اس ساحر کو آئے اور کہا کہ یہ حاضر ہین زمرد نے کہا کہ اندر بھیجدو اور اُس
چوبدار کو منع کردو کہ جو جلاد کو بلانے گیا ہی کہ جلاد کو ابھی نہ لائے جب ہم پھر طلب کرین
اُسوقت لائے پس آئے چوبدارون نے اُس ساحر سے کہا کہ اندر جاؤ طلب ہی اُسنے کہا کہ تم بھی

میرے پاس بھی آئی تھین اُس زمانہ مین جب آفتاب جادو قتل ہوے تھے اور یہ حکم
ہوا تھا کہ اس صورت کے لوگ جہان ملین انکو گرفتار کر لینا چنانچہ وہ تصویرین میرے
پاس موجود تھین اور کسی قدر میری نگاہ مین تھین مین نے جو اسکو دیکھا تو اُس تصویر کی صورت کا
خیال کیا بس مین گرفتار کرکے اپنے مقام پر لیکر آیا اُس تصویر سے جو مقابلہ کیا تو سرمو فرق
نہ پایا اُس تصویر پر یہ تحریر تھا کہ یہ تصویر ہے خواجہ ثالث حضران بن عمرو کی جو کہ سب عیارون کا
سردار ہے بس مین نے خیال کیا کہ اسکو آپکے پاس لیجاؤن پہلے خیال کیا تھا کہ خود بادشاہ پاس لیجاؤن
پھر خیال کیا کہ آپکے پاس لیجا کر انعام حاصل کرون کیونکہ مین سن چکا تھا کہ آپ چند سردارون کو
اسیر لائے ہین اور قصد ہے کہ انکو لیکر خدمت بادشاہ مین تشریف لیجائین مین نے یہ خیال کیا کہ تیرے
جانے مین تیری عبادت مین فرق آئیگا بس آپکے ہاتھ روانہ کرے بھی ضرور انعام عنایت فرمائینگے
بس حاضر ہوا یہ موجود ہے مجکو انعام مرحمت فرمائیے بس زمرد نے سنا کہ یہ واقعہ گذرا اسکو بھی اُسکی اس
تقریر سے خیال آیا کہ میرے پاس بھی تو اُسی زمانہ کی تصویر موجود ہے اُسکو نکالکر دیکھون یہ خیال
کرکے وہین اپنے مقام پر سے اٹھا ایک صندوقچہ نکالا اُسمین ایک ورق تصویر اب جو مطابق کیا
تو بالکل مشابہ پایا ادھر اُس ساحر نے بھی تصویر نکالکر زمرد کو دی کہ یہ تصویر ہے اس تصویر مین اور
اُس تصویر مین ذرا فرق نہ تھا بس زمرد نے اُس ساحر کو ایک تختی الماس کی اسکے انعام مین دی
اور کہا کہ بیٹھ جاؤ مین اسکو بھی ہمراہ ان سردارون کے خدمت مین بادشاہ کی لیجاؤنگا اُس ساحر نے
کہا کہ میرے بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے مین رخصت ہوتا ہون زمرد نے کہا کہ نہین ٹھہر جاؤ یہ سنکے وہ
ساحر ایک طرف کو کھڑا ہوا خیال فرمائیے کہ ایک تو وہ ساحر کھڑا ہوا ہے اور ایک طرف خواجہ حضران
گرفتار بیٹھے ہوے ہین آنکے گلے مین آسیہ کا پاٹ پڑا ہوا ہے اور سحر زمرد مین گرفتار ہین اب زمرد متوجہ
ہوا طرف اُسکے تاب نہین سکا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا کہ ای ملکہ اب تم میری خطا کو معاف کرو میرے سحر نے
مجکو مجبور کر دیا تھا مین نے اپنا سحر دکھا دیا ہے اب ایسی خطا نہوگی ای جان جہان میرا قصور نہ تھا یہ میرے
سحر کا قصور تھا اُسنے کہا کہ اب تو مجکو قتل کر ڈال تو اچھا ہے یہ بھی مجھے ثابت ہوگیا کہ مین عورت ہون اور
خواجہ نہین ہون کیونکہ خواجہ تیرے روبرو کھڑا ہوا ہے اس زندگی سے تو موت بہتر ہے اُسنے جواب دیا کہ
ای بانی شرمندہ نہ کر مین تجھپر صدقے جاتا ہون اُسنے کہا کہ یہ صرف تیری باتین ہین ابھی کوئی کہدے تو اُسی طور
سے پھر بیعہدی کرتا ہے اور پھر مجکو مبتلا سحر کرتا ہے ایسا تو نے سحر کیا کہ میرے بند بند مین درد ہونے لگا
گردن میری دکھ رہی ہے مین باز آئی ایسی زندگی سے اور رونے لگی تڑپنے لگی زمرد نے جو یہ حالت دیکھی
ایک مرتبہ بیقرار ہوگیا قدمون پر سر رکھدیا اور التجا کرنے لگا اُسنے سر اُٹھایا اور کہا کہ کیا کہون تیری محبت میرے
دل مین خود ایسی ہے کہ مین تیری جدائی کی خواہان نہین ہون اسی سبب سے مین گئی نہین بلکہ اسکی خواستگار
ہون کہ تو مجکو قتل کر ڈال کیونکہ تیری جدائی کا صدمہ مجھ سے اُٹھ نہ سکیگا پھر مین کیونکر یہ گوارا کرون
بس قتل ہونا بہتر ہے زمرد نے اپنے دامن سے ہاتھ پاک کیئے اور کہا کہ وہ ہاتھ قطع ہون جو تیرے اور تیرے قتل
کے قصد سے اٹھین وہ آنکھین کور ہون کہ جن سے تیری طرف بقصد فاسد دیکھا جائے نازنین نے کہا کہ یہ تیری
باتین ہین بس میری رہائی کر دے زمرد نے ہاتھ جوڑے بہتیری منتین کین تب وہ خاموش ہوئی کہا کہ خیر ابھی پھر دیکھتی ہون
یہ کہکر اپنے منہ پر آنچل لے لیا اور زمرد نے انکو پھیر لیا پاس بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ مجکو جام شراب دے اور خود بھی پی بس
یہ سنکے اُسنے اسی حالت شرمندگی مین ناز و ادا سے ظرف سے اور اپنے انداز سے جام لبریز کرکے اور کوئی نوش تقال ہوئی

ملا کر اُسکو دیا اور کہا کہ لو زہر مار کرو وہ مرگیا اور جام اُسکے ہاتھ سے لیا اور لبون سے ملا کے بے اندیشہ انجام پی گیا اُس شراب کا حلق سے اُترنا تھا کہ زہر قاتل تھی اپنا اثر کیا کہ گرمی معلوم ہوئی گھبرانے لگا کہنے لگا کہ اس شراب مین کیا ملا تھا کہ مجکو گرمی معلوم ہونے لگی اُسنے جواب دیا کہ سبب یہ ہے کہ بڑے عرصہ سے شراب نہ پی تھی اب جو پی تو اُسنے گرمی کی ذرا ٹھہر کر ٹہلو یہ جو اُسنے کہا بس زہرو اُٹھ کھڑا ہوا جیسے اُٹھا اور ایک قدم چلا بیہوشی تو اپنا اثر کر چکی تھی بارا لمیا پچھ کہ سر تلے پاؤن اور دھم سے گرا اُسکا گرنا تھا کہ اس نازنین نے جھک کر نعرہ کیا کہ منم خواجہ ثالث حضران بن عمرو ثانی منم جانشین خواجہ منم قاتل ساحران منم شہنشاہ عیاران ادھر تو اس نازنین نے نعرہ کیا ادھر اس ساحر نے نعرہ کیا منم قران ثالث یہ نعرہ کرکے دوڑ کر ایک تیغ ماری زہرو پر کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے اب تو آفت برپا ہو گئی ایک تلاطم پچ گیا تاریکی ہو گئی ہر طرف سے شور و غل کی صدا آنے لگی بہت شور کرنے لگے برف باری سنگ باری ہونے لگی ساری رونق زہرو کی مٹ گئی جو عمارت کہ زہرو کے سحر کی تھین سب مٹ گئیں اور جو اصلی تھین وہ باقی رہین سرداران زہرو یہ واقعہ دیکھکر حیران ہوے کہ یہ کیا آفت آئی ان لوگون کے اُس آفت کو دیکھکر ہوش جاتے رہے سب سحر فراموش ہو گیا ادھر اُدھر کہنے لگے بہت سے عمارت کے نیچے دب کر مر گئے جو ملازم تھے وہ حیران تھے جو معزز سردار تھے وہ پریشان تھے ہر طرف صدائے گیرو دار بلند تھی برقین چمک کر گر رہی تھین آندھیان سیاہ چل رہی تھین برف بار رہی کا شور تھا بارش سحر کا زور تھا سنگ برس رہے تھے ادھر سرداران لشکر اسلام جو قید سحر زہرو مین مبتلا تھے ایک مرتبہ سب کو ہوش آیا اپنے کو ایک مقام نو پر دیکھا اور دیکھا کہ تاریکی ہے ایک دوسرے کو دیکھکر حیران ہوا کہ برق نے دوڑ کر عرض کیا کیونکہ یہ بھی تو اُسی مقام پر قید تھا اُسکے سحر مین مبتلا تھا وہ بھی آیا اور کہا کہ اے سرداران اسلام آگاہ ہو اور ہوشیار ہو کہ آپ لوگون کو ایک ساحر پوشیدہ طور سے گرفتار کر لایا تھا مین آپکی رہائی کی فکر مین نکلا تھا کہ مین بھی آکر گرفتار ہو گیا معلوم ہوتا ہے کسی نے اُسکو آکر قتل کیا ہے یہ اُسکے مرنے کی علامت ہے جلد یہان سے نکل چلیے یہ جو کہا اب تو سب سردار ہوشیار ہوے ہر ایک نے اپنے حواس درست کیے سہراب و غزالان نے اشارہ کیا کہ ہماری زبان سے سوزن نکالو بس برق نے بڑھکر اُسکی زبان سے سوزن لی سوزن لینا تھا کہ اُنکی زبان قابو مین آئی بس سہراب نے اُٹھتے ہی اب جو سحر کیا رہ نشتی ہوئی غزالان نے سحر کرکے برف باری موقوف کی صدا آئی کہ کُشتی مرا نام من زہرو جادو ہو وا افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم یہ جو صدا آئی اور سب علامتین برطرف ہوئین اب زہرو کے بھی سرداران کو معلوم ہوا کہ زہرو کے مرنے کی علامت تھی افسوس ہمارے سردار کو کسی نے قتل کیا اور ہمکو خبر نہوئی اب ہم سب اُسکے قاتل کو یہان سے زندہ جانے دیتے ہین یہ کہکر چلے ادھر سے سہراب و غزالان آگے آگے اُنکے عقب مین سب سردار اور برق ثانی چلے آتے تھے کہ اتنے اور سرداران زہرو سے سامنا ہو گیا اس مقام پر کوئی ایسا سردار نہ تھا کہ جو سہراب و غزالان سے مقابلہ کرتا بس غزالان و سہراب نے جو دیکھا کہ سردار آتے ہین زہرو کے سہراب نے ڈانٹ کر کہا کہ تم کون لوگ ہو انھون نے جواب دیا کہ تم کون لوگ ہو جو یون پرائی عملداری مین چلے آتے ہو سہراب نے جواب دیا کہ مین سہراب ہون مین کیون آیا ہون تمھارا سردار ہمکو گرفتار کر لایا تھا اب ہم بفضل خدا سے رہا ہوے وہ مارا گیا اب ہم طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین انھون نے جواب دیا کہ اب ہم کب تمکو زندہ جانے دیتے ہین سہراب نے کہا کہ یہ بھی تمھاری مجال ہے یہ تمھارا خیال خام ہے یہ جو سہراب نے کہا اُن سردارون نے سحر کیا بس سہراب نے جو اشارہ کیا کئی برقین چمک کر گرین کہ بہت سے ساحرون کے سر اُڑ گئے صدائے گیرو دار بلند ہوئی اب پھر تلاطم برپا ہو گیا آگ برسنے لگی غزالان و سہراب نے سبکو قتل کیا جو باقی

رہے وہ فرار کر گئے اب پھر روشنی ہوئی اُدھر سے خواجہ و قران و چالاک سب اسباب لوٹ مار کرکے طرف
صحرا کے چلے تھے کہ قران نے خواجہ سے کہا کہ استاد سردارون کو تو تلاش فرمایئے کہ جنکی رہائی کو یہان
آئے تھے خواجہ نے کہا کہ اچھا اب یہ بتلاش سرداران چلے کہ انکو تلاش کرین چلے آتے تھے کہ دیکھا سہراب
و عز الان و دیگر سردار چلے آتے ہین خواجہ نے جوان سب کو دیکھا خوش ہو گئے آواز دی کہ آپ لوگون کو
کسنے رہا کیا انھون نے کہا کہ جسنے زہرد کو قتل کیا اُسنے ہمکو بھی رہا کیا خواجہ نے کہا کہ اسکو تو قران نے
قتل کیا قران نے کہا کہ مین نے نہین قتل کیا بلکہ استاد نے عیاری کرکے قتل کیا بس خواجہ و سب سردار
طرف لشکر کے روانہ ہوئے برق نے آکر سلام کیا خواجہ نے برق سے کہا کہ تم یہان کہان برق نے
اپنی عیاری کرنا اور اپنا اسیر ہونا بیان کیا خواجہ نے جواب دیا کہ یہی سبب تھا جو آپ غائب تھے یہان آپ بھی
گرفتار تھے خواجہ نے اپنی عیاری بیان کی سبنے تعریف کی قران سے خواجہ نے پوچھا کہ تم کیونکر پہونچے اور
تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ مین یہان ہون قران نے عرض کیا کہ استاد اسکا سبب یہ ہوا کہ مین بھی آپکے ہمراہ
خیمہ سے نکلا تھا اور چالاک بھی تلاش کرتے ہوئے ادھر نکل آئے یہان جو پہونچے تو سُنا یہ غل ہو رہا تھا کہ
خواجہ کو بادشاہ نے اسیر کیا مین زیر کوہ موجود تھا کہ مین نے بھی سُنا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ زہرد کوہ ہے
یہان کا حاکم زہرد جادو ہے اور خواجہ کوئی عیار ہے اُسنے آکر اُسپر عیاری کی تھی وہ گرفتار ہو گیا ہے جو مین نے
سُنا مین فکرمند ہوا کہ کیا تدبیر کرون کونسی عیاری کرون اسی فکر مین تھا کہ چالاک پہونچے مین نے انکو پہچانا انھون نے
مجکو مین نے انسے کہا کہ غضب ہو گیا استاد گرفتار ہو گئے ہین ہمسے تمسے پہلے استاد یہان آکر پہونچے عیاری
کی اسکو اُسکے سحر نے آگاہ کر دیا اُسنے اسیر کر لیا ہے کوئی تدبیر ایسی کرو کہ وہ رہا ہون بس چالاک نے کہا کہ مین
خواجہ کی صورت بنتا ہون تم مجکو گرفتار کرکے لیجاؤ اور یہ مشہور کرو کہ مین خواجہ کو گرفتار کرکے لایا ہون بس
مین نے موافق رائے چالاک کے کیا عیاری بن پڑی خواجہ نے یہ سُنکر بہت تعریف کی اور سب کو ہمراہ لیکر
باہم باتین کرتے ہوئے طرف لشکر کے چلے انکو راہ مین رکھا جاتا ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب نامہ سمندر کا
آفاق کے پاس پہونچا اسمین تحریر تھا کہ تم چند سردار طرف زہرد کوہ کے روانہ کرو کہ وہ بحفاظت زہرد جادو
کو مع سرداران اسلام کے جو کہ گرفتار ہو گئے ہین میرے پاس پہونچا دے اور مین نے بھی چند سردار براے
استقبال روانہ کیے ہین پس جب آفاق سے نامہ چالاک چھین کر لے گیا اور ساحر تلاش کرکے چلے
آئے کہین پتہ نہ ملا تو آفاق نے چند ساحر روانہ کیے ادھر سے یہ ساحر چلے ادھر سے وہ ساحر جو کہ
سمندر نے روانہ کیے تھے ہر مقام پر قیام کرتے ہوئے اس خیال سے کہ شاید زہرد سردارون کو لیکر آتا ہو
راہ مین ملے اسی خیال مین یہ لوگ قریب زہرد کوہ کے پہونچے اُسوقت پہونچے کہ جب سب سردار رہا ہو کر
خواجہ زہرد کو قتل کرکے اور سب اسباب لیکر مع سردارون کے طرف لشکر کے جا چکے تھے کہ یہ لوگ پہونچے
زہرد کوہ ویران پڑا تھا خاک اُڑ رہی تھی ہر طرف ویرانہ تھا یا وہ بہار تھی یا یہ خرابی ہوئی یہ لوگ
حیران ہوئے زاغ و زغن کی صدا آ رہی تھی درندے جو کہ حرام خوار تھے اُن لاشون کو کھا رہے تھے
یہ سب اس حالت کو دیکھکر پریشان ہوئے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ زہرد اور کسی طرف سے سردارون کو
لیکر گیا اُسکے جانے کے بعد یہان کوئی معرکہ پڑا جو کہ اُسکے ملازم تھے وہ مارے گئے یہ اُنکی لاشین ہین
یہ خیال کرکے کوہ پر پھرنے لگے کہ شاید کوئی زندہ بچا ہو اور کسی مقام پر پوشیدہ ہوا ہو اُس سے کچھ
حال معلوم ہو یہ سب اپنے دلمین خیال کرکے چلے ادھر جو ساحر کہ سمندر نے روانہ کیے تھے وہ بھی
آکر پہونچے انھون نے بھی ویرانہ پایا انکو بھی حیرت ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہے پس یہ بھی یہی اپنے دلمین خیال

رسکے چلے تھے کہ کوئی نہ کوئی زندہ بچا ہوگا اُس سے حال دریافت کرینگے کہ اثنے راہ مین ملاقات ہوئی باہم صاحب سلامت کی کہا کہ آپ لوگ یہان کب آئے اُنھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ بڑی دیر سے آئے ہین تمام کوہ کو ویران پایا کوئی باشندہ نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ زرھرو کسی اور راہ سے سمندر یہ کو گیا ہے اُسکے جانے کے بعد یہان کوئی آیا ہے اُسنے اس کوہ کو ویران کیا ہے اب ہم اسی تلاش مین چلے تھے کہ شاید کوئی ملجائے تو اُس سے حال دریافت ہو آپ لوگ کہان جاتے ہین انھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ بھی اسی فکر مین چلے تھے اب ہم اور آپ ملکر تلاش کرین اور جو کچھ حال معلوم ہو ہم اپنے بادشاہ سے اور آپ اپنے آقا سے بیان کرین یہ لوگ اُنکو پہچانتے بھی تھے اور وہ انکو کہ یہ ملازم ہین سمندر شاہ کے وہ جانتے تھے کہ یہ ملازم ہین آفاق جادو کے پس باہم وہ لوگ ملکر پہاڑ سے تلاش چلے ایک مقام پر جو پہونچے تو دیکھا کہ ایک لاش پڑی ہوئی ہے کہ اسکے دو ٹکڑے ہین اُس لاش پر پہرہ دو رہتے ہین یہ دیکھکر یہ لوگ اور حیران ہوئے تمام کوہ و بیابان مارا کوئی نہ ملا آخر کو عاجز ہوکر زیر کوہ آئے اب سرداران سمندر نے قصد کیا تھا کہ ہم اپنے ملک کی طرف جائین اور سرداران آفاق نے ارادہ کیا تھا کہ ہم اپنے لشکر کو جائین کہ انھون نے دیکھا کہ ایک ساحر ایک پہاڑ کے درے سے نکلا اور ہم سب کو دیکھکر پھر اُسی پہاڑ مین چلا گیا اُنکی جو نگاہ پڑی یہ لوگ اُس درہ کوہ مین آئے اُسکو تلاش کیا تو وہ ملا اُس سے کہا کہ اے شخص تو کون ہے اور کیا سبب تھا کہ جو تو ہمکو دیکھکر اندر پہاڑ کے چلا آیا اُسکی حالت یہ تھی کہ مارے خوف کے کانپ رہا تھا کچھ جواب نہ دیتا تھا جب انھون نے کہا کہ تجھے نہ خوف کرے ہم لوگ تمھارے قاتل نہین ہین بلکہ تجھسے حال دریافت کرنے کو آئے ہین بڑی دیر سے ہم تلاش کر رہے تھے کہ کوئی ہمکو ملجائے تو اُس سے اس کوہ کی حالت اور زرھرو کی کیفیت دریافت کرین مگر کوئی نہ ملا ہمکو جو دیکھا تمھارے پاس آئے ہین تم ہمسے حال بیان کرو کہ زرھرو کہان ہے اور کوہ پر کیا آفت آئی جو یہ ویران ہوا کیونکہ ہم لوگ زرھرو کے بھیجے کو آئے تھے کہ اُسنے بادشاہ کو عرضی لکھی تھی کہ مین نے لشکر اسلام کے سردارون کو گرفتار کیا ہے پس بادشاہ نے ہمکو روانہ کیا تھا کہ زرھرو کو اور سردارون کو لے آؤ جب ہم یہان آکر انکو نہ پایا یہ جوان سب نے کہا وہ رونے لگا انھون نے کہا بھائی کچھ حال تو بیان کرو اُسنے رقت کو ضبط کرکے کہا کہ کیا حال بیان کرون آپکو معلوم ہو کہ بڑی آفت نازل ہوئی زرھرو جادو کو عیاران لشکر اسلام نے آکر قتل کیا سردارون کو رہا کرکے لیگئے یہ حال ہوا کہ کوہ تباہ ہوگیا ہم دو چار آدمی جو بچ گئے تھے دہ کوہ و صحرا مین پوشیدہ ہوگئے یہ کہکر اُسنے پہلے برق کا آنا اُسکے بعد اُس نازنین کا آنا اور زرھرو کو ظاہر ہونا اُسکا چلا دینا پھر اسے قتل اُس نازنین کے طلب کرنا کہ ایک ساحر کا ایک پشتارہ لیکر آنا کہ مین مجھکو اسیر کرکے لایا ہون بادشاہ کو خبر ہونا اُسکو طلب کرنا اُسکے جانے کے بعد شور و غل ہونا اور رعیت زرھرو کے مرنے کی بلند ہونا سب سردارون کا باہم ملکر چلنا کہ دیکھین کسنے قتل کیا ہے آن سردارون کا ملنا جو کہ لشکر اسلام کے قید تھے زرھرو کے مرنے سے رہا ہوگئے تھے انسے مقابلہ ہونا ان سردارون کا جو کہ زرھرو کے تھے اُنکے ہاتھ سے قتل ہونا اور کوہ کا تباہ ہونا اپنا بھاگنا سب بیان کیا جب یہ انکو معلوم ہوا بڑا افسوس کیا اور آپس مین کہا کہ تم ہمارے ہمراہ چلو بادشاہ کے پاس پس اس ساحر کو وہ لوگ لیکر طرف سمندر کے چلے اور ملازم آفاق طرف لشکر آفاق کے پس سرداران سمندر تو سمندر کے پاس پہونچے یہان سمندر شاہ بیٹھا ہوا یہ انتظار کر رہا تھا کہ زرھرو سرداران اسلام کو اسیر کیے ہوئے لاتا ہوگا کہ یہ ساحر پہونچے اُنکے ہمراہ وہ ساحر تھا جیسے سمندر نے ان لوگون کو تنہا دیکھا زرھرو کو ہمراہ نہ پایا تو پوچھا کہ تم لوگ تنہا کیون آئے کیا زرھرو نہین آیا انھون نے سلام کیا اور اپنے مقام پر آکر بیٹھے عرض کیا کہ یہ جو ساحر

آنکے روبرو کھڑا ہو اس سے حال زمرد کوہ کا دریافت فرمائیے مجکو تو اسقدر معلوم ہی کہ زمرد کوہ تباہ ہو گیا
زمرد آپ پر سے نثار ہوا سرداران اسلام رہا ہو گئے سمندر یہ سُنکے حیران ہوا اہل دربار کے ہوش
جاتے رہے سب کو سکتہ ہو گیا کہ یہ کیا امر واقع ہوا سمندر اُس ساحر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کل حال
بیان کر اُسنے سب کیفیت بیان کی سمندر نے کہا کہ عیار بڑے غضب کے ہین آخر کو انھون نے تلاش کر کے
نکال لیا اور اپنا کام کر گذرے یہ کہکر اہل دربار سے کہا کہ دیکھیے آفاق کا کیا انجام ہوتا ہی سب نے عرض کیا
کہ آفاق سب کو ضرور قتل کریگا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہی اور اُسکی کمک کے لیے چرباک و خرباک
و ارباک بھی گئے ہین اور جو ساحر لشکر لیکر آئیگا اُسکو بھی اُسکی کمک کو روانہ فرمائیگا سمندر نے جواب دیا کہ
ضرور ایسا ہو گا اب سمندر کو اس امر کا بڑا صدمہ ہوا مگر کیا کرے ادھر آفاق کے سردار جو لشکر مین
پہونچے یہان آفاق بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ سردار آکر پہونچے آفاق نے اُنسے پوچھا کہ کیا زمرد کو بادشاہ
کی خدمت مین پہونچا آئے انھون نے سلام کر کے عرض کیا کہ آگاہ ہو جیے زمرد کوہ تباہ ہو گیا زمرد مارا گیا سب
سرداران رہا ہو گئے عیاران لشکر اسلام نے اپنا کام کیا جا کر زمرد کوہ کو تباہ کیا یہ کہکر تمام حال جو کہ اُس ساحر سے
سُنا تھا سب بیان کیا یہ حال سُنکے آفاق نے بڑا افسوس کیا اور اپنے سردارون سے کہا کہ یہ جو اُس روز
نامہ گیا تھا اُسی نے یہ سارا فساد پیدا کیا خیر یہ لوگ میرے ہاتھ سے کہان جاتے ہین اب تو دن بھی نہین
باقی ہی کل مین جلد ہی ایک ایسا بجوا کر مقابلہ کرونگا دیکھون کہ خداپرست مجھسے کیونکر مقابلہ کرتے ہین یہ کہکر آفاق
خاموش ہو گیا اور یہ سب کو اس فکر مین رکھا جاتا ہی اور فکر و تشویش مین اب حال سرداران اسلام و خواجہ کا
تحریر ہوتا ہی کہ یہ سب سردار چلے آتے تھے کہ دیکھا کہ ایک لشکر ساحرونکا اُترا ہوا ہی مگر بہت سے ساحر ہین خواجہ نے
یہ دیکھکر سردارون سے کہا کہ آپ لوگ تو لشکر کو جائیے مین مجھکو لون کیونکہ اس عیاری مین میرا بہت سا
روپیہ صرف ہوا ہی اور مین قرضدار ہو گیا ہون شاید کچھ قرض ادا ہو جائے لاکھ لاکھ سب نے کہا کہ خواجہ لشکر
مین چلو مگر خواجہ نے نہ سُنا سب سے الگ ہو کر طرف اُس لشکر کے چلے پھر تو قران و برق و چالاک بھی
سردارون سے یہ کہکر اُنسے جدا ہوئے کہ اُستاد گئے ہین نہ معلوم کیا بلا نازل ہو ہم بھی جاتے ہین آپ لوگ
لشکر کو تشریف لیجائیے وہ سردار مجبور ہو کے یہ عیار بھی طرف اُس لشکر کے روانہ ہوئے سردار طرف اپنے
لشکر کے راوی نے بیان کیا ہی کہ یہان لشکر اسلام مین بادشاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہین کہ بادشاہ
نے صاحبقران سے فرمایا کہ آج دو دن سے نہ خواجہ کا نشان ہی نہ چالاک نہ برق کا پتہ ہی کچھ حال
نہین معلوم کہ یہ لوگ کہان گئے ہین صاحبقران نے جواب دیا کہ کہین برائے تلاش سرداران گئے
ہونگے اب وہ لوگ ضرور تلاش کر کے لائینگے یہی ذکر ہو رہا ہی کہ ہرکارے حاضر دربار ہوے
مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور عرض کیا کہ مبارک ہو سب سردار رہا ہو کر طرف دربار کے تشریف لاتے
ہین کیونکہ داخل لشکر ہو چکے ہین یہ جو اُن ہرکارون نے عرض کیا بادشاہ نے یہ سُنکے حکم دیا کہ سردار
برائے استقبال جائین بس چند سردار باجازت بادشاہ برائے استقبال چلے بارگاہ سے باہر آئے اپنی اپنی سواری پر
سوار ہو کر چلے نصف لشکر طی کیا تھا کہ وہ لوگ نظر آئے باہم صاحب سلامت ہوئی مزاج پرسی کی اُن سب کو
ہمراہ لیکر داخل بارگاہ ہوئے سب نے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا ہر ایک نے بادشاہ و صاحبقران کی قدمبوسی
حاصل کی بادشاہ و صاحبقران نے سب کو گلے سے لگایا ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھا بادشاہ نے
دریافت کیا کہ کیونکر رہا ہوئے انھون نے خواجہ کی عیاری کا ذکر کیا بادشاہ و صاحبقران بہت خوش ہوے
کہ خواجہ نے بڑی عمدہ عیاری کی دریافت کیا کہ خواجہ کہان ہین انھون نے عرض کیا کہ لشکر کو آتے تھے راہ مین ایک لشکر ملا

اگر ہم سب سے کہا کہ آپ لوگ لشکر کو جائین مین کچھ اس لشکر سے جو کہ سامنے آ پڑا ہوا ہی حاصل کرون تب لاکہ لاکر
کہا کہ آپ لشکر کو چلین مگر خواجہ نے نہ سنا اٹھ بیٹھا لیکن اسکے بعد برق و چالاک و قران بھی چلے گئے یہ لوگ
دو معرکو چلے آئے یہ واقعہ ہر بادشاہ و صاحبقران نے فرمایا کہ ہان وہ تو طامع ہین انکی طمع سے نے تو
پریشان کیا ہی مثل اپنے باپ و دادا کی طمع کرتے ہین یہ فرما کر خاموش ہو رہے ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب
سب سردار آگئے اور صاحبقران کو معلوم ہوا کہ رعد و جاد و سب کو بذریعہ سحر کے اسیر کر لیگیا تھا خواجہ نے
جا کر قتل کیا بہت بڑی خوشی ہوئی اب جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آج زمانہ مہلت آفاق جاد و بھی تمام ہوا
بادشاہ سے فرمایا کہ دیکھیے اب کب آفاق مقابلہ کرتا ہی اسکا بھی قصہ تمام ہو تو شاید ہمکند سے مقابلہ ہو
یہ فرما کر خاموش ہو رہے بادشاہ نے دربار برخاست کیا ان دونون لشکرون کو اس فکر مین رکھا جاتا ہی کہ
آفاق تو اس فکر مین ہی کہ مین کل طبل جنگ بجواؤن صاحبقران کو طبل جنگ کا انتظار ہی اس قصہ کو تو
اس مقام پر رکھا جاتا ہی آئندہ بیان ہوگا اب طرف خواجہ کے عنان قلم کو پھیرتا ہون

تتمہ حال خواجہ و چالاک و برق کا شجر پر ہوتا ہی اور اس لشکر کا

راوی نے بیان کیا ہی کہ برق وغیرہ جو سردارون سے جدا ہو کے صورتین تبدیل کر کے اس لشکر مین داخل
ہوئے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر ملکہ گوہر روشن تن کا ہی کہ وہ براے کمک ہمکند جاد و
کے لشکر کے جاتی ہی اسنے اس مقام پر قیام کیا ہی لشکر اترا ہی و سامنے بارگاہ ملکہ کی برپا ہی برق نے چالاک
سے کہا کہ بھائی اسپر عیاری کرو اگر بن پڑے تو اسکو ہمکند تک جانے ہی نہ دو راہ مین اسکو گرفتار کر لو
یا قتل کرو چالاک نے کہا کہ اچھا بس دونون یہ صلاح کر کے لشکر کے باہر آئے یہان لشکر اترا ہوا ہی
ملکہ بارگاہ مین بیٹھی ہوئی ہی اسکے سب سردار حاضر ہین کہ ملکہ نے کہا کہ اے سرداران من اب کی منزل شہر ہمکند رہ
باقی رہا ہی انھون نے عرض کیا کہ دو منزل ہی ملکہ نے کہا کہ نہ معلوم لشکر اسلام سے مقابلہ ہوا یا نہین کوئی
تابعین بادشاہ سے بادشاہ کی کمک کو آیا یا نہین انھون نے عرض کیا کہ تیسرا نامہ جو آپکے نام آیا تھا اسمین
بہت تاکید تحریر تھی اور یہ بھی تحریر تھا کہ لشکر اسلام قریب آگیا ہی ضرور کوئی نہ کوئی مقابلہ ہوا ہوگا جیسے کہ
آپکے نام تاکیدی نامہ آیا تھا اسی طور سے سبکے نام گیا ہوگا بہت سے بادشاہ اطراف و جوانب کے کمک کو
گئے ہونگے ملکہ نے کہا کہ سچ کہتے ہو خیر دیکھا جائیگا آج تو یہان قیام کرو کیونکہ کئی روز برابر ہو گئے ہین
کہ ہم چلے آتے ہین کہین قیام نہین کیا ہی راوی تحریر کرتا ہی کہ جب سے ملکہ چلی ہی اسنے کسی مقام پر قیام
نہین کیا ہی آج اس صحرا مین آکر قیام کیا ہی یہ ملکہ بہت خوبصورت ہی اسکا وزیر الطاف جاد و بڑا زبردست
ساحر ہی اسکی دختر جمال آرا اسکی وزیر ہی اور ہمساز و ہمراز ہی یہ ملکہ نازنین ادا ہی حسن و جمال مین اپنا مثل و نظیر نہین
رکھتی ہی اسکا سحر بڑے غضب کا ہی کوئی اسکے سحر سے بچ نہین سکتا ہی غرض بیٹھی ہوئی تھی اپنی بارگاہ مین کہ لشکر
مین غل ہوا کہ دو جوگی کسی طرف سے لشکر مین آگئے ہین بڑے کامل معلوم ہوتے ہین بس یہ خبر ملکہ کو پہنچی اسنے
کہا کہ ان جوگیون کو میرے پاس لاؤ مین بھی ذرا دیکھون یہ سنکے ایک چوبدار چلا باہر بارگاہ سے آیا
تھا کہ دیکھا کہ وہ جوگی اسی طرف سے چلے آتے ہین اس چوبدار نے بڑھکر ان سے کہا کہ آپکو ہماری ملکہ نے
یاد کیا ہی انھون نے جواب دیا کہ تمھاری ملکہ کون ہی جو ہمکو یاد کیا ہی ملکہ کیا چیز ہی ہم لوگ آزاد ہین ہمکو بادشاہون سے
کیا کام ہم لوگ فقیر ہین اور اسکو کیونکر معلوم ہوا کہ ہم لشکر مین آئے ہین اسنے کہا کہ اسکو لوگون کی زبانی معلوم
ہوا اسنے طلب کیا ہی وہ بہت بڑی سخی ہی اور جب آپ لشکر مین آئے ہین تو کیا ہرج ہی کہ بادشاہ

لشکر سے نہ ملاقات فرمائیے یہ جو جو بیدار سے کہا وہ جوگی اسکے ہمراہ بارگاہ مین آئے ملکہ کو مجرا کیا ملکہ نے
بڑے اعزاز سے انکو اپنے قریب بلا کر بٹھایا مزاج پوچھا کہ آپکا اسم مبارک کیا ہی انھون نے جواب دیا کہ ہمکو تو سب
جوگی یا زندہ کہتے ہین ہم دونون کا ایک ہی نام ہی ہم اس صحرا کے رہنے والے ہین یہ صحرا ہمارے قبضے مین ہی
یہان آجتک کوئی نہین آیا آپکا آنا کدھر سے ہوا انھون نے جو یہ کہا ملکہ نے کہا کہ مین اپنے ملک سے
آئی ہون اور یہ اسکے ملک سمندر شاہ جاتی ہون کیونکہ اسپر لشکر اسلام نے چڑھائی کی ہی سمندر شاہ نے
نامہ تحریر کیا تھا ہمکو طلب کیا تھا مین اسی نامہ کے بموجب جاتی ہون انھون نے جواب دیا کہ ای ملکہ ہم تمکو خبر
دیتے ہین اور آگاہ کرتے ہین کہ رات کو ہمارے خواب مین یوسف و موسی خداوند تشریف لائے تھے اور اکثر لاتے
ہین انھون نے ہمسے فرمایا تھا کہ تم دونون بھائی آگاہ ہو کہ شہر سمندر سے تباہ ہوگا سمندر بچا ہوا مارا جائیگا
اور جو اسکی کمک کریگا وہ بھی تباہ ہوگا کیونکہ اسکے اقبال کا زمانہ برطرف ہوگیا ہی ادبار آگیا ہی دوسرے
وہ مغرور بھی ہوگیا ہی کسی کو اپنے برابر نہین جانتا ہی علاوہ ازین اسکو یہ خیال ہی کہ مین لشکر اسلام پر فتح پاؤنگا
یہ امر محال ہی جو اسکی کمک کریگا مثل اسکے ذلیل و خوار ہوگا یہ بھی فرمایا تھا کہ ستونزہ سرکوہ کے حاکم نے اسکی کمک
کی تھی اور لشکر اسلام کے چند سردارون کو اسیر کر لیگیا تھا وہ ابھی کل کا ذکر ہی کہ عیارون کے ہاتھ سے کتے کی
موت مارا گیا سمندر کو خبر بھی نہوئی سب سردار چھوٹ گئے زہرہ کوہ برباد ہوگیا عیارونکا کیا کسی نے بنا لیا
علاوہ اسکے قسیم وقت برا سے مقابلہ لشکر اسلام گئے تھے آخرکو اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے یہ جنگ شاہوہ
ہوئی سمندر اس مقام پر موجود تھا اسنے جو دیکھا کہ جنگ ہو رہی ہی اپنے سردارون کو لیکر چلا اس لشکر کی
کمک تک نہ کی خیال تھا کہ ہم تمکو آگاہ کرتے ہین کہ کل پیچ کو اس صحرا مین ایک لشکر آویگا اسکی حاکم کوئی عورت
ہوگی وہ بھی سمندر کی کمک کو جاتی ہی تم اسکے پاس جانا اسکو اس حال سے آگاہ کرنا کہ تجکو لازم ہی کہ تو نہ جا
آئندہ تجکو اختیار ہی اگر جائیگی تو تیری بھی وہی حالت ہوگی ای ملکہ ہم اسی سبب سے تیرے لشکر مین آئے
جب صبح کو ہماری آنکھ کھلی ہمکو معلوم ہوا کہ لشکر آپکا آتا ہی بس ہم آئے ای ملکہ یہ بات ہی جو ہمنے تمسے بیان کی
ہمکو جو حکم خداوند کا ہوا وہ تمسے عرض کر دیا تمکو اپنے فعل کا اختیار ہی کو کیا ملکہ نے کہا کہ مین جانتی ہون
کہ آپ لوگ بہت قرب بارگاہ رکھتے ہین آپکے پاس جو خداوند آتے ہین انھون نے جواب دیا کہ ہم ہر روز خداوندون
کی نذر دلاتے ہین انکی نذر کا موہن بھوگ کہلاتے ہین اسی پر بسر اوقات ہوتا ہی اسکے سبب سے ہمکو رزق
ملتا ہی ملکہ نے کہا کہ اگر انکی نذر کا وہی بھوگ ہو تو ہمکو دو کہ وہ باعث برکت ہی انھون نے
جواب دیا کہ ای ملکہ ہمارے پاس اسوقت نہین ہی مگر منگائے دیتے ہین یہ کہکر آنکھین بند کیا اپنی
آستین مین ہاتھ ڈالا تھوڑے عرصہ کے بعد ایک چھوٹی سی تشتری نکالی کہ اسمین حلوا تھا ملکہ کو دیا
یہ جو کرامت دیکھی سب اہل دربار دنگ ہوگئے اور یقین ہوا کہ ضرور یہ کاملین سے ہین ملکہ نے
وہ حلوا لیکر قصد کیا کہ کھاوے سب نے عرض کیا کہ ملکہ ہمکو بھی مرحمت فرمائیگا کیونکہ یہ باعث برکت ہی
ملکہ نے کہا کہ اچھا یہ کہکر قصد کیا تھا کہ ایک مرتبہ زمین شق ہوئی اور ایک پتلی پیدا ہوئی اسنے کہا کہ
ای ملکہ ہوشیار ہو جاؤ یہ جوگی نہین ہین ایک ان مین قران ہی اور دوسرا چالاک ہی یہ دونون
عیار ہین لشکر اسلام کے غضب کیا تھا کہ ملکہ نے دیکھو کیا کیا تھا یہ جو ملکہ نے سنا بس اسی تشتری کو تو
ہاتھ سے پھینکدیا جب تک ملکہ تحریر کرین کہ چالاک و قران جست کرکے بھاگے اور ملازمون نے
ملکے اور وہ ان سے جست کرکے باہر بارگاہ سے آئے اور بھاگے اور صحرا مین آکر اس مقام پر
پہنچے کہ جہان سے چلے تھے راوی نے بیان کیا ہی کہ جب برق و چالاک باہم صلاح کرکے

صحرا مین گئے تھے وہان قران سے ملاقات ہوئی تھی اُنسے کہا کہ بھائی ہم لشکر مین گئے تھے تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر سمندر کی مدد کو جاتا ہے تو بھائی ہم یہ صلاح کرکے آئے ہین کہ عیاری کرین قران سے کہا کہ اچھا ہم بھی عیاری کرتے ہین چالاک نے کہا کہ مین آپکے ہمراہ ہون بس یہ دونون جوگی بنکر چلے تھے برق یہان ٹھہر گیا اُسنے بعد انکے جانے کے جو دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے اُسکے درے مین سے دیکھا کہ وہ درہ پُر بہار ہے بس برق نے اُن سب درختون پر بیہوشی ملی اور اپنی ناک مین روئی رفع بیہوشی کی رکھ لی تھی اب اسنے تدبیر کی تھی کہ مین بھی عیاری کرون کہ ادہر سے چالاک و قران آکر پہونچے برق نے پوچھا عیاری کر آئے کیا ہوا انھون نے ساری حالت بیان کی کہا کہ وہ بہت ہوشیار ہے بس اُسنے گرفتار کر لیا تھا کہ ہم بھاگے ورنہ گرفتار ہو جاتے برق نے کہا کہ بھائی مین عیاری کرتا ہون تم دونون صاحب اس مقام پر ٹھہرو قران نے کہا کہ مین جاتا ہون تم جاؤ اور چالاک برق نے کہا کہ اچھا آپ تشریف لیجائیں ہم اور چالاک سمجھ لینگے قران تو چلے گئے برق نے کہا کہ بھائی چالاک تم یہان بنکر بیٹھو مین جاتا ہون اور مین پڑا تو اُسکو اس مقام پر لاتا ہون چالاک نے کہا اچھا برق نے کہا کہ یہان مین نے تمام گلون پر عطر بیہوشی مل دیا ہے اپنی تدبیر کرو چالاک نے کہا کہ اچھا تب برق چلا برق نے اپنی صورت ایک نازنین کی سی بنائی تمامی کا لہنگا پہنا ایک ٹوکری مین چند قسم کی ترکاریان تھا ئین ایک گلدستہ پھولونکا تیار کیا اُسکو لیکر طرف لشکر کے چلی مہندی پاؤن تک جڑاؤ زیور پہنے ہوے تھی چھم چھم کرتی ہوئی چلی آڑا دوپٹہ پڑا ہوا عجب انداز سے چال پامال کرتی ہوئی جو کہ اُس لشکر مین مرد تھے وہ اُسکو دیکھکر کہنے لگے کہ اری مالن ذرا ہماری طرف دیکھ لے ذرا ہمکو سرفراز کر اپنے وصل سے شاد کر کیا انداز ہے عجب کرشمہ و ناز ہے کسی کو تاؤ دکھا دیتی ہے کسی کو جوتا کبھی اس انداز سے دوپٹہ سینے پر سے ہٹا دیتی ہے کہ جوبن نظر آنے لگتا ہے بس وہ مالن اس انداز سے داخل بارگاہ ہوئی ملکہ کو جاکر سلام کیا ملکہ نے کہا کہ تو کون ہے اُسنے عرض کیا کہ اس صحرا کے قریب باغ ہے مین اُسمین رہتی ہون میرا طریقہ یہ ہے کہ جو کوئی لشکر اس مقام پر آکر فروکش ہوتا ہے مین اُس لشکر کے بادشاہ کو آکر نذر دیتی ہون اور اپنے باغ مین لیجاتی ہون وہ جو کچھ مجکو دیتا ہے اُسمین بسر اوقات کرتی ہون ایک مین ہون اور ایک میرا بڈھا باپ ہے وہ ایسا ضعیف ہے کہ چل نہین سکتا ہے بس مین ہی فکر معاش کرتی ہون لہذا مین آپکی خدمت مین حاضر ہوئی ہون اور امیدوار ہون کہ میری دعوت قبول فرمائیے مجکو سرفراز فرمائیے ملکہ سے اُس مالن نے اس طور سے کہا کہ ملکہ کو اُسکے حال پر رحم آگیا اور کہنے لگی کہ اچھا تو ٹھہر جا مین چلتی ہون یہ کہکر اٹھی اور اُس مالن کے ہمراہ چلی اور سردارون نے قصد کیا کہ ہم بھی چلین کہ ملکہ نے اشارے سے منع کیا کہ کیا ضرورت ہے کیونکہ یہ غریب معلوم ہوتی ہے کیا ضرور ہے کہ اسقدر بار ڈالا جائے ملکہ کے کہنے سے سب سردار اپنے مقام پر ٹھہر گئے ملکہ ہمراہ اُس مالن کے چلی یہان تک کہ اپنے لشکر کو طے کرکے اُس طرف روانہ ہوئی کہ جدھر وہ مالن چلی تھی یہان تک کہ راہ طے کرکے اُس درہ کوہ کے قریب آئی اُس مالن نے ملکہ سے کہا کہ ملکہ تشریف لے چلیے اسی درے مین وہ باغ ہے ملکہ بیخوف داخل درہ ہوئی اُسکے عقب مین وہ مالن تھی ملکہ نے دیکھا کہ وہ درہ پُر بہار ہے ہر قسم کے گلون کے درخت لگے ہوے ہین اور شجر ثمر دار بہت سے لگے ہوے ہین ملکہ کو وہ مقام بہت پسند آیا ہر قسم کے گلون کی خوشبو آرہی تھی ملکہ سیر کرتی باغ مین پہونچی وہ مالن سیر کراتی تھی ہر طرف اُسکو لیے ہوے پھر رہی

تھی ایک مقام پر جو ملکہ پہونچی ملکہ نے دیکھا ایک مرد پیر ایک درخت کے نیچے ایک بانس کے پلنگ پر
لیٹا ہوا ہی اسنے آواز دی کہ اٹھو ملکہ عالم تشریف لائی ہین کہ وہ مرد پیر بہت دقت سے اٹھا
اتنی حرکت مین اسکی سانس پھول گئی ملکہ کو اسپر رحم آیا کہا کہ تم لیٹ جاؤ بس کافی ہی وہ دعا دیکر
لیٹ رہا اب مالن ملکہ کو اُس مقام پر لائی کہ جو مقام اسنے درست کیا تھا جیسے ملکہ پہونچی اسکے
دماغ مین گلون کی خوشبو پہونچی اسکے ساتھ بیہوشی کی بھی خوشبو پہونچی ایک مرتبہ اسکو چھینک آئی اور
بیہوش ہو کر گری اسکا گرنا تھا کہ برق نے نعرہ کیا ستمبر برق نمائی اسکے نعرے کی صدا اسکے چالاک
بھی دوڑا کہ معلوم ہوتا ہی برق نے اسکو بیہوش کیا اسقدر جلد پہونچا تھا کہ برق اسکو اٹھانے
نہ پایا تھا کہ یہ بھی پہونچا برق نے کہا کہ ای چالاک اسکو قتل کر دیجیئے چالاک نے کہا کہ یہ عورت
بہت خوبصورت ہی اسکو گرفتار کرکے لشکر مین لیچلو شاید مسلمان ہو جائے برق نے کہا کہ اچھا بس
برق و چالاک نے قصد کیا تھا کہ پشتارہ باندھین کہ زمین شق ہوئی اُس سے ایک پتلی
پیدا ہوئی اُسنے مجھو برق اور چالاک پر مارا کہ یہ دونون سے خود ہی گر زمین پر گرے اور اُس پتلی
نے ایک پچکاری اسکے ہاتھ مین تھی اسکے منھ پر ماری کہ ملکہ کو ہوش آیا اُس پتلی نے کہا کہ
ملکہ تمنے بڑا دھوکا کھایا کوئی یون بدون دریافت حال چلا آتا ہی ای ملکہ یہ دونون عیار ہین ایک
انمین برق ہی اور دوسرا ایک چالاک جو کہ جوگی بنکر گیا تھا وہ ہی انھون نے یہان یہ تدبیر کی تھی کہ
درختون پر بیہوشی ملی تھی اسکے سبب سے تم بیہوش ہوگئین تھین ملکہ کو ہوش آگیا تھا ملکہ نے
اٹھکر سحر کیا یہ دونون عیار گرفتار سحر ہوئے بس وہ پتلی غائب ہوگئی ملکہ نے تخت سحر بنایا اُسپر
اُن عیارون کو ڈالا اور تخت سحر اڑا کر چلی اُس دریے سے نکلی اسنے قصد کیا اپنے لشکر کا چلی
جاتی تھی کہ اسنے دیکھا کہ ایک جوگی ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے ہین اُنکی یہ صورت ہی کہ تمام جسم مین
سانپ لپٹے ہوئے ہین ایک بیراگی روبرو رکھی ہوئی ہی اور جھولی کاندھے پر پڑی ہوئی ہی کہ ہر طرح
رنگ بدلتے ہین کبھی غائب ہو جاتے ہین کبھی پھر ظاہر ہوتے ہین یہ حالت ہی یہ جو ملکہ نے دیکھا اسنے
خیال کیا کہ ضرور یہ کامل اور برگزیدہ ہین یا تو یہ تخت اڑاے چلی جاتی تھی یا زمین پر سے تخت سے اتری
اور روبرو اُس جوگی کے جاکر ادب سے کھڑی ہوئی کہ اُن جوگی نے سر اٹھا کر دیکھا اسنے جھک کر
سلام کیا انھون نے بڑے غرور سے جواب دیا کہ بچی اچھی رہو اقبال ترقی پر رہو دشمن تیرے پائمال
ہون یہ کہکر پھر اپنا سر جھکا لیا یہ کھڑی رہی تھوڑے عرصے کے بعد پھر سر اٹھا کر دیکھا کہ وہ کھڑی
ہوئی ہی کہا کہ ای بچہ تو اپنے کام کو جا بیکار یہان کھڑی ہی کوئی تماشہ تو ہی نہین کہ دیکھ رہی ہی ملکہ
نے کہا جی نہین مین آپکی خدمت کو بہتر جانتی ہون مین یہ چاہتی ہون کہ آپ میرے لیے دعا
فرمائیے کہ میری عمر مین ترقی ہو اسنے اتنے عرصے مین دیکھا کہ جوگی صاحب کئی مرتبہ تو غائب
ہوگئے اور ظاہر ہوے اور ہزارون قسم کے رنگ بدلے اسکو اور زیادہ اُنکا اعتقاد ہوا کیونکہ
یہ لوگ تو ایسے لوگون کے مرید ہوتے ہین اب کب یہ وہان سے جاتی ہی جب یہ ملکہ نے کہا کہ
آپ میرے لیئے دعا فرمائیے کہ میری عمر مین ترقی ہو اُس جوگی نے کہا کہ ای بچہ یہ تیرا صرف خیال ہی
خیال ہی مین کیا جانون اور نہ مین صاحب کمال ہون جا اپنے مقام پر میرے اوقات مین ہرج ہوتا
ہی اسنے یہ سنکے جوگی کے روبرو ہاتھ جوڑے اور کہا آپکو واسطہ خداوندون کا میرے لیئے دعا
فرمائیے جوگی صاحب نے کہا کہ اچھا بیٹھ جا دیکھا جائیگا مین اتنے خداوندون کی خدمت مین جاتا

ہون اور ابھی آتا ہون یہ کہکر غائب ہوگئے اسکو اور اعتقاد ہوا اتنے میں یہ اُسی مقام پر بیٹھی ہوئی ہو تخت زمین پر
رکھا ہوا ہو اسیر وہ دونون عیار برق وچالاک پڑے ہوے ہین مگر بیہوش ہین کہ تھوڑی دیر کے بعد
وہ جوگی ظاہر ہوے اب جو اُسنے دیکھا تو اور صورت ہو اور شکل ہی اور ہو پہلے تو مرد پیر تھے اب جوان ہوگئے
ہین یہ حیران ہوئی اُسنے جو یہ دیکھا ملکہ نے کہا کہ آپ خداوند کی خدمت مین ہو آئے کہا کہ ہان تیرے واسطے
بھی کہا انھون نے تیری بہت تعریف فرمائی اور فرمایا کہ اُسکی بہت بڑی عمر ہی اور ہم اُسپر بہت مہربان ہین
یہ اونکی ہی مہربانی ہو کہ اُسکے ہاتھ سے عیاران اسلام کو گرفتار کردیا انھون نے عیاری کی تھی ہمنے اُسے خبردار
کردیا ورنہ وہ قتل کرڈالتے اگر عمر اُسکی زیادہ نہوتی یہ امر بہ فکر ہوتا کیونکہ وہ بہت بڑی ہماری ماننے
والی ہو ہم اُس سے خود بھی الفت کرتے ہین ہماری مرضی یہ ہو کہ اُسکے جاہ وحشم کی ترقی ہو بلکہ ساری دنیا پر
حکومت کرے یہ خداوندون نے تیرے لیے مجھ سے فرمایا ہو اُسنے یہ سنکے کہا کہ مین امیدوار ہون
کہ آپ جب خدمت خداوند مین تشریف لیجائیے گا تو پھر میرے لیے اُنکی خدمت مین یہ میری طرف
سے عرض فرمائیے گا کہ میری یہ آرزو ہو کہ آپ میری عمر مین ترقی فرمائین اور میرے حشم کو زیادہ
فرمائین اور یہ طریقہ اور یہ قوت عطا فرمائین کہ مین اسی سن پر رہون جوگی نے کہا کہ اچھا اُسکے بعد
جوگی نے فرمایا کہ ای ملکہ یہ عیار تیرے ہاتھ کیونکر لگے یہ تو بڑے ظالم ہین خداوند انکے اسیر ہونے
سے اور زیادہ تجھ سے خوش ہوے ہین مجکو یقین ہو کہ مین جب عرض کرونگا اس خوشی سے جو کچھ
ہین وہ جو تیری خواہش ہو وہ پوری کرین ملکہ نے یہ سنکے کہا کہ ای جوگی صاحب بڑا غضب ہوا تھا
مگر مین اپنا بندوبست کرچکی تھی دوسرے خداوندون کی عنایت تھی ورنہ مین گرفتار ہو جاتی یہ کہکر پہلے عیاری
کرنا اور پتلی کا نکلکر خبردار کرنا دونون عیارون کا بھاگ جانا اُسکے بعد مالن کا آنا اپنا اُسکے ساتھ باغ کی
سیر کو جانا وہان اپنا بیہوش ہونا نکلکر پتلی کا ہوشیار کرنا اور عیارون کو گرفتار کرنا اپنا اسیر کرکے
لیکر روانہ ہونا بیان کیا جوگی صاحب نے یہ سنکے کہا کہ دراصل یہ لوگ بڑے غضب کے ہین کس کس
طور سے چاہتے ہین کہ ہم اپنا کام کرین مجکو انکے نام معلوم ہین ملکہ نے کہا کہ جی ہان پتلی نے نام بتائے تھے
مین فراموش کرگئی ہون یہ اُسنے اس خیال سے کہا کہ اگر یہ کامل ہونگے تو انھون نے اپنے علم کے
ذریعہ سے نام دریافت کرلیے ہونگے اگر یہ بھی کوئی مکار ہوگا تو نہ بتا سکے گا یہ خیال کرکے اپنے دل مین
کہا کہ مین نام فراموش کرگئی ہون اُسوقت اُس جوگی نے کہا کہ اسمین ایک کا نام برق ہو اور
برق کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ برق ہو اور وہ چالاک ہو اتنا اسکو یقین کلی ہوگیا ملکہ
نے ہاتھ جوڑکر کہا کہ آپ میرے لشکر مین تشریف لیچلیں اُس صحرا مین تو آپکو ہر طرح کی تکلیف
ہوتی ہوگی اول تو دھوپ مین زحمت ہوتی ہوگی کیونکہ کوئی مقام سایہ دار نہین ہو کہ جہان آپ
بیٹھکر دھوپ کی زحمت سے بچیے یا جب بارش ہو یا رات کی اوس سے محفوظ رہیے یہ جو
ملکہ نے کہا جوگی صاحب نے جواب دیا کہ مین تیرے لشکر مین نہین جاسکتا ہون کیونکہ مین نے
دنیا کو ترک کیا ہو اہل دنیا سے نفرت ہو کیونکہ یہ بندۂ زر ہین یہ سب لوگ مال و دولت کے
بندے ہوتے ہین اسنے جہان تک ممکن ہو پرہیز کیا جائے دوسرے اہل دنیا مین رہکر عبادت
نہین ہوسکتی ہو اس سبب سے مین نے صحرا مین رہنا اختیار کیا ہو تا کہ عبادت کرون جب
برسون محنت کی ہو تب یہ حاصل ہوا ہو اور یہ جو تو نے کہا کہ آپکو دھوپ سے اور بارش سے
اور اوس سے زحمت ہوتی ہوگی یہ تیرا خیال بہت درست ہو مگر مین نے خداوندون کی

اسقدر خدمت کی ہی اور اُنکی عبادت مین مشغول رہی کہ یہ مرتبہ ہم پہونچا ہی کہ میرے لئے
بہشت سے مکان آجاتا ہی جب بارش ہوتی ہی یا دھوپ زیادہ ہوتی ہی اور شب کو بھی آجاتا ہی
یا جس چیز کی ضرورت ہوتی مین طلب کرون مین نے وہ میوے بہشت کے کھائے ہین کہ مجھکو
کسی امر کی ضرورت نہین ہی نہ مجھکو بھوک معلوم ہوتی ہی نہ پیاس مین ہمیشہ اسی مقام پر رہتا
ہون میرے لیے خود بخود شب کو مکان بہشت سے آجاتا ہی مکان نہ کہنا چاہیے ایک مختصر سا
خیمہ ہی شب بھر اسی مین بسر کرتا ہون جب صبح ہوتی ہی وہ غائب ہو جاتا ہی یہ جو ملکہ نے سنا کہا کہ
جوگی صاحب مین امیدوار ہون کہ مجھکو بھی وہ خیمہ دکھا دیجیے مین بھی دیکھون کہ بہشت کے کیسے
خیمے ہوتے ہین اور یہ آرزو ہی کہ بہشت کے میوے کا کیا مزہ ہوتا ہی آپکی مرحمت سے یہ بھی مین
دیکھونگی جوگی نے کہا کہ تیری بھی یہ لیاقت ہی کہ تو جنت کے خیمے دیکھے اور میوے کی خواہش
کرے اب ایسا کلام میرے روبرو نہ کہنا ورنہ مین تیرے لیے بددعا کرونگا یہ جو جوگی نے
کہا ملکہ کانپ گئی مگر ہاتھ جوڑکر کہا کہ ابکی مرتبہ میری آرزو پوری فرمائیے پھر کبھی ایسی آرزو
نہ کرونگی جوگی نے کہا کہ مین کہان اور تو کہان جو اب پھر ایسی خواہش کرے بس میرے
پاس سے چلی جا اسنے عذر کرنا شروع کیا اور ہاتھ جوڑنے لگی اسقدر عاجز کیا کہ آن جوگی نے
کہا کہ خیر یہ سبب ہی کہ تو خداوندون کی پیاری ہی اور وہ بھی تجھسے محبت کرتے ہین یہ فرماتے تھے
کہ اگر ملکہ یہ خواہش کرے کہ مین نہ مرون یا اور جس امر کی خواہش کرے ہم اسکو اسقدر چاہتے
ہین کہ اگر وہ یہ کہے کہ ہمکو بہشت مین طلب کرکے پھر واپس فرمائیے تو ہم یہ بھی اسکی خواہش
پوری کرین جب خداوندون کی یہ حالت ہو تو مین کیونکر نہ تیری خواہش پوری کرون یہ کہکر ایک
مرتبہ اپنی پشت کی طرف ہاتھ لے گئے اور پھر ہاتھ لے آئے اب کوکب نے دیکھا کہ ایک چھتری
سی جوگی صاحب کے ہاتھ مین ہی بس اسکو جوگی صاحب نے سر پر لگا لیا اب وہ دراز ہو کر ایک خیمہ
کے طریقے پر ہو گئی اسمین ایک پلنگ بچھا ہوا تھا ایک تخت اور سب سامان ضروری تھا جوگی
صاحب اسکے اندر بیٹھے ہوئے ہین کوکب نے قصد کیا کہ مین بھی جاؤن جوگی نے منع کیا کہ تم نہ آنا
کیونکہ تم اہل دنیا سے ہو تمنے وہ عبادت نہین کی ہی کہ جو اس مقام پر آنے کے لائق ہو یہ صرف
تمھاری خاطر تھی جو مین نے بہشت سے اسکو طلب کیا ہان یہ تیری خواہش پوری کرتا ہون کہ
تجکو بہشت کے میوے کھانے کو دیتا ہون یہ کہکر اس خیمہ کے ایک طرف سے ہاتھ بڑھا کر ایک
طبق اٹھایا اور ملکہ سے کہا کہ آئیے ان عیارون پر سے اپنا سحر اتار دیجیے اور میرے حوالے کیجیے
تاکہ مین انکو خداوندون کی خدمت مین پہونچا دون شاید تو لیکر جائے راہ مین کوئی افتاد
پڑے جیسے ادھر دیر پڑی اور وہ مارا گیا کیونکہ اشخاص بہشت سے سردار گرفتار کرلیے تھے یہ جو جوگی
نے کہا ملکہ نے ان عیارون پر سے سحر اتار کر کہا کہ یہ حاضر ہین بس اٹھا کر ایک کو دیا جوگی نے
اسکو اٹھا کر اپنی پشت کی طرف رکھا دوسرے کو دیا اسکو بھی اسی طور سے رکھا اب جو ملکہ نے
دیکھا تو دونون عیار غائب تھے ملکہ کو اور یقین ہوا بس جوگی نے وہ طبق ملکہ کو دیا کہ یہ بہشت
کے میوے ہین انکو کھالے بس ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر وہ طبق لیا اور قصد کیا کچھ کھاؤن جوگی دیکھ
رہے ہین کہ زمین شق ہوئی اس سے پتلی پیدا ہوئی ابھی پتلی نے کچھ کہا نہ تھا کہ جوگی نے کچھ اٹھا کر
مارا کہ وہ پتلی اور کوکب دونون اسمین مبتلا ہوئے اور جھٹکا دیا کہ وہ پتلی چلانے لگی ملکہ مجکو بھی

اور اپنی بھی خبر لو ارے ظالم گرفتار کیے لیے جاتا ہے بڑا غضب ہوا کہ میں جال میں پھنس گئی اودھر
کوکبہ نے لاکھوں تدبیر کی کچھ نہ بن پڑا وہ پتلی جدا چلاتی رہی ملکہ الگ سحر کرتی رہی ذرا بھی کام نہ آیا
اتنا تو پتلی نے کہا کہ ملکہ تمنے بڑا دھوکا کھایا اپنے ساتھ مجھکو بھی اسیر کرا دیا یہ جوگی نہ تھا بڑا عیار زبردست
ہے سب عیاروں کا استاد ہے یہ وہ کہتی رہی ادھر اس جوگی نے کھینچکر ملکہ اور اس پتلی کو نذر زنبیل کیا
اور نعرہ کیا کہ منم شاہ عیاران عیار بیک طرار قاتل کفار یہ نعرہ سُن کے آن عیاروں کو زنبیل
سے نکالا اور کہا کہ کیا خراب آدمی ہو اگر عیاری نہیں آتی تھی تو عیاری کیوں کی تم لوگ عیاری
کرکے ہوشیار کر دیتے ہو اسی سبب سے میں تمسے الگ رہتا ہوں ابو برق تو بہت چالاک ہوا ہے
تونے تدبیر تو اچھی کی تھی مگر تو کیا کرے تو اس امر سے نہ واقف تھا کہ اسکا سحر اسکو خبر دیتا ہے برق
نے کہا کہ استاد میں نے اپنا کام کر لیا تھا مگر اسکے سحر نے نکلکر ہوشیار کر دیا میں مجبور رہ گیا ابھی
یہ سب اسی منڈھی میں ہیں چالاک سے کہا کہ استاد یہ تو فرمائیے کہ آپکو کیونکر خبر ہوئی خواجہ نے کہا
کہ میں جو سرداروں سے جدا ہوا لشکر میں پہونچا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ کوکبہ کا لشکر ہیرا سے
الگ سمندر جاتی ہے میں صورت بدل کر داخل بارگاہ ہوا بارگاہ میں جو گیا تو دیکھا کہ تخت خالی ہے
سب سردار بیٹھے ہوئے ہیں باہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ملکہ کو خداوند نے خوب سمجھایا کہ عیاروں سے ہشیاری
کی تھی مگر ملکہ کے سحر نے خبردار کیا مگر کیا غضب ہے کہ جب تک خبردار ہوں وہ غائب ہو گئے
ہمکو تو خوف ہے ملکہ جو مالن کے ہمراہ گئی ہیں کہیں ایسا نہو کہ کسی عیار نے عیاری کی ہو مالن کی صورت
بنکر آیا ہو اور اس بہانے سے ملکہ کو لے گیا ہو کہ چلکر میرے باغ کی سیر فرمائیے اور اسیر کیا ہو غضب سے
تو نہ فرمائیے یہ جو میں نے سُنا تو میں نے خیال کیا کہ راہ میں چلکر عیاری کروں میں جوگی بنکر یہاں
بیٹھا کہ وہ تمکو اسیر کیے ہوئے لیے آتی تھی مجھکو دیکھکر آنکھ پڑھی پڑھی اس نے تدبیریں کیں کہ
اسکو میرے جوگی ہونے کا یقین ہوا اسنے تمہاری عیاری کی حالت بیان کی اب مجھکو معلوم ہوا کہ اسنے
تدبیر کی ہے کہ اسکا سحر خبر دیتا ہے بس میں نے تدبیر کرکے منڈھی بنائی اور اس سے تمکو لیا اسکے لب بیہوشی کے
اسکو بیہوشی سے ملا کر دیئے کہ وہ کھا کر بیہوش ہو جاوے بس جب اسنے قصد کیا وہ ہی پتلی
پیدا ہوئی میں نے چال ایسی مارکر اسکو نذر زنبیل کیا یہ عیاری کی سب نے بہت تعریف کی خواجہ
نے کہا جاؤ اپنی راہ لو میں اسکو لیکر جاتا ہوں یہ سُنکے عیاروں نے کہا کہ خواجہ اسکو قتل فرمائیے
کہا کہ اسکے طریقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمان ہوگی خیر تم لوگ بھی کیا نہ کہو گے یہ کہکر اسکو زنبیل سے
نکالا اور اسکو باندھا وہ بیہوش ہوگئی تھی اس بہو رنگ سے کہ جب ہنسکر آتی تھی تو اسنے دبا سب
مار دیا تھا کہ بیخود ہو گئی تھی جب باندھ چکے اپنی صورت اصلی بنائی اور اسکو ہوشیار کیا
کوڑا ایک پکڑ کر کھڑے ہوئے اب جو اسکی آنکھ کھلی اپنے کو رسن سے بندھا ہوا پایا اور دیکھا کہ ایک
عجیب الخلقت آدمی کوڑا پکڑے ہوئے کھڑا ہے یہ دیکھکر اسکے ہوش جاتے رہے حیران ہوئی کہ یہ
کیا واقعہ ہے میں تو ابھی رہا تھی کیونکر اسیر ہوگئی اور یہ کون ہے آہ میں تو جوگی صاحب تھے وہ جوگی کیا ہوئے
دیکھا تو زبان وغیرہ قابو میں ہے اسنے قصد کیا کہ سحر کروں مگر سحر بالکل فراموش تھا ایک حرف
نہ یاد تھا ادھر خواجہ نے کہا کہ اے کوکبہ تو نے میرے خدا کی قدرت دیکھی اور اسکی شان اگر اپنی زندگی کی خواستگار
ہے تو دین اسلام قبول کر اور تصویر پرستی ترک کر اور میری شاگردی کر ورنہ میں تجھکو قتل کرتا ہوں
بلا اپنے خداوندوں کو کہ جنکی تو پرستش کرتی ہے کہ وہ آکر تیری کمک کریں اور تجھکو رہا کر دیں

یا سحر سے کام سے اُسنے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ مین تو ایک جوگی سے کلام کر رہی تھی اور اس منڈھی مین تو جوگی تھی وہ جوگی کیا ہوے خواجہ نے جواب دیا کہ وہ جوگی مین ہی تھا مین نے تجکو عیاری کرکے اسیر کر لیا بس اسی مین خیر ہے اور تیری زندگی ہے ورنہ یاد رکھ کہ مین تجکو قتل کرونگا تو میرے ہاتھ سے بچ نہین سکتی ہے مین عیار ہون لشکر اسلام کا میرا نام خواجہ ثالث ہے تیری پتلی نے تجکو بھی کام دیا وہ بھی میرے پاس قید ہے ای بلکہ یہ سب مذہب باطل ہین دین اصلی خداپرستی ہے دیکھو مین نے کیونکر تمکو اسیر کیا اور تم میرے قبضے مین ہو مین اگر چاہتا تو تمکو قتل کر ڈالتا تمکو خبر بھی نہوتی قتل کرکے اپنے لشکر کو چلا جاتا تیرے اہل لشکر کو خبر بھی نہوتی وہ لوگ تجکو تلاش کرتے کرتے پریشان ہوتے آخر کو واپس چلے جاتے تیری لاش کو زاغ و زغن کھاتے تجکو تیری جوانی پر رحم آیا خواجہ نے چند کلمے ایسے کہے کہ زنگ کفر اسکے آئینہ دل پر سے محو ہو گیا اُسنے کہا کہ خواجہ مجکو چھوڑ دو مین دین اسلام قبول کرتی ہون بس خواجہ نے اسکو فورًا کھول دیا وہ جست کرکے باہر آئی اور کہا کہ خواجہ تمنے بڑی نادانی کی کہ دشمن کے اتنے سے کہنے پر اسکو رہا کر دیا اب دین اسلام نہین قبول کرتی ہون دیکھون تم میرا کیا کر لیتے ہو یہ جو کہا وہ باہر منڈھی کے کھڑی ہوئی تھی خواجہ نے یہ سنکے کہا کہ ہان سچ کہتی ہو اس کہنے مین جو ہاتھ اُٹھایا پاؤن گھایا یون سے پانچ حباب چھوٹ کر اسکے منھ پر پڑے گو وہ باہر تھی مگر برابر اسکے کھڑی تھی حبابون کا پڑنا تھا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہوئی پھر خواجہ نے اسکو پکڑ کر اندر منڈھی کے لیا اور پھر باندھا اور ہوشیار کیا کہا کہ اگر تو ہزار مرتبہ اسکا اقرار کرے گی کہ مین دین اسلام قبول کرتی ہون اور پھر پھر جائیگی مین پھر تجکو اسی طور سے اسیر کرونگا اب بدون مسلمان کیے تجکو نہ چھوڑونگا اب جو کوکب نے دیکھا اپنے کو پھر گرفتار پایا جو کچھ اسکو شک تھا وہ بھی سب دفع ہو گیا یہ پہلے ہی مرتبہ قصد کر چکی تھی کہ دین اسلام برحق ہے در اصل میری تو کسی خداوند نے کمک نہ کی نہ سحر نے کچھ کام دیا مین اسکے قبضے مین تھی جب یہ چاہتا قتل کرتا اب چاہے قتل کرے بس یہ خیال کرکے خواجہ سے کہا کہ آپ رہا کر دین اب مین دغا نہ کرونگی مجکو یقین ہو گیا کہ آپکا دین برحق ہے آپ لوگ بڑے کامل ہین خواجہ نے اسکو چھوڑ دیا وہ دوڑ کر خواجہ کے قدمون پر گری خواجہ نے اسکو گلے سے لگایا اور کہا کہ ای ملکہ اگر دین اسلام کے طریقے سے واقف ہوگی اور کلمہ پڑھو گی تو سحر سے بالکل بیکار ہو جاؤ گی اُسنے کہا کہ خواجہ مین اگر سحر سے بیکار ہو گئی تو سمندر سے کون مقابلہ کریگا کیونکہ آپ لوگ سحر سے بالکل ناواقف ہین بس ساحرون اور غیر ساحرون کی لڑائی کیا خواجہ نے کہا کہ اچھا مطیع اسلام ہو اپنے لشکر کو بھی مطیع اسلام کر خداوندون کو کہ جنکو تم اپنا خدا جانتی ہو لعنت کر اور ساحری و تیشہ کو بہزار لعن سے یاد کر جب سمندر ہے کا فیصلہ ہو جائیگا اسوقت کلمہ پڑھنا ملکہ نے کہا کہ اچھا بس خواجہ نے اُس سے کہا کہ مین اسی مقام پر ٹھہرا ہون تم لشکر کو اپنے لیکر آؤ اور میرے ہمراہ میرے لشکر مین چلو یہ جو ملکہ نے خواجہ سے سنا اسیوقت خواجہ کو سلام کیا اور وعدہ کرکے گئی کہ مین ابھی آتی ہون مع لشکر آپ اطمینان رکھین یہان سے یہ تو قرار کرکے طرف اپنے لشکر کے سحر کرکے روانہ ہوئی ادھر بعد جانے اسکے خواجہ نے منڈھی نذر قندیل کی برق و ہلاک کے کہا کہ تمنے دیکھا کیونکر مین نے اسکو مطیع اسلام کیا انھون نے بہت تعریف کی اور کہا کہ سنا جاتا ہے اسی طور کی عیاری خواجہ اول و ثانی کرتے تھے یہ ہی جرأت انکی تھی ہم یہ حیران ہین کہ آپنے جو اسکو جانے دیا ہے اگر وہ پھر جاے اور نہ آئے تو آپ کیا کر سکتے ہین اتنی تو اسپر ہماری بھی نہو سکے گی کیونکہ وہ بہت ہوشیار ہو گئی ہے

یہ جو عیاروں نے کہا خواجہ نے جواب دیا کہ کیا کوئی میں ایسا نادان تھا کہ اسکو بدون اس امر کے یقین
کیے ہوئے جانے دیتا اسکی پیشانی سے نور اسلام ظاہر تھا مجھکو یقین ہو گیا کہ اب یہ نہ پھرے گی فرض کرو میں اگر
پھر بھی جائے تو پھر عیاری کرکے گرفتار کرونگا اسکی بھی یہ لیاقت ہے کہ وہ دھوکا نہ کھائے عیاروں نے
جواب دیا کہ یہ آپ ہی کا کام ہے کہ آپ ایسی عیاری کریں خواجہ نے کہا دیکھ لینا اب پھر گرفتار کرتا ہوں
یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی تھی ادھر ملکہ اپنے لشکر میں پہونچی داخل بارگاہ ہوئی دیکھا سب سردار موجود ہیں
جمال آرا و زر پری زادی بھی موجود ہیں ملکہ نے تخت پر بیٹھکر کہا اے اہل دربار آگاہ ہو کہ مذہب تصویر پرستی
بالکل باطل ہے اسی طور سے سب مذہب سوائے مذہب اسلام کے کہ وہ تو مذہب حق اور طریقہ برحق ہے
سوائے خدائے آسمانی و نادیدہ خدا کے جسکو خدا پرست اپنا خدا جانتے ہیں کوئی اور خدا نہیں ہے وہ ہی سب کا
پیدا کرنے والا ہے اور حامی ہے وہ ہر مشکل میں اپنے بندے کی مدد کرتا ہے اور یہ سب خدا جو کہ دعوی خدائی
کرتے تھے اسکے بندے تھے بسبب ورغلانے ابلیس کے خدا سے منکر ہو گئے آپ دعوی خدائی کیا ایک
خلق خدا کو گمراہ کیا اور راہ نیک سے پھیرا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انکا انجام دوزخ قرار پایا بس ایسے خداؤں
سے کیا ہو سکیگا وہ اپنے کو خود تو اس آفت سے بچا نہ سکے تو وہ دوسروں کو کیا بچا سکینگے آجتک میں تو
حالت کفر میں تھی اور گمراہ تھی اب جو غور کرکے دیکھا تو دراصل مذہب اسلام وہ مذہب ہے کہ جسکی تعریف
بیان نہیں ہو سکتی ہے اسکی ادنے برکت یہ ہے کہ غیر ساحر ساحر کا مقابلہ کرتا ہے اور ہمیشہ ساحر پر غالب آتا ہے اسی طور سے
اہل اسلام نے ہزاروں ملک ساحروں کے لاکھوں طلسم فتح کیے انکا ساحر کچھ بھی نہ کر سکے بلکہ جو انکے
شریک ہوئے انکے بڑے مرتبے ہوئے درجہ اعلی انکو ملے کیونکہ اہل اسلام کا اقبال ترقی پر ہے خیال کر لو
کہ دریائے سبز رنگ کے پار ساحر تک نہ آسکتا تھا اندر جانا کیا چیز ہے لیکن عیاروں نے اس پار
اگر پہلے آفتاب سحر کو قتل کیا اسکے بعد اندر دریا کے جاکر تمام ان کو نیست کر کے قتل کیا یہاں انکو عیاری کی کہ یہ
سب ساحر زبردست اور کامل تھے کوئی بھی انکا کچھ نہ کر سکا ابھی کل کا واقعہ ہے جیسا کہ عیاروں نے
جوگی بنکر بیان کیا اژدر کو تباہ ہوا زردار کیا کوئی شک نہیں ہے کہ اہل اسلام سے کوئی مقابلہ
نہیں کر سکتا ہے جو مقابلہ کریگا ذلیل ہوگا سوائے ذلت کے کچھ نہ حاصل ہوگا اور جو انکا شریک ہوگا
وہ مرتبہ اعلی پائیگا بس میں نے تو مذہب اسلام قبول کیا کہ مجھ پر تو اسکی بزرگی ثابت ہو گئی کیونکہ میں
یہاں سے ہمراہ مالن کے باغ کی سیر کو گئی تھی وہاں جاکر سیر کی وہ مالن نہ تھی بلکہ عیار تھا اسنے عیاری
کی میں بیہوش ہو گری میرے بھی نے اسکو گرفتار کیا مجھکو ہوشیار کیا میں اسکو گرفتار کیے ہوئے اپنے لشکر کو
آتی تھی کہ راہ میں جوگی سے ملے کو کہہ سنے تمام عیاری خواجہ کی بیان کی جس طور سے خواجہ نے عیاری کی تھی
اور ہر ایک مجبوری آخر عاجز ہو کر اقرار کرنا خواجہ کا اور پاک کرنا اپنا کہتا کہ اب تو میرا کیا کر سکتا ہے خواجہ کا
پھر گرفتار کرنا ایک مرتبہ پھر اقرار کرنا بیان کیا اور کہا کہ نہ خداوندگار کام آئے نہ سحر کام آیا اگر وہ چاہتا
تو قتل کر ڈالتا تم میں سے کسی کو خبر بھی نہ ہوتی بس ثابت ہوا کہ انکا مذہب درست ہے انکو اپنے خدا پر
بھروسا ہے اگر میں پھر جاؤں وہ ابھی پھر آکر عیاری کرکے گرفتار کر لینگے اور میں اور نہ تم کچھ انکا کر سکیگے
بس میں نے تو لعنت کی ایسے مذہب پر اور مطیع اسلام ہوئی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ہمراہ چلے
جسکو میرا ساتھ نہ دینا ہو وہ میرے لشکر سے نکل جائے کیونکہ اسلام کا تو مجھکو بالکل یقین ہو گیا کہ شہر سمندر
فتح ہوگا سمندر شاہ ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوگا اور جو اسکا شریک ہوگا وہ بہت ذلیل ہوگا
بس ایسی ذلت سے تو مر جانا اچھا ہے کیونکہ اگر ذلت حاصل ہوئی اور جان بچی تو بھی غنیمت ہے

نہ کہ ذلت بھی ہوئی جان بھی گئی اور کچھ نہ حاصل ہوا شکست اسلام مین جان بھی بچتی ہو اور ذلت بھی نہین
ہوتی ہی اگر مرے بھی تو مرتبہ اعلے پایا اس سے کیا بہتر ہی یہ جو کچھ کہ ملکہ نے تقریر کی اہل دربار نے سنی خیال
کر رہے تھے کہ یہ کیا ملکہ کہہ رہی ہین جب ملکہ نے اپنی پوری تقریر ختم کی اور یہ کہا کہ مین نے دین اسلام
قبول کیا اب سب کو معلوم ہوا کہ ملکہ نے دین اسلام قبول کیا سب نے جواب دیا کہ اے ملکہ ہم تو آپکے
تابع حکم ہین نہ ہم سمندر کو جانتے ہین نہ کسی کو جو آپ حکم دین ہم اسپر عمل کرین اگر آپنے دین اسلام
قبول کیا تو ہمنے بھی بس جو طریقہ آپکو آپکے ہادی نے تعلیم فرمایا ہی آپ ہمکو بھی تعلیم فرمائیے اور طرف
لشکر اسلام کے کوچ فرمائیے سمندر کیا لیاقت رکھتا ہی جو آپکو روک سکے یا آپ سے مقابلہ کرسکے
ملکہ نے یہ کلام سنکے جواب دیا کہ ماشاء اللہ جزاک اللہ مرحبا جو کہ نمک حلال اور جانثار ہوتے ہین
وہ اپنے آقا کو کسی وقت مین نہین ترک کرتے ہین بس ملکہ نے اسیوقت حکم دیا کہ تم لوگ سب مطیع
اسلام ہو سامری وجمشید پرستی ترک کرو اور آسمانی خدا کو اپنا خدا جانو یہ جو ملکہ نے کہا سب اہل دربار
نے قبول کیا ملکہ نے اسیوقت سب اہل لشکر کو جمع کیا اور انسے بھی یہی تقریر کی وہ سب بھی
مطیع اسلام ہوے اسوقت جمال آرا نے ملکہ سے عرض کیا کہ ملکہ اب مین آپ سے عرض کرتی ہون
کہ جب آپکے نام سمندر شاہ کا نامہ طلب مین آیا تھا اور آپنے قصد کیا تھا تو مین نے بذریعہ علم سحر کے
اور علم کہانت کے دریافت کیا تھا تو معلوم ہوا تھا کہ جو لشکر آیا ہی اور جس سے سمندر سے مقابلہ
ہی وہ سمندر پر ظفر پائیگا شہر سمندر یہ اہل اسلام کے قبضے مین ہوگا سمندر مارا جائیگا اور جو سمندر کا
شریک ہوگا وہ بھی قتل ہوگا جو اہل اسلام کی شرکت کریگا اسکا بڑا مرتبہ ہوگا کیونکہ انکا اقبال
ترقی پر ہی مجھکو اسوقت ایک خوف پیدا ہوا تھا گو میرا قصد تھا کہ مین حضور سے عرض کرون اور آپکو
اس قصد سے باز رکھون مگر آپکے خوف سے کہ آپ یہ فرمائینگی کہ یہ بھی ہمارے امور مین دخل دینے لگی
ہین خاموش ہو رہی ملکہ نے یہ سنکے جواب دیا کہ تو نے مجھسے کیون نہ بیان کیا مین بھی تو سنتی
وزیر وہمراز کس لئے ہوتے ہین اسنے عرض کیا کہ مجھکو یہ خوف ہوا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ شریک اہل اسلام
ہوئی کہ اہل اسلام کی تعریف کرتی ہی ملکہ نے کہا کہ خیر جو ہوتا تھا وہ تو ظاہر ہوا اب لشکر کو
کوچ کا حکم دو کیونکہ خواجہ میرا انتظار کر رہے ہونگے یہ سنکے جمال آرا نے اسیوقت لشکر کو
تیار ہونے کا حکم دیا لشکر فوراً تیار ہوا ایس کوکبہ لشکر کو لیکر اسطرف چلی جدھر خواجہ اسکے
انتظار مین کھڑے تھے اور عیارون سے کہہ رہے تھے کہ اسنے دھوکا دیا وہ ضرور پھر گئی خیر میرے
ہاتھ سے کہان جاتی ہی ابکی مرتبہ پکڑکر ضرور قتل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہہ رہے تھے کہ
ایک طرف سے ابر پیدا ہوا عیارون نے خواجہ سے کہا کہ [illegible] گھٹا بلند ہوئی ہی ضرور مینھ
برسے گا خواجہ نے کہا کہ یہ تو کسی ساحر کی آمد معلوم ہوتی ہی کہ وہ ابر آکر قریب اس صحرا کے شق ہوا
اس سے لشکر ساحران پیدا ہوا وہ لشکر زمین پر اترنے لگا خواجہ نے دیکھا کہ کوکبہ تخت پر سوار گرد
اسکے سردار عقب مین لشکر بیشمار آکر پہونچی خواجہ کو دیکھکر تخت پر سے اتری سب سردارون نے کہا کہ یہی
خواجہ ہین بس خواجہ کو سب نے سلام کیا ملکہ نے خواجہ سے کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی خواجہ نے کہا کہ چلو
طرف لشکر کے اسنے کہا کہ آپ بھی تشریف لیچلین میرے تخت پر تشریف فرما ہون خواجہ نے جواب دیا کہ
تم لشکر لیکر چلو مین بھی آتا ہون تمہارے ہمراہ نہ چلونگا یہ میرا طریقہ نہین ہی کہ کسی کے ہمراہ چلون یہ عیار
تمہارے ہمراہ ہین بس برق وچالاک کو اسکے ہمراہ کردیا وہ لشکر اور عیارون کو ہمراہ لیکر طرف لشکر اسلام

کے روانہ ہوئی خواجہ ایک طرف کو روانہ ہوئے اب اس لشکر اور خواجہ کو طرف لشکر اسلام کے روان رکھا جاتا ہے

اب شمہ حال لشکر اسلام کا تحریر ہوتا ہے مقابلہ کرنا چتر بیگ و خر بیگ کا بحکم آفاق جادو اور مجروح ہونا سہراب و بخزالان کا اور آنا خواجہ و کوکبہ کا عین وقت پر کوکبہ کا نکلکر مقابلہ کرنا اور دونوں کو قتل کرنا عیاری خواجہ کی آفاق پر اور دیگر حالات

راوی نے بیان کیا ہے کہ جب سردار لشکر اسلام کے جو کہ زمرد اسیر کر کے لے گیا تھا اور خواجہ نے
عیاری کر کے انکو رہا کیا وہ لشکر میں آئے صاحبقران و بادشاہ سے ملے سب بہت خوش ہوئے
جشن ہوا دوسرے دن یہاں دربار آراستہ تھا سب حاضر دربار تھے ادھر آفاق اپنی بارگاہ میں
بیٹھا ہوا ہے اسکے بھی سردار حاضر ہیں کہ چتر بیگ نے کہا کہ اے آفاق شاہ اب طبل جنگ بجوائیے پھر
مقابلہ کا تماشا ملاحظہ فرمائیے کیونکہ زمانہ مہلت بھی تمام ہو گیا ہے یہ جو چتر بیگ نے کہا اسی وقت
آفاق نے حکم دیا کہ طبل جنگی پر چوب لگے کوس حربی بجے ہم کل لشکر اسلام سے مقابلہ کرینگے یہ جو حکم دیا
فوراً نقارہ سحر پر چوب پڑی صدائے نقارہ تمام لشکر میں پھیلی جو ہرکارے کہ یہاں لشکر اسلام
کی موجود تھی یہ خبر دریافت کر کے طرف اپنے لشکر کے چلے یہاں سب موجود ہیں کہ ہرکاروں نے
داخل بارگاہ ہو کر مجرا گاہ پر سے مجرا کیا دعا و ثنائے شاہی بجا لائے عرض کیا کہ لشکر کفار میں
آج بحکم آفاق جادو و بمشورہ چتر بیگ و خر بیگ طبل جنگ بجا ہے باقی خیریت ہے بادشاہ و صاحبقران
نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے ہم کل میدان جنگ میں
جاکر کفار سے مقابلہ کرینگے یہ جو حکم بادشاہ و صاحبقران نے فرمایا یہاں بھی فوراً نقارے پر
چوب پڑی صدائے نقارہ سے میدان کین ہل گیا گوش گردون و دون کر ہوئے شعر ز نقارہ
آوازہ آمد برون * کہ دون است و دون است و گردون نہ دون * کیونکہ طبل سکندری کی صدا
چونکہ کوس جاتی ہے صدائے نقارہ سے درندے بھاگے کہ نہ معلوم کیا بلائے آسمانی نازل ہوئی
کیا آسمان زمین پر پھٹ کر گرا زمین شق ہو گئی طائر پریشان ہو کر آشیانوں سے نکلکر بھاگے پریشان
پھرنے لگے ایسے خوف زدہ ہوئے کہ اپنے آشیانوں سے ڈرنے لگے تمام صحرا کے درخت کانپ گئے
دریا کو تلاطم ہوا صدائے کوس تھی صدائے صور اسرافیل تھی قیامت کے آثار نمایاں ہوئے یہاں لشکر میں
ہر کہیں یہاں تڑپ کر بھاگے جاکر ون نے وہ ڈر کر پکڑا لشکر کفار میں آفاق حکم طبل جنگ دیکر اہل دربار
سے ہمکلام تھا کہ ایک مرتبہ اسکے کان میں نقارے کی صدا آئی یہ کانپ اٹھا اسکا تخت لرز گیا سردار
کے دل پر ایک چوٹ سی لگی جو کہ بزدل تھے انکو اختلاج ہونے لگا بعض صدائے نقارہ سے ایسے
خوفزدہ ہوئے کہ اپنے مقام سے گر پڑے یہ صدا سنکے آفاق نے ہرکاروں سے کہا کہ خبر تو
لاؤ کہ یہ کیسی صدا ہے کیا کوئی ساحر آیا ہے یا کوئی پہاڑ پھٹ پڑا ہے وہ ہرکارے باہر آئے بھاگے
لشکر اسلام میں آئے یہاں آکر معلوم ہوا کہ نقارہ حربی بجا ہے اس خیال سے لشکر اسلام میں آئے تھے کہ
شاید وہاں کے ہرکارے کچھ حال دریافت کر کے آئے ہوں تو معلوم ہو جائیگا پس جب یہ معلوم ہوا
تو یہ لوگ اپنے لشکر میں آئے آفاق سے عرض کیا کہ لشکر اسلام میں کوس حربی بجا ہے ایک ایسا نقارہ ہے
نقارہ ہے اسکو طبل سکندری کہتے ہیں یہ اسکی صدا تھی یہ سنکے آفاق نے کہا کہ نقارہ کیا ہے یہ
معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا اب راوی نے بیان کیا ہے کہ آفاق نے حکم دیا کہ آپ لوگ جاکر

اپنا بند و بست کریں کیونکہ کل لشکر اسلام سے مقابلہ ہوگا آفاق نے دربار برخاست کیا سب سردار
اپنے اپنے خیمہ کو روانہ ہوئے اور جا کر اپنا بند و بست کرنے لگے اُدھر بادشاہ اسلام نے بھی دربار
برخاست کیا سب سردار آلات حرب و ضرب کو درست کرنے لگے کفار سحر کو جگانے لگے نقارہ جنگ بج رہا ہے اُدھر
طائران سحر یہ خبر لیکر طرف شہر سمندر کے روانہ ہوئے یہ وہ طائر ہیں جو کہ سمندر نے مقرر کیے ہیں کہ
جب طبل جنگ بجے ہمکو آکر خبر دینا یہاں شہر میں سمندر تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ہے سب اہل دربار حاضر
ہیں اسکو ادھر کا بڑا صدمہ ہے یہ کہہ رہا ہے کہ ابھی تک کوئی میری کمک کو نہیں آیا باوجودیکہ بہت عرصہ ہوا نامون کو
گئے ہوئے کہ وہ طائر آکر پہونچے انھوں نے بزبان انسانی یہ بیان کیا کہ کل لشکر اسلام اور لشکر آفاق سے
مقابلہ ہوگا آج طبل جنگ بجا ہے یہ خبر دیکر وہ طائر خاموش ہوئے سمندر نے سنکے انکو اشارہ کیا مطلب
یہ تھا کہ تم پھر اُسی لشکر میں جاؤ وہ طائر اُسیوقت طرف لشکر کے روانہ ہوئے سمندر نے اہل دربار سے
کہا کہ میں بھی کل جاؤنگا جاکر اہل اسلام کے اور آفاق کے مقابلہ کا تماشا دیکھونگا اہل دربار نے
عرض کیا کہ بہت خوب سمندر نے کہا کہ تم سب لوگ میرے ہمراہ چلنا انھوں نے عرض کیا کہ بہت خوب
بس راوی نے بیان کیا ہے کہ سمندر شاہ نے بھی یہ حکم دیکر دربار برخاست کیا محل میں گیا سب سردار
اپنے اپنے مکان کو گئے یہاں تو یہ بند و بست لشکر میں جانے کا ہونے لگا وہاں اُسکے رونق طبل جنگ کے
بجنے میں بسر ہوا آفتاب غروب ہوا آمد شب کی شروع ہوئی تاریکی چھانے لگی طائر طرف اپنے آشیانوں
کے جانے لگے درندے طرف اپنے مسکن کے ہر ایک پریشان کا یہ وقت تھا کوئی کسی سے نہ بولتا تھا ہرن ہمراہ
شیروں کے چلے جاتے تھے گلوں کی کلیاں باغوں میں کھل رہی تھیں شفق پھولی ہوئی تھی آسمان پر آثار شب
نمایاں تھے دونوں وقت جو ملنے کے قریب تھے دریا کا پانی بھی تھم گیا تھا وہ سہانا سہانا عجب
وقت تھا کہ ہر طرف ایک سیاہی پھیلی ہوئی تھی وہ آفتاب کا غروب ہونا ماہتاب کا نکلنا عجب
سماں دکھا رہا تھا سرداران خیموں سے نکل نکل کر صحرا کی سیر کو روانہ ہوئے تھے ہوا سے سرو کے جھونکے
آرہے تھے سبزہ جو ہر طرف وہ تھا لہلہا شگفتہ تر و تازہ ایسا جو وقت پیدا نہیں ہوا ہے سرو نے
اُسکو بھی ہرا کردیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سبزہ نہیں ہے بلکہ زمین کے بال کھڑے ہو گئے ہیں یہاں تک کہ وہ
وقت آیا کہ لشکر اسلام میں صدائے اذان بلند ہوئی سب نے صدائے اذان سنکے وضو کیا نماز مغرب
بعد رجوع قلب ادا کی اُدھر لشکر کفار میں شام کی دربدر ہی پوجا پاٹ ہونے لگا گھنٹہ و ناقوس
بجنے لگے جب اُدھر نماز سے اور کفار کو پوجے سے فراغت ہوئی اب سب اپنے اپنے کام میں
مصروف ہوئے اُدھر فراش فلک نے چادر نور بچھائی تمام عالم نور سے معمور ہو گیا از آسمان تا زمین
ایک دریا نور کا موجزن تھا ثریا فلک سے اوس کے چھینٹے گرنے لگی اُسکے سبب سے
سبزہ میں طراوت آنے لگی پھول کھلنے لگے باغوں سے خوشبو آنے لگی شاہ نے شب کو دربار کیا
سب اہل دربار حاضر ہوئے تخت نیلی پر جلوہ کیا یعنی ماہتاب مع ستاروں کے برآمد ہوا اُدھر
لشکر میں دونوں طرف طلایہ پھرنے لگا صدائے ہوشیار باش و بیدار باش بلند ہوئی لشکر کفار
میں ساحر اپنے سحر کو جگانے لگے لشکر اسلام میں نمازیان و بیداران آلات حرب و ضرب کو درست
کرنے لگے ہر ایک خیمہ سے صدائے بہادران آرہی تھی کہ وہ جاگ رہے تھے اپنی تلواروں کو
صیقل کر رہے تھے باہم دوست و آشنا جمع ہوئے معرکہ جنگ کا حال بیان کر رہے تھے کہ
کل صبح کو مقابلہ ہوگا دیکھیے میدان کسکے ہاتھ رہتا ہے کون سرسبز ہوتا ہے کون میدان جنگ سے

بھاگتا ہے دیکھیں کون ثابت قدمی دکھاتا ہے کون کھیت رہتا ہے دیکھیں کسکی قضا ہے اور کسکی حیات ہے
کون عروس مرگ کو بیاہ کر لاتا ہے کل وہ تلوار ہوگی کہ کفار کو بھی معلوم ہوگا کہ یون مقابلہ ہوتا ہے یون
نبرد ساحر لڑتے ہین ساحرون سے راوی نے بیان کیا ہے سردارون کا یہ عالم تھا کہ خیمون سے نکل نکلکر
طرف آسمان کے دیکھتے تھے کہ آثار سحر نمایان ہوئے یا نہین دامن کو طرف ہوا کے کرکے
دیکھتے تھے کہ نسیم سحری آتی ہو تو معلوم ہو جائے اہل اسلام کا تو یہ حال ہے سرداران اسلام تو
سامان درستی آلات مین مصروف ہین ادھر کفار اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہوئے سحر کو جگا رہے
ہین کسی خیمہ مین سے دھوان کوگل ورائی وسرسون کا بلند ہے کالے دانہ کے جلنے کی بو آ رہی ہے کوئی کچھ کو
کو جھٹکا کر رہا تھا کوئی کچھ الفاظ سحر پڑھ رہا تھا کوئی اپنے پیرون کو جگا رہا تھا ہر طرف لشکر کفار مین
سحر کا چرچا بلند تھا کوئی کالی کو پکار رہا تھا کوئی لونا چماری کو غرض ہر خیمہ سے یہی صدا آ رہی تھی اسقدر
دھوان بلند تھا کہ آسمان پر ابر بنکر چھا جاتا تھا طلایہ پھر رہا تھا صدائے ناظر باش و حاضر باش
بلند تھی یہان تک کہ وہ رات تمام ہوئی انجمن شب درہم و برہم سلطان شب مع اپنے لشکر کے
طرف مغرب کے شکست کھا کر روانہ ہوا آمد آمد سلطان روز کی دھوم دھام خانۂ مشرق سے شروع
ہوئی شاہ خاور جھوٹی نور افشانی پر ڈالے ہوئے بر آمد ہوا اپنے نور جمال سے تمام عالم کو روشن و منور کیا
نسیم سحری کے جھونکے چلنے لگے طائران خوش بیان آشیانون سے نکلکر شاخہائے درخت پر بیٹھکر چہچہہ زنی
کرنے لگے پھول باغون مین کھلے انکی خوشبو سے چمن مہکے باد صبا کے جھونکون نے اشجار کو حرکت دی پھول
شاخون سے جھوم جھوم کر گرے ادھر گلچین اپنے اپنے مقام پر سے چلے کہ چلکر پھولون کو چنین ادھر نور سحر جو آسمان پر
ظاہر ہوا آثار سحر دیکھکر موذن اٹھے صدائے اذان بلند ہوئی شعر موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند
ہوئی صوت اللہ اکبر بلند ٭ فلک سے لگی ہونے تارے نہان ٭ چھپا نور مین جادۂ کہکشان ٭ رخ
شمع مائل بزردی ہوا ٭ لباس فلک لاجوردی ہوا ٭ صدائے اذان سنکے ہر ایک نے وضو کیا نماز سحر
بصد خشوع و خضوع ادا فرمائیے اپنے خالق سے دعا مانگی اور التجا کی کہ ہمکو ظفر عنایت ہو ہماری آبرو تیرے
ہاتھ ہے تو بڑا کریم ہے بڑا رحیم ہے تو غفار ہے تو رحم کرنے والا ہے ہر ایک کی عزت و آبرو کا رکھنے والا ہے سوائے
تیری ذات کے کوئی سہارا نہین ہے تو آج ہماری آبرو میدان جنگ مین رکھ لینا تو مالک ہے ہم تیرے سوا
کس سے التجا کرین ہر ایک نے دعا مانگ کر سجادہ اٹھایا آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوئے ادھر لشکر مین
کمر بندی ہونے لگی بادشاہ و صاحبقران بیدار ہوئے نماز سحر سے فراغت کرکے دعا طلب فتح کی فرمائی
اسکے بعد اس انتظار مین تشریف فرما ہین اپنے اپنے مقام پر کہ سحر ہوئے تو لشکر کو لیکر طرف میدان جنگ کے
روانہ ہون کہ ادھر سرداران اپنے اپنے خیمون سے نکلکر جلوخانہ مین آئے لشکر تیار ہو کر طرف میدان کے گیا
کہ اس عرصہ مین آفتاب نکل آیا تمام عالم نور سے مملو ہوگیا کہ صاحبقران بر آمد ہوئے سب نے مجرا کیا
بعد تھوڑے عرصہ کے بادشاہ تشریف لائے صاحبقران کا مجرا ہوا پھر سب سردارون کی سواری مثل باد بہاری
کے طرف میدان جنگ کے چلی یہ عالم تھا کہ گرد شاہ کے سب سردار تھے بیچ مین آپ تھے وہ شاہ یون تھا جیسے ستارون
مین ماہ یا بلبلون مین پھول ہوتا ہے وہ وقت سحر وہ ہرا ہرا سبزہ وہ اوس کے قطرے وہ نکلا چمکنا عجیب سماں دکھاتا تھا صدائے
باجہائے جنگی دلونکو امنگ جنگ دلاتی تھی اس صدا کو سنکے سردار و اہل لشکر جھوم جاتے تھے وہ سبزہ کا پھر وہ رنگ
رنگ سے جھمکا رنگ بدل جاتا تھا کہ لشکر اسلام آکر پہونچا ادھر آفاق بھی بیدار ہوا سب اپنے لشکر کو لیکر طرف
میدان جنگ کے چلا کالے علم نشیبون پر اژدرون کے بنے ہوئے کہ وہ اژدر آکر ایک طرف قائم ہوئے کہ آفاق بھی

آکر پہونچا دونون طرف صف آرائی ہوئی لشکر آراستہ ہوے لشکر اسلام سے نبردار نکلے انھون نے پست و بلند زمین کو
ہموار کیا سقون نے نکلکر آبپاشی کرکے گرد و غبار کو بٹھا دیا لشکر کفار سے ایک ساحر نے بڑھکر جو سحر کیا جو زمین کہ
پست و بلند تھی اسکو ہموار کر دیا ایک دریادل نے بڑھکر سحر کیا کہ ابر اٹھا اُس سے مثل پھوہار کے بوندیان
پڑین کہ اُسکے سبب سے گرد و غبار بیٹھ گیا کہ دونون طرف سے نقیب نکلے انھون نے نقابت کی جب نقابت
کرچکے دونون لشکرون کی صفون پر سناٹا چھا گیا ہر ایک کو جوش شجاعت آگیا کہ لشکر کفار سے چرپک خود آفاق سے
اجازت لیکر نکلا آفاق نے کہا کہ اے چرپک تم کیون جاؤ اور کوئی برائے مقابلہ جائیگا چرپک نے کہا کہ اے
آفاق اس سے کیا حاصل کہ اور لوگ قتل ہون مین ہی کیون نہ جاکر لشکر کا خاتمہ کردون آفاق نے اجازت
دی وہ میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا آواز دی کہ میرے مقابلہ کو کوئی آئے جسکو تمنا سے مرگ ہو یہ سنکے
سہراب بادشاہ سے اجازت لیکر اُسکے مقابلہ کو آیا چرپک نے کہا کہ اے سہراب کیون قضا آئی ہے تو کیا نہین جانتا ہے
کہ مین روئین تن ہون میرے اوپر تیر اثر بہ نہ کارگر ہوگا سہراب نے جواب دیا کہ یہ تو مجھکو بھی معلوم ہے مگر مین
تجھکو قتل کرونگا چرپک نے کہا کہ کیا مجال اور کیا طاقت سہراب نے کہا کہ اچھا اپنا حربہ کر بس یہ سنکے
چرپک نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اُس سے ایک گیندا نکالا اُسپر کچھ اسم سحر دم کرکے طرف سہراب کے پھینکا
وہ گیندا قریب سہراب پہونچکر شق ہوا اُس سے ہر ایک پنکھڑی جدا ہوئی اڑا اور ہر پنکھڑی سے ایک
شعلہ آگ کا نکلا اور طرف سہراب کے چلا سہراب نے جو اشارہ کیا ایک جانور پیدا ہوا اُسنے
آکر جو سانس لی تمام شعلے گل ہوگئے یہ دیکھکر چرپک نے اشارہ کیا کہ ایک برق چمک کر آسمان سے جانور پر
گری کہ وہ جلنے لگا یہ دیکھکر سہراب نے کہا کہ یہ کیا واہیات سحر ہے کوئی عمدہ سحر کرو کہ کچھ حال کھلے یہ سنکے
چرپک نے کہا کہ اچھا اب مین عمدہ سحر کرتا ہون دیکھون تو میرے حربہ سے کیونکر بچتا ہے یہ کہکر اپنی جھولی
پر ہاتھ ڈالکر ایک گولا فولادی نکالا اپنی ران مین نشتر دیا اُس سے خون لیکر اُس گولے کو رنگین کیا اسم سحر
پڑھکر دم کیا اُس گولے کو طرف آسمان کے پھینکا وہ آسمان پر جاکر شق ہوا اُس سے ایک دھوان نکلا
وہ آسمان پر گیا تھوڑے عرصہ کے بعد ہوا چلی اب جو دیکھا تو اُس ہوا سے غبار پیدا ہوا اُس غبار نے
آکر سہراب کو چارون طرف سے گھیر لیا ایک گنبد غبار کا تیار ہوگیا ایسی تاریکی تھی کہ تمام عالم سہراب کو
تاریک معلوم ہوتا تھا کچھ نہ نظر آتا تھا یہ جو سہراب نے دیکھا بس اُسنے اُسی تاریکی مین اپنی جھولی
سے ایک چراغ نکالا اُسکو روشن کیا روشنی ہوئی اب سہراب نے یہ کیا کہ اُس روشنی مین اپنے
جوڑے سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکالی اُسکو کھولا اُسمین سے ایک پتلی نکلی اُس سے کہا کہ تو
یہ چراغ اٹھا لے اُسنے وہ چراغ اٹھا لیا اب سہراب نے سحر کیا کہ ایک ابر پیدا ہوا اُس ابر
سے پانی برسنے لگا جو پانی برستا تھا وہ وہ گنبد برطرف ہوتا تھا کہ تھوڑے عرصہ مین
وہ گنبد برطرف ہوگیا بس سہراب نے اُس چراغ کی طرف اشارہ کیا کہ وہ شعلہ بنکر طرف
چرپک کے چلا چرپک نے جو دیکھا کہ اسنے سحر کمال کا کیا ہے بس اسنے اپنی زبان مین نشتر دیا
اور خون لیکر اُس شعلہ پر مارا کہ شعلہ بجھ گیا اب سہراب نے اُس سحر کو دفع کرکے اب جو سحر کیا ایک
برق چمک کر چلی سہراب نے لاکھ لاکھ سپر کو سر کی پناہ کیا مگر وہ برق جو گری سپر کو کاٹ کر
سہراب کے سر پر آئی سہراب نے دیکھا کہ یہ برق نہین رکتی ہے فوراً تخت پر سے جست کرکے آیا
زمین پر کیونکہ اسکا طالع خراب تھا نہ بچ سکا وہ برق آکر سر پر گری تا دابرو اتری کہ سہراب نے سحر کیا دستانہ
مارا وہ تو نکل گئی مگر جا بجا خون کی سر سے نکلی کہ سہراب کو غش آنے لگا اسنے قصد کیا بڑھکر تلوار سے سر کاٹ لون کہ

یہ حال دیکھکر ملکہ غزالان فوراً اپنے طاؤس سحر کو بڑہا کر بادشاہ کے روبرو آئی عرض کیا کہ اجازت
دیجیے کہ مین جاکر اس گبر سے مقابلہ کرون بادشاہ نے فرمایا کہ سپرد خداوند کریم کیا بس غزالان
طاؤس کو بڑہا کر میدان مین آئی اور صدا دی کہ دست خود را بگذار راوی نے بیان کیا ہے کہ قبل مقابلہ
ہونے کے جب لشکر پہونچے تھے تو سمندر شاہ مع اپنے سردارون کے تخت پر سوار گرد سرداران نامدار و افسران نامی
و پہلوانان گرامی کے آکر کھڑا ہوا تھا اُسکے سر پر تاج شاہی تھا بدن پر قبا تھی شمشیر الماس نگار روبرو رکھی ہوئی تھی
سر پر ابر سحر سایہ فگن تھا اُس سے بارش مروارید ہو رہی تھی اور خود بخود گھنٹا و ناقوس کی صدا آ رہی تھی یہ سب
سامان تھا کہ سمندر نے آکر اپنا تخت ایک طرف قائم کیا تھا کہ مقابلہ ہونے لگا تھا خلاصہ یہ کہ غزالان اُسکے روبرو پہونچی
اُسنے کہا کہ ای عورت تو میرے مقابلہ کو آئی ہے مین مرد ہون تو عورت ہے میرے تیرے رات کو مقابلہ ہونیکی
پلنگ پر اُسوقت لطف حاصل ہوگا بڑی بیحیا ہے کہ میدان مین مقابلہ کرنے آئی ہے جا پردے مین بیٹھ یہ جو جیرپاک
نے کہا غزالان کو غصہ آیا جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے جا میرے روبرو سے دور ہو یہ مقام جنگ ہے نہ جاے
کلمہ و کلام ابکی جو تو کچھ ایسے کلمے زبان سے نکالے گا تو تیری گُدی کی طرف سے زبان کھینچ لونگی تو بڑا جری زبان ہے
لاجواب رکھتا ہے جیرپاک نے یہ سنکے کہا کہ تیری قضا ہی آئی ہے مین کیا کرون یہ کہکر طرف آسمان کے اشارہ کیا
کہ ایک جانور آسمان کی طرف سے پرواز کرتا ہوا آیا اُسنے اشارہ کیا اُس جانور نے سر غزالان کے گرد گشت
کی اور آواز دی بس ایک صدا مین کچھ نہ معلوم ہوا دوسری صدا مین غزالان کو حرکت ہوئی تیسری صدا
مین لہرا کر گرنے لگی کہ اُسنے کچھ اُٹھا کر جو طرف آسمان کے پھینکا ایک برق چمککر گری کہ اُسنے غزالان کو زخمی کیا
کہ ایک پتلی نے زمین سے نکلکر غزالان کو اندر زمین کے کھینچ لیا ورنہ اُسنے خاتمہ کر دیا تھا کیونکہ وہ تو
مجبور ہوگئی تھی کہ اُسکو ہوش نہ تھا جب غزالان کو پتلی لیگئی اور سہراب کو غزالان نے آکر اُس حالت
زخمداری مین واپس کر دیا تھا اب میدان خالی ہوا اُسنے مبارز طلب کیا کئی سردار آئے پہلے اُسنے وار کیا
جب سردار اسلام نے وار کیا اُسنے سر جھکا دیا کہ تلوار پھر کر اُچٹ گئی کیونکہ وہ رویین تن تھا اُسنے ایک بال
سر سے توڑا اُسکی کمند بنا کر اُسکو باندھ لیا اسی طور سے اُسنے دو پہر تک چند لشکری جو کہ کمزور رہتے اور نکلے ضرور
تھے اُنکو باندھ لیا اور قصد کیا کہ اُنکو میدان سے لیجاؤن سمندر ایک طرف کھڑا دیکھ رہا ہے کہ ایک طرف
سے ابر سحر پیدا ہوا کہ اُس سے ہزارون ستارے چمک رہے تھے کہ وہ ابر آکر شق ہوا اُس ابر سے چند
اژدر پیدا ہوے اُنپر علم تھے وہ اژدر ایک طرف کو کھڑے ہوے اُس سے ایک لشکر ساحرون کا پیدا
ہوا چند ہرکارے طرف کے لشکر اسلام کے اور طرف سے آفاق کے اور طرف سے سمندر شاہ کے
پاس خبر چلے جب ہرکارے جا چکے اب آفاق و سمندر نے دیکھا کہ تخت پر ملکہ گوکبہ روشن تن
سوار ہے اُسکے عقب مین لشکر ہے سمندر شاہ نے اپنے وزیر و عشاق اپنے اُستاد سے کہا کہ اب
میرے کمک کرنے والے آنے لگے ملاحظہ فرمائیے کہ ملکہ گوکبہ کسقدر لشکر لیکر آئی ہے اُدھر آفاق کو
بھی یقین ہوا گوکبہ کو دیکھکر کہ یہ سمندر شاہ کی کمک کو آئی ہے ضرور میری ہلاکت ہوگی یہ خیال
کر رہے تھے کہ گوکبہ نے جو دیکھا کہ ایک طرف سمندر شاہ کھڑا ہوا ہے ایک طرف آفاق مع لشکر
کے کھڑا ہوا ہے اور جیرپاک میدان مین ہے اور ایک طرف لشکر کثیر ہے کہ جسکی حد و انتہا
تک نہین ہے جہانتک نگاہ کام کرتی ہے سواے لشکر کے دوسری کوئی شی نہین دکھائی دیتی ہے
گوکبہ نے دیکھا کہ جیرپاک جو میدان مین کھڑا ہے اُسکے برابر چند آدمی رسن سے بندھے ہوے
پڑے ہین یہ دیکھکر کہا کہ ای برق و چالاک یہ دونون لشکر تو مین نے پہچانے کہ ایک آفاق کا ہے

اور ایک طرف سمندر رشاہ کھڑا ہوا ہے اپنے سرداروں سمیت یہ لشکر اسلام ہے جو کہ مقابلہ مین
آفاق کی صف آرا ہے اور یہ چیرپک سے سردار مقابلہ کرنے آئے تھے وہ گرفتار ہوئے ہین یہ جو تمنے کہا
برق نے جواب دیا کہ ہان اندازسے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ لشکر زمین پر آچکا ہے وہ ہرکارے یہ خبر
دریافت کرکے اپنے اپنے لشکر مین چلے گئے ہین انکو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ یہ لشکر کوکبہ کا ہے آفاق کے ہرکارون
نے جاکر آفاق سے کہا کہ یہ لشکر ملکہ کوکبہ کا ہے یہ ہی سمندر کو بھی خبر دی آفاق و سمندر نے
جواب دیا کہ ہمکو پہلے ہی معلوم ہوگیا تھا کہ اُدھر ہرکارون نے اہل اسلام کے جاکر صاحبقران
و بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ لشکر کوکبہ کا ہے مگر اس لشکر کے ہمراہ ہمارے لشکر کے عیار ہین معلوم
ہے گرفتار کرکے لائی ہے یا وہ خود ہمراہ ہین کیا امر ہے ان عیارون کو نہ آفاق کے ہرکارون
نے دیکھا تھا نہ سمندر کے ہرکارون نے جو وہ خبر دیتے بس جب یہ صاحبقران کو معلوم ہوا
تو فرمایا کہ حال معلوم ہو جائیگا کوئی مقام فکر و تشویش نہین ہے یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہے کہ اُدھر
کوکبہ نے اپنے لشکر کو ایک طرف صف آرائی کا حکم دیکر اپنا تخت آگے بڑھاکر طرف میدان کے
چلی برق و چالاک سے کہا کہ مین جاکر اسکو قتل کرتی ہون تم تحفہ برائے نذر صاحبقران
لیجاؤ انھون نے جواب دیا کہ تم اُدھر جاؤ ہم لشکر مین جاتے ہین بس برق و چالاک کوکبہ کے لشکر
سے نکلکر طرف اپنے لشکر کے چلے کوکبہ میدان مین مقابل چیرپک کے آئی اور کہا کہ او کافر غدار
تو نے بڑا سر اٹھایا ہے تجکو کچھ خبر بھی ہے مین تیری قاتل آپہونچی ہون اب تو میرے ہاتھ سے نہین بچ سکتا ہے
چیرپک نے کہا ای ملکہ تم تو ہماری شریک ہو سمندر رشاہ کی کمک کو آئی ہو مین بھی سمندر رشاہ
کی طرف سے اہل اسلام سے مقابلہ کر رہا ہون مین نے سہراب جادو و غزالان کو زخمی کیا ان
سردارون کو جو کہ نجیب ساحر تھے اسیر کر لیا ہے تم لشکر مین جاؤ آفاق کے اپنے لشکر کو بھی شریک کرو
سمندر رشاہ بھی سامنے موجود ہین یہ جو چیرپک نے کہا بس ملکہ نے جواب دیا کہ ای چیرپک مین تجھ سے
مقابلہ کرنے آئی ہون کیونکہ مین نے تو دین اسلام قبول کر لیا ہے مجکو اسکی بزرگی ثابت ہوگئی ہے یہ
سب مذہب باطل ہین یہ جو ملکہ نے کہا چیرپک نے جواب دیا کہ اب معلوم ہوا کہ تو بادشاہ سے پھر گئی ہے
تو بھی مرتد ہو گئی ہے بس مین تجکو بھی قتل کرونگا اُدھر سمندر رشاہ نے ہرکارون سے کہا کہ جاکر کوکبہ
سے کہو کہ اس سے نہ مقابلہ کرے یہ ہماری بادشاہ کا سردار ہے ابھی وہ لشکر مین چلی آئے اپنے لشکر کو بھی شریک
لشکر آفاق کرے کیونکہ وہ جو سامنے لشکر ہے اہل اسلام کا ہے اور یہ مقابلہ کر رہا ہے اسنے کئی سردارون کو
قتل کیا ہے اور زخمی اور یہ گرفتار ہین آج اسی کو مقابلہ کرنے دو کل تم مقابلہ کرنا یہ جو سمندر رشاہ نے
ہرکارون سے پیام کہلا بھیجا اسکا جواب ملکہ نے یہ دیا کہ مین خود آپ سے مقابلہ کرنے آئی ہون مین آپکی
شریک نہین ہون بلکہ اہل اسلام کی شریک ہون کیونکہ مین نے وہ مذہب قبول کر لیا ہے یہ جو ملکہ نے کہا
ان ہرکارون نے جاکر سمندر سے کہا سمندر کو نہایت غصہ آیا اسنے عشاق سے کہا کہ آپنے سنا کوکبہ کی شامت
آئی ہے کہ ہم سے مقابلہ کا ارادہ رکھتی ہے بہت خوشی ہے مین آئی ہے خیر مین نے تو خیال کیا تھا کہ میری کمک کرنے آئی ہے مجکو جب میری طلب
سے لے اب معلوم ہوا کہ یہ ہمسے برخلاف ہے اور ہمسے پھر گئی ہے یہ جو سمندر نے کہا عشاق نے جواب دیا کہ
دیکھا جائیگا ابھی دیکھیے کون کون شریک اہل اسلام ہوتا ہے اسیر کیا منحصر ہے اُدھر کوکبہ نے
چیرپک سے کہا کہ کیا ارادہ ہے آیا مقابلہ کریگا یا میری اطاعت چیرپک نے کہا مین مقابلہ
کرونگا لاؤ کیا حربہ رکھتی ہو یہ کہتا تھا چیرپک کا کہ ملکہ نے اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا نکالی

اسکے اندر سے بہت سے ستارے نکلے جبکہ اسکو کھولا بس اُن ستارون کو ملکہ نے ہاتھ مین لیکر اور کچھ اسم سحر
دم کرکے انکو طرف آسمان کے پھینکا کہ وہ سب جا کر بالا سے آسمان چھٹکے اور انمین سے ہزارون ستارے نکلے
اور بہ تعین جنگ مین ہزارون ستارے لشکر آفاق پر آکر گرے کہ انھون نے کام برق کا کیا کہ جسکے سر پر پڑا
تا ناخون سے نکل گیا اور ایک بہت بڑا ستارا جھپٹ کر جیپک کی طرف چلا اسنے لاکھ لاکھ تدبیر کی سپر مین سر چھپا
قائم کین لیکن کچھ نہ ہو سکا سپرون کو جلاتا ہوا اسکے سر پر پڑا اور دو کرکے ٹانگ کی راہ نکل گیا پھر وہ تین تنی
نہ کام آئی اس ستارے نے دو پرکالے کیے یہ حال ہوا کہ ایک سیاہ آندھی اٹھی ہر طرف شور برپا ہوا ادھر لشکر
مین ان ساحرون کے مرنے سے ایک طلاطم ہو گیا ادھر جیپک کے مرنے سے برف باری سنگباری ہونے لگی
آگ برسنے لگی تاریکی ہو گئی بعد تھوڑے عرصہ کے صدا آئی کہ کشتی مرا نام من جیپک روئین تن جادو
ہائے افسوس صد ہزار جان دادیم مطلب خود نرسیدیم یہ جو صدا آئی وہ تاریکی برطرف ہوئی روشنی ہوئی
اسکے بعد غل مچا کر فرار کر گئے اسکے سر کے جو دو ٹکڑے ہوئے تھے اس سے ایک طائر پیدا ہوا اسنے آواز با آواز
انسانی دی کہ ای آفاق و اہل لشکر آفاق و سمندر شاہ آگاہ ہو کہ اب سمندر پر سے فتح ہونے کے دن آگئے
سمندر شاہ کی عمر تمام ہوئی اسکی قضا آگئی ہے یہ قتل ہو گا شہر سمندر پر ہاتھ سے اہل اسلام تباہ ہو گا سمندر پر
بڑا شہر ہے طاق تک تباہ ہو گا یہان سب مقامون پر دین اسلام کا ڈنکا بجیگا یہ کہکر ایک شعلہ نکلا کہ
وہ طائر جل گیا ادھر تمام لشکر مین طلاطم مچا ہوا تھا وہ ستارے گر رہے تھے کفن جیپک جگ کر یہ حال دیکھکر
آفاق نے خیال کیا کہ کوکب نے بڑے غضب کا سحر کیا ہے اگر یہی حالت رہی تو تھوڑے عرصہ مین
تمام لشکر تباہ ہو جائیگا یہ خیال کرکے بس آفاق نے اشارہ کیا کہ ایک مرتبہ ایک غبار بلند ہوا اور
وہ غبار گرد لشکر آفاق کے حائل ہوا اور ایک چھت آہنی بنکر تیار ہوئی اس پر ستارے گرنے لگے آفاق
لشکر سے نکلکر باہر آیا اور یہ کہا کہ ای کوکب اگر کچھ دعوی ہے تو میرے مقابلے کو کل آنا آج تو شام ہو گئی ہے اگر
مقابلہ ہو گا تو اور شام ہو جائیگی کچھ لطف نہو گا کیا لوگ دیکھینگے لہذا کل صبح کو مقابلہ ہو کوکب نے
کہا کہ اچھا مین موجود ہون چاہے آج مقابلہ کر چاہے کل یہ سنکے آفاق نے کہا کہ مین کل مقابلہ کرونگا
یہ کہکر اپنے لشکر مین چلا آیا ادھر کوکب نے اپنے لشکر کی طرف رخ کیا بس آفاق نے لشکر مین پہونچکر جو سحر کیا
کہ وہ ستارے برسنا موقوف ہو گئے کوکب کا سحر رد ہوا یہ اسکا ادنے سحر تھا بس آفاق نے اس سحر کو دفع
کرکے خیال کیا کہ طبل بازگشت بجوا دون کیونکہ اب زمانہ مقابلہ کا نہین ہے بس طبل باز بجوا یا لشکر اسلام
مین بھی طبل باز پر چوب پڑی یہان برق و چالاک نے آکر عرض کیا کہ ای صاحبقران یہ ملکہ کوکب
بڑی ساحرہ ہے زبردست ہے اسکو خواجہ سلامت نے عیاری کرکے اپنا شریک کیا ہے عین وقت پر
پہونچی یہ خبر سنکے سب اہل اسلام خوش ہوئے اور خیال کیا کہ کچھ تو ساحر لشکر مین ہو سکے ادھر
کوکب نے جب جیپک کو قتل کرکے آفاق سے اقرار مقابلہ کرکے اپنے لشکر کی طرف کوچ
کیا اور دونون لشکرون مین طبل بازگشت بجا اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف واپس چلے گئے
سمندر شاہ بھی مع اپنے سردارون کے طرف شہر کے واپس گیا یہان آفاق نے فرودگاہ پر
پہونچکر لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا اہل لشکر نے کمر کھولی آفاق نے دربار کیا سب حاضر دربار
ہوئے یہان تو دربار آراستہ ہوا ادھر بادشاہ نے بھی فرودگاہ پر پہونچکر لشکر کو آرام پذیر ہونیکا
حکم دیا بادشاہ و صاحبقران نے دربار کیا سب سردار حاضر دربار ہوئے کہ صاحبقران
نے برق ثانی سے فرمایا کہ یہ لشکر تمکو کہان ملا اسنے عرض کیا کہ اسکا واقعہ تو یہ غلام شہنشاہ سے

میدان جنگ مین عرض کرچکا ہو صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت کچھ اچھے طور سے نہین سُنا ہی تب برق ثانی
نے اپنا اور چالاک و قران کا سردارون سے جدا ہونا چالاک و قران کا عیاری کرنا اُسکا خبردار ہونا
اُنکا بھاگ کر چلے آنا اپنا عیاری کرنا اُسکے بعد خواجہ کا عیاری کرنا اور اسکا مسلمان ہونا عرض کیا اور عرض کیا
کہ خواجہ تو لشکر کو روانہ کر کے اور خود ایک طرف کو چلے گئے ہین ہم لشکر لیکر ادھر آگئے یہ جو صاحبقران
نے سُنا بہت خوش ہوے فرمایا کہ خواجہ بھی مثل خواجہ اول و خواجہ ثانی کے عیاری کرنے لگے ہین انکی
بھی عیاری ایسے مثل اُنکی عیاری کے ہوتی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ بہت بجا ارشاد ہوا یہان یہ گفتگو
ہو رہی تھی کہ کوکبہ اپنے لشکر مین پہونچی سب سردارون کو لیکر اور چند کشتیان برائے نذر صاحبقران
و بادشاہ لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی لشکر کو اُسی مقام پر فروکش ہونے کا حکم دے گئی لشکر
اُترنے لگا خیمے وغیرہ برپا ہونے لگے کہ ادھر ملکہ داخل لشکر اسلام ہوئی ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو
پہونچائی کہ ملکہ کوکبہ مع اپنے سردارون کے طرف بارگاہ حضور کے آتی ہین یہ جو صاحبقران نے
سماعت فرمایا فوراً چند سردار برائے استقبال روانہ فرمائے وہ سردار بیرون بارگاہ آکے
کوکبہ کو اندر بارگاہ کے بصد عزت و حرمت لے گئے صاحبقران نے کرسی مرحمت فرمائی بہت آبرو
سے پیش آئے بہت خاطر کی فرمایا کہ ملکہ تمنے بڑی مہربانی کی جو دین اسلام قبول کیا اپنی عقیدے کو
درست کیا راہ ضلالت کو ترک کیا جو کہ نیک ہوتے ہین وہ ایسے ہی ہوتے ہین ملکہ نے دست بستہ
ہوکر سلام و مجرا کیا اُسکے بعد وہ تحفے جو برائے نذر لائی تھی پیش کش کئے بادشاہ و صاحبقران
نے قبول فرمائے وہ سلام کر کے اُسی کرسی پر بیٹھ گئی جو مرحمت ہوئی تھی اور سب سردار اُسکے
صاحبقران و بادشاہ کے قدمبوس ہوے اُنکو بھی کرسیان مرحمت ہوئین وہ لوگ بھی سلام کرکے بیٹھے
اُسوقت کوکبہ نے صاحبقران و بادشاہ سے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ یہ جو آپنے فرمایا کہ تمنے بڑی مہربانی کی کہ
دین اسلام قبول کیا خداوندا یہ تو ہمین نے اپنی عقیدے درست کی اپنے کو راہ ضلالت سے نکالا اپنے
دین کو درست کیا کسی پر کیا احسان بلکہ ہمکو آپکا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اگر آپ نہ اسطرف تشریف لاتے
نہ آپکے قدم مبارک یہان آتے نہ ہمکو یہ دن نصیب ہوتے یہ سب ہماری خوش قسمتی اور نیک انجامی تھی
کہ ہملوگ اتنے زمانہ تک راہ ضلالت مین مبتلا تھے اب آپکے قدم کی برکت سے ہم سب راہ نیک
سے بہرہ یاب ہوے اپنے مقصد اصلی پر پہونچے یہ آپکا فرمانا بجا ہی کہ تمنے دین اسلام قبول کیا یہ ہماری بدقسمتی
تھی کہ اگر ہم دین اسلام قبول کرتے کیونکہ آپ ایسا راہ نما ممکن ہوا ورنہ ہم سب اُسی ضلالت مین
مبتلا رہتے صاحبقران نے فرمایا کہ ملکہ یہ تمھاری نیک انجامی و خوش قسمتی ہی کہ تم ایسے کلمے کہتی ہو
ورنہ بہت سے ایسے لوگ تھے کہ جو راہ نیک پر نہ آئے قتل ہوے اور بہت سے ایسے ہین جو نہ آئینگے اسی ضلالت
مین اس عالم ایجاد سے طرف عدم کے جائینگے اور قعر دوزخ اُنکا مسکن ہوگا اور بہت سے ایسے ہین جو کہ
مثل تمھارے ایمان قبول کرینگے یہ اپنی اپنی تقدیر اور اپنا اپنا مقدر ہی بس تمکو لازم ہی کہ تم کسی سردار کو روانہ کر کے
اپنے لشکر کو بھی اسی لشکر مین شامل کرلو کوکبہ نے عرض کیا بہت خوب اُسیوقت اپنے ایک سردار کو طرف اپنے
لشکر کے روانہ کیا کہ تم جاکر میرے لشکر کو لے آؤ وہ سردار بارگاہ سے نکلکر اور لشکر اسلام کو طے کرکے داخل لشکر
ہوا اور سب لشکر لیکر اور سب سامان ہمراہ لشکر لیکر داخل لشکر اسلام ہوا مقام مناسب دیکھکر اپنے لشکر کو اتارا
خیمے وغیرہ برپا ہوے اُسکے بعد خود دربار مین آیا ملکہ سے آکر عرض کیا کہ مین لشکر کو لے آیا اور جائے مناسب دیکھکر
فروکش کیا ملکہ نے کہا کہ اچھا یہان یہ باتین ہی سب موجود ہین کہ صاحبقران نے فرمایا کہ نہ معلوم خواجہ کدھر گئے ہین

کہ لشکر تو آ گیا مگر وہ نہ آئے یہ ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ دیکھا خواجہ بھی ہنستے ہوئے چلے آتے ہیں آ کر سب کو سلام کیا
اپنی کرسی پر بیٹھے بادشاہ و صاحبقران نے مزاج پرسی کی خواجہ نے جواب دیا کہ اچھا ہوں میرا نقصان اس
عیاری میں بہت ہوا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا سردار تو رہا ہو کر آ گئے خدا نے سرخرو تو کیا یہ فرمانبرداری ادا ہو جائیگی
یہ جو خواجہ نے کہا وہ جو خلعت بادشاہ اور صاحبقران نے خواجہ کے لیے رکھا تھا عنایت کیا ہر ایک سردار نے اپنی
حسب لیاقت دیا جو سردار کہ رہا ہو کر آئے تھے انھوں نے دیا جو سردار کہ چیر پاک کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے تھے
کوکبہ نے آ کر چیر پاک کو قتل کر کے انکو رہا کیا تھا انھوں نے خواجہ کو انعام دیا خواجہ نے ادھر ادھر دیکھا
اور کہا کہ سہراب و مغز الان کہاں ہیں لوگوں نے کہا کہ وہ چیر پاک کے ہاتھ سے زخمی ہوئے ہیں اپنے
خیمہ میں ہیں انکا علاج ہو رہا ہے راوی نے کہا ہے کہ خواجہ کو اس بار اس قدر روپیہ ملا کہ خواجہ سے اٹھ نہ سکا
خواجہ بہت خوش ہوئے ہر ایک کو دعا دی اب صاحبقران سے خواجہ نے عرض کیا کہ آپنے میری عیاری کا حال ملاحظہ
فرمایا ہوگی صاحبقران نے فرمایا کہ ہاں خواجہ نے عرض کیا کہ کیا آفاق سے مقابلہ ہوا صاحبقران نے فرمایا
کہ آفاق سے تو مقابلہ نہیں ہوا مگر چیر پاک آفاق کی طرف سے مقابلہ کو نکلا تھا اسکے ہاتھ سے سہراب
و مغز الان زخمی ہوئے اور چند سردار گرفتار ہوئے تھے کہ کوکبہ نے آ کر اسکو قتل کیا اسکے قتل ہونے پر لڑائی
موقوف ہو گئی آفاق نے کوکبہ سے اقرار کیا ہے کہ کل میں تجھ سے مقابلہ کرونگا کوکبہ نے لشکر آفاق میں طلاطم
ڈالدیا تھا اسقدر ستارے گرے کہ لشکر تباہ ہو گیا سیکڑوں آدمی قتل ہوئے جنکے سر پر ستارہ گرا اسکی ٹانگوں سے نکل گیا
اس طور سے لشکر تباہ ہوا آفاق کا اس امر پر لڑائی موقوف ہوئی کہ کل کوکبہ سے اور آفاق سے مقابلہ ہوگا
یہ سنکے خواجہ نے کوکبہ سے پوچھا کہ کیوں ملکہ تم آفاق سے مقابلہ کر سکتی ہو کوکبہ نے عرض کیا کہ اے
خواجہ دراصل تو میں آفاق کی ہمپلہ نہیں ہوں کیونکہ اس اقلیم سمندریہ میں دس پندرہ ساحر ایسے ہیں
کہ جنکے سحر کا کوئی جواب نہیں دے سکتا ہے انمیں سے ایک آفاق بھی ہے مگر آپکے اقبال سے مقابلہ کرونگی پھر میری تقدیر
جو میں اسپر غالب آؤں خواجہ نے کہا کہ آفاق بہت ساحر زبردست ہے کوکبہ نے کہا کہ سوا سمندر
یا عشاق کے کوئی اسکا ہمپلہ نہیں ہے بلکہ سمندر اس سے کسی قدر کم ہے مگر بادشاہ ہونے سے اسکا مرتبہ
زیادہ ہے یہ سب ساحر جو کہ آپکے مقابل آئینگے سب عالی خاندان اور ذی مرتبہ ہیں کہ انکی پشتوں سے
سحر چلا آتا ہے انکے سحر کا کوئی جواب دینے والا نہیں ہے اگر میری زندگی ہے تو میں آپکو بتا دونگی کہ ان ساحروں
کے سحر کا جواب نہیں ہے اور ان ان ساحروں سے سمندر ڈرتا ہے یہاں یہ تقریر ہو رہی تھی کہ ادھر آفاق
نے دربار کیا تھا طبل جنگ کا حکم دیا طبل جنگ پر چوب پڑی ہرکارے یہ خبر لیکر دربار میں آئے بادشاہ
کو سلام و مجرا کرکے دعا و ثنا بجا لاکے عرض کیا کہ لشکر کفار میں طبل جنگ بجا ہے یہاں بھی بادشاہ نے
طبل جنگ بجنے کا حکم دیا یہاں بھی طبل جنگ بجا دونوں طرف دربار برخاست ہوا اب دونوں
طرف کے سردار اپنے آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے جو کوکبہ کے ہمراہ ساحر تھے وہ اپنا اپنا
سحر جگانے لگے ادھر لشکر کفار میں بھی سحر جگایا جانے لگا رات بھر طبل جنگ بجا کیا سامان جنگ ہوا کیا
بوقت سحر دونوں لشکر میدان جنگ میں آ کر صف آرا ہوئے نقیبوں نے نقابت کی کہ سمندر شاہ
بھی مع اپنے سرداروں کے آ کر جنگ کا تماشا دیکھنے لگا کہ آفاق نے قصد کیا کہ میں مقابلہ کو جاؤں
ایک ساحر نے کہا کہ میں جاؤنگا لاکھ لاکھ آفاق نے منع کیا اسنے نہ مانا اپنے مرکب سحر کو بڑھا کر میدان میں
آیا پہلے خوب اپنے سحر کے عجائبات دکھائے اسکے بعد مبارز طلب کیا کہ ملکہ کوکبہ میرے مقابلے کو آئے
بس یہ سنکے کوکبہ اپنے تخت سحر کو بڑھا کر اسکے مقابل آئی کہا کہ کیا بکتا ہے تو کیا میرا مقابلہ کریگا اجو [illegible]

ترکھتا ہوا اسنے اسیوقت اپنے مرکب پر کوڑا کیا مرکب پر کوڑا گرتا تھا کہ مرکب کی پشت پر سے ایک شعلہ نکلا کہ
وہ طرف کوکبہ کے چلا جب قریب کوکبہ کے پہونچا اس سے ایک طائر پیدا ہوا جیسے ہی طائر پیدا ہوا بس کوکبہ
نے ایک مرتبہ اپنی جھولی مین سے ایک ستارہ نکالا کہ اسپر اسم پڑھ دم کرکے جو اس طائر پر پھینکا مارا وہ ستارہ اسکی
پشت پر پڑا کہ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا اس طائر مین آگ لگ گئی وہ جلنے لگا جلکر خاک ہوگیا یہ حال جو
ارہاب نے دیکھا اسکو بہت غصہ آیا اسنے پھر مرکب پر کوڑا مارا کہ مرکب نے چرخ کھایا اور اسکے دہن
سے ایک اژدر دہان قلابہ آتش چھوڑتا ہوا نکلا بس کوکبہ نے اٹھاکر وہ ستارہ اسپر بھی مارا جیسے اسپر
پڑا وہ بھی جلنے لگا یہ دیکھکر ارہاب نے کچھ سحر پھینکر طرف کوکبہ کے چلا بس کوکبہ نے آواز دی کہ اسی طرف
رہنا آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ سزا پائیگا اسنے نہ سنا بس کوکبہ نے اٹھاکر پھر ستارے بالاے آسمان پھینکے
وہ جاکر آسمان پر پہنچے اور شق ہوے اس سے ایک برق چمک کر طرف ارہاب کے چلی ارہاب نے
لاکھ لاکھ تدبیر کی ہزارون سپر سحر سر پر قائم کی ایک سے بھی نہ رکا سب کو قلم کرتی ہوئی سر پر پہونچی سر قلم کرتی
ہوئی ٹانگون سے نکل گئی ارہاب دو ہوکر گرا صدا سے گیر و دار بلند ہوئی طلاطم مچ گیا تاریکی ہوگئی ساحر سب
تدبیر فراموش کرگئے چلانے لگے وہ تاریکی دفع ہوئی روشنی ہوئی صدا آئی کہ کشتی میرا نام مین ارہاب جادو
ہو واب جو دیکھا کہ ایک لاشہ زمین پر دو حصہ کیے ہوے پڑا ہے بس یہ حال دیکھکر خیر ہاب کو تاب نہ رہی
بدون اجازت آفاق طرف میدان کے چلا اور آتے ہی اسنے ایک گولہ فولادی طرف کوکبہ کے مارا
جب قریب کوکبہ کے پہونچا کوکبہ نے اشارہ کیا وہ شق ہوا اس سے ہزارون برچھین پیدا ہوئین وہ طرف
ملکہ کے چلین ملکہ اسکو دفع کرنے لگی یہانتک کہ سب کو دفع کرکے اس سے محفوظ رہی اور طرف خیر ہاب کے
چلی خیر ہاب نے جو دیکھا کہ یہ میری طرف بڑے غصہ مین آتی ہے بس ایک مرتبہ تلوار لیکر چلا اس مکار نے
یہ تدبیر کی کہ خاک قبر جمشیدی اپنے ہاتھ مین پوشیدہ کرلی تھی یہ ہی قصد کرکے پرے سے چلا تھا کہ یہ اڑاکر اسکو
گرفتار کرلونگا جیسے ملکہ قریب پہونچی خیر ہاب نے اسکے دکھانے کو سحر کرکے تلوار کا وار کیا مگر خاک اڑادی
وہ جیسے ملکہ پر پڑی بس ملکہ بیخود ہوکر گری اسنے تلوار ماری کہ ملکہ زخمی ہوئی اسنے قصد کیا کہ دوسرا وار
کرون یہ قصد خیر ہاب کا جمال آرا وزیرزادی نے دیکھا تاب نہ رہی اپنے طاؤس سحر کو اڑاکر یہ کہتی ہوئی
کہ مین تیرے مقابلہ کو آتی ہون دست خود رانگہدار اسقدر جلدی پہونچی کہ وہ وار نہ کرنے پایا تھا کہ جمال آرا
پہونچ گئی اسنے جاتے ہی وار کیا اسنے وہی خاک اڑادی وہ بھی بیہوش ہوکر گری یہ پھر تلوار لیکر چلا کہ دونون کو
قتل کرون کہ الطاف جادو پدر جمال آرا نے دریہ کو بڑھاکر مقابلہ کو آیا آتے ہی وار کیا خیر ہاب نے
اسکو بھی خاک قبر جمشیدی اڑاکر بیہوش کیا ابتو تماشا بند ہوگیا لشکر کوکبہ سے ساحر نکلنے لگے جو نکلا اسکو
اسنے خاک سے بیہوش کیا لشکر کوکبہ مین طلاطم مچ گیا مثل پروانے کے ساحر جاتے تھے اور بیہوش
ہو ہوکر گرتے تھے جیسے شمع پر پروانے گرتے ہین گرد کوکبہ کے سب بڑے بڑے ہوے تھے لشکر اسلام کو اس
امر سے یاس ہوگئی تھی کہ ہم اس ساحر کے ہاتھ سے محفوظ نہ رہینگے کہ ایک مرتبہ ایک طرف سے ایک ابر پیدا ہوا
کہ جسکے سبب سے تمام صحرا تاریک ہوگیا سب اس ابر کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ ابر قریب اس میدان کے
آکر شق ہوا اس ابر سے دو سوار دو رخنگی پشتون پر علم جن پر تعریف خدا و نبی کریم تحریر تھی نمایان ہوے
انکے عقب مین اور جلوس سواری اسکے بعد دیکھا کہ تخت سحر پر صبح آفتاب عالم سر پر چتر لگا ہوا
بڑی شان و شوکت سے عقب مین اسکے دو لاکھ ساحران نامدار و آزمودہ کار قاف و قیرقرے
و طاؤس پر سوار چلے آتے ہین لشکر اسلام سے ہرکارے چلے تھے انھون نے جو صبح کو دیکھا واپس آکے

بادشاہ و صاحبقران و کل اہل اسلام نے پہچانا کہ یہ تو مریخ ہیں بس مریخ اپنے لشکر کو لیکر میدان میں آیا
سرداروں کو حکم دیا کہ تم لشکر کی صف بندی کرو میں خدمت میں صاحبقران کی جاتا ہوں سرداران صف بندی
میں مصروف ہوے یہ چند سرداروں کو لیکر اُس صف میں آیا جہاں صاحبقران تشریف فرما تھے آنکے
قدموں پر سلام کرکے گرا انھوں نے قدموں پر سے سر کو اٹھا کر گلے سے لگایا مزاج پرسی کی اُسکے بعد مریخ نے بادشاہ کی
قدمبوسی حاصل کی اور سب سرداروں سے ملا خواجہ سے ملاقات کی دریافت کیا کس سے مقابلہ ہو رہا ہے اور یہ
کون لشکر صف آرا ہے اور کون میدان میں آیا ہے اور یہ کون لوگ ہیں جو کہ اسکے ہاتھ سے مجروح پڑے
ہیں خواجہ نے کہا کہ یہ جو سامنے لشکر صف آرا ہے یہ تو آفاق کا ہے طرف سے سمندر کی مقابلے کو آیا ہے
اور یہ خربیک میدان میں آفاق کی طرف سے آیا ہے اسنے ان سب کو زخمی کیا ہے اور وہ سامنے خود
سمندر شاہ کھڑا ہوا ہے یہ مقابلہ کو نہیں آیا ہے صرف برائے سیر آیا ہے کہتا ہے کہ میرے کمک کرنے والے بہت قدر
ہیں کہ میں بروں مقابلہ کرونگا تو بھی کم ہو تنگ مجھے کیا ضرورت ہے یہ سنکے مریخ خدمت میں بادشاہ کی
آیا اجازت کا خواستگار ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ تم ابھی آئے ہو کیا ضرورت ہے کوئی اور مقابلے کو جائیگا
مریخ نے عرض کیا کہ یہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا اسکا قاتل میں ہی ہوں یہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا بادشاہ
نے جواب دیا کہ اچھا جاؤ سپرد خداوند کریم کیا مریخ بادشاہ سے اجازت لیکر صاحبقران کی خدمت میں آیا
صاحبقران سے اجازت لیکر تخت سحر کو بڑھا کر طرف خربیک کے چلا ادھر لشکر آفاق سے اور
سمندر شاہ کی طرف سے چند ہرکارے خدمت میں خربیک کی آئے اور کہا کہ ای خربیک بادشاہ نے
کہا ہے کہ ان سب کو لیکر چلا آ کیونکہ اب لشکر اسلام کے ساحر آگئے ہیں انسے مقابلہ کرنا پڑیگا اسوقت
چلا آ کل مقابلہ کرنا یہ کہکر لشکر اسلام میں آئے اور دریافت کرکے اپنے لشکر میں آئے آفاق سے عرض کیا کہ ای بادشاہ یہ جو
لشکر آیا ہے یہ لشکر ساحران ہے جو کہ طلسم فتح کیے ہیں اور جو ملک ساحروں کے قبضے میں صاحبقران کی آئے ہیں
اُنکے معزز ساحر ہیں جو کہ ہمیشہ خدمت میں صاحبقران کی رہتے ہیں یہ سب مطیع ہیں صاحبقران کے انکا افسر
شاہزادہ مریخ آفتاب علم ولیعہد طلسم فیروزہ ہے اسنے اپنی طرف سے اس طلسم کی حکومت اپنے ایک خاص کے سپرد کردی ہے یہ
وہاں کا حاکم ہے یہ شاہزادہ صاحبقران کے ہمراہ رہتا ہے صاحبقران نے یہ طلسم بھی فتح کیا ہے مگر صاحبقران ثانی لشکر کا افسر تھے
اس عہد میں جب سے مریخ ہمراہ ہے یہ فرزند ہے بادشاہ طلسم کا جسکا نام فیروز ستارہ پیشانی تھا جب صاحبقران یعنی
بدیع الملک نے قریب دریاے سبز رنگ کے قیام کیا تھا اور جشن کیا تھا تخت نشینی بادشاہ کا اسکے بعد ایک نامہ آیا تھا طلسم فیروزہ
سے کہ ہمیں ایک ساحر لشکر لیکر آیا ہے طلسم پر لشکر کشی کی ہے میں اس سے مقابلہ کرنے کو مستعد ہوں صرف برائے اطلاع عرضی
تحریر کی ہے بس صاحبقران نے مریخ کو کل ساحروں سے برائے کمک کے روانہ کیا تھا چنانچہ یہ اس جنگ کو
فتح کرکے آتا ہے اب آکر یہو پہنچا ہے آفاق نے کہا کہ معلوم ہوا خیر کیا خوف ہے ادھر یہی خبر ہرکاروں نے
سمندر شاہ کو بھی دی سمندر نے یہ سنکے عشاق سے کہا کہ استاد بڑا غضب ہوا کہ طلسم فیروزہ
بھی فتح ہوگیا میں یہی خیال کرتا تھا کہ یہ لوگ کیونکر ادھر آئے کیونکہ یہ مقام تو ان طلسموں کے بعد تھا
اب معلوم ہوا کہ یہ سب طلسم فتح ہوے کیونکہ حاکم طلسم مرأۃ العدم ہمراہ لشکر اسلام ہے
خداوند طلسم آئینہ سنا گیا ہے کہ وہ نہ طاق میں آکر پناہ گزین ہوے ہیں اشراق قتل ہوا بس
اسی طرح سے فیروز بھی مارا گیا یہ اُسکا فرزند ہے میں یہ خیال کر رہا تھا کہ میں نے اسکو کسی مقام پر
دیکھا ہے مگر یاد نہ آتا تھا اب ہرکاروں کے کہنے سے یاد آیا کہ ایک مرتبہ فیروز نے ایک نامہ
روانہ کیا تھا اُسکا مضمون یہ تھا کہ میں نے ایک جشن کیا ہے سب شاہان طلسم کو طلب کیا ہے

لہذا آپ بھی تشریف لائیے چنانچہ مین بھی گیا تھا اُسی زمانہ مین فیروز شاہ اپنی لڑکی کے ولیعہد کرنے کا
جلسہ کیا تھا سب تماشا ان طلسم ہو جو طلسم کے تھے آئے تھے مین نے دیکھا تھا عجیب سے پھر
اتفاق ہوا جو یہ خوبی دیکھتا اور پہچان لیتا اب معلوم ہوا کہ یہ کوئی شہر یکتا اہل اسلام ہو سکے مین خیر دیکھا
جائیگا یہ جو آپکا کر سکتے ہین ہان جب تک ساحر لشکر اسلام مین نہ تھے اُس وقت تک یہ امید تھی کہ بہت
جلد لڑائی فتح ہو گی اب یہ ہے کہ دیر لگیگی انسے مقابلہ پڑا ہے دیکھا جائیگا ان سبکی قضا اسی مقام پر ہے عشاق
نے کہا کہ یہ تو ضرور ہے یہان تو یہ تقدیر ہو رہی تھی آدھر خبر باب نے قصد کیا تھا کہ مین ان سب کو اسیر کرکے
اپنے لشکر مین لیجاؤن کہ صرصر آ کر پہونچا اُسنے کہا کہ او نابکار کہان جاتا ہے مین تیرا حریف آ گیا ہون تو
میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ سنکے خبر باب نے کہا کہ مین تجکو بھی اسی طور سے قتل یا غارت
یا اسیر کرتا ہون یہ کہکر تلوار لیکر صرصر کی طرف چلا (صرصر) نے کہا کہ تلوار سے مقابلہ کریگا اُسنے کہا
کہ ہان بس صرصر نے بھی سپر ہاتھ مین لی اور اشارہ کیا کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی دیکھا کہ ایک مرکب
شبرنگ رفتار پری پیکر جو زین ولجام سے آراستہ کسی نے کھینچی ہوئی چلا آتا ہے قریب تخت صرصر
پہونچا صرصر تخت پر سے اترکر مرکب پر سوار ہوا اور اُسکے مقابل ہوا اُسنے تلوار کا وار کیا اور خاک اُڑائی
صرصر مرد ہوشیار ہے اُسنے جو دیکھا کہ اُسنے وار کیا ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ سے کچھ اُڑایا یہ سمجھ گیا کہ
خاک قبر جمشید کی ہے بس مرکب کو جو مہمیز کرتا ہے مرکب ایک مرتبہ جست کرکے کوئی دس قدم دور جا کر اُترا
وہ وار بھی خالی گیا اور خاک بھی صرصر نے صدا دی کہ او دغا باز مکار مین پہچان گیا کہ تو نے ان سب کو خاک قبر
جمشید سے بیہوش کیا ہے نہ سحر سے نہ تلوار سے زخمی کیا ہے جب یہ بیہوش ہو کر گرے تو نے زخمی کیا اب
مین کب تیرے مکر مین آتا ہون اور کب تیری جان چھوڑتا ہون خبر باب بہت شرمندہ ہوا اگر بیغیرت اتنا بڑا تھا
کہ اُسنے پھر بھی کچھ خیال نہ کیا کہنے لگا کہ حریف کو قتل کرنے سے غرض ہے جس طور سے ہو سکے صرصر نے جواب دیا کہ
تو بڑا بیغیرت اور بیحیا ہے کہ اپنے فعل پر نادم نہیں ہوتا ہے اور اُنکو ملا کر کلام کرتا ہے یہ کہکر اُسکی طرف تلوار لیکر
چلا اُس سے کہا کہ تو خاک اُڑا کر مجکو بھی بیہوش کر اُسنے پھر تلوار کا وار کیا وار کا کرنا تھا کہ صرصر نے سپر پر
کاٹا ہو کر جو اُسکا وار رد کیا اور اپنا وار کیا اُسنے سر جھکا لیا تلوار سر پر پڑکے اُچٹ گئی کیونکہ وہ روئین تن
تھا جب تلوار صرصر کی اُچٹ گئی صرصر نے خیال کیا کہ یہ روئین تن ہے بس صرصر نے اُس سے کہا کہ خبردار ہو
مین اپنا وار کرتا ہون اُسنے جواب دیا کہ مین خبردار ہون بس وار کر صرصر نے طرف آسمان کے اشارہ کیا
ایک چمک پیدا ہوئی اُس چمک سے ایک برق گری کہ وہ سر خبر باب کے گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے
تمام صحرا تاریک ہو گیا برف باری ہونے لگی پھر غل مچانے لگے صدا آئی کہ کشتی مرا نام من خبر باب جادو بود
اب جو روشنی ہوئی وہ ظلمت برطرف ہوا اب جو دیکھا تو لاش خبر باب کی پڑی ہے چونکہ قاعدہ ہے کہ جو ساحر
خاک اُڑا کر بیہوش کرتا ہے جب وہ قتل ہو جاتا ہے تو وہ بیہوش ہوش مین آ جاتے ہین بس جب خبر باب قتل
ہوا تو وہ سب ساحر ہوش مین آ گئے اب جو آ کے تو کیا دیکھا کہ خبر باب کی لاش پڑی ہے اور ایک
ساحر دوسری اقلیم کا کھڑا ہوا ہے اُن سب کو یقین ہوا کہ اسی (ساحر) نے خبر باب کو قتل کیا ہے بس سب نے
اُٹھکر صرصر کو سلام کیا اور کہا کہ آپنے اسکو قتل کیا صرصر نے جواب دیا کہ جی ہان اُسنے آپ سب کو
مکر سے بیہوش کیا تھا خاک قبر جمشید کی اُڑا کر اُنھون نے عرض کیا کہ ہمکو خبر نہ تھی بس وہ کہ اُن سب کو
لیکر لشکر مین آئی صرصر نے مبارزطلب کیا بس آفاق نے اپنا مرکب بڑھایا اور کہا کہ اب لطف ہے گا
یہ کہتا ہوا قریب صرصر آیا صرصر نے کہا کہ اے آفاق تم ایسا جہاندیدہ کار آزمودہ یہ حرکت کرے

کر اپنے خدا کو نہ پہچانے باطل پرستی پر کمر باندھے اب یہ سن تمھارا اس قابل نہیں ہے ہاں جبتک کوئی
راہ نما نہ ملا تھا اسوقت تک اگر باطل پرست رہتے تو کوئی مضائقہ نہ تھا ہاں جبکہ راہ نما ملا اسوقت میں
یہ حرکت کیجائے تو بالکل خلاف طریقہ اور قاعدہ ہے اور عقل کے خلاف ہے میں تم سے عمر میں کم ہوں
ہاں اگر میرے ایسے خیالات ہوں تو بجا ہیں کیونکہ ابتک جوان ہوں جوانوں کی عقل کم ہوتی ہے تم ایسا کیوں
اپنے انجام کو نہ خیال کرے اور ایک شیطان کے بہکانے پر عمل کرے یہ تصویر پرستی بالکل باطل مذہب
ہے اسکی کوئی اصلیت نہیں ہے مذہب حق و دین برحق مذہب اسلام ہے بس میری رائے یہ ہے کہ تم اپنے
پیدا کرنے والے کو پہچانو اور میرے ہمراہ خدمت میں صاحبقران کی چلو انکی اطاعت کرو آئندہ تمکو اختیار رہے
کیوں اپنی عقبیٰ خراب کرتے ہو آفاق نے جواب دیا کہ یہ جو تمنے کہا سب سچ اور بجا ہے تمھارے نزدیک اس مذہب
کی فضیلت ظاہر ہوگئی ہے تم اسکے قائل ہوے میرے نزدیک یہ مذہب درست ہے میں اسکا قائل ہوں دوسرے
ہم لوگ وہ نہیں ہیں کہ نمک حرامی پر کمر باندھیں اپنے مالک کی رفاقت ترک کریں ہاں جب کوئی حرکت
ایسی مالک سے ہو جو کہ اپنے مرتبے کے خلاف ہو اسوقت نوکر کو اختیار ہے کہ رفاقت ترک کرے اس حالت
میں بھی جہانتک ممکن ہو عذر کرے کہ حرکت مالک سے بیجا ہوئی ہو اسکو اپنے اوپر لے اور عذر کرے میں تو کبھی
اس امر سے نہ باز آؤنگا ضرور تمسے مقابلہ کرونگا مرزبان نے جواب دیا کہ خیر مقابلہ کیجئے جو حربہ رکھتے ہو کیجئے میں موجود
ہوں میں نے حجت تمام کردی کیونکہ میں نے یہ خیال کیا کہ تم ایسا ساحر زبردست کیوں میرے ہاتھ سے
مارا جائے آفاق نے جواب دیا کہ میں خود یہ خیال کرتا ہوں کہ تم میرے ہمراہ چلو خدمت میں سمندر شاہ
کی وہ تمھاری بڑی عزت کرے گا بلکہ تمھاری طرف سے لشکر اہل اسلام سے مقابلہ کرکے تمھارے طلسم کو اہل اسلام
سے دلا دے گا تم بیخوف و خطر خود قابض طلسم ہوگے طلسم کو درست کر دے گا کیونکہ تمھارے
باپ سے اور بادشاہ سے ایک قسم کی ملاقات اور دوستی تھی اسکا پاس ضرور کرے گا کیوں اپنی جان
پیچھے پڑے ہو مرزبان نے جواب دیا کہ یہ جو تمنے کہا یہ بالکل خلاف عقل اور دانائی ہے پہلے سمندر شاہ اپنا تو
ملک ان لوگوں کے ہاتھ سے بچا لے پھر میری کمک کرے اور کیا اب میں اپنے ملک پر نہیں قابض ہوں
مجھے اسکی کمک کی کیا ضرورت ہے اور کیا غرض ہے کہ میں جنت کو چھوڑ کر دوزخ اختیار کروں سمندر شاہ
کیا چیز ہے اگر سامری و جمشید اگر اسکا اقرار کریں کہ ہم تمھارے ملک کو پھر اسی طور سے درست
کئے دیتے ہیں تمھارے باپ کو زندہ کئے دیتے ہیں اس حالت میں بھی میں انپر ہزار در ہزار
مرتبہ لعنت کرونگا بلکہ انکے منہ پر تھوک دونگا انکی کیا قدرت ہے اور کیا لیاقت ہے بس اب تو
میں کبھی اس مذہب کو نہیں ترک کرتا ہوں یہ وہ مذہب ہے کہ جسکی تعریف مجھ سے ہو نہیں سکتی ہے یہی
اس مذہب کے لیے اپنے باپ کو چھوڑ دیا تھا تمام طلسم غارت کرایا سمندر شاہ کیا چیز ہے کہ میں اسکی
اطاعت کروں اور ایسے آقا کو اپنے چھوڑوں جسنے مجھکو نار دوزخ سے بچایا بس اب کوئی تقریر نہ کرو
تم اپنا حربہ کرو اور تم مجھکو کیا قتل کروگے یہ سُننا تھا کہ آفاق کو غصہ آگیا ایک حربہ سحر کا [illegible]
مرزبان سے آیا تلوار کا وار کیا مرزبان نے بھی سپر پر اسکا وار روکا اپنا وار کیا بڑے عرصہ تک تلوار چلا کی
کسی کو ظفر نہ حاصل ہوئی آفاق نے کہا کہ تلوار سے مقابلہ کر چکے اب سحر آزمائی ہو مرزبان نے جواب دیا کہ
کیا مضائقہ ہے بس آفاق نے پڑھکے ایک مرتبہ طرف آسمان کے اشارہ کیا کہ دو طائر بہت بڑے پیدا ہوئے
ان دونوں کی پشت پر ایک صندوق رکھا ہوا تھا وہ طائر روبرو آفاق کے آئے آفاق نے وہ صندوق
اُنسے لیا وہ طائر اُڑ گئے بس آفاق نے اس صندوق کو کھولا پہلا سحر آفاق کا یہ تھا کہ اس صندوق سے

ہوگا جب ناگہ میں چلکر شہر کا بندوبست کرو ان یہ کہکر اور طالمران سحر کو مقرر کرکے طرف شہر کے چلا گیا یہاں لشکر
دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر پہونچے مہرنگار کو اسیوقت بادشاہ نے طلب کرکے جراحوں کو یاد کرکے زخم پر
پھایا چڑھوایا لیکن ایسا کاری زخم نہ تھا کہ وہ بیہوش ہوتا یا زیادہ تکلیف ہوتی وہ زخم پر پھایا لگوا کر جو مقام اسکے
بیٹھنے کا تھا اسپر آکر بیٹھا سہراب و غزالان بھی اتنے عرصہ میں اس قابل ہو گئیں تھیں کہ وہ آکر
اپنے اپنے مقام پر بیٹھے کیونکہ جب بادشاہ جنگگاہ سے واپس آئے تو دربار فرمایا سب سردار لباس رزم کا
اُتار کر لباس درباری پہنکر حاضر دربار ہوئے لشکر نے کہ کفول ایک طرف لشکر مہرنگار جنکو آذر اسب قریب
چار لاکھ کے ساحر لشکر اسلام میں ہو گئے ہیں جب سہراب و غزالان دربار میں آئے تو دربار کو
ساحروں سے مملو پایا کوکبہ کو تو دیکھکر پہچان لیا صاحب سلامت کی مگر مہرنگار سے واقف نہ تھے اہل دربار سے
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ بھی غلامان صاحبقران سے ہیں کل حال معلوم ہوا اب انکو وہ خوشی حاصل
ہوئی کہ اسقدر ساحر بھی لشکر اسلام میں ہو گئے ہیں سب ساحران زبردست ہیں ملکہ کوکبہ کے شریک
ہونے سے بہت خوش ہوئی یہ بھی آکر پٹی کوکبہ سے سب حال دریافت کیا اسنے اپنا شریک ہونا بیان کیا
اب صاحبقران طرف مہرنگار کے متوجہ ہوئے فرمایا کہ اے مہرنگار اب آپ اپنی حالت بیان فرمائیے مہرنگار نے عرض کیا
کہ میں جو حضور سے رخصت ہوکر مع لشکر روانہ ہوا تو اسوقت پہونچا کہ جب ناگہان جادو سے مقابلہ ہورہا
تھا میں جاکر شریک جنگ ہوا اسکو آپکے اقبال سے قتل کیا لشکر کو شکست دی لشکر اسکا فرار ہو گیا میں
دو روز شہر میں رہا سب بندوبست کرکے مع لشکر وہاں سے طرف خدمت حضور کے روانہ ہوا پہلے اُس مقام پر
پہونچا جہان لشکر حضور فروکش تھا اب جو پہونچا تو اُس دشت کو ویران پایا نہ وہ بہار تھی نہ وہ فضا اسکے جو
آیا تو دریا سے سبز رنگ کا بھی کہیں نشان نہ تھا چند لوگ اُس مقام پر بیٹھے ہوے تھے وہ مرد مسلمان ہو چکے
انسے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپنے دریا فتح کیا ساحران و ماہیان جو کہ مالک تھیں دریا کی وہ قتل ہوئیں
اب آپ کوچ فرماکر طرف یقینیہ کے تشریف لے گئے ہیں میں نے ایک دن وہاں قیام کیا دوسرے دن یقینیہ پر
آیا وہاں معلوم ہوا کہ یقینیہ شاہ مسلمان ہوا یہ ملک بھی اسلام آباد ہوا اب آپ صحرا بیمہ کو تشریف لیگئے ہیں
میں نے وہاں سے ایک دن قیام کرکے صحرا بیمہ کی طرف کوچ کیا لشکر کو ایک صحرا میں ٹھہرا کر طرف صحرا بیمہ
کے گیا داخل شہر ہوا اسکو بھی اسلام آباد پایا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ ملک بھی اسلام آباد ہوا
بادشاہ نے دین اسلام قبول کیا وہ ہمراہ لشکر اسلام کے گئے ہیں اور لشکر اسلام طرف اقبالیہ کے
گیا ہے چنانچہ اُسدن تو اُس صحرا میں رہا دوسرے دن وہاں سے اقبالیہ کی طرف چلا وہاں جاکر بھی یہی معلوم
ہوا کہ یہاں کا بادشاہ بھی مسلمان ہوا ہمراہ لشکر اسلام گیا ہے لشکر اسلام نے طرف امثالیہ کے کوچ
کیا ہے چونکہ لشکر بہت پریشان تھا میں نے امثالیہ کے قریب جو صحرا تھا اُسدن وہاں مقام کیا بعد اسکے
امثالیہ میں آیا وہاں بھی یہی معلوم ہوا کہ یہاں کے بادشاہ نے اسلام قبول کیا ہمراہ صاحبقران
کے مرادیہ پر گیا ہے صاحبقران نے مرادیہ پر لشکر کشی کی ہے میں وہاں سے تین دن رہ کر مع لشکر
مرادیہ پر آیا اے خداوند جہان میں مع لشکر جاتا تھا شہر میں ہل چل پڑ جاتی تھی کہ غنیم لشکر لیکر آیا ہے باوجودیکہ
میں لشکر کو صحرا میں چھوڑ دیتا تھا قریب شہر نہیں لیجاتا تھا بس جب یہ مرادیہ پر پہونچا وہاں بھی معلوم
ہوا کہ مراد شاہ بھی خداپرست ہوا اب صاحبقران مع مراد شاہ و کل لشکر کے حصر بیمہ پر
تشریف لے گئے ہیں میں نے مرادیہ کے قریب جوار میں چار روز قیام کیا پانچویں روز وہاں
سے حصر بیمہ پر آیا جب وہاں بھی یہ معلوم ہوا کہ یہ ملک بھی اسلام آباد ہو چکا ہے یہاں کا بھی بادشاہ

ہمراہ صاحبقران سمندر ریہ کی طرف گیا ہے کیونکہ سمندر ریہ پر صاحبقران نے لشکرکشی فرمائی ہے چونکہ
وہ مقام بہت پُر فضا تھا میں نے اہل لشکر کے کہنے سے اُس صحرا میں ایک ماہ دس یوم قیام کیا
اس امر سے اطمینان تھا کہ حضور سے کوئی مقابلہ کر نہیں سکتا ہے گو ساحر لشکر حضور کے ہمراہ نہیں
ہیں دوسرے میری طبیعت بھی علیل ہو گئی تھی جب مجھکو صحت ہولی ہیں وہاں سے چلا راہ میں
مجھکو معلوم ہوا کہ آپ سے اور سمندر شاہ سے کئی مقابلے ہوئے مگر آپکی ظفر ہوئی اب آفاق سے مقابلہ
ہے بس میں لشکر لیکر حاضر ہوا بسبب عرصے کا ہوا اور نہ میں کب کا حاضر خدمت ہو چکا ہوتا آپ یہ فرمائیں کہ
یہاں کیا واقعہ گذرا بس صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ تم صبح کو کل حالات سے جو کہ
نکل جانے کے بعد گذرے ہیں آگاہ کرو خواجہ نے کل حال ابتدا سے لیکر اُس روز تک جو جو گذرا تھا سب بیان
کیا اس مقام پر بسبب طول کے اور تکرار ہونے کے نہیں تحریر کیا جب صبح کل حال سے آگاہ ہوا نہایت خوش ہوا
مگر افسوس کیا کہ چند مقام پر میرا ہونا بہت ضرور تھا مگر کیا کروں حالت مجبوری تھی بعد اس ذکر کے صاحبقران نے
فرمایا کہ اب تو کوئی نصف شب کے قریب آئی ہوگی ابھی تک سرکار سے خبر طبل جنگ لیکر نہیں آئے معلوم ہوتا ہے
کہ اب طبل جنگ نہ بجے گا کیونکہ آفاق زخمی ہو گیا ہے جب وہ اچھا ہوے گا تو مقابلہ ہوگا بادشاہ نے
فرمایا کہ یہ امر تو ضرور ہے بس بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے خیموں میں آکے آرام پذیر
ہوئے یہاں تو یہ حال ہے اُدھر وہ آفاق جو آفاق ہے لشکر کو لیکر فرودگاہ پر پہونچا لشکر کو گھیرنے کا حکم دیا
خود دربار کیا آفاق کے سر پر مرہم جرّاحوں نے لگائے اسکے بھی زخم کاری نہ لگا تھا وہ بھی تخت پر
بیٹھا سب سردار حاضر دربار ہوئے آفاق نے قصد کیا تھا کہ طبل جنگ بجوائے مگر سب نے
منع کیا اس سبب سے طبل جنگ نہ بجا سب نے یہ صلاح دی کہ جب آپکو صحت ہوے گی تو مقابلہ فرمائیگا
آفاق نے کہا کہ اچھا آفاق نے بھی بعد دو پہر رات کے دربار برخاست کیا راوی نے بیان کیا ہے
کہ مقابلہ موقوف ہوا وہ رات بسر ہوئی اسدن سمندر شاہ جو یہاں سے واپس گیا تو اُسنے اُسدن
دربار نہ کیا داخل محل ہوا تھا سب سردار اپنے اپنے مقام پر چلے گئے یہاں شہر میں تو یہ حال
ہے کہ وہ رات بسر ہوئی صبح کو یہاں سمندر ریہ میں سمندر شاہ نے دربار کیا وہاں آفاق نے
لشکر اسلام میں بادشاہ اسلام نے صاحبقران نے اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ
اے اہل دربار میں یہ خیال کرتا ہوں کہ آفاق بہت لائق ہے اگر یہ مسلمان ہو جائے تو بڑی اچھی بات
ہے مگر طریقے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسلمان نہ ہوگا مگر افسوس ہے کہ بڑا مرد لائق اور بااخلاق قتل
ہوگا اس سمندر ریہ میں سوائے آفاق کے کوئی لائق نہیں معلوم ہوتا ہے صاحبقران نے آفاق کی
بہت تعریف فرمائی گو کہ اور سہراب و بخر الالان نے بھی بہت تعریف کی اور عرض کیا کہ اے صاحبقران
درحقیقت یہ شخص بہت با مروت اور مرد خلیق اور ساحر زبردست ہے اور یہ وہ شخص ہے کہ اسکی تعظیم سمندر شاہ
کرتا ہے وہ بڑا عالی خاندان ہے اسکا کوئی ہمسر نہیں ہے اگر یہ کسی صورت سے مسلمان ہو جائے تو بڑی قوت ہو ایک
حصہ قوت سمندر شاہ کی کم ہو جائے مگر اُس سے یہ امید رکھنا بالکل خلاف ہے کہ وہ مسلمان ہو صاحبقران
نے فرمایا کہ یہ امر تو ضرور ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ گفتگو خواجہ عیار سب سن رہے تھے یہاں تک کہ خواجہ نے
بھی یہ کہا کہ اے صاحبقران یہ درحقیقت بڑا ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے کیونکہ میں نے آج آنکھ سے دیکھا مجھکو بھی افسوس ہے
کہ یہ ساحر مفت میں قتل ہوگا اور اسکی زوجہ بھی بڑی ساحرہ ہے اور وہ بھی بڑی لائق عورت معلوم ہوتی
ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ مجھکو بڑا افسوس ہے کہ آفاق بھی مسلمان نہ ہوگا خواجہ نے کہا

بین نے کہا کہ کہاں سے لاؤن اُسنے جواب دیا کہ جہان سے ممکن ہو مین نے کہا کہ ای فرزند ابتو مین مانگنے بھی نہین
جاتا ہون کون لیجائے تو تو دن بھر غائب رہتا ہی اُسنے ای میرے آقا یہ طریقہ کیا کہ کبھی مجھکو مار کبھی بہن کو
مارا جو کچھ رکھا ہوا کھا گیا جب مین نے یہ دیکھا کہ اُسنے یہ طریقہ اختیار کیا تو مین اُس لڑکی کو لیکر نکلنے لگا
وہ میرے ہمراہ دن بھر رہتی تھی اسی طور سے دن بھر ہم باپ بیٹی مانگتے تھے اور بسر کرتے تھے وہ مردود
آتا تھا کھا جاتا تھا اور وہی طریقہ اب بھی ہی اب یہ ہوتا ہی کہ لڑکی مجھکو صبح کو گھر سے لاکر یہان یا کسی
مقام پر ایسے کہ جدھر سے لوگ آتے جاتے ہین بٹھا جاتی ہی مین آیندہ روندہ سے کچھ مانگ لیتا ہون اور
وہ بھی دیہات مین جاکر مانگتی ہی بس دن بھر مین جو مین اور وہ مانگتے ہین اُسمین بسر کرتے ہین وہ نطفۂ حرام
شام کو آکر حرام کے لقمے کھاتا ہی اگرچہ وہ تو مارتا ہی اب وہ لڑکی جوان ہوگئی ہی اُسپر لوگون کی نگاہ پڑتی ہی
مگر وہ ایسی صاحب عفت و عصمت ہی کہ اپنی آبرو بچائے ہوئے ہی مین نے یہ خواہش کی کہ اسکا عقد کردون
اب جو لوگون سے کہا تو یہ جواب ملا کہ ہمکو تین ہزار روپیہ دو تو ہم اسکا عقد کرا دین مین نے کہا کہ مین
کہان سے لاؤن مین آپ تین تین فاقے کرتا ہون بھیک مانگکر بسر کرتا ہون ہر ایک نے یہ جواب دیا کہ
تمہارے پاس بڑی دولت تھی اور ہی اُسمین سے نکالو مین نے کہا کہ وہ تباہ ہوگئی اُنکو نہ یقین آیا
ای بندۂ خداوند مین نے جس سے اس امر کی خواہش کی اُسنے یہی سوال کیا مین مجبور ہوگیا کہ مین نے
خبر سنی کہ شہر سمندر ریہ پر خدا پرستون نے لشکر کشی کی ہی اُنکے مقابلے کے لیے ہمند رشاہ کی طرف
سے آفاق شاہ مع لشکر کے اس صحرا مین آکر فروکش ہوئے ہین بڑے سخی اور رحمدل ہین بس
مین نے خیال کیا کہ ایسے مقام پر چلکر بیٹھو کہ شاید کسی دن اُنکی سواری نکلے اور مین سوال کرون
میرا کام ہوجائے اُسدن سے مین اس مقام پر آکر بیٹھتا ہون اس انتظار مین کہ ادھر سے بادشاہ
کی سواری نکلے تو مین عرض کرون کہ از برائے خداوند تصویر میری یہ مراد پوری فرمائیے مجھکو چار ہزار روپیہ
عنایت فرمائیے تاکہ مین اسکی شادی تین ہزار روپیہ دیکر کسی کے ساتھ کر دون اور ایک ہزار روپیہ
لیکر برائے تربت چلا جاؤن خداوندون کے مزار پر جاکر اپنی باقی زندگی بسر کرون تاکہ اس آفت سے
جان بچے مجھکو یہ خوف ہی کہ کہین ایسا نہو کہ اس لڑکی کا پاؤن اونچ نیچ مین پڑجائے تو یہ بھی آبرو جائے
ابھی تک ایسی حرکت خاندان مین کسی عورت نے نہین کی بس میری یہ آرزو ہی یہ سنکے اُس سردار نے کہا کہ
ای بھائی اسقدر تو میرے پاس نہین ہی ورنہ قسم ہی مجکو خداوند تصویر کی مین ضرور دیتا کیونکہ یہ نیک کام تھا مین
خود مجبور ہون کیونکہ دس روپیہ ماہواری کا نوکر ہون اُسی مین بسر کرتا ہون ہان سو دو سو کا معاملہ
ہوتا تو مین ضرور دیتا چار ہزار کہان سے لاؤن ہان اگر تم میرے ہمراہ لشکر مین چلو تو مین بادشاہ سے
تمہاری سفارش کرکے دلوا دونگا بلکہ کسی نہ کسی سردار معزز کے ساتھ تمہاری لڑکی کی شادی کرا دونگا یہ جو
اُسنے کہا بس اُس مرد پیر نے رو کر کہا کہ افسوس ہی کہ مین تو جا نہین سکتا ہون اگر آپکے ہمراہ چلا جاؤن
اور وہ لڑکی یہان آکر مجھکو نہ پائے تو اپنی حالت تباہ کرے یقین ہی کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالے کیونکہ مجھ سے محبت
کرتی ہی آکر دیکھ جاتی ہی ابھی تو آپکے آنے کے قبل آئی تھی یہ روٹی کی ٹوکری میرے پاس رکھ گئی ہی اب بھیک
مانگنے گئی ہی یہ تو اُسکی حالت ہی ورنہ مین ضرور آپکے ہمراہ چلتا اُس سردار نے کہا کہ اچھا تم ٹھہرو مین
بھی ٹھہرا جاتا ہون جب وہ آئے گی اُسکو ہمراہ لینا اور لشکر مین چلنا اُسنے جواب دیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا
ہی کہ مین جوان لڑکی کو لشکر مین لیجاؤن اور اپنی آبرو دون کیونکہ لشکر کے لوگ بڑے حرام زادے
ہوتے ہین خداوند آپنے بچائین ایسی حالت مین کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین جوان لڑکی کو لیکر آپکے ہمراہ چلون

اگر آپ سے ہوسکے تو آپ مجکو اسی مقام پر لا کر رحمت فرمائیے چونکہ اُس سردار کو اُسکے حال پر رحم آیا تھا اور یہ خیال
دل مین کیا تھا کہ کسی صورت سے اگر ممکن ہو تو بادشاہ سے سفارش کرکے روپیہ تین ہزار یا چار ہزار دلادون
اگر ہوسکے تو کسی سردار کے ہمراہ اسکا عقد بھی کرادون اس خیال سے اُسنے کہا جب اُس پیر نے یہ جواب دیا
کہ مین جوان لڑکی کو لیکر نہین جا سکتا ہون کیونکہ بیڑے کے لوگ بہت خراب ہوتے ہین اُسکا جواب
اُسنے یہ دیا کہ اے مرد پیر میرا یہ منشا تھا کہ اگر تم چلتے بادشاہ تمہارا حال دیکھتا اور سردار بھی تو یقین تھا
کہ صرف بادشاہ نہ دیتا اور سردار بھی دیتے تیری چار ہزار کی خواہش تھی سات آٹھ ہزار جمع ہوجاتا اگر
مین جاکر بادشاہ سے عرض کرونگا اول تو یقین نہ آئیگا شاید یقین بھی آیا تو دو چار سو دیتے کیونکہ وہ
رحم دل تو بہت ہین تمہارا کام نہ نکلا اور میرا کلام رائگان گیا اور کچھ کام نہوا دوسرے یہ لوگ خیال کرین
کہ اس سردار نے اپنے لیے یہ تدبیر کی تھی کہ اسی فقیر کے سے طلب کے مگر وہ بھی نہ ملا اسکی نگاہ مین تمہید ہوئی
تمکو یہ جو خیال ہے کہ جہاز کے لوگ بہت خراب ہوتے ہین تو میرے جہاز کے لوگ اور اس لشکر کے لوگ
ایسے نہین ہین کیونکہ یہ بادشاہ بہت عادل اور منصف ہے اسکا انصاف یہ ہے کہ کسی پر ظلم نہین کرنے
دیتا ہے پس اگر تم چلوگے تو تمہارا حال معلوم ہوگا سپاہ کو ترس آئیگا آئندہ تمکو اختیار ہے اُس مرد پیر نے
یہ جواب دیا کہ اچھا وہ لڑکی آلے اور مین اُس سے یہ حال کہون اگر وہ بھی چلنے پر راضی ہوگی تو مین چلا چلونگا
آپکے ہمراہ یہ ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک طرف سے صدا آئی کہ آج تو خوب مال مارے بڑی دولت ہاتھ آئی
لاؤ مجکو بھی دو وہ سردار ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ اُس مرد پیر نے کہا کہ دیکھیے وہ حرامزادہ آگیا
اُسنے جو دیکھا کہ آپ میرے پاس کھڑے ہوے ہین ضرور کچھ نہ کچھ ملا ہوگا جبکر تو اُس سردار نے
کہا کہ کون اُس مرد پیر نے کہا کہ وہی میرا لڑکا ہے یہ کہہ رہے تھے کہ دیکھا ایک جوان بہت موٹا تازہ
قدآور ایک ساری باندھے ہوے کرتا پہنے ہوے سر پر منڈاسا بندھا ہوا ہاتھ مین ایک موٹا سا
لٹھ آکر اُس مرد پیر کے پاس کھڑا ہوا اور کہا کہ جو کچھ تیرے پاس روٹی ہو مجکو دے اور جو کچھ اُسنے
ملا ہو وہ دے کہ مین قرضہ ادا کرون یہ سُنکے اُس مرد پیر نے کہا کہ کیون مجھپر ظلم کرتا ہے میرے حال پر
رحم کھا ارے تجکو کچھ نہین ملا ہے وہ تو موجود ہین دریافت کرلے ہان تیری بہن یہ ٹکڑے مانگ کر
رکھ گئی ہے اگر تیرا جی چاہے انکو کھالے اگر بہت بھوک لگی ہے اُسنے جواب دیا کہ کیون مجھسے فقرہ کرتا ہے
اگر یون نہ دیگا تو زبردستی چھین لونگا یہ کہکر اُسکے برابر بیٹھ گیا جو ٹکڑے سوکھے کچھ تو کھالیے اور
کچھ باندھ لیے اور کچھ جنگل مین پھینک دیے کہا کہ آج تو بھوکا مرا اور کیون مرنے لگا تیرے پاس تو
روپے ہونگے یہ کہکر اُسکا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ لا مجکو بھی دے نہین تو تیری آج ہڈی پسلی توڑ ڈالونگا
وہ مرد پیر دوہائی دینے لگا انکو ترس آیا اور کہا کہ اے بھائی قسم ہے تجکو خداوندی کی کہ جو
مین نے کچھ بھی دیا ہو کیون اس بیچارے پر ظلم کرتے ہو یہ مین اسکا اور یہ حالت اسکی نہین ہے کہ کما کر کماو
دے بلکہ اب تمکو لازم ہے کہ تم اسکے حال پر رحم کھا کر اسکی زندگی بسر کرنے کی صورت کرو شاباش ہے اُس
عورت کو کہ وہ بیٹا فوت ہوگیے وہ اسقدر باپ کی پرورش کرتی ہے اور رشتے سے بھی نہین ہوسکتا ہے بلکہ
اور تم ظلم کرتے ہو اُسنے یہ سُنکے جواب دیا کہ آپ اس امر مین نہ بولین یہ اسی قابل ہے اسنے کیون ایسے فعل کیے
کہ ہزارون روپیہ کی دولت تباہ ہوئی کیون نہ انجام کا خیال کیا ایسے کی یہ ہی سزا ہے اور وہ تو اسکی کمائی کا
ٹھیکرا ہے اُسکو آوارہ کر رکھا ہے اُسکی شادی نہین کرتا ہے ہر ایک سے اُسکے بہانے سے روپیہ لیتا ہے
اور اس حالت مین بھی قمارخانہ مین جاکر قمار بازی کرتا ہے اور ہارتا آتا ہے ہو کہ وہ خود اپنی ذات سے

ٹھیک ہو رہا ہے اب تک کب کی ناک کٹ چکی ہوتی پھر کیوں نہ میں ظلم کرکے لوں جب میں نے یہ طریقہ دیکھا میں نے
قسمدے رکھی پر کسی میں بھی دن پھرا ادھر ادھر پھرنے لگا اور جو کچھ ملا کھا گیا بڑا غضب یہ ہے کہ میں نے جو کئی مرتبہ
کہا کہ اسکی شادی کر دے تو جواب دیتا ہے کہ میں خود اپنے تصرف میں لاؤنگا کئی مرتبہ اُس سے کہا اُسنے انکار کیا
یہ بڑا مکار ہے یہ جو اُس جوان نے کہا اُس مرد پیر نے اُسکے جواب میں کہا کہ اے ناشدنی تو غارت ہو ارے میں بھی
جو ایسا خیال بھی دل میں ہو میں نے تو خود کئی مرتبہ اس امر کی تجھ سے درخواست کی کہ بیٹا نوکری کر اور کچھ روپیہ
پیدا کرکے بہن کی شادی کر دو تو نے جواب دیا کہ ہمکو کیا غرض اُسکا جسکے ساتھ جی چاہے گا اپنی آپ شادی کر لیگی
میں کہاں سے لاؤں تم ہی نکالو اور جو لوگ راضی بھی ہوئے تو تو نے یہ کیا کہ یہ فلاں سے پھنسی ہے اور فلاں کے
ساتھ آشنائی لگی ہے یہ خراب ہے جب انھوں نے دریافت کیا تو غلط نکلا تو نے یہ آنکو پٹی پڑھائی کہ یہ مفلس نہیں ہیں
انکے پاس دولت ہے یہ چاہتے ہیں کہ اس لڑکی کو کسی کے ساتھ پھنسا کر خود اُس روپیہ پر قابض ہو جاؤں خوب
قماربازی کروں چنانچہ وہ لوگ انکار کرنے لگے ہر ایک تین ہزار روپیہ طلب کرنے لگا تو اتنا بڑا بے غیرت ہے
کہ ناکتخدا لڑکی کو عیب لگاتا ہے اور اپنی زبان سے ہر ایک سے بیان کرتا ہے اور پھر یہ باتیں بناتا ہے جا دور ہو
میرے پاس سے نہ اپنا منھ کالا ہو یہ جو اُس مرد پیر نے کہا اُس جوان نے جواب دیا کہ کیوں قضا آئی ہے اپنی زبان کو
روک میں یہ نہ خیال کرونگا کہ تو باپ ہے سینے پر چڑھ کر تیرا دم نکال لونگا تو نے ضرور فقرہ دیکر اُنسے کچھ حاصل کیا ہے کیونکہ
یہ مرد با مروت اور صاحب رحم معلوم ہوتے ہیں یہ سنکے وہ مرد پیر رونے لگا اور کہا کہ جو تیرا جی چاہے میرے
ساتھ سلوک کر یہ تو مجکو یقین ہو گیا کہ آج میری قضا ہے وہ جوان یہ سنکر چلا کہ میں آج تجکو زندہ نہ رکھونگا ضرور
مار ڈالونگا جب تک تو زندہ رہیگا اُس چھوکری کا کوئی سلسلہ نہ ہوگا ان دونوں نے جو کہ تجکو ان
مرد آدمی نے دیئے ہیں تیری جان لی جب انھوں نے دیکھا کہ یہ جوان بہت زبردست ہے اور وہ مرد پیر
نابینا ہے انکو تو اُسکے حال پر ترس آچکا تھا کہا بھائی اسپر رحم کر میں نے ایک پیسہ نہیں دیا ہے بلکہ تو ہم مجھ سے
دس روپیہ لو اور اسکی جان چھوڑ دو اُسنے کہا کہ لائیے مجکو اس سے کیا غرض روپیہ سے غرض ہے
یہ کہکر اُنکے پاس آیا انھوں نے دس روپیہ جیب سے نکالکر اُسکو دیئے اُسنے لیے اور اُس مرد پیر کی طرف
متوجہ ہوکر کہا کہ تو بتا بڑے میاں جو کچھ تمکو انسے ملے اُسمیں میرا بھی حصہ ہے میں ضرور رستے لونگا یہ کہکر
غم بچاتا ہوا چلا گیا جب وہ چلا گیا تو اُس نابینا نے کہا کہ کیا وہ حرامزادہ گیا اُن سرداروں نے جواب دیا
ہاں گیا مرد پیر نے کہا کہ آپ تشریف رکھتے ہیں خدا وند تعالی آپکے عالی عالی مراتب کریں بادشاہ کا
آپ پر بہت پیار ہو کوئی مرتبہ عالی مرحمت فرمائیں کہ آپنے اسوقت میری جان بچائی ورنہ وہ مجکو ضرور
مار ڈالتا آپنے اُسکی حرکت دیکھی پہلے اُسنے یہ فقرہ کیا کہ تم اس فقرے سے روپیہ لیکر قماربازی کرتے ہو
کہ میں لڑکی کی شادی کرونگا اور خود اپنے تصرف میں لانے والے ہو اس سے یہ غرض تھی کہ جب میں یہ کہونگا
تو جو آپنے دیا ہوگا وہ آپ کہدینگے کہ ہاں مجھ سے بھی یہ ہی فقرہ کرکے لیا ہے مگر آپنے کچھ دیا نہ تھا
جو آپ فرماتے دوسرے آپکو میرے حال پر رحم آگیا تھا یہ جو اُس مرد پیر نے کہا انھوں نے جواب دیا کہ تمہارا لڑکا بڑا شہدا
اور بے غیرت ہے اُسنے جواب دیا کہ آپنے ملاحظہ فرما لیا یہ ہی ناشدنی بہن کی شادی نہیں ہونے دیتا ہے پہلے تو اُسکو
بدنام کیا کہ یہ بد ہے جب دیکھا کہ لوگ اسپر بھی راضی ہیں اور یہ اُسکا حال سب پر ظاہر ہو گیا کہ یہ بد نہیں ہے تو
پھر یہ کہدیا کہ انکے پاس روپیہ ہے جب تک اسقدر روپیہ نہ لے لیتا اسوقت تک شادی نہ کرنا اب ہر ایک پھر جاتا ہے اُس
سردار نے کہا کہ تم لشکر میں چلو یہ وہاں آکر اسقدر شور نہ کرسکیگا اور یہ ظلم نہ کرنے پائیگا اور تمہاری آرزو بھی پوری
ہوگی لڑکی بھی تمہاری اپنے گھر کی ہو جائیگی اُسنے جواب دیا کہ اگر آپکی عنایت ہوگی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اُس سردار نے دیکھا

تم میرے ساتھ لشکر مین چلو پھر آپ کیون نہین جاتے ہین اُس مرد پیر نے جواب دیا کہ مین اس سبب سے نہین
جاتا ہون کہ بدون تیرے نہین جاؤنگا کیونکہ تیرا کوئی سہارا نہین ہی شاید پھر آنا آج ہو تو پریشان ہوگی
دوسرے تنہا گھر مین رہیگی تیرے بہت سے دشمن ہین اور تیرا بھائی تیرا خود دشمن ہی ایسی حالت مین کیونکر
تجکو چھوڑکر جاسکتا ہون اور تو مجھ سے محبت بھی کرتی ہی اور مین تجھسے تیری مفارقت ایکدم کی مجکو ناگوار ہی
ہان اگر تو چلے تو کیا مضائقہ ہی اُسنے جواب دیا کہ بابا میری یہ حالت نہین ہی کہ اسنے آدمیون مین لشکر کے جا سکون کیونکہ
میرے تن پر پورا کپڑا تو ساوت ہی نہین شہر مین کیونکر چلون اُس سردار نے یہ سُنکے جواب دیا کہ ای لڑکی تو اسکا
خیال نکر کہ کوئی تیرے اوپر کچھ اعتراض کرے ہر ایک تو تیری حالت دیکھکر عبرت ہوگی اُس مرد پیر نے کہا کہ
ای بیٹا جب فلک کی طرف سے ہم پر مصیبت پڑی ہی تو اور کیا کہا جائے چلو شاید کچھ کام نکلے جب اُس
مرد پیر اور اُس جوان نے یہ کہا تو اُسنے جواب دیا کہ خیر چلیے جو آبرو ریزی مقدر مین ہو اُسکو پورا کرنا ضرور
ہی شاید یہ مصیبت ٹلجائے کچھ جو مصائب باقی ہین وہ سب گذر جائین جب اُسنے یہ جواب دیا وہ نابینا اُٹھا
لکڑی ہاتھ مین لی اُس لڑکی نے ہاتھ پکڑا وہ سردار مرکب بڑھا کر چلا آگے آگے وہ سردار عقب مین
وہ نازنین اور نابینا چلے آتے تھے یہانتک کہ اُس صحرا کو طی کرکے لشکر مین آملے جب لشکر مین داخل
ہوئے ہر ایک لشکری کی نگاہ اُس لڑکی پر پڑتی تھی چند آدمیون نے آوازے کسے کہ اُس سردار نے
منع کیا وہ لوگ خاموش ہو رہے اُس مرد پیر نے رو کر کہا کہ مین اسی لیے نہین آتا تھا وہ ہی
بےعزتی کی نوبت آئی اُدھر وہ لڑکی رونے لگی کہ ان کلامون کے سُننے کے لیے آپ یہان آئے ہین اُس مرد پیر
نے کہا کہ بیٹا صبر کر یہ دن بھی نہ رہینگے اسی طور سے سمجھاتا ہوا چلا آتا تھا کہ وہ سردار قریب بارگاہ
پہونچا اندر بارگاہ کے گیا وہان آفاق نے سہ پہر کا دربار کیا تھا سب حاضر دربار تھے کہ یہ سردار
پہونچا مجرا کیا اور ہاتھ جوڑکر عرض کی کہ یہ غلام شکار کو گیا تھا شکار سے واپس آتا تھا کہ راہ مین
ایک تو درخت کے نیچے ایک نابینا بیٹھا ہوا تھا اور سوال کر رہا تھا مجکو اُسکے حال پر رحم آیا مین نے جاکر
اُس سے حال دریافت کیا بس اُس سردار نے سب حال اُس سے جو کہ سُنا تھا بیان کیا اور کہا کہ
مین اُسکو لیکر آیا ہون وہ نازنین بہت خوبصورت ہی اس عالم مین وہ حسن ہی کہ جسکا ذکر نہین ہوسکتا ہی
اگر اجازت ہو تو طلب کرون فرما ملاحظہ فرمائیے مین نے اُس سے اقرار کیا ہی کہ مین بادشاہ سے تیری خواہش
کے موافق روپیہ دلوا دونگا بلکہ اور سب سردار بھی دینگے لہذا مین اُسکی سفارش کرتا ہون وہ ضرور
لائق رحم ہی بلکہ مین نے یہ بھی اقرار کیا ہی کہ کسی نہ کسی معزز سردار کے ساتھ عقد کرا دونگا یہ جو اُس سردار
نے عرض کیا آفاق نے حکم دیا کہ بلاؤ بس یہ سُنکے اُس سردار نے ایک چوبدار سے کہا کہ وہ باہر جو
نابینا اور ایک لڑکی کھڑی ہوئی ہی اُسکو اندر لے آؤ کیونکہ جب یہ اندر جانے لگا تھا تو کہہ گیا تھا کہ تم
یہان ٹھہرو مین بادشاہ سے عرض کرکے طلب کرتا ہون بس وہ چوبدار باہر آیا اور کہا کہ اُس مرد پیر کو
بادشاہ نے طلب فرمایا ہی یہ سُنکے وہ لڑکی اُسکا ہاتھ پکڑکر اندر بارگاہ کے ہمراہ اُس چوبدار کے آئی جب اندر بارگاہ
کے آئی اُسکے روے روشن کی ضو سے بارگاہ روشن ہوگئی ہر ایک کی نگاہ کے نیچے ایک برق چمک گئی سب نے
سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک پری یا حور عجیب حالت سے ایک مرد پیر کے ہاتھ کو پکڑے ہوئے چلی آتی ہی اُسکو دیکھکر سب
حیران ہوے ہر ایک نے اپنے کلیجے پر ہاتھ رکھا اُسکی مژگان ایسی تھین کہ ناوک دلدوز تھین ابرو برائے عاشقان شمشیر براں
کا طریقہ رکھتے تھے وہ اُسی طور سے سر جھکائے ہوے بابا کا ہاتھ پکڑے ہوے چلی آتی تھی کہ قریب تخت لاکر
اُس چوبدار نے کہا کہ بادشاہ کو سلام کر دا اُس مرد پیر نے سلام کیا اُس نازنین نے بھی بسبب شرم و حیا

بھلا مین تم ایسی زوجہ کی موجودگی مین اور عورت کرونگا تمھارے تلوے سے کی وہ برابری نہین کرسکتی ہی اُسنے
جواب دیا کہ وقت پر اسکا جواب دیا جائیگا ابھی کیا ضرور ہی خیر جو آپنے حکم دیا ہی مین اُسکی تعمیل کرونگی بعد تھوڑے
عرصہ کے آفاق نے دربار برخاست کیا چونکہ رات ہوگئی تھی ہر ایک سردار اپنے اپنے خیمہ مین گیا مگر
ہر ایک کو اُسکا خیال تھا کوئی یہ خیال کرتا تھا کہ کسی کو اُس مرد پیر کے پاس روانہ کرون پیام بھیجون کوئی یہ
خیال کرتا تھا کہ خود جاکر پیام دون بہت از اس خوف سے خاموش ہو رہے کہ بادشاہ کی نظر اسپر ہی جو کہ
زیادہ بیقرار تھے انھون نے اپنے ملازم خاص کے ہاتھ پیام کہلا بھیجا کہ اے مرد پیر تو اپنی دختر کی شادی
ہمارے ساتھ کر دے اُسنے یہی جواب دیا کہ بادشاہ کو اختیار ہی بعض خود آئے یہی سوال کیا اُسنے
وہی جواب دیا آخر مایوس ہو کر چلے گئے غرض پہر رات گئے جو بارے اُسنے ایک خوان کھانیکا لا کر دیا
کہ اُس مرد پیر نے کہا کہ رکھ دو وہ رکھکر چلا گیا کہ اُسکے جانے کے بعد آفاق و دونون نے خوب سیر ہو کر
کھانا کھایا اُسکے بعد پلنگ پر لیٹ رہے جب دیکھا کہ لشکر مین سناٹا ہو گیا تب وہ مرد پیر اُٹھا
اور روتے ہوئے نذر زنبیل کرنے لگا کہ اُس نازنین نے کہا کہ اُستاد ابھی صبح ہونے نہین پائی جہان یہ زنبیل کر
آیا ہون خواجہ نے کہا کہ برق تو کہان ہی کہ وہ نازنین اُٹھی کہ اُستاد مین ہون آپکا برق خادم راوی نے
یہ بیان کیا ہی جب صاحبقران نے آفاق کی بہت تعریف فرمائی اور اُسکے قتل ہونیکا افسوس کیا اُسوقت
خواجہ نے بھی افسوس کیا تھا اور اس خیال سے یہ کہا تھا کہ اسپر عیاری نہین ہوسکتی ہی کہ شاید کوئی
لشکر کفار کا جاسوس یہان موجود ہو اور خواجہ نے اُسیوقت تصور کر لیا تھا کہ عیاری کرونگا اب جب
دربار برخاست ہوا یہ عیاری سوچکر اور نابینا بنکر اُس درخت کے سایہ مین آکر بیٹھ رہے تھے انھون
نے اور کچھ سوچا تھا یہ خیال کرکے بیٹھے تھے کہ کوئی ادھر سے جائیگا اُس سے وہی تقریر جو کہ
بیان کی تھی بیان کرینگے اور کسی کے ذریعے سے گرفتار کرکے اُسکی صورت بنکر دربار مین جاؤنگا
جب وہان پہونچ لونگا تو دوسری عیاری کرونگا اسی اثنا مین انھون نے اُس سردار کو گزرتا پایا تھا مگر
عیاری دوسری ہوگئی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب یہ چلے تھے تو برق و چالاک بھی چلے تھے اتفاقیہ
اُس مقام پر پہونچے جب خواجہ اُس سے گفتگو کر رہے تھے برق و چالاک نے سنی چالاک تو لڑکا بنکر
آیا اور دس روپیہ لیگیا برق نازنین کی شکل بنکر آیا یہ بھی مثل برق اول کے عورت خوبصورت بنا ہوا ہین جب برق
نے کہا کہ اُستاد مین ہون تو خواجہ نے جواب دیا کہ بیٹا خوب پہونچے بیان کرو کیونکر آئے برق نے عرض کیا کہ اُستاد
جب آپنے یہ فرمایا کہ اسپر عیاری کیا ہونا غیر ممکن ہی ہم سمجھ گئے کہ آپ ضرور عیاری کرینگے جب دربار برخاست ہوا
ہم آپکے خیمہ مین گئے آپکو نہ پایا بس خیال کر لیا کہ آپ واقف عیاری مین گئے ہین ہم اور چالاک دونون چلے کہ آپکو
تلاش کرین جب اُس جگہ مین پہونچے آپکو بیٹھے پہچان لیا کہ آپ نابینا بنے ہوئے ہین اور اُس سے کلام کر رہے ہین ہم نے
سب تقریر سنی پس ہم نے اور چالاک نے صلاح کی کہ اُستاد کی بات بنانا چاہیے پس چالاک تو لڑکے کی صورت بنکر آئے اور
وہ تقریر کرکے دس روپیہ لیگئے مین لڑکی کی صورت بنکر آیا خدا نے یہانتک تو پہونچایا ہی اب جو کہ آپکے خیال کی ہو وہ کیجیے
خواجہ نے کہا کہ ای برق تم میری صورت پیر مرد کی بنکر پلنگ پر لیٹ رہو جب صبح ہو تو غل مچانا کہ کوئی میری لڑکی کو رات کو بھگا لیگیا
اور سب روپیہ بھی لیگیا مین تو لٹ گیا خوب شور و غل کرنا رونا پیٹنا اپنی حالت تباہ کرنا مین جاتا ہون عیاری کرکے
آفاق کو بیہوش کرتا ہون صبح کو اُسکی صورت بنکر تخت پر بیٹھونگا تم میرے پاس آکر فریاد کرنا پہلے تو مین بہت کچھ
سمجھاؤنگا تم نہ ماننا آخر کو مین تمکو دس ہزار روپیہ دیکر کہونگا کہ تم میرے لشکر سے چلے جاؤ تم کہنا کہ مجھکو
اُسی مقام پر پہونچا دیجیے مین جو بازار کو ہمراہ کرکے تمکو اُس مقام پر پہونچا دونگا مگر اُس روپیہ کو امانت رکھنا

کہ سر سے خون نکلنے لگا اور کہا کہ مین اپنی جان ضرور دونگا یہہ جو حال اُن لوگون نے دیکھا باہم صلاح کی کہ بادشاہ
کو جاکر خبر کرین کہ یہہ کیا ہوا اسکی لڑکی کو کون لیگیا دو ایک آدمی اندر سے باہر آئے اُدھر اُسکے رونے کی صدا
بارگاہ مین گئی کیونکہ اسکا خیمہ بارگاہ سے قریب تھا آفاق نے جو سُنی کہا کہ یہہ کون رو رہا ہی اس طرح سے
تڑپ رہا ہی جاکر خبر تو لاؤ کہ کس پر ہمارے لشکر مین ظلم ہوا کہ وہ لوگ پہونچے بادشاہ کو خبر کیا اور عرض کیا کہ حضور
بڑا غضب ہوا کہ اُس نابینا کی لڑکی کو کوئی رات کو خیمہ سے نکالکر لیگیا اور سب روپیہ بھی لیگیا وہ اسوقت
اپنی جان دیئے دیتا ہی ہم جو سوتے سے اُٹھے اُسکے خیمہ سے رونے کی صدا آئی تو ہم یہہ سمجھے کہ شاید پیرمرد مر گیا
اب جو اندر گئے اس خیال سے کہ وہ مر گیا ہی وہ لڑکی رو رہی ہی اُسکو تو زندہ پایا لڑکی غائب تھی ہمنے
جو اُس سے دریافت کیا تو اُسنے کہا کہ مجھکو کیا معلوم ذرا تلاش کرو وہ بیہوش ہی یا نہین اب جو دیکھا تو روپیہ بھی
ندارد تھا جب یہہ سُنا تو وہ تڑپنے لگا اور رونے لگا ہمنے جو اُسکی حالت خراب دیکھی تو آپسے آکر عرض کیا کیا حکم ہوتا
ہی یہہ سُنتے ہی آفاق نقلی نے فرمایا کہ اُسکو ہمارے پاس لے آؤ کہ ہم ذرا حال تو سُنین ہمکو معلوم ہو کہ جنہون
لوگون کی یہہ حرکت ہی مین تمام لشکر کی تلاشی لونگا ہر ایک کو باندھکر سزا دونگا کیا دل نے کیا اللہ یہہ کونسی
حرکت ہی اب کسی کی بہو بیٹی کا ہے کو لشکر مین رہنے لگی یہہ ظلم تو پسند نہین ہی کہ ہر ایک سردار کے حواس
بیخبر ہو سکے جاتے رہے ہر ایک اپنے مقام پر خیال کرنے لگا کہ یہہ حرکت کسنے کی اور یہہ جرأت کسکی تھی وہ
بڑا چالاک تھا اور بڑا بیخوف تھا ہر ایک اپنے اپنے مقام پر خیال کر رہا ہی کہ یہہ فلان کی حرکت ہی یہہ فلان
کی حرکت ہی آفاق نقلی حالت غیظ مین بیٹھا ہوا ہی بدن سارا کانپ رہا ہی چہرہ سرخ ہی کہ اتنے عرصے مین وہ لوگ
جو کہ بارگاہ مین آئے تھے وہ یہہ حکم پاکر باہر بارگاہ سے آئے اور اُس خیمہ مین جاکر اُس سے کہا کہ چلو بادشاہ
طلب کرتا ہی اُسنے کہا کہ مین کیا کرون جاکر بادشاہ میرا کیا کرینگے مین یہان آکر لٹ گیا لوگ اُسکو زبردستی
پکڑکر لائے جب وہ بارگاہ مین آیا کہنے لگا کہ دوہائی ہی مین لٹ گیا تباہ ہوگیا میری بیٹی کہان گئی ہائے مین کہانے لگا دوہائی
دینے لگا آفاق نقلی نے کہا کہ کچھ حال تو بیان کرو اُسنے کہا کہ جسوقت سے مین یہان سے اپنے خیمہ مین گیا
اُسوقت سے لوگ آنے لگے کوئی کہتا تھا کہ ہمکو ہمارے مالک نے تمہارے پاس بھیجا ہی کہ ہمارے ساتھ شادی کردو
مین نے جواب دیا کہ بادشاہ کو اختیار ہی وہ پھر گئے بعض سردار خود آئے مین تو اندھا ہون اُنکی صورت سے نہ واقف ہون
نہ نام سے مین نے نام دریافت کیا اُنھون نے نہ بتایا مین نے وہی جواب دیا جو کہ آپکے نوکرون سے کہا تھا
اُسکے بعد سرکار سے کھانا گیا مین نے اُسنے لیکر باہم ملکر کھایا کھایا اسقدر بیہوش ہوئے جب صبح ہوئی تو مین اُٹھا مین نے
صدا دی کہ بیٹی منہ دھونے کو پانی لاؤ کئی مرتبہ پکارا کچھ صدا نہ آئی مجھکو یقین ہو گیا کہ دو تین کوئی ضرور
لیگیا مین نے بڑا دھوکا کھایا کیون یہان آیا مین تو کسی طرف کا نہ رہا آفاق نقلی نے جواب دیا کہ کیون اپنی
حالت تباہ کرتا ہی صبر کر مین لشکر مین تلاش کرتا ہون اگر مل گئی اور جو لے گیا ہی اُسکو سزا دیتا ہون ورنہ
صبر کرو اصل عورت کی ذات بیوفا ہوتی ہی اُسنے کہا کہ وہ کبھی ایسی نہ تھی کوئی نہ کوئی ضرور اُسپر آفت
آئی وہ جہان ہوگی میرے لیے بیقرار ہوگی یہہ کہتا ہوا اور روتا ہی بہت بہت سب نے سمجھایا اُسنے رونا نہ
موقوف کیا آخر آفاق نقلی نے کہا کہ ہم دس ہزار روپیہ دیتے ہین تو اُس سے صبر کر ہمارے لشکر مین رہ
اپنی جان نہ دے ہم اُسکو تلاش کرکے تیرے حوالے کر دینگے اُسنے کہا کہ معلوم ہوا آپنے اُسکو چھپا رکھا ہی
اسی سبب سے روپیہ دیتے ہین جب آفاق کی زوجہ نے یہہ سُنا تو اُسکو خوشی ہوئی کہ خوب ہوا آفت
ٹلی مگر خیال ہوا کہ شاید بادشاہ نے میرے خوف سے اسکو کسی اور مقام پر بھیجدیا ہی اور اس سے کہا کہ تو صبح کو یہہ حال بیان کرنا
جب اُسنے یہہ کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ آپکے قبضہ مین ہی بادشاہ نے اُسکے جواب مین قسم کھا کر کہا کہ میرے قبضہ مین نہین ہی مجھکو

کمند کس گئی سحر کیا کچھ نہو سکا اسنے خیال کیا کہ ضرور دین اسلام حق ہی چونکہ مرد باغیرت اور جری ہی یہ
نہ گوارہ ہوا کہ مین بادشاہ کی شرکت ترک کرون اور لشکر اسلام کا شریک ہون بس اسنے اسی امر مین
اپنی بہتری دیکھی اور یہ ہی امر اپنے حق مین مناسب پایا کہ لشکر لیکر یہان سے چلے جاؤ نہ بادشاہ کی طرف
سے مقابلہ کرو نہ لشکر اسلام کے شریک ہو اگر مقابلہ کروگے تو ضرور یہ عیار تمکو قتل کرینگے آپ زندم
جہان زندم اگر تم قتل ہوے تو تمھاری زوجہ کی حالت خراب ہوگی اور وہ تباہ ہوگی کیونکہ اُسکا کوئی
نہین ہی ایسی حالت مین اُسپر رحم کرو اور جنگ سے دست بردار ہوکر اپنے ملک کو چلے جاؤ چنانچہ یہ ہی خیال کرکے
اُسنے قسم کھائی تھی جب خواجہ نے اُسکو کمند سے رہا کیا اُسنے رہا ہوکر خواجہ کو اپنے گلے سے مالا مروارید کا اُتار کر دیا اور
کہا کہ خواجہ تمنے کیا عیاری کی خواجہ نے کل عیاری بیان کی اب اُسنے کہا کہ خواجہ اپنی اصلی صورت دکھاؤ
خواجہ نے اپنی صورت تبدیل کی اُسنے خواجہ کی صورت دیکھکر ایک جوڑی الماس کے نگینہ کی خواجہ کو دی خواجہ
اُسکو لیکر بہت خوش ہوے پس آفاق نے خواجہ سے کہا کہ آپ میرے ہمراہ لشکر مین چلیں خواجہ نے کہا
کہ مین اپنے لشکر کو جاونگا تم اپنے لشکر کو جاؤ مگر اپنے قول پر ثابت رہنا ورنہ مین ابھی جو تمکو عیاری کرکے گرفتار
کرونگا تو فوراً قتل کر ڈالونگا اُسنے جوابدیا کہ آپ اطمینان رکھیں قول مردان جان دارد سخن مردان
اعتبار پس یہ کہکر آفاق سحر کرکے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا خواجہ طرف صحرا کے آفاق اپنے لشکر
مین پہونچا اپنے خیمے مین آیا وہان سے اُس خیمے مین آیا جہان اُسکی زوجہ سو رہی تھی آکر دیکھا کہ کوئی نہین
ہی ملکہ تنہا سو رہی ہی پس آفاق نے ملکہ کو بیدار کیا اور کل حال بیان کیا اور کہا کہ مین کل یہان سے
کوچ کرکے چلا جاؤنگا ملکہ نے یہ سُنکے کہا کہ بڑا غضب ہوا تھا مین رانڈ ہوگئی تھی میرا تو کوئی بھروسا
نہ تھا سواے تمھارے میری کیونکر زندگی ہوتی کون خبر لیتا یہ تو اُسنے بڑا رحم مجھپر کیا ہمکو اسکی خبر بھی
نہوئی وہ دن بھر تمھاری صورت بنا ہوا لشکر مین رہا دربار کیا کسی سردار نے نہ پہچانا کیسے یہ لوگ
ساحر ہین اور نہ مین نے پہچانا ضرور یہان سے چلو ایسے عیارون سے کون مقابلہ کر سکتا ہی جو کہ
دیدہ و دانستہ آنکھ مین خاک ڈالتے ہین آفاق نے کہا کہ ملکہ تم پریشان نہو مین کل یہان سے ضرور
کوچ کر جاؤنگا پس وہ رات میان بی بی نے جاگ کر بسر کی جب صبح ہوئی آفاق نے حکم دیا کہ لشکر مین
سامان سفر ہو مین ایک ضرورت سے بادشاہ کے پاس چلتا ہون اگر وہ اجازت دینگے تو پھر آکر مقابلہ
کرونگا پس اُسیوقت لشکر مین سامان سفر ہونے لگا تھوڑے عرصے مین کل لشکر تیار ہوگیا آفاق مع اپنی
زوجہ اور لشکر کے اور مع اُس لشکر کے جو کہ حریاک وغیرہ کا تھا بعد قتل ہونے حریاک وغیرہ کے
آفاق کے سب تابع حکم ہوے تھے اُس مقام سے کوچ کر گیا طرف سمندر رہ کے یہ تو اُدھر جاتا ہی
یہان جب برق کو چوبدار اُس مقام پر پہونچا گئے جب برق نے دیکھا کہ چوبدار چلے گئے اُسنے اُس
روپیہ کو ایک غار مین لیجا کر دفن کیا اور خود لشکر آفاق مین آیا چونکہ اسکو معلوم تھا کہ خواجہ آفاق
بنے ہوے ہین باطمینان تمام دن بھر لشکر مین رہا کہ شاید کوئی اُفتاد خواجہ پر نہ پڑے جب رات ہوگئی یہ اُس
غار پر آکر بیٹھ رہا تھا کہ خواجہ آفاق کو رہا کرکے اُس صحرا مین آئے برق کو اُس عالم شب مین تلاش
کیا وہ نہ ملا خواجہ کو خوف ہوا کہ برق روپیہ لیکر بھاگ گیا رات بھر اس خفقان مین نیند نہ آئی صبح کو اُسکی
تلاش مین چلے خواجہ نے دیکھا کہ ایک ساحر ایک غار پر بیٹھا ہوا ہی یہ اُسکی طرف چلے اُدھر برق نے خواجہ
کو پہچان لیا گو کہ یہ بھی صورت بدلے ہوے تھے مگر برق پہچان گیا جب خواجہ قریب پہونچے برق نے جھک کر
سلام کیا اور عرض کیا کہ اُستاد آپکی امانت موجود ہی پس خواجہ نے برق کو پہچانا برق نے سپرد یہ خواجہ

سے تعبیر کیا خواجہ نے اسکو جا بجا کر نذر قبول کیا اسکے بعد خواجہ و چالاک و برق وغیرہ طرف لشکر کے روانہ ہوے
چونکہ چالاک بھی آ گیا تھا جب چالاک آیا تو خواجہ نے کہا کہ ای چالاک دو روپیہ لائیے جو کہ دس روپیہ ملے
تھے چالاک نے کہا کہ حاضر ہیں بس دو روپیہ نکالکر دیے خواجہ نے وہ بھی لے لیے تھے سب لیکر خواجہ مع ان دونوں
عیاروں کے لشکر کی طرف آئے جیسا کہ داخل لشکر ہوے اسوقت سوچتے تھے کہ آفاق لشکر لیکر کوچ کر گیا تھا
یہاں سب با رنج تھا بادشاہ و صاحبقران دربار میں تشریف لائے دربار آراستہ ہوا کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی
کہ آج صبح کو جو آفاق اشقیا دربار میں آیا اسنے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو وہ کل لشکر کو لیکر طرف سمندر بریہ کے چلا گیا ہی
وہ اب مقابلہ نہ کریگا یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ نہ معلوم کیا سبب ہوا جو لشکر لیکر آفاق کوچ کر گیا ہرکاروں
نے عرض کیا کہ ہمکو نہ معلوم ہوا یہ ہی ذکر ہو رہا تھا کہ خواجہ و چالاک و برق آکر پہونچے خواجہ سلام کرکے اپنی
کرسی پر بیٹھ گئے اور سب عیار اپنی نشستوں پر کھڑے ہوے کہ صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ ای خواجہ ابھی ہرکارے
خبر لائے ہیں کہ آفاق لشکر لیکر یہاں سے کوچ کر گیا اسکا کیا سبب ہوا خواجہ مسکرائے اور عرض کیا کہ کیا معلوم
کوئی سبب ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی سبب ظاہر تو معلوم نہیں ہوتا ہی جو کوئی یہ خبر دریافت کرکے
ہمکو خبر دے ہم اسکو انعام دینگے خواجہ نے عرض کیا کہ کیا انعام عنایت فرمائیگا صاحبقران نے
فرمایا کہ ایک ہزار روپیہ دونگا یہ جو صاحبقران نے فرمایا خواجہ نے عرض کیا کہ اگر کسی نے کوئی کام
کیا ہو اسکا بھی انعام دیجئیگا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر اسنے کام انعام پانے کا کیا ہوگا تو ضرور انعام
دیا جائیگا یہ جب صاحبقران نے فرمایا اسوقت خواجہ نے عرض کیا کہ میں نے کارروائی کرکے اسکو یہاں سے
روانہ کیا کیونکہ آپنے فرمایا تھا کہ افسوس یہ عیار دستار بہ منعت میں قتل ہوگا اس سبب سے میں نے جاکر اسپر
عیاری کی اسکو گرفتار کر لیا کل عیاری بیان کی اپنا اسکو صحرا میں لیجا کر قتل پر آمادہ ہونا بیان کیا اسکا اقرار کرنا عرض کیا
اور عرض کیا کہ یہ سبب ہوا اسکے کوچ کر جانے کا اس عیاری اور کارنمایاں کا خرچہ اور انعام مرحمت فرمائیے اور ایک ہزار
جو کہ آپنے اقرار کیا تھا عنایت ہوں صاحبقران نے یہ سنکے حکم فرمایا کہ خواجہ کو پانچ ہزار روپیہ لاکر دیا جائے اسوقت
لاکر پانچ ہزار روپیہ کے توڑے خزانچی نے حاضر کیے خواجہ نے صاحبقران کو سلام کرکے لے لیے اور نذر قبول
کیے بادشاہ نے خواجہ کو اس عیاری کے صلہ میں خلعت گران قیمت مرحمت فرمایا ہر ایک سردار نے اپنی اپنی حیثیت
کے موافق دیا بلکہ صرف پیچ نے دست بکھو دیا عیاروں اپنی چالاک و برق کو بھی ملا خواجہ نے یہ کہکے لیا کہ لاؤ
میرے پاس رکھوا دو تم صرف کرڈالو گے اسکے بعد پھر پیسہ پیسہ کو محتاج ہوگے انھوں نے بھی ناچار ہو کر دیا وہ
نذر قبول ہوگیا یہاں تو دربار آراستہ ہی

اب حال سمندر بریہ کا قلمبند ہوتا ہی

راوی تحریر کرتا ہی کہ جب سمندر بریہ شاہ یہاں سے واپس ہوکر شہر میں پہونچا تھا اسدن تو دربار برخاست کیا بلکہ سب کو
رخصت کرکے داخل محل ہوا صبح کو دربار کیا سب حاضر دربار ہوے سمندر بریہ شاہ نے اپنے استاد سے کہا کہ ای استاد
اب سحر و ساحری کے مقابلے ہونگے کیونکہ لشکر اسلام میں بھی ساحر آ گئے ہیں اول تو کوکب شریک ہوئی ہی اسنے مقابلہ کیا
وہ بھی ساحرہ زبردست ہی کوکب کو کسی بات کی کمی نہیں اور وہاں کے ساحر بھی زبردست ہوتے ہیں اپنے ملاحظہ فرمایا تھا کہ اسنے کیونکر
چہرہ باستہ کو قتل کیا تھا لشکر میں طلاطم ڈال دیا تھا اور یاسہ بھی اسکے ہاتھ سے قتل ہوا آخر یاسہ نے مکاری سے مقابلہ کیا
جو ساحر اسنے بیہوش و زخمی کیے تھے کہ تشبیہ کی اثر کر گئے میں نے دیکھا تھا آپنے بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا آفاق نے جواب دیا
کہ یہ امر تو ضرور ہی مگر وہ ایک ہیں کیا مقابلہ کر سکتے ہیں آپ اس امر سے ڈرتے ہیں کہ انکے لشکر میں جو شاہزادہ اسد ہی

آگیا ہے جو انکا سحر یہاں کارگر ہوگا آفاق کے مقابلے میں دیکھ لیا سمندر رو نے جواب دیا کہ یہ تو ضرور ہے کہ وہ لوگ کچھ
کر نہیں سکتے ہیں مگر ایک زمانہ تو مقابلے میں بسر ہوگا عشاق نے جواب دیا کہ دیکھا جائیگا اطراف و جوانب سے
بادشاہ اور حاکم آ آ کر مقابلہ کرینگے آپکے مقابلے کی نوبت بھی نہ آئے گی کوئی نہ کوئی ضرور ظفر حاصل کریگا
بلکہ آفاق ہی فتح کرکے اس لڑائی کو آخر کرے گا سمندر رو نے کہا مجھکو تو اسکا یقین نہیں ہے خدا جانے ایسا کرے یہاں
دربار میں یہ تقریر ہو رہی تھی کہ ہرکارے حاضر ہوئے دعا دیکر عرض کیا کہ ہم غلام طرف مغرب کے شہر سے
نکل گئے تھے ہمنے دیکھا کہ ایک لشکر ساحروں کا اترا ہوا ہے بڑی دور تک خیمے وغیرہ برپا ہیں ہم اس لشکر میں جو گئے
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر برائے کمک حضور آتا ہے اب ہمنے دریافت کیا کہ اس لشکر کا افسر و حاکم
کون ہے تو معلوم ہوا کہ ملکہ زعفران شفق پوش و ملکہ چمن [illegible] و باد [illegible] جادو اس لشکر کی افسر ہیں ہم یہ خبر
دریافت کرکے حاضر خدمت ہوئے کہ آپکو آگاہ کریں کہ یہ لوگ آتے ہیں یہ جو ہرکاروں نے خبر دی بس اسوقت
سمندر رو شاہ نے حکم دیا کہ ہمارے چند سردار برائے استقبال جائیں چنانچہ سرداران سمندر رو شاہ اسیوقت
ہمراہ ان ہرکاروں کے روانہ ہوئے اودھر سے وہ مع اپنے افسروں کے طرف شہر کے چلی تھیں کہ پہلے سمندر رو شاہ
سے ملاقات کریں اور جو وہ حکم دیں اسکو بجا لائیں جب یہ سب تخت سحر پر سوار اودھر سے آتی تھیں یہ اودھر سے جاتے
تھے کہ سرداران سمندر رو سے یہ ہرکاروں نے کہا کہ وہ سامنے سب چلے آتے ہیں ان لوگوں نے بڑھکر ملاقات کی مزاج پرسی
کی اسکے بعد انکو ہمراہ لیکر دربار میں آئے ان سب نے سمندر کو مجرا کیا سمندر رو نے کرسی مرحمت کی وہ سب اسپر بیٹھ گئیں
کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ مواج شاہ و گرداب شاہ و حباب شاہ و سیلاب شاہ بھی مع
لشکر کے تشریف لائے ہیں وہ بھی حاضر دربار ہوتے ہیں انکے استقبال کو بھی سردار گئے اور استقبال کرکے
لائے انھوں نے بھی مجرا کیا وہ بھی بموجب اشارہ سمندر رو شاہ کرسیوں پر بیٹھے کہ سمندر رو نے سب سے پوچھا کہ آپ
لوگوں کا مزاج تو اچھا ہے انھوں نے جواب دیا کہ آپکی ترقی دولت کے خواستگار ہیں دعا کرتے ہیں آپکی پرورش سے زندہ
ہیں اسکے بعد انھوں نے پوچھا کہ حضور نے ہمکو کیوں یاد فرمایا ہے تب سمندر رو نے شہملاق کہ جسکو گرداب بھی کہتے ہیں
اور وزیر زبردست ہے اشارہ کیا کہ تم سب حال بیان کردو اسنے اول سے آخر تک سب حال بیان کیا اور کہا کہ آفاق سے
مقابلے میں فرودکش ہیں انھوں نے عرض کیا کہ مجھکو کیا حکم ہوتا ہے [illegible] نے حکم دیا کہ آپ سب [illegible] لشکر لیکر شریک
آفاق ہوں یہ نہ خیال اپنے دل میں فرمائیں کہ بادشاہ نے ہمکو قیام نہ کرنے دیا فوراً روانہ
کردیا اسکا سبب یہ ہے کہ آفاق زخمی ہوچکا ہے یہ تو آپنے سنا ہے بس ایسی حالت میں آپ لوگوں کا جانا مناسب
ہے جب آپ لوگ لڑائی فتح کرکے تشریف لائینگے تو میں آپکی دعوت کرونگا انھوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ آپکے تابع حکم ہیں
یہ ہم کیوں خیال کرنے لگے بلکہ یہ ہماری سعادت ہے کہ ہم آپکے بموجب فرمان کے آپکو [illegible] کریں کیونکہ آپکا یہ تو
خیال ہوا کہ فلاں فلاں ہمارے دوست ہیں اور ہمارے کام گذار ہیں ہم تو اپنے کو [illegible] خادم تصور
کرتے ہیں بس یہ جو انھوں نے عرض کیا سمندر رو نے ان سب کو خلعت دیکر رخصت کیا وہ سب اسیوقت دربار سے
اٹھکر لشکر میں آئے تھے اور اپنا لشکر لیکر ایک طرف وہ تینوں [illegible] بادشاہ انکے ہمراہ قریب ساٹھ آٹھ لاکھ کے
لشکر جرار روانہ ہوئے یہاں دربار آراستہ تھا [illegible] آفاق کا ذکر ہو رہا تھا کہ وہ لشکر لیکر چلا گیا ہے [illegible] خیر و عافیت [illegible]
تھے سب بیٹھے ہوئے تھے کہ بادشاہ نے [illegible] فرمایا بارگاہ کے پردے اٹھا دیئے جائیں اس بارگاہ کے پردے اٹھ گئے تھے
تمام صحرا و مقام فرودگاہ لشکر [illegible] مقابلہ سب پیش نگاہ والا تھا کہ ایکمرتبہ دو طرف سے ابر پیدا ہوا
وہ ابر آکر قریب اس مقام کے منتشر ہوا جہاں لشکر ساحران و حریف فرودکش ہوا تھا اور اس ابر سے سپاہ ساحران ظاہر ہوئی
بس لشکر زمین پر اترا خیمے وغیرہ برپا ہونے لگے کیونکہ قبل سے یہ لشکر آگیا تھا ابھی افسر نہ آئے تھے کہ وہ تینوں ساحرہ بھی

مع لشکر کے وہ جو دوسرا ابر تھا پیدا ہوا لیکن پاس سے اُنھوں نے دیکھا کہ ایک لشکر کثیر زرہ پوش ہے دوسرے لشکر کا نام تک نہیں
ہے ان ساحرون نے اپنے لوگون کو طلب کیا جو کہ قبل سے خیمے وغیرہ لیکر آئے تھے اور دریافت کیا کہ کیا یہ جو لشکر زرہ پوش ہے آفاق
کا ہے اور ہمنے بدون دریافت اسکو لشکر حریف تصور کر کے خیمے اسکے مقابل برپا کر دیئے اُنھوں نے عرض کیا کہ نہ ہمکو یہ معلوم
ہے کہ یہ لشکر آفاق کا ہے ہمنے لشکر اپنا خیال کیا ہمنے ایک لشکر زرہ پوش دیکھا بس ہمنے مقابل خیمے برپا کیے
اس خیال سے کہ شاید یہ لوگ منع کرین کہ ہمارے لشکر مین نہ آؤ آپ دریافت کر لین کہ یہ لشکر آفاق ہے یا لشکر حریف
ایکن سے چندر رتن جادو نے ماہ تن سے کہا کہ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ لشکر اسلام آفاق شاہ سے شکست کھا کر
فرار کر گیا یہ لشکر آفاق کا ہے کسی کو روانہ کر کے دریافت کرو بس اسیوقت ماہ تن نے ہرکارون کو حکم دیا کہ خبر لاؤ
کہ یہ لشکر کس کا ہے اور اپنے کارندون کو حکم دیا کہ ابھی خیمہ وغیرہ نہ برپا کرو جب ہم حکم دین اسوقت برپا کرنا لشکر زعفران
بنفشہ پوش جادو نے ان دونون سے کہا کہ ہمکو تو یہ لشکر حریف معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس لشکر کے علم مثل لشکر
ساحران کے نہیں ہین بلکہ اسکے علمون کے پھریرے رنگ برنگ کے ہین اور ہم لوگون کے پھریرے سیاہ ہوتے ہین
اتنے مین خواجہ نے پایا کہ فوراً یہ بھی معلوم ہوا جاتا ہے کیا جلدی ہے وہ ساحرہ خاموش ہو رہی ادھر بادشاہ داخل بارگاہ
نے جو آسمان پر اسکو دیکھا تھا آئے سپہ سالار بادشاہ سے عرض کیا کہ کوئی ساحر آتا ہے کہ آسمان پر سے خیمے وغیرہ ظاہر ہونے لگے
برپا ہونے لگے تھے کہ وہ سب سے الگ ہو کہ یہ لشکر ظاہر ہوا ہے پس خواجہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہرکارے
براے خبر روانہ ہون بادشاہ نے فرمایا کہ یہ تو معلوم ہو گیا کہ لشکر ساحران براے مقابلہ آیا ہے یہ معلوم ہونا چاہیے
کہ اسکے افسر کا کیا نام ہے پس خواجہ نے اسیوقت ہرکارے روانہ کیے وہ ہرکارے ادھر کو روانہ ہوئے ادھر
ہرکارے لشکر کفار کے لشکر اسلام مین آئے یہ دریافت کر کے کہ یہ لشکر اسلام ہے فوراً واپس گئے یہ بھی معلوم
ہو گیا تھا کہ آفاق بلا سبب لشکر ایکے مقابلے سے بھاگا ہے پس ہرکارون نے یہ آکر روبرو انکے بیان کیا
کہ یہ لشکر اسلام ہے جو کہ زرہ پوش ہے اور آفاق شاہ لشکر ایکے بلا سبب و بلا وجہ یہان سے طرف
سمندر رہ کے کوچ کر گئے اُنھوں نے مقابلہ سے دست برداری کی یہ سنکے اُنھوں نے کہا کہ ہم مقابلہ کرینگے
اسکا ہمکو خوف نہیں ہے کہ لشکر کثیر ہے ہم تو ایک دم مین سب کو خاک سیاہ کر دینگے ان خیمہ برپا کرو
مقابل مین لشکر اسلام کے خیمے برپا ہونے لگے پھر تو برپا ہو گئے تھے جو کہ باقی رہ گئے تھے وہ برپا ہونے لگے ادھر
اُنھوں نے لشکر کو اترنے کا حکم دیا سب اپنی سواری سے سحر پر سے اترنے سے چھاؤنی ہو گئی خیمہ برپا ہو گئے یہ تینون
ساحرہ اپنے لشکر مین آئین ابھی داخل خیمہ نہ ہوئین تھین کہ صحرا سے گرد اڑی حباب شاہ وغیرہ مع لشکر کے آکر
پہنچے ان لشکرون کو دیکھا اور یہ لشکر کہ ماہ تن وغیرہ کا تھا اسکی طرف رخ کیا کیونکہ چندر رتن وغیرہ گرد دیکھ کر
کنارے لشکر کے آکر کھڑی ہوئین تھین اُنھوں نے اسکو دیکھ کر خیال کیا کہ یہ ہمارا لشکر ہے اور وہ جو مقابل مین ہے
وہ لشکر اسلام ہے پس یہ چارون بادشاہ بھی اسی طرف آکر اترے اسکے بھی خیمے وغیرہ برپا ہونے لگے انکا بھی لشکر
اترا اڑی کی لگی ہوئی تھی بعد لشکر آکر زرہ پوش جو ہوئے تو صحرا آباد ہو گیا وہ جو ہرکارے لشکر اسلام کے
خبر کو آئے تھے یہ حال دریافت کر کے اپنے لشکر مین آئے ادھر جب گرد اڑی تھی بادشاہ نے فرمایا تھا
کہ اور لشکر آتا ہے کہ یہ لشکر پیدا ہوا اسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ ابکی مرتبہ تو بہت سے کمک کرنے والے
سمندر کے آگئے اور راستے ایک مرتبہ سب کو یہان بھیجا کہ جاکر مقابلہ کرو یہ سب لقمہ شمشیر اجل ہین بادشاہ نے فرمایا
کہ ضرور خواجہ نے عرض کیا کہ اور ہرکارے روانہ کرون کہ خبر لائین کہ یہ کون لشکر آیا ہے جواب مین بادشاہ و
صاحبقران نے فرمایا کہ کیا ضرورت ہے وہی ہرکارے یہ بھی خبر دریافت کرینگے کیونکہ دونون لشکر ایک ہو گئے
ہین خواجہ نے عرض کیا یہ تو ضرور ہے کہ وہ ہرکارے خبر لیکر آئینگے اگر یہ ہی مرضی حضور ہے تو مین کسی کو نہ روانہ کرونگا

اتنے عرصے مین وہ ہرکارے حاضر دربار ہوئے انھون نے عرض کیا کہ پہلے جو لشکر آیا تھا وہ ساحرون کا ہی اسکی حاکم و
افسر ملکہ زعفران و ملکہ چندر رتن و ماہ تن تھا وہ وہین تھا اور یہ جو لشکر آیا ہی دوسری مرتبہ اسکے حاکم و افسر
گرداب شاہ و سیلاب شاہ وغیرہ ہین چار دن نام ہرکارون نے لیے یہ غیر ساحرونکا لشکر ہی بادشاہ
نے فرمایا کہ کسقدر ہوگا انھون نے عرض کیا کہ دونون لشکر قریب آٹھ لاکھ کے ہونگے بادشاہ نے جواب دیا
کہ کیا اصل و حقیقت ہی ہمارا خدا مالک و مختار ہی راوی کہتا ہی کہ لشکر اترے سب خیمے وغیرہ برپا ہوئے باہم یہ رائے
ہوئی کہ ایک ہی مقام پر ایک ہی بارگاہ مین دربار ہوا کرے چنانچہ وسط مین دونون لشکرون کے ایک بارگاہ نصب
کی گئی بہت بڑی کہ جسمین دونون لشکرون کے افسر و اہل دربار بخوبی بیٹھ سکین وہ مقام دربار کے لیے مقرر
کیا گیا سبکے سب اس بارگاہ مین آکر بیٹھے دربار کیا چونکہ اس روز تھکے ہوے تھے بعد تھوڑے عرصے کے
دربار برخاست کیا اپنے اپنے لشکر مین آئے مہمان دربار برخاص کیا اسکے بعد جب رات قریب ہوئی اپنے اپنے
خیمہ مین آکر سو رہے جب سے یہ لشکر آئے ہین عیار روز ایک ایک اس لشکر مین موجود رہتے ہین مہمان بھی بادشاہ اسلام
نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے مقام پر آئے راوی بیان کرتا ہی کہ یہان تو یہ حال ہی ادھر کا حال یعنی آفاق
دشمند رشاہ کا ساعت فرمائیے

اُنکے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

راوی تحریر کرتا ہی کہ آفاق شاہ جو لشکر کو لیکر یہان سے کوچ کر گیا تو ایک دن اسنے قریب شہر سعید نگر
بیرون شہر قیام کیا گو کہ شہر اس مقام سے کہ جہان مقابلہ ہوتا ہی بہت دور نہین ہی کوئی پانچ کوس کا فاصلہ ہی
مگر اسنے قیام کیا دوسرے دن مع اپنی زوجہ کے اور چند سردارون کے داخل شہر ہوا لشکر کو اسی مقام پر چھوڑا آپ سمندر شاہ
کے پاس چلا کہ عذر کر کے اپنے شہر کو چلا جاؤن اس خیال سے چلا ادھر سمندر شاہ دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ ای بادشاہ نہ معلوم کیا سبب ہوا کہ آفاق شاہ مقابلہ سے اہل اسلام کے کوچ کر کے مع لشکر چلے
آئے ہین لشکر کو بیرون شہر ٹھہرا کر خود مع اپنی زوجہ کے آپکی خدمت مین آتے ہین سمندر کو خبر ہوئی اہل دربار سے کہا
کہ میرے خیال مین یہ امر نہ آیا چند سردارون اور جمشاق (?) نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہی صلح کا پیام آیا ہو وہ لیکر آفاق
آیا ہو مگر آفاق کا یون چلا آنا بدون اطلاع ناگوار ہوا کسی کو استقبال کے لیے نہ روانہ کیا خاموش بیٹھا رہا
آفاق کو یہ خیال تھا کہ کوئی نہ کوئی ضرور برائے استقبال آئیگا جب کوئی نہ آیا اور یہ قریب دربار پہونچ گیا اسکو بھی
پیام بہت ناگوار ہوا کہ میرے استقبال کو بادشاہ نے کسی کو نہ روانہ کیا مین نے بادشاہ کی عوض خدا پرستون سے مقابلہ کیا مین
زخمی ہوا یہ خیال کر کے اپنے دلمین اپنی زوجہ سے اس امر کو بیان کیا اسنے کہا کہ تمکو بڑی بادشاہ سے محبت ہی اور نمک کا پاس ہی
خیال تو کرو کہ کسی نے خبر بھی لی تم آئے کیا خبر نہ ہوئی ہوگی کہ آفاق آئے ہین بس ایسے ناقدردان کی خدمت مین جانا
کیا ضرور ہی اسی مقام پر سے واپس چلو جب وہ سوال کرینگے تو جواب دے لیا جائیگا کوئی ہمکو بادشاہ دیتے نہین ہین نہ ہم
انکا دیا کھاتے ہین جب کھاتے تھے کھاتے تھے ہم اسوقت مین انکی خیرخواہی کے خواستگار رہتے نمک حلالی کا خیال تھا
اب کیون خیال کرین آفاق نے یہ تقریر زوجہ کی سنکے انگلی زبان کے نیچے رکھی اور کہا کہ کوئی اپنے ولی نعمت کی طرف ایسا
خیال نہین کرتا ہی انکو کیا خبر کہ وہ استقبال کو روانہ کرتے وہ تو یہ جانتے ہونگے کہ آفاق مقابلہ مین اترا ہوا ہی مین نے
جو یہ تجسے کہا صرف تمھارا خیال دریافت کرنے کے خاطر بیان کیا تھا کہ دیکھون تمھارا کیا خیال ہی پس تمھارا خیال خلاف
اپنی مرضی کے پایا اب ایسا کلام زبان پر نہ لانا اس سے کوئی غرض نہین ہی کہ جب نمک کھاتے تھے اسوقت
نمک حلالی ہمکو زیبا تھی اب نہین زیبا ہی جب تک ہم زندہ ہین اسوقت تک ہمکو زیبا ہی بلکہ کوئی کلمہ ہم انکی شان کے

طاقت نہ تھی مین ورنہ ضرور دیکھ لیتا کہ حرامی کا اطلاق ہوگا اس سے کیا ضرر ہو وہ ضرور ہمارے ولی نعمت اور خداوند
ہین پہر انکی اطاعت واجب ہی یہ جو آفاق نے کہا اسکی زوجہ خاموش ہو رہی ہرکارون نے یہ بھی خبر سمندر شاہ
سے گوش زد کی کہ پہلے آفاق نے اپنی زوجہ سے یہ کہا اسنے اسکا جواب یہ دیا سمندر کو آفاق کی پہلی تقریر اور
اسکی زوجہ کا کلام بہت ناگوار ہوا مگر دوسرا جواب جو کہ اسنے اپنی زوجہ کو دیا تھا سنکے اسکی طرف سے جو خیال ہوا تھا برطرف
ہوا مگر کسی کو استقبال کو نہ بھیجا کہ اتنے عرصے مین آفاق داخل دربار ہوا قاعدہ یہ تھا کہ علاوہ بادشاہ کے سب آفاق
کی تعظیم کرتے تھے جب سے مشتاق آیا ہی اسکی بھی سب تعظیم کرتے ہین مگر آج بادشاہ نے منع کر دیا ہی کہ کوئی تعظیم کو نہ اٹھے
سب اسی طور سے بیٹھے رہے آفاق نے اسکا بھی کچھ خیال نہ کیا مگر اسکی زوجہ کو یہ امر بھی ناگوار ہوا خاموش چلی آئی
آفاق نے قریب تخت پہونچکر سمندر شاہ کو سلام کیا سمندر شاہ نے اس طور سے جواب سلام دیا کہ جیسے کوئی مکھی
اڑا دیتا ہی آفاق کو اسکا بھی خیال نہ ہوا طریقہ یہ تھا کہ جہان آفاق آیا سمندر شاہ نے فوراً ایک نیم تخت اپنے تخت
کے برابر بچھوا لیا اسپر وہ اور زوجہ اسکی بیٹھتے تھے اور سردار صف مین سردارون کی آج یہ بھی نہوا بلکہ دو کرسیان
آئین اسپر حکم ہوا بیٹھنے کا آفاق چونکہ مرد معقول اور با مروت تھا اسنے سلام کیا اپنی زوجہ کو کرسی پر بٹھا کے گیا
اور سردارون کو کرسیان ملین وہ بھی بیٹھ گیا اسنے کرسی پر بیٹھکر سب اہل دربار سے صاحب سلامت کی یہ سبب
کیا تھا جو اسقدر سمندر ناراض ہوا اور یہ حرکتین کین اصل تو بلا اطلاع مقابلہ سے چلا آنا دوسرے اسکی زوجہ کی
تقریر جب آفاق بیٹھ چکا تو اخلاق جو وزیر دست چپ ہی گرداب بھی اسکا نام ہی امراق سے کہ جسکا دوسرا
نام حباب ہی اور وہ بھی دست چپ کا وزیر ہی یہ دونون لطیفہ شیطان ہین ہنسکر کہا کہ کیون بھائی جسکی
لیاقت ہوتی ہی اسپر آتا ہی لاکھ بگڑ جائے مگر جب زمانہ گردش کرتا ہی تو وہ اپنی اصلی حالت پر آجاتا
ہی اسنے جواب دیا کہ یہ تو ضرور ہی راوی بیان کرتا ہی کہ آفاق کی اس عزت و توقیر سے جو کہ سمندر شاہ کرتا تھا
یہ دونون حسد و رشک کرتے تھے مگر بادشاہ کے خوف سے کچھ نہ کہہ سکتے تھے اسی فکر مین تھے کہ کسی طور سے آفاق کو
دربار مین ذلت ہو گو سب اہل دربار کو رشک و حسد تھا سوا سے اخلاق کہ جسکا سہراب جادو
اور اشفاق کہ جسکو مواج جادو کہتے ہین اور یہ دونون وزیر ہین دست راست اور یہ بہت
مرد نیک و صاحب مروت ہین انکو آفاق سے حسد نہ تھا اخلاق تو چھوٹا بھائی تھا وہ کیون حسد کرتا
دوسرے اسکا یہ حال تھا کہ ہمیشہ دورے پر رہتا ہی برس دن کے بعد آتا ہی اسکی بہت عزت کیجاتی ہی
اشفاق بھی کاغذات کے سبب ہر روز حاضر دربار ہوتا ہی مگر تھوڑے عرصے کے لیے یہ مرد نیک ہی
یہ کیون حسد کرتا ہان وہ دونون اور کل اہل دربار کو ان دونون وزیرون سے بھی حسد ہی اور
آفاق سے بھی مگر انکے کام ایسے ہین کہ گویا تمام ممالک انکے سبب سے سمندر کے قبضے مین آئے
ہین اگر وہ نہ کوشش کرتے سمندر اتنا بڑا بادشاہ ہوتا یہ آفاق کی کوشش کا نتیجہ تھا اسکے بعد اخلاق
و اشفاق کی کوشش ہی اس سبب سے سمندر انکی عزت کرتا ہی سمندر نے آفاق کو اسی
نمک حلالی اور خیر خواہی کے صلے مین بادشاہ کیا خدمت وزارت سے موقوف کیا مگر اخلاق کو
اسکے مقام پر ملازم کیا ملک اسکو بھی دیا اور اشفاق تو آفاق کے ساتھ کا وزیر ہی آفاق کے بھائی
نے بھی مثل آفاق کے نام پیدا کیا اور خیر خواہی کی بس یہ جو ذلت ہوئی آفاق کو سب اہل دربار دل مین
خوش ہوے ایک نے دوسرے کی طرف اشارہ کیا مگر گرداب سے ضبط نہو سکا یہ جو تقریر قبل مین گذری
اتفاق سے اس زمانہ مین اخلاق و اشفاق حاضر دربار ہوے تھے چونکہ سال ختم ہوا تھا تو
اخلاق سب ملکون کا حال کہنے آیا تھا اور قصد کیا تھا کہ رخصت ہوکر جاؤن کہ سمندر شاہ نے

حکم دیا تھا کہ لشکر اسلام برائے مقابلہ آیا ہی لہذا مین نے اور اطراف سے جا گیرون کو طلب کیا ہی ایسے وقت مین تم بھی نہ جاؤ نہین حاضر ہو شاید ضرورت ہو اس سبب سے وہ بھی دربار مین تھا اور استفاق سے حکم دیا تھا تم بھی جب تک ہم دربار کیا کرین حاضر رہا کرو شاید کوئی ضرورت ہو صلاح وغیرہ کرنے کی گو کہ وہ دونون وزیر دست چپ اور عشاق بہت منھ چڑھے ہوے تھے مگر سمندر رسے نے انکو بھی روک لیا تھا کہ یہ لوگ بھی خیر خواہ دولت و نمک حلال ہین انکی بھی راے بیوے حق مین بہتر ہوگی بس یہ بھی موجود تھے ان دونون کو یہ امر ناگوار ہوا اور خیال کیا کہ یہ کیا حرکت بادشاہ نے کی مگر خاموش رنجیدہ ہو کر اپنے مقام پر سر جھکا کر بیٹھ رہے بلکہ آن دونونکا یہ کلام کرنا بھی ناگوار ہوا قصد کیا کہ جواب دین مگر بپاس بادشاہ جواب نہ دیا اور یہ خیال اپنے دلمین کیا کہ آفاق خود جواب دیگے خلاصہ یہ کہ جب آن دونون نے یون باہم تقریر کی یہ تقریر آفاق کو بھی ناگوار ہوئی خصوصاً اسکی زوجہ کو قصد آسنے کیا تھا کہ جواب دون کہ آفاق نے اسکا منشا سمجھ لیا اشارے سے منع کیا اور خود بھی انکی بات کا کچھ جواب نہ دیا سمندر رشاہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ مجکو یہ امر ثابت ہوا کہ یہ جو آج میرے اوپر عتاب ہی اسکا کیا سبب ہی جو کہ باعث میری بے عزتی کا ہوا اور جو کہ آج تک کبھی میرے لیے نہ ہوا تھا جسپر لوگ میرے اوپر طعن کرتے ہین اپنے دن بھول گئے ہین کہ یہ مرتبہ ہمارے صدقے مین نصیب ہوئے ہین اگر ہم نہ کوشش کرتے نہ یہ مرتبے ملتے زمانہ احسان فراموش ہی کوئی کیا کرے مین اس بے عزتی کو بھی اپنی عزت تصور کرتا ہون گو اسوقت بعض اشخاص کی نظر مین حقیر ہوا ہون بس میرے اوپر یہ اضطرار ہوا کہ ضرور رہی کہ کیا سبب ہی جو بادشاہ اسقدر ناراض ہین یہ جو تقریر آفاق نے کی آسپر سمندر رسے برہم ہو کر یہ جواب دیا کہ مین نہین خیال کرتا ہون اور میری سمجھ مین یہ امر نہین آتا ہی کہ تم کیون میری بدون اطلاع مقابلہ سے اہل اسلام کے لشکر لیکر چلے آئے اور کس واسطے عدول حکمی پر کمر باندھی یہ امر تمنے کس بھروسے پر کیا اور تمھاری زوجہ نے یہ تقریر کس بنا پر کی جو کہ میرے عتاب کا باعث ہی بس معلوم ہوا کہ مین جو تمھاری عزت و توقیر کرتا تھا تو تمنے یہ خیال کیا کہ مین کسی دباؤ سے کرتا تھا اور کوئی مجکو تمھارا خوف تھا جو ایسا کرتا یہ امر نہین ہی بلکہ تمھاری لیاقت اور شرافت کے سبب سے اور تمھاری نمک حلالی و خیر خواہی کے جست سے تمکو اسکا غرور ہوا تمنے خود سری پر کمر کسی اور سرتابی کرنی شروع کی ہمارے حریف کے مقابلے سے لشکر لیکر چلے آئے یہ خیال کیا کہ یہ امر بادشاہ کے خلاف ہوگا اور وہ جو سوال کریگا تو کیا جواب دینگے ہمکو اطلاع کی ہوتی ہمسے راے لی ہوتی جو ہم حکم دیتے اسپر عمل کیا ہوتا نہ کہ جو اپنی راے مین آیا وہ کیا اور جو بی بی نے کہا وہ کیا یہ بی بی تمکو بہت خراب کریگی ثابت ہوا کہ تم اسی کی راے سے لشکر لیکر چلے آئے ہو کیونکہ جو تقریر اسنے تمسے راہ مین کی ہی آس سے اسکی سرکشی و عدول حکمی ثابت ہوتی ہی جو تمکو اس امر کی سزا دی گئی ہی یہ جو جواب سمندر رسے نے دیا آفاق کی زوجہ نے قصد کیا تھا کہ مین جواب دون مگر آفاق نے منع کیا اشارے سے اور کہا کہ مجکو سبب عتاب معلوم ہوا خیال کرنے کا مقام ہی کہ اگر مجکو عدول حکمی و سرتابی منظور ہوتی تو مین نامے کے پہونچتے ہی کیون حاضر خدمت ہوتا اور کیون فوراً بموجب حکم عالی برائے مقابلہ جاتا گو میری شان کے خلاف تھا کہ مین ایسے لوگون کے مقابلہ کو جاتا جو کہ غیر سپاہی تھے مگر مین نے عذر کرنا سبب سرتابی کا خیال کیا فوراً چلا گیا مین نے غرور پر کمر نہین کسی ہی نہ مین نے اپنی زوجہ کے کہنے پر عمل کیا ہی یہ جو تقریر آپنے اسکی سنی ضرور اسنے کی تھی کیونکہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین اس تقریر کا سبب یہ تھا کہ جب مین حاضر ہوتا تھا تو سردار میرے استقبال کو جاتے تھے آج جو استقبال کو نہ گئے تو اسکو خیال ہوا اسنے خلاف عقل تقریر کی اسکا جو جواب مین نے اسکو دیا وہ بھی بسمع مبارک سے گذرا ہوگا جسنے وہ تقریر بیان کی ہوگی اسنے جواب بھی بیان کیا ہوگا بس اس امر کا خیال کرنا کہ یہ

مہربانی اور عدول حکمی پر اطلاق کرنا آپ ایسے شاہوں کے نزدیک بالکل خلاف ہی ایسے خیرخواہ لوگ ہی جو کہ اپنی جان کو
جان نہ خیال کریں بلکہ اپنی جان کو بادشاہ پر تصدق کرنے کو حیات ابدی تصور کریں آپکو لازم تھا کہ پہلے مجھ سے چلے آنے کا
سبب دریافت فرمایا ہوتا اُسکے بعد عتاب کیا ہوتا نہ یہ کہ بغیر دریافت فرمائے عتاب کیا مجھے اسکا بھی کچھ خیال نہیں ہی کہ آپ
نے عتاب فرمایا بلکہ یہ بھی میری عزت افزائی ہوئی اگر اس سے زیادہ میرے ساتھ سلوک کیا جاتا تو وہ بھی کم تھا کیونکہ میں خیال کرتا
ہوں کہ بادشاہوں کا طریقہ یہ ہی کہ اُنکا ہر وقت ایک طور پر مزاج نہیں رہتا ہی بقول شخصے گاہے بسلامے برنجند وگاہے
بدشنامے خلعت دہند پس میرے حق میں یہی عتاب باعث میری عزت کا تھا بلکہ وہ مہربانی ذلت تھی میں خیال کرتا ہوں
کہ یہ لوگ جو میرے اوپر اسوقت چشمک کرتے ہیں بیکار ہے کبھی انکے لیے بھی یہی انجام ہوگا مجکو تو اسکا غم نہیں ہی کیونکہ
جو میں ہوں سو ہوں بقول کسے چاند پر خاک ڈالنے سے اُسپر نہیں پڑتی بلکہ اپنے منھ پر گرتی ہی یہی لوگ ذلیل ہوئے
اور ہونگے میں تو بالکل ذلیل نہیں ہوا یہ جو آفاق نے کہا سمندر رکو بہت گران گذرا سبب یہ ہی کہ جب آدمی کے ادبار کا
زمانہ آتا ہی تو جو دوست ہوتے ہیں اُنکو بھی اپنا دشمن بناتا ہی جو لایق ہوتے ہیں اُن سے دشمنی پیدا کرتا ہی اور جو
خیرخواہ ہوتے ہیں اُنکو بدخواہ خیال کرتا ہی بلکہ اُنکا کہنا اور نصیحت کرنا ناگوار ہوتا ہی اور جو بدراہی کی صلاح دیتے
ہیں اور ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اُن سے خوش ہوتا ہی چونکہ سمندر کے ادبار کا زمانہ آیا ہی اور اسکا جہاز عمر اجل کے
سمندر میں غرق ہونے والا ہی اور طوفان موت آنے والا ہی گرداب فنا میں اسکی کشتی حیات تباہ ہونے والی ہی
اور مثل حباب آب کے اسکا اقبال جانے والا ہی اس سبب سے دوستوں کو اپنا دشمن تصور کرتا ہی اور
اُنکی طرف سے خیال بد اور دشمنی رکھتا ہی آفاق ایسے مصاحب صادق کے ساتھ یہ حرکت ناشایستہ جو کہ بالکل
خلاف عقل کے کرتا ہے یہی دکھاتا ہی کہ اسکا اقبال جانے والا ہی آفتاب اوج اور کوکب بختیاری آسمان ادبار میں غروب
ہونے والے ہیں سمندر کی اس حرکت سے جو کہ آفاق کے ساتھ کی اور آیندہ کریگا ہر ذی عزت اور صاحب
غیرت کو خیال ہوا اور ہوگا کہ اسکی رفاقت ترک کرو ورنہ یہی دن تم کو بھی نصیب ہوگا اور اسکا انجام آیندہ بد معلوم ہوگا بس
آفاق کے اس جواب سے سمندر کو بہت غصہ آیا اور برہم ہوکر کہا کہ معلوم ہوا کہ آپ بہت چرب زبان ہیں اس سے
کوئی حصول نہیں ہاں وہ سبب تو آپ بیان کریں کہ جس سبب سے آپ لشکر سے چلے آئے ہیں آفاق نے
جواب دیا کہ میں عرض کرتا ہوں میں نے اپنے امکان بھر تو کبھی چرب زبانی نہیں کی نہ آپ کے روبرو
سوا سچ کے کوئی خلاف کلمہ زبان پر لایا سمندر نے کہا کہ پھر تم وہی تقریر فضول کرتے ہو اصل مطلب اپنا
بیان کرو تاکہ میں بھی تو آگاہ ہوں اور خیال کروں کہ تم خیرخواہی سے چلے آئے ہو اور تقریر فضول سے بیکار دماغ پریشان
کرتا ہی اس سے کوئی مطلب نہیں ہی یہ جو سمندر نے کہا آفاق نے عرض کیا کہ اے بادشاہ آپ یہ نہ خیال فرمائیگا
کہ میں بسبب خوف جان یا آپ کی عدول حکمی کے سبب یا کسی اور سبب سے چلا آیا ہوں بلکہ اپنی زبان کی پابندی
اور آپ کی خیراندیشی کے سبب سے چلا آیا ہوں میری یہ مرضی ہی کہ آپ ذرا میری طرف متوجہ ہوکر سماعت فرمائیں
تو میں عرض کروں کہ میرے چلے آنے کا کیا سبب ہوا سمندر نے کہا کہ میں سُن رہا ہوں آپ فرمائیں یہ تو مجکو
سننا چاہتا ہی کہ آپ اپنی زوجہ کے کہنے سے چلے آئے ہیں اسنے وہ میں کوئی فقرہ سوچ لیا ہوگا اُسکو بیان
کر دیگے راوی نے بیان کیا ہی کہ سمندر کو کوکبی بی سے عداوت تھی اور عداوت کا سبب یہ تھا کہ قبل ازین سمندر
نے اس سے خواہش کی تھی کہ تو میرے ساتھ عقد کرنے اپنے شوہر کو ترک کر اُسنے انکار کیا تھا سمندر نے لاکھ
لاکھ کوشش کی مگر اُس نے قبول نہ کیا بلکہ آفاق کو اس امر سے آگاہ کیا تھا اور آفاق نے بھی جواب دیا تھا
کہ بادشاہ نے کبھی ایسا پیام نہ دیا ہوگا کسی درمیانی کی کارروائی ہی اُس دن سے سمندر کو اس عورت
سے عداوت اور بغض ہی اور آفاق کی بظاہر تو عزت کرتا ہی مگر باطن میں یہ خیال ہی کہ کسی طور سے آفاق

ذلت دون اور کسی طرح یہ قتل ہو بلکہ اکثر اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہو کہ جب تک آفاق زندہ ہو اسوقت تک
یہ عورت مجھکو قبول کریگی اور بوستے آفاق کو بادشاہ کرکے اپنے حق مین بُرا کیا اس سے آفاق کو اُس ملک
کا بادشاہ کیا تھا کہ جہان ہمیشہ غنیم کی چڑھائی رہتی ہو اس خیال سے کہ کسی نہ کسی مقابلہ مین قتل ہوگا مگر تقدیر آفاق و اس
عورت پر ہوگا مگر آفاق نے وہان ایسے طور سے حکومت کی کہ سب سرکش دب گئے اور اُس ملک کی تُرّی آمدنی
ہو گی یہ امر بھی سمندر کے خلاف ہوا تھا مگر ایسی حالت مین بدون کسی الزام کے اُسکو ذلت دینا خلاف عقل
خیال کرتا تھا ہر وقت اسی فکر مین رہتا تھا کہ کوئی پہلو ملے تو اسکو ذلت دون اسی سبب سے اس نے اسکو اہل
اسلام کے مقابلہ کو روانہ کیا تھا کہ ضرور یہ قتل ہوگا پس جلانا اُسکا اُسکو بہت ناگوار ہوا اور عداوت دیرینہ کے
سبب سے اس طور سے پیش آیا چنانچہ جب سمندر سے وہ نفرین کر چکا تو آفاق سے کی اُسکے جواب مین
آفاق نے کہا کہ جب آپکو میری طرف سے یہ گمان ہو کہ مین فقرہ کرونگا تو میرا اصل حال بھی بیان کرنا بیکار
ہو کیونکہ آپ اُسکو بھی فقرہ خیال کرینگے پس میرے لیے یہ امر بہتر ہو کہ مین نہ بیان کرون اور اب مین ترک دنیا
کرون اور اپنی زوجہ کو ہمراہ لیکر چلا جاؤن کیونکہ جب آپ ایسا بادشاہ سراسر بیجا میری بات کو خلاف
تسمیہ کرے تو بات کہنا بیکار ہو سمندر نے کہا کہ تجھکو مین بدون اُس امر کے دریافت کیے اور اس عدول
حکمی کے سزا دیے بغیر نہ جانے دونگا مین سن تو لون کہ تم نے کس سبب سے میرے حکم کے خلاف کیا یا سے
وہ فقرہ ہو یا ہے اصل امر ہو میرے عدل کے خلاف ہو کہ مین اُسکو سزا نہ دون جو عدول حکمی کرے میرے
طریقے سے تم بخوبی واقف ہو کہ جس بات کی مجکو ضد ہوتی ہو بدون اُسکو کیے مین دست بردار نہیں ہوتا
ہون پس بیان کرو اگر اپنی آبرو چاہتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ یہان سے عزت جاؤں اور جہان چاہو چلے جاؤ یہ جو سمندر نے
کہا سب اہل دربار کو حیرت ہوئی خصوصاً اخلاق و اشفاق و گلاب وغیرہ کو جو کہ خدا جانتا ہے فرشتہ تھے
نہایت حیرت و خوف پیدا ہوا مگر آفاق کی زوجہ کو سنکے اسکی تاب نہ آئی چہرہ مثل آفتاب صبح کے سرخ ہو گیا
جیسا آفتاب طلوع ہوتا ہو تو سرخ ہوتا ہو دونون ابرو سے جدا مثل شمشیر بران کے کشیدہ ہو گئین اور تیر مژگان
مثل ناوک دل دوزکے راست ہوئین زلفین بل کھانے لگین سمندر کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے بادشاہ اب
ذلت کی حد ہو گئی ہم لوگ صاحب عزت ہین ہمکو اس قدر ذلت دیتے ہو آپ نہین خیال کرتے ہین کہ میرا شوہر
کس قدر عجز کرتا ہو مگر آپ کچھ خیال نہین فرماتے ہین اور سوا غصہ کے دوسری بات نہین کرتے ایسی
تقصیر ہوئی ہو کہ جسکی بابت یہ عتاب و خطاب ہو اول تو اصل مطلب دریافت نہ کیا اور یہ عتاب نازل ہوا
اس پر مجکو کیا گو عجز کرنے کا موقع نہ تھا مگر پاس نمک سے عجز کیا مگر اب مجکو تاب نہین ہو نہ ذلت کی برداشت
ہو نہ سخنان نامناسب کے سُننے کی قلب کو طاقت ہو میرے شوہر کو ان باتون کی تاب ہو مجکو تاب
نہین ہو مین جواب دیتی ہون صاف صاف امر یہ ہو کہ اس دربار مین تو کوئی ایسا نہین نظر آتا ہو جو ہم شوہر
و زوجہ کو سزا دے سکے ہم جب تک پاس کرتے ہین جو چاہیے سو کہہ رہے ہم برداشت کرینگے یہ جو آپ نے
کہا کہ اگر ذلت نہین چاہتے ہو اور عزت چاہتے ہو تو بیان کرو اور اپنی جان بچاؤ پس کوئی ہماری جان
نہین لے سکتا ہو نہ کوئی ہم سے مقابلہ کر سکتا ہو یہ تو دیوانے ہین کہ جو یہ عجز کرتے ہین مین کبھی عجز نہ کرتی
کوئی کیا ہم سے مقابلہ کرے گا یہ جو آفاق نے کہا کہ ملکہ کو تاب نہ رہی اور جواب سخت دیا اور بادشاہ کا
رنگ بدل گیا چہرے پر غصہ آگیا آفاق نے اپنی زوجہ کی طرف دیکھکر کہا کہ تجکو موقع بولنے کا نہین ہو تم
بیکار جواب دیتی ہو ہم نے نمک کھایا ہو ہم ضرور عجز کرینگے ہم بادشاہ کو راضی کر لینگے سمندر نے
جو زوجہ آفاق کی تقریر سنی برہم ہو کر جواب دیا کہ او عورت یہ سارا فساد تیری ذات سے ہو تو ہی

سے آفاق کو بلا کر مقابلے سے انکار کرتا تھا کہ وہ چلا آیا تب تو نے یہ کہا کہ تمام خبر یہ ہو چکی ہیں کہ دریائے سبز رنگ برباد ہوا
شہر ان قتل ہو گیا ہامیان قتل ہو لی آفتاب کے قتل کی خبر پہونچی لشکر اسلام لشکرکشی کرتا چلا آتا ہے بہت سے ملک قبضہ
میں کر لیے سب سے آگاہی ہو گئی مگر تم نے اپنے مقام سے حرکت نہ کی اسی طور سے اپنے مقام پر بیٹھے رہے میں جانتا
ہوں کہ اگر آفاق نے قصد بھی کیا ہوگا تو تو نے منع کیا ہوگا یہ سمجھا کہ اگر ہم گذر جائیں اور خبر نہ لی یہ ممکن نہیں ہے کہ
ان امروں سے تم بے خبر رہو صرف تم نے اس خیال سے کہ کون جا کر اپنے تئیں بلا میں مبتلا کرے جب بادشاہ
خبر لینگے اسوقت یہ عذر کر لیا جائے گا کہ ہم کو خبر نہ تھی جب آپ نے طلب کیا ہم فوراً حاضر ہو گئے پس اس خیال سے
تم آئے اور پھر نمک حلال کا دعویٰ کیا جاتا ہے یہی نمک حلالی اور خیرخواہی ہے کہ اپنے ولی نعمت پر ایک مصیبت
پڑے اور ہم اس سے آگاہ ہوں اور پھر پہلوتہی کریں بہت بڑا خیال مجھکو اسکا تھا گو میرے ذہن میں آیا تھا کہ جب
تم میری تحریر کی بموجب آئے تھے میں اسی وقت سزا دیتا مگر میں نے پاس کیا کہ یہ برسوں کے نمک خوار اور خیراندیش
ہیں ہم لوگ صاحب عدل ہیں اتنی سی بات پر خیال کرنا ہم کو زیبا نہیں ہے اسپر یہ خطا کی آخر کہاں تک درگذر کی جائے
آج اسکا عوض لیا گیا بس اس حجت و تقریر سے کچھ حاصل نہیں ہے جو اصل امر ہو بیان کیجئے اگر آئندہ مدعا اب کوئی اور کلام نہ کرنا
ورنہ قبل اسکے کہ تیرے شوہر کی خطا ثابت ہو میں تجھکو سزا دونگا تو اپنا مقابلہ کیسے کی یہ کہکر آفاق سے کہا کہ تم بیان
کرو اب ورنہ کرو زوجہ آفاق یہ تقریر سنکے اور نا پیچ کھا کر پاس اپنے شوہر کے خاموش ہو کر بیٹھ رہی گو کہ اصل امر
یہ تھا کہ اسکے ہم مقابل اور انکے لئے شوہر کے اس وجہ سے کوئی نہ تھا اس واسطے دل میں ندرہ آ کر رہا کر دن کے
مگر اسنے یہ خیال کیا کہ شاید شوہر کے خلاف ہو پھر کچھ جواب نہ دیا گو کہ ارادہ مقابلہ کا ہو لیا تھا اور یہ قصد کر لیا تھا کہ سختی
کے ساتھ جواب دوں اور آج سمندر شاہ کو اپنے ہی کا تماشہ دکھا دوں مگر شوہر کے خوف سے کچھ نہ بولی اپنا
خون جگر پی کر رہ گئی ادھر آفاق نے سمندر شاہ سے کہا کہ اصل امر یہ ہے کہ میں اس سبب سے چلا آیا ہوں میرے
نزدیک بہتر یہ ہے کہ خدا پرستوں سے مقابلہ نہ فرمائیے بلکہ انکو راہ دیجیے کہ وہ خلاف کو چلے جائیں آپ سے کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا
میں آپ کے بھلے کو کہتا ہوں کیونکہ میں نے جو دیکھا اور اپنے علم کے ذریعہ سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ انکا اقبال یاور ہے
میں اب آپ مقابلہ کرینگے تو شکست کھائینگے سوا ذلت کے دوسرا امر نہ حاصل ہوگا عیار ایسے ہیں کہ جنکے سبب سے کچھ زور نہیں
چلتا ہے سوا اسکے ذلت کے انکے ہاتھ سے کچھ نہیں ملتا ہے میں اسی سبب سے آیا ہوں کہ آپکو آگاہ کر دوں باوجودیکہ
میں نے خوب بندوبست کیا تھا انھیں میرے اوپر عیاری کی اور مجکو گرفتار کر لیا میرے اوپر قبضہ کر لیا جس وقت ہم کا بھی آیا تھا
مجکو قتل کرنا مگر انھنے میرے اوپر رحم کیا کہ مجکو رہا کر دیا میں تو یہ سمجھا تھا کہ میری زندگی ختم ہو گئی یہ کہکر آفاق نے
کل حال بیان کیا اور کہا میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اب مقابلہ نہ کرونگا نہ تمہارا شریک ہونگا جہاں تک ممکن ہوگا صلح
پر بادشاہ کو راضی کرونگا لہذا جو اصل حال تھا میں نے بیان کر دیا سمندر نے یہ سنکے جواب دیا کہ یہ فرمائیے کہ آپ بھی
مثل سہراب و عز الان و کوکبہ و یقین خود پرست و مہراب شاہ و اقبال شاہ و اجمال شاہ وغیرہ کے شریک
ہو گئے ہیں ہم سے فقرہ کرتے ہیں تمنے نمک حرامی پر کمر باندھی ہے اب معلوم ہوا کہ آپنے اہل اسلام کی شرکت کی آپ کے
چلے آنے کا یہی سبب ہے بس اسی میں خیریت ہے کہ آپ اپنے لشکر کو لے کر برائے مقابلہ اہل اسلام جائیے اور ان سے
مقابلہ فرمائیے اسی میں آپ کے لئے بہتری اور بھلائی ہے ورنہ میرے ہاتھ سے بہت بڑی ذلت پاؤگے رسوا ہوگے اور
جان بھی جائیگی یہ جو سمندر شاہ نے کہا آفاق نے جواب دیا کہ اے بادشاہ آپ یہ خیال فرمائیں کہ اب میں اہل
اسلام کے مقابلہ پر نہ جاؤنگا نہ انکی شرکت کرونگا نہ آپ سے مقابلہ کرونگا نہ آپکے روبرو جنگ کرونگا کیونکہ میں نے
آپ کا نمک کھایا ہے پھر ہرگز انسے نہ لڑونگا کیونکہ میں انسے اقرار کر کے آیا ہوں ایسی حالت میں تو میری یہ رائے
ہے کہ آپ مجھ کو آزاد کریں میں اپنی زوجہ کو لیکر صحرا کو چلا جاؤنگا فقیری کرونگا کہ کچھ یاد الہی کرونگا درود رکی

بھیک مانگونگا میں اس امیری سے اسکو بہتر اور انسب تصور کرونگا اس امر سے کہ میں اپنے قول سے پھر جاؤں کیونکہ میں
آپ کے سامنے کوئی امر آپ کی مرضی سے خلاف نہیں کر سکتا ہوں لیکن آفاقیہ کا کسی اور کو حاکم فرمایئے اور جو لشکر میرے
ہمراہ ہی اسکا افسر کسی اور کو قرار دیجیے میں دست بردار ہوں جیسے ترک دنیا کیا ہی رخصت سے میں اپنے قول سے تو خلاف
نہ کرونگا سمندر رشتہ نے کہا کیا میرے حکم کے خلاف کروگے آفاق نے کہا کہ میں آپ کے حکم کے خلاف نہ کرونگا علاوہ
اس امر کے کہ اہل اسلام سے مقابلہ کروں یہ تو نہیں ہوگا کہ میں جاکر مقابلہ کروں شہنشاہ نے کہا کہ اگر یہ غیر ممکن ہی تو تیرا
یہاں سے زندہ جانا بھی غیر ممکن ہی بس جو تیرے جی میں آئے وہ کر اگر تو اہل اسلام سے مقابلہ نہ کریگا اور میری عدول حکمی
کریگا تو میں تجھکو ذلت کے ساتھ قتل کرونگا جو تیرا جی چاہے وہ کر میرے روبرو کیا ہی جو میرے ادب کرنیگا جب میرے حکم کے خلاف
کیا تو پھر سے روبرو ہوکر کیا بات ہی اب تو تم اپنے اس قول سے نہ پھروگے اور تم اہل اسلام کے مقابلہ کو نہ جاؤ گے
آفاق نے کہا چاہے آپ مجھکو قتل کریں میں مقابلہ کو نہ جاؤنگا مجھکو جان دینا گوارا ہی مگر اپنے قول کے خلاف کرنا
گوارا نہیں ہی نہ میں آپ سے مقابلہ کرونگا جو ظلم و ستم میرے اوپر ہوگا اسکی برداشت کرونگا سمندر رشتہ نے کہا کہ معلوم ہوا
تیری قضا آئی ہی کسی اچھے استاد نے تجھکو سبق پڑھایا ہی ذرا تجھپر افسوں تیرے اوپر دم کیا ہی اے آفاق دیکھ میں
پھر کہتا ہوں کہ میرے کہنے پر عمل کر اور اہل اسلام سے جاکر مقابلہ کر کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی تیری قضا آئی کیوں
مرتا ہی کیوں اپنی زوجہ کو رنڈ کرتا ہی کیوں دیدہ و دانستہ اپنی جان دیتا ہی میں تیرا دشمن نہیں ہوں تیری دوستی کے
سبب سے کہتا ہوں جس طور سے تو اپنے قول کا پابند ہی اسی طور سے میں بھی اپنے قول کا پابند ہوں تو ایک ادنا آدمی
ہوکر اپنے قول کی پابندی کرے میں بادشاہ وقت ہوکر اپنے قول کی پابندی نہ کروں بالکل میرے شان کے خلاف
ہی بس میں ابھی تک اس امر پر آمادہ ہوں کہ اگر تم میرے کہنے پر عمل کروگے تو جو تمہارا مرتبہ تھا اس سے زیادہ رتبہ
کرونگا اور جب میں نے کسی قسم کا حکم دے دیا پھر مجھکو یہ ضرورت ہوگی کہ میں اسکی پابندی کروں اگر پھر تم نے کہا
کہ اب میں مقابلہ کو جاتا ہوں تو پھر میں یہ کہنا تمہارا ہرگز نہ سنونگا آفاق نے کہا کہ آپکا جو جی چاہے حکم فرمایئے
میں ضرور اپنے قول کا پابند ہوں چاہے جان جاتی رہے اپنے قول سے نہ پھرا ہوں نہ پھرونگا کیونکہ قول مردان جان دارد
وسخن مردان اعتبار رکھو زبان سے کہا کہا جو امر گوارا کرلیا کرلیا کیونکہ مثل مشہور ہی کہ مرد مرے نام پر اور نامرد مرے نان پر
میں تو مرد ہوں نام پر مرتا ہوں یہ امر بھی مشہور ہو جاویگا کہ آفاق نے جان دینا گوارا کی مگر اپنے قول سے پھرنا
نہ گوارا کیا بادشاہ نے ظلم کیا مگر وہ قول کا بڑا پابند تھا سب ظلم گوارا کیا مگر خلاف قول نہ کیا ضرور مرد تھا یہ جو سمندر ر
نے سنا کہا خیر معلوم ہوا کہ تم بڑے مرد ہو بس اب دیکھتا ہوں کہ تم اپنے قول کے پابند رہتے ہو یہ کہکر حکم دیا کہ
کوئی حاضر ہی اسکو اسیر کرلو اور شہر میں منادی ندا کردے کہ جو بادشاہ کے خلاف حکم کرے گا اور اہل اسلام کی
شرکت کرے گا اسکا حال مثل آفاق کے ہوگا وہ مثل آفاق کے سزا پاویگا اور آفاق سے کہا کہ اب جو
تمہارا جی چاہے وہ کرو میں نے تیری اسیری کا حکم دے دیا آفاق نے کہا کہ جیسا جی چاہے حکم فرمایئے میں
تو عرض کرچکا ہوں کہ آپ کے روبرو کبھی جھوٹ نہ کہونگا ایک ادنا بھی اگر مجھکو گرفتار کرے گا تو میں نہ بولونگا یہ کہکر سب
اہل دربار کی طرف منہ کرکے کہا کہ سب گواہ رہیں میں بے قصور ہوں بادشاہ نے مجھپر ناحق ظلم و ستم کیا ہی
میں نے یہی کہا کہ میں فقیر ہو جاؤنگا اسیر بھی بادشاہ نے نہ منظور کیا مفت میری جان لیتے ہیں میں نے انکا
نمک کھایا ہی میں اس نمک کا پاس کرتا ہوں کوئی میری طرف سے نہ بولے میں اب صاف صاف کہتا ہوں کہ
بادشاہ کے ادبار کا زمانہ آگیا ہی یہ اپنے دوستوں کو دشمن تصور کرتے ہیں ضرور ضرور اہل اسلام کا یہاں قبضہ
ہوگا سمندر رشتہ قتل ہوگا کیونکہ اسنے ظلم پر کمر کسی ہی مغرور ہوگیا ہی سب اہل دربار سر جھکائے خاموش بیٹھے رہے
کسی نے سر نہ اٹھایا پھر ایک نے اپنے دل میں خیال کیا کہ در اصل سمندر رشتہ کے ادبار کا زمانہ آگیا ہی جس نے

اپنے اتنے بڑے خیر خواہ کے ساتھ یہ حرکت کی اپنے دوست کو دشمن کیا ایسے معزز کو یوں ذلیل کیا اس سے
خوف کرنا زیبا ہے ہر ایک کو عبرت ہوئی اُدھر آفاق نے زوجہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے زن پاک دامن وصاحب
عفت میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو اپنی جوانی کو رائیگان نہ کرنا ساتھ راحت کے بسر کرنا میرا تیرا ساتھ اسی قدر
مقرر ہوا تھا تو افسوس و غم نہ کرنا میں نے تیرے لیے اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے کہ تیری عمر بھر کفایت کرے گا
اگر مرضی ہو تو کسی صاحب عزت کے ہمراہ عقد کر لینا میرے غم میں اپنی حالت تباہ نہ کرنا یہ تصور کرنا کہ ایک غلام
تھا ہم نے اُسے آزاد کر دیا پس کوئی مقام رنج و الم کا نہیں ہے جو صاحبان عزت ہیں اپنے جو بلا آتی ہے وہ اُسے
خوشی خوشی کاٹتے ہیں پس صبر کرو دل پر جبر کرو خداوند کا شکر یہ ادا کرو اسی طور سے ہماری قضا آئی ہے یہ بلا ایک
نہ ایک دن دفع ہو گی ہم کو دعائے خیر سے یاد کیا کرنا یہ تو معلوم ہے کہ جب تک تم زندہ رہو گی میرے غم میں مبتلا
رہو گی اب وہ دانہ ترک کرو گی یہ بھی مقدر میں لکھا تھا جو پیش آیا اور جو پیش آئے گا وہ کاتب تقدیر نے تحریر کر دیا ہے
بقول اہل اسلام کہ جو خط پیشانی ہو گا وہ پیش آئے گا جو کاتب تقدیر نے روز اول تحریر کیا ہو گا وہ ضرور ہو گا انکا
یہ قول بہت درست ہے اُن کے جو عقیدے ہیں وہ سب درست ہیں پس میں اپنے کو ضرور اہل اسلام کا بندہ تصور
کرتا ہوں اس تصویر کی پرستش کرتا ہوں اگر کوئی اہل اسلام اس مقام پر ہوتا تو میں اُس سے قواعد اسلام
دریافت کرتا کیا کروں کہ مجبور ہوں [illegible] میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ میں نے دین اسلام مرتے وقت اختیار کر لیا یہ جو سنے
اپنی زوجہ سے کہا وہ زار زار رونے لگی اور کہنے لگی کہ اے میرے پیارے شوہر اپنے غم میں مجھکو یہ مقدار کر اپنی زندگی کو
مقدم جان اگر تم زندہ ہو تو گدائی کر کے بسر کریں گے ہم کو دولت کی خواہش نہیں ہے اپنی جوانی اور میری حالت پر
رحم کر دیکھ اگر تو نے قسم کھائی ہے کہ میں بادشاہ سے نہ مقابلہ کرونگا تو مجھکو اجازت دے میں مقابلہ کروں دیکھوں
کہ کون ہے جو میری زندگی میں تیرے اوپر ہاتھ ڈالتا ہے کسکی لیاقت ہے سب اہل دربار میرے آزمائے
ہوئے ہیں ابھی دربار کو خواب سے بیدار کر دونگی آفاق نے کہا کہ تم برہم نہ ہو مجھکو یہ امر منظور نہیں ہے کہ جسکا
نمک کھایا ہو اُس سے میں مقابلہ کروں یا مقابلہ کرنے کی اجازت دوں پس تم چلی جاؤ اور صبر کرو ہمارے
کہنے پر عمل کرو میرے کہنے کو مان لو کیونکہ اب میں تم سے کسی امر کی درخواست نہ کرونگا زوجہ آفاق نے
کہا کہ جو تمہاری مرضی ہو میں راضی ہوں ہاں تاہم اتنی بات میں جبیں تری رکھتا ہے بغیر میں تمہارے حکم کی پابند ہوں
جس طور سے ہو گا بسر کرونگی میری زندگی تو رنج و غم میں بسر ہو گی یہ مجھکو بخوبی معلوم ہے کہ بعد تمہارے جو مجھ پر
ستم ہونگے وہ میں گوارا کرونگی یہ اس امر پر تیرے اوپر نہیں ظلم کیا ہے بلکہ یہ دوسرا امر ہے جسکا ایک دفعہ میں
میں نے تم سے ذکر کیا تھا یہ امر [illegible] کیا گیا ہے یہ اسی خیال سے ہے کہ جب شوہر نہ ہو گا اور یہ ستم کرینگے
یہ ہم سے راضی ہو گی تو یہ امر غیر ممکن ہے جان سے جانا منظور ہے مگر خلاف عزت کام کرنا منظور نہیں ہے لیکن جو
تمہاری مرضی میں تمہارے غم میں اپنی زندگی بسر کرونگی اپنا زیور اتار ڈالونگی یہ کہکر رونے لگی اُدھر آفاق نے
کہا کہ ہاں کون میری گرفتاری کو آتا ہے اور مجھکو گرفتار کرتا ہے وہ آوے میں موجود ہوں یہ کہکر کہا کہ افسوس
ہے کہ اس مقام پر کوئی ایسا نہیں ہے جو میں اُن سے عقائد دین اسلام دریافت کرتا یہ جو آفاق نے کہا سب
اہل دربار تو خاموش ہو رہے مگر سمندر کو بہت غصہ آیا برہم ہو کر یہ کہا کہ تو دین سے پھر گیا تیرا
قتل مجھپر لازم ہوا میں تجھکو جلاؤنگا کیوں نہیں اپنی زوجہ کو اجازت مقابلہ کی دیتا ہے اُسکا بھی حوصلہ نکل جائے
آفاق نے کہا کہ یہ تو نہ ہو گا کہ میں آپ سے مقابلہ کروں یا زوجہ کو اجازت دوں بادشاہ نے کہا کہ تیرا یہ
عجز و انکسار کام نہ آئے گا یہ کہکر شملاق کی طرف دیکھا وہ اپنے مقام پر سے اٹھا آہستہ آکر آفاق پر جھپٹ گیا
آفاق نے زبان تک نہ ہلائی خاموش کھڑا رہا وہ گرفتار کر لے گیا یہ جو امر ہوا سب کو عبرت ہوئی اہل دربار

نے اپنے مقام پر خیال کیا کہ بڑا غضب ہی کہ بادشاہ نے اتنی سی خطا پر آفاق کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ جو کوئی
رفاقت کے ساتھ بھی نہیں کرتا ہی ضرور اپنی آبرو کا خیال واجب و زیبا ہی اب ہر ایک خوف کرنے لگا ہر ایک
کنارہ کیا اور گیا جو کہ صاحب غیرت تھے انکو بڑی عبرت ہوئی زوجۂ آفاق منھ دیکھتی رہ گئی آفاق نے
آفاق کو لاکر ایک تاریک زندان خانہ میں قید کیا جب آفاق قید ہو گیا تو زوجۂ اسکی اسوقت دربار سے
باہر آئی اور اس خیال سے باہر آئی کہ دیکھوں سمندر آفاق کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہی اس مکان میں جو کہ
آفاق نے اپنے زمانۂ وزارت میں بنایا تھا آکر اتری اور غم میں شوہر کے نشست کی بستر پر پڑ رہی جو کہ ملازم
وغیرہ تھے سب اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھ رہے ہر ایک رنج و غم میں مبتلا تھا یہاں زندان میں آفاق
بھی سر جھکائے بیٹھا تھا کہ ادھر سمندر نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے کہ کل تمام اہل شہر بیرون شہر جاکر قیام کرینا
ہم نے آفاق کو جو کہ ہمارے حکم سے پھر گیا ہی اور اسنے اپنے قدیم مذہب کو ایک عیار کے کہنے سے ترک کیا ہی ہم
نے اسے گرفتار کیا ہی اسکو اس جرم میں قتل کرینگے اور اس جرم کی سزا دینگے اسکا سب لوگ تماشہ دیکھیں اور
یہ خیال کریں کہ جو حکم شاہی سے انحراف کرے گا اسکا یہ انجام ہوگا تاکہ ہر ایک کو عبرت ہو منادی یہ بھی
ندا کرے کہ آفاق آگ میں جلایا جائے گا یہی اوروں کی بھی سزا ہی جو بادشاہ کے حکم سے انحراف کرے گا
اور ایک منادی جاکر بیرون شہر یہ ندا کرے کہ کل آفاق کو بحکم سمندر شاہ آتش سوزان میں جلایا جائے گا
سب آکر تماشہ دیکھیں اور ایک حکم نامہ بنام گرداب شاہ روانہ کیا جائے کہ وہ بندوبست کرے کہ ایک
میدان وسیع میں ہیزم کا انبار کرے اور اسمیں تین پہر رات سے آگ لگا دے ہم بوقت سحر آفاق کو آگ
میں ضرور جلائینگے یہ جو حکم سمندر نے دیا بس اسی وقت دبیر نے نامہ اسی مضمون کا بنام گرداب
شاہ تحریر کیا وہ نامہ ایک ساحر کو دے کر طرف لشکر کے روانہ کیا ایک منادی نے بحکم سمندر شاہ ہر گلی
کوچے میں پھر کر یہ ندا کردی کہ سمندر نے حکم دیا ہی اس حکم سے ہر ایک واقف ہوا اس حکم کے سنتے ہی
سب کو عبرت ہوئی ہر ایک اپنے مقام میں خوف کرنے لگا کہ جب آفاق ایسے معزز کو ذرا سی خطا پر
ایسی سخت سزا ملی مقام افسوس ہی یہ حال زوجۂ آفاق کو معلوم ہوا اسکو تو یقین تھا بس اس نے اپنے
ملازموں کو طلب کر کے کہا کہ تم نے دیکھا کہ کیا سلوک بادشاہ نے میرے شوہر کے ساتھ کیا میں پہلے ہی اپنے
شوہر سے کہتی تھی کہ تم دربار میں نہ جاؤ انھوں نے میرا کہنا نہ مانا آخر کو یہ انجام ہوا کہ اپنے کو لقمۂ اجل کیا میں نے
دربار میں بھی کہا تھا کہ تم مجھکو حکم دو میں انتظام کرلونگی مگر انھوں نے میرا کہنا نہ سنا مفت اپنی جان دی اپنی آبرو
گنوائی خیر ہم اپنی زندگی جتنے عرصہ کی ہی بسر کرلینگے یہ تو وہ امر ہی کہ جسکی سمندر نے قبل میں خواہش کی تھی اور
میں نے انکار کیا تھا یہ وہی عداوت نکالی گئی ہی اب اسنے یہ خیال کیا ہی کہ جب شوہر نہ ہوگا تو ضرور دوسرے
کو قبول کرے گی کیونکہ جوان ہی یہ امر غیر ممکن ہی محض اسکی خام خیالی ہی نوکروں نے عرض کیا کہ یہ جو آپ ارشاد
کرتی ہیں بہت سچا اور درست ہی وہ اپنے منھ کی کھائینگے ہم سب کی یہ دعا ہی کہ خداوند ہمارے مالک کے قلب
کو پھیر دیں کہ وہ اس امر پر آمادہ ہو جائیں اور بادشاہ سے مقابلہ کریں اور اپنی رہائی کی فکر کریں زوجۂ آفاق
نے کہا کہ یہ امر کبھی نہ ہوگا کہ وہ اپنے قول سے پھریں اور بادشاہ سے مقابلہ کریں خیر جو ہمارے مقدر میں تھا وہ
ہوا اور جو ہوگا وہ دیکھا جائے گا کچھ غم نہیں ہی اب مجھکو یہ فکر ہی کہ وہ اپنے قول پر ثابت رہیں اور قول سے
نہ پھریں انھوں نے جو صدق سے وقت اپنے مذہب کو تبدیل کیا ہی … رکھا گیا اور وہ جلائے گئے ادھر میں نے
بھی ترک دنیا کی اور صحرا کو چلی گئی ملازموں نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہی … آپ کے ہمراہ ہیں یہاں تو یہ
گفتگو ہو رہی تھی راوی نے بیان کیا کہ یہ جو حکم سمندر نے آفاق کے قتل کا دیا تھا سبب یہ تھا کہ وہ تو زوجۂ

آفاق پر عاشق تھا اسی فکر مین تھا کہ کسی صورت سے یہ قتل ہو تو میرا بس چلے پس اُسنے یہ تدبیر کی کہ اتنی سی
خطا پر آفاق کے قتل کا حکم فرمایا اُسنے یہ خیال کر کے حکم دیا کہ جب آفاق نہ ہوگا اسکی زوجہ جوان ہی ضرور
میرے ساتھ عقد کرے گی اسی بنا پر آفاق کی اُسنے جان لی وہ ہمیشہ سے اسی فکر مین تھا کوئی امر بن نہ پڑتا تھا
آخر کار یہ امر اُسکے ہاتھ لگا اُسنے اپنی پُرانی دشمنی نکالی پس بہم مشورہ وہ دکھ دے کر اور نامہ روانہ کر کے دربار
برخاست کیا خوشی خوشی محل مین گیا ادھر یہ سردار اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوا اشفاق اور اخلاق باہم
یہ تقریر کرتے ہوئے چلے کہ بادشاہ نے بالکل خلاف عدل کیا اگر آفاق مقابلہ کرتا تو ہم کبھی اُسکے شریک نہ ہوتے
بلکہ آفاق کی کمک دیتے اخلاق نے کہا کہ مین تو ضرور اس حالت مین بھی اُسکی کمک کو موجود تھا اور قصد
کیا تھا کہ جواب دون مگر جب اُنھون نے اپنی زوجہ کو شریک کیا مین تو بھائی ہون میری کمک کب اُنکو گوارا ہوتی
گو خون عزیزی نے جوش مارا تھا بھائی اشفاق مین تو یہ سمجھون ضرور انتقام دونگا اشفاق نے کہا کہ بھائی
تم کیا دوگے مین بھی دونگا یہ دونون باہم ایسی تقریر کرتے ہوئے اپنے اپنے مقام پر آئے جو سردار غیرت دار
اور صاحب غیرت تھے اُن سب نے یہی قصد کر لیا تھا بعضون کا یہ قول تھا کہ اب بادشاہ کے تنزل کا زمانہ آگیا
کہ دوست کو دشمن تصور کرتا ہی بھائی وہ کام کرو کہ پشیمان اور پیچھے ہر ایک اسی فکر و تردد مین تھا گلاب نے اپنے
مکان پر آکر اپنی مان سے کل حال بیان کیا اور کہا کہ اما مین صاحب غیرت ہون شاید کسی دن میرے اوپر بھی
عتاب کرے تو مجھسے اس امر کی برداشت نہ ہوگی مین ضرور مقابلہ کرونگا چاہے نمک حرامی ہو جائے نمک حلالی مین
مثل آفاق کے بے بس ہو کر جان نہ دونگا مان نے کہا کہ ای فرزند دلبند وہ کام کیون ہو جو کہ باعث ذلت ہو
جو بادشاہ حکم دے اُسکو بجا لاؤ گلاب نے کہا یہ تو بجا ہی آفاق کی کوئی خطا تھی نہ ایسی سزا کا وہ سزاوار
تھا نہ ایسا اُس نے کوئی جرم کیا تھا جسکے عوض مین یہ سزا دی گئی معلوم ہوتا ہی کہ ضرور کوئی عداوت دیرینہ تھی
کہ جسکو بادشاہ نے چھپا ظاہر نہ کیا تھا آخر کو اس وقت موقع پا کر بغض نکالا مان نے جواب دیا کہ ہم کو پرائے
قصون سے کیا کام جو آگ کھائے گا وہ انگار ہگے گا یہ دیوار دور گوش رکھتے ہین ایسی باتین نہ کر جو خلاف
مرضی بادشاہ ہون اور اُسکو خبر ملے میرا تو تیرے سوا کوئی سہارا نہین ہی کہین وہ تیرے ساتھ بھی بدسلوکی نہ
کرے اُس وقت سوا اسکے جان دینے کے کچھ نہ حاصل ہوگا کیونکہ تو ابھی جوان ہی تیرے مزاج مین غصہ بہت ہی
پس ایسی حالت مین کیا ضرور ہی کہ اپنے کو اپنا دشمن کرے جو کہ کان رکھتا ہو اور آنکھین نہ رکھتا ہو جس نے
اپنے معزز کے ساتھ یہ سلوک کیا اصل امر یہ ہی کہ یہ ترقی جاہ و جلال و مال و منال و ترقی ممالک ذات سے آفاق
کے ہوئی ورنہ کیا تھا صرف ایک [illegible] پر قبضہ تھا وہ جو وزیر ہوا اُس نے لشکر کشی کر کے سیکڑون ملک
اپنے قبضہ مین کیے ہزارون سرکشون کو زیر کیا مملکت اقالیم پر سرکشی اور لشکر کشی رہتی تھی وہان کی رعایا
بہت سرکش تھی اُسکو جو آفاق نے زیر کیا تو مشہور ہوا کہ آفاق ایسا وزیر تو کوئی اس سلطنت مین نہ ہوا ہی
اور نہ آئندہ ہوگا اُسی طور سے اُسکا بھائی بھی ہی گلاب نے کہا کہ اُسی خدمت کا صلہ اُسے دیا گیا مان نے
جواب دیا کہ یہ لوگ بادشاہ ہین جو جس وقت جی چاہتا ہی وہ کرتے ہین اور اصل امر تو یہ ہی کہ اگر کوئی خاندانی
بادشاہ ہو تو اُسکو ہر ایک کی عزت و آبرو کا خیال ہو اور جو کہ ادنا ہو اُسکو کیا خیال ہو ہم تو اسکی اصلیت سے
واقف ہین کیا بیان کرین یہ جو حرکت بادشاہ سے سرزد ہوئی یہ اُنکے اصلیت کی خرابی ہی نہ کوئی اور امر ہی یہ
جو تم نے کسی شاعر کا شعر سنا ہو اُسکا یہ مضمون بہت سچا ہی شعر پرستار زادہ نہ آید بکار اگرچہ بود زادہ
شہریار پس بادشاہ نے اپنی حقیقت آج سب پر ظاہر کر دی یہ کہکر کچھ سوچی اور خاموش ہو گئی گلاب نے
کہا کہ کیون والدہ مہربان آپ خاموش کیون ہو گئین مان نے جواب دیا کہ تیرے باپ کا خیال آگیا گلاب نے

کہا گیا بادشاہ کم اصل ہی اُسنے کہا کہ مجھکو نہین معلوم کہ کیا اصل ہی قیر بابیہ بلاشبہ مجھسے کہا کرتا تھا کہ مجھکو ہر وقت
بادشاہ سے خوف رہتا ہی کہ کہین ایسا نہو کہ اپنی اصل کی طرف رجوع کرے چنانچہ اکثر اہل اسلام کا یہ قول اُنکی زبان پر
آجاتا تھا کہ مجھکو [illegible] الی آخرہ اصلیت مین نے جو دریافت کیا تو ٹال دیا ایک دن جو مین نے بہت اصرار کیا تو صرف
اس قدر کہا کہ یہ خداوند طاق کے غلام ہین کسی جرم پر وہان سے نکالے گئے ہین یہ اُس زمانہ مین کہا تھا کہ
جب بیجرم و خطا سہراب کو یہان سے فقرہ سے ماہیان کے پاس روانہ کیا اور قید کرا دیا اُسکے بعد اُسکا اسباب
گھر لٹوا لیا اُسوقت یہ کلمہ اُنکی زبان سے نکلا تھا کہ آج بادشاہ نے اپنے اصل کی طرف رجوع کی ایک معزز
سردار کے ساتھ یہ سلوک کیا جب مین نے پوچھا تو سب حال بیان کیا تب مین نے اصل کا حال دریافت کیا تو یہ کہا
کہ جو مین نے تم سے کہا اگر جو حرکت آفاق کے ساتھ کی یہ سہراب کے ساتھ نہین کی سہراب کو چار مہینون [illegible]
ذلیل نہین کیا بلکہ اُسکو دوسرے مقام پر بھیج کر ذلیل و رسوا کیا اُسکا سبب یہ تھا کہ کل سپاہ دست چپ اور
سرداران دست چپ اُسکے شریک تھے [illegible] خون ہوتا وہ بھی بڑا زبردست تھا اور صاحب عزت تھا
آفاق کے صاحب عزت ہونے مین شک نہین ہی صرف آفاق نے پاس نمک سے کچھ نہین کہا ورنہ اُسکا
کوئی جواب دینے والا نہین ہی اے فرزند جگر پیوند اب اس قصہ کو جانے دے مختصر یہ ہی کہ آفاق نے پاس نمک
کیا اور پھر وہ بادشاہ نے برا کیا اور انصاف کا خون کیا ہم کو یقین ہو گیا کہ بادشاہی کی خرابی کے دن آ گئے ہین
جو جو صاحبان عزت ہونگے وہ اب ملازمت سے پرہیز کرینگے اور وقت کے منتظر رہینگے جب جسکو موقع ملے گا
ترک ملازمت کرے گا گلاب نے کہا کہ یہ آپ کا خیال بہت درست ہی خیر اب دیکھیے آفاق کا کیا انجام
ہوتا ہی یہ کہکر گلاب ماں کے پاس سے اُٹھکر اپنی خوابگاہ کی طرف چلا آیا یہان تو یہ بندوبست ہی اُدھر شہر
مین منادی نے ندا دی سب اہل شہر کو معلوم ہوا سب اپنے ملنے کا بندوبست کرنے لگے وہان بیرون شہر مقابل
لشکر اسلام کے گرداب شاہ و ملکہ زعفران وغیرہ فروکش ہین دربار آراستہ ہی چوبدار حضور [illegible]
[illegible] بیٹھے ہین کہ وہ نامہ بر آکر پہونچا سب کو سلام کیا اور کہا کہ نامہ لیکر آیا ہون نامہ بادشاہ کا
گرداب شاہ کے نام ہی گرداب شاہ نے نامہ لیکر دبیر کو دیا دبیر نے بآواز بلند پڑھا اُسکا وہی مضمون
تھا جو اوپر لکھا گیا جب نامہ پڑھا گیا اور سب لوگ مضمون نامہ سے آگاہ ہوے اہل دربار و گرداب شاہ
وغیرہ کے ہوش اُڑ گئے ہر ایک کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا یہ معلوم ہوا کہ کوئی حواس سب کے لے گیا ہر ایک
نے سر جھکا کر زبان کے تلے انگلی رکھی عالم سکوت مین رہ گئے کہ گرداب نے نامہ بر کی طرف متوجہ ہوکر پوچھا
کہ آفاق پر عتاب شاہی کا کیا سبب ہوا اُس نے جواب دیا کہ سبب یہ ہوا کہ وہ بدون مرضی بادشاہ
کے مقابلہ سے اہل اسلام کے لشکر سے کر چلے گئے بادشاہ نے حکم دیا کہ تم مقابلہ کو جاؤ اُنھون نے جانے
سے انکار کیا بس سبب عتاب کا یہ ہوا گرداب نے یہ سنکے نامہ بر کو خلعت دے کر رخصت کیا اور کہا کہ
عرض کر دینا جیسا حکم صادر ہوا ہی اُسکے بموجب کاربند ہونگا آپ تشریف لائین یہان سب انتظام ہو جائیگا
آپکو ہر چیز وقت پر تیار ملے گی وہ نامہ بر تو یہ پیام لیکر فوراً روانہ ہوا راہ طی کرکے داخل شہر ہوا دربار
مین آیا معلوم ہوا کہ دربار برخاست ہو گیا ہی در محل پر پہونچا محل دار سے کل حال عرض کرا بھیجا اُس نے
بادشاہ سے جا کر کہدیا سمندر شاہ نے یہ سنکے حکم دیا کہ اُس سے کہو کہ جاے ہم کو حال معلوم ہو گیا یہ جب نامہ بر
کو رخصت کر چکی اب ہر ایک نے سر اُٹھایا اور بہت افسوس کیا اور کہا معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ کا دماغ خراب
ہو گیا کہ اتنے بڑے معزز کے ساتھ یہ سلوک کیا کونسی خطا اور جرم تھا اسکا نتیجہ اچھا نہین ضرور خرابی ہوگی پس
گرداب نے چند سردارون سے بلا کر کہا کہ تم جاؤ اور صحرا سے ہیزم لا کر فلان مقام پر جمع کرو اور چند سردارون

سے کہا کہ تم جاکر روغن نفت کے شیشے لاؤ اور چند سرداروں کو یہ حکم دیا کہ تم فلان مقام پر جو بلندی ہی اوسپر خیمہ وغیرہ
برپا کرو اور انکو ہر قسم کے اسباب سے آراستہ کرو تاکہ بادشاہ آنکھوں سے دیکھکر تماشہ ملاحظہ کرے غرض یہ بند و بست کر کے
اور حکم دے کر خود دربار سے اٹھکر اس صدمہ سے بلا گیا کہ افسوس بڑی خرابی کا مقام ہی اور جا سے عبرت ہی اس
سبب کے دربار برخاست کیا ہر ایک کو صدمہ ہوا اودھر ہرکاروں نے یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف لشکر اسلام
کے پہونچائی اور وہ عیار جو کہ صورت تبدیل کیے ہوے تھے وہ بھی یہان موجود تھے دربار آراستہ تھا سب
حاضر دربار تھے خواجہ اپنی کرسی پر بیٹھے ہوے تھے کہ ہرکارے آکر پہونچے بادشاہ و صاحبقران و خواجہ و سب
اہل دربار کو سلام کیا اور بادشاہ کی طرف منھ کر کے عرض کیا کہ حضور بڑا غضب ہو گیا ہم غلام کیا عرض کرین کچھ
کفار کے دربار مین بیٹھے تھے کہ سمندر شاہ کا نامہ گرداب کے نام آیا اسکا یہ مضمون تھا کہ فلان تاریخ مین اپنا ہمراہ
ہم صبح کو آکر آفاق کو آگ مین جلا دینگے اسنے ہماری عدول حکمی کی ہی اور اپنے دین سے پھر گیا ہی گرداب
نے جو نامہ بر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عدول حکمی کی کہ مقابلہ حضور کے چلا گیا اور اب جو سمندر
نے مقابلہ کو جانے کے لیے کہا تو اسنے انکار کیا اور جان دینا گوارا کی مگر آپکے مقابلہ کو آنا گوارا نہ کیا نہ یہ گوارا
کیا کہ اپنے بادشاہ سے مقابلہ کرے ایک ادنا سا دیوانہ اسکو گرفتار کر لیا ہے اسیلیے ہمارا بادشاہ خاموش ہو کر ارادہ
اپنے قول کا جو پابندی سے بیٹھیگا گرداب نے انتظام کرنا شروع کیا اسیوجہ سے بند و بست کرکے ہر ایک
دربار برخاست کر کے اپنے خیمہ مین چلا گیا اور ہم یہ خبر لیکر ادھر روانہ ہوے اس خبر وحشت
اثر کو ہرکاروں کے زبانی سنکر صاحبقران و بادشاہ و دیگر اہل دربار کو بڑا صدمہ ہوا اور
خواجہ کا تو یہ حال ہوا کہ رنگ رو متغیر ہو گیا اور آنسو جاری ہو گئے اسی حالت مین کہا کہ افسوس ہم نے
آفاق کو دکھایا کیا یا اپنی بھی جان دی یہ کہکر رونے لگے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ ایک بات سنتے
جاؤ خواجہ نے جواب دیا کہ ہم وقت آگئے ہین جب آفاق گرداب کا بیٹا تھا کہ اسکے اوپر جو آفت
آئی ہی صرف میرے سبب سے آئی ہی مجھسے وہ اقرار کیا تھا کہ اب مین آپکے لشکر کے مقابلہ کو نہ آؤنگا نہ
بادشاہ کی طرف سے مقابلہ کرونگا نہ آپکا شریک ہونگا اسنے اپنے قول کی پابندی کی اپنی جان دینا گوارا
کی اور میرے اقرار کے خلاف نہ کیا جو اقرار کہ مجھسے کر گیا تھا اسپر ثابت قدم رہا مجکو بھی لازم ہی کہ مین اسکی
کمک کرون یہ کہکر خواجہ چلے صاحبقران خاموش ہو رہے خواجہ کا جانا تھا کہ چالاک و برق و عمر نامدار و
زراعیہ بن عمر و جانسوز تاتاری و ترک شکانی وغیرہ کوئی دس بارہ عیار بھی اپنے اپنے مقام سے اٹھکر چلے
انکا ذکر پھر تحریر ہوگا پہلے حال خواجہ کا تحریر ہوتا ہی کہ یہ بارگاہ سے نکل کر پا سے شتابی مارتے ہوے پہنچے
لشکر سے نکلے اور لشکر کفار مین آئے ابھی یہ اس لشکر سے نہ نکلے تھے کہ انکے کان مین ایک دہل کی صدا آئی
کہ انھون نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ آسمان پر سے صدا آتی ہی اب جو دیکھا تو کیا نظر پڑا کہ ایک ساحر
تخت پر بیٹھا ہوا ہی اسکے سامنے تخت پر نقارہ رکھا ہوا ہی چوب اسکے ہاتھ مین ہی وہ دہل نوازی کرتا چلا
آتا ہی اسنے قریب زمین پہونچ کر صدا دی کہ خلقت خداوند تصویر کی ملک سمندر شاہ کا حکم سمندر شاہ کا
سب کو معلوم ہو کہ کل بوقت صبح آفاق جادو جو کہ قبل مین وزیر تھا اب بادشاہ ہو گیا تھا بموجب حکم بادشاہ
آگ مین جلایا جائیگا اس جرم پر کہ اسنے بادشاہ کی عدول حکمی کی اور اہل اسلام کی طرف سے منھ موڑ لیا
اسنے مقابلہ نہ کیا اسکا پاس کیا نہیں جسکو تماشہ دیکھنا ہو وہ آئے یہ صدا دی اور دہل پر چوب لگائی تمام لشکر کفار
مین پھرا اور اسی طور سے دہل زنی کرتا رہا سب لشکر کفار کو معلوم ہو گیا خواجہ یہ صدا سنکے اور برہم ہوے
اس لشکر سے نکل کر شہر کی طرف روانہ ہوے ادھر اس دہل زن نے لشکر اسلام مین بھی پہونچ کر تمام لشکر مین

پھر کہیں صدا لگائی دربار ابھی تک آراستہ تھا کہ دہل کی صدا کان میں آئی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ نقارہ
کی کیسی صدا آرہی ہے کہ اُسنے بارگاہ پر آکر وہی صدا لگائی اور دہل پر چوب ماری اب معلوم ہوا کہ آفاق
کے قتل ہونے کا نقارہ بج رہا ہے کہ وہ قتل ہوگا جسکو تماشہ دیکھنا منظور ہو آکر دیکھے منادی ندا کرتا پھرتا ہے
اُسوقت صاحبقران و بادشاہ کو بڑا صدمہ ہوا گو کہ وہ سہراب وغزالان نے کہا کہ بہت بڑا شخص
مارا جاتا ہے مقام افسوس ضرور ہے ہم خیال کرتے ہیں کہ شمشدر رہے ادبار کا زمانہ ضرور قریب ہے کہ جب تو
دشمن کو دوست اور دوست کو دشمن کرتا ہے جب انسان کی بدی کے دن آتے ہیں تو اسکی یہی حالت
ہوتی ہے اب یہ ضرور تباہ ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ جو مرضی خدا ہو یہ فرما کر کہا کہ مقام عبرت ہے کہ
اتنا بڑا مغرور یوں قتل ہو اُن سب ساحروں نے عرض کیا کہ کل ہم جاکر ضرور مقابلہ کرینگے اور آفاق کو
چھڑا لائینگے ہرمز نے کہا کہ یہ تو ضرور ہوگا پس سب نے اُسوقت صاحبقران کے روبرو باہم اقرار
کر لیا تھوڑی دیر کے بعد دربار برخاست ہوا سب اپنی طرف چلے گئے وہ ساحر جو ندا دیتا پھرتا تھا وہ
لشکر اسلام کا گشت کرکے دیہات و قریہ میں جو کہ اُس مقام سے قریب تھے گیا اور ندا کی سب آگاہ ہوئے
اُسی وقت سے پانچ کوس دس کوس کے لوگوں نے چلنے کا سامان کیا یہ وہاں سے ضرور سے کر اُس مقام پر آیا جہاں
آفاق کا لشکر اترا ہوا تھا اُس لشکر میں بھی ندا کی اور ندا کرکے چلا گیا جب لشکر و سرداران آفاق
کو معلوم ہوا کہ کل ہمارا بادشاہ قزاقا و افسر قتل ہوگا یہ لوگ ایک مقام پر جمع ہوئے کل لشکر اور کل افسروں نے
باہم صلاح کی کہ نہ معلوم کیا جرم ہمارے افسر نے بادشاہ کا کیا ہے کہ جسکے عوض میں بادشاہ نے قتل کرنے
کا حکم دیا ہے اور ان تھوڑے سب کو جمع کرکے کہا کہ ہم نے تو اپنے افسر کا نمک کھایا ہے اگرچہ دراصل ہمارے
افسر کی خطا بھی ہے تو ہم نہ قتل ہونے دینگے جب تک کہ ہم زندہ ہیں بس باہم یہ صلاح کی کہ کل جب بادشاہ
کو جلانے لائیں اُسوقت بلوہ کرکے چھین لو یہ صلاح ہوگئی یہاں لشکر آفاق میں تو یہ بندوبست ہے اُدھر
خواجہ جو لشکر کفار سے نکلے پاسے شاطری مارتے چلے آتے ہیں کہ درہ کوہ میں پہونچے دیکھا کہ قران بالنشت
بیٹھے ہوئے عبادت خدا کر رہے ہیں خواجہ قریب قران پہونچے قران نے جو خواجہ کو دیکھا بہ اسے
تعظیم اُٹھے اور خواجہ سے کہا تشریف لائیے خواجہ نے جواب دیا کہ میں نہیں آؤنگا کہا کہ ای قران
بڑا غضب ہوگیا یہ کہکر کل حال خواجہ نے بیان کیا اور کہا کہ میں جاتا ہوں اُسکی رہائی کو یہ کہکر پاسے
شاطری مارکر روانہ ہوئے یہ حال قران بھی سنکے سجادے پر سے اُٹھے اور ایک طرف کو روانہ ہوئے کہ انکا
حال پھر تحریر ہوگا راوی نے تحریر کیا ہے کہ خواجہ پاسے شاطری مارکر داخل شہر ہوئے شہر کو بہت آباد پایا
رعایا کو بہت شاد دیکھا ہر طرف کٹورا بج رہا ہے صراف بزازہ کھلا ہوا ہے روپیہ اشرفی کے انبار لگے ہوئے
ہیں نقرئی طلائی ظروف دکانوں پر رکھے ہوئے ہیں زیور ہر قسم کے ہر دکان پر موجود ہیں خواجہ کے منہ میں
پانی بھر آیا دل میں خیال کیا کہ کچھ حاصل کرنا ضرور ہے پھر خیال آیا کہ تم تو جان دینے آئے ہو تم کو کیا ضرور ہے وہاں
سے جوہری بازار میں آئے وہاں اُس سے زیادہ لالچ آیا مگر کچھ خیال کرکے آگے چلے سودا بازار میں پہونچے ہر قسم کے
بازار کی سیر کرتے ہوئے امیران شہر و رئیسان شہر کی عمارتیں دیکھتے ہوئے اُس مقام پر آئے جہاں پر اراکین
سلطنت کے مکانات تھے اُن سب مقامات سے گذرتے ہوئے در دولت پر پہونچے جلوخانہ سے گذر کر دربار میں
آئے اسوقت تو کسی قسم کی ممانعت تھی نہیں جو نہ جا سکتے وہاں آکر دربار کو برخاست پایا وہاں سے نکلے تو
دیکھا کہ ایک چوبدار ایک مکان عالیشان سے نکلا ہوا چلا آتا ہے انھوں نے جھٹ پٹ اپنی بھی صورت
ایک چوبدار کی سی بنائی اور آگے بڑھکر اُس سے ملاقات کی اُس سے پوچھا کہ بھائی اس قدر تیزی سے کہاں

جانتے ہو تم کسکے ملازم ہو ذرا ٹھہر جاؤ مجھے تم سے ایک امر ضروری دریافت کرنا ہی وہ ٹھہر گیا اس خیال سے کہ یہ کسی
معزز سردار کا ملازم معلوم ہوتا ہی معلوم کیا ضرورت ہی کسی ضرورت سے اُسنے اسکو بادشاہ کے پاس تو نہین بھیجا ہی کچھ
ضروری کام تو نہین کہلا بھیجا ہی کیونکہ یہ قریب وزیر دولت کے کھڑا ہوا ہی آج کل بادشاہ کو ہر سردار سے ضرورت
رہتی ہی لیکن ایسا نہو کہ یہ واپس جاکے اور کہدے کہ مین فلان چوبدار سے ملا اُسنے میری عرض بادشاہ
تک نہ کی وہ کل دربار مین اگر میری شکایت کرے تو میرے اوپر بھی مثل آفاق کے عتاب نازل ہو بادشاہ کو
غصہ آج کل زیادہ ہی اس خیال سے پھر کہا کہ بھائی جلد بیان کرو اُس نے کہا کہ تم کہان جاتے ہو اس چوبدار سے
جو کہ مکان سے نکلا تھا کہا کہ تم اپنی ضرورت بیان کرو کہ تمکو کیا ضرورت ہی مین کہین جاتا ہون اُس نقلی چوبدار
نے جواب دیا کہ جب تک تم نہ بیان کروگے مین تم کو جانے نہ دونگا اور میری تو ضرورت یہ ہی کہ مین لشکر وزرا سے
آیا ہون گرداب نے بادشاہ کی خدمت مین عرضی روانہ کی ہی مین پہلے دربار مین گیا تھا تو معلوم ہوا کہ دربار
برخاست ہو چکا ہی بادشاہ محل مین تشریف لے گئے ہین وہ عرض ضروری ہی مین نے لوگون سے کہا کہ عرضی
کرادو کسی نے نہ سُنا مین پریشان ہو کر ادھر چلا آیا میرا تو یہ مطلب ہی کہ مجکو معلوم ہو جاتا کہ میری عرض بادشاہ
تک اسوقت ہو سکتی ہی یا نہین اگر عرض ضروری ہوگی تو مین ٹھہر جاتا جب کل دربار ہوتا تو پیش کرکے جو کچھ
جواب ملتا لیکر چلا جاتا اب کیا کرون مین نے تمکو معزز چوبدار دیکھا اور بشرے سے شناخت کیا کہ تم شاہی
چوبدار ہو اس سبب سے ٹوکا اُسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ خوب تم نے اپنی رائے سے کام لیا ورنہ خرابی ہوتی
یہ دل مین خیال کرکے کہا کہ بھائی مین جس مکان سے نکل کر ادھر جاتا ہون اسی مکان مین بادشاہ تشریف فرما
ہین کیونکہ یہ مقام مشورہ خاص کا ہی بادشاہ اسوقت اپنے استاد کے پاس بیٹھے ہوئے ہین اور باہم مشورہ
ہو رہا ہی مجکو اپنے وزیرون کے پاس روانہ کیا ہی کہ جاکر انکو لے آؤ مین وزیران دست چپ کے پاس جاتا ہون
خبر کرنے کو کہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہی تم چلے آؤ برابر تم کو کوئی نہ روکیگا اگر پہرے والے روکین تو اُن سے
کہنا کہ مین بادشاہ کے پاس آیا ہون عرضی لایا ہون پھر کوئی منع کرے گا چوبدار نقلی نے کہا کہ بھائی تم
اپنے نام سے آگاہ کرو کیونکہ مین یہ کہدونگا کہ مجھ سے اور اُن سے ملاقات ہوئی ہی مین اُنکا بھیجا ہوا
آیا ہون اور زیادہ اعتبار ہوگا کیونکہ مین یہان کبھی نہین آیا ہون اُس چوبدار نے کہا کہ مجکو منگل کہتے ہین
اُس نے کہا کہ اچھا اب آپ تشریف لے جائین مین جاتا ہون یہ سُنکے وہ اپنی طرف چلا گیا یہ اپنی طرف
چلے انھون نے قریب مکان کے پہونچ کر خیال کیا کہ اگر تم اس حالت سے جاتے ہو تو بڑی خرابی ہوگی عرضی
طلب کریگا کیا دوگے تم نے اُسکو بیہوش کیا ہوتا اُسکی صورت بن کر گئے ہوتے جو مشورہ ہوتا اُس سے
بھی آگاہ ہوتے بڑا دھوکا کھایا پھر خیال مین آیا کہ وہ وہان سے واپس آتا ہوگا اب عیاری کرکے اُسکو
بیہوش کرو اُسکی صورت بن کر جاؤ نام تم کو معلوم ہو چکا ہی سب حال سے بخوبی واقف ہو گئے ہو جہان
آفاق قید ہوگا شاید اُس مقام کا بھی پتہ مل جائے یہ دل مین خیال کرکے اُسی مقام پر ٹہلنے لگے وہ چوبدار
دونون وزیرون کو اطلاع دے کر واپس چلا راوی نے بیان کیا ہی کہ یہ امر یون تھا کہ جب دربار برخاست
کرکے سمندر محل مین گیا تھوڑے عرصہ تک محل مین رہا اُسکے بعد باہر آیا تھا اور اپنے استاد کو طلب
کیا تھا اس لیے کہ آفاق کی بابت مشورہ کرے اُسکے استاد نے اُس سے کہا تھا کہ اے سمندر تو نے
یہ حرکت بالکل خلاف کی کہ آفاق ایسے معزز کے ساتھ ایسی حرکت کی اگر یہی منظور تھا تو اُس وقت اُسکو
جانے دیا ہوتا موقع دیکھکر اسکا قصاص اُس سے لیا ہوتا پوشیدہ طور سے کیونکہ اس امر مین مجکو فساد کا
خوف ہی کیونکہ وہ ایک زمانہ تک یہان کا وزیر رہا ہی اور اب ایک ملک کا بادشاہ ہی اُسکے پاس بھی

لشکر وغیرہ ہی جب یہ خبر اُسکے لشکر میں پہونچیگی تو سب فساد برپا کرینگے ایک تو اہل اسلام سے مقابلہ ہی دوسرا
یہ فساد ہوگا اس سے کیا حاصل ہوا اور ہر طرف کیونکر مقابلہ کرینگے سمندر نے جواب دیا کہ مجھکو استاد کوئی خوف
نہیں ہی اگر تمام ممالک کے حاکم مجھسے خلاف ہوکر مقابلہ کریں تو بھی میں سب کو جواب دونگا اور اب تو حرکت
میں نے کی بہت خوب کی اب اُس سے میں کسی صورت سے منحرف نہیں ہوسکتا ہوں ضرور آفاق کو قتل کرونگا
اگر خداوند بھی میرے نام یہ حکم جاری کریں کہ تم آفاق کو نہ قتل کرو تو میں اُنکے حکم کو بھی ٹال دوں اور ضرور اپنی
رائے سے انحراف نہ کروں عشاق نے کہا کہ میں یہ کب کہتا ہوں تم اسکا بندوبست کرلو کہ فساد نہ ہو بس اسی سبب
سے اُسنے شملاق و اہراق کو طلب کیا تھا کہ اُس سے بھی اس باب میں رائے لی جاوے اور آئندہ بندوبست
کرنے کا حکم دے کہ وہ چوبدار روانہ کیا تھا یہ جو مکان ہی اسکو مکان مشورت و دربار خاص کہتے ہیں اسمیں بادشاہ
ملازمان خاص و سرداران معزز سے صلاح کرتا ہی اور جو محرم راز ہیں وہ یہاں جمع ہوتے ہیں پس جب وہ چوبدار
دونوں وزیروں کو اطلاع دے کر واپس آیا اور قریب اُس مقام کے پہونچا دیکھا کہ وہ چوبدار کھڑا ہی جیسے کوئی
انتظار کرتا ہی اُسنے اُسکو دیکھا آواز دی کہ بھائی تم کیا اندر نہیں گئے جو کھڑے ہوئے ہو چوبدار نقلی نے کہا
کہ بھائی میں کیا کروں یہیں میرا کام ہوگیا مجھکو انعام بھی ملا میں خوش ہوا میں نے خیال کیا کہ تمہارے سبب
سے مجھکو فائدہ ہوا ہی میں تم کو بھی دوں لہذا تم ادھر گوشہ میں آؤ تاکہ کوئی اور نہ دیکھے اور بادشاہ سے تمہاری
شکایت کرے یہ سنکے وہ چوبدار خوش ہوا اور دل میں کہا کہ یہ چوبدار بڑا ایماندار ہی پس اُسکے ہمراہ گوشہ میں
آیا اُسنے ہنسی میں ہاتھ ڈالا ایک مرتبہ ادھر اُدھر دیکھنے لگا یعنی اُس چوبدار کی پشت کی طرف اور ہاتھ کو کھینچ کر
نکال لیا شگل نے کہا کہ بھائی جلدی کرو کیونکہ مجھکو بڑا عرصہ ہوا ہی کہیں بادشاہ ناراض نہوں عیار نے کہا کہ
اس لیے دیکھو یہ کون ہی جو ہنستا ہوا چلا آتا ہی تمہارا آشنا ہی اسی سبب سے میں نے ہاتھ روک لیا پس جلادی نے
مشگل پلٹا خواجہ نے حلقہ کمند کی گلا گھونٹ کر ایسا کہ وہ اُسکے گلے میں پڑ گیا ہوئے اُسنے ارے کہا کہ خنجر پھیر کر
خواجہ نے جناب مارا اُسکے دماغ کے برابر پہونچا اُسکو چھینکا آئی وہ بیہوش ہوکر گرا پس خواجہ نے
اُسکو ہاتھوں پر روک کر دیں لٹا یا معجزہ طلب کرکے اُسکی صورت لیا ہوئے اُسکا لباس اُتار کر خود پہنا پگڑی
کیا اُسکے دماغ پر چڑھا دی اور ایک غار میں اُسکو لٹا کر اُسپر گھاس پھوس ڈال کر اُسکا عصا ہاتھ میں لیکر
اُس مکان کی طرف چلے بلا خوف داخل مکان ہوئے جب بارہ دری میں پہونچے دیکھا کہ سمندر مسند پر بیٹھا ہوا ہی اور
عشاق اُسکے برابر بیٹھا ہی اور ارکین دولت جو کہ معزز ہیں وہ روبرو حاضر ہیں مگر چند لوگ ہیں جیسے سمندر
نے اُسکو دیکھا کہا کہ کیا خبر لایا چوبدار نقلی یعنے خواجہ نے جواب دیا کہ جی ہاں حاضر ہوتے ہیں سمندر خاموش
ہو رہا اور جہاں اور چوبدار کھڑے تھے ایک مقام خالی تھا یہ وہاں آکر کھڑا ہوگیا کہ اتنے عرصہ میں شملاق و
اہراق آکر پہونچے بادشاہ کو سلام کیا اور اپنے مرتبہ سے بیٹھ گئے سمندر نے شملاق سے کہا کہ اے شملاق
تم نے آفاق کو کس مقام پر قید کیا ہی ایسی جگہ تو نہیں قید کیا ہی کہ اُسکے ملازم اُسکو رہا کر لے جائیں شملاق
نے عرض کیا کہ میں نے اُس مقام پر قید کیا ہی کہ جہاں سے کوئی نہ لیجا سکیگا وہ جو قیدخانہ خاص ہی کہ جہاں
کا قیدی رہا نہیں ہوسکتا ہی وہاں میں نے آفاق کو بحکم عالی قید کیا ہی سمندر نے کہا کہ اُسکو کھانا تو دیا
جاتا ہی اُسمیں برابر کا نمک ہوا اور گرم پانی ہو اُسنے جواب دیا کہ میں نے یہی تدبیر کی ہی سمندر نے کہا کہ اُستاد
فرماتے ہیں کہ آفاق کے قتل سے فساد عظیم ہوگا اسکا بندوبست کیا ہوا اور یہ امر ضروری ہی کہ بموافق
فرمانے اُستاد کے فساد ہوگا شملاق نے کہا کہ اُستاد کی رائے بہت ٹھیک ہی جو ارشاد فرمائیے وہ
بندوبست کیا جاوے سمندر نے کہا کہ تم سے اسکا بندوبست ہو سکتا ہی کہ فساد نہ ہو اہراق نے کہا کہ

کیون نہین ہوسکتا ہی ہم ضرور اسکا بند و بست کرلین گے آپ اطمینان فرمائین جو ذرا فساد ہو سمندر نے
کہا کہ اُستاد کہتے ہین کہ تم نے یہ امر بالکل خلاف کیا تم لوگ بتاؤ کہ خلاف کیا اُنھون نے جواب دیا کہ اُستاد کا خیال
اُلٹا ہی وہ یہ چاہتے ہین کہ وہ بات نہ ہو کہ باہم شر و فساد کی صورت نکلے اور نہ اُستاد کو آفاق کے حرکات
کی خبر تھی کہ جسکے عوض مین اسکو سزا دی گئی ہی اُستاد کیا جانین کیونکہ وہ اس مقام پر تشریف فرما تو تھے نہین
آج کل ایک ضرورت سے تشریف لائے ہین اُنکو کیا خبر ہی یہ امر تو بہت بُرا تھا جو آفاق نے بہت سے ایسے امر خلاف
کیے ہین کہ جن سے ہمیشہ درگذر کی گئی آخر تا بہ کے آج بادشاہ کو غصہ آگیا معقول سزا دی گئی آفاق اسی لائق تھا
کو بہت سے اہل دربار کے خلاف یہ امر ہوا ہو کوئی کیا کرے گا جو سر اُٹھائے گا یہی سزا پائے گا بلکہ اس سے
زیادہ اُسکو سزا دیجائے گی حضور ریاست بدون سیاست کے نہین آتی ہی اگر اسوقت طرح دیجاتی تو اورون
کو جرات ہوتی کہ وہ بھی ایسی حرکت کرتے اب سب کو کان ہو گئے ہونگے کوئی سرتابی نہ کرے گا عدول حکمی کے
نام لرزہ آئے گا ہمیشہ پابندی حکم کی کرے گا یہ جواب وزیرون نے کہا سمندر بہت خوش ہوا اور کہا کہ کل آپ
تدبیر کرنا کہ فساد نہ ہو اور آفاق قتل ہوجائے سب نے کہا کہ حضور ضرور ایسا انتظام کیا جائے گا آپ اطمینان
فرمائین سمندر نے کہا کہ یہ جو مین نے سزا آفاق کے لیے تجویز کی ہی خوب ہی کیونکہ وہ خداوند سے پھر گیا ہی جب
جلا دیا جائے گا تو اُسکے گناہ دھو جائینگے دنیا سے نجات سے پاک جائے گا یہ بھی اُسکے ساتھ میری
مہربانی ہی بلکہ اُسکے ساتھ مین بہت بڑا سلوک کرتا ہون اُن سب نے کہا کہ در اصل آپ نے خوب سزا تجویز کی ہی
شملاق نے کہا کہ خداوند میری ایک رائے اور ہی اگر آپ کی بھی مرضی ہو تو مین بیان کرون سمندر نے
کہا کہ ضرور بیان کرو شملاق نے کہا کہ میرے نزدیک یہ امر بہتر ہوگا کہ آپ یہ حکم فرمائین کہ جب آفاق
قتل ہوجائے تو جو اُسکا مکان یہان ہی وہ بھی لوٹ لیا جائے اور جو اُس کے ملازم ہین اُنکو بھی یہان سے
شہر بدر کردیا جائے اور شہر آفاقیہ مین ایک حاکم یہان سے روانہ کیا جائے کہ وہ جاکر تمام مکان کو آفاق کے
لوٹ لے سب مال و اسباب ضبط کرکے داخل خزانہ شاہی کرے اور جو ملازم ہون اُنکو اسیر کرکے شہر مین
تشہیر کرے اور زوجہ آفاق کو اسیر کرکے قید فرمائیے جب تک یہ بند و بست نہ فرمائیے گا اُس وقت
تک کچھ نہ ہوگا وہ عورت نہ مانے گی بڑا فساد برپا کرے گی یہ جو شملاق نے کہا سمندر نے جواب دیا کہ تمھاری
رائے بہت خوب ہی مجھے نہایت پسند آئی اسی کے موافق کل حکم دونگا اس شملاق کو اس قدر عداوت
قلبی تھی کہ اسی نے یہ رائے بادشاہ کو دی ہی اُسکی تو یہ مرضی ہی کہ کسی طرح سے یہ تمام کارخانہ برباد ہو اور
آفاق کی ذریت تک باقی نہ رہے نہ کوئی آفاق کا نام لینے والا ہو ایسی تباہی اُسپر آئے بادشاہ بھی
اس امر پر راضی ہوگیا گو عشاق نے کہا کہ اس قدر ظلم و ستم روا کرنا جائز نہین ہی مگر شملاق کی رائے
بادشاہ کو بہت پسند آئی وہ اب کاہے کو کسی کی سُنے گا وہ کب اُسکے خلاف کرتا ہی راوی نے بیان کیا ہی
کہ خواجہ خاموش کھڑے ہوئے سُنا کیے یہان تک کہ وہ جلسہ بھی برخاست ہوا سب اپنی اپنی طرف
روانہ ہوئے سمندر محل مین چلا گیا عشاق اپنے مقام خاص پر گیا شملاق وزیر وغیرہ اپنے اپنے مقام
کو گئے اُسی وقت شملاق نے مقام پر پہونچ کر ایک حکم نامہ بنام گلاب جادو جو کہ سپہ سالار تھا اور
ایک حکم نامہ بنام زورق جادو جو کہ دشت غیب کا سپہ سالار تھا روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ کل صبح کو پچاس
پچاس ہزار سپاہ دونون صاحب تیار کرکے حاضر ہون اور کل سپاہ کو تیار رہنے کا حکم دین اور ایک حکم نامہ
بنام طغیان جادو کوتوال شہر کے روانہ کیا اُسکا یہ مضمون تھا کہ کل صبح سے تمام شہر کا بند و بست کردو
بلوہ نہ ہونے پائے ورنہ عتاب شاہی تم پر نازل ہوگا اور شہر کے اندر بھی بلوہ نہونے پائے یہ تینون حکم نامہ

تحریر کرکے روانہ کیے کوتوال شہر نے جواب تحریر کر دیا کہ جیسا آپ نے تحریر کیا ہی اُسکے موافق عمل کیا جائے گا
یہی جواب گلاب وزرورق نے تحریر کیا اُسی وقت گلاب نے اپنے ماتحت کے افسرون کو حکم سے
وزیر کے آگاہ کیا ہر ایک نے دستہ رسالت کی سپاہ مین حکم پہونچا دیا کہ کل سپاہ ہر رات رہتے سے تیار رہے
اور پچاس ہزار اس امر کے مستعد رہین کہ جس وقت سپہ سالار برآمد ہون اور چھاؤنی مین آئین سب اُنکے
ہمراہ ہون اور باقی مسلح و مکمل رہین کہ جب طلبی کا حکم آئے فوراً روانہ ہون اسی طور سے زرورق نے اپنی
ماتحت سپاہ کو بذریعہ افسرون کے حکم پہونچا دیا یہان لشکر مین بندوبست ہونے لگا راوی نے بیان کیا ہی
کہ جب وہ جلسہ برخاست ہوا تھا تو خواجہ چوبدار کی صورت بنے ہوئے کھڑے تھے سب کی آنکھ بچا کر باہر
آئے اور اُس مقام پر پہونچ کر اُس چوبدار کو ہوشیار کیا مگر اُسکی یہ حالت تھی کہ برہنہ تھا اُسکی جو آنکھ کھلی
اپنے کو برہنہ دیکھکر حیران ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہی کیا مین خواب دیکھ رہا ہون آخر کو آنکھین مل کر اٹھا اپنے حواس
درست کیے اب جو خیال کیا تو اپنے کو ایک غار مین پایا خیال آیا کہ وہ کوئی عیار تھا اُس نے مجکو بیہوش کر کے
اپنے کام کے لیے میری شکل بنکر بادشاہ کے پاس گیا ہی یہ فوراً اُس مقام سے اٹھا اپنے کو سب کی نگاہ سے
پوشیدہ کرتا ہوا مکان پر آیا لباس پہن کر بہت جلد دربار خاص کی طرف روانہ ہوا یہان آکر کسی کو نہ پایا اس خیال
سے آیا تھا کہ شاید وہ عیار وہان موجود ہو اور عیاری کر رہا ہو پس جب اس نے کسی کو نہ پایا معلوم ہوا کہ بادشاہ
محل مین ہین جو کام کہ یہ کرتا تھا اس کام پر چلا گیا اس نے کسی سے کچھ نہ کہا اُدھر خواجہ اُسکو ہوشیار کر کے اور
اپنی صورت بدل کے اُس طرف چلے جدھر کا پتہ شملاق نے سمندر کو دیا تھا کہ فلان قیدخانہ مین مین نے
آفاق کو قید کیا ہی جو کہ دربار شاہی کی پشت پر ہی جہان کا قیدی تا حیات رہا نہین ہوتا ہی سوا اسکے مر جانے
کے یا سوا سے قتل ہونے کے یہ اُس مقام پر آئے کیونکہ پتہ تو سن چکے تھے وہان آکر خوب بندوبست پایا اپنا گذر
محال پایا ایسا پہرہ چوکی دیکھا خیال کیا کہ یہان کوئی عیاری نہین چلے گی عیاری کرنا بیکار ہی کوئی اور تدبیر کرنا
چاہیے یہ خیال کر کے ایک طرف کو چلے تھوڑی دور گئے تھے کہ دیکھا ایک عالی شان پھاٹک لگا ہوا ہی اُس پر سپاہی
بیٹھے ہوئے ہین انھون نے خیال کیا کہ یہ کسی امیر کا مکان ہی اُس مکان کے قریب آئے دیکھا کہ جو لوگ پہرے
پر بیٹھے ہوئے ہین وہ سب مغموم ہین صدمہ مین مبتلا ہین خواجہ نے اُن سے پوچھا کہ یہ کس امیر کا مکان ہی اُنھون
نے سر اٹھا کر کہا کہ یہ اُس امیر کا مکان ہی کہ جسکی امارت صبح کو برباد ہو گی بیگناہ قتل ہو گا ہمکو کھانا دیا نہین اُس
شخص سے کہا کہ بھائی مین مسافر ہون جدھر جاتا ہون یہی سننے مین آتا ہی کہ کوئی بے خطا قتل ہو گا مین اسی
فکر مین ہون کہ وہ کون ہی جو بے خطا قتل ہو گا اُسکا کیا نام ہی مجھے تو ایسے مقام سے خوف معلوم ہوتا ہی کہ
جہان لوگ بے خطا قتل ہوتے ہین اگر رات نہ ہوتی تو مین یہان سے ضرور چلا جاتا کیونکہ ایسے مقام پر قیام
کرنا نادانی ہی اچھا تمھاری مہربانی ہو گی کہ اُس شخص کے نام سے ہم کو آگاہ کرو اُنھون نے جواب دیا کہ نام سے
آگاہ ہونے کی کیا ضرورت ہی یہی کیا کم ہی کہ وہ بے خطا ہی خواجہ نے کہا کہ ہم کو بھی تو معلوم ہو کہ وہ کون ہی
یہان میرا آنا ایک دوست کی وجہ سے ہوا ہی آج مین اُسکو تین دن سے تلاش کر رہا ہون اُسکا پتہ نہین ہے
مین نے سنا تھا کہ وہ قید مین بادشاہ کے ہو گیا ہی یہ مکان اُسی کا تو نہین ہی اُنھون نے کہا کہ یہ مکان
آفاق شاہ کا ہی جو کہ قبل مین وزیر تھے اب بادشاہ ہو گئے تھے وہ بے خطا حکم سے سمندر شاہ
کے صبح کو قتل ہونگے خواجہ نے کہا معلوم ہوا کہ میرے دوست کا مکان نہین ہی کیا آفاق اسی
مکان مین قید ہین اُنھون نے کہا کہ عجب نادان ہو یہ اُنکے رہنے کا مکان ہی وہ قیدخانہ مین قید
ہین یہان کیون قید ہونے لگے یہان اُنکی زوجہ اُنکے غم مین مبتلا مقیم ہین کہ شوہر کی خبر معلوم ہوئے

تو مین بھی کسی طرف کو فقیرانہ لباس کرکے نکل جاؤن ہم اُسکے ملازم ہین یہ سُنکے خواجہ نے جواب دیا معلوم ہوا کہ وہ
عورت بہت نیک ہی اور اپنے شوہر سے بہت محبت رکھتی ہی خیر مین جاتا ہون معلوم ہوا کہ یہ مکان اُنکا نہین ہی
مجکو لوگون نے دھوکا دیا یہان کے لوگ بہت خراب ہین کہ ہر ایک سے مذاق کرتے ہین یہ کہکر خواجہ ایک رات
کو دروازہ سے اُسکے ٹہرکر ایک تدبیر خیال مین آئی اُسکو خیال کرکے موافق اُسکے بندوبست کرکے اُس مکان
کے گرد گشت کیا کہ کوئی مقام تو ملے جب کوئی مقام نہ ملا تو اور ایک تدبیر کی دیکھا کہ ایک کمرہ بالا بام ہی اُسکے
دروازے اسی طرف لگے ہوئے ہین یہ اُسی کمرے کے سامنے اپنی صورت ایک پیرزال کی بناکر بیٹھ گئے ایک درخت
برگد کا لگا ہوا تھا اُسکے سایہ مین شب ماہ تھی خوب چاندنی پھیلی ہوئی تھی وہان بیٹھکے یہ کلام کرنے لگے اس خیال
سے کہ شاید اُس کمرے مین کوئی رہتا ہو میری صدا سُنکے اور پھر اگر اندر مکان کے ہو تو مین تدبیر معقول کرون
دل مین خیال کرنے لگے افسوس مین کیونکر اُس مصیبت زدہ تک پہونچون اور جو اُسکے شوہر غریب نے
پیام دیا ہی اُسکو پہونچاؤن اے فلک تو نے کیا تفرقہ ڈالا ہی کہ ایسے شوہر و زوجہ کو یون جدا کیا ہی کہ جو مثل
گل و بلبل کے تھے اور باہم شبانہ روز بعیش و عشرت بسر کرتے تھے وہ اُس قفس قیدخانہ مین اپنی زوجہ کے لیے
تڑپ رہا ہی اور بیقرار ہی اور یہ اپنے شوہر کے غم مین مبتلا ہی اُسے اپنی جان کی کچھ فکر نہین بلکہ اپنی زوجہ کا
ہر وقت خیال ہی یہ بھی افسوس کر رہا ہی کہ کیونکر اُسکی زندگی و جوانی کٹے گی وہ جب یہ خبر پاوے گی کہ مین جلا دیا گیا
اور ملک عدم کو راہی ہوا تو اپنی حالت ضرور تباہ کرے گی بلکہ اپنے کو ہلاک کرے گی کوئی میرے حال پر رحم نہین
کھاتا ہی کہ میرا ایک پیام پہونچا دے مجکو رحم آیا مین جس طرح سے ہوگا اُسکے پاس روپیہ پیسہ صرف کرکے پہونچونگا
اور اُسے پیام پہونچاؤنگا اب یہان جو آیا تو کوئی اندر جانے نہین دیتا ہی دروازہ بند ہی اُس غریب نے
کہا تھا کہ اسکا جواب مجکو اُس سے حاصل کرکے آنے دینا دوپہر رات تو گذر چکی ہی صبح کو وہ قتل ہو جاے گا
افسوس مین نے صبح کو جواب بھی حاصل کیا تو اُس تک کیونکر پہونچے گا مجھ سے ایک غریب کی مرتے وقت
بھی کچھ خدمت نہ ہوسکی نہ مین اُسکی وصیت کو ادا کرسکا میری ساری محنت و شفقت بیکار ہوئی یہ کہتے تھے
اور روتے تھے راوی نے بیان کیا ہی کہ اُس کمرے مین آفاق کی زوجہ بیٹھی ہوئی اپنے شوہر کے غم مین رو رہی تھی
اور اُسکی الفتون کو یاد کرتی تھی اور افسوس کرتی تھی کہ اسکے کان مین رونے کی صدا آئی چونکہ دل سے تو لگی ہی
تھی دل پر چوٹ لگی اور خیال کرنے لگی یہ بھی کوئی میری طرح ستم رسیدہ اور غمزدہ ہی اب جو خیال کرکے
سنتی ہی تو زیر کمرہ رونے کی صدا آرہی ہی اسکو تاب نہ رہی اُٹھکر کمرے کا دروازہ کھولا دروازے کے کھلنے
کی جو صدا آئی اُس غمزدہ نے اور رونا شروع کیا اور دردناک کلام کرنے لگی اُسنے دروازہ کھولکر دیکھا تو ایک
عورت پیرزال سر کے بال سفید منہ مین دانت نہین کوزہ پشت سفید چادر سر پر پڑی ہوئی خاک پر لیٹی ہی اور
رو رہی ہی افسوس کرتی ہی اور ہاتھ ملتی ہی اُسکو اُسکے حال پر رحم آیا اور اُسکی تقریر بھی سنی دل مین خیال کیا
کہ نہ معلوم کون علاوہ میرے شوہر کے قتل ہوگا کہ جسکا یہ پیام لیکر جاتی ہی اسکی وہان تک رسائی نہ ہوئی
کہین میرے شوہر نے تو کوئی پیام نہین بھیجا ہی بلاکر دریافت کرنا چاہیے پھر خیال ہوا کہ اگر کچھ کہنا ہوتا
تو وہ اُسی وقت کہتے کیا ضرورت تھی کہ قیدخانہ مین جاکر ایک غیر عورت کے زبانی کہلا بھیجتے کسی اور کا یہ
پیام اُسکی زوجہ کے پاس لیے جاتی ہوگی کیا ضرورت ہی کہ بیکار کو مین کسی کا درد سر اپنے سر مول لون مین
خود بلا مین مبتلا ہون دوسرے کا حال سُنکر اور صدمہ اُٹھاؤن پھر خیال آیا کہ ذرا اس سے کلام تو کر یہ دل
مین خیال کرکے کہا کہ اے بڑھیا کی ذرا ادھر تو دیکھو کیون تم دوپہر رات کو ایسے مقام پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہو
کیا ایسی تم پر بلا نازل ہوئی کہ تمہاری ایسی دردناک صدا ہی کہ میرے دل غمزدہ کو اور بھی بیچین کر دیا ہی

مین اپنی مصیبت بھول گئی خدا کے لیے کچھ بیان تو کرو اُس عورت نے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا کہ اے بی بی مین کیا بیان
کرون کوئی سننے والا ہی تم اتنی دور مین یہان میرے تمھارے زمین آسمان کا فرق ہی نہ مین تم تک آسکتی ہون نہ
تم مجھ تک اور میری مصیبت سُنکے کیا کرو گی اور زیادہ صدمہ ہوگا میرا حال ناگفتہ بہ ہی مین مصیبت کی ماری اگر
مر جاتی تو اقرار نہ کر لی مین اقرار کرکے اس بلا مین مبتلا ہوئی کہ جس سے رہائی غیر ممکن ہی زوجہ آفاق نے
کہا یہ تو ممکن ہی کہ تم میرے پاس آجاؤ اور اپنا حال بیان کرو تا کہ مین بھی تو آگاہ ہون اگر مجھ سے ہو سکے تو مین
تمھاری مصیبت کو دفع کرون خواجہ تو یہ جانتے ہی تھے کیونکہ اُنھون نے پہچان لیا کہ یہ آفاق کی زوجہ ہی اسکا
مطلب یہی تھا کہ اگر تمھارا یہی جی چاہتا ہی کہ تم میری مصیبت کو سنو تو بتاؤ مین تمھارے پاس کیونکر
آؤن خیر دو گھڑی تمھارے پاس بیٹھکر اپنی مصیبت بیان کرونگی اُسکے بعد پھر تلاش اُس شخص کی کرونگی
اور تدبیر اُسکے پاس جانے کی کرونگی ملکہ نے کہا اچھا اور اندر منھ کرکے کہا کہ کوئی حاضر ہی ایک خواص موجود
تھی اسی غرض سے موجود تھی کہ شاید ملکہ کو کوئی ضرورت ہو اور آواز دین تو کوئی جواب دینے والا تو ہو ایسا
نہ ہو کہ پکارا کرین اُسنے سُنکے کہا کہ حاضر ہون یہ کہکر اندر آئی ملکہ نے اپنے پاس بُلا کر کہا کہ دیکھو یہ جو بام کی
صاحب بیٹھی ہوئی ہین اُنکو میرے پاس لے آ اُسنے کہا کہ ملکہ یہ کیا آپ کو ہوا ہی کہ اجنبی عورت کو اپنے پاس
بلاتی ہو دوپہر رات گذر رہی ہی نہ معلوم کہ یہ کوئی چڑیل ہی یا کوئی مکارہ ہی کہ صورت بدل کر بیٹھی ہی ملکہ نے کہا کہ تیرا
کیا نقصان ہی اگر چڑیل ہی تو مجھکو کھا جائے گی میری جان عذاب سے نجات پائیگی اور اگر کوئی مکارہ ہی تو میرا
کیا بنائے گی ہم جتنا تجھکو حکم دیتی ہین اُسکے موافق تو تعمیل کر ہان ان دنون تو زمانہ ہم سے برگشتہ ہو رہی
تو سبب ہی کہ نوکر ہمارے حکم کو نہین مانتے ہین گو بیشتر خیال کرتے ہین تم کیا کرو یہ ہمارے مقدر کی خوبی ہی
تم لوگ بھی تو خیال کرتے ہو کہ اب وہ تو زمانہ انکا ہی نہین یہ کل ہم کو جواب دینگی اس سے اسی وقت سے
انکے حکم کو نہ مانین یہ کوئی ہماری مالک تو ہین نہین یہ جو ملکہ نے کہا اُس خواص نے جواب دیا کہ مجھکو کوئی عذر
نہ جانے مین ہی نہ بلانے مین ہی مگر صرف یہ خیال ہی کہ کہین ایسا نہ ہو کہ سمندر نے کسی کو بھیجا ہو اور کچھ سحر آپ پر
کیا ہو تا کہ آپ کے دل کو یہ خیال ہی کہ اس عورت کو بلالو اور آپ کو سمندر کی محبت پیدا ہو اس لیئے اُس نے
کسی کو بھیجا ہی ورنہ دو پہر رات کو یہان غیر عورت کا کیا کام ہی ملکہ نے کہا کہ وہ موا ہونڈی کاٹا مجھپر کیا سحر
کرے گا کیا کہون میرے شوہر نے اجازت نہ دی ورنہ مین اُسے دیوانہ کر دیتی سنکھواتی اگر سحر ہی نہ کر دیتی
اپنا نام آئینہ اندام نہ رکھتی وہ کیا سحر جانے تو جا کر اُسکو لے آ کوئی خوف نہ کر یہ سُنکے وہ خواص اُسی وقت
بام پر سے نیچے آئی راہ طے کرکے باہر چلی پہرے والون نے پوچھا کہ کون کہا کہ مین خواص ہون ملکہ کی ملکہ نے
ایک ضرورت سے مجھے بھیجا ہی ایک ضعیفہ زیر دیوار بیٹھی ہی اُسکو ملکہ نے طلب کیا ہی اُسے لینے جاتی ہون
اُنھون نے کہا کہ کیا ضرورت ہی بارہ بجے ہین دن کو بلا لینا اُسنے کہا کہ ملکہ سے مین نے کہا تھا کہ رات کا وقت
ہی اجنبی عورت کو نہ طلب فرمایئے مگر ملکہ خفا ہوتی ہین اگر مین جا کر کہونگی کہ پہرے والے منع کرتے ہین تو تم پر
اور مجھپر بھی ملکہ کا عتاب ہوگا آئندہ تم کو اختیار ہی اُنھون نے کہا کہ جاؤ ہم کو کیا مطلب ہی ہم ملکہ کے
ملازم ہین اُنکے کسی کام مین دخل نہین دے سکتے وہ خواص یہ سُنکے اُس طرف جدھر وہ ضعیفہ بیٹھی تھی ملکہ نے
ادھر اُس ضعیفہ سے کہا کہ مین نے خواص کو روانہ کیا ہی وہ تمھارے پاس آتی ہی تم اُسکے ساتھ چلی آؤ یہ ملکہ
کہہ رہی تھی کہ سیوتی پہونچی اُسنے کہا کہ اے ضعیفہ چل ملکہ نے تجھے طلب کیا ہی وہ عورت یہ سنکے لکڑی ٹیکے
اُٹھی کانپتی کو تکتی ہوئی اُسکے ساتھ چلی یہ عالم تھا کہ پیرانہ سالی کی وجہ سے راہ نہ چلی جاتی تھی ہر مقام پر
یہ معلوم ہوتا تھا کہ گر پڑے گی لڑکھڑا کی جاتی تھی اور بیٹھ بیٹھ جاتی تھی سانس پھول جاتی تھی یہان تک کہ

پھاٹک کے قریب پہونچی بیٹھ گئی۔ راہ مین کئی مرتبہ بیٹھ گئی تھی دم لیا وہ خواص اسکو لے کر اندر محل کے آئی خواجہ
بیٹھے اس ضعیفہ نے محل کو خوب آراستہ پایا مگر یہ عالم تھا کہ معلوم ہوتا تھا کسی جوان کا ماتم ہی کہ تمام در و دیوار سے
حسرت ٹپک رہی تھی عالم یاس تھا ہر طرف اُداسی چھائی ہوئی تھی جو باغ کہ صحن محل مین لگا ہوا تھا اُسکا یہ حال تھا
کہ وہ ویران معلوم ہوتا تھا باوجودیکہ زمانہ بہار تھا ہر غنچے سے یہ ثابت تھا کہ کسی کے غم مین سیاہ لباس پہنے ہوئے
کھڑا ہی کلیان جب ہوا چلتی تھی تو کف افسوس ملتی تھین عجب عالم تھا کہ ہر گل و غنچہ آٹھ آٹھ آنسو روتا تھا خواجہ
اُس عالم یاس و حسرت کو دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے نہ روشنی تھی نہ اور کچھ انتظام تھا دو ایک چراغ جل رہے تھے کہ وہ
خواص ملکہ کے پاس اُس ضعیفہ کو لے کر پہونچی ملکہ یہان بیٹھی ہوئی انتظار کر رہی تھی کہ خواص نے جا کر کہا کہ یہ
عورت حاضر ہی ملکہ زانوے فکر پر سر جھکائے ہوے شوہر کا خیال بندھا ہوا بیٹھی تھی کہ خواص نے جو یہ کہا کہ
حاضر ہی ملکہ نے کہا کہ بڑے عرصہ مین آئی اُس نے جواب دیا کہ راہ مین سے راہ نہ چلی جاتی تھی کئی جگہ بیٹھکر تو آئی ہون
وہ عورت ملکہ کو سلام کر کے فرش پر بیٹھ گئی سانس چڑھنے لگی کہ پیٹ مین نہ سماتی تھی جب دم درست ہو لیا تو
ملکہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ بی بی تم پر کیا مصیبت پڑی ہی کہ یہ گل سے رخسار زرد ہو رہے ہین آنکھون مین
حلقے پڑ گئے ہین معلوم ہوتا ہی کہ تم رو رہی تھین کہ آنکھین لال ہین بال پریشان ہین چہرے پر زردی چھائی ہی اگر
یہ کیا سبب ہی ابھی تو عالم شباب ہی اللہ رکھے کھانے کھیلنے کے دن ہین بی بی ایسی حالت اپنی نہ کرو خداوند
تمھارے راج سہاگ کو قائم رکھین تم کو خیال نہین آتا ہی مفت اپنی جوانی کھوتی ہو یہ سنکے ملکہ نے ایک آہ
سرد دل پر درد سے بھر کر کہا اور آنسو آنکھون سے جاری ہوے کہ بوا راج کہان سہاگ کہان اُسکے تو لٹنے کا
سامان ہی یہ بلا ہم پر اس جدائی مین نازل ہوئی ہی خداوند مجھ ایسی عورت بدنصیب نہ پیدا کرے کہ جسکا ایسا
بلا ہوا مقدر ہو نہ معلوم کیا گناہ ہوا ہی کہ جسکی یہ سزا ہی ملکہ نے جو یہ کہا اُسنے جواب دیا کہ بی بی یون تو کچھ
بیان ہو تو کرو میرا دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ملکہ نے کہا کہ میرا بڑا قصہ ہی پہلے تم بیان کرو کہ تم پر کیا بلا نازل ہوئی ہی
جو تم ایسی دوپہر رات کو اس درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی رو رہی تھین اُسنے کہا کہ ملکہ میرے تو حواس تمھاری حالت
دیکھکر جاتے رہے ہین اپنی مصیبت بھول گئی بلکہ بڑا افسوس ہوا کہ تم ایسی حور وش پری تمثال گل اندام پر
کیا ایسی بلا نازل ہوئی ہی کہ تمھاری یہ حالت ہی ملکہ نے کہا کہ مین اپنا حال بیان کرونگی پہلے تم بیان کرو اُسنے
کہا کہ ای بی بی اس بندی کا لڑکا بحکم بادشاہ قید ہی اور اُس قیدخانہ مین اسیر ہی کہ جہان کا قیدی رہا نہین
ہو سکتا ہی چنانچہ اُسکو قید ہوے دس برس گذرے ہین مین نے بادشاہ سے ضعف و عجز کر کے اس قدر اجازت
لی ہی کہ مجکو حکم ہو تو مین ایک ماہ کے بعد جا کر دیکھ آیا کرون اور اُسکو کچھ اپنے ہاتھ سے پکا کر کھلا بھی دیا کرون
چنانچہ بادشاہ نے اجازت دی ہی جب سے میرا یہ طریقہ ہی کہ مین کچھ عمدہ کھانا ایک ماہ کے بعد پکا کے لے جاتی ہون
اُسکو دیکھ بھی لیتی ہون اور کھانا بھی کھلا دیتی ہون اسی طور سے ایک زمانہ یعنی دس برس گذرے آج جو مین
اپنے معمول قدیم سے گئی تو مین نے دیکھا کہ ایک قیدی اُس قیدخانہ مین اور ہی مگر مرد جوان معزز معلوم ہوتا ہی
بہت خوبصورت ہی سر جھکائے ہوے بیٹھا ہی آنکھون سے باران اشک جاری ہی اور یہ کہہ رہا ہی کہ افسوس
وہ زن پاکدامن میری محبت مین اپنی حالت تباہ کرے گی اپنی جان عزیز رایگان کرے گی کوئی اتنا نہین کہ میرا
ایک پیام اُس تک پہونچا دے مین اسوقت جلدی مین بھول گیا دوسرے اُسوقت موقع نہ تھا جو مین بیان
کرتا کیونکہ دشمن تو سامنے موجود تھا مجکو کچھ اپنی جان کا خوف نہین ہی صرف اُسکی جوانی کا افسوس ہی کیونکہ
عالم غربت مین بسر کرے گی سب اُسکے جان کے دشمن ہین کیا کرون مین چند امر اُسکو تعلیم کرتا اگر وہ اُس پر عمل
کرلی تو زندہ بھی رہتی اور ایک چیز دیتا کہ کوئی اُس تک پہونچا دیتا مگر مجکو کوئی ایسا دیانتدار نہین معلوم

ہوتا ہی افسوس صبح کو یہ جلاد کے ہاتھ لگے گی جب وہ جلاد قتل کرنیکے لیے لے جائیگا بہر سے کپڑے
اتاریگا میں نے اسکو کس محنت سے حاصل کیا تھا اور اس خیال سے اپنے پاس رکھا تھا کہ جب مجھے فرصت
ملیگا تو میری زوجہ اسکو فروخت کرکے اپنی زندگی بسر کرے گی اگر دربار میں دیتا تو سب لے لیتے اور اُسکے
جان کے دشمن ہوجاتے اب تو دشمن تھے دوسرے اور ہوتے یہ جو اُسنے کہا اور افسوس کیا تو مجھکو اُسکے حال
پر رحم آیا میں نے کہا کہ ای شخص اگر تجھکو میرا اعتبار ہو تو اپنے مکان کا پتہ دے اور وہ چیز دی اور جو پیام دینا
ہو وہ دے میں تیری زوجہ تک پہونچا دونگی اُس نے میری طرف سر اُٹھا کر دیکھا اور کہا کہ ای بی بی صاحب
تم نے کیا کہا میں نے اپنی تقریر کو دوبارہ بیان کیا تب اُسنے کہا کہ مجکو سب کا اعتبار ہی اور سب کے ایمان کا
یقین ہی اُس سے تو بہتر ہی کہ جلاد لے لے اگر تم نہ پہونچاؤ گی اور اپنے صرف میں لاؤ گی تو میں تم سے خدا کے
یہاں لین دار رہونگا اُس خطرے سے تو بچے گا یہ میں دیتا ہوں تم میری زوجہ کو دے دینا میں نے کہا کہ پہلے
تم اپنی مصیبت بیان کرو کہ تم پر کیا ایسی مصیبت پڑی ہی کیونکہ میں تو تمہاری صورت کچھ پہچانتی ہوں میں نے
اکثر کسی زمانے میں تم کو بادشاہ کے ہمراہ دیکھا ہی صورت آشنا ہوں نام بھی معلوم ہی مگر اُس وقت بھول گئی ہوں
اُسنے جواب دیا کہ میں اپنا نام کیا بیان کروں میری صورت کا دوسرا کوئی ہوگا جسکو تم نے بادشاہ کے
ہمراہ دیکھا ہوگا اُسنے جو یہ کہا میں نے جواب دیا کہ یہ کبھی نہیں ہی بلکہ میں نے تم کو دیکھا ہی شاید تمہارا
نام آفاق ہی یہ جو میں نے کہا اُسنے سر جھکا کر کہا کہ ہاں میں وہی بدنصیب ہوں ای بی بی میں اُسے بخوبی
جانتی تھی اُس قید خانہ میں ایسی صورت بدل گئی ہی کہ نہیں پہچانی جاتی تھی دوسرے سر جھکائے ہوئے
بیٹھا تھا جب سر اُٹھایا اور کلام کیا تو میں نے پہچانا جب میں نے نام لیا اور اُسنے اقرار کیا تب میں نے کہا
کہ تم تو میرے محسن ہو تم نے تو مجھپر احسان کیا ہی جواب دیا کہ میں اس لائق کب تھا کہ کسی پر احسان کرتا اگر
بڑی بی تم کو دھوکا ہوتا ہی میں نے آج تک کسی پر احسان نہیں کیا میں نے کہا کہ نہیں تم ہی نے میرے
فرزند کو قتل سے بچایا ورنہ وہ قتل ہوجاتا خیر یہ تو بتاؤ کہ کیا بلا نازل ہوئی تب اُسنے ساری سرگذشت اپنی
بیان کی یہ کہکر اُس ضعیفہ نے سب کیفیت جو کہ معلوم تھی اور جو قتل کا سبب تھا بیان کیا بلکہ یہ حالت سُنکے اُسکے
کرب سے ہچکی بندھ گئی اور رونے لگے اُسنے کہا کہ تم تو یوں روتی ہو جیسے کوئی تمہارا عزیز ہی یا دوست دلی
اور ہمدرد ہی بلکہ بے رقت کو ضبط کرکے کہا کہ ای بڑی بی میرا دل بہت کمزور ہی کسی کی مصیبت سُنی نہیں
جاتی ہی ملکہ نے اپنے کو ایک سبب سے نہیں ظاہر کیا وہ سبب یہ تھا کہ شاید یہ کوئی مکارہ ہو بس یہ کہکر کہا
کہ ہاں بیان کرو پھر اُس مرد نے کیا کہا اُسنے کہا کہ جب سب وہ حالت بیان کر چکا میں نے کہا کہ تم نے
میرے اوپر احسان کیا ہی اب تو میں ضرور تمہاری خبر تمہاری زوجہ کے پاس پہونچا دونگی اور جو تم کہو گے
وہ بھی کہہ دونگی تم کسی قسم کا شک اپنے دل میں نہ لاؤ اور جو پیام دوگے وہ بھی پہونچا دونگی مگر ہاں اپنے
مکان کا پتہ دو اُسنے جواب دیا کہ گو میرا مکان اصلی تو آفاقیہ میں ہی میں وہاں کا بادشاہ تھا مگر جب
میں وزیر تھا تو میں نے ایک مکان مکان شاہی کے قریب بنوایا تھا جب میں یہاں آتا تھا اُسی میں
فروکش ہوتا تھا اُسکا یہ نشان ہی ای بی بی میں اُس مکان کو اکثر دیکھ چکی تھی یہی پتے دیتے تھے جو کہ اُس
مکان کے میں جسمیں بیٹھی ہوں مگر یہ نہ معلوم تھا کہ یہ اُنکا مکان ہی تب اُسنے کہا کہ پتہ معلوم ہوگیا میں نے کہا
کہ ہاں تم بیان کرو اُسنے کہا کہ ای بڑی بی میری زوجہ آفاقیہ کو نہیں گئی ہوگی اُسی مکان میں میرے غم میں
مبتلا بیٹھی ہوگی اُسکو جاکر یہ دے دینا اور یہ پیام کہنا میں نے کہا کہ اچھا اُسنے کہا وہ تم کو بہت کچھ
دے گی جب تم اُس سے میری خبر کہوگی بی بی میں وہ بیان نہیں بیان کرسکتی ہوں کیونکہ کسی کا راز ہی کہنا

دیتا ہے پس میں نے کہا کہ تُم نے کہا کہ جو وہ جواب دے مجکو دکھانا مگر اسی وقت رات کو کیونکہ صبح کو تو مین قتل
ہو جاؤنگا اے بی بی میں اُس سے اقرار کر کے باہر آئی پہرے والون سے کہا کہ مین ابھی ایک مرتبہ اور نگی میرے
فرزند نے ایک شے کی فرمایش کی ہے اسکو لینے جاتی ہون اُنھون نے کہا کہ اب نہ آنا ورنہ اندر نہ جانے پاؤگی
کیونکہ ایک نیا قیدی یہان قید ہوا ہے ہم کو خوف ہے کہ کوئی اُسکو رہا نہ کرلے جائے ہم نے صرف اِس سبب
سے جانے دیا کہ تو ایک ماہ کے بعد آئی ہے اور اپنے فرزند کو دیکھکر چلی جاتی ہے اب نہ آنے دینگے مین اُنکے
قدمون پر گر پڑی میں نے اُنکو کچھ روپیہ بھی دیا تب اُنھون نے کہا جلدی آنا مین نے کہا کہ مین ابھی آتی ہون
وہان سے چلی سو اتفاق تھا کہ اِس مکان پر آئی دروازہ بند پایا کئی آواز دین کسی نے جواب نہ دیا جب
مین بہت چلائی تو پہرے والون نے کہا کہ کون ہے مین نے کہا کہ مین ملکہ کے پاس آئی ہون اُنھون نے
کہا کہ کیا دیوانی ہوئی ہے یہان کوئی ملکہ نہین رہتی ہے یہ مکان ایک سوداگر کا ہے جا مجکو شبہ ہوا ہے کہ دوسری
رات بہت آئی ہے ہم دروازہ نہین کھولینگے کیونکہ ہمارے مالک کا حکم نہین ہے مجکو یہ سُنکے خیال ہوا
کہ مین غلطی سے دوسرے مکان پہ چلی آئی کیونکہ رات کو دکھائی بھی کم دیتا ہے یہ سُنکے آگے چلی کہ تھکر کئی
اِس درخت کے نیچے بیٹھ گئی اور تیرے حال پر افسوس کرنے لگی اودھر یہ خیال ہوا کہ وہ بیچارہ میرا منتظر
ہوگا یہان اُسکی زوجہ تک رسائی نہین ہوئی مکان بھی نہین ملا در اصل وہ تیرا بد نصیب ہے کہ آپ نے
گھر کھولا مجکو طلب کیا مین اِس خیال سے چلی آئی کہ شاید آپکو کچھ حال اُسکی زوجہ کا معلوم ہو کیونکہ
آپ بھی تو مکانات شاہی کے قریب تشریف رکھتی ہین اگر بی بی معلوم ہو تو کسی کو میرے ہمراہ کر کے اُسکے
مکان پر پہونچوا دیجیے پھر مین اندر چلی جاؤنگی آپ کو بھی ثواب ہوگا ملکہ کا یہ عالم تھا کہ سُنتی جاتی تھی اور
روتی جاتی تھی آنکھون سے آنسوؤن کا تار بندھا ہوا تھا دمبدم آہ سرد دل پر درد سے نکلتی تھی جب
اُسنے اپنی تقریر ختم کی ملکہ سے ضبط نہ ہوسکا کہا کہ اے بڑی بی وہ غمزدہ آفت نصیب بلاکش مصیبت
مین مبتلا مین ہی ہون اُسکی کنیز درم ناخریدہ ہون میرے ہی غم مین اُسکا یہ حال ہے مجھی کو اُس نے
پیام دیا ہے افسوس ہے کہ مین زندہ رہون اور وہ میرے روبرو قتل ہو کیا کرون اُنکی اجازت نہین ہے ورنہ
مین اُس سے پہلے اپنی جان دیتی اُسنے کہا کہ بی بی آپ کا نام کیا ہے کیونکہ اُنھون نے نام بھی بتا دیا
مجکو یاد ہے مین نے جان کر نہین لیا ہے ملکہ نے کہا کہ مجکو آئینہ اندام کہتے ہین اُسنے کہا کہ مبارک تم ہی
ہو بس یہ سُنکے اُسنے کہا کہ پہلے اپنے شوہر کی امانت لو جو کہ اُنھون نے مجکو دی ہے اُسنے کہا کہ لاؤ
اُسنے کہا کہ کوئی چیز تو نہین بلکہ ایک امر ہے کہ مین جدھر سے آئی ہون اگر اُدھر سے گئی تو لوگ آپ
کے پہرے والے دیکھ لینگے مجھسے دریافت کرینگے کہ تو کس لیے آئی تھی مین کیا جواب دونگی ملکہ
نے کہا کہ تم کمند مار کر اُدھر سے چلی جانا اُسنے کہا کہ مجھسے کمند پر سے نہ جایا جائے گا کیونکہ ضعیف ہون
تم میرے ساتھ کسی کو کر دینا کہ وہ پہونچا آئے گا ملکہ نے کہا کہ اچھا اُس ضعیفہ نے ایک ڈبہ نکال کر
اُسکو دیا اور کہا کہ آپکے شوہر نے کہا ہے کہ ملکہ تم میرے غم مین اپنا حال غیر نہ کرنا مجکو یقین ہے کہ
میرے مرنے کے بعد سمندر ضرور میرے گھر کی بربادی کا حکم دیگا اور پھر لوگون اور ملازمون پر ظلم کریگا میرا
گھر تاراج کرا دیگا اور تمھاری گرفتاری کا بھی حکم دیگا اُس وقت میری روح بے چین ہوگی جب تم گرفتار ہوگی
از برائے خدا تم لشکر اسلام مین چلی جانا اور خواجہ سے کہنا کہ آپ کی محبت اور اپنی زبان کی پابندی سے
میرے شوہر نے جان دی اب آپ میری سرپرستی فرمائیے پس جب تم یہ خواجہ سے کہوگی وہ ضرور تمھاری
سرپرستی کرینگے اور تم ہر آفت سے محفوظ رہوگی اور اپنا سب مال و اسباب لے جانا ایک حبہ نہ چھوڑنا تاکہ دشمن

کے ہاتھ کچھ نہ لگے اگر ایسا نہ کروگے تو مجھکو رنج ہوگا اور مین تم سے ناخوش ہونگا اور جو طریقہ میرے مرنے کے بعد
اہل اسلام مین ہوتا ہے وہ کرنا اور کہا ہے کہ اس ڈبہ مین ایک لعل ہے جو کہ مین نے سالہا سال کی آمدنی شہر آفاقیہ
خرید کیا تھا ملکہ نے یہ سُنکے کہا کہ مین اُنکی محبت کے قربان کہ اُنکو میرا خیال بعد مرنے کے بھی ہے کہ مجھکو اُنکے بعد
تکلیف نہ ہو خیر جو اُنھون نے کہا ہے مین اُسپر ضرور عمل کرونگی یہ کہکر کہا کہ اب تم جلد جاؤ کیونکہ وہ انتظار
کر رہے ہونگے اُس نے کہا کہ مجھے کسی کو ساتھ کر دیجیے ملکہ نے آواز دی کہ سیوتی پس یہ سُنتے ہی سیوتی
حاضر ہوئی کہا کہ اُنکو باہر کر دو سیوتی اُسکو ہمراہ لے کر چلی جب زینہ پر پہونچی وہ ضعیفہ ارسے کے بیٹھ گئی اور
یہ خیال ہوا کہ فریب کچھ کرنا چاہیے سیوتی نے ترس کھا کر اُسکا ہاتھ پکڑا اِس ہاتھ کا پکڑنا تھا کہ ایک مرتبہ اُسکے
مُنھ پر کچھ پڑا کہ اُسکو چھینک آئی اور وہ بیہوش ہوکر گرنے لگی خواجہ یعنی ضعیفہ نے اُسکو روکا اور اُسکو زمین پر
بٹھا کر اُسکی صورت اپنی بنائی اور اُسکے کپڑے پہن کر تیار رہے اور اُسکو نذر زنبیل کیا اور گلیم اوڑھ کر تمام مکان
کی سیر کی جو ظاہرا چیزین تھین اُنکو چھوڑ دیا باقی جو بیش قیمت چیزین اور روپیہ پیسہ جواہرات ظروف طلائی
نقرئی زیور وغیرہ تھا سب نذر زنبیل کیا اور جو ظاہر مین بیش قیمت اشیا تھین وہ بھی نذر زنبیل کین اس خیال سے کہ
سمجھینگے کہ کل سمندر یہ حکم دیگا کہ آفاق کا گھر تاراج کر لو کیون اُنکے ہاتھ لگے بس سب نذر زنبیل
کر کے اُسی مقام پر آئے گلیم اُتار دی اندر کی سمت آئے دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہوئی ہے وہ ڈبہ سامنے رکھے ہوئے ہے
اور رو رہی ہے آنکھون سے اشک جاری ہے سیوتی کو جو دیکھا کہا کہ سیوتی اُسکو پہونچا آئی عرض کیا کہ
جی ہان یہ کہکر سیوتی روبرو بیٹھ گئی اور کہنے لگی کہ ملکہ یہ کون تھی ملکہ نے رو کر کہا کہ اُنھون نے کچھ پیام کہلا
بھیجا تھا اُنکو قیدخانہ مین بھی میرا خیال ہے اور یہ ڈبہ بھیجا ہے کہ اسمین لعل ہے تم اسکو فروخت کر کے اپنے
صرف مین لانا اے سیوتی مین کیا کہون جو میرے قلب کا حال ہے مین اُنکے حکم سے مجبور ہون ورنہ تمام
سمندریہ کو خاک سیاہ کر دیتی تجھسے کوئی پردہ نہین ہے یہ پیام بھیجا تھا جو تجھسے بیان کیا سیوتی نے
کہا کہ ملکہ آپ نے ڈبہ کھول کر دیکھا ہے کہ در اصل لعل ہے یا یہ کوئی عیاری تھی صرف آپکا عندیہ لینے آئی تھی
یہ فقرہ کیا کہ پیام دیا ہے عندیہ لینے آئی ہو کہ قبل اُنکے قتل ہونے کے سمندر کوئی حکم جاری کرے تاکہ آپ
لشکر اسلام مین نہ جانے پائین کیونکہ یہ تو اب اُسکو ثابت ہو جائیگا کہ آپ لشکر اسلام مین چلے جائینگی
تب وہ اس خیال سے انتظام کرے پس اگر فقرہ ہو تو ہم بھی اپنا بندوبست کرین یہ جو سیوتی نقلی نے کہا
ملکہ نے کہا تو سچ کہتی ہے یہ کہکر اُس ڈبہ کو اُٹھا کر کھولنا چاہا جب وہ نہ کھلا تو ملکہ نے قریب شمع کے لا کر جو زور
کیا تو ڈبہ ایک مرتبہ کھلا اُسمین سے کچھ غبار سا نکلا کہ وہ ملکہ کے دماغ مین پہونچا ملکہ کو چھینک آئی خواجہ نے
دوڑ کر ملکہ کو نذر زنبیل کیا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوے اُسکے کپڑے پہن لیے یہی تو تدبیر خواجہ نے کی تھی کہ ڈبہ مین
بیہوشی رکھی تھی اور اس زور سے بند کیا تھا کہ نہ کھل سکے جب تک کہ زور نہ کیا جاے اور جب زور کر کے
کھولا جاے تو بیہوشی اُڑے اور کھولنے والا بیہوش ہوکر گرے خواجہ نے سیوتی کو حباب بیہوشی مار کر
بیہوش کیا تھا جب خواجہ ملکہ کی صورت بنے تھوڑے عرصہ کے بعد پکار اُٹھے کہ ست ہے ست ہے بس ست
ست کی صدا لگانے لگے ست کی صدا سے تمام کمرہ گونج گیا یہ حال سُنکے تمام عورات محل اُٹھین اور طرف
اُس کمرے کے چلین کہ دیکھین ملکہ کی کیا حالت ہے کیا در اصل ست سوار ہوا ہے جو آکر دیکھا تو ملکہ کے بال
پریشان ہین آنکھین لال ہین لبون پر ست کی صدا ہے شمع روشن ہے اُسکو ہاتھ سے پکڑے لیتی ہے ست ست
کہہ رہی ہے یہ حال دیکھکر سب کو یقین ہو گیا کہ ملکہ ستی ہوگی اب یہ ضرور اپنے شوہر کے ساتھ جلے گی جو عورتین
خواصین بیتین خدمتین سمجھانے لگین وہ سوا ست کے کوئی جواب نہین دیتی ہے ست ست کہے جاتی ہے

اور ترقی ہوتی جاتی ہے اب تو سب کو بالکل یقین ہو گیا باہم کہا کہ کسکو سمجھاتی ہو ایک شخص اپنے قابو مین نہین ہے اسکو
تمہاری تقریر کیا اثر کریگی ایک خواص نے کہا کہ ملکہ ستی ہو گی بڑی خرابی ہے کوئی اپنے کو زندہ نہین جلاتا ہے یہ اپنا
کیا کرتی ہین ملکہ نے جواب دیا یہی کہا کہ ست کرتا ہے وہ اس قدر رہتا اسی مین بسر ہوئی جیسے سحر ہونے لگی ملکہ نے
تمام زیور پہنا عمدہ پوشاک زیب تن کی عطر لگایا مانگ مین سیندور کی لکیر دی افشان لگائی پیشانی پر قشقہ کھینچا آنکھون
مین سرمہ دیا غرض ستانہ کیا عروس شب اول بن کر تیار ہوئی ست پکارے جاتی ہے یہ عالم اسوقت ملکہ پر تھا کہ اگر فرشتہ
آسمانی بھی دیکھتا تو ہزار جان سے اسیر زلف و شیدا ہو جاتا تا بشر کیا چیز ہے بس تخت پر سوار ہوئی تمام محل مین شور
و غل ہے کہ ملکہ ستی ہونے کو جاتی ہے سب ملازم ہمراہ ہوے کھیلین اور تال کھانے کوڑیان لٹاتے ہوے
گھنٹہ و ناقوس بجتے جاتے تھے برہمن بھجن گاتے ہوے ہمراہ تھے یہ خبر جو تمام شہر مین پھیلی ہر ایک مرد و زن
اپنے اپنے گھر سے دیکھنے کو چلے ادہر سے تو ملکہ چلی ادہر کا حال ملاحظہ ہو کہ جب شمشاد برشاہ بیدار ہوا اور امورات
ضروری سے فراغت کرکے باہر آیا سب سردار اور چارون وزیر حاضر ہوے شملاق نے حکم دیا کہ پچاس ہزار
سپاہ ہمراہ بادشاہ کے چلے پس اسی وقت گلاب اپنی سپاہ کو لیکر بادشاہ کے ہمراہ رکاب ہوا اور پچاس ہزار کا
لشکر جو کہ زرق کے ہمراہ تھا اسکو حکم ملا کہ تم ادر بے کے سانو ہو کہ جسمین آفاق کی قید ہے باقی لشکر ادہر کو روانہ
ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ شمشاد سب سردارون کو لیکر روانہ ہوا ادہر سب اہل شہر مین پہر رات
سے اس مقام کی طرف چلے جاتے تھے کہ جہان آفاق جلایا جائیگا اور سردار و شہر بندان خانہ نے آفاق کو [illegible]
پر سوار کیا اسکے زبان مین سوزن دی گلے مین طوق گران ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان بازوؤن مین پوڑے
فولاد کے بغلون مین خار دار لنگر زنجیر گران سے جکڑا ہوا اور ایلچی لال کو سوار کیا دس ہزار سوار تلوارین برہنہ کیے
ہوے اسکے ہمراہ تھے اور پچاس ہزار سوارون کے حلقے مین اور آگے چلا آگے آگے ایک منادی پکارتا ہوا چلا
کہ جو بادشاہ کے حکم کے خلاف کریگا اسکو یہی سزا ملیگی اور ادہر سے یہ چلا اور ادہر جو شمشاد سوار ہوکر چلے
تو ان کی شور و فغان سے چلا اسکے کان مین غل و شور کی صدا آئی اپنے سردارون سے کہا کہ یہ غل کیسا ہے خبر تو لاؤ
ہرکارے پیدے دوڑے تو دیکھتے آئے راہ مین عرض کیا کہ حضور عجیب ہو گیا کہ آفاق کی زوجہ پر ست سوار ہوا اور
وہ اپنے شوہر کے ہمراہ جلنے کو جاتی ہے اسکے ملازم اسکو دلہن بناتے ہوے اسی طرف لیے جاتے ہین تمام اہل
شہر اسکے ہمراہ مین بڑا مجمع ہے یہ جو غل آپ سن رہے ہین یہ اسی کا ہے یہ سنکے شمشاد کے ہوش جاتے
رہے اپنے دل مین خیال کیا کہ جس امر کے لیے تو نے آفاق کو قتل کیا ہے اور جلانے کا قصد رکھتا ہے یہ تو
اسکے خلاف ہوا کہ اسکی زوجہ پر ست سوار ہوا ہے وہ بھی جلنے کو جاتی ہے گو اسنے اپنا ملال ظاہر نہ کیا سردارون
سے کہا کہ یہ عورتون کے نخرے ہین جب آگ کے قریب پہونچیگی ست اتر جائیگا انھون نے عرض کیا کہ ہان
بجا ارشاد کیا ہوگا یہی ایک وقتی جوش ہے ایسے کلام کرتا ہوا سب کو ہمراہ لیے ہوے چلا جاتا ہے ان سب
کو اس مقام کی طرف روانہ کہا جاتا ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ ہزارون برہمن اشلوک پڑہتے ساتھ تھے کوئی
کہتا تھا کہ ہماری سات پشت سے یہ کام ہوتا آیا ہے ہمارے بزرگون نے بڑے بڑے امیرون کو جلایا ہے ہزارون
روپیہ پیدا کیے ہین اسی مین ہماری بسر ہوتی ہے یہ کہتے ہوے ہمراہ تھے یہ لوگ تو ادہر سے جاتے ہین ادہر بیرون
شہر گرداب نے ایک میل کے گرد لکڑی ہیزم کا انبار کرایا ہے بڑا اونچا انبار ہے طریقہ سے ہیزم رکھی گئی ہین
سیکڑون ٹوکرے بھی جمع ہین کوئی کہہ رہا ہے کہ وہ شخص جلایا جائیگا کہ جسکے جلنے سے سیکڑون روپیے کا راوی
نے بیان کیا ہے کہ تمام صحرا مین خلقت کا مجمع ہے لوگ چلے آتے ہین ایک طرف لشکر آفاق بھی بقصد فساد اکٹھا ہے
گرداب وغیرہ نے اپنے لشکر کو آراستہ کیا ہے بادشاہ اسلام نے بھی ایک طرف کو اپنے خیمے برپا کرائے ہین

اس خیال سے کہ ہم بھی یہ تماشہ دیکھین اور جو عیار نکلے تھے انکو کوئی عیاری نہین بن پڑی وہ بھی اپنی صورت بدل کر ہمیون
مین مل گئے ہین انھون نے بھی اپنا بند و بست کر لیا ہے کہ اگر قابو چلا تو ہم آفاق کو لیکر بھاگین گے چوبدار
بنے ہوئے ہین اور ادھر ادھر پھر رہے ہین انتظام کرتے پھرتے ہین یہان سب تیغ بکف ہین بادشاہ کا انتظار ہے کہ
بادشاہ تشریف لائین تو اور بند و بست کیا جاے لشکر اسلام بھی تیار ہے اس خیال سے حکم صاحبقران نے دیا ہے کہ
خود اپنے عیاری کو گئے ہین کہ اگر عیاری کرنے آئے تو فساد ہوگا یا یہ کہ لشکر کفار سے ہوگا سمندر بھی اتنے گا
ہم لوگون کو غافل پا کر فساد کرے پس راوی نے بیان کیا ہے کہ ایک طرف شہر کی طرف سے ڈنکے کی صدا آئی
گرد بلند ہوئی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ بادشاہ تشریف لاتے ہین اتنے عرصہ مین سواری بادشاہ کی
نمایان ہوئی پچاس ہزار کا لشکر قازقرقوان پر سوار طاؤس پر ساحران غدار ... وغیرہ ساتھ آتے ہین
آکر ایک طرف اس میدان کے مقیم ہوئے کہ تخت سمندر شاہ کا ظاہر ہوا اس پر اسکے ابر سایہ فگن ہے اس سے
بارش مروارید ہوتی ہوئی چلی آتی ہے سب سردار ہمراہ ہین چارون وزیر تخت کے گرد ہین بڑے کروفر سے
سواری سمندر کی پہونچی جو لشکر کہ گرداب و زعفران وغیرہ کا تھا سب نے سلام کیا سمندر اس مقام پر آیا
کہ جو اسکے قیام کے لیئے گرداب نے مقرر کیا تھا سمندر تخت پر آکر بیٹھا سب سردار گرد سمندر کے بیٹھے
گرداب وغیرہ انتظام کرنے لگے سب بند و بست کر لیا ایک میلہ تھا کہ ہر قسم کے سوداگر واسطے دکانین
لیکر آئے تھے ہزارون تماشائی جمع تھے امیرون اور غریبون کے خیمے استادہ تھے طوائفان شہر کا ایک
مجمع تھا جو کہ رفیق انقلاب تھے انکا یہ حال تھا کہ ازدحام ہو رہا تھا بہت لوگ افسوس کر رہے تھے کہ آج
بہت بڑا افسر قتل ہوگا مقام عبرت ہے جاے حیرت ہے آخر اسکی جوانی پر تو اہل شہر و دیگر اہل مجمع کا یہ حال تھا کہ
ہر ایک برائے آفاق افسوس کنان تھا کوئی اسکی جوانی کا افسوس کر رہا تھا کوئی خلق کی تعریف کر رہا تھا
جو کہ دشمن تھے وہ خوش تھے مگر انکی بھی زبان سے کسی وقت افسوس نکل جاتا تھا ایک جانب ہزارون پیپے
روغن نفت کے رکھے ہوئے تھے ایک طرف لکڑی کے بڑے ڈھیر لگے ہوئے تھے ہزارون من رال و روغن اس ہیزم پر چھڑکا
برہمن آگ لیئے ہوئے پھر رہے تھے کہ آفاق آئے اور ہیزم پر بٹھایا جاے تو ہم آگ دین بادشاہ سے انعام
لین بہت خوش خوش پھر رہے تھے کہ ایک مرتبہ ایک طرف سے غل کی صدا آئی گرد اڑی ہرکارے دوڑے
ہوئے آئے بادشاہ کو خبر دی کہ قیدی آپہونچا یہان ایک طرف گھنٹہ و ناقوس بج رہے ہین برہمن پوجا پاٹ
کر رہے ہین بادشاہ اسلام بھی مع صاحبقران و سرداران تشریف فرما ہین ایک طرف اپنے لشکر کے انکو
بھی بڑا افسوس ہے آفاق کی جوانی و خلق کا حال سنکے اسی طرف نگاہ ہے دیکھا کہ قریب چالیس ہزار کے لشکر
چلا آتا ہے اسکے وسط مین تلوارین برہنہ ... ہین کہ وہ لشکر ایک طرف آکر قائم ہوا اب جو دیکھا تو آفاق ایک
ارابے پر بیٹھا ہوا مسلسل و مطوق آہنی زنجیر سے پاؤن تک غرق ہے مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شیر ژیان یا اژدہا ہے
پیشانی پر ذرا رنج و ملال نہین ہے شکن تک نہین گویا ہے اطمینان بیٹھا ہے ہر طرف مسکرا کر دیکھتا ہے خوشی
خوشی چلا آتا ہے غل ہوا کہ قیدی آگیا سب دیکھنے لگے ہر ایک کو رنج و غم پیدا ہوا سب افسوس کرنے لگے
ہر طرف غل ہوا کہ مقام حسرت و افسوس ہے ایسا جوان بے گناہ قتل ہو گیا جو آفت ہے ذرا دیکھو بالکل چہرے پر
اسکے رنج و ملال نہین ہے کیا مرنے کی خوشی ہے ہم نے آج تک کسی کو مرتے وقت خوش نہین پایا جیسا اس
جوان کو دیکھا ہے یہ طور اور یہ طریقہ وقت قتل کسی کا نہین ہوتا ہے یہ تو ایسا خوش و خرم ہے کہ جیسے کوئی دولہا
ہوتا ہے کہ اتنے عرصہ مین ارابہ قریب اس انبار ہیزم کے لا کر کھڑا کیا گیا آفاق نے وہان آکر چارون طرف
نگاہ اٹھا کر دیکھا نظر آیا کہ ایک طرف کو لشکر سمندر شاہ قریب لاکھ سوار کے مسلح و مکمل کھڑا ہے ایک

طرف لشکر گرداب و امواج و حباب و سیلاب و ملکہ زعفران و ملکہ چندر تن و ماہ تن کا لشکر اترا
ہوا ہے اور ستارہ پست و بلند درست کر رہے ہیں اور ایک طرف کو اہل شہر و دیگر اطراف کے لوگ جمع ہیں ایک جانب کو
لشکر اسلام کی کثرت ہے بادشاہ اسلام مع سرداروں کے تشریف فرما ہیں یہ جو لوگ کھڑے ہیں سوا اہل شہر و
دیگر اطراف کے لوگون کے اور لشکر اسلام کے سب خوش ہیں ان لوگون کے رخون سے ملال ظاہر ہے دیکھا کہ
ایک بلندی پر بہت سے استادہ ہیں ان ہیون میں سمندر شاہ و سردار اسکے بیٹھے ہوئے ہیں سب
ملول ہیں سوا سمندر شاہ اور شملاق و افراق و سرداران مکار کے اپنے بھائی اور اشفاق و
گلاب وغیرہ کو بہت ملول دیکھا اب اسنے جو غور کرکے دیکھا تو یہ نظر آیا کہ ایک طرف میرا بھی لشکر مسلح و
مکمل کھڑا ہے مگر اسکے تیور بد ہیں یہ پایا جاتا ہے کہ فساد کرے گا یہ دیکھ کر اسکو خیال ہوا کہ یہ تو لشکرون کی
کثرت ہے یہ میں لاکھ سپاہ کیا کر سکتی ہے بیکار ان سب کا خون ہوگا اور ان سب کا خون میرے سر پر
ہوگا کوئی تدبیر کرنا چاہیے یہ دل میں خیال کرکے کہا کہ سوا اس تدبیر کے کوئی تدبیر نہیں ہے کہ منع کرون
مگر زبان پر سوزن دی ہوئی تھی کلام کرنے کی طاقت نہ تھی جو لوگ اسکے قریب تھے انکو اشارے سے اپنے
قریب بلا کر کہا کہ قلم و دوات و کاغذ لا دو میں تحریر کردونگا یہ جو کلام اشارے سے کیا لوگ بڑی دیر کے بعد
سمجھے سمندر شاہ کے پاس جا کر عرض کیا کہ قیدی قلم و کاغذ طلب کرتا ہے دیا جاوے یا نہیں سمندر شاہ
شراب خوری کر رہا تھا نشہ شراب سے بے ہوش تھا جواب دیا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے یہ جو کہا تو افراق
و شفاق و شملاق و دیگر سرداران نے کہا کہ یہ بالکل خلاف عدل ہے کہ قیدی کوئی چیز طلب کرے
اور اسکو نہ دی جاوے شاید وہ کوئی وصیت نامہ یا عرض حال کرے لازم ہے کہ جو وہ طلب کرے اسکو دیا
جاوے ورنہ یہ بدی کا سبب ہوگا جب یہ سب نے کہا سمندر نے مجبور ہو کر حکم دیا اسی وقت قلم و
کاغذ و دوات آفاق کو دیا گیا آفاق نے پہلے القاب تحریر کیا اسکے بعد تحریر کیا کہ اے سمندر شاہ
جو مہربانیاں تم نے میرے اوپر کین اور جو عنایتیں میرے حال پر ہین اسکا شکریہ مجھ سے ادا نہیں ہو سکتا ہے
اور یہ جو سلوک تم نے میرے ساتھ کیا وہ بھی کسی مصلحت سے ہوگا اور میرے حق میں اچھا ہوگا مجکو اسکا
بھی کوئی گلہ و شکوہ نہیں ہے میں آپ سے بہت خوش ہون کیونکہ کوئی ایسی سزا آپ نے میرے لیے
نہیں تجویز فرمائی جس سے مجکو ذلت ہوتی میں اسکا شکریہ ادا کرتا ہون کہ با آبرو و با عزت میں مرتا ہون
اور نہ میں یہ کہتا ہون کہ آپ نے مجھ پر کسی قسم کا ظلم کیا بلکہ اس زندگی سے یہ مرنا اچھا ہے کہ میں اپنے
قول سے پھرون اور لوگون میں بدعہد و پیمان شکن مشہور ہون میری اسوقت یہ التجا ہے کہ تھوڑی دیر کے
زمانہ کے لیے سوزن میری زبان سے نکال لی جاوے تاکہ جو میرے سردار ہیں اور اہل لشکر ہیں ان سے
کچھ کلام کرلون اور انکو جو انکا قصد ہے اس سے منع کرون میں اقرار کرتا ہون کہ کسی قسم کا فساد نہ کرونگا
نہ میں فرار ہونگا یہ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ جو میں زبان سے کہتا ہون اسپر عمل کرتا ہون آپ اسطرف
سے بالکل بے خوف رہین کہ میں زبان کو اپنے قابو میں کرکے سحر کرکے نکل جاؤن یہ میں کبھی نہ
کرونگا اگر مجکو یہ منظور ہوتا تو میں دربار میں کیون آتا اسی طرف سے لشکر کو لے کر جدھر میرا جی چاہتا
نکل جاتا یا شریک اہل اسلام ہوتا یا جب آپ نے میری گرفتاری کا حکم فرمایا تھا میں اسی وقت
فساد کرتا اور نکل جاتا کون مجکو روک سکتا تھا یہ بالکل مردی کے خلاف تھا اور خلاف ہے کہ میں صرف
جان کے خوف سے اپنے کو بدنام کرون اور انگشت نما ہون کہ آفاق نے نمک حرامی کی کبھی آپ اس
قدر خوف و خطر نہ فرمائیں میں کبھی ایسا نہ کرونگا بادشاہون پر فرض ہے کہ جو قیدی التجا کرے اسکو

بدلا لینا آئندہ آپ کو اختیار ہی کیونکہ مین آپ کے قابو مین ہون یہ آپ پر فرض ہی کہ میری امید کو بر لائیے مین
جبر نہین کرتا ہون یہ تحریر کرکے وہ جو خط کہ لایا تھا اُسکو دیا اور اشارہ کیا کہ بادشاہ کو دے دینا لوگون کو یہ گمان
ہوا کہ آفاق نے جان کے خوف سے بادشاہ سے بذریعہ تحریر کے عذر کیا ہی پہلے وہ یہ سمجھا تھا کہ یہ وقتی عتاب
ہی دو ایک دن مین موقوف ہو جائیگا اب جو اُسنے سامان قتل دیکھا اُسکو یقین قتل ہو گیا جان تو بڑی چیز ہی
آخر عذر کیا سچ ہی کہ کوئی دیدہ و دانستہ اپنی جان نہین دیتا ہی یہی ہر طرف چرچا ہونے لگا یہ خبر لشکر اسلام مین
بھی پہونچی وہان بھی ہر ایک نے یہی کہا وہ کاغذ جو کہ آفاق نے تحریر کیا تھا سمندر کے پاس پہونچا سمندر و
دیگر اہل جلسہ نے خیال کیا کہ آفاق براہ بیرا یا خوف جان سے عذر نامہ تحریر کیا ہی بادشاہ کو لازم ہی کہ اُسکی خطا
کو معاف کرین جو کہ دوست تھے وہ خوش ہوئے اور جو عدو تھے اُنکے رنگ متغیر ہو گئے لوگون نے وہ کاغذ لیکر
اخلاق کو دیا اور کہا کہ یہ تمھارے بھائی کی تحریر ہی اسکو ذرا پڑھو کہ اسمین کیا تحریر ہی اخلاق نے اُس کاغذ کو
لیکر وا کیا اور پڑھنا شروع کیا جو مضمون آفاق نے تحریر کیا تھا حرف بحرف پڑھا اور مضمون سنکے سمندر
نے کہا کہ آپ لوگون کی کیا راے ہی اب سب اہل جلسہ کو معلوم ہوا کہ آفاق نے عذر نہین کیا ہی بلکہ ایسی
خواہش ظاہر کی ہی جب سمندر نے یہ کہا کہ آپ لوگون کی کیا راے ہی کسی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ سب سے
پہلے شملاق و دیگر دشمنان آفاق نے کہا کہ ہماری بالکل راے نہین ہی کہ منظور کیا جاے کیونکہ اسمین
مکر ہی پہلے تو آفاق نے یہ خیال کیا تھا کہ بادشاہ کو اسوقت غصہ ہی اُسنے بالکل حرکت نہ کی اس سبب
سے کہ جب اپنے کو مین بلا عذر گرفتار کرا دونگا تو بادشاہ کو میرے اوپر رحم آنے لگا اور میری خطا سے درگذر
کریگا یہ مصلحت دیکھکر اُسنے کچھ نہ کہا جب اُسکو اپنے قتل کا یقین ہو گیا تب اُسنے یہ فکر کی کہ یہ خواہش
کرکے اپنی زبان قابو مین کرون جب زبان قابو مین ہو ایک سحر کرکے قید اپنی طرف کرون کیونکہ میرا لشکر
بھی اس مقام پر موجود ہی دوسرے لشکر اسلام بھی قریب ہی ہزارون سردار اپنے اپنے بادشاہ کے کنارے
لشکر کے بیرا کے تماشہ دیکھ رہے ہین مقابلہ کرکے سب کو نیچے کر نکل جاؤن اور نہین تو پاس لشکر اسلام ہون اپنی
جان بچاؤن دوسرا یہ سبب تھا کہ اُسوقت دربار مین سواے اُسکے بھائی کے کوئی اُسکا دوست نہ تھا اگر
وہ حرکت کرتا تو گرفتار ہوتا کیونکہ وہ تو مرد عاقل ہی اس سبب سے اُسنے کوئی حرکت نہ کی خاموش رہا بلکہ اپنی
زوجہ کو بھی منع کیا اب اُسنے خیال کیا کہ یہ موقع اچھا ہی کہ لشکر بھی ہی اور لشکر اسلام بھی قریب ہی بادشاہ بھی
موجود ہی اگر تدبیر بن پڑی تو بادشاہ کو اسیر کرکے لشکر اسلام کے حوالہ کردون تاکہ فساد برطرف ہو ہمارے
نزدیک تو یہ حکم دینا اور آفاق کی خواہش کو پورا کرنا بالکل خلاف عقل ہی بڑا کشت و خون ہوگا آئندہ
آپ کو اختیار ہی یہ جو شملاق نے کہا بس عشتاق کو غصہ آیا اور برہم ہو کر کہا کہ تو بڑا بانی فساد ہی تو یہ
چاہتا ہی کہ آفاق قتل ہو قتل ہونا اُسکا مقدم ہی مگر یہ امر منظور ہی کہ اُسکی خواہش پوری نہ ہو تیری
راے بالکل خلاف ہی آفاق جو اقرار کریگا اُسکے خلاف ہرگز نہ کریگا اُسنے مکر سے نہین تحریر کیا ہی
بلکہ اُسنے اصل واقعہ تحریر کیا ہی اگر وہ لشکر کو منع کریگا تو ضرور کشت و خون ہوگا کیونکہ اُسکے لشکر کا
رنگ بدلا ہوا ہی وہ آمادہ فساد ہی پس ایسی حالت مین اُسکا خیال کرنا کہ مین لشکر کو منع کرون ضرور درست
ہی یہ جو تم نے کہا کہ آفاق فساد کرکے نکل جائیگا محض خلاف ہی اور یہ خیال کرنا کہ دربار مین اُسنے اسوجہ سے
حرکت نہ کی کہ اُسکا وہان کوئی دوست نہ تھا اس سبب سے مجبور تھا اُسکے ہزارون دوست تھے اور وہ خود
اکیلا سب کو کافی تھا اپنی جان بچاکر ضرور نکل جا سکتا تھا اور اسوقت بھی اُسکے دوست موجود ہین اگر وہ ذرا اشارہ
کرتے تو اُسکو رہا کرا لیتے مگر وہ خود اپنے قتل پر آمادہ ہی وہ مرد ضرور ہی اُسکو اپنے قول کی پابندی کا ضرور خیال ہی

وہ عہد شکن نہین ہی اُسکی اسی بات کا خیال کرنا لازم ہی کہ وہ جو لشکر اسلام کی ہمارے سے اقرار کرتا تھا لیکن لشکر لیکر
ملا جاؤنگا اُس قول کو پورا کیا اُسکے خلاف نہ کیا اپنی ذلت گوارا کی اور نقصان دنیا گوارا کیا مگر تم لشکر لیکر
نہ گیا تو وہ اس عہد سے کبھی نہ انحراف کریگا جو اقرار کریگا اُسکا ضرور خیال رکھیگا ہمارے نزدیک ضرور اُسکی
امید بر لانا چاہیے آئندہ اختیار ہی اور تمہاری رائے بالکل غلط ہی شملاق نے کہا کہ میرے نزدیک آپ کی
رائے غلط ہی اُسکی تحریر سے صاف ظاہر ہی کہ وہ آمادہ فساد ہی دوسرے یہ امر لائق غور ہی کہ دربار کی وہ تقریر
سخت اور یہان یہ عاجزانہ تحریر اُسوقت نہ خیال کیا کہ ہم کیا سخت تقریر کرتے ہین عشاق نے کہا کہ پھر کیا
جواب دیا جاے شملاق نے کہا کہ اسکا جواب یہ ہی کہ ہم تمہارے مکر سے واقف ہین ہم نے جو دیکھا کہ اب
زمانہ قتل ہونے کا قریب ہی پس تم نے مکر کی تحریر بھیجی ہم کو کسی طور سے یہ امر منظور نہین ہی کیا ضرور ہی
ہم کو تمہارے لشکر سے کوئی خوف نہین ہی جو جیسا کریگا وہ اُسکی سزا پاویگا آپ کی مہربانی ہی جو آپ کو
اس قدر خیال ہی ہم بادشاہ ہندوان ہین ہمراہ لشکر کثیر ہی اگر تمہارا لشکر فساد کریگا سب قتل ہوگا اور
اب ہم کو ایسی تحریر نہ کرنا ورنہ وہ اس خط کے اور جو خواہش ہو وہ بیان کرو اُسکو ہم پورا کرینگے آئندہ ہم کو
اپنے فعل کا اختیار ہی عشاق نے کہا کہ یہ جواب بالکل خلاف مروت اور عدل کے ہی مین ہرگز نہ [illegible]
دونگا سمندر خاموش بیٹھا سنا کیا جب باہم تقریر ہو چکی تو سمندر نے کہا کہ اُستاد آپ کی رائے بہت خلاف
ہی شملاق کی رائے بہت ٹھیک ہی بس یہی جواب تحریر کرنا چاہیے پھر شملاق سے کہا کہ تم میری طرف سے
یہی جواب تحریر کرو شملاق نے یہی تحریر کر دیا یہ جواب اہل علم کو سوا دشمنان آفاق کے بہت ناگوار ہوا
خصوصاً اُسکی بیوفائی کو اور عشاق کو تو ازحد ناگوار گذرا اُسوقت تصور کرکے خاموش رہا شملاق نے
وہی جواب تحریر کر دیا وہ شخص جو کہ کاغذ تحریری آفاق کا لایا تھا لیکر آفاق کے پاس پہونچا آفاق کو دیا
آفاق نے پڑھکر افسوس کیا اور اُسی وقت طرف آسمان کے دیکھا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا اپنی لاچاری
اور مجبوری پر اور سمندر کی ناانصافی پر افسوس کیا اور اُس کاغذ پر یہ تحریر کرکے اُڑا دیا کہ اے اہل مجمع تم سب
آگاہ ہو کہ بادشاہ نے مجکو بیگناہ قتل کیا صرف یہ خطا ہون کوئی میرا قصور نہین ہی یہ میرے اوپر ظلم ہی مین نے
یہ سوال کیا تھا بادشاہ نے نہین قبول کیا اور آگاہ ہو کہ اس ظلم و ستم کا ضرور صلہ ملیگا میرا خون بالکل بالا بالا
نہ جائیگا ضرور رنگ لائیگا اور سمندر شاہ تباہ ہوگا یہان اہل اسلام کا قبضہ ہوگا یہ مین تم سے کہتا ہون
جو سمندر شاہ کا ساتھ دیگا وہ مثل میرے برباد ہوگا کیونکہ یہ بادشاہ ظالم ہی مین تو اپنی جان سے جاتا ہون
مگر تم سب کو آگاہ کیے جاتا ہون اور مین تمسے خیرخواہی کرتا ہون کیونکہ یہ لشکر آمادہ فساد ہی اُسکے افسرون کو
بذریعہ تحریر منع کرتا ہون یہ میری خیرخواہی ہی اور یہ بادشاہ کی قدردانی ہی جو اہل اسلام کا شریک ہوگا وہ
بہت اچھا رہیگا آئندہ ہر ایک کو اپنے فعل کا اختیار ہوگا سمندر بہت چاہتا ہی اسکی اطاعت مین سوا
ذلت و خواری کے کوئی دوسرا امر نہین ہی جب اُسنے میرے ساتھ یہ سلوک کیا کہ جسنے اُسکی حکومت کو اسقدر
ترقی دی کہ ہزارون بادشاہ خراج دینے لگے تو اور کسی کے ساتھ کیا کریگا صرف اتنی سی بات پر کہ میری زوجہ
پر عاشق ہوا تھا اور عاشق ہی اُس سے سوال کیا کہ میرے ساتھ عقد کرلے اُس پاکدامن نے انکار کیا یہ
اُس دن سے فکر مین تھا کہ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ آفاق کو قتل کرون جب کہ اسکا شوہر مریگا اُسوقت وہ راضی
ہوگی آخر کو اُس نے اپنی حسرت پوری کی مجکو بیگناہ قتل کیا کوئی اپنی زوجہ کو اُسکے سامنے نہ کرے ورنہ اُسکی بھی یہی
نوبت ہوگی مین تو جاتا ہون مگر تم سب کو خبردار کیے جاتا ہون فقط زیادہ سلام جو میری تحریر پر عمل کریگا بہت اچھا
رہیگا اور نصیب اُسکو ایسا وقت ہو اور بادشاہ کی زرک سے محفوظ رہے تو مجکو دعاے خیر سے یاد کرے کہ کسی نے

نصیحت کی تھی اور جو ہونے والا ہے وہ تھوڑے عرصہ میں ظاہر ہو جائیگا بات زیادہ نہیں ہے جب وہ وقت آئیگا اس وقت
میرا قول آپ لوگون کو یاد آئیگا اور جو راحت ملے گی اسوقت آپ لوگ اس خاکسار کو یاد کرینگے یہ تحریر کرکے
جو کاغذ تیار تھا وہ کاغذ اسکو جو انمجمع اہل شہر کا تھا انمین جا کر گرا دیا کہ جاتا کہ روک لین اگر بلند ہو گیا اسکے بعد آفاقی
نے ایک حکمنامہ بنام افسران سپاہ جو اسکے ملازم تھے تحریر کیا کہ تم کو قسم ہے اپنے اولاد کی کہ تم بعد میرے بادشاہ
سے فساد نہ کرنا ورنہ میں تم سے ناخوش ہونگا اسکا سبب یہ ہے کہ اگر تم فساد کروگے تو میرے خون ناحق کا عوض نہ
ہو جائیگا یہ بیگناہی میری جاتی رہیگی پس تم کو لازم ہے کہ بعد میرے قتل ہونے کے تم میری زوجہ کی اطاعت
کرنا اگر وہ منظور کرے ورنہ تم لشکر اسلام میں چلے جانا کیونکہ یہان تمہارے سب دشمن ہین تمہاری وہ لوگ بہت
قدر کرینگے یہ لوگ قدردان نہیں ہین یہان تمہارا رہنا بیکار رہیگا دوسرا سبب یہ ہے کہ میں نے تم لوگون کو بہت روپیہ
صرف کرکے پرورش کیا ہے اور تمہارے شل اپنی اولاد کے تصور کیا صرف افسوس اس امر کا ہے کہ کوئی میرے اولاد
نہیں ہے ورنہ وہ تمہاری قدر کرتا میں یہ نہیں چاہتا ہون کہ تم لوگ بعد میرے تباہ ہو میری اس تحریر پر عمل کرنا
لشکر اسلام میں تم تباہ نہ ہوگے اگر اسکے خلاف کروگے تو میں تمہارا حق نعمت نہ بخشونگا آئندہ تم کو اختیار ہے
اپنے فعل کا اس مختصر تحریر کو بہت خیال کرو مگر اس قدر مہلت مجکو نہ ملی جو میں تم تک آتا اور تم کو نصیحت کرتا نہ
زبان میرے قابو میں ہے جو میں تم کو اپنے قریب طلب کرکے نصیحت کرتا بادشاہ سے خواہش کی تھی انھون نے
انکار کیا آخر مجبور ہو کر یہ کاغذ تم کو تحریر کیا میں اسکے جواب کا خواستگار نہیں ہون جواب نہ تحریر کرنا کیونکہ اب
زمانہ بہت گذر چکا ہے مجکو خوف یہ ہے کہ کہین میری طبیعت نہ بدل جائے ثابت قدمی نہ جاتی رہے دوسرے
کہین وہ میری عاشقہ نہ آجائے اگر وہ آگئی تو مجکو تکلیف ہوگی وہ بیقرار ہوگی میری روح اسلیے ملین ہوگی مجھسے
اسکا رنج نہ دیکھا جائیگا بھائیو یہ دنیا بے ثبات ہے اسمین کسی کو بقا نہیں ہے سب کو فنا ہے ہر فرد بشر اسمین
حباب کا سا ہے کہ وہ اٹھا ذرا سر اٹھایا اور پھر برطرف ہو گیا بقول اہل اسلام کے یہ دنیا سرائے فانی ہے اسمین
کسی کو قیام نہیں ہے بلکہ سرا مین تو تھوڑے سے رہتے ہین یہان تو کوئی سہارا نہیں ہے جب حکم آیا چلے گئے
اہل اسلام کا قول بہت ٹھیک ہے کوئی کسی کا نہیں ہے سوا اسکے اپنے خیال کرنے کا مقام ہے کہ جو شاہان
جلیل القدر تھے وہ کیا ہوئے انکی قبر تک کے نشان نہیں باقی ہین سب پیک اجل کے لقمہ ہوئے کہان ہین
وہ بادشاہ جو کہ بڑے لشکر و سپاہ رکھتے تھے کہان ہین امیران باعزت جو کہ اپنی عزت کے خیال مین اپنی جان کو
جان نہ خیال کرتے تھے سب اس زمین کے پیوند ہوئے ہین مین کون ہون جو اس دنیا سے بہرہ مند ہون آخر
مین نے اہل اسلام کے طریقہ کو پسند کیا اگر مجکو پہلے سے معلوم ہوتا تو ضرور مین اس دنیا کو ترک کرتا اے بھائیو
تم میرا غم نہ کرنا مین کیا چیز ہون دیکھو یہ دنیا ایسی ہے کہ کسی کو یہان آرام نہیں ملتا ہے نہ راحت ملتی ہے سب
اجل کے لقمہ ہوتے ہین کسی شاعر نے بھی بے ثباتی دنیا مین یہ چند اشعار نظم کیے ہین جو کہ تحریر کرتا ہون بس بھائیو
نیکنامی اور ثابت قدمی کا چرچا رہتا ہے تم کو خوش ہونے کا مقام ہے کہ تمہارے افسر اعلی نے وہ ثابت
قدمی اور اپنے قول کی پابندی دکھائی کہ جسکے سبب سے اسکا نام باقی رہیگا کوئی تم پر طعنہ زن نہ ہوگا یہی
چرچا رہیگا کہ ایسے لشکر کا افسر اپنے عہد پر قائم رہا اور پیمان شکنی نہ کی اور اپنی جان دی تم لوگ کوئی رنج و
غم نہ کرنا اور دنیا کو ہمیشہ بے ثبات خیال کرو اور اپنی نیکنامی کا خیال کرو یہ خیال کرنا کہ آفاقی نے ہم کو مرتے
وقت عبرت دلائی ہے ہم اسکے لیے جان دین اور نیکنامی حاصل کرین یا دنیا کے بے ثبات مین اسی وقت
مر جائین تاکہ نام ہو یہ موقع اسکا نہیں ہے بلکہ میری بدنامی ہے ہان اور کسی وقت اسکا خیال کرنا اگر اسوقت
مقابلہ کروگے تو لوگون کو خیال ہوگا کہ آفاقی نے کہدیا ہوگا میرے حال پر رحم کرنا اور اسوقت صبر کرکے چلے جا

سب میری طرف متوجہ ہوں اور سماعت کریں کہ بادشاہ نے تم سب کو کیا تحریر کیا ہے یہ سنکے تمام لشکر متوجہ
ہوا کہ بادشاہ کی تحریر کو سنیں بس وہ افسر یہ پڑھنے لگا سب اہل لشکر سنتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا
یہاں تک کل تحریر کو اُس افسر نے پڑھا جب پڑھ چکا تو کہا کہ کیا رائے ہے اگر خلاف حکم بادشاہ کرتے ہیں تو
وہ بار جن ہونگے اگر نہیں خلاف کرتے ہیں تو ہم کیا کریں خیر ہم کو تو ہر وقت یہ امر ممکن ہے اسوقت یہاں سے
چلے چلیے کیونکہ نہ خلاف بادشاہ ہو نہ یہ کہ لشکر نے بادشاہ کی کمک کی بس یہ سنکے وہ افسر اسی وقت لشکر کو
لیکر چلا گیا اور کوہ صحرا میں جاکر متفرق ہوا اور پوشیدہ ہو گیا راوی نے بیان کیا ہے کہ جب یہ آفاق نے
دیکھا کہ میرے لشکر نے میرے حکم کی تعمیل کی اور بموجب تحریر میرے یہاں سے چلا گیا بس سمندر نے دیکھا کہ آفاق
نے اپنے لشکر کو بذریعہ تحریر روانہ کر دیا ہے سمندر نے حکم دیا کہ اب دیر نہ کرو کیونکہ بہت زمانہ ہو گیا ہے یہ جو
حکم دیا بس اُسی وقت بند و بست ہونے لگا ابھی آفاق کی قید وغیرہ نہ دور کی گئی تھی کہ ایک مرتبہ ایک
طرف سے گھنٹہ و ناقوس کی صدا آئی اور غل و شور کی صدا آنے لگی یہ حال دیکھکر سب لوگ جو کہ اُس
مقام پر موجود تھے اُس صدا کی طرف متوجہ ہوئے کہ یہ کیسی صدا آئی ہے دیکھا کہ آگے آگے ہزاروں برہمن
گھنٹہ و ناقوس بجاتے ہوئے جے پکارتے ہوئے چلے آتے ہیں اُنکے بعد ہزاروں اہل شہر بھی ہمراہ ہیں اب جو دیکھا تو
ملازمان آفاق چلے آتے ہیں دیکھا کہ ایک تخت پر ایک گل اندام زوجہ آفاق بیٹھی ہوئی ہے عروسی لباس اور زیور پہنا
ہوئے ہے لال لکھا لگے تماشا ہو رہے ہیں وہ ست ست پکارتی چلی آتی ہے یہ غل ہے کہ زوجہ آفاق پر ستی سوار ہے وہ اب
شوہر کے ہمراہ ستی ہونے کے لیے چلی آتی ہے یہ جو معلوم ہوا اب تو سب اُسکی طرف دیکھنے لگے دیکھا کہ جو ستی
کی حالت درحقیقت ہوتی ہے وہ ہی تخت پر بڑے بڑے ناند آگ سے بھرے ہوئے رکھے ہیں وہ اُن میں سے
آگ لے کر اچھالتی ہے اور آگ بالکل ضرر نہیں کرتی ہے یہ دیکھکر سب کو حیرت ہوئی کہ وہ اُسی مقام پر آکر پہونچا
کہ جہاں پر مجمع تھا جب یہ امر سمندر کو معلوم ہوا اُسکا دم نکل گیا اُسنے چند آدمیوں کو ستی کے پاس بھیجا کہ
جاکر اُسکو سمجھاؤ کہ وہ اس امر سے باز آئے اپنی جوانی پر رحم کھائے کیوں اپنی جوانی برباد کرتی ہے کیوں
ستی ہوتی ہے کوئی بھی مرنے کے ساتھ مرتا ہے ارے اپنے حال پر رحم کھا یہ اپنی صورت نہ برباد کر کیوں اپنے
لیے خرابی کرتی ہے وہ تو مرتا ہے ایسی جہالت کوئی بھی کرتا ہے ارے کیوں نادان ہوئی ہے اُس آدمی نے قریب
تخت ستی آکر جو کہ سمندر نے کہا تھا سب بیان کیا اور بہت کچھ نصیحت کی مگر کچھ اثر نہ کیا وہ ست ست پکارے
گئی وہ آدمی عاجز ہو کر چلا آیا اور کہا کہ وہ نہیں سنتی ہے ست پکارے جاتی ہے وہ نہ مانے گی سمندر نے کہا کہ
خیر کیا کیا جائے لاچاری ہے اُسکی بھی قضا آئی ہے بس سمندر نے حکم دیا کہ اب جلد سے قید آفاق کے
جسم سے دور کرو اور آگ میں لے جاؤ بس اُدھر آفاق کے جسم پر سے قید دور ہونے لگی اُدھر برہمنوں نے
پوجا پاٹ جو کہ ستی کے لیے کیا جاتا ہے کرنا شروع کیا کوئی پھول پھینکا جاتا ہے کوئی کپڑے نوچے لیے جاتا ہے
ستی نے سب زیور اُتار اُتار کر پھینک دیے ہیں لوگ کھیلیں اور کھانے لوٹ رہے ہیں بڑا شور و غل ہے اُدھر آفاق
کی قید دور ہوئی اُدھر اُسکو پوجا پاٹ سے فرصت ہوئی اب ستی تخت پر سے اُتر کر اپنے شوہر کے پاس آئی
اُسکا ہاتھ پکڑا آفاق کی زبان پر سوزن چڑھی ہوئی تھی اُسنے اشارے سے منت و سماجت منع کیا مگر اُسنے
نہ مانا آفاق آنکھوں میں آنسو بھر لایا ستی ہنس رہی ہے ذرا چہرے پر میل نہیں آتا ہے ست ست پکارے
جاتی ہے سوائے اسکے کوئی کلام نہیں کرتی ہے طریقہ یہ ہے کہ لکڑیاں اس طور سے لگائی جاتی ہیں کہ اندر کسی قدر
خول رکھا جاتا ہے اور ایک در ہوتا ہے کہ اُسکی راہ سے خواہ مردہ ہو خواہ زندہ اندر لے جاتے ہیں اُسکو وہاں
چھوڑ کر یا رکھکر باہر آتے ہیں اُسکو لکڑیوں سے بند کر دیتے ہیں اُسکے بعد آگ لگا دیتے ہیں بس جب

قران جلد آپہنچے میں نے بڑی محنت کی ہے خواجہ نے کہا کہ اچھا تم بہت بہادر ہو خواجہ یہ سنکے خوش ہوگئے
تھے قران نے اپنا سر اندر کیا کہ خواجہ بھی اندر اُس نقب کے گئے تو دیکھا اور کہا کہ قران کدھر آؤں قران
نے کہا کہ اُستاد چلے آیئے اپنی جان بچانا ہے تو فرمایئے کہ آفاق بھی آپ کے پاس ہے خواجہ نے
جواب دیا کہ ہاں ہے قران نے کہا کہ برابر چلے آیئے خواجہ نے کہا کہ اے قران یہ تم نے کیا تدبیر کی اس کیسے
سے نقب کھود رکھی تھی قران نے کہا کہ چلے آیئے پھر یہ حال عرض کرونگا ابھی تو سنئے جان بچانا ہے کہا
ہے اس بلا سے تو نجات ہو یہ سنکے خواجہ یا ستار ناظری ار سے ہوکے چلے اودھر قران نے آگے بڑھکر مشعل
عیاری کو روشن کیا اُسی روشنی میں یہ استاد و شاگرد چلے کوئی کوس ڈیڑھ کوس کے جاکر دوسرا سرا
ملا خواجہ و قران اُس نقب سے نکلے خواجہ نے کہا کہ قران تم نے بڑا کام کیا چلو وہاں کا تماشہ دیکھیں اگر
بن پڑے تو سمندر پر عیاری کریں یہ کہکر خواجہ اپنی صورت بدل کر چلے اس قدر جلد آئے کہ ابھی یہاں
مجمع تھا اودھر وہ جو عیار اُس مقام پر بہ شبیہ ان کی صورت کوئی چوبدار کی صورت بنا تھا انھوں نے تدبیر کی تھی
کہ ان کے ہمراہ بیہوشی اُس آگ پر ڈالنا شروع کی تھی اودھر مجمع بھی کم ہوگیا تھا کوئی دو چار ہزار آدمی رہ گئے
لشکر تو جا چکا تھا کوئی لشکر نہ تھا مگر سمندر سرداران سپاہ خیموں میں بیٹھا ہوا تھا اور یہ قصد تھا کہ ان سب
کو انعام دے کر رخصت کروں وہ دھواں جسمیں بیہوشی ملی تھی اٹھکر ان سب کی طرف چلا جسکے دماغ میں
پہونچا وہ بیہوش ہوکر گرا جسکو چھینک آئی وہ بیہوش ہوا وہ جو دو چار ہزار اہل مجمع تھے سب بیہوش
ہوکر گرے اودھر سب مع سمندر کے بیہوش ہوئے وہ مقام شہر خاموشان ہوگیا جو یہاں تھے سب بیہوش
ہوگئے سوا اُن عیاروں کے کوئی باقی نہ تھا یہ اس فکر میں تھے کہ ان سب کو قتل کروں کہ خواجہ و
قران صورتیں بدلے ہوئے پہونچے انھوں نے جو دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہوئے ہیں انھوں نے خیال کیا کہ یہ کیا ہوا کہ
انکو کس نے بیہوش کیا ہے خواجہ جو آگے چلے کیا دیکھا کہ چند شخص ٹہل رہے ہیں کسی فکر میں انھوں نے جو غور کرکے
دیکھا پہچانا کہ یہ تو سب عیار ہیں انمیں کوئی چالاک ہے کوئی برق ہے کوئی ضرغام ہے خواجہ نے پہچان کر کہا کہ
آج تو خوب مال مارا ہے بڑے دولتمند ہوگئے ہوگے یہ کہو کہ یہ آپ لوگوں کی تدبیر ہے خوب کام کیا یہ کہکر قران
کہا کہ اے بھائی تم تو اہل مجمع کو لوٹو میں بھی اپنا کام کرتا ہوں برق نے کہا اُستاد میں نے سمندر کو مع سب
سرداروں کے بیہوش کیا ہے وہ تنہا ہی خیمہ میں پڑے ہیں یہ جو خواجہ نے سنا کہا شاباش مرحبا خوب
عیاری کی جاؤ تم لوگ اہل مجمع کو خوب لوٹو میں جاکر سمندر کو قتل کرتا ہوں یہ کہکر خواجہ اُن خیموں میں آئے
سب سرداروں کو برہنہ کرنا شروع کیا سب کو لوٹ لیا ایک کے جسم پر سوا زیر جامہ کے کچھ نہ چھوڑا سب
برہنہ کرکے اب خواجہ طرف سمندر کے چلے کہ اسکو قتل کروں جیسے قریب پہونچے اور تیغ پر ہاتھ ڈالکر قصد
کیا کہ وار کروں زمین شق ہوئی اُس سے ایک پتلا پیدا ہوا یہ کہتا ہوا کہ تو میرے آقا کو قتل کرتا ہے اس قدر
جلد آیا اور سمندر کو اٹھا کر اُسی زمین میں غائب ہوا پس زمین پھر شق ہوئی جو معزز سردار تھے مثل نکلا سے
دشملاق و عشناق وغیرہ کے سب کو پکڑ کے لے گیا اور جو سردار باقی رہے خواجہ نے کہا کہ انکو کیا قتل
کروں افسوس کرکے رہ گئے اودھر سے یہاں آگئے یہاں عیاروں نے سب کو برہنہ کر دیا تھا خواجہ نے
جو یہ کہ بیہوش پڑے تھے اُن سب کو برہنہ کر دیا چلیونک نہ چھوڑی سب لے لیے جب سب کو لوٹ چکے
کہا کہ چلو اب یہاں کیا کام ہے یہ سنکے سب عیار خواجہ کے ہمراہ طرف لشکر کے چلے یہ تو اودھر جاتے ہیں
یہاں وہ سب بادشاہ بھی جو کہ مقابلہ کو آئے ہوئے تھے اور وہ بھی سمندر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی
بیہوش ہوگئے تھے خواجہ نے اُن سب کو بھی لوٹ لیا تھا اور انکے سردار بھی جو تھے وہ بھی لٹ گئے اور اُن

بادشاہ ہوں کسے پھر بھی اُنکو اُٹھا لے گئے تھے اُنکے خیمون مین لا کر اُن سبکو اُتارا اور ہوشیار کیا پھر ایک
اپنی حالت عجیب پائی حیران ہوئے کہ یہ کیا امر ہے کہ اُنکے پیرون نے جو کہ اُٹھا لے گئے تھے کہا کہ ہم آپ کو
بچا لائے ورنہ خواجہ عیار لشکر اسلام قتل کر ڈالتا اسوقت اگر ہم نہ ہوتے یہ جو اُنھون نے کہا وہ حیران ہوئے
کہ خواجہ کہان سے آئے ان پیرون نے خبر دی کہ خواجہ نے عیار کے ہمراہ آکے آفاق کو بچا لیا وہ جو ستی بن کر
آئی تھی وہ آفاق کی زوجہ نہ تھی خواجہ تھے سب کا مال لوٹ کر لے گئے بڑا غضب ہوا تھا اُنھون نے دریافت
کیا کہ ہم کیونکر بیہوش ہوئے کہا کہ عیارون نے بیہوش کیا یہ خبر کی بیہوشی شراب کے ساغر کے مین ملا کر اُسکا
جو دھواں اُٹھا آپ سب لوگ بیہوش ہوگئے پھر یہ کہکر غائب ہوگئے سب نے دوسرے لباس پہنے وہان
سے باہر آئے سب اہل لشکر حیران ہوئے کہ یہ بادشاہ اپنے خیمہ مین کیونکر آئے یہ لوگ وہان بادشاہ کے
پاس پہنچے مگر کسی نے [illegible] خوف سے کچھ دریافت نہ کیا آفاق نوش ادھر ہوا جو چلی اور اُن سب کے
لگی ہوش آیا سب ہوشیار ہوئے اپنی عجیب حالت پائی کہ [illegible] زیر جامہ [illegible] کوئی جسم پر نہیں تھی اپنی
حالت پر سب حیران ہوئے جو کہ اہل شہر تھے وہ تو طرف شہر کے چلے گئے اس خیال سے کہ اگر اس وقت
شہر مین جائینگے تو سب لوگ ہمکو دیکھکر قہقہہ لگائینگے رات کو جائینگے جو سرداران لشکر والے تھے
وہ خیمون مین [illegible] ہوشیار [illegible] ایک دوسرے کی حالت دیکھکر حیران ہوئے اور اُٹھکر طرف اپنے لشکر والوں
کے چلے جو سردار سمندر کے تھے وہ ہوشیار ہوکر سب شہر [illegible] کی سمت کسی وقت [illegible] اور اپنے کو جو کہ
پوشیدہ کرکے طرف شہر کے روانہ ہوئے مگر حیران تھے کہ یہ کیا امر ہے بادشاہ کیا ہوا اور یہ کیا حالت ہم سب
کی ہوئی یہ تو اس فکر مین چلے جاتے ہیں ادھر پیرون نے سمندر شاہ کو اُسکے مقام خاص پر پہونچا دیا اور
ہوشیار کیا سمندر کو جو ہوش آیا اپنے کو اپنی خوابگاہ مین پایا حیران ہوا کہ مین یہان کیونکر آیا کیونکہ مین
تو اس مقام پر تھا کہ جہان آفاق کو جلایا تھا اپنے حواس درست کرکے یہ دیکھا کہ سحر کا پتلا کھڑا ہوا ہے کہا
کہ تو مجھکو کیون لایا اُسنے کہا کہ بڑا غضب ہوا تھا خواجہ نے آپ کو قتل کر ڈالا ہوتا اگر مین نہ پہونچتا سمندر نے
کہا کہ خواجہ کہان تھے اُسنے کہا کہ وہ جو ستی بن کر آئی تھی وہ خواجہ تھے آفاق کی زوجہ نہ تھی اُنھون نے
آفاق کو قتل ہونے سے بچا لیا سب اہل جلسہ مجمع کو لوٹ لیا عیارون نے بیہوشی ملا کر آپ سب صاحبوں
کو بیہوش کیا خواجہ آپکے تلوار لیکر چلے تھے کہ مین پہونچ گیا آپکو لیکر چلا آیا یہ واقعہ گذرا آپ ذرا
ہوشیار رہئے خواجہ آپکے دشمن ہوگئے ہیں اس وقت مین نے بچا لیا ورنہ اُنھون نے تو کام کر لیا تھا
کوئی ایسا غافل ہوتا ہے ایسی غفلت زیبا نہیں ہے یہ سنکے سمندر حیران ہوا کہ بڑے غضب کے عیار ہیں بڑی
عیاری کی وہ پتلا یہ کہکر اور خبر دے کر غائب ہوگیا سمندر اپنی خوابگاہ سے توبہ توبہ کرتا ہوا نکلا سب
اہل محل حیران ہوئے کہ بادشاہ کیونکر آئے ہمکو خبر بھی تو نہ ہوئی خواصون نے جو کہ زیادہ منہ لگی ہوئی تھین
دریافت کیا کہ آپ کب تشریف لائے سمندر نے کہا کہ مین ابھی تو آیا ہون مگر تم سب سے پوشیدہ آیا
سمندر نے اُنسے اصل حال نہ بیان کیا اُدھر اسی طور سے ہر سردار کے پیر نے جاکر اُسکو اُسکے مکان مین
ہوشیار کیا اور اس حال سے خبردار کیا اور غائب ہوگیا جو سردار کہ خیمہ سے شہر کو چلے تھے وہ بھی اپنے اپنے
مکان پر آئے لباس پہنے باہر آئے سب نے دریافت کیا کہ آپ کیونکر آئے ہر ایک کے اہل خانہ و اہل
محل نے بھی پوچھا اُنھون نے اپنی حالت بیان کی کہ نہ معلوم کیا واقعہ ہوا کہ ہم بیہوش ہوگئے اب جو ہوش
آیا اپنے کو برہنہ پایا اسسے پوشیدہ ہوکر آئے جب لباس پہن لیا تب اپنے کو ظاہر کیا اُس دن سمندر نے
دربار نہ کیا نہ کوئی سردار باہر نکلا یہان کی تو یہ کیفیت ہے اُدھر ملازمان آفاق جو اُس مجمع سے واپس [illegible]

آئے اُس مکان کو ویران دیکھکر رونے لگے سب اسباب اُٹھا لیا اور قصد کیا کہ افاقیہ کو جائیں وہان کا
بھی اسباب اپنے قبضہ میں کریں چونکہ رات ہو گئی تھی اس سبب سے اُسی مکان میں قیام کیا اُدھر وہ جو
لشکر صحرا میں بحکم آفاق جا کر مقیم ہوا تھا کہ جب بادشاہ قتل ہووے گا تو ہم آکر ضرور مقابلہ کرینگے تھوڑے
عرصہ کے بعد کچھ لوگ اُس لشکر سے نکل کر یہان آئے کہ دیکھیں کیا واقعہ گذرا یہان آکر دیکھا کہ کوئی نہیں ہر
سناٹا پڑا ہوا ہے وہ مقام ہو کا ہو رہا ہے البتہ کا انبار ہے کچھ بیشتر کھوپڑی سب پڑے ہوئے ہیں کچھ رال کے
بورے ہیں ایک طرف کچھ خیمہ برپا ہیں جہاں سمندر رہتا تھا ابھی کچھ آگ کا اثر باقی ہے سب لشکر اپنے
مقام پر قیام پذیر ہیں یہ بھی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مجمع تھا یہ حال دیکھکر وہ لوگ لشکر کو واپس گئے افسرون نے
پوچھا کیا خبر لائے اُنھون نے بیان کیا کہ وہان تو کچھ بھی نہیں ہے نہ بادشاہ ہے نہ سمندر ہے نہ لشکر ہے نہ اہل شہر
ہیں سناٹا پڑا ہوا ہے کچھ لکڑیان اور کچھ روغن کے پیپے پڑے ہیں رال کے بورے ہیں کچھ خیمے برپا ہیں مگر وہ
سب خالی ہیں ہان وہ لشکر جو کہ اہل اسلام کے مقابلہ کو آئے تھے اپنے مقام پر مقیم ہیں یہ سنکے افسرون نے
باہم صلاح کی کہ رات کو شبخون مارینگے یہ صلاح کر کے اور شبخون پر آمادہ ہو کر وہ لشکر اسی صحرا میں
مقیم ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ اس لشکر کو تو یہاں مقیم رکھا جاتا ہے اب خواجہ و دیگر عیارون کا حال بیان
ہوتا ہے سب سے پہلے بادشاہ اسلام کا حال معرض تحریر میں آتا ہے کہ بادشاہ و صاحبقران آفاق اور
اُسکی زوجہ کو جلتے ہوئے دیکھکر افسوس کنان اپنی بارگاہ میں تشریف لائے دربار فرمایا سب سردار
اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے دربار آراستہ ہوا مگر ہر ایک کی زبان پر افسوس ہے یہی ہر ایک کہہ رہا ہے کہ بڑا
ظالم سمندر نے کیا مغرور شخص مارا گیا نہ معلوم خواجہ پر کیا گذری کل سے غائب ہیں یہ کہہ رہے تھے کہ اسکو
رہا کر کے لاؤنگا نہیں تو اپنی بھی جان دونگا معلوم ہوتا ہے کہ عیاری نہیں چلی اُنھون نے بھی اپنی جان دیدی اور
بہت سے عیار جو بیٹھے تھے اُنھون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ہم نے تو خواجہ کو نہیں دیکھا ہان چالاک
و برق وغیرہ تو برہمن بنے ہوئے موجود تھے مگر خواجہ کا پتہ نہ تھا صاحبقران نے فرمایا چالاک وغیرہ کیوں
تو نہیں آئے ضرور ان سب نے جانین دین مقام افسوس ہے کہ خواجہ قتل ہوئے اور ہم سے کچھ نہ ہو سکا
معلوم ہوا کہ ان لوگون نے کیونکر اپنی جانین دین بادشاہ نے فرمایا کہ خبر منگانا چاہیے کہ کیا واقعہ ہوا
صاحبقران نے فرمایا کہ ہرکارون کو روانہ کرتا ہون یہی گفتگو تھی کہ چند ہرکارے آکر پہونچے اُنھون نے
سلام کیا اور عرض کیا کہ یہ واقعہ ہوا کہ خود بخود سب اہل مجمع و اہل جلسہ جہان کہ سمندر بیٹھا تھا مع سردارون
کے بیہوش ہو گئے ہم یہ دیکھکر بھاگ گئے پھر کیا حال ہم کو نہ معلوم ہوا کہ کیا گذری ہم اس خوف سے بھاگے کہ
کہیں ہم پر یہ آفت نہ آئے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کارروائی عیارون کی تھی بیہوشی سے سب کو
بیہوش کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ضرور یہی ہوا تب معلوم ہوا کہ عیار زندہ ہیں اُنھون نے عوض میں خون
آفاق کے سب کو قتل کیا ہوگا یقین ہے کہ سمندر بھی قتل ہوا ہو تو تعجب نہیں ہے صاحبقران نے
ہرکارون سے فرمایا کہ خبر تو لاؤ کہ کیا واقعہ گذرا ہرکارے سلام کر کے چلے تھے کہ خواجہ مع عیارون کے
ہنستے ہوئے چلے آتے نظر آئے کہ بادشاہ کی نظر خواجہ پر پڑی فرمایا کہ خواجہ آتے ہیں خوش ہیں یہ جو
بادشاہ نے فرمایا صاحبقران و دیگر اہل دربار نے طرف دربارگاہ کے دیکھا کہ خواجہ مع عیارون کے
خوش خوش آتے ہیں خواجہ نے آکر بادشاہ وغیرہ کو سلام کیا اپنی کرسی پر بیٹھ گئے اور عیار اپنے اپنے
مقام پر آکر کھڑے ہوئے کہ صاحبقران نے خواجہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ تم تو کہتے تھے کہ میں بدون
آفاق کے رہا کیے ہوئے اب نہ آؤنگا مگر آفاق تو مع اپنی زوجہ کے جل گیا اور تم سے کچھ نہ ہو سکا

صرف کیا تھا اگر تم یہان سے اُسکا حساب پیش کرتے وہ بھی تم کو ملتا خواجہ نے حساب کرکے کہا کہ آج تو مجکو
کئی لاکھ کے قریب ملتا کیونکہ کس قدر سردار ہین صاحبقران نے فرمایا کہ جو سرداران معزز ہین اُن سے
پانچ سو اور جو کہ غیر معزز ہین اُنسے اُنکے مرتبہ کے موافق ملتا خواجہ نے عرض کیا اُسوقت بہت کچھ ملتا بادشاہ نے
فرمایا کہ مین بھی بہت کچھ دیتا ایک خلعت بیش بہا جو پندرہ ہزار روپیہ کا مین نے تمھارے لیے تجویز کیا تھا دیتا اور
ہر عیار کو بھی خلعت دیتا یہ سنکے خواجہ نے عرض کیا کہ میرا مقدر اور بڑے زور سے قہقہہ لگایا اور صاحبقران
و بادشاہ سے عرض کیا کہ روپیہ و خلعت میرے لیے اور قران دبرق و چالاک و ضرغام وغیرہ کے لیے کہ سب
پندرہ عیار ہین طلب فرمایئے اور دیگر سردارون سے روپیہ جمع کرایئے مجھ سے آفاق کو مع اُسکی زوجہ کے
زندہ لیجیے بھلا ہم اقرار کرکے جاتے اور پورا نہ کرتے ہم کہ گئے تھے کہ یا تو جان دینگے یا آفاق کو لیکر آئینگے بدو
اُسکے منھ نہ دکھائینگے اور بے حصول مقصود واپس آتے اگر صورت مقصود نہ نکلتی تو آج سمندر کا خاتمہ کرتا
یا ہم نہ ہوتے یا سمندر نہ ہوتا مین نے تو سمندر بھی اُسکا خاتمہ کیا تھا کیا کرون اُسکا سحر اُسکو لے گیا آپ سے
اہی صاحبقران مین قسم کہا کر گیا تھا کہ بدون آفاق کو رہا کیے ہوئے نہ آؤنگا اپنی جان دونگا وہی کیا
جان پر کھیل کر عیاری کی کچھ کوئی درجہ جان کے جانے مین باقی نہ رہا تھا خدا نے فضل کیا کہ جان بھی بچی اور
آبرو بھی رہی کام بھی ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ دوسرا فقرہ ہے کہ ہم سب روپیہ جمع کرین آپ اُسپر قبضہ
کرکے یہ فرمائین کہ یہ روپیہ اُس قضیہ مین آیا جو کہ عیاری مین صرف ہوا ہے تو مین ایسا نادان نہین ہون جواب
کے فقرہ مین آکر اپنا نقصان کرون اور اپنے ساتھ سب کو زیر بار کرون خواجہ نے کہا کہ مین اُسکو کیا کرون کہ
آپ میرے کلام کو فقرہ تصور کرتے ہین مین قسم کہا کر عرض کرتا ہون کہ جو مین فقرہ کرتا ہون یہ جو خواجہ نے
بقسم عرض کیا صاحبقران کو یقین ہوا اُسی وقت حکم دیا کہ دس ہزار روپیہ اور ایک خلعت برائے
خواجہ اور چودہ خلعت عیارون کے لیے اور ایک ایک ہزار روپیہ فوراً حاضر ہوا اور یہ حکم فرمایا کہ سب سردارون
فرمایا کہ آپ لوگ بھی خواجہ کے لیے روپیہ طلب کرین جو سردار معزز تھے اُنھون نے پانچ پانچ سو روپیہ بحکم
صاحبقران اور ایک ایک سو اپنی طرف سے برائے خواجہ اور سو سو روپیہ برای عیاران طلب کیا اور جو سردار
غیر معزز تھے اُنھون نے اپنی لیاقت کے موافق برائے خواجہ اور برائے عیاران طلب کیا اور بادشاہ
نے بھی ایک خلعت برائے خواجہ اور عیارون کے لیے خلعت و روپیہ اور پندرہ ہزار روپیہ برائے خواجہ
طلب کیا تھوڑے عرصہ مین سب روپیہ جمع ہو گیا روپیہ کا ایک انبار لگ گیا ایک طرف خواجہ کے لیے جمع
تھا اور ایک طرف عیارون کے لیے خواجہ نے عرض کیا کہ یہ حساب موجود ہے جو کہ عیاری مین صرف ہوا ہے یہ
روپیہ بھی طلب فرمایئے اور مجھ سے آفاق کو لیجیے اور میری عیاری کی داد عنایت فرمایئے اور ان عیارون کے
کام کی تعریف فرمایئے اب جو صاحبقران نے اُس فرد حساب کو دیکھا اُسمین تئیس ہزار روپیہ کا صرف
لکھا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ اس قدر روپیہ کس امر مین صرف ہوا ہے خواجہ نے جواب دیا کہ پہلے آپ
روپیہ طلب کرلین پھر ہر رقم کے صرف کرنے کی صورت آپ سے عرض کرونگا صاحبقران نے وہ بھی
روپیہ منگا کر جمع کیا اب خواجہ نے کہا کہ سب اہل دربار متوجہ ہون اور میری کارروائی کی داد دین کہ کیا
کام کیا ہے سب سردار مع صاحبقران و بادشاہ و عیارون کے جو کہ یہان موجود تھے اور برائے عیاری
نہین گئے تھے حاضر خدمت ہو کر بگوش دل متوجہ ہوے اب خواجہ نے اپنا یہان سے نکل کر لشکر اسلام سے جانا
لشکر کفار مین وہان سے طرف شہر کے روانہ ہونا اور داخل شہر ہونا شہر کی گشت کرکے دربار مین جانا دربار کو
خالی پانا وہان سے اسی فکر مین روانہ ہونا اُس چوبدار کا ملنا اُس سے گفتگو کا ہونا آخر کو اُسکو عیاری

کر کے بیہوش کرنا اپنا دربار خاص میں جانا وہاں کی تقریر جو باہم ہوئی تھی وہ کہنا اور سب رخصت ہو کر اپنے اپنے
مقام کو گئے تھے بیان کرنا اور اپنا طرف قیدخانہ کے جانا وہاں بند وبست کامل پانا وہاں سے مایوس ہو کر ایک طرف
کو جانا مکان کا آفاق کے ملنا اسکو دریافت کرکے چاروں طرف مکان کے اس خیال سے پھرنا کہ اگر موقع ملے تو میں
اندر کے جاؤں جگہ کا نہ ملنا مجبور ہو کر ایک درخت کے سایہ میں سامنے اس مکان کے بیٹھنا اور فلک سے شکایت
کرنا آفاق کی زوجہ کا کمرہ کھول کر دیکھنا اسکا تقریر کر کے طلب کرنا خواص کا آکر لیے جانا اسکے پاس اپنا پہونچنا
اور جو تقریر ہوئی تھی سب بیان کرنا اسکو ڈبہ دینا اس سے رخصت ہو کر اس خواص کے ساتھ چلنا موقع پا کر
اسکو بیہوش کرنا اسلیے اور اسکی صورت بن کر ملکہ کے پاس آنا یہ نہ بیان کیا کہ میں تمام مکان آفاق کا لوٹ لایا
اپنا زوجہ آفاق سے تقریر کر کے اس ڈبہ کے کھولنے کی ترغیب دلانا اسکا ڈبہ کو وا کرنا بیہوشی کا اثر نام اسکا بیہوش
ہونا اسکو نذر زنبیل کر کے اسکی صورت بن کر سب سحت پیکار سب کا جمع ہونا اور سمجھانا اپنا کا ننا آخر کو وقت
سحر سب کا بستی کو لیکر ہمراہ چلنا اس مقام پر پہونچنا اور سمندر کا ملازم کو بھیجنا اور سمجھانے کے
نہ قبول کرنا آخر کو ہمراہ آفاق کے آگ میں جانا آگ کا مشتعل ہونا اپنا آفاق کو بیہوش کر کے نذر زنبیل کرنا
اور اس فکر میں ٹھہرنا کہ کوئی راہ بھاگنے کی ملے آخر کو جب سب آگ ہو گئی اور چاروں طرف سے شعلہ اٹھنے لگے
اپنا گھبرانا اور اپنے کو نفرین کرنا آخر کو عاجز ہو کر طرف خدا کے رجوع کرنا قران کا آنا حلقہ کا زمین کے توڑنا اپنا توڑنا
قران کا صدا دینا اپنا قران کے ساتھ اس نقب کے ذریعہ سے باہر آنا اور صورت بدل کر قران کو لے کر
اس مقام پر آنا جہاں مجمع تھا سب کو مع سمندر کے بیہوش پانا اپنا سمندر پر تلوار کھینچ کر مارنا زمین کا شق
ہونا تیلے کا نکلنا سمندر کو اٹھا لے جانا اسی طرح سب سرداروں کے سروں کا کاٹنا اور انکو لے جانا اپنا ناکام
ہو کر رہ جانا سب بیان کیا اور عرض کیا کہ صاحبقران بڑا نقصان ہوا کہ ان نامشخصوں نے سب سرداروں
کو مع سمندر کے برہنہ کیا تھا اور جواہر کا مجمع تھے انکو بڑا نقصان ہوا یہ سب مال ار ہوگئے اب خوب قمار بازی
ہوگی بڑا نقصان ہوا جب یہ سب عیاری بیان کر چکے اسکے بعد کیا کیا کہ جال مار کر جو سب روپیہ اور خلعت
جو کہ انکے تھے وہ اور جو کہ اور عیاروں کے تھے نذر زنبیل کر لیا اور کہا کہ انکو کیا ضرورت ہے یہ تو مال مارتے ہیں
خوب قمار بازی ہوگی اور لشکر بازی بھی ہوگی یہ میں نے روپیہ اس مال کے عوض میں لیا کہ جو ان میں میرا حصہ
تھا اب ان سے فرمائیے کہ یہ سب اپنی عیاری عرض کریں کہ انہوں نے کیا کیا اور قران اپنی عیاری
بیان کریں ہاں انکو میں کچھ دونگا کہ انہوں نے میری جان بچائی اور انکے ہاتھ کچھ مال نہ آیا یہ محروم رہے میں
کوئی نا انصاف نہیں ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ یہ کیا حرکت تھی کہ تم نے جال مار کر روپیہ
لے لیا کوئی تم کو روپیہ نہ دیتا کیا یہ خیال تھا جب کہ یہ روپیہ تمہارے لیے منگایا گیا تھا تو ضرور تم کو ملتا خواجہ
نے عرض کیا کہ کیا اعتبار تھا آپ لوگوں کی طبیعت پلٹ جاتی تو میں کیا آپ سے لڑتا اگر لڑتا بھی تو میں کیا
آپ سے سر بر ہوتا بیکار میرا انعام تم تو شاہ ہو میں نے تقدم بالحفظ کیا اور میرا روپیہ صرف ہوتا کیونکہ آپ لوگ تو
نفقت کے بھوکے کھا کر موٹے ہوئے ہیں میں دبلا پتلا آدمی آپ جسکو حکم دیتے کہ اسکی گردن میں ہاتھ دیکر
باہر نکال دو تو بیکار کو آبرو جاتی اور کچھ حاصل نہ ہوتا یہ ہوتا کہ ہر ایک مجکو نفرین کرتا اور سوا اسکے ندامت کے
کچھ نہ ہاتھ آتا اور بقول آپ کے جب میرا مال تھا تو میں کیوں نہ لیتا کیا ضرورت تھی کہ پڑا رہنے دیتا صاحبقران
نے فرمایا کہ بجا ارشاد ہوا ابھی حضرت جب آپ خلعت پہن کر بارگاہ سے نکلتے تو لوگ دیکھتے سب کو معلوم ہوتا
کہ خواجہ کو عیاری کے صلہ میں خلعت ملا خواجہ نے کہا کیا خوب آپ نے میرے مروانے کی تدبیر کی ہے اول تو
سب قرضدار مجکو کیوں زندہ رکھتے کہتے کہ آج تو خلعت ملا ہے روپیہ بھی نقد ملا ہوگا ہمارا قرضہ ادا کرو اگر انکو کچھ

نقرہ دے کر مال دیتا تو تمھارے لشکر کے انعام طلب کرتے ہیں کہاں سے دیتا فقیر انکو کچھ دے کر جان بچاتا تو
رات کو ڈاکہ پڑتا ایک تو میرے پاس ہی کیا ہے جو لے جاتے صرف ایک لوٹا اور تھیلی ہے وہی جاتا اور یہاں سے
لے کیا جاتے ہیں خلعت پہن کر جو باہر نکلتا میری جان جاتی اور کچھ نہ حاصل ہوتا اس خیال سے میں نے یہ
حرکت کی صاحبقران نے فرمایا کہ آپ کی راست تو بہت عمدہ ہے اچھا خواجہ اب آفاق کو عنایت فرمایئے
جو کچھ کیا آپ نے بہت اچھا کیا یہ ہماری غلطی ہے کہ ہم نے پہلے سے کیوں منگا لیا رکھا وہ جو روپیہ آپ نے بڑے
صرف لیا ہے اسکا حساب بتایئے خواجہ نے کہا کہ آپ گھبراتے کیوں ہیں میں حساب بھی بتاتا ہوں اور آفاق
کو بھی نکالتا ہوں میں بھاگا نہیں جاتا ہوں آپ پہلے عیاروں سے تو انکی عیاری کا حال سن لیجیے اور دریافت
فرمایئے کہ انھوں نے جو یہ سب مال مار لیا ہے انکا حق ہے کہ میں نے کام کیا کہ انھوں نے پھر جو فرمایئے گا میں بجا
لاؤنگا صاحبقران نے ان عیاروں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ آپ لوگ اپنی عیاری کی حالت بیان کریں
پہلے قران نے عرض کیا کہ میں دریا کے کنارے بیٹھا ہوا عبادت کر رہا تھا کہ اتنا دیو دیکھے انھوں نے سب
حال بیان کیا اور فرمایا کہ میں بھی عیاری کو جاتا ہوں یہ فرما کر چلے گئے میں بھی وہاں سے نکلا اور نقب وغیرہ سے
فراغت کر کے چلا کہ پھرتے پھرتے یہاں آیا دیکھا کہ انبار ہیزم ہو رہا ہے بس میں نے اسکو چلا دیا ایک مقام تجویز کر کے
اور سیدھا اندر نقب کنی کرنا شروع کی اس خیال سے کہ جب لوگ آفاق کو ہیزم کے اندر لاکر جلائینگے
میں طبقہ توڑ کر اسکو نکال لے جاؤنگا اس نقب کنی کرتا ہوا چلا رات بھر اسی میں نے نقب کنی کی اور
اس قدر دن جو کہ گذرا ہے جب مہرہ لوٹا ہے میری محنت کو خیال فرمایئے کہ کس قدر مشقت کی خود ہی نقب
کھودتا تھا خود ہی مٹی باہر لاکر ڈالتا تھا یہ کئی آدمیوں کا کام تھا مجھ اکیلے نے کیا خوب محنت کی تھی کہ تھک
گیا مگر خدا نے محنت کی یہ جزا دی کہ میں وقت پر پہنچا اگر تھوڑی دیر اور نہ پہنچتا تو میری محنت بیکار رہتی
اور خواجہ و آفاق جل جاتے شکر اسکا ہے کہ محنت رائگان نہ ہوئی میں خواجہ کو لے کر نکل آیا یہاں آکر
خواجہ نے قصد سمندر کے قتل کرنے کا کیا تھا کہ اسکو نیلہ سمجھ لے گیا یہ میری عیاری تھی خواجہ نے
کہا کہ کیوں بھی قران میں نے ایک حبہ بھی پایا ہے کہ ان سب نے کیسب مال لوٹ لیا تھا یہ کہتے ہیں کہ خواجہ
نے لیا تو خرابی ہو صاحبقران کو یقین ہوگا میں کہتا ہوں کیونکہ یہ سب تو چلے ہوئے ہیں میری کیا وقعت
کی تقریر ہے کہ میں نے انکے بھی خلعت لے لیے ہیں تم پریشان ہوتا فیصلہ ہو جاتے تو میں تمھارا مال تم کو دونگا
میں کوئی غاصب نہیں ہوں قران نے یہ تقریر سنکے سر جھکا لیا اور دل میں کہا کہ تم نے وہ بھی مال مارا اور
یہ بھی ایک حبہ تو دیتے نہیں یہ دل میں کہکر کہا کہ جی ہاں بجا ارشاد ہوتا ہے یہ سنکے صاحبقران نے
کہا کہ آپ لوگ بیان کریں انھوں نے عرض کیا کہ اے صاحبقران جب ہم بعد جانے خواجہ کے یہاں سے
روانہ ہوئے پہلے شہر میں گئے وہاں کوئی موقع نہ ملا آخر کو لاچار ہوکر چلے گئے جہاں انبار ہیزم ہو رہا تھا
ہم سب نے اپنی صورتیں برہمنوں کی بنائیں جو برہمن آئے تھے انکے ساتھ شامل ہوکر کام کرنے لگے
سب لوگ آکر جمع ہوئے یہاں تک کہ سمندر آیا آفاق آیا خواجہ کی آمد ہوئی کہ کشتی بنے ہوئے تھے ہم
سب اپنے کام میں معروف تھے یہاں تک کہ آفاق مع اپنی زوجہ نقلی کے ان لکڑیوں کے اندر گیا
آگ دی گئی ہم لوگ تو وہاں موجود تھے ہم نے رات ہی کو یہ تدبیر کی تھی کہ لکڑیوں کے انبار پر بیہوشی
خوب سی ڈال دی تھی آگ جو لگی خوب دھواں بلند ہوا اسپر طرہ یہ کیا کہ جب اور ڈال ڈال کر آگ مشتعل
کی جانے لگی تھی اسکے ساتھ ہی سب بیہوشی اڑانا شروع کی خوب دھواں بلند ہوا اتنے عرصہ میں سب لوگ
جلے گئے جس قدر آدمی اور سمندر اور سردار آئے تھے سب کے سب بیہوشی کے اثر سے بیہوش

ہوئے ہم نے قصد کیا کہ جا کر سمندر کو قتل کریں کہ خواجہ صاحب مع قران کے تشریف لائے ہم کو پہچانا ہم
نے انکو پہچانا ہم کو حکم دیا کہ تم اہل مجمع کو لوٹو میں جا کر سمندر کو قتل کرتا ہوں ہم بموجب حکم اہل مجمع کو لوٹنے
لگے ہم نے سب کو برہنہ کیا استاد اُن چھہ دن میں گئے جہاں سمندر و سرداران سمندر اور وہ بادشاہ جو کہ
مقابلہ کو آئے تھے اور اُنکے سردار بیہوش پڑے تھے اُن سبکو لوٹ لیا سب کو برہنہ کیا سمندر کو قتل کرنے
چلے تھے کہ پتلا پیدا ہوا سمندر اور سب سرداروں کو لے گیا جب اذنا سردار رہ گئے تو خواجہ وہاں سے واپس
آئے ہم سب لوٹ چکے تھے ایک مقام پر جمع کیا تھا کہ خواجہ نے اگر نذر زنبیل کیا ہم کو ایک حبہ نہ دیا ایک
پارچہ کپڑے کا دیا فرماتے ہیں کہ سب عیاروں نے لے لیا ہم سے قسم لیجیے جو ہم کو کچھ ملا ہو خواجہ نے کہا
کہ تم قسم کھاتے ہو کہ تم نے نہیں لوٹا ہے اور بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم لوٹتے اور خواجہ تم کو نہ دیتے یہ تو
ممکن نہ تھا آپ فرمائیں تو سہی یہ اس قدر مال ہم کو دے دیتے صاحبقران نے کہا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو
وہ ممکن نہ تھا اور یہ ممکن ہے ضرور انھوں نے لیا ہوگا یہ صرف تہمت ہے پیشکی خواجہ نے عرض کیا کہ مجھکو
پہلے سے یقین تھا کہ یہ لوگ اسی طور سے بیان کرینگے اور صاحبقران کو یقین ہوگا اب معلوم ہوا کہ آپ
نے اُس مال کے سوا سے بہت سا مال مارا ہے آپ لوگ برہمن بنے تھے خوب مال مارا ہوگا ایک حبہ ایک
برہمن کے ہاتھ نہ لگا ہوگا اب تو خوب قمار بازی لتہ بازی رنڈی بازی ہوگی افسوس ہے کہ اس محنت
اور مشقت سے تو پیدا کریں اور یوں برباد کریں اور تم نے تو کوئی محنت بھی نہیں کی صرف برہمن بنے ہوئے مال مارا ہے
خوب کھانے کھائے خوب فربہ ہو گئے اور اسکی محنت تو ہم دو آدمیوں نے کی ایک قران نے اور ایک ہم نے
ورنہ تم لوگ تو حرام خور ہو حرام کا مال مار لیا اور یہ تہمت لگاتے ہو کہ استاد نے لے لیا اور صاحبقران کو
یقین بھی آگیا خیر نہیں لیا تو لیا آپ میرا کیا کر لینگے اور جو لیا ہوگا تم کو دوں کہ تم بیہودہ کاموں میں فضول
صرف کرو میں تو محتاجوں کو دیتا ہوں خانہ کعبہ بنتا ہے اور محتاجوں کو تقسیم کیا جاتا ہے کار خیر میں صرف
ہوتا ہے یہ سنکے وہ عیار خاموش ہو رہے صرف اس قدر جواب دیا کہ بہت بجا ارشاد ہوتا ہے بڑی خرابی کی
بات ہے کہ جو مال لوٹ مار کے اور عیاری کر کے حاصل کریں وہ بھی آپ لیں اور جو انعام وغیرہ ملے وہ
بھی ضبط کر لیا جائے ہماری کیونکر بسر ہو خواجہ نے جواب دیا کہ میں خاصیہ ہوں کہ تمھارا مال غصب
کرتا ہوں بادشاہ نے فرمایا کہ جانے دو یہ تمھارے استاد ہیں انہیں کو لینے دو یہ جو بادشاہ نے
کہا خواجہ بھی خاموش ہو رہے مگر نگاہ قہر آن عیاروں کو دیکھا کیے وہ سر جھکائے کھڑے رہے کہ
اتنے میں صاحبقران نے فرمایا کہ آفاق کو لائیے اب تو سب مال انھوں نے ہی سب مجمع کو لوٹ لیا سمندر
کو لوٹ لیا یہاں جو مال آیا تھا تھوڑا رہ گیا اور عیاروں سے لے لیا وہ بھی لیا اب باتیں نہ بنائیے بس ہو چکا خواجہ
نے کہا کہ باتیں میں نہیں بناتا ہوں بس آفاق کی رونمائی لائیے جسکو صورت دیکھنا ہو وہ روپیہ لائے
ورنہ دربار سے چلا جائے صاحبقران نے فرمایا کہ زیادہ باتیں نہ بنائیے دوسری تدبیر تعمیل کرنی کی جارہی ہے کسی کو
ضرورت نہیں ہے اور یہ جو روپیہ آپکو دیا گیا ہے یہ اس امر کا ہے اسی امر کے لیے دیا گیا ہے خواجہ نے تیوری بدل کے
کہا کہ یہ تو میری عیاری کا انعام تھا اور اسکو دیا ہے لوٹنے کی تہمت لی جاتی ہے کوئی مرد ہے تہمت لیتا ہے اب تو مجھ پر
کیا خوب اگر روپیہ ملتا تو میرے پاس ہوتا کیا میں کہیں لے گیا یہ جو جملہ کہا صاحبقران اور بادشاہ خوش ہوئے
ہنسنے لگے خواجہ نے کہا کہ لاؤ اب ورنہ کر دو خواجہ نے کہا کہ روپیہ منگائیے اب دیر نہ فرمائیے ناحق ہے وہ بیچارہ
پیشقدمی پڑا ہوگا آخر کو بادشاہ و صاحبقران نے ایک ایک لاکھ ہزار روپیہ اور طلب کیا سب سرداروں نے بھی اپنی
لیاقت کے موافق طلب کیا جب روپیہ جمع ہو گیا خواجہ سے کہا کہ منگا لیجیے بس خواجہ نے آفاق اور اسکی

زوجہ کو زنبیل سے نکالا سب نے دیکھا کہ آفاق اور اسکی زوجہ دونوں بیہوش پڑے ہیں کہ خواجہ نے آفاق
کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا کہ اسکو ہوش آیا اس نے اپنی آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک دربار میں ہوں وہاں خدا اپنے
بیٹھے ہوئے ہیں اس نے آنکھیں بند کر لیں یہ خیال آیا کہ میں مرا ہوں اور مرتے وقت میرا یہ اعتقاد تھا کہ مذہب
اسلام برحق ہے پس میں خدا پرستوں کے ساتھ رکھا گیا ہوں اس مقام پر آیا ہوں کہ جہاں خدا پرست مر کے
جاتے ہیں خواجہ نے جو دیکھا کہ آفاق نے آنکھیں بند کر لیں پکار کر کہا کہ اے آفاق ہوشیار رہو تم زندہ ہو میں
عیاری کر کے اور اپنی جان پر کھیل کر تم کو لے آیا ہوں یہ دربار بادشاہ اسلام ہے ہوشیار ہو کر دیکھو کہ وہ سامنے
تخت پر بادشاہ تشریف فرما ہیں اور دنگل پر صاحبقران عالی جاہ جلوہ فرما ہیں اور سب سردار موجود ہیں یہ جو خواجہ
نے کہا آفاق نے آنکھیں کھولیں دیکھا کہ فی الاصل میں زندہ ہوں بارگاہ صاحبقران میں موجود ہوں پس اٹھ
کھڑا ہوا سب کو سلام کیا بادشاہ کے قدم چومے صاحبقران کے قدم پر گرا صاحبقران نے گلے سے لگایا فرمایا
کہ آفاق کے لیے کرسی لاؤ فوراً حاضر کی گئی آفاق کرسی پر بیٹھا اور خواجہ نے آفاق کی زوجہ کو ہوشیار کیا
اسکی جو آنکھ کھلی اس نے دیکھا کہ میں تو اپنے مکان میں بیٹھی ہوئی سہیلی سے باتیں کر رہی تھی اور اپنے شوہر کے
بیٹھے ہوئے [illegible] کھا لیتی تھی اسکے بعد مجھکو کچھ نہیں معلوم ہوا کہ میں یہاں کہاں سے آگئی یہ خیال کر رہی تھی کہ خواجہ
نے کہا اے ملکہ ہوشیار رہو یہ تمہارا خیال خام ہے میں تم کو عیاری کر کے اپنی بارگاہ میں لایا ہوں یہ دربار صاحبقران
ہے دیکھو تمہارا شوہر بھی موجود ہے اسکو بھی میں رہا کر کے لایا ہوں کوئی مقام خوف نہیں ہے ہوشیار ہو یہ جو خواجہ
نے کہا وہ عورت بھی اٹھ بیٹھی سلام کیا بادشاہ کو صاحبقران کو اسکے لیے بھی صاحبقران نے کرسی طلب
فرمائی وہ بھی اپنے شوہر کے پاس بیٹھی جب وہ بیٹھ چکی آفاق اور اسکی زوجہ نے ایسا دربار دیکھا کہ جو کبھی
خواب میں بھی نہ دیکھا تھا اس دربار کو دیکھکر حواس جاتے رہے دیکھا کہ تخت پر بادشاہ تشریف فرما ہیں دنگل
شوکت پر صاحبقران طرف دست راست کے اور طرف دست چپ کے سب سرداران مظفر اپنے اپنے
دنگلوں پر متمکن ہیں وزیران صاحبقران بیٹھے ہیں ایک طرف سہراب جادو بڑی عزت سے بیٹھا ہوا ہے اسکے
برابر ایک طرف ملکہ غزالان کوکبہ روشن تن مع اپنے سرداروں کے بڑی آبرو سے بیٹھی ہوئی ہیں مع آفتاب عالم
مع ساحران نامی کے متمکن ہے دربار ساحروں دیگر ساحروں سے مملو ہے ہر ایک اس عزت سے بیٹھا ہے کہ یہ عزت
سہراب کی نہ غزالان کی نہ کوکبہ کی کبھی دربار سمندر میں نہ تھی باوجودیکہ اسکی بڑی عزت دربار سمندر میں
تھی مگر یہ عزت نہ تھی جو کہ یہاں دیکھی آفاق یہ قدر و منزلت و عزت و توقیر ہر ایک کی دیکھکر بہت حیران ہوا
اسکی زوجہ نے بھی اپنے دل میں کہا کہ یہ لوگ بڑے قدردان ہیں انکی اطاعت میں ہم بہتر ہیں یہ خیال اپنے
دل میں کر رہا تھا کہ خواجہ نے آفاق سے کہا کہ اے آفاق اب تم کیا کہتے ہو مذہب اسلام قبول کرتے ہیں اور
صاحبقران کی رفاقت کرتے ہیں کیونکہ سمندر نے تمہارے ساتھ وہ حرکت کی ہے کہ کوئی شخص ایک ادنی ملازم
کے ساتھ نہ کرے گا تم نے بسبب پاس نمک کے کوئی سلوک اسکے ساتھ نہ کیا یہ کوئی حرکت تھی اگر میں نہ جاتا
اور عیاری نہ کرتا تو تمہاری تو جان جا چکی تھی اور یہ بھی مجھکو معلوم ہے کہ یہ جو اسنے کیا صرف اسلیے کیا کہ بعد
تمہارے تمہاری زوجہ سے عقد کر لے آپ اسکے ساتھ رہنا اور اسکی اطاعت کا دم بھرنا کہ جو اپنی عزت کا
خواہان ہو بالکل خلاف عقلمندی ہے اور تم تو اسکے ظلم سے اپنی جان کو کھو چکے تھے مگر تمہاری قضا نہ تھی میں نے
جا کر تم کو بچا لیا اب کوئی نقصان اور حرج کی بات نہیں ہے نہ کوئی نمک حرام تم کو کہہ سکتا ہے ہر ایک کو اپنے
فعل کا اختیار ہے تم نے اسکے ساتھ کوئی بدسلوکی اور نمک حرامی نہیں کی جو کوئی تم کو کہے بلکہ اس نے تمہارے
ساتھ سراسر بدسلوکی اور ظلم کیا اسکو تو تمہاری قدر کرنا تھی کہ ایسا خیر خواہ کسی کو میسر نہیں ہوتا ہے اب تم کو

لازم ہے کہ تم اسکی رفاقت ترک کر دو اور شرکت لشکر اسلام کرو یہ خیال کر کے کہ سمندر ظالم ہے اب اسکا ادبار آنیکا ہے
جب تم اپنے دوست کے ساتھ وہ یوں پیش آیا یہ امر ضروری ہے کہ جب لشکر کی بربادی کے دن آتے ہیں تو دوست
دوست کو دشمن کرتا ہے القصہ پوشیدہ تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے آفاق خاموش بیٹھا سنا کیا کچھ جواب نہ دیا جب
خواجہ اپنی تقریر ختم کر چکے آفاق نے کہا کہ پہلے آپ یہ فرمائیے کہ آپ مجھکو اور میری زوجہ کو کیونکر لاکے میں
جلانے کیلئے آگ میں ڈالا گیا تھا مع اپنی زوجہ کے خواجہ نے کہا کہ سنو جو عیاری میں نے کی ہے اسکی داد
یہ ہے کہ تم لشکر اسلام کی شرکت کرو آفاق نے کہا کہ آپ بیان کریں تو میں اسکا جواب آپکو دونگا یہ سنکر
خواجہ نے اپنی عیاری کا حال اول سے آخر تک سب بیان کیا اور کہا کہ یون جان پر کھیل کر تمکو رہا کر کے لایا
ہوں یہ عیاری کی آفاق اور اسکی زوجہ یہ عیاری سنکے دنگ ہو گئے خواجہ سے کہا کہ میں نے تو خاتمہ کر دیا تھا
مگر مجھکو اسکی خبر نہ تھی کہ آپکے سبب سے بچ گئے ہیں ورنہ میں اسکی کوئی تدبیر کرتا خیر اب بچ گیا سمندر میرے
ہاتھ سے بچکر جانے نہ پائیگا کہاں ابھی اسکی زندگی باقی تھی خیر جو دن کی زندگی ہے وہ دن کی جاتا کہاں ہے ایک نہ ایک
دن میں اسکو قتل کر دونگا بقول کسے بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی ایک دن ضرور کارد سے سامنا ہوگا
آفاق نے جواب دیا کہ یہ تو ضرور ہے کیونکہ آپ لوگوں سے مقابلہ کرنا بالکل حماقت اور نادانی ہے کیونکہ جب
بڑے بڑے طلسم فتح کیے اور بادشاہ شہر نا کے اندر جا کر ان کو قتل کیا تو اور کوئی کیا ہے آپ سے تو پوشیدہ
رہ نہیں سکتا ہے اگر زمین کی تہ میں جا کر پوشیدہ ہو تو اس مقام پر بھی آپ جاکر اسکو قتل کرینگے نہ کوئی مقابلہ
صاحبقران سے کر سکتا ہے خواہ ساحر ہو خواہ غیر ساحر کیونکہ وہ مالک اسم اعظم ہیں جو کہ بالکل آخر ہے پھر ایسی
حالت میں یہ خیال کرنا کہ نذر ہماری ہوگی بالکل حماقت ہے آپ نے وہ عیاری کی ہے کہ میرا دل جانتا ہے میری جان
اور آبرو آپکے سبب سے بچی یہ جو آپ نے فرمایا کہ تم شرکت لشکر اسلام کی کرو اسکا جواب یہ ہے کہ مجھکو اسکا
عرصہ واقف فرمائیے یہ تو مجھ سے نہ ہوگا کہ میں آپکی شراکت کروں ہاں یہ ہوگا کہ مذہب اسلام قبول کر کے اپنی زوجہ
کو لیکر اور سب سے توبہ کر کے لباس قلندری زیب تن کر کے صحرا کو نکل جاؤنگا اور باقی زندگی اپنی عبادت
خدا میں بسر کرونگا نہ اب سمندر کے پاس جاؤنگا نہ یہاں رہونگا جو ہونا تھا وہ ہوا میرے مقدر میں اسی قدر
راحت تھی اب تکلیف ہے میں اسکو بھی ساتھ خوبی کے کاٹونگا یہ جو آفاق نے کہا خواجہ نے جواب دیا کہ یہ
گمان تمہارا غلط ہے اس سے کیا حاصل بشر کو لازم ہے کہ وہ کام کرے کہ جسمیں اپنی بھلائی و بہتری ہو یہ کیا
ضرور ہے کہ ترک دنیا کرے کوئی تم سمندر سے بگڑ کر نہیں آئے از خود نہیں آئے اسنے تو اپنے نزدیک تم کو جلا دیا
سزا دی یہ تمہاری تقدیر کہ تم اسکے ظلم و ستم سے محفوظ رہے خدا نے تمہاری حفاظت کی تم اب اسکا غم بے
سود ہے کسی اور کا ہے نہ کوئی تم کو برا کہہ سکتا ہے کیوں اپنی عمر عزیز کو یوں برباد کرتے ہو جو خواجہ نے کہا
صاحبقران نے فرمایا کہ اے آفاق میری طرف متوجہ ہو میرے کلام کو سنو آفاق نے صاحبقران کی
طرف منہ کر کے کہا کہ آپ ارشاد کریں صاحبقران نے پہلے چند کلمہ وحدانیت خدا میں اور چند کلمہ مذمت
دین تصویر پرستی و دیگر مذہب کے حال میں بیان کیے کہ جنکے سبب سے زنگ کفر آئینہ دل پر سے آفاق و زوجہ
آفاق کے جاتا رہا مثل آئینہ کے صیقل ہو گئی آفاق نے سر جھکا کر عرض کیا کہ مجھکو مذہب اسلام کے
قبول کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے نہ اس وقت تھا میں نے خود عرض کیا تھا کہ مذہب اسلام قبول کر کے
میں فقیر ہو کر صحرا کو چلا جاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو تم نے بہت درست کہا مگر میرے نزدیک فقیری بہت
مشکل ہے جس نے آج تک ہر راحت سے بسر کی ہو اس سے زحمت نہیں اٹھ سکتی ہے فقیری میں خون جگر کھانا
پڑتا ہے لوگوں کے کلام سخت کی برداشت کرنی پڑتی ہے ہر قسم کے کلام سننا پڑتے ہیں جس سے کبھی نہیں

سنتے ہین وہ تو ہنسینگے کہ بس ایسی حالت مین کیا ضرور ہی کہ اپنے نفس کو زحمت مین ڈالے ہین یہ نہین کہتا
ہون کہ تم ترک دنیا نہ کرو مگر یہ تصور کرلو کہ بڑی خرابی ہی پھر فرمایا کہ تم یہ نہ خیال کرنا کہ میری یہ مرضی ہی کہ تم میری
شرکت کرو مجھکو اسکا بالکل خیال نہین ہی میرا خدا مالک ہی مین یہان تک کیونکر آیا یہان اگرچہ چند ساحر میرے
شریک ہوے یہ لشکر ساحران جو کہ تمھارے سامنے آیا ہی یہان آکر پہونچا ہی آخر مین یہان تک کیونکر مقابلہ کرتا
ہوا پہونچا بس مجھکو اسکا بالکل خیال نہین ہی مین تمھاری بہتری کیلیے کہتا ہون اور وہ بہتری یہ ہی کہ اگر تم
ترک دنیا کروگے اور عبادت خدا مین مصروف ہوگے تو اس حالت مین سواے ثواب عبادت کے دوسرا
ثواب نہین ہی اور ترک دنیا کرنے مین کوئی ثواب نہین ہی کیونکہ اسمین نفس امارہ کو مارکر ترک دنیا کرتا ہی کسی کام کا نہین
رہتا ہی اسکو سواے خدا کے دوسری طرف رغبت نہین ہوتی ہی یہ کوئی بھلائی نہین ہی بلکہ اگر اسنے عبادت
ایسی حالت مین کی کہ تمام اہل دنیا سے کنارہ کیا تو کوئی کمال نہ ہوا کیونکہ اس سے نہ کسی کی غرض تعلق نہ اسکو کسی
سے وہ ہی اور اسکا نفس واحد ہی اگر ملا تو عین خدا کی عنایت ہی اس نے شکر کیے کھا لیا نہ ملا تو کچھ پروا نہین کی
صبر بھی اسنے شکر کیا جیسا کہ ایک نقل حضرت موسی علیہ السلام کی مشہور ہی وہ یہ ہی کہ جناب موسی علی نبینا صلوٰۃ
وسلام کوہ طور پر تشریف لیے جاتے تھے باری تعالی سے ہم کلام ہوتے تھے جو کچھ عرض کرنا ہوتا تھا عرض کرتے
تھے جواب وسوال باہم ہوتے تھے حسب دستور حضرت تشریف لیے جاتے تھے ایک طرف سے گذر ہوا آپنے
ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص تنہا برہنہ ہوکر عبادت خدا کر رہا ہی کبھی رکوع کرتا ہی کبھی سجود مین مصروف ہوتا ہی
آپ نے خیال فرمایا کہ یہ بہت بڑا عابد ہی آپ اسکے قریب تشریف لے گئے آپنے ملاحظہ فرمایا کہ اس نے اس قدر
عبادت کی ہی کہ پیشانی مین نشان سجدہ سے پڑگئے ہین اور اسکی کہنیون اور گھٹنون پر گھٹے پڑگئے ہین اس نے جو سجدے
سے سر اٹھایا جناب موسی کو جو اپنے قریب تشریف فرما دیکھا بڑی تعظیم وتکریم سے پیش آیا عرض کیا کہ آپ
تو ضرور کوہ طور پر تشریف لیے جاتے ہین اور خداوند کریم سے ہم کلام ہوتے ہین میری طرف سے اس قدر
دریافت فرما لیجیے گا آج جو تشریف لیجائیے گا تو یہ میرے طرف سے درگاہ باری مین عرض کیجیے گا کہ تیرے
فلان بندے نے عرض کیا ہی کہ میری عبادت لائق قبول ہی یا نہین کیونکہ مین نے اپنی تمام عمر اسی مین بسر کی
یہ سن میرا پہونچا ہی اور اسقدر عبادت مین نے کی ہی کہ سنگ مین گڑھے پڑگئے ہین جناب موسی نے
فرمایا اچھا جب کوہ طور پر گئے اور خداوند کریم سے ہم کلام ہوے جو جو عرض کرنا تھا عرض کیا اسکے بعد اس شخص
کی طرف سے بھی عرض کیا ادھر سے جواب ملا کہ اے موسی اس سے کہدینا کہ گو تو نے عبادت میری بہت کی
مگر یہ عبادت تیری لائق قبول نہین ہی کہ تو نے تمام دنیا کو ترک کرکے صحرا مین آکر عبادت کی اس وقت تیری عبادت
لائق قبول تھی کہ جب تو اہل دنیا سے ملتا اور اپنی شادی وغیرہ کرتا تیرے اولاد ہوتی اس حالت مین تو میرا
خیال رکھتا اور عبادت کرتا جب تیرا ایک لڑکا کہتا کہ ابا بھوکے ہین دوسرا گود مین ہوتا وہ بھی پریشان
کرتا تجھکو فکر معاش ہوتی یہ خیال ہوتا کہ اگر فکر نہ کرونگا تو لڑکے بال بچے فاقے سے رہینگے یہی خیال ہوتا اور اس
حالت مین میری عبادت کرتا تو لائق قبول تھی ترک دنیا کرکے عبادت کی تو کیا کی کیونکہ تجھکو کوئی کام نہین ہی
کسی سے غرض نہین ہی ایسی حالت مین عبادت کی تو کیا کی کیونکہ سواے اس کام کے تجھکو دوسرا کام نہین ہی
یہ اس سے کہنا جناب موسی وہان سے رخصت ہوکر آئے باری تعالی کا حکم جو ہوا تھا اس شخص سے بیان فرمایا
بس اسنے شادی وغیرہ کی مگر اسپر بھی اسکو عبادت کا خیال رہا وقت بے وقت ضرور عبادت کرتا تھا
اے آفاق ایسی حالت مین ترک دنیا کرکے عبادت کرنا بالکل خلاف ہی یہ امر جن کے لیے ہی انکے لیے ہی جو
نبی اور وصی ہین انھون نے بھی تو دنیا کو ترک نہ کیا اہل دنیا سے تعلق ضرور رکھا پھر اسکی عبادت کی بس

تمہارا مقام ہوگا کوئی ہرج کلمہ پڑھنے مین نہین ہے یہ جوہر تیغ نے کہا آفاق نے جواب دیا کہ اسی امر مین مجکو
زیادہ تشویش تھی کہ جب مین نے دین اسلام قبول کیا اور پھر فراموش ہوگیا تو کیا حاصل کہ مین لشکر مین
رہون میرا رہنا بیکار ہے کیونکہ مین لائق مقابلہ تو رہا نہین سمندر سے کیا مقابلہ کرونگا تب یہ امر ہے تو ضرور ایسے
لوگون کا شریک ہون جو طریقہ ہو وہ تعلیم فرمائیے پس صاحبقران نے حکم دیا کہ ایک کتاب قواعد دین اسلام کی
آفاق کو دیجائے اور آفاق سے فرمایا کہ جو امور اس کتاب مین تحریر ہین اُنپر عمل کرو آفاق نے عرض کیا بہت
خوب پس صاحبقران نے کرسی آفاق کی بالاتر کرسی گو کمہ اور سہراب سے بچھوائی اُسکے برابر کرسی اُسکی
زوجہ کی جوہر تیغ کا تھا اُس سے زیادہ کیا سب اہل دربار کو اُنکے مطیع ہونے کی خوشی ہوئی خصوصاً بادشاہ
صاحبقران و فرزندان صاحبقران و خواجہ جوہر تیغ کو بہت مسرت ہوئی طریقہ لشکر اسلام کا یہ ہے کہ جو کوئی
شریک لشکر اسلام ہوتا ہے اُسکے لیے خزانہ شاہی سے وظیفہ مقرر ہوتا ہے اور سرکار شاہی سے اُسکے لیے
خیمہ و خادم وغیرہ اور ہر قسم کا سامان ضرورت مہیا کر دیا جاتا ہے اور یہ حکم ہے کہ کوئی دریافت کرنے کی ضرورت نہین ہے خواہ
وہ سامان رکھتا ہو خواہ نہ رکھتا ہو یہ امر ضرور ہوتا ہے کہ اُسکو کسی امر کی ضرورت اور تکلیف نہ ہو اور یہ بھی طریقہ ہے کہ بادشاہ سے
لیکر ادنی سردار تک اُسکی دعوت کرتے ہین پس جب آفاق شریک ہوچکا بادشاہ نے حکم فرمایا کہ آفاق آج دعوت
تمہاری میرے یہان ہے پھر تو ہر ایک نے اُسکی دعوت کی درجہ بدرجہ وعدہ لیا آفاق پریشان ہوگیا ایک سال
سے زیادہ اُسکو دعوت کھانا پڑی بلکہ ایک دن مین چار چار پانچ پانچ سردارون نے دعوت کی صبح شام کا
وعدہ لیا گیا آفاق نے سب سے عرض کیا کہ بہت خوب ان تقریرون کے بعد آفاق نے کہا کہ مقام افسوس
اور مقام حیرت ہے کہ میرے ملازم اور میرا لشکر ضرور تباہ ہوگا کیونکہ اُنکو تو یہ یقین ہے کہ بادشاہ مع زوجہ کے قتل
ہوے اُن لوگون کا جدھر جی چاہیگا نکل جائینگے مین نے اُنکو مثل اپنے فرزندون کے پرورش کیا ہے کوئی
ایسا ہوتا کہ میرے زندہ رہنے کی اُنکو خبر دیتا بلکہ اُنکو میرے پاس لے آتا تو بہتر تھا خواجہ نے کہا کہ آپکا مین یہ کام
بھی کرونگا مگر یہ بتائیے کہ اس خدمت کے صلہ مین آپ مجکو کیا دینگے اور اُس امر کے عوض مین کہ جو مین نے آپ
کی جان بھی بچائی اور آبرو بھی براہ نیک پر بھی لگا یا کیا مرحمت ہوگا یہ آپ نے ضرور سُنا ہوگا کہ مزدور خوش دل
کند کار بیش ٭ آفاق نے کہا کہ بھلا میری یہ لیاقت ہے کہ مین آپ کو کچھ دے سکون میری جان حاضر ہے
مین آپ پر سے صدقہ کرتا ہون اور میرے پاس کیا ہے مین تو ایک بیٹی اور دو گوشہ سے یہان آیا ہون اور جس
طور سے آیا ہون وہ بھی آپ پر ظاہر ہے کہ پھر مین کیا اقرار کرون خواجہ نے کہا کہ یہ دینے کی باتین ہین جسکو دینا نہین
ہوتا ہے وہ ایسی باتین کرتا ہے اور جو دینے والا ہوتا ہے وہ ہزار تدبیر سے دیتا ہے آفاق نے جواب دیا کہ
خواجہ جب کہ میرے پاس نہین ہے تو مین کیونکر اقرار کرون ہان اگر مین اپنے لشکر مین ہوتا یا میرا شہر ہوتا تو مین
آپ کو ایسا کچھ دیتا کہ آپ خوش ہوجاتے مین خالی ہاتھ پانون پر کیا اقرار کرون اسوقت اقرار کرلون کل نہ ہوسکے
تو مین کہان سے دون یہ جو آپ نے فرمایا کہ ہزار تدبیرین دینے کی ہین کوئی تدبیر بتائیے خواجہ نے کہا یہ تدبیر ہے
کہ اگر تم کو دینا ہے تو ایک پرونوٹ تحریر کردو کہ مین نے اس قدر روپیہ خواجہ سے قرض لیا ہے عند الطلب ادا کرونگا
اگر نہ ادا کرون آپ کو اختیار ہے کہ جس طور سے چاہین وصول کرلین مجکو اور میرے وارثان کو کوئی عذر و انکار نہ ہوگا
یا اس قدر لوگ یہان موجود ہین بڑے بڑے مالدار اور سب آپ کے دوست ہین کسی سے قرض لے کر مجکو دیجیے یہ جو
خواجہ نے کہا آفاق نے کہا کہ یہ مجکو قبول ہے آپ تمسک لکھا لین خواجہ نے کہا کہ آپ اقرار کرین کہ کس قدر
آپ اس خدمت کے صلہ مین دیجیے گا اور کس قدر اُس امر کے صلہ مین کہ مین نے جو آپکے ساتھ نیکی کی ہے آفاق
نے کہا کہ دس ہزار روپیہ تو اس نیکی کے صلہ مین دونگا اور دو ہزار روپیہ اس کام کے عوض مین کہ آپ میرے

تمہارا اور میرے ملازمون کو میرے پاس سے آیئے خواجہ نے کہا کہ پھر تمسک تحریر فرمایئے آفاق نے کہا کہ اسٹامپ
لایئے خواجہ نے کہا کہ کوئی ضرورت اسٹامپ کی نہین ہی آپ یہ نوٹ سادہ کاغذ پر بلا میعادی عند الطلب
تحریر کر دیجیے اور ایک آنہ کا ٹکٹ لگا دیجیے کافی ہی بس آفاق نے جسطرح سے خواجہ نے کہا اُسی طور سے
تحریر کر دیا خواجہ نے اُس کاغذ کو لے کر اپنے پاس رکھا مرادی نے تحریر کیا ہی کہ بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب
اپنے اپنے مقام کی طرف چلے آفاق نے خیال کیا کہ مین کسی سردار کے خیمہ مین بسر کرون اُس وقت تک کہ
میرا لشکر آجائے پھر تو سب سامان مہیا ہو جائیگا یہ خیال کرکے بارگاہ سے باہر آیا کہ ایک چوبدار نے آکر عرض
کیا کہ حضور اپنے خیمہ مین تشریف لے چلین آفاق نے کہا کہ میرا خیمہ کہان ہی اُس نے عرض کیا کہ سرکار شاہی
سے آپکے لیے سب سامان مہیا کر دیا گیا ہی ملازم تک نوکر رکھ دیے ہین مین آپکا ملازم ہون یہان کا یہی طریقہ
ہی آفاق نے خیال کیا کہ الحمد للہ کہ عزت افزائی و قدر دانی یہ خیال ہی کہ جو ہمارا شریک ہو اُسکو کسی امر کی
تکلیف نہ ہو بس آفاق اُس چوبدار کے ہمراہ اُس خیمہ مین آیا جو کہ اُسکے لیے مقرر تھا آفاق نے آکر اُس
خیمہ کو خوب آراستہ پایا ہر قسم کے سامان سے یہ دیکھکر اور خوش ہوا مسند پر آکر بیٹھا کہ ایک شخص نے فرد حساب
لاکر پیش کی اُس فرد مین ملازمون کے نام تحریر تھے اور ہر ایک کا مشاہرہ اور جو تنخواہ آفاق اور اُسکی زوجہ
کی مقرر ہوئی تھی اور اُس حساب مین سب حساب خورد و نوش کا بھی تحریر تھا آفاق اُسکو دیکھکر خوش ہوا اور
اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ امر تو مجھکو کبھی سمندر کی سرکار مین نصیب نہ تھا میرے اوپر کیا منحصر ہی کسی کو نصیب ہوگا
جو کہ اُسکے استاد ہین اُنکو بھی نہ نصیب ہوگا جو یہان ادنا ادنا کے لیے ہی وہ شخص اُس فرد پر آفاق کے دستخط
کرا کے لے گیا جب وہ چلا گیا آفاق نے زوجہ سے کہا کہ تم نے قدر و منزلت دیکھی اور یہ بھی دیکھا کہ کس درجہ
قدر فرمائی جاتی ہی اسی سبب سے تو لوگ جان اپنی عزیز نہین کرتے ہین سچ ہی قدر کا بھوکا ہوتا ہی اُسکی زوجہ
کہا کہ مین تو تم سے پہلے ہی کہتی تھی کہ تم دربار مین سمندر کے نہ جاؤ تم نے نہ سنا آپ ہی ذلت اُٹھائی اور
گوارا کی اور میرے کہنے پر عمل نہ کیا آفاق نے کہا کہ وہان بھی مصلحت تھی اب یہ کوئی نہین کہہ سکتا ہی کہ آفاق
نے نمک حرامی کی میرا جو حق تھا مین نے ادا کر دیا اپنی جان دی آبرو کھوئی میرے خدا نے مجھکو بچایا سب پر
سمندر کا ظلم و ستم ظاہر ہوا اور میرا میر اُس حالت مین سب مجھکو کہتے اب سب سمندر کو بدنام کرینگے اور
میری نیکی کا دم بھرینگے جو عاقل ہین اور جو نادان ہین اُسکو اچھا کہینگے مجھکو بُرا اب مجھکو اُنکے کہنے کا کوئی خوف
نہین ہی بلکہ وہ لوگ بھی مجھکو بُرا نہ کہینگے بس اس امر مین میری نیکنامی زیادہ ہوئی کہ سمندر نے ظلم کیا
آفاق نے دم نہ مارا ہر ظلم و ستم کو گوارا کیا اب جو کسی تدبیر سے کہ کیا جس سے اُسکی ہلاکی اُسکا شریک ہو گیا
تو کوئی بُرا کام نہ کیا بس اس خیال سے مین نے وہ ذلت گوارا کی زوجہ نے کہا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اُن
باتون کو یاد نہ کرو بیکار صدمہ ہوتا ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک چوبدار حاضر ہوا اُس نے آکر عرض کیا کہ
بادشاہ نے آپکی دعوت فرمائی ہی دعوت کا کھانا لے کر حاضر ہوا ہون بس یہ کہکر اُس چوبدار نے پچاس خوان
کھانے کے لاکر چن دیے دسترخوان آراستہ کرکے آفاق کو کھانا کھلا کر اور جو کھانا بچا ملازمون کو تقسیم کرکے
چلا گیا اُس وقت بادشاہ نے دعوت کی شام کو صاحبقران نے اُنکو اُس فکر مین رکھا جاتا ہی آفاق خیمہ
مین مع زوجہ کے مقیم ہی خواجہ جو دربار سے نکلے تو سیدھے طرف شہر کے روانہ ہوئے بازار شاہی راستے
ہوتے چلے جاتے تھے کہ انھون نے دیکھا ایک لشکر دامنہ کوہ مین اترا ہوا ہی مگر سب اہل لشکر پریشان اور بدحواس
ہر ایک کے چہرہ سے رنج و ملال عالم حسرت و یاس ہویدا ہی یہ جو قریب لشکر آئے انھون نے سمجھا کہ یہ لشکر تو
آفاق کا ہی بس یہ داخل لشکر ہوئے اہل لشکر سے کہا کہ تمہارا افسر کون ہی انھون نے اُنکی صورت دیکھی

یہ اپنی صورت بدلے ہوئے تھے صورت دیکھکر کہا کہ تم کون ہو اور کیا ضرورت ہی ہمارے افسر سے ہمارا افسر کوئی
ہی خواجہ نے کہا کہ ہم کو ایک ضرورت ہی ہم اُس سے بیان کرینگے اُنھوں نے کہا کہ یہ لشکر بے افسر کا ہی اسکا
افسر آج صبح کو بے گناہ بحکم شہنشاہ قتل کیا گیا ہی ہم لوگ بے آقا کے ہین خواجہ نے کہا کہ آخر کوئی تو ضرور افسر
لشکر کا ہوگا ایک افسر نہین ہوتا ہی ایک مالک ہوتا ہی اُسکے بعد اور بہت سے افسر ہوتے ہین وہ جو اُسکے
بعد کے افسر ہین اُنکے پاس ہم کو لے چلو ہم کو اُن سے کچھ ضرورت ہی وہ لوگ خواجہ کو لیکے سپہ سالار کے
پاس آئے خواجہ نے دیکھا کہ وہ اداس چہرے پر رنج و ملال نمایاں ہی یہ معلوم ہوتا ہی اُسکے بشرے سے کہ
کوئی اُسکا عزیز مر گیا ہی خواجہ نے اُسکو سلام کیا اُس نے جواب سلام دے کر کہا کہ آئیے تشریف لائیے خواجہ
بیٹھنے کو اُسکے قریب جا کر بیٹھے تو اُس نے کہا کہ آپ کون صاحب ہین اور کہاں سے تشریف لائے ہین خواجہ نے
کہا یہ پہلے آپ بیان فرمائیے کہ آپ پر کیا بلا نازل ہوئی ہی کہ آپ بڑی فکر مین ہین اور آپکے چہرے سے
ملال ظاہر ہی انھون نے جو یہ کہا سپہ سالار نے جواب دیا کہ مین کیا اپنا حال آپ سے بیان کرون کہ مین کس
بلا و غم و الم مین مبتلا ہون ہم سب پر وہ فلک مصیبت توڑا ہی کہ کسی پر نہ گرا ہوگا نہ کوئی اس بلا مین مبتلا
ہوا ہوگا ہمارا تو یہ قول ہی کہ دشمن سے بھی دشمن ہو اُس پر یہ بلا نہ نازل ہو جو ہم پر نازل ہوئی ہی ایسا اتفاق
واقع ہوا ہمارا افسر ہمارے سر پر سے اُٹھ گیا جس نے ہم کو مثل اپنے فرزندون کے پرورش کیا تھا ہم اُسکو
اپنا سرپرست تصور کرتے تھے وہ ہم سے جدا ہو گئے ہم بے افسر کے ہو گئے اور ہمارا افسر بے گناہ قتل ہوا اور
کیا بلا نازل ہوئی اس بلا مین ہم مبتلا ہین خواجہ نے کہا کہ کیا کسی لڑائی پر وہ قتل ہوئے اور تمھارے افسر کا
نام کیا تھا سپہ سالار نے کہا کہ ہمارے افسر کا نام آفاق شاہ تھا اے بھائی اگر لڑائی پر قتل ہوتے تو صبر آجاتا
وہ تو بے گناہ قتل ہوئے ایک ظالم نے اُنکا خون ناحق کیا ہم نے قصد کیا تھا کہ ہم بھی اپنی جان دین مگر ہمارے
آقا کا حکم نہ تھا ہم اُنکے حکم کے خلاف نہ کر سکے اب اُنکے غم مین مبتلا ہین خواجہ نے کہا کہ بیان کرو کس ظالم نے
اُنکو قتل کیا سپہ سالار نے تمام قصہ ابتدا سے انتہا تک بیان کیا خواجہ نے سنکے کہا کہ در اصل مقام افسوس
ہی اے بھائی اب کیا ہوتا ہی جو ہونا تھا وہ ہوا رنج و غم کرنے سے کیا حاصل ہی اس سپہ سالار نے کہا کہ یہ تو
امر درست ہی مگر ہم اپنے دل کو کیا کرین ہم سے صبر نہین ہو سکتا ہی خواجہ نے کہا کہ اگر تمھارا آقا زندہ ہو اور
کوئی خبر اُسکے حیات کی لائے تو تم خوش ہوگے اُسکو کچھ انعام دوگے سپہ سالار نے کہا کہ کوئی بھی مرکے
زندہ ہوا ہی وہ ہمارے سامنے جلائے گئے وہ کیا زندہ ہونگے خواجہ نے کہا کہ اگر ایسا ہو تو امر عجیب ہی
یا نہین سپہ سالار نے کہا کہ ضرور امر عجیب ہی کبھی آج تک ایسا ہوا نہین ہی خواجہ نے کہا کہ آگاہ ہو کہ مین تمھارے
بادشاہ کے پاس سے آیا ہون اُنھون نے مجکو بھیجا ہی وہ لشکر اسلام مین زندہ ہین اور اُنکی زوجہ بھی اُن کے
پاس زندہ موجود ہی وہ سپہ سالار خواجہ کا منھ دیکھنے لگا کہ اے شخص تو مجکو بناتا ہی مین بچہ نہین ہون جو
اس فقرے مین آؤن خواجہ نے کہا کہ مین قسم کھا کر کہتا ہون اگر تم کو یقین نہ آئے تو کسی کو روانہ کر کے
دریافت کر لو یہ جو خواجہ نے کہا تو اُس سپہ سالار نے کہا کہ اچھا وہ کیونکر خواجہ نے کہا کہ ہان اب تم راز
پر از سنو کہ بھائی تمھارے مالک کو خواجہ عیار لشکر اسلام کے عیاری کرکے لے گئے ہین وہ یہ عیاری ہی
پس خواجہ نے کل عیاری بیان کی اور آفاق کا مطیع اسلام ہونا اپنا ادھر آنا بیان کیا جب خواجہ نے
سب بیان کیا تو اُس سپہ سالار کو یقین آیا اُسی وقت اور سردارون کو طلب کیا وہ سب حاضر ہوئے کہا یہ جو
صاحب تشریف فرما ہین بیان کرتے ہین کہ ہم تمھارے آقا کے پاس سے آئے ہین اور یہ سب بیان کرتے ہین
اور کہتے ہین کہ اگر یقین نہ ہو تو کسی کو روانہ کر کے دریافت کر لو کہتے ہین تم سب کو طلب کیا ہی اُن افسرون

نے جو یہ تقریر سنی کہا کہ ہمارے قیاس میں یہ امر نہیں آتا ہے آپ کی کیا رائے ہے سپہ سالار نے کہا کہ گو یہ امر یقین کرنے کے قابل نہیں ہے مگر عیاری کا حال سُنکے کسی قدر شک ہوتا ہے کوئی شخص ایسا ہوتا کہ وہ لشکر اسلام میں جاکر دریافت کر لاتا کہ یہ امر درست ہے یا دروغ کیونکہ وہاں تو ہر مقام پر چرچا ہوگا سرداروں نے کہا کہ یہ امر کوئی مشکل نہیں ہے ہرکاروں کو روانہ کیجے دریافت فرمائیے بقول آپ کے ہر مقام پر چرچا ہوگا کسی پر پوشیدہ نہ ہوگا خواجہ نے کہا کہ ان لوگوں کی رائے ٹھیک ہے میں اسی مقام پر موجود ہوں اور یہاں سے لشکر اسلام دور نہیں ہے یہ جو خواجہ اور سرداروں نے کہا سپہ سالار نے اسی وقت ہرکاروں کو طلب کرکے کہا کہ تم لوگ اسی وقت لشکر اسلام میں جاؤ اور وہاں کی خبر لاؤ کہ لشکر اسلام میں کیا ہو رہا ہے مگر جلد آنا اور سچ سچ حال بیان کرنا وہ ہرکارے اُسی وقت سپہ سالار کو سلام کرکے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے یہاں خواجہ اور سب سردار سپہ سالار کے پاس موجود رہے خواجہ نے کہا کہ اگر ہرکارے جو کہ میں نے بیان کیا ہے اسکی خبر لاکے اور میرا قول درست ہوا تو میں مستحق انعام کا ہونگا سپہ سالار نے کہا کہ ضرور جیسا کچھ ہوسکیگا میں انعام دونگا خواجہ یہاں بیٹھے ہوئے باہم گفتگو کر رہے ہیں اُدھر ہرکارے برابر طے کرکے لشکر اسلام میں پہونچے جب داخل لشکر اسلام ہوئے ہر مقام پر یہ چرچا سُنا کہ آج خواجہ نے وہ عیاری کی ہے جسکا مثل و نظیر نہیں ہے خوب آفاق کی جان بچائی مقام شکر ہے کہ آفاق بھی مسلمان ہوکر شریک لشکر اسلام ہوئے آج صبح کو آفاق کی دعوت بادشاہ نے فرمائی تھی اسوقت تمام کو صاحبقران نے دعوت کی ہے وہ سامنے خیمہ آفاق کے لیے استادہ ہے آفاق اُس خیمہ میں مع اپنی زوجہ کے تشریف فرما ہیں ہرکارے جدھر جاتے ہیں یہی حال سنتے ہیں انکے خیال میں آیا کہ خیمہ کے اندر چلکر دیکھ لینا ضرور ہے کہ دراصل آفاق شاہ ہیں پس ہرکارے طرف خیمہ کے چلے اور ہرکارے چلتے اُدھر سے مہرخ نے خیال کیا کہ آفاق نیا نیا آیا ہے اُسکا دل گھبراتا ہوگا چلکر اُس سے ملاقات کریں یہ خیال کرکے اپنے خیمہ سے روانہ ہوگئے اُدھر سے یہ پہونچے اُدھر سے ہرکارے بلا زبان مہرخ کے ساتھ شامل ہوکر داخل خیمہ ہوئے آفاق نے جو مہرخ کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا تا لب فرش آکر لے گیا بڑی تعظیم سے بٹھایا مزاج پرسی کی مہرخ نے کہا کہ میرا دل گھبرایا میں نے خیال کیا کہ آپکے خیمہ میں چلکر آپ سے باتیں کروں آپ بھی گھبراتے ہونگے کیونکہ نئے آئے ہیں یہاں کسی سے آپ واقف نہیں ہیں نہ یہاں کے طریقہ سے آگاہ ہیں آفاق نے کہا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی یہ صرف آپ کی قدردانی ہے ورنہ میں کسی لائق نہیں ہوں ایک نالائق آدمی ہوں آفاق و مہرخ سے یہ گفتگو ہونے لگی ہرکاروں نے بخوبی آفاق اور اسکی زوجہ کو پہچان لیا وہاں سے نکل کر خوش خوش طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے اس قدر جلد راہ طے کی تھی کہ دوپہر کی راہ کو ایک گھنٹہ میں طے کرکے اپنے لشکر میں آگئے یہ حال تھا کہ چہرے مارے خوشی کے لال ہوگئے سروں پر خاک تھی پلٹنیاں پسینہ تھا اسی حالت سے داخل خیمہ ہوئے جہاں سپہ سالار بیٹھا ہوا تھا ان ہرکاروں کے کپڑوں پر خاک پڑی تھی فرط خوشی سے ایسے بدحواس ہوگئے کہ یہ بھی نہ خیال کیا کہ سپہ سالار کہاں ہے اور کہاں نہیں ہے برابر فرش پر جاکر گر پڑے افسروں نے کہا کہ اسقدر کیوں بدحواس ہو ذرا دیکھو اُدھر چلے آتے ہو بہت بدتمیز ہوگئے ہو یہ جو کہا اب انکو خیال آیا اپنے حواس درست کیے مگر یہ حال کہ سانس پیٹ میں نہیں سماتی ہے اشارے سے کہا کہ ذرا ٹھہر جائیے حواس درست ہولیں تو عرض کریں سپہ سالار نے کہا کہ اچھا جب اُنکے حواس درست ہوئے سانس سمائی دم راست ہوا تب اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم حسب الحکم والا لشکر اسلام میں گئے جب داخل لشکر اسلام ہوئے تو ہر مقام اور ہر جگہ یہی چرچا تھا

کہ خواجہ نے بہت بڑی عیاری کی خوب آفاق شاہ کی جان مع اُنکی زوجہ کے بچا لی فلان قصبہ مین وہ
تشریف فرما ہین صبح کو بادشاہ نے اُنکی دعوت کی تھی اس وقت شام کو صاحبقران کے یہان دعوت
ہی ہم نے خیال کیا کہ جاکر خود دیکھین ہم اُس قصبہ کی طرف گئے کیونکہ ہم وہان تو پاسے چلتے تھے ہم صبح آفتاب طلوع
جن سے بادشاہ سے مقابلہ ہوا تھا وہ بادشاہ کے ہمراہ جا رہے تھے ہم بھی اُنکے ہمراہ گئے جاکر اپنی آنکھ
سے دیکھا کہ آفاق مع اہل کے تشریف فرما ہین بڑی عزت و آبرو سے ہم یہ دیکھکر وہان سے بھاگے یہان
آکر ہوش آئے یہ خبر معلوم ہوئی جو بیان کی بس یہ خبر عیارون نے بیان کیا اب تو سپہ سالار اور سردارون
کو یقین ہو گیا خواجہ نے کہا کہ کیون صاحب مین کچھ غلط تو نہین کہتا تھا میرا قول درست تھا لاسیئے
انعام سپہ سالار نے اُسی وقت دو ہزار روپیہ منگا کر خواجہ کو دیا یہ خبر تمام لشکر مین پھیلی کہ بادشاہ
زندہ ہی لشکر اسلام مین موجود تھے جو لوگ اس قدر خوش ہوئے کہ اُنکی خوشی کا حال کچھ مجھ سے عرض نہین
ہو سکتا ہی احاطہ تحریر سے باہر ہی سپہ سالار اور سب سردار فرط خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے اُسی وقت
حکم دیا کہ لشکر تیار رہے بس شبخون لشکر کفار پر مارتے ہوئے نکل چلین گے خواجہ نے کہا کہ آپ لوگ تو
مع لشکر کے اُدھر تشریف لیے جائین مین شہر مین جاتا ہون اور ملازمون کو اُنکے خبر کرکے لاتا ہون اسی
بند و بست اور آمد و رفت مین قریب ایک پہر رات کے آگئی تھی سپہ سالار نے کہا کہ مین تھوڑے عرصہ
مین لشکر کو لیکر اور ایک مرتبہ لشکر کفار پر گر کر قتل کرتا ہوا نکل جاؤنگا خواجہ نے کہا کہ اچھا یہ کہکر خواجہ
تو شہر کی طرف روانہ ہوئے یہان جب لشکر آفاق تیار ہو چکا سپہ سالار کو خبر دی کہ لشکر تیار ہی پس اُسی
وقت سپہ سالار لشکر کو لیکر پڑے لشکر کفار کے اور اسکا حال پھر تحریر ہوگا پہلے خواجہ کا حال تحریر ہوتا ہی یہ
راہ طی کرکے داخل شہر ہوئے دیکھا کہ کوتوال شہر مع پیادے ہوئے پھر رہا تھا صدا سے بیدار باش بلند تھی سب
لوگ اپنے اپنے مکانون مین آرام سے سو رہے تھے خواجہ صورت بدلے ہوئے مکان پر آفاق کے آئے دیکھا
کہ پھاٹک بلند ہی کمند کے ذریعہ سے اندر گئے بالاے بام سے دیکھا کہ سب ملازم عورت و مرد ایک مقام پر جمع
ہین یہ گلیم اوڑھ کر کوٹھے پر سے نیچے آئے اُنکے قریب آکر کھڑے ہوئے سُنا کہ باہم صلاح ہو رہی ہی کہ صبح ہو تو
طرف شہر آفاقیہ کے چلین وہان چلکر سب مال و اسباب پر قبضہ کرلین کیون سمشاد کے ملازمون کے ہاتھ
لگے ہم لوگ کیون نہ لے لین کیونکہ یہ تو ضرور ہوگا کہ سمشاد کسی نہ کسی کو ضرور وہان روانہ کرےگا کہ جاکر آفاق کے
مکان کو تاراج کرو سب مال و اسباب لوٹ لو اس سے بہتر ہی کہ ہم پہلے جاکر قبضہ کرین یہ جو خواجہ نے سُنا
اُنکے مجمع مین آکر کہا معلوم ہوا کہ تم لوگ اسی دن کے امیدوار تھے کہ مین مرون تم میرے مال پر قبضہ کرو یہ مال تمکو
ہضم نہ ہوگا بڑی محنت سے مین نے پیدا کیا ہی بس اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو سب مال اس مقام پر رکھدو کہ
مین اُٹھا لون ورنہ سب کو کھا جاؤنگا ایک زندہ نہ رہے گا مین نے سمشاد کا تو خاتمہ کردیا یہ جو صدا آئی سب
عورت و مرد ڈر گئے اور کانپنے لگے ہر ایک نے خیال کیا کہ بادشاہ پریت ہو گیا بڑا غضب ہو گیا اب اسکا مال
ضرور ہم کو ہضم ہوگا ایسے مال سے باز آئے اگر زندگی ہی تو اور پیدا کر لینگے یہ ہر ایک نے اپنے دل مین خیال کیا
اسکے بعد باہم صلاح کی کہ بھائیو اس مال سے ہاتھ اُٹھاؤ ورنہ جانین ضائع ہونگی بھائی جان ہی تو جہان ہی تم نے
سنا ہوگا کہ آبرو کا صدقہ جان اور جان کا صدقہ مال ہی اور اسکے ساتھ جو مال ہمارا ہی ہم اُس سے بھی دست بردار
ہوتے ہی باہم صلاح کرکے وہ جو مال بار کرکے رکھا تھا سب نے لاکر اُسی مقام پر جمع کیا اور کہا کہ یہ مال حاضر ہی
آپکا ہماری جانین نہ لیجیے ہم ایسے مال سے باز آئے صدا آئی کہ تم ہم سے خوف کرتے ہو خیر اسکی سزا دیجائیگی
کچھ مال پوشیدہ تو نہین کیا ہی میرا سب دیکھا ہوا ہی اگر ایک چیز بھی کم ہوگی تو اُسکے عوض مین تم سب کو

پوشنکر انھون نے کہا کہ اے بھائیو تلاش کر لو شاید کوئی چیز رہ گئی ہو تو مفت مین جان جائیگی یہ کہکر ہر ایک گوشہ
ہر ایک کونا ہر ایک کمرہ دالان تلاش کرنے لگا جب یہان سناٹا ہوا تو خواجہ نے جال مارکر سب مال نذر
زنبیل کیا ایک چیز نہ چھوڑی وہ لوگ جب تلاش کرکے تھک گئے تو یہان کچھ نہ پایا کہا کہ ہم سب مکان دیکھ آئے
کوئی چیز باقی نہین رہی ہے اور نہ ہم نے پوشیدہ کی ہے یہی مال تھا آواز دی کہ تم سب اگر اپنی زندگی چاہتے ہو
تو یہ حلوا ہم دیتے ہین اسے کھالو ورنہ مین سب کو کھا جاؤنگا یہ کہکر ایک ہاتھ اپنا گلیم سے نکالا اسمین ایک
تھال اور اسی تھال مین تازہ حلوا تھا سب عورت و مرد نے جان کے خوف سے کھایا کھاتے ہی سب بیہوش
ہوئے خواجہ نے دیکھا کہ جب سب بیہوش ہوگئے سب کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور وہان سے سب مال لیکر
پھاٹک کھولکر روانہ ہوئے انکو اس لیے نذر زنبیل کیا اول تو یہ لوگ یقین نہ لائینگے اگر لائے بھی تو اسوقت
نہ جائینگے جب صبح کو جانے لگینگے تو سمسمند رشح کریگا پس اسی خیال سے نذر زنبیل کیا اور یہ بھی خیال ہوا
کہ لشکر گیا ہے وہ شبخون مارکر طرف لشکر اسلام کے جائیگا لیکن ایسا نہ ہو کہ لشکر اسلام سے مقابلہ ہونے لگے
مین قبل سے چلکر اسکا بندوبست کرون خلاصہ یہ ہوا کہ انکو خبر کردون تاکہ وہ ہوشیار رہین کہ آنے دیتے اور آفاق
کو بھی اس حال سے آگاہ کردون کہ تمہارا لشکر لوٹن آتا ہے اگر اپنے کو ظاہر کرونگا تو اسکی بھی تقریر ہوگی پس اس
خیال سے خواجہ نے یہ تدبیر کی کہ ان سب کو حلوا بیہوشی آمیز کھلا کر بیہوش کیا اور سب لوٹکر روانہ ہوئے
پاسے غفاری مارتے ہوئے پہرے چوکی روندتے ہوئے شہر پناہ پر آئے اسوقت تک شہر پناہ کا پھاٹک
کھلا ہوا تھا باہر نکل کر پاسے غفاری مارتے ہوئے طرف لشکر کے چلے تھوڑے عرصہ مین لشکر مین پہونچے اسد ابن
طلاہیہ اسد ثانی بیٹھے سرحد لشکر پر مع اپنے سرداروں کے کھڑے ہوئے تھے انھون نے جو خواجہ کو آتے
ہوئے دیکھا آواز دی کہ کون آتا ہے اسنے کہا کہ مین ہون خواجہ اسد نے کہا کہ خواجہ کہان گئے تھے خواجہ
قریب آ گئے تھے کہا کہ لشکر آفاق کو لیتے گیا تھا اے اسد ثانی تم خبردار رہنا کیونکہ لشکر آفاق لشکر کفار پر
شبخون مارکر ادھر آئیگا اسکو روکنا نہین مین تم کو خبردار کیے جاتا ہون اسد نے کہا کہ آپ نے خوب
آگاہ کردیا ورنہ مین ضرور روکتا میرے دستے تلوار چلتی یہ کہکر خواجہ تو داخل لشکر ہوئے اور وہ طرف
خیمہ آفاق پر آئے یہان وہ وقت ہے کہ آفاق وغیرہ کھانا کھا چکے تھے جو کہ صاحبقران کی طرف سے
آیا تھا اور اسی وقت مع خیمہ سے نکل کر اپنے خیمہ کو گیا ہے آفاق اس فکر مین ہے کہ جاکر آرام کرے
کہ خواجہ پہونچے کہا اے آفاق سلام علیک مین تمہارا کام کر لایا پہلے تمہارے لشکر مین گیا تمہارے
سپہ سالار سے ملاقات کی جو تقریر اور گفتگو باہم ہوئی تھی یعنی ہرکاروں کا آنا یہان سے خبر لیکر جانا تب
سب کو یقین آنا انکا یہ کہنا کہ ہم شبخون مارکر لشکر کفار پر آتے ہین اپنا وہان سے شہر مین جانا اور سب نوکرون
کا باہم جمع ہوکر یہ صلاح کرنا اپنا وہ صندوقچہ آپسے مال لیکر نذر زنبیل کرنا اور ان سب کو اس خیال سے
جو کہ تحریر ہوا ہے بیہوش کرکے نذر زنبیل کرنا پھر لشکر کی طرف روانہ ہونا اسد کو اس حال سے آگاہ کرکے خیمہ
مین آنا بیان کیا آفاق یہ تدبیر اور حرکت سنکے بہت خوش ہوا کہا کہ خواجہ ان سب کو نکالو خواجہ نے
کہا کہ اے بھائی تمہارا مال بھی موجود ہے آفاق نے کہا کہ مین نے آپ کو بخشش دیا خواجہ نے کہا کہ
سچ لوگ کہتے تھے کہ تم بڑے سخی ہو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا بلکہ اس سے زیادہ پایا مین نے دریا سے
مغرب تک سے یہان تک کسی کو ایسا سخی نہ پایا جیسا تم کو پایا آفاق نے کہا کہ خواجہ مین کیا عرض کرون
تم سے بہت محجوب ہون میرے پاس ایک حبہ نہین ہے ورنہ مین تم کو بہت خوش کرتا یہ کیا مال ہے خواجہ نے کہا
کہ اچھا جب تمہارے پاس ہوگا اسوقت دینا میرا قرض رہا آفاق نے کہا اچھا پس خواجہ نے اسی وقت

سب ملازمون کو زنبیل سے نکالا اور فتیلہ رفع بیہوشی دے کر سب کو ہوشیار کیا اب جو سب کی آنکھ کھلی دیکھا یا تو
ہم مکان مین تھے یا خیمہ مین ہین نگاہ اٹھا کر جو دیکھا کہ تین آدمی اُس خیمہ مین ہین ایک آفاق شاہ
ہمارا بادشاہ دوسرے ملکہ اور تیسرا آدمی نہین معلوم کون ہی اُن سب نے ایک مرتبہ آنکھین بند کر لین اور یہ
خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہی بادشاہ تم کو کھا گیا اُسکی روح نے تم کو قتل کیا افسوس مفت مین جان گئی یہ وہ مقام ہی
کہ جہان آدمی مر کر پہونچتا ہی یہ خیال کرکے ہر ایک نے اپنی آنکھین بند کر لین یہ جو تماشہ دیکھا خواجہ نے آفاق سے
کہا کہ تمنے انکی حرکت دیکھی اور سمجھے یہ لوگ اپنے دل مین خیال کر رہے ہین کہ ہم مر گئے ہین ہم کو بادشاہ کی روح جا کر
لے آئی ہی اس سبب سے انھون نے آنکھین بند کر لی ہین یہ خواجہ نے کہا آفاق و ملکہ قہقہہ لگا کر ہنسے خواجہ
نے اُن سے کہا کہ تم لوگ مرے نہین ہو نہ تمھارا بادشاہ مرا ہی بلکہ تم سب زندہ ہو جیسے ہی تمھارا بادشاہ شریک لشکر اسلام
ہوا ہی اُسنے تم کو اُس مکان سے مجھے بھیج کر طلب کر لیا ہی مین عیار ہون لشکر اسلام کا میرا نام خواجہ ہی مین تم سب
کو بیہوش کرکے لایا ہون ہوشیار رہو اپنے بادشاہ سے ملو یہ جو خواجہ نے کہا اب اُنکے حواس درست ہو
اور خیال جو کیا تو اپنے کو زندہ پایا سب ایک مرتبہ اُٹھے بادشاہ کو سلام کیا نذر کیا بہت خوش ہوئے آفاق نے
ہر ایک کے ساتھ شفقت سے کلام کیا اُنکو اطمینان ہوا خواجہ نے سیوتی کو بھی زنبیل سے نکالا ہوشیار کیا اُسکو بھی
آفاق و ملکہ سے ملایا سب ملازم خوش ہوئے خواجہ نے کہا کہ اب مین اپنے خیمہ کو جاتا ہون آفاق نے
جواب دیا کہ آپ کو میرے سبب سے بڑی زحمت ہوئی خواجہ نے جواب دیا کہ انسان کا کام انسان سے نکلتا ہی
مجھکو کوئی زحمت نہین ہوئی بلکہ راحت ہوئی یہ کہکر خواجہ آفاق سے رخصت ہو کر اپنے خیمہ مین آکر سو رہے یہان
آفاق ملازمون سے جو کہ معزز تھے باتین کرنے لگا اس خیال سے کہ لشکر بھی آتا ہوگا سب خواجہ کی عیاری بیان
کی سیوتی نے کہا کہ مین زینہ تک اُس میرزال کے ساتھ آئی کہ ایک مرتبہ میرے منھ پر کوئی چیز پڑی کہ مجھکو چھینک
آئی بس مجھکو خبر نہین رہی اور کیا ہوا اب جو آنکھ کھلی تو مین نے آپ کو دیکھا اور ملکہ کو بھی آپ کے پاس بیٹھے دیکھا اور
سب ملازمونکو حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہی اب معلوم ہوا کہ وہ میرزال خواجہ تھے اُنھون نے مجھکو بیہوش کرکے میری
صورت بن کر ملکہ کو بیہوش کیا اور ملکہ کی صورت بن کر عیاری کی غضب کے عیار ہین ان سے خدا پناہ مین
رکھے آفاق نے کہا کہ اے سیوتی و دیگر ملازمین مین بمشورہ رای رفاقت کو ترک کرکے شریک لشکر اسلام
ہوا اچھا کیا یا برا کیا اُن سب نے عرض کیا کہ آپ نے خوب کیا اُس ظالم کی رفاقت ترک کی ہم بہت خوش
ہوئے یہان تو آپ کی قدر ہوگی کیونکہ یہ لوگ بہت قدردان معلوم ہوتے ہین آفاق نے کہا ضرور یہ لوگ صاحب
قدر ہین یہان سپاہی کی بہت قدر و توقیر ہی یہ لوگ بہت قدر کرتے ہین آفاق اُن لوگون سے یہ تقریر و گفتگو
کر رہا ہی اُدھر لشکر آفاق جو تیار ہو کر چلا تھا راہ طی کرکے جب قریب لشکر کفار پہونچا یہ لوگ بلا خوف و خطر اپنے
اپنے خیمون مین سو رہے تھے کسی کو یہ خیال بھی نہ تھا اس امر سے اطمینان تھا کہ لشکر اسلام شبخون نہین مارتا ہی
نہ طلایہ تھا نہ کچھ تھا سب سپاہی سو رہے تھے سب خواب مرگ مین مبتلا تھے کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا
کیونکہ ایک رات کے جاگے ہوئے تھے انتظام قتل آفاق مین رات بسر کی تھی انھون نے جو لشکر مین سناٹا
پایا یا لا خالی دیکھا خوب موقع پاکر ایک مرتبہ سپہ سالار نے اہل لشکر سے کہا کہ این کفاران را تہ تیغ بکنید پس سب
اہل لشکر تیغ و نارنج و بانس کی ڈالی لے کر اُن بد معاشون پر گرے کہ اُنکا تماشہ بگاڑ دین خیمون مین آگ
لگا دی قتل کرنا شروع کیا تمام لشکر مین سحر تک آگ لگا دی تھوڑے عرصہ مین لشکر کا صفایا کر دیا ہزارون کفار
واصل جہنم ہوئے یہ جو طلاطم ہوا لشکر کفار کی بھی آنکھ کھلی سب گھبرا گئے کہ یہ کیا آفت آئی کون شبخون آکر گرا سب کے
ہوش و حواس باختہ ہوگئے دریا سے لشکر مین تلاطم پڑ گیا سب پیک اجل کے لقمہ ہونے لگے طوفان مرگ نے طغیانی کی

آفاق نے پھر عرض کیا کہ ہم سب تازہ غلام ہیں ہمارا آقا اس لشکر میں مقیم ہوا ہے ہم اُسکی خدمت میں
جاتے ہیں اسد ثانی نے کہا کہ تمھارے آقا کا کیا نام ہے اُس نے عرض کیا کہ آفاق اسد ثانی نے
کہا کہ جب صبح ہو تو آنا یہ وقت آنے کا نہیں ہے کیونکہ تمھارے ساتھ مجمع بہت ہے اُنہنے عرض کیا کہ
ہم لشکر کفار پر شب خون مارتے ہوئے آتے ہیں ہمارے تعقب میں لشکر کفار بھی چلا آتا ہے تو مقابلہ ہونے لگے
ہمارے آقا نے ایک پیادے کو لشکر اسلام سے بھیج کر ہم کو طلب کیا ہے ہم کسی فقرے اور دھوکے
سے نہیں آتے ہیں ہم سب غلام ہیں یہ جو اسد نے سنا انکو تو قبل سے معلوم تھا کہا کہ دیکھو اور کوئی لشکر
نہ کرنا ورنہ سزا سخت پاؤگے آفاق نے جو اپنے سپہ سالار کی صدا سُنی پا تو لشکر کفار کی طرف دیکھ
رہا تھا یا اُس مقام پر سے وہاں آیا جہاں اسد کھڑے ہوئے تھے آکر عرض کیا کہ یہ آپکے غلام کا لشکر
ہے چونکہ آفاق اسد کو دیکھ چکا ہے اور معلوم ہو چکا تھا کہ یہ بھی بادشاہ اسلام و صاحبقران کے
عزیز ہیں تو اس نے اسد سے اس طور سے کلام کیا کہ جیسے کوئی ادنا خادم یا غلام اپنے آقا سے کلام کرتا ہے
اسد نے پہلے آفاق سے کہا کہ اگر کوئی فساد ہوگا تو تم کو جواب دینا پڑےگا آفاق نے کہا کہ اگر
فساد ہو تو میں موجود ہوں مجکو سزا دیجئے اسد نے کہا اچھا یہ کہکر کہا کہ جو کوئی آتا ہے آنے دے اب تو آگئے آگے
سپہ سالار و آفاق اُسکے عقب میں اور لشکر کے افسر و سردار اُنکے عقب میں لشکر جو ہی سپہ سالار و
سرداروں نے آفاق کو دیکھا دوڑ کر قدموں پر گرے آفاق نے کہا کہ پہلے اُنکے قدم پر گرو کہ جن کے
قدموں کی بدولت یہ دن نصیب ہوا آفاق نے پہلے اپنے سپہ سالار کو اسد کے قدموں پر گرایا پھر
ہر سردار کو اسکے بعد آپ ملا یہاں تک کہ لشکر کی آمد ہوئی سب لشکر آگیا اتنے میں صبح ہو گئی
جب لشکر آ چکا اسکے بعد بارگاہ و خیموں کا آیا اسد نے آکر ایک مقام دیکھکر آفاق کے لشکر کو
قیام کرنے کا حکم دیا خیمہ وغیرہ برپا ہونے لگے یہ لشکر بھی اُسی مقام پر اترا جہاں پر لشکر مریخ و لشکر
کوکب اترا ہوا تھا آفاق کی بارگاہ برپا ہوئی وہ خیمہ بھی جسمیں آفاق تھا اُسی مقام پر لا کر برپا
کیا گیا بارگاہ آفاق برپا ہو چکی تھی آفاق مع اپنی زوجہ و سپہ سالار و سرداروں کے آکر بارگاہ میں
بیٹھا خیال کیا کہ وقت دربار کا آگیا ہے تو سب کو لیکر دربار میں جاؤں خواجہ جو اپنے خیمہ میں بیدار
ہوئے فراغت کرکے خیمہ کے باہر نکلے معلوم ہوا کہ لشکر آفاق آگیا وہ سامنے بارگاہ آفاق کی استادہ
ہے خواجہ آفاق کی بارگاہ میں آئے آفاق لب فرش تک لینے کو آیا بڑی عزت سے بٹھایا سب
سرداروں سے خواجہ کی تعریف کی خواجہ کے قدم پر سب کو گرایا بعد اسکے خواجہ کے ہمراہ سب کو لیکر
طرف دربار کے چلا یہاں لشکر اُترنے لگا یہ تو طرف دربار کے جاتے ہیں وہاں لشکر کفار میں جنگ ہوا کی
کہ نور سحر نے اپنا جلوہ دکھایا آفتاب نے اپنے رخ پر سے نقاب شب کو دور کیا روشنی ہوئی ادھر مغرور
سرداروں نے خیموں سے نکل کر جو سحر کیا تھا تو تاریکی ساحروں کے مرنے کی جو بندی تھی وہ برطرف ہو چکی تھی
اب سب نے اپنے اور بیگانوں کو پہچانا باہم کی لڑائی موقوف ہوئی جدھر جدھر سردار تھے ادھر ادھر
بر روشنی بھی ہوئی اور دن بھی نکل آیا معلوم ہوا کہ حریف حملہ کرکے نکل گیا ہم باہم لڑ رہے ہیں
لشکر میں امن ہوا سب حیران و پشیمان ہوکر اپنی اپنی طرف چلے کہ افسوس ہم نے خود اپنے لشکر کو
تباہ کیا اپنے ہاتھ سے اپنے لشکر کے لوگوں کو قتل کیا حریف تو باہم جنگ کراکے نکل گیا ہر طرف امن ہوا
سب اپنے اپنے مقام پر آئے گرداب و حباب وغیرہ نے دربار کیا سب سردار حاضر دربار ہوئے
حباب نے حکم دیا کہ یہ خبر لاؤ کہ کس نے شب خون مارا یہ لوگ کون تھے کہ تمام لشکر تباہ ہوگا اور دیکھو

تو کوئی لاش حریف کی بھی ہی یہ جو حکم دیا چند سردار لشکر مین آئے لاشیں کیا تو سوا اپنے لشکر کے
جوانون کے حریف کے لشکر کی ایک لاش بھی نہ دیکھی شمار جو کیا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار سپاہ اس شبخون مین
کام مین آئی سردارون نے آکر عرض کیا کہ کوئی حریف کی لاش نہین ہی سوا اسی لشکر کی لاشون کے
شمار جو کیا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار اہل لشکر قتل ہوئے حباب نے کہا کہ یہ امر عجیب ہی کہ شبخون ہو
اور حریف کے لشکر کی ایک لاش نہ ہو سوا ہمارے لشکر کے ہرکارون کو بھیجا کہ لشکر اہل اسلام
مین روانہ کرو شاید وہان سے کچھ حال معلوم ہو اسی وقت چند ہرکارے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے
ہرکارے ادھر گئے ادھر لوگون نے آکر بارگاہ مین گرداب وغیرہ سے فریاد کی کہ ہمارا باپ مارا گیا کوئی
کہنے لگا ہمارا بھائی قتل ہوا کوئی فریاد کرتا تھا میرا فرزند نوجوان مفت مارا گیا کوئی کہنے لگی کہ مین بیوہ
ہو گئی میرا شوہر کام آیا گرداب نے سب کو تسکین دی کچھ وظیفہ وغیرہ مقرر کیا کچھ لوگون نے آکر
عرض کیا کہ قریب ایک لاکھ کے اہل لشکر زخمی ہوئے ہین اکثر نہین کچھ تو ایسے ہین کہ وہ جان بلب ہین بادشاہ
نے حکم دیا کہ انکا علاج کیا جائے انکے اچھے ہونے کی کوشش کی جائے انھون نے عرض کیا کہ کوشش
تو ضرور کی جائے گی مگر یہ سب تو بڑی زک اٹھائی غفلت مین زک پائی کیا غضب کیا اس شبخون کے
کرنے سے لشکر مین اس قدر قوت باقی نہ رہی کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کیا جائے بادشاہ ہوا نے
جواب دیا کہ خیر ابھی تو مقابلہ موقوف ہی جب سے ہم آئے ہین ایک مقابلہ بھی نہین ہوا ہم کو آئے
ہوئے کتنے دن ہوئے ہین آج تک کوئی مقابلہ کو نہین آیا اب اچھے مقابلہ کرینگے جب ہمارا لشکر اچھا
ہو جائے گا گرداب وحباب نے جواب دیا کہ ضرور ایسا ہی ہوگا یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی وہان
لشکر اسلام کی بارگاہ مین سب سردار حاضر ہین بادشاہ تخت پر جلوہ فرما ہین آفاق مع اپنے سردارون کے
پہونچا سب کو بادشاہ اور صاحبقران کے قدمون پر گرایا بادشاہ وصاحبقران نے علی قدر مراتب
انکو جگہ دی جو مقام آفاق اور اسکی زوجہ کے لیے مقرر ہوا تھا وہان وہ بیٹھے غرض اپنے مقام پر اور
سب عیار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے دربار خوب آراستہ ہوا اسد ثانی بھی آکر اپنے زنگل پر متمکن ہو
کہ بادشاہ نے اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ رات کو لشکر کفار مین بہت شور وغل ہوا تھا صبح تک رہا
ایسا شور وغل تھا کہ جسکی کچھ حد نہین ہزارون ساحرون کے مرنے کی صدا بلند تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ جنگ
مغلوبہ ہو رہی ہی کیا کوئی لشکر پر شبخون کرتا تھا سردارون نے عرض کیا کہ جی ہان ہم نے بھی صدائے شور وغل
سنی تھی مگر معلوم نہین کیا تھا اسد ثانی نے کہا جی ہان کفار کے لشکر پر شبخون پڑا تھا یہ جو آفاق شاہ
ہین انکے لشکر نے شبخون مارا تھا یہ اسکا شور وغل تھا انکا لشکر شبخون مار کر انکے پاس آیا ہی یہ سبب تھا
جو شور وغل بلند ہوا تھا صاحبقران نے یہ سنکے آفاق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپکا لشکر شبخون
مار کر آیا آفاق نے عرض کیا کہ جی ہان یہ آپکے غلام جلے ہوئے تھے اپنے دل کی حسرت نکال لی انکا تو
قصد اسی وقت تھا کہ جب مین بر سر قتل لایا گیا تھا مین نے انکو قسم کے ذریعے سے منع کیا یہ سب لوگ
میرے حکم کے ایسے پابند ہین کہ میرے کہنے کو نہ ٹالا جو مین نے کہا وہ قبول کیا مین ان سے بہت خوش ہوا
صاحبقران نے فرمایا کہ جو لایق ہوتے ہین وہ اپنے مالک کے حکم کو اسی طور سے مانتے ہین جیسے تم ہو
کہ تم نے اپنی آبرو بھی دی جان پر بھی بن آئی مگر سمندر سے مقابلہ نہ کیا ویسے ہی تمھارے غلام بھی ہین یہان تو یہ
گفتگو ہو رہی تھی وہ ہرکارے بھی جو گرداب نے خبر لانے بھیجے تھے دربار مین موجود تھے یہ خبر معلوم کر کے کہ لشکر
آفاق نے یہ شبخون مارا ہی بارگاہ سے نکل کر اپنے لشکر مین آئے داخل بارگاہ ہو کر عرض کیا کہ یہ شبخون

لشکر آفاق نے آپ کے لشکر پر مارا تھا جو آپکی کارروائی تھی وہ سب بادشاہ یہ خبر سنکے خاموش ہوئے
ہرکاروں نے عرض کیا کہ یہ امر عجیب ہے کہ آفاق ہم سب کے سامنے مع فوج کے بلایا گیا اور پھر زندہ و
سلامت لشکر اسلام میں بڑی عزت و آبرو سے موجود ہے اُسکے سردار بھی ہیں ہم نے جو دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ خواجہ عیاری کرکے آفاق شاہ کو مع اُسکی فوج کے بچا لے گئے ہرکاروں نے جو عیاری کی دریافت
کی تھی سب بیان کی اور کہا کہ یہ عیاری کی اسطرح یہاں سے سب کو لے گئے آفاق نے لشکر اسلام کی شرکت کی
اپنے لشکر کو طلب کیا خواجہ نے جاکر کل لشکر اور اُس کے سرداروں کو آگاہ کیا اُسکے بعد شہر میں جاکر
سب مال و اسباب لے آئے اور ملازمان کو آفاق کے یہ واقعہ ہوا خواجہ نے کل بادشاہ اور سب
سرداروں کو قتل کیا ہوتا وہ تو ان سب کے سر اُنکو اُٹھا لے گئے عیاروں نے برہمنوں کی صورت بن کر بجائے
دال کے بیہوشی جلائی تھی اُسکی دھونی سے سب بیہوش ہوئے تھے بڑے غضب کے عیار ہیں ان سب کے
پیتھر پڑیگی ہوش جاتے رہتے اپنے اپنے دل میں کہا کہ خدا اونکو تصویر ان عیاروں سے بچائے نہیں تو جان بچنے
ورنہ محال ہے گرد اپنے حباب وغیرہ سے کہا کہ میری راے ہے کہ ایک نامہ لکھکر چند دن کی مہلت طلب
کریں سب نے کہا کہ کیا حرج ہے بس اُسی وقت دبیر سے ایک نامہ اس مضمون کا تحریر کرا کے روانہ
کیا چونکہ لشکر آفاق نے ہمارے لشکر پر شبخون مارا ہے ہم اس حال سے آگاہ نہ تھے بہت سے لوگ
ہمارے لشکر کے قتل ہوئے اور بہت سے مجروح پڑے ہیں لہذا ہم اُنکے اچھے ہونے تک مقابلہ نہیں
کرسکتے ہیں ہم کو مہلت دی جاوے جب وہ صحت پالینگے تو ہم مقابلہ کرینگے یہ نامہ جب تحریر ہوچکا ایک
ساحر کو دیکے روانہ کیا وہ ساحر نامہ لیکر پہونچا داخل دربار ہوا بادشاہ کو نامہ دیا اور زبانی بھی یہ
پیام دیا اُسکو کرسی چوبی بیٹھنے کو ملی وہ سلام کرکے بیٹھا دربار کو خوب سرداروں سے آراستہ پایا ساحر دل
کو بھی دیکھا کہ وہ حاضر دربار ہیں سب کی عزت و آبرو ہے ہر ایک بہت خوش و خرم ہے خصوصاً آفاق کی
بڑی عزت ہے دبیر نے نامہ پڑھا صاحبقران نے فرمایا کہ جواب اسکی پشت پر تحریر کردو کہ ہم نے تم کو
مہلت دی جب تمہارے لشکر کے لوگ اچھے ہولیں اُس وقت مقابلہ کرنا یہ جواب تحریر کرکے اُسی نامہ
کو دیا وہ جواب نامہ لیکر بادشاہ و صاحبقران کو سلام کرکے باہر بارگاہ کے آیا اپنے لشکر کی راہ لی داخل لشکر
ہوکر بارگاہ میں آیا جواب نامہ دیا بارگاہ و دربار کی بہت تعریف کی جب ان بادشاہوں کو معلوم ہوا کہ
مہلت ملی بہت خوش ہوئے اہل لشکر کے علاج کا حکم دیا علاج ہونے لگا ان سب کو تو اس بند و بست
میں اور لشکر اسلام کو اس انتظار میں رکھا جاتا ہے کہ لشکر کفار کے لوگ اچھے ہولیں تو مقابلہ ہو اب پھر حال
شہر سمندریہ کا تحریر ہوتا ہے

اب شمہ حال سمندر شاہ اور اُسکے دربار کا تحریر ہوتا ہے

راوی نے بیان کیا ہے کہ جب سمندر شاہ کو اُسکے سحر کا پتلا لیگیا تھا اور ہوشیار کرکے سب حال سے آگاہ کیا تھا اور اُسکے
سب سرداروں کو ہر ایک کا سحر اُٹھا لے گیا تھا اور ہوشیار کرکے آگاہ کیا تھا اُس دن سمندر شاہ
نے دربار نہ کیا وہ جو سردار اور اہل شہر اُسی مقام پر رہ گئے تھے تحریر ہو چکا ہے کہ اہل شہر تو صحرا و کوہ میں
پنہاں ہوگئے تھے کہ بوقت شب اپنے اپنے مکان کو جائینگے دن تو رات کو آ گئے اور سردار اُسی رفت
رفتہ سحر کے ذریعہ سے اپنے اپنے مکان پر آ گئے لباس دوسرا پہنا ہر ایک کو تعجب ہوا کہ یہ کیا امر تھا خیال کیا
کہ جب کل دربار میں جائینگے تو بادشاہ سے معلوم ہوگا کہ نہ معلوم بادشاہ پر کیا گذری یہ کیا واقعہ ہوا تھا

اب وہ رات گذری سمندر رخ نے دربار کیا سب سردار حاضر دربار ہوئے مگر جو دربار مین آتا ہی شرمندہ آتا ہو ادنیٰ سے
اعلیٰ تک دربار مین آکر سر جھکا کر بیٹھ جاتا ہی جب سب سردار آ چکے اسوقت سمندر رخ نے حکم دیا کہ کوتوال شہر کو
طلب کرو کوتوال حاضر ہوا حکم دیا کہ تم سپاہی لے کر آفاق کے مکان پر جاؤ اور اُسکے ملازمون کو گرفتار کر لاؤ جو کچھ
مال واسباب ہو وہ ضبط کر لو اُسکے مکان پر سرکاری پہرہ مقرر کر دو یہ حکم سنتے ہی کوتوال اُسی وقت دربار سے باہر
آیا کوتوال کے سپاہی ہمراہ ہوئے کوتوال ہمراہ لے کر آفاق کے مکان کی طرف چلا جب یہان پہونچا دیکھا کہ
مکان کا دروازہ کھلا ہوا ہی یہ لوگ دراندازانہ چلے گئے اندر جو گئے کسی کو نہ دیکھا تمام مکان کو خالی پایا نہ کچھ اسباب
پایا یہ لوگ حیران ہوئے کوتوال پہرہ مقرر کر کے بطرف دربار کے گیا داخل دربار ہوکر جو واقعہ پیش آیا تھا عرض کیا
سمندر رخ نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ وہ لوگ کل ہی آکر سب مال واسباب لے کر چلے گئے خیر جو مال واسباب
افاقیہ مین ہو ضبط کر لیا جائے گا مین کسی کو وہان کا حاکم کر کے روانہ کرتا ہون عشتاق نے کہا کہ کل کا
واقعہ [illegible] مین نہین آیا کہ ہم کیونکر اپنے مکان پر آ گئے یہان آکر ہمکو معلوم ہوا کہ ہم اپنے مکان پر ہین عجیب حالت
سے یہ امر واسطے [illegible] کے کوئی حیرت [illegible] سمندر رخ نے جواب دیا کہ گو میری یہ حالت نہ تھی تاہم مین بھی خود بخود
جو بیہوش رہا اپنے کو اپنی خوابگاہ مین پایا سحر کا پتلا کھڑا ہوا تھا اُسنے بیان کیا کہ مین آپکو لے آیا
ہون بڑا غضب ہوا تھا کہ آپ کو خواجہ مالف لشکر اسلام کا عیار قتل کیے ڈالتا تھا یہ کہکر وہ پتلا غائب ہو گیا
اور اُس پتلے نے اس قدر کہا کہ آفاق کو خواجہ عیاری کر کے لے گیا مگر حال مفصل نہ معلوم ہوا کہ کیا واقعہ گذرا
یہ سنکر عشتاق اور شملاق نے جو کہ معزز سردار تھے اور انکا سحر انکو لے آیا تھا بیان کیا کہ ہم کو بھی ہمارا سحر لے آیا تھا اور
یہی تقریر بیان کی تھی وہ جو سردار وہان رہ گئے تھے اُنھون نے عرض کیا کہ ہم جو بیہوش ہوئے اپنے کو [illegible]
دیکھا آپ لوگون مین سے کسی کو وہان نہ پایا حیران ہوئے اپنی حالت خراب پائی اُسی وقت ہوئے اپنے
کو پوشیدہ کر کے اپنے مکان پر آ گئے اپنا یہان آکر سامان کیا یہ واقعہ ہوا کہ عیاری ہو گئی تھی مگر یہ ثابت ہوا
کہ ہم سب کے سب کیونکر بیہوش ہوئے کیونکہ نہ ہم نے کچھ کھایا نہ پیا نہ کوئی چیز سونگھی سمندر رخ نے کہا کہ یہ بھی حال
معلوم ہو جائے گا کسی کو روانہ کر کے لشکر گرداب و لشکر اسلام کی خبر منگانا ضرور ہی کہ یہ جو سحر نے خبر دی کہ
آفاق کو خواجہ عیاری کر کے لے گئے درست ہی یا غلط کیونکہ ایسا نہین ہو سکتا ہی جو آگ مین جلایا جائے پھر وہ
زندہ ہو یہ کسی مین ایسی جرأت نہین ہی کہ آگ مین جا کر عیاری کرے سب نے کہا کہ بجا ارشاد ہوتا ہی یہان یہ گفتگو
ہو رہی تھی کہ وہ ہرکارے جو سمندر رخ نے براے خبر لشکر گرداب مین مقرر کیے تھے حاضر ہوئے دعا دے کر عرض کیا
کہ بادشاہ کو معلوم ہو کہ ہم ایک خبر تازہ لائے ہین سمندر رخ شاہ نے کہا کہ بیان کرو اُنھون نے لشکر پر شبخون پڑنا
اہل لشکر کا قتل ہونا سب سردارون کا خبردار ہو کر بیدار ہونا صبح تک مقابلہ ہونا حریف کا نکل جانا یہ معلوم ہونا کہ
سب اسی لشکر کے لوگ قتل ہوئے حریف کی ایک لاش تک نہین ہی اور قریب ایک لاکھ کے مجروح ہوئے
ہین ہرکارون کا لشکر اسلام مین بشکل افسران جانا اور خبر لانا کہ لشکر آفاق نے شبخون مارا ہی اور آفاق بھی
لشکر اسلام مین موجود ہی مع اپنی زوجہ کے اُن ہرکارون کا جو عیاری خواجہ نے کی تھی وہ بیان کرنا اور سب عیارون کی
عیاری اور یہ بیان کرنا کہ سب لوگ جو بیہوش ہوئے تھے یہ سبب تھا کہ عیارون نے بیہوشی جلا کر اُس کے
دھوئین سے بیہوش کیا تھا سب بیان کیا اور کہا کہ یہ بھی ہرکارون نے کہا کہ سب لشکر اور ملازم آفاق کے پاس پہونچ گئے اور [illegible] کا
کل مال و اسباب بھی آفاق کے پاس پہونچ گیا ہم یہ خبر لے کر لشکر سے روانہ ہوئے اور آپکی طرف [illegible] جو لشکر
گیا تھا اُسنے بادشاہ اسلام سے مہلت طلب کی تھی اُنھون نے مہلت دی ابھی جنگ و پیکار موقوف ہی [illegible]
عزت آفاق کی کی گئی ہر ایک سردار نے دعوت کی ہی بڑی خوشیان ہو رہی ہین یہ جو سمندر رخ نے سنا اُسکو

متعجب ہوا اور کہا کہ خواجہ نے بڑی عیاری کی یہ لوگ بڑے غضب کے تھے کسی نے ایسی عیاری نہ کی ہوگی آج
تک کسی نے ایسی عیاری نہیں کی ہوگی یہ عیار یگانہ ہیں مگر مجھکو یقین نہیں آتا ہے یہ کہکر رقعہ جمشیدی اُٹھا کر دیکھا اُسمیں
بھی وہی حال تحریر پایا جو کہ ہرکاروں نے بیان کیا تھا اب سمندر شاہ کو یقین ہوا سمندر نے سب اہل دربار
سے کہا کہ ہرکارے درست کہتے ہیں یہی حال رقعہ جمشیدی سے بھی ظاہر ہوتا ہے خداوند تصویر ان عیاروں سے بچائے
سب اہل دربار نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا سمندر نے کہا کہ مجھکو آفاق کے زندہ رہنے کا بڑا صدمہ ہوا اگر میں یہ جانتا
تو اُسکو اندر شہر کے قتل کرتا یا جس وقت اسیر کیا تھا اُسی وقت قتل کا حکم دیتا اب پچھتانے سے کیا ہوتا ہے بڑی
نادانی کی وہ قتل ہوئی نشستے کہ بعد از جنگ یا ذوالبرکلہ خود بانیزد اُسوقت عقل نے کسی کی خبر سے ہاتھ سے
یہ لوگ جائینگے کہاں جس دن میں نے قصد کیا سب کو گرفتار کر لیا آفاق پھر کیا کر لینگے اور مرقع جو کہ بڑے
ساحر ہیں اور طلسم فیروزیہ کے مالک ہیں وہ کیا بنا لینگے اور لیکن قلعہ پھر کیا کر سکتی ہیں اور یہ عیار میرے
اوپر کیا عیاری کر سکتے ہیں جب تک مجھکو غصہ نہیں آتا ہے اُس وقت تک یہ لوگ جو چاہیں وہ کریں میں
نہیں بولتا ہوں جب غصہ آگیا پھر میں ایک کی بھی نہ سنونگا سب نے کہا کہ بجا ارشاد ہوتا ہے سمندر یہ کہکر
خاموش ہو رہا تھوڑے عرصے کے بعد اخلاق نے عرض کیا کہ حضور اس وقت ایک نامہ ملک شمال سے آیا ہے
اُسمیں تحریر ہے کہ شمال شاہ نے یہ تحریر کیا ہے ہماری کمک ضرور دیجئے اگر حکم ہو تو میں کوئی کمک کو جاؤں سمندر نے
کہا کہ جنھوں نے کمک کو طلب کیا ہے وہ کون بزرگ ہیں اخلاق نے عرض کیا کہ وہ لوگ آپکے باج گذار ہیں
اُس ملک کے بادشاہ کا نام امال شاہ ہے وہ آپکو ہمیشہ خراج بھیجا کیا کبھی آپسے سرتابی نہیں کی سمندر نے
یہ سنکے حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہے تم جاؤ اُسکی کمک کرو اخلاق نے اپنے دل میں کہا کہ خوب جان بچی میری تو
خواہش تھی کہ میں کسی طور سے یہاں سے چلا جاؤں یہ تدبیر خوب نکالا تھا کی خوب نجات ملی اسی فکر میں اُس دن
سے تھا جس دن سے اُسکے بھائی کے ساتھ یہ حرکت کی گئی تھی اور اشفاق بھی اسی فکر میں ہے مگر اُسکو
کوئی صورت مفر کی نظر نہ آئی اشفاق نے اپنے دل میں کہا کہ اخلاق نے خوب اپنی جان بچائی جو جو
سردار سمندر کے اس ظالم سے خوف زدہ ہوئے ہیں اور جو صاحب غیرت ہیں اپنی آبرو بچانے کی فکر
میں ہیں یہی فکر ہے کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ ہم کو بادشاہ کے دربار سے نجات ملے بلا ہمکو بلا رخصت منظور
نہیں ہے اس خوف سے یہ بھی نہیں منظور کرتے ہیں کہ استعفا دیں کیونکہ یہ خیال ہے کہ ہم نے استعفا دیا دشمن
یہ لگا دیگا کہ یہ سب شریک لشکر اسلام ہیں اسی سبب سے تو استعفا دیتے ہیں تو جو حال آفاق کا ہوا اُس
سے بدتر حال ہمارا کیا جائیگا وہ لوگ سب اسی فکر میں ہیں اپنا عذر بہت خفیہ طور سے کر رہے ہیں راوی نے
بیان کیا ہے کہ سمندر نے اخلاق کو جب یہ حکم دیدیا اُسکے بعد ہرکاروں سے کہا کہ تم لشکر میں جاؤ جو حال
گذرے ہمکو خبر دینا ہرکارے ادھر روانہ ہوئے اخلاق سے کہا کہ تم بہت جلد اس مہم کو سر کرکے آنا کیونکہ
یہاں بھی تم کو معلوم ہے کہ اہل اسلام سے مقابلہ ہو رہا ہے اخلاق نے عرض کیا کہ غلام بہت جلد حاضر ہوگا
بس سمندر نے دربار برخاست کیا سب اپنی اپنی جائے قیام روانہ ہوئے اشفاق نے اخلاق سے
کہا کہ تم نے تو خوب صورت اپنے بچاؤ کی نکالی اخلاق نے کہا کہ بھائی کیا کروں مجھکو دربار میں ٹھہرنا ایک
منٹ برابر ایک سال کے ہوتا تھا ہر وقت یہ خوف تھا کہ اب سمندر نے میرے قتل کا حکم دیا کیونکہ وہ
تو بے قصور قتل کرتا ہے کوئی بھی قصور بھائی صاحب کا تھا جو اُنکے قتل کا حکم دیا اُنکے تو دوست خواجہ تھے
وہ رہا کر گئے میرا کون دوست ہے جو رہا کرے گا میں نے یہ خیال کیا کہ یہاں سے ٹل جاؤں ایسے کے روبرو
نہ رہو شاید کوئی بات ہو جاسے جو کہ باعث قتل ہو اشفاق نے کہا کہ بھائی میں بھی اسی فکر میں ہوں

قران کے قریب آ کے آواز دی کہ اے بھائی قران قران نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر لپکا رہا ہے قران نے کہا کہ تو کون ہے خواجہ نے بنا ئل دیکھایا قران نے پہچانا کہ یہ تو اُستاد ہیں اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آئیے تشریف لائیے خواجہ قران کے پاس آ کر بیٹھے قران نے عرض کیا کہ اُستاد اس وقت کہاں تشریف لیے جاتے ہیں خواجہ نے کہا کہ بھائی قران جس دن سے لشکر اس مقام پر آیا ہے ایک حبہ کا نفع نہیں ہوا ہے اور نہ میں دربار میں سمندر کے گیا ہوں میں نے آج خیال کیا کہ ذرا دربار کی سیر کر آؤں شاید کچھ نفع ہو جائے شہر کو جاتا ہوں دربار کی بھی سیر کر دیکھا ادھر نکل آیا میں نے خیال کیا تم سے بھی ملاقات کر لوں اور اس امر سے تم کو بھی خبردار کر دوں قران نے کہا کہ اُستاد کیا ضرورت شہر میں جانے کی ہے خواجہ نے جواب دیا کہ ضرور جاؤنگا قران نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے بس خواجہ یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور روانہ ہوئے بعد جانے خواجہ کے قران نے بھی عبادت سے فراغت کر کے یہ خیال کیا کہ اُستاد شہر میں گئے ہیں دربار میں جائینگے ضرور عیاری کرینگے ایسا نہو کوئی زحمت میں گرفتار ہو جائیں اس سے بہتر ہوگا کہ تم بھی چلو بس یہ دل میں خیال کر کے قران بھی روانہ ہوئے خواجہ راہ طے کر کے داخل شہر ہوئے خواجہ تو شہر کو دیکھے تھے جب عیاری کر کے آئے تھے اور برائے رہائی آفاق آئے تھے اس وقت یہ سیدھے دربار کی طرف آئے دربار کو برخاست پایا خیال کیا کہ کل دیکھا جائیگا اُدھر سے واپس چلے دل میں خیال کیا کہ کچھ تدبیر اکرو ایک گوشہ میں گئے اپنی صورت ایک سوداگر کی بنائی جھومتے ہوئے جوہری بازار کی طرف چلے نہایت عمدہ جامہ پہنے ہوئے سر پہ پگڑی بندھی ہوئی جواہر اُسمیں لگے ہوئے ایک جیب ہاتھ میں ہر ایک دکان کو بغور دیکھتے ہوئے شہر میں پانسے پھرا آتا ہے کہ کیا کیا عمدہ جواہر رکھا ہوا ہے ہر ایک جوہری اپنے دکان پر بیٹھا ہوا ہے مگر ہر ایک سے جس دکان پر ٹھہر جاتے ہیں وہ کہتا ہے کہ تشریف لائیے خواجہ جواب دیتے ہیں کہ مجھکو کچھ لینا نہیں ہے میں سیر کرتا ہوں یونہی دیکھتے بھالتے ایک جوہری کی دکان پر پہونچے وہاں بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے اُسپر ایک جوان لڑکا کم سن بہت خوبصورت بیٹھا ہوا تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک سوداگر میری دکان پر کھڑا ہوا ہے اور بغور دیکھ رہا ہے اُسنے کہا کہ آپکو کیا ضرورت ہے خواجہ نے کہا کچھ جواہر کی ضرورت ہے کچھ خرید کرینگے کچھ فروخت اُسنے کہا کہ تشریف لائیے جو پسند خاطر ہو ملاحظہ فرما کے خرید فرمائیے یہ سُنکے خواجہ اُسکی دکان پر بیٹھ گئے اُسنے کہا کہ کس چیز کی ضرورت ہے اُسنے جو یہ کہا تو خواجہ نے کہا کہ ایک لعل کی ضرورت ہے اور ایک جوڑی موتی کی اور ایک جوڑی موتی کی ہم بھی فروخت کرنے والے ہیں اگر قیمت مناسب مل جائیگی یہ سُنکے اُسنے ایک ڈبہ اُٹھائی اُسکو کھولا اُسمیں روئی کے اندر ایک لعل بہت عمدہ رکھا ہوا تھا وہ خواجہ کے روبرو پیش کیا کہ ملاحظہ ہو خواجہ نے اُسکے ہاتھ سے لیکر کہا کہ دیکھوں اجازت ہے اُسنے جواب دیا کہ اگر ملاحظہ نہ فرمائیے گا تو قیمت کیونکر طے ہوگی یہ سُنکے خواجہ نے اُسکو دیکھنا شروع کیا دیکھتے ہیں اور منہ بناتے ہیں وہ جوہری یہ دیکھکر اپنے دل میں کہنے لگا کہ ایسا بیش قیمت لعل ہے یہ اسکو دیکھکر منہ بناتے ہیں یا تو انکو تمیز نہیں ہے یا یہ شیخی خورے ہیں خواجہ نے کہا کہ اس لعل سے بھی زیادہ عمدہ کوئی اور لعل ہے اُسنے کہا کہ اسکے برابر تو اس بازار بھر میں کسی جوہری کے یہاں نہ نکلے گا خواجہ نے کہا کہ لعل نہیں ہے لعلڑی ہے اس سے اچھے اچھے تو میرے پاس ہیں مگر کیا کہوں میرے گماشتہ ابھی آئے نہیں میں اُن سے پیشتر چلا آیا ہوں میں تو اسی کی تجارت کرتا ہوں سوا لعل کے دوسرا جواہر میرے پاس نہیں ہے ابھی ایک سلطنت میں گیا تھا وہاں میں نے چند لعل فروخت کیے ہیں وہاں مجھسے موتیوں کی فرمائش ہوئی تھی میں نے اقرار کر لیا تھا چنانچہ چند دانہ میں نے خرید کیے ہیں مگر میرے پسند نہیں ہیں خیر اگر لعل تمہارے یہاں نہیں ہیں تو موتی دکھاؤ اُسنے کہا کہ یہ تو کہنے کی بات ہے کہ اس سے اچھے

لعل میرے پاس ہین جب آپ اس لعل کو لعلڑی فرماتے ہین تو بھلا اور کیا چیز آپ کی نگاہ مین سمائے گی خواجہ نے
کہا کیا کہون اگر میرا مال آگیا ہوتا تو تمکو دکھاتا کہ وہ کیسے لعل کہتے ہین تم بھی دیکھتے اُس نے کہا کہ اسکا ذکر نہ فرمایئے جو
چیز آپ کے پاس نہین ہی ان موتی کو ملاحظہ فرمایئے اگر پسند آئین تو خرید فرمایئے یہ کہکر اُسنے ایک جوڑی موتی کی
جو کچھ شک ہی کہ انڈے کے برابر تھی اور خوب آب و تاب تھی کہ جسکے آگے نگاہ کام دیتی تھی دکھائی خواجہ نے
دیکھکر کہا کہ اس سے عمدہ تو میرے پاس اِس وقت موجود ہے یہ کہکر اپنی جیب مین ہاتھ ڈالا ایک
طلائی ڈبیہ نکالی اُسمین سے موتی نکال کر انکے برابر رکھدیے اُسکے سامنے اُس جوہری کے موتی گرد ہوگئے
اُن سے قد مین بھی بڑے تھے آب و تاب مین بھی اچھے تھے اُنکے آگے رنگ کیا اصل بھی خواجہ نے کہا کہ مین تو
ان سے اچھے چاہتا ہون اُس جوہری کی آنکھین کی آنکھین حیران ہوکر رہ گیا کہ آج تک اُسکی نگاہ سے اس
قدر و قامت کے موتی نہ گذرے تھے اُسنے خواجہ سے کہا کہ یہ آپنے کہان سے خرید کیے ہین خواجہ نے کہا
کہ گو مین اسکا کام نہین کرتا ہون جب بادشاہ شمامہ کی فرمائش کی کہ پانچ جوڑی موتیون کی درکار ہین تو
مین نے انکی فرمائش کے موافق کہ مجسمہ نظم ہے اور بہت سا روپیہ صرف کرکے موتی نکلوائے اس سے اچھے
اچھے موتی نکلے یہ تو بالکل کوڑا ہی ہین اُسمین بہتر جو ہین اگر اس سے بہتر کوئی جوڑی مل جائے تو خرید
لون کیونکہ مین نے روپیہ صرف کرکے موتی نکلوائے ہین بادشاہ کے لائق نہ نکلے جیسے اُنھون نے طلب
فرمائے ہین اور اُسکا نقشہ بھی دیا ہی اُس جوہری نے کہا کہ وہ نقشہ ذرا مین بھی دیکھون خواجہ نے ایک
نقشہ نکال کر اُسکو دیا کہ کاغذ پر بنا ہوا تھا وہ مرغابی کے انڈے کے برابر موتی کا نقشہ تھا خواجہ نے کہا
کہ اتنے بڑے موتی طلب کیے ہین ایسے نہین ملتے ہین اُس جوہری نے کہا کہ اتنے بڑے موتی تو اس بازار بھر مین نہ نکلینگے
نہ ہم نے آج تک دیکھے خواجہ نے کہا کہ آپکی تمہارا سن کیا ہی جو تم دیکھوگے ہم نے تو اس سے بڑے موتی دیکھے ہین تو اُسنے
کہا گستاخی معاف جو کہ بزرگ لوگ کہ گئے ہین کہ جسکا سن زیادہ ہوتا ہی وہ جھوٹ بولتا ہی بقول مصرعہ جہاندیدہ
بسیار گوید دروغ آپ سچ کہا ہی آپ فرماتے ہین کہ مین نے اس سے بڑے موتی دیکھے ہین کیونکر کہین لاؤن
لعل کو آپ لعلڑی فرماتے ہین اس سے آپکا اپنا بتانا ظاہر ہی خواجہ نے کہا کیا کہون دیکھون شاید کوئی لعل
میرے کیسہ مین پڑا ہو یہ کہکر جو تلاش کیا ایک ڈبیہ نکلی اُسکو کھولا تو اُسمین ایک لعل رکھا ہوا تھا خواجہ نے اُسے
دیکھکر کہا کہ گو یہ لعل کچھ نہین ہی مگر تمہارے لعل سے تو اچھا ہی دیکھو جب میرے پاس ایسے ایسے لعل ہین تو مین انکو حقیر جانتا ہون تو
یہ کیا ہی اُسنے جو دیکھا تو اُسکے ہوش جاتے رہے اُس رنگ کا لعل اُسنے کبھی نہین دیکھا تھا کہا کہ بیشک میرا لعل
اسکے روبرو کوئی چیز نہین ہی کیا کہون آپ فرماتے تھے کہ یہ مجکو بتاتا ہی اگر آپ فروخت کرین اور قیمت بھی مین دے
سکون تو مین ضرور اسکو مول لون خواجہ نے کہا کہ مین اسی لیے تو بازار مین آیا ہون کہ چونکہ میرا مال ابھی آیا نہین قبل
مین چلا آیا اور جو کچھ روپیہ لایا تھا وہ مین نے صرف کر ڈالا اب جو تکلیف ہوئی تو مین نے خیال کیا کہ بازار مین چل کر
ایک موتی کی جوڑی فروخت کرون اگر کوئی میرے مطلب کی مل جائے تو خرید کر لون اسقدر جوہری بازار مین ہین لیکن
کسی کی اتنی بڑی دکان نہین دیکھی جیسی تمہاری دکان ہی گو تم ابھی جوان ہو اور تم کو جواہر مین نگاہ ہی اگر ہمارا
مال فروخت ہوگا تو اسی دکان پر اور جو کچھ ملے گا اسی دکان سے میرا تو قصد موتی کے فروخت کرنے کا ہے اگر تم
لو تو مین فروخت کرون تمہارے پاس کوئی جوڑی بھی نہین جو مین لون خیر دیکھا جائے گا اگر تم یہ جوڑی لو تو مین فروخت
کر ڈالون اُسنے کہا میرے پاس اسقدر روپیہ اسوقت موجود نہین ہی کہ مین موتی بھی لے سکون ذرا لعل کا اگر آپ لعل کو
فروخت فرمائین تو اُسکی گفتگو میرے آپ سے ہو خواجہ نے کہا کہ گو میرا قصد لعل کے فروخت کرنے کا نہ تھا مگر تمکو
پسند ہی تو اچھا اسی کو لے لو اسکی قیمت چار لاکھ روپیہ ہی یہ سُنکے اُسنے اُٹھا کر خوب دیکھا بھالا جواہر مین سے

بھی دیکھا اُسکے بعد کہا کہ اگر آپ خفا نہ ہون تو کچھ مین بھی کہون خواجہ نے کہا کہ اسمین خفا ہونے کی کیا بات ہی جو تمھاری
نگاہ مین سماتے وہ تم بھی کہو اُسنے کہا کہ مین اسکے دو لاکھ روپیہ دیتا ہون خواجہ نے وہ لعل اُسکے ہاتھ سے
لے لیا اور کہا کہ صاحبزادے ہو اکثر نگاہ رکھتے ہو مگر ہماری نگاہ کو کہان پہونچ سکتے ہو اگر اسکے ساتھ کے
کوئی ہم کو تین لاکھ دے تو مین دس بیس لیتا ہون ایک دو تو نہین اور اگر کوئی جھوٹ بھی بولے گا تو اسقدر
کہ نصف قیمت جھوٹ کہیگا اگر فرق رکھے گا تو دس پانچ ہزار کا یہ جو خواجہ نے کہا کہ اُسنے کہا کہ آپ برہم
نہ ہون جس قیمت کو آپ کو فروخت کرنا ہو وہ فرما دیجیے کہ یہ قیمت اسکی ہی خواجہ نے کہا کہ بھائی یہ لینے دینے
کا معاملہ ہی خیر اسکی قیمت تو بہت کچھ ہی مگر مین تین لاکھ سے کم نہ لونگا چاہے تم لو چاہے نہ لو اُسنے کہا کہ ابھی
قیمت بہت ہی یہ جو اُسنے کہا خواجہ نے ڈبیہ اٹھا کر لعل کو اُسمین رکھا اور قصد کیا کہ جیب مین رکھ لین اُسنے
کہا کہ آپ برہم نہ ہون ذرا مجھکو پھر دیجیے مین دیکھ لون خواجہ نے اُسکو دیا اُس نے اُسکو بڑی دیر تک دیکھا دیکھ بھال کر
کہا کہ جو کچھ کسر ہو وہ بھی نکال ڈالیے خواجہ نے کہا کہ اب اسمین کسر نہین ہی اگر ضرورت نہ ہوتی تو مین چار لاکھ سے
کم کو نہ فروخت کرتا اسکے ساتھ کے مین نے ساڑھے تین لاکھ و چار لاکھ کو فروخت کیے ہین اسوقت اس سبب
سے فروخت کرتا ہون کہ میرے پاس صرف روزمرہ کے لیے روپیہ نہین ہی دوسرے تمھاری پسند ہی اگر تم کو لینا ہو
تو تین لاکھ روپیہ دو ورنہ گفتگو ہو چکی مین نے تو موتی کے فروخت کا قصد کیا تھا اسکی تو خبر نہ تھی ایک لعل بھی میرے
پاس ہی یہ تمھاری تقدیر سے نکل آیا اسے بھی مین موتی خیال کرتا تھا یہ جو خواجہ نے کہا اُسنے کہا کہ بہت خوب روپیہ
لیجیے یہ کہکر اُس نے وہ لعل اُٹھا کر اُس ڈبیہ مین رکھا اور قصد کیا کہ جہان اور سب جواہرات کے ڈبے رکھے ہوے ہین
وہین رکھ دون خواجہ نے کہا کہ افسوس تم کو اسکی قدر نہ ہوئی بھائی تم کو جواہرات کے رکھنے کا طریقہ نہین معلوم
تم کو کسی نے بتایا نہین ہی لاؤ مین رکھ دون ایسی گران قیمت اشیا کوئی یون رکھتا ہی جو خراب ہو جائین یہ سنکے
اُسنے خواجہ کے ہاتھ مین دیا خواجہ نے اُسکو روئی مین رکھکر کہا کہ یون رکھتے ہین اور پھر اُسکو دے دیا وہ بہت
بڑا جوہری تھا گو کم سن تھا مگر ایسی نگاہ رکھتا تھا کہ دور دور سے لوگ اسکے پاس جواہر بیچنے آتے تھے کہ یہین مالکو
پرکھ دو دو پرکھ کر روانہ کرتا تھا شہر سمندریہ مین اُسکے برابر جواہر کی کسی کی کوٹھی نہ تھی ہر روز دو چار لاکھ کا
مال فروخت ہوتا تھا اور خرید بھی کرتا تھا خواجہ نے خیال کر لیا تھا کہ یہی دکان بڑی ہی اسی کو ٹھیک کرنا لازم ہی
اُس نے جب خوب جانچ لیا تو تین لاکھ روپیہ دینا قبول کیا اُسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ پانچ لاکھ کا ہی جس
سرکار مین جا ہونگا فروخت کر لونگا اسمین دو لاکھ نفع کے ہونگے یہ تصور کرکے خرید لیا خواجہ سے کہا کہ سب
روپیہ لیجیے گا یا اشرفیان خواجہ نے کہا کہ میرے ہمراہ کوئی ملازم نہین ہی اگر ملازم بھی ہوتا تو تین لاکھ روپیہ بار ولدا
گاڑی وغیرہ کے جا نہین سکتا ہی اگر تمھارے پاس نوٹ ہون تو دو لاکھ کے نوٹ اور باقی روپیہ کی اشرفیان
اور ایک ہزار روپیہ نقد دے دو اُس نے کہا کہ بہت خوب صندوقچہ کھول کر نوٹ دیے پانچ سو کی اشرفیان
اور ایک ہزار روپیہ نقد دیے خواجہ نے سب نوٹ دیکھکر روپیہ اشرفی پرکھ کر اپنے پاس رکھے اور سب بندوبست
کرکے دکان پر سے اُٹھتے وہ موتی کی جوڑی بھی اُٹھا لی اُسکے ساتھ اُس موتی کی جوڑی بھی بڑی چالاکی سے
اُٹھائی کہ وہ نہ دیکھ سکا اُٹھا کر وہان سے لیتے ہوے آگے بڑھ کر صورت بدل کر پھرنے لگا اب جو اُس نے
خیال کیا تو وہ موتی کی جوڑی نہین ہی وہ پریشان ہوا اور گھبرانے لگا اُدھر اُدھر تلاش کرنے لگا جب نہ
ملی تو اپنا سر پیٹنے لگا اور شور و غل کرنے لگا کہ وہ سوداگر جس نے ایک لعل میرے ہاتھ فروخت کیا اور
تین لاکھ روپیہ اُسکی قیمت مین نے دی مین نے روپیہ نکالنے لگا اُسنے میری چار لاکھ کی موتی کی جوڑی
چرالی مین تو لٹ گیا اب تو سب بازار اُسکا آئی اُس سے دریافت کرنے لگے مین آپ بھی [illegible]

تھے وہ بھی اپنی اپنی دکان پر نوکروں کو چھوڑ کر آئے اُس سے دریافت کیا اُس نے سب حال بیان
کیا پھر ایک جیران ہوا صورت دریافت کی اُس نے صورت بتائی پھر اُس نے کہا کہ ہاں شخص بھی دیکھا تھا وہ اسی طرف
کو گیا ہاں آتے تو کچھ دور تک گئے آپ کہیں ہوں تو ملیں اُنہیں لوگوں میں صورت بدلے ہوئے موجود ہیں خود
بھی کچھ سمجھتے ہیں کہ بات میں نے بھی تمہاری دکان پر بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اُسکی صورت سے تو یہ بات نہیں
ظاہر تھی کہ چور ہو معلوم ہوتا ہی کہ دھوکے سے اُٹھا لیا ہی جب مکان پر جائیگا تو دیکھے گا ضرور دیجائیگا
اُس نے کہا کہ وہ کیا اچھا ہے اچھا دھوکا ہی کوئی ایسا نہیں ہی کہ پرایا مال دھوکے سے لے جائے سب نے
کہا کہ پردیسی تھا کہ وہ اُس نے کہا کہ اُنکا نام بھی تو نہیں معلوم ہی نہ مکان کا پتہ کہ کہاں اُترا ہی جب وہ اپنی حالت
تباہ کرنے لگا آپ نے بھائی آنکھ بچا کر اُس مقام پر سے چلے گئے اور ایک گوشہ میں جا کر اپنی پہلی صورت بنا کر اُسی
طرف سے چلے آئے یہاں تک جب قریب پہنچے ہوئے سب کو ہٹا کر دکان پر آگئے اب جو لوگوں کی نگاہ پڑی سب نے
کہا کہ آگئے آگئے اُنھوں نے کہا کہ بتائیے یہ مجمع کیا ہی اور یہ تمہاری کیا حالت ہی اُس نے کہا کہ کچھ نہیں وہ
جو موتی کی جوڑی میں نے آپ کو دکھائی تھی وہ دکان پر سے غائب ہو گئی آپ بولے بھائی وہ میں نے
دھوکے سے اُٹھا لی خیال نہ رہا اب جو جا کر مکان پر دیکھا جہاں میں اُترا ہوں میں نے جو خیال کیا تو تمہارے دو
موتی میرے پاس تھے بس میں نے کہا کہ اب ہاتھ آگئے پاؤں پلٹا کہ جا کر تم کو دے دوں کیونکہ تم کو تو
معلوم نہیں ہی تم پریشان ہو گے اس خیال سے آیا یہاں آکر تم کو پریشان دیکھا لو یہ موتی تمہارے حاضر ہیں بھائی
انکو خوب دیکھ لو اُس نے موتی لے کر خوب دیکھ بھال لیے خواجہ نے کہا کہ بھائی دیکھ لیا اب میں جاتا ہوں
اُس نے کہا کہ آپ تشریف رکھیں مجھکو اپنے اسم سامی سے تو آگاہ فرمائیے اور جہاں فروکش ہیں خواجہ نے
کہا کہ بھائی مجھکو خواجہ دست کبر کہتے ہیں اور فلاں مقام پر جو سرا ہی اُسمیں اُترا ہوں اب جاتا ہوں بہت تھک
گیا ہوں اُس نے کہا کہ آپکو تکلیف بہت ہوئی خواجہ نے جواب دیا کہ تکلیف کیوں ہوئی تم کو تمہارا مال
مل گیا مجھکو بڑی فکر تھی کہ تم یہ کہو گے کہ میری جوڑی موتی کی چرا لے گئے اُس نے کہا کہ آپ کے اوپر بھلا ایسا
گمان ہو سکتا ہی خواجہ نے کہا بھائی طبیعت بدل جاتے ہوئے کیا دیر لگتی ہی کوئی کسی کے دل میں بیٹھا
نہیں ہی ایمان کا معاملہ ہی یہ بہت جلد خراب ہو جاتا ہی ایسی ایسی باتیں کر کے خواجہ نے کہا کہ میں جاتا ہوں
یہ کہکر خواجہ وہاں سے روانہ ہوئے دو چار قدم بڑھ کر صورت بدلی اور پھر ادھر آکر پھر سننے لگے جو لوگ وہاں جمع ہو گئے
تھے وہ باہم یہ ذکر کرتے ہوئے چلے کہ بھائی بہت ایماندار سوداگر تھا کہ اُس نے موتی لا کر دے دیے ضرور دھوکے
سے چلے گئے اگر چرا کر لے جاتا تو کبھی نہ لا کر دیتا اُس نے وہ موتی اُٹھا کر رکھ لیے راوی نے بیان کیا ہی کہ آپ
نے وہ لعل بھی سنہری کا بنا ہوا دیا تھا اور یہ موتی بھی پس جب شام ہوئی سب لوگ دکانیں بڑھا بڑھا کر
اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے آپ بھی بازار سے کچھ خرید کر کے اُسی چوراہے پیچھے ایک سرا میں آئے ایک کوٹھری
کرایہ کی لے کر اُترے ادھر قران جو چلے تھے وہ اس شہر میں آکر سوچے کہ اُنھوں نے بھی خوب شہر کی سیر کی
خواجہ کی عیاری دیکھی وہ لعل کا فروخت کرنا اور موتی بدل کر دینا سب دیکھا اُسکے بعد قران بھی اُسی
سرا میں آئے جہاں برق ثانی و ضرغام ثانی اُترے تھے قران تا الف نے ان سب کو پہچانا قریب
اگر صاحب سلامت کی گو یہ لوگ ساحر کی صورت پر تھے قران نے پہچان لیا برق نے قران کو پہچانا باہم
اشارہ بازی ہوئی قران نے اشارہ سے کہا کہ اُستاد بھی آتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ ہم کو معلوم ہی قران
بھی ایک کوٹھری لے کر اُترے کہ وہ رات بسر ہوئی بہت تڑکے قران تو نکل کر چلے گئے اور پھر دن شہر آکر
ایک گوشہ میں نماز ادا کی ادھر برق و ضرغام سرا سے نکل کر طرف دربار کے چلے قریب دربار پہنچ کر جو دیکھا

کی صورت بن کر سرداروں کے ہمراہ داخل دربار ہوئے برق ثانی وضرغام ثانی نے دربار کو خوب آراستہ
پایا کہ ہزاروں ساحر کرسیوں زرنگار پر بیٹھے ہوئے ہیں سمندر شاہ ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہے اُس کے
پاؤں کی جگہہ چار شیر لگے ہوئے ہیں طلائی وزیر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں عشناق اُستاد
سمندر برابر تخت کے بیٹھا ہوا ہے سب سردار حاضر ہیں مثل گلاب جادو وزورق جادو و شملاق
جادو و اہراق جادو و اشفاق جادو و حران جادو و گرداب جادو و موج زن جادو و دریا بار
جادو و خیزران جادو و حباب ساز جادو و موج خیز جادو و طوفان جادو و ملکہ طغیان جادو
و ملکہ یاسمن جادو و ملکہ جہاں آرا و ملکہ مہرہ جمال و ملکہ نیلوفر جادو وغیرہ بیٹھے ہوئے ہیں قریب
دو ہزار کے ساحرہ ہیں اور بہت سے ساحر ہیں دربار خوب آراستہ ہے سمندر کے سر پر چتر طلائی گردش کر رہا ہے
ایک ایک پردہ زربفت کی ہوئی ہے اُسکے چاروں گوشہ پر چار گلدستہ رکھے ہوئے ہیں سامنے آئینہ لگا ہوا ہے
اُس غلافت پر ایک مسند و تکیہ رکھا ہوا ہے اور ایک سنگ مرمر کا تکیہ سمندر کبر و غرور سے بیٹھا ہوا ہے
ارکان سلطنت حاضر ہیں چوبدار ایستادہ موجود ہیں عیار بھی کھڑے ہوئے ہیں اور خاص جو سمندر شاہ
کا عیار ہے اُسکا نام تیراقمیہ ہے وہ ایک کرسی طلائی پر بیٹھا ہوا ہے اُسکے برابر دو کرسیاں ادھر اُدھر آراستہ
ہیں انپر اُسکے چار شاگرد رشید بیٹھے ہوئے ہیں قریب ہزار بارہ سو کے عیار اُسکی پشت پر کھڑے ہوئے ہیں
جو سمندر کا عیار ہے اُسکا نام مہتر گرداب زن ہے اور وہ جو چار شاگرد ہیں اُنکے نام یہ ہیں مہتر موج افزا
مہتر حباب آسا مہتر دریا سلاک مہتر طوفان لقب زن یہ سب عیار حاضر ہیں سمندر اُن سے کہہ رہا ہے
کہ تم نے لشکر اسلام کے عیاروں کی عیاری سُنی کہ اُنھوں نے کس غضب کی عیاری کی اور کیونکر آفاق
کو رہا کر لے گئے اور کیونکر ہم کو بیہوش کیا میر سحر نے میری جان بچائی جب سے وہ دریا سے
شیر کے کنارے آئے ہیں کتنی عیاریاں کر چکے ہیں تم نے آج تک کوئی عیاری نہیں کی مہتر گرداب
نے جو کہ سب کا افسر ہے اور سمندر کا عیار ہے عرض کیا کہ وہ کیا عیاری کرینگے جس دن غلام قصد کرے گا
اُنکو گرفتار کر لے گا میرے سامنے کیا اُنکی اصل ہے صرف میرے قصد کرنے کی دیر ہے اُسکے ان چاروں
شاگردوں نے کہا کہ اُستاد کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم میں سے ایک کافی ہے سمندر نے کہا اچھا دیکھا
جائے گا تم کو بھی حکم دیا جائے گا مہتر گرداب نے کہا کہ حضور یہ جو اُنہوں نے عیاریاں جس دن سے اس سرحد میں
داخل ہوا ہے کی ہیں اور شاگرد کرتے ہیں یہ عیاریاں کیا کرے گا جب میرے اُسکے مقابلہ ہوگا تو
عیاروں کا خاتمہ ہوگا ابھی تو میں خاموش ہوں جب میں دیکھونگا کہ وہ کسی طرح سے باز نہیں آتے ہیں جا کر
گرفتار کر لاؤنگا سمندر یہ سنکے خاموش ہو رہا پھر کچھ نہ کہا برق وضرغام نے کہا کہ یہ اپنے کو بہت
بڑا عیار تصور کرتا ہے ان دونوں نے اپنے دل میں کہا کہ جب استاد سے مقابلہ ہوگا تو حال معلوم ہوگا
ساری اکڑ نکل جائے گی اسوقت کی سب تقریر جا بجا فراموش ہو جانے کی یہ عیار تو یہ
خیال دل میں کر رہے تھے اُدھر خواجہ جو سرا میں بیدار ہوئے امور ضروری سے فراغت کرکے سرا سے باہر
آئے ایکی صورت پر تیار ہو کر طرف دربار کے چلے قریب دربار پہونچ کر ایک سردار کے ہمراہ داخل دربار ہوئے
اُنھوں نے بھی دربار کو خوب آراستہ پایا جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے پہلے انکی نظر مہتر گرداب پر پڑی اُنھوں نے
اُسکو دیکھکر اپنے دل میں کہا کہ یہ بڑا مکار ہے خواجہ نے ادھر اُدھر جو دیکھا تو دیکھا کہ برق ثانی اور
چالاک ثانی چوبدار کی صورت بنے ہوئے کھڑے ہیں خواجہ انکو دیکھکر اپنے دل میں کہنے لگے کہ یہ نابکار
یہاں بھی پہونچے اور مجھسے قبل آ گئے راوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ و برق ثانی وضرغام ثانی یہاں

دربار مین سمندر کے ہین سمندر کا دربار آراستہ ہی کیسے کیسے ساحران نامی وگرامی زرین وو مرد جمع ہین دربار خوب
آراستہ ہی ایک مرتبہ نہ طاق کی طرف سے ایک ابر سیاہ اٹھا اور طرف دربار سمندر کے چلا ہوا سے گرم چلنے لگی
ایسی ہوا چلتی تھی کہ جیسے لو چلتی ہی یہان سب دربار مین بیٹھے ہوئے تھے کہ ہوا سے گرم کے جھونکے آنے لگے
در و دیوار جلنے لگے اُس سے شعلہ نکلنے لگے سب نے پریشان ہو کر سمندر کی طرف دیکھا کہ سمندر بھی سر سے پاؤن
تک پسینہ مین غرق ہی نہ شدت گرمی سے لال ہو رہا ہی عجب عالم ہی ہر ایک کو پیاس معلوم ہونے لگی کہ سمندر
سے عشاق نے کہا کہ یکایک اس قدر لو چلنے لگی ابھی تو اس قدر گرمی بھی نہین پڑتی ہی نہ ایسا دن آیا ہی کہ
لو چلنے لگی کیا سبب ہی سمندر نے کہا کہ استاد مین خود حیران ہون یہ کہکر آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ استاد
کوئی دم مین پیدا ہوئی جاتی ہی دیکھیے ابر اٹھا ہی ضرور برسے گا کیونکہ اسکے آثار کہے دیتے ہین عشاق اور سب
اہل دربار نے دیکھا کہ درحقیقت ابر اٹھا ہی مگر ایک ٹکڑا سا ہی عشاق نے کہا کہ کیا برسے گا چھوٹا سا ٹکڑا ہی چند
بوندیان پڑینگی اس سے تو اور زیادہ گرمی ہو جائیگی سمندر نے کہا کہ جی نہین یہ خوب برسے گا وہ ابر بلند
ہوتا ہوا چلا آتا ہی جو جو ابر بلند ہوتا ہی وہ وہ گرمی زیادہ ہوتی ہی اور ہوا شدت سے چلتی ہی کہ وہ ابر قریب آیا اور
جو جھونکا ہوا کا آیا اُس نے تن بدن کو جلا دیا کپڑے تمام جسم پر گران معلوم ہونے لگے کہ سمندر نے گھبرا کر اُس
ابر کی طرف دیکھا معلوم ہوا کہ اُس ابر سے شعلہ نکل رہے ہین اور برقین چمک رہی ہین رعد کی گرج بشدت ہی ہوا
گرم کے جھونکے کثرت سے ہین یہ دیکھکر سمندر نے عشاق سے کہا کہ استاد معلوم ہوا کہ یہ ہوا اور ابر و گرمی کسی
اور سبب سے نہین ہی کوئی ساحر مطلق آیا ہوا معلوم ہوتا ہی کہ خداوند کو علم خدائی سے معلوم ہو گیا کہ لشکر اسلام
نے سمندر پر لشکر کشی کی ہی اُنھون نے میری کمک کو کسی ساحر کو روانہ کیا ہی ملاحظہ فرمائیے کیسے شعلہ آگ کے آسمان
سے گر رہے ہین اور جون جون ابر قریب آتا ہی وون وون گرمی زیادہ ہوتی ہی ہوا سے گرم کے جھونکے آتے ہین عشاق نے
دیکھکر اُس ابر کی طرف کہا کہ تمھارا خیال بہت ٹھیک سا ہی یہی باتین ہو رہی تھین کہ وہ ابر آکر صحن دربار پر محیط ہوا
اور برق تڑپی شعلہ نکلنے لگے رعد کی گرج معلوم ہوئی ہوا شدت سے چلی ابر شق ہوا سب نے دیکھا کہ اُس ابر سے تخت
پیدا ہوا بعد اسکے ایک مسہری ظاہر ہوئی اُس تخت پر ایک ساحر بیٹھا ہوا ہی اُسکی صورت یہ ہی کہ بڑے
بڑے سر کے بال کھلے ہوئے ادھر اُدھر پڑے ہوئے ایک لنگ باندھے ہوئے کرتہ پہنے ہوئے جوگی نشانہ پڑی ہی دو زانو
تخت پر بیٹھا ہوا تخت مع مسہری سے اُڑتا ہوا چلا آتا ہی وہ مسہری اُسکے عقب مین ہی یہ واقعہ دیکھکر ہر ایک حیران ہوا
کہ یہ تو نیا واقعہ ہی کوئی ساحر آج تک اس طریقہ سے نہین آیا سب اُسی طرف دیکھنے لگے جب وہ تخت
نیچا ہوا تو سمندر نے پہچانا ایک مرتبہ اپنے تخت پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اس طور سے کہ جیسے کوئی بڑا سے تعظیم
کھڑا ہوتا ہی سمندر کا کھڑا ہونا تھا کہ سب اہل دربار کھڑے ہو گئے عشاق نے کہا کہ اے سمندر یہ کون ہی سمندر
نے کہا کہ استاد یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی اسنے وہ سحر بارہ برس مشقت کرکے تیار کیا ہی اگر وہ چاہے
ہون ایک دم مین جلا دے میرا بڑا دوست ہی مجھ سے اُس سے بڑی ملاقات ہی اُسکا نام عشاق نہ طاقی
ہی جب مین نہ طاق مین تھا تو میرے اسکے بڑی ملاقات تھی ہر روز صحبت رہتی تھی معلوم ہوتا ہی کہ میرے
اوپر لشکر کشی کی خبر سنکے میری کمک کو آیا ہی اب مجکو کسی کی ضرورت نہین ہی صرف یہی کافی ہین ایک دم
مین تمام لشکر کو جلا دینگے لشکر اسلام کی کیا حقیقت ہی یہ وہ ساحر ہی جس سے ہمیشہ خداوند خوف کرتے
رہتے ہین کیونکہ جس قدر اسنے ریاضت کرکے سحر تیار کیا ہی اور اس سحر پر حاوی ہوا ہی دوسرا کوئی نہین بارہ
برس تک سحر ریاضت کیا ایسا سحر تیار ہوا اور اس سحر کا توڑ نہین ہی یہان جو کوئی بارہ برس تک ریاضت کرے تو یہ
حاصل ہو سکتا ہی کہ اسکا توڑ پیدا کرے یہ خداوند کو باج نہین دیتا ہی اسکا بڑا مرتبہ ہی مین اسکے آنے سے

بہت خوش ہوگیا یہ کہتا ہوا سمندر مع جمیع اہل دربار کے صحن میں آیا کہ وہ تخت بھی زمین پر اُترا یا اب سب نے
دیکھا کہ ایک ساحر قد آور سیاہ رنگ جیسے شب دیجور بڑے بڑے دانت منہ سے باہر نکلے ہوئے موٹے موٹے ہونٹھ
اوپر کا پرہ بینی سے گذرا ہوا لب زیرین ٹھوڑی سے لٹکا ہوا منہ پر تمام چیچک کے داغ یہ معلوم ہوتا تھا کہ بھڑون
نے تمام منہ کو نوچا ہے تیلے تیلے ہونٹھ کالی کالی رنگت بڑے بڑے بال آنکھیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو تنور روشن
ہیں ہونٹے موٹے ہاتھ پاؤن نیلا کرتہ پہنے ہوئے سیاہ لنگ باندھے ہوئے چوٹی شانہ پر پڑی ہوئی کانوں میں
سنگلی پیر میں پڑے ہوئے پاؤن پر لپٹے ہوئے عقرب کیسے کیسے سیاہ پیشانی پر چپکے ہوئے نقش زنی کرتے ہیں
تخت پر بیٹھا ہے اور چار شیطان ایک مسہری کو اٹھائے ہوئے ہیں جب تخت زمین پر پہونچا سمندر اور اسکی چار
نگاہ ہوئی سمندر پہلے سلام کیا اس نے بڑے کر و فر سے جواب سلام دیا اور تخت پر سے اُترا سمندر نے
بڑھکر اُسکا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ بھائی اچھے رہے اُس نے جواب دیا کہ بہت اچھا ہوں تمہاری صحت و مزاج
کا خواستگار ہوں شب و روز میری یہ دعا تھی کہ میرے تمہارے ملاقات ہو کیونکہ جب سے تم طاق سے آئے
ہو اُس روز سے ملاقات نہیں ہوئی اسکو زمانہ کوئی دو سو برس کا تو ہوا ہوگا سمندر نے کہا کہ ہان کیا تباؤن میرا
بھی جی تمہارے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا مگر میں ایسے آلام میں مبتلا ہوگیا ہون کہ بیان نہیں کر سکتا ہون تشریف
رکھو گے تو بیان کرونگا اُس نے جواب دیا کہ بھائی میں بھی ایک عجب بلا میں مبتلا ہوا ہون اور بڑی ضرورت سے
میرا آنا ہوا ہے ورنہ میرا آنا کیون ہوتا ہان جب تم کبھی طاق میں آتے تو ملاقات ہوتی سمندر نے کہا کہ بھائی کیا
بلا پیش آئی جسمیں تم مبتلا ہوا اُسنے جواب دیا کہ چل کر بیٹھو تو بیان کرون کہ جس ضرورت سے میں آیا ہون یہ باہم کلام
کرتے ہوئے سمندر و عشاق طاقی دربار میں آئے سمندر نے کرسی برابر اپنے تخت کے بچھوائی وہ اسپر
بیٹھا سمندر تخت پر بیٹھا وہ مسہری سامنے لاکر اُن شیطانوں نے رکھدی خواجہ اور عیارون نے جو اُسکی صورت
دیکھی ہوش جاتے رہے کہ یہ بڑا ساحر زبردست ہے صورت تو دیکھو مگر حیران ہیں کہ یہ مسہری کیسی ہے اسپر کیا منحصر ہے
خود سمندر حیران تھا کہ یہ مسہری کیسی ہے اور اُسکے اہل دربار بھی حیران تھے جب ہوا مسہری کی طرف سے آتی تھی تو
اس قدر گرم ہوتی تھی کہ ناگوار گذرتی تھی جب سب بیٹھ چکے اُس وقت سمندر نے اُس سے کہا کہ بھائی بیان کرو
کہ تمہارے آنے کا کیا سبب ہوا اُس نے کہا کہ تم پہلے اپنی حالت بیان کرو سمندر نے کہا کہ میرا ایسا قصہ طول
ہے اُسکے سننے کو ایک زمانہ چاہیے اور ایک دقت کیا ہے اُس نے کہا کہ میں جس ضرورت سے آیا ہون اگر بیان کرونگا
تو تم اُسمیں مصروف ہو جاؤ گے تمہارا قصہ میں نہ سن سکونگا سمندر نے کہا کہ اچھا میں مختصر کر کے بیان کرون گا
سمندر اُسکے ساتھ بڑی عزت توقیر و تعظیم و تواضع سے پیش آیا وہ بہت خوش ہوا سمندر نے آنا لشکر اسلام کا
دریائے سبز رنگ کے کنارے سے سحران کا مقابلہ کرنا صنوبر شاہ کا مسلمان ہونا اپنے ساحرون کو روانہ کرکے
صنوبر کو گرفتار کرالینا اُسکو بھی دریائے سبز رنگ میں قید کرنا سحران کا سرداران اسلام کو گرفتار کرنا آفتاب
دیو وا اپنے سپہ سالار کو ہمراہ کرکے سحران روانہ کرنا عیارونکا اُس پر عیاری کرکے آفتاب کو قتل کرنا سمندر کا
کا شریک ہوکر سحران کو قتل کرانا ماہیان طوفان گش کا اسم اعظم سمندر کا خواجہ کا عیاری کرکے ماہیان کو
قتل کرنا دریا کا تماشا وقت بہار افزا کا برباد ہونا بہار کا ... صاحبقران کا
آنا اپنا ملک روانہ کرنا اور ... کی طرف ... روانہ کرنا عشاق ... استاد کا آنا شہر لقینلیہ ... ہونا
یقینلیق کا شریک لشکر اسلام ہونا صاحبقران کا وہان سے کوچ کرکے ... آنا یہان بھی مقابلہ ہونا اور
سہراب شاہ کا بھی شریک ہونا اقبال شاہ اقبال شاہ وغیرہ کا شریک ہونا صاحبقران ہونا صاحبقران کا
قریب سمندریہ کے آنا اپنا چند ساحرون کو روانہ کرنا کہ راہ میں روکو انکا ہاتھ سے سہراب و غزالان کے قتل ہونا

اسکے علاوہ ان سب کو جلا دونگا تم اطمینان رکھو میری بلا دفع ہونے دو میری مصیبت کٹنے دو مجکو امید
بڑی تھی کہ یہان میری مصیبت دفع ہوگی مین اس بلا سے ضرور نجات پاؤنگا عجب نہین مگر شرط یہ ہی
کہ اگر تمھاری توجہ ہوگی اور تم مہربانی کروگے اور مجھ میری ملاقات کا خیال کروگے اس حالت مین میری
مصیبت دفع ہوگی ورنہ مین اسی طور سے مبتلا رہونگا مجکو تمھاری ملاقات پر بڑا بھروسا ہی اسی امید پر
یہان آیا ہون سمندر نے کہا کہ بھائی بیان توکرو جہان تک میرے امکان مین ہوگا مین کوشش کرونگا
کسی قسم کی کوشش مین کوتاہی و پہلو تہی نہ کرونگا اور جہان تک ممکن ہوگا کام اسکو انجام دونگا بشرطیکہ
میرے امکان مین ہو ہان اُسوقت مجبور رہون کہ میرے امکان مین نہ ہو یا میری کوشش سے ممکن نہو
تو مجبوری ہی عشتاق نہ طاقی نے کہا کہ آپکے امکان مین ضرور ہی اور آپ کو کچھ کوشش نہ کرنا پڑے گی
صرف زبان کا ہلانا ہوگا سمندر نے کہا کہ بھائی از براے خداوند تصویر بیان کرو مجکو خفقان ہوتا ہی عشتاق
نہ طاقی نے کہا کہ سنیے وہ بلا یہ ہی کہ یہ جو سہری آپ ملاحظہ کرتے ہین آپ اسکو خیال کرتے ہین کہ یہ کیونکر
میرے ہمراہ ہی یہی بلا ہی کہ میرے ہمراہ ہی اسکا سبب یہ ہی کہ اس سہری مین میری نانی امان ملکہ شعلہ جادو
ہین آپ بخوبی واقف ہین کیسی ساحرہ زبردست ہین اور بڑائی ساحرہ ہین گو انکا سن کوئی ہزار برس
کا ہوا ہی جب سے پیدا ہوئین اُس وقت سے کبھی علیل نہین ہوئین اکثر آپ نے بھی اُنسے ملاقات کی ہی
تعلیم سحر پائی ہی وہ آپکو بھی مثل میرے تصور فرماتے ہین جب سے آپ یہان آئے ہین کئی مرتبہ
فرمایا کہ مین سمندر کے پاس جاؤنگی مین نے اُسے بہت دن سے نہین دیکھا ہی میرا دل لگا ہوا ہی وہ بہت
لائق لڑکا ہی مگر انکار و نبوہی سے مہلت نہ ملی کہ آتین اور یہ بھی آپکو معلوم ہی کہ جس دن سے سن تمیز
کو پہنچین اُس دن سے سواے اعمال سحر کے کوئی کام نہ کیا ہمہ تن سحر خود ہو رہی ہین انکے سحر کا کیا کہنا
چنانچہ نانی امان ایک برس سے تپ شدید مین مبتلا ہوئی ہین پہلے تو یہ خیال ہوا کہ عارضی بخار رہے
جاتا رہے گا دو ایک دن دوا نہ کی جب نہ گیا تو بید وغیرہ سے رجوع کی بہت سے نسخے پیے گئے کوئی
فائدہ مند نہوا دن بدن بخار مین ترقی ہونے لگی قوت کم ہونے لگی اب فکر پیدا ہوئی اطراف و جوانب
سے بید طلب کیے انکا علاج کرنے لگا روپیہ ٹھیکری کر دیا مگر فائدہ کچھ نہ ہوا بموجب مصرعہ مرض
بڑھتا گیا جون جون دوا کی + اب تو یہ نوبت پہونچی ہی کہ اُٹھنا بیٹھنا دشوار ہوگیا ہی طاقت نے جواب دیا
ضعف نہایت بڑھگیا ہر وقت بخار رہنے لگا اب جس نے کہا کہ فلان مقام پر بہت عمدہ حکیم یا بید ہی مین نے
اُسکو طلب کیا اگر آسنے آنے مین انکار کیا انکو خود لیکر گیا یہ سہری تیار کی انکو اُٹھین اُٹھانا یا سحر سے
سے تیار کیے خود تخت پر سوار ہوا انکو لیکر گیا وہان جاکر علاج کیا دس پندرہ دن مین جب مرض مین
کچھ کمی ہوئی وہان سے دوسرے ملک مین گیا اسی طور سے قریب چھ ماہ کے گذر رہے ہین اب تو یہ حالت
ہی کہ کسی وقت غفلت کم نہین ہوتی ہی ہر وقت آنکھین بند کیے ہوے پڑی ہین نہ کھانا ہی نہ پانی ہی
جب دوا تیار ہوگی مین نے غفلت سے ہوشیار کیا جب ہوشیار ہوئین دو گھونٹ حلق مین
ٹپکا دی پھر آنکھین بند کرلین بخار کا یہ عالم ہی کہ ہمہ وقت رہتا ہی کوئی وقت مفارقت نہین کرتا ہی
مثل تنور کے شعلے جسم سے نکلا کرتے ہین دور سے گرمی محسوس ہوتی ہی کوئی پاس نہین بیٹھ سکتا ہی اگر
ہاتھ اتفاق سے کسی نے جسم پر رکھدیا فوراً اُسکے ہاتھ مین آبلہ پڑگیا یہ بخار کا عالم ہی سوکھ کر کانٹا ہوگئی
ہین یا انکا مقدور تن و توش تھا میری صنیق مین جان ہی ملاحظہ فرمائیے کہ اس قدر بخار کی گرمی ہی کہ جب
ہوا اُس طرف سے آتی ہی تو گرم آتی ہی سمندر نے کہا مین خیال کرتا تھا کہ یہ ہوا گرم کیون آتی ہے

اسکا کیا سبب ہی معلوم ہوا کہ اسکا سبب یہ ہی عشاق نہ طاقی نے کہا کہ بھائی مجھسے کوئی حالت دریافت
کرے کہ نجانے کیسا ہی مین تو ہر وقت دیکھتا رہتا ہون میرا دل خوب جانتا ہی بھائی تم یہ خیال کرو کہ سوا اسکے
نانی امان کے کوئی بزرگ سر پر نہین ہی اگر یہ بھی خدا نخواستہ گذر گئین تو بڑی خرابی ہوگی کون ہم لوگون کا خبر
لینے والا ہی یہ بہت بڑی فکر ہی اسی فکر مین میرا کھانا پینا ترک ہوگیا رات دن اسی خیال مین غرق رہتا
ہون کہ کوئی تو ایسا حکیم حاذق ملے جسکے علاج سے صحت ہو کوئی نہین ملتا ہی بھائی روپیہ پیسے کی الگ
بربادی جان کی جدا ہلاکت تم یہ خیال کرو کہ جس دن سے نانی امان علیل ہوئی ہین اُس دن سے آج تک
دس ہزار روپیہ صرف ہو چکا ہی اسکا تو کچھ خیال نہین ہی ہان یہ خیال ہی کہ کسی طرح صحت ہو جانے چاہیے
کل روپیہ صرف ہو جائے مین تو پھر کماؤن پھر حاصل کر لونگا چنانچہ مجکو خیال آیا کہ نہ طاق مین ایک حکیم
حاذق تھے اُنھون نے جسکا علاج کیا وہ صحت پا گیا گو اُنکا مذہب دوسرا تھا اگر وہ زندہ ہون تو اُنکا
علاج کرون کیونکہ مین کوئی دو سو برس سے جب سے تم یہان آئے ہو مین بھی نہ طاق کو نہین گیا ہون
نہ وہان کے حالات کی کچھ خبر معلوم ہوئی مین نانی امان کو لیکر گیا معلوم ہوا کہ اُنھون نے انتقال کیا دریافت کیا
کہ کوئی اُنکی اولاد مین سے یا اُنکے شاگردون مین سے ہی تو معلوم ہوا کہ کوئی نہین ہی ہان یہ معلوم ہوا کہ سمندر رو مین
ایک بہت بڑے حکیم ہین کہ اُنکا بھی مثل و نظیر نہین ہی مگر خدا پرست ہین وہ جسکا علاج کرتے ہین اُسکو صحت
ہوتی ہی یہ جو مین نے سنا خوش ہو گیا کہ اچھا ذریعہ تم سے ملاقات کا بھی نکلا اور دل نے گواہی بھی دی کہ نانی
امان کو صحت ضرور ہوگی بس مین وہان سے اُسی دن روانہ ہوا بلکہ خداوند کو بھی اپنے آنے کی خبر نہ کی یہان اگر
پہونچا ہون بھائی اُن حکیم صاحب کو طلب کرو تاکہ وہ نانی امان کا علاج کرین کوئی صحت کی صورت ہو بس اگر
نانی امان اچھی ہو جائین تو مین ایک دن مین اہل اسلام کا خاتمہ کردون پھر کیا منحصر ہی خود نانی امان اس حملہ مین
تمھاری ایک کر نیگی لشکر سحر کی کون تاب لا سکیگا کون اُنکو جواب دے گا کوئی اُنکا جواب دینے والا نہین ہی یہ
جو عشاق نہ طاقی سے کہا سمندر رو نے کہا کہ بھائی اصل واقعہ یہ ہی کہ جو حکیم صاحب ہین جنکا تم ذکر کرتے ہو
یہ اُنھین حکیم کے فرزند ہین بلکہ اولاد سے ہین اور جو علاج اُنکے تھے وہی اُنکے بھی ہین اُنکے بزرگ ہمیشہ
نہ طاق مین رہتے خداوند کی سرکار مین ملازم رہے مشاہرہ معقول اُنکی بڑی خاطر ہوتی تھی یہ اُسی خاندان
سے ہین وہی سب کتابین اُنکے پاس ہین جب اُنکے بزرگون نے انتقال کیا اور کوئی حکیم نہ طاق مین
نہ رہا اُنھون نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ مین جاؤن مگر مین نے نہ جانے دیا اس خیال سے روک لیا کہ ایسا شخص
پھر نہ ملیگا میرے ملازم ہین پانچ ہزار روپیہ ماہواری دیتا ہون بڑی عزت کرتا ہون علاوہ حکمت
کے علم رمل و نجوم مین بھی دخل کامل رکھتے ہین بڑے عامل زبردست ہین ہر علم کے ماہر استاد ہین علم منطق و علم
فلاسفہ و علم ہندسہ و جوتش وغیرہ بھی خوب جانتے ہین ہر علم کی کتابین موجود ہین بہت سی کتابین
تصنیف فرمائی ہین ہر علم مین ان حکیم صاحب کا مثل و نظیر نہین ہی یا وہ حکیم صاحب تھے جو کہ قبل مین نہ طاق
مین تھے یا یہ ہین اُنکا نام حکیم بقراط الحکمت ہی واقعی اپنے زمانہ کے بقراط ثانی ہین مرض کو اس قدر
جلد پہچانتے ہین کہ شاید نبض پر ہاتھ رکھا اور مرض کی تشخیص کر لی رگون کے حال سے ماہر ہو گئے نسخہ وہ
تحریر فرماتے ہین کہ جو تمام امراض پر حاوی ہو ہر مرض کی رعایت رہتی ہی یہ خیال رہتا ہی کہ مریض کی
قوت نہ زائل ہو کیونکہ وہ یہ فرماتے ہین کہ جب مریض کی قوت زائل ہوگئی تو مرض سے کون مقابلہ و مجادلہ
کرے گا کیونکہ طبیعت تو ضعیف ہی اور مرض قوی ہی جب مقابلہ ہوگا مرض غالب آئے گا طبیعت مغلوب
ہوگی اور جب قوت ہوگی اور مرض سے اور طبیعت سے مقابلہ ہوگا اُسمین مرض نہ غالب آنے پائے گا

بلکہ طبیعت غالب ہوگی مرض مغلوب ہوگا تب جلد صحت ہوگی اس سبب سے مریض کی قوت کا خیال رکھنا
ہر ضرور ہے بھائی اُنھوں نے یہاں ایسے ایسے مریض اچھے کیے ہیں کہ جنکے بچنے کی بالکل امید نہ تھی مگر ادھر انکا
نسخہ پیا اُسی دن سے صحت ہونے لگی مرض میں کمی پائی جانے لگی بس پندرہ دن میں مریض اچھا ہوگیا
بہت بڑی صفت یہ ہے کہ وہ جس مریض کو دیکھتے ہیں کہ یہ اچھا ہوگا اُسکا تو علاج کرتے ہیں اور جس کو
جانتے ہیں کہ یہ اچھا نہ ہوگا اُسکا علاج نہیں کرتے ہیں تم نے خوب کیا کہ تم نانی امان کو یہاں لے آئے یہاں اُنکا
علاج ہوگا میرے سبب سے حکیم صاحب خوب جی لگا کر علاج کرینگے گو یہ ممکن تھا کہ اگر تم طلب کرتے تو وہ
وہاں بھی جاتے مگر جس طور سے یہاں علاج کرینگے اُس طور سے کہیں نہ کرینگے وہاں جو جاتے تو یہ خیال ہوتا
کہ جلد ہی یہاں سے جاؤں دل نہ لگتا اسکے ہیں علاج ہوتا یہاں اُنکو کچھ تو میرا خیال ہوگا اور کچھ اپنے نام کا
یہ تو تم نے خوب کیا کہ یہاں چلے آئے عشاق نہ طاقی نے کہا کہ پھر اُنکو طلب فرمائیے وہ کہاں ہیں کیا دربار
میں تشریف نہیں لاتے ہیں عشاق نہ طاقی نے جو یہ کہا سمندر نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ بھائی وہ ہمیشہ
دن دربار میں آیا کرتے ہیں میں اُنکی نذر ایک اشرفی و پانچ سو روپیہ کرتا ہوں اور ایک بار ہر دو اربعہ کا اور پانچ ہزار
روپیہ کا مشاہرہ الگ مقرر ہے یہ اُنکے نذر ہی جب وہ تشریف لاتے ہیں ہمیشہ دوسرے دن دربار میں تشریف
لاتے تھے اور جب ضرورت ہوتی طلب کیا فوراً چلے آتے مگر افسوس یہ ہے کہ جس دن سے لشکر اسلام اس سرحد
میں آیا ہے اُنھوں نے تشریف لانا ترک کیا ہم اُنکی زیارت کو ترس گئے بلکہ اُنھوں نے یہ حکم دیا کہ جب تک
لشکر اسلام یہاں ہے میں دربار میں نہ آؤنگا نہ علاج کرونگا نہ کسی کو درس دونگا چنانچہ اُس دن سے
اُنھوں نے اپنے مکان کا دروازہ بند کرلیا ہے نہ علاج کرتے ہیں نہ درس دیتے ہیں نہ کسی سے ملاقات
کرتے ہیں گوشہ نشینی اختیار کی ہے اُنکی گوشہ نشینی سے بہت کام ہرج ہوتے مگر کیا کیا جاسکے مرد کامل ہیں
اُنپر جبر بھی تو نہیں کیا جاسکتا ہے اگر وہ یہاں سے چلے جائیں تو خرابی ہو اب تو یہ امید ہے کہ جب لشکر اسلام
سے فیصلہ ہو جائیگا تو پھر زیارت نصیب ہوگی اُس حالت میں یہ امید قطع ہو جائیگی بس اس خیال سے
میں بھی اُنپر جبر نہیں کرتا ہوں اُنکا مشاہرہ برابر بھیجا جاتا ہے جب کچھ ضرورت ہوتی ہے رقعہ لکھ بھیجتا ہوں وہ
نسخہ تحریر کرکے روانہ کرتے ہیں اُسکا استعمال ہوتا ہے صحت ہو جاتی ہے یہ کمال کا حال ہے کہ صرف حال
سُن لیا وہ بھی مریض کی زبانی نہیں تحریری اور نسخہ تحریر کردیا شفا ہوگئی یہ اُنکے کمال کا حال ہے عشاق
نے کہا کہ بھائی پھر کیا ہوگا سمندر نے کہا کہ ایک رقعہ بہت عجز آمیز تحریر کرکے اُنکو طلب کرونگا اُسمیں کچھ
عذر معذرت تحریر ہوگی اگر اُنکو خیال آگیا تو وہ ضرور تشریف لائینگے اگر نہ لائے تو مجبوری ہے میں نانی امان کو
اُنھیں کے مکان پر لے جاؤنگا نبض دکھا کے نسخہ لکھا لاؤنگا بڑی خرابی تو یہ ہے کہ وہ ملاقات نہیں کرتے
ہیں خیر پہلے رقعہ لکھکر طلب کرتا ہوں اُسکے بعد دیکھا جائیگا عشاق نہ طاقی نے کہا کہ بھائی جلد ہی طلب
کرو کیونکہ نانی امان کی حالت بہت خراب ہے تاکہ وہ آئیں اور نسخہ تحریر کریں کوئی صحت کی صورت ہو سمندر
نے کہا کہ کوئی تمھارے کہنے کی ضرورت نہیں ہے مجکو خود فکر ہے جبسے نانی امان کی علالت سُنی ہے بہت تشویش
ہوگئی ہے چلو پہلے نانی امان کو دیکھ لوں اُسکے بعد حکیم صاحب کو رقعہ تحریر کروں عشاق نہ طاقی نے کہا
کہ اُٹھو دیکھو کیا حالت ہے اپنے عزیزوں سے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے آخر یہ سُنکر سمندر اُٹھا اور ان سے
کرسیاں لاکر برابر مسہری کے بچھا دیں اُسپر سمندر و عشاق نہ طاقی و دیگر سردار آکر بیٹھے عشاق
نہ طاقی نے مسہری کے پردے اُٹھائے جیسے ہی پردے اُٹھے معلوم ہوا کہ گویا تنور سے بھاپ نکلی سب نے
دیکھا ایک ضعیفہ پڑی ہوئی ہے تمام جسم پر اُسکے چادر پڑی ہوئی ہے اس قدر سیاہ رنگ ہے کہ نگاہ کام

نہیں کرتی ہی اس قدر بخار کی حدت ہی کہ جو لوگ دور بیٹھے تھے انکو بیٹھنا گران گذرتا تھا سوا سے سانس کی آمد و رفت کے
کوئی حس و حرکت اوسمین نہین تھی بے حس پڑی ہوئی تھی آنکھین بند ہین ایک دفعہ دسمر یا ایسا یہ بیٹھی ہوئی
مگس پرانی کر رہی ہی اسکی یہ حالت ہی کہ حدت بخار سے اسکی بھی حالت تغیر ہی سمندر نے نبض پر ہاتھ
رکھا اُف کہکر فوراً اٹھا لیا ایسی بخار کی حدت تھی کہ سمندر کے ہاتھ مین آبلہ پڑ گئے عشاق نرطاقی نے
آواز دی کہ نانی اماں نانی اماں ذرا ہوشیار رہو دیکھو یہ کون ہی اور تم کہاں آئی ہو جنکے دیکھنے کی بہت
خواہش رکھتی تھین وہ یہان موجود ہین آپ کو سمندر شاہ پکارتے ہین ذرا آنکھ کھول کر ملاحظہ فرمایئے
اب آپ کے علاج کی تدبیر ہوتی ہی یہان بہت بڑے حکیم ہین انکا علاج کیا جائیگا جب کئی مرتبہ
عشاق نرطاقی نے صدا دی تو اوس نے آنکھ کھولی بدقت اوس کی ہوشیار ہوئی آنکھ کھول کر پھر بند کر لی
کہ عشاق نرطاقی اوسکی نواسے نے کہا کہ ذرا اپنے کو ہوشیار کیجیے دیکھیے آپ سمندر شاہ کے دربار
مین تشریف رکھتی ہین بادشاہ آپکے برابر بیٹھے ہوئے ہین مزاج پرسی کرتے ہین انکے دیکھنے کی آپکو
بہت خواہش تھی آپ اکثر فرمایا کرتی تھین کہ مین نے بہت دن سے سمندر کو نہیں دیکھا ہی میرا دل لگا
ہوا ہی اب سمندر شاہ موجود ہین اور آپ سے کلام کی خواہش کرتے ہین تو آپ کلام نہین کرتی ہین یہ جو
اسنے کہا اوسنے کہا کہ کیا ہی بہت ضعف صدا سے عشاق نرطاقی نے کہا کہ ذرا آنکھ کھول کر ملاحظہ فرمایئے
دیکھیے سمندر شاہ کیا کہتے ہین آپکے علاج کے لیے حکیم بقراط کی حکمت کو طلب کیا ہی وہ آتے ہین امید
آپ کو ضرور صحت ہوگی یہ جو اسنے کہا اسنے آنکھ کھول کر سمندر کی طرف دیکھا سمندر نے سلام کیا اوسنے
کہا کہ بیٹا جیتے رہو یہ کہکر خاموش ہوگئی سمندر نے کہا کہ آپ کا مزاج کیسا ہی جواب دیا کہ بخار ہی یہ کہکر
بیہوش ہوگئی سمندر نے عشاق نرطاقی سے کہا کہ چلو اب رقعہ لکھکر حکیم صاحب کو طلب کرین
یہ کہکر سمندر وہان سے اٹھکر اپنے تخت پر آکر بیٹھا عشاق نرطاقی بھی پردے سے باہر نکلکر چلا آیا اور آکر
اپنے مقام پر بیٹھا سمندر نے قلم دوات و کاغذ طلب کیا اور حکیم صاحب کو رقعہ تحریر کرنا شروع کیا اوس کا
مضمون یہ تھا کہ ای مسیح زمان دانستہ حکیم دوران معدن حکمت مخزن علم العلما قدوت جناب حکیم صاحب دام
الطافکم بعد تسلیمات کے یہ اپنا نیاز مند سمندر بریا دولتخانہ عرض کرتا ہی عرصہ ہوا کہ آپکی زیارت و قدمبوسی سے
محروم ہی نہ آپ تشریف لاتے نہ مین اسکا آنکھین آپکے چہرہ مبارک کے دیکھنے کی بہت مشتاق ہین آپ
کی زیارت کا ہر ایک خورد و کلان کو از حد اشتیاق ہی کیسا بہ زمانہ مبارک آیا ہی کہ ہر ایک آپکی زیارت کو
ترس گیا لشکر اسلام حبیب سے اس [illegible] آپ نے دربار [illegible] قدوم مبارک
کی برکت سے سب اہل دربار کو سرفراز فرمانا ترک کیا کیا عرض کرون کہ جس قدر آپکی زیارت کا دل مشتاق
ہی بہت اشتیاق ہی دوسرا یہ لاحق ہوا ہی اور ایک ضرورت شدید یہ ہی کہ ایک امیر لطیف [illegible]
آپکا نام نامی و اسم گرامی سنکے یہان واسطے علاج آیا ہی اور وہ بہت علیل ہی گھڑی دو گھڑی کا مہمان ہی اگر
اگر آپ نہ تشریف لائیے گا تو وہ مرجائیگا آپ اس وقت مسیح وقت عیسی زمان ہین آپکے دست
مبارک مین شفا ہی [illegible] ہوں آنکے عزیز جوان اُسے اور مجھ سے از حد دوستی ہی اگر کسی قدر
قرابت بھی ہی کم مجھکو اوسنے پریشان کیا ہی بلکہ مجھکو خود اوس مریض سے ایک قسم کا انس ہی اسکی حالت نہین
دیکھی جاتی ہی مجبوراً مین نے نا چار ہو کر یہ نیاز نامہ تحریر کیا ہی از راہ بندہ پروری و مہربانی واسطے دو چار منٹ کے
تشریف لا کر [illegible] مریض کو دیکھکر فوراً تشریف لے جائیے گا جس امر کا آپکو خوف ہی اس سے اطمینان
فرمائیے کہ وہ امر آپکے واسطے نہ ہوگا اسکی خبر کسی کے کان تک نہ پہونچے گی وہ لوگ جنہون کی [illegible] وہ سے

آپکے نام کا شہرہ سنتے آتے ہیں انکو بڑی امید ہے بس سرفراز فرمایئے بعید از عنایت نہ ہوگا زیادہ والسلام
اور کیا عرض کروں میں بہت ممنون ہونگا یہ مضمون تحریر کرکے اور بہت سے کلمے عجز و انکساری کے تحریر کیے
اور یہ بھی تحریر کیا کہ وہ مریضہ میری نانی اماں ہیں ملکہ شعلہ انکا نام ہے اور عشاق نہ طاقی بھی آپکی زیارت
کے بہت مشتاق ہیں نہ طاق سے آپکے کمال کا حال سنتے آتے ہیں دیر نہ فرمایئے گا فوراً تشریف لایئے گا
میں بہت ممنون و مشکور ہونگا یہ تحریر کرکے رقعہ کو لفافہ میں رکھکر لفافہ بند کیا یہ سب کارروائی سمندر نے
اپنے ہاتھ سے کی اسپر اپنی مہر لگائی جب مکمل کر چکا آواز دی ہینگا یہ ایک چوبدار قدیم ہے ملکہ سمندر کا اپنے
سمندر کو وہیں بلایا ہے بڑا معتبر و سمجھدار ہے وہ حاضر حاضر کہتا ہوا روبرو سمندر کے آیا سمندر نے لفافہ دیکر
کہا کہ اے ہینگا یہ لفافہ حکیم صاحب کے پاس لیجا اور انکو دے کر اسکا جواب لا اسنے وہ لفافہ لے کر
کمر میں رکھا اور سلام کرکے روانہ ہوا چونکہ ہینگا اکثر دفعات گیا ہے اسکو مکان حکیم صاحب کا معلوم ہے
اور حکیم صاحب کو بھی اسکا اعتبار ہے یہی جایا آیا کرتا ہے بس اس سبب سے سمندر نے ہینگا کے ہاتھ
رقعہ حکیم صاحب کو روانہ کیا عشاق نہ طاقی سے کہا یقین ہے کہ حکیم صاحب اس رقعہ کو ملاحظہ فرماکے
ضرور تشریف لائیں کیونکہ میں نے بہت کچھ عجز و انکسار تحریر کیا ہے عشاق یہ سنکے خاموش ہو رہا ادھر ہینگا
دربار سے نکل کر چلا خواجہ بھی دربار میں موجود تھے نکل چوبدار اور دیکھا تھی بس خواجہ دربار سے باہر
آئے اور ایک مقام پر کھڑے ہوئے دیکھا کہ ہینگا چلا آتا ہے یہ بھی اسکے عقب میں روانہ ہوئے جب
آبادی سے دور نکل گئے تو آواز دی بھائی ہینگا بھائی ہینگا ذرا ٹھہر جاؤ بادشاہ نے کچھ کہا ہے وہ بھی سن
لو اسنے پلٹ کر دیکھا جب یہ صدا اسکے کان میں پہونچی کہ کوئی مجھکو پکارتا ہے اب جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ سمندر
شاہ کی خاص اردلی کا چوبدار مجھکو پکارتا چلا آتا ہے اسکو دیکھکر اس خیال سے ٹھہر گیا کہ نہ معلوم بادشاہ
نے کیا پیام دیا ہے سن لینا چاہیے کوئی ایسی ضرورت ہے کہ جو اپنے خاص چوبدار کو روانہ کیا ہے یہی خیال
کر رہا تھا کہ وہ چوبدار اسکے پاس پہونچا اسنے پوچھا کہ کیوں کیا ضرورت ہے اسنے کہا کہ جب تم دربار سے نکلے اسی وقت
بادشاہ نے مجھسے فرمایا کہ اے منگلا تم جاؤ اور ہینگا سے پتہ حکیم صاحب کے مکان کا دریافت کرکے حکیم
صاحب کے مکان پر جاؤ اور میرا رقعہ دو اور اسکو میرے پاس بھیج دو مجکو اس سے ایک ضروری اور وہ بھی سخت
ضرورت ہے سو اسے ہینگا کہ وہ کسی سے نہ نکلے گی خواجہ نے اپنی صورت چوبدار کی بنائی تھی یعنی منگلا
کی سی بنائی تھی ہینگا نے نام لے کر کہا تھا کہ بھائی منگلا تم کیوں آئے ہو اس سبب سے خواجہ کو معلوم ہوا تھا
کہ میں جسکی صورت پر تیار ہوا ہوں اسکا نام منگلا ہے جب ہی تو خواجہ نے کہا کہ بادشاہ نے کہا کہ منگلا ادھر
آؤ اور جاکر ہینگا سے کہو بس بھائی میں بھی تمہارے عقب میں چلا تم دربار سے نکل کر چلے گئے نہ مجھ
ایسا ہوتا نہ تمکو پاتا میں نے تم کو بڑی دور سے دیکھا تھا برابر آواز دیتا چلا آتا تھا آخر کو تم نے بھی سن لیا ہاں
بھائی رقعہ مجکو دو اور حکیم صاحب کے مکان کا پتہ جلد بتا دو اور تم بہت جلد واپس جاؤ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ
ناراض ہوں تم انکے غصہ سے واقف ہو پھر بھی عتاب ہوا اور تم پر بھی آفاق کی کیفیت دیکھ چکے ہو اسنے یہ سنکر
فوراً رقعہ کمر سے نکال کر اس چوبدار کو دیدیا اور کہا کہ تم برابر چلے جاؤ تھوڑی دور پر جاکر ایک دوراہا ملے گا جو
راہ دست چپ کو گئی ہے ادھر سے نہ جانا بلکہ جو دست راست کو گئی ہے ادھر کو جانا جب تم وہ طے کرو گے
اسکے بعد دہنے ہاتھ کو تم کو ایک گلی ملے گی تم اس گلی میں چلے جانا جب اس گلی سے نکلو گے تو تم کو ایک
گڑھیا ملے گی وہاں بہت سے مکان کمہاروں کے ہیں تم ان مکانوں کو طے کرکے گڑھیا کے اس کنارے پر
جانا وہاں تم کو ایک دیوار پختہ ملے گی تم اس دیوار کے نیچے نیچے چلے جانا جہاں پر وہ دیوار ختم ہوگی وہاں ایک

سیڑھی کوئی اٹھارہ انیس ڈنڈوں کی لگی ہوگی تم اُس پر چڑھ جانا وہ سیڑھی ایک کھڑکی کے برابر لگی ہوگی وہ کھڑکی
گو کہ بند ہوگی لیکن اسپر دو تین مرتبہ چپکے چپکے ہاتھ مارنا اندر سے آواز آئے گی کہ کون ہے تم کہنا کہ
میں ہوں اپنا نام بتانا اور کہنا کہ بادشاہ نے آپ کی خدمت میں رقعہ روانہ کیا ہے وہ صدا خود حکیم صاحب
کی ہوگی جب تم یہ کہو گے حکیم صاحب جواب دینگے کہ کوئی ضرورت نہیں ہے رقعہ وغیرہ کی تم کہنا کہ بہت
ضرورت کا رقعہ ہے اُس وقت حکیم صاحب پٹ کھول کر تم کو اندر بلا لینگے تم چلے جانا رقعہ دینا اور
زبانی بھی جو بادشاہ نے فرمایا ہے وہ کہنا یہ سنکے خواجہ نے وہ لفافہ لے کر کمر میں رکھا اور کہا کہ مجکو معلوم
ہو گیا کہ گدڑھیا پر جو پختہ مکان ہے وہ حکیم صاحب کا ہے اور وہ جو کھڑکی لگی ہے وہ راستہ ہے میں جانتا تھا کہ
کسی اور رئیس کا مکان ہے بس میں جاتا ہوں یہ کہکر ایک ڈبیہ کمر سے نکالی اور اسکو کھولا ایک پان نکال کر
خود کھایا اور ہمینگا سے کہا کہ لو بھائی پان کھاؤ اُسنے کہا کہ بھائی تم نے بڑا احسان کیا یہ کہکر پان لیا اور کھالیا
بس پان کا کھانا تھا کہ اُسکو چکر آیا کہا کہ بھائی مشکلا اسمیں کیا تھا کہ کھا کر مجکو چکر آگیا خواجہ نے کہا معلوم ہوتا ہے
کہ تمباکو زیادہ ہے تم کم کھاتے ہو تمکو معلوم نہ تھا تم پان نگل گئے اُس سے سر چکرانے لگا ذرا ٹھہرو میں جاتا ہوں
یہ سنکے ہمینگا نے کہا کہ اچھا جاؤ خواجہ چلے ادھر ہمینگا نے قصد کیا کہ قدم اٹھا کر چلوں کہ تخفیف آگئی
اور دھم سے گرا خواجہ تو اسکے منتظر تھے بس اُسکے کپڑے اُتارے اپنی صورت اُسکی ہو بہو بنائی اُسکو
اُٹھا کر وہاں ایک غار عمیق تھا اُسمیں ڈال دیا کہ ہمینگا کا کچلا بن گیا ہڈی پسلی سب ٹوٹ گئی پھر خواجہ
ہمینگا کی صورت بن کر طرف حکیم صاحب کے روانہ ہوئے یہ تو ہمینگا سے دریافت کر چکے تھے جس طور
سے تم نے کہا تھا اُسی طور سے روانہ ہوئے راہ طے کر کے دوراہے پر پہنچے داہنی طرف کو روانہ ہوئے
گلی ملی گلی کوچہ کر کے گدڑھیا پر پہنچے جب کمہاروں کے مکان ختم ہوئے تو پختہ دیوار ملی اکثر کمہاروں نے
سلام کیا اور عرض کیا کہ خداوند کی طبیعت اچھی رہی بول بالا رہے بہت دنوں کے بعد تشریف لائے
ہیں حکیم صاحب کے پاس آئے ہونگے ہمینگا نقلی نے اُنکے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ تم تو اچھے رہے
ہاں بھائی حکیم صاحب کے پاس ایک ضرورت سے آیا ہوں یہ کہتا ہوا اُس کھڑکی کے پاس پہونچا بذریعہ
سیڑھی کے اُتر گیا جاکر دیکھا کہ ایک چھوٹی سی کھڑکی لگی ہوئی ہے آہستہ سے ہاتھ رکھا اندر سے بند پائی راوی
نے بیان کیا ہے کہ حکیم بقراط الحکمت حکیم قسطاس الحکمت کے خاندان سے ہیں حکیم قسطاس الحکمت
ہمیشہ نہ طاق میں رہتے تھے مرد مسلمان تھے بڑے کامل ہر فن کے عامل تھے کوئی فن ایسا نہ تھا
کہ جسکو وہ نہ جانتے ہوں اور ساتھ کمال کے جانتے تھے اُنکے کمال کے سبب سے اکوان تاجدار جو کہ
مالک نہ طاق ہے اور خدائی کرتا ہے ان سے کوئی تعرض نہ کرتا تھا بلکہ عزت و آبرو کرتا تھا کئی ہزار
روپیہ ماہواری کا مشاہرہ مقرر کیا تھا جب سے اُنھوں نے انتقال کیا اُنکے فرزند رہے وہ بھی مثل اُنکے
تھے اب کئی برس سے کوئی حکیم نہ طاق میں نہیں ہے یہ حکیم صاحب اُنکے نبیرے ہیں یہ ہمیشہ سے
سمندریہ میں رہتے تھے یہ بھی مثل اپنے جد امجد کے کامل ہیں مرد مسلمان دیندار ہیں سمندر اُنکے
کمال کے سبب سے ان سے یہ بھی نہیں کہتا ہے کہ آپ اپنا مذہب ترک کریں بلکہ عزت کرتا ہے کوئی تعصب
اُسکو اسکا نہیں ہے کہ آپ اپنا مذہب ترک کریں کیونکہ کمال عجیب چیز ہے دشمن بھی دوست ہوتا ہے اور
عزت کرتا ہے کئی مرتبہ حکیم صاحب نے قصد کیا کہ میں نہ طاق کو چلا جاؤں مگر سمندر نے نہ جانے دیا
آخر کار حکیم صاحب بھی مجبور ہو گئے بس یہی سبب ہے انکے یہاں قیام پذیر ہونے کا مگر جب سے
لشکر اسلام یہاں آکر فروکش ہوا ہے اور سمندر سے مقابلہ ہوا ہے حکیم صاحب نے دربار میں آنا

درسس دینا علاج کرنا بالکل ترک کیا ہی وہ شاگرد جو کہ رشید تھے وہ حکیم صاحب کی خبر گو کا سے آجاتے ہین حکیم صاحب
اُن سے ملاقات فرماتے ہین یا ہیننگا جب بادشاہ کے یہان سے کوئی پیام لاتا ہی تب حکیم صاحب اُس سے
ملتے ہین اور مہینہ کی پہلی تاریخ حکیم صاحب سے اور ہیننگا سے ملاقات ہوتی ہی کیونکہ تنخواہ لاتا ہی حکیم صاحب
نے گوشہ نشینی اختیار کی ہی سمندر سے کہلا بھیجا ہی کہ جبتک لشکر اسلام یہان فروکش ہی اور آپکے اُنکے فیصلہ نہین ہوتا ہی
مین دربار مین نہ آؤنگا حکیم صاحب کے مطب کا کمرہ شاہراہ پر تھا اور خوب آراستہ تھا حکیم صاحب نے اُسکو ترک
کیا ہی ایک کمرہ بالاے بام طرف گڑھیا کے تھا اُسمین ایک کھڑکی ہی وہ کھڑکی طرف گڑھیا کے ہی اُسی طرف سے
اپنے شاگردون اور ہیننگا سے بھی ملتے ہین ادھر کا دروازہ نہین کھلتا ہی حکیم صاحب دن رات بیٹھے ہوے
کتب کی سیر کرتے ہین یا کتاب تصنیف فرمایا کرتے ہین ہر وقت کتابین پیش نظر ہین دیکھا کرتے ہین بی بی
بھی بڑی پارسا ہی وہ بیچاری تمام گھر کا کام کرتی ہی صرف حکیم صاحب کھانے کے وقت دن کو گھر مین جاتے ہین
اور کھانا کھا کر چلے آتے ہین رات کو دو پہر رات گئے جاتے ہین اور کھانا وغیرہ کھا کر آرام فرماتے ہین اکثر بی بی یہ
کہتی ہی کہ تم نے بالکل دربار مین جانا ترک کیا ہی جو روپیہ کی آمدنی تھی وہ بھی موقوف ہو گئی ہی صرف تنخواہ پر
بسر ہوتی ہی علاج وغیرہ جو کرتے تھے اُس سے دستبردار ہوے آیندہ کیا ہوگا اگر بادشاہ یہ خیال کرے
کہ حکیم صاحب سے کوئی کام نہین نکلتا ہی تنخواہ دینا فضول ہی وہ موقوف کر دے تو کیا ہو حکیم صاحب یہ
جواب فرماتے ہین کہ خدا مالک و رازق ہی کوئی اور صورت رزق کی نکالے گا مین تو نہ جاؤنگا جبتک لشکر
اسلام یہان فروکش ہی مجھکو اُس عیار سے خوف معلوم ہوتا ہی یہ خوف ہی کہ وہ کہین نہ آجاے تو خرابی ہو میرا تمام
گھر لوٹ لے جاے بے عزت کرے وہ بڑا مکار ہی مین نے اُسکے خوف سے علاج وغیرہ کرنا درسس دینا دربار مین
جانا ترک کر دیا اُسکو ہر طرح اختیار ہی جسکی صورت چاہے بن جاے اگر میری صورت بن کر آسکے اور کوئی حرکت
کرے تو بڑی خرابی ہو بادشاہ سے بد اسلوب ہو گو مجھکو اختیار ہی کہ مین چاہون تو اُسکو اسوقت طلب کر لون
مگر وہ مسلمان ہی مین مسلمان کے ساتھ برائی کرون اپنے حق مین دوزخ مول لون مین یہ خیال کرتا ہون کہ مین جو
باہر نکلونگا وہ میرے ساتھ کوئی حرکت کرے مجھکو معلوم ہوا مین اُسکا معاوضہ کرون تو میری خرابی ہو اس سبب
سے مین نے گوشہ نشینی اختیار کی ہی زوجہ یہ کلام سنکے خاموش ہو جاتی ہین یہ طریقہ ہی حکیم صاحب کا جو کہ عرض
ہوا حکیم صاحب کے چار کہار ملازم ہین اور ایک خدمتگار پانچون آدمی پڑے رہتے ہین کلو نوکر بوڑھا بھی پڑا رہتا ہی دروازہ
بند ہی کیونکہ دو کہار اپنے گھر پر رہتے ہین مفت کی تنخواہ پاتے ہین پہلے تو یہ تھا کہ دو کہار ہمیشہ حکیم صاحب سوار
ہوتے تھے اب تو بین سوار بسبب اس کے یہ بھی موقوف ہی پیادن سے کام لیتے ہین اور خدمت کرتے ہین راوی بیان کرتا ہی
کہ ہیننگا ایک شب آ کر اُسی طور سے بیٹھ پر تین مرتبہ ٹھوکا مارا کہ جس طور سے ہیننگا نے کہا تھا اندر سے آواز آئی کہ کون ہی
ہیننگا نے کہا کہ ہیننگا چوبدار خاص بادشاہ سمندر شاہ کا ہون آواز آئی کہ کیا ضرورت ہی ابھی تو پیسہ دن تنخواہ لیکر
آئے ہو ہیننگا نے کہا کہ بادشاہ نے ایک رقعہ آپکی خدمت مین تحریر کرکے بھیجا ہی وہ لے کر آیا ہون اور بہت
ضروری رقعہ ہی یہ حکیم صاحب نے سُنا خود آکر دروازہ کھولا ہیننگا سے کہا آؤ پہلے ہیننگا کو بغور دیکھا اُسکے
بعد اندر بلا کر دروازہ بند کر لیا ہیننگا نے اندر آکر دیکھا کہ چارون طرف الماریان لگی ہوئی ہین اُنمین کتابین رکھی
ہوئی ہین چند صندوق رکھے ہوے ہین وہ بند ہین بوریا بچھا ہوا ہی اُسپر ایک چھوٹا سا قالین ہی ایک پلنگ
لگا ہوا ہی چند کتابین کھلی ہوئی رکھی ہین قلمدان رکھا ہوا ہی قاعدہ سے معلوم ہوتا ہی کہ حکیم صاحب کچھ تحریر
کر رہے تھے ہیننگا آکر بیٹھ گیا حکیم صاحب نے آکر کہا کہ ہیننگا کیا ہوا آنا ہوا اُسنے کہا کہ آپکو بادشاہ نے
طلب فرمایا ہی کیونکہ مشتاق نہ ملاقی آنکے کوئی غرض نہین وہ شہر نیشاپور سے آئی ہین اُنکی ناک ... اُنکو علاج

کے لیے آپ کا نام سنکے آئے ہین بس بادشاہ نے طلب کیا ہی فرمایا ہی کہ تھوڑی دیر کے لیے تشریف لائیے
فوراً واپس جائیے گا مین روکونگا نہین یہ سنکے حکیم صاحب نے فرمایا کہ اے ہینگا مین نے سمندر شاہ
سے عرض کیا تھا کہ مجکو نہ طلب فرمائیے گا جب تک لشکر اسلام فروکش ہی مین نے ترک دنیا کیا گوشہ نشین
ہوا ہین معاف فرمایا جاؤن مین نے اسی سبب سے مطب کرنا درس دینا ترک کیا بالکل خانہ نشین ہوا دن
بھر یہین ہون اور یہ کتابین ہین اسپر بھی بادشاہ کو میرا کہنا یاد نہ رہا مجکو طلب کیا لاؤ وہ رقعہ کہان ہی یہ کہکر رقعہ
طلب کیا خواجہ نے رقعہ کمر سے نکال کر حکیم صاحب کو دیا حکیم صاحب نے رقعہ لیکر لفافہ چاک کیا اور پڑھنے لگے
حکیم صاحب نے ایک مرتبہ آواز دی کہ کنیز تھوڑا پانی پلا جا اس قدر حکیم صاحب کو احتیاط تھی کہ پانی وغیرہ
اندر سے منگا کر پیتے تھے ایک کنیز حکیم صاحب کی اسکے لیے وقف کی ہی اُسنے حکیم صاحب کو پرورش بھی کیا ہی اُسی کے
ہاتھ سے پانی وغیرہ بھی پیتے ہین یا اپنی زوجہ کے ہاتھ سے سوا ان دو عورتون کے تیسری عورت مکان مین
نہین ہی جو حکیم صاحب نے کہا خواجہ نے دیکھا کہ پردہ اٹھا ایک پیرزال ایک آبخورہ گلی سے کرتی حکیم صاحب
نے اُسکے ہاتھ سے پانی لیا وہ چلی گئی اُسنے جاکر حکیم صاحب کی زوجہ سے کہا کہ آج تو ہینگا خلاف معمول
آیا ہوا بیٹھا ہے حکیم صاحب کے ہاتھ مین ایک کاغذ ہی اُسکو پڑھ رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ کوئی رقعہ بادشاہ
کا آیا ہی بی بی خوش ہوئین کہ بادشاہ نے طلب کیا ہی کیونکہ برسون دن سے نہین گئے ہین یہان تو زوجہ یہ
خیال کر رہی ہی کہ اُدھر حکیم صاحب نے ہینگا سے رقعہ پڑھکر کہا کہ مین اسکا جواب تحریر کرتا ہون اور زبانی بھی
بادشاہ سے میری طرف سے کہنا کہ مین حاضر نہین ہو سکتا ہون کیونکہ مین عرض کر چکا ہون اور بہت بہت آداب
کہنا اور یہ بھی کہنا کہ میری عدم حاضری معاف فرمائی جائے مین مجبور ہون ورنہ ضرور حاضر ہوتا اور یہی مین رقعہ مین
بھی تحریر کرتا ہون ہینگا نے کہا کہ خوب یاد آیا مین جب آتا تھا تو یہ خیال کرتا تھا کہ حکیم صاحب سے اسکا سبب
دریافت کرون کہ آپ کیون گوشہ نشین ہو رہے ہین کیا کوئی امر بادشاہ کی طرف سے ناگوار ہوا یا کوئی دوسرا
سبب ہی مگر بھول جاتا تھا اس وقت جو آپ نے فرمایا تو یاد آیا ذرا مجکو بھی اس حال سے آگاہ فرمائیے
کوئی سبب میرے خیال مین نہین آتا ہی مجکو بہت خفقان رہتا ہی اسکا علاج فرمائیے حکیم صاحب نے فرمایا
کہ اے ہینگا تم سے کوئی پردہ نہین ہی کیونکہ تم پرانے ہو اور میرے حال سے بخوبی واقف ہو بھائی جب سے
لشکر اسلام آیا ہی مین نے اس لشکر کے خوف سے نکلنا موقوف کر دیا کیونکہ وہ بھی مسلمان ہین مین بھی
مسلمان ہون اگر دربار مین جاؤنگا تو بادشاہ ضرور رائے لین گے اگر انکار کرونگا تو ناراض ہونگے اگر رائے
دونگا تو اہل اسلام کا خون ہوگا اُسکا سبب مین ہونگا وہ خون میرے سر پر ہوگا ایک سبب تو گوشہ نشین
ہونے کا یہ ہی کہ نہ مین وہان جاؤنگا نہ اہل اسلام کے خون مین مبتلا ہونگا دوسرا سبب قوی یہ ہی کہ اے ہینگا
اس لشکر مین ایک عیار ہی جو کہ اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہی اُسکی صفت یہ ہی کہ وہ سب کی صورت بن جاتا ہی
پہلے اُسکے خاندان کا حال سنو خانہ کعبہ مین ایک مرد مسلمان اور دیندار تھے عابد رئیس شہر کعبہ تھے اُنکا نام
خواجہ عبد المطلب تھا اُنکے فرزند حمزہ صاحبقران کہ جنکے حال سے کتابین مملو ہین اُنکو نوشیروان
بادشاہ ایران نے اپنا فرزند کیا تھا خواجہ عبد المطلب کے یہان ایک امیہ ملازم تھا جب حمزہ پیدا ہوئے
تھے تو بادشاہ کی طرف سے حکم ہوا تھا کہ جس قدر لڑکے آج شہر مین پیدا ہوئے ہون داخل محل کیے جائین
چنانچہ چالیس ہزار لڑکے اُس روز پیدا ہوئے تھے وہ سب داخل محل ہوئے امیہ کو جو خبر ہوئی اُسکی بھی
زوجہ حاملہ تھی سنا تو [illegible] تھا اُسنے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو بھی [illegible] دے اُس نے کہا کہ کوئی میرے اختیار
مین ہی جب زمانہ آئیگا تو لڑکا پیدا ہوگا یہ سنکے امیہ نے زوجہ کو مارنا شروع کیا ایسا مارا کہ لڑکا پیدا ہوا

بس امیہ نے لاکر اُسکو بھی وہین لڑکون مین شامل کیا وہ بھی پرورش پانے لگا یہانتک کہ جوان ہوا حمزہ کو
پہلوانی کا شوق ہوا اُس نے عیاری اختیار کی بڑا کامل عیار ہوا اُسکو چند تبرکات ملے بڑا مرتبہ ہوا حمزہ کو
مرتبہ صاحبقرانی ملا اُسکا نام عمر بن امیہ ضمری تھا خواجہ لقب تھا وہ اپنے کو شاہزادہ ولایت اولیائے
بڑا طامع تھا کہ کوڑی کوڑی پر جان دیتا تھا اُسکا دوسرا لقب ریش تراشندۂ کافران سر برندۂ جادوگران تھا
اُس نے بڑے بڑے کام کیے بڑے بڑے ساحرون کو قتل کیا بہت سے بادشاہ اُسکے ہاتھ سے ذلیل ہوے
ایسا عیار تھا کہ اُسنے لقا جو کہ خدا ے باطل اور کافر تھا اُسکی داڑھی پر پیشاب کرکے مونڈا اور لقا کو خبر نہوئی
اسی طور سے بہت سی خدائیان برباد کین زرجمہر شاہ کی خدائی کو برباد کیا فرعون کی خدائی کو برباد کیا یہانتک
تک کہ حمزہ صاحبقران اپنے فرزند اسد ثانی کو جو کہ نوشیروان کی دوسری بیٹی کے بیٹے سے پیدا ہوے تھے
اُنکو اپنے رتبہ صاحبقرانی پر مقرر کرکے خانہ کعبہ کو گئے تو خواجہ عمر اول اپنے فرزند عمر ثانی کو اپنے مقام پر
مقرر کرکے سب بانے عیاری کے دے کے ہمراہ حمزہ کے خانہ کعبہ کو گئے گو نہ جانے والے تھے مگر حکم بزرگان
دین سے ناچار ہوے یہ مجبوری یہ امر گوارا کیا عمر ثانی بھی مثل اپنے باپ کے عیار تھے بلکہ کسی قدر اُن سے
بڑھکر تھے طمع کی بھی وہی صورت تھی بلکہ کچھ زائد تھی اُنکی بھی بہت عیاریان قابل دید تھین خون سے بھی اسی طمع کی حالت
مین بہت سے ملک کافرون کے تباہ کیے بڑا نام پیدا کیا جب حمزہ ثانی بعد قتل زمرد ثانی خانہ کعبہ کو
جانے لگے اور بدیع الملک کو صاحبقران لشکر کا کیا تو خواجہ ثانی نے اپنے فرزند خضران بن عمر کو اپنا
نائب کیا سب بانے عیاری کے دیے اُنکو لقب خواجہ ثالث کا ملا یہ تو اُن دونون صاحبون سے کچھ زیادہ
ہین ان مین دادا کا بھی اثر ہی اور باپ کا بھی یہ بھی مثل اُنکے حریص وطامع ہین کیون نہون کہ دو اثر ہین بس
مین اُنکے خوف سے گوشہ نشین ہوا ہون یہ تو ظاہر ہی کہ اُنھون نے دربار کے اندر جاکر سیوان کو مثل آفتاب
کے مارا ماہیان کو دریا کے کنارے کہ وہ اپنے سخت دن بسر کرنے گئی تھی قتل کیا زمرد کوہ پر کیا بلا نازل
کی ایسے عیار سے جہانتک ممکن ہو اپنے کو بچانے کیونکہ وہ ہر ایک صورت بن کر عیاری کر سکتا ہے
گھر کر لوٹ لیتا ہی جہان اُنکا قدم پہونچا اُس گھر کی صفائی ہوئی مین نے یہ خیال کیا کہین ایسا نہو کہ میری
صورت پر تیار ہوکر کوئی عیاری کرے تو بڑا غضب ہو کیونکہ دزد مکار کا بہیرہ ہی تو وہ بھی بڑا عیار ہی تو مجھکو
بادشاہ سے پشیمانی حاصل ہو گو مجھکو مین اس قدر قدرت ہی کہ اگر مین چاہون تو اُسی وقت اُسکو طلب کرون
اور جو چاہون سزا دون مگر وہ مرد مسلمان ہی مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین مرد مسلمان کو زحمت دون مگر وہ ایسا
نہین خیال کرے گا اُسکا جس وقت موقع ہو گیا اُس نے صبر کیا خواہ مسلمان ہو خواہ کافر کیونکہ وہ
بڑے عیار کا پوتا ہی جو کہ دزد باریک کہلاتا ہی بس اُسی خوف نے مین نے گوشہ نشینی اختیار کی یہ سنکے
ہیشنگا نے کہا کہ حکیم صاحب کوئی اُسکی شناخت بھی ایسی ہی کہ جس سے آپ اُسکو پہچان لین حکیم
صاحب نے کہا کہ ہان ہیشنگا نے کہا کہ وہ کیا پہچان ہی حکیم صاحب نے کہا کہ اُس کے دادا کی بائین
آنکھ پر ایک تل ہی جس سے اُسکی شناخت کی جاتی ہی وہی تل اُسکے باپ کی آنکھ پر تھا اور وہی تل
اُسکے بھی آنکھ پر اُسی مقام پر ہی یہ بیان کہ اُس کے دادا کی یعنی عمر عیار کی آنکھ پر تھا ہیشنگا نے عرض
کیا کہ حکیم صاحب اب معلوم ہوا کہ تل کی اوٹ پہاڑ ہی یہ کہکر اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ذرا ملاحظہ
تو فرمایئے ایسا تو تل نہین تھا یہ وہی تل تو نہین ہی کہ جس تل کی آپ تعریف فرماتے ہین یہ کہکر اُسنے جو
آنکھ دکھائی حکیم صاحب نے پہچان لیا کہ یہ خواجہ ثالث خضران بن عمر ثانی ہیشنگا کی صورت بن کر
آئے ہین غضب ہو گیا گر گئے گیا مین نے بہت کچھ کہا تھا یہ دیکھکر حکیم صاحب کا دم نکل گیا جان پڑی روح

قالب خاکی میں مثل مرغ بسمل کے تڑپنے لگی حکیم صاحب کو سکتہ ہو گیا اختلاج ہونے لگا نبض بہ تیزی چلنے لگی
انجسے ہمکو دماغ کو جاسنے لگے یہ معلوم ہوا کہ وحشت آئے گا خفقان کی شدت ہوئی ساری علت فراموش
ہوئی ضعف دماغ کی شکایت ہوئی ششدر و حیران ہو کر رہ گئے کسی امر کی تشخیص نہیں ہوتی تھی کہ کیا کروں
وہ دل بھی محزون اور دیہ تھا وہاں کوئی دوا نہ رہی سبب تھے فراموش تھے مالیخولیا کے آثار نمایاں تھے حواس
میں اختلال تھا نبض میں اختلاف تھا کبھی صغیر ہوئی کبھی عظیم یہ جزویت حکیم صاحب کی ہو رہی تو کچھ تدبیر نہ بنی کہ کیا
کریں اسی طرف دیکھکر رہ گئے کہ خواجہ نے فوراً ہاتھ اٹھا حباب مارا کہ پانچوں انگلیوں سے پانچ حباب حکیم صاحب
کے منھ پر پڑے حکیم صاحب اس گھبراہٹ سے دفعتاً حباب منھ پر پڑتے ہی بیہوشی نے دماغ میں جا کر
اثر کیا حکیم صاحب کو چھینک آئی بیہوش ہو کر گرے خواجہ نے اٹھکر پہلے سب الماریوں کی کتابیں اٹھا کر نذر زنبیل
کیں اسکے بعد صندوق کھول کر سب کتابیں نکالیں انکو بھی نذر زنبیل کیا اور جو کچھ وہاں تھا سب قلمدان تک
سب اٹھا لیا اسکے بعد اپنی صورت حکیم صاحب کی صورت سے مشابہ کی اپنے کپڑے اتار کر نذر زنبیل کیے اور جو
کپڑے حکیم صاحب پہنے ہوئے تھے خود پہنے اور ایک کنارے حکیم صاحب کے باندھ دیا دماغ پر بیہوشی کی بتی
چڑھا کر حکیم صاحب کو صندوق میں بند کیا ایک پرچہ لکھکر حکیم صاحب کے پاس رکھ دیا اسکا مضمون یہ تھا
کہ حکیم صاحب کو معلوم ہو کہ وہ پیشگاہ نہ تھا بلکہ میں تھا شہرہ آفاق من ہمہ عیار صاحبقران خواجہ [illegible]
شاہزادہ ولایت اول شہرہ شاہزادہ ولایت اول فرزند حمزہ ثانی نسب میں نے آپ پر رحم کیا کہ آپکو قتل
نہیں کیا ورنہ آپ میرے قبضہ میں تھے اگر چاہتا تو قتل کرتا یہ خیال ہوا کہ آپ بند صندوق ہیں دوسرے
آپ نے میرا کچھ نقصان نہیں کیا ہے اور یہ خیال کیا کہ آپ مرد مسلمان ہیں میں آپ کے گھر میں بھی نہیں گیا
کیونکہ کسی کے ناموس پر نگاہ کرنا گناہ ہے پس آپ کو لازم ہے کہ اب آپ شعلہ کے دربار میں بھی نہ آئیے گا
اگر وہ لاکھ طلب کرے ورنہ سمجھا جائے گا آئندہ آپ کو اختیار ہے میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں میں آپ کی صورت
بن کر جاتا ہوں شعلہ کو دربار میں جا کر قتل کرتا ہوں پھر آپ کو تحریر کرتا ہوں کہ اب دربار میں نہ آئیگا ورنہ
آپکو قتل کرونگا پھر پاس اسلام نہ کرونگا آئندہ آپکو اختیار ہے یہ لکھکر اس پرچہ کو اندر صندوق کے رکھا اور
صندوق بند کر کے قفل دیا اسکے بعد ایک پرچہ اور صندوق کے لکھکر لگا دیا کہ اسکے اندر حکیم صاحب ہیں انکو
اندر سے نکال کر ہوشیار کر لینا یہ پرچہ لگا کر آواز دی کہ کیسہ وہ چونسال کی اچکن ہے اور وہ مشجر کا پائجامہ اور
شال عمامہ اور رسوا مشہور جگہ دے جاؤ خواجہ یہ دریافت کر چکے تھے کہ لازم کوئی ہے یا نہیں معلوم ہوا تھا
کہ کلو نام ہے اور قفس بھی ہے کلو سے کہو کہ کپڑے پہنے کہاروں کو لا کر قفس نکلوا لے کہاروں کو وردیاں نکال کر
دو کیونکہ بادشاہ نے طلب کیا ہے میں دربار کو جاؤنگا یہ جو حکیم صاحب نے کہا بی بی خوش ہو گئیں کہ خدا
نے فضل کیا کہ دربار سے طلب ہوئی اور انکو بھی خیال آگیا کہ جانے پر تیار ہوے جلدی جلدی کپڑے نکالے
کیسہ سے کہا کہو اگر میں جائیں اسنے کہا کہ حکیم صاحب کپڑے نکلے رکھے ہوے ہیں تشریف لا سکتے کہا کہ
یہیں دے جاؤ اسنے لا کر دے دیے حکیم صاحب نے کہا کہ کلو سے کہو کہ وہ جا کر دربار میں خبر کر دے کہاروں
کو بھیج دے بس لونڈی نے کلو سے کہا کہ جلدی کہاروں کو طلب کرو قفس نکلواؤ کیونکہ حکیم صاحب دربار
میں تشریف لے جائیں گے کلو بھی خوش ہو گیا کہ آج کچھ انعام ملے گا جلدی سے کہاروں کو جا کر لایا اور
کہاروں نے قفس نکالی قالین لونڈی نے لا کر دیا وہ بچھایا گیا وردیاں تنگی تنگی بی بی نے نکال کر دیں وہ لونڈی
نے دیں کہاروں نے پہنیں پگڑیاں باندھیں تیار ہوے کلو نے آواز دی کہ قفس تیار ہے لونڈی نے حکیم
صاحب سے آ کر کہا کہ قفس تیار ہے حکیم صاحب نے پوچھا کہ کلو گیا تو نہیں کہا کہ ابھی نہیں گیا اس سے کہا کہ یہ

جا کے اشرفیان اُسکو دو اور کہو کہ قفس لیکر ادھر آئے لونڈی نے جا کر کلّو کو اشرفیون کا رومال دیا کہا خبردار
احتیاط سے رکھنا کہارون نے قفس اُٹھائی ادھر لا کر لگائی حکیم صاحب کو آواز دی حکیم صاحب نے دروازہ
کھولا اوپر سے نیچے اُترے لونڈی سے کہا کہ دروازہ آکر بند کر لے اُس نے آکر دروازہ بند کر لیا اور جلدی سے
حکیم صاحب نے کہا کہ ذرا خبردار رہنا کوئی پکارے دروازہ نہ کھولنا بہت ہوشیاری کے ساتھ کام کرنا
آئندہ اختیار ہے کیونکہ وہ ناعیار شہر مین آگیا ہے یہ لونڈی سے کہکر باہر آئے سوار ہوئے کہارون نے
قفس اُٹھائی کلّو کے ہاتھ مین پوٹلی اشرفیون کی ہے بغل مین چھتری ہے لوٹا ہے خاصدان پانون کا ہے غرض اسباب ہر
اسی طرح سے سواری حکیم صاحب کی چلی حکیم صاحب گھڑی گھڑی پکارتے ہین کلّو وہ کہتا ہے کہ حاضر ہون فرماتے ہین
بیٹے اُنکو اشرفیون سے ذرا خبردار رہنا وہ دل مین کہتا ہے کہ یہ کیا امر ہے آج ہر مرتبہ حکیم صاحب پکارتے ہین اور
کہتے ہین اشرفیون سے خبردار رہو یہ خیال دل مین کرتا ہوا چلا آتا ہے یہان تک کہ جب سواری حکیم صاحب کی سڑک
پر پہونچی حکیم صاحب نے کلّو سے کہا کہ تو جا کر دربار مین میرے آنے کی خبر کر کہ حکیم صاحب آتے ہین یہ سُنکے کلّو
روانہ ہوا حکیم صاحب نے کہارون سے فرمایا کہ تم آہستہ آہستہ چلو کہ کلّو خبر کر کے آئے کلّو دوڑ کر چلا بہت جلد
قریب دربار آیا بلا خوف داخل دربار ہوا کسی نے منع نہ کیا کہ حکیم صاحب کا ملازم ہے آتے ہی سمندر و اہل دربار
کو سلام کیا اور کہا کہ حکیم صاحب تشریف لاتے ہین مجھکو خبر کے لیے روانہ کیا ہے یہ سُنکے سمندر خوش ہو گیا
عشاق کا تو خوشی سے عجب حال ہوا کلّو یہ خبر دیکر دربار سے باہر آیا اب جو سمندر نے دیکھا کہ کلّو غائب
تب سمندر نے اہل دربار سے کہا کہ کلّو کہان گیا سب نے عرض کیا وہ یہ کہکر چلا گیا کہ حکیم صاحب تشریف
لاتے ہین سمندر نے یہ سُنکے عشاق نہ طاقی سے کہا کہ ابھی نانی امان کی حیات باقی ہے کیونکہ حکیم صاحب
آتے ہین مجھکو اُنکے آنے کا یقین نہ تھا کیونکہ وہ فرماتے تھے کہ جب تک اہل اسلام یہان ہین اور تم سے اُن سے
فیصلہ نہین ہوتا ہے مین دربار مین نہ آؤنگا نہ مجھکو مطلب فرماتے تھے نہ مین آؤنگا آپ کو رنج ہوگا مین نے تمہارے
خیال سے رقعہ تحریر کیا رقعہ مین مین نے خوب عجز و انکسار تحریر کیا اُنکو اُسیکا خیال ہوا تشریف لاتے ہین یہان
حکیم صاحب کے آنے کی خوشی ہونے لگی کہ کلّو اُدھر پہونچا اب جو حکیم صاحب نے کلّو کو دیکھا کہا کہ ذرا قریب
آنا جب کلّو قریب آیا حکیم صاحب نے اُسکو بغور دیکھا اور اپنی آنکھ دکھائی وہ مسکرایا حکیم صاحب نے کہارون
سے کہا کہ جلد چلو اور کلّو سے کہا کہ اشرفیون سے خبردار رہنا اگر جی چاہے تو میرے پاس رکھدو اُس نے کہا
کہ حاضر ہین آپکا اگر جی چاہے لیجیے مین نے تو اس لیے اپنے پاس رکھی ہین کہ شاید آپ بھول جائین میرے
پاس ہونگی تو کوئی ہرج نہین ہے یاد دلا دونگا حکیم صاحب اُس سے باتین کرتے ہوئے چلے آتے تھے
کہ کہارون نے قفس لا کر در دولت پر رکھی بسم اللہ کہکر غل ہوا کہ حکیم صاحب تشریف لائے یہ خبر جو مشہور ہوئی
سمندر نے چند سردار برائے استقبال روانہ کیے حکیم صاحب قفس سے اُتر کر چلے کلّو سے کہا کہ قفس فلان مقام
پر لیکر ٹھہرنا کہارون سے وہان لیجا اُنکو مہلت دینا کہ وہ کچھ کھا پی لین سب چیزین احتیاط سے رکھنا کیونکہ
مین ابھی دربار مین ٹھہرونگا یہ کہکر چلے کلّو پیچھے چلا کہارون نے قفس اُٹھا کر باہر لا کر رکھی جلو خانہ مین کہ وہ سردار آکر پہونچے
حکیم صاحب کو سلام کیا مزاج پرسی ہوتی حکیم صاحب اُنکے ہمراہ دربار مین آئے بادشاہ کو سلام کیا سب اہل
دربار سے صاحب سلامت ہوئی عشاق نہ طاقی سے بھی صاحب سلامت ہوئی سمندر نے قبل سے
کرسی حکیم صاحب کے لیے روبرو تخت کے بچھوائی تھی حکیم صاحب سلام کر کے کرسی پر بیٹھے سمندر نے نیم قد تعظیم
کی جب حکیم صاحب نے کلّو سے اشرفیان لیکر نذر دی سمندر نے اُسپر ہاتھ رکھا اور حکم دیا کہ حکیم صاحب
کے لیے خلعت اور نذرانہ لاؤ کیسہ یہ حکم دینا تھا کہ سو اسو کشتی نوادرات کی اور پچاس ہزار روپیہ نقد حاضر کیا گیا اور

حکیم صاحب کے آگے رکھا گیا سمندر نے کہا کہ یہ آپ کے لیے نذرانہ ہی حکیم صاحب نے گلو کی طرف دیکھا اور اشارہ
سے کہا کہ میں نے سب منگایا ہوں میں تول لیا ایک جانور تو یہ کہکر کہا کہ اسکو سب بالا قفس میں رکھو وہ سب جانور اٹھا
لے گیا اور قفس میں رکھا غلا قفس میں کب آتا ہی گلو نے ایک درخت کے نیچے دریا کے دو قفس رکھ دا کے
کناروں سے دریا ان لین وہ سب دریا تہ میں غوطہ مار دھو لے گئے یہاں گلو نے وہ کشتیاں اور روپیہ اس
درویان لا کے سب ایک مقام پر دفن کر دیا اور خود اسی مقام پر آ کر بیٹھ رہا حکیم صاحب کرسی پر بیٹھے فرصت پڑی
ہوئی اسکے بعد حکیم صاحب نے سمندر کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ ہار کیسا آپ نے خرید فرمایا کیا عمدہ موتی ہیں اور
کیا خوشنما بنا ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ سمندر کے گلے میں ایک ہار تھا کہ جسکی قیمت دو لاکھ روپیہ تھی
اسنے ایک تاجر سے خرید کیا تھا اسمیں کوئی موتی چھوٹا نہ تھا سب برابر بیضۂ کبوتر کے برابر تھے اور اسمیں
زمرد کی لڑیاں تھیں بہت عمدہ ہار تھا جب حکیم صاحب نے تعریف کی سمندر نے خوشامد کے راستہ وہ
ہار اتار کر حکیم صاحب کے نذر کیا اور کہا کہ اگر پسند ہی تو قبول فرمائیے حکیم صاحب نے فوراً لے لیا اب حکیم صاحب
نے فرمایا کہ آپ نے کیوں طلب فرمایا ہی باوجودیکہ میں نے عرض کر دیا تھا کہ میں اس وقت تک نہ حاضر ہونگا
جب تک یہاں لشکر اسلام ہی مگر پھر آپ نے عہد کے خلاف مجھ سے یہ فعل کرایا اگر نہ آتا تو آپ کے خلاف
ہوتا آپ ناراض ہوتے یہ کہتے جاتے ہیں اور ادھر ادھر دیکھتے جاتے ہیں کہ گلو ابھی تک روپیہ لیکر نہیں آیا
کیا بھاگ گیا کیونکہ یہ شہد آدمی ہے ویسے ہی خیال کر رہے تھے کہ حکیم صاحب کی نظر پڑی دیکھا کہ دو چوبدار قصور کے دکھائی
رہے ہیں اب جو حکیم صاحب نے غور کرکے دیکھا تو پہچانا کہ ایک برق فرنگی دوسرا ضرغام ثانی ہی حکیم صاحب نے
ہر مرتبہ سمندر نے عیار کی طرف دیکھتے ہیں کچھ خوف ہی حکیم صاحب کو تو اسی سے ہی کہ وہ عیار زبردست
و مکار معلوم ہوتا ہی ہر مرتبہ اسکی طرف دیکھتے ہیں اور رہ جاتے ہیں پھر گردآب کمندزن بھی حکیم صاحب کو
دیکھتا ہی اور اپنے دل میں کہتا ہی کہ حرکتیں حکیم صاحب کی آج خلاف معلوم ہوتی ہیں کیا کہوں مجھکو تو یہ حکیم
نہیں معلوم ہوتے ہیں اپنے شاگردوں سے بھی یہی کہتا ہی وہ عرض کرتے ہیں کہ آپ ایسا گمان کرتے ہیں جب
سے لشکر اسلام آیا ہی اسوقت سے حکیم صاحب نے آنا دربار کا ترک کر دیا اور اپنا دروازہ بند کر لیا پھر کیونکر
حکیم نہیں ہیں اگر حکیم صاحب نہیں ہیں تو کون ہیں اسنے جواب دیا کہ کوئی عیار و مکار ہی میں بادشاہ سے
عرض کرتا ہوں شاگرد منع کرتے ہیں کہ اول بادشاہ یقین نہ لاوینگے آپ کی بات رائگاں ہوگی دوسرے
اگر یقین لایا تو جس وقت دریافت کیا اور حکیم صاحب نکلے تو خرابی ہوگی اور خفت ہوگی وہ یہ سنکر خاموش
ہو جاتا ہی اور پھر بیٹھے بیٹھے خیال آتا ہی شاگردوں سے کہتا ہی وہ منع کرتے ہیں یہ رہ جاتا ہی اسکا تو یہ حال ہی
ادھر حکیم صاحب نے سمندر سے کہا کہ مجھکو آپ نے کس امر کے لیے طلب کیا ہی وہ ارشاد ہو تاکہ میں اپنے
کام سے فراغت کرکے اپنے مکان کو جاؤں کیونکہ مجھکو بڑا خوف ہی سمندر نے عشاق نہ طلائی کی طرف
اشارہ کرکے کہا کہ یہ جو بیٹھے ہوئے ہیں بہت بڑے میرے دوست ہیں بلکہ عزیز ہیں یہ آپ کے نام کی شہرت
سنکر دوڑے آئے ہیں انکی زانی صاحبہ ایک سال سے بعارضہ بخار مبتلا ہیں تمام حکما اور بیدوں کا علاج
کیا کچھ نفع نہوا دن بدن مرض میں ترقی ہوئی جہاں انھوں نے سنا کہ فلان مقام پر حکیم بہت اچھے ہیں وہاں سے انکا
بھی علاج کیا کچھ فائدہ نہ حاصل ہوا ازانجملہ ہزاروں روپیہ صرف کیا مگر صحت کی نہ آئی مرض میں ترقی
ہوتی گئی اب تو یہ نوبت ہوئی ہی کہ وہ تو ہروقت مثل مردہ صد سالہ کے پلنگ پر پڑی رہتی ہیں حس و حرکت
نہیں ہی ہر دم غشی طاری رہتا ہی جب کسی نے بہت پکارا تو آنکھ کھولی کچھ کلام کیا کہ پھر غش آگیا کھانا وغیرہ
ترک ہی ضعف بشدت ہی بخار کی یہ کثرت ہی کہ جسم سے لو نکلتی ہی ہاتھ نہیں رکھا جاتا ہی میں آپ کے تشریف

لانے سے قبل اُنکے پاس گیا تھا یہ معلوم ہوا کہ گویا تنور کے قریب آیا ہاتھ جو رکھا تو نہ رکھا گیا مین نے فوراً اُٹھا لیا اگر
رہنے دیتا تو یقین تھا کہ آبلہ پڑ جاتا یہ حالت مرض کی ہی جب اُنھون نے سنا کہ نہ طاق مین بہت بڑے
حکیم ہین یہ وہان آ کے معلوم ہوا کہ اب کوئی حکیم یہان نہین ہی ہان سمندریہ مین بہت بڑے حکیم ہین اُن کی
بہت تعریف سُنی نانی کو لے کر یہان آئے مجھ سے بیان کیا مین نے جو کچھ آپ کے اوصاف سے بیان کیے اُنکو
خواہش ہوئی کہ آپ کا علاج کرین مین نے آپ کو رقعہ تحریر کیا آپ میرے فرمانے کے بموجب تشریف لائے
یہ آپ کی عنایت ہی پس اُس مریض کو دیکھکر نسخہ تجویز فرمائیے جو حال ہو وہ بھی ملاحظہ فرمائیے حکیم صاحب
نے کہا کہ وہ مریض کہان ہی سمندر نے کہا کہ وہ سامنے مسہری پر ہی خواجہ قبل مین دیکھ چکے تھے جب حکیم بنکر
آ چکے تھے سب حال معلوم تھا مگر انجان بنکر سب حال دریافت کیا جب سمندر نے کہا کہ وہ مسہری پر نانی
ہی جو کہ سامنے ہی حکیم صاحب اُٹھے اُس طرف کو جاتے دیکھکر خادمون نے جلد چند کرسیان لا کر بچھا دین کہ
حکیم صاحب و سمندر و عشاق نہ طاقی و عشاق استاد سمندر و اشفاق وزیر سمندر آ کر اُن کرسیون
پر بیٹھے عشاق نہ طاقی نے ایک خادم کو اشارہ کیا کہ پردہ مسہری کا اُٹھا دو اُس نے پردہ اُٹھایا پردہ جو
اُٹھا ایک غبار سا اندر سے نکلا جیسے تنور سے نکلتا ہی حکیم صاحب نے اپنا منھ پھیر لیا اور کہا کہ بہت شدت
کا بخار ہی کہ پردہ جو اُٹھا تو ایسی گرمی نکلی کہ جیسے کسی بند جگہ سے نکلتی ہی سمندر نے کہا کہ مین نے آپ سے عرض نہ
کیا تھا کہ بخار شدت ہی یہ سُنکے حکیم صاحب نے نبض پر ہاتھ رکھا فوراً اُٹھا لیا بعد تھوڑے وقفہ کے پھر ہاتھ رکھا
عرصہ تک نبض دیکھا کیے نبض دیکھکر سمندر کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اسکو تو تپ محرقہ ہی نہ معلوم کن احمق حکما
نے علاج کیا ہی بالکل خیال نہ کیا مرض کو طول ہو گیا ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ کس قدر کا بخار ہی اگر تھرمامیٹر لگایا جائے
تو کوئی ٹمپریچر سو درجہ پر پہونچے یہی ایسی ہین جو زندہ ہین دوسرا ہوتا تو تمام ہو جاتا نبض تو ملاحظہ فرمائیے کہ قطعیہ
ہی مہراسج ہی حدت مرضیہ تو انتہا کے سبب بخار کے پہونچ گئی ہی حدت بخار سے تمام خلطا جل گئے ہین جسم مین نہ
خون کا نام ہی نہ بلغم کا نہ سودے کا سوا صفرا کے زنگاری کی کثرت ہی قبل مین انکو نزلہ ہوا تھا اُسکا علاج
جو کیا گیا تو خلاف کیا گیا حکیم نے نزلہ کا خیال نہ کیا اُس وقت جو بخار تھا وہ عارضی تھا بسبب نزلہ کے تھا
اُنکی رائے نے غلطی کی نزلہ بگڑ گیا صدر پر گرا اُسکا علاج نہ ہوا دوسرے علاج ہوتے رہے وہ مرض بڑھتا گیا
نزلہ حار تھا اُسمین گرم دوا سے علاج ہوا انجام مین ترقی ہوتی گئی اُس نے اندر ہی اندر رطوبت کو جلانا شروع
کیا حکیم ایسے اندھے تھے کہ کچھ نہ معلوم ہوا کہ یہ بخار کیسا ہی وہ تپ بادی سمجھے اُسکا علاج کیا خرابی کی یہ بات
تھی کہ اِنکا مزاج ہمیشہ سے گرم تھا اور گرم علاج ہوا اُسنے ایک بار بھڑکا دیا انکو اختلاج بھی رہتا تھا اکثر اوقات
تبخیر بھی ہوتی تھی ضعف معدے کی بھی شکایت تھی انکو کئی مرض تھے اُن سب کی کثرت ہو گئی اب ضعف
اس قدر ہی کہ نبض نہین ملتی ہی بلکہ ایک ہاتھ کی نبض تو ساقط ہی بہت مرض کی شدت ہی اگر آپکا درمیان
نہ ہوتا تو مین کبھی نہ علاج کرتا ایسے مریض کو ہاتھ نہ لگاتا نہایت بدنامی کا سبب ہی کیونکہ انھون نے
ایسے ویسے حکیمون کا علاج کر کے مرض کو طول دیا اب تو پہلے بخار کا علاج ہوگا اُسکے بعد اور امراض کا
علاج ہوگا افسوس بڑی خرابی ہوئی کہ طاقت نہین ہی ورنہ دو دن مین بخار کو کھو دیتا اب ذرا زمانہ
ہوگا کیسی حکمت رہ گئی ہی کہ مریض کی حالت پر غور نہ کیا جو دوا سے مین اپنا علاج کرنا شروع کیا جا سکے
مریض مرے چاہے جیسے اب یہ طبابت ہی خیر جہان تک ہوگا مین کوئی درجہ علاج کا باقی نہ رکھونگا یہ کہکر پھر
نبض دیکھی بڑے عرصہ تک غور کیا کیے نبض دیکھکر کہا کہ ذرا ہوشیار فرمائیے کہ مین کچھ حالت دیکھون عشاق
نے ایک خادمہ سے کہا کہ نانی امان کو ہوشیار کرو اُس نے کئی مرتبہ پکارا ہوش نہ آیا تب عشاق نے

خود آواز دی کہ نانی امان ہوشیار ہوجیے حکیم صاحب تشریف لائے ہین ذرا اُن سے کلام کیجیے اپنے مزاج کی حالت
بیان فرمائیے تاکہ وہ نسخہ تجویز کرین بہت بڑے حکیم ہین کہ انکا مثل و نظیر نہین ہی جب عشاق نے کئی مرتبہ پکارا
اور شانہ پکڑ کر حرکت دی تو آہستہ آنکھ کھولی اور خفیف کہا کہ کیون بار بار تکلیف دیتے ہو اس سے کیا حاصل مجکو
پڑا رہنے دو ورنہ خیال کرو کہ مین مر گئی عشاق نے کہا کہ خداوند ایسا نہ کرین ذرا ہوشیار ہوجیے حکیم صاحب سے
حال بیان فرمائیے دیکھیے حکیم صاحب تشریف رکھتے ہین یہ جو عشاق نے کہا اُس نے آنکھ کھولی اپنے کو ہوشیار
کیا کہا کہ بٹھا دو عشاق اور اُس خادمہ نے پکڑ کر اٹھایا پشت پر تکیہ لگایا وہ بیٹھی خادمہ کھڑے رہی اُس نے
سلام کیا حکیم صاحب نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ آپ کا مزاج کیسا ہی کیا حالت ہی قلب کی کیا کیفیت
ہی منھ کا کیا مزہ ہی یہ سنکے اُس نے کہا حکیم صاحب میری یہ حالت ہی کہ بخار کی شدت سے دل و جگر جلا
جاتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ تمام جسم تنور مین پڑا ہوا ہی منھ سے شعلے نکلتے ہین ضعف کی یہ شدت ہی کہ بات نہین
کی جاتی ہی نہین ہی جی چاہتا ہی کہ آنکھین بند کیے ہوے پڑی رہون غشی پر غشی آتے ہین جو کوئی بات کرتا ہی
بُری معلوم ہوتی ہی پیاس کی شدت ہی زبان تالو سے لگی جاتی ہی الجھتا جاتا ہی منھ مین کانٹے پڑے ہوے
ہین حلق سے نہین اُترتا ہی مزہ منھ کا تلخ ہی یہ جی چاہتا ہی کہ کوئی ترش چیز ہو یہ معلوم ہوتا ہی کہ منھ مین نیب
کسی نے پیس کر گھول دی ہی بھوک بالکل نہین لگتی ہی طعام کی طرف رغبت نہین ہی حکیم صاحب نے جواب
دیا معلوم ہوا یہ بتائیے کہ قبل مین آپ کو نزلہ ہوا تھا اُس نے کہا کہ ہان اختلاج بھی رہتا تھا کہا کہ ہان ضعف
معدہ بھی تھا وہ بولی ہان ہوگا حکیم صاحب بولے اچھا یہ بتائیے کہ جب آپ کھانا کھاتی ہین اُس کے بعد
آپ کو کچھ حرارت سی معلوم ہوتی تھی یہ جی چاہتا تھا کہ لیٹ رہون اُس نے کہا کہ یہ امر ضرور تھا حکیم صاحب
نزلہ تو ضرور ہوا تھا اُسکا مین نے کچھ خیال نہ کیا پہلے تو مین اس خیال مین رہی کہ نزلہ ہی وہ جاتا رہیگا جب
خفت نہ ہوئی تو علاج کرنا شروع کیا مگر مرض مین ترقی ہوئی جب تک مجکو ہوش رہا مین نے اپنی راے
سے حکیمون کا علاج کیا جب مرض کی شدت ہوئی مجھ مین کچھ حالت نہ رہی خاموش ہو رہی اب یہ علاج
کرنے لگے انھون نے بھی کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا مگر مقدر ہی تقدیر یہ تو مجکو یقین ہوگیا ہی کہ اس مرض سے
مین نہ بچونگی ضرور تمام ہونگی یہ مرض نہین ہی بلکہ مرض الموت ہی کیونکہ اگر جانے والا مرض ہوتا تو اب تک
کچھ خفت ہوتی شدت نہ ہوتی بس مجکو تو امید قطع ہوگئی ہی کوئی امید زندگی نہین ہی اور ایک زمانہ بعید ہوا کہ
زندگی کو اس زمانہ کی ہون کہ جب سامری و جمشید کی خدائی تھی دیامہ و شتامہ میرے ساتھ کی
کھیلی ہوئی تھین وہ میرے روبرو پیدا ہوئین تھین وہ تو مرگئین مین زندہ ہی کوئی دو ہزار برس سے زیادہ عمر ہی
مگر مین ہر ایک سے یہ کہتی ہون کہ ہزار برس کی ہون وہ وہ سحر مین نے سیکھے اور ایسا کمال سحر مین بہم پہنچایا کہ ہمہ تن
مجسم سحر ہوگئی میری تو یہ نوبت ہی کہ جدھر کو نگاہ اٹھا کر دیکھا جو امر چاہا وہ فوراً ہو گیا تمام سحر میرے قابو مین
ہین اب کوئی حد بھی زندگی کی ہی سات سے لوگ مرگئے اب بھی مین مرونگی یا نہین یہ کہ رہی تھی کہ غش آگیا آنکھ بند
ہوگئی گر پڑی حکیم صاحب نے کہا کہ کاغذ و دوات لائیے مین نسخہ تحریر کرون ایک نسخہ یا شوربہ کا ایک جوارش کا
ایک ماء اللحم کا ایک روغن بیضے کا یہ جو حکیم صاحب نے طلب کیا فوراً دوات قلم حاضر کیا گیا حکیم صاحب نے نسخہ
تحریر کرنا شروع کیا یہان تو حکیم صاحب کو نسخہ تحریر کرنے مین مصروف رکھا جاتا ہی ادھر عیار سمندر نے
جو یہ دیکھا کہ یہ حکیم صاحب نہین ہین مجکو یہ گمان ہوتا ہی کہ کوئی عیار ہی کیونکہ جب حکیم صاحب آتے تھے
تو یہ حرکت نہ تھی جو آج انکی حرکت ہی مین کبھی نہ جانونگا اسکو تاب نہ رہی وہ اٹھکر شملاق کے پاس آیا آہستہ
سے کان مین کہا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہی کہ حکیم صاحب کی آج کیا حرکتین ہین کبھی نہ حرکت تھی میرے

گمان میں یہ کوئی عیار ہی شملاق نے کہا کہ تمہارا گمان غلط ہی کہین ایسا ہو سکتا ہی عیار نے کہا کہ معلوم ہو جائیگا
یہ کہکر وہ اپنے مقام پر آکر بیٹھا یہاں کا یہ رنگ ہی ادھر حکیم صاحب نسخہ تحریر کر رہے ہین ان کو تو
اس حال مین چھوڑا جاتا ہی

اب کچھ حال حکیم صاحب اصلی کا تحریر ہوتا ہی اور انکی حال مین قلم فرسائی کی جاتی ہی

راوی بیان کرتا ہی کہ بعد جانے حکیم صاحب کے تھوڑی دیر کے بعد حکیم صاحب کی زوجہ کو خیال آیا
کہ ذرا چل کر دیکھوں کہ یہ دن بھر اور دوپہر رات تک جو باہر بیٹھے ہوئے لکھا کرتے ہین تو کیا تصنیف کرتے ہین یہ
خیال کر کے چلین چونکہ پڑھی اور لکھی تھین اس سبب سے یہ خیال ہوا اس کمرے مین آئین یہان آکر جو دیکھا تو تمام
کمرے کو خالی پایا کسی الماری مین کتاب تہ تھی حیران ہوئین یہ کیا سبب ہی کہ سب اٹھا دیا گیا ہی مین حکیم صاحب
سے کہان رکھدین یہ خیال کیا کہ شاید صندوق مین رکھی ہونگی یہ تصور کر کے صندوقوں کے پاس آئین دیکھا کہ ایک
صندوق پر ایک پرچہ لگا ہوا ہی اسکا یہ مضمون ہی کہ اس صندوق کے اندر حکیم صاحب بند ہین انکو نکال
لینا یہ کام میرا ہی مین ہون خواجہ بالشت حکیم صاحب کو بیہوش کر کے بند کیا ہی یہ جو زوجہ حکیم صاحب نے
پڑھا حیران ہوئین کہ یہ کیا واقعہ ہی حکیم صاحب تو دربار مین گئے ہین یہ کیا امر ہی کہ اسپر پرچہ لگا ہی کہ حکیم صاحب
یہان اس صندوق مین بند ہین بس گھبرا کر جو صندوق کو کھولا دیکھا کہ حکیم صاحب اسمین انکی باندھے ہوئے
بیہوش پڑے ہین اپنے تن بدن کا انکو ہوش نہین ہی یہ حال دیکھکر انکی زوجہ نے انکو صندوق کے اندر
سے نکالا باہر بوریہ پر لٹایا اب جو دیکھا تو ایک کاغذ لپٹا ہوا پایا اسکو کھولکر پڑھا وہی مضمون بالا جو کہ صندوق پر
ہی لکھا ہوا تحریر تھا حکیم صاحب کو پانی وغیرہ چھڑک کر ہوشیار و خبردار کیا حکیم صاحب کی جو آنکھ کھلی تو اپنی عجیب حالت
پائی زوجہ کو سرہانے دیکھا یہ دیکھکر ایک ہاے کا نعرہ مارا اور کہا کہ لٹ گیا وہ دربار لے گیا ایک نا عیار
لوٹ لے گیا ایک چیز تو چھوڑی نہ ہوگی سب لے گیا ہوگا جسکا خوف تھا اور جس کے سبب سے مین خانہ نشین
ہوا تھا وہی پیش آیا مین کیا جانتا تھا کہ ہمیشگی کی صورت بن کر آتے گا اگر یہ معلوم ہوتا تو کبھی نہ آنے دیتا
بڑا دھوکا کھایا بڑا نقصان ہوا کہ سب اسباب لے گیا ہوگا اسنے مجکو بیہوش کر گیا نہ معلوم کیا غرض تھی جو یہان
آیا تھا بی بی نے کہا کہ تمکو اس صندوق مین بند کیا تھا اور یہ پرچہ لکھکر صندوق پر لگا گیا اور ایک پرچہ تحریر کر کے
اندر تمھارے پہلو مین رکھ گیا حکیم صاحب نے کہا یہ تو کہو اندر گیا تھا یا نہین بی بی نے کہا کہ اندر نہین آیا بلکہ ایک
شال کی اچکن جو کہ تم نے پانسو روپیہ کی دربار مین پہنکر جانے کے لیے خریدی تھی اور شروع کا پائجامہ جو کہ بنا
لیا تھا اور شالی عمامہ اور سوا سو اشرفی طلب کین مین کیا جانون کہ تم ہو یا کوئی اور ہی مین نے پہلے تو کہلا بھیجا کہ
یہان آکر پہن جاؤ تو کہلا بھیجا کہ مین اندر نہ آؤنگا مین نے بھیجدیا فقط نکلوا کی قالین وغیرہ بھی وہ اپنا کسارون
کو طلب کیا پروا نہ سے سوا کچھ نہ ہوا اسی طرح سے سوا ہوا فقط اسی واسطے اگر اندر قدم نہ رکھا مین بہت
حیران ہون کہ اسنے کس کا کیونکر نام معلوم ہوا اور کیا حکیم صاحب کو معلوم ہوا کہ کہا زوکر مین حکیم صاحب نے کہا کہ
سب مجھ سے باتون باتون مین دریافت کر لیا تھا اور جو یہ کہو کہ اچکن کو شال کی طلب کی اور پائجامہ اور عمامہ
اور سوا سو اشرفیان یہ اسکو معلوم تھا کہ جب حکیم صاحب دربار جانے ہونگے تو دربار مین کپڑے عمدہ
پہنے ہونگے اس خیال سے مانگے اور فقط روپیہ اس خیال سے مینے کہین کہ جب کہا زر دار یان تو دربان ضرور ہونگی
یہ امر تھا جب اسکو معلوم تھا تو سب مال لے گیا ہوگا پھر کہا وہ پرچہ دیکھو انکا تحریر ہی زوجہ نے پرچہ
دیا حکیم صاحب نے پڑھا اسکے مضمون سے آگاہ ہوئے کہا شعاع تم سے لیے وہ میری صورت بن کر دربار مین

گیا ہی دربار میں موجود رہوگا بہت کچھ حاصل کیا ہوگا مجھکو منع کیا ہی کہ آپ دربار میں آنے کا قصد نہ فرمائیگا
اب کی مین نے مسلمان خیال کرکے رحم کھاکر چھوڑ دیا ہی اگر آیندہ ایسا کیا تو پھر زندہ نہ چھوڑونگا میں اسی
سبب سے اندر نہیں گیا کہ برائے ناموس پر نظر نہ پڑے اسے بی بی اپنے حساب جانے کو نوبت اگر سمندر شاہ
ہمکو قتل دے کہ دربار میں نہ آؤگے تو قتل کیجیے جاؤگے قتل ہو جانا گوارا ہی مگر دربار میں جانا گوارا نہیں ہی معلوم
وہ عیار کس ذلت سے پیش آئے کوئی ایسی حرکت کرے اب کی تو اُسنے رحم کیا کہ زندہ چھوڑا دوبارہ ضرور قتل
کریگا اُسکے نطفے میں فرق ہی اور یقیناً وہ نطفہ حرام ہی جو اُسکے منع کرنے پر دربار میں جائے [illegible] ہوتا
بہتر ہی مگر دربار میں جانا اچھا نہیں یہ کہکر کہا کہ ذرا دیکھو کتابیں ہیں یا وہ بھی [illegible] بی بی [illegible] آیا کہ سب
الماریاں خالی ہیں سب صندوق کھلے ہوئے پڑے ہیں میں اس خیال سے آئی تھی کہ حال کہوں [illegible]
تحریر کرے ہو میں نے بیان اگر کچھ نہ پایا بالکل خالی تھا میں حیران ہوں کہ یہ کیا امر ہی خیال کیا کہ شاید
صندوق میں رکھی ہونگی صندوق کی تلاش کرنے لگی کوئی صندوق ایسا نہ تھا جو میں نے نہ دیکھا ہو سب
خالی تھے جب اس صندوق کے پاس پہونچی تو یہ پرچہ اُسپر لگا ہوا پایا اُسکو پڑھا صندوق کھولا تو کچھ نکلا
ہوشیار کیا دوسرا پرچہ تمہارے پاس لکھا ہوا رکھا تھا اُسکو پڑھا یہ واقعہ سنکے حکیم صاحب نے
سر پیٹ لیا اور کہا کہ افسوس میں تباہ ہو گیا میری ایک ایک کتاب ہزاروں روپیوں کی تھی میں لٹ
لٹ گیا میرے ہاتھ پاؤں کٹ گئے میں تباہ ہو گیا کیا کروں کیا نہ کروں یہ کیا بلا مجھپر نازل ہوئی [illegible] مصیبت
ٹوٹا یہ کہکر حکیم صاحب نے حکم دیا کہ اب دروازہ نہ کھلے کوئی آکر پکارے جواب نہ دیا جائے چاہے [illegible]
بادشاہ خود ہو یہ حکم دے کر بی بی سے کہا دیکھا تم سے میں کہتا نہ تھا کہ وہ جس صورت پر چاہے بنا [illegible]
وہ ہیلینگا کی شکل بن کر آیا اپنا کام کر کے گیا بی بی نے کہا کہ تم بڑے عاقل تھے ذرا تم نے پہچان نہ
لیا حکیم صاحب نے جواب دیا کہ میری تو کیا اصل ہی اگر ہیلینگا کی مادر مہربان بھی ہوتی تو نہ پہچان سکتی اگر
بھی مجال نہ تھی کہ پہچان لیتی یا اب میری صورت پر تیار ہوکر دربار میں گئے ہیں بھلا کوئی پہچان تو لے اگر
میری والدہ بھی قبر سے اٹھکر آئیں تو نہ پہچان سکیں دوسروں کی کیا اصل و حقیقت ہی میری تو یہ طاقت
نہ تھی کہ پہچان سکتا وہ ایسا ہی زبردست عیار ہی خدا اُسکی عیاری سے بچائے یہ جو حکیم صاحب نے کہا
زوجہ نے جواب دیا کہ ایسے شخص سے تو خوف کرنا لازم ہی بلکہ ضرور ہی یہ جو زوجہ نے کہی کہا حکیم صاحب
نے جواب دیا کہ اسی خوف سے تو گوشہ نشینی اختیار کی تھی اسی خوف سے درس و تدریس علاج وغیرہ
موقوف کیا بادشاہ سے کہا کہ مجھکو نہ طلب فرمائیے گا جب تک لشکر اسلام یہاں موجود ہی ورنہ پچھتائیگا
کف افسوس ملیے گا انھوں نے نہ مانا میرے کہنے پر عمل نہ کیا کوئی مریض یا مریضہ دور سے آیا ہی بادشاہ کا عزیز ہی
میرا نام سنکے آیا ہی بادشاہ نے رقعہ لکھکر مجھکو طلب کیا اپنے خاص چوبدار کے ہاتھ روانہ کیا سو اسے ابھی
ہیلینگا کے کوئی اور میرا مکان نہیں جانتا تھا یہی اکثر تنخواہ لے کر آتا ہی جب جو پیام بادشاہ نے دیا اسکو لیکر
آتا ہی اُسی کے ہاتھ روانہ کیا معلوم ہوتا ہی کہ شخص کامل دربار میں موجود تھا اُس حال سے آگاہ ہو کے کس
کس تدبیر سے ہیلینگا سے رقعہ لیا اُسکو بیہوش کرکے کسی مقام پر ڈال دیا اُسی سے [illegible] پوچھکر میرے
مکان کا پتہ نشان پوچھ لیا [illegible] گھر کا حال دریافت کر لیا اُسکو قتل کرکے اُسکی صورت پر تیار ہوکر آیا
اپنا کام کیا اب دربار میں ہونگے اُس [illegible] کی بدولت جان گئی اُسکو ضرور قتل کیا ہوگا جو کچھ نظر آیا اُٹھا لیا ہوگا
[illegible] لیا ہوگا زوجہ نے کہا کہ خیر جو کچھ ہونا تھا سو ہوا اب تمہارا کیا قصد ہی دربار میں جاؤگے یا نہیں اُس
بچارے [illegible] کی جان بچاؤگے یا نہیں حکیم صاحب نے برہم ہوکر جواب دیا کہ کیا ہمکو اپنی جان دو بھر کی

یا مین اپنی زندگی سے بیزار ہون یا تم میرا مرنا چاہتی ہو جو ایسی تقریر کرتی ہو جیسے اپنی ایسی ہین جو مریض اور بادشاہ
اور اُسکا دربار الٰہی بی بی آب زندم جہان زندم آب درم جہان مردم یہ خیال کرنا کہ مین مرنے سے خوف کرتا ہون بلکہ
موت کو ہر وقت یاد کرتا ہون صرف اس امر کا خیال ہی کہ جب تک زندہ رہونگا تو یہ تو ہوگا کہ عبادت خدا
کرونگا عقبیٰ تو درست ہوگی مرگیا تو کیا حاصل ہوا صرف میرا یہ خیال ہی کہ میرے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہین ہی
کہ جسکے سبب سے مجھکو یہ امید ہو کہ میرے گناہ صغیرہ وکبیرہ سب عفو کر دیے جائینگے ہان اگر کچھ دنون زندہ
رہا تو پھر امید ہوگی کہ گناہ عفو ہونگے کچھ عذاب مین تخفیف ہوجاے گی بس اب مین گوشہ مین بیٹھکر عبادت
کرونگا مین نے دنیا کو بالکل ترک کیا کسی سے نہ ملونگا دربار کیا ہی اور بادشاہ کیا چیز ہی اُس بادشاہ حقیقی کی بندگی
کرتا ہون جس نے سمندر ایسے ہزارون بادشاہ پیدا کیے اور ایک دم مین مٹا دیے جس نے زمین و
آسمان کو خلق کیا جس کے حکم مین سب زمانہ ہی جو کہ دنیا کا مالک اور خدا ہی اُسکی بندگی سے بہت کچھ نفع ہی اور
ایسے بادشاہ کی اطاعت کرنے سے کیا حاصل ہی کیونکہ یہ تو بادشاہ دنیا کے ہین یہ جو کچھ دےگا اس خیال سے دیگا
کہ میرا نام ہو خدمت لیکر دےگا بڑا احسان کرےگا اور اب مین جسکی عبادت کرتا ہون وہ دونون جہان کا بادشاہ
ہی وہ جسکو دیتا ہی ایسا دیتا ہی کہ پھر اُسکو ضرورت نہین رہتی کہ کچھ مانگے وہ ایسا دیتا ہی کہ تمام زندگی گذر جاتی ہی
اُسکو اسکی ضرورت نہین ہی کہ کسی طمع سے خوشامد کرو یا خدمت کرو وہ جسکو دیتا ہی بلا خدمت دیتا ہی وہ
بڑا رزاق ہی اپنے بندون کو رزق عطا فرماتا ہی وہ بڑا رازق ہی چاہیے اُسکی عبادت کی جاے چاہیے نہ عبادت
کی جاے اُس نے جو مقرر کیا ہی وہ ضرور دےگا وہ مثل اہل دنیا کے نہین ہی کہ جہان اُنکی خدمت نہ کی یا کوئی
خطا ہوئی موقوف کر دیا مین ایسے کی کیون نہ بندگی کرون کہ جو بہر طور دیگا سے خدمت کرو چاہیے نہ کرو جو اُسنے
مقرر کر دیا ہی ملےگا مین اُس مالک کی کیون نہ بندگی کرون کہ جو دشمن اور دوست کو برابر دیگا دیکھتا ہی
اہل دنیا کی خدمت کرنے سے سواے ذلت کے کچھ نہین حاصل ہوتا ہی بمصداق اس شعر کے کہ جو شان مین
خدا کے ہین سو ہی کریما کہ از خزانہ غیب ٭ گبر و ترسا وظیفہ خورداری ٭ دوستان را کجا کنی محروم ٭ تو کہ
با دشمنان نظر داری ٭ وہ بڑا کریم ہی رحیم ہی یہ اُسی کی عنایت اور پرورش تھی کہ اُس نے سمندر شاہ
کو جو کہ کافر ہی میرے اوپر مہربان کیا میرا یہ مرتبہ تھا کہ وہ میرے اوپر مہربان ہوتا یہ سب اُسکی مہربانی ہی وہ
اپنے بندے کی پرورش کی کوئی صورت ضرور نکالتا ہی جسکے ساتھ جو وہ رزق مقرر کیا ہی دیتا ہی یہ اُسکی ادنیٰ
پرورش ہی کہ جب تک میرا رزق سمندر کے خزانہ مین مقرر ہی مین جو نہ بار بار کرونگا اور وہ دےگا
جب اُسکے خزانہ سے اُٹھ جاےگا تو مین لاکھ خوشامد کرونگا وہ نہ دےگا بلکہ دوسرے کے ہاتھ مقرر
کرےگا اُس سے ملےگا اسکا مجھکو تو کوئی خوف نہین ہی کہ رزق نہ ملےگا جب تک کہ زندگی ہی ضرور ملےگا
کیا خوف ہی وہ سب کا روزی دینے والا ہی وہ سب کا رازق ہی اُسی کی شان مین یہ شعر ہی ع خداے
راست مسلم بزرگواری وحلم ٭ کہ جرم بیند ونان برقرار می دارد ٭ زوجہ نے جواب دیا کہ تم کو اختیار ہی مین
کوئی تم کو مجبور نہین کرتی ہون بلکہ میرا یہ مطلب تھا کہ تم دربار مین جاتے اُس مریض کی جان بچتی تمھارا
نام ہوتا اور وہ بھی تو زک پاتا حکیم صاحب نے جواب دیا کہ اول تو رات کو نہ مین زندہ ہوتا نہ تم دونون
کا خاتمہ ہوتا گھر بھر کا مال اُنکے قبضہ مین ہوتا اگر مین دربار مین جاؤن اور وہ مریض مر چکا ہوگا کیا اُنھون
نے باقی رکھا ہوگا خاتمہ ہی کر دیا ہوگا فرض کرو کہ زندہ بھی ہوگا تو ایسے کافرون کا مرنا میرے نزدیک بہتر
ہی جو کہ اہل اسلام کے دشمن ہون زوجہ حکیم کہنے لگی کہ تم کو اختیار ہی مین یہ نہین چاہتی کہ تمھاری
جان پر بنے یا تم تباہ ہو یہ کہکر اندر مکان کے چلی آئین حکیم صاحب یہان عبادت خدا مین مصروف ہوے

عبادت خدا کرنے لگے انکو تو اسی حالت میں رکھا جاتا ہے

اب پھر حال دربار سمندر میں قلم فرسائی کی جاتی ہے

راوی نے بیان کیا ہے کہ جب قلی وغیرہ حکیم صاحب کے پاس آیا حکیم صاحب نے ایک نسخہ پاشوئے کا تحریر کیا
برگ سدر تراشہ خیار سبز دون گندم نمک لاہوری در آب جوشانیدہ پاشویہ کنانیدہ تحریر کرکے ایک نسخہ ماء اللحم کا
تحریر کیا وہ یہ ہے گوشت مرغ گوشت بٹیر گوشت تدرو گوشت آہو گوشت شتر گوشت دراج گوشت تیہو گوشت
باز گوشت افعی سیاہ گوشت ماہی گوشت سنگ پشت گوشت کرگ گوشت کرگس گوشت عقرب گوشت تیتر گوشت
مورچہ گوشت زنبور گوشت خوک گوشت آں گوشت پلنگ گوشت شیر گوشت اسپ تنگی گوشت موش سیاہ ہمہ را
یخنی کردہ در ادویہ انداختہ ماء اللحم کشید ادویہ اسکی یہ ہیں آب سیب آب انناس آب بہی آب نارنج آب آملہ
آب کولہ آب امرود آب ناشپاتی آب انار آب بہی آب انگور آب تربوز آب خیار آب کدو آب
پالک آب کاسنی آب برگ کاہو آب برگ عنب الثعلب خرفہ اسی طور سے بہت سی
ادویہ تحریر کیں کہاں تک تحریر کیا جائے ایک نسخہ جوارش کا تھا کہ جس میں مروارید ناسفتہ یاقوت سرخ مرجان
سبز زبرجد وغیرہ تھا یہ نسخے تحریر کرکے کہا کہ یہ چیزیں یہاں تیار ہو سکتے ہیں اگر اسکی قیمت
مل جائے تو میں تیار کرکے روانہ کردوں یا دوائیں مل جائیں اگر کچھ خیال ہو سمندر نے جواب دیا کہ جس طرح
جس طور سے آپ درست فرمائیں گے اور تیار کرینگے دوسرا نہیں کر سکتا ہے آپ اپنے مکان پر تیار کرکے روانہ
فرمائیے گا یہاں اسکا انتظام کسی سے نہ ہوگا بلکہ یہ نسخہ خراب ہوگا روپیہ کا برباد ہوگا جو قیمت فرمائیے
وہ دیجائے حکیم صاحب نے فرمایا کہ تین ہزار روپیہ مرحمت ہو جو کم ہوگا پھر طلب کرلونگا سمندر نے کہا
اچھا اور اسی وقت تین ہزار روپیہ منگا کر حکیم صاحب کو دیا حکیم صاحب نے وہ روپیہ لیکر کلو کو دیا کہ اسکو بھی
لیجا کر نفس میں رکھو میں مکان پر چل کر اسکی دوائیں منگاؤنگا یہ سنکے کلو وہ روپیہ لیکر چلا گیا اور احتیاط
سے رکھ آیا اب حکیم صاحب نے بادشاہ سے فرمایا کہ یہ دونوں نسخے تو بعد کو استعمال ہونگے جب کہ بخار دور
ہو جائیگا یہ تو قوت کے لیے ہیں اگر انکا استعمال پورے طور سے ہو گیا تو یہ پھر سے جوان ہو جائینگے ہاں اب
جس دوا سے بخار کم ہوگا وہ یہ ہے کہ ایک آدھ پاؤ موتی منگائیے اور اسی قدر مرجان سرخ اور اسی قدر
یشب سبز اور زہر مہرہ خطائی اور دیگر اجزا جو کہ نسخہ میں تحریر ہیں اور ایک کھرل سنگ سماق کا طلب فرمائیے عود غرقی
مشک و عنبر زعفران خالص تاکہ میں اپنے ہاتھ سے پہلا نسخہ درست کرکے پلاؤں اور آپ کے سامنے تیار کروں
تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو جائے پس فوراً بموجب حکم دواخانہ سے کل دوائیں لاکر حاضر کی گئیں مشک و عنبر عود
غرقی زعفران خالص مروارید وغیرہ حاضر کی گئیں اور کھرل بھی سنگ سماق کی حاضر کی بس حکیم صاحب نے چالاکی کرکے
سب جواہر غائب کرلیا اسی طور سے مشک و عنبر عود و زعفران اسکے عوض میں بنی ہوئی چیزیں موجود کیں کہ
تو سنکھیا کے سفید ہو سکے تھے مرجان بھی اسی کا تھا یاقوت سنکھیا سے گلابی کا بنا ہوا تھا ہرتال طبقی
گوگرد آملہ سار سیاہ دھتورے کے بیج اور اسی قسم سے زہر کچلہ مار وغیرہ نکالا نیلا آدھ پاؤ وسم
تھوتھا اور ہرتال طبقی پاؤ بھر گندھک پاؤ بھر دھتورے کے بیج پاؤ بھر کچلہ مار آدھ پاؤ ان سب کو کھرل میں ڈال کر
خود حکیم صاحب نے کھرل کرنا شروع کیا وہ ادویہ جو کہ جوش ہو رہی تھیں اُسکے پانی میں بھی بیہوشی ملادی یہ
وہ چیزیں ہیں کہ ادھر حلق سے اتریں ادھر دل و جگر کو پاش پاش کر دیا دم بھر میں انسان تڑپ کر مر گیا اگر چہ
کیسا ہی سخت جان ہو بلکہ مار سیاہ کو کہ جسکے دم سے آدمی مر جاتا ہے اسکو دیا جائے وہ بھی سر نہ اٹھا سکے

یا وصفیکہ خود زہر رکھتا ہی جب بسبب دوا ہشیار ہو چکی اُس وقت حکیم صاحب نے ایک بڑا پیالہ طلب کیا
اُسمین وہ دوا ڈالی اور کہا کہ ہوشیار فرمائیے مین اپنے ہاتھ سے پلا دون عشاق نہ طاقی نے کہا کہ مین ہوشیار
کرتا ہون آپ مجکو یہ پیالہ عنایت فرمائیے مین پلا دونگا حکیم صاحب نے کہا کہ ہوشیار تو کیجیے راوی بیان
کرتا ہی کہ جب حکیم صاحب نے الماس طلب کیا تھا تو سمندر نے کہا تھا کہ الماس تو جگر کو پاش پاش کرتا ہی
اگر ایک رتی بھر ہو نہ کہ آدھ پاؤ حکیم صاحب نے اسکے جواب مین فرمایا تھا کہ تم کو کیا معلوم میرے پاس اسکا علاج
موجود ہی کیا کوئی مین ایسا نادان ہون کوئی مین نے گھاس نہین کھودی ہی حکمت پڑھی ہی جب بادشاہ کو یون
جواب دیا تو پھر کسکی طاقت تھی جو کچھ کہتا سب خاموش بیٹھے رہے کہ عشاق نے شعلہ کو آواز دی کہ نانی اماں
بیدار ہو جیے دوا نوش فرمائیے کیونکہ حکیم صاحب نے خود اپنے ہاتھ سے تیار فرمائی ہی دیکھیے وہ پیالہ لیے
ہوے بیٹھے ہین اُنکو بڑی زحمت ہوئی جب اس طور سے کئی مرتبہ کہا تو اُس نے آنکھ کھولی اپنے کو ہوشیار
کیا کہا کہ بٹھا دو اُٹھا کر بٹھایا اُس نے حکیم صاحب کیطرف دیکھکر کہا کہ آپ کو بڑی زحمت و تکلیف ہوئی حکیم صاحب
نے کہا کہ کچھ زحمت نہین ہی تم یہ دوا پی لو یہ سنکے اُس نے اپنے ہاتھ مین پیالہ لیا گو طاقت اُسکو نہ تھی
عشاق نے ہاتھ لگا لیا جب پیالہ ہاتھ مین اُس کے پہونچا اُس نے حکیم صاحب کی طرف منہ کر کے کہا
کہ اے حکیم صاحب مین وہ ساحرہ ہون کہ میرے سامنے سامری و جمشید کی دونون خدائیان برباد ہو گئین
داما و تسماسہ میرے ساتھ کی کھیلی ہوئی ہین وہ وہ سحر مین نے کیے ہین کہ جنکا مثل و نظیر نہین ہی ہر سحر میرے
قابو مین تھا بلکہ مجھ سے تو ہر چیز بات کرتی تھی زمین کی مٹی درخت کے برگ و ثمر سنگ ریزے وغیرہ جہان مین نے
اُن سے سوال کیا اُنھون نے جواب دیا اپنی خاصیت نام ماہیت جو اثر رکھتی ہو سب بتا دیا گو اس وقت مجھ
مین بسبب بخار کے حالت نہین ہی مگر تب بھی وہی قدرت ہی اگر چاہون تو ایک پل مین تمام عالم تباہ ہو خاک
سیاہ ہو یہ بارگاہ خون سے رنگین ہو ہزارون برقین چمک کر گرین اولہ برسین سنگ باری ہو اس وقت تک
یہ قدرت ہی گو کوئی حالت نہین ہی یہ چھوٹا سا کرشمہ ہی ملاحظہ فرمائیے کہ آپ نے دوا بنا کر دی ہی اور سب
اجزا ملے ہوے ہین بلکہ سائیدہ ہین مگر ہر ایک مجکو اپنے نام سے اور اثر سے آگاہ کریگا یہ کہکر پیالہ کی طرف
دیکھکر کہا کہ جلد بتاؤ تم مین کون کون اجزا ہین اور اُنکا کیا اثر ہی اور کیا تاثیر کرتی ہی یہ جو اُس نے کہا دوا نے
ایک مرتبہ جوش مارا ابھی تک حکیم صاحب خاموش بیٹھے ہوے دیکھ رہے ہین مگر اس سبب سے وہ کچھ ہوشیار
ہوے ہین کہ اُس نے دوا سے سوال کیا ہی یہ بھی درست ہی بیٹھے پیالہ کے اندر سے صدا آئی کہ ہم مین کفتار
ہی جسکا یہ اثر ہی کہ انسان کو ایک دم مین بہا کر پانی کر دیتا ہی دھتورا ہی جو قتل کرتا ہی سنکھیا گلابی سیاہ
سفید ہی جو جاکر قلب و جگر کو پاش پاش کر دیتا ہی ہرتال ہی گندھک ہی ان سب کا اثر بار بار اُلٹا اور جگر کو
ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہی اگر آپ نوش فرمائیگا تو دم بھر مین آپ کا خاتمہ ہو جائیگا اے ملکہ یہ حکیم صاحب
نہین ہین بلکہ یہ خواجہ ثالث عیار لشکر اسلام ہین انھون نے جھکا کو بیہوش کر کے قتل کیا اُسکی صورت
بن کر حکیم صاحب کے پاس گئے اُنکو بیہوش کر کے صندوق مین بند کیا اُنکی صورت بن کر یہان آئے آپکے
قتل کی تدبیر کی یہ جو اُس نے سنا اور دوا کی طرف دیکھا ایک مرتبہ ایک شعلہ پیدا ہوا وہ پیالہ مین آگرا وہ دوا
شعلہ بن کر طرف آسمان کے چلی گئی دوا کو اڑا کر طرف حکیم صاحب کے پلٹی اور پکارتی کہ کیون دزد باریک
تو نے مجکو قتل کیا تھا میرا کام تمام کیا تھا نہ مجھ ایسی ساحرہ ہوتی نہ جان بچ سکتی نہ مین دوا سے سوال کرتی نہ یہ
اپنا اثر و خاصیت بیان کرتی نہ مین واقف ہوتی تو نے تو اپنا کام تمام کر لیا تھا ابھی میری زندگی تھی کہ بچ گئی یہ کہا
اور قصد کیا کہ سحر سے اسکو گرفتار کر لون ملکہ نے یہ بھی کہا کہ اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاتا ہی تیری قضا

آئی

تجکو یہان لائی تھی کہ تو حکیم صاحب بن کر میرے علاج کے لیے آیا تھا مگر اسکا رہو خوب عیاری کی تجکو اسکی خبر
نہ تھی کہ یہ بڑی ساحرہ زبردست ہی ورنہ تو کبھی عیاری نہ کرتا خواجہ نے جو دیکھا کہ دو شعلہ بن کر اڑی اور یہ
میری طرف متوجہ ہوئی ہی اور قصد سحر کرنے کا کیا ہی خواجہ نے کرسی پر سے جست کی اور نعرہ کیا منم خواجہ
ثالث پسر ہی ثانی خضران بن عمر عیار صاحبقران ریش تراشیدہ کافران سر برندہ جادوگران باعیاران
عیار پیاسے ار خنجر گذار یہ نعرہ کرکے بالاے ہوا قائم ہوے اور آواز دی کہ او لکاتہ تو در اصل ساحرہ زبردست
بڑی مکارہ ہی مجکو یہ حال معلوم نہ تھا کہ تیری اس حالت میں یہ حالت ہی کہ تو ہمہ تن سحر ہی تجھ سے ہر ایک چیز بزور
سحر کلام کرتی ہی تو میں دوسری تدبیر کرتا میں تو تیرا کام تمام کر چکا تھا اگر ایک قطرہ بھی تیرے حلق کے نیچے اتر جاتا
تو تیرا کام تمام تھا مگر بڑی سخت جان ہی کہ بچ گئی اب میرے ہاتھ سے تو بچ کر کہان جاسکے گی اگر یہان آئی ہی تو
ضرور میں تجکو قتل کرونگا زندہ رہنا تیرا دشوار ہی کہ تو آفت کی پرکالہ ہی اگر زندہ رہی تو آفت برپا کرے گی بندگان
خدا کو اذیت دے گی اس حالت میں تو یہ طاقت و قوت ہی اور سحر کی یہ حالت ہی پھر دیکھا جائے گا اور تو مجکو
کیا قتل کرے گی میں اسی وقت اپنا کام کر چکا تھا بڑے بڑے ساحر موجود تھے کسی نے نہ پہچانا کہ میں حکیم صاحب
ہون یا عیار ہون یہ میری کم نصیبی تھی کہ تو نے دوا سے سوال کیا اگر یہ معلوم ہوتا تو میں کبھی تجکو نہ ہوشیار
کرتا اسی طرح سے حالت بیہوشی میں پلوا دیتا کہ تو مرجاتی خبر نہ ہوتی ای سمندر ذرا ہوشیار رہنا میں خبردار کیے
جاتا ہون تم کو بھی اور اس لکاتہ کو بھی اور اے عشاق و مساق تو بھی اپنی نانی سے خبردار رہنا میں ضرور آکر تجکو
اور اسکو دونون کو قتل کرونگا اور جاکر حکیم صاحب کی خبر لو میں انکو صندوق میں بند کرآیا ہون کہیں انکا نہ
کام تمام ہو یہ کہکر گلیم اوڑھ کر غائب ہوے غل مچگیا کہنا پکڑنا جانے نہ دینا خواجہ کو لوگ ادھر ادھر ڈھونڈنے لگے فوراً
حکم درگہ سالار کو ملا کہ کوئی باہر جانے نہ پائے دروازے بند ہوے دروازے نزدیک ہونے لگی آپ نے فوراً اپنی صورت بدلی اور
چوبدارون میں شامل ہوکر کھڑے ہوے ادھر وہ لکاتہ یہ کہکر گری کہ واہ سمندر تم نے خوب میرا علاج کیا تھا
مجکو تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم میرے ساتھ یہ حرکت کروگے اگر میں نہ ہوشیار ہوتی تو میرا کام تمام تھا یہ کہکر بیہوش
ہوکر گری اب ادھر ہر طرف لوگ دوڑ رہے ہیں کوئی کہتا ہی کہ ابھی اس مقام پر تھا کوئی کہتا ہی ابھی دربار میں
سے نکلا نہیں یہیں موجود ہی آپ بھی چوبدارون میں کھڑے ہوے دیکھا کیے کہ لوگ تلاش کر رہے ہیں کہ شملاق
نے سمندر سے پکار کر کہا کہ آپ اوراق سامری میں دیکھیے تاکہ معلوم ہو یہ جو شملاق نے کہا کہ اوراق جمشیدی
میں یا سامری نامہ میں ملاحظہ فرمائیے پس سمندر نے دیکھا اوراق میں یہ نکلا کہ خواجہ چوبدارون میں کھڑے ہوے
ہیں ادھر سمندر نے دیکھا ادھر خواجہ نے جو دیکھا کہ سمندر اوراق میں شملاق کے کہنے سے دیکھ رہا ہی
یہ اپنی صورت بدل کر دوسری طرف خادمون کے مجمع میں جا کھڑے ہوے ادھر یہ جو سمندر کو معلوم ہوا کہ چوبدارون
میں ہیں فوراً سحر کیا کہ ہر ایک چوبدار کے پاؤن تا زانو زمین میں گڑ گئے بلکہ زمین نے پکڑ لیے یہ واقعہ دیکھکر ہر ایک
پریشان ہوا چلانے لگا کہ ہم بے خطا ہیں ہماری خطا کو معاف فرمائیے سمندر نے کہا کہ تم میں خواجہ ہی عیار لشکر
اسلام کا انھون نے عرض کیا کہ ہم میں کوئی نہیں ہی ہم سب آپ کے قدیم خادم ہیں اب سمندر نے ہر ایک کا
نام دریافت کیا انھون نے اپنی سات پشت کے نام بتلائے سمندر نے چھوڑ دیا سحر اتار لیا وہ جو دونون عیار
برق ثانی و ضرغام ثانی تھے وہ جب یہ امر ظاہر ہوا تھا کہ یہ حکیم صاحب نہین ہین بلکہ خواجہ ہین وہ دونون
وہان سے نکل کر چلے گئے وہ باہر دربار کے کھڑے ہوے تھے غل ہوا کہ خواجہ چوبدارون میں تھے گرفتار ہوے بادشاہ
نے اوراق جمشیدی کو جو دیکھا تو اسمین نکلا کہ خواجہ چوبدار بنے ہوے کھڑے ہین بادشاہ نے سب چوبدارون
کو اسیر کرلیا کہ معلوم ہو جائے کون خواجہ ہین سب سے دریافت کرتے ہین اب ضرور گرفتار ہونگے یہ جو انھون نے

شنا اپنے دل میں کہنے لگے کہ بڑا غضب ہوا کہ خواجہ اسیر ہوئے اگر ہم بھی ہوتے تو ضرور اسیر ہوتی کاشش
ہم بھی اندر ہوتے تو ضرور خواجہ کے ہمراہ اسیر ہوتے اس سے بہتر ہوا کہ ہم پہلے باہر چلے آئے اب یہ تو کوئی نہ
کہے گا کہ استاد کو گرفتار کرا کے خود چلے آئے اپنی جان بچا لی یہ دونوں اپنے دل میں یہ خیال کر رہے تھے
یہ سنا کہ ان چوبداروں میں نہیں نکلے نہ معلوم کیا ہوئے یہ خوب سنا تو انکو اطمینان ہوا ادھر سمندر نے بھی ادھر
ادراق میں دیکھا نکلا کہ خدمتگاروں میں کھڑے ہوئے ہیں ادھر خواجہ نے دیکھا کہ سمندر نے ادراق کی طرف دیکھ
طرف خدمتگاروں کے دیکھا اسنے ضرور دریافت کر لیا ہے بس خواجہ نے اُسی مقام پر سے سمندر کی سر پر
سمندر کے آئے ایک دھپ لگا کر تاج گرایا شملاق کے سر پر سے مندیل وزارت کی عشناق نمطاقی کے
ایک لات ماری کہ وہ منہ کے بھل کرسی پر سے گرا اور شیدا اہل دربار کو ذلیل کر کے صحن دربار میں آ گئے اور
زمین پر اُتر کر نعرہ کیا یہ چال دیکھ کر عیار سمندر دوڑا اپنی کرسی پر سے اٹھکر خواجہ نے جو دیکھا کہ یہ ہر طرف والے
جست کر کے بالا سقف آ گئے اور جست و خیز کرتے ہوئے چلے یہ بھی چلا جست کر کے سقف پر آیا دار خانہ
میں کود پڑے اور دربارگاہ پر آ گئے درگہ سالار نے روکا انھوں نے ایک طمانچہ اسکو مارا کہ یہ بیہوش ہو کر
گرا یہ جست کر کے باہر آ گئے اور بھاگے اب تو غل و شور ہو گیا کہ خواجہ جاتے ہیں لینا پکڑنا جانے نہ دینا
اتنے عرصہ میں وہ عیار بھی باہر آیا جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے دریافت کیا کہ کدھر گئے ہیں دیکھا کہ
درگہ سالار بیہوش پڑا ہے دریافت کیا کہ اسکو کیا ہوا انھوں نے عرض کیا کہ ایک آدمی دربار سے نکلا اسکو
درگہ سالار نے منع کیا کہ حکم باہر جانے کا نہیں ہے اسنے یہ سنکے ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ یہ بیہوش
ہو کر گرے وہ جست کر کے نکل گیا عیار نے کہا کہ بھئی تو میں تم سے پوچھتا تھا کہ کدھر گئے ہیں تم نے یہ جواب
دیا یہ سنکے انھوں نے کہا کہ سامنے گیا ہے یہ عیار بھی اسی طرف چلا جب برق ثانی و ضرغام ثانی نے
دیکھا کہ استاد نکل گئے یہ دونوں بھی وہاں سے چل کھڑے ہوئے ایک مقام پر پہونچکر ایک سایہ کی درخت
کے کھڑے ہوئے تھے کہ وہ عیار جست و خیز کرتا چلا آتا تھا کہ انکے قریب پہونچا دریافت کیا کہ کیوں
بھئی ادھر سے کوئی بھاگا ہوا گیا ہے اس نے کہا کہ ہاں ایک آدمی بہت زور و تیزی سے بھاگا ہوا آیا ہے
بلکہ میرے دھکا بھی لگا کہ میں گر پڑا میں اُٹھکر اُس کے عقب میں چلا وہ ایسا بھاگا کہ پھر نظر نہ آیا میں مجبور
ہو کر رہ گیا یہ سنکے وہ عیار بھی اسی طرف کو چلا یہ بھی اسنے کہا تھا کہ وہ کچھ دور نہ گیا ہوگا میں اس کے
عقب میں ضرور جاتا مگر میرے چوٹ بہت لگی تھی اس سبب سے زیادہ نہ دوڑ سکا آ گئے غرضکہ
وہ اُدھر جا کر غائب ہو گیا یہ سنکر وہ عیار اسی طرف کو چلا جب وہ چلا گیا یہ اپنی صورت بدل کر اور
گرداب کی صورت تبدیل کر کے طرف دربار کے یہ کہتے ہوئے چلے کہ کس قدر یہ عیار چالاک ہے کہ باہر
آتے ہی غائب ہو گیا بڑی دور تک اسکے عقب میں گیا کہیں پتہ نہ ملا مجبور واپس پھر آیا میں بہت
تھک بھی گیا خیر میرے ہاتھ سے جائے گا کہاں یہ کہتے ہوئے دربار میں آئے یہاں لوگوں نے
درگہ سالار کو ہوشیار کیا تھا وہ اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تھا کہ گرداب پہونچا اسنے سلام کیا گرداب نے
درگہ سالار سے پوچھا تو نے جس کو منع کیا تھا کہ باہر نہ جائے اسنے طمانچہ مارا کہ تم بیہوش ہو کر
گرے تھے اسکا کیا سبب تھا اس نے کہا کہ میرے منہ پر جو طمانچہ مارا اسنے معلوم ہوا کہ میرے منہ
پر کوئی چیز پڑی کہ میں چرخ کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا پھر مجکو خبر نہ ہوئی کہ وہ کدھر گیا خواجہ یہ
کہتے ہوئے اندر دربار کے آئے سمندر نے اپنے تئیں درست کیا دوسرا تاج منگا کر پہنا شملاق
نے بھی دوسری مندیل دی سب اہل دربار قرینہ سے بیٹھے عشناق نمطاقی بھی بیٹھا اُس کے منہ میں

بہت جوش آئی ہو یہ حالت ہو گئی تھی کہ خون نکل آیا تھا اسکو بہت غصہ تھا کہ گرداب اگر پہونچتا سمندر
نے کہا کہ کیون گرداب اسکو گرفتار کرکے لائے گرداب نے کہا کہ اے بادشاہ کیا عرض کرون
وہ تو یا ہمرہا سنگ کے ساتھ ہی غائب ہو گیا پتہ نہ ملا مین پریشان ہو کر چلا آیا لاکھ ڈھونڈھا اور اُس کے
پیچھے مین دوڑا مگر ہاتھ نہ آیا انکا رستہ سایہ کی طرح غائب ہو گیا سمندر نے کہا کہ بڑا چالاک تھا میرا
تاج لے گیا شملاق کی سنبل عشاق کو ایسی لات ماری کہ انکے چوٹ لگی منھ کے بھل گرا اُنکے خون
نکل آیا خداوند بسمبو سے بڑا افسوس آیا یہ حال گذرا جو کہ مین نے تجھ سے کہا مگر معلوم ہوا کہ تم سے کچھ نہ ہوگا
یون ہی تم ہر مرتبہ کہا کرو گے کہ مین گرفتار کر لونگا اس وقت آپ گئے تھے تو کیا بنا لیا اپنا منھ لے کر چلے
آئے گرداب نقلی نے کہا کہ دیر آید درست آید مین ایک نہ ایک دن ضرور اُسکو گرفتار کر لونگا میرے
ہاتھ سے بچ کر کہان جاسکتا ہے آپ نے سنا ہوگا سو ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ
گردد یہ سنکر شملاق نے سمندر سے کہا کہ مین ایک امر آپ سے عرض کرتا ہون وہ یہ ہی کہ گرداب نے
مجھ سے کہا تھا کہ اے وزیر صاحب تمھارے یہ حکیم صاحب نہین معلوم ہوتے ہین آج انکی وہ حرکتین ہین جو
کبھی نہ تھین میری دانست مین یہ کوئی عیار ضرور ہے مین نے جواب دیا تھا کہ یہ تمھارا گمان غلط ہے یہ بیچارے
شریف خاموش ہو رہے اسکا انجام نکلا انکا خیال بہت صحیح تھا اسوقت انکے شاگردون نے بھی کہا کہ ابراہم
کو گرداب نے ہم سے بھی کہا تھا ہم نے بھی یہی جواب دیا تھا کہ آپ کی رائے غلط ہے مگر ہم لوگ غلطی پر تھے
استاد کی رائے درست تھی جو استاد نے کہا تھا وہ بہت درست تھا مگر اب کیا ہوتا ہے وقت از دست
رفتہ و تیر از کمان جستہ باز نمی آید وہ وقت گیا وہ بات گئی اب رنج و غم کرنے سے کیا حاصل ہوتا ہے اس
پچھتانے سے کیا فائدہ ہو جیسا مثل ہندی ہے آگے کے دن پاچھے گئے ہر سے کیو نہ ہیت ... اب پچھتائے
کا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت ... یہ جواب سب نے کہا سمندر شاہ نے جواب دیا کہ اے
گرداب تم نے ہم سے تو کہا ہوتا ہم ضرور تمھارے کہنے کا خیال کرتے اور جس طور سے تم کہتے اسی کے
موافق امتحان کرتے تم نے بڑی غلطی کی کہ ہم سے نہ کہا اور ان لوگون سے کہا گرداب نقلی نے کہا کہ اچھا اب
جب وہ آئے گا کسی صورت پر مین آپ کو آگاہ کر دونگا سمندر نے کہا تھا آئندہ اس بات کا ضرور خیال
رکھنا جب یہ تقریر ہو چکی اسوقت عشاق نہ طاقی نے سمندر سے کہا کہ اے بادشاہ اگر آپ اسقدر
میری نانی امان کی خبر رکھیے کہ کوئی اُسکو رنج نہ پہونچا سکے نہ کسی طرح کی تکلیف ہو تو ابھی مین جاتا ہون
اور وہ اپنا سحر جو کہ مین نے بارہ برس کے عرصہ مین تیار کیا ہے کرتا ہون کیونکہ اُس نے میری نانی کے
قتل مین کوئی امر باقی نہ رکھا تھا اگر وہ ایسی ساحرہ نہ ہوتین تو نہ انکی جان بچتی نہ میری جان بچتی در حقیقت
یہ عیار بڑے غضب کے ہین دوسرے میرے ساتھ وہ حرکت کی کہ ابھی تک میرے منھ مین درد ہے بلکہ کسی
قدر اماس کر آیا ہے وہ تکلیف و اذیت ہے کہ میرا دل جانتا ہے کیا بیان کرون مجکو بڑا غصہ ہے اب مین ان خدا پرستون
کو ضرور اس امر کی سزا دونگا سب کو اثر سحر سے گرا کر ہلاک کرونگا خاک سیاہ کر دونگا مجکو اب صبر نہین ہے ایک نہ ایک دن
یہ لوگ ضرور دغا کرینگے اب مجکو خوف ہے کہ یہ لوگ موقع پاکر ضرور آ پہونچینگے پہلے تو میرا یہ قصد تھا کہ نانی
امان کے علاج سے فراغت کر لون تو ان لوگون سے تمھاری طرف سے مقابلہ کرون مگر انھون نے پہلے میرے
ہی اوپر ہاتھ صاف کیا تھا کہ میری نانی امان کو قتل کیا تھا مگر خداوند سمبور نے ہم دونون پر فضل کیا کہ جان
بچی اب جب تک اسکا عوض نہین لیتا ہون مجکو چین نہ آئیگا میرے اوپر کھانا پینا حرام ہے مثل مشہور ہے کہ
مرد مرے نام پہ نامرد مرے نان پہ اب میرا یہ کام ہے کہ مین لشکر اسلام کو تباہ کرون اگر وہ تمھاری اطاعت و

فرمانبرداری پر راضی ہون تو خیر ورنہ ایک پل مین سب کو جلا دون اس لشکر کی کیا اصل ہی اگر تمام عالم کے لشکر
ہون وہ بھی ایک پل مین جل کر خاک ہوجاوین مجکو بڑا غصہ ہی جب خیال آتا ہی کہ اگر وہ مجھسے ہوشیار نہ
ہوتین تو خاتمہ تھا میری آنکھون مین خون اتر آتا ہی دوسرے جب مجکو اپنی حالت کا خیال آتا ہی تمام جسم غصہ
کے سبب سے کانپنے لگتا ہی جی چاہتا ہی کہ ابھی لشکر اسلام کو خاک سیاہ کردون اب مجکو اسکے سوا اور کچھ
خیال نہین نہ علاج کا ہی نہ معالجہ کا اب چاہتا ہی دربادی لشکر اسلام کا خیال ہی خصوصًا اس عیار کا ایک ایک بات
مجھے افسوس آتا ہی کہ اسنے پچیس ساٹھ سپاہ کی جان لی اور سب کو قتل کرایا یہ جو عشاق نہ طاق نے
کہا سمندر نے جواب دیا کہ بھائی ہمارا دل و جگر تھا کہ ایسی ایسی عیاریان اور زحمتین گوارا کین مگر ایک عرض غصہ
نہ آیا کیسے کیسے سرداران زبردست مثل آفتاب جادو یا ہیمان طوفان کش و سہران سیہ پوش
اسکے ہاتھ سے قتل ہوئے ہم نے صبر کیا دریا سے شہر نگیسہ برباد ہوگیا ہم نے کچھ نہ کہا تمام کلیجہ داغون سے
بھر گیا آبلہ پڑے ہوئے ہین اگر دکھانے کی چیز ہوتی تو دکھا دیتا یہ میرا ہی قلب تھا اور میرا ہی دل تھا جو یہان تک
اب تک صبر کیا اور زبان سے اف تک نہ کی اور اس سمندر کو اپنے سب حال سمجھا کیا سے زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ
بساز نہ آپ پر تو اس نے ذراسی عیاری کی آپ سے کیا یہ حال ہوا میرا کلیجہ خون ہوگیا عشاق نے
جواب دیا کہ فی الحقیقت یہ سوا آپکے دوسرون کی طاقت نہ تھی کہ وہ ان بلاؤن اور سختیون کو سہتا
اور صبر کرتا مین تو اگر آپکے مقام پر ہوتا اب تک خاتمہ کر چکا ہوتا اس قدر صبر نہ کرتا ہرگز ترجیح نہ دیتا یہ بھی
ملاحظہ ہو کہ مین ابھی وقت کی عیاری کے سبب سے سب کا خاتمہ کئے دیتا ہون سمندر نے کہا کہ تم کو
اختیار ہی خیر جاؤ مین تمھاری نانی امان کی خبر لونگا کسی امر کی زحمت نہ ہوگی ہان مہرابھی اب دل پریشان
ہوگیا ہی بہت عاجز کیا ہی کوئی حد و انتہا عاجز کرنے کی ہی اب کہان تک صبر کرون گر مجکو رنج ہوگا کہ انہین
چند لوگ ایسے ہین کہ جن کو مین نے پرورش کیا ہی مثل سہراب و زرالان و کوکب و آئینہ اندام کے بالکہ
آئینہ اندام اور زرالان پر تو میری جان جاتی ہی آج مین کہتا ہون کہ آفاق کے قتل کا جو مین نے
حکم دیا تھا اسی خیال سے دیا تھا کہ جب اسکا شوہر نہ ہوگا تو یہ مجکو ضرور قبول کرے گی ورنہ آفاق کی کوئی ایسی
خطا نہ تھی کہ جو اس سزا کا سزاوار ہوتا جب اسکی زوجہ اسکے ساتھ ستی ہوتی ہی جو میرے قلب کا حال تھا
وہ خداوند پرورش ہی مین کیا بیان کرون میرا کچھ اختیار نہ تھا جو منع کرتا کیونکہ عقائد مذہبی مین خلل پڑتا مذہبیان
مذہب منظور نہ کرتے اس سبب سے خاموش تھا اور زبان نہ ہلا سکا گو وہ دوسرا امر ہوا کہ نہ آفاق جلا نہ اسکی
زوجہ بلکہ دونون لشکر اسلام کے شریک ہوئے یہ اس سے زیادہ صدمہ ہوا مگر خاموش رہا انہین لوگون کے
سبب سے مین کوئی امر نہین کرتا ہون سب صدمہ گوارا کرتا ہون کہ یہ لوگ بھی انکے ہمراہ قتل ہونگے انکا قتل
ہونا مجکو گوارا نہین ہی بس تم اپنا ابھر جاکر لاؤ اور ان سب کا خاتمہ کردو مین صبر کر لونگا اور اپنے دل کو سمجھا لونگا
کہ یہ لوگ بھی میرے ہاتھ سے اور میرے پاس سے وہ گئے ہین اور اس طور سے بھی جاینگے جو کچھ تم کو کرنا ہو کرو مین
نے تم کو اختیار دیا ہی مین برائے تماشہ نہین آؤنگا کیونکہ مجھسے ان لوگون کا قتل ہونا دیکھا نہ جائے گا ہان اگر
خدانخواستہ مسلمان تباہ ہوئے تو مین ضرور آتا عشاق نہ طاق نے جواب دیا کہ اگر آپکی رائے ہو تو مین نہ
جاؤن نہ ابھر لاکر ان لوگون کو تباہ کرون میرا کیا نقصان ہی مین اپنی نانی امان کو لیکر چلا جاؤنگا اور کسی مقام
پہ رہ کر علاج کر لونگا آپنے فرمایا تھا کہ میری کمک کر دو میری مدد کرو مین نے جواب دیا تھا کہ مین اس امر
سے فراغت کر لون یعنی نانی امان کو صحت حاصل ہو لے بعد اسکے مین ان سب کا خاتمہ کر دونگا اب آپ نے
مجکو بھی پریشان کیا مین نے یہ خیال کیا کہ پہلے انکا خاتمہ کر لون تو پھر با اطمینان علاج کرونگا ورنہ ترکے ہوگی

سمندر شاہ نے کہا کہ اے بھائی عشاق نہ طاقی یہ میرا مطلب نہیں ہی کہ تم میرا خاتمہ کرو بلکہ میرا
یہ مطلب ہی کہ میں شہر میں رہونگا تم جا کر خاتمہ کرنا کوئی مقابلہ تو ہوگا نہیں جو میں تمہارا ساتھ دیکھوں عشاق نے
کہا کہ آپ کو اختیار ہی میں تو ضرور اب خاتمہ کیے دیتا ہوں سمندر نے جواب دیا کہ [illegible] ہی بہادر [illegible]
ہو رہی ہی کہ داب [illegible] نقل بھی نہ بیٹھے ہوئے شش رہے ہیں عشاق نہ طاقی نے یہاں تک کہا کہ میرا جی
اس خیال سے کہ ہاتھ سے خون ہو گیا ہی اگر مجکو مل جائے تو میں اسکو اس طرح قتل کروں کہ مرغان ہوا اور ماہیان
دریا اس کے حال پر رحم کھائیں اور مجکو ذرا ترس نہ آئے ایک ایک عضو اسکا جدا کروں بوٹیاں کاٹ کر
زاغ و زغن کو دوں تب میرے دل کو چین ہو سمندر نے کہا کہ اختیار ہی در اصل میں بھی اس سے عاجز ہوں
میں اسکا کہاں تک خیال کروں گا کہ یہ چند لوگ پرورش کردہ ہیں جب انھوں نے نمک حرامی اور ترک رفاقت
پر کمر کسی تو مجکو کیا ضرور ہی کہ میں انکے ساتھ رعایت کروں بس یہی امر کافی ہی کہ میں نے اپنے خیال کے موافق
آج اپنے ہاتھ سے ان لوگوں کو قتل کیا جنھوں نے ترک رفاقت کی اب کوئی مدعی طرح دینے کی ہی عشاق نہ طاقی
نے جواب دیا کہ آپ تو دا اپنے دل میں خیال فرمائیں کہ آپ خود قتل نہیں کرتے ہیں دوسرا قتل کرتا ہی
سمندر نے کہا کہ ہاں یہی امر درست ہی اچھا تم جاؤ اپنی زبانی امان کی طرف سے اندیشہ نہ کرو انکو کسی امر کی تکلیف
نہ ہوگی عشاق نے جواب دیا کہ مجکو کوئی بہت زمانہ گذرے گا میں آج جاؤنگا کل شب تک واپس آؤنگا
دو پہر تک خاتمہ کر دونگا سمندر نے کہا کہ [illegible] میں نے سب طور سے انکو [illegible] وغیرہ کی انکی تباہی سے دل
آگئے ہیں میں کیا کروں جو تو مجکو یقین تھا کہ اس مقام سے اہل اسلام بدون غارت ہوئے واپس نہ جائینگے
وہی ہوا جہاں جسکی تباہی ہو انکے ساتھ خداوند تصویر نے کیسی بڑی رعایت اور بڑی بڑی مہربانی کی ان کو
اس قدر زور و قوت دیا کہ تمام عالم پر غالب آئے پھر اسی کو بڑا [illegible] لگے اس سبب سے ان بندوں کو قتل کرنے لگے
اب کہاں تک وہ انکا خیال کریں اور اپنے بندوں کو انکے ہاتھ سے تباہ کرائیں آخر کو یہ طریقہ نکالا ورنہ پہلے
تمہارا اس قدر مجکو قصد نہ تھا اب خداوند کو غصہ آگیا انھوں نے تمہارے دل میں یہ امر ڈال دیا کہ تم کو اس
امر کا خیال ہوا اسلیے سے امر کا ملال ہوا معلوم ہوا کہ انکی تباہی خداوند کو منظور ہی کہ جب تو تم اس قدر آمادہ
خرابی ہو عشاق نے جواب دیا کہ یہ جواب فرماتے ہیں یہی امر ہی کہ مجکو رہ رہ کر جو غصہ آتا ہی یہی جی
چاہتا ہی کہ اسی وقت ان سب کو قتل کروں مگر لاچار ہوں کہ میرا آخر یہاں ہمراہ نہیں ہی ورنہ ابھی ان کو
اس خود سری کا مزہ چکھاتا سنا ہی کہ خداوند کو دشنام دیتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں سمندر نے کہا کہ برا بھلا
کیسا ہزاروں دشنام کہ جو کوئی کسی کو نہ دیگا دیتے ہیں اور کیا بیان کروں خداوند کا نام لکھتے ہیں اسپر
میں زبان سے کیا کہوں نقل کفر کفر نباشد پیشاب کرتے ہیں جوتیاں مارتے ہیں ایسے خداوند کے ساتھ
یہ سلوک کرتے ہیں جو کوئی ہماری طرف کا انکا شہر یک ہوتا ہی اسکے پاس جو تصویر خداوند کی ہوتی ہی اسکو
اس سے لیکر تصویر خداوند کے ساتھ بے ادبی کرتے ہیں میں نے یہ سنا ہی شمالاق سے دریافت کرلو وہ
بھی یہی بیان کرتے ہیں عشاق نے طرف شمالاق کے دیکھا اور کہا کہ ہاں بیان تو کرو کہ یہ اہل اسلام کیا بیان
کرتے ہیں شمالاق نے جواب دیا کہ میں کیا عرض کروں وہ جو ایک عیار خواجہ ہی وہ یہ کرتا ہی کہ ایک تصویر
خداوند کی گلی بناتا ہی اسکے گلے میں پہلے تو جوتیوں کا ہار ڈالتا ہی پھر نصف منہ سیاہ اور نصف سفید ایک
خر بیدم پر سوار کرتا ہی آگے آگے ایک نقارہ نواز نقارہ بجاتا ہوا ہوتا ہی یہ کہتا جاتا ہی کہ جو دعوی خدائی
کرتا ہی اسکا یہ حال ہوتا ہی یہ خداوند تصویر ہیں کہ جو نہ طاقی میں خدائی کرتے ہیں اہل لشکر لعن کرتے ہیں
تھوکتے ہیں [illegible] سنگ اندازی کرتے ہیں غلیظ اور بول اسپر پھینکتے ہیں ہزاروں جوتیاں پڑتی ہیں اسکے

پھر ایک مقام پر جہاں لشکر کی بولیاں دیواروں پر لاکر رکھ دیتے ہین جو ادھر سے نکلتا ہی وہ حرکت بیجا کرتا ہی یہان
تک کہ تمام کوارا لوگون سے توڑ دیتے ہین یہ سب کی حرکتین ہین اور اسی طور سے بہت سی باتین ہین یہان
کہان تک عرض کرون عشاق نے کہا کہ ای شملاق تم اپنی زبان سے بیان کرو شملاق نے اُس وقت اپنے
ہمشہور پر یہ کہا اور تو بہ کی کہا کہ ای خداوند میرے قصور کو معاف فرمایئے گا مین نے انکی حالت بیان کی نہ کہ
مین نے کوئی آپ کی توہین یا ہتک کی راہ سے بیان کیا یہ کہکر شملاق نے گلے سے تصویر اتاری اور
اُسکو سجدہ کیا یہ حالت دیکھکے عشاق نہ طاقی کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ ایسے لوگون کو ایسے مقام پر قتل
کرنا لازم ہی کہ جہان ایک قطرہ پانی کا نہ ملکن ہو نہ ایک دانہ جنس کا یہ تڑپ تڑپ کر تمام ہون مین انکو ضرور
قتل کرونگا چاہیے آپ کی خوشی ہو چاہے نہ ہو معلوم ہوا کہ آپکو خود یہ امر منظور ہی کہ خداوندی اس طور سے
بے آبرو کی ہو جسسے ہین تو آپ نے ان لوگون کو اتنا سزا نہ دی یہ کلام سمندر کو ناگوار ہوا مگر یہ مصلحت
وقت جواب نہ دیا اسقدر کہا کہ اب آپ انکو سزا دینگے اب خداوندی کی ہتک نہ ہوگی یہ کلمہ اُنکا عشاق
کو بھی ناگوار ہوا اتنا تو اُسنے کہا ضرور اب دیکھیے گا مین وہ شخص ہون کہ جو زبان سے کہتا ہون پھر اُس امر
سے انکار نہین کرتا ہون جس امر کا قصد کرتا ہون اُس سے نہین پھرتا ہون بدون اُسکو پورا کیے ہو سکے
آپ لوگون کے خیال کرنے کا مقام ہی کہ مین بندگی خداوندی کرتا ہون اُنکو خدا جانتا ہون اُنکا بندہ ہون
مگر یہ جو کہدیا ہی کہ مین خراج نہ دونگا وہی کیا کہ آج تک باج نہ دیا لاکھ لاکھ کوشش کی مگر مین نے ایک
نہ سنا ہی اب بھی حالت ہی کہ اور سب امرون مین مطیع خداوند ہون مگر اس امر مین منحرف ہون چاہے
خداوند ناراض ہوا اپنا نازل کرین مجھکو کوئی خوف نہین ہی اگر لشکر روانہ کرینگے تو ایک مقابلہ کرونگا یہ ابر مین نے
انہین کے مقابلہ کے لیے تیار کیا تھا مگر اب مجھکو ان لوگون سے عداوت ہوگئی ہی پہلے انکا خاتمہ کرتا ہون یہ چند
کلمے ایسے غرور کے عشاق نے کہے کہ اہل دربار سمندر اسکا منہ دیکھنے لگے بلکہ سمندر کو ناگوار ہوے مگر
بسبب اسکے کہ ساحر زبردست ہی دوسرے یہان کیا ہی کیسے جب خداوند سے نہین خوف کرتا ہی اُن سے
مقابلہ پر آمادہ ہی تو سمندر کی کیا اصل ہی ایسا سحر ایسا تیار کر لیا ہی کہ جسکا توڑ ممکن نہین ہی جب تک کہ اُسی قدر
دوسرا اُتنی محنت نہ کرے پس اسی خیال سے سمندر نے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھا رہا مگر یہ خیال ہر ایک
نے اپنے دل مین کیا کہ اسکو غرور ہو گیا ہی اب ضرور یہ گرے گا اسکو اپنے سحر پر بڑا گھمنڈ اور غرہ ہی کہین ایسا
نہ ہو کہ برباد ہو مگر ایسے مقام پر یہ کلام اپنے دل سے کر رہے ہین کوئی جواب نہین دیتا ہی ہان اسقدر
جواب غرور سے کہا کہ دوست نقلی کو بڑا معلوم ہوا حد سے زیادہ عشاق کی طرف دیکھکر کہا کہ ای عشاق
نہ طاقی اسقدر غرور نہ فرمایئے آپ تو خداپرستون کو فرماتے تھے کہ وہ جو خداوند کو بڑا کہتے ہین ضرور
واجب القتل ہین اب آپ یہ کلام شان مین خداوند کے اپنی زبان سے فرماتے ہین کہین ایسا نہ ہو کہ
خداوند کو غصہ آجائے اور آپکا سحر برباد کر دین جنہیں آپ کو غرہ ہی یہ سب یہ کار گستاخی اور غرور و نخوت
آپکے دماغ سے نکل جائے کیونکہ اُنکو ہر طرح کا اختیار ہی وہ ہر ایک کے دل کا حال جانتے ہین یہ جو دریا
کہ آج تک خداوند نے ہیرا کیا ایسا جواب کر کے لیے اُسکا یہ جواب ہی کہ اُنھون نے یہ خیال فرمایا کہ جہان
اور جگہ سے منحرف ہین دہان یہ بھی ہی بلکہ اس امر سے تو انحراف کرتا نہین ہی کہ مجکو خدا نہ جانے یا
مجکو سجدہ نہ کرے ہان ایک باج نہین دیتا نہین سہی مین اُسکے نہ دینے سے اُس سے ذلیل تو گیا نہین یہ
بھی ہو اُنکی ایک رحمت ہی کہ ایسے باج نہ لیا اُنکی ذات کریم ہی باج کے نہ دینے سے کوئی آپ اُن کے
بندہ ہونے سے نکل گئے یا اُنکے ہم پلہ نہ ہوے یہ اُنکے رحم کی حالت تھی کہ تم ایسے بندہ ون پر رحم کیا کہ جو تم ۱۰

سنکر اسکو گوارا کیا جب انھون نے آج تک کسی فدائی پرستون کے ساتھ نہ کیا تو تمھارے ساتھ کیا کرتے
تم سے زیادہ انکو دولت دی طاقت دی حکومت دی کہ ہر وقت دنیا سے کرتا ہے وہ فیاض قدرت انکی
حکومت کو کردی اور یہ انکی طاقت کی دعا کی ہے کہ دیوان واقف نامہ سے ان لوگون کے لڑتے ہین نام انکا
سب سے پہلے آتے ہین جس نے انکو ایسی طاقت دی اور قوت دی اسپر ان لوگون نے انکی اطاعت
نہ کی بلکہ آپ بندگی نہین کرتے ہین اگر خداوند نے انکے ساتھ کوئی بدسلوکی نہین کیا آخر کو آج تک یہ
ہوا کہ انھون نے یہان پہونچا کر سب کا تمھارے ہاتھون سے خاتمہ کرا دیا کہ یہ امر تمھارے دل مین ڈالا کہ تم
انکے قتل پر آمادہ ہوئے بس تم خیال کرلو کہ خداوند کا ایسا مزاج ہے کہ وہ منکرون کے ساتھ بھی بھلائی کرتے
ہین تمھارے ساتھ کیونکر بدسلوکی کرسکتے اور کیونکر تم پر اس خطا پر عذاب نازل کرتے یہ کوئی امر ہے جو خدا
نازل کرین یہ سنکر داراب لقلی نے کہا عشناق نرطاقی کو بہت ناگوار ہوا اور کہا کہ یہ خیال نہ کرنا کہ
مین خداوند سے دبکر یہ امر نہین کرتا ہون کہ مین انکی بندگی کسی خوف سے کرون بلکہ اس امر سے
کرتا ہون کہ مین انکا بندہ ہون بس جو بندہ ہو اسکو خداوند کی اطاعت لازم ہے وہ مین بندگی کرتا ہون
دوسرا کوئی اور خدا نہین ہے جو مین اسکی بندگی کرون تم کیا جانو خداوند سے خوف نہین ہے نہ ان کے
عذاب کا نہ کسی اور امر کا عشناق نے ایسی تقریر کی کہ سب کو ناگوار ہوا مگر خاموش رہے یہ خیال کیا
کہ اب ضرور کوئی نہ کوئی عذاب اسپر نازل ہوگا راوی بیان کرتا ہے کہ یہان دربار مین تو یہ تقریر ہو رہی
تھی اور یہ واقعے پر آمادہ ہے اور وہان گرداب عیار جو تعاقب مین خواجہ کے چلا تھا اور خواجہ نے
اسکو دھوکا دیکر ادھر کو روانہ کیا تھا اور خود اسکی صورت بنکر دربار مین آگئے تھے یہان بیٹھے ہوئے
عشناق نرطاقی کی تقریر سن رہے تھے گرداب عیار جو تلاش مین خواجہ کے چلا تھا باہر جاتا تھا
تھا یہ خیال کرلیا تھا کہ جہان ملیگا مین ضرور گرفتار کرکے لاؤنگا اگر اپنے لشکر مین گیا ہے تو وہان سے بھی لاؤنگا
اگر دربار مین کہی ہوگا تو دربار سے بھی لاؤنگا یہ تو ایسے ایسے خیال کرتا ہوا چلا جاتا ہے یا سے نشاطری مارتا ہوا
یہان تک کہ شہر کے ہر گلی کوچے کو ڈھونڈ کر کے بیرون شہر نکل گیا جلدی مین کسی سے کچھ دریافت بھی نہین کرتا ہے اہل
شہر اسکو بادشاہ کا عیار جانتے ہین سب سلام کرتے ہین نہ یہ کسی کا سلام لیتا ہے نہ جواب سلام دیتا ہے
برابر چلا جاتا ہے وہ یہ خیال کرتے ہین کہ کسی ضرورت شاہی سے جاتے ہین جو یون چلے جاتے ہین ایسے
تو یہ نہ تھے کہ کسی کا سلام نہ لین یا جواب سلام نہ دین یہ تو اسی طور سے بیرون شہر چلا گیا راوی نے بیان
کیا کہ جب یہ بیرون شہر پہونچا اسکو خیال آیا کہ تو یہان تک چلا آیا لیکن کہین اسکا پتہ نہ چلا کیا وہ ہوا تھا
یا کوئی پیر جن تھا کہ غائب ہوگیا یا مثل ہوا کے سن سے نکل گیا کہین ایسا نہ ہو کہ وہ اسی مقام پر ہو
مین ادھر آیا ہون وہ میری صورت بنکر دربار مین جائے اور دربار کو تباہ کرے یہ جو دل مین خیال
آیا دل سے کہا کہ چل کر دربار مین دیکھو اگر نہ ہوگا تو جب دربار برخاست ہوگا اسکے لشکر مین اسوقت جا کر گرفتار
کر لانا جب یہی مقصد ہے کہ لشکر مین سے لاؤنگا تو یہ ہر وقت ہو سکتا ہے یہ تصور کرکے طرف شہر کے پلٹا یہ تو ادھر
کو چلا ادھر اس جوہری کا حال ملاحظہ ہو جسکے ہاتھ خواجہ نے لعل فروخت کیا تھا اور موتی اسکے اسکو بدل کر
دیئے تھے وہ جو دکان پر آیا اور چند جوہری آگئے انھون نے کہا کہ بھائی ہم نے سنا ہے کہ تم نے ایک لعل کل خرید
کیا ہے اور بہت قیمتی ہے ذرا ہم کو بھی دکھاؤ یہ بھی سنا ہے کہ جس تاجر سے تم نے لعل خریدا ہے وہ بڑا ایماندار تھا اسکے
موتیون مین لگا کر تمھاری موتیون کی جوڑی بھی ملی گئی تھی وہ لاکر دے گیا اس جوہری نے کہا کہ ہان بھائی یہ ہم
تو ضرور ہے اگر وہ لعل تو اسوقت یہان نہین ہے جب مکان پر ہو لی کھانے جاؤنگا لیتا آؤنگا انھون نے

نے کہا کہ ہم کو تم سے ایسی امید نہ تھی کہ تم ایک مال خرید کروگے اور اُسمین ہم کو نہ شریک کروگے کیونکہ ہمارے
تمہارے یہ امر قرار پا چکا ہی کہ جو مال ہم خرید کرین اُسمین نصف روپیہ ہمارا ہی اور نصف تمہارا اور جو تم خرید کرو
اُسمین بھی اسی طور سے نصف نصف کے نفع کے شریک دار رہے معلوم ہوتا ہی کہ وہ مال زیادہ قیمت کا ہی
تم کو کم قیمت کو مل گیا ہی اُسمین نفع زیادہ ہوگا اس خیال سے تم نے ہم کو نہین شریک کیا گو تم نے یہ بالکل
خلاف اقرار کیا مگر یہ امر تمہاری خوشی پر موقوف تھا کوئی ہم زبردستی نہ کرتے کہ تم ضرور ہم کو شریک کرو ہان
دکھایا تو ہوتا کوئی ہم چھین نہ لیتے بھائی تم کو مبارک رہے تمہارا نفع کسکا نفع ہی ہمارا نفع کسکا نفع ہے
تم کو جو نفع ہوا ہم کو ہوا ہم دوست ہین کوئی دشمن نہین ہین جو تمہارے نفع سے رشک کرین جو تم نے
کہا ہی کہ یہان نہین ہی مکان پر ہی یہ تمہارا کہنا بالکل غلط ہی کس لیے کہ بکری کا مال کوئی مکان پر نہین
رکھتا ہی اگر خریدار آجاسکے تو مکان پر سے لایا جاسکے یہ امر خلاف دکانداری ہی نفیس نادر کا لا کر جو انھون نے کہا اسکو
کچھ بن نہ پڑا اسواسطے اسکو کیا دے گو اس نے پہلے اسی خیال سے انکو شریک نہ کیا تھا نہ دکھایا تھا بلکہ یہ
فقرہ کیا تھا کہ مکان پر ہی لیکن جب یہ تقریر انھون نے کی کہا کہ اچھا دیکھو دکھاتا ہون مجکو تو خیال پڑتا ہی کہ
مکان پر مین چھوڑ آیا ہون کیونکہ مین مکان کو لے گیا تھا مگر آپ لوگ کہتے ہو جب صندوقچہ مین دیکھتا
ہون یہ کہکر کہا کہ بھائی یہ تم سب کا گمان غلط ہی مین تم سب کو ضرور شریک کرتا تم لوگ اس وقت اپنے
اپنے مکان پر موجود تھے تاجر صاحب کو جلدی تھی مین نے روپیہ یہ خیال کرکے دے دیا کہ جب وہ لوگ
آئینگے انکو دکھاؤنگا روپیہ شرکت کا لینگے تم لوگ اُس دن سے آئے نہین میرے خیال سے اُتر گیا
پھر مجھے یاد نہ رہا اس امر سے تم اطمینان رکھنا کہ جو چیز تمہاری عدم موجودگی مین مین خرید کرونگا خواہ اُسمین
تمہارا روپیہ ہو خواہ نہ ہو مین تمہارا حصہ نفع مین ضرور دونگا کیونکہ جب اقرار ہی اور جب نقصان ہوگا تو تم
کو بھی لازم ہی کہ اُس کے بھی شریک رہنا اُن سب نے جواب دیا کہ فی الحقیقہ تو یہی کہتا ہی آئندہ ہر ایک کو اپنے
فعل کا اختیار ہی اُس جوہری نے یہ سنکے جواب دیا کہ بھائی اگر مجھ سے پوچھو تو وہ لعل بہت لاثانی ہی
اس وقت اگر ٹھیک دی جاسے تو پانچ لاکھ روپیہ ہی اگر کوئی قدردان مل جائے تو دس لاکھ سے کم نہ لے
مین نے تین یا چار لاکھ کو خرید کیا ہی اسوقت زبانی یاد نہین ہی کھاتہ مین لکھا ہوا ہی جب تم لوگ دیکھوگے
تو معلوم ہو جائے گا ابھی تم لوگ جانتے ہو کہ مین جھوٹ کہتا ہون اُن سب نے جواب دیا کہ بھائی جواہر مین
تمہاری نگاہ ہم سب سے تیز ہی تم خوب پرکھ لیتے ہو گو ہم لوگ سن رسیدہ ہین مگر تمہاری ایسی نگاہ نہین اور
یہ صرف خداوند کی عنایت ہی اچھا لاؤ ذرا دیکھین اُس نے کہا کہ تمہارے سامنے صندوقچہ مین دیکھتا ہون
اگر مل جاتا ہی تو کوئی عذر نہین ہی نہین تو جب مکان پر جاؤنگا وہان سے لاکر تم کو دکھاؤنگا یہ کہکر صندوقچہ
کھولا اُس کے ہر خانہ کو دیکھا ایک خانہ مین وہ ڈبیہ رکھی ہوئی تھی کہا کہ بھائیو مل گئی یہین ہی گو یہ خیال ہوا تھا
کہ ان لوگون سے کہدون کہ یہان نہین ہی مگر پھر خیال ہوا کہ اسوقت دکھانا پڑے گا جب مکان سے واپس
آؤنگا اس سے کیا ضرور ہی کہ اپنے دل کو برا دل کرون اسی طور سے اگر انکے ہاتھ کبھی کوئی چیز لگ جائے گی
تو وہ بھی پوشیدہ کرینگے یہ اپنے دل مین خیال کرکے کہا تھا کہ یہین مل گیا اسی صندوقچہ مین تھا مجکو دوسرے
صندوقچہ کا گمان تھا وہ اس وقت ساتھ نہ آیا تھا یہ کہکر وہ ڈبیہ خانہ سے اُٹھائی اُسکو کھولا اب جو دیکھا
تو ہزارون چیونٹیان اُسکے اندر ہین بڑے بڑے چیونٹے ہین یہ حیران ہوا کہ یہ چیونٹے اور چیونٹیان کہان سے
آگئے یہ کیا ماجرا ہی اب جو غور کرکے دیکھتا ہی تو ہزارون آسمانی [illegible] ہین یہ حال دیکھکر بہت حیران ہوا
اور کہنے لگا کہ ذرا بھائیو نیا تماشا دیکھو کہ چیونٹیان اور چیونٹے [illegible] بڑی عجیب بات ہی انھون نے کہا

کہ دیکھیں یہ سنکے اُس نے ڈبیہ آگے رکھ دی اُنھوں نے جو دیکھا کہ در اصل چیونٹیاں ہزاروں چمٹی ہوئی ہیں
ہیں سب حیران ہوئے ہر ایک کو تعجب ہوا اُس سے کہا کہ بھائی اسکو نکال کر صاف کرو اُس نے کہا کہ اچھا
یہ کہکر اُس نے ڈبیہ اٹھائی اور آدمی سے پانی مانگا اُس نے فوراً پانی لاکر دیا جب تک وہ پانی لائے
اُس نے تمام اُس لعل کو ڈبیہ سے نکالا اور صاف کرنے لگا کہ آدمی نے پانی لاکر دیا اُس نے چلو سے پانی
لیا کیونکہ ان لوگوں کا طریقہ ہے کہ کیسے ہی صاحب مرتبہ یا مالدار ہوں مگر چلو سے پانی ضرور لیتے ہیں اُس نے
پانی لیا رومال سے ہاتھ پونچھکر لعل کو اُٹھایا مگر کسی قدر ہاتھوں میں تری باقی تھی اب جو اسکو چھوا تو وہ ہاتھوں میں
چپک گیا اب اسنے دوسرے ہاتھ سے اُسکو الگ کیا تو ایک ذرا سی سُرخی اسکو اُس مقام پر نظر آئی اسپر تو
اسکو اور تعجب ہوا اُس نے اُس لعل کو مل کر دیکھا تو تمام ہتھیلی لال ہو گئی یہ زیادہ حیران ہوا کہ نئی بات ہے
کہ لعل سے رنگ چھوٹتا ہے یہ امر تو ہم نے آج تک کبھی نہیں دیکھا تھا یہ خیال کرکے اُن لوگوں سے کہا
کہ ایک تو وہ نئی بات تھی کہ چیونٹیاں اِن لعل سے چمٹی ہوئی تھیں یہ دوسرا امر اُس سے زیادہ عجیب کیا ہے
عقل نہیں کام کرتی ہے کہ اُس سے رنگ چھوٹتا ہے اُنھوں نے کہا کہ تم دیوانے ہوئے ہو ادھر لاؤ تو اور رنگ تو
لعل سے کہیں رنگ چھوٹتا ہے یہ بھی کہیں ہوا ہے تمھاری جو بات ہے دیوانے کی ہے یہ کہکر اُنھوں نے
اُس کے ہاتھ سے لیا اور مل کر دیکھا اسی طور سے اُنکا بھی ہاتھ رنگین ہوا جہاں سے وہ رنگ چھوٹتا ہے
وہاں سے اُسکی وہ آب و تاب جاتی رہتی ہے بالکل بے نور ہوکر رہ گیا اب تو سب حیران ہوے عقل کے
ناخن گر گئے سکتے کا عالم ہو گیا اُنھوں نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو بھائی ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ تاجر تم کو دھوکا
دے گیا بنا ہوا لعل دے گیا تم کو لوٹ لے گیا اُس نے کہا کہ بھائیو میں کوئی ایسا نادان نہ تھا ناتجربہ کار
نہ تھا کہ میں دھوکا کھاتا اُسکے فریب میں آجاتا کیا کہوں اچھا پانی تو لاؤ دیکھیں کہ دکان پر نوکر تھا اُسنے
گلاس میں لاکر پانی موجود کیا اُس نے اُٹھا کر اُس لعل کو پانی میں ڈالا تھوڑی دیر کے بعد جو دیکھا تو وہ
لعل ہاتھ لگانے سے مثل شکر کے گھل گیا پانی تمام لال ہو گیا اب تو یہ امر دیکھکر ہر ایک نے جو اُس
جا رہے سب سر پر ہاتھ رکھکر بیٹھ رہے وہ تو سر پیٹ پیٹ کر کہنے لگا کہ ہائے میں تو لٹ گیا کسی کام
کا نہ رہا جیتے جی مر گیا میرا تین لاکھ روپیہ تباہ ہوا مجھکو تاجر دھوکا دے گیا بنا ہوا لعل تین لاکھ کے عوض میرے تو [illegible]
گیا اب یہ جو اُسنے کہنا شروع کیا اور اپنا سر پیٹنے لگا ایک نے اُن میں سے اُنگلی اُس گلاس میں
ڈالکر زبان پر جو لگائی تو شیریں معلوم ہوئی اُس نے کہا کہ لو بھائیو یہ پانی میٹھا ہو گیا جیسے شربت
اب تو اُسکی یہ حالت ہے کہ بیقرار ہے مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہا ہے پھر ایک نے کہا کہ ذرا وہ موتی
بھی نکال کر دیکھو کہ وہ بھی اصلی ہیں یا بنے ہوے ہیں یہ جو اُس نے کہا وہ بولا سچ کہتے ہو
بس اُس نے ڈبیہ سے موتی کی جوڑی نکالی اُسکو جو کھولا اُسمیں بھی ہزاروں چیونٹیاں دیکھیں اُس نے کہا بھائی
میں تو مر گیا کسی کام کا نہ رہا یہ موتی بھی ویسے ہی ہیں دیکھو اِسمیں بھی چیونٹیاں موجود ہیں اب جو غور سے دیکھا
در اصل اُس سے زیادہ چیونٹیاں ہیں دوسرے گلاس میں پانی منگا کر جو اُن موتیوں کو ڈالا وہ بھی مثل لعل کے
گھل گئے وہ پانی بھی شربت ہو گیا راوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ نے وہ لعل مصری کا فروخت کیا تھا اور
وہ موتی بدل کر مصری کے موتی دیے تھے گو مصری کی قیمت کا نقصان ہوا تھا مگر کیا کرتے اور ایسی شیریں زبانی
سے تقریر کی تھی کہ وہ بھی گھل کر انکی شیریں زبانی پر مثل شیر و شکر کے مل گیا تھا اس طور سے ملا تھا کہ جیسے شیر و
شکر ملتے ہیں انھوں نے اسکو بل کر چیر کیا تو ام اُسکا پتلا کر دیا ایسی زک دی کہ آگے کو کسی کام کا نہ رکھا اب
تو وہ اور سر پیٹنے لگا زمین پر لوٹ پوٹ لگا اور زار زار رونے لگا رونے کی آواز سنکر اور دوکاندار آ کے جمع ہوئے

راہ گیر کھڑے ہوکر دیکھنے لگے کہ یہ کیا واقعہ ہوا جو کوئی پوچھتا ہے سوائے رونے کے کچھ جواب نہیں دیتا ہے اور
اور جو جوہری اس کی پشت پر تھے وہ قلت حال یہ ہیں وہ بیان کرتے ہیں جو حال سنتا ہے وہ حیران ہوتا ہے بیان تو یہ تھا
ہے اُدھر سے گرداب عیار پلٹا ہوا چلا آتا ہے یہ خیال کرتا ہوا کہ اگر دربار میں ہو آتو پیٹے بالا گرفتار کر لیا بادشاہ
سے کہوں گا کہ میری صورت بنا ہوا بیٹھا ہے یقین ہے کہ ایسا نہ کیا ہو کیونکہ ابھی تو عیاری کر کے دربار سے نکلا ہے پھر
عیاری کرے یہ ایسے خیال کرتا ہوا چلا آتا ہے چوک میں جو پہونچا تو اس نے ہر ایک کی زبان سے یہ سنا کہ عیا
ر وقت ہے ٹیڑا دھوکا دیا کہ لعل اور موتی مصری کے بنائے اور ایسے جوہری کے ہاتھ فروخت کیے کہ جو سب کا
افسر تھا اور شہر کی نگاہ جواہر میں رکھتا ہے اس کے برابر اس وقت کوئی جوہری اس شہر میں نہیں ہے وہ اصل وہ
لٹ گیا جس قدر وہ بیقرار ہو سمجھا ہے اب تو اس شہر میں بڑا اندھیر ہے کہ دن دہاڑے دغا بازی ہونے لگی کل
ڈاکہ پڑے گا ایک نے کہا کہ کیا ڈاکہ کے سر پر سینگ ہوتے ہیں ڈاکہ ہے تو ان یہی ہوگا کہ جو کوئی جو چیز
ہاتھ میں لے کر راہ گھاٹ نکلے گا وہ زبردستی چھین لی جائے گی گرداب ایسی ایسی باتیں سنتا ہوا چلا آتا ہے
اپنے خیال میں غرق ہے کچھ دریافت نہیں کرتا ہے کہ یہ تم لوگ کیا کہتے ہو جاتے ہو یہاں تک کہ اس مقام
پر پہونچا جہاں یہ مجمع تھا اور وہ رو رہا تھا اس نے جو مجمع دیکھا اب اسکو خیال آیا کہ چل کر ذرا دریافت کرو
کہ یہ کیسا ہجوم ہے اور کیا امر ہے بس یہ مجمع کے قریب آیا سب گرداب کو دیکھ کر ہٹنے لگے کہ خواجہ صاحب
آتے ہیں لوگوں نے راہ دی یہ قریب دکان پہونچا اسنے دیکھا کہ یاقوت لال پڑے رہ گئے ہیں اور زار زار
رو رہا ہے پچھاڑیں کھا رہا ہے اسنے جاکر کہا کہ یہ کیا امر ہے وہاں جو لوگ موجود تھے انھوں نے سب واقعہ جو کہ
گذرا تھا بیان کیا کہا کہ پرسوں انھوں نے لعل خرید کیا تھا وہ بنا ہوا نکلا دیکھیے تمام پانی لال ہو گیا ہے شربت
ہوکر رہ گیا اسی طور سے موتی کا بھی حال ہے یہ بیچارہ بے مارے مر گیا یہ جو گرداب نے سنا کہا کہ وہ کون
تاجر تھا اس نے رقت کو ضبط کر کے کہا کہ تاجر باہر سے آیا تھا اسنے اپنا نام سوداگر بتایا تھا وہ سراے میں
اترا ہوا تھا اسکو ضرورت روپیہ کی تھی اسنے میرے ہاتھ فروخت کیا میں نے خوب دیکھ بھال کر خرید کیا تھا
میں کیا جانتا تھا کہ یہ بنا ہوا اور شکر کا ہے گرداب نے کہا کہ ارے کم بخت یہ شکر کا نہ تھا بلکہ مصری کا تھا معلوم
ہوتا ہے کہ کوئی عیار لشکر اسلام کا تجکو دغا دے کر فروخت کر گیا اب اسنے کل حال بیان کیا گرداب نے
کہا کہ ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے اب صبر کرو رونے دھونے سے کیا فائدہ اب اسکا پتہ نہ لگے گا وہ چلا گیا ہے مگر
اب ذرا سمجھ بوجھ کر مال خریدا کرو کیونکہ عیار شہر میں لشکر اسلام سے آئے ہیں ابھی بادشاہ کے دربار میں بارگاہ
کی حکیم صاحب بن کر آیا تھا شعلہ جادو کو جو کہ نائب عشاق شہ طاقی کی ہیں قتل کیا ہوتا کیونکہ وہ بہت
جری ساحرہ ہیں انھوں نے سحر سے دریافت کیا کہ تم میں کیا کیا دوا ہے جو چیزیں تھیں سب نے اپنا اپنا
نام بتایا بڑا غضب یہ ہے کہ بادشاہ سے تو موتی لیے یاقوت لیے اس نے مقام پر پہونچا دھوکا دیا مال
دست گیر اسکا خاتمہ کیا ہوتا اسکے بعد جب معلوم ہوا تو بادشاہ کا تاج عشاق کی مشعل سے کر بھاگا میں
اسکی گرفتاری کے لیے نکلا کہیں پتہ نہ لگا اب دربار کو جاتا ہوں بادشاہ کو بالا خبر دوں کہ وہ بھاگ گیا
میرے ہاتھ نہ آیا وہ سب کا افسر ہے اسی طور سے اور بھی عیار آئے ہونگے انھوں نے یہ عیاری کی اب
یہ سنتے ہی سب کے ہوش اڑ گئے ہر ایک وہاں سے مل کر اپنی اپنی دکان پر اس خیال سے آیا کہ ہم تو یہاں
کھڑے ہوئے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اور عیار آکر دکان لوٹ لے تو ہم کیا کریں گرداب
اسکو سمجھا بجھا کر طرف دربار کے چلا وہ مایوس ہو کر بیٹھ کے رہ گیا بیچارہ غریب کیا کرے یہ لاکھوں
کا نقصان ہو گیا کلیجہ پکڑ کر رہ گیا ادھر گرداب قریب دربار پہونچا جو لوگ کہ باہر کھڑے تھے

انھون نے دیکھا کہ ایک گرداب تو اندر جا چکے ہین تھوڑی دیر ہوئی یہ دوسرے کہان سے آ گئے یہ نیا واقعہ ہی کہ
درگہ سالار سے عرض کیا کہ حضور ایک گرداب تو اندر آپ سے حال دریافت کر کے جا چکے ہین دیکھیے دوسرے
گرداب آ گئے ہین آپ نے کہا کہ تم روکتا ہرگز اندر جانے نہ دینا مین بادشاہ کو خبر کر دون شاید یہ وہی عیار ہی
اور جا کر دیکھ بھی آؤن کہ گرداب اندر ہین یا کسی ضرورت سے دوسرے دروازے سے گئے ہون تو مین جھوٹا
ہون یہ کہکر درگہ سالار اندر آیا دیکھا کہ گرداب اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہین سب عیار اپنے اپنے مقام
پر ہین دربار آراستہ ہی درگہ سالار نے سمندر کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ خداوند یہ عیار کسقدر پر خوف ہین دیکھیے
کہ گرداب عیار آپ کی خدمت مین حاضر ہین وہ انکی صورت بنکر ڈیوڑھی دربار کے آ گئے ہین مین خبر کرنے
آیا ہون آپ نے دربان کو روکا ہون سمندر نے کہا آپ نے دو یہان گرفتار کر لینگے درگہ سالار یہ سنکے باہر چلا آیا
قبل اس کے آنے کے یہان گرداب نقلی نے جو یہ سنا تو کہا کہ سنا آپ نے کس قدر یہ لوگ بیخوف
ہین اور کس قدر بے کلیجہ ہین یہ وہی ناشدنی خواجہ ہی کہ یون بیخوف چلا آتا ہی یہ نہین معلوم ہی
کہ مین آپ کے حضور مین حاضر ہون ورنہ وہ یہ عیاری نہ کرتا خیر آپ نے دیکھے مین آپ کے تخت کے نیچے
پوشیدہ ہوتا ہون پھر جب وہ آئے روبرو آنے دیجئے فوراً اسے گرفتار کیجئے گا مین تخت کے نیچے
سے نکل کر مشکین باندھ لونگا یون یہ اسیر ہوگا سمندر نے کہا کہ اچھا بس گرداب نقلی جست کر کے
سمندر کے تخت کے نیچے پوشیدہ ہو گیا ادھر گرداب عیار دربارگاہ پہ پہونچا دیکھا کہ سب لوگ میری
طرف بغور دیکھ رہے ہین یہ دیکھتا ہوا خاموش اندر چلا گیا درگہ سالار نے اسے ٹھہرا ہوا سمجھ کہا کہ ا
نقلا لائی ہی ضرور قتل ہوگا بادشاہ کو تو معلوم ہی سمجھ کے اسکو اسیر کر لینگے غرض تا ق نہ طاقی تو چلا ہوا
بیٹھا ہی ضرور قتل کر دیتے گا سب نے کہا کہ خوب ہوا ایک بلا تو سر سے دفع ہوئی اگر یہ مارا گیا تو لشکر اسلام کا
نصف زور رہ گیا کیونکہ انکو اسکا بہت بھروسا ہی یہ ہر مقام پر اپنا سر سپر کرتا ہی عیاری کر کے بچا لاتا ہی
درگہ سالار نے کہا کہ خداوند ایسا کرین کہ وہی ہو اور کوئی دوسرا عیار نہ ہو مجھکو تو وہ نہین معلوم ہوتا ہی کیونکہ اسکو
تو معلوم ہی کہ گرداب میرے عقب سے واپس ہو کر گیا ہی دربار مین یہ کوئی اور عیار ہی اگر وہ ہو تو مین
بہت خوش ہون کیونکہ اس نے مجھکو بھی ایک دفعہ مارا تھا جس کے سبب سے ابھی تک میرے کان مین
درد ہی خداوند میرے صبر کا اور اسکے ظلم کا آج عوض دین کہ یہ قتل کیا جاوے ہم نے کہا کہ اگر وہ نہین ہی
کوئی اور ہی جب یہ قتل ہوگا اسکی خبر اسکو ہوگی وہ ضرور آئے گا اس وقت گرفتار ہوگا یہان
تو یہ باتین ہو رہی ہین ادھر گرداب اصلی دربار کے اندر آیا دیکھا سب لوگ حاضر دربار ہین مگر دربارگاہ
کی طرف دیکھ رہے ہین اسنے دیکھا کہ میری کرسی خالی ہی یہ اپنی کرسی کی طرف چلا سمندر نے کہا کہ
گرداب یہان آنا گرداب یہ کہتا ہوا چلا کہ مارتھا ک گیا میرون ٹھہر کیا تھا تب کیا مگر یہ نہ ملا سکا زحمت
ہوئی یہ کہتا ہوا قریب تخت سمندر کے پہونچا بس سمندر نے کہا کہ او نا عیار اب تو میرے ہاتھ سے کہان
جاتا ہی مین تجکو پہچان گیا سخت بے تقلب ہی اور کیا جگر ہی کہ ابھی تو یہان سے سب کو ذلیل کر کے گیا تھا
پھر میرے عیار کی صورت بنکر چلا آیا تو نے دھوکا کھایا تو نے یہ نہ خیال کیا کہ وہ دربار مین ہی بلکہ یہ خیال کیا کہ میرے
عقب مین جو نکلا تو کسی اور طرف کو چلا گیا مین چل کر پھر دربار کو تباہ کرون یہ کہکر ٹھوکر کیا کہ اس کے پاؤن
زمین نے پکڑ لیے وہ ادھر ادھر حیران و پریشان ہو کر دیکھنے لگا کہ یہ کیا امر اور کیا واقعہ ہی یہ بادشاہ کیا
فرماتے ہین یہ تو یہ دل مین خیال کر رہا ہی اور پریشان ہو ہو کر دیکھ رہا ہی کہ سمندر نے صدا دی کہ اے
گرداب نکلو یہ جو بادشاہ نے کہا گرداب نقلی چپک کر تخت کے نیچے سے نکلا آتے ہی اسکی

مشکیں باندھ لیں اور سمندر سے کہا کہ میں نے گرفتار کر لیا اب آپ سحر اُتار لیں سمندر نے سحر اُتار لیا اسنے
لاکر اسکو ستون سے خوب جکڑ کر باندھ دیا اور خود اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گیا وہ اسکو دیکھکر حیران ہوا کہ یہ تو
میری صورت کا دوسرا آدمی یہاں موجود ہے یہ اپنا رنگ خوب جما چکا جو میرا گمان تھا وہی ہوا کہ میں
ادھر اسکی تلاش میں گیا اور وہ ادھر میری صورت بنکر آیا اپنا رنگ جما یا بڑا دھوکا کھایا میں کیوں
اس وقت اس طور پر آیا اور کیسی صورت پر آتا بادشاہ کو خبر کرتا یہاں آکر خود گرفتار ہو گیا الٹی آنتیں گلے
پڑیں اب کیا تدبیر کروں یہ تو یہ خیال کر رہا تھا کہ ادھر گرداب نقلی یعنی خواجہ نے کہا کہ کیوں کیسے گرفتار
ہوے تم کو اسکی خبر تھی یہاں پہلے ہی سے بندوبست ہو چکا تھا بلکہ سالار آپ کی خبر دے گیا تھا کہ آپ
میری صورت پر آتے ہیں میں نے بادشاہ سے کہا کہ میں آپ کے تخت کے پیچھے پوشیدہ ہوا جاتا ہوں آپ
دیکھیے پس جس وقت قریب آ کے گرفتار کر لیجیے گا بادشاہ نے منظور کیا اگر میں اپنے مقام پر ہوتا تو دور
سے مجھکو دیکھکر بھاگ جاتے پھر ہاتھ نہ آتے جس طور سے پہلے میں تیرے تعاقب میں گیا تھا آخر کو عاجز ہو کر چلا آیا
یہ جو خواجہ گرداب نقلی نے کہا اُسنے یہ تقریر سنکے جواب دیا کہ افسوس میں نے بڑا دھوکا کھایا کیا کروں
بڑی خرابی ہوئی اگر میں جانتا کہ تو یہاں موجود ہے تو کبھی نہ آتا اور کسی صورت پر آتا بادشاہ کو تیرے حال
سے خبردار کرتا تو نے یہاں آکر اپنا رنگ جما لیا تھا ارے میں تو گرداب اصلی ہوں اور تو عیار ہے ابھی
ہاتھ لگا دوسرے پر گنوائی یہ کہکر سمندر کی طرف منھ کر کے کہا کہ اے بادشاہ خبردار ہو میں آپ کا پرانا
خادم گرداب ہوں اور جو یہ آپ کے روبرو کرسی پر بیٹھا ہوا ہے یہ خواجہ عیار لشکر اسلام ہے مجکو دھوکا
دے کر یہاں چلا آیا میری صورت بنکر آپکے دربار میں آکر بیٹھا مجکو گرفتار کرا دیا سمندر شاہ نے کہا کہ ہاں تو مجکو
فقرہ دیتا ہے میں تیرے ہاتھ سے بہت پریشان ہوا ہوں میں سخت عاجز ہوا ہوں بھلا میں کب چھوڑتا ہوں
ادھر سے خواجہ نے کہا کہ ہاں ہاں تو ضرور پرانا خادم ہے کیا دلیری ہے کہ میں سامنے موجود ہوں اس پر تو
یہ تقریر کرتا ہے اور وہی کہے جاتا ہے بڑا غیرت دار ہے مجکو سامنے گفتگو کرتے شرم نہیں آتی ہے اب کوئی تیرے
فقرہ میں نہ آئیگا تو بکا کر اپنی زبان تھکاتا ہے بس دیکھ اپنی طرف تیری قضا آگئی ہے یہ کہکر سمندر
سے کہا کہ جلد جلاد کو طلب فرمائیے کہ اسکو آکر قتل کرے اگر اسکے اسیری کی خبر لشکر اسلام میں ہوگئی
تو سب عیار یہاں چلے آئینگے خود صاحبقران اسکے قتل ہونے کی خبر پاکر آئینگے اُس وقت مشکل
ہوگی کوئی تدبیر نہ آئیگی یہ جو سمندر نے خواجہ سے کہا کہ اسکو قتل فرمائیے بس سمندر نے حکم دیا
کہ جلاد کو حاضر کرو پس یہ حکم دینا تھا وہ سرخ پوش حاضر ہو گیا اور جلاد کو لیکر دربار میں آیا یہاں گرداب
اصلی نے بہت کچھ سماجت اور منت کی اور بہت کچھ کہا سمندر نے نہ منظور کیا جو بات اُس نے
کہی خواجہ نے اُسکی بات رد کر دی اب سب اہل دربار کو یقین ہو گیا کہ یہ خواجہ ہیں جو کہ گرفتار ہیں اور یہ
گرداب ہیں جو کہ قبل سے موجود ہیں جب گرداب نے دیکھا کہ جلاد آتا ہے سنسناہٹ میں آ رہے گئے اُس وقت
گرداب نے کہا کہ اے بادشاہ اچھا میری ایک بات اور سماعت فرمائیے کہ میرا اور اسکا منھ دھلا کے
اور پھر ملاحظہ فرمائیے اگر میں عیار ہونگا تو میری صورت اصلی نکل آئیگی اگر وہ عیار ہوگا اسکی صورت جو اصلی
ہوگی وہ اپنی صورت پر قائم رہیگا جو روغن عیاری سے بنا ہوگا وہ ظاہر ہوگا خواجہ نے کہا کہ ہاں یہ دوسرا
فقرہ ہے اپنی صورت معجزے سے بنا کر آیا ہے وہ کبھی نہ مٹیگی اُس وقت تو یہ کہیگا کہ میں اصلی ہوں اسکی
صورت معجزہ کی ہے یہ تو کبھی نہ ہوگا یہ کہکر اپنی کرسی سے اٹھکر ایک ڈھیلا زور سے اسکے سر پر مارا کہ سر
اُسکا پھٹ گیا اسکا مارنا تھا سب عیاروں نے مارنا شروع کیا اس قدر مارا کہ اسکے حواس باختہ

اور ڈرتے ہوئے یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں اور حیران رہے ہیں وہ لوگ اگر گرداب اپنے استاد کے قدم پر گرے
اور کہا کہ استاد ہم سب کی خطا معاف فرمائیے مگر وہ سر جھکائے کھڑا ہے کچھ جواب نہیں دیتا ہے جب سب نے بہت
عاجزی کیا تو کہا کہ تم نے کیا کیا جب بادشاہ خود میری ذلت و رسوائی کا خواہاں ہو اور میرے کہنے پر عمل نکرے ساحر ہو کر ہمچو
دریافت نہ کرے تو تمہاری کیا خطا ہے جو میری قسمت میں تھا وہ ہوا اس قدر ساحر یہاں موجود تھے ایک کو خیال
نہ آیا سب اندھے ہو گئے عقل نے ناحق کھو بیٹھے میرے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا میں لاکھ لاکھ کہتا ہوں کوئی سماعت
نہیں کرتا ہے بڑے عجب کی بات ہے دوسرے کسی نے گرفتار بھی نہ کیا وہ چلا بھی گیا مجھکو تو کسقدر جلد اسیر کیا اسکو
کوئی گرفتار نہ کر سکا اگر میں یہ نہ کہتا تو کبھی نہ ظاہر ہوتا میری جان مفت میں جاتی جب میں نے دیکھا کہ اب
قتل ہوتا ہوں تو میں نے پریشان ہو کر کہا کہ اوراق جمشیدی ملاحظہ فرمائیے اگر میں یہ نہ کہتا تو کچھ ظاہر نہ ہوتا
یہ بھید ہرگز نہ کھلتا سمندر نے کہا کہ تم نے پہلے کیوں نہ کہا اے گرداب اس نے ایسی تقریر کی تھی کہ سنتے
یقین تھا میں کیا کہوں اگر خود خداوند ہوتے تو وہ بھی دھوکا کھاتے خیر بھائی اب کچھ خیال اس بات کا نہ کرو
جو ہونا تھا سو ہوا اخیر گذشتہ صلوٰۃ گرداب نے جواب دیا کہ جی ہاں بجا ارشاد ہوا جسکو ذلت ہوئی اسکو
ہوئی آپ کا کیا نقصان ہوا سمندر نے کہا کہ یہ تو تمہارا کہنا سچ ہے کہ تم کو بڑی ذلت ہوئی مگر کیا کیا جائے
اب ایسا کبھی نہ ہوگا تم اپنے مقام پر جا کر بیٹھو مگر عجب یہ ہے کہ وہ اس قدر جلد یہاں سے چلا گیا نہ معلوم
کہاں گیا گرداب نے کہا کہ گیا کہاں ہوگا یہیں چوبداروں میں یا خدمتگاروں میں ملا کھڑا ہوگا پہلے
سب پر سحر فرمائیے پھر اوراق جمشیدی میں ملاحظہ فرمائیے جہاں ہوگا معلوم ہو جائے گا یہ سنکے سمندر نے
سب پر سحر کیا اس کے بعد اوراق میں دیکھا نکلا کہ دربار میں ہے مگر نہ چوبدار کی صف میں ہے نہ خدمتگار کی صف
میں اب تو سمندر حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ ہے تو دربار میں مگر کسی صف میں نہیں ہے اسنے سرداروں
کی صف میں دیکھا کہ ان میں ہے نکلا نہیں ہے مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دربار میں ہے یہ دیکھکر بادشاہ نے اہل
دربار کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ اعجوبہ ہے کہ یہ تو اوراق سے ثابت ہوتا ہے کہ ہے دربار میں مگر کسی میں ملا نہیں
کھڑا ہے کسی صورت پتہ ہی یہ کیا بات ہے میری عقل تو نہیں کام دیتی کہ کیا کروں کیا نکروں گرداب سر
جھکائے ہوئے اپنی کرسی پر بیٹھا ہے کچھ کلام نہیں کرتا ہے خاموش بیٹھا ہے یہ جو سمندر نے کہا تو
گرداب نے جواب دیا کہ میرے نزدیک بہتر ہوگا کہ آپ سحر کر دیجئے جس میں کوئی دربار سے بدون
آپ کی اجازت کے نہ جا سکے اگر دربار میں ہوگا تو نہ جا سکے گا آخر عاجز ہو کر اپنے کو ظاہر کرے گا یہ تدبیر
معقول ہے جو گرداب نے کہا گرداب کے پہلو سے صدا آئی کہ او گرداب تو بڑا بے غیرت ہے
اور بے حیا ہے کہ دنیا میں دوسرا کوئی نہیں ہے اتنی بڑی ذلت سر دربار تجکو دی تیرے شاگردوں کے
ہاتھ سے جوتیاں کھلوائیں اور پھر بھی بے غیرت تجکو غیرت نہ آئی کیا کہوں کہ تو نے سمندر کو ہوشیار کر دیا
کہ اوراق جمشیدی دیکھے ورنہ میں نے تیرا خاتمہ کر دیا تھا اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائے گا اب
نہ ایک دن میرے ہاتھ سے تو ضرور قتل ہوگا بیکار میرے پیچھے پڑتا ہے دیکھ زک اٹھائے گا آئندہ تجکو اختیار ہے یہ جو
صدا آئی سب اہل دربار اور نیز گرداب ادھر ادھر دیکھنے لگا کوئی نظر نہ آیا گرداب نے کہا کہ سامنے آکر اور ظاہر
ہو کر ہم کلام ہو تو ہم جانیں یہ کیا کہ پوشیدہ ہوا اور پھر نکل جاؤ تو جانیں کہ بڑے عیار ہو جواب ملا کہ یہ فقرہ کسی
اور کو دینا ہاں جب جانیں گے کہ تم سب کو آگاہ کر کے یوں نہ جانیں گے کہ تم کو خبر نہ ہو اس امر سے خاطر جمع رکھو
یہ صدا جو آئی عقب سے عشاق نہ طاقی کے آئی اس نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ میرے عقب میں کون ہے پلٹنا تھا
کہ ایک چپت اس زور سے پڑی کہ تمام دربار گونج گیا تاج سر سے گر پڑا یہ بہت ذلیل ہوا اتنے قدر کی صدا

سب ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ یہ کون تھا اُدھر عشاق نہ طاقی نے تاج اُٹھا لیا سر سہلا کر رہ گیا عرق ندامت
میں ڈوب گیا کہ خواجہ نے بڑھکر ایک چپت سر پر شلاق کے لگائی کہ اُسکو بھی چکر آگیا اسی طور سے سب اہل دربار
کے چپتیں لگائیں علاوہ اشتفاق و سمندر و عشاق و استاد سمندر و گلاب و دیگر سرداران
معزز کے کہ جنکی انکو عزت مدنظر تھی اور جو لوگ انکے درمیان میں نہ بولے تھے وہ تو محفوظ رہے باقی سب کے
چپتیں پڑیں سمندر کو اس لیے چھوڑ دیا کہ یہ بادشاہ ہے اسکو ایسی ذلت نہ دینا چاہیے عشاق نہ طاقی
سے تو ازحد جلے ہوئے تھے اُس کے تو خون کے پیاسے تھے کیونکہ اُسنے بہت کچھ بُرا بھلا انکو کہا تھا انکو یہ منظور
تھا کہ جہاں تک ہو اسکو ذلت و رسوائی ہو پھر خواجہ نے چپت لگا کر دیا اب تو ہر ایک مارے خوف کے سر
جھکا کر بیٹھ گیا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ تو بڑی بلا آئی ہے کسی طور سے جاتی نہیں ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے جب
خواجہ سب کو سرفراز کر چکے خیال کیا کہ چلو اب یہاں کیا کام ہے بہت عیاری کر چکے یہ خیال دل میں کر کے
دوڑ کر نگاہیں آ تاری چپت کی سمندر کے سر پہ پھر تاج لیا شلاق و اعراق کی شملہ لی اور عشاق
نہ طاقی کے ایک لات اس زور سے ماری کہ وہ پھر کرسی پر سے زمین پر گرا اور اُسکا بھی تاج لیا وہاں سے
گرداب کے سر پہ آئے اُسکی بھی کلاہ عیاری لی اور کہا کہ لے میں جاتا ہوں جسمیں طاقت ہو وہ مجھکو
روک لے یہ کہتے ہوئے صحن میں آئے سمندر نے قصد کیا کہ سحر کروں خواجہ صحن میں آ کر طرف
دروازے کے چلے تھے کہ سمندر نے گرداب کے کہنے کے موافق یہ سحر کیا تھا کہ کوئی باہر نہ جا سکے انکو
دروازہ نہ دکھائی دیا اب تو خواجہ حیران ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ میں کیونکر یہاں سے جاؤں بڑی مصیبت
ہوئی پھر سے نکلنے خیال میں آیا کہ چپت کر کے نکل جاؤں چپت کی دیکھا کہ دیوار بلند ہو گئی اب سمندر
نے سنبھل کر حکم دیا کہ سحر کر کے اسکو گرفتار کر لو خواجہ نے جو یہ سُنا بہت پریشان ہوئے دل میں خیال
کرنے لگے کہ کیا کروں کیونکر یہاں سے جاؤں اب امید قوی ہوئی کہ اسیر ہوں گے تُم سے نکلنے فوراً یاس
ہو گئی گھبرا گئے دعا کی خیال آیا کہ منڈی برپا کر لیں فوراً زنبیل سے نکال کر برپا کی اُس کے اندر بیٹھ کر
صحن میں اُترے اور سامنے ایوان کے آراستہ کی ایک پلنگ اسمیں لگا ہوا تھا خواجہ اُسپر یہ آرام
لیتے ہوئے تھے ایک کرسی بھی ہوئی تھی یہ جو واقعہ سب اہل دربار نے دیکھا نہایت حیران ہوئے سمندر
نے حکم دیا کہ سحر کر کے گرفتار کر لو یہ بے شعور میری طرف پاؤں پھیلائے کس اطمینان سے لیٹا ہے اسکو کوئی
خوف اس بات کا نہیں ہے کہ بادشاہ کے سامنے ایسی گستاخی کرتا ہوں یہ جو سمندر کا حکم دینا تھا کہ جو بڑے
بڑے ساحر تھے انھوں نے سحر کرنا شروع کیا خصوصاً عشاق نہ طاقی نے کہ خواجہ سے جلا ہوا بیٹھا تھا
سحر کرنے میں جان لڑا دی گولہ ترنج نارنج آتش کے دانہ برسنے لگے ساحر آگ برسانے لگے تمام صحن دھواں
دھار ہو گیا مگر وہاں کچھ اثر نہ ہوا سب سحر اُسکے قریب آ کر برطرف ہو گیا شمشیر کچھ بھی اثر نہ کیا جب سب
سحر اپنا اپنا کر چکے سمندر نے کہا کیا ہے خاتمہ ہو گیا ہو گا اب سحر کرنا کیا ضرور ہے جب وہ سحر برطرف ہوا دیکھا کہ
اسی طور سے وہ جھولداری بپا ہے آپ اُسکے اندر فرش سے لیٹے ہیں سب ساحر یہ کہتے ہوئے دوڑے
کہ پکڑنا جانے نہ پائے یہ جو غل ہوا آپ ایک مرتبہ پلنگ پر سے اُٹھے اور یہ کہنے لگے کہ سونا دشوار کر دیا
نیند حرام ہو گئی کیا غل ہے کیا بیہودہ حرکت ہے یہ کہا کرسی پر آ کر سامنے سمندر کے بیٹھے اور پکار کر کہا کہ
اے سمندر شاہ کسی کو حکم دو کہ وہ مجھکو آ کر گرفتار کرے یا آپ خود آ کر گرفتار کریں سامنے آپ کے
بیٹھا ہوا ہوں یہ سنکے سمندر نے کہا کہ خواجہ جاؤ کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو میں اگر قصد کروں گا
تو گرفتار کر لونگا تم نے بہت پریشان کیا ہے مجھکو تم پر رحم آتا ہے خیر یہ اسی میں ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ

خواجہ نے جواب دیا جب میرا جی چاہیگا میں جاؤنگا میرے اوپر کوئی حاکم نہیں ہے میں اپنے دل کا
مختار ہوں ابھی تو میرا جانے کو جی نہیں چاہتا ہے جب جی چاہیگا چلا جاؤنگا مجھے کسی کے روکنے سے
رکونگا نہیں سمندر نے کہا کہ یہ بھی کوئی اندھیر ہے کہ نہیں جاتے ہو کیا میرے مکان پر قبضہ کر لیا ہے یہ بھی
کوئی زبردستی ہے جاؤ تم کو کوئی نہ روکیگا خواجہ نے کہا کہ ہم کو کون روک سکتا ہے کسکی طاقت ہے کس نے
دھولسا کھایا ہے کہ ہمیں روکے جب ہم چاہیں گے چلے جائیں گے یہاں ہمارا دل لگ گیا ہے سمندر نے کہا کہ
میں منت وسماجت کرتا ہوں کہ آپ یہاں سے تشریف لیجائیے مجھپر احسان ہوگا خواجہ نے کہا کہ
نہیں آپ قصد میری گرفتاری کا کریں یا کسی ساحر کو حکم دیں کہ وہ آکر مجھے گرفتار کرے میں بھی دیکھوں
کہ تمھیں کتنا دم ہے میں تو سامنے موجود ہوں یہ کہکر گرداب کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ میاں گرداب
آپ فرماتے تھے کہ سامنے آکر تقریر کرو تو میں جانوں لو میں آپکے روبرو موجود ہوں اگر کچھ دم ہے تو آپ مجھے
گرفتار فرمائیے جب میں جانوں کہ آپ بڑے عیار ہیں یہ جو گرداب سے خواجہ نے کہا گرداب
نے جواب دیا کہ کیوں قضا آئی ہے بہت چرب زبانی اچھی نہیں ہے اپنی جان کا خیال کرو جو بادشاہ سلامت
فرماتے ہیں اسپر عمل کرو ورنہ خراب ہوگے تم نے یہ شعر نہیں سنا ہے ع خلاف رائے سلطان رای
جستن + بخون خویش باید دست شستن + خواجہ نے جواب دیا کہ میں تو نہ خراب ہونگا بلکہ تم اور
تمھارا بادشاہ خراب ہوگا یہ سنکے گرداب کو غصہ آیا اور قصد کیا کہ جاکر پکڑ لاؤں کہ اسکے ایک شاگرد
نے منع کیا اور کہا کہ یہ آپ کیا غضب کرتے ہیں استاد یہ تو خیال فرمائیے کہ سب ساحروں نے سحر کیا
کچھ اثر نہ ہوا کوئی تو ایسی بات ہے کہ وہ یوں بے خوف وخطر بیٹھا ہوا ہے کہیں کوئی زحمت میں نہ گرفتار
ہوجائیے الٹی آنتیں گلے پڑیں جب ساحروں کے سحر نے نہ اثر کیا آپ ساحر نہیں ہیں جو سحر سے کام
لیجیے گا اور سحر کرکے گرفتار فرمائیے گا یہ جو شاگردوں نے کہا گرداب خاموش ہو رہا اور اپنے
مقام پر آکر بیٹھ رہا سمندر نے کہا کہ خواجہ جاؤ تم یہاں کیوں آگئے ہو تم سے کوئی نہ بولے گا میں منع کیے
دیتا ہوں خواجہ نے کہا کہ میں تمھارا کیا لیتا ہوں ایک گوشہ میں بیٹھا ہوں سمندر نے کہا کہ مجھکو تم
سے خوف معلوم ہوتا ہے تم جاؤ تاکہ وہ خوف برطرف ہو خواجہ نے کہا کہ میں تو عشاق نہ طاقی اور
اسکی نانی کو قتل کرکے جاؤنگا تو تو نہیں جاؤنگا یہ جو کہا عشاق نہ طاقی کو غصہ آیا اور گولہ اٹھاکر مارا کہ تمام
صحن دربار آگ سے بھر گیا شعلے نکلنے لگے منڈھی کو کوئی ضرر نہ ہوا تھوڑی دیر کے بعد سحر برطرف ہوا دیکھا
کہ خواجہ اسی طور سے بیٹھے ہوئے ہیں سب اہل دربار دیکھکر حیران ہوئے خواجہ نے کہا کہ تم لوگ
بیکار سحر کرتے ہو جسکو دعوی ہو میرے پاس آکر مجھکو گرفتار کرے یہ سنکے عشاق اٹھا اور کہا کہ رہ جا
میں آتا ہوں تو یوں نہ مانے گا یہ کہکر اٹھتا تھا کہ سمندر نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کہاں جاتے ہو کچھ ہوش
درست ہیں عشاق نہ طاقی نے کہا کہ اس عیار کو سزا دیے جاتا ہوں سمندر نے کہا کہ کیوں جان کے
پیچھے پڑے ہو یہ منڈھی معجزے کی ہے اسپر کسی کا سحر اثر نہ کرے گا عشاق نے کہا کہ میں پکڑ کر باہر
نکالے دیتا ہوں سمندر نے کہا کہ یہ خیال خام ہے بس اس وقت ٹھہر جاؤ جب کوئی موقع ہوگا دیکھا جائیگا
عشاق کہنے سے سمندر کے ٹھہر گیا خواجہ نے کہا کہ اچھا جاتے ہیں تم کو ہمارا یہاں ٹھہرنا ناگوار
ہے یہ کہکر منڈھی سے کہا تم مجکو باہر دربار کے دکھادو یہ جو کہا منڈھی مثل غبارہ کے بلند ہوئے
باہر کی طرف چلے سمندر نے اپنا سحر برطرف کر لیا تھا [illegible] کا [illegible] بس منڈھی
سمیت نکل گئے [illegible] خواجہ کا [illegible] کوئی [illegible] خواجہ نے چلتے وقت کہا کہ اے سمندر

سلام تمسکو ہو اب مین جاتا ہون جب میرا جی چاہیگا پھر آؤنگا یہ کہکر خواجہ تو چلے گئے دور جاکر
اترے سنڈھنی کو نذر تبدیل کیا اب قران کی تلاش مین چلے کیونکہ جو کچھ مال ملا تھا سب اس کے
پاس تھا قران نے وہان جب یہ قبل دستور سنا تو فنس وغیرہ کو لیکر بھاگے کل مال مع خلعت وزر نقد
وردیان وغیرہ ایک مقام پر لاکر دفن کر چکے تھے مع اپنے کہارون کے کہار جو آئے انھون نے کوئی
چیز باقی اسمین غل ہوا کہ وہ حکیم صاحب نہ تھے بلکہ عیار لشکر اسلام کا انکی صورت بن کر آیا تھا ظاہر
ہوا ہشیار رہنے لوگ دوڑ رہے تھے کہ جاکر وہ سب مال لے لو جو مین نے دیا ہی یہ جو لوگ آئے تھے
انھون نے وہان کسی کو نہ پایا کہارون کو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوے رو رہے ہین دریافت کیا کہ کلو ملازم
حکیم صاحب کہان ہی انھون نے کہا کہ ہم کو کیا معلوم ہی ہم سے کہا کہ تم روٹی وغیرہ کھاؤ مین یہان
بیٹھا ہون ہم لوگ چلے گئے یہان آکر کچھ نہ پایا کلو کا پتہ تک نہین ہی وہ لوگ یہ سنکے وہان سے طرف
دربار کے چلے گئے کہار طرف اپنے مکان کے چلے جاتے تھے راہ مین آکر دیکھا کہ ایک مقام پر ایک
شخص ایک غار مین پڑا ہی جب مکان کے قریب پہونچے تھے باہم صلاح کی کہ نہ معلوم اسکو کیا ہوا ہی
جو یون گر پڑا ہی اسکو اٹھاکر اسکا مکان اس سے دریافت کرکے پہونچا دو باہم یہ تقریر کرکے غار مین
اترے قریب جاکر جو دیکھا تو کلو ملازم حکیم صاحب کا ہی بس انھون نے اسکو باہر نکالا بیہوش پایا تھا
ادھر ادھر سے پانی لاکر اسکے منہ پر چھڑک دیا ہوشیار کیا کلو کی جو آنکھ کھلی اپنے کو زمین پر پڑا ہوا دیکھا گھبرا کر
اٹھ بیٹھا دیکھا کہ کہار ہین پوچھا کہ یہ کون مقام ہی اور مین کہان ہون مین تو حکیم صاحب کی سواری
کے ہمراہ چلا تھا یہان کیونکر آیا انھون نے جواب دیا کہ ہم کو کیا معلوم ہم گھر کو واپس جاتے تھے ہم نے
تم کو یہان پڑے ہوے دیکھا تم کو ہوشیار کیا وہ خلعت اور زر نقد جو کہ حکیم صاحب کو ملا تھا اور
وردیان وغیرہ تم نے کیا کین اس نے کہا کیسی مین کیا جانون مجکو خبر تک نہین ہی مین دربار تک
ہرگز نہین گیا کہارون نے کہا کہ واہ ہم نے خود تم کو وردیان دی ہین تم نے ہم سے خود کہا ہی کہ تم جاؤ
روٹی کھاؤ ہم روٹی کھانے گئے روٹی جو کھا کر آئے تم کو اس مقام پر نہ پایا فنس تک نہ تھی بلکہ
یہ اکثر سنا کہ وہ حکیم صاحب نہ تھے بلکہ خواجہ عیار تھے جو انکی صورت بن کر آئے تھے وہ پہچانے
نہ گئے ہم وہان سے مایوس ہوکر چلے اس خیال سے کہ معلوم ہوتا ہی جب یہ امر کلو کو معلوم ہوا
وہ سب مال و اسباب لیکر اور فنس اور وردیان کہارون سے اترا کر مکان کی طرف چلے گئے یہان جو پہونچے
تو تم کو اس غار مین بیہوش پایا پانی لاکر تمہارے منہ پر چھڑکا تم کو ہوش آیا بلکہ بادشاہ نے بلا کر تم
یہان آ رہے تھے اس مال کے فیصلہ کرنے کو تم کو جو نہ پایا تو چلے گئے تم نے یہ امر بہت اچھی کی مگر یہ بتاؤ کہ تم اس
غار مین کیونکر پڑے تھے کلو نے کہا کہ نہ معلوم تم کیا بک رہے ہو مین کسی امر سے واقف نہین ہون کیسا روپیہ کیسی
وردیان کیسی فنس کیا خلعت کیسا روپیہ مین کسی بات سے واقف نہین ہون نہ معلوم مین کب سے یہان
پڑا ہون مجکو کچھ خبر نہین ہی جب سواری کے ساتھ گھر سے چلا تھا یہان پر جو پہونچا تو مجکو پیشاب لگا مین پیشاب
کرنے بیٹھا کہ کسی نے منہ پر میرے کچھ مارا کہ مین گر پڑا پھر مجکو خبر نہین کہ کیا ہوا انھون نے کہا اب معلوم ہوا
کہ تم کو بھی کسی نے بیہوش کرکے یہان ڈال دیا اور وہ تمہاری صورت بن کر ہمراہ ہوا تب کہارون نے
کلو سے کل ماجرا کہا جو ان کو معلوم تھا کلو وہ حال سنکر وہان سے طرف حکیم صاحب کے مکان کے چلا کہار
اپنے گھر گئے کلو ... آکر حکیم صاحب کے مکان پر پہونچا آواز دی کہ حکیم صاحب دروازہ کھولیے
مگر ... جواب نہ دیا یہ پکارا کیا ... بعد آواز آئی کہ کون ہی اس نے

کہا کہ میں ہون کلو ملازم قدیم آواز نہ آنے کا یہ سبب تھا کہ حکیم صاحب نے منع کیا تھا کہ اگر کوئی آکر پکارے
ہرگز کوئی جواب نہ دینا جب یہ خوب چلایا تب کلیبر نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ کوئی پکار رہا ہے مجھکو تو
کلو آپ کا ملازم قدیم معلوم ہوتا ہے حکیم صاحب نے کہا کہ دریافت کرو تب اُسنے آواز دی تھی جب اُسنے
کہا کہ میں ہون کلو کلیبر نے بموجب حکم حکیم صاحب جواب دیا کہ تمہارے باپ دادا کا کیا نام ہے اُسنے
اپنے باپ دادا کا نام بتایا تب حکیم صاحب نے اُسے حکم دیا کہ کلو میرا ملازم ہے اُسکو بلا لو کلیبر نے دروازہ
کھول کر اُسے بلا لیا ایک زینہ تھا تب میں حکیم صاحب کے پاس جانے کا تھا کلو اُسکے ذریعہ سے حکیم صاحب
کے پاس آیا یہان آکر دیکھا کہ تمام کمرہ خالی پڑا ہے نہ کوئی کتاب ہے نہ کچھ اسباب ہے یہ جو کلو نے دیکھا اُسکو
کمال حیرت ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہے دیکھا کہ حکیم صاحب تہمت باندھے ہوئے بیٹھے ہین مگر مایوس ہین
کلو نے جھک کر سلام کیا پوچھا کہ کیون مزاج کیسا ہے حکیم صاحب نے جواب دیا کہ اچھا ہون کلو نے عرض
کیا کہ آج آپ مغموم و رنجیدہ کیون ہین حکیم صاحب نے جواب دیا کہ بھائی لٹ گیا وہ ناعیار دزد بازار ایک
جسکا نام خواجہ عیار ہے جسکی عیاریان مشہور ہین آکر سب مال و اسباب لوٹ لے گیا ایک کتاب
تک نہ چھوڑی جو کہ مین نے اپنی عمر بھر مین جمع کی تھین مجھکو کسی کام کا نہ رکھا یہ سنکے کلو سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور
افسوس کرنے لگا حکیم صاحب نے کہا کہ کلو کچھ دربار کا حال بھی تجھے معلوم ہوا کہ وہ ناعیار میری صورت
بن کر دربار مین گیا تھا کیا واقعہ ہوا کلو نے کہا کہ مجھکو کیا معلوم جو کلو پر گذرا تھا وہ سب بیان کیا اور کہا
کہ کہارون کی زبانی مین نے اتنا سنا تھا کہ سمندر شاہ نے اُسکو بہت کچھ دیا خلعت دیا بہت سا
روپیہ دیا کچھ دوائیون کے نام سے لیا وہ سب مال کہاں لے گیا جو کہ آپ کی صورت بنا تھا یہان تک کہ جس
فنس پر آپ سوار ہو کر دربار مین جاتے تھے وہ بھی لے گیا آپ کے کہارون کی وردیان بھی لے گیا بادشاہ
کا تاج وغیرہ لے کر دربار سے نکل گیا کوئی کچھ نہ کر سکا اتنے ساحر وہان موجود تھے حکیم صاحب نے سنکے یہ
مصرعہ پڑھا ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ اتنی رحمت میرے مقدر مین تحریر تھی اسے کلو
اب تم دروازے پر بیٹھو جو کوئی آئے اُس سے کہنا کہ حکیم صاحب باہر گئے ہین گھر مین نہین ہین اب کسی سے
ملاقات نہ کرونگا یہ کہکر کلو کو رخصت کیا وہ بہت خوب کہکر اپنے مقام پر آکر بیٹھا حکیم صاحب پر تو یہ گذری
حکیم صاحب اُس دن سے گوشہ نشین ہوئے اب خواجہ کا حال سماعت فرمائیے یہ جو تلاش مین قران
کے نکلے تمام شہر مین اُسکو تلاش کیا کہین نہ پایا صحرا مین آئے یہان قران تالبقی نے وہ سب مال
ایک مقام پر رکھا تھا خود اُسکی حفاظت کر رہے تھے کہ خواجہ تلاش کرتے ہوئے پہونچے خواجہ نے دور سے دیکھا کہ
ایک شخص بیٹھا ہوا ہے یہ اپنی صورت ایک ساحر کی بنا کر چلے تھے وہان قران بھی ساحر کی شکل بنے ہوئے تھے جب خواجہ قریب
پہونچے قران نے خواجہ کو دیکھکر کہا کہ کون ادھر آتا ہے یہ مقام ہمارا ہے یہان کسی غیر کا دخل نہین ہو سکتا ہے قران
نے جو یہ کہا خواجہ نے کہا کہ تمام زمین بادشاہ کی ہے کسی کا اُسپر قبضہ نہین ہے جہان جسکا جی چاہے وہ رہے ہم کو
کوئی منع نہین کر سکتا ہے یہ کہتے ہوئے قریب قران کے آئے قران نیزہ پکڑ کر کھڑا ہو گیا اُسنے کہا کہ ہم نے منع کیا اور
تم نے نہ مانا بس اسی مین خیر ہے کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہو گے خواجہ نے کہا کہ کیا
مجال ہے جو تو مجھکو قتل کر سکے کسی کا صحرا اجارہ نہین ہے جسکا جی چاہے جہان جاسکے ٹھہرے کوئی
صحرا کا مالک سوائے بادشاہ کے نہین ہے اگر یہ صحرا تمہاری ملکیت مین ہے اور تم اپنے کو اس صحرا کا
مالک سمجھتے ہو تو قبالہ دکھاؤ ہم یہان سے ابھی چلے جائینگے پھر کبھی نہ آئینگے قران نے کہا کہ مین یہ نہین
نہین جانتا ہون قبالہ و بالہ کیا چیز ہے ہم نے جہان قبضہ کر لیا وہ مال ہمارا ہو گیا بادشاہ کی کیا لیاقت ہے کہ وہ یہ

یہ مال تم سے لین جو کچھ یہان سے حاصل ہوتا ہی یا اُس زمین پر قبضہ کر سکین جبکہ وہ یہ قدرت نہین رکھتے ہین تو اور کسی کی
کیا لیاقت ہی بس خیر اسی مین ہی کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ پچھتاؤ گے سر پر تین ہوگا خواجہ نے کہا کہ تیری بھی یہ قدرت ہی کہ ایک صحرائی
ہوکر یہ تقریر کرتا ہی یہ کہکر تیغ سپر ہاتھ ڈالا ابھی خواجہ نے نہ پہچانا تھا کہ قران نے بس قران بعدہ اُٹھا کر حملہ کر چلا خواجہ نے
جو بغور دیکھا اور جست دیکھی گمان ہوا کہ یہ قران ہی اور ارادہ کی کہ قران وہ ٹھہر گیا اُنھون نے اپنی باہین آنکھ کا تل دکھایا قران
کی جو نگاہ پڑی اُسنے پہچان لیا بعدہ پھینک کر اور دوڑ کر قدمون پر گرا کہا کہ اُستاد غضب ہوا تھا کہ مین نے بعدہ مارا تھا ایسی صورت
بنکر آیا کیجیے کہ نقصان ہو خواجہ نے کہا کہ قران تم بھی تو ایسی صورت بنے تھے کہ مین نے بھی نہ پہچانا جب مین نے بغور دیکھا
اور جست کو خیال کیا تو شناسا ہوا مین نے تصدیق کی تم مجھ سے مین نے تل دکھایا قران نے کہا کہ جب مین نے تل دیکھا
تو مجھکو آپ کا یقین ہوا اور نہ یقین نہ ہوتا مین یہ سمجھا تھا کہ کوئی ساحر ہی خواجہ نے قران کو گلے سے لگایا اور کہا کہ معلوم
ہوا کہ تم بڑے خیر خواہ ہو یہ کہکر کہا کہ وہ مال سب کہان ہی قران نے کہا کہ موجود ہی خواجہ نے کہا کہ لاؤ پس قران
نے زمین کھودی وہ مال نکالا نفیس بلا کر حاضر کی کوئی چیز ایسی نہ تھی کہ قران نے چھوڑی ہو بلکہ کہا کہ اردنگی وزیر یہان تک
کہ وہ پیچ پہنے ہوئے تھے وہ بھی لے آیا کیونکہ وہ قران کے پاس رکھکر چلے گئے تھے کہ پھر آئینگے تو ہمین لینگے
خواجہ نے جو سب مال دیکھا بہت خوش ہوئے قران کو پھر گلے سے لگایا سب مال کشتیان و تورے پوشش و نفیس
وغیرہ سب نذر زنبیل کیا اور کہا کہ ای قران تم کیونکر یہ پہنچے قران نے کہا کہ جب صبح ہوئی مین دربار مین آیا یہان موجود
تھا کہ معلوم ہوا کہ ڈنکا حکیم صاحب کو بیٹھا گیا ہی مین چلا کہ چلا کوئی عیاری کرون مین نے لوگون سے دریافت
کیا کہ حکیم صاحب کہان رہتے ہین کسی نے پتہ نہ بتایا اگر توکلت علی اللہ چلا تھوڑی دور چلا تو دیکھا کہ آپ ڈنکا سے
باتین کر رہے ہین مین ٹھہر دیکھا ایک طرف کو پوشیدہ ہو گیا کہ آپ نے ڈنکا کو بیہوش کیا اور اُٹھا کر غار مین ڈالا
اور خود ڈنکا کی صورت پر لباس ہو کر چلے اُسکے بعد مین بھی چلا آپ تو چلے گئے مین ایک مقام پر ٹھہر گیا تھوڑی
عرصہ کے بعد آپ نفس مین سوار چلے آئے تھے آپ نے کئی مرتبہ سر نکال کر ڈنکا کو پکارا مین نے پہچان لیا کہ یہ
ڈنکا ہو بلا زم ہی ایک مقام پر شتاب کو بیٹھا مین نے حسب بار کرا اُسکو بیہوش کیا اُسکی صورت بنا مین ولیار
ہوا اُسکو اُٹھا کر غار مین ڈالدیا آپ اپنی اصلی صورت پر آکر ہمراہ ہولیا آپ نے جب کہا کہ دربار مین جاکر خبر کرو مین
جاکر خبر کر آیا پھر چلا آیا جو کچھ بعد اسکے حال گذرا وہ تو آپ کو معلوم ہی خواجہ نے کہا کہ مین نے یہ عیاری کی یون جگہہ
بنکر آیا جو کچھ گذرا سب ظاہر ہی عیاری بگڑ گئی اُسکے بعد یہ عیاری کی وہ بھی بگڑی بالآخر مین نے سمندر کے عیار
کو بہت مار کھلوائی خوب اُسکے شاگردون سے مار کھوائی خوب اُنھون نے مارا اور بہت ذلیل کیا ہوا قران بہت ہنسے
خواجہ نے کہا کہ ای قران اب لشکر کو چلو قران نے کہا بہت خوب پس خواجہ و قران طرف دربار کے آگئے اور
اپنے لشکر کی طرف چلے اُنکو تو راہ مین چھوڑیے پہلے حال دربار سمندر کا سنیے کہ جب خواجہ وہان سے چلے آئے دربار
خالی ہوا سمندر نے کہا کہ خوب ہوا کہ یہ بلا گئی اُسنے تو اچھا اگر دیکھا ہی کیون گرداب آج تو بڑی خرابی ہوئی سننے
ہی گرداب نے کہا کہ مین کیا عرض کرون مین لاکھ لاکھ آپ کو سمجھاتا تھا مگر آپ کے خیال مین نہین آتا تھا مین کیا
کرتا جب عاجز ہوا تب مین نے کہا کہ آپ اوراق جمشیدی مین دیکھیے تاکہ آپ کو خیال ہو خیر میرے اس کہنے سے
آپ کو خیال تو آیا ورنہ میری جان جاتی سمندر نے کہا کہ اب بتاؤ کیا کیا جائے گرداب نے کہا کہ مین ضرور
عیاری کرکے اسیر کرونگا آپ اطمینان رکھین سمندر نے کہا کہ اچھا عشاق نہ طاقی نے کہا کہ مین تو جاتا
ہون اپنا ابر سحر لیکر آتا ہون اب مین اُن سب کو قتل و غارت کرکے آؤنگا میری نانی کی خبر رکھیے گا
سمندر نے کہا اچھا ابکی عشاق کے اُس مرتبہ سے زیادہ چوٹ آئی ہی وہ بہت برہم ہی اسیوقت
اپنے مقام پر سے اُٹھ کر [illegible] مین آیا اور محنت سے سحر تیار کرکے طرف اپنے مقام کے روانہ ہوا اسکے جانے

کے بعد سمندر نے حکم دیا کہ فلان مقام پر شعلہ کی سہری بچھوا دو اور اسقدر سپرہ چوکی مقرر کردو بموجب حکم سب
بندوبست ہوگیا جب یہ حکم سمندر روبرو سے چکا اور سہری اُسکی ملازم اٹھا کر لے گئے اُسکے بعد سمندر نے اہل دربار سے کہا
کہ مین دیکھتا ہون کہ عشتاق کو اپنے سحر پر بہت غرور ہے اسکو بڑا غرہ ہے سب نے کہا کہ بیشک آپ بجا فرماتے ہین اُسکی
تقریر سے ثابت ہوتا ہے اگر ایسا غرور کریگا تو خراب ہوگا سمندر نے کہا کہ دیکھنا کیسا خراب ہوگا ہم کو کیا یہ کہکر خاموش
ہوا کہ وہ لوگ آئے جو بال حکیم صاحب کا بحکم سمندر لینے کو گئے تھے اُنھون نے آکر عرض کیا کہ ہم وہان گئے جہان حکیم صاحب
کی قفس رکھی ہوئی تھی نہ ہم نے کلو کو دیکھا نہ کچھ بال پایا بلکہ کہار بھی بیٹھے ہوئے رو رہے تھے ہم یہ حال دیکھکر چلے
آئے سمندر نے کہا کہ آخر کیا ہوا وہ مال کون لے گیا گرداب نے کہا کہ جس طور سے عیار حکیم بنکر آیا تھا اسیطرح
کلو بھی کوئی عیار ہوگا جب یہان غل ہوا ہوگا کہ تم اچھے ہین حکیم صاحب نہین ہین وہ سب مال لیکر فرار کرگیا
سمندر نے کہا کہ اسقدر مال اور اُسکے ساتھ قفس بھی گرداب نے عرض کیا کہ آپ اسکو نہین سمجھ سکتے ہین یہ
عیار ہی کے طریقے ہین یہ کہکر گرداب نے عرض کیا کہ کسی کو روانہ کرکے حکیم صاحب کی تو خبر منگائیے کہ اُنپر کیا گذری
یہ سنکر گرداب نے کہا سب اہل دربار نے بھی گرداب کے قول کی تائید کی سمندر نے گرداب سے کہا کہ اے
گرداب تم ہی جاؤ بلکہ یہ پانچ ہزار روپیہ لیتے جاؤ میری طرف سے مزاج پرسی کرنا یہ روپیہ دینا نہ معلوم بیچارے
بچے کا پر کیا گذری کہ وہ ابھی تک نہین آیا سب نے کہا کہ جی ہان اُسکی خبر نہ معلوم ہوئی یہ کہکر سمندر نے دربار
برخاست کیا سب اپنی اپنی طرف گئے تمام لوگ اسی کا تذکرہ کرتے ہوئے چلے کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا ایک
نے کہا کہ کیا ذلیل کیا ہے عشتاق کو اور کیسا ذلیل کیا ہے گرداب کو یہ عیاری بڑے غضب کی کی تھی اسی طرح سے
ہر ایک باہم کلام کرتا تھا اور چلا جاتا تھا اپنے اپنے مکان پر ہر ایک پہونچا باطمینان تمام بیٹھے اُدھر سمندر داخل
محل ہوا گرداب جو دربار سے اُٹھا شاگردون کو رخصت کیا خود روپیہ لیکر حکیم صاحب کے مکان کی طرف چلا
راہ طے کرکے مکان پر پہونچا آواز دی کسی نے جواب نہ دیا بلکہ کلو بیٹھا ہوا تھا جب یہ بہت چلایا تب کلو نے کہا کہ
کون ہے اسنے کہا کہ مین ہون عیار بادشاہ گرداب نقب زن مجھکو بادشاہ نے بھیجا ہے حکیم صاحب کے پاس
آیا ہون کلو نے کہا کہ حکیم صاحب باہر گئے ہین گرداب نے کہا کہ کب کہا کہ آج صبح کو پوچھا کہ کب آئینگے کلو
نے کہا کہ یہ ہم کو نہین معلوم ہے کچھ کہکر نہین گئے تھے گرداب نے کہا کہ اچھا جب آئین تو اُن سے کہدینا کہ
گرداب آیا تھا کلو نے کہا کہ اچھا گرداب وہان سے وہ روپیہ لیکر چلا پھر خیال آیا کہ روپیہ تو بادشاہ نے
حکیم صاحب کو بھیجا ہے دیدو اگر واپس لیجاؤن بادشاہ یہ کہین کہ تم واپس کیون لائے اُنکے گھر مین دیدیا ہوتا اگر
حکیم صاحب نہ تھے تو کیا تھا [illegible] یہ خیال کرکے روپیہ لیکر پھر آیا اور کہا کہ کلو یہ روپیہ ہے لو بادشاہ نے
روپیہ بھیجا ہے کلو نے کھڑکی کھولکر جو دیکھا ایک ہمیان لگی تھی روپیہ لیا گرداب نے کہا کہ دروازہ کیون نہین
کھولتے ہو کہا کہ حکیم صاحب منع کرگئے ہین بس گرداب روپیہ دیکر چلا کہ حکیم صاحب کو خبر ہوئی کہ گرداب
عیار روپیہ دے گیا ہے بادشاہ نے بھیجا ہے حکیم صاحب بہت خوش ہوئے کلو نے جاکر روپیہ حکیم صاحب
کو دیا حکیم صاحب نے وہ روپیہ اُٹھا کر رکھا [illegible] سنئے بیان کیا ہے کہ یہان کی تو یہ حالت تھی
اُدھر لشکر اسلام کا حال [illegible] سنئے کہ یہان بادشاہ نے دربار کیا سب سردار حاضر دربار ہوئے اور
سب عیار بجز خواجہ و برق ثانی و ضرغام ثانی نہ آئے تو صاحبقران نے اہل دربار سے کہا کہ کل سے
نہ برق کا پتہ ہے نہ ضرغام کا نہ خواجہ کا [illegible] صاحب کہان گئے ہین سب نے عرض کیا کہ نہ معلوم
کہان گئے ہین معلوم یہ ہوتا ہے کہ انھون نے خیال کیا کہ لڑائی موقوف ہے کسی طرف نکل گئے ہون گے کہ
چالاک ثانی نے عرض کیا کہ پرسون خواجہ نے مجھکو طلب کرکے کہا تھا کہ اے چالاک ابھی تو لڑائی

ہو فرصت ہو ذرا میں شہر کی سیر کر آؤں تم یہاں کا بندوبست کر لینا وہ برسوں سے شہر کی سیر کو گئے ہیں صاحبقران نے
فرمایا کہ یہ امر ہے کچھ نہ کچھ عیاری ضرور کرینگے یہ فرما کر ادھر ادھر کی باتیں ہونے لگیں کہ قریب دوپہر کے برق ثانی
و ضرغام ثانی حاضر دربار ہوئے بادشاہ اور صاحبقران کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ کہاں گئے تھے کہا کہ کیا عرض کروں
استاد نے برسوں سب کو جمع کر کے کہا تھا ابھی تو لڑائی موقوف ہے ذرا میں شہر کی سیر کر آؤں چنانچہ وہ چلا گیا اکسا ثانی کو برائے
حفاظت لشکر چھوڑ گئے تھے ہم نے جو یہ سنا تو ہم بھی شہر کی سیر کو چلے گئے خوب سا سیر کی آج صبح کو دربار میں سمندر شاہ
کے گئے دربار خوب آراستہ ہے ہر طرح کا سامان ہے چنانچہ استاد بھی تھے کوئی عشتاق نہ طاقی ہے وہ اپنی نانی شعلہ جادو
کو برائے علاج لیکر آیا ہے وہ علیل ہے چنانچہ کوئی حاذق الحکمت ہیں انکو سمندر نے طلب کیا تھا استاد کسی صورت
سے انکی صورت بنا کر آئے بہت کچھ مال و اسباب پایا بڑی عزت ہوئی نبض وغیرہ دیکھی نسخے تجویز کیے سیکڑوں واسکے
نام سے مال لیا آج تو قریب ایک لاکھ سوا لاکھ روپیہ پایا ہے جو دوا بنا کر دی اس میں [illegible] تھا وہ اتنی بڑی
ساحرہ ہے کہ مری تو نہیں مگر حالت اسکی اچھی نہیں ہے مگر یہ عالم ہے کہ ہم تین سحر کی بنی ہوئی ہے اسنے [illegible]
وہ اون کا نام اور انکی تاثیر دریافت کرنے چاہتی تھی کہ استاد کو اسیر کریں مگر استاد کب ہاتھ آتے ہیں جب [illegible] کر
بھاگ گئے ہم اسی مقام پر موجود تھے کہ جب یہ واقعہ ہوا ہے وہ بیہوش ہو کر گر پڑی کہ بارگاہ میں تلاطم ہو گیا کہ
خواجہ حکیم صاحب کی صورت بنا کر آئے تھے پہچانے گئے کہا گیا ہے [illegible] باتیں دربار سے باہر [illegible]
باتیں سنتے ہیں سمندر نے کوششیں کیں لیکن کچھ نہ چلا آخر کو عاجز ہو کر اوراق جمشیدی دیکھے ہم تو باہر چلے
آئے تھے باہر سنا تھا کہ بیداروں میں تلاش ہو گئی کیونکہ [illegible] دی وہاں [illegible] خدمت گار دونوں تلاش کرنے
گئے خواجہ نے جست کر کے سمندر کا تاج لیا مشتاق وزیر کی مندیل عشتاق نہ طاقی کو ایسی لات ماری کہ وہ
کرسی پر سے گر پڑا ہم سب خبر پا باہر کھڑے ہوئے سن رہے تھے کہ ایک شور و غل ہوا کہ پکڑو پکڑو [illegible] خواجہ جست
کر کے باہر آئے درگاہ سالار نے روکا خواجہ نے اسکو طمانچہ مار کر بیہوش کیا خود کہا [illegible] پیچھے تھے سمندر کا
عیار بھی چلا تھا وہ آیا اور تلاش میں چلا جب ہم نے دیکھا کہ خواجہ دربار سے نکل کر چلے ہم بھی وہاں سے طرف
اپنے لشکر کے چلے ہم کو تو معلوم تھا کہ خواجہ دربار میں پہنچ گئے ہونگے یہاں جو آکر دیکھا تو خواجہ کو نہ پایا نہ معلوم
کدھر چلے گئے ہیں صاحبقران نے یہ سنکے فرمایا کہ وہ اور کسی طرف چلے گئے ہونگے آتے ہونگے خیر معلوم ہوا کہ انکو
یہ کارروائی کی ہے پس جب یہ اہل دربار کو معلوم ہوا کہ عشتاق نہ طاقی آیا ہے تو کیمہ اور سہراب اور ضرغام
اور اقاف نے صاحبقران سے عرض کیا کہ یہ بڑا ساحر ہے یہ ایسا ساحر ہے کہ [illegible] الوان [illegible] جو کہ علاوہ
نہ طاق میں فتراج ند یا انسے خوف نہ کیا بڑا مجرب ساحر ہے اسنے بارہ برس کی محنت میں ایک سحر تیار کیا ہے برق
نے عرض کیا کہ جی ہاں اس سے سمندر سے اقرار ہوا ہے کہ جب نانی اسکی اچھی ہو لیں گی تو میں اہل اسلام [illegible]
کرونگا اور ان سب پر اپنا سحر کرونگا خاتمہ کر دونگا سمندر نے کہا کہ اچھا اسی سبب سے سمندر نے [illegible] کوششیں
کر کے حکیم صاحب کو طلب کیا تھا ان سب نے کہا کہ وہ ایسا ہی ساحر ہے اگر انہوں نے سمندر سے اس امر کا اقرار
کیا ہے تو [illegible] ہوا اسکے سحر کا کوئی جواب دینے والا نہیں ہے سمندر خود اس سے دبتا ہے نہیں کر سکتا ہے اور
اگر اسکی نانی اچھی ہوئی وہ بڑی ساحرہ ہے دنیا بھر کے ساحروں کی بڑی ہوئی ہے دراصل سحر مجسم ہے آپ
نے برق وغیرہ کی زبانی سماعت فرمایا کہ مرتی نہیں اور کوئی حالت اچھی نہیں ہے اس پر یہ حال ہے کہ ایسا
قالو ہیں ہے کہ جسمیں بہتر کو چند یا دریافت کر لیا اسنے جواب دیا کہ ایسی ساحرہ سے [illegible] صاحبقران نے
فرمایا کہ خدا سب سے بزرگ ہے تم کو کوئی خوف نہیں ہے بہ ارادہ کرتے حافظ اور مالک ہے [illegible] و دشمن
اگر قوت [illegible] نگہبان قوی تر ہے [illegible] کیا ضرور ہے کہ ہم خوف کریں کوئی نہ کوئی اسکے قتل کا سامان ہو جائیگا

غیب سے پیدا ہوگا وہ خالق ہے حق کسی نے کسی کو پیدا نہ فرمایا ہوگا کہ وہ اسکو قتل کریگا ہوئی دوسرا سامان کریگا پیش از مرگ
واویلا کرنے سے کیا حاصل اگر وہ ابر سحر لیکر آئیگا تو کوئی ایسی برق غضب اُس پر گریگی کہ وہ مع ابر سحر کے خاک
سیاہ ہوگا پھر حسرت اُسکے دل میں باقی رہیگی کہ میں نے لشکر اسلام کا خاتمہ نہ کیا اگر ہماری قضا اُسکے ہاتھ سے آئی ہے
اور موت ہم کو یہاں لیکر آئی ہے تو ہم کیا کرسکتے ہیں کوئی ہمارا زور نہیں ہے ہم بالکل مجبور و ناچار ہیں موت سے
کہاں بچ کر جائینگے وہ تو ہر مقام پر آسکتی ہے جب کہ بڑے بڑے نبی اور ولی بھی نہ بچ سکے تو ہم کیا ہیں جنکے لیے
زمین و آسمان خلق ہوا ہے جو باعث ایجاد عالم و نبی آدم ہیں جب وہ اس امر سے نہیں محفوظ ہیں تو ہم کیا ہیں
بس جب کہ یہ امر بالکل ظاہر ہے تو اس امر سے خوف کرنا کہ بہت زبردست ساحر ہے اور وہ ساحرہ زبردست تھا
ہم مرنے والے کے نزدیک سب ایک ہے خواہ زبردست ہو خواہ زیردست بس جیسی وہ ہم پر ڈالیگا ہم برداشت
کرینگے کوئی خوف نہیں ہے اگر آیا ہے تو آنے دو ہماری قضا نہیں ہے تو ہمارا کچھ نہیں کرسکتا ہے ایک موی تن بھی نہ
کم کرسکیگا اگر قضا ہے اُس پر کیا منحصر ایک طفل شیرخوار ہمارے لیے کافی ہے کسی شاعر کا شعر ہے شعر روز یکہ قضا
باشد در روز یکہ قضا نیست ۔ روز یکہ قضا نیست در و مرگ روا نیست ۔ بس اس امر سے کیا خوف ہے سب نے
عرض کیا کہ ہم نے اس خیال سے نہیں عرض کیا ہے کہ ہم کو موت سے اندیشہ ہے بلکہ جو امر تھا ہم نے اس کو
بطور ذکر کے عرض کیا صاحبقران نے فرمایا کہ میں نہیں کہتا ہوں کہ آپ لوگوں نے کسی خوف کے سبب
سے بیان فرمایا بلکہ اُسکی حالت بیان کی ہے تو خوب امر کیا کہ ایسا امر سے آگاہ کردیا کہ حالت غفلت میں
تو نہ دھوکا اُٹھائیں اپنے بچنے کی تدبیر کریں بچانا نہ بچانا اُسکے اختیار میں ہے اپنے حفاظت کی فکر و ذکر لازم
و واجب ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ تم کوشش میں کرو اُسکے پورا کرنے کا ہم کو اختیار ہے پس ہر ایک کو اپنی حفاظت
لازم ہے سب نے عرض کیا کہ اسی خیال سے ہم نے خدمت والا میں عرض کیا کہ بعد کو یہ الزام ہو کہ ایک امر
سے واقف تھے پھر ہم کو خبر نہ کی صاحبقران نے فرمایا کہ آپ لوگوں نے خوب کیا یہ امر تو دانائی کے خلاف نہ
تھا بلکہ دوستی اور خیر خواہی کے مرتبہ پر ہے یہ فرما کر خاموش ہو رہے سب اہل دربار خاموش بیٹھے ہیں
سب کو یہ فکر ہے کہ خواجہ کہاں چلے گئے ہیں آج بادشاہ نے دربار برخاست نہ فرمایا ہے اسی دلو سے آراستہ
ہے سب متفکر بیٹھے ہیں کہ ایک مرتبہ دربار گاہ سے خواجہ و قران نظر آئے کیونکہ یہ سب مال و اسباب قران
سے لیکر نذر زنبیل کر کے طرف لشکر کے روانہ ہوئے تھے قران سے اقرار کیا تھا کہ آج کی خدمت اور اُس روز
کی محنت کا وہ جو تم نے میری جان بچائی تھی تم کو آج صلہ دونگا سب کے روبرو تاکہ اور عیار حسد
کریں بدیں سبب قران بھی ہمراہ تھے جب داخل بارگاہ ہوئے تھے تو قران سے کہا تھا کہ میں
کہونگا کہ مجکو کچھ نہیں ملا برق و ضرغام وہاں موجود تھے انھوں نے سب حالت دیکھی ہے تو وہ ضرور
کہیں گے کہ ملا کیوں نہیں یہ ملا وہ ملا خلعت پایا انقدر روپیہ پایا اُس وقت میں جواب دونگا کہ جو کچھ ملا تھا
جب یہ ظاہر ہوا کہ میں خواجہ عیار ہوں حکیم صاحب نہیں ہوں شمشاد رنے سب ضبط کرالیا ایک حبہ تک
نہ چھوڑا انھیں قران کو واہ ہیں انھیں کے پاس تھا یہ کیا کرسکتے تھے شہنشاہ سے تم کہنا کہ خواجہ سچ کہتے ہیں
قران نے جواب دیا کہ بہت خوب یہ امر قران کو سمجھا کر اپنے تئیں منہ بنائے ہوئے ایک عالم یاس جیسے کوئی
کسی صدمہ میں مبتلا ہوتا ہے مغموم صورت منہ پر گرد کلفت عجیب حالت تھا یہ جو حال سب نے دیکھا اپنے
اپنے دل میں کہا کہ نہ معلوم کیا ہے جو خواجہ اس صورت سے آئے ہیں انکو تو خوش آنا تھا کیونکہ بڑا
مال لائے ہیں برق اور ضرغام کے روبرو اہل دربار تو یہ خیال کر رہے ہیں کہ خواجہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھے
مگر سر جھکائے ہوئے نہ کسی سے کچھ کلام کیا نہ کسی طرف دیکھا اُدھر بادشاہ صاحبقران کو سلام

یہ صرف انکی چشم نمائی کے لیے ہے نہ کہ اُنکے قتل کرنے کے لیے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ وہ تو جسکو پاتے ہیں قتل کرتے ہیں یہ
اُنکا فعل ہے وہ تو بر خلاف ہیں بس جن جن لوگوں کی موت اُنکے ہاتھ سے ہے اور جن جن لوگوں نے دنیا پر گناہ کیے
ہیں اُنکو خداوند نادیدہ خدا کی پرستش کرنے والوں کے ہاتھ سے قتل کرا کے اپنے پاس بلاتے ہیں تاکہ اُن کو
وہاں کوئی سزا نہ ملے وہ پاک و صاف دنیا سے جاتے ہیں تاکہ جو اور وہاں بیٹھے ہیں اُنسے کوئی گناہ نہیں ہوا
ہے وہ چین سے بسر کرتے ہیں اُنکی نظروں میں نہ تحقیر ہوں کہ وہ باہم ہنساکریں کہ انھوں نے دنیا پر گناہ
کیے تھے اُسکی سزا انکو دیجاتی ہے نہیں یہ لوگ اسوقت تخفیف ہونگے یہ جو سمندر نے کہا کہ آپ بجا ارشاد
کرتے ہیں کیوں نہ ہوں یہ سوں خداوند کی خدمت کی ہے بڑے مرتبہ سے فائز رہے ہیں آپکا کوئی مقابلہ کر سکتا
ہے سمندر نے کہا کہ میں کسی غرور سے سب سے نہیں کہتا ہوں بلکہ جو میں نے سُنا ہے اور جو میرا خیال ہے
اُسکے موافق کہتا ہوں میں تو مشتاق سے ملکر پہنچا یا اگر میں یہ جانتا تو کسی امر کا اقرار نہ کرتا کہ میں تمھاری
نانی کا علاج کرا دونگا نہ اہل اسلام کی شکایت کرتا مجکو یہ خیال تھا کہ جو میں کہونگا یہ اُسپر عمل کریگا ایسا
خود سر نہ ہوگا کیونکہ میرے گھر پر آیا ہے مجکو اسکی خاطر زیبا ہے یہ میری خاطر کریگا میں نے خیال کیا تھا کہ جب اسکی
نانی اچھی ہو جائیگی اور یہ مجھ سے کہیگا کہ میں جاتا ہوں اب تم پہلے اُسپر اہل اسلام سے مقابلہ کرتا ہوں تو یہ
جواب دونگا کہ ابھی تم جاؤ جب تمکو ضرورت ہوگی اور میں اُنکے مقابلہ سے عاجز ہونگا اُسوقت تم کو برائے
کمک طلب کرونگا یہ میرے اس کہنے سے چلا جاتا پھر کون طلب کرتا ایسے کم ظرف کا احسان لیتا خواہ میں
اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوتا خواہ وہ میرے ہاتھ سے مگر خرابی یہ ہوئی کہ اُسپر عیاران اسلام نے
عیاریاں کیں اُسکی نانی کے قتل کے در پے ہوا اسکو اسپر غصہ آیا اُسپر یہ ہوا کہ اُسکو ہمدرد بار ذلیل کیا
دوم مرتبہ اُسکو کرسی پر سے الٹا مار کر گرا دیا اب وہ برہم ہو گیا اُسنے اسکی بھی راہ نہ دیکھی کہ اُسکی نانی اچھی
ہوئے وہ ابر سحر لینے کو چلا گیا اور جو تقریر اُسنے کی وہ مجکو از حد ناگوار ہوئی مگر میں نے بدین سبب اُسکا
جواب نہ دیا کہ ایک تو وہ میرے گھر پر آیا ہے دوسرے ساحر زبردست ہے اگر میں کچھ جواب دوں اُسکو ناگوار
ہو وہ جواب دے میرے ناگوار ہو زبانی تقریر ہونے لگے یہاں تک کہ مجادلہ اور مقابلہ کی نوبت آ جائے
ایک تو اہل اسلام سے مقابلہ ہو رہا ہے دوسرے اُس سے ہو یہ مقابلہ برابر کا ہے گو اپنا اہل اسلام سے بھی
برابر کا مقابلہ ہو گیا ہے کیونکہ اُنکے پاس بھی ساحر ہو گئے ہیں سب زبردست ہیں مریخ آفتاب علم گوہر کیسہ
آفاق جب ساحر نہ تھے تو انھوں نے کس قدر درہم برہم کیا اور کن کن ملکوں پر قبضہ کر لیا اور کیسے کیسے
ساحر زبردست قتل کیے نہ کہ اب تو اُنکے پاس بھی ساحروں کا لشکر ہے بس یہ خیال کر کے میں نے اُسکی تقریر
کا کچھ جواب نہ دیا خاموش بمثل شربت کے گھونٹ کے پی گیا اور سُنا کیا آخر اُسکا یہ انجام ہوا میں مجبور
ہوں کیا کروں سوائے اسکے کہ جو وہ کرے اُسکو تنہا دیکھا کروں کوئی میرا بس نہیں ہے میں اُس سے اس
امر کو کہکر پشیمان ہوا اب کوئی بس میرا نہیں ہے سوائے اسکے کہ اُس سے مقابلہ کروں جب میں اُس
مقابلہ کرونگا وہ بھی ضرور مقابلہ کریگا کیونکہ جب وہ خداوند سے مقابلہ کرنے پر موجود ہے تو میری کیا اصل
ہے بس اس سے خاموشی بہتر ہے جب خداوند دریافت کرینگے جو سُنا ہے عرض کرونگا جب وقت ہوگا جواب دیا جائیگا
یہ جو سمندر نے کہا اہل دربار نے کہا کہ آپ اس امر میں واقعی ناچار ہیں کیونکہ کوئی آپ اُس سے خواہش
نہ کی تھی بلکہ بطور تذکرہ ذکر کیا تھا جب وہ کمک پر آمادہ ہوئے اور عیاروں کے ہاتھ سے جو
ذلت اُنکی ہوئی اُسنے اُنکے مزاج کو افروختہ کر دیا اور وہ ہے سبب اس کرشمہ کا ہوا بس آپکے
پاس بھی جواب موجود ہے جب آپ سے خداوند اس امر میں دریافت کریں آپ یہی فرما دیجیئے گا

کہ مین نے کوئی انکو کمک کے لیے نہین طلب کیا تھا بلکہ اور سب لوگو مین نے ناحق تحریر کیے انکو تو نامہ
بھی نہ تحریر کیا کیونکہ مین تو جانتا تھا کہ وہ خود سر ہین مگر اسکو مین کیا کرون کہ وہ اپنی نانی کے علاج کو آئے
عیارون نے انکو پریشان کیا اُس غصہ مین اُنھون نے یہ امر کیا بلکہ مین نے منع کیا اُنھون نے نہ مانا اگر
زیادہ کہتا وہ مجھ سے مقابلہ پر آمادہ ہوتے جب کہ وہ آپ سے نہین دبتے ہین تو مین کیا چیز ہون یقین ہے کہ
خداوند اس جواب سے پھر ایسے ناخوش ہونگے سمندر نے کہا کہ ہان سوا اسکے اور کیا جواب ہے مگر مجھکو
بڑا افسوس ہے اہل دربار نے کہا کہ پھر کیا کیجیے آپ کا کیا بس ہے سمندر نے یہ سنکے کہا کہ کیا کرون مین چاہتا
ہون کسی صورت سے یہ لوگ یہان سے چلے جائین تاکہ انکی جانین تو بچین اہل دربار نے جواب دیا کہ
یہ تو مٹنے امید نہ رکھیے گا بلکہ وہ اُس سے بھی مقابلہ کرینگے اور جہان تک ممکن ہوگا اُسکے قتل کی کوششین
کرینگے یہی تو خرابی ہے کہ وہ لوگ جس امر کا قصد کرتے ہین اپنے ابتدا قدم ہین پھر اُس سے نہین پھرتے
ہین چاہے جان جاتی رہے وہ لوگ اپنے قول کے دھنی ہین آپ نے اکثر کہا ہین اسکے زوال کی بلا خطر
فرمائین ہونی سمندر نے کہا کہ یہ تو سب درست ہے مگر انسان کو لازم ہے کہ کسی مقام پر انجام کو دیکھے کہ
اس امر کا انجام کیا ہے بقول شاعر شعر چاہے مرکب نادان ناخلف * کہ جا بامیر یابد اندافتن * اہل دربار
نے کہا کہ اس امر کو وہ کیا کرین کہ حریف سے خوف سے ہٹنا وہ عیب جانتے ہین یہ امر انکے طریقہ مین عیب
ہے سمندر نے جواب دیا کہ انکا اقبال یہان آکر ساتھ ادبار کے بدل گیا کہ جب تو ایسا شخص بدون بلائے
آیا اُس پر یہ ہوا کہ عیارون کے ہاتھ سے ذلیل ہوا اشملاق وزیر بیٹھا ہوا یہ تقریر سنا کیا کچھ نہ بولا جب
اُسنے دیکھا کہ تقریر کو طول ہوتا ہے ایک مرتبہ برہم ہوکر کہنے لگا کہ یہ بیکار کی قیل و قال اور افسوس ہے جب
وہ ہمارے دشمن ہین اور ہمارے قتل پر آمادہ ہین تو ہم کو کیا ضرور ہے کہ ہم انکی خیر خواہی اور بہتری کی تدبیر کرین
جو آگ کھائے گا وہ انگارے ضرور ہگے گا دشمن کے مرنے کا کبھی افسوس نہ کرے بلکہ جہان تک ممکن ہو اُسکے
زک دینے اور قتل کرنے کی صورت نکالے اور قتل کرے مین تو یہ جانتا ہون اُسکا افسوس کیا ہے بلکہ اچھا
ہے کہ ہم ایک امر سے نجات پاتے ہین اس امر سے محفوظ رہتے ہین کہ یہ جو ہر وقت کی فکر ہے کہ کس لشکر کو مقابلہ
کے لیے روانہ کرین کس کو اُسکے مقابلہ بھیجین یا یہ جو خون ہوتے ہین ہزارون کے اس کی مقابلہ سے جان
پہنچتی ہے ہر وقت کی کاوش جاتی ہے دوسرے مقابلہ کرنے مین یہ بھی نقصان ہے کہ ہمارا لشکر بھی کام آتا ہے ہمارا زور و
قوت کم ہوتا ہے اگر فرض کر لیا جاسے کہ ہم ہی ظفریاب ہوئے مگر اُس حالت مین کہ ہمارا نصف لشکر رہا کیا اُسوقت
جو کہ ہمارے مخالف ہین اور وہ ہمیشہ سے اس امید پر ہین کہ انکی قوت کم ہو تو ہم ان پر لشکر کشی کرین جیسے کہ
اسفندیار جادو ہے کہ آپ لوگون نے اُس دن کی تقریر اُسکی سُنی تھی اور جو حرکت اُسنے کی تھی دیکھی تھی اُسکو
ایک موقع ملے کہ وہ لشکر کشی کرکے آئے پھر یہ لوگ ہم پلہ ہین اُسنے ور ادقات ہے مقابلہ کرنا نہ معلوم کیسی
بنے کیسی نہ بنے دوسرے اہل اسلام سے بھی مقابلہ مین یہی گمان کرنا زیبا ہے کہ جنگ دو سردار اگر انکی
ظفر ہو تو اُسوقت یہ افسوس ہو کہ کیون تم نے نہ کوشش کی اب ایسی حالت مین جبکہ نہ اپنا کچھ [illegible]
ہوتا ہے نہ اپنے لشکر کو مقابلہ کرنا پڑتا ہے پھر ہم کیون پہلو تہی کرین اور ایک شخص کو شریک کرین تمام دنیا کے
جھگڑو سے جان بچتی ہے سب بلاؤن سے نجات ملتی ہے تو کیا ضرور ہے کہ ہم خواہ مخواہ کو اپنے سر درد سر
مول لین یہ بالکل خلاف عقل و دانائی ہے اشملاق نے یہ تقریر اس طور سے کی کہ پھر کسی نے جواب
نہ دیا گو سب کے سب خلاف تھے مگر اسکا سبب یہ تھا کہ وہ بادشاہ کے منھ زیادہ چڑھا ہوا ہے سمندر
اُسکے کہنے کو زیادہ مانتا ہے سب نے خیال کیا کہ اگر ہم نے اسکی تردید مین کچھ کہا شاید بادشاہ کو ناگوار ہو

کیونکہ بادشاہ نے خود اُسکی تقریر کا کوئی جواب نہیں دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کچھ میلان بادشاہ کا اُسکی تقریر کی
طرف ہے پس سب خاموش رہے شملاق بھی یہ تقریر کرکے خاموش ہو رہا مگر اپنے دل میں کہنے لگا کہ میں نے
وہ تقریر کی نہ بادشاہ نے اُسکی تردید کی نہ دیگر اہل دربار نے جو کہ بڑی دیر سے بیکار کی تقریر کر رہے تھے
کہ جسکا نہ کچھ سر تھا نہ پیر یوں ہو گا یوں ہو گا میں نے سب کو بند کر دیا یہ خیال کرکے اپنی چرب زبانی کا قائل ہوا
مثل خیبر سلام بہائم سے بھول گیا مونچھوں پر تاؤ دینے لگا اپنے مقام پر بیٹھا ہوا مثل مار سر بریدہ کے بل کرنے لگا
ہر ایک کی طرف دیکھ کر مسکرایا مگر کسی نے بھی خیال نہ کیا کہ یہ کیا بیہودہ بکتا ہے سب نے اس خیال سے کہ ایسے
باتی کے منہ کون لگے جو کہ اپنی حقیقت کو تھوڑے سے عرصے میں بھول جائے اور یہ خیال کرے کہ ہم چنین
دیگرے نیست یہاں تو یہ تقریر ہو رہی ہے اور یہ دربار کا رنگ ہے کہ ایک مرتبہ ہوا سے تند کا جھونکا آیا مگر
گرم اور کچھ ابر سحر کے آثار نمودار ہوئے کسی ساحر کی آمد معلوم ہوئی اہل دربار نے سمندر سے عرض کیا کہ کوئی
ساحر آتا ہے خواہ عشاق نہ طاقی ہوں خواہ کوئی اور سمندر نے کچھ جواب نہ دیا کہ وہ ابر آہستہ [illegible] میں آکر
صحن ایوان پر قائم ہوا اس سے ایک تخت ظاہر ہوا یہاں تک کہ جب وہ تخت قریب اترا تو سب نے پہچانا
کہ عشاق نہ طاقی ہیں ایک لنگ سا کمر سے کا باندھے ہوئے ایک کرتہ پہنے ہوئے ایک [illegible] لئے ہوئے
تخت پر بیٹھا ہے یہ دیکھا سمندر اٹھ کھڑا ہوا تا ایوان اُسکے استقبال کو آیا وہ تخت پر سے اترا اگر سمندر کا ہاتھ
پکڑ لیا سمندر نے اُسکے سب اہل دربار اٹھ کھڑے ہوئے سمندر اُسکی تعظیم کرکے لایا آپ
تخت پر بیٹھا جو کرسی اُسکی برابر تخت کے بچھی ہوئی تھی جس پر وہ اکثر دربار میں بیٹھتا تھا وہ بیٹھا سب اہل دربار
اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے جب سب بیٹھ گئے اُسوقت سمندر نے عشاق نہ طاقی کی مزاج پرسی کی کہا کہ
اچھے رہے اُسنے سمندر کی کسی بات کا جواب بھی نہ دیا بلکہ یہ کہا کہ بتائیے کہ نانی اماں تو اچھی ہیں کسی قسم کا
اُنکو ضرر تو نہیں ہوا نہ کسی قسم کی تکلیف پہونچی مرض میں کمی ہے یا زیادتی ہے یا اُسی طور پر ہے سمندر نے کہا
کہ کمی ہے نہ زیادتی اُسی طور پر ہیں نہ کوئی میں نے اپنے امکان بھر اُنکو تقویت دی میں اُنکی دن میں دو مرتبہ
خبر لیتا تھا یہ سنکے اُسنے کہا کہ یہ بتائیے کہ لشکر اسلام اُسی طور سے اترا ہوا ہے یا میرے جانے کی خبر سنکے کہیں
ابر سحر لینے گیا ہوں کوچ کر گیا سمندر نے کہا کہ نہیں وہ اپنے مقام پر فروکش ہیں اُنکو اسکی کیا خبر کہ آپ ابر سحر
لینے گئے ہیں عشاق نے کہا کہ میں نے خواجہ سے روبرو جبکہ وہ گرداب کی صورت بنے ہوئے تھے
کہا تھا کہ میں ابر سحر لا کر سب کو جلا دونگا انھوں نے ضرور جا کر کہا ہوگا سمندر نے کہا کہ کہا ہو یا نہ کہا ہو
مگر وہ لوگ اُسی طور سے مع لشکر کے اترے ہوئے ہیں انہیں تو ذرا بھی انتشار نہیں ہے عشاق نے
کہا کہ کل اُنکو حال معلوم ہوگا رہنے دیجیئے یہ کہکر کہا کہ اب آپ ایک نامہ بنام گرداب شاہ وغیرہ تحریر
فرمائیے کہ وہ آج شب کو طبل جنگ بجوا دیں صبح کو میدان میں جا کر صف آرا ہوں میں یہاں سے ابر سحر لیکر
پہونچونگا بس سب کو قتل کرونگا یہ امر اس غرض سے ہے تاکہ وہ سب لوگ ایک مقام پر جمع ہوں کوئی
متفرق نہ ہو بلکہ آپ بھی تشریف لے چلیں تماشہ ملاحظہ فرمائیں سمندر نے کہا کہ مجھکو تو معاف فرمائیے
میں تو نہ جاؤنگا ہاں نامہ بنام گرداب وغیرہ تحریر کئے دیتا ہوں کہ وہ طبل جنگ بجوا کر صبح کو صف آرا
ہوں اور یہ بھی تحریر کئے دیتا ہوں کہ تم کو مناسب ہے کہ تاخیر نہ کرنا ہمارے ایک دوست بلکہ عزیز قریب آکر مقابلہ
کرینگے ایک پل میں تمام اہل اسلام کا خاتمہ کر دینگے عشاق نے کہا کہ یہ امر بہت مناسب ہے بلکہ یہ
تحریر فرما دیجئے کہ وہ اہل اسلام کو اس امر سے آگاہ کریں ایک نامہ اس مضمون کا تحریر کرکے روانہ
کردیں کہ اگر تم لوگ اپنے جان کی حفاظت چاہتے ہو تو آکر سمندر شاہ کی اطاعت کرو خدا پرستی سے باز آؤ

ورنہ یہ خیال کرو ایک کو بھی میں زندہ نہ چھوڑونگا عشاق نہ طاقی نہ طاق سے آیا ہی وہ ایک جنبش لب میں تمام
لشکر کو تباہ کر دیگا خاک میں جلا کر ملا دیگا تم میں سے ایک زندہ نرہیگا اُسنے وہ سحر طیار کیا ہی کہ جو آج تک
کسی ساحر نے نہ طیار کیا ہوگا اُسکا رد کرنا کوئی نہیں جانتا ہی یہ نہ خیال کرنا کہ میرے لشکر میں ساحر ہیں
وہ اُسکے روبرو طفل مکتب ہیں نہ یہ تصور کرنا کہ ہم لوگ کرودون ہیں اُس سحر کے روبرو ہم دنیا کچھ نہیں ہی
اگر وہ چاہے تو تمام دنیا کو ایک پل میں مٹادے یہ امر نہ خیال کرنا کہ ہم مثل قسیم اور تسنیم کے اُسکو بھی قتل
کرینگے وہ ہم سے مقابلہ بھی نہ کریگا آتے ہی اپنا یہ سحر گرا دیگا بس مناسب یہ ہی کہ غاشیہ اطاعت کو دوش
پر رکھکر مثل غلامان حلقہ بگوش کے حاضر خدمت ہو اور سمندر شاہ کی فرمانبرداری پر کمر کسو خداوند لقا
کو اپنا خدا جانو خدائے نادیدہ کی بندگی ترک کرو دوسرا امر یہ ہی کہ وہ جو عیار تمھارے لشکر میں خواجہ نام ہی
اُسکو گرفتار کرکے روانہ کرو کہ اُسنے عشاق کو بہت پریشان کیا ہی یہ سارا غصہ اُنکو اُسی کے سبب سے
آیا ہی ورنہ اُنکو کیا غرض تھی اُسنے بہت حرکت بیجا کی کہ اُنکی نانی کی قتل کا درپے ہوا اور اُنکو سر دربار
ذلیل کیا ہی وہ اُسکے خون کے پیاسے ہیں اگر وہ مل جائے تو وہ اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کریں اُنکو اُسکے
حال پر رحم نہ آئے تمھارے حق میں یہی دو امر بہتر ہیں کہ ایک تو سمندر شاہ کی اطاعت کرو دوسرے اُس
دردمار یا کے گردن کو گرفتار کرکے روانہ کرو اگر انمیں سے تم ایک بھی قبول کروگے دوسرا نہ قبول کروگے تب بھی
تمھاری جان نہ بچیگی جب تک دونوں امر نہ قبول کروگے شاید تم یہ خیال کرو کہ ہم اطاعت کرلیں خداوند
تصویر کو سجدہ کریں خواجہ کو نہ دیں تو یہ نہ ہوگا خواجہ کو ضرور دینا ہوگا یا یہ خیال کرو کہ خواجہ کو گرفتار کرکے
دیں اور اطاعت نہ کریں یہ بھی غیر ممکن ہی دونوں امر قبول کرنا ہونگے ورنہ اور کوئی صورت تمھارے جان
بچنے کی نظر نہیں آتی ہی اگر یہ دونوں امر منظور خاطر ہوں تو کل بوقت سحر دست بستہ حاضر ہو ورنہ آمادہ
قضا اور نظر موت ہوکر میدان میں آؤ کیونکہ عشاق نہ طاقی کل تم سے عدول حکمی اور لشکر کشی اور اپنی
ذلت کا جو کہ سر دربار اُسکو تمھارے عیار کے ہاتھ سے پہونچی عوض لینگے اور تم سب کو ایک پل میں
خاک سیاہ کرینگے آیندہ تم کو اختیار ہی زیادہ والسلام یہ مضمون اُس نامہ کا ہو جو کہ بنام اہل اسلام
لکھا جائے سمندر نے اُسی وقت دبیر کو حکم دیا کہ ایک حکم نامہ بنام گرداب شاہ وغیرہ تحریر کیا جائے اُنکو
یہ حکم ہو کہ ہم نے یہ جو مضمون تحریر کرکے تم کو روانہ کیا ہی اُسکو دوسرے کاغذ پر صاف کرکے لشکر اسلام
میں روانہ کرو اور اُسکا جواب اُنسے طلب کرو اگر وہ لوگ اُسکے مضمون پر عمل کریں اور ہماری اطاعت
قبول کریں ترک اسلام کریں اور خواجہ کو گرفتار کرکے دینے پر آمادہ ہوں تو کل تم اُن سب کو ہمراہ لیکر
اور خواجہ کو جو وہ اسیر کرکے دیں تو اس حالت سے خواجہ کو لیکر کہ نصف منہ کالا ہوا اور نصف لال ایک
خر بے دُم پر سوار کرکے ایک منادی یہ ندا کرتا ہوا آگے آگے کہ جو شاہوں کے ساتھ بے ادبی کرے
اُسکی یہ سزا ہی لاؤ اور نیز اہل اسلام کو بھی اپنے ہمراہ لاؤ تاکہ اُنکے قصور معاف کیے جائیں اگر وہ لوگ
اس تحریر پر عمل نہ کریں یا اسکی ایک شرط منظور کریں ایک نہ کریں تو تم اُس حالت میں طبل جنگ بجوانا
اور صبح کو میدان جنگ میں نکلکر صف آرا ہونا تم کو مقابلہ نہ کرنا ہوگا بلکہ عشاق نہ طاقی ہمارے بہت
بڑے دوست اور عزیز آکر مقابلہ کرینگے ایک پل میں سب کو خاک سیاہ اور سب کا خاتمہ کر دینگے تم کو
کوئی زحمت نہ ہوگی صرف صف آرائی کی تو تکلیف ہوگی تم کو یہ تحریر کیا جاتا ہی کہ جب تک وہ دونوں
شرطیں یعنے ترک مذہب اسلام و اطاعت میری اور سجدہ خداوند تصویر کا و خواجہ کو اسیر کرکے دینا نہ
منظور کریں اُس وقت تک تم طبل جنگ بجوانے میں کوتاہی نہ کرنا ضرور طبل جنگ بجوانا اگر منظور کرلیں

کے فرو کشش ہی علاج ہو رہا ہی طریقہ یہ ہی کہ ساتون بادشاہ ایک مقام پر دربار کرتے ہین یعنی گرداسپ حباب
سیلاب بلکہ زعفران بلکہ چندر رتن بلکہ بادہ تن کی بارگاہ مین دربار ہوتا ہی جب دربار برخاست
ہوتا ہی سب اپنے اپنے خیمون کو چلے جاتے ہین ان سبھون کا دربار الگ الگ ہوتا ہی اور جو کام ہوتا ہی
سب کی رائے سے ہوتا ہی جب ساتون کی رائے ایک ہو لیتی ہین تب کام کیا جاتا ہی پس اسی طرح سے دربار
آراستہ ہی ساتون بادشاہون کے سردار حاضر دربار ہین بادشاہ تختون پر بیٹھے ہوئے ہین گرداسپ نے
حباب سے کہا کہ ابھی تک ہمارے لشکر کے زخمی نہ اچھے ہوئے کہ مقابلہ کرتے سمندر شاہ فرماتے
ہوتے تھے کہ یہ لوگ جا کر بطور سے کوئی مقابلہ نہ کیا تو اس بہانہ سے گئے تھے بالکل جا کر خاموش ہو رہے
جراحون کو تاکید کی جائے کہ وہ بہت جلد علاج کرین یہ کہا کہ اتنے دن لگا دیے حباب شاہ نے کہا
کہ در اصل بہت حصہ ہوا ہر ایک نے اپنے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ تاکید کرو کہ جراح علاج مین جلدی کرین
دیر کیون لگائی ہی انھون نے عرض کیا کہ بہت خوب ابھی آج ہی حکم والا سے انکو آگاہ کیا جائیگا یہان یہ تدبیر
ہو رہی تھی ہر ایک بادشاہ اپنے وزیر کو حکم دے رہا تھا کہ پرچہ نویس نے حاضر ہو کر پرچہ اخبار پیش کیا
اس مین خواجہ کی عیاریون کا حال اور عشاق کا اپنی نانی کو لیکر برائے علاج آنا اور خواجہ کے ہاتھ
سے ذلیل ہو کر اپنا ابر سحر لیتے جانا تحریر تھا یہ حال دیکھکر ہر ایک بادشاہ بہت حیران ہوا اور باہم کہا کہ کیا
غضب کا عیار ہی کہ ایک مرتبہ تو کچھ صاحب کی صورت بنکر آیا ظاہر ہوا پھر عیار کی صورت پر آیا اور خوب
اسکو ذلیل کیا بار کھلوائی ایسا شعبدہ ہے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ ہم کو بھی ذلیل کرے اور پھر باعلان
سب کے ساتھی نکلا چلا گیا کوئی کچھ نہ کر سکا مگر ہم کو معلوم ہوتا ہی کہ اب خاتمہ ہی کہ عشاق شرطاقی کو
ذلیل کیا ہی وہ اپنا ابر سحر لیتے گو گیا ہی یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی اسنے سواے سجدہ کرانے کے اور کسی
قسم کی خداوند کی اطاعت نہین کی ہی اسنے یہ سحر بارہ برس کی محنت مین طیار کیا ہی پس ضرور وہ آکر
خاتمہ کریگا یہ انجام ہوا اس ذلیل کرنے کا وہ ہرگز نہ رہا جاتا کریگا سب نے کہا کہ یہ تو ضرور ہی ہم کو کیا
جو جیسا کریگا ویسا پائیگا ہم کو جو حکم ملا ہی ہم اسکی تعمیل کو موجود ہین اور جو حکم ہوگا اس پر عمل کرینگے یہان یہ تقریر
ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ زمین شق ہوئی صحن بارگاہ کی اس سے کچھ شعلے پہلے نکلے اسکے بعد ایک ساحر
پیدا ہوا کہ جس کی صورت دیکھکر سب ڈر گئے خاموش بیٹھے رہے کہ وہ ساحر نکل کر وسط دربار
کے چلا دربار مین آکر کہنے لگا کہ میں نامہ دار سمندر شاہ تمہارے نام نامہ لایا ہون یہ اس صدا سے اور
ہیبت سے کہا کہ سب خوفزدہ ہوئے گرداسپ نے فوراً کرسی اسکے لیے روبرو بچھوادی اس سے
کہا کہ آپ تشریف رکھین وہ کرسی پر بیٹھ گیا ایسا مغرور تھا کہ نہ کسی کو سلام کیا نہ مجرا اپنے غرور مین
آپ اٹھا جاتا ہی جب بیٹھ چکا گرداسپ نے کہا کہ کدھر تشریف لانا ہوا کیون سرفراز فرمایا اسنے برہم ہو کر
جواب دیا کہ کیا تم نے نہین سنا مین نے پہلے کہا تھا کہ میں نامہ دار سمندر شاہ با دولت بادشاہ کا
نامہ لیکر آیا ہون یہ جو اسنے کہا تو گرداسپ وغیرہ نے کہا کہ لائیے پس اسنے دونون لفافے نکال کر
دیے ایک لفافہ پر مہر شاہی ثبت کی ہوئی تھی اور سب کے نام تھا دوسرا لفافہ سادہ تھا اس پر
نہ کچھ تحریر تھا نہ مہر تھی پس انھون نے وہ لفافہ چاک کیا جس پر مہر تھی اور اندر سے کاغذ نکال کر
پہلے خود پڑھا اسکے بعد دبیر کو دیا اسنے پڑھا سب اہل دربار آگاہ ہوئے کہ یہ مضمون تحریر کیا ہی
اور کل خاتمہ ہی اہل اسلام کا اگر بادشاہ کی تحریر پر عمل نہ کیا تو پس گرداسپ وغیرہ نے اس ساحر
سے کہا کہ آپ تشریف رکھین ہم ابھی جیسا بادشاہ نے حکم فرمایا ہی اسکی تعمیل کرتے ہین نامہ لشکر

روانہ کیے ہین ایک ساحر لیکر آتا ہی ہم یہ حال دریافت کرکے وہان سے روانہ ہوئے باقی خیریت ہی بادشاہ
نے اُنکو انعام دیکر رخصت کیا وہ آداب بجالاکر بارگاہ سے باہر آئے اور بطرف شہر سمندر پہونچے روانہ
ہوئے وہ ہرکارے یہ عرض کرکے گئے تھے کہ خواجہ نے عرض کیا معلوم ہوگیا کہ وہ نابکار آیا ہی اُسنے
نامہ تحریر کیا ہی نہ معلوم اُسکا کیا مضمون ہی صاحبقران نے فرمایا کہ جب نامہ آئیگا تو معلوم ہوجائیگا کیا
ضرورت ہی فکر کرنے کی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ وہ ہرکارے جو کہ لشکر کفار سے خبر لیکر روانہ ہوئے تھے
حاضر دربار ہوئے مجرا بجالائے اور نامہ بر کا آنا نامہ دینا اُسکا پڑھا جانا گرداب کا بموجب تحریر سمندر
نامہ کو صاف کراکے روانہ کرنا عرض کیا کہ نامہ بر نامہ لیکر آتا ہی باقی خیریت ہی بادشاہ نے حکم فرمایا کہ درگہ
سالار سے کہدو کہ منع نہ کرے آنے دے یہ حکم درگہ سالار کو ملا اُن ہرکارون کو بھی انعام ملا وہ مجرا
کرکے بارگاہ سے نکل کر طرف لشکر کفار کے راہی ہوئے یہان دربار کی آراستگی کی گئی ہر ایک اپنے
مقام پر سنبھل کر بیٹھا راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ نامہ بر پہنے براق جادو نامہ لیے ہوئے داخل لشکر اسلام
ہوا لشکر کو طی کرکے قریب بارگاہ پہونچا در بارگاہ پر پہونچکر ٹھہرا چونکہ مرد معقول ہی درگہ سالار سے کہا کہ خبر کردو
ایک نامہ بر گرداب شاہ وغیرہ کا نامہ لیکر آیا ہی بار چاہتا ہی اُس نے جواب دیا کہ تمھارے آنے کی خبر ہوچکی ہی ہم کو جانے
کا حکم ہی پس وہ نامہ بر داخل بارگاہ ہوا بارگاہ کو خوب آراستہ پایا پانچ ہزار پانچ سو پہلوان سردار دنگل
کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے بادشاہ تخت پر جلوہ فرما تھے صاحبقران زمان اپنے دنگل شیر کی کرسی پر رونق
افروز تھے خواجہ اپنی کرسی پر اور سب عیار حاضر دربار تھے اُسنے دربار کو اس طور سے آراستہ دیکھا کہ
کبھی کسی کا دربار نہ دیکھا تھا مجرا کیا بادشاہ و صاحبقران کو کرسی ملی یہ سلام کرکے کرسی پر بیٹھ گیا
کہ صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب اُسکو دیا اُسنے جام لیکر سلام کیا اور پی گیا
جب اُسکا دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا اُسنے کہا کہ مین نامہ لایا ہون گرداب شاہ وغیرہ کا خواجہ
نے کہا کہ پھر کیا دیر ہی نامہ پیش کریں اُسنے کمر سے نامہ نکالکر پیش کیا بادشاہ نے میرمنشی کو اشارہ
کیا اُسنے اُسکے ہاتھ سے نامہ لیکر لفافہ چاک کیا نامہ پڑھنا شروع کیا پہلے اُس مین تعریف خداوند
زمہریر کی تحریر تھی اُسکے بعد صفت و ثنا سمندر شاہ کی اُسکے بعد تعریف عشاق شہ طاقی کی مرقوم تھی
اور اُسکے سحر کی صفت بعد اُسکے وہ ہی مضمون جو کہ بالا تحریر ہوچکا ہی تحریر تھا جب صاحبقران و
خواجہ نے یہ مضمون سُنا سہم ہوکر کہا کہ اُسنے بہت سا گو لکھا ہی اور جھک مارا ہی اُس سے
ہماری طرف سے کہدینا کہ ابھی تجھکو کیا ذلیل کیا ہی ہان اب ذلیل کرونگا اور اس طور سے تجھکو قتل
کرونگا کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا تیرے حال پر رحم کھائینگے اور مجھکو ترس نہ آئیگا تو کیا مجھکو اور اہل اسلام
کو قتل کریگا یہ سمجھ رکھ کہ اس دنیا سے جائیگا معلوم ہوا کہ تیری قضا آئی ہی یہ بھی ممکن ہی کہ تو یہان
سے زندہ جا سکے پھر مین نے تیرے حال پر رحم کھایا کہ تجھکو زندہ چھوڑ دیا ورنہ قتل کرتا تو تو میرا کیا
کرتا مین تیرے روبرو سے چلا آیا تو نے سمجھا کیا میں اپنی جان کی اگر خیریت چاہتا ہی تو اپنی نانی کو لیکر
چلا جا ورنہ مین تجھکو اور اُسکو دونون کو قتل کرونگا آیندہ تجھکو اختیار ہی یہ جو تو نے صاحبقران کو
تحریر کیا ہی کہ خواجہ کو اسیر کرکے روانہ کردو اور خود آکر سمندر کی اطاعت کرو اور مذہب اسلام
ترک کرو میں کوئی صاحبقران کا غلام نہیں ہون جو وہ مجھکو گرفتار کرکے روانہ کریں یہ نہ خیال کرنا
اس امید میں تو اس دنیا سے جائیگا کہ مین کسی کو اہل اسلام سے قتل کرون یہ تجھکو نصیب نہ ہوگا
یہ خیال کرلے کہ تجھکو اہل اسلام کے چاکرون اور حلال خورون کا موسے زیار تک نصیب نہ ہوگا

پھر تو تیرا مرتبہ جو لشکر اسلام کے مرکبون کے سمون کی گرد تیرے نصیب مین نہین ہو ایک جانور تک تو اہل اسلام
کے لشکر کا تیرے ہاتھ نہ آئیگا انسان کیا چیز ہو بس مین خود اُس سے کہتا ہون کہ وہ آکر میری اور صاحبقران
کی اطاعت کرے اور مذہب آتش پرستی ترک کرے اسی مین اُسکے لیے بہتری اور اچھائی ہو ورنہ وہ ہو
اور پھر انجام اُسکا یہ ہو تو میری طرف سے اُس سے کہدینا اور خواجہ نے مجھ سے کہا کہ جب صاحبقران کی
طرف سے جواب تحریر ہو چکنا تو میری طرف سے یہ بھی تحریر کر دینا جو کہ مین نے بیان کیا ہو اُس نے عرض کیا کہ
بہت خوب جب خواجہ اپنی تقریر کر چکے اُسوقت صاحبقران نے اُس نامہ بر کی طرف متوجہ ہو کے
فرمایا کہ اُس نابکار سمندر جادو و عشاق ناہنجار سے میری طرف سے کہنا کہ کیون قضا آئی ہو اپنی زبان
بند کر یہ جو اُس نے تحریر کیا ہو کہ آکر اطاعت سمندر شاہ کی کرو اور دین اسلام ترک کرو خداوند سمو ہر کو سجدہ
کرو وہ کون خداوند سمو ہر ہو کہ جس کو ہم سجدہ کرین اور وہ کون نامعقول ہو جو ہم سے سجدے کو کہتا ہو
لاکھ لاکھ لعنت خداوند سمو ہر اور کرورون لعنت اُسکے بندگی کرنے والون پر اور اُسکی ہفتاد پشت پر اور
یہ جو تیرے کہا کہ ترک اسلام کرو کیا خوب یہ دھمکی نکالی ہو کہ اگر ترک اسلام نہ کروگے اور سمندر کی اطاعت
نہ کروگے تو ہم آکر قتل کرینگے اُس کمبخت سے کہدینا کہ تجکو وہ ہتھیار پکڑنا تو حرام ہو کہ جو تو ہم کو آکر قتل کر
او گیدی تو کیا ہو اور تیرا سمندر شاہ کیا ہو اور وہ خداوند سمو ہر کیا ہو جس کے اُسکو سجدہ
کرینگے بھلا ہم کیا سجدہ کرینگے کیا اُسوقت کچھ نشہ زیادہ تھا جو یہ نامہ تحریر کر کے روانہ کیا ہو کیا وہ
قلعہ بھول گیا ہو جو خواجہ نے سمو ہر یار دی تھی یقین ہو کہ ابھی تک تو نشہ مین ورنہ ہوتا ہوگا جب
ہمارے لشکر کے ایک عیار کی پیشکش نہ کر سکا وہ تجکو ذلیل کرکے چلا آیا تو تو ہم کو کیا قتل کریگا او بچہ شیطان او
نطفہ حرام تو بھول الکسی باتین کرتا ہو ارے ہمارا خدا وہ خدا ہو کہ جو تیرے خدا کو دوزخ مین جگہ دیگا اور
اسکے بناسنے کچھ نہ ہو سکیگا سوا دوزخ مین جلنے کے جھوٹا ٹھیکری باتین لوشان خدا ہم سمندر
اپنے ولد الزنا کی اطاعت کرین اور خداوند سمو ہر اپنے ولد حرام کی بندگی کرین اُسکو سجدہ کرین اور جو سب کا
مالک اور رازق و پیدا کنندہ ہو اُسکی بندگی ترک کرین ورنہ یہ شیطان بچہ ہم کو قتل کریگا پہلے اپنی نانی کو جو
کہ اول درجہ کی ... تھی اُس کو خداوند سے کہا کہ اچھا کرا اسے پھر اور رونکو اُسکی بندگی کرنے کی نصیحت کرنا خواجہ
سے تیرے ... اور تیری نانی کے وہ جوتے ماری تھی کہ جو حد نظر رکھتی تھی مگر ابھی اُس فاحشہ کی اور
تیری زندگی باقی تھی جو یہ امر ظاہر ہوا ورنہ سیدھی جہنم داخل ہوتی کسی نہ کسی پھر ہی دوزخ کی ڈانٹ بتائی جاتی
یہاں بھی جاتی ... یہاں بھی جلنے کی اوگدیے ہم موت سے نہین ڈرتے ہین اگر ہماری قضا آئی ہو اور
ہمارے کل لشکر کی اگر ہم قلعہ آہنی مین بھی پوشیدہ ہونگے تو ضرور قتل ہونگے اگر نہین آئی ہو تو تو کیا ہو
اگر خود سمندر ... اور خدا بچہ شیطان جس نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہو کوشش کریگا تو یہاں کسی کا
ایک موی بھی کم نہ کر سکیگا بس مین تجکو تحریر کرتا ہون کہ تو آکر میری اطاعت کر ورنہ کتے کی موت
مارا جائیگا یہ جو تو نے تحریر کیا ہو کہ خواجہ کو گرفتار کرکے میرے حوالے کر دو او احمق کوئی خواجہ میرے
غلام تھوڑی ہین جو مین ان پر ہاتھ ڈالون میرے ملازم ہین اُنکا تو مرتبہ ہو تو نے پہلے یہ سوال کرکے دیکھا ہوتا
کہ مجکو اہل اسلام سے موے زہار کی ضرورت ہو کیونکہ حکیم صاحب نے نانی امان کو دوا مین بتایا ہو اگر آپ کی
مہربانی ہو تو کسی حلال خور سے منگوا دیجیے تو سنتا کہ اُسکا کیا جواب ملتا اس سے وہ بھی منہ ملنا تو
پھر خواجہ کا تیرے ہاتھ آنا دشوار ہو خواجہ ہی تو تیرے اور تیری نانی کے ... مارکر درست کرینگے
بس اب ایسی تحریر کبھی ہم کو نہ بھیجنا ورنہ اس سے سخت تر جواب ملیگا یہ امر اپنے دل سے دور رکھو

که خواجہ یا کوئی ادنا آدمی اہل اسلام سے میرے ہاتھ آئے یہ بالکل غیر ممکن ہے بس لاحول ولا قوۃ الا باللہ
الشیطان الرجیم یہ امید دل سے دور رکھنا کہ یہاں کا ادنا شخص سمندر کی اطاعت کرے یا دین اسلام
ترک کرے بس ہم کو تیری کوئی شرط منظور نہیں ہے ہم اپنے خدا پر تکیہ کیے ہوئے بیٹھے ہیں جو اس نے
ہماری مقدر میں لکھ دیا ہے وہ پیش آویگا نہ تیرے بنائے کچھ بنیگا نہ تیرے خدا کے بموجب شعر
سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ٭ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ٭ دیگر ٭ مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ
ہراسان نشود ٭ دیگر ٭ بر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگذرد ٭ دیگر ٭ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست ٭ بس
وہ ہمارا حافظ اور مالک ہے بموجب شعر ٭ اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ٭ نبرد رگے تا نخواہد خدائے ٭ بس یہ
خیال کرے کہ کوئی امر ہم کو قبول نہیں ہے لیکن ہاں میدان میں ضرور آئینگے تو آنا اور اپنا ہر سحر ہم پر کر کر ہمارے
خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھنا کہ وہ ہم کو کیونکر تیرے سحر ظلم سے محفوظ رکھتا ہے بس اسی میں تیری بہتری ہے
کہ تو یا تو ہماری اطاعت کر یا یہاں سے اپنی نانی کو لیکر چلا جا ورنہ بہت پچتائیگا کتے کی موت مارا
جائیگا آیندہ تجھکو اختیار ہے ہم کوئی امر تیرا جو کہ تو نے تحریر کیا ہے قبول نہیں ہے اور یہ سبب وہ قبول
کرے جو موت سے ڈرے جس کو یہ خوف ہو کہ افسوس ہم مر جائیں گے ہم اس طور کے مرنے کو حیات
ابدی تصور کرتے ہیں مثل تیری زندگی کے زندہ رہنے کو ہم بہتر جانتے ہیں تیرے جینے کو تو کتا نہ جیتا
کہ جو ذلت اٹھا کر تو جیتا رہا ارے تجھکو تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا تھا مگر معلوم ہوا کہ اول درجہ کا
بے غیرت ہے اور بے حیا ہے تیری زندگی سے تو سگ و خوک کی زندگی اچھی ہے وہ کسی قدر غیرت
رکھتے ہیں مگر تجھکو بالکل حیا نہیں ہے بس میں کہاں تک اپنے دماغ کو خراب کروں اے منشی یہ بھی
تقریر ایک پرچہ کاغذ پر لکھ دو اور لاؤ اسکا نامہ مجھکو دو منشی نے وہ نامہ جو کہ آیا تھا صاحبقران کو دیا
صاحبقران نے اسکو چاک کرکے اس نامہ بر کی طرف پھینک دیا اور فرمایا کہ کہہ دینا کہ اسکی بتی بنا کے
یا تو اپنے مقام خاص میں رکھ دے یا سمندر کے یا اس خدا کے کہ جسکی تو بندگی کرتا ہے اگر یہ ممکن نہ ہو
تو اپنی نانی کے اس مقام میں رکھ دے کہ جہاں سے تیری ماں پیدا ہوئی تھی کہ تجھ ایسے نطفہ حرام کو
اسنے جنا کہ جس نے تمام دنیا کی سیاہی اپنے منھ پر ملی اور ذلت پر ذلت اٹھائی اور پھر شرم نہ آئی
اسکو بھی بدنام کیا تاکہ وہ پھر کسی سے ایسا فعل نہ کرائے کہ جس کے سبب سے تیری ماں کے ایسے
لڑکے پیدا ہوں اس سے تجھ ایسا نالایق لڑکا ہوا اور اگر تیری ماں زندہ ہو تو اس سے کہہ دینا کہ وہ پھر تجھ ایسا
لڑکا جنے اور بہت حفاظت سے رکھنا اے منشی یہ بھی تحریر کر دینا جو کہ میں نے اس نامہ بر سے کہا ہے وہ
نامہ بر خاموش بیٹھا سنا کیا کچھ جواب نہ دیا بلکہ وہ نامہ چاک شدہ لے لیا ادھر منشی نے نامہ دلپذیر
کیا جو کچھ صاحبقران نے فرمایا تھا وہ تحریر کیا اور جو کچھ خواجہ نے کہا تھا وہ تحریر کیا اور اس شعر پر نیز
سحر پر نامہ کو ختم کیا مصرع جواب جاہلان باشد خموشی ٭ شعر ٭ منت انچہ حق بود گفتم تمام ٭ تو دانی
دگر بعد ازین والسلام ٭ صاحبقران نے فرمایا کہ ایک میری طرف سے سمندر کو تحریر کر دینا کہ یہ
جو شعر فردوسی طوسی نے فرمایا ہے اسکا مضمون بہت سچا ہے اور درست فرمایا ہے یہ شعر تیرے حسب
حال ہے شعر پرستار زادہ نیاید بکار ٭ اگرچہ بود زادہ شہریار ٭ دبیر نے یہ شعر بھی تحریر کر دیا لفافہ
میں بند کرکے مہر شاہی و مہر صاحبقرانی سے مزین کرکے پیش کیا صاحبقران نے اس نامہ بر کو
دیکر فرمایا کہ یہ جواب نامہ ہے اور جو زبانی ہم نے کہا ہے وہ بھی کہہ دینا اسنے عرض کیا کہ میں تو اس دربار
میں جاؤنگا نہیں ہاں جو نامہ لیکر آیا ہے یہ جواب اسکے ہاتھ جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ تو اس

میرا پیام کہہ دینا کہ یہ صاحبقران نے زبانی فرمایا ہی نامہ بر ہمیشہ بے خطا ہین جو تجھکو جواب دیا جاتا ہی اُسکے
بیان کرنے مین کوئی نقصان نہین ہی اگر ہم زبانی پیام دیتے تو تو کیا نہ بیان کرتا اُسنے جواب دیا کہ ضرور بیان
کرتا صاحبقران نے فرمایا اب بھی بیان کرنا اُس نے عرض کیا ضرور بیان کرونگا صاحبقران نے فرمایا
کہ ایک پیام ہماری طرف سے اپنے شاہون کو دینا کہ صاحبقران نے فرمایا ہی تم سے کہ تم لوگ
کیون راہ ضلالت مین پھنسے ہو دیکھ لیا کہ سمندر اور جو جو اُسکے ساتھ ہین مثل سگ و خوک کے قتل
ہوگئے یا بھاگتے پھرتے ہین اور انکو پناہ نہ ملیگی اور عشاق کا اور اُسکے سحر کا تو کچھ ذکر ہی تم اپنی
آنکھ سے دیکھ لوگے کہ وہ کس طرح قتل ہوتا ہی اور کس طور سے اُسکا سحر برباد ہوتا ہی کہ جس پر اُسکو بڑا بھروسا
ہی اور بہت بڑا دعوی ہی ہم تم کو سمجھائے دیتے ہین قبول کرنے نہ کرنے کا تمکو اختیار ہی کہ یہ بالکل راہ
ضلالت ہی جو کہ تم اختیار کیے ہوے ہو بالکل گمراہی مین پھنسے ہو پردہ غفلت اُٹھاؤ اپنے خدا کو پہچانو
اُسکی بندگی کرو اِس تصویر پرستی پر لعنت کرو آئندہ اختیار ہی ہر ایک کو اپنے فعل کا اختیار رہا اور ہر
ایک اپنے نیک و بد کا مختار ہی پھر کہنا افسوس ملوگے کچھ ہاتھ نہ آئیگا ہوا سے ذلت اور خواری
کے بس اسقدر کافی ہی اگر عقلمند ہوگے تو اسی پر عمل کروگے زیادہ کہنا لاحاصل ہی جو عاقل ہی اُسکو اشارہ
کافی ہوتا ہی اگر نادان سے روبرو تمام عمر بیان کرے تو اُسکو کچھ نہین معلوم ہوتا ہی جیسے اسی مضمون کو شعر
مین کہتا ہی شعر اگر صد باب حکمت پیش نادان بخوانی ہمچنان بازیچہ درگوش بس عاقل و دانا کے
لیے پند و نصیحت ہی نادان کے لیے نہین ہی یہ اپنے بادشاہون سے کہہ دینا اُسنے عرض کیا بہت خوب
بس وہ نامہ بر جواب نامہ لیکر پرسے اُٹھا صاحبقران و بادشاہ کو سلام کیا اور رخصت ہوکر ایسا
بھاگا کہ اُسنے پھر کر نہ دیکھا کہ مین کہان آیا تھا اور کس کام کو آیا تھا کیونکہ وہ جو اتنے دیر تک وہان بیٹھا
رہا تھا اُسکو یہی گمان تھا کہ اب قتل کا حکم دیا اب قتل کا حکم دیا بس اُسکو بیٹھنا ناگوار تھا جواب نامہ
ملا سر پر پاؤن رکھکر بھاگا پلٹ کر بھی نہ دیکھا سیدھا بارگاہ سے نکل کر اپنے لشکر کا راستہ لیا راوی کہتا ہی
کہ وہان دربار کفار مین وہ ساحر کہہ رہا ہی کہ ابھی تک جواب نامہ نہین آیا بڑی دیر ہوئی کردار
نے کہا کہ آتا ہوگا یا باہم مصلاح ہو رہی ہوگی کیونکہ نامہ بہت سخت ہی اُسکا جواب بھی بہت مشکل
ہی تحریر کرنا یہان تو یہ تذکرہ ہی وہ کہتا ایسا ہوا پھر وہ بھاگا چلا آتا ہی یہان تک کہ لشکر اسلام سے نکل کر اپنے
لشکر مین پہونچا اُسکے دم مین دم آیا کہ اطمینان ہوا جب تک لشکر اسلام مین رہا اُسوقت تک یہ
خوف رہا کہ اب کوئی آکر قتل کیا اسی خوف سے بہت جلد راہ طی کرکے اپنے لشکر مین آیا جب
لشکر مین آیا اپنا دم راست کیا حواس درست کیے ایسی ہیبت لشکر اسلام و دربار بادشاہ اسلام کی
اُسکے دل پر اثر کر گئی تھی کہ اُسکے حواس جاتے رہے تھے بس جب حواس درست کر چکا دربار مین
آیا کردار نے اُس ساحر سے کہا کہ یہ نامہ بر لیکے آیا آپ کا جواب لیکے جواب نامہ آگیا اُسنے اُسکو دیکھکر
کہا کہ کیا جواب نامہ لایا اُسنے کہا کہ ٹھیرنے دیجیے بیان کرتا ہون ابھی تو چلا آتا ہون کیا سہل ہی بیان
کرنا ایک قصہ طویل اور داستان عظیم ہی بس جب بیٹھ لونگا تو بیان کرونگا وہ خاموش ہوا اپنے
مقام پر بیٹھا اُسنے ہاتھ باندھکر کردار وغیرہ سے عرض کیا کہ مین امیدوار ہون کہ پیام سخت لایا ہون
میرا قصور معاف ہو اُنھون نے جواب دیا کہ تم بے خطا ہو تم کو جو جواب ملا ہی وہ بیان کرو بس
اُسنے کہا کہ جو صاحب وہان سے نامہ لیکر آئے ہین وہ ذرا کان کھول کر سن لین جو پیام ملا ہی تاکہ
کوئی بات رہ نہ جائے جو کہ خرابی کا باعث ہو اُس نے کہا کہ مین کوئی بہرہ نہین ہون تو بیان کر

پس اس نامہ بر نے پیام صاحبقرانی بیان کرنا شروع کیا کل پیام کہ سنایا وہ نامہ چاک شدہ اسکو دیا اور
کہا کہ یہ سمندر شاہ کو دیدیا اور عشناق کو اسنے لیا اور کہا کہ کیا کہا ہے اسنے سب تقریر صاحبقران کی جو
تحریر ہوئی ہے اول سے آخر تک بیان کی اور خواہش کی جب وہ بیان کر چکا اس نے کہا کہ تو خاموش بیٹھا
سنا کیا کچھ جواب نہ دیا اسنے کہا کہ مین کیا جواب دیتا اور جواب دیکر اپنی آبرو دیتا اسنے کہا ہان وہ کون تھا
جو آبرو لیتا اسنے جواب دیا کہ جس نے سمندر شاہ کا تاج لیا عشناق کو ذلیل کیا گرداب عیار کی
وہ گت کی کہ جو کہ ایسا ادنی کی نہین کی جاتی ہے اسکے شاگردون سے انکو جوتیان کھلوائین اور یون اسنے
کہا کہ تو کیسا ساحر ہے کہ ایک عیار ساحر کو سزا نہ دے سکا اور نہ گرفتار کر سکا اگر اسنے ایسی تقریر کی تھی
اسنے کہا کہ سمندر شاہ و عشناق کیسے ساحر تھے کہ وہ انکے منھ مین کالک لگا کے چلا آیا ایک بھی نہ
گرفتار کر سکا جب وہ انکے ہاتھ نہ آیا تو میرے ہاتھ کب آتا دوسرے اس دربار مین کیا ساحر نہین ہین
آفاق ایسا ساحر ہے ننھا سا ساحر جو کہ اسوقت اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہین یہ جو اسنے کہا تب اسنے
کہا کہ خیر اگر مین ہوتا تو سب کا حال کھل جاتا ہان یہ بیان کر کہ زبانی کہا ہے یا کچھ تحریر بھی دی ہے اسنے
کہا کہ نہین تحریر بھی ہے یہ کہکر نامہ نکال کر دیا اسنے وہ نامہ لیا بس مارنجوار نے کہا کہ ہم گرداب شاہ تم
طبل جنگ بجواؤ اسنے جواب دیا کہ ہان مین طبل جنگ بجواتا ہون آپ تشریف لے جائین یہ سنکے
وہ اپنی کرسی پر سے اٹھا اسی طور سے وہان سے صحن مین آیا زمین مین پیر مارکر غرق زمین ہو گیا یہ
تو اُدھر کو گیا ادھر براق نے صاحبقران کے خلق و مروت کی بہت تعریف کی اور ہر ایک کا مرتبہ
بیان کیا اور کہا کہ آفاق کا اور اسکی زوجہ کا ایسا مرتبہ ہے کہ کبھی کسی کو خواب مین بھی نہ نصیب ہوگا یہ
کہکر صاحبقران کا پیام دیا ہر ایک سنکے خاموش ہو رہا بس گرداب نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین
کوس حربی نام پر عشناق شہ طاقی کے بجے کہ وہ کل یہان آکر اہل اسلام سے مقابلہ کریگا یہ حکم دیا
نقارہ حربی پر چوب پڑی نقارہ سحر بجا تمام لشکر مین اسکی صدا پہنچی یہ خبر لیکر ہرکارے لشکر اسلام کے جو
کہ بنابر جاسوسی تقرر تھے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے اسکا حال پھر تحریر ہوگا ادھر لشکر کفار کو معلوم
ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا ہر ایک سامان جنگ کرنے لگا انکو تو سامان جنگ کے درست کرنے مین مصروف
رکھا جاتا ہے گو یہ معلوم تھا کہ ہم سے مقابلہ نہ ہوگا کوئی عشناق [illegible] ہے وہ آکر مقابلہ کریگا مگر براہ
احتیاط سامان جنگ درست کرنے لگے پر تو سب سامان جنگ مین مصروف ہین انکو اسی حال
مین رکھا جاتا ہے اب حال اس ساحر کا اور دربار سمندر کا تحریر ہوتا ہے کہ اسکو جو جواب نامہ ملا تو
اسکا کیا حال ہوا پس راوی تحریر کرتا ہے کہ جب وہ ساحر یہان سے جواب نامہ لیکر اندر زمین کے
غائب ہوا اندر ہی اندر چلا جاتا ہے وہان سمندر و عشناق مع سب سردارون کے بیٹھے ہوئے
ہین دربار آراستہ ہے وہی تقریر ہو رہی ہے عشناق کہتا ہے کہ صلح ہو جائیگی اہل دربار کہتے ہین کہ
کبھی صلح نہ ہوگی وہ مقابلہ کرینگے یہان یہ بحث ہے کہ عشناق نے ایک مرتبہ سمندر کی طرف دیکھکر
کہا کہ بڑا عرصہ ہوا کہ ابھی تک وہ ساحر جواب نامہ لیکر نہین آیا ذرا اوراق مین ملاحظہ فرمائیے کہ
کیا سبب عرصہ کا ہے سمندر نے قصد کیا تھا کہ اوراق اٹھا کر دیکھے کہ ایک مرتبہ وہ زمین شق
ہوئی وہ ساحر ظاہر ہوا زمین سے نکل کر دربار مین آیا اسے کرسی ملی کرسی پر بیٹھا سمندر نے
کہا کہ کیا جواب لایا ہے اسنے پہلے وہ چاک شدہ نامہ عشناق کو دیا اور وہ جو تقریر زبانی اسنے
سنی تھی بیان کرنی شروع کی از اول تا آخر سب بیان کی بس یہ تقریر جو عشناق و سمندر نے

سنی رنگ رو دونوں کا متغیر ہوگیا کیونکہ وہ تقریر بدتر از تیر و تیغ تھی ہر فقرہ اُسکا قلب کے لیے سنان کا اثر
رکھتا تھا بس سمندر اور عشاق کا یہ حال تھا کہ حالت بیخودی میں جھوم رہے تھے اور رہ رہ کر بروت
مجلس کو بل دیتے تھے چہرہ لال ہو رہا تھا منہ میں کف تھا یہ حال تھا کہ جیسے پٹھا بگڑ جاتا ہے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ دو خوک صحرائی ہیں کہ بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہیں جب وہ سب تقریر صاحبقران کی اور خواجہ
کی بیان کر چکا کہا کہ میں نے یہ زبانی اُنہیں نامہ بر سے سُنی ہے جو کہ نامہ لیکر گیا تھا اور نامہ بھی دیا ہے بس یہ
کہا اُسنے وہ نامہ جو کہ بدتر از صبر تھا اور اُنکے حق میں زہر قاتل کا اثر رکھتا تھا اُسکا ہر فقرہ زہر ہلاہل سے
کم نہ تھا کمر سے نکال کر دیا کہ یہ جواب نامہ آیا ہے یہ بھی اُسنے دیا ہے بس سمندر نے دبیر کو وہ نامہ دیا کہ اسکو
باواز بلند پڑھو تاکہ اُسکے مضمون سے سب آگاہ ہوں بس دبیر نے نامہ لیکر پڑھنا شروع کیا اول حمد و
نعت خدا و رسول خدا تحریر تھی اُسکے بعد وہی مضمون تھا جو کہ زبانی اُس ساحر نے بیان کیا تھا بلکہ کچھ
زیادہ تھا جو فقرے کہ اُسکے یاد نہ تھے یا اُسنے اس سبب سے چھوڑ دیے تھے کہ یہ بالکل خلاف شان
ہیں کیا بیان کروں میں یا اُنہیں نامہ کے پڑھے جانے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ فقرے ہیں اور یہ تحریر
ہے ہر فقرہ اور ہر مقام اُسکا شمشیر بران و خنجر و پیکان کا اثر تاب سے کیے رکھتا تھا یہ عالم تھا کہ سمندر
و عشاق کو رہ رہ کر جوش آتا تھا کہ اپنی تیغ چباتا تھا کہ کیا کروں جب دبیر اس مضمون کو پڑھ چکا جو کہ
صاحبقران کی طرف سے تھا اب اُسنے کہا کہ یہ مضمون جو کہ اب پڑھتا ہوں خواجہ کی طرف سے ہے
یہ کہکر پڑھنا شروع کیا وہ مضمون بھی سمندر و عشاق نے سُنا نامہ سُنکے مثل مار سر کوبیدہ کے
پیچ و تاب کھایا وہ نامہ تھا اُنکے لیے زہر ہلاہل تھا ایسا اُسکے فقرات تلخ و ناگوار نے اُنکے قلب پر اثر
کیا کہ آبلے پڑ گئے جگر خون ہوگیا بڑے عرصہ تک سر جھکائے خاموش بیٹھے رہے سر اُٹھا کر یہی ندیکھا
دبیر پڑھا کیا سب اہل دربار سُنا کیے جب دبیر نے یہ شعر پڑھا شعر پرستار زادہ نیاید بکار ۔ اگرچہ بود
زادہ شہریار ۔ اُسنے سمندر کے دل میں ایسا اثر کیا کہ یا تو سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا یا اس شعر کو سُنکے
ایک دود غلیظ تھا کہ کانوں سینہ میں مشتعل ہوا اور کاخ دماغ کو توڑ کر نکل گیا سمندر نے برہم ہو کر
اہل دربار کی طرف متوجہ ہوکر کہا یہ سارا فساد اُس نمک حرام سہراب کا ہے یہ اُسنے بیان کیا ہوگا
ورنہ صاحبقران کو کیا معلوم خیر دیکھا جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا اگر اپنی پرستار زادگی
کا حال اُس سے نہ دریافت کیا تو اپنا نام سمندر نہ رکھا سب قدر و عافیت اُسکو معلوم ہوگی کہ کون پرستار
زادہ ہے اور کون شہریار زادہ ہے سمندر تو یہ کہکر خاموش ہوا مگر سملاق نے یہ غصہ سمندر کا دیکھکر عرض کیا
کہ اگر گستاخی معاف ہو تو میں کچھ عرض کروں سمندر نے کہا کہ بیان کرو اُسنے کہا کہ تمام نامہ آپ خاموش
سنا کیے کسی مقام پر غصہ نہ آیا گو بہت سے بہت سخت و درشت کلمات تحریر تھے مگر اس مقام پر آپکو غصہ
آیا یہ کیا ہے جو سچ امر ہوتا ہے وہ گراں معلوم ہوتا ہے کوئی مقام شک و تردد نہیں ہے کھری بات سب کو گراں
گذرتی ہے سمندر نے جواب دیا کہ یہ امر نہیں ہے بلکہ یہ امر ہے کہ جو جھوٹی بات ہوتی ہے وہ گراں گذرتی
ہے یہ وہ مثل ہوئی دروغ گویم برروے تو سملاق نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا اور اہل دربار نے
عشاق نہ طاقی سے کہا کہ کیوں جو ہم عرض کرتے تھے وہی پیش آیا یہ شخص اُسنے جواب صاف صاف
اور کس قدر سخت تحریر کیا کہ جو زہر ہلاہل سے بھی بدتر ہے اُنکا خیال زغلط نکلا تھا اور نہ یہ لوگ بڑے
چرب زبان اور اپنے قول کے پابند اور ثابت قدم ہیں اُنکی ثابت قدمی کا تمام عالم میں از شرق
تا غرب و از جنوب تا شمال از آسمان تا تحت الثریٰ چرچا ہے ہر ایک اُنکی ثابت قدمی کی قسم کھاتا ہے

یہ لوگ وہ ہیں کہ اگر آسمان پھٹ کر انکے سر پر گر پڑے مگر یہ اُس مقام پر سے نہ سرکیں جو زبان سے کہدیں
اُس سے نہ پھریں جو جس امر کا اقرار کرے جو جان بھی جائے مگر قدم اُس قول کے پورا کرنے سے نہ ہٹائیں
سر کٹ جائے مگر بات نہ جائے مرنے کو حیات زندگی کو حباب جانتے ہیں عشاق نے جواب دیا کہ کل صبح
کو ثابت قدمی قول کے اوپر قائم رہنا معلوم ہو جائیگا کوئی ان میں سے امان نہ پائیگا اگر بھاگتے نہ پھریں
اور مقام امن نہ تلاش کریں تو میں اپنا نام عشاق نہ رکھوں اہل دربار نے عرض کیا کہ جو کچھ ہوگا وہ
ظاہر ہو جائیگا اتنا دن اور ایک شب درمیان میں ہے سمندر نے یہ تقریر سُنکے جواب دیا کہ بس اب اس
تقریر سے کیا حاصل جو ہوگا وہ ظاہر ہوگا اب اس سے کیا فائدہ کہ باہم ایک امر پر تکرار کریں عشاق
نے کہا کہ اے بادشاہ کل آپ بھی تشریف لے چلیں میرے مقابلہ کا تماشہ ملاحظہ کریں سمندر نے کہا
کہ میں نہیں چلونگا جب وہ سب لوگ تباہ ہولیں گے اُسوقت اُس مقام پر آکر دیکھ لونگا اس میں زیادہ
کد نہ کرو میں ہرگز نہ چلونگا عشاق خاموش ہو رہا سمندر نے دربار برخاست کیا داخل محل ہوا عشاق
وہاں سے اُٹھکر اپنی نانی کے پاس آیا اُسکو غش میں پایا ہوشیار کیا اُسنے آنکھ کھولی اسنے مزاج پوچھا
اُسنے کہا کہ اُسی طور سے ہے اے عشاق تو کہاں تھا کہ تو نے میری خبر نہ لی عشاق نے جواب دیا
کہ نانی اماں میں اپنا سحر لینے کو گیا تھا کہ لا کر ان خدا پرستوں کا خاتمہ کروں کیونکہ انھوں نے بہت سر
اُٹھایا ہے سرکشی پر کمر باندھی ہے آپ کے دشمنوں کے جان کے پیچھے پڑے تھے اگر آپ ایسی ساحرہ
نہ ہوتیں تو معلوم ہوتا اُس عیار نے بڑا غضب کیا تھا کہ زہر ہلاہل پلا دیا تھا ایک تو یہ امر میرے غصہ
کا ہوا دوسرے دو مرتبہ مجھکو سر دربار ذلیل کیا ایسی حرکت کی کہ میں کرسی پر سے گر پڑا میرے منھ میں چوٹ
آئی اسوقت تک درد ہے اس سبب سے اور زیادہ غصہ آیا میں نے خیال کیا کہ ان سب کا خاتمہ کر دوں جا کر
اپنا سحر لایا میرا قصد ہے کہ کل اُن سب پر گرا دوں اُنکا خاتمہ کروں جلا کر خاک سیاہ کروں یہ جو عشاق نے
کہا اُسکی نانی نے جواب دیا کہ اے فرزند کیا کروں مجبور ہوں اگر اچھی ہوتی ایک پل میں خاتمہ کر دیتی تجکو زحمت
نہ ہوتی مگر علالت نے بیکار کر رکھا ہے بس جو تجھ سے بنائے بنے وہ کر میری کوئی تدبیر کیونکہ میں کچھ دنوں کی
مہمان ہوں جو دم گذرتا ہے وہ غنیمت ہے اور جو ساعت گذرتی ہے بہتر ہے میرا کوئی بھروسا نہیں ہے کیونکہ ایک
زمانہ میری علالت کو ہوا ہے اب طاقت بالکل نہیں رہی ہے یہ ضعف کی حالت ہے کہ ہاتھ کا ہلانا گران ہے
اگر کوئی مکھی جسم پر بیٹھ جاتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ گرا یہ حالت ناتوانی کی ہے اشتہا بالکل جاتی رہی ہے
کھانے کو جی نہیں چاہتا ہے بخار ہر وقت موجود ہے استخوان کو جلائے دیتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے ایک شمع
اندر جسم کے روشن ہے کہ وہ جلا رہی ہے بس ایسی حالت میں کیونکر زندگی کی امید ہو اور کیا خیال کیا جائے
کہ زندہ رہونگی جو دم ہے غنیمت ہے بقول شاعر مصرع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند ؎ اے فرزند اب بھی
فکر کرے کہ کوئی اعتبار نہیں ہے عشاق نے جواب دیا کہ نانی اماں آپ مایوس نہ ہوں میں کل اہل
اسلام کا خاتمہ کروں تو خود حکیم بقراط الحکمت کی خدمت میں جا کر اور انکو اپنے ہمراہ لا کر آپ کا
علاج کرونگا کیونکہ انکو یہی عذر ہے کہ جب تک اہل اسلام یہاں فروکش رہیں میں گوشہ عافیت سے نہ
باہر آؤنگا نہ کسی کا علاج کرونگا یہ عذر بھی انکا جاتا رہیگا جس قدر روپیہ صرف ہوگا صرف کرونگا یہ سُنکے
اُسکی نانی نے کہا کہ خداوند تصویر تجکو سلامت رکھیں کہ مجھکو تیرا خیال تو ہے بس یہ کہکر کہا کہ اب لٹا دو
کیونکہ اب نہیں بیٹھا جاتا ہے عشاق نے لٹا دیا غش آگیا عشاق وہاں سے اُٹھکر اپنے مقام پر آیا
جو کہ اسکے لیے سمندر نے مقرر کیا تھا اب اس انتظار میں ہے کہ یہ دن تمام ہو اور رات ختم ہو تو وہاں جا کر

اہل اسلام کا فاتحہ کردن راوی نازک خیال اُسکو تو اسی خیال مین مصروف رکھتا ہی اور پہلے کچھ حال لشکر اسلام
کا تحریر کرتا ہی کہ یہان کیا بند و بست ہی اور کیا تدبیر ہو رہی ہی راوی نازک طبع لکھتے تحریر کیا ہی کہ جب
نامہ بر جواب نامہ لیکر چلا گیا اُس وقت صاحبقران سے بادشاہ سے عرض کیا کہ اب یقین ہو گیا
ہی کہ ہماری قضا آئی ہی کیونکہ یہ امر ثابت ہی کہ وہ کل میدان مین آکر مقابلہ کریگا اور سحر کر کے سب کو قتل
کریگا اور سب کو جلا دیگا میرے نزدیک یہ امر بہتر ہوگا کہ لشکر مین منادی کرا دیجائے کہ جس کو اپنی
جان بچا کر نکل جانا ہو وہ اسقدر دن اور رات مین نکل جائے اگر خداوند کریم نے اپنا فضل و کرم
کیا اور ہماری فتح ہوئی تو پھر چلے آئین کیون ہمارے ساتھ اپنی جان دین اگر کفار کی فتح ہو تو یہان
سے اُن ماکون کو چلے جائین کہ جو اہل اسلام کے قبضہ مین ہین بلکہ خانہ کعبہ کو چلے جائین صاحبقران
اول وثانی کو اس حال سے آگاہ کر دین کہ یہ واقعہ گذرا تاکہ وہ کوئی تدبیر کرین بلکہ میری رائے
تو یہ ہی کہ آپ تشریف لیجائین ان سب کو لیکر تاکہ کوئی تو یہان سے زندہ نکلے ہماری فاتحہ خوانی کرے
بادشاہ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین جہان آپ وہان یہ حقیر کیونکہ یہ سارا مرتبہ
اور شان و شوکت میری آپکی وجہ سے ہی ورنہ مین اس لایق تھا کہ صاحب تاج و تخت ہوتا یا میرے
نام کا سکہ جاری ہوتا یہ سب آپکی بندہ پروری اور خداوند کریم کی نوازش تھی کہ یہ مرتبہ ملا بادشاہ
کہلایا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین آپکو ایسے وقت مین چھوڑ کر چلا جاؤن اپنی جان بچاؤن اس زندگی
سے تو موت بہتر ہی کہ تمام جہان مین بدنام ہون کہ جب تک دیکھا کہ چین و عیش ہی خدمت کرتے رہے
اور ہزارون سرداران جلیل مثل خادمان ذلیل کی خدمت کرنیکو آمادہ مین اسوقت تک تو ساتھ دیا
جب دیکھا کہ اب جان پر بنی ہی سواے موت کے کوئی اور صورت نہین ہی تو ساتھ چھوڑ دیا ایسے لوگون کا
کیا بھروسا یہ تو وہی مثل ہی کہ جب تک رکابی مین بھات میرا تیرا ساتھ تو مین اپنے کو بدنام کرنا نہین چاہتا
ہون جو آپ کے اوپر گذرے گی وہی میرے اوپر بلکہ راہ عدم ساتھ ہی ہے تو بسر ہوگی اگر
کوئی خادم ضرور درکار ہی یہ بندہ آپکی خدمت کو موجود ہی مین تو کبھی نہ جاؤنگا کل اسی میدان مین
آپکے ہمراہ مرتبہ شہادت پاؤنگا اور یہ کیا معلوم کہ ہمارا خاتمہ ہو حالانکہ امید و بیم بھی ہی یہ بھی تو
امید ہی کہ ہماری ظفر ہو کیونکہ ابھی تک آپکو اسم اعظم یاد ہی کوئی دوسری صورت اور ہی نکل آئے
کہ جسکے سبب سے یہ بلا دفع ہو ہم سب نجات پائین کیا خوب آپ نے میرے ساتھ تو یہ سلوک
کیا کہ مجھکو بادشاہ کیا خود نہ تخت پر پاؤن رکھا خود مثل ملازمون کے رہے جو مین نے کہا اُسکو بسر و
چشم ادا کیا کوئی عذر نہ کیا اب جو وقت پڑا تو مین چلا جاؤن ساتھ چھوڑ دون گو مین آپکی برابری نہین
کر سکتا ہون مگر یہ امر ضرور ہی کہ جس خاندان عالی سے آپ ہین اُسی سے کچھ توسل یہ بندہ بھی
رکھتا ہی گو اپنے کو اُس خاندان کا خادم تصور کرتا ہون مگر ہون اُسی خاندان کا جو کہ آپکا خاندان ہی گو وہ
مرتبہ نہین حاصل ہی جو کہ آپکو حاصل ہی بس جس گلشن شرافت و نجابت کے آپ گل رعنا ہین اُسی
گلشن کا مین بھی خار ہون یا جس آفتاب شرافت کے آپ ٹکڑے ہین اُسکا مین بھی ایک ذرہ ہون
یا جس آسمان لیاقت کے آپ ماہتاب ہین بس اُسکا مین بھی ایک ستارہ ہون پھر خیال تو فرمایئے
کہ مین کیونکر موت سے خوف کرون اور جان کو بچا کر چلا جاؤن گو مین ابھی کوئی قدر و منزلت نہین
رکھتا ہون یہ خیال فرمائیگا کہ میری برابری کرتا ہی بخدا کہ لایزال مین اپنے کو آپکا خادم تصور
کرتا ہون گو اسوقت آپکے سبب سے کل لشکر میرے قبضہ قدرت مین ہی اور

تابع حکم ہین سیاہ و سفید کا اختیار ہی مگر یہ سب آپ کے دم سے ہی بعد آپ کے خدا نخواستہ سب ہیچ ہے
نزدیک خاک ہی یہ شاہی فقیری سے بدتر ہی یا یہ تاج کشکول گدائی کے برابر ہی یہ تخت تختۂ تابوت ہی
یہ پوشاک شاہی کفن سے بدتر ہی بعد آپ کے مجکو زندگی درکار نہین آپ کے ہمراہ مرنا جینا سدا
ابدی ہی بس مجھ سے آپ یہ امید نہ رکھیے گا بادشاہ نے جو یہ فرمایا صاحبقران نے جواب دیا
کہ یہ کیا آپ فرماتے ہین آپ ہمارے سر کے تاج ہین ہمارے سبب افتخار ہین ہم آپکی بندگی اور
اطاعت کو اپنا سبب افتخار خیال کرتے ہین بلکہ آپ آسمان شرافت کے آفتاب ہین اور گلشن
نجابت کے گل رعنا ہین ہم کو مرتبہ خار کا ہی مین ایک ذرۂ بے مقدار ہون آپ یہ کیا فرماتے ہین
مین نے اس خیال سے عرض کیا کہ اگر آپ تشریف لے جاینگے تو یہ چند سراوقہ عصمت و عفت اور
یہ چند بے دست و پا جو کبھی پردے سے باہر نہین نکلے ہین مثل بوئے گل کے پوشیدہ رہے ہین
راہ سے بالکل نابلد کوچۂ مصیبت سے ناواقف کبھی کوئی بلا انکے سر پر نہین آئی کہ جسکے سبب
سے یہ باہر نکلے ہون تباہی سے محفوظ رہین گے آپ کے ہمراہ انکو کرونگا زیادہ تر اس امر کا خیال
ہی آپ یہ فرماتے ہین کوئی اور تدبیر کی جائیگی یہ کہکر صاحبقران نے قصد فرمایا تھا کہ اہل دربار سے
کلام کرین کہ ایک مرتبہ صداے طبل گوش مبارک مین پہونچی صاحبقران نے فرمایا کہ معلوم ہوتا
ہی کہ کل مقابلہ ہوگا اُسکے سبب سے لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی یہ اُسکی صدا آرہی ہی کوئی جا کر خبر تو
لائے خواجہ نے عرض کیا کہ ہرکارے خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر دربار ہوئے
مجرا بجا لا کر عرض پیرا ہوئے کہ لشکر کفار شقاوت آثار مین بنام عشناق شہ طاقی طبل جنگ بجا ہی
کل بوقت سحر لشکر کفار غدار میدان مین صف آرا ہوگا اور عشناق آکر مقابلہ کریگا اپنے سینہ سے
آتش بغض و نفاق کو نکالیگا باقی خیریت ہی یہ جو ہرکارون نے عرض کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل رزمی بجے ہم کل اس کبر نا ہنجار و ساحر غدار سے مقابلہ
کرینگے اگر فضل خدا شامل حال ہی تو اُسکو بھی مثل اور ساحرون کے قتل کرینگے یہ جو حکم بادشاہ
نے فرمایا چوبدار فوراً یہ حکم لیکر نقار خانہ مین آئے دارغہ نقار خانہ کو حکم والا سے آگاہ کیا بس نقارچیون نے
نقارے سینکا سا نکر درست کیے غاشیہ طبل اسکندری پر سے اُٹھایا گیا شہنا نواز باہم ملکر بیٹھے اس انتظار مین کہ
خواجہ آکر طبل اسکندری پر چوب لگائین ہم شہنا بجائین یہان تو یہ بندوبست ہی بس خواجہ نے عرض
کیا کہ مین حاضر ہوتا ہون یہ کہکر اپنی کرسی پر سے اُٹھے نقار خانہ مین آئے دارغہ نقار خانہ نے پانچ اشرفیان
نذر دین خواجہ نے مسکرا کر یہ فرمایا کہ کیون مجکو محجوب کرتے ہو تم میرے خرد ہو مین تمکو دون مگر ایسا
کرون کہ مجبور ہون میرے پاس کچھ نہین ہی ایک ایک پیسہ کو محتاج ہون میرا دینے کا حق تمھارا نہ لینے کا
اس سبب سے لیتا ہون کہ تم یہ خیال کروگے کہ خواجہ نے ہماری یہ لیاقت نہ دیکھی کہ ہماری نذر قبول
کرتے بس یہ خیال کرکے کہ تمکو صدمہ ہوگا مین لیے لیتا ہون بس جب خدا مجکو دیگا تو تجھے اس کا
عوض دونگا وہ کردونگا اس نے عرض کیا کہ یہ سب آپ کا دیا ہوا ہی جو کچھ مال و دولت اور مرتبہ ہی سب
آپکی بدولت ہی خواجہ نے جواب دیا کہ دراصل تم بہت لائق ہو جو کہ سعادتمند ہوتے ہین وہ
ایسے ہی خیالات کرتے ہین اپنے بزرگون کی عزت کرتے ہین تمھاری سعادتمندی مین کوئی
شک نہین ہی یہ فرماکر قریب طبل اسکندری کے آئے چوب آہستہ اُٹھا کر [illegible] کر خوب قوت
سے طبل پر لگائی بس چوب کا پڑنا تھا کہ صداے طبل گنبد نہ طاق فلکی مین گونجی تمام عالم کو تزلزل

ہوا چوب طبل کوس تک اُسکی صدا گئی صحرا ہل گیا گاؤ زمین کانپ اُٹھی زلزلہ سا ہوا گوش گردون کر ہو سے زمیر
سا کنان فلک سر اُتر گئے جو مرد سے زمین مین دفن تھے خواب مرگ سے چونک اُٹھے یہ خیال کیا کہ قیامت
آگئی صور اسرافیل کو دم ملا یہ حال تھا کہ ہر طرف زلزلہ تھا اور دھر شہنا نوازون نے شہنا کو بلا کر دم دینا شروع
کیا راوی بیان کرتا ہی کہ صدائے طبل اسکندری سے یہ حال ہوا کہ جانوران صحرائی اپنے اپنے
آشیانون کو چھوڑ کر طرف جنگل کے بھاگے کہ کیا بلا آئی اشعار درآمد بغریدن آواز کوس ٭ فلک بر
دہان دہل داد بوس ٭ چنان آمد از نای ترکی خروش ٭ کہ از نای ترکان برآورد جوش ٭ برآورد خر مہرہ آواز
شیر ٭ دماغ اژدہا گاو دم گشت سیر ٭ ترا فی کہ از قصر عم خاستہ ٭ برون رفت زین طاق آراستہ ٭ زمین
گرفتی از بانگ بر بو سیاہ ٭ سرا فیل صور قیامت دمیدہ ٭ دہل زن دہل زن بہ تحسین او ٭ بہ ہین دین او دین او
دین او ٭ صدا طبل سے اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل کفار سے مقابلہ ہوگا سب سامان
جنگ کرنے لگے جوانون کو خوشی ہوئی صورت فتح و ظفر چار آئینہ مین نظر آنے لگی یہان اہل لشکر تو
سامان جنگ مین مصروف ہوئے طبل پر چوب لگا کر وہان سے پھر بارگاہ مین آئے اپنی کرسی پر بیٹھے
صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ تم ان عورات پردہ نشین کو لیکر طرف قلعہ کے چلے جاؤ
تاکہ یہ سب تو اس آوارگی سے نجات پائیں ورنہ یہ سب تباہ ہونگی خواجہ نے جواب دیا کہ واہ
کیا خوب بایہ سب آفت میرے سبب سے ہی اور مین ہی چلا جاؤن جہان آپ وہان مین یہ تو مجھ سے
کبھی نہ ہوگا اور کسی کو تجویز فرمائیے بس خواجہ نے یہ جواب دیا تو صاحبقران نے اہل دربار سے
متوجہ ہوکر فرمایا کہ مین آپ سب صاحبون سے کہتا ہون انمین میرے عزیز بھی ہین اور غیر بھی اور
جو کہ اب سب مسلمہین ان سب سے میرا خطاب ہی کہ آپ لوگ کیون میرے ساتھ اپنی جان دین
اور کیون اپنے اہل و عیال کو تباہ کرین اسی وقت اپنے ملک کو چلے جائین اس مین میرا بھی
ایک کام نکلیگا کہ مین ناموس کو آپ کے ہمراہ کردونگا یہ سُنکر صاحبقران نے فرمایا سب اہل دربار
کیا عزیز کیا غیر کیا مسلم کیا ساحر کیا غیر ساحر سب متفق ہوکر جواب دیا کہ مرگ انبوہ جشنے دارد ہم سب
آپ کے ساتھ ہین جو آپ کا حال ہی وہ ہمارا حال ہوگا ہم آپکا اور بادشاہ کا دامن نہ چھوڑینگے ہم
جان دینے آئے ہین نہ اپنی جان بچانے یہ جواب سنکر فرمایا کہ میرے ناموس تباہی سے بچین گے
اس امر سے اور کسی کو تجویز فرمائیے ہم مین سے کوئی اس خدمت کے لایق نہین ہی صاحبقران
نے جب ان سب سے یہ کلام سُنا عیارون کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تم لوگ اس خدمت کو قبول
کرو اُنھون نے بھی انکار کیا اب صاحبقران سب طرف سے لاچار ہوگئے کہ جس سے کہتا ہون وہ
انکار جانے سے کرتا ہی کیا تدبیر کرون کہ یہ عورتین تباہی سے ساتھ حفاظت کے محفوظ رہین مگر
کوئی نظر نہین آتا ہی راوی نازک فہم بیان کرتا ہی کہ یہان صاحبقران اس فکر مین مبتلا تھے کہ کس کے
سپرد انکو کرون قران اُس وقت دربار مین نہ تھے وہ صحرا مین بیٹھے ہوئے عبادت کر رہے تھے اُنکے
کان مین صدائے طبل پہونچی اُنھون نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہی کہ کل کفار سے مقابلہ ہی جو طبل
رزمی بجا ہی ذرا چلکر خبر تو لاؤن یہ دل مین خیال کرکے سجادہ اُٹھایا لباس پہنکر طرف لشکر کے چلے
داخل لشکر ہوئے دیکھا لشکر مین سامان جنگ ہو رہا ہی یہ بارگاہ مین آئے بادشاہ و صاحبقران
کو مجرا کیا اور اپنے مقام پر کھڑے ہوئے مگر دیکھا کہ سب اہل دربار مع بادشاہ و صاحبقران کے
خاموش بیٹھے ہین جیسے کسی امر کے سوچ مین یہ جو حال قران ثالث نے دیکھا ایک مرتبہ

اور بادشاہ بھی ہر ایک کو سمجھا رہے ہین ایک کہرام مچا ہوا ہے ہر بی بی بہت رو رہی ہے کوئی اپنے فرزند سے
لپٹی ہوئی رو رہی ہے کوئی اپنے باپ سے کوئی بھائی سے کوئی شوہر کا دامن پکڑے ہے اور کہہ رہی
ہے کہ میرا راج لٹتا ہے کوئی ہائے پدر کہہ کر روتی ہے کوئی اپنے منہ پر طمانچے مار رہی ہے کوئی گریبان چاک
کیے ڈالتی ہے عجب عالم ہے وہ خیمہ ایک ماتم کدہ معلوم ہوتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نوجوان مر گیا ہے
اُسکے ماتم مین ان سب کا یہ حال ہے آخر کو صاحبقران و بادشاہ نے سب کو تسکین و دلاسا دیکر
راضی کیا ہر ایک عزیز نے اپنے اپنے ناموس کو راضی کیا اور یہ کہا کہ خدا پر نظر رکھو اگر ہماری ظفر
ہوئی تو ہم تم کو طلب کر لین گے ورنہ تم ہمارے بزرگون کی خدمت مین رہنا وہ بہت عزت سے
پیش آئینگے ہر طرح کا سامان راحت تمھارے لیے مہیا کر دینگے ہم سے زیادہ راحت دینگے خلاصہ یہ
کہ سب نے بدقت راضی کیا بس سواریان ہونے لگین خواصون نے سب مال بار کیے اور باہر
روانہ کیے وہ اراہون پر لادے گئے صاحبقران نے سب کو تشفی و دلاسا دیکر سوار کیا اور
عزیزون نے نکل کر باہر اپنے اپنے لشکر سے پانچ پانچ سوار ہمراہ کیے ایک مختصر سا لشکر قریب
پندرہ بیس ہزار کے ہمراہ ناموس کے ہو گیا قران نے صاحبقران و بادشاہ کو سلام کیا مگر
آنکھون سے ہر ایک کے آنسو روان ہین ناموس سواریون مین گریان ہین قلب سب کے آتش
مفارقت سے بریان ہین لیس ہر ایک اپنے مالک کی اور وارث کے حکم سے ناچار ہے کیا کر سکتی ہے
آہستہ آہستہ رو رہی ہے اپنی جان کھو رہی ہے لشکر مین ایک تلاطم مچا ہوا ہے کوئی ایسا مقام نہین ہے
کہ جہان سے رونے کی صدا نہ آتی ہو صاحبقران اپنے قلب کو سنبھالے ہوئے کھڑے ہین
بادشاہ بھی جو عزیز و سردار پاس صاحبقران و بادشاہ کے ہین وہ بہ سبب لحاظ کے خاموش ہین
کیا کرین مگر رومال پر رومال تر ہو رہے ہین آہستہ آہستہ اپنے اپنے ناموس کی مفارقت مین رو رہے ہین
خصوصاً اُنکی بے بسی اور مجبوری پر اور رونا آتا ہے کہ ایسی مجبور ہین کہ جو ہم نے کہا وہ منظور کر لیا کیا
کرین کچھ قابو نہین ہے یہ لوگ تو اس خیال مین مبتلا خاموش کھڑے ہین کہ قران نے سلام رخصت
کیا اور عرض کیا کہ آپ سب صاحبون کو سپرد خدا کیا دیکھیے اب زندگی ہین آپ کی زیارت ہوتی ہے
یا نہین خدا وہ دن نہ لائے کہ دنیا آپ لوگون سے خالی ہو اور قران زندہ ہو خدا ایسا کرے کہ مین
آپ لوگون کے قدمون پر اپنی جان نثار کرون یہ کہکر جو کہ لشکر اُسکے ہمراہ تھا اُسکو حکم دیا کہ تمام
سواریان ناموس کی بیچ مین لے لو اور چلو یہ جو قران نے کہا لشکر نے محافہ سکھپال فنسین بیچ مین
لین اور گرد اُسکے حلقہ کیا اور لیکر چلے قران سلام کرکے قریب ناموس خاص صاحبقران و بادشاہ
کے اپنا بندہ پکڑے چلا اس حفاظت سے ناموس کو قران لیکر روانہ ہوا جب تک لشکر مین رہا
اُس وقت تک صاحبقران و بادشاہ دیکھا کیے جب لشکر سے نکل گیا اور سامنا بھی جاتا رہا سب
اپنے اپنے خیمہ کو چلے آئے صاحبقران اپنے خیمہ مین تشریف لے گئے بادشاہ اپنے خیمہ مین
راوی بیان کرتا ہے کہ پہلے حال قران کا قلمبند ہوتا ہے اُسکے بعد حال لشکر اور مقابلہ کا رقم طراز ہوگا
راوی نے بیان کیا ہے کہ قران جو ناموس کو برابر لیکر چلا چونکہ دن کچھ مختصر سا تھا تھوڑی راہ طے
کی تھی کہ راستہ ہو گئی آفتاب بھی غم مین اُن آفت نصیبون کے بارنگ زرد طرف ماتم کدہ مغرب
کے روانہ ہوا اور آمد آمد فلک نیلی پر ماہتاب کی ہوئی چاند بھی انکے غم مین چاک گریبان مع اپنے
ہمراہیون کے نکلا رات بھی انکے غم مین سیاہ پوش تھی باوجودیکہ چاند نکلا ہوا تھا مگر یہ تاریکی

پہونچے اول تو راہ پہاڑ کی بہت صعب و دشوار گذار پائی کہ ایکبار حریف نہین آسکتا ہے دوسرے اُسکے دوسری طرف بھی ایک صحرا پایا اور اُس صحرا مین اُسکی راہ تھی دوسرے اُدھر ایک پہلو مین کوہ کے دریا رواں تھا دوسرے پہلو مین ایک غار عظیم تھا پس قران نے اُس کوہ کو بہت پسند کیا حقیقت یہ تھی کہ وہ گلہائے رنگا رنگ سے مملو تھا سبزہ روئیدہ تھا ایک چشمہ آب خوشگوار کا لبریز اُس کوہ پر تھا پس قران اُس پہاڑ پر سے اُترے اور لشکر مین آئے اور سوار و پیادہ ہمراہ لیکے پہاڑ پر گئے ایک مقام وسیع دیکھکر خیمہ برپا ہونے کا حکم دیا تمام لشکر کوہ پر چلا آیا ایک سوار پیادہ زیر کوہ نہ رہا راوی نے بیان کیا ہے کہ قران نے اسقدر جلد خیمہ برپا کرائے کہ جسکی حد و انتہا نہ تھی ایک آن واحد مین سب کامون سے فراغت ہوگئی قران نے ناموس کو خیمون مین اتارا گرد خیمہ لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا گھاٹیان درست کین اُس پر لشکر مقرر کیا خود بھی پہاڑ پر روبرو خیمہائے ناموس کے افسران فوج کو لیکر مقیم ہوا خوب بندوبست و انتظام کیا ہے کہ اُس پہاڑ پر پرندہ پر نہین مار سکتا ہے درندہ کی کیا اصل ہے انسان تو کیا ایسا قصد رکھتا ہے پس قران یہ بندوبست اپنی مرضی کے موافق کرکے مقیم ہوا اُدھر ناموس نے خیمون کے صحن مین آکر زیر آسمان اپنے سرون کے بال کھولے اور اپنے وارثون کے حیات کی اور اس بلا سے نجات پانے کی دعا مین مصروف ہوئے راوی تو ان سب کو اسی حال مین چھوڑتا ہے اب حال لشکر کا قلمبند کرتا ہے ناظرین والا تمکین کو معلوم ہو کہ جب قران ناموس کو لیکر بموجب حکم صاحبقران لشکر سے چلا گیا ہر ایک سردار اپنے خیمہ مین گیا سامان جنگ کرنے لگا اُدھر لشکر مین بموجب حکم صاحبقران منادی نے ندا دی کہ حکم ہے صاحبقران کا کہ جس لشکری کو اپنی جان عزیز ہو وہ اس لشکر سے نکل جائے کیونکہ مین یہ نہین چاہتا ہون کہ میرے سبب سے یا میرے حکم کے پابندی کی وجہ سے اپنی جان دے مین نے اپنی اطاعت تم سب سے اوپر سے اُٹھا لی کی ہر ایک کو اپنے فعل کا اختیار باقی ہے یہ جو منادی نے ندا کی اور اہل لشکر کو معلوم ہوا پس اُسیوقت گروہ گروہ غول غول جمع ہوکر اپنے اپنے افسرون کے پاس آئے اور عرض کیا کہ کیا خطا ہم سے ایسی سرزد ہوئی ہے کہ جس کے سبب سے صاحبقران نے یہ منادی کرائی ہے اُنکو ہماری طرف سے کیا خیال پیدا ہوا ہے ہم نے تو کبھی آجتک کوئی عدول حکمی نہین کی نہ اپنی جان عزیز کی ہر وقت جان نثاری کا خیال کیا اور یہ بھی خیال رہا کہ جس طریقہ سے ہو صاحبقران کے حکم کی اطاعت کیجائے آجتک کبھی صاحبقران نے ایسے کلمہ ہم لوگون کی نسبت نہین فرمائے آج کیا سبب ہے کچھ آپکو معلوم ہے کیونکہ آپ لوگ تو دربار مین تشریف فرما رہتے ہین یہ جو ہر ایک اہل لشکر نے عرض کیا اُن سب نے جواب دیا کہ نہ تم سے کوئی خطا ہوئی ہے نہ کسی قسم کا گمان تم لوگون کی طرف سے صاحبقران کو ہے صرف یہ سبب ہے کہ کل کفار سے مقابلہ ہے اور بہت بڑے ساحر سے سُنا گیا ہے کہ اُسنے وہ سحر طیار کیا ہے کہ جس سے وہ ایک پل مین تمام عالم کو جلا کر خاک کردیگا اُس سحر پر نہ کسی ساحر کا سحر اثر کرتا ہے نہ کوئی ساحر اُسکو رد کر سکتا ہے نہ کوئی تدبیر اُسکے رد کرنے کی فی الحال ہو سکتی ہے آج نامہ اُسکا آیا تھا کہ یا تو مع لشکر کے سمندر کی اطاعت کرو اور دین اسلام کو ترک کرو مذہب لقا پرستی قبول کرو حلقہ اطاعت سمندر اپنے گلے مین ڈالو اور خواجہ ثالث خضران بن عمر کو اسیر کرکے ہمارے حوالہ کرو اگر یہ نہ منظور ہو تو آمادہ قضا ہوکر میدان مین آؤ مین کل صبح کو میدان مین آکر تم سب کو قتل کرونگا پس اس سبب سے یہ حکم صاحبقران نے جاری فرمایا ہے کیونکہ انہون نے

اسکو تو جواب صاف دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ نہ ہم اطاعت کرینگے نہ ترک اسلام نہ خواجہ کو گرفتار کرکے دینگے بلکہ
میدان میں آکر مقابلہ کرینگے اے بھائیو یہ امر تو دراصل بہت عمدہ ہے کہ چاہیے جان جائے مگر ایمان نہ جائے
پشیمان صاحبقران کا بہت بجا ہے ہم بس صاحبقران نے بعد نامہ روانہ کرنے کے ہم سب سے بھی یہی کہا
تھا کہ آپ لوگ چلے جائیں ہم نے قبول نہیں کیا نہ صاحبقران کے عزیزوں نے اسکے بعد صاحبقران
نے ناموس کو قران کے سپرد کرکے ہم سب کے سامنے تھوڑا سا لشکر ہمراہ کرکے خانہ کعبہ کو روانہ کیا
اسکے بعد منادی سے ندا کراکے تم کو آگاہ کیا تاکہ یہ کوئی نہ کہے کہ اپنے ساتھ ہماری بھی جان لی اگر ہم کو یہ
معلوم ہوتا تو ہم ضرور نکل جاتے یہ جو سرداروں سے اہل لشکر نے سنا مسکرا کر جواب دیا کہ ہم جو صاحبقران
کے ہمراہ اس زمانہ سے ہیں یا اگلے بزرگوں کی خدمت کی یا انکی تو اس لیے نہیں کی کہ جب تک انکو راحت
ہو اسوقت تک ہم ساتھ رہیں اور جب کوئی وقت پڑے تو اسوقت میں چھوڑ کر نکل جائیں اور اپنی
جان بچائیں یہ تو کبھی ہم سے نہ ہوگا ہم ضرور ہمراہ صاحبقران کے جان دینگے ہم تو کسی وقت میں جانیکے
یہ امر بالکل خلاف مردی و مروت ہے کہ جب تک فرصت کرتے کو لا اسوقت تک ساتھ رہتے جب جان جانیکا
موقع ہوا امان نکل گئے لیں ہم کبھی ایسا نہ کرینگے ضرور ہمراہ رہینگے افسروں نے کہا کہ خدا تم کو جزاے
خیر دے ہیں جاکر اپنا سامان کرو تب لشکر سب اپنے اپنے مقام پر آگئے وہ باقی دن اسی آمد و رفت میں
بسر ہوا طبل جنگ بجا کیا یہاں تک کہ آفتاب سراپردہ خانہ مغرب کے میدان نیلی رواق سے روانہ ہوا وہ آفتاب کا
غروب ہونا [illegible] رنگ کا مائل بزردی ہونا گلوں کا ہوا کے جھونکوں سے شاخہاے درخت
میں ہلنا خوشبو سے تمام باغ کا مہکنا وہ جو سبزہ بسبب حدت دھوپ کے پژمردہ ہو رہا تھا ایسا جو ہوا
چلی وقت شام کا آیا کچھ خنکی ہوئی تر و تازہ ہوا یہ معلوم ہوا کہ زمین کے بال کھڑے ہو گئے یہ مسیحا بروقت
سے وہ سہانا سہانا وقت وہ بادلوں کا شام کے وقت کو قریب دیکھکر طرف اپنے مسکن کے روانہ ہونا
وہ سن سن [illegible] دن کی تعداد سے ایسا عالم تھا ہر طرف درندے سر جھکائے ہوئے راستے کے
خیال میں کہ دیں شام نہ ہو جائے اپنے مقام مسکن کو پہنچ جائے تا کسی سے خبر نہ ہوتے تھے
اسی طور سے پرندے بھی سماں سے جانوران آبی بھی تہ آب جا کر مقیم ہوئے جانوران صحرائی جھاڑیوں میں
گھاٹیوں میں غاروں میں مقیم ہوئے طائروں نے اشجار پر بسیرا لیا کہ آفتاب بالکل غروب ہو گیا موذن
نے اذان دی بانگ اللہ اکبر سے تمام عالم گونج اٹھا ہر طرف نماز مغرب کا بندوبست ہونے لگا شام
کی وردی لشکروں میں بجی زمین پر تو یہ سماں تھا بالاے آسمان خسرو انجم کی وہ آمد ہر طرف وہ چادر
نور کا پھیلنا وہ میدان فلکی پر مثل ذرہ ہاے ریگ کے ستاروں کا چمکنا ہر طرف ایک عجب سماں تھا
آسمان پر ایک طرف کہکشاں کا ظہور ایک دریاے نور تھا کہ موج زن تھا وہ اوس کا گرنا اسکے سبب
سے وہ سبزہ کا لہکنا برگ درخت پر وہ اوس کے قطروں کا مثل گوہر کے چمکنا کیا بیان کیا جائے آسمان پر
ماہتاب بصد آب و تاب نکلا ہوا تھا گویا کسی حور جمال نے چادر نور کو زیب سر کیا تھا اسطرح
سے روشنی ماہتاب سے تمام صحرا منور تھا باوجودیکہ اس قدر عالم نورانی تھا ہر طرف ایک نور برس رہا تھا
مگر کچھ اداسی سی ہر طرف چھائی تھی رنگ ماہتاب بیرنگ گویا زرد تھا گریبان شب چاک تھا روے
ماہتاب فق تھا بلکہ تا دامن گریبان شق تھا رات باوجود چادر نور کے ہونے کے سیاہ پوش تھی جدھر
نگاہ اٹھ گئی ایک تاریکی نظر آئی یہ معلوم ہوتا تھا کل یہاں بہت گزرن ہوگا ایک عالم ہو تھا سناٹا
صحرا کا فراٹا ہوا کا دلوں کو بیقرار کیے دیتا تھا یہ عالم تھا کہ کوئی اس رات کو ایسا نہ تھا کہ جو اس نحو

ہمدم مونس بجز حسرت و یاس کے کوئی نہ تھا ہر ایک کو لشکر اسلام سے یہ خیال تھا کہ کل صبح کو میدان
جنگ میں ہمارا خاتمہ ہے کل قصاب اجل سے سامنا ہے لشکر کفار میں خوشی کا عالم تھا ہر طرف گھنٹہ و
ناقوس بج رہے تھے اہل لشکر کفار اپنے خیموں میں بیٹھے ہوئے ناچ و رنگ دیکھ رہے تھے ہر ایک
جگہ صحبت عیش برپا تھی گرداسپ وغیرہ نے بہ سبب خوشی کے ایک جلسہ قرار دیا تھا اس میں سب
سردار موجود تھے دوسرے ہر مقام پر رقص و سرود ہو رہا تھا ناچ گانے کا شغل تھا کوئی چوسر کھیل رہا
تھا کوئی بدمعاش عجب تماشے سے مصروف بادشاہ جنگ تھا کہیں سوجست ہو رہا تھا کہیں بقصد تلاش
تاش ہو رہا تھا تا نصف شب لشکر کفار میں یہ سب خوشی کے رہے مگر ملا یہ پھرنے لگا صدا سے حاضر باش بلند
ہے نقارہ رزمی بج رہا ہے جب نصف شب آئی گرداسپ وغیرہ نے حکم دیا کہ جلسہ برخاست ہو دو گھڑی
جاکر ہر ایک استراحت کرے اسکے بعد پھر تیغ کو دیکھیں ان میں جاکر مقابلہ میں اہل اسلام کے صف آرا
ہونا پڑیگا یہ کہکر گرداسپ و حباب و سیلاب و مواج و ملکہ بادشتن و ملکہ جمشید رستن و ملکہ رعد الان
اپنے اپنے مقام پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور طرف اپنے اپنے خیمہ آرام کے گئے راوی نے بیان کیا ہے
کہ جب گرداسپ وغیرہ نے طبل جنگ کے بجنے کا حکم دیا تھا اور طبل جنگ بجا تھا اور لشکر اسلام میں
بھی کوس رزمی بجا تھا اسکے بعد یہ بادشاہ دربار برخاست کرکے اپنے اپنے مقام کو گئے تھے اسکے بعد
جلسہ آراستہ ہونے کا حکم دیا تھا موجب انکے حکم کے محفل عشرت برپا ہوئی تھی یہ اس میں آکر بیٹھے تھے
چنانچہ یہ وہی جلسہ تھا جب جلسہ برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اب ہر طرف لشکر کفار
میں سحر جگایا جانے لگا ہر خیمہ سے دھواں بخورات کا بلند ہونے لگا ہر ایک اپنے سحر کو تیار کرنے لگا
گو لشکر کفار میں کوئی خوف نہ تھا سب کو معلوم تھا کہ ہم کو مقابلہ نہ کرنا پڑیگا جو کہ شوقین ہیں سحر کے وہ
سحر کو اپنے درست کر رہے ہیں باقی سب باخاطر خوش و با اطمینان تمام خواب مرگ میں مبتلا ہیں ذرا بھی
خیال نہیں ہے کہ کل صبح کو مقابلہ ہوگا صدائے انفیر خواب بلند ہے اہل کفار کا تو یہ حال ہے ادھر لشکر اسلام
میں بھی نقارہ رزمی بج رہا ہے جو کہ لشکر اسلام میں ساحر ہیں مثل مریخ آفتاب علم و آفاق شاہ و
زوجہ آفاق و کوکبہ و سہراسپ و شغرالان وغیرہ کے دو یک سردار لشکر ساحران اپنے اپنے خیمہ میں
سحر کو زور دے رہے ہیں اس خیال سے کہ اگر ایسا مرتبہ تو ہم بھی اپنا سحر بہ اسیر کرینگے شاید کارگر ہو گو یہ
امید رکھنا کہ ہم اسکے ابر سحر کو ہٹا دینگے بیکار ہے ہاں اگر خدا کا فضل شامل حال ہے تو کیا عجب ہے کیونکہ وہ مور
ضعیف کو فیل مست پر غالب کرتا ہے ضعیف کو قوی پر ظفر دیتا ہے بموجب شاعر کے شعر اگر وہ نہ یہ قوت و زور دے
تو پھر سستی کوئی کیا کرسکے؛ کبھی ناتوانوں کو بخشے وہ زور؛ سلیمان کو گاہے کرے مثل مور؛ جب اسکی
یہ قدرت ہے کیا عجب ہے کہ ہمارے حال پر رحم کرے ہمارا سحر اسکے ابر سحر پر کارگر ہو تو ہماری ظفر ہو اس
خیال سے سرداران لشکر ساحران سحر کو جگا رہے ہیں مگر خداوند کریم سے دعائے فتح و ظفر کے بھی خواستگار
ہیں یہ تو ساحران مطیع اسلام کا حال ہے انکے خیموں سے بھی بخورات کی بو آرہی ہے ملا یہ لشکر میں پھر رہا ہے
صدائے بیدار باش ہوشیار باش بلند ہے و سرداران غیر ساحر و اہل لشکر غیر ساحر جو ہیں سجادے
بچھائے ہوئے نماز شب میں مصروف ہیں بصد رجوع قلب اپنے خالق مطلق و مالک برحق سے یہ
دعا کر رہے ہیں کہ اے مالک تو سب کا حافظ و مالک ہے تو بڑا کریم ہے تیرے کرم سے یہ امید ہے کہ تو ہم سبکی
آبرو کو نگاہ رکھیگا اگر ہماری سب کی قضا آئی ہے تو ہم کو تیرے حکم سے کوئی سرتابی نہیں ہے راضی ہیں
مگر یہ خیال ہے کہ اگر ہم یوں قتل ہوئے تو کفار کو خوشی ہوگی تیرے دین کے رواج پانے میں بڑی

ہوئی کیونکہ ہم سب تیری راہ مین جہاد پکر باندھے ہین تیری راہ مین ہم اپنی جان کو جان نہین خیال کرتے ہین ہم
ہم کو تیری راہ مین بار دو شمن ہین یہ دعا ہے کہ جب مقابلہ ہوا اور مرنے کا وقت قریب آئے تو تیری راہ سے
قدم نہ ہٹے ثابت قدم رہین سر تن سے کٹ جائے جان جاے مگر تیری راہ سے نہ پھیرین اگر ہم کو ہزار
مرتبہ قتل کرے اور ہم سب تیری قدرت سے زندہ ہون اور پھر وہ یہ کہے کہ دین اسلام ترک کرو تو
ہم کبھی نہ قبول کرین بلکہ اسی طرح ثابت قدم رہین چاہے وہ ہماری خاک تک برباد کرے ہم کو یہ کسی
طور سے گوارا نہین ہے کہ ہم تیری بندگی کو ترک کرین دوسرے کو اپنا خدا جانین جو کہ مثل ہمارے آنکھ
و ناک اور جسم بھی رکھتا ہو یا مثل ہمارے اُسکو ہر قسم کی ضرورت ہو ہم کیونکر اُسکو اپنا خدا تصور کرین
یہ تو ہم سے نہ ہوگا کہ ہم ایسے خدا کو اپنا خدا جانین جب کہ تو موجود ہوا ہے کریم رحم کرنا ہر طرح سے
حفاظت آبرو کرنا یہ دعا کرتے تھے اور نماز شب مین مصروف تھے ہر خیمہ سے صداے گریہ و زاری
آرہی تھی ہر ایک اپنے مالک سے اپنے گناہ کی معافی کا خواستگار تھا و ثابت قدمی کا طلب گار
تھا تو شب لشکر اسلام مین شب قدر تھی ہر طرف سے صداے تکبیر آرہی تھی کوئی رکوع مین تھا
کوئی سجدے مین کوئی تشہد پڑھ رہا تھا کوئی ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا کر رہا تھا یہ تو حال سرداران
لشکر و عزیزان صاحبقران کا تھا کہ ہر ایک اپنے خیمہ مین بیدار تھا مصروف عبادت پروردگار تھا
اہل لشکر بھی جاگ رہے تھے نمازین پڑھ رہے تھے آج کوئی سامان جنگ نہین کرتا تھا بلکہ
عروس مرگ کی خواستگاری مین دعا کر رہے تھے کسی مقام پر سواے نماز وغیرہ کے دوسرا شغل
نہ تھا اکثر شب جنگ مین یہ حال ہوا ہے کہ باہم گلے ملے مین سامان جنگ کیا ہے جو کہ بزدل تھے وہ
چلے گئے ہین مگر اس سبب سے نہ کسی نے سامان جنگ کیا نہ کوئی لشکر سے نکل کر گیا سب عبادت
خدا مین مصروف تھے باہم عبادت خدا کر رہے تھے اور صاحبقران نے بھی جا کر سجدہ کبریا مین شب
بیداری فرمائی ہے بادشاہ اپنے خیمہ خاص مین سجادۂ عبادت پر جلوہ گر ہین خدا سے بصدر جوع
قلب یہ دعا کر رہے ہین کہ اے کریم گو میرا یہ مرتبہ نہ تھا کہ مین بادشاہ ہوتا مگر تیری عنایت
اور رحمت اور بندہ پروری سے یہ مرتبہ مجھکو ملا اس درجہ اعلیٰ کو پہونچا مین بہت خوش ہوا تیری
راہ مین کمر ہمت کو استوار کیا کہ جہاد کرون تو نے ہر مقام پر میری آبرو رکھ لی مجھکو سرفراز کیا مین موت
سے نہین خوف کرتا ہون مرنے کو حیات جانتا ہون زندگی کو سبب بدنامی کا اگر قضا آئی ہے تو
کیا پرواہ ہے کوئی اندیشہ نہین ہے ہم سب موجود ہین بلکہ خوش ہین کہ مرتبہ شہادت ملیگا مگر تیری
ذات سے ہر وقت امید نیکی رکھنا چاہیئے نا امید نہ ہونا چاہیئے مجھکو کیونکر گوارا ہوگا کہ استاد رہبر میرے
بندے ایسا کافر خاسر کے ہاتھ سے قتل ہون مجھکو امید قوی ہے کہ تو ضرور کمک کریگا یہ بلا سب کے
سر پر سے رد کریگا تیری ذات پر جو بھروسا کرے اسکو ہرگز نا امید نہ ہونا چاہیئے بلکہ نیکی کی امید
رکھنا زیبا ہے بموجب شعر تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار * نہ ہو تجھ سے مایوس امیدوار * بس مین
تیری درگاہ مین یہ دعا کرتا ہون اور مجھکو امید ہے کہ تو اپنے فضل و کرم سے میری دعا کو قبول
فرمائیگا اس بلاے آسمانی و عذاب ناگہانی سے ہم گناہگارون کو نجات دے کیونکہ تو رحیم
ہے کریم ہے آمرزگار ہے بڑا غفار ہے تیرے سوا اور کس کا سہارا ہے کون ہمارا ہے بادشاہ اس طور
سے دعا کر رہے ہین تو نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت ابراہیم کو آگ سے بچایا سلیمان
کو شیر کے پنجہ سے نجات دی حضرت موسیٰ کی پرورش دشمن کے گھر مین کرائی علاوہ اسکے

ہر نبی اور ہر وصی نبی کی تو نے ہر وقت مشکل سے کام کی میرے جد امجد حمزہ صاحبقران پر سے
کیسی کیسی بلا ردّ کی یہ کیا ہر اس سے زیادہ مشکل ہو آسان ہر پادشاہ تو دعا فرما رہے ہین
اُدھر صاحبقران سجدہ کرکے تا آخر شب مین مصروف ہین رکوع و سجود مین مشغول ہین انکی زبان
پر یہ مناجات ہر مناجات خدایا مین بندہ گنہگار ہون ❊ عقوبت کا بیشک سزاوار ہون ❊ تیرا ایک
بندہ ہون مین سب پہ ظاہر ❊ تیرے عہد اعظم کا ہون مین اسیر ❊ کیا ہے مجھے حب دنیا نے مست ❊ فراموش
ہر مجکو عہد الست ❊ نہین چھوڑتا ساتھ دم بھر گناہ ❊ سراسر خطا ہون سراسر گناہ ❊ نہین دھیان کچھ
روز میعاد کا ❊ گنہ مجھ مین جو ہر ہی فولاد کا ❊ فلک تیغ آفت نکالے ہوئے ❊ مین غفلت مین گردن کو
ڈالے ہوئے ❊ میرے حال پر رحم کر اے کریم ❊ کہ ہر ذات تیری غفور الرحیم ❊ مین عاصی ہون اپنی
طرف دھیان کر ❊ حساب محمد پہ آسان کر ❊ زبان کو نہ لغزش ہو وقت حساب ❊ نکیرین کو دون
بخوبی جواب ❊ رہون راہ حق مین مین ثابت قدم ❊ تیری ہی محبت مین نکلے یہ دم ❊ ہر اب عاصیون پر
رحم کا مقام ❊ بحق محمد علیہ السلام ❊ یہ مناجات ورد زبان تھی آنکھون سے آنسو جاری تھے یہ کلام
لب پر تھے کہ اے کریم تیری عنایت سے یہ مرتبہ جلیل مجھ عبد ذلیل کو نصیب ہوا مین کہان صاحبقران
کا مرتبہ کہان یہ مرتبہ انھین صاحبان ہمت و جرائت کو سزاوار تھا وہی لوگ اس منصب جلیل و مرتبہ
عظیم کے لائق تھے مین نے اس اپنی عمر مین سوا سے گناہ کے کوئی ایسا فعل نیک نہین کیا کہ جو
میری بخشش کا وسیلہ ہوتا اور زیادہ تر یہ بھی خوف ہر کہ میرے پاس کوئی ایسا تحفہ نہین ہر کہ مین
لیکر تیری خدمت مین حاضر ہون جو کہ میرے نجات کا سبب ہو اور میرا پلہ اعمال اُسکے سبب
سے سبک ہو سوا سکے اس امر مین بسر ہوئی کہ اس ملک پر لشکرکشی کی ہوس دنیا مین اُس ملک پر
لشکرکشی کی ہزارون تیرے بندون کا خون کیا بس یہ جو مین نے کیا اس خیال سے کہ تیری راہ
مین جہاد کرون شاید یہی سبب میرے نجات کا ہو وہ بھی حوصلہ نہ پورا ہوا کہ قضا نے آکر دامن
پکڑ لیا ورنہ مین یہ خیال کرتا تھا کہ یہ جو چند ملک کافرون سے آباد ہین انکو فتح کرکے اور خانہ کعبہ
مین جاکر تیری عبادت کرونگا مگر اجل نے مہلت نہ دی یہ تو ضرور ہر کہ جسکی موت جس مقام پر لکھی
مقرر ہوئی ہر وہ ضرور اُس مقام پر پہونچتا ہر میری بھی موت یہ صحرا تھا میرے مقدر مین یہ لکھا
تھا کہ مین ساتھ چند عزیزون کے ایسے مقام پر مرون کہ جہان سواے کفرستان کے دوسرا مقام نہو
افسوس یہ ہر کہ قبرین بھی ہم سب کی نہ بنین گی اگر کسی نے ترس کھا کر دفن بھی کیا تو کیا اپنے
عزیزون سے تو جدا رہے یہ تو نہ ہوا کہ کوئی آکر فاتحہ پڑھے اور دو پھول چڑھائے خیر اس کا بھی
کوئی غم نہین ہر حسرت اسکا غم ہر کہ سامنا تجھ ایسے عادل برحق کا ہر اور کوئی وسیلہ نہین ہر کہ جو سبب
نجات ہو دین مین تو اُسی امر مین خوش ہون جو تیری مرضی ہر یہان لشکر مین تو یاد خدا ہو رہی ہر
صاحبقران بھی دعا فرما رہے ہین اُدھر جواہر اپنے خیمہ خاص مین بیٹھا [illegible] مصروف دعا
ہین کہ چند عیار مثل برق شامی و ضرغام شامی و ہیبال اکش شامی کے جب دربار برخاست ہوا
تھا یہ لوگ صورت تبدیل کرکے بادشاہ [illegible] کی خدمت [illegible] صورت پرورست
ہو کر پہلے لشکر کفار مین آ گئے تھے اور وہان سے [illegible] شاطری [illegible] ہوئے [illegible]
مین اس خیال سے آ گئے کہ چل کر اگر مین پڑے تو [illegible] سمندر شاہ [illegible] ملاقی کو
اسی پردہ شب مین قتل کر ڈالین یا اسیر کرکے لے آئین تا کہ یہ تو جدم پاک ہو اس خیال سے

شہر مین آسکے یہان ہر مقام پر یہی چرچا پایا کہ کل اہل اسلام کا خاتمہ ہے کیونکہ عشاق شرطاقی اپنا
ابر سحر گرا کر سب کو خاک سیاہ کر دیگا ایک کو زندہ نہ رکھے گا اُسکو بہت غصہ ہے عیار ہر مقام
پر دیکھا کرتے ہین اور چلے آتے ہین راوی نے بیان کیا ہے کہ دربار سے جو سب سردار اپنے اپنے مقام
پر گئے ہر ایک کو اس امر کا افسوس ہے کہ مفت اہل اسلام کی جان اس عشاق کے ہاتھ سے
برباد ہوئی بعض سردار مثل گلاب و نورق و اشفاق وغیرہ کے بہت رنجیدہ ہین خصوصاً
عشاق استاد سمندر اسکو یہ امر بہت ناگوار ہوا ہے عشاق شرطاقی کا دربار مین اسقدر بیٹھ کر
غرور کرنا اور دیوان اہل اسلام کے قتل کرنے پر آمادہ ہونا مگر کیا کرے دو سبب ہین ایک تو
یہ کہ وہ بسبب سمندر کے کچھ کہہ نہین سکتا ہے کیونکہ اگر کچھ اس مین خارج ہو کر مانع ہوتا ہے تو
سمندر کو خیال ہوگا کہ شاید انکو بھی کچھ اہل اسلام سے انس ہے وہ میرے ساتھ بھی مثل
آفاق کے حرکت کرے آفاق نے تو تحمل کیا مین نہ تحمل کرون مقابلہ ہو بین دوستی اور محبت
مین فرق آسکے بلکہ خود ہی بزرگی جاتی رہے استاد شاگرد مین مقابلہ ہو لوگ طعنہ زن ہون کہ
کیسے استاد و شاگرد تھے کہ باہم مقابلہ ہونے لگا شاگرد نے اس امر کا خیال کیا کہ یہ استاد
ہین نہ استاد کے یہ شاگرد ہے اور وہ جو الفت مجکو سمندر سے ہے وہ جاتی رہے مجکو یقین ہے
کہ مین اُسکے فراق مین ہلاک ہون صرف اُسکی الفت کے سبب سے مین نے کو شاہنشاہی کو
ترک کیا اہل دنیا سے ملا مین ایک امر اُسکے خلاف کرکے اس امر کو گوارا کرون دوسرے
اسوقت یہ ممکن نہین ہے کہ سمندر کو اس امر پر آمادہ کرون کہ وہ عشاق سے مقابلہ کرے
گو سمندر میری اس راے کو قبول کر لیگا ابھی اُس سے مقابلہ پر آمادہ ہوگا یہ بھی خیال ہے
کہ سمندر کسی طور سے عشاق سے کم نہین ہے بلکہ ساحر زبردست ہے مگر عشاق نے ایک
سحر ایسا طیار کیا ہے کہ جسکی رد فی الحال ممکن نہین ہے میرے امکان سے بھی خارج ہے جبتک
محنت نہ کرون گو میرا یہ مرتبہ ہے کہ مین عشاق کو ابھی برسون سحر کی تعلیم دون وہ میرے روبرو
طفل مکتب سے بدتر ہے مگر دقیقہ یہ ہے کہ جو ساحر جس سحر پر محنت کرکے اُسکو اپنے قابو مین کرتا
ہے پھر اگر دوسرا ساحر قصد کرے کہ ہم اُس کی رد کو تیار کرین تو اُسی قدر محنت کرے جب
جاکر اُسکی رد طیار ہوتی ہے مین نے سب پر محنت کی ہے ہر سحر میرے قابو مین ہے مگر اسوقت
فوراً ہر ایک پر محنت ہونا دشوار ہے اور وہ اسی سحر پر محنت کرتا آیا ہے اُسکے قابو مین ہے لہذا مقابلہ
کرکے احمق بننا ہے یہ دو امر اُسکو مانع ہین اور ایسے ایسے خیال دل مین کرکے خاموش تھا مگر
ملکہ رتھا راوی نے بیان کیا ہے کہ جب سمندر دربار برخاست کرکے گیا تھا تو عشاق
اپنی نانی کے پاس آیا بعد دریافت حال اپنے مقام پر آیا تھا اس قصد سے کہ یہ اس قدر
دن و رات گذر جاتے تو مین صبح جاکر خاتمہ کرون لیکن اس کا بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا اپنے
مقام پر سے اُٹھکر در محل سمندر پر آیا تھا اور بذریعہ محلدار کے کہلا بھیجا تھا کہ بادشاہ
سے کہدو کہ آپ کے دوست عشاق آپکو بلاتے ہین کہتے ہین کہ یا تو آپ خود تشریف
لائیے یا مجکو بلا بھیجئے فرمائیے مجکو کچھ امر ضروری عرض کرنا ہے محلدار نے جاکر سمندر سے
عرض کیا اُس وقت سمندر محل سے باہر آیا اور عشاق کا ہاتھ پکڑکے دربار خاص مین لے
گیا بڑی عزت سے بٹھایا کہا کہ کیون کیا باتین فرماتا ہے بیان فرمائے عشاق نے جواب دیا

کہ بسبب تنہائی کے میرا دل گھبرایا لہذا میں اس خیال سے یہاں آیا کہ آپ کی خدمت میں جا کر آپ سے
عرض کروں کہ چند طائفے طلب فرمائیے تاکہ یہ رات گذرے سمندر نے کہا کیا مضائقہ ہے
پھر عشاق نے جواب دیا کہ کوئی انتظام زیادہ نہ فرمائیے صرف دل کے بہلنے کے لیے
یہ امر ہے ہاں کل جب اہل اسلام کا خاتمہ ہو لے گا پھر جشن عشرت برپا فرمائیے گا دوسرے
مجھکو یہ بھی خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آئے اور غافل پاکر عیاری کرے کیونکہ انکو
تو اس امر کی خبر ہے سمندر نے کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ آپ چلے آئے میں بھی پریشان
تھا یہ کہکر سمندر نے صدا دی کہ کوئی حاضر ہے بس چند چوبدار حاضر ہوئے سمندر نے کہا کہ
داروغہ ارباب نشاط کو حکم پہونچا دو کہ چند طائفے حاضر کرے ہم اسوقت گانا سماعت کرینگے اور
اہلکاران سرکاری کو حکم دو کہ خانہ عیش کی درستی بہت جلد کریں اور فلان فلان سردار کو آگاہ
کردو کہ وہ حاضر ہوں جن جن کے نام لیے کہ فلان فلان سردار کو آگاہ کردیں انھیں عشاق استاد
سمندر رو گلاب و اشفاق و رو زرق تھے یہ حکم سنکے وہ چوبدار روانہ ہوئے پہلے داروغہ
ارباب نشاط کو حکم شاہی سے آگاہ کیا بعد اسکے جو خانہ عیش کا منتظم تھا اسکو خبردار کیا اسنے
فوراً جاکر سب سامان درست کیا درستی کرائی داروغہ ارباب نشاط طائفہ لیکر چلا ادھر چوبداروں نے
سرداروں کو خبر کردی وہ سب کے سب چلے سمنلاق و اعراق اور چند سردار جو کہ دشمن
تھے اہل اسلام کے اپنے اپنے مکان میں خوش خوش بیٹھے ہوئے تھے شراب خواری کر رہے
تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ کل خاتمہ ہے اہل اسلام کا کل عید کا دن ہے ہم تو اپنے مکان پر
ضرور جلسہ کرینگے جب یہ خبر سن لینگے کہ اہل اسلام قتل ہوئے چنانچہ سب لوگ اپنے
اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے یہ خیال کر رہے تھے کہ چوبدار نے جاکر کہا کہ بادشاہ نے آپکو
طلب کیا ہے وہ فوراً لباس درباری پہن کر روانہ ہوئے یہاں سمندر کو آکر چوبدار نے خبر دی
کہ سب سامان درست ہے بس سمندر عشاق شر طاقی کو لیکر خانہ عیش میں آیا راوی نے
بیان کیا ہے کہ سمندر نے ایک مکان بنوایا ہے اسکو سجے سے آراستہ کیا ہے جب ناچ و رنگ
دیکھنے کو جی چاہتا ہے اسکو درست کراکے اس میں جاکر مشغول عیش و عشرت ہوتا
ہے اسکا نام خانہ عیش رکھا ہے بس اسوقت بھی عشاق کی فرمائش سے اسمیں جلسہ
مقرر کیا سب سردار آگئے ناچ ہونے لگا جب خوش خوش بیٹھے ہوئے ہیں طوائف
شہر گارہی ہیں ہر قسم کی صحبت برپا ہے شراب کا دور بندھا ہوا ہے یہاں تو یہ سامان ہے
ادھر وہ عیار تمام شہر کی گشت لگاکر ہر مقام پر وہ ذکر سنتے ہوئے قریب سحر راستے کے اس
مقام پر آگئے کہ جہاں عشاق کی نائی تھی وہاں جو پہونچے تو یہ خیال کیا کہ اسی پر کچھ عیاری
کیجئے لیکن موقع نہ ملا بہت پہرہ چوکی و ہوشیاری پائی کوئی پھر تماشا نہ پار رہنے آخر کو
مجبور ہوکر وہاں سے چلے کہ اب اور کوئی فکر کرنا چاہیے رات بھی بہت آئی ہے کہیں ایسا
نہ ہو کہ تم اسی فکر میں رہو صبح ہو جائے جس فکر میں آئے ہو وہ نہ ہو نہ عشاق ہاتھ آئے
نہ سمندر یہ باہم تجویز اور صلاح کرکے اس مقام پر سے اور طرف چلے اس خیال میں کہ سمندر
کی خوابگاہ کا پتہ چلے اور عشاق کی انکھوں سے تدبیر کرکے یہ تو دریافت کر لیا کہ فلاں مقام
عشاق اترا ہوا ہے حضرت تمام وہ چالاک تو طرف مقام عشاق کے روانہ ہوئے برق ثانی یا

طرف محل سمندر کے برق کمند مار کر بالاے بام آیا پیچھے جھانک کر جو دیکھا تو خوب روشنی ہو رہی
ہی پہرہ چوکی ہر کنیزین جابجا اپنے اپنے عہدے سے کھڑی ہوئی ہین جاگ ہو رہی ہی
اسنے موقع نہ پایا کہ یہ نیچے اُترے چارون طرف پہرہ ہی کہین موقع نہ ملا ایک طرف جو گیا تو اسکو
کچھ آہٹ معلوم ہوئی یہ چپ کا پوشیدہ ہو کر کھڑا ہو گیا کہ اسنے دیکھا کہ چند جوان عورتین
باہم ہنستی ہوئی بالاے بام آئین یہ کہتی ہوئی کہ خوب ہوا جو بادشاہ نے آج جلسہ مقرر
کیا جان بچی ورنہ بہت پریشان ہوتے عجب مرد ہی کہ بدون عورت کے قرار نہین آتا ہی ایک بہن
رات بھر پریشان کرتا ہی مین تو عاجز ہون دوسری نے کہا کہ تم کیا عاجز ہو مین بھی عاجز ہون
مین اسی خیال سے مین تو بیٹھی رہی کہ شاید بادشاہ باہر سے آکر طلب کرین تو اسوقت
نیند خراب ہوگی اس سے بہتر یہ ہی کہ جاگو اُسنے بھی یہی جواب دیا اگر خداوند تصویر نے خوب
کیا کہ بادشاہ ناچ رنگ مین مصروف ہوا خداوند عشاق شہ طاقی کا بھلا کرین کہ جسنے
آج ہماری جان آفت سے بچائی بہن مین تو اب جاکر سوتی ہون اُسنے کہا کہ تم کیا
سوتی ہو مین بھی جاکر سوتی ہون یہ کہکر ہر ایک ایک طرف چلی گئی یہ جو برق نے سنا
کہ سمندر محل مین نہین ہی کسی مقام پر جلسہ مقرر کیا ہی وہان ہی یہ وہان سے کمر کھول کے اُترا
اور اس تلاش مین روانہ ہوا اُدھر ضرغام و چالاک جو عشاق کی خوابگاہ مین پہونچے
اُنھون نے اُسکی خوابگاہ کو خالی پایا ہر ایک کو یہ فکر ہوئی کہ یہ لطفہ حرام کہان چلا گیا
وہان سے مایوس ہو کر باہر چلے آئے اور طرف روانہ ہوئے یہان برق نے وہ مقام
بھی تلاش کر لیا کہ جہان جلسہ برپا تھا سب سردار حاضر تھے ناچ ہو رہا تھا برق نے چارون
طرف پھر کر یہ موقع تلاش کیا کہ کسی صورت سے مین اس جلسہ مین پہونچ جاؤن مگر ممکن نہ ہوا
اول تو یہ کہ سمندر و عشاق نے یہ حکم دیدیا تھا کہ جسکو آنا ہو وہ آئے اندر پھر تا وقتیکہ جلسہ
برخاست ہو باہر نہ جائے اور جب سے جلسہ شروع ہو جائے اسوقت سے کوئی باہر
سے اندر نہ آئے جب ناچ رنگ ہونے لگا تھا سب نوکر جاکر اپنے اپنے کام سے فراغت
کر کے چلے آئے تھے اب جو اندر آ گیا وہ باہر نہین جا سکتا ہی جو باہر رہ گیا وہ اندر نہین آسکتا
ہی سمندر و عشاق نے سحر سے دریافت بھی کر لیا تھا یہ سب میرے ملازم ہین اور میرے
سردار ہین نہ انمین کوئی عیار ہی نہ نجیب ہی اور یہ بھی دریافت کر لیا تھا کہ جو طائفہ ہین سب
اصلی ہین کوئی ان مین بنا ہوا طائفہ نہین ہی بس بدین سبب برق باہر پھٹ پھٹا کر اور
تڑپ تڑپ کر رہ گیا اندر نہ جا سکا یہ سخت مجبور ہی کہ کیا کرون کوئی تدبیر نہین بڑتی ہی
یہ تو اسی فکر مین تھا کہ جب تین پہر رات گذری سمندر نے کہا کہ اب پہر بھر رات باقی ہی
اب جلسہ برخاست ہو اول تو آنکھ صبح کو برائے مقابلہ جاتا ہی اگر رات بھر جاگیے گا تو صبح کو
کسل ہوگا عشاق نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا بس سمندر نے جلسہ برخاست ہونے کا حکم
دیا خود اُٹھکر محل مین گیا اور اپنی خوابگاہ پر جاکر سو رہا مگر جب سے اُسکو یہ معلوم ہو گیا
ہی کہ عیار شہر مین آگئے ہین یہ جب سوتا ہی تو سحر کرکے سوتا ہی کہ اسکی خوابگاہ سوائے
اسکے ملازمون کے دوسرے کو نہین معلوم ہوتی ہی وہ کبھی جسکا جسکا نام لیتا ہی وہ
دیکھ سکتا ہی باقی کوئی نہین دیکھ سکتا ہی [illegible]

عیاران لشکر اسلام کے یہ تو یون خواب مرگ مین اپنا انتظام کرکے سو یا اُدھر عشاق بھی اُس جلسہ
سے اُٹھکر اپنے مقام پر سحر کے تخت پر سوار ہوکر بالاے ہوا سے آیا کہ کسی کو نہ معلوم ہوا کہ
عشاق اپنی خوابگاہ مین آیا اُسنے بھی سحر کرکے اپنی خوابگاہ کو معدوم کردیا سب کی
نگاہ سے اب جو طائفہ اور دیگر سردار وہان سے نکلے تو باہم یہ کلام کرتے ہوئے کہ اس وقت
بادشاہ نے بہت کچھ دیا مگر کیا کرین کہ اُنکو نیند آگئی وہ اُٹھکر اندر تشریف لے گئے اُن کے
تشریف لے جانے سے عشاق تشریف لے گئے ورنہ اس قدر رات بھی کٹ جاتی صبح کو
پھر وہین خوب سنتے یہ جو سردار باہم کلام کرتے ہوئے باہر آئے برق تو یہان اس فکر مین
کھڑا ہوا تھا اُنکے ہمراہ ہولیا جب یہ معلوم ہوا کہ سمندر محل مین گیا اور عشاق اپنے مقام کو
تو یہ وہان سے طرف مقام عشاق کے چلا یہ اِدھر سے جاتا ہے اُدھر سے ضرغام و چالاک
آتے ہین راہ مین ملاقات ہوئی یہ تو اُنکو وہ اُنکو بخوبی پہچانتے ہین جب خوب پہچان لیا تو
برق نے کہا کہ کہان جاتے ہو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم عشاق کی خوابگاہ مین گئے تھے
وہ مرتد وہان نہین ہے کہو تم اپنا کام کر آئے برق نے تمام حال بیان کیا کہ یہ سبب تھا جو وہ
نہین ملا آؤ ہم تم ملکر اُس پر عیاری کرین سمندر کی کیا ضرورت ہے اسوقت تو جو کچھ فساد ہے
اُسکی ذات کا ہے سمندر کو جب چاہین گے گرفتار کرلین گے اگر یہ بچ گیا تو صبح کو سب کا خاتمہ
ہے اُنھون نے کہا کہ اچھا چلو یہ باہم صلاح کرکے وہ تینون عیار اُس مقام پر آئے جو کہ عشاق
کے قیام کا تھا اب جو وہان پہونچے ہین تو دیکھا کہ دروازہ اُسی طور سے کھلا ہوا ہے پہرے والے
بیٹھے ہوئے ہین یہ اُس طرف کو چلے جب قریب پہونچے تو وہ مکان نگاہون سے غائب ہوگیا
کہین اُسکا نشان تک نہ تھا اب تو یہ لوگ گھبرائے اور حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہے جب
بہت دور رہ گئے پھر وہ مکان نظر آنے لگا یہ اُدھر سے اُس مقام کے پشت پر آئے جب تک
دور رہے تو نظر آیا جب قریب پہونچے تو غائب ہوگیا وہ اُس قدر رات جو کہ باقی تھی اِن عیارون کی
اسی مین بسر ہوئی کہ جب دور بہت گئے مکان نظر آنے لگا جب قریب آئے غائب ہوگیا
چالاک نے ضرغام سے کہا کہ کیون بھائی جب ہم اور تم پہلے آئے تھے تو یہ بات نہ تھی
بلاخوف اندر چلے گئے تھے تمام مکان کی سیر کی تھی اب کیا سبب ہے کہ یہ مکان دور سے تو
معلوم ہوتا ہے جب قریب جاتے ہین تو نہین آؤ الگ الگ ہوکر چلین یہ باہم صلاح کرکے
الگ الگ ہوئے جب یہ چالاک نے کہا تو ضرغام نے جواب دیا تھا کہ معلوم ہوتا ہے
برق پر کسی نے سحر کردیا ہے یہ اُس سحر مین مبتلا ہے اُس کے سبب سے ہم کو بھی نہین معلوم
ہوتا ہے بس اسوقت الگ الگ جانے کی راے ہوئی تھی تینون عیار تین طرف روانہ ہو
وہی واقعہ پیش آیا جب تک دور رہے مکان نظر آیا جب قریب گئے غائب ہوگیا آخر کو
عاجز ہوکر پھر سب ایک مقام پر آئے اپنی اپنی حالت بیان کی اسی فکر و تردد مین آثار سحر
نمایان ہونے لگے ہر طرف چراغون پر زردی چھانے لگی نسیم سحری کے جھونکے آنے لگے
باہم صلاح کی کہ رات بیکار بسر ہوئی کوئی تدبیر نہ کارگر ہوئی چلو لشکر مین معلوم ہوتا ہے
کہ سب کا پیمانہ عمر لبریز ہوچکا ہے کہ یہان آنے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا اب چلکر سب کے
ہمراہ جان دو یہ صلاح کرکے یہ تو وہان سے روانہ ہوئے یہ طرف لشکر کے آتے ہین

انکا حال پھر تحریر ہوگا اب پھر حال لشکر کا تحریر کیا جاتا ہے کہ راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ رات غازیان
دینداروں غضنفران شجاعت شعار نے عبادت خدا میں بسر کی ایسا عروس مرگ کا اشتیاق
تھا کہ خیموں سے نکل نکل کر فلک کی طرف دیکھتے تھے کہ ستارۂ سحری چمکا یا نہیں سفیدی
سحری نے ظہور کیا پھر چلے جاتے تھے اسی صورت سے سب نے رات بسر کی کہ ناگاہ
چرخ اخضری پر مرغ سحر نے بانگ اذان بلند کی ان جوان مردوں کا اشتیاق سحر میں یہ حال
تھا کہ جیسے عاشقوں کا حال ہوتا ہے جب کہ انکو شب وصل نصیب ہوتی ہے کہ شب
طولانی ہوجائے اور درازی شب کی دعا کرتے ہیں انکا یہ حال تھا کہ یہ کہتا ہے شب کی
دعا کرتے تھے وہ دن کو بار بار طرف آسمان کے اس خیال سے دیکھتے ہیں کہ دن تمام ہو
شب وصل آئے وعدہ وفائی ہوا اپنے معشوق سے ملیں راز و نیاز ہو یا جس طور سے
نوعروس کے اشتیاق میں دن پہاڑ ہوجاتا ہے وہ شب کی دعا کرتا ہے اسی طور سے یہ بار بار
خیموں سے نکل کر طرف آسمان کے دیکھتے تھے کہ رات کس قدر باقی ہے تاکہ سحر ہو معشوق
اجل سے ہمکنار ہوں اس سے راز و نیاز ہوں وہ ہما سے گلے کا ہار ہو ہیں جب یہ دیکھا
کہ آثار سحر فلک پر نمایاں ہونے لگے خروس فلک نے اذان دی بس ان سب نے تجدید
وضو کیا اور سجادوں پر آکر نماز سحر میں مصروف ہوگئے ہر طرف لشکر میں صدائے اذان
بلند بانگ اللہ و اکبر سے تمام فضائے آسمان گونج گیا ہر خیمہ سے اذان کی صدا آرہی تھی ادھر لشکر کفار
گھنٹہ و ناقوس بجنے لگے دونوں لشکروں میں دمامے بجیں ادھر ماہتاب کا چہرہ غم میں
اہل اسلام کے فق ہوا چرخ زبرجدی پر ایک اداسی سی چھا گئی ہر شمع کے رخ پر زردی
آگئی شمع نے وہ رات ہر محفل میں رو رو کر بسر کی تھی باوجودیکہ نور سحر کا ظہور تھا مگر تاریکی
سے تمام صحرا معمور تھا غم میں اہل اسلام کے گریبان سحر چاک ہوا خسرو انجم بصد رنج والم
مع اپنے ہمراہیوں کے طرف غمکدۂ مغرب کے بارنگ زرد چہرہ فق روان ہوا بعضے انجم روان
دوان ہوئے نور سحر نے اپنا چہرہ نقاب شب سے نکالا مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسی کا اسکو
بڑا صدمہ ہے رہنمائے روز نے نقاب شب کو اپنے چہرۂ پرنور سے برطرف کیا نور سحری پھیلنے
لگا ستارے دریائے فلک میں غوطہ زن ہوئے روز کی آمد ہوئی وہ اوس نہ تھی اوپر سے
قطرے ٹپکتے تھے یا آسمان حال پر اہل اسلام کے گریبان چاک تھا نسیم سحری نے چلکر ہر غنچۂ گل کو
شگفتہ کیا مگر اس سے صدائے آہ پیدا ہوئی کو تھی یہ سبب اشجار کے سر پہ تھو... شبنم
بلکہ غم میں اہل اسلام کے خاک سر پر پڑی تھی طائران صحرائی زمزمہ سنجی کرتے تھے یہ نہ تھا بلکہ اہل
اسلام کے لیے نوحہ کر رہے تھے وہ بلبل کی صدا نہ تھی [illegible] تھی وہ طائروں کے نغمہ نہ
تھے بلکہ نوحے تھے کیونکہ گلزار صلح جنگ فزائی پر بلائے ناگہانی آنے والی تھی باد صبا بھی
جو آتی تھی تو دلوں کو شگفتہ کرنے کے مقام پر پژمردہ کر جاتی تھی انکی چال بھی بار غم سے
خراب ہو رہی تھی سبزہ نہ تھا نہ بیلوں نے لباس سبز غم میں اہل اسلام کے زیب تن
کیا تھا ہر شجر سبز پوش تھا ہر غنچہ بیں کر یہ سبب صدمہ کے رہ گیا لالہ اسی دن سے
داغ بدل ہے قمری نے اسی دن سے لباس قلندری اختیار کیا ہے ماہ میں بھی یہ عجیب
کلف اسی شب سے نمودار ہوا ہے خلاصہ یہ کہ کوئی دل ایسا نہ تھا کہ اس صدمہ میں مبتلا

نہ ہو چہرہ پر خوشی کا نام نہ تھا قمریاں درختوں پر نالہ ہوش بیٹھی تھیں اس فکر میں کہ آج سرو باغ
صاحبقرانی قلم ہونے لگے فاختہ ایک طرف اس فکر میں تھی کہ افسوس آج شمشادان و نونہالان
چمن اسلام تیغ اجل سے قلم ہونے لگے بلبلیں گو گلوں کے پہلو میں بیٹھی ہوئیں تھیں مگر عالم
سکوت میں طائران صحرا زمزمہ سنجی بھولے ہوئے تھے اپنے آشیانوں سے باہر نہ آتے تھے
چرندے و پرندے الگ اپنے اپنے مسکن میں مقیم تھے کوئی وجہ معاش کو نہ نکلا تھا دریا
میں تلاطم تھا مرغان آبی بالائی سطح پہ آئے تھے مگر بارے غم کے تہ نشین تھے یہ صدمہ ہر ایک
شے پہ اہل اسلام کا تھا ادھر تو یہ عالم تھا ادھر آمد آمد افق مشرق سے ساحرہ روز کی ہوئی جھولی
نور کی شانہ پہ ڈالے ہوئے لباس ساحری پہنے ہوئے فلک نیلی پہ نمودار ہوا اپنے نور جمال
سے تمام عالم کو روشن و منور کیا یعنے آفتاب نکل آیا درختوں سے چھن چھن کر دھوپ زمین
پر آنے لگی جو گوہر بے بہا صدف قدرت سے سبزے پر پڑے ہوئے تھے وہ جذب زمین
ہونے لگے ادھر تو آفتاب کا ظہور ہوا ادھر لشکر اسلام نے عبادت سے فراغت کر کے
مرنے پر کمر کسی ہر ایک لشکری نے لباس نوزیبا تن کیا عطر لگایا کیونکہ عروس مرگ سے
ہم کنار ہونے کو چلے ہیں کمریں باندھ کر اپنے اپنے سرداروں کے خیموں کی طرف روانہ
ہوئے اُدھر سرداروں نے بھی تبدیل لباس کیا عطر ملا کمر ہمت کو مرنے پر کسا اسلحہ لگا لگا کر
خیموں سے باہر آئے دیکھا کہ لشکر مرنے پر طیار کھڑا ہے ہر ایک نے طرف وعدہ گاہ مصاف
کے لشکر کو روانہ کیا بس یہ عالم تھا کہ غول کے غول ٹھٹ کے ٹھٹ جوق جوق اہل اسلام
مرنے پر آمادہ خوش خوش طرف میدان کے چلے جاتے تھے جیسے بروز عید عید گاہ کو اہل
شہر جاتے ہیں یا کسی میلے کے شوق میں وہ صبح کا سہانا سہانا وقت وہ اہل اسلام کا جنگی
باجے بجاتے ہوئے جانا عجب سمان تھا ادھر سردار سوار ہو ہو کر در دولت پر آئے یہاں
آ کر دیکھا کہ ابھی بادشاہ برآمد نہیں ہوئے ہیں جلوس سواری موجود ہے مگر ایک عجب
یاس و حسرت برس رہی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی لوٹ لیگیا ہے باوجودیکہ ابھی تک
سب سامان موجود ہے مگر نہایت اُداسی معلوم ہوتی ہے اسکا سبب یہ ہے کہ سب کے دل
اُداس ہیں یہی سبب اُداسی کا ہے بقول شاعر شعر کیونکر کھولیں حضور کی محفل اُداس ہے۔
کوئی نہیں اُداس مرا دل اُداس ہے۔ یہ سب اُداسی دلوں کے اداس ہونے سے معلوم ہوتی ہے
سے تب سب سردار جلو خانہ میں آکر جمع ہوئے اب آمد عزیزان صاحبقران کی شروع
ہوئی اُسی طور سے اُنکے بھی لشکر اُنکے خیموں پر حاضر ہوئے تھے یہ سب لباس تو تبدیل
کر کے خیموں سے برآمد ہوئے لشکروں کو طرف میدان جنگ کے جانے کا حکم دیکر خود طرف
در دولت کے راہی ہوئے یہاں آکر دیکھا کہ سب سردار ہم سے قبل آچکے ہیں جلوس شاہی
حاضر ہے صرف بادشاہ و صاحبقران کے برآمد ہونے کی دیر ہے کہ اتنے عرصہ میں سب
عیار بھی بانہانے عیاری سے چاق و چست ہو کر حاضر ہوئے ہر ایک اپنے اپنے سردار کے
قریب آیا جو باقی رہے وہ ایک طرف صف باندھ کر کھڑے ہوئے کہ خواجہ بھی اپنے خیمہ
سے نماز ادا کر کے چلے مگر آج عجب شان و شوکت سے ایک جامہ بہت پرانا زیب تن کیے
ہوئے کہ جس میں ہزار مقام پر نئے طور کے پیوند لگے ہوئے تھیں پہ گلبدن کا پیوند

کی پریان حضرت سلیمان کے تخت کو لیے ہوئے آتی ہین اس طور سے صاحبقران جلوخانہ پر تشریف لائے
یہان ہر رنگ کا گلدستہ آراستہ پایا ایک اپنے گلدستہ کے چند پھول شگفتہ دیکھے دوسری طرف
گلدستہ صاحبقران اول کو آراستہ پایا تیسری جانب گلدستہ صاحبقران ثانی کو پیراستہ
دیکھا اسی طور سے گلدستہ بادشاہان اسلام جو کہ گذر گئے ہین شگفتہ تھا افسوس کہ وہ جلوخانہ چمن کا
رنگ دکھا رہا تھا کہ کیسے کیسے گل خوشرو کھلے ہوئے تھے جہان تک نگاہ جاتی تھی سرداران
نامی و عزیزان گرامی سے وہ مقام مملو تھا چمن دہر مین ایسے بھی گل کم کھلتے ہین صاحبقران کی
ہو اس گلدستہ پر نگاہ پڑی اور ہر رنگ کے گل شگفتہ پائے انجام کا خیال کر کے اشک آنکھون
مین بھر لائے طرف آسمان کے دیکھا اور آہ کی ادھر ان سب نے جو دیکھا کہ صاحبقران تشریف
لاتے ہین یا تو سب باہم ملے ہوئے کوئی تیراندازی کر رہا تھا کوئی ...
کے ہاتھ نکال رہا تھا یا سب مودب ہو گئے صف باندھ کر کھڑے جو کہ فرش ...
پر لگائے تھا وہ بھی اٹھ کھڑا جو زین پوش بچھائے ہوئے بیٹھا تھا وہ بھی کھڑا ہو گیا ایک ...
صاحبقران کو مجرا کیا صاحبقران سب کا مجرا و سلام لیتے ہوئے ایک مقام پر آ کر ...
سے اترے کہ خادم نے زین پوش بچھا دیا صاحبقران اس پر تشریف فرما ہوئے انتظار بادشاہ
ہین ادھر جب سب سردار صاحبقران کو مجرا کر چکے اور عزیزان صاحبقران نے تو خواجہ سے صاحب
سلامت کی خواجہ نے ان سب کو ترقی عمر و جاہ و مرتبہ کی دعا دی خواجہ بھی عقب صاحبقران
آ کر کھڑے ہوئے اب سب کی نگاہ طرف دردولت کے ہے یہان تو سب انتظار مین جہان پناہ
کے ہین کہ ادھر بادشاہ نے نماز سے فراغت فرما کے لباس پہنا تاج سر پر رکھا شمشیر
الماس نگار کمر سے لگائی کہ خواجہ سرا نے بڑھ کر دردولت پر خبر پہونچائی کہ سب سردار خبردار
ہو جائین کہ جہان پناہ تشریف لاتے ہین سب مودب ہو جائین یہ خبر آئی سب سردار
قرینہ سے ہو گئے تھوڑا سا عملہ زنانہ جو کہ ملازم خاص شاہی تھا وہ ناموس کے ہمراہ نہ گیا تھا
مثل کہاریون وغیرہ کے ادھر بادشاہ نے تخت پر قدم رکھا صدا سے بسم اللہ بلند ہوئی ہر
ایک نے یہ دعا دی کہ خداوند کریم ان کا سایہ ہمارے سر پر تا دور گردون قائم رکھے کہاریون
نے تخت کو اس سلیمان تخت کے دوش پر رکھا وہ پری جمالین تخت شاہی لیکر روان ہوئین
آگے آگے طفلان ماہ صورت کے ہاتھ مین لوٹے تخلخہ کے روشن اس سے بوی مشک و عنبر
آتی ہوئی عود سلگتا ہوا کہاریان طلائی مچھلیان لگائے ہوئے کارچوبی لہنگے پاؤن مین سرون پر
کارچوبی دوشالے سر سے پاؤن تک زیور مین غرق پڑی ہین انمین کچھ نہ فرق خواجہ سرا کوتوالی کرتے
ہوئے انتظام کرتے ہوئے پہلی ڈیوڑھی پر آئے لال پردہ اٹھا جلوس سواری باہر آیا کہارون
نے تخت شاہی اپنے دوش پر لیا وہ سب واپس گئے کہار سبز مخمل کی وردیان کارچوبی پہنے
تخت دوش پر اٹھائے ہوئے جلوخانہ کی طرف روانہ ہوئے نقیب صدا سے دور باش
با ادب باش لگاتے ہوئے آتے ہین کہ لال پردہ چرخی پر کھینچا غرائے کی صدا بلند ہوئی
سب نے دیکھا کہ جلوس سواری برآمد ہوا کہ بعد اس جلوس کے تخت شاہی بصد
شان و شوکت نمودار ہوا صاحبقران نے بڑھ کر مجرا کیا عرض بیگی نے عرض کیا کہ
جہان پناہ صاحبقران نگاہ روبرو بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا کہ آپ کی جگہ میرے ...

امور ضروری سے فراغت کر کے دربار میں آیا سب سردار حاضر دربار ضلالت آثار ہو چکے تھے کہ سمندر
نے تخت طلسمی پر قدم رکھا سب نے مجرا کیا اور بدعا دی سمندر تخت پر بیٹھا جو سردار باقی تھے
وہ بھی حاضر ہوئے مجرا کر کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے کہ سمندر نے کہا کہ کیا عشاق طرف لشکر اسلام
کے برائے مقابلہ چلے گئے ہیں سب نے ابھی نہیں سرداروں نے عرض کیا کہ ابھی نہ گئے ہوں گے
آپ سے ملکر ضرور جائیں گے یہ ذکر تھا کہ ادھر عشاق خواب مرگ سے اٹھا گویا فتنہ خوابیدہ
اٹھا اٹھتے ہی ہراساں پریشان ہونے لگا کہ تم نے جگا دیا معلوم تھا کہ میں مقابلہ کو جاؤنگا اس قدر
دن آگیا ہو سات اہل اسلام پر سے گذرتی ہے مجھکو ناگوار ہوتا ہے کہ وہ ابھی تک زندہ ہیں برہم ہو کر
امور ضروری سے فراغت کی لباس پہنکر جو کہ اسکو پسند تھا تخت سحر پر سوار ہو کر طرف دربار کے
چلا کہ سمندر سے مل لوں اسکو آگاہ کر لوں تو جاؤں اس دربار میں آکر پہونچا سمندر نے بڑی تعظیم
کی سب اہل دربار تعظیم کو اٹھے یہ بھی بیٹھ گئے اترکر اپنے مقام پر آکر بیٹھا سمندر سے کہا کہ
اب میں جاتا ہوں آپ تو تشریف رکھیں میں چلتا ہوں سمندر نے کہا کہ ضرور اسی وقت کہا کہ ہاں ضرور
کیونکہ بہت دن آگیا ہے وہاں سب کو میرا انتظار ہوگا سمندر نے کہا کہ اے بھائی میں ایک امر تم پر
ظاہر کرنا بھول گیا اسکا جتانا بہت لازم تھا عشاق نے کہا کہ وہ کیا امر ہے بیان فرمائیے سمندر
نے کہا کہ وہ یہ امر ہے کہ صاحبقران جو کہ مالک لشکر اسلام اور سب کے سردار ہیں وہ مالک
اسم اعظم ہیں جو کہ باطل سحر ہے جس کے سبب سے کوئی سحر اثر نہیں کر سکتا ہے اور اسی امر میں انکو
بھروسا ہے اور تم نے اپنا ابر سحر قائم کیا انھوں نے پانی پر اسم اعظم دم کر کے چھینٹا دیا اور ابر سحر کی
طرف دم کیا تمام تمہاری محنت رائگان ہوئی ابر نیست ہو کر برطرف ہو جائیگا اسکا کیا بندوبست
ہوگا اب تجھکو یاد آیا کہ وہ اسی سبب سے پہلی عشاق نے جواب دیا کہ واہ کیا خوب اب
آپ یہ فرماتے ہیں جب کہ میں جانے پر آمادہ ہوں اب کیا ہوتا ہے اگر قبل سے آگاہ کرتے تو میں
اسکی تدبیر کر لیتا اب کیا ہوگا ورنہ یہ ممکن ہے کہ میں نہ جاؤں آپ کی بھی عقل کے قربان آپ کی تو
وہ مثل ہے کہ جب مقابلہ کرنے لگے تو کچھ خیال نہ آیا جب خوب مار کھائی اسکے بعد خیال آیا کہ
یوں مارتے جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد جب میں جانے پر
آمادہ ہوا اس وقت آپ نے یہ امر یاد کیا خیر اسکا میں بندوبست وہاں جا کر کر لونگا اگر اسوقت
اسم اعظم نہ بند کیا تو کچھ کام نہ کیا یہ بھی میرا کمال ہے ملاحظہ ہو یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور طرف اپنے تخت
کے چلا سمندر اور کل اہل دربار اسکو تخت تک پہونچانے آئے وہ تخت سحر پر سوار ہوا
تخت کو سحر سے بلند کیا اور اس طرف چلا جدھر اپنا ابر سحر قائم کر آیا تھا اور یہ فکر کرتا جاتا تھا کہ
کیا تدبیر کروں کیونکر اسم اعظم بند کروں سمندر نے بڑا دھوکا دیا میرا اسکو مٹانے کی تدبیر کی کچھ خبر
اسی قدر انکی عنایت کافی ہے کہ اسوقت بھی آگاہ کر دیا اگر نہ آگاہ کرتے تو ضرور میری بارہ برس
کی محنت رائگان ہوتی یہ بھی اسنے خیال کیا کہ اگر وہ عیار جو کہ حکیم بنکر آیا تھا اور اس نے
مجھکو سر دربار زک دی تھی اور ذلیل کیا تھا اگر میرے ہاتھ آجائے یا صاحبقران گرفتار
کر کے میرے حوالہ کر دیں تو میں انکے اور کل اہل اسلام کے قتل سے ہاتھ اٹھاؤں ابھی تک
یہ قدرت مجھ میں ہے کہ میں اپنا ابر سحر پھیلاؤں ایسے ایسے خیال اپنے دل میں کرتا ہوا چلا جاتا
ہے راوی نازک خیال ناظرین کی پیش نگاہ کرتا ہے کہ جب عشاق تخت سحر پر سوار ہو کر چلا گیا

سمندر اپنے تخت پر آ کر بیٹھا سب اہل دربار بھی اپنے مقام پر بیٹھے کہ سمندر نے کہا عشاق کو
بہت غرور ہے میں یہ خیال کرتا ہون کہ اس غرور کا انجام اچھا نہ ہوگا میں نے تو ایک امر اسکی نیکی
کے لیے بیان کیا اسنے مجھکو الزام دیا اگر میں نہ بیان کرتا تو وہ کیا کر سکتا تھا جلتا ابر سحر اسکا برباد
ہوتا اور کیا اب نہ برباد ہوگا ایسے تو وہ ہین کہ اسم اعظم جانتے ہی بند کر لین گے لازم یہ تھا کہ یہان
قیام کرتے اسکا بندوبست کرتے جب اسم اعظم بند ہو جاتا اسوقت پھر نامہ تحریر کرتے آنکو آگاہ
کرتے کہ ہم کو جس امر کا دعوی تھا اور جس پر بھروسا تھا وہ بھی ہم نے بند کر لیا اب کیون اپنی
جان دیتے ہو اس سے کیا حاصل شاید وہ لوگ راہ پر آجاتے اس قدر بندگان خداوند کا
کیون خون ہوتا آپ کا بھی مطلب حاصل ہوتا اب آپ ایسے ہو گئے ہین اور ایسا غصہ ہے
کہ کسی کی بات کا کچھ خیال مین نہین آتی بقول اہل اسلام کہ جو زیادہ غرور کرتا ہے وہی سرنگون
ہوتا ہے بموجب مصرعہ انھون نے کہائی ہے کہ غرور سر اٹھا سکے چلے ہین اور انکا بہت ناگوار ہوا کہ یہ بھی
میرا کمال بلاحظہ ہوا اہل دربار نے خصوصاً عشاق تیجرہ نشین نے کہا کہ ہم کو کیون اسقدر فکر
ہے جو آگ لگائے گا وہ انگارے ضرور ہے گا یہ سنکے سمندر خاموش ہو رہا ہرکارے برائے
خبر روانہ کئے ہین کہ خبر لاؤ کہ کیا ہوا سمندر تو یہان دربار مین موجود ہے دربار آراستہ ہے
اسکو تو یہان چھوڑا جاتا ہے

اب راوی نازک فہم دقیقہ رس حال عشاق مین قلم فرسائی کرتا ہے کہ انجام کار کیا ہوا اسی سلسلہ مین حال سمندر بھی تحریر ہوگا

بس ناظرین پر ظاہر ہو کہ عشاق اسی قسم کے خیالات کرتا ہوا اپنے دل سے اس مقام پر آیا کہ جہان
اسنے اپنا ابر سحر قائم کیا تھا اور سحر مین کیا تھا بس آکر وہان عشاق نے کچھ پڑھکر ابر پر دم کیا کہ اس
مین چمک ہوئی اس سے شعلے نکلنے لگے گرج اس مین پیدا ہوئی حرکت مین آیا ابھی تو ایک پارچہ ابر
ہے وہ بھی مثل دخان تنک کے بس پھر اسکو سحر سے حرکت دیکر اور اشارہ کرکے لیکر چلا تخت سحر
اسنے طرف لشکر کے روانہ کیا عقب مین اسکے وہ ابر اس سے رعد کی گرج برق کی چمک ہوتی ہوئی
شعلے نکلتے ہوئے اسنے سحر کرکے ایک سیاہ آندھی پیدا کی یہ اسمین پنہان چلا جاتا ہے عجب ہوا کا جھونکا
چلتا ہے درختون کو جلا دیتا ہے یہ یہان سے اسی طور سے روانہ ہوا ادھر کفار اسکا انتظار کر رہے ہین
اہل اسلام آمادہ مرگ کھڑے ہین کہ خواجہ نے صاحبقران سے عرض کیا کہ آپ کو اسم اعظم
یاد ہے صاحبقران نے جو خیال فرمایا تو حرف بحرف یاد تھا جواب دیا کہ ہان ابھی تک تو یاد ہے خواجہ
نے جواب دیا کہ پھر کچھ پرواہ نہین ہے وہ دشمن کیا کر سکتا ہے اگر لاکھ جانین رکھتا ہوگا تو سب بچا کر
لے جا سکتا ہے خواجہ یہ تقریر کر رہے تھے کہ ایک جھونکا ہوا سے گرم کا ایسا آیا کہ جس نے سب
کے تنون کو گرم کر دیا کہ سب نے پریشان و حیران ہو کر طرف آسمان کے دیکھا کہ یہ گرم ہوا کدھر
سے آئی ابھی تو آفتاب بھی اسقدر بلند نہین ہوا ہے نہ وہ وقت ہے کہ یہ گمان ہو کہ لو چلنے لگی ہے
کہ یہ اسکی حدت ہوا مین ہو کہ دوسرا جھونکا اس سے زیادہ گرم آیا اب تو سب اہل لشکر پریشان
ہوئے کہ ایکایک نگاہ اس طرف جا پڑی کہ جدھر سے عشاق ننگا ابر سحر لیے ہوئے آتا تھا

خیمہ سے نکل جائیں کوئی مزاحم نہ ہوگا اگر ہم زندہ رہیں گے تو انکا کوئی پرسش بعد لڑائی میں کسی پر ظلم نہیں
کرتا ہوں نہ کسی کو مجبور کرتا ہوں یہ میرا حکم عام تھا کہ خاص اسوقت نہ معلوم کس وجہ سے آپ
لوگوں نے نہ قبول کیا اور اسی طور سے لشکر میں مقیم ہے کیونکہ میرا تو یہ منشا نہیں ہے کہ کوئی بے سبب
ساتھ بلا وجہ جان دے ہاں جسکو تمنا ہے باغ خلد و مرتبہ شہادت ہو وہ میرا ساتھ دے ہم نے
آج مرنے پر کمر کسی ہے یہی خیال کرکے جہاد اختیار کیا ہے ہر وقت موت پیش نگاہ ہے بس جو خدا کو منظور
ہوگا وہ ہوگا اس قتل عام سے کیا حاصل بلکہ جو لوگ کہ مستقل ہیں انکے بھی استقلال میں فرق آئیگا
جو اس وقت گھبرا رہے ہیں ان سے کچھ فائدہ نہ ہوگا میں ایسا بھی حکم دیتا ہوں کہ جن جن صاحبوں کو جان عزیز ہو
وہ اسوقت بھی نکل جائیں کوئی انسے مزاحم نہ ہوگا ابھی وہ یہاں تک نہیں آیا ہے آیندہ اختیار
ہے مجھکو جبر کرنا منظور نہیں ہے نظر ذات الٰہی پر رکھیے اسکے نزدیک یہ بلا کوئی چیز نہیں ہے
ایک چشم زدن میں اگر اسکو منظور ہوگا دفع کردیگا ورنہ مرنا تو برحق ہے ایک نہ ایک دن موت
ضرور گریبان گیر ہوگی اس وقت کے مرنے سے کہ پلنگ پر گر کر مرے سے میرے ساتھ مرنا اچھا ہے
اسمیں نیک نامی اور سعادت ہے جو سنیگا وہ یہی کہیگا کہ کیا شیر تھا اور مستقل لوگ
تھے کہ موت سے کچھ خوف نہ کیا دہان اژدر میں خود کو ڈالے اگر بچ گئے اسوقت بھی نیک
نامی ہے ہر ایک تعریف کریگا غازی کہلائینگے مرے تو مرتبہ شہادت پایا ہر طرح سے بہتری
ہے کوئی نقصان نہیں ہے پھر کیوں ہاتھ سے دیتے ہیں کیا فائدہ مستقل مزاج رہیے میں آپ سے
اسی امر کا خواستگار ہوں کہ جو جانے والا ہو وہ بلاخوف و خطر چلا جائے تاکہ اوروں کے دل میں جو
جو کہ صاحبان استقلال ہیں ان میں فرق نہ آئے بس میں اسی امر کا امیدوار ہوں کہ اپنے ہمراہ
دوسروں کو نہ پریشان فرمائیے یہ تقریر خواجہ سے صاحبقران نے فرمائی خواجہ نے وسط
لشکر میں جاکر جو کچھ صاحبقران نے بیان کیا تھا بیان کردی یہ جو سب اہل لشکر نے سنا سروں کو جھکا لیا کچھ جواب
نہ دیا بلکہ خاموش ہو رہے وہ تزلزل جو کہ پیدا ہوا تھا دریا سے لشکر میں وہ برطرف ہو گیا ایک
عالم سکوت کا ہوا اور [illegible] نے شکل کر لی ثابت قدمی دنیا میں کچھ ایسا بیان کیا کہ سب کے دل
دنیا کی طرف سے پھر گئے مرنے پر آمادہ ہوگئے اور اسی وقت سے یہ خیال کر لیا کہ دنیا ہیچ ہے [illegible]
گذار دیا ہے پس ایک عالم سکوت صفوں پر طاری ہوا سب مثل تصویر قلمی کے ہو گئے
بالکل حس و حرکت نہ کی صفوں پر مثل صف مژگان کے سناٹا سا آگیا لشکر اسلام کا تو یہ حال
ہے ادھر کفار نے جو عشاق کو دیکھا ایک خوشی ہوئی باجے سلامی اور خوشی کے بجائے علم
تمام لشکر کے بہر سلامی خم کیے خوشی ظاہر کی کہ عشاق اس ابر کو اپنے پشت پر لیکر لشکر کفار
کی طرف اسکو ہٹا کر وسط میں دونوں لشکروں کے اپنے تخت کو بالائے ہوا میں سے قائم کرکے
کھڑا ہوا پہلے لشکر کفار کی طرف دیکھا کہ تمام لشکر سمندر شاہ کا مع ان بادشاہوں کے جو کہ انکے
افسر ہیں بموجب امیری تحریر کے میدان میں صف آرا ہیں اسنے جو ادھر کو دیکھا سب نے سلام
کیا سب لشکر کا اسنے سلام لیکر اور مسکرا کر ادھر سے اپنا روئے تخت وتار یک طرف لشکر اسلام
کے کیا دیکھا کہ ایک دریا سے لشکر ہے کہ موجزن ہے ہزاروں رنگ کے علم طلائی بلند ہیں انکے
[illegible] ہوا [illegible] جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے سوا سپاہ و لشکر کے دوسری
کوئی شے نظر نہیں آتی ہے اس قدر کثرت ہے کہ اس صحرا میں کہیں تل رکھنے کا مقام نہیں ہے ہوا کا

ابھی اُس لشکر سے گذرنا محال ہی یک نگاہ سے قدم تھکے جاتے ہین انتہا سے لشکر تک جاتے ہوئے مرغ
وہم و خیال کے پر شکستہ ہوتے ہین کہ اگر اُس پار لشکر کے جاسکے ایک طرف کو ہزارون بلکہ لاکھون
خیمہ بسپا ہین اور بارگاہین کہ جسکے شمار کرنے مین خردمندین عقل کو حیرانی ہے ایسا لشکر کثیر عاشق نے
اپنے مدت العمر مین بھی نہ دیکھا تھا اسکے ہوش و حواس جاتے رہے مرغ وہم نے اپنے مقام پر کمی کی اسنے
دیکھا کہ وسط لشکر یعنی قلب سپاہ مین تخت شاہی قائم ہے اُس مقام پر ہزارون بادشاہ مثل خادمون
کے گرد تخت کے بیٹھے ہوئے ہین ایک طرف لاکھون عیار ہین آگے لشکر کے ایک علم اژدہا پیکر ہے کہ جسکے
سایہ مین ایک جوان مرکب خوش رفتار پر سوار سر سے پاؤن تک آلات حرب و ضرب سے آراستہ
کھڑا ہے اُسکے برابر ایک عیار کہ جسکو خواجہ کہتے ہین اُسکی رکاب پر ہاتھ ڈالے کھڑا ہے خواجہ کو دیکھکر اس
فرزند کی آنکھون مین خون اُتر آیا گو یہ صاحبقران کو پہچانتا نہ تھا مگر یہ سنتے ہوئے تھا کہ صاحبقران
زیر علم چالیس قدم چہرہ لشکر سے کھڑے ہوتے ہین اُنکے برابر خواجہ ہوتے ہین بس اپنی عقل سے دریافت
کرلیا کہ یہی صاحبقران ہین اور یہی مالک اسم اعظم ہین بس جب یہ سب اُسکو دیکھ چکا اسنے اُسی
مقام پر سے صدا دی کہ اے قوم پریشان و اے سرگشتگان تم کو معلوم ہو کہ مین وہ شخص ہون کہ جسنے
آج تک سوا سجدہ کرنے کے خداوند تصویر کی اطاعت نہی کی بلکہ خراج بھی نہ دیا مین ایسا زبردست
ساحر ہون کہ سب ساحر اس طرف کے مجھسے خوف کرتے ہین مین نے وہ سحر بارہ برس کے
عرصہ مین طیار کیا ہے کہ جس کا کوئی جواب دینے والا نہین ہے اگر مین قصد کرون تو ایک [illegible] مین
تمام عالم کو جلا کر خاک سیاہ کر دون لیس مین تم کو خبر آگاہ کرتا ہون کہ تم لوگ اگر میری اور [illegible] کی
اطاعت کرو ترک اسلام کرو خداوند تصویر کو اپنا خدا جانو ورنہ یاد رکھو کہ تم مین سے ایک زندہ نہ ہوگا
گو مین نے تم کو نامہ لکھا اُسکا جواب سخت پایا مگر مجھکو تم پر رحم آتا ہے اسلئے تم کو اختیار ہے میری
یہ راے ہے کہ صاحبقران کو تم سب ملکر اس امر پر راضی کرو کہ وہ ترک اسلام کرین [illegible] کی اطاعت
کرین خواجہ کو میرے حوالہ کرین اگر ایسا نہ ہوگا تو تم مین سے کوئی زندہ نہ رہیگا مین نے اپنی تقریر
تمام کی جو تم کو منظور ہو وہ کرو ادھر سے اہل اسلام نے ہزارون دشنام غلیظ اُسکو اور اُسکے خداوند کو
دین اور لعن و نفرین کی اور کہا کہ جو تیرے بنائے بن سکے وہ کر ہم سب معبود ہین جو ہمارے
خدا کی مرضی ہمارے حق مین ہوگی وہ ہم کرینگے اگر یہی مرضی ہے تو کیا مرنا اور مضائقہ ہے ہم راضی برضا
ہین تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے یہ کلمات طعن آمیز اُسنے سنے بہت برہم ہوا اور صاحبقران کی طرف
متوجہ ہو کے کہنے لگا کہ اے سرگروہ مسلمانان و اے افسر لشکر خداپرستان و اے صاحبقران زمان مین
تم کو آگاہ و خبردار کرتا ہون کہ اگر تم کو یہ امر منظور ہے کہ اس قدر اہل اسلام کا خون تمہارے سر پر ہو
اور تم اس خون مین مبتلا ہو تو خیر مجھکو تمہاری جوانی و [illegible] ان سب کے حال پر رحم آیا مین سب
مین تم سے دو امر کی درخواست کرتا ہون اول تو یہ کہ تم مع اپنے لشکر کے دین اسلام ترک کرو
اور [illegible] کی اطاعت کرو یا اس عیار کو جو کہ تمہارے پہلو مین کھڑا ہے اُس کو اسیر کرکے میرے
حوالہ کرو تاکہ مین اس سے اپنی ذلت کا عوض لون اور سزا دون گو میرا ارادہ اس مضمون کا
تھا کہ جب تک یہ دونون امر قبول کر دکے [illegible] ممکن ہی مگر مجھکو تم کو
دیکھکر رحم آیا اس مین نے خیال کیا کہ اگر تم سب اطاعت [illegible] نہین کرتے ہو تو
خیر یہ شرط تم سے بیان کرون کہ تم خواجہ کو میرے حوالہ کردو مین اسکو لیکر چلا جاؤن تم جانو اور

سمندر رشتاه خواہ تم اسکو قتل کرو اور اُسکے ملک پر قبضہ کرو خواہ وہ تم کو مجکو کوئی غرض نہیں ہی کیونکہ میرے تمہارے مقابلہ نہیں ہی نہ مین اُسکی کمک کو آیا ہون مین اپنی ضرورت سے آیا تھا اس مین یہ واقعہ پیش آیا کہ تمہارے عیار نے عیاری کی میری نانی کو قتل کیا ہوتا اُس پر بھی اکتفا نہ کی مجکو سر دربار ذلیل کیا دو مرتبہ مین بہت شرمندہ ہوا لیس مجکو غصہ آگیا مین تمہارے مقابلہ پر آمادہ ہوا ورنہ مین اپنی ضرورت سے فراغت کرکے اپنے مقام کو چلا جاتا مجکو کیا ضرورت تھی کہ مین دوسرے کے قصہ مین پڑتا اور اپنے سر درد سر مول لیتا مین ایسا بد شعور اور نا فہم نہ تھا بلکہ یہ امر صرف تمہارے عیار کی ذات سے ہوا کہ مجکو تم سے مقابلہ کرنا پڑا اور مین اپنا ابر سحر لیکر آیا تم کو نامہ لکھا وہ جو شرط مین نے لکھی تھی کہ دین اسلام ترک کرو اور اطاعت سمندر رشتاہ بھی کرو اور خواجہ کو میرے حوالہ کرو تو اس سبب سے تھی تاکہ سمندر رشتاہ سے تم سے میل ہو جاوے اسی سبب سے یہ تحریر کیا تھا کہ جب تک دونون شرطین قبول نہ کرو گے یہان بری مجھ ممکن ہی مجبور مین اس شہر سے اُٹھ جاؤن اس امر کا تم کو اختیار ہی چاہے سمندر کی اطاعت کرو چاہے نہ یا ترک اسلام کرو یا نہ مجکو کوئی غرض نہیں ہی مجکو اپنے مطلب سے غرض ہی تم خواجہ کو میرے حوالہ کرو مین چلا جاؤن ورنہ یہ یاد رکھو کہ مین تم مین سے ایک کو زندہ نہ رکھونگا اگر تم نے میری یہ شرط قبول نہ کی یہ تقریر جو عشتاق نے بیان کی صاحبقران نے جواب دیا کہ اے عشتاق تو بیکار مجھ پر اور سب اہل لشکر پر رحم کرتا ہی تو کیا رحم کریگا ہمارا خدا ہم پر رحم کریگا ہم سب جس کے بندے ہین اور جس نے ہم سب کو جان دی ہی اور ہماری موت اُسکے قبضہ قدرت مین ہی کوئی غیر اسکے قبضہ مین نہین ہی کہ جو چاہے وہ ہو وہ مالک ارواح ہی ابھی اُسکو منظور ہو سب کی قبض روح کا حکم دے اگر اُسکو منظور ہو تو زمانہ ایک طرف ہو جاوے کچھ نہین ہو سکتا ہی شعر اگر تیغ عالم بجنبد زجاے نبرد رگے تا نخواہد خدا بس اسقدر غرور اچھا نہین ہی اسی مین خیر ہی کہ تم اپنے مقام کو چلے جاؤ یہ سوال تمہارا بالکل بیکار ہی کہ یا دین اسلام ترک کرو اور اطاعت سمندر رشتاہ یا خواجہ کو اسیر کرکے ہمارے حوالہ کرو ورنہ تم سب کو قتل کرونگا ہم نے ان دونون شرطون کا جواب یہ تقریر تمہارے نامہ مین تحریر کر دیا ہی اور اسوقت بھی دیتے ہین وہ جواب یہ ہی کہ ہم کو نہ دین اسلام ترک کرنا منظور ہی نہ اطاعت سمندر رشتاہ ہزار ہزار لعن ہی تمہارے خدا و سمندر رشتاہ کیا کیدی ہی کہ جسکی اطاعت کرین دوسرے ہم کو ایک کافر کے حوالہ خواجہ و سلطان کو کرنا منظور ہی جب تک ہم زندہ ہین اور ہمارے دم مین دم ہی تو ہمارے لشکر کے ایک چاکر کا اگر تم موے تن طلب کروگے تو ہم نہ دینگے خواجہ کا تو بڑا مرتبہ ہی تم کو اختیار ہی ہمارا خدا مالک ہی یہ جو جواب صاحبقران نے دیا عشتاق بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ تم کیا کرو تمہاری قضا اسی طور سے آئی ہی اب مین پہلے اپنا وہ کام کرتا ہون کہ جس سے تم لاچار ہو مین حجت تمام کر چکا یہ کہکر عشتاق نے ناش کا آٹا نکالا اُسکا ایک پتلا نور بنایا اور ایک شیشہ نکالا اُسکو اُس تخت پر رکھا اور ایک پتلہ ناش کا بنایا اُسکو بھی سامنے رکھا پھر منتر دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ اسنے اسی تخت پر اک بار دتی بخورات مثل گلگل و کندر وغیرہ کے جلایا ایک کاغذ کا پرچہ جھولی سے نکالا اُس پر کچھ الفاظ لکھے سحر کے اُسکو مروڑ کر کچھ پڑھا کہ وہ پرچہ کاغذ خود بخود ایک مرتبہ تخت پر سے اُڑا طرف آسمان کے گیا نظروں سے غائب ہو گیا دونون لشکر دیکھا کیے یہ اسی طور سے پڑھتا گیا کہ وہ پرچہ کاغذ

جو خیال کرتے ہین تو بالکل اسم اعظم لوح سینہ پر سے محو تھا ایک حرف نہ یاد تھا خواجہ سے کہا
کہ بڑا غضب ہوا اُسنے اسم اعظم بناکر لیا ضرور قضا آئی ہے یہ جو خواجہ کو معلوم ہوا خوا بین
جاتے رہے ہوش پران ہوگئے صاحبقران کا بھی رنگ روفق ہوگیا شل ہاتھ پاؤن سب کے
سب کے موت کا یقین کامل ہوا خواجہ سے کہا کہ ہرگز یہ امر ظاہر نہ ہونے پائے ورنہ
ابھی لشکر مین برہمی پیدا ہوگی سب فرار ہوجائینگے خدا پر نظر رکھو شاید کوئی اور صورت
ظفر کی آئینہ مراد مین ظاہر ہو خواجہ نے کہا کہ یا صاحبقران ترک اسلام فرمایئے تاکہ جان
بچے صاحبقران نے برہم ہوکر جواب دیا کہ لاحول ولا قوة الا باللہ یہ تو کبھی نہ ہوگا کہ مین جان
کے خوف سے مرتد ہون اپنا مذہب آبائی جو کہ دین برحق ہے ترک کرون مجھے جان سے جانا
قبول ہے یہ امر نہین منظور ہے خواجہ نے کہا کہ اچھا مین آپکو زنبیل مین ڈال لون اور یہان سے
لیکر نکل جاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ یہ بھی نہین ہوگا کہ مین ایک کافر کے خوف سے
بھاگون یا پوشیدہ ہون اپنے ہمچشمون کو کیا منہ دکھاؤنگا خواجہ نے کہا کہ اگر یہ نہین منظور
ہے تو آپ مجھکو گرفتار کرکے اُسکے حوالہ فرمایئے اپنی اور ان سب کی جان بچایئے اگر میری جان
جاتی رہیگی یہ تو سب بچینگے صاحبقران نے فرمایا کہ مرگ انبوہ جشنے دارد یہ کیونکر
ہوسکتا ہے کہ مین صرف اپنی جان کے خیال سے یا ان سب کے خیال سے ایک بندے
مسلمان کی جان لون دشمن کے حوالہ کرون یہ تو کبھی نہ ہوگا خواجہ نے کہا کہ معلوم ہوا آپکو
اپنی جان دینا منظور ہے بندہ تو خانہ کعبہ کو جاتا ہے بندہ کو اپنی جان عزیز ہے آپ زندم
جہان زندم آپ مردم جہان مردم وہان جاکر عبادت خدا کرونگا یہ اپنی باقی عمر عبادت مین
بسر کرونگا اور آپکے حال سے سب آپکے بزرگون اور عزیزون کو آگاہ کرونگا خدا حافظ و
ناصر یہ کہکر خواجہ نے قصد جانے کا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ کیون خواجہ ابھی تو تم کہتے تھے
کہ مجھکو اسکے حوالہ کردو یہ کہ خود جاتے ہو اگر مین اس امر کو قبول کرتا تو کیا ہوتا خواجہ نے جوابدیا
کہ مین صرف آپکا دل لیتا تھا نہ کہ دراصل ایسا ہوتا اگر آپ اس امر کو منظور کرلیتے مین کسی اور
طرف سے نکل جاتا کوئی مین اپنی جان نہ دیتا اب زیادہ باتین نہ فرمایئے میری راہ کھوٹی ہوتی
ہے صاحبقران نے فرمایا کہ کیون خواجہ تم ہم سے ایسے وقت مین جدا ہوتے ہو جبکہ ہم عازم
ملک عدم ہین ہمارا ساتھ نہ دوگے ہان بھائی یہ وقت ایسا ہی ہے کہ کوئی ساتھ نہ دیگا تم پر کیا منحصر
ہے جب تم ایسا دوست یون ساتھ چھوڑ دے تو اور کسی کا کیا اعتبار بھائی تم کو تو یہ لازم نہین ہے
خواجہ نے کہا کہ آپکے ساتھ تو اسوقت ہین جو کہ آپکے ہمراہ جان دینے پر طیار ہین
سب آپکے ہمراہ ہین ایک مین نہ ہونگا تو کیا نقصان ہے آپکو اپنی جان اور انکو عزیز نہین
ہے مجھکو عزیز ہے بیکار کی تقریر ہے کیا حاصل ہے اب دیر نہ کیجئے کہین ایسا نہ ہو کہ وہ دیکھ لے اور
میرے جانے مین خلل ہو میرا ابھی تذکرہ آپکا لیکر ہی آپکا ہے مین نہ رکونگا لاکھ آپ طعنہ زن ہون
مین ایسی دوستی سے باز آیا میرا پیچھا چھوڑیئے یہ تقریر خواجہ نے اس طور سے کی کہ صاحبقران
ہوا رحمدانگوار ہوا خاموش ہو رہے پھر کچھ نہ کہا فلک کی طرف دیکھکر رہ گئے خواجہ نے
اسی مقام پر گھوڑے کو کھڑے اپنے سوار ہوا ایک مسافر کی زبانی اور مسافر بنکر لشکر سے نکل کر روانہ
ہو دیئے میر چو اقرمہ باہم خادم اور مخدوم کے ہوئی اور خواجہ نکل گئے اسکی خبر کسی کو نہ ہوئی کو

لشکر سامنے تھا مگر سب اپنے حال میں مبتلا تھے ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی کہ کیا ہوتا ہے نہ کسی کو
معلوم ہوا کہ صاحبقران کا اسم اعظم بند ہوگیا ہے ادھر جہاں تک سامنا رہا وہاں تک خواجہ
پلٹ پلٹ کر دیکھتے گئے اور صاحبقران بھی دیکھا کئے خواجہ اشارے سے صاحبقران کو
بلایا کئے صاحبقران انکار کیا کئے جب نظروں سے پنہان ہوئے صاحبقران مایوس
ہوئے دل میں خیال فرمایا کہ اسوقت تو وہ طوطا چشمی خواجہ نے کی ہے کہ جسکی امید نہ تھی میں
خواجہ کو اپنا دوست صادق جانتا تھا نہ کہ ایسا خیال کرتا تھا سچ ہے مشکل کے وقت کوئی کسی کے
کام نہیں آتا ہے اپنے ہاتھ پاؤں جواب دیتے ہیں شاباش ہے ان سب پر جو میرے ہمراہ
رہنے کو موجود ہیں مگر یہ لوگ بھی اس خیال سے موجود ہیں کہ صاحبقران مالک اسم اعظم
ہیں اگر یہ حال ان سب پر ظاہر ہو جائے ابھی سب ساتھ چھوڑ دیں خیر خدا نہ ساتھ چھوڑے کہ
جسکی ذات کا بھروسا ہے اور جو سب کا مالک ہے اسکی ذات پر بھروسا رکھو یہ فرما کر اپنے دل کو
قوی کیا اور خیال فرمایا دل میں کہ ایک خبر دینے والا تو ہوا یہ جا کر سب کو ہمارے حال سے آگاہ
کریگا صاحبقران تو اپنے دل میں یہ خیال فرما رہے ہیں خواجہ ادھر چلے گئے ہیں اب
راوی واقعہ نگار تحریر کرتا ہے کہ جب مشتاق اسم اعظم کے بند کرنے سے فارغ ہوا اور اس نے
سب طرف دیکھا اسکے بعد اسنے اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اس میں سے ایک فولادی ڈبیہ
نکالی اسکو کھولا اس میں سے ایک جانور برابر لال کے نکلا اسنے اسکو ہاتھ میں لیکر کچھ اس پر
پڑھکر دم کیا کہ اسنے قد پیدا کرنا شروع کیا تھوڑے عرصہ میں وہ برابر ریلہ کے ہو گیا اب اسنے
اسکو ہاتھ سے چھوڑا اسنے پرواز کیا اور اسکے سر کے گرد چرخ لگایا اسنے کچھ پڑھکر اسکو اشارہ
کیا طرف ابر کے وہ ابر کی طرف چلا اسنے پڑھ پڑھکر دم کرنا شروع کیا اسنے جاتے ہی اسنے
پنجے اس ابر میں مارے اور ابر کو لیکر چلا اسنے لشکر اسلام کا اشارہ کیا بس ابر سے ایک
ایسی چمک پیدا ہوئی کہ سب کی آنکھیں بند ہوگئیں اور ایک ایسی صدا آئی کہ سب کا دل
ہل گئے صحرا کانپنے لگا گویا زمین تھرا گئی اب متواتر چمک و گرج ہونے لگی اور ابر
محیط ہونے لگا غرض یہ تھا کہ سوائے لشکر اسلام کے دوسری طرف محیط نہ ہوتا تھا وہ جانور
پنجے میں دبائے ہوئے آگے آگے چلا جاتا تھا ابر سے شعلے نکل رہے تھے ہوا سے گرم
آتی تھی جوں جوں وہ ابر دراز ہوتا تھا وہ گرمی بڑھتی جاتی تھی یہ پڑھ پڑھکر دم کر رہا تھا
یہ عالم تھا کہ وہ صحرا کرۂ نار ہو گیا تھا یہ جو عالم اہل اسلام نے دیکھا شدت گرمی و حدت ہوا
سے پسینے آنے لگے لباس تن پر ایک گراں ہوا ہتھیار جلنے لگے پیاس کی یہ شدت
ہوئی کہ زبانیں تالو سے چمٹ گئیں حلق میں کانٹے پڑ گئے مرکبوں کی یہ حالت ہوئی کہ زبانیں
نکل آئیں ہانپنے لگے سب اہل اسلام کے قلب شدت عطش سے جلے جاتے تھے
کوئی ایسا نہ تھا کہ پیاس سے بیقرار نہ ہو یہ عالم تھا اہل اسلام کا ادھر ابر محیط ہوتا جاتا تھا اب
جتنے نگاہ اٹھا کے دیکھا سوا ابر کے کوئی چیز نظر نہ آئی آسمان پوشیدہ ہوگیا روئے آفتاب
پنہان ہوا تاریکی ہونے لگی زمین بسبب گرمی کے پھٹنے لگی بس یہ حال دیکھکر اہل اسلام
نے ایک ایک چٹکی خاک کی اٹھا کر اپنے اپنے گریبان میں ڈالی اور کہا کہ ای خاک تو لحد ہو جا اور
پیاس سے کیا تو کفن ہی ہو امر صاحبقران و بادشاہ نے بھی کہا بس ایک مرتبہ بادشاہ کو

جو خیال کرتے ہیں تو بالکل اسم اعظم لوح سینہ پر سے محو تھا ایک حیرت تھی یاد تھا خواجہ سے کہا
کہ بڑا غضب ہوا اُسنے اسم اعظم بنا کر لیا ضرور قضا آئی ہے یہ جو خواجہ کو معلوم ہوا حواس
جاتے رہے ہوش پران ہوئے صاحبقران کا بھی رنگ روفق ہو گیا شل یا ہنتا سب کے
سب کے موت کا یقین کامل ہوا خواجہ سے کہا کہ کسی پر یہ امر ظاہر نہ ہونے پائے ورنہ
ز بھی لشکر میں برہمی پیدا ہوگی سب فرار ہوجائیں گے خدا پر نظر رکھو شاید کوئی اور صورت
ظفر کی آئینہ مراد میں ظاہر ہو خواجہ نے کہا کہ یا صاحبقران ترک اسلام فرمائیے تاکہ جان
بچے صاحبقران نے برہم ہوکر جواب دیا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ تو کبھی نہ ہوگا کہ میں جان
کے خوف سے مرتد ہوں اپنا مذہب آبائی جو کہ دین برحق ہے ترک کروں مجھے جان سے جانا
قبول ہے یہ امر نہیں منظور ہے خواجہ نے کہا کہ اچھا میں آپکو زنبیل میں ڈال لوں اور یہاں سے
لیکر نکل جاؤں صاحبقران نے فرمایا کہ یہ بھی نہیں ہوگا کہ میں ایک کافر کے خوف سے
بھاگوں یا پوشیدہ ہوں اپنے ہم چشموں کو کیا منہ دکھاؤنگا خواجہ نے کہا کہ اگر یہ نہیں منظور
ہے تو آپ مجھکو گرفتار کر کے اُسکے حوالہ فرمائیے اپنی اور ان سب کی جان بچائیے اگر میری جان
جائیگی جائے یہ تو سب بچیں گے صاحبقران نے فرمایا کہ مرگ انبوہ جشنے دارد یہ کیونکر
ہو سکتا ہے کہ میں صرف اپنی جان کے خیال سے یا ان سب کے خیال سے ایک بے خطا
مسلمان کی جان لوں دشمن کے حوالہ کردوں یہ تو کبھی نہ ہوگا خواجہ نے کہا کہ معلوم ہوا آپکو
اپنی جان دینا منظور ہے بندہ تو خانہ کعبہ کو جاتا ہے بندہ کو اپنی جان عزیز ہے آپ زندہ
جہاں زندہ آپ خرم جہاں مردم وہاں جاکر عبادت خدا کرونگا یہ اپنی باقی عمر عبادت میں
بسر کرونگا اور آپکے حال سے سب آپکے بزرگوں اور عزیزوں کو آگاہ کرونگا خدا حافظ و
ناصر یہ کہکر خواجہ نے قصد جانے کا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ کیوں خواجہ ابھی تو تم کہتے تھے
کہ مجھکو اُسکے حوالہ کردو یا یہ کہ خود جاتے ہو اگر میں اس امر کو قبول کرتا تو کیا ہوتا خواجہ نے جواب دیا
کہ میں صرف آپکا دل لیتا تھا نہ کہ دراصل ایسا ہوتا اگر آپ اس امر کو منظور کرتے میں کسی اور
طرف سے نکل جاتا کوئی میں اپنی جان نہ دیتا اب زیادہ باتیں نہ فرمائیے میری راہ کھوٹی ہوتی
ہے صاحبقران نے فرمایا کہ کیوں خواجہ تم ہم سے ایسے وقت میں جدا ہوتے ہو جب کہ ہم عازم
ملک عدم ہیں ہمارا ساتھ نہ دو گے ہاں بھائی یہ وقت ایسا ہی ہے کہ کوئی ساتھ نہ دے گا تم پر کیا منحصر
ہے جب تم ایسا دوست یوں ساتھ چھوڑ دے تو اور کسی کا کیا اعتبار بھائی تم کو تو یہ لازم نہیں ہے
خواجہ نے کہا کہ آپکے ساتھ تو اتنے لوگ ہیں جو کہ آپکے ہمراہ جان دینے پر طیار ہیں
سب آپکے ہمراہ ہیں ایک میں نہ ہونگا تو کیا نقصان ہے آپکو اپنی جان اور انکو عزیز نہیں
ہے مجھکو عزیز ہے بیکار کی تقریر سے کیا حاصل بس اب نہ روکئے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ دیکھ لے اور
پیس جائے میں خلل ہو میرا بھی خون آپکی گردن پر ہو میں نذر کرونگا الا کو آپ طعنہ زن ہوں
میں ایسی دوستی سے باز آیا میرا پیچھا چھوڑئیے یہ کہکر خواجہ نے اس طور سے کہ صاحبقران
کو [illegible] ناگوار ہوا خاموش ہو رہے کچھ نہ کہا فلک کی طرف دیکھکر رہ گئے خواجہ نے
اسی مقام پر [illegible] اپنی صورت ایک مسافر کی بنائی اور مسافرانہ لشکر سے نکل کر روانہ
ہو [illegible] آخر مرد بانم خادم اور مخدوم [illegible] ہوئی اور [illegible] کے اسکی خبر کسی کو نہ ہوئی کو

لشکر سامنے تھا لشکر سب اپنے حال میں مبتلا تھے ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی کہ کیا ہوتا ہے نہ کسی کو
معلوم ہوا کہ صاحبقران کا اسم اعظم بند ہو گیا ہے ادھر جہاں تک سامنا رہا وہاں تک خواجہ
پلٹ پلٹ کر دیکھتے گئے اور صاحبقران بھی دیکھا کئے خواجہ اشارے سے صاحبقران کو
بلایا کئے صاحبقران انکار کیا کئے جب نظروں سے پنہاں ہوئے صاحبقران مایوس
ہوئے دل میں خیال فرمایا کہ اسوقت تو وہ طوطا چشمی خواجہ نے کی ہے کہ جسکی امید نہ تھی میں
خواجہ کو اپنا دوست صادق جانتا تھا نہ کہ ایسا خیال کرتا تھا سچ ہے مشکل کے وقت کوئی کسی کے
کام نہیں آتا ہے اسپر ہاتھ پاؤں جواب دیتے ہیں شاباش ہے ان سب پر جو میرے ہمراہ
مرنے کو موجود ہیں مگر یہ لوگ بھی اس خیال سے موجود ہیں کہ صاحبقران مالک اسم اعظم
ہیں اگر یہ حال ان سب پر ظاہر ہو جائے ابھی سب ساتھ چھوڑ دیں خیر خدا ساتھ نہ چھوڑے کہ
جسکی ذات کا بھروسا ہے اور جو سب کا مالک ہے اسکی ذات پر بھروسا رکھو یہ فرما کر اپنے دل کو
قوی کیا اور خیال فرمایا دل میں کہ ایک خبر دینے والا تو ہوا یہ جا کر سب کو ہمارے حال سے آگاہ
کریگا صاحبقران تو اپنے دل میں ایسے خیالات فرما رہے ہیں خواجہ ادھر چلے گئے ہیں اب
راوی واقعہ نگار تحریر کرتا ہے کہ جب مشتاق اسم اعظم کے بند کرنے سے فارغ ہوا اور اس نے
سب طرف دیکھا اسکے بعد اسنے اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اس میں سے ایک فولادی ڈبیہ
نکالی اسکو کھولا اس میں سے ایک جانور برابر لال کے نکالا اسنے اسکو ہاتھ میں لیکر کچھ اسپر
پڑھکر دم کیا کہ اسنے قد پیدا کرنا شروع کیا تھوڑے عرصہ میں وہ برابر چیل کے ہو گیا اب اسنے
اسکو ہاتھ سے چھوڑا اسنے پرواز کیا اور اسکے سر کے گرد چرخ لگایا اسنے کچھ پڑھکر اسکو اشارہ
کیا طرف ابر کے وہ ابر کی طرف چلا اسنے پڑھ پڑھکر دم کرنا شروع کیا اسنے جاتے ہی اپنے
تئیں اس ابر میں مارا اور ابر کو لیکر چلا اسنے لشکر اسلام کا اشارہ کیا بس ابر سے ایک
ایسی چمک پیدا ہوئی کہ سب کی آنکھیں بند ہو گئیں اور ایک ایسی صدا آئی کہ سب کے دل
ہل گئے صحرا کانپنے لگا زمین تھرا گئی اب متواتر چمک و گرج ہونے لگی اور ابر
محیط ہونے لگا مگر یہ تھا کہ سوائے لشکر اسلام کے دوسری طرف محیط نہ ہوتا تھا وہ جانور
پنجے میں دبائے ہوئے آگے آگے چلا جاتا تھا ابر سے شعلے نکل رہے تھے ہوا سے گرم
آتی تھی جوں جوں وہ ابر دراز ہوتا تھا وہ گرمی بڑھتی جاتی تھی یہ کچھ پڑھ پڑھکر دم کر رہا تھا
یہ عالم تھا کہ وہ صحرا کرہ نار ہو گیا تھا یہ جو عالم اہل اسلام نے دیکھا شدت گرمی و حدت ہوا
سے پسینے آنے لگے لباس تن پر بار سا گراں ہوا ہتھیار جلنے لگے پیاس کی یہ شدت
ہوئی کہ زبانیں تالو سے چمٹ گئیں حلق میں کانٹے پڑ گئے مرکبوں کی یہ حالت ہوئی کہ زبانیں
نکل آئیں ہانپنے لگے سب اہل اسلام کے قلب شدت عطش سے جلے جاتے تھے
کوئی ایسا نہ تھا کہ پیاس سے بیقرار نہ ہو یہ عالم تھا اہل اسلام کا ادھر ابر محیط ہوتا جاتا تھا سب
جسنے نگاہ اٹھا کے دیکھا سوائے ابر کے کوئی چیز نظر نہ آئی آسمان پوشیدہ ہو گیا روے آفتاب
پنہاں ہوا تاریکی ہونے لگی زمین بسبب گرمی کے پھٹنے لگی بس یہ حال دیکھکر اہل اسلام
نے ایک ایک چٹکی خاک کی اٹھا کر اپنے اپنے گریبان میں ڈالی اور کہا کہ اے خاک تو گواہ ہوجیو اور
لباس سے کہا تو کفن ہی امر صاحبقران و بادشاہ نے بھی کہا بس ایک مرتبہ یاد خدا ہو کر

جو خیال آیا تاج سر سے اُتار کر وہ جہان پناہ بدرگاہ کبریا محتاج ہو دعا کا خواستگار ہوا تھا جو سب اہل
لشکر نے دیکھا کلاہین سرون پر سے اُتار کر ہاتھون پر رکھکر خدا سے اپنی حفاظت کی دعا کرنے لگے
صاحبقران بھی ملتجی بدرگاہ باری ہوئے اور یہ رباعی زبان پر لائے رباعی بگرداب بلا افتادہ
ام یا مصطفیٰ دستے ٭ بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضیٰ دستے ٭ ز حالات شب معراج دانستم ید اللّٰہی ٭ چرا دستم
نگیری یا علی بہر خدا دستے ٭ سے سکر و شنسار پکارتے ہین جبرئیل کو اپنے ہین بتایا ٭ تین سو
برس نبی جی سے پہلے نامہ سلمان کو چھوڑا ٭ جب پھر پڑی در خیبر کی عنتر پارسین چلایا ٭ مین نتی کرتا ہون
ای شاہ اکبیر ی بار کیون دیر لگایا ٭ تو گفتی ہر آنکس کہ در رنج و تاب ٭ دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز ربا بندہ دانم ترا ٭ درین عاجزی چون نہ خوانم ترا ٭ ای آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی ٭ ور
داین شب صبح نما بندہ توئی ٭ کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ ٭ بکشائے خدا یا کہ کشایندہ توئی ٭ علی
مرتضیٰ یا مددکن ٭ وصی مصطفےٰ یا مددکن ٭ بیک دم مشکلے سلمان کشودے ٭ بہا مشکل کشا یا
مددکن ٭ صاحبقران کی زبان پر یہ مناجات تھی جو کہ تحریر ہوئی بادشاہ یہ دعا کر رہے تھے اشعار
مین افتادہ یا رب سر خاک ہون ٭ گرفتہ بہ دام افلاک ہون ٭ یہ پھرتا نہین بخت برگشتہ ٭
رکھے ہی یہ سر گشتہ شام و پگاہ ٭ مجھے آرزو تیری رحمت کی ہی ٭ تمنا گلستان جنت کی ہی ٭ سوا
تیرے کس سے مین چاہون پناہ ٭ کوئی اور معبود ہی یا الٰہ ٭ مین بندہ ہون تیرا اور تو خدا ٭ نہین کچھ کی
بنائے کا تیرے سوا ٭ بادشاہ کی یہ مناجات تھی ہر ایک سردار و لشکری اپنے مقام پر سر برہنہ
کئے ہوئے دعا کر رہا تھا سامنے وہ تخت سحر پر بیٹھا ہوا انکی حالت پر مسکراتا تھا اور شور کرتا
جاتا تھا یہان تک اُسنے سب ابر سحر کو محیط لشکر اسلام کیا اپنے سحر کو تمام کیا اب فقط یہ امر
باقی ہی کہ وہ اشارہ کرے کہ اُس سے آگ برسے اور وہ ابر سحر گڑگڑا کر گرے سب کا خاتمہ
ہو سب اہل اسلام جلکر خاک ہون جب یہ اپنے سحر کو پورے طور سے درست کر چکا اسنے
صرف اہل اسلام کی بیقراری دیکھنے کے لیے ذرا توقف کیا کہ دیکھون یہ لوگ کیا کرتے ہین
راوی نے بیان کیا ہی کہ اُس ابر کی یہ تاثیر تھی کہ جس قدر ساحر لشکر اسلام مین کامل و غیر کامل تھے
سب کو سحر فراموش ہو گیا تھا ایک حرف الفاظ سحر سے یاد نہ تھا سب مثل ماہی بے آب
تڑپ رہے تھے کیا ساحر کیا غیر ساحر او ر دعا کر رہے تھے ایک تلاطم برپا تھا یہ تخت پر بیٹھا
ہوا تماشہ دیکھ رہا تھا کہ اہل اسلام کا تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا کہ ناگاہ دعا نے نشانہ
پر جاکر قیام کیا خداوند کریم نے اُن بیچارون کے حال پر رحم کیا کیونکہ دریائے آسمان وا تھے اور
وقت اجابت دعا کا قریب آ گیا تھا اور عرصہ ہوا تھا اہل اسلام کو تڑپتے ہوئے ابھی ان سب کی
زندگی باقی ہی پس خدا نے پردۂ غیب سے سبب اُن کی رہائی کا ظاہر کیا وہ مسبب الاسباب
ہی اپنے بندون پر بلا مین رحم کرتا ہی اور جو تڑپ کر دعا کرتا ہی وہ اُسکی دعا کو قبول کرتا ہی پس
یہ سبب ظاہر ہوا کہ جس سے ان سب کی جان بچی خدا نے اپنی ذات کبریائی دکھائی کہ ایک
مرتبہ شہر سمندر رنیہ کی طرف سے ایک ابر گلنارہ پیدا ہوا جس سے بارش یاقوت کی ہوتی
تھی وہ ابر بہت تیز چلا آتا تھا وہ ابر جو پیدا ہوا اُس ابر کیطرف کفار دیکھنے لگے اور اہل اسلام بھی کو
بیقرار ہو رہے تھے مگر اُس ابر کو دیکھکر وہ بیقراری کم ہوئی سب اُدھر دیکھنے لگے کہ وہ
ابر منشق ہوا اُس ابر سے سمندر رنشاہ تخت پر سوار تاج شاہی رکھے ہوئے شمشیر

الماس نگار ہاتھ مین تھامے قلم کار زیب تن موتیون کی مالے گلے مین پڑے ہوئے الماس کا پکہ
بازو پر تخت سے اڑ کے چلا آتا ہے جیسے اُسنے عشاق کو دیکھا آواز دی کہ بھائی ٹھہر جانا جب
مین آؤن اسوقت ابر سحر اہل اسلام پر گرانا پہلے آنے تک توقف کرو یہ جو سمندر نے
صدا دی عشاق نے قصد کیا تھا کہ ابر سحر گرا کر سب کا خاتمہ کرون مگر سمندر کی اس صدا
سے تھم گیا لشکر کفار و لشکر اسلام نے دیکھا کہ سمندر اپنا تخت بہت جلد بڑھا کر قریب تخت عشاق
آیا عشاق نے سلام کیا سمندر نے جواب سلام دیا اور کہا کہ بھائی عشاق اب ان سے
رحم کھاؤ اور اپنی طرف دیکھو میرے کہنے سے ایک شہر واسطے باز آؤ لو یہ خواجہ موجود ہین جنکو
پاس مین گرفتار کر کے لایا ہون مین دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ مجکو تمھارا خیال آیا مین نے اپنے
دل سے کہا کہ ذرا مین اپنے بھائی کا حال تو دیکھون اور آئینے مین جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ تم نے
اپنا سب کام کر لیا اسم اعظم بھی بند کر لیا لشکر پر ابر بھی پھیلا دیا اب صرف گرانے کی دیر
ہے مین نے یہ خیال کیا اور میرے سحر نے خبر دی کہ جس کے لیے عشاق اسقدر بندگان
خداوندی کی جان لیتے ہین اور سب کو ہلاک کیے دیتے ہین وہ تو لشکر سے نکل کر جاتا ہے یعنی خواجہ
عیار لشکر اسلام کہ جس کے سبب سے انکو غصہ آیا ہے اور جس نے انکو ذلیل کیا ہے بس یہ جو
مین نے دیکھا دریافت کیا کہ کدھر جاتا ہے معلوم ہوا فلان صحرا مین مسافر بنا کھڑا ہوا ہے پہلے میرا
قصد ہوا کہ کسی ساحر کو روانہ کرون وہ گرفتار کر لائے پھر مجکو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ ساحر
کو کچھ فقرہ دیکر نکل جائے تو بڑی خرابی ہو مین نے یہ تخت سحر طیار کیا اور اس صحرا کو روانہ ہوا
اسقدر جلد پہونچا کہ یہ وہان سے جانے نہ پایا تھا ہاتھ پر سحر کیا اور سحر مین مبتلا کر کے تخت
پر ڈالکر تمھاری طرف روانہ ہوا کہ بھائی کو جا کر اسکو دون اور بھائی سے کہون کہ تم اہل اسلام
پر سے اچھا اسکو یہ دانستہ کرو میرے اسکے مرتے یہ بین الست سمجھو تو تمکو کوئی سروکار نہین ہے
جو تمھارا دشمن تھا مین اسکو لے آیا ہون یہ جو سمندر شاہ نے کہا عشاق نے سمندر
کی طرف دیکھا کہ ذرا اُس تخت پر خواجہ بیہوش پڑے ہین اور سمندر کے ہاتھ مین ایک گیندا
ہے اسکو بار بار سونگھا رہا ہے عشاق نے کہا کہ جو تو میرا تو دخواہش تھی مین نے اُسے کہا تھا
یعنی صاحبقران سے کہ تم خواجہ کو میرے حوالہ کرو مین لیکر چلا جاؤن باقی تم جانو سمندر شاہ
جانے مجکو نہ تم سے کوئی سروکار ہے نہ سمندر شاہ سے مجکو خواجہ سے غرض ہے تم سمندر شاہ
کے گنہگار ہو خواہ تم انکو قتل کرو خواہ وہ تم کو مگر انھون نے نہ قبول کیا یہ نوبت آئی مگر کس قدر
چالاک ہے ابھی تو لشکر مین موجود تھا جب تک مین نے اسم اعظم بند کیا معلوم ہوتا ہے لیکن اس تدارک
مین مصروف ہوا یہ فوراً نکل گیا یہ کہکر عشاق نے لشکر اسلام کیطرف دیکھا کہ دیکھون خواجہ لشکر مین ہین
کسی مقام پر نہ پایا سمندر شاہ سے کہا تم نے اہل اسلام کی حالت دیکھی کیسے مثل ماہی بے آب
و مانند مرغ بسمل کے تڑپ رہے ہین بڑے بڑے ساحر تھے کسی کا بھی سحر کام نہ آیا بہت صاحبقران
کو اسم اعظم پر بھروسا تھا مین نے ایک پل مین بند کر لیا پھر کر کے سمندر شاہ نے کہا کہ
لو بھائی خواجہ کو اور اس بلا کو اہل اسلام پر سے دفع کرو کیونکہ مجھ سے انکا تڑپنا نہین
دیکھا جاتا ہے اہل اسلام مع بادشاہ و صاحبقران کے دیکھ رہے ہین کہ سمندر شاہ سے اور عشاق
سے باہم کلام ہو رہے ہین کیونکہ یہ دونون تخت اس ابر سے پہنچے تھے اور مقابل لشکر اسلام

اور کفار بھی دیکھ رہے ہیں بلکہ کفار یہ چاہتے ہین کہ بادشاہ اس طرف تشریف لے جا کرین تو ہم سلام کرین
جب سمندر رہ نے عشاق سے کہا عشاق نے جواب دیا کہ بھائی بڑی مشکل ہوئی کیونکہ مین تو
اپنا کام بالکل کر چکا ہون سحر بالکل طیار ہی یہ سحر تو اب میرے برطرف کئے ہوئے برطرف نہ ہوگا
جب تک یہ کسی مقام پر گرا ایا نہ جائے کیونکہ اب اسکا برطرف ہونا محال ہی یہی تو اس مین خرابی
ہی کہ جب یہ پورے طور سے طیار ہو جاتا ہی تو پھر بدون کام مین لائے ہوئے برطرف نہین ہوتا اب
مین کیا کرون کیونکہ پورے طور سے درست کر چکا ہون ادھر مین نے اشارہ کیا یہ کڑکڑا کر گرا اسکو
چلا دیا سمندر رہ نے جواب دیا کہ ایسا سحر کس کام کا کہ جو اپنے قابو مین نہ ہو یہ کہکر سمندر رہ نے تھوڑی دیر
سکوت کیا اسکے بعد سر اٹھا کر کہا کہ وہ جو چوٹی پہاڑی نظر آتی ہی اُس پر میرا تین کرور کا لشکر مجھ سے باغی
ہو کر چلا گیا ہی اور سامان جنگ کر رہا ہی میرا قصد تھا کہ مین جا کر اُسکو اس کردار کی سزا دون کہ اہل
اسلام سے مقابلہ درپیش ہوا اب مین ادھر مصروف ہوا اُنکو اطمینان ہوا اُنھون نے خوب
طور سے سامان جنگ درست کر لیا ہی ابھی ہرکارون نے تھا رہے آنے کے بعد مجکو خبر دی
کہ اُنکا قصد ہی کہ آپ سے آکر مقابلہ کرین مین نے کہا کہ آنے دو مگر مجکو اسوقت سے یہ فکر ہوئی
کہ کسی طور سے انکا خاتمہ ہو جائے یہ اپنے کردار کی سزا پائین پس تم یہ اپنا ابر سحر اُن پر گرا دو تاکہ
وہ فنا ہو جائین اہل اسلام سے مین سمجھ لونگا وہ جو سامنے پہاڑ ہی اُس پر وہ سب مقیم ہین اُس
کوہ کا نام گرداب کوہ ہی گرداب دریا نشین اُنکا افسر ہی یہ جو سمندر رہ نے عشاق سے
کہا عشاق نے کہا کہ بہت اچھا جو آپ کی مرضی یہ کہکر کچھ پڑھکر طرف ابر کے اشارہ کیا کہ
وہ ابر ایک مرتبہ سمٹ کر اور کڑکڑا کر طرف اُس پہاڑ کے چلا چمکتا ہوا گرجتا ہوا ایسی صداے
مہیب اُس سے آتی تھی کہ زمین ہلی جاتی تھی اور شعلے نکل رہے تھے ایک چشم زدن مین
وہ ابر نظرون سے پنہان ہو گیا اور کڑکڑا کر ایک مرتبہ اُس پہاڑ پر گرا سب لوگون کو جو کہ اُس
پہاڑ پر قریب تین کرور کے موجود تھے سب کو جلا دیا ایسا جلایا کہ خاک تک باقی نہ رہی
کوہ کو مثل کوہ طور کے سرمہ کر دیا وہان کی خاک تک نہ باقی رہی وہ ابر سحر برطرف ہو گیا
عشاق کی بارہ برس کی محنت رایگان ہوئی وہ ساری بلا گرداب دریا نشین کے سر پر
آئی وہ ساری گردابی اپنی بھول گیا یہان اہل اسلام کے جان مین جان آئی وہ گرمی برطرف
ہوئی پیاس کی شدت کم ہوئی وہ ہواے گرم کے جھونکے کم ہوئے سب نے سجدۂ شکر ادا
کیا ادھر عشاق نے سمندر رشاہ سے کہا کہ بھائی لاؤ خواجہ کو میرے حوالہ کرو سمندر رہ
نے کہا کہ بھائی وہ جو تم نے اسم اعظم صاحبقرانی بند کیا ہی اُسکو بھی کھول دو تاکہ مین اُنسے
مقابلہ کرون جب کہ میرے اُنکے مقابلہ ہوگا مین خود بند کر لونگا مین کسی کی کمک کا خواستگار
نہین ہون کہ مین اتنا تمھارا احسان اپنے اوپر قائم رکھون یہ جو سمندر رہ نے کہا عشاق نے
جواب دیا کہ مجکو کیا ضرورت ہی کہ مین اسم اعظم بند رکھون مجکو اپنے مطلب سے مطلب
ہی اپنے دشمن سے غرض ہی یہ جو سمندر رہ نے سُنا جواب دیا کہ پھر اپنے دشمن کو مجھ سے لیجیے
وہ میرے پاس موجود ہی دیکھیے یہ تم تخت پر پڑا ہی آپ اسم اعظم کھولیے مین آپکو آپکا
دشمن حوالہ کرون پس عشاق نے کچھ پڑھکر دستک دی کہ ایک برق چمکی اب جو دیکھا
وہی پتلہ چلا آتا ہی کہ جس کے شکم مین عشاق نے اسم اعظم بند کر کے رکھا تھا وہ پتلہ قریب

عشاق آیا عشاق نے انگلی کا اشارہ کیا کہ ایک برق چمک کر سر پر اُس پتلے کے گری کہ اُس نے
اُس پتلے کو جلا دیا وہ شیشہ اُسکے شکم سے نکلا عشاق نے اُسکو سحر سے روکا اور ہاتھ میں لیکر
اُسکو شکست کیا اُس طائر کو نکالا نکالکر اُسکو اُڑا دیا اُسنے گرد سر صاحبقران کے گردش کی جب تین
مرتبہ گردش کر چکا ایک برق چمک کر اُس پر گری کہ وہ جل گیا اُسکے ساتھ وہ کاغذ بھی جل گیا
جس پر اسم اعظم بند تھا سحر کے ذریعہ سے اور سب حرف اُس پر تحریر تھے اُس کاغذ کا جلنا تھا کہ
صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا سمندر نے آواز دی کہ یا صاحبقران آپ کو اسم اعظم یاد ہے
صاحبقران نے سمندر کی قدر اُسکے جو خیال کیا تو حرف بحرف اسم اعظم یاد تھا جواب دیا کہ
مجکو فراموش کب تھا بس راوی نے بیان کیا ہے کہ یا جو اسم اعظم بند کرتا ہے وہ قتل ہو جب اسم اعظم
کھلتا ہے یا وہ خود بخود [illegible] ہو گیا ہے [illegible] سبب اسم اعظم کھل گیا کہ خود عشاق نے
سمندر [illegible] راوی سحر [illegible] بیان کرتا ہے کہ اب عشاق کا اسقدر کمال بھی نہیں
رہا جو کچھ کہ کمال اُسکو تھا وہ اسی [illegible] کے سبب سے تھا وہ [illegible] گیا اب معمولی ساحر وہ گیا
مقابل ہے [illegible] ساحر اس سے مقابلہ کر سکتا ہے جب عشاق اسم اعظم صاحبقران کو کھول
چکا سمندر شاہ کو معلوم ہو گیا [illegible] سمندر شاہ نے عشاق سے کہا کہ [illegible]
دیکھو امیر کیسی [illegible] ہو مجکو اُسی سحر سے [illegible] ہے جہان پایا [illegible] گرفتار کیا ہے پھر کر عشاق
کی طرف پھینکا عشاق نے ہاتھ بڑھا کر روکا اور [illegible] کر اُسکو اپنی ناک کے پاس لایا اور سونگھا
جیسے ہی قریب پہنچی اُس [illegible] نے [illegible] اور [illegible] اُسکی [illegible] ہوئی اور اُس سے غبار
پیدا ہوا وہ غبار جو اُسکے دماغ میں پہونچا اُسکو چھینک آئی وہ بیہوش ہو کر تخت پر گرا اُس کا
گرنا تھا کہ اُسکا سحر جو کم ہوا اُسکا تخت طرف زمین کے چلا اور سمندر نے قصد کیا کہ عشاق کو
تخت پر سے اُٹھا لون مگر وہ بہت جلد ہی سے چال نکالا اُسکے مارنے کا بھی موقع نہ پایا اب
یہ حال ہے کہ سمندر نے سمجھ لیا ہے کہ اگر موقع مل جائے تو ایک ہاتھ تیغ کا مارون دونون لشکر یہ
حال دیکھ کر حیران ہین کہ یہ کیا واقعہ ہے سمندر عشاق کا کیون اسقدر دشمن ہو گیا ہے کہ اُسکے قتل
پر آمادہ ہے بس راوی عجائب بیان یہ تحریر کرتا ہے کہ دونون تخت سلطان جہان زمین کی طرف
چلے آتے ہین سمندر ہر مرتبہ اپنا تخت عشاق کے تخت کے برابر لاتا ہے پھر وہ تخت نیچا
ہو جاتا ہے اہل اسلام و اہل کفار حیران حیران دیکھ رہے ہین راوی انکو اسی حالت مین چھوڑتا ہے

کچھ حال سمندر کا حوالہ قلم عجائب رقم کرتا ہے

راوی نے بیان کیا ہے کہ سمندر شاہ بعد جانے عشاق کے تخت پر آکر بیٹھا اور وہ تقریر کی جو
کہ تحریر ہو چکی ہے سب اہل دربار جمع ہین کہ جب عرصہ ہوا تو ایک مرتبہ سمندر شاہ کو خیال آیا
کہ ذرا حال عشاق دیکھنا چاہیئے کہ اُسنے کیا کارروائی کی آیا اہل اسلام کو قتل کیا یا صاحبقران
نے اسم اعظم کے ذریعہ سے اُسکے ابر سحر کو برطرف کر دیا بس یہ دل مین سوچ کر اوراق جمشیدی
اُٹھا کر دیکھا اُس مین یہ تحریر پایا کہ اے سمندر شاہ جلد خبر لے عشاق کی خواہش نالش سے
تیری صورت بنکر تمام سحر عشاق غارت کیا اور عشاق نے گرداب دریا کشتیون کو مع اُسکے
لشکر کے خواہش کے کہنے سے جلا دیا تین کرور کا لشکر تیرا جل گیا اب کوئی دم مین خواہش عشاق کو

مارے گئے سب اہل اسلام اُسکے سحر سے بچ گئے عشاق نے اسم اعظم بھی بند کر لیا تھا اُسکو بھی کھلوا لیا
بڑی عیاری کی جو کیفیت گذری تھی سب عرض کر دیا اُس سے سمندر کو آگاہ کیا بس یہ حال دیکھ کر سمندر
کے ہوش اُڑ گئے مارے غضب کے کہکر اُٹھا اور فوراً سحر کیا کہ ایک تخت پیدا ہوا اُس پر سوار ہو کر
چلا اہل دربار نے کہا کہ آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں ہم بھی آتے ہیں کہا کہ تم لوگ اُسی مقام پر
رہو میں آتا ہوں اُستاد سمندر نے کہا کہ کچھ بیان تو کرو سمندر نے کہا کہ آپ تشریف رکھیں میں آتا
ہوں آکر سب حال بیان کرونگا یہ سُنکے سب اپنے مقام پر بیٹھ گئے عشاق بحرہ نشین بھی بیٹھ گیا
سمندر تخت سحر کو اُڑا کر طرف میدان جنگ کے چلا ایسا تیز چلا کہ گویا شاہین و باز جاتا ہے خوب سحر کو
زور دیتا ہوا یہ خیال کرتا ہوا کہ کہیں عشاق قتل نہ ہو جائے چلا جاتا ہے یہاں سب حیران ہیں کہ بادشاہ
کس کام کو اس قدر جلد گئے ہیں کسی کو ہمراہ بھی نہیں لیا کیا خبر اور اتفاق سنتے ہی ہے کہ جس کو دیکھ کر
ہاسے کی اور تخت سحر پیدا کر کے چلے گئے یہ لوگ تو اس فکر میں ہیں سمندر ادھر چلا جاتا ہے وہاں
دونوں لشکر حیران ہیں ادھر دونوں تخت ملے اور چلے آتے ہیں اہل اسلام کی زبان پر یہ مصرعہ
جاری ہے مصرع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد راوی نازک خیال نے تحریر کیا ہے کہ سمندر
قریب تخت عشاق پہونچ گیا اور دیکھا اُٹھا کر نعرہ کیا منم خواجہ نا تاستشا عیار لشکر اسلام منم ریزش
تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران شاہ عیار ریاست طرار منم شہرہ الیان ہیں عمرو نعرہ کرتے جاتا تھا
کہ ہاتھ مارون کہ اتنے عرصہ میں سمندر اصلی پہونچ گیا دور سے نعرہ کیا کہ او عیار دزد باریک لک
الک باخبر دار دست خود را نگہدار میں آپہونچا میں وقت پر تو نے تو جانا تم ہی کیا کہتا کہاں جاتا ہے
میرے ہاتھ سے یہ کہکر تخت کو تیز کیا اب دونوں لشکروں نے جو سر اُٹھا کر دیکھا تو کیا نظر پڑا کہ دوسرا
سمندر اور چلا آتا ہے مگر نہایت تیز ادھر خواجہ نے جو نعرہ کیا تھا اپنے نام کا اس سے ثابت
ہوا کہ وہ سمندر جو کہ قبل آیا تھا خواجہ ہیں یہ اصلی سمندر ہے سنتے ہی خواجہ نے سمندر کی صدا
سُنی پلٹ کر دیکھا کہ یہ صدا کہاں سے آئی دیکھا کہ سمندر تخت اُڑائے ہوئے بہت تیز چلا آتا ہے
قریب ہے کہ میرے تخت کے قریب پہونچے بس یہ دیکھکر خواجہ نے فوراً گلیم اوڑھ لی اور
غائب ہو گئے اتفاق سے جو لباس خواجہ پہنکر سمندر کی صورت بنکر آئے تھے وہی لباس
سمندر پہنے ہوئے تھا بس سمندر اپنے تخت کو بڑھا کر قریب تخت عشاق آیا دیکھا کہ عشاق
غلطان و پیچان چلا جاتا ہے اور وہ دوسرا تخت غائب ہے یہ حیران ہوا کہ وہ تخت کیا ہوا کہ جس پر خواجہ
تھے بس سمندر نے خیال کیا کہ تخت زمین پر گرا تو صدمہ سے عشاق تمام ہو جائیگا اُسنے سحر کیا
کہ وہ تخت اُسی مقام پر قائم ہوا یہ اپنا تخت بھی اُسی تخت کے برابر لایا ابھی اُسنے عشاق کو ہوشیار
نہ کیا تھا کہ پہلو سے صدا آئی کہ اے سمندر تو وقت پر پہونچا ورنہ میں نے خاتمہ کر دیا تھا اور سحر
تو اُسکا برباد کیا اسم اعظم صاحبقران کا جو اُسنے بند کیا تھا کھول لیا اب کوئی اُس سے خوف
نہیں ہے جس سحر پر اُسکو بڑا بھروسا تھا وہ یون برباد ہوا اب وہ بھی قتل اور ساحرون سے ہو گیا
ہے میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا میں نے تو اسی وقت اپنا کام کر لیا تھا اگر تو نہ آتا اور تھوڑی
دیر تو میں قتل کر چکا تھا میرے زد پر آگیا تھا پھر کہاں بچ کر جائیگا اگر میں نے اسے قتل نہ کیا
اپنا نام خواجہ نہ رکھا ہے یہی گوشہ اور یہی میدان ہے آج نہیں کل کل نہیں پرسوں یہ میرا تو شکار
ضرور ہے اور میں اسکی جان کا دشمن ہوں اور یہ میرا دشمن ہے میں کب چھوڑونگا کہ یہ زندہ رہے

بموجب مصرعہ چیز زندہ ہی اگر یار تو صحبت باقی ہو ابھی اسکی کچھ زندگی باقی ہی اور دنیا کی ہوا کھانا اسکے
مقدر مین ہی کہ یہ اس طور سے بچ گیا ورنہ کیا مقدور تھا کہ یہ بچ سکتا خیر مین جانتا ہون یہ جو صدا
آئی سمندر کا شبہ گیا اپنے دل مین کہا کہ یہ تو کوئی پیر معلوم ہوتے ہین کہ نظر سے پوشیدہ ہین
اور برابر بول رہے ہین پھر نظر نہین آتے ہین خواجہ تو یہ اسکو صدا دیکر گلیم اوڑھے ہوئے اپنے
لشکر مین آئے کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا ابھی تک کسی کے اہل سلام سے تو اس بچا نہین ہوئے ہین
سب حیران ہین ایکسر تو اس آفت مین مبتلا تھے دوسرے اُس سے جو رہائی ہوئی تھی تو یہ
سانحہ پیش آیا ہی یہ لوگ تو اس فکر و تشویش مین ہین کہ یہ کیا واقعہ تھا کفار الگ حیران ہین
کہ ایک سمندر تو وہ آیا کہ جس نے ابر سحر اہل اسلام پر گرانے سے عشاق کو منع کیا وہ ابر سحر
اور کسی پر گرایا گیا پھر خود ہی سحر کرکے اسکو کبھی قابو مین کیا اور قتل کرنے پر آمادہ ہوئے کہ دوسرا
سمندر آیا اُسنے ڈانٹا خواجہ عیار لشکر اسلام کا وہ ہوا یہ کیا امر ہی کفار اس فکر مین غلطان ادھر
جب سمندر کو خواجہ آگاہ کرکے چلے گئے سمندر نے تلاش کیا کہین خواجہ کا پتہ نہ لا تو
سمندر نے قریب عشاق کو پہونچ چکا تھا تخت کو روک چکا تھا بس پانی
سحر طلب کیا اسکا عشاق کو چھینٹا دیا اور سحر کیا کہ اسکو ہوش آیا وہ جو ہوشیار ہوا اُسنے
یہ خیال کیا کہ سمندر نے مجھ پر سحر کیا تھا کہ جس کے سبب سے مین بیہوش ہوگیا وہ کل
صدمہ سحر کا تھا سمندر ابھی کچھ کہنے بھی نہ پایا تھا کہ عشاق نے اپنے دل مین یہ خیال کرکے
جھولی پر فورا ہاتھ ڈالکر ایک ترنج نکالا اُس پر کچھ پڑھ کر وہ ترنج سمندر کے کھینچ کر مارا اگر سمندر
ہوشیار نہ ہو جاتا کیونکہ اُسنے جب اسکو ہوشیار کیا تھا تو اُسکے تیور دیکھ لئے تھے کہ اسکی
نیت بدلی اسنے خیال کیا تھا کہ اسکو آگاہ کرون کہ اُسنے جو یہ کیا اسنے اپنے کو بچایا اور دوسرے
ساحر زبردست ہی بادشاہ ہی جیسے وہ ترنج قریب آیا اسنے اشارہ کیا کہ برق چمک کر گری
کہ اُس نارنج کو جلا دیا بالکل خاک سیاہ کر دیا یہ جو واقعہ عشاق نے دیکھا اسکو اور غصہ
آیا اب تو اسکو یقین ہوگیا کہ سمندر نے میرے اوپر سحر کیا ادھر برق چمکا کر اور ترنج کو جلا کر
سمندر مسکرایا اور قصد کیا تھا کہ کہون کہ عشاق ذرا خبردار ہو کہ عشاق نے غصہ مین آکر
اپنے جھولے پر ہاتھ ڈالا اور ایک بیضہ فولادی نکالا کہ اُس پہ ہزارون خون کے ٹپکے دیئے
ہوئے تھے کچھ پڑھ کر اور گردش دیکر سینہ سمندر کے مارا وہ سینہ پر تو نہین پڑا مگر پیشانی پہ
سمندر کے پڑا کہ اُس سے اسکو ایک چکر آیا اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو ریزہ ریزہ پاش پاش ہوجاتا
نشان بھی نہ ملتا مگر سمندر نے اُس ضرب کو روک کر اپنے کو قائم کرکے وہ بیضہ ہاتھ پر لیا
اور کہا کہ او عشاق اپنے حواس درست کر تجھکو کیا ہوگیا ہی ایک تو چوری اُس پہ سینہ
زوری ارے اپنے بیگانے کو پہچان کیا تجھ دماغ مین خلل آیا ہی دو مرتبہ میرے اوپر تو نے
سحر کیا مین نے اپنے کو بچایا ورنہ تو نے تو کام تمام کیا تھا اگر کچھ ایسا ساحر نہ ہوتا نہ بچتا
اول تو وہ خطا کہ میرا تین گردن کا لشکر جلا دیا اسپر نادم نہ ہوا جب مین آیا اور مین نے
ہوشیار کیا تو میرے ساتھ یہ سلوک کیا میری تو اُس ہاتھی کی سی مثل ہی وہ مثل یہ ہی
کہ گانڈو ہاتھی اپنی فوج کو مارے تو نے اسوقت وہی حرکت کی ہی یا یہ کہ گدھے
اور بس بھلا عوائی کے کان پکڑے یا یہ کہ بندر کی بلا طویلہ کے سر بس اپنے حواس درست

کرو اور اپنے بیگانے میں تمیز کرو عشاق نے جواب دیا کہ میں تو مثل اُس ہاتھی کے نہیں ہوں بلکہ
تم ہو کہ تم نے پہلے تو آکر میرا سحر اُس پہاڑ پر گروایا اُسکے بعد اسم اعظم کھلوایا جب میں ان کاموں
سے فراغت کر چکا مجھ پر سحر کیا کہ میں بیہوش ہو گیا کوئی دوسرا ساحر میرے مقام پر ہوتا تو
وہ مر جاتا نہ معلوم کس امر کی میرے اور تمہارے عداوت واقع ہوئی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے
کہ تم ہی نے میری ذلت اُس عیار سے کرائی اول تو یہ کہ اسوقت تک خاموش رہے یہانتک
میں ابر سحر لیکر نہیں چلا تھا مجکو اس امر سے آگاہ نہ کیا کہ صاحبقران مالک اسم اعظم ہیں جب میں
مقابلہ کو چلنے لگا اُس وقت آگاہ کیا اس خیال سے کہ اب کیا ہو گا میں اُس پر بھی چلا آیا میں نے
کچھ خیال نہ کیا یہاں آکر اسم اعظم بند کیا وہاں تم نے اوراق میں دیکھا تم کو رشک ہوا وہاں
سے تم چلے خواجہ کو گرفتار کرکے لائے میرا ابر سحر مٹایا اسم اعظم کھلوایا پھر مجھ سے یہ دشمنی کی
کہ سحر کیا خواجہ کو غائب کر دیا سمندر نے کہا کہ عشاق ذرا اپنے ہوش درست کرو میں کب آیا میں نے
کب تم پر سحر کیا بلکہ میں نے تمہاری جان آکر موت کے پنجہ سے بچائی ورنہ تم قتل ہو جاتے اگر میں وہ ہم
ورنہ آتا خواجہ نے تمہارا کیا تھا تم کیا تھا اس احسان سے تو گئے اُس پر میرے اوپر تم نے سحر کیا ایک
تو میرا لشکر تباہ کیا دوسرے یہ غصہ ہے کہ اور میرے بھائی ہیں تو تم خواجہ سے واقف ہوں نہ
اس امر سے کہ تم نے اسم اعظم بند کیا کیسا اسم اعظم کھلوانا کیسا ابر سحر گرداب کوہ پر گروانا یہ کیا تم
کہتے ہو یہ جو سمندر نے کہا عشاق نے جواب دیا کہ یہ کیا سب جھوٹ ہے آپ نہ تھے پھر کون تھا
بھلا بتائیے تو سوائے آپکے اور کون تھا سمندر نے کہا کہ تم اپنے حواس تو درست کرو تو
پھر میں سب حال بیان کروں تم تو رد ورون پہ چڑھے ہوئے ہو میرے قتل پہ آمادہ ہو میں کیا بیان
کروں اپنی جان بچاؤں یا بیان کروں یہ جو سمندر نے کہا عشاق نے اپنے حواس درست کئے
کہا کہ بیان فرمائیے سمندر نے کہا کہ اے عشاق تم نے بہت بڑا دھوکا کھایا اُس عیار نے تمہارے
ساتھ عیاری کی تم کو دھوکا دیکر تمہارا ابر سحر مٹا دیا اب تم سب واقعہ بیان کرو کہ تم نے یہاں آکر
کیا کیا عشاق نے اپنا ابر سحر لیکر آنا اہل اسلام کو نصیحت کرنا صاحبقران کو سمجھانا اپنا خواجہ کو
طلب کرنا سب کا انکار کرنا صاحبقران کا جواب صاف دینا اپنا برہم ہو کر غصہ کرکے ابر سحر کو
محیط لشکر اسلام کرنا اُنکے تڑپنے کا اپنا تماشا اُس ابر سے نیچا کرکے تماشہ دیکھنا ابر یاقوت رنگ
ظاہر ہونا اُس سے سمندر شاہ کا ظاہر ہونا قریب تخت آنا باہم کلام ہونا اُس سمندر کا جواب
دینا آخرالامر بموجب سمندر کے کہنے کے ابر سحر کو کوہ گرداب پر گرانا اسم اعظم کا کھلوانا بیان
کیا اور کہا کہ آپ نے ایک گیند مجکو دیا تھا میں نے جو اُسکو سونگھا وہ خود بخود پھٹ گیا اُس سے
کچھ غبار سا پیدا ہوا وہ میرے دماغ میں گیا کہ پھر مجکو خبر نہیں ہے کہ میرے اوپر کیا گذری اب جو
مجکو ہوش آیا میں نے آپ کو پایا میں نے خیال کیا کہ میرے اوپر آپ نے سحر کیا ہے میں نے بھی
برہم ہو کر آپ پر سحر کیا مجکو کیا معلوم کہ کیا ہوا اب آپ بیان فرمائیے کہ کیا واقعہ اصلی ہے سمندر
نے کہا کہ تمہارے حواس درست ہیں میں بیان کروں عشاق نے جواب دیا کہ میں بد حواس
کب تھا سمندر نے کہا کہ اچھا دربار میں چلو وہاں میں بیان کرونگا عشاق نے کہا کہ اچھا تشریف
لے چلئے بس یہ سنکر سمندر نے بہ صدائے بلند کہا کہ اب اہل اسلام تم نے بہت سر اٹھایا
ہے اور تمہارے لشکر کے عیاروں نے بہت پریشان کیا ہے اب کہاں تک طرح دیجائے جبکہ

اب میں تمہاری جرات و بہادری دیکھونگا اب تو میں جاتا ہوں کیونکہ اسوقت مجھکو ایک ضرورت
ہے اسکا بندوبست کرکے آؤنگا تم بھی اپنے پڑاؤ پر جاؤ یہ کہکر اُسنے طرف گرداب شاہ وغیرہ کے رخ
کیا اور کہا کہ اے گرداب شاہ تم بھی اپنا لشکر لیکر جاؤ اب جب تمہارا جی چاہے طبل جنگ بجوا کر
اہل اسلام سے مقابلہ کرنا عشاق کا سحر برباد ہوا عیار لشکر اسلام نے بڑے غضب کی عیاری
کی انھوں نے دھوکا کھایا تھیر دیکھا بیگانگان سب نے سمندر شاہ کو سلام کیا سمندر نے جواب
سلام دیا اور عشاق کو ہمراہ لیکر طرف سمندر رہ کے چلا اہل اسلام نے اُسکی تقریر کا یہ جواب دیا
کہ اے سمندر و عشاق دیکھو یہ ہمارے خدا کی قدرت ہے کہ کیونکر ہم کو بچایا اور کیونکر ہماری حفاظت کی
اور کس آسانی سے عشاق کا ابر سحر غارت کیا اور کیونکر صاحبقران کا اسم اعظم کھولا کہ جسکی امید
نہ تھی اگر اسکو ہماری ظفر منظور ہوگی تو اسی طور سے ہر مشکل میں مدد کریگا ہم کو اُس کی ذات پر
بھروسا ہے اگر تو نہ آتا تو عشاق کا خاتمہ ہوتا ابھی اسکی زندگی باقی ہے سمندر یہ کلام سنتا ہوا
عشاق کو لیکر روانہ ہوا بلکہ عشاق سے قصد کیا تھا کہ جو ابھی دو دن مگر سمندر نے کہا کہ کیا
ضرورت ہے انکو کہنے دو ہم کو اپنے مطلب سے مطلب ہے عشاق و سمندر تو اُس طرف روانہ
ہوئے ادھر گرداب شاہ نے طبل باز بجوا دیا اور لشکر کو لیکر طرف فرودگاہ کے روانہ ہوا یہ
کہتا جاتا تھا کہ کچھ حال نہ کھلا کہ کیا واقعہ پیش آیا یہ کیا ہوا کہ لشکر اسلام پر تو بالکل آنچ نہ آئی
خواجہ نے کیا خوب عیاری کی ہم کو تو عیاری نہیں معلوم ہوتی ہے اُسکے کلام کے موافق اعجاز
معلوم ہوتا ہے کہ میں بھی اسکا سامان و گمان ہو سکتا ہے کہ یہ عیاری ہے دراصل بڑے غضب کے
عیار ہیں واہ کیا کہنا ایسی باتیں کرتے ہوئے فرودگاہ پر آئے لشکر نے کمر کھولی یہ ساتوں بادشاہ
و ملکہ داخل بارگاہ ہوئے مع سرداروں کے اور ہرکاروں کو طلب کرکے حکم دیا کہ تم لشکر اسلام
میں جاؤ خبر لاؤ کہ یہ عیاری کس طور سے ہوئی ہرکارے ادھر کو روانہ ہوئے ادھر بعد سمندر و
عشاق و لشکر کفار کے بادشاہ بھی مع کل لشکر کے شاداں و فرحاں خوشیاں کرتے ہوئے یہ
مصرعہ پڑھتے ہوئے ہر صبح رسیدہ بود بلائے و بخیر گذشت طرف فرودگاہ کے تشریف
لے چلے یہاں تک کہ فرودگاہ پر پہونچے جب سب کو معلوم ہوا جو لوگ کہ اُس مقام پر تھے
کہ اہل اسلام کی ظفر ہوئی عجب طرح کی خوشی ہوئی ہر ایک شاد تھا بند رنج و غم سے آزاد تھا
ہر طرف لشکر میں ایک چہل پہل تھی گویا روز عید تھا ہر ایک گلے مل رہا تھا اور یہ کہتا تھا کہ
خدا نے بڑا فضل کیا ورنہ آج زندگی کی امید نہ تھی وہ بڑا کریم ہے رحیم ہے اُسنے سب پر رحم کیا
خوب جان بچائی ایسی ایسی باتیں ہو رہی ہیں لشکریوں میں لشکر نے قیام گاہ پر آکر کمر کھولی بادشاہ
مع صاحبقران و کل سرداروں کے بارگاہ میں تشریف لائے دربار آراستہ ہوا بادشاہ نے
تخت پر جلوس فرمایا صاحبقران دنگل پر جلوہ فرما ہوئے اور سب سردار اپنے اپنے مقام
متمکن ہوئے جب دربار آراستہ ہوچکا عیار اپنے اپنے مقام پر آکر کھڑے ہو چکے اُس وقت
بادشاہ نے صاحبقران کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ خداوند کریم نے اپنا بڑا رحم کیا خوب اس
بلا سے نجات دی ہم کو تو آج امید زندگی کی نہ تھی آپ نے ملاحظہ فرمایا تھا کہ کس قدر گرمی
تھی کہ زمین سے شعلے نکلتے تھے اور مارے پیاس کے کیا حالت تھی کہ سب مثل ماہی بے
آب کے تڑپ رہے تھے باوجودیکہ دریا قریب تھا مگر کوئی حرکت نہ کرسکتا تھا مگر جتنا

بیقرار تھے کیا بیان کیا جائے اگر دو گھڑی اور یہی حالت رہتی تو کوئی نہ زندہ رہتا چاہیے وہ ابر سحر گرتا
جاتا ہے نہ مگر شدت عطش خاتمہ کر دیتی گرمی جدا ہلاک کرتی اور مرتے ہیں کیا باقی رہ لیکن تھا وہ
گرمی ہلاک کر رہی تھی اُدھر پیاس تھی سے وہ ابر سحر گراتا خاتمہ تھا نہ خواجہ عیاری کرتے
نہ جان بچتی خدا نے دوبارہ زندگی عطا فرمائی میرے نزدیک پھر سے جیا شتا تازہ پائی بڑی بلا
رد ہوئی مگر آج خرقان بن عجب نے بلا کی عیاری کی کہ جسکا سان و گمان نہ تھا ہم کو تو سمندر
کا یقین تھا واقعی یہ شکل اپنے دادا اور باپ کے ہیں بلکہ اگر کہا جائے تو انسے بھی فطرت میں
کسی قدر زیادہ ہیں کیا کام کیا ہے کہ جسکی تعریف نہیں ہو سکتی ہے ہم سب خواجہ کے بچائے
ہوئے ہیں انھوں نے ہم سب کی جان بخشی کی ہے ہم تو اس بار احسان سے اُنکے سر اُٹھا
سکتے ہیں گئے ہمیشہ اس احسان کے اُنکے شرمندہ رہیں گے گو یہ امر ہے کہ اگر خدا نہ چاہتا تو وہ
کیا کر سکتے تھے نہ عیاری کام دیتی نہ فطرت خدا نے مدد کی انھوں نے تدبیر کی بلا رد ہوئی
صاحبقران نے بادشاہ کی تقریر سنکے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا در اصل مجھکو بھی قطع امید
ہو گئی تھی پہلے تو مجھے بڑی امید تھی کہ اسم اعظم کے ذریعہ سے اس بلا کو رد کرونگا اور بیتاب تک
میری اور عشناق کی تقریر ہوئی ہے مجکو اسم اعظم یاد تھا جب اُسنے جواب صاف پایا آپ سب
نے دیکھا ہوگا کہ اُسنے سحر کرکے میرا اسم اعظم بند کر لیا وہ جو کاغذ میرے روبرو آیا تھا وہی
طریقہ اسم اعظم کے بند کرنے کا تھا جب اسم اعظم بند ہوا اُس وقت مجکو قطع امید ہوئی
خواجہ نے مجھ سے دریافت کیا میں نے صاف کہا وہ بھی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے مگر ہاں انھوں نے
اپنے قدم راہ نیک سے نہ ہٹائے ثابت قدم رہا کسی کو اس حال سے آگاہ نہ کیا اس استقلال
پر خدا نے رحم کیا ورنہ کیا کسی کی قدرت تھی سوائے خدا کے کہ وہ بلا کو رد کرتا یہ سب اُس کی
بندہ پروری اور بلک نوازی ہے ورنہ خواجہ کیا عیاری کرتے مگر در اصل خواجہ نے غضب
کی عیاری کی کہ اسکا بالکل گمان بھی نہ تھا ہم تو اصلی سمندر سمجھے تھے کہ اسکو کچھ خیال آیا ہے
کچھ خداوند کریم نے اسکے قلب میں یہ امر ڈالا ہے کہ اس نے اگر یوں ہم کو بچایا ہے اور یہ مصرعہ
میری زبان پر تھا مصرعہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ؏ مگر کیا خوب ابر سحر کو مٹا دیا اُس کے
سحر سے سمندر کے لشکر کا خاتمہ کیا اسم اعظم بھی خوب وقت سے اُسی کے ہاتھ سے کھلوا یا بڑی
چالاکی کی یہ عیاری نہ تھی بلکہ قدرت خدا کا ایک یہ بھی نمونہ تھا کہ اُسنے اپنے بندے کے دل میں
یہ امر ڈالا کہ وہ ایسی عیاری کرے اور یوں جان بچائے اگر سمندر اصلی نہ آجاتا تو خواجہ نے
عشناق کا خاتمہ کیا تھا مگر ابھی اُسکی جیا شتا باقی تھی اس سبب سے سمندر عین وقت پر پہونچا
بس مجکو تو اُس وقت معلوم ہوا کہ یہ خواجہ ہیں کہ جب خواجہ نے نعرہ کیا ہے اور سمندر
ظاہر ہوا ہے اب نہ معلوم خواجہ کہاں چلے گئے ہیں اگر وہ آتے تو ہم اُنکو آج بہت کچھ انعام دیتے
اور اپنے گلے سے لگاتے بلکہ اُنکے ہاتھوں کو چومتے بادشاہ نے فرمایا کہ کام تو ایسا ہی
کیا ہے سب اہل دربار خواہ ساحر خواہ عیار سر بر دست راستی درست ہی سب نے کہا کہ
آج تو خواجہ نے وہ کام کیا ہے کہ اگر اُنکو ہر ایک ہفت اقلیم کی دولت دے تو بھی کم ہے
مگر ہم لوگ تو مجبور ہیں جہاں تک ہم سے ہوگا ہم خواجہ کو خوش کرینگے اب تو خواجہ
کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے نہ معلوم خواجہ کدھر چلے گئے ہیں راوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ

جب گلیم اوڑھ کر غائب ہوگئے اور سمندر سے وہ تقریر کرکے وہاں سے چلے تو لشکر میں آگئے وہ ابر
وغیرہ سب غائب ہوگیا پھر اسکا نام ونشان نہ رہا تھا خواجہ لشکر میں آگئے تھے مگر گلیم اوڑھے
ہوئے لشکر میں تھے جب لشکر فرودگاہ پر آیا لشکر نے کمر کھولی دربار آراستہ ہوا خواجہ
بھی دربار میں موجود تھے سب کی تقریر سماعت کر رہے تھے جب خواجہ نے یہ سنا اٹھ کر
قریب دربار گاہ آئے گلیم اتاری ہنستے ہوئے مسکراتے ہوئے طرف دربار کے چلے
جاتے نگاہ صاحبقران کی خواجہ پر پڑی بے ساختہ یہ شعر زبان پر جاری ہوا اور اپنے
دنگل سے اٹھے اور طرف خواجہ کے چلے شعر بیا بیا کہ ترا تنگ درکنار کشم ۔ بہ تنگ آمدہ ام
چندان انتظار کشم ۔ یہ فرماتے ہوئے جو چلے خواجہ نے دیکھا کہ صاحبقران فرط خوشی سے
تیزی طرف آتے ہیں راوی نے بیان کیا ہے کہ صاحبقران کا اٹھنا تھا کہ سب دربار اٹھ کھڑا
ہوا بادشاہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے یہ حال دربار کا خواجہ دیکھ کر اور صاحبقران کو اپنی طرف تشریف
لاتے ہوئے دیکھ کر خود بھی فرط خوشی سے دوڑے اور قریب صاحبقران آکر صاحبقران کے
قدموں پر سر جھکایا صاحبقران نے خواجہ کو اٹھا کر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ اے خواجہ آج تم نے
وہ کام کیا ہے کہ اے خواجہ اول عمرو بن امیہ ضمری ہوتے یا تمہارے والد تو اس عیاری کی داد دیتے
انکو قدر ہوتی کیا کوئی عیاری کریگا یہ عیاری تھی کہ اعجاز تھا واہ کیا کہنا ہے اب تو تم وہ کام کرتے ہو
کہ جس میں عقل نہیں کام کرتی ہے ہمارے عقل میں یہ عیاری نہ آئی کہ تم نے کیا کیا اور کیونکر انکے منہ میں
خاک ڈالی تم تو ہم سے رخصت ہوکر طرف خانہ کعبہ کے گئے تھے کیا تم نے راہ میں کسی سے یہ عیاری
تعلیم پائی جو کی اور اسقدر جلد کی جس کی کچھ انتہا نہیں ہے خواجہ مسکرائے اور عرض کیا کہ عرض کرونگا
صاحبقران نے خوب خواجہ کو گلے سے لگایا اسکے بعد خواجہ نے بادشاہ کی قدمبوسی چاہی بادشاہ
نے بھی سر خواجہ کا سینہ سے لگایا پھر تو ہر سردار سے خواجہ ملے ہر ایک سردار نے خواجہ کا
شکریہ ادا کیا بادشاہ و صاحبقران اپنے مقام پر جلوہ فرما ہوئے سب سردار بھی بیٹھے پھر اچھی طرح
سے دربار آراستہ ہوا خواجہ پھر کل عیاروں سے ملے خواجہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھے تب صاحبقران
نے فرمایا کہ عیاری کا حال بیان کرو کہ یہ کیا عیاری تھی خواجہ نے عرض کیا کہ جب میں آپ سے
رخصت ہوکر اور مسافر کی صورت بنکر طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوا تو پاسے شاطری مارتا ہوا تیزا
تیز چلا جاتا تھا کہ قریب ایک کوہ کے پہونچا کہ میں نے دیکھا اس پہاڑ پر ایک لشکر اترا ہوا ہے
میں اس پہاڑ پر گیا میں نے جو خیال کیا تو وہ ساحروں کا لشکر ہے اور بہت بڑا لشکر ہے میں اس
لشکر میں گیا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر گرداب دریا نشین کا ہے جو کہ سمندر شاہ
کا سپہ سالار سابق تھا اسکے سپرد تین کرور کا لشکر سمندر شاہ نے کرکے اس پہاڑ پر مقیم
کیا ہے کہ جب ہم کو ضرورت ہوگی اور ہم تم کو براے کمک طلب کرینگے اسوقت تم ہماری
کمک کو یہ لشکر لیکر آنا ورنہ اسی مقام پر رہو کوئی کام تم سے نہیں ہے چنانچہ یہ وہ لشکر ہے میں
جو لشکر کو دیکھا اور سب حد سے کثرت پایا اور سن بھی چکا تھا کہ تین کرور کا لشکر ہے میں نے تمام
لشکر کی تو سیر کی نہیں صرف بارگاہ میں گیا بارگاہ گرداب دریا نشین کو خوب آراستہ پایا
لاکھوں افسر تھے ہزاروں سردار بیٹھے خوب بارگاہ آراستہ تھی میں بارگاہ سے آیا کہ اسکے
دربار برخاست کیا میرے خیال میں آیا کہ کیا خوب ہو اگر کسی صورت سے لشکر اسلام کی

عشتاق کے ہاتھ سے جان بچی تو سمندر ضرور اس لشکر کو طلب کرے گا یہ تین کروڑ ہے کب تک
صاحبقران مقابلہ فرمائیں گے اس کی تدبیر کرنا چاہئے میں وہاں سے زیر کوہ آیا ایک مقام پر
بیٹھ کر عیاری خیال کرنے لگا فوراً یہ خیال میں آیا کہ تو سمندر کی صورت بنکر جا اور عشتاق کو قتل کر
اور وہ ابر سحر عشتاق سے پہلے اس پہاڑ پر کسی قوت سے گروا دے اسکے بعد اسکو قتل کریں
لشکر اسلام اس بلا سے بھی نجات پائے تعجب میں مبتلا ہوا اور اس بلا سے بھی جو کہ آنے والی
ہے یعنی اس لشکر کی آفت سے اور صاحبقران کا اسم اعظم بھی کھل جائے اگر عشتاق قبضے
میں آجائے اور ان سب کی زندگی ہو بس یہ تو خیال کر لیا کہ سمندر کی صورت بنکر جاؤ مگر یہ بھی
خیال کیا کہ کیا کلمہ کہوں بس اب جو فکر کی تو خیال میں آیا کہ خواجہ اپنی صورت پر کسی کو بناؤ اور
عشتاق سے کہو کہ خواجہ کو مجھ سے لو اور جو میں کہوں اس پر عمل کرو بس اسی قوت سے پار
کھائیگا جب یہ تدبیر خیال میں آئی میں پھر کوہ پر آیا چند ساحر جو کہ نہایت معزز تھے جو کہ
سمیرہ سامنے دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام کو جا رہے تھے ان میں سے یہ ہاں میں
جب وہ سناٹے میں پہنچے انکو حباب مار کر بے ہوش کیا ذرا میری چالاکی کو خیال فرمائیے
کہ یہ گمان ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں عرصہ ہو وہاں خاتمہ ہو جائے جلدی میں وہ ساحر
جنکو میں نے حباب مار کر اسیر کیا تھا وہ زیر کوہ جا رہے تھے سیر کرنے کو کہ میں نے اسیر کر لیا بس
میں انکو نیچے کوہ کے لایا زنبیل سے نکالکر درخت سے باندھ دیا اور ہوشیار کیا کوڑا پکڑ کر کھڑا
ہو گیا چونکہ میں نے قیافہ سے پہچان لیا تھا کہ یہ ضرور اسلام قبول کرینگے باقی تین کروڑ تھے
کسی کی پیشانی سے نور اسلام نہ پیدا تھا سوا ان کے بس میں نے اسی خیال سے
انکو گرفتار کیا اور کوڑا پکڑ کر انکو بہت کچھ دھمکایا اور خوف دلایا مختصر یہ کہ کچھ کلمے توحید خدا میں
انکے روبرو بیان کیے گنبد آصفا سے پا صفا سر باندھا تھا انھوں نے لاکھ زور کیا مگر کچھ نہ ہوا
زبان میں سوزن دئیے ہوئے تھے کیا کر سکتے تھے آخر کو مجبور ہو کر انھوں نے دین اسلام
قبول کیا اشارہ سے کہا کہ ہم کو رہا فرمائیے میں نے بلا خوف و خطر تحذیرات کر کے انکو
رہا کیا وہ اپنے قول کے صادق تھے اس سے نہ پھرے میرے مطیع ہو گئے ہیں انہوں نے اسی
کہا کہ ابھی تم کلمہ نہ پڑھو جب سمندر کا خاتمہ ہو گا اسوقت کلمہ پڑھنا انھوں نے منظور کیا
میں نے انکے کل حال کہا انھوں نے کہا کہ ہم کیا کر سکتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ تم اتنی
کیا کرو کہ ایک ابر سحر بناؤ اور ایک تخت سحر میں تدبیر کر لونگا چنانچہ انھوں نے ابر یاقوتی
رنگ بنایا اور تخت سحر میں نے ایک ساحر کو ان میں سے اپنی صورت بنایا اسکو بیہوش
کر کے تخت پر ڈالا اور آپ سمندر کی صورت بنکر تیار ہوا ان سے کہا کہ کوئی فرق تو کچھ
میں نہیں رہا ہے میں بالکل ہم صورت سمندر ہوں انھوں نے جواب دیا کہ اگر یادر سمندر
بھی دیکھے تو نہ پہچان سکے اور کسی کی کیا مجال ہے یا صاحبقران قدرت خدا ملاحظہ فرمائیے کہ وہ
ساحر ایسے مطیع ہو گئے کہ جو میں نے کہا وہ قبول کیا کوئی عذر نہ کیا باوجودیکہ اسوقت انکو
میں نے دین اسلام کا مطیع کیا تھا پھر چلتے تو میں کیا کرتا مگر اسکی مشیت جاری ہو چکی
تھی کیونکر پھر جاتے بس میں اس تخت پر سوار ہوا میں نے کہا کہ یہ ابر سحر یاقوتی رنگ
میرے سر پر قائم کر دو اور تم اسی ابر میں پوشیدہ ہو کر میرے ہمراہ چلو اور اس ابر سے

یاقوت کی بارش ہوا اور یہ تخت سحر سمندر پر کی طرف سے اُس مقام پر پہونچے کہ جہاں عشاق اہل اسلام
سے مقابلہ کر رہا تھا اور تخت جلد پہونچے کہیں ایسا نہ ہو کہ اہل اسلام کا خاتمہ ہو جائے بس وہ
ساحر ہو جب پیر سے کٹنے کے اُس تخت سحر کو لیکر آئے جس طور سے میں نے کہا تھا اور جو تدبیر
میں نے کی تھی بس میں اُسی وقت پر پہونچا عشاق کو منع کیا جو تقریر کہ عشاق سے ہوئی تھی
وہ سب اور اسکا سحر گرانا کہ وہ گرداب تھا اور اپنا اسکا فقرہ دیگر اسم اعظم پڑھوانا سب بیان
کیا اور لپیندہ سے بیہوشی دیکر اُسکو بیہوش کرنا اُسکے قتل کی تدبیر میں چلنا سب بیان کیا اور
کہا کہ جو کچھ حال گذرا وہ تو سب پر ظاہر ہے اُسکے بیان کی کیا ضرورت ہے یہ عیاری تھی جو کہ بیان
کی مگر خدا نے خوب عزت رکھ لی کہ سمندر اسوقت آکر پہونچا کہ جب میں سب کام کر چکا تھا
ورنہ بڑی خرابی ہوتی میں نے اُسکو دیکھتے ہی گلیم اوڑھ لی تھی اور اُن ساحروں سے کہدیا
کہ تم جلدی اپنی جان بچاؤ کسی طرف نکل جاؤ جب سمندر جا لیگا لشکر میں آنا وہ ساحر وہ
خفقت تھا اور اسے سمجھا کر خود بھی کسی طرف چلے گئے تھکو زمین پر پہونچا دیا یہ عیاری کا قصہ تھا
یہ عیاری جب تھا پتا تا ہو تو یعنی خوب ہے ورنہ میں کہاں اور یہ عیاری کہاں ... کا کیا کہنا
مقبول نہ سمائی کی مقدر کی خوبی سے کام پورا ہوا دونوں بلائیں دفع ہوئیں صاحبقران نے
فرمایا کہ خواجہ تم نے خوب عیاری کی اور جو کچھ اُس ایرج کے سبب سے یہاں سب اہل اسلام
نے اوپر تابعیت گذری تھی سب بیان کی خواجہ نے عرض کیا کہ جو کچھ بیان فرماتے سچ ہے بس
اُسوقت خواجہ کے لیے صاحبقران نے پچاس ہزار روپیہ نقد ایک خلعت اکیس پارچہ کا دلا
فرمایا بادشاہ نے اپنے گلے سے مالا مروارید کا کہ جس کی قیمت سوا لاکھ روپیہ سے کم نہ تھی اُتار کر
خواجہ کو مرحمت کیا اور اسی ہزار روپیہ نقد اور تیئیس پارچہ کا خلعت پھر تو ہر سردار نے اپنی اپنی
لیاقت کے موافق منگا منگا کر دینا شروع کیا کسی نے دس ہزار کسی نے آٹھ ہزار ایک انبار
ہو گیا ہر شخص نے علی قدر مراتب دیا بارگاہ روپیوں سے مملو ہو گئی خواجہ نے سب اُٹھا کر نذر زنبیل
کیا عیاروں سے لیا صاحبقران نے حکم فرمایا کہ آج سے سامان کیا جائے کل شام سے تین
دن تک اس خوشی کا جلسہ ہو بادشاہ نے بھی پسند فرمایا اُسی وقت سے سامان جشن کے طیار
ہونے کا حکم صادر ہوا سامان جشن ہونے لگا بادشاہ نے فرمایا کہ افسوس قران ثانی اس
جشن میں نہیں ہیں وہ ناموس کو لیکر طرف خانہ کعبہ کے گئے ہیں اگر وہ بھی ہوتے تو بہت خوشی
ہوتے خواجہ نے عرض کیا کہ ابھی وہ خانہ کعبہ نہیں پہونچے ہونگے بلکہ اسی نواح میں ہونگے
اگر سوار روانہ فرمائے جائیں تو کیا عجب ہے کہ راہ میں مل جائیں وہ پھیر لائیں بادشاہ نے فرمایا
کہ یہ رائے تو تمھاری بہت ٹھیک ہے بس سانڈنی سوار روانہ کرو خواجہ نے عرض کیا بہت خوب
بس بادشاہ نے دربار برخاست کیا کیونکہ کل کے جاگے ہوئے تھے رات بھر عبادت خدا کی
تھی صبح سے میدان جنگ میں تھے اور حالت پریشانی اور مایوسی میں اس قدر دن بسر ہوا
تھا اگرچہ خوشی حاصل نہ ہوتی تو کبھی اسقدر بیٹھا بھی نہ جاتا وہ تو حالت مسرت میں کسی تکلیف
کا خیال نہ رہا بس دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے خیمہ کو روانہ ہوئے صاحبقران و
بادشاہ نے اپنے اپنے خیمہ خاص میں آکر دو رکعت نماز شکر ادا کی اُسکے بعد آرام کیا اسی طور
سے ہر سردار و ہر عزیز صاحبقران نے نماز شکر ادا کی اُسکے بعد آرام کیا خواجہ نے بارگاہ

سے اگرچہ سانڈنی سوار طرف خانہ کعبہ کے روانہ کیا اور خود ہر ایک لشکری کے پاس آئے اور
اُس سے یہ کہکر روپیہ لیا کہ بھائی تمہاری جان بچائی اُس مین روپیہ صرف ہوا دوسرے یہ ہم نے
منت مانی تھی کہ اگر لشکر اسلام اس بلا سے نجات پائیگا تو ہم مستحق کہلائینگے لوگونکو براے
حج طرف خانہ کعبہ کے روانہ کرینگے اُن سے روپیہ لیکر بس سب نے دربار مین بھی دیا ہی تم بھی دو
کوئی ایسا نہ تھا کہ جس نے خواجہ کو روپیہ نہ دیا ہو یہان تک کہ حلال خور تک بیچارے چاکر تک سے
لیا اور اُسنے دیا خواجہ نے سب سے بہت کچھ وصول کیا اپنے خیمہ مین آئے اور رقعہ نشاط
تمام پڑھی اُسکے بعد وہ بھی سو رہے راوی اب لشکر اسلام کو سامان جشن مین مصروف رکھتا
ہی حال اُن ہرکارون کا تحریر کرتا ہی جو لشکر کفار سے براے خبر آئے تھے داخل بارگاہ تھے
کہ خواجہ نے سب حال عیاری کا بیان کیا اُنھون نے جو کچھ خواجہ کو بلا ہی دیکھا جب دربار
برخاست ہوا تو وہان سے روانہ ہوئے یہ بھی معلوم ہوا کہ ناموس کو لشکر سے طرف خانہ کعبہ کے روانہ
کیا تھا اُنکے ہمراہ قران عیار گیا تھا اُن کے لینے کو سانڈنی سوار جائینگے اور کل سے جشن ہوگا
بس وہان سے یہ ہرکارے اپنے لشکر مین آئے یہان سب اُنکے انتظار مین بیٹھے ہوئے تھے داخل
دربار ہوکر کل حال بیان کیا جب سب کو معلوم ہوا کہ یون عیاری ہوئی ہر ایک کو حیرت ہوئی
یہ حال سنکے کفار نے بھی دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام کو گئے راوی انکو انکے
مقام پر اس فکر مین مصروف رکھتا ہی کہ یہ لوگ اس فکر مین مصروف ہین کہ ہمارے زخمی اچھے ہولین
تو ہم مقابلہ کرین آج جو میدان مین آگئے تھے یہ تو امر انکو بخوبی معلوم تھا کہ ہم کو تو مقابلہ کرنا پڑیگا
نہین جو کوئی مقابلہ کرے گا وہ کرے گا ہم تو صرف تماشائی ہین بس یہ وجہ تھی میدان مین آنے
کی ورنہ اُنکا ابھی قصد مقابلہ کرنے کا نہ تھا بس یہ تو اس خیال مین مصروف ہین لشکر اسلام سامان
جشن مین ہے سانڈنی سوار طرف خانہ کعبہ کے براے خبر جاتے ہین کہ قران کو راہ مین خبر کرین
اور واپس لائین راوی سب کو اپنی اپنی طرف مصروف رکھتا ہی اور حال قران تحریر کرتا ہی

اب شمہ حال قران کا قلمبند ہوتا ہے

راوی نے یہ حال یہان تک تحریر کیا تھا کہ قران ایک پہاڑ پر بہ مشورہ ناموس مع لشکر
و ناموس کے آئے قریب نصف شب کے وہ اُس مقام سے کہ جہان لشکر اسلام فروکش
تھا کوئی کچھ ساٹھ کوس تھا ایک پہاڑ پر اُترے تھے اور خوب اپنا بند و بست کیا ناموس
نے صحن خیمہ مین زیر آسمان اپنے وارثون کے فتح کی دعا کرنا شروع کی تھی وہ رات جو کچھ
باقی تھی وہ سب دعا مین بسر ہوئی سحر ہوئی قران زیر کوہ آئے تھے ناموس ابھی طور سے
دعا مین مصروف تھے جو سمندر ریہ کی طرف سے آتا تھا لشکر اسلام کی طرف سے اُس سے مقابلہ
کا حال دریافت کرتے تھے برابر خبر مل رہی تھی کہ اب دونون لشکر میدان مین صف آرا
ہوئے ہین ابھی عشاق نہین آیا ہی پھر خبر ملی کہ عشاق آیا اُس سے اور اہل اسلام سے
باہم تقریر ہوئی صاحبقران کو سمجھایا یہ کون لوگ خبر دیتے ہین جو مسافر لشکر کفار مین
ہین اور لب اپنی اپنی طرف جاتے ہین یا جو شہر سمندر ریہ سے جاتے ہین جو کہ رحم دل ہین وہ تو
یہ حال دیکھکر افسوس کرتے چلے جاتے ہین راہ مین قران اُن سے دریافت کرلیتا ہی جو کہ

زرا سخت بیتاب ہیں وہ یہاں اس قصبے سے بیٹھے ہوئے ہیں کہ انجام اس معرکہ کا دیکھ لیں تو جائیں
جب وہ واقعہ ہوا کہ لشکر اسلام بچ گیا تو وہ بھی روانہ ہوئے تھے لیکن قران کو مسافروں
سے دم بدم کی خبر ملتی تھی یہاں تک کہ خبر ملی کہ عشناق نے اپنا ابر سحر محیط لشکر اسلام کیا ہے
بھی دعا کرنے لگا تھا کہ تھوڑے سے عرصے کے بعد چند مسافر ادھر سے گذرے ان سے جو قران
نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سمندر نے آکر اہل اسلام کو اس ابر سے بچایا یہ جو خبر سنی
قران کو یقین نہ آیا جھوٹ خیال کیا کہ بھلا سمندر کیوں بچاتا کہ پھر چند مسافر آئے ان سے
معلوم ہوا کہ خواجہ نے عیاری کرکے سب اہل اسلام کو بچایا ابر سحر عشناق مٹایا اس امر کا
قران کو یقین آیا پھر لاکھ لاکھ کوششیں کیں کچھ خبر معلوم ہو نہ معلوم ہوئی یہاں تک تو معلوم
ہوا تھا کہ سمندر عشناق کو پکڑ کے لے گیا دونوں لشکر اپنے اپنے فرودگاہ پر واپس گئے مگر قران
کو بالکل یقین نہ تھا یہ متفکر بیٹھا تھا کیونکر حال معلوم ہو بالائے کوہ بیٹھا ہوا طرف اس راہ کے
دیکھ رہا تھا کہ جدھر سے لشکر اسلام کی خبر آتی تھی اسنے یہ تو کیا تھا کہ کچھ خبر [illegible]
قریب پردہ چاک ناموس سے بیان کی تھی ناموس کا وہ تلاطم اور وہ بیقراری کم ہوئی تھی
اور تڑپ دل کی کم تھی مگر ابھی اچھے طور سے اطمینان نہ ہوا تھا ناموس نے قران سے فرمایا
تھا کہ اسے تو خبر معلوم ہو چکی ہے پھر لشکر کو واپس چلو قران نے عرض کیا تھا کہ جب تک بالکل
ادھر سے ساتھ خبر نہ معلوم ہوگی میں یہاں سے نہ طرف خانہ کعبہ کے کوچ کروں گا نہ طرف
لشکر کے کسی نہ کسی مسافر سے خبر معلوم ہو جائیگی آپ لوگ اطمینان رکھیں سب خدا کا فضل
ہے پھر قران کہیکر بالائے کوہ آکر بیٹھا تھا اور راہ کی طرف نگاہ لگی ہوئی تھی کہ دیکھا سمت سمندر
کی طرف گرد اڑی اور اس گرد سے چند سانڈنی سوار پیدا ہوئے کہ وہ سانڈنیاں اڑاتے
ہوئے چلے آتے ہیں چونکہ دور سے قران نے انکو نہ پہچانا لیکن قران انکو دیکھ کر کوہ پر سے
نیچے آیا کہ شاید ان سے کچھ حال معلوم ہو سر راہ آکر کھڑا ہوا کہ وہ سانڈنی سوار قریب آ گئے
اب قران نے پہچانا کہ یہ تو سانڈنی سوار لشکر اسلام کے ہیں یہ کدھر جاتے ہیں ادھر ان
سانڈنی سواروں نے دور سے دیکھا تھا کہ ایک شخص کوہ پر سے اترکے ہماری راہ میں
آکر کھڑا ہوا ہے جدھر سے ہم جائیں گے انھوں نے کچھ خیال نہ کیا سانڈنی اڑائے ہوئے
چلے آئے مگر جب قریب پہونچے انھوں نے بھی پہچانا سانڈنی پر سے آواز دی کہ ای مہتر قران
تم یہاں اکیلے کہاں ناموس و لشکر کو کہاں چھوڑا اس نے پھر کر اور خوب پہچان کر جواب دیا
کہ ای بھائی تم لوگ کدھر کو جاتے ہو کس کام سے لشکر اسلام کی کیا خبر ہے کچھ خبر ہے تو بیان
کرو تو میں اپنا حال بیان کروں لشکر اسلام کی طرف سے بہت پریشان ہوں یہ سنکے ان
سانڈنی سواروں نے سانڈنیاں روک لیں اور خوب قران کو پہچان کر جب اطمینان ہوا
تو سانڈنی پر سے اترے قران کو سلام کیا اور اول سے آخر تک کل حال بیان کیا خواجہ
کی عیاری وغیرہ کا اور اپنا ادھر کو بہ حکم صاحبقران روانہ ہونا کہ قران کو جہاں کہیں اس
حال سے خبر کرو اور واپس لاؤ قران یہ حال سنکے نہایت خوش ہوا اور چہرہ فرط خوشی سے
سرخ ہو گیا جامہ جسم میں تنگ ہو گیا لیکن قران مع الشان سانڈنی سواروں کو لیکر
پہاڑ پر آیا سب اہل لشکر سے حال بیان کیا لشکر میں ایک قسم کی خوشی ہوئی ہر طرف [illegible]

کہ لشکر اسلام کی فتح ہوئی قران اُنکو لیکر در خیمہ ناموس پہ آیا محلدار کو بلا کر عرض کرایا کہ سب سے میری
طرف سے عرض کرنا کہ مبارک ہو اہل اسلام کی ظفر ہوئی یہ ساٹھ نی سوار آگئے ہیں جو کچھ اُن سے
سُنا تھا سب بیان کر دیا محلدار نے ناموس صاحبقران و بادشاہ سے سب حال بیان کیا بہت
بڑی خوشی ہوئی سب نے بدرگاہ باری سجدۂ شکر ادا کئے اُسوقت قران سے اہل اسلام نے کہا کہ ابھی وقت
یہاں سے طرف لشکر کے کوچ کرو دیر نہ کرو بس قران کو خود بھی منظور تھا اُسی وقت لشکر کو کوچ
کا حکم دیا ناموس کو سوار کیا خیمہ وغیرہ بار کرا کے سب ناموس و لشکر کو ہمراہ لیا اُس کوہ سے
اُتر کر طرف لشکر کے روانہ ہوئے راوی نے بیان کیا ہے کہ قران نے جس قدر راہ کل تین پہر میں
تمام کی تھی اُسی قدر راہ آج دو پہر میں تمام کی تین پہر دن آچکا تھا پہر بھر دن باقی تھا کہ یہ
ساٹھ نی سوار پہنچے تھے اُسی وقت قران نے کوچ کیا تھا پہر بھر رات آئی تھی کہ داخل
لشکر ہوا ساٹھ نی سواروں نے آگے آکر سب سرداروں و خواجہ کو ناموس کے آنے کی
خبر دی خواجہ خود سرداروں کو لیکر ناموس کے استقبال کو گئے صاحبقران کو بھی خبر کی چونکہ
معلوم تھا کہ رات بھر کے تھکے ماندے ہیں اسوجہ سے دوسروں کے تکلیف نہ دی [illegible]
پس خواجہ ناموس کا استقبال کر کے لشکر میں لائے جب لشکر میں پہونچ گئے تب صاحبقران
و بادشاہ کو خبر ہوئی وہ بھی محل خاص سے برآمد ہوئے مختصر یہ کہ سب ناموس اُترے اپنے
اپنے خیمہ میں گئے اپنے اپنے وارثوں سے ملے سب خوش ہوئے صاحبقران و بادشاہ
نے قران کی بہت تعریف فرمائی اور فرمایا کہ ہم اسکا صلہ تم کو کل دینگے قران رخصت ہو کر
اپنے خیمہ میں آئے جو لشکر قران کے ہمراہ گیا تھا وہ جس جس لشکر کے سوار تھے سب
اپنے اپنے مقام پر گئے کمر کھولی آرام پذیر ہوئے ادھر ناموس بھی اپنے اپنے وارثوں سے
مل کر شاد جو کچھ واقعہ اُن پر گذرا تھا اُنھوں نے بیان کیا جو کچھ اُن پر گذرا تھا اُنھوں نے
بیان کیا وہ رات اسی میں بسر ہوئی سحر ہوئی بادشاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے
قران بھی آئے قران نے سب حالت بیان کیے اُسکے بعد کل حال یہاں کا سنا بادشاہ
و صاحبقران و دیگر سرداروں نے قران کو بہت کچھ انعام میں دیا بلکہ ناموس نے بھی
اُدھر ناموس نے جو جو نذریں پائیں تھیں سب کا سامان کیا اُنکا بندوبست ہونے لگا
اندر ناموس میں نذر و نیاز کا بندوبست ہو رہا ہے باہر سامان جشن کی طیاری ہے ان کو تو
اسی حال میں مصروف رکھا جاتا ہے اب ذرا سمندر کے عنان قلم پھیری جاتی ہے

شمہ حال سمندر و عشاق کا تحریر ہوتا ہے لا مکان بنانا عشاق نہ ملانی کا سرداران اسلام کو اُسی میں قید کرنا و خود بھی قیام کرنا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا

غزل روندے ہے نقش پا کی طرح خلق یاں مجھے ✤ اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے ✤ دل را
باغ دل کشا ہے مجھے ✤ دیدہ جام جہاں نما ہے مجھے ✤ چشم نقش قدم ہوں میں بے کس ✤
خاک آنکھوں میں طوطیا ہے مجھے ✤ مجھ سے ہر چند تو مکدر ہے ✤ مجھ سے پھر اور ہی صفا ہے مجھے
کہیں خاموش ہو کہ مثل شمع ✤ اے زبان تجھ سے بھی گلا ہے مجھے ✤ پاؤں لرزتے ہیں سست ما کے مانند

آتے ہین اور تنہا بس یہ سمجھے گئے کہ وہ اسکے قریب آیا اب انکو بالکل یقین ہوگیا بس وہ کسی کو
اپنی صورت بناکر لایا تھا اسکنے کہا کہ اے بھائی تم تھوا اچھا کو لو اور اہل اسلام سے دست بردار
ہو مین سمجھ لونگا خواہ مین انکو قتل کرون خواہ یہ تجکو چونکہ وہ میری صورت پر تھا انھون نے
قبول کرلیا جو کچھ تقریر ہوئی تھی اور عشاق نے سمندر سے کہی تھی سب بیان کی بس ابر سحر کا
گرداب پر گروانا اور اسم اعظم کا کھلوانا سب بیان کیا اور گیندھے بیہوشی کے پکڑے بیہوش کرنا
تخت کا طرف زمین کے چلنا خواجہ کا قصد قتل کرنا اپنا اوراق مین کچھ خیال کرکے دیکھنا اور
پریشان ہوکر جانا غلین وقت پر پہونچنا نعرہ کرنا خواجہ کا غائب ہونا اپنا عشاق کو ہوشیار کرنا
عشاق کو دو مرتبہ سحر کرنا اسکے بعد خوب ہوش مین لاکر سب حال دریافت کرنا عشاق کا
کل حال کہنا اسکے ہمراہ لیکر آنا بیان کیا اور کہا کہ استاد یہ ویسے باتھی ہین عشاق استاد
سمندر نے کہا کہ کیسے باتھی ہین سمندر نے جواب دیا کہ گانڈو جو کہ اپنی فوج کو آپ مارتا ہے
یہ کہکر عشاق شرطانی سے کہا کہ بھائی برا نہ ماننا مین مذاق سے کہتا ہون اس مین تمھاری
کیا خطا ہے جو کوئی ہوتا وہ دھوکا کھاتا کیونکہ اس نے سامان ایسا ہی کیا تھا خوب عیاری کی
خوب تمھارا ابر سحر مٹا دیا یہ عیاری ہے اسکو عطر کہتے ہین یہ کہکر عشاق سے کہا کہ اسقدر
تم نے غلطی کی کہ تم نے میری تین کرور فوج جو کہ بانا عمدہ تھی برباد کی کہ جس کے بھروسے پر
مین اہل اسلام سے آمادہ فساد تھا اور مجکو بہت بڑی قوت تھی عشاق نے کہا کہ بھائی
مین کیا بیان کرون کہ اس نے کس طور سے مجھ سے تقریر کی اور کس طریقہ سے کلام کیا کہ
مین بالکل محو ہوگیا اور مجکو تمھارا بالکل گمان ہوا اور یقین ہوگیا کہ تم ہو اور اس سے اور
زیادہ ہوا کہ مین نے دیکھا کہ تخت پر بیہوش خواجہ پڑے ہوئے ہین بھائی نہ معلوم یہ
ابر سحر کہان سے لایا جس سے یاقوت کی بارش ہوتی تھی لوگ کہتے ہین کہ خدا پرست ساحر
نہین ہوتے ہین بہت بڑے ساحر ہین اگر نہ ساحر ہوتے تو یہ ابر سحر کہان سے پیدا کرتا
اور تخت سحر سمندر نے کہا کہ کسی ساحر کو ہمراہ لے لیا ہوگا مگر خوب عیاری کی کیونکر گرداب
گرداب نے عرض کیا کہ خداوند کیا عیاری کی غلام کے سامنے ایسی عیاری کرے اور نہ
ظاہر ہو تو مین جانو سمندر نے کہا کہ تمھاری صرف زبانی باتین ہین آج تک تم نے کوئی
عیاری ہم کو دکھائی نہین اس نے عرض کیا کہ کوئی موقع پڑے تو غلام کی عیاری ملاحظہ
فرمایئے سمندر نے جواب دیا کہ خیر دیکھا جائیگا ادھر یہ جو واقعہ اہل دربار نے سنا سکے
ہوش جاتے رہے بلکہ ہر ایک نے عشاق پر سمنا کی سمندر بھی بہ نگاہ حقیر عشاق
کو دیکھنے لگا کوئی قدر نہ رہی شمطاق نے بہت کچھ طعن آمیز کلام عشاق سے کیے یہ
جو حالت عشاق نے دیکھی اپنے دل مین خیال کیا کہ تو نے بہت بڑی یہ ذلت
پائی ہے اور تو ہر ایک کی نگاہ مین حقیر ہوگیا ہے اور ہر ایک طرف سے بہ نگاہ حقارت دیکھا
جاتا ہے کیونکہ تجھ مین اب کوئی کمال نہین رہا تو بھی مثل اور ساحرون کے ہوگیا
کیا تدبیر کرنا چاہیئے تیرا بہت بڑا سحر برباد ہوا کہ جسکا دفعیہ سامری و جمشید نہ کرسکتے تھے
اگر وہ بھی ہوتے تو تجھ سے خوف کرتے وہ یون برباد ہوا کچھ حاصل وصول نہ ہوا
سوا سے خفت اور حقارت کے اب اس دربار مین تیرا بیٹھنا بیکار ہے یہان سے چلا جا

تو بہتر ہوگا یہ خیال کرکے عشاق نہ طائی نے سمندر سے کہا کہ اے بھائی اب مین کسی کام کا نہین
رہا جو میرے پاس بساط تھی وہ یون برباد ہوئی مین بالکل بیکار ہون لہذا مین تم سے رخصت ہوتا
ہون اور جاکر کوئی تدبیر کرتا ہون پھر آکر اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا اس ذلت کا عیوض اُنسے
لونگا اگر خداوند تصویر نے چاہا گو سمندر و دیگر اہل دربار اس سے بہت ناخوش تھے خصوصاً
سمندر تو بالکل ناراض تھا یہ چاہتا بھی تھا کہ کسی طور سے یہ میرے دربار سے چلا جائے اب
نہ ٹھہرے کیونکہ اسنے دو وہ حرکتین کی ہین کہ جو لائق بیان نہین ہین اول تو میرے لشکر کو تباہ
کیا دوسرے بہت غرور کیا لاکھ منع کیا پھر نہ مانا اپنی کی اُسکی سزا پائی پھر جب مین نے جاکر
قتل سے بچایا تو میری ہلاکت کا درپے ہوا دو مرتبہ سحر کیا اگر مین نہ ہوتا دوسرا ساحر ہوتا تو
خاتمہ تھا کیا حرکت بیجا کی تھی اس سے یہ بہتر ہے لیکن اگر یہ چلا جائے تو انسب ہے بالکل
خراب آدمی ہے اپنے روبرو کسی کو نہین جانتا ہے ویسے زک اُٹھاتا ہے یہ خیال دل مین سمندر
کے تھا جب عشاق نہ طائی نے سمندر سے کہا کہ مین جاتا ہون یہان کیا کرون گو بظاہر
دنیا سازی کے لحاظ سے سمندر نے کہا کہ بھائی کہان جاؤ گے ٹھہرو میرا مقابلہ دیکھو تمہارا
گھر ہے اپنی نانی کا علاج کرو عشاق نے کہا کہ اب میرا یہان دل نہ لگیگا بلکہ مجھکو یہ دربار
کاٹے کھاتا ہے اگر زندہ رہا تو پھر آونگا اور آج ہی رخصت ہونگا دو سبب ہین ایک تو
یہ کہ وہ عیار میری جان کا بہت بڑا دشمن نکلا ایک نہ ایک دن ضرور مین اُسکے ہاتھ سے
ایسی زحمت اُٹھاؤنگا کہ پھر نہ جان بر ہونگا اگر آج ہی آپ اوراق کو دیکھ کر نہ جاتے تو
آج ہی خاتمہ تھا بس ایسی حالت مین کیونکر یہان قیام کرون جب کہ جان کا بھی خوف
ہوا اور آبرو کا بھی دوسرے یہ امر ہے کہ مجھکو بہت بڑی خفت ہوئی ہے تم سے کہ مین لائق
منھ دکھانے کے نہین رہا ہون اسی وقت مین نانی امان کو لیکر اپنے مکان کو روانہ
ہونگا سمندر نے یہ تقریر سنکے و دیگر اہل دربار نے صرف بطور دنیا سازی کے طریقہ سے بہت
روکا ٹوکا اور کے دل سے صرف یہ مطلب تھا کہ یہ نہ معلوم ہو کہ یہ لوگ میرا رہنا نہین
چاہتے ہین مگر اُسنے نہ سُنا اور کہا کہ مین ضرور جاؤنگا تب سمندر نے کہا کہ تم کو اختیار
ہے مین نہین کہتا ہون کہ تم جاؤ عشاق نے جواب دیا کہ مین کب یہ کہتا ہون میرا خود
یہان قیام کرنے کو جی نہین چاہتا ہے جب عشاق نے سمندر سے اجازت لی تو اپنی
کرسی پر سے اُٹھا سمندر کو سلام کیا اور سب اہل دربار سے ملا ایک تخت سحر طیار
کیا اس کے بعد وہان آیا جہان اسکی نانی لکاثہ شعلہ جادو پڑی ہوئی تھی بے ہوش
بس اسنے وہان آکر نانی کے جو لوگ خدمت کر رہے تھے انکو کچھ بطور انعام کے دیا
خود مسہری کے پاس آیا سحر کیا کہ چار عقاب پیدا ہوئے اُن چارون نے چارون پائے
اپنی منقار سے پکڑے اور مسہری کو لیکر بلند ہوئے یہ وہان سے تخت پر آکر بیٹھا پھر
کیا تخت بھی بلند ہوکر چلا آگے آگے اسکا تخت چلا جاتا ہے عقب مین وہ مسہری راوی
نے یہ بیان کیا ہے کہ جب عشاق سمندر کے دربار سے چلا گیا اور اپنی نانی کو بھی
لے گیا سمندر نے اہل دربار کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ مصرعہ رسیدہ بود بلائے ولے
بخیر گذشت خوب عشاق گیا اسنے تو بڑا غضب کیا میرے اس لشکر کو تباہ کیا

حالت سے بخوبی واقف ہوں کیا بیان کروں بس اس سے کیا حاصل ہے امر غیر ممکن ہے کہ اہل اسلام ترک مذہب کریں
یا سمندر کی اطاعت بدو و لوگ ترک مذہب کریں گے جو کہ اب تو مسلمان ہوئے ہیں اور ایسے نا قدر کی کیوں اطاعت
کرے کہ جسکو دوست و دشمن کی پہچان نہیں ہے جو اپنے دوست کو نہیں جانتا ہے اسنے بیکار آفاق شاہ پر ظلم و ستم
کیا کوئی اسکی خطا نہ تھی [illegible] خیال کیا کہ ہم اپنے [illegible] دار کو یوں ذلیل کرتے ہیں بھلا اوروں کو تم سے
کیا امید ہوگی بس جسکو ابھی ذلت منظور ہوگی وہ ہمارے ساتھ دیگا جو وہ ابھی صاحب عزت ہوگا وہ کبھی ایسی
حالت میں ساتھ نہ دیگا افسوس ہے کہ تو خیر خواہی کرے وہی دشمن ہے پس میں یہ ظاہر کئے دیتی ہوں کہ سمندر
ضرور قتل ہوگا یہ شہر سمندر بھی اہل اسلام کے قبضہ میں آئیگا میرے نزدیک تو بہتر ہوگا کہ تم بھی اہل اسلام کی
شرافت کرو اور اس مذہب پرستی کو [illegible] یہ کہکر چند کلمے وحدانیت خدا میں بیان کئے جو کہ صاحبقران
سے سنے تھے یہ جو تقریر عفرالان نے کی اور [illegible] اور سمجھت کہا زعفران کو بہت ناگوار ہوا
برہم ہوکر جواب دیا کہ اوچھوکری [illegible] معلوم ہوا کہ تو آفتاب جادو کی دختر ہے میں نے اب
پہچانا میں تیری ورنہ سے خیال کرتی تھی کہ [illegible] دیکھا ہے مگر یاد نہ آتا تھا جب تو نے آفتاب کا نام لیا
تو یاد آیا کہ تو آفتاب کی لڑکی ہے [illegible] دیکھا تھا جب کہ تو وہ بیٹی تھی یاں
تیرے بھائی سے بخوبی واقف تھی [illegible] ہمراہ دیکھا تھا ارے کم بخت تو نے
تمام اپنے خاندان کی ناک کاٹ [illegible] خاندان میں کسی نے ایسا نہیں کیا کہ نکل گیا ہو یا ترک مذہب کیا ہو
میں پشتوں سے تو میں بھی واقف ہوں بلکہ پشت تیرے خاندان کے لوگ اپنے مالک کی عزت کیا کیے ہیں کبھی نمک
حرامی نہیں کی اور مذہب کے ایسے پابند تھے کہ کسی مذہب کو اچھا نہ کہتے تھے خصوصاً تیرا باپ اس باپ
کی تو ایسی لڑکی نکلی کہ کچھ خیال نہ کیا اب میں تجھ سے کہتی ہوں تیرے اور برادر تیری جوانی پر تیرے باپ کی
ملاقات کا خیال کرکے کیونکہ میرے اسکے بڑی ملاقات تھی بلکہ وہ مجھکو ہمشیرہ میں اسکی باپ کی آنکھ تھی اسکا خیال
کرکے تو میری نصیحت بھی ہوئی یہ امر ظاہر کرتی ہوں کہ تو کیوں اپنی جان دے اہل اسلام کی شرافت ترک کر اپنے
مذہب قدیم پر آ میں تیرا قصور بادشاہ سے سفارش کرکے معاف کرا دونگی اری چھوکری اپنے خاندان اور اپنے باپ
کی لیاقت و بھائی کی شرافت پر خیال کر یہ جو زعفران نے کہا عفرالان نے جواب دیا کہ آپ میرے اور میرے [illegible]
میرے باپ کی ملاقات کا پاس کریں یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ میں راہ نیک کو ترک کروں یہ جو تم نے کہا کہ وہ اور [illegible]
مذہب کے پکے تھے اور والد بزرگوار کو جو کہا کہ وہ اپنے مذہب کے اوپر جان دیتے تھے تو جب تک کوئی راہ نہ
ملا تھا ان سب کو اس مذہب باطل کا باطل ہونا ثبوت ہوا تھا یہ مذہب اسلام کا برحق ہونا بدیں سبب
وہ لوگ اسی مذہب پر رہے اور تصویر پرستی کو اچھا جانتے تھے اگر کوئی آنکو دلیل سے ثابت کر دیتا اور قائل کرتا
جیسے مجھکو تو وہ لوگ ضرور ایسا کرتے اور مذہب اسلام قبول کرتے یہ کیا فرض ہے کہ جو مذہب بزرگوں کا ہو وہی سب
خود بھی اختیار کریں یہ کوئی امر ضروری اور واجبی نہیں ہے انکو اس مذہب کا برحق ہونا ثابت ہوا انھوں نے قبول
کیا بس اس تقریر سے تو کچھ حاصل نہیں ہے جو آپ کو کرنا ہو وہ کیجیے میں موجود ہوں یہ تمام رزم [illegible]
و بنا اس امر کا یہ جواب ہے جو آپ نے فرمایا کہ تیرا بھائی ابھی تک اسی مذہب میں ہے میرا کوئی بھائی نہیں ہے
کیونکہ میرے اسکے مذہبی فرق ہے کافر واہل اسلام سے کیا قرابت اور میری دوسرا مذہب قبول کرنے سے کوئی
شرافت نہیں گئی بلکہ میں اور نزد خدا معزز ہوئی کہ میں راہ نیک پر آئی یہ جو عفرالان نے کہا زعفران نے
جواب دیا کہ تو بڑی صاحب تقریر و چرب زبان ہوئی ہے بس معلوم ہوا کہ تیری قضا آئی ہے لا کیا حرج [illegible]
عفرالان نے جواب دیا کہ ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ہم پیش دستی کریں اہل اسلام میں پیش قدمی کرنا [illegible]

اُس مکان میں آیا اُسکو اپنی رائے کے موافق آراستہ کیا ایک طرف اپنی نانی کو لا کر رکھا اُسکے لیے خوب طور سے بند و بست کیا آپ بھی اُس مکان میں رہا اُسکو نظر مردم سے پوشیدہ کر دیا اُسکا دروازہ بند رکھا جب کہیں جائیگا دروازہ سحر سے پیدا کریگا اور جب آئیگا پھر دروازہ غائب ہو جائیگا وہ لا مکان جب طیار ہو چکا یہ جا کر اُس میں مقیم ہوا باطمینان تمام اب فکر کرنے لگا کہ کیا تدبیر کروں یہ تو اس فکر میں ہے اُدھر کا حال سماعت ہو کہ جب وہ دن بسر ہوا اُنتیس دن لشکر اسلام میں سامان جشن وغیرہ ہو رہا تھا رات آئی اندر محل میں نذر و نیاز ہوئی کونڈے بھرے گئے دیئے بھرے گئے بی بی کی صحنک ہوئی خوشیاں منائیں بیرون لشکر میں بھی سب سامان طیار ہوا تمام لشکر میں روشنی ہوئی سب خوش ہیں ہر مقام پر کھانے پکا رہے ہیں سامان رقص و سرود برپا ہے ہر خیمہ میں گانا ہو رہا ہے طبلہ پر تھاپ پڑ رہی ہے سارنگی کی صدا بلند ہے اور محفل عیش میں بادشاہ و صاحبقران جلوہ فرما ہیں طائفہ عمدہ ناچ رہے ہیں سب سردار جمع ہیں انعام مل رہا ہے خواجہ بھی بیٹھے ہوئے ہیں اسی طور سے وہ شب گزری دوسرا دن ہوا وہ دن بھی گذرا شب آئی وہ رات بھی بزم عشرت کے برپا ہونے میں بسر ہوئی دوسرا دن آیا دن بھر خوشی رہی شب کو پھر صحبت رقص و سرود برپا ہوئی آج صاحبقران نے خواجہ سے گانے کی فرمایش کی پہلے خواجہ نے انکار کیا مگر اُسکے بعد بادشاہ و صاحبقران و دیگر سرداروں کے کہنے سے راضی ہوئے تھوڑی ستار ہندی کی زنبیل سے نکالی اُسکی تانیاں درست کرکے غزل بے نظیر شروع کی غزل

بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ — رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد میخانہ
نہیں کیونکر ہمارے اُس پری پیکر کا یارانہ — وہ بے پروا ہیں سودائی وہ سنگ دل میں دیوانہ
تمہیں آنا ہے گر چکر میں تقدیر میں جانا — مری تصویر تھی آئینہ ترا دربار شاہانہ
کھلے گا یار سے گلستان میں تجھ کو کس شرابی کا — کہ شاید ہو جھونکی میں نالۂ بلبل ہر مستانہ
غزال دشت ہوئے دیکھ کر مجنوں کی صحبت کو — پری وحشی مرا گیا اب ہو چکا آباد ویرانہ

یہ غزل اُس لحن سے گائی کہ ساری محفل پامال ہو گئی آسمان پر زہرہ و مشتری کو وجد ہوا تمام طائران ہوائی و طیر صحرائی و درندے و چرندے سب گرد بارگاہ آ کر جمع ہو گئے خواجہ نے ایک ایک شعر کو دس دس مرتبہ گایا ہر مرتبہ نئے طرز سے بہت کچھ انعام ملا خواجہ نے گانا موقوف کیا رات ابھی کوئی ڈیڑھ پہر باقی ہے کہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ اب تمہارے بعد کسی کا گانا نہ اچھا معلوم ہوگا لہذا تم اب گاتے جاؤ یہ آخری رات ہے جو کہ باقی ہے بسر کرو اب نہ معلوم کب یہ بزم عشرت برپا ہو کیا معلوم کون ہو کون نہ ہو ہمیں نہ ہوں یہ حسرت کیوں رہ جائے کہ خواجہ کا اچھی طرح گانا نہ سنا خواجہ نے انکار کیا مگر صاحبقران نے نہ قبول کیا آخر خواجہ نے مجبور ہو کر دوسری غزل شروع کی غزل

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے — لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
فارغ جو بیٹھے فکر سے دونوں جہان کی — خطرہ جو ہے سو آئینہ دل پہ زنگ ہے
حیرت زدہ نہیں ہے فقط تو ہی آئینہ — یاں تک کبھی جس کی آنکھ اٹھی ہے سو دنگ ہے
اس ہستی خراب سے کیا کام تھا ہمیں — اے نشۂ ظہور یہ تیری ترنگ ہے

گل گیر فتنہ بار نہ تو شمع کی طرح / اسکی زبان ہے اُسے کام نہ ننگ ہے

کب ہے دماغ عشق بتان فرنگ کا / مجھکو تو اپنی ہستی بھی قید فرنگ ہے

عالم سے اختیار کی ہر چند صلح کل / پیراستہ ساتھ مجھکو شب و روز جنگ ہے

ہین کیا کہون مجھے نظر آتا نہین ہے کیا / اس گلشن جہان کا جو کچھ کہ ڈھنگ ہے

کچھ شگفتہ ہووے کبھی ہووے کہ اسمین درد / دیکھا چمن مین جا کے تو کچھ اور رنگ ہے

یہ غزل جو خواجہ نے گائی اس سے محفل کا دوسرا رنگ ہو گیا سب عالم سکوت مین ہوگئے ہر ایک کی آنکھون سے مثل ابر نیسان کے آنسو روان ہوئے عاشق تن تصویر یار سامنے پھر گئی بڑے عرصہ تک ایک عالم حیرت رہا اُسکے بعد سب کو ہوش آیا خواجہ سے کہا کہ اسوقت تمھارے مانند کوئی نہین ہے جو اوصاف کہ چاہیے ہین وہ سب تم مین جمع ہین کیا خوب اس غزل کو گایا ہے واہ واہ واہ ہماری زبان اسکی تعریف سے قاصر ہے ہر ایک بہت تعریف کرنے لگا اور بہت کچھ انعام دیا کہ خواجہ نے یہ غزل بھیرون مین شروع کی

غزل

آگئے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد / نہ رہی دشت مین خالی کوئی جا میرے بعد

وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح / پہلے مین جاتا تھا اور باد صبا میرے بعد

تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشت جنون / شاید آجاے کوئی آبلہ پا میرے بعد

کیا عجب مرقد لیلی سے جو نکلے یہ صدا / میرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

چاک رکھتا ہون اسی غم سے گریبان کفن / کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد

لاش مجھ کشتہ کاکل کی لٹکوا دو کہین / تا نہ ہووے کوئی محبوس بلا میرے بعد

قبر مین ہوگا نکیرین سے پہلا یہ سوال / سچ کہو یار کا کیا حال ہوا میرے بعد

مین وہ ہی کشتہ ہون بس مرگ بھی چھوڑے نہ مزا / ساغر مے میری مٹی کا بنا میرے بعد

اب تو ہنس ہنس کے لگاتا ہے وہ مہندی لیکن / خون رولائیگا اُسے رنگ حنا میرے بعد

بعد مرنے کے میری قبر پر آیا وہ میر / یاد آئی مرے عیسی کو دوا میرے بعد

یہ غزل بھی میر کی جو خواجہ نے بھیرون مین گائی تمام عالم کو درہم و برہم کر دیا زمین آسمان در و دیوار سے صدائے تحسین و آفرین آنے لگی ہر ایک کو ایک عالم وجد طاری ہوا کچھ جدھر کان لگ جاتے تھے سوا تعریف کے دوسری صدا نہ آتی تھی تمام محفل دنگ تھی ہر ایک دل مثل مرغ بسمل کے بیقرار تھا عرصہ تک خواجہ اس غزل کو گایا کیے سنے بجایا کیے خود خواجہ کو اپنے کمال پر ناز تھا خدا داد کرم سے آواز بھی وہ دی تھی کہ کسی فرد بشر کو نہ دی ہوگی یا تو خواجہ اول کو اور ثانی کو عنایت فرمائی گئی یا ان کو ایسی آواز ہے کہ جس پر پریان قربان ہوتی ہین اپنی جان کھوتی ہین خواجہ کی نہ کچھ صورت ہے نہ اُنکے فرزند عمر ثانی کی نہ ان حضرات کی کوئی صورت ہے کہ کوئی عاشق ہو جو ہے وہ آواز پر مرتا ہے بس خدا نے انہی کی صدا مین دیا ہے بس اُسی گانے مین سحر ہوگئی وقت نماز صبح قریب آگیا کہ ایک مرتبہ خواجہ نے گانا موقوف کیا گو سب کو ناگوار ہوا مگر کیا کرین کہ خواجہ نے کہا کہ یارو ان رات بھر تو ہمیشہ ناچ و رنگ مین مصروف رہتے اب وقت نماز ہے

اٹھو نماز پڑھو مجھ پر یا خدا کر دیہ کونسی بات ہو کہ یا خدا فراموش کر دی ہی یہ جو خواجہ نے کہا
سب کو ہوش آیا وہ جلسہ برخاست ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ آج تین شبانہ روز بیٹھے گذرے
ہین کہ کوئی سویا نہین ہی اب جلسہ برخاست ہو پھر اگر زندگی ہی تو دیکھا جائیگا یہ فرماکر
اپنے خیمہ مین تشریف لے گئے صاحبقران نے بھی نماز سحر پڑھکر آرام کیا ادھر ہر سردار
جلسے سے اٹھکر اپنے خیمہ مین آیا نماز سحر ادا کی اور سو رہا خواجہ بھی بہت کچھ لیکر اپنے
خیمہ مین آئے بہت کچھ انعام ملا نہایت خوش تھے نماز سحر پڑھکر سو رہے راوی نے
بیان کیا ہی کہ اس تین دن کے عرصہ مین عشاق نہ طاقی ہر روز اپنے لامکان سے باہر
آیا اور لشکر مین اس قصد سے آیا کہ کچھ سردار مل جائین تو گرفتار کرلے جاؤن مگر قابو
نہ چلا کیونکہ یہ سب جلسۂ ناچ و رنگ مین تھے قابو کیونکر چلتا بس اب جلسہ برخاست
ہوا اس دن بادشاہ نے دربار بھی نہ کیا آرام فرمایا گئے سہ پہر کو بیدار ہوئے نماز ظہر
وعصر سے فراغت فرماکر تھوڑے عرصہ تک سیر کی چند سردار حاضر ہوئے انکے ہمراہ
اسکے بعد نماز مغرب وعشا سے فراغت کرکے ماحضر نوش کیا آرام کیا اسی طور سے ہر
سردار نے کیا اب راوی دقیقہ سنج نازک خیال بیان حال کو یون تحریر کرتا ہی کہ جب آدھی رات
ہوئی آج پھر عشاق نہ طاقی اپنے لامکان سے نکلا لشکر اسلام مین آیا ہر طرف پہرہ چوکی کے جوانون
ستور سے پایا طلایہ پھر رہا تھا اپنے کو سحر سے پوشیدہ کرکے لشکر مین پھرنے لگا ہر سردار کے
خیمہ مین سناٹا پایا کیونکہ سب سو رہے تھے پہرے والے بھی اونگھ رہے تھے جب اسنے یہ
حالت دیکھی اور دیکھا کہ آج جلسہ نہین ہی یہ اب اس فکر مین ہوا کہ کسی کو خیمہ سے نکال لیجانا
چاہیئے بس یہ سحر کرکے غرق زمین ہوا ایک خیمہ مین نکلا وہ خیمہ قیصر صدافت باطن کا تھا اس نے
سحر کیا کہ سب روشنی گل ہوئی اور وہ جو پہرے پر لوگ تھے وہ خود بخود بیہوش ہوکر گرے
اسنے سحر کیا تھا کہ یہ سب بیہوش ہوجائین اسکے بعد یہ زمین سے نکلا اسنے پھر سحر کیا
کہ وہ بالکل غافل ہوگیا اسکو اٹھا کر یہ سحر کرکے غائب ہوا غرق زمین ہوکر لشکر سے باہر آیا
ایک مقام پر پوشیدہ کرکے پھر لشکر مین آیا اور پھر غرق زمین ہوا ابکی یہ خیمہ گرگین مین سے
نکلا اسی طور سے سب روشنی گل کرکے سحر سے سب کو بیہوش کرکے گرگین کو بھی لیکر
خیمہ سے باہر آیا اور بیرون لشکر آکر اسکو بھی اسی مقام پر پوشیدہ کیا پھر لشکر مین ابکی مرتبہ خیمہ
غزالان مین آیا ملک غزالان کو سوتے کیا غافل پاکر ان سب پر سحر کیا غزالان کی زبان مین
سوزن دیکے یہ غزالان کو جو لیکر نکلا تھا تو صبح قریب تھی اب اسنے خیال کیا کہ اب لشکر
مین جانا بیکار ہی کیونکہ تھوڑے عرصہ مین صبح ہو جائیگی کہین ایسا نہ ہو کہ کوئی خبردار ہو جائے
تو پھر خرابی ہو آج پہل تو ہوئی ہی تین سردار گرفتار کئے ہین بس زیادہ ہوس بیکار ہی یہ اپنے
دل مین باتین کرکے اور ان سردارون کو لیکر اپنے لامکان سے روانہ ہوا اور لامکان مین
داخل ہوکر ان سردارون کو قفس آہنی مین بند کیا اور وہ قفس سقف مین لٹکا دئیے خود آکر
مسند پر بیٹھا شراب خواری کی اسکے بعد سو رہا چونکہ رات بھر کا جاگا ہوا تھا راوی بیان کرتا
ہی کہ یہ فرزند لطف حرام سحر و ساحری خواب مرگ ہی وہان صبح ہوئی بادشاہ دربار مین تشریف
لائے صاحبقران بھی تشریف فرما ہوئے سب سردار حاضر دربار ہوئے مگر تین خیمہ سے نہ آئے

و گرگین و رشت چنگال و ملکہ نجم الان حاضر دربار نہ ہوئے بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا
کہ یہ سردار نہیں آئے اسکا کیا سبب ہی صاحبقران نے جواب دیا کہ آتے ہونگے یہاں تو
یہ گفتگو ہو رہی تھی اچھا اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور سب عیار بھی حاضر دربار ہیں ادھر جوان بیٹھے
سرداروں کے ملازم ہوا سے سنتری کے جھونکے سے اُٹھے آنکھ کھلی گھبرا کر اُٹھ بیٹھے اپنے حواس
درست کئے جب حواس درست ہوئے تو خیال کیا کہ مالک کو بیدار کریں اب جو قریب پلنگ کے
آئے ہر ایک نے اپنے اپنے مالک کو پلنگ پر نہ پایا حیران ہو گئے کہ کیا سبب ہے کیا سویرے
سے سب بیدار ہوئے ہیں بڑے عرصہ تک کھڑے رہے کہ کسی امور ضروری سے فراغت
کرنے گئے ہونگے مگر اس امر سے حیران تھے کہ کیا سبب تھا کہ ہم کو نہ جگایا جب عرصہ ہوا
کوئی نہ آیا باہر آئے پہرے والے سے دریافت کیا کہ کیا آقا دربار کو تشریف لے گئے ہیں
انھوں نے کہا کہ کیسے آقا کیا تم اندر نہ تھے جو تم کو معلوم ہوتا انھوں نے جواب دیا کہ ہم سوتے
تھے جب سوئے تھے وہ بھی آرام کر رہے تھے اب جو آنکھ ہماری کھلی تو پلنگ پر نہ پایا پہلے
ہم نے خیال کیا کہ کسی ضروری سے فراغت کرنے گئے ہونگے چوکی پر ہونگے جب عرصہ ہوا
وہ نہ تشریف لائے تو ہم باہر آئے تم سے دریافت کریں انھوں نے کہا کہ جب سے
اندر تشریف لے گئے ہیں باہر نہیں تشریف لائے سب سردار دربار کو جا بھی چکے دربار
آراستہ ہی ہم خود حیران تھے کہ کیا سبب ہے کہ ابھی تک باہر نہیں تشریف لائے معلوم ہوتا
ہی کہ کوئی چرا لے گیا جیسے کہ قبل ازین ہوا تھا جب کہ لشکر آفاق مقابلہ میں تھا اسی طرح سے
بہت سردار غائب ہو گئے تھے سب کو زمرد جادو گرفتار کرکے لے گیا تھا ہم کو یہ بھی
وہی طریقہ معلوم ہوتا ہی بس سب ملازم روتے ہوئے طرف دربار کے چلے اسی طور سے
ملازم گرگین وغیرہ و نجم الان روتے ہوئے داخل دربار ہوئے بادشاہ وغیرہ ان لوگوں کی
حالت دیکھ کر حیران ہوئے کہ کیا سبب ہے کہ یہ لوگ روتے ہوئے آتے ہیں جب وہ
قریب دربار آئے مجرا کیا ہر ایک نے رو رو کر اپنی اپنی حالت بیان کی ہم پر یہ آفت
آئی ہمارے آقا خود بخود بستر خواب پر سے غائب ہو گئے یہ سنکے بادشاہ و صاحبقران
نے فرمایا کہ کیونکر کوئی علامت ہی انھوں نے عرض کیا کہ کوئی علامت ایسی نہیں ہی کہ
جسے ہم عرض کر سکیں کہ فلاں شخص لے گیا نہ نقب لگی ہی نہ سر اپنے جاگے ہی جو یہ گمان ہو
کہ عیار لے گئے ہیں نہ معلوم کیا ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ شکار وغیرہ کو گئے ہونگے انھوں نے
عرض کیا کہ سب ملازم موجود ہیں اگر شکار کو جاتے حضور سے اجازت ضرور لیتے بدون
اجازت حضور نہ جاتے فرض کر لیا جاوے کہ اگر وہ بلا اجازت چلے گئے تو ہم سب کو ضرور
اپنے ہمراہ لے جاتے بدون ہمارے نہ جاتے یہ جو انھوں نے عرض کیا بادشاہ و صاحبقران
کو یک گونہ خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ درست کہتے ہیں فرمایا کہ اچھا جاؤ تلاش کرواو خواجہ
سے کہا کہ ای خواجہ یہ بھی مقدمہ اسی طور کا ہے جیسا کہ اس زمانہ میں ہوا تھا جبکہ آفاق سے
مقابلہ ہونے والا تھا بہت سے سردار غائب ہو گئے سب پریشان تھے کہ پیچانے والا
نہ معلوم ہوتا تھا جب میں بہت خفا ہوا تو تم نے تلاش میں کوشش کی اور آخر کو پتہ
لگایا کہ زمرد جادو لے جاتا ہی بس اب بھی کوئی ساحر لے جاتا ہی ذرا سب صاحب ہوشیار رہو

مین حسن پیچے مین گرباشتے یہ مین سردار غائب مین عیارون پر بھی تاکید کی گئی چند ہرکارے لشکر کفار
کی طرف روانہ کیے گئے کہ شاید وہان سے کچھ حال کھلے لشکر کفار کے ہرکارے یہان تھے انکو
بھی یہ حال معلوم ہوا یہ حکم دیکر بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اہل دربار اس خبر سے مغموم
تھے بادشاہ بھی اور صاحبقران بھی ہر ایک نے اپنے اپنے خیمہ مین آکر اسی وقت سے انتظام
کیا پہرے والون کو حکم دیا کہ کوئی بدون ہماری اجازت کے خیمہ مین نہ آئے انھون نے عرض
کیا کہ بہت خوب کیا مجال ہے سردارون نے اپنے اپنے رابطہ کے موافق بندوبست کرلیا اُدھر ہرکارون
نے جاکر لشکر کفار مین تلاش کیا کہ انکا پتہ لگے مگر کہین پتہ نہ لگا وہان سے اپنے لشکر کو واپس
آگئے وہ جو ملازم انکے برائے تلاش گئے تھے وہ بھی واپس آگئے کہین نشان نہ ملا اُدھر کفار
کے دربار مین جاکر ہرکارون نے انکا پتہ لگایا اور عرض کیا کہ ابھی ہم دربار مین لشکر اسلام کے گئے
تھے برائے خبر تو ہم نے سنا کہ رات کو تین سردار لشکر اسلام کے کہین خواب سے غائب ہوگئے
مین انکے ملازم صاحبقران کو خبر دینے آئے تھے صاحبقران کو یہ حال معلوم ہوا تو انھون نے
ہرکارے برائے تلاش روانہ کیے اور انکے ملازمون کو حکم دیا کہ تلاش کریں یہ خبر سنکے بادشاہان کفار
بھی حیران ہوئے کہ یہ کون ہے جو سردارون کو گرفتار کرکے لے گیا اگر کوئی عیار ہے تو آج پھر آئیگا
کل تم جاکر پھر خبر لانا انھون نے عرض کیا کہ بہت خوب یہ کہکر وہ ہرکارے دربار سے باہر آگئے
یہان بھی دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر گئے راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ دن
لشکر اسلام کے چند عیارون کو ان سردارون کی تلاش مین گذرا انکے ملازم تو تھک کر مایوس
ہوکر چلے آئے تھے کہین سراغ نہ ملا تھا گیا کرتے جب شام ہوئی سب اپنے اپنے مقام پر
آگئے بندوبست کیا پہرہ چوکی لشکر مین مقرر کیا گیا ملا یہ پہرہ لگا ہر مقام پر بڑا بندوبست
تھا کہ ایک مرتبہ مشتاق کوئی پہرا دینے لگے آئے تھا اور لامکان سے باہر آیا کہ چل کر اور سردارونکو
لاؤن سحر کے ذریعہ سے اشکار ہوا اگر پہونچا آج لشکر مین بڑا انتظام پایا اسنے اپنے کو سحر سے
پوشیدہ کیا ادھر ادھر ٹہلنے لگا کہ جب نصف شب کے قریب آئی اسنے خیال کیا کہ اب اپنا
کام کرنا چاہیے پس اسنے سحر کیا اور غرق زمین ہوا اسی جو اسنے سر نکالا تو یہ خیمہ مین نورالزمان
عم صاحبقران کے پہونچا تھا اسنے دیکھا کہ تمام لوگ جاگ رہے ہین اسنے چھپکے سے سحر
کیا جب سحر کیا تو ایک مرتبہ ہوا چلی سب بیہوش ہوکر گرے جسقدر ملازم تھے اور نورالزمان
بھی بیہوش ہوگئے پس زمین سے نکلا اسنے انکو سحر سے اور بیہوش کیا اور سحر کرکے
مع انکے غرق زمین ہوا اور زمین ہی زمین چلا یہان تک کہ اسنے خیال کرلیا کہ اب لشکر سے
نکل آیا ہونگا اب جو سر زمین سے نکالا تو دیکھا کہ مین لشکر سے بہت دور نکل آیا ہون پس
اسنے نکل کر نورالزمان کو پوشیدہ کیا اور پھر سحر کرکے غرق زمین ہوا ایکمرتبہ پھر خیمہ
آفاق مین آیا یہان بھی سب کو بیدار پایا اسنے سحر کرکے سب کو بیہوش کیا آفاق واسکی
زوجہ کو لیکر سحر کرکے زمین زمین چلا اور اسی صحرا مین نکل کر انکو بھی قید سحر آراستہ کی
زبان مین سوزن دیے انکے بعد پوشیدہ کرکے پھر وہان سے چلا اور خیمہ مین ملکہ [illegible] الزمان
کے آیا انکو گرفتار کرکے [illegible] گیا اور اسی طور سے پہونچا کر پھر آیا ایکمرتبہ سکندر فرخ لقا
کو لے گیا اور پھر آیا اور [illegible] کو گرفتار کرکے لے گیا آج شب بھر مین یہ آٹھ سردارون کو

سے گیا جن مین تین ساحر تھے اور پانچ پہر ساحر جب صبح قریب ہوئی اُن سب کو تخت سحر پر ڈالکر
لامکان مین لایا سب پر قید سحر آراستہ کی اور قفس آہنی مین قید کر کے سقف مین لٹکا دیا آپ
سو رہا کہ صبح ہوئی بادشاہ اُٹھے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے خواجہ بھی آئے کہ اُن سردارو
کے خیمون سے صدا سے گریہ آنے لگی کیونکہ جب اُنکے ملازم ہوشیار ہوئے اور اپنے مالکونکو
نہ پایا پہلے اِدھر اُدھر تلاش کیا جب پتہ نہ لگا تو روتے پیٹتے طرف دربار کے چلے داخل دربار
ہوکر بادشاہ و صاحبقران کو خبر کی کہ ہمارے سردار شب کو چوری گئے ایک مرتبہ جو آٹھ
سردارون کے غائب ہونے کی خبر آئی صاحبقران بہت پریشان ہوئے کہ یہ کیا امر ہے
کہ ایک ایک شب مین آٹھ آٹھ سردار غائب ہو رہے ہین اگر کل پہلا دن تھا تین غائب ہوئے
آج آٹھ یہ کون ایسا ہے خواجہ سے کہا کہ کیا رات کو لشکر مین پہرہ چوکی کا بندوبست نہین
ہوتا ہے طلایہ نہین پھرتا ہے خواجہ نے جواب دیا کہ رات کو خوب بندوبست تھا بڑا انتظام
تھا ہر مقام پر پہرہ تھا طلایہ بھی پھر رہا تھا مین نے عیار بھی ہر جگہ پر مقرر کیے تھے نہ معلوم
یہ سردار کیونکر غائب ہوئے صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ اسکا سراغ لگاؤ
خواجہ نے عیارون سے کہا اُنھون نے عرض کیا بہت خوب صاحبقران نے خواجہ سے
کہا کہ لشکر اسلام کا انتظام کرو یہ بات اچھی نہین ہے خواجہ نے کہا آج سے دوسرا بندوبست
کیا جائیگا ہر سردار کے خیمہ مین ایک عیار پہرے پر تمام شب مقرر کیا جائیگا یہ حکم صاحبقران نے
دیا کہ سانڈنی سوار ہر طرف تلاش روانہ کیے جائین پھر عیار شہر سمندر ریہ مین جائین وہان سے
خبر لائین کہ سمندر ریہ نے تو کوئی تدبیر نہین کی ہے لیکن خواجہ نے ضرغام سے کہا کہ تم شہر مین
جاکر خبر لاؤ ضرغام اُسوقت طرف شہر کے صاحبقران و بادشاہ کو سلام کر کے دربار سے نکل کر روانہ ہوا
کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب دربار سے اپنے مقام پر آئے خواجہ
نے دربار سے آکر پہرے والون پر بہت غصہ کیا اور پہرہ مقرر کیا سانڈنی سوار روانہ کیے طلایہ کا بندوبست
کیا کوتوال لشکر پر بہت خفا ہوئے ہر ایک نے جواب دیا کہ ہم غافل نہین ہوئے تھے نہ کوئی لشکر مین آیا
خواجہ نے آج کل سے زیادہ بندوبست کیا اُدھر کفار کے ہرکارون نے جو کہ یہان دربار مین موجود
تھے یہ خبر دریافت کر کے کہ رات کو آٹھ سردار غائب ہو گئے ہین بیان کی کفار بھی حیران ہوئے کہ یہ
کون ہے اُدھر پرچہ نویس نے سمندر ریہ شاہ کو خبر بذریعہ پرچہ کے پہونچائی سمندر ریہ نے جو پرچہ اخبار دیکھا
اہل دربار سے کہا کہ آج کل لشکر اسلام مین غدر مچا ہوا ہے کل سے کئی سردار غائب ہو گئے ہین اُنکا
کہین نشان نہین ہے نہ لیجانے والے کا پتہ چلتا ہے مین تو خیال کرتا ہون یہ کسی میرے دوست کا
کام ہے جیسے کہ اُس زمانہ مین جب کہ آفاق مقابلہ مین لشکر اسلام کے اترا تھا اور بہت سے سردار
غائب ہوئے تھے اور زرہرد گرفتار کر کے لے گیا تھا پتہ نہ چلتا تھا اُسی طور کا یہ بھی واقعہ ہے اہل دربار
نے کہا بجا ارشاد ہوا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے سمندر ریہ نے ایک حکم نامہ بنام گروا شاہ اس مضمونکا
جاری کیا کہ جو واقعہ لشکر اسلام مین گذرا کرے ہم کو بذریعہ تحریر کے ہر روز خبر دیا کرو اور یہی حکم
پرچہ اخبار والے کے نام جاری کیا راوی نے تحریر کیا ہے کہ صاحبقران نے یہ بندوبست کر کے دربار
برخاست کیا پھر شب ہوئی آج بہت بڑا انتظام ہے لشکر اسلام مین پرندہ پر نہین مار سکتا ہے
شام تک وہ سانڈنی سوار بھی تلاش کر کے واپس آئے خواجہ سے آکر بیان کر دیا کہ کہین سراغ نہ ملا

وصاحبقران سے خواجہ نے آکر کل حال بیان کیا صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ یہ تمھاری
غفلت سے ہوا اب تم نے بالکل لشکر کی طرف سے خیال دور کیا ہے اور تم کو کسی امر کا خیال نہیں ہے
بس میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ جلد اسکا پتہ لگاؤ اور اُس کو تلاش کرو ورنہ مجھکو بہت رنج ہوگا خواجہ نے
عرض کیا کہ یہ آپکا گمان ہے میں کیونکر عرض کروں کہ غلط ہے کہ میں لشکر کی خبر سے دستبردار ہوگیا ہوں
اور غافل ہوں میں نے وہ وہ تدبیریں کی ہیں کہ کیا عرض کروں خیر آج اور تدارک کرونگا راوی بیان
کرتا ہے کہ بادشاہ نے دربار برخاست کیا پھر تھوڑی دیر تک دربار آراستہ رہا آپ کو ہر ایک بعد برخاست
ہونے دربار کے اپنے خیمہ میں آکر یہ فکر کرنے لگا کہ کیا تدبیر کی جائے اُس دن خواجہ نے
بہت بندوبست کیا بڑا انتظام کیا راوی نے بیان کیا ہے کہ اُس شب کو بھی عشاق نرطاقی آکر دس
سرداروں کو لے گیا اور بہت ہوشیاری کے ساتھ صبح کو صاحبقران کو جو خبر ہوئی خواجہ پر بہت خفا
ہوئے قصہ مختصر دس دن کے عرصہ میں قریب سو سوا سو کے سردار غائب ہوگئے اور کچھ حال نہ کھلا
کہ کون لے جاتا ہے صاحبقران ہر روز خواجہ پر خفا ہوتے ہیں خواجہ ایک دن سے دوسرے دن
زیادہ بندوبست کرتے ہیں مگر کچھ کام نہیں آتا ہے پس صاحبقران نے عاجز ہو کر ایک دن جب
دربار آراستہ تھا سب عیار سوا شہزادہ عمر عیار کے اُس مقام پر موجود تھے صاحبقران کی اجازت سے ایک
رقعہ اس مضمون کا لکھکر اُڑایا کہ جو کوئی ہم کو اس راز سے آگاہ کریگا پچیس ہزار روپیہ اُسکو ہم انعام
میں دینگے اور یہی تقریر زبان سے بھی فرمائی پس اور عیاروں نے قصد کیا تھا کہ خواجہ نے انکی
طرف یہ نگاہ قہر دیکھا ہر ایک اپنے مقام پر تھم گیا خواجہ نے اپنے مقام سے اُٹھ کر وہ رقعہ لیا
اور اسکو پڑھا صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر آپکو یہ حال معلوم ہوگا تو پچیس ہزار روپیہ عنایت
فرمائینگا اور سردار جو رہا ہو کر آئیں تو اُنکا بھی کچھ انعام ملیگا صاحبقران نے فرمایا ضرور خواجہ
نے عرض کیا کس قدر فرمایا کہ پچیس ہزار خواجہ نے عرض کیا کہ اُسکا بھی رقعہ تحریر فرمایئے پھر میں
کوشش کروں گو کوشش کرتا تھا مگر نہ اس طور کہ جس سے ظاہر ہوتا درحقیقت لشکر کا بندوبست
کرتا تھا اب میں بیرون لشکر جا کر تلاش کرونگا یہ کام سوا میرے دوسرے سے نہ ہوگا یا سکا
یہ ہی مصرعہ کہ مزد و رخوش دل کند کار بیش ہوا اب تک کوئی نفع کی صورت نہ تھی اب امید قوی
ہوئی ہے میں جان لڑا دونگا صاحبقران نے اُسوقت اُس پچیس ہزار کا بھی رقعہ تحریر کرکے خواجہ
کو دیا جب خواجہ رقعہ پا چکے خواجہ نے چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثالث سے کہا
کہ بعد دربار کے تم ہمارے خیمہ میں آنا ہم کچھ مشورہ کرینگے اُن سب نے عرض کیا کہ بہت خوب
دربار آراستہ رہا راوی بیان کرتا ہے کہ ہر روز کی خبر سمندر کو معلوم ہوتی رہتی ہے بذریعہ رہبر اخبار
کے اور عرصہ سے گرداب شاہ وغیرہ کی خبر تمام بھی دربار میں سمندر شاہ کے ہے یہ ابھی
وہاں سے نہیں آیا ہے اس خیال سے کہ شاید کچھ حال معلوم ہو تو تدبیر کی جائے سمندر خود حیران
ہے کہ یہ کیا واقعہ ہے اہل دربار سے کہتا ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے ایسے ایسے عیار ہیں وہ کچھ تدبیر
نہیں کرتے اور اس امر کو عیاری کرکے نہیں دریافت کرتے یہاں پر کچھ عیاری نہیں کام کرتی
ہے اسکا کیا سبب ہے سب عرض کرتے ہیں کہ اس فکر میں ہونگے تدبیر کرتے ہونگے سمندر نے
کہا کہ میں دریافت کرتا مگر کیا کروں جب وہ اپنے کام سے فراغت کر لیگا مجھکو خود تحریر کریگا اسوقت
معلوم ہو جائیگا جو ہوگا جیسے ہی فرود نے خبر دی تھی اہل دربار نے کہا کہ یہ امر تو ضرور ہے بس یہاں

اسکو تو یہان چھوڑا جاتا ہی کہ پھر اسکا حال تحریر ہوگا اب حال خواجہ کا تحریر ہوتا ہی کہ یہ جو صورت مسافر کی
پہنے ہوئے لشکر سے نکلے اور باہر لشکر کے آئے انھون نے فال کھولی بس جدھر کو اُنکے خیال نے
راستہ دی اُس طرف کو چلے شاطری بانے ہوئے روانہ ہوئے کوسون نکل گئے ایک صحرا سے
پر بہار ملا اُسکے قریب دو پہاڑ بھی تھے خواجہ اُس صحرا کی سیر کرنے لگے وہ صحرا بہت پر بہار تھا
ہر طرف مرغزار تھا لالہ لگا ہوا تھا خواجہ کو وہ صحرا بہت پسند آیا تھوڑا ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور
فکر کرنے لگے کہ کیا تدبیر کرون اور کیا عیاری کرون کہ یہ حال ظاہر ہو کہ کون سردارون کو گرفتار کر لیجاتا ہی
مگر عیاری کس پر کرون کسی کا حال معلوم ہو مقام کا نشان ہو تو عیاری بھی کی جائے نہ نام معلوم نہ
نشان عیاری کس پر ہو یہ فکر کر کے خیال کیا کہ یون تو بیکار رہنا بالکل عبث ہی چار پیسون کی فکر کرو
تاکہ کچھ نفع ہو یہ خیال کر کے اپنے دل مین کسوت عیاری نکالی ہاتھ کو دیکھا ہاتھ کی پشت کو مین سو
ساتھ لکر پلیٹین نکال آئے ایک اُن مین سے پسند کیا اس کسوت کو کھولا بہت سی تصویرین نکالین
ایک تصویر کو پسند کیا وہ ایک ساہوکار کی لڑکی کی تھی اپنی صورت آئینہ سامنے رکھکر اُسکی صورت
سے مشابہ بنائی بالکل فرق نہ رہا جب صورت مشابہ ہو چکا تو ایک لہنگا بہت عمدہ نکالا اُسکو
پہنا اور ایک شلوکہ پہنا کیا خوب مسی لگائی پٹیان بنائین زیور پہنا سیندور کی لکیر مانگ مین دی سرمہ لگایا
دوپٹہ کاسنی سر سے اوڑھا اُس پر سے ایک دولائی اوڑھی گھونگٹ نکالا ایک تھال برنجی اُس مین حلوا
اور کچھ ہار پھول اور ایک چوکا اُس مین روغن گاؤ پڑا ہوا بتیان پڑی ہوئین ہاتھ مین لیکر اور
سب سامان نذر زنبیل کر کے ایک طرف چھم چھم کرتی ہوئی عجب ناز و انداز سے چلی اگر عابد شب
بیدار بھی دیکھ لے تو فریفتہ ہو جائے وہ صورت بنائی تھی جو کہ عابد کش زاہد فریب تھی وہ نازک
نازک کلائیان وہ نرم نرم انگلیان وہ پھول سے بازو کہ جسکے اوپر بلبل ہزار جان سے فریفتہ ہو
وہ نورانی پیشانی اُس پر سیندور کا ٹیکا قطعہ سہاگ ملا ہوا وہ اونچی اونچی چھاتیان جو کہ دل عاشق
کو برباد کرین وہ جوبن کا اُبھار سینہ پر غضب کرتا تھا اگر فرشتہ آسمان بھی دیکھ لے تو دل ہار دے
و مارو ... اس پری کی چاہ محبت مین قید ہونا گوارا کرے باوجودیکہ صاحب نفس نہین ہین اور
جو کہ نفس رکھتے ہین اُنکا کیا حال ہوگا ایسی صورت تو ہزار نالے نے کبھی دیکھی ہو نہ پیرانہ سالی چشم
مہر و ماہ نے دیکھی ہوگی جیسی صورت خواجہ نے اپنی بنائی تھی بس عجب انداز سے قیامت
برپا کرتی ہوئی چلی یہ کہو اس صورت پر اپنے کو آراستہ کر کے ایک طرف کو روانہ ہوئی کہ انکا
حال پھر تحریر ہوگا اب کچھ حال عشاق کا تحریر ہوتا ہی

اب قصہ حال عشاق نطاقی مین قلم فرسائی کی جاتی ہے

راوی نازک خیال بیان کرتا ہی کہ آج جو عشاق سردارون کو قید کر کے لایا اپنے لامکان مین لاکر
اُنکو مثل طائرون کے قفس مین بند کیا اور خود شراب خواری کر کے سو رہا راوی نے یہ بیان کیا
ہی کہ سب یہ قید سحر ہی اور جو ساحر مین انکی زبان مین سوزن ہی وہ بھی قید سحر مین مبتلا ہین زبان
بیکار ہی دوسرے کی حس و حرکت کیا کرین جنکو زمانہ گذرا ہی وہ بے ہوشی مین آنکھین سوا
دیکھنے کے کوئی اُن مین حالت نہین ہی خاموش بیچارے جو حال گذرتا ہی سنتے اور دیکھتے ہین
کیا کرین کہ کچھ بس نہین ہی بیچارے گرفتار بلا ہین وہ قفس مین سر ٹکراتے مین رہ جاتے ہین ہا اُنکے سامنے

پند کرے کہ جو منھ مین آیا وہ بکنے لگے ایسی باتون سے ذلت حاصل ہوتی ہے جاؤ جاؤ اپنی راہ لو کیون
اپنی آبرو کے پیچھے پڑے ہو یہ اس آوارہ سے کہا اور اس طریقہ سے ہاتھ اٹھا کر سینہ پر سے ڈوپٹہ ڈھلائی
ہٹ گئی اور چھاتی کھل گیا یہ جو عالم دیکھا وہ حبشی اور بیقرار ہو گیا اور جو یہ تقریر سنی فوراً یہ جواب دیا
کہ اے ماہتاباں واسطے آرام دل ناصبوران مین کہان جاؤن اب تو سوا تیرے مجھکو قرار نہین چاہے
آبرو جائے چاہے رہے بدون تیرے وصل کے مین زندہ نہ رہونگا جو جب شہر عشق مین تیرے کوہ غم
سر پر لیا جو ہو سو ہو عیش و نشاط و زندگی چھوڑ بیٹھا جو ہو سو ہو مجھے کچھ پروا نہین ہے مین اپنی
جان سے ہاتھ دھو چکا ہون اب مین کہان جاؤنگا نہ تمکو جانے دونگا بس تیرا اسی مین ہے کہ میرے
ساتھ میرے مکان پر چلو ورنہ مین اپنی جان دے دونگا اور تم سے قدم اٹھایا یا اور دامن سے اپنے گلے
[illegible] اگر تمکو یہ منظور ہو تو چاہو مین منع نہین کرتا [illegible] اس پری وش نے کہا کہ کیا خوب آپ
مجکو [illegible] تمہاری جان جاتی ہے [illegible] کا نقصان ہو گا تم اپنے بہت [illegible]
[illegible] اگر [illegible] خیال کرون تو ہزار دن تم [illegible]
[illegible] کوئی [illegible] حسن دیا ہے وہ
کیا کوئی [illegible] کہا اس حبشی
نے جواب دیا [illegible] دل کو بیقرار نہ کرو مین
[illegible] مر جاؤن تیری [illegible]
[illegible] شراب وصل [illegible] زبان [illegible]
[illegible] مسکرا کر کہا کہ وہ حبشی [illegible] ہاتھ بڑھا کر [illegible]
[illegible] اٹھتا تھا کہ ایک برق چمکی اور ایک نور پیدا ہوا اسکی روشنی زیادہ ہے کہ جسکی
سبب سے وہ حبشی ایسا جو [illegible] ہوا کہ اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا بیقرار ہو گیا دل
اتفاقاً کیا کہ گلے سے لگا کر دو چار بوسہ لون پھر تخل [illegible] حاصل کرون دست گستاخ کو کسی
اور جانب دراز کرون یہی قصد اس بار عشق [illegible] یہ تصور کرکے یہ شعر پڑھتا ہوا
بڑھا شعر [illegible] کا جو زمانہ مین [illegible] سا کس پر [illegible] چھوڑ چلا اور دل شیدا کس پر [illegible] پیاری
مہ لقا خدا کے لیے جواب [illegible] اب مجھ سے [illegible] کس پر [illegible] فتنہ پرداز فسون ساز
ستمگر عیار [illegible] افسوس دل آیا بھی تو آیا کس پر [illegible] فریب آگے بیٹھا جانے کا قصد کیا تھا
کہ اس نازنین کا جب [illegible] اس حبشی نے آنا تھا تو پہچان لیا تھا جیسے اسنے قصد لپٹ
جانے کا کیا کہ اسنے اپنی بائین آنکھ دکھائی جو ایسی نشانی پائی کہ وہ حبشی سر جھکا کر پیچھے ہٹا اور
شرمندہ سا ہو کر رہ گیا کہا اس نازنین نے کہا آپ کے پوچھنے ہی مین موجود ہون اور کسی طرف
یا کہین بڑھا سے کچھ [illegible] فرماتے یہ عادت آپکو کب سے ہوئی معلوم ہوا صحرا مین آپ
اسی واسطے رہتے ہین الکہ دو کی خبر سناتے ہین واہ کیا خوب نہ دیکھا نہ بھالا جو چاہا وہ کرنے
لگے ایسی مستی اچھی نہین ہوتی ہے کچھ بدنامی کا بھی خیال نہ کیا اگر دراصل کوئی زن بازاری
ہوتی آپ اسکی ضرورت سے گرتے ذرا ہوش و حواس سے کام کیا کیجیے اپنے پرائے کو
خیال کر لیا کیجیے اگر مین نہ اپنے کو ظاہر کرتا تو آپ نے اپنی جوانی کی امنگ ظاہر کی تھی تم تو
ایسے نہ تھے اور سب تو شہدے بدمعاش ہین مگر جناب تمہاری کوئی حرکت ایسی نہ سنی نہ دیکھی

کہ اسنے اپنے پیچ سر کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور اسکو نیام سے لیا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمکی اسنے چمک کر
آواز دی کہ خبردار ہو جاؤ اب جو وار کرتی ہی ایک برق کی سب کی نگاہوں کو خیرہ کرتی ہی اس برق کا کوندا
تھا اب جو دیکھا تو چاروں کے سر تن سے اڑ گئے ہیں اور دو دو ٹکڑے ہو گئے ہیں انکی گردنوں سے
بجائے خون کے شعلے نکل رہے ہیں دفعتاً وہ شعلے بالا آسمان گئے اور ایک چادر آتشین
بنکر زعفران پر چلے اسنے جو دیکھا کہ چادر آتشین میرے اوپر آتی ہی گو تجکو جلا نہیں سکتی ہی مگر ساحر ہے تو
کام ہی کچھ نہ کچھ ضرر ضرور پہونچا سکے گی فوراً سحر کیا کہ ایک نہر نکل طیار ہو گئی یہ فوراً اس نہر میں کود پڑی
اور غرق آب ہو گئی وہ شعلے اس نہر میں آکر گرے اور بجھ گئے اور چاروں پتلے پھر انکے جسم سے انکا اٹھوں
نے انکو جلا کر خاک کر دیا مریخ نے جو یہ واقعہ دیکھا کہ اسنے میرے چاروں پتلوں کو کیونکر قتل کیا اور چادر
آتشین سے بھی نہر بنا کر اپنے کو بچایا پس غصہ آگیا اور اپنے پتلوں کو جلتا دیکھکر اور زیادہ طیش میں آیا فوراً
جھولی میں ہاتھ ڈالا جو کہ سامنے تخت پر رکھی ہوئی تھی اور اسمیں سے ایک ناریل نکالا انپر خون کے چھینٹے
دیکر جو اسم سحر دم کر کے اس نہر پر مارا اور وہ ناریل قریب نہر جا کر شق ہوا اس ناریل کا شق ہونا تھا
کہ اس سے ایک چادر آگ کی نکلی اور پانی میں نہر کے گرے ایک سناٹا نہر میں تمام پانی خشک ہو گیا زمین
صاف ہو گئی اس نہر کے مقام پر دریا سے آگ موجیں مارنے لگا شعلے بلند ہو ہو کر بالا سے آسمان جانے
لگے اسقدر وہ زمین گرم ہوئی کہ زعفران کو تاب نہ رہی اسنے خیال کیا کہ یہ کیا آفت آئی زمین کیوں اسقدر
تپنے لگی کیونکہ یہ تو اسی مقام پر غرق زمین تھی اس آگ کی حدت نے تمام زمین کو گرما دیا تھا اسی آگ کی
گرمی نے اسکے جسم پر اثر کیا اگر تھوڑے عرصہ تک اسی مقام پر رہتی تو ضرور کچھ نہ کچھ زک اٹھاتی جیسے
ہی گرمی محسوس ہوئی فوراً وہاں سے چلی ایک مقام پر آکر اسنے سحر سے بلند زمین کا شق کیا اور فوراً باہر نکلی سنبھلا
دیکھا کہ خاک میں آلودہ تھی یہ طریقہ شق کر کے نکلی کہاں پر کہ قریب تخت مریخ مریخ نے جو دیکھا کہ زمین سے
سلامت نکلی کچھ پڑھکر جو دم کیا جہاں پر کھڑی تھی وہاں پر کی زمین شق ہوئی یہ غرق ہونے لگی زعفران
نے جو دیکھا کہ مریخ نے سحر کیا ہی کہ میں زمین میں غرق ہوئی جاتی ہوں فوراً سحر کیا کہ زمین پہلی حالت میں آگئی
یہ اسی طرح قائم رہی ادھر مریخ نے زعفران پر سحر کر کے اب جو غور کیا وہ دریا سے آگ جو موجیں مار
رہا تھا ایک مرتبہ دھواں ہو کر غائب ہو گیا یہ تو اس دریا کو نابود کر کے پھر اٹھا گو اپنا سحر تھا مگر جس غرض سے
کیا تھا وہ مطلب حاصل ہو گیا مطلب یہ تھا کہ یہ نہر خشک ہو جائے اور زعفران زمین سے نکل آئے وہ ہی ہوا کہ
نہر خشک ہو گئی زعفران زمین سے نکل آئی جب یہ دریا کو برطرف کر چکے ادھر اسنے زمین کو قائم کیا اور اپنے
تو اس درستی کے ایک مرتبہ نیمچہ کھینچ لیا اور یہ کہکر کہ تو سحر سے نہ قتل ہوگا معلوم ہوا میں تجکو نیمچہ سے
قتل کرونگی چلی مریخ کی طرف مریخ نے جو اسکو نیمچہ کف آتے ہوئے دیکھا خود بھی تخت پر سے
کود پڑے اور اپنے نیمچہ کو نیام سے لیا اور پینترا بدل کر کھڑے ہو گئے سحر کر کے ایک سپر اپنے سر پر
قائم کی راوی نے یہ بیان کیا ہی کہ جب مریخ کوئی سحر زعفران کا رد کرتے تھے تو اہل اسلام تعریف
کرتے تھے اور جب زعفران اپنے کو سحر مریخ سے بچاتی تھی تو کفار تعریف کرتے تھے اب راوی
نے اس طور سے اس جنگ کو بیان کیا ہی کہ باہم نیمچہ چلنے لگا پہلے وار زعفران نے نیمچہ کا کیا
مریخ نے اپنے کو اس سے بچایا صفت یہ ہی کہ سپر خود بخود گردش کرتی ہی جدھر نیمچہ زعفران کا آتا
ادھر اس طرف سپر بھی آکر سپر ہوتی ہی پس مریخ زعفران کے وار رد کر رہا ہی زعفران
متواتر وار کر رہی ہی مریخ ہر ایک وار کو نہایت خوبی رد کرتا ہی سپر مثل پرکار کے پھر رہا ہی جب کوئی وار

شرمائے جاتا ہے جب خواجہ نے دیکھا کہ قران فرط شرم سے سوا جاتا ہے ہنسکر فرمایا کہ اے قران تم اس قدر
خجل کیون ہوتے ہو مین دل لگی کرتا ہون یہ مجھکو یقین ہے کہ تم نے مجھکو پہچانا نہ تھا ورنہ تم کبھی ایسی حرکت
کے مرتکب نہ ہوتے مین تمھارے افعال سے بالکل واقف ہون اور اے قران ہر وقت دل پر کسی کا
قابو نہین ہے تم کو کیا معلوم تھا کہ مین ہون تم نے جانا کوئی نازنین ہے بس اب مت شرماؤ یہ بتاؤ کہ تم یہان
کہان قران نے اپنی حالت بیان کی خواجہ سے قران نے عرض کیا کہ استاد آپ کہان اس
صورت پر طیار ہو کر جاتے ہین کیا کسی مقام پتہ لگا ہے خواجہ نے کہا کہ نہین مین نے یہ صورت تو صرف
کچھ پیدا کرنے کے لیے بنائی ہے تاکہ پھول جائے اٹکل جیسے تم نے فریب کھایا تھا اسی طرح شاید کوئی اور دھوکا
کھائے ورنہ ابھی تک تو کہین پتہ بھی نہین ملا یہ کہکر ساری حالت اپنے آنے کی بیان کی خواجہ قران
سے ہنس ہنس کر باتین کرتے تھے قران خواجہ سے اتفاق زمانہ سے کہ شاقی شہر والی اپنے تخت
سحر پر بیٹھا ہوا اور تخت ہوا پر اڑتا ہوا خرامان خرامان صحرا کی سیر کرتا ہوا چارون طرف نگاہ دوڑاتا
ہوا چلا آتا تھا کہ ایک مرتبہ اسکا گذر اس صحرا مین بھی ہوا اور اسکی نگاہ ان دونون پر پڑی اسنے دیکھا
کہ واہ کیا قدرت خداوندی ہے کہ پہلو سے دو لپٹی پڑی ہے یا پہلو سے گل بین نمایان ہے زاغ و بلبل کا ساتھ ہے
یا ماہتاب کو ابر سیاہ نے گھیر لیا ہے اس نے اپنے دل مین خیال کیا کہ دونون مین اسکی کوئی حبشی اور یہ نازنین
کیونکہ اسنے دیکھا کہ ایک مرد حبشی قوی ہیکل گران ڈیل اٹھا ہوا ہے اسکے روبرو ایک نازنین نازک
بدن گل پیرہن نازک اندام سر سے پاؤن تک زیور جواہر مین ایک تمثال ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑی ہے
اور ہنس ہنس کر باتین کر رہی ہے اسکو رشک ہوا کہ یہ حبشی کیا خوش تقدیر ہے کہ اسکو ایسی نازنین
نصیب ہوئی اور یہ نازنین کیا بد تقدیر ہے کہ ایسے حبشی پر عاشق ہوئی ہے ہمارا اپنا تقدیر ہے ایسی
تقدیر خداوند نے ہماری نہ کی کہ ہم پر ایسی نازنین کو عاشق کرتا اس حبشی کی ہیئت کیا ہے کہ ایک
لنگ باندھے ہوئے ہے اور ایک گز بھر کا ہوئے سر پر نرا سا بندھا ہوا ہے کچھ بال داڑھی
تو نہین معلوم ہوتا ہے نہ معلوم نازنین اسکی کس بات پر عاشق ہے اگر اسکو کہا جائے کہ وہ جو عاشق ہے
تو اسکی نازک اندامی اور خوبصورتی پر یہ کس بات پر فریفتہ ہے وہ تو ایسی صورت نہین رکھتا ہے کہ
کوئی اس پر فریفتہ ہو کس طور سے خوش ہو ہو کر باتین کر رہی ہے اور وہ بھی کیا خوش ہے اگر وہ خوش
ہے تو بجا خوش ہے کہ اسکو ایسی نازنین ملی ہے یہ اپنے خیال کر رہا تھا اور تخت بالا ہوا اور دیکھے
ہوئے کھڑا تھا اب جو اسنے بہ نگاہ غور دیکھا اور نظر خریداری سے دیکھا تو ایک تیر عشق تھا کہ اسکے
قلب و جگر کے پار ہو گیا اسنے اُف کرکے اپنے دل پر ہاتھ رکھ لیا اور کلیجہ پکڑ کر بیٹھ گیا کہنے لگا اپنے
دل سے کہ اب تو جو کچھ ہو مین تو اسکو اسکے پاس سے اٹھا لے لیتا ہون یہ حبشی میرا کیا کریگا کیونکہ
محبت اسکی فراق مین صبر نہ ہوگا یہ اپنے دل سے کلام کرکے جھولی پر ہاتھ ڈالا اس مین سے ایک
پنجہ نکالا اس پر سحر کرکے طراق سے پھینکا اور کہا کہ اس نازنین کو اٹھا لا جو کہ اس حبشی کے روبرو
کھڑی ہوئی باتین کر رہی ہے تڑاق سے بجلی چمکی کہ جس کے سبب سے اسکی اور اس حبشی کی
آنکھین چکا چوندی ہو کر رہگئی ادھر وہ پنجہ اس نازنین کی کمر مین آکر پڑا اور اسکو لیکر طرف آسمان
کے چلا وہ چلائی کہ اے میرے عاشق کوئی مجھکو طرف آسمان کے لیے جاتا ہے جلد میری خبر لے
مین یہ تجھسے کہتی تھی کہ کوئی نہ کوئی آفت آئیگی دیکھو وہ مین چلو مگر تم نے نہ مانا کہا کہ تھوڑی
دیر تو ہوا کھالین خوب ہوا کھائی مجھکو ہاتھ سے کھو بیٹھا مین تیرے قربان جلد میری خبر لے اور مجھکو

اس آفت سے بچا قران نے جلدی سے آنکھیں مل کر دیکھا تو کیا نظر آیا کہ کوئی خواجہ کو بالا سے آسمان لیے
جاتا ہے بڑا پیچھا کو دوسے جستن کی مگر کچھ نہ ہوا وہ پنجہ سن سے لیکر بالا سے ہوا جا کر غائب ہو گیا یہ مایوس ہوکر
بیٹھ رہے اُسکے بنائے کچھ نہ بنا انکو بڑا افسوس ہوا کہ خواجہ میری ذات سے مبتلا سے بلا ہوئے نہ میں روکتا نہ
وہ جھپٹتے نہ اس آفت میں مبتلا ہوتے نہ معلوم کوئی دوست لے گیا ہے یا کوئی دشمن خدا جانے خواجہ کی
اسیری کا میں سبب ہوا وہ اپنے دل میں کیا کہتے ہونگے ہزاروں باتیں سناتے ہونگے اور لعن و طعن
کرتے ہونگے میں کیا جانتا تھا کہ یہ نازنین خواجہ ہیں اگر میں جانتا تو کبھی نہ روکتا یہ بدنامی میرے مقدر میں
لکھی ہوئی تھی لاحول ولا قوۃ جب معلوم ہو گیا تھا تو پھر میں کیوں بات کرنے لگا کیا فاش خطا ہوئی خیر
خدا اُنکا مالک ہے اگر دوست لے گیا ہے تو کوئی مقام خوف نہیں ہے ہاں اگر دشمن لے گیا ہے تو خدا کے سپرد
کیا کیونکہ وہی سب کا مالک ہے اور جانثار قران یہ کہکر ڈھونڈھتا پھرا ایک طرف کو سر جھکائے ہوئے چل
کھڑے ہوئے کہ اگر برق کہیں مل جائے تو اُس سے خواجہ کا حال کہیں اور کہیں کہ اس صحرا سے کہا کو
آسمان پر سے بلا آئی ہے اُٹھا لے جاتی ہے اگر اسکی صلاح ہو تو خواجہ کی تلاش میں جائیں کہ کون لے گیا
ہے اس مقام پر تو ٹھہرنا نہ چاہیے کیونکہ یہ مقام [illegible] ہے مجھکو یہ گمان نہ تھا نہ گمان ایسا فرتنبہ برق چکی
پھر جو آنکھ کھولی تو خواجہ کو بالا سے ہوا دیکھا قران مثال شغال اپنے اپنے خیال کرتے ہوئے اسی صحرا میں
ایک طرف کو جاتے ہیں تلاش میں برق ثانی کے انکو تو ادھر سرگردان رہنے دیجئے اب حال خواجہ کا سماعت
فرمائیے وہ پنجہ جو انکو لیکر چلا یہ چالاک رہے [illegible] سن سے بلند ہو گیا یہ چمکنے سے اور تموج
ہوا سے بیہوش ہوگئے تھے کہ اس پنجہ نے لاکر عشاق کے پاس تخت پر پہنچا دیا عشاق نے
اس نازنین کو دیکھکر ایک آہ کی مگر خوش ہو گیا تخت پر لٹا دیا اور چہرہ پر گلاب وغیرہ چھڑک کے بیدار کرکے پھر کا
کہ اسکو ہوش آیا تو آنکھ کھولکر دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا ہے میں اُسکے برابر لیٹا ہوں اب جو غور کرکے
دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو عشاق نہ طلائی ہے بس فوراً آنکھ بند کرلی اور کہنے لگی کہ یہ کیا خواب ہے میں تو گھڑی
ہوئے اپنے معشوق سے وہ ہم عاشق سے کلام کر رہی تھی کہ یکایک کوئی چیز میری کمر میں پڑی کہ میں
اسکے سبب بلند ہوئی میں بیہوش ہوگئی شاید خواب دیکھ رہی ہوں میں ایسے خواب سے باز
آئی میں اپنے عاشق کی خواستگار ہوں یہ کیا خواب پریشان ہے یہ جو اس نازنین نے کہا عشاق
نے جواب دیا کہ اے جان من واہ معشوق من یہ خواب نہیں ہے بلکہ عین بیداری ہے تو ذرا ہوشیار ہو
اور خبردار ہو اٹھکر بیٹھ تو میں تجھ سے حال بیان کروں یہ جو خواجہ نے اسکی زبانی سنا فوراً گھبرا کر اٹھ
کھڑے ہوئے اور آنکھیں مل کر کہنے لگے کہ تو کون ہے تو نے کیونکر مجھکو میرے عاشق سے جدا کیا یہ کیا ظلم تو نے
کیا وہ میرے فراق میں تڑپ کر مر جائیگا ارے جلد مجھکو اُسکے پاس پہونچا دے ورنہ میں اپنی جان
دونگی تو نے مجھکو میرے دل سے جدا کیا ہے یہ کیا کیا ہے تو بڑا ظالم معلوم ہوتا ہے یہ جو اُسنے کہا عشاق
نے جواب دیا کچھ غم نہ کر اب تیری اور اُسکی ملاقات غیر ممکن ہے میری طرف دیکھ میں تیرے اوپر عاشق
ہوں میں تجھکو اپنی جان کے برابر رکھا کرونگا کیوں اسقدر گھبرا گئی ہے ارے اپنے کو دیکھ اور اسکو دیکھ تو پری
جمال وہ دیو خصال تو حسن میں طاق وہ بدصورتی میں شہرۂ آفاق وہ سیاہ رنگ تو مثل پری کے
شوخ و شنگ کہیں بھی آجتک دیو پری میں وصل ہوا ہے کبھی بھی خار برابر گل کے بیٹھا ہے یہ کیا
تیری حرکت ہے یہ کون سی لیاقت ہے کہ تجھ ایسی پری ایسے بدصورت پر فریفتہ ہو اری میرے
وصل کو قبول کر میں تجھکو تمام دنیا کی نعمتوں سے کامیاب کرونگا یہ تقریر جو اُسنے کی اب خواجہ نے اپنے

درست کرکے اور سب طرف سے اپنے کو پوشیدہ کیا اُس سے ہٹ کر بیٹھے اب جو دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو
عشاق نہ طاقی ہو بڑا ساحر ہو دیکھیے کیا ہوتا ہو معلوم ہوتا ہو کہ یہی سرداروں کو بھی اُٹھا لاتا ہو لشکر
سے خبر معلوم ہو جاتی لیکن یہ معلوم نہیں اسکا مکان کہاں ہو اور کہاں رہتا ہو اگر خدا نے چاہا تو اسکو تو قتل کیا
پر بہت ہاتھ سے اب پھر کہاں جاتا ہو یہ تصور دل میں کیا اور دل سے کہا کہ اُس دن تو سمندر
سے آکر بچا لیا اب ضرور اسکی قضا ہو یہ خیال کرکے ایک مرتبہ پیچھے جھک کر دیکھا اور آہ کی اُسنے
جواب دیا کہ اے جان مت کیوں اپنے کو ہلاک کرتی ہو اری وہ تیرے قابل نہ تھا وہ تو ایک کالی
بلا ہو تو اپنی طرف دیکھ اور اسکی صورت دیکھ یہ کیا غضب ہو کہ تو اپنی جان دیے دیتی ہو اُسنے
جواب دیا کہ یہ تو کیا جو وہ کلام کرتا ہو کیا تو نے نہیں سُنا ہو کہ کسی نے مجنون سے کہا کہ لیلا
تو ایک بدصورت عورت ہو تو کس بات پر اسپر مرتا ہو یہ سُنکے مجنون نے ایک آہ کی اور جواب دیا
کہ لیلی را بہ چشم مجنوں باید دید اگر تو میری آنکھ سے دیکھے تو تجھے معلوم ہو بس تیری نگاہ میں
وہ بدصورت ہو میری نگاہ سے دیکھ اور میرے دل سے اُسکا حال دریافت کر نہ معلوم
کہ میرے قالب میں کیا گذرتی ہو سنتا ان ... لیا اُس قالب سے دریافت کر کہ اسکو
اور یہ مصیبت پڑتی ہو گل کی جدائی کو دل بلبل سے پوچھ اور فراق یار کو دل عاشق سے
دریافت کر یہ تو بیکار کہتا ہو جس پر یہ مصیبت پڑتی ہو وہی خوب اسکا مزا جانتا ہو جس پر نہ
پڑی ہو وہ کیا جانے میرے دل سے اس لذت کو دریافت کر میں ضرور اسکے فراق میں تڑپ
تڑپ کر مثل بلبل کے جو کہ قفس میں گل سے جدا کرکے بند کی جاتی وہ بہت بیقرار ہو اور
صیاد بیرحم سے اُن پر ظلم ہوں وہ تنگ قفس میں اپنی جان دے اُسی طور سے یہ آفت
کبھی میرے اوپر آئی تھی جب سے میری شادی اسکے ساتھ ہوئی تھی میں کیونکر نہ محبت
کرتی اور کیونکر نہ عاشق ہوں کیونکہ میرے بزرگوں نے میرا ہاتھ اُسکے ہاتھ میں دیا ہو یہ
انس و الفت قدیمی ہو جو کہ زن و شوہر میں ہوتی ہو میں اس جدائی سے اپنے کو ہلاک کرونگی
اُسنے جواب دیا کہ اے جان سن اب تو اس محبت کو ترک کر اور اسکے خیال کو اپنے دل
سے دور کر نہ تو اپنے والدین سے ملیگی نہ اُس سے اب یہ امر محال ہو یہ بتا کہ تو جاتی کہاں
تھی اُسنے کہا کہ میں اپنے شوہر کے ساتھ یہ جا کو جاتی تھی یہ صحرا اچھا معلوم ہوا میں اور وہ
سیر کرنے لگی کہ یہ آفت آئی اب تو جلد بتا کہ تو کون بلا ہو جو تو نے یہ ظلم میرے اوپر کیا
ہو عشاق نے کہا کہ اے آرام دل ناصبور میری اصل حالت یہ ہو کہ میں ایک ساحر
ہوں میرا نام عشاق نہ طاقی ہو میں صحرا سے نہ طاق میں رہتا ہوں اُسنے یہ سُنکر کہا
کہ کیا وہاں نو طاق ہیں اُسنے جواب دیا کہ نہیں اُس مقام کا نام ہو جواب دیا ہاں میں
سمجھی خیر بیان کرو عشاق نے کہا کہ میں نہ طاق سے اپنی نانی کو لیکر یہاں آیا تھا
براے علاج کہ وہ علیل تھی یہ خیال کیا تھا کہ وہاں ایک حکیم ہیں میں جاکر اُنکا علاج
کرون تاکہ نانی کو صحت ہو یہ مجکو نہ معلوم تھا کہ یہاں لشکر اسلام اُترا ہوا ہو اور سمندر شاہ
سے مقابلہ ہو رہا ہو اگر یہ معلوم ہوتا تو میں کبھی نہ آتا جب یہاں آیا حکیم صاحب کو سمندر شاہ
نے طلب کیا بہ سبب لشکر اسلام کے آنے کے حکیم صاحب بھی گوشہ نشین ہوئے
ہیں بس اُنکی صورت بنکر لشکر اسلام کا عیار آیا وہ بڑا مکار ہو اُسنے قصد کیا تھا کہ میری

نانی کو قتل کرے اُس نازنین نے کہا کہ عیار کس کو کہتے ہین اور وہ دوسرے کی صورت کیونکر بنا
عشاق نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ بالکل نادان اور ناسمجھ ہی کچھ نہین جانتی ہی جواب
دیا کہ ای جان من عیار بھی ایک انسان کی قسمت ہی مثل ہمارے اور تمھارے وہ بھی آدمی
ہی اُسنے جواب دیا کہ مین یہ سمجھتی تھی کوئی جانور ہوتا ہی یا کوئی پریو ہی کہ دوسرے کی صورت
بن جاتا ہی عشاق نے کہا کہ وہ آدمی ہی یہ بھی ایک پیشہ ہی کچھ دوا لگا کر دوسرے کی
صورت بن جاتے ہین کبھی عورت کبھی مرد ایسے بنتے ہین کہ کوئی پہچان نہین سکتا ہی خیر اس
سے کوئی غرض نہین ہی وہ تو میری نانی نے اُسکو سحر کے سبب سے پہچان لیا اُسنے جواب دیا
کہ تم تو کہتے تھے کہ کوئی پہچان نہین سکتا ہی پھر کیونکر پہچان لیا جواب دیا کہ سحر سے سب حال
معلوم ہو جاتا ہی اُسنے کہا کہ اب معلوم ہوا بس عشاق نے کل حال بیان کیا اپنا ذلیل ہونا
اپنا ابر سحر جا کر لانا اُسکا پیدا ہونا سمندر کا عین وقت پر پہونچنا اور اُسکے ہاتھ سے جان کا
بچنا ہمراہ سمندر کے آنا دربار مین اُس سے رخصت ہو کر اپنی نانی کو لیکر روانہ ہونا طرف
شہ طاق کے راہ مین خیال آیا کہ خالی جانا بیدل اہل اسلام کو زک دیئے ہوئے بیکار ہی
اپنا لامکان طیار کرنا اُس مین قیام کرنا شب کو جا کر سرداروں کا لشکر سے اُٹھا لانا بیان کیا
کہ اب مین اُسی لامکان مین رہتا ہون آج میرا ارادہ ہی کہ مین لشکر مین نہ جاؤن کیونکہ کئی
شب سے جاگ رہا ہون اسوقت اسی قصد سے بیٹھا ہوا تھا کہ آج شب کو چین سے بسر
کرونگا کل سے پھر جاؤنگا کہ دل گھبرایا تخت سحر پر سوار ہو کر برائے سیر نکلا کہ صحرا کی سیر
کرون سیر کرتا ہوا ادھر آنکلا تم کو اس حبشی کے ہمراہ کلام کرتے دیکھا بڑا تعجب ہوا میرا
دل تم پر آیا تم کو سحر سے اُٹھا لیا اب اُسی لامکان مین جا کر رکھونگا وہان سب سامان
راحت موجود ہی تمھارے ساتھ بعیش و راحت بسر کرونگا اب تم اُسکا خیال اپنے
دل سے دور کرو اور میری محبت کو اپنے قلب مین جگہ دو مین تم پر جان و دل سے عاشق
ہون میرے حال پر رحم کرو یہ جو تقریر اُسنے سُنی اپنے دل مین کہا کہ اب معلوم ہوا کہ نانی کی
کارروائی تھی بھلا کیونکر پتہ چلتا خیر خدا نے اپنا فضل کیا کہ یہان تک پہونچایا اب انجام
اچھا معلوم ہوتا ہی ضرور کوئی نہ کوئی سبیل اُن سب کے رہائی کی نکلے گی اسکے قتل کا
زمانہ قریب آیا یہ خیال دل مین کر کے ایک آہ کی اور کہا کہ ای عشاق تو نے مجھکو کسی
طرف کا نہ رکھا کیونکہ اُس میرے عاشق سے یون جدا کیا کہ جو میرے ساتھ اپنی زندگی
بسر کرتا تمھارا کیا اعتبار جب تم کہتے ہو کہ ایسے عیار دشمن ہین وہ ضرور تلاش کر کے یہان
بھی آئینگے اور ضرور تمھارے قتل کی تدبیر کرینگے عشاق نے کہا کہ ای ملکہ تم اسکا
نہ خوف کرو اب کوئی مجھ تک نہین پہونچ سکتا ہی اول تو مکان مین نے درمیان زمین و
آسمان کے بنایا ہی دوسرے اُسکا دروازہ نہین ہی تیسرے یہ حال میرا کسی کو معلوم
نہین ہی یا اب تم کو میرے کہنے سے معلوم ہوا ہی تیسرا نہین جانتا ہی تم یہ چاہو گی نہین
کہ مین قتل ہون اُس نازنین نے جواب دیا کہ تم نے تو مجھکو کسی قابل نہین رکھا اب
سوائے تمھارے ہمارا کیا سہارا ہی جو کچھ ہو تم ہی ہو مین کیا کر سکتی ہون جو میرے
مقدر مین تھا وہ ہوا میرا عاشق ضرور میرے فراق مین اپنا حال تباہ کریگا اور مین اُسکی

بھاڑ نت میں عشاق نے کہا کہ اے ملکہ تم اب اسکا خیال نہ کرو میری طرف اپنا دل لگاؤ کیونکہ
اب اُس سے ملاقات ہونا محال ہے جواب دیا کہ ہاں اب سوائے اس امر کے کیا ہوگا جو گذری
وہ گوارا کرینگے یہ کہکر خاموش ہو رہی عشاق بہت خوش خوش تخت سحر اڑائے ہوئے اُس
نازنین یعنی شیواجہ سے باتیں کرتا ہوا چلا جاتا ہے راوی اسی سپہر صحرا میں سے اُس نقلی نازنین
کے مصروف ہے اب حال قران کا تحریر ہوتا ہے کہ جب وہ پنجہ شیواجہ کو اُٹھا کر طرف آسمان
لے گیا قران مایوس ہوکر افسوس کرتے ہوئے ایک طرف صحرا کے چلے تھے یہ چلے
جاتے تھے کہ ایک مرتبہ ایک طرف سے پھر صدائے چھم چھم آئی انھوں نے پلٹ کر دیکھا
کہ یہ صدا کہاں سے آئی کیا شیواجہ پھر آ گئی اب جو دیکھا تو ایک درے پہاڑ سے ایک
نازنین سبز مین مہ جبین کارچوبی لہنگا پہنے ہوئے گلنار دوپٹہ سر پہ دھانی محرم کرتی دونوں
چھاتیاں مثل انار کے یا حباب کے سینہ پر نمودار آنکھوں میں سرمہ دیا ہوا ناک میں نتھ چٹیاں
بنی ہوئیں سر سے پاؤں تک زیور میں غرق بصد ناز و ادا اُس درے کوہ سے نکلی طرف صحرا
کے چلی جیسے ہی قران کی اس پہ پڑی دل پکڑ لیا اور کہا کہ یہ تو اُس سے بھی زیادہ شوخ
و شنگ ہے یہ تو استاد ہے یہ کون ہے ذرا اسکو بھی دیکھنا چاہیے آواز دی کہ اے جانے والی
ذرا ادھر بھی ایک نظر عنایت ہو تمھارے مشتاق ہیں اُسنے خیال بھی نہ کیا کہ پھر قران نے
صدا دی ابکی اُسنے پلٹ کر دیکھا کہ حبشی پکارتا ہے منھ پھیر لیا راوی نے بیان کیا ہے کہ جب
اُسنے ادھر منھ کیا تھا تو ایک اُسکے چہرہ سے نور پیدا ہوا تھا اور ایسی پاکیزہ صورت تھی کہ
جسکو دیکھکر قران از حد بیقرار ہوا بس جب اُسنے دیکھا کہ حبشی ہے فوراً اپنے پیر کا انگوٹھا دکھا
اشارہ یہ تھا کہ پاپوش لوسنے ہی جا اپنی راہ لے اس کالی صورت پہ یہ انداز یہ اُسکی شرارت
قران کو اور پسند آئی دل نہایت بیتاب ہوا مثل شعلہ جوالہ کے یا سیاہ آندھی کے لپک کر
اُسکے قریب آ گیا اور کہا کہ کدھر جاتی ہو میرے دل کو لیکر میں تو نہ جانے دونگا کہ اُسنے بہ نگاہ
قہر قران کی طرف دیکھا ادھر قران نے جو اُسکی طرف دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو برق ثانی
ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ جس طرح سے برق فرنگی پر عورت کی عیاری ختم ہے اور عورت
خوب بنتا تھا اسی طور سے برق ثانی بھی خوب عورت بنتا ہے اسی سبب سے اُسکو برق ثانی
خطاب ملا اور اسی مرتبہ پر فائز ہوا بس قران نے پہچان لیا مگر یہ خیال کیا کہ اسکو ستاؤ ادھر
برق نے بھی قران کو پہچان لیا کہ یہ حبشی قران مثالتش ہیں مگر ظاہر نہ کیا قران نے پھر دوا
نر کی جھپٹ کر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور قصد کیا کہ بوسہ لوں کہ برق نے کہا کہ ہائیں بھائی قران
یہ کیا ہے کیا تم کو اپنے بیگانے میں تمیز نہیں ہے ایسے بے بہرہ ہوئے یہ کون حرکت ہے قران
نے کہا کہ کیسا اپنا اور کیسا بیگانہ میں بہت بیقرار ہوں دل کسی طور سے نہیں مانتا ہے میں
ضرور اپنی خواہش پوری کرونگا یہ کہکر قصد کیا کہ گلے سے لگاؤں کہ برق نے کہا کہ بھائی
قران میں ہوں برق ثانی ذرا ہوش میں آؤ یہ کون سی حرکت ہے کوئی ایسا مطیع نفس
امارہ نہیں ہوتا ہے یہ جو برق نے کہا تو قران نے جواب دیا کہ لاحول ولا قوۃ نہ معلوم
میرے دل کو کیا ہو گیا اے برق تم نے تو ایسی صورت بنائی تھی کہ اگر تم نہ ظاہر کرتے
تو میں ضرور بوسہ لیتا اور دست گستاخ کو دراز کرتا کیونکہ میرا دل بہت بیقرار تھا یہ دو حرف کہتیں

مجھسے ہوئین پہلی حرکت سے تو مین بہت شرمندہ ہون برق نے کہا کہ تم بڑے بدمعاش ہو
مجکو کنوٹا کیا تھا قران نے کہا کہ ضرور ایسا ہوتا مین تم کو گود مین اُٹھاکر فلان درسے مین
لے جاتا میرا جو جی چاہتا وہ کرتا خوب ہوا کہ تم نے اپنے کو ظاہر کیا ورنہ بڑی خرابی ہوتی
برق نے کہا کہ مین نے غلطی کی جب تم درسے مین لے جاتے اُسوقت مین اپنے کو ظاہر
کرتا تو تم کو بڑی خفیف ہوتی قران نے ہنسکر جواب دیا کہ پھر مین نہ چھوڑتا چاہے جو ہوتا
برقی نے کہا کہ آپ تو ایسے قوی بھی مجھسے نہ تھے کہ نہ چھوڑتے خوب گدم گدا ہوتی
اگر یقین نہ ہو آزمالو قران نے کہا کہ خیر پھر کبھی دیکھا جائیگا اے برقی بڑا غضب ہوا
مین کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہا اُستاد کو مین نے اپنے ہاتھ سے کھویا نہ معلوم
دشمن لے گیا کہ دوست تھا اُنکا حافظ ہی برق نے کہا کہ کیا ہوا بیان تو کرو اُستاد سے
کس مقام پر ملاقات ہوئی اور کس صورت سے قران نے اول سے آخر تک حال بیان
کیا برقی نے ہنسکر جواب دیا کہ آپ کوئی بیسے اوپر نہین فریفتہ ہوئے پہل اپنے بزرگون
سے کی اے بھائی قران وہ کون تھا جو اُستاد کو اُٹھالے گیا قران نے جواب دیا کہ مین
نے دیکھا بھی تو نہین ورنہ مین جانے دیتا یہان قران مین اور برق مین ہنس ہنس کر یہ باتین
ہو رہی ہین کہ عشاق اُس نازنین سے باتین کرتا ہوا چلا آتا ہی بالاے ہوا کہ اُسکی نگاہ
اتفاق سے ان دونون پر پڑی دیکھا کہ وہی حبشی ایک نازنین سے جو کہ پہلی نازنین
سے بھی زیادہ خوبصورت ہی کھڑا ہوا ہنس ہنس کر باتین کر رہا ہی وہ بھی بہت کھل مل کر
کلام کر رہی ہی یہ اُس سے بھی زیادہ خوبصورت اور صاحب جمال ہی اسکو رشک ہوا
یہ حال دیکھکر اور اپنے دل مین کہا کہ یہ حبشی بہت صاحب قسمت ہی کہ جو عورت اسکو
ملتی ہی وہ صاحب جمال اور بے مثال ہوتی ہی اپنا حسن وجمال مین مثل و نظیر نہین
رکھتی ہی پہلے وہ تماشہ دیکھا اُسکو مین نے فریفتہ ہوکر رشک وحسد سے اُٹھا لیا اب جو
دیکھا تو اُس سے زیادہ نازک اندام سے وہ کھڑا ہوا باتین کر رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس کے
پاس کوئی ایسی چیز ہی کہ جسکے سبب سے ایسی ایسی عورتین اسکو پیار کرتی ہین یہ عورت
کی طرف سے بہت خوش نصیب اور صاحب تقدیر ہی کوئی حبیب کا تعویذ اسکے پاس ہی
یا اسکی آنکھ مین موہنی ہی کہ جسکے سبب سے ہر ایک اس سے الفت کرتا ہی یہ خیال کرکے
اور حسد کے سبب سے اسنے خیال کیا کہ اس نازنین کو یہ واقعہ دکھانا چاہیے کہ اسکا
دل اُسکی طرف سے پھر جائے اور یہ مجھ سے رغبت کرے جب یہ سوت کو دیکھے گی تو اسکو
اُس سے نفرت ہوگی میری رغبت ہوگی کیونکہ عورت کو سوت کی جلن بہت ہوتی ہی
یہ اپنے دل مین تصور کرکے کہا کہ اے ملکہ ایک تماشہ دیکھو گی اُسنے کہا کہ ہان وہ
کیا تماشہ ہی اُسنے کہا کہ سامنے صحرا کی طرف دیکھو کہ وہ کون کھڑا ہی اور کس سے باتین
کرتا ہی تم ہی کہتی تھین کہ وہ مجھ پر مرتا ہی میرے غم مین ہلاک ہوگا میری مفارقت
مین اپنی جان دیگا اُسکو تو کچھ پروا نہین ہی وہ تو دوسری عورت سے دیکھو کس خوشی
سے کھڑا ہوا باتین کر رہا ہی اُسکے چہرہ پر ذرا بھی کچھ ملال نہین ہی معلوم ہوا کہ اُسکا یہ طریقہ تھا
کہ تمھاری بھی خوشی کرتا تھا دوسری عورت بھی رکھتا تھا اُس سے بھی اپنا دل

خوش کرتا تھا تم کو میں نے اٹھا لیا اُسنے خیال کیا ہوگا کہ تم نہیں اور سہی ہم اکیلے نہ رہیں گے ای
ملکہ تم تو اپنی جان دو اسکو کچھ پروا نہ ہوا ایسے مرد کا کیا اعتبار بلکہ جو کوئی مرتا ہے اُس پر مرتا
ہے جو اپنے پر مرے راہ چلتے پر نہیں مرتا ہے دیکھ لو کچھ بھی اُسکو تمھاری جدائی کا ملال ہے تم
اپنی جان دیے دیتی ہو بس دیکھ لی اُسکی محبت معلوم ہوا کہ تم اُس پر عاشق تھیں وہ تم پر
عاشق نہ تھا صرف تمھارے سبب سے اور نیز اس سبب سے کہ تمھارے اقوال اُس کے
ساتھ شادی ہوئی تھی وہ بھی یہ خیال کرتا تھا کہ کیا کروں یہ بھائی برادری کا مفسدہ ہے اگر
چھوڑ دونگا تو سب بدنام کرینگے بسر کرتا تھا جیسا کہ اُسکے پاس تم سے خوبصورت موجود ہے
تمھاری کیا پروا ہے بس آپ کا خوب معلوم ہوگیا یہ سنکر مشتاق نے کہا اُس نازنین
سے واسطے [illegible] کہا پہلے ہی نظر میں دیکھ لیا اور پہچان لیا کہ فراق ہیں اور اُس نازنین
کو فریب اور دغا سے گفتگو [illegible] کر اندازے سے خیال کیا کہ یہ برق فنانی ہے جب تو اس طور
سے باہم کلام ہے ورنہ اس صحرا میں ایسی نازنین کہاں کہ جہاں کوسوں پرے آدمزاد کا آنا
دشوار ہے تمام جان تک یہ ممکن نہیں ہے کہ پیکر خیالی بھی انسان کا یہاں آسکے نہ کہ پیکر اصلی
بس ایسی حالت میں ضرور یہ برق فنانی ہے اور عورت بھی خوب بنتا ہے بس یہ خیال دل
میں کرکے کہا کہ کہاں کہاں اُسکے چندرانے کو اُسنے انگلی کا اشارہ کرکے کہا کہ فلاں درخت
کے سایہ میں جو کہ اُس دریا کے کوہ کے سامنے ہے جب اُسنے اس طور سے پتہ دیا تو اُسنے
دیکھکر کہا کہ سچ کہتی ہو یہ کہکر پیشانی پر ہاتھ مارا اور کہا کہ واے مقدر میں نے اپنی جوانی
مفت برباد کی اگر میں یہ جانتی تو کبھی اُسکے ساتھ محبت نہ کرتی یہ تو ایسی باتیں کرتا تھا
کہ میں کیا کہوں میں جانتی تھی کہ اپنی جان و روح جانتا ہوگا افسوس یہ کیا ہوا ہے تو وہ
بات ہوئی کہ ہم تو تم پر مرتے ہیں تمھارے کچھ خیال میں نہیں آتا ہے ہم تو دم بھر کی جدائی کو
برابر ایک سال کے خیال کریں وہ دوسروں کی محبت اپنے قالب میں پوشیدہ کریں اور
یوں ظاہر کریں دراصل میری تو حالت اُسکے فراق میں غیر تھی میں ضرور اپنے کو ہلاک کرتی
اسکو کچھ پروا نہیں ہے بس میں نے بھی اُسکی محبت کو ترک کیا مرد کا کچھ اعتبار نہیں یہ اپنے
مطلب کا یار ہوتا ہے جس سے مطلب نکلا وہ اُسوقت تک اچھا ہے جب تک کہ مطلب ہے
جہاں مطلب نکلا پھر تم کون اور ہم کون معلوم ہوا یہ سب مرد اپنے مطلب کے ہیں انکی محبت
غرضی ہوتی ہے جہاں غرض پوری ہوئی پھر اپنے نہیں ہوتے دوسرے کی تلاش کرتے ہیں بیکار
کو عورت کو بدنام کیا ہے کہ عورت بے وفا ہوتی ہے ہم تو عورت سے زیادہ وفادار کسی
نہیں جانتے مرد کی ذات بے وفا ہے بے وفائی انکی سرشت ہے اگر میں اس مقام پر نہ ہوتی
تو ضرور اپنی جان دیتی کہ ہاے یوں محبت کرنے والا جدا ہوگیا وہاں کچھ پروا
اب مجھے تم سے بھی امید نہیں ہے کوئی مجھسے زیادہ حسین و خوبصورت تم کو مل جائیگی
اُس سے محبت کرلوگے میری پروا نہ ہوگی بس تم لوگوں کا اعتبار نہیں ہے مشتاق نے
جواب دیا کہ اے ملکہ مجھسے قسم لے لو کہ میں جو تم سے کبھی بے وفائی کروں [illegible]
یہ کوئی فرض نہیں ہے کہ سب عورتیں ایک سی ہوں اور سب مرد یکساں [illegible]
کی طبیعت و صورت و سیرت و خصلت و حرکت جدا جدا ہے اپنا اپنا [illegible] افعال [illegible]

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد ہے خدا نے پنج انگشت یکسان نکرد ہے تم مجھ سے کسی قسم کا شبہ نہ کرو
میں اپنی زندگی تمہارے ساتھ بسر کرونگا اگر آپ میرے رو برو میری تا قیامت باہر رہے تو بھی آنکے
تو تمہاری موجودگی یا غیر موجودگی میں کبھی اسکی ذات آنکھ اٹھا کر نہ دیکھوں اگر دیکھوں تو میری
آنکھیں پھوٹ جائیں میں جوان مر جاؤں اس نازنین نے کہا کہ معاذ اللہ ایسا نہ کرو میں نے تو زبان سے
نکالا تو اچھا ہوگا تمہارا ابھی امتحان ہو جائیگا اگر میری خوشی چاہتے ہو اور تم سے ہو سکتا ہے تو
ان دونوں کو اٹھالو میں انکو اپنے رو برو بٹھا کر تمہارے ساتھ عیش کرونگی شراب خواری
کرونگی فرحت وصل سے حاصل کرونگی اور انکو جلاؤنگی جنکے بیچ میں اسوقت ان دونوں کو پاسے
کلام ہوتے ہوئے دیکھکر جلی ہوں راوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ نے اپنے دل میں خیال
کیا تھا کہ کسی تدبیر سے قران و برق بھی آجائیں تو شاید کوئی سلسلہ اسکے قتل کا نکلے یہ خیال
کرکے کہا تھا کہ اٹھا لے عشاق نے جو سُنا تو کہا کہ اگر تمہاری یہ مرضی ہے تو ابھی لو یہ کتنی
بڑی بات ہے یہ تم نے سچ کہا کہ تم اسکو بھی جلاؤ میرے ساتھ عیش کرو مگر وہ اسکے ساتھ عیش
کریگا اس نازنین نے جواب دیا کہ غصہ تو ضرور آئیگا جب میں تم سے ہم کلام ہونگی تو ضرور
جلیگا دوسرا مزہ یہ ہے کہ ہم اور تم جو شراب پئینگے اور دونوں کو پلائینگے وہ ان دونوں پر بار ہونگے
ہم انکو جلائینگے عشاق نے کہا کہ ابھی لو یہ کہکر چھڑی ہاتھ میں لی اور کہا کہ پنجہ نکالنے ان پر کچھ
پڑھکر براق سے اٹھا کر پھینکے اور کہا کہ وہ جو دونوں زن و مرد باہم کلام کر رہے ہیں انکو
یہاں اٹھا لاؤ کسی قسم کی زک نہ پہونچے برق تیگی براق سے وہ پنجہ اٹھکر انکی طرف چلے اُنکے
قریب پہونچے کہ ایک چمک ہوئی قران نے کہا کہ ذرا خبردار رہو تا ایسی ہو قبل اسوقت بھی
چمکی تھی جب تک یہ دونوں خبردار ہوں دوسری چمک ہوئی آنکھ جھپک گئی ایک مرتبہ
دونوں کی کمر میں آکر پنجے پڑے اور لیکر طرف آسمان کے چلے اودھر برق ثانی وادھر قران
اپنے دل میں خیال کرنے لگے کہ یہ کیا آفت آئی کون ہم کو لیے جاتا ہے ادھر ادھر ہاتھ مارنے
لگے مگر کچھ نہ ہاتھ میں آیا وہ پنجے سر سے لیکر اونچے پرواز کرنے لگے کہ یہ دونوں بیہوش ہوگئے
پنجوں نے لاکر تخت پر عشاق کے رو برو ڈال دیا بس عشاق نے انکو دیکھکر اس نازنین
سے کہا کہ یہ دونوں حاضر ہیں اس نے کہا کہ اب میں ہو چکی چلو جہاں تم رہتے ہو بس یہ
جو اُسنے کہا عشاق خوش ہو گیا اپنے تخت سحر کو طرف لامکان کے روانہ کیا یہ دونوں
ابھی بیہوش پڑے ہیں کہ وہ تخت ایک مرتبہ قریب لامکان پہونچا اسنے وہاں پہونچکر
سحر کیا کہ لامکان ظاہر ہوا اب خواجہ یعنی نقلی نازنین نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا مکان
درمیان زمین و آسمان کے ہوا پر قایم ہے گردش کر رہا ہے کہ جب وہ گردش کرکے اسکی
طرف وہ رخ آیا کہ جدھر اسنے دروازہ قایم کیا ہے اسکو پہچان ہے اسنے سحر کیا کہ وہ ساکت
ہو گیا بس عشاق نے بعد ساکت کرنے کے سحر کیا کہ دروازہ ظاہر ہوا یہ مع تخت کے
اندر مکان کے آیا اب پھر سحر کیا کہ وہ مکان گردش کرنے لگا مگر صفت یہ ہے کہ اندر جو لوگ
ہیں انکو گردش اس مکان کی نہیں معلوم ہوتی ہے بس تخت پر سے اتر کر اس نازنین نے
کہا کہ ملکہ آؤ یہ جو کہا وہ نازنین اُسکے ہمراہ چلی اُسنے کہا کہ انکو بھی لیتے چلو عشاق نے
کہا کہ تم چلکر مسند پر بیٹھو پھر انکو بھی ہوشیار کرینگے ملکہ نے کہا کہ اچھا بس ہمراہ عشاق کے

آکر مسند زرنگار پر بڑے غرور سے بیٹھی دیکھا کہ مکان خوب آراستہ ہی ہر قسم کی اشیا موجود ہی شیشہ
آلات چھت پر سے فرش فروش وغیرہ سے پیراستہ جس چیز کی احتیاج ہو سب موجود ہی کسی بات کی
کمی نہین ہی سقف مین سیکڑون قفس آویزان ہی اُنمین سردار قید ہین یہ دیکھکر خواجہ نے اپنے
دل مین کہا کہ خدا نے یہان تک تو پہونچایا اب ایسی کوئی سبیل ہو کہ یہ سب قید سے رہا ہون
یہ مرتد قتل ہو اُدہر ان سب نے دیکھا کہ یہ مرتد جو گیا تو دو عورتین اور ایک مرد کو لایا مرد
حبشی ہی اور عورتین ایک دوسرے سے زیادہ حسین ہی ایک عورت اور مرد تو تخت پر
بے ہوش پڑا ہی ایک نازنین اُسکے ہمراہ آکر تخت پر سے مسند پر بیٹھی ہی یہ لوگ حیران ہوئے
کہ یہ نازنین اسکو کہان سے مل گئی یہ سب تو یہ خیال کر رہے ہین اُدہر اُسنے تامین کہاب کی
صراحیان شراب کی کشتیون مین قرینے سے لگی ہوئی ہین اُنہین ساغر بلورین رکھے اُنکے منھ مین
چھلکتے ہوئے تو ہوش سے پا ہوش پڑے ہوئے لاکر سامنے مسند کے رکھین بعدہ سامان
گانے بجانے کی ستار طبلہ وغیرہ بھی لایا جب سب سامان کرچکا آپ بھی خود آکر کنارے
مسند کے بیٹھنے کا قصد کیا خواجہ نے دیکھا کہ ایک مسہری بھی لگی ہوئی ہی وہ بھی خوب آراستہ
ہی جب یہ کنارے بیٹھنے لگا اُس نازنین نے کہا کہ ادہر آکر بیٹھو میرے برابر اُسنے کہا کہ یہ
بے ادبی مین کیونکر کرون شاید آپکے مزاج کے خلاف ہو جواب دیا کہ تم مجھسے ایسی
باتین نہ کرو یہ کیا حرکت ہی مین تجھسے ہو چکی یہ ہم لوگون کو زیبا ہین یہ کہکر ہاتھ پکڑکر برابر
اپنے مسند پر بٹھا لیا اور وہ سہرا جو چلی اُن دونون کو ہوش آیا اب جو آنکھ کھلی تو اور رنگ
پایا کہ ہم ایک مکان مین ایک تخت پر پڑے ہین اب جو آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو سامنے ایوان
مین دو آدمی بیٹھے ہین اُنمین سے ایک نے اپنے کو ہوشیار کیا ایک نے دوسرے سے اشارہ کیا
کہ ہم کہان آئے اُسنے اشارہ مین جواب دیا کہ معلوم ہو جائیگا یہ کہکر دونون تخت پر سے
اُٹھے اور ہم ملکر طرف ایوان کے چلے اب کیا دیکھتے ہین کہ سیکڑون قفس آویزان ہین اُنمین
ہمارے لشکر کے سردار قید ہین اب تو یہ دونون ہوشیار ہوئے ایک نے دوسرے کی
طرف اشارہ کیا کہ تم نے دیکھا یہ کیا واقعہ ہی مقدر نے کہان پہونچایا خوب تقدیر نے
رہنمائی کی کہ ایسے مقام پر آئے کہ جسکی تلاش مین نکلے تھے آج کئی دن سے پریشان تھے اُسنے
جواب دیا کہ ذرا ادہر تو دیکھو اب جو ایوان کی طرف دونون نے دیکھا کہ عشاق شرطاقی
ساتھ ایک نازنین مہ جبین کے بیٹھا ہوا ہی باہم اشارہ سے کہا کہ پہچانا جواب
دیا کہ خوب پہچانا یہ تو عشاق شرطاقی ہی اب معلوم ہوا کہ یہ اُسکی حرکت تھی کہ سردارون
اسیر کر لاتا تھا بھلا اسکا پتہ کہان چلتا خوب خداوند کریم نے سبب پیدا کیا یہ باہم اشارے
کرتے ہوئے ایوان مین آئے اب جو قران نے دیکھا تو پہچانا کہ یہ نازنین تو وہ نازنین ہی کہ
جو مجکو صحرا مین ملی تھی یعنی خواجہ ہین کہ ایک مرتبہ برق چمکی تھی خود بخود بالا سے آسمان
چلی آئی تھی خوب خواجہ بھی یہان پہونچے اپنا تو کام کیا اب مار لیا جاتا کہان ہی یہ
خیال دل مین کرکے برق مغانی سے اشارہ کیا کہ تم نے پہچانا کہ یہ نازنین کون ہی اُسنے
جواب دیا کہ نہین قران نے کہا کہ یہی خواجہ ہین انہین سے باتین کر رہا تھا کہ خود بخود
یہ طرف آسمان سے اوپچی ہو گئی اب معلوم ہوا کہ ہمارے یہان آنے کا خواجہ سبب

ہوئے ہین پس جب یہ دونون روبرو عشاق و نازنین کے پہونچے ایک دفعہ اُس نازنین نے
اُس حلبشی کی طرف دیکھکر کہا کہ او موئے کل موہے یہ کون سی حرکت تھی کہ ہم تو تیرے اوپر
جان دین تو دوسرون پر جان دے تونے میرا غم بھی نہ کیا دوسرا معشوق پیدا کر لیا جا مین نے
بھی تیرے جلانے کے لیے دوسرا عاشق پیدا کیا اور تجکو مع تیری معشوقہ کے اٹھوا لیا
اب مین اسکے ساتھ عیش کرونگی اور مین اور وہ تجکو دکھا دکھا کے شراب خواری کرونگی کہ
جس مین تو جلے اُس حلبشی نے جواب دیا کہ میری بلا جلتی ہے میرے پاس تجھسے اچھا معشوق
موجود ہے بلکہ مین اسکے ساتھ جب مصروف عیش ہونگا تو تو جلے گی تو مجکو کیا جلائے گی تیرا
خیال کدھر ہے تو اسکی جوتی کی برابری نہین کر سکتی ہے جا بیٹھ ادھر وہ جلنے والے اور ہوتے ہین
ایسی بیباکی سے تو مین نے دوسرا معشوق پیدا کر لیا مین نے تیرا ناز نخرا سب دیکھا مین نے
دوسری طرف دل لگایا اب اُسکا انجام کھلا یہ جو حلبشی نے کہا اُسکو بہت غصہ آیا برہم ہو کر
کہا کہ تو مجھسے زبان لڑاتا ہے تیری قضا آئی ہے تیری بھی یہ کیا قسمت ہوئی ہے کہ تو ہم سے مقابلہ
کریگا یہ جو کہا حبشی نے جواب دیا کہ کیا کوئی مین تیرا غلام ہون جو تجھسے زبان نہ لڑاؤن
بلکہ تو مجھسے زبان نہ لڑا اری تجکو شرم نہین آتی ہے میرے سامنے دوسرے مرد کے پہلو
مین بیٹھی ہوئی مجھسے اس طور سے کلام کرتی ہے بس اپنی آبرو اگر چاہتی ہے تو اپنی زبان بند کر لے
ورنہ خرابی ہوگی یہ جو حلبشی نے کہا اُس نازنین کو غصہ آگیا یہ کہکر اُٹھنے کا قصد کیا کہ دیکھ تو تجکو
کیسی سزا دیتی ہون تو برابری کرتا ہے کہ عشاق نے کہا ملکہ جانے دو غصہ نہ کرو تم کو ہمارے
سر کی قسم بس ہو چکا یہی سزا کافی کہ تم اُسکے سامنے میرے پہلو مین بیٹھی ہو اُسکے مر جانے کو
یہی کافی ہے یہ کہکر کہا کہ ای حلبشی تو سامنے سے اپنی معشوقہ کو لیکر وہ جو اُس طرف دالان ہے
جا اور اسکے ساتھ عیش کر سامنے سے ملکہ کے چلا جا یہ جو عشاق نے کہا قران نے برق
کا ہاتھ پکڑا اور جدھر کو عشاق نے کہا تھا ادھر کو چلا اور یہان آکر کہا کہ دیکھا تم نے برق
کیا رنگ اُستاد نے جما لیا ہے اب یہ حرام زادہ کوئی دم کا مہمان ہے ادھر عشاق نے کہا کہ
گانا گاؤ ملکہ نے پہلے انکار کیا جب عشاق نے بہت اصرار کیا تو ستار اُٹھا کر
بجانا شروع کیا وہ طبلہ بجانے لگا یہ تو ادھر مصروف ناچ و رنگ و گانے مین ہوئے برق
نے دیکھا کہ جہان ہم بیٹھے ہین اسکے سامنے ایک دالان ہے اُس مین ایک مسہری
بچھی ہوئی ہے اور اُس مین پردے پڑے ہوئے ہین اب برق نے سمجھا کہ یہ تو وہ مسہری
ہے کہ جسمین عشاق کی نانی بیمار پڑی ہوئی تھی بس اسنے خیال کیا کہ اُس ملعونہ کو لیجانا
چاہیئے یہ تو یہ خیال کر رہا تھا کہ اُس مسہری سے اسکی خادمہ جو کہ اسکی تیماردار تھی وہ باہر
آئی اور ایک طرف کو چلی برق نے قران سے کہا کہ ذرا تم ٹھہر جاؤ مین عیاری کرتا ہون
یہ کہکر اسکے تعاقب مین چلا وہ ایک مقام پر بیٹھ کر پیشاب کرنے لگی برق نے حباب بیہوشی
کا مار کر اُسکو بیہوش کیا آپ اُسکی صورت پر طیار ہوا یہان تو یہ دونون مصروف
گانے مین ہین انکو کیا خبر کہ کیا ہو رہا ہے ادھر کا عشاق کو کچھ خیال بھی نہین ہے بس
برق اُس خادمہ کی صورت بنا ہوا اُس مقام پر آیا مسہری کے پردے اُٹھا کر اندر
آیا دیکھا کہ مشعلہ جادو بخار مین پڑی ہوئی جل رہی ہے یہ اُسکو دیکھکر خوش ہوا بس اسکی

نکلے تھے ایک نازنین کی صورت بنے ہوئے صحرا مین وگرنہ تھے کہ عشاق اُن پر عاشق ہوگیا
انگوٹھی سحر کے ذریعہ سے اپنے پاس اٹھا لیا اب اُنکے ہمراہ بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہے خواجہ
نے شراب مین بیہوشی ملائی ہے اور جام دیا ہے عشاق پیا چاہتا ہے کوئی دم مین عشاق
کا خاتمہ ہے کیونکہ اس جام مین صرف بیہوشی نہین ہے زہر ہلاہل بھی ہے کہ ادھر شراب حلق
سے اُتری اودھر اُسنے قلب و جگر کو کاٹ دیا اور دم تمام کیا یہ دیکھتا تھا کہ سمندر نے زانو
پر ہاتھ مارا اور کہا کہ غضب ہوا یہ کہکر جلدی سے اوراق جمشیدی پھینک دیے اور کچھ حال
نہ دیکھا اور سحر قران و برق کا بھی حال ظاہر ہوتا اوراق جمشیدی پھینک کر اسنے اپنی پشت
کی طرف دیکھا کہ ایک مرتبہ پشت کی دیوار شق ہوئی یہ خیال رہے کہ ضرغام دربار مین بیٹھا
ہے اُس سے ایک نازنین پیدا ہوئی اُسنے سمندر کو جھک کر سلام کیا اور عرض کیا کہ کیا حکم
ہوتا ہے سمندر نے کہا کہ ای ملکہ حباب افزا تم یہ انگشتری لو اور یہ لوح اور یہان سے فوراً روانہ
ہو فلان صحرا مین عشاق نے لامکان طیار کیا ہے اُس مین اُس نے سرداران اسلام کو لشکر
اسلام سے لے جا کر اسیر کیا ہے مگر غضب یہ ہوا ہے کہ خواجہ عیار لشکر اسلام کسی ترکیب سے
نازنین بنکر پہونچ گیا ہے اور شراب پلا کر اسکو بیہوش کرتا ہے اور قتل کرنے پر آمادہ ہے
اگر ذرا عرصہ ہوا تو وہان خاتمہ ہے پس تم جاتے ہی اُس نازنین کو جو پہلو مین عشاق کے بیٹھی
ہے سحر کر کے پکڑ لینا کہ وہ خواجہ ہے اسکے بعد عشاق کو اس حال سے خبردار کرنا اور میری
طرف سے کہنا کہ کوئی ایسا غافل ہوتا ہے اور مشغلہ جادو کو میرا سلام کہنا اور میری طرف
سے مزاج کی حالت دریافت کرنا یہ انگشتری اس لیے ہے کہ وہ لامکان پوشیدہ ہے اور
گردش مین ہے اُس صحرا کی یہ پہچان ہے جہان وہ لامکان ہے کہ وہان لالہ کے درخت بہت ہین
پس جب تم وہان پہونچنا تو اس انگشتری کو چمکانا تا وہ مکان ظاہر ہوگا اور تھم جائیگا پس تم
یہ لوح دکھانا کہ دروازہ پیدا ہوگا تم اندر چلی جانا لے جلدی جاؤ جو مین نے کہا ہے اُس پر عمل
کرنا دیر نہ کرو پس یہ سنکے حباب افزا نے وہ دونون چیزین سمندر سے لین اور سحر کر کے
اپنے شانون پر دم کیا کہ دو پر پیدا ہوئے سمندر کو سلام کر کے اُڑ کر طرف صحراے لالان
کے روانہ ہوئی ضرغام بھی چونکہ اُس مقام پر موجود تھا یہ حال سنکے فوراً دربار سے نکل کر
اسکے سایہ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا اس خیال سے کہ شاید یہ کسی مقام پر اُترے تو عیاری
کرون ادھر سمندر نے اسکے روانہ کرنے کے بعد سب حال اہل دربار سے کہا وہ لوگ سنکے حیران
ہوئے کہ خواجہ بڑے غضب کا عیار ہے یہان سمندر اس انتظار مین بیٹھا ہوا ہے کہ ملکہ حباب افزا
آئے تو کچھ حال عشاق کا معلوم ہو پھر مین دربار برخاست کرون اسکو تو یہان چھوڑا جاتا ہے
اب حال حباب افزا کا بیان ہوتا ہے کہ یہ اُڑتی ہوئی چلی جاتی ہے ساحرہ بہت حسین و
خوبصورت ہے یہان تک کہ یہ اُس صحرا مین پہونچی کہ جسکا نشان عشاق نے دیا تھا وہان
پہونچکر اُسنے انگشتری کو چمکایا کہ تڑاقہ ہوا وہ مکان ظاہر ہوا گردش کر رہا تھا کہ ساکت
ہوا اُسنے لوح دکھائی کہ دروازہ پیدا ہوا اُس دروازے کے اندر داخل ہوئی یہ اُسوقت
پہونچی ہے کہ عشاق نے جام لبون سے لگایا ہے کہ یہ پہونچی اسنے دور سے دیکھا کہ در
اصل ایک نازنین پہلو مین عشاق کے بیٹھی ہے اور عشاق جام ہاتھ مین لیے ہوئے ہے پینے کا

قصد کرتا ہو کہ اسنے سحر کیا کہ وہ شراب شعلہ بنکر اڑی اُس شعلہ سے صدا آئی کہ اے عشاق ہوشیار
ہو یہ نازنین نہین ہو بلکہ خواجہ ثالث عیار لشکر اسلام تیرے قتل کی فکر مین آیا ہو عشاق
حیران ہوا تھا کہ یہ کیا واقعہ ہو ادھر خواجہ نے جو یہ واقعہ دیکھا حیران ہوئے یہ صدا سنی کہ
اس شعلہ نے ظاہر کر دیا کہ انھون نے قصد کیا کہ نکلیں اور بڑھ لون مگر اُدھر اُسنے سحر کیا تھا کہ
اُنکے ہاتھ پاؤن بالکل بیکار ہوگئے تھے کیونکہ اُسنے پہلے ہی سحر کر دیا تھا اب وہ قریب آئی اور
کہا کہ اے عشاق خبردار ہو یہ نازنین نہین ہو بلکہ عیار ہو اسنے شراب مین بے ہوشی ملا کر
اُس مین زہر ہلاہل بھی ملایا تھا تم کو دیا تھا اگر مین نہ آتی تو تمھارا کام تمام تھا مین وقت پر
پہونچی یہ کہکر جو سحر کیا جو کچھ روغن عیاری تھا سب اتر گیا خواجہ کی اصلی صورت ظاہر ہوئی
اُس ساحرہ نے کہا کہ عشاق دیکھ کہ یہ نازنین ہو یا خواجہ اب جو عشاق نے دیکھا خواجہ
کو پایا اب تو یہ بہت حیران ہوا کہا کہ اے ملکہ تم کو کیونکر حال معلوم ہوا تم نے خوب میری
جان بچائی اُسنے جواب دیا کہ اے عشاق مجھکو بادشاہ نے بلاکر تمھارا حال دریافت کرکے
روانہ کیا کہ جلدی جا ورنہ عشاق کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی فوراً روانہ ہوئی ایسا انگشتری
اور لوح دی تھی کہ جس کے ذریعہ سے یہان تک آئی سب حال بیان کیا اور کہا کہ مین نے
تم کو دیکھا کہ تم شراب پیا چاہتے ہو مین نے سحر کیا کہ اسکا رنگ اور روغن اتر گیا ہاتھ پاؤن
بیکار ہوگئے ورنہ یہ بھاگ جاتا یہ سنکر عشاق نے شعلہ ملکہ سے کہا کہ تم اپنا سحر اس پر سے
اتار لو مین اپنا سحر کرتا ہون اب صبح کو سامنے سب کے اسکو بھی قتل کرونگا اسکے بعد لشکر پر
جاکر صاحبقران کا اسم اعظم بند کرکے تمام لشکر کو غارت کرونگا آؤ ملکہ ہم تم یہ رات جو کہ
ہی ساتھ عیش کے بسر کرین کیونکہ مین تم پر ایک بار سے فریفتہ ہون تمھارے وصل کا
مشتاق ہون اُسنے جواب دیا کہ مین خود تیری مشتاق تھی خداوند نے یہ دن نصیب کیا
کہ میری تیری ملاقات ہوئی مین آئی ہون ذرا نانی امان کے پاس ہو آؤن جو پیام شہنشاہ
نے انکو دیا ہو وہ دے آؤن تو پھر آتی ہون عشاق نے کہا کہ اچھا جب تک مین اس کو
گرفتار کرتا ہون اُس نے کہا کہ نانی امان کہان ہین عشاق نے کہا کہ اُس دالان مین ہین
عشاق ایسا مدہوش ہو کہ بالکل خیال اسکو ان دونون کا نہین ہی کہ مین اور کسی کو بھی
لایا تھا یہان قران شعلہ پر سوار ایک گوشہ مین بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہین سامنے
نہین ہین بس انکو اس حال کی خبر نہین ہی بلکہ برق مثالی سامنے ہو وہ مسہری مین
سے پڑا ہوا دیکھ رہا ہو اس نے یہ سب حال دیکھا ہو افسوس کر رہا ہو کہ کیا وقت پر
یہ لگا نہ آئی ہو ورنہ خواجہ نے کام تمام کیا تھا آج کل کیا خراب تقدیر ہو ہم سب کی
کہ جو کام کرتے ہین وہ خراب ہوجاتا ہو تھوڑی دیر نہ آئی ادھر اسنے سب حال
کو معلوم ہوا کہ یہ نازنین خواجہ تھے ہماری رہائی کے لیے آئے تھے خود بھی اسیر
ہوئے انکو بھی افسوس ہوا اپنے دل مین کہا کہ کیا خراب قسمت ہو کہ جو کوئی رہائی کو
آیا وہ گرفتار بلا ہوا ادھر اُس نے یعنی حباب نے جب اپنا سحر اتار لیا عشاق
نے سحر کیا خواجہ کو ستون سے باندھ دیا خود مسند پر جا بیٹھا ادھر حباب عشاق
کے پاس سے اُس مقام پر آئی کہ جہان شعلہ پڑی ہوئی تھی مسہری کا پردہ اٹھاکر

اندر آئی دیکھا کہ شہزادی کے تخت پر ہزاروں لکھیاں بیٹھی ہوئی ہیں بخار اسقدر ہے کہ بھاپ نکل رہی ہے بیہوش
پڑی ہے کچھ خبر نہیں ہے عجب حالت ہے یہ سرہانے بیٹھ گئی رومال سے لکھیاں اوڑائیں پسینہ کا ہیں شانہ پکڑکر ہوشیار
کیا جب کئی مرتبہ شانہ ہلایا تو ہوشیار ہوئی بہ صدائے ضعیف کہا کہ تم کون ہو اسنے جواب دیا کہ میں
آپکی کنیز حباب اقوا امیر کا سلام پہونچا میں تسلیم عرض کرتی ہوں اسنے کہا کہ عمر دراز ہو بیٹی
اسوقت تو کہاں آئی اسنے کہا کہ بادشاہ نے مجکو آپکے فرزند کے پاس بھیجا تھا یہ کہکر سب حال
بیان کیا کہ یہ ضرور تھا کہ میں اگر اس عیار کو اسیر کرلیا آپکے مزاج کی حالت دریافت
کیا ہے مجھسے کہا تھا کہ نانی اماں سے ملکر انکی حالت دریافت کر لینا سو میں حاضر ہوئی دوسرے
مجھے خود بھی آپکی زیارت منظور تھی یہ سنا اسنے جواب دیا کہ اے کنیز یہ سمندر سے کہتا کہ اس
شخص کا کیا بھروسا کہ جو ہر وقت بخار میں جلا کرے کوئی وقت کم نہیں ہوتا کیا امید کہ جو ایک ٹکڑا
بھی کھا سکے ہر وقت مثل مردے کے پڑی رہتی ہوں اب تو اندھیری ہوگئی ہوں کہ عمر مشتاق
کی خبر بھی نہیں لیتا ہے اپنے دل راحت مشغول ناچ و رنگ میں مصروف رہتا ہے کبھی کوئی نازنین ہے
کبھی کوئی نازنین ہے جب آنکھ کھل گئی صدا تیلیوں کی چلی آتی ہے پہروں پانی کے لیے تڑپا کرتی ہوں کوئی
نہیں بولتا ہے وہ جو خادمہ ہے وہ بھی پاس بیٹھنے سے پرہیز کرتی ہے اٹھ اٹھ کر چلی جاتی ہے لکھیاں بھنکا
کرتی ہیں کوئی جھلنے والا نہیں ہے ایسی زندگی سے تو خداوند موت دیں تو بہتر ہے اری بچی کیا
کہوں کہ جو میری حالت ہے کیا اعتبار زندگی کا اسنے جواب دیا کہ خداوند تصویر آپکو سلامت
رکھیں کیونکہ آپ ہم سب کی بزرگ ہیں یہ کیا فرماتی ہیں کیا کسی کو بخار آتا نہیں ہے کوئی آپکو
نیا بخار نہیں آیا ہے بہت جلد شفا ہوگی دیکھیے میں عمر مشتاق سے کہونگی کہ یہ کیا حرکت ہے اسنے
کہا کہ اے فرزند اب کوئی امید زندگی کی نہیں ہے کیونکہ اب دوا تک حلق سے نہیں اترتی ہے دو
دو دن دوا نہیں ہوتی ہے وہ جو خادمہ ہے وہ کہتی ہے کہ مجکو معلوم ہوتا ہے کہ تم سے مردے کی بو
آتی ہے میں ڈرتی ہوں اے حباب کیا مجھسے دراصل مردے کی بو آتی ہے اسنے کہا کہ وہ جھوٹ
بولتی ہے گھبراتی ہے آپ تو کبھی ایسا خیال نہ فرمائیے اسنے جواب دیا کہ اب مجھے نہیں ہے اور تو دراصل
ہے دیکھو میری پیشانی پر جو پسینہ آیا ہے اس میں مردے کی بو آتی ہے مجکو خود معلوم ہوتی ہے میں اب
کوئی چند دن کی مہمان ہوں یہ جو شعلہ نے کہا حباب نے دیکھا کہ دراصل اسکی پیشانی پر
پسینہ آیا ہے شعلہ نے جو کہ اس سے کہا تھا کہ میرے پاس سے ہٹکر بیٹھ کہ مجھسے مردے کی
بو آتی ہے تیرے اوپر ایسا نہ ہو سب اسنے جواب دیا تھا کہ یہ کیا آپکے خیالات واہیات
ہیں بھلا میں آپسے پرہیز کروں یہ کیا آپ خیال فرماتی ہیں یہ کہکر پیشانی پر سے پسینہ لیکر سونگھا
کہا کہ مجھے تو بھی نہیں مردے کی بو آتی ہے کہا کہ ذرا اچھی طرح سونگھ یہ جو کہا حباب نے خوب سا
لیکر سونگھا بس سونگھنا تھا کہ ایسا چھینک آئی اور لہرا کر چلی برق نے جھٹ پٹ اٹھکر
اسکو سنبھالا اور اسکو آہستہ سے زمین پر رکھدیا اور اٹھکر اپنی صورت اسکی صورت سے
مشابہ کی جب اپنی صورت اسکی صورت سے مشابہ کی تب اسکو ایک چادر میں باندھا اور
مشتاق کی آنکھ بچاکر قران کے حوالہ کیا کہ اسکو بھی لو اس کا بھی کام تمام کرو میں جاکر مشتاق
کی خبر لیتا ہوں اسیطرح تو آکر شعلہ گرفتار کیا استاد کو گرفتار کرلیا بس قران نے اسکو بھی شعلہ
پر رکھا اور پھر کر بیٹھ گئے اور شعلہ کے پاس آ بیٹھے اور حباب اپنی مسکراتی ہوئی طرف

عشاق کے چلی عشاق نے جو اسکو آتے ہوئے دیکھا چونکہ یہ عاشق تو ہو چکا تھا فوراً مسند پر سے
اٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آؤ ملکہ آؤ میں تمھارا انتظار کر رہا تھا کہو نانی امان کا مزاج کیسا ہے جواب دیا کہ
بخار ہے عشاق نے جواب دیا کہ بخار تو اب کوئی دم مفارقت نہیں کرتا ہے میں تو علاج کرتے
کرتے پریشان ہو گیا اب کہاں تک علاج کروں کوئی دوا اثر نہیں کرتی ہے اب میں ان خدا پرستوں
کے مقدمے سے فراغت کر لوں تو انکا علاج کروں ملکہ نے کہا کہ تم کو اختیار ہے یہ کہکر برابر عشاق
کے مسند پر بیٹھ گئی کہنے لگی کہ میں تو ایک مدت سے تم پر عاشق ہوں مگر کوئی موقع نہیں ملتا تھا کہ
تم سے ملاقات کرتی اپنے راز دل سے تم کو آگاہ کرتی عشاق نے کہا کہ یہی میرا بھی حال تھا
تمھارے فراق میں آج خدا نے خوب بیہری اور تمھاری ملاقات کرائی راوی بیان کرتا ہے
کہ سامنے خواجہ ستونوں سے بندھے ہوئے کھڑے ہیں سب سردار جو کہ قید ہوئے ہیں قفس
میں مقید سقفت میں اور بزان میں قران وہاں بیٹھے ہوئے انکا تماشا دیکھ رہے ہیں کہا دوسرے جاب
نقلی نے عشاق سے کہا کہ ملکہ شراب نوش کرو اپنا انش مجھکو بھی دو کہ سرور ہو ہم تم دونوں
باہم عیش کریں وصل کا مزا حاصل کریں کیونکہ ایک مدت سے یہ دن مقدر سے نصیب ہوا
ہے خداوند تصویر سے یہ نصیب ہوا کیا عیش کریں نہ معلوم اب کب ملاقات ہو کب نہ ہو ملکہ
نقلی نے جواب دیا کہ اچھا اگر مجھکو یہ منظور نہ ہوتا تو میں تمھارے یہاں کیوں چلی آتی پھر آج دل کے ارمان
نکال لو یہ کہکر کشتی شراب کی کھینچی اور شراب نوشی کو اٹھا لیا کیونکہ سب سامان تو قبل سے موجود
تھا جب کہ خواجہ نازنین کی تصویر سامنے ہوئے گئے تھے انسے ہی عشاق نے موجود کیا تھا
کہ تاکہ اسکے ہمراہ شراب خواری کرکے وصل کی لذت حاصل کرونگا راوی کہتا ہے کہ خواجہ مایوس
اپنی زندگی سے سامنے کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور دل میں کہہ رہے ہیں کہ کس وقت یہ لعین
آکر پہونچی ہے کہ جب میں سب کام کر چکا تھوڑا زمانہ باقی رہا اگر تھوڑی دیر اور نہ آتی تو میں
کام تمام کیا تھا مگر مقدر سے کیا چارہ ہے ہم سب کی کاتب تقدیر نے اسی قدر زندگی تحریر کی تھی پروردگار
ازل ضرور یہ بوقت سحر ہم سب کو قتل کریگا اور میرے تو ضرور پرزے پرزے اڑا دیگا
کیونکہ میرا تو دشمن جانی ہے یہ عشاق نے کہا بھی تھا کہ اب بتاؤ خواجہ کہ تمھاری کیا
حالت کروں اب تمھاری رہائی میرے ہاتھ سے غیر ممکن ہے میں ضرور تم کو ان حرکتوں
کی سزا دونگا جو کہ تم نے میرے ساتھ کی ہیں خوب تم نے مجھکو ذلیل کیا خوب میرے گھر کو
برباد کیا میرا کلیجہ تمھارے ہاتھوں خون ہو گیا ہے لاکھوں آبلہ دل میں پڑے ہیں اب میں
کب چھوڑتا ہوں کہ تم میرے ہاتھ سے بچ رہو اسکو میں تمھاری تلاش میں تھا خوب خداوند
تصویر نے میری جان بھی بچائی اور تم کو میرے قبضہ قدرت میں بھی دیا ایسے ایسے کلام
بہت سے عشاق نے خواجہ سے کہے تھے خواجہ کو اس سبب سے زندگی سے یاس تھی کہ
اب ضرور قتل کریگا راوی کا قول ہے کہ خواجہ تو ایسے ایسے خیال کر رہے تھے کہ کسی
ملاقات نہ ہوئی صاحبقران کو ہمارے حال کی خبر نہ ہوئی ہم یہاں ایسی حالت سے
قتل ہوئے کہ جسکا کوئی پرسان حال نہیں ہے ادھر ملکہ صاحبہ نے کشتی میں سے
صراحی اٹھا کر جام لبریز کیا اور منہ پھیر کر عشاق سے کہا کہ لو شراب نوش کرو عشاق
اسکی اس ادا کو دیکھ کر بیقرار ہو گیا کہا کہ ملکہ پہلے تم نوش کرلو پھر میں پیونگا ملکہ نے کہا

که ہر دوسے نخرے نه کر پینا ہو تو لے میرا ہاتھ تھکا جاتا ہے میں ایسے نخرے نہیں جانتی یہ سنکے عشاق
نے اُسکے ہاتھ سے جام لیکر بے اندیشہ انجام لاجرعہ کر کے پی لیا اور جو کچھ دُرد بچا وہ خواجہ کی
طرف پھینک دیا خواجہ کو بہت غصہ آیا مگر کیا کر سکتے ہیں مجبور ہیں بندھے ہوئے ہیں کیا زور ہے
جو بدعست نه ہووہ بیچارے جام خالی کر کے ملکہ کو دیا ملکہ نے ہاتھ سے جام لیکر اُسکے دکھانے کو لبوں پر
لیا اور اپنے منہ سے لگایا اُسکی آنکھ بچا کر اُس میں بے ہوشی ملا دی اور اُسکی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا
که لو یه بھی زہر مار کرو یه ہمارا اُلش ہے اس سے تمہاری نجات ہوگی وہ جام بھی ہاتھ سے لیکر پی گیا ذرا
سی بھی نه چھوڑی اب تو ملکہ نے کئی جام بے ہوشی آمیز اُسکو پلائے ادھر تو شراب نے نشہ کیا اُدھر
بے ہوشی نے اپنا کام کیا بس اُسکو گرمی معلوم ہونے لگی سر گردش کرنے لگا اُسنے کہا که ملکہ
تم نے شراب میں کیا ملا دیا که میرا سر گردش کرنے لگا میں شراب میں روز پیتا تھا ملکہ نے جواب
دیا کیا خوب میں کیا ملاؤں گی تم نے کئی جام متواتر پیئے ہیں یہ اُسکا سبب ہے ذرا اُٹھکر ٹہلو شراب
نے گرمی زیادہ کی ہے ہوا کھاؤ گرمی کم ہو جائیگی یہ بات جاتی رہے گی یہ سنکے عشاق اُٹھا که
بے ہوشی تو اپنا پورا اثر کر چکی تھی بارا اُٹھتے تھا پنجرہ کہ سر تلے ٹانگیں اوپر دھم سے گرا ادھر دھما کے کی
صدا جو کان میں قران کے آئی اُنھوں نے جھانک کر دیکھا کہ کیا ہوا دیکھا کہ برق نے اپنا کام
کر لیا بس یہ خوب زور پر بیٹھے اب اُنھوں نے خوب کس کس کر گھونسہ مارنا شروع کیا ہڈیاں پسلیاں
دونوں کی نیلی کر دیں خوب کسر نکالی وہ تو سب بے ہوش ہو کر گرا خواجہ نے جو دیکھا که یہ نیا واقعہ ہے
که اسکو کس نے بے ہوش کیا میں تو گرفتار ہوں یہ کس کی کارروائی ہے قران کبھی عورت کی عیاری
کرتا نہیں ہے یہ کون ہے که جس نے بے ہوش کیا سب سردار بھی حیران ہیں که برق نے نعرہ کیا منم
برق ثانی یوں عیاری کرتے ہیں اسکا نام عیاری ہے یہ کہکر خنجر لیا اُسکے قریب پہونچا اور ادھر
اُدھر دیکھنے لگا خواجہ نے جو برق کا نعرہ سُنا اب جو دیکھا وہ ملکہ حباب افزا نہ تھی بلکہ
برق ثانی تھا خواجہ نے برق سے کہا که واہ کیا کہنا بار دستے ہاتھ ہے تاکہ کام تمام ہو میں قید
سے نجات پاؤں برق نے جواب دیا کہ اُستاد اسوقت کچھ قبول کر دیجیئے تو میں قتل کرتا ہوں
ورنہ ہوشیار کر دونگا میں کو دیکھا تدکر نکل جاؤنگا آپ اسی طور سے بندھا رہیئے آپ خوب مال لے لیکر
پر کے ہیں جو انعام میں صاحبقران نے دیا سب لے لیا یہ کہکر که یہ تو میرا مال ہے اب جو کچھ
ملیگا وہ بھی داخل زنبیل ہوگا یہ بیان کیا جائیگا کہ میں نے یوں عیاری کی اس قدر روپیہ
صرف کیا یہ نقصان ہوا سب اپنا نام کیا جائیگا یہی تو موقع ہے بیان فرمایئے کہ کیا مرحمت فرمایئےگا
جو انعام پائیگا اپنا تو نام عیاری میں نہ فرمایئے گا میرا بھی نام شریک ہوگا خواجہ نے کہا که اے
فرزند برق ثانی تم کیوں پریشان ہوتے ہو یہ عیاری تمہارے نام پر ختم ہوئی تم نے میری
جان بچائی اے برق میرا مال تمہارا ہی مال ہے تمہارا مال بھی میرا مال ہے کوئی غیریت ہے اُستاد شاگرد
کے مال میں کوئی فرق ہے برق نے کہا که یہ تو بجا ارشاد ہوا که میرا مال آپ کا ہے اور آپ کا
مال بھی آپ کا ہے مگر یہ بتایئے کہ کیا عنایت ہوگا خواجہ نے کہا کہ زیادہ باتیں نه بناؤ اپنا
کام کرو کہیں اسی طور سے پھر مسعندر نه خبردار ہو جائے کسی کو روانہ کرے کہ وہ آکر
تم کو بھی گرفتار کرلے پھر حسرت دل کی دل میں رہ جائے میرے تمہارے پھر حساب
ہو جائیگا یہ جو خواجہ نے کہا برق کو بھی خیال آیا بس اُسنے خنجر کو تیز کیا کہ ملکہ کی گردن پر

اسکے جانے کے بعد اُسنے سب حال اہل دربار سے بیان کیا تھا کہ یہ واقعہ گذرا ہے عشاق سے کہا یون خواجہ پہنچے
ہین نے تمہارے سامنے حباب افزا کو اس لیے روانہ کیا ہے بلکہ اپنی انگشتری اور لوح بھی دی ہے اگر وہ عمر کو
مفقود ہو وہ اُس انگشتری سے ظاہر ہوتا ہے اور جس سحر مین جانے کی راہ نہ ہو وہ لوح بتا دیگی پھر روانہ کیا ہے کہ یہ
جا کر خواجہ کو گرفتار کرکے عشاق کے حوالہ کرے اور مجھے آکر خبر دے وہ آئے تو کچھ حال معلوم ہو مین دربار سے
جاؤن محل مین کیونکہ جب تک وہ نہین آتی ہے میرا دل لگا ہوا ہے کہ نہ معلوم وہان کیا گذری خواجہ گرفتار ہوئے
یا نہین اہل دربار نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے ہم سب حاضر ہین جب آپ ضرور تشریف فرمایئے انتظار مین
کوئی دو تین پہر رات آئی اور حباب افزا آئی جب بہت عرصہ ہوا تو عشاق اُستاد سمندر نے سمندر سے کہا کہ یاد
ذرا اوراق مین دیکھو تو کہ حباب افزا کو گئے ہوئے بڑا عرصہ ہوا کیا سبب ہے ابتک نہ آئی کیا وہ مقام نہین ملا جہان
اُسکو تلاش کر رہی ہے اُس مین اتنا عرصہ ہوا کیونکہ اس کام کو گئی تھی وہ تو اتنے عرصہ کا نہ تھا بلکہ پانچ چار ساعت کا تھا کہ
مکان مین جا کر اُسکو گرفتار کرتی عشاق کے حوالہ کرکے چلی آتی اتنا عرصہ کس واسطے ہوا کیا کوئی آفت اُس پر بھی
آئی کیا وہ بھی گرفتار ہو گئی ذرا ملاحظہ تو فرمایئے یہ مقام تشویش کا ہے جو سمندر نے کہا عشاق سے نہین سمندر
نے جواب دیا کہ اُستاد آپ سے بجا ارشاد کیا جاتا جو پہلے اسکا خیال نہ تھا مین دیکھتا ہون یہ کہا سمندر نے اوراق اُٹھا کے
دیکھا کہ حباب و عشاق کیا کر رہے ہین خواجہ اسیر ہوئے یا نہین اس مین نکلا کہ حباب نے جا کے خواجہ کو جب عیار
تعلیم کی خواجہ کو اسیر کیا اُسکے بعد جو پیام تم نے عشاق کو دیا تھا وہ بیان کیا عشاق سے خواجہ کو
باندھ دیا خود اشتیاق مین حباب تھا حباب عشاق پر عشاق حباب پر فریفتہ ہوگئے دونون
مین اقرار ہوا کہ ہم تمہاری نانی کے پاس ہو آئین تو اگر ہم حباب شعلہ کے پاس گئی وہان وہ
شعلہ نہ تھی بلکہ شعلہ کا توکہ جو قران بنا ہے برق ثانی شعلہ کی صورت بنا ہوا ایسا نقصان دونون
عیارون کو بھی یہان عشاق لامکان مین سے گئے تھے اُنھون نے کیا تھا صورت بنا ہوا تھا ایک
اُسکی صورت بنا ہوا تھا بیچاری حباب کو کیا معلوم وہ جا کر شعلہ نقلی کو ہوشیار کیا وہ بڑی مشکل
سے ہوشیار ہوئی اُس سے آپکا پیام کہا اُسنے جواب دیا خلاصہ یہ کہ اپنا بیہوش کیا ابکی آنکی صورت
بنکر عشاق کے پاس برق آیا اور حباب کو بھی قران کے حوالہ کیا کہ انکی بھی خبر لو وہ اُسکا بھی بنانے لگا
اب عشاق کے پہلو مین آکر بیٹھا عشاق کو شراب مین بیہوشی ملا کے بیہوش کیا اب اُسکو قتل کرتے اُستاد وہ تمام گرد
سب عیار جاتے ہین عشاق کا بھی خاتمہ ہوا شعلہ کا سر کاٹ ہو گئین ہے حباب کا سر اُٹھا کر پھوٹ گئی
مر گئین پوری دنیا کی ہوا بھی نہ کھائی کہ سموم موت نے سر نہ اُٹھانے دیا ایسا لپٹا پنجہ مین فنا کردیا اب کس کا حال دریافت
کرتا ہو نہ لامکان ہے نہ عشاق ہے اُس مقام پر خاک اُڑ رہی ہے کوئی پرسان حال نہین ہے یہ واقعہ عشاق پر گذرا یہ حال
دیکھکر سمندر نے ایک آہ بڑی زور سے کی اور کاغذ اُٹھا کر پھینک دیے زانو پر بڑی زور سے ہاتھ مارا اور کہا کہ
افسوس مقدر پلٹ گیا جو کام کیا وہ خراب ہوا یہ کہکر قصد کیا کہ مین جاؤن کہ عشاق نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کچھ
حال تو بیان کرو کہ کیا گذری کیون اسقدر غصہ ہے چہرہ اداس ہے کچھ بیان کرو ہم بھی تو سنین تب سمندر نے کہا کہ کیا
خاک بیان کرون وہان سب کا خاتمہ ہو گیا عشاق بھی قتل ہوئے شعلہ بھی حباب بھی عشاق نے کہا
کہ کیونکر تب سمندر نے پوری حالت بیان کی تب اُسنے کہا کہ تم جانتے کہان تھے بیان کرو اُسنے کہا کہ وہ سب فلان
صحرا کی طرف سے اپنے لشکر کو جاتے ہین ان مین وہ عیار بھی ہین مین جاتا ہون اُنکو گرفتار کرنے اُسکے اُستاد نے
جواب دیا کہ کچھ نقصان ہوا ہے اول تو رات کا وقت دوسرے وہ وہان رہے ہونگے چلے بھی گئے ہونگے تیسرے
کہ اُنکے ہمراہ عیار بھی ہین وہ عیار جو کہ اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہین دیکھو خیال کرنے کا مقام ہے کہ کیونکر جا کر

اور جاسوسوں کو تحریر کیے تھے ان میں سے چند آئے باقی ابھی تک نہ آئے اسکا کیا سبب ہے عشاق نے جواب دیا کہ عجب
نہ آئے اسیواسطے نہ آئینگے جو آئینگے کہاں اپنے ملکوں کا بندوبست کرتے ہونگے جب بندوبست کرلین گے تو آئینگے سمندر نے کہا کہ ہاں
یہی معلوم ہوتا ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب یہ خبر تمام ملکوں میں پہونچی کہ سمندر شاہ نے آفاق شاہ کے ساتھ یہ حرکت
کی کہ اسکو بے قصور سر دربار ذلیل کیا اور اسکے قتل کے درپے ہوا صرف اس خیال سے کہ یہ قتل ہو جاوے تو میں اسکی
زوجہ کو اپنے تصرف میں لاؤں کوئی آفاق کا قصور نہ تھا اگر خواجہ یا لسفد عیار لشکر اسلام رہا کرکے عیاری سے لے
گئے اب وہ شریک لشکر اسلام مع اپنی زوجہ و لشکر کے ہو گیا ہے اور کچھ بھی نہیں جو بادشاہ ذی عزت اور صاحب لیاقت
و انصاف تھے انھوں نے اپنے مقام پر خیال کیا کہ ایسے نا قدردان کی شرکت کرنا کیا ضرور ہے جو کہ کسی قسم کے ناموس کا
خواص رکھتا ہے اسکی شرکت میں سواے ذلت کے اور کچھ نہیں حاصل ہے پس ہم نہ شرکت کرینگے اگر سمندر اہل اسلام
پر ظفریاب ہوا تو اس سے اسوقت کچھ عذر کرلین گے جب وہ ہم سے سوال کریگا اگر اہل اسلام ظفریاب ہوئے تو
دیکھا جائیگا اگر مقابلہ کا موقع ہوگا تو خیر ورنہ صلح کرلین گے کیونکہ جب سمندر مقابلہ کر سکا وہ فتح نہ پا سکا تو ہماری
کیا اصل ایسے ایسے خیال کرکے ہر ایک اپنے دل میں خاموش ہو رہا وہ جو قصد رکھتے تھے کہ سمندر کی کمک
کرین وہ فسخ کر دیا جو اپنے ملک میں لشکر جمع کر رہے تھے وہ اور نیز وہ بادشاہ اور ساحر جو کہ اپنے ملکوں سے لشکر
لیکر چلے تھے راہ سے واپس گئے بلکہ وہ جو قریب سمندر پہ پہونچ چلے تھے بعض ان میں سے جو کہ لشکر لیکر چل چکے تھے
اور بعض وہ جو کہ اپنے ملک میں تھے مگر نہایت سیاہ قلب تھے وہ طرف سمندر پہ کے ضرور روانہ ہوئے اس
خیال سے کہ چلکر بادشاہ کی کمک کرین خدا پرستوں کو قتل کرین انکے خون میں شریک ہوں تاکہ ہم کو ثواب ملے
خداوند بادشاہ ہم سے خوش ہوں پس انکا حال آیندہ تحریر ہوگا کہ وہ کون کون تھے اور انکے کیا نام تھے
جو کہ سمندر پہ آکر شریک ہوئے تھے انکا انجام کیا ہوا کیونکر قتل ہوئے راوی پھر انکا حال بیان کریگا اب
راوی خوش بیان اصل قصہ بیان کرتا ہے کہ جب سمندر نے عشاق سے سنا کہ آئین گے خاموش ہو رہا اسوقت
سے اسکو یہ فکر ہوئی کہ اب خود مقابلہ کرون اس کو تو اس فکر میں چھوڑتا ہے

اب حال لشکر اسلام میں قلم فرسائی کی جاتی ہے

پس جب صبح ہوئی بادشاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے وہ سردار نہ تھے کہ جو چوری گئے تھے آج لشکر میں
غل نہ ہوا کہ سردار غائب ہوئے چالاک ثانی اپنے مقام پر کھڑا ہوا تھا کہ صاحبقران نے چالاک سے فرمایا کہ
آج خواجہ و برق کہاں ہیں چالاک نے عرض کیا کہ وہ کل سے براے تلاش سرداران لشکر سے تشریف لے گئے ہیں
برق ثانی بھی گئے ہیں مجاور براے حفاظت لشکر حکم فرما گئے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ آج تو کوئی نہیں چوری گیا
چالاک نے کہا کہ حضور کے اقبال سے آج تو کوئی نہیں سردار چوری گیا سب حاضر دربار ہیں صاحبقران نے چالاک ثانی
کو خلعت سے سرفراز فرمایا اور فرمایا کہ تم نے خوب حفاظت کی راوی خوش گفتار بیان کرتا ہے کہ یہاں تو دربار آراستہ ہے سب
حاضر ہیں اب حال ضرغام ثانی کا سماعت ہو کہ یہ جو دربار سمندر سے ملکہ جیپا کے ساتھ ہیں چلے تھے وہ تو سحر سے
اڑتی ہوئی چلی جاتی تھی یہ اسکے ساتھ ہیں روان تھے چونکہ قریب شام چلے تھے تھوڑی دور چلے تھے کہ رات ہو گئی اب یہ
کیا کرین کیونکر روانہ ہوں یہ تو رہ گئے تھے یہ وہاں پہونچی اپنا کام کیا قتل بھی ہوئی سب مع ہمراہی ہوئے لشکر کی طرف روانہ بھی
ہوئے مگر یہ اس صحرا میں رات بھر سرگردان پریشان رہے انکو راہ نہ ملی جب صبح ہوئی انھوں نے خیال کیا دل میں کہ اب کدھر
جاوین نہ معلوم راستہ کو کیا گذری اب بیکار ہیں لشکر میں چلو صاحبقران کو اس حال سے آگاہ کرو یہ تصور کرکے وہاں سے
طرف لشکر کے چلے راہ طے کرکے داخل لشکر ہوئے بارگاہ میں آئے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا بادشاہ و صاحبقران کو صاحبقران

نے فرمایا کہ اے ضرغام ثانی تم کہاں گئے تھے کچھ بیان کرو ضرغام نے عرض کیا کہ میں آج کئی دن سے شہر سمندریہ میں پڑا
ہوا تھا کہ خواجہ کی خبر دریافت کروں کہ یہ کارروائی سمندر شاہ کی تو نہیں ہے کہ اسنے کسی ساحر کو مقرر کیا ہو کہ وہ سرداروں کو
لے جاتا ہو یا کسی عیار کو سب میں وہاں حاضر تھا صاحبقران نے فرمایا کہ پھر کچھ خبر معلوم ہوئی اسنے عرض کیا کہ وہ خود حیران
تھا کہ یہ کون ہے ذرا اسکو خبر جاتی تھی وہ خود اپنے اہل دربار سے کہتا تھا کہ یہ کون سرداران اسلام کو اسیر کر کے جاتا ہے کل
تک وہ اسی فکر میں رہا مگر کل اسکا معلوم ہوا مجکو بھی حال کھلا یہ سب کارروائی میاں عشاق کی ہے جب وہ یہاں سے
تنبیہ نہ ہو کر گئے تو انھوں نے لاہوت الارکان بنایا اس میں قیام کیا شب کو آتے تھے سحر کر کے سرداروں کو اسیر کر کے ہوا لے
جاتے تھے اس لاامکان کو سب کی نظروں سے پوشیدہ کر دیا تھا چنانچہ کل سمندر کے قریب شام جو حال عشاق کا دریافت
کیا تو معلوم ہوا بلکہ یہ معلوم ہوا کہ استاد بھی اس لاامکان میں پہونچ گئے ہیں نازنین کی صورت بنے ہوئے عشاق کو
ٹھہرا رہے ہیں کہ ... ایک ساحر کو روانہ کیا سالار تو جا کر اس حال سے عشاق کو خبردار کر دیا کہ خواجہ کو گرفتار
کر عشاق نے جو ارادہ کرنا ... کر تم کو خبر دینا ہے جو حال مجکو معلوم ہوا کیونکہ میں بھی چوبدار کی صورت بنے ہوا ان
کے ساتھ تھا فورا اسکے ساتھ روانہ ہوا مگر وہ ... پر پیدا کر کے چلی میں بھی اسکے ساتھ میں چلا آیا
صحرا میں ... رات ہو گئی اسوقت اسکا سایہ نظر آیا میں تو رہ گیا رات بھر اس صحرا میں سرگردان رہا کہیں پتہ نہ چلا اب
معلوم وہاں خواجہ پر کیا گذری کیا نہ گذری جب صبح ہوئی میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا یہ واقعہ پیرا ہے
آج تو کوئی سردار نہیں چوری گیا صاحبقران نے فرمایا کہ سردار تو کوئی نہیں چوری گیا مگر تم نے یہ خبر وحشت
اثر سنائی کہ جس کے سننے سے ایک قسم کا خفقان پیدا ہوا ہے نہ معلوم خواجہ پر کیا گذری آیا اس نے جا کر اسیر
کر لیا خواجہ نکل آئے اب تک خبر نہیں آتی ہے دل پریشان ہے چالاک ثانی نے عرض کیا کہ حضور تشویش نہ فرمائیں
خواجہ کے غلام کو تو کوئی اسیر نہیں کر سکتا ہے تو بھلا خواجہ کی کیا حقیقت ہے کہ کوئی انکو گرفتار کرے وہ ایسے وحشت عیار
نہیں ہیں وہ بات دوسری ہے کہ دھوکا دیکر صاحبقران نے فرمایا کہ یہ ہی تو امر ہے کہ اسکو تو سمندر نے خبردار کر دیا کہ وہ
جو نازنین ہے وہ خواجہ ہیں تو وہ جاتے ہی گرفتار کرے گی اسکو کچھ ضرورت دریافت کرنیکی نہیں ہے چالاک
نے عرض کیا کہ کسی نہ کسی صورت سے ضرور خواجہ اپنے کو رہا کر لینگے کوئی نہ کوئی صورت ضرور اپنی رہائی نکالیں گے اگر
ایسا ہوا ہوگا آپ پریشان نہ ہوں وہ عشاق نہ طاقی کو قتل کر کے مع سرداروں کے حاضر خدمت والا ہونگے صاحبقران
نے فرمایا کہ خدا ہم چین کرے یہاں تو یہ ذکر ہو رہا ہے اور سب اہل دربار خواجہ کے لیے فکرمند ہیں وہاں جو خواجہ کو اور
سب سرداروں کو ساحر تخت پر سوار کر کے چلے تھے چونکہ شب ماہ کا زمانہ تھا راہ فراموش کی دوسری طرف نکل گئے تھے
وہ رات ان سب کو راہ تلاش کرنے میں بسر ہوئی صبح کو جب خسرو ماہ اپنے شبستان سے نکلا اسنے اپنے شعاع نور سے
عالم کو روشن کیا زمانہ شب برطرف ہوا نیا شب سے صبح برآمد ہوئی آفتاب نے اپنے چہرہ پر سے نقاب شب کو دور کیا تمام
عالم میں روشنی پھیلی تو انکو معلوم ہوا کہ ہم راہ گم کر کے ادھر چلے آئے ہیں اب ان سب نے اوسی طرف لشکر کے چلے
تھوڑے عرصہ میں نشان لشکر نظر آنے لگا بارگاہ ہونے کے کلس دکھائی دینے لگے وہ ساحر اپنے تخت کو سرعت سے بڑھا کر
بہت جلد مع سب کے داخل لشکر فیروزی اثر ہوئے قریب بارگاہ تخت اتارے سب سرداروں کے ملازم اپنے اپنے
آقا کو دیکھ کر دوڑے لشکر میں غل مچ گیا کہ وہ سردار جو کہ چوری گئے تھے واپس ہو کر آگئے ہر طرف سے لوگ دوڑے یہ
سردار تخت پر سے اتر کر داخل بارگاہ ہوئے سب کے آگے آگے خواجہ تھے جلو خانہ کو طے کر کے بارگاہ میں آئے یہاں
دربار آراستہ تھا سب حاضر تھے کہ ایکمرتبہ صاحبقران کی نگاہ خواجہ پر پڑی دیکھا کہ خواجہ مسکراتے ہوئے
چلے آتے ہیں انکے عقب میں سب سرداران ہیں یہ دیکھکر صاحبقران خوش ہوئے کہ اتنے عرصہ میں خواجہ نے
آکر مجرا گاہ پر سے صاحبقران و بادشاہ کو مجرا کیا اور دوڑ کر بادشاہ کی قدمبوسی حاصل فرمائی بادشاہ نے دست

شفقت پشت پر خواجہ کے رکھا بہت مہربانی فرمائی خواجہ صاحبقران سے ملے انھون نے بھی بہت شفقت فرمائی
پھر تو ہر سردار سے ملے مجرا کیا بادشاہ و صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کی اپنے اپنے مقام پر جا کر بیٹھے خواجہ اپنی کرسی پر بیٹھے
قران ثانی الشف اپنے مقام پر برق ثانی اپنے مقام پر صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ کیا واقعہ پیش آیا کیونکر ان سب کا
پتہ ملا خواجہ نے اول سے آخر تک سب حال بیان کیا کل عیاری اپنی و قران کی و برق کی عشاق کا قتل کرنا عیاب
و شعلہ کو مارنا سب روبرو صاحبقران کے بیان کیا صاحبقران و بادشاہ نے و نیز سب اہل دربار نے بہت تعریف کی
اسی وقت خلعت طلب کرکے مرحمت فرمائے اور قریب ایک لاکھ روپیہ کے خواجہ کو انعام میں ملا اور قران و برق کو بھی بہت
کچھ انعام ملا مگر خواجہ کے روبرو کم سب نے پوشیدہ طور سے دینے کا اقرار کیا کیونکہ انھون نے اشارے سے منع کر دیا تھا کہ اگر سب
انکے روبرو مرحمت فرمائیگا تو یہ سب لیں گے ہمارے پاس ایک حبہ نہ رہیگا یہ بیں سب انکو بقدر قلیل پایا ہے بھی خواجہ نے
سب لے لیا اور کہا کہ جب تم کو ضرورت ہوگی مجھ سے طلب کر لینا میں فورا دیدونگا انھون نے یہ کہکر دیدیا کہ ہم کو بھی ضرورت نہ ہوگی ہم نے
آپ ہی کے لیے کوشش کی تھی ہمارا جو مال ہے وہ آپ کا ہے بسم اللہ اب اپنے صرف میں لائیے خواجہ نے مسکراکر جواب دیا کہ تم دونو
مجھ سے لائق ہو ہان سچ ہے کہ تمھارا مال تو میرا ہی ہے شاگرد و اولاد میں کیا فرق ہوتا ہے کچھ نہیں بس یہ باہم خوشی کی تقریر تھی بادشاہ
و سب اہل دربار بہت خوش ہوئے بڑی خوشی حاصل ہوئی لشکر کفار کے ہرکارے یہاں موجود تھے وہ سب حال دریافت کرکے
اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے دربار میں پہونچکر مجرا بجا لاکر جو حال تھا سب بیان کیا اور کہا کہ خواجہ عمرو یار لائے عشاق شعلہ بھی
قتل ہوا یہ جو انھون نے سنا سب حیران ہوئے کہ خواجہ کو کیونکر خبر ہوئی اور یہ کیونکر پہونچے ہم کو خبر نہ تھی شعلہ فخر سب عیار
ہیں یہ یہان کے اندر کی بات تلاش کرکے نکالتے ہیں ان سے خداوند بچائیں یہ تو بلا ہیں دیکھو تو عشاق [illegible] کیا تدبیر کی تھی بڑی
و تلاش کرکے یہاں تک پہونچے اور کیونکر عیاری کی کیا کہنا یہ تو ہم نے عیار یہان تلک نہیں ہیں ان سے کون بچ سکتا
ہے ایسی بلا کرنے سے کون محفوظ رہ سکتا ہے خداوند تصویر اپنی عنایت شامل حال کریں تو شاید کوئی صورت بچاؤ کی ہو
ورنہ بڑی خرابی ہے جب سب ختم ہو چکا بادشاہ نے کہا کہ اگر ہم کو یہ حال معلوم ہوتا تو بھائی ہیں تو کبھی لشکر لیکر نہ آتا اگر اب آکے واپس جانا
نہایت [illegible] ہم نے کہا کہ تم نہ آتے ہم تو ضرور آتے عیار ہمارا کیا کرینگے جو جیسا کریگا ویسا پائیگا اس سے اسکے ساتھ
[illegible] انھون نے اسکا جواب دیا ہم کو یہاں آئے ہوئے پندرہ بیس روز کا عرصہ ہوا انھون نے کوئی بھی عیاری
ہم پر [illegible] کہا کہ یہ تو ضرور ہے پھر ہم کو اس قصے سے کیا غرض جس کام کو آئے ہو اسکی تدبیر کرو گرداب نے
کہا کہ آج بادشاہ کا حکم نامہ بھی آیا ہے انھون نے بڑے جناب تاکید فرمائی ہے لہذا انکے حکم کی تعمیل پر ضرور ہے اس امر میں آپ
لوگو کی کیا رائے ہے انھون نے جواب دیا کہ اگر لشکر کے مجروح اچھے ہو گئے ہوں تو کیا نقصان ہے گرداب نے جواب دیا
کہ ابھی لشکر کے مجروح نہ اچھے ہوئے ہوں گے کیونکہ زیادہ بیس دن کا ہوا کہ برابر علاج ہو رہا ہے بس یہ جو گرداب نے کہا
سب نے جواب دیا کہ پھر شوق سے طبل جنگ بجوائیے کس امر کا انتظار ہے گرداب نے جواب دیا کہ کل میں ضرور طبل
جنگ بجوا دونگا پرسوں مقابلہ کرونگا سب نے جواب دیا کہ بہتر ہے بس بعد گفتگو کے عرصے کے دربار برخاست کیا سب
بادشاہ اپنے اپنے خیمہ خاص میں آئے آکر جراحون کو طلب کیا ان سے دریافت کیا کہ وہ سب مجروح جو کہ تمھارے
زیر علاج تھے اچھے ہوئے انھون نے عرض کیا کہ انکو صحت پائے ہوئے آٹھ روز کا زمانہ ہوا
میں وہ بادشاہ یہ سنکے خوش ہوئے یہان تو اب یہ رائے ہوئی ہے کہ کل طبل جنگ بجیگا ادھر لشکر اسلام میں دربار
آراستہ ہے سب خوش بیٹھے ہوئے ہیں کہ بادشاہ نے فرمایا کہ آج ان سب کی دعوت ہے جو کہ قید سے رہا ہو کر آئے ہیں
یہ فرما کر دعوت کے سامان کا حکم دیا اسکے بعد دربار برخاست کیا سب اپنے مقام پر آئے اپنے دوستوں عزیزوں سے
ملے لشکر میں ایک خوشی ہے کہ خدا نے ان سب کی عمر دوبارہ کی ہم سب پر سے یہ بلا دفع کی اور سب کی جانیں اس مہلکہ
سے بچائیں اللہ کا شکر یہ کرنا چاہیے وہ ہم سب کا حافظ ہے اور مالک ہے خدا نے خوب حفاظت کی ورنہ بڑی خرابی ہوتی

وہ اسی طور سے سب کو گرفتار کر کے چلا جاتا ایک کو بھی نہ معلوم ہوتا اور لیجا کر سب کو ایک مرتبہ سحر کر کے قتل کرتا یہاں لشکر میں تو
ہر طرف یہ چرچا ہو رہا ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ ہر ایک کی باتیں ہو رہی ہیں جو جسکے ذہن میں آتا ہے وہ کہتا ہے راوی بیان
کرتا ہے کہ وہ دن تمام ہوا رات کو سب کی بادشاہ نے دعوت فرمائی تھی سب دعوت میں حاضر ہوئے بزم عشرت برپا
ہوئی طعام لذیذ کھائے رات بھر ناچ دیکھا تماشا صبح کو سب دربار میں آئے دربار آراستہ ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ
دیکھیے اب کیا مرحلہ پیش آتا ہے کون مقابلہ کو آتا ہے جس دن سے یہ لشکر آیا ہے اسنے تو ایک مرتبہ بھی مقابلہ نہ کیا اب
دیکھیے کس کو سمند بر بستہ مقابلہ روانہ کرتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ جسکی قضا ہوگی یا جو مسلمان ہونے والا ہوگا
یا جو خداوند کریم کو ہمارے حق میں منظور ہوگا وہ پیش آئیگا یہاں تو یہ تقریر ہو رہی ہے خواجہ اپنے مقام پر متمکن ہیں
سب سردار اپنے مرتبہ سے سب عیار اپنے طریقہ سے اب قران مناسب بھی ہر روز دربار میں آتے ہیں اور بعد برخاست
دربار صحرا کو چلے جاتے ہیں یہ اپنے مقام پر گھوڑے ہوئے ہیں لشکر کفار کا حال قلمبند ہوتا ہے کہ وہاں بھی دربار ہوا سانونہ
بادشاہ دربار میں آکر بیٹھے پس از سوگنشت باہم صلاح کر کے کرداس نے حکم دیا کہ نقارہ سحر پر چوب پڑے ہم کل اہل
اسلام سے مقابلہ کرینگے آتش فتنہ و فساد کو دوبالا کرینگے بس یہ جو حکم دیا فوراً نقارے پر چوب پڑی صدائے نقارہ
گوش زد اہل لشکر کفار کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا سامان جنگ ہونے لگا ادھر جو ہرکارے لشکر اسلام کے باہر جاسوسی
لشکر کفار میں موجود تھے یہ خبر لیکر مثل طبل جنگ لیکر طرف لشکر کے روانہ ہوئے یہاں گوش ہمایوں میں بادشاہ و صاحبقران
کے صدائے طبل جنگ آئی خواجہ سے فرمایا کہ کیسی صدا نقارے کی آئی کیا کفار نے نقارہ طبل جنگ بجوایا ہے یا کوئی انکے
لشکر میں انکی کمک کے لیے آیا ہے خواجہ نے عرض کیا کہ ہرکارے تو لشکر کفار میں موجود ہیں جو امر ہوگا وہ آکر گذارش
کرینگے ورنہ حکم عالی ہو تو اور ہرکارے روانہ کیے جائیں صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی ضرورت نہیں تھوڑے عرصہ میں
سب حال ظاہر ہو جائیگا کیا ایسی ضرورت ہے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت خوب یہی باتیں ہو رہی تھیں باہم خادم
و مخدوم میں کہ تھوڑی ہرکارے گرد میں اٹے ہوئے آکر حاضر دربار ہوئے بجا نگاہ پر سے مجرا بجالائے دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے
شعر الٰہی تخت تو بیدار بادا [illegible] ہمیشہ یار بادا جہان پناہ فلک بارگاہ کی عمر دراز ہو ترقی پر ستارۂ اوج
اقبال ہو دوست ہمیشہ شاد دشمن پائمال ہوں ہم لشکر کفار میں موجود تھے کہ باہم صلاح ہوئی اسکے بعد یہ حکم کفار فسال
نقارہ سے دیا کہ طبل جنگ پر چوب پڑے کل ہم غلامان صاحبقران سے مقابلہ کرینگے آتش کین و فساد کو دوبالا کرینگے
جب طبل جنگ پر چوب پڑی تو یہ غلام اس خبر وحشت اثر کو لیکر طرف لشکر شاہی کے راہی ہوئے حاضر بارگاہ ہو کر سمع
مبارک تک پہونچائی باقی خیریت ہے بس جب ہرکارے بیان کر چکے بادشاہ نے حکم دیا کہ انکو انعام دیا جائے وہ
مجرا بجا لاکر انعام پاکر بادشاہ و صاحبقران کو دعائیں دیتے ہوئے دربار سے باہر آئے اور طرف لشکر کفار کے روانہ
ہوئے یہاں بادشاہ نے حکم فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی کوس حربی پر چوب پڑے ہم بھی کل
میدان جنگ میں جاکر کفار سے مقابلہ کرینگے جسکے مقدر میں منشی ازل نے فتح تحریر فرمائی ہوگی وہ سربلند ہوگا اور جسکے
مقدر میں شکست تحریر فرمائی ہوگی وہ سرنگون ہوگا عرصہ سے مقابلہ بھی نہ ہوا تھا بہت دل چاہتا تھا کہ مقابلہ ہو خدا
نے وہ دن دکھایا سرداروں نے عرض کیا کہ حضور ہم کیا عرض کریں جو کہ ہمارے دلوں کی شوق جنگ میں حالت تھی اور
اب جو اس خبر کو سنکے حالت ہوئی ہے ہم خدمت عالی میں عرض نہیں کر سکتے ہیں خدا حضور کو سلامت با کرامت ہمارے
سروں پر رکھے کہ یہ دن نصیب ہوا بس بادشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ جاکر نقارہ سکندری پر چوب لگاؤ تاکہ لشکر کو
خبر ہو سب اپنا سامان جنگ کریں یہ سنکے خواجہ اپنی کرسی پر سے اٹھے طرف نقارخانہ کے چلے وہاں سب نقارے
درست تھے داروغہ پانچ اشرفیاں برائے نذر خواجہ لیے ہوئے کھڑا تھا کہ خواجہ پہونچے اسنے نذر پیش کی خواجہ نے
سرسری انکار کر کے نذر قبول کرلی اسنے بڑھکر طبل سکندری پر سے غاشیہ لیا خواجہ نے چوب اٹھا کر اس پر لگائی شعر

ز نقارہ آواز آمد برون ❊ کہ دون است و دون است گردون دون ❊ صدائے نقارہ سے طبقہ زمین کے ہل گئے گوش گردون
ہو گئے مردے قبر مین چونک اُٹھے رستم ایسا سوا نمرد خواب مرگ سے چونک پڑا گاو زمین کی قدم تکو لرزہ سا ہو گیا تو بہی دلیرون کے
دل ہل گئے بزدلون کی جانین لبون پر آگئین خواجہ ادھر تو سب لگا رہے تھے ادھر نقارچیون نے نوبت بجانا شروع کی سہنا کو دم
ملا اب لشکر اسلام مین خبر پھیلی کہ کل لشکر کفار سے مقابلہ ہی ہر طرف ایک خوشی تھی معلوم ہونے لگی ہر طرف ایک چہل پہل
ہو گئی ادھر بادشاہ اسلام نے دربار برخاست کیا بلکہ حکم دیا کہ آج ہم سپہر کا بھی دربار نہ کرینگے سب سامان جنگ مین مصروف
ہون آج سب کو فرصت ہی یہ فرماکر داخل خیمہ خاص ہوئے سردار اپنے مقام پر آئے سامان جنگ مین مصروف ہوئے ادھر کفار
نے بھی دربار برخاست کیا سب کفار بھی سامان جنگ کرنے لگے اور اہل اسلام بھی جو کہ ساحر تھے وہ تو اپنے خیمون مین جاکر بیٹھ گئے
کی تدبیر مین مصروف ہوئے جو کہ غیر ساحر تھے اُنھون نے کیا کیا کہ خنجر انکو صیقل کیا تلوارون کو چرخ پر چڑھایا کہ عقل پیر فلک
کی چکر مین آئی خود وغیرہ صیقل کئے زرہ انکو درست کیا کمانین جو خانہ خود نہ کر لیتین تھین اُنکو سینکسی سانگ درست کیا تیر
جو اچھے اچھے تھے وہ ترکش رکھے ہوئے نکال ڈالے وہ دن غازیان اسلام کو اسی سامان مین گذرا جب شب ہوئی تو
سب ایک مقام پہ جمع ہوئے باہم کلام کرنے لگے جو کہ ساحر تھے اُنھون نے خیمون مین جاکر جو کا ذخیرہ دیکر سحر کو جگایا اس
خیال سے کہ ساحرون سے مقابلہ ہی سحر کو تازہ دم کرلین ہر خیمہ سے رائی سرسون گوگل کی بو آتی تھی ادھر تو یہ سامان تھا
ادھر لشکر کفار مین کچھ خوک جھٹکا ہو رہے تھے بیر پکارے جاتے تھے کوئی کالی کلکتہ والی کو پکارتا تھا کوئی لونا چماری
کو بلاتا تھا کوئی بھوانی کی پوجا کرتا تھا کوئی کہہ رہا تھا یا سامری تمھارے سی آسرا ہی کوئی جمشید کی جے کو پکارتا تھا کوئی
خداوند تصویر پکارتا تھا کہ تم جاگتی جوت ہی خداوند ہو بڑے زبردست خدا ہو میری آبرو رکھ لینا جو کہ چھوٹے چھوٹے
ساحر تھے اُنکا یہ حال تھا جو کہ زبردست ساحر تھے اُنھون نے صرف تھوڑی دیر تک پوجا پاٹ کیا اسکے بعد جاکر سورہے اپنے
بیرون کو اپنے قبضہ مین کر لیا اُنکا جو دشمن تھا اُسکو بر لائے بُلا کر اپنا قبضہ کیا سحر کو تازہ کر لیا مگر لشکری اپنے اپنے
طریقہ سے سحر کو جگا رہے ہین ہر طرف سے الفاظ سحر کی آوازین آرہی ہین ماس کے دانے جل رہے ہین کوئی یون سمجھتا ہی
کوئی ہنڈیا روا کرتا ہی کوئی دشمنون کا نام بیرون کے سامنے لے رہا ہی کوئی اپنے بیرون سے یہ کہتا ہی کہ اُسکو شکست
کمی ہو کرنا ورنہ خرابی ہوگی کوئی غسل کر رہا ہی خون خوک سے کوئی حلوہ تازہ تازہ طیار کر کے اپنے بیرون کو کھلاتا
ہی لشکر کفار مین ایک عجب طرح کا حال ہی ہر ایک کو جنگ کا خیال ہی بلکہ یہی خیال ہی کہ ہمارا نام رہے ہم دشمن پر ظفر
پائین اہل اسلام کو شکست ہو ہماری ظفر ہو یہ امر خداوند کریم کے ہاتھ ہی نہ معلوم کس کی ظفر ہو اور کس کی شکست
ہو الغرض ہر ایک اپنے اپنے طور پر لشکر کفار مین سامان جنگ مین مصروف ہی یہان اہل اسلام مین جو کہ غازیان دیندار
تھے وہ کو اپنا سامان جنگ کر چکے باہم ایک مقام پر بیٹھے ہین اور باہم مشورے کر رہے ہین انتظار سحر مین کیسے خوش
ہین چہرہ مثل لعل بدخشان کے بجوش شجاعت سے گل رنگ ہو رہے ہین بات بات پر ہنسے دیتے ہین راوی
نے بیان کیا ہی کہ وہ رات بسر ہوئی سفیدی سحری نے اپنا ظہور کیا دونون لشکرونمین سحر کی وردی تھی یہ عالم
ہوا جو جب شہر لگے ہونے نظرون سے تارے نہان ❊ چھپا نور مین جادۂ کہکشان ❊ رُخ شمع مائل بزردی ہوا
لباس فلک لاجوردی ہوا ❊ قصہ مختصر صبح ہوئی اُدھر لشکر کفار مین کمر بندی ہونے لگی ادھر لشکر اسلام کے سردار
مسلح و مکمل ہو کر در دولت پر حاضر ہوئے لشکر طرف میدان جنگ کے روانہ ہوا صاحبقران نماز سے فراغت
کر کے تشریف لائے بادشاہ برآمد ہوئے مع سردارون کے طرف میدان کے روانہ ہوئے مقام جنگ گاہ مین پہونچے
صفین آراستہ ہوئین کہ لشکر کفار بھی آیا وہ بھی صف آرا ہوا جب صف بندی ہو چکی نقابت نقیب کر چکے
لشکر کفار سے ملکہ حیدر زمین اپنے طاؤس سحر کو بڑھا کر میدان مین آئی مبارز طلب کیا ادھر سے ملکہ نغز الان پہلے
اپنی صف سے اپنے طاؤس کو بڑھایا بادشاہ سے اجازت لیکر اسکے مقابل ہوئی پہلے نوبت ہم کلامی کی آئی حیدر

نے بہت کچھ سمجھایا ملکہ نے سوا اسکے کچھ جواب نہ دیا بلکہ یہ کہا یہ مقام جنگ ہے نہ جائے نصیحت و پند تم جس قصد سے
آئی وہ کام کرو اس بیکار کی دماغ خراشی سے کیا حاصل اُسنے جواب دیا کہ تم لوگ بہت مغرور ہو خیر بدون سزا پائے
ہوئے نہ مانو گے یہ کہکر سحر کیا کہ ایک برق چمکی تاریکی ہو گئی بعد تھوڑی دیر کے جو دیکھا تو ایک ماہتاب آسمان پر نمایان
ہوا غزالان ابھی کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہے کہ اُس ماہتاب سے ایک برق چمکی اور ایک شعلہ پیدا ہوا طرف غزالان
کے چلا غزالان نے کچھ اسم پڑھکر آفت جو کی وہ شعلہ برطرف ہو گیا چندر رتن نے کہا کہ اگر تم نے شعلہ کو گل کر دیا تو کیا
میرے ہاتھ سے بچ جاؤ گی بس یہ کہکر اسنے کچھ پڑھکر دستک دی کہ اُس چاند سے ایک رسن پیدا ہوئی اور وہ طرف
غزالان کے چلی غزالان نے جو اُس رسن کو دیکھا اسنے سحر کیا کہ ایک شعلہ پیدا ہوا اسنے اُس رسن کو جلا دیا
چندر رتن کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہے اُس رسن کا جلنا تھا کہ ایک تڑاقہ ہوا اور برق چمکی کہ اُسکی چمک کے ساتھ ہی ایک پنجہ
پیدا ہوا وہ کمر مین غزالان کے پڑا اور غزالان کو اُٹھا کر طرف آسمان کے لے گیا چندر رتن نے سحر کیا کہ ایک گنبد بلوری
پیدا ہوا بس اسنے دستک دی کہ وہی پنجہ غزالان کو لیے ہوئے نازل ہوا اسنے اُسکی زبان مین سوزن دیکر اُس گنبد مین
قید کیا پھر نفیر دی کہ کوئی میرے مقابلہ کو آئے وہ چاند اُسی طور سے قائم ہے [illegible] دیتا تھا کہ گوہر روشن تن نے
اپنے طاؤس سحر کو صف سے نکالا بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آئی چندر رتن نے کہا کہ اے گوہر ابھی مین بہتری ہے
کہ تم میرے ہمراہ چلو مین سمندر سے تمہارا قصور معاف کرا دونگی ورنہ مثل غزالان کے تیرا بھی حال ہو گا گوہر نے
جواب دیا کہ مین تو تیرے کہنے پر عمل نہ کرونگی سمندر ایسا کیا ہی ہے کہ مین اپنا قصور اُس سے معاف کراؤن بلکہ تو میرے
ہمراہ چل مین تیرا قصور صاحبقران سے معاف کرا دون یہ سنکر اُسنے جواب دیا کہ اچھا حربہ کرتی ہو گوہر نے کہا کہ یہ تو
میرا دستور ہی نہین ہے پہلے تو اپنا حربہ کر لے اگر مین تیرے حربے سے بچی تو اپنا حربہ کرونگی ورنہ جو مرضی خدا کی یہ سنا تھا
کہ اُسنے اُس چاند کی طرف دیکھا اُس مین حرکت ہوئی اور ایک صورت پیدا ہوئی جب وہ شکل پیدا ہوئی اُسنے گوہر
سے کہا کہ ذرا آسمان کی طرف دیکھ پھر مین حربہ کرونگی گوہر نے سر اُٹھا کر دیکھا جیسے ہی نگاہ اُس شکل پر پڑی گوہر کی زبان سے
نکلا الست یہ نکلنا تھا کہ ایک مرتبہ وہ گھبرائی اور طاؤس سحر سے چلی کہ چندر رتن نے اپنا طاؤس بڑھایا اور اُسکے قریب آکر اُسکی
زبان مین سوزن دیکے اُسکو روک کر اُس گنبد کی طرف اشارہ کیا کہ اُس سے ایک پنجہ پیدا ہوا وہ اُسکو اُٹھا کر اُس گنبد
مین لے گیا یہ حال دیکھکر آئینہ اندام زوجہ آفاق کو تاب نہ رہی بس ایک مرتبہ اپنے شوہر سے اجازت لیکر طاؤس بڑھا کر
خدمت مین بادشاہ سے آئی اجازت لیکر اُسکے مقابل آئی اور کہا کہ یہ کیا سحر کرتی ہے کوئی عمدہ سحر کر اُسنے کہا کہ کیون
شامت آئی ہے تو بھی مثل گوہر و غزالان کے گرفتار ہوگی آئینہ اندام نے جواب دیا کہ خیر یا مین گرفتار ہونگی یا تو اُسنے
کہا کہ اپنا حربہ کر جواب دیا کہ تو سن چکی ہے گوہر سے اور غزالان سے کہ ہم پیش دستی نہین کرتی ہین پھر کہتی ہے کہ اپنا
حربہ کر یہ سنکے اُسنے کہا کہ اچھا بس اُسنے طرف چاند کے اشارہ کیا کہ وہ ایک مرتبہ درمیان سے دو ہو کر پھٹا آواز دی کہ بیچ
مین سے اپنا حربہ کیا آئینہ اندام نے جو یہ سنا اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اُس مین سے ایک بیضہ نکالا جھٹ پٹ کچھ اُس پر
پڑھکر دم کیا اور طرف اُس چاند کے جو کہ اُسکی طرف آتا تھا اچھالا جب وہ بیضہ اُسکے قریب پہونچا شق ہوا اُس مین سے ایک
شعلہ پیدا ہوا وہ شعلہ چاند پر پڑا دونون ٹکڑون پر کہ اُس شعلہ نے اُسکو بے نور کر دیا اور وہ دونون ٹکڑے اُسی مقام پر قائم ہو کر
رہگئے یہ جو چندر رتن نے دیکھا فوراً اپنے طاؤس سحر کو اُڑایا اور ایک طرف آسمان پر جا کر غائب ہو گئی بعد تھوڑے عرصہ کے
پھر ظاہر ہوئی آتی ہی ملکہ آئینہ اندام پر ایک نارنج مارا کہ اُسکے پڑنے سے آئینہ اندام کی یہ نوبت ہوئی کہ لہرانے لگی
غشی سے آنے لگی بس اُسنے سحر کیا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا وہ آئینہ اندام کو اُٹھا کر اُسکے قریب لایا اُسنے اُسکی زبان مین
بھی سوزن دی وہی پنجہ اُسکو بھی اُٹھا کر اُسی گنبد مین لے گیا اب تو آفاق کو تاب نہ رہی وہین سے للکارتا ہوا اپنے
تخت سحر کو بڑھا کر چلا کہ مین آیا تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی مین تیرا قاتل ہون بادشاہ سے آکر اجازت لی میدان مین گیا

کہا جو حربہ رکھتی ہو اُسنے وہ نارنج جو کہ آئینہ اندام پر مارا تھا اور پھر اُسکے پاس پہونچ گیا تھا آفاق پر مارا جیسے وہ نارنج آفاق
کے قریب آیا آفاق نے اُف جو منہ سے کی ایک شعلہ نکلا وہ نارنج پر پڑا کہ نارنج جلکر خاک ہو گیا اُس خاک سے ایک طائر
پیدا ہوا اُسنے آکر سر پر آفاق کے صدائے افسوس دی پس آفاق نے دستک دی کہ ایک باز پیدا ہوا اُسکو اشارہ کیا
کہ اسکو کھا لے اُس باز نے جھپٹ کر اُسکو شکار کیا اور کہا کہ جدھر سے آیا تھا اُسی طرف چلا جا چترارنگ نے جو یہ حال دیکھا
ایک مرتبہ اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا تیغچہ نکالا اُس پر کچھ پڑھکر طرف آسمان کے پھینکا کہ وہ برق بنکر چلا ادھر آفاق
نے دستک دی کہ سینکڑوں سپریں اُسکے سر پر قائم ہوئیں کہ وہ برق اُن سب سپروں کو کاٹ کر آفاق کے قریب آ گئی اُسنے
کچھ پڑھکر جو اُس برق پر ہاتھ ڈالا وہ برق اُسکے ہاتھ میں تیغچہ ہو کر رہ گئی پس یہ تیغچہ کو لیکر اُسکی طرف چلا یہ کہکر کہ میں تجھکو سحر سے کیا قتل
کروں اسی تیغچے سے تیرا کام تمام کرونگا پہلے تیرا سحر جو کہ تو نے کیا تھا کہ چاند بنکر طیار ہوا تھا اُس سے تو نے دو سرداروں کو اسیر کیا میرا
بی بی نے آکر اُسے بیکار کر دیا جیسے وہ اسی طور سے قائم ہے پہلے اُسے مٹاؤں پھر تیرا بھی کام کرونگا یہ کہکر ایک مرتبہ کچھ داہنے ہاتھ
کی مٹھی پر سے اٹھا لیا اُس پر کچھ پڑھکر جو اُس چاند پر مارا ہے پس ایک تڑاقہ ہوا اور وہ چاند ریزے ریزے ہو کر زمین پر گرا اُسنے عرصہ
میں اُسنے ایک اور سحر طیار کیا تھا کہ اُسنے اپنے سر کے بال توڑ کر اُسکا ایک کوڑا بنایا اُسکو ہاتھ میں لیکر کھڑی ہوئی جب
آفاق اُس چاند کو مٹا کر اُسکی طرف چلا اُسنے کہا کہ اچھا میرا یہ سحر رد کر تو میں جانوں آفاق نے کہا کہ بس اُسنے اٹھا کر وہ کوڑا
زمین پر مارا کہ زمین کو لرزہ سا ہوا تمام زمین ہلنے لگی جہاں پر آفاق تھا وہاں پر سے زمین شق ہوئی اُس میں سے ایک مرتبہ ایک مرکب
کوتل پیدا ہوا با زین و لگام اور طرف صحرا کے جست کر کے چلا گیا ایک آن واحد میں وہاں سے واپس آیا اب جو دیکھا تو اُس پر
ایک طفل حسین سوار ہے اُس طفل نے آکر چندر رتن کو سلام کیا پس چندر رتن نے وہ کوڑا اُس لڑکے کے ہاتھ میں دیا کہ اس
کوڑے سے آفاق کو سزا دے کہ اسنے میرے ساتھ بہت بے ادبی کی ہے پس وہ طفل اُس کوڑے کو لیکر طرف آفاق کے یہ
کہتا ہوا چلا کہ ابھی میں اسکو سزا دیتا ہوں اسنے میری ملکہ کے ساتھ بے ادبی کی ہے آفاق نے جو اُسکو آتے ہوئے دیکھا اسکو
کہکے روکنا چاہا مگر وہ نہ رکا پس ایک مرتبہ آفاق نے دستک دی کہ اُسی طور سے بلکہ اُس سے زیادہ زمین لرزش ہوئی زمین لرزنے
لگی کہ ایک مرتبہ زمین شق ہوئی اُس میں سے ایک عورت پیرزال پیدا ہوئی اُسکے ہاتھ میں کچھ لڑکوں کے کھیلنے کے کھلونے تھے مثل
ہاتھی گھوڑے وغیرہ کے اُسنے آفاق کو سلام کیا اور کہا کیا حکم ہوتا ہے آفاق نے کہا کہ تیرا لڑکا دیکھ یہاں چلا آیا ہے تو اسکو لے کیوں نہیں
جاتی ہے اُسنے عرض کیا کہ میں تو بڑے عرصہ سے تلاش کر رہی تھی مجھکو کیا معلوم تھا کہ یہاں ہے یہ کہکر آفاق سے کہا کہ ذرا آفاق نے
اشارہ اُس طفل مرکب سوار کی طرف کیا وہ طفل مرکب سوار کوڑا لیے ہوئے چلا آتا تھا جیسے ہی آفاق نے اشارہ کیا یا تو وہ
پیرزال کھڑی تھی یا ایک مرتبہ جست کر کے اُس طفل کی طرف چلی میرا بچہ کہکر اور بہت جلد اُسکے قریب پہونچی اُس طفل نے کوڑا مارا
کہ اُسنے اُف کی وہ کوڑا جلنے لگا اس پیرزال نے جست کر کے اُسکو مرکب پر سے اٹھا لیا اور پیار کرتی ہوئی وہاں سے چلی آفاق
کو سلام کیا اور پیار کر زمین میں ہوتی اُسکا غرق زمین ہونا تھا کہ ایک برق چمکی وہ اُس مرکب پر گری کہ اُس مرکب کے دو پر
لگائے ہوئے پس آفاق نے ملکہ سے کہا کہ میں نے تمہارے سحر کو دفع کیا اب میرے ہاتھ سے اپنی جان بچاؤ یہ کہکر وہی تیغچہ لیکر
اُسکی طرف چلا اُسنے بھی تیغچہ لیا لگی تیغچہ بازی ہونے پس ایک مقام پر اُسنے گانٹھ کر آفاق نے جو تیغچہ مارا اُسنے سپر سحر کو سر کی پناہ
کیا مگر کچھ نہ ہوا وہ تیغچہ سپر کو کاٹ کر سر پر آیا سراسر کلہ چہرے کو کاٹتا ہوا سینہ سے گذرتا ہوا شرمگاہ سے کہ ہو ایک سے صاف
نکل گیا اُسکا قتل ہونا تھا کہ ایک سیاہ آندھی اٹھی برف باری سنگ باری ہوئی زمین کانپی تاریکی ہو گئی تھی تھوڑے عرصے کے بعد
جو روشنی ہوئی تو صدا آئی کشتی مرا کہ نام من ملکہ چندر رتن جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب بخود نرسیدیم دیکھا
کہ ایک عورت کی لاش خاک پر پڑی ہے کہ ایک مرتبہ ایک بگولہ غبار کا پیدا ہوا اُس لاش کو اٹھا کر وہ بگولہ طرف شہر سمندر ریم
کے روانہ ہوا اُس میں سے صدائے گریہ و زاری آتی تھی اُدھر وہ گنبد بلور شکست ہوا سب سردار جو کہ قید تھے رہا ہو کے اپنے
[illegible] میں آئے ورنہ بے ہوش پڑے تھے خواجہ نے جو اُس بگولہ کو طرف سمندر ریم کے جاتے ہوئے دیکھا یہ بھی اپنی صورت

بدل کے اس خیال سے کہ دیکھیں یہ بگولہ کہان جاتا ہی اور کس کے پاس اسکی لاش جاتی ہی اگر ہن چڑھے تو اسکو بھی قتل
کرین روانہ ہوئے اسکا حال پھر تحریر ہوگا راوی نے بیان کیا ہی کہ جب ملک جمشید زرین قتل ہوئی ہاتھ سے آفاق کے پس
گرداب نے گھبرا کر طبل بازگشت بجوا دیا گو کہ ابھی زمانہ بہت باقی تھا کبھی مقابلہ ہو سکتا تھے مگر ایسا بدحواس ہوا کہ طبل بازگشت
بجوا دیا لشکر اسلام مین بھی کوس بازگشت پر چوب پڑی پس گرداب سب لشکر کو لیکر طرف فرودگاہ کے واپس چلا گو اسوقت کا
طبل باز بجوانا اور سب کو منا گوارا ہوا مثل حباب و ماہ تن وغیرہ سے مگر کیا ہو سکتا ہی ناچار وہ بھی اپنے اپنے لشکر کو لیکر واپس
آئے لشکر نے پڑاؤ پر آکر کھولی سب سردار اپنے اپنے خیمہ مین گئے ادھر لشکر اسلام بھی طرف فرودگاہ کے چلا آفاق سکو لے کر
خدمت مین بادشاہ کے آیا بادشاہ نے آفاق کی بہت تعریف کی بحکم بادشاہ آفاق پر سے زر نثار ہوا صاحبقران سب کو لیکر
طرف قیامگاہ کے واپس آئے لشکر کھولنے لگا بادشاہ و صاحبقران اپنے خیمہ مین تشریف لیگئے اور سب سردار اپنے خیمہ مین جا
کر تھوڑی دیر آرام کیا اسکے بعد تشریف لائے بارگاہ مین سب سردار حاضر ہوئے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے سب عیار بھی آئے مگر خواجہ نہ آئے
صاحبقران نے فرمایا چالاک ثانی سے کہ اے چالاک خواجہ کہان ہین کیونکہ جنگ آفاق نے مقابلہ کیا ہی اور اسکو قتل کیا ہی
اسی وقت سے برابر دیکھ رہا ہون جب طبل باز بجا ہی مین نے انکو نہین دیکھا کہ کسی طرف چلے گئے ہین چالاک نے عرض کیا
کہ مجھکو نہین معلوم کہ خواجہ کہان تشریف لے گئے ہین یہ سنکے صاحبقران خاموش ہو رہے کہ کسی ضرورت سے گئے ہونگے سب
سردار آفاق کی تعریف کرنے لگے وہ سب کو سلام کر رہا ہی یہان کا تو یہ رنگ ہی ادھر لشکر کفار کا یہ حال ہی کہ بعد تھوڑے
عرصہ کے گرداب و عجاب وغیرہ نے دربار کیا سب حاضر ہوئے جو سردار کہ ملک جمشید زرین کے [illegible] وہ تو آئے اپنے ماتم
کے غم مین مبتلا رہے جب دربار آراستہ ہو چکا آشوب ملک پارہ تن و عجاب شاہ نے گرداب سے کہا کہ آپ نے بیکار ابھی
طبل باز بجوایا ابھی بہت دن باقی تھا کوئی اور مقابلہ کو نکلتا گرداب نے کہا کہ مجھکو ملک جمشید زرین کے قتل کا اسقدر صدمہ
ہوا کہ میرے حواس بجا نہ رہے اسی بدحواسی مین طبل باز بجوا دیا خیر حکم دو کہ پھر طبل جنگ بجے کل پھر مقابلہ کرنا ہی اسکو حکم دیا
کہ دبیر حاضر ہو دبیر حاضر ہوا گرداب نے دبیر سے کہا کہ ایک عرضی اس سب حال کی بادشاہ کی خدمت مین تحریر کرکہ مین
روانہ کرون دبیر نے بموجب حکم گرداب کے سارے حالات جو کہ گذرے تھے سب تحریر کئے [illegible] مہر کرکے حاضر کی گرداب
نے طلب کیا کہ ایک طائر سیاہ آیا اسکو عرضی دی کہ یہ خدمت مین بادشاہ کے پہونچا دے وہ طائر عرضی لیکر طرف سمندریہ کے
روانہ ہوا کہ اسکا حال بھی قلم بند ہوگا بعد عرضی روانہ کرنے کے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فوراً طبل جنگ بجا صدائے نقارہ زرگی
بلند ہوئی ہرکارے نے خبر لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے داخل بارگاہ ہوئے مجرا بجا لاکے عرض کیا کہ لشکر کفار مین
طبل جنگ بجا ہی باقی خیریت ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگ بیدرنگ بجے ہم کل مقابلہ کرینگے ہرکارون کو
کو انعام دیکر رخصت کیا یہان نقارے پر چوب پڑی معلوم ہوا کہ کل پھر لشکر کفار سے مقابلہ ہوگا ہر ایک سامان جنگ
کرنے لگا ہر ایک اپنے حربہ درست کرنے لگا دربار آراستہ ہی ادھر لشکر کفار مین بھی سامان ہونے لگا دونون طرف دربار آراستہ
ہی دونون لشکرون کو سامان جنگ مین مصروف رکھا جاتا ہے

اب شمہ حال شہر سمندریہ کا تحریر ہوتا ہی اور سمندر شاہ کا

راوی نے بیان کیا ہی کہ سمندر شاہ دربار مین بیٹھا ہی سب سردار حاضر دربار ہین کیونکہ اسکو یہ معلوم ہو چکا ہی کہ آج
لشکر اسلام سے اور میرے لشکر سے مقابلہ ہی اسی کا ذکر ہو رہا ہی کہ مقابلہ ہو رہا ہوگا دونون لشکر میدان مین صف آرا ہو گئے ہونگے
پرلطف ہوگا کیسے کیسے ہتھیار چل رہے ہونگے باجے جنگی بج رہے ہونگے سردار عرض کرتے ہین حضور بجا ارشاد فرماتے ہین
سمندر شاہ نے کہا کہ نہ معلوم کدھر کے سردار زیادہ قتل ہوئے ہین اہل دربار نے عرض کیا کہ سرداران اسلام حضور کے سرداران
کے ہاتھ سے قتل ہو رہے ہونگے اسی ذکر و تذکرہ مین دوپہر آگئی کہ ایک مرتبہ ایک طرف سے کچھ شور و غل کی صدا آئی

اور قتل ہونا چندر تن کا بھی تحریر تھا کہ ہم کل پھر مقابلہ کرینگے حضور کو آگاہ کر دیا یہ مضمون پڑھکر سمندر نے سب اہل دربار کو سنایا کہ جو
اُسوقت وہان موجود تھے اور خود اُسکی نشت پر اپنے ہاتھ سے تحریر کر دیا کہ تم کو معلوم ہو کہ تم کل مقابلہ مین صف آرا ہو نا
مین یہان سے ایک سحر طیار کر کے روانہ کرونگا کہ وہ سب اہل اسلام کا یکے بعد دیگرے خاتمہ کرونگا تم کو مقابلہ کرنے کی نوبت نہ
آئیگی اس سے اطمینان رکھو یہ لکھکر اُس طائر کے گلے مین باندھدیا وہ طائر اُڑکر چلا گیا جب وہ طائر چلا گیا تو اُن سب نے
دریافت کیا کہ اے بادشاہ وہ صندوقچہ آپکے پاس ہر وقت رہتا ہی سمندر نے کہا نہین بلکہ مین نے فلان طاق مین ایک
مقام پر امانت رکھا ہی اور اُس پر سحر کیا ہی اور ایک ساحر اُسکا محافظ نام نگہبان ہی بس مین کل صبح کو طلب کر لونگا
راوی نے بیان کیا ہی کہ اسقدر سمندر نے دروغ کہا ہی کہ وہ طاق مین ہی اور محافظ اُسکا [illegible] محافظ ہی بلکہ وہ اُسکے
محل مین ہی ناظرین کو آئندہ اسکا حال معلوم ہوگا یہ امر سمندر نے اس خیال سے کہا کہ شاید کوئی ان [illegible] بر خلاف ہو یہ
چونکہ اُسکا حال سُن چکے ہین تو اُسکے بہرے محل مین آئے اور [illegible] جائے گو میری پہچان ہی سوا [illegible] کوئی اُسکی شناخت
نہین کرسکتا ہی مگر کیا ضرور ہی کہ یہ بیان کرون کہ محل مین ہی اگر یہ کہونگا تو وہ یہ ضرور دریافت کرینگے کہ کس مقام پر ہی تب سب
حال کہنا پڑیگا اس سے وہ بات کہی کہ جو کوئی مقام دریافت کا باقی نہ رہے بدین خیال سمندر نے یہ فقرہ کہا ابھی اُس پر
اور مشورے ہین کوئی ایک پہر رات آئی کہ سمندر نے حکم دیا کہ اب تم سب جاؤ مین بھی محل مین جاتا ہون یہ کہکر سمندر
اُٹھکر محل مین چلا گیا شعواجہ بھی اسکے ہمراہ محل مین گئے سمندر نے جاکر تماشہ [illegible] ان دم
نگین کے عیش مین مصروف ہوا جام شراب گردش مین آیا رقص و سرود ہونے لگا وہ ساتھ اپنی معشوقون کے بوسہ و کنار مین مصروف
ہوا شعواجہ نے یہ خیال کیا تھا کہ شاید کچھ قابو چل جائے کہ مین سمندر کو اسیر کرون یا اُس سے کچھ اسکے سحر کا حال معلوم ہو مگر
موقع نہ پایا بلکہ یہ خیال ہوا کہ تم تو یہان اس فکر مین رہو تم ہو جاؤ وہ لوگ تو غافل ہین اُنکو تو اسکی خبر نہین ہی وہ برا
مقابلہ آئین یہان یہ بلا پہونچے وہان سب کا خاتمہ ہو جائے تم یہان تدبیر کرتے [illegible] شاید اُن لوگون کو خبر ہو آفاق
وغیرہ کچھ تدبیر کرین جبتک تم جاکر خبر کروگے کیونکر خبر ہوگی شاید کوئی تدارک ہو یہان تم جو رہو گے تو وہان کا تدارک سمجھا کر
اور یہان بھی تمہارا کام نہ ہوا وہان اُنکا کام تمام ہو گیا تو وہ قتل ہوئے دیدہ [illegible] مین دونون [illegible] نہ ملی نہ رام تم یہان
تدبیر کرتے رہے وہ لوگ غافل رہے کفار کا مطلب ہو گیا یہ خیال اپنے دل مین کرکے سمندر کو مصروف عیش چھوڑ کر
وہان سے باہر آئے اور شہر کو طے کرکے طرف لشکر کے روانہ ہوئے انکو راہ مین رکھا جاتا ہی اور حال لشکر کفار کا تحریر ہوتا ہی
کہ یہان طبل جنگ بج چکا ہی دربار آراستہ ہی سامان جنگ ہر طرف ہو رہا ہی کہ دن تمام ہوا کفار کا دربار اس سبب سے
آراستہ ہے کہ وہ نامہ عرضی سمندر شاہ کو تحریر کی ہی اُسکا کچھ جواب آلے تو ہم دربار برخاست کرین اسی فکر مین رات ہو گئی کوئی
دو گھڑی رات آئی ہوگی کہ وہ طائر جواب عرضی لیکر آیا کرواب شاہ کو جواب عرضی دیا خود جدھر سے آیا تھا اُدھر کو روانہ ہو گیا
بس کرواب شاہ نے وہ پرچہ جواب پڑھوایا اُسمین بہ صداے بلند پڑھا یہان لشکر مین چند عیار مثل ضرغام وغیرہ کے
موجود تھے انھون نے سُنا کہ سمندر نے تحریر کیا ہی کہ تم لوگ صف آرا ہو ہین کل ایک چیز ایسی روانہ کرونگا کہ جس سے تمام
کُل اہل اسلام کا خاتمہ ہوگا تم کو مقابلہ نہ کرنا پڑیگا ضرغام یہ سُنکے دربار سے باہر آیا اور طرف اپنے لشکر کے چلا یہان کرواب
نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آگئے ملکہ زعفران بہ قتیہ پوش نے [illegible] وملکہ باتمن نے اپنے خیمہ
مین آکر اپنا سحر تازہ کیا اُسکے بعد جاکر آرام کی لشکر مین ہر طرف سحر بازی ہو رہی ہین ساحر اپنے سحر جگا رہے ہین گوگل و
کُندر [illegible] کی بو آرہی ہی بچہ خوک [illegible] لٹکے ہوئے پڑے ہین سرسون رائی جل رہی ہی ہر خیمہ سے دھوان بلند ہی ساحران
کفار سحر کو جگا رہے ہین یہان تو یہ بندوبست ہی اُدھر لشکر اسلام مین جو کہ ساحر ہین وہ اپنا سحر جگا رہے ہین جو کہ غیر
ساحر ہین وہ اپنے آلات حرب [illegible] درست کر رہے ہین اس خیال سے کہ صبح کو پھر سامنا کفار سے ہی دربار ابھی بادشاہ
اسلام کا آراستہ ہی مگر سہراب [illegible] اجازت لیکر اپنے خیمہ مین گیا تھا چونکہ اُسکی طبیعت کچھ کسل مند تھی جاکر سو رہا

راوی نے بیان کیا ہے کہ میں قبل میں سامعین کی خدمت میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ سمندر شاہ کی دختر نیک اختر پر سہراب
فریفتہ ہے کہ جسکا نام ملکہ نسیم جادو ہے گو یہ ملکہ سحر نہیں جانتی ہے مگر اسکا باپ سمندر شاہ جو کہ حاکم سمندریہ ہے بہت بڑا ساحر
ہے اس سبب سے اسکا نام ملکہ نسیم جادو رکھا گیا ہے لیکن یہ اسکے عشق کے جرم میں سمندریہ سے نکالا گیا گو یہ مرد جری
صف شکن تیغ زن ساحری میں بھی شہرہ آفاق افسونگری میں طاق ہے اور سرکار سمندر شاہ میں اسکا یہ مرتبہ تھا
یہ سپہ سالار تھا ہمپلہ تھا آفتاب جادو کا جسکو خواجہ نے دریا کے اس پار آکر ناگن کی عیاری کر کے جلد اول میں قتل
کیا ہے ایک وہ سپہ سالار تھا ایک یہ جب اسکا عشق سمندر پر ظاہر ہوا تو سمندر نے اسی دھوکے سے پاس ماہیان طوفان
ہمنش کے روانہ کیا تھا اسنے اپنی چھوٹی بہن کے پاس یعنی سحران کے سپرد کیا تھا اور قید کا حکم دیا تھا وہ اس پر خود فریفتہ
ہوئی تھی کیونکہ یہ مرد قوی تن اور خوبصورت ہے حسن بھی خوب رکھتا ہے ملکہ نسیم جادو بھی اسی پر فریفتہ ہے اکثر صحبت
زار و نزار ہوئی ہے اسکو بھی اسکے یہاں سے جانے کا صدمہ ہے مگر عورت ذات ہے اور ناتجربہ کار ہے بدین سبب اسنے اپنے راز کو
افشا نہ کیا دوسرے والدین کے خوف سے مگر دن رات فراق سہراب میں جلا کرتی ہے عجب اسکی حالت ہے غیر قصہ تو یہ
تحریر ہو گا سہراب کا حال گو جلد اول میں تحریر ہو چکا ہے مگر اس جا بطور یاد دہی مختصر طور سے تحریر ہوتا ہے کہ جب سحران
اس پر فریفتہ ہوئی اپنا عشق ظاہر کیا اس حیلہ میں اسکو قید نہ کیا بلکہ رہا رکھا یہ ہر روز اسکو حیلہ و حوالہ میں رکھتا تھا
اسی زمانہ میں صاحبقران مع لشکر دشت بہار افزا میں پہونچے جشن کیا تھا صاحبقران کی صنوبر شاہ کے لیے
کنارے دریا کے علی بن محبت دعوت میں دریا سے شیر پیدا ہوا تھا صاحبقران نے اسکو قتل کیا تھا کیونکہ وہ صنوبر شاہ کو
اٹھا کر لے چلا یہ سہراب بحکم سحران غرس لیکر آیا تھا جب صاحبقران حباب جادو کے تعاقب میں گئے اسنے
صنوبر کو صحرا میں چھوڑ دیا تھا خود بھاگا یا صاحبقران نے تعاقب کیا تھا وہ غرس یعنی سہراب صنوبر شاہ کو اٹھا کر
پر پرواز پیدا کر کے چلا تھا خواجہ نے جال مار کر اسکو نذر زنبیل کیا تھا صنوبر کو اسکے پنجہ سے چھڑایا تھا صاحبقران نے حباب کو
جو صورت شیر تھا قتل کیا تھا خلاصہ یہ کہ یہ مسلمان ہوا تھا صاحبقران نے اس سے اقرار کیا تھا کہ جب سمندریہ
فتح ہو گا سمندر شاہ قتل ہو گا تو میں تیری شادی کر دونگا بس یہ جب سے شریک صاحبقران ہوا ہے کئی مقام پر
اسنے لشکر اسلام کی کمک کی یہ سب حال جلد اول میں تحریر ہے یہاں کچھ بیان کی ضرورت نہیں اسی امید پر یہ اب تک
زندہ اور ہمراہ صاحبقران کے لڑتا چلا آتا ہے اور ساحر زبردست بھی ہے مگر اسکو ملکہ نسیم جادو کے خیال سے کسی وقت مہلت
نہیں ہے بلکہ اسکے فراق میں اسکی عجب حالت ہے جو کہ قابل تحریر نہیں ہے خصوصا جب سے قریب سمندریہ لشکر فیروزی اثر
آکر فروکش ہوا ہے جب سے تو عجب اسکا حال ہے بات رات بھر سوتا نہیں ہے اشعار عاشقانہ ورد زبان ہیں کھانا پینا ترک
ہو گیا ہے یہ حالت ہے کہ تصویر ملکہ سامنے پھرا کرتی ہے نوبت بہ جنون ہے مگر صاحبقران کے لحاظ سے و نیز اس امید سے
زندہ ہے کہ خداوند کریم نے یہاں تک تو پہونچا دیا ہے بس اب کیا باقی ہے سمندریہ فتح ہوا میرا معشوق مجھکو ملا اس امید
نے اسکو زندہ رکھا ورنہ اب تک کب کا مر گیا ہوتا خلاصہ یہ کہ یہ دربار میں بیٹھا تھا کہ ملکہ کا خیال آیا بادشاہ سے
اجازت لیکر اپنے خیمہ میں آیا پلنگ پر جو لیٹا تو سو گیا خواب میں ملکہ کو دیکھا یہ تو یہاں اپنے خیمہ میں سو رہا ہے اور
خواب دیکھ رہا ہے وہاں دربار آراستہ ہے کہ یہ حکم بادشاہ نے فرمایا کہ جن صاحب کا جی چاہے وہ تشریف لیجائیں
کوئی لحاظ کو کام نہ فرمائیں میں آج نصف شب تک دربار میں رہونگا چونکہ یہ جو حکم فرمایا بہت سے سردار اس
خیال سے اٹھکر چلے گئے کہ چلکر اپنے سامان جنگ کو درست کریں اب کون ہے دربار میں کہ آفاق شاہ ہے اسکی زوجہ
ہے کوکبہ ہے غزالان ہے مرتیخ آفتاب علم اور چند ساحر نامی شہنشاہ گوہر کلاہ سلیمان اعظم نور الزمان [illegible]
قیصر صافی باطن و دیگر عزیز صاحبقران کوئی ہزار بارہ سو سردار ہیں عیار بھی مثل چالاک ثانی برق ثانی
قران ثانی وغیرہ کے ہیں ذکر صبح کی لڑائی کا ہو رہا ہے کہ ضرغام ثانی حاضر دربار ہوا اسنے مجرا کر کے عرض کیا

کہ یہاں کفار کے دربار میں برائے تماشہ گیا تھا کہ دیکھوں کیا مشورہ ہو رہا ہے وہاں جو گیا دربار آراستہ تھا سامان جنگ ہو رہا
تھا ایک عرضی بھیجنے جانے سے قبل کر دا سپ نے سمندر کو روانہ کی تھی اس میں حالت جنگ تحریر تھی اسکا جواب
[illegible] آیا ہے جس میں یہ تھا کہ تم کل صف آرا ہو نا ہم یہاں سے ایک جبیر روانہ کرینگے وہ کل اہل اسلام کو قتل کریگی اور
کل اہل اسلام کا خاتمہ ہو گا تم کو مقابلہ نہ کرنا پڑیگا جب یہ جواب آیا تو کفار نے دربار برخاست کیا میں یہ خبر لیکر ادھر آیا نہ
معلوم [illegible] یا جبیر روانہ کریگا یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ خدا سے با بزرگ است مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است
کوئی [illegible] نہیں یہ فرماکر خواجہ کی کرسی کی طرف ملاحظہ فرمایا خواجہ کی کرسی خالی پائی فرمایا کہ ابو جالاک ثانی جب سے
[illegible] نہیں آئے نہ معلوم کہاں گئے ہیں پوچھا انکا حال تم کو ملا جالاک نے دست بستہ عرض کیا کہ میں تو یہاں حاضر ہوں ورنہ
تلاش [illegible] جانا صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی مقام خوف تو ہے نہیں وہ کسی نہ کسی ضرورت سے گئے ہونگے یہاں تو یہ ذکر ہو رہا
ہے کہ ادھر [illegible] سہراب نے اپنی معشوقہ کو خواب میں دیکھا ایسا بیقرار ہوا کہ خواب سے آنکھ کھل گئی دل نہایت درجہ بیقرار
ہوگیا [illegible] یہ شعر [illegible] پڑھنے لگا [illegible] یہ بیقراری جو خادموں نے دیکھی عرض کیا
[illegible] آج کیسا [illegible] کیوں اسوقت آپ کی طبیعت زیادہ ملول ہے سہراب نے کہا کہ کیا دریافت کرتے ہو جس پر
کہ وہ فراق [illegible] اور ہجران جدائی کا پڑتا ہو وہ کیا اپنی حالت بیان کرے مجھے اسوقت اپنی معشوقہ کا خیال آیا دل پریشان
ہوگیا [illegible] کہ دور ہو جاؤں اور دوسرے صبح کو مقابلہ ہے ورنہ صحرا کو چلا جاتا دربار کے وقت [illegible] آ جاتا کیا کروں
[illegible] کہا کہ [illegible] ہم باہر [illegible] تو چند سردار دربار کی طرف سے یہ کلام کرتے ہوئے باہم آتے تھے کہ آج بادشاہ
[illegible] تک دربار فرمائینگے ہم تو اجازت لیکر چلے آئے تاکہ سامان جنگ درست کریں اگر آپکا دل بہت پریشان ہے
تو [illegible] دربار آراستہ ہے تھوڑی دیر جا کر دربار میں بیٹھیے دل بہل جائیگا کیونکہ وہاں تو ادھر ادھر کے ذکر ہو رہے ہونگے [illegible]
خادموں نے عرض کیا سہراب نے خیال کیا کہ چلو اگر موقع بن پڑے تو بادشاہ و صاحبقران سے اجازت لیکر ملکہ کے باغ میں
چلیں شاید [illegible] وہاں تمثال جہاں سے ملاقات ہو جائے یہ اپنے دل میں تصور کرکے دربار میں پہنچے [illegible]
[illegible] دربار کے چلا دیکھا کہ دراصل سواریاں سرداروں کی کھڑی ہوئی ہیں جو بار بار ادھر جاتے آتے ہیں [illegible]
[illegible] ہیں یہ باتیں کرتا جاتا تھا کہ آج کیا سبب ہے کہ دربار ابھی تک آراستہ ہے باوجودیکہ صبح کو مقابلہ ہے آج بھی
مقابلہ تھا سب دن بھر کے تھکے ماندے ہیں [illegible] پر ابھی تک نہ بادشاہ محل میں تشریف لے گئے ہیں نہ صاحبقران ایسی
ایسی باتیں کرتا ہوا دل [illegible] یہ دربار میں آیا دیکھا کہ سب سردار بیٹھے ہیں بلکہ عزیز سردار ہیں اور عزیز صاحبقران ہیں یہ
بھی سلام کرکے اپنے دنگل پر بیٹھ گیا صاحبقران نے جو چہرہ سہراب کا دیکھا تو بہت متغیر پایا ہر روز سے زیادہ اس کے
چہرہ پر تغیر تھا کہ صاحبقران نے سہراب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے سہراب جاؤ تم تو اجازت لیکر اپنے خیمہ
کو تشریف لے گئے تھے کہ میری طبیعت آج کچھ کسل مند ہے میں معاف فرمایا جاؤں اور تمہارے چہرہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے پھر اسکا کیا
سبب ہے کہ تم پھر اسوقت دربار میں آئے اور تم کو کیونکر معلوم ہوا کہ دربار آراستہ ہے سہراب نے عرض کیا کہ حضور کو
تو میری طبیعت کا حال بخوبی معلوم ہے بار بار عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے بلکہ میں نے کئی مرتبہ بذریعہ عرضی کے آپکو
آگاہ بھی فرمایا تھا اس پر آپنے یہی دستخط فرمائے کہ اب زمانہ بہت کم رہا ہے وہی حال ہے جو کہ عرض کر چکا ہوں خصوصاً
جب سے اس نواح میں لشکر آکر فروکش ہوا ہے حضور نے یہاں ورود اجلال فرمایا ہے جب سے تو کسی وقت طبیعت
بحال نہیں ہوتی ہے ہر وقت یہی خیال رہتا ہے یہی سبب ہے کہ میں دن بدن مضمحل ہوتا جاتا ہوں گو اسوقت اجازت
لیکر دربار سے گیا تھا یہ خیال تھا کہ شاید وہاں جاکر کچھ طبیعت بہل جائے مگر اور زیادہ پریشانی ہوئی معلوم ہوا
کہ ابھی تک حضور دربار میں جلوہ فرما ہیں اور بادشاہ بھی تشریف رکھتے ہیں میں نے خیال کیا کہ چلکر آپ ہی کی
خدمت میں حاضر ہوں وہاں سے یہاں کچھ کم طبیعت پریشان ہوگی کیونکہ ہر طرح کے ذکر ہونگے یہ خیال کرکے حاضر ہوا ہوں

یہ سبب نہ معلوم ہوا کہ آج حضور کیوں ابھی تک تشریف فرما ہیں خیریت تو ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خیریت ہے مگر آج کچھ
بادشاہ سلامت کے مزاج میں برہمی ہے انکی طبیعت پریشان ہے انھوں نے فرمایا ہے کہ آج ہم دربار نصف شب تک فرمائینگے
بدین سبب دربار آراستہ ہے ہاں ایک نیا امر یہ ہے کہ ابھی ابھی ضرغام ایک خبر تازہ لشکر کفار سے لایا ہے کہ جسکے سننے سے
ایک گونہ تردد ہے سہراب نے عرض کیا کہ وہ کیا خبر تازہ ہے جو کہ باعث تردد مزاج عالی کے ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ
ضرغام ثانی لشکر کفار میں گیا تھا دربار میں موجود تھا گرداب نے ایک عرضی سمندر کو آج کے حالات کی تحریر کی تھی
چنانچہ اسنے اسکے جواب میں یہ تحریر کیا کہ تم کل صبح آرہا ہوں میں یہاں سے ایک چیز بذریعہ ساحر ونکے روانہ کرونگا کہ جو
کل اہل اسلام کا خاتمہ کر دیگی اسکے روبرو نہ کسی ساحر کا سحر کارگر ہوگا نہ صاحبقران کا اسم اعظم ہم کو مقابلہ نہ کرنا
اب مجکو خدا پرستوں کا خاتمہ منظور ہے یہ تحریر تھا کہ جسکو پڑھکر سب کفار خوش ہوئے ضرغام وہاں سے چلا آیا یہ سب بیان
آکر بیان کیا یہ کچھ نہ تحریر تھا کہ وہ کیا چیز ہے اور کس قسم کی ہے صرف اسقدر تحریر تھا جو کہ میں نے تم سے بیان کیا یہی ضرغام
نے بھی بیان کیا دوسرے یہ امر ہے کہ آج خواجہ غائب ہیں میدان جنگ سے واپس نہیں آئے نہ معلوم کدھر گئے ہیں جو نہیں
آئے ہیں باوجودیکہ انکو معلوم ہے کہ کل پھر مقابلہ ہوگا اس پر غائب ہیں یہ دو تردد ہیں خیر اسکی تو کچھ پروا نہیں ہے
کہ وہ کوئی چیز روانہ کریگا جو کہ باعث ہلاکت ہوگا اگر اسی طور سے قضا آئی ہے تو کیا خوف ہے کیا بند کر سکتے ہیں راضی ہیں
جو اسکی مرضی بموجب شعر اگر بخشی زہے رحمت وگر بخشی زہے شکایت کیا ہے سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے ہم
موت سے نہیں خوف کرتے ہیں زندگی بھی اسکے قبضہ میں ہے اور موت بھی اگر اسکی مرضی ہے کہ ہم سب قتل ہوں تو
اگر تمام دنیا ایک ہوجائیگی تو ہم زندہ نہیں رہ سکتے ہیں اگر اسکی مرضی نہیں ہے اور اسکی طرف سے نہیں آئی ہے تو ہمارا کوئی
کچھ نہیں کر سکتا ہے ابھی چندروز کا ذکر ہے کہ عشتاق نے کیا کیا نہ کیا اسم اعظم بھی بند کر لیا ابر سیاہ کو بھی گرد کیا جو
کچھ شدائد گذرے وہ سب ظاہر ہیں کہ بسبب شدت گرمی کے مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہے تھے پھر کیونکر اس بلا
کو اسنے دفع کیا اور ہم سب کو بچایا اسکے بعد وہ تم سب کو گرفتار کرکے لے گیا تھا لا امکان بنا رکھا تھا کہ جہاں سے رہائی
کی بالکل امید نہ تھی پھر کیونکر رہا ہوئے اسکے نزدیک کوئی بات نہیں ہے مشکل کا دفع کرنا بلا سے بچانا دینا سمندر
کیا ہے اگر تمام عالم چاہے کہ ہم انکو قتل کریں اگر اسکی مرضی نہیں ہے تو کوئی کچھ نہیں بنا سکتا ہے اگر اسکی مرضی ہے تو ایک
مور ضعیف کافی ہے پس اس امر سے خوف کرنا کہ وہ کوئی چیز روانہ کریگا وہ ہماری ہلاکت کا باعث ہوگی بالکل خلاف
عقل ہے یہ بخوبی ظاہر ہے کہ جو انسان چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا ہے جب تک اسکی مرضی نہیں ہوتی ہے خیال کرلو کہ ہم کس
شدومد سے چلے تھے کہ جاتے ہی سمندر کو فتح کرلینگے مگر ابھی تک ایک اسکا قلعہ بھی فتح نہ ہوا اسقدر مقابلہ ہو چکے ہیں
انسان کچھ خیال کرتا ہے وہ سب کا مالک کچھ خیال کرتا ہے بموجب شعر من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال ۔ کاریکہ خدا کند
فلک را چہ مجال ۔ و بموجب قول اہل عرب لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ گو یہ بھی ایک آیہ ہے بعض اشخاص کا اس پر بھروسہ ہے
پس جب یہ امر ہیں تو خوف کرنا بیجا ہے اگر اسکو یہ منظور ہے کہ اسکے بندوں کی جانیں ہم ایک کافر کے ہاتھ سے تلف کرائیں
تو کیا پروا ہے اسنے جان دی ہے وہ ہی لیے لیتا ہے ہمارا کیا اجارہ ہے یہ امر ہے اور یہ جو تردد و فکر ہوتی ہے یہ نفس [illegible]
ہے چونکہ خدا نے ہم کو نفس دیا ہے جب کوئی مصیبت درپیش ہوتی ہے نفس اسوقت میں تنگی کرتا ہے اور [illegible] سبب
سے ایک فکر پیدا ہوتی ہے دوسرا وسوسہ شیطانی ہے چونکہ شیطان ہم پر حاوی ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ ایسا کچھ کیا جائے کہ
جادۂ اعتقاد سے منحرف ہوکر ضلالت کو اختیار کریں پس یہ انسان کو چاہئے کہ اپنے نفس کو اپنے قبضہ میں رکھے اور
وسوسہ شیطانی کو اس پر غالب نہ ہونے دے صبر اختیار کرے اسکا انجام ہمیشہ اچھا ہوتا ہے گو صبر [illegible]
ہے مگر پہلے بہت تلخ و ناگوار معلوم ہوتا ہے جب انسان اس پر بھروسا کرتا ہے اور اسکا انجام پیش آتا ہے تو کیسا خوش ہوتا ہے جیسا
کہ شاعر نے کہا ہے مصرع کہ صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد پس صبر بہت عمدہ چیز ہے اس سے خدا بھی خوش ہوتا ہے ۔

ہمیشہ صابروں کی مدد کرتا ہے انبیا و اوصیا جو اُسکے مقبول بندے ہیں بس اُنھوں نے صبر اختیار کیا وسوسۂ شیطانی کو اپنے قریب
نہ آنے دیا ہر بلا و رنج میں صابر رہے ہر بلا و صدمہ کو گوارا کیا مرتبۂ اعلیٰ ملا کیسی کیسی بلاؤں میں مبتلا ہوئے مگر عنان صبر کو ہاتھ
سے نہ دیا ہر بلا میں ساتھ استقلال کے بسر کی پھر جو مرتبہ ملا وہ ظاہر ہے خدا کے پیارے بندے مشہور ہوئے مرتبۂ اعلیٰ پایا بس
نتیجہ اس تقریر کا یہ ہے کہ انسان کو لازم ہے کہ صبر کرے اور کسی بلا کو بلا نہ خیال کرے پاے استقلال کو اپنے قائم رکھے غیر مستقل
نہ ہو میرا مال کار یہ ہے کہ اے سہراب صبر کرو اگر زندگی ہے تو تمھارا ابھی کام ہوا جاتا ہے اب بہت کم زمانہ باقی ہے اگر خدا کو منظور ہے
تو کل کی بھی تم سر ہو گی سہراب نے عرض کیا کہ خداوند میں کب عذر کرتا ہوں بس میری سبب زندگی ذات والا ہے ورنہ
اب تک میں کب کا مر گیا ہوتا نہ معلوم مجھ پر کیا گذرا ہوتا صاحبقران نے فرمایا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ سب کی زندگی
و موت اُسکے قبضہ میں ہے پھر تم یہ کہتے ہو کہ میرا سبب زندگی آپ ہیں میں کیا ہوں جو کہ اُسکے خاص بندے تھے اُنکو تو اسکا
اختیار تھا نہیں میں ناچیز حقیر اُسکا عبد ذلیل وہ رب جلیل میں کیا باعث زندگی ہونگا اُسکی طرف سے تمھاری حیات
تھی اُسنے ایک سلسلہ نکالدیا ورنہ کیا میری مجال تھی یہ جو صاحبقران نے فرمایا سہراب خاموش ہو رہا گو یہ قصد کر کے
آیا تھا کہ اجازت لیکر ملکہ کے باغ میں جاؤنگا شاید ملکہ سے ملاقات ہو جائے مگر صاحبقران کی اس تقریر سے کچھ تسکین
دل ہوئی یہاں یہ تقریر ہو رہی تھی صاحبقران کھانا تناول فرما رہے تھے سب بیٹھے ہوئے خاموش سن رہے تھے
عجب اُسوقت دربار کا عالم تھا ہر ایک اپنے خیال میں تھا سب ہمہ تن گوش بیٹھے ہوئے صاحبقران کی تقریر سن
رہے تھے کسی کو حرکت تک نہ تھی صاحبقران اس خوش بیانی سے فرما رہے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ بلبل ہزار داستان
چہک رہا ہے عالم محویت میں سب کے تھا اب خدا کی راہ رجوع کیجئے راوی نے بیان کیا ہے کہ یہاں تو یہ صحبت تھی ادھر
خواجہ جو سمندر پر سے چلے تھے پاسے شاطری مارتے ہوئے راہ طے کرتے ہوئے بصد تیز گامی چلے آتے تھے یہاں تک کہ
داخل لشکر ہوئے دیکھا کہ ہر طرف سامان جنگ ہو رہا ہے سب اپنے آلات حرب و ضرب کو درست کر رہے ہیں سامعہ سحر
جگہ جگہ ہیں اہل لشکر میں چہل پہل ہے چونکہ رات کوئی سوا پہر کے قریب آگئی تھی خواجہ کو گمان تھا کہ دربار برخاست
ہو گیا ہوگا صاحبقران و بادشاہ آرام فرماتے ہونگے یہاں آکر یہ کرشمہ دیکھا کہ سامان جنگ ہو رہا ہے اپنی اصلی صورت پر
کوتوالی چبوترے میں آئے کوتوال کھڑا ہو گیا کرسی پر آپ بیٹھے فرمایا کہ کیا طبل جنگ بجا ہے جو سامان جنگ ہو رہا ہے
اُسنے عرض کیا کہ جی ہاں طبل جنگ بجا ہے کل جو مقابلہ ہوگا یہ سنکے آپ اُٹھے اپنے خیمہ کی طرف چلے راہ میں دیکھا
کہ دیکھا کچھ لوگ دربار کی طرف سے چلے آتے ہیں اُنھوں نے یہ خیال کیا تھا کہ صبح کو بادشاہ و صاحبقران سے
کہونگا اُسوقت آرام کرتے ہیں جب اُنھوں نے دربار کی طرف سے لوگوں کو آتے ہوئے دیکھا تو خیال کیا کہ کیا
سبب ہے کہ دربار کی طرف سے لوگ چلے آتے ہیں یہ آگے بڑھے دیکھا کہ سواریاں سرداروں کی در دولت پر موجود ہیں
اُنھوں نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے ابھی دربار برخاست نہیں ہوا یہ طرف دربار کے چلے کہ ایک چوبدار کسی سردار کا
آتا تھا خواجہ نے اُسکو آواز دی کہ کون ہے اُسنے خواجہ کی صدا پہچان کر اپنا نام بتایا خواجہ نے کہا کہ کہاں جاتے ہو
عرض کیا کہ اپنے مالک کے خیمہ کو جاتا ہوں خواجہ نے کہا کہ تمھارے مالک کہاں ہیں اُسنے عرض کیا کہ دربار میں تشریف
فرما ہیں خواجہ نے کہا کہ کیا دربار ابھی تک آراستہ ہے جو تمھارے مالک دربار میں ہیں اُسنے عرض کیا کہ جی ہاں یہ
سنتا تھا کہ خواجہ پاؤں اُٹھا کر طرف دربار کے آئے در کہ سالار دنگل پر پہنچا تھا اُسکے روبرو چراغ روشن تھا خواجہ نے
ایک قسم کی روشنی ایجاد کی ہے کہ اِدھر شام ہوئی وہ خود بخود روشن ہو گئی وہ روشنی ہر مقام پر لگائی ہے اُسکا جھاڑ بنایا ہے
میں وہ مشعل شب ماہ کے ضو دیتا ہے جیسے نور ماہتاب ایسی صاف ہے کہ اگر سوئی گرے تو اٹھا لو اُس روشنی میں وہی روشنی
تمام لشکر میں پھیلا دی ہے ایک جھاڑ کی روشنی بہت دور تک کافی ہوتی ہے نہ کہ متعدد ہیں یہی روشنی بارگاہ و ہر سردار
کے خیمہ میں ہوتی ہے شمعیں وغیرہ بھی ہوتی ہیں مگر یہ روشنی ضرور ہوتی ہے اس سے اور رونق و زینت ہوتی ہے جیسے

آج کل ہماری سرکار دولت مدار گورنمنٹ نے تار برقی کی روشنی ایجاد کی ہے اسی طور سے خواجہ نے روشنی ایجاد کی تھی دوسرے
اسکی صفت یہ تھی کہ دور کا آدمی بخوبی معلوم ہوتا تھا اور پہچانا جاسکتا تھا بس اسی قسم کا تھا یہ درگہ سالار کے روبرو روشن
تھا جیسے اُسنے خواجہ کو دیکھا اپنی مسند پر سے اٹھ کھڑا ہوا خواجہ نے کہا کہ بیٹھ جاؤ میں اندر جاتا ہوں یہ سُنکے اُسنے سلام
کیا خواجہ اسکو جواب سلام دیتے ہوئے پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ کے آئے سب جلوخانہ طے کرکے آپ خاص بارگاہ میں پہونچے
صاحبقران وہی تقریر بیان کر رہے تھے کہ خواجہ جا کر پہونچے سب ایسے محو تھے کہ خواجہ کو کسی نے نہ دیکھا کہ خواجہ قریب
تخت شاہی پہونچے بادشاہ کو مجرا کیا اور صاحبقران کی تقریر سُنکے کہا کہ دراصل صاحبقران آپ بہت خوش تقریر ہیں
اس وقت جو میں دیکھتا ہوں تو سب آپکی طرف متوجہ ہیں کسی کو اپنے تن بدن کی خبر نہیں ہے میں یہاں تک آیا بھی اور
کسی نے مجھکو نہ دیکھا یہ جو خواجہ نے کہا اب صاحبقران نے خواجہ کی طرف دیکھا خواجہ نے سلام کیا اور سب سرداران
سے صاحب سلامت ہوئی بس خواجہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھے راوی بیان کرتا ہے کہ جب سے صاحبقران نے سہراب سے
یہ فرمایا ہے کہ سمندر نے تحریر کیا ہے کہ میں ایک ایسی چیز روانہ کرونگا کہ جو سب اہل اسلام کا خاتمہ کردیگی ہم کو مقابلہ کی زحمت
نہ ہوگی اُسوقت سے سہراب یہ خیال کر رہا ہے کہ سمندر کیا ایسی چیز روانہ کریگا کیا اُسکے پاس ہے جو کچھ ہے وہ سب مجھکو معلوم
ہے میرے خیال میں تو کوئی ایسی چیز نہیں آئی ہے ہاں شاید کوئی اُسنے اس عرصہ میں تیار کیا ہو تو کیا عجب ہے اسپر
اسکو بھروسا ہے وہ روانہ کریگا سہراب اُس صندوقچہ کو بھول گیا ہے بالکل یاد نہیں ہے ایسے ایسے خیالات اپنے
دل میں کر رہا ہے اور خاموش بیٹھا ہوا صاحبقران کی تقریر سن رہا تھا کہ خواجہ آئے صاحبقران نے تقریر ختم فرمائی
خواجہ کی طرف متوجہ ہوئے خواجہ کو جو دیکھا تو بکدر مغموم و رنجور پایا جیسے کسی کو بڑا صدمہ ہوتا ہے کچھ عجب حال ہے یہ حال
ملاحظہ فرما کر صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ کیوں خواجہ خیریت تو ہے مزاج کیسا ہے تم کہاں میدان جنگ سے
چلے گئے تھے اسوقت تک کہاں رہے میں نے کئی مرتبہ یاد بھی کیا مگر تمہارا نشان نہ ملا تمہارے چہرے سے رنج و ملال
ظاہر ہوتا ہے اسکا کیا سبب ہے خواجہ نے جواب دیا کہ کہاں گیا تھا تنہا آوارہ و سرگرداں تھا چار پہلوانوں کی تلاش میں گیا
تھا کہ شاید کچھ پتہ مل جائے وہاں سے ایک صدمہ لیکر آئے کیا میں اپنے ملال کا حال بیان کروں خیر میرا تو قصہ طولانی ہے
جب آپ سب صاحب سماعت کرینگے آپکو بھی صدمہ ہوگا بلکہ مصیبت عظیم ہر ایک کو اپنی جان کی پڑیگی پہلے آپ
فرمائیں کہ یہ کیا سبب ہے کہ خلاف معمول دربار آراستہ ہے دوسرے اس قسم کی آپ تقریر فرما رہے ہیں کہ جس سے ہوش
باش آتی بھی صاحبقران نے فرمایا کہ اسکے کئی سبب تھے اول تو یہ کہ بادشاہ نے فرمایا کہ آج ہم دربار نصف شب تک
ترتیب دربار کے آراستہ رہنے کا تو یہ سبب تھا اس تقریر کے یہ سبب ہیں کہ اول تو قمر غلام نے ایک خبر تازہ سُنائی کہ
جس کے سبب سے اہل دربار کو ایک قسم کا انتشار ہوا جو خبر قمر غلام نے بیان کی تھی صاحبقران نے خواجہ سے
فرمائی دوسرے کچھ سہراب نے شکایت کی میں نے اسکے جواب میں تقریر بیان کی تیسرے تمہاری طرف سے دل
پریشان تھا کہ نہ معلوم تم کہاں چلے گئے ہو بدون اطلاع زمانہ جنگ دشمن روبرو ہے زیادہ تر دربار کے آراستہ رہنے کا
سبب یہی تھا کہ تمہارا حال نہیں معلوم تھا یہ خیال ہوا کہ شاید تم کوئی خبر لاؤ بس خواجہ نے یہ تقریر صاحبقران
کی سُنی ایک آہ کی اور عرض کیا کہ اے میرے مالک واقعی میں بھی ایک خبر وحشت اثر لیکر حاضر ہوا ہوں جب
سے وہ خبر سُنی ہے جو میرے قلب کا حال ہے میں کیا عرض کروں بس میرا ہی دل خوب فرسنہ اُٹھا رہا ہے حضور
وہ خبر سماعت فرمائیں سب لوگ میری طرف متوجہ ہوں بس سب اہل دربار مع بادشاہ کے خواجہ کی طرف
متوجہ ہوئے خواجہ نے عرض کیا کہ جب آفاق نے جمشید رتن کو قتل کیا اور اس کے مرنے کی علامت ظاہر
ہوئی جب وہ علامت برداشت ہو چکی تو ایک بگولہ پیدا ہوا وہ لاش کو لیکر چلا میں بھی اسکے
عقب میں چلا یہاں تک کہ وہ بگولہ شہر سمندریہ میں پہونچا داخل دربار سمندر شاہ ہوا میں بھی دربار

میں گیا اور یہ ماجرا دیکھا وہ لاش جا کر کہی طائر پیدا ہوا اُس نے کل حال بیان کیا سمندر نے بہت افسوس
کیا اور بڑا صدمہ ہوا اُسکو بس اُس نے انجمن مشاورت برپا کی اُس میں سب حاضر ہوئے میں بھی موجود
تھا خواجہ نے سمندر کی سب تقریر و اہل جلسہ کا اعتراض اُسکا جواب حال صندوقچہ سب بیان کیا
جو کچھ تقریر ہوئی تھی عرضی کا آنا اُس کا جواب خواجہ نے کہا کہ وہی صندوقچہ کل صبح کو آئیگا یہ جو حضور غلام
نے کہا ہے کہ سمندر نے تحریر کیا ہے کہ میں ایک چیز روانہ کرونگا وہی صندوقچہ ہے اُسکی یہ صفت ہے کہ وہ بند
رہتا ہے جب اُسکو کھولا اُس میں ایک پڑی لگی ہے اُس پڑی کے نیچے تلوار ہے صرف اُسکا قبضہ باہر ہے
اگر دشمن کے روبرو اُس پڑی کو ہٹایا تو برق کوندی تڑاقہ ہوا تلوار آسمان پر گئی برق بنکر چلی بس جس کے اوپر
اُس صاحب صندوقچہ نے کہا گری اُسکے دو پرکالے کئے اُسنے باین طرف پڑی ہٹا دی وہ پھر اپنے مقام پر
آگئی اگر اسی طور سے ہزار مرتبہ لاکھ مرتبہ کرے وہ کام دیکھے جاتی ہے اس سے مفر کی کوئی صورت نہیں
ہے نہ اُسکا کوئی توڑ ہے نہ اُس پر سحر اثر کرتا ہے نہ اسم اعظم سے وہ ردکی گئی ہے ساحر بچ سکتا ہے نہ غیر ساحر
اگر قلعہ آہنی میں بھی ہوگا اور صاحب صندوقچہ اُس کی طرف اشارہ کردیگا وہ ضرور اپنا کام کریگی یہ صندوقچہ
طیار کیا ہوا سامری کا ہے ایسا سحر طیار کیا تھا کہ اپنے سے بھی قائم رہا اُسکا نام تیغ سامری ہے اُس سے
خود سامری عاجز تھا بنا کر پشیمان ہوا یہ ایوان تاجدار کے پاس تھی اُسنے سمندر کو دی سمندر نے مجھے احتیاط
سے رکھی نہ طاق میں رہی صبح کو طلب کر کے روانہ کریگا دوسری صفت یہ ہے کہ ساحر و غیر ساحر ہر ایک
اُس سے کام لے سکتا ہے کوئی ساحر ہو خواہ نہیں ہو یہ حال تھا کہ ہمراہ سمندر کے محل میں گیا کہ اگر موقع
ملے تو سمندر کو گرفتار کر لوں مگر موقع نہ ملا میں نے خیال کیا کہ چلکر اسکی خبر کر دوں تا کہ کوئی تدبیر کی
جاسکے یہ حال جو خواجہ نے بیان کیا بس سب اہل دربار کا رنگ زرد و متغیر ہو گیا ہر ایک کے چہرہ پر مردنی
چھا گئی ہر ایک کو اپنی زندگی سے یاس ہوئی امید زندگی منقطع ہو گئی تصویر موت سامنے پھرنے لگی
سب کو یہ معلوم ہوا کہ کسی نے روح قبض کرلی حضور سا سہرا پہنا کہ اور آقائی وغیرہ ایمان کا تو عجب
حال ہوا کہ انکے دم میں دم نہ تھا کیونکہ یہ لوگ انکے حال سے واقف تھے اپنا سہرا اپنے کو خیال آیا کہ یہ اسی
کے روبرو سے یہ ہے اور وہی تحریر کیا ہے کہ کل میں وہ چیز روانہ کرونگا کہ جو سب کا خاتمہ کریگی اُس نے
سچ تحریر کیا ہے کوئی بات جھوٹ نہیں ہے واقعی اُس پر نہ سحر اثر کریگا نہ اسم اعظم کام دیگا ساحر و
غیر ساحر سب برابر ہیں سب کا ایک مرتبہ ہے وہاں سے زائل ہو ہی ہے بس اس خیال سے یہ حال ہوا
کہ اب کل ضرور خاتمہ ہے زندگی تمام ہوئی عجب سب خواجہ بیان کر چکے اور اہل دربار کا یہ حال ہوا
خواجہ نے صاحبقران سے عرض کیا کہ میرے نزدیک تو مناسب ہے کہ اسوقت مع لشکر یہاں
سے کوچ فرمائیے جب اسکی کوئی تدبیر ہو جائے تو پھر اُس سے مقابلہ تشریف لائے کیا ضرور
ہے کہ ایسی بلا میں دیدہ و دانستہ اپنے کو مبتلا کریں کہ جس سے کوئی صورت مفر کی نہ ہو سوا اُسکے
موت کے چارہ نہ ہو گیا ضرور ہے کیا اسقدر بندگان خدا کا خون ہو انسان کو خدا نے عقل اسی لئے
دی ہے کہ وہ اپنے نفع و ضرر کا خیال رکھے جس امر میں ضرر ہو اُس سے اپنے کو بچائے اور یہ نہ
ہو کہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالے خواجہ نے جو یہ کہا ابھی صاحبقران نے جواب نہ دیا تھا کہ
سہرا نے اپنے مقام سے آگے بڑھ کر اور ہاتھ جوڑ کر یوں عرض کیا کہ یا صاحبقران خداوند دوجہاں
آپکی عمر دراز فرمائے میں اُس صندوقچہ کے حال سے خوب واقف ہوں جو کہ خواجہ فرماتے ہیں
ایسا ہی ہے اُس سے کوئی نہیں بچ سکتا ہے اسقدر ساحر جو اسوقت ہمراہ حضور کے ہیں ان میں

ہر ایک اپنے وقت کا سامری و جمشید ہے خصوصاً دو تین صاحب تو اپنا مثل نہیں رکھتے ہیں یعنی صنیع آفتاب علم
ولی عہد طلسم فیروز بہ یا آفاق شاہ اور انکی زوجہ ملکہ کوکبیہ یہ سب صاحب اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتے ہیں
انکے روبرو سمندر کوئی چیز نہیں ہے مگر یہ سب صاحب اس سمندر وچہ سے نہیں بچ سکتے ہیں نہ اس پر سحر کر سکتے ہیں
سامری نے ایک ایسی چیز بنا کیا ہے کہ اس سے سب عاجز ہیں اسکے سامنے سب معطل بیکار ہیں میں کیا عرض کرون
جو خواجہ فرماتے ہیں سوائے اس تدبیر کے کوئی دوسری تدبیر نجات کی نہیں ہے صاحبقران نے سہراب
کی تقریر سنکے جواب دیا کہ اے سہراب میں ابھی اسی قسم کی تقریر کرتا تھا افسوس ہے تم نے اس قدر فراموش کی
یہ فرما کر فرمایا کہ میں آپ سب صاحبون سے کہتا ہون کہ جن جن صاحب کو اپنی جان اس سمندر وچہ اجل سے بچانا ہو
وہ صاحب اسوقت تشریف لے جائیں میں مانع نہیں ہون کیون میرے ساتھ کوئی اپنی جان تلف
کرے ایسی حالت میں جب کہ بالکل امید زندگی نہ رہے سوائے موت کے اور میں تو یہان سے ہرگز ہرگز
ایک قدم نہ ہٹونگا مجھکو کوئی خوف نہیں ہے اگر یونہی آئی ہے تو کیا پروا ہے شعر سر نہ پیچم ز تیغ و تیر جفا ہرچہ
آید بر سرم بانصیب موت سے ڈرنا کیا اگر یہان یہ امید ہو کہ اگر ہم اسوقت ہم یہان سے ٹل جائینگے تو پھر کبھی نہ
مرینگے تو ایسا بھی کیا جائے جب کہ یہ ظاہر ہے کہ اس زیست کا انجام یہ ہے کہ ضرور ایک نہ ایک دن ذائقہ
موت چکھنا ہوگا تو پھر کیون وہ کام کیا جائے جو کہ باعث بدنامی ہو اور میرے بزرگون نے نہ کیا ہو میں
تو اسکی ذات پر تکیہ و بھروسہ رکھتا ہون وہ مالک ہے اور سب کا خالق ہے زندگی و حیات اسکے اختیار
میں ہے تو پھر سمندر کیا چیز ہے اور تیغ سامری کیا بلا ہے یہ سب اُنکے لیے ہے جو کہ موت سے ڈرتے ہیں زندگی
کو اچھا جانتے ہیں اور اُس کے نزدیک زندگی و موت یکسان ہے جو کہ خدا پر نظر رکھتا ہے اُس کو اپنا
خالق جانتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ جو اُسکی مشیت میں ہوگا وہ پیش آئیگا دنیا سرا ہے جب تک اس میں
حکم رہنے کا ہے رہتے ہیں طلب کے ساتھ ہی کوچ کرینگے پھر کیا ضرور ہے کہ ہم اس مقام پر سے گریز
کریں جو کہ جائے خوف ہو اگر اسی طور سے بدی ہے تو کیا چارا کوئی اجارہ نہیں ہے اگر تابع آہنی میں
بھی پناہ گزین ہونگے تو نہ سفر ملیگا ضرور موت آکر گریبان گیر ہوگی خیال کرنے کا مقام ہے کہ سب کو
عشقاق کے ہاتھ سے کب زندگی کی امید تھی کیونکر بچے بلکہ خواجہ نے اُسکے قتل کی تدبیر کی وہ
کیونکر بچا جب تک اُسکی نہ آئی تھی جب آگئی تو اُسنے لا امکان بھی بنایا اپنے کو کسی پر ظاہر بھی نہ
کیا مگر قضا نے نہ چھوڑا کیونکر جا کر خواجہ وغیرہ نے قتل کیا اب کوئی اُسکی سحر و ساحری کام نہ آئی
آج صبح کا ذکر ہے کہ جیپندرتن نے نکل کر مقابلہ کیا جب تک اُسکی قضا نہ آئی دو مرتبے اُسکے مقابلہ
کو نکلے اُسکے ہاتھ سے اسیر ہوئے جب قضا آئی آفاق نے نکل کر قتل کیا کچھ نہ کر سکی بس ایسی
حالت میں جبکہ جو امر ہمارے اختیار میں بالکل نہیں ہے اُس سے خوف کرنا بالکل بیجا ہے اور یہ ہم تو سر کو ہتھیلی
پر لیے پھرتے ہیں یہ صرف اُسکی بندہ پروری ہے جو اب تک زندہ ہیں ورنہ کب کے مرچکے ہوتے ہم نے مقابلہ
ہے اور اُسکی راہ میں جہاد پر جو کمر باندھی تو موت کو پہلے خیال کر لیا اگر یہ نہ خیال کر لیتے تو آج تک اسقدر کافر
قتل کرتے نہ اتنا بڑا مرتبہ پاتے بس ایسی حالت میں میں تو کبھی اس مقام پر سے کنارہ کشی نہ کرونگا اگر مر گیا
تو مرتبہ شہادت پایا جو کہ آجتک کسی کو نہ ملا سوائے انکے جو کہ صاحب نصیب ہیں اگر زندہ رہا تو اتنا بڑا نام ہوا اور
کیا تعریف ہوئی نیکنامی کو ترک کرکے بدنامی اختیار کرون یہ تو کبھی نہ ہوگا میں کسی کو منع بھی نہیں کرتا
ہون نہ جبر کرتا ہون کہ میرا ساتھ دو یا لشکر سے نہ جاؤ اپنی جان نہ بچاؤ بلکہ میری خوشی ہے کہ جس جس کو اپنی جان
عزیز ہو وہ چلا جائے کیون میرے ساتھ اپنے کو ہلاک کرتا ہے میں واسطے میرے ساتھ کون رہتا ہے تو وہ ہنستا کو حیات اور

حیات کو موت جانتا ہون اور ہر وقت اپنے کو مردہ تصور کرتا ہون جب رات کو سوتا ہون تو کلمہ طیبہ پڑھ لیتا ہون
بس کہون کوئی میرا ساتھ دے اپنی زندگی مین خلل واسطے مین تو مردہ ہون مرنے سے ڈرتا نہین ہون بلکہ اچھا
جانتا ہون اور سب کو حیات درکار ہے یہان حیات سے انکار ہے پھر صاحبقران نے فرمایا سب نے جواب دیا
کہ جب تک ہمارے دم مین دم ہے اور ہمارے ہاتھون مین طاقت ہے زبان مین گویائی ہے تلوار مین خم ہے ہم آپ
کے قدم نہ چھوڑینگے جو آپ کا حال وہ ہمارا حال ہے کیون آپ بار بار فرماتے ہین اگر آپ ہی کو کیا خوف ہے بسم اللہ
آپ کل صف آرا ہون اگر ہمارے قدم میدان سے ہٹ جائین تو آپ ہم کو مرد نہ فرمائیے گا بلکہ نامرد تصور فرمائیگا
یہ کیا سنتے کہ ہم آپ کا ساتھ چھوڑ دین آپ ایسا قدردان ہم کہان پائین گے جو ہماری قدر کریگا ہم تو آپ کے
ناز اٹھائے ہوئے ہین آپ کی صحبت پائے ہوئے ہین جو ناز کیا آپ نے گوارا فرمایا بھلا دوسرا یہ کون گوارا کریگا
ہمارے مزاج کی برداشت کرنے دیگا ایسا قدردان آقا و مالک مقدر سے ملتا ہے بس ہم ایسے کلام کے سننے
کی تاب نہین لا سکتے ہین ہم ایسے آقا کو چھوڑ کر کہان جا سکتے ہین جو ہر وقت ہمارا خیال رکھے اپنی اولاد سے
زیادہ ہم کو سمجھتا اس کی بدولت ہم اپنی حکومت کو ترک کئے ہوئے آپ کی غلامی اختیار کئے ہین اور اس ہی کو
سے اس غلامی کو بہتر جانتے ہین سردارون نے تو یہ عرض کیا عزیزون نے یہ عرض کیا اگر ہم کو آپ کا ساتھ
نہ منظور ہوتا تو ہم ہمراہ صاحبقران ثانی کے خانہ کعبہ کو نہ چلے جاتے اگر وہ سفر کئے جاتے تو ہم خود بھی چلے جاتے
وہان جا کر عبادت خدا کرتے ہم تو آپ کے ساتھ ہین آپ کا دامن ہمارے ہاتھ مین ہے جب یہ تقریر سب
سنے کی صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تمہارے یہ ارادے ہین تو خدا ضرور مدد کریگا یہ بلا بھی رد کریگا کوئی
مقام خوف نہین ہے اپنے دلون کو قوی رکھیے وہ سب کا حاکم ہے وہ عادل ہے ظالم اس کو پسند نہین ہے
ظالم سے وہ نفرت کرتا ہے عدل و انصاف اس کا طریقہ ہے وہ یہ کب گوارا کریگا کہ اس قدر بندے میرے
جو کہ میری راہ مین جہاد پر آمادہ ہین اور میری ذات پر بھروسا رکھتے ہین ہر بلا کو میری راہ مین راحت
جانتے ہین مرنے کو جینا تصور خیال کرتے ہین ایسا ظالم کیا قدرت کے ان کو قتل کراؤن اور ان کی
امیدین بر نہ کرون وہ ضرور حامی ہوگا اور حمایت کریگا کوئی نہ کوئی سبب ضرور پردہ غیب سے
پیدا کریگا کہ جس کی وجہ سے یہ بلا رد ہو اور ہماری مدد ہو فرما کر کہا کہ تم لوگ کچھ غم نہ کرو صبر کرو
وہ صابرین سے بہت خوش ہوتا ہے دیکھو تم نے مشتاق سے مقدمہ مین صبر کیا اس نے کیسی مدد چاہی
دشمنے مدد کی کیسا ذریعہ نکالا کہ اس بلا سے نجات ملی سب نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا سمندر کیا
چیز ہے اور ساحری کیا نطفہ حرام تھا کہ جو ایسی چیز بنا گیا ان خدا کے سامنے سب بیکار ہے جو سب کا
مالک و مختار ہے ہم تو اسی پر بھروسا رکھتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ بس اسی قول پر ثابت قدم رہو
دیکھو کیا ظہور ہوتا ہے جب یہ تقریر تمام ہوئی سہراب دست بستہ کھڑا تھا اس نے عرض کیا
کہ میری ایک آرزو ہے اگر اجازت ہو تو عرض کرون صاحبقران نے فرمایا کہ بیان کرو مین نے
کب منع کیا ہے سہراب نے عرض کیا کہ مین نے کئی مرتبہ قصد کیا جب سے یہان آیا ہون
کہ آپ سے اجازت لے کر اپنی معشوقہ کے باغ مین جاؤن اس کے دیدار سے اپنے قلب
بیقرار کو قرار دون مگر بہ سبب شرم و حیا کے عرض نہ کر سکا مجبور ہو گیا مگر اس وقت میرا قلب
بہت بیقرار ہے مین نے لاکھ قصد کیا کہ نہ عرض کرون مگر اس نے نہ مانا آخر مجبور ہو کر عرض
کرنا پڑا مین اس قدر اجازت کا امیدوار ہون کہ مجھکو اجازت ملے کہ مین چند ساعت کے
لیے اس کے باغ مین جاؤن اگر وہ ہو تو اس کا آخری دیدار دیکھ آؤن ایسا زمانہ ہوا ہے کہ

میں نے اُس کو نہیں دیکھا ہی میں بہت بیقرار ہوں نہ معلوم کل کیا ہو گیا ہو یہ حسرت تو نہ باقی رہے
کہ مر گئے وہم اُس کو نہ دیکھا اس طور سے سہراب نے عرض کیا کہ صاحبقران کے دل پہ چوٹ سی لگی
بلکہ آنسو نکل آئے فرمایا کہ ای سہراب اپنے دل کو قابو میں رکھو اور میں نے کب منع کیا ہی کہ تم نہ
جاؤ تم جب اجازت طلب کرتے میں دیتا یہ تمھارا گمان غلط تھا کہ میں نہ دیتا تم شوق سے جاؤ تم اسکو
دیکھو وہ تم کو یہ کب ہو سکتا ہی کہ میں ایسے امر کی ممانعت کروں جو کہ سبب ہلاکت ہو مگر اس امر
کا خیال رہے کہ ملک غیر ہی دشمنوں سے سامنا ہی جہاں تک ممکن ہو اپنے کو بچائے رکھنا کسی پر یہ
ظاہر نہ ہونے پائے ورنہ تمھاری بدنامی ہی آیندہ تم کو اختیار ہی اُس نے عرض کیا کہ حضور اس امر
سے خاطر جمع رکھیں کہ کسی پر ظاہر نہ ہوگا میری بدنامی کے سوا اُسکی بھی تو ناموسی ہی اور اُس کے
والدین جانی دشمن ہو جائیں گے یہ میں کب گوارا کرونگا کہ میرے سبب سے میرے معشوق کی
بدنامی ہو صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ کس امر کا انتظار ہی بس یہ جو صاحبقران نے فرمایا
سہراب نے اپنا سر قدم صاحبقران کی طرف جھکایا عرض کیا کہ آپ نے غلام کو زندہ کر لیا بس
صاحبقران نے ہاں ہاں فرماکر اُسکا سر سینہ سے لگایا فرمایا کہ سہراب یہ کیا غضب کرتا ہی میں نے کیا
ایسا امر کیا کہ تم اس قدر بیقرار ہو گئے جاؤ اپنی معشوقہ کو دیکھ آؤ ابھی رات بہت باقی ہی یہ
سنکے سہراب خدمت میں بادشاہ کی آیا اُن سے اجازت طلب کی بادشاہ نے بھی اجازت
دی بس سہراب سب کو سلام کرکے بارگاہ سے باہر آیا سحر سے ایک طائر خوش رنگ
بنکر طرف باغ ملکہ کے روانہ ہوا اسکو تو ادھر روان رکھا جاتا ہی پہلے حال دربار کا تحریر ہوتا ہی
کہ جب سہراب جا چکا صاحبقران نے فرمایا کہ دراصل سہراب اسوقت بہت بیقرار تھا
اُس نے اس طور کی تقریر کی کہ میرے قلب سے برداشت نہ ہو سکی میرے آنسو نکل آئے واقعی
خدا کسی کو درد محبت میں مبتلا نہ کرے یہ عجب درد ہی لا دوا سوا سے وصل معشوق کے دوسرا اسکا
علاج نہیں ہی اور ایک زمانہ ہوا ہی کہ سہراب نے اپنی معشوقہ کو دیکھا بھی نہیں ہی اسی کا سبب
تھا کہ اُس نے اتنے عرصہ تک صبر کیا دوسرا اس مقام پر ہوتا جب سے یہاں آیا تھا پچاس مرتبہ
جاتا میں نے بھی خیال کیا کہ اب اجازت طلب کی ہی اور تمھارے لحاظ سے آج تک گیا نہیں ہی
اگر سحر کے ذریعہ سے جاتا اور چلا آتا تو کیا معلوم ہوتا ضرور اجازت دونا کہ اسکے قلب ناصبور
کو کچھ تو صبر ہو اگر میں اجازت نہ دیتا ضرور سہراب آج رات کو مر جاتا آج بہت بیقرار تھا سب
نے عرض کیا کہ حضور نے بہت مناسب کیا جو اجازت دی خواجہ نے کہا کہ میں ایک بات
عرض کروں صاحبقران نے فرمایا کہ بیان کرو خواجہ نے عرض کیا کہ سہراب اپنی جان بچا کر
نکل گیا کیونکہ اسکو تو یہ امر بخوبی ظاہر ہی کہ کل اُس برق غضب سے کوئی زندہ نہ بچیگا میں اپنی
جان بچا کر کیوں نہ چلا جاؤں شاید کبھی نہ کبھی وصل جانان نصیب ہو اس مرنے سے تو وہ امید
منقطع ہوتی ہی بس یہ خیال کرکے اُس نے نقرہ کیا اور چلا گیا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ امر بھی
نہیں ہی اُسکو نقرہ کرنے کی کیا ضرورت تھی جب کہ میں نے عام اجازت دیدی ہی کہ جس کا
جی چاہے چلا جائے وہ یہ کہکر چلا جاتا کہ میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا ہوں دراصل وہ اپنی
معشوقہ کے دیکھنے کو گیا ہی خواجہ نے عرض کیا کہ صبح کو معلوم ہو جائیگا صاحبقران نے فرمایا
کہ تمھارا بھی قول درست ہی کہ وہ نقرہ کرکے چلا گیا ہی تو پھر کیا کیا جائے ارے بھائی کوئی مرنا

نہین گوارا کرتا ہی اُسکو اپنی جان عزیز ہی جو کہ اپنی جان عزیز رکھتا ہی اور موت سے ڈرتا ہی اُسپر کوئی زور
نہین ہی وہ کوئی میرا غلام نہ تھا کہ مین اُسکو روک لیتا خواجہ اپنی اولاد پر تو قابو چلتا نہین ہی
اگر وہ وقت بد مین ساتھ نہ دے تو کیا کیا جائے نہ کہ دوست و آشنا سے اُسکا خیال رکھنا
محض نادانی ہی مین سب کے سامنے کہتا ہون کہ اس مقام پر میرے عزیز بہت ہین جو میرے
ہم بزم گوارا ہین اگر یہ میرا ساتھ نہ دین تو کوئی قابو نہین ہی گو ان مین میرا خون ملا ہی جو اُن کو میری
محبت ہوگی وہ دوسرون کو نہ ہوگی یا تو مجھ والی ہوگی اور کو نہ ہوگی یا شہنشاہ ہی اگر یہ میرا ساتھ
نہ دے تو جبر نہین کر سکتا ہون باوجودیکہ میرا فرزند ہی بس پھر اورون سے امید رکھنا بیجا ہی جس کو اپنی
عقبی درست کرنا ہوگی وہ میرا ساتھ دیگا جو اسکا خیال نہ کریگا اپنی راہ لیگا مین کہان تک
کسی کا دامن پکڑا کرونگا سب نے عرض کیا کہ آپ بجا ارشاد کرتے ہین بقول آپ کے کوئی کسی کا
ساتھ دیگا ہم نے جو مرتبہ نصیحت کا تھا وہ تمام کیا ایک بھونڈی سی مثل ہی اپنی اپنی گور اپنی اپنی
منزل کوئی قبر مین کسی کا ساتھ نہین دیتا ہی سواے اعمال کے بس جو اعمال نیک کریگا وہان خوب
بسر ہوگی بد کریگا اُسکی سزا پائیگا یہ تقریر جو سب نے کی اور صاحبقران نے اس طرح سے سمجھایا تو
خاموش ہو رہے لیکن تھوڑے عرصے کے دربار برخاست ہوا بادشاہ محل مین آئے ایکی مرتبہ باوجودیکہ
اُس مرتبہ سے زیادہ نخوت تھا ناموس کو سمجھنے دیا روانہ نہ کیا اس خیال سے کہ ابھی کوئی نہ جائیگا
بیکار سخن رائگان جائیگا بادشاہ اپنے ناموس مین صاحبقران اپنے ناموس مین سب سردار و
عزیز صاحبقران اپنے اپنے مقام پر آئے خواجہ اپنے خیمہ مین گئے اور سب عیار اپنے مقام پر سوگئے
سردارون نے آکر پہلے آلات حرب و ضرب درست کئے جو کہ ساتھ تھے انھون نے سحر تا شام آنکے
بعد عبادت مین مصروف ہوئے خواجہ بھی عبادت کرنے لگے اب کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ جہان عبادت
خدا نہ ہوتی ہو ادھر بادشاہ اپنے خیمہ مین صاحبقران اپنے خیمہ مین مصروف اطاعت پروردگار ہوئے
انکو تو اب یہان عبادت مین اور دونون لشکرون کو سامان جنگ و انتظار سحر مین رکھا جاتا ہی آئندہ حال
تحریر ہوگا کہ کیا گذری اب کچھ دوسرا حال تحریر ہوتا ہی

اب راوی شمہ حال ملکہ نسیم جادو دختر سمندر جادو کا بیان کرتا ہی کہ اُسکا کیا حال ہی فراق مین سہراب کے و حال سہراب و دیگر حالات داستان ہذا

راوی نے ابھی تک ملکہ نسیم کی داستان کسی مقام پر نہین بیان کی کہ اُسکی کیا حالت ہی فراق مین سہراب
کے کیونکر اُسکی بسر ہوتی ہی اسکا سبب یہ تھا کہ کوئی موقع نہ تھا کہ بیان کی جاتی ہان اب موقع آیا ہی
تو گذارش ہوتی ہی شائقین و ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ بھی سہراب پر فریفتہ ہی اور ایسی کہ بدون اُسکے
اُسکو قرار نہ آتا تھا بموجب شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ؛ از سوے کینہ کینہ و از سوے
مہر مہر ؛ چونکہ یہ تو مسئلہ طی ہو چکا ہی کہ ایک دل کو دوسرے دل سے راہ ہوتی ہی اور محبت ہوتی ہی
بس جب سہراب کو اُس سے الفت ہی تو اُسکو بھی ضرور الفت ہوگی لہذا راوی بیان کرتا ہی کہ
اُسکی الفت کا سہراب سے یہ حال تھا وہ اُسکو دیکھے زندہ رہتی تھی یہ اُسکو دیکھے جیتا تھا مگر وہ عورت تھی دوسرے مان باپ کے
بس مین تھی ناموس و بے عزتی کا خیال تھا جب سہراب اُس کے باغ مین جاتا تھا تو ملاقات ہو جاتی تھی
راز و نیاز کی باتین محبت و الفت کی کہانیان ہوتی تھین جب یہ چلا آتا تھا وہ دن رات اس کے

آتش فراق مین مثل شمع جلا کرتی تھی تن گھلا کرتا تھا اگر کیا کرے نہ تاب وصل تھی نہ طاقت جدائی نہ کچھ منھ
سے کہہ سکتی تھی نہ خاموش رہا جاتا تھا ایک شعلہ تھا کہ دن رات قلب مین بھڑکا کرتا تھا یہ اسکا عالم
ہی تھا جب سے اسنے سُنا کہ سہراب کو تیرے باپ نے کسی جرم پر یہان سے نکالدیا اور دریاے سبز
رنگ مین قید کیا ہی پاس ماہیان طوفان کش کے اب اسکو یہ بھی امید جاتی رہی تھی کہ کبھی نہ کبھی ملاقات
ہوگی اور کوئی نہ کوئی صورت وصل پیدا ہوگی وہ جو گاہے گاہے ایک دوسرے کے دیدار سے بہرہ ور
ہوتا تھا وہ بھی امید قطع ہوگئی اسکو بڑا صدمہ ہوا اب تو اسکی غیر حالت ہوئی سمندر کو خبر ہوئی دریافت
کیا اُسنے عرض کیا کہ مجکو مرض خفقان ہوگیا ہی تنہائی پسند ہی بس یہ باغ مین رہتی ہی گاہے گاہے باپ
پاس مان پاس ہو آتی ہی باپ نے نسخہ حکیم صاحب سے لکھوا کر بھجدیا ہی کہ اسکا استعمال کیا جاے وہ اُسی
دن سے دھرا ہوا رکھا ہوا ہی جب سمندر نے دریافت کیا کہ نسخہ نے نقصان تو نہین کیا یا خود کہدیا یا
کسی کے ذریعہ سے کہلوا دیا کہ نقصان نہین کیا بلکہ نفع کیا یہ حالت ہی کہ رات رات بھر نیند نہین آتی ہی
فراق مین سہراب کے اُسکا تصویر بند دھارتا ہی شعر عاشقانہ پڑھا کرتی ہی اور رویا کرتی ہی سوکھ سوکھ کر
کانٹا ہوگئی ہی اب نہ کچھ کھایا جاتا ہی نہ پیا جاتا ہی جو کہ ہمراز ہین وہ کچھ زبردستی کھلا دیتی ہین بس سوا
رونے کے کوئی کام نہین ہی نہ بناؤ کی فکر ہی نہ سنگار کی جب کسی نے عرض کیا کہ ملکہ کیسے بیٹھے ہوئے
ہین نہا کر بدل ڈالو کنگھی کرو سرمہ لگاؤ ذرا دل کو سنبھالو تو ایک آہ سرد بھرکر جواب دیا کہ وہ کیا دل
کو سنبھالے کہ جسکا دل قابو مین نہ ہو جو کھلا ہی سنبھالے سے کہین سنبھلتا ہی بدون وصل یار کے اب کیا
نہاؤن کیا کپڑے بدلون کیا شانہ کرون کیا سرمہ لگاؤن وہ اس بناؤ کا دیکھنے والا کہان ہی جو میرا سنگار
دیکھکر خوش ہوتا تھا اور مین اُسکے خوش کرنے کو ہر روز نیا بناؤ کرتی تھی کہ شاید وہ آجاے اور دیکھکر
خوش ہو اب مین کس کے دکھانے کو بناؤ کرون اب وہ دل ہی نہ رہا یہ کہتی تھی اور رونے لگتی تھی
اسی طور سے ایک زمانہ گذرا ہر ایک خواص و مصاحب پر تاکید تھی کہ تم ہمارے روبرو سہراب کا
ذکر کیا کرو اور بلکہ یہ تاکید تھی کہ محل مین جاکر خبر لایا کرو کہ وہان تو کچھ ذکر نہین ہوتا ہی جو ذکر ہو ہم سے آکر
بیان کیا کرو [illegible] کا ذکر تھا کہ جب سہراب نے صاحبقران کی شرکت کی ہی اور اس
بات پر [illegible] قتل کیا ہی [illegible] کر لیا گرامی امر کا ذکر سمندر نے محل مین کہا کہ اپنی زوجہ سے کہ
سنا تم نے سہراب جو کہ بڑا سپہ سالار تھا مین نے اُسکو ایک جرم کی سزا مین دریاے سبز رنگ مین
قید کیا تھا سہران نے اُس پر ترس کھا کر رہا کر دیا اور اُسکو ایک فرزند کے ہمراہ دریا بھیجا اُسنے
جاکر اہل اسلام کی شرکت کی اور وہان سے آکر سہران کو فقرے سے قتل کرایا اور میرے دوسرے سپہ سالار
کو بھی اب وہ شریک اہل اسلام ہوگیا بڑی خرابی ہوئی کیونکہ وہ یہان کے اکثر حالات سے واقف
ہی مین یہ نہ جانتا تھا کہ یہ مفسد پیش آئیگا ورنہ مین اُسکو قتل کرتا اب اُسکا ہاتھ آنا بہت مشکل
ہوا اُسکی زوجہ نے کہا تھا کہ تم نے اپنے ہاتھ سے اپنے دوست کو دشمن کیا جیسا کیا ویسی سزا
پائی اسکی شکایت بیکار ہی نہ تم اُسکو قید کرتے نہ وہ تمھاری رفاقت ترک کرتا سمندر نے اسکا
جواب دیا تھا کہ وہ اسیر کیا کر لیگا جو اسکی امید ہی وہ کبھی نہ پوری ہوگی یہان تک لشکر اسلام کو
آنا نصیب ہوگا ماہیان قتل کر لینگی یہ باہم کلام ایک دن ہوے تھے اُس دن سے اُسکی زوجہ
اکثر حالات سہراب دریافت کیا کرتی تھی کیونکہ سہراب دور کا اُسکا رشتہ دار تھا یہ حال جاکے
ملکہ نسیم کی خواص نے ملکہ سے کہا تھا کہ اے بی بی تم نہ پریشان ہو تمھارے عاشق ابھی زندہ ہین

انکو بادشاہ نے دریا میں قید کیا تھا وہ کسی تدبیر سے رہا ہو گئے ہیں اور کوئی اہل اسلام ہیں خدا پرست
کہلاتے ہیں اُنکے شریک ہوئے ہیں اُنکا مذہب قبول کیا ہی اب اُنکے ہمراہ ہیں بلکہ آج بادشاہ ملکہ سے
فرماتے تھے کہ سہراب نے بڑا غضب کیا میرے سپہ سالار کو عیاروں کے ہاتھوں سے قتل کرایا اور یہ ملکہ سہران
کو جو کہ دریا میں رہتی تھی وہاں عیاروں کو لیجا کر اُسکو قتل کرایا وہ میری ملک کی تباہی کی فکر میں ہی جو ملکہ
نے اس شہر اس سے سنا کہا کہ فورا انیلان المارمی سے پرچہ اخبار تو اٹھا لاوہ دوڑ کر اٹھا لائی اب ملکہ نے
پرچہ اخبار دیکھنا شروع کیا اُس میں کل حال صاحبقران کے آنے سے لیکر جو کچھ اُسدن تک گذرا تھا
تحریر تھا اُسکے دیکھنے سے ملکہ کو کچھ امید ہوئی کہ میرا عاشق زندہ ہی اگر زندہ ہی تو کبھی نہ کبھی ملاقات ہوگی
مگر بیقراری کی وہی حالت تھی مگر اتنی بات تھی کہ پرچہ اخبار روز دیکھا کرتی تھی جو واقعے گذرتے تھے سب
اُسکو معلوم ہوتے رہتے تھے یہاں تک کہ دریا کا قطعنا صاحبقران کا ادھر کو آنا تمام شاہوں کا شریک ہونا
قسیم و جمشید کی لڑائی اور یک جہت سے مقابلہ لشکر اسلام کا قریب سمندریہ فروکش ہونا سہراب کا
جا بجا مقابلہ کرنا یہاں سمندریہ پر آنا جو کچھ واقعے گذرے سب اُسکو پرچہ اخبار سے ثابت ہوئے بلکہ سب
سے اسکو یہ معلوم ہو گیا ہی کہ لشکر اسلام سمندریہ پر آیا ہی میرا عاشق شہزادہ لشکر اسلام ہی اور مسلمان ہو گیا ہی
اُسنے بھی مذہب اسلام قبول کر لیا ہی مگر خفیہ طور پر ابھی کسی پر ظاہر نہیں کیا ہی کچھ دل کو بھی قرار ہوا ہی اب بھی
کبھی تنہائی میں لیتی ہی آہ بھرتی ہی اُنکے ملنے کی رہتی ہی اس خیال سے کہ شاید سہراب آجائے کیونکہ اب تو قریب
شہر لشکر اُترا ہوا ہی جو معرکہ گذرتا ہی یہ اُسکو سنکے دعا کرتی ہی صاحبقران کے ظفر کی ابھی مشتاق
سو کہ میں اسنے دعا کی تھی بس اب یہ کوئی وقت باغ سے نہیں جاتی ہی دن رات سہراب کی یاد
میں مبتلا رہتی ہی اپنے دل سے کہتی ہی کہ کیا سبب ہی کہ اتنا زمانہ انکو یہاں آئے ہوئے ہوا ابھی تک انکو میرا
خیال نہ آیا ارے ایک دن بھی میرے دیکھنے کو نہ آئے انکے نزدیک کیا بات ہی جب چاہیں سحر سے
صورت بدل کر چلے آئیں کوئی مشکل امر نہیں ہی یہاں انکا کوئی دشمن نہیں ہی جو خبر کر دیگا معلوم ہوتا ہی
کہ میری محبت اُنکے دل سے جاتی رہی کوئی اور معشوق انکو مل گیا اُسکی طرف دل راغب ہو گیا ایسے
خیالات دل سے کیا کرتی ہی اور رویا کرتی ہی آج کا ذکر ہی کہ اسکا دل بہت بیقرار ہی سہراب کے دیدار
کا بہت مشتاق ہی کسی پہلو قرار نہیں آتا ہی سر شام سے یہ رو رہی ہی اور یہ شعر ورد زبان ہی شعر نیند کچھ
اُڑ گئی آنکھوں کی خدا خیر کرے ٭ پھر مجھے وصل کی راتوں کا مزا یاد آیا ٭ دیگر تو ہی عادل تو ہی منصف تو ہی
شیدا لیلیٰ ٭ اقربا میرے کریں خون کا دعوی کس پر ٭ فتنہ پرداز افسون ساز ستمگر عیار ٭ ہاے کمبخت دل
آیا ہی تو آیا کس پر ٭ یہ شعر پڑھتی ہی اور دل سے کہتی ہی کہ کیوں تو اسقدر بیقرار ہوتا ہی ارے کمبخت اب
اسکو تیری پروا نہیں ہی اُسنے تجکو بھلا دیا وہ اور کسی زلف میں پھنس گیا تو کیوں اسقدر اُسکے لیے بیقرار
ہوتا ہی اسی طور سے سمجھاتی ہی مسہری پر پڑی ہوئی تصویر خیال سہراب کی سامنے موجود ہی رو رہی ہی
تمام تکیہ آنسوؤں سے تر ہیں لاغر اسقدر ہو گئی ہی کہ پہچانی نہیں جاتی ہی وہ پھول سے عارض مانند گل
آفتاب کے زرد ہیں تمام جسم بھر میں خون کا نام نہیں ہی آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے ہیں ہونٹ خشک
رہتے ہیں یہ تو اسکی حالت ہی باغ کی یہ حالت ہی کہ ویران پڑا ہوا ہی سنبل کے درخت یہ معلوم ہوتے ہیں
کہ کوئی مغموم بال کھولے ہوئے کھڑا ہی لالہ اپنی طرف دل بداغ کوئی درخت قرینے سے نہیں ہی مہندی
الگ ویران بڑھی ہوئی ہی نہر مثل دیدہ عاشق کے خشک پڑی ہی کہ جب زیادہ جدائی کا صدمہ
اُٹھاتی ہی تو آنسو بھی خشک ہو جاتے ہیں اسی طور سے نہر بھی خشک ہی تمام باغ اُجاڑ ہی جب کہ

صاحب باغ کا دل ویران ہی تو باغ کیون نہ ویران ہو یہ وہی باغ تھا کہ جو کوئی آتا تھا اُسکا پھر جانے کو جی نہ چاہتا
تھا ہر قسم کے جانور قفسہاے طلائی مین بند درختون پر آویزان ہین کیسی کیسی خوشنما آوازین آتی تھین بلبلین
چہچہا رہی تھین قمریان شمشاد پر جمع رہتی تھین یہ عالم تھا کہ ہمیشہ بہار رہتی تھی یا یہ کہ اب اُس باغ مین سوا
زاغ و زغن کے دوسرے جانور کا نام نہین ہی جا بجا بوم نے آشیانے بنائے ہین گھنڈری کی شاخین ہر گی
ہین یہ عالم ہی کہ اُس باغ مین جانے کو جی نہین چاہتا ہی مثل دل عاشق کے ویران ہی برگہاے باغ
صاحب باغ کے حال پر کفِ افسوس ملتے ہین ہر روش پڑی پر خاک اُڑتی ہی دل گھبراتا ہی جو بارہ دری کہ
مثل عروس شب اول کے ہر وقت آراستہ رہتی تھی وہ اب مثل زن سوگوار کے ویران ہی نہ فرش ہی
نہ شیشہ آلات جا بجا خاک پڑی ہوئی ہی جن طاقون پر بوتلین شراب کی و ساغر رکھے رہتے تھے وہ
خالی پڑے ہین کوئی سامان آرائش نہین ہی سب ادھر اُدھر پڑا ہی مسہری کی چھت کہین ہی پردے کہین
مسند کا ٹھکانا نہین ہی کہ کہان پڑی ہی یہ حال کیون نہ ہو جو کہ صاحب خانہ ہی جس کے دم سے یہ ساری
رونق ہی جب وہی اپنے آپ مین نہین ہی تو ملازمون کو کیا ضرورت ہی جو خیال رکھین یہ عالم ہی جو کہ بیان
عرض کیا مگر یہ طریقہ ہی کہ نصف شب تک سب خواصین و مصاحبین ملکہ کے پاس رہتی ہین بعد
نصف شب کے سب اپنے اپنے مقام پر جا کر پڑ رہتی ہین ملکہ عالم تنہائی مین بیٹھی ہوئی پرچہ اخبار دیکھتی
ہی کبھی مسہری پر پڑ رہتی ہی یہ طریقہ ہی اُسی طور سے آج بھی کچھ خواصین ملکہ کے پاس ہین کچھ باغ مین پھر
رہی ہین ملکہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہی یاد مین سہراب کے رقعہ جبین سمجھا رہی ہین یہان کا تو یہ عالم ہی
راوی بیان کرتا ہی کہ سہراب جو اجازت لیکر اور طائر خوش رنگ بنکر سحر سے چلا پرواز کرتا ہوا چلا آیا آکر باغ
ملکہ کی دیوار پر بیٹھا دیکھا کہ باغ ویران پڑا ہی چونکہ شب ماہ تھی اس سبب سے حال باغ کا معلوم
ہوا کہ عجب اسکی حالت ہی اسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ تیرا آنا بیکار ہوا معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ نے
آنا باغ کا چھوڑ دیا جب تو باغ کی یہ حالت ہی خیر اے دل اُس مقام کو دیکھ لیا کہ جہان ہمارا معشوق و
دلدار بیٹھتا تھا اور صحبت آرا ہوتا تھا اسنے خیال کیا کہ چلکر ذرا بارہ دری کو بھی دیکھ لون کہ وہان تو بیٹھا کرتی
تھی شاید اُسکی بو دماغ مین آجاے کہ اُس جگہ کے بوسہ لون جہان وہ جلوہ گر ہوتی تھی یہ خیال کرکے دیوار
پر سے اُڑ کر اُس درخت شمشاد پر آکر بیٹھا جو سامنے بارہ دری کے تھا اب طرف بارہ دری کے دیکھنے
لگا اسنے دیکھا کہ کچھ خواصین ملکہ کی باغ مین پھر رہی ہین اُنھون نے بھی دیکھا کہ ایک جانور خوش
رنگ شمشاد کے درخت پر آکر بیٹھا ہی مگر بہت پیارا پیارا ہی نہایت خوش رنگ ہی مگر کچھ حیران
حیران ادھر اُدھر دیکھ رہا ہی وہ خود حیران ہوئین کہ یہ رات کا وقت اسوقت یہ جانور کہان سے
آیا یہ تو نئی بات ہی ایک نے دوسری سے کہا کہ بوا تو نے دیکھا کہ یہ تو آج نیا واقعہ ہوا کہ اسوقت
ایک جانور آکر اِسی درخت پر بیٹھا ہی یہ وقت جانورون کے اپنے آشیانون مین رہنے کا ہی نہ کہ
پرواز کرنے کا اُسنے کہا کہ عجب کی کیا بات ہی یہ جانور اپنے آشیانے مین بیٹھا ہوگا کسی جانور نے
ستایا ہوگا یہ وہان سے ویران ہو کر یہان چلا آیا ہی چونکہ شب ماہ ہی اُسنے درخت پر بسیرا
لیا اسنے کہا کہ بوا وہ تو بہت خوبصورت ہی کیا کہون اگر دن ہوتا تو کسی نہ کسی طور سے اُس کو
پکڑتی اور ملکہ کو دکھاتی کیا کہین ہماری ملکہ نے تو اپنی وہ حالت بنائی ہی کہ نہ دنیا کی خبر
ہی نہ ما فیہا کی سوا اسکے رونے کے کوئی کام نہین ہی نہ کھاتی ہین نہ پیتی ہین اپنی جوانی کو مفت
برباد کر رکھا ہی جس کے لیے یہ حال کیا ہی اسکو کچھ پروا نہین ہی وہ اپنی نیند چین سے سوتا

ہوگا کھاتا ہوگا پیتا ہوگا اُسکو اُنکا خیال بھی نہ ہوگا ایسی بوا ذرا خیال کرو کہ کتنا زمانہ ہوا لشکر اسلام کو
اس مقام پر آئے ہوئے سنتے ہیں کہ اُس لشکر کے ہمراہ سہراب بھی ہیں مگر ایک دن توفیق نہ ہوئی
کہ چلکر ملکہ کو دیکھ آئیں جب یہاں آئے تھے تو دوسرے تیسرے ملکہ کو اپنی محبت جتانے آتے تھے جب
دیکھا کہ ملکہ کا دل آگیا اب ترک کر گئے یہی تو مردوں کے حال ہوتے ہیں پہلے خوب اپنا دل لگاتے
ہیں تاکہ دوسرا بھی محبت کرے جب دوسرا محبت کرنے لگا خود ترک کر گئے دوسری طرف دل
لگا دیا اب اُنکو کیا پروا چاہے کوئی مرے چاہے جیے اپنا مطلب حاصل کر چلے وہی حرکت یہاں
سہراب نے بھی ملکہ کے ساتھ کی کہ جب ملکہ کا دل اُنکی طرف آگیا آپ خود بھی ترک کر گئے ملکہ
اُنکے فراق میں مر رہی ہیں پہلے تو یہ نام تھا کہ قید ہیں پھر یہ نام ہوا کہ دریا حائل ہے بغیر لشکر کے ہمراہ تھے
شہر دور تھا اب کیا بات ہے جو نہیں آتے ہیں نہ شہر دور ہے نہ دریا حائل ہے نہ قید ہیں پھر کیوں نہیں آتے
ہیں تب یہ باتیں تھیں کہ ملکہ نے اپنے مقام پر خیال کر لیں ہم تو کبھی اسکو یقین نہ لائے کہ اس سبب
سے نہیں آتے انکو ملکہ کی الفت ہی نہیں ہے ایک نے کہا کہ بوا یہ مرد اپنے مطلب کے دوست
ہوتے ہیں انکو اپنے مطلب سے غرض ہے جب تک مطلب نہیں نکلتا ہے اشتیاق تب الفت بھی ہے
جان بھی جاتی ہے جہاں مطلب نکلا پھر تم کہاں اور ہم کہاں دوسرا گھر تلاش کرنے لگے مگر یہاں اسکے
خلاف ہوا مطلب تو حاصل نہ ہوا صرف امید رہی مگر سہراب مرد عاقل تھا انہوں نے خیال کیا کہ یہاں
مطلب نہ حاصل ہوگا کیونکہ ملکہ صاحب اختیار نہیں ہے وہ صرف اپنی محبت جتا کر چلے گئے دوسری کو
عذاب میں مبتلا کر دیا آپ چین سے دوسروں کے ساتھ عیش کرنے لگے تیسری بولی کہ یہ کوئی امر نہیں
ہے دراصل سہراب بھی عاشق تھا مگر مجبور ہے موقع نہ ملا کہ وہ آتے یہ باتیں جو ان سب کی سہراب
نے سنیں اپنے دل میں کہا کہ افسوس تو نے ایسی بیوفائی کی کہ یہ عورتیں تیری بدی کر رہی ہیں کہ
ایک مرتبہ بزبان انسانی گویا ہوا کہ اے شببو و شگوفہ و سیوتی اچھی تو رہیں مزاج کیسا ہے یہ جو صدا
سنی اُس میں سے سیوتی ذرا چالاک تھی پکار رہی تو بوا وہ مونڈی کاٹا جانور ہم سب کے نام جانتا
ہے اور ایک ایک کا نام لیکر پکارتا ہے یہ نئی بات ہے اس موئے کو نام کہاں سے معلوم ہوئے یہ سوا
جانور نہیں ہے کوئی آدمی ہے واہ کیا خوب بڑا حرامزادہ معلوم ہوتا ہے بھلا ہمارے مزاج کے دریافت
کرنے سے کیا کام جا کر اپنی اماں کا یا بہنا کا مزاج دریافت کرے یہاں کسی کو مرد کی ضرورت نہیں
ہے یہاں کوئی ملکہ کی طرح دیوانی نہیں ہے جو ایک ایک پر جان دیتی پھرے میری بوا مجھکو بڑا معلوم
ہوا اگر میرے ہاتھ آ جائے تو گلا نہ کیوں پھر کر پھینک دوں کیا خوب ہی بات ہے مونہہ ہم سے جانور ہوکر کہتا ہے
کہ مزاج تو اچھا ہے نہ معلوم موئے کو نام کیونکر معلوم ہو گیا شببو نے کہا کہ سیوتی خاموش رہ کوئی شاہ
یا شہریار زادہ نہ ہو کہ سحر سے انسان کی صورت سے تبدیل ہوکر جانور بنکر آیا ہو تو تیری خرابی ہو
تیری نفرت کی ذلت ہو اور سزا ملے کہیں ملکہ کا کوئی عاشق نہ ہو جس کے فراق میں ملکہ کی یہ حالت ہے
تو اور برائی ہو جب ملکہ سے ملاقات ہو تو شکایت کرے ذرا سمجھ بوجھ کر بات کہا کر سیوتی
نے کہا کہ تم ڈرو میں نہیں ڈرتی ہوں کیا شامت ہے کسی شاہ یا شہریار زادہ کی یا ملکہ کے عاشق
کی کہ وہ جانور بنکر آئیگا یہ سوا کوئی ایسا ویسا ہوگا کہ جو یوں آیا ہے اگر کوئی شاہ یا شہریار زادہ ہے
تو اسکے اوپر بھی لعنت ہے کہ ایسی حالت سے آیا کہ جو کہ اسکے کم ظرفی کا سبب ہے شگوفہ نے
جواب دیا کہ تو بڑی چرب زبان ہے اپنی زبان بند کر اپنے ساتھ ہم کو بھی جوتیاں کھلوائیگی سیوتی بر آکر

خاموش ہو رہی کہ پھر سہراب نے کہا کہ اے شیبو تم نے کچھ ہمارے کلام کا جواب نہ دیا کہ ہم نے تم سے کیا دریافت
کیا شیبو نے کہا کہ میں کیا جواب دوں پہلے آپ یہ فرمائیں کہ آپ کون صاحب ہیں کہاں سے تشریف لائے
ہیں کس کے اشتیاق میں آنا ہوا شعر اگر شاہی تیرا آخر چہ نام است ❊ اگر ماہی تیرا منزل کدام است ❊ میں
آپ کے نام سے آگاہ ہوں تو جواب دوں یہ تو وہ مشکل ہوئی کہ جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام یہ جو
شیبو نے کہا اس جانور نے ایک آہ کی اور کہا کہ سچ ہے خانماں آوارہ بیکس و تباہ کا کوئی کیا نام جانے جب
آفت آتی ہے اور مصیبت پڑتی ہے تو دوست بھی دشمن ہو جاتے ہیں ایسے دشمن ہوتے ہیں کہ پہچانتے نہیں
ہیں خیر کچھ کسی کا گلہ نہیں ہے صرف اپنی تقدیر سے گلہ ہے یہ امر کوئی شکایت کا نہیں ہے بلکہ مقام افسوس ہے
کہ جو ہم کو جانتے تھے وہ بھی فراموش کر گئے اری شیبو میں وہی خانماں برباد فلک کا ستایا کسی کا عاشق و شیدا
ہوں میں وہی بد نصیب ہوں جو غریب اپنی جان سے جدا دل ناصبور کے ہاتھوں کا برباد کیا ہوا مثل قیس و فرہاد
آوارہ دشت جدائی در ناشکیبائی میں وہی بہ مفارقت دیدہ پھر کشیدہ اپنی جانی سے دور افتادہ فلک کا
برباد کیا ہوا سہراب ہوں جس کی ابھی تم باہم شکایت کر رہی تھیں در اصل میں اسی لائق ہوں
بلکہ اس سے زیادہ کلمات کے مستحق ہوں جو کچھ تم نے کہے یہ کچھ نہ تھے بلکہ اگر تم اور زیادہ کہتیں تو
بھی کم تھے میں نے در اصل ایسی ہی خطا کی ہے کہ جس کے سبب سے میں سر نہیں اٹھا سکتا ہوں لیکن
فی الواقع لائق اسکے نہیں ہوں کہ کوئی میرے آنے کا روادار ہو ضرور میں خطا وار ہوں یہ سب کلام
تمھارے بجا تھے جو ایسا کرے گا وہ ایسے کلاموں کا مستحق ہوگا اچھا ذرا میری خبر اس شاہ خوبان و ماہ
محبوبان بادشاہ حسن میری پیاری ملکہ نسیم جادو کو کر دو اور عرض کرو کہ آپ کا خادم دیرینہ غلام کہنہ
گنہگار خطا وار آپ کے شربت دیدار کا پیاسا آپ کے قدموں سے دور افتادہ لائق سزا آپ کے دیدار
کے اشتیاق میں حاضر ہوا ہے اگر وہ اس لائق ہو تو ذرا اس کو اپنا دیدار دکھائیے ورنہ اسکو اپنی تیغ
ادا سے قتل فرمائیے کہ اب اس سے صدمہ جدائی و دوری اٹھ نہیں سکتا ہے اب کہاں تک آپ کی
مفارقت کی تاب لائے دل ناصبور کو اب قرار نہیں ہے فقط اب میں طاقت باقی نہ رہی کہ صدمے اٹھائے
پھر یہ مجرم حاضر ہوا ہے جو حکم ہو بجا لاؤں یہ جو اس طائر نے کہا شیبو نے کہا کہ کیا آپ سہراب جادو ہیں
سہراب نے کہا کہ ہاں ہوں تو پھر مجھ کو شرم آتی ہے اپنا نام بتاتے ہوئے ابھی ہم میری ندامت کر رہی
تھیں یہ سنتے ہی شیبو نے سہراب کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیوں ہوئی ہم نہ سمجھتے تھے کہ تو جو کچھ کہہ رہی ہے
کوئی شاہ یا شہزادہ نہ ہو ملکہ کا عاشق و شیدا نہ ہو کیونکہ آج ملکہ بہت بیقرار تھیں یہ حالت ملکہ کی
کبھی نہ ہوئی تھی جو آج تھی دیکھو وہی شگون ہے سمجھنا تھا کہ ہمارا اپنے شیشہ پر بیٹھے بار بار کہنے لگی اور کہنے لگی
کہ خطا ہوئی ہماری خطا معاف ہو ہم نہ جانتے تھے کہ آپ تشریف لائے ہیں نا دانستگی میں ہم سے
قصور ہوا قصور معاف فرمائیں سہراب نے کہا کہ میں خود تم سب کا خطا وار ہوں تم سب میری
خطا ملکہ سے معاف کراؤ انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے مالک ہیں ہم آپ کے تابعدار ہیں ابھی جا کر
ملکہ کو آپ کی تشریف آوری کی خبر کرتے ہیں کہ سہراب جادو تشریف لائے ہیں ملکہ کو آپ کے
فراق میں عجب حالت ہے ملاحظہ فرمائیگا تو معلوم ہوگا ملکہ تو پہچانی نہیں جاتی ہیں برسوں ہو گئے
ہوئے نظر سے سہراب کے رونے کے سوا دوسرا کام نہ تھا سہراب نے کہا کہ اچھا جا کر خبر تو کر دو یہ سنکر وہ خواصیں
دوڑی ہوئی گئیں یہ حالت کہ سر کا دوپٹہ کہیں جوتی کہیں سانس پھولی جاتی ہے پیٹ میں نہیں سماتی
ہے گرتی پڑتی بارہ دری میں پہنچیں ملکہ اور خواصوں سے بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں کہ یہ جو اس

طائر خوش رنگ کا آکر بیٹھنا اپنا تعجب کرنا وہی جواب دینا جو کہ تحریر ہوا ہے اُس طائر کا سب کا نام لیکر پکارنا
اپنا باتین سُننا انکا منع کرنا اُس طائر کا اپنا حال کہنا اپنا آگاہ ہونا اُس سے دریافت کرنا اُسکا کہنا
کہ ملکہ کو خبر کردو کہ وہ غلام خانہ زاد سہراب آیا ہے اور جو کہ تقریر سہراب سے سُنی تھی سب ملکہ کے روبرو
عرض کی ملکہ سُنکے یہ بولی کہ تم مجھے دل لگی کرتی ہو اب چل نکلی ہو بھلا وہ کہاں آسکے ہین کہ چکی ہون
اگر وہ ہوتے تو یون آتے اگر آتے تو پہلے خبر کرتے اُسکے بعد آتے ارے وہ کہاں کیون بیکار میرے
جلے ہوئے دل کو اور سوختہ کرتی ہو ان باتون سے تم لوگ یہ خیال کرتی ہو کہ مجھکو صبر آئیگا ملکہ اور
دونی بیقراری ہوگی سیموقی نے یہ سنکے عرض کیا کہ ملکہ مین جھوٹ نہین عرض کرتی ہون نہ فقرہ بنا رہی
ہون مجھکو قسم ہے آپکے سر مبارک کی مین کبھی آپکے سر کی قسم نہ جھوٹی کھاونگی میرے دل کے بھید
جانتی ہین جو مین جھوٹ کہتی ہون یہ جو قسم کھا کر سیموقی نے عرض کیا شبو وشگوفہ نے بھی عرض کیا کہ سیموقی
سچ عرض کرتی ہے اگر حضور کو باور نہ ہو تو فلان چمن مین تشریف لیجا چلین اور پہلے پوشیدہ ہو کر دریافت
فرمالین پھر ہمارے قول کو باور کرین وزیرزادی نے ملکہ سے عرض کیا کہ اے ملکہ آج تک کبھی انھون نے
فقرہ نہ کیا جو آج فقرہ کرینگی انکے کلام سے مجھکو صدق آتی ہے میرا دل بھی گواہی دیتا ہے کہ وہ ضرور
آگئے ہین انکو خبر کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ وہ خبر کرکے آتے ساحر ہین چلے آئے یہ امر کوئی تعجب کا نہین
ہے یہ جو حسن آرا نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ اچھا تم یہان سب سامان درست کرو مین جاتی ہون انکا
جھوٹ سچ ابھی معلوم ہوا جاتا ہے اگر انھون نے فقرہ کیا ہے وہ سزا دونگی کہ یہ عمر بھر یاد کرینگی یہ کہکر ملکہ اُٹھی
مگر عجب عالم ہے کہ بال پریشان لب خشک کچھ تو یقین اُسکے سبب سے چہرہ پر خوشی کے آثار کچھ اپنی
تقدیر کے سبب ناامیدی اُسکی وجہ سے رنج والم اُن خواصون کو ہمراہ لیکر طرف باغ کے چلی دو پہر شہر
سے ڈھلا ہوا ملکہ تو ادھر چلی ادھر وزیرزادی نے مسہری کو درست کیا فرش آراستہ کیا مسند لگائی
اور جو سامان جلدی مین ہو سکا درست کردیا بھلا جو مکان اُجڑا ہوا ہو وہ فوراً درست ہو سکتا ہے مگر
اسقدر درست کرلیا کہ کوئی آکر بیٹھ جائے یہ تو نہ معلوم ہو کہ بالکل ویرانہ تھا یہان تو یہ سامان کر رہی
ہے اُدھر ملکہ اُسی طرح اُس چمن مین آئی اور ایک درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہو کر کھڑی ہوئی ملکہ خود
اس لیے آئی تھی کہ مین جاکر دریافت کرلون کہ انکا فقرہ نہ ہو وزیرزادی کو اس خیال سے نہین روانہ
کیا تھا کہ شاید ان سب نے ملکر یہ امر قرار دی ہو کہ تم ملکہ سے اس طور سے بیان کرنا ہم تمھارے
قول کی تصدیق کرینگے مقصد یہ ہے کہ تیرا جی بہلے تو ہمارا جی بہلے بس اگر مین اُسکو روانہ کرتی ہون یہ
اگر فقرہ کردے کہ ہان آئے ہین چلیے تو کیا ہو کیونکہ انکو تو اب فکر ہے کہ کسی طور سے مین اپنے دل کو
ٹھیرادون اور یہ بیقراری موقوف کردون یا والدین کو خبر ہو گئی ہے انھون نے ان سب کو ملا لیا ہو اور
کوئی دوسری تدبیر کی ہو اس سے مین خود جاکر پوشیدہ طور سے دریافت کرلون اگر اصل واقعہ
ہوگا ظاہر ہو جائیگا یا جو فقرہ وغیرہ ہوگا وہ بھی معلوم ہوگا بس راوی نے بیان کیا ہے کہ ملکہ تو آڑ مین
کھڑی ہوئی کہ سیموقی نے اُس نہر کے قریب جاکر کہا کہ جس پر وہ طائر یعنی سہراب جادو بیٹھا
ہوا تھا کہ مین نے جاکر ملکہ سے آپکے آنے کی خبر دی ملکہ کو یقین نہ آیا فرمایا کہ تو فقرہ کرتی ہے یہ جو
سیموقی نے کہا اُس طائر نے ایک آہ کرکے جواب دیا کہ اے سیموقی مین ایسا ہی کم بخت ہون
در اصل ملکہ کو کیونکر یقین آئے کیونکہ ایک زمانہ سے مین نے ملکہ کی خبر نہ لی مگر کیا کرون مجبور تھا
کیونکہ میرے اور ملکہ کے زمین و آسمان کا فرق تھا دوسرے مقابلون سے مہلت نہ تھی جب سے

شہر کے قریب لشکر آیا ہے ہر روز ایک نیا واقعہ پیش آتا ہے بس میں کیونکر آتا گو جو میرے دل کا حال تھا اور ہے وہ
میرے خدا پر روشن ہے وہ میری بد قسمتی اور کم بختی ہے کہ میں جن کی ملاقات کے لیے آیا ہوں اُنکو یقین ہوئے
بجز سوا سے رونے کے اور کیا چارا ہے یہ جو تقریر اُس طائر نے کی ملکہ کو یقین ہوا وہان سے یہ سُنکے اپنی بارہ دری
مین آئی مگر خوشی سے یہ حال تھا کہ چہرہ گلنار ہو گیا تھا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے یہان اپنی وزیر
زادی سے آکر کہا کہ وہ مجرا دیا لیکن یہ سچ کہتی تھین اے حسن آرا تم جا کر لے آؤ مجکو تو اس حال سے سامنا
کرتے ہوئے شرم آتی ہے میں اپنی حالت کو درست کرتی ہون یہ کہکر ملکہ نے فی الحال شانہ وغیرہ کرکے
اپنے بال درست کئے … رفت کرکے اوڑھنا مگر وہ پوشاک نہ بدلی جو کہ پہنے تھی حسن آرا بموجب
ارشاد ملکہ وہان آئی جہان سپیدو فی وغیرہ اُس طائر سے کلام کر رہی تھی کہ حسن آرا نے آکر کہا کہ میرا بھی سلام
پہونچے اے طائر فرخندہ حال یہ کہا کہا اے سپیدو فی تو بڑی حرامزادی ہے ملکہ سے کہکر جو بھاگی تو پھر کوئی خبر
جا کر نہ لی کہ ملکہ نے تجھ سے ارشاد کیا کہ تم جا کر دریافت کرو اگر یہ سچ کہتی ہیں تو انکو لے آؤ یہ جو وزیرزادی
نے کہا سپیدو فی نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر اُس طائر نے کہا کہ میں سلام کے لائق کب ہوں اس زمانے نے مجکو
اس قابل ہی نہ رکھا کہ کوئی سلام کرے میں تو لائق گردن زدنی ہوں میں خطاوار ہوں میرا منہ اس لائق
کب ہے کہ میں ملکہ کو دکھاؤں نیا ملکہ کے روبرو جاتے ہوئے شرم آتی ہے کہ یہ روسیاہ انکے دکھانے
کے قابل نہیں ہے کیونکہ کوئی عاشق بھی ایسا ہو گا کہ وہ برسوں اپنے معشوق کی خبر نہ لے مگر یہ حالت
عالم ناچاری و مجبوری سے ہوئی ورنہ کوئی ایسا کر سکتا ہے بس ملکہ کی خیریت معلوم ہو گئی اگر زندہ رہے
تو پھر اگر خبر لے جائیں گے مر گئے تو حسرت ملاقات لیکر گئے اپنے دوستوں سے یہ وصیت کر جائیں گے
کہ ہماری قبر میں روزن رکھدینا شاید ہمارے دلدار کا کبھی اُس طرف گذر ہو یہ آنکھیں جو حسرت دیدار
میں وا رہیں گی اُسکو دیکھ لیں بعد مرنے کے شاید یہ حسرت پوری ہو گو فلک سے یہ بھی امید نہیں ہے
عیسا سُنتے ہیں ہم کو اس امر میں محروم رکھا کسی کو نہ رکھا ہو گا بس میں تم سے اتنا کہتا ہوں کہ اُس آفت جان
قتال جہان سے میری طرف سے یہ کہدینا کہ کبھی کبھی میری قبر پر آکر ایک ٹھوکر لگا جانا دل اسی کا مشتاق
ہے میں اپنا منہ دامن کفن میں پوشیدہ کرکے گوشہ قبر میں اس شرم سے پنہان ہونگا کہ یہ روسیاہ رو دکھانے
کے لائق نہیں رہا اب میں جاتا ہوں حسن آرا نے عرض کیا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہیں تشریف لے چلیے
آپ سب لائق ہیں یہ کوئی بات ہے آپ کا منہ کیوں نہیں دکھانے کے لائق ہے کیا آپ کا خیال ہے ملکہ
ہماری ملکہ کا منہ دیکھانے کے لائق نہیں ہے کہ آپ تشریف لا سکے اور ملکہ کو آپ کی تشریف لانے کا
یقین نہ ہوا اتنی دیر سے آپ یہان تشریف فرما ہیں آپ کو ملکہ کے سر کی قسم تشریف لے چلیے آپ
سے کوئی خفا نہیں ہے بلکہ یہ خیال ہے کہ آپ ہم سب سے خفا ہیں جو نہیں تشریف لے چلتے ہیں ملکہ
آپ کا انتظار کرتی ہونگی اگر میں جا کر کہونگی کہ وہ تشریف لائے تھے یہ فرما کر تشریف لے گئے تو ملکہ
اپنی حالت خراب کرینگی یقین ہے کہ اپنے کو ہلاک کریں ہم پر خفا ہوں کیونکہ آج تک ہم سب کے سمجھانے
سے تو وہ زندہ رہی ہیں ورنہ نہ معلوم کیا حال ہوتا آپ انکو زندہ بھی نہ پاتے اگر یہ منظور خاطر ہے کہ وہ ہلاک
ہوں تو بسم اللہ تشریف لے جائیے انکی حالت تو چل کر ملاحظہ فرمائیے کہ سوکھ کر کانٹا ہو گئی ہیں وہ
گل عارض مُرجھا کر عجیب رنگ لائے ہیں وہ چہرہ آفتاب سا مثل ماہتاب کے دق ہو گیا ہے اُنکا
خیال کرنا بیجا ہے چلکر اُنکو اپنے دیدار سے شاد فرمائیے یہ جو حسن آرا نے کہا سہراب نے جواب
کہ اے حسن آرا میں کیا کروں کہ میری جرأت دخیال اس امر کو گوارا نہیں کرتا ہے کہ اُس … ہر دو

جاؤن کہ جسکا میرے سبب سے یہ حال ہوا ہین اس حال سے دیکھنے کو زندہ رہا کاش مرجاتا تو صبر آجاتا مگر
تیری قسم سے مجبور ہون خیر چلتا ہون سواے تیرے میری آبرو کا بچانے والا کوئی نہین ہے تو میری طرف
سے سفارش کرنا یہ کہکر اُس درخت پر سے زمین پر آیا اور اپنی صورت بدل کر اصلی صورت پر آیا سر جھکائے
ہوئے اُس طرف بارہ دری کے چلا بلکہ رومال سے ہاتھ بھی باندھ لیے یہان ملکہ اپنے کو سب طرف سے
پوشیدہ کرکے سمٹ کر ایک گوشہ مسند پر سر جھکائے ہوئے بیٹھی تھی کہ سامنے سے سہراب نمایان ہوا
ملکہ نے جو سہراب کو دیکھا تو عجب حالت پائی سر جھکا ہوا ہے ہاتھ رومال سے بندھے ہوئے ہین عقب
مین سپیوقی ہے اور حسن آرا شہرہ ملکہ نے یہ دیکھکر سر جھکا لیا اور رونے لگی مگر خوشی کا یہ حال تھا کہ غنچہ
دل خود بخود شگفتہ ہوا جاتا تھا یہی دل تقاضا کرتا تھا کہ اٹھکر اپنے عاشق کا استقبال کیجیے مگر حیا دامن
گیر ہے ملکہ بیقرار ہے ادھر سہراب کی نگاہ ملکہ پر پڑی دیکھا کہ ملکہ ایک گوشہ مسند پر سر جھکائے ہوئے بیٹھی
ہے مگر زیر دیدہ نگاہون سے میری طرف دیکھ رہی ہے بارہ دری کی عجیب حالت ہے کہ جیسی آج تھی ہوئی بس
ملکہ کو دیکھکر سہراب کے دل کو تاب نہ رہی دوڑکر ملکہ کے قریب آیا اور اپنا سر قدم پر ملکہ کے رکھدیا ملکہ
نے پائین کھینچکر اپنے پاؤن ہٹا لیے سہراب نے کہا کہ مین خطا وار ہون میری خطا کو معاف فرمائیے بموجب
شعر ہاتھ باندھے ہوئے کہتا ہون کرو عفو قصور ۔ پاؤن بھی کھینچیے تو مستحق یہ گنہگار ہے ۔ جو قصور خطا
عدم حاضری و تقصیر گیری کی مجھ سے سرزد ہوئی ہے اُسکو معاف فرمائیے ورا اصل مین نے بہت بڑی خطا کی
ہے مین اس لائق نہین ہون کہ میرا کوئی منھ دیکھ سکے یا مین اپنا منھ دکھاؤن مین کبھی نہ آتا تھا کہ مین اس قابل
نہ تھا مگر مجھکو حسن آرا لائی ہے مین صرف اتنا کہنے آیا تھا کہ میری قبر پر آکر ٹھوکر لگا جانا کبھی نہ کبھی اپنے
کشتۂ حسرت کو اس سے سرفراز کرنا مین جانتا تھا کہ مین نے وہ تقصیر کیا ہے کہ جو لائق عفو نہین ہے لیکن مین
ہاتھ باندھے ہوئے ہون یہ سر حاضر ہے اپنے خنجر ادا سے میرا سر قلم کرو تاکہ اس کشاکش دنیا سے نجات
پاؤن اپنی سزا کو پہنچون اس جرم کی سزا پاؤن اتنے عرصہ مین حسن آرا بھی قریب آگئی تھی ملکہ نے اُس
کی طرف متوجہ کرکے آہستہ سے کہا کہ یہ کس کو اپنے ساتھ کیا آفت لائی ارے کم بخت تو بڑی چالاک ہے ارے یہ
کون اور یہ کون میری انھون نے کیا خطا کی ہے یہ ساری فتنہ پردازی تیری ہی ہے تو بڑی مفسد ہے مین تیرے
ہاتھ سے بہت عاجز ہون میری سمجھ مین نہین آیا کہ یہ کیا کہتے ہین کیسی خطا اور کیا عفو قصور میری تو
خطا کسی نے آج تک نہین کی ہے مجھکو اپنے تقدیر کی شکایت ہے مین کیا جانون کہ یہ کون صاحب ہین
میرے انکے کیا واسطہ ہے انکو دھوکا ہوا ہوگا ذرا اپنے حواس درست کرین تسلی انھون نے خطا کی
ہوگی وہ معاف کریگا یہ معاملہ میری سمجھ مین نہ آیا ارے تو کسے لائی ہے مین تو آج تک نہ کسی پر عاشق
ہوئی نہ کوئی مجھ پر اور مین اس لائق کب ہون انسے کہو کہ یہ جس کے خطا وار ہون اُسکے پاس جائین مجھ سے
کیا غرض ہے حسن آرا نے جواب دیا کہ یہ سچ کہتے ہین یہ آپ کے خطا وار ہین بس رہنے دیجیے بس ایسی باتین
نہ فرمائیے یہ بھی کوئی بات ہے کہ کوئی اپنے پاس آئے اور اُس سے اس طور سے کلام کرو برسون کے بعد یہ
دن نصیب ہوئے اُس پر یہ تقریر ملکہ نے کہا کہ تو کیا کہتی ہے بس بس مجاوبہ تیری باتین اچھی نہین
معلوم ہوتی ہین ادھر سہراب نے حسن آرا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے حسن آرا تم کچھ نہ کہو مین
آج اپنی جان سے عاجز ہو کر آیا ہون یہ مجھے حاضر ہے ملکہ سے کہو کہ میرا سر تن سے جدا کرین اگر میرا قصور نہ
معاف کرین ورنہ اپنے دست نازک سے میرے ہاتھ باندھے ہوئے کھول لین یا قتل کرین شعر
پیچم ز شمشیر حبیب ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ۔ دیگر اگر بخشش رہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ہے سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

گوارا نہ کرونگی کہ تم اسپر وہاں نہ جاؤ وہ لوگ جاتے ہیں اور سمندر شاہ میرے نزدیک بہتر تو یہ ہوگا کہ صبا و ملکہ یہیں
رہو کوئی اس امر سے واقف بھی نہ ہوگا خوب با عیش سے بسر ہوگی سہراب نے جواب دیا کہ اس میں کچھ امر نہیں
ول تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں اپنے محسن کو کیونکر چھوڑوں کہ جسکے سبب سے میں نے اس قید سے
نجات پائی اور لشکر کو مول لیکے بھاگا اور میری زندگی تھی کہ میں تمہارے پاس آیا ورنہ یہ دن نصیب نہ
ہوتا اسی قید میں تڑپ تڑپ کر مر جاتا دوسرے یہ امر کہ مجھکو راہ کفر سے راہ ہدایت پر پہونچایا بھلا میں کیونکر ایسے
وقت میں انکی رفاقت سے ہاتھ اٹھاؤں اور تمام عالم میں بدنام ہوں مجھکو مرنا گوارا ہے انکی ترک رفاقت گوارا
نہیں ہے لیکن یہ امر ہے کہ کبھی مجھکو امید نہیں ہے کہ میرے تمہارے ہمیشہ ملاقات رہے یہ غیر ممکن ہے کیونکہ
تمہارے باپ کو اس حال کی خبر ہوگی وہ بہت برہم ہوگا میرے قتل کی فکر کریگا بلکہ عجب نہیں کہ بالکل
ساتھ تمہاری بھی جان پہنچے کی بس انجام آخر کار یہ قتل و غارت ہوگا اس سے یہ بدنامی کیوں اپنے سر لوں
کہ سہراب خود اسی مشکل میں اپنی جان بچا کر نکل گیا اس امر کا تم خیال بھی نہ کرنا بس میرا مرنا ہی بہتر ہے ملکہ
رونے لگی اور کہا کہ افسوس ہم دنیا میں برائے رنج و غم پیدا ہوئے ہیں کوئی ساعت راحت سے نہیں گذری
ہے یہ دن بھی نصیب ہوا تو وہ بھی صدمہ میں بسر ہوا میں تو یہ بھی کرتی کہ وہ صندوقچہ اٹھا لاتی اگر مجھکو معلوم
ہوتا مگر کیا کروں کہ میں کسی حال سے واقف نہیں ہوں ہاں یہ تو جانتی ہوں کہ ایک قسم کے صندوقچے
ایک الماری میں رکھے ہوئے ہیں مگر یہ نہیں معلوم ہے کہ وہ صندوقچہ کون سا ہے ورنہ میں اٹھا لاتی تمہاری
زندگی سے میری زندگی ہے مگر کیا کروں اگر تمام شہر قتل ہوا اور تم زندہ رہو تو مجھکو گوارا ہے میرا باپ
ہی مگر وہ قتل ہو جائے تو بہتر ہے مگر کہاں ممکن ہے کیا کروں کیا نہ کروں کس بلا میں مبتلا ہوئی ہوں افسوس
کس طرح تمہاری زندگی کی صورت نکالوں ایسی رات آئی کہ جسکے سحر کو یہ آفت آنے کی یہ کہہ کر ملکہ
خاموش ہو رہی کچھ دیر خاموش بیٹھی رہی سہراب بھی عالم سکوت میں رہا کہ سہراب نے کہا کہ ملکہ
ہنس بولو کیونکہ اب رات کم باقی ہے پھر یہ صحبت کہاں کل ہم قید میں ہونگے ملکہ نے سر اٹھا کر کہا کہ میری یہ
آرزو ہے کہ تم سے پہلے میں مر جاؤں کہ میرے کان تک یہ خبر نہ آئے کہ سہراب قتل ہوا سہراب نے جواب دیا
کہ ملکہ میری یہ آرزو ہے کہ مجھکو تمہارا داغ نہ نصیب ہو ملکہ نے کہا کہ تمہاری یہ امید میری یہ امید جب جو
منظور خداوند ہوگا وہ ہوگا یہ تقریر حسن آرا بیرون خیمہ سن رہی تھی وہ جھلائی ہوئی اندر آئی اور کہا کہ
اے ملکہ تم کو کیا ہو گیا ہے جو تم ایسی باتیں کرتی ہو کوئی تمہارے پاس آیا ہے خوش ہونے کو یا اور صدمہ
اٹھانے کو بس خاموش رہو یہ دونوں ہمیشہ میں سہراب سے کہا کہ واہ آپکی بھی عقل ایسا
ہے کہ آپ ایسے کلام کرتے ہیں جو گھڑی بھر رات باقی ہے اسکو ہنس بول کر کاٹیے سحر کو دیکھا جائیگا اس شکوہ و
شکایت سے کیا مطلب وہ اپنی طرف معصوم آپ اپنی طرف رنجور سہراب نے جواب دیا کہ اے حسن آرا
میں تو اسی سبب سے آیا تھا کہ یہ رات تو راحت سے گذرے پھر تو جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا مگر ہم
بد قسمت ہیں کہ وہ بھی ساعت راحت سے بسر ہوتے ہوئے نہیں معلوم ہوتی ہے سوائے رنج و غم
کے حسن آرا نے کہا کہ اب آپ اس ذکر کو جانے دیجئے کوئی خوشی کا تذکرہ کیجیے سہراب نے
کہا کہ اچھا یہ کہکر سہراب نے قصد کیا تھا کہ کچھ کلام کرے کہ ملکہ نے فکر کرتے کرتے ایک تدبیر سوچی
اور کہا کہ اے سہراب ذرا تم ٹھہر جاؤ میں جاتی ہوں اگر قسمت میں ہے تو صندوقچہ لاتی ہوں جب تک
میں اسکی فکر کرونگی مجھکو راحت نہ ہوگی میں نہ بیٹھونگی تم دعا کرو کہ میرے ہاتھ صندوقچہ لگ جائے
میں یہ کہے دیتی ہوں کہ صندوقچہ لیکر آؤنگی ورنہ اپنی جان دونگی تم سے قبل میں تمہارے مرنے کی خبر

کیونکہ اسکی حالت بہت خراب ہے خوش نہ ہوا کیونکہ اپنی لڑکی کو جانتا بہت تھا بہت دریچہ القصہ
کرتا ہو ہیں کہنے لگا کہ تو میرے سر کی قسم کھا کہ جو بات میں تجھ سے کہوں تو کسی سے نہ کہنا تو میں تجھکو
اُس شے سے آگاہ کروں اور دکھا دوں تاکہ تیرا اطمینان ہو جائے کیونکہ تجھ سے مجھکو وہ صندوقچہ زیادہ نہیں
ہے اگر تو نہ ہوگی تو سکا پرہیز میں کیونکر زندہ رہونگا کیونکہ تمام عمر کی میری کمائی تو ہوا سب دوسری اولاد کی
بھی امید نہیں ہے اے تسیم تو کیوں اپنی جان ہلاک کرتی ہے میں وہ راز تجھ سے کہتا ہوں جو میں نے آجتک
تیری ماں سے بھی نہیں کہا تھا اسکو اس حال سے آگاہ کیا بلکہ اسکو اپنے دل میں رکھنا کسی سے نہ کہنا
ورنہ خرابی ہوگی پھر میرے بنانے کوئی قائم نہ رہیگا اسکا یہ اہم میں خاتمہ ہوجائیگا تسیم نے کہا کہ
اگر آپکو مجھ سے خوف ہے اور آپ مضمون خیال کرتے ہیں تو نہ بیان فرمائیے بلکہ میرا زندہ رہنا مشکل
ہے میں نے اس سبب سے آنا جانا ترک کردیا کہ میں نے جو دیکھا جہان میں آئی پھیکی باتیں ہونے
لگیں یا آپ خاموش ہو رہے میں ایسی ہوں کیا آپکے لیے اپنی جان دوں اور لوگ
ہم کو دشمن خیال کریں افسوس ہے کسی کی نسبت میں ہوں کیا آپکو کوئی شبہ ہوگا اب معلوم ہوا کہ ہم
دشمن ہیں اب میں ضرور اپنے کو ہلاک کرونگی سمندر نے کہا کہ اے تسیم تجھکو کیا ہوا ہے کون یہ کہتا ہے کہ تو دشمن
ہماری ہے تسیم یہ تیرا خیال خام ہے میں نے کسی کو یا پوشیدہ بات کی ہے میں نے اس خیال سے کہا کہ تو ابھی
نادان ہے شاید کوئی تجھ سے دھوکا دیکر دریافت کرے تسیم نے کہا کہ میں ایسی بچہ ہوں کہ کوئی مجکو دھوکا
دیکر دریافت کرے گا اور میں بتا دونگی خیال کرونگی سمندر نے کہا کہ یہی خیال تھا میں تجھ سے پوشیدہ کرتا ہوں ہماری
تیرے سوا کوئی اور ہے جو ہمارا وارث ہوگا تسیم نے کہا کہ اب معلوم ہو گیا کہ ہم دشمن ہیں میں کہدونگی
مجھسے نہ بیان فرمائیے میں ابھی کر کیا کرونگی جب ماں باپ یہ خیال کریں کہ اولاد ہماری دشمن ہے
تو ایسی اولاد کا جینا بیکار ہے تسیم نے جو یہ کہا سمندر نے اسکے آنسو اپنے دامن سے پاک کرکے پیار کیا
اور کہا کہ تسیم تو رنجیدہ نہ ہو میں بیان کرتا ہوں تسیم نے کہا کہ آپ بیان نہ کریں دیکھیے میں دشمن ہوں کسی
سے کہدوں سمندر نے کہا کہ بس جان جاؤ تسیم تو تو پاکی اپنی بات ہے خداوند سامری یاد رکھنا کہ یہ راز
کسی سے نہ کہدینا پھر کہا کہ اے تسیم خداوند نے ایک صندوقچہ دیا ہے اسکی صفت یہ ہے کہ کل اسکی حالت
بیان کی تسیم نے سنکر کہا کہ ابا جان آپ کی بڑی کیا عقل ہے کہ اس صندوقچہ کو اپنے گھر میں رکھا ہوگا
عیار لشکر اسلام کے آئے ہوئے ہیں وہ تو چرا لے جائینگے سمندر نے کہا کہ اے تسیم میں نے
اسی خوف سے اسکو اپنے ساتھ نہیں رکھا بلکہ اسے اس لاپرواہی سے رکھا کہ کسی کو اس پر
گمان نہ ہو یہاں اسقدر چیزیں ہیں لیکن تو دیکھ اسی قسم کے تو اور ہوائے انھیں میں اسکو شامل کردیا
ہر ایک پر اپنی مہر کردی ہے نہیں شناخت ہو سکتا ہے کہ وہ کونسا ہے اور نقلی کون ہے میں نے اسکی شناخت
کرلی ہے اے تسیم وہ اصلی صندوقچہ ہے جس پر ایک ہیرا لگا ہوا ہے اور صندوقچوں پر نہیں
ہے یہی شناخت ہے کل میں اسی صندوقچہ سے تمام کام لونگا تسیم نے اپنی حالت درست کی شکر
کہا کہ فلاں الماری میں جو صندوقچے رکھے ہیں وہی ہیں سمندر نے کہا کہ ہاں تسیم
نے کہا کہ اب معلوم ہوا میں انکو دیکھتی تھی اور خیال کرتی تھی کہ معلوم ہوتا ہے کہ والد کو کسی نے یہ
صندوقچے سوغات لاکر دیے ہیں کسی وقت مانگ لونگی کیونکہ پیارے پیارے ہیں بلکہ کئی مرتبہ
قصد ہوا کہ اٹھا لے جاؤں خوب ہوا کہ میں لے نہ گئی مجکو یہ امر تو معلوم نہ تھا میں دیکھا لے
جاتی تو بڑی خرابی ہوتی سمندر نے کہا کہ اے فرزند ہاں اُسی الماری میں وہ ہی صندوقچے ہیں

مین سمندر سے اس صندوقچہ کی موجودگی مین مقابلہ کر نہین سکتا ہون پھر بھی مرنا ہی ادب ہی اسمین تو کیا
ضرور ہی کہ اسکا ساتھ ترک کرون ہان اگر اہل اسلام کی فتح ہوئی تو ضرور امید وصل ملکہ ہی کیونکہ صاحبقران
نے اقرار کر لیا ہی کہ جب سمندر پر فتح ہوگا سمندر شاہ خواہ قتل ہو خواہ مسلمان ہو مین اسکی دختر کے ساتھ
تیرا عقد ضرور کرونگا اسی امید پر مین زندہ تھا ورنہ اب تک کب کا مر گیا ہوتا لیکن کل فتح کو وہ امید بھی قطع
ہو جائیگی بلکہ مین سب سے پہلے اپنی جان دونگا وہ بھی اہل اسلام کا شہید ہونا بھی مجھ سے نہ دیکھا
جائیگا بس جو دم گذرتا ہی غنیمت گذرتا ہی یہ سبب ہی میرے تفکر کا جو حسن آرا نے سنی کہا کہ معلوم ہوا کہ آپ
اپنی جان دینے پر آمادہ ہین سہراب نے کہا کہ مین کوئی اپنے بس مین ہون جو جان نہ دون اس کے
سبب مین نے بیان کر دیئے ملکہ خاموش بیٹھی سنا کی کچھ جواب نہ دیا حسن آرا نے کہا کہ آپ کو یہ کیونکر
معلوم ہوا کہ کل صندوقچہ سے کام لیا جائیگا سہراب نے سب کیفیت خواجہ کے آنے کی سمندر کے
مشورہ کرنے کی گرداب شاہ سے عرض کرنے کی سمندر کا جواب بیان کیا اور کہا کہ خواجہ نے آکر
یہ خبر دی ہی اس سبب سے معلوم ہوا حسن آرا نے کہا کہ جب یہ امر ہی تو دراصل اب کوئی امید
زندگی نہین ہی ہان بلکہ اس نے کلام کر کے جو وہ گویا ہنستا بولتا ہو بول لو پھر یہ کہان اور تم کہان واقعی اس
بھی کوئی بد نصیب نہ ہوگا نہ تم سا اور ہم لوگ سا کوئی واقف کے نہ رہے کیونکہ ہم کو بھی امید نہین ہی کہ ایک
مرنے کی تم خبر سنکے اپنے کو ہلاک نہ کرو یہ پھر ممکن ہی لیکن ادھر تم نے اپنے کو ہلاک کیا ادھر ہم سب
نے بھی اپنی جانین دین نہ معلوم کون سی وہ ساعت بد تھی جو ہم لوگ پیدا ہوئے از بسکہ برسون
گذر گئے کہ خوشی کا نام نہ زبان پر آیا ہم تو کبھی خواب مین بھی نہ ہنسے یہ تو ہمارا حال ہی اور
بہن کے دل پر بنی ہوگی اسکا کیا حال ہوگا مگر عالم ناچاری و مجبوری ہی کوئی زور نہین ہی یہ کہکر حسن آرا
رونے لگی سہراب کے بھی آنکھ مین آنسو بھر آئے تب ملکہ نے کہا کہ اگر وہ صندوقچہ ہاتھ آجائے تو
پھر تو کوئی ناامیدی نہین ہی سہراب نے جواب دیا کہ اے ملکہ اگر صندوقچہ مل جائے تو پھر کیا بات
ہی ایک دم مین تو مین سمندر پر چڑھائی کرا دون پھر دیکھئے کون مقابلہ کر سکتا ہی یہ سنکے ملکہ نے تفحص بکر
کہا کہ ہم جو تدبیر سوچ کر جائین اسکو پورا نہ کرین یہ بھی ممکن تھا کہ ہم صندوقچہ نہ لا سکتے لیکن یہ کہا صندوقچہ
نکال کر سہراب کے رو برو رکھدیا کہا کہ لیجئے آپکو صاحب مبارک ہو یہ مع فتح کل اہل اسلام کے مگر میری
زندگی سے ہاتھ اٹھا لیجئے کہ جب یہ حال سمندر کو معلوم ہوگا وہ ضرور میری جان کا دشمن ہوگا اور
مجھکو قتل کریگا کیونکہ یہ حال سوا میرے اور کسی کو نہ معلوم تھا یہ جو ملکہ نے کہا سہراب نے جواب دیا
کہ مجھکو اپنا مرنا بہتر ہی تمہارے مرنے سے تمہاری بلا لے کر اگر مین مر جاؤن تو اچھا ہی لیکن یہ صندوقچہ
تم اسی مقام پر رکھ آؤ کوئی اسکی ضرورت نہین ہی مین یہ نہین گوارا کر سکتا ہون کہ مین دنیا پر ہون اور
تمہارے دشمن نہ ہون ایسی زندگی بیکار ہی خدا وہ دن نہ دکھائے کہ تم نہ ہو اور مین ہون ملکہ
نے جواب دیا کہ بس ایسی باتین نہ کرو حیات مبارک ہو خوشی کرو مین جان پر کھیل کر یہ صندوقچہ لائی
ہون حسن آرا نے عرض کیا کہ ملکہ بیان فرماؤ کیونکر لائی ہو ملکہ نے اول سے آخر تک سب حال بیان کیا
جو کچھ واقعہ گذرا سب کہہ سنایا کہا کہ اس فقرہ سے یہ دستیاب ہوا حسن آرا اور سہراب نے ملکہ
کی بہت تعریف کی اور کہا کہ ملکہ تم نے بھی وہ کام کیا جو کہ عیار کرتے ہین بڑی مکاری کی خوب
دھوکا دیا کہ کیا کہنا اوراہ کیا تدبیر کی ہی ملکہ نے کہا کہ مین بڑی ورنہ سمندر دھوکا کھانے والا نہ تھا
صرف میری محبت کے سبب سے دھوکا کھا گیا کیونکہ مجھ سے بہت الفت کرتا ہی میرا رنج

صاحبقرانا اس بلا میں مبتلا ہو کر اپنی جان دینے پر آمادہ ہوتے ہیں مجنوں کو خیال کرو کہ اُسنے عشق لیلیٰ
میں اپنے ننگ و ناموس کو ترک کیا صحرا کو آباد کیا سوائے لیلیٰ کے اُسکو اور کسی کی خواہش نہ تھی فرہاد
نے اسی عشق کی حالت میں اپنی جان دی سوائے شیرین کے دوسرے کی اُسکو خواہش
نہ تھی اُسیکے عشق میں اور ولولہ محبت میں اُسنے پہاڑ کو تراش کر کے ستون بنایا آخر کو تیشہ مار کر
جان دی یہ عشق وہ بد بلا ہے کہ سوائے وصل معشوق کے دوسری اس سے مفر کی صورت نہیں ہے
یا جان جائے یا وصل حاصل ہو بس جبکہ یہ امر ہے تو یہ سمجھانے سے کیونکر ملکہ اب نصیحت
و پند سے یہ آگ اور زیادہ افروختہ ہوتی ہے اور اس سے شعلے بھڑکتے ہیں سوائے آب وصل کے
کسی چیز سے فرو نہیں ہوتی ہے بس ایسی حالت میں بیکار ہے کہ اسکو سمجھایا جائے بس مجھکو میری حالت
پر چھوڑ دو جو میرا خدا چاہے گا وہ ہوگا یہ کہکر اور قمر کا شعلہ بھڑکا دفعتہً لگی رونے لگی اپنی حالت
تباہ کرنے لگی خواصین وغیرہ سمجھانے لگین ملکہ کو تو اس حالت میں مبتلا رکھا جاتا ہے کہ پھر اسکا
حال تحریر ہوگا اب حال سہراب کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ شخص اٹھائے ہوئے چلا جاتا ہے اس کی
آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اپنے دل میں خیال کر رہا ہے کہ اس زندگی سے تو موت بہتر ہے کہ اس
رنج و الم میں مبتلا ہوں اپنے معشوق سے جدا ہوا ہوں اگر مر جاؤں تو اس کشاکش دنیا سے نجات
پاؤں اب تو صبر نہیں ہو سکتا ہے کہاں تک صبر کروں افسوس ایک شب تو صورت دکھلا کر ملاقات
بھی ہوئی تو کس حالت میں کہ اچھی طرح سے کلام بھی نہ کرسکے یا ہم بیٹھنے نہ پائے فلک کو یہ بھی ناگوار
ہوا اُسنے باہم جدائی کرادی کہ سحر ہوگئی ای سہراب خدا ایسا کرے کہ تو لشکر کا ساتھ ہو کر جنگ میں
مر جائے ای سہراب اب تو دو بلاؤں میں مبتلا ہوا ہے اول تو مفارقت ملکہ نے مجھکو بے کل کر دیا
ہے اگر صاحبقران اس قدر دل دہی اور تسکین نہ فرماتے تو اب تک میرا خاتمہ ہوتا مرنا بہتر تھا
مگر کیا سخت جان ہے کہ ابھی تک زندہ ہے کیوں نہ زندہ رہتا کیونکہ ان آلام میں مبتلا ہونا تھا
اور یہ صدمے اٹھانے تھے ایک مرتبہ اور ملکہ سے ملاقات ہوئی تھی آخری وقت میں ملکہ کا
دیدار دیکھنا تھا دوسرے یہ امید تھی کہ شاید کوئی صورت وصل نکلے مگر ہم کہاں اور وصل کہاں
اب کوئی دم میں خاتمہ ہے خیر اگر میں مر جاؤں تو بہتر ہے کیونکہ اب ان بلاؤں میں میرا قدم ٹھہر نہیں
سکتا ہے مجھکو اس زندہ رہنے سے موت اچھی معلوم ہوتی ہے دوسرے یہ بلائے تازہ جو کہ نازل
ہونے والی ہے اور یہ نئی بلا ہے کہ اس سے مفر کسی صورت سے ممکن نہیں ہے یہ تو مجھکو گوارا
نہ ہوگا کہ میرے روبرو لشکر اسلام تباہ ہو میں دیکھا کروں پہلے میں مقابلہ کرونگا یہ تو ہو نہیں
سکتا ہے کہ میں مقابلہ نہ کروں یہ میں کیونکر خیال کر لوں کہ ملکہ نے اصل صندوقچہ مجھکو لا کر دیا ہو
کیونکہ جو چیز نایاب ہو وہ یوں رکھی ہو کہ جسکا جی چاہے لے آئے ملکہ نے جو مجھکو بیقرار
دیکھا دوسرے ایک مدت کے بعد ملاقات ہوئی تھی صرف میرے دل کے رکھنے کے واسطے
ایک صندوقچہ مصنوعی لا دیا بھلا کیونکر میں اس پر یقین کرلوں کہ وہی صندوقچہ لا دیا ہے جس پر لشکر
کا خاتمہ ہے یہ اپنے اپنے خیال کرتا ہوا جاتا تھا سہراب کو اس امر کا بالکل یقین نہ تھا کہ یہ وہی
صندوقچہ ہے کبھی یہ خیال آجاتا تھا کہ اگر یہ وہی صندوقچہ ہے تو جب سمندر کو معلوم ہوگا تو ملکہ
پر بہت بدگمان ہوگا افسوس وہ پری تمثال میری محبت میں مبتلا یہ بلا سخت ہوئی ای میرے
کریم اگر سمندر اُسکو اس جرم میں قتل کرے تو تو پہلے میری قبض روح کا حکم فرمانا کیونکہ دنیا

لے کہار کار چوبی وردیاں پہنے ہوئے پگڑیاں باندھے ہوئے طلائی مہر کمر لگے ہوئے تخت
شاہی کو دوش پر اٹھائے ہوئے کھڑے ہیں ایک طرف اور سامان سواری موجود ہے مرکب
کوتل پھر رہے ہیں چاکر طلائی چوریاں لیے ہوئے مگس رانی کر رہے ہیں چوبدار انتظام کرتے
ہوئے ہیں یہاں تو جلوخانہ میں سب سامان سواری موجود ہے ادھر صاحبقران مسجد
کے پاس میں سجادۂ عبادت پر بیٹھے ہوئے وظیفہ پڑھ رہے ہیں اپنے خالق سے بصد رجوع
قلب اپنے ظفر کی دعا مانگ رہے ہیں رو رو کر یوں عرض کر رہے ہیں رباعی یارب خلاق
مہ و ماہی تو ہے بخشندۂ تاج و تخت شاہی تو ہے بے منت و بے سوال و بے استحقاق
دیتا ہے جو سب کو یا الٰہی تو ہے ❊ اے رب تو خدا ہے میں ہوں بندہ تیرا ❊ وحدت میں نہیں ہے کوئی ہمتا تیرا
کبھی فرماتے ہیں کہ اے خالق کون و مکان و اے خلاق زمین و آسمان و اے مالک نار و جنان و اے
مختار ہر دو جہان تو ہی مالک ہے تو ہی مختار ہے تو وہ ہے کہ جو رات کی تاریکی سے روز روشن کو
ظاہر کرتا ہے روشنی روز کو تاریکی شب سے مبدل کرتا ہے زمین سے دانہ کو پیدا کرتا ہے تو ایسا
خالق ہے کہ دن کو تو نے نور آفتاب سے روشن و منور کیا تاکہ اسکی روشنی میں بندے بہرہ ور
اپنے حوائج دنیوی سے فارغ ہوں رات کے لیے ماہتاب و ستاروں کو خلق کیا تو ایسا خالق
ہو کہ تیری یکتائی کی شہادت ہر برگ گیاہ دیتی ہے جیسے شعر ہر گیاہی کہ از زمین روید
وحدہ لا شریک لہ گوید ❊ اے خالق تو مالک ہے تو ضعیف کو قوی کرتا ہے قوی کو ضعیف مور کو فیل سے
پر غالب کرتا ہے تیری ذات رب العالمین سے یہ امید ہے کہ تو مجھکو کفار پر فتح دے میں ایک مرد ضعیف
ہوں تیرا بندہ حقیر ہوں اگر تو چاہے گا تو مجھکو فتح دیگا اے کریم رحم کر اے رحیم کرم کر اے خالق
سب اپنے بندوں کو بچانے والا تو ہے نار سے ابراہیم خلیل اللہ کو بچا دیا ... کسلان کو شیر سے
بچایا تو نے ہر اپنے بندے کی مشکل میں مدد کی ہر آیت کی بلا ردی صاحبقران دعا کر رہے تھے
ادھر خواجہ نے نماز سے فراغت کر کے بالباس عیاری تن پر آراستہ کیے اور اپنے خیمہ
سے نکل کر طرف دردولت کے چلے یہاں آکر سب سرداروں کو جلوخانہ میں موجود پایا وہاں
سے مسجد کے پاس میں آئے دیکھا کہ صاحبقران مناجات میں مصروف ہیں تب صاحبقران
خاموش کھڑے ہو گئے صاحبقران نے مناجات سے فراغت کر کے سر کو اپنے سجدۂ
خالق میں خم کیا سجدۂ شکر ادا کیا سجدے سے سر اٹھا کر جو دیکھا دیکھا کہ خواجہ کھڑے ہوئے
ہیں فرمایا کہ کیوں خواجہ کیا خبر ہے خواجہ نے عرض کیا کہ سب سردار حاضر ہیں لشکر نبرد گاہ
میں جا پہنچا ہے یہ سماعت فرما کر حکم دیا کہ صندوق اسلحہ حاضر کرو خادم نے صندوق حاضر کیا
صاحبقران نے تبرکات جسم پر آراستہ کیے ہتھیار لگائے مسلح و مکمل ہو کر سجادے پر سے
اٹھے بیرون مسجد سے تشریف لائے یہاں خادم مرکب لیے ہوئے حاضر تھا انگشت
شہادت سے گردن مرکب پر یا علی مدد تحریر کر کے پاؤں رکاب میں رکھا حلقۂ رکاب مثل
ہلال کے ہو گئے صاحبقران مرکب پر سوار ہو کر طرف دردولت کے چلے خواجہ نے
رکاب سعادت پر ہاتھ رکھکر روانہ ہوئے ادھر صاحبقران چلے ادھر چوبدار نے
بڑھکر سرداروں کو خبر دی کہ اے سردارو آگاہ ہو کہ صاحبقران تشریف لاتے ہیں
سننا تھا کہ سب سردار ایک مرتبہ قریبہ سے کھڑے ہوئے کہ صاحبقران تشریف لائے

سب نے سلام و مجرا کیا صاحبقران نے سبکے سلام کا جواب دیا مرکب پر سے اترے خادم نے کرسی
زرین پوش بچھا دیا صاحبقران اس پر جلوہ فرما ہوئے سب سردار ساحر و غیر ساحر بھی بیٹھ گئے
سواد سب یہاں تو صاحبقران تشریف لائے ہیں جلوخانہ میں بیٹھے ہوئے ہیں ادھر بادشاہ محل
میں نماز سے ادا کر کے مسند پر جلوہ فرما ہوئے حکم فرمایا کہ لاؤ حاضر کرو کشتیاں پوشاک کی
لیکر خادمہ نے حاضر کیں بادشاہ نے پوشاک رزم زیب تن فرمائی اسلحہ تن پر آراستہ کیے
شمشیر الماس نگار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا کہ جواہر نگار بازوں پر باندھا تاج جواہر نگار سر پر
آراستہ کیا قبائے زرکار زیب تن فرمائی جب اسلحہ و لباس سے آراستہ ہو چکے حکم فرمایا کہ تخت
حاضر کرو کہاریاں تخت لے کر حاضر ہوئیں ظل اللہ نے تخت پر قدم رکھا خادمان محل نے
صدائے بسم اللہ بلند کی پریوں نے تخت اس سلیمان نشست کا دوش پر اٹھایا وہ گوری گوری
صورتیں وہ کاستی و نکلائی پنڈلیاں ہیں سنہری کا رنگا ہوا سر دیں پر کھلیان پیشانی پر تمام
سرے پاؤں تک سراپا جواہر نگار ہیں زرق برق کارچوبی لہنگے پاؤں میں تمام گرتی ہوئی تخت کو
دوش پر اٹھائے ہوئے اکثر بازو ادا سے دولت در دولت سے چلیں آگے آگے کنیزیں چھڑیاں لیے ہوئے
انتظام کرتی ہوئیں خواجہ سرا کولہ پاٹے ہوئے طفلان خوبصورت کے ہاتھوں میں تختے
اور ان میں عود و عنبر و مشک سلگتا ہوا کہاروں کے ہاتھوں میں رنگ برنگ کے کنول روشن
اور جلوس سواری نقیب صدا لگاتے ہوئے کہ خبردار باش ہوشیار باش جہان پناہ
کیوان بارگاہ تشریف لاتے ہیں بادشاہ سب اہل محل کا مجرا لیتے ہوئے دعائے ترقی
و اقبال سماعت فرماتے ہوئے در دولت پر تشریف لائے چوبدار نے بڑھ کر خادمان
در دولت کو آگاہ کیا کہ جہان پناہ ظل اللہ تشریف لاتے ہیں ادھر چوبداروں نے آگے
بڑھ کر سب سرداروں کو خبر دی کہ باادب باش سواری شہنشاہ کی آگئی سب سردار
سوار ہو گئے صاحبقران اپنے مرشد سے آمادہ ہوئے ادھر ڈیوڑھی پر خواجہ سرا نے سرخ
پردہ چرخی پر پہنچایا کہ گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی کہار تخت شاہی لے کر قریب پردہ کے پہونچے
سب نے دیکھا کہ آگے آگے خواجہ سرا انتظام کرتے ہوئے آتے ہیں اونکے عقب میں
بہت سے طفلان حسین کنول ہاتھوں میں لیے ہوئے اُن میں شمع کافوری
روشن ہیں وہ بھی ایسا طرفہ عالم دکھاتے ہوئے اونکے عقب میں اور بہت سے لڑکے اونکے
ہاتھوں میں مشک و عنبر کے لو سلگتے ہوئے اونکے بعد کنیزیں چھڑیاں لیے ہوئے ان سب کے
تخت شاہی بادشاہ اس پر جلوہ فرما ہیں کہاروں نے بڑھ کر مجرا کیا تخت کو تخت گاہ
سے ملا دیا بادشاہ اس تخت سے اس تخت پر جلوہ فرما ہوئے صدائے بسم اللہ سے جلو
گونج گیا زنانہ عملہ واپس گیا مردانہ عملہ حاضر ہوا سب نے اپنا بند و بست کیا کہ سواری
جلوخانہ کو طے کر کے باہر آئی صاحبقران نے مجرا کیا عرض بیگی نے عرض کی جہان پناہ
صاحبقران نگاہ رو برو بادشاہ نے صاحبقران کا مجرا لیکر سینہ پر ہاتھ رکھا کہ آپ کی
جگہ میرے دل میں ہے پھر تو خسروان صاحبقران و بادشاہ کا مجرا ہونے لگا عرض بیگی عرض
کرنے لگا کہ یہ فلان سردار ہے یہ فلان سردار ہے بادشاہ سب کا سلام مجرا لیتے ہوئے
تخت گاہ پر سوار چلے آتے ہیں صاحبقران نے بڑھ کر پایہ تخت پر ہاتھ رکھا اب تو سب عزیز

سے ساتھ بھی گیا تو سوا دو گز کفن کے اور تھوڑی سی زمین کے اپنے تصرف میں اور کچھ نہ پایا وہاں
سے خالی ہاتھ آئے تھے یہاں سے بھی خالی ہاتھ گئے اے بھائیو بعد مرنے کے گدا و شاہ برابر ہیں سبب
سامان ظاہری تو زیر زمین ایک مرتبہ ہے ہاں اے بھائیوں بس فرق اتنا ہے کہ اپنے اپنے اعمال میں اگر اعمال
نیک ہیں تو راحت سے قبر میں سوئینگے ورنہ جو مرضی اسکی ہوگی وہ سزا پائیگا خیال تو کرو کہ انکے
قبر تک کے نشان باقی نہیں ہیں کوئی دو پھول بھی نہیں چڑھاتا ہے نہ کوئی سورہ الحمد قبر پر
جا کر پڑھتا ہے وہ لوگ تو فنا ہو گئے اب اے دوستو پہلو بچتا ہے ہیں افسوس اس امر کا ہے کہ انکے لیے انکے
زمانہ حیات میں کیا کیا سامان تھے سونے کے لیے نرم و نازک پلنگ تھے کیسے نفیس فرش
اُس پر وہ لوگ آرام کرتے تھے ہزاروں آدمی پہرہ دیتے تھے ایام گرما میں خس خانہ طیار ہوتے تھے اگر
سردی کی خواہش ہوتی تھی ایام سرما میں وہ سب سامان کی ضرورت ہوتی تھی عطر مٹی کا بھی ملتے تھے
دھوپ میں نکلنا ناگوار ہوتا تھا یا وہی لوگ زیر زمین بے خاک پڑے ہوئے ہیں وہ جسم نازک
خاک میں ملگیا ہے کہ استخوان تک نہیں باقی ہے نہ انگوٹھی میں ٹھکا کسی مٹی میں انکے وہ جسم نازنین
مل گئے اے بھائی دن بھر سانس و لیکن ٹھکانا نہیں عرصہ ہوتا ہے وہ لوگ جو کہ تاریکی میں گھبراتے
تھے روشنی شمع کافوری و موم کی میں اپنی زندگی بسر کرتے تھے یا وہی لوگ تاریکی قبر میں مبتلا ہو گئے
جنکے پاس ہمیشہ ہزاروں نازنین و مہ جبین رہتے تھے کوئی وقت تنہائی کو گوارا نہیں کرتے تھے
یا وہی اکیلے تنہا بے یار و مددگار و بے مونس و غمخوار کنج لحد میں پڑے ہوئے ہیں کوئی پرسان حال
بھی نہیں ہے کہ تم پر کیا گذری وہاں یا انکا اعمال ہیں مگر جو نیکی کہ وہ دنیا میں کر گئے ہیں اُس سبب
سے انکا نام اب تک صفحہ دنیا پر باقی ہے مثل نوشیروان و فریدون کے یا جس جس نے اس دنیا میں
ظلم و ستم کیا ہے وہ ساتھ بدی کے مشہور ہیں مثل ضحاک ماران و نمرود وغیرہ کے بس اس امر سے یہ
ثابت ہوتا ہے کہ اس دنیا میں سوا نام کے کچھ نہیں باقی رہتا ہے بس جہاں تک ممکن ہو
دنیا میں نیکی کرے اور وہ کام کرے کہ جس سبب سے نام باقی رہے یہ دنیا سرا ہے اور جو اس میں
آیا ہے وہ بطور مہمان کے ہے اے جوان مردوں آج کا دن نام کا ہے بس ایسی جوانمردی کرو تاکہ تمہارا نام
باقی رہے آج وہ کام کرنا ہے کہ رستم و اسفندیار نے بھی نہ کیا ہو آج تلوار کرو تا زمانہ قیامت تک یہ
معرکہ یادگار رہے کیا اعتبار ہے زندگی کا خیال کرنے کا مقام ہے کہ جب مرسلان برحق و پیغمبران با
سلطنت نہ رہے کہ جنکے لیے زمین و آسمان خلق ہوئے ہیں انکو موت سے مفر نہ ملا تو ہماری کیا اصل
ہے بس انسان کو لازم ہے کہ وہ کام کرے کہ جو ساتھ نیک نامی کے مشہور ہو مقام افسوس ہے کہ
اس موت سے کسی کو مفر نہیں ہے اے بھائیوں خیال تو کرو کہ اگر ہم یہاں قتل ہونگے تو ہمارے
عزیز و اقربا ہماری میت پر گریہ کرینگے دوست ہم کو سپرد قبر کرینگے آشنا سب رو رو کے
افسوس کرینگے وہ لوگ جو کہ عالم مسافرت میں مرے ہونگے اور انکے عزیز و اقربا انکی لاش پر نہ
ہونگے انکا کیا عالم ہوگا سوائے تنہائی اور مایوسی کے انکے پاس کیا ہوگا کوئی رونے والا
بھی نہ ہوگا کسی نے ترس کھا کر دفن کر دیا ہوگا یا جو لوگ کہ جنگل میں مرے ہونگے انکو کفن
تک نہ ملا ہوگا انکے استخوان و گوشت کو جانوران صحرائی کھا گئے ہونگے وہ دو گز کفن اور قبر
کو بھی محتاج رہے ہم لوگ تو بڑے خوش نصیب ہیں کہ ہمارے لیے سب سامان موجود ہے مگر
ہم یقین نہیں کر سکتے ہیں کہ ہم یہاں مریں اور کفن وغیرہ ہم کو ممکن ہو کیا معلوم شاید ہمارے

استقدر لشکر تھا اور کئی بادشاہ تھے اور سب ہی مشتاق تھے کہ ایک ساتھ تماشہ دیکھیں سب کا حسب ہم سنگ کا
کی تو لشکر اسلام نے شکست کھائی بس ہماری یہ حالت ہے میں جا کر سب تماشا دیکھ پرستون کو غارت کرونگی اس
وقت تک شہر واپس آؤنگی یا اپنی جان دونگی شہر لوگ جو یہاں آئے تھے ہراسے مقابلہ آئے تھے کہ اس
لیکر تماشہ دیکھیں اور بیکار یہاں بیٹھے رہیں الغرض بڑی بدنامی ہے سب کی زبان پر یہ امر جاری ہوگا
کہ یہ لوگ کیسے ساحر تھے اور کیسا دعوی کرتے تھے کہ دو ماہ تک پڑے رہے ایک مقابلہ نہ کیا ایک
سحر کہ جو بڑا اس میں ہوا ایک سردار عالی قتل ہوا دوسرے دن بادشاہ سے ملک طلسم کی بادشاہ
نے اپنے پاس سے کارنامہ کی جیتے رہنے کی کہ تم سے کچھ سبب سے ظفر حاصل ہوئی ہیں انکے حالات سحر
و ساحری ہم پہ کھل گئے پس میرے نزدیک اس بدنامی سے کیا فائدہ کہ اب شاہ نے جواب دیا
کہ تمہیں آپ کو اختیار ہے میں نے جو امر کہ میرے نزدیک بہتر تھا وہ کہدیا بلکہ زعفران نے جواب دیا
کہا ہے کہ اب شاہ ابھی بادشاہ کے پاس سے کوئی آیا بھی نہیں ہے پس جب تک کوئی آئے میں
جا کر مقابلہ کروں پس نے کہ اب شاہ نے جواب دیا کہ جو آپ کی مرضی پس ملکہ زعفران نے یہ کہکے اپنے
تخت کو اڑایا تھا کہ لشکر سے نکالے کہ یکا یک سمندر کی طرف سے ایک ابر نمودار ہوا اس ابر
سے شعلے آگ کے نکل رہے تھے برق کی چمک رعد کی گرج تھی یہ جو امر نظر آیا کہ اب شاہ نے ملکہ زعفران
سے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ دیکھو کہ یہ ابر کیسا ہے کہاں سے آیا ہے کوئی ساحر آتا ہے ملکہ تخت روک کر کھڑی
ہو گئی اس ابر کی طرف دیکھنے لگی صدائے رعد سے دونوں لشکر اس ابر کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا
کہ وہ ابر قریب لشکر کفار کے آکر شق ہوا اس ابر سے ایک تخت پیدا ہوا دونوں لشکر کے لوگ
دیکھ رہے ہیں کہ وہ تخت آہستہ آہستہ پائیں آتا ہے بلند تھا اب طرف پستی کے مائل ہوا دونوں لشکروں نے مع بادشاہ
و صاحبقران و خواجہ کے دیکھا کہ اس تخت پر دو ساحر سیاہ رنگ و بد صورت شیطان سیرت بیٹھے
ہوئے ہیں گلوں میں انکے کالے کوڑیالے پڑے ہوئے ہیں پیشانی پر قشقے دیئے ہوئے ہیں
کھولیاں شانہ پر پڑی ہوئی ہیں سامنے تخت پر ایک صندوقچہ رکھا ہوا ہے چلے آتے ہیں یہ
دیکھ کر اہل اسلام کو زندگی سے ناامیدی ہوئی کیونکہ خواجہ کی زبانی سن چکے تھے کہ سمندر کے
پاس ایک صندوقچہ ہے کہ جس میں برق سحر ہے وہ ایسی برق ہے کہ جس پر اسم اعظم بھی نہیں اثر کرتا
ہے پس ان ساحروں کو جو دیکھا اور صندوقچہ کو یقین ہو گیا کہ یہ وہی صندوقچہ ہے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا
کہ کل سمندر اسکو روانہ کریگا پس یقین ہو گیا کہ وہی صندوقچہ یہ ساحر لیکر آئے ہیں شہنشاہ و صا
صاحبقران و بادشاہ و خواجہ و دیگر سرداران کو تو بالکل مرگ کا یقین ہو گیا فی الآن کا تو چہرہ
متغیر ہو گیا اور ساحروں کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا آفاق منتشر ہوا یکسر اندام حیران ہوئی جو کہ
ساحر تھے انکو زیادہ ہراس تھا جب لشکر اسلام کا یہ حال ہوا اگر کیا ہو سکتا ہے کوئی صورت
مفر کی نہیں پاتے اب ہر طرف یہ چرچا ہے کہ سہراب خوب اپنی جان بچا کر چلا گیا اُسنے اپنی جان
عزیز کی اُسکو تو معلوم ہو چکا تھا کہ تیغ بیکار ہے کوئی بھی وقت میں کسی کا ساتھ نہیں دیتا ہے لشکر میں
تو یہ چرچا ہو رہا ہے سب کو زندگی سے مایوسی ہے مگر نظر بخدا لگائے ہوئے میدان میں مصطفا
آرائی صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ ای خواجہ سہراب اپنی جان بچا کر فقرہ کرکے
نکل گیا اسکو خوف ہوا ایسا ڈر غالب ہوا کہ چلا گیا میں یہ کہتا ہوں کہ اس وقت سے کیا
حاصل تھا جبکہ میں نے یہ حکم دیا تھا کہ جس کا جی چاہے چلا جائے تو پھر کیا ضرورت تھی کہ یہ

فقرہ کیا اگر وہ صاف صاف کہتا تو کوئی اُسکو روکتا نہین خواجہ نے جواب دیا کہ اُسنے یہ خیال کیا کہ
اگر صاف صاف کہکر جاتا ہون تو لوگ بدنام کرینگے کہ سہراسپ جان کے خوف سے فرار کر گیا کچھ
نہ دینے سکا اس سے یہ بہتر ہے کہ اس طور سے چلا جاؤن اے صاحبقران کوئی بُرے وقت مین کسی کا
ساتھ نہین دیتا ہے وہ اور لوگ ہوتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اور جو
ہوگا وہ ہم پر گذرے گا خوب ہوا کہ وہ چلا گیا اگر وہ رہتا تو اورون کو بھی اپنے ساتھ حالت
انتشار مین ڈالتا ایسے کا لشکر سے نکل جانا اچھا ہے یہان تو خواجہ و صاحبقران مین یہ تقریر
ہو رہی تھی لشکر مین سب پالویس تھے کہ وہ تخت قریب تخت گرداسپ شاہ وغیرہ کے آیا لشکر
کفار مین تھا قطلا عقیا والے نے گرداسپ شاہ وغیرہ کو سلام کیا اور کہا کہ ہم کو بادشاہ نے روانہ
فرمایا ہے اور یہ صندوقچہ دیا ہے کہ تم اسکو لیجا کر گرداسپ شاہ سے اجازت لیکر میدان مین
جاؤ اور صاحبقران کو برائے مقابلہ طلب کر کے اُنسے مقابلہ کرو اس میر سے سحر سے انکو قتل
کرو اس پر اسم اعظم وغیرہ کچھ اثر نہ کریگا لہذا ہم آئے ہین ہم کو اجازت دیجئے تاکہ اہل اسلام
سے مقابلہ کرین انکا قلع قمع کرکے سرخرو ہون بادشاہ کے پاس جائین جب یہ ساحر نمودار ہوئے تھے
انکو دیکھکر لشکر کفار مین ہیجان ہوا تھا گرداسپ شاہ وغیرہ بھی جب یہ لشکر مین آئے اور حال
بیان کیا تو معلوم ہوا گرداسپ شاہ نے کہا کہ وہ جو لشکر مقابل آرہا ہے اہل اسلام کا ہے اور یہ جو
جوان زریں علم یکتا ہے یہی صاحبقران ہے برابر اسکے خواجہ عمر عیار ہین اور قلب لشکر مین جتنے چتر
دیکھتے ہو اُنکے سایہ مین بادشاہ اسلام ہین اور یہ سب لشکر اُنکے عزیزون اور سردارون کا ہے
اور وہ بائین طرف لشکر اسلام کے لشکر ساحران ہے انکا افسر مالک مریخ آفتاب علم ہے اور آفاق
اس لشکر ساحران مین دو لشکر ہین ایک اس اقلیم کے ساحر ہین ایک طلسم فیروز بیرو دیکھ طلسم
کہ جو اس اقلیم کے ساحر ہین انکا افسر آفاق شاہ ہے جو اور طلسم کے ساحر ہین انکا افسر
مریخ ہے بس لشکر اسلام مین نامی و نامآور ساحر کوئی پچاس ہونگے جن مین دس ساحر ایسے
نامی ہین مثل مریخ و آفاق و زروعہ آفاق و کوکبہ و عزالالٰی کے سہراسپ کا آج اس لشکر مین
نشان نہین ہے ہرکارون سے معلوم ہوا ہے کہ سہراسپ رات سے غائب ہے ورنہ وہ بھی ساحر
زبردست تھا مین نے آپکو سب حال سے خبردار کر دیا تھا قطلا نے جواب دیا کہ ہم سب سے
واقف ہین کوئی خبردار کرنے کی ضرورت نہین ہے بس ہم کو اجازت دیجئے یہ سنکے گرداسپ نے
ملکہ زعفران سے کہا کہ ای ملکہ اب تم میدان مین نہ جاؤ انکو جانے دو کیونکہ یہ تو آگئے ہین راوی
کہتا ہے کہ ملکہ زعفران گرداسپ سے اجازت لے کر اور نصف لشکر کو طے کر چکی تھی کہ یہ ابر نمودار
ہوا تھا اسی مقام پہ ٹھہر گئی تھی جب اُس ابر سے وہ تخت ظاہر ہوا تھا اس پر جو ساحر تھے اور وہ
ساحر قریب گرداسپ آگئے تھے تو یہ بھی واپس آئی تھی کھڑی ہوئی اُنکی گفتگو سن رہی تھی جب
گرداسپ نے یہ کہا تو زعفران بنفشہ پوش نے جواب دیا کہ مین قصد کر چکی ہون آج مین
مقابلہ کرونگی آج کا دن میرا ہے کل انکو اختیار ہے گرداسپ نے کہا کیا ضرورت ہے کہین ایسا
نہ ہو کہ سمندر شاہ ناخوش ہون کہ ہم نے اپنا سحر روانہ کیا یہ لوگ ایسے صاحب اختیار ہوئے
کہ ہمارے حکم کو ٹالا اور خود مقابلہ کیا آج تک خاموش رہے مقابلہ نہ کیا جب ہم نے مدد کر کے
ساحر بھیجے تو خود بھی جرأت ہوئی پہلے جرأت نہ ہوئی تو کیا ہوگا انکا غضب غضب خداوندی ہے

کسی کو طلب کرتے ہیں لیکن جو گیا وہ قتل ہوا یہ لوگ یہ خیال کر رہے تھے کہ دیکھا سب اہل اسلام نے کہ جو
ساحر آئے تھے وہ تو مقابلہ کو نہیں آئے ہیں ملکہ زعفران اپنا تخت بڑھا کر برائے مقابلہ آتی ہے سب کو
اطمینان ہوا اور خیال کیا کہ ابھی زندگی باقی ہے جو یہ آتی ہے صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ
وہ مرتد تو اسی مقام پہ ہیں اور نہ انکی کچھ بھی اسکے پاس ہے یہ تو کوئی عورت مقابلہ کو آتی ہے خواجہ نے عرض کیا کہ
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یہ مقابلہ کر لے اسکے بعد وہ مقابلہ کرینگے شاید یہ امر قرار پایا ہے کہ ہم اہل اسلام سے مقابلہ
کرنے کا طریقہ دیکھیں لیکن خواجہ صاحبقران سے یہ عرض کر رہے تھے کہ ہرکارے جو لشکر کفار میں تھے جب یہ
ساحر آئے تھے تو برائے خبر ہرکارے گئے تھے کہ دریافت کریں کہ کہاں سے یہ آئے ہیں اور یہ صندوقچہ
کیسا ہے پس انھوں نے سب گفتگو سنی جو کہ ان ساحروں نے گرد اسپ سے کی تھی اور جو گرد اسپ اور
زعفران سے ہوئی تھی اور جو ان ساحروں اور ملکہ سے ہوئی تھی جب ملکہ طرف میدان کے مقابلہ کے
لیے چلی یہ خوشی خوشی خبر لیکر خدمت میں بادشاہ کے حاضر ہوئے اور چند خدمت میں صاحبقران کے
انھوں نے بادشاہ کو سلام کر کے کل حال عرض کیا اور یہ عرض کیا کہ یہ لڑکا بڑی تباہی سے آتی ہے کہ میں جا کر
تمام لشکر کا خاتمہ کرتی ہوں یہ لوگ میرا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں انکی تو مرضی نہ تھی وہ آتے تھے مگر اسنے
انکو روکا خود آئی ہے یہ خبر ان ہرکاروں نے صاحبقران سے بیان کی خواجہ نے جواب دیا کہ اسکی
تو دنیا آئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ہم سب کی زندگی باقی ہے جو یہ لڑکا آتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ بہت مغرور
ہے اور بڑی ساحرہ ہے اپنے روبرو کسی کی حقیقت نہیں جانتی ضرور یہ کسی نہ کسی اہل اسلام کا شکار ہوگی
یہ آپ سے نہیں آتی ہے بلکہ اسکی موت اسے لاتی ہے صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ خدا مالک ہے جو
اسکی مرضی ہوگی اور جو ہمارے حق میں بہتر ہوگا وہ کریگا کوئی مقام خوف و انتشار نہیں ہے یہاں یہ گفتگو
ہو رہی تھی یہ خبر تمام لشکر میں پھیل گئی کہ آج وہ ساحر جو کہ سمندر سے صندوقچہ لیکر آئے ہیں
مقابلہ نہ کرینگے بلکہ ملکہ زعفران [illegible] مقابلہ کریگی وہ جو مایوسی سب کو زندگی سے تھی بر
طرف ہوئی سب نے اپنی زبان پر کلمہ شکر جاری کیا اور یوں عرض کیا کہ تو بڑا رحیم ہے تیری ذات بے چون
تکیہ کریں اور تجھ سے التجا کریں تو ضرور اسکی سنتا ہے تو اپنے بندوں کا ہر امر میں حامی و مددگار ہے تو بڑا غفار
ہے ہر مشکل کو آسان کرتا ہے خوب تو نے ذریعہ ہمارے نجات کا پیدا کیا ضرور کوئی نہ کوئی ایسا سبب ظاہر
ہوگا کہ یہ ساحر قتل ہونگے اور ہم سب محفوظ رہینگے لشکر میں یہ چرچا ہو رہا ہے ہر ایک خدا کا شکریہ
ادا کرتا ہے جو ساحر ہیں وہ خیال کر رہے ہیں کہ ہم جاکر اس سے مقابلہ کرینگے بھلا یہ کیا کر سکتی ہے بڑے غرور
و تمکنت سے آتی ہے اسنے تو بار بار مطالبہ کر رہے ہم جاکر پہلے مقابلہ کرینگے ہر ایک یہ خیال کر رہا ہے ادھر خواجہ
اور عیار یہ خیال کر رہے ہیں کہ اگر یہ دونوں ساحر رہینگے اور آج انھوں نے مقابلہ نہ کیا تو ہم رات کو
عیاری کر کے صندوقچہ انکے قبضہ سے نکال لینگے یہ جانتے کہاں ہیں ہم اس امر سے مجبور تھے کہ ہم کو معلوم
نہ تھا کہ یہ صندوقچہ کہاں ہے ورنہ ہم سمندر میں جا کر محل سے سمندر شاہ کے لے آتے یا ہم کو یہ
معلوم ہوتا کہ وہ صندوقچہ لیکر آئے ہیں تو ہم راہ میں عیاری کرتے اس سے ناچار تھے اور اب
بھی ناچار ہیں کہ ہم بالکل بے خبر تھے اور یہ ابھی تو میدان جنگ میں آئے یہاں کوئی امر نہیں
ہو سکتا ہے نہ کوئی عیاری ہو سکتی ہے ہاں اگر آج یہ رہینگے تو کل یہ صندوقچہ ہمارے پاس ہوگا ایسے
ایسے خیال عیار کر رہے ہیں اور خواجہ نئی یہاں تو یہ ہر ایک اپنے دل میں فکر و خیال کر رہا ہے لشکری شکر
کر رہے ہیں وہ مایوسی انتشار برطرف ہو گیا ہے کہ ملکہ زعفران اپنا تخت سحر اڑا کر میدان میں آئی

حالت سے بخوبی واقف ہوں کیا بیان کروں لیکن اس سے کیا حاصل یہ امر غیر ممکن ہے کہ اہل اسلام ترک مذہب کریں
یا سمندر کی اطاعت کریں وہ لوگ ترک مذہب کرینگے جو کہ اب تو مسلمان ہوئے ہیں اور ایسے ناقدر کی کون اطاعت
کرے کہ جسکو دوست و دشمن کی پہچان نہیں ہے جو اپنے دوست کو نہیں جانتا ہے اسنے بیکار آفاق شاہ پر ظلم و ستم
کیا کوئی اسکی خطا نہ تھی یہ بھی اسنے خیال کیا کہ ہم اپنے نزدیک وار کو یوں ذلیل کرتے ہیں بھلا اوروں کو تم سے
کیا امید ہوگی لیکن جسکو ابھی دولت منظور ہوگی وہ سمندر کا ساتھ دیگا جو ذرا بھی صاحب عزت ہوگا وہ کبھی ایسی
حالت میں ساتھ نہ دیگا افسوس ہے کہ جو خیر خواہی کرے وہی دشمن ہو پس میں یہ ظاہر کئے دیتی ہوں کہ سمندر
ضرور قتل ہوگا یہ شہر مذہب بھی اہل اسلام کے تصرف میں آئیگا میرے نزدیک تو بہتر ہوگا کہ تم بھی اہل اسلام کی
شراکت کرو اور اس مذہب پر لعنت کرو ورنہ قتل ہوگی یہ کہکر چند کلمہ وحدانیت خدا میں بیان کیے جو کہ صبا عقران
سے سنے تھے یہ جو تقریر غزالان نے کی اور تعریف مذہب کی اسپر [illegible] شکست کہا زعفران کو بہت ناگوار ہوا
برہم ہوکر جواب دیا کہ او چھوکری تو [illegible] معلوم ہوا کہ تو آفتاب جادو کی دختر ہے میں نے اب
پہچانا میں بڑی دیر سے خیال کر رہی تھی کہ [illegible] دیکھا ہے مگر یاد نہ آتا تھا جب تو نے آفتاب کا نام لیا
تو یاد آیا کہ تو آفتاب کی لڑکی ہے [illegible] میں نے دیکھا تھا جب کہ تو دودھ پیتی بچی تھی ہاں
تیرے بھائی سے بخوبی واقف تھی [illegible] مرتبہ آفتاب کے ہمراہ دیکھا تھا ارے کم بخت تو نے
تمام اپنے خاندان کی ناک کاٹ ڈالی [illegible] خاندان میں کسی نے ایسا نہیں کیا کیا تیری عقل گئی ہو یا ترک مذہب کیا ہو
پچھلی پشتوں سے تو میں بھی واقف ہوں بلکہ [illegible] تیرے خاندان کے لوگ اپنے مالک کی عزت کیا کیے ہیں کبھی نمک
حرامی نہیں کی اور مذہب [illegible] پابند تھے کہ کسی مذہب کو اچھا نہ کہتے تھے خصوصاً تیرا باپ اس باپ
کی تو ایسی لڑکی نکلی کہ کچھ خیال نہ کیا اب میں تجھ سے کہتی ہوں تیرے اور برادر تیری جوانی پر تیرے باپ کی
ملاقات کا خیال کرکے کیونکہ میرے اسکے بڑی ملاقات تھی بلکہ وہ مجھکو ہمشیرہ ہی سمجھا [illegible] تھی اسکا خیال
کرکے کہ تو میری بھتیجی ہوئی یہ امر ظاہر کرتی ہوں کہ تو کیوں اپنی جان دے اہل اسلام کی شراکت ترک کرا اپنے
مذہب قدیم پر آ میں تیرا قصور بادشاہ سے سفارش کرکے معاف کرا دونگی اری چھوکری اپنے خاندان اور اپنے باپ
کی لیاقت و بھائی کی شرافت پر خیال کر یہ جو زعفران نے کہا غزالان نے جواب دیا کہ آپ میرے اور میرے [illegible]
میرے باپ کی ملاقات کا پاس کریں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں راہ نیک کو ترک کروں یہ جو تم نے کہا کہ وہ لوگ بڑے
مذہب کے پختہ تھے اور والد بزرگوار کو جو کہا کہ وہ اپنے مذہب کے اوپر جان دیتے تھے تو جب تک کوئی راہ نہ
ملا تھا نہ اُن سب کو اس مذہب باطل کا باطل ہونا ثابت ہوا تھا نہ مذہب اسلام کا برحق ہونا بدیں سبب
وہ لوگ اُسی مذہب پر رہے اور تصویر پرستی کو اچھا جانتے تھے اگر کوئی انکو دلیل سے ثابت کر دیتا اور قائل کرتا
جیسے مجھکو تو وہ لوگ ضرور ایسا کرتے اور مذہب اسلام قبول کرتے یہ کیا فرض ہے کہ جو مذہب بزرگوں کا ہو وہی مذہب
خود بھی اختیار کریں یہ کوئی امر ضروری اور واجبی نہیں ہے انکو اس مذہب کا برحق ہونا ثابت ہوا انہوں نے قبول
کیا لیکن اس تقریر سے تو کچھ حاصل نہیں ہے جو آپ کو کرنا ہو وہ کیجیے میں موجود ہوں یہ تمام رزم ہے نہ مقام نصیحت
و پندار اس امر کا یہ جواب ہے یہ جو آپ نے فرمایا کہ تیرا بھائی ابھی تک اُسی مذہب میں ہے میرا کوئی بھائی نہیں ہے
کیونکہ میرے اُسکے مذہبی فرق ہے کافر و اہل اسلام سے کیا قرابت اور میری تو دوسرا مذہب قبول کرنے سے کوئی
شرافت نہیں گئی بلکہ میں اور نزد خدا معزز ہوئی کہ میں راہ نیک پر آئی یہ جو غزالان نے کہا زعفران نے
جواب دیا کہ تو بڑی صاحب تقریر و چرب زبان ہوئی ہے لیکن معلوم ہوا کہ تیری قضا آئی ہے لا کیا جواب دیتی ہے
غزالان نے جواب دیا کہ ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ہم پیش دستی کریں اہل اسلام میں پیش قدمی کرنا [illegible]

۱۴

کا کلمہ پڑھ کر پھینکا دوات ہے تو اس فکر مین متوجہ ہوئے انکی طبیعت گئی اور طرف لڑائی اژدر زعفران نے جو دیکھا کہ آفاق
نے میرے اژدر سحر کو بیکار کر دیا اور اسپر کمال کا سحر طرف ہوتا ہے اور بڑھتا ہے میری ساری کشش برباد ہوتی ہے
اور سب کے روبرو ذکر ہوتی ہے تو اسکے خیال مین ایک تدبیر آئی اور اسنے آفاق شاہ کا یہ قصد پایا کہ میرے
اژدر کو شکست پہونچا کر زمین پر ڈالدیگا سارا سحر مٹ جائیگا ایسے ساتھ کوئی مکر کرنا چاہیے اسنے یہ
سوچکر یہ صدا دی کہ اب معلوم ہوا کہ تم صاحبقران کے بھروسے پر مقابلہ کرتے ہو وہ وہان سے اسم اعظم پڑھ پڑھکر
دم کرتے ہین یہان اسی کا سبب ہے کہ جو میرا اژدر ساکت ہو گیا ہے سحر کو تم نے رد کرنے کا قصد کیا اسکی شرط نہین ہے
یہ سنکر زعفران نے کہا آفاق سے جواب دو اگر کبھی ایسا نہ ہوگا جو سواے خدا کی کمک کے دوسرے کی کمک درکار نہین
ہے تو یہ صاحبقران کا لائق ... یہ سنتے کافی ہوا یہ کہکر خیال کیا کہ شاید صاحبقران کو کچھ خیال آیا ہو اکثر
اژدر وہ ... اسم اعظم پڑھا ہو انکو منع کرنا چاہیے مگر وہ کبھی ایسا نہ فرمائینگے یہ خیال کرکے آفاق نے پلٹ کر طرف
صاحبقران کے دیکھا ... پانی جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک نارنج نکال کر اس پر اسم سحر دم
کر کے طرف آفاق ... اس اژدر پر دم کیا اور اس حباب بلوری کی طرف اشارہ کیا اس سے
ایک شعلہ نار پیدا ہوا ... آفاق ... قائم ہوا اور وہ جو نارنج تھا اور ایک برق چمکی آفاق کی طرف صاحبقران
کے دیکھ رہا تھا اور قصد کیا کہ بیکار کر دیا ... اسنے فوراً خیال کیا کہ اسنے ... دھوکا
دیا ہے یہ خیال ... تھا کہ وہ نارنج اسکے قریب آگ مشتعل ہوا اس سے ایک اور آتش نکلی کہ اسنے
چاروں طرف سے آفاق کو گھیر لیا یہ اسکو دفع کرنے لگا کہ اس نے دیکھا کہ اس اژدر پر یہ ہی کہ اس مین
حرکت ہوئی اور پھر وہ اپنی حالت اصلی پر آیا اور شعلہ چھوڑنے لگا اس نے زور دیا کہ وہ قوی ہوا
اس نے صدا دی کہ اے اژدر آتش ... لینا آفاق شاہ کو یہ کہنا تھا کہ وہ اژدر چلا یہان آفاق شاہ
اس آگ کو دفع کر رہا تھا کہ وہ اژدر قریب آیا اسنے شعلہ چھوڑا یہ شعلہ اس آگ کو دفع کر کے آفاق کے
منھ پر آکر پڑا کہ جس کے سبب سے آفاق شاہ پریشان ہوا کہ اس نے اسی چاند کی طرف اشارہ کیا
اس سے ایک حباب پیدا ہوا اس چاند کے دو ٹکڑے ہوئے ایک ٹکڑا اسی مقام پر قائم رہا ایک ٹکڑا
اس حباب کے ساتھ چلا زعفران نے اشارہ کیا کہ وہ حباب قریب آفاق اس آگ مین آیا یہان
آفاق اس آگ کے دفع کرنے مین مصروف تھا وہ آگ دم بدم ترقی کرتی جاتی تھی اسکا سبب یہ تھا
کہ اژدر کے منھ سے جو شعلہ نکل رہے تھے وہ آگ کو مشتعل کرتے جاتے تھے جب وہ قریب آفاق
پہونچا برابر آفاق کے منھ کے آکر شق ہوا اس سے چند قطرے پانی کے نکلے جو کہ آفاق کے منھ پر
پڑے ادھر تو وہ قطرے منھ پر پڑے ادھر اس ٹکڑے چاند سے ایک برق چمک کر آفاق کے سر پر گری کہ دو
انگل سر مین در آئی آفاق نے برہم ہو کر اف جو کی وہ برق ٹوٹ کر گری مگر سر سے خون جاری
ہوا ادھر وہ قطرے جو پڑے تھے اس نے تمام منھ پر آبلے ڈالدیے اس مین تمام سوزش پیدا ہوئی اب
جو اسقدر فرصت ملی اس نے اس آگ کو دور کر دیا ہے مگر وہ تمام آگ آفاق پر آکر ہی ابھی تک
دور تھی اسکے آنے سے یہ بات پیدا ہوئی کہ تمام جسم مین آبلے پڑ گئے آفاق ایسا زبردست ساحر تھا جو ان
آفتون سے بچا ورنہ اگر دوسرا کوئی اور ساحر ہوتا وہ جل کر خاک ہو جاتا اس کا پتہ بھی نہ ہوتا آفاق نے
بڑی جرات کی اس عالم زخم داری اور بدحواسی مین اپنی جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا پارچہ
نکالا اس پر کچھ اسم سحر دم کر کے چھوڑ دیا کہ وہ آسمان پر گیا اور ایک لکہ ابر کا طیار ہوا اس سے پانی
برسنے لگا اس پانی کے قطروں مین یہ اثر تھا کہ اس نے تمام آگ کو گل کر دیا یہان اسنے یہ خیال کیا کہ

تھا آفاق کو میں نے دھوکے سے اور فقرہ دے کے قتل کیا یقین ہے کہ جل گیا ہو گا اگر دھوکا نہ دیتی تو ضرور وہ میرے
اوپر غالب آتا کیونکہ بہت ساحر زبردست تھا وہ یہ خیال کر رہی تھی اور ادھر آفاق نے ابھی سے تمام آگ بجھا دی
تھا سر پر چوٹ زخم کاری لگا تھا اُس سے خون جاری تھا جسم میں آبلہ پڑے تھے اس بار صاحبقران نے دیکھا کہ
آفاق نے آگ بجھا دی ابھی تک زندہ ہی چلا نہیں اسکا وہ خیال برطرف ہوا اول میں خیال کیا کہ اس ساحر
نے بھی میرے کچھ اثر کیا ہو دھوکے میں میرے آیا تو ایسا کامل تھا کہ سب بلاؤں کو دفع کیا لیکن پہونچتے
لگا کہ کیا باہر کروں اتنا لڑا سنے ضرور کیا کہ اس اژدر کو پھر اشارہ کیا کہ وہ طرف آفاق کے چلا ادھر آفاق
شکل آگ کو برطرف کر کے اسکے اندر سے نکلا قصد کیا کہ میں اپنا سحر کروں چونکہ خون سر سے بہت نکل چکا
تھا دوسرے آبلہ تھے کہ لیٹ دوسرے پہنچے تھے ضعف طاری ہو گیا لگا اپنے آزار دینے سے باز رہا ایک مرتبہ
تخت پر جھوما یہ حال جو اُس کا اُسنے دیکھا بس فوراً اشارہ کیا اُس حباب بلوری کی طرف اُس سے
دو پنجے پیدا ہوئے وہ آفاق کی کمر میں پڑے آفاق کے اب ہوش بجا نہ تھے اول تو زخم سر کے سبب
سے دوسرے آبلوں کی تکلیف سے کیا کر سکتا تھا وہ پنجے اٹھا کر اُس کو بھی اُسی حباب میں لے گئے
یہ حال جو آفاق کا اہل اسلام نے دیکھا ایک تزلزل مچ گیا ہر ایک افسوس کرنے لگا بادشاہ نے فرمایا
کہ بہت بڑا ساحر گرفتار ہوا اس نے تو بہت لڑائی کو زندہ کیا تھا افسوس ہو گیا فوراً اسیر ہوا یہ بڑی ساحرہ
زبردست ہے صاحبقران نے خواجہ سے ادھر فرمایا کہ بڑا غضب ہوا آفاق کن اسیر ہوا اب یہ
یاروں میرے جاتے ہوئے قتل نہ ہوگی یہ اسم اعظم سے ماری جائے گی خواجہ نے عرض کیا کہ میں
بھی یہ خیال کرتا ہوں اس لئے بہت سے ساحروں کو گرفتار کیا ہے بڑی زبردست ساحرہ ہے پھر اگر یہ
آج بچ گئی تو میں اس کو شب کو گرفتار کر لونگا زندہ نہ رکھونگا جس قدر اس نے ساحر میرے لشکر
کے اسیر کیے ہیں اُسی قدر میرے دل پر داغ پہنچے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ میں جا کر اس کو قتل
کرتا ہوں یہاں صاحبقران خواجہ سے یہ فرما رہے ہیں اُدھر لشکر میں سب کو صدمہ ہے بادشاہ
بھی افسوس کر رہے ہیں اُدھر جب آفاق کو بھی وہ گرفتار کر چکی اُس نے اشارہ کیا کہ وہ اژدر
اُسکے تخت کے قریب آیا بس اُس نے جھوم کر آواز دی کہ اور کوئی میرے مقابلہ کو آئے یہ آواز
دے کر خاموش ہوئی یہاں لشکر اسلام سے کوئی نہ نکلا سبب اسکے دم بخود تھے دوسرا امر یہ ہے کہ
آفتاب وغیرہ نے منع کیا تھا اور صاحبقران سے عرض کیا تھا کہ جب تک ہم لوگ زندہ ہیں
پھر ساحر ساحر کے مقابلہ کو نہ نکلے جب ہم نہ رہیں گے اُس وقت آپ کو اختیار ہے صاحبقران نے سب
سرداروں و اہل لشکر کو منع کر دیا تھا پھر ساحر تو اس سبب سے نہ نکلے ساحروں کے یہ حالت دیکھ کر
حواس جاتے رہے ہیں کون نکلے اور کون مقابلہ کرے تھوڑی دیر اور اُس نے انتظار کر کے پھر صدا دی
کہ اس قدر لشکر ہے کوئی تیرے مقابلہ کو نہیں آتا ہے یہ چند سردار جو میرے بس کے تھے جب کچھ ہو گئے ہیں
تو بہت شہرہ جرات کا سنتی تھی یہ کیا ہوا بس اسی امر کا تو ڈر تھا کہ جو مقابلہ میں پڑا بند ہو گیا اگر
ساحر نہیں آتے ہیں تو پھر ساحرائیں ہیں ان میں کوئی مقابلہ کرنے کو موجود ہوں یا نہ ہو صاحبقران
نگاہیں یہ جو اُس نے کہا مہر رخ آفتاب عالم کو غصہ آیا اپنی صفت سے اپنے تخت کو بڑھایا اور آواز دی
کہ تجھ میں بھی یہ لیاقت ہے کہ تیرے خوف سے کوئی نہ نکلے اور تیرے مقابلہ کو خود صاحبقران تشریف
لائیں ابھی ان کے غلام بہت سے موجود ہیں جب تک غلام نہ ہو لیں اُس وقت انکا اختیار ہے
ٹھہر جا میں تیرے مقابلہ کو آتا ہوں یہ کہکر بادشاہ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ مجھکو اجازت مرحمت ہو کہ میں جا کر

تو پھر کوئی ساحر مقابل کو نہ آسکے گا غیر ساحرون کا قتل یا اسیر کرنا کتنی بڑی بات ہی زعفران نے کہا آج وہ سحر کیا ہی
جو کبھی کسی نے نہ کیا ہوگا بڑی کاملہ ہی ہم اسکو ایسا نہ جانتے تھے ہاں اب معلوم ہوا امیر نے تو دیکھا نے
سمندر بشاہ اگر ہوتے تو بڑی تعریف کرتے یہ سنکر زعفران نے کہا اگر ساحری دکھلاتی ہو تو ... سکے
تو ان سے بھی اسکا رد نہو سکتا وہ بھی عاجز ہوتے گرداب نے جواب دیا کہ آپ بجا ارشاد کرتے ہین حاکم
ہوا کہ زعفران بھی اسی سحر کے بھروسے پر میدان مین گئی ہی ... نے کہا کہ آپ درست فرماتے ہین یہ اگر
گرداب وغیرہ نے احتیاطاً کہا کہ ہم جانتے ہین کہ آپ کے تکلیف فرمانے کی کوئی ضرورت نہو گی ...
یہ صندوقچہ بھی لیجا کر بادشاہ کو دیجیے گا اور جو حال گذرا ہی سب بیان کیجیے گا اور فرمائیے گا کہ آپ کی
ایک کنیز نے یہ کار نمایان کیا ہی پس ہم سب لوگ ان سب کو لیکر حاضر خدمت ہونگے انھون نے جواب
دیا کہ ہم ابھی تو جاتے نہین ہین ہاں جب لڑائی کا خاتمہ ہو جاویگا سب اہل اسلام گرفتار ہولینگے
اسوقت جاینگے گرداب نے جواب دیا کہ مین یہ کب کہتا ہون کہ آپ اسی وقت تشریف لیجائین ہاں جب
لڑائی کا خاتمہ ہولے اسوقت جب آپ جائین تب عرض کرین احتیاطاً نے کہا کہ اسکا کوئی مضائقہ نہین ہی
یہ گفتگو باہم کرکے سب طرف میدان کے دیکھنے لگے تماشائی کہتا مخوش ہی کہ آج اہل اسلام کا خاتمہ ہی
یہان مرزنج اپنے تخت کو اڑا کر مقابل زعفران کے پہونچا اور تخت کو روک کر کہا کہ کیا لاف زنی کر رہی ہی
لا حول ... یہ رکھتی ہی مین تیری جان کا ملک الموت آیا ہون تو میرے ہاتھ سے قتل ہوگی یہ کیا تماشا
کیا ہی زعفران نے جواب دیا کہ ہم لوگ بہت مغرور ہو حالانکہ دیکھ رہے ہو کہ جو کوئی آیا میرے ہاتھ سے گرفتار
ہوا اسپر بھی تم لوگون کو خیال نہین آتا ہی اسی طور سے کلام کرتے ہو تم سب کو کیا ہوگیا ہی کچھ تو خیال کرو
کہ مین نے کن کن کو گرفتار کیا ہی جو دعوے کرکے آیا وہ ہی میرے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا پس اس امر سے
کیا حاصل جو تمھارے پاس حربہ ہو وہ کرو کیونکہ تمھارے دل کی حسرت نکلجاے یہ نہ ہونا چاہیے کہ وہ لوگ اپنے
دل کی حسرت دل ہی مین لیے گرفتار ہوے اور کچھ نکر سکے مرزنج نے جواب دیا کہ آپ کی بلا سے ہمارا یہ
طریقہ نہین ہی کہ ہم حریف پر پیشدستی کرین ہاں جب حریف کے حربے سے خدا بچا لے گا تو ہم بھی حربہ کرینگے
زعفران نے جواب دیا کہ ای مغرور نے تو سب کو پست کیا اور کسی کی ارمان نہ نکلا مرزنج نے کہا کہ ای زعفران
ہم لوگ غرور کے پاس نہین پھٹکتے ہین بلکہ غرور و تکبر کو نا پسند کرتے ہین فروتنی اپنا طریقہ ہی اسی سبب سے
تو ہمارے خدا نے ہمکو یہ مرتبہ عنایت فرمایا ہی کیونکہ غرور و تکبر خدا وند کریم کو نا پسند ہی جو کہ عجز و انکسار
کرتا ہی خدا وند کریم اسکو مرتبہ عالی مرحمت فرماتا ہی پس ہم لوگ سواے عجز کے دوسرے امر کو نہین پسند کرتے
ہین پس تو حربہ کر جو نصیب سے خدا کو منظور ہوگا وہ کریگا کوئی خوف نہین ہی جو مقدر مین ہوگا وہ پیش آئے گا
یہ جو تو نے کہا کہ ان سب نے غرور کیا اسکا نتیجہ پایا یہ غرور کا نتیجہ نہ تھا بلکہ انھون نے بالکل غرور
نہین کیا اگر وہ غرور کرتے تو خدا انکو کبھی یہ مرتبہ نہ دیتا بلکہ تیرے ہاتھ سے قتل کراتا یہ صرف انکے مقدر
مین زحمت لکھی تھی جو کہ پیش آئی کوئی مقام تعجب و اندیشہ کا نہین ہی ہم پس لو اپنا حربہ ... اور ہر کر
زعفران نے جواب دیا کہ معلوم ہوا تمھاری بھی قضا آئی ہی جو حربہ کا تم بھی ... پاؤ گے
اپنے کردار سے باز نہ آؤ گے یہ کہکر اسی اژدر کی طرف اشارہ کیا وہ اژدر کے تخت کے قریب
گھرتا ہوا شعلہ منہ سے چھوڑ رہا تھا سے اشارہ کیا وہ مرزنج کی طرف اپنا منہ مثل تنور بلا کے کھولکر
شعلہ چھوڑتا ہوا چلا زعفران نے کہا کہ ای مرزنج خبردار ہو جاؤ مین نے اپنا حربہ کیا مرزنج نے
ہنسکر جواب دیا کہ یہی اژدر تیرا حربہ ہی آشفتہ کہا کہ ہان مین نے اسی حربے سے ان سب کو

ان سب کو گرفتار کیا ہے صرصر نے کہا کہ خیر میں پھر سے اس حربہ کو رد کرتا ہوں تو بھی کیا تم کھیلی میں سے نے
ایسے ایسے سحر سے عالم طفلی میں بہت سے بنائے ہیں اور ہم تو اسکے پیر ہیں جو کہ عالم طفلی میں کلمہ
اژدر کو چیر کر پیدا کیا تھا یہ کہکر اپنے تخت پر سے کودا اور اس اژدر کی طرف چلا جیسے ہی وہ اژدر
قریب آیا اور اسنے اپنا منہ کھولا کہ نگلے اسکو ... نے جھپٹ کر اپنے دونوں ہاتھ اسکے
منہ میں ڈال دیئے اور دونوں طرف سے اسکے جبڑے پکڑ کر یا علی ولی کہکر جو زور کیا اور کچھ الفاظ
اپنی زبان پر جاری کئے دونوں لشکروں نے دیکھا کہ مثل کاغذ کے اسکو چیر کر پھینک دیا اہل لشکر
کو تب معلوم ہوا کہ یہاں وہ بالوں کی ... تھی جو کہ اسنے اپنے سر سے توڑ کر سحر کے ذریعہ سے اژدر
بنایا تھا ... نے ادھر ان بالوں کو پھینک دیا اور کہا کہ اسی امر کا تجکو دعوی تھا کہ یہی میرا حصہ ہے
دیکھو وہ اژدر ... بال ہیں ایسے ہم اپنے بال کی بابت بہت سے سحر کرتے ہیں اور مثل
بال باریک ... ہیں یہ کیا ہیں اب تو تجکو اپنی جان دینی ہوگی مثل بال
... پریشان ہوگی سحر ... جلا دو اژدر جسم کو پامال ہو کر رہ گیا کیا خوب
سحر کیا ہے ... دیکھا کہ ... سحر کو برباد کیا کوئی میرا اژدر اسکے
... بہت خفیف ہوئی اور ... اپنے تخت پر سوار ہوگیا یہ جو کارنمایاں ...
نے کیا تھا ... نے بہت تعریف فرمائی اور لشکر اسلام سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی
ایک ... نعرہ تکبیر بلند کیا اور لشکریوں کو جلوہ دیا اس حرکت سے اہل اسلام کی اسکو
اور غصہ آیا اور برہم ہو کر اپنے تخت پر سے کودا یہ عالم تھا کہ چہرہ فرط غیظ سے لال ہو رہا تھا اور منہ میں
کف بھرا ... کہا کہ اب میرے حربہ ... دیکھوں کہ ... کیا ساحر ہیں ... ساتھ
سب لشکر اسلام کو برباد کرتی ہوں میں کہاں تک ہر ایک سے فردا فردا مقابلہ کرونگی افسوس اس امر کا
ہے کہ تو نے اپنے ساتھ سب کی جان لی یہ کہکر اور ... پڑھنے لگی ... نے اسکی اس تقریر کا یہ جواب دیا کہ
کیوں اپنی زبان کو خراب کرتی ہے کیا کو کھاتی ہے اگر ایسی ہوتی تو اب تک کیا تو طرح ... نے
تو یہ جواب دیا اسنے پڑھنے کو موقوف کر کے کہا کہ معلوم ہوا جاتا ہے اب تجکو غصہ آگیا ہے میرا غصہ
قہر خداوندی ہے یہ کہکر ایک دو پتھر زمین پر مارا اور کہا کہ اے زمین تو الٹ جا یہ کہنا اور دو پتھر کا
مارنا تھا کہ ایک مرتبہ ایک صدائے مہیب آئی کہ سب کے کلیجے ہل گئے کیا ساحر کیا غیر ساحر
دونوں لشکر کے لشکری کانپ کر رہ گئے اور زمین میں اس صدا آنے کے بعد ایک تزلزل
پڑ گیا اور مثل گہوارے کے ہلنے لگی اور جھولے کھانے لگی اور جابجا سے شق ہوگئی اس میں سے
پانی نکلنے لگا پیادوں کے پاؤں اور سواروں کے مرکب ڈگمگانے لگے یہ عالم تھا کہ گویا زلزلہ
آیا ہے یہ نوبت پہونچی کہ صفیں درہم و برہم ہوگئیں ایک تلاطم دونوں لشکروں میں پڑ گیا ہر ایک کو جان
سے یاس ہوئی اہل اسلام تو دعا مانگنے لگے جب ... یہ عالم دیکھا ایک مرتبہ پکار کر کہا کہ ... کیا
امر ہے یہ سب تباہ ہو رہے ہیں دشمن کے ہمراہ ہمکو بھی غرق زمین کرتی ہے برائے خدا ... اس زلزلہ کو
برطرف کر ورنہ ... قدم اکھڑ گئے ہیں اب یہ زمین پر نہیں قائم ہو سکتے ہیں بڑی خرابی کی بات ہے ہم سب بھی
تباہ و غرق زمین ہوتے ہیں یہ تو تم نے وہ حرکت کی جو کسی قسم کے ہاتھی کی مثل ہے ہمکو غرق و تباہ ہونے سے
بچاؤ ... تو پاؤں اب زمین پر نہیں ٹکتے ہیں تمام لشکر میں ایک ہلچل پڑی ہے یہ تو تم نے بڑا غضب
کیا اگر ہم سب تباہ ہو گئے تو بادشاہ کو کیا جواب دو گی یہ اہل لشکر نے پکار کر فریاد کی یعنی ان نے

آپ ہوے جاتے تھے اور شید نبرد کانپ رہے تھے شمشیر پڑی ہوئی تھی سب نے اپنی آنکھیں بند کر لی
تھیں دونون لشکر کے لشکری کانپ رہے تھے یہ عالم تھا اور ایسی انکی مہیب صورتین تھیں وہ تیلے سپرین
ہاتھ مین لیے ہوے کھڑے تھے مریخ ان سپرون کے سایہ مین بلا خوف و خطر کھڑا تھا ذرا تھوڑا بھی نہ سکتا
اسکو یہ بھی قوت نہ تھا کہ یہ کیا امر ہے بلکہ صاحبقران نے خود نفس نفیس پکار کر فرمایا کہ اے مریخ اگر تم کہو
تو مین تمھارے قریب آؤن اور اسم اعظم پڑھکر تم پر سے یہ بلا دفع کرون مریخ نے اسکے جواب
مین یہ عرض کیا کہ غلام کو سواے فضل خداوندی اور کمک رب اکبر کے کوئی ضرورت نہین ہے آپ ملاحظہ
فرمائین کہ یہ بلا کیونکر دفع ہوتی ہے اور یون تو آپ کی کمک کی ہر وقت ضرورت ہے اور آپ اپنے غلام کی
کمک فرماتے ہین اقبال صاحبقرانی سے مین اس لکاتہ کو قتل کرتا ہون یہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان
جا سکتی ہے اگر فضل خدا شامل حال ہے تو مین اسکو واصل جہنم کرتا ہون ورنہ آپ کے قدمون پر نثار ہونگا
یہ کہکر مریخ نے اسلام کیا مریخ نے سلام کر کے جو رخ ادھر سے پھیرا اور ایسی زعفران برق تو بنی ہوئی تھی کڑک کر
ہوکر تینون سپرون کو دفع کرتی ہوئی سر پر آئی مریخ نے اپنے کو ذرا سا کھینچ دیا کہ سامنے جو آئی اسنے جو
کرتا ہے ایک شعلہ منہ سے نکالا وہ اس برق سے لپٹا گیا اسکا لپٹنا تھا کہ وہ برق طرف زمین کے چلی
اور ہیبت سے آکر برابر تخت مریخ کے گرا دو پارہ ہوکر زمین پر گری اب سب نے دیکھا کہ ملکہ زعفران اپنی
اصلی حالت پر بیہوش پڑی ہوئی ہے وہ صورت برق بر طرف ہوگئی ہے مگر اسکی وہ بیہوشی ایسی تھی کہ
زمین پر گرتے ہی وہ ایک لمحہ کے بعد کھڑی ہوگئی مگر سستی تھی اور بدحواس تھی بدحواس ہوا بیان گرتی
ہوئی مریخ کو یہ یقین تھا کہ یہ جل بھن کر خاک ہوگئی ہوگی کیونکہ مریخ کا یہ سحر ہے کہ یہ شعلہ اسکا
اسکی وہ چیز جلکر خاک ہوگئی خواہ جانور ہو خواہ کوئی چیز ہو خواہ انسان ہو اور ایسا ہی ساحر ہو وہ
بھی جل جاتا ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ ان وہ ساحر نہین جلتا ہے جو کہ سحر بند ہوتا ہے پس جب
اسنے ان کی بھی اسکو یہ یقین ہوا تھا کہ زعفران جل گئی ہوگی جب اسنے اسکو سلامت پایا تو یقین ہوا
کہ یہ سحر بند ہے ادھر وہ کچھ دور چلی بھی یا تو اپنے تخت کی طرف سمت جاتی تھی یا ایک مرتبہ پھر جالاک
ہوگئی اور پلٹ پڑی مریخ نے آنکار بلاکر کہا کہ خبردار ہو جائین اپنا حملہ پھیر کرتی ہون تم تو یہ خیال کر رہے
ہوگے کہ یہ خاک سے عاجز ہوکر واپس جاتی ہے مین عاجز نہین ہوئی ہون تمھارے مقابلہ کو موجود ہون
مریخ نے جواب دیا کہ خیر مین نے اسوقت ایک امر مین دھوکا کھایا مین یہ جانتا تھا کہ تو سحر بند ہے ورنہ
اسکی بھی تدبیر کرتا ابھی تیری زندگی باقی تھی جو تو بچ گئی ورنہ میرے سحر سے جو کچھ مین نے کیا تھا اور میری
آنچ کی گرمی سے چلی جاتی خیر کہان جاتی ہے یہ کہکر ان تیلون کی طرف اشارہ کیا یا تو وہ سپرین لیے
ہوے کھڑے تھے یا انھون نے سپرین ہاتھ سے پھینکدین اور ایک مرتبہ تلوارین میان سے کھینچ کر
اسکے اوپر بموجب حکم مریخ چلے یہان مریخ باطمینان اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہے صاحبقران نے بعد ا
بلند فرمایا کہ واہ کیا کہنا تمھارا کیون نہ ہو ساحر زبردست ہو طلسم فیروزیہ کے شاہزادے ہو خوب اس
بلا کو دفع کیا مریخ نے سلام کر کے عرض کیا کہ یہ سب حضور کا اقبال ہے مین نے تو قتل کرنے مین کوئی درجہ باقی
نہ رکھا تھا میری آنچ مین یہ تاثیر ہے کہ جب اسکی گرمی پڑی اسکو جلا دیا مگر یہ سحر بند ہے اس سبب سے سلامت رہی
ورنہ جلکر خاک ہوجاتی اب بھی حضور کے اقبال سے میرے ہاتھ سے سلامت نہ جاسکے گی مریخ تو یہ
کہہ رہا تھا اور وہ تیلے قریب اسکے پہونچے چارون نے ایک مرتبہ وار کیا زعفران نے
جلد ہاتھ کو گردش دی چار سپرین اسکے اوپر آکر قائم ہوگئین چارون کے وار خالی گئے وار کا خالی جانا تھا

کہ اسنے اپنے نیمچہ سحر کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور اسکو نیام سے لیا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمکی اور شفق چمک کر
آواز دی کہ خبردار ہو جاؤ اب جو وار کرتی ہوں ایک برق کی سی سب کی نگاہوں میں کوند چمکی آنکھیں برق کا کوندا
تھا اب جو دیکھا تو چاروں کے سر تن سے اڑ گئے ہیں اور دور پڑے ہوئے ہیں انکی گردنوں سے
بجائے خون کے شعلے نکل رہے ہیں دفعتاً وہ شعلے بالائے آسمان گئے اور ایک چادر آتشین
نہر زعفران پر چلے رہنے جو دیکھا کہ چادر آتشین جیسے اوپر آتی ہے کہ تجھکو جلا نہیں سکتی ہے مگر ساحر پر ضرب
کا تو ہے کچھ نہ کچھ ضرور رنگ پہونچائے گی فوراً سحر کیا کہ ایک نہر تیار ہوگئی یہ فوراً اس نہر میں کود پڑی
اور غرق آب ہوگئی وہ شعلے اس نہر میں آکر گرے اور بجھ گئے اور چاروں کے پھر انکے جسم سے انکا خون
نے انکو جلا کر خاک کر دیا مہر نگار نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ ایسے میرے چار دلیر پہلوانوں کو کسی نے قتل کیا اور چادر
آتشین سے بھی نہر بنا کر اپنے کو بچایا پس غصہ آگیا اور اپنے پہلوانوں کو جلتا دیکھکر اور زیادہ طیش میں آیا فوراً
جھولی میں ہاتھ ڈالا جو کہ سامنے تخت پر رکھی ہوئی تھی اور اسمیں سے ایک ناریل نکالا اسپر خون کے چھینٹے
دیے کہ جو اسم سحر دم کرکے اس نہر پر مارا اور وہ ناریل قریب نہر جاکر شق ہوا اس ناریل کا شق ہونا تھا
کہ اس سے ایک چادر آگ کی نکلی اور پانی میں نہر کے گرے ایک سناٹا ہوا نہر میں تمام پانی خشک ہوگیا زمین
صاف ہوگئی اس نہر کے مقام پر دریائے آگ موجیں مارنے لگا شعلے بلند ہوکر بالائے آسمان جانے
لگے اسقدر وہ زمین گرم ہوئی کہ زعفران کو تاب نہ رہی اسنے خیال کیا کہ یہ کیا آفت آئی زمین کیوں اسقدر
تپنے لگی کیونکہ یہ تو اسی مقام پر غرق زمین تھی اس آگ کی حدت نے تمام زمین کو گرما دیا تھا اسی آگ کی
گرمی نے اسکے جسم پر اثر کیا اگر تھوڑے عرصہ تک اسی مقام پر رہتی تو ضرور کچھ نہ کچھ رنج اٹھانی چاہیے
ہی گھبرا [illegible] ہوئی تو وہاں سے چلی ایک مقام پر آکر اسنے سحر سے طبقہ زمین کا شق کیا اور فوراً باہر نکلی [illegible]
دیکھا کہ خاک میں آلودہ تھی یہ طبقہ شق کرکے نکلی کہاں پر قریب تخت مہر نگار مہر نگار نے جو دیکھا کہ زمین سے
سلامت نکلی کچھ پڑھکر جو دم کیا جہاں پر یہ کھڑی تھی وہاں پر کی زمین شق ہوئی یہ غرق ہونے لگی زعفران
نے جو دیکھا کہ مہر نگار نے سحر کیا ہے کہ میں زمین میں غرق ہوئی جاتی ہوں فوراً سحر کیا کہ زمین کی پہلی حالت میں آگئی
یہ اسی طرح قائم رہی ادھر مہر نگار نے زعفران پر سحر کرکے اب جو سحر کیا وہ دریائے آگ جو موجیں مار
رہا تھا ایک مرتبہ دھواں ہوکر غائب ہوگیا یہ تو اس دریا کو نابود کرکے پھر اٹھا گویا سحر تھا مگر جس غرض سے
کیا تھا وہ مطلب حاصل ہوگیا مطلب یہ تھا کہ یہ نہر خشک ہو جائے اور زعفران زمین سے نکل آئے وہی ہوا کہ
نہر خشک ہوگئی زعفران زمین سے نکل آئی جب یہ دریا کو برطرف کر چکے ادھر اسنے زمین کو قائم کیا اور اپنے
حواس درست کیے ایک مرتبہ نیمچہ کھینچ لیا اور یہ کہکر کہ تو سحر سے نہ قتل ہوگا معلوم ہوا میں تجھکو نیمچہ سحر سے
قتل کرونگی چلی مہر نگار کی طرف مہر نگار نے جو اسکو نیمچہ بکف آتے ہوئے دیکھا خود بھی تخت پر سے
کود پڑے اور اپنے نیمچہ کو نیام سے لیا اور پینترا بدل کر کھڑے ہوگئے سحر کرکے ایک شیر اپنے سر پر
قائم کی راوی نے یہ بیان کیا ہے کہ جب مہر نگار کوئی سحر زعفران کا رد کرتے تھے تو اہل اسلام تعریف
کرتے تھے اور جب زعفران اپنے کو سحر مہر نگار سے بچاتی تھی تو کفار تعریف کرتے تھے اب راوی
نے اس طور سے اس جنگ کو بیان کیا ہے کہ باہم نیمچہ چلنے لگا پہلے وار زعفران نے نیمچہ کا کیا
مہر نگار نے اپنے کو اس سے بچایا صفت یہ ہے کہ سپر خود بخود گردش کرتی ہے جدھر نیمچہ زعفران کا آتا
ہے ادھر اس طرف سپر بھی آکر سپر ہوتی ہے پس مہر نگار زعفران کے وار رد کر رہا ہے زعفران
[illegible] وار کرتی ہے مہر نگار ہر ایک وار کو حسن خوبی رد کرتا ہے سپر [illegible] بیکار کیے پھر رہی ہے جب کوئی وار

زعفران

زعفران کے مریخ نے رد کیے اب تو یہ نوبت ہوئی کہ یہ بھی وار کرنے لگا وہ بھی رد کرنے لگی اور اپنے
تئین بچانے لگی جب مریخ وار کرتا ہے پٹا پیتا ہے تنا ہے کہ زعفران نیستی کی جو وہ وار کرتی ہے تو یہ
ثابت ہوتا ہے کہ مریخ نے پٹے کا پیچ کیا ہے گویا دو بجلیاں برابر چمک رہی ہیں یا دو برقیں ہیں کہ
گر رہی ہیں میدان جنگ میں ایک چکا چوند سی پیدا ہوئی ہے کسی کی نگاہ کام نہیں کرتی ہے سب کی
آنکھیں اسی طرف لگی ہوئی ہیں سب ہمہ تن چشم بنے ہوئے دیکھ رہے ہیں جس قدر اہل اسلام
ہیں سب ہمہ تن اسی طرف مصروف ہیں اسی طرح سے کفار بھی پس جب مریخ وار کرتا ہے اہل اسلام تعریف
کرتے ہیں یا اسکے وار سے بچتا ہے جب وہ وار کرتی ہے تو کفار اسکو فاصلت تحسین و آفرین سے خوش کرتے
ہیں یا جب وہ مریخ کے وار سے اپنے کو بچاتی ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ کوئی ڈیڑھ گھنٹہ باہم تیغ
چلا جب وہ پسپا ہونے لگی اور اسکا ہاتھ سست پڑنے لگا بلکہ کئی مرتبہ چہرہ کٹا بھی ہو گیا اب اسکا کوئی وار
قابل تعریف نہیں ہوتا ہے مریخ نے جو دیکھا کہ یہ اب کمی کرنے لگی ہیں تو انہوں نے زور ڈالنا شروع
کیا اور وار کرتے ہوئے اسکی طرف بڑھے اور قدم قدم بڑھنے لگے اور یہ وار اسکے رد کرتے ہوئے اور
اسکو پسپا کرتے ہوئے چلے یہاں تک کہ وہ میدان لشکر سے پسپا ہو کر ایک طرف کو چلی اور یہ اسکو
پسپا کرتے ہوئے چلے یہاں تک کہ یہ دونوں مقام جنگ سے دور نکل گئے زعفران نے جو خیال
کیا کہ اب تو یہ مجھ سے ادبر غالب آیا اور میں مغلوب ہوئی اب کی جو یہ وار کرے گا تو عجب کہ زندگی مشکل
ہو گی بلکہ میں جس درجہ ہو نگی خرابی کا سامنا ہے کیا کروں خیال کرتے کرتے اسکے ذہن میں ایک بات
آئی اور یہ کہا کہ یہ وار بھی کرتی جاتی تھی اور رد بھی کرتی جاتی تھی اور فکر بھی کرتی جاتی تھی کہ کیا
تدبیر کروں کہ میں اس پر غالب آؤں اور یہ مغلوب ہو اسی فکر اور خیال میں اسکے ذہن میں ایک تدبیر
آئی تھی وہ تدبیر یہ تھی کہ تو اسکو لگا کر ایسے مقام پر لیجا کہ جہاں سے دونوں لشکروں کا سامنا نہ ہو کے
جب تو ایسے مقام پر پہونچے تو کسی تدبیر سے اسکو غافل کر کے خاک قبر جمشید کی چھڑک کر بیہوش کر دے
تاکہ یہ مغلوب ہو سوا اسکے اس تدبیر کے یہ مغلوب نہ ہوگا پس اسی فکر میں لگا کے ہوئے لائی جب ایسے مقام پر
پہونچی اسنے دیکھا کہ اب دونوں لشکروں کا سامنا نہیں ہے بلکہ دونوں لشکر دور ہیں پس یہ ایک مقام پر
تھم گئی اور پیہم وار کرنے لگی مریخ نے کئی وار اسکے رد کیے اور اپنے وار کیے پس جب اسکو اس امر
سے اطمینان ہو گیا کہ کوئی میرے حال سے اور مکر سے واقف نہ ہوگا اسنے ایک مرتبہ ہاتھ روک کر
کہا کہ کیا خوب تم مقابلہ کرتے ہو میں تو تم سے مقابلہ میں مصروف تھی میں نے نہیں دیکھا کہ میں بیان کرتی اب
معلوم ہوا کہ تم صاحبقران والاشان کی کمک پر مقابلہ کر رہے ہو میں یہی کہتی تھی کہ کیا سبب ہے
کہ یہ مجھ سے اوپر غالب آ رہے ہیں میں تحمل کرتے وار کرتی ہوں اور میرے ہر وار سے معلوم ہوتا ہے
کہ تم قتل ہو سکے مگر کہیں تم بچ جاتے ہو اسکا سبب میرے اوپر نہ ظاہر ہوتا تھا اب ظاہر ہوا کہ
تم مجھ سے مقابلہ کر رہے ہو صاحبقران والاشان تمہارے عقب میں چلے آتے ہیں اسم اعظم
پڑھتے ہوئے اسی سبب سے میرا سحر رد ہو جاتا ہے اور وار بھی رد ہوتا ہے کیونکہ تیغ بھی سحر ہی سے کا وار
کیونکر اثر کرے جبکہ اسم اعظم کی تاثیر آ سیر اثر کرتی ہو اور تمہارا وار میرے اوپر کیونکر نہ اثر کرے
کیونکہ میں تو کوئی امر تمہارے اوپر رد سحر کا کرتی نہیں ہوں میں ایسے فریب کے مقابلہ سے باز آئی
یا تو صاحبقران والاشان کو منع کر دو یا میرے مقابلے سے تم چلے جاؤ یہ کیا امر ہے کہ تم فریب کے
ساتھ مقابلہ کرتے ہو اب ثابت ہو گیا کہ تم لوگ جو اظہر مند ہوتے ہو تو اسی تدبیر سے جب ساحرے

فرمایا کہ اے خواجہ تم نے دیکھا زعفران مریخ کو بھی اسیر کر لائی بڑی ساحرہ زبردست ہے مگر یہ ثابت نہوا کہ مریخ
مغلوب کیونکر ہوا کیونکہ یہاں تو پتا ہے مریخ غالب تھا وہ مغلوب تھی یہ کیا امر ہوا کہ وہ غالب آئی خواجہ نے
عرض کی کہ اسیر ہونے سے تو دیکھئے کوئی مکر فریب اس نے کیا اُس مکر سے مریخ کو اسیر کیا صاحبقران نے فرمایا شاید
ایسا ہی ہے کیا معلوم صاحبقران خواجہ سے یہ فرما رہے ہیں اُدھر حباب شاہ نے سلاب سے کہا کہ اب
ضرور اہل اسلام کا ستارہ گردش میں آیا ہے اور اقبال ادبار سے بدل گیا ہے کیونکہ جو ساحر زبردست تھے
لشکر اسلام میں وہ یوں اسیر ہوئے ہاں ایک صاحبقران باقی ہیں کیونکہ وہ مالک اسم اعظم ہیں جو کچھ خوف
ہے وہ صاحبقران سے ہے خیر وہ جب مقابلہ کو آئینگے اُسوقت دیکھا جائیگا ہم کو یقین ہے کہ زعفران
صاحبقران کو بھی قتل یا اسیر کریگی اور اُنکا اسم اعظم بیکار کر دیگی ہوگی سلاب شاہ نے جواب دیا کہ ضرور
اسیر ہونگے کیوں مقابلہ کو آتا ہے یہاں یہ گفتگو ہو رہی تھی اُدھر زعفران مریخ کو اُس حباب بلوری
میں قید کر کے زمین پر آئی اور اپنے تخت پر سوار ہو کر آواز دی کہ اے اہل اسلام میرے مقابلہ کو آؤ جسکو
دعویٰ ... ہو وہ میرا مقابلہ کرے یہ سنتا تھا کہ گرگین اپنی صف سے اپنا مرکب جولان کر کے خدمت بادشاہ
میں آیا اور عرض کیا کہ مجکو اجازت میدان ملے تاکہ میں جا کر اُس کا ایک ضرب تیغ سے دو رنگ کر دوں یا
قید کر کے پیش لاؤں بادشاہ نے فرمایا کہ تم تو غیر ساحر ہو جب ایسے ساحر اُس سے اسیر ہوئے تو تم کیا کر سکتے ہو
گرگین ودشت جنگال نے جواب دیا کہ اب تو جو کچھ ہو سو ہو میں ضرور جا کر مقابلہ کرونگا پس بادشاہ نے اجازت
میدان دی گرگین بادشاہ سے اجازت لیکر صاحبقران و بادشاہ کو سلام رخصت کر کے اپنے مرکب کا
تماشا ... کر کے میدان میں آیا اور کہا کہ لا کیا ہے ... پس آتے ہی کچھ پڑھ کیا کچھ پڑھ پڑھا کر جو گرگین
پر دم کیا گرگین ودشت جنگال کی بالکل قوت سلب ہو گئی اور مرکب پر سے گر پڑا اُس میں زعفران نے
ایک مرتبہ کچھ اسم پڑھ کر دستک دی کہ ایک حباب بلوری مثل اُس حباب کے آکر قائم ہوا اُس سے ایک پنجہ
پیدا ہوا اور گرگین کو اٹھا کر لے گیا جب گرگین کو اسیر کر چکی پھر اُس نے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے اور
ایک پہلوان مقابلہ کو آیا اُسی طور سے زعفران نے اُسے بھی اسیر کیا اسیطور سے ... اہل اسلام مقابلے
کو آتے گئے راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں تو مقابلہ ہو رہا ہے اور اہل اسلام گرفتار ہو رہے ہیں اب لشکر اسلام
سے کوئی ساحر مقابلہ کیلئے نہیں آتا ہے سب ساحر خاموش کھڑے دیکھ رہے ہیں غیر ساحر آتے ہیں اور اسیر ہوتے ہیں
ساحروں کو یہ خوف ہے جبکہ ایسے زبردست ساحر اُسکا کچھ نہ کر سکے تو ہماری کیا اصل ہے پس اس خیال سے کوئی
نہیں آتا ہے خلاصہ یہ کہ پہلے سے غیر ساحروں کے خالی ہو گئے کئی سردار معزز اسیر ہو گئے ایک
سب کو یہ حال دیکھ کر خیال آیا اب ذرا سا تامل کرنے لگا میدان میں جانے سے نوبت یہ پہونچی کہ
پھر ابند ہو گیا اب جو اُس نے مبارز طلب کی تو کوئی مقابلہ کو نہ آیا خاموش کھڑے ہوئے ہیں ایک دوسرے
کا منھ دیکھ رہا ہے جب اُس نے دیکھا کہ کوئی میرے مقابلے کو نہیں آتا ہے سب خاموش کھڑے ہوئے دیکھ
رہے ہیں ایک دوسرے کا منھ تک رہا ہے جب زعفران نے دیکھا کہ کوئی میرے مقابلہ کو نہیں آتا ہے
تو اُسنے پکار کر کہا کہ اے اہل اسلام تمہاری وہ جرات کیا ہوئی اور غیرت کہاں گئی دیر سے مبارز
طلب کر رہی ہوں کوئی میرے مقابلہ کو نہیں آتا ہے کیا میں خود آؤں اگر ایک ایک نہیں آتا ہے تو دس دس پانچ پانچ
ملکر آئیں میں مقابلہ کرنے کو موجود ہوں یہ جو اُسنے کہا شہنشاہ گوہر کلاہ نے اپنے مرکب کو صف سے
نکالا بادشاہ و صاحبقران سے اجازت لیکر میدان میں اُسکے مقابلہ میں آئے اُسنے ان کو بھی
سحر سے گرفتار کر لیا اُنکے بعد نور الزمان آئے وہ بھی اسیر ہوئے عین الزمان آئے وہ بھی گرفتار ہوئے اسکندر خیر اللقا

جو کہ زینت اور رنگ شاہی ہو وہ سب گئی جنکے دم سے لشکر میں رونق ہو وہ سب جا کر میدان میں دست
اور میں موجود رہوں یہ لشکر کی ساری رونق آپ کے دم سے ہے اس وقت تک جو لشکر قائم ہے اور تباہ نہیں ہوا
ہو صرف آپ کے قدم کی برکت سے ورنہ ایسی حالت میں ہرگز امید نہ تھی کہ لشکر قائم رہیگا لہٰذا اب آپ مجھکو
اجازت مرحمت فرمائیے میں جا کر مقابلہ کروں اس میں دو امر ہیں اول تو یہ امر ہے کہ میں مالک اسم اعظم ہوں
آپکی دعا سے میرے اوپر سحر اثر نہ کریگا اور ساحرہ سے مقابلہ ہو میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کے اقبال سے ظفر و
وہ میرے ہاتھ سے قتل ہو گی اور میں اسپر غالب آ جاؤنگا سب اسیران بلا قید سے رہا ہو جائینگے گو یہ امر باقی
ہے کہ معلوم ہو چکا ہے اور وہ میں مقابلہ میں جا چکا ہوں اس سے کہا تھا کہ میں اگر کام کروں اسم اعظم
پڑھ کر یہ وار رد کروں اُس نے جواب دیا تھا کہ تجھکو آپ کے اقبال سے کوئی ضرورت نہیں ہے میں تو اسکو
قتل کر چکا تھا مگر یہ نہ معلوم تھا کہ یہ سحر بند ہے ورنہ اسکی کبھی تدبیر کرتا یہی سبب ہوا اسکے بچنے کا چونکہ یہ امر ثابت
ہو چکا ہے کہ سحر بند ہے کہ اسم اعظم سے اوپر کچھ کام نہ آسکےگا کسی قسم کا سحر اثر نہ کریگا اگر سحر بند بھی
ہو گی تو میرے ہاتھ سے قتل ہو گی جب میں نے اسم اعظم ورد زبان کیا سب سحر دفع ہو گیا اگر وہ سحر بند
نہ تو میرے پاس کئی اسم دافع سحر ہیں ایسی حالت میں امید قوی ہے کہ میں اسپر غالب آ جاؤنگا دوسرا امر
یہ ہے کہ اگر میں قتل یا اسیر ہو گیا تو اس حالت میں یہ ہوگا کہ آپ کل لشکر کو لیکر اور ناموس کو ساتھ لیکر تشریف
لیجائیں کے ان سب کو تباہی سے بچائیں گے ورنہ یہ ضرور تباہ ہوں گے اور کل قتل ہوں گے کیونکہ یہ تو
مجھ سے ہو گا ممکن نہیں کہ میں اسکے روبرو سے چلا جاؤں ان سب کو لیکر اور آپ جو ہونگے تو آپ کو اس امر کا ضرور
خیال ہو گا کہ ناموس پر تباہی نہ آسکے آپ ضرور اس امر کا خیال کریں گے اور ان سب کو بے دست و پا کر
تباہی سے بچا لینگے آپ کے دم سے یہ لشکر آباد رہیگا بس ہر طرح آپ کو طرف میدان کے جانے نہ دونگا اس امر
کا بھی خیال رہے کہ جب آپ خدمت میں صاحبقران اول و ثانی کے پہنچیں تو میری طرف سے آداب
عرض فرمائیے گا اور فرمائیے گا کہ اسنے عرض کیا ہے کہ جہان تک ممکن ہو میرے خون کا عوض ان کافران غدار
دغا باز سے لیجئے گا کیونکہ میں بے گناہ قتل ہوا ہوں اور امید کہ میرے خون کا عوض لینا فرض ہے
بادشاہ نے یہ سنکر فرمایا کہ اے صاحبقران یہ تو ہو گا کہ میں آپ کو جانے دوں یہ جو آپ نے فرمایا کہ آپ میرے
بعد ناموس و لشکر کو لیکر نکلجائیے گا ایسا تو کبھی نہ ہوگا کہ میں آپ کے روبرو سے چلا جاؤں جیسا کہ آپکو
خیال ہے کہ میں بچا لونگا اسی طرح سے میرا بھی خیال ہے پس اس سے تو یہ امر بہتر ہوگا کہ آپ مجھکو اجازت مرحمت فرمائیں
اور کسی کے ہمراہ ناموس کو کرکے خانہ کعبہ کو روانہ فرمائیں اور کسی کے سپرد فرمائیں جو کہ معتمد ہوں صاحبقران
نے فرمایا کہ اب تو میں نے آپ کے سپرد کیا ہے آپ کو میرے بعد اختیار ہے کہ خواہ خود ان سب کو لیکر خانہ کعبہ
تشریف لیجائیے خواہ کسی کے سپرد فرمائیے گا بموجب مصرعہ بعد از مرگ من کن فیکون شدہ یا نشدہ پس
آپ کو اختیار ہے اب مجھکو اجازت مرحمت فرمائیے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ تو کبھی نہ ہوگا کہ آپ مجھکو اجازت مرحمت
فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ بھی نہ ہوگا بلکہ میری تو یہ رائے ہے کہ آپ مجھکو اجازت دیں اور میری فتح و ظفر
کی خدا سے دعا فرمائیں کیونکہ آپ صاحب اقتدار ہیں خداوند کریم آپکی دعا جلد قبول کریگا بس یہ سن کے
بادشاہ نے جواب دیا کہ میں تو اس امر کو کبھی نہ قبول کرونگا یہ جواب دیکے حکم فرمایا کہ سب اہل لشکر بارگاہ
خداوند کریم میں اس امر کی بہ گریہ و زاری التجا کریں کہ خداوند کریم اس بلا سے نجات عطا فرمائے یہ حکم فرمانا تھا
کہ سب اہل لشکر نے ایک مرتبہ ہاتھ اپنے اپنے بدرگاہ خدائے کریم بلند کیے اور التجا کرنے لگے کہ اے کریم
رحیم حلیم ہم سب بے بس ہیں اس بلا کو دور کر کسی کو مدد فرما کہ وہ آکر اس بلا کا خاتمہ کر قتل کرے ہمارے سر سے

اسکو خیال ہوتا کہ ملکہ نے صرف میری تسکین قلب کیلیے یہ صندوقچہ لا دیا ہی جو کہ ایسی نایاب چیز ہوگی وہ
کون رکھی ہوگی کہ جسکا جی چاہے اٹھا لاوے یہ بھی ایک امر تھا ملکہ نے خیال کیا ہوگا کہ میرے عاشق کا
دل نہ میلا ہو یہ صندوقچہ لا کر دیا کہ یہ وہی صندوقچہ ہی خیر مین اس امر سے تو ضرور بچا کہ میرے روبرو اہل اسلام
کا لشکر نہ تباہ ہوا اگر یہ بدنامی میرے لیے ضرور ہوئی کہ سہراب اپنی جان بچا کر نکل گیا ہر ایک کو یہی خیال ہوگا
یہان بھی جان گئی اور وہان بھی جان جاتی مگر سب کے ہمراہ جان جانا اچھا تھا اس جان جانے سے گر کیا کیا
جاسکے جو بقدر ذہن تحریر ہو خیر آخری دیدار سے تو اپنی معشوقہ کے مشرف ہو گئے ایسے ایسے خیال کرتا تھا
اور خاموش تھا راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ دیو سہراب کو لیے ہوئے چلا گیا سہراب کی یہ حالت ہی کہ شدت
ہوا سے کبھی بیہوش ہو جاتا ہی کبھی ہوشیار ہو جاتا ہی جب ہوشیار ہوتا ہی تو وہ یہی خیال کرتا ہی جو کہ تحریر ہوئی ہے
نوبت باینجا رسید کہ قریب ایک پہر دن کے اس دیو کو عالم ہوا مین گذرا جب پہر بھر دن آگیا تو وہ دیو قریب
ایک کوہ سر بلند کے جو کہ یہ کوہ قاف سے قریب تھا پہونچا اسنے خیال کیا کہ اگر تو اس آدم زاد کو لے کر قاف مین
جاونگا تو شہر رسوائی ہوگی کہ اسنے تو چار دن سے کچھ کھایا نہین ہی اور بہت گرسنہ ہی خداوند ابلیس نے اپنی قدرت
سے یہ ایک لقمہ چرب عنایت فرمایا ہی پس اگر قاف لیگیا تو وہان حصہ بانٹ ہو جاویگا مجھے تو ہین کی
ایک پارچہ گوشت کا آویگا ایک کلہ بھی نہ گرم ہوگا اس سے بہتر یہی کہ یہ جو کوہ سامنے ہی لیچلکر
اسکو چبا کر کھالے تا کہ شکم سیر ہو جاوے یہ حالت گذری تو جانی رہے پس یہ سوچکر یا تو اڑا جاتا تھا یا ایک
مرتبہ اسی کوہ کی طرف متوجہ ہوا جو جو زمین کی طرف مائل ہوتا تھا وہ وہ سہراب کے حواس درست ہوتے تھے
یہان تک کہ وہ اس کوہ پر اترا سہراب کو زمین پر رکھا سہراب نے جو اپنے کو اسکے پنجہ سے رہا پایا ایک
مرتبہ اٹھ بیٹھا دیو کو سامنے کھڑا پایا گو سہراب مین اس قسم کی قدرت تھی کہ وہ اسکو مجھ سے قتل کرتا گر دنیا سے
اسقدر بیزار تھا اور ایسا صدمہ بیحد تھا کہ نہ قتل کیا بلکہ آمادہ مرگ ہوا اور اس دیو سے
کہا کہ تو کس لیے مجھکو یہان لایا ہی اور تیرا کیا منشا ہی کیون تو نے مجھ ستم رسیدہ ظالم دیدہ کو پریشان کیا ہی اس
دیو نے جواب دیا کہ مین آج چار روز سے بہت بھوکا ہون اور کسی قسم کی چیز مجھکو ایسی نہ ملی کہ مین اپنا شکم
پر کرتا اور اس درجہ گرسنگی سے اپنی جان بچاتا جب کچھ نہ ممکن ہوا تو مین نے خیال کیا کہ یہ وہ دنیا ہے
جا کہ کسی آدم زاد کو لا کر کھاون اسنے کہا کہ اپنا پیٹ بھرتا ہون پس اسی فکر مین یہ وہ دنیا پر آیا یہان کوئی میسر
نہ ہوا کوئی انسان یہ نہ ملا آخر ناچار ہو کر قاف کو واپس جاتا تھا کہ راہ مین تجھ سے ملاقی ہوا مین نے دیکھا کہ تو
تخت پر سوار چلا جاتا ہی پس تجکو تا سبب یہی مین تجکو اٹھا لایا تا قاف مین اس سبب سے نہین لیگیا کہ وہان جو
لیجاونگا تو بہت سے حصہ ہو جاینگے سب بطور تبرک کے کھائینگے میری اشتہا نہ کم ہوگی مین اسی صدمہ
مین مبتلا رہونگا پس اس سبب سے اس پہاڑ پر تجکو لایا کہ یہان کھالون اپنی اشتہا کو پورا کرون شکر کرون خداوند
ابلیس کا کہ جسنے لعنت علیہ تجکو عنایت فرمائی پس اب مین تجکو کھائے لیتا ہون سہراب نے جو
یہ سنا اپنے دل مین کہا خیر خوب ہوا کہ اس دنیوی صدمون سے تو نجات ملی ہمارے مقدر مین غسل و کفن نہ تھا نہ
قبر تھی نہ یہ امر تھا کہ کوئی ہماری میت پر آوے ایسے مقام پر مرتے ہین کہ کسی کو خبر بھی نہوگی کہ ہم پر کیا گذری
افسوس اس امر کا ہی کہ ہمارے حال سے نہ صاحبقران والا شان واقف ہونگے نہ ملکہ نسیم اس امر سے بھی
محروم رہے کہ انکو ہمارے حال کی خبر ہوتی ہائے کیا کرون کیا نہ کرون عجب عالم ہے یہی لکھا تھا مرنا ہاے
غیر و وحشت ایزدی اسکی مشیت مین کیا چارہ ہی ہر ایک بندہ مجبور ہی وہی مالک قضا و حیات ہی جس طور سے
اسنے جسکی قضا تحریر کی ہی اور جس قدر اسنے زندگی تحریر کی ہی اسی قدر زندہ رہ سکتا ہی اس سے زیادہ

نہیں جی سکتا ہے اور جس طور سے قضا آتی ہے ہوتی ہے اُسی طور سے مرتا ہے اُسکے خلاف نہیں مرسکتا ہے کیونکہ اسکا فعل
ایسا نہیں ہے کہ ابھی وہ کچھ تحریر کرے اور بعد کو کچھ جو کچھ اُسنے تحریر کردیا اُسکے حکم سے ہی وہ بھی مجبور رہے
اور دم نہ مار سکے میری کیا اصل ہے خیر شئیاً باللہ قضا اگر یونہی آئی تو کیا اختیار ہے مگر اوسپر اب اس صندوقچہ
کی تو آزمائش کرلے شاید قضا نہ آئی ہو تو اپنے کو پھر سے نہ بچا بلکہ اس صندوقچہ کا امتحان کر اگر تیری قضا آئی ہے
تو یونہی مریگا اور وہاں بھی جاکر یہ حسرت تو نہ رہے گی کہ ملکہ نے صندوقچہ دیا تھا نہ معلوم وہ کیا تھا
اس امر کا بھی امتحان ہو جائیگا کہ ملکہ کو بھی مجھ سے الفت ہے یا نہیں یا صرف مجھکو دکھانے کی نسبت صرف
بلا لینے کو یہ صندوقچہ دیا ہے اُسکے امتحان سے یہ امر ضرور ظاہر ہوگا شاید خدا نے اسی کے امتحان کے لیے
دیو کے پنجہ میں مجکو اسیر کرایا ہو کیونکہ مجکو تو اُسکی طرف سے خیال دوسرا ہے کہ یہ صندوقچہ وہ نہیں ہے
پس خدا نے یہ صورت نکالی ہے اور اس دیو کی قضا تیرے ہاتھ سے ہو اگر یہ صندوقچہ اصلی ہے اور دیو تیرے
ہاتھ سے قتل ہوا تو ضرور تجکو ملکہ کا وصل بھی نصیب ہوگا اگر ملکہ نے صرف تالیف قلب کی ہے تو ایسی زندگی
بیکار ہے کہ تو جیسے جان دے وہ تیرا کچھ خیال نہ کرے پس ایسی زندگی سے تو موت بہتر ہے تو خودکشی کرنا دیو کو
کھا جانے دینا یہ امر جو سہراب کے خیال میں آیا اور دل نے بھی اس امر کی گواہی دی یا تو سہراب جو کھانے
ہوسکے اپنی ایسی بیکسی کی موت پر افسوس کر رہا تھا کیونکہ اپنے دل میں قسم کھا چکا تھا کہ اسکو کبھی نہ قتل
کرونگا یہ سبب تھا مجبوری کا پس سر اٹھایا اور اُس دیو سے کہا کہ تو بہت گرسنہ ہے اور تجکو کھانے کو لایا ہے
کر مجکو کھا کہ اپنی اشتہا کو کم کرے میں موجود ہوں دیر کس بات کی ہے مگر اے دیو اگر تو مانے تو میں ایک بات کہیے
کہوں اس بات میں تیرا نفع ہے میرا کوئی نفع نہیں ہے بلکہ تیرا شکم خوب پر ہو جائیگا پھر کبھی بھوک نہ لگیگی دیو نے
کہا کہ وہ کون بات ہے اور کیا تدبیر ہے پس سہراب نے کہا کہ اگر تو مجکو اسقدر مہلت دے کہ میں اُس چیز کو
نکال لوں اور تجکو دوں وہ چیز میرے پاس ہے میں نے ایک مرتبہ کھائی تھی جب سے آج تک مجکو کبھی بھوک
نہ لگی وہ ایسی خوشبودار اور بافراطیہ تھی کہ میں کیا بیان کروں انسان کے لیے ایک تولہ بھر کافی ہے دیو زاد کے
لیے ایک سیر بھر میں نے وہ بہت مشکل سے حاصل کی ہے کیونکہ مجکو تو اپنی زندگی کی امید ہی نہیں ہے تو میں
جانتا ہوں کہ تو ضرور مجکو کھا جائے گا جب میں مرجاؤنگا تو وہ بیکار ہے پس ایسی حالت میں میں کیوں اسے
برباد کروں تو ہی کیوں نہ کھالے تاکہ اور آدم زاد کی جان تیرے ہاتھ سے بچے اور تو میرا احسان مند ہو
کہ کسی آدمزاد نے مرتے وقت یہ احسان میرے اوپر کیا گو میں اُسکا دشمن تھا مگر اُسنے دوستی کی میں تجکو
کبھی کبھی یاد کیا کرونگا اُس دیو نے کہا کہ وہ تیرے پاس کہاں ہے اور کیا چیز ہے اُسکا نام تو بتا میں نام تو
سنوں جو تو اسقدر اسکی تعریف کر رہا ہے کہ میرا دل بہت بیقرار ہوا جاتا ہے سہراب نے کہا کہ میرے
پاس ہے اسکا نام حلوا ہے بے انتہا ہے مجکو ایک حکیم نے طیار کرکے دیا ہے میرا بڑا روپیہ صرف ہوا ہے
وہ میرے پاس ہر وقت ایک صندوقچہ میں رہتا ہے اس دیو نے کہا کہ وہ صندوقچہ کہاں ہے سہراب نے
کہا کہ میری کمر میں دیو نے کہا کہ لا پھر مجکو دے کہ میں اُسکو کھا کر اپنی اشتہا رفع کروں سہراب نے کہا کہ
ابھی نہ کھانا میں تجکو وہ صندوقچہ کھول کر نکالے دیتا ہوں تو اُسکو اپنے قبضہ میں کرلے پہلے مجکو کھالے
پھر اُسکے بعد کھانا تاکہ میرا تیرے منہ کا بدل جائے دیو نے جواب دیا کہ جلدی کر میری حالت مارے
بھوک کے تباہ ہے تو مجھے باتوں میں لگاتا ہے سہراب نے اُس سے کہا کہ ذرا تو میرے پاس سے
چند قدم ہٹ جا یہ سنکے وہ دیو سہراب کے قریب سے ہٹ گیا اُس حلوے کے اشتیاق میں یہ
نہ جانتا تھا کہ یہ آدم زاد خود میرا حلوہ بنائے گا اور اُس انتظار نے کی سزا دیگا جب دیو سہراب کے

چند قدم ہٹ گیا مگر سامنے کھڑا ہوا اسی طرف دیکھ رہا ہے پس سہراب نے اپنی کمر سے صندوقچہ نکالا پہلے
تو دیو کو شک ہوا تھا کہ شاید یہ آدمزاد مجھ سے کچھ فقرہ کرتا ہے چاہتا ہے کہ جتنی دیر جان بچے اتنی دیر
بچا لوں اور یہ کیا شے ہے کیوں بار بار اسکا سبب یہ تھا کہ سہراب نے جو شے کی تعریف کی تھی بہت اسکو
اس امر کا گمان ہوا تھا کہ شاید ایسا ہو کیونکہ اکثر آدمزادے چیزیں تیار کرتے ہیں اس امر سے اطمینان تھا
کہ یہ میرے ہاتھ سے بھاگ کر جا نہیں سکتا ہے میں دیو ہوں یہ آدمزاد ہی صرف بھوک کی تکلیف ہے
تھوڑی دیر اور سر دہشت کر لو جہاں چار دن بھوک گوارا کی وہاں اور گھڑی دو گھڑی ہیں اسکا جھوٹ
سچ معلوم ہو جاسکتا تو ایسی لذت ملتی ہے جو کہ عمر بھر کے لیے کافی ہے نکہ باش سے جان بچتی ہے اگر جھوٹا ہے
تو بھی اپنا لقمہ ہے پس ایسے خیالات دل میں کرکے ہٹ گیا تھا جب سہراب نے صندوقچہ کمر سے نکالا تو اسکو
ایسا بالکل اس امر کا یقین واثق ہو گیا کہ یہ سچا ہے بہت خوش ہوا ناچا کودا تالیاں بجائیں خوشی نمایاں
کرنے لگا یہاں سہراب نے صندوقچہ کھولا دیکھا کہ ایک پڑی لگی ہوئی ہے اسکے باہر قبضہ تلوار کا نمایاں
ہے یہ حال دیکھ کر سہراب کو کسی قدر یقین ہوا کہ صندوقچہ اصلی ہے کچھ خوشی ہوئی پس جلدی پڑی کو بائیں
طرف ہٹایا کچھ بھی نہ ہوا اب تو یقین کامل ہو گیا کہ مکار نے دھوکا دیا معلوم ہوا کہ ملکہ کو مجھ سے الفت
نہیں ہے صرف دنیا سازی کی باتیں کتیں جو میرا گمان تھا وہ سچ نکلا راوی نے بیان کیا ہے کہ سہراب
نے غلطی سے پڑی بائیں طرف ہٹائی تھی اور کو پہلے دہنی طرف ہٹانا تھی ملکہ نے یہی تعلیم بھی کیا تھا سہراب
بھول گیا دوسرے جلدی تھی ایسی آفت میں حواس خمسہ کا درست رہنا قدم ہے اسی قدر سہراب نے بہت
جرأت کی کہ اپنے حواس بجا رکھے اور یہ فقرہ کیا ورنہ دوسرا ہوتا اور موت کو سر پر موجود پاتا تو کبھی
نہ اتنی جرأت کرتا نہ اسقدر حواس بجا ہوتے یہ سہراب ہی کا کام ہے اگر اتنی غلطی ہوئی تو کوئی امر عجیب
نہیں ہے پس فوراً خیال آیا کہ ای سہراب اس پڑی کو دہنی طرف تو ہٹا دیکھ شاید ادھر کے ہٹانے
سے تیرا مطلب حاصل ہو اس دیو نے جو دیکھا کہ اسنے صندوقچہ کھولا مگر کوئی چیز نکال کر نہ دی
آواز دی کہ ای آدمزاد میرا مارے بھوک کے دم نکلا جاتا ہے دیتا ہو تو دے ورنہ میں تجھ کو
کھاتا ہوں میں ایسے حلوے سے باز آیا جب کہ میرا خود حلوہ نکل گیا بھوک سے تو میں کیا اسکو لیکر چاٹونگا
سہراب نے یہ سنکر کہا کہ لے میں تو نکال رہا ہوں جہاں اسقدر صبر کیا ہے دو منٹ اور صبر کر
میں تیرے نفع کے لیے کہتا ہوں ورنہ مجھے کیا ضرورت ہے یہ کہکر اسنے پڑی کو دہنی طرف ہٹایا
جیسے ہی وہ پڑی دہنی طرف ہٹی ایک برق ایسی کوندی اور ایک شور ایسا پیدا ہوا کہ دیو کی آنکھیں
چوندھیا گئیں اور بند ہو گئیں اور ایک صدا آئی کہ گویا گرا سٹ کی آسمان پھٹے پس وہ تلوار جو کہ
اس صندوقچہ میں تھی آسمان پر جا کر چمکی اور وہاں سے کڑکڑا کر چلی سہراب نے صدا دی
کہ لینا اسے دیوتا پکار کو پس یہ کہنا تھا کہ وہ برق ایک مرتبہ اس دیو کی طرف چلی یہ غافل
کھڑا ہوا تھا اور حیران تھا کہ یہ چمک کیسی ہوئی یہ کیا بلا آئی یہ تو یہ خیال کر رہا تھا کہ وہ برق
آ کر سر پر دیو کے گری وہاں سے قلم کرتی ہوئی دونوں پانوں کے درمیان سے ہو کر زمین میں
آئی اور زمین میں پہونچکر ایک مرتبہ پھر ہو کر بلند ہوئی دیو کے دو ٹکڑے ہو کے دیو مر کر زمین
پر گرا وہ برق بالا سے آسمان جا کر چمکی پس سہراب نے جلدی سے پڑی کو بائیں طرف ہٹایا
جیسے ہی پڑی ہٹائی وہ تلوار اپنے مقام پر آکر قائم ہو گئی سہراب نے جلدی سے صندوقچہ
بند کر لیا اور فوراً اسی خاک پر سجدہ شکر کیا جب سجدہ سے فراغت ہوئی سر اٹھا کر دیکھا

تو اُس دیو کو کشتہ پایا بہت خوش ہوا اپنے دل میں کہا اگر ملکہ کو مجھ سے الفت ہو اگر الفت ہوتی تو ایسی بات
ہرگز یوں لاکر نہ دیتی جبکہ یہ معلوم ہو کہ اسکی ضرب سے کوئی نہیں بچ سکتا ہے اسکے بلائے دیو کو کیونکر اس نے
دو حصہ کیا اور وہ اسکا کچھ نہ کر سکا پس یہ تو بخوبی ملکہ کو معلوم تھا نہ اسنے ماں کی محبت کی نہ باپ کی میری
الفت میں سب کو میرے ہاتھ سے قتل کرانے کی تدبیر کی اب میں چھوڑتا ہوں آج ہی تو جب طبل
جنگ بجواتا ہوں اگر میدان میں صف آرائی ہوگی اور کل یہاں سے کل لشکر کو قتل کرکے سیدھا شہر سمندریہ
پر جاؤنگا شہر کے اندر جاکر سمندر شاہ کو عین دربار میں لڑ کر قتل کر دونگا اب کیا میرے ہاتھ سے کفار
زندہ بھی رہتے ہیں یہ تو خوب چیز میرے ہاتھ آئی اگر صف آرائی ہوگی تو آج ہی میں نے کل لشکر کفار کا تمام
کیا اور صاحبقران سے اجازت لیکر سمندر شاہ کا مقابلہ شہر میں جاکر کرونگا اب تو ریب میرے وصل سے
ملکہ شاد ہوگی میں اسکے وصل سے خوش ہونگا اتنی میری زندگی تھی جو یوں میری جان سلامت بچی
اور اہل اسلام کی بھی زندگی ہوئی اور ضرور میری آرزو دل میں آئے کی یہ کہکر سہراب نے اپنے دل سے
خوشی خوشی صندوقچہ کو کمر میں باحتیاط رکھا اور تھکر کے تخت بنایا اُسپر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے بہت
عجلت کے ساتھ چلا راوی نے بیان کیا ہے کہ جب سہراب نے اپنے دل میں یہ خیال کیا تھا کہ ان صندوقچہ
کا امتحان اس دیو پر کروں اُسی وقت خیال آیا کس تدبیر سے فوراً فقرہ ذہن میں آگیا تھا جو کہ دیو سے
بیان کیا تھا پس اُسی فقرہ نے کام دیا اور جان بچی پس سہراب اُس دیو کو قتل کرکے صندوقچہ کو لیکر
چلا یہ تو یہاں سے روانہ ہوا ہے اور راہ کو طے کرکے اُسوقت قریب لشکر پہونچا جب کہ صاحبقران بادشاہ
سے اجازت طلب کر رہے تھے اور بادشاہ صاحبقران سے اور تمام لشکر میں تلاطم مچا ہوا تھا سب
دعا مانگ رہے تھے اور زعفران مبارز طلب کر رہی تھی ایک حباب بلوری میں سرداران لشکر
اسلام جو کہ ساحر تھے وہ تڑپ رہے تھے اور ایک حباب میں جو کہ غیر ساحر تھے اور زعفران ہنس ہنس کر
اہل اسلام سے کہتی تھی کہ میرے مقابلہ کو کوئی نہ آئے گا معلوم ہوا تم سب نامرد ہو سوائے عورتوں کے
طور سے رونے کے تم کو کچھ نہیں آتا ہے خیر میں ہی تمہارے سب آگئی ہوں پس راوی نے بیان کیا ہے
جب یہ کلمہ صاحبقران والاشان نے سنا بادشاہ سے فرمایا کہ اگر اب آپ اجازت نہ دینگے تو میں اپنے
کو آپ کے روبرو ہلاک کر دونگا ابھی ابھی اپنا سر تلوار سے قلم کر دونگا یہ جو صاحبقران نے کہا بادشاہ
نے سر جھکا لیا اور خیال کیا کہ کیا تدبیر کروں کہ صاحبقران اسکے مقابلہ کو نہ جائیں مجھکو اجازت دینی ہزار
ہزار فکر کی مگر کوئی تدبیر نہ آئی اب یہ فکر کی کہ خیر جو مرضی خدا اب یہ تدبیر کروں کہ کچھ دیر کے لیے
صاحبقران اور ٹھہر جائیں شاید کوئی امر پردۂ غیب سے ہویدا ہو یہ خیال کرکے دل میں صاحبقران سے فرمایا
کہ میں مجبور ہوں آپ بہت مجبور کرتے ہیں مگر اے صاحبقران دخواجہ ہمکو سہراب سے یہ امید نہ تھی کہ وہ
ایسے وقت میں ہمارے ساتھ سے الگ ہو جائے گا اور یوں ساتھ چھوڑ دے گا ملاحظہ کرو کہ وہ کیونکر
اپنی جان بچا کر نکل گیا اُسکو صندوقچہ کے خوف نے یہاں سے نکالا کیونکہ اُس نے جب تم نے صندوقچہ
کا ذکر کیا تھا تو اسنے کہا تھا کہ اسکا رد ہونا محالات سے ہے نہ اُسپر کسی ساحر کا سحر اثر کرے گا نہ اسم اعظم
پس اسی خوف سے جان بچا کر یہ فقرہ کرکے چلا گیا اگر وہ ہوتا مشکل کوئی تدبیر وہ اسکے قتل کرنے کی
ضرور کرتا کیونکہ وہ یہاں ایک مدت تک سپہ سالار رہا ہے وہ کل ساحروں کے حال سے واقف تھا مگر وہ
بھی چلا گیا سچ ہے کہ وقت بد میں کوئی کسی کا بھی شریک حال نہیں ہوتا ہے باپ فرزند کی شرکت
نہیں کرتا ہے نہ فرزند باپ کی پھر وہ تو غیر تھا اسپر امید اس امر کی کرنا کہ وہ وقت بد میں شریک ہوگا یا اسکی شکایت

ابھی مین خیریت ہی اگر زندگی کی طلبگار ہو تو رفاقت سمندر شاہ سے دست بردار ہو مذہب اسلام قبول کر
دین تصویر پرستی ترک کر تو جان بچے ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگی اگر یہ امر منظور نہین ہے تو جلد اپنا حربہ
کر کیونکہ مجھکو تیری صورت دیکھکر غصہ آتا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ جب مین یہ خیال کرتا ہون کہ اسقدر اہل اسلام
تیرے سبب سے مبتلائے عذاب ہین اور تڑپ رہے ہین بس ایک شعلہ کلیجہ سے اٹھتا ہے کہ وہ تمام
قلب و جگر کو پھونک دیتا ہے یہ دل چاہتا ہے کہ تیری چھاتی پر چڑھکر تیرا خون پی لون بلکہ میری آنکھون سے
بیچکے خون اتر آتا ہے کہین تو جلد قتل ہوتا کہ وہ اس عذاب سے نجات پائین یہ جو سہراب نے کہا
زعفران نے جواب دیا کہ اے سہراب تم بہت بیباک زبان ہو گئے ہان سچ کسی نے کہا ہے کہ جب قضا
آتی ہے آدمی کی تو اسکی زبان دراز ہوتی ہے اور جب چیونٹی کے مرنے کے دن قریب آتے ہین تو اسکے پر
نکلتے ہین پس تیری وہی حالت ہے کہ دیکھتا جسپر آئی ہے تو زبان دراز ہو گئی ہے سہراب نے جواب
دیا کہ اے بے تقریر کیا ہے مین اپنا ... ان تقریر کا جواب زبان تلوار سے دونگا مین کہہ چکا ہون
کہ تیری صورت دیکھکر میری آنکھون مین خون اتر آتا ہے مگر اس امر سے مجبور ہون کہ ... میرے مذہب
مین ... ساحر نہین ہے ورنہ اسقدر کلام بھی نکرتا آتے ہی فنا کر دیتا یہ جو سہراب نے کہا اسنے کہا
کہ تو میرے وار کا مشتاق ہے پس ایک مرتبہ ... بولی پرواہ ڈالکر ایک نارنج نکالا اس نارنج پر
اسم ... پڑھکر دم کیا اور وہ طرف سہراب کے ... پھینکا جب سہراب نے دیکھا کہ اسنے
نارنج مارا فوراً کچھ اسم پڑھکر اپنا ہاتھ بڑھا دیا وہ موم ہوکر سہراب کے ہاتھ مین آگیا وہ سبب یہ تھا
ایک تو سہراب کے پاس وہ صندوقچہ موجود تھا کہ جسپر کوئی حربہ اثر کر سکتا تھا نہ کوئی دعا دوسرے
خود بھی سہراب ساحر زبردست ہے اگر نارنج موم ہو گیا اور جب ہی وہین سہراب نے اس نارنج کو
زمین پر پھینکدیا اور کہا کہ یہی حربہ تھا جو میرے قریب آکر موم ہو گیا اب خبردار ہو جا مین اپنا حربہ
کرتا ہون زعفران نے کہا کہ مین خبردار ہون پھر جو اسنے کہا سہراب تخت پر تو بیٹھا ہوا ہے اور تخت
زمین سے کچھ اونچا ہے اور وہ بھی تخت پر سوار ہے دونون تخت برابر ہین پس سہراب نے اپنی کمر
سے صندوقچہ نکالا اسنے کہا کہ واہ میان سہراب کیا تم جہان مین تماشہ کرنے والون کی طرح سے
صندوقچہ نکالتے ہو کیا اس صندوقچہ مین تمھارا سحر بند ہے اور وہ حربہ کیا ہے صندوقچہ مین ہے جو کہ مجھ
اوپر کروگے سہراب نے کہا کہ ہان اسی صندوقچہ مین ہے سب قدر و عافیت معلوم ہوتی جاتی ہے پھر کہ
صندوقچہ کھولا اس تیزی سے کہ وہ دوسرا ... پاسکے بلکہ جیسے ہی پٹرا صندوقچہ کا بلند ہوا سہراب
نے کہا کہ پھر مین کہتا ہون کہ خبردار ہو جا مین بار بار خبردار کرتا ہون اب مین اپنا حربہ کرتا ہون اسنے کہا کہ
تو ڈراتا کسکو ہے مین خبردار ہون ایسے ایسے مین نے بہت سے کرشمے دیکھے ہین یہ اسکا کہنا تھا کہ سہراب
نے اس پٹری کو دہنی طرف ہٹایا پس جیسی پٹری دہنی طرف ہٹی اسی طور کی ایک برق چمکی اور
ویسی ہی روشنی ہوئی جیسی اس پہاڑ پر ہوئی تھی جبکہ دیو کو سہراب نے قتل کیا تھا دونون لشکرون
کی آنکھین بند ہو گئین وہ چمک یا تو یہان ہوئی تھی یا بالائے آسمان ہوئی اور برق آسمان پر سے چلی
سہراب نے کہا کہ لینا اے برق بحق سامری اس زعفران لکاتہ کو یہ کلمہ جیسے ہی سہراب کی زبان
سے نکلا ویسے ہی ایک کڑاکا ہوا اور برق نے زعفران کی طرف کا رخ کیا کہ تمام لشکر کفار پکار اٹھا
کہ اے ملک زعفران اپنے کو بچا ورنہ یہ برق بڑے غضب کی ہے یہ جو پکار کر سب لشکر نے کہا اور اسکو بھی
چیلہ ہونے سے آگاہی ہوئی اُس نے اسی حالت مین سحر کیا کہ کئی سو سپرین اسکے سر پر قائم ہوئین

نکلا ایک ابر آہنی طلسمات ہو گیا مگر وہ برق جو کڑکڑا کر چلی اس ابر آہنی کو قلم کرتی ہوئی اور ان سپروں کو قلم کرتی ہوئی
اُسکے سر پر آئی کہ یہ ہاتھ خود بخود پیدا ہوئے اور زعفران کے سر پر ان ہاتھون نے اپنا سایہ کیا مگر وہ
بھی مثل غبار رنگ کے قلم ہو گئے اور یہ سب سپرین و ابر آہنی مثل پنیر کے کٹ گئین وہ برق کسی چیز پر نہ رکی
ان ہاتھون کو قلم کرکے سر پر آئی اُسنے اُف کی کہ میری اُف سے یہ برق خاموش ہو جائے مگر اسکی
اُف نے بھی کچھ اثر نہ کیا اُس برق نے اُسکے سر کو دو پارہ کیا صراحی گردن سے گذرتی ہوئی صندوق سینہ
مین آئی اُسکو ویران و برباد کرتی ہوئی شکم مین آئی شکم کا ستھراؤ کرتی ہوئی مقام شرمگاہ کی سیر کرتی ہوئی
دونون ٹانگون کے بیچ سے نکل گئی زمین کو بوسہ دیا اور پھر بلند ہوئی اور بالاے آسمان جاکر چمکی دوسرا آگ
سہراب نے چٹری کو بائین طرف مٹایا ایک چکا سی ہوئی اور وہ برق اپنے مقام پر آکر قائم ہوئی
راوی نے بیان کیا ہے کہ جب وہ برق زعفران کو قلم کر چکی سہراب نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا
کیون حریف کو قتل کرتے ہین مین تو جانتا ہی تھا کہ اسکی قضا میرے ہاتھ سے تھی اور مین آہی اسکا
ملک الموت ہون اسی سبب سے تو مین لشکر مین نہ تھا عین وقت پر پہونچا ہین یہ تو سہراب نے کہا اُدھر
کا حال سنیے جیسے ہی زعفران دو پارہ ہوکر زمین پر گری ایک شور و غل برپا ہوا تاریکی چھا گئی برقین
چمک کر گرنے لگین آندھی سیاہ اُٹھی شعلے بلند ہونے لگے سنگباری برف باری ہونے لگی پھر
غل مچانے لگے کشتی ہرانام من ملکہ زعفران بنفشہ پوش جادو و لیوا افسوس صد حیف و جان دادیم و
بمطلب خود نرسیدیم مثیب یہ صدا آئی وہ تاریکی برطرف ہوئی راوی نے بیان کیا ہے کہ ادھر
زعفران مرکر گری اودھر اسکا سحر برطرف ہوا دونون حباب بلوری ٹوٹے سرداران لشکر اسلام
قید سحر سے چھوٹے جیسے ہی زعفران مری سب کے جسم پر سے قید سحر برطرف ہوئی ساحرون سے
اُسکے سحر سے نجات پائی غیر ساحر بھی چھوٹے مگر ساحران لشکر اسلام نے یہ چالاکی کی کہ جیسے ہی قید سے
نجات پائی اُس حباب کی طرف جھپٹے کہ جس مین ساحر قید تھے کیونکہ یہ اپنے حباب سے دیکھ رہے تھے
قوت بصارت باقی تھی ہوش مین تھے مگر نہ سحر کر سکتے تھے نہ بات کر سکتے تھے نہ حرکت بیجان حرکت
پڑے ہوئے تھے پس اسکا ڈر تھا کہ اُنکے حواس درست ہوئے حباب ٹوٹا یہ اُس حباب کے
قریب پہونچے وہ بھی ٹوٹا سرداران اسلام چھوٹ کر اُس طرف زمین کے چلے تھے کہ انھون نے روکا
ایک ایک نے چار چار کو روکا ایک کو بھی زمین پہ نہ آنے دیا اگر خدانخواستہ یہ لوگ زمین پر گرتے تو استخوان
ریزہ ریزہ ہو جاتے نشان بھی نہ ملتا پس سب نے لا کر زمین پر اُنکو اتارا اتنے عرصہ مین وہ تاریکی
بھی برطرف ہوئی صدا سے شور و غل موقوف ہوئی راوی نے بیان کیا ہے کہ لاش سے زعفران کی ایک
طایر سیاہ رنگ پیدا ہوا وہ اڑ کر بالاے آسمان گیا اور اُسنے تین مرتبہ صداے ہیبت ناک بلند کی
اور کہا کہ اے ساحران خبردار خبردار آگاہ باشید کہ ملکہ زعفران مین تمکو خبر دیتی ہون کہ ملکہ قتل
نہوتی کیونکہ سحر بند تھی جب تک کہ زعفران مقابلہ نہ کرتے مگر ملکہ کو سہراب نے اس چھری سے قتل
کیا ہے کہ جو کہ بادشاہ نے اہل اسلام کے قتل کے لیے تجویز فرمائی تھی اب مین خدمت مین بادشاہ کی
جاتی ہون انکو اس حال سے خبردار کرتی ہون یہ صدا دیکر وہ طایر طرف سمندر ریم کے روانہ ہوا
لشکر اسلام مین ایک نعرہ خوشی بلند ہوا کفار کے ہوش اڑ گئے سب کے چہرے زرد ہو گئے سوا اُس
جماعت کے رہے مردنی منھ پر چھا گئی حیران ہوئے کہ یہ کیا ہوا اور سہراب جادو نے صدا دی کہ
اور حسبانو تنہا سے مرگ پھر میرے مقابلہ کو آئے میدان مین تنہا جادو تم جادو و پھر بادشاہ کے پاس

لیکن آئے ہو وہ لیکر میرے مقابلہ کو آؤ دونون صندوقچون کا امتحان ہو جائے دیکھین اسکا صندوقچہ
کام دیتا ہی یا نہین مین بھی اپنے بزرگون کا تحفہ لایا ہون جو کہ پشتا در پشت سے میرے پاس چلا آتا ہی بیان کنندہ
کے حواس باختہ تھے اور سب افسوس کر رہے تھے کہ کیسی لڑائی بگڑ گئی یہ کیا ہوا سب حیرت زدہ چہرہ
دیکھ رہے تھے اور اپنے دل مین کہہ رہے تھے کہ یہ کیا غضب کا حربہ ہی کہ کسی پر بند نہین ہوتا ہی زعفران
سحر بند تھی اسکی سحر اسنے اپنے بچنے کے لیے کیے مگر کچھ نہوا ہی اسکو اسنے تمام کیا آخر کو انجام یہ ہوا
کہ خود ہی ماری گئی گرداب نے جاپاب شاہ سے کہا کہ اے جاپاب شاہ تم نے دیکھا کہ زعفران کو کیونکر
سہراب جادو نے آکر قتل کیا اب ثابت ہوا کہ یہ اسی تدبیر کے لیے گیا تھا اگر ہمکو پہلے معلوم ہوتا تو ہم ملکہ
کو میدان سے واپس کر لیتے اور طبل بازگشت بجوا دیتے بہت بڑی ساحرہ زبردست قتل ہوئی اب
ہمارا کون مقابلہ کریگا جاپاب نے جواب دیا کہ محافظ جادو جاکر مقابلہ کرینگے یہ بادشاہ کے پاس سے
صندوقچہ جو لیکر آئے ہین اس سے یہ وہ چیز ہی کہ جو کسی امر سے نہین رک سکتی ہو وہ تمہارے اسم اعظم
سے اسکے رد بدل کی کچھ بس نہ چلیگا گرداب نے جواب دیا کہ یہ امر تم درست ارشاد کرتے ہو مگر
اسمین ہمکو شک گذرتا ہی وہ طلسم جو کہ زعفران کی لاش سے نکلا تھا اسنے یہ خبر دی تھی کہ جو چیز بادشاہ
ہمارے قتل اہل اسلام روانہ کرنے والا تھا وہ اسکے ہاتھ لگ گئی اسی سے زعفران کو قتل کیا یہ تو ہم
اس طرح کی شکایت دلاتی ہی کہ محافظ کے پاس صندوقچہ وہ نہین ہی دوسرا ہی وہ سہراب کے پاس کسی
طور سے آگیا جاپاب نے کہا کہ یہ صرف گمان ہی کیونکہ یہ کہان ممکن ہی کہ سہراب کے پاس وہ صندوقچہ
آئے نہ سہراب کی وہان تک رسائی ہی اور نہ اسکا گذر ہو سکتا ہی دوسرے یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ایسی نادر
چیز بادشاہ نے اس لاپرواہی سے رکھی ہو کہ جسکا جی چاہے چرا لیجائے پس ایسی حالت مین یہ گمان
کرنا محض بیکار ہی گرداب نے جواب دیا کہ ابھی حال کھلا جاتا ہی یہان گرداب و جاپاب مین یہ گفتگو
ہو رہی ہی ادھر جب سب سردار رہا ہوئے ساحر وغیرہ ساحرہ اور ساحرون نے سب کو زمین مین لاکر
پہونچایا بعد دفع ہونے تاریکی کے سب خدمت بادشاہ و صاحبقران مین آئے مہراب چلا اٹھے عرض
کیا کہ حضور سہراب نے آکر ہماری جان بچائی امر عجب یہ ہی کہ ہمکو ہوش تھا اور ہم سب حال دیکھ رہے تھے
مگر نہ طاقت گویائی تھی نہ جسم مین حس و حرکت تھی ہم سب بیکار تھے یہی ساحرون نے بھی عرض کیا بادشاہ
و صاحبقران نے فرمایا کہ خدا نے بڑا فضل کیا انھون نے عرض کیا کہ اگر کچھ عرصہ تک ہماری یہی
حالت اور رہتی تو ہمارے جسم سے روح نکل جاتی صاحبقران نے فرمایا کہ اگر سہراب جادو نہ آتا تو
مین خود نکلکر مقابلہ کرتا کیونکہ یہ امر مجھکو مریخ کی تقریر سے جو کہ مریخ نے میرے سوال کے جواب مین
کی تھی ثابت ہو گیا تھا کہ یہ سحر بند ہی پس بدون اسم اعظم کے یہ قتل نہ ہوتی اور مریخ تم تو سحر
غالب آئے تھے اور وہ مغلوب ہوکر پسپا ہونے لگی تھی پھر کیونکر تم گرفتار ہوئے اس مریخ نے عرض
کیا کہ جب آپ یہان سے دربار مین تشریف فرما ہون گے تو مین تمام واقعہ عرض کرونگا کیونکہ
میرا واقعہ طولانی ہی پس یہ سنکے صاحبقران نے سب کو گلے سے لگا لگا کر رخصت کیا ہر ایک
اپنی اپنی صف مین آکر اپنے مقام پر قائم ہوا پھر اسی طور سے لشکر مین آبادی ہوئی سب صفین
درست ہو گئین اسی طرح سے لشکر آباد ہو گیا ہر ایک سہراب کو دعا دے رہا ہی راوی نے بیان کیا کہ ادھر
سہراب نے کہا کہ اے محافظ جادو کیا تم میرے مقابلہ کو نہین آؤ گے اگر نہ آؤ تو جواب دو ...
کسی کو روانہ کرو یہ سننا تھا کہ محافظ نے احتیاط جادو سے کہا کہ تم یہان رہو مین سہراب کے مقابلہ کو

فراش پر اعتبار شاہزادہ انحراف کر گئے اب سہراب کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا سہراب کو سمندر کے پڑے
مزید قریب سے نے یہ صندوقچہ دیا ہوگا سوا اسکے کوئی اس حال سے آگاہ نہ تھا اب سمندر کے
گھر کی بیماری ہے وہ بھی مارا جائے گا جو اس وقت سہراب کے مقابلہ کو جائے گا وہ قتل ہوگا یہ کہکر وہ طائر
طرف شہر سمندر کے چلا اسکے پرون سے ایک شعلہ آگ کا نکلا وہ آکر محافظ کی لاش پر گرا کہ لاش
محافظ کی جلنے لگی وہ طائر نگاہ سے پوشیدہ ہوگیا یہ صدا اسکی سب نے سنی اور اہل لشکر کفار کو بہ این
ہوا طبل بازگشت کے بجتے ہی فوراً صفین کی صفین طرف پڑاؤ کے روانہ ہوئین اس امر کا بھی انتظار
نہ کیا کہ بادشاہ واپس ہون تو ہم بھی چلیں ایس گرداب وغیرہ مع اصحاب باہم افسوس کرتے
ہوئے طرف فرودگاہ کے واپس چلے جب لشکر کفار مین طبل بازگشت پر چوب پڑی تھی تو حکم بادشاہ
لشکر اسلام مین بھی کوس بازگشت بجا تھا کفار تو مقہور و مخذول افسوس کنان طرف قیامگاہ کے واپس
گئے جب لشکر کفار میدان سے بعد قتل ہونے محافظ کے واپس چلا گیا سہراب خوشی خوشی شادان و
فرحان اپنے تخت تمر کو اڑا کر پہلے خدمت صاحبقران والاشان مین حاضر ہوا آداب شاہی بجا لایا اسکے
بعد صاحبقران والاشان سے رخصت ہوکر خدمت بادشاہ مین آیا مجرا بجا لایا بادشاہ نے خوش ہوکر گلے
سے لگایا بہت تعریف کی اسکے بعد حکم فرمایا کہ لشکر طرف فرودگاہ کے واپس چلے یہ حکم فرما کر حکم دیا کہ چند
کشتیان زر سرخ کی حاضر کیجائین بموجب حکم بادشاہ داروغہ خزانہ نے کشتیان فوراً میدان جنگ مین
حاضر کین بادشاہ نے فرمایا کہ سر پر سے صاحبقران کے پانچ کشتیان نثار کرو اور تین کشتیان سر سہراب
پر سے یہ حکم دینا تھا کہ زر سرخ نثار ہونے لگا یا ترخواجہ رکاب صاحبقران کے ہاتھ رسکم ہوسکے کھڑے
کھڑے تھے جیسے دیکھا کہ کشتیان زر سرخ کی سر صاحبقران پر نثار کیجاتی ہین فوراً رکاب کو چھوڑا اور جال
الیاسی زنبیل سے نکال کر طرف شہدون کے چلے جیسے کشتیان سر صاحبقران پر سے تصدق کرکے اور
پوری پوشش اٹھا کر کے خادمون نے نثار کین اور شہدے لینے چلے خواجہ نے بڑھ کر جال مارا کہ تمام
اشرفیان جال مین آگئین ایک کے بھی ہاتھ مین نہ آئین وہ باہم فساد کرنے لگے خواجہ لوٹ کر اور زنبیل
کرکے اپنے مقام پر آکھڑے ہوئے یہ بھی کسی کو ثبوت نہ ہوا کہ خواجہ نے کئے وہان شہدے باہم لڑا کئے
جب صاحبقران و سہراب کے سر پر سے زر نثار ہوچکا اور سب خواجہ نے لوٹ لیا اب لشکر دیا لشکر
طرف فرودگاہ کے فرحان و شادان چلا بادشاہ سب کو لیے ہوئے خوشی خوشی فرودگاہ پر تشریف لائے داخل
خیمہ خاص ہوئے یہان ناموس نے کونڈے بابا کے صحنک مانی تھی ہر ایک دعا سے فتح و ظفر کر رہے تھے
سب بیبیان بال کھولے ہوئے صحن خیمہ مین کھڑی تھین اپنے اپنے وارثون کے بچنے کی دعا کر رہی تھین
جیسے یہ خبر انکو پہونچی تھی کہ بادشاہ کی ظفر ہوئی سب نے سجدۂ شکر ادا کیے اور جو منت مانی تھی اسکے
سامان مین مصروف ہوئین کسی نے پیپڑ و ایک دونا منگایا کسی نے بی بی کی پڑیا منگائی کوئی کونڈون کی
تدبیر کرنے لگی کوئی صحنک کے سامان مین مصروف ہوئی کسی نے کھڑے ہیر کا دونا منگا کر نذر دی جب
کھلا یا کہ بادشاہ پہونچے خادمان در دولت نے صدائے مبارکباد بلند کی بادشاہ کو مبارکی دی صدائے
بسم اللہ الرحمن الرحیم سنکر خبر ہوگئے کہ بادشاہ تشریف لاتے ہین سب مودب ہوگئے ظل اللہ تشریف
لائے خادمان محل نے لا کر مسند زر نگار پر بٹھایا نذرین فتح کی گذرنے لگین بادشاہ نے سب کو انعام
دے کر سرفراز فرمایا ہر ایک خواص و مہرہ نے آکر مبارکباد دی بادشاہ نے سب عورتون کو انعام و اکرام سے
سرفراز کیا اسکے بعد لباس رزم تبدیل فرمایا پوشاک بزم پہنکر تھوڑی دیر استراحت فرمائی اسکے بعد

طرف دریا کے تشریف لے چلے ادھر صاحبقران بھی اپنے خیمہ خاص میں تشریف لے گئے تھے انکو بھی سب
خادمان محل نے مبارکباد دی تھی صاحبقران نے بھی سب کو انعام دیا لباس رزم اُتارا اور سادہ سے کپڑے
زیب تن فرمائے دربار میں تشریف لائے اُدھر ہر ایک سردار بھی اپنے اپنے خیمہ سے کپڑے بدل کر حاضر
دربار ہوا اپنے اپنے مقام پر صاحبقران کو مجرا کر کے بیٹھا کہ بادشاہ تشریف لائے سب براے تعظیم کھڑے
ہوئے خواجہ اپنی کرسی پر بیٹھے سب عیار حاضر دربار ہوئے فتح کی نذریں گذرنے لگیں ادھر لشکر کے
پڑاؤ پر پہونچکر کمریں کھولیں سب آرام پذیر ہوئے مگر لشکر اسلام میں ہر طرف ایک خوشی کی دھوم مچی ہوئی ہر ایک دل
شاد و خوشدل رہی کا ذکر تھا کہ سب متفکر تھے ابھی تھوڑی دیر کا ذکر ہو کہ سب مثل مردہ صد سالہ کے تھے یا ایک
آن میں یہ خوشی کی نوبت ہوئی کہ کوئی پھولے نہیں سماتا ہر طرف نوبتیں بج رہی ہیں سب خوش ہیں
دربار میں نذریں گذر رہی ہیں انعام و خلعت تقسیم ہو رہے ہیں جب نذروں سے فراغت حاصل ہوئی
بادشاہ نے مہرخ جادو سے دریافت فرمایا کہ تم کو زعفران نے کیونکر گرفتار کیا مہرخ جادو
نے عرض کیا کہ جب میں امیر غالب آنے لگا اور وہ پہاڑ سے لگی آپکے سامنے وہ ٹکرا لگا کر ایک
طرف کو لے گئی جب دونوں لشکروں سے دور نکل گئی اور سامنا شہ ہا اُس نے یہ فقرہ کیا مہرخ جادو
نے وہ ہی لشکر جو کہ زعفران نے لگائی مہرخ نے دھوکا کھایا تھا بیان کی اور عرض کیا کہ جب میں
پلٹ کر اپنی پشت کی طرف دیکھا کیونکہ میں اُسکے دھوکہ میں آگیا تھا اتنے عرصہ میں اُس نے خاک
جمشیدی نکال کر کہتی تھی جسم ہی میں بڑا مہرے کے اوپر پھینک دی میں بیہوش ہو کر زمین پر گرا ورنہ
میں نے اُسکو گرفتار کر لیا تھا اگر وہ یہ تدبیر نہ کرتی تو مہرے کے اوپر غالب نہ آتی میں غالب آچکا تھا اُس
تدبیر سے اُسنے مجھکو اسیر کر لیا بادشاہ نے فرمایا کہ بڑی مکارہ تھی رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت خیر
خداوند کریم نے اپنا فضل کیا یہ جو فقرہ آفاق نے سنی کہا کہ اے خداوند یہی فقرہ اُسنے میرے ساتھ
بھی کیا پس جو کچھ آفاق جادو پر گذرا تھا سب آفاق نے بادشاہ سے بیان کیا بادشاہ نے فرمایا
کہ معلوم ہوا تم دونوں صاحب اُس کے دام تزویر میں آکر اسیر ہوئے تھے اُس نے عیاروں کا کام کیا
بہت چالاک معلوم ہوتی تھی مگر سہراب جادو نے خوب ہی آکر اسکا کام تمام کیا تم لوگ کیا کرو یہ نیکنامی
اور اُسکی قضا سہراب جادو کے ہاتھ سے تھی اور یہ جنگ فتح ہوئی سہراب کے نام پر تھی کیونکہ تم
لوگ امیر غالب آسکے خیر خوب خداوند کریم نے اس آفت جانکاہ سے نجات دی یہ فرما کر سہراب جادو سے
فرمایا کہ اے سہراب جادو ہم تو یہ جانتے تھے کہ تم اپنی جان بچا کر چلے گئے ہو ہم پر کیا منحصر ہے سب کو
اسی امر کا یقین تھا مگر معلوم ہوا کہ تم دوست صادق ہو بلکہ جان بچا کر نہیں گئے تھے اس امر کی تدبیر
میں گئے تھے تم نے بہت بڑا احسان کیا آج کی لڑائی تمہارے ہی سبب سے فتح ہوئی ورنہ سب کا
کام تمام ہو چکا تھا اب تم اپنی کیفیت بیان کرو سہراب نے عرض کیا کہ یہ کیا آپ فرماتے
ہیں یہ سب آپ کا حسن اخلاق ہے ورنہ غلام کسی قابل نہیں ہے میں نے کون یہ لڑائی فتح کی آپکے
اقبال اور میرے خدا نے مدد کی کہ میں عین وقت پر آپہونچا اور یہ صندوقچہ میرے ہاتھ لگا
خداوندکریم ملکہ کی عمر میں ترقی عطا فرمائے کہ یہ کام اُس نے کیا اُس آپ کی کنیز نے یہ
صندوقچہ مجھکو لاکر دیا ورنہ کسی کو کیا طاقت تھی اور میری کیا لیاقت کہ میں یہ صندوقچہ پاسکتا
تھا مگر آج اُسنے حق ملاقات و مرتبہ دوستی ادا کیا بالکل اپنے ماں باپ و اہل شہر کی جان کا خیال
نہ کیا نہ اپنی آبرو و نہ جان کا پاس کیا اس امر کا مجھکو یقین ہے کہ جب صندوقچہ کو سب حال معلوم ہوگا

وہ اسکا دشمن جان ہو جاے گا گر مین نے ملکہ کو سپرد خدا کیا ہی وہ ہی ملکہ کا حافظ ہو یہ جو آپ نے
فرمایا کہ تم نے مجھ پر احسان کیا یہ کوئی امر نہین ہی میری کبھی یہ لیاقت ہی کہ مین کسی پر احسان کرونگا
یہ سب اسکی بندہ پروری اور نوازش ہی کہ آپ نے مجھ ناچیز سے اتنا بڑا کام لیا اور وہ سب کا مالک
ہی اسی سب کی قضا تھی کیونکہ اسکے ہاتھ سے قتل ہوے اسکی قضا آگئی تھی وہ میرے ہاتھ سے قتل
ہوئی یہ اسکی شان کبریائی ہی کہ اسنے پردۂ غیب سے سامان فتح ظاہر فرما دیا ہی تا جب تک
اُسکا منظور نہین ہوتا ہی اسوقت تک کوئی کچھ نہین کرسکتا ہی مین کہان اور یہ مرتبہ کہان یہ محض اُسکی
عنایت ہی یہ کلام آپ فرما کر غلام کو شرمندہ فرماتے ہین یہ جو آپنے فرمایا کہ مجھکو یقین تھا کہ تم اپنی
جان ہی کو دیتے مگر مین تو ایسا اعتقاد رکھتا ہون آپ جو فرماتے ہین بجا ہی یا اور جو صاحب کمال فرماتے ہین
بخدا اسکے لایق اور قابل مین نہین ہی اور نہ تھا مین اپنی زندگی مین کبھی یہ قدم نہ چھوڑونگا اپنا
سوا آپ کے دو چار بزرگان دین سے کہ جنھون نے راہ ضلالت ترک کرائی میرا کون ہی یا آپ ہین
یا صاحبقران یا خواجہ بزرگمہر تک کوئی یہ قدم ہوا ہوگا اور میرا رہبر ہوگا آپ یہ خیال فرمائین کہ مجھپر
اوپر کوئی جبر نہین ہی کسی قسم کا ظاہر ہی کہ تم دین اسلام نہ ترک کرو ہماری اطاعت کرو جیسا اور بہادرون نے کسی
کے جبر سے قبول کیا ہی بلکہ اپنی خوشی سے اور خواہش دلی سے خدا سے کوئی جبر کرتا ہی مین صاحب اختیار
ہون اور اپنے فعل کا مختار رہون پھر مین کیون اپنی جان بچا کر چلا جاتا پس یہ کس طرح نا زیبا ہی
کبھی اس غلام سے نہ ہوگی بادشاہ نے یہ کلام سماعت فرما کر فرمایا کہ یہ سب ہوا اور خوش اعتقادی
ہی یہ امر شاہ داخل بہشت کرے گا خدا اعتقاد سے ترقی رہے گا اپنی کیفیت بیان کرو کہ تم پر کیا
گذری اور کہان رہے اسوقت تک اسنے عرض کیا کہ میرا واقعہ ہی یہ کہ لکھا ہوا اجازت لیکر صاحبقران
سے اور بہادر بعد ملکہ کے باغ مین جانا اور عشق دیکھنا ملکہ کی خواصون کی تقریر اپنا آنا اُنکی
تقریر کو سنکر اور بیقرار ہو کر اپنے کی آپ ظاہر کرنا اُنکا حیران ہونا آخر کو ظاہر ہونا انکا جب اُلکر ملکہ کو
خبر دینا پہلے ملکہ کا فقرہ جاننا اپنی وزیرزادی کو بھیکر دریافت کرنا پھر اپنا وزیرزادی کے ہمراہ
جانا ملکہ کی خدمت مین باہم ہم کلام ہونا جو جو باتین باہم ہوئی تھین سب بیان کین ملکہ کا کل حال
سنکر افسوس کرنا اور ملکہ کا سعندر کے پاس جانا اور فقرہ کر کے حال صندوقچہ کا دریافت کرنا
جس طور سے ملکہ صندوقچہ لائی تھی وہ سب حال بیان کیا اور عرض کیا کہ اس تدبیر سے یہ صندوقچہ
ہاتھ آیا مین نے جب صندوقچہ پایا تو گمان ہوا کہ ملکہ نے فقرہ کیا اور میری تسکین دل کے لیے
یہ صندوقچہ لائی ہی مگر مین نے یہ امر ملکہ پر بالکل ظاہر نہین کیا اور اپنا ملکہ کے ساتھ باہم بیٹھکر
شراب خواری کرنا صبح کا ہونا ملکہ سے رخصت ہو کر طرف لشکر کے روانہ ہونا راہ سے
دیو کا اٹھا لیجانا اُسکو فریب سے قتل کرنا بیان کیا اور عرض کیا کہ مجھکو امتحان صندوقچہ کا
بھی منظور تھا خدا ذوالکریم نے اس طور سے میری خواہش دلی پوری کی دیو کو قتل کرکے یہان
کا آنا بیان کر کے سب حال سے آگاہ ہونا عرض کیا اور یہ عرض کیا کہ اس تدبیر سے یہ صندوقچہ
ہاتھ لگا مگر حضور ایک امر کا خیال ہی کہ جب یہ حال سعندر شاہ پر ظاہر ہوگا وہ ملکہ پر ضرور
ظلم و ستم کرے گا مجھکو اُسکی جان کا خوف ہی کہ دیکھیے انجام کیا گذرتی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ
تم ملکہ کو اپنے ہمراہ کیون نہ لیتے آئے جبکہ وہ مسلمان ہو چکی ہی اور عاقلہ بالغہ راشدہ ہے
تو کیا ضرورت تھی کہ تم اُسکو دشمنون مین چھوڑ آئے ہو اور پھر یہ خوف کرتے ہو تم کو

صندل سے یہ کہہ دین جاؤ وہان جاکر سمندر سے مقابلہ کرو اسکو بھی اس صندل وقیچہ کے ذریعہ سے قتل کرو اسے
سہراب یہ تمہارا خیال بالکل خام ہے مین کیونکر ایسے امر کی اجازت دون کہ جس مین الکھون بندگان خدا
کا خون ہو گو وہ کافر ہین مگر انکے بدلے تو ہمین بہت سے ایسے بھی ہون گے کہ ہدایت کرنے سے
راہ نیک قبول کرین گے جو کہ بالکل سیاہ قلب ہین وہ قتل ہون گے پس ہم ایسی حالت مین کبھی ایسے
امر نازیبا کی اجازت نہ دونگا نہ تم مجھ سے کبھی کہنا نہ بدون میری اجازت ایسی حرکت کرنا یہ سنکر اچھا کیا کہ
اسکو لے آئے کیونکہ اس مین ایک امر کا خوف تھا اگر سمندر کے پاس یہ صندل وقیچہ رہتا تو وہ ضرور اس سے
کام لیتا ضرور تھا بڑا ضرر تھا ناحق بندگان خدا کا خون ہوتا لیں اسکے پاس سے چلا آنا اسکا بہت اچھا
ہوا تم اپنے پاس رکھو جب موقع ہوا کہے گا ہم خود تمکو اس امر کی اجازت دیا کرین گے کہ اسے
سہراب ایسا اب ہم اس صندل وقیچہ کو تمکو دیتے ہین وہ امر نہین کر سکتا ہون جو کہ خلاف عدالت ہو تم بھی
خیال کرلو کہ جبکہ یہ امر صاحبقران اول کو ثابت ہو گیا کہ اہل اسلام سب پر فتحیاب ہونگے اور ان کی
ضرب دست سے کوئی نہ بچیگا تو انھون نے خلاف انصاف یہ امر جانا کہ پہلے اہل اسلام حریف
پر ضرب لگائین بلکہ جب انکی ضرب سے بچ لین اسوقت اپنا وار کرین یا یہ امر خلاف شجاعت تصور
فرمایا کہ جنگ مین اپنی طرف سے سبقت کرنا یا پہلے خود طبل جنگ بجوانا وہ طریقہ مقرر فرمائے تا کہ کوئی
یہ الزام نہ دے کہ وہ لوگ قوی تھے اور ہم ضعیف یا انھون نے سبقت کی ہم کیا کرتے وہ طریقے ایجاد
فرمائے کہ جہان تک ہو حریف کے ارمان نکل جائین کوئی الزام نہ دے طریقہ نامہ و پیام جاری کیا پہلے
خوب حریف کو پند و نصیحت کرکے سمجھا لیا آگے کے لیے مقابلہ کی ایک طریقے ایجاد ہون تو ایسی حالت مین مین
کیونکر یہ گوارا کرونگا کہ اس حربہ کو مین اپنے لشکر مین ایجاد کرون اور اس حربہ سے حریف کو قتل کرادون
جبکہ یہ ممکن نہین ہے نہ سامنے نہ غیر سامنے پس یہ بالکل خلاف ہے ہان جب ایسی ہی ضرورت ہوگی اسوقت
دیکھا جائیگا ابھی کیا ضرورت ہے نہ مین خود ایجاد کرونگا کہ طبل جنگ بجاؤن اگر یہ لوگ آج چاہتے کہ وہ
بجوائین گے مین آنسے مقابلہ کرونگا مقابلہ سے نہ باز آؤنگا یہ تقریر صاحبقران نے فرمائی سب نے
صاحبقران والاشان کے عدل و انصاف کی تعریف کی اور کہا کہ ان امرون کا خیال سواے اہل اسلام
کے دوسرون کو نہین ہے سچ ہے اگر یہ لوگ یہ طریقہ نہ جاری کرتے تو اب تک تمام عالم پر قبضہ کر لیتے
اور کوئی انکا قتل نہ ہوتا جب قضا آتی مرجاتا مگر کسی کے ہاتھ سے نہ قتل ہوتا واہ کیا عدل و انصاف
ہے دشمن کے بھی قتل مین انصاف کا خیال ہے ایسے لوگ کہان ممکن ہوتے ہین اہل دربار یہ باتین باہم
کرنے لگے راوی نے بیان کیا ہے لشکر کفار کے ہر کارے بھی صورت بدل کے یہان موجود تھے
سب تقریر انھون نے سنی سہراب جادو کا جانا اور صندل وقیچہ لانا ہر ایک امر سے وہ خبردار تھے
جو تقریر سہراب نے کی یا اور سردارون نے اور جو تقریر صاحبقران والاشان نے کی سب سے
وہ آگاہ ہوئے اس خیال سے یہان ٹھہرے تھے کہ دیکھین اور کیا رائے ہوتی ہے کہ بادشاہ نے
حکم دیا کہ اہلکارون کو حکم دیا جائے کہ وہ سامان جشن مہیا کرین ہم اس لڑائی کے فتح ہونے کا بہت
بڑا جشن خوشی سے کرین گے یہ حکم دے کر دربار برخاست ہونے کا حکم فرمایا رات بھی کوئی قریب
ایک پاس کے آئی تھی بادشاہ تخت سے اٹھکر محل سرا مین تشریف لیگئے صاحبقران اپنے
خیمہ خاص مین پس بادشاہ و صاحبقران کا اٹھکر جانا تھا کہ سب سردار اٹھ اٹھکر اپنے اپنے مقام
کی طرف روانہ ہوئے راہ مین باہم کلام کرتے جاتے تھے کہ سہراب نے خوب تدبیر کی اور خوب

صندوقچہ پر قبضہ کیا اگر صاحبقران کیا صاحب انصاف ہین کہ انکو یہ گوارا نہوا کہ حریف کو اس تدبیر سے قتل کرون
بلکہ مقابلہ کرکے اسی طور سے کہ جس طور سے ہمیشہ جنگ ہوتی آئی ہے اسی طور سے اب بھی مقابلہ ہو کوئی ضرورت
نہین ہے کہ اس صندوقچہ کے ذریعے سے مقابلہ کیا جاوے یہ بالکل خلاف انصاف ہے ایسی ایسی باتین
کرتے ہوے اپنے خیمہ ہی مین آئے کپڑے اتار اتار کر طعام لذیذ کھا کر آرام پذیر ہوے سہراب جادو اپنے
خیمہ مین آیا اسنے خیال کیا کہ جبکہ صاحبقران کو منظور نہین ہے کہ مین اسکے ذریعے سے مقابلہ کرون تو پھر
اسکا میرے قبضہ مین رہنا کیا ضرورت ہے جبکل دربار مین جاونگا یہ صندوقچہ نذر دونگا اور عرض کرونگا
کہ اسکو ایسے مقام پر بحفاظت رکھے جانے کا حکم فرمایئے کہ کوئی نہ پا سکے اگر یہ ایسی ویسی جگہ رکھا
جاوے گا شاید حریف کی تدبیر سے منگا لے تو پھر بڑی خرابی ہو سہراب نے یہ اپنے دل مین خیال
کیا اور کھانا کھا کر سو رہا صندوقچہ کو برابر پلنگ کے سرہانے رکھ لیا کیونکہ اسکو یہ خوف نہ تھا کہ کوئی ابھی
خبر سے لیجاوے گا نہ ابھی حریف کو اس امر سے آگاہی ہوگی جب تک یہان سے کوئی نہ جاویگا
یا اس واقعہ کی خبر نہ جاوے گی جب احتیاط جادو اس صندوقچہ مصنوعی کو لیکر جاویگا اسوقت
سمندر کو معلوم ہوگا نہیں وہ تدبیر کریگا مین کل نذر صاحبقران کی کر دونگا وہ اسکو خزانہ
مین ضرور داخل فرمائینگے یا خواجہ کے سپرد کرین گے پس یہ خیال کرکے سو رہا ان سب کو
تو یہان آرام پذیر رکھا جاتا ہے اب کچھ لشکر کفار کا حال تحریر کیا جاتا ہے کہ جب گرداسپ شاہ
وغیرہ طبل بازگشت بجا کر اپنے کل لشکر کو لیکر ملکہ زعفران وصفا فقط جادو کا ماتم
کرتے ہوے فرودگاہ پر پہونچے لشکر کو کھولنے کا حکم دیا خود مع سرداروں کے داخل
بارگاہ ہوے دربار آراستہ ہوا احتیاط جادو کو کرسی برابر تخت کے دی احتیاط جادو ابھی
بیٹھا کہ گرداسپ شاہ نے زعفران کے تخت کی طرف دیکھکر ایک آہ کی اور کہا کہ افسوس
صد افسوس بہت بڑی ساحرہ زبردست قتل ہوئی [illegible] زعفران کو وہ [illegible] گئی کیا
بیان کیا جاوے جو صدمہ ملکہ کے قتل ہونے کا دل پر گذرتا ہے دل کا یہ حال ہے کہ دل ٹکڑے ٹکڑے
ہوا جاتا ہے جہاں سپ شاہ نے کہا کہ گرداسپ شاہ ملکہ نے تو خاتمہ ہی کر دیا تھا لشکر اسلام کا صرف
صاحبقران و بادشاہ باقی تھے انکا بھی خاتمہ ہو جاتا اہل لشکر کیا کرتے مگر سہراب نے آکر ملکہ کو
غم مین مبتلا کیا اسکے ساتھ اور ایک رنج تازہ دیا کہ جسکے سبب سے ہم بادشاہ کو منہ دکھانے
لائق نہ رہے صفا فقط جادو کو قتل کیا جو کہ خزانہ شاہی کے محافظ تھے بادشاہ انکو از حد دوست رکھتے
تھے گرداسپ شاہ نے جواب دیا کہ اے بھائی کیا بیان کرون جو دل کا حال ہے چپ یارا بیان نہین
ہے اب کیا تدبیر کیجاوے جہاں سپ شاہ نے کہا کہ ایک عرضی اس کل حالات کی بادشاہ کی خدمت
مین تحریر کرو اور یہ تحریر کرو کہ کوئی ایسی تدبیر کیجاوے تاکہ لشکر اسلام تباہ ہو یہ بھی تحریر ہو کہ وہ صندوقچہ
آپکا کسی تدبیر سے دشمن تک پہونچ گیا ہم کیا عرض کرین کیا غضب ہوا خلاصہ یہ تحریر ہو کہ ملکہ زعفران
نے کل لشکر اسلام کا خاتمہ کیا تھا صرف صاحبقران و بادشاہ باقی رہ گئے تھے صاحبقران مقابلہ کو
آنے والے تھے کہ سہراب جادو آکر پہونچا رات سے سہراب لشکر اسلام مین تھا اس نے آکر
مقابلہ کیا وہ کسی تدبیر سے صندوقچہ لے آیا تھا آپ کے کسی عزیز قریب سے لیکر آیا تھا پس
اس نے اسکے ذریعے سے ملکہ کو قتل کیا اسکے بعد صفا فقط جادو کو کہ جن کو آپ نے صندوقچہ لیکر
روانہ کیا تھا وہ آپ والے صندوقچہ کو لیکر برائے مقابلہ گئے جو صندوقچہ ان کے پاس تھا

اس سے کام لینا چاہا اُسنے کچھ کام نہ دیا کیونکہ وہ اصلی نہ تھا بلکہ مصنوعی تھا کیا کام دیتا اصلی تو سہراب
جادو کے قبضہ میں تھا وہ بھی مارے گئے میں نے طبل جنگ شکستہ بجوا دیا ورنہ سہراب آج ہی خاتمہ
کر دیتا اور یہ عرضی مشتمل بر حالات گذشتہ تحریر کی اب جو ارشاد فرمایئے وہ کیا جائے احتیاط جادو نے
عرض کیا کہ یہ بھی تحریر کر دو کہ احتیاط اس صندوقچہ مصنوعی کو لیکے حاضر خدمت ہوتے ہیں ملاحظہ فرمایئے
اور دریافت فرمایئے کہ یہ کسکی کارروائی ہے ہم نے یہ عرضی تحریر کر کے انہیں کے ہاتھ روانہ کی گرداب
نے احتیاط جادو سے کہا کہ آپ آج بجائیں عرضی کا جواب آ لے تو جائیں اُسنے جواب دیا کہ میں
ضرور جاؤنگا ایک لمحہ نہیں ٹک سکتا ہوں گرداب جادو نے کہا کہ شام قریب ہے اُسنے کہا کہ مجھکو
اسکا خوف نہیں ہے جب اُسنے کسی طور سے نہ مانا تو گرداب نے کہا کہ ہم یہی تحریر کر دینگے ابھی
یہی تقریر ہو رہی تھی کہ دو ہرکارے حاضر دربار ہوئے جو کہ لشکر اسلام میں برائے خبر موجود رہتے تھے ہمرا
کے عرض کیا کہ ہم سب غلام جبکہ آپ ادھر کو واپس آئے اور لشکر اسلام اپنی فرودگاہ کی طرف
چلا تو ہم صورت بدل کر اُسکے ہمراہ ہوئے لشکر نے پڑاؤ جب کر لیا تو کچھ دیر کے بعد دربار آراستہ ہوا سردار
حاضر دربار ہوئے نذریں گذریں خوش شادیان ہوئیں ہر ایک ... بادشاہ نے انعام تقسیم کیے
اُسکے بعد ہر ایک سردار سے کیفیت دریافت کی ہر ایک نے اپنی حالت بیان کی سہراب جادو سے
حال دریافت کیا اُسنے یہ حال بیان کیا یہ کہکر جو حال کہ سہراب نے بادشاہ کے روبرو بیان کیا تھا
اور جو کہ اُسپر گذرا تھا اور ان ہرکاروں نے اسکی زبانی سنا تھا سب بیان کیا اور سہراب کی درخواست
کا کہ طبل جنگ بجوایئے صاحبقران کا جواب مدلل دینا بادشاہ کا حکم سنانا ... ارشاد فرمانا سب
بیان کیا اور عرض کیا کہ یہ حال ہے اور یوں صندوقچہ سہراب کے ہاتھ آیا اس طور سے دختر بادشاہ
نے بادشاہ سے دریافت کر کے لا کر دیا ورنہ کبھی نہ ہاتھ آتا یہ سنتا تھا کہ گرداب کے اور دیگر اہل دربار کے
ہوش جاتے رہے اور خیال کیا کہ بڑا غضب ہوا کہ یہ امر اس طور سے ہوا کہ دختر بادشاہ شریک سہراب
ہو گئی اُسنے کچھ یہ نہ خیال کیا نہ آبرو کا نہ ماں باپ کی جان کا احتیاط جادو نے گرداب شاہ سے کہا
کہ جو ہرکاروں نے خبر دی ہے یہ بھی عرضی میں تحریر کرنا اور بہت جلد عرضی تحریر کر دو اب میں ٹھہر نہیں سکتا
ہوں میں جا کر اس حال سے بادشاہ کو خبردار کر دوں تاکہ وہ اپنی لڑکی سے ہوشیار ہو جائیں کہیں ایسا نہ ہو
کہ کوئی راز اور بیان کر دیں یا سہراب اُسکے ذریعہ سے ناگاہ شاہ تک جا کر بادشاہ کو قتل کرے
تو بڑی خرابی ہو اب کسکا اعتبار کیا جائے جب اولاد ہی دشمن ہو تو ملازم کا کیا ذکر بر طرف افسوس
جسکو پرورش کیا ہر قسم کا خیال رکھا اپنا خون جگر پرورش میں صرف کیا دن کو دن رات کو رات
نہ خیال کیا اُسنے یہ حرکت کی اگر نوکر کرتا تو نمک حرام کہلاتا اب اسکو کیا کہا جائے جبکہ اپنے ہاتھ
پاؤں اپنے ساتھ دشمنی کریں تو اور کسکا یقین ہو لیکن اب کسی سے کچھ امید نہ کرنا چاہیئے اگر آفاق
و سہراب وغیرہ ان دیگر نے بادشاہ کی شکست سے دست برداری کی تو کوئی مقام تعجب نہ تھا
کیونکہ وہ ملازم تھے مگر ہم اُسپر تعجب کرتے تھے اور ان سب کو نمک حرام کہتے تھے یہ تو ان سے
زیادہ امر عجیب ہے کہ بادشاہ کی لڑکی ہو کر اور ایک سپہ سالار کی شریک ہو جو کہ اپنے باپ کا
ملازم رہا ہو اور باپ کے قتل کے درپے ہوا اور اُسکے قتل کی تدبیر بتانے وہ راز ظاہر کرے
جو کہ کسی کو نہ معلوم ہو تمام عجیب ہے یا نہیں پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی گرداب جادو نے کہا
کہ اس امر کا افسوس کرنے سے کیا حاصل زیادہ نہ بیان کرو شاید بادشاہ کے خلاف طبع ہو کہ ...

ایک مرتبہ مین قتل کرین تو خیر ورنہ سیسون مین قتل ہوگا سمندر نے کہا کہ اب اس عرصہ مین فرار نکر جائینگے
عشاق نے کہا کہ جو کچھ ہو سمندر بولا مین بھول گیا کہ بتا کہ تم ایک ہی مرتبہ برق کو اشارہ کرتا کہ دس ہزار
کے سر اڑا دے وہ ایک ہی مرتبہ مین ہزارون کو قتل کرتی عشاق نے کہا کہ اب کیا ہوتا ہے
یہ وہ مثل ہے کہ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد سمندر نے کہا کہ خیر کہان تک فرار کرینگے
زیادہ سے زیادہ فرار کرینگے تو نصف لشکر کا تو خاتمہ ہو جائیگا اور جو سردار افسر اعلے
ہے جب اسکا خاتمہ ہو گیا تو پھر کون لشکر کشی کریگا اب کوئی مقام خوف نہین ہے راوی کہتا ہے
کہ تین پہر دن تک سمندر خوش رہا کبھی اسکو رنج و ملال نہ تھا جب تک یہان ملکہ زعفران لشکر
اسلام کے سردارون کو گرفتار کرتی رہی مگر بعد تین پہر دن کے خود بخود سمندر رنجیدہ ہو گیا دل
پریشان ہوا گھبرانے لگا آثار رنج و ملال اسکے چہرے پر پائے جانے لگے بیٹھے بیٹھے گھبرانے
لگا دل کا یہ عالم ہوا کہ پریشان ہونے لگا عشاق سے کہا کہ اوستاد اسوقت میرا دل کیون خود بخود گھبراتا
ہے اسکا کیا سبب ہے عشاق نے جواب دیا کہ صبح سے یہ وقت آیا ہے کہ در بارہ خاست کیا نہین کیا
ایک مقام پر بیٹھے ہو دل پریشان نہو تو کیا ہو اب کوئی دم مین عرضی آتی ہوگی کہ آج ہم نے استقدر لشکر
اسلام کو تباہ کیا اور صبا عفران کو قتل کیا اس امر کا خیال کرنا کہ وہ خود آئین کے یہ خبر لیکر کہ یاران
کل حالات کی عرضی تحریر کرین کے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک بیرون کے سنانے کی صدا آئی جیسے
کوئی طائر اڑ کر آتا ہے سمندر نے کہا استاد عرضی طائر سے کر آیا سمندر یہ کہہ رہا تھا کہ وہ طائر سیاہ رنگ
جو کہ ملکہ زعفران کی لاش سے پیدا ہوا تھا آکر سامنے سمندر کے ایک طاق پر بیٹھ گیا اور سمندر کی طرف
منہ کر کے اپنا سر پیچون سے پیٹنے لگا اور پھر چیخنے لگا و زبان انسانی گویا ہوا کہ اے سمندر شاہ
کیا بیخبر بیٹھا ہوا ہے دن خاتمہ ہو گیا بڑا غضب ہوا ہماری ملکہ زعفران مہ شیر پوش جو کہ اہل اسلام کے
مقابلہ مین فرد کش تھی ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوئی مین اسکی روح ہون تجھکو خبر دینے آئی ہون
خبردار ہو جا اب غافل تیرے ہاتھ پاؤن نے تجھے دغا کی ارے نادان تو یہان بے خبر ہے وہان
دشمن اپنا کام کر گئے وہ صندوقچہ کہ تیرے عزیز فرزند نے سپرد کر دیا اسکے عوض مین دوسرا
صندوقچہ مصنوعی اسی طریقہ کا بنا کر رکھ دیا تو نے وہی مصنوعی صندوقچہ اپنے ملازمون کے ہاتھ روانہ کیا
ہے وہ کیا کر سکتا ہے اے سمندر شاہ تیری بربادی کے دن آئے ہین تو برباد و تباہ ہوگا اے سمندر شاہ
اس شہر مین بھی اہل اسلام کا سکہ جاری ہوگا ان کا ڈنکا بجیگا اب تو ضرور بالضرور قتل ہوگا تجھکو
جائے امن نہ ملیگی تیری قوم کے ساحر سب تباہ و برباد ہونگے طلسم نہ طاق بھی برباد ہوگا یہ کہکر اس
طائر نے ایک ہاے کا نعرہ مارا اسکے منہ سے ایک شعلہ نکلا اسنے اسکو جلا دیا وہ جلکر خاک سیاہ
ہو گیا یہ جو خبر اس طائر نے بیان کی سمندر شاہ حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے مین نے تو محافظ
جادو و احتیاط جادو کو برائے حفاظت اہل اسلام روانہ کیا تھا وہ نہین پہونچے جو ملکہ زعفران نے
مقابلہ کیا اور اہل اسلام سے لڑ گئے یہ امر کچھ میری سمجھ مین نہین آتا ہے سمندر شاہ نے عشاق
کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے استاد آپ نے سنا کہ جو اس طائر نے خبر دی یہ کیا امر ہے عشاق نے
جواب دیا کہ ہان مین نے سنا مگر میرے قیاس مین کچھ نہین آتا مین حیران ہون کہ ملکہ زعفران نے
کیون مقابلہ کیا محافظ جادو وغیرہ تو صندوقچہ ساتھ لیکر گئے تھے کیا کوئی آفت ان پر آئی
کیا تم سے منحرف ہو گئے سمندر شاہ نے کہا کہ مین بھی خیال کر رہا ہون سب اہل دربار بھی حیران تھے

کہ سمندر شاہ نے عشاق سے کہا کہ ان اوراق ساحری میں دیکھ لیتا ہون سب حال ظاہر ہو جاویگا یہ کہکر اوراق
ساحری اُٹھائے ابھی دیکھنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ دوسرا سناتا ہوا طائر سفید رنگ جو کہ محافظ جادو کی
لاش سے نکلا تھا پہونچا اور روبرو سمندر کے بالا سر ہوا قائم ہو کر صداے بہایت بلند کی اور بزبان بشری
کہا کہ اے سمندر آگاہ ہو میں روح ہون محافظ جادو کی میں نے آج قید سے نجات پائی میں خبر
دینے آئی ہون کہ محافظ جادو کو کبھی سہراب نے قتل کیا وہ صندوقچہ جو کہ بڑی مایہ اور طلسمات تھی وہ سہراب
کے پاس ہے تیرے عزیز قریب نے اُسکو دیا ہے بلکہ خود تیرے ہاتھ پاؤن نے یہ تیرے ساتھ عداوت کی
اور جو صندوقچہ تو نے روانہ کیا تھا وہ نقلی تھا اب تیرے ادبار کا زمانہ قریب آیا ہے اپنی فکر کر ہم
آگاہ کیے دیتے ہیں یہ کہا اور ایک شعلہ اسکے دہن سے نکلا جسنے اُسکو جلا دیا اب تو سمندر نے وہ اوراق
ہاتھ سے پھینک دیئے اور اپنے سر کو دونون ہاتھون سے پیٹ لیا اور کہا کہ غضب ہو گیا کہ تقدیر پلٹ گئی
صندوقچہ دشمن کے قبضہ میں گیا اسی کے ذریعہ سے سہراب جادو نے ملکہ زعفران و محافظ جادو
کو قتل کیا اب کیا کرون دشمن کو بڑی قوت بہم ہو گئی ایک دن میں وہ خاتمہ کر دیگا سہراب جادو
تو جانی دشمن ہے عشاق نے یہ سن کے کہا کہ اے بادشاہ تم تو فرماتے تھے کہ میں نے صندوقچہ کا خیال
کسی سے نہیں کہا اور نہ کسی کو معلوم تھا اور میں نے ایسی جگہ رکھا ہے کہ کوئی پا نہیں سکتا ہے پھر کیونکر سہراب
تک پہونچ گیا اور کیونکر سہراب جادو کو اس حال کی خبر ہوئی اور کیونکر اُس دینے والے کو جسنے
سہراب کو دیا معلوم ہوا سمندر نے جواب دیا کہ اوستاد کیا بیان کرون مجھ سے ایک بہت غلطی و نادانی
ہوئی ہے کہ ایک رات کو میری لڑکی نسیم روتی ہوئی آئی تھی میں نے بہت دن سے اُسکو نہیں دیکھا تھا
جب میں نے سبب گریہ دریافت کیا اور اسکی حالت دیکھی تو بہت خراب پائی یہ حالت تھی اُسکی کہ جیسے برس
دن کا بیمار ہوتا ہے سوکھ کے کانٹا ہو گئی تھی پہلے تو اُس نے بیان کرنے میں انکار کیا مگر روتی جاتی تھی جب
میں نے بہت اصرار کیا تو اُسنے یہ سبب بیان کیا کہ میں نے سنا ہے کہ لشکر اسلام نے یہان آکر لشکر کشی کی ہے
اور کئی ساحر آپکی طرف کے مارے گئے اور کئی شریک اہل اسلام بھی ہو گئے ہیں مجھکو اندیشہ ہے کہ وہ یہان
آکر آپ کو قتل کرین گے ہم سب تباہ ہون گے اسی صدمہ سے میری یہ حالت ہے اور اسی غم سے میں
زار زار روتی ہون پہلے تو میں نے بہت کچھ اسکو سمجھایا جب اُسکی رقت کسی طرح کم نہ ہوئی تو میں نے
صندوقچہ کا اُس سے ذکر کیا بلکہ میں نے اُسکو اپنے ہمراہ لیجا کر دکھا بھی دیا تب اسکو اطمینان ہوا وہ
رخصت ہو کر اپنے باغ کو چلی گئی سواے اُس کے میں نے آج تک یہ حال کسی سے نہ کہا تھا نہ کسی
پر ظاہر تھا نہ اُس سے کچھ یہ امید تھی کہ وہ ایسا کریگی نہ اب میں یہ امید کرتا ہون کہ اُس نے
ایسا کیا کہ وہ صندوقچہ اُسنے لیجا کر سہراب جادو کو دیا ہو اول تو سہراب جادو تک اُسکی
رسائی کہان وہ اپنے باغ میں سہراب بیرون شہر دوسرے سہراب کو وہ جانتی کیا ہے تیسرے وہ
میرے پاس اُسوقت آئی تھی کہ نصف شب گذر چکی تھی وہ پھر کیون کرنے لگی کہ سب کی جان کی دشمن
ہو جاے اور میرے دشمنون سے مل جاے میں ایسا اُسکی نسبت کبھی نہیں خیال کر سکتا ہون یہ جو
سمندر شاہ نے کہا عشاق نے جواب دیا کہ یہ جو کچھ کہ رہے ہو سب درست ارشاد ہے مگر یہ تو خیال
کرو کہ جب تم نے اُس سے یہ حال کہا ہے اُسوقت وہان کون کون موجود تھا ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ یہ فعل
اُسکا ہو گا کوئی اور سنتا ہو اُسی نے یہ حرکت کی ہو یہ گمان آپ کا درست ہے کہ وہ سہراب جادو کو کیا
جانتی نہ سہراب تک اُسکی رسائی تھی نہ سہراب کی اُس تک پھر آپ ہی خیال فرمائیے کہ جو کام کسکا ہے

ملکہ نے جواب دیا کہ اب تو میں جوش الفت میں ایک حرکت کر چکی اب کیا ہوتا ہے بموجب مصرع عشق میں تیرے
کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو یہ مثل ہے جبکہ اوکھلی میں سر دیا تو دھمکوں سے کیا خوف ہے اسکو جو کرنا تھا وہ کر گذری
جو کچھ ہونے کی ہے اسکا کیا ہے بلکہ میں خوش ہوں اگر والد ماجد کو یہ حال معلوم ہو جاوے اور وہ اس خطا کے
عوض مجھکو قتل کریں تو اچھا ہے کیونکہ اب مجھ سے صدمات ہجر کی برداشت نہیں ہو سکتی ہے اس کشاکش سے
نجات پاؤنگی وزیرزادی نے جواب دیا کہ ملکہ یہ کیا کلام کرتی ہو ہم سب کی زندگی آپ کے ہمراہ ہے اگر
خدانخواستہ آپ مرینگی تو ہمارا کون ہے آپ کو خداوندکریم ہم سب کے سر پر تا صد دو صد سال سلامت رکھے
اور آپ کی مراد دلی پوری کرے پس اب تو ہم آپ کے ہمراہ ہیں اگر فرمائیے تو ہم آپ کو یہاں سے لے کر
نکل جاویں لاکھ بادشاہ سر پٹکیں مگر پتہ نہ پاویں ملکہ نے جواب دیا کہ اگر یہی امر منظور ہوتا تو میں انکے ہمراہ
کیوں نہ چلی جاتی وہ لاکھ لاکھ کہا کیے لشکر اسلام میں چلو کو اگر میں مر کے بھی یہ حال معلوم ہوتا کہ میں لشکر
اسلام میں ہوں وہ لاکھ لاکھ کوشش کرتا مجھکو ڈھونڈتا مگر میں نے خود انکار کیا جب انکے ہمراہ نہ گئی اور کسی
کے ہمراہ کیا جاؤنگی اگر یہ مستعد ہیں تو انکا وصل مقدر ہے تو میرا کوئی کچھ نہیں کر سکتا ہے اگر یہ امر نہیں ہے تو کیا
حصول وزیرزادی نے کہا کہ ملکہ ہم ایک کیا اپنی جان کی حفاظت پر ضرور ہے جہاں تک ممکن ہے ملکہ نے جواب دیا
کہ اس کشاکش میں مبتلا ہونے سے جان کا جانا اچھا ہے ایسی میں بہت پریشان ہوں کوئی دم بھی صدمات
اٹھانے کی ہے وزیرزادی نے کہا کہ یہ تو آپ کا خیال خام ہے ملکہ نے جواب دیا کہ چاہے خیال خام ہو چاہے
جو کچھ میں نے جو قصد کر لیا وہ کر لیا اب مجھکو کسی امر کا خوف نہیں ہے میں مر جاؤں گی صدمے اٹھانے کو اور برداشت
کرنے کو وجود میں دیکھوں یہ فلک ناہنجار و گردون غدار کہاں تک مجھکو مبتلائے آلام و صدمات کرتا ہے
کیونکہ یہ مسئلہ ہے اہل اسلام کا کہ جو کہ زیادہ تر صدمات میں مبتلا ہوتا ہے اور اسکی برداشت کرتا ہے اسکا بڑا مرتبہ
ہوتا ہے اور جو مبتلا بصبر رہتا ہے وہ بندہ نیک ہوتا ہے پس جب میں نے مذہب اسلام اختیار کر لیا جو صدمہ مجھ پر
اور پڑا اور جو بلا میں نازل ہوگی اسکو میں برداشت کرونگی کیونکہ اکثر کتب اہل اسلام سے ثابت ہوتا ہے کہ
ہر ایک بندہ کا خداوندکریم اسکی قسمت کے موافق امتحان لیتا ہے جتنے نبی و وصی ہیں انکا امتحان انکی لیاقت
کے موافق لیا گیا اور جو کہ مرتبہ کے بڑے ہیں انکا امتحان انکے مرتبہ کے موافق لیا گیا پھر جو بندہ اس امتحان میں
پورا اترا اسکو مرتبہ اسکے لائق مرحمت ہوا پس اب میرا بھی امتحان ہے اگر میں نے ان سب صدمات کی برداشت
کر لی تو خداوندکریم میری راحت سے بسر کرائیگا پھر کسی غم میں نہ مبتلا کریگا لہذا میں کیوں اس امر سے
پرہیز کروں جو ہونا ہو سو ہو جاوے تاکہ بعد کو تو راحت ملے ملکہ نے جو یہ کہا وزیرزادی نے عرض کیا کہ
اے ملکہ اگر آپ خفا نہ ہوں تو میں ایک بات عرض کروں ملکہ نے کہا کہو اسنے کہا کہ آپ نے کب سے
مذہب اسلام قبول کیا ملکہ نے جواب دیا کہ جب سے لشکر اسلام کے قریب شہر آ کر فروکش ہونے کی خبر سنی
اسی دن سے وزیرزادی نے عرض کیا کہ بس اے ملکہ ہم لوگ بھی آپ کی اطاعت کرتے ہیں کیونکہ یقین کلی
ہے کہ جب بادشاہ کو اس امر کی خبر ہوگی تو وہ ضرور ہم سب پر بدعت کرے گا لہذا ہم آپ کی اطاعت سے
نہ پھریں گے جو امر وہ دریافت کرے گا چاہے جان رہے چاہے جان جاوے ہم انکار ہی کریں گے
ہمارے قتل کے درپئے ہوگا [illegible] حکمی میں پھر ہم کیوں دنیا پرستی سے بے ایمان و لامذہب جائیں لہذا جو طریقہ
مذہب اسلام کے قبول کرنے کا ہے ہمکو تعلیم فرمائیے اے ملکہ آپ کو کس نے تعلیم کیا ملکہ نے جواب دیا
کہ وہ کوئی امر مشکل ہے اور ہمکو تو نہیں نہ کسی سے تعلیم کرنے کی ضرورت ہے کتب اہل اسلام میں سب امور تحریر
ہیں ان میں سے اکثر [illegible] کتابیں میں نے پڑھی ہیں جو تمکو بتاؤں اسی کے مطابق تم کرو کوئی امر مشکل

اے ملکہ بادشاہ نے فرمایا ہے کہ میں صبح کو یہاں سے مقابلہ اہل اسلام مع لشکر کے جاؤنگا لہذا تم اسوقت میرے
پاس آؤ تا کہ میں تمکو دیکھ لوں یہ جو خواجہ سرا نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ میری خواصوں کے طلب کرنے
کی کیا ضرورت ہے اسنے جواب میں عرض کیا کہ اس امر سے میں آگاہ نہیں ہوں یہ سنکے ملکہ نے سب سے کہا
کہ چلو مگر ملکہ کا دل کھٹک گیا اشارہ سے وزیرزادی سے کہا کہ کچھ نہ کچھ دال میں کالا ضرور ہے خیر چلو
کیا خوف ہے جو مرضی باری یہ کہکر ملکہ اسی حالت سے اٹھ کھڑی ہوئی مع وزیرزادی و خواصوں کے ہمراہ
خواجہ سرا کے طرف محل کے چلی مگر یہ فکر رہی تھی کہ کیا فقرہ کرونگی اگر بادشاہ صندوقچہ کو دریافت کریگا
اسی فکر و تردد میں محل میں پہونچی دیکھا کہ سب اہل محل ایک مقام پر جمع ہیں مگر خاموش ہیں چہرے زرد
ہیں رنگ پریدہ ہیں حواس باختہ ہیں سب خوف زدہ معلوم ہوتے ہیں ملکہ آگے بڑھی دیکھا کہ ایوان میں
ملکہ کی ماں پریشان بادشاہ کے خاموش بیٹھی ہے اور بادشاہ عالم غیظ و غضب میں بیٹھا ہوا ہے تلوار سامنے
رکھی ہوئی ہے منہ سے کف جاری آنکھیں لال ہیں چہرہ بسبب غیظ کے کبود ہو رہا ہے یہ دیکھکر وزیرزادی نے
اشارہ کیا کہ ملکہ خیر نہیں ہے بادشاہ نے دھوکے سے طلب کیا ہے صورت ملاحظہ فرمائیے ملکہ نے جواب دیا
کہ کیا خوف ہے شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ✤ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ✤ دیگر بر سر اولاد آدم ہر چہ
آید بگذرد ✤ دیگر مشکلی نیست کہ آسان نشود ✤ مرد باید کہ ہراسان نشود ✤ دیگر دشمن اگر قوی ست نگہبان
قوی ترست ✤ ملکہ یہ کہتی ہوئی اور اشارہ سے بتاتی ہوئی کہ وہ مالک ہے پھر کیا خوف ہے ایوان میں آئی
جھک کر باپ کو پہلے تسلیم کی اسکے بعد ماں کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑی ہوگئی نہ ماں نے جواب سلام دیا
نہ باپ نے پھر ملکہ کی خواصوں و وزیرزادی نے مجرا کیا سب مودب کھڑی رہیں تھوڑے عرصہ تک ملکہ
نے انتظار کیا کہ بادشاہ کچھ حکم فرمائیں کیونکہ ہمیشہ کا یہ طریقہ تھا کہ جب ملکہ آتی تھی ادہر اسنے تسلیم کی سمندر
نے دعا سے ترقی عمر دی اور حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ جب بیٹھی تب گلے سے لگا یا دست شفقت سر پر رکھا
آج ملکہ نے بالکل خلاف قاعدہ پایا جب دیکھا کہ نہ ماں نے کچھ کہا نہ باپ نے مگر یہ حالت دیکھی کہ جب
میں آئی ہوئی ہوں ہر ایک اہل محل کے جسم میں تھرتھری پڑی ہوئی ہے ماں کی تو یہ نوبت تھی کہ میری طرف
دیکھتی ہے اور آنکھوں میں آنسو بھر لاتی ہے بادشاہ کا یہ عالم ہے کہ ایکسان نگاہ قہر آلود میری طرف دیکھ رہے
ہیں کچھ بولتے نہیں ہیں اسنے یہ حالت دیکھکر وزیرزادی کی طرف دیکھا اور ادھر سے منہ پھیر کر بادشاہ
کی طرف دیکھا اور کہا کہ مجکو آپ نے کسلیے یاد فرمایا ہے میں حاضر ہوں کیا حکم ہوتا ہے یہ کہنا تھا کہ یہ معلوم ہوا
کہ تودہ بارود میں کسی نے آگ ڈال دی ایکمرتبہ بصدائے قہر و غضب سمندر نے کہا کہ کیا میں اندھا
ہوں دیکھتا نہیں ہوں جو تو مجکو آگاہ کرتی ہے تو بڑی شوخ دیدہ ہوگئی ہے تیری چالاکی و زبان درازی
کسی طرح نہیں جاتی ہے ہم نے کسی امر کے لیے طلب کیا ہے جب ہمارا جی چاہیگا حکم دینگے بس
خاموش کھڑی رہ اب نہ کلام کرنا ورنہ سزا پائیگی یہ کلام سمندر نے اس طور سے کیا کہ جس قدر
عورتیں و خواجہ سرا اس مقام پر تھے سب کانپ کر رہ گئے بلکہ در و دیوار کو حرکت ہوئی تمام مکان
ہل گیا یہ سنکے ملکہ خاموش ہو رہی پھر مطلق کلام نہ کیا تھوڑے عرصہ کے بعد بادشاہ نے حکم
دیا کہ ناظر محل کو بلا لاؤ اور کہنا کہ کوڑا لیتا آئے یہ حکم دینا تھا کہ سب کے دم نکل گئے سب نے خیال کیا
کہ غضب ہوگیا یہ تن نازک اس قابل ہے کہ اسپر کوڑے پڑیں مگر کون دم مار سکتا تھا سب اسی طور سے
خاموش کھڑے رہے کہ خواجہ سرا نے ناظر محل کو حکم شاہی سے خبردار کیا وہ فوراً اسیوقت کوڑا بکف
حاضر ہوا جب وہ آگیا اسوقت بادشاہ نے مریم مزاوی کو ملکہ کی اسکا نام لیکر اپنے روبرو طلب کیا

بچوزہ جادو ہی بڑی مکارہ اور لکاتہ ہی اُسکے کاٹے کا منتر نہین ہی بہت ہی چالاک اور بیباک ہی سا بڑہ کبھی زبردست
ہی اُس لکاتہ نے کاسہ سر کا ایک نہین چھوڑا بڑی فاحشہ ہی اس پیرانہ سالی مین بھی نہین بندہی اسوقت چار
یار جوان جوکہ خوب صاحب قوت ہین موجود ہین رات بھر اسکے ساتھ رہتی ہی خوب مزے اڑاتی
ہی صبح کو گھر سے نکالدیتی ہی سمندر کے محل کے برابر اسکا مکان ہی اسوقت بھی اپنے یار کے ساتھ سورہی
تھی اور وہ اُسکی خواہش دلی کو پورا کرکے لیٹا تھا کہ اسکی یون ہی سی آنکھ لگ گئی کہ شور وغل کی جو صدا
آئی یہ گھبراکر اٹھ بیٹھی اور کان لگاکر سننے لگی اسکو معلوم ہوا کہ محل کی طرف سے غل کی صدا آرہی ہی کسی پہ
مار پڑرہی ہی اسنے خیال کیا کہ یہ کون سا وقت مار پڑنے کا ہی اور محل مین کس پر مار پڑرہی ہی دریافت
کرنا چاہیئے یہ سوچ کر اُس نے اپنی خادمہ کو صدا دی وہ بھی سورہی تھی اسکے آواز دینے سے اُٹھی
آنکھین ملتی ہوئی اسکے خوابگاہ مین آئی دیکھا کہ بی بی تو پلنگ پر بیٹھی ہوئی ہین مگر عجب حالت سے کہ تمام
ستر کھلی ہوئی دو ٹانگین لٹکائے رہے ہین سر پر ڈوپٹہ نہین ہی ٹانگین رانون تک کھلی ہوئی ہین میان پلنگ
پر پڑے سوتے ہین بی بی کی ٹانگون مین ٹانگین پڑی ہین یہ حال دیکھکر یہ منہ پھیر کر ہٹ گئی کہ اس نے
آواز دی کہ آتی کیون نہین بیان کیا ہی جو زمانہ کا دستور ہی وہ اگر کیا تو اپنے میان کے ساتھ نہین سوتی
ہی کوئی شرم کی بات ہی جو تیرے پاس ہی وہ میرے پاس جو تیرے میان کے پاس ہی وہ میرے
میان کے پاس جو وہ تیرے ساتھ کرتا ہی وہی یہان بھی ہورہا تھا اب تو کچھ نہین ہی صرف ساتھ ہی آ دیکھ
مین بیٹھی ہون وہ لیٹے ہین بھلا اگر کچھ ہوتا تو مین بیٹھی ہوتی یہ جو اُس نے کہا اسی ماما نے اپنے دل
مین کہا کہ یہ بڑی بے غیرت ہی اسکو کسی امر کا لحاظ نہین ہی گو یہی امر ہی کہ باہم ہر عورت و مرد مین ہوتا ہی او
یہ امر ضرور ہی لیکن سب عورتین برابر ہین اور سب مرد مگر کچھ تو شرم و حیا دوسرے کی ہوتی ہی خود تو یار کے ساتھ سورہی
ہی اور مجھکو بلاتی ہی مین جو واپس چلی تو پھر جان کر بلالی پھر تکلو کیا ہی یہ کہکر سامنے آئی مگر شرم سے سر جھکائے کھڑی
تھی ابھی اس نے کچھ کہا نہ تھا کہ وہ مردوے کا تھا اُس لکاتہ کی باتون سے اسکی بھی آنکھ کھل گئی اور مردی نے
زور کیا یا تو وہ لیٹا ہوا تھا یا گھبراکر اٹھ بیٹھا اور لپیٹ گیا وہ ٹانگین ہلنے لگا اسکے دہن ناپاک کو چومنے لگا دوسرے
امر کی خواہش کرنے لگا اُس لکاتہ نے کہا کہ اتنی دیر تامل کرو کہ مین اس سے کچھ پوچھ لون پھر تمکو اختیار ہی
یہ سن کے وہ ٹھہر گیا اُسنے خادمہ سے کہا کہ تو محل مین جاکر ذرا دریافت تو کر کہ یہ کیسا غل و شور ہی کہ جسکے سبب
سے میری آنکھ کھل گئی اور یہ مجکو محل کی طرف سے صدا آتی ہوئی معلوم ہوتی ہی اُسنے کہا کہ بہت خوب یہ کہکر
وہ جلدی سے اُس مقام سے باہر آئی وہ دونون باہم منہ کالا کرنے مین مصروف ہوئے وہ خادمہ اُس
مکان سے نکل کر باہر آئی اور محل مین آکے محل کے لوگون سے دریافت کیا کہ یہ شور و غل کیسا ہی بچوزہ
جادو نے دریافت کیا ہی جن سے اُسنے دریافت کیا تھا اُنھون نے کل واقعہ بیان کیا اور کہا
کہ ملکہ نسیم کی خواصون پر مار پڑرہی ہی وہ خادمہ یہ حال سنکے محل سے واپس آئی اپنے مکان کی طرف
جب وہان سمندر نے دیکھا کہ یہ سب کی سب مار کھاتے کھاتے بیہوش ہوگئین اور جسم سے خون
بہنے لگا مگر اپنے قول سے نہ پھرین کہا کہ انکو لیجاکر قید کرو جب پھر ہم طلب کرین گے اسوقت ان
سب کو حاضر کرنا پس اُنکو خواجہ سرا لیکر ایک مکان مین آگئے اور لاکر زمین پر ڈال دیا اور
دروازہ بند کرکے چلے گئے یہان جب انکی سزا دینے سے سمندر کو فراغت ہوئی اور اصل
واقعہ نہ معلوم ہوا برہم ہوکر نسیم کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے ننگ خاندان تو بڑی شوخ دیدہ
ہوئی ہی کچھ خوف نہ ہوا نہ کچھ تونے آبرو کا خیال کیا اور الفت مین تونے سب کی جان

حکم دیا کہ سب کی خواصون کو رہا کر دو وہ یہ حکم پا کر اُس مکان مین آیا جہان وہ سب مصیبت زدہ امین پڑی ہوئی
تھین اُنکو ہوش آ سکے اپنی حالت دیکھکر روتی تھین اور سمندر کو کوس رہی تھین کہ اتنے مین
نواب ناظر پہونچا اُسکو دیکھکر سب کی سب سہم گئین کہ پھر اُس ظالم نے طلب کیا ہی اکی دفعہ مار ڈالے گا
کہ نواب ناظر نے آکر کہا کہ چلو تم سب کو بادشاہ نے رہا کیا دعا دو دائی امان کو کہ جن کے صدقہ مین
تم رہا ہوئین اور ملکہ کی جان بھی بچ گئی نہ وہ آتی نہ تم رہا ہوتین نہ ملکہ کی جان بچتی یہ سنکے وہ کہنے لگین
کہ خیر اُس ظالم کی بادشاہ کو سزا ملیگی دل مین کہا کہ ہمارے خدا نے ملکہ کو بھی بچایا اور ہم پر بھی رحم
کیا ورنہ کچھ ہم پر طاقت نہین کہ یہ اُسی خدا کی قدرت ہی کہا کہ ہمکو کہان جانے کا حکم ہوا ہی کہا کہ اپنی ملکہ کے پاس
جاؤ نواب ناظر یہ کہکر چلا آیا پس وہ سب کی سب اپنی مار بھول گئین اپنے اپنے زخم باندھکر جس طور
سے ہوا وہان سے چلین کہ چل کر ذرا ملکہ کی حالت دیکھین کہ اُس ظالم نے ملکہ پر کیا ظلم کیا ہی یہان
دایہ نے آکر ملکہ سے کہا کہ لو تمہاری خواصین بھی چھوٹ گئی اب تو تم خوش ہوئین اب مین اپنے
مکان کو جاتی ہون اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا ملکہ نے کہا کہ دائی امان پھر تم نے وہی کہا جیسا پہلے
کوئی حرکت کی بھی ہو دایہ نے کہا کہ مین جاتی ہون یہ کہکر اپنے مکان کی طرف بڑبڑاتی ہوئی چلی کہ میری
راحت مین خلل آیا وہ مواہیر انتظار کر رہا ہوگا اُسکو جا کر راضی کرون اُسکے بعد جا کر صندوقچہ لاؤن دایہ
تو یہ کہکر چلی گئی اُسکا سب حال بعد مین تحریر مین آئیگا یہان ملکہ کی مان نے ملکہ کی بلائین لین گلے سے
لگایا خواصین اُسی وقت دوڑ کر جلدی جو نالا ئین جہان جہان نیل پڑے تھے وہان وہان لگایا شب کو پانی
اور شیر گرم کرکے پلایا کہ اتنے مین وہ سب خواصین ملکہ کو دیکھتی پڑتی آئین ملکہ کے قدم پر گر کر رونے
لگین اور یون عرض کرنے لگین کہ ہم نے پھر آپ کے قدم دیکھے ہمارے بعد آپ پر کیا گذری ملکہ نے
سب حال بیان کیا وہ سب دل مین سمندر کو کوسنے لگین اور برا بھلا کہنے لگین ملکہ کی مان نے کہا
کہ بیٹی اب تو جا کر سو رہو ابھی کچھ رات باقی ہی ملکہ نے جواب دیا کہ واہ مین اپنی خواصون کا علاج نکرون
پس اُسی وقت جلدی چونا منگا کر سب کے لگایا پھر اُٹھا کے اُن سب کو لیکر ملکہ اپنی خوابگاہ مین
آئی کیونکہ کچھ ضرورت تھی سو رہی رات تھوڑی باقی تھی اُدھر دوجہ سمندر بھی جا کر سو رہی اب
انکا حال پھر تحریر ہوگا کہ ملکہ پر کیا گذری دایہ کا حال سماعت فرمائیے کہ یہ جو گئی اسکو یقین تو ہو ہی گیا
تھا اُسی تعجب نے مضمون سے کہ اسکے اور سمندر جادو کے آشنائی ہی اور اسی نے صندوقچہ
دیا ہی مگر بسبب محبت کے اُسکو چھپایا فساد رفع کر آیا وہان سے اپنے مکان مین آئی اپنے یار سے سب
حال بیان کیا اسکو خوش کیا کہ اتنے مین صبح ہو گئی اُسکو رخصت کیا اب ملکہ وزیر زادی حسن آرا کی
صورت بنکر اور اپنے مکان سے نکلکر طرف لشکر اسلام کے چلی کہ اسکا حال آئندہ تحریر ہوگا یہان جب
صبح ہوئی ملکہ بیدار ہوئی دو دو دوا وغیرہ جو کہ چوٹ کو دفع کرتا ہی مان نے طیار کر رکھا تھا اُسکو
پی کر اور مان سے رخصت ہو کر اپنے باغ کی طرف چلی گئی اب اسکا حال جلد سوم مین تحریر ہوگا انشاء اللہ اما
راوی بیان کرتا ہی کہ جب صبح ہوئی گو رات کم تھی مگر سمندر جادو سو رہا تھا جب بیدار ہوا منہ ہاتھ دھو کر دربار
مین آیا سب سردار حاضر ہوئے سمندر کی حالت جو دیکھی تو متغیر پائی کسی نے کچھ کلام نہ کیا سمندر کا بھی
حال آئندہ تحریر ہوگا اب لشکر اسلام کی طرف مراجعت کیجاتی ہی کہ وہ رات لشکر اسلام کو براحت بسر ہوئی
صبح کو بادشاہ نے دربار کیا سب سردار حاضر ہونے لگے نقیبان آکر و نگل پر تمکن ہوئے بادشاہ
تخت پر ہر ایک سردار آتا ہی اپنے اپنے رتبہ پر بیٹھتا جاتا ہی کل اہل کارسازان جنگ کر رہے ہیں لشکر مین

چہل پہل مچی ہوئی تھی ہر طرف سامان جشن کی خبر تھی ہر ایک سردار اپنے خیمہ سے نکلکر دربار کو جا رہا تھا
راوی نے بیان کیا ہے کہ وہان جو ملکہ تسنیم پری سمندرشاہ نے دعوت کی تھی مہمان رات بھر سہراب
کو نیند نہ آئی تڑپا کیا رہ رہ کر آنکھیں کھل جاتی تھیں طبیعت گھبراتی تھی وہ رات سہراب نے بھی
عجیب حالت میں بسر کی صبح ہوتے ہی اسکی آنکھ لگ گئی تھی چونکہ رات بھر کا جاگا ہوا تھا سو گیا دن
چڑھے آیا وقت دربار کا آیا کہ ایک مرتبہ گھبرا کے اٹھا خادموں سے دریافت کیا کہ کسقدر
دن آیا ہوگا انھون نے عرض کیا کہ کوئی ایک پاس دن آیا ہوگا سہراب نے کہا کہ دربار تو آراستہ
ہو چکا ہوگا بادشاہ تشریف لا چکے ہون گے عرض کیا کہ جی ہان بہت عرصہ ہوا دربار کو آراستہ ہوئے
اس نے پانی طلب کیا تا کہ امور ضروریہ سے فراغت کرکے دربار میں جاؤن وہ مسند و تیغ سمند
پری برابر گاؤ تکیے رکھا ہوا ہے سہراب جادو کا یہ قصد ہے کہ اسی وقت مسند و تیغ لیجا کر صاحبقران
کی خدمت میں حاضر کر دونگا کہ یہ حاضر ہے جو چاہیے اسکو بخشیے کیونکہ یہ میرے کام کا نہیں ہے
یہ منہ ہاتھ دھو رہا تھا کہ ایک چوبدار نے آکر عرض کیا کہ ایک مسماۃ آپکے در خیمہ پر حاضر ہے اور کہتی ہے کہ میں
سہراب جادو سے کچھ عرض کرونگی ہم نے لاکھ لاکھ دریافت کیا مگر انھون نے ہمکو کچھ نہ بتایا پس ہم نے
آکر عرض کر دیا یہ سنکے سہراب نے کہا کہ اسکو لے آؤ وہ خادم گیا اور کہا کہ چلیے آپکو ہمارے آقا
نے طلب کیا ہے پس وہ عورت ہمراہ اس خادم کے خیمہ کے اندر آئی سہراب جادو کو سلام کیا اگر سر
سے پاؤن تک برقع میں پوشیدہ تھی سہراب جادو نے کہا کہ اے بی بی صاحب آپ کون ہیں اور کیا مطلب
غرض ہے اس عورت نے سہراب کی طرف منہ کرکے ذرا سا برقع منہ پر سے ہٹا دیا اب جو سہراب نے
دیکھا تو حسن آرا اپنی معشوقہ کی وزیر زادی کو پایا پس چہرہ پر ایک آثار خوشی نمایان ہوئے جو کہ خادم
وغیرہ اسوقت حاضر تھے انکی طرف دیکھکر کہا کہ تم ذرا دیر کے لیے باہر چلے جاؤ اور اب جو آنا تو پکار کے
آنا وہ سب سنکر سب باہر چلے آئے مگر حیران تھے کہ وہ کون عورت ہے کہ جسکے آنے سے ہمکو آقا نے
باہر کر دیا یہ امر کچھ خیال میں نہ آیا یہ اپنے دل میں خیال کرکے اپنے بستر پر آکر بیٹھ رہے پھر وہ
چہرہ پر رہے وہان سہراب نے لب فرش آکر کہا کہ اے حسن آرا ابھی تو رہیں اور یہ شعر پڑھا کہ
اے پیک راستان خبر یار ما بگو + احوال گل بہ بلبل دستان سرا بگو + اسوقت کدھر آنا ہوا ملکہ کا تو مزاج اچھا ہے
اور سب خیریت ہے تم نے مجکو سرفراز فرما کر بہت مسرور کیا غم دل دور کیا رات سے میں بہت بیقرار اور پریشان
تھا کیونکہ پرسون سے جب سے آیا ہون کچھ حال ملکہ کا نہ معلوم ہوا کہ ان سے اور سمندر سے کیونکر گذری
آیا سمندر کو مسند و تیغ کی خبر ہوئی یا نہیں یہ کہتا ہوا قریب حسن آرا کے آیا اور اسکا ہاتھ پکڑکر مسند کے
قریب لایا اور قصد کیا کہ مسند پر بٹھاؤن حسن آرا نے آہستہ سے کہا کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں میری بھی یہ
لیاقت کہ میں مسند پر بیٹھون یہ مرتبہ آپ کو زیبا ہے میں ملکہ کی لاذم ہون لیجیے آپ کی سہراب نے
جواب دیا کہ تم میری مہمان ہو اور مہمان ناخوانده عطیہ خدا ہوتا ہے مجکو تمھاری عزت کرنا زیبا ہے حسن آرا نے
کہا کہ یہ امر تو ضرور ہے مگر میری یہ لیاقت نہیں ہے یہ کہکر گوشہ مسند پر بیٹھ گئی اور سہراب سے کہا کہ ذرا آپ بیٹھ جائیں
جو ملکہ نے فرمایا ہے میں عرض کردون سہراب نے جواب دیا کہ میں جاتا کہان ہون کہ میرا دربار میں جانے کا وقت ہے دربار
آراستہ ہوگا صاحبقران و بادشاہ تشریف لا چکے ہونگے مگر اب نہ جاؤنگا عذر لکھ بھیجونگا رخصت طلب کرلونگا اول تو آج
دیر ہو گئی تھی دوسرے تم آئی ہو حسن آرا نے کہا کہ جی نہیں آپ جائیے [illegible] کلام کر لیں میں [illegible] جاؤن ٹھہر
نہیں سکتی ہون ملکہ نے فرمایا تھا کہ جلد آنا [illegible] ایسا غضب نہ کرنا [illegible] کہ میرے آنے کا ذکر کسی سے [illegible]

یا عرصے میں تجویز فرمایئے کیونکہ میں پوشیدہ ہو کر آئی ہوں کسی کو نہ معلوم ہو کیونکہ یہاں کے سب حال کی خبر سمندر
کو پہونچتی ہی میں زیادہ ٹھہر نہیں سکتی ہوں اپنے لشکر کے لوگوں اور آپ کے لشکر کے لوگوں سے میں بچ کر آئی ہوں
سہراب نے کہا کہ پھر کیونکر ہو سکتا ہی کہ میں تمہاری دعوت بھی نہ کروں اور تمکو یوں ہی رخصت کر دوں اس امر
کے لیے جو تم نے کہا کہ کسی کو خبر نہو یاں یہ امر ممکن ہی کہ کسی کو خبر نہوگی مگر میں ابھی نہ جانے دونگا حسن آرا نے
کہا کہ اچھا جو میں عرض کرتی ہوں پہلے اسکو سماعت تو فرمایئے اُسکے بعد آپ کو اختیار ہی سہراب نے کہا کہ ہاں
بیان کرو حسن آرا نے عرض کیا کہ ملکہ نے سلام شوق کہا ہی اور کہا ہی کہ اپکی قسم مجکو آن کر قتل کر گئے جو کچھ حواس
باقی تھے وہ بھی لے گئے پر یوں سے سوا تمہارے خیال کے دوسرا خیال نہیں ہی کوئی تدبیر بہت جلد ایسی
نکالو تاکہ ملاقات ہو اور یہ صدمہ جدائی برطرف ہو ورنہ اب ہمکو زندہ نہ پاؤ گے اگر عرصہ ہوا سہراب نے
کہا کہ میری طرف سے ملکہ کی خدمت میں عرض کرنا کہ میں کیا بیان کروں کہ جو میرا حال اُنکی مفارقت میں ہی
میرے خدا پر روشن ہی وہی سب کا مالک و مددگار ہی پوشیدہ کیا کرتا ہی میں خود ہی اس امر کا خواستگار رہوں کہ کسی صورت
سے یہ ایام جدائی ہمارے سر سے دفع ہوں مگر جب تک خدا کو منظور ہوگا اسوقت تک کچھ نہوگا میں
غافل نہیں ہوں اُنکے فرمانے کی کوئی ضرورت نہیں ہی میں نے پہلے بھی تدبیر نکالی تھی اپنے
عرض کیا تھا کہ تم میرے ساتھ لشکر اسلام میں چلی چلو اُنھوں نے انکار کیا میں ناچار ہو گیا لیکن میں خود
اسی فکر میں ہوں اے حسن آرا ملکہ نے بہت بڑا احسان ہمپر کیا ہی اور کل لشکر پر کیا کہ صندوقچہ دیکر سبکی
جان بچائی دیکھو یہ صندوقچہ زرکار ہی یہ کل واقعہ جو کچھ گزرا تھا ابتدا سے انتہا تک سب کہہ سنایا
اور کہا کہ اگر میں نہ آتا تو بہت بڑا غضب ہو گیا تھا زعفران نے کل خاک کر دیا تھا میں نے آکر زعفران کو
قتل کیا اُسکے بعد یہ فقط جادو گر ان دونوں کے مرنے کا سمندر کو بڑا صدمہ ہوگا اے حسن آرا جس چیز پر
میاں سمندر کو بڑا گھمنڈ تھا وہ تو ملکہ نے ہمکو دیدی اب کیا ہو سکتا ہی ملکہ سے کہنا کہ ایک دن میں سمندر پر
فتح کر لونگا تم پریشان نہو حسن آرا نے کہا کہ ہاں ملکہ نے بار بار کیا ذکر فرمائی ہی اور فرمایا ہی کہ پہلے تو ہمکو مبارک
ہو ہم بھی بہت خوش ہوئے کہ تمہارے خدا نے تمہاری مدد کی مگر اس امر کا خیال رہے کہ صندوقچہ کو بہت
احتیاط سے رکھنا کیونکہ دشمن اسکے لیجانے کی ضرور فکر کرینگے اور ہم تو اب دیکھئے کیونکر تمہارے فراق میں
زندہ رہتے ہیں اور دیکھیے جب صندوقچہ کا حال ظاہر ہوتا ہی تو ہم پر کیا گذرتی ہی اگر مر جائیں تو کبھی کبھی یاد کرنا
اور ہمارے احسان کو نہ فراموش کرنا اسکا ضرور خیال کرنا کہ ہم نے اپنی جان کھو کر تمہاری جان کی حفاظت کی اور
کچھ نہ خیال کیا کہ ہم پر کیا گذرے گی سہراب نے کہا کہ اے حسن آرا خدا نخواستہ ایسا ہو تو میری یہ دعا ہی کہ ملکہ
سلامت رہیں میں مر جاؤں در اصل ملکہ نے بہت بڑا کام کیا میری الفت میں کچھ اُنھوں نے اپنی جان کا خیال نہ کیا
خدا اُنکو اس امر خیر کی جزا دیگا اور اُنکی مراد دلی بر لاویگا کیونکہ اُنھوں نے لاکھوں بندگان خدا کی جان ایک
ظالم ازظلم کے ظلم و ستم سے بچائی ہی اے حسن آرا میرے اوپر کیا منحصر ہی اس احسان ملکہ کے سب اہل اسلام
احسانمند ہیں اے حسن آرا دیکھو لے ابھی تک صندوقچہ میرے پاس موجود ہی یہ جو ملکہ نے فرمایا ہی کہ بہت
حفاظت کرنا دشمن ضرور فکر کرینگے یہ امر میں بھی خوب جانتا ہوں اور یہ تو میری جان در دست ہی اسکو میں
کہاں چھوڑ سکتا ہوں اپنی جان سے برابر رکھونگا دوا مرایں ایک تو نایاب چیز ہی دوسرے معشوقہ کی دی
ہوئی اور شوق سے تم بھی اپنی جان پر کھیل کر دی ہی ابتک اسکی میں کیوں نہ حفاظت کروں رات بھر میں سے
اپنے سینہ پر اسکو رکھا [illegible] اپنے سینہ پر سے [illegible] کیونکہ سر فتح ضرورت کے لیے گیا سمجھتا
حسن آرا نے کہا کہ ہاں میں صندوقچہ [illegible] حسن آرا [illegible]

حسن آرا نے کہا کہ جی ہان دیکھا تو تھا مگر اچھی طرح سے نہین دیکھا تھا کیونکہ رات کا وقت تھا واقعی صندوقچہ
بہت خوبصورت ہے سہراب جادو نے جواب دیا خوبصورتی درکنار جو صفت اسمین ہے اُس سے تم بخوبی ماہر ہو
ملکہ نے تم سے کہی ہوگی حسن آرا نے کہا کہ ہان اُس صفت سے مین بخوبی واقف ہون دراصل ایک نایاب
چیز تمھارے ہاتھ لگی ہے ایسی چیز کی تو لوگ خواہش رکھتے ہین اور نہین ملتی ہے تمھارا مقدر اچھا تھا کہ یون بدون
محنت و مشقت کے ہاتھ لگی سہراب نے کہا کہ جبکی ملکہ ایسی الفت کرنے والی ہوتی ہے تو ایسی چیز ہاتھ آتی
ہے حسن آرا نے کہا کہ اب مین جاتی ہون کہین ایسا نہو کہ میرے آنے کا حال کسی پر ظاہر ہو تو بڑی
خرابی ہو اول تو ملکہ کی رسوائی کا سبب ہو دوسرے سمندر شاہ کو بھی آگاہی ہو تو وہ اور زیادہ دشمن
ہو سہراب نے کہا کہ اے حسن آرا تھوڑے عرصہ تک ٹھہر جاؤ کہ مین تمھاری دعوت کر لون بدون دعوت
کیے ہوے مین تمھارے جانے دونگا لاکھ تم کوشش کرو مین سچ کہتا ہون کہ کسی کو تمھارے آنے کی کانون کان خبر
تک نہوگی نہ کوئی واقف ہوگا کیونکہ حسن آرا ملکہ تو باغ مین ہونگی حسن آرا نے کہا کہ ہان سہراب جادو
نے جواب دیا کہ اگر موقع ملگیا تو مین بھی آج رات کو آؤنگا اُنکے احسان کا شکریہ ادا کرونگا حسن آرا نے
جواب دیا کہ ابھی دو ایک روز ملکہ سے باغ مین ملاقات نہوگی نہ تم آنے کا قصد کرنا جب تک اس صندوقچہ کا
فیصلہ نہ ہو جاے کیونکہ جب سمندر کو حال معلوم ہوگا وہ ضرور فکر کریگا سواے ملکہ کے اس حال
سے کوئی دوسرا واقف نہین ہے وہ ضرور اُنسے دریافت کریگا یہ انکار کرینگی پس اسکو فکر ہوگی کہ حال
میرے اوپر ظاہر ہو وہ ہرکارے مخبر روانہ کریگا اگر کسی نے تمکو دیکھ لیا اور سمندر کو خبر کر دی تو
خرابی ہوگی اور سب سے زیادہ بدنامی ہوگی اس سے کیا ضرور ہے کہ تم آؤ ہان بعد دو ایک دن کے آنا
سہراب نے کہا کہ تم نے نیک بات کہی حسن آرا نے کہا کہ اب مجکو جانے دو سہراب نے جواب دیا
کہ یہ تو ہرگز ہرگز نہوگا یہ کہکر سہراب اپنے مقام پر سے اٹھا کہ تم ٹھہرو مین ابھی آتا ہون داروغہ کو
بلاکر تمھاری دعوت کا سامان کردون یہان بلائین لیتا ہون کیونکہ تم بلائی ہوئی ہو حسن آرا نے کہا
کہ میرے آنے سے آپکو بڑی زحمت ہوئی مین نے تو ملکہ سے عرض کیا تھا کہ کسی خواص وغیرہ کو روانہ فرمایئے
میرا جانا اچھا نہین ہے مگر ملکہ نے فرمایا کہ تم عقلمند ہو تمھارا جانا خوب ہے مین پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ میرے
جانے سے زحمت ہوگی مگر بعض وقت کی اُنکی خدمت خراب کرتی ہے اول تو خود پریشان ہو رہی ہونگی کہ
عرصہ کا کیا سبب ہوا یہان مین عجیب مخمصہ مین مبتلا ہون اگر کہتا آپ کا نہین مانتی ہون تو آپکو
صدمہ ہوتا ہے مانتی ہون تو اُنکی پریشانی کا خیال ہے مین حیران ہون کہ کیا کرون کیا نہ کرون سہراب
جادو نے کہا تم پریشان نہو بہت عرصہ نہوگا ایک گھنٹہ سے کم مین مین تمھین اجازت جانے کی
دیدونگا حسن آرا نے کہا کہ خیر مین اُنکی پریشانی کو گوارا کرونگی مگر آپکی ناراضی کو نہ گوارا کرونگی
کیونکہ جب آپ اُن سے میری شکایت فرمائینگے تو وہ ضرور مجھسے ناراض ہونگی فرمائینگی کہ تمنے
میرا کچھ بھی خیال نہ کیا اُنکو ناخوش کیون کیا اسوقت بھی تو خدا کی ہوگی خیر مین موجود ہون یہ کہکر
خاموش ہو رہی سہراب اُس خیمہ سے نکل کر دوسرے خیمہ مین آیا جو کہ اسکے کھانا کھانے کا خیمہ تھا اور
آکر اپنے داروغہ کو طلب کیا مگر بہت خوش ہے کہ آج شمعیہ کی وزیر زادی میری مہمان ہوئی ہے معلوم
ہوا کہ ملکہ کو مجھسے الفت قلبی ہے جب تو مجھسے کے لیے اپنی وزیر زادی کو روانہ کیا یہ اپنے دل مین
خیال کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے داروغہ حاضر ہوا اُس سے حکم کیا کہ بہت جلد اسقدر سامان دعوت
تیار کرو وہ بہت خوب کہکر چلا گیا سہراب نے قلمدان کھینچکر ایک عرضی اس مضمون کی بادشاہ کی خدمت مین تحریر کی

کہ جناب عالی بعد گذارش آداب کے عرض پرداز ہوں کہ میں اسوقت دربار کی حاضری سے مجبور ہوں ایک
ایسی ضرورت میں مبتلا ہوں کہ میں اسوقت حاضر نہیں ہو سکتا ہوں لہذا معاف فرمایا جاؤں بعید از
غلام نوازی نہو گا جب سہ پہر کے دربار میں حاضر ہونگا تو عرض کر دونگا تحریر کرنا مناسب نہ تھا ورنہ میں اس
امر کو عرضی میں تحریر کرتا زیادہ حد ادب یہ مضمون تحریر کرکے اور عرضی لفافہ کرکے ایک چوبدار کو دی کہ تو یہ
عرضی میری دربار میں پہنچا دے اور جو حکم ہو اُسکے حال سے بہت جلد مجھکو آگاہ کر چوبدار وہ عرضی لیکر
طرف دربار کے روانہ ہوا یہاں سہراب اُسی خیمہ میں اس انتظار میں بیٹھا ہوا ہے کہ جواب آلے تو میں حسن آرا
کے پاس جاؤں کہیں ایسا نہو کہ چوبدار جواب لیکر آئے اور وہ مجھکو یہاں نپائے اُسی خیمہ میں چلا آئے تو
خرابی ہو سہراب جادو تو یہاں بیٹھا ہوا یہ خیال کر رہا ہے اُدھر کا حال سُنئے کہ چوبدار عرضی لے کر دربار میں
گیا صاحبقران نے سب اہل دربار کی طرف دیکھا سب کو حاضر دربار پایا مگر سہراب جادو کے دنگل کو
خالی پایا خواجہ کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ آج یہ کیا سبب ہے کہ سب دربار میں آئے سہراب جادو نہ
آیا خواجہ نے کہا کہ وہ کل کا تھکا ماندہ ہوگا رات کو سویا ابھی تک آنکھ نہ کھلی ہوگی ورنہ سہراب دربار میں
آتا ضرور یہ سُنکے صاحبقران نے حکم فرمایا کہ کوئی جاکر خبر لائے ابھی کوئی چلا نہ تھا کہ سہراب کا چوبدار اسیحر
کی عرضی لیے ہوئے حاضر دربار ہوا بادشاہ صاحبقران و خواجہ و کل اہل دربار کو مجرا کیا اُسکے بعد عرض
کیا کہ غلام ایک عرضی لے کر اپنے آقا کی حاضر خدمت ہوا ہے صاحبقران والاشان نے فرمایا کہ کسکی عرضی
لائے ہو اُسنے کہا کہ سہراب جادو کی صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ ابھی کوئی خبر کو تو نہیں گیا اگر نہ
گیا ہو تو اسے بچائے کیونکہ سہراب جادو کی عرضی آگئی ہے اُس سے حال معلوم ہو جائیگا یہاں خواجہ نے
جیسے چوبدار کو آتے ہوئے دیکھا تھا اسیوقت منع کر دیا تھا کہ اب کوئی ضرورت جانے کی نہیں ہے کیونکہ سہراب
کا چوبدار آتا ہے اُس سے حال معلوم ہو جائیگا پس صاحبقران نے خواجہ سے یہ فرما کر اُس چوبدار سے یہ فرمایا
کہ پہلے یہ بتا کہ تیرے آقا کا مزاج تو اچھا ہے پھر عرضی دینا اُسنے عرض کیا کہ جی ہاں آپ کے جان و مال کے
دعاگو ہیں سب طرح سے اچھے ہیں یہ سُنکے صاحبقران نے اُس سے عرضی طلب فرمائی اُسنے عرضی پیش کی
صاحبقران نے خود ملاحظہ فرمائی اُسکے بعد دبیر کو دی کہ اسکو باواز بلند پڑھو اور اسکی پشت پر تحریر کر دو
کہ اچھا آج کی حاضری تمہاری معاف فرمائی گئی دبیر نے وہ عرضی لے کر باواز بلند پڑھی اُسکے بعد جو کچھ
صاحبقران والاشان نے فرمایا تھا پشت پر تحریر کر دیا اہل دربار مضمون عرضی سے واقف ہوئے دبیر نے
وہ مضمون تحریر کرکے وہ عرضی چوبدار کو دی چوبدار سلام رخصت کرکے طرف خیمہ سہراب جادو کے روانہ
ہوا اسکو راہ میں رہنے دیجئے سہراب کو اسکے انتظار میں اب حسن آرا کا حال ملاحظہ فرمائیے راوی بیان کرتا
ہے کہ یہ حسن آرا وہی عجوزہ ساحرہ مکارہ دایہ ہے جو کہ سمندر شاہ سے وعدہ کر چکی تھی کہ میں تمہارا
صندوقچہ لا دونگی اور صبح کو ملکہ کی وزیرزادی کی صورت پر سحر سے طیار ہو کر چلی تھی تمام راہ سحر سے طے
کرکے آئی تھی اس فقرہ سے یہاں آئی اور داخل خیمہ سہراب جادو ہوئی اسکو یہ دریافت کرنا تھا کہ
در اصل ملکہ لنیم سے اور سہراب جادو سے آشنائی ہے یا نہیں اور یہ صندوقچہ سہراب کو اس نے
دیا ہے جیسا کہ گرداب شاہ سے ہرکاروں نے بیان کیا اور اُسنے سمندر کو عرضی میں تحریر کیا ہے یا غلط ہے
یا اور کسی کی کارروائی ہے دوسرے صندوقچہ کو نہیں پہچانتی تھی اسکی بھی شناخت کی ضرورت تھی ورنہ وہ اسطور
سے آتی کہ کسی کو اسکے آنے کی خبر بھی نہوتی اور صندوقچہ لیجاتی یہ بصورت مذکور آئی اور وہ جو [illegible]
کہ بالا گذری ہے اُسنے سہراب جادو سے کی ناظرین کو معلوم ہو کہ وہ اصلی حسن آرا نہیں ہے مگر سہراب کو یہ بھی

یقین ہے کہ یہ بیسی معشوقہ کی وزیرزادی ہے وہ اس حال سے بالکل ناواقف ہے اُسنے کل حال کہدیا بلکہ
صندوقچہ بھی دکھادیا یہ لو اسی فکر مین آئی تھی دل مین خوش ہوئی کہ خوب تدبیر نشانہ پر بیٹھا مطلب
بر آیا اب مین چھوڑتی بھی ہون کہ یہ صندوقچہ تیرے پاس رہے یہ لکا تہ اپنے دل سے یہ تقریر کر رہی تھی
اور اسی فکر مین تھی کہ سہراب جادو کسی طور سے یہان سے ہلا جاے پس جو تقریر اُسنے کی تھی سب بنا دیا
کی تھی کیسی ملکہ اور کیسا ہاہم اسکا منشا یہی تھا کہ سہراب مجکو روکے جب ہی تو بار بار کہتی تھی کہ مین جاتی
ہون پس اسکے سحر نے سہراب پر اثر نہ کیا تھا سہراب جادو اسکو بٹھا کر خوشی خوشی اصلی دعوت کے سامان
کی فکر مین دوسرے خیمہ مین آیا تھا عجب کہ بالا مذکور ہوا ہی یہان جو اُسنے بالاخالی پایا فوراً اُٹھی صندوقچہ
پر قبضہ کیا اور بہت جلد پشت خیمہ چاک کرکے روانہ ہوئی سحر سے اپنے کو پوشیدہ کرلیا اسقدر تیز چلی کہ دس
منٹ کے عرصہ مین لشکر اسلام سے نکل گئی مقام عجب ہے کہ جو لشکر کئی کوس کے گرد سے مین اترا ہوا اس سے
اسقدر جلد آدمی نکلجاے اسکا سبب یہ تھا کہ پشت خیمہ سہراب سے چلی تھی اور پشت پر لشکر نہ تھا
صرف ملازمان لشکر و دیگر اہلکاران کے خیمے تھے وہ سب اپنے اپنے کام مین مصروف تھے یہ اسطرف
سے گئی دوسری اسنے تدبیر یہ کی کہ جب سہراب آئیگا اور مجکو نپاے گا اور نہ صندوقچہ تو ضرور وہ
تلاش مین خود بھی چلے گا اور کسی دوسرے کو بھی روانہ کریگا اس سے شاہراہ سے نہ چلو جنگل اور کوہ
کی راہ سے چلو یہ سیدھی جنگل کیطرف چلی گئی صندوقچہ لیے ہوے خوش خوش چلی جاتی ہے ایسی بدحواس
ہے کہ راہ فراموش کر گئی بسبب خوشی کے کچھ خیال نرہا جانا اور طرف تھا دوسری طرف چلی گئی غضب اسکے
کارخانہ مین کسی کو دخل نہین ہے خدا کو یہ منظور ہوا کہ یہ صندوقچہ نہ سمن رخ کے پاس جاے نہ سہراب کے پاس
رہے اسنے دوسری تدبیر کی راوی بیان کرتا ہے کہ یہ راہ کو فراموش کیے ہوے چلی جاتی تھی اسکو کچھ بھی
خبر نہ تھی کہ کیا ہوگا یہ برابر راہ طے کیے ہوے جاتی تھی گردش فلکی کو ملاحظہ فرمایئے کہ کیا بازی اُس نے
کی راوی نے بیان کیا ہے کہ ملکہ اخضر ماہی پوش ایک ساحرہ ہے بہت زبردست اور وہ عاشق ہے آئینہ اندام
جادو پر جو کہ طلسم اشراق کا خداوند تھا اسکا واقعہ یہ ہے کہ جب بدیع الملک نے طلسم اشراق فتح کیا
اور یہ آئینہ اندام جادو وہان سے فرار کرکے شہ طاق مین آیا اسکے آنے کی خبر ایوان تاجدار
کو ہوئی تھی اس نے حکم دیا تھا کہ امتحان لیا جاے جب امتحان لیا گیا تو آئینہ اندام امتحان مین پورا
نہین اترا تب حکم ہوا تھا کہ وہ ساحر اسکی تعلیم مین کوشش کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا تھا کہ شبرنگ جادو
وہ وہان جادو کے سپرد کیا گیا تھا ایکسال تعلیم دی گئی اب جو امتحان ہوا تھا تو پورا ہوا اسوقت حکم ہوا
تھا کہ ایک مرحلہ بیرون شہ طاق دشت ہولناک مین بنا دیا جاے یہ اسمین رہے اور وہان کی حکومت کرے
چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اخضر ماہی پوش اسی حالت مین جبکہ یہ آیا تھا اسپر فریفتہ ہوئی تھی اور اسکی محبت
اسکے دل مین پیدا ہوئی تھی جبکہ اسکے لیے مرحلہ بنایا گیا اور آئینہ اندام وہان جاکر مقیم ہوا اسنے آئینہ اندام
پر اپنا عشق ظاہر کیا وہ بھی اسپر عاشق ہوا دونون باہم رہنے لگے کچھ حال تو اصل نامہ کی جلد دوم مین تحریر
ہوچکا ہے باقی حال ابھی تک تحریر نہین ہوا ہے انشاءاللہ تعالے آیندہ بہ تفصیل تحریر ہوگا جب آئینہ اندام
کے مرحلہ کا ذکر آئیگا یہان یہ بطور اجمال کے تحریر کردیا کہ ناظرین یہ خیال نہ کرین کہ یہ اخضر کون
ہے اور اسکو آئینہ اندام جادو سے کیا غرض ہے پس جب سے یہ اسپر عاشق اور یکجائی ہوئی تھی
اسکو یہ امر ناگوار ہوا تھا کہ ایوان تاجدار نے آئینہ اندام کی کچھ بھی قدر نہ کی بار دوم
یہ بہت بڑا معزز ساحر تھا ایک مدت تک خدائی کی ایک اقلیم اسکو ملا خدا جانتی تھی اُسپر

قدر ہوگی صرف ایک وہی مرحلہ بیرون نہ طاق نہوا یا نہ طاق مین اسکا رہنا بھی گوارا نہ کیا اور کوئی تبرک بھی
کسی قسم سے ایسا نہ پایا کہ جسکے سبب سے اسکی قدر ہوتی اور سمندر کو جو کہ غلام تھا اور ایوان مین پرورش کیا
تھا اسکو ایک اقلیم کا بادشاہ کیا کئی تبرکات دیے اور دریا سے سبز رنگ بنوا دیا جسے بڑے بڑے ساحر و
جادوگر و ساحرہ جو کہ اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہین اسکے تابع کین انکو اطاعت کا سمندر کی حکم دیا بالکل خلاف
انصاف کیا کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیئے کہ آئینہ اندام کی ایوان کے نزدیک قدر و منزلت ہوا اور یہ بھی معزز
خیال کیا جاے اسکو یہ حال بھی معلوم تھا کہ ایوان نے سمندر کو وہ صندوقچہ دیا ہی جو کہ تیغ سامری کے نام سے
مشہور ہی جسکا کوئی رد نہین کر جانتا ہی نہ اسپر کوئی سحر اثر کر سکتا ہی نہ کوئی دعا اسکے آگے نہ ساحر کی اصل ہی
نہ غیر ساحر کی اسکو کیونکر معلوم ہوا تھا تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ یہ بھی ایک ارکین نہ طاق سے ہی بہت بڑی
معزز ساحرہ ہی کئی ملک اسکے قبضہ مین ہین بہت سا لشکر ہی ساحر زیر دست اسکے ماتحت ہین اسکی طرف سے
اسکے کارندے اسکے ملک کا کام کرتے ہین یہ ہمیشہ نہ طاق مین رہتی ہی سال بھر کے بعد جاکر حساب و کتاب
ملک دیکھ آتی ہی اس سے اور اکوان تاجدار سے جو کہ بھائی ہی ایوان تاجدار کا بڑی ملاقات تھی
وہ اسکو اپنا دوست دلی اور یہ اسکو جانتی ہی بلکہ اکوان کے سبب سے اسکو یہ مرتبہ ملا اور ارکین نہ طاق
مین شامل ہوئی اکوان جادو اس سے کوئی راز پوشیدہ نہین کرتا ہی جب ایوان نے سمندر کو یہ مرتبہ
دیا تھا تو اکوان کو بھی بہت ناگوار ہوا تھا اسنے بطور شکایت کے اخضر سے ذکر کیا تھا اور کہا تھا کہ خداوند
نے وہ چیز سمندر شاہ کو دی ہی کہ جس کے سبب سے وہ زمین پر پیر نہین رکھتا ہی اخضر نے کہا تھا کہ
کیا دیا ہی تب اسنے سب حال صندوقچہ کا بیان کیا تھا بدین سبب یہ آگاہ تھی مگر کیا کرسکتی ہی جب اکوان
مجبور تھا تو اسکی کیا لیاقت تھی کہ یہ کچھ دخل دیتی مگر جب سے آئینہ اندام پر عاشق ہوئی تھی اسکو یہی
فکر تھی کہ کوئی چیز ایسی جیسی سمندر کو ملی ہی آئینہ اندام میرے معشوق کو بھی ملجاے مگر کوئی فکر پیش نہین
چلتی تھی کئی مرتبہ اسنے اکوان سے بھی اسکا ذکر کیا نہ اس طور سے کہ اسپر ظاہر ہوتا کہ یہ اسکی سفارش
کرتی ہی اور یہ اسپر عاشق ہی مگر تذکرتا اکوان نے جواب دیا تھا کہ تمکو امور خداوندی مین کیا دخل ہی جو
انھون نے مناسب جانا وہ کیا یہ کس کی مجال ہی کہ کوئی اعتراض کرے اور عتاب خداوندی مین گرفتار
ہو یہ خاموش ہو جاتی تھی مگر فکر مین تھی آج اتفاق سے اخضر ماہی پوش تنہا اسی فکر مین مبتلا دریا کے
کنارے بیٹھی ہوئی شکار ماہی کر رہی تھی نہ کوئی خادمہ ہمراہ تھی نہ خادم شست ڈالے ہوے سایہ درخت
مین بیٹھی تھی چونکہ وقت صبح کا تھا اسوقت اکثر شکار ہاتھ آتا ہی یہ تلاش شکار مین تھی کہ اسنے دیکھا کہ
ایک طرف سے بگولہ گرد کا اٹھا جس سے ثابت ہوتا تھا کہ کوئی مسافر چلا آتا ہی مگر تیز یہ اسکے قدم سے
جو گرد اڑتی تھی وہ بلند ہوتی تھی اسنے اس بگولہ کو دیکھکر خیال کیا کہ ادھر سے تو کوئی راہ کسی ملک
کی نہین ہی سوا سے صحرا کے کیا کوئی مسافر راہ بھول کر ادھر چلا آیا یہی خیال کر رہی تھی کہ وہ بگولہ قریب
دریا کے آکر ختم ہوا اُس سے تھوڑہ ساترہ پیدا ہوئی اس نے جو غور کرکے دیکھا تو دیکھا کہ ایک پیرزال
لپاتی ہوئی چلی آتی ہی اسکو اسکے حال پر ترس آیا اور خیال کیا کہ نہ معلوم اسپر کیا آفت پڑی
کہ یہ راہ بھول کر ادھر چلی آئی اور اس تیزی کے ساتھ چلی آتی ہی کہ جوان بھی راہ نہین چل سکتا ہی
کیا کوئی بلا اسکے عقب مین آتی ہی اسکو روک کر اسکا حال دریافت کرنا چاہیئے اگر راہ بھول گئی ہو
تو اسکو راہ پر لگانا چاہیئے ورنہ یہ اسی صحرا مین ٹکرا ٹکرا کر مر جاے گی راہ نہ ملیگی سخت پریشان
ہوگی یہ اس امر کو خیال کرکے ڈور کو قدر دل پر لگا کر کھڑے ہوے اور اسکی طرف چلی ادھر اُس

رکا تو اسنے دیکھا کہ ایک شاہزادی تن تنہا دریا کے کنارے بیٹھی ہوئی شکار ماہی کر رہی تھی مجکو آتے ہوئے
دیکھکر ڈور کو چھوڑکر میری طرف آئی ہو اسنے تعجیل کے ساتھ راہ جو طے کی تھی بشدت پیاس لگ آئی
تھی بڑی دور سے تلاش آب میں چلی آئی تھی جب اسنے دریا کو دیکھا اسکی جان میں جان آئی ورنہ
شدت پیاس سے اسکے ہونٹھ خشک ہو گئے تھے زبان میں کانٹے پڑے ہوئے تھے کلام نہ کیا جاتا تھا
یہ اخضر ماہی پوش کو دیکھکر اسکی طرف اس خیال سے چلی تھی کہ اسکے ہمراہ ظرف پانی پینے کا ہوگا دوسرے
آب سرد ہوگا اگر میں دریا سے پانی پیونگی تو سوا اسکے چلو کے میرے پاس کوئی ظرف نہیں ہے
دوسرے پانی بھی گرم ہوگا اس سے مناسب یہ ہے کہ تھوڑی دیر اور تکلیف اٹھالوں پھر راحت سے
پیاس بھر کر پانی پی لونگی پس یہ خیال کرکے قدم اٹھا کر چلی اُدھر سے یہ چلی ادھر سے اخضر جب دونوں
قریب پہونچے ایسے کہ شناخت ہو سکے اخضر نے پہچانا کہ یہ تو دایہ ہے سمندر کی اسکا نام عجوزہ
جادو ہے یہ ادھر کہاں سے آئی اسپر کیا آفت پڑی جو یہ یوں تن تنہا اس صحرا میں پہونچی اب تو فرض ہوا
کہ اس سے کچھ حال دریافت کروں سمندر کا اور اسکے ملک اور اسطرف آنیکا اس حالت سے اُدھر
اسنے بھی پہچانا کہ یہ تو ملکہ اخضر ماہی پوش حاکم شہر اخضر یہ ہے جو کہ ارکین نہ طاق سے ہے بہت
معزز ہے خوب ہوا اس سے ملاقات ہو گئی اب اگر کوئی میرے عقب میں بھی آئیگا تو میں اور یہ دونوں
ملکر اس سے مقابلہ کر لینگے خوب خداوند تصویر نے کاٹ کی ورنہ مجکو بہت بڑا خوف تھا کہ اگر کوئی آگیا
تو میں کیونکر مقابلہ کرونگی مگر اب بخوبی مقابلہ ہو جاسکے گا کیونکہ ہم بھی دو ہیں اور راہ بھی اب قریب سے کٹیگی
ناظرین پر یہ امر بھی واضح رہے کہ یہ جو سحر کرکے اور تخت پر سوار ہوکے بذریعہ سحر کے نہ چلی اسکا سبب یہ تھا
کہ یہ جانتی تھی کہ سہراب جادو ساحر ہے وہ بھی سحر کے ذریعہ سے میرے عقب میں چلیگا ایسے وقت
میں اسی طور سے راہ چلنا مناسب ہے دوسرے بسبب جلدی کے یہ کچھ سحر نہ کر سکی اسکو تو اپنی جان بچانا
تھی اسی سبب سے راہ کو چھوڑکر جو کہ سیدھی تھی صحرا کا راستہ لیا اگر یہ سیدھی راہ سے سفر کرکے جاتی
تو یہ اخضر ماہی پوش سے کیونکر ملتی خدا کو تو دوسرا امر منظور تھا خدا نے اسکی عقل کو بھی گم کر دیا تھا پس یہ
کیونکر وہ کام کرتی کہ جسکے سبب سے صندوقچہ سمندر شاہ تک پہونچ جاتا اسنے جو اخضر ماہی پوش
کو دیکھا اور زیادہ خوش ہوئی جلدی جلدی قدم اٹھانے لگی شدت پیاس سے کلام کرنیکی طاقت نہ تھی
کہ کلام کرے یا اخضر کو پکارے اخضر ماہی پوش نے جو اسکو دیکھا آواز دی کہ اے دائی امان تم
یہاں کہاں کچھ بیان تو کرو کہ کس بلا میں مبتلا ہوا اسقدر بدحواس چلی آتی ہو چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑی
دور سے چلی آتی ہو اس سے کلام تو کیا نہ گیا مگر اشارہ سے کہا کہ میں تمہارے قریب آلوں تو بیان
کروں اخضر اشارہ نہ سمجھی پھر پکار کر کہا اسنے پھر اشارہ سے کہا کہ ٹھہر جاؤ میں آتی ہوں بیان کرتی
ہوں اشارہ کرتی ہوئی قدم اٹھا کر قریب اخضر ماہی پوش آئی اخضر نے جو دیکھا کہ زبان باہر نکلی ہوئی
مثل کتے کے ہانپ رہی ہے اخضر اپنے مقام سے چند قدم چلی تھی جب وہ قریب پہونچی اسکا یہ حال دیکھکر
اور اسکا ہاتھ پکڑکر اپنے مقام پر لائی اس سے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے اسنے اشارہ سے کہا کہ تھوڑا پانی
پہلے مجکو پلا دو تا کہ میرا دم ٹھہرے بہت پیاسی ہوں مارے پیاس کے جان بلب ہوں اخضر کے ہمراہ
ایک صراحی تھی اس نے جو پانی طلب کیا پس اخضر ماہی پوش نے ایک گلاس لبریز کرکے اسکو
دیا اسنے غٹ غٹ کر کے سیر ہوکر پانی پیا حواس درست ہوئے وہ جو ہانپنی موقوف ہوئی زبان کے
کانٹے بر طرف ہوئے اب وہ اپنے آپ میں آئی جب اخضر نے دیکھا کہ اسکے حواس درست

ہوے کہا کہ اے دائی امان تم ادھر کہان سے آئی ہو کہان جاتی تھین کہ ادھر چلی آئین کیونکہ ادھر سے تو کسی طرف کا راستہ بھی نہین ہی اور کہان سے گھبرائی ہوئی آتی ہو عجوزہ نے کہا کہ اے بیٹی کیا بیان کرون اس محبت اور الفت کا برا ہو کہ جسکے سبب سے مین اسوقت مرگئی ہوتی تو اگر نہ ملتی تو مین مرجاتی اُس چھوکرے اور اُسکی لڑکی کی الفت نے یہ حال کیا اب میرے حواس درست ہوئے ہین بیان کرتی ہون مگر یہ بتلا کہ تو یہان کہان اُسنے جواب دیا کہ دائی امان مین شکار کو آئی تھی عجوزہ نے کہا کہ اکیلی کوئی ہمراہ نہین ہی جواب دیا کہ مین جب شکار کو آتی ہون تو تنہا آتی ہون آپ یہ فرمایے کہ سمندرشاہ تو خیریت سے ہین اور اُنکے بال بچے وہ تو جب سے نہ طاق سے گئے ایک مرتبہ بھی نہ آئے مجکو اسقدر کاروبار سے مہلت نہین ملتی ہی کہ مین خود آؤن مین نے سُنا ہی کہ اب تو بہت سے ملک اُنکے قبضہ مین آ گئے ہین بادشاہ بزرگ ہو گئے ہین عجوزہ نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ ہان ایسا تو ہو گیا تھا مگر اب چند سے ایسی بلا مین مبتلا ہوا ہی کہ جو کہ دوست تھے وہ دشمن ہو گئے کئی بڑے بڑے نامی ساحر جو کہ اُسکے قوت بازو سمجھے جاتے تھے گئے بہت سے منحرف ہو گئے اپنے عزیز اپنے دشمن ہوے آج کل زمانہ سمندر سے برخلاف ہی دیکھئے اسکا انجام کیا ہوتا ہی خداوند اُسکی جان بچائے مین آبرو رکھین اے بیٹی ہان پہلے تو بتا کہ نہ طاق مین تو سب امن وامان ہی سب اچھی طرح سے ہین کوئی انقلاب تو نہین ہوا اکوان تاجدار کا مزاج تو اچھا ہی اور سب وزیر و امیر اچھی طرح سے ہین کسی پر عتاب خداوندی تو آجکل نہین ہی تمہارے سب ملکون مین امن وامان ہی خراج برابر چلے جاتا ہی اخضر نے کہا دائی امان نہ طاق مین سب طرح سے خیریت ہی سب خوش ہین اکوان تاجدار بھی خوش ہین اور سب امیر و وزیر بھی کسی پر کسی طرح کا عتاب نہین ہی میرے ملکون سے بھی برابر خراج آتا ہی اب آپ سمندر کا حال بیان فرمایئے کیونکہ آپکے فرمانے سے مجکو بہت بڑی تشویش ہی کہ کس بلا مین مبتلا ہوے ہین ہمکو مطلق خبر بھی نہوئی تب عجوزہ نے اُس سے حال بیان کرنا شروع کیا آنا لشکر اسلام کا کنارے دریاے سبز رنگ کے صنوبرشاہ کا دعوت کرنا صاحبقران کی سہراب و حباب کو سحران کا روانہ کرنا حباب کا قتل ہونا سہراب کا اسیر ہونا سہراب کا شریک اسلام ہونا سمندر کا صنوبرشاہ کو اسیر کرکے طلب کر لینا سحران کا صاحبقران سے مقابلہ کرنا دیگر حالات دریاے سبز رنگ کا برباد ہونا ماہیان و سحران و آفتاب جادو کا قتل ہونا لشکر اسلام کا اُدھر کو آنا غزالان دختر آفتاب کا لشکر اسلام کے شریک ہونا یقین خود پرست و دیگر بادشاہون کا شریک اسلام ہونا اور جو واقعات گزرے تھے اور لشکر کا قریب سمند ریم فروکش ہونا سمندرشاہ کا برائے مقابلہ لشکر روانہ کرنا شکست کھانا لشکر سمندرشاہ کا آفاق کا شریک اہل اسلام ہونا کوکب کا شریک ہونا زمرد جادو کا قتل ہونا عشاق نہ طاقی کا مع شعلہ کے قتل ہونا سب بیان کیا اور جو کچھ گذرا تھا اور مقابلے اور عیاریان ہوئی تھین سب کہہ سنایا کہا کہ بیٹی سمندر اس بلا مین آجکل مبتلا ہی اخضر ماہی پوش نے کہا کہ پھر اسکا انجام کیا ہوا فیصلہ ہو گیا یا نہین عجوزہ جادو نے جواب دیا کہ ابھی مقابلہ ہو رہا ہی گھر داب شاہ وغیرہ لشکر لیے ہوے پڑے ہین ابھی کل کا ذکر ہی کہ سمندرشاہ نے سب اہل اسلام کا خاتمہ کر ڈالا تھا مگر اُن کی لڑکی نے بڑا غضب کیا کہ لشکر اسلام سے مل گئین وہ بھی تو سہراب جادو پر عاشق ہین اے محبت سہراب مین باپ کی دشمن ہو گئین مگر فضل والدین کی ہی کیونکر نصیب ہو گئی ہین نے بڑا کام کیا لیکن عجوزہ نے سمندرشاہ کا [illegible] کا حال لنیم سے بیان کرنا اسکا صندوقچہ چورا کے سہراب جادو کو دینا وہان لشکر تنہا زعفران کا مقابلہ [illegible] اہل اسلام کو اسیر کرنا عین وقت پر سہراب جادو کا پہونچنا زعفران کو قتل کرنا سحا [illegible]

قتل کرنا اسکی خبر سمندر کے پاس آنا سمندر کا افسوس کرنا حال صندوقچہ کا عرضی سے گرداب شاہ کی معلوم ہونا اور
سمندر کا نسیم پر بدعت کرنا اپنا یہ خبر پاکر آنا نسیم کو دست سمندر سے نجات دلوانا اور اسکا اقرار کرنا کہیں ضرور
صندوقچہ لا دونگی پس اپنا روانہ ہونا سہراب جادو کے خیمہ میں جاکر سہراب سے ملکر اسکو دھوکا دیکر
موقع پاکر اپنا صندوقچہ لیکر جانا اس خیال سے کہ شاید کوئی تلاش میں آئے شاہراہ چھوڑکر صحرا کی
راہ سے سمندر ریم کو روانہ ہونا راہ بھول کر ادھر کو آنا سب بیان کیا اخضر ماہی پوش نے کہا کہ دائی امان
ہمکو اس امر سے آگاہی نہ تھی ورنہ ہم ضرور آکر سمندر شاہ کی مدد کرتے یا کوئی نہ کوئی تدبیر ضرور خداوند
کرتے سمندر شاہ نے بالکل خبر نہ کی نہ کوئی عرضی روانہ کی نہ کوئی پیغام بھیجا عجوزہ نے کہا کہ سمندر نے
خیال کیا کہ میں اسکی کیا خبر کردوں کیونکہ وہ لوگ غیر ساحر ہیں اور انکے ہمراہ اگر ساحر بھی ہیں تو کچھ میرے لازم ہے
کہ اگر سطر یک ہو گئے ہیں کچھ دوسرے اقلیم کے انکا گرفتار کرلینا یا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہے لیکن مرتبہ ایسا ہی
ہوا جو ساحر یہاں سے گیا اُسنے جاکر اسیر کر لیا یا عیاروں نے آکر قتل کیا یا کوئی اور سبب ہوا ایسی حالت
میں جبکہ انکی کوئی اصل نہیں ہے کیا خبر کرتا خبر کرکے سب کے نزدیک اپنے تئیں حقیر ٹھہراتا لوگ یہ کہتے کہ اتنا بڑا
بادشاہ ہوکر غیر ساحروں سے مقابلہ نہ کرسکا خداوند سے کمک طلب کی کل یہ کا ذکر ہے زعفران نے خاتمہ کردیا
تھا جیسا کہ میں نے بیان کیا تم سے نہ سہراب جادو کو صندوقچہ ملتا نہ وہ قتل ہوتی اب میں سہراب کے پاس
سے صندوقچہ لیے جاتی ہوں کل پرسوں میں سب کا خاتمہ ہو جائے گا ایسی حالت میں کوئی ضرورت نہ تھی جب
عجوزہ جادو نے کہا اخضر ماہی پوش نے خیال کیا کہ ای اخضر اگر یہ صندوقچہ کسی عنوان سے مل جائے تو بہت
عمدہ چیز ہے اور تو اسی فکر میں تھی ای کہ کوئی چیز خداوند سے اپنے شوق کو بھی دلوادوں جیسے کہ سمندر
کے پاس ہی ہیں اگر یہ صندوقچہ مانگیں تو اسکا سب پاس کریں گے اور پیش خداوند عزت ہوگی یہ خیال کرکے
اُسنے عجوزہ سے کہا کہ دائی امان میں نے وہ صندوقچہ جو کہ خداوند نے سمندر کو دیا تھا اور تم نے جس کا
ذکر کیا آج تک نہیں دیکھا کہ کس قسم کا صندوقچہ ہے اسمیں کیا صفت ہے اگر تمہاری مہربانی ہو تو میں بھی دیکھ لوں
عجوزہ نے کہا کہ ای اخضر دیکھنے کی شئے کس طور کا صندوقچہ نہیں ہے بلکہ معمولی ہے اسکو کیا دیکھنے گی اخضر نے کہا
کہ معلوم ہوا کہ تمکو کسی قسم کا مجھ سے خوف ہے جو تم نہیں دکھاتی ہو مجکو اُس دن سے اسکا اشتیاق ہے جب سے
میں نے اُسکی حقیقت سنی ہے پہلے تو مجکو یہ خیال تھا کہ یہ سرا مہ چھوٹا ہے مگر جب سے تم نے اسکا حال بیان
کیا از حد دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا تم اپنے دل میں کوئی خوف نہ کرو میں صرف دیکھکر تمکو دے دونگی اخضر
نے ایسی چاپلوسی کی باتیں کیں کہ عجوزہ جادو ایسی مکارہ اُسکے دام فریب میں آگئی کہا کہ ای اخضر مجھکو
تم سے مطلق خوف نہیں ہے یہ گمان تیرا بالکل غلط ہے ہاں خوف اس امر کا ہے کہ شاید کوئی میری تلاش میں آتا ہو
وہ صندوقچہ کو دیکھکر پہچان لے اگر صندوقچہ نہ دیکھے گا تو وہ یہ نہیں جان سکتا ہے کہ میں ہی صندوقچہ لیکر
بھاگی ہوں بلکہ یہ خیال کرے گا کہ کوئی ہوگا کیونکہ میں کوئی اصلی صورت سے تو لشکر اسلام میں گئی نہ تھی بلکہ جیسے
کہا بھی کہ نسیم وزیرزادی کی صورت بنکر گئی تھی ہاں صندوقچہ کو سب پہچانتے ہیں صرف خوف اسکا ہے
اخضر نے جواب دیا کہ میں ابھی تو دیکھکر دیے دیتی ہوں کوئی نہیں ہے نہ کوئی ادھر آسکتا ہے کیونکہ
سب جانتے ہیں کہ یہ صحرا سے ہولناک ہے اسمیں آبادی مطلق نہیں ہے نہ ادھر سے راہ ہے جو کوئی تلاش
کو نکلے گا بھی تو سیدھا سمندر ریم جائے گا اس طرف کیوں آنے لگا کیا کوئی دیوانہ ہے کہ راہ چھوڑکر ادھر
آئیگا اور اپنے کو آفت میں مبتلا کرے گا دوسرے اگر کوئی آ بھی جائے گا تو ہم اور تم دونوں باہم مل کر
مقابلہ کرلیں گے ہم دو ہونگے وہ ایک ہوگا جب اخضر ماہی پوش نے یہ کہا عجوزہ نے بھی خیال کیا کیا نقصان ہے

یہ اپنے دل مین خیال کرکے صندوقچہ نکال کر دیا کہ بیٹھے دیکھ لیجیے اخضر ماہی پوش نے صندوقچہ ہاتھ سے لیکر اپنے
سامنے رکھا اور ایک مرتبہ حسرت آلودہ ہوکر دیکھنے لگی اور صندوقچہ پر اپنا ڈوپٹہ ڈال دیا عجوزہ نے کہا کہ کیون
اسپر ڈوپٹہ کیون ڈالا اخضر نے کہا کہ ای دائی امان دیکھو کوئی آتا ہی ہین مین نے اس خیال سے ڈوپٹہ ڈال دیا ہی کہ
وہ نہ دیکھے کوئی انہین سے نہ ہو کیونکہ مین پہچانتی نہین ہون ذرا تم بھی پلٹ کر دیکھو یہ جو اخضر ماہی پوش
نے کہا عجوزہ نے کہا زمین نہ ہتی تھی کہ ضرور کوئی نہ کوئی ادھر بھی آنسے گا وہ ہی ہوا یہ کہکر اپنی پشت کیطرف
پھر کر دیکھنے لگی اور کہا کہ کدھر اخضر نے کہا کہ وہ دریا کے کنارے یہ کہا اور بہت جلد نیمچہ سحر پر ہاتھ رکھا اور اسکو
نیام سے کھینچ کہا کہ اے دائی امان ذرا غور سے دیکھو وہ تو ادھر دیکھ ہی رہی تھی اسکی خبر ہی نہ تھی کہ پشت کیطرف
کیا ہورہا ہی پس جب تک وہ دیکھے پلٹے اخضر ماہی پوش نے دو قدم ہٹ کر پینترا بدل کر جو ہاتھ لگایا بیاض
گردن پر پورا ہاتھ کھیر پور بیٹھا اسکے سر اس لکاتہ کا قلم تن پر سے اڑ کر دور جاکر گرا بجاے خون کے شعلہ
آتش کی گردن سے نکلا ایک تلاطم برپا ہوا آثار حشر ونشر نمایان ہوئے زمین کانپنے لگی زلزلہ آگیا تاریکی
ہوگئی برف باری سنگباری ہونے لگی آندھی سیاہ اٹھی پر شور وغل مچانے لگی سب تر بتر بھول گئے تھوڑے
عرصہ تک یہی عالم رہا بعدہ وہ تاریکی دور ہوئی سب آثار حشر ونشر برطرف ہوئے صدا آئی کہ ہی مرگئی نام مین
عجوزہ جادو بود افسوس مارا تجکو بے خطا اور کام تمام کیا میرا حیف صد حیف مردیم وجان دادیم کیا لب
خود نہ سیدیم بہ مدعا حبیب آنکھی اخضر ماہی پوش نے دیکھا کہ ایک شعلہ خود بخود زمین سے پیدا ہوا وہ لاش
اس لکاتہ کی لپیٹ گیا اور اسکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اس خاک سے ایک طائر پیدا ہوا وہ اڑکر آسمان
پر گیا اور کہا کہ مین جاکر سمندر شاہ کو اس حال پر ملال سے آگاہ کرتا ہون کہ اخضر ماہی پوش نے
دایہ کو قتل کیا وہ صندوقچہ لیے ہوے آتی ہین یہ جو اخضر ماہی پوش نے سنا خیال کیا کہ اس طائر
کو سحر سے قتل کرنا لازم ہی پس اسنے اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک گولہ سحر کا نکالا کہ اس سے اس
طائر کو قتل کرون جب تک وہ گولہ نکالے اتنے عرصہ مین وہ طائر یہ صدا دیکر چلا گیا یہ منھ دیکھکر
رہ گئی جب وہ طائر چلا گیا اسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ اب اس مقام پر قیام کرنا بیکار ہی یہان سے
اپنے معشوق کے پاس چلو خوب خداوند تصویر نے تجکو یہ چیز دی بڑی مشقت اور زحمت سے
سمندر شاہ کو بڑا غرور تھا یہ صندوقچہ لائق آبگینہ اندام کے تھا نہ کہ سمندر کے لائق وہ اسکی
خوب قدر کرے گا سمندر شاہ نے صندوقچہ کی کچھ بھی قدر نہ کی ایسی ناقدری کی کہ اہل اسلام تک
پہونچ گیا اسوقت یہ حرامزادی خوب ادھر آئی اور میرے فقرے مین بھی خوب آئی دھوکا بھی کھایا ورنہ
ہاتھ آنا اسکا محال تھا یہ صندوقچہ میرے مقدر کا تھا اسی سبب سے یہ راہ فراموش کرکے ادھر آئی
اسکی سزا تبھی یہ ہی تھی بڑی ساحرہ زبردست تھی اب کہان تک زندہ رہتی مرتی بھی یا نہین اسکے
مرنے سے یہ فائدہ ہوا کہ ایک چیز عمدہ ہاتھ آئی عجوزہ نے اسکے کام مین لانے کی تدبیر بھی بیان
کر دی تھی اس سے اخضر ماہی پوش اور بھی زیادہ خوش تھی کہ تدبیر بھی معلوم ہے اگر وہ تدبیر
نہ بتاتی تو بڑی خرابی تھی مگر ای اخضر جب سمندر شاہ کو یہ حال معلوم ہوگا وہ ضرور کسی نہ کسی
کو میری تلاش مین ادھر کو روانہ کرے گا دوسرے خداوند کو تحریر کرے گا پس یہان سے اب چلا جانا
مناسب ہی کیا فایدہ کہ بیکار کا فساد ہو کیونکہ اب یہ تو ممکن نہین ہی کہ کوئی میرے پاس سے صندوقچہ
لے جاے سواے اس امر کے جو آیگا وہ میرے ہاتھ سے مارا جاے گا اس فساد کو لون دفع
کر دو اور جب سمندر خداوند کو میری شکایت تحریر کرے گا وہ مجھ سے فوراً بانت کرین گے اسوقت

جو امر مناسب ہوگا جواب دے دونگی یہ چند امر خیال کرکے سمندر کے خوف سے اسی وقت اخفر مارہی پوش
اس صندوقچہ کو لیکر طرف مرحلہ آئینہ اندام کے جو کہ سکم الوان تا جسدار ہیرون طلسم بنا دیا
گیا ہی اور آئینہ اندام وہان حکومت کرتا ہی روانہ ہوئی اسکا حال آئندہ جلد سوم مین انشا اللہ تعالے
تحریر ہوگا اگر حیات مستعار باقی ہی اب اسکو راہ مین رکھا جاتا ہی کہ اسنے جب صندوقچہ جاکر آئینہ اندام
لودیا اسنے کیا کیا اور سمندر نے اسکے ساتھ آگاہ ہونے پر کیا کیا یہ داستان اس مقام پہ ترک کی گئی جلد
سوم مین بیان ہوگی اب مین حال سمندر و دیگر حالات جو کہ گذرے ہین تحریر کرتا ہون راوی نے اس
طور سے بیان کیا ہی کہ جب صبح ہوئی یہان سمندر نے دربار کیا سب سردار [illegible] دلیر سے حاضر دربار
ہوئے عشاق بھی آکر ہونچا احتیاط جادو بھی آیا جبکہ دربار جمع ہوگا سمندر نے کیفیت مقابلہ اسنے
دریافت کی احتیاط نے کل حال جو کہ عرضی مین تحریر تھا سب بیان کیا گو صندوقچہ کا لانا نہ بیان کیا
اس خیال سے کہ بادشاہ یہ نہ خیال کرین کہ اسنے میری حقارت چاہی اہل دربار سے کہہ دیا سمندر شاہ
نے بھی کچھ نہ دریافت کیا عشاق جادو نے سمندر سے کہا کہ ای بادشاہ کچھ نہ پتہ لگا کہ صندوقچہ
سہراب جادو کو کیونکر ملا سمندر شاہ نے کہا کہ ایک خواص خاص میری اسوقت ابتدا ہوئی تھی
جبکہ مین نے نسیم سے حال بیان کیا تھا وہ پوشیدہ طور سے سن رہی تھی اسنے جاکر سہراب جادو کو دیا
سہراب سے اس سے آشنائی تھی اسطور سے شہر تک ہونچا جب مین نے جاکر سب پر بدعت کی
اور مارنا شروع کیا تب میرے اوپر ظاہر ہوا وہ قبولی پس مین نے اسنے قید کیا ای استاد میری
دائی امان سہراب جادو کے پاس گئی ہونگی انھون نے اقرار کیا ہی کہ مین ضرور بالضرور لادونگی تب
مین نے اسے چھوڑا ورنہ مین قتل پر آمادہ تھا مگر قید کر لیا ہی عشاق جادو نے کہا کہ وہ کیونکر لائینگی
بھلا یہ بھی کوئی بات قیاس کرنے کی ہی سمندر شاہ نے کہا کسی تدبیر سے تو لائینگی کوئی امر انھون نے خیال
کر لیا ہوگا عشاق نے کہا کہ میری عقل مین تو نہین آتا ہی کہ ایسی چیز ہوکر نایاب ہو وہ اب کسی تدبیر سے
سہراب جادو کے قبضہ سے نکل آسے بالکل خلاف عقل ہی سمندر نے کہا ہمکو اس امر سے کیا غرض کہ ہم دریافت
کرسکے کہ آپ کیونکر لائینگی ہم کو اپنے مطلب سے غرض ہی عشاق نے کہا کہ خداوند ایسا کرین کہ وہ صندوقچہ
کسی طرح سے آپکے ہاتھ آجاسے کہ میرے نزدیک اب اسکا آنا غیر ممکن ہی سمندر نے کہا کہ خیر دیکھا جاسے گا
اگر نہ آئیگا تو ضرور مین اُس لکاتہ کو قتل کرونگا عشاق نے جواب دیا کہ اب کیا ہوتا ہی جو ہوتا تھا وہ
ہوگیا اب آپ اپنی جان بچانے کی فکر فرمایئے سمندر شاہ نے کہا کہ گرداب نے تحریر کیا ہی کہ جو آپ
حکم فرمائین وہ کیا جاسے کل تو مین نے جواب اُسکی عرضی کا نہین تحریر کیا مگر آج تحریر لکھے دیتا ہون
کہ تم ابھی مقابلہ مین اُترے رہو ہم کوئی تدبیر کرتے ہین جب ہم حکم دین اسوقت طبل جنگ بجوانا اور
مقابلہ کرنا یا تو ہم خود آئین گے یا کسی ساحر زبردست کو روانہ کرین گے جو کہ پورے طور سے تمھاری کمک
کرے عشاق جادو نے کہا کہ اب سوا اس تدبیر کے اور کیا تدبیر ہی کیونکہ ہم لوگ بالکل بیدست
و پا ہوگئے ہین اب جب تک اپنا کامل طور سے بندوبست نہ کرلین گے ہم مقابلہ نہین کرسکتے ہین بس یہی
مضمون سمندر شاہ نے دبیر سے تحریر کرا کے طائر سحر کے ذریعے سے پاس گرداب شاہ کے روانہ
کیا بعد اسکے اور کاغذات دیکھنے لگا اسکو خیال ہی کہ دایہ ضرور سہراب جادو کے پاس گئی ہوگی
احتیاط جادو نے وہ نقلی صندوقچہ پیش کیا تھا وہ اسکے پاس رکھا ہوا ہی بیٹھا ہوا اسی کو
دیکھ رہا ہی اور ہر مرتبہ عشاق سے کہتا ہی کہ استاد بڑی عمدہ کاریگری کی تھی اس صندوقچہ مین اور

اُسمین سر مو فرق نہین ہی اگر یہ وہ ایسے مقام پر ہون تو کوئی نہین پہچان سکتا ہی کہ اصلی کون ہی اور نقلی کون ہی
مین تو اس عقل و دانش پر آفرین کرونگا یہ اُس خواص کی کارروائی نہین ہی بلکہ یہ فرقت خاص سہراب
جادو کی ہی اُسنے بنا کر دیا ہوگا مگر بڑی چالاکی اور دانائی کی سوا اسی تدبیر کے کوئی تدبیر نہ تھی عشاق
نے کہا کہ اگر ایسی تدبیر نہ کرتا تو تم دھوکا کیونکر کہاتے فرض کیا سہراب کی کبھی لیاقت ہی کہ اُسکو کوئی عورت
بھی نہ ملی اُس نے ایک کم قدر عورت خواص سے آشنائی کی سمندر نے کہا کہ یہ صرف اپنا مطلب نکالنے کے لیے
کیا گیا تھا کیا وہ اُسکو اپنے ساتھ رکھیگا اب کبھی نہ رکھیگا اسنے داستانون مین آکر اُسکے ساتھ نیکی کی اور احسان
کیا اُس نے صرف اپنی غرض سے اس فعل کو گوارا کیا تھا ورنہ اُسکو کیا ضرورت تھی عشاق نے کہا کہ یہ
آپکا گمان درست ہے ایک سا ہوگا جیتا جاگتا بیٹھا ہوا ولیعہد اُسکا بتاتا ہی اور کہتا ہی کہ خوب بادشاہ نے فقرہ کیا اگر مین حال
بیان کرتا تو ضرور برہم ہوتا اسوقت میری عقل نے خوب ابھری آمد دکھائی ورنہ ضرور آبرو ریزی کیا اس نے
اپنی لڑکی کا عیب پوشیدہ کیا اور خواص کے ذمہ الزام لگایا مگر کیا ضرور وہ ایسا نہ ایک دن رنگ دیگی
اور ایسی رنگ کہ سمندر کو سوا سے مرجانے کے دوسری تدبیر نہ بن پڑیگی اگر صاحب غیرت ہی ورنہ زندہ
رہنے کا اور سبب مین منھ دکھانے کا یہی امر غیرت دار کے لیے مرجانے کو کافی تھا مگر ذرا ابھی جو معلوم ہوتا ہی
یہ اچھا ادا جادو اپنے دل مین کہتا تھا اور تمام محل بیٹھا ہوا تھا یہان سمندر محل مین پہنچ و لیست کر گیا
تھا کہ یہ جو واقعہ شب کو گذرا ہی اگر اسکی خبر باہر ہوگی تو مین تمام اہل محل کو قتل کر ڈالونگا اسوقت یہ نہ درستم
کرونگا کہ کس نے یہ خبر باہر بیان کی بیان ایک کریگا قتل سب کے سب ہونگے پس یہ جو حکم دیا تھا
تو اب اُسوقت سے کوئی چرچا نہ کرتا تھا سب کو جان کا خوف تھا گویا منھ پر مہر لگ گئی تھی پس اسی
سبب سے یہ فقرہ سمندر نے دربار مین بیان کیا کیونکہ اسکو یقین تھا کہ اب کوئی محل والون سے تو بیان
نہ کریگا جو ظاہر ہوگا پس اسی طرح سے اُسکو پوشیدہ کر دیو نگہ بڑی بدنامی کا سبب ہی یہان سمندر
نے یہ فقرہ کیا عشاق سے پہلے تو یہ ہوئی کہ سمندر شاہ کا دھیان اپنی دایہ کی طرف لگا ہوا ہی کہ وہ ضرور
صندوقچہ لے کر آئی ہوگی ایک پاس دن آیا ہوگا کہ یکایک ایک صدا ہیبت ناک آئی اور جو عمارتے کہ
شہر سمندریہ مین عجوزہ کی بنائی ہوئی تھی اور جو اشیا کہ اُسنے سحر سے طیار کی تھین وہ سب ایک مرتبہ
ہلنے لگین اور عمارتین گرنے لگین اور دھوان ہو کر اڑنے لگین ایک طلاطم مچ گیا کہ یہ کیا آفت آئی کہ
یکایک یہ عمارت گرنے لگی اور ایسی صدا آئی کہ جسکے آنے سے تمام شہر ہل گیا زمین کانپنے لگی ایک
مکان عجوزہ کا سامنے دربار کے بھی آتا وہ بھی گر پڑا اُسکے منہدم ہونے کی جو صدا آئی اول تو اُس
صدا ہیبت کے آنے سے سب اہل دربار حیران تھے اور متفکر تھے کہ یہ کیسی صدا آئی خود سمندر
حیران تھا جب یکایک عمارت کے گرنے کی صدا آئی تو اُس نے حکم دیا کہ دریافت کرو کہ یہ کون سی
عمارت گری ہی ایک چوبدار باہر آیا اور دریافت کر کے پھر دربار مین گیا اور عرض کیا کہ اے خداوند
جو عمارت کہ آپ کے محل اور دربار کے سامنے آپکی دایہ عجوزہ ساحرہ کی تھی وہ سب گر پڑی ہی اور
جس قدر عمارت تھی سب منہدم ہو گئی اور دھوان ہو کر اڑ گئی اور جو اشیا اُن کی طیار کی ہوئی
تھین سب مین یکایک آگ لگ گئی یہ جو چوبدار نے کہا سمندر شاہ نے زانون پر ہاتھ مارا اور کہا کہ
افسوس صد افسوس دایہ بھی قتل ہوئی یہ اُسکے مرنے کی علامت ہی جو جو چیزین اُس نے سحر سے
بنائی تھین سب برباد ہو گئین بڑا ہی غضب ہو گیا اب کوئی بزرگون مین سے نہ رہا عجوزہ نے
مجھکو گود مین پرورش کیا تھا اُسکا سن کیا تھا صرف ایک ہزار برس کی عمر تھی وہ میرے اچھے

مثل ماں کے شفقت کرتی تھی مین اسکو اپنی مان جانتا تھا اور دائی امان کہتا تھا وہ مجکو اپنا فرزند تصور
کرتی تھی برسون مین اور وہ ساتھ سویا ہون جب اور کسی امر کی ضرورت ہوئی اُسنے اُسکو بھی رفع
کر دیا بلکہ مین اُس امر سے اُسی کے سبب سے واقف ہوا ہون بڑی میرے حال پر مہربان تھی آج میرے
سر پر سے مان کا سایہ اُٹھا اب تو میرے اوپر مصیبت پر مصیبت بلا پر بلا نازل ہوتی ہے افسوس کیونکر
دریافت کرون کہ کس نے میری دائی امان کو قتل کیا ہے ہائے اُس ظالم کو اُسکی جوانی پر رحم بھی نہ آیا
بعض اہل دربار سمندر کے ان کلمات سے منہ پھیر کر اور رومال منہ پر رکھکر ہنسنے لگے بعض نے اپنے
دل مین کہا کہ واہ ری دائی امان جو کہ اپنا فرزند خیال کرے اور شوہر بھی بنائے بعض نے اپنے دل مین
کہا کہ آگ لگے اس جوانی پر کہ ہزار برس کی تو عمر تھی مگر جوان تھی اسی کلمہ پر تو عشاق کو تاب نہ رہی یون
دل اٹھا کر ای بادشاہ جسکی ہزار برس کی عمر تھی وہ کیا جوان ہوگی یہ تو آپ کا ارشاد کرنا میرے خیال
مین نہ آیا کہ ہائے اُس ظالم کو اُسکی جوانی پر رحم نہ آیا میری عمر کیا رہ سو برس کی ہے مین بالکل پیر
ہو گیا ہون وہ بھی مثل میرے ہو گی بلکہ جب مین عجوزہ کو دیکھا تھا تب ہی وہ ضعیفہ ہو چکی تھی دانت
ٹوٹ چکے تھے اب تو زیادہ لٹ گئی ہوگی مگر ہان ساحرہ زبردست تھی فن ساحری مین کامل تھی اُسکا
مثل نہ تھا سمندر شاہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ استاد وہ آپکے نزدیک پیر زالہ ہوگی میرے نزدیک
تو وہ ابھی جوان تھی مین کیا کہون کہ اُسنے مجکو کس کس قسم کی راحت دی تھی جب اُن راحتون کا خیال
آئیگا تاب و جگر سے شعلے نکلین گے عشاق نے کہا یہ امر ضرور ہی مگر کیا کیا جائے سمندر غم مین اپنی
دایہ کے صندوقچہ کا بھی حال بھول گیا اسکا خیال بھی نہ آیا خاموش ہو کر عالم سکوت مین رہ گیا ابھی سمندر
کو عجوزہ کا خیال برطرف نہوا تھا کہ عشاق نے کہا کیون سمندر آپ کی دایہ کی جان صندوقچہ نے
لی نہ وہ صندوقچہ لینے جاتین نہ قتل ہوتین معلوم ہوتا ہے سہراب جادو پر حال کھل گیا کہ جس تدبیر
سے وہ گئی ہون اُسنے قتل کیا سمندر نے کہا کہ استاد اس صندوقچہ نے معلوم کس کس کی جان لی اور
پھر ہاتھ نہ آیا اگر مین یہ جانتا تو دایہ کو کبھی نجانے دیتا صبر کر لیتا عشاق نے جواب دیا کہ ہم نے نہ
کہا تھا کہ اب صندوقچہ کا ہاتھ آنا محال ہے آپنے فرمایا تھا کہ دائی امان کسی نہ کسی تدبیر سے لے آئینگی آپنے ملاحظہ
فرمایا کہ کیا ہوا اُنکی جان بھی گئی اور صندوقچہ بھی نہ ہاتھ آیا اور صدمہ تازہ ہوا سمندر نے جواب دیا کہ استاد
کیا عرض کرون اب تو مجکو صندوقچہ کا بھی صدمہ نہین ہے جو دائی امان کے مرنے کا صدمہ ہے سمندر یہ ہی
کہ رہا تھا کہ وہ طائر جو کہ خاک عجوزہ سے پیدا ہوا تھا آکر پہونچا سر پر سمندر کے قائم ہو کر پکارا کہ ای سمندر
خبردار ہو کہ تیری دائی امان عجوزہ ساحرہ کو ملکہ اخضر ماہی پوش نے صندوقچہ کے لیے قتل کیا وہ
صندوقچہ فقرہ کر کے سہراب کے خیمہ سے لیکر بھاگی تھین بسبب اس امر کے کہ شاید کوئی تلاش کو آئیگا
شاہراہ سے نہ آئین بلکہ صحرا اور کوہستان سے قصد آنے کا کیا جلدی مین راہ فراموش کر گئین دریاے
محیط کے کنارے جو صحرا ہے کہ حد بحر سے کسی طرف کا راستہ نہین ہے سواے نہ طاق کے اور وہان اکثر مسافر
جاکر پھر واپس نہین آتے ہین نکل گئین وہان دریا کے کنارے اخضر ماہی پوش شکار ماہی مین مصروف
تھی یہ بہت سے پیاسی تھین اخضر ماہی پوش کو دیکھکر براے ملاقات ٹھہر گئین اور پانی طلب کیا اُسنے
پانی دیا اُنھون نے پانی پیا سب حال بیان کیا نہ طاق کا حال دریافت کیا اُس ذکر مین صندوقچہ کا بھی
حال بیان کیا اُسکے دل مین بدی آئی اُس نے دایہ سے صندوقچہ دیکھنے کی خواہش کی اُنھون نے
صندوقچہ دکھایا اُسنے فقرہ انکو دیا کہ کوئی تمھاری پشت کی طرف سے آتا ہے یہ پلٹین اُسنے تیغہ مارا کہ انکا سر تن سے

اُڑگیا ادھر گئین مین تو اخضر سے بہت خوش ہوا کہ اُسکے سبب سے مین نے قید سے رہائی پائی نہ وہ قتل کرتی نہ یہ مرتی مین ہزار برس سے اُسکی قید مین تھا یہ کہکر وہ طایر فرّاٹا مارکر اُڑگیا اب تو سمندر حیران ہوا کہ یہ تو نئی بات ہوئی پی اخضر نے میری دایہ کو قتل کیا اور صندوقچہ بھی لے لیا انھون نے کب کی عداوت ادا کی میری اُنکی کب کی دشمنی تھی مین کب چھوڑتا ہون کہ وہ صندوقچہ لیجا ئین میرے ہاتھ سے وہ کب بچتی ہین معلوم ہوا کہ اُنکو غرور ہوگیا ہی کہ مین رکن طلسم نہ طاق ہون میرا کوئی کچھ نہ کرسکے گا مین نہ طاق مین جاکر اُس سے اپنا صندوقچہ لا ؤنگا اور اپنی دایہ کے خون کا عوض لونگا یہ تو اخضر ماہی پوش نے بنا فساد کی ڈالی ایک تو صندوقچہ لیا دوسرے خون کیا کیا خوب وہ اپنے دل مین سمجھی کیا ہی کہ اپنے تئین بہت بڑی کاملہ خیال کرتی ہی میرے نزدیک ایک چھوکری ہی مین خداوند سے اسکی شکایت کرونگا مجکو صندوقچہ خداوند نے دیا تھا کوئی مین نے اُس سے یا اُسکے بزرگ سے چھین نہ لیا تھا نہ اُسکی ملکیت کا تھا جو وہ یون لے گئین مین کسی کو طرف دریا کے روانہ کرتا ہون کہ وہ جاکر اُسکو گرفتار کرلائے میرا ملک اب بھی اُسکے ملک سے بڑا ہی میرے پاس اب بھی اُسکے پاس سے سا حر زیادہ ہین لشکر کثیر ہی ہزار ہون بادشاہ میرے باج گذار ہین گو آج کل مہیلہ لشکر تباہ ہوچکا ہو لوگ بہت پھر گئے ہین ملک میرے قبضہ سے نکل گئے ہین مگر مین اس حالت مین بھی اُس سے زیادہ ہون صاحب قوت ہون وہ بھولی کس بھروسہ پر ہی صرف اس امر پر کہ مین رکن طلسم ہون اگر وہ رکن طلسم ہی تو مین بھی شہنشاہ جلیل القدر ہون اُسکے ایسے میرے ملازم ہین مین کچھ خیال نہ کرونگا اپنا صندوقچہ لے لونگا عشاق نے کہا ای سمندر انسان کو لازم ہی کہ جو امر کرے سمجھ بوجھکر کرے پہلے رقم جمشیدی سے دریافت کرلو کہ وہ دریا کے کنارے ہی یا نہین یا وہ نہ طاق کو گئی ہی جہان وہ نکلے پہلے اُسکو ایک نامہ بطور شکایت کے تحریر کرو اور خداوند کو بھی اس حال سے آگاہ کردو دیکھو وہ کیا جواب تحریر کرتی ہی کیونکہ اگر تم اپنی طرف سے بنا فساد کی ڈالوگے تو خداوند کو بھی ناگوار ہوگا وہ اُسکی شرکت کرین گے اور دوسرے بھی تمکو الزام دین گے کہ پہلے تم نے کیون نہ آشتی پیام و سلام کیا جو لشکر لے کر مقابلہ کو آمادہ ہوے اُسکو بھی یہی کلام ہوگا اگر مجھ سے آشتی طلب کرتے اور مین نہ دیتی تو اُسوقت آپ کو زیبا تھا مقابلہ کرنا اب تو مین نہ دونگی کوئی مین پابندی کا نہین رکھتی ہون جو دبکر دے دون مقابلہ کرونگی اُسوقت سب تم کو نادان بنا ئین گے اور کہین گے کہ اُسکا سوال معقول ہی سواے خاموشی کے دوسرا جواب نہوگا اسوقت مین جبکہ تم آشتی طلب کروگے وہ نہ دے گی اور تم اُس سے مقابلہ کروگے تو کوئی تمکو الزام نہ دے گا بلکہ اُسی کو الزام دین گے اور سب تمھارے شریک ہون گے اور تمھاری بات بالا ہوگی وہ کچھ جواب نہ دے سکے گی دوسرے یہ امر ہی کہ ابھی تم سے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہو رہا ہی اگر اُدھر بھی جنگ ہونے لگے تو بڑی ہی خرابی واقع ہوگی ایک لشکر دو طرف کس طرح سے مقابلہ کرے گا اگر اُدھر مقابلہ کو گئے انکو زور ہوا یہ چڑھ آئے اور شہر پر قبضہ کرلیا تو خرابی ہوئی کیونکہ تم سے آج کل بہت سے لوگ برخلاف ہین اگر اِدھر مصروف مقابلہ ہوے اُدھر کی لشکر کی ہوئی وہ چڑھ آئی تو بھی مشکل ہوئی ایسی حالت مین بگاڑنا خلاف عقل ہی لیکن یہ تو معلوم ہوچکا ہی کہ وہ صندوقچہ اہل اسلام کے قبضہ مین نہین ہی اب اُن سے مقابلہ کرنے مین کچھ خوف نہین اخضر ماہی پوش سے پیام و سلام کرو اہل اسلام سے مقابلہ کرکے فیصلہ کرو اگر وہ اس عرصہ مین تمھاری خواہش کے موافق راضی ہوجاے اور صندوقچہ بخوشی خاطر دے دے تو خیر ورنہ بعد مقابلہ اہل اسلام اُس سے مقابلہ کرکے وہ صندوقچہ لے لو دو طرف سے مقابلہ کرنا بالکل نادانی اور خلاف عقل ہی آیندہ تم کو اختیار ہے جو امر میری راے مین آیا اور میرے نزدیک مناسب تھا پیش

بیان کر دیا سمندر رخ نے یہ تقریر سنکے جواب دیا کہ آپ کی راے بہت ٹھیک ہی مین اسی پر عمل کرتا ہون یہ کہکر
سمندر رخ نے رقعہ جمشیدی اٹھا کر پہلے حال اپنی دایہ کا دیکھا کیونکر صندوقچہ حاصل کیا وہ صورت
مذکور الصدر تحریر فرمائی جو کہ تحریر ہو چکی ہی سمندر رخ نے اپنے دل مین کہا کہ بڑا غضب ہوا فقرہ کیا اُسکے بعد
تحریر تھا کہ وہ صندوقچہ لیکر چلین تو بسبب اس خیال کے کہ اگر شاہراہ سے جاؤنگی تو شاید کوئی میری
تلاش مین آوے مقابلہ ہو تو کیا فائدہ پس کوہستان کی راہ سے چلی راہ بھول گئی دریا کے کنارے پہونچی
اخضر ماہی پوش سے ملاقات ہوئی اُس سے سب حال بیان کیا اُس نے قتل کرکے صندوقچہ لے لیا
جب یہ حال سمندر رخ دیکھ چکا تو دریافت کیا کہ اخضر کہان ہی آئینہ نکلا کہ اخضر اُس مقام پر دریا کے
کنارے ہی نہ طاق کو گئی ہی بلکہ وہ اور اقلیم کو مع اُس صندوقچہ کے گئی ہی اب اُسکا ہاتھ آنا مشکل ہی اور
اس امر مین کوشش بیکار ہی ہان ایک مدت ایام صبر کیا جاے تو شاید کوئی صورت نکلے اسوقت مین
کوشش کرنا بالکل بیکار ہی یہ مضمون جو رقعہ جمشیدی مین نکلا سمندر کا چہرہ متغیر ہو گیا رقعہ کو ہاتھ سے رکھدیا
اور خاموش ہو کر فکر کرنے لگا عشاق نے کہا کہ رقعہ سے کیا امر ظاہر ہوا سمندر رخ نے سب حالت
عجوزہ کی پورے طور سے بیان کی کہ وہ اُس خواص کی صورت بن کر میرا اسباب وغیرہ لے گئی اور بیمار کیا
دی پھر تقریر جو کہ عجوزہ نے کی تھی بیان کی مگر دوسرے الفاظ مین بعد ازان نوبت آئی کہ میرا اسباب اُسکو تہ خانہ مین چھوڑ کر
چلا گیا جب وہ تن تنہا ہوئی صندوقچہ لیکر بھاگی اسی خیال سے شاہراہ سے نہ آئی بلکہ کوہسار کی راہ سے
جیسا کہ ظاہر ہی بیان کیا تھا اخضر ماہی پوش سے ملاقات ہوئی اخضر سے سب حال بیان کیا اُس نے فقرہ دیکر
قتل کیا کیون استاد مین نہ کہتا تھا کہ دائی امان ضرور صندوقچہ لائینگی آپ کہا کرتے تھے کہ مشکل ہی دیکھئے کس
سے لائینگی مگر وہ کیا کرین کہ ہمارے مقدر مین نہ تھا دوسرے کی تقدیر مین تھا اُنکی جان گئی صندوقچہ بھی گیا
وہ تو اپنی سی کر گذرین دشمن کے قبضہ سے لے آئین عشاق نے کہا کہ بہت بڑی چالاکی اور دانائی کی کیون نکرین
جہاندیدہ تھین ہان اے سمندر کچھ اخضر کا بھی حال ظاہر ہوا کہ کہان ہی سمندر رخ نے کہا رقعہ مین یہ مضمون نکلا ہی کہ
اخضر دریا کے کنارے ہی جہان کہ اُسنے دائی امان کو قتل کیا نہ طاق کو گئی ہی نہ اپنے مکان کو بلکہ اور اقلیم
کو گئی ہی صندوقچہ لیکر اُسکا تعاقب کرنا بالکل بیکار ہی اب اُسکا ہاتھ آنا دشوار ہی اور اس امر کی کوشش لاحاصل
ہی اپنے اُس کام مین مصروف ہو جو کہ در پیش ہی صبر کرو ایک مدت کے بعد ہاتھ آئیگا ابھی سراسر نادانی اور بیوقوفی ہی
اس امر مین کوشش کرنا اگر کوشش کروگے تو پشیمان ہوگے سواے ندامت کے کچھ نہ حاصل ہوگا اس مقابلہ مین
کوشش کرو کیا مین بیان کا خود بہت ہی اب مین کیا کرون کیونکہ رقعہ منع کرتا ہی عشاق نے جواب دیا کہ کیون میری
راے نے اسوقت کیا فائدہ دیا اور کتنا بڑا کام نکلا تم چپ بیٹھو دیکھا ہوتا اگر ایک امر کے لیے تو کیا ہوتا
سواے خفت کے سمندر رخ نے کہا الحق اسوقت آپکی راے نے بڑا کام کیا اب مین اس معاملہ مین خاموشی اختیار کرتا
ہون اور اہل اسلام کے مقابلہ مین کوشش کرتا ہون بعد فیصلہ اہل اسلام کے دیکھا جاے گا مین خود جاکر خداوند سے
شکایت کرونگا وہ کوئی نہ کوئی تدبیر ضرور کرینگے عشاق نے کہا کہ سواے اس امر کے کوئی دوسری
تدبیر نہین ہی جب یہ راے قرار پاچکی سمندر رخ نے صندوقچہ کی طرف سے صبر کیا اب یہ راے ہوئی کہ آج تو دن کل سے
اہل اسلام سے مقابلہ کرنے کی تدبیر کیجاے گی یہ کہکر سمندر رخ شاہ نے دربار برخاست کیا داخل محل ہوا سب
اپنے اپنے مکان کو گئے مگر سمندر رخ کو از حد صدمہ ہوا اول تو دائی امان کے مرنے کا دوسرے صندوقچہ کے
ہاتھ سے جانے کا سمندر رخ نے اپنی زوجہ سے سب حال بیان کیا اور کہا کہ دائی امان بھی مرگئین وہ بھی بہت
روئی اب ان سب کو رنج و الم مین مبتلا رکھا جاتا ہی آیندہ انکا حال تحریر ہوگا اب کچھ حال لشکر اسلام کا تحریر ہوتا ہی کہ

وہاں کیا گذری جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ صندوقچہ کوئی سہراب کے پاس سے لیگیا اور سہراب کا اُس
خیمہ مین کیا حال ہوا اب تتمہ حال لشکر اسلام کا تحریر ہوتا ہے ملاحظہ فرمائیے
راوی نے اس طور سے اس واقعہ کو بیان کیا ہی کہ سہراب دوسرے خیمہ مین بیٹھا ہوا انتظار جواب عرضی
کر رہا تھا اور سامان دعوت مین مصروف تھا کہ چوبدار جواب لیکر آیا اُسنے عرضی دی اور کہا کہ اسکی پشت
پر جواب تحریر ہی سہراب نے جو دیکھا تو تحریر یہ تھا کہ تمھاری عدم حاضری معاف کی گئی پس یہ دیکھکر
سہراب اُس خیمہ سے اٹھکر چلا مگر یہ حکم دیتا ہوا گیا کہ بہت جلد طعام حاضر کرو کہ عرصہ نہو پس داخل خیمہ
ہوا اُس مقام پہ آیا کہ جہان حسن آرا نقلی کو بٹھا آیا تھا اب جو آکر دیکھا کہ واہ وہان حسن آرا کا پتہ بھی
نہین ہی خیمہ خالی پڑا ہی اُسنے تلاش کرنا شروع کیا پکارنا تو مناسب نہ تھا مگر ہر طرف خیمہ مین تلاش کرنے لگا
اس خیال سے کہ شاید اُسکو تنہا چھوڑکر چلا گیا تھا تھکا ہو عرصہ ہوا شاید دم گھبرایا ہو ادھر اُدھر پھرنے لگی ہو یہانتک
کہ تلاش کرتا ہوا پشت خیمہ پر آیا پشت خیمہ اندر کی طرف سے یہ تصور فرمائیے گا کہ باہر خیمہ کے اب جو دیکھا تو قنات
کو چاک پایا اب تو حسن آرا کا کہین پتہ نہ تھا تمام خیمہ چھان مارا اب تو اسکو خفقان ہوا کہ کیا ماجرا ہی کہ کیا
حسن آرا تھا سنے خیال کرکے بدون پوچھے چلی گئی کیا کچھ خفا ہو گئی مین جو جب آکر بیٹھ رہا تھا اُسکا
امر برا سے یہ خیال کیا ہوا اس مقام پر پھر آیا کہ شاید اندیشہ سے تنہا کسی طرف پوشیدہ ہو گئی ہو مگر پہلے جو
نئی بات ہی کہ قنات خیمہ کیون چاک ہی یہ تو اس خیال مین غرق تھا وہان سے آیا تو پایا ادھر اُدھر دیکھنے لگا
ابھی تک اسکو صندوقچہ کا بالکل خیال نہین ہی نہ یہ خیال ہی کہ کوئی دوسرا تھا بلکہ یہ خیال ہی کہ حسن آرا خفا ہو کر
وہین آ سکے سے ناراض ہو کر چلی گئی اُس حالت مین اسکی نگاہ اُس مقام پر پڑی کہ جہان صندوقچہ
رکھا ہوا تھا اب جو نگاہ پڑی اُسنے دیکھا کہ صندوقچہ بھی نہ اردہی اب تو اسکا ماتھا ٹھنکا اسنے خیال کیا کہ
کچھ نہ کچھ دال مین کالا ہی یا تو حسن آرا کو تلاش کر رہا تھا یا یہ واقعہ دیکھکر حسن آرا کا تو خیال دل سے
رفع ہوا اب صندوقچہ کا خیال ہوا اُس مقام پر آیا صندوقچہ نہ پایا خیال کیا کہ شاید صندوق مین رکھدیا ہو
سب مقام پہ صندوق وغیرہ مین زیر مسہری تلاش کیا کہین نہ ملا اب تو یہ بہت پریشان ہوا ابھی کسیقدر اسکے
ہواس درست نہین تھے فوراً اسکو خیال آیا کہ وہ حسن آرا نہ تھی بلکہ کوئی دوسری ساحرہ یا عیار تھا جنبہ
سمندر کو حال معلوم ہوا اُسنے روانہ کیا کہ کسی فقرہ سے صندوقچہ لے آؤ اُسنے یہ فقرہ کیا مین اُسکے فقرہ مین
آگیا مگر کیا عمدہ فقرہ کیا کہ جیسے مین آگیا سواے اس فقرہ کے دوسرا فقرہ کارگر نہوتا دوست بنکر دشمنی
کی یہ خیال کرکے اپنے دل مین کہا کہ وہ ہی سراپچہ چاک کرکے پشت خیمہ سے صندوقچہ لیکر گیا ہی پس
سہراب جادو وہان سے اُٹھا کیونکہ اب تو اسکو یقین ہو گیا تھا کہ وہ حسن آرا نہ تھی بلکہ کوئی عیار
تھا صندوقچہ لینے آیا تھا اپنا کام کرکے چلا گیا اُس قنات کے پاس آیا نشان قدم پاے وہان کی مٹی اٹھائی
سونگھی وہ مٹی لیکر اپنے مقام پر آیا اُسکو خون خوک اور شراب سے گوندھا اُسکا ایک پتلا بنایا اُس پر سحر کیا
اُس سے دریافت کیا کہ تو کس کے قدم کی خاک ہی آواز آئی کہ مین عجوزہ ساحرہ کے قدم کی خاک ہون
جو کہ دایہ ہی سمندر کی سہراب نے کہا کہ بیان کر وہ کیون آئی تھی آواز آئی کہ جبکہ سمندر رسوا ہو کر
یہ حال معلوم ہوا کہ صندوقچہ تیرے پاس ہی اُسکو بہت غصہ آیا یہ بھی اُس پر ظاہر ہوا کہ اُسکی دختر نے صندوقچہ
تجکو دیا ہی پس اُسنے دربار سے جاکر اسوقت اپنی دختر کو طلب کرکے اُسپر اور اُسکی خواصون پہ غضب کیا
اور مارا جب عجوزہ کو خبر ہوئی وہ آئی اُسنے رہا کرایا اور اسی امر کا اقرار کیا کہ مین صبح کو جاکر صندوقچہ
لادونگی لہذا اُسنے اُس اقرار کے موافق حسن آرا کی صورت بن کر تجکو دھوکا دیا [illegible]

کر سکے جب ہم آپس ہی میں برائے طیاری سامان دعوت گئے تھے وہ موقع پاکر صندوقچہ لیکر غائب چالاک
کرکے راہی ہوئی اسکا مطلب یہی تھا کہ کسی طور سے یہاں سے ہٹ جاؤ ویسا ہی ہوا بولا اسکی غرض تھی
اب آگے جو کچھ حال نہیں معلوم ہے پس یہ سنتا تھا کہ سہراب جادو نے ایک چیخ ماری کہ اسکے اندر ایسا صدمہ
ہوا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا یہ صدا جو باہر خیمہ کے آئی جو خادم وغیرہ موجود تھے وہ فوراً بدون اجازت کے اندر
چلے آئے کہ نہ معلوم کیا ہوا جو آقا اس زور سے چلاسکے کچھ خوف نہ کیا کہ آقا نے منع کیا ہے یہ سامان جو
آنے تو سہراب کو بیہوش پایا سب کے حواس جاتے رہے دیکھا کہ ایک پتلا کھڑا ہوا ہے اسکے تلوار اور کچھ
بن نہ پڑا فوراً گلاب وغیرہ چھڑکا کہ سہراب کو ہوش آیا جب ہوش آیا سہراب نے کہا آہ سب محنت
رائیگاں گئی میں لٹ گیا دشمن اپنا کام کر گیا میں ایسا غافل ہوا کہ کچھ خیال نہ کیا اب صاحبقران کو کیا جواب
دونگا میر المومنین کو کیا منہ دکھانے کے قابل نہ رہا سب یہ خیال کرتے تھے کہ چیز جو صندوقچی میں تھی تو سہراب
نے یہ فقرہ کیا ملکہ کے پاس بھیجدی ہوگی یا خود اسکے پاس ہوگی اب میں کیا کروں خادموں نے پوچھا
کہ آقا کیا ہوا کچھ بیان تو فرمائیے ہم بھی تو آگاہ ہوں سہراب نے جواب دیا کہ کیا بیان کروں تقدیر
الٹ گیا تقدیر برگشتہ ہوگئی سب سے شرمندہ ہوا جب انھوں نے بہت اصرار کیا تو سہراب نے اول
سے آخر تک کل حال بیان کیا اور کہا کہ صندوقچہ ہاتھ سے نکل گیا یہ واقعہ ہوا یہ سننا تھا کہ اب تو سب کے
حواس جاتے رہے سب کے اندام پر رعشہ پڑ گیا کہ بڑا غضب ہوا اب ہاتھ نہ آئے گا ادھر سمندر کے
پاس پہنچا وہ خود لشکر لے کر آئیگا اور سب کو قتل کرے گا اب کوئی صورت نجات کی نہیں آخر یہ خبر باہر خیمہ
کے بھی ہوئی ایک سے دوسرے کو دوسرے سے تیسرے کو معلوم ہوئی لشکر میں چرچا ہونے لگی تھوڑے
عرصہ میں کل لشکر میں پھیل گئی ہر ایک کی زبان پر یہ کلام تھا کہ بڑا غضب ہوا اب کوئی صورت نجات
کی نہیں اب سمندر کسی کو بھی زندہ نہ رکھے گا نہ صندوقچہ کسی تدبیر سے ہاتھ آئے گا جو نجات ہو سب سامان
جشن کی تدبیر بھول گئے اسکی خوشی فراموش ہوگئی ہر ایک کے چہرے پر گرد رنج و ملال نمودار ہوئی رنگ سارا
متغیر ہوگیا زندگی سے یاس ہوگئی تصویر مرگ سامنے پھرنے لگی لشکر میں تلاطم پڑ گیا ہر ایک مایوس ہوگیا
کیا ساحر کیا غیر ساحر کہاں جشن کی صبح سے ہر ایک کو خوشی تھی کہاں یہ خبر رنج و الم نے اپنا دخل کیا ہر طرف
لشکر میں یہی چرچے ہو رہے تھے کہ سمندر جلا ہوا ہے وہ زندہ نہ رکھے گا ضرور کل آکر قتل کرے گا
لشکر میں تو یہ تلاطم پڑا ہوا ہے وہاں سہراب اپنے خیمہ میں تنہا بیٹھا ہے تمام ملازم گردن جھکائے
رہے ہیں کہ اسمیں آپ کا کیا قصور ہے مقدری امور کو آپ کیا کریں کوئی آپ نے جان کے تو دیا نہیں
یہ بھی ایک ناگہانی ہونے والی تھی جو ہوئی اسکو کوئی کیا کرے اس امر کی ندامت جو اصل واقعہ ہے
آپ صاحبقران سے بیان فرما دیجیے گا وہ یقین کر لیں گے اگر آپ کو نہ لانا ہوتا یا یہ امر منظور ہوتا
کہ میں کسی کو نہ دوں تو آپ کیوں ظاہر کرتے سہراب نے کہا کہ نہ معلوم تم لوگ کیا خیال کرتے ہو اور کیا
ہو رہے ہو اور میرے کیا خیالات ہیں میں یہ خیال کرتا ہوں کہ کل ہی سمندر آکر سب کو قتل کریگا
کیونکہ جلا ہوا ہے کل ہی سب کا خاتمہ ہے جس امر کے لیے میں نے اتنی بڑی کوشش کی اور اسکو حاصل
کر لیا پھر میں اپنی نادانی اور غفلت سے گنوا دیا کاش میں کل ہی خواجہ کے پاس رکھ دیتا یا خود صندوقچہ
میں رکھ دیتا نہ سامنے ہوتا نہ وہ لیکر چلی جاتی کیا نادانی کی بڑی حقارت ہوئی مجھکو صاحبقران سے حد درجہ
کی ندامت ہوئی جی چاہتا ہے کہ شکم میں خنجر مار لوں کہ میرا کام تمام ہو جائے میں اپنی آنکھوں سے لشکر
اسلام کا تباہ ہوتا نہ دیکھوں انھوں نے عرض کیا کہ حرام موت مرنے سے کیا فائدہ ہوگا خدا و رسول کی

ہو سے پھر کچھ نہ حاصل ہوا اگر ہلاک ہونے سے صندوقچہ مل بھی جاے تو خیر ورنہ کیا ضرورت ہو کل سب کے
ساتھ کیون نہ میدان مین جان دیجیے کہ جو مرتبہ شہادت پایئے تمام سب جہان مین ہو کہ فلان شخص
نے کیا جرأت کے ساتھ جان دی اور اس طور کے مرنے مین سوائے ناموری کے اور کیا ہی جبکہ مرنا
آج بھی ہی اور کل بھی تو سب کے ساتھ کیون نہ مرین یہ جو سب نے کہا سہراب کو بھی پسند آیا سہراب
نے جواب دیا کہ تم سب گواہ رہنا چاہیے جو کل میدان مین جلسہ گا جبکہ سمندر آکر مقابلہ مین صف آرا
ہوگا اور مبارز طلب کریگا اسکے مقابلہ کو جو پہلے جائیگا وہ مین ہونگا سب سے پہلے اپنی جان دونگا
تاکہ مین بربادی لشکر اپنے آنکھون سے نہ دیکھون انھون نے عرض کیا کہ اسمین کوئی مضایقہ
نہین ہی ایک نے سہراب جادو سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو صاحبقران کو بھی اس حال سے
آگاہ فرمایئے کسی کو یہاں سے تلاش روانہ فرمایئے یہ سنکے سہراب نے چند ساحر جو کہ اسکے ملازم
تھے اور زیر دست تھے انکو بلاکر کہا کہ تم ذرا تھوڑی تھوڑی دور جاکر تلاش تو کرو کہ اسکی
دفع اور قلع کی صورت کیا باقی ہی گو وہ مل بھی جاے گی مگر اب صندوقچہ کا ہاتھ آنا غیر ممکن
ہی اگر ملجاے تو اس سے مقابلہ نہ کرنا سوائے قتل ہونے کے کوئی دوسری صورت نہین ہی نہ وہ تھکر کی
نہ کچھ اس صندوقچہ کے سر سے مقابلہ کرے گی ہان پھر ہاتھ آئے گی تو خواجہ کسی نہ کسی تدبیر سے اسکو اسیر کرینگے
مین جاتا ہون صاحبقران سے عرض کرتا ہون اور خواجہ سے کہتا ہون کہ آپ کوئی تدبیر کرین یہ کہکر
سہراب نے درباری کپڑے پہنے ملازمون سے کہا کہ پتیلا اٹھالو اپنے خیمہ سے نکل کر طرف دربار کے
چلا یہان جو یہ خبر لشکر مین پھیلی اور لشکر مین تلاطم جو ہوا تو رفتہ رفتہ دربار مین پہنچی کہ سہراب جادو
کو کوئی فقرہ دے کر سمندر یہ سے آکر صندوقچہ لے گیا سہراب اپنے کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہی سب
مصاحب و ملازم اسکو سمجھا رہے ہین یہ خبر دربار مین بیان ہوئی تھی کہ سب کے چہرے متغیر ہوگئے ہر ایک
کو موت کا یقین ہوگیا اس خیال سے کہ اب سمندر خود آکر مقابلہ کرے گا اور اب صندوقچہ کا ہاتھ آنا
محال ہی اس مرتبہ مقدر سے مل گیا کیا ساحر کیا غیر ساحر سب مایوس ہوگئے خوشی جشن کی بھول گئے بادشاہ
کو بھی بڑا صدمہ ہوا صاحبقران والا شان کی پیشانی پر شکن تک نہ آئی نہ کچھ رنج ہوا فرمایا کہ خوب ہوا
مگر اس امر کا صدمہ ہوا کہ سہراب اپنے کو ہلاک کرتا ہی خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ ذرا تم سہراب کے
پاس چلے جاؤ اس سے اس خبر کو بھی دریافت کرو اور اس امر ناشروع سے اسکو روکو کہ یہ کون حرکت
ہی بلکہ میری طرف سے کہنا کہ اے سہراب تو مرد عاقل ہو کر حرام موت کا مرتکب ہوتا ہی یہ کونسی حرکت ہی
کہنا کہ اگر صندوقچہ کوئی لے گیا تو لیجانے دو خداوند کریم پر نگاہ رکھو وہی حامی و مددگار ہی جس نے اب کی
مرتبہ بچایا ہی وہ ہی پھر بچاے گا کیون اپنے کو ہلاک کرتے ہو اسکی ذات پر تکیہ کرو کیا ہم کوئی صندوقچہ
کے بھروسہ پر تو مقابلہ کرنے نہ آئے تھے اپنے خدا کی ذات پر ہمکو بھروسہ ہی کیون اسقدر متفکر ہوتے
ہو خواجہ کا خود مزاج پریشان تھا اور صدمہ تھا عرض کیا کہ بہت اچھا جاتا ہون سب اہل دربار بسبب
رنج و صدمہ کے خاموش بیٹھے ہین سواے صاحبقران کے کہ وہ تو خوش و خرم ہین کہ اتنے مین خبر
آئی کہ سہراب خود حاضر دربار ہوتا ہی صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ اب تمکو جانے کی ضرورت
نہین ہی سہراب خود آتا ہی یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی ادھر سہراب جو اپنے خیمہ سے نکلا تو سب لشکر
کے لوگ اسکو دیکھکر اسکے قریب آے اور دریافت کرنے لگے سہراب جادو نے یہ کہنا شروع
کیا کہ میری حماقت سے یہ امر ہوا اور کل حال بیان کیا اپنے خیمہ سے اور دربار تک اسکو اسقدر مہلت نہ ملی

کر وہ خاموش چپ تھا سواے اسکے اس امر کے بیان کرنے کے ہزاروں مرتبہ بیان کیا یہانتک کہ داخل دربار ہوا
جلوخانہ طے کر کے مجرا گاہ پر آیا بادشاہ و صاحبقران کو سلام کیا اور سب اہل دربار سے صاحب سلامت
ہوئی خواجہ کو سلام کیا سب نے دیکھا کہ سہراب کی یہ صورت ہے کہ فرط صدمہ و رنج و الم سے ایسے ہو گئے
جیسے برسوں دن کا بیمار بال پریشان چہرہ اداس عالم یاس رنگ رنج اور غم کے زرد ہو گیا ہے آنکھوں مین
حلقے پڑ گئے ہین آنسو نرگسی آنکھوں مین بھرے ہوے یہ حالت دیکھکر سب کو حیرت ہوئی سہراب کو تین
صدمہ ہین اول تو خوف جان دوسرے رنج صندوقچہ کا [illegible] نکل گیا صرف میری نادانی سے
تیسرے یہ صدمہ کہ شب کو ملکہ پر [illegible] کر چکا ہے اب جو یہ [illegible] تو [illegible] آئے گا
نہ معلوم کس طور سے پیش آئے کیا گت کرے کیونکہ اسے تو بالکل اسکا یقین کلی ہو جائے گا ابھی تک تو
شک ہو گا اب مرتبہ یقین کا ہو گا افسوس کیوں زندہ [illegible] لگا اس فکر کے سبب سے دونوں صدمہ
فراموش ہین سواے ملکہ کے خیال کے دوسرا خیال نہیں ہے [illegible] گر گیا
کورسے سلام کر کے خاموش اپنے مقام پر جا کر بیٹھ رہا ملازموں نے وہ [illegible]
اسکے سامنے رکھدیا اور اپنے مقام پر جا کر مودب کھڑے ہو گئے [illegible] حال تھا کہ سب
عالم سکوت مین بیٹھے ہوے تھے کوئی کسی طرف سر اٹھا کر نہ دیکھتا تھا سب کو صدمہ تھا [illegible] صاحبقران نے سہراب
کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیوں سہراب کیا بات ہے یہ کیا تمھاری حالت ہے [illegible] صدمہ
اسوقت پہونچا ہے جو تمھاری یہ صورت ہے کہ جیسے برسوں دن کا بیمار ہو [illegible] آگاہ کرو
سہراب جادو نے ایک آہ جگر سے کھینچکر جواب دیا اور عرض کیا کہ اے صاحبقران عالی قدر کیا عرض
کروں جو صدمہ پہونچا ہے احاطہ تقریر سے باہر ہے مین لٹ گیا جو دولت [illegible] مین نے کی تھی سب تباہ
اور برباد ہوئی میرے اوپر آسمان مصیبت کا ٹوٹ پڑا میری امید منقطع ہو گئی صاحبقران نے فرمایا کچھ
تو بیان کرو سہراب نے کہا کہ کیا مین اپنی نادانی کو عرض کروں گر یہ بھی خلاف ادب [illegible]
فرمائین اور مین نہ عرض کروں خداوندا بعد جو کل دربار سے گیا رات [illegible] نہ آئی جاگا کیا صبح ہوتے
آنکھ لگ گئی دن چڑھے جب ملازموں نے بیدار کیا تو اٹھا دربار مین آنے کا [illegible] کر رہا تھا کیونکہ
دربار آراستہ ہو چکا تھا کہ ایک چوبدار نے آکر بیان کیا کہ ایک مساۃ آپ کے [illegible] پر حاضر ہے وہ آپکی
خدمت مین حاضر ہوا چاہتی ہے مین نے کہا کہ بلا لو خداوندا وہ صندوقچہ مسند پر برابر [illegible] رکھا ہوا تھا
اس سبب سے کہ مین نے خیال کیا تھا کہ جب حاضر دربار ہونگا تو خدمت مین نذر کرونگا کیونکہ آپ نے
فرمایا تھا کہ اس سے کام نہ لینا مین نے خیال کیا کہ جب ممانعت ہے تو بیجا اپنے پاس رکھنا کیا ضرور ہے کیونکہ ایک
چیز نایاب ہے اور اسکے دشمن بھی بہت ہین ایسا نہ ہو کسی طور سے ہاتھ سے نکل جاے لہذا اس سے بہتر ہو گا کہ
آپ کے پاس حاضر کروں آپ اسکو کسی کے سپرد کر دینگے کہ وہ اچھی طرح [illegible] رکھیگا مین نے باہر رہنے
دیا تھا وہ برابر پلنگ مسہری کا اسکے قریب مسند پر رکھا تھا کہ وہ عورت جو میری ملاقات کے آئی اب جو
مین نے دیکھا تو پہچانا کہ ملکہ کی وزیر زادی حسن آرا ہے مین اسکو دیکھکر خوش ہو گیا سب ملازموں کو رخصت کیا
اسکو عزت سے بٹھایا اسے میرے اسکے باتین ہونے لگین جب سہراب نے سب تقریر اسکی خدمت
صاحبقران مین عرض کی کہ یہ تقریر کی یہ تقریر کی مین نے بھی سب حال بیان کیا صندوقچہ بھی دکھلا دیا
چونکہ یہ امر میرے اور [illegible] ظاہر تھا کہ یہ ملکہ کی وزیر زادی ہے مین نے اسکو [illegible] کہ مجھے بھی جانین
گر مین نے نہ جانے دیا آخر کو اسنے قبول کیا گو اب معلوم ہوا کہ یہ سب اسکے فریب تھے وہ حسن آرا نہ تھی صرف نقو

کر کے صندوقچہ لینے آئی تھی وہ عجوزہ نکالتہ وا یہ تھی سمندر کی مگر مین اس حال سے بالکل ناواقف تھا کہ یہ سب مکرو
فریب ہی سبب وہ راضی ہوئی مین اسکو اُسی خیمہ مین تنہا چھوڑکر دوسرے خیمہ مین آیا اور اپنے اہلکارونکو
طلب کرکے سامان دعوت کا حکم دیا اور عرضی آپکی خدمت مین عدم حاضری کی تحریر کی اُسکے جواب کا منتظر
اُسی خیمہ مین بیٹھا رہا وہان جو اُسنے فرصت پائی اور تخلیہ پایا صندوقچہ لیکر قنات پشت خیمہ چاک کرکے
نکل گئی کیونکہ وہ اسی غرض سے آئی تھی اُسکا مطلب ہوگیا جب جواب عرضی مجکو ملا مین خیمہ مین گیا اُسکو نپایا
تمام خیمہ مین تلاش کیا کچھ نشان نملا قنات خیمہ چاک پائی مسند پہ آکر جو دیکھا صندوقچہ ندارد تھا پس یقین ہوگیا
کہ وہ صندوقچہ لیکر چلی گئی اُسکے قدم کی خاک اُٹھاکر پتلا بنایا اُس سے جو دریافت کیا تو سب حال معلوم
ہوا مین نے ایک چیخ ماری کہ تمام خیمہ ہل گیا بسبب صدمہ کے مجکو غش آگیا خادمون نے آکر ہوشیار کیا حال
دریافت کیا جو واقعہ گذرا تھا اول سے آخر تک سب بیان کیا مین نے قصد ہلاکت کیا اُنھون نے سمجھایا
میرے خیال مین آیا کہ یہ سچ کہتے ہین پس مین نے چند ساحر اُسکی تلاش مین روانہ کیے خود یہان سے قصد
حاضر خدمت ہوا یہ پتلا بھی لیتا آیا یہ کہکر اُس پتلہ پر سحر کیا اور اُس سے حال دریافت کیا اُسنے وہ ہی
حال بیان کیا جو کہ سہراب نے کہا تھا یا صاحبقران والاشان یہ واقعہ میرے اوپر گذرا اور یہ صدمہ
مجکو پہنچا اس رنج سے میرا یہ حال ہوا ہی اب یہ خوف ہی کہ جب سمندر شاہ کو یہ حال معلوم ہوگا وہ ملکہ کو
ضرور قتل کرے گا اس امر کا صدمہ ہی کہ بعد لشکر لیکے یہان آئیگا میری نادانی اور حماقت سے
یہ امر ہوا اگر اسنے بندگان خدا کی مفت جان برباد ہوئی یہ کلام سہراب کا سنکے صاحبقران نے فرمایا
کہ ای سہراب تمسا عقلمند یہ خیال کرے کوئی مقام خوف نہین ہی اگرچہ سب کی قضا اسی طور سے آئی ہی تو کیا
پروا ہی تم ہی بتاؤ کہ جسم تسیم کے مقابلہ مین کب صندوقچہ کیا یا سحر کیا تھا وہ کے وقت مین کب تھا زمرد جادو
جب تم سب کو گرفتار کرکے لیگیا کس نے کمک کی یا عشاق کے مقابلہ مین کب امید تھی کیونکہ وہ بلا رد ہوئی
پس جس نے ان سب بلاؤن سے رہائی دی اور کمک کی وہ ہی اس بلا سے بھی نجات دیگا وہ سب کا
مالک اور مختار ہی وہ ہر امر مین اپنے بندون کا حافظ ہی بموجب مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان
قوی ترست ✤ پس کچھ خوف کا مقام نہین ہی یہ فرما کر چند کلمے ایسے صاحبقران نے فرمائے کہ جنکے
سبب سے وہ جو ہر ایک کو اہل دربار سے سمندر کا خوف پیدا ہوا تھا بالکل برطرف ہوگیا اور ہر ایک
کو امید قوی ہوئی کہ سچ ہی خدا سب کا حافظ مطلق اور توانا ہی کوئی مقام خوف نہین ہی سہراب کا
بھی وہ صدمہ کم ہوا پس سہراب نے خواجہ کی طرف دیکھکر کہا کہ ای خواجہ سلامت اب آپ ہی کے
کیے سے تدبیر ہوگی آپ کوئی تدبیر کرین تو شاید صندوقچہ ہاتھ آوے خواجہ نے کہا کہ ای سہراب اب
صندوقچہ کا ہاتھ آنا محال ہی نظر بخدا کریم رکھنا چاہیے مین تدبیر کرونگا یہ کہکر خواجہ نے کہا کہ کچھ
کفار کے لشکر کا حال نہ معلوم ہوا کہ وہان کیا فکر ہو رہی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ پھر کسی کو روانہ
کرو خواجہ نے کہا کہ ہرکارے تو گئے ہوئے ہین وہ کچھ نہ کچھ خبر لیکر آئینگے یہ کہکر خواجہ نے
برق ثانی و ضرغام ثانی کو اپنے قریب طلب کیا اور کہا کہ ای برق و ضرغام تم ابھی وقت
شہر سمندریہ مین جاؤ دربار سمندر شاہ کی حالت دریافت کرو کہ وہان کیا تدبیر ہو رہی ہی اور
سمندر کس فکر مین ہی انھون نے کہا کہ بہت اچھا پس اُسی وقت یہ دونون عیار دربار سے
نکل کر اپنی صورتین بدل کر طرف شہر سمندریہ کے روانہ ہوئے انکا حال پھر تحریر ہوگا یہان
دربار آراستہ ہی سب متفکر بیٹھے ہوئے ہین دربار صاحبقران کو اُسی طور سے آراستہ رکھا جاتا

اور کچھ حال لشکر کفار کا تحریر ہوتا ہے کہ یہاں بھی دربار آراستہ ہے سب کفار حاضر دربار ہیں گرداب شاہ
وغیرہ تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں گرداب شاہ نے جناب شاہ سے کہا کہ ابھی تک ہماری عرضی کا
کچھ جواب نہ آیا کہ کیا کریں جناب شاہ نے جواب دیا کہ بادشاہ فکر کیجئے جواب تحریر کریں گے یہ ذکر
ہو رہا تھا کہ وہ طائر جو کہ جواب عرضی لیکر سمندر کا چلا تھا آکر کفار کے دربار میں پہنچا اور گرداب شاہ
کی گود میں بیٹھ گیا گرداب شاہ نے اسکے گلے سے وہ کاغذ کھولا جو کہ بندھا ہوا تھا اسکو
پہلے خود پڑھا وہ سمندر کی طرف سے جواب تھا وہی مضمون تھا جو کہ سابق تحریر ہو چکا ہے کہ
تم ابھی بلبل جنگ نہ بجواؤ مقابلہ میں خروش نہ رہو میں خود لشکر لے کر آتا ہوں یا کسی کو روانہ کرتا
ہوں جیسا ہم تحریر کریں اسوقت مقابلہ کرنا یہ پڑھکر گرداب نے دبیر کو دیا کہ اسکو پڑھ کر سب کو
سنا دو دبیر نے پڑھ کر سنا دیا سب کو معلوم ہوا کہ یہ حکم ہوا ہرکارے لشکر اسلام کے جو وہاں موجود
تھے انھوں نے بھی سنا اور گرداب نے یہ تحریر کر دیا کہ بہت خوب ایسا ہی آپکے حکم پر عمل کیا جائیگا
یہ لکھوا کر گلے میں اس طائر کے باندھ دیا اور وہ طائر لے کر اڑ گیا گرداب نے جناب سے کہا
کہ اب اطمینان سے بیٹھو جیسا حکم آئیگا ویسا کیا جائیگا جناب نے جواب دیا کہ اور کیا ہوگا
پس دربار برخاست ہوا وہ ہرکارے لشکر اسلام کے یہ خبر لیکر دربار میں آئے بادشاہ کو
مجرا کیا اور جو واقعہ کہ لشکر کفار میں گذرا تھا اور جو حکم کہ سمندر کا گرداب شاہ کے نام آیا
کتھا بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ آپ لوگوں نے سنا کہ کیا حکم سمندر نے گرداب کو تحریر کر کے
روانہ کیا ہے بس معلوم ہوا کہ ابھی مقابلہ نہ ہوگا جشن کرو کوئی مقام خوف نہیں ہے یہاں جو یہ حکم صاحبقران
نے دیا بند و بست جشن شروع ہونے لگا انکو مصروف جشن رکھا جاتا ہے یہ خبر ابھی گرداب وغیرہ کو نہیں معلوم
ہوئی تھی کہ صندوقچہ لشکر اسلام سے کوئی لے گیا ہے گو ہرکارے کفار کے موجود تھے انکو سب حال
معلوم تھا مگر اپنے لشکر میں نہ آ سکتے تھے یہاں دربار میں جب صاحبقران نے یہ حکم دیا اسی وقت سب
سامان درست ہو گیا محفل عیش برپا ہوئی ناچ و رنگ ہونے لگا اگر سامان جشن تحریر کیا جائے تو طول
پیدا ہوگا اس سے اسی پر اکتفا کیا کہ تمام لشکر میں روشنی ہونے کا بند و بست ہوا ہر ایک خیمہ میں ناچ ہونے
لگا سب لشکر کی دعوت کی گئی اہل لشکر کو انعام تقسیم ہونے لگا یہاں تو یہ سامان اور بند و بست ہے دربار
برخاست ہوا سب محفل عیش میں آکر بیٹھے ناچ دیکھنے لگے پریزادان خوش گلو گانا گانے لگے وہ ہرکارے
طرف اپنے لشکر کے یہ سب خبریں دریافت کر کے چلے اسوقت پہنچے کہ جب دربار برخاست ہو چکا تھا
اپنے اپنے مقام پر پہنچے آنسے کہ کل دربار میں سب حال بیان کرینگے یہاں محفل نشاط برپا ہے انکو تو اسی سامان
میں مصروف رکھا جاتا ہے اب حال ان عیاروں کا تحریر ہوتا ہے جو کہ جب حکم خواجہ طرف سمندر کے
روانہ ہوئے ہیں اب حال برق ثانی و ضرغام ثانی میں خامہ فرسائی کیجاتی ہے
راوی نے بیان کیا ہے کہ برق ثانی و ضرغام ثانی دونوں راہ طے کر کے داخل سمندر پر ہوئے
کئی مرتبہ آ چکے ہیں ہر ایک مقام سے آگاہ ہیں صورت ساحروں کی بنا کے شہر کی سیر کرتے ہوئے طرف
دربار کے پہنچے انھوں نے کسی مقام پر کچھ ذکر صندوقچہ کا نہ سنا بلکہ یہ سنا کہ آج بادشاہ کی دائی زمان
جادو زن ساحرہ نے انتقال کیا کہ جو استقبال اور عمارت آنکی تھی ہوئی تھیں وہ سب منہدم ہو گئیں
یہ حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہے جادو زن ساحرہ تو صندوقچہ لے کر سمرا سے جادو کے پاس آئی تھی
یہاں یہ خبر ہے ہم سے راز نہیں کھلتا کہ کیا ہے کیا سمرا جادو نے غدر کیا برق ثانی

اپنے دل میں یہ خیال کرکے اور اہل شہر کی تقریریں سنکے آہستہ سے ضرغام ثانی سے کہا کہ بھائی تم نے اہل شہر
کی تقریریں سنی کہ وہ کیا ذکر کر رہے ہیں یہ امر میری سمجھ میں نہیں آتا یہ اتنا بڑا فقرہ سہراب جادو نے کیوں کیا جسکا
وہ نام لیتا ہے کہ وہ صندوقچہ مجکو دیدیں دستکار کرنے گئی یہاں آسکے رستے کی نہ خبر شہر ہو [illegible] جبکہ وہ مرگئی ہے پھر کون
صندوقچہ دے گی ضرغام نے جواب دیا کہ اگر سہراب یہ فقرہ کرتا تو اپنی ایسی حالت کیوں بناتا اور اُسکو
اس فقرہ سے کیا فائدہ تھا کیونکہ کسی نے اُسپر جبر نہ کیا تھا کہ تم صندوقچہ دیدو وہ اس خوف سے
فقرہ کرتا برق ثانی نے کہا کہ سمجھ کیا امر ہے یہ خبر غلط ہوگی ضرغام نے کہا کہ دریافت کیجئے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ
اسطور کی باتیں کرتے ہوئے عیار اس شاہی کے قریب آپہنچے اُس مقام پہ پہنچے جہاں دربار ہوتا تھا اُسکے
دربار کو برخاست پایا برق نے ضرغام سے کہا کہ دربار تو برخاست ہے اب کیا کریں ضرغام نے جواب دیا
کہ آج کے روز اسی شہر میں قیام کرو کل جب دربار آراستہ ہوگا اُسوقت آکر حال دریافت کرینگے برق
نے کہا کہ اچھا لیس وہ لوگ آکر سرا میں اُترے ایک کمرہ لیکر اُس میں قیام کیا اُتنا دن وہ رات سرا میں بسر
کی جبکہ مسافر شب نے اپنی منزل تمام کی اور داخل سراے مغرب ہوا اور بادشاہ خاور کی اُفق مشرق سے شروع ہوئی
خسرو مشرق نے تخت زبرجدی فلکی پر رونق پائی نقاب شب کو اپنے چہرہ سے برطرف کیا اپنے فیض جمال سے
جہان کو روشن و منور کیا یعنی آفتاب طالع ہوا سب عیار ہوکے اپنے اپنے کام میں مصروف ہوئے یہ وہ دونوں
عیار اسکی طرف دربار کے روانہ ہوئے یہاں سمندر رشنہ دربار کیا سب سردار حاضر دربار تھا وقت آنا
ہوئے سمندر رشنہ نے تخت نگینہ پہ قدم رکھا دربار کا ٹھٹ لگا ہوا یہ عیار بھی اپنی صورت چوبداروں کی بناکر دربار
میں آسکے کان لگائے ہوئے کھڑے ہیں کہ کیا ذکر ہوتا ہے ابھی کسی نے کچھ کلام نہ کیا تھا کہ ایک مرتبہ آسمان پر ایک
ابر نمودار ہوا ایک آندھی اُٹھی اُس ابر سے برق کی چمک رعد کی گرج پیدا تھی وہ ابر نہ طاق کی طرف سے
اُٹھا اس ابر کو دیکھکر سب اہل دربار نے کہا کہ اے بادشاہ یا تو کسی پہ قہر خدا [illegible] نازل ہوا ہے یا کوئی ساحر
یا ساحرہ آتی ہے مگر اگر کوئی ساحر یا ساحرہ کی آمد ہے تو زبردست ساحر یا ساحرہ ہے سمندر رشنہ نے کہا کہ یہ آثار
غضب خداوندی نہیں ہیں بلکہ کسی ساحر کی آمد ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ علامت آمد ملکہ ایوان نہ طاق کی ہے جو
بزرگ عشاق نہ طاق کی ہے اسکا واقعہ یہ ہے کہ جب یہ خبر ملکہ ایوان نہ طاق کو معلوم ہوئی کہ میرا بھائی
نانی امان مشعلہ جادو کو حالت علالت میں لیکر اسکے علاج شہر سمندریہ کو گیا تھا کہ نانی امان کا علاج
حکیم لقرا طالحکمت کا کروں شاید کوئی صورت صحت پیدا ہو جب وہاں پہونچا سمندر رشاہ سے ملاقات
کی سمندر رشنہ بہت خلق سے پیش آیا حکیم صاحب کو طلب کیا خود [illegible] لشکر اسلام کا دربار
سمندریہ میں تھا کیونکہ سمندر رشنہ اور اہل اسلام سے مقابلہ ہو رہا ہے کئی شکستیں سمندریہ ہم کھا چکا ہے
اس عیار نے جو یہ حال سنا اور یہ بھی سنا کہ عشاق نے اقرار کیا ہے کہ نانی امان تندرست ہو جائیں
تو میں ایک پل میں سب اہل اسلام کا خاتمہ کر دونگا اس نے حکیم صاحب کو جاکر بیہوش کیا اُنکی
صورت بدل کر خود آیا چاہا تھا کہ نانی امان کو قتل کرے مگر نانی امان نے تڑپنے [illegible] اُنکو خبردار کر دیا اُسکا
حال ظاہر ہوا سب نے قصد گرفتار کرنے کا کیا مگر وہ ہاتھ نہ آیا دو مرتبہ بھائی کو میرے ذلت دی اُسپر
اُنکو غصہ آیا وہ اپنا ابر سمجھے کہ اہل اسلام کے مقابلہ کو گئے اُسی عیار نے سمندر کی صورت بن
اپنے کو آراستہ کرکے میرے بھائی کا سحر برباد کیا تین کرو [illegible] ساحر سمندر رشاہ کے برباد کرکے اسنے
بھائی کو قتل کیا ہوتا مگر سمندر رشنہ نے آکر بچایا پھر بھائی نے ایک لامکان ایک صحرا میں بنایا بہت سے
سردار لشکر اسلام کے گرفتار کیے اُنمیں خود بھی رہتے تھے اور نانی امان کو بھی چھپا کر رکھا تھا اُسمیں

حال سے بھی عیار آگاہ ہوئے عیاروں نے ملکہ عیاری کی لامکان میں پہونچے بھائی کی اور ثانی امان کو
بے دیکھا اور ساحروں کے قتل کیا ان عیاروں میں ایک خواجہ تھے ایک برق ثانی تھا ایک قران ثالث
تو خواجہ تو گرفتار ہو گئے تھے برق نے بھائی کو قتل کیا قران نے ثانی امان کو ٹکڑے ٹکڑے مار مار کر دم
نکالا انکی جان بڑی مشکل سے نکلی سب استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے قبلہ اڑا دیا اپنے سرداروں کو رہا کر کے
لیگئے یہ جو واقعہ سنا اسکو بڑا صدمہ ہوا بھائی اور ثانی کا غم کیا اسی حالت رنج و غم میں خیال آیا کہ ان
دونوں کے قاتلوں سے چلکر ان کے خون کا عوض لینا ضرور ہے جبکہ مجھ الیسی بن عشاق کی اور
مجھ الیسی تو اسی شعلہ کی زندہ ہوا اور خون کا عوض نہ ملے دنیا کیا کہے گی پس یہ اپنے مقام سے
اسی فکر میں چلی تھی آج آکر سمندر یہ میں پہونچی ہے بہت بڑی ساحرہ زبردست ہے جب مقابلہ
ہوگا تو اسکے سحر کا حال معلوم ہوگا الیسی ہوشیار ہے کہ اسکے اوپر عیاری ہونا غیر ممکن ہے اب یہ آتی
ہے اسکا حال ظاہر ہوگا یہ واقعہ ہے پس آمدم برسر قصہ کہ وہ ابر قریب ایوان سمندر آکر شق ہوا ایک
ہوا سے گرم کا جھونکا آیا کہ سب کے جی چھوٹ گئے اس ابر سے شعلے نکلے تھوڑے عرصے کے بعد جو
دیکھا تو یہ دکھائی دیا کہ ایک ساحرہ ضعیفہ مگر بہت خوبصورت ایک تخت پر بیٹھی ہوئی تخت کو چار
عقاب اٹھائے ہوئے اس ابر سے پیدا ہوئے وہ عقاب اس تخت کو لیکر زمین کی طرف مائل
ہوئے اور صحن دربار میں لاکر تخت اتارا ان سب نے دیکھا مگر کسی نے نہ پہچانا سوائے سمندر
کے کیونکہ سمندر دیکھ چکا تھا کہ یہ بہن ہے بڑی عشاق نہ طاقی کی پس دیکھتے ہی اٹھ کھڑا
ہوا تخت پر سے اسکا اٹھنا تھا کہ سب حاضرین دربار مودب کھڑے ہو گئے یہ کہتا ہوا کہ ملکہ آئیے آئیے
تا لب فرش آیا ادھر وہ اپنے تخت پر سے اٹھکر اسکی طرف چلی اب سب نے دیکھا کہ ایک مینا
اسکے شانہ پر بیٹھی ہوئی ہے اسکے پاؤں میں طلائی زنجیر پڑی ہے اور ایک طلائی اڈا بھی ہے اور ایک
چھوٹا سا صندوقچہ اسکے ہاتھ میں ہے سب یہ سمجھے کہ شاید یہ وہی صندوقچہ لیکر آئی ہے جو کہ اخضر
ماہی پوش بادشاہ کی دایہ کو قتل کر کے لے گئی تھی اسی نے اسکا حال بیان کیا ہے اسکو قتل کر کے
اسی نے دستے کو لائی ہے اور خود بھی آئی ہے اور سبھوں کو تو یہ گمان ہوا ادھر سمندر کی اور اسکی
صاحب سلامت ہوئی بعد اسکے مزاج پرسی ہوئی سمندر اسکا استقبال کر کے دربار میں لایا
اپنے تخت کے برابر کرسی اسکے لیے بچھوائی خود تخت پر بیٹھا وہ کرسی پر بیٹھی اڈا مینا کا اپنے پاس
رکھا [illegible] پھر مینا بیٹھی باتیں کرنے لگی مانند طوطے بولے جاتی ہے الیوان نہ طاقی نے کہا کہ خاموش
ہو جا کیوں بیٹھ بیٹھ بولے جاتی ہے مینا خاموش ہو رہی اسنے ایک کرسی اپنے آگے
بچھوا کر اسپر صندوقچہ رکھا سب اہل دربار اپنے مقام پر بیٹھے عیار جو بدل ہوئے تھے کھڑے
ہیں مگر اس ساحرہ کو دیکھکر ان کے اندام میں رعشہ پڑ گیا تھا خیال جو کیا تو ساحرہ
کو بہت ہی زبردست پایا چہرہ سے اسکے آثار مکر و فریب ظاہر ہوتے تھے صورت
تو متفکر تھی مگر خوبصورت تھی سن بھی کوئی آٹھ نو سو برس کا ہوگا منہ میں ایک دانت نہ تھا
مگر قوی بہت تھی اعضا بھی قوی تھے جب سب اہل دربار بیٹھ گئے ان عیاروں نے جو اسکی صورت
دیکھی اور ہیبت خوف سے یہ حال ہوا پناہ طرف خداوند کریم و رحیم کے لے گئے اور خاموش کھڑے رہے
جب دربار آراستہ ہو چکا سمندر شاہ نے الیوان کی طرف دیکھکر کہا کہ ملکہ کدھر آنا ہوا سب
خیریت ہے الیوان نہ طاقی نے جواب دیا کہ خیریت کہاں تم نے خوب بڑے بھائی اور ثانی کو قتل کرایا اور [illegible]

خون کا خوب عوض لیا کیا خوب حکیم صاحب نے علاج کیا اب یہ بتاؤ کہ تم نے میرے بھائی اور نانی کے
قاتلون کو قتل بھی کیا یا وہ ابھی زندہ ہین سمندر نے جواب دیا کہ ملکہ کیا بیان کرون کہ مین کن آلام مین
مبتلا ہون اُنکے قتل کی جو فکر کرتا ہون وہ پوری نہین ہوتی ہو ایک نہ ایک زک مجکو حاصل ہوتی ہی
ابھی تک تو وہ سب زندہ ہین وہ لوگ بلاے غضب کے ہین تمھارے بھائی اور نانی کو تو عیارون
نے قتل کیا ہی انکو کون قتل کر سکتا ہی اُنھون نے تو وہ وہ کام کیے ہین کہ مین کہا بیان کرون میرا
ناک مین دم کر دیا ہین اُنکے ہاتھ سے بہت پریشان ہون لاکھ لاکھ تدبیر اُن کے پھانسنے کی کی گئی مگر نہ بچا
سکا ایسی صورت بنکر آتے ہین کہ کوئی نہین پہچان سکتا ہی مین کیا انکا حال بیان کرون ایوان نے
جواب دیا کہ سچ ہی کس کی بکری کون ڈالے گھاس اپنا کام اپنے سے خوب ہوتا ہی مجکو تو گمان تھا کہ تم نے
انکا خاتمہ کر دیا ہوگا مگر ابھی تک وہ زندہ ہین ہان یہ بتاؤ کہ وہ کہان ہین مین اُنسے اپنے عزیزون کے خون
کا عوض لینے آئی ہون بھلا میرے روبرو وہ کیا عیاری کرین گے جس صورت پر بنکر آئینگے مین پہچان لونگی
مین نہ مثل بھائی کے اور نانی کے نادان ہون نہ تم لوگون کے مانند بے عقل ہون میرے آگے عیار کیا
چیز ہین مین اپنے سحر و ساحری کے نزدیک سامری و جمشید کو طفل مکتب خیال کرتی ہون اگر وہ ہوتے تو مین انکو
درس سبق دیتی میرے برابر اسوقت روے زمین پر کوئی ساحرہ یا ساحر نہین ہی ایسا ہی دعوی تھا جو مین تنہا
آئی ہون لشکر وغیرہ نہین لائی ہون مین ایک جنبش لب مین جس قدر لوگ ہون گے سب کو قتل کرونگی عیارون
کی کیا اصل ہی اگر کرورون کا لشکر ہو تو مین ایک پل مین سب کا خاتمہ کر دون سمندر نے کہا ای ملکہ وہ لوگ
یہان کہان اپنے لشکر مین ہین ملکہ نے کہا کہ انکا لشکر کہان ہی سمندر نے جواب دیا کہ وہ لشکر بیرون شہر اُترا
ہوا ہی اُسکے مقابلہ مین میرا لشکر بھی موجود ہی یہان جب تم وہان جاؤ تو مقابلہ کرو تو وہ لوگ سامنے آئین یا جب
اُنکو معلوم ہوگا کہ تم لشکر مقابلہ کرنے آئی ہو تو وہ خود یہان آئین تم پر عیاری کرین اسوقت پہچان لو تو جانین
ایوان نے جواب دیا کہ اُنکی عیاری تمھارے روبرو کارگر ہوگی میرے روبرو کچھ نہ چلیگی سمندر شاہ
نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا جب سامنا پڑیگا اُسوقت حال کھلیگا ایوان نے کہا کہ ہان تمکو جو حال معلوم ہوا
تو اسیطرح سب کو جانتے ہو ایک تم ایسے نکلے کہ عیارون کا مطلق بند و بست نہ کر سکے اپنا سا سب کو خیال
کرتے ہو میرے نزدیک تمکو شاہی کا مرتبہ نہ ملنا تھا تم سے تو بدتر بدتر درلنگ اور جو کم مرتبہ رکھتے ہین وہ
عیارون سے نہین ڈرتے ہین تم بادشاہ جلیل القدر ہوکر اسقدر خوف کرتے ہو اور کچھ بند و بست نہین کر سکتے
ہو یہ کلام سنکے سمندر نے کچھ جواب نہ دیا مگر شملاق وزیر بول اُٹھا کہ اب آپ تشریف لائی ہین بند و بست
فرمائینگی ایوان نے طلاقی سے کہا کہ ضرور دیکھ لینا کہ کیونکر عیارون کو گرفتار کر کے قتل کرتی ہون مین پہلے
عیارون کا خاتمہ کرونگی پھر اہل لشکر سے مقابلہ کرونگی مین زیادہ تر عیارون کی دشمن ہون خصوصاً
برق و قران و خواجہ کی اِنھین تینون عیارون نے یہ ظلم کیا مجکو سب حال معلوم ہی ان مین بھی سب سے بڑھ کر
قران کی دشمن ہون ویسی مین خواجہ کی نہین ہون اور جیسی خواجہ کی ہون ویسی برق کی نہین
ہون قران نے تو میری نانی اماں کو کچل کچل کے جان سے مارا ہی کہ اُنکا دم گھٹ گھٹ کر نکلا ہے اگر
اُسکو کہین پا جاؤن تو بوٹیان چیلے پر رکھکر اُڑاؤن اور مجکو مطلق رحم نہ آئیگا جیسا اُسنے شعلہ
پر کچھ رحم نہ کیا اور تکلیف کے ساتھ قتل کیا مین اسی لیے تو آئی ہون ورنہ مجکو کیا ضرورت تھی کہ
مین دوسرون کے لیے اتنی بڑی زحمت گوارا کرتی اور درد سر مول لیتی اپنی ساحت مین خلل ڈالتی
یہ صرف خون عزیزی کا سبب ہی کہ وہ بیقرار کر کے لایا اور مین یہان آئی ہان ای سمندر سب واقعہ

تو بیان کرو سمندر نے شملاق سے کہا کہ تم بیان کرو ملکہ کے روبرو شملاق نے خوب اسکو اپنی طرف سے
رنگ کر اور چند امر زائد کرکے بیان کیا اسکے بعد کل حال عشاق اور لشکر اسلام کے آنے کا بیان کیا یہ
حال سن کے اسکو بڑا غصہ آیا شملاق نے کہا ملکہ تازہ واقعہ تو سنو شملاق نے سمندر کا صندوقچہ
روانہ کرنا اور وہاں زعفران کا مقابلہ کرنا سہراب کی کل حالت کہہ سنائی یہ بھی کہدیا کہ بادشاہ کی
والی امان صندوقچہ لینے گئیں صندوقچے بھی آئیں مگر راہ میں دوسری افتاد پڑی خود بھی قتل ہوئیں
اور صندوقچہ بھی ہاتھ سے گیا شملاق نے اختصر الاسباب واقعہ سنایا اب اسکو اور غصہ آیا برہم ہو کر
کہا کہ میں اہل اسلام کا بندوبست کرلوں تو بی اخضر سے ضرور مقابلہ کرکے بادشاہ کا صندوقچہ لا دونگی
یہ بالکل حرکت بیجا ہے یہ کہکر سمندر شاہ سے کہا کہ در اصل تم آجکل عجب آفت میں مبتلا ہوا ہے میں آئی
ہوں سب امروں کا فیصلہ ہوا جاتا ہے لشکر اسلام کی کیا اصل ہے اور ان عیاروں کی یا جو ساحر ہیں انہیں
سب میرے سامنے طفل مکتب ہیں میں یہ کہتی ہوں کہ آفاق کو کیا ہوا اور تو لیبہ اور نغز الان کو خیر سہراب
جادو سے تو ایک قسم کی عداوت تھی کہ جسکے عوض میں اسنے یہ کیا ان سے تو کوئی امر نہ تھا یہ لوگ کیوں
پھر گئے معلوم ہوا یہ سب فساد انھیں سب کے ہیں اور یہی لوگ جرأت والا کر پائے ہیں نہ لشکر اسلام کبھی ادھر
نہ آتا انکو ادھر کا راستہ نہ معلوم تھا تمام عمر کوشش کرتے اسپر بھی نہ پاتا گر یہ سب کارروائی سہراب
کی ہے اسنے انکو راہ بتائی شملاق نے جواب دیا کہ بلکہ اسنے کاک کی ہر ایک ساحر کے قتل میں شریک ہوا
ایلوان نے کہا کہ پہلے عیاروں سے سمجھ لوں تو پھر میاں سہراب وغیرہ کے مزاج کا حال دریافت
کرونگی سمندر نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے ایلوان نے کہا کہ ایک امر ہے کہ پہلے سمندر تم یہ قسم کھاؤ کہ
میں نے ملکہ ایلوان نہ طاقی کو اختیار دیا سیاہ سفید کا مجکو مقدمہ اہل اسلام میں کوئی سروکار نہیں ہے پھر میں بندوبست
کردوں سمندر نے اسی وقت قسم کھائی پس ایلوان نے سمندر سے کہا کہ میں آج دخل تو دے لوں
پرسوں عیاروں کا بندوبست کردونگی سب کو اسیر کرکے اپنے قبضہ میں لاؤنگی اسکے بعد اسلام کا خاتمہ کرونگی
تم غم نہ کھاؤ اب تو میں آئی ہوں میں بھی تو دیکھ لوں کہ ایسے عیار ہیں اور کیونکر میرے اوپر عیاری
کرتے ہیں اور کیسے صاحبقران اور انکے لشکر کے ساحر ہیں کہ میرے سحر سے بچتے ہیں اور کیونکر میرے
سحر کا جواب دیتے ہیں سمندر نے کہا کہ وہ لوگ اس امر پر زیادہ تر بے خوف ہیں کہ صاحبقران
والاشان مالک اسم اعظم ہیں پس یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم پر سحر اثر نہ کرے گا ایلوان نے جواب دیا
کہ میں اسکا بھی بندوبست کرلونگی اور دیکھ لونگی کہ انکا اسم اعظم میرا کیا کرتا ہے سب اسم اعظم میرے مقابلہ
میں بیکار ہوجائیگا سمندر نے کہا کہ آپکو اختیار ہے جبکہ میں قسم کھا چکا ہوں تو مجکو کیا ہے یہ کہکے
سمندر خاموش ہو رہا ایلوان بھی خاموش ہوئی مگر فرط غیظ میں بیٹھی ہوئی جھوم رہی ہے یہ تقریر
جو ضرغام و برق نے سنی انکے ہوش جاتے رہے اپنے دل میں کہا کہ اسکو اپنی ساحری کا بڑا غرہ
ہے اور یہ عیاروں کی زیادہ تر دشمن ہے خداوند کریم خیر کرے اور اسکے شر سے ہم سبھوں کو بچائے
ضرغام نے جو یہ کہا برق نے جواب دیا کہ بھائی صاحب کیا تم نے سنا نہیں کہ یہ مہری اور استاد
کی اور قران ثالث کی زیادہ تر دشمن ہے تمام دنیا دشمن ہو مگر خداوند کریم نہ دشمن ہو کہ جس کے
قبضہ میں جان ہے یہ بھی لکا تہ مثل اپنے بھائی اور نانی اماں کے میرے ہاتھ سے قتل ہوگی سارا
غرور نکل جائے گا جب سامنا ہوگا بھلا یہ کیا شناخت کرے گی اسکی ماں بھی قبر سے اٹھکر آئے تو
ہمکو نہیں پہچان سکتی ہے اسکی کیا لیاقت ہے ضرغام نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا اب یہاں سے چلئے

کیونکہ اپنا کام ہو گیا صندوقچہ کا حال معلوم ہو گیا کہ سمندر تک نہ آیا بلکہ راستے کوئی دوسرا لے گیا
اس لکا تو کو بھی قتل کیا گیا خدا کی قدرت ہے جس امر سے خوف تھا اس سے تو اطمینان ہوا یہ آئی ہے تو
مقابلہ ہوگا اب کوئی خوف کا مقام نہیں ہے یہاں موجودگی صندوقچہ میں ضرور خوف تھا کہ اس سے کسی کا بس نہ چلتا اس سے
ہر ایک مقابلہ کرے گا جسکو خدا ظفر دے گا وہ لے برق نے جواب دیا کہ سچ ہے مگر ای بھائی یہ کبھی ہے کہ یہ
عیاروں کو پہچان لینگی ہم کتنی دیر سے یہاں ہیں پہچان نہ لیا یہ صرف اسکی باتیں ہیں ضرغام نے کہا کہ ہوگا
چلو اس حال سے ابھی سب کو آگاہ کریں تاکہ کوئی بندوبست کیا جاسکے برق نے کہا کہ چلو یہ کہکر دونوں
کے دونوں اسی صورت سے دربار کے باہر آئے اور طرف اپنے لشکر کے شہر سے چلے تھوڑی دور
چلے تھے کہ برق ثانی نے کہا ای بھائی ضرغام یہاں سے بدون اسپر عیاری کیے ہوئے جانا بالکل خلاف ہے
چلو اسپر دربار میں عیاری کریں یہ کہتی ہے کہ میں بہت ہوشیار ہوں ذرا اسکی ہوشیاری دیکھیں ضرغام نے کہا
کہ اچھا بس یا تو دونوں لشکر کا قصد کرکے چلے تھے یا راستے سے واپس ہوئے اور پھر طرف دربار کے
چلے ایک گوشہ میں جاکر ایک تدبیر کرکے اپنے سامان سے درست ہو کر چلے ہیں کہ آئندہ حال معلوم ہوگا
یہاں ابھی دربار آراستہ ہے سمندر نے ذکر کیا کہ ملکہ کے آنے کا جشن کرینگے اور آج ملکہ کی دعوت
ہے اسکا سامان کیا جاسکے ایوان سے کہا کہ ملکہ آج تمہاری دعوت ہے ایوان نے کہا کہ ای سمندر یادل
تو میں کسی کے یہاں دعوت میں جاتی نہیں ہوں دوسرے ابھی میں دعوت تمہارے یہاں نہ کھاؤنگی
جب تک عیاروں کا بندوبست نہ کرلونگی شاید کوئی فتور پڑے تو بڑی خرابی واقع ہو سمندر نے
جواب دیا کہ آپ اس امر سے اطمینان رکھیں کوئی فتور نہ ہوگا میں خوب بندوبست کرلونگا جب بہت
اصرار سمندر نے کیا تو ایوان نے کہا اچھا مگر ایک امر ہے جو میں کہا دن اسکو کھانے دینا کسی چیز کا
اصرار نہ کرنا سمندر نے کہا کہ اچھا یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ناگاہ ایک دربارگاہ سے ایک مالن کم سن
کوئی برس پندرہ کی سینہ پر جوبن کا ابھار یہ معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے دو انار سینہ پر رکھے ہوئے
ہیں آڑا ڈوپٹہ بڑا اہوا اس سے وہ نمایاں گرگابی رنگی ہوا پاؤں میں اطلس سبز کا بڑا سا لہنگا اسمیں
لچکہ و بنت وغیرہ لگی ہوئی ڈوپٹہ میں لچکا و بنت لگی بناؤ کیے ہوئے آنکھوں میں سرمہ دیے ہوئے
پیشانی پر قشقہ لگا ہوا ابرو میں محراب ابروے سیندور کا ٹیکا جسکو شاعر کہتا ہے ۔ سیندور کا ٹیکا عیاں محراب
ابرو میں + چراغ اس شمع رو نے عین کعبہ میں جلایا ہے + بڑی بڑی آنکھیں چھوٹی بھویں عارض
مثل گل کے پیشانی کشادہ لب مثل برگ گل نازک بدن پر مسی لگی ہوئی اسپر پان کی سرخی جسکو کسی
شاعر نے نظم کیا ہے ۔ شفق پھولی ہے دیکھو شام کو شہر بدخشاں میں + لب لعلیں پہ مسی
مل کے اسنے پان کھایا ہے + سر سے پاؤں تک زیور میں غرق پور پور چھلے ہاتھوں میں بیلے کے گجرے لیے
وہ مالن سراپا نور کی تصویر تھی مثل گوہر غلطان کے اسکے دانت تھے یا ہیرے کی کنیاں تھیں ساعد
نور کے سانچہ میں ڈھلے ہوئے تھے گردن صراحی دار تھی سینہ چوڑا تھا کمر پتلی تھی باتیں بوسے کی
بنی ہوئی تھیں لہنگا ہوا سے اڑتا جاتا تھا جب ساق پا پر سے ہٹ جاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک
نور پیدا ہوا انکی تا یہ دوڑتی بڑی ہوئیں برا سے اسیری اہل دل انہیں سنا نہ کیا ہوا ہاتھ میں
ایک برنجی تھال اس میں چند گلوں کے بہت خوشنما گلدستے سجے ہوئے رکھے ہیں ناز و ادا سے
قدم اٹھاتی ہے جوانوں کے دل کو پامال کرتی ہوئی خراماں خراماں چلی آتی ہے کبھی مسکرا دیتی
ہے کبھی اپنا ڈوپٹہ درست کرتی ہے [illegible] ایک [illegible] کے بالوں میں گلبدن کا پائجامہ

اصلی جامدانی کا انگرکھا سر پہ گوسلے دار پگڑی پاؤن مین پنجابی جوتا سپید داڑھی ساتھ مین ٹوکری
کہ اسمین چند سیب چند ناشپاتیان چند نارنگیان کیلے انناس بطور ڈالی کے درست کیے ہوئے چلا آتا ہے اس
مالن پہ جسکی نظر پڑی اُسنے اُف کرکے اپنا کلیجہ پکڑ لیا سب اہل دربار اسی طرف دیکھ رہے ہین کسی کو
سمندر کا خوف تک نہین ہے میان عشاق جو کہ بہت گبراہین گئے تھے اُنکا بھی دل اِس مالن کو دیکھکر
قابو سے نکل گیا عشاق بھی اُسی طرف دیکھنے لگا سمندر شاہ کا تو یہ حال ہوا کہ اسنے اپنے کلیجہ پر
ہاتھ رکھ لیا جو جو وہ ادھر کو آتی تھی یہ بیقرار ہوا جاتا تھا یہان تک کہ وہ مالن قریب دربار آئی پہلے
اُسنے جھک کر سمندر شاہ کو مجرا کیا اُسکے بعد سب اہل دربار سے آنکھ ملائی جسکی طرف اُسنے دیکھا
وہ عالم سکوت مین آگیا حیران و ششدر اُسکی طرف دیکھنے لگا وہ مالن سب اہل دربار کی طرف دیکھکر متوجہ
ہوئی طرف ایوان نہ طاقی کے اُس مرد پیر نے بھی سمندر کو پہلے مجرا کیا سب اہل دربار کو سلام کیا
سمندر شاہ اور کل اہل دربار حیران ہین کہ یہ مالن کس باغ کی ہے ہمنے آج تک اسکو کبھی نہین دیکھا
کہ یہ دربار مین آئی ہو جس قدر مالنین ملازم ہین سب کو ہم پہچانتے ہین وہ اکثر ڈالیان لے کر آتی ہین
نہ یہ باغبان کبھی آیا نہ یہ مالن خود سمندر شاہ حیران ہے اپنے دل مین کہتا ہے کہ مین ہر روز باغ مین
جس قدر سیر کے لائق ہین جاتا ہون مین نے اسے ہرگز نہین دیکھا کیا خوش قطع نازک اندام ہے معلوم
ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اسکو بنایا ہے اگر یہ قبول کرے تو مین اسکو اپنے محلات مین
داخل کرون سمندر تو یہ خیال کر رہا تھا کہ اُس مالن نے قریب آکر دعا دی اور کھڑی ہو گئی سمندر
نے خود اُسکی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے مالن تو کس باغ مین رہتی ہے مین نے آج تک تجھکو کسی باغ مین
نہین دیکھا اسکا کیا سبب ہے سوا اسکے آج تک اُسنے مسکرا کر جواب دیا کہ خداوندا جہاں پناہ ارشاد ہوا ضرور
اسمین کنیز کو حضور نے کبھی نہ دیکھا ہوگا وہ جو فلان باغ سرکار کا جنوب کی طرف بیرون شہر واقع
ہوا ہے وہان حضور پر نور کبھی تشریف شریف نہین لے گئے ہین اُس باغ مین نوکر ہون اگر حضور کبھی
تشریف لیجاتے تو کنیز کو پہچانتے یہ میرا باپ ہے اور یہ دونون حضور کی بدولت پرورش
پاتی ہون اُس باغ مین کبھی کوئی میسر آج تک ان پیدا ہوئی جو مین ڈالی لیکر خدمت والا
مین حاضر ہوتی یا میرا باپ اب خداوند کی قدرت سے امسال خوب پھلا پھولا بھی پیدا ہوئے
پھل آئی ہین آج لے کر حاضر خدمت ہوئی یہ تقصیر مالن نے اس شیرین کلامی سے کی کہ سمندر
دل کس کے اسکی شیرین گفتاری پر لوٹ ہو گیا اُسنے عرض کیا کہ آج میرے حاضر ہونے کا
دوسرا باعث یہ ہوا کہ مین نے سنا ملکہ ایوان نہ طاقی بڑی دور سے تشریف لائی ہین اور
بادشاہ اُنکی تشریف آوری سے بہت خوش ہین مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ آج سے
بڑھکر کوئی دن مسرت کا نہوگا اگر بقدر رسائی کی تو آج مین مالا مال ہو گئی مین نے والد سے
کہا کہ آج دربار مین ڈالی لے کر چلیے گرمیون سے بھی تحفہ خاطر قبول کیا ہے ہم باپ بیٹی دونو
حاضر خدمت ہوئے ہین ہم دیکھتے ہین کہ آج ہمکو آپ سے اور ملکہ سے کیا انعام ملتا ہے سمندر
نے کہا کہ ملکہ تو سامنے کرسی پر رونق افروز ہین ڈالی انھین کے روبرو رکھو ہمارے بھی
جو ذہن مین آیگا انعام دینگے یہ سننا تھا کہ اُس مالن آفت جان نے قدم بڑھا کر قصد کیا
کہ وہ تھال اُس کرسی پر رکھدے جو کہ روبرو ایوان نہ طاقی کے بچھی ہوئی تھی اور اُسپر
صندوقچہ رکھا ہوا ہے رکھون کہ وہ جو تھا ایوان کی پشت پر اُوٹ سے پہ بیٹھی ہوئی تھی کہ ایکبار مرتبہ

جھٹ بول اٹھی کہ ای ملکہ خبردار ہو یہ مالن نہین ہی بلکہ عیار برق ثانی ہی مالن کی صورت بنکر آیا ہی تمکو دھوکا
دینے اور گلدستون مین بیہوشی آمیز پھول لگے ہوئے ہین وہ دوسرا جو مرد ہیر ہی وہ ضرغام ثانی عیار لشکر
اسلام ہی ان سب پھولون مین بیہوشی ملی ہوئی ہی عیاری کرکے وہ تمھاری فکر مین آئے ہین کیا ہو سکے
دیپ سکے عیار ہین کہ دن دہاڑے پھر سے دربار مین عیاری کرنے آتے ہین یہ بنا کا کہنا تھا کہ الوان نے
گھبرا کر صدا سے گیر دی کہ برق اور ضرغام کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے ان دونون نے قصد کیا تھا کہ
بھاگین مگر الوان نے مہلت نہ دی ادھر زمین نے پاؤن پکڑ لیے ادھر اسنے سحر کیا کہ وہ روغن
عیاری چہرہ سے اڑ گیا اور وہ پھول بھی شعلہ ہو کر اڑ گئے اور وہ پھل بھی ان دونون کی اصلی صورتین
نکل آئین راوی نے بیان کیا ہی کہ یہ تدبیر کرکے دونون چلے تھے برق ثانی عورت کی شکل خوب
بنتا ہو یہ مالن بنا اور ضرغام کو باغبان بنایا تھا اس تدبیر سے آئے تھے اس بنا حرامزادی نے الوان
کو آگاہ کر دیا اور کسی کی کیا مجال تھی جو پہچانتا بنا نہ ہوتی تو پہچانے جاتے یہ بنا سحر کی ہی اگر یہ مسلم ہوتا
تو کوئی اسکی بھی فکر کرتے دھوکا کھایا کیا کرین ناچار ہوئے آہ جو دیکھا سے کھون کا پیاسا دیکھا
سب اہل دربار حیران ہوئے کہ کیا چالاک اور بیخوف ہین کہ اسی وقت عیاری کر گزرے جیسے موجود
ہی سکتے مین رہے سمجھے کہ ملکہ نے کہا ہی کہ مین ہوشیار ہون ضرور ملکہ ہوشیار تھی اپنی تدبیر کرکے آئی تھی
اگر بنا آگاہ نہ کرتی تو وہ اپنا کام کر چکے تھے سمندر بھی بہت حیران ہی کہ کیا کہنا ان عیارون نے
ہمکو سچا کر دیا مین بہت خوش ہوا سمندر شاہ یہ اپنے دل مین کہہ رہا ہی کہ ادھر الوان نے برق
و ضرغام کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون عیاری کا مزا ملا خوب پھر عیاری کرنے آئے ہمکو بھی مثل اور
ساحرون کے خیال کر لیا تھا ہر ایک پر عیاری کرکے بہت چالاک ہو گئے ہو پھر سے نزدیک وہ جو ہمارے
استاد ہین انکی عیاری کی بہت شہرت ہو رہی اگر آئین تو وہ بھی مثل تم دونون کے گرفتار ہون یہان انکا بھی
کچھ بس نہ چلے مین پہلے ہی سے بند و بست کرکے آئی ہون یہ جو اس نے کہا برق نے لپک کر جواب دیا کہ
ملکہ کو خداوند سلامت رکھین ہم نے سنا تھا کہ ملکہ ایسی ہوشیار ہین کہ جو کوئی انکے سامنے عیاری کرکے جائیگا
وہ فوراً پہچان لینگی ہمارے قیاس مین نہ آیا ہم نے خیال کیا کہ یہ امر تو غیر ممکن ہی آج تک ہم نے ایسا ساحر
نہین دیکھا کہ جو ہمکو پہچان سکے ہم نے یہ اپنے دل مین عہد کیا کہ اگر ملکہ ہمکو پہچان لینگی تو ہم پھر ان پر
اپنی مدت العمر مین عیاری نہ کرینگے اور امتحان بھی ہو جائیگا ہم اقرار کرتے ہین کہ اگر ہمکو آپ رہا
کر دین تو ہم پھر کبھی ادھر نہ آئین ملکہ خواجہ کو بھی منع کر دین مانینگے نہ مانینگے کا انکو اختیار ہی ہم تو
ضرور لشکر اسلام سے چلے جائینگے اور اب کبھی آپ پر قصد عیاری کرنے کا نہ کرینگے کیونکہ
آپ کے روبرو کوئی عیاری پیش نہ جائیگی ہر مرتبہ اسیر ہونگے دوسرے یہ امر ہی کہ اب
آپ کے ہاتھ سے لشکر اسلام کا بچنا محال ہی ضرور بالضرور تباہ و برباد ہوگا اتنی بڑی زبردست ساحرہ
آج تک ہم نے نہ کبھی دیکھی تھی نہ سنی تھی جیسی آپ ہین ہم تو اب اس امر کا اقرار کرتے ہین ای ملکہ ہم نے
تو اسوقت انعام کا کام کیا وہ عیاری کی کہ کسی نے نہ پہچانا بڑے بڑے ساحر موجود تھے خود سمندر
شاہ نے نہ پہچانا عیاری اسکا نام ہی بس جیسی ہم نے عیاری کی ویسا آپ نے بھی اپنا کمال دکھایا
بس آپ کی بڑی مہربانی ہوگی جو آپ ہمکو انعام دین کیونکہ قدردان سے ہر طرح کا طمع ہوتا ہی
ہم دونون آپ کی قدردانی اور سخاوت کی تعریف سنکے آئے ہین ہم نے سنا تھا کہ ایک ملکہ خوش طاق
آئی ہین وہ عیارون کی بڑی قدر و منزلت فرماتی ہین پس ہمکو بھی اشتیاق ہوا کہ آپ کی خدمت مین

حاضر ہو کر کچھ حاصل کرلیں لیں ہم دونوں نے آپ کی طبیعت کو خوش کیا اپنا کمال دکھایا اور آپ کا
کمال دیکھا جیسا سنا تھا ویسا ہی آپ کو پایا آج تک ہماری نظر سے کوئی ایسا عیار نہیں گذرا تھا
کوئی ساحر ہم کئی مرتبہ صمصام شاہ کے بھی دربار میں آئے مگر ہمکو مطلق کسی نے نہ پہچانا نہ اسوقت
سوا آپ کے کیا خوب سحر ہی ہیں اب ہم آپ کے سر مبارک کی قسم کھاتے ہیں کہ آپ ہمکو انعام
دے کر رہا کر دیں اب ہم لشکر میں کبھی نہ رہیں گے صرف خواجہ کو اس حال سے آگاہ کر کے جدھر منہ پڑیگا
چلے جائیں گے کیونکہ اب ہمکو یقین ہو گیا ہے کہ کوئی آپ سے مقابلہ نہیں کر سکے گا اول تو کوئی ساحر عیاری
کر سکے گا جو آپ کے سامنے آئے گا آپ پہچان لیں گی دوسرے سحر میں آپکا کوئی مقابلہ
نہیں کر سکتا ہے لشکر اسلام ضرور تباہ ہو گا میں جا کر صاحبقران کو بھی سمجھاؤنگا کہ اب آپ کا مقابلہ
کرنا بیکار ہے آپ یہاں سے تشریف لیجائیں تو اچھا ہے خواجہ کو بھی سب حال سے آگاہ کردوں کہ ملکہ کے
اوپر اب ان کی عیاری کارگر نہو گی بیکار گرفتار ہوں گے اب قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار آپکو ہے
میں تو قسم کھاتا ہوں کہ میرے جی چھوٹا ہے میں تو ادھر کا رخ بھی نہ کرونگا عیاری کرنا تو شے دیگر
ہے اب تو مجھکو آپکا اگر سوتے میں بھی خیال آئے گا تو کانپ جاؤنگا وہ زک میں نے اٹھائی ہے
یہ کہکر صمصام شاہ کی طرف منہ کر کے کہا کہ اے بادشاہ آپ بھی کچھ سفارش ملکہ سے فرمائیے ہمارے
حق میں ہم نے آپ کو رہا کر دیا اور آپ کو وہ عیاری دکھائی کہ آپ نے اب تک نہ دیکھی ہوگی ہم تو آپکے
نمک خوار ہیں کچھ تو اسوقت حق مالکی ادا فرمائیے صمصام شاہ یہ سنکے مسکرا دیا الیوان نے کہا کہ او برق
ثانی تو مجھکو فقرہ دیتا ہے میں تیرے فقرہ میں آنے والی نہیں ہوں ضرور جو تو نے کہا اس پر عمل کرے گا
اور ادھر تو گرفتاری سے چھوٹا اور ادھر تو نے لوٹا اسوقت سمجھا گرفتار ہو سے تو یہ باتیں کر رہے ہو تم
لوگوں کے قول فعل کا اعتبار نہیں تم لوگ ایسے بدمعاش ہوتے ہو کہ اپنے باپ کے ساتھ دغا کرو جو عیار
کہنے پر عمل کرے وہ شخص نادان ہے کیونکہ باتیں بناتا ہے اب میں تمکو رہا کر چکی کسی نے بھی اپنے دشمن کو
گرفتار کر کے رہا کیا ہے ارے اگر میں پہچان نہ لیتی تو تو اپنا کام کر چکا تھا جب گرفتار ہو گیا یہ باتیں بنانے
لگا یہ فقرہ اور کسی کو جا کر دے تو اور عیاری نہ کرے گر فریب تو تم لوگوں کے آب و گل میں ہے میں
تو تیری دشمن جانی ہوں تو نے اور قران و خواجہ نے مل کر میرے بھائی اور نانی کو قتل کیا ہے
اب میں تجھے کب چھوڑتی ہوں ملکہ نے جو یہ کہا برق ثانی نے جواب دیا کہ یہ تو بالکل آپ کے
عدل و انصاف کے خلاف ہے اے ملکہ جو آپ سے آئے اور امتحان کرے اس پر ظلم و ستم نہیں کرتے ہیں
میں یہ آپ سے قول کرتا ہوں کہ اب جو آپ پر عیاری کروں اور آپ مجھے گرفتار کرلیں تو پھر نہ رہا
کریں نہ میں پھر عیاری کروں گا ایک مرتبہ رہا کر کے میرے قول کو آزما دیکھئے اے ملکہ اگر میں یہ جانتا کہ میں
امتحان کرنے جاؤنگا اور ملکہ گرفتار کر کے قتل کر دیگی تو میں کبھی نہ آتا بلکہ میں تو اس امید پر آیا تھا
کہ ملکہ خوش ہو کر انعام کثیر دیگی اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ تو نے اور قران نے اور خواجہ نے
میرے بھائی اور میری نانی کو قتل کیا ملکہ یہ تو مقابلہ تھا ہم نے ان پر عیاری کی وہ ہمکو نہ پہچان
سکے ہم نے قتل کیا اور ہم اسی ارادہ سے گئے تھے اگر انھوں نے پہچان لیا تو وہ ہمکو قتل کریں گے
انھوں نے نہ پہچانا تو کیا کیا جائے اور یہاں تو میں اس قصد سے نہ آیا بلکہ میرا ارادہ امتحان اور
انعام لینے آپ پاس سے اور صمصام شاہ سے اور اپنا کمال دکھانے سو یہاں آ کر گرفتار ہو گیا
اگر آپ نہ بھی پہچانتیں تو میں اپنے کو آپ پر ظاہر کرتا اور آپ سے انعام لیتا اے ملکہ اب تو میں

آپ کے بس مین ہون جو چاہے میرے حق مین فرمایئے مگر افسوس اس امر کا ہی کہ میری ابھی شادی ہوئی
تھی پورے طور سے دولہن سے بات بھی نہ کرنے پایا دل کے ارمان بھی نہ نکلے ابھی اسکا گھونگھٹ
بھی میرے سے نہین اٹھا کہ وہ رانڈ ہوئی جاتی ہی وہ کمبخت اپنے دل مین کیا کہے گی اسکی جوانی کیونکر
بسر ہوگی کیونکہ نہ اُسکے ماں ہی نہ باپ نہ بھائی صرف اسکو میرا بھروسا ہی ہان ایسی بدنصیب
عورت کم ہوتی ہی جیسی میری عروس ہی کوئی اسکا پرسان حال نہوگا سواے بھیک مانگنے کے اور کیا کریگی
یہ جو برق نے کہا ملکہ کے دل مین رحم آیا کہا کہ ای برق تو سچ کہتا ہی برق ثانی نے کہا اگر آپ کو یقین
نہو تو میرے ہاتھون پر سے سحر دفع فرمایئے مین آپ کو دکھا دون کہ وہ جو مہندی کے دن مین نے مہندی لگائی
تھی ابھی تک اسکی سرخی میرے ہاتھون مین موجود ہی میرے جھوٹ و سچ کا آپ کو باور ہو جاے ملکہ نے
مسکرا کر کہا کہ تیری دولہن کی صورت کیسی ہی برق ثانی نے کہا کہ اگر آپ ناراض نہون تو عرض کرون
ملکہ نے جواب دیا کہ ناراض ہونے کی کیا بات ہی تو بیان کر برق نے کہا کہ ملکہ بعینہ آپ ہی کی صورت
ہی کوئی بات اسمین ایسی نہین ہی جو آپکی صورت مین نہو مین نے جب سے آپ کو دیکھا ہی اسیوقت سے اسکی تصویر
میری آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی مین یہ یقین کرتا تھا کہ وہ تمہی بیٹھی ہوئی ہی صرف اسقدر فرق ہی کہ آپ
ضعیف ہین وہ ابھی جوان ہی اگر اسکا آپ کا سامنا ہوتا تو مین کبھی نہ باور کرتا کہ آپ ملکہ ہین مین یہی
خیال کرتا کہ میری عروس ہی ملکہ الوان نے قہقہہ لگایا کہا کیون موے تو مجھے اپنی جورو بناتا ہی برق
ثانی نے جواب دیا کہ ملکہ مین نے آپ سے پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ آپ ناراض ہونگی آپ نے مجھے
فرمایا تھا کہ نہین ہم ناراض ہونے کی کیا بات ہی سو اب اے ملکہ عالم مجکو انعام دیکر رخصت فرمایئے
وہ کھانا لیے بیٹھی ہوگی میرا انتظار کر رہی ہوگی بغیر میرے کھانا نہ کھاے گی وہ مجھسے محبت بدرجہ کمال
کرتی ہی جب تک مین گھر مین نہین جاتا ہون پریشان رہتی ہی ملکہ نے جواب دیا کہ ای برق یہ نہ کہنا
کہ مین نے ملکہ کو فقرہ یاد ہوگا دیا مجکو تیرے اوپر رحم آ گیا ورنہ مین کبھی نہ رہا کرتی مین تیرے فقرہ مین آکر
کچھ نہین رہا کرتی ہون بلکہ تیرے اوپر رحم کھا کر مگر اس امر کا خیال ضرور رہے کہ اب میرے اوپر ہرگز ہرگز
عیاری نہ کرنا بلکہ اپنے استاد خواجہ کو بھی منع کر دینا اور سمجھا دینا کہ وہ بھی پھر عیاری کرنے کا قصد نہ کرین
اور اس [illegible] کا ایسے کہنا کہ وہ ہوشیار رہے مین اسکو ضرور قتل کرونگی برق ثانی نے کہا ملکہ مین آپکا پیام
سب کو دونگا مگر مین یہ عرض کرتا ہون کہ کوئی میرا کہنا نہ مانے گا بلکہ قران نے آپکی ثانی کا برا حال کر کے
قتل کیا وہ ضرور لائق سزا ہی مین اُسکو آگاہ کر دونگا اور مین تو آپ سے اقرار کر چکا ہون اب کبھی عیاری
نہ کرونگا آپ پر بلکہ لشکر مین بھی نہ رہونگا ملکہ الوان نے یہ سنکے برق پر سے سحر اوتار لیا اور کہا کہ
اپنے قول پر قائم رہنا عہد شکنی نہ کرنا برق ثانی نے کہا کہ لائیے انعام لائیے ملکہ الوان نے پانچ
اشرفیان برق کو دین برق نے کہا کہ ملکہ یاد رکھیے اپنی لیاقت کے موافق یا دوسرے کی میری تو
یہ لیاقت نہین ہی کہ پانچ اشرفیان لون اور اتنے بڑے کام کے صلہ مین بس آپ اپنی لیاقت کے موافق
عنایت فرمایئے ملکہ نے مسکرا کر پندرہ اشرفیان اور برق ثانی کو دین اور کہا کہ جاؤ ہم نے تمکو رہا کیا
برق ثانی نے اپنے کو سحر سے رہا پایا اشرفیان لے کر سلام کیا اور کہا کہ ملکہ میرے ساتھی کو تو رہا فرمایئے
اور اسکو بھی انعام عنایت فرمایئے ملکہ الوان نے کہا کہ آپ کو اس سے کیا کام چاہے ہم اسکو رہا
کرین چاہے نہ رہا کرین وہ کوئی آپ کا قیدی تو نہین ہی برق ثانی نے کہا کہ ای ملکہ یہ تو ہو نہین سکتا
ہی کہ مین تو رہا ہو کر انعام پا کر چلا جاؤن اور اپنے ساتھی کو نہ لیجاؤن لوگ کیا کہین گے مفت بدنام

خواجہ کو ہر ایک نے انعام دیا خواجہ بہت خوش ہوئے کہ برق نے وضع عام نے بڑھکر بادشاہ و صاحبقران کو
مجرا کیا خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے کہا کہ کیا خبر لائے ہو انھون نے عرض کیا کہ عرض کرتے ہین بادشاہ نے
برق ثانی سے فرمایا کہ اسوقت ہم سب کے سب رات بھر کے جاگے ہوئے ہین اسیوقت تو بیان کرو سہ پہر کے
دربار مین بیان کرنا انھون نے عرض کیا بہت خوب پس بادشاہ نے جلسہ برخاست ہونے کا حکم دیا خود اندر
محل مین تشریف لے گئے جاکر آرام کیا صاحبقران والا شان اپنے خیمہ مین گئے انھون نے بھی آرام کیا بعد
بادشاہ و صاحبقران کے سردار سب اپنے اپنے خیمہ کو گئے آرام پذیر ہوئے خواجہ اپنے مقام پر آئے کہ وہ
دن تمام ہوا بادشاہ نے دربار فرمایا سب آکر حاضر ہوئے بادشاہ تخت پر رونق افروز ہوئے صاحبقران
اپنے دلکش شوکت پر سب عیار بھی آکر حاضر ہوئے خواجہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھے کہ برق نے اپنے مقام سے
آگے بڑھکر پہلے بادشاہ کو دعا دی اسکے بعد عرض کیا کہ ہم دونون غلام حسب ارشاد خواجہ سمندر پر پہنچے
اسدن دربار برخاست ہوچکا تھا دربار مین نہ جاسکے سرائین بسر کی صبح کو دربار مین گئے دربار آراستہ
پایا پس برق ثانی نے ایلک ایوان نہ طاق کا آنا سمندر کا اس سے سب حال بیان کرنا اور عیارون کی
شکایت اور صندوقچہ کا حال اور ظاہر کرنا کہ میری دایہ صندوقچہ سہراب جادو کے پاس سے لے آئی تھی راہ
مین اخضر ماہی پوش نے اسکو قتل کرکے لیا نہ معلوم کس طرف چلی گئی ہو مین لیکر استیصال اہل اسلام
کے اسپر لشکر کشی کرونگا ایوان نہ طاق کا یہ کہنا کہ مجھکو نہ عیارون سے خوف ہو نہ صاحبقران سے
بلکہ مین زیادہ تر عیارون کی فکر مین آئی ہون سمندر کا کہنا کہ عیارون سے تم سرپر ہوگی اسکا دعوی کرنا سمندر
سے قسم لینا بیان کیا اور عرض کیا کہ جب یہ سب حال منکشف ہوا لیا تو ہم دربار سے باہر آئے پھر خیال آیا کہ
اسکا امتحان تو کرو ہم نے جاکر عیاری کی برق ثانی نے اپنی کل عیاری اور اسکا پہچاننا اور اپنا تقریر
چاپلوسی کرکے اور انعام لیکر ایوان سے اور سمندر سے لشکر مین آنا بیان کیا اور کہا کہ در اصل ساحرہ
زبردست ہو اور بہت ہوشیار ہو غضب یہ ہو کہ وہ جو بیٹا اسکے پاس ہو وہ بڑے غضب کی ہو وہ سب حال
اس سے کہدیتی ہو وہ ہوشیار ہوجاتی ہو یہ جو تقریر برق ثانی نے بیان کی صاحبقران نے فرمایا کہ آئی ہو
تو کیا خوف ہو کچھ پروا نہین ہو وہ بھی قتل ہوگی یا شریک ہوگی اسی سہراب جادو کو تم نے قدرت خدا
دیکھی کہ وہ صندوقچہ یہان سمندر تک نہ پہونچا راہ سے دوسرا لے گیا تم کو بہت خوف تھا اب تو اطمینان
ہوا حسب خداوند کریم حفاظت کرتا ہو تو یون بچاتا ہو اسکی ذات پاک پر تکیہ رکھنا بہت اچھا ہو یہ حال سنکے
سب اہل دربار کو ایک تازہ خوشی پیدا ہوئی ہر ایک کے چہرہ کا رنگ بدل گیا بلکہ متفق اللفظ سب نے کہا
کہ اگر ایوان آئی ہو تو ہم ضرور بالضرور اس سے مقابلہ کرین گے کوئی وہ دو ہری نہین با ندھے ہو اب
کوئی خوف نہین ہو ہان کسیقدر خوف تھا تو اسی صندوقچہ سے تھا وہ تو گیا یہ کلام اہل دربار کا سنکے
برق نے کہا کہ وہ ساحرہ زبردست ہو اور بڑی کاملہ معلوم ہوتی ہو مین کیا اسکی تعریف کرون اور سختی بھی
بہت ہو آفتاق نے کہا کہ اے برق ثانی جو تم کہتے ہو بہت درست اور بجا کہتے ہو مگر ہم ضرور
اس سے مقابلہ کرین گے برق نے کہا کہ مین یہ کب کہتا ہون کہ اس سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا ہو بلکہ میرا
قول یہ ہو کہ ساحرہ زبردست ہو یہ کہکر خواجہ سے کہا کہ اے استاد آپنے جام آپ کو دیا ہے کہ
خواجہ تم بھیس عیاری کا قصد نہ کرنا ورنہ پچھتاؤ گے بہت ذلت اٹھاؤ گے میرے روبرو ادھر آنے
اسے قصد مین نے پہچان لیا اور مین تھا رسے اور قرآن کے لیے فرض کرکے آئی ہون اے استاد در اصل
یہی واقعہ ہو کہ وہ زیادہ تر عیارون کو دریافت کرتی ہو اور قصد ان کی نسبت تو وہ بہت کم رکھتی ہو

اپنی زبان پر لاتی ہی آپ نے کہا ہی کہ کبھی بھولے سے بھی میرے اوپر عیاری کرنے نہ آنا ورنہ قتل ہوگے
اگر اتنا جیسا اُسنے کہا ہی ویسا ہی ہم نے اُسے پایا ہمارے نزدیک تو مناسب ہوگا کہ جب تک وہ یہان ہی
آپ لشکر سے نکل جائین تو بہتر ہوگا کیونکہ وہ ساحرہ زبردست ہی آپ کی دشمن جانی ہی کیا ضرور ہی کہ ایسی
حالت مین قیام فرمایئے یا جب وہ قتل ہوگی یا چلی جاے گی اُسوقت پھر تشریف لائیے گا ہم لوگ تو ذلت
سے جان بچا کر چلے آئے ہین اور اقرار کر آئے ہین کہ اب ہم عیاری تمہارے اوپر نہ کرین گے بلکہ
انعام بھی لائے ہین ہمکو تو یقین ہی کہ اسپر کوئی عیاری نہین کرسکتا ہی آیندہ آپکو اختیار ہی خواجہ نے یہ
سنکے برق ثانی کو جواب دیا کہ او برق کیون تو مجھکو بناتا ہی وہ میرا کیا کرسکتی ہی اگر میری تلاش مین آئی ہے
تو آیا کرے یہ ہوسکتا ہی کہ مین ایک ساحرہ لکاتہ فاحشہ کے خوف سے چلا جاؤن وہ کیا چیز ہے کیا تم قول دے
نا تجربہ کار سمجھے پہچان لیا تم اپنے قول پہ ثابت قدم رہو حیف کی بات ہی کہ تم کل کے لونڈے ہوکر تو اُسکے
انعام لے آؤ اور مین اُستاد عیاران ہوکر اُسکے خوف سے بھاگ جاؤن ہرگز نہین مین نے جاکر اُس سے عیاری
نہ کی اور تم سے زائد نہ لایا تو مین استاد کس بات کا یہ بدنامی اپنے سر مول لون کہ برق دیکھ تمام تو عیاری
کرکے لے آئے اور خواجہ فرار کر گئے قسم خدا اگر مین نے جاکر اُسے مسلمان نہ کیا تو اپنا نام خضران نہ رکھا
مین ضرور اُسکو مسلمان کرونگا اور جاتا ہون ابھی عیاری کرونگا اور تم سے دونا لاتا ہون یہ کہکر ابھی کیا تم
اُسکے کیا خوف ہمکو دلایا جاتا ہے اگر وہ پہچان لیتی ہی تو میرا کیا کرے گی مجھکو سواے خداوند کریم کے اور
کسی کا خوف نہین ہی وہ لکاتہ کیا ہی برق نے کہا کہ استاد خفہ نہ فرمایئے میری بات تو سماعت فرمایئے کہ
مین کیا عرض کرتا ہون خواجہ نے کہا کہ سن لیا بس اب مین ضرور جاؤنگا تم اپنے نالائق تو ہو ہی بیٹھے انعام
لے آؤ اور مین نہ لاؤن یہ تو کبھی نہوگا برق نے کہا کہ استاد آپ اسی صورت پر تشریف لے جایئگا اُسکی بیٹا
ضرور بتا دے گی خواجہ نے جواب دیا کہ آپکی بلا سے نہ مین بیٹا سے خوف کرتا ہون نہ طوطی سے ایسا دام
تزویر پھیلاؤن کہ وہ بیٹا بھی پھڑک کر رہجاے دام مکر و فریب سے اُسکو بھی گرفتار کرون عیاری کی بغل مین
نہ بند کرون تو تم خواجہ نہ کہنا برق نے جواب دیا کہ استاد پہلے بات کو اپنے مقام پر سوچ لیجئے پھر جایئے
خواجہ نے کہا کہ ممکن نہین ہے کہ نہ جاؤن برق نے دیکھا کہ خواجہ نہ مانین گے اپنے لونڈون کی اور کہا کہ لین
ہین بیٹھے کہا مفت مین اُستاد گرفتار ہون گے اسوقت جہالت فرماتے ہین یہ دل مین خیال کرکے صاحبقران
سے اشارہ کیا کہ یا صاحبقران والاشان اُستاد کو منع فرمایئے ورنہ یہ اسوقت جاکر ضرور اسیر ہون گے
آپکا فرمانا قبول کرینگے یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ کیون خواجہ کیا قصد ہی خواجہ نے جواب دیا کہ
سمندر کے دربار مین جاتا ہون اور عیاری کرکے روپیہ لاتا ہون صاحبقران نے جواب مین فرمایا کہ
کیون خواجہ اپنے کو مفت مین وبال سے بلا کرتے ہو اسکی حالت ابھی برق سے سن چکے ہو پھر بھی جاتے ہو
یہ کون سی عقلمندی ہے کہ دشمن کے پاس جانا دیدہ و دانستہ اپنے کو آفت مین پھنسانا ہے اگر روپیہ کی خواہش
ہی تو ایک ہزار روپیہ ہم سے لو دربار مین سمندر شاہ کے نہ جاؤ خواجہ نے جواب دیا کہ یا صاحبقران
اس امر مین آپ کچھ دخل نہ فرمایئن مین ضرور بالضرور جاؤنگا جب سے مین نے یہ سنا ہی کہ میری نسبت
بہت سخت کلمات کہے ہین اور کہا ہی کہ میرے اوپر عیاری کا قصد نہ کرین ایک آگ سی بدن مین لگی ہوئی
ہی دوسرے جب سے یہ معلوم ہوا ہی کہ یہ کل کے چھوکرے تو اسپر عیاری کرکے انعام لائے پھر مین
کیون نہ جاؤن یہ بدنامی لون کہ شاگرد تو عیاری کر گئے مگر استاد مارے خوف کے نہ آسکے مین ضرور
جاؤنگا صاحبقران والاشان نے خواجہ کو بہت کچھ سمجھایا مگر خواجہ کب سنتے ہین بادشاہ نے بھی فرمایا

کہ تم مجھ سے استقدر روپیہ لے لو مگر بتاؤ ہر ایک سردار نے کہا کہ تم ہم سے سو لو کسی نے کہا کہ دو سو لو مگر نہ جاؤ
آفاق دلوکیہ نے کہا کہ خواجہ تمہارا جانا اچھا نہیں ہے ہم بھی آپ کو دو دو سو روپیہ دینگے کیونکہ وہ
ساحرہ زبردست ہے معمولی ساحرہ نہیں ہے ہم اسکے حال سے بخوبی واقف ہیں جو کچھ برق ثانی کہتے ہیں سب
سچ ہے جب خواجہ نے یہ سنا کہ سب سردار مع بادشاہ کے روپیہ دینے پر آمادہ ہیں خواجہ نے جواب دیا کہ میں
جاؤنگا ضرور مگر عیاری نہ کرونگا صرف اسکی صورت دیکھکر چلا آؤنگا میرا روپیہ ہر ایک پر ہوگیا اس امر کو بھی
ہر ایک نے منع کیا خواجہ نے نہ سنا اور اسی وقت خواجہ دربار سے نکل کر اپنی صورت تبدیل کر کے یا تنہا
عیاری سے درست ہو کر طرف شہر سمندر ریہ کے روانہ ہوئے راہ میں تدبیر سوچ لی خواجہ تو ادھر
روانہ ہوئے صاحبقران نے بادشاہ سے فرمایا کہ یہ طمع خواجہ کی ضرور جان لیگی صرف زر کی طمع میں
گئے ہیں یہ خیال کر کے کہ برق و ضرغام تو اشرفیاں لاتے ہیں میں کیوں نہ لاؤں سب اہل دربار نے
عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا برق نے عرض کیا کہ خواجہ ضرور گرفتار ہوں گے وہ اُنکے جان کی دشمن ہے اگر
خدانخواستہ پکڑے گئے تو پھر رہائی مشکل ہے بڑی جہالت فرمائی ہے استاد نے صاحبقران والا شان نے
فرمایا کہ ہم سب نے منع کیا لالچ بھی دیا مگر انہوں نے نہ سنا کہا تو برق نے جواب دیا کہ حضور مجبور ہیں
میں بھی جاتا ہوں کہ دیکھوں کیا گذری برق اور ضرغام دونوں بھی بن کر طرف شہر سمندر ریہ کے
صاحبقران والا شان سے اجازت لے کر روانہ ہوئے انکا بھی حال تحریر ہوگا یہاں بادشاہ نے دربار
برخاست کیا محل میں تشریف لے گئے صاحبقران اپنے خیمہ میں سب سردار اپنے اپنے مقام پر گئے انکا حال
پھر قلمبند ہوگا خواجہ و برق ثانی وغیرہ بصورت مبدل طرف شہر سمندر ریہ کے راہی ہیں انکو تو راہ میں
رکھا جاتا ہے کچھ حال دربار سمندر شاہ کا تحریر ہوتا ہے کہ جب برق وغیرہ عیاری کر کے ایوان زرطاقی
اور سمندر شاہ سے انعام لیکر دربار سے باہر آئے اور لشکر کی طرف روانہ ہوئے ملکہ ایوان نے
سمندر شاہ سے کہا کہ بڑے غضب کے عیار ہیں کچھ بھی خوف اپنے دل میں نہ کیا فوراً عیاری کر گذرے
اور کیسے چرب زبان ہیں جو غصہ بیٹھے تھا وہ غیرت کلامی کر کے برطرف کر دیا اور انعام لے کر چلے گئے سمندر
نے کہا کہ یہ کیا امر ہے ابھی آپ نے دیکھا کیا ہے ایسی ایسی بہت سی عیاریاں ہونگی یہ تو کچھ بھی نہ تھی ایوان نے
کہا کہ اب کی مرتبہ اگر یہ دونوں عیار آئے تو میں ضرور انھیں قتل کرونگی یقین واثق ہے کہ اب وہ نہ آئینگے
کیونکہ اقرار کر گئے ہیں سمندر شاہ نے کہا انکے قول و فعل کا کیا اعتبار خیر دیکھا جائے گا یہ جا کر بیان
کریں گے انکا استاد خواجہ ضرور آئے گا وہ بھی آکر عیاری ضرور کرے گا ملکہ نے کہا کہ آئے گا تو گرفتار ہوگا
گرفتار رہوگا اب تو یقین ہے کہ یہ حال سن کے وہ بھی نہ آئے سمندر نے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ خواجہ
نہ آئیں ملکہ نے کہا کہ کیا خوب ہے آئیگا تو آئے یہ سن کے سمندر خاموش ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے
دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام کو گئے سمندر شاہ داخل محل ہوا جو مقام ملکہ ایوان زرطاقی کے
اترنے کے لیے قرار دیا گیا تھا ایوان جادو اُسمیں آئی گردمکان سحر کر لیا وہ دن تمام ہوا شام ہوا سمندر
نے دعوت میں طلب کیا دعوت کھانے گئی جو اشیا کہ خشک تھیں اور جن میں اس امر سے اطمینان
تھا کہ کوئی بیہوشی نہیں ملا سکتا ہے وہ کھائیں تھوڑی دیر ناچ دیکھکر پھر اپنے مقام پر چلی آئی حصار سحر
کر لیا یہ تو یہاں سو رہی اور خواب مرگ میں مبتلا ہوئی سمندر اپنے محل میں آرام پذیر ہوا انکو تو سلا کے
خواب مرگ رکھا جاتا ہے اُدھر خواجہ راہ طے کر کے داخل شہر سمندر ریہ ہوئے ان کے بعد برق
وغیرہ بھی داخل ہوئے خواجہ شہر کی سیر کرتے ہوئے دربار کی عمارت کے قریب آئے کہ دربار کی

برخاست پایا خیال کیا کہ وہ جس مقام پہ اتری ہے وہاں چلو بڑے عرصہ تک تلاش کیا نشان نہ ملا بس اپنے دل
سے کہا کہ یہ شب تو سرا میں بسر کرو صبح کو دربار میں جانا یہ دل میں خیال کر کے چوک کی سیر کرتے
ہوئے آئے ایک مہاجن کے ہاتھ ایک مصری کا لعل فروخت کیا کہ اسی عرصہ میں شام ہو گئی سطح
میں آئے ایک درخت کے سایہ میں بستر لگایا بھٹیاری نے لاکھ کہا کہ کوٹھری خالی ہے مگر مکار
کر دون کہا کہ ہم لوگ فقیر ہیں ہمکو کسی امر کی ضرورت نہیں ہے ہم اسی درخت کے سایہ میں رات
بسر کریں گے وہ یہ سن کے خاموش ہو رہی پھر نہ کہا ادھر برق و غیرہ بھی پہلے دربار کی تلاش
میں گئے انھوں نے بھی دربار برخاست پایا سرا میں آ کر آرام سے کہ دوسری سرا میں کمرہ
کرایہ کا لیا بھٹیاری سے کھانا پکوایا آرام سے بسر کی یہاں خواجہ نے جب دیکھا کہ سب
سو رہے کوئی نہیں جاگتا ہے اپنے مقام سے اٹھی چند مسافر سرا میں تھے سب کا مال و اسباب کمر
ٹٹول ٹٹول کے نکال لیا ایک جبہ نہ چھوڑا اور پھر اپنے مقام پر آ کر لیٹ رہے یہاں تک کہ صبح ہوئی سرا
کا پھاٹک کھلا سب سے پہلے آپ سرا سے اپنا بستر اٹھا کر نکل گئے باہر آ کر دوسری صورت تبدیل کر کے
طرف دربار کے چلے دوسری سرا سے برق و ضرغام وغیرہ بھی چلے یہاں سمندر نکل سے بر آمد ہوا دربار
آراستہ ہوا سب سردار اپنے مرتبے سے آ کر بیٹھے ملکہ ایوان کرسی پہ برابر سمندر کے آکر بیٹھی ایک پشت پہ
اژدر لگا ہوا ہے اسپر بیٹھی بیٹھی ہوئی ہے پاؤں میں طلائی زنجیر پڑی ہوئی ہے صندوق سامنے کرسی کے رکھا
ہوا ہے یہاں دربار آراستہ ہے کہ برق و ضرغام وغیرہ تو خدمتگاروں کی صورت بنکر ایوان کے
سامنے علیحدہ ایک طرف کو کھڑے ہو رہے مگر ایک ایک کو دیکھ رہے ہیں کہ دیکھیں کون خواجہ ہیں اور
کسکی صورت پر داخل دربار ہوئے ہیں کسی کو پتا یا ہوا سے اصلی صورتوں کے برق نے ضرغام
خواجہ نے کہا کہ ابھی تک استاد نہیں آئے ضرغام نے کہا کہ تم آتے ہوں گے آئیں نے ضرور گرداب نقب زن
عیار سمندر شاہ اپنی کرسی پہ بیٹھا ہوا ہے اسکے سر چاروں شاگرد جو لشکر میں وہ بیٹھے ہوئے
ہیں اور سب عیار کھڑے ہوئے ہیں کہ ایوان نے گرداب سے کہا کہ ہمیشہ کی عیاری کی بڑی تعریفیں سنتے
تھے کہ بہت بڑے عیار ہو مگر آج تک تم نے کوئی عیاری لشکر اسلام میں جا کر نہ کی گرداب نے جواب دیا
کہ بادشاہ نے حکم نہیں فرمایا ورنہ میں خواجہ کو لشکر سے جا کر اسیر کر لاتا خواجہ کی اصل کیا تھی مالکہ نے جواب
دیا کہ میں اجازت دلا دوں راوی نے بیان کیا ہے کہ جب خواجہ قریب دربار پہنچے تو انھوں نے زنبیل
سے گلیم نکال کر اوڑھ لی تھی داخل دربار ہوئے تھے سب دربار کو آراستہ پایا تھا نہ دیکھا گرداب
نقب زن کھڑے ہوئے گرداب کی اور ایوان کی تقریر سن رہے تھے جبکہ یہ ملکہ نے کہا کہ میں اجازت
دلا دوں تم گرفتار کر لاؤ گے گرداب نقب زن نے جواب دیا کہ ضرور آگر وہ عیار زیر زمین جا کر پوشیدہ ہوگا
تو میں جا کر اسیر کر لاؤں گا میرے روبرو اسکی ہستی کیا ہے برسوں فن عیاری کی تعلیم کروں اس امر سے مجبور ہوں
کہ اسکے پاس چند اشیا ایسی ہیں جو کہ نایاب زمانہ ہیں مگر اسکے بھی میں نہیں خوف کرتا ہوں اس امر کا امیدوار
ہوں کہ بادشاہ اجازت فرمائیں اور یہ حکم فرما دیں کہ وہ جو اشیا خواجہ کے پاس ہیں سب تیری ہیں تو میں
کوشش کروں یہ سنکر ملکہ نے سمندر سے کہا کہ آپ گرداب نقب زن کو کیوں نہیں اجازت دیتے
ہیں جس طریقہ سے ہو سکتا ہے سمندر نے جواب دیا کہ اسنے کب ذکر کیا اگر یہ اجازت چاہتا ہے تو کیا مضائقہ
ہے یہ جاسے خواجہ کو اسیر کر لاسے اسکو خواجہ کی ہر چیز کا اختیار ہے گرداب سے ملکہ نے کہا کہ اب تو
اجازت ملی گرداب نے جواب دیا کہ میں کل جا کر اسیر کر لاؤں گا آپ مجھ سے لین میں اسی امر کا تو امیدوار تھا

کہ حکم شاہی جو پاؤں تو میں اپنا کمال دکھاؤں اور اتنی مدت جو نمک شاہی کھایا ہے اُسکو ادا کروں اب آپ میرا
کمال ملاحظہ فرمایئے ماہ نے کہا کہ اگر تو خواجہ کو گرفتار کر لاوے گا تو میں تجھکو مال دنیا سے نہال کر دونگی گو میں یہ
قوت رکھتی ہوں کہ ابھی چاہوں تو خواجہ کو اسی مقام پر بیٹھے بیٹھے طلب کر لوں کسی کا کچھ بس نہ چلے ساحرہ
پھر ساحر سب منہ دیکھا کرے ہیں یہ جو تو صندوقچہ دیکھتا ہے کہ میرے روبرو رکھا ہے اس صندوقچہ میں چار کنیزان
ساحری ہیں کہ وہ میرے تابع ہیں جو حکم انکو دوں وہ فوراً بجا لائیں اور اس صندوقچہ پر میرا اسم ہے کہ
کوئی اسکو بدون میری اجازت کے ہاتھ نہیں لگا سکتا ہے اگر ہاتھ لگاوے تو ہاتھ اسکا صندوقچہ میں جسم جاوے
پھر جب تک نہ حکم دوں صندوقچہ نہ چھوٹے بس اگر میں چاہوں تو کنیزان ساحری کے ذریعہ سے اسیر
کرا لوں مگر تیرا کمال دیکھنا ہے کہ میں نے تیری بہت شہرت سنی ہے گرداب نے کہا کہ کل ملاحظہ فرمالیجیے گا ملکہ نے
کہا کہ اچھا خواجہ عمرو عیار اس مجلس میں بیٹھے ہوے سب تقریریں سنتے تھے دل میں کہا کہ یہ بڑی ساحرہ زبردست ہے
ایسی ایسی چیزیں اسکے پاس ہیں یہ قصد کیا تھا کہ صندوقچہ اٹھا لوں جب یہ سنا کہ صندوقچہ ہاتھ پکڑ
لیتا ہے تو اس قصد سے باز رہے اور یہ خیال کیا گرداب نقب زن اب یہ نہیں مانتے کہ میں کل شب کو
خواجہ کو اسیر کر لاؤنگا کرسی پر بیٹھے ہوے اکتا رہے تھے بار بار پہلو بدلتے تھے دوسرے روز میں یہاں
خواجہ نے خیال کیا کہ ہم کیوں ٹھہرے کیوں جس کام کے لیے آئے ہیں وہ کام کر دیں یا تو عقب گرداب کھڑے
تھے یا ہاتھ بڑھا کر گرداب کے سر پر سے کلاہ سرداری جو کہ پہنے ہوے تھا اتار لی کہ وہ برہنہ سر ہو گیا
خود وہاں سے عقب مسند آ کے برق کی نگاہ گرداب کے سر پر پڑی دیکھا کہ برہنہ سر بیٹھا ہوا ہے
ضرغام سے کہا کہ استاد آ گئے پہلے ہاتھ گرداب نقب زن پر صاف کیا کہ کلاہ سر پر سے اتار لی
اسکو خبر تک نہ ہوئی ابھی منہ پر اسکے دعوے مقابلہ کرنے کو راضی ہیں اور اقرار کیا ہے کہ اسیر کر لاؤنگا ضرغام نے
کہا کہ اسکی بھی یہ لیاقت ہے کہ یہ اسیر کر لاوے گا خود گرفتار ہوگا یہاں ضرغام و برق میں یہ باتیں اشارہ ہو رہی تھیں
میں ہو رہی تھیں کہ ایک گرداب کے شاگرد کی نگاہ گرداب نقب زن کے سر پر پڑی اس نے جو
برہنہ سر دیکھا تو آہستہ سے کہا کہ استاد کیا آپ کلاہ پہنکر دربار میں نہیں آئے تھے کہ برہنہ سر ہیں بڑی
خیریت ہوئی کہ بادشاہ کی نگاہ نہ پڑی ورنہ خرابی ہوتی کیونکہ بالکل خلاف تہذیب ہے گرداب نے کہا کہ
کیا بکتا ہے میں کلاہ پہنکر کیوں نہیں آیا اُس نے کہا کہ ذرا ہاتھ سے ملاحظہ فرمایئے کہ کلاہ سر پر ہے یا نہیں
اُس نے جو سر پر ہاتھ رکھا کلاہ کو نہ پایا بہت حیران ہوا ادھر اُدھر دیکھا کہیں گر نہ پڑی ہو وہ گری ہو تو ملے
یہ حیران ہوا کہ یہ کیا امر ہے کلاہ کیا ہو گئی یہ حیران ہو رہا تھا ادھر خواجہ جو عقب پشت مسند رہے پہنچے اُسکے
سر پر سے تاج لیا اہراق وستخلاق کے سر پر سے مندیل وزارت لی عشاق کے بھی سر پر سے کلاہ اتار
لی اور باقی اہل دربار میں سے کسی کی کلاہ نہ لی یہ سب کلاہ و تاج لے کر عقب پشت ایوان کے آئے اور
آہستہ سے مینا کی زنجیر پکڑ کے اپنی طرف کھینچا مینا جو کھنچنے لگی پکاری کہ ملکہ کوئی مجھے کھینچتا ہے
دیکھیو میں جاتی ہوں جیسے ہی مینا نے یہ صدا دی خواجہ نے ہاتھ روک لیا ایوان نہ طاقی نے پلٹ کر
دیکھا کسی کو نہ پایا پھر اپنے منہ کو پھیر لیا کہ خواجہ نے پھر کھینچا پھر مینا پکاری کہ ملکہ کوئی مجھے پھر کھینچتا
ہے ایوان نہ طاقی نے پھر پلٹ کر دیکھا کسی کو نہ پایا مینا کو اسی مقام پر بیٹھے دیکھا ایوان مینا پر خفا
ہوئی اور کہا کہ تو دیوانی ہوئی ہے نہ کوئی کھینچتا ہے نہ کچھ کرتا ہے نکمی ہے بیکار پکار رہی ہے یہ کہکر پھر اپنی
طرف منہ کر لیا اب کی مرتبہ خواجہ نے زور سے پکڑ کر جھٹکا دیا وہ چلائی کہ ملکہ خبردار ہو کوئی مجھکو لیے
جاتا ہے مینا چلاتی رہی خواجہ نے مع زنجیر و اڈے کے مینا کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا ایوان نے خیال کیا

کہ بینا دیوانی ہو گئی ہیکارت تسلیے چلاتی ہکہ بیٹا کر نہ کہا بیٹھی ہی ادھر خواجہ اسکو نذر زنبیل کر کے سمندر
کی پشت پر سے ہو کر ایوان بارگاہ سے صحن میں آئے کہ برق سے دیکھا سمندر و عشاق وطلاق و اعراق
سب برہنہ سر ہیں اور بیتابانہ دیکھ ضرغام سے کہا کہ خواجہ تشریف لائے بینا کا تو فیصلہ کیا جون کرگیا کہ
خوب دام مکر میں اسیر کیا بڑی ہوشیار تھی کچھ نہ ہو سکا پھیپھڑا کر رہ گئی اب زنبیل میں ہو گی اور دیکھیو کہ
سب کو خواجہ نے ہت سمندر کے برہنہ سر کر دیا ضرغام نے جواب دیا کہ دیکھئے جاکر ہوتا کیا ہے
ادھر عشاق کی نگاہ سمندر شاہ کے سر پر پڑی اسنے کہا کہ اے بادشاہ گستاخی معاف یہ کیسی حرکت
تھی کہ آج دربار میں سر برہنہ آئے والی زمان تو پہنوں ہیں مگر آپکا غم آج کہا یہ جو عشاق نے
کہا سمندر نے سر اٹھا کر عشاق کی طرف دیکھا برہنہ سر پایا سمندر نے کہا کہ واہ استاد اپنی
بائی اور یہ گنوائی آپ خود تو برہنہ سر ہیں اور مجھکو کہتے ہیں یہ جو استاد او رشاگرد میں تقریر
ہوئی اب سب اہل دربار نے سر اٹھا کر دیکھا تو یہ ماجرا نظر پڑا کہ دونوں وزیر بادشاہ و
عشاق سر برہنہ بیٹھے ہوئے ہیں ہر ایک نے یہ واقعہ دیکھا اپنے سر پر ہاتھ رکھا اپنی کلاہ کو سر پر پایا
اس خیال سے کہ شاید ہم بھی سر برہنہ ہوں جب کلاہ سر پر پائی تو اطمینان ہوا کہ اب جاوید کے طلاق نے
کہا کہ آپ نے بھی بادشاہ کا ساتھ دیا آپ بھی اپنی کلاہ بیٹھکر ہیں اسے نہ اعراق اب تو ہر ایک کو حیرت ہوئی
گرداب نقیب زن نے جو یہ سنا تو فورا شرمندگی سے سر جھکا کے بیٹھا ہوا تھا یہ ہو سنا کہ بادشاہ کے
سر پر تاج نہیں ہے اسنے سر اٹھا کر دیکھا سر برہنہ پایا ایسا مرتبہ رد بر وہ سمندر شاہ کے آیا اور عرض کیا
کہ غلام بھی اسی بلا میں مبتلا ہے بڑے عرصہ سے اسی فکر میں تھا کہ یہ کیا بات ہے کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا اب
سب نے گرداب نقیب زن کو بھی برہنہ سر پایا سب کو بڑی حیرت ہوئی سمندر نے کہا کہ یہ امر ہماری سمجھ
میں نہیں آیا کہ یہ کیا بات ہے کون ایسا زبردست تھا کہ ہم سب کی کلاہ لے گیا اور ہمکو سر برہنہ کر گیا مگر یہ دوسری
عجیب کی بات ہے کہ اور کسی سے نہ بولا سوائے ہم چند اشخاص کے بڑا ہوشیار تھا کہ جو قیمتی کلاہ تھیں وہ لے گیا
باقی کو ہاتھ نہ لگایا پس اسوقت سمندر شاہ نے دوسرا تاج منگا کر سر پر رکھا اسی طرح سے ہر ایک نے
کلاہ طلب کر کے سر پر پہنی گرداب نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ خوب آبرو بچی ورنہ ضرور آبرو جاتی
جب بادشاہ ایسی حالت سے دیکھتا سوال کرتا میں کیا جواب دیتا رہاں علیحدہ انکا تاج بادشاہ گم ہوگیا ایسے
وہ کیا عتاب کرتے بڑا منصف تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ کسی نے ملکہ الوان کی طرف نہ دیکھا سب یہ واقعہ
دیکھکر حیران ہوئے اور سر جھکائے سمندر خود شرمندہ ہوا کہ یہ کیسی حرکت ہے اور سر جھکالیا دل میں کہا
کہ اہل دربار کیا سمجھتے ہوں گے یہی خیال کرتے ہوں گے کہ بادشاہ مسخری ہو گیا ہے اور استاد و وزیروں کو
سب کو دیوانہ خیال کرتے ہوں گے اور سب کو مسخرہ نہ آسکے بلکہ ایسی کوئی ہی حرکت کرے گا
یہی بات ہوئی کہ خود بخود یہ چند آدمی سر برہنہ ہو گئے کوئی نہ کوئی بات تو ضرور ہے سمندر سر جھکائے
ہوئے یہ اپنے دل میں خیال کر رہا تھا کہ یکایک در بارگاہ سے ایک شخص سر پر تاج رکھے ہوئے قبا
زرکار پہنے ہوئے چلا آتا نظر پڑا سمندر شاہ بھی نگاہ سے دیکھ رہا تھا مگر خاموش تھا راوی
بیان کرتا ہے کہ جب خواجہ بینا کو لے کر صحن بارگاہ میں اپنی صورت تبدیل کی معقول آدمی کی صورت بنکر
گلیم اتار کر طرف دربار کے چلے جب ایوان میں پہونچے اب سب نے دیکھا کہ یہ کون شخص آیا ہے خواجہ
نے مجرا گاہ پر سے سمندر کو بہت جھک کر مجرا کیا اسکے بعد ملکہ الوان نطاقی کو مجرا کیا کہ سمندر نے
چوبدار کو اشارہ کیا کہ انکو کرسی دو خواجہ کو جو سب نے نہ دیکھا تو اسنے سمندر نے آتے ہوئے

اسکا سبب یہ تھا کہ سب سر جھکائے ہوئے اس حیرت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ کیا ماجرا تھا کہ سمندر
وغیرہ کی تو یہاں سے نادارد ہو گئیں بدین سبب کسی نے نہ دیکھا اُدھر چوبدار نے کرسی لا کر حاضر کی خواجہ
سمندر شاہ کو سلام کرکے روبرو ملکہ الیوان نہ طاقی کے کرسی پر بیٹھ گئے برق نے ضرغام سے کہا کہ بھائی
ضرغام یہ جو مرد بزرگ آئے ہیں یہ استاد ہیں مینا کو غائب کرکے آئے ہیں تاکہ سال نہ پکڑے ضرغام
نے اشارہ سے کہا کہ سچ کہتے ہو اُدھر خواجہ نے ملکہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ملکہ آپ نے مجھے پہچانا
کہ میں کون ہوں اور کس غرض سے آیا ہوں ملکہ نے جواب دیا کہ میں نے آپ کو نہیں پہچانا نہ میں نے آپ کو
کبھی دیکھا تھا جو پہچانوں خواجہ نے سمندر سے کہا کہ آپ نے پہچانا سمندر شاہ نے بھی انکار کیا پھر تو خواجہ
نے سب اہل دربار سے پوچھا کہ آپ لوگوں میں سے کسی نے مجھکو پہچانا سب نے انکار کیا گو واجب لقب ان
سے کہا کہ بتاؤ آپ نے کہا کہ میں نہیں واقف ہوں جب سب انکار کر چکے خواجہ نے سمندر اور الیوان اور
عشاق سے کرر سہ کرر دریافت کیا جب سب انکار کر چکے اسوقت خواجہ نے الیوان سے کہا کہ ملکہ
تم اسی امر پہ دعوے کرتی تھیں کہ جب خواجہ میرے روبرو صورت بدل کر میرے اور عیاری کرنے
آئیں گے تو میں پہچان لونگی میں تمھارے سامنے موجود ہوں اور تم میں سے کسی نے نہ پہچانا یہاں کو ایسے
میرے مقابلہ کا دعوے رکھتے ہیں وہ بھی مطلق نہ پہچان سکے کیا خوب اسی منہ پر یہ دعوے اُدھر برق نے
ضرغام سے کہا کہ لو اور سنو خواجہ نے اپنے کو ظاہر بھی کر دیا بڑا غضب کیا اب ضرور یہ اسیر ہونگے کوئی
بھی دشمن کو آگاہ کرتا ہے جو کام کرنا تھا کیا ہوتا اور اپنی راہ لی ہوتی ضرغام نے جواب دیا کہ کوئی مصلحت
ہوگی برق یہ سن کے خاموش ہو رہا اُدھر خواجہ نے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ وہ اک سمندر مرا کہ ایسا
واے کل اہل دربار آگاہ ہو کہ میں خواجہ شاگرد خضران بن عمرو ثانی افسوس کسی نے نہ پہچانا خصوصاً
ملکہ نے میں تو ملکہ کا امتحان کرنے آیا کہ میں نے سنا تھا ملکہ پہچان لیتی ہے مگر جیسا کہ مجھ سے بیان کیا تھا
وہ سب بالکل جھوٹ تھا کیا کوئی مجھے پہچان سکتا ہے میں جو چاہتا تو سب کو بیہوشی سنگھا کر بیہوش کرتا اور سب کو
قتل کرکے چلا جاتا سمندر نے یہ سن کے کہا کہ اگر کچھ ہمکو یقین ہو کہ آپ خواجہ عمرو ہیں آپ اپنی اصلی
صورت ہمکو دکھا دیجئے یہی کلام ملکہ نے بھی کیا الیوان نہ طاقی ایسی متحیر ہوئی تھی کہ مینا کو بھی فراموش
کر گئی تھی کہ دیکھے کہ میری مینا نے کیوں نہ آگاہ کیا مینا ہو تو آگاہ کرے آسکے تو پہلے ہی یہ کر لے گئے
نہ کسی اہل دربار نے ملکہ کو یاد دلایا نہ مینا کی طرف دیکھا سب کے سب چشم حیرت سے خواجہ کی طرف دیکھ
رہے ہیں جب سمندر اور الیوان نے یہ کلمہ کہا خواجہ نے کہا کہ تم اصلی صورت یہ جو دیکھو گے تو یقین
لاؤ گے بس میں برائے امتحان تو آیا ہوں یہ کہکر کرسی پر سے جست کی سقف ایوان تک گئے وہاں
جاکر قلابازی لگائی زمین تک آتے آتے اپنی اصلی صورت پر ہوگئے وہ سب سامان غائب تھا وہی
تنکا سی ڈاڑھی دم ہی کھپے گال وہی زیرہ سی آنکھیں وہی خوبانی ایسے کان وہی طباق ایسا
پیٹ تنکا ایسے ہاتھ پاؤں تین گز کا قد اوپر کا چھ گز کا قد نیچے کا نو گز کا پیادہ شطرنج کا جو کہ
بڑھ کر فیل سوار کو مارے ایک ٹاٹ کا کرتہ آپ کے گلے میں اور بوریے کا پائجامہ سر پر کاغذ
کی ٹوپی اسمیں لومڑی کی دم لگی ہوئی آکر کرسی پر بیٹھے راوی نے بیان کیا ہے کہ خضران بن عمرو
ثانی بالکل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی صورت میں سر مو فرق نہیں ہے بلکہ عمرو ثانی اس قدر بھی نہ
تھے جیسے یہ ہیں پس جب خواجہ آکر اپنی صورت اصلی سے کرسی پر بیٹھے سمندر شاہ اور ملکہ
الیوان نہ طاقی اور کل اہل دربار کو حیرت ہوئی کہ کیا عمرو اور امر عجیب یہ ہے کہ بالائے سقف جاتے جاتے

صورت بدل گئی ہے جس میں ابھی تو یہ ملاقات نہیں ہوئی کل اہل دربار خواجہ کو کئی مرتبہ اصلی حالت پر دیکھ چکے تھے
ملکہ اسوقت جو دیکھا تو ڈر گئے ملکہ تو خوف زدہ ہو کر سہم گئی خواجہ نے کرسی پر بیٹھ کر فرمایا کہ اب تو شبہ
پہچانا اب بھی کوئی شک ہے سب نے مع سمندر اور ملکہ کے جواب دیا کہ ہم سب نے پہچانا خواجہ نے
آ نکلنا کیونکر ہوا سمندر اور ملکہ کو پھر سلام کیا اور پھر کرسی پر بیٹھے سمندر نے خواجہ سے کہا کہ اسوقت آپکی
انتظار ... اور یہی کیا سبب ہوا خواجہ نے جواب دیا کہ میں نے سنا تھا کہ ملکہ عیاروں کو خوب پہچانتی ہیں
دوسرے جو کوئی آ نکے روپ و عیاری کرے اسکو انعام دیتی ہیں تو میں نے کہا کہ میں بھی جاکر عیاری
کروں اور ملکہ کا امتحان کروں کہ مجکو بھی پہچانتی ہیں یا نہیں اور بلا انعام لوں مگر میں نے یہاں آکر
جس نے مجھ سے بیان کیا تھا آپکے قول کے خلاف پایا کہ ذرا بھی نہ پہچانا الوان نے کہا کہ میں
تو ضرور پہچان لیتی مگر یہ معلوم کیا سبب ہوا کہ جس وقت میری مینا نے مجھکو نہ بتایا خواجہ نے کہا کہ ملکہ
مینا بھی کیا کوئی مینا بھی تمہارے پاس تھی ملکہ نے کہا کہ تم سے جس نے بیان کیا ہوگا یہ بھی بیان کیا
ہوگا کہ ملکہ کی مینا جو کچھ حال ہوتا ہے مفصل بیان کر دیتی ہے خواجہ نے کہا کہ ہاں بیان کیا تھا اب پایا در آیا
اتو ملکہ وہ تمہاری مینا کہاں ہے جب الوان نے ... کیا سبب ہوا جو میری مینا نے مجھ سے
تو دی دیکھا تو وہاں مینا ندارد ہے کوئی صیاد مع اڈے اور زنجیر کے لے گیا یہ دیکھنا تھا کہ اسکو بڑا صدمہ
ہوا اسنے مینا کو کر اپنے زانو پہ ہاتھ دے مارا سر پیٹ لیا اور کہا میری بڑی عمدہ مینا تھی میں نے اسکو
بڑی مشقت سے پالا تھا خوب باتیں کرتی تھی نہ معلوم کون کمبخت لے گیا افسوس اب ایسی مینا کہے
نصیب ہوگی میں اپنی مینا کو کہاں سے لاؤں آئینہ وصیقل ... کہا کیا کوئی مجھکو کھینچتا ہے میں نے
دونوں مرتبہ پلٹ کر دیکھا کسی کو نہ پایا جب آئینہ تیسری مرتبہ کہا میں نے خیال کیا کہ دیوانی ہو گئی ہے
جو بیہودہ بکتی ہے میں نے کچھ ساعت نہ کی پلٹ کر بھی نہ دیکھا اسے میری مینا اسے میری مینا کہاں سے تجکو
تلاش کرکے لاؤں میرا تو تجھ سے دل بہلتا تھا کس ظالم نے تجکو مجھ سے جدا کیا کون وہ کمبخت تھا ملکہ الوان نے
جو یہ کہکر رونا شروع کیا سب اہل دربار حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے ایک گل دیگر شگفت تاج اور کلاہ
تک ... تھا مینا کو کون لے گیا وہ کون ایسا تھا کہ جو مینا کو لے گیا سب کو حیرت بالائے حیرت ہو ادھر
خواجہ نے کہا کہ ملکہ تم اسقدر زار زار کیوں روتی ہو ایک مشت پر کے لیے اور مینا خرید کرکے پال لینا بیکار ہے
دو پہر دن کے لیے جان کھوتی ہو اور اپنے کو ہلاک کرتی ہو ملکہ الوان نے جواب دیا کہ خواجہ وہ مینا
میری بہت عمدہ تھی خوب باتیں کرتی تھی میں نے اسکو گھر ہی تعلیم کیا تھا میری مونس تنہائی تھی جب میں اکیلی
ہوتی تھی تو اس سے باتیں کرتی تھی ایسی پیاری پیاری باتیں کرتی تھی کہ میرا دل بہلتا تھا میں اس سے بہت
محبت کرتی تھی نہ معلوم کون دشمن تھا جو تکا توڑ لا گیا میری مینا کو لے گیا میں اب کہاں سے تلاش کرکے لاؤں یہ تو خواجہ
تم نے سچ کہا کہ ایک مشت پر کے لیے جان کھونا بیکار ہے اور فقر پر لیتا ہے خواجہ پھر میں اتنے زمانہ تک محنت کروں
تب اس لائق ہو اور نہ معلوم بولے یا نہ بولے کوئی جانور ہے تو ... میں خواجہ نے کہا کہ ملکہ
گھبراؤ نہیں تمہاری مینا تمکو مل جاوے گی تم کیوں اسقدر پریشان ہوتی ہو میں صرف آزماتا تھا ملکہ نے
کہا کہ کہاں سے ملے گی اسکو تو کوئی لے گیا ہے خواجہ سچ بتاؤ کہ کیا تمہارے پاس ہے خواجہ نے
کہا کہ میں تو تمہارے پاس بیٹھا ہوں میرے پاس ہوتی تو تمہارے سامنے ہوتی اچھا تم یہ بتاؤ کہ تم اپنی
مینا کو پہچان لوگی جو سامنے لاؤں الوان نے کہا کہ اے خواجہ اب وہ کہاں ہاں اگر ملے تو ضرور بالضرور پہچان لوں
یہاں سب اہل دربار مع سمندر کے حیران ہیں کہ یہ کیا امر ہے اور کس طور کی باتیں ملکہ مینا اور

اور خواجہ بیتن ہو رہی ہین کہ خواجہ نے ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ تم ان مینا سے بہت محبت کرتی ہو ملکہ نے کہا کہ
ضرور مین اُسکو چاہتی ہون خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ تمھاری مینا میرے پاس ہی مگر اصل امر یہ ہی کہ میرے پاس
اور بھی مینائین ہین شاید نہین مل گئی ہو مین اُنکو نکالتا ہون تم اپنی مینا کو پہچان لو ملکہ نے کہا کہ خواجہ مینا تمھارے
پاس کہان سے آئی خواجہ نے جواب دیا کہ ملکہ مینے صرف تمھارے امتحان کی خاطر مینا پہلے سے لیلی تھی مگر تمنے
مطلق نہ پہچانا یہ بیان کیا کہ میری مینا تمھارے پاس ہی ای ملکہ جیسی مین نے تمھاری صفت سنی تھی اُسکے خلاف پایا
ملکہ نے سر جھکا لیا تھوڑے عرصہ کے بعد سر اٹھا کر کہا کہ ای خواجہ جو تعریف کہ مین نے تمھاری سنی تھی اُس سے
زیادہ تمکو پایا در اصل تم سب کے سب بڑے عیار کامل ہو مگر مین تم سے مقابلہ کرونگی اب تم میری مینا مجکو
دے دو کیونکہ مین اُسکے لیے بہت بیتاب ہون خواجہ نے کہا کہ ملکہ مین تم سے مذاق کرتا تھا بھلا یہ بتلاؤ کہ
مینا میرے پاس کیونکر آئی کیا خوب مین نے جو آپ سے مذاق کیا آپ کو بھی یقین ہو گیا مین کیا مینا کیا وہ پردار
جانور تھا معلوم ہوتا ہی کہ کہین اڑ گیا ملکہ نے جواب دیا کہ سچ آپ ہے اور زنجیر کے خواجہ نے کہا کہ مین کیا جانون
تمھارا ہی قول ہی کہ مین نے اُسکو نہ در سحر تعلیم کیا تھا وہ سحر کر کے اُڑ گئی ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ خواجہ جانور بھی
کہین سحر کرتے ہین خواجہ نے جواب دیا کہ مین کیا جانون ملکہ نے جواب دیا کہ خواجہ مذاق ہو چکا میری مینا مجکو
دو خواجہ نے کہا ملکہ ذرا ہوش مین آؤ واہ کیا خوب تم نے میری بات کو پکڑ لیا ملکہ نے جواب دیا کہ
خواجہ مینا تمھارے پاس ضرور ہی خواجہ نے کہا کہ ملکہ یہ صرف تمھارا خیال ہی ملکہ بولی کہ خواجہ جب تک تم مینا
نہ دو گے اُسوقت تک مین تمکو جانے نہ دونگی خواجہ نے کہا کہ یہ بھی کوئی زبردستی ہی اور کیا مین کوئی چڑیمار
ہون کہ میرے پاس مینا ہی یہ کسی چڑیمار سے فرمائیے کہ وہ آپ کو مینا لا دے ملکہ نے کہا کہ خواجہ بہت
باتین نہ بناؤ یہ تقریر ملکہ اور خواجہ کی سب اہل دربار و سمندر خاموش بیٹھے ہوے سن رہے تھے جب بہت
ملکہ نے کہا تو خواجہ نے کہا کہ ملکہ ایک شرط سے مینا مل سکتی ہی وہ شرط یہ ہی کہ کچھ روپیہ صرف کرو تو مین چڑیمارون
سے تلاش کرا کے تمھاری مینا تمکو منگا دون ملکہ نے کہا کہ ای خواجہ مین روپیہ کیون صرف کرون جب میرا ہی تو
مال جاے اور مین ہی روپیہ صرف کرون خواجہ نے جواب دیا کہ ای ملکہ الوان پھر مینا کا ہاتھ آنا امر
محال ہی بغیر روپیہ صرف کیے ہوے مین چڑیمارون سے منگاتا اُنکو روپیہ کا لالچ دیتا شاید مینا ملجاتی ملکہ
جواب دیا کہ ای خواجہ خیر مین سو روپیہ تک دونگی خواجہ نے کہا کہ کیا خوب اتنا بڑا تو کام اور سو روپیہ
حاصل کلام ملکہ الوان نہ طاقی نے ہزار روپیہ کا اقرار خواجہ سے کیا خواجہ نے کہا کہ لاؤ ملکہ نے کہا
کہ تم پہلے مینا لاؤ خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ تم اِس امر کا بخوبی اپنے دل مین اطمینان رکھو کہ مین تمھاری
مینا تمکو ضرور لا دونگا یہ خوف نہ کرو کہ روپیہ تو مین تم سے لے لون اور تمھاری مینا تمکو نہ ملے یہ جو
خواجہ نے کہا ملکہ نے روپیہ منگا کر خواجہ کو دیا خواجہ نے روپیہ لیکر کہا کہ ملکہ لو اپنی مینا یہ کہکر خواجہ نے
اپنی زنبیل مین ہاتھ ڈالا اور چند تلوریان نکال کر ملکہ الوان نہ طاقی کے روبرو پیش کین اور کہا کہ لو
پہچان لو ملکہ نے کہا کہ خواجہ یہ مینائین نہین ہین بلکہ تلوریان ہین ای خواجہ مینائین منگا دو اور خواجہ
تم تو کہتے تھے کہ مین کوئی چڑیمار ہون کہ میرے پاس مینا ہوگی تم روپیہ صرف کرو تو مین
منگا دونگا یہ تو تم نے اپنی بغل سے نکالین کیا چٹکی تمھاری بغل مین ہی خواجہ نے جواب دیا کہ میرے
پاس سب قسم کے جانور ہین مینا طوطا ہدہد وغیرہ جس جانور کی ضرورت تمکو ہو مجھ سے مول لے لو
خیر اگر ان مین تمھاری مینا نہین ہی تو مین اور نکالتا ہون اہل دربار حیران تھے کہ خواجہ نے چڑیمارون
سے بھی کان کاٹے گویا خواجہ کے پاس چڑیا کی چٹکی ہی کچھ معلوم نہین ہوتا ہی اور کس قدر

خواجہ نے کہا کہ یہ آپ کی صرف پرورش ہی ورنہ میں کوئی بھیک نہیں مانگتا ہون سمندر نے کہا کہ یہ
کوئی امر نہیں ہی ہمارا حکم ہی خواجہ نے کہا کہ اگر آپ کا حکم ہی تو خیر ورنہ ابھی جن صاحب کا جی چاہے
دین جن صاحب کا جی چاہے نہ دین کوئی کسی پر جبر نہیں ہی بس یہ جو حکم سمندر نے دیا شلاق وغیرہ نے خواجہ
کو اپنی اپنی کلاہ معاف کی جو کہ گران قیمت تھی اور ایک ایک ہزار روپیہ انعام کا دیا خواجہ کی اس عیاری
سے ہر ایک بہت خوش ہوا تھا اہل دربار نے حسب لیاقت اپنی خواجہ کو روپیہ منگا کر دیا اب خواجہ کے
سامنے روپیہ کا ایک انبار ہو گیا سمندر نے گرداب لقب زن کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تو نے
اپنی کلاہ خواجہ کو نہ معاف کی اس نے جواب دیا کہ مین تو نہ معاف کرونگا کیا خوب ایک تو زیردستی ٹوپی
لی پھر مین معاف کرون آپ لوگون کو اپنے فعل کا اختیار ہی مین تو لے اپنی کلاہ لونگا کیونکہ میرا اسکی طیاری مین
بہت سا روپیہ صرف ہوا ہی خواجہ نے یہ سنکے سمندر سے کہا کہ آپ کوشش نکرین انکو رہنے دیجئے یہ
مجھسے اپنی کلاہ لے لین گے یہ کہکر خواجہ نے گرداب لقب زن سے کہا کہ میرے اور تمھارے یہ شرط
ہی کہ اگر تم مجھسے اپنی کلاہ لے لو تو مین تمکو دس ہزار روپیہ اور دون ورنہ تم مجھکو دو گرداب نے کہا کہ اچھا
خواجہ کی اور گرداب لقب زن کی باہم شرط روبرو سمندر اور کل اہل دربار کے ہو گئی ہاتھ پر ہاتھ
پڑا پس جب شرط ہو چکی خواجہ نے وہ سب روپیہ اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور اپنی کرسی پر سے اٹھکر
سمندر شاہ اور ملکہ ایوان شہ طائی سے کہا کہ مین جاتا ہون اے ملکہ مین پھر کہے جاتا ہون کہ ہوشیار
رہنا مجھسے ملکہ نے جواب دیا کہ تم بھی مجھسے خبردار رہنا خواجہ نے کہا کہ اچھا اور ملکہ کو سلام کیا اسکے
بعد سمندر شاہ کو مجرا کیا صحن بارگاہ مین آ کے پکار کر کہا کہ اے گرداب مین جاتا ہون یہ نہ کہنا کہ خواجہ
مجھکو خبردار کر کے نہین گئے منہ چھپا کر چلے گئے مین موجود ہون اگر تمکو کلاہ لینا ہو تو لے لو گرداب نے
جواب دیا کہ یہ کوئی طریقہ نہین ہی کہ تم میرے دگر پر آ گئے ہو مین تم پر زیادتی کرون ہان جب موقع ملیگا
مین اپنی کلاہ لیلونگا اب آپ شوق سے تشریف لیجائین یہ سنکے خواجہ حسب کر کے باہر آئے باہر آ کر اپنے
لشکر کا شہر سے راستہ لیا اور مضر برق فرنگی و مضر تمام وغیرہ بھی دربار سے نکلکر دوسرے راستہ سے بہت جلد
طرف لشکر کے چلے خواجہ ابھی خرامان خرامان چلے آتے تھے یہان دربار آراستہ تھا بادشاہ تخت پر اور
صاحبقران دنگل پر جلوہ فرما تھے اور سب سردار اپنے اپنے دنگل وکرسی پر متمکن تھے خواجہ کا ذکر ہو رہا
تھا کہ خواجہ قل سے گئے ہین کچھ حال نہ معلوم ہوا یہ طمع خواجہ کی جان لے گی کچھ کیا ضرورت تھی کہ دشمن
کے روبرو ایسی حالت مین جائین جبکہ وہ جانی دشمن ہوا ورایسی لشکر مین آیا ہو ہم سب نے روپیہ بھی دیئے
تو کہا مگر نہ سنا یہی ذکر ہو رہا تھا کہ برق ثانی و مضر تمام وغیرہ بہت تیز پا پہنچے ہوئے آ کر حاضر دربار ہوئے مگر
چہرہ فرط مسرت سے لال بھرا تھا پیرسے مجرا کیا اور بادشاہ و صاحبقران کو دعا دے کر عرض کیا کہ خداوند
خواجہ نے بہت بڑا کام کیا یہ کہکر سب عیاری اول سے آخر تک بیان کی اس حرکت پر کسی کو بیان لین
سب مع بادشاہ کے بہت ہنسے مینا کا غائب ہونا پانی حیرت کرنا خواجہ کا دوسری صورت پر آنا پھر
اپنے کو ظاہر کرنا اور مینا کو دے کر بیہوش کرنا اور پھر ہوش مین لانا انعام لیکر وہان سے چلنا سب بیان
کیا یہ حال سنکے بادشاہ و صاحبقران بہت خوش ہوئے اور بہت تعریف فرمائی بلکہ خواجہ کی اسقدر
تعریف کی کہ فرمایا کہ خواجہ اول کے یہ بھی ہین اپنے باپ سے چالاک ہین کیا کام کیا ہی بہت بڑی عیاری
کی لیاقت کا کام کیا اہل دربار نے بھی بہت تعریف کی کہ اتنے عرصہ مین خواجہ آ کر بیٹھے سب کو
سلام کیا اپنی کرسی پہ بیٹھ گئے مگر منہ بنائے ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کیا گذری کیا ملا

خواجہ نے کہا کہ کچھ نہیں ملا ملتا کیا میں کچھ لینے کو گیا تھا صرف ملکہ ایوان کو دیکھنے گیا تھا دیکھ آیا در اصل بہت
بڑی مکارہ زبردست ہی خدا اسکے شر سے بچائے اور محفوظ رکھے مگر میر القمان بھی ہوا کیسہ دو
ہزار روپیہ کا گر گیا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم کو قسم ہی میرے سر کی سچ سچ بیان کرو جب خواجہ
کو صاحبقران نے اپنے سر کی قسم دی خواجہ مجبور ہو گئے تب خواجہ نے کل حال بیان کیا مگر یہ نہ ظاہر کیا
کہ انعام بھی ملا بلکہ یہ کہا کہ روپیہ میرا بہت صرف ہو الا ہے وہ جو آپ سب نے اقرار کیا تھا اسی سبب سے
تو میں نے نہیں لیا کہ آپ ندینگے صاحبقران والاشان نے فرمایا کہ خواجہ یہ امر تو بالکل خلاف ہو کہ
تم نے کچھ لیا نہیں سمندر سے لیا اہل دربار سے لیا ملکہ ایوان نہ طاقی نے دیا جو ہم سب نے اقرار کیا ہے
وہ ہم سب ضرور دینگے پس یہ بیان کرو کہ کیا ملا جب خواجہ کو یقین ہو گیا تو کہا کہ ہاں کچھ ملا پس
بادشاہ اور صاحبقران و کل اہل دربار نے خواجہ کی بہت تعریف کی بادشاہ و صاحبقران نے
خواجہ کو ایک ایک خلعت مرحمت فرمایا اور جس قدر روپیہ کا اقرار خواجہ سے کیا تھا وہ عنایت کیا
سب سرداران نے دیا خواجہ بہت خوش ہوئے راوی نے بیان کیا ہی کہ بادشاہ نے دربار برخاست
کیا سب اپنے اپنے مقام کو گئے خواجہ اپنے خیمہ میں آئے یہاں تو سب خوش ہیں وہاں دربار سمندر کا
حال سماعت فرمائیے کہ پہلے دربار کا تمام حال لشکر کل کی خبر ہرکارہ نے لشکر اسلام سے دریافت کر کے
گئے تھے جب فوج کو گرداب وغیرہ نے دربار کیا تھا تو بیان کی تھی وہ سب سے پیشتر خوش ہو رہے تھے کہ اگر آکر
مقابلہ کرے گی آج پھر ہرکارے جو لشکر اسلام میں موجود تھے یہ سب حال دریافت کر کے دربار میں آئے
گرداب وغیرہ سے سب حال بیان کیا انکو حیرت ہوئی خواجہ کی تعریف کی انکو یہاں اسی جگہ میں
رکھا جاتا ہی کہ دیکھیے کیا حکم آتا ہی سمندر کا حال تحریر ہوتا ہی کہ جب خواجہ انعام لیکر دربار سے ملکہ
کے چلے آئے بعد آنے خواجہ کے سمندر نے بہت تعریف خواجہ کی کی اور ایوان سے کہا کہ ملکہ تم نے
دیکھا کہ کیا بلا کے عیار ہیں اور خواجہ کا تو جواب نہیں ہی ملکہ نے کہا کہ میں کیا بیان کروں میری تو عقل
گم ہی جرأت بھی ویسی اور چالاکی و فطرت بھی ویسی مجھکو اپنی جان کا بہت بڑا اندیشہ تھا میں نے بڑی منت
سے ہیار کی تھی وہ تو اسوقت آنکھوں میں خاک ڈال کر نکل گیا خیر میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتا ہی
میں اسکو ضرور گرفتار کر کے قتل کرونگی گو اسوقت بھی ممکن تھا مگر خلاف مروت تھا کہ جو اپنے گھر پہ
آئے اسکے ساتھ دغا کیجائے اب میں اسے اسیر کرونگی سمندر نے کہا ای ملکہ میں یہ نہیں کہتا ہوں
کہ تم اسیر نہیں کر سکتی ہو بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ جو میں کہتا تھا وہ پیش آیا آپ کو یقین نہ تھا اب تو یقین
آیا ہوگا یہ سنکے ایوان نے سمندر سے کہا کہ ای بادشاہ آپ گرداب شاہ کو آگاہ کریں کہ میں کل
جاؤنگی اور یہ سوا اہل اسلام سے مقابلہ کرونگی کل سب عیاروں کا بندوبست کرونگی سمندر نے کہا کہ ای ملکہ
دو ایک روز اور ٹھہر جائیے پھر جاکر مقابلہ کرنا ایوان نہ طاقی نے کہا کہ ای سمندر اب یہ نہیں ہو سکتا ہے
کہ ایک تو مجھکو خواجہ نے ذلیل و رسوا کیا لائق ہیں دوسرے میں خواجہ سے اقرار کر چکی ہوں اگر عذر کرونگی تو خواجہ
یہ کہینگے کہ ایوان ڈر گئی سمندر نے کہا کہ اچھا آپکو اختیار ہی میں انکو آگاہ کرتا ہوں پس
سمندر نے اسی وقت دبیر سے کہا کہ ایک نامہ بنام گرداب بہت جلد تحریر کرو اور اسکا مضمون
یہ ہو کہ تم لوگ خبردار رہو کہ ملکہ ایوان نہ طاقی مع اپنے لشکر کے تشریف لاتی ہیں انکی اطاعت کرنا انکے
حکم سے سرتابی نہ کرنا جو وہ حکم دیں اسپر عمل کرنا اور انکے حکم کے خلاف ہرگز نہ کرنا الغرض یہ ہی
سب مضمون دبیر نے تحریر کر دیا سمندر نے ایک نامہ بر کے ہاتھ وہ نامہ روانہ کیا اسکے بعد دربار

برخاست کیا ملکہ اپنے مقام فرودگاہ پر آئی اور سب اپنے اپنے مقام پر گئے سمندر رس نے دعوت کا سامان
روانہ کیا ملکہ نے کھانا کھایا آرام کیا یہان اس طائر نے آکر نامہ گرداب شاہ کو دیا گرداب شاہ
نے دبیر کو نامہ پڑھنے کا حکم دیا اُس نے نامہ پڑھا مضمون نامہ سنکے گرداب شاہ نے حکم دیا کہ طبل
بشارت پر چوب لگائی جاوے لشکر مین سب کو آگاہ کیا جاوے کہ کل ملکہ ایوان نہ طاقی [illegible] بلکہ
اہل اسلام تشریف لاوینگی یہ جو حکم گرداب شاہ نے دیا طبل بشارت پر چوب پڑی سب لشکر کو معلوم ہوا
ایک خوشی لشکر مین ہوئی سب خوش ہوے جاسوسان لشکر اسلام یہ خبر سنکر اپنے لشکر مین آئے دربار کو
برخاست پایا خواجہ سے جا کر عرض کیا خواجہ نے جاسوسوں سے کہا کہ تم لشکر کفار مین جاؤ اور جو واقعہ
گذرے وہ دریافت کر کے خبر دینا ہرکارے پھر گئے گرداب شاہ نے بھی دربار برخاست کیا خلاصہ یہ کہ
وہ شب تمام ہوئی صبح ہوئی بادشاہ اسلام نے دربار کیا صاحبقران والاشان دربار مین تشریف لائے سب
سردار آئے خواجہ نے آکر بادشاہ کو مجرا کیا اور جو ہرکاروں سے سنا تھا وہ بیان کیا صاحبقران نے
فرمایا کہ آتی ہو تو آنے دو خدا سے بابزرگ است کچھ خوف نہین ہی اپنا سر اپنی کنار مین [illegible] بیان یہ ذکر
ہو دہان گرداب شاہ نے حکم دیا کہ سب لشکر طیار ہو ہم ملکہ ایوان کا استقبال کرینگے اسیوقت لشکرین
کمربندی ہونے لگی تھوڑے عرصہ مین لشکر طیار ہو گیا گرداب شاہ نے اپنے لشکر کو طریقہ سے صف بستہ کیا
خود تخت پر سوار ہو کر وسط لشکر مین قایم ہوا اسی طرح سے گرداب شاہ وحباب شاہ وسیلاب شاہ وغیرہ
بھی وسط لشکر مین قیام پذیر ہوے ملکہ ایوان کا انتظار کرنے لگے ہرکاروں نے یہ خبر آکر بادشاہ اسلام
سے عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ ہم بھی حد لشکر سے ایوان نہ طاقی کی آمد کا تماشا دیکھینگے صاحبقران
والاشان نے فرمایا کہ کیا مضایقہ ہے پس اسیوقت سے انتظام ہونے لگا بادشاہ مع سرداروں کے حد لشکر
پر تشریف لائے تخت پر جلوہ فرما ہوئے سب سردار کرسیوں پر یہان تو یہ بندوبست ہوا وہان سمندر رس
کا حال سماعت فرمائیے کہ جب صبح ہوئی سمندر شاہ نے دربار کیا سب جب آچکے ملکہ ایوان نے کہا
کہ اب مین رخصت ہوتی ہون مجکو اجازت دے سمندر رس نے کہا کہ اچھا جاؤ سپرد خداوند تصویر کیا کل ہم بھی
تمہاری جنگ کا تماشا دیکھنے آوینگے ملکہ ایوان نے کہا کہ بہت خوب پس ملکہ نے کرسی پر سے اٹھکر سمندر
کو سلام کیا سمندر رس تا لب فرش ملکہ کے پہونچانے کو آیا ملکہ نے صحن بارگاہ مین آکر تخت طیار کیا اسپر
بیٹھکر روانہ ہوئی جب شہر سے باہر آئی ایک مقام پر ٹھہری اور سحر کر کے دستک دی کہ ایک ابر پیدا ہوا وہ
ابر آکر سر پر ملکہ کے قایم ہوا اس سے بارش مروارید ہوتی تھی اسکے بعد ملکہ ایوان نہ طاقی نے پھر
بڑھکر دستک دی کہ ایک طائر پیدا ہوا ملکہ ایوان نے اس طائر سے کہا کہ میرے سپہ سالار اژدر جادو
سے کہو کہ بہت جلد لشکر اور خیمہ وغیرہ لیکر چلے وہ طائر یہ سنکر فراٹا مارکے اڑ گیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ
نہ طاق کی طرف سے ایک ابر اٹھا آگے آگے اژدر جادو کرگدن مست پر سوار تعقب مین اسکے لشکر [illegible]
ابر سے پیدا ہوا کوئی ساحر ہنس پر سوار تھا کوئی بط پر کوئی شیر پر کوئی اژدر پر قشقہ پیشانیوں پر جھولیان
شانون پر ترسول ہاتھون مین اس شان سے وہ لشکر آکر پہونچا اژدر نے ملکہ ایوان نہ طاقی کو
سلام کیا سب لشکر نے مجرا کیا پس ملکہ نے اس لشکر کو لیکر جو کہ قریب دس ہزار کے تھا طرف لشکر گرداب
کے روانہ ہوئی یہان گرداب شاہ وغیرہ انتظار ملکہ ایوان مین لشکر کو صف بستہ کیے ہوے براے
استقبال کھڑے تھے بادشاہ اسلام مع سرداروں کے اپنے لشکر کی حد پر تشریف فرما تھے لشکر کفار کی طرف
ملاحظہ فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ سمندر رس کی جانب سے ایک ابر اٹھا اس ابر سے برق کی چمک رعد کی گرج

کیا اسکے پاس بھی اسکے سردار معتبر آکر بیٹھے مثل اژدر جادو و زنار جادو و غلیواز جادو و دلسوز جادو وغیرہ کے یہان
بھی دربار آراستہ ہے لشکرون مین سامان جنگ ہو رہا ہے اوہر خیمہ خواجہ مین آفاق کوکب سپہر اسپ برق جالاک
برق ضرغام وغیرہ موجود ہین خواجہ اپنی مسند پر بیٹھے ہوئے ہین اور سب سردار بھی برابر بیٹھے ہین قران
ثالث برابر بیٹھے ہوئے ہین شمع رانے روشن ہو رہی ہے شور سے ہو بہو ہین خواجہ نے آفاق و مریخ
کی طرف دیکھکر کہا کہ آپ کی کیا رائے ہے اسپر عیاری کی جاسکے یا نہین انھون نے کہا کہ ہماری رائے کیا ہے اور ہم
کیا ہین بات ان سبکی رائے لیجیے خواجہ نے عیارون کی طرف دیکھکر کہا کہ تم سبکی کیا رائے ہے انھون نے جواب دیا
کہ جو حکم آپکا ہو ہم موجود ہین اگر آپ حکم دین کہ آگ مین کود پڑو تو ہم دریغ نکرینگے مگر عیاری کرنے مین اس مرتبہ
خوف ہے کہ وہ خبردار بہت ہے ایسا نہو کہ کوئی خرابی ہو اور دھوکا نہ کھا جائین دوسرے امر یہ ہے کہ وہ سب حالات
سے واقف ہے آئندہ جو مرضی آپکی ہو دو ایکدن دیکھکر پھر عیاری ضرور کرینگے ذرا اسکے مقابلہ کا بھی طریقہ دیکھ لین کہ
کیا طریقہ ہے آفاق وغیرہ نے بھی یہی کہا کہ یہ رائے بہت عمدہ ہے ہان ذرا ہم لوگون کی بھی زبان کا بھی ملاحظہ
بیشک کو امر نہو کہ سب نامردین عیارون کے بھروسے پر مقابلہ کرتے ہین جہان کوئی زبردست اٹھے دکھا اسکو
عیارون کے ذریعہ سے گرفتار کرالیا خواجہ نے کہا کہ جیسی آپ سبکی رائے ہو مگر میری ایک رائے ہے کہ کل
سب عیار لشکر سے متفرق ہوجائین کیونکہ یہ امر تو ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ زیادہ تر عیارون کی دشمن ہے اور جو لشکر
مین موجود رہین وہ بصورت مبدل رہین اور قران سے کہا کہ تم کل لشکر مین نہ آنا کیونکہ وہ زیادہ تر تمھاری
دشمن ہے قران ثالث نے جواب دیا کہ مجھکو اس سے کوئی خوف نہین ہے میری امید و میرا تکیہ ذات باری پر ہے
وہ جو چاہیگا وہ کریگا مین ایک لکاتہ فاحشہ ساحرہ کے خوف سے لشکر مین نہ آؤن خواجہ نے کہا کہ ای قران
اسکا سبب یہ ہے اور میرا منشا یہ نہین ہے کہ تم اسکے خوف سے لشکر مین نہ آنا بلکہ اس سبب سے کہ شاید کوئی بلا نازل ہو
ہم سب خدانخواستہ مبتلا ہون تو تم اگر کوئی صورت رہائی کی نکرو گے تو کون باقی رہے قران نے جواب دیا
کہ جو آپکی مرضی ہو اسپر عمل کرونگا اور یہ رائے ہونے لگی یہان تو یہ ہو رہی تھی وہان پھر الوان کو پہنچ
بیٹھے اپنی نانی کا اور بھائی کا خیال آیا ایک کوہ [illegible] تھا کہ دل پر آرا ایک آہ کی اور خیال کیا کہ اس حبشی نے
میری نانی کو بڑے ظلم سے قتل کیا اسکا دم گھٹ گھٹ کر نکلا اس پیرانہ سالی مین یہ صدمہ پہونچا اس حبشی کو ضرور
ضرور گرفتار کرکے قتل کرنا چاہیے باقی کا تو کل خاتمہ کرونگی مگر اس حبشی کو ابھی گرفتار کرکے خاتمہ کرونگی یہ خیال کرکے الوان نے
غلیواز سے کہا کہ ای غلیواز مین تجھکو یہ تصویر دیتی ہون اس صورت کا عیار جہان تجھکو ملے ابھی اسیر کرلا مین تجھکو
بہت کچھ انعام دونگی غلیواز نے عرض کیا کہ بہت خوب لیجیے اپنے مقام پر سے اٹھی وہ تصویر لیکر الوان نے
قران ثالث کی تصویر سحر سے اسکی صورت دریافت کرکے تیار کی تھی وہی تصویر اس ساحرہ کو دیکر روانہ
کیا غلیواز نے صحن بارگاہ مین آکر اپنے شانون پر اسم سحر دم کیا کہ پر پیدا ہوئے پس وہان سے مثل
غلیواز کے اڑکر طرف لشکر اسلام کے چلی اور لشکر مین پہونچکر تلاش کرنے لگی اتفاق سے قران ثالث
خیمہ خواجہ سے نکل کر اپنے مقام کو جاتے تھے چونکہ یہ رائے قرار ہوگئی تھی کہ سب عیار متفرق ہوجائین جب
یہ رائے قرار پا چکی تو وہ صحبت برخاست ہوئی سب اپنی اپنی طرف روانہ ہوئے خواجہ اپنے خیمہ
مین آئے قران اپنے مقام کی طرف چلے غلیواز نے جو بلندی پر نگاہ کی اور اس تصویر کو دیکھا
کیونکہ یہ تو اسی فکر مین تھی قران کو پہچانا پس ایک مرتبہ گنبد سے جو سر کر چلی قریب قران پہونچکر سحر کیا
کہ برق چمکی یہ اس برق کی چمک مین زمین پر آئی قران چمک کو دیکھ کر جھجکے تھے کہ اسی نے کمر مین پنجہ ڈالا وہ
بالا سے آسمان لے اڑی اور چمک جو ہر طرف ہوئی سب نے دیکھا کہ کوئی قران کو لیے جاتا ہے لشکر مین

تینون لشکرون مین رات بھر تیاری جنگ رہی سامان جنگ ہوا کیا طبلہ بجا کیا صدا سے ہوشیار باش و
خبردار باش بلند رہی یہان تک کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا انجم فلک غروب ہونے لگے ظلمت شب
برطرف ہوئی نور سحر نے اپنا جلوہ دکھایا شہباز روز نے اپنے پر نورانی کو پھیلایا اپنے نور جمال سے عالم کو روشن
کیا سلطان شب نے اپنی صحبت برخاست کی مع اپنے مصاحبون یعنی گروہ انجم کے طرف مغرب کے
کوچ کیا اللہ اکبر خسرو خاور کی سواری پہونچی یعنی آفتاب نکل آیا تمام عالم روشن ہوا شاہد روز نے نقاب شب کو اپنے
منھ پر سے اٹھایا تمام باغون مین گل کھلے طائران آشیانون سے نکلکر شاخہا سے درخت پر بیٹھکر چہچہا
کرنے لگے نسیم سحری کے جھونکے آنے لگے لشکر اسلام مین صدا سے اذان بلند ہوئی سب نے وضو
کیا نماز سحر سے فراغت کی آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوکر طرف در دولت کے روانہ ہوئے
لشکر آراستہ ہوکر میدان جنگ کی طرف راہی ہوا ادھر لشکر کفار مین بھی کفار بیدار ہوئے پوجا پاٹ
سے فراغت کی گرداب شاہ وغیرہ اپنے خیمہ سے نکلے لشکر کو لیکر طرف میدان جنگ کے چلے ادھر
اپنے خیمہ سے ملکہ الوان بھی نکلی سب سردار حاضر ہوئے اپنے لشکر کو لیکر طرف میدان کے چلی یہان
صاحبقران عبادت خدا سے فراغت کرکے تشریف لائے اور بادشاہ محل سے برآمد ہوئے سبکا
مجرا ہوا غرض کہ بادشاہ سبکو لیکر ہوا سے سحری کے جھونکے کھاتے ہوئے طرف میدان کے تشریف
لے چلے عیار جو بیدار ہوئے تھے تو طرف صحرا کے چلے گئے کچھ طرف لشکر کفار کے اپنی صورت مبدل کرکے گئے
جو کہ لشکر مین باقی رہے انھون نے بھی صورت بدل لی تو اب کچھ صورت بدلکر چلے گئے وہ ان بھی اپنے مقام کو چھوڑ کر
ہوئے ایک طرف کو راہی ہوئے ان سبکا حال تحریر ہوگا برق ثانی لشکر مین موجود رہے مگر بصورت
مبدل راوی نے بیان کیا ہے کہ بادشاہ آکر میدان مین پہونچے صف آرائی ہونے لگی ایک طرف
لشکر ساحران جو کہ مطیع اسلام تھے آکر صف آرا ہوئے ایک طرف کل لشکر اسلام صف آرا ہوا
تخت شاہی قلب سپاہ مین قائم ہوا صاحبقران زیر سایہ علم اژدہا پیکر کھڑے ہوئے ابھی لشکر
اسلام صف آرا نہ ہوچکا تھا کہ یکایک لشکر کفار کی آمد شروع ہوئی کالے کالے علم لہراتے
ہوئے ساحران غدار جفا شعار ان سحر و اژدران و شیران سحر پر سوار تخت پر سب بادشاہ سوار
کفار پری شان و شوکت غول کے غول غٹ کے غٹ نمایان ہوئے ساحران ناہنجار و کافران غدار
سیہ کار جھولیان بھجولیان شانون پر ڈالے آفت کے پرکالے آکر ایک طرف قائم ہوئے
تخت گرداب شاہ وغیرہ وسط لشکر مین قائم ہوا صف بندی ہونے لگی کہ ملکہ الوان بھی
اپنے لشکر کے پرے جماکے اپنا لشکر خوب اچھی طرح سے آراستہ کیا اپنا تخت قلب لشکر
مین قائم کیا مگر بار بار طرف آسمان کے دیکھتی ہے اور کہتی ہے اپنے دل مین کہ خدایا رو آسمان سے
نہ آئی بڑا عرصہ ہوا کہ ایکمرتبہ نہ طاق کی طرف سے ایک ابر سیاہ تیرہ رنگ اٹھا اور وہ آکر تمام
لشکر اسلام و لشکر الوان پر محیط ہو گویا مگر باران مثل دھنسان کے تھا جب وہ ابر قائم ہوچکا
الوان نے دیکھا کہ یہ بلا آگئی مقابلہ سے کا انتظار تھا الوان نے قصد کیا تھا کہ سبکو
برا سے مقابلہ روانہ کرون کہ ایکمرتبہ سمندریہ کی طرف سے گھنٹہ ناقوس کی صدا آنے لگی
یا خداوند تصویر کی جو پکاری جانے لگی کہ ایک ابر پھر ظاہر ہوا وہ ابر آکر ایک طرف قائم ہوا
لشکر اسلام اور لشکر کفار اس ابر کی طرف دیکھنے لگا کہ تینون لشکرون نے دیکھا کہ اس ابر سے
چتر کا وہ ہوتا ہوا چلا آتا ہے اسکے بعد اور سامان سواری بعد سب سامان سواری کے تخت

سمندر شاہ سوار اور گرد و پیش سرداران نامی و گرامی سواری یا سے تخت پر سوار عشاق قریشین بھی ہمراہ و
شلاق و امراق وزیر پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے ابر سے بارش مروارید ہوتی ہوئی لعل و یاقوت
برستے ہوئے گھنٹہ و ناقوس بجتے ہوئے آکر پہونچا کل لشکر کفار نے سمندر شاہ کو دیکھکر سلام کیا سمندر شاہ
نے سبکا سلام و مجرا لیا اور ایک سمت دونوں لشکروں سے علٰحدہ مع کل سرداروں کے ٹھہر گیا
راوی نے بیان کیا ہے کہ سمندر شاہ نے الوان سے کہا تھا کہ میں بھی کل تمہارے مقابلہ کا تماشا
دیکھونگا جب سمندر صبح کو سوار ہوا اور بارش آیا سب سردار حاضر ہوئے انکو ہمراہ لیکر طرف لشکر
کفار کے آیا جب سمندر بھی آپہنچا اسوقت لشکر کفار و لشکر اسلام سے نقیب نکلے انھوں نے
نقابت کی جوانوں کو جوش جنگ دلایا نے ثنا لی دنیا کو ثابت کیا گت نکلے انھوں نے کڑکا کہا
جب نقیب نقابت کر کے اور گت کڑکا کہکے لشکروں میں چلے آئے تیر ایک صف ہوا دونوں لشکروں
نے سناٹا سا چھا گیا ابھی کوئی نہ نکلا تھا کہ شہر آفاقیہ کی طرف سے ایک برق چمکتی ہوئی نظر آئی
آفاق نے اپنی زوجہ سے کہا کہ ای ملکہ برق سر سے الماس کی طرف سے کیسی چمکتی ہوئی آتی ہے ملکہ آفاقیہ
نے کہا کہ کوئی آتا ہوگا کہ وہ برق آکر ایک مرتبہ شق ہوئی اوس میں سے منور جادو ہویدا ہوا ملکہ آئینہ اندام کی
اسکو آئینہ اندام نے پرورش کیا ہے مثل اپنی اولاد کے خوب سحر تعلیم کیا تھا اس میں دس سال میں بڑی
زبردست ساحرہ ہے جب آئی ان نے قضا کی تھی اسکا سن برس دن کا تھا جب آئینہ اندام نے پرورش
کیا اب اسکا سن کوئی دس برس کا ہے مگر بڑی چالاک اور ہوشیار ہے اور خوبصورت بہت ہے پھرتی
و چالاکی اسکے چہرہ سے ظاہر ہوتی ہے بھولی بھالی لگتی ہے غرضکہ مستحسن تھی اسکو جو برق
نے دیکھا چونکہ برق لشکر میں صورت ہوئے تھا بلکہ منور کو ہر دکھا اسکے دل میں ایک محبت
سی پیدا ہوئی یہاں منور جادو نے آکر آئینہ اندام کو جھک کر سلام کیا اسنے دعا دی کہ بیٹی سلامت
رہو اسنے پھر آفاق کو سلام کیا آفاق نے کہا کہ برخوردار سلامت رہو منور جادو جب تب
کرکے آئینہ اندام کے برابر آئی طاؤس سحر پرست پھر چھوٹی چھوٹی گڑیاں اور کھلونے [illegible]
سامنے رکھدیے اور کہا کہ اس سے اپنا جی بہلاؤ منور نے کہا کہ کیوں خالہ اماں آپ مجھکو بھول
گئیں جب سے آپ ادھر آئیں ہمکو یاد بھی نہ کیا کوئی ایسی حرکت کرتا ہے اور یوں دل سے فراموش
کرتا ہے آپ کو تو یہ زیبا نہ تھا آئینہ اندام نے کہا کہ ای فرزند میں بھولی نہیں بلکہ ہر وقت میرے دل میں
تیری یاد تھی میں تیرے لیے ازحد بیقرار تھی مگر جب سے یہاں آئی ہوں ہر وقت یہی فکر ہے کہ
دیکھیے کیا ہوتا ہے کون دن مقابلہ سے نجات ہوتی ہے میں نے خیال کیا کہ ایسی حالت میں کیا
تمکو طلب کروں کیا بیان کروں کہ جو آلام مجھپر گذرے ہیں تیرے سننے کے قابل نہیں ہیں تو بچی تھی
ہو تجکو بھی بلا کر عذاب میں مبتلا کرتی اس سبب سے نہیں بلایا منور نے کہا کہ ای خالہ اماں آپسے
تو امید نہ تھی اگر کوئی واقعہ ہوتا تو میں کیسے پھر اپنی زندگی بسر کرتی میرا سوا آپ کے کون ہے
آج میرا دل بہت پریشان ہوا میں خود چلی آئی ملکہ نے کہا کہ اچھا کیا منور نے پوچھا کہ یہ سامنے لشکر
کسکا پڑا ہے آئینہ اندام نے کہا کہ سمندر کا منور نے کہا کہ کیا آپ سے اور سمندر سے بگاڑ
ہوگیا ہے آئینہ اندام نے کہا کہ سمندر نے تیرے خالو پر بڑے ظلم و ستم کیے ہیں اس سبب سے انھوں نے سمندر کی اطاعت
سے منھ پھیرا اور شریک اہل اسلام ہوئے اہل اسلام سے اور سمندر سے مقابلہ ہے وہ سامنے داہنی
طرف دیکھو سمندر خود موجود ہے یہ لشکر کرد اسپ شاہ کا ہے اور تاج لشکر اسلام سے اور ملکہ الوان طاقی سے

مقابلہ ہو وہ سمندر کی طرف سے مقابلہ کرنے آئی ہے ابھی تک خود سمندر نے مقابلہ نہین کیا ہے جو لشکر
اسلام ہے جس طرف کو کھڑی ہے یہ ساحران اسلام کا لشکر ہے وہ غیر ساحرون کا لشکر ہے وہ نہ جیتیگا لشکر
صاحبقران تشریف فرما ہین منور نے سبکو دیکھا اور بہت خوش ہوئی کہا کہ مین خوب وقت پر
آئی ہے کہ مقابلہ دیکھنے مین آیا ای خالہ امان یہ تو خالو جان نے خوب کیا کہ سمندر کی اطاعت ترک کی وہ
وہ موا مونڈری کا ناپرا قدرہ ہے یہان تو خوب قدر ہوگی کیون خالہ امان یہ جو ساحرونکا لشکر اہل اسلام
کی طرف ہے یہ سب اسی مقام کے ساحر ہین ملکہ نے جواب دیا کہ نہین ہشیار اور مقام کے بھی ساحر
ہین بڑے زبردست ساحر ہین مرتخ وغیرہ یہ بڑے نامی ساحر ہین کہ انکا مثل نہین ہے اور کچھ ساحر
کئی ساحر ہین یہ سنکے منور خاموش ہورہی اتنے مین اسے پیاس لگی اسنے پانی مانگا ملکہ نے
چاہا کہ مین اپنے ملازم کو حکم دون کہ وہ پانی لائے کہ ملکہ نے دیکھا کہ ایک مرد صراحی لیے ہوئے کھڑا
ہے پانی بھرا ہے بس اسنے چاہا کہ اس سے طلب کرون کہ اسنے خود دیدیا گلاس منور کو دیا آئینہ اندام
نے اسکی طرف بغور دیکھا اسنے آہستہ سے کہا کہ تم خوف نہ کرو مین ہون برق تالی جب سے
مین پاس تمہاری کنیا جی کو دیکھا ہے محبت ہوگئی ہے مین اسوقت سے اسی تخت کے پاس موجود ہون
کہ یہ لڑکی ہے اسکو کسی امر کی تکلیف نہو تم بیخوف رہو آئینہ اندام خاموش ہورہی راوی نے
بیان کیا ہے کہ دراصل برق تالی اسیوقت سے صورت تبدیل کیے ہوئے آئینہ اندام کے تخت کے
پیچھے اسیر تھا ایک لمحہ کے لیے بھی نہ ہٹا تھا جب منور پانی پی چکی تب نقیب نے آواز ... کرکے جا چکے
تھے ایلوان نے اپنے سپہ سالار اژدر جادو کو حکم دیا کہ تم جاکر لشکر اسلام کا خاتمہ کرو اس اژدر نے
اپنے گردن بست کو صف سے نکالا اسکے بال بڑے بڑے تھے بہت جوان تنومند تھا سیاہ رنگ
دیسے ہاتھ مین اسکے ایک گرز تھا جو کہ پڑا ہوا تھا اور اسی ہاتھ مین ایک صندل فولادی کوئی ایک
گز کا لمبا تھا یہ اسکا سحر تھا راوی نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ صندل کو کر گردن کے سر پر زور سے مارتا ہے جب
اسکے مقابلہ مین کوئی آتا ہے یا جسپر اسکو اپنا سحر روانہ کرنا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ جا فلان کو پکڑ لا اس گردن
کے سر سے ایک شعلہ آگ کا نکلتا ہے وہ جاکر اسکے لپٹ جاتا ہے جسکا وہ نام لیتا ہے پھر وہ لاکھ کوشش کرتا ہے
کسی طرح سے بچ نہین سکتا ہے وہ شعلہ اسکو پکڑ لاتا ہے یا اسکو جلا دیتا ہے یہ سحر اسکا ہے پس جب اژدر جادو صف سے
چلا منور نے اپنی خالہ سے پوچھا کہ ای خالہ امان یہ کون آتا ہے آئینہ اندام نے کہا کہ یہ اژدر جادو سپہ سالار
ایلوان جادو کا ہے اسنے کہا کہ یہ کیا کریگا یہان آکر ملکہ نے کہا ای منور اسکا یہ صندل تو دیکھتی ہے کہ اسکے
ہاتھ مین ہے یہ اس گردن کے سر پر ماریگا اس سے ایک شعلہ پیدا ہوگا یہ جسکی طرف اسکو اشارہ
کریگا وہ شعلہ اسکو جاکر جلا دیگا یا پکڑ لائیگا پھر کسی کے بنائے کچھ بھی نہ ہوگا منور جادو نے کہا کہ ای خالہ امان مین
اس سے مقابلہ کرونگی آئینہ اندام نے کہا کہ چھوکری ہوش مین آ بڑے بڑے ساحر تو اسکا مقابلہ کر نہین
سکتے ہین تو کیا مقابلہ کریگی کبھی ایسا قصد نہ کرنا منور جادو یہ سنکے خاموش ہورہی جب اژدر جادو میدان
مقابل لشکر اسلام آیا اپنا گردن بست کو روک کر کھڑا ہوا اور منتظر تند و تیز طرف لشکر اسلام کے دیکھا جب
منور جادو آئی تھی تو شمشاد اور گرداب اور ایلوان نے اسکو پہچان لیا تھا کہ یہ بھانجی ہے ملکہ آئینہ اندام
کی اور اپنی خالہ کے پاس آئی ہے سب اسکو پہچانتے ہین بس جسوقت کہ اژدر جادو طرف لشکر اسلام
دیکھا کیا اسنے دیکھا کہ ایک لڑکی جو کہ آئی ہے اور آئینہ اندام کے پہلو مین بیٹھی ہوئی ہے وہ میری طرف بار بار
دیکھ رہی ہے مگر بنگاہ تند اسنے قصد کیا کہ مین اژدر کے سر پر صندل مارون اور اس لڑکی کو گرفتار کرلون

رول اٹھایا اُدھر منور جادو نے کچھ اسم پڑھ کر ہاتھ پر پھونکا اور کہا کہ اے کرگدن فولاد کا ہو جا یہ جو منور جادو
نے کہا کرگدن فوراً فولاد کا ہو گیا اُدھر اژدر نے رول کرگدن کے سر پر مارا اور کہا کہ اس لڑکی کو
پکڑ لا رول اسکے سر پر پڑا اسمیں سے صدا آئی شعلہ نہ نکلا نہ کچھ ہوا اسوقت یہ حیران ہوا کہ یہ کیا امر ہے میرا حربہ
کبھی خطا نہیں گیا ہے آج کیوں نہیں کام دیتا ہے اسنے پھر اسم پڑھکر اسکے سر پر رول مارا پھر اسیطرح صدا آئی
اور شعلہ نہ نکلا اژدر اور حیران ہوا اسکو غصہ آیا اسنے کرگدن پر سے مارے غصے کے کود پڑا اور ایک
چٹکی خاک کی اٹھا کر اسپر کچھ دم کر کے کرگدن پر ماری یہ معلوم ہوا کہ گویا تودۂ باروت میں آگ لگا دی
وہ کرگدن جلکر خاک ہو گیا یہ واقعہ دیکھ کر منور جادو مسکرائی اور اہل اسلام میں اسکی اس حرکت پر
قہقہہ پڑا اکثر ساحران لشکر اسلام جو اسکے قریب تھے واقف تھے مثل آفاق و کوکبہ و آئینہ اندام کے
وہ حیران تھے کہ یہ کیا امر ہے اسکے سحر نے کیوں کام نہ کیا آفاق وغیرہ نے خیال کیا کہ شاید مہ جبیں نے سحر
کر کے اسکا کرگدن کو فولاد کی کر دیا اور اسنے اس غصے میں آکر اسکو جلا دیا مہ جبیں وغیرہ یہ سمجھی کہ یہی
اسکا سحر تھا کہ جب رول کرگدن کے سر پر مارا تھا یا وہ کرگدن تھا یا جلا دیا تھا اب سحر پر اسنے خیال کیا ہے
اب غصے میں آکر کرگدن اپنے اژدر نے اسنے جلا دیا اس حرکت سے سبکو ہنسی آئی اسکو وہ غصہ آیا
تب اسنے خیال کیا کہ کسی ساحر نے لشکر اسلام کے میرے کرگدن پر سحر کیا ہے اس سبب سے میں نے
غصے میں آکر جلا دیا تو سبب اس امر سے ہنسنے کا اب سحر دفع ہو سکا اب اسنے خیال کیا کہ
دریافت کرو کہ یہ سحر کسکا تھا پہلے اسکو سزا دوں اسنے سبکو دھوکا دیا اسی طرح سے میں اسکو
دھوکا دوں یہ خیال کر کے اسنے خاک جو کہ اس کرگدن کے ہڈی ہوئی تھی اٹھائی اسپر اسنے سحر کیا
اور کہا کہ بتا تیرے اوپر کسنے سحر کیا تھا اس خاک سے صدا آئی کہ منور جادو نے پھر کہ تجھکو بھی بارگاہ
آئینہ اندام کی اسنے سحر کیا تھا یہ سنکے بڑا غصہ آیا اور خیال کیا کہ ایک چھوکری نے مجھکو زک دی اور میرا
سحر خود میرے ہاتھ سے مٹوایا پہلے اسے قتل کر دوں پھر اوروں سے مقابلہ طلب کروں یہ خیال
کر کے اسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا اُدھر ملکہ نے منورہ سے پوچھا کہ چھوکری تو نے تو کچھ سحر نہیں کیا کیونکہ وہ
تیری طرف بار بار دیکھ رہا منور نے کہا کہ آپ نے منع کیا تھا ورنہ میں اسکو اب تک قتل بھی کر چکی ہوتی ملکہ
نے کہا کہ خبردار کوئی حرکت ایسی ویسی نکرنا اُدھر اسنے جھولی سے ایک نارنج سحر نکال کر اسپر
کچھ پڑھکر اور اپنی زبان میں نشتر دیکر زبان کا خون لیکر نارنج پر لگایا اور اسکو طرف آسمان کے پھینکا
وہ نارنج آسمان پر جا کر شق ہوا اس سے ایک چادر آتش نکلی وہ طرف تخت آئینہ اندام کے چلی
پھر اسنے اسیوقت وہ کڑا فولادی جو ہاتھ میں تھا اسکو ہاتھ سے اتارا اور اسپر سحر کر کے کہا کہ تو جا کر گلے
میں اس لڑکی کے پڑ جا جو کہ آئینہ اندام کے پہلو میں بیٹھی ہے بس وہ کڑا ابھی اسکے ہاتھ پر سے ہلا تھا
جیسے اسکے قریب آیا ابھی چادر آتش نہیں آئی تھی منور جادو نے کچھ پڑھکر کہا کہ اے کڑے تو کڑا پھر ہو جا
اور میرے ہاتھ میں آجا یہ جو اسنے کہا وہ کڑا حالت اصلی پر ہو گیا اور منور کے ہاتھ میں آگیا یہ حرکت جو
آئینہ اندام نے دیکھی کہا کہ کیوں چھوکری تو نے کہنا نہ سنا میرے کہنے کے خلاف کیا تو بڑی چالاک
ہو گئی ہے اب اسکی چادر سے بچ منور نے کہا کہ آپ خفا نہ ہوں میں تدبیر کر لونگی یہ کہکر اسنے
کڑے کو ہاتھ سے اتارا اور اسپر اپنا سحر کر کے کہا کہ اے کڑے تو برق بنکر اژدر پر گر اور اسکو قتل کر یہ
کہکر اسنے کڑے کو طرف اژدر کے پھینکا وہ کڑا برق بنکر چلا اُدھر وہ چادر آتش اسکے قریب پہونچی یہ
بیچاری چالاکی تخت پر سے زمین پر آئی وہ چادر اسکی طرف چلی آئینہ اندام نے تو کابچہ پر ہاتھ رکھ لیا اور

اور آفاق سے کہا کہ صاحب اس چھوکری نے مفت اپنی جان دی کیا کرون ادھر منور نے زمین پر
آستین ہی کچھ پڑھکر زمین پر دو ہتر مارا کہ فوراً ایک نہر پیدا ہوئی یہ آستین کود پڑی اور پانی مین غرق
ہوگئی وہ جادوگر آگ آسمی پانی مین گری کہ مین منور کو جلا دون جیسے وہ چادر سے شعلہ آگ
پیچکر پانی سے اسکو ٹھنڈا کر دیا سحر اژدر بیطرف ہوگیا یہ جو ہوا تو اژدر نے دیکھا کہ اُسنے
نہر پیدا کر کے میرے سحر کو دفع کیا ایک مرتبہ زمین پر گرا اور خود اژدہا بنا کہ اتنے مین وہ گرا
جو کہ منور نے اُسکی طرف سحر کرکے پھینکا تھا اور برق بنکر چلا تھا اسکے قریب آیا اژدر جادو نے
گو اژدہا بنا ہوا تھا اُفنہ جو کی ایک شعلہ مونہہ سے نکلا اور اُس برق پر پڑا وہ اُس شعلے سے جلنے لگی
اور خاک ہو گری تو وہ بھی گرا تھی یہ حین اژدر نے قریب آکر جو دم کشی کی تمام پانی نہر کا پیگیا منور نے جو دیکھا
کہ یہ اژدر بنا ہوا پانی کو پی رہا ہے پاؤن زمین مین مار کر غرق زمین ہوگئی یہ پانی پی کر جلتا اور اُسنے اپنی
اصلی صورت پیدا کی اور لشکر اسلام کیطرف مونہہ کرکے کہا کہ اے آئینہ اندام تو نے مفت مین اپنی بھانجی کی
جان لی تو نے منع بھی نہ کیا اُسنے بہت بیجا حرکت کی آخر کو اپنی حرکت کی سزا پائی مین اسکو اژدر بنکے
نگل گیا تو وہ نہر بنا کے غرق ہوئی تھی مگر نہ بچی آئینہ اندام نے کہا کہ مین کیا کرون اُسکی قضا اسکو لائی تھی
یہ کہکر آئینہ اندام نے قصد کیا کہ مین مقابلہ کو جاؤن آفاق نے کہا کہ مین جاکر اسکا مقابلہ کرونگا منور
کے خون کا عوض لونگا آفاق یہ اپنی زوجہ سے کہہ رہا تھا ادھر اژدر اپنے مقام پر پہونچا تھا اُسنے قصد
کیا تھا کہ مین دوسرا اگر ان سحر سے تیار کرکے آمیز ہوا ہو کر اہل اسلام سے کسیکو مقابلے کے لیے طلب
کرون ابھی اُسنے سحر نہین کیا تھا کہ برابر سے زمین شق ہوئی اور صدا آئی کہ اژدر خبردار رہنا مین
آپہونچی تو میرا بھی مقابل ہے میرے تیرے مقابلہ ہوا ہے یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ جو صدا آئی اژدر نے
ہاتھ سے دیکھا دونون لشکر کفار و مسلمان و لشکر اسلام نے دیکھا کہ منور جادو زمین سے نیچے کا بت نکلی
تیسیا اژدر نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ صدا کدھر سے آئی اُسنے تہیہ کر اور نعرہ کرکے کہا کہ ہنیم منور جادو
اسیاہی کچھ دوال کمر پر مارا تو سر اُسکا کٹ کر گاہ سے مثل خیار تر کے دو ٹکڑے اژدر جادو کے ہوئے
اسکا مرنا تھا کہ تاریکی ہوگئی آگ برسنے لگی بیرون کی صدا آنے لگی صدا آئی مارا جو ان کا نام مین اژدر
جادو سپہ سالار ایوان نہ جیالی لیدیہ جو صدا آئی پہلے تو اُس تاریکی سے یقین ہوا تھا کہ اژدر
نے منور کو قتل کیا مگر جب یہ صدا آئی تو سب حیران ہوئے سمندر نے حیران ہوکر عشاق اپنے اُستاد
سے کہا کہ اس چھوکری نے کیا چالاکی ہے واہ کیا خوب قتل کیا اژدر کو کہو آپ نے سب سے منور
تعریف کی ایوان کو بڑا غصہ آیا اپنے سپہ سالار کے مرنے کا بڑا صدمہ ہوا جہان اسکی آنکھون مین سیاہ و تاریک ہوگیا
ادھر منور اُسکو قتل کرکے اسی حالت تاریکی مین اپنی خالہ کے پاس تخت پر آکر بیٹھ رہی تھی برق
تو یہ عالم تھا سب سے منور غرق نہر ہوئی تھی اور اژدر پانی پی گیا تھا کہ جیسے کوئی دیوانہ ہوتا ہے مگر ادھر
یہ صدا آئی کہ ہنیم منور جادو آدھے اُسکے حواس بجا ہوئے جان مین جان آئی اپنے مقام پر آیا ورنہ دیوانہ
وار میدان مین پھر رہا تھا جب منور تخت پر آئی وہ تاریکی برطرف ہوئی برق شانی منور کو دیکھکر بغیر
تخت آکر کھڑا ہوا آئینہ اندام نے کہا کہ او چھوکری تو نے بڑا غضب کیا کہ اژدر جادو کو قتل کیا اب
خود ایوان مقابلہ کو آئیگی اور تجکو طلب کریگی کیونکہ وہ تیری دشمن جانی ہے تو نے اُسکے سپہ سالار کو قتل کیا
منور نے جواب دیا کہ آئیگی تو کیا کریگی مین اُسکو بھی اسی طور سے قتل کرونگی لشکر اسلام مین ساحر و ساحرہ
ساحر و بادشاہ و صاحبقران منور کی بسبت تعریف کر رہے ہین کہ یہ لڑکی بڑی چالاک ہے کیسی تیزی

ایسے اژدہا کو قتل کیا ہے کہ وہ پیدا ہی نہ تھا کہ مجھ پل گیا یہان تو سب تعریف کر رہے ہیں کہ الوان
اپنا تخت قلب لشکر سے نکالا کر بیرون لشکر آئی سمت پر کو سلام کیا اور میدان میں آئی کہ اُس ابر
سے صدا آئی کہ ملکہ کیا قصد ہے ابھی تم مقابلہ نہ کرنا میں مقابلہ کرتی ہوں پھر تمکو اختیار ہے پہلے میرے
مقابلہ کا تماشا دیکھو یہ صدا جو الوان نے سنی اُسی مقام پر تخت کو روک کر کھڑی ہو گئی اور آدھر
اُس ابر سے قہقہہ کی صدا آئی وہ ابر شق ہوا پھر قہقہہ کی صدا آئی تو وہ صدا کل لشکر اسلام کے ساحرون
نے سُنی اور کسی نے نہ سُنی ایک مرتبہ سر اُٹھا کر طرف آسمان کے دیکھا کہ یہ صدا کہان سے آئی دیکھا کہ
وہ جو ابر محیط تھا یہ صدا اُسی ابر سے آئی ہے یکایک وہ ابر شق ہوا سبھی نے دیکھا کہ ایک چہرہ عورت کا
بہت خوبصورت اُس ابر سے پیدا ہوا سب نے جو اُس صورت کو دیکھا ایک خیرگی سی ہر ایک
کی نگاہ میں پیدا ہوئی اُدھر سب لشکرون نے دیکھا کہ اُس ابر سے ایک ستارہ ٹوٹا وہ ستارہ قریب
منصور جادو کے آیا اور اُسکے گلے میں مثل طوق کے پڑا اور اُسکو کھینچکر طرف آسمان کے لے گیا
سے قصد کیا کہ میں سحر کرون کہ دوسرا ستارہ ابر سے ٹوٹا وہ گلے میں ملکہ آتشہ انداز کے پڑا اُسکو بھی کھینچکر
لیچلا اسی طور سے آفاق نے قصد کیا پھر ایک ستارہ ٹوٹا وہ آفاق کو لیچلا اسیطرح سے بہتیرے ابر
ستارے اُس ابر سے گرنے لگے ساحرون کو لیجانے لگے راوی نے بیان کیا ہے کہ ہمراہ شعبدہ
دلکوب اور چند سردارون کو اُسی طور سے ستارے اُٹھا لیگئے جو کہ سمندر کے
سمندر شاہ کے ملازم تھے ہزار دو ہزار قریب پچاس ساحرون کے ستارون سے اسیر کیے کہ
پھر قہقہہ کی صدا آئی الوان نے کہا کہ اے اب تم ٹھہر جاؤ تم مقابلہ کر چکین پھر ابر سے مقابلہ کا بھی تماشا
دیکھو اُس ابر سے صدا آئی کہ اچھا یہ صدا آئی تھی کہ وہ صورت اُس ابر میں پوشیدہ ہو گئی راوی نے
بیان کیا ہے کہ دوسرے قہقہہ کی صدا سب نے سنی ایک لشکر کفار نے بھی اور سب لشکر اسلام نے
بھی سُنی جو ستارے گرتے ہوئے دکھائی دیتے تھے اُس قہقہہ کے بعد وہ چہرہ بھی اسکو نظر آیا
جب الوان نے یہ کلمہ کہا وہ چہرہ اُس ابر میں پنہان ہو گیا اب سبھی دیکھا تھا جب وہ چہرہ اُس
ابر میں پوشیدہ ہو گیا اسوقت الوان نے اپنا تخت بڑھایا اور میدان میں آکر کہا کہ اے اہل اسلام
تمنے میرا مقابلہ دیکھا اب اسی میں خیریت ہے کہ تم سب کے سب آگے سمندر کی اطاعت کرو اور دین قدیم
پرستی قبول کرو ورنہ میں تم سب کو ایک پل میں قتل کرونگی اب میرے سحر کی نوبت آئی ہے اور خواجہ برق
ثانی و قران کو میرے حوالہ کرو تاکہ میں انکو قتل کر کے اپنے بھائی اور نانی اور اپنی مصاحب کے
خون کا عوض لون آیندہ تمکو اختیار ہے اہل اسلام نے اس تقریر کے جواب میں اسکو ہزارون گالیان دین
اور کہا کہ جو تیرے بنا سکے ہو سکے وہ کیجیو ہم ترک اسلام نہ کرینگے نہ سمندر کی اطاعت کرینگے نہ خواجہ
اور نہ برق نہ قران کو تیرے حوالہ کرینگے یہ جو جواب الوان نے سنا بہت برہم ہوئی اور اپنے
تخت پر سے اُسی حالت غیض میں کود پڑی اور زمین پر آکر ایک دو ٹھوکر مارا کہ زمین کو زلزلہ سا پیدا ہوا
اور زمین شق ہوئی پس اُس مقام پر سے پانی نکلنا شروع ہوا اور نئے ایک دریا بے زخار درمیان
لشکر اسلام و لشکر کفار کے جاری ہو گیا کہ جسکا کنارا کنارہ عدم سے ملا ہوا تھا آسمان ایک حباب
معلوم ہوتا تھا جب ساحل سے ٹکراتی تھین چادر آب پر بادبرقی تھی طوفان آ رہا تھا ہزارون مقام
گرداب پڑ رہے تھے ہر دہان آبی بالا سے آب نسب تلاطم کے آ گئے تھے وہ دریا نہ تھا دریائے
فنا تھا معلوم ہوتا تھا کہ پانی آنکھون نکلا ہے عجب طرح کا دریا تھا لشکر اسلام و لشکر کفار

دریا کو دیکھکر خوف زدہ ہوا پر ایک بند بند کانپ گیا ادھر الوان نے کنارے دریا کے آکے کچھ پڑھا
کہ ایک حباب بڑا بہ شدت غالب کے دریا میں پیدا ہوا اور شناوری کرتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہاں صاحبقران
زیر سایہ علم کھڑے تھے صاحبقران سے اور دریا سے برابر ایک تیر کے فاصلہ تھا کہ وہ حباب پانی پر
قائم ہوا اور روبرو صاحبقران کے آکر ٹھہرا صاحبقران نے دیکھا کہ اُس حباب میں ایک شمع روشن
روشن ہے یہ شمع سوائے صاحبقران کے اور کسیکو نہ دکھائی دیتی تھی ہاں سبکو حباب نظر آتا تھا جب
وہ حباب مقابل روبرو صاحبقران کے ہوا اور اسکا عکس یعنے روشنی شمع صاحبقران کے
مونہہ پر پڑی جونہیں عکس اسکا صاحبقران کے مونہہ پر پڑتا تھا وہ صاحبقران کا چہرہ متغیر ہونے لگا
یہانتک کہ صاحبقران کے بالکل حواس جاتے رہے چہرہ زرد ہوگیا ہاتھ پاؤں میں درد ہونے لگا
آنکھوں میں حلقے پڑگئے اور ایک حالت بخار کی سی پیدا ہوئی غضب یہ نوبت صاحبقران کی پہونچی
اُدھر وہ حباب خود بخود ایک مرتبہ گردش میں آیا اور غرق ہوگیا ادھر وہ حباب غرق ہوا اُدھر
صاحبقران نے ایک چیخ ماری اور مرکب پر سے گرے یہ جو حال بادشاہ نے دیکھا فوراً حکم دیا کہ دیکھو
صاحبقران کو کیا ہوگیا لوگ دوڑے صاحبقران کو اٹھا کر بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے اُس
مقام پر گلاب و کیوڑا طلب کرکے صاحبقران کے مونہہ پر چھڑکا تب صاحبقران کو ہوش آیا
بادشاہ نے فرمایا کہ اسم اعظم پڑھئے تاکہ یہ حالت برطرف ہو صاحبقران نے اشارے سے فرمایا کہ اسم اعظم
فراموش ہوا اُسی سبب سے یہ حال ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ الوان نے اُس حباب میں بزور
روشنی کے اسم اعظم بند کیا تھا جبتک وہ حباب پانی پر قائم رہا وہ کنارے دریا کے کھنچی ہوئی آخر
کھنچ گئی جب بالکل اسم اعظم صاحبقران کا بند کرلیا اور صاحبقران کو فراموش ہوگیا اسکے بعد
کیا کہ وہ حباب غرق ہوگیا اسنے سحر کیا کہ صاحبقران کی یہ حالت ہوئی یہ اُس کے تدارک میں رہی کہ کیونکر
صاحبقران کو اٹھا لیگئے فرصت صاحبقران کو ہوش آیا ہے مگر کلام نہ کرسکتے ہیں نفس و حرکت بھی خاموش
پڑے ہیں بادشاہ نے خیال کیا کہ اگر لشکر لیکر مارا جاتا ہوں تو خلاف ہے نہیں الٹا ہوں تو دیکھئے کیا ہوتا ہے
یہ خبر تمام لشکر میں پھیل گئی کہ الوان نے صاحبقران کا اسم اعظم بند کرلیا اب تو لشکر میں تلاطم پڑگیا
ہر ایک کو جان سے مایوسی ہوئی سب کو زندگی سے ناامیدی ہوئی مریخ نے قصد کیا کہ میں جا کے مقابلہ
کروں پھر خیال کیا کہ اسنے کسیکو بر سر مقابلہ طلب نہیں کیا میں کیونکر جاؤں خلاف طریقہ صاحبقرانی
ہوگا یہ اپنے مقام پر کھڑا ہوا صاحبقران کے صحت کی دعا کررہا ہے اہل لشکر کو سمجھا رہا ہے کہ تم پریشان
نہ ہو چند ساعت کے لیے صاحبقران پر نحوست ہے اور چند ستارے ناقص ہیں وہ جب دفع ہوجائیں گے
سب حالت برطرف ہوجائیگی مقام خوف نہیں ہے مریخ اسی سبب سے صاحبقران کے پاس نہیں گیا
کہ میں اُدھر کو جاؤں ادھر لشکر میں تلاطم برپا ہوا ہے کہیں ایسا نہو کہ لشکر بھاگ جاوے یہ لشکر کو روکے
ہوئے ہے اُدھر سب غیر ساحروں کو شہنشاہ کو سر کلاہ وغیرہ سمجھا رہے تھے اور لشکر کو بھی روکے ہوئے
تھے لشکر اسلام میں تلاطم تھا عیار جو کہ باقی تھے وہ بھی سب نکل گئے تھے لشکر سے یہاں تو یہ تلاطم برپا تھا
اُدھر اُسنے سحر کیا کہ ایک مرتبہ دریا میں تلاطم پیدا ہوا اور ایک کشتی دریا کے اندر سے نکل وہ کشتی آپ
آپ سے آکر قائم ہوئی اور ایک مرتبہ شق ہوئی اُس کشتی سے ایک چھوٹی سی کشتی پیدا ہوئی اُسپر ایک نازنین
بیٹھی ہوئی تھی اُسکے ہاتھ میں ایک شمع تھی اُسنے الوان کو سلام کیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے الوان نے
کہا کہ اے زورق جادو تو جا کر درمیان لشکر اسلام اور سمندر شاہ کے صلح کا پیام دے اگر وہ لوگ [illegible]

ضرور بند اسیر کر لاؤ میں تجکو برائے اسیری غیر ساحران حکم دیتی ہوں یہ سنا تھا کہ وہ کشتی تیر کر کنارے پر آئی اور کہا کہ اے اہل اسلام میں تمکو آگاہ کرتی ہوں جو کہ غیر ساحر ہیں کہ سمندر شاہ کی اطاعت کرو اور ہماری ملکہ کی خدمت میں حاضر ہو تاکہ وہ درمیان تمہارے اور سمندر کے صلح کرا دیں اگر اسکے خلاف کروگے تو میں اسیر کرکے لیجاؤنگی اور قید سخت میں رکھونگی لشکر اسلام سے کسی نے جواب نہ دیا وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر اسنے کہا کسی نے جواب نہ دیا وہ پھر خاموش رہی بعد تھوڑی دیر کے اسنے پھر کہا کچھ جواب نہ ملا اسی طور سے اسنے جب تین مرتبہ کہا کسی نے کچھ جواب نہ دیا تب اسنے پکار کر کہا کہ ملکہ کوئی جواب نہیں دیتا ہے اب کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے کہا کہ اب تو اپنا کام کر یہ سن اسنے فوراً لشکر اسلام کی طرف منہ کرکے اس شمع پر افسون کیا کہ ایک شعلہ اسکے منہ سے نکلا وہ شمع روشن ہوگئی اسنے اس شمع کو گردش دی جسپر اس شمع کا عکس پڑا وہ مانند دیوانوں کے اپنے مقام پر سے چلا اور دریا کے قریب آکر دریا میں کود پڑا اور غرق دریا ہوگیا [illegible] رسعد [illegible] ہوگئی پر سے [illegible] قریب تھا کہ لشکر اہل اسلام کے اور دوسرے سرداروں کے جو کہ غیر ساحر تھے غرق دریا ہوں کہ جب [illegible] لوگ غرق دریا ہوچکے تو الوان نے کہا کہ اے [illegible] اب تم اپنے مقام پر جاؤ اب کل پھر تمکو جب میں طلب کروں تم آنا یہ سنا تھا کہ وہ [illegible] اس روشن شمع کے کنارے سے واپس آئی پیچھے کشتی دریا کے وسط میں پہونچی ویسے ایک تلاطم ہوا کہ وہ کشتی غرق ہوگئی لشکر میں ایک تلاطم پڑگیا اب ہر ایک مایوس ہوگیا ایک دوسرے کی صورت دیکھ رہا تھا ہر ہیچ کا یہ عالم تھا کہ بالکل سے فراموش ہو چند ساحر لشکر میں [illegible] فراموش ہو [illegible] فراموش ہوگیا اور کسی کی کیا اصل اور اسکا سبب یہ ہے کہ جب اسنے دریا پیدا کیا تھا اور دریا سے [illegible] قرآن کا اسم اعظم بند کیا اور ساحروں کا سحر فراموش کیا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ جب وہ کشتی غرق دریا ہوئی تب اسنے پھر کنارے دریا کے آکر سحر کیا کہ ایک گنبد اس دریا سے پیدا ہوا اسمیں ایک دروازہ تھا کہ وہ دروازہ کھلا اس در میں ایک کرسی پر ایک نازنین بیٹھی ہوئی تھی اور اسکے ہاتھ میں ایک آئینہ تھا اسپر غلاف تھا اسنے الوان کو سلام کیا اور کہا کہ حکم آنیکا ہوا ملکہ نے کہا کہ تو جا کر لشکر اسلام میں ساحر میں اسنے کہدو کہ وہ سمندر شاہ سے صلح کریں یہ سنا تھا کہ اس گنبد کو حرکت ہوئی کہ وہ گنبد کنارے لگا اور اسنے [illegible] ساحروں کا لشکر تھا وہاں گیا پھر اس نازنین نے بھی وہی کلام کیا جو کہ نازنین اول نے کہا تھا تین مرتبہ مگر کسی نے جواب نہ دیا تب اس نازنین نے الوان سے کہا کہ اب کیا حکم ہوتا ہے کوئی جواب نہیں دیتا ہے الوان نے کہا کہ اے [illegible] جادو ان سبکو اسیر کر یہ سنا تھا کہ اسنے اس آئینہ پر سے غلاف اتارا کہ ایک برق چمکی جسپر اس آئینہ کا عکس پڑا وہ مثل غیر ساحروں کے آکر غرق دریا ہونے لگا [illegible] رسید کہ [illegible] بھی غرق دریا ہوا جب بہت سے ساحر غرق دریا ہوچکے اور دن کم رہا اسوقت الوان نے کہا کہ اے [illegible] جادو اب تم اپنے مقام پر جاؤ کل ہم جب پھر تمکو طلب کرینگے تب تم آنا ہم انکو ایک شب کی مہلت دیتے ہیں تاکہ یہ باہم صلاح کریں شاید راہ پر آجائیں ورنہ کل سبکو غرق کردینا یہ کہنا تھا کہ اسنے آئینہ پر غلاف چڑھا دیا اور وہ گنبد وسط دریا میں آیا اور غرق ہوگیا جب وہ گنبد غرق ہوا الوان اسنے ایک مرتبہ لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے اہل اسلام میں تمکو ایک شب کی مہلت دیتی ہوں کہ تم باہم صلاح کرلو کہ مقابلہ ملکہ سے بہتر ہے یا صلح بس جو رای قرار پائے کل اسپر عمل کرنا اگر صلح کی رائے قرار پائے تو صلح کرلینا اگر مقابلہ کرنا منظور ہو تو مقابلہ کرنا یہ کہکر اپنے تخت سحر پر سوار ہوکر اپنے لشکر میں آئی حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے پھر طبل بازگشت پر چوب پڑی کی صدا سے طبل بازگشت بلند

مجھکو جو یہان جلوہ فرما نہ کیا
کہ صبر کو کسو نے ابھی وا نہ کیا
اذیت مصیبت ملامت بلا اندوہ
کبھو تو نے اک تماشا نہ کیا
حباب سرخ ناز ہو اب یہی تم
کسو نے جیتے یہان نہ مجھا نہ کیا

برابر ہی دنیا کو دیکھا نہ کیا
بیگانہ ہو تو آہ بیگانگی میں
ترے عشق میں سینہ کیا کیا کیا
زدا قتل سے تیرے یہ کچھ دن دکھانے
کھلی آنکھ عجب کوئی پردہ نہ کیا

مرا غنچہ دل وہ دل ہے گرفتہ
کوئی دوسرا اور ایسا نہ کیا
کیا مجھکو داغون نے سر سبز انعان
ادھر تو نے ہرگز نہ دیکھا نہ کیا
شب و روز ای دردپا میں [illegible]

یہ غزل وہ مطرب گا رہی تھی سب خاموش سنتے ہوئے مصروف رہتے
تھے ایک عالم حیرت سے دربار ہمیشہ کا تو یہ عالم ہو اُدھر جب الیوان سے دربار کیا بر تخت ہم
بیٹھی ہوئی تھی کہ ایکبار شیر ابر کو جنبش ہوئی اور وہ شق ہوا اس سے ملکہ عطارد تخت پر سوار
اور سب اسیران لشکر اسلام تخت پر بیٹھے ہوئے جلوہ گر ہوئے بارگاہ میں آ گئے الیوان نے جو سکو
دیکھا یہ کہکر کھڑی ہو گئی کہ آفرین آفرین تو نے آج بڑا کام کیا خوب اپنا نام کیا عطارد مسکرا اٹھی
ہوئی قریب الیوان کے آ گئی الیوان نے کرسی دی عطارد نے سلام کیا اور کرسی پر بیٹھ گئی اور
کہا کہ ملکہ میرا دیا ان بیٹھے دم گذرا میں نے خیال کیا کہ ملکہ کے پاس جلون ان قیدیون کو بھی پکڑکر
وہان جہان ملکہ نے انکو قید کر رکھا ہو وہان انکو بھی قید کرین لہذا میں سبکو لیکر حاضر ہوئی ملکہ نے کہا کہ
اے عطارد تم نے اچھا کیا میں خود تمکو حوالہ کرنے والی تھی کہ ان قیدیون میں وہ جھوکری تھی جو
میرے سپہ سالار کو قتل کیا میں اسکو اسوقت قتل کرونگی عطارد نے ان سبکو لاکر فرش پر ڈالا یہ سب بیہوش
پڑے ہیں ملکہ نے کہا کہ انکو ہوش میں لاؤ تاکہ میں آنسے کلام کرون عطارد نے انکو ہوشیار کیا کہ وہ سب
ہوش میں آ گئے سب نے دیکھا کہ ہم سب قید میں اسیر ہیں زبان میں سوزن دی ہوئی ہے کلام کرنے کی
طاقت نہیں ہے سامنے ملکہ الیوان تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اور بہت سے ساحر ہیں اور وہ عورت بھی ہے جسنے ہم کو
اپنے پاس بلا کر لیجا کر انکے طلب کرنیکے قید کیا تھا مگر اسے نہیں تک [illegible] ملکہ الیوان نے کہا کہ اے
تم سبکو کیا اسیری کی خبر تھی کیا تم میرے حال سے آگاہ نہ تھے جو تم نے سمندر سے سرکشی پر کمر باندھی تھی وہ
دو اس خیال سے کچھ تدارک کرتا تھا اور طرح دیتا تھا کہ تم سب آسکے ملازم تھے تم یہ چاہتے تھے کہ ہم
ملکہ سمندر کو قتل کر ڈالینگے کوئی بہانا کیا کرینگا تم سب کو اس امر پر غرور سا تھا کہ ہم اس شخص کے شریک
ہیں جو کہ ہاتف اسم اعظم کا ہے اسم اعظم کا بھی بند کرنا کوئی امر ہم تھا ایک ذرا سے آسیب میں اسم اعظم بند
ہوتا ہے تمکو کچھ خبر بھی ہو میں نے اسم اعظم بند کر لیا ہے صاحبقران کی عجب حالت ہے اب کوئی دم کے مہمان
ہیں ان سبنے کہا کہ تیرے منہ میں خاک اپنے دلون میں ان سبنے کہا کہ تم کلام کر نہیں سکتے ہیں الیوان
نے کہا کہ میں نے ہزاروں سرداران اسلام اور ساحر وغیرہ ساحر کو غرق دریا کر دیا ہے ایک شب کی مہلت دی گئی
کہ تم سب باہم صلاح کر لو اگر مرضی ہو کہ بادشاہ سے صلح کرین تو خیر ورنہ میں کل تمکو تباہ کر دونگی یہ تو انکا حال
ہوا جو کہ ایسے کلم لب اسیر ہیں سنتے جو آنکی شراکت کی اور نمک حرامی پر کمر باندھی تو کیا سمجھا یہ دن بھول گئے
تھے اسکی خبر نہ تھی ابھی کچھ نہیں گیا ہے اگر تم اسکا اقرار کرو کہ ہم سمندر شاہ کی اطاعت سے ظاہر سے کرینگے
اپنی طرف سے کرینگے تو میں بادشاہ سے کہکر تمہارے قصور معاف کرا دون اور آسکی مرضی ہو تم سبکو دائم
کرا دون ورنہ میں سبکو قتل کرونگی یہ جواب سنکر ایک نے سر ہلا کر انکار کیا کہ ہمکو قتل ہونا گوارا ہے مگر
اطاعت کرنا گوارا نہیں یہ آسکو غصہ آیا اور کہا کہ جلاد کو بلاؤ منشی کیطرف دیکھکر کہا کہ اوچھوکری تو نے ہست
سر اٹھایا تھا اور میرے سپہ سالار کو قتل کیا میں تو تیرے خون کی پیاسی ہون ابھی تجھکو قتل کرتی ہون [illegible]

ہے اس سر اٹھانے کی اور نمک حرامی کرنے کی زبان میں سوزش دے سکے تجھے کوئی کیا جواب دیتا دل
ہی دل میں پیچ و تاب کھاکر رہ گئے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب لشکر صف آرا ہوا تھا تو بہت سے عیار
لشکر سے نکل گئے تھے بہت سے تو اسی طرف صحرا میں رہتے تھے اپنے لشکر کی پشت پر بہت سے
لشکر میں تھے بہت سے اس کنارے کے لشکر میں پہلے آگئے تھے صورت بدلے ہوئے لشکر میں پھر رہے تھے وہ عیار جو کہ لشکر کفار
میں تھے انھوں نے قصد کیا کہ ہم اپنے لشکر میں جائیں وہاں کا حال دیکھیں مگر بسبب دریا کے سب کے
راہ نہ پائی ہزار ہزار طرح سے تدبیر کی کوئی صورت نہ نکلی جہاں تک گئے سوا دریا کے دوسری چیز
نظر نہ آئی قصد کیا کہ شناوری کرکے چلے جائیں وہ بھی ممکن نہ ہوا کیونکہ شعلہائے آتش پانی سے نکل رہے
تھے مایوس ہو کر واپس آئے خواجہ سلامت بھی اسی طرف کے صحرا میں اس خیال سے آئے تھے
کہ جو کوئی ساحر تلاش کو جائیگا تو لشکر میں جائیگا اور اسطرف تلاش کریگا تم اسطرف نکل چلو چنانچہ کچھ
دن کم رہا تو صحرا سے واپس آئے لشکر کفار میں دیکھا کہ لشکر میدان جنگ سے واپس آچکے ہیں سب
اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ چلے کہ اپنے لشکر میں جاکر سب حال دیکھیں انکو بھی سیلاب بلا ایسا دریا
کبھی نہ دیکھا نہ سنا تھا نہ کوئی کشتی تھی نہ کوئی ڈونگی سوا کشتی فلک کے سو بھی مثل تلوار کے آ رہی
تھیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ تلوار چل رہی ہے آسمان اس دریا میں ایک حباب معلوم ہوتا تھا ہزاروں حباب
آنکھیں نکال نکال کر ڈرا رہے تھے کئی مرتبہ خواجہ نے قصد کیا کہ پیر کر چلا جاؤں مگر ممکن نہ ہوا شعلہ نکل
رہے تھے بس لاچار ہو کر پھر لشکر میں واپس آئے دیکھا کہ بارگاہ میں گرداب شاہ کے سب جمع ہیں یہ بھی
اس بارگاہ میں آئے دیکھا کہ سمندر شاہ تخت پر بیٹھا ہے اور سب سردار حاضر ہیں جام شراب گردش
میں ہے ایک مطربہ گا رہی ہے خواجہ نے خیال کیا کہ آج ان لوگوں میں بڑی خوشی ہے خواجہ تھوڑے عرصہ
تک اس بارگاہ میں صورت بدلے ہوئے موجود رہے لیکن تھوڑے عرصہ کے اس بارگاہ سے نکل کر طرف
بارگاہ الوان کے آئے جب بارگاہ میں پہونچے دیکھا کہ پچاس ساٹھ ساحران لشکر اسلام اسیر روبرو فرش
پڑے ہوئے ہیں تخت پر الوان بیٹھی ہوئی ہے اور کرسی پر ایک [illegible] اور ساحرہ بیٹھی ہوئی ہے الوان ان سرداروں
سے وہی تقریر کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ کل صاحبقران کا خاتمہ ہے اور لشکر اسلام کے اسقدر سردار
ساحر و غیر ساحر میں غرق دریا کر چکی ہوں اگر ان لوگوں نے کل صلاح کرکے باہم آشتی کر لی تو خیر ورنہ مثل ان
سب کے انکو بھی غرق دریا سے فنا کرونگی اور صاحبقران تو تڑپ تڑپ کر رات بھر میں تمام ہوگئے یہ جو صاحبقران
کی حالت خواجہ نے سنی خواجہ کا دل بیقرار ہو گیا تاب نہ رہی بیقرار ہو کر بارگاہ سے باہر آئے اور پھر دریا
کی طرف چلے لاکھ لاکھ تدبیر کی نہ جا سکے مایوس ہو کر پھر چلے کہ اپنا [illegible] میں آئے بارگاہ میں نہ گئے یہاں
الوان نے جلادوں کو طلب کیا تھا جلاد حاضر ہوئے الوان نے حکم دیا کہ ان ساحروں کو روبرو قتل کرو
جلاد چلے اسوقت عطارد نے کہا کہ ای ملکہ میرے نزدیک تو یہ امر مناسب ہے کہ ان ساحروں کو قید
رہنے دو کل ان سب کے ہمراہ انکو بھی قتل کیجیے گا جب ان سب کو بھی اسیر کر لیجیے گا انکو بھی اسی دریا میں قید فرمائیے
الوان نے کہا کہ اگر تمہاری یہ رائے ہے تو کیا مضائقہ ہے صبح کو انھیں سب کے ہمراہ بھی یہ جو کہے
کہا کہ دریا میں انکو بھی قید فرمائیے کوئی ضرورت نہیں ہے یہاں سے کوئی رہا کر لیجائیگا کیا امکان ہے ان سبکو
اسیر رکھئیے عطارد نے کہا کہ جو آپکی مرضی ہو الوان نے کہا کہ میں تو [illegible] اسیوقت قتل کرونگی کیونکہ
اسنے میرے دل کو بڑا صدمہ دیا ہے اسکی صورت دیکھکر میری آنکھوں میں خون اترا ہے جس طور سے اسنے
میرے قلب و جگر کو جلاکر کباب کیا ہے اسی طور سے میں اسکی نار [illegible] قلب و جگر کو جلا کر کباب کرونگی

عطارد

عطارد نے کہا کہ جو آپ کی مرضی مجھکو کیا دخل ہے مرضی مولا از ہمہ اولی یہ کہکر وہ خاموش ہو رہی ملکہ نے
جلاد کو حکم دیا کہ اس چھوکری کو روبرو میرے قتل کرو ابھی جلاد چلا نہ تھا اُسکے قتل کرنے کو کہ یکایک دربارگاہ
کی طرف سے رونے کی صدا آئی سب نے سر اُٹھا کر بارگاہ کی طرف دیکھا کہ ایک ضعیفہ گوژہ پشت مارگیر کا پائجا
از حد کثیف چند ہوند لگے ہوئے پہنے ہوئے سر پر چادر وہ بھی میلا اوڑھے تھی اور از حد ضعیف کہ سر کے بال
بالکل سفید مثل پشم کے تھے اور پلکین تک سفید تھیں اونچا جوڑا بندھا ہوا ایک لکڑی ہاتھ مین لیئے ہوئے
روتی ہوئی چلی آتی ہے ایسی ضعیف ہے کہ بسبب پیرانہ سالی کے ہر قدم پر آہ کر کے بیٹھ جاتی ہے سانس پھولی ہوئی
ہے پیٹ مین نہین سماتی ہے اور یہ کلمہ زبان پر ہے کہ بیٹی منوہر مین تجکو زندہ پاؤن اپنی آنکھون سے تجکو زندہ دیکھون
ارے کمبخت تو نے میرا کہنا نہ سنا فالا کی محبت مین اپنے کو عذاب مین مبتلا کیا مین کہتی تھی کہ تو نہ جا وہان ملکہ اُون
سے مقابلہ ہونے والا ہے مگر تو نے اپنی ضد مین ایک نہ سنی مجھ کمبخت کو اس بڑھاپے مین دوڑایا اور اپنا داغ
دکھایا مین کن آنکھون سے تیرا یہ حال دیکھون ارے منوہر تیری جدائی نے میری آنکھون کی بصارت بھی کم کر دی
مین نے تو تجکو مثل اولاد کے پرورش کیا ہے یا خداوند تصدق مین اپنی منوہر کو زندہ پاؤن مجکو کچھ دکھائی نہین دیتا
ہے نہ معلوم دربار کدھر ہے ملکہ ایوان کس مقام پر تشریف فرما ہین مین جاکر اُنسے کچھ سفارش کرون یہ جو ملکہ نے
سُنا ملکہ کو اُسکے حال پر رحم آیا خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اسکی عزیزہ یا کھلائی ہے جلاد سے کہا کہ ٹھہر جا ایک
چوبدار کو حکم دیا کہ اس عورت کا ہاتھ پکڑ کر میرے پاس لے آ تاکہ مین اس سے کچھ حال دریافت کرون ملکہ نے یہ
جو حکم دیا چوبدار اُس ضعیفہ کے پاس آیا وہ مارے ضعف کے بیٹھ گئی تھی دم چڑھ رہا تھا کہ چوبدار نے آکر ہاتھ پکڑا
اُسنے کہا کہ کیون مجھ آفت رسیدہ بلا کشیدہ کو پریشان کرتا ہے مین خود بلا مین مبتلا ہون مجکو نہ ستا کہ بد دعا دونگی
چوبدار نے کہا کہ مین ملکہ کا چوبدار ہون تیرے حال پر ملکہ کو رحم آیا مجکو حکم دیا ہے کہ اُسکو میرے پاس لے آؤ مین
تجکو ملکہ کے پاس لیئے چلتا ہون اُسنے جو یہ سنا ایک آہ کی اور کہا کہ خداوند ملکہ کو تا صد ہزار سال سلامت رکھے
رکھے کہ انکو رحم آیا مگر کیا سخت قلب کے اہل اسلام ہین کہ انکو بالکل میرے حال پر رحم نہ آیا یہ کہکر کھڑی ہوئی
لڑکھڑا کر گرنے لگی چوبدار نے سنبھالا بازو پکڑ کر طرف دربار کے لے چلا راہ مین کئی مرتبہ یہ حالت ہوئی کہ وہ گرنے
گرنے کو ہی چوبدار نہ ہوتا تو گر پڑتی یہانتک کہ اس چوبدار نے بارگاہ پر لاکر کھڑا کیا کہا کہ ملکہ کو سلام کر اُسنے
کہا کہ ملکہ کدھر ہین مجکو تو صدمے کے سبب سے کچھ دکھائی نہین دیتا ہے تم بتاؤ چوبدار نے کہا کہ سامنے بیٹھی ہین
ضعیفہ نے جھک کر سلام کیا چوبدار نے کہا کہ پھر سلام کر ملکہ کی وزیرزادی عطارد جادو کو وہ بھی ملکہ کے برابر مین
کرسی پر بیٹھی ہین اس ضعیفہ نے پھر سلام کیا اور دعا دی کہ ملکہ کی عمر دراز ہو ترقی پر ستارۂ اوج اقبال
ہو دولت شاد دشمن پریشان اور پامال رہین ہمیشہ ملکہ کے سر پر سایہ خداوند رہے خداوند کی نظر عنایت
ملکہ پر رہے بعد اسکے کہا کہ بی وزیرزادی کی بھی حیات مین ترقی ہو ملکہ کا پیار رہے یہ جو دعا دی
ملکہ نے فرمایا کہ اس ضعیفہ کو قریب لاؤ اسکے بڑھاپے کا یہ حال ہے کہ بسبب نقاہت کے آواز کا پہنچنا باقی
ہے ہاتھون مین رعشہ ہے سر برابر ہل رہا ہے اس طور سے کہ جیسے کھانے والے بیٹھی کی بڑھیا بنانے
مین اسکا سر برابر ہلے جاتا ہے اس طریقے سے چوبدار اُسکا ہاتھ پکڑے ہوئے روبرو تخت کے لایا
اور کہا اب قدم آگے نہ اٹھانا کیونکہ اب تو قریب تخت آگئی ہے جو کچھ عرض کرنا ہو کرلے ملکہ روبرو
تخت پر بیٹھی ہین یہ سُنتا تھا کہ وہ ضعیفہ چیخین مار کر رونے لگی آنکھون سے آنسو نکلا دریا رواں ہوا اس قدر
روئی کہ اُسکے حال پر سب اہل دربار کو رحم آیا ملکہ نے باہستہ فرمایا کہ اے ضعیفہ گریہ کم کر اور
ضبط کر کے کچھ حال تو بیان کر کہ تیرے اوپر کس نے ستم کیا کس نے تجکو لوٹ لیا کیا تیرے اوپر بلا

کہرام مچا ہوا ہے بس جو یون سر اُٹھائیگا وہ یہی سزا پائیگا تو بیکار اُسکی سفارش کرتی ہے یہ امر غیر ممکن ہے کہ یہ
اب تیرے کہنے پر عمل کرے اور اس امر سے باز آئے لیکن سبب مین اُسکی صورت دیکھتی ہون میرے تن
بدن مین آگ لگ جاتی ہے آنکھون مین خون اُتر آتا ہے مجبور اُسکا دم بھر کا زندہ رکھنا ناگوار ہوا افسوس کہ میرا
سپہ سالار تو ہوا اور اُسکا قاتل میرے روبرو موجود ہے مجھکو اسقدر ثانی کے مرنے کا رنج ہوا یہ بھائی کے
مارے جانے کا رنج ہوا اگر اُسکے قاتل آکر مجھسے عجز کرین اور کہین کہ ملکہ ہمسے قصور ہوا ہمارا قصور معاف
فرمائیے ہم آپکی اطاعت کرتے ہین تو مین ضرور اُنکا قصور معاف کرون مگر ہان اپنے سپہ سالار کے قاتل
کو زندہ نہ رکھونگی اگر خود خداوند بھی آکر اُسکی سفارش کرین تو مین اُنکے کہنے کو نہ مانونگی اُس ضعیفہ نے منور
کی طرف منھ کرکے کہا کہ افسوس صد افسوس تو نے میری بات پر عمل نہ کیا اور جوان بھی نہ ہونے پائی
کہ تیری قضا آگئی سارے میرے ارمان خاک مین مل گئے ہین تیرا سہرا ابھی نہ دیکھنے پائی مین یہ خیال
کرتی تھی کہ تیری شادی کرونگی چھوٹا سا دولہا آئیگا کہ تیری اجل آگئی افسوس کسی کی نظر لگ گئی اری
کمبخت ابھی تیرا کیا سن ہے اپنی ضد سے باز آ اور ملکہ کے کہنے پر عمل کر ڈال لیکن الفت سے باز آ اری وہ
تیری جان کی دشمن ہے کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہے اُسنے تیرا کچھ نہین کیا ہے کہ ملکہ یہ فرماتی ہین کہ مین کسی کی
سفارش اس امر مین نہ مانونگی مگر مین جہانتک ممکن ہوگا تیرے لیے کوشش کرتی ہون اے منور میرے حال
پر ترس کھا یہ کہکر ملکہ کے پاس کھڑی ہوکر رونے لگی اپنا سر پیٹنے لگی مگر منور نے کچھ جواب نہ دیا سب قیدی خیال
کر رہے ہین کہ یہ کون ہے آئینہ اندام خیال کرتی ہے کہ یہ لڑکی دایہ تو مری جاتی ہے کہ یہان سے جیسا اُسکی ہے کہ تو یہ
اپنی جان دیے دیتی ہے مگر اس کا خیال ہے کچھ کہتی کچھ نہین ہے کہ شاید اسکی سفارش سے منور جادو رنج
جائے میری بہن کی تشفی تو رہتے دوسرے طاقت کیا نہین ہے کچھ کہے اپنے دل مین یہ خیال کرتی ہے
اور خاموش ہے ملکہ منور کو اشارہ کرتی ہے کہ بیٹا مان لے کیون اپنی جان دیتی ہے وہ جواب دیتی ہے کہ مین کبھی
نہ مانونگی آپ کا ساتھ دونگی ضعیفہ جو اشارے بازی دیکھتی ہے تو کہتی ہے کیا او آئینہ اندام تو میری بچی کو
بہکا رہی ہے تیری شرارت سے نہین جاتی ہے اپنے ساتھ اسکا بھی قتل ہونا چاہتی ہے آئینہ اندام پیچ و تاب
کھا کر رہ جاتی ہے یہ حال ہے جب اُسنے دیکھا کہ کسی صورت سے نہین مانتی تو کہا کہ اے ملکہ اگر آپکی اجازت ہو
تو مین ایک بات عرض کرون ملکہ نے کہا کہ بیان کر اُسنے کہا کہ اے ملکہ میری یہ خواہش ہے کہ اس شب کو
اسکو نہ قتل کیجیے کل پر اس سے بہتر ہے کہ پھر اسکو قتل کرنا تاکہ مین رات بھر اسکو سمجھا لون شاید مان جائے
ملکہ نے کہا کہ اے ضعیفہ یہ تو نہ ہوگا دوسرے اگر یہ شب کو بچ جائیگی تو تو وہان کہان ہوگی جو سمجھائیگی یہ قیدخانہ
مین ہوگی دوسرے مین اس امر کو گوارا نہ کرونگی کہ یہ زندہ رہے یہ کہکر حکم دیا کہ ہان اسکو قتل کرو یہ سنکر
جلاد آگے بڑھا ادھر ضعیفہ دوڑکر ملکہ کے قدمون پر گر پڑی اور رونے لگی تڑپنے لگی اپنی حالت خراب
کرنے لگی سر کو اُٹھا اُٹھا کر زمین پر دے دے مارنے لگی اور کہنے لگی کہ ملکہ میرے اوپر رحم کرو ایک رات
کی مہلت دو تاکہ مین اسکو نصیحت کرلون ایسی روئی اور ایسی اپنی حالت خراب کی کہ ملکہ اور دیگر
اہل دربار کو رحم آگیا ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ آپکا کیا نقصان ہے اسکے کہنے پر عمل فرمائیے اسکو موقت قید
فرمائیے کل اسکو قتل فرمائیےگا ملکہ نے کہا کہ اسکی حفاظت کون کریگا ایک ساحر ہے کہ وہ بہت زبردست ہے
تا صبح اسکا محفوظ جادو ہے ملکہ کا بہت مقرب ساحر ہے وہ اپنے مقام سے اٹھا اور عرض کیا کہ مین اُسکی حفاظت
کرونگا رات بھر کے لیے آپ اسکو میرے سپرد فرمائیے آپنے کہا ایک شرط سے کہ تم ان سب قیدیون
کی حفاظت کا اقرار کرو اُسنے عرض کیا کہ بہت خوب مین ان سب کی حفاظت کرونگا جب اُسنے یہ کہا

تو ملکہ نے اُس ضعیفہ سے کہا کہ ای ضعیفہ تو اپنا حال خراب نہ کر مین نے تیرے کہنے پر عمل کیا ایک رات
کی اِسکو مہلت دی مین تو کبھی نہ مانتی مگر تیرے رونے اور تیرے پیٹنے نے میرے دل پر اثر کیا مگر یہ تو
بتا کہ تیرا اور اُسکا ساتھ کب ہوگا کہ تو اُسے سمجھا سکے یہ جو ملکہ نے کہا اُسنے گریہ کو ضبط کر کے اور اپنے حواس
درست کر کے ملکہ کی بلائین لین اور کہا کہ خداوند حضور پر مرتبہ بلند کرین اُنکا صدا پیار رہے اور مرتبہ مین ترقی
ہو آپنے بڑا میرے حال پر رحم کیا ای ملکہ پھر آپ لوگون کے دل مین رحم ہو یہ خدا پرست موئے موحدی کو
غارت کئے خداوند اُنکو بہین جلدی غارت کرین اپنا اپنا عذاب جلد نازل کرین یہ خاک کا پیوند ہون اگر
میرے ہاتھ یہ لوگ آجائین تو انکی بوٹیان کاٹ کاٹ کر اور اُسپر نمک مرچ چھڑک کر زخمون پر چیلون اور
کوون کو دون اور اِس عذاب سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال پر رحم کھائین اور
مجکو حسرت نہ آسکے کیا عرض کرون کہ ایک مدت ہوئی ترک تحریک ہوئے سب فراموش ہو گیا دوسرے
یہ کہ زمانہ پیرانہ سالی کا ہے ورنہ مین انکو مزا چکھاتی اور اُنکے مزاج پوچھتی کیا کہون مجبور ہون کیونکہ اب محنت نہین ہوسکتی
ورنہ محنت کر کے اِنکو قتل کرتی خداوندا اِس آئینہ اندام کی تو ایسی حالت کر دی کہ لوگ دیکھکر ترس کھاتے
اور مین بالکل رحم نہ کرتی جیسے اِنہون نے سعید کی بچی کو بہکا پایا ہو اور اُسکی جان لی ہو ای ملکہ یہ مسلمان ایسے سخت دل ایسے
کے ہین کہ اِنکے دل مین ذرا بھی رحم نہین ہر مین پہلے اِن کمبختون کے لشکر مین گئی تھی کیونکہ مین نے سب سے پہلے سنا
کہ منظور بیاد و اپنی خالہ کے پاس گئی ہو کیونکہ سبب پیچھو کر کے آئی ہر تو مین صدر ہی تھی مجکو معلوم ہو گیا کہ وہ چلی
آئی اِسکا سبب یہ تھا کہ یہ مجھ سے جو پوشیدہ ہو کر آئی مین سُن چکی تھی کہ آفاق سے مقابلہ ہوا اور بادشاہ
کی شرکت سے ہاتھ اُٹھایا شریک اہل اسلام ہوا ہے اپنے انشاء کے مین نے یہ امر اِس سے پوشیدہ رکھا تھا
مگر جب یہ کہتی تھی کہ مین خالہ کے پاس جاؤنگی مین منع کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اُنکو بادشاہ نے کسی لڑائی
پر روانہ کیا ہر نہ معلوم وہ کہان ہین تو کسکے پاس جائیگی یہ کہتی تھی کہ وا وہ تو لڑائی پر جا چکین اور مین اُنکے
پاس نہ جاؤن مین فقرے دے دے کر رکھتی تھی کہ آج آجائینگی کل آئینگی یا اُنکا کوئی خط آئیگا تو تو جانا یہ نہ
مانتی تھی مگر مین نے اِسکو روکا یہی کہتی تھی کہ کیا سبب ہر کہ ابھی تک کچھ خبر نہ آئی مین کہتی تھی کہ جب تیری
الفت خالہ کو نہین ہر تو تو کیون اپنی جان دیے دیتی ہر کیون اپنے کو تباہ کرتی ہر ارے جو اپنے اوپر مرتا
ہو اُسپر مرتے ہین تو تو یہان خالہ کے لیے بیقرار ہی اُنکو اِسکی خبر بھی نہین ہر یہ سُنکے خاموش ہو جاتی تھی مگر یہ
رات دن اِسی فکر مین مبتلا رہتی تھی اِسکو کسی سے خبر ملگئی کہ خالہ میری لشکر اسلام مین ہو اور خالو بھی اب
سمندر شاہ سے اور خالو سے بگاڑ ہو گیا اِسنے مجھ سے کہا مین نے جواب دیا کہ جو کہتا ہو وہ جھوٹ کہتا
ہو ایسا نہوگا کیونکہ سمندر شاہ آفاق کو اپنا بزرگ اور خیر خواہ خیال کرتا ہر اور تیرا خالو سمندر شاہ کو
اپنا ولی نعمت اور آقا تصور کرتا ہر بھلا کیونکر ہو سکتا ہر کہ وہ تیرے خالو کو جدا کرین اور خالو تیرے اُنکی
اطاعت سے منھ پھیرین یہ جو مین نے کہا اِسنے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہی گو مین سب کچھ جان اور
سن چکی تھی مگر اُنکے سمجھانے کو مین نے یہ کہا وہ اُسوقت تو خاموش ہو رہی مگر فکر مین رہی آج صبح کو
موقع پاکر مجکو سوتا چھوڑ کر چلی آئی جب مین اُٹھی مین نے دریافت کیا کیونکہ جب مین سو کے اُٹھتی تھی
اِسکا منھ دیکھتی تھی جب منھ دیکھنے کو بلایا پہلے تو اُسکی خواصون نے پوشیدہ کیا کہ رفع حاجت کو گئی ہین
یا کسی طرف کھیل رہی ہین جب مین خفا ہوئی تو سب نے کہا کہ وہ اپنی خالہ کے پاس گئی ہین یہ سُننا تھا
کہ میرا دم نکل گیا جان تن مین نہ رہی گھبرا کر اُٹھی اُس گھبراہٹ مین گر بھی پڑی دیکھیے یہ سر مین چوٹ
آئی خون نکل آیا ران چھل گئی پسلیان سب ہلنے لگین مارے درد کے بیکل ہو گئی کیا عرض

کرون اور جو عورتین وہان تھین اُنھون نے اُٹھا یا اے ملکہ مین نے مضطر و مضطرب یا تو واقعہ مین وہان سے
چلی صرف مین نے اسقدر کہا اپنی ضرورت بجز کا یاد کر رکھا ہو کہ جہان جانا ہوتا ہو بذریعہ سحر کے راہ طے کرتی
ہون لیس سحر کرکے وہاں سے چلی اے ملکہ مین نے رات کو اس چھوکری کے نسبت ایک خواب پریشان بھی
دیکھا تھا اُسکا کبھی خیال تھا ایوان اُسکی باتون کی طرف ایسی مخاطب ہوئی کہ کسی بات کا خیال نہ رہا جلاد
حکم کا منتظر کھڑا ہو ملکہ نے کہا کہ وہ کیا خواب دیکھا تھا اُسنے کہا کہ ملکہ مین نے یہ خواب دیکھا کہ جیسے منور
جادو ایک صحرا مین ہو دو شیر ایک اُسکے دہنی طرف سے اور ایک بائین طرف سے نکلا اُسنے اُسکو دیکھکر کچھ
خوف نہ کیا اُسنے اُنپر سحر کیا اُنپر اُسکے سحر نے اثر نہ کیا وہ اُسکی طرف چلے اور مین ایک پہاڑی پر ہون آگے
مین نے اُن شیرون کو دیکھکر اُسکو پکارا کہ اے بیٹی منور جادو تو میرے پاس چلی آ مین بھی ہون کیونکہ اس پہاڑی
پر سے اس خیال سے چلی کہ یہ ابھی کم عمر ہو کہین ایسا نہو کہ یہ ڈر جاے اور شیر اُسکو ہلاک کرین جبتک مین
اُسکے قریب جا پہنچون پہنچون کہ ایک اور شیر اُسکے عقب کی طرف سے پیدا ہوا وہ اُسکی طرف چلا جب اُسنے
دیکھا کہ میرے سحر نے شیرون پر اثر نہ کیا اور ایک شیر پیدا ہوا اسے بھاگی مین نے آواز دی کہ گھبرا نہین
مین آتی ہون مگر ایسی وہ خوف زدہ ہو گئی کہ میری طرف خیال نہ کیا بھاگی چلی گئی اسکے آگے جو گئی تو ایک
غار کا [illegible] مین اسکے خوف سے کہ وہ [illegible] آگے اسکو نگل گیا مین اُسکے پیچھے پیچھے پکارتی چلی
آتی تھی یہ واقعہ دیکھکر مین نے قصد کیا کہ مین بھی اس غار مین اپنے کو گرا دون تب مین اپنے کو گرانے لگی میری آنکھ
کھل گئی اسپر جو اُنکو غور کی تو [illegible] سے جو دریافت کیا تو یہ معلوم ہوا بس مین وہان سے لشکر اسلام مین
آکر پہنچی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر اسلام [illegible] مین نے اُسکی حالت بہت خراب پائی کیا
عرض کرون ہر طرف رونے کی صدا [illegible] سے کہ یہ اسطرح تھی کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ
جہان لوگ [illegible] دریافت کیا کہ آپ [illegible] کا قصہ کونسا ہو کسی نے نہ بتایا بلکہ
ہر ایک نے [illegible] دریافت کیا کہ میری بچی منور جادو کہان
ہو اُنھون نے کہا کہ [illegible] منور [illegible] آتش مین مبتلا ہین یہ منور کو دریافت کرتی ہوئی
آئی ہو کوئی [illegible] یہ سنکر مین ابھی رونے لگی [illegible] معلوم ہوا کہ سب ساحرون کو ایوان
جادو پکڑ لیگئی ہو اُنہین مین منور بھی ہو گی [illegible] جانے رہنے مین نے اُس سے کہا
کہ مجکو لشکر ایوان کا نشان دو پھر کسی نے میری طرف خیال نہ کیا مین رویا کی اسلیے خبر تک نہ
لی میری نگاہ اُن غلامون پر پڑی مین نے خیال کیا [illegible] ان دریافت کرون کہ یہ لشکر کسکا ہو اے ملکہ
مین وہانسے ادھر کو چلی چونکہ مین ساحرہ تھی اور کسی [illegible] واقف بھی ہون مگر وہی کر راہ طے کرون
ایک دریا درمیان مین اُس لشکر اور لشکر اسلام کے حائل [illegible] خیال کیا کہ کوئی کشتی وغیرہ ملجاے تو
اُسپار جاؤن بہت تلاش کیا نہ ملی آخر لاچار ہو کر سحر کے ذریعہ سے پیدا کرکے ادھر آئی یہان آکر
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ آپکا لشکر ہو مگر آپ کے لشکر کے سب لوگ رحمدل ہین سبھا نے مجھ
غیر سے بھلا اس یہ کہا یا مین نے دریافت کیا ملکہ کہان تشریف فرما ہین اُنھون نے کہا ملکہ بارگاہ مین تشریف
رکھتی ہین [illegible] کیا [illegible] کی فکر مین ہین بیتاب ہو کر چلی راہ مین ایک مقام پر
کمر پڑی [illegible] چوٹ آئی ایسی تو وہان چوٹ لگی تھی اُسپر اور چوٹ لگی خون نکل آیا یہ کہکر سر اور دامان
و بازو [illegible] دیکھا کہ سر سے خون جاری ہو باندھ پٹی پڑے ہوے ہین دامان زخمی
ہو گئیں مین یہان [illegible] کہ مین نے اُسکو زندہ پایا اسے آپ نے ترس کھا کر میری عرض کو قبول

کیا دراصل آپ بہت رحم دل ہین اہل اسلام تو بڑے سخت قلب کے لوگ ہین بالکل میرے حال پر
ترس نہ آیا خیر اب اُسے سمجھا لونگی ملکہ نے کہا کہ تم تو کہتی تھین کہ مجھکو سحر نہین آتا ہو بھول گئی ہون پھر کیونکر سحر
یاد آیا اُسنے جواب دیا کہ ای ملکہ مجھکو سحر اسیقدر آتا ہو کہ مین اُسکے سبب سے راہ دور کو طی کر لون یا دریا یا کوہ
کو طی کر کے چلی جاؤن باقی مین کسی سے مقابلہ نہین کر سکتی ہون نہ کوئی قلعہ طیار کر سکتی ہون ملکہ نے کہا کہ
اب معلوم ہوا خیر اب تم جا کر کسی مقام پر بیٹھو مین صبح کو سب کے ساتھ اس چھوکری کو بھی قتل کرونگی
یہ عورت اپنے سب ساتھیون سے ہی ورنہ مین نہ مانتی یہ کہکر حکم دیا کہ چند قفس لاؤ تا کہ مین قیدیون کو اُنمین قید کرون
ملازمان نے قفس لا کر حاضر کیے ملکہ نے محفوظ جادو سے کہا کہ تم ان سب کو ان قفسون مین قید کرو اور
پھر اپنا سحر قائم کرو سحطارد سے کہا تم اپنا سحر اُتار لو بس محفوظ جادو نے اپنا سحر اُنپر قائم کیا اور سحطارد نے
سحر اپنا اُتار لیا یہ ضعیفہ خاموش بیٹھی ہوئی دیکھ رہی ہی کہ محفوظ جادو نے ایک ایک قفس مین سب کو قید کرنا
شروع کیا اور ہر قفس پر اپنا سحر کیا جب سب کو قید کر کے فراغت پائی اب منور جادو کے بھی قید کرنیکو
قفس کی طرف آیا کہ اسکو بھی قفس مین قید کر دون بس یہ دیکھکر وہ ضعیفہ تڑپنے لگی اور کہنے لگی کہ ای ملکہ اپنے
ملازم کو منع فرما دو کہ وہ میری بچی کو قفس مین نہ قید کرے اس سے قفس کی تکلیف نہ اُٹھے گی یہ تڑپ تڑپ
کر مر جائیگی اسنے کبھی ایسی تکلیف نہین اُٹھائی ہی یہ ایسی رحم دل اور رقیق القلب ہی کہ جہان اسنے کوئی
جانور قفس مین دیکھا اپنے مول لیکر اُسے آزاد کیا یا جہان کوئی قیدی دیکھا اسکو غش آگیا کیونکر
قفس کی زحمت اُٹھائیگی بلکہ یہ مر جائیگی ملکہ نے کہا کہ او ضعیفہ تو نے تو پاؤن پھیلا لیے یہ تو کبھی نہوگا بس
اب نہ کہنا یہ کہکر حکم دیا کہ اسے رونے دو اور منور کو قید کر کے لیجاؤ بس یہ سنکر محفوظ جادو نے منور
کو بھی ایک قفس مین قید کیا اور قفس سب کے لیکر چلا بس یہ دیکھنا تھا کہ وہ ضعیفہ تڑپنے لگی اور زار زار
رونے لگی اپنی حالت تباہ کرنے لگی اور کہنے لگی کہ جلد کسی کو حکم دو کہ وہ مجھکو قتل کرے مین اب زندہ نہ
رہونگی یا یہ حکم دو کہ جہان یہ قید کی جائے اُسکے قفس کے نیچے مین رات بھر بیٹھی رہون کیونکہ یہ کبھی اکیلی
نہین سوئی ہو اسکو نیند نہ آئیگی تنہائی مین گھٹ گھٹ کے مر جائیگی اگر مین ہونگی تو کچھ تو اسکو سہارا ہوگا ای
ملکہ جہان تُنے اسقدر رحم کیا ہو وہان یہ بھی رحم فرمائیے ای ملکہ یہ ہمیشہ نرم بستر پر سوتی تھی جہان ذرا سا
بھی کوڑا ہوا یہ بیقرار ہوگئی جبتک بستر صاف نہ کر لیا اُس وقت تک یہ بیقرار رہتی تھی نیند نہ آتی تھی
اسکے جسم پر نشان پڑ جاتے تھے شکن بستر اسکو ناگوار ہوتی تھی یا یہ سخت قید اور قفس دلا دی کیونکر اسکی
زندگی ہوگی ہاے کیا اپنے کو بلا مین ڈالا ہی خالہ کی الفت مین خیر اب جو کچھ گذریگی اُسکی برداشت کرونگی
ملکہ مجھکو اتنا حکم دے مین تیرے قربان ہون صدقے ہو جاؤن میری ملکہ میرے اوپر رحم کر تا کہ مین رات بھر
اسکی صورت دیکھا کرون یہ میری زندگی کا سہارا ہی یہی میری زندگی کا بھروسا ہی مین نے ایک جوگ
کر کے اسکو پالا ہی اس طریقے سے باتکر کہا کہ ملکہ کو ترس آگیا کہنے لگی کہ اچھا یہ تو ممکن نہین ہی کہ جہان
یہ قید ہو اسکے اندر زیر قفس تجھکو جگہ دی جائے ہان اُس قیدخانے کے در پر تو بیٹھ جانا تیرے روبرو
اُسکا قفس ہوگا تو رات بھر دیکھنا یہ جو ملکہ نے کہا اسنے مایوس ہو کر کہا کہ بہت خوب یہی سہی مگر ای ملکہ
یہ حکم دو کہ قفس میرے سامنے ہو تا کہ مین دیکھتی جاؤن ملکہ نے کہا کہ ای محفوظ اسکو بھی لیے جاؤ اور
منور کا قفس ایسے مقام پر لٹکانا کہ اسکا سامنا رہے محفوظ نے کہا کہ بہت خوب یہ کہکر سب قفس لیکر
چلا اس سے کہا کہ آؤ یہ ملکہ کو سلام کر کے اُٹھی مگر اس طور سے کہ پھر گر پڑی اور کہا کہ ہاے منور تیری
الفت نے مجھکو مار ڈالا اور کسی طرف کا نہ رکھا یہ جو ملکہ نے دیکھا ایک چوبدار سے کہا کہ اسکو وہان پہونچا

کہ جہان محفوظ ان سب کو قید کریگا اور جس مقام پر محفوظ کہے اسکو بٹھا دینا وہ چوبدار بموجب حکم ملکہ
اُس ضعیفہ کو لیکر ہمراہ محفوظ کے چلا محفوظ بارگاہ سے باہر آیا سب قفس شہر کے ذریعہ سے اپنے ہمراہ
لایا تھا ایک تخت پر رکھے ہوئے تھا یہانتک کہ اپنے خیمے کے قریب آیا اور اُسی خیمے کی سقف مین
سب قفس آویزان کیے منور کا قفس سامنے در خیمہ کے اور باقیس سامنے نامی و نامی آور اُسکے گرد
مقرر کیے اور خود ایک چھوٹا سا نگیرہ استادہ کرا کے اور [illegible] بچھا کر اُسپر بیٹھا چوبدار سے کہا کہ اسکو خیمہ
مین بٹھا دو چوبدار نے لا کر اسکو در خیمہ مین بٹھا دیا اور کہا کہ دیکھ یہ قفس لٹکا ہوا ہے اسمین منور جادو قید
ہے اسنے جو آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو سب قفس آویزان پائے منور کا قفس سامنے پایا یہ دیکھکر اسنے ایک آہ
کی اور رونے لگی قاعدہ یہ مقرر کیا تھا محفوظ نے ایک ایک [illegible] جو کہ اسنے پہرہ کے
لیے مقرر کیے تھے اُٹھتا تھا اور چارون طرف اس خیمے کے گشت لگاتا تھا [illegible] آ کے محفوظ کے پاس
بیٹھ جاتا تھا چونکہ رات ہو گئی تھی وہ رات ایسی تاریک تھی کہ [illegible] رنج مجنون
مین اپنا خیمہ سیاہ استادہ کیا وہ تاریک شب تھی کہ [illegible] آفتاب
سے نہ دیکھی ہو گی تمام ستارے سیاہ معلوم ہوتے تھے [illegible] تاریکی کے کوئی شئے
نظر نہ آتی تھی ہزارون پہنچاتے تھے اور ہزارے لشکر مین روشن تھے مگر [illegible] تاریکی ہر طرف ہوتی تھی یہ
عالم تھا کہ نہ منہ دکھائی دیتا تھا نہ دیرا ایک پردہ سیاہ پڑا ہوا تھا [illegible] صدا ہے
ناظر باش و حاضر باش بلند تھی ایسی تاریک شب تھی [illegible] دم گھٹے
جاتے تھے اپنے ہاتھ کو کوئی نہ دیکھ سکتا تھا یہ شب [illegible] اہل اسلام [illegible] اسکا غم مین اسنے
لباس سیاہ پہنا تھا باوجودیکہ لشکر [illegible] دل گھبراتے تھے ہوش
اُڑے جاتے تھے ہوا ایسی سنسان چل رہی تھی [illegible] پریشان کیے دیتی
تھی گو کل کفار خوش تھے مگر اس خوشی اور اس تاریکی [illegible] رنج ہوتا
تھے کسی کے دل کو چین نہ تھا [illegible] چراغ گل ہوئے جاتے تھے ان
چراغون کی کیا اصل ہے چراغ عقل و دانش گل ہوئے [illegible] تاریکی تھی اس شب
کو یہ عالم ظلمت تھا کہ [illegible] لوگ باہم ٹکرا جاتے تھے
[illegible] پریشان تھے رہ رہ کے طرف آسمان کے دیکھتے تھے [illegible] شب نے ظہور کیا ہو
[illegible] اہل اسلام مین گوشہ گیر ہوا تھا [illegible] دین اسلام کوشش
کرے [illegible] اور چرند بھی و پرند
بھی اپنے آشیانون مین مارے خوف کے پنہان [illegible] صدائین
[illegible] صدا [illegible] آتی تھی لوگ [illegible] عالم تھا کہ سب مارے خوف
کے گوشون مین خیمون کے پنہان ہو رہے تھے [illegible] راوی
نے بیان کیا ہے یہ عالم تھا کفار کا مگر یہان خیمے مین محفوظ بیٹھا ہوا [illegible] کر رہا تھا وہ ضعیفہ
در خیمہ مین بیٹھی ہوئی تھی اُسکے روبرو قفس منور جادو کا لٹکا ہوا تھا وہ اُسکی طرف خطاب کرکے
کہتی تھی کہ کیون اے بیٹی اب وہ فرش نرم کہان [illegible] افسوس تیرے مقدر مین
اس سن مین یہ قفس فولادی تھا [illegible] بدن مین گڑتا ہوگا [illegible] ہوتا تو مین درستی
[illegible] کل یہ چاند سی صورت آنکھون کے سامنے سے پنہان ہو جائیگی ہاے قبر کی تاریکیہاے

تیرا کیا حال ہوگا جب کبھی رات کو شمعین گل ہو جاتین اور تیری آنکھ کھل جاتی تھی تو تو پریشان ہوتی تھی اور
کہتی تھی کہ اے دردا میری میرا دم نکلا جاتا ہی یا یہ تاریکی زندان اور کل تاریکی قبر مین تیرا بستر ہوگا وہان کون
ہوگا جو تیری خبر لیگا ارے کمبخت اب بھی اپنی خالہ کی الفت سے ہاتھ اٹھا دیکھ مین کہتی ہون کیا پاسے گی
سواے قتل ہونے کے کیون اپنی جان شیرین کو برباد کرتی ہی منظورا اسکی طرف بچشم حیرت سے دیکھتی ہے
اور دل مین کہتی ہی کہ کون اسقدر محبت کرنے والی میری پیدا ہوئی ہی میری تو کھالی کبھی مرگئی ہی جب یہ
اسکی طرف دیکھتی تھی وہ یہ کہتی تھی کہ میرا کیا بس ہی کیون میری طرف بچشم حیرت سے دیکھتی ہی تو نے تو
خود اپنے ہاتھ سے یہ بلا اپنے سر لی ارے کمبخت محبت کا یہی مزا ہی اب بھی یاد آ مین سفارش کر دونگی جب
وہ یہ کہتی تھی وہ منہ پھیر لیتی تھی اور پھر دیکھتی تھی وہ جو لوگ پاسبانی کو بیٹھے ہوئے تھے باہم یہ کہہ رہے تھے
کہ کیا اس بڑھیا کو اس سے الفت ہی کہ دیکھو رو رہی ہی وہ کچھ پروا بھی نہین کرتی ہی محفوظا نے کہا کہ بھانجی
پالے کی ایسی ہی الفت ہوتی ہی بعضون نے کہا کہ بعد اسکے یہ ضرور مر جائیگی انھون نے کہا کہ اسکو تو اسکا
کچھ خیال نہین ہی یہ اپنی جان دیے دیتی ہی محفوظا نے کہا کہ جو کچھ ہو وہ اسکو گوارا ہی یہان یہ باتین ہو رہی
ہین وہ ضعیفہ رو رو کر اسکو سمجھا رہی ہی اس قصہ کو یہان موقوف رکھا جاتا ہی اور اب حال ایوان کا
تحریر ہوتا ہی کہ ایوان نے جب ان سب کو سپرد محفوظا کے کیا اور وہ لیکر چلا گیا اور وہ ضعیفہ بھی گئی
تب ایوان نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ اس عورت نے آکر دردسر دیا میرے حواس باختہ کر دیے
مین پریشان ہو گئی سواے اس امر کے کہ مین اسوقت نہ قتل کرون کوئی تدبیر مین نہ پڑی خیر صبح کو دیکھا
جائیگا یہ کہہ رہی تھی کہ اسکے کان مین طبلہ کی صدا آئی یہ طبلہ کی صدا سنکے بیقرار ہو گئی چوبدار سے کہا کہ خبر تو
لا کہ یہ طبلہ کہان بج رہا ہی کون گانا سن رہا ہی کیا اچھا طبلہ کوئی بجا رہا ہی کہ دل بیقرار ہو گیا جب سے نانی
و بھائی نے انتقال کیا مین نے گانا نہین سنا اسوقت دل قابو سے نکل گیا چوبدار یہ حکم پاکر بارگاہ سے
باہر آیا اور کان لگا کر سنا کہ یہ صدا کدھر سے آرہی ہی معلوم ہوا کہ یہ لشکر گرداب شاہ کا ہی یہ وہان سے لشکر مین
گرداب شاہ کے آیا معلوم ہوا کہ بارگاہ مین گانا ہو رہا ہی یہ بارگاہ مین آیا دیکھا کہ سمندر شاہ تخت پر
بیٹھا ہوا ہی سب سردار اسکے اور جو بادشاہ یہان تھے حاضر ہین اسکے روبرو گانا ہو رہا ہی جام شراب
گردش مین ہی کہ سمندر شاہ کی نگاہ اسپر پڑی گرداب شاہ سے کہا کہ شناخت تو کرو کہ یہ چوبدار کہان کا
ہی گرداب نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا اور پہچانا کہ یہ چوبدار ملکہ ایوان کا ہی کیونکہ یہ پہچان چکا تھا جبکہ
ایوان اپنا لشکر لیکر آئی تھی اور جب اسکے ہمراہ بارگاہ مین آئی تھی تو یہی چوبدار اسکے ہمراہ تھا سبب
تھا کہ اسنے پہچان لیا اور سمندر شاہ نے جو نہ پہچانا اسکا سبب یہ تھا کہ جب ایوان بارگاہ سمندر مین
مین آئی تھی تو اکیلی آئی تھی وہان سے آکر اسنے لشکر طلب کیا تھا بدین سبب سمندر نے نہ پہچانا گرداب
سے کہا گرداب نے اسے دیکھکر عرض کیا کہ یہ چوبدار ایوان کا ہی سمندر نے کہا کہ اسکو سامنے بلاؤ
گرداب نے ایک چوبدار کو حکم دیا کہ یہ جو چوبدار کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی اسکو بلا لاؤ وہ چوبدار گیا اور
اس سے کہا کہ چلو تمکو بادشاہ نے طلب فرمایا ہی وہ اسکے ہمراہ آیا سمندر شاہ کو سلام کیا بعد اسکے اور
سب کو سمندر شاہ نے کہا کہ کیا تو ملکہ کے چوبدارون مین سے ہی اسنے عرض کیا کہ جی ہان سمندر شاہ
نے کہا کہ یہان کس غرض سے آیا ہی اسنے کہا کہ ملکہ نے براے دریافت اس امر کے مجکو حکم دیا تھا کہ انکے
کان مین طبلہ کی صدا آتی تھی ملکہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ دریافت کر یہ طبلہ کہان بج رہا ہی مین جو باہر
آیا تو مجکو صدا ادھر سے آتی ہوئی معلوم ہوئی مین یہان بغرض دریافت حال آیا یہان آپکو تشریف فرما

یہ سنکے ایوان اُنکے ہمراہ بارگاہ مین آئی سمندر خود تا لب فرش اُسکو لینے آیا بڑے اعزاز سے لاکر کرسی
پر بٹھایا برابر تخت کے جب بیٹھ چکی سمندر نے ساقی کو حکم دیا کہ ملکہ کو جام شراب دو اُسنے جام دیا
ملکہ نے لیکر پیا بعد شراب پینے کے ایوان نے کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی کسلیے طلب فرمایا ہی سمندر شاہ نے
کہا کہ بیٹھو تو مین کہونگا جلدی کس امر کی ہی مزاج دیکھو جب جانے لگوگی تو کہدونگا ایوان نے کہا کہ مین ٹھہر نہین
سکتی ہون اول تو دن بھر کی تھکی ہاری ہون دوسرے میری شہزادی تنہا ہی وہ پریشان ہوگی مین جاتی
ہون صرف بموجب آپ کی طلب کے حاضر ہوئی بلکہ مجکو تو آپسے شکایت ہی اگر یہ نہ فرمائیے کہ ضرورت
کی باتین کہنا ہین تو مین نہ آتی کس سبب سے جبکہ ہم محفل صحبت ہو چکے تو کیا ضرورت تھی آپ کے جلسہ آراستہ
کیا سارا کام ہمارا کیا ہوا ہی ہمارے سبب سے یہ خوشی ہوئی ہی اور ہمین کو فراموش کیا سمندر نے یہ سنکے کہا
کہ ملکہ تمھارے سر کی قسم مین نے یہ نہین آراستہ کیا بلکہ گرداب شاہ نے آراستہ کیا ہی مین تو اسے
شہر سمندریہ کو جاتا تھا جب تم لشکر لیکر واپس چلی ہو تو گرداب شاہ وغیرہ امیرون سے کہا کہ آج شب کو
یہان قیام فرمائیے صبح کو مقابلہ ملتوی فرما کر لشکر لیکر چلیے گا مین نے بھی خیال کیا کہ سچ کہتے ہین کیونکہ
صبح کو پھر آنا ہوگا کوئی نقصان کا اندیشہ نہین ہی یہین ٹھہر گیا اور انھون نے یہان آکر یہ جلسہ آراستہ کیا مین
ناچ دیکھنے لگا گرداب شاہ سے دریافت کیا کہ کیون نے کہا تھا ملکہ کو بھی خبر کردو میرے نزدیک تھا آنے کی
اور جلسہ آراستہ ہونے کی انھون نے کہا کہ ملکہ دن بھر کی تھکی ہوئی ہین وہ جاکر آرام کرینگی دوسرے
انکو کل پھر مقابلہ کرنا ہی مین نے بھی خیال کیا سچ کہتے ہین اس سبب سے نہ خبر کی ورنہ مین بدون تمھارے
ناچ دیکھتا اور جب مین بزم عشرت آراستہ کرونگا بدون تمھارے کیا ممکن ہی جو آراستہ کرون یہ صرف
تمھارا گمان ہی اے ملکہ ابھی کیا کوئی بہت دیر ہوئی ہی ایک غزل اسنے گائی تھی کہ تمھارا چوبدار آیا اُس
چوبدار سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ تم بیدار ہو بلکہ دربار مین بیٹھی ہو مین نے خود اُس سے کہا
کہ ملکہ کو بھیجدینا اور کہنا کہ ایک امر ضرور کہنا ہی یہ سبب تھا تمھارے نہ بلانے اور تمکو خبر کرنیکا اب
بیٹھو جلدی کس امر کی ہی تمنے سمندریہ کی گانے والیان کہان سنی ہونگی انکو بھی سن لو کہ انکا بھی گانا
یادگار ہی گو تمھارے پسند نہ آئیگا کیونکہ تم اُن لوگون کو سن چکی ہو جو خداوند کے روبرو گاتے ہین کہ
جنکے ڈنکے بج رہے ہین خیر یہ گانا بھی لائق دید اور قابل تعریف ہی ہم ایسا نہ ان لوگون کو خیال
کرتے تھے مگر خوب گاتی ہین جب سے ہم نہ طاق سے آئے ہین اُن لوگون کے گانے کو ترس
گئے مگر انھون نے ہمارے دل کو محظوظ کر دیا ہمکو تو پسند آیا نہ معلوم کہ تمکو پسند آئیگا یا نہین سنلو تو معلوم
ہو اور یہ جو تمنے کہا کہ میری شہزادی تنہا ہی پریشان ہوگی انکو کیون نہ ہمراہ لائین کیا وہ ہماری صحبت
سے پرہیز رکھتی ہین اگر ہمراہ نہین لائی ہو تو اب طلب کرلو وہ بھی یہان آکر کچھ دیر گانا سن لین ملکہ
نے کہا کہ یہ تو سب آپکی باتین ہین کہ مین نے یہ خیال کیا اور وہ خیال کیا یہ کیون نہین فرماتے کہ یاد
نہ رہا یہ خیال کہا کہ کیا ضرور تھا ہوسکا کہ صحبت مین خلل ہوگا تو مین ایسی بے تمیز نہ تھی خیر اس سے تو
کوئی تامل انکار نہین ہی آپ جو امر فرمائین سمندر نے کہا مین ابھی تو نہ جانے دونگا اور نہ ابھی [illegible]
کرونگا جبتک تم کچھ دیر بیٹھ نہ لوگی تمکو زیادہ تر شہزادی کا خیال ہی مین انکو بھی طلب کرتا ہون ملکہ
نے کہا کہ آپ انکو نہ طلب فرمائیے وہ نہ آئینگی بڑی نازک مزاج ہین آپکے مزاج سے واقف
نہین ہین مین خوب واقف ہون مین نے خود اُنسے جان کر کہا اس خیال سے اول تو آپنے
اُسے طلب نہ فرمایا تھا اگر مین کہتی تو وہ یہ جواب دیتی کہ اگر انکو طلب کرنا ہوتا تو وہ خود طلب فرماتے

دیکھو قسمت کی بدی رستے مین پتھر گر پڑا
عالم بالا سے بسم اللہ کی آئی صدا
اونگھ کر شب کو جو محفل مین وہ مجھ پر گر پڑا
مین جو اپنی سے بڑے اہل صفا زیر زمین
آ کے اپنے پانون پر ایک ہاتھ مین سر گر پڑا
ذرے افشان کے قریب ابروے جانان ہین
پانی پانی ہو کے دریا مین سمندر گر پڑا

یار کے آتے ہی میخانے مین ہلچل پڑ گئی
دور لے مین جب وہ طفل بادہ پیکر گر پڑا
مین وہ بلبل ہون کہ ایک پھنس گیا جب جال مین
شدت باران سے کب آئینے کا گھر گر پڑا
ناتوان وہ ہون کہ مین اکثر دم سیر چمن
بادہ نو پر اختر تابان کا لشکر گر پڑا
لاغری مین بھی امانت تو نہ بھولا اپنی چال

مین گرا ساقی پہ ساقی محتسب پر گر پڑا
خفتگان خاک لے جلے عاشق کے نصیب
منہ کے بل گلدام پر صیاد آ کر گر پڑا
بوسہ مانگا تیغ ابرو کا جو اس خونریز سے
دام موج نکہت گل مین الجھ کر گر پڑا
سیر ہی باتون سے کی ہم نے گلشن مین ایسی کہ
کوچۂ جانان مین پہونچا لڑکھڑا کر گر پڑا

یہ جو غزل گائی اور خوب خوش آوازی کے ساتھ گائی ملکہ نے بہت تعریف کی ایوان بہت خوش ہوئی پھر اُس سے اسی غزل گانے کی دوبارہ فرمائش کی اُسنے پھر شروع کی یہان تو ایوان بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہی اور گانا سن رہی ہی اسکو تو یہان مصروف ناچ و رنگ رکھا جاتا ہی اور اب اسکی بارگاہ کا حال تحریر ہوتا ہی کہ وہان عطارد وزیرزادی اسکی اسکے انتظار مین بیٹھی ہوئی ہی جب کچھ عرصہ ہوا تو عطارد نے اُن سب لوگون سے کہا کہ مین نہ کہتی تھی کہ ملکہ کا وہان جا کر جی لگ جائیگا وہ اب نہ آئینگی مجھکو بیکار بٹھا گئی ہین بیکار مجھکو رخصت دی ملکہ کی بعض وقت ایسی نادانی کی بات ہوتی ہی کہ جسکے سبب سے خواہ مخواہ طبیعت پریشان ہو جاتی ہی اب مین جاتی ہون اُنھون نے جواب دیا کہ تھوڑی دیر اور انتظار فرما لیجیے پھر آپکو اختیار ہی اگر ایسا ہی تھا تو آپ کیون نہ ملکہ کے ہمراہ تشریف لے گئین اب چلی جائیے عطارد نے تیوری بدل کر جواب دیا کہ کیا خوب مان نہ مان مین تیرا مہمان مین تو کبھی نہ جاتی اور نہ تو اُنھون نے طلب نہ کچھ مین چلی جاتی وہ لوگ خیال کرتے بڑی بدتمیز اور نالائق ہین نہ سمجھے مطلب کیا نہ کچھ چلی آئین مین ایسی بدتمیز اور نالائق نہین ہون راوی نے بیان کیا ہی کہ دراصل یہ بڑی بدمزاج اور بدخو اور نازک طبع ہی اپنے روبرو یہ خداوند کی کچھ اصل نہین سمجھتی ہی سوا اپنے اور ایوان کے ایوان اسکے بڑے ناز اٹھاتی ہی اور کوئی نہین اُٹھا سکتا ہی جب اسنے یہ امر تیوری بدل کر کہا سب خاموش ہو رہے یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ یکایک در بارگاہ پر غل ہوا کہ ہم بدون اجازت کے نہ جانے دینگے عطارد نے طرف چوبدار کے یہ غل سنکے دیکھا اور کہا کہ خبر تو لاؤ یہ در بارگاہ پر کیا شور ہی ایک تو میرے سر مین یون ہی درد ہو رہا ہی دوسرے ان سب کے غل و شور نے اور پریشان کر دیا ہی منع کر تا آنا کہ کیون غل کرتے ہو میرا نام لینا کہ اُنکی طبیعت نہین اچھی ہی یہ سنکر چوبدار چلا تھا کہ آگے سے [illegible] اور ڈر کر سنبھالا وہ دوڑا ہوا آیا عطارد کو سلام کیا عطارد نے جو اُسکی صورت دیکھی تو اُسکو بدحواس و پریشان پایا اس سے پوچھا کہ کیون تو اسقدر بدحواس کیون ہی اُسنے کہا کہ اے ملکہ کیا عرض کرون ایک ساحر آیا ہی لشکر کرد اسپ شاہ سے وہ اندر آنے لگا مین نے اسکو روکا اُسکی صورت کچھ ایسی مہیب اور خوفناک تھی مین اسکو دیکھکر ڈر گیا مگر جرأت کر کے مین نے روکا کہ کہان جاتے ہو بدون اجازت ملکہ عطارد کے اور کہا نہ نے لے ہو اُسنے کہا کہ ہم ملکہ کے پاس آئے ہین اور ہمکو اجازت کی کوئی ضرورت نہین ہی ہم سب مقام پر بدون اجازت کے جاتے ہین اور ہم سلام بھیجے ہوئے خداوند لقا و بہر کے آئے ہین ملکہ کے لینے کو ہمنے کہا کہ خداوند تو شرطاق مین ہین وہ یہان کہا نہ ہے آئے ہم نہ جانے دینگے اُسنے برہم ہو کر جواب دیا کہ میرا دم نکل گیا پھر مین نے کچھ نہ کہا وہ تو یہ کہتا ہی کہ ہم بڑے بڑے شاہون کے دربار مین بدون اجازت کے جاتے ہین بلکہ اُنکے گھرون مین تمہاری ملکہ کیا چیز ہی یہ جو اُسنے

سے میرا جہان قدم جاتا ہی وہ گھر کے گھر تباہ ہو جاتے ہین بس خیال کیجیے مجھکو جسکی روح قبض کرنیکا
حکم ہوتا ہی مین فوراً روح قبض کرتا ہون کسی کی آہ وزاری کو نہین سنتا ہون ایک پل مین لشکرون
کو خاک سیاہ کر دیتا ہون شہر کے شہر تباہ ہوتے ہین میرے سبب سے میرے نام کے دریافت
کی کیا ضرورت ہی یہ جو اُنھون نے کہا تو ملکہ نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یہ تو مین بھی مگر ذرا اے مہربانی اور
کنیز نوازی نام نامی سے آگاہ فرمائیے کہا کہ میرا نام ملک الموت جادو ہی اب سُنا ملکہ یہ نام سنکے کانپ
گئی اور عرض کیا کہ آپ کیا میری روح قبض کرنے تشریف لائے ہین مین نے تو ابھی کچھ دنیا کا مزا
دیکھا بھی نہین اور نہ مین نے کوئی ایسی خداوند کی خطا کی جو اُنھون نے آپکو روانہ کیا کہ آپ میری
روح قبض فرمائین آپ اہل اسلام کی روح کو قبض فرمائین کیونکہ وہ لوگ بہت مغرور اور گنہگار ہین
ملک الموت نے جواب دیا کہ مین تیری روح قبض کرنے نہین آیا ہون بلکہ تجھکو اسی طور سے لیجاؤنگا
دربار مین سمندر شاہ کے کہ اُنھون نے طلب کیا ہی اگر روح قبض کرنے آتا تو اس طور سے نہ آتا اُسکا
اور سامان تھا مین تجھکو نظر نہ آتا اور اسقدر بھی فرصت نہ دیتا کہ تو کلام کرتی ابتک تو تیرا خاتمہ بھی ہو چکا
ہوتا ملکہ نے کہا کہ اچھا یہ فرمائیے کہ آپ کیون تشریف لائے آجتک کسی نے خداوند کو نہین دیکھا اور نہ
ہر کوئی دیکھ سکتا ہی اسکا کیا سبب ہی جواب دیا کہ سُن اسکا یہ سبب ہی کہ خداوند نہ طاق مین تشریف فرما
تھے کہ اُنکو معلوم ہوا کہ ملکہ ایوان نہ طاقی نے جاکر سب اہل اسلام کا خاتمہ کیا سب کو اسیر کر لیا
ہی اب کل صبح کو اُنکو قتل کریگی اور سمندر اپنے لشکر مین بیٹھا ہوا خوشی کر رہا ہی اور ملکہ ایوان بھی ہی
بس خداوند نے مجھ سے فرمایا کہ اے ملک الموت طیار رہو آجتک مین نے اپنے بندون کو اپنا جلوہ نہ
دکھایا تھا آج دکھائینگے کیونکہ آج دن خوشی کا ہی اور کل اپنے روبرو تمھیں اہل اسلام کی روح
قبض کرائینگے مین نے عرض کیا بہت خوب پھر مین نے عرض کیا کہ کوئی اور بھی ہمراہ چلیگا فرمایا
کہ ہم اور تم اور کوئی نہین مین اُن بندون کو جلوہ دکھاؤنگا وہ بندے اس لائق ہوئے ہین کہ اُنھون نے
خداپرستون کو گرفتار کیا ہی اور کوئی اس لائق نہین ہی بس خداوند وہان تشریف لائے یہ سبب ہی
خداوند کے آنے کا مجھکو اسلیے ہمراہ لائے جو کہ مین نے بیان کیا اور مین جو تیرے لینے کو آیا اسکا سبب
یہ ہی کہ جب خداوند یہان آکر پہونچے تو ایوان سے اور سمندر سے یہ تقریر ہو رہی تھی کہ تم ٹھہرو وہ کہتی
تھی کہ مین ٹھہر نہین سکتی ہون میری وزیرزادی پریشان ہوگی کیونکہ مین تنہا اُسے چھوڑ آئی ہون خداوند
جو آکر پہونچے سمندر بھی خاموش ہو رہا ایوان بھی چپ ہو رہی سب نے تعظیم کی خداوند تخت پر جلوہ فرما
ہوئے سب نے سجدہ کیا جب سب سجدہ کر چکے اُسوقت خداوند نے ملکہ سے کہا کہ تمنے سب اہل اسلام
کو اسیر کیونکر کیا ملکہ نے سب حال بیان کیا تمھارا بھی نام لیا اور یہ بھی کہا کہ آپ پر تو سب حال ظاہر
ہو گیا مین کیا عرض کرون ملکہ نے جو یہ کہا تو خداوند نے فرمایا کہ یہ امر تو ضرور ہی مین تمھاری زبان
سے سننے کا مشتاق تھا سُن لیا جب ملکہ نے تمھارا نام لیا خداوند نے فرمایا کہ وہ کہان ہی تمھارے
ساتھ دربار مین نہ آئی کہ ہم بھی اُس سے ملاقات کرتے ملکہ نے کہا کہ وہ نہ آئی چونکہ بادشاہ نے
اُسکو طلب نہ کیا تھا صرف مجھکو طلب کیا تھا مین آئی وہ نہ آئی بلکہ میرے اور بادشاہ سے اسی امر پر
تکرار ہو رہی تھی یہ فرماتے تھے کہ تم نہ جاؤ اپنی وزیرزادی کو طلب کر لو مین کہتی تھی وہ نہ آئیگی بلکہ تنہا
گھبرائی ہوگی تب خداوند نے کہا کہ نہ آنے کا کیا سبب ہی بس اُس ساحرنے وہی تقریر جو کہ درمیان
سمندر اور ایوان کے ہوئی تھی بیان کی جو کہ بالاتحریر ہو چکی دوبارہ تحریر کرنے کی ضرورت نہین ہی

ملک الموت نے کہا کہ جب یہ ملک نے خداوند سے کہا خداوند نے مجکو حکم دیا کہ تم انکی بارگاہ مین جاؤ
اور انکی عذر پذیری کو بہت جلد لاؤ انکا نام لینا اور بیمشد رکھا اور میرا اگر وہ آسنے مین انکار کرے تو کوئی
حکم لینے کی ضرورت نہین ہی اسکی عدول حکمی کے جرم مین اسکی روح قبض کر لینا مین تمکو اجازت دیتا ہون
بس اگر تم انکار کروگی تو مین روح قبض کر لونگا یہ سنکے عطارد کانپ گئی کہ آپ ارواح قبض نہ کرین مین
جاتی ہون مجکو کوئی عذر نہین ہی ملکہ نے کہا یہ بیان فرمایئے کہ آپ ارواح قبض کرکے کہان رکھتے ہین یہ
سنکر ملک الموت نے کہا کہ کیا دیکھیے گی عطارد نے کہا کہ جی ہان بس یہ سنکے ملک الموت نے بغل مین
اپنے ہاتھ کو بڑھایا اور ایک شیشہ نکالا کہ اسمین بہت سی روحین بند تھین سرخ زرد سبز سفید چمکدار تھین
کہا کہ اسی شیشے مین بند کر لیتا ہون یہ ان لوگون کی روحین ہین جو کہ حکم سے خداوند کے راہ مین قبض
کرلین مین نہ طاق سے یہانتک آنے تو لے اسی مین تیری بھی روح بند کر لیتا ہے جو ملک الموت
نے کہا یہ ٹھور گئی اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ آپ تخت سحر تیار کرین تاکہ مین اسپر بیٹھکے آپ کے ہمراہ چلون تاکہ
بہت جلد پہونچین ایسا نہو کہ خداوند کو غصہ آجاے تو خرابی ہو ملک الموت نے کہا کہ کیا تجکو سحر نہین
آتا ہی جو تو مجھ سے کہتی ہی کہ آپ تخت سحر تیار کرین اسنے کہا کہ آتا کیون نہین ہی مگر مین آپ کے سامنے
سحر کر سکتی ہون میری بھی یہ مجال ہی ملک الموت نے کہا کہ نہین تو ہی سحر کرا و تخت سحر تیار کرا دے
تو مجکو دنیا پہ سحر کرنے کا خداوند کا حکم نہین ہی دوسرے مین تیرے سحر کا بہت مشتاق ہون مین اجازت
دیتا ہون یہ جو ملک الموت نے کہا عطارد نے کہا کہ گو میری طاقت نہ تھی کہ مین آپکی موجودگی
مین سحر کرون مگر جب آپ اجازت دیتے ہین تو مین مجبور ہون یہ کہکر ان سب سے کہا کہ تم اپنے
اپنے مقام پر جاؤ مین پاس ملک کے جاتی ہون یہان بیکار بیٹھکر کیا کروگے ان سب نے کہا کہ بہت
خوب ملک سے فریاد کیجیے گا عطارد نے کہا کہ ہان بس عطارد یہ کہکر ہمراہ ملک الموت جادو
کے باہر بارگاہ کے آئی سحر کیا تخت تیار ہوا اسپر سوار ہوئی ملک الموت سے کہا کہ آپ بھی تشریف
لایئے انھون نے کہا کہ مین سوار نہونگا بلکہ اسکا پایا پکڑ کے چلونگا جس طور سے مجکو حکم ملا ہو عطارد نے
کہا کہ یہ بے ادبی ہی ملک الموت نے کہا کہ ہم جو کہتے ہین اسپر عمل کرو زیادہ تقریر نہ کرو دیر ہوتی ہی
ملکہ کا دم نکل گیا خاموش ہو رہی تخت قد آدم بلند ہوتا چلا ملک الموت نے تخت کے پائے پکڑ لیے
وہ تخت طرف دربار گرداب شاہ کے چلا انکو تو ادھر جانے دیجیے پھر انکا حال تحریر ہوگا جب
عطارد چلی گئی سب سردار آکے اپنے خیمون مین خواب مرگ مین مبتلا ہوئے کیونکہ دربار مین بیٹھے
ہوئے اونگھ رہے تھے کیا کرتے تابعداری سے ناچار تھے یہ تو سب سو رہے انکو تو خواب مرگ مین
مبتلا چھوڑیے اب حال محفوظ جادو اور اس ضعیفہ کا سماعت فرمایئے کہ اسنے کیا کیا اور کیا
گذری راوی نے اس طور سے بیان کیا ہی کہ وہ ضعیفہ بیٹھی ہوئی اسی طور سے رو رہی تھی اور اپنا
بھی کھو رہی تھی اور سمجھا رہی تھی جب کوئی ڈیڑھ پہر رات کے قریب پہونچی تو ایک مرتبہ کہنے لگی کہ ہاے امیر
بچی تم ابتک نہین سوئین ہان اس تکلیف مین نیند کہان آتی ہی تمکو تو عادت تھی نرم بستر ہو روشنی
ہو خادمین پہلو مین ہون قصے کہتی ہون خواصین پاؤن دابتی ہون یا یہ تکلیف بجاے بستر نرم کے
بوریا ہی تنفس بجاے روشنی کے تاریکی بجاے قصہ کہانی کے اپنی جان کا خوف بجاے خواصون
کے تنہائی پاؤن دابنے کی جگہ پر پاؤن مین بیڑیان ایسی حالت مین نیند کہا بڑی زحمت ہوگی ارے
ابھی میری سن لے اور اس خیال سے در گذر ابھی بہت رات باقی ہی اس طور سے بین کر رہی

تھی کہ محفوظا کا کلیجہ نکلا آتا تھا بعض بعض تو رو رہے تھے اور بعض سرد آہ جگر سے بھر رہے تھے چونکہ
صاحب اولاد تھے وہ زیادہ تر بیقرار تھے اِسی عالم مین کوئی دو پہر رات کے قریب آئی کہ ایک مرتبہ
وہ ضعیفہ وہان سے ہاے کرکے اُٹھی گرتی پڑتی روتی قریب محفوظا جادو کے آئی اور اُسکے قریب
بیٹھکر اور ہاتھ جوڑکر رو رو کر کہنے لگی کہ اے محفوظا جادو آپکی مین نے بہت تعریف سنی ہے اور سُنا ہے کہ
آپ بہت صاحب خلق اور رحیم ہین میری ایک عرض ہے اگر آپ فرمائین تو مین بیان کرون یہ سنکر
محفوظا نے کہا کہ اے ضعیفہ بیان کر اُسنے کہا کہ آپکے صدقے جاؤن مجکو اتنی اجازت دیجیے کہ
مین اگر کی بتی روشن کرون شاید اُسکے سبب سے یہ غم زدہ آفت مین مبتلا ستم رسیدہ سو جاسکے
اتنی دیر راحت پالے جتنی دیر سو رہے محفوظا جادو نے کہا کہ یہ امر میری سمجھ مین نہین آیا کہ تو نے
کیا کہا کیسی اگر کی بتی اور کیسا روشن کرنا اور کیسا سونا کچھ صاف طور سے بیان کر اُسنے یہ تقریر محفوظا
کی سماعت کرکے کہا کہ اے محفوظا جادو اسکا واقعہ اِس طور سے ہے کہ یہ ناشاد و نامراد منور جادو
بہت نازک دماغ اور بد مزاج ہے مین نے اِسے جب یہ برس دن کی تھی جب سے پرورش کیا
ہے جب سے اِسکی مان نے اِسکو چھوڑکر انتقال کیا باپ اِسکا بہت بڑا صاحب مال تھا اُسنے اِسے
اور مجھ دونون کو اِسکی خالہ آئینہ اندام کے مکان پر پہونچادیا اور خود اُس عورت کو گھر مین لے آیا
کہ جس سے اِسکی مان کی زندگی سے ملاقات تھی آپ چین سے بسر کرنے لگا پھر اُس دن سے اُسکی
خبر نہ لی یہ لڑکی جو آئینہ اندام کے پاس پہونچی اور مین نے اِسکے مان کے مرنے کی خبر سُنائی تو یہ
سُنکر آئینہ اندام کی یاد مین بہت روئی آئینہ اندام اِسکی مان جسکا نام گل اندام تھا سگی بہنین تھین
ایک مان اور ایک باپ سے مگر ایک عرصہ سے کچھ باپ مان کے ترکہ پر تکرار ہوگئی تھی اِس سبب سے
آمدورفت موقوف تھی اِسکی مان چھوٹی تھی مگر بہن سے الفت بہت رکھتی تھی بس جب آئینہ اندام
نے یہ سُنا کہ بہن مرگئی اور اُسکے شوہر نے دوسرا عقد کرلیا لڑکی کو مع اُسکی کھلائی کے میرے پاس
بھیجدیا اُسنے اِس سے بہت الفت کی گلے سے لگایا پیار کیا اور کہا تو میری موئی مٹی کی نشانی ہے نہ
میرے مان باپ ہوسکے نہ گل اندام پیدا ہوگی نہ تو ہوگی میرا بازو ٹوٹ گیا میری قوت کم ہوگئی
گو میرے اُسکے نزاع تھی مگر مین نہ اِس امر کی خواستگار تھی کہ وہ مرجائے میری آس ٹوٹ گئی مین خیال
کرتی تھی کہ وہ مجکو دیکھیگی یہ نہ جانتی تھی کہ مین رو دونگی خلاصہ یہ کہ بہت کچھ روئی اور الفت ظاہر کی اور
اُسی وقت انا طلب کرکے اِسپر نوکر رکھی اور سب سامان درست کردیا کیونکہ خداوند نے سب کچھ اُنکو
دیا تھا آفاق پر سر حکومت تھا یہ پرورش پانے لگی جب اِسکا سن کوئی ڈیڑھ برس کا ہوا تو یہ از حد بیمار
ہوئی چونکہ آفاق کے کوئی اولاد نہ تھی وہ اِسکو بہت پیار کرتا تھا اپنی اولاد کے برابر جانتا تھا
ذرا سی اِسکی طبیعت سست ہوئی وہ بیقرار ہوگیا اور آئینہ اندام بھی اب جو یہ بیمار ہوئی تو کوئی امید
زندگی کی نہ رہی تمام حکماے شہر کا علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہوا اور مرض زیادہ ہوتا گیا نوبت باینجا رسید
کہ آفاق نے اطراف و جوانب سے حکیم و بید طلب کیے مگر کوئی صورت صحت کی نظر نہ آئی اور دور دور
دور سے حکیم بُلاے کسی کے علاج نے فائدہ نہ کیا درحقیقت آفاق نے ہزارہا روپیہ صرف کیا
اگر اِسکی مان زندہ ہوتی اور یہ اپنے گھر مین ہوتی تو نہ اِسکے مان باپ اِسقدر روپیہ صرف کرتے
کیونکہ وہ لاسکتے کہان سے اور ایسے حکیم اُنکو کہان ممکن ہوتے نہ وہ ایسے مالدار تھے جو صرف کرتے
جیسا کہ آفاق نے صرف کیا جب سب اطراف کے حکیم آچکے سمندر پر سے بھی آفاق نے حکیم طلب

کرنا شروع کیے تمام شہر سمندر یہ سے حکیم آسے پکے تھوا حاصل کلام یہ کہ آفاق نے ایک عرضی بنام
سمندر رشاہ تحریر کی اور اسمین تحریر کیا کہ مین امیدوار ہون کہ جو حکیم خاص آپکا علاج کرتے ہین اور
ملازم سرکار ہین اُنکو ایک تھوڑے عرصہ کیلیے یہان آنے کی اجازت فرمایئے کہ میری دختر
بہت علیل ہے مین سب حکیمون کا علاج کرکے تھک گیا کچھ فائدہ نہوا اور یہی میری ایک لڑکی ہے نہایت
آپکی مہربانی اور غلام نوازی ہوگی یہ عرضی سمندر رشاہ کے پاس پہونچی اُنھون نے اُسی وقت حکیم
بقراط الحکمت جو کہ ملازم خاص اور اپنے وقت کے مسیح زمانہ تھے اُنکو اپنے سامنے طلب کرکے
روانہ کیا چونکہ سمندر رشاہ آفاق شاہ کی بڑی خاطر کرتے تھے اور قدر کرتے تھے کچھ ایسی اُس زمانہ
مین اُنکی قدر تھی کہ جو آفاق نے کہا سمندر نے اُسے قبول کر لیا بس حکیم صاحب آفاقیہ مین پہونچے
بڑی قدر و منزلت سے آفاق نے دعوت کی بس حکیم صاحب نے اُسکو دیکھا اور فرمایا کہ یہ علیل کیا
ہے پرسون اچھی ہو جائیگی ایک نسخہ حکیم صاحب نے پینے کے لیے تحریر کیا ایک مالش کے لیے اور
ایک نسخہ اور تحریر کیا اور فرمایا کہ اسکی بتیان بنائی جائین صرف حکم کی دیر تھی سب بندوبست ہو گیا
حکیم صاحب نے اپنے روبرو نسخہ طلب کرکے سب دوائیان درست کین لڑکی کو اور انا کو پلوایا
مالش کرائی جب بتیان اُسدن طیار ہو گئین حکم دیا کہ جب رات کو سب سونے لگین خواہ جیدار رہین
ایک بتی ان مین سے روشن کر دی جائے اسطور سے کہ اسکی خوشبو اسکے دماغ مین جائے اصل علاج
اسکا یہی ہے اور فرمایا کہ یہ بتیان ہمیشہ طیار کی جائین اور روشن کیا کین اسکے برابر خواہ جسمقام پر
سوتی ہو اُس کمرے مین یہی اسکی صحت کا سبب ہے اب یہ کبھی نہ علیل ہوگی اگر اسکا بندوبست رہیگا
چنانچہ جب سے وہی بندوبست کیا گیا اسکو اب عادت ہو گئی ہے کہ جبتک بتی روشن نہ کی جائے
اور اُسکی خوشبو اسکے دماغ مین نہ پہونچے اُسوقت تک اسکو نیند نہین آتی ہے اور نہین سوتی ہے محفوظا
نے کہا کہ پھر حکیم صاحب کیا آفاقیہ مین رہے اُسنے جواب دیا کہ نہین حکیم صاحب نے فرمایا تھا
کہ یہ پرسون اچھی ہو جائیگی بس ویسا ہی ہوا جسدن کا اقرار کیا تھا اُسی دن صحت ہو گئی مرض کا نام
نہ رہا حکیم صاحب نے دوا موقوف فرمائی مگر اسکے روشن کرنے کی تاکید فرمائی رخصت ہو کر چلے گئے
بہت کچھ آفاق نے دیا مین خیال کرتی ہون کہ اسقدر بادشاہ سمندر رشاہ بھی نہ دیتا ہوگا بس اے
بھائی محفوظا مین نے تمسے اُسی بتی کے روشن کرنے کی اجازت مانگی ہے محفوظا نے کہا اُنمین کیا کیا
اجزا ہین اُسنے جواب دیا کہ اُنمین اگر ہے کافور ہے عود ہے عنبر ہے مشک ہے زعفران ہے گلاب ہے کیوڑہ ہے
اور دونون الائچیان ہین جلوزہ جوتری ہے اور بہت سے اجزا ہین جو کہ مجھکو یاد نہین ہین اگر سب سے
زیادہ ہے بان صندل بھی ہے اسی طور سے کہ جسقدر خوشبو یات ہین سب اسمین ترکیب نسخہ ہے محفوظا نے
کہا وہ کہان ہے اسنے جواب دیا کہ میرے پاس ہے محفوظا نے کہا پھر کیا غرض ہے اسنے کہا کہ میری
غرض یہ ہے کہ اگر تم اجازت دو تو مین روشن کرون تاکہ اُسکی خوشبو اُسکے دماغ مین پہونچے نیند آسکے
تاکہ یہ زحمت نیند دفع ہو کچھ دیر تو راحت پالے صبح کو تکلیف تھل اُٹھائیگی مجھسے اُسکی تکلیف نہین
دیکھی جاتی ہے آپکی بڑی مہربانی ہوگی مین آپکی بہت ممنون ہونگی محفوظا نے یہ سنکے کہا کہ تو نے ملکہ سے
کیون نہ اجازت لی بھلا ہم بدون اُنکے حکم کے کیونکر اجازت دین اگر وہ ناراض ہون تو ہم کیا
جواب دینگے ہم اجازت نہین دینگے اُسنے ہاتھ جوڑ کر اور رو کر کہا کہ میرے اُسوقت حواس
درست نہ تھے اُسوقت مجھکو یاد آیا ورنہ حضور سے عرض کرتی وہ اجازت ضرور دیتین مگر میرے

قیاس مین نہ آیا اگر آپ بھی اجازت دینگے تو ملکہ خفا ہونگی کیونکہ اُنھون نے آپ کو اختیار دیا ہی اس
شب بھر آپ کو ان سب کا اختیار ہی کیونکہ یہ آپ کے قبضہ مین ہین یہ کہکر قدمون پر سر رکھدیا محفوظ
نے اپنے ہمراہیون کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم سب کی کیا راے ہی بعض نے تو کہا کہ ہماری راے نہین
ہی کیونکہ نہ معلوم کیا ہو گیا ہو کوئی فقرہ ہو تو بڑی خرابی ہو ملکہ سے آپ کو خفت ہو ملکہ یہ ارشاد کرین کہ
تمنے بدون ہماری اجازت کے کیون اجازت دی جیسا کہ آپ کا خیال ہی گو یہ امر ضرور ہی کہ آپکا اختیار
ہی کہ اُنکی خبرگیری فرمایئے آب و طعام سے یہ اختیار نہین ہی کہ رہا کر دیجیے یا قتل فرمایئے قیدی تو ملکہ کے
ہین ہماری تو کسی صورت سے راے نہین ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی محفوظ نے اُنکا کلام سُنکے کہا کہ میری
بھی یہی راے ہی مگر اسنے بہت پریشان کیا ہی جو کہ رحم دل اور صاحب اولاد تھے اُنھون نے جواب
دیا کہ ای آقا اس امر مین کوئی نقصان نہین ہی اور فقرہ کیا ہوگا ہمارے سامنے تو وہ روشن کریگی یہ تو وہ
کہتی نہین ہی کہ مین اندر جا کر روشن کرون بلکہ یہ کہتی ہی کہ جہان پر مین بیٹھی ہون اسی مقام پر روشن
کرونگی اگر ملکہ کو معلوم بھی ہوگا تو وہ خفا نہونگی اگر اُنکو کچھ خیال ہوتا تو وہ اجازت کیون فرماتین لیکن ہم
لوگون کے نزدیک تو کوئی نقصان نہین معلوم ہوتا ہی یہ جو اُنھون نے کہا محفوظ کو اُنکی راے پسند آئی اپنی
راے کو اور اُنکی راے کو جو کہ خلاف تھے اُنکی راے سے ناپسند کیا اُس ضعیفہ سے کہا کہ ہم بھی دیکھین کہ
وہ بتیان کیسی ہین اچھا سر تو قدم پر سے اُٹھا اُسنے سر اُٹھایا اور کہا کہ آپ ملاحظہ فرمالین یہ کہکر ایک پوٹلی
نکالی اُسمین سے ایک چھوٹی سی صندوقچی نکالی اُسکو کھولا اُسمین پانچ بتیان تھین اُنمین سے ایک بتی نکال کر
محفوظ کے ہاتھ مین دی اور کہا کہ ملاحظہ فرمایئے محفوظ نے وہ بتی ہاتھ مین لیکر دیکھی اور سونگھی ایسی خوشبو
آئی کہ دماغ معطر ہو گیا کہا کہ ای ضعیفہ اسمین تو بڑی خوشبو ہی اُسنے کہا کہ جی ہان ابھی کیا ہی جب روشن
ہوگی اُسوقت ملاحظہ فرمایئے گا محفوظ نے کہا کہ اچھا جاؤ روشن کرو مگر ملکہ سے نہ کہنا اُسنے کہا کہ مجھکو کیا
ضرورت ہی جو مین ملکہ سے کہنے بیٹھونگی ایسا تو تم سیر سے اوپر مہربانی کرو دوسرے مین ملکہ سے کہنے
بیٹھون مین ایسی محسن کش نہین ہون یہ کہکر دعائین دیتی ہوئی اُسی مقام پر آئی اور کہا کہ ذرا سی آگ
منگا دیجیے محفوظ نے اپنے خادم کے ہاتھ آگ منگائی وہ ایک مٹی کے پیالے مین آگ لایا اسکو
دی اسنے وہ پیالہ لیکر زمین پر رکھدیا اور ایک بتی لیکر اُس آگ پر توڑ کر بکھرا دی اُسکا آگ پر
پڑنا تھا کہ ایک دود غلیظ اُس سے بلند ہوا اور ایک خوشبو ایسی پھیلی کہ جو کہ کبھی آجتک ان لوگون
نے سونگھی نہ تھی وہ دھوان تمام خیمے مین بھر گیا اُنکے دماغ خوشبو سے معطر ہونے لگے اُنکو جو اچھی
معلوم ہوئی اور ناک پھیلا پھیلا کے سونگھنے لگے ادھر اُس ضعیفہ نے اور اُس آگ پر ڈالی اور کہا کہ لو
فرزندو خوشبو سونگھو اور آرام کرو مین نے تمہاری راحت کے لیے سب کی منت کی تا کہ تم سب کو آرام
ملے کچھ دیر تو یہ تکلیف قید بر طرف ہو گو نیند نہ آئیگی اور تکلیف کیا بر طرف ہوگی کہین قید کی بھی تکلیف
جاتی ہی مگر اتنی دیر تو راحت ذرا سے ملیگی یہ کہکر اُسنے اُس آگ پر ڈالنی شروع کی ان لوگون کو جو
اچھی زیادہ معلوم ہوئی اور دماغ سے اُنکے خواہش کی خوب ناک چڑھا چڑھا کر سونگھنے لگے اُسنے
جا کر اُنکے دماغ مین اپنا اثر کیا ایک مرتبہ سب کو گرمی معلوم ہوئی محفوظ نے گھبرا کر کہا کہ کسقدر گرمی
ہی اور لوگ بولے کہ جی ہان کیا عرض کرین یہ سُنکے محفوظ اپنی کرسی پر سے اُٹھا کرسی سے اُٹھنا تھا
اور چند قدم چلا ہوتا کہ ایک مرتبہ سر نے گردش کھائی چکر آیا سنبھل نہ سکا بس دھم سے زمین پر
گرا اُسکا گرنا تھا کہ ہائین ہائین کرکر وہ لوگ اُٹھے جو کہ خیمہ مین بیٹھے ہوے تھے اُسکے اُٹھانیکو

ہین جو کرسی پر سے اٹھا وہ جہان سے اٹھا دھما دھم گرنے لگا گرتے اور بیہوش ہوئے سب قیدی یہ واقعہ
دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا امر بیجا واقع ہو کر یہ لوگ کیونکر بیہوش ہو کر گرے ناظرین کو خیال رہے کہ اس ضعیفہ
نے یہ تدبیر کی تھی کہ اُس طرف کو دھوئین کو نہ جانے دیا تھا اُسی طرف تدبیر سے پھیلایا تھا ورنہ وہ لوگ
بھی بیہوش ہوتے گو بیہوش تو تھے لیکن حواس کب بجا تھے مثل مضغۂ گوشت کے قفس مین پڑے ہوئے
تھے نہ ہاتھ پاؤن مین حرکت تھی نہ زبان مین طاقت گویائی تھی اُدھر یہ خوشبو کہان اثر کرتی جیسے یہ
لوگ بیہوش ہو کر گرے چند ساحر جو کہ بیرون خیمہ تھے وہ دھماکے کی صدا سنکے اندر آئے یہان آکر
عجب تماشا دیکھا حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ اُس خوشبو سے انکے بھی دماغ مین اثر کیا یہ
بھی بیخود ہو کر گرے کہ یکایک اب وہ ضعیفہ ایک مرتبہ چار [illegible] گرا تھی یا تو
کوزہ پشت تھی یا جوان ہو گئی پتا نہ چلتا تھا یا دوڑنے لگی ہر ایک کے پاس جاتی تھی اور ہاتھ مارتی
تھی ایک تو وہ بیہوش پڑے تھے اور بیہوش کرتی تھی [illegible] سب کو بیہوش کیا
اب تو یہ لوگ اور پریشان ہوئے کہ یہ کیا امر ہے یا تو یہ ضعیفہ تھی یا جوان ہو گئی ہر ایک خیال کرنے لگا کہ
ضرور یہ کوئی عیار ہے یہ تو یہ خیال کر رہے تھے کہ [illegible] نعرہ کیا منم برق ثانی
یہ نعرہ کرکے ایک تیغہ بیباک گردن پر مقفوظ کے مارا کہ سر [illegible] اٹھا اسکا
مرنا تھا کہ وہ قفس خود بخود ٹوٹ گئے اور سب قیدی [illegible] چونکہ یہ سب تو مقفوظ مین مبتلا تھے
عطارد نے اپنا سحر اپنے سے اُتار لیا تھا مقفوظ کا مرنا تھا کہ قفس ٹوٹے انکے ہاتھ پاؤن قابو مین آئے
ہر ایک سنبھلا سنبھلتے سنبھلتے جو سحر کیا ایک برق چمک کر گری [illegible] کو جلا دیا ادھر برق نے چمک
چمک کرکے مارنا شروع کیا جس ساحر کی گردن پر ہاتھ مارا اسکا سر اڑ گیا ادھر ساحرون نے
چھوٹتے کر آفت برپا کر دی خیمون مین آگ لگا دی لشکر ایران کو قتل کرنا شروع کیا یہ تو وہ لوگ
بیخبر سو رہے تھے کسی کو خبر نہ تھی کہ [illegible] خیمون مین آگ [illegible] جلانے شروع
کر دیے ادھر برق نے سب کو قتل کیا ساحرون کے مرنے کی علامتین [illegible] تاریکی ہو گئی برفباری
سنگباری ہونے لگی پھر غل مچا شعلے آگ کے بلند ہونے لگے ادھر ساحرون نے جو [illegible] اور انکے
خیمون مین آگ لگائی اسکے شعلے بلند ہوئے قیامت کے آثار پیدا ہوئے سب ساحر لشکر کفار کے
خیمون مین سو رہے تھے جاگنے لگے آنکھین جو کھولین تو خیمون کو جلتا ہوا پایا گھبرا کر اٹھے راہ نکلنے کی نہ پائی
جل کر خاک ہو گئے خصوصاً منور جادو نے تو آفت برپا کر دی جدھر جا پڑی ہزارون کو قتل کیا اسکی
چالاکی کیا بیان کی جائے آوازین آنے لگین کہ کشتی مرا کہ نام من فلان جادو بود فلان جادو بود ہر طرف
سے یہی صدا آرہی تھی تمام لشکر کو جلا دیا کسی کو بھاگنے کی مہلت نہ دی آواز آئی کہ مارا مجھکو کہ نام میرا مقفوظ
جادو تھا ادھر ساحران لشکر اسلام نعرے کر رہے تھے کہ منم آفاق جادو و آئینہ اندام جادو و دلیم
جادو و سہراب جادو و غزالان جادو ایک طرف سے صدا آرہی تھی منم برق ثانی عیاری اسکا
نام ہو مین نے وہ کام کیا ہے کہ جو کوئی نہ کریگا یہ سو سو [illegible] ساحر جدھر جا پڑے انمین ایک آفت برپا کر دیتے
ہین کسی کو مہلت دم زدن کی نہ دی دوسرے وہ لوگ سو رہے تھے انھون نے حالت غفلت مین
خیمون مین آگ لگا دی وہ جو گھبرا کے اٹھے راہ نہ ملی اسی مین جل کر رہ گئے جو کہ باہر تھے وہ ان
چلے کہ جدھر گئے آگ نے پکڑ لیا کسی طرف سے بھاگ جانے کی راہ نہ ملی وہ بھی جلے ان ناریون کو آتش
دنیا نے پہلے جلایا بعد کو آتش دوزخ نے جلانا شروع کیا [illegible]

بھی جلے بعد مرنے کے بھی جلے انکے گوشت کے جلنے کی چراند اُس صحرا مین پھیلی ہوئی تھی شاید کوئی جان
بچا کر نکلا ساحران لشکر اسلام کنارے کنارے کھڑے ہوئے تھے کافرون کے مرنے کا تماشا دیکھ
رہے تھے اُنھون نے جو اُسکو جاتے ہوئے دیکھا برق گرا کر قتل کیا اُسکو اس بلائے آسمانی کی خبر تک
نہوئی یہ عالم تھا ایک غدر مچا ہوا تھا ساحرون کے مرنے کی صدا بلند تھی اُسی ہنگام مین برق ثانی
نے صدا دی کہ ای ساحران لشکر اسلام مین نے تم سب کو رہا کیا اب تمکو اختیار ہو جدھر چاہو چلے جاؤ
مین تو جاتا ہون اپنی جان بچاؤ کیونکہ الوان اور عطارد کے مرنے کی صدا نہین بلند ہوئی ہو بس
معلوم ہوتا ہو کہ وہ دونون کسی نہ کسی تدبیر سے نکل گئی ہین وہ ساحر زبردست ہین ورنہ اُنکا بھی یہی
حال ہوتا وہ ضرور اپنے حواس درست کرکے آئینگے اور مقابلہ کرینگے تم لوگ تکلیف قید سے پریشان ہو
لہذا ایسا نہو کہ پھر تم مصیبت مین پھنس جاؤ دوسرے لشکر کفار قریب ہی وہ یہ خبر پاکر نہ آپڑے یہ صدا دیکر
برق تو ایک طرف کو گریزان ہوا اُسی صحرا کی اُسی تاریکی مین یہ اسکو خبر نہ تھی کہ الوان بارگاہ سمندر
مین ہو اور عطارد کو ملک الموت جادو لیگئے ہین ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ تو دوسرے خیمہ مین تھا
اپنے کام کی تدبیر مین یہ جو صدا برق ثانی کی ان سب کے کان مین آئی سب نے خیال کیا کہ برق
سچ کہتا ہو بس ایک مرتبہ سب کے سب ہر ایک اپنا ارادہ کرتا ہوا راہی ہوا اُس ظلمات مین جدھر جسکا مُنہ اُٹھ گیا
اُسی طرف چل دیا کچھ خیال نہ کیا اول تو وہ ظلمات دوسرے تاریکی شب تیسرے یہ لوگ بھی تو بد حواس
ہین ہیبت کا خوف ہو چوتھے ساحرون کے مرنے سے تاریکی چھائی ہوئی ہو اس حملہ مین جو ساحر
کہ لشکر کے باقی رہے تھے وہ بھی تھے ایک ہزار ہوئے پچیس ہزار کا لشکر تھا انھون نے اس تدبیر سے
قتل کیا کہ ایک بھی نہ بچ سکا تدبیر یہ کی تھی کہ رہا ہوتے ہی متفرق ہو گئے تھے چارون طرف سے
آگ لگا دی تھی وہ لوگ کدھر جاتے ایک آفت برپا کر دی تھی طلایہ جو پھر رہے تھے وہ بھی گھبرا کر
لشکر مین چلے آئے تھے جب انھون نے شور و غل سنا تھا اس خیال سے کہ کیا آفت لشکر پر نازل ہوئی
وہ بھی قتل ہوئے ملک الموت نے تو سب ارواح قبض کین خوب بازار مرگ گرم ہوا قابض ارواح پریشان
ہو گئے روحین قبض کرنا بھول گئے دس کی روحین قبض کین اتنے عرصہ مین ہزار جلکر تڑپنے لگے یہ اُنکی
طرف مصروف ہوئے اور چلانے لگے تمام روحون کو انھون نے چھوڑ دیا مالک فرشتہ جو کہ مختار دوزخ ہو وہ
کھڑا ہوا پکار رہا تھا کہ لاؤ میرے حوالے کرو مین انکو انکی گمراہی کی سزا دون فرشتگان عذاب لیجا کر
اُسکے سپرد کرتے تھے وہ داخل جہنم کرتا تھا اسطرح سے اُس صحرا مین پریشان پھر رہے تھے کہ جیسے
طائر ستائے ہوئے پریشان ہوتے ہین یا ٹڈی آئی ہو اپنے اپنے مالکون کے مرنے سے پریشان
تھے اور دوسرے قید سے چھوٹے تھے ہر طرف سے رونے کی صدا آرہی تھی وہ صحرا اُس دن سے
مسکن ہو گیا ہر غول و شیاطین کا جہان ایک مرتبہ پچیس ہزار کافران ہلاک ہوئین پھر وہ صحرا کیونکر نہ بلایات
کا مسکن ہو خلاصہ یہ کہ سب ایک طرف کو روتے ہوئے روانہ ہوئے یہان تو یہ طلاطم برپا ہی اُدھر کا
حال سنیے کہ سمندر اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا مع الوان کے ناچ دیکھ رہا ہو کہ ایک مرتبہ الوان نے سمندر
کی طرف منہ کرکے کہا کہ اب مین جاتی ہون بڑی دیر ہوئی میری وزیر زادی پریشان ہو رہی ہوگی
مین اُس سے ابھی کا وعدہ کرکے آئی تھی سمندر نے کہا کہ مین نے اس مرتبہ بھی کہا کہ بلالو مگر تمنے
نہ بلایا اب مین پھر کہتا ہون کہ بلا لو الوان نے پھر وہی جواب دیا سمندر نے کہا کہ اچھا مین اپنے دل
کی بہتر خیال لون الوان نے کہا کہ آپکو اختیار ہو [illegible]

یہ دیکھنا تھا کہ اسکے ہوا س جاتے رہے اسنے پھر پھر دیکھا کہ کون عیار ہے اور کیا نام ہے اسنے سرداروں سے کہا
کہ جلد جاؤ عطارد کے ساتھ عیار آئے ہیں تم خاموش عطارد کے پاس چلے جانا اور اُسکو اس حال
سے خبردار کرنا تاکہ وہ اسیر کرلے کی ایوان نے بارے جلدی کے یہ بھی نہ دریافت کیا کہ کس صورت پر ہے
صرف اس قدر دیکھا تھا کہ یہ عطارد اصلی ہے یا عیار اور یہ جو ساحر ہمراہ عطارد کے ہے اصلی ہے یا یہی عیار
ہے بس یہ نکلا تھا کہ عطارد اصلی ہے مگر ساحر عیار ہے اسنے اوراق نہ دیکھے تھے اور سرداروں کو وہ بات جو
کہ بالا تحریر ہوئی ہے تعلیم کرکے روانہ کیا تھا ادھر سے سردار چلے اُدھر اتفاق سے عطارد قریب بارگاہ
پہونچی تب مالک الموت نے دیکھا کہ اب یہ قریب بارگاہ آ گئی یہ موقع دیکھتے چلے آتے تھے کہ موقع
پاؤں تو اپنا وار کروں کسی مقام پر موقع نہ ملا کیونکہ یہ سنا تھا کہ عطارد بہت ہوشیار ہے اس
سبب سے تا بہ اب نہ چلا قریب بارگاہ پہونچکر انھوں نے خیال کیا کہ اگر یہ بارگاہ میں چلی گئی تو ساری
محنت بیکار ہوئی اب انھوں نے اپنے کو درست کیا اور قصد کیا تھا کہ میں وار کروں کہ بارگاہ کے
اندر سے وہ سردار نکلے جنکو ایوان نے روانہ کیا تھا انکی نگاہ عطارد پر پڑی عطارد کی نگاہ اُن پر
پڑی جیسے ہی ہاتھ چار نگاہ ہوئی انھوں نے اشارہ کیا کہ ملکہ ہوشیار ہو یہ اشارہ انکا مالک الموت
نے دیکھ لیا بس قیافہ سے معلوم کرلیا کہ انھوں نے میری بابت اشارہ کیا ہے آمادہ تو ہو چکے تھے
بس کہا جو کچھ ہوا کہ دل پہ کہا اور یا حیدر کرار کہہ کر اچھل پڑا ہر تبہ تخت کو پکڑ کر زور کرتے ہیں اسنے
سحر کرنا موقوف کیا تھا تاکہ تخت زمین پر اترے کیونکہ سمجھے لینے کو ساحر آتے ہیں یہ تو انکی طرف
متوجہ تھی سحر بھی موقوف ہوا تھا انھوں نے نعرہ یا حیدر کرار کہکے جو زور کیا تخت کو اُٹھا لیا اور دے کے
مارا کہ نیچے عطارد ہوئی اوپر تخت ہوا اس زور سے پٹخا کہ اُسکے استخوان چور چور ہو گئے اوپر
سے تخت جو پڑا وہ ریزہ ریزہ ہو گئی وہ ساحر قریب پہونچنے بھی نہ پائے تھے کہ انھوں نے خاتمہ کر دیا
وہ تخت اصلی تھا سحر کا نہ تھا ہاں وہ سحر سے اُسکو لے کر چلی تھی بس اُسکا مرنا تھا کہ ساحرہ زبردست
تھی اُسکے مرنے کی علامت نمایاں ہوئی تاریکی ہو گئی آندھی سیاہ چلی ہوا زور سے آئی برف باری سنگ
باری ہونے لگی بڑی بڑی سلیں برف کی گرنے لگیں شعلے آسمان سے آگ کے گرنے لگے پر غل
مچانے لگے ایک تلاطم برپا ہو گیا اسی عالم تلاطم میں ایک صدا آئی کہ منم قران ثالث یوں کام تمام
کرتے ہیں خوب ہے اسنے اہل اسلام کو تکلیف دی یوں عوض لیتے ہیں یہ کہکر قران ثالث وہ تخت
لے کر طرف صحرا کے راہی ہوئے یہ تلاطم جو برپا ہوا اُن سرداروں نے دیکھا کہ عطارد کو اُس ساحر
نے اُٹھا کر یہ تخت زمین پر دے مارا اُسکا کام تمام ہو گیا اپنا گریبان چاک کرکے فوراً طرف دربار
کے چلے وہاں سمندر و ایوان بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے ایوان سمندر سے کہہ رہی تھی کہ اے
بادشاہ عیار بڑے غضب کے ہیں باوجودیکہ میں نے یہ آفت برپا کر دی ہے کہ سب اہل اسلام
کو گرفتار کر لیا ہے صاحبقران کی عجب حالت ہے کوئی دم کے مہمان ہیں اُس پر یہ جرأت کی
کہ میری بارگاہ میں جاکر ایک ساحر کی صورت بنکر عطارد کو فقرہ دے کر یہاں لائے تھے
کہ چوبدار نے آکر خبر دی کہ ملکہ وہ خود آتی ہیں تو مجھکو شک ہوا میں نے اوراق جمشید کو
میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ عیار ہمراہ ہے میں نے اپنے سرداروں کو روانہ کیا کہ تم جاکر عطارد
کو اس حال سے خبردار کر دینا پھر دم نہیں سمندر نے کہا کہ ملکہ میں کیا کہوں کہ کس بلا
کے یہ لوگ ہیں میرا بھی خوب دل جانتا ہے ایوان نے کہا کہ صبح کو انکا بھی تدارک کر دونگی

کا منصوبہ تھا انھون نے کہا کہ ملکہ جب ہم اُنکے قریب کہیں پہونچے ہون تو آگاہ کرتے ہم جو بارگاہ سے نکلے
ہم نے دیکھا کہ ملکہ مع اُن ساحرون کے قریب بارگاہ آ پہونچی ہین ہم یہ دیکھکر قدم اُٹھا کر چلے ہماری اور ملکہ
کی چار نگاہ ہوئی ہم نے اشارہ کیا اُسنے ہم کو ملکہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا بس نہ معلوم کیا کہ ایک
مرتبہ تخت ملکہ کا اُٹھا لیا گو ملکہ تخت کو سحر سے لا رہی تھین مگر نہ معلوم کیا اُسکو اسم اعظم یاد تھا کہ جسکے
جلسہ سے سحر دفع ہو گیا بس ملکہ اُسنے تخت کو اُٹھا کر اس زور سے زمین پر مارا کہ ملکہ کے استخوان تک
چور ہو گئے یہ نوبت ہوئی کہ ملکہ نیچے اور تخت اوپر ہم چلے تھے کہ جا کر اُسکو اسیر کر لین کہ ملکہ کے مرنے
کی علامت بلند ہوئی ناگاہ ملکہ نے کہا کہ تم نے کیون نہ سحر کر کے اسیر کر لیا جیسے اُسنے تخت کو اُٹھایا تھا ویسے
تم نے سحر کیا ہوتا اسکی کیون مہلت دی اُنھون نے عرض کیا کہ ہم لوگ اُسکی حرکت سے کچھ ایسے حیران
ہو گئے کہ حواس جاتے رہے سحر فراموش ہو گیا ہم کو کچھ نہ یاد رہا یہ شکست ہوئی کہ یہ کیا امر ہوا اُس کے
مرنے کی علامت بلند ہوئی اور زیادہ بدحواس ہو گئے ملکہ نے کہا کہ مجھ سے خود غلطی ہوئی کہ مین تم سے
کہتی کہ تم جیسے اسکو دیکھنا ویسے ہی سحر کرنا اور اسیر کر لینا بلکہ تم کو بھی لازم تھا مگر اتنی عقل کہان اُنھون نے
کہا کہ ہم کو یہ خیال نہ ہوا نہ آپ نے ہم سے فرمایا تھا ورنہ ہم ایسا ہی کرتے ملکہ نے کہا کہ پھر کیا ہوا وہ یہ سحر
کر کے کدھر گیا اُنھون نے کہا کہ پھر ہم نے اُسکو نہ دیکھا یہان اتنی صدا کو ہمارے کان مین اس شور و
غل مین یہ آئی کہ مین قران نام لیتا ہون اہل اسلام دشمن کو پامال کرتے ہین یون عوض لیتے ہین سو اُسکے
ہاتھ سے بھلا یہ بچ بھی سکتی تھی یہ صدا تو ہم نے سُنی مگر پھر اُسکو نہ دیکھا یہ جو اُنھون نے کہا ایوان
نے کہا کہ اس قران نے بہت سر اُٹھایا ہے بڑے صدمے دیے ہین پہلے نانی کو مارا پھر میری بہن
علیبوار کو قتل کیا اب کی تو میری کمر توڑ دی میرا کلیجہ شق ہو گیا اب مین صبح کو پہلے اسکی تدبیر کرونگی پھر
اور کسی کی طرف متوجہ ہونگی ملکہ یہ کہہ رہی تھی اور سب سن رہے تھے کہ سمندر نے منظر ہو کے کہا کہ اب
تم جاؤ کہ اب موقع نہین ہے نہ ہم گانا سنین گے نہ ناچ دیکھین گے کیونکہ ایوان کے صدمہ سے ہم کو
صدمہ ہے وہ یہ سنکے اپنے سازندون کو لے کر اپنے مقام کی طرف بارگاہ سے نکل کر سب کو سلام کر کے
روانہ ہوئی جب وہ چلی گئی سمندر نے کہا کہ ملکہ تم نے یہ نہ سوچا اوراق مین دریافت کیا کہ کون
عیار ہے تا کہ معلوم ہو جاتا ملکہ نے کہا کہ اب دریافت کیے لیتی ہون یہ کہکر ملکہ نے اوراق اُٹھائے تھے کہ
پھر شور و غل کی صدا آئی اب کی اُس مرتبہ سے زیادہ تھی سب اہل دربار نے سر اُٹھا کر دیکھا چونکہ لشکر ایوان
کا سامنے بارگاہ کے لشکر گرد اسپ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر تھا اُس طرف سب کو آگ کے شعلے
اُٹھتے ہوئے نظر آئے برقین چمکتی ہوئی دکھائی دین اُسی طرف سے غل و شور کی صدا آتی ہوئی معلوم
ہوئی اُن لوگون نے گھبرا کر سمندر اور ملکہ سے کہا کہ دیکھیے یہ کیا واقعہ ہے آپکے لشکر کی طرف ملکہ نے جو آنکھ
اُٹھا کر دیکھا گھبرا کر کہا کہ میرے لشکر مین آگ لگ گئی ہے یہ شعلہ میرے لشکر مین بلند ہین ابھی کوئی
چوبدار خبر لے کر نہ آیا نہ معلوم لشکر پر کیا آفت آئی کوئی جا کر جلد خبر لائے یہ سننا تھا کہ ایک سردار
ملکہ کا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور بیرون بارگاہ آیا اور سحر کر کے طرف لشکر کے پرواز کر کے چلا فوراً
قریب لشکر آیا یہان آکر عجب آفت دیکھی کہ تمام لشکر کے خیمے جل رہے ہین ایک تلاطم برپا ہے سنگ
باری برف باری ہو رہی ہے غل مچا رہے ہین صدائین ساحرون کے مرنے کی بلند ہین یہ احوال
دیکھکر فوراً واپس ہوا طرف بارگاہ سمندر کے یہان ایوان کی بھی بارگاہ جل گئی کیا یہ ساحر اُس
وقت آیا تھا کہ جب سب ساحر لشکر اسلام کے یہ آفت برپا کر کے جا چکے تھے اور برق بھی

بھی ظاہر ہوا کہ اگر تم بھی لشکر میں ہوتیں تو گرفتار ہو جاتیں بڑی خیر ہوئی اور طریقہ قتل بھی تحریر تھا کہ اس طور
سے قتل کیا کہ تخت اٹھا کر دے مارا گو عطارد سحر کر رہی تھی مگر نام قران نے ایسے بزرگ کا لیا کہ جسکے نام سے
سحر دفع ہو جاتا ہے وہ سحر جو کم زور ہوتا ہے عطارد نے اپنے سحر کو کم کیا تھا اس سبب سے کہ تخت زمین پر اتار دن
جب یہ دیکھ چکی سمندر سے سب حال کہا کہ اس فقرہ میں آکر عطارد قتل ہوئی بڑے بلا کے عیار ہیں کیا
خوب تدبیر کی وہی سب تقریر بیان کی کہ جو میرے آپکے بابت عطارد سے ہوئی تھی میں جانتی ہوں
کہ وہ یہاں دربار میں موجود تھا یہاں سے سنکے گیا اور اس فقرے سے اسکو لا کیا خوب [illegible]
کی عیاری کی یہ کام انھیں عیاروں کا ہے سمندر نے کہا کہ میں نہ آپ سے کہتا تھا کہ بڑے خونخوار اور
چالاک عیار ہیں آپ فرماتی تھیں کہ میرے روبرو کیا انکی عیاری چل سکتی ہے دیکھا آپ نے کہ
آپ جب سے یہاں آئیں سمندر یہ میں تشریف لائی ہیں کئی عیاریاں ہو چکی ہیں ایوان نے کہا کہ
یہ قران تو کچھ تھا اس سے بھی زیادہ تیز ہے سمندر نے کہا کہ جب میں نے اسکی عیاری کی شکنی ایسے ہی نقب
کی سنی دانتی تھی تو اس سے چالاک ہے سمندر نے کہا کہ لشکر کا حال تو دیکھو کیونکہ میرے خیال میں تو برق ثانی
نے تعقب سے کی عیاری کی ہے میں خود دیکھتا مگر میری طبیعت اسوقت پریشان ہے ایوان نے اوراق
اٹھا کر دیکھا کہ بہت لشکر پر کیا آفت آئی ہے کیونکر قتل ہوا اس میں تحریر تھا کہ وہ ضعیفہ جو کہ تمہارے
پاس بارگاہ میں آئی تھی اصل میں وہ برق ثانی بنکر آیا تھا اور منور کی سفارش کر کے اسکو قتل
سے بچا لیا اور مشعلچی کے ہمراہ میرے خیمہ سے جا کر بے ہوشی کی بتی روشن کر کے سب کو بیہوش
کیا مشعلچیوں کو قتل کیا مشعلچیوں نے سب سردار بیہوش ہو گئے انھوں نے ہوش میں آ کر ہی غل
برپا کر دی تمام لشکر کے خیموں میں آگ لگا دی برق ثانی نے بھی حقۂ آتش بازی مار کر تمام لشکر
کے خیمہ جلا دیے ساحران اسلام نے سب ساحروں کو غافل پا کر قتل کرنا شروع کیا یہ آفت آئی
سمندر نے یہ حال دیکھا ایوان نے سب واقعہ ابتدا سے آخر تک بیان کیا جو کہ اسکے روبرو گذرا تھا
اور بعد گذرا اوراق سے معلوم ہوا سمندر نے کہا کہ کیا غضب کے عیار ہیں جو عیاری کرتا ہے بلا کی
کرتا ہے دیکھا تم نے کس غضب کی عیاری کی ایوان نے کہا کہ میں نے بڑا دھوکا کھایا اب ایوان
کو غصہ آیا اس نے کہا کہ میں اسوقت عیاروں کی فکر کرتی ہوں انھوں نے بہت سر اٹھایا ہے
بہت مجھکو پریشان کیا ہے میرے اور بہت اودھم مچا رکھا ہے ساری عداوت مجھ ہی سے تھی میری
جان کے پیچھے پڑے ہیں میرے لشکر کو قتل کیا میری وزیرزادی کو قتل کیا میں انکا خاتمہ کرتی ہوں
یہاں یہ جو ایوان نے کہا سمندر نے جواب دیا کہ اے ملکہ میری بھی رائے یہی ہے کہ پہلے عیاروں کا
بندوبست کرو پھر لشکر اسلام کا خاتمہ کرنا کیونکہ لشکر کا تو خاتمہ ہو چکا ہے کچھ تھوڑا ہی سا لشکر باقی
ہے عیار ایسی عداوت میں ضرور عیاریاں کرینگے اور جہاں تک ممکن ہو گا سب کے قتل کی فکر کرینگے
راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ جو سمندر نے کہا ایوان نے کہا کہ میں ابھی فکر کرتی ہوں یہ کہکر ایوان
نے صندوقچہ کھولا راوی بیان کرتا ہے کہ جب صبح کو لشکر اسلام صف آرا ہوا تھا اور رات کو خواجہ
نے رائے دی تھی کہ سب عیار متفرق ہو جائیں چنانچہ وہی واقعہ ہوا تھا سب عیار متفرق ہو
گئے چالاک ثانی یہاں بارگاہ میں چوبدار بنے ہوئے کھڑے تھے یہ سب واقعہ اسکے روبرو
ہوئے اپنے دل میں بہت خوش ہوئے کہ قران نے عیاری کرکے عطارد کو قتل کیا برق
نے اس سے بڑھکر کام کیا کہ تمام لشکر کا خاتمہ کیا ہم یوں ہی رہے کوئی تدبیر کرنا چاہیے لاؤ میں

عیاری کرکے سمندر وغیرہ کو قتل کرون یہ تو اس فکر مین تھے اور عیار یات پھر تباہ پھر رہے تھے کوئی صحرا
مین کوئی لشکر کنار مین کوئی کسی دوکان خالی مین صورت بدلے ہوئے کوئی درخت کے نیچے بصورت مبدل
کوئی درۂ کوہ مین کوئی لشکر کنار مین بکر بصورت مبدل پھر رہا ہے کوئی کہین پڑا ہے کوئی کہین یہ حالت
ہے کہ جیسے جانور تباہ ہوتے ہین یہ تو عیارونکا حال ہے پس راوی نے بیان کیا ہے کہ اُسنے صندوقچہ کھول کر
اشارہ کیا کہ ایک پتلی اُس صندوقچہ کے خانہ سے طلائی نکلی یہ وہی صندوقچہ ہے جو اسکے ساتھ ہر وقت
رہتا ہے اسنے اُس پتلی کو اشارہ کیا کہ اے کنیز با بدولت ہماری جاؤ جانسوز ثانی کو تو پکڑ لاؤ یہان بلکہ
یہ کہنا تھا کہ وہ پتلی وہان سے مثل شرارۂ آتش کے پتلی چشم زدن مین غائب ہوگئی یا تو
چالاک ثانی فکر عیاری مین تھے یا یہ جو دیکھا تو متفکر ہوئے خیال کرنے لگے کہ دیکھیے یہ حرامزادی
کیا آفت برپا کرتی ہے اور کیسا لاتی ہے یہ تو بڑا غضب ہوا یہ تو یہ خیال کر رہے تھے اُدھر ایوان
کرسی پر بیٹھی ہوئی جھوم رہی تھی وہ پتلی جو یہان سے چلی تو تلاش مین جانسوز کے چلی یا جانسوز ثانی
ایک درخت کے سایہ تلے مین صورت بدلے ہوئے بیٹھے تھے مگر چالاک رہتے تھے یہ فکر کر رہے تھے
کہ کیا عیاری کرون کہ سرداران اسلام رہا ہوون اب رات کوئی سوا پہر باقی ہے لیا ایک مرتبہ برق
چمکی برق جو کوندی یہ گھبرا کر اُٹھے کہ ایک پنجہ انکی کمر مین پڑا اور زمین سے اُٹھا لیا وہ پتلی تو
اس طرح پہونچی کہ گویا اُسکو معلوم تھا اور صورت کو بدلے ہوئے تھے مگر اس پتلی نے انکو پہچان لیا
اور لے گئی ایک آن کی آن مین لا کر ایوان کے روبرو ڈالدیا اور کہا کہ ملکہ جانسوز حاضر ہے چالاک
نے دیکھا کہ یہ تو جانسوز نہین ہے یہ اپنے دل مین خوش ہوئے کہ یہ پتلی جھوٹی ہے مگر اسنے جانسوز
کے دھوکے مین کسی اور کو گرفتار کر لیا اور لے آئی اُدھر ملکہ نے کہا کہ مین نے جانسوز کو طلب
کیا ہے نہ کہ کسی اور کو اُسنے عرض کیا کہ یہ جانسوز ہے صورت بدلے ہوئے ہے جانسوز بسبب
نزاکت و شدت ہوا کے کہ جب یہ زمین سے بلند ہوئی تھی تو یہ گرہ ہوا مین بیہوش ہوگئے تھے
تھے یہ تو بیہوش تھے زمین پر پڑے ہوئے تھے اُس پتلی نے کہا کہ آپ دفع کرے اسکی اور
سے روغن دفع فرمایئے بس یہ جو پتلی نے کہا ایوان نے جو کیا سب روغن عیاری دفع ہوگیا
اصلی صورت نکل آئی اب سب نے پہچانا کہ یہ تو جانسوز ہے ملکہ نے سمندر سے کہا کہ آپ نے
پہچان لیا کہ یہ جانسوز ہے سمندر نے کہا کہ ہان شب اُسنے سمجھا کہ تمام جسم مین جانسوز کے تنا
لپٹ گئے اور قید سے مین مبتلا ہوا سمندر نے کہا کہ ملکہ انکو ہوشیار کرو تاکہ کچھ کلام کرین ایوان نے
کہا کہ مین اب انکو ہوشیار نہ کرونگی کیونکہ یہ لوگ جادو کے شیرین کلام ہین کہین ایسا نہ ہو کہ مین پھر
انکے فریب مین آجاؤن سمندر خاموش ہو رہا اسکے پاس عیارون کے نام لکھے ہوئے رکھے ہین
چالاک نے جو دیکھا تو پچھتا دل مین کہا کہ غضب ہوا یہ اسی طور سے سب کو اسیر کرا لیگی اور
یہ مجھے جاکر اسیر کرلائے گی چالاک یہ خیال کر رہے تھے کہ اُسنے پتلی کو حکم دیا کہ جاکر برق کو پکڑ لا
وہ پتلی فوراً وہان سے چلی یہان برق ثانی سب کو رہا کرکے اور لشکر مین آگ لگا کر اور لشکر کو سرداران
اسلام کے ہاتھ سے قتل کرا کے اور سب سے کہکر اب نکل جاؤ خود بھی ایک طرف چلے تھے
چلتے چلتے تھک گئے تھے اپنی صورت بدل کر ایک کوہ کے اوپر بیٹھ رہے تھے کہ نیچے ہوئے
تو لشکر کو جاؤن یہ بیٹھے ہوئے تھے کہ برق چمکی انھون نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ یہ برق کیسی چمکی
سر اُٹھانا تھا کہ ایک پنجہ انکی کمر مین پڑا اور زمین سے اُٹھا لیا یہ اُنکی گرہ ہوا مین بیہوش ہوگئے بیہوش

ہوگئے پتلی نے لاکر برق کو بھی سامنے رکھدیا اور کہا کہ برق حاضر ہے ملکہ نے برق پر بھی سحر کیا کہ رنگ و
روغن اُتر گیا اصلی صورت نکل آئی اپنے برق کو بھی قید سحر میں اسیر کیا اور سحر کیا کہ برق بے ہوش
اور بے ہوش ہو گیا جب اپنے حکم دیا کہ زنجیر بن عمر کو پکڑ لا زنجیر بن عمر اپنے لشکر میں شامل رہتے تھے
کے صدمہ میں اور انکی حالت پر رو رہے تھے صورت بدلے ہوئے کہ یہ پتلی آگرا اور پنجہ کمر میں دے کر اٹھا
لے اُڑی یہ بھی ہوا ایک کرہ میں جاکر بے ہوش ہو گئے تھے پتلی نے انکو بھی لاکر اس کے روبرو فرش
پر ڈالدیا اب تو ہمالاک بہت حیران ہوئے کہ یہ تو اس طور سے جاتی ہے اور لے آتی ہے کہ جیسے [illegible]
معلوم ہوا اب بڑا غضب ہوا کوئی اسکے ہاتھ سے نہ بچے گا یہ سب کو اسیر کر لائیگی ادھر انہیں اسی طور
سے سحر کیا کہ رنگ و روغن اُتر گیا اصلی صورت نکل آئی انکو بھی سحر کرکے قید کیا اور بے ہوش کر دیا
راوی نے بیان کیا ہے کہ اسی طور سے وہ اور دس عیار اسیر کر لائی کہ اسی اثنا میں وہ رات تمام
ہوئی نور سحر افق مشرق سے ظاہر ہوا آثار شب برطرف ہونے لگی ظلمت شب نے نور روز سے
شکست کھائی عیار شب بخوف عیار روز کے پاسے شاطری بار کر طرف مغرب کے روانہ ہوا اور آفتاب
شاطر روز کی دریچہ مشرق سے شروع ہوئی عیار فلک باشناسے نور سے آراستہ ہو کر میدان فلک پر جلوہ گیر
ہوا چندوں میں اذان ہوئی ڈیروں میں ناقوس بجے طائر اپنے آشیانوں سے نکل کر درختوں پر
اللہ ہو بیاکی کرنے لگے گل ہائے چمن کھلے سبزہ لہلہانے لگا اوس کے قطروں نے اپنا جوبن الگ
دکھایا ہنگام سحر عجب سماں تھا یہاں بارگاہ میں ایوان بیٹھی ہوئی پتلی کو بھیج بھیج کر عیاروں کو پکڑ پکڑ بلا رہی
ہے کہ جب صبح ہو گئی ایوان نے سمندر سے کہا کہ آج اسی تاریک میں رات بھی بسر ہوئی کل دن
بھی مقابلہ میں گزرا رات اس پریشانی سے بسر ہوئی اب میں قسم کھاتی ہوں کہ جب تک سب
عیاروں کو نہ اسیر کر لونگی اور لشکر اسلام کا نہ فنا کر لونگی اسوقت تک نہ خود آرام کرونگی نہ کسی کو آرام
کرنے دونگی سمندر نے کہا کہ اے ملکہ ہم تو تمہارے ہمراہ میں ہم کو تمہاری خوشی منظور ہے جو تم کہوگی
ہم اُس سے انکار نہ کرینگے بس یہ جو سمندر نے کہا ایوان نے جواب دیا کہ یہ آپ کی ذرہ نوازی
ہے ورنہ میری کیا یہ لیاقت ہے یہ کہکر حکم دیا کہ ضرغام کو پکڑ لا پتلی گئی یہاں بیان ضرغام ثانی اسی
لشکر میں گئے ایک دوکان میں سو رہے تھے یہاں اسقدر شور و غل ہوا تمام لشکر میں اہل لشکر
اُٹھے مگر یہ سویا کئے جب صبح ہوئی آنکھ کھولی انھوں نے قصد کیا تھا کہ چلوں کہ پنجہ گرا انکو بھی اُٹھا
لے گیا یہ بھی بے خبر ہوئے لاکر پہونچا دیا ملکہ نے ضرغام ثانی کو بھی اسیر کیا اور چند عیار پکڑوا منگائے
یہ جو حال چالاک نے دیکھا انھوں نے خیال کیا کہ اب سوائے میرے اور استاد کے اور قران
کے نامی عیاروں میں سے کوئی نہیں باقی رہا ہے ضرور یہ انہیں سے کبھی نہ کسی کے لیے حکم دے گی
اب یہاں سے چلو اگر استاد مل جائیں تو انکو اس حال سے آگاہ کرو اگر استاد گرفتار ہو گئے تو
بڑا غضب ہوا یہ دل میں خیال کر کے سب کی آنکھ بچا کر بارگاہ سے نکلا اور یہ پاسے شاطری بارتا
ہوا چلا چونکہ دن نکل آیا تھا بازار میں دکانیں کھلیں خرید و فروخت جاری تھی ہر ایک
کی زبان پر عیاروں کے مرنے اور لشکر ایوان کے قتل ہونے کا ذکر تھا کیونکہ جب یہ آفت لشکر میں
برپا ہوئی تھی اور عیاروں کے مرنے کے آثار بلند ہوئے تھے تو سب لشکر کے لوگ بیدار ہو گئے
تھے اور حال دریافت کیا تھا تو معلوم ہوا تھا کہ یہ واقعہ ہے اسی سبب سے ہر ایک کی زبان
پر یہی چرچا تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ عمر لشکر سے نکلے تھے تو صحرا میں چلے گئے تھے جب

لشکر واپس فرودگاہ پر آئے تھے تو یہ لشکر کنار میں آ گئے تھے وہاں سے اپنے لشکر میں جانے کی تدبیر کی تھی بہ
سبب دریا کے نہ جا سکے تھے ایوان کی بارگاہ میں آ گئے تھے وہاں سے صاحبقران کے حال کی خبر
سنکے بیقرار ہو کر بیچ دریا پر آ گئے تھے جب راہ نہ ملی تو کسی پریشانی میں وقت مبتلا ہوئے تھے کچھ نہ کچھ
کھایا تھا اسوقت بہت شدت سے بھوک لگی تھی تو اس تدبیر میں لشکر میں آئے تھے کہ کسی تدبیر سے
کچھ پیدا کروں یا نان پر سے دھوکا دیکر کچھ لوں اپنے پاس سے تو صرف کرنا بالکل حماقت ہے پس یہ ایک نانبائی
کی دوکان پر کھڑے ہوئے اس سے روٹی خرید رہے تھے اور نانبائی سے تکرار ہو رہی تھی اور اہل شہر کی
بھی تقریر سن رہے تھے اور کہ رہے تھے کہ یہ کیا کہ رہے ہیں کیسا لشکر تباہ ہوا اور کیسا عیار دغا مارا جانا
چالاک جو بارگاہ سے نکل کر چلا تھا اس نانبائی کی دوکان سے ہو کے گزرے دیکھا کہ ایک شخص نان پر سے
تکرار کرتا ہے کچھ طرز تقریر سے اسکو شک ہوا اسکے قریب آکر اس خیال سے دیکھا کہ یہ تو تقریر خواجہ کی سی
ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہی ہوں تو بڑی خرابی ہو گی یا وہاں اندر میں اپنے یاروں سے آپ کو دور سے
بس یہ قریب آیا اتفاق سے خواجہ جو بولوں کرتے ہیں منہ کو یعنی خود دوسری طرف پھیرتے ہیں تو ناگاہ ان کا
جھک گیا چالاک کی نگاہ پڑ گئی اسنے پہچان لیا اپنے دل میں کہا اسوقت تو بہت قیاس سے خطا
کی پس ایک مرتبہ خواجہ کے قریب آکر ایک دھکا دے کر چلا خواجہ نے بات کر دیکھا اور کہا کہ کون
نابینا تھا کہ راہ دیکھ کر نہ چلا دھکا دیتا ہوا جاتا ہے جیسے ہی خواجہ نے چالاک کی طرف دیکھا چالاک
نے اشارہ کیا اور کہا کہ بھاگو اشارے میں خواجہ نے کہا کہ یہ کیا کہ کیا اپنے دل میں یہ خیال کیا
اس سے دریافت کرنا ضرور ہے کچھ انکو اسوقت ایسا خفقان ہوا اور دل پریشان ہوا کہ یہ سب
بھول گئے روٹی لینا اور دام دینا یا فاقہ دینا جو کچھ روٹی لی تھی وہ اسکی دوکان پر پھینک کر چالاک
کے عقب میں چلے چالاک انکو لگائے ہوئے کنارے لشکر سے آیا اور صحرا کی طرف روانہ ہوا تھا اس
وقت کچھ ایسے بے خود تھے کہ انھوں نے یہ کچھ خیال نہ کیا کہ میں اس کے عقب میں جاتا ہوں یا
یہ دشمن ہے یا دوست اسی طور سے بیتاب چلے آئے جب چالاک نے دیکھا کہ بالکل تنہائی ہے
تھم گیا اور خواجہ کی طرف منہ کرکے اشارہ کیا کہ جلد میرے پاس آؤ چونکہ خواجہ دور تھے پس خواجہ
ایک ایک کرکے قریب آئے خواجہ جب قریب آئے چالاک نے کہا کہ استاد آپ نے تو پہچانا
میں نے تو آپ کو نانبائی کی دوکان پر پہچان لیا تھا کہ میں کون ہوں خواجہ نے کہا کیسے خواجہ
اور کیسا پہچاننا میں ایک مسافر ہوں یہ سنکر خواجہ نے کہا چالاک نے کہا کہ استاد اپنے کو پوشیدہ
ہو کر جلد ظاہر کرو چالاک کو تو یقین ہے کہ استاد ہیں خواجہ کو یہ خوف ہوا کہ کوئی ساحر نہ ہو یا
کمر داب آفت زن ہو دھوکا دے کر گرفتار کرے اسلئے خواجہ نے کہا تم نے بڑی نادانی کی کہ تم اسکے
عقب میں چلے آئے بے دن سمجھے اور سوچے ایسی بھی کوئی حرکت کرتا ہے شیرا اب تو جو پوچھا گیا وہ کیا
اسکو جواب دو خواجہ نے کہا کہ تو کون ہے سچ بتا چالاک نے کہا کہ افسوس آپ سا عقلمند
ہو کر نہ شناخت کرے میں آپ کا غلام چالاک ہوں میں نے تو پہچان لیا خواجہ نے کہا کہ
کیوں دھوکا دیتا ہے چالاک نے کہا کہ آپ میری بھی جان سے پیچھے پڑے ہیں اور اپنی بھی
جان سے جلد بیان فرمایئے میں آپ کو پہچان چکا ہوں صرف اپنا شک رفع کرنا چاہتا ہوں چالاک
نے جو یہ کہا خواجہ نے خیال کیا کہ اب جو ہونا ہو دل سے مبتلا عذاب تو ہو گئے ہوا اس سے
بیان کر دو کہ ہاں میں خواجہ ہوں یہ دل میں تصور کرکے کہا کہ جو تیرا گمان ہے وہ درست ہے میں خواجہ

ہوں چالاک نے کہا کہ گو مجکو آپ کے کہنے کا یقین آیا مگر اصلی صورت دکھائیے تو اور زیادہ یقین آئے خواجہ
نے جواب دیا کہ تم اصلی صورت دکھاؤ تب چالاک نے اپنی اصلی صورت دکھائی رنگ و روغن دور
کیا خواجہ نے چالاک کو پہچانا خواجہ نے اپنی صورت بدلی اصلی صورت پر آئے تب چالاک نے
خواجہ سے کہا کہ استاد غضب ہو گیا خواجہ نے کہا کہ کیا ہوا چالاک نے سب کیفیت بیان کی اور
کہا کہ میں شام سے دربار میں تھا ایوان اور سمندر کے قران نے عیاری کر کے عطارد آسمان سحر کو
قتل کیا برق نے تمام لشکر کو تباہ کیا یہ واقعہ جو گذرا تو ایوان کو غصہ آیا اور اُسنے برہم ہو کر یہ تدبیر کی کہ
سب عیاروں کو پتلی سحر سے گرفتار کرنا شروع کیا پتلی کو نام بتا کر روانہ کیا کہ فلان کو پکڑ لا فلان کو پکڑ لا
استاد میرے سامنے ابھی ضرغام ثانی اسیر ہو کر آئے تھے یہ حال دیکھکر میں وہان سے بھاگا کہ
آپکو اگر آپ مل جائیں تو خبر کر دوں اتفاق سے آپ نان بائی کی دوکان پر کھڑے ہوئے تھے اُس سے
تکرار کر رہے تھے میں نے اسی عالم میں آپ کی آنکھ کا تل دیکھ لیا آپ کا مجکو یقین ہوا میں وہان سے
آپکو دھکا دیکر چلا میں نے آپکو اشارہ بھی کیا تھا خواجہ نے جواب دیا کہ میں اُسی اشارے
کے سبب سے ادھر تمہارے عقب میں آیا مگر اُسوقت میں نے نادانی کی تھی اگر کوئی دشمن ہوتا
تو خرابی ہوتی مگر دل ایسا پریشان ہوا کہ تاب نہ رہی ادھر چلا آیا یہ جو خواجہ نے کہا چالاک نے
کہا کہ استاد وہ پتلی اس طرح جا کے لے آتی ہے کہ جیسے اُسکو مقام معلوم ہے کسی شکل میں ہو وہ لے
آئیگی لہذا جلد یہان سے چلئے خواجہ نے یہ سنکے کہا کہ صورت کا تبدیل کرنا بیکار ہے کیونکہ جب
جس صورت میں ہوگا وہ گرفتار کر کے لے جائیگی چالاک نے کہا کہ جی ہاں پھر خواجہ نے کہا کہ میں
صورت بدل کر کیا کروں یہ کہکر خواجہ ایک طرف پا سے شاطری مار کر راہی ہوئے چالاک ایک
طرف کو چلا خواجہ اپنے دل میں یہ دعا کرتے جاتے تھے کہ ای کریم تو ہی بچانے والا ہے تو ہی سب کا
حافظ ہے تیری ہی حمایت کافی ہے تو ہی مالک ہے میں ایک تیرا حقیر و ناچیز بندہ ہوں تو میری حمایت
کر اور شر سے اس ساحرہ کے بچا یہ تو کہتے ہوئے چلے جاتے ہیں چالاک ایک طرف کو راہی ہوئے
تھے چالاک بھی پا سے شاطری مارتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ وہاں ایوان نے ایک روز
اس پتلی سے کہا کہ جا چالاک کو پکڑ لا وہ یہ سنتے ہی فوراً اُڑی اور بلند ہوئی اور سن سن کر کے چلی
گئی چالاک چلے جاتے تھے کہ یکایک ایک برق چمکی کہ چالاک نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ برق کیسی چمکی
کہ ناگاہ ہوا اتراق سے ایک پنجہ کمر میں چالاک کے پڑا اور پنجے اُڑا اور بلند ہو گیا کہکشان فلک کے
قریب پہونچ گیا کہ چالاک شدت ہوا سے بیہوش ہو گیا جب پنجہ لے کر اُڑا تھا چالاک نے
خیال کیا تھا کہ اب قید ہوئے یہ پنجہ مجکو بھی لے جا کر ایوان کے پاس پہونچا دے گا وہ سحر کر کے
بیہوش کر دیگی اور قید سحر میں مبتلا کریگی چالاک یہ خیال دل میں کر رہا تھا کہ بیہوش ہو گیا
اُس پتلی نے لا کر چالاک کو بھی اُسکے روبرو ڈالدیا اُسنے اس پر بھی سحر کیا اور قید سحر میں مبتلا کیا
پتلی سے پوچھا کہ یہ کہاں ملا اُسنے بیان کیا کہ فلان جنگل میں یہ چلا جاتا تھا اسی طور سے اس نے
سب کا حال بیان کیا تھا کہ یہ فلان درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا یہ پہاڑ پر تھا یہ لشکر میں
اپنے تھا جو جہان سے اسیر کیا تھا اُس مقام کا پتہ دیدیا تھا جب چالاک اسیر ہو کر آئے اُس
وقت ایوان نے کہا کہ ای سمندر ابھی تک وہ دونوں نہ آئے یعنی خواجہ اور قران سمندر نے
کہا کہ تم نے پتلی کو اُنکا نام کب بتایا کہ وہ لاتی ایوان نے کہا کہ اب اسکو روانہ کرتی ہوں یہ کہکر

پتلی سے کہا کہ جا جہاں تجکو خواجہ یا قران ملین پکڑ لا یہ سنکے پتلی روانہ ہوئی پتلی تو شہراب کے قلعون سے غائب
ہو گئی یہ تو تلاش خواجہ اور قران مین جاتی ہے وہان خواجہ دعائین کرتے ہوئے چلے جاتے ہین تیزا
تیز یہ تو جاتے ہین قران کا حال سماعت فرمایئے کہ یہ جو عطارد آسمان سپہر کو قتل کرکے اور اسکا
تخت لے کر بھاگے تھے لشکر کو طے کرکے ایک درہ کوہ مین تخت کو رکھا اور آپ بالاے کوہ
آکر بیٹھے انتظار سحر کرنے لگے عبادت خدا مین مصروف ہوے انھون نے وہ رات اسی پہاڑ پر
بسر کی انکی عادت یہ ہے کہ جب یہ عبادت خدا کرتے ہین تو اپنی اصلی صورت پر بلباس اصلی صورت
پر رہتے تھے اور عبادت کرتے تھے کہ صبح ہو گئی انھون نے نماز صبح سے فراغت کی اور وظیفہ شروع
کیا اس مین دن بخوبی آگیا جب وظیفہ تمام ہوا اب قران نے قصد کیا کہ لشکر کو چلیے کچھ حال
دریافت کیجیے کہ کیا گذری ایوان کس فکر و تردد مین ہے یہ قصد کر رہے تھے کہ صحرا سے بگولا اٹھا
انھون نے خیال کیا کہ یہ بگولہ کیسا اٹھا ہے کون آتا ہے یہ ایک درخت کی آڑ پکڑ کر کھڑے ہو گئے
اور دیکھنے لگے کہ وہ بگولہ قریب آکر شق ہوا دامن کوہ سے ایک پیادہ پیدا ہوا اور وہ پہاڑ کیطرف
چلا جب بالکل قریب آیا تو قران نے پہچانا کہ یہ تو خواجہ ہین یا تو قران درخت کی آڑ مین سے
یا انھون نے سامنے آکر صدا دی اور یہ خیال کر لیا کہ اگر کوئی خواجہ کی صورت بنکر آیا ہے
ادھر کو تو اسکا خاتمہ کرنا چاہیے یہ خیال کرکے صدا دی کہ اے استاد اس پہاڑ پر آئیے مین آپ کا
منتظر ہون خواجہ نے یہ صدا سنی اور سر اٹھا کر دیکھا تو قران کو پہاڑ پر پایا حیران ہوئے کہ قران
یہان کہان خواجہ نے خیال کیا کہ ضرور یہ کوئی مکار ہے کہ قران کی صورت بنکر مجکو دھوکا
دیتا ہے کچھ جواب نہ دیا سبب یہ تھا کہ قران اپنی صورت پر تھے خواجہ اپنی اصلی شکل پر تھے
اس سبب سے خواجہ نے قران کو قران نے خواجہ کو پہچانا مگر دونون کو گمان ہوا کہ یہ کوئی مکار
ہے خواجہ نے قران کو قران نے خواجہ کو مکار خیال کیا بس خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھ کر
قران کو کچھ جواب نہ دیا اور چلے قران نے دیکھا کہ یہ جو خواجہ کی صورت ہے میرے ہاتھ
سے صفت نکلا جاتا ہے کیا تدبیر کرون کہ یہ میرے ہاتھ آئے ادھر خواجہ نے کہا کہ اے خواجہ یہ
تو بڑے نامردی کی بات ہے کہ تم اسکے روبرو سے بھاگے جاتے ہو وہ اپنے لوگون سے کہیگا
کہ مین نے خواجہ کو فلان مقام پر ٹوکا تھا خواجہ نے میری طرف خیال نہ کیا اور میرے خوف سے
فرار کر گئے خاک بھی جرأت نہین ہے کچھ عیاری یاد ہے یہ خیال کرکے پلٹے ادھر قران نے جو دیکھا
کہ یہ میرے ہاتھ سے نکلا جاتا ہے ایک مرتبہ سپر پاؤن کے نیچے رکھکر پہاڑ پر سے کود پڑا زمین پر آکر
صدا دی کہ او مکار تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا بھلا مین نے خوب پہچانا کہ تو خواجہ کی صورت
بنکر کسی کو ڈھونڈھنے جاتا ہے مین کب جانے دیتا ہون یہ کہکر اور جھپٹ کر اسکے قریب پہونچے
خواجہ نے جو سنا کہ قران نقلی نے کہا کہ او مکار تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاتا ہے مین کب
جانے دیتا ہون کہ تو جا کر کسی پر عیاری کرے اور جھپٹ کر میرے قریب آگیا خواجہ بھی پینترا
بدل کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ او مکار تو مجکو دھوکا دیتا ہے قران کی صورت بنکر مین کب چھوڑتا
ہون کہ تو کسی کو اہل اسلام سے اس لباس مکاری سے اسیر کرے اور یہ سمجھ لیا اور لپک کر
ہاتھ مارا اس جھپٹنے مین جو نگاہ گردش کھائی تھی قران کی نظر خواجہ کے تل پر پڑی ابن قران
نے سپر پر خواجہ کے تیغ کو روک کر کہا کہ استاد معاف فرمایئے مین نے آپ کو پہچانا نہ تھا کو

آپ اپنی اصلی صورت پر ہین مگر مین نے یہ خیال کیا اپنے دل مین کہ زمانہ تو پُر آشوب ہو رہا ہی خواجہ کو کیا ضرورت
ہی کہ ایسے وقت مین وہ اپنی اصلی صورت پر آئین یہ کوئی مکار ہی کہ کسی کی تلاش مین خواجہ کی صورت
پر چلا ہی یہ امر خواجہ کی عقل مندی سے بعید ہی یہ جو قران نے کہا خواجہ نے کہا کہ او مکار مین تیرے مکر
مین آنے والا نہین ہون تو مجکو دھوکا دیتا ہی جب دیکھا کہ اب جان نہ بچیگی تو یہ مکر کیا قران نے کہا
کہ اے استاد قسم بخدا مین آپ کا غلام قران ہون مین کیونکر اسے باور کرون جب قران نے قسم کھائی
تو خواجہ کو کچھ تسکین آیا خواجہ نے کہا کہ اے قران تم نے کیونکر جانا کہ مین خواجہ اصلی ہون قران نے
کہا کہ جب آپ نے وار نیمچہ کا کیا آپ کے آنکھ کو گردش ہوئی آپ کے آنکھ کے تل پر میری نگاہ پڑی
بس اُس سے پہچان لیا خواجہ نے کہا کہ اے قران مین نے بھی یہی خیال کیا تھا کہ یہ کوئی مکار ہی اہل
اسلام کے فریب مین لانے کو قران کی صورت بنا ہی قران نے کہا کہ جی نہین قران نے کہا کہ استاد
کہان جاتے ہو خواجہ نے کہا کہ اے قران تم یہان کہان ارے جلدی پوشیدہ ہو بڑا شور ہے کیا
یہ کہکر ساری حالت جو کہ چالاک ... تھی بیان کی اور کہا کہ مین اسی کے خوف سے بھاگکر
ادھر آیا ہون قران نے کہا کہ استاد آپ کی عقل سے نہایت درجہ بعید ہی کہ آپ سا عقلمند بھاگے
جب کہ یہ خیال ہوا اور سن چکا ہو کہ جہان ہوگا وہ پتلی گرفتار کرا لیگی پھر کیا ضرورت ہی کہ بھاگے
بلکہ میری صلاح تو یہ ہی کہ خود اُس کے سامنے چلیے اور اُس پر اپنا وار کیجیے اگر وار چل گیا تو خیر ورنہ
گرفتار تو ضرور ہونگے دل کی ہوس تو نکل جائے اس سے تو بہتر ہوگا کہ پتلی پکڑے کی خواجہ نے
کہا کہ آپ کی عقل کے قربان واہ کیا خوب اپنے پاؤن سے دہان اژدر مین گرنا آپ ہی کا کام ہی مجھسے
تو نہ ہوگا جہان تک بچا جائے گا وہان تک بچونگا قران تالث نے کہا کہ مین تو آج تک ساحر
کے خوف سے بھاگا نہین ہون جو آج بھاگون میرے مولا میری حفاظت کرینگے یہ کہکر قران
نے کہا کہ اے استاد میرے ساتھ اس درے مین آئیے خواجہ نے خوب اپنا اطمینان کر لیا ہی جب
قران سے اس طور کے کلام کیے ہین خواجہ قران کے ہمراہ درے مین آئے قران نے خواجہ کو
تخت دیا اور کہا کہ اسی تخت پر عطارد سوار تھی مین اُسکو قتل کرکے یہ تخت لے آیا کہ آپ کے کام
کا ہی بس خواجہ نے قران کی بڑی تعریف کی اور تخت کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور قران نے کہا کہ
اے فرزند آؤ ہم اور تم دونون کسی طرف نکل چلین قران نے کہا کہ استاد یہ تو ہرگز نہ ہوگا چاہے
گرفتار ہو جاؤن یہ جو قران نے کہا خواجہ نے کہا کہ بڑی مشکل ہوئی یہ جاتا نہین ہی اگر مین اسکو
چھوڑکر جاتا ہون تو خلاف مروت ہی بڑی خرابی ہوئی اور رایگان اسکی جان دشمن ہی اگر یہ جائیگی
تو ذرا بھی دیر نہ کریگی فوراً قتل کریگی کیا تدبیر کرون لاکھ لاکھ قران کو سمجھایا مگر قران نے نہ سنا وہ
کلام سنے کیا اسوقت خواجہ نے ہاتھ دیکھا اور ہاتھ کی پشت دیکھی ایک مکر تازہ دم اپنے اور
قران کے بچنے کا ذہن مین آیا قران سے کہا کہ اچھا تم کہا گو نہ مین بس جہان مین تم کو بٹھا دون
بیٹھ جاؤ وہان سے نہ حرکت کرنا اگر اسکو نہ مانوگے تو مین ناراض ہونگا قران نے کہا کہ فرمائیے
تو کیا تدبیر کیجیے گا خواجہ نے کہا کہ مین سنگرفی کھڑی کرتا ہون اُسمین مین بھی بیٹھونگا تم بھی بیٹھو
قران نے کہا کہ استاد مین آج تک ساحر کے خوف سے نہ فرار ہوا نہ پوشیدہ ہو کر بیٹھا یہ ننگ
مین کیونکر گوارا کرون خواجہ نے برہم ہو کر کہا کہ اب تم بہت خود سر ہو گئے ہو کہ میرے کہنے کو
نہین سنتے ہو جب مین نے کہا کہ اگر نہ مانوگے تو مین ناخوش ہونگا اُس پر تکرار کرتے ہو تم نے

لگے مکھیاں بھن بھن کر رہی ہیں خواجہ مکھار رہے ہیں قران کہتے ہیں کہ استاد مکھیاں تو ہنکا دیجیے کوئی مکھی نہ بیٹھ جائے
یہ سنکے خواجہ سر ہلا دیتے ہیں خواجہ بیٹھے ہوئے وہ ٹکڑے مکھار رہے ہیں قران ایک گوشہ میں سر جھکائے
ہوئے بیٹھے ہیں کہ ایک دھماکا ہوا کہ خواجہ نے دیکھا قران نے بھی سر اٹھا کر دیکھا خواجہ و قران نے
دیکھا کہ ایک ڈھیلا آ گنبد سے زمین پر گرا پر اسکا دھماکا ہوا تھا کہ خواجہ نے دیکھا وہ ڈھیلا نہ تھا بلکہ
ایک سونے کی پتلی تھی جب زمین پر گری تھی یا تو بالشت بھر کی تھی یا قد پیدا کرنے لگی برابر تو
دس برس کی لڑکی کے قد کے برابر اس نے قد پیدا کیا خواجہ اور قران نے اسکو دیکھکر سر جھکا لیا
بلکہ خواجہ نے قران کو اشارہ بھی کیا کہ خاموش رہو کچھ نہ کہنا خواجہ سر جھکا کر کھانے میں
مصروف ہوئے کہ اس پتلی نے کہا کہ اے خواجہ چلو تم کو ملکہ ایوان نے طلب کیا ہے تو مجھکو حکم تھا کہ
جہاں خواجہ اور قران مل جائیں انکو گرفتار کر لاؤ مگر میں یہ تمہاری عزت کرتی ہوں کہ زبردستی
گرفتار کرکے نہیں لیے جاتی ہوں بلکہ تم سے یہ کہتی ہوں کہ تم خود میرے ہمراہ چلو میں ملکہ سے تمہاری
سفارش بھی کر دونگی اپنے ہمراہ قران کو بھی لے چلو انکی بھی سفارش کر دونگی اس طور سے تمہارے
جانے سے ملکہ بہت خوش ہوگی پر خواجہ نے کچھ جواب بھی نہ دیا کہ یہ کیا بکتی ہے وہ پتلی
خاموش ہوئی کہ خواجہ کچھ جواب دینگے جب خواجہ نے جواب نہ دیا اسنے پھر کہا مگر ابکی یہ بھی
کہا کہ اے خواجہ میں تم سے کہتی ہوں تم نے کچھ جواب نہ دیا کیا سنا نہیں خواجہ نے پھر جواب نہ دیا
وہ پھر تھوڑی دیر خاموش رہی جب خواجہ نے جواب نہ دیا تو اسنے یہ سمجھ کر کہا او خواجہ تو
بہرہ ہے کہ میں تجھ سے بات کرتی ہوں تو کچھ جواب نہیں دیتا ہے یہ بھی نہیں خیال کرتا ہے کہ کون
بات کرتا ہے تو بڑا مغرور ہے اگر اب کی جواب نہ دیگا تو میں اندر آ کر تیری گردن پکڑ کر اور قران کی
لے جاؤنگی میں نے جو تیرے حال پر رحم کیا تو تو بہت سرکش ہوا اور اپنے آپے سے گزر گیا ہے تو
کیسی دیکھو کہ ہم تو کلام کر رہے ہیں وہ سر جھکائے ہوئے کچھ زہر مار کر رہے ہیں جواب تک
نہیں دیتے ہیں یہ جو اسنے کہا خواجہ نے سر اٹھا کر اور برہم ہو کر ڈانٹ کر کہا کہ او لکاتہ [?] دور
ہو میرے روبرو سے بک بک کرکے دماغ خالی کر دیا سر میں درد ہونے لگا اب جو کچھ کہا تو
تجھکو وہ سزا دونگا کہ تو یاد کریگی جا دور ہو میرے روبرو سے میں نہ تیرا نوکر ہوں نہ تیری ملکہ فاحشہ
کے باپ کا نوکر ہوں کہ تیرے ساتھ چلوں بہت سی ایسی لکاتہ [?] میری خدمت میں آیا کرتی
ہیں میں ایک کی بھی نہیں سنتا ہوں کہ کیا بکتی ہیں تو کیا ہے جو جواب دوں اب کچھ نہ کہنا اگر
اپنی زندگی چاہتی ہے تو سیدھی چلی جا کیوں قضا آئی ہے یہ جو خواجہ نے برہم ہو کر کہا اس نے
ہنسکر کہا کہ کیا خوب اب تو بڑے خوش ہوئے یہ تیور اور تیور بد کسی کو دکھائیے گا میں
آپ کے اس نخرہ [?] میں آنے والی نہیں ہوں ابھی تک تو میں تم سے باتیں کہتی ہوں کہ چلو
پھر زبردستی لے جاؤنگی اسوقت کچھ بس نہ چلیگا خواجہ نے کہا کہ تیری بھی یہ کیا قسمت ہے کہ تو
مجھکو لے جائے خواجہ نے جو یہ کہا اسکو غصہ آیا اور کہا کہ دیکھو میں لیے جاتی ہوں یہ کہکر اور کہا
کہ تو یوں نہ مانے گا بس تڑپ کر چلی جیسے تڑپ کر قریب در آئی اور قصد کیا کہ جست کرکے اندر
جاؤں جیسے جست کرکے اندر جانے لگی خواجہ نے جال تو قبل سے لگا رکھا تھا اسکا گلا
جال میں پھنس گیا وہ لٹکنے لگی اسی طور سے کہ جیسے پھانسی دیجاتی ہے پھڑکنے لگی چلانے لگی
کہ ملکہ مجھکو بچاؤ خواجہ نے پکڑ لیا میرا دم نکلا جاتا ہے خواجہ نے کہا کہ آؤ مجکو پکڑ کے لے جاؤ زبردستی

خواجہ نے کہا دیکھا بدون میری اجازت کے آنے کا مزا یہ کہکر اُسکو بھی پکڑ کر نذر زنبیل کیا وہ چلاتی رہی اُسکی
کون سنتا ہی جب خواجہ اُسکو بھی نذر زنبیل کر چکے قران سے کہا کہ دو کا تو خاتمہ کیا اب دو اور باقی
ہین قران نے کہا کہ اُستاد آپنے خوب تدبیر کی ہی خواجہ نے کہا کہ دیکھے جاؤ اسی طور سے سب کو
نذر زنبیل کرونگا یہان تو خواجہ خوشی خوشی اُنسے اسیر کرکے کرسی پر بیٹھے ہوئے ہین قران سے
باتین کر رہے ہین وہان ایوان انتظار کر رہی ہی کہ ابھی تک یہ تجھہ بھی نہ آئی سمندر رس سے کہا کہ یہ ماجرا
کیا ہی کہ یہ حرامزادی بھی جاکر بیٹھ رہی مثل اُسکے سمندر رس نے کہا کہ نہ معلوم کیا سبب ہی بس ایوان
کو غصہ آیا صندوقچہ کی طرف اشارہ کیا تیسری پتلی نکلی اُس سے کہا کہ جا تو دیکھ یہ دونون حرامزادیان
کہان بیٹھ رہین کیا اپنے باپ خواجہ سے مل گئین یا کوئی یار کر لیا اُنکو مع خواجہ و قران کے پکڑ لا
مگر یہ پتلیان ماری ہوئی لانا یہ جو ایوان نے کہا وہ پتلی بھی فوراً روانہ ہوئی ایوان نے سمندر رس سے
کہا کہ یہ جاکر ضرور لائیگی معلوم یہ ہوتا ہی کہ اُنکو خواجہ ملے نہین وہ تلاش کر رہی ہین سمندر رس نے کہا
کہ یہی امر ہی بس ملا ایوان بہت خاموش ہو رہی اور انتظار کرنے لگی یہان خواجہ بیٹھے ہوئے
تھے کہ اسی طور سے یہ بھی آکر گری اور وہی تقریر کی خواجہ نے بعد تھوڑی دیر کے جب اُسکو
بہت غصہ آگیا تو جواب دیا کہ جا کیون قضا آئی ہی مین تو نہین جاونگا یہان سے کوئی مجھکو نہین
لیجاسکتا ہی اور مین کیا جانون کہ کیسی ملکہ اور کیسی کنیزین اگر تجھہ مین کچھ طاقت ہو تو مجھکو پکڑ
لیجا یہ جو خواجہ نے کہا اسکو بھی غصہ آیا اور فوراً جست کرکے چلی اور اُسی طور سے یہ بھی اٹک
کر رہگئی چلانے لگی خواجہ نے اٹھکر اسکو بھی نذر زنبیل کیا اور کرسی پر بیٹھ گئے قران سے کہا
کہ یہ تینون کا تو خاتمہ کیا اب کی اُس کا بھی خاتمہ ہی کیون قران اور کوئی صورت مفر کی نہ تھی
یہ پتلیان بڑے غضب کی ہین انسے بچنا محال تھا تم نے دیکھا کہ وہ اس طور سے آتی ہین کہ جیسے
اُنکو معلوم ہی کہ ہم یہان اور یہ ہم ہین یا کوئی اُنکو بھیجتا جاتا ہی یا پتہ دے دیتا ہی قران عیار نے
کہا کہ آپنے بجا ارشاد کیا خواجہ نے کہا کہ وہ بھی آئے تو پھر ہم اُسکے پاس چلین گے قران نے
کہا کہ بہت خوب اب بس یہان تو خواجہ قران سے یہ تقریر کر رہے ہین وہان ایوان انتظار کر رہی
ہی جب اُسکو بھی عرصہ ہوا تو اور غصہ آیا اور فوراً صندوقچہ کی طرف اشارہ کیا کہ وہ چوتھی
پتلی نکلی اُس سے کہا کہ تو جا اور دیکھ کہ ان حرامزادیون پر کیا بلا نازل ہوئی کہ ابھی تک نہ آئین
جو گئی وہ بیٹھ رہی کیا خواجہ نے پکڑ لیا یا کسی کے ساتھ پتلی گئین ایسی تو حرکت کبھی نہ کی تھی
آج تک سوا ایک کے دوسری کی تو پتہ ہی نہ آئی تھی جہان ملین اُنکو گرفتار کرکے لانا اور خواجہ
اور قران کو بھی جسقدر مین چاہتی ہون کہ جلدی یہ کام سرانجام پائے مین جاکر اہل اسلام کا
خاتمہ کرون وہان تک عرصہ ہوتا ہی یہ کہکر اُسے بھی روانہ کیا وہ بموجب حکم ایوان روانہ ہوئی
اب صندوقچہ خالی ہوگیا ایک پتلی تھی رہ گئی سمندر رس سے کہا کہ کچھ میرے خیال مین نہین آتا
کہ یہ امر کیا ہی کہ وہ جاکر کہان بیٹھ رہین اب مین نے اسکو روانہ کیا ہی یہ جاکر ضرور سب کو لائیگی
سمندر رس نے کہا کہ ملکہ مین کیا بیان کرون خود میری عقل حیران ہی ایوان نے کہا کہ معلوم ہوتا
ہی آج اُنکو خوب سزا دونگی ایوان تو یہان بیٹھی ہوئی گفتگو سمندر رس سے کر رہی ہی مگر خیال
اُسی طرف ہی اور فکرمند ہی یہان خواجہ اُسی طرح بیٹھے ہوئے ہین منتظر ہی ملین اُس پتلی
نے بلند ہوکر خیال کیا کہ خواجہ کہان ہین وہ پتلیان کہان ہین بس ایک مرتبہ اُسکو معلوم

عیاروں نے کہ ایک مرتبہ زمین سے طرف آسمان کے بلند ہو کر چلی یہ تو ادھر سے جاتے ہیں وہاں ایوان بیٹھی ہوئی
سمندر سے کہہ رہی ہے کہ یہ حرامزادی بھی شکل انکے جا کر پہنچ رہی ہے یہ ماجرا کیا ہے میری عقل حیران ہے کچھ
کام نہیں دیتی ہے کہ یہ سبب کیا ہے کیا راہ میں کوئی مقام ایسا ہے کہ وہاں جا کر یہ اسیر ہو جاتی ہیں یا
خواجہ ساحر زبردست ہے اسنے کوئی حصار کر لیا ہے اُسکے اندر بیٹھا ہوا ہے کہ انکا وہاں تک گذر نہیں
ہو سکتا ہے خداوند خبر کریں یہ معاملہ مجکو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے کچھ نہ کچھ ضرور ہے سمندر نے کہا کہ
ملکہ میں کیا بیان کروں اور عیاروں کو وہ یوں پکڑ لائی کہ جیسے اُنکے پاس تھے خواجہ و قران کے
لانے میں اتنا عرصہ کیا میری عقل گم ہے حواس پریشان ہیں کہ یہ کیا امر ہے تم نے غصہ میں آ کے ایکے
بعد دیگرے سب کو روانہ کر دیا اور جو گئی وہ واپس نہ آئی یہ تو نیا واقعہ ہوا ایوان نے کہا کہ میں کیا
عرض کروں ایسا تو سانحہ کبھی نہ ہوا ایک نہ ایک نہ ہوا کہ یہ میرے پاس ہیں اور میں انکی خدمت کر
رہی ہوں انھوں نے کبھی میرے کام میں کبھی کمی نہ کی سوا سے آج کے نہ معلوم کیا سبب ہے آج
میری طبیعت پریشان ہوتی ہے اور خفقان ہوتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے کیا تدبیر کروں کہا ایک سردار
نے کہا کہ ملکہ اوراق میں دیکھو اُس سے حال معلوم ہو جائیگا ایوان نے اُسکی طرف دیکھ کر کہا
کہ تم نے خوب تدبیر بتائی یہ کہکر اُس نے اوراق کرسی پر سے اُٹھا کے قصد کیا کہ کھول کر حال
چیلیوں کا دیکھوں کہ ایک ہوا سے سرد کا جھونکا آیا اور ایسی خوشبو آئی کہ سب اہل دربار کے
دماغ معطر ہو گئے اور سب ادھر اُدھر دیکھنے لگے ملکہ بھی حیران ہو کر دیکھنے لگی اوراق کا دیکھنا
بھول گئی کہ سب نے دیکھا کہ ایک نور شعشعہ بارگاہ میں آسمان پر سے پیدا ہوا سب
اُس طرف دیکھنے لگے کہ یہ نور کہاں سے پیدا ہوا اور کیسا ہے سب اُس طرف متوجہ ہو گئے
کہ یکایک سب نے دیکھا کہ ایک گنبد آسمان کی طرف سے صحن میں آتا یہ نور اُس سے پیدا ہوا ہے
سب اُس گنبد کو دیکھکر حیران ہوئے کہ یہ گنبد کہاں سے آیا کہ اس اثنا میں وہ گنبد زمین پر آیا اور
ایک گز بلند زمین پر قائم ہوا کہ یعنی زمین سے گز بھر بلند تھا اب جو سمندر اور ایوان نے غور
کرکے دیکھا کہ یہ کیا واقعہ ہے دیکھا کہ خداوند سامری کرسی پر جلوہ فرما ہیں کیونکہ یہ لوگ سامری کی
صورت کو ہزار مرتبہ دیکھ چکے تھے دیکھتے ہی پہچان لیا یا تو وہ گنبد صحن میں تھا یا خود بخود ایوان
میں آیا جیسے ہی سب نے دیکھا کہ خداوند سامری تشریف فرما ہیں اور تشریف لائے ہیں فوراً سمندر
اور ایوان اپنے مقام پر سے اُٹھے اور اُنکے ہمراہ سب اہل دربار اُدھر اُس فرشتہ نے صدا دی
کہ کیا دیکھ رہے ہو سجدہ کرو کہ خداوند سامری بہشت سے تشریف لائے ہیں یہ کلمہ خواجہ نے
قران کو تعلیم کر دیا تھا یہ صدا آئی تھی کہ سب کے سب ایک مرتبہ سجدے کو جھک گئے راوی
نے بیان کیا ہے کہ سب عیار اسی طور سے فرش پر پڑے ہوئے ہیں پھر صدا آئی کہ اب سجدے
سے سر اُٹھاؤ جب سب نے سجدے سے سر اُٹھایا دیکھا کہ خداوند کرسی پر جلوہ فرما ہیں پشت
پر ایک غلمان زرد پوش مگس رانی کر رہا ہے اور ایک فرشتہ عجیب الخلقت پس پشت کھڑا
ہے کہ جسکے دس سر ہیں ہزار ہاتھ ہیں ہر ہاتھ میں گرز ہے مگر چار ہاتھوں میں چار مورچھل
ہیں طلائی اور دو حوریں دونوں طرف کرسی پر ایک سبز پوش اور ایک سرخ پوش کھڑی
ہیں فرش مخمل کا کیا ہوا ہے عود سوز اگر سوز روشن ہیں لخلخے کے لوٹے رکھے ہوئے ہیں وہ
گنبد خوب آراستہ ہے بہشت کے پھولوں کی خوشبو آ رہی ہے اُس گنبد میں سب خداوندوں کی

تصویر بنی لگی ہوئی ہین ایک مرتبہ خود خداوند نے سمندر کی طرف منہ کر کے کہا کہ تو نے ہم کو پہچانا کہ ہم
کون ہین سمندر نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ جی ہان مین نے آپ کو پہچانا کہ آپ خداوند سامری ہین آپ
ہمارے خداوند ہین سامری نے کہا کہ تو نے تو ہماری بندگی ترک کی اور بنا خدا پیدا کیا کہ وہ
بھی ہمارا نائب ہی ہمین نے اسکو اپنا نائب کر کے جنت سے یہان بھیجا ہی اسنے اپنے کو خدا ظاہر
کیا خیر سمندر نے کہا کہ مین آج سے آپ کی بندگی کیا کرونگا کیا نہین تم جسکی بندگی کرتے ہو
اسی کی کرو سمندر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ یا خداوندان خدا پرستون نے مجھکو بہت پریشان کیا
ہی مین ان کے ہاتھ سے بہت عاجز ہون خداوند نے جواب دیا کہ تو پریشان کیون ہوتا ہی تیرے
پاس اتنی بڑی ساحرہ ہی کہ جس نے تمام لشکر اسلام کا خاتمہ کر دیا ہی مین اسی سبب سے کوشش
سے آیا ہون کہ تم کو آگاہ کرون کہ ملکہ کا میرے نزدیک بڑا مرتبہ ہی ملکہ نے بہت عمدہ کام کیا ہی
سمندر نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا اس سامری طرف ایوان کے متوجہ ہو کے اور کہا کہ ایوان
تیرا بڑا مرتبہ ہی میرے نزدیک مین تجھ سے بہت خوش ہون میرے علاوہ وہ آپ خداوند خوش
ہین ہم نے تیرے لیے بہت عمدہ مکان بہشت مین آراستہ کیا ہی مرتبہ کسی کے لیے نہ تھا جو کہ تیرا
ہی ہم نے ازل سے ان خدا پرستون کی موت تیرے ہاتھ مقرر کی تھی تو تھا انکی قاتل ہی یہ
تو اب تیرے حق کا تھا کسی اور کو کیونکر ملتا تو پریشان نہ ہو آج تیرے ہاتھ سے انکا خاتمہ
ہی ایوان نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ مین آپ کی ادنی کنیز ہون یہ سب مرتبہ آپ کا دیا ہوا
ہی بھلا میری بھی یہ لیاقت تھی کہ مین اس مرتبہ کو پہونچتی اور یہ ثواب عظیم حاصل کرتی کہ
جس سے بڑے بڑے لوگ امیدوار ہین آپ نے مجکو مرتبہ دیا بارا ی خداوند مین ان عیارون
کے ہاتھ سے بہت پریشان ہون اول تو خواجہ نے اور قران نے میری نانی اور بھائی کو قتل
کیا انکا مجکو بڑا صدمہ ہوا خداوند نے کہا کہ تو صدمہ نہ کر ہم نے تو انکو طلب کر لیا ہی اب
بعد اس فیصلہ کے انکو پھر زندہ کر دینگے وہ ہمارے پاس بہت آرام سے ہین اور بہت خوش
ہین تو انکا خیال نہ کر وہ مرے نہین بلکہ ہم نے انکو زندہ طلب کر لیا ہی انکی صورت کی اور پتلے
ڈالدیے تاکہ سب کو معلوم ہو کہ وہ مر گئے اس مین ایک راز خداوندی ہی تو اس سے نہین واقف
ہی یہ سنکے ایوان خوش ہوئی اور کہا کہ کیا پھر وہ زمین پر آئینگے خداوند نے کہا کہ ضرور
اگر انکا جی چاہیگا ایوان نے کہا کہ اگر خلاف نہ ہو تو میری طرف سے نانی کو سلام فرما دیجئیگا
خداوند نے کہا کہ اچھا اکثر یاد کر تیری نانی کرتی ہی اور تیرے مرتبہ کو دیکھکر خوش ہوئی ہی ایوان
نے کہا کہ خداوند دوسرا ظلم میرے اوپر ان عیارون نے کیا کہ میری مصاحب غلیوانہ کو قتل
کیا اسکو خداوند نے کہا مجکو بڑا صدمہ ہوا اسکا کہ وہ بھی بہشت مین بہت اچھی طرح ہی اور خوش ہی ایوان نے
کہا کہ خداوند مین نے مقابلہ کیا میرا سپہ سالار مارا گیا میری وزیرزادی نے بہت ساحر
لشکر اسلام کے اسیر کیے مین نے بھی سحر کر کے بہت سے ساحر وغیر ساحر اسیر کیے مگر میری
وزیرزادی کو قران نے عیاری کر کے قتل کیا آپکو تو بزور خداوندی سب حال معلوم ہوگا
بیان کرنے کی کیا ضرورت ہی اور برق نے میرے لشکر کو تباہ کر دیا ہی یہ آفت میرے اوپر
نازل ہوئی مین نے بھی غصہ مین آکر سب عیارون کو بذریعہ پتلی ہوے گرفتار کر لیا اب مین
نے پتلیان براے گرفتاری خواجہ و قران روانہ کی ہین وہ ابھی تک نہین آئین وہ بھی

گرفتار ہو کر آجائیں تو میں جا کر اہل اسلام کو میدان میں طلب کر کے جو کہ باقی ہیں انکو بھی اسیر کر لوں اُسکے بعد
قتل کروں یہ جو ایوان سے کہا خداوند نے کہا کہ ایوان آگاہ ہو کہ ہم کو سب حالات تیرے اور اہل
اسلام کے معلوم ہیں جو جو ظلم تیرے اوپر ہوئے وہ سب ہم پر ظاہر ہیں ہم سب امروں سے باخبر
ہیں تو غم نہ کھا ہم تیرے سب لشکر کو پھر زندہ کر دینگے اور تیری وزیرزادی کو مگر تجھ سے ایک قصور
ایک سخت گستاخی ہماری خدمت میں ہوئی ہے ہم تجکو اُس سے آگاہ کرنے آئے ہیں میں اسوقت
بہشت میں بیٹھا ہوا تھا تیری نانی بھی اور تیرا بھائی ہماری خدمت میں تھا کہ تیرے بھائی نے کہا کہ
خداوند کچھ حال میری بہن کا فرمائیے کہ وہ اسوقت دنیا پر کیا کر رہی ہے میں نے سب واقعہ بیان کیا
جو جو کام تو نے کئے تھے وہ سب سنکے وہ بہت خوش ہوئے اسی حالت میں مجکو یہ [illegible]
کے ظاہر ہوا کہ تو نے سب عیاروں کو اسیر کر لیا ہے اب خواجہ کی اور قران کی فکر ہے [illegible]
کیا تو خواجہ اور قران کو ایک مقام پر پایا کہ جہاں [illegible] میں لا [illegible]
کر کے دونوں کو اٹھوا لیا اور گرفتار کرا لیا اور یہ قصد کیا کہ انکو ذبح [illegible]
[illegible] اسی ارادے سے کہ تیری پتلی بہشت میں پہونچی اور قصد کیا کہ خواجہ اور قران کو [illegible]
سے منع کیا اُسنے نہ سُنا اور کہا کہ ہم کو ملکہ کا حکم ہے کہ خواجہ کو پکڑ لاؤ [illegible]
نے کہا کہ ملکہ سے کہنا کہ خواجہ اور قران خداوند کے پاس ہیں [illegible]
اُس نے کہا کہ اب تو میں ضرور لے جاؤنگی تب مجکو غصہ آیا میں نے [illegible] اسکی طرف [illegible]
طلائی مورتی ہو کر رہ گئی ہمیں سحر و ساحری سے [illegible] کہاں ممکن ہمارے
روبرو سحر کی کیا اصل ہے اور ساحر کی کیا ہستی ہے تو نے نہ خیال کیا کہ کیا سبب ہے جو پتلی واپس
نہ آئی دوسری روانہ کی اُسنے بھی جا کر یہی سرکشی کی آخر وہ بھی اپنی سزا کو پہونچی تیسری آئی
وہ سرکشی پر آمادہ ہوئی وہ اپنی سزا سے نیست و نابود ہوئی تو نے تو تار باندھ دیا چوتھی روانہ کی وہ بھی
جا کر سرکشی کرنے لگی آخر اُسکا بھی وہی انجام ہوا دیکھ لے یہ چاروں مورتیاں وہی تیری پتلیاں ہیں ری
ایوان ہم پر کسی کا سحر اثر کر سکتا ہے ہمارا بچاؤ [illegible] ہم ہی پر اثر کرے تیرا دھیان کدھر تھا بہت
نادانی کی اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا تیرا نور کم ہو گیا اگر ہزار پتلیاں روانہ کرتی سب کا یہی حال
ہوتا کیا آسان تھا میرے پاس سے خواجہ کا لانا اب تو خود ہم کو منظور ہوا کہ ہم اہل اسلام کا خاتمہ
کریں اسی سبب سے تجکو اُن پر غالب کیا سب عیاروں کو اسیر کرا دیا تو نے جو یہ دیکھا تو مغرور ہو گئی
اور یہ خیال کیا کہ میں بھی کچھ ہوں ہم سے مقابلہ پر آمادہ ہوئی تم نے سحر کی پتلیاں روانہ کیں اپنا [illegible] بہشت
میں بھیجا خیر اب ایسی خطا کبھی نہ کرنا جب یہ مجکو معلوم ہوا کہ اب تیرے پاس کوئی پتلی نہ رہی تو
میں نے خیال کیا کہ دنیا پر چل کر تجکو اس حال سے آگاہ کروں تیری پتلیاں جو کہ مورتی بن گئی ہیں
تجکو دکھا دوں اور خواجہ و قران کو بھی تجکو دکھا دوں تاکہ تجکو اطمینان ہو جائے اور تو پھر کبھی ایسی
حرکت نہ کرے بس میں بہشت سے دنیا پر آیا دیکھ یہ خواجہ پڑا ہوا ہے اور یہ قران سب نے مع
ایوان اور سمندر کے دیکھا کہ دراصل خواجہ و قران بیہوش پڑے ہوئے ہیں سب اہل
دربار مع سمندر و ایوان کے کانپ گئے ایوان نے ہاتھ جوڑ کر اور کانپ کر عرض کیا کہ خداوند
میری خطا کو معاف فرمائیں مجکو اس امر کا علم نہ تھا کہ قران اور خواجہ خداوند کے پاس ہیں ورنہ
میں کبھی نہ اپنی پتلیاں روانہ کرتی بھلا میری بھی یہ مجال تھی کہ میں خداوند سے مقابلہ کرتی میں نے

خیال کیا کہ معلوم کیا سبب ہے جو میری پتلی ہوا ئی اس خیال سے دوسری روانہ کی جب وہ بھی آئی اس کی
تلاش میں تیسری روانہ کی جب وہ بھی نہ آئی چوتھی روانہ کی میں نہ جانتی تھی کہ وہ آپ کے پاس جاتی ہیں
اور سرکشی کرتی ہیں اسکی سزا پاتی ہیں خوب ہوا آپ کی مہربانی سے اور طیار کرونگی ایسی حرکت نہ ہوگی
یہ سنکے خداوند نے کہا کہ تو نے خواجہ اور قران کو پہچان لیا ایوان نے کہا کہ جی ہاں خداوند سمندر کی
طرف مخاطب ہوئے اور کہا کہ تم بھی پہچان لو اُسنے کہا کہ میں نے بھی پہچان لیا خداوند نے کہا کہ میں ان کو
تم سب کے سامنے دوزخ میں ڈالے دیتا ہوں یہ کہکر فرشتہ عذاب سے کہا کہ انکو دوزخ میں ڈالدے
فرشتہ عذاب نے ایک ہاتھ سے دونوں کو اُٹھا کر دوزخ میں ڈالدیا یعنی خواجہ نے نذر زنبیل کر لیا
یہ معجزہ دیکھا پھر سب ایک مرتبہ سجدے کو جھک گئے جب سے خداوند آئے ہیں سب کھڑے
ہیں کوئی بیٹھا نہیں ہے کئی مرتبہ سجدے کر چکے ہیں جب سر سجدے سے اُٹھایا تو ایوان نے کہا
کہ اگر خلاف طبع نہ ہو تو میں ایک امر اور عرض کروں خداوند نے کہا کہ بیان کر ایوان نے کہا کہ میری
مرضی ہے کہ میں جلاد کو طلب کروں اور ان سب عیاروں کو آپ کے روبرو قتل کرا دوں خداوند نے کہا
کہ ہم کیوں کر اگر تیرا جی چاہے ہمیں سے حوالہ کر میں انکو تیرے سامنے دوزخ میں ڈالدوں لیکن ان
کے خون میں مبتلا ہوا ایوان نے کہا کہ یہ آپ نے خوب امر ارشاد فرمایا پس میں متوجہ ہوں خداوند نے
کہا کہ تو ان سب پر سے اپنا سحر اُتار لے میں ایک مرتبہ اُٹھا کر سب کو ڈالے دیتا ہوں پس ایوان
نے اپنا سحر اُن پر سے اُتار لیا اور کہا کہ میں نے سحر اُتار لیا پس خداوند نے ایک مرتبہ خیال باندھ کر
سب کو نذر زنبیل کیا اُسی مقام پر سے بیٹھے بیٹھے اور کہا کہ دیکھا تو نے سب کو جیرت [illegible]
سب نے سجدہ کیا سجدے سے سر اُٹھا کر ایوان نے کہا کہ اب وہ جل رہے ہونگے خداوند
نے کہا کہ ہاں جل رہے ہیں دوہائی دے رہے ہیں یہ کہا صدا آرہی ہے کہا تو تماشا اُنکے جلنے کا دیکھے
گی اور سیر بہشت کریگی مجھکو تیری خاطر اسقدر منظور ہے کہ میں بیٹھے بیٹھے تجھکو سیر بہشت کراتا ہوں
اور اپنے خدائی کا تماشہ دکھاتا ہوں ایوان نے کہا کہ اگر آپ کی مہربانی ہو تو میں اپنے دشمنوں
کو جلتے ہوئے دیکھوں کہا کہ اچھا سمندر سے کہا کہ تم بھی دیکھو گے سمندر نے کہا کہ جی ہاں
اسی طور سے سب اہل دربار سے کہا سب نے اپنی خواہش ظاہر کی خواجہ نے خیال کیا تھا
کہ آج سب کا خاتمہ کرو جب سب نے خواہش ظاہر کی خداوند نے کہا کہ آؤ میں سیر کرا دوں
عیاروں کے جلنے کا تماشہ دکھا دوں یہ کہنا تھا کہ ایوان سب سے پہلے چلی اُسکے ساتھ اُسکے
سردار اُنکے عقب میں سمندر اور اُسکے سردار اُنکے عقب میں گرداب فتام وغیرہ اور ان کے
کل سردار باشتیاق سیر بہشت طرف خداوند کے چلے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ ہم پہلے پہونچ جائیں
تاکہ ہم پہلے دیکھیں بھلا یہ کب ممکن تھا کہ زندگی میں بہشت کی سیر ہو ایک سے ایک پر ایک
گرا پڑتا ہے ایک تلاطم مچا ہوا ہے دربار پر ادنیٰ و اعلیٰ کو اشتیاق ہے اسوقت یہ کسی کو تمیز نہیں
ہے کہ ہم نوکر ہیں یہ آقا ہیں نوکر اپنے مالک کو گرائے دیتے ہیں یہ اسوقت سب بدحواس ہیں فرط
خوشی سے نوبت باینجا رسید قصہ مختصر ایوان سب سے پہلے قریب اُس کے پہونچی خداوند
نے اپنی بغل کشادہ کی اور کہا کہ اسکے اندر دیکھ ایوان نے دونوں ہاتھ ٹیک کر خداوند کے
[illegible] جس تخت پر کرسی بچھی ہوئی تھی جھانکا جیسے جھانکا ہوں جو ذرا سما آ دیتی ہیں
ایوان نذر زنبیل ہو گئی اسوقت ایسا ہاؤ تھا اور تلاطم تھا کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی

کہ کیا ہوا یہ بھی کسی نے نہ دیکھا کہ ایوان کدھر گئی اب تو خواجہ نے جسقدر سردار ایوان کے تھے اسی طریقہ
سے سب کو نذر زنبیل کر لیا جو جاتا تھا یہ خیال کرتا تھا کہ وہ سیر کرکے دوسری طرف چلا گیا جب تو خداوند
نے ہم کو طلب کیا یہ نہ خیال کرتا تھا کہ کدھر گیا خداوند نے یہ طریقہ کیا تھا کہ اودھر دیکھنے کو سردار جھکا
پیچھے سے ہاتھ دیکر ذرا سہارا دیا وہ زنبیل میں تھا اس پھرتی اور چالاکی سے ہاتھ آتا تھا کہ نہ
اسکو محسوس ہوتا تھا نہ دوسرے کو نظر آتا اسکا داخل زنبیل ہونا معلوم ہوتا تھا وہ ایسے ہاتھ تھا کسی کو کسی
کی خبر بھی نہ تھی اپنی اپنی سب کو پڑی تھی خواجہ نے یعنی خداوند نقلی نے جب سردار ایوان مع
ایوان نذر زنبیل کیے ایک سے منہ سمندر سے کہا کہ تم بھی آؤ تم کو بھی سیر کرادوں ایوان تو مع اپنے
سرداروں کے سیر کرکے گئی یہ سنکے سمندر بڑھا اسکا بڑھنا تھا کہ اسکے سردار چلے جیسے ہی سمندر
قریب منڈھی کے پہونچا اور قصد کیا کہ میں بھی جاکر بہشت کی سیر کروں کہ ایک صدا آئی کہ او
سمندر کیا غضب کرتا ہے ٹھہر جا ایسا غضب نہ کرنا کہ تخت پر ہاتھ رکھکر چھٹکارا ورنہ زندہ
درگور ہو جائے گا ارے او نادان تو کیسا عقل مند ہے کہ تو یہ خیال نہیں کرتا ہے کہ کہاں بہشت
اور کہاں دنیا بھلا خداوند کیونکر آسکتے ہیں انکو کیا غرض ہے کہ وہ اپنی راحت ترک کرکے دنیا پر آئیں
اپنے کام کو انکو کیا غرض ہے کہ وہ عیاروں کو اسیر کریں ارے کم بخت یہ خواجہ عمر ہین
حضرات میں تو کچھ نہ تھی خبردار ہو ایوان اور اسکے سرداروں سے ہاتھ دھو ان سب کو خواجہ
نے نذر زنبیل کر لیا تم سب ایسے اندھے ہوگئے کہ ایک نے بھی نہ دیکھا اسی طور سے سب کو
نذر زنبیل کرتے لیں یہ صدا آئی سمندر تھا کہ ایک ستارہ آسمان پر سے ٹوٹ کر گرا اور زمین
پر آکر شق ہوا ایک دھواں سا پیدا ہوئی اور اس ستارے سے ایک ساحر پیدا ہوا اسنے آکر سمندر کا ہاتھ پکڑ کر
اپنی طرف کھینچا اور کہا کہ او سمندر خبردار ہو بڑا غضب ہوا تھا اگر میں نہ آتا تو خواجہ نے سب کا
خاتمہ کردیا تھا یہ سنکر اسنے کہا کہ یہ خواجہ ہیں اور یہ منڈھی ہے اور وہ پشت پر قران ہین خواجہ
نے عیاری کرکے سب عیاروں کو رہا کیا اور ایوان کو نذر زنبیل کر لیا تم لوگ ایسے نادان
تھے کہ تم سب فقرے میں آگئے کچھ خیال نہ کیا اسنے سمجھا تا یہ کہکر سحر کیا کہ تمام منڈھی
پر آگ برسنے لگی خواجہ اسی طور سے بیٹھے رہے قران سے کہا کہ میں نے تو خاتمہ کردیا تھا
مگر نہ معلوم یہ کہاں سے آگیا ابھی سمندر کی زندگی باقی ہے خیر اب کی بچ گیا اب کی خاتمہ
کرونگا جب اس ساحر نے سحر کیا اور سمندر سے یہ کہا سمندر کا جو دشمن آیا اسکو ہوش آیا سبب
تھا کہ اس بوے مشک و عنبر نے سب کو بے خود کر رکھا تھا کسی امر کا خیال نہ تھا جب اس ساحر نے
آکر سحر کیا اور سمندر کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو سب کو ہوش آیا اسنے آتے ہی یہ سحر کیا تھا کہ جس
قدر بوے مشک و عنبر ان سب کے دماغ میں تھی اور بارگاہ میں پھیلی ہوئی تھی سب اس سحر
کے اثر سے برطرف ہوگئی سب کے حواس درست ہوگئے اب سمندر نے اسکو دیکھا کہا
کہ تم کون ہو اسنے کہا کہ اے سمندر تم تخت پر چل کر بیٹھو تو میں بیان کروں اتنے عرصہ میں وہ آگ
سب برطرف ہوگئی جو اسنے سحر سے برسائی تھی منڈھی پر سب سب بر [illegible] منڈھی کے [illegible]
یہ خیال کیا تھا کہ خواجہ جل گئے ہونگے کیونکہ اسنے سب کو اس امر سے خوب اچھی طرح سے
واقف کردیا تھا کہ یہ خواجہ ہیں خداوند نہیں ہیں سب کو معلوم ہوگیا تھا جس وقت وہ آگ
برطرف ہوئی سمندر اپنے تخت پر آکر بیٹھا ساحروں نے سحر کرنا شروع کیا کسی نے آگ

تھا دو برس کے بعد اُسی دن جاتا تھا یا اُسی مہینہ میں اُسی دن جو کہ مقرر تھا اُسکے خلاف نہ جاتا تھا یہان
جب کوئی مصیبت ہوتی تھی تو پوشیدہ جا کر کمک کرکے چلا آتا تھا اسکا سحر یہ ہے کہ ستارہ بنکر جاتا ہے
اور کمک کرکے چلا آتا ہے کسی کو ظاہر بھی نہیں ہوتا ہے چنانچہ سمندر کی کمک کو بھی اُسی طور سے آیا
تھا اور صدا دی تھی سمندر نے دیکھا کہ سمندر نے اس صدا پر کچھ خیال نہ کیا تو ناچار ہو کر اسنے اپنے
کو ظاہر کیا سمندر اسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور اسکو ہمراہ لیکر دربار میں آیا اور اپنے تخت
کے برابر کرسی پر بٹھایا سب نے جب یہ ظاہر ہوا تھا تو دیکھا تھا کہ ایک شخص قد آور شنجرفی رنگ کی
پارچہ کا تھا اور ایک کرتہ پہنے تھا سر پر کلاہ تھی بال بڑے بڑے تھے جس طور سے اور ساحر
کے سینہ سے آنکھ سے کان سے شعلے نکلتے ہیں اسکے منہ سے نہیں نکلتے ہیں نہ سانپ وغیرہ لپٹے
ہیں ہاں قشقہ سیندور کا دیا ہوا ہے آدمی خوبصورت ہے جوگی وضع سب دیکھکر حیران ہوئے
کیونکہ ان لوگوں نے کبھی اسکو نہ دیکھا تھا سوا سمندر کے یہ سمندر کی ملاقات کو بھی آتا
تھا تو ایک مقام اسکے لیے سمندر نے مقرر کیا تھا کہ وہاں آتا تھا وہاں سوا سمندر
کے کوئی اور نہ ہوتا تھا اسوقت اسنے ناچار ہو کر الفت سمندر میں اپنے کو ظاہر کیا جو سب
نے دیکھا بس یہ برابر سمندر کے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ سمندر نے دو تقریر کی اور کہا کہ کیونکر
آپکو خبر ہوئی خوب وقت پر کمک کی مزاج تو اچھا ہے کیونکر آنا ہوا اسنے کہا کہ مزاج تو اچھا ہے
تمھاری الفت کھینچ لائی اور اس طور سے خبر ہوئی کہ تم ڈیڑھ برس سے ملاقات کو نہیں گئے
تھے ہر وقت تمھارا خیال رہتا تھا کئی مرتبہ قصد کیا کہ بذریعہ نامہ کے دریافت کروں مگر
پھر یہ خیال ہوا کہ شائد تم شہر میں نہ ہو کسی اور مقام پر کسی ضرورت سے گئے ہو اس سبب
سے نہ آئے ہو تو خرابی ہو میرا نامہ بر تباہ پھرے لہذا تھوڑا زمانہ تمھارے جانے میں خود
باقی ہے جب تم جاؤ گے سب معلوم ہو جائیگا اس سے نامہ وغیرہ نہ تحریر کیا مگر ہر وقت
فکر رہتی تھی چنانچہ آج میں ابھی اُسی ایوان میں بیٹھا تھا کہ جہاں تصویریں تم سب دوستوں کی
لگی ہوئی ہیں میری نگاہ تمھاری تصویر پر تھی کہ یکایک اُس میں تغیر ظاہر ہوا میں پریشان
ہوا کہ یہ کیا سبب ہے بس میں اوراق ساحری جو اُٹھا کر تمھارا حال دیکھا تو یہ ظاہر ہوا کہ تم
کو خواجہ لشکر اسلام کا عیار قتل کیا چاہتا ہے کوئی ایوان نہ طاقی ہے اسکو اسیر کر لیا ہے خداوند
سامری کی صورت بنکر عیاری کی ہے اب سمندر کو اسیر کرنے کی فکر میں ہے اور سمندر اسکے
فقرے میں آگیا ہے بس میں یہ حال دیکھکر اوراق کو اُسی مقام پر رکھکر چلا کہ تم کو چلکر خبردار
کروں میں اپنے طریقہ سے آیا یہاں آکر دیکھا کہ دراصل خواجہ خداوند بنے ہوئے ہیں اور
تم واقف اُنکے جانتے ہو میں نے صدا دی تم نے کچھ خیال کیا مگر پورے طور سے نہ خیال کیا
جب میں نے دیکھا کہ تم نے کچھ اچھی طرح نہ خیال کیا تب میں نے ناچار ہو کر اپنے کو
ظاہر کیا یہ بھی اُس میں تحریر تھا کہ خواجہ نے مشک و عنبر کے ساتھ بیہوشی ملا کر
سب کو کسی قدر بدحواس کر دیا ہے کہ اُنکی عقل میں فتور آگیا ہے میں نے سحر کرکے اُس
بیہوشی کو تم سب کے دماغ سے دور کیا خواجہ پر سحر کیا کہ تم سب کے حواس
درست ہوگئے تم نے مجکو پہچانا آئے سمندر یہ امر اوراق سے ظاہر ہوا تھا کہ خواجہ
نے یہ تدبیر کی تھی کہ پہلی پتلیان ایوان کی اس طور سے پکڑ لیں یہ کہکر نقل لئے سب

اُنکو اس تقریر کی سزا دونگا ہون اودھر خواجہ نے اُسکے تیور دیکھکر پہچان لیا کہ یہ اس قصد سے آتا ہے کہ میرے اوپر
حملہ کرے خواجہ نے ایک حبشی زنبیل سے نکال کر گوشہ مین کھڑا کر دیا اس سے کہا کہ جب یہ ہاتھ بڑھاوے تو
اسکو پکڑ کر اندر کھینچ لینا اور دس جوتے مار کر باہر پھینکدینا اُسنے کہا بہت خوب خواجہ پاؤن پھیلا کر بیٹھے
شمشلاق نے کہا کہ خواجہ چلے آؤ یہی ہین خیر ہی خواجہ نے جواب دیا کہ اگر کچھ طاقت ہو تو ہمکو نکال
لیجاؤ یہ جو خواجہ نے کہا شمشلاق کو غصہ آیا سمندر اور اہل دربار منع کرتے رہے اُسنے ایک کی
نہ سُنی اسی قصد سے ہاتھ بڑھایا کہ پاؤن پکڑ کر کھینچ لون کہ اُس حبشی نے گوشے سے نکل کر اُسکا ہاتھ
پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ منہ کے بل آ گرا اُسنے وہین جوتے خوب زور زور مارے اور پھر باہر پھینکدیا یہ
حال کو سنکر [illegible] اُٹھا اور قصد کیا کہ سر کرون خواجہ نے منڈھی سے کہا کہ اب یہان سے مجکو لیے چلو
منڈھی سے کہکر سمندر سے کہا کہ ہم جاتے ہین سمندر نے کہا کہ تشریف لیجاتے ہین بس منڈھی
اڑ کر چلی خواجہ تو ادھر جاتے ہین حال آپ آن کی داستان کی تحریر ہوتی ہے انشاء اللہ جلد
سوم مین تحریر ہوگی شمشلاق منہ دیکھا [illegible] ذلت اٹھائی اور بہت خفیف ہو کر ذلت اٹھا کر واپس آیا سمندر نے کہا
بہت [illegible] تسلیم کیا اور کہا کہ جو ہم تحریر اس [illegible] خفیف ہوا خواجہ [illegible] دیا بس سمندر نے گرداب کو
ورزحل [illegible] سمندر [illegible] رواں ہے اب دیکھئے اسکا حال کہان پر جلد سوم مین تحریر ہوتا ہے
خواجہ منڈھی پر سوار جاتے ہین [illegible] سردار ون [illegible] کے اپنے سردار
مقام پر تمام ہوئی اب باقی حالات جار و ناچار مین انشاء اللہ تعالی تحریر ہوتے

ختم الکتاب

ہزار ہزار سپاس اس کریم مطلق کا کہ جس نے مجھ سے ناچیز کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا اور یہ ہمت دی کہ اُسکی قدرت
کاملہ سے یہ مرتبہ پایا کہ میرا کلام بھی پسند اور صاحبان قدر ہوا شکر ہے اُس خالق مطلق کا کہ
جس نے ایک لفظ کن سے طباق فلکی و زمان پیدا کیا احسان ہے خدا کا شکر ہے کہ اُسکی عنایت سے
جلد دوم دفتر آفتاب شجاعت تحسین و خوبی ہوئی اب یہ امید اُسکی ذات سے ہے کہ پسند ناظرین
ہوا اور ناظرین میری عرق ریزی پر خیال فرما کر خلعت تحسین و آفرین سے سرفراز فرمائین ناظرین
کی خدمت مین یہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ انشاء اللہ جو جو مقامات جلد دوم مین باقی رہے ہین تحریر
ہونے سے اگر جناب معلی القاب کرم گستر شریف اور معدن لطف و کرم مخزن جود و سخا جناب بابو
پراگ نراین صاحب دام اقبالہ حکم فرمائینگے تو فقیر ناچیز انکو جلد سوم مین تحریر کریگا جب ناظرین
انکو ملاحظہ فرمائینگے تو لطف مزید پائینگے اور میری عرق ریزی کی داد عنایت فرمائینگے وہ ایسے
مقامات اور عجائبات ہین کہ ملاحظہ فرمانے سے تعلق رکھتے ہین اب یہ ناظرین کی خدمت مین میری گذارش
ہے کہ اگر کوئی عیب اس جلد مین ہو اسکو اپنے دل مین مثل عروس کے پوشیدہ فرمائین کیونکہ
انسان مرکب ہے خطا اور نسیان سے شاید کوئی کم یا نقص نظر آئیگا تو ناظرین کی عنایت سے امید ہے
کہ وہ عیب پوشی فرمائینگے اور خلعت انعام سے مجکو سرفراز فرمائینگے زیادہ والسلام خیر ختام